بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ مورخہ ۲۷۔جمادی الاول ۱۳۴۲ھ نمبر ۱۸

مذہبی کانفرنس

منت خدا را کہ آں چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

پہلا اجلاس

جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا تھا ۲۸۔دسمبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے زیر اہتمام اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں مذہبی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا، حاضرین کی تعداد کی کیفیت یہ تھی کہ تمام ہال بھرا ہوا تھا، کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی، بہت سے شائقین گیلری میں بیٹھنے پر مجبور ہوئے، بعض جگہ ناکافی ہونے کی وجہ سے باہر کھڑے رہے، اجلاس اول کے صدر حضرت امیر قوم مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے ایل ایل بی منتخب ہوئے، آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں کانفرنس کے اغراض و مقاصد کو مختصراً بیان کیا، اور فرمایا کہ ہمیں کامور مذہبی میں وسیع القلبی اور فراخ دلی اختیار کرنی چاہیئے، اور دوسرے مذاہب کے پیرؤں کے نقطۂ نگاہ کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے، کہ ہم دوسرے مذاہب کے لیڈروں اور مقدس ہستیوں کے متعلق ہمیشہ ادب اور عزت کا اظہار کریں، کانفرنس میں حصہ لینے والوں اور لیکچراروں کے متعلق آپ نے فرمایا، ہر ایک لیکچرار کے لئے ضروری ہے، کہ وہ اپنی تقریر کی بنیاد اپنی الہامی کتاب رکھے [illegible] سے دلائل پیش کرے، اسی سلسلہ میں آپ نے اس عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا ذکر کیا، جو ۱۸۹۶ء میں لاہور ہی میں منعقد ہوئی تھی، جس میں حضرت مسیح موعود کا بے نظیر مضمون پڑھا گیا تھا، اور جس میں [illegible] مختلفہ کے قابل ترین نمائندوں نے بھی حصہ لیا تھا، اس کے بعد ۱۹۰۹ء میں کلکتہ کی عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے جسٹس آنریبل مسٹر مترا نے کلکتہ میں اسی قسم کی مذہبی کانفرنس کا انصرام کیا، جس کا انعقاد اس کے بعد ۱۹۱۱ء میں بھی ہوا، اس حساب سے موجودہ کانفرنس جس میں آج ہم سب شریک ہیں تقریباً ۱۲ سال کے عرصے کے بعد منعقد ہوتی ہے، [illegible] اس زمانہ میں تمام ہندوستان میں کوئی کانفرنس اس نوعیت کی [illegible] ہوئی،

[illegible] و مقاصد کانفرنس پر تقریر کرتے ہوئے جناب صدر نے فرمایا، کہ کانفرنس کے سامنے اس وقت جو سوال ہے، وہ یہ کہ ''مذہب کا کیا مقصد ہے''، اسی مضمون پر تمام لیکچرار اپنے اپنے مذہب کے مطابق روشنی ڈالیں گے، اور اپنی الہامی کتاب سے اس سوال کا جواب دیں گے، کسی کو یہ حق نہ ہوگا، کہ وہ دوسرے مذہب پر کوئی حملہ کرے، اس کے بعد جناب صدر نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا،

پہلا لیکچر

اس اجلاس میں سب سے پہلا لیکچر پنڈت [illegible] جی ایم۔اے کا تھا، آپ آریہ سماج وچھووالی لاہور کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے، اور سماج کی طرف سے ہی [illegible] آپ کا لیکچر تھا، کامل ایک گھنٹہ میں آپ کا مضمون ختم ہوا، یہ مضمون پاکیزہ اردو میں لکھا ہوا تھا، لیکچرار نے وید مقدس کے رو سے مختلف مدارج زندگی کو [illegible] کیا، اور اپنے لیکچر کے بعض مقامات کو وید کے حوالوں سے [illegible] کیا، لیکن ہمارے خیال میں جو سوال کانفرنس کے سامنے تھا، اس پر آپ کے لیکچر سے بہت ہی کم روشنی پڑی، اس میں [illegible] وید کے جاننے والے عموماً انسانی زندگی کے چار [illegible] بیان کیا کرتے ہیں، لیکن سوال تو یہ تھا کہ مذہب کا دنیا میں کیا مقصد ہے، اس سوال کا جواب محض مدارج زندگی بتا دینے سے بن نہیں پڑتا، بہرحال پنڈت صاحب قابل شکریہ ہیں، کہ انہوں نے اپنے خیالات سے حاضرین کو مستفید ہونے کا موقع دیا،

دوسرا لیکچر

دوسرا لیکچر ہمارے محترم دوست خواجہ کمال الدین صاحب کا تھا، جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نمائندے کی حیثیت سے کانفرنس میں لیکچرار ہوئے تھے، آپ نے اپنے انداز خصوصی سے فلسفیانہ رنگ میں ''مقصد مذہب'' پر روشنی ڈالی، اور قرآن مجید کی آیات بینات سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ مذہب اسلام کا مقصد یہ ہے کہ قوائے انسانی کو بتدریج ترقی دی جائے، اور رفتہ رفتہ کمال تک پہنچایا جائے، آپ نے فرمایا کہ انسان میں قدرت نے بہت سے قویٰ مخفی رکھے ہیں، مذہب کا کمال یہی ہے، کہ ان مختلف قویٰ کی آبیاری کرے، اور رفتہ رفتہ ان کو کمال تک پہنچائے، چنانچہ قرآن شریف جو اسلام کی الہامی کتاب ہے۔ ابتداء ہی میں اس غرض کو صاف لفظوں میں بیان فرماتا ہے،

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ . . . . . . فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

لفظ فلاح کی تفسیر کرتے ہوئے قابل لیکچرار نے فرمایا کہ اس کے معنی یہی ہیں کہ تمام قویٰ انسانی کو اپنی اپنی جگہ استعمال کر کے تکمیل کو پہنچایا جائے، اور جب انسان تکمیل کو پہنچ جاتا ہے، تو وہ مفلح کہلاتا ہے، غرض آپ کا لیکچر نہایت فلسفیانہ، مدلل اور دلچسپ تھا، تمام حاضرین ہمہ تن گوش ہوکر سنتے رہے،

دوسرا اجلاس

اسی دن ۲۸۔دسمبر کو تین بجے سے پانچ بجے شام تک کانفرنس کا دوسرا اجلاس ہوا، اور صدر جناب خواجہ کمال الدین صاحب منتخب ہوئے، اس اجلاس میں سب سے پہلا لیکچر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا تھا، مولوی صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں تزکیہ نفس پر زور دیتے ہوئے قرآن مجید کی آیات کو پیش کیا، اور ساتھ ساتھ حسب عادت اردو اور فارسی کے اشعار سے بھی اپنی تقریر کو دلچسپ بنانے کی کوشش کی، مولوی صاحب کے بعد مسٹر [illegible] صاحب کا لیکچر تھا، آپ لاہور کی ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن کی طرف سے شریک ہوئے تھے، اور مسیحیت کے نقطۂ نگاہ کو پیش کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، آپ نے انجیل مقدس سے ''مقصد مذہب'' پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی، مگر افسوس ہے کہ بعض مقامات ان کے لیکچر میں ایسے تھے، جن کو اصل موضوع سے تعلق نہ تھا، اور نہ ہی وہ کانفرنس کے اصول کے مطابق تھے، اس لئے وہ انہیں حذف کرنے پڑے،

تیسرا اجلاس

کانفرنس کا تیسرا اجلاس ۲۹۔دسمبر کو منعقد ہوا، اور ۱۰ بجے سے ۱ بجے تک رہا، اس اجلاس کے صدر جناب رائے صاحب لالہ [illegible] رام صاحب پریذیڈنٹ برہمو سماج منتخب ہوئے، سب سے پہلے [illegible] دھرم سبھا لاہور کی طرف سے پنڈت [illegible] نے اپنا مضمون پڑھا، اور موضوع مقررہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے وید مقدس اور اپنشدوں کے حوالجات پیش کئے، آپ کا لیکچر بھی کامل ایک گھنٹہ میں ختم ہوا،

اس کے بعد لالہ رام پرکاش کو برہمو سماج لاہور کی طرف سے اور [illegible] صاحب آریہ سماج انارکلی لاہور سے تقریر کرنے والے تھے، لیکن افسوس کہ دونوں صاحبان بعض وجوہ سے اپنا اپنا مضمون قلمبند نہ کر سکے، اور چونکہ کانفرنس کے اصول کے مطابق صرف لکھا ہی مضمون پڑھا جاتا تھا، اس لئے یہ دونوں بزرگ عملی طور پر شریک ہو سکے، اور اپنا اپنا مضمون نہ پڑھ سکے، اس لئے یہ قرار پایا کہ کانفرنس کا ایک اور اجلاس جنوری ۱۹۲۴ء کے آخری اتوار کو منعقد ہو، جس میں یہ صاحبان نیز دوسرے حضرات بھی جو مضمون پڑھنا چاہیں، اپنا اپنا مضمون سنائیں۔ چونکہ اس اجلاس میں دیر اور اپنا وقت نہ دے سکے، اس لئے حاضرین نے خواجہ کمال الدین صاحب سے درخواست کی کہ وہ اس وقت میں کسی مذہبی امر پر تقریر کریں، چنانچہ خواجہ صاحب نے تعلیم مذہب کو عملی جامہ پہنانے [illegible] اور دلکش تقریر کی، اور آخر میں ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ دونوں قوموں کی فلاح اسی میں مرکوز ہے کہ ان کے تعلقات خوشگوار ہوں،

بقیہ صفحہ اول

[illegible] اور معنے

ان آیات کے ایک اور معنی نظام القرآن کے مصنف مولانا حمید الدین صاحب نے اختیار کئے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ایک حد تک صحیح ہوں، سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے، کہ عربوں کا عام بیان یہ ہے کہ جب کوئی فوج گراں کسی طرف کا رخ کرتی ہے، تو مردہ خوار پرندوں کا غول ساتھ ساتھ ہوا میں اڑتا چلتا ہے، نابغہ کہتا ہے، ترجمہ: ''ان کے ہم کے ساتھ پرندوں کا غول چلتا ہے'' ابونواس کا شعر ہے: ''ہمارے ممدوح کی فوج کے ساتھ پرندے ہیں کیونکہ اس کے فاتح ہونے کا ان کو یقین ہے''

۳۶ھ میں بصرہ میں جنگ جمل واقع ہوئی تھی، حجاز میں اس لڑائی کا حال اسی دن معلوم ہو گیا تھا، کیونکہ غول در غول پرندے کٹے ہوئے اعضاء (ہاتھ) [illegible] میں لئے ہوئے ادھر ادھر اڑ رہے تھے،

(تاریخ طبری واقعہ جمل)

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ فاعل طیر نہیں ہے، بلکہ ترمیهم جو اللہ تعالیٰ کا بھی فاعل ہے، اس تفسیر کی رو سے آیت کے معنی یہ ہوں گے:۔

''تو نے دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی مخفی تدبیر کو بیکار نہیں کر دیا، اس نے ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے، تو ان کو پتھر سے مارتا تھا، پھر خدا نے ان کو کھائے ہوئے بھس کی مانند کر دیا۔''

خدا اس سورۃ میں اپنے متعدد احسانات گناتا ہے، اول یہ کہ اس نے ان کی تدبیر بیکار کر دی۔ دوسرے یہ کہ اس نے ان کے ساتھ ساتھ پرندوں کے غول بھیجے، کہ ان کی لاشوں کی نجاست سے صحن حرم وغیرہ کو پاک کر دیں، تیسرے یہ کہ اتنے بڑے لشکر کو بے دیار سنگ اندازی سے شکست دے دی،

مؤرخین یورپ

واقعہ کے اخیر فقرہ سے مؤرخین یورپ نے یہ نتیجہ پیدا کیا ہے کہ اصل واقعہ اتنا ہے، کہ ابرہہ رومیوں کی مدد کو فوج لے کر نکلا۔ راہ میں اس کی فوج چیچک کی وبا سے برباد ہو کر رہ گئی، حبش میں اسی زمانہ میں چیچک کی وبا کا پھیلنا غیر اسلامی روایات سے ثابت ہے چنانچہ حبش کے ایک سیاح نے اپنے سفرنامہ میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے چیچک کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں اس بیماری کا نشو و نما اور ترقی تقریباً اسی زمانہ سے ہے، یورپین وغیرہ اس بیماری سے بہت پرہیز کرتے ہیں، کیونکہ متعدی ہے۔

ایک چشم دید واقعہ

بس اس واقعہ سورۃ فیل میں تاویلات کرنا یا اس کا انکار کرنا بدعت ہے۔ چنانچہ دلیل یہ ہے کہ میرے ایک بڑے دوست [illegible] قریشی من محلات امروہہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے جسم پر [illegible] کے پتھر کی ایک چیونٹی لگی تھی جس کی وجہ سے [illegible] جہاں وہ چیونٹی لگی تھی گلنی شروع ہو گئی حتیٰ کہ تمام جسم گل [illegible] باوجود طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج کے کچھ بھی آرام نہیں ہوا۔ اور اسی مرض میں ان کا انتقال بھی ہو گیا اور خاکسار نے اسی واقعہ کو سورۃ فیل کے ثبوت میں حضور اقدس من حضرت مسیح موعود علیہ السلام و مولانا نورالدین صاحب حضور خلیفہ اول اور دیگر اصحاب کے روبرو جو یہاں موجود تھے بیان بھی کیا تھا حضرت اقدس یا مولانا نورالدین صاحب نے کسی قسم کا انکار نہیں کیا۔ ایک مولوی صاحب میرے محب بہاء الدین صاحب جو اس زمانہ میں مکہ شریف میں تھے انہوں نے بذریعہ خط کے اطلاع دی کہ انہیں رویا ہوئی ہے کہ فلاں شخص کے جسم میں آگ لگ گئی ہے۔ اور سر سے پیر تک وہ جل گیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا۔ الحاصل الامر اور معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور سحر میں اسباب مخفیہ ہوتے ہیں [illegible] استدراج اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا۔ اور نہ اس میں استدراج والے کو بالآخر کامیابی ہوتی ہے۔ اور یہ بھی سنت اللہ ہے کہ ہمیشہ معاصرین منکرین نبی اور رسول کو کامیابی نہیں ہوتی اور منکرین آخر کار عاجز ہو جاتے ہیں۔ اور نیز یا وجود یکہ جس فن میں معاصرین کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ اسی فن کے لحاظ سے معجزہ بھی ظہور پذیر ہوا کرتا ہے اور کسی معاصر کو ان کے بالمقابل آخرکار کامیابی نہیں ہوتی

کے بھی قائل ہیں، اس لئے جواب میں بھی آپ ہی کی تفسیر سے، اور آپ کے امام کا قول پیش کرتا ہوں، القمی عن الصادق قال سبب نزول هذه السورة . . . . . . ان الله عز وجل امر رسوله فی النوم ان یدخل المسجد الحرام ویطوف ویحلق مع المحلقین فاخبر اصحابه وامرهم بالخروج فخرجوا الخ (تفسیر صافی صفحہ ۴۶۹) لو مولوی امرتسری صاحب آپ کا مفسر امام جعفر صادق سے یہ حدیث نقل کرتا ہے کہ سورۃ فتح کا سبب نزول یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں اپنے رسول کو حکم دیا، کہ وہ مسجد الحرام میں داخل ہوگا، اور طواف کعبہ کرے گا، اور سر منڈا ہوا دے گا، پس آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو اس خواب سے اطلاع دی، اور ان کو حکم دیا کہ باہر نکلو پس وہ نکلے یا روانہ ہوئے،

جناب من اب فرمایئے کہ حضرت امام مجدد علیہ السلام پر کونسا اعتراض وارد ہوتا ہے، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے خواب دیکھی اور اسی کی بنا پر روانہ ہوئے، اور حدیبیہ کے مقام پر روکے گئے، اور وہیں ارکان عمرہ ادا کر کے واپس ہوئے، واپسی کے وقت سورۃ فتح کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، اور اسی میں اس اجتہادی غلطی کا ازالہ فرمایا گیا، قرآن کی وحی کے ذریعہ لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله الخ (س الفتح) اب صاف ظاہر ہے کہ خواب دیکھ کر روانہ ہوئے تھے جس کی تعبیر اس سال نہ تھی، آپ کا مفسر سید عمار علی صاحب عمدۃ البیان میں یوں رقمطراز ہے "رسول خدا صلعم نے حدیبیہ میں جانے سے پیشتر خواب میں دیکھا، کہ مع اصحاب کے امن اور آرام سے مکہ میں داخل ہوا ہوں، اور بال سر کے منڈوائے ہیں، اور کتروائے ہیں، حضرت نے اس خواب کو اصحاب کے روبرو بیان کیا، اصحاب نے یہ سنکر تصور کیا، کہ تعبیر اس خواب کی اسی سال میں واقع ہوگی، اور حضرت نے سامان سفر طیار کیا اپنے روانگی مکہ کے اور اصحاب کو حکم روانگی کا دیا، الخ (صفحہ ۲۶۵ عمدۃ البیان) اب حضرت نے حکم روانگی کا صحابہؓ کو دیا، اور خود بھی سامان سفر طیار کیا، پھر اس غلطی کو جو تعبیر میں واقع ہوئی متعلق خواب کے، قرآن کی وحی متلو نے رفع فرمایا، لتدخلن المسجد الحرام الخ مگر یاد رکھو کہ قرآن کے وحی متلو میں کوئی حکم نہیں، کہ حج اور عمرہ کے لئے روانہ ہو جاؤ، بلکہ صرف خواب ہے، اور سورۃ فتح کی آیات حدیبیہ سے واپسی پر نازل ہوئیں، اور اسی میں لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق لتدخلن المسجد الحرام الخ واقع ہیں۔ لتدخلن کے لفظ پر غور کرو، اور خواب حضرت نے حدیبیہ سے اول دیکھی۔

اب جناب مسیح موعود علیہ السلام کی بات اور تفسیر کی صداقت تو خود قرآن فرماتا ہے، بلکہ تمہارے تشیع کی تفاسیر بھی انہی کے قول کی مؤید اور اس کی تصدیق کرتی ہے، فقہمہ میں نے دو تین اوراق میں مولوی امرتسری کے تمام رسالہ کی حقیقت طشت ازبام کر دی ہے،

اگر در خانہ کس ہست حرفے بس است

ذکر احباب

برادرم عبدالکریم صاحب علاقہ چکول سے لکھتے ہیں کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے، اگر پنجاب سے کوئی آدمی یہاں بھیجا جائے، تو نہایت مفید ہوگا، غیر مذاہب میں بھی اشاعت اسلام کے لئے میدان کھلا ہے،

ہمارے دوست سردار [illegible] سنگھ صاحب جاگیردار ضلع [illegible] کی اہلیہ صاحبہ ۲۰ دسمبر ۱۹۲۳ء کو انتقال فرما گئی ہیں، اسی وجہ سے سردار صاحب شریک جلسہ نہ ہو سکے، سردار صاحب مسلمان ہیں اور ہم سے تعلق رکھتے ہیں، جملہ احباب مرحومہ کا جنازہ پڑھ دیں، اللہ تعالیٰ سردار صاحب اور ان کے عزیزان اکرام سنگھ و احسان سنگھ صاحبان کو صبر عطا فرمائے جو ہمارے سلسلہ میں شامل ہو چکے ہیں،

چودھری سردار خاں صاحب اب خدا تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں، اور تبلیغی دورہ میں مصروف ہیں، احباب کی دعاؤں کی خاص ضرورت ہے، کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرمائے،

ہمارے جوان ہمت بھائی سید یاسین شاہ صاحب باوجود سخت سردی اور ضعف پیری کے اشاعت اسلام کے کام میں بہت کوشش فرما رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے، ہمارے ایک مہربان نے اس عربی عقاب کو پھانسنے کی بہت کوشش کی، کہ کسی طرح یہ کمڑی کے جالے میں پھنس جائے، لیکن اسے سخت ناکامی ہوئی،

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جہاں ہم اشاعت اسلام کے کام میں مشغول ہوتے ہیں، وہیں ہمارے دربان جو منہ پر تو ہماری تعریف کرتے ہیں، لیکن باطن میں سخت مخالفت کرنے کے عادی ہوتے ہیں، میدان تبلیغ میں جا کر ہماری نسبت طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلانی شروع کر دیتے ہیں، اور جو لوگ ہماری مدد پر ہوتے ہیں انہیں کبھی تو ملازمت کا لالچ دیتے ہیں، اور کبھی ہمیں کافر بنا کر انہیں بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جب اس سے بھی کام نہیں چلتا تو ہمارے خلاف لٹریچر پھیلانا شروع کر دیتے ہیں، اور اپنے زعم باطل میں اسی بات کو تائید و دعوت و تبلیغ اسلام سمجھتے ہیں، کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں، کہ خدا کا یہ نور ان کی پھونکوں سے بجھ جائے گا؟۔ یہ پودہ اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا ہے، اور یہ روز بروز بڑھے گا۔ اور دنیا کے کناروں تک پہنچکر رہے گا، وہ جتنی چاہیں ٹھریں لگا لگا کر ہمارے خلاف لٹریچر پھیلائیں،

برادرم محمد عزیز الحق صاحب علاقہ سیام سے لکھتے ہیں، کہ جب آپ کے مشنری چین جانے کے لئے ہندوستان سے روانہ ہوں، تو انہیں بذریعہ تار اطلاع دی جائے، تاکہ وہ انہیں اپنے بندرگاہ پر لے کر چند روز اپنے پاس ٹھہرا سکیں، برادر موصوف نے دو سال کی کوشش سے ۴ عیسائیوں اور ایک ہندو کو مسلمان کیا ہے اور ابھی کئی آدمی زیر تبلیغ ہیں، چونکہ آپ سیامی زبان سے بخوبی واقف ہیں، اس لئے ہماری چند کتابیں اس زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں، جو انشاء اللہ اشاعت اسلام و تبلیغ سلسلہ کے لئے مفید ثابت ہوں گی، سیام میں پچاس ہزار مسلمان ہیں، جن میں اسلامی روح پھونکنے کی سخت ضرورت ہے، عیسائی پادری باوجود کئی مدارس ہسپتال وغیرہ رکھنے کے سخت ناکام ہیں، برادر موصوف چاہتے ہیں کہ ہماری انجمن ان کی امداد کے لئے کوئی آدمی وہاں بھیجے، تاکہ ہر دو ملکر اشاعت اسلام کے کام کو زور سے جاری رکھ سکیں،

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے انجمن نے مسلمانان چین کی امداد کے لئے ایک مشن بھیجنا تجویز کیا ہے، جو دو بھائیوں یعنی مولوی احمد صاحب اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب پر مشتمل ہوگا، جو انشاء اللہ فروری کے شروع میں ہندوستان سے روانہ ہو جائیں گے، اور برادران سٹریٹ سٹلمنٹ، سماٹرا، جاوا، بورنیو، سیام وغیرہ سے ملتے ہوئے چین کے اندرون علاقہ میں کام شروع کریں گے، مسلمانان چین نے بذریعہ تار اس مشن کو خوش آمدید کہا ہے، جملہ احباب دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو دنیا کے تمام ممالک میں اشاعت اسلام کیلئے توفیق عطا فرمائے،

برادر سید تجمل حسین صاحب جزائر غرب الہند سے تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ احمدیہ کو ان علاقہ جات میں بہت قبولیت حاصل ہو رہی ہے، جوں جوں مسلمانوں کو عیسویت سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے توں توں وہ احمدی تعلیم کی خوبیوں کے قائل ہوتے جاتے ہیں، ہمارے مخالفین نے ہندوستانی ملاؤں کی مدد سے ہمارے خلاف بہت لٹریچر شائع کیا، لیکن میدان اشاعت میں وہ ردی سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتا، ہمارے خلاف تو مسلمانوں کو بھڑکایا جاتا ہے، لیکن انہیں یہ نہیں بتایا جاتا، کہ عیسائیوں کے حملوں کا کیا جواب دیا جائے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالفوں کو بھی ہمارا سہارا لینا پڑتا ہے، انشاء اللہ ان جزائر میں جماعت بہت جلد ترقی کرے گی،

مافر لقہ سے برادر الہادی صاحب لکھتے ہیں، کہ وہ ایک لمبے دورہ پر اندرون ملک میں گئے ہوئے تھے، واپسی پر خط ملا جس سے اتحاد اسلامی کی ایک نئی روح ظاہر ہوتی ہے، یہ نہایت ضروری امر ہے کہ اس علاقہ میں ایک زبردست اسلامی مشن قائم کر کے مسلمان نوجوانوں کو اسلام پر پختہ کیا جائے، اخبار لائٹ بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ آپ کی انجمن کو چاہیئے، کہ جلد ہماری خبر لے، انشاء اللہ ہم بھی ہر طرح آپ کی امداد کریں گے،

سید قدرت شاہ صاحب ایڈیٹر مسلم سنگا پور سے لکھتے ہیں کہ گذشتہ ہفتہ اتوار کے لیکچر کے بعد دو نوجوان امریکن عیسائی ان کے ساتھ گفتگو کرنے لگے، وہ میتھوڈسٹ مشن سے تعلق رکھتے تھے، اور حال ہی میں امریکہ سے آئے تھے، ہماری تبلیغی کوشش اور مسلم اخبار کی بہت تعریف کرنے لگے، اور اسلامی کتابوں کے مطالعہ کے شوق کا اظہار کیا، جس پر میں نے انہیں چند کتابیں دیں اور مزید کتب کے لئے انگلستان کا پتہ دیا، ایک کاپی اسلامک ریویو کی بھی دی گئی، دوران گفتگو میں ان سے کہا گیا، کہ عیسائی پادریوں کا کام نہایت بے دردانہ اور پر غلط ہے، کیونکہ وہ تبلیغی کام بچوں اور بیماروں میں کرتے ہیں، جن کی نہ تو عقل پختہ ہوتی ہے اور نہ ہوش ہے، کہ سچائی جھٹلانی میں فرق کر سکیں، ایسی تبلیغ دینی خدمت نہیں بلکہ بے رحمی اور سنگدلی کی نشانی ہے، کہ ایک بچہ اور مریض کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا جائے، برخلاف اس کے مسلمان میدان تبلیغ اسلام کرتے ہیں، اور ان لوگوں کو مخاطب کرتے جو ہوشمند ہوتے ہیں، نتیجہ وہ ہوتا ہے جو انگلستان میں ظاہر ہے، ہر دو پادریوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ واقعی بیمار اور بچوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ان میں مذہبی تبلیغ کرنا نہایت ظلم ہے، اور وہ عام پادریوں سے اس بارہ میں متفق نہیں ہیں، پھر انہوں نے دریافت کیا، کہ مسلمان مسیح کو کیا مانتے ہیں، میں نے کہا خدا کا برگزیدہ نبی، اس پر انہوں نے خوشنودی کا اظہار کیا اور ملنے کی آرزو ظاہر کی،

اسی طرح چند دن ہوئے کہ ایک بڑے پادری نے جو ایک عیسوی سکول سے تعلق رکھتے ہیں، اسلام کے بارے میں ایک چٹھی لکھی، اور استدعا کی کہ جو تقاریر ہماری آپس میں اسلام و دیگر مذاہب پر ہوں وہ اخبار مسلم میں شائع ہوں، اس نے مجھ سے اسلام پر ایک مختصر چٹھی لکھنے کی استدعا کی، جو لکھ دی گئی ہے، اور جسے اخبار میں شائع کر دیا جائے گا، اس میں مختصر طور پر اسلامی اصول کی برتری کو ظاہر کیا گیا تھا، اور عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دی گئی لیکن پادری صاحب نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا، خدا کے فضل سے بڑے زور سے تبلیغی کام جاری ہے، خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے،

برادر محمد اکبر صاحب کشمیر سے لکھتے ہیں کہ چند یوم ہوئے [illegible] برادر قادر آہنگر کی ہمشیرہ کی شادی تھی، چونکہ وہ احمدی تھے، اس لئے خطبہ نکاح جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب نے پڑھا، اور خوام کو کا مضمون کشمیری زبان میں سمجھایا، اور اغراض نکاح اور زن و شو کے تعلقات پر از روئے قرآن خوب روشنی ڈالی، اور لوگوں کے ذہن نشین کیا، کہ اگر نکاح میں فلاں لوگ زن و شو کے تعلقات پر اچھی طرح روشنی ڈال دیا کریں تو بہت سے معاملات خانگی کی اصلاح ہو سکتی ہے، یہ تحریک نہایت مفید ہے، اور ہمارے نوجوان برادران محلہ [illegible] انجمن کی بہت [illegible] انہیں نوجوانوں نے اسلامیہ ہائی سکول کے جلسہ کے موقعہ پر نہایت [illegible] پیمانہ پر آرائش کی تھی، جس کا سب لوگوں پر بڑا اثر ہوا، اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو ہمت اور طاقت دے کہ وہ اپنی ساری قوم کو خدمت دین کے لئے اپنا ہم خیال بنا سکیں، اس وقت تک ہمارے [illegible] کے نوجوانوں نے قابل تعریف صبر اور استقلال سے کام لیا ہے سب سے بڑھکر ہماری جماعت کے سکرٹری محمد قاسم شاہ صاحب نے بیماری [illegible] کے ماتحت [illegible] کی ثابت قدمی دکھائی ہے ان کی اہلیہ صاحبہ کو ان کے سسرال نے روک لیا، کہ شاہ صاحب کے احمدی ہو جانے کے باعث نکاح ٹوٹ گیا ہے، اور تا وقتیکہ احمدیت سے توبہ کر کے حضرت [illegible] کو گالیاں نہ نکالیں، وہ مسلمان نہیں کہلا سکتے [illegible] نہ ان کی اہلیہ نہیں مل سکتی ہے، مگر شاہ صاحب نے باوجود تنگی اور اپنے والد صاحب کی ضعیف العمری کے اپنے عقائد پر ثابت قدمی دکھائی، اور اب نکاح ثانی کی تجویز کر رہے ہیں، جملہ احباب دعا کریں، کہ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کے لئے نکاح ثانی مبارک کرے اور اس میں ان کیلئے دینی و دنیاوی برکات رکھ دے،

الحمد للہ کہ ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی طبیعت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے، [illegible] کے بعد پرسوں آپ کا بخار اتر گیا، فالحمد للہ علی ذلک، شاہ صاحب موصوف اپنے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جو ان کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہے، اب آپ کو صرف کمزوری بہت ہے، سب احباب دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ کچھ طاقت بھی عنایت فرمائے، اور آپ پھر دین کی خدمت میں مصروف ہوں،

مجاہدین اسلام یعنی جماعت احمدیہ کے نئے ممبر

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے، کہ باوجود مخالفین کی شرارتوں اور فتاوے کفر و ضلالت کے جماعت احمدیہ باقاعدہ طور پر ترقی کرتی جا رہی ہے، اور گو ہماری طرف سے کوئی باقاعدہ کوشش اس امر کے لئے نہیں ہو رہی، تاہم ہمارے بھائی انفرادی کوششوں سے جماعت کی ترقی میں کوشاں ہیں، بعض علاقہ جات میں خاص کوشش اور جد و جہد سے کام ہو رہا ہے، لیکن اکثر بھائی اپنے اس فرض سے غافل ہیں، اگر سال رواں میں ہر ایک بھائی پکا عہد کر لے کہ وہ اپنے ساتھ ایک آدمی کو ضرور ملا لے گا، تو بفضل خدا ایک سال میں جماعت دوگنی ہو سکتی ہے، اور اشاعت اسلام کا کام مختلف مراکز عالم میں زیادہ ترقی پذیر ہو سکتا ہے، جماعت کی ترقی پر ہی اس کام کا دارومدار ہے، کیونکہ جب ہمارے اخراجات مستقل ہیں تو ان کے پورا کرنے کے لئے مستقل معطیوں کی ضرورت ہے، اور یہ اسی صورت سے ممکن ہے، کہ مسلمانوں میں سے ایک بڑی جماعت اس بات کی بیعت کرے، کہ وہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھاتی ہے، اور یہی مقصد ہماری جماعت میں شمولیت کا ہے،

حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے بارے میں فرمایا ہے:
"... یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ یہ سلسلہ اب کسی ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا، یہ ضرور بڑھے گا، اور پھلے پھولے گا، اور خدا کی بڑی بڑی برکتیں اور فضل اس پر ہوں گے، اس کا وعدہ ہے کہ وہ ہماری دعوت کو زمین کے تمام کناروں تک پہنچا دے گا،" اس لئے ہمارے احباب کو جماعت کی ترقی اور تنظیم میں خاص کوشش کرنی لازمی ہے،

نمبر	نام	ضلع یا سکونت
(۱)	ولی محمد صاحب ولد فاضل محمد صاحب	رر منظفرگڑھ
(۲)	خواجہ غلام رسول صاحب خواجہ بازار	رر کشمیر
(۳)	محمد سکندر صاحب ولد غلام رسول صاحب	رر
(۴)	محمد عمر صاحب	رر آگرہ
(۵)	منشی غلام حسین صاحب گگزار مدرس	رر لائلپور
(۶)	سید اشفاق علی صاحب	رر گجرات
(۷)	یار محمد صاحب ولد محمد بخش صاحب	رر منظفرگڑھ
(۸)	میاں عیسے صاحب ولد [illegible] صاحب	پونچھ
(۹)	عبدالکریم صاحب	رر
(۱۰)	چوہدری فضل داد صاحب	ضلع گجرات
(۱۱)	عبدالرحیم صاحب	رر ڈیرہ غازیخاں
(۱۲)	غلام احمد صاحب ولد علی شاہ صاحب	کشمیر
(۱۳)	میر محمد امین صاحب	رر
(۱۴)	غلام محمد صاحب ولد عزیز ڈار صاحب	رر
(۱۵)	عزیز خاں صاحب ولد رسول خاں صاحب	رر
(۱۶)	غلام محمد صاحب ولد خدا بخش صاحب	رر
(۱۷)	غلام محمد بچہ صاحب ولد بہاؤ لال بچہ صاحب	رر
(۱۸)	حبیفور خاں صاحب	ضلع پشاور
(۱۹)	میاں اصغر علی صاحب	رر منٹگمری
(۲۰)	غلام محمد صاحب بی. اے. بی. ٹی،	رر لاہور
(۲۱)	محمد رمضان صاحب مہاجیہ	رر
(۲۲)	نذیر احمد صاحب	رر
(۲۳)	شیخ دوست محمد صاحب	رر
(۲۴)	غلام محمد صاحب	رر
(۲۵)	محمد اقبال صاحب	پونچھ
(۲۶)	علی محمد خاں صاحب	جموں
(۲۷)	حسین شاہ صاحب	کشمیر
(۲۸)	عبدالواحد صاحب	ضلع پشاور
(۲۹)	چوہدری نعمت خاں صاحب سب جج	رر سیالکوٹ
(۳۰)	عبدالغنی خاں صاحب	رر فیروزپور
(۳۱)	مولوی نور احمد صاحب	رر پشاور
(۳۲)	بشیر احمد صاحب ولد عزیز الدین صاحب	رر منظفرگڑھ
(۳۳)	رحمت اللہ صاحب	رر گورداسپور
(۳۴)	ننھے خاں صاحب گھڑی ساز	رر گجرات
(۳۵)	سید محی الدین صاحب سید احمد شاہ صاحب	رر بمبئی / کشمیر
(۳۶)	رائے سید اللہ صاحب ولد رائے ہاشم صاحب	رر منظفرگڑھ

نمبر	نام	ضلع یا سکونت
(۳۷)	مولوی الف دین صاحب	رر راولپنڈی
(۳۸)	عطاء اللہ صاحب نومسلم	رر لاہور
(۳۹)	محمد حسن خاں صاحب	
(۴۰)	دین محمد صاحب ٹیلر ماسٹر	رر دہلی
(۴۱)	محمد خواجہ کبور صاحب	رر رہتک
(۴۲)	حامد علی صاحب ولد محمود علی صاحب	حیدرآباد دکن
(۴۳)	عبدالسلام صاحب نومسلم	ضلع گوڑگانوں
(۴۴)	احمد اللہ صاحب ولد مولوی محمد سعید صاحب	رر لاہور
(۴۵)	مولوی غلام احمد صاحب ولد قدرت اللہ صاحب	رر بلند شہر
(۴۶)	رر عبدالرحمن صاحب ولد مولوی عزیز الرحمن صاحب	رر لاہور
(۴۷)	شیخ محمد خاں صاحب ولد شیخ کریم بخش صاحب	رر پشاور
(۴۸)	خواجہ جمال الدین صاحب سوداگر	رر جہلم / رر جموں
(۴۹)	عبدالعزیز صاحب ولد وہابو صاحب	کشمیر
(۵۰)	فخرالدین صاحب قریشی	ریاست بہاولپور
(۵۱)	غلام حسین صاحب پٹواری	ضلع منظفرگڑھ
(۵۲)	رر رر رر ولد مولوی عبدالحق صاحب	کشمیر
(۵۳)	محمد قاسم شاہ صاحب	رر
(۵۴)	محمد زمان صاحب ترک	
(۵۵)	قاضی میر ہزار صاحب ولد قاضی محمد عارف صاحب ضلع منظفرگڑھ	رر
(۵۶)	قادر بخش صاحب بلوچ ولد امام بخش صاحب	رر رر
(۵۷)	ماسٹر ابراہیم صاحب	رر بیجاپور
(۵۸)	مولوی عبدالمجید صاحب	رر شملہ
(۵۹)	علی احمد خاں صاحب ولد اختر محمود خاں صاحب	رر راولپنڈی
(۶۰)	عبدالحق صاحب ولد کریم بخش صاحب	رر لائلپور
(۶۱)	حسن صاحب ولد حسین صاحب سوداگر	رر بیجاپور
(۶۲)	فضل الدین صاحب بزاز	رر پشاور
(۶۳)	چراغ الدین صاحب بزاز	رر رر
(۶۴)	شیر محمد صاحب قاضی	رر منظفرگڑھ
(۶۵)	غلام احمد صاحب بلوچ	رر
(۶۶)	عبدالرزاق صاحب	رر
(۶۷)	عبدالرشید صاحب	رر لاہور
(۶۸)	محمد سعید صاحب ولد مستری عنایت اللہ صاحب	رر رر
(۶۹)	شیخ ظہور الحق خاں صاحب	رر بلند شہر
(۷۰)	رر عبدالحق صاحب	رر لاہور
(۷۱)	مولوی رحیم بخش صاحب	رر
(۷۲)	میاں فضل احمد صاحب	رر میرٹھ شہر
(۷۳)	غلام مصطفےٰ صاحب ولد غلام محمد صاحب	رر ہزارہ
(۷۴)	رر حسن رر رر رر	کشمیر
(۷۵)	عبدالعزیز خاں صاحب	رر
(۷۶)	سید احمد حسین شاہ صاحب ای. اے. سی.	لاہور
(۷۷)	عبداللطیف صاحب [illegible]	گجرات
(۷۸)	عطاء اللہ صاحب	لاہور
(۷۹)	خواجہ نظام الدین صاحب	رر
(۸۰)	مولوی ابوالفضل صاحب	رر
(۸۱)	رر تجمل حسین صاحب	ہزارہ
(۸۲)	رر عبدالحق صاحب	رر
(۸۳)	مقرب خاں صاحب	رر
(۸۴)	قاضی عبدالعزیز صاحب محکمہ نہر	پشاور
(۸۵)	سید احمد صاحب اوورسیر نہر	شیخوپورہ
(۸۶)	فضل احمد خاں صاحب	جہلم
(۸۷)	نواب سراج الدین خاں صاحب	شہر پشاور
(۸۸)	محمود حسین صاحب	لاہور
(۸۹)	فقیر محمد صاحب ولد عطا محمد صاحب	دہلی
(۹۰)	منشی عبداللہ شاہ صاحب	ضلع شاہپور
(۹۱)	غلام محمد صاحب	رر کشمیر
(۹۲)	غلام رسول خاں صاحب بارکزئی	رر سیالکوٹ
(۹۳)	نور احمد صاحب ولد سید احمد شاہ صاحب	کشمیر
(۹۴)	محمود صاحب ولد احمد گل صاحب	ضلع پشاور
(۹۵)	محمد صاحب ولد صاحب گل صاحب	رر رر
(۹۶)	امام الدین صاحب	رر رر

نمبر	نام	ضلع یا سکونت
(۹۷)	عبدالغنی صاحب	ضلع پشاور
(۹۸)	غلام داؤد صاحب	رر رر
(۹۹)	حسین شاہ صاحب	رر رر
(۱۰۰)	غلام حبیب صاحب	رر انبالہ
(۱۰۱)	سکندر شاہ صاحب	رر پشاور
(۱۰۲)	برکت علی صاحب	وزیرآباد
(۱۰۳)	فیروزالدین صاحب	رر
(۱۰۴)	شیخ محمد ابراہیم صاحب	ضلع لائلپور
(۱۰۵)	رر محمد صدیق صاحب	رر جہلم
(۱۰۶)	محمد قاسم صاحب	رر سیالکوٹ
(۱۰۷)	چوہدری محمد حسین صاحب	سرگودھا
(۱۰۸)	رر قدرداد صاحب	رر
(۱۰۹)	بڈھے خاں صاحب	ضلع گجرات
(۱۱۰)	شیخ الٰہ بخش صاحب	رر سیالکوٹ
(۱۱۱)	چوہدری غلام قادر صاحب	رر
(۱۱۲)	رر فیض علی صاحب ذیلدار	رر گوجرانوالہ
(۱۱۳)	میاں غلام نبی صاحب	رر لاہور
(۱۱۴)	منشی عبدالغفار صاحب	رر رر
(۱۱۵)	میاں حیات اللہ صاحب	رر
(۱۱۶)	رر غلام نبی صاحب	رر سیالکوٹ
(۱۱۷)	چوہدری نبی بخش صاحب	رر رر
(۱۱۸)	میاں نبی بخش صاحب	رر رر
(۱۱۹)	چوہدری خیرالدین صاحب	ریاست کپورتھلہ
(۱۲۰)	میاں عبدالقادر صاحب	رر رر
(۱۲۱)	رر سلطان احمد صاحب	
(۱۲۲)	چوہدری غلام باری صاحب بی اے	ضلع گوجرانوالہ
(۱۲۳)	عبدالسلام صاحب	ملک کابل
(۱۲۴)	عبدالحق صاحب	ضلع کوہاٹ
(۱۲۵)	محمد شریف صاحب	رر
(۱۲۶)	مرزا مسعود بیگ صاحب	رر گجرات
(۱۲۷)	محمد عبدالرحمن صاحب	رر لاہور
(۱۲۸)	ظہور الدین صاحب	رر گوجرانوالہ
(۱۲۹)	قادر داد صاحب ولد میاں جنڈوڈا صاحب	رر منظفرگڑھ
(۱۳۰)	محمد شریف ولد فیروز صاحب	رر ہزارہ
(۱۳۱)	صفیع اللہ صاحب	رر رر
(۱۳۲)	نصیرالدین صاحب	رر رر
(۱۳۳)	محمد خلیل صاحب	رر رر
(۱۳۴)	الٰہی بخش صاحب	رر
(۱۳۵)	محمد خطیب صاحب	رر رر
(۱۳۶)	فضل الٰہی صاحب	رر رر
(۱۳۷)	عالم دین صاحب	
(۱۳۸)	اصغر علی صاحب	جموں
(۱۳۹)	غلام احمد صاحب ولد سودجو صاحب	لاہور
(۱۴۰)	قادر میر ولد صمد میر صاحب	کشمیر
(۱۴۱)	غلام محمد صاحب ولد عبدالعزیز صاحب	رر
(۱۴۲)	نور محمد صاحب ولد ابراہیم صاحب	رر
(۱۴۳)	غلام محمد صاحب ولد عبداللہ صاحب	رر
(۱۴۴)	قادر صاحب ولد عبداللہ صاحب	رر
(۱۴۵)	محمد عبداللہ صاحب	سیالکوٹ
(۱۴۶)	محمد حسین صاحب	
(۱۴۷)	علی محمد صاحب	رر
(۱۴۸)	منشی غلام قادر صاحب	ڈیرہ غازی خاں
(۱۴۹)	سید تاج حسین صاحب بی. اے.	ضلع منظفرگڑھ
(۱۵۰)	عنایت محمد صاحب مولوی عابد شاہ صاحب ضلع منظفرگڑھ	لاہور
(۱۵۱)	سید محمد شفیع صاحب	رر [illegible]

باقی آئندہ

(نوٹ، بعض اضلاع میں تبلیغ احمدیت کا کام بالکل بند پڑا ہے، کیا ہمارے دوست اس طرف توجہ فرمائیں گے،

محمد منظور الٰہی.

تازہ خبریں

ہندوستان

کیا زمیندار کی عملہ ادارت احمدی ہے؟

کاسگنج ۸ جنوری۔ زمیندار کا موجودہ عملہ اخبار کو مرزائیت کے قعر ذلت کی طرف لیجا رہا ہے۔ اور یہ بات مسلمانوں کے لئے زبردست نقصان کا باعث ہوگی۔ کیونکہ "زمیندار" کو سنیوں کا زبردست اخبار سمجھا جاتا تھا۔ اس نے خلافت کی تحریک میں زبردست حصہ لیا تھا ہم چاہتے ہیں کہ ذمہ دار اصحاب فوراً اسطرف توجہ کریں کہ مرزا نواز حکمت عملی بہت خطرناک ہے۔ (موسیٰ رضا خان رئیس)

نظام عالم مشن کی سرگرمیاں

۶۶۰ ہنود مشرف بہ اسلام

بھساول۔ ۱۰ جنوری۔ منیاری میں نجیب اللہ نظام عالم مشن کانپور کے زیر اہتمام ہنود کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں گل بھلی۔ کھوسر نہالی گاؤں۔ لوناڈی۔ اور نیاتا کے آدمی شریک تھے۔ اسلام کے متعلق ایک تقریر کی گئی۔ ۶۶۰ آدمی مسلمان ہوئے۔

(محبوب خان بھساول)

پنڈت مالوی اور مہاتما گاندھی

رہائی کیلئے اسمبلی میں قرارداد

الہ آباد۔ ۲ جنوری۔ پنڈت مدن موہن مالوی نے مسٹر گاندھی کی فوری رہائی کی قرارداد اسمبلی کے اجلاس میں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

مولانا عبد الباری کے ارشادات

کوکاناڈا۔ ۱۲ جنوری۔ مولانا عبد الباری لکھنوی نے اس فتوے کے متعلق جو بعض اخبارات میں ان کے نام سے شائع ہوا ہے مولانا شوکت علی کو حسب ذیل پیغام ارسال کیا ہے۔

میں اتحاد ہندو مسلم کو طویل غور و خوض کے بعد پسند کر چکا ہوں۔ اور اسکے استحکام کو مذہبی فرض سمجھکر اس کے لئے کوشاں ہوں۔ میں نے ہمیشہ خلوص کے ساتھ اپنے دوست گاندھی جی کی [illegible] کی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اتحاد کے لئے کوشش کی۔ اب یہ میرا اعتقاد مقصد ہے۔ اور جو لوگ اس میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ انہیں معاف نہیں کرسکتا۔ میں اپنے حقوق قربان کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن اسلام میں خفیف ترین کمزوری دیکھنے کو تیار نہیں۔

مشتہرہ فتوے سراسر جعلی ہے۔

جی۔ آئی۔ پی ریلوے کی ہڑتال

بمبئی۔ ۴ جنوری۔ ماٹنگا سٹیشن پر جی۔ آئی۔ پی ریلوے کی ورکشاپ میں تقریباً ½ ۵ ہزار مزدوروں نے ہڑتال کردی تھی۔ اور ورکشاپ بند ہوگئی تھی۔ آج وہ کھل گئی۔ اور مزدوروں نے امن کے ساتھ پھر کام شروع کردیا۔ تمام ملازمین دوبارہ کام پر چلے گئے ہیں

بمبئی میں پولیس کی سرگرمیاں

انسداد قمار بازی کی کوششیں

بمبئی۔ ۴ جنوری۔ بمبئی کی پولیس سرگرمی سے [illegible] ان مقامات کے منتظمین کے نام لکھ رہی ہے جہاں گھوڑ دوڑ۔ روئی اور سٹے سے متعلق قمار بازی کی جاتی ہے۔ چند قمار خانوں کے منتظمین مجسٹریٹ کے روبرو پیش کئے جا چکے ہیں۔ اور ان پر جرمانہ ہو چکا ہے۔

تجارت پارچہ میں کساد بازاری

بمبئی ۴ جنوری۔ آج ایک دوسری کارمل "ایمپرا یڈورڈ مل" نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ تجارت بوجہ صنعت پارچہ بافی میں کساد بازاری واقع ہوگئی ہے۔ لہٰذا ۱۵ / ۱۴ جنوری کو بند کردیا جائے گا۔ یہ تیسری مل ہے جس نے اس قسم کا اعلان شائع کیا ہے۔ اس مل کے بند ہونے سے ۵ ہزار مزدور اثر پذیر ہوں گے۔

قومی میلہ کا انتشار

مدراس۔ ۴ جنوری۔ مولانا شوکت علی۔ بی اماں۔ مولانا حسین احمد ڈاکٹر کچلو۔ ڈاکٹر محمود۔ مولانا کفایت اللہ۔ احمد سعید۔ ابوالکلام۔ مسز سروجنی نیڈو۔ اور چند دیگر حضرات کوکناڈا یہاں آپہنچے ہیں۔

ہاوڑا میں چار مسلمانوں کی گرفتاری

ہوڑا۔ ۴ جنوری۔ پولیس نے انوار کے فسادات کے سلسلہ میں چار مسلمانوں کو گرفتار کیا ہے۔ رنجیرہ ابھی تک پولیس کا پہرہ قائم ہے لیکن قصبہ میں سکون ہے۔

ممالک غیر

یونان کا کابینہ مستعفی ہوگیا

ایتھنز ۴ جنوری۔ آج مجلس ملیہ میں کرنل گوناٹس نے اعلان کیا کہ حکومت مستعفی ہوگئی۔

ترکی اخبار نویسوں کی بریت

قسطنطنیہ تین اخبار نویس جنپر آغا خان کا مکتوب شائع کرنیکے سلسلہ میں غداری کا الزام لگایا گیا تھا بری کر دیئے گئے۔ عدالت کے تماشہ بینوں نے اخبار نویسوں کی رہائی پر مسرت کے نعرے بلند کئے۔ جج نے کہا کہ اگرچہ آغا خان کے مکتوب کا مطلب یہ تھا کہ جمہوریہ کے خیالات میں پریشانی پیدا کی جائے۔ اور اس میں بعض الفاظ قانون غداری کی زد میں آتے تھے لیکن عدالت کو یقین ہو گیا ہے کہ اخبار نویسوں اور مکتوب کے مصنف کے درمیان کسی قسم کی مفاہمت نہ تھی۔ عدالت نے ترکی اخبارات کی تعریف کی جنہوں نے اکثر نازک مواقع پر جرأت و استقلال کا ثبوت دیا ہے۔

یونان کی سیاسی حالت

موسیو وینزیلوس پر توقعات

لنڈن ۴ جنوری۔ ڈیلی ٹیلیگراف یونان کی سیاسی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے ان واقعات کے متعلق پیشین گوئی کی ہے جو مستقبل قریب میں واقع ہونے والے ہیں۔ اس اخبار نے اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ ایسے نازک مواقع پر موسیو وینزیلوس جیسے مدبر کی خدمات کام آئینگی۔

"ڈیلی ٹیلیگراف" لکھتا ہے کہ تین ہفتوں تک زبردست مباحثہ ہونے والا ہے۔ اسمیں پوری آزادی قائم رکھنے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔

سب اوورسیر، اوورسیر، سب انجینئر کلاسز کے پراسپکٹس

منیجر سول انجینئرنگ کالج پشاور سے مفت طلب فرمائیں

پانچسو صفحہ کی کتاب مفت

حضرت علامہ سید ابو البرکات صاحب محقق دہلوی جانشین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے صداقت احمدیت پر ۱۴۴ دلائل درج فرمائے، دلائل پیچ در پیچ نہیں، بلکہ اس کی تردید کرنے والے کو ۱۴۳ روپیہ انعام بھی مقرر کیا، جو اس قدر مقبول ہوئی کہ ۱۴۳ گھنٹہ میں فروخت ہوگئی، ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے اس پر نہایت عمدہ ریویو کیا ہے، جو آپ ملاحظہ فرما چکے ہوں گے، اب اس کا دوسرا ایڈیشن نہایت احتیاط سے عمدہ کاغذ پر بے حد اضافہ کے ساتھ چھپکر تیار ہوگیا ہے، یعنی پہلا ایڈیشن ۳۶۹ میں ختم ہوا تھا، اور اس مرتبہ پانچسو صفحے ہیں، ہر احمدی کی اس کے متعلق یہ رائے ہے کہ یہ کتاب ہر احمدی کی جیب میں ہر وقت رہنی چاہیئے، اسی واسطے جیبی تقطیع رکھی ہے، حضرت صاحب نے بسلسلہ نیز تمام بزرگوں کی کتابوں کا عطر کھینچکر رکھ دیا ہے، کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس پر اس میں مکمل بحث موجود نہ ہو تاہم ہمارا یہ دعوہ ہے کہ مکمل مطالعہ کے بعد ہر صاحب کتاب واپس کرکے اپنی قیمت واپس منگوا سکتے ہیں، قیمت فی جلد عہ، کتاب جز بندی کی مجلد ہے، منگوانے کا پتہ: منیجر روزانہ دعوت اسلام کوچہ نبیت دہلی

مسلمانوں کی امداد کا غیبی فرشتہ

آل انڈیا میوچل مسلم فیملی ریلیف فنڈ ایسوسی ایشن لاہور

سینکڑوں روپیہ مستقل آمدنی

ہر شہر اور قصبہ میں مسلمان ایجنٹوں کی ضرورت ہے

سینکڑوں روپیہ کی امداد

ہر مسلم مرد و عورت ممبر ہوکر حاصل کرسکتا ہے،
۵ کا ٹکٹ بنام جنرل منیجر روانہ کرکے قواعد و ضوابط طلب کریں

لے غور سے پڑھیے

۔ صوبہ سرحدی میں پشاور ایک تجارتی شہر ہے، جہاں کہ کثرت کے ساتھ مسلمان بھی تجارت کا کام کرتے ہیں، مگر ایک کمی یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کی طرف سے نہ تو کوئی کمیشن ایجنسی علاقہ پشاور میں قائم تھی، اور نہ شہر پشاور میں، اس کمی اور ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہماری طرف سے ایک ایجنسی بمقام چارسدہ ضلع پشاور ۱۹۱۸ء میں بنام حاجی فضل الرحمن میاں زمیندار و منڈی چارسدہ قائم کی گئی، جو ابتدا سے لیکر آجتک بفضل خدا نہایت کامیابی اور دیانت داری سے کام کو چلا رہی ہے، چنانچہ کتاب تجارت موسومہ تجارتی رسائل میں اس ایجنسی کا نام چھپا ہوا ہے، لیکن خاص شہر پشاور میں ایسی کوئی ایجنسی قائم نہ تھی، اس لئے اس کا تدارک یوں کیا گیا، کہ ایجنسی مذکور کی ایک شاخ خاص شہر پشاور متصل کوتوالی تقریباً دو سال سے جاری کی گئی ہے، جو مرکزی ایجنسی کی طرح نہایت کامیابی اور نیک نامی سے اس کام کو چلا رہی ہے، چنانچہ مختلف اضلاع و مقامات سے تاجران اپنا مال از قسم گندم و چنا و چاول، ماش و مونگ وغیرہ بغرض فروخت بھیجتے رہے ہیں، یہ شاخ افغانستان اور پشاور کی ہر قسم کی پیداوار اور اجناس مثلاً بادام، میوہ، پستہ، سانوگی، پستہ خستہ، گڑ، [illegible] تمباکو، چاول، لال وغیرہ پنجاب بھیجتی رہتی ہے، اس ایجنسی کا [illegible] ہے کہ مختلف صوبہ جات ہندوستان کے سوداگروں [illegible] ایجنسی اور اس کی شاخ کی [illegible] اس کی حسن کارکردگی کا [illegible] تاکہ جو تجار پشاور سے کوئی مال یا جنس منگوانا چاہیں یا پشاور بھیجنا چاہیں ان کو سہولت میسر آسکے، پس اگر کسی سوداگر کو افغانستان اور پشاور کی کسی قسم کی پیداوار کی ضرورت ہو، یا وہ پشاور میں اپنا مال یا غلہ یا کوئی اور جنس بغرض فروخت بھیجنا چاہیں، تو وہ ایجنسی [illegible] شہر سے اپنا رابطہ اور تعلق پیدا کریں، شرائط حسب ذیل ہوں

(۱) اگر کوئی سوداگر پشاور یا افغانستان کا کوئی مال یا جنس طلب چاہیں، تو اس کو کم از کم ⅓ حصہ رقم کا بطور پیشگی ادا کرنا ہوگا، اور ایجنسی ہذا موافق آرڈر مال خرید کر روانہ کردے گی، اور مال کی بلٹی بذریعہ بنک یا بنک نہ ہونے کی صورت میں بذریعہ وی پی ارسال کردی جائے گی

(۲) اگر کوئی سوداگر بیرونجات سے کوئی جنس پشاور میں بغرض فروخت بھیجنا چاہیں، تو مال کے موصول ہونے پر ایجنسی ہذا پچاس فیصدی بطور پیشگی قیمت جنس کردے سکتی ہے،

(۳) جس مال پر روپیہ پیشگی دیا جائے، اس مال کے متعلق ایجنسی ہذا کو بدوں اجازت فروشندہ مال اس کی فروخت کا اختیار ہر وقت اور ہر لحظہ کلی طور پر ہوگا، کیونکہ ایجنسی ہذا کوئی سودا لینا نہیں چاہتی، اور حتی الامکان بازاری بھاؤ پر جلد فروخت کرنے کی کوشش کرے گی،

(۴) اگر کوئی سوداگر باہر سے اپنا مال پشاور ایجنسی ہذا میں بھیجے اور ایجنسی ہذا سے کوئی پیشگی رقم کا خواہشمند نہ ہو، جس کا ذکر نمبر [illegible] میں کیا گیا ہے، تو ایجنسی ہذا موصول شدہ مال کو زیر حفاظت رکھے گی اور جب فروشندہ مال فروخت کرنے کی اجازت دے گا تو اس کے بعد فروخت کردیا جائے گا، اور بعد از فروخت روپیہ ادا کیا جائے گا،

ایجنسی ہذا تاجران ہندوستان و پنجاب کو اس کے اطمینان و تسلی کے متعلق اس قدر اضافہ کردینا چاہتی ہے، کہ اس ایجنسی کی ذاتی بڑی جائیداد از قسم اراضی زرعی تحصیل چارسدہ میں واقع ہے، مقدار رقم کمیشن بروئے رواج و عملدرآمد دیگر کمیشن ایجنسیاں پشاور قابل وصول ہوگی، اگر کوئی سوداگر شرح آڑھت معلوم کرنا چاہیں، تو اس کو مفصل فہرست بھیجی جائے گی [illegible] دینے کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ پشاور میں مختلف [illegible] آڑھت مختلف ہے،

المشتہر

حاجی فضل الرحمن و عبد المنان [illegible]
شہر [illegible]

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر منگل اور جمعہ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ — نمبر ۱۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل، مورخہ ۳۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۸ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

احباب کی خدمت میں ایک ضروری تحریک

برادران مکرّم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ جانتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک انگریزی پندرہ روزہ اخبار "لائٹ" جاری کر رکھا ہے، جس کے اجرا سے دو اغراض مدنظر ہیں،

(۱) پہلی غرض تو یہ ہے، کہ ہمارے ملک میں سکولوں اور کالجوں کے طلبہ علی العموم مذہب سے بیگانہ رہتے ہیں، اور موٹے موٹے شعائر اسلام سے بھی ان کو واقفیت نہیں ہوتی، مشہور ہے کہ ایک مرتبہ مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے مسجد میں ایک گریجوایٹ سے کہا، کہ میاں ذرا اذان تو کہہ دو، گریجوایٹ صاحب بغلیں جھانکنے لگے۔ کہ انہیں کلمات اذان معلوم نہ تھے آخر مولوی صاحب ممدوح نے خود اذان دی، مذہب سے اس ناواقفیت کا حیرت انگیز نتیجہ ہے کہ بہت سے طلبہ مسیحیت کے زیر اثر ہو جاتے ہیں، اور اگرچہ علی الاعلان بپتسمہ نہیں لیتے، مگر طبیعت میں کفر والحاد کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے، اسلام پر شبہات و شکوک پیدا ہو جاتے ہیں، اور مذاہب اسلام سے محض نام کا تعلق رہ جاتا ہے، اس جماعت کو جس کی غرض اشاعت اسلام ہو، سب سے پہلے ان فرزندان توحید کی اصلاح کے لئے متوجہ ہونا چاہیئے، اور اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے لائٹ کا اجرا عمل میں آیا ہے، کہ نوجوان طلبہ میں اسلامی مسائل و علوم کی ترویج کی جائے، اور مذہب اسلام کی خوبیاں ان کے دل و دماغ پر نقش کی جائیں، کہ جوانی میں جو نقوش دل پر جمتے ہیں وہی آئندہ ابھرتے ہیں، اور عملی زندگی کی داغ بیل ڈالتے ہیں،

(۲) دوسری غرض سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ بھی کچھ کم اہم نہیں،

خدا کے فضل سے ہمارے معتقدات دن بدن اثر کرنے والے ہیں، دوسری طرف نسل جدیدہ میں ہمارے مضامین کو مطالعہ کرنے کا شوق بڑھ رہا ہے ہمیں سننے دیکھا ہے کہ اکثر طلبہ لائٹ میں سلسلہ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق سوال کرتے رہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل جدید میں اب تحقیقات کی روح پیدا ہو رہی ہے اور نوجوان طلبہ اب سلسلہ کے متعلق معلومات کی تلاش میں ہیں، اس لئے یہی ہمارا فرض ہے کہ ان کی پیاس بجھائیں

کی ضرورت کو پورا کریں،

غرض اشاعت اسلام، اشاعت احمدیت اس اخبار کی علت غائی ہیں، اور اسی لئے اس کی قیمت برائے نام رکھی گئی تھی، ابتدا میں عام قیمت صرف ایک روپیہ دو آنہ رہتی، اور طلبہ سے محض ۸ آنے اور غیر مستطیع طلبہ کو اخبار بالکل مفت دیا جاتا تھا، اب بہت سے دوستوں کے تقاضے سے اخبار کا حجم بڑھا دیا گیا ہے... اور اسی نسبت سے قیمت میں اضافہ ہوا ہے، یعنے عام قیمت ۔ ... اور طلبہ سے صرف ...

اخبار کو مفید اور دلچسپ بنانے کے لئے مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کو جو ابھی ابھی ولایت سے واپس تشریف لائے ہیں، ایڈیٹر مقرر کیا گیا ہے، جو اپنے اوقات کا اکثر حصہ اس کے لئے وقف کرتے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ اخبار کی قیمت اشاعت اسلام کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت ہی کم رکھی گئی ہے، اور یہ بالکل ناممکن ہے کہ صرف چندہ ہی سے اس کے مصارف پورے ہو سکیں، اس لئے میں اپنے احباب کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہوں، یہ دست سوال کوئی باقاعدہ چندہ کے لئے نہیں، بلکہ محض ایک دفعہ عطیہ کے لئے ہے، اور وہ بھی نہ سیکڑوں کا نہ ہزاروں کا، بلکہ صرف پانچ روپے کی حقیر رقم کا، اگر ہمارے احباب میں سے تین سو دوست بھی پانچ پانچ روپے عنایت فرمائیں تو یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے چل سکتا ہے کام کی اہمیت اور رقم مطلوبہ کی حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اس لئے مجھے یقین ہے کہ میری یہ صدا صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی، اور احباب کرام اس عریضہ کے پہنچنے پر پانچ پانچ روپے محاسب صاحب کی خدمت میں ارسال کر دیں گے، میں خود بھی پانچ روپے جمع کرا دوں گا،

میں نے یہ تجویز حسب حضرت امیر کی خدمت میں کاسکر پیش کی تھی، آپ نے نہ صرف اس کو پسند فرمایا، بلکہ خود بھی اس میں شریک ہوئے چنانچہ اس پر جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا، وہ یہ ہے:-

حضرت امیر کا ارشاد

یہ تجویز بہت عمدہ ہے امید ہے کہ احباب خاں صاحب کی اس اپیل کو کہ رقم مطلوبہ کو بہت جلد پورا کر دیں گے، اخبار لائٹ کے ذریعہ سے ہم مسلمان نوجوانوں کے اندر دین اسلام کی سچی محبت پیدا کر سکتے ہیں میں خود بھی خاں صاحب کی تجویز کے مطابق پانچ روپے دینے کا وعدہ کرتا ہوں، اور اپنے سب احباب سے جو استطاعت رکھتے ہیں، اس کی سفارش کرتا ہوں،

محمد علی،

اب میں سب احباب کے عطیات کا منتظر ہوں، خدا تعالےٰ ان کو اس کار خیر میں شریک ہونے کی توفیق عنایت فرمائے،

مصطفےٰ خاں، ناظم اخبارات،

آریہ سماج سے کامیاب مناظرہ

مولوی عصمت اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

مورخہ ۳ جنوری کو خاکسار معہ مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی جالندھر روانہ ہوئے، اور اسی روز آریہ سماج مندر میں گئے، ہمارے جانے سے پہلے تناسخ کے مضمون پر مولوی عبدالحق عباسی صاحب پنڈت دھرم بھکشو کا مناظرہ ہو رہا تھا مناظرے کے خاتمہ پر میں نے کھڑے ہو کر تبادلہ خیالات کے لئے وقت مانگا، مگر پنڈت دھرم بھکشو اور پریذیڈنٹ جلسہ نے وقت دینے سے انکار کر دیا، پھر میں نے چند منٹ اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لئے طلب کئے، مگر وہ بھی نہ دیئے گئے، آخر تمام مسلمان جلسہ گاہ سے نکل کر سڑک پر جمع ہو گئے، اور خاکسار نے ایک مختصر سی تقریر کی صورت میں آریہ سماج کو چیلنج دیا، خاتمہ تقریر پر مسلمانوں نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اللہ اکبر کے نعرے لگائے، دوسرے دن جمعہ کے بعد مسجد عالمگیری میں مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کی توحید پر تقریر ہوئی، جو کہ نہایت ہی شوق اور دلچسپی سے سنی گئی، حاضرین باوجود بارش کے ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھے رہے، اسی اثنا میں آریہ سماج کی طرف سے منظوری مناظرہ کی چٹھی موصول ہوئی، اور ہم سب آریہ سماج مندر کی طرف چل پڑے، اس وقت بارش زور و شور کے ساتھ ہو رہی تھی مندر میں پہنچے، تو پنڈت دھرم بھکشو نے بہ لطائف الحیل مناظرہ سے گریز کرنا چاہا، اور یہاں تک کہہ دیا کہ پانچسو علماء نے تمہارے برخلاف کفر کا فتوےٰ دیا ہے، جب تک جالندھر کے پانچ معزز مسلمان کھڑے ہو کر تم کو مسلمان نہ کہہ دیں گے۔ مناظرہ شروع نہیں ہوگا۔ اس پر تمام مسلمانوں نے کھڑے ہو کر بڑے جوش و خروش کے ساتھ کہا کہ ہم ان کو مسلمان سمجھتے ہیں، یہ ہرگز ہرگز کافر نہیں ہیں، اب تو دھرم بھکشو کو مجبور ہونا پڑا۔ غرض مناظرہ شروع ہوا، اور مولانا مولوی عبدالحق صاحب سائل کی حیثیت سے کھڑے ہوئے، اور دریافت کیا کہ ویدوں سے تناسخ کی دلیل پر کوئی منتر پیش کیا جائے، بہت سے ... میں جب ویدہی اس مسئلہ پر چپ ہیں تو ادھر ادھر کے دلائل سے کام نہیں چل سکتا، پنڈت دھرم بھکشو آخر تک اس مضمون کا کوئی وید منتر پیش نہیں کر سکے، اور قرآن کریم پر اعتراضات کر کے اپنا وقت ٹالتے رہے، مولانا عبدالحق صاحب کی طرف سے ہر اعتراض کا کافی و شافی جواب ملتا رہا، الحمدللہ کہ یہ مناظرہ خاطرخواہ کامیاب رہا اور پنڈت دھرم بھکشو صاحب کو وید منتر پیش نہ کر سکنے پر شرمسار ہونا پڑا۔

باندھ کر بڑے بڑے ممبروں پر کھڑے ہو کر بلند آوازوں سے خطبوں کو سناتے ہیں اور قرآنی آیات و احادیث کو پڑھتے ہیں اب میں اس آیت کو تلاوت کر کے اپنے علاقی بھائیوں غیر احمدیوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ ایسا شخص جس نے اپنے آباو اخوان وغیرہم کو چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ میں یورپ اور امریکہ وغیرہ میں ہمہ تن مصروف ہو کر وہاں گیا ہو کون ہے؟ میں اس کا نام نہیں لیتا۔ تمہیں بتلاؤ۔ اگر نہ بتلاؤ گے تو خاکسار ہی حضرت محمد کے شاگردوں کے نام بتلا دے گا۔ اور اگر پھر بھی نہ مانو تو حشر کے روز اس کا فیصلہ ہو جاوے گا۔ زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تو وکلا بھی کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ جرح اور قتل کا ثبوت پورا ہو جاتا ہے اور پھر بھی وہ جرح کرتے ہیں کہ اسکے جواب سے وکلا طرف ثانی عاجز ہو جاتے ہیں۔ لہذا البغیر علی مؤنہ کے ایسے آیات اور احادیث منبروں پر پڑھ دینے سے کوئی معتد بہ نتیجہ جس کا فائدہ بھی معتد بہ ہو حاصل نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً اس علام الغیوب کے ... دربار میں اور دن بھی وہ ہو جو محشر کا دن اور ہو نفی الضمائر کے کشف، و انکشاف کا دن کہ یوم یکشف عن ساق فرمایا گیا ہے۔

یہ وہ دن ہے جو خاص حضرت خاتم النبیین کا عظیم الشان دن ہوگا جس میں تمام اولین و آخرین آنحضرت صلعم کی شفاعت کبریٰ کے امیدوار ہوں گے۔ اور آپ سے شفاعت کرائینگے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب رباعی کہی ہے

یا صاحب الجمال و یا سید البشر   من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

قطع نظر اور فضائل حضرت مولا علیؓ کے آپ ذہین اور طبع عالی بھی رکھتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق جو طویل القامت تھے۔ اور حضرت مولا علیؓ قصیر القامت۔ اُن دونوں صاحبوں کے درمیان میں تھے۔ دونوں صاحبوں نے فرمایا کہ آپ ہمارے درمیان لنا کے نون کی مانند کالعدم ہیں حضرت مولا علیؓ نے جواباً فرمایا کہ اگر لنا کا نون نہ ہو تو صرف لا ہی رہ جائے جس میں تمام کا انتفاء ہو جاتا ہے (ملفوظات شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) یہ ایک طنز آمیز کلمہ ہے جو فی البدیہہ جواب ہے۔

واضح ہو کہ اس مثل مختلف فیہا میں جس میں دو فریق ہو گئے ہیں اسمیں فضیلت تقدمی اولاً احباب کرام ہی کو ہے کہ الفضل للمتقدم یہ ایک مثل عرب کی ہے جس کو قرآن پاک نے بھی مرعی فرمایا ہے۔

والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا ذالک الفوز العظیم ۔

ومما شجانی اننی کنت نائماً   اعلل من برد لطیب التنسم
الی ان دعت ورقا من غصن ایکۃ   تغرد مبکاھا بحسن الترنم
فلو قبل مبکاھا بکیت صبابۃ   بسعدی شفیت النفس قبل التندم
ولکن بکت قبلی فھیج لی البکا   بکاھا فقلت الفضل للمتقدم

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ ایک شخص عاشق سعدی سے نکاح کرنے کے لئے جو ایک بڑی حسین عورت تھی بیابان میں صبح کے وقت لیٹا ہوا تھا اور ہوا نسیم جو صبح کے وقت چلتی ہے، جس سے نکلیں کھل جاتی ہو اکھا رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ مجھ کو اس بات نے نہایت غمگین کر رکھا ہے کہ ایک کبوتری ایک درخت کی شاخ پر آکر بیٹھی اور وہ رو رہی تھی کیونکہ اس کا کبوتر کہیں چلا گیا تھا۔ پھر نہایت ترنم سے کبوتر کے فراق میں رو رہی تھی میں بھی اس کے رونے پر بہت جوش وخروش سے رونے لگا۔ مگر مجھ کو اس کا بڑا غم ہوا کہ مجھ کو اسکے رونے کے بعد رونے میں جوش آیا تب میں نے یہ مثل کہی۔ الفضل للمتقدم

قرآن پاک ان مثلوں کو جو عرب میں مشہور ہیں اسواسطے اخذ کر لیتا ہے کہ مخالفین و نیز مومنین پر پوری حجت ہو جاوے۔ اسلئے پہلے پر اولون فرمایا اور بعد اس کے والذین اتبعوھم باحسان فرما کر جنات میں داخل ہونیکی بشارت دی کہ یہ تمہارے واسطے فوز عظیم کا باعث ہوگا۔ پس جو لوگ بعد احباب کرام کے لاہور آتے جاتے ہیں یا آویں گے۔ اگر جوش و خروش کے ساتھ بحکم لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کے سلسلہ احمدیہ کے مصارف میں بھی خرچ کریں گے۔ تو وہ انشاء اللہ تعالےٰ اس بشارت میں داخل رہیں گے۔ آمین۔ ثم آمین۔

(کتبہ محمد یوسف۔ بحکم قبلہ و کعبہ والد ماجد صاحب)

تازہ خبریں

ہندوستان

شاہی کمیشن کا اجلاس

مدراس ۵۔ جنوری۔ آج شاہی کمیشن نے مسٹر آر سیلیج انسپکٹر جنرل پولیس کرنیل سیمنس سرجن جنرل اور پولیس کی انجمن کی شہادتیں بند کمرے میں اور ڈاکٹروں کے نمائندے کی شہادت اجلاس عام میں لی اس نے بیان کیا کہ سیاسی اثرات کی وجہ سے ہندوستانی یورپینوں کی جگہ لے رہے ہیں، صوبہ کے ملازموں کو ترقی مل رہی ہے، آپ نے تجویز پیش کی کہ "ہندوستانی ملازمتوں" کا تعلق سرجن جنرل اور صوبہ کی ملازمتوں کا تعلق گورنر سے رہے ہیں، کرنیل رائے نے مذکورہ بالا ڈاکٹروں کی طرف سے خیالات کا اظہار کیا اور کہا تمام ملازمت ہندوستانی بنا دی جائیگی،

ڈاکٹر کچلو اور مولانا شوکت علی کی تقریریں

مدراس ۵۔ جنوری، مدراس کی تامل اور اندھرا کی مجالس کانگرس و خلافت کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام زیمبکین بیچ میں منعقد ہوا جس میں مولانا شوکت علی اور ڈاکٹر کچلو نے تقریریں کیں، مولانا شوکت علی نے کہا کہ میں مہاتما گاندھی کا سچا پیرو ہوں، حالانکہ میری شہرت اور میرا جسم و جسامت ظاہر کرتا ہے، کہ میں امن پسند نہیں ہو سکتا، مجھے یقین ہے کہ میرے سینے کے اندر صلح پسند دل ہے، میں نے حکومت کی طرف بھی صلح کا ہاتھ بڑھایا تھا، بشرطیکہ وہ خلافت اور پنجاب کے مظالم کی تلافی کر دے اور ہندوستان کو سوراج دے دے،

ڈاکٹر کچلو نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہندوستان کی مشکلات کے لئے ستیاگرہ ایک کنجی ہے، چنانچہ وکالی اس پر عمل پیرا ہو رہے ہیں ستیہ گرہ ایک پرامن انقلاب ہے، جس میں خون نہیں گرایا جا سکتا،

مسٹر داس منتخب ہوگئے

کلکتہ ۵۔ جنوری، مسٹر ڈیوس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مدناپور نے انتخاب کی نامزدگی کی درخواستوں کا معائنہ کیا، اور رائے بہادر پی کے داس گپتا کی درخواست کے مسترد ہونے پر ... کہ۔ داس گپتا کی درخواست اس بنا پر مسترد کر دی گئی کیونکہ اس کی نقشہ بندی میں غلطی رہ گئی تھی مسٹر ... کے ... مسٹر ... داس ہی واحد امیدوار باقی رہ گئے، اس لئے مجلس وضع قوانین ... کے لئے ان کے انتخاب کا اعلان کر دیا گیا ... نشست ... کے ... ہو جانے کی وجہ سے خالی ہوگئی تھی،

ایک انگریز خاتون کے خیالات

کلکتہ ۵۔ جنوری، لیڈی ایلین لٹن جو لارڈ لٹن کی ہمشیرہ ہیں۔ بنارس سے یہاں پہنچیں، اور اور یہاں سے مدراس کی طرف روانہ ہوگئیں۔ آپ ہندوستان کی سیاسیات کو اچھی طرح سمجھتی ہیں، اور ہندوستان کی زبردست خیرخواہ ہیں، آپ نے اخبار "فارورڈ" کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں فرمایا، کہ صرف حکومت کو تباہ کرنے کی حکمت عملی کسی منزل پر نہ پہنچا سکے گی، تعمیری لائحہ عمل کا متحدہ مطالبہ زیادہ موثر ہے، ان کے خیال میں جو جماعت مخالف ہے، اور جس نے ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا، وہ کمزور ہے، اور صرف نقصان پہنچائے گی، آپ نے کہا کہ انگلستان میں ہندوستان کے دوست ہیں، جو اس کے مطالبات کی حمایت کرنے کے لئے طیار ہیں، تباہ کرنے والے ذرائع لوگوں کو کمزور کر دیں گے، آپ نے کہا مسٹر سی آر داس کا وزارت کی ذمہ واری لینے سے انکار کرنا ایک زبردست غلطی ہے، آپ کے خیال میں انگلستان میں مزدور کی حکومت کا قیام ہندوستان کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا، آپ نے فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ نمبر ۲۰

قومی مجالس اور ملک کے ضروری مسائل

(۱)

دسمبر کا آخری ہفتہ ہندوستان میں بہت سے مذہبی وقومی اور ملکی اجتماعات کے لئے مخصوص ہے، گذشتہ ۱۹۲۳ء کے آخری ہفتہ میں بھی قوم وملک کے چیدہ افراد مختلف مقامات پر جمع ہو کر مختلف ملکی ومذہبی اور تعلیمی امور کی عقدہ کشائی میں سرگرم رہے ہیں، ان مجالس میں سے قومی وملکی لحاظ سے سب سے زیادہ اہم نیشنل کانگریس، خلافت کانفرنس اور جمعیت العلمائے ہند کے اجلاس تھے، جو کوکناڈا میں نہایت تزک واحتشام سے منعقد ہوئے، اور قوم وملک کی رہنمائی کے لئے ان میں بہترین تجاویز سوچنے کی سعی کی گئی، ان کے علاوہ علی گڑھ میں صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب کے زیر صدارت محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس منعقد ہوئی، اور آل انڈیا مسلم خواتین کا جلسہ ہوا، ہم چاہتے ہیں کہ ان سب مجالس پر ایک اجمالی تبصرہ کریں،

نیشنل کانگریس

کی صدارت امسال مولانا محمد علی کو تفویض کی گئی تھی، انہوں نے جو خطبہ صدارت پڑھا، وہ ۴۳ صفحات پر پھیلا ہوا تھا، سارا خطبہ تو نہیں، مگر اس کے جستہ جستہ مقامات پڑھ کر سنائے گئے، اس خطبہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے لیڈران قوم میں سے اگرچہ ہندو نوازی اور مسلم کشی کا جذبہ ابھی تک غالب ہے لیکن واقعات اور تجربات نے اس میں ایک حد تک اصلاح بھی کر دی ہے، اس سے پیشتر مسلمان لیڈر اپنی تقاریر میں بعض مسلمانوں کو مطعون کرنا اور ان کے تمام حقوق کو برادران وطن کی خواہشات کے سامنے قربان کر دینا چاہتے تھے، لیکن نیشنل کانگریس کے خطبہ صدارت میں مولانا محمد علی نے ذبیحہ گاؤ اور

ہندو مسلم فسادات

پر جو اظہار خیالات کیا ہے، وہ ایک حد تک مسلمانوں کیلئے اطمینان کا موجب ہے، اول الذکر کے متعلق ہم ان کے خیالات کو گذشتہ اشاعت میں ایک نوٹ کی صورت میں ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں، ہندو مسلم فسادات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے جہاں بعض مقامات کے مسلمانوں پر ذمہ داری عائد کی ہے، وہیں بعض مقامات کے ہندوؤں کو فسادات کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، یہ برادران وطن بالخصوص سوامی شردھانند صاحب پر بہت گراں گذری ہے، جنہوں نے معاصر "تیج" میں اسی خطبہ صدارت پر نکتہ چینی شروع کر رکھی ہے لیکن مولانا محمد علی نے [illegible] کام کیا ہے جس کا وعدہ دہلی کے اجلاس خصوصی میں انہوں نے کیا تھا، کہ جس [illegible] کا تصفیہ ہو اس کے خلاف اظہار ناراضی کیا جائے، سوامی شردھانند کے نزدیک اس سمجھوتہ کا مفہوم اگر یہ ہے، کہ ہر طرح سے مسلمانوں ہی کو قصوروار ٹھہرایا جائے، تو یہ ان کی خوش فہمی ہے،

سنگھٹن اور شدھی

لیکن ایک بات کے متعلق ہم مولانا محمد علی سے اختلاف کئے بغیر نہیں رہ سکتے، انہوں نے سنگھٹن کا ذکر کرتے ہوئے جو اس کا یہ مفہوم بیان کر دیا ہے، کہ اس سے "ہندوؤں کا مقصد صرف چھوت چھات کا تدارک اور نیچ ذاتوں کو جس قدر جلد ہو سکے، ہر طرح سے اپنی جماعت میں شامل کر لینا ہے" اور پھر اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے اسی کو کانگریس کا اصل منشا بتایا ہے، یہ واقعات کے سراسر خلاف ہے، حقیقت یہ ہے، اور غالباً مولانا محمد علی اس حقیقت نفس الامر سے ناواقف نہیں، کہ ہندو قوم محض اچھوت لوگوں کو اٹھانے میں مساعی نہیں، بلکہ وہ مسلمانوں کو ہندو بنانے میں سرگرم ہے، اس کو بھی مسلمان برداشت کر لیتے، اگر محض تبلیغ مذہب کا خیال ان کے مدنظر ہوتا، اور وہ جائز ذرائع سے اپنے مذہب کو پھیلاتے لیکن جیسا کہ بارہا کہا جا چکا ہے، اس کی تہہ میں دراصل سیاسی جذبات کام کر رہے ہیں، اور وہ ہندو جو پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں سے واجبی تناسب آبادی کے خیالات کو ٹالنا چاہتے ہیں، وہی ناجائز ذرائع سے مسلمانوں کو ہندو بنا کر سوال ہی نہیں، بلکہ ہندو راج قائم کرنے کی فکر میں ہیں، اس کی تائید میں ہمیں کوئی دلائل وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں، آگرہ، متھرا اور یوپی کے دیگر مقامات کے واقعات جہاں فتنہ ارتداد کے شعلے ابھی تک فرو نہیں ہوئے، اس کے کھلے موید ہیں،

حیرت ہے کہ ہمارے سیاسی لیڈر بالخصوص مسلمان برادران وطن کی اتحاد شکن کوششوں کو ایسا رنگ کیوں چڑھاتے ہیں۔ جو ان کی اصل صورت کو مسخ کر کے واقعات پر پردہ ڈالنے والا ہو۔ یہ طریق کھوئے ہوئے اتحاد کو دوبارہ قائم کرنے کا نہیں، بلکہ اصل طریق یہی ہے، کہ واقعات کو ان کی شکل وصورت میں قوم کے سامنے لایا جائے، اور پھر ان پر مخالف یا موافق جو بھی چاہے، رائے زنی کی جائے،

اسی سلسلہ میں ہمیں خلافت کانفرنس کے خطبہ صدارت کے بھی جو مولانا شوکت علی نے پڑھا، اس حصہ کا تذکرہ کرنا ہے، جہاں شدھی اور تبلیغ اسلام کا ذکر کیا گیا ہے، مولانا شوکت علی نے شدھی اور سنگھٹن کی تحریکات کو بے موقع قرار دیتے ہوئے آخر میں مسلمانوں کو جو نصیحت کی ہے، وہ غور کے قابل ہے، فرماتے ہیں کہ:۔

"آج ہمارا گاندھی یا ہندو بھائیوں یا غیر قوموں کو اسلام کی طرف دعوت دینا سوائے اس کے اور کیا ہوگا، کہ ہم اپنے اسلام کی برائی اور روزانہ نااتفاقی اور غیر مسلم زندگی سے اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو بدنام کریں"

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان فقرات سے مولانا شوکت علی کا کیا مطلب ہے، کیا وہ "ہندو بھائیوں اور غیر قوموں کو اسلام کی طرف دعوت دینا" مسلمانوں یا اسلام کی بدنامی کا موجب سمجھتے ہیں؟ خدا نہ کرے ایسا ہو لیکن اگر ان کا ان فقرات سے یہی مطلب ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان تبلیغ اسلام کو چھوڑ دیں، تو یہ سراسر نادانی ہے، تبلیغ اسلام ہندو مسلم اتحاد کے کسی طرح بھی منافی نہیں، نہ اس میں اسلام کی کوئی بدنامی ہے، کیونکہ اسلام کے اصول اس قدر معقول ہیں، کہ ہر ایک معقول انسان کو ان کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے، مثلاً یہ کہ اسلام نے دوسروں کے مذہبی پیشواؤں کی عزت کرنا سکھایا ہے، اور ان کو خدا کی طرف سے مانا ہے، اور یہی اتحاد کی اصل جڑ ہے، اس اتحاد کے منافی اگر ہے، تو شدھی کی وہ تحریک، جو غیر مذاہب بالخصوص اسلام کے مقدس پیشواؤں اور حضرت نبی کریم صلعم کو گالیاں دینا سکھاتی ہے، اور جس کو کامیاب بنانے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں، افسوس ہے کہ مسلمان بعض فرضی امنگوں اور خواہشات پر اسلام کو بھی قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے، اور یہ دیکھتے ہوئے کہ برادران وطن ان کی قوم کے ناواقف افراد کو ہر جائز وناجائز عمل سے مرتد کر لینے سے دریغ نہیں کرتے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام سے بھی روکنا چاہتے ہیں، جو ہر حال میں ایک مسلمان کا فرض اولین ہے،

اس بارہ میں مولانا حسین احمد صاحب صدر جمعیت العلمائے ہند کے خیالات زیادہ قابل قدر ہیں، جنہوں نے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہوئے یہ صاف طور پر کہا کہ:۔

"شدھی کی تحریک جس انداز سے چلائی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے چلانے والے ہندو مسلمان کے بدترین دشمن ہیں، ہمارا فرض ہے کہ تبلیغ کریں، مگر یہ خیال رکھیں، کہ صرف وہی لوگ ہمارے مذہب میں داخل ہوں، جو اس پر یقین رکھتے ہوں، کوئی اشتعال انگیز کارروائی نہ کی جائے، اور بانیان مذاہب پر حملے نہ کئے جائیں"

یہی آواز ہمارے خیال میں تمام مسلمانوں کی ہونی چاہئے، ورنہ وہ دن دور نہیں، جب مسلمانوں کی روح حیات بالکل جاتی رہے اور برادران وطن کی غلامی کے سوائے اور کوئی چارہ کار نہ ہو،

مذاہب کا سنگم

جمعیت العلما کے خطبہ صدارت میں جہاں شدھی وغیرہ کے متعلق مولانا حسین احمد صاحب کے خیالات جن کا ہم تفصیل سے تذکرہ کر چکے ہیں، قابل قدر ہیں، وہیں یہ دیکھ کر ہمیں افسوس ہوا کہ علما کے اس خیال کو جو علیگڑھ کالج کے قیام کے وقت انگریزی تعلیم کے بارہ میں انہوں نے ظاہر کیا تھا، اور جس نے مسلمانوں کو غیر اقوام سے کوسوں پیچھے پھینک دیا، مستحسن قرار دیا گیا ہے، اور لکھا ہے کہ

"اس وقت ان علما کو رجعت پسند کا خطاب دیا گیا مگر اب اسی کالج کے تعلیم یافتہ اور علی برادران جو اس درسگاہ سے دلی محبت رکھتے تھے، تلے ہیں کہ اس تعلیم گاہ کو پاش پاش کر دیں"

ہمیں افسوس ہے، کہ مولانا حسین احمد صاحب نے اس خیال کا اظہار کرتے ہوئے ذرا نہ سوچا کہ علما کی وہ مخالفت ہی تھی جس نے مسلمانوں کی یہ حالت بنا دی کہ آج تک وہ ہمسایہ قوموں کے مقابلہ میں ترقی کی دوڑ میں کوسوں پیچھے ہیں، اور وہ حقوق انہیں حاصل نہیں جو تعلیم یافتہ اقوام کو مل چکے ہیں، حیرت ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں کی تعلیمی درماندگی کا رونا رویا جاتا ہے، جو ان کی ملکی وقومی ترقی میں موجب روک ہے، اور دوسری طرف رجعت پسند علما کے خیالات کو سراہا جاتا ہے، مزید حیرتناک امر یہ ہے کہ ایک طرف جمعیت العلما کے خطبہ صدارت میں مولانا حسین احمد صاحب سر سید احمد خاں کی تعلیمی پالیسی کو غلط اور موجب نقصان قرار دیتے ہیں، اور دوسری طرف نیشنل کانگریس کے خطبہ صدارت میں مولانا محمد علی سر سید کی اس پالیسی کو اس وقت کے لئے صحیح اور جائز قرار دیتے ہیں، جیسا کہ ان کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"پچھلی صدی کے اعمال وافعال پر نظر ڈالتے ہوئے آج جبکہ وقوع واقعہ کے بعد عقلمند بننا زیادہ آسان ہے، سید احمد خاں کا طرز عمل میری رائے میں زیادہ دانشمندی پر مبنی تھا .... میں اس اعتراف پر مجبور ہوں کہ مسلمانوں کا بحیثیت مجموعی ہندوستان کا کوئی خیر طلب مسلمان علما کی رہنمائی کے لئے بجز اس کے اور کوئی راہ اختیار کر ہی نہیں سکتا تھا"

اس سے آگے چل کر ایک انگریز افسر کی یہ رائے ظاہر کی گئی ہے، کہ سر سید احمد خاں حکومت کا سب سے بڑا باغی ہے کیونکہ علیگڑھ کالج کے مسلمان [illegible] اس اسپرٹ کے تحت [illegible] اور خود نہ دیکھتے رہیں"

ان خیالات کے مقابلہ میں مولانا حسین احمد صاحب کا خیال اور انگریزی تعلیم کے متعلق علما ہند کے فتوے کی تائید کہاں تک صائب قرار دی جا سکتی ہے،

مسلم خواتین اور تعدد ازدواج

جیسا کسی دوسری جگہ بتایا جا چکا ہے، امسال علیگڑھ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ آل انڈیا محمڈن لیڈیز کانفرنس (مسلم خواتین ہند کی کانفرنس) کا بھی انعقاد ہوا، جس میں لکھنؤ، حیدرآباد، پنجاب اور دیگر صوبجات کی تعلیم یافتہ خواتین شریک ہوئیں،

اس کانفرنس میں متعدد اور تجاویز کے جو مسلمان خواتین کی تعلیم کے متعلق تھیں، ایک یہ تجویز بھی پاس ہوئی [illegible] ہیں کو سوسائٹی کی اصلاح مد نظر رکھتے ہوئے ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتیں اپنے نکاح میں نہیں لانی چاہئیں"،

ہمیں افسوس ہے کہ مسلمان خواتین کی کانفرنس میں یہ تجویز پاس ہوئی ہے، جو کم از کم انہی کی مسلمہ کتاب قرآن حمید کے سراسر خلاف ہے، جس میں سوسائٹی کی اصلاح کے لئے بعض حالات میں تعدد ازدواج کی اجازت دی گئی ہے، کیا ان مسلمان خواتین کا یہ مطلب ہے کہ اسلام نے ایسی اجازت دے کر سوسائٹی کو خراب کیا ہے ایسے امور میں اگر محض اپنے ذاتی جذبات سے کام لینے کے بجائے واقعات زمانہ پر بھی نظر کر لی جایا کرے، تو بہت سی غلطیوں کا تدارک ہو سکتا ہے، آج واقعات نے یورپ اور دیگر مغربی ممالک کو ازدواجی معاملات میں جس قدر پریشان کر رکھا ہے، اور حالات جس درجہ وہاں تعدد ازدواج کے متقاضی ہیں، وہ ایک عیاں امر ہے، پھر بعض حالات میں تعدد ازدواج کے بغیر سوسائٹی بہت سی بد اخلاقیوں اور مصائب کا گھر بن جاتی ہے، جیسا کہ مغربی ممالک اور خود ہندوستان کی ان اقوام کے حالات سے ظاہر ہے جن میں تعدد ازدواج نہیں باوجود اس کے عدم تعدد ازدواج کو ہی سوسائٹی کی اصلاح کا ذریعہ بتانا اور مردوں کو اس سے روکنا ایک خطرناک غلطی ہے،

یہ سچ ہے کہ تعدد ازدواج سے بعض لوگوں نے ناجائز فائدہ بھی اٹھایا ہے، اور اس میں اس عدل و انصاف کو ملحوظ نہیں رکھا جس کی شرط قرآن کریم نے لگائی ہے، بلکہ بسا اوقات پہلی بیوی کے ساتھ فتذروھا کالمعلقۃ کا معاملہ کیا ہے، جو سراسر ناجائز ہے، لیکن محض اس بنا پر تفریط کا پہلو اختیار کرنا اور تعدد ازدواج سے روکنا بہت بڑی غلطی ہے، ہر کام کا برا استعمال بھی ہے اور بھلا بھی، لیکن کوئی شخص کسی چیز کے بُرے استعمال کی وجہ سے اس کو ناجائز قرار نہیں دے سکتا، اس لئے ہماری مسلم خواتین کو یہ کوشش تو ضرور کرنی چاہیئے، کہ مرد تعدد ازدواج کے ناجائز استعمال کو چھوڑ دیں اور ایسے رنگ میں اس پر عامل ہوں، جو سوسائٹی کے فائدہ کا موجب ہو، جو قرآن کریم کا حقیقی منشا ہے، لیکن یہ طریق مستحسن نہیں، کہ تعدد ازدواج کو قطعاً روک دیا جائے، جو سوسائٹی کی اصلاح کے بجائے اور بھی نقصان کا موجب ہے،

تصحیح

ناظرین کرام سے درخواست ہے کہ اخبار نمبر ۱۹ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۴ء میں جو مضمون حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی بعنوان صدی موجودہ کے چند معجزات رسول الثقلین چھپا تھا، مضمون کے اخیر میں ایک نقشہ فقیہہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ کا ہدیہ ناظرین کیا جا چکا ہے، چونکہ یہ نقشہ قرآن کریم کی آیات و مدات و اعشار وغیرہ کے متعلق ہے، اس لئے چونکہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالے نے اپنے ذمہ لیا ہے، چنانچہ فرماتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۰ اسی لئے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بھی ہر ممکن طریقے سے حفاظت قرآن کرنے میں ہر وقت مستعد نظر آئیں، نقشہ مذکورہ میں کسرات کی تعداد ۳۹۵۸۲ ہے، دو (۲) کا ہندسہ پڑھا نہیں جاتا، اس لئے جملہ ناظرین کرام اپنے اپنے اخبار میں کسرات کی تعداد ۳۹۵۸۲ ٹھیک فرمالیں،

ہماری تبلیغی مساعی

ایک نومسلم اور پریزیڈنٹ آریہ سماج کا مقابلہ

(ہمارے دوست محمد صاحب نیر نومسلم کے قلم سے)

مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۳ء کو مجھے ایک رقعہ از طرف لالہ ... صاحب پریزیڈنٹ آریہ سماج لاہور بذریعہ ڈاک موصول ہوا، جس میں تحریر تھا، کہ آپ براہ مہربانی یکم دسمبر کی شام کو ۷ بجے یا ۲ دسمبر کو ۱۰ بجے غریب خانہ پر تشریف فرما کر مجھے ذکر کا موقع دیں۔ چنانچہ بندہ حسب التحریر پریزیڈنٹ صاحب موصوف یکم دسمبر کی شام کو وقت مقررہ پر دردولت پر پہنچا،

چنانچہ بعد مزاج پرسی جو مکالمہ خاکسار اور پریزیڈنٹ صاحب کے مابین ہوا، حسب ذیل ہے:-

سب سے اول جناب موصوف نے ان الفاظ کلام شروع فرمایا کہ:-

چونکہ آپ میرے ایک دوست کے لڑکے ہیں، اس لئے مجھے حق حاصل ہے، کہ میں آپ سے چند باتیں دریافت کروں،

کیا آپ نے مذہب کو کس غرض سے تبدیل کیا ہے، آیا مذہب کی صداقت کو مدنظر رکھتے ہوئے یا کسی اور وجہ سے، میرا اس بات کو پوچھنے سے یہ مطلب ہے، کہ اگر آپ نے واقعی حق سمجھتے ہوئے تبدیل مذہب کی ہے، تو اس حق کو ہمیں بھی بتائیں تاکہ ہم بھی اس کی صداقت قبول کریں، یا کم از کم اگر ہو سکے، تو آپ کی غلط فہمیوں کو دور کر دیں۔

خاکسار نے جواباً عرض کیا، کہ پیشتر اس کے کہ میں اس سوال کا جواب عرض کروں، میں آپ سے یہ دریافت کرنے کی جرأت کرتا ہوں، کہ آپ مذہب کس کو کہتے ہیں، کیونکہ میں نے اپنے خیال میں نہ کسی خاص مذہب کو چھوڑا ہے اور نہ کسی خاص مذہب کو قبول کیا ہے، اتنا ضرور کیا ہے کہ میں نے ایک طالب حق کی حیثیت سے اپنی فطرتی طاقتوں کو قانون الٰہی کے ماتحت انسانی صلح حاصل کرنے کے لئے محکوم کیا ہے، جو کہ انسانی پیدائش کی علت غائی ہے، اور یہ اسی صورت سے حاصل ہو سکتی ہے، جبکہ انسان دین فطرت یعنے اسلام ایسے مبارک مذہب کے آگے سر تسلیم خم کر دے، اس کو آپ اپنے خیال سے تبدیلی مذہب کہیں یا کچھ اور، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں لیکن میرا یہ خیال ہے، کہ ہر انسان کا یہ نصب العین ہونا چاہیئے، کہ وہ اپنے آپ کو قانون الٰہی کے ماتحت چلنے والا بنائے، مذہب بدلنا اور نہ بدلنا معلوم نہیں کہ کس شے کو کہا جاتا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ فلاں مسلمان ہو گیا، اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، لیکن میں ابھی تک باوجود اسلام میں داخل ہونے کے اس بات کو نہیں سمجھا،

آپ کے متعلق تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا، لیکن عام ہندو آریہ بھائیوں کا یہ خیال ہے، کہ آدمی مسلمان ہونے سے ایک اونچ قوم سے نکل کر نیچ قوم میں چلا جاتا ہے، بھلا میں آپ سے پوچھتا ہوں، یہ کیونکر ہوا؟ میرا تو یہ خیال ہے کہ انسان فطرتی مذہب پر قائم ہو کر اپنے نصب العین کو حاصل کر لیتا ہے، اور ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں، کہ آپ اس بات کی تسلی رکھیں، کہ آپ نے جس نقطہ خیال سے مجھ پر یہ سوال کیا ہے، اس کو میں خوب اچھی طرح سمجھ گیا ہوں اور وہ جو آپ کے دل میں ہے، میرے وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں آسکتا، یعنے دوسرے لفظوں میں، میں کسی دیگر مذہب کو یا بانی مذہب کو نظر حقارت سے نہیں دیکھتا، اور نہ ہی میں پسند کرتا ہوں، کہ کوئی شخص اس خیال سے تبدیلی مذہب کرے، میرے دل میں ابھی تک وہی عزت شری کرشن و رامچندر مہاراج و سوامی دیانند جی اور وید بھگوان کی موجود ہے جو پہلے تھی، اور آئندہ بھی انشاء اللہ رہے گی،

میری عرض بالا سن لینے کے بعد فرمایا کہ آپ تو بڑے آزاد خیال معلوم ہوتے ہیں، لیکن آپ نے ابتداءً غلطی ضرور کی، کہ آپ نے اپنے آبائی مذہب کا کبھی مطالعہ نہیں کیا، اور میں حیران ہوں، کہ آپ ایک مذہب میں بائیس سال رہ کر اس پر کوئی غور نہیں کرتے، اور اب صرف دو ماہ سے احمدیوں کے پھندے میں پھنس کر اس قدر پختہ ہو گئے ہیں،

میں نے جواباً صرف اس قدر عرض کیا، کہ یہی تو ایک دین فطرت کی صداقت ہے، جس کو دوسرے لفظوں میں اسلام کہتے ہیں۔

جواب سن لینے کے بعد آپ نے افسوس سے کروٹ بدلی اور فرمایا کہ وہ مذہب مذہب ہی نہیں، جو والدین کی فرمانبرداری نہیں سکھاتا، خیر والد کو تو چھوڑو، مگر والدہ کے احسان تم پر اتنے ہیں، کہ اگر ساری عمر تم ان کو اتارنا چاہو، تو نہیں اتار سکتے، ذرا سوچو، اگر والدہ محبت اور پیار سے تمہاری پرورش نہ کرتی، تو تمہارا وجود دنیا میں کیونکر نظر آتا، اور کیونکر تم ان جھگڑوں میں پڑتے،

میں نے جواباً عرض کیا، کہ یہ سب باتیں ایک حد تک سچ ہیں، لیکن آپ فرمانبرداری کس کو کہتے ہیں، کیا اگر والدین بچے کو برا کام کرنے کے لئے کہتے ہیں، یا کسی غلط رستے پر چلاتے ہیں، تو اگر بچہ اس پر چلے یا اس کو کرے، تو کیا اسی کا نام فرمانبرداری ہے، میرے نزدیک یہ بالکل غلط ہے، اور اگر بچہ ان باتوں پر عمل کرتا ہے، تو وہ کب تک جب تک کہ وہ نابالغ ہے، اس لئے اگر حقیقی طور پر ان کی فرمانبرداری کرنا چاہے، تو وہ ہر طور سے اور مختلف مذہب میں رہ کر کر سکتا ہے، کیونکہ اسلام تو ایک کامل فرمانبرداری کا ہی نام ہے، تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ میں والدین کی فرمانبرداری نہ کروں؟ اگر ایک شخص کے والدین مفلس ہیں، اور بیٹا کسی ذریعہ سے دولت مند ہو جاتا ہے، تو ہمیں آپ کے خیال کے مطابق اس کو نافرمانبرداری کہنا چاہیئے، کیونکہ اس کو تو چاہیئے تھا کہ وہ بھی غریب ہی رہتا۔

اس گفت و شنید میں چونکہ وقت زیادہ گذر گیا تھا، اس لئے جناب پریزیڈنٹ صاحب موصوف نے کلام کو ختم کرتے ہوئے فرمایا، کہ مزید تبادلہ خیالات کے لئے ہم پھر کسی دن آپ کو تکلیف دیں گے چنانچہ جناب کے فرمان کے بعد میں چلا آیا، اگر جناب موصوف نے مجھے کسی دیگر وقت طلب فرمایا، تو خاکسار ضرور پہنچے گا، آئندہ جو گفت و شنید ہوگی، وہ ہدیہ ناظرین کی جائیگی،

سنگاپور میں تبلیغ اسلام

اخویم سید قدرت شاہ صاحب سنگاپور سے تحریر فرماتے ہیں:-

یہاں کی انجمن کا کام عمدگی سے ہو رہا ہے تبلیغی کوششیں جاری ہیں۔ ہر ہفتہ وعظ ہوتا ہے جس میں ہر فرقہ کے لوگ حاضر ہوتے ہیں لوگوں کو مذہب سے دلچسپی ہوتی جاتی ہے مسلمانوں کے مردہ دل اب کچھ سسکنے لگے ہیں مصریوں کو بھی اہبات کا احساس ہوا ہے وہ بھی اپنی انجمن الگ قائم کر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ شامل ہونے میں کچھ عذر کرتے ہیں۔ ہمارے اتوار کے وعظوں میں کئی ایک عیسائی بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہاں کے اخبار سٹریٹس ٹائمز جو یہاں کے سب اخباروں سے معتبر اور بڑا اخبار ہے۔ ہمارے مضامین شائع ہوتے ہیں جن میں قرآن کی آیتیں بھی چھپتی ہیں۔ ان کا ذکر ہم رسالہ "مسلم" میں بھی گاہے گاہے کر دیتے ہیں۔ ان مضامین کی سرخی عربی الفاظ میں۔ انگریزی حروف میں ہوتی ہے۔ ایک کی سرخی قل ھو اللہ احد ہے۔ ایک کی محمد ہے۔ اور ایک کی سرخی اللہ اکبر ہے۔ یہ سب کوششیں ہمارے مکرم مسلم مبلغ جناب حاجی حافظ غلام سرور کی ہیں۔ اور یہ سب ان ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ انجمن بارونق ہو گئی ہے۔ قرضہ بھی اتر گیا ہے۔ اور مولوی صاحب کے لئے بھی روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ اور میں بالآخر اس وعدہ کا ایفا کرنے کے قابل ہو گیا ہوں جو میں نے جناب امیر سے کیا تھا جبکہ گذشتہ سال میں لاہور میں تھا۔ ہمارے مضامین نے جنکا ذکر میں نے اوپر کیا ہے۔ یہاں کے عیسائیوں اور پادریوں کے حلقہ میں سنسنی پیدا کر دی ہے۔ یہاں کے ایک پادریوں کے گروہ نے پھر ہمارے مقابل ویسے ہی مضامین اخبار میں شائع کروائے اور لیکچر بھی دئے مگر چپ ہو گئے۔ میں نے ایک خط اخبار میں انکے مسئلہ گناہ اور کفارہ کے متعلق شائع کیا جس کا جواب کسی پادری نے نہیں دیا۔ میں وہ خط آپ کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ میرے برادران ملت کو معلوم ہو کہ یہاں کس سرگرمی سے اور کن ضروریات کے مطابق کام کیا جا رہا ہے۔ اس خط کی سرخی A wrong foundation ہے۔ ایک اور پادری نے ایک دوسرے اخبار میں ہماری انجمن کے اغراض و مقاصد پر حملہ کیا تھا جس کا جواب میں نے اسی روز دیا تھا۔ اور وہ بھی دوسرے دن چھپ گیا تھا۔ اس خط کو بھی آپ کی طرف بھیجتا ہوں تاکہ آپ خود دیکھ لیں کہ کفار کے ساتھ لڑائی کس طرح لڑی جا رہی ہے۔

عیسائی جو میرے ساتھ بحث مباحثہ کرتے ہیں۔ اقبال ... جیسا کوئی مذہب نہیں۔ جب میں نے ایک عیسائی کو کہا کہ اسلام کا اصلی مشن توحید الٰہی ہے۔ اور یہ کہ مسلمان محمدؐ کی خدائی کا دعوی نہیں کرتے ... غیر مسلم لوگوں میں تبلیغ نہیں کرتے تو وہ حیران ہوا اور کہنے لگا کہ ... تو اب تک اس خیال میں تھا کہ شاید مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی جانتے ہیں جیسا کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو جانتے ہیں۔ جب اسکو غلطی معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگا ہم اور تم ایک ہی ہیں تب میں نے اس سے کہا کہ تم صرف ایک بات میں غلطی کرتے ہو اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی کے طور پر جیسا کہ مسلمان مانتے ہیں نہیں سمجھتے بلکہ اسکو خدا جانتے ہو اور اسکو بحیثیت خدا کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہو۔ اگر تم ایسا نہ کرو۔ اور صرف خدا کی توحید کو پیش کرو تو تم کو بہت کامیابیاں حاصل ہوں۔ اور تم مسلمانوں کو بھی اس نیک کام میں اپنے ہمراہ پاؤ گے۔ تب اس نے میرے قریب ہو کر یہ بات کہی کہ اگر سچ پوچھو تو آج کل بہت کم عیسائی ہیں جو حضرت عیسیٰ کو خدا کر کے مانتے ہیں۔ اور میں خود بھی اسکو بشر سمجھتا ہوں۔ میں یہ بات سنکر بہت خوش ہوا۔ اور اسکو کہا کہ پھر تم کیوں نہیں اس نبی کی صداقت تسلیم کرتے جس نے تیرہ سو برس سے اوپر ہوئے یہ بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰ مانند دوسرے نبیوں کے نبی ہیں اور وہ بشر ہیں۔ اس پر اس نے سانس لی۔ اور خاموش ہو گیا۔ پھر مجھ سے کہنے لگا اچھا کوشش کئے جاؤ ایک دن تمہاری سچائی ظاہر ہو جائیگی۔ اور یہ کہکر چلدیا۔

(باقی آئندہ)

شکریہ اور درخواست

مولوی محمد ... صاحب ... تحصیل مانسہرہ کے فرزند سعید احمد خان صاحب متعلم میڈیکل کالج لاہور کی بیماری کی خبر قبل ازیں شائع کی جا چکی ہے۔ یہ سننا موجب مسرت ہے کہ ہمارے یہ ہونہار بھائی خدا کے فضل سے صحت یاب ہو گئے ملیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ مولوی صاحب موصوف کی ایک صاحبزادی تین سال سے مرض سل میں مبتلا ہے۔ مولانا نے اس قبل اپنے فرزند ارجمند کی بیماری پر مبلغ پچاس روپیہ بطور صدقہ بھیجے تھے اب لڑکی کے متعلق ... روپیہ بطور صدقہ ارسال کئے ہیں اور اسکے ساتھ ایک خواب کی بنا پر مبلغ ۲۵ روپیہ زوجہ والدہ مرحومہ کا صدقہ بھیجا ہے۔ اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے۔ اور ان کی تمام مصائب کو دور فرمائے۔ احباب سے درخواست ہے کہ مولانا موصوف کی صاحبزادی کے لئے دعا فرمائیں اور ان کی والدہ مرحومہ کے لئے بھی۔ والسلام

(خاکسار دوست محمد)

بقیہ صفحہ اول

تو بھی بعض انجیلی روایتیں اسے الہامی پایہ سے گرا دیتیں، ہم مسیح کو خدا کا پیارا نبی مانتے ہیں، ہم انجیل کی کسی ایسی بات کو ماننے کیلئے تیار نہیں، جو نبی کی شان کے شایاں نہ ہو، نبی اخلاق حسنہ کا ایک نمونہ ہوتے ہیں، اخلاق منزلیہ چاہتے ہیں، کہ بیٹے والدین کا ادب کریں، خصوصاً والدہ کی عزت کریں، قرآن مجید اطاعت میں خدا کے بعد والدین کا مقام قرار دیتا ہے، لیکن انجیل میں جناب مسیح مریم صدیقہ سے کچھ ایسی بے رخی اور بے مہری کرتے ہیں، جو پیمبرانہ اخلاق سے بہت بعید ہے، یا یہ قصہ الحاقی ہے، یا جناب مسیح شان نبوت سے گر جاتے ہیں، قرآن مجید اس واقعہ انجیل کی تردید کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ مسیح اپنی والدہ کی بہت عزت و توقیر کیا کرتے تھے ہم مسیح کو نبی تو ہی قرار دے سکتے ہیں، جب انجیل کی ایسی روایات کو غلط قرار دیں،

خیر ہم تو انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایک خاص عزت دل میں محسوس کرتے ہیں، لیکن ہم اکابر علماء مسیحیت کو کیا کہیں، جو خود مسیح کے متعلق بعض وقت بری طرح منہ کھول دیتے ہیں، آج کل انگلستان میں مسئلہ طلاق پر گفتگو ہو رہی ہے، انجیل میں جناب مسیح کے ایک فقرے نے مسئلہ طلاق میں ایک خطرناک مصیبت ڈال رکھی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ "جس مرد و عورت کو خدا نے ملا دیا، اُسے کوئی جدا نہیں کر سکتا، اس ارشاد کے ماتحت طلاق ایک ناممکن ہے، حالانکہ بعض حالات، طلاق کی از حد ضرورت پیدا کر دیتے ہیں، کل عیسائی دنیا نے تو قریباً اس ارشاد کو پس پشت کر دیا، لیکن انگلستان اس معاملے میں ڈگمگاتا رہا، ہاں اب دوسرے عیسائی ملکوں کی طرح انگلستان بھی اسلامی صورت طلاق کی طرف آ رہا ہے بہرحال اس وقت اس مسئلہ پر بڑی شد و مد سے بحث ہو رہی ہے، اس کے ضمن میں بشپ آف ڈرہم مسیح کے ارشاد بالا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اگر مسیح ہمارے زمانے میں ہوتا تو زیادہ عقلمندی سے کام لیتا"۔ العظمت للہ۔ کلیسا کا بشپ جو مسیح کو خدا بھی کہے۔ اور یہ باتیں بھی کہے، میری اسلامی غیرت جو ہر مسلم دل میں جناب مسیح سے ہے، کب گوارا کرتی تھی، کہ میں یہ بات سنوں اور خاموش رہوں، چنانچہ اسلامک ریویو کے ذریعے میں نے بشپ موصوف کو اطلاع دی، کہ "جناب مسیح تو اپنے زمانے کے دانا اور بہترین انسان تھے، وہ آج بھی ویسے ہی ہوتے، انہوں (مسیح) نے اس ارشاد کے ذریعے یہودیوں کی اصلاح کرنی چاہی تھی۔ جو ہر روز طلاق دیتے، اور نیا نکاح کرتے تھے، یہ تو ایک وقتی حکم تھا، البتہ تم لوگ جاہل اور نادان ہو، جو خدا کے نبی کو اس طرح یاد کرتے ہو، یہ تو تمہارا قصور ہے، کہ تم نے پہلے نامعقول باتیں آپ کی طرف منسوب کیں، یا وقتی باتوں کو قطعی قرار دیا، اب تمہیں تکلیف ہوتی ہے، اور مسیح کو مطعون کرتے ہو،

قرآن کریم نے ایک اور بات بھی مسیح کے متعلق بیان فرمائی ہے، دنیا اگر پہلے ہی تسلیم کر لیتی، تو آج عیسائی [illegible] میں [illegible] کیوں پڑتے، جو کہتے قرآن مجید قیامت کے دن مسیح سے خدا دریافت فرمائے گا کہ کیا تو نے اپنی اور اپنی ماں کی الوہیت کی تعلیم [illegible] دی تھی، وہ اس امر سے انکار کرینگے، اور کہے گا، کہ یہ [illegible] تعلیم کردہ نہیں، واذ قال اللہ یعیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحٰنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید۔ ان آیات سے مراد ہے، کہ جو کچھ آج کل مغرب، اور اس کی اتباع میں عیسوی دنیا، جناب مسیح کے نام پر تعلیم دے رہی ہے، اس کو آپ کی ذات سے کوئی تعلق نہیں، قرآن مجید کی اس تعلیم کو بھی آخر کار عیسائی دنیا نے صحیح تسلیم کر لیا۔ ۹ اگست ۱۹۲۱ء کو گرٹن کالج کیمبرج میں ایک دلچسپ جلسہ منعقد ہوا جس میں چوٹی کے پادریوں نے حصہ لیا، سینٹ پال کے گرجا کے پادری ڈین انجی صاحب نے جو ایک مشہور فاضل ہیں، ایک تحریر پڑھی، سوال زیر بحث یہ تھا کہ کیا مسیح نے موجودہ کلیسا قائم کیا، ڈین موصوف نے دوران تقریر میں بیان کیا کہ مسیح اپنے معاصرین میں ایک نبی کی حیثیت میں ظاہر ہوئے انہوں نے کبھی موسوی تعلیم سے انحراف نہیں کیا، نہ کوئی نئی تعلیم دی نہ موسوی مذہب کے مقابل کوئی نیا مذہب قائم کیا۔ روحانی معاملات میں وہ بالضرور آزادی چاہتے تھے، لیکن اپنے ملک اور وقت کی باتوں کو انہوں نے قبول کیا۔ اس پر موسوی مذہب سے جدائیگی تو ایک لازمی امر تھا لیکن مسیح نے عیسائیوں کے لئے کوئی اصول یا تعلیم خود تجویز کی، ڈین انجی کے ان الفاظ سے صاف نظر آتا ہے، کہ مروجہ کلیسی تعلیم کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں حاضرین جلسہ میں سے صرف ایک بزرگ پادری جے۔ آر۔ وِلکنسن کا جواب اس سوال پر کہ "آیا مروجہ کلیسا کا بانی مسیح ہے" اثبات میں تھا۔ باقی سب اصحاب کا جواب نفی میں انجیل کے خود دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ کلیسا کی یہ باتیں مسیح کی نہیں بلکہ پولوس کی باتیں ہیں، جس نے مسیح سے نہیں، بلکہ مسیح سے پہلے کے فلسفے سے لیں اناجیل ثلاثہ کا مسیح، اور پولوس کا مسیح، دو متضاد شخصیتیں ہیں مسیح شریعت منواتا ہے، پولوس شریعت چھڑواتا ہے۔ روس کا مشہور مصنف کاؤنٹ ٹالسٹائے جو مسیح اور پولوس کو ایک وقت قبول نہ کر سکتا تھا آخر اُس نے اس لاینحل امر کو یوں طے کیا۔ کہ اس نے پولوس کو جواب دے دیا فی الواقعہ اگر پولوس کی تحریر کو ایک طرف کر دیا جائے تو پھر ایک منٹ کے لئے بھی یہ نظر نہیں آتا، کہ مسیح کے اپنے الفاظ کہاں تک اس مذہب کے متحمل ہو سکتے ہیں، جو آج مسیح کے نام پر دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ مسیح کے الفاظ تو آپ کو خدا نہیں بناتے۔

جب انگلستان کے بڑے بڑے معلمان مسیحیت نے من وجہ یہ قرار دے دیا کہ موجودہ مذہب کلیسا کو مسیح سے کوئی تعلق نہیں، تو اس کے بعد اُن کا یہ فرض بھی تھا کہ مسئلہ الوہیت پر کچھ روشنی ڈالیں۔ یہ امر آخر کار تمام آکسفورڈ اگست ۱۹۲۱ء میں پادریوں کی ایک کانگرس نے فیصلہ کیا۔ اور مسیحیت کے ایک فاضل ڈاکٹر ریشڈل ڈین کارلائل اس مسئلے پر گفتگو کرنے کے لئے مقرر ہوئے۔ آپ نے فرمایا، کہ اگر ہم مسیح کے نام یا ذات کے ساتھ الوہیت کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس لفظ کے مفہوم میں ذیل کی باتیں کبھی ذہن میں نہیں رکھتے۔ اوّل جناب عیسٰے نے کبھی اپنی ذات کے لئے الوہیت کا دعوٰی نہیں کیا۔ یہ ممکن ہے کہ دوسرے اسے (مسیح کو) کہتے رہے ہوں اور اس نے انہیں نہ روکا ہو مگر جو باتیں اسکے اپنے منہ سے نکلی ہیں، خواہ وہ نازک سے نازک وقت پر کیوں نہ تھیں۔ اُن سے [illegible] پایا جاتا ہے۔ کہ جناب مسیح [illegible] رشتہ خدا اور انسان کا سمجھے تھے انجیل یعنی یوحنا میں، اگر اُن کی بعض تحریریں اس بارے سے آگے جاتی ہیں تو وہ تاریخی پایہ سے گری ہوئی ہیں۔ دوم۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ مسیح ہر معنوں میں انسان تھے وہ جسماً ہی خدا نہ تھے، بلکہ ان کی روح، قوت عقل قوت ارادی سب انسانی تھی۔ سوم۔ یہ بھی کوئی عقیدہ نہیں کہ مسیح کی انسانی روح ازل سے موجود ہے۔ ہاں اگر کل انسانوں کی روحیں قدیم سے موجود ہوں تو یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے۔ لیکن یہ مسئلہ عقیدہ نہیں۔ چہارم الوہیت مسیح سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ وہ بن باپ ضرور ہی تھے۔ یا صاحب معجزہ تھے۔ اگر تاریخاً اُن کی پیدائش ایسی ہی ثابت ہو تو بھی یہ الوہیت کا مظہر نہیں۔ اور اگر یہ امر ثابت نہ ہو، تو اس سے بھی اس مسئلہ میں فرق نہیں آتا۔ پنجم۔ مسیح کی الوہیت علم غیب یا علم کل سے متعلق نہیں اس بات کے ثبوت [illegible] کوئی بھی [illegible] نہیں ہوتی کہ جن کا علم اپنے معاصرین سے کوئی زیادہ تھا۔ مثلاً جنوں کا سر سے نکالنا (آج اگر) اسے ایک دماغی مرض سمجھا گیا ہے (اور مسیح کے معاصر اسے جن سمجھے تھے) تو مسیح بھی ایسا ہی سمجھتے تھے۔ آج اگر تورات کی پہلی پانچ کتابوں اور مزامیر کے مصنف کے متعلق کوئی اور رائے ہے، تو اس میں بھی مسیح ناواقف تھے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جناب مسیح کو کچھ آیندہ کی توقعات تھیں لیکن تاریخ نے انہیں پورا نہیں کیا۔

حیرت کا مقام ہے، کہ اس تقریر کے بعد لفظ الوہیت کے مفہوم میں کونسی بات رہ جاتی ہے، جو مسیح کو خدا بنا دے نفس ناطقہ سے انسان حیوان میں تمیز ہوتی ہے نفس ناطقہ کی تین بڑی صفات روح، عقل اور قوت ارادی ہیں، اب اگر بقول ڈین مسیح میں یہ تینوں باتیں اسی قسم کی ہیں جو انسان میں ہوتی ہیں، تو پھر کن معنوں میں خدا ہے۔ اگر ان کی روح کی پیدائش بھی ان کے جسم کے ساتھ ہی ہے جیسے کہ ڈین موصوف سمجھتے ہیں، تو ازلی ابدی خدا نے انسان میں جنم نہیں لیا۔ مسیح کے بن باپ ہونے سے ڈین موصوف انکاری نظر آتے ہیں۔ لیکن بفرض محال اگر آپ کی پیدائش ایسی ہی تھی تو بھی ڈین کے نزدیک یہ کوئی وجہ خدائی نہیں ہو سکتی معجزات کا بھی یہی حال ہے لیکن، ڈین موصوف نے جو بات فقرہ نمبر پانچ میں کہی ہے۔ اس سے تو خدا چھوڑ مسیح معاذ اللہ مجھے نبی بھی نظر نہیں آتے نبی تو خدا تعالےٰ سے علم لے کر آتے ہیں۔ لفظ نبی کے معنی ہی یہی ہیں۔ یہ لوگ انسانی علم کو غلطی سے پاک کرنے آتے ہیں۔ ڈین موصوف کے فقرہ پنجم کی مراد یہ ہے کہ جناب مسیح کے زمانہ میں مرض ہسٹیریا سے کوئی واقف نہ تھا لوگ اسے جنوں کا یا دیووں کا آسیب سمجھتے تھے۔ مسیح بھی یہی سمجھتا تھا اس کے معاصر توریت کی پہلی پانچ کتابوں کو جناب موسیٰ سے اور زبور کو جناب داؤد سے منسوب کرتے تھے آج کی تحقیق نے یہ باتیں غلط قرار دی ہیں۔ لیکن جناب مسیح بقول ڈین اس امر میں دوسروں کی طرح غلطی میں تھے ڈین کی تیسری بات نے تو الوہیت چھوڑ آپ کی نبوت کا بھی صفایا کر دیا۔ نبوت کے ایک معنی پیشگوئی کرنا ہے، اس میں ڈین کا مذہب یہ ہے کہ جناب مسیح نے جو اپنے آنے کے متعلق پیشگوئی کی تھی، وہ تاریخ نے ثابت نہیں کی۔ اب خدا کے لئے بتلاؤ، کہ کوئی مسیح کو نبی بھی کیوں سمجھے۔

(۱) اس میں شک نہیں کہ انجیل یوحنا میں بعض فقرے ایسے ہیں جن سے مسیح کے متعلق آپکی الوہیت ثابت کرتے ہیں ڈین موصوف کے نزدیک یہ انجیل تاریخی حیثیت نہیں رکھتی تثلیث کا ثبوت بھی اس انجیل کی ایک دو آیات سے نکالا جاتا ہے۔ لیکن آج تمیں بڑے نسخوں میں نہیں مترجمان انجیل نے فقرہ جس کے ناقابل تسلیم کیں، اور حاشیے کے نوٹ میں ایسا تسلیم کیا سمجھ نہیں آتی کہ کیوں اس حاشیہ کو مروجہ انجیل یوحنا میں نہیں دیا جاتا۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت ہیں،

حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب باوجود پیرانہ سالی اور عوارض کے مطالعہ وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں،

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب پشاور تشریف لے گئے ہیں،

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو خدا تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً آرام ہے، کمزوری بہت ہے، احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں،

مولوی مصطفےٰ خاں صاحب ۸۔ جنوری سے ایک ماہ کی رخصت پر گئے ہیں،

احمدیہ بلڈنگس میں [illegible] محمد اشرف صاحب نے [illegible] کام شروع کیا [illegible] اللہ تعالےٰ سے دعا ہے [illegible] کی ترقی و رونق و ترقی کا موجب ہو، اور قوم کے لئے موجب خیر و برکت،

مولوی صدر الدین صاحب برلن سے تازہ خط میں لکھتے ہیں۔ کہ سیرت خیر البشر انگریزی قریباً ۱۰۰ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب چھپ کر شائع ہو جائیگی۔ آج کل جرمنی میں دن کو بھی اندھیرا رہتا ہے۔ سورج آٹھ بجے کے بعد نکلتا ہے اور دوپہر ڈھلے [illegible] تین بج کر ۳۰ منٹ پر غروب ہوگا دن کی مقدار ہی صرف کم نہیں بلکہ سورج نظر ہی نہیں آتا بارش سیاہ بادل اور برف کی حکومت ہے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ افریقہ کو تاریک براعظم کہنا غلطی ہے۔ حقیقت میں ان ممالک کو یہ نام دینا چاہئے تھا کیا بلحاظ [illegible] کے اور کیا بلحاظ کور باطنی کے۔

ہمیں علاقہ جات عرب کے لئے ایک لائق [illegible] کی ضرورت ہے۔ جسے اپنی جماعت کی ترقی اور تبلیغ اسلام کا کامل شوق ہو تنخواہ حسب لیاقت معقول ملیگی درخواستیں بہت جلد معاً سناد دفتر سکرٹری میں [illegible] آئیں۔

بہادر عبد الرحیم صاحب [illegible] میاں غلام قادر صاحب [illegible] راولپنڈی جو ڈاکخانہ میں ملازم تھے بباعث علامت [illegible] سے برطرف کر دئے گئے ہیں۔ انہوں نے اپیل کی ہوئی ہے۔ جملہ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ [illegible] کو اس ابتلاء سے بچائے اور ان کی ملازمت کا بہتر انتظام ہو جائے۔

برادر ڈاکٹر علی اظہر صاحب [illegible] سے تحریر فرماتے ہیں [illegible] ان اطراف میں آریوں کا زور بڑھ رہا ہے۔ رام چندر دہلوی [illegible] آیا تھا جس کا مباحثہ [illegible] مولانا ورہمی کئی کا حباب [illegible] ڈاکٹر صاحب [illegible]۔ یہ لوگ ہندؤں کی نیچ ذاتوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھار رہے ہیں [illegible] حالات سے متاثر ہو کر مسلمان بھی کچھ کروٹ لے رہے ہیں۔ اور ایک [illegible] کی تیاریاں کر رہے ہیں ڈاکٹر صاحب کو خواہش ہے کہ یہاں سے بھی کوئی مناظر وہاں پہنچے۔

اخویم احمد بادشاہ صاحب مدراس سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس سال ۲۸ دسمبر کو مدراس میں ایک مذہبی کانفرنس ہوئی جس میں حسب پروگرام ایک شخص ملا [illegible] بی اسٹاد کسن ایم اے (مدراس) نے اسلام پر لکچر دیا تھا تاکہ میں بھی عین لکچر کے موقعہ پر وہاں پہنچ گیا اور خاموشی سے ایک کونہ میں جا کر بیٹھ گیا۔ لکچرار نے ۵ منٹ تقریر کی تھی۔ کہ مسلمانوں میں سے بےچینی اور بزدلی کے آثار پیدا ہو گئے اور لکچرار کی مخالفت شروع کر دی۔ اور کسی نے کچھ لکھ کر بھیجا۔ کہ لکچر بند کر دیا جائے

اور پھر پریذیڈنٹ سوامی سردانند صاحب کو مجبور کیا گیا۔ کہ کوئی دوسرا لیکچرار تجویز کیا جائے۔ اس گڑبڑ میں پندرہ بیس منٹ ضائع ہو گئے۔ بعض نوجوان مسلمانوں کی مجھ پر نظر پڑ گئی۔ جنھوں نے پریذیڈنٹ سے کہہ کر مجھے بولنے پر مجبور کر دیا چنانچہ پریذیڈنٹ نے دو شرائط کے ماتحت مجھے بولنے کی اجازت دی۔ اول یہ کہ بیس منٹ سے زائد تقریر نہ ہو۔ دوم یہ کہ دوسرے مذاہب پر حملہ نہ ہو۔ میں نے اسلام کی حمایت کو اپنا فرض سمجھ کر بیس منٹ میں ایسے عمدہ طریق سے اسلام کو پیش کیا کہ تمام ہندو اور مسلمان خوش ہو گئے۔ اور مسلمانوں نے خصوصیت سے ایسے نازک وقت میں اسلام کی عزت بچا لینے کے لئے شکریہ کا اظہار کیا الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ خدمت لی (برادر موصوف آج کل ایک سخت ابتلا میں مبتلا ہیں حضرت امیر نے بھی جلسہ کے موقع پر احباب سے ان کے لئے خاص دعاؤں کے لئے فرمایا تھا۔ امید ہے کہ ہمارے سب دوست ان کے لئے خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں گے)

برادر احمد علی صاحب مناسے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے ایک دوست علاء الدین صاحب۔ ولد کالا معہ اپنے لڑکے عبد الرحمن اور اپنی والدہ کے مرض نمونیہ سے ۲۷ دسمبر کو وفات پا گئے ہیں۔ دو تین دن کے اندر اندر یہ تینوں اس ناپائدار دنیا سے چل بسے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جملہ احباب ان کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔

سید داؤد شاہ صاحب مدراس کے علاقہ میں بڑے زور سے تبلیغ میں مصروف ہیں اور تامل ماہوار رسالہ کے ذریعہ سے بڑا مفید کام کر رہے ہیں۔ جو دوست تامل زبان سے واقف ہوں۔ وہ ضرور یہ مفید رسالہ خریدیں چھپائی کاغذ نہایت نفیس لگایا جاتا ہے۔

حکیم فضل احمد صاحب بھیروی کی اہلیہ صاحبہ و نیز ہمارے مکرم بھائی قاضی کسیح اللہ صاحب متواتر کچھ عرصہ سے علیل ہیں جملہ احباب انکی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

تازہ خبریں

ہندوستان

خوفناک وحشیانہ ڈاکہ

بندوقوں تلواروں اور [illegible] سے مسلح ڈاکو

کلکتہ [illegible] سہ شنبہ کے روز ضلع علیپور سے [illegible] میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے نہایت خوفناک ڈکیتی کی واردات ہوئی۔ اطلاع ملی ہے کہ ۲۴ سکھ [illegible] ڈاکو جو بندوقوں تلواروں۔ بھالوں اور لاٹھیوں سے مسلح تھے ایک امیر دیہاتی کے گھر گھس گئے۔ باہر کا دروازہ توڑ کر ڈاکو مذکور اندر داخل ہوئے۔ اور مالک مکان کو تنگ کرنے لگے کہ وہ روپیہ رکھنے کی جگہ کا پتہ دے۔ اسکے دو بیٹے مدد کو آئے لیکن ان پر وحشیانہ حملہ کیا گیا۔ دیہاتی بھی جمع ہو گئے لیکن ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنے سے خائف تھے۔ مال و متاع کو لوٹنے کے بعد ڈاکوؤں نے کنبہ کے تمام افراد مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو جنکی تعداد ۹ تھی ایک جھوٹے سے کمرہ میں بند کر دیا اور باہر سے قفل لگا دیا گیا۔ بعد ازاں جھونپڑے کو آگ لگا دی گئی۔ مکان جل اٹھا۔ اور سارا [illegible] اندر ہی اندر جل گیا۔ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

کراچی میں آتش زدگی

تین دکانیں جل گئیں

کراچی [illegible] جنوری۔ آج صبح میسرز [illegible] اینڈ سنز الفنسٹن سٹریٹ کی عمارت میں خطرناک آگ مشتعل ہو گئی۔ بعد [illegible] آگ پاس کی دو دکانوں تک پہنچ گئی جو مسٹر حسن اے رحمت اللہ کی ہیں۔ پھر ایک اور دکان کو بھی آگ لگ گئی۔ تینوں دکانیں خاک سیاہ ہو گئیں۔ ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے [illegible] بہت سا حصہ بیمہ ہو چکا ہے۔ فائر بریگیڈ جلدی وہاں پہنچ گیا جس نے ایک گھنٹے کے اندر اندر آگ پر قبضہ پا لیا۔ پانی کے نہ ملنے سے کام میں کچھ تاخیر بھی ہو گئی تھی۔ پولیس کے افسران نے [illegible]

میجر فنیس کے قاتلوں کیلئے انعام

اہل قبائل نے رقوم پیش کیں

دہلی۔ ۱۱ جنوری۔ سرحد کی آخری ترین اطلاع مظہر ہے کہ میجر فنیس کے قتل کے سلسلہ میں شیرانی قبیلہ نے جس کے ساتھ دو قاتل لڑکے اور مزاگی تعلق رکھتے ہیں۔ دو ہزار روپیہ کی رقم پیش کی ہے جو انکو گرفتار کرنے والے شخص کو دی جائے گی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں پٹھانوں کا رسم کے مطابق [illegible] قاتل کے لئے [illegible]

کی گرفتاری میں بہت سہولت ہوگی جس قبیلہ سے مزاگی کا تعلق ہے اس نے [illegible] اسا ہی انعام مقرر کر دیا ہے۔ یہ قبائل اپنی نیک نیتی اور نیک چلنی کا ثبوت دینا چاہتے ہیں۔ اور [illegible] سے ان کا رویہ ہمیشہ قابل اطمینان رہا ہے۔

بھائی پھیرو صاحب اور اکالی

اب تک ۱۶۷ گرفتاریاں ہو چکی ہیں

امرت سر ۹ جنوری۔ بھائی پھیرو کی تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ ۸ جنوری تک ۱۴۷ اکالی گرفتار ہو چکے تھے۔ ۸ جنوری کو مزید گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ اس روز ۲۵ اکالیوں نے اپنے کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ لیکن ان میں سے آٹھ گرفتار نہیں کئے گئے وہ متنازعہ زمین پر پہنچے۔ اور لنگر کے لئے لکڑی کاٹی۔

لکھنؤ میں سوراج پارٹی کا جلسہ

کوکاناڈا میں مرتب شدہ مسودہ مطالبات پر بحث

لکھنؤ ۱۰ جنوری کو سوراج پارٹی کے جو ارکان لیجسلیٹو کونسلوں اور قانون اسمبلی کی نشست حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان کا جلسہ زیر صدارت دیش بندھو داس شب گذشتہ کو منعقد ہوا یہ جلسہ وہ مطالبات مرتب کرنے کے لئے کیا گیا ہے جو حکومت کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ کوکاناڈا کے اجلاس میں مجلس انتظامیہ نے جو مسودہ مطالبات تیار کیا تھا۔ اس پر بحث ہوئی۔ ابھی تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ آج سہ پہر کو اس مجلس کی دوسری نشست ہوئی ہے۔

ٹوٹیکورن (مدراس) میں طاعون کی شدت

مدراس ۱۰ جنوری۔ آج ریاست ہائے ٹوٹیکورن سے مرض طاعون کے ۴ مریضوں کے مرنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے اور مرض طاعون لیبائی اور سمو گائیں میں نمودار ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ بڑا بازار کلکٹر صاحب کے حکم سے بند ہو گیا ہے۔ مہتمم محکمہ حفظان صحت عامہ ٹوٹیکورن جانے والے ہیں۔

ممالک غیر

شاہی خطبہ اور افغانی پیچیدہ حالت

لندن ۱۰ جنوری۔ البرٹ ہال میں مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے تقریر کرتے ہوئے افغانستان کے متعلق جو حوالہ دیا تھا۔ اسکے متعلق اخبار ایوننگ اسٹینڈرڈ کہتا ہے کہ شاہی خطبہ میں ہندوستانی سرحد کی بےچینی کے خطرناک امکان کے متعلق تذکرہ ہوگا۔ مسٹر رامزے میکڈانلڈ کو اس سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔

ایک برطانوی آبدوز کی تباہی

تمام عملہ غرقاب ہو گیا

لندن ۱۰ جنوری۔ یہاں اس امر کا اندیشہ ہو رہا ہے کہ آبدوز کشتی [illegible] تباہ ہو گئی ہے۔ اور اس کا تمام عملہ غرقاب ہو گیا ہے۔

یونان میں شاگردی کا دور دورہ

ایک نئے شہزادہ کو تخت پر بٹھلانے کی افواہ

لندن ۱۰ جنوری۔ ایتھنز سے ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ ایک اخبار نے لکھا ہے کہ شہزادہ آرتھر آف کناٹ کو مدعو کیا گیا ہے کہ وہ یونان کے تخت سلطنت پر متمکن ہوں۔ نامہ نگار ایتھنز اشارہ کرتا ہے کہ جسطرح برطانیہ نے ۱۹۲۰ء میں ایسے ہی حالات میں شاہ یونان کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اسطرح وہ اب بھی تسلیم نہیں کریگا لندن میں اس کے متعلق ابھی تک کوئی خبر نہیں۔

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں جو معرفت منشی محمد نصیب صاحب وصول ہوا

نمبر شمار	نام اصحاب چندہ دہندگان	نام ماہ جسکا چندہ وصول ہوا	ماہواری	صدقہ	بلاد عربی	چندہ [illegible]	مسجد برلن	میزان کل
۱	شیخ حفیظ اللہ صاحب	اسوج سنہ	عا	.	.	.	.	عا
۲	سید مسعود شاہ صاحب		.	۴ہر	.	.	.	[illegible]
۳	منشی نواب خان صاحب	چیت سنہ و بیساکھ سنہ	عا	.	.	.	.	عا
۴	مستری محمد یوسف صاحب	کاتک سنہ	۴ر	.	.	.	.	۴ر
۵	مولوی غلام احمد صاحب	ساون سنہ	عمعہ	.	.	.	.	عمعہ
۶	بابو چراغ الدین صاحب	کاتک سنہ	عا	.	.	عمعہ	.	سے
۷	منشی فضل احمد صاحب	کاتک و مگھر سنہ	عا	.	.	.	.	عا
۸	مولوی عبد الحق صاحب	از بیساکھ تا ساون سنہ	للعہ	.	.	.	.	للعہ
۹	پیر محمد شاہ صاحب	کاتک سنہ	۲ر	.	.	.	.	۲ر
۱۰	مستری امام الدین و مستری محمد [illegible] صاحب		سعہ	.	.	.	.	سعہ
۱۱	مستری تاج دین صاحب	از اسوج تا مگھر سنہ	سے	.	.	.	.	سے
۱۲	مستری یعقوب علی صاحب	اسوج و کاتک سنہ	صر	.	.	.	.	صر
۱۳	مستری ابراہیم صاحب	کاتک سنہ	عمعہ	.	.	.	.	عمعہ
۱۴	مستری یعقوب علی صاحب	عطیہ اشاعت اسلام	دعے	.	.	.	.	دعے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۰

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۸ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ نمبر ۲۱

قومی مجالس اور ملک کے ضروری مسائل

(۲) میثاق ملی

انڈین نیشنل کانگریس میں دوسرا اہم اور قابل ذکر معاملہ میثاق ملی کا تھا، ناظرین کرام کو یاد ہوگا، کہ گذشتہ ستمبر ۱۹۲۳ء میں دہلی کے اجلاس خصوصی میں کانگریس کے ماتحت ایک سب کمیٹی مرتب ہوئی تھی، جس کی غرض ایک میثاق ملی کی شرائط تجویز کرنا تھا، جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں مصالحت کا کام دے، یہ میثاق ملی لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری کے دستخطوں سے کانگریس میں پیش ہوا لیکن اس کے علاوہ ایک اور میثاق بھی معاہدہ بنگال کے نام سے مسٹر سی آر داس کے دستخطوں سے کانگریس کے ارباب بست وکشاد کے سامنے پیش ہوا، اس دوسرے معاہدہ میں چونکہ ہندو اور مسلمانوں کو ان کی جیو میوار آبادی کے لحاظ سے حقوق دینے کا عہد کیا گیا تھا، اور اس کو ضروری ٹھہرایا گیا تھا، کہ ہر ضلع کے اندر میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ میں تناسب آبادی کے لحاظ سے نمائندگی کا تناسب ۶۰ اور ۴۰ فیصدی ہو، یعنے جہاں مسلمان زیادہ ہوں وہاں انہیں ۶۰ فیصدی اور ہندوؤں کو ۴۰ فیصدی اور جہاں ہندو زیادہ ہوں وہاں ان کو ۶۰ اور مسلمانوں کو ۴۰ فیصدی حق دیا جائے، ایسا ہی ملازمتوں میں مسلمان ۵۵ فیصدی اور ہندو ۴۵ فیصدی کے تناسب سے لئے جائیں۔

اس لئے ہندوؤں کو یہ معاہدہ بہت ناگوار گذرا، انہیں یہ قطعاً پسند نہیں، کہ مسلمانوں کے ساتھ بھی وہ مراعات روا رکھی جائیں جن کا وہ اپنے آپ کو حقدار سمجھتے ہیں، وہ ہمسایہ قوم کو اس کا کوئی حق دینا پسند نہیں کرتے، اس لئے جونہی اس معاہدہ کی شرائط کا علم ہوا ایک شور برپا ہو گیا، اور چھوٹے سے لے کر بڑے تک تمام ہندوؤں نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی، جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کانگریس نے اس معاہدہ کو مسترد کر دیا، اور اول الذکر میثاق ملی کو ایک سب کمیٹی کے سپرد کر دیا، جو اس پر مزید غور و فکر کرنے کے بعد آئندہ میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی، لیکن اس معاہدہ کی شرائط سے ظاہر ہے کہ اگرچہ اس میں فرقہ وارانہ [illegible] کا حق دیا گیا ہے، اور آبادی کے لحاظ سے دیا گیا ہے، لیکن نہ تو کوئی تناسب مقرر کیا گیا ہے، اور نہ ہمیشہ کے لئے اس علیحدہ نمائندگی کو تسلیم کیا گیا ہے، بلکہ صاف لکھا ہے کہ "ایک میعاد مقرر کی جائے" اور اس کے بعد اس طریق کار کو منسوخ کیا جائے"۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ صرف تھوڑی دیر کے لئے مسلمانوں کو اس سے تسلی دینے کا خیال ہے، ہمیشہ کے لئے ان کا یہ جائز حق انہیں نہیں مل سکتا،

ان دونوں معاہدات میں ایک اور بات پر بھی بہت زور دیا گیا ہے اور وہ فی الحقیقت نہایت ضروری بات ہے، یعنی مذہبی رواداری اور ایک دوسری قوم کو اپنی رسوم مذہب کی ادائیگی یا تبلیغ مذہب میں کامل آزادی، اس کی ذیل میں مساجد کے آگے باجا بجانے یا جلوس کو اس طرز پر بازاروں میں لے جانے سے کہ ایک دوسرے کے جذبات کو ٹھیس لگے منع کیا گیا ہے،

اس قسم کے جلوس اور دیگر اختلافی مسائل کو طے کرنے کے لئے مقامی مشترکہ بورڈ تجویز کئے گئے ہیں، جو مصالحتی اور ثالثی بورڈ سمجھے جائیں، لیکن گائے کے معاملہ میں یہ دیکھ کر ہماری حیرانی کی انتہا نہیں رہی کہ وہاں عید الاضحٰے کے سوائے ذبیحہ گاؤ سے منع کیا گیا ہے، اور اس کو بھی "گاؤکشی" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، سمجھ نہیں آتی کہ جو چیز عید الاضحٰے کے دن مسلمانوں پر حلال ہے، دوسرے ایام میں کیوں وہ حرام ہوگی، کیا عید الاضحٰے کے دن ہندوؤں کو اس سے صدمہ نہ ہوگا، اس جہاں اس قدر رواداری کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ عید الاضحٰے کو گائے کی قربانی کی مسلمانوں کو اجازت دی گئی ہے، وہیں دوسرے ایام میں بھی یہ برادران وطن کے لئے کسی صدمہ کا موجب نہیں ہو سکتی، ایسا ہی "گاؤکشی" کا لفظ معاہدہ میں آنا سراسر غلط ہے، "ذبیحہ گاؤ" یا گائے کی قربانی کے الفاظ ہونے چاہئیں، نہ معلوم ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری کو یہ کیونکر گوارا ہوگیا، کہ وہ قربانی کو "گاؤکشی" کے نام سے تعبیر کریں،

اسی سلسلہ میں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اصل وجوہات فساد پر معاہدہ میں غور نہیں کی گئی، مذہبی جلوس یا باجا وغیرہ فسادات کے اصل وجوہ نہیں، بلکہ عوارض ہیں، فساد یا نفاق کی اصل وجہ اگر غور کر کے دیکھا جائے، تو ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں اور کتابوں کی عزت و احترام کا فقدان ہے، اور اگر ہندو مسلم فسادات کی تاریخ دیکھی جائے تو یہ معلوم ہوگا، کہ جب سے ہندوؤں میں ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا ہے، جس نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں رسولوں اور نبیوں پر سب وشتم شروع کیا، اور ایک عام زہر ہندوؤں میں پھیلا دی، کہ وہ دوسروں کے بزرگوں اور مقدس کتابوں کو برا کہا کریں، اسی وقت سے فسادات شروع ہوئے ہیں، ورنہ اس سے پیشتر ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات نہایت گہرے اور مضبوط تھے ہمیں افسوس ہے کہ اس اصل وجہ کو اس معاہدہ میں نظر انداز کر دیا گیا ہے، اور کوئی صورت ایسی تجویز نہیں کی گئی، جس سے ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی عزت و احترام کے جذبات دلوں میں پیدا ہوں کیا اچھی تجویز کی تھی حضرت مسیح موعود نے کہ جس طرح ہم ہندوؤں کے مقدس رشیوں اور پیشواؤں کو خدا کے سچے فرستادہ مانتے ہیں، اسی طرح سے وہ بھی ہمارے نبی کریم صلعم کو خدا کا سچا نبی تسلیم کرلیں، اور عزت و عظمت سے اسے یاد کریں، اور اس کے متعلق معاہدہ ہو جائے کہ جو قوم دوسرے کے کسی بزرگ اور نبی کے متعلق برے کلمات استعمال کرے گی، اس کو ایک گرانقدر رقم جس کی مقدار تین لاکھ روپیہ سے کم نہ ہوگی، بطور تاوان دینی پڑے گی، اگر ایسا ہو جائے تو ہمارے خیال میں تمام فسادات یک قلم دور ہو سکتے ہیں، اور اس صورت میں جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے تحریر کیا ہے مسلمان گائے کا کھانا بھی ہندوؤں کی پاسداری کیلئے ترک کر سکتے ہیں،

ہمارے خیال میں یہی ایک تجویز ہے جو ہندو مسلم نفاق کو دور کرنے والی ہے، اور کمیٹی معاہدہ کو چاہیئے، کہ اس پر غور کرے، اور اس کو معاہدہ کی ایک ضروری شق قرار دے،

مسیحیت میں تعدد ازدواج

"چرچ مشنری ریویو" کے ایک تازہ نمبر میں ریورنڈ ایچ ۔ ڈی ۔ پکن، ایم اے ۔ کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ :-

> "نائجیریا کے کافر [illegible] ان حلقوں میں تعدد ازدواج کا رواج بکثرت ہے، ایک شخص کی بیویوں کی تعداد اس کی جیب کی حیثیت پر منحصر ہے، اور عموماً ہر ایک نوجوان اس دن کی انتظار میں رہتا ہے، جب اس کے ہاں ایک [illegible] زیادہ بیویاں ہو جائیں"

ان فقرات میں پادری صاحب نے مسلمان اور دیگر غیر مسیحی لوگوں کو بدنام کرنے کی جس درجہ کوشش کی ہے، وہ ان کے الفاظ سے ظاہر ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی پادری صاحب کی زبانی یہ معلوم کرنا موجب حیرت ہے، کہ مسیحیت بھی اس الزام سے بری نہیں چنانچہ افریقہ کے دیسی عیسائیوں کے متعلق انہیں یہ شکایت ہے، کہ وہ بھی تعدد ازدواج سے بچے ہوئے نہیں، اور یہ دلیل ان کی طرف سے پیش کی جاتی ہے، کہ اگر تعدد ازدواج کا اصول غلط ہوتا، تو خدا نے ہمیں اس سے منع کیا ہوتا، اور ہمارے خداوند نے اس کے خلاف آواز اٹھائی ہوتی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی ایسا حکم ہمیں نہیں دیا گیا، کہ ایک مرد ایک ہی عورت کا خاوند ہو سکتا ہے"!

پادری صاحب لکھتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں، کہ اس کے خلاف جب ان لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے، کہ مسیح نے تو غلامی کے متعلق بھی کوئی ریمارک نہیں کیا، تو انہیں خاموشی اختیار کرنی پڑتی ہے"!

یہ جواب فی الحقیقت خاموش کرا دینے والا ہے، کیونکہ پادری صاحب نے اس سے یک نہ شد دو شد کی بات کو سچا کر دکھایا ہے، جناب مسیح نے نہ تعدد ازدواج سے منع کیا، اور نہ بقول پادری صاحب غلامی کے متعلق کوئی ریمارک کیا، کیا ایسے رہنما اور اس کتاب کے متعلق جو ایسے اہم مسائل کے بارہ میں خاموش ہو کامل اور عالمگیر کا دعوے کیا جا سکتا ہے، اگرچہ ہمارے پاس اس کے دلائل موجود ہیں، کہ کم از کم غلامی کو انجیل میں جائز ٹھیرایا گیا ہے، لیکن پادری صاحب کے مسلمات کو قبول کرتے ہوئے ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں، کہ جو تعلیم اس درجہ ناقص ہے اس کو کامل قرار دینا کہاں تک جائز ہے ۔ پادری صاحب کا یہ فرمانا کہ "غلامی کا دور کرنا مسیحیت کے عین مطابق ہے"! کیونکر صحیح سمجھا جا سکتا ہے، امید ہے ہمارا مسیحی معاصر "نور افشاں" اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرے گا،

آریہ سماجی غلط بیانیاں

اس حقیقت نفس الامری کو ہم بارہا دہرا چکے ہیں، کہ جب سے آریہ سماج کا وجود ہندوستان میں نمودار ہوا ہے، اسی وقت سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات کشیدہ ہوئے ہیں، اس کی وجہ صاف ہے کہ آریہ سماج اور اس کے بانی سوامی دیانند صاحب نے اسلام اور اس کے مقدس نبی صلعم کے خلاف جس قدر زہر اگلا ہے کسی دوسرے مذہب نے شاید ہی اس قدر دشمنی اور عداوت کا اظہار کیا ہو، اس کا سلسلہ اب تک جاری ہے، ۹ جنوری کے معاصر "تیج" میں "بہشت کی مٹھی" کے عنوان سے ایک آریہ اپدیشک "پنڈت دیوی دت" کی تقریر کا خلاصہ دیا گیا ہے، جس میں یہ عقیدہ مسلمانوں اور قرآن شریف کی طرف منسوب کیا گیا ہے، کہ "کافر لوگ واجب القتل ہیں"! اور کافروں کو قتل کرنے سے بہشت ملے گا، اور اگر مارے گئے تب بھی بہشت ملے گا، اور بہشت میں انگوری شراب ۔ میوہ جات گھی، دودھ، شہد کی ندیاں بہتی ہیں، [illegible] غلمان ملیں گے وغیرہ وغیرہ،

یہ الفاظ سوائے اس کے کہ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف دشمنی اور عناد کا بیج بوئیں اور کوئی معنی نہیں رکھتے، ہمیں حیرت ہے کہ کانگریسی لیڈر اگر فی الحقیقت ہندو مسلم اتحاد کے خواہاں ہیں تو کیوں آریہ سماجی حضرات کو ایسی غلط بیانیوں سے نہیں روکتے۔

اور تو اور سوامی شردھانند جیسے ذمہ دار شخص کو بھی موقع مل جائے تو نیش زنی سے عار نہیں، مولانا محمد علی کے خطبہ صدارت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے انہوں نے ایک فقرہ لکھا ہے، جو غلط ہونے کے ساتھ حد درجہ ناپاک اور مسلمانوں کا دل دکھانے والا ہے، فرماتے ہیں ۔ کہ :-

> "جب مولینا موصوف بقول خود پہلے مسلمان اور پیچھے ہندوستانی ہیں، تو ان کے لئے اپنے حضرت رسول کی پیروی لازمی ہو جاتی ہے، جن کے خانگی معاملات کے سلجھانے کی نذر قرآن مجید کا خاصہ حصہ کیا گیا ہے"!

اس فقرہ کے آخری الفاظ کون مسلمان ہے، جس کے دل پر شاق نہ گذریں، مولینا محمد علی کی پوزیشن کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن مجید [illegible] کرنا صاف بتاتا ہے کہ سوامی صاحب کے دل میں بغض و تعصب کے جذبات کس قدر کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔

ہم سوامی صاحب اور مقدم الذکر آریہ اپدیشک کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے بیانات میں رائی بھر بھی صداقت کے قائل ہیں تو آئیں، اور ایک تحریری مباحثہ میں اس [illegible] پیش کریں، جو وہ ہرگز نہ کر سکیں گے، اور ہم بالمقابل ویدوں سے یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں، کہ وہاں نہ صرف یہ کہ رشیوں اور منیوں کے اندرونی [illegible] حالات اور ان کے خانگی معاملات کا ذکر موجود ہے بلکہ ویدوں کے نہ ماننے والوں کی تباہی اور اس بہشت کا ذکر موجود ہے جس کا نقشہ آریہ اپدیشک نے کھینچا ہے، اگر اس کے لئے ہمارے معاصر تیار نہیں تو سوائے اس کے کیا کہا جائے، کہ یہ لوگ فی الحقیقت ملک اور قوم کے کھلے دشمن ہیں، اور ایسی باتوں سے وہ لوگوں کے جذبات کو اکسا کر فساد کھڑے کرتے ہیں، پس ہندو مسلم فساد کی جڑیں اگر تلاش کرنی ہوں، تو ان لوگوں کے خیالات اور اعمال پر نظر کرنی چاہیئے، کہ انہی کی اصلاح سے اتحاد کی صورت پیدا ہو سکتی ہے،

ووکنگ مسلم مشن نیویارک ٹائمز میں

"نیویارک ٹائمز" امریکہ کا ایک ممتاز ترین اخبار ہے، اس کی اکتوبر

کی اشاعت میں پورا ایک صفحہ "رودی مسلم مشن" انگلستان کے حالات اور اس اضطراب کے اظہار پر وقف کیا گیا ہے، جو مسیحیوں کو اس مشن کی وجہ سے لاحق ہے، اس مضمون میں مسٹر ڈبلیو جی شنکم فرینڈز نویسندہ مضمون نے لارڈ ہیڈلے کے بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ لارڈ ہیڈلے کے اس طریق عمل نے "مسیحی جماعتوں میں اضطراب پیدا کر دیا ہے"۔ اور پھر لکھا ہے کہ :-

"کچھ سال پیشتر ملکہ وکٹوریہ کے عہد حکومت میں انگلستان اور ہندوستان میں یہ سنسنی پھیل گئی تھی، کہ ایک جلیل القدر برطانوی افسر نے سیلون میں اسلام قبول کر لیا، اور دو بیویاں کر لیں، جس پر اسے ملازمت سے علیحدہ کر کے گرفتار کر لیا گیا"

اس واقعہ کو نویسندہ مضمون نے نہایت فخر کے ساتھ دوہرانے کے بعد انگلستان کی موجودہ رواداری پر طنز کی ہے، اور اپنی دلی خواہش کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ

"کاش میرے ایک ہاتھ میں سینٹ ڈربینک کی تلوار ہوتی اور دوسرے میں بائیبل، تاکہ میں ان تمام مسلمان ملحدین کو نیست و نابود کر دیتا"

یہ وہ خواہش ہے جس کا الزام اسلام پر آج تک دیا جاتا تھا، اور اب تک امریکہ میں آنحضرت صلعم کی تصویر اسی قسم کی بنا کر شائع کی جاتی ہے، کہ آپ کے ایک ہاتھ میں تلوار ہے، اور دوسرے میں قرآن، خدا کی شان، وہی الفاظ اسلام کے بالمقابل ایک امریکن مسیحی کے قلم سے نکلتے ہیں، جس سے پتہ لگتا ہے، کہ اب تک اس تہذیب و شائستگی کے زمانہ میں بھی ان لوگوں کے دل اسلام کے خلاف اس قسم کے دلی عناد سے خالی نہیں ہوئے، اور موقع ملنے پر اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں کشت و خون سے بھی دریغ کرنے والے نہیں،

اس کے ساتھ ہی نہایت دکھے ہوئے دل کے ساتھ نویسندہ مضمون نے اس حقیقت نفس الامری سے بھی نیو یارک ٹائمز کے ناظرین کو آگاہ کیا ہے، کہ لارڈ ہیڈلے تنہا انگریز نومسلم نہیں، بلکہ انگریز مرد اور عورتیں اور ان کے خاندان آہستہ آہستہ لیکن نہایت مستعدی کے ساتھ آنحضرت صلعم کے دین میں آ شامل ہوئے ہیں، اسلامک ریویو کے ہر ایک نمبر میں بلا استثنا اعلیٰ اور درمیانی طبقہ کے انگریز مردوں اور عورتوں کی جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے تصاویر شائع ہوتی ہیں اور ایسا ہی ان کے عیال کی بھی، اب تک جو تمام شائع ہوئے ہیں ان میں دو امریکنوں کے بھی نام ہیں، ایک شخص پہلے پادری رہ چکا ہے اور "ڈاکٹر آف ڈیونٹی" کی ڈگری اسے حاصل ہے، اور دوسرا تصویر سے ایک اعلیٰ تربیت یافتہ اور عالمی شکل و شباہت کا جوشی معلوم ہوتا ہے"

راقم مضمون نے بہت سی غلط بیانیاں بھی کی ہیں، مثلاً یہ کہ مکہ میں توہم پرستی، بت پرستی، غلامی، شہوت رانی اور عورتوں پر ظلم و ستم بہت دوروں پر ہے، اور لارڈ ہیڈلے سے سوال کرتا ہے، کہ مکہ میں ان باتوں کو دیکھ کر اس کے سائنٹیفک اور علمی دل و دماغ نے ان کے متعلق کیا فیصلہ کیا،

تعجب انگیز امر ہے، کہ لارڈ ہیڈلے تو مکہ سے ایک ایسا اثر لے کر آتے ہیں، جو ان مسیحی توہم پرستیوں اور غلط بیانیوں کو مٹانے والا ہے، لیکن مسٹر شنکم فرینڈز جیسے متعصب مسیحی اس علمی زمانہ میں بھی ایسی خلاف بیانیوں سے دریغ نہیں کرتے،

آخر میں ووکنگ مشن کا تذکرہ جن الفاظ میں کیا ہے وہ سننے کے قابل ہیں:-

"بظاہر اسلام اور مسیحیت کے مابین پولیٹیکل تصادم کا اسٹیج تیار ہو گیا جبکہ مذہبی اور تمدنی جنگ انگلستان میں شروع ہوتی ہے ووکنگ کا قصبہ جس کے اندر مسجد اور یورپ اور امریکہ میں اسلامی پروپیگنڈا پھیلانے کا مرکز ہے، عام طور پر اس سے تعلق رکھتا ہے"

"اسلامک ریویو کے ہر ایک نمبر میں یہودی اور مسیحی مذہبی اصولوں اور معتقدات پر گرما گرم بحث ہوتی ہے، ہر ایک نمبر میں بلا استثنا اعلیٰ اور درمیانی طبقہ کے انگریز مردوں اور عورتوں اور ان کے بچوں کی تصاویر شائع ہوتی ہیں، جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے، اب جبکہ لارڈ ہیڈلے ایک مستند حاجی بن گئے ہیں، تاکہ اپنے نئے مذہب کی اہمیت اپنے ہم وطنوں کی نظروں میں پیدا کریں، تو اب عام طور پر انگریز لوگ جزائر برطانیہ کے اس مشرقی ارمنزم کے خطرہ کو اس قدر اہمیت دینگے کہ اس پر غور و خوض کرنا شروع کر دینگے"، اس مسیحی بغض و تعصب پر سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ :-

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است
کہ از عقوبت آں جز بزرگ نتواں رست

جماعت اسلامیہ برلن کی اصل حقیقت

(اس کے پریزیڈنٹ کے قلم سے)

لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم و کان اللہ سمیعا علیما ٭

ترجمہ :- اللہ بری بات کے مشہور کرنے کو کبھی پسند نہیں کرتا، سوائے اس کے جس پر ظلم کیا گیا، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ٭

مولوی عبدالجبار صاحب خیری مقیم برلن نے محض حسد کی وجہ سے ہماری جماعت کو ہر طرح بدنام کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ ہمارے مبلغ مولینا صدرالدین صاحب کے متعلق یہ مشہور کیا گیا کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کی تبلیغ کے لئے جرمنی گئے ہیں، اور کہ سلسلہ احمدیہ صرف گورنمنٹ انگریزی کے ہاتھ میں ایک آلہ کے طور پر کام کر رہا ہے، اور ہر قسم کی بدظنیاں اور غلط فہمیاں ہمارے متعلق پھیلانے کی کوشش کی گئی، اور یہاں ہندوستان میں بھی اس قسم کی بدظنیوں کو بعض اخبارات نے ہماری مخالفت کے لئے شائع کیا، کس قدر افسوسناک واقعات ہیں کہ ہمارے ساتھ بغض و حسد کی وجہ سے خدمت اسلام کے کام کو نقصان پہنچانے کی بھی پروا نہ کی گئی، اس لئے ہم بھی آیت کریمہ مندرجہ عنوان کی اجازت کے ماتحت مظلوم ہونے کی حیثیت میں ان حالات کو شائع کرتے ہیں، جو خیری صاحب کی جماعت اسلامیہ کے صاحب الامر نے اپنی قلم سے ہمارے استفسار کے جواب میں لکھے ہیں، اور انہوں نے ہمیں اجازت دی ہے، کہ اس چٹھی کو شائع کر دیں، چنانچہ ان کے خط کا ترجمہ ہم نیچے درج کرتے ہیں :-

برلن ۱۱- دسمبر ۱۹۲۴ء

مجھے آپ کا اردو خط بنام مسٹر شنگلہ معلوم کر کے کچھ تعجب نہ ہوا، اسی قسم کی رپورٹیں اخبار "ناردویوش الگمین زائٹنگ" کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی رہی ہیں، جن کا مبلغ عبدالجبار اور اس کا یار غار پروفیسر کوف سیر تھے، اگرچہ میں ایسی بیہودہ اور لغو تحریرات کا جواب دینا کسر شان سمجھتا ہوں، اور مسلمانوں کی باہمی تو تو میں میں کو اسلام کے مقصد کے لئے نقصان؟ تاہم میں اس بات سے آگاہ ہوں کہ کئی نیک دل مسلمانان مصر و ہند جو اصل حالات سے آگاہ نہیں، ایسے بیانات کی بنا پر غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں، جن کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں، کہ دوسروں کی نظروں میں اسلام کو خفیف کیا جائے، اور مسلمانوں میں نا اتفاقی کا بیج بویا جائے ان وجوہات کے باعث میں مناسب سمجھتا ہوں، کہ اس معاملہ کی ساری تواریخ کو بیان کر دیا جائے، جہاں تک کہ میں اس سے واقف ہوں، تاکہ اس کا جو حصہ آپ مناسب خیال کریں، استعمال کر سکیں، میں اپنے بیان کی سچائی کی پوری پوری ذمہ واری لیتا ہوں، جس کا میں پورا پورا ثبوت رکھتا ہوں۔

۱۹۱۹ء میں یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے برلن میں میری عبدالجبار سے ملاقات کروائی، فی الحقیقت اس سے بہت سال پہلے مولوی برکت اللہ صاحب کے ایک لیکچر نے جو انہوں نے نیویارک کی کولمبیا یونیورسٹی میں دیا تھا، میری توجہ کو اسلام کی طرف کھینچا تھا، اور اس کے بعد میں دل سے مسلمان تھا، یہاں تک کہ فروری ۱۹۲۰ء میں میں نے بخاری امام عالم ادریس کے سامنے باقاعدہ اسلام کا اظہار کیا، میں عبدالجبار کا گہرا دوست بن گیا، جس کی سرگرمی اور کوشش پر مجھے اس وقت پورا وثوق تھا، میں قریباً ہر ہفتہ اسے باقاعدہ طور پر ملتا رہتا تھا، اور اگرچہ کئی امور میں ہم آپس میں متحد الرائے نہ تھے، تاہم میں نے اس کی امداد کرنا اپنا فرض سمجھا، وہ برلن میں ایک جماعت اور مشن کے قیام کی تجویز کر رہا تھا، اور ووکنگ مشن کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا بہت خواہشمند تھا، لیکن کسی وجہ سے سیدھا آپ کو لکھنا نہیں چاہتا تھا، اس نے یا اس کے بھائی عبدالستار نے چند خط انگریزی میں ووکنگ لکھے، جن پر مس رنڈکی کے دستخط کروائے گئے، جو بعد ازاں فاطمہ رنڈکی بن گئی، اور عبدالستار سے شادی کر لی، یہ لیڈی انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتی، مجھے اب اس خط و کتابت کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، جس کی حقیقت اب مجھ پر بخوبی واضح ہو رہی ہے، آپ مجھے اس بارہ میں ملزم قرار دے سکتے ہیں، کہ کیوں میں نے اس غلط بیانی کے خلاف اس وقت صدائے احتجاج بلند کی، لیکن اصل بات یہ ہے، کہ مجھے اس وقت ووکنگ مشن کے بارے میں بہت ہی کم علم تھا، اور میں نے اس خط و کتابت کو اس وقت چنداں وقعت نہ دی،

وسط مارچ میں عید الفطر ۱۹۲۲ء کے موقعہ پر عبدالجبار نے برلن میں ایک جماعت یا مسلم کمیونٹی یا انجمن بنانے کے لئے اپیل کی، ڈاکٹر احمد ولی ایک مصری نے اس کی تائید کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۴۰-۵۰ نام فہرست میں درج ہو گئے، اگرچہ کل حاضرین کی تعداد تین چار سو تھی، ایک کمیٹی جس میں میں بھی شریک تھا، جماعت بنانے پر مقرر کی گئی، میں نے عبدالجبار کا نام امامت کے لئے پیش کیا، اور مجھے میری مرضی کے خلاف دوسرے اہم عہدہ پر یعنی صاحب الامیر مقرر کیا گیا، اس وقت اس بات کا پورے طور پر اظہار کر دیا گیا، کہ جماعت کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہ ہوگا، جیسا کہ قاعدہ نمبر ۲ ضوابط میں درج ہے، جہاں تک میری طاقت میں تھا، میں نے جماعت کی امداد کو اپنا فرض سمجھا، اور اس کی کامیابی کے لئے پوری کوشش کی، بعض وجوہات کے باعث زیادہ سمجھدار اعلیٰ طبقہ کے مسلمان اس میں شریک نہ ہوئے، جس کی وجہ میں نے اس وقت لاپروائی سمجھی، اگرچہ اب وہ وجوہات ہویدا ہیں، اس لئے صرف چند ناتجربہ کار نوجوان طلبا ہی مجالس میں شریک ہوتے رہے، اس لئے جماعت کا نظام قائم کرنے میں مشکلات پڑ گئیں، اس اثنا میں آپ (خواجہ کمال الدین صاحب) برلن تشریف لائے، اور عبدالجبار اور اس کا بھائی آپ سے ہوٹل میں جا ملے تاکہ جماعت کے ساتھ آپ کی دلچسپی پیدا کی جائے، لیکن آپ نے اسے مشتبہ نگاہوں سے دیکھا، جو فی الحقیقت درست تھا، میں نے آپ کو جماعت میں بلانا فرض سمجھا، اور آپ میرے بلانے پر تشریف لے گئے، اور ایک تقریر کی، جس کے ذریعہ سے جماعت کا وقار بڑھنے میں مدد ملی، اور حاضرین پر بڑا اثر پڑا، آپ نے جماعت کی مدد میں دو پونڈ نقد عطا کئے، جس مدد کے ذریعہ سے جماعت کا نظام قائم ہو گیا، اور قواعد و ضوابط کی کتاب چھپ کر جماعت رجسٹری ہو گئی، میں یقیناً کہہ سکتا ہوں، کہ اس ذرا سی اخلاقی اور مالی مدد کے بغیر جماعت کا نظام کبھی قائم نہ ہو سکتا، اور وہ اسی وقت ٹوٹ جاتی کیونکہ عبدالجبار پر لوگوں کو اعتماد نہ تھا،

اس وقت کے بعد عبدالجبار خیلیہ کا دشمن بن گیا، چونکہ وہ آپ کو اپنے نفسانی اغراض کے حصول کے لئے کٹھ پتلی نہ بنا سکا، اس لئے وہ غصہ سے بھر گیا، اس وقت اس نے اپنی ایک کٹھ پتلی پروفیسر کیمپفمیر کے ذریعہ سے آپ کے خلاف پروپیگنڈا شروع کیا، مثلاً یہ کہ آپ ہندوستان میں وکالت کے کام میں کامیاب نہ ہو سکے، مشن کے لئے لوگوں سے روپیہ لیتے ہیں، جس کا حساب کتاب نہیں رکھتے اور فضول خرچی کرتے ہیں، لارڈ ہیڈلے ایسا ویسا ہے، اور کہ سرکار انگریزی سے بھی آپ کو دوستی ہے وغیرہ وغیرہ، ان غلط بیانیوں اور حجاز کے بارہ میں دروغ بافیوں کو عبدالجبار نے زور شور سے پھیلایا اسی طرح اس نے ہند فی المیزان سے فقرے لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی، کہ آپ مسلمان نہیں بلکہ تنخواہ دار دھوکے باز ہیں، میں ہمیشہ عبدالجبار کو نیک دل سمجھتا تھا، اس لئے میں نے اسے ایسی گندی تحریرات سے روکنے کی کوشش کی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اندرونی طور پر میرا دشمن بن گیا، اور مجھے ذلیل کرنے کی کوشش شروع کر دی، جماعت میں اس نے البانیہ کے ایک لڑکے کو مجھ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا، مگر حاضرین مجلس نے پورے طور پر میری مدد کی، اس لئے یہ مخالفت کچھ بگاڑ نہ سکی اور دب گئی، عبدالجبار بھی میری مدد پر مجبور ہو گیا، لیکن اس نے ایسے طور پر میری تائید کی، جس سے بجائے تائید کے [illegible] ظاہر ہوتی تھی، میں نے جماعت کے دو تین اجلاس میں شرکت [illegible] جس کے بعد مجھے شمولیت کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی، کیونکہ جماعت کا سکرٹری رو لمیا تیہ کا لڑکا تھا، میں نے اپنے دفتر سے [illegible] پاس اپنا استعفیٰ بھیج دیا، لیکن چند ماہ کے بعد وہ [illegible] اور کہا کہ اس نے میرا استعفیٰ روک رکھا ہے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، مورخہ ۱۲۔ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ ہجری، نمبر (۲۲)

دنیا کا آئندہ مذہب

تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ

جو آپ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۵۔ دسمبر ۱۹۲۳ء کو فرمائی

دنیا کی چیزوں کی کشش

زین للناس حب الشہوات من النساء الخ ۵ دنیا کی خوبصورت چیزوں کی کشش انسان کو اپنی طرف کھینچتی رہتی ہے وہ خواہشات کبھی عورتوں اور بیٹوں، کبھی سونے اور چاندی کے ڈھیر کبھی مال اور مویشی، چارپایے اور کھیتیوں کیلئے ہوتی ہیں، ذلک متاع الحیوۃ الدنیا یہی چیزیں ہیں جو دنیا کی زندگی کا سامان ہے ان چیزوں کی کشش بڑی زبردست ہوتی ہے، انسان چاہتا ہے، کہ ان پر غالب آئے، لیکن لامعلوم طور پر وہ ان کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے، بہت لوگ ہیں جو وقت پر محسوس بھی کرتے ہیں، اب بھی ان چیزوں کی کشش بڑی زبردست ہے، واللہ عندہ حسن الماٰب اللہ تعالیٰ کے ہاں ہی بہتر سامان ہے،

مذہب کے بغیر چارہ نہیں

میرے خیال میں اس ایک آیت کے اندر جواب دیا ہے، ان لوگوں کو جو سوال کرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی مذہب رہے گا بھی یا نہیں یا لامذہبی ہی ہو جائے گی، اور محض یہی عورتوں اور بچوں کے رہنا اور دنیا کی چیزیں جمع کرنا اور مال و دولت کا کمانا ہی انسان کی ایک غرض رہ جائیگی فی الحقیقت مذہب ایک ایسی طاقت ہے، کہ اس کی جگہ کوئی دوسری شئے نہیں لے سکتی، یہ جو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کوئی مذہب بھی دنیا میں رہے گا یا نہیں؟ یہ فی الحقیقت ناتجربہ کاری اور دنیا کو کم دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے، جس قدر انسان کا علم دنیا کے متعلق وسیع ہوتا ہے اسی قدر اسے پتہ لگتا ہے، کہ بغیر ایک برتر ہستی کو ماننے کے کوئی سوسائٹی نہیں رہ سکتی، کسی زمانہ میں یورپ میں دہریت اور لامذہبی کی بڑی لہر اٹھی تھی، اور معلوم ہوتا تھا، کہ یہ یورپ کو کھا جائے گی، اور یہاں دہریت ہی دہریت رہ جائے گی، یورپ کے سامنے ایک ایسا مذہب تھا۔ کہ انہیں اپنی بڑھتی ہوئی عقل اور علم کے سامنے اسے جواب دینا پڑتا تھا، گو کہ یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر اور سائنسٹ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں، کہ ایک برتر ہستی کو ماننے بغیر چارہ نہیں، جس قدر علوم کی روشنی بڑھتی جاتی ہے، اسی قدر اس طاقت بالا کا علم بھی بڑھتا جاتا ہے جو شخص دنیا کی تاریخ پر غور کر کے دیکھے گا، اسے معلوم ہو جائے گا، کہ دنیا مذہب کے بغیر رہ سکتی ہے، ہمارے سامنے مختلف قسم کے معتقدات کے لوگ ہیں، لیکن سب کے سب کسی نہ کسی رنگ میں مذہب کے قائل ہیں، کہیں کسی قوم کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ درختوں، بتوں، پتھروں کی پوجا کرتی ہے، کوئی انسانوں کے آگے گردن خم کرتے ہیں، کسی کو تین ایک اور ایک تین کا قائل دیکھتے ہیں، نہایت ردی سے ردی خیالات اور معتقدات ہیں، جو مذہب کے متعلق لوگوں نے اختیار کر رکھے ہیں، لیکن یہ سب ایک ہی بات کی دلیل ہیں کہ مذہب کی گرفت انسان پر سے نہیں جا سکتی، ابھی آپ کے سامنے ہمارے مکرم خواجہ صاحب نے عیسائیت کا جو نقشہ کھینچا ہے، اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ کس طرح سے کلیسا کے بڑے بڑے لوگ عیسائیت کو چھوڑ رہے ہیں، مگر ایک ڈھانچہ قائم رکھنے کے لئے خود ایک مذہب بناتے ہیں، اور اس کا نام عیسائیت رکھ لیتے ہیں [illegible] مذہب کے اصولوں کو وہ چھوڑ رہے ہیں، مگر ان کو طرح طرح کے پیرائے دینے پڑتے ہیں،

مذاہب کے باہمی اختلافات

تو جب حالت یہ ہے کہ دنیا مذہب کے بغیر نہیں رہ سکتی، تو ہمارے سامنے سوال سیدھا اور صاف ہے، کہ جب مذہب کو قائم رہنا ہے، تو کونسا مذہب ہے، جو آئندہ زندہ رہ سکتا ہے، بہت لوگ جن کا دہریت کی طرف میلان ہوتا ہے، وہ دیکھتے ہیں کہ ایک ملک میں مذہب والے کچھ کہتے ہیں اور دوسرے ملک میں کچھ، ایک مذہب کچھ اصول پیش کرتا، دوسرا مذہب کوئی اور، وہ لوگ مذہب کو سرسری نگاہ سے دیکھتے ہیں، ان کو مذاہب کی باہمی چپقلش سے دھوکا ہو جاتا ہے، ایک دوسرے کی مخالفت کرتے دیکھ کر طبعاً ان کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے، اور وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب ایک ایسی ہی چیز ہے کہ اس کے اندر جھگڑا پڑا رہتا ہے، اس مشکل کو حل کیا ہے، قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم نے،

قرآن نے مذہب کو علمی رنگ دیا ہے

اگر مذاہب کی یہ جنگ یونہی قائم رہتی، اور کوئی تطبیق نہ ہو سکتی، تو ایک اندھیر ہوتا، لیکن قرآن کریم ہے جس نے مذہب کو ایک علمی رنگ دیا ہے، یہ مشکل حل ہو جاتی ہے، لاعلمی کے رنگ میں بسا اوقات چیزیں ایسی معلوم ہوتی ہیں، کہ گویا ان میں باہمی موافقت کا کوئی پہلو ہی نہیں، قدرت کے اندر ہوا اور ہستی وغیرہ کی جنگ ہے، لیکن صاحب علم پر حقیقت منکشف ہو جاتی ہے، اور وہ ان میں موافقت کے پہلو کو پا لیتا ہے، بعینہٖ جس طرح سائنس اس نتیجہ کے متعلق بصیرت دیتی ہے، کہ یہ تمام کائنات ایک عجیب نظام میں جکڑی ہوئی ہے بعینہٖ جس طرح ہر ایک چھوٹے سے چھوٹا ذرہ بھی اسی قانون کے ماتحت ہے جس کے ماتحت بڑے بڑے کرے ہیں، وہ چیز جو کم علمی سے ابتری میں نظر آتی ہے، علم حاصل ہو جانے پر وہ ایک عظیم الشان نظام کے ماتحت دکھائی دیتی ہے، بعینہٖ اسی طرح مذہب اسلام یا قرآن یا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلعم نے مذہب کو علمی رنگ دے دیا،

تمام مذاہب خدا کی طرف سے ہیں

اور بتا دیا کہ یہ جو مذاہب نظر آتے ہیں، کوئی عیسائی ہیں، کہیں بدھ ہیں کہیں ہندو ہیں، کہیں کنفیوشس اور زرتشت کو ماننے والے ہیں، یہ تمام خدا کی طرف سے ہیں، اگرچہ یہ لوگ خیال کرتے رہے، کہ ان کا مذہب سچا ہے، اور دنیا کے باقی سب مذاہب جھوٹے ہیں، اور انسانوں کی بناوٹ ہیں، اگر فی الواقعہ ایسا ہوتا، تو تمام پھینک دینے کے قابل تھے، اسلام نے سب کو ایک قاعدہ ایک قانون کا رنگ دے دیا ہے، ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ۵ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، ہم نے ہی تمام قوموں کے اندر رسول بھیجے تھے، مدت کے اندر رہنے سے اختلاف ہو جاتے ہیں، لیکن مذہب کے دینے والے ہم ہی ہیں،

مذہب کا کمال اسلام میں

ایک تو اسلام نے بتلایا ہے، کہ مختلف کتب میں جو خدا نے دیں، ان میں غلطیاں ہو جانے سے اور ہدایت کی ضرورت پڑتی ہے اور ان سب کے آخر میں اسلام آیا، تا کہ ان سب کا فیصلہ کرے لیکن ایک اور ضرورت بھی تھی، ہر ایک چیز تدریجاً اپنے کمال کو حاصل کرتی ہے وہ مذاہب جو ابتداء میں دنیا کو دیئے گئے، وہ ابتدائی حالت میں تھے۔ آہستہ آہستہ ان کو کمال تک پہنچایا گیا، اور اسلام میں آ کر انہوں نے کمال حاصل کیا، الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ۵ آج کے دن ہم نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کی، اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا،

تو ہر ایک چیز جو پیدا ہوتی ہے، تدریجاً کمال کو پہنچتی ہے، اس سے کوئی باہر نہیں، یہ دنیا کا قانون ہے، جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، قرآن کریم نے شروع ہی میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے، جہاں فرمایا، الحمد للہ رب العالمین ۵ رب کے معنے ہیں جو تدریجاً کسی شئے کو اس کے کمال تک پہنچائے، فی الحقیقت یہ ایک عظیم الشان صداقت ہے جس کو سائنس نے دریافت کیا ہے، کہ ہر ایک چیز نے تدریجاً ترقی کی،

ابتدائے عالم میں کامل الہام

وہ لوگ جو مانتے ہیں، کہ کامل الہامی کتاب ابتدائے عالم میں ہی دی گئی، ان کا یہ دعوے قانون قدرت کے خلاف ہے، جس طرح سے قانون قدرت میں دوسری اشیا پہلے ایک ابتدائی حالت میں ہوتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے اپنے کمال کو پہنچتی ہیں، بعینہٖ اسی طرح وہ مذہب جو انسانوں کے ابتدائی حالات میں دیا گیا، وہ تدریجاً ترقی کرتا ہوا اپنے کمال کو پہنچا، اور حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ دنیا میں آیا،

اللہ تعالیٰ کے تمام روحانی و جسمانی فیض عام ہیں، جس طرح پر اس کی بارش اس کی دھوپ ہر جگہ اور ہر ملک میں ہوتی ہے، جس طرح سے اس کے دوسرے انعامات عام ہیں، اسی طرح سے اس کا روحانی رزق بھی ہر جگہ پر ملتا ہے، ایسا ہی ضروری تھا، کہ مذہب آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہوا اپنے کمال کو پہنچتا،

اسلام، قرآن اور آنحضرت کامل اور آخری ہیں

اسلام کا یہ دعوے ہے، کہ قرآن آخری کتاب ہے، محمد رسول اللہ صلعم آخری نبی ہیں، اور اسلام آخری مذہب ہے، یہ تینوں کامل ہیں اور ان تینوں کا کمال ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہے، خوب یاد رکھو کہ اگر نبوت کمال کو نہیں پہنچی، تو پھر مذہب اور کتاب بھی کمال کو نہیں پہنچے، اگر نقص مانو گے تو سب میں ماننا پڑے گا، ورنہ سب کو کامل ماننا ہوگا اور جب کمال کو پہنچ گئی، تو انتہائے ترقی کو پہنچ گئی۔ اس لئے اگر اسلام کامل مذہب ہے، اگر قرآن کامل کتاب ہے اگر محمد رسول اللہ صلعم کامل نبی ہے، تو نہ اسلام کے بعد دوسرا مذہب آئیگا نہ قرآن کے بعد دوسری کتاب آئے گی، نہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد دوسرا نبی آئے گا، اگر الگ الگ کرو گے تو سب کو گرانا پڑے گا، ورنہ سب کو آخری ماننا ہوگا، کیا پیارے لفظ ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا راضی ہوا میں ایک اللہ کو رب مان کر کوئی دوسرا خدا نہیں، اسلام کو اپنا مذہب مان کر، کوئی دوسرا مذہب نہیں، محمد صلعم کو اپنا نبی مان کر کوئی دوسرا نبی نہیں، جس طرح خدا کے ساتھ دوسرا رب نہیں، اسلام کے ساتھ دوسرا دین نہیں، اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ دوسرا کوئی نبی نہیں،

واقعات کی شہادت

خیر یہ تو ہوا دعوے، اب یہ سوال ہوتا ہے کہ اس دعوے پر شہادت بھی ہمارے پاس موجود ہے یا نہیں، اس کے لئے آیت تو ہے علمی، اس میں میں پڑنا نہیں چاہتا، ایک تاریخ ہے واقعات کی وہی پیش کرتا ہوں، واقعات ہمیں بتاتے ہیں، کہ اسلام کے بعد نہ کوئی دوسرا مذہب ہوا، اور نہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد دوسرا کوئی نبی آیا ایک تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے آخری نبی ہونے کی قول کے ساتھ یوں شہادت دی، کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۵ محمد صلعم تم میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اور دوسری طرف فعل کے ساتھ شہادت دی، کہ آپ کے بعد دوسرا نبی دنیا میں آیا ہی نہیں، اسلام کے بعد دوسرا مذہب آیا ہی نہیں یہ صرف میں نہیں کہتا، بعض باتیں ہیں اسلام کے متعلق کہ غیروں کو بھی ان کے سامنے سر جھکانا پڑا ہے، مثلاً جب ہم پوچھتے ہیں، کہ دنیا میں تمام مذہبی انسانوں میں سے سب سے بڑھ کر کامیاب کون ہوا، تو اس کا

وہ حالت تھی کہ اسقدر زبردست مصیبت چھا گئی کہ جب لوگوں کو کہا گیا کہ جنگ کو نکلو تو قالوا لو نعلم قتالا لاتبعنٰکم کہ اگر یہ جنگ ہوتی تو ہم نکلتے۔ یہ تو صریح ہلاکت ہے۔ اسطرح پر نظر آتا ہے کہ جس طرح یہ دونو مذاہب ایک دوسرے کو کھا جانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ انتہائی بیکسی اور لا انتہا طاقتوں کا کا مقابلہ ہے۔ بظاہر یوں نظر آتا ہے کہ اس مذہب نے کیا مقابلہ کرنا ہے کہ یہ جو ظاہری قوت اسکے پاس تھی وہ تو کجا اسکی حکومتیں اور سلطنتیں بہت حد تک مٹ چکیں جو باقی ہیں ان کے مٹانے کے درپے ہیں۔

مسلمانوں کی باہمی تکفیر

بیرونی دشمن اسے یوں کھلے کھڑے ہیں اندرونی کمزوریہ باہمی تکفیر اور تفرقہ نے اسکی کچھ طاقت نہیں چھوڑی۔ خوب یاد رکھو اسلام کامیاب ہوگا تو اتحاد سے جب تک ان علماء سے بیزاری کا اظہار موجب طعن ٹھیرتا ہے اسوقت تک، اتحاد کا خیال درست نہیں۔ اگلے دن کا ذکر ہے کہ ہمارے اوپر ایک مہربانی کا فتوے چھپا کہ یہ مسلمان تو ہیں مگر گمراہ ہیں۔ بھلا مولویوں کو یہ کب گوارا تھا کہ ہمیں مسلمان کہا جائے۔ انہوں نے کافر کہنے پر اصرار کیا۔ مگر آیا اس سے اسلام کی طاقت بڑھی ہے یا وہ کمزور ہوتا ہے۔ ہم تو اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ اگر ہمیں کافر کہنے سے اسلام کو کوئی طاقت پہنچتی ہے تو یوں ہی سہی لیکن اگر یہ نہیں تو تم ہی سمجھ لو کہ ان کفر کے فتوؤں سے کس کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایک دوسرے کو کافر ٹھہرانے نے اسلام کی تمام طاقت کو کمزور کر دیا ہے۔ ہر وہ شخص جو ان تکفیر کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتا۔ وہ اسکی طاقت کو کمزور کر رہا ہے۔ کوئی فرقہ نہیں جس پر یہ فتوی نہ لگا ہو وہ دیوبندی جو آج ہم کو کافر بنا رہے ہیں۔ ان کو بھی کافر کہا گیا۔ یہاں تک کہ میں مکہ اور مدینہ کی مہریں دکھا دیتا ہوں۔ دیوبندی تو حنفی ہیں۔ کوئی فرقہ ایسا نہیں جو اسلام سے محبت رکھتا ہو اور اسے کافر نہ ٹھیرایا گیا ہو۔ اسلئے میں کافروہ کہ جس پر خود فتوے نہ لگا ہو۔ غرض یہ بیماری مسلمانوں میں عام ہے جو اسکو کمزور کر رہی ہے۔ میں تعلیم یافتہ مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ وہ بھی علی الاعلان ان فتوؤں سے بیزاری کا اظہار کریں۔ یہ باتیں محض عوام کو خوش کرنے کے لئے ہیں کہ فلاں کافر ہے۔ فلاں مسلمان۔ اگر ہم کو کہتے ہیں کہ تم میرزا صاحب کو نبی مانتے ہو تو ہم اس سے انکار کرتے ہیں لیکن ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مانتے ہیں یا نہیں؟

اسلام کا غلبہ انتہائی بیکسی میں

ان تمام باتوں سے میری غرض یہ ہے کہ اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ ہے۔ اور اسلام پر نہایت بیکسی کا زمانہ ہے۔ نہ اسلام کے پاس اتحاد ہے۔ نہ قوت نہ نظام قوی ہے۔ دوسری طرف یعنے عیسائیت کے پاس انتظام ہے۔ مال و دولت اسقدر ہے اسقدر سونے کی مہریں ان کے پاس ہیں کہ مسلمانوں کے پاس اتنی کوڑیاں بھی نہ ہوں گی۔ نظام اسقدر ہے کہ ایک کام کے لئے ہزاروں نکلتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں یہی خدا تعالے کی طاقت ہے کہ انتہائی بیکسی کے عالم میں اسلام غالب ہوگا۔ تاریخ کو پڑھ کر دیکھ لو۔ پہلے بھی اسلام پر انتہائی بیکسی کے اوقات [illegible] ہیں اور ایسے ہی اوقات [illegible] کا غلبہ ہوتا رہا [illegible] کے زمانہ میں اسلام [illegible] طرف [illegible] کے بعد [illegible] وقت [illegible] اسلام کی کیسی بیکسی کی حالت ہوئی مگر پھر [illegible] اسلام کی غلام اور اسلام کے لئے [illegible] ہیں [illegible] اسلام کی بیکسی کے بھی کوئی [illegible] کامیاب نہیں ہوگا۔ [illegible] کے سامنے گرنے جا رہے ہیں [illegible] لوگ جب اپنے مذہب کو دیکھیں گے تو اس سے بیزار ہو جائیں گے اور اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ کیا کیا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں؟ کیا کوئی تلوار لیکر لوگوں کو مسلمان کیا تھا؟ [illegible] اس طرح سے آپ نے بھی اسلام سب کو کھا جائیگا۔ جو [illegible] اسلام دنیا میں ترقی کر گیا۔ اور مذہبی کتابیں روشنی میں آگئیں [illegible] آشکارا ہوگی۔

مذہبی کتابوں کا دائرہ اثر

میں یقین دلاتا ہوں کہ جتنی مذہبی کتابیں شائع ہوئی ہیں بیزاری کا موجب ہوئی ہیں۔ قرآن جب سے دنیا میں آیا سب کے قبضہ میں آیا۔ کسی خاص گروہ کے قبضہ میں نہیں رہا۔ جیسے بائبل اور وید وغیرہ کا حال ہے۔ یہ ایک امتیازی نشان ہے قرآن کریم کا کہ سب کے قبضہ میں یہ رہا ہے۔ اور سب کیلئے کشش کا موجب رہا ہے۔

لیکن دوسری کتابیں خاص خاص گروہوں کے قبضہ سے باہر نہیں نکلیں۔ وید آج تک ترجمہ نہیں ہوئے۔ میں نے تو ایک ہندو دوست کو کہا تھا کہ تم وید کا ترجمہ عمداً نہیں کرتے۔ تم جانتے ہو کہ جس دن ترجمہ کر دیا۔ فوراً ان ہندوؤں نے اس سے بیزار ہو کر اسلام میں چلے جانا ہے۔ وہ تو دراصل بات کی ہے کہ وید ترجمہ نہیں ہوسکتے ورنہ کبھی کا فیصلہ ہو جاتا۔

اسلام کی غلط تصویر

تو غرض یہ ہے کہ عیسائیت اور اسلام کا اصل مقابلہ ہے۔ تمام قوت اس سے پہلے بھی اسلام کو بدنام کرنے پر صرف کی گئی ہے۔ آپ نے پڑھا نہیں کہ کس طرح پر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ بچے ان کے خون کے اندر اسلام کی غلط تصویر جو ان کے باپ دادوں نے کھینچی۔ سرایت کر چکی ہے۔ ان کے تھیٹروں۔ ناٹکوں اور ڈراموں میں اسلام کا بڑے سے برا نقشہ پیش کیا جاتا رہا ہے۔ آپ لوگوں کے وہم میں بھی وہ باتیں نہیں آئی ہوں گی جو ان لوگوں نے اسلام کے متعلق پھیلا رکھی ہیں۔

آنحضرتؐ کو بت قرار دیا گیا

سب سے پہلا خیال جو یورپ میں پھیلا وہ یہ ہے کہ محمدؐ ایک بت ہے جسے خود محمدؐ نے بنایا۔ اور شیطانوں یا جنوں کی مدد سے اتنا طاقتور بنایا کہ کوئی اسے توڑ نہیں سکتا۔ خدا کی شان ہے بت بھی قرار دیا تو ایسا زبردست کہ کوئی اسے توڑ نہیں سکتا۔ یہ فطرت کی شہادت کہ اسلام کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ عیسائی اس بت کے پاس چلا جائے تو بہت برا اثر اسپر ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی پرند چلا جائے تو وہ مر جاتا ہے۔ پھر کسی نے لکھا ہے کہ وہ سونے کا بت ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان لٹکا ہوا ہے۔ کسی نے کہا کہ وہ بت ہے۔ اسکے اندر روح ہے۔ مسلمان اسکے سامنے ناچتے ہیں۔ اسکے اندر سے آواز آتی ہے کہ آسمان عیسائیوں کے لئے ہے۔ اور زمین مسلمانوں کے لئے۔ خدا کی شان جن کے لئے آسمان کہا جاتا ہے۔ وہی آج زمین کے مالک ہیں۔ اور آسمان سے انہیں کوئی لگاؤ نہیں۔ اور جن کو زمین کا وارث ٹھیرایا گیا ہے۔ وہ زمین سے حصہ نہیں رکھتے اور جو کچھ رکھتے ہیں آسمان میں۔ پھر کہتے ہیں کہ انہی لوگوں نے مسیح کو صلیب دیا جو محمد صلعم کے بت کی پوجا کرنے والے تھے۔ ہیروڈیس ملک فرعون۔ بھی جب وہ غرق ہونے لگا تو اس نے بھی محمدؐ کے بت کی پناہ لی تھی۔

عیسائی کلرک اور فاختہ کا قصہ

پھر لکھا ہے کہ روم دربار میں ایک عیسائی کلرک تھا اسکو کسی وجہ سے وہاں سے نکالا گیا۔ وہ بھاگ کر محمد صلعم کے پاس گیا۔ اور کہا کہ میں تمہیں بادشاہ بنا دیتا ہوں۔ ایک فاختہ اس نے لی۔ اور آنحضرت کے کان میں دانے رکھ دئے اور فاختہ کو سدھایا کہ جس وقت وہ بلائے آکر کان سے دانے نکال لیا کرے۔ خدا جانے [illegible] میں دانے کیونکر رکھے۔ پھر اس نے لوگوں سے کہا کہ تم میں [illegible] جس پر روح القدس نازل ہو اسکو اپنا بادشاہ بنا لینا۔ انہوں نے کہا۔ اچھا۔ پھر فاختہ [illegible] طرح آئی اور اس نے کہا کہ یہ روح القدس نازل ہوا۔ وہ مسیح کا روح القدس یاد آ گیا ہوگا۔ جو کہتے ہیں [illegible] فاختہ کی شکل میں آتا تھا۔ غرض اسطرح سے جب فاختہ آئی [illegible] لوگوں نے آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔

آپ [illegible] سمجھتے ہوں گے کہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ [illegible] پہلے [illegible] بڑی بڑی مشکلات [illegible] بڑی بڑی اذیتیں سہنی پڑیں [illegible] آپ نے [illegible] ایک عیسائی کلرک کا ایک ادنے کرشمہ [illegible] آپ کو بادشاہ بنا دیا۔ معلوم نہیں یہ احسان اس نے آنحضرت صلعم کے ساتھ [illegible] کیوں کیا۔ اور خود کیوں اسی طرح [illegible] نہ بن گیا۔

پھر ایک شخص ہوئے ہیں [illegible] مسولی وار (صلیبی جنگوں) کی تاریخ میں لکھا ہے کہ [illegible] نے کہا ہے کہ میں نے محمد صلعم [illegible] کی لاش [illegible] میں خود دیکھا ہے۔ کاش دجال بھی وہاں ہوتا۔ تو میں [illegible] کو رد کر دیتا۔ [illegible] اسکے پاس آئینہ ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ دجال بھی وہیں موجود تھا۔ پھر لکھا ہے کہ ایک مسلمان جب نماز پڑھتا ہے تو ننگی تلوار پاس رکھ لیتا ہے۔

علمی زمانہ کی باتیں

یہ تو ابتدائی زمانہ کی باتیں ہیں۔ اسکے بعد ایک زمانہ آتا ہے علوم کا۔ اس وقت ایک کتاب لکھی جاتی ہے۔ انٹروڈکشن ٹو نالج تو اسمیں لکھا ہے کہ قرآن کس طرح آیا۔ محمد صلعم نے ایک اونٹ رکھا ہوا تھا تو ایک دن اسکی گردن کے ساتھ قرآن شریف کو باندھ کر اسے باہر جنگل میں چھوڑ دیا۔ اور جب وہ واپس آیا تو آپ اسوقت لوگوں کے مجمع میں تھے۔ اور آپ نے کہا دیکھو یہ کتاب خدا کی طرف سے آئی ہوئی ہے۔ دوسرے اسکی اور تشریح کرتے ہیں کہ وہ اونٹ نہ تھا گدھا تھا۔ اور ان کو کہا کہ جنگل جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک گدھا ملیگا اس کے اوپر ایک کتاب ہوگی۔

ایک قصہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو سکھایا کہ ایک کنوئیں میں جاکر چھپ رہو۔ جس وقت وہاں سے لوگ گذریں تو تم کہو کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ یہ خدا کی طرف سے آواز آئی ہے۔ مگر چونکہ محمد رسول اللہ صلعم کو یہ ڈر تھا کہ یہ شخص باہر نکل اصل بھید لوگوں کو بتا دے گا۔ اسلئے حکم دیا کہ اس کنوئیں کو فوراً پتھروں سے بھر کر ایک مسجد یادگار کے طور پر یہاں بنا دو۔ اس کنوئیں کو بند کروا دیا گیا۔ ایک بعد کا مورخ کہتا ہے کہ خدا جانے ہمارے بزرگوں کو یہ کہانی بتائی کس نے؟

تمام زبانوں میں ترجمہ قرآن کی ضرورت

تو یہ اسلام کے متعلق ان کے خیالات ہیں۔ بلاشبہ وہ اسلام سے بیزار ہیں۔ مگر تم نے بھی ان کے آگے اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کی۔ تم سمجھتے ہو کہ ایک ووکنگ میں مشن کے ہو جانے سے سارا یورپ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ غلط ہے۔ کم از کم تمہارا لٹریچر سب زبانوں میں ہونا چاہیے جرمنوں کو کیا علم ہے کہ تم انگریزی میں کیا لکھ رہے ہو۔ فرانسیسیوں کو کیا پتہ ہے کہ تم اسلام کو کیا سمجھتے ہو۔ اور کس طرح پیش کرتے ہو۔ اسلئے ہر ایک زبان میں اور نہیں تو ترجمہ قرآن ہی ان تک پہنچا دو۔ پھر دیکھو کہ یہ اسلام کو کسقدر برکت دیتا ہے۔ وہ تو تاریکی کا زمانہ تھا جب اسلام کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا گیا۔ آج یہ علم کا زمانہ آیا تو آج بھی بد ترین شکل اسلام کی پیش کی جاتی ہے۔ یورپین مورخین کی یہ حالت ہے کہ آج زیادہ سے زیادہ کوئی دس باتیں اچھی کہدیگا۔ تو ایک ایسی بھی لگا جائے گا جو ان سب کو ملیا میٹ کر دے۔

حضرت میرزا صاحب کی غیرت اسلام

غرض آج بھی اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں ہوئی۔ انہی باتوں کو دیکھ کر ایک شخص نے غیرت دکھائی۔ اور اس نے اسلام کی کامیابی اسی میں دیکھی کہ اسے دنیا میں پہنچایا جائے۔ دیکھو جس طرح عرب کے امی کو یہ خیال نہیں آسکتا کہ وہ دنیا پر حکمران ہوگا۔ جب تک کہ اللہ تعالے اسے نہ بتائے اور اسکی نصرت نہ کرے۔ اسی طرح قادیان کے امی کو بھی یہ خیال نہیں آسکتا کہ اسلام اگر کامیاب ہو سکتا ہے تو تبلیغ سے۔ یہ میرزا غلام احمد کے سر میں کس نے ڈالا کہ اسلام کی کامیابی اسطرح ہے کہ اسے یورپ میں لیجاؤ۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالے نے آپ کو اسپر کھڑا کیا اور کسی طرح ممکن نہیں۔ تو وہ ایک امی شخص تھا۔ وہ گھر کی کوٹھڑی میں بند تھا اسکے والد نے اسکو خطاب دے رکھا کہ ایک بیٹا میرے کام کا ہے۔ جو دنیوی کاموں میں میرا ساتھ دیتا ہے۔ لیکن یہ میرا بیٹا یوں ہی نکلا۔ اس شخص کے سر میں اسلام کو یورپ میں لیجانے کا خیال کیونکر آسکتا تھا۔ فی الواقعہ خدا ہی نے اس کے دل میں ڈالا کہ اسلام کی کامیابی اسی پر منحصر ہے۔

ذکر احباب

سلسلہ کیلئے اخبار پیغام صلح نمبر [illegible] ۲۲ و ۲۵ دسمبر ۱۹۲۳ء میں

گوجرات

۱۰۔ دسمبر کو شام کے وقت میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کی خدمت میں پہنچا، ڈاکٹر صاحب جیسا کہ آپ کی عادت ہے خوشی خوشی صوفیانہ شان کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملے، ڈاکٹر صاحب جہاں ہوتے ہیں، خدا کے فضل سے وہاں کام کرنے والی ایک باقاعدہ جماعت پیدا ہو جاتی ہے اور کیا بڑے اور کیا چھوٹے خدمات سلسلہ میں مصروف ہو جاتے ہیں، چندوں کا بھی وہاں باقاعدہ انتظام ہو جاتا ہے، جہاں سے ان کے جانے سے قبل شاذ و نادر ہی چندہ آتا ہو، وہاں انہی لوگوں سے معقول رقمیں آنے لگتی ہیں، خود آپ پچاس روپیہ ماہوار ہر ماہ کی پہلی تاریخ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرتے ہیں، فرمایا کہ میں اس رقم کو اپنی سمجھتا ہی نہیں، تنخواہ آنے سے قبل ہی فارم منی آرڈر لکھا ہوتا ہے، جونہی تنخواہ ملی اسی وقت روپیہ ڈاک خانہ بھیج دیئے، فرمایا میں باقی احباب کے چندہ کا انتظار کرنا بھی پسند نہیں کرتا تا یہ انجمن کا مال میرے پاس نہ پڑا رہے، وہ بعد میں وصول کرکے بھیجے جاتے ہیں، غرض کہ یہ طریق عمل ڈاکٹر صاحب کا بہت ہی دلکش اور قابل رشک ہے، اگر دیگر احباب سلسلہ بھی اس پر عمل پیرا ہوں،

کہ موجودہ چند دن کو وہ اپنا مال نہ سمجھیں بلکہ خدا کا اور اسے اپنے پاس رکھ کر صرف ہو جانے سے ڈریں، تو اس میں نہ صرف ان کا اپنا بھلا سلسلہ کا بہت بڑا فائدہ ہے، جس قدر مالی ترقی ہوگی، اسی قدر وسعت سے اشاعت اسلام کا کام ہو سکتا ہے،

ڈاکٹر صاحب کا درس تدریس کا سلسلہ احمدیوں، غیر احمدیوں کی اصلاح کے لئے ہر جگہ جاری رہتا ہے، آپ کا قرآن مجید سنانا، نمازیں پڑھانا دل لبھانے والے ہیں، نماز مغرب پڑھی تو لوگ آنے شروع ہوئے، جن میں احمدی و غیر احمدی، وکیل، بیرسٹر اور دیگر بعض اہلکار اور تاجر لوگ تھے، میں نے غور سے ان کے چہروں کو دیکھا، وہ قرآن مجید کے عاشق اور ڈاکٹر صاحب کے طرز بیان کے متوالے اور بشاش معلوم ہوتے تھے، سوال و جواب کا سلسلہ بھی شروع تھا، اور جواب سے کر تسلی پاتے تھے، غرض ڈاکٹر صاحب کا درس خوش کن تھا، دو دن مجھے بھی درس سننے کا موقع ملا، سورہ شعرا کے دو رکوع تھے، جن میں حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ کی بعثت کا ذکر ہے، اس میں سے چند باتیں میں ناظرین کو محظوظ کرنے اور اپنی اپنی جگہ اس قسم کا سلسلہ درس تدریس جاری کرنے کی تحریک کے لئے عرض کرتا ہوں،

اتاتون الذکران من العلمین ہ علاوہ مشہور معنوں کے یہ بھی معنے کئے، کہ جہان میں لیا تمہیں ہی کام گیا ہے، یہ بیماری حضرت لوطؑ کی قوم میں عام تھی، مگر اس سے قبل و مابعد پتہ نہیں چلتا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ایام میں اگرچہ طرح طرح کی روحانی بیماریاں تھیں، مگر اس بدی کا پتہ نہیں چلتا، چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں، کہ اگر میں قرآن میں نہ پڑھتا، تو یہ بات میرے ماننے میں نہ آتی، اس زمانہ میں یہ مرض دنیا میں عام طور پر ہے، اور ولایت میں تو اس کثرت سے ہے، کہ کوئی شریف سکول میں بچوں کو بھیج نہیں سکتا، جناب خواجہ صاحب نے بیان کیا، کہ لارڈ ہیڈلے اپنے بچوں کو سکول نہ بھیجتے تھے، آخر میں نے ایک دن کہا کہ آپ یہ کیا غلطی کرتے ہیں تو جواب دیا کہ آپ کو علم نہیں، اگر میں ان کو سکول بھیجوں تو یہ تباہ ہو جائیں،

انی لعملکم من القالین، فرمایا کہ میری حکومت نہیں جو میں [illegible] کو روک دوں، لہٰذا میں تمہاری [illegible] سے سخت بیزار ہوں، نبی کریم صلعم نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے، کہ مومن بدی کو ہاتھ سے مٹا دے، اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے مقابلہ کرے، ایسا بھی نہ ہو سکے تو کم از کم دل سے سخت نفرت کرے،

عجوزا فی الغابرین ہ کہا کہ عجوز کا لفظ حقارت کے طور پر استعمال کیا ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ وہ نبی کی بیوی ہے، مگر جب خدا سے کوئی تعلق نہیں، تو اس سے زیادہ کیا حقیقت ہے کہ وہ محض بڑھیا ہے،

حضرت شعیبؑ کی قوم سمندر کے کنارہ رہتی تھی، جہاں بندرگاہ ہونے کے باعث مال بکثرت آتا، اور تجارت کرتی تھی، اس قوم میں بڑا بھاری مرض یہ تھا، کہ وہ اشیا کم وزن کر کے دیتے تھے، [illegible] تاجر قوموں کا یہی طریق ہے [illegible] کو وزن کر کے [illegible] کر دیں گے، اور لوگوں [illegible] حضرت [illegible] ایسی [illegible] کے دور کرنے کو اس قوم میں [illegible] آپ نے قوم کو تعلیم دی کہ وزنوا بالقسطاس المستقیم [illegible] کے معنی ہیں عدل و انصاف [illegible] اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ سلاطین مغلیہ کے زمانہ میں عدالت کے دروازہ پر ترازو کی تصویر ہوا کرتی تھی، اور دوسری قوموں سے [illegible] کو اس امر پر خاص امتیاز اور فخر حاصل رہا ہے، کہ وہ عدل اور انصاف سے ہر بڑے چھوٹے کے ساتھ مساوی سلوک کرتے تھے، برعکس ان کے دیگر اقوام میں یہ دستور ہے کہ قوم کے بڑوں سے جو جرم سرزد ہو [illegible] کسی کی مجال نہیں کہ کوئی بازپرس کرے، حضرت عمرؓ کے خلاف ایک مسلمان کا ان کے ایک گورنر کی عدالت میں مقدمہ دائر ہوتا ہے، جہاں پر امیر المومنین طلب کئے جاتے ہیں، مدعی نے عدالت کو حضرت عمرؓ سے حلف لینے کو توجہ دلائی، گورنر نے مدعی کو جواب دیا کہ امیر المومنین سے حلف لینے کی ضرورت نہیں، حضرت عمرؓ نے بہت ناپسند کیا، اور فرمایا کہ تو حاکم بننے کے قابل نہیں، اس لئے کہ اسلام کے احکام بڑے چھوٹے کے لئے یکساں ہیں، اگر کسی معاملہ میں معمولی شخص سے حلف لینا جائز ہے، تو امیر المومنین اس سے مستثنیٰ نہیں، جہانگیر کے عہد میں بھی اسی انصاف کی جھلک نظر آتی ہے، کہ انہیں جانتا، کہ نورجہاں بیگم اس کی بڑی چاہتی بیوی تھی، وہ اس سے ایک

دم جدائی گوارہ نہ کر سکتا تھا، وہ اس کی آنکھوں کی پتلی تھی، وہ عدالت کرتا تو وہ بادشاہ سلامت کے پیچھے کمر پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہتی، ایک دن بیگم محل پر چڑھی، محل کے نیچے کوئی شوقین جا رہا تھا، ادھر ملکہ پر جو نظر پڑی تو دنگ رہ گیا، اور آنکھ نیچے کرنے پر قادر نہ ہو سکا، ملکہ نے بھی دیکھ لیا، اس نے اسے گھورا، مگر وہ دلبر باز نہ آیا، آخر ملکہ نے ایک ہی وار سے اسے مار ڈالا، انصاف کا زمانہ تھا، اسلام کی حکومت تھی، لوگ دلیر اور جرأت والے تھے، بادشاہ سلامت کی عدالت میں ان کی پیاری بیوی کے خلاف دعویٰ دائر کیا، بادشاہ نے ملکہ سے جواب لیا، بیگم نے عجیب و غریب لہجہ میں جس سے کہ جذبہ محبت موجزن ہو، اور ایک حاکم قصور وار کا قصور معاف کر دے جواب دیا کہ بے شک میں نے اسے مارا ہے، اگر حضور ہوتے تو مجھے کب گوارا ہو سکتا تھا، کہ آپ کی پیاری پر کوئی نظر اٹھائے اور سزا نہ پائے، اس جواب پر انسان غور کرے، کہ محبت کیا کچھ انصاف کا خون نہ کرائے گی، مگر جہانگیر نے حکم دیا کہ ملکہ کو قتل کیا جاوے، اور وزراء کو حکم دیا کہ اس حکم کی تعمیل کی جاوے، اور میں اب نورجہاں سے ملوں گا، وہ لوگ ملکہ کے پاس گئے، بادشاہ سلامت کا حکم سنایا، وہ کانپ گئی اور حیران رہ گئی، کہ بادشاہ جو ایک دم مجھ سے جدائی گوارہ نہیں کر سکتا، اس نے قتل کا حکم دیا ہے، اس نے وزراء کو کہا کہ ایک بار بادشاہ کو پھر سے روبرو کرو، بہت کوشش کی مگر بادشاہ نہ مانا، آخر ملکہ نے قاضیوں اور مفتیوں سے دریافت کیا، کہ کوئی صورت میرے بچاؤ کی ہو سکتی ہے، جواب دیا کہ ہاں اگر مقتول کے ورثا خون بہا مان جائیں، تب ملکہ نے کہا کہ پھر بادشاہ کو منواؤ، بادشاہ نے علماء سے دریافت کیا، کہ شریعت اسلام میں اگر یہ جائز ہے، اور مقتول کے وارث مانتے ہیں تو اجازت ہے، ورثا کو یہ موقع غنیمت ملا، وہ کئی لاکھ روپیہ ملکہ سے لے کر راضی ہو گئے، اس کے بعد بادشاہ سلامت ملکہ سے ملے، اس زمانہ میں بڑی بڑی مہذب قومیں جنہیں انصاف کا دعوے ہے، وہ ایسے موقعوں پر فیل ہو جاتی ہیں، کہ کسی بڑے آدمی کے ہاتھ سے اگر کسی غریب کا خون ہو جائے، تو چیونٹی برابر نہیں سمجھا جاتا، فرمایا، چنانچہ جن دنوں میں راولپنڈی تھا، ایک بڑی ٹی پارٹی تھی، تمام سرکاری افسر مدعو تھے، کمشنر صاحب کی موٹر کے نیچے ایک لڑکا آ گیا، [illegible] موٹر میں ڈاکٹر [illegible] آتے ہی کمشنر صاحب کوئی ڈاکٹر ہے کوئی ڈاکٹر ہے، کہہ کر پکارنے لگے، آخر کار وہ لڑکا ہمیں دیا گیا، کہ فوراً ہسپتال لے جاؤ، خود تو پارٹی میں شریک ہو گئے، اور ہماری پارٹی خاک میں ملی، لڑکے کی حالت بہت نازک تھی، وہ تھوڑی دیر بعد مر گیا، میں نے ایک سلپ لکھ کر آدمی کے ہاتھ بھیجا، اور اس کے مرنے کی اطلاع کی، وہ اس وقت کھانے پینے میں مصروف تھے، بڑی مشکل سے رقعہ ان تک پہنچا، جسے پڑھ کر خاموش ہو رہے، اور کچھ پروا نہ کی، اور بعد میں کوٹھی پر تشریف لے گئے، اور مقتول کے ورثا یا کسی اور شخص کو پوچھنے تک کی ضرورت نہ ہوئی،

غرضکہ ڈاکٹر صاحب کے پاس سیالکوٹ بہت خوش رہا، چلتے وقت آپ نے مجھے [illegible] دیئے، جس کی مفصل تفصیل پہلے اخبار میں شائع ہو چکی ہے،

خاکسار محمد نصیب، احمدیہ بلڈنگس لاہور

بقیہ صفحہ اول

دراصل مذہب کا موضوع بھی یہی ہے یعنی خدا سے محبت اور انسان سے محبت، اپنی اپنی نوعیت میں ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں، خدا سے محبت کا اظہار انسان سے محبت کے اظہار سے بالکل الگ واقع ہوا ہے، انسان تو محبت کا محتاج ہے لیکن خدا اس سے بے نیاز ہے، خدا سے اظہار محبت کا طریق ایک ہی ہے یعنی اس کے احکام کی تعظیم کی جائے، اور اس کے شعائر کی عزت ہو، دوسری طرف مختلف انسانوں کی مختلف حیثیت مختلف طریق پر محبت کا اظہار چاہتی ہے، باپ، بیٹا، بیوی، ہمسایہ، اقارب اہل شہر، دشمن، دوست، ان سب سے محبت کرنا مختلف صورتیں چاہتا ہے، لہٰذا محبت انسان کی مختلف نوعیات کو سامنے رکھ کر اس کے حقیقی مفہوم کے اظہار کے لئے اگر کوئی جامع مانع لفظ ہے تو وہ لفظ **شفقت** ہے، خصوصاً جبکہ ہمارے دائرہ محبت میں انسان کے علاوہ دوسری مخلوق بھی آ جائے، مذہب حقہ تو یہی ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، اسی کا نام اسلام ہے، آنحضرت صلعم سے جب کسی نے اسلام کی تعریف پوچھی تو آپ نے اس حقیقت کو نہایت ابلغ و افصح الفاظ میں یوں بیان فرمایا، **تعظیم لامر اللہ و شفقت علی خلق اللہ** ہ

رہا یہ کہ اس مذہب کا عملی پہلو کن اصولوں اور کن تعلیمات کو چاہتا ہے، ان کا کافی مواد مجھے جناب مسیح کی وصایا کے مندرجہ بائیبل میں نظر نہیں آتا، اس مضمون پر میں اس کتاب کے آخری حصہ میں کچھ عرض کروں گا،

اس جلسہ آکسفورڈ میں یہ بھی تسلیم کیا گیا، کہ جناب مسیح کے علاوہ اس مذہب محبت کے معلم اور بھی ہیں، مثلاً بدھ، ان کا مذہب بھی مذہب محبت ہے، البتہ ان بزرگوں کے نزدیک اسلام اس فہرست میں داخل نہیں ہو سکتا، اس بات کا فیصلہ تو انشاء اللہ اس کتاب کے آخری صفحات کر دیں گے، لیکن بہرحال اس جلسہ میں مان لیا گیا، کہ عیسائی مذہب اس معاملہ میں کوئی خاص خصوصیت نہیں رکھتا، بلکہ عیسائی مذہب تو بدھ مذہب کی ایک چھاپ ہے، اگر محبت کے معنی صرف حلم، بردباری اور تا ممکن تفصیل عفو، موذی انسان کی رسی دراز کرنے کے مواقع پیدا کرنا، دفع ضرر کے اسباب سے تساہل [illegible] وغیرہ وغیرہ ہیں تو پھر بدھ کی تعلیم تو بہت ارفع ہے، اس کا ایک خفیف سا حصہ یہ جناب مسیح کی تعلیم ہے، جناب بدھ کا علم جناب مسیح کے علم سے بہت بڑھا ہوا ہے، پھر بدھ کی زندگی میں تو [illegible] کے وصایا عملی جامہ پہنے ہوئے نظر آتے ہیں، مگر یہ بات مسیح کی مختصر سی زندگی میں نظر نہیں آتی، مسیح کے حالات، آپ کی تعلیم آپ کی بعض تمثیلیں بدھ کی باتوں سے کچھ ایسی ملتی جلتی ہیں کہ اگر مسیحی پند و نصائح کا ماخذ بدھ کی تعلیم ٹھیرا دی جائے، تو یہ قرین قیاس ہے، چنانچہ جب مسیحی مشنری پہلے پہلے چین گئے، اور وہاں تعلیم بدھ میں انہیں بہت سی انجیلی حکایات و روایات نظر آئیں، تو بعض پادریوں نے ایک نئے انکشاف کا اعلان کیا، انہوں نے کہا کہ بدھ والوں نے انجیل سے بہت کچھ سرقہ کیا ہے، لیکن بعد میں ان کی گھبراہٹ کی کوئی حد نہ رہی، جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ مسیح سے پانچسو برس پہلے جناب بدھ [illegible] تعلیم لائے تھے، مجھے یہاں بدھ مذہب پر کچھ لکھنا منظور نہیں، لیکن اگر محبت کا پہلا مستحق کوئی انسان ہے، تو اس کی مخلوق صنف لطیف ہے، جس کی طرف جناب بدھ کی بہت ہی کم توجہ ہوئی ہے، نروان کی تلاش میں بال بچوں کو دوسروں کے رحم پر چھوڑنا، پھر نروان حاصل کرکے

بھی بیوی بچوں کی طرف متفت نہ ہونا، یہ عمل کچھ اس قسم کا مذہب پیش کرتا ہے، جس پر عمل کرنے سے ہمارے دائرہ محبت میں معاشرت خانگی بہت کم نظر آتی ہے، حالانکہ انسانی محبت کا آغاز اہل وعیال کے حلقہ میں ہی شروع ہوتا ہے، جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی، یا جو متاہل نہیں ہوتے، وہ کسی دوسرے سے پوری محبت نہیں کرسکتے گھر کی زندگی ہی مزرع محبت ہے، خدا کی شان جن دو مذاہب کو یہ معلمان مسیحیت مذہب محبت کہتے ہیں، ان میں سے ایک کے بانی نے تو عورت سے شادی ہی نہیں کی، اور دوسرے نے شادی تو کی، مگر تعلقات زناشوئی کو غیر ضروری سمجھ کر قائم نہ رکھا اس موضوع پر میں آئندہ چل کر مفصل لکھوں گا،

واقعات مذکورہ بالا جو ۱۹۱۳ء سے پہلے کے ہیں انگلستانی کلیسا میں ظاہر ہو چکے ہیں، ان سے عیسوی کلیسا اور اس کے عقاید، جن کی بنیاد دیڑھ ہزار برس اور دوسرے مذہبی راہبوں نے ڈالی تھی، وہ آج مٹ گئے، یہ میں ہی نہیں کہتا، بلکہ اسی ستمبر کے گذشتہ ہفتہ میں جو چرچ کانگرس ہوئی ہے، اس میں یہ تسلیم کرلیا گیا ہے، کہ آج کلیسا اور اس کے عقاید ایک بے عمل چیز ہیں، اس کا کوئی اثر غور وفکر کرنے والے لوگوں پر نہیں رہا، اس کی باتیں قابل جواب نہیں سمجھی جاتیں جنگ سے پہلے تو لوگ ایک عادت کے طور پر گرجوں میں آجاتے تھے، لیکن اب وہ بات ہی نہیں رہی" کانگرس میں جس مضمون پر جو بحث ہوئی، اس میں ہر مقرر نے قریب قریب یہ ضرور کہا، کہ آج کلیسا کیا کر رہا ہے، یہ تو شہروں کا حال ہے، دیہاتیوں میں جہاں کے لوگ عموماً مذہب سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں، وہاں بھی یہی حال ہے پادری سمپسن نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جہاں گرجے میں دس آتے تھے آج پانچ نہیں رہے، پادری پیمبر نے نوجوان مرد وعورتوں کی اخلاقی حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کی اصلاح کے لئے کیا کیا جائے انہیں بائیبل کا کیا حوالہ دیں، جبکہ خود فضلاء مسیحیت کے نزدیک اس کی صحت مخدوش ہے، آج بیسویں صدی کی روشنی میں ان باتوں کا کیا اثر ہوتا ہے جو عیسائیت کے تاریک زمانہ میں تجویز کی گئیں، فاعتبروا یا اولی الابصار، وہ باتیں وہی دنیا میں قائم رہتی ہیں جو خدا کی ہوتی ہیں، انسان کا بنایا ہوا مذہب بہت جلد معکوس ہی ہوتا ہے، آج گیارہ سال ہو گئے، جب ستمبر کے آخری ہفتہ میں میں انگلستان پہنچا، میں نے عیسائی کلیسا کو پوری رونق پر دیکھا، آج ستمبر کے آخری ہفتہ میں ہی یہ کانگرس ہوتی ہے، جو عیسوی مذہب کی کل معقولہ باتوں کو چھوڑ دیتی ہے، اور مذہب کو نیا لباس دینا چاہتی ہے، بالفاظ دیگر پرانا مذہب ختم اور نئے مذہب کی تلاش ہے۔ مسلمانو غور کرو، اس وقت مغربی دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا،

تصحیح

"پیغام صلح" مورخہ ۵-جنوری کے صفحہ ۲ کالم ۲ تقریباً درمیانی سطور میں "ربنواز علی بخش" کے بجائے "رسوا نند علی بخش" چھپ گیا ہے، ہم اس غلطی کے لئے از حد متاسف ہیں، اور اپنے دوست پادری علی بخش صاحب سے معافی کے خواستگار، ناظرین کرام تصحیح فرمالیں،

اخبار احمدیہ

حضرت امیر مع احباب بخیریت ہیں،

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی طبیعت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے،

حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب رکینت بلدیہ لاہور کے لئے انارکلی وارڈ کی طرف سے کھڑے ہوئے ہیں،

برادرم ڈاکٹر جلال الدین صاحب کی اہلیہ سخت بیمار ہیں احباب ان کے لئے دعائے صحت فرمائیں،

کسی گذشتہ اخبار میں ہم شاہ محمد خاں صاحب کی اہلیہ کے انتقال کی خبر درج کرچکے ہیں، مرحومہ کے دفن کرنے کے لئے جب احباب قبرستان میں گئے، تو حضرت امیر نے بعد از دفن میت وہاں ہی قبرستان کو خوبصورت بنانے کے لئے چندہ کیلئے اپیل کی، چنانچہ بعض احباب نے کچھ چندہ دیا، اور بعض نے وعدے کئے اگلے جمعہ کو بعد از نماز اخویم شاہ محمد خاں صاحب نے پھر اس کی طرف احباب کی توجہ منعطف کرائی، اور چودہ سو روپیہ کا تخمینہ قبرستان کی درستی کے لئے پیش کیا، جس پر بعض احباب نے اپنے چندوں میں اضافہ کیا، اور بعض نے وعدہ بھی کیا، لیکن ابھی رقم پوری نہیں ہوئی ہے احباب

اس میں حصہ لے کر داخل حسنات ہوں،

اخویم سیٹھ اسماعیل صاحب آدم بمبئی بہت بیمار ہیں، جملہ احباب ان کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔

تازہ خبریں

ہندوستان

زمیندار کا مقدمہ

ہائیکورٹ میں زمیندار کی طرف سے دو اپیل دائر تھے - ایک تو یکطرفہ ڈگری کی منسوخی کے لئے تھا - اور دوسرا مقدمہ کے مرافعہ کا تھا - یکطرفہ ڈگری والا اپیل خارج ہو گیا تھا - لیکن لیڈرز سیٹیزنٹ ایڈ دائر کر رکھا تھا وہ بھی ہائیکورٹ کے فاضل ججوں نے ۱۴-جنوری کو خارج کردیا۔

اصلی مقدمہ کا اپیل چند روز تک پیش ہونے والا ہے۔

بلدیہ لاہور کی سرگرمیاں

لاہور - ۱۲-جنوری - رائے صاحب لالہ شنکر داس سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں ۷۱ و ۹ آدمیوں کے خلاف میونسپلٹی نے مقدمات دائر کر رکھے ہیں - کہ انہوں نے میونسپل کمیٹی کی منظوری کے بغیر مکانات بنوالئے ہیں چند مالکان مکانات عدالت میں پیش کئے گئے جنہیں عدالت نے تنبیہ کی کہ یا تو وہ مکان گرادیں - یا میونسپلٹی سے لیکر جلد فیصلہ کرلیں۔

قبول اسلام

کلکتہ - ۱۱-جنوری - ایک شخص مسمی لال چند پنجابی مسجد ناخدا میں مولوی فضل الحق صاحب کے ہاتھ پر اسلام لایا - اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا۔ (احسان الہی وانعام الہی پنجابی کلکتہ)

مہاتما جی کی رہائی کی افواہ

بمبئی میں بہت زور کی افواہ پھیل رہی ہے کہ حکومت بمبئی مسٹر ساہر کر کو رہا کرنے اور بورساد کا تعزیری محصول معاف کردینے کے بعد بھی اس قسم کے قابل تحسین طرز عمل پر کاربند رہنا چاہتی ہے اور دو افواہیں زبان زد خاص وعام ہو رہی ہیں - ایک یہ کہ مسٹر ہارنیمن ایڈیٹر بمبئی کرانیکل کے اخراج کے احکام واپس لے لئے جائیں دوم یہ کہ اسمبلی کے پہلے اجلاس تک مہاتما گاندھی بھی رہا کردئے جائیں

تیج کے ایڈیٹر صاحب بری کر دئے گئے

لالہ دیش بندھو گپتا ایڈیٹر تیج دہلی ایک سال کے لئے زندان فرنگ میں بھیجے گئے تھے - آپ نے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کیا - ۱۵-جنوری کو ہائیکورٹ سے یہ فیصلہ صادر ہوا کہ لالہ صاحب بری کردئے گئے۔

بنگال میں سیاسی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ

کلکتہ - ۱۴-جنوری - کونسل کے آئندہ اجلاس میں جن قراردادوں کے پیش ہونے کا اعلان کیا گیا ہے - ان میں سے ۲۵ قراردادوں میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے - کہ یا تو سیاسی قیدی رہا کردئے جائیں - یا وہ قانون باقاعدہ جن کے لئے استعمال کیا گیا ہے

مہاتما گاندھی کی صحت کیلئے دعا

کراچی - ۱۲-جنوری - لالہ لاجپت رائے نے پنڈت جواہرلال نہرو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے معتمد عمومی کو ایک برقی پیغام روانہ کیا ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ مہاتما گاندھی کی رہائی کے مطالبہ کا انتظام کیا جائے - اور ۱۸-جنوری کو تمام ملک میں ان کی صحتیابی کے لئے دعا کی جائے۔

کراچی میں لالہ لاجپت رائے کا ورود

کراچی - ۱۴-جنوری - کل باشندگان کراچی نے لالہ لاجپت رائے کو باغ میں دعوت دی - ان کی آمد پر انہیں کثرت ہار پہنائے گئے - اور مسٹر جمشید این آر مہتہ صدر بلدیہ - اور مسٹر ہرچند رائے وشندداس نے اردو میں مختصر تقریریں کیں - لالہ لاجپت رائے نے بھی اردو میں جواب دیا - زاں بعد میز پر تنقلات چنے گئے - حاضرین اکثر اشخاص کھدر کے کپڑے اور گاندھی کیپ پہنے تھے۔

یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد

بنارس - ۱۴-جنوری - بنارس یونیورسٹی کی فوجی ٹریننگ کور میں ۲۰۰ طلباء شریک ہو چکے ہیں - اور نوجوان بھی شرکت کے خواہاں ہیں - امید کی جاتی ہے کہ جلد پوری کمپنی مرتب ہو جائیگی آئندہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقعہ پر ان میں سے ایک "گارڈ آف آنر" مرتب کیا جائے گا - جلسہ تقسیم اسناد ۲۰-جنوری کو ہونیوالا ہے۔

شمالی گجرات میں ڈاکوؤں کی گرفتاری

احمد آباد - ۱۴-جنوری - شمالی گجرات اور کچھ میں تمام ڈاکو گرفتار ہو گئے ہیں - ان میں بہت سے مشہور سرغنہ اور ڈاکو شامل ہیں - مولو کرشن اور دوسرے ڈاکوؤں نے ۱۲-جنوری کو بگاسار کا تھیاواڑ میں مسٹر لین کے سامنے سر تسلیم خم کردیا - اور اسلحہ وگولہ بارود پولیس کے حوالہ کیا۔

الہ آباد میں ہنود کا زبردست میلہ

الہ آباد ۱۴-جنوری - دریائے گنگا اور دریائے جمنا کے سنگم پر فروری میں ہندوؤں کا ایک زبردست میلہ لگتا ہے - وہاں تقریباً دس لاکھ آدمی غسل کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں - اب سنگم کے ایک طرف پانی زیادہ گہرا ہو گیا ہے - اور دوسری طرف ریت کم ہوتی جاتی ہے - غسل کرنے والوں کے لئے خطرہ ہے - لہذا حکومت نے ہندو رہنماؤں سے مشاورت کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ فی الحال میلہ کے موقعہ پر سنگم کے نزدیک غسل کرنے کی ممانعت کردی جائے - سنگم کی درستی کے متعلق ایک "سکیم" حکومت ہند کے زیر غور ہے لیکن اس پر جلد عملدرآمد نہیں کیا جاسکتا۔

آفتاب اسلام کی ضیاباریاں

انجمن خدام المسلمین قصور نے مفصلہ ذیل اشخاص کو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔

نام	ولدیت	قومیت	عمر	سکونت	اسلامی نام
ہری سنگھ	امر سنگھ	راجپوت	۲۵ سال	ابن	بخشش علی
آتما رام	بجھو	ہندو بنیا	۱۸	سرونا	عبدالمجید
میلن سنگھ	بدھ سنگھ	سکھ مہرہ	۲۰	آرے شکھ	محمد اکبر
بشنداس	دہول سنگھ	چھتری	۱۸	ٹک پور	آلہ دین

وملک نبی بخش نائب معتمد انجمن خدام المسلمین قصور

آریہ سماجیوں کی شکست فاش

آگرہ ۱۷-جنوری - سماجیوں نے ۱۵-جنوری کو سازش کی جو اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے ناکام ثابت ہوئی - سماجیوں نے مکمل فتح حاصل کرنے کے لئے مختلف دیہات کے تقریباً پانچ سو آدمیوں کو نہایت شان وشوکت سے جمع کر کے ورغلایا - پچاس بدچارک ادائے رسم کے لئے جمع تھے - گاؤں پر سماجیوں کا پورا ھاوا ڈالا گیا - ایمان فروشی پر رضامند ہوجانے والوں کو صدہا روپیہ کی رقوم پیش کی گئیں لیکن مبلغین اسلام نے ان لوگوں کے دلوں میں جو مذہبی جوش بھر دیا ہے - اس نے سماجیوں کی پیش رفت نہ چلنے دی اور ایماندار ملکانوں نے اس ناپاک تجویز کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کردیا۔

چودہری عبداللہ خان بی اے بی ٹی امیر وفد المجاہدین دار التبلیغ احمدیہ آگرہ شہر

جاپان میں پھر سخت زلزلہ

تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ جاپان میں پھر سخت زلزلہ آیا جو صرف ۱۲ گھنٹے رہا - غیر ملکی لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا، بہت سے جاپانی ہلاک ہو گئے، بادشاہ اور شاہی خاندان [illegible] مامون رہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲

نمبر ۲۳

مدینۃ المسیح لاہور، یوم منگل، مورخہ ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

ایک امریکن پادری کا الحاد

یسوع کنواری کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا

یورپ و امریکہ کے مسیحی کلیسائی معتقدات سے انکار کی خبریں آئے دن آتی رہتی ہیں، اور جیسا کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی جدید تصنیف "ینابیع المسیحیت" میں دکھایا ہے، انگلستان میں کلیسا کے بڑے بڑے ارکان ان معتقدات کو جو مسیح کی الوہیت بغیر باپ پیدا ہونے اور دیگر اسی قسم کے خیالات سے تعلق رکھتے ہیں، یکے بعد دیگرے چھوڑتے چلے جا رہے ہیں، لیکن ذیل کی خبر جو ایک امریکن پادری کے اسی قسم کے انحراف کو ظاہر کرتی ہے، معاملہ کی کیفیت کے لحاظ سے بہت دلچسپ ہے، اب تک اس قسم کا واقعہ شاید موجودہ زمانہ میں سننے میں نہیں آیا، لیکن جبکہ کلیسا کے معمر اور رسیدہ ارکین کے دلوں میں اس قسم کی جرأت پیدا ہو گئی ہے، کہ وہ کلیسائی معتقدات کو اس طرح سے علانیہ ترک کرتے ہیں، اور کسی مخالفت یا معصیت کی پروا نہیں رکھتے تو یہ کہنا بیجا نہیں کہ دجال کا نمک کی طرح گھلنا ایک امر واقعہ کی صورت اختیار کر چکا ہے، اور وہ دن دور نہیں جب کلیسا سے تثلیث کے بجائے صرف توحید کا نعرہ بلند ہوگا، انشاء اللہ تعالے۔

لندن ۸۔ دسمبر۔ ولایتی ڈاک، آجکل کلیسا امریکہ کی ایک جدید تحریک سے سخت سنسنی پھیلی ہوئی ہے، جس کے بانی مبانی ریورنڈ ڈاکٹر لیٹن پارکس گرجا سینٹ بارتھولومیو نیویارک کے بڑے پادری ہیں، ابتدائیہ سے گرجا میں نماز ہو رہی تھی، کہ ڈاکٹر پارکس اوپر کے پاؤں کھسکا گئے، اور اپنا پادریانہ لباس پھینک کر "علامہ الہیات" کا سیاہ جبہ پہن کر نمودار ہوئے، اور اسقف کو چیلنج دیا، کہ وہ ان پر الحاد کا مقدمہ چلائیں، کیونکہ وہ اس عقیدہ سے انکار کرتے ہیں، کہ خداوند یسوع کنواری مریم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، ڈاکٹر پارکس ایک ضعیف و نحیف معمر آدمی ہیں اور جس وقت انہوں نے کہا، کہ انہوں نے یہ جو سے عدالت اسقف کے اس حکم کی وجہ سے کیا ہے، کہ ریورنڈ لی ہیرن رنسلیکا پر محض اسی عقیدہ کے اظہار پر الحاد و کفر کا مقدمہ چلایا تھا، تو ان کا تمام جسم سر سے پیر تک کانپ رہا تھا، ڈاکٹر پارکس نے ظاہر کیا، کہ وہ خود اور ان کی ہی اس عقیدہ کے آدمی نہیں ہیں، بلکہ امریکہ کے بہت سے ممتاز اور سر برآوردہ پادری یہ عقیدہ رکھتے ہیں ۔ ۔ ۔

علماء و فضلاء اور مقتدایان دین فرماتے ہیں، کہ وہ الفاظ جو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ، نے اپنی پیشینگوئی میں استعمال کئے ہیں، ان کے اصلی معنی شادی شدہ نوجوان عورت ہیں، مگر یونانی زبان میں غلطی سے اس کا ترجمہ "کنواری" کر لیا گیا، خود پولوس رسول کا قول ہے کہ یسوع داؤد کی نسل سے آدمیوں کی طرح سے پیدا ہوا تھا۔

ہماری تبلیغی کوششیں

جرمنی میں تبلیغ اسلام

مولوی صدرالدین صاحب جرمنی سے اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ یہاں ایک ہندوستانی معزز ہمارے ہاں آیا ہے، بیوی برقعہ پوش ہے، اور جب بیچاری ایک آدھ دفعہ معمولی ضروریات کے لئے برقعہ پہنے باہر نکلی، تو لوگوں کے لئے مضحکہ کا موجب ہوئیں، سنا ہے راستہ میں بھی انہیں اسی قسم کی تکلیف رہی۔

یہاں کی سردی ناقابل برداشت ہے، اور اس حد تک سخت ہے کہ ہندوستان میں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، سڑکوں پر برف کے تودے لگے ہیں، دروازوں کے شیشے باہر کی طرف سے برف سے مستور ہیں، اور برف سخت ہو کر گلاس بن چکی ہے، مکانوں کی چھتوں، درختوں، غرض جدھر نظر کرو، برف ہی برف نظر آتی ہے، درجہ خشکی صفر سے پانچ درجہ نیچے ہے، مجھے ایک بیمار کی بیمار پرسی کے لئے جانا پڑا، واپسی پر سردی کی شدت سے بیمار ہو گیا، گھر کے اندر بھی سخت سردی ہے، ایسی سردی جون کے آخر تک رہے گی، میری صحت اس قابل نہیں کہ ایسی سردی برداشت کر سکوں، اور اگر میں دو سال کے قیام کے ارادے سے نہ آیا ہوتا، تو واپس آ جاتا، لیکن روز بروز ناقابل اس قسم کے ارادے کرتا ہے، اور نہ ہی موقع ملتا ہے، میں نہیں چاہتا، کہ اپنے ارادے کو تبدیل کر دوں، اور دو سال سے پہلے آ جاؤں، یہ تو میرے ارادے کی بات ہے، اللہ تعالے کے ہاتھ میں توفیق ہے، میں تو بہت کمزور اور ناتواں ہوں، ارادوں کا پورا کرنا اس کے فضل اور اس کی توفیق سے ہے، احباب کی خاص دعاؤں کی بوقت ضرورت ہے۔

لوگوں کی بدظنی دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنا لٹریچر عام پھیلایا جائے، اس لئے اپنی ضروری کتب کا ہونا ضروری ہے، جرمن تبلیغی رسالہ اللہ تعالے کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے شروع کر دیا ہوگا، احباب کرام خاص دعاؤں میں لگ جائیں۔

(نوٹ) جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے، انجمن نے جرمنی زبان میں برلن سے ایک سہ ماہی مذہبی رسالہ جاری کرنا منظور کر لیا گو اس ملک میں جرمنی زبان نہیں سمجھی جاتی، تاہم بطور امداد ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ ہمارے اکثر مہربان دوست اسے ضرور خریدیں گے، فی الحال بطور امداد قیمت سالانہ پانچ روپیہ خزانہ انجمن میں داخل کر دینا۔

صدقہ جاریہ کے کچھ کام

میں احباب کی توجہ دو کاموں کی طرف خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتا ہوں، ایک بعض مقامات پر مساجد کا قیام ہے بعض شہروں میں ہماری جماعت کی اپنی مساجد نہیں، یا اگر ہیں تو ان پر مرمت وغیرہ کے رنگ میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے، اگر احباب اس نیک کام میں تھوڑا تھوڑا حصہ لیں یا کوئی احباب ایسے ہوں، جو تعمیر مسجد کے لئے کچھ روپیہ صرف کر سکتے ہوں، تو عنداللہ ماجور ہوں گے، دوسری ضرورت جس کی طرف احباب کی توجہ کی ضرورت ہے یہ ہے، کہ ہر سال دو تین ہزار روپے کے قریب ہمیں بعض ضروری کتب اور قرآن شریف کے ترجموں کی مفت یا رعایتی اشاعت پر صرف کرنا پڑتا ہے، جو بعض وقت غیر مستطیع مسلمان احباب یا نو مسلمان طلبا کو دیئے جاتے ہیں، یا غیر مسلموں میں تقسیم کئے جاتے ہیں، اگر احباب کی اس طرف توجہ ہو تو یہ بھی صدقہ جاریہ کا ایک نہایت اعلے درجہ کا کام ہے۔

(محمد علی)

۔ ۔ ۔ کے سے سچ

افسوس کہ بعض لوگ اسلام کے مذہب کو ایک ۔ ۔ ۔ کی شئی بنا رکھا ہے ۔ ۔ ۔ ایک نوجوان ۔ ۔ ۔ اپنے آپ کو ۔ ۔ ۔ ظاہر کیا، اور ۔ ۔ ۔ ہونے کی خواہش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس ۔ ۔ ۔ بتایا وہ ۔ ۔ ۔ کرتا ہے ۔ ۔ ۔ جب انگریزی میں اس ۔ ۔ ۔ جواب نہ دے ۔ ۔ ۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص ۔ ۔ ۔ اور اس سے پہلے وہ دو مرتبہ ۔ ۔ ۔ مذہب کے ۔ ۔ ۔ چھوڑ چکا ہے، اب ۔ ۔ ۔

ضرورت مجدد

آج مسلمانوں میں وہی مردگی کی حالت دوبارہ ہے، آج ہماری قوم بھی اسی طرح بے دست و پا ہوگئی ہے، جس طرح ملک کی حالت اسلام سے پہلے تھی، ضروری تھا کہ کوئی شخص اس وقت خدا کی طرف سے کھڑا ہو، قرآن کریم بے شک موجود ہے لیکن ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی، جس کا عملی نمونہ قرآن شریف کے مطابق ہو، وہ لوگوں کو اس کی طرف کھینچے، یہی وجہ تھی، کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا، اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک شخص اس امت میں سے مبعوث کرے گا، جو اس کے دین کو اس کے لئے تازہ کرے جب تک خدا کی طرف سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو، اس وقت تک مردوں میں روح پیدا نہیں ہوسکتی، دیکھتے ہو یہ کتنی جماعت ہے، جو یہاں بیٹھی ہے، دیکھو اپنی پولیٹیکل اور سوشل اغراض کے لئے لوگ جمع ہوجاتے ہیں، پچھلے سالوں میں ہم نے دیکھا، کس طرح پولیٹیکل امور کے لئے لوگ جوش و خروش سے کام کرتے رہے ہیں، یہ اس لئے کہ اس میں فائدہ نقد نظر آتا تھا، لیکن جن کاموں میں نفع دیر سے ملتا نظر آتا ہو، وہاں لوگ بہت کم ساتھ دیتے ہیں، اشاعت اسلام اسی قسم کا کام ہے کہ اس کے اندر ایسا نظر نہیں آتا، کہ آج کچھ کیا، اور کل کچھ اس سے حاصل ہوگیا، اس لئے اس کے لئے ضرورت ہے، ایک ایسے شخص کی جو خدا کی طرف سے آگ لگا دے، بیٹھے ہو یہ کتنے ہیں جو بیٹھے ہیں، کچھ تھوڑے اور ہوں گے، جو شامل نہیں ہو سکے۔ کس قدر تھوڑی تعداد ہے، احمدی قوم آٹے میں نمک کے برابر ہے اور ہم اس احمدی قوم کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں!

جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام

لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفخ روح ہے، کہ اس قدر عظیم الشان کام ہو رہے ہیں، ایک شخص میں اللہ تعالیٰ نے روح پھونک دیا، اور اس نے یہ چھوٹی سی جماعت پیدا کی کہ وہ اصلاح خلق کا کام کرے، اس جماعت میں سے لوگ قربانی کرنے کے لئے نکلتے ہیں، اس میں سے نکل نکل کر انگلستان میں گئے، جرمنی میں گئے، امریکہ میں گئے، اور اب چین میں بھی جانے والے ہیں یہ بھی غلط ہے، کہ انگلستان میں دلکشی کے سامان ہیں، یہ بات یونہی حاصل نہیں ہوجاتی، اپنے آپ کو خدا کے لئے تباہ کردینا آسان نہیں، اور دیکھتے ہو کتنے مسلمانوں کے اندر یہ روح ہے۔ [illegible] کی رپورٹ میں آپ نے دیکھا ہوگا، کہ اس چھوٹی سی جماعت نے ساٹھ ہزار روپیہ سال بھر میں صرف چندہ کا دیا، یہ تو ایک چھوٹی سی جماعت ہے، سمجھتے ہو، کہ اگر یہی قوت باقی مسلمانوں میں ہوتا تو کس قدر کام کر سکتے ہیں،

حضرت مرزا صاحب کی برکت

مگر حقیقی اور سچی بات یہ ہے کہ ان میں وہ نفخ روح نہیں ہوا، مت سمجھو، کہ تبلیغ کا کام کوئی آسان کام ہے، یہ کام ایک جنون اور ایک دیوانگی کو چاہتا ہے، اور وہ دیوانگی اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نفخ روح کرنے والا ہو، یاد رکھو اپنے مال کو کاٹ کر دینا کوئی چھوٹی سی بات نہیں، یہ سب سے بڑھ کر بے نفسی کا کام ہے، یہ چنگاری کہاں سے تم نے لی، بتاؤ کیا یہ سچ نہیں کہ مرزا صاحب بھی انہی انسانوں میں سے ایک انسان تھے اسی مرزا کی برکت تھی اس قدر قربانیاں کرنے والے پیدا ہوئے۔ پس اگر اس قدر تھوڑے سے آدمی ایسا عظیم الشان کام کر سکتے ہیں تو اگر سات کروڑ اسی کام میں لگے ہوں تو کس قدر قوت اسلام میں نظر آسکتی ہے، اگر یہ ٹھیک ہے کہ بہت لوگوں کو گھبراہٹ ہوتی ہے کہ ایک ایسے شخص کے ساتھ لگ کر جسے اہل دنیا بدنام خیال کرتے ہیں خود بھی بدنام ہوجائیں گے، مگر یاد رکھو، جو خدا کی طرف سے آتا ہے ہمیشہ دنیا کے لوگ اسے بدنام ہی کرتے ہیں، وہ ایک ہی چیز ہے، جو بدنام کراتی ہے، وہ اس کا خدا کی طرف سے آنا ہے، مگر اتنا میں جانتا ہوں، کہ ان کے اس کافر کہنے سے ہی ہمارے اندر قوت پیدا ہوئی ہے۔ ہم تو جس بات کو حق سمجھتے ہیں، کبھی اس کو قبول کرنے اور کہنے میں کسی بدنامی سے نہیں ڈرتے، ایک خدا اور اس کے رسول کو سامنے رکھتے ہیں، کوئی بدنامی ہو اس کی پروا نہیں،

کفر کے فتوے

اگر مسلمانوں کے فتووں سے مسلمانوں کے اندر بھی جرأت پیدا ہوجائے تو ان کفر کے فتووں سے اسلام کا کچھ نقصان نہیں، مگر عام طور پر حالت یہ ہے کہ بات بات میں وہابیت کا خیال رہتا ہے، اور بڑے بڑے آدمیوں کو یہ خیال ہے کہ کہیں ہماری شہرت اور عزت میں کسی کلمہ حق کے کہنے سے فرق نہ آجائے، خدا کے بندوں کو یہ ڈر نہیں ہوتا،

حضرت مرزا صاحب کو ایک وقت بڑی عزت حاصل تھی، وہ اس میدان تبلیغ کا پہلوان جانا جاتا تھا۔ لوگ بڑی عزت و تکریم سے پیش آتے تھے، مجدد تک مانتے تھے، لیکن خدا کے لئے اس تمام عزت کو اس نے ترک کیا، جب خدا کا حکم آگیا کہ یہ سناؤ کہ حضرت مسیح فوت ہوگئے، تو گو جانتے تھے کہ مسلمانوں کے اندر ایک خطرناک طوفان مخالفت کا اس سے اٹھے گا، اور بنی بنائی عزت و شہرت سب برباد ہوگی، مگر خدا کے حکم کے سامنے اسلام کی حقیقی خیرخواہی کے لئے سب کچھ قربان کیا، اور بدنامی کو قبول کیا، ایک وقت انسان پر آتا ہے، اس وقت اسے بدنامی بھی قبول کرنی چاہیئے، اگر خدا کے لئے بدنامی آتی ہے تو سو دفعہ آئے، یہ کفر کے فتوے تو آج علماء کا خاص کام رہ گیا ہے، جیسے ایک شاعر نے کہا ہے کہ ؎

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

اشاعت اسلام کے کام کو جو انہوں نے چھوڑا، تو آخر کوئی کام بھی تو ہونا چاہیئے تھا، اس لئے یہی کام انہوں نے اختیار کیا کہ مسلمانوں کو کافر بنائیں، آج یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے، کہ ان کے بالمقابل ایک قوم ہے، جن کا نہ خدا ایک، نہ کتاب ایک، نہ رسول ایک، نہ اصول دین میں ان کا اتحاد، باوجود اس کے وہ سب ایک ہیں، لیکن مسلمانوں کے اندر اگر کسی فریق میں ذرا کوئی نقص نظر آئے، تو فوراً ان کا کافر بنانے کے درپے ہو جاتے ہیں، وہ عیسائی جو حضرت عیسیٰ کو خدا بھی مانتے ہیں، اور نبی بھی، جو ایک خدا کے بھی قائل ہیں اور تین کے بھی، اور جن میں اور بہت سے اصولی اختلاف ہیں، وہ آج آپس میں اتحاد کر رہے ہیں، وہ ہندو جن کے اندر دو فرقے بھی ہیں، جو خدا کو مانتے ہیں، اور وہ بھی جو [illegible] انکار کرتے ہیں، وہ بھی ہیں جو ایک خدا کو مانتے ہیں، اور وہ بھی جو ۳۳ کروڑ خداؤں کو، وہ بھی ہیں، جو ویدوں کو مانتے ہیں اور وہ بھی جو ویدوں کے قائل نہیں، وہ آج آپس میں متحد ہوگئے ہیں، لیکن مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے اختلافات انہیں ملنے نہیں دیتے، یہ دوسری بیماری ہے جس کو بھی وقت نے دور کیا ہے، مرزا صاحب نے کہا کہ اگر ایک مسلمان میں ننانوے وجوہ کفر کی اور ایک وجہ اسلام کی دیکھو، اس کو کافر مت کہو، پرانے بزرگوں میں بھی ایسے لوگ ہوئے ہیں، جو اسی کے قائل ہیں!

امام زہری سے سوال کیا گیا، کہ ایک شخص فلاں عقیدہ رکھتا ہے تو کیا وہ کافر ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں یہ بات کفر کی ہے، اس نے پھر بھی سوال کیا، آپ نے پھر یہی جواب دیا، تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا قد یقول المسلم کفرا، ارے بھائی بعض وقت مسلمان بھی کفر کی بات کہہ دیتا ہے، یعنی اس پر اسے کافر نہیں قرار دیا جاسکتا، مگر آج کا مسلک کیا ہے، کہ ایک شخص سو دفعہ کہے کہ میں تمام عقائد اسلامی کا پابند ہوں، مگر اس کے اندر تک کی بال کی کھال اتارتے چلے جائیں یہاں تک کہ اسے کافر بنا کر بس کریں گے، ... صدی کے مجدد نے جہاں اور اسلام کے رستے سے رکاوٹوں کو دور کیا۔ اس کفر بازی کی بیماری کو بھی جڑ سے کاٹنے کی کوشش کی ہے، اور ہمیں ایسی راہ پر چلایا ہے، کہ جو شخص مسلمانوں کی تکفیر سے راضی ہوتا ہے، تم اس سے راضی نہ ہو

عقیدوں کا اثر

بعض وقت انسان کے عقیدوں کا اثر بھی روک کا موجب ہوجاتا ہے جس کو انسان معلوم بھی نہیں کرسکتا، وہ سمجھتا ہے کہ میرے عقیدے کا اثر اس پر نہیں، حالانکہ عقائد کے [illegible] وہ [illegible] ہوتا ہے یہ جو مسلمانوں کا عقیدہ ہے، کہ ایک مہدی اور مسیح کا انتظار کر رہے ہیں، جو اشاعت سے نہیں بلکہ تلوار دکھا کر اور سلطنت کی شوکت سے لوگوں کو مسلمان کرلیں گے، اس نے مسلمانوں کی قوت کو بڑا نقصان پہنچایا ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ مسیح آسمان سے اترے گا، تو کوئی کافر جس تک اس کا سانس پہنچے کافر نہیں رہے گا، پھر اس کا سانس محدود نہیں ہوگا، بلکہ جہاں تک اس کی نظر جائے گی وہاں تک سانس بھی جائے گا، پس جب یہ حالت ہے تو ہم کو کیا ضرورت ہے کہ کافروں کو مسلمان کریں، پھر کہیں انتظار ہے کہ مہدی آئے گا، تو وہ تلوار کے ذریعہ سب کو مسلمان بنا لے گا، پس ہمیں کیا ضرورت ہے کہ مال خرچ کریں، اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر اشاعت اسلام کرنے جائیں، احمدیوں کے اندر کام کی طاقت کیوں پیدا ہوگئی اس لئے کہ انہوں نے اپنا بوجھ دوسروں پر ڈالنے کے بجائے خود اٹھا لیا، تم بھی جب تک اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر نہ لو، اس وقت تک تم میں کام کی طاقت پیدا نہیں ہوسکتی، کام کی طاقت اور قوت اسی وقت پیدا ہوگی، جب تم مہدی اور مسیح کے انتظار کو چھوڑ کر خود اس بوجھ کو اٹھا لو اور کام میں لگ جاؤ، ایک مسیح اور مہدی کے انتظار اور اس کے مان لینے میں یہ فرق ہے، کہ اس کا انتظار کام کے نا قابل رہا ہے، اور مان لینے سے کام کی طاقت اس میں پیدا ہوجاتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کا بوجھ دوسروں کے کندھوں پر پڑے، اس کفارے کو لے کر عیسائی بھی آج یہی لکھتے ہیں کہ عمل کی کوئی ضرورت نہیں، وہ قبل سے ادا ہو گیا ہے، وہ تمہاری گٹھڑی کو اٹھائے گا،

پیر بطور قلی کے ہیں

ایسا ہی مسلمانوں کو پیر بطور قلی کے مل گئے ہیں، اس پیر پرستی نے اسلام اور مسلمانوں پر بہت بڑا اثر پیدا کیا ہے، یہ بھی مسلمانوں میں سے کام کی طاقت کو زائل کرنے کا موجب ہوئی ہے، انہوں نے پیروں کو بطور کفارہ کے تجویز کیا ہے، اور خود عمل سے جی چراتے ہیں، اب دیکھئے یہ عقیدہ مسیح اور مہدی کے متعلق قرآن کے رستہ میں جو مشکلات تم نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کی ہیں، ان میں سے یہ بھی ایک ہے پہلے ان عقائد کو چھوڑو، تم جانتے ہو کہ ایسی باتوں سے اسلام کو کیا نقصان پہنچتا ہے، مسلمانوں نے خود ایسی غلط باتیں اسلام کی طرف منسوب کر رکھی ہیں، جو اسلام کو بدنام کرنے والی ہیں، بہت سے مسلمان مانتے ہیں، کہ رسول اللہ صلعم نے فی الواقع اسی طرح تلوار کے زور سے مسلمان کیا، ایک گریجوایٹ جب اس کے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ آنحضرت صلعم پر فلاں شخص نے یہ الزام دیا ہے، کہنے لگا کہ جھوٹ کیا کہا، حالانکہ تاریخ ایک مثال بھی پیش کرنے سے عاجز ہے، کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی شخص کو کہا ہو کہ تم اسلام قبول کرو، ورنہ تمہارا سر کاٹا جائے گا،

مسلمانوں کے اس عقیدہ نے اسلام کو بدنام کر دیا ہے، کبھی تم اس اسلام پر ایمان لا کر کامیاب نہیں ہو سکتے، میں نے کل بتایا تھا، کہ عیسائیوں نے یہ نقشہ کھینچا ہے، کہ گویا آپ کے ایک ہاتھ میں تلوار ہے اور دوسرے میں قرآن، مسلمان اپنے عقیدوں سے جو مہدی اور مسیح کے متعلق ہیں ان کی تائید کر رہے ہیں،

افسوس ہے کہ اس شخص کو جس نے اسلام کے چہرے سے اس داغ کو دور کیا، بجائے محسن سمجھنے کے اسلام کا دشمن سمجھا جاتا ہے بجائے اس کے کہ اس نیک کام میں تم اس کے ممد و معاون ہو، تم اس کے دشمن بن جاتے ہو، یہ تیسری بات ہے جس کو مرزا نے دور کیا،

عیسائیت اور اسلام

پھر تم نے سن لیا، دیکھ لیا، کہ سب سے بڑھ کر مقابلہ آج عیسائیت سے ہے، یہ بھی تم نے سن لیا کہ کس طرح سے عیسائیت خود بخود کھائی جارہی ہے لیکن تمہارے بعض عقائد ہیں جو اس کو تقویت دے رہے ہیں، میں تو اس کی پروا نہیں کرتا، کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی میں سے اگر پچاس بھی زندہ ہیں، تو ہوں، اگر کسی کو اسی طرح سے سمجھ آتی ہے، کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں، تو اس کا اختیار ہے، کہ وہ یونہی مانے لیکن خدا کے لئے یہ تو سمجھو کہ تمہارے اس عقیدہ سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے، درانحالیکہ قرآن اپنی صراحت سے بتا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے، لیکن تم کو اصرار ہے کہ وہ زندہ موجود ہیں، اس عقیدہ سے تم کو ماننا پڑتا ہے، کہ حضرت عیسیٰ باوجود اس جسد عنصری کے ماجعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین سے مستثنیٰ ہیں، عیسائیوں نے اعتراض کیا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ بھی معمولی رسول ہوتے، تو دو ہزار سال سے بغیر کھانے پینے اور حوائج بشری کے ان کا گزارہ نہ ہوتا، بتاؤ اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے، اسلام جیسا سچا مذہب اگر گرتا ہے تو کہاں۔ یہ وفات مسیح کا خیال کوئی نیا نہیں، امام مالک صحیح طور پر اس کے قائل ہیں، لیکن اس اختلافی مسئلہ میں بھی کفر بازی انہیں چھوڑتا، خوب یاد رکھو تم اس اسلام کو عیسائیوں میں لے جا کر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ کہ حضرت مسیح چوتھے آسمان پر زندہ ہیں، خدا را اس کے نتائج کو دیکھو اور توبہ کرلو، بتاؤ، اس اسلام کو وہ عیسائی قبول کریں گے جو خود بخود مسیح کی حیات سے انکار کرتے جا رہے ہیں، تم دیکھتے ہو کہ عیسائی ممالک میں آج کوئی کامیاب نہیں ہوسکا سوائے احمدیوں کے، یہاں بھی پادریوں نے صاف طور پر کہا، کہ ان احمدیوں کی باتیں مت سنو، ان سے بحث مت کرو، اس لئے کہ انہی باتوں سے عیسائیت مرتی ہے، تم بتاؤ کہ تمہارے عقیدے اسلام کے قابل ہیں!

مسیح موعود کا دعوےٰ

کہتے ہیں کہ مرزا کا گناہ یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میں عیسیٰ ہوں، میں کہتا

کی دیکھی جائے گی پھر اس میں سے اسی قدر کمی کی جائے گی جس قدر خراج زمین پر سرکار کو یا مالک زمین کو دینا پڑا ہے۔ باقی اندہ پیداوار اگر بیس من پختہ سے زیادہ ہے تو یا باون روپے سے زیادہ قیمت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ لی جائے گی۔

زمین کی ہر قسم کی پیداوار پر اگر زمین بارانی ہے یا قدرتی نہروں سے سیراب ہوتی ہے تو زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی اگر چاہی یا نہری ہے۔ جس پر آبیانہ ادا کرنا پڑتا ہے تو بیسواں حصہ ہو۔

ایسی فصلیں جو زمیندار صرف مویشیوں کے لئے بوتے ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی اور ایسا ہی ان ترکاریوں، سبزیوں اور پھلوں پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی جو اپنے گزارہ کے لئے کاشت کی جاتی ہیں۔ لیکن جو سبزیاں اور پھل وغیرہ فروخت کے لئے کاشت ہوتے ہیں اور ایسا ہی جو فصلیں ایسی ہیں کہ وہ صرف فروخت کے لئے کاشت کی جاتی ہیں یا فروخت کر دی جاتی ہیں جیسے خربوزہ تیل وغیرہ ان سب میں زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ہے لیکن نصاب سہولت کے لئے باون روپے رہے گا۔ یعنی باون روپے سے زیادہ کی اگر کسی فصل کی فروخت ہے تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا۔

جو لوگ زمین کو خود کاشت نہیں کرتے۔ بلکہ اجارہ یا حصہ پر دیکر دوسروں سے کاشت کراتے ہیں ان کی پیداوار اصلی وہی روپیہ یا غلہ سمجھا جائے گا جو وہ وصول کرتے ہیں۔ اور اگر خراج سرکاری وہ خود ادا کرتے ہیں تو اس سے منہا کرنے کے بعد اگر نصاب غلہ سے زیادہ ہو یا بصورت روپیہ باون روپے سے زیادہ انہیں آمد ہو تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا۔

(۴) کرایہ مکانات پر زکوٰۃ مکانات کے کرایہ پر اگر ایک سال کی آمدنی کرایہ باون روپے سے زیادہ ہو تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپیہ فی سینکڑہ ہوگی۔ اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

(۵) مویشی پر زکوٰۃ جو مویشی زمیندار اپنی اغراض کے لئے رکھتے ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ لیکن جہاں گزارہ بھی مویشیوں پر ہو یا تجارت کے لئے مویشی رکھے جاتے ہوں ان پر زکوٰۃ ہے۔

مویشیوں میں اونٹ کا نصاب پانچ اونٹ ہے۔ یعنی چار اونٹ پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ پانچ اونٹ پر ایک سال کی بکری اور آگے اسی حساب سے پچیس اونٹ پر ایک سال سے اوپر کا اونٹ کا بچہ اس سے زیادہ کی تفصیل چھوڑ دی گئی ہے۔ جو صاحب ضروری سمجھیں دریافت کر سکتے ہیں۔ بھیڑ بکری کا نصاب چالیس ہے۔ یعنی انتالیس بکریوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ چالیس سے لیکر ایک سو بیس تک ایک بکری ۱۲۱ سے لیکر ۲۰۰ تک دو بکریاں۔ ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں۔ چار سو پر ۴ اس کے بعد ہر سو میں ایک۔ ہر حال میں اس تعداد پر ایک سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہے۔

گائے بھینس کا نصاب تیس ہے۔ یعنی تیس سے کم گائے بھینس میں زکوٰۃ نہیں۔ تیس ہوں اور سال گزر جائے تو ایک بچہ ہے۔ جو دوسرے سال میں لگا ہو۔ چالیس میں ایسا بچہ جو تیسرے سال میں لگا ہو۔ اس سے زیادہ میں اسی [illegible]

گھوڑوں پر جو تجارت کے لئے [illegible] ہے۔ چاہے گھوڑے پر ایک دینار دیدے اور چاہے قیمت لگا کر چالیسواں حصہ [illegible]

”کافر لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا“

مقامی معاصر ”پرتاپ“ نے [illegible] پر بہت کچھ [illegible] کا اظہار کیا ہے کہ ”مسلم اخبارات نے اس وقت تک سوامی شردھانند کے لئے شہید کا لفظ استعمال نہیں کیا“ اور پھر مسلم اخبارات سے سوال کیا ہے کہ ”کیا ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ کیوں؟“ ہم اپنے معاصر کو بتاتے ہیں کہ ”شہید“ کا لفظ اسلام کی اصطلاح ہے۔ جو اس شخص کے لئے مخصوص ہے جو اسلام پر اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ سوامی شردھانند تو اسلام کے ایسے خیر خواہ نہ تھے۔ ان کی تو تمام عمر اسلام کی مخالفت میں گزری پھر ان پر مسلمان ”شہید“ کا لفظ کس طرح استعمال کر سکتے ہیں ہاں اگر آپ کی ”ایشور بانی“ سنسکرت میں کوئی لفظ اس کا مترادف موجود ہو تو پیش کیجئے۔ پھر اگر مسلمان اخبارات سوامی شردھانند کے نام کے ساتھ اس لفظ کا استعمال نہ کریں تو آپ کا اعتراض بجا ہوگا۔ لیکن یاد رکھئے کہ آپ کے ہاں اس کے ہم معنے کوئی لفظ موجود نہیں ہے اگر اعتبار نہ ہو تو اپنے ”دیوتا سروپ“ بھائی پرمانند کی شہادت [illegible]

”ہماری بھاشا میں شہید کے لئے کوئی لفظ نہیں ملتا۔ کیونکہ پراچین زمانہ میں اس دیش میں شہید ہونے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی (پڑی)“ (ملاپ ۹ جنوری)

بھائی پرمانند کا اس قدر بیان تو صحیح ہے کہ ”ہماری بھاشا میں شہید کے لئے کوئی لفظ نہیں ملتا“ لیکن اس فرومایگی کی جو وجہ بیان کی ہے وہ درست نہیں۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ پراچین زمانہ میں شہید ہونے کی ضرورت تو بہت دفعہ پڑی لیکن افسوس کہ شہید ہونے کے لئے کوئی نہ نکلا۔ اور اگر نکلا بھی تو شہادت کے حقیقی مرتبہ کو نہ پہنچا۔ بلکہ اسی کا مصداق نکلا ع

کافر لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا

بھائی پرمانند اپنے اصل روپ میں

۷ جنوری کی شام کو زیر اہتمام ہندو [illegible] سبھا لاہور کے کالجوں اور اسکولوں کے ہندو طلباء کا ایک عظیم الشان جلسہ سوامی شردھانند کے قتل پر اظہار افسوس کرنے کے لئے گورودت بھون لاہور میں منعقد ہوا۔ ”دیوتا سروپ“ بھائی پرمانند جلسہ کے صدر تھے۔ آپ نے اپنی جبلت سے مجبور ہو کر اسلام کے خلاف یوں زہر افشانی کی:-

”اسلام میں بردباری کو کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ اسلام میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ یا تو دنیا کے لوگ مسلمان ہو جائیں یا غلام بن کر رہیں ورنہ ان کا جان و مال بیوی بچے سب خطرہ میں ہوں گے۔ اس قسم کا مذہب دنیا میں ایک بحران ہے اگر اسلام کی شکشا یہی رہے گی تو دنیا میں بردباری قائم کرنا نہایت مشکل ہے۔“

سوامی شردھانند قتل کیا ہوئے، آریوں کو اسلام کے خلاف اپنی دیرینہ یاوہ گوئی کو اور تیز کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ جس چھوٹے بڑے کو دیکھو وہ جوش جنون میں جو منہ آ رہا ہے کہہ رہا ہے۔ اسلام کا اصول تو یہ ہے کہ ”لا اکراہ فی الدین“ یعنی دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ”ویکون الدین للہ“ دین صرف اللہ کے لئے ہونا چاہئے۔ اس میں کسی جبر، طمع یا لالچ کا دخل نہ ہو۔ یہی نہیں بلکہ اسلام نے یہاں تک تعلیم دی ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو دوسرے مذاہب کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے جنگ بھی کرو۔ لیکن افسوس کہ بھائی پرمانند ہندو طلباء میں یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ”اسلام میں بردباری کو کوئی جگہ نہیں دی گئی“ اگر وہ واقعی غیر رواداری کو ”ایک برائی“ سمجھتے ہیں تو انہیں اسلام کی تعلیمات کا تذکرہ چھیڑنے کے بجائے (جن سے وہ نابلد معلوم ہوتے ہیں) ہندو طلباء کو ہندو مذہب کی اس تعلیم کی طرف توجہ دلانی چاہئے تھی:-

”جو شخص وید اور مہاپرشوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی (جو وید کے مطابق ہوں) تحقیر کرتا ہے۔ اس وید کی نندا کرنے والے منکر کو ذات، جماعت، اور ملک سے نکال دینا چاہئے۔“ (ستیارتھ پرکاش)

[illegible] (دیکھو ستیارتھ [illegible])

تاکہ اس تعلیم کو جس کی موجودگی میں [illegible] بردباری قائم کرنا نہایت مشکل ہے چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کریں یا اس کی اصلاح کے لئے کوشش کریں۔

مولویت کی ہمہ گیر یک رنگی

معاصر ”کاشف“ نے کسی مصری اخبار سے یہ خبر نقل کی ہے کہ بعض لوگ دوسرے ممالک سے مصر میں مترجم قرآن مجید لے آیا کرتے تھے حال میں چنگی کے محکمہ نے اس معاملہ میں جامع ازہر کے شیخ اعظم سے فتوے طلب کیا کہ کیا مترجم قرآن مجید کا مصر میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں مفتی اعظم نے جواب میں لکھا ہے کہ ملک مصر کے اندر مترجم قرآن مجید کا رواج درست نہیں۔ اور آئندہ اگر اس قسم کے کلام مجید مصر میں آئیں تو ان کو ملک کے اندر داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور واپس کر دیا جائے آج کل مصر کی ملک [illegible] اس موضوع پر غور و بحث کر رہی ہے۔ افسوس ہے کہ ہم اس عجیب و غریب فتوے کی معقولیت سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہم تو اس سے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ملاں چاہے جامع ازہر کے

آریہ اخبارات کا اشتعال انگیز پروپیگنڈا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبران کا ایک عام جلسہ جو بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء کو ہوا۔ مفصلہ ذیل قرار دادیں باتفاق رائے پاس کیں:

(۱) یہ جلسہ اس منافرت خیز اور شر انگیز پروپیگنڈا کے خلاف جو بعض آریہ اخبارات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں پر زور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور حکومت کی توجہ ان کارٹونوں اور تحریرات کی طرف مبذول کراتا ہے جو لاہور کے اخبارات ”ملاپ“، ”پرکاش“ اور ”پرتاپ“ میں شائع ہو رہے ہیں۔ اور ”ملاپ“ کے سنڈے ایڈیشن مورخہ ۹ جنوری ۱۹۲۷ء اور ”پرتاپ“ کے سنڈے ایڈیشن مورخہ ۹ جنوری ۱۹۲۷ء کے اشتعال انگیز اور امن شکن کارٹونوں اور تحریرات کو خصوصیت سے اس امر کے لئے پیش کرتا ہے۔ کہ حکومت ان پر نوٹس لے۔

(۲) یہ جلسہ عام باتفاق رائے گورنمنٹ کو اخبار ”پرتاپ“ مورخہ ۹ جنوری کی اس اشتعال انگیز تحریر کی طرف توجہ دلاتا ہے جس کا عنوان ”دنیا کا سب سے بڑا شہید“ ہے اس میں حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت سید الشہداء امام حسین کی قربانیوں کو جو انہوں نے محض خدا اور خلق خدا کے لئے کیں حقارت سے پیش کیا گیا ہے اور محض مسلمانوں اور عیسائیوں کا دل دکھانے کے لئے شردھانند کے قتل کو ان سے بڑھکر بتایا گیا ہے۔ ہم گورنمنٹ کی خدمت میں التجا کرتے ہیں کہ وہ امن نقض امن پیدا کرنے والی تحریر پر نوٹس لے۔

یہ شدھی ہے یا زبردستی؟

چند روز ہوئے بعض آریہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ رودرپور (ضلع گورکھپور) میں آٹھ مسلمانوں کو شدھ کیا گیا ہے ہمارا ماتھا اسی وقت ٹھنکا تھا کہ یہ شدھی ضرور کسی ایسے ہی ذریعے سے کی گئی ہوگی جیسا کہ آج سے چار سال پیشتر آگرہ کے گرد و نواح میں کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ہمارا وہ قیاس صحیح نکلا۔ رودرپور کے بہت سے غریب مسلمانوں کے دستخطوں سے یہ اپیل شائع ہوئی ہے کہ [illegible] والی ریاست رودرپور (جو ہندو ہیں) ضلع گورکھپور [illegible] سال سے ہم مسلمانوں کے ساتھ تعصب کا برتاؤ کرتے ہیں۔ [illegible] کسی طرح ہم مسلمانوں کے وجود سے رودرپور پاک ہو جائے [illegible] سے کہتے ہیں کہ تم لوگ شدھ ہو جاؤ ... اگر [illegible] کو تباہ و برباد کر دیں گے“

اس اپیل میں اور بھی بہت سے حیرت انگیز انکشافات [illegible] گئے ہیں۔ آئندہ اشاعت میں ہم اس کی تمام تحریر شائع [illegible] ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ اگر یہ آریہ اخبارات کی مندرجہ بالا [illegible] کی خبر صحیح ہے تو بہت ممکن ہے کہ اس میں جبر سے کام لیا گیا ہو [illegible] خیال نتیجہ ہوگا اگر کوئی تبلیغی انجمن اس امر کی تحقیقات کرے [illegible] کے غریب مسلمانوں کو اس جبریہ شدھی سے بچانے کی کوشش [illegible]

بنگال اور آسام میں تبلیغ اسلام

[illegible] اطلاع پہلے دی جا چکی ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible] بنگال [illegible] کی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر ایک تبلیغی وفد [illegible] روانہ کیا تھا۔ اب یہ وفد [illegible] رئیس مولانا محمد یعقوب خاں صاحب [illegible] سے فارغ ہو کر آسام میں [illegible] گئے ہیں۔ شیلانگ میں آپ کے چار لیکچر ہوں گے۔ ایک جناب [illegible] صاحب منسٹر ایجوکیشنل آسام گورنمنٹ کے زیر صدارت۔ اور [illegible] خان بہادر قطب الدین [illegible] آسام گورنمنٹ کی صدارت [illegible] انگریزی لیکچر تو آسام کونسل کے [illegible] مسٹر [illegible] کی صدارت میں [illegible] کو ہو چکا ہے۔ اس میں مسلمانوں کا [illegible] سربرآوردہ ہندو اور عیسائی زیادہ شامل ہوئے اور لیکچر سن کر [illegible] ہندو تو خصوصیت سے بہت متاثر ہوئے۔ اسلام کی [illegible] پیش کی گئی کہ ہر شخص عش عش کر اٹھا۔ اب ہندوؤں سے [illegible] مسلمان جوق در جوق مولانا کی ملاقات کے لئے آ رہے ہیں [illegible] وہ ٹھیرے ہیں دن رات ان کے ہاں ایک جمگھٹا لگا رہتا ہے۔ یہاں [illegible] مولانا چٹاگانگ کے راستے سلہٹ تشریف لے جائیں گے [illegible] ان کا حامی و مددگار ہو۔

تصورِ باری تعالیٰ

برانہمو سماج کے نقطۂ خیال سے

(مسٹر یو۔ این۔ بال۔ ایم۔ اے کے قلم سے)

(اصل مضمون انگریزی میں ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

برامہو سماج کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے میں بھی ایک ایسی مذہبی کانفرنس کے انعقاد سے خوش ہوں جس میں تصور ذات باری تعالیٰ پر تبادلہ خیالات ہوگا۔ شہنشاہ اعظم اکبر کے زمانہ میں مختلف مذاہب کے لوگ عبادت خانہ واقع فتحپور سیکری میں مذہبی امور پر بحث کرنے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ مباحثے مناقشے کی صورت اختیار کر لیتے تھے۔ اور اکبر کو صلح کرانی پڑتی تھی۔ اب دنیا بہت ترقی کر چکی ہے۔ بہت تجربے کے بعد ہم نے یہ بات سیکھی ہے کہ مذہب کسی واحد قوم کی ملکیت نہیں۔ اور انسانی ترقی مستقل تبادلہ خیالات سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر ایک نئی دریافت جو دنیا کے کسی حصہ میں معلوم ہوتی ہے ہمارے علم میں ترقی کا موجب ہوتی ہے۔ سائنس کی نئی ایجادات نے بہت سی پرانی غلطیوں کو قابل گزر بنا دیا ہے۔ انسان قدرت کی بہت سی طاقتوں کو مسخر کر چکا ہے اور انسانی زندگی کی بہت سی ضروریات کو ہم پہنچانے کے قابل ہو گیا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اس عالم کے ساتھ وابستہ رہنے پر مجبور ہے ہوا، پانی، خلا، زمین وغیرہ اس طرح اس کی ملکیت ہیں جس طرح اس کا اپنا جسم، دل اور روح۔ یہ دنیا اس کی خدمت کے لئے ہے اور اسے اس بات کا یقین ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کہ ضروریات زندگی کے معاملہ میں سب انسان برابر ہیں۔ اور ایک [illegible] ہستی کے ماتحت یہ کارخانہ چل رہا ہے۔ گو یہ ہستی آنکھوں سے اوجھل ہے۔ یہ سب کچھ ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ دنیا میں مباحثات نے سخت اندھیر مچا رکھا ہے یہاں تک کہ آج خود ہندوستان میں ہم اک زمانہ سابقہ کی تاریکی میں بسر کر رہے ہیں اور لوگ یہاں فرقہ داری کی دیواریں کھڑی کر رہے ہیں۔ اسی لاہور شہر میں حال میں کئی مذہبی کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں جن میں مختلف مذاہب کے نمائندوں کو اپنے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ یہ ایک مبارک فال ہے کیونکہ اس طرح ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنے کے قابل ہو سکیں گے۔ ہم کچھ استعدادیں رکھتے ہیں جو جد و جہد سے ترقی کرتی ہیں۔ دوسروں کے تجربات ہماری ترقی میں مدد دیتے ہیں۔ یہ اصول جسمانی اور روحانی دونوں بعد میں صحیح ہے۔ وہ جو صرف اپنے تجربات پر قانع رہتے ہیں ان کی نگاہ بہت محدود ہوتی ہے۔ ان کا علم لازمی طور پر محدود اور فرقہ وارانہ ہوتا ہے لیکن وہ لوگ جو ہر جگہ سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اور سب کی تعظیم کرتے ہیں اپنی ترقی کے ہمیشہ نگراں رہتے ہیں اور ہر موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں اس امر کو ایک کہانی [illegible] واضح کرتا ہوں (اس کے بعد ایک کہانی بیان کی گئی جسے بخوف [illegible] حذف کیا جاتا ہے۔ مدیر)

برامہو سماج کی تعلیم

برامہو سماج کا اصول یہی ہے کہ ہر جگہ سے استفادہ کیا جائے صداقت ہماری مقدس کتاب ہے ہم ہر پیغمبر اور ولی کی تعلیمات کی عزت کرتے ہیں۔ اور تمام مذاہب کی کتب مقدسہ کا تعظیم و تکریم سے مطالعہ کرتے ہیں۔ وید ہمارے نزدیک ایسے ہی قابل عزت ہیں جیسے بائبل اور قرآن۔ ژند اوستا یا گرنتھ صاحب یہ سب ہماری کتاب ہیں جن میں ہمیں امور زندگی کا حل ملتا ہے۔ برامہو سماج کی طرف سے تمام ممالک کی مقدس کتب کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ راجہ رام موہن رائے (بانی برامہو سماج) نے اپنے بچپن کے زمانہ میں عربی اور فارسی پڑھی اس نے سنسکرت پڑھنے میں بھی بنارس میں چند سال صرف کئے بعد ازاں اس نے اصل یونانی میں بائیبل کا مطالعہ کیا۔ آخر رام موہن رائے کی عقل نے عالمگیر مذہب کو سمجھ لیا۔ اس کے مذہب کا اصول یہ تھا کہ دنیا کے مختلف مذاہب میں اتفاق پیدا کرنے والا تعلق دریافت کیا جائے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا ہے۔ ہر جگہ لوگ اپنے معبود کو اس عالم کا حکمراں مانتے ہیں۔ یہ اعتقاد عالمگیر ہے اور اس پر راجہ رام موہن رائے نے زور دیا کہ تمام مذاہب کے لئے توحید کو سمجھنا ضروری ہے۔ انہوں نے مذہب محمدؐ کے چشمے سے بہت کچھ لیا

تعلق پیدا کرنے کے لئے دیگر رشیوں کی تلاش کی اور اپنے ایام زندگی انسانی برادری کے خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے بسر کرنے کی کوشش کی ان کے بعد مہارشی دیویندر ناتھ ٹیگور رہے جنھوں نے سی قسم کے مذہب کی فلسفیانہ تفسیر کی۔ ان کے نزدیک کوئی الہامی کتاب فیصلہ کن سند نہیں تھی۔ مسٹر کیشب چندر سین نے جو اس نئے مذہب کا زبردست پرچارک تھا۔ اس دنیا کے تمام بزرگوں کی زیارت کی۔ انہوں نے اس امر کی اشاعت کی کہ تمام مذاہب کی مقدس کتابیں جہاں تک ان میں صداقت ہے قابل عزت ہیں۔ ایک مقدس کتاب کوئی معنے نہیں رکھتی۔ اگر اس میں ہمیں کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جس کی ہمیں پیروی کرنی چاہیئے۔ اس لحاظ سے ہر ایک اچھی کتاب ہماری مقدس کتاب ہے عالم خدا کی محبت اور عظمت سے بھرپور ہے۔ مصر کی مقدس کتب میں لکھا ہے "وحدہ لاشریک کا ہر سرزمین میں ظہور ہے آسمان کی بلندیاں اور سمندر کی گہرائیاں تیرا ہی گیت گا رہی ہیں۔ اور تیری جستجو کرنا عقل کی ابتدا ہے" اسی طرح ہندوستان کی پرانی کتابوں میں لکھا ہے "اسکی دریافت کرو وہ خدا ہے" . . . .

. . . . اس کارخانہ عالم کے دیکھنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ خدا وحدہ لاشریک ہے ابدی اور آنکھوں سے اوجھل ہے۔ وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ اور ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ سائنس اور فلسفہ سب اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک اعلیٰ و برتر ہستی موجود ہے جو اس دنیا کی نگہبان ہے۔ وہ محض خیالی ہستی نہیں بلکہ وہ زندہ خدا ہے جس کا تعلق ہماری زندگی کے ہر شعبہ سے ہے۔ انسان مدنی بالطبع واقع ہوا ہے۔ یہ بات ایک زمانہ پہلے ہندوستان نے بتائی تھی وہ اس عظیم الشان کرہ کا ایک حصہ ہے۔ وہ خود بخود ترقی نہیں کرتا۔ اس کی زندگی اپنے ہمسایوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ سوسائٹی ایک حقیقت ہے یہ ایک زندگی اور دل رکھتی ہے۔ اس کی سب بڑی طاقتیں ہیں۔

یہ تمام حقیقتیں اس خدا کی توحید کی تصدیق کرتی ہیں جو اس جہان کا حاکم ہے۔ ہم اپنے واقعی، اخلاقی اور تمدنی تجربات سے خدا کے نزدیک ہو رہے ہیں۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خدا وہ چیز ہے جس کے جاننے سے ہم تمام دوسری چیزوں کو جان [illegible] ہیں۔ اس حقیقت کے علم سے ہماری استعدادیں سرگرم عمل ہوتی ہیں۔ دل وسیع اور سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ اور روح رفعت حاصل کرتی ہے خاندان گھر، دنیا تب ہی حقیقی بنتے ہیں جب ہم [illegible] رضائے مولا کا ظہور تصور کریں۔ ورنہ وہ ہمارے سامنے [illegible] ہیں۔ اور غائب ہو جاتے ہیں۔ انسانی تاریخ قوموں اور سلطنتوں کی تباہی کی داستانوں سے پر ہے خوبصورت شہر نہایت کاریگری سے تیار کئے گئے۔ محلات اور باغات نے مدتوں لوگوں کو [illegible] رکھا۔ لیکن ان میں سے کوئی تیز زمانہ کے حملہ کی تاب نہ لا سکی۔ اب وہ قدیم شہر کہاں ہیں جن کی ایک زمانہ میں نسل انسانی توصیف و تعریف کر رہی تھی۔ نہ صرف پرانے شہر، عالیشان محلات اور صنعت [illegible] کا م ہی زمانہ کے ہاتھوں تباہ ہوئے بلکہ تمام انسانی نظم و نسق غارت ہو گئے۔ ان تمام انقلابات سے ایک ہی چیز ہے اور وہ خدا کا خیال ہے جو اپنی پوری شان و شوکت میں قائم ہے۔ زمانہ قدیم سے لیکر آج تک لاکھوں نسلیں گزر گئیں۔ لیکن خدا کی روح ہمیں اب تک اسی طرح پکار رہی ہے جس طرح گزشتہ زمانہ میں پکارتی تھی۔ صداقت اپنے آپ کو مختلف صورتوں میں ظاہر کرتی اور انسان کے دل کو گرویدہ بناتی ہے۔ سچائی کا روبار دنیا میں نور کی طرح ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ ہم جب صبح اٹھ کر آنکھیں کھولتے ہیں [illegible] آسمان کے مشرق سے روشنی نکلتی ہے اور اس میں ہم اس ابدی نور کی [illegible] میں دیکھتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے اللہ نور السموات والارض۔ الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور۔

جو علم ہم رکھتے ہیں وہ اسی ابدی نور کی بخشش سے ہے ہم اسی روشنی [illegible] ذریعے اپنے آپ کو جان سکتے ہیں اور اسی کے ذریعے ہم [illegible] کے ساتھ مناسب تعلقات قائم رکھ سکتے ہیں ان [illegible] تاریک تنگ گڑھے سے اسی وقت نکلتا ہے۔ جب وہ الٰہی نور کی [illegible] شعاعوں سے منور ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنے آپ کو زمین، پانی اور [illegible] میں محیط پاتا ہے۔ اسے اپنے اندر بھی سچائی نظر آتی ہے اور باہر بھی۔ اور اس کے لئے کوئی امر مانع نہیں رہتا۔ وہ خدا پر ایمان لے آتا ہے

کا اعلان کرتی ہیں۔ بلکہ وہ جسم کے ہر ذرہ اور اپنی زندگی کے ہر تجربہ سے اس پر ایمان لاتا ہے۔ زمانہ قدیم کے ہندوستانی رشیوں نے خدا کو بحیثیت حق کے پیش کیا۔ برہمو سماج نے اس قول کو پورے طور پر اخذ کر لیا۔ خدا حق اور نور ہے۔ اس کے رحم کا کوئی انتہا نہیں۔ کیونکہ اس کے الہام کی کوئی حد نہیں۔ ہم چاہے کسی حالت میں ہوں وہ ہمارے پاس آتا ہے۔ وہ ہماری مشکلات، افلاس، بیماری، موت، اور مصائب میں ہم پر ظاہر ہوتا ہے۔ جب انسان مصائب میں گھر جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو بے یار و مددگار پاتا ہے تو وہ سوائے اس کے اور کس کے پاس مدد کے لئے جائے۔ ایسی حالت میں خدائی روشنی ہی ہمیں مشکلات سے رہائی بخشتی ہے اس تاریکی میں خدا ہی ہمارا رہبر ہوتا ہے۔ اس کی موجودگی میں ہم اپنی تمام کمزوریوں کو بھول جاتے ہیں۔ اور اس کے حسن و محبت سے مالا مال ہو جاتے ہیں اس دنیا میں کسی چیز کو قیام نہیں ہے۔ والدین مر جاتے ہیں بچے گزر جاتے ہیں۔ ہم خود بھی ایک روز کوچ کر جائیں گے۔ موت ہماری زندگی کا ایک لازمی جزو ہے۔ تاہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ موت ہی اس زندگی کی انتہا ہے۔ خدا زندگیوں کی زندگی ہے۔ اس کو جان کر ہم موت پر بھی فتحیاب ہو سکتے ہیں۔ خدائی زندگی کے تجربے کراں میں نہ موت ہے اور نہ افلاس۔ عام انسانی نظر سے پرے ایک روحانی دنیا آباد ہے۔ جس طرح ایک بے علم آدمی حساب کے سوالات نہیں سمجھ سکتا اسی طرح ایک ایسا شخص جو موت اور زندگی کی گہرائیوں سے واقف ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔ خدا کی لامحدود حسن و خوبی کو نہیں سمجھ سکتا دروازہ کھلتا ہے جب تم کھٹکھٹاتے ہو۔ ہم اس سے بڑھ کر یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا ان سے بھی بے اعتنا نہیں ہے جو اس کی تلاش نہیں کرتے۔ وہ داخلہ کے لئے [illegible] دروازہ پر دستک دے رہا ہے۔ اور ہماری ملاقات کے لئے [illegible] کی تلاش میں ہے۔ ہم چاہے اسے باہر نکالیں اپنے دلوں کے [illegible] نہ گھسنے دیں لیکن وہ ہمارے انکار کو قبول نہیں کرتا۔ وہ ہم سے [illegible] طرح محبت کرتا ہے وہ مصیبت میں ہمیں آرام پہنچاتا ہے۔ ہمیں [illegible] دیتا ہے۔ اور تمام مشکلات میں ہماری دستگیری کرتا ہے۔ [illegible] ہم اس کو جان لیتے ہیں اور اپنے اندر اس کی موجودگی [illegible] ہیں۔ تو ہیچ و ممنون ہو جاتے ہیں۔ وہ وحدہٗ لاشریک [illegible] لوگوں نے بعض اوقات ایک سے زیادہ خداؤں کا بھی خیال کیا ہے۔ لیکن جب انہوں نے علم روحانی میں ترقی کی تو اس نتیجے پر پہنچے کہ خدا ایک ہے۔ بندگی اس ایک ہی کے لائق ہے جو نظروں سے اوجھل ہے۔ اس نے نیک لوگوں پر اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اور یہ گنہگاروں پر بھی ظاہر ہوتا ہے۔ وہ پاک اور کوئی پلیدی اسے نہیں چھو سکتی۔ مقدس آسمانی باپ کی یہ روشن تصویر ہمارے دلوں سے گناہ کی تمام خواہشیں دور کر دیتی ہے۔ اس کے عشق کی آگ تمام گناہوں کو جلا دیتی ہے۔ تاریکی کے بعد روشنی ہے جب ہم گناہ کرتے ہیں۔ وہ سزا دیتا ہے۔ اور ہمیں جہالت سے رہا کرتا ہے اور جب ہم اخلاقی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔ تو ہمیں زندگی بخشتا ہے جو ضمیر ہمارے اندر ہے وہ خدا کی [illegible] ہے۔ ہماری اخلاقی استعدادیں اس سے الہام حاصل کرتی ہیں۔ وہ ایک نیک اور منصف جج ہے وہ اس دنیا میں اپنے اخلاقی قوانین کے ذریعہ حکومت کرتا ہے کوئی خرابی اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہم تمام اس کے حکم کے ماتحت ہیں۔ جب ہم اس کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ تو زندگی پر لطف ہو جاتی ہے۔ وہ اس دنیا کا خالق و حاکم ہے۔ وہ اس دنیا کی بھلائی کرنے میں مصروف ہے۔ وہ کسی سے غافل نہیں ہے اس کی رحمت سب پر حاوی ہے۔ خدا ہماری موت، ہمارا گھر اور آخری مقصد ہے جس کی طرف ہر ایک چیز بڑھ رہی ہے۔ یہ عالم اس کی خوشگوار خواہشات کا نتیجہ ہے۔ اس کو اپنی خوش طبعی کے لئے اس عالم کی ضرورت تھی۔ اسے اپنی مسرت کے لئے سیری اور رانگی ضرورت تھی۔ اس کی تمام مخلوق اس کی عاشقانہ شفقت پر دلالت کر رہی ہے۔ ہماری کتابوں میں خدا کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ حق ہے وہ مسرت ہے۔ اور اپنے آپ کو ظاہر کرنے والی ہستی ہے۔ وہ امن، نیکی اور وحدہ لاشریک ہے۔ وہ پاک ہے اور گناہ اسے چھو بھی نہیں سکتا۔

ہم نہ تو اسے الفاظ میں ظاہر کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے دل اس کا [illegible] کر سکتے ہیں۔ تاہم وہ ہمارے علم اور تجربہ میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا [illegible] خدا ایک زندہ ہستی ہے جو ہمیشہ ہمارے چاروں طرف کی حفاظت کرتی رہتی ہے ہم اس کے آگے دعا کرتے ہیں تا کہ ہم اسکے پاک جلال سے لینے آسکی حقیقت

ذات باری کا تصور

سکھ مذہب کے نکتہ خیال سے

(سردار ہرنام سنگھ صاحب ایم اے کے قلم سے)

حضرات اس بزرگ تر ہستی کے متعلق جس کا علم فہم و ادراک سے بالا ہے۔ اور جو معمولی گیان اندریوں اور کرم اندریوں سے نہ تو سمجھ میں آسکتی ہے اور نہ محسوس کی جاسکتی ہے کچھ کہنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مصداق ہے۔ میں تو کیا دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا فلاسفر یا سائنسدان بھی اسے بیان نہیں کرسکتا۔ ہاں گیان کے اس سمندر سے جو ذات باری تعالے کی طرف سے ان مہاگوروؤں کو عطا ہوا جن کا میں ایک ادنےٰ ترین سکھ ہوں کچھ قطرات بطور نمونہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

اپنے مضمون کو شروع کرنے سے پہلے میں اس بات کا اعتراف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری زبان اتنی مکمل نہیں جو ذات باری کے کسی بھی پہلو کو مکمل طور پر بیان کرسکے۔ میرے آقا مولا ستگورو پنجم پادشاہ راگ گوڑی میں فرماتے ہیں " کا ہو بول نہ پوجیت پرانی۔ اگم اگوچر پربھ زبانی " یعنی کسی بولی میں بھی انسان اسے بیان نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ لامحدود فہم و ادراک سے باہر ہے یہاں ستگوروؤں کو اس کا گیان معمولی انسانی گیان اندریوں کے ذریعہ نہیں بلکہ ایک اور الہیٰ "اندریہ" کے ذریعے پراپت ہوا جس سے عام لوگ اب تک ناآشنا ہیں۔ شری گورو امرداس راگ رام کلی میں فرماتے ہیں " ہر جیو گنا اندر رکھ کے واجا پون وجایا۔ وجایا واجا پون۔ نو دوارے پرگٹ کئے دسواں گپت رکھایا۔ گوردوارے لائے بھاونی اکنان دسواں دوار دکھایا۔ تہ انیک روپ ناؤ نو ندھ نا یا تہ انت نہ جائی پایا "

اس دسویں دوار کی آنکھوں سے ہمارے پانچ ستگوروؤں نے ذات باری کا جس طرح مشاہدہ کیا اور وہ جہاں تک ہماری زبان سے ادا ہوسکتا ہے وہ شری گورو گرنتھ صاحب کے آدمیں بیان منتر کی صورت میں درج ہے میں جیسا کہ اوپر بیان کرچکا ہوں خود اپنے اندر ذات باری کے سمجھنے کی حقیقتاً کوئی سمجھ نہیں رکھتا۔ لہذا ذات باری کے مسئلہ پر یہی مہاگیان کی تشریح پراکتفا کرونگا جو شری ستگورو نے نانک دیو کے ذریعہ بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے یہاں منتر کی صورت میں بیان کیا۔ فرماتے ہیں۔ . . . .

. . . . (یہاں اصل منتر درج ہے) . . . .

جب زبان میں اونکار سے پہلے ایک کا ہندسہ دینے میں منشاء الٰہی یہ تھی کہ اونکار کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے شارحین شرک میں نہ پڑ جائیں۔ اونکار کو ہندو شارحین نے مظہر صفات ثلاثہ بیان کیا۔ اونکار کو انہوں نے اکار۔ آکار اور مکار بتلایا۔ اور اکار کو برہما پیدا کرنے والی طاقت، آکار کو بشن پرورش کرنے والی طاقت اور مکار کو مہیش فنا کرنے والی طاقت یا بالفاظ دیگر تین دیوتاؤں کا مظہر قرار دیا۔ انہوں نے تین لکیروں کو جن سے اس حرف کی شکل بنتی ہے آکار، اکار، اور مکار فرض کرکے سارے لفظ کو مظہر تثلیث تسلیم کیا۔ حالانکہ اونکار کا مطلب و مفہوم محافظ خدا کے سوا اور کچھ نہیں۔ ایک کے ہندسے کے اونکار کے پہلے آجانے سے شارحین کے شرک میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ باقی نہیں رہا۔ کیونکہ اس سے اونکار کا مفہوم سوائے ایک پرماتما کے اور کچھ نہیں۔ مثلاً کوئی شخص ایک اونکار سے برہما، بشن و مہیش مطلب و مفہوم نہیں لے سکتا۔ اس سے اونکار کی شکل کے نہیں بلکہ اونکار ہی کے معنے مترجم یا شارح کو کرنے پڑیں گے اور اس کے لئے "ایک اونکار" کا مطلب ایک پرماتما تسلیم کرنے کے سوا چارہ کار نہ رہیگا۔ اگر ہندسہ کے بجائے ایک حرف میں لکھا ہوتا تو لفظ "ایک" کی شرح کرنے میں بھی شارح غلطی کرسکتا تھا۔ لیکن ایک کے ہندسہ کو کوئی بھی نہ تو ایک سے زیادہ پڑھ سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ ایک کے ہندسہ کا مفہوم ہر حالت میں ایک ہی ہے۔ لہذا سکھ دھرم کا پہلا اور بنیادی اصول ایک کا ہندسہ ہے۔ سکھ مذہب کی بنیاد اسی ایک کے ہندسہ سے ہے۔ اسی ایک کی بھگتی و عبادت کی گورمت میں تعلیم دی گئی ہے۔

اکو سمرنانکا جل تھل رہیا سمائے
دوجا کاہے سمرئیے جمے تے مرجائے

یعنی ایک خدا کی عبادت کرو جو خشکی و تری میں جاری و ساری ہے اور

سکھ مذہب میں توحید کی تعلیم

" ایکو جپ ایکو سالاہ۔ ایک سمر ایکو من آہ۔ ایکس کے گن گاؤ اننت۔ من تن جاپ ایک بھگونت۔ ایکو ایک ایک ہر آپ۔ پورن پورا ہیو پربھو بیاپ۔ انک بستھار ایک تے بھئے۔ ایک آرادھ پراچھت گئے۔ من تن انتر ایک پربھ راتا ÷ گور پرشاد نانک ایک جاتا "

(گوری سکھمنی محلہ ۵)

ایک ہی کی عبادت کرو۔ ایک ہی کی تعریف کرو۔ ایک ہی کو یاد کرو۔ ایک ہی کو دل میں جاگزیں رکھو۔ ایک ہی کے بے شمار گن گاؤ۔ دل و زبان سے ایک ہی خدا کی بھگتی کرو۔ وہ خدا خود ایک ہی ایک ہے پربھو محیط کل ہے اور ہر جگہ طاری ہے۔ اسی ایک کی لاکھوں قدرتیں ہیں اور اسی ایک کی عبادت سے پاپ کٹ جاتے ہیں۔ تن من میں وہ ایک خدا بس رہا ہے۔ اور [illegible] کی ابدی گورو کی عنایت سے نانک نے اس کی توحید کو جانا۔ گورمت میں خدا کی بزرگی ہی توحید سے مانی گئی ہے " گن دیہو ہوا نا ہیں ہوئے۔ ناکو ہوا تا کو ہوئے " (آسا محلہ ۴) یعنی اس پروردگار کی سب سے بڑی خوبی ہی یہ ہے کہ اس سا کوئی اور نہیں۔ نہ پیدا ہوا نہ ہوگا " جل تھل مہیل پوریا سوامی سرجنہار۔ انک بھانت ہوے پسریا نانک ایک اونکار " یعنی جل تھل اور آسمان میں وہ ایک کردگار طاری ہے۔ بے شمار طور پر ایک اونکار ساری ہے " اونکار سب سرشٹ اوپائی " یعنی اونکار ہی سے کل کائنات پیدا ہوئی۔ الغرض گورمت توحید پر مبنی ہے توحید پر ایمان لائے بغیر پرماتما پر ایمان لانے کے کوئی معنے نہیں توحید صفت ہے اس موصوف کی جو اس صفت سے منکر ہو وہ عملاً موصوف سے بھی انکار کرتا ہے۔ خواہ وہ زبانی سو بار اس کا اقرار کیوں نہ کرے۔ یہاں منتر میں جس قدر بھی صفات پرماتما کی بیان کی گئی ہیں وہ سب اس توحید کی تائید کرتی ہیں۔ آگے چل کر ستگورو نانک دیو فرماتے ہیں کہ " ست نام " وہ ازلی و ابدی مکان و زمان کی قیود سے باہر ہے۔ ست نام ہے جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ ایک خدا ہی کی ذات ایسی ہے کہ اس میں زمانہ کے اثرات سے تبدیلی نہیں ہوسکتی جیسا کہ وہ ماضی میں تھا ویسا ہی حال میں ہے اور ویسا ہی مستقبل میں ہوگا۔ نہ وہ بچہ تھا نہ جوان ہوا نہ بوڑھا ہوگا۔ نہ وہ پیدا ہوا نہ فنا ہوگا۔ جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ویسا ہی رہے گا۔ اس لاثانی بزرگ ہستی کے لئے یہ کہنا کہ وہ ماضی میں ایسا تھا۔ حال میں ایسا ہے اور مستقبل میں ایسا ہوگا۔ غلطی ہے کیونکہ وہ کال (زمانہ) کی قید میں نہیں ہے ستگورو فرماتے ہیں۔ " کرتم نام کتھے تیرے جہیا۔ ست نام تیرا پرا پورلا۔ " یعنی گن کرم کے مطابق تیرے نام ہر ایک کے بنے جاتے ہیں۔ لیکن ست تیرا ازلی نام ہے۔ جو ست نہیں اس کا [illegible] نہیں۔ ست سوائے اس بزرگ ہستی کے جو فہم و ادراک سے بالا ہے اور جس کا مظہر ایک اونکار ہے۔ اور کوئی نہیں۔ ست ثبوت ہے توحید کا پرماتما کی یہ صفت بجائے خود لاثانی ہے۔ چونکہ وہ ست ہے اس لئے اس کا نام بھی ست ہے اسم موسوم کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی اگر موسوم فانی ہے۔ تو اسم بھی فنا ہوجائیگا۔ چونکہ پرماتما سدا [illegible] ایک رس رہنے والا ہے اس لئے اس کا نام بھی ست ہے۔ ست نام کو گورمت میں افضل الذکر مانا جاتا ہے۔ ہر زمانہ میں عارف اس کا ورد کرتے رہے ہیں اور ہر جگ میں بھگت اسی نام کی بھگتی کرتے رہے ہیں۔ یہ گورمنتر ہے اور کلجگ کے پیغمبر سری گورو نانک دیو جی مہاراج نے دنیا کے اودھار کے لئے چار دانگ عالم میں اس کی منادی کردی۔ اسی نام کو ست گوروؤں نے جپا۔

صفات خداوندی

سری ست نام کرتا پورکھ گورو رامداس جی نے لکھے۔ دتا نہ صرف لاشریک اور ازلی ہے بلکہ کرتا پورکھ فاعل کل۔ خالق ہے یہ خدا کا صفاتی نام ہے۔ اور یہ بجائے خود مظہر توحید ہے یعنی دنیا میں ایک پرماتما ہی کی ہستی ایسی ہے جو فاعل کل ہے۔ فاعل کا عمل نہیں ہوسکتا۔ مخلوق خالق نہیں ہوسکتی۔ جو مفعول ہے فاعل نہیں اور جو مخلوق ہے خالق نہیں۔ چونکہ پرماتما فاعل کل ہے اور کل قاتنات کا خالق ہے۔ اس کے سوا کوئی فاعل کل نہیں۔ اور نہ خالق اس لئے معبود و خدا وہی ایک ہے۔ فاعل کل پرکرتی کا بھی محتاج نہیں۔ کیونکہ پرکرتی کا فاعل بھی وہی ہے اور اگر پرکرتی نے بغیر وہ اس کمہار کی سی حیثیت رکھتا [illegible] مٹی کے بنے [illegible]

کا اپنا وجود اس کے فعل سے آزاد ہوتا۔ مگر وہ فاعل کل ہے اس کا فعل حکم ہے۔ جو اس کی طرح فہم و ادراک میں نہیں آتا۔ اس کے سوا باقی کل مخلوق ہے۔ برہما بشن مہیش کا بھی وہی خالق و فاعل ہے ست گورو گنی ندھان پہلے پادشاہ وار سلار میں فرماتے ہیں۔

" برہما بشن مہیش دیو اوپایا "

یعنی اس خدا نے برہما بشن مہیش وغیرہ دیوتا پیدا کئے۔ واہگورو لاشریک ازلی فاعل کل ہے۔ وہ بے خوف اور نڈر ہے۔ پرماتما کے سوا اور کوئی دوسری ہستی موجود نہیں۔ وہ ایک خالق ہے باقی سب مخلوق ہیں۔ خوف دوسرے سے ہوتا ہے اور چونکہ اس کے سوا اور دوسرا ہے ہی نہیں۔ اس لئے اس کو خوف کس کا ہو۔ وہ بے خوف ہے۔ ہر مخلوق کے لئے خوف شرط ہے۔ لیکن خالق کے لئے نہیں۔ کوئی اور خالق یا اس کا شریک ہے نہیں اور کوئی مخلوق اس کے احاطہ حکم و اختیار سے باہر نہیں۔ راگ مالا میں پنجم بادشاہ فرماتے ہیں " ڈر بپے دھرت اکاس نکھترا سر اوپر امر کرارا پون پانی بیستر ڈر بپے۔ ڈر بپے اندر بچارا۔ ایکا نربھو بات سنی سو سکھیا سو پیرا ہو میلا جگ درل گاے گنی۔ " جپ جی صاحب بابا نانک ارشاد فرماتے ہیں۔ " حکمے اندر سب کو باہر حکم نہ کوئے۔ یعنی زمین اور آسمان سب امر الٰہی سے جو بہت سخت ہے ڈرتے ہیں۔ ہوا، پانی اور آگ مع اندر دیوتا کے ڈرتے ہیں۔ ایک خدا ہی نربھو ہے۔ سو بپ سکھی اور آسودہ ہوگا۔ جو گورو سے مل کر اس کے گن گائیگا جیسا کہ مندرجہ بالا مہاں واکوں سے ثابت ہے۔ گورمت میں تمام مخلوق کو خوف کی قید میں مانا گیا ہے۔ بے خوف ذات صرف ایک خالق کی مانی گئی ہے۔ دیوتاؤں اور اوتاروں کو بھی جو مخلوق ہیں خوف کی قید سے آزاد نہیں مانا گیا۔ " گاؤں گوپیاں گاؤں کان۔ گاون سیتا راجے رام۔ نربھو نرنکار سچ نام۔ جا کا کیا سگل جہان " یعنی گوپیاں اور کرشن گاتے ہیں سیتا اور راجہ رام اسے گاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ بے خوف ذات نرنکار۔ شکل و شمائل سے منزہ خدا کی ہی جس کا نام سچ ہے اور جس نے تمام جگت کو بنایا ہے۔ وہ بے خوف ہی نہیں اویر ہے۔ بغیر دشمنی ہے۔ یعنی اسے کسی سے دشمنی نہیں پرماتما کی یہ صفت ہی بجائے خود مظہر توحید ہے۔ کیونکہ جب اس کے بغیر اس سا یا اس سے بڑھ کر ہے ہی نہیں۔ تو دشمنی کس سے ہو۔ قادر وہ ایک۔ باقی جو ہے اس کی قدرت ہے۔ قدرت سے قادر کو کبھی دشمنی نہیں ہوسکتی۔ علاوہ ازیں دشمنی غرض سے ہوتی ہے پرماتما کی کوئی غرض نہیں۔ یعنی جو ہے اسی کی قدرت ہے۔ اور اسے اس پر پورا اختیار ہے۔ مایا دشمنی کا کارن مانی گئی ہے۔ لیکن مایا بھی پرماتما کی ہے۔ اور وہ اس سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔ نہ صرف پرماتما کو کسی سے دشمنی نہیں بلکہ وہ اپنی مخلوق کا رازق ہے غفار رحیم ہے۔ کریم ہے۔ گورمت میں پرماتما کو مات پتا مانا گیا ہے۔ . . .

. . . . (یہاں اصل شبد)

سکھمنی صاحب میں گورو ارجن دیو فرماتے ہیں . . . .

. . . . (یہاں اصل منتر درج ہے)

یعنی اے پروردگار تو ہمارا ماں باپ ہے۔ ہم تیرے بچے ہیں تیری عنایت میں بہت راحتیں ہیں۔ حقیقی باپ جس نے ہمکو پیدا کیا۔ وہی پروردگار ہے۔ جب مخلوق بچے ہیں تو باپ کو بچوں سے کبھی دشمنی ہوسکتی ہے۔ آگے چل کر صاحب فرماتے ہیں کہ وہ قادر مطلق اکال مورت ہے۔ لافانی ہستی والا ہے۔ اکال مورت کا مفہوم یہ ہے کہ پرماتما کی ہستی لافانی اور ابدی ہے۔ وقت کی قید اور اثر سے آزاد ہے۔ جو چیز پیدا ہوتی ہے۔ مرتی بھی وہی ہے۔ جو ہستی پیدا نہیں ہوئی یعنی ست ہے۔ وہ مر ہی نہیں سکتی یعنی اکال ہے۔ جس طرح ازلی کے لئے ابدی ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح ست نام کے لئے اکال مورت ہونا لازمی ہے۔ سوائے پرماتما کی ذات پاک کے اور کوئی ہستی لافانی نہیں۔ سری راگ میں ست گورو گنی ندھان گورو نانک دیو فرماتے ہیں " دن رو چلے نس سس چلے تارکا لکھ پلوے۔ مقام اوہی ایک ہے نانکا سچ بگوے " دن رات سورج اور چاند اور لاکھوں تارے سب فنا ہوجائیں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ لافانی وہی ایک ہے ایک پرماتما ہی کی مورت ایسی ہے جو لافانی ہے۔ جسے موت نہیں آسکتی۔ جو زمانہ کے اثر سے ٹوٹ [illegible] جو مورت فنا ہوجائے، تباہ ہوجائے، مرجائے وہ پرماتما کی مورت نہیں ہوسکتی۔ [illegible]

نہ کسی کا خوف لوگ یہ گمان نہ کرنے لگیں کہ اس کی کوئی ہستی ہی نہ ہوگی۔ اس کی مورت اکال بتا کر یہ یقین دلایا گیا ہے کہ باوجودیکہ وہ اجول ہے اکال ہے۔ آشکار ہے۔ بایں ہمہ اس کی ہستی ہے اور اسی کی بھگتی لازمی ہے۔ جو پیدا ہوتے اور مرجاتے ہیں وہ خدا نہیں ہوسکتے۔ آسا دی وار میں ست گورو فرماتے ہیں "جو مرجیے سو کچن کچ" یعنی جو مرتے اور پیدا ہوتے ہیں وہ خام یعنی باطل ہیں۔ راگ آسا میں ست گورو نانک دیو جی مہاراج فرماتے ہیں۔ "نہ اوہ مرے نہ ہووے سوگ" یعنی نہ وہ مرتا ہے نہ اس کا ماتم ہوتا ہے۔ سو خدا کی ہستی ہے لیکن وہ خود لاشریک ہستی ہے۔ سروپ اس کا وہی ہے جو اس گورو منتر میں بتایا گیا ہے اس کے سوا اس کی کوئی مورت نہیں۔ کیونکہ وہ نرنکار ہے۔ ستگورو فرماتے ہیں۔ "روپ نہ ریکھ نہ رنگ کچھ تہہ گن تے پربھ بھن

تسے بجھائے نانکا جس ہووے سو پرسن (راگ گوڑی)

یعنی نہ اس کا روپ ہے۔ نہ اس کا جسم ہے۔ نہ اس کا کوئی رنگ ہے۔ تینوں گنوں سے وہ آزاد ہے۔ کیونکہ جس کا روپ، ریکھ، رنگ ہو، وہ قید زمان سے آزاد یعنی ست نہیں ہوسکتا۔ چونکہ پرماتما ست اور اکال ہے۔ اس لئے اس کا نام ست ہے۔ اور مورتی اکال ہے۔

وہ لاشریک ہستی جون سے رہت پیدا نہ ہونے والا ہے یعنی وہ پیدا نہیں ہوا۔ اس کو کوئی علت غائی نہیں۔ اس کا کوئی ماں باپ نہیں اگر اس کو علت ہوتی تو وہ ست کرتا پورکھ اور اکال نہ ہوتا۔ اس کے ماں باپ ہوتے تو وہ ایک نہ ہوتا۔ اور قائم بالذات نہ ہوتا۔ گورو منتر میں جس قدر اسما اور صفات الٰہی بیان کئے گئے ہیں وہ کمال عمدگی سے ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ اور تمام صفات ان میں لازم و ملزوم ہیں۔ یہ گورو منتر ایک کسوٹی ہے۔ ہر معبود کو اس کسوٹی پر پرکھ کر دو۔ سوائے پرماتما کے کوئی پورا نہ اترے گا۔ دوہیت مادی لوگ پرکرتی کو بھی انادی یا ابناشی مانتے ہیں وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ پرماتما ماں کے گربھ میں آتا ہے۔ اور منشوں کی طرح جنم لیتا ہے۔ وہ کسی خاص جگہ [illegible] میں مقیم ہے۔

مسئلہ اوتار کی تردید

ان سب باتوں کا گورو منتر میں جواب دے دیا گیا ہے۔ جو ست ہو فاعل کل ہو، نربھو ہو، نرویر ہو، اکال مورت ہو۔ اجونی ہو، [illegible] پروردگار ہے۔ پرماتما ذات یعنی ازلی ہے۔ وہ [illegible] ہوسکتا ہے۔ بعض لوگ اوتارواد کے عقیدہ کے معتقد ہیں۔ ان کے عقیدہ کے مطابق پرماتما منشیہ وغیرہ جونیوں میں جنم لیتا ہے گورمت میں اس عقیدہ کو مشرکانہ اور گمراہ کن قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اوتار پیدا ہوئے جوان ہوئے اور بوڑھے ہوئے آخر مرگئے۔ نہ تو وہ ابھو کہلا سکتے ہیں اور نہ ان کی مورتی اکال ہوسکتی ہے۔ گورمت میں یہ اعتقاد کہ پرماتما جنم لیتا ہے کھنڈا ہے۔ "سو مکھ جلو جت کہو ٹھاکر جونی" وہ منہ جل جائے جو کہے پرماتما جنم لیتا ہے۔ ستگورو نے بڑے زور سے اس عقیدہ کے خلاف آواز بلند کی۔ گورمت میں ہر جگہ اس امر کی خاص طور پر احتیاط کی گئی ہے کہ سوائے اس ست چت آنند پرماتما کے جس کی تعریف گورو منتر میں کی گئی ہے اور کسی ہستی کو پرماتما نہ مانا جائے اس کے متعلق راگ سورٹھ میں ستگورو فرماتے ہیں۔

نا تس مات پتا ست بندھپ [illegible] کام [illegible]

اکل نرنجن اپر پرمپر سگل جوت تمہاری

یعنی نہ اس کا باپ ہے نہ ماں ہے نہ بیٹے ہیں۔ نہ بھائی بند نہ اس میں شہوت ہے۔ اور نہ اس کی کوئی عورت ہے۔ وہ لاجود پرماتما ساری روشنی تم سے ہے۔ اس شبد میں جو گورو منتر کی تائید کرتا ہے۔ اوتاروں کے عقیدہ کا رد کیا گیا ہے۔ رام اور کرشن ہندو اوتاروں کے ماں باپ تھے۔ بیویاں تھیں۔ بچے تھے۔ بھائی بند تھے ست گورو فرماتے ہیں کہ وہ پرماتما نہیں تھے۔ کیونکہ پرماتما کی ماں باپ بیٹے بھائی اور عورتیں نہیں ہوسکتیں۔ منشوں کو خدا جان کر ان کی بھگتی کرنا مشرکانہ عقیدہ وفعل ہے۔ انکی بھگتی بے سود یعنی اپھل ہے۔ دسمیش شری گورو گوبند سنگھ مہاراج نے اوتاروں کے متعلق نہایت وضاحت سے فرمایا۔

جو کہو رام اجون اجے رت کاہے کو کوشل ککھ جیو جو

کال ہوں کال کہے جیہ کو کہیہ کارن کال تے دین بھیو جو

ستا سروپ بیبیر کہا وے سوکیوں پتھ کو رتھ ہانکہ بیوجو

تاہی کو مان پربھو کر کے جیہ کو کو بھید نہ لے نہ لیوجو

اگر کہو کہ رام پیدا نہیں ہوتا تو وہ کیوں کوشلیا کے بطن سے پیدا ہوا جان کال ہو کر وہ کس لیے کال کے تابع ہوا۔ ست سروپ اور نرویر کہلا کر اس نے جنگ ارجن کے رتھ کی کیوں [illegible] اسی کو

کو اپنا پربھو مانو جسکے راز کو اب تک کوئی نہ پاسکا۔ بعض اصحاب نے اکالیوں کو اپنے عقیدہ کا معتقد بنانے کے لئے اس مشرکانہ خیال کی ان میں اشاعت کرنے کی کوشش کی کہ [illegible] دس گورو صاحبان بھی پرماتما کے اوتار تھے۔ لیکن شری ستگورو دسویں بیانگ دہل اس مشرکانہ عقیدہ کی تردید کی ہے۔ ست گورو دسویں بادشاہ کی بانی ہے۔

تدھ آگے ار داس ہماری سو بندہ سب تیرا

کہو نانک سب تیری وڈیائی کوئی نہ جانے میرا

میری عاجزی تیرے ہی حضور ہے میرا جسم میری روح سب تیرا ہی مال ہے نانک کہتا ہے کہ یہ سب تیری ہی بڑائی ہے ورنہ میرا کوئی نام بھی نہیں جانتا۔ یہ ہے تمام ستگوروں کا دعوے۔ ست گورو دسویں کا اوتار رہا ہی اس لئے تھا کہ وہ توحید کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنے مشن کی خود تردید کرتے دسم بادشاہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اس خیال سے، کہ مشرکوں کی صحبت میں سکھ کبھی ان کو بھی پرمیشر ماننا شروع نہ کردیں مندرجہ ذیل زوردار الفاظ میں اس عقیدہ کی جڑ ہی اکھیڑ ڈالی ہے "جے ہم کو پرمیشر اوچر ہیں تے سبھ نرک کنڈ میں پڑھ ہیں۔ سو کر داس تن کا جانو۔ یا مے بھید نہ رنچ پچھانو۔ موں ہوں پرم پرکھ کا داسا۔ دیکھن آیو جگت تماشا۔" جو پربھو جگت کہا سو کہہ ہوں مرت لوگ سنے مون نہ رہے ہوں" جو مجھ کو پرمیشر کہیں گے وہ سب جہنم کے آتشکدہ میں پڑیں گے۔ مجھ کو خدا کا غلام سمجھو اس میں ذرا بھی شک نہ کرنا۔ جو مجھے خداوند پاک نے کہا وہی کہوں گا میں عالم فنا کی طرف سے زبان بند نہیں کرسکتا۔ وہ صید [illegible] شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج ہیں۔ خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ نثار کر دیا۔ ہزاروں شیران خدا [illegible] لاکھوں سورماؤں کو اپنے بچوں سمیت نثار ہوتے [illegible] اکال پورکھ کے اجلال و اکرام سے ہر وقت مستفیض ہوتے اور دین دنیا کی تمام دولتوں کو اپنے خزانوں میں دیکھ کر آپ لمحہ کے لئے تکبر کو اپنے قریب پھٹکنے نہیں دیا۔ تو وہ انبیاء کے سردار بھگتوں کے پیشوا اور خالصہ کا گورو شری گوبند سنگھ مہاراج تھے۔

ست [illegible] بالذات۔ اپنے آپ سے پرکاشمان۔ وہ پرماتما [illegible] اکال ہے۔ جسکو [illegible] علت غائی نہیں۔ وہ [illegible] ہے یعنی قائم بالذات ہے۔ اپنے آپ سے پرکاشمان ہے۔ سائنسدانوں نے دریافت کیا ہے کہ چاند سورج سے کسب ضیا کرتا ہے بذات خود روشن نہیں۔ لیکن سورج کسی سے روشنی نہیں لیتا۔ اپنے آپ سے [illegible] شمان ہے۔ اسی طرح سرشٹی پرماتما نے پیدا کی لیکن [illegible] کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ وہ قائم بالذات ہے۔ اس سوال کا کہ سرشٹی کو اگر پرماتما نے پیدا کیا تو پرماتما کو کس نے پیدا کیا۔ [illegible] حل کر دیتا ہے۔ فاعل کا فاعل نہیں ہوسکتا یعنی جس طرح سورج چاند کو تو روشنی دیتا ہے۔ لیکن خود کسی سے روشنی نہیں لیتا۔ اسی طرح پرماتما نے سرشٹی کو تو پیدا کیا لیکن اسے کسی نے پیدا نہیں کیا۔ وہ سے بھنگ ہے۔ [illegible] سری میں ستگورو نانک دیو فرماتے ہیں "سبھ مے جوت جوت ہے سوے تس دے چانن سبھ مہہ چانن ہوئے" سب میں روشنی ہے روشنی وہی ہے۔ اسی کی روشنی سے سب میں روشنی ہوتی ہے۔

گور پرشاد۔ گرو سے مراد ہدایت کرنے والا۔ پرشاد مہربانی مجسم اصل تو یہ ہے کہ جسطرح سورج کی روشنی کے بغیر کام چلنے مشکل ہیں۔ اسی طرح ہدایت ربی کے بغیر تمام کاروبار ناممکن ہے۔ اور ہدایت ربی ایک نامعلوم طریقہ سے مخلوق تک پہنچتی ہے۔ شہد کی مکھیوں کو معلوم نہیں کہ انواع و اقسام کے پھولوں سے رس لے کر شہد کے چھتے بنانا کس نے سکھا دیا۔ مچھلیوں اور مرغابیوں کو تیرنا کس نے سکھایا۔ پورے چوبیس گھنٹے میں دن رات کو پورا کرنے کا سورج اور زمین کو پابند کس نے بنایا۔ ستاروں میں وقت مقررہ پر تبدیلیوں کے چھپنے اور ظاہر ہونے کے قاعدے کس نے بتائے۔ زمین کو [illegible] مل کو وقت پر پیدا کرنے کا راز کس نے بتایا۔ یہ ایسے سوالات ہیں [illegible] کا جواب تسلی بخش دینے سے عقل انسانی عاجز ہے۔ درحقیقت کسی نہ کسی طریقہ سے اس کی ہدایت مخلوقات تک پہنچتی ہے چونکہ وہ نرنکار ہے اور ہم پانچ گیان اندریوں سے اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ اس کا اپنا گیان نہیں ہیں اسی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے [illegible]

پیغمبروں کے ضمیر اس کی ہدایت کی روشنی سے منور ہوتے ہیں۔ اور وہ منشوں میں پرماتما کی بہنیا مبری کرتے ہیں۔ لیکن پرماتما کی زبان نہیں۔ پھر کس طرح وہ ہدایت کرتا ہے۔ ست گورو دسواں پنجم بادشاہ راگ گوڑی سکھنی میں فرماتے ہیں۔

نرل نرل نرل تیری بانی [illegible] گھٹ گھٹ سنی سرب سکماہی

یعنی تیرا کلام ہے۔ جو باطن کے کانوں سے سن کر بیان کیا جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ سری ستگوروؤں نے کسی مدرسہ یا پاٹھ شالہ میں تعلیم حاصل کئے بغیر علم الٰہی باطن کے کانوں کے ذریعہ اکال پورکھ سے حاصل کیا۔ اور وہ گورو ہو گئے۔ شری مکھ واک شری گورو گوبند سنگھ جی کا ہے۔ "اوانت اسکے اوتارا۔ سوئی گورو سمجھیو ہمارا۔" یعنی جس میں جگت کا ادھے اور جس میں جگت کا انت ہے وہی ہمارا گورو سمجھو۔ جگت میں گورداس مہان گورو کے خلیفہ ہیں۔ انہوں نے محض اپنی زبان سے پیغامبری کی۔ ورنہ ہدایت و تعلیم کا سرچشمہ وہی ہادی برحق ہے۔ سری گورو ارجن دیو مہاراج سکھ جی میں یوں فرماتے ہیں۔ "ہو آپے بول نہ جاندا میں کہیا سب حکما جیو" میں خود تو بول بھی نہیں سکتا۔ جو میں نے کہا ارشاد الٰہی ہے۔ راگ تلنگ میں ست گورو سچے بادشاہ سری گورو نانک دیو کا واک ہے۔ "جیسی میں آوے خصم کی بانی۔ تیسڑا کرے گیان وے لالو" اے لالو۔ مجھے میرا آقا مولا جیسا کلام کرتا ہے میں اسی علم کی اشاعت کرتا ہوں۔ شری گورو رامداس مہاراج کا [illegible] میں بچن ہے۔ "ست گور کی بانی ست ست کر جانو سکھ ہر کرتا لکھ کر لکھائے۔" اے ست گورو کا کلام سچ سچ سمجھو [illegible] لیے ہمارے منہ سے نکلوا تا ہے۔ ستگورو [illegible] ہیں۔ [illegible]

[illegible] ذات باری کا [illegible]

ایک [illegible] کا [illegible] سکھ مذہب میں پرستش [illegible] اس کے حکم کے تابع ہے۔ اس کے حکم کے [illegible] ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ [illegible] حکمی ہودن آکار۔ حکم نہ کہیا جائی [illegible] حکمی [illegible] حکم اوتم نیچ [illegible] اکال [illegible] حکم دیکھ نانک حکمے جے بجھے تاں ہومے کہے نہ کوئے [illegible] حکم ہی سے شکلیں پیدا ہوئیں۔ حکم بیان نہیں کیا جاسکتا۔ حکم ہی سے جاندار رہے۔ حکم ہی سے انہیں شرف حاصل ہوتا ہے۔ حکم ہی سے وہ اعلیٰ و ادنیٰ ہیں۔ حکم ہی سے دکھ سکھ ان کو قسمت کیا گیا۔ ایک تو حکم سے بخشے گئے اور ایک حکم سے ہمیشہ تناسخ میں گھومتے رہے۔ سب کچھ حکم کے تابع ہے۔ حکم سے باہر کوئی نہیں۔ بس اس کے حکم کے تابع رہنا ہی سب بیماریوں کی دوا ہے اور اسی کو سکھ اپنی آخری منزل سمجھتا ہے۔

حضرات! آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ذات باری کا تصور ہمارا لفظ تصور تک محدود نہیں۔ بلکہ سکھوں [illegible] الٰہی میں درشٹی وشواش کی شرط لازمی ہے۔ [illegible] سکھ دھرم میں ذات باری پر درشٹی وشواش [illegible] خداوند ستگورو ارجن دیو راگ گوڑی میں فرماتے [illegible] بسواس پربھ آیا [illegible] گیان تس من پرکاشا [illegible] باری پر درشٹی وشواش کیا۔ اسے گیان کا [illegible] سکھ پرماتما کی ذات پر اسی طرح وشواش رکھتا ہے جس طرح [illegible] اپنے ماں باپ [illegible] دوست بال بچوں اور مال و متاع کے متعلق حقیقی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا اسی طرح پرماتما کی ہستی کے متعلق بھی اس کا من شکوک سے آزاد ہوتا ہے سکھ اپنی آخری منزل میں اپنے آپ کو ذات باری میں فنا کر دیتا ہے و تسلیم و رضا میں اس طرح مرجاتا ہے۔ جس طرح برف پانی میں۔ بھگتی کے بل سے فنا فی اللہ ہو کر۔ سو صداقت کے متلاشیو آؤ کہ صداقت کا سرچشمہ گورمت ہی ہے۔ شرک کے جنگلوں میں بھٹکنے والو! آؤ کہ توحید کا ایدیش اور ہر در و دیوار میں اکال پورکھ کے جلوے ہی مارگ پر چل کر دیکھنے نصیب ہوں گے۔ اے اکال پورکھ تیری ہی کرپا سے تمام عالم میں توحید، محبت، مساوات اور اتفاق کا پرچار ہو۔ "ہر کے سنت سنو جن بھائی [illegible] جس دھر بھاگ ہوئے مکھ [illegible] [illegible]

جیوں سورج رین گراسی۔ دو ستنٹ اگوچرا لکھ تر بخن سو دیکھیا گوبکا لکھی سے ایشور کے پیارو! ست گورو کی ایک مہا ودت سنو جسکے نصیب اچھے اور جس پر خدا کا فضل ہو وہ اسے اپنے دل میں رکھ لے۔ جب ایشور کی امرت روپی سرشٹ رکھتا کا اس ست گورو کے بچنوں کے ذریعے رفتہ رفتہ چکھا تو اجالا ہوگیا۔ اور اندھیرا اس طرح مٹ گیا جس طرح سورج کے آنے سے رات مٹ جاتی ہے۔ وہ جو دیکھنے میں نہیں آتا وہ اتھاہ ہے جو جانا نہیں جاتا۔ اور جو پاک ہے۔ گورو کے پریشور کے پیارے نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

دسری دا اگو روجی کا خالصہ سری وا اگورو جی کی فتح۔ وہ پرماتما کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کانوں سے سنتا ہے۔ اور بالآخر اس منزل کو پہنچ جاتا ہے جہاں دوئی باقی نہیں رہتی۔ اور آنند کے سوا اور کوئی احساس نہیں رہتا۔

تصور باری تعالیٰ

عیسائیت کے نقطہ نظر سے

(جناب پادری علی بخش صاحب کے قلم سے)

بائبل شریف میں خدا تعالیٰ کی ذات کا جو مکاشفہ مندرج ہے وہ بعض علماء دین نے یوں بیان کیا ہے:-

"اللہ واحد ذو الحیات اور برحق ہے۔ وہ ازلی و ابدی ہر وہ غیر متجسد و غیر منقسم ہے۔ اور غیر متاثر ہے اس کی قدرت اور حکمت اور خوبی بے حد ہے وہ سب مرئی اور غیر مرئی چیزوں کا خالق اور حافظ ہے"

کتاب مقدس سچا خدا کی ہستی کو ہر جگہ مانتی ہے اور ایسا ایمان مذہب کی جان ہے۔ بلا اس ایمان کے مذہب مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ عبرانی ۱۱-۶ میں یوں مرقوم ہے۔ "خدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہیئے۔ کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلا دیتا ہے" خدا کا جو مکاشفہ دو طرح کا بیان ہوا ہے۔ ایک کو ہم جلالی کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسرے کو جمالی۔ جلالی مکاشفہ میں خدا بھسم کرنے والی آگ۔ ہولناک اور ڈراؤنا دکھایا گیا ہے۔ انسان نے خدا کی شریعت کو توڑ کر غضب الٰہی کو خرید لیا۔ اس لئے خطا کار انسان کے لئے وہ اس جلالی صورت میں منکشف ہوا جیسا کہ کوہ سینا پر حضرت موسیٰ نے مشاہدہ کیا۔ اس کی نسبت یہ لکھا ہے کہ تم اس پہاڑ کے پاس نہیں آئے جس کا چھونا ممکن تھا۔ اور وہ آگ سے جلتا تھا اور اس پر کالی گھٹا اور تاریکی اور طوفان اور نرسنگے کا شور۔ اور کلام کرنے والے کی ایسی آواز تھی جس کے سننے والوں نے درخواست کی کہ ہم سے اور کلام نہ کیا جائے۔ . . . . وہ نظارہ ایسا ڈراؤنا تھا کہ موسیٰ نے کہا میں نہایت ڈرتا اور کانپتا ہوں۔

(عبرانی ۱۲-۱۸ سے ۲۲)

جمالی مکاشفہ کا بیان یوں ہوا ہے کہ خدا نے حضرت الیاہ سے گویا ہوکر یوں فرمایا۔ باہر نکل اور پہاڑ پر خداوند کے آگے کھڑا ہو اور دیکھ کہ خداوند گزر گیا اور بڑی شدید آندھی نے پہاڑوں کو پھاڑ ڈالا ہے۔ اور خداوند کے آگے پہاڑوں کو توڑ تاڑ کیا ہے۔ پر خداوند آندھی میں نہیں اور آندھی کے بعد زلزلہ آیا۔ پر خداوند زلزلہ میں نہیں زلزلہ کے بعد آگ آئی۔ پر خداوند آگ میں نہیں۔ اور آگ کے بعد ایک دبی ہوئی ہلکی آواز آئی۔ اور ایسا ہوا کہ ایلیاہ نے سن کے اپنے چہرہ کے گرد اپنی چادر کو لپیٹا . . . . اور دیکھو اسے یہ آواز آئی کہ اے ایلیاہ تو یہاں کیا کرتا ہے" (۱ سلاطین ۱۹-۱۱ سے ۱۴)

باری تعالیٰ کے اس دہرے اور ظاہراً متضاد مکاشفے سے ظاہر ہوا کہ اس ذات باری تعالیٰ کی تعریف حیطہ الفاظ سے باہر اور ادراک و قیاس انسانی سے پرے ہے۔ یوں تو ذات کی تعریف کرنا ہی ناممکن ہے۔ مادہ روح، نور، زندگی بلکہ کسی شے کی ذات بھی ہم کو کلیہ طور پر معلوم نہیں ہوسکتی۔ پھر ذات باری تعالیٰ کی تعریف کب ہوسکتی ہے۔ صرف جزوی طور پر کسیقدر اس مکاشفہ کو سمجھنا انسان کے لئے ممکن ہے اگر خدا تعالیٰ ہم کو اپنا مکاشفہ عطا نہ فرماتا۔ تو ہم اب تک تاریکی میں پڑے ٹٹولتے اور اپنا سر پھوڑتے۔ لیکن شکر ہے الٰہ کردگار کا جس نے اپنی ذات کا مکاشفہ اپنے مختلف ناموں کے ذریعہ ظاہر کیا۔ خدا تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ [illegible] مختلف صفات کو [illegible] صفات نے

نے ذات کو مجموعہ صفات یا جامع صفات قرار دیا ہے۔ یعنی انہوں نے قرار کیا کہ بجز صفات ہم کسی دوسری شے کا یقینی علم نہیں رکھ سکتے قدر [illegible] قیاس دوڑا سکتے ہیں۔ حضرت موسیٰ سے پہلے خدا کا نام اکثر الوہ آیا۔ جو ال یا اللہ کی جمع ہے۔ جس کے لغوی معنی قدرت ہیں۔ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں وہ خدا تعالیٰ کے نام سے ظاہر ہوا۔ جس سے اس نے ظاہر کیا کہ دنیا میں جو قدرتیں پائی جاتی ہیں۔ ان سب سے خدا زیادہ قادر و قوی تھا۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں وہ یہوواہ کے نام سے ظاہر ہوا۔ جس کے معنے خود خدا نے یہ بتائے کہ میں ہوں جو ہوں۔ یا جو عربی زبان میں الحی صاحب حیات کہلایا اس یہوواہ کے نام کا مکاشفہ موسیٰ کو ملا "خداوند خداوند خدا رحیم و مہربان قہر [illegible] رحیم رب الفیض و وفا۔ ہزار پشتوں کے لئے فضل رکھنے والا گناہ اور تقصیر اور خطا کا بخشنے والا" (خروج ۳۴-۶،۷)

جس کے بغیر ہر شے مردہ اور عدم کا درجہ رکھتی ہے۔ وہی حق اور زندگی ہے۔ اس لئے ہر ناحق کے خلاف اور ضد ہے۔ رفتہ رفتہ اس الٰہی ثالث میں ترقی ہوتی گئی۔ اور اس کی ذات کا مکاشفہ زیادہ زیادہ واضح و روشن ہوتا گیا۔ چنانچہ ایک جگہ مرقوم ہوا۔ اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادوں سے حصہ بحصہ اور طرح بطرح نبیوں کی معرفت کلام کرکے اس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کیا۔ (عبرانی ۱-۱،۲) نوی زمانہ کے مکاشفہ میں الٰہی ذات کے بارے میں دو باتوں کا ذکر آتا ہے۔ اول تو یہ کہ وہ نور ہے۔ "جو پیغام ہم تمہیں دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا نور ہے۔ اور اس میں ذرا بھی تاریکی نہیں۔ (۱ یوحنا ۱-۵) دوم کہ خدا محبت ہے "آؤ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں کیونکہ محبت خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اور خدا کو جانتا ہے۔ جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو نہیں جانتا کیونکہ خدا محبت ہے . . . . . محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی۔ بلکہ اس میں ہے کہ اس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا . . . . اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے اور اس کی محبت ہمارے دل میں قائم ہوگئی ہے . . . . . خدا محبت ہے اور جو محبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے۔ اور خدا اس میں قائم رہتا ہے (۱ یوحنا ۴-۷ سے ۱۶ تک) اس اعلیٰ مکاشفہ کی روشنی میں پہلے مکاشفے ماند پڑ گئے اور ذات الٰہی کا زیادہ اعلیٰ علم انسان کو حاصل ہوا۔ اسی نور کے لحاظ سے جو اس آخری زمانہ میں چمکا۔ خداوند مسیح نے فرمایا۔ "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا"

(۱ یوحنا ۱-۱۸)

خدا کی ذات واحد ہے

یہ ذات باری تعالیٰ واحد ذات ہے [illegible] دونوں عہد ناموں نے اس وحدت پر زور دیا۔ "سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا واحد خداوند ہے" (استثنا ۶-۴) "خداوند ہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں" (استثنا ۴-۳۵) "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" "تب دنیا میں کچھ چیز نہیں اور سوائے ایک کے اور کوئی خدا نہیں" (۱ کرنتھیوں ۸-۴) اس بیان سے بخوبی واضح ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ذات واحد ہے۔ البتہ ذات واحد کی نسبت علما کی یہ بحث تو یاد آجاتی ہے کہ وہ بحث یا تو جامع صفات ہوگی یا مجموعہ صفات۔ ہر دو صورتوں میں ذات واحد میں کثرت کا ہونا لازمی ہے۔ اور یہ کثرت مسیحی مکاشفہ میں تین طرح سے بیان ہوئی ہے۔ یعنی محبت، حق، قدسیت، باقی ساری صفات الٰہی خواہ وہ عینی صفات ہوں یا غیر عینی ان تین صفتوں کے ماتحت اور ان میں شامل ہیں۔ ان تین صفات عینی کو تین اقنوم نے طور پر مسیحی یا کلیسیائی اصطلاح میں ظاہر کیا۔ باپ محبت ہے۔ بیٹا حق روح القدس پاک روح ہے۔ کتاب مقدس میں لفظ اقنوم تو نہیں آیا لیکن ذات الٰہی کا یہ تہرا مکاشفہ مندرج ہے۔ جس پر علماء نے اپنی عقلی گھوڑ دوڑائی۔ اور طرح طرح کے حاشیے چڑھائے۔ لیکن ان کی پابندی لازمی نہیں۔ پابندی صرف کتاب مقدس کے مکاشفہ کی ہے۔

علاوہ ازیں اس ذات واحد کے بارہ میں یہ مرقوم ہے کہ وہ کل عالم کو محیط ہے۔ وہ عالم العالمین ہمہ جا حاضر و ناظر ہے "[illegible]

خوب جانتا ہے۔ بلکہ تو میری ساری روشوں سے واقف ہے۔ کیونکہ دیکھ میری زبان پر کوئی ایسی بات نہیں جس سے تو اے خداوند بالکل آگاہ نہیں۔ تو آگے پیچھے میرا گھیرنے والا ہے . . . . تیری روح سے میں کدھر جاؤں اور تیری حضوری سے میں کہاں بھاگوں۔ اگر میں آسمان کے اوپر چڑھ جاؤں تو تو وہاں ہے۔ اگر میں پاتال میں اپنا بستر بچھاؤں تو دیکھ تو وہاں بھی ہے" (زبور ۱۳۹-۱ سے ۸) کبھی کبھی دلیل تجویز کر اس پاک ذات کی صفات ظاہر کرنے میں استعمال کیا مثلاً "وہ جس نے کان لگایا کیا وہ نہیں سنتا۔ وہ جس نے آنکھ بنائی کیا وہ نہیں دیکھتا . . . . . . وہ جو انسان کو دانش سکھاتا ہے کیا وہ واقفیت نہیں رکھتا" (زبور ۹۴-۸ سے ۱۰) یعنی وہ خدا سمیع و بصیر اور بدی کی سزا دینے والا ہے۔

اس خدا کی دوسری صفات کا بھی ذکر بائیبل شریف میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً ازلی۔ (زبور ۹۰-۲) وہ غیر مادی یا روح ہے (یوحنا ۴-۲۴) وہ درست اور غیر متبدل ہے (گنتی ۲۳-۱۹۔ ملاکی ۳-۶ یعقوب ۱-۱۷) وہ قادر مطلق ہے۔ یعنی لا انتہا قدرت رکھتا ہے (ایوب ۴۲-۲۔ دانیال ۴-۳۵) وہ حکیم مطلق ہے (رومیوں ۱۱-۳۳ زبور ۱۰۴-۲۴) وہ خالق و مالک ہے (زبور ۹۰-۲۔ یرمیاہ ۳۲-۱۷ مکاشفہ ۴-۱۱) وہ ہر شے کا حافظ ہے۔ (عبرانی ۱-۳) یسعیاہ کی کتاب کے ۴۰-۴۸ بابوں میں بار بار اس بات کا دعویٰ خدا نے کیا کہ آئندہ کی خبریں دینے والا میں ہی ہوں کوئی دوسرا معبود آئندہ کی خبریں نہیں دے سکتا۔ "میں نے قدیم سے ہونے والی باتوں کی خبر دی ہے . . . . ان کے واقع ہونے سے پیشتر تجھ پر ظاہر کیں تا نہ ہو کہ تو کہے میرے بت نے یہ کام کیا" (یسعیاہ ۴۸-۵)

بخوف طوالت و قلت وقت زیادہ لکھنا مشکل تھا۔ اتنے ہی پر کفایت کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ مکاشفہ بتدریج ہدایت انسانی کے لئے ملتا گیا۔ طلوع آفتاب کی طرح بتدریج روشن ہوگیا حتیٰ کہ یسوع مسیح کے ذریعے آخری زمانہ میں یہ سمت الراس پر پہنچ گیا۔ اور نور و محبت کے مکاشفے نے ظاہر کر دیا کہ یہ خدا نور ہے اور محبت ہے جس نے اپنی محبت کا ثبوت مسیح کی صلیب پر دیا۔ اب محبت کا اس قربانی کا اظہار ہر ایک کی زندگی میں درکار ہے۔ اور اسی اظہار کے ذریعہ ذات باری کا علم زیادہ زیادہ ہم کو حاصل ہوسکتا ہے اور بقول پولس رسول یہ علم مسیح کی آمد ثانی تک ترقی کرتا جائیگا جب تک کہ ہمیں اسی ذات باری کا دیدار روبرو حاصل نہ ہو اور جس کے پرتو سے ہم سب منور ہوکر اسی کی مانند نہ بن جائیں۔ چنانچہ یوحنا رسول نے اسی امید کا ذکر یوں کیا۔ "ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے۔ اتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بھی اسی کی مانند ہوں گے۔ کیونکہ اس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔ (۱ یوحنا ۳-۲)

ذات وصفات باریتعالیٰ

اسلام اور عرفان الٰہی

(جناب مولانا صدرالدین صاحب مسلم مشنری برلن کے قلم سے)

دو قسم کی چیزیں انسان کے علم میں ہیں۔ ایک وہ جس کو اس کے کان آنکھ ہاتھ محسوس کر سکتے ہیں۔ دوسری وہ لطیف اشیا ہیں جن کو انسان کے حواس محسوس نہیں کر سکتے۔ مثلاً ہوا یا ایتھر جو ہوا سے بڑھ کر لطیف ہے۔ اسی طرح بجلی بہت ہی لطیف ہے لیکن اس کی صفات اور زبردست قوتوں سے ہمکو اس کا پورا علم حاصل ہوجاتا ہے۔ ان سے بڑھ کر قلب یا روح انسانی ہے جس کو نہ تو ہم دیکھ سکتے ہیں اور نہ محسوس کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے متعلق انباروں کے انبار کتابوں کے لکھے ہوئے موجود ہیں۔ یہ جتنا بھی علم ہے قلب یا روح کی صفات ہیں اور ان صفات کے مجموعہ کا نام قلب ہے۔ اور کسی چیز کی ذات اس کے صفات کے مجموعہ ہی کا نام ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات لطیف سے لطیف ہے۔ اور ایسی لطیف ہے کہ اس کی کوئی مثال اس دنیا میں نہیں ہے۔ اس کی ذات کی معرفت اس کی صفات کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ لیس کمثله شئ وهو السميع البصير یعنی خدا کی مثال کوئی نہیں تاہم اس کی ذات کا علم اس کی صفات حسنہ سے حاصل ہوسکتا ہے۔ مثلاً اس کا سمیع و بصیر ہونا۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات کا مکمل علم ہمیں بخشا ہے اور اس معرفت کی غرض یہ ہے کہ انسان کی تعلیم و تربیت کمال کو پہنچ جائے۔

اسلام سے پہلے دنیا کی حالت

جب اسلام آیا اس وقت کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ تمام دنیا پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جس طرح وہ لوگ شرک میں مبتلا تھے جن کے پاس کوئی آسمانی صحیفہ نہ تھا۔ اسی طرح وہ قومیں بھی گمراہی میں ڈوبی ہوئی تھیں جو اہل کتاب کہلاتی تھیں۔ خود قرآن شریف نے اس کا ذکر کیا ہے ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس یعنی اہل کتاب و غیر اہل کتاب دونوں کے اعتقادی اور عملی کرتوتوں کی وجہ سے ایک فساد برپا تھا۔ اسلام نے آکر اس فساد کی اصل وجہ یہ قرار دی کہ ان لوگوں کو معبود حقیقی کا علم نہیں۔ اور جن کو علم ہے وہ اس کی صفات صحیحہ کی پوری معرفت نہیں رکھتے۔ ہر ایک نے خدا کو صرف اپنی قوم کا خدا مان رکھا تھا۔ اور اس کے نزدیک دوسری قوم خدا کی برکات سے محروم تھی۔ یہود کے نزدیک یہوداہ اور صرف بنی اسرائیل کا خدا تھا۔ اور صرف بنی اسرائیل ہی اس کی پیاری اور منتخب قوم تھی۔ ان کا دعوےٰ تھا۔ نحن ابناء الله و احباءه یعنی ہم خدا کے بیٹے اور پیارے ہیں۔ اور اسی قسم کا دعویٰ عیسائیوں کا تھا۔ وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هودا او نصارىٰ۔ یعنی یہود کہتے تھے کہ یہودی کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔ اور نصرانی کہتے تھے کہ عیسائی کے سوا کوئی دوسرا جنت میں نہ جاسکے گا۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر تھے۔ فرمایا میں صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے آیا ہوں انہوں نے ایک کنعانی عورت کو کتیا سے مشابہت دی تھی۔ محض اس لئے کہ وہ یہودن نہ تھی۔ جب اس نے حضرت عیسیٰؑ سے خیر و برکت مانگی تو انہوں نے فرمایا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں پھینک سکتا۔ اور دوسری جگہ انہوں نے غیر بنی اسرائیل کو سؤروں سے تشبیہ دی۔ جبکہ اپنے مریدین کو تلقین کی کہ اپنے موتی سؤروں کے آگے مت پھینکو۔

اسی طرح ہمارے ہندو بھائیوں نے اللہ کو برہما ورتی میں محدود کر رکھا تھا۔ اور اس کی روحانی بارش جو وید کی شکل میں اتری وہ صرف ہند کے لئے خاص تھی۔ اور ان کا یقین تھا کہ کسی دوسری قوم کو [illegible] نے ایسی روحانی بارش سے مستفیض نہیں فرمایا۔ اور جس طرح یہودیوں نے غیر بنی اسرائیل کو توراۃ کی تعلیم دینا کفر سمجھا اسی طرح ہندوؤں نے ان قوموں کو جو ہند سے باہر تھیں ملیچھ سمجھا۔ اور ان کو وید کی تعلیم دینا ممنوع یقین کیا۔ وہ تو غیر قومیں تھیں انہوں نے اپنے وطن کی ایک مخلوق کو شودر قرار دے کر وید کی تعلیمات سے محروم کر دیا۔ شودر اگر اتفاق سے وید مقدس کا کوئی شبد سن لیتا تو سیسہ پگھلا کر اس کے کان میں ڈالنے کی سزا اس کے لئے تھی۔ اور اگر وہ بدقسمتی سے [illegible] ہوتا اور کسی برہمن سے [illegible] کر کوئی شرتی حفظ کر لیتا [illegible] تو اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر دینے کا حکم تھا۔ غرض یہ ہے کہ ہر قوم نے اور جس کو خدا نے محروم کیا اس سے جنگ و جدال کر کے اس کی جان کو تباہ کرنا اور اس کے مال کو [illegible] لیتا رضائے مولا کے حصول کا بڑا بھاری ذریعہ یقین کر رکھا تھا۔ اس کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا وقالوا ليس علينا فی الامیین سبیل۔ یعنی ان کا اعتقاد ہے کہ اُمیوں کے جان و مال کے لینے کے عوض ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی۔ اسی طرح سے مشرق و مغرب کے سوال نے مغرب کو ایشیا پر سوار کر رکھا ہے۔ اور مغرب مشرق کو ابدی غلامی میں رکھنا چاہتا ہے۔ ان کا جان و مال یورپ کے قبضے میں ہے اور وہ ان کے جان و مال کو بے دریغ اپنے نفع کے لئے خرچ کرتا ہے۔

مرض کا علاج

غرض اسلام نے جب اس فساد عظیم کا نظارہ کیا تو اس مرض کا باعث اصلی یوں بیان کیا۔ کہ لوگوں کو معبود حقیقی کی صحیح اور پوری معرفت حاصل نہیں۔ اور اس مرض کا یہی علاج ہے کہ ان کو ذات و صفات باریتعالیٰ کا صحیح عرفان اور گیان دیا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ذات و صفات باریتعالیٰ پر مفصل بحث کی ہے۔ اور اس اس کثرت اور تکرار کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے کہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں شروع سے لے کر آخر تک خدا کی صفات کا ذکر ہے۔ اس کا کوئی صفحہ ذکر الٰہی سے خالی نہیں ہے۔ بلکہ اکثر صفحات تو ایسے آتے ہیں۔ کہ ہر ایک جملہ یعنی ہر ایک آیت خدا تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے۔ ہر امر کی تعلیم میں اور ہر بات کی تلقین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ذکر لازم و ملزوم کی طرح آتا ہے اگر نماز روزے کے احکام میں خدا کا ذکر ہے تو ویسا ہی تمدن اور معاشرت کے معاملات میں بھی خدا کا ذکر ہے اگر سیاست اور امور سلطنت میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہے تو خرید و فروخت میں بھی خدا کا ذکر ہے غرض انسان کے پیدا ہونے سے لے کر اس کے مرنے تک جس قدر دوران و منازل ممکن طور پر انسان کو طے کرنے ہوں ان سب کا ذکر ہے اور ان سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر لازم و ملزوم کی طرح آتا ہے تاکہ انسان کے رگ و پے میں ذکر الٰہی اثر کر جائے اور اس کی بیماری کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے اور اس کو شفائے کلی نصیب ہو۔ اسی لئے قرآن شریف کو شفاء لما فی الصدور کہا۔ اس کا گیان و عرفان قلب کی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ اور اس ذکر الٰہی کو شانک بھی بیان کیا ہے الا بذكر الله تطمئن القلوب اور اسی عرفان کو مردہ قوموں کے لئے موجب حیات بھی بیان کیا ہے۔ اذا دعاكم لما يحييكم

عرفان الٰہی کا ذکر

اب میں اس شفا دینے والے قوت بخشنے والے حیات جاودانی بخشنے والے نسخے یعنی عرفان الٰہی کا ذکر کرتا ہوں۔ جو قرآن کریم ذیل کے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ الحمد لله رب العالمين تمام ستائش و عبادت کے لئے صرف وہ ذات مستحق ہے جس کے حسنوں اور کمالات کا اظہار لفظ اللہ سے ہوتا ہے۔ اور جس کے لاتعداد احسانات لفظ رب العالمین ظاہر کرتا ہے۔ لفظ اللہ کی تشریح قرآن کریم نے بے شمار مقامات پر کی ہے۔ جن میں چند یہ ہیں:۔

الله خالق السموات والارض۔ الله خلق السموات والارض یعنی اللہ خالق ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو۔ اور الله خالق السموات والارض وما بينهما۔ اللہ نے پیدا کیا ہے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان دونوں کے درمیان ہے۔ ان دونوں کے درمیان بڑے سے بڑے سیارے بھی ہیں۔ اور چھوٹے سے چھوٹے پودے اور حیوانات بھی ہیں۔ اور زمین آسمان کے درمیان وہ واقعات اور تغیرات بھی ہیں جو سیاروں کے اثرات کا نتیجہ ہیں یا ان کی حرکات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان سب کا یوں ذکر کیا ہے۔ الله خالق الحب والنوىٰ۔ اللہ کے انتظامات کا نتیجہ ہے کہ دانہ اور گٹھلی سے مرغزار درخت اور سایہ دار درخت پیدا ہو جاتے ہیں۔ والانعام خلقها لكم یعنی چوپائے کو تمہاری خدمات کے لئے بنایا ہے ومن آياته الليل والنهار والشمس والقمر یعنی ایسے دن رات کے تغیرات اس کے حکم سے ہیں۔ اور خود سورج و قمر کا نظام بھی اسی کا ہے الم تر ان الله يولج الليل فی النهار ويولج النهار فی الليل وسخر الشمس والقمر۔ تم نہیں دیکھتے کہ اللہ رات کو دن کے اندر داخل کر کے ختم کر دیتا اور دن کو رات کے اندر داخل کر کے موسم [illegible]

پھر فرمایا هو الذی جعل الليل والنهار خلفة اللہ وہی ذات ہے جس نے رات دن کو لگاتار ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنا دیا جعل لكم الليل والنهار لتسكنوا فيها ولتبتغوا من فضل الله اور یہ اسی کا انتظام ہے کہ اس نے رات اور دن بنائے تاکہ رات میں تم کو سکون حاصل ہو اور دن میں تم روزی کماؤ۔ اور پھر فرمایا۔ هو الذی جعل الشمس ضياء والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنين والحساب۔ یعنی اللہ وہ ہے جس نے سورج کو [illegible] بنایا اور قمر کو اس سے مستعار نور حاصل کرنے والا۔ پھر اس کے لئے منازل کا اندازہ مقرر کیا تاکہ تم کو سالوں کی تعداد کا علم ہو [illegible] غرض اللہ اس ساری کی ساری کائنات کے مجموعہ کا خالق ہے اور اس کی تفصیلات اور ذرات کا بھی خالق ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی مخلوق نہ ہو کوئی ملک ایسا نہیں جس کا وہ خالق نہ ہو اور کوئی قوم ایسی نہیں جس کا وہ خالق نہ ہو۔

وسعت قلبی پیدا کرنے والی تعلیم

اسی طرح وہ رب العالمین ہے یعنی تمام اقوام عالم کا وہ تربیت کرنے والا بھی ہے۔ اس کو صرف ہند کا خدا سمجھنا قلت معرفت ہے اس کے برکات و افضال کو صرف بنی اسرائیل کے گھرانے سے مخصوص کر دینا اس کی جناب میں سوء ادبی ہے۔ وہ کسی قوم کے ساتھ اپنے فیضان مختص نہیں کرتا۔ اور نہ کسی ایک قوم کو اپنی برکات سے محروم کرتا ہے۔ بلکہ اس کی برکات اور اس کے انعامات سب قوموں کے لئے یکساں ہیں۔ اس کا سورج اس کا چاند، اس کی ہوا، اس کا پانی اس کے دن رات اور زمین و آسمان کی تمام چیزیں سب قوموں کے لئے ہیں۔ ہندوستان، شام، چین، عرب، یورپ [illegible] امریکہ سب کے سب ان عام فیضانوں سے پورے طور پر مستفیض ہیں۔ جسمانیات میں جب اس کے برکات عملی طور پر سب کے لئے نظر آتے ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ روحانیات میں ہم اس کی طرف بے جا رعایت یا بخل منسوب کریں۔ وہ فرماتا ہے وان من امة الا خلا فيها نذير۔ ولكل قوم هاد۔ ولكل امة رسول ایک بھی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نذیر نہ گزرا ہو۔ ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے خدائی پیغام [illegible] ہوا ہے۔

پس خدا کو اور اس کے انعامات کو کسی خاص ملک اور کسی خاص قوم کے لئے محدود خیال کر لینا بڑی غلطی ہے۔ خدا کے اس تنگ تصور سے انسان کا دل تنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے جذبات ہمدردی صرف محدود ہی نہیں رہتے۔ بلکہ دوسروں کے لئے اس کے سینے میں دشمنی اور عداوت کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ اس آگ کو بجھانے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان خدا کو خالق السموات والارض وما بينهما یقین کرے اور اس کو رب العالمین مانے اس صحیح عرفان اور گیان سے اس کا سینہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اور اتنا وسیع ہو جاتا ہے جتنے زمین اور آسمان وسیع ہیں۔ اور اس کے ہمدردی کے جذبات ایک قوم کے تنگ دائرے سے نکل کر عالمگیر ہو جاتے ہیں۔ اس سے مشرق و مغرب کا سوال حل ہو جاتا ہے اور موجودہ [illegible] مشکلات کا حل اس سے ہوگا کہ یورپ رب المشرق و رب المغرب پر ایمان لائے یا مسلمان یورپ میں اس پیغام کو پہنچائیں [illegible] کو اس کی تعلیم دیں۔ ایک مسلمان کو اس روئے زمین پر ایک [illegible] ایسی نظر نہیں آتی جسکو اس کے خدا نے پیدا نہ کیا ہو۔ [illegible] ایک قوم بھی ایسی نظر نہیں آتی جس کی جسمانی و روحانی [illegible] کے خدا نے نہ کی ہو۔ جس طرح سے اس کی جسمانی [illegible] لئے ہے اسی طرح سے اس کی روحانی بارش کبھی وید کی [illegible] کبھی توراۃ و انجیل کی شکل میں اور کبھی قرآن کریم کی [illegible] ہوئی۔ اور ہر قوم کے لئے روحانی معلم آئے۔ وہ ابراہیم [illegible] ہو۔ یا رامچندر جی ہو یا کرشن جی ہوں یا کوئی اور [illegible] غرض ایک مسلمان تمام قوموں کی آسمانی کتابوں کا وارث [illegible] اور تمام روحانی ہادیوں کی دل سے تعظیم کرتا ہے۔ [illegible] کے بجائے مسلمان اس لئے کہلاتا ہے کہ لفظ مسلمان [illegible] ہندی اور یہودی اور عیسائی اور سب دوسرے نام [illegible] اپنے جامع لفظ کو چھوڑ کر ایک ایسے نام کو اختیار کرنا [illegible] حصہ انسانیت کا نام مشتمل ہو اور جس سے بجائے [illegible] کے کسی خاص قوم کے ساتھ [illegible] رکھنے کا خیال پایا جاتا [illegible]

نجات اور اسلام

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا رب العالمین کی طرف سے نجات کے اصول بھی قائم ہیں یا یہ کسی خاص قوم کے لئے ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام لفظ نجات استعمال نہیں کرتا۔ کیونکہ اس لفظ کا استعمال بھی کسی معرفت کی وجہ سے ہے۔ نجات کے معنے چھڑانا۔ کس سے چھڑانا؟ خود خدا سے، یا خدا کی سزا سے یا اس کے غضب سے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی جناب میں بڑی گستاخی ہے۔ خدا ہمارے ہاں وہ ہے جو رب العالمین ہے۔ یعنی اقوام عالم کی تربیت کرنے والا۔ لفظ رب کے معنی امام راغب نے اپنی لغات میں جو قرآن کریم کی بے نظیر لغت ہے یوں لکھے ہیں رب وہ ہے جو ایک چیز کی تربیت کے لئے مناسب اور ضروری سامان بہم پہنچائے اور اس کو ایک مقام سے درجہ بدرجہ دوسرے مقام ترقی تک پہنچانے کے لئے سامان مہیا کرے۔ حتیٰ کہ اس کو آخری نقطہ ترقی تک پہنچا دے۔ یعنی انسان کی تمام قویٰ کی کامل تربیت کرنے والا اور ہر ایک قوت کو اس کے انتہائی مقام ترقی تک پہنچانے والا جب انسان کے قویٰ کامل ترقی پا جائیں تو انسان نے اس غرض کو پا لیا جس کے لئے وہ پیدا ہوا تھا۔ اور اسی میں اس کے لئے کامل راحت ہے۔ گویا انسان کے قویٰ کی صحیح تربیت کا نام ہے جنت۔ یعنی حقیقی مقام راحت ہے اور ان قویٰ کی ناقص حالت یا خراب حالت سے تکلیف یا دوزخ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ہم نے انسان کی ترکیب جسمانی اور روحانی نہایت خوبصورت اور احسن ہیئت میں بنائی ہے۔ جو ان قویٰ کے غلط استعمال کے باعث اخلاق فاضلہ سے عاری ہو جاتا ہے وہ اپنے لئے دوزخ پیدا کرتا ہے۔ ثم رددنٰہ اسفل سافلین اور جو ان قویٰ کے صحیح استعمال سے اخلاق فاضلہ حاصل کر لیتا ہے وہ اپنے لئے جنت پیدا کر لیتا ہے الذین امنوا وعملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون یہاں یہ فرمایا کہ اس کے اعمال کا نتیجہ ترقی غیر محدود ہے۔ جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ چھوٹ جانا یا نجات حاصل کرنا تو انسان کی بناوٹ جسمانی و روحانی کے لئے موزوں نہیں۔ اس میں تو نہ صرف کمی معرفت الٰہی کی دلیل ہے بلکہ خود انسان کو بھی نہیں سمجھا گیا۔ اسلام اس کے برخلاف کہتا ہے۔ کہ انسان کے قویٰ غیر محدود ترقی کے لئے بنائے ہیں۔ موت پر اس کی ترقیات کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی ترقیات کا میدان اور بھی وسیع ہو جاتا ہے۔ اسی کی گواہی صفت الرحیم بھی دیتی ہے۔ جو انسان کو اپنے دیئے ہوئے سامانوں کے استعمال پر کئی گنا اجر عطا کرتی ہے۔ اس نے ہم کو بغیر ہمارے کرموں کے اور بغیر دوسرے استحقاق کے ساری زمین اور آسمان کی چیزوں پر تسلط بخشا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض زمین اور آسمان کی تمام چیزوں کو تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے۔ اور اس کے استعمال کے لئے قویٰ عطا کئے۔ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ تمہیں کان آنکھیں اور دل دے رکھے ہیں۔ ان دونوں کے استعمال سے جس طرح ہم غیر متناہی ترقی کر سکتے ہیں اسی طرح ہماری روحانی ترقی بھی غیر متناہی ہے۔ جس کا دروازہ موت کھولتی ہے۔

نجات کا اصول

نجات کی دوسری شق یہ ہے کہ وہ کسی ایک قوم کے لئے نہیں جیسا یہود یا عیسائیوں یا ہندوؤں کا عقیدہ ہے بلکہ نجات ان کی زر خرید لونڈی [illegible] اور دوسری کوئی قوم جنت کی [illegible] نہیں۔ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ [illegible] اکوئی دوسرا جنت میں نہ جائے گا۔ یا جیسا ان کے سوا کوئی [illegible] جنت میں نہ جائے گا۔ قل [illegible] امانیھم کہو یہ تو تمہاری [illegible] ہیں جو بے علمی پر مبنی ہیں۔ نجات کسی قوم یا کسی نام سے وابستہ [illegible] نہیں ہو سکتی۔ بلکہ نجات جو سارے اقوام کے لئے ہے وہ کسی اصول سے وابستہ ہونی چاہیئے۔ بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے تمام قویٰ سے اگر خدا کے احکام کی اطاعت کرے اور اس کی مخلوق کے ساتھ نرمی شفقت اور احسان کا سلوک کرے جتنی زیادہ کسی [illegible] ان دونوں مقاموں میں ترقی [illegible] زیادہ بلند یہ جنت اس کو نصیب ہوگی

سزا کا مقصد

من عمل صالحا فلنفسہ جو اچھا کام کرے وہ اس کے لئے مفید ہوگا ومن اساء فعلیھا اور جو برا کام کرے اس کا بد نتیجہ اس کے لئے ہے۔ وما ربک بظلام للعبید اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کسی قسم کا ظلم نہیں کرتا۔ جس طرح ہمارے مشاہدہ میں بدی کا نتیجہ ہر قوم کے فرد کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اور بدی کی سزا کسی خاص قوم کو نہیں دی جاتی اور نہ کسی خاص قوم کو تمام بدیوں کے نتائج سے محفوظ کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ اصول بھی عام ہے۔ انسان اپنی بداعمالیوں سے دوزخ پیدا کرتا ہے۔ جس طرح وہ اپنے نیک اعمال سے اپنی جنت پیدا کرتا ہے۔ ہاں ہمارا مشاہدہ ہے کہ ہمارے بے شمار قصوروں کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ اور یہی انسانی فطرت کی خواہش ہے۔ اسی کے مطابق اسلام کا خدا ستار، غفار، غفور رحیم ہے اس کی شان ہے یعفو عن کثیر کہ اکثر درگزر کرتا ہے التواب الرحیم۔ جو شخص بدی کو چھوڑ کر حالت سنوارے اس پر وہ رحم کرتا ہے۔ اور رحمت کی شان سے اس کو ڈھانپ لیتا ہے۔ وہ مالک ہے اور مالک اپنی مملوکہ شے کی بہتری کے لئے تڑپ رکھتا ہے۔ اس کی سزا ایک جج کی طرح نہیں ہوتی۔ جو مجرم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اور نہ اس کا تعلق ایک بادشاہ کی طرح رعیت سے محض سیاسی ہے بلکہ وہ ہمارا حقیقی خالق اور حقیقی مالک ہے۔ للہ ما فی السموات وما فی الارض تمام زمین اور آسمان کی چیزوں کی ملکیت اللہ کی ہے۔ تمام اقوام عالم اور تمام افراد کا وہ مالک حقیقی ہے۔ ان کی بہتری کے پورے سامان کرتا ہے اور ان کی بہتری کے لئے اگر ایک سامان سزا ہے تو وہ بھی جاری کرتا ہے۔ وہ آدم کے ایک گناہ سے ساری مخلوق کو جہنمی نہیں بناتا۔ اور نہ ان کو کروڑہا جون کے چکر میں ڈالے رکھتا ہے۔ بلکہ اس کا حقیقی مالک ہونا یا اس کا حقیقی خیر خواہ ہونا متقاضی اس امر کا ہے کہ ہم میں سے کسی ایک کو وہ نہ بھولے اور سزا اگر دے تو ہماری اصلاح کے لئے ہو۔ اس کا نشتر دکھ دینے کے لئے نہ ہو بلکہ ایک رحیم کریم قابل ڈاکٹر کا سا ہو جس کے چلانے سے ہم کو آرام پہنچتا ہے اس کا دوزخ بمنزلہ ایک ہسپتال کے ہے جس میں مریض اس لئے رکھے جاتے ہیں۔ کہ ان کو صحت حاصل ہو جائے۔ اسی لئے اسلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دوزخ پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ تمام مجرم اس سے نکال کر جنت میں بھیجے جائیں گے اور ایک متنفس بھی اس میں نہ رہے گا۔ کیونکہ خدا شودر کا بھی ایسا ہی مالک ہے جیسا برہمن کا ہے۔ وہ عیسائی کا بھی ایسا ہی مالک ہے جیسا کہ یہود کا۔ اس کی نگاہ میں ہندو مسلمان کا سوال نہیں۔ اور نہ اس کے سامنے کسی انتقام کا سوال ہے۔ اس کی محبت اور رحمت اس کی ستاری اور غفاری ہمارے شامل حال رہتی ہے۔ وسعت رحمتی کل شیء ہماری جمیعت انسانوں کا تو کیا ذکر تمام اشیا کے شامل حال ہے۔ سبقت رحمتی غضبی میری رحمت میرے غضب پر بھی غالب ہے کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ۔ ہم نے اپنے اوپر رحمت کا سلوک لازم کر رکھا ہے۔

عرفان اسلامی ایک سائنس ہے

اس مختصر سے بیان سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ عرفان الٰہی ایک سائنس ہے۔ سائنس کس کو کہتے ہیں۔ سائنس یہ ہے کہ ہم مشاہدات عالم کے مطالعہ سے ایسے اصول تک پہنچ جائیں۔ جو ساری کی ساری مخلوقات میں کام کرتے نظر آئیں۔ اور ان اصول کی روشنی میں ہم ایک واقعہ کو معقول رنگ میں بیان کر سکیں۔ سائنس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ تمام کائنات کی مجموعی تصویر کو اپنے سامنے لئے ہوئے ہو۔ عرفان اسلامی اسی لئے سائنس ہے کہ وہ اس کائنات کو مجموعی حیثیت ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس ساری کائنات [illegible] اس کی تفصیلات اور اس کے ذرات کا اور تمام اقوام کا خالق، مالک اور ربوبیت کرنے والا ایک ہے زمین و آسمان کے بڑے بڑے ستاروں میں بھی اس کا حکم نافذ ہے اور زمین کی چھوٹی سے چھوٹی روئیدگی میں بھی اسی کے قوانین کام کر رہے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ ہر طبقہ مخلوقات میں کسی ایک خدا کا حکم جاری ہے بلکہ ہر ایک طبقہ مخلوقات دوسرے طبقہ سے ربط رکھتا ہے۔ کہاں کروڑوں میلوں پر سورج اور کہاں قمر اور کہاں زمین کی چھوٹی سے چھوٹی روئیدگی۔ لیکن ان دونوں کو ایک دوسرے سے کیا تعلق اور اتحاد ہے والشمس والقمر بحسبان۔ والنجم والشجر یسجدان سورج اور قمر جو زمین سے بہت دور واقع ہیں ان کا تعلق زمین کی چھوٹی سے چھوٹی بوٹیوں کے ساتھ اور بڑے بڑے درختوں کے

ایک ہی قانون نافذ ہے جو ایک ہی مرکزی حکومت پر دلالت کرتا ہے اور اگر قانون ایک ہی مرکزی حکومت کی طرف سے نافذ نہ ہوتا تو ایک طبقہ کو دوسرے سے کوئی ربط نہ ہوتا۔ اور مختلف طبقات اور مختلف عالم مخلوقات میں ربط نہ ہوتا تو اس کائنات کی موجودہ خوبصورت ہیئت قائم نہ رہ سکتی تھی۔ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر زمین اور آسمان میں مختلف معبودوں کے احکام جاری ہوتے تو ان دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ پس معلوم ہوا کہ اس زمین اور آسمان پر صرف ایک واحد خدا کا راج ہے۔ اور اس کے ساتھ دوسرے شریک نہیں ہیں

خدا ہر چیز کا خالق ہے

ہاں اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ہستی تمام طاقتوں کی مالک ہے بڑے علم والی بڑی حکمت والی ہے۔ بدیع السموات والارض وہ آسمانوں اور زمینوں کی موجد حقیقی ہے۔ اور اگر وہ موجد حقیقی نہ ہو تو اس صورت میں اس کو پورا علم حاصل نہ ہوگا اور نہ اس کو پوری قدرت اور حکمت نصیب ہوگی۔ مصالحہ کو ترکیب دینے والے اور مختلف شکلیں دینے والے کو کامل علم نہیں ہو سکتا اور نہ اس کو پوری قدرت اور پورا تصرف حاصل ہوگا۔ بلکہ وہ محتاج ہوتا ہے اس بات کا کہ اشیاء کے خواص کے ماتحت چلے اور اگر ان کے ماتحت نہ چلے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جو وہ چاہتا ہے نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ہوتا جو اشیاء کے خواص کا تقاضا ہو۔ اور اگر وہ ذرات عالم اور ان کے خواص کا حقیقی موجد اور حقیقی خالق ہو تو یقیناً اس کا علم محیط اور کامل ہوگا۔ اسی علم سے اس کی قدرت کاملہ پیدا ہوگی۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے خلق کل شیء وھو بکل خلق علیم کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا۔ چونکہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اس لئے وہ ہر ایک چیز کا کامل علم رکھتا ہے۔ اور فرمایا ھو الخلاق العلیم۔ چونکہ وہ خالق ہے اس لئے وہ علیم ہے۔ ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا اس لئے ہم ان خیالات کا بھی علم رکھتے ہیں جو اس کے دل میں گزرتے ہیں۔ اور فرمایا الا یعلم من خلق۔ کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا۔ اور اسی سے قدرت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ربنا الذی اعطیٰ کل شیء خلقہ ثم ھدیٰ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو خلقت عطا کی۔ اور اسی وجہ سے ہر مخلوق کی غرض و غایت کو کامیابی سے پورا کیا۔ اور مخلوقات کے انتظام کو خوبیوں اور کمالات سے مملو کیا اسی لئے اسلام خدا کو اللہ الصمد بیان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی چیز کا محتاج نہیں بلکہ ساری مخلوق اس کی محتاج ہے اور اسی لئے فرمایا بدیع السموات والارض یعنی اس نے بغیر کسی سامان کے اور بغیر کسی اسباب مصالحہ کے اور بغیر کسی نقشے کے سامنے رکھنے کے زمین و آسمان کو ایجاد کیا۔ الغرض زمین اور آسمان کا ایک ہی خدا ہے جس کا حکم دونوں جگہ کام کرتا ہے وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ اسی خدا کے احکام آسمان میں کام کرتے ہیں اور اسی خدا کے زمین میں۔ رب المشرق ورب المغرب وہی اہل مشرق کی تربیت کرتا ہے اور وہی اہل مغرب کی ربکم ورب آبائکم الاولین زمانہ ماضی کے باشندگان کا بھی وہی رب تھا۔ اور ہمارا بھی وہی رب ہے یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ اس ایک خدا نے انسانوں کو ایک نفس سے پیدا کیا۔ ایک زمین قرارگاہ بنائی وجعل لکم الارض فراشا اور ایک آسمان کا خیمہ ہم سب پر لگایا۔ وجعل لکم السماء بناء۔ اس آسمان سے اس زمین پر سب کے لئے ایک بارش نازل کی وانزل لکم من السماء ماء اور اس سے سب کے لئے ہر قسم کی خوراک پیدا کی فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم ہم نے سب کے لئے ایک سورج اور ایک قمر پیدا کیا۔ وجعل لکم الشمس ضیاء والقمر نورا۔ اور تمام انسانوں کے لئے آدم سے لے کر اس وقت تک مشرق سے لے کر مغرب تک ایک ہی فطرت عطا کی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم تمام انسانوں کو ایک فطرت دی اور کسی زمانہ میں تبدیلی [illegible] اور اسی سے [illegible] اسی وقت [illegible] عرفان [illegible] میں پوری [illegible] پیدا کی [illegible] احکام ایک [illegible] ایک [illegible] کوئی شودر [illegible] کوئی غلام [illegible] حقوق برابر [illegible] قدرت رکھا گیا۔ [illegible] ہر ایک [illegible] کی یاد دہانی کے [illegible] لا [illegible] وہ [illegible] ایک [illegible] پیغام وانہ لتنزیل [illegible] سارے جہان [illegible] ایک سارے جہان [illegible] پیغام ایک اور سارے جہان کیلئے پیغام [illegible] کہ سارا جہان ایک ہو جائے [illegible] اسلام ایک سائنس ہے جس [illegible] ایک مجموعی صورت میں پیش کیا [illegible]

پیغام صلح

اس عرفان کا نام توحید الٰہی ہے جس سے تمام کائنات میں وحدت پائی جاتی ہے اور [illegible] ربط کی وجہ سے بیشمار علوم اور بیشمار برکات پیدا ہوئی ہیں۔ اور اسی توحید کے عرفان سے نوع انسان میں بھی وحدت پیدا ہو سکتی ہے جو ایک ہماری غرض توحید کی تعلیم [illegible] اور اسی کی طرف آخری دعوت حضرت محمد رسول اللہ نے دی جیسا کہ فرمایا یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ اے اہل کتاب آؤ ہم ایک بات [illegible]

ایک نظر ادھر بھی
کشمیر کی مشہور پیداوار ہم سے منگایئے اور دیکھئے کہ آپ کو
کتنا فائدہ ہوگا خالص اونی کشمیر آئرش اور سکاچ ٹوئیڈ کے
طرز کے بہت عمدہ کورو پے فی سوٹ پیس دس گز۔
زعفران خالص درجہ اول فی تولہ تین روپے
بنفشہ فی سیر تین روپے بارہ آنے علاوہ محصول
منور جوائنڈ سٹر امیرا کدل سرینگر کشمیر
ہندوستان میں سب سے سستا دلچسپ اور مفید رسالہ
"راز و نیاز"
منیجر رسالہ راز و نیاز دہلی
پشاور سے راس کماری تک
ملک کے ہر حصہ میں ہزاروں آدمی یہ معلوم کرنے کے لئے بیقرار ہیں کہ امریکن میڈسن کمپنی نے طاقت مردمی کیلئے جو عجیب الاثر دوائی گولڈین کے
نام سے ایجاد کی ہے اور جس کے حیرت انگیز فوائد نے ساری دنیا کو محو حیرت کر دیا ہے وہ کہاں سے مل سکتی ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ ہم نے پبلک کے
بڑھتے ہوئے شوق کو دیکھ کر ہندوستان بھر کے لئے اس دوائی کی سول ایجنسی لے لی ہے اور اب یہ عجیب و غریب چیز ہمارے کارخانہ سے مل سکتی ہے۔
جن لوگوں کو اب تک اس جادو اثر دوائی کے حالات معلوم نہیں ہیں اور وہ ہندوستان کے دیسی اشتہار بازوں کی خطرناک اور زہریلی
دوائیں استعمال کرکے اپنی دولت اور زندگی برباد کر رہے ہیں ان کی واقفیت کے لئے اس کے مختصر حالات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔
(۱) گولڈین اس زمانہ کی ایک قابل فخر ایجاد ہے اور دنیا بھر میں قوت کی لاثانی دوا ثابت ہوئی ہے۔
(۲) اس کو زمانہ حال کے شہرہ آفاق ڈاکٹروں سائنسدانوں اور طبی ماہرین نے قریباً سو سال کی چھان بین اور مسلسل تجربات کے بعد تیار کیا ہے۔
(۳) امریکن میڈیسن کمپنی نے اس نسخہ کی تجویز اور تحقیق پر کثیر التعداد روپیہ پانی کی طرح خرچ کیا ہے۔ اور مارکیٹ میں لانے
سے پہلے مختلف قسم کے تین ہزار مریضوں پر تجربہ کیا ہے۔
(۵) اس کے استعمال سے تمام مردانہ بیماریاں جڑ سے دور ہو جاتی ہیں بچپن کی بے اعتدالیوں اور بڑھاپے کی کمزوریوں کی وجہ سے ضائع
شدہ قوت حیرت انگیز تیزی کے ساتھ واپس آ جاتی ہے۔ معدہ قوی جسم مضبوط، چہرہ خوش رنگ اور دماغ روشن ہو کر طبیعت میں
ایک عجیب قسم کی فرحت پیدا ہو جاتی ہے۔
(۶) اس عجیب و غریب چیز کی پہلی خوراک ہی جسم میں نئی زندگی پیدا کر دیتی ہے۔ اور تین دن کے بعد حالت بالکل بدل جاتی ہے۔
(۷) ایک شیشی کی قیمت صرف چار روپے ہے لیکن چونکہ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی بہت تھوڑی شیشیاں آئی ہیں اور جو لوگ گذشتہ سال
سٹاک ختم ہو جانے کی وجہ سے محروم رہ گئے تھے ان کے آرڈر بکثرت آ رہے ہیں اس لئے جلد منگا لیجئے۔
سول ایجنٹ: جنرل منیجر سٹار فارمیسی ۱۹ چیمبرلین روڈ لاہور
پیغام اتحاد حصہ اول
ایک نہایت عجیب و غریب اور حیرت انگیز علمی اخلاقی سوشل اور صوفیانہ کتاب ہے ابھی چھپی ہے
المشتہر بنی نوع انسان کا خادم حیات ڈی بی اے ممبر انڈین سٹاف چیفس کالج لاہور
حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ ہند سے رجسٹری شدہ
بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر القرآن
مؤلفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب
امیر جماعت احمدیہ لاہور
تمام تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے
پہلی جلد
دوسری جلد
تیسری جلد
ملنے کا پتہ
منیجر دارالکتب اسلامیہ برانڈرتھ روڈ لاہور
کس سوچ میں پڑے ہو!
سردی و بسنت کے دن تھوڑے ہی رہ گئے
لاہور
گولڈن سسٹ واچ خوبصورتی کا زیور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ نمبر ۲۴

انگورہ اور خلافت

خلافت قومی ہے نہ انفرادی

ذیل کا مضمون حضرت امیر ایدہ اللہ کے ایک انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا ہے، جو مقامی معاصر "مسلم آؤٹ لک" اور "لائٹ" میں شائع ہوا ہے:۔

"اب یہ نتیجہ کیونکر نکل سکتا ہے کہ ہم (ترکوں) نے خلافت کو کسی مادی سہارا کے بغیر چھوڑ دیا ہے، ترکی کے پاس خلافت ہے، اور خلافت کو ترکی قوم کی امانت میں دیا گیا ہے، . . . . آپ نے اپنی مستعدانہ حوصلہ افزائی سے اور خلافت اسلامی کو ہماری عاجزانہ تحویل میں دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم اس مقدس انسٹی ٹیوشن کے امین بننے کے قابل ہیں، ترکی قوم اس عاجزانہ لیکن شاندار خدمت پر فخر کرتی ہے"

یہ وہ الفاظ ہیں جو غازی عصمت پاشا نے گذشتہ سال خلافت کے دنیوی اقتدار کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہے، میرے خیال میں یہ الفاظ خلافت کے مسئلہ کو اس قدر صاف کر دیتے ہیں، کہ کسی ترک کے دل میں اس کے بعد کوئی غلط فہمی نہیں رہنی چاہیئے عصمت پاشا ترکی قوم میں ایک زبردست ملکی مدبر کی حیثیت رکھتے ہیں، اور انہوں نے اس قدر صاف لفظوں میں ہمیں بتا دیا ہے، کہ ترکوں نے خلافت کو مادی سہارا کے بغیر نہیں چھوڑ دیا، ایک ترکی مدبر کے جو عصمت پاشا کی پوزیشن رکھتا ہے، اس قدر کھلے اور صاف اعلان کے ہوتے ہوئے کون شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ گمان کر سکتا ہے کہ خلافت کے لئے ملکی اقتدار کی ضرورت کو انگورہ کی گرینڈ نیشنل اسمبلی میں تسلیم نہیں کیا گیا، تاہم یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ خلافت کو یہ ملکی اقتدار کس طریق سے دیا جائے گا، یہ اقتدار یقیناً اس صورت میں نہیں دیا جا سکتا، جیسے کہ ہندوستانی علماء عام طور پر ضروری سمجھتے ہیں۔ اس قسم کا اقتدار استبدادیت ہے، اور استبدادیت ایک سے زیادہ مرتبہ اقوام کے لئے لعنت ثابت ہو چکی ہے، اس کا جواب بھی غازی عصمت پاشا کے منقولہ بالا الفاظ میں موجود ہے، کہ "خلافت کو ترکی قوم کے سپرد کیا گیا ہے"۔ یہ ترکی قوم ہے جو خلافت اسلامی کی امانت دار ہے کسی خاص ترکی گھرانے کی تحویل میں اسے نہیں دیا گیا، اس مقدس انسٹی ٹیوشن کا امین خاندان عثمانیہ نہیں، بلکہ ترکی قوم ہے، خلافت کو ترکی قوم کے سپرد کیا گیا ہے، اور صرف ترکی قوم ہی ہے جس کو خلافت کا اقتدار قائم رکھنے کے لئے اپنی تمام طاقت کو استعمال کرنا چاہیئے، جیسا کہ میں اس سے پہلے کسی موقعہ پر بتا چکا ہوں یہی دراصل صحیح نقطہ نگاہ ہے، اگر علماء اس سوال کو کتاب اور سنت کی روشنی میں حل کریں، اور ان غلط خیالات کو جو انکے دماغوں میں جاگزین ہیں ترک کر دیں، تو وہ یقیناً خلافت کی مدد کریں گے، انہیں معلوم ہونا چاہیئے، کہ خلافت کسی خاص فرد کا حق نہیں، بلکہ ایک قوم اس کی حقدار ہے۔

موجودہ غلط فہمی اس بات سے پیدا ہوئی ہے، کہ ملکی خلافت کو روحانی خلافت کے ساتھ ملا دیا گیا ہے، اور ہمارے علماء ان دونوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے، انہیں خوب معلوم ہے کہ ہمارے حضرت نبی کریم صلعم روحانیت کے بھی معلم تھے، اور ملکی بادشاہ بھی تھے، لیکن آپ کے بعد چار ہی خلفا ایسے ہوئے ہیں، جن میں یہ دونوں خلافتیں جمع ہوئی ہیں، یعنی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم، ان کے علاوہ شاذ و نادر ہی یہ دونوں عہدے ایک انسان میں جمع ہوئے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی بھی احادیث میں پائی جاتی ہے، کہ تیس سال کے بعد خلافت صرف ایک بادشاہت رہ جائے گی، اس سے صاف طور پر یہ پتہ لگتا ہے، کہ روحانی [illegible] منصب ملکی بادشاہت سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے گا اور بنو امیہ سے لے کر آج تک خلافت کی تمام تاریخ اس حقیقت [illegible] کی شاہد ہے، روحانی معلم کا منصب ملکی بادشاہت سے بالکل علیحدہ رہا ہے، چند شاندار شاہوں کو چھوڑ کر تاریخ اسلام میں کبھی کوئی ایسا ملکی خلیفہ نہیں ہوا جس نے لوگوں کے لئے روحانی معلم کا کام بھی کیا ہو، اسلام میں بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ ہوئے ہیں، مگر خلفاء اس میں آتے رہے ہیں، اور وہ واجب الاحترام ہستیاں بھی اس میں پیدا ہوئی ہیں، جو امام اور مجدد یا خلفاء کے منصب پر [illegible] ان دونوں خلافتوں میں یہ فرق ہے، کہ بادشاہت یا ملکی [illegible] قوم سے تعلق رکھتی ہے، اور روحانی خلافت افراد سے، ایک [illegible] اپنی انفرادی ترقی سے روحانی خلافت کے منصب پر پہنچ [illegible] لیکن ملکی اقتدار جو ایک قوم ہی کا حق ہے، دراصل کسی فرد والے کو نہیں دیا جا سکتا، ہاں اگر ایک خاص نظام کے ماتحت ایک [illegible] کو اس قومی طاقت کا نمائندہ کر دیا جائے، تو اسے بے شک خلیفہ کہا جا سکتا ہے، لیکن محض خلافت کا ایک نشان ہونے کے سبب سے جو اس قوم کی ملک ہے، جس کا وہ [illegible] ممبر ہے۔

تاہم میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں، کہ ترکوں نے [illegible] ان صاف خیالات کے جو وہ اس مسئلہ کے متعلق رکھتے ہیں، [illegible] پسند کیا، کہ پوپ کی طرح ایک برائے نام خلیفہ تجویز کر لیں، غالباً ہمارے علماء کو تسکین دینے کے لئے ہے، جو ترکوں میں سے ہی روحانی خلیفہ بنانا ضروری سمجھتے ہیں، اگر ہمارے علماء کو ایک ایسے سلطان کی ضرورت ہے جو ان کا ملکی بادشاہ بھی ہو، اور روحانی خلیفہ بھی، تو ترکی مدبرین نے ایک ایسا خلیفہ ان کے لئے تجویز کر دیا ہے، اور اب ان کے پاس مایوسی کی کوئی معقول وجہ نہیں، ایسی حالت میں ایک ترک یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر تم یہ مان سکتے ہو، کہ ایک سلطان بغیر اس کے کہ کوئی روحانی طاقت اس کے پاس ہو، روحانی خلیفہ ہو سکتا ہے، تو وہ دنیوی اقتدار کے بغیر ملکی خلیفہ کیوں نہیں ہو سکتا اگر ایک حالت میں ایک چیز کو دوسری کسی چیز کا نتیجہ قرار دیتے ہو، تو اسی قسم کی دوسری حالت میں ایسا کیوں تسلیم نہیں کرتے۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ ملکی خلافت لازماً ایک قوم کی جاگیر ہے اور انگورہ نے اس کو ترکی قوم کے سپرد کرنے میں صحیح طریق اختیار کیا ہے، اس پر گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں، گھبرانا اس صورت میں چاہیئے تھا، کہ اس طاقت کو خلیفہ کے حوالہ کر دیا جاتا، میں ہر قسم کے خیالات رکھنے والے مسلمانوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں، کہ ایسی باتوں سے پرہیز کریں، جو نئی ترکی جمہوریت کے لئے پریشانی کا موجب ہوں، خلافت کو اب صحیح رنگ دے دیا گیا ہے، اور اب وقت ہے کہ ہم اس نظام کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں، نہ کہ اسے توڑنے کی۔

ہندو شدھی سبھا اور مسلمان

جس دن سے ہندوؤں کی طرف سے شدھی کی تحریک جاری ہے، اسی وقت سے "بھارت ہندو شدھی سبھا" کے نام سے ایک مجلس بھی دوران وطن نے بنا رکھی ہے، جس کے زیر انتظام وہ نظام ہے . . . . جو فتنہ ارتداد سے تعلق رکھتا ہے، بھارت کا نظام ہے کہ ہندو قوم جس کے افراد ایک دوسرے سے اصولی اختلاف رکھتے ہیں، اور مذہباً کوئی ایک بات بھی ان میں اتحاد کی موجود نہیں، اس کے اندر کسی کام کو کرنے کے لئے ایک ہی نظام کافی ثابت ہوتا ہے، جو مختلف الخیال بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مختلف الادیان فرقوں کو ایک ہی رشتہ میں منسلک کر دیتا ہے لیکن مسلمان جن میں اصولاً آپس میں اتحاد ہے، اور کوئی ایک بات بھی اختلاف کی نظر نہیں آتی، وہ جب اٹھتے ہیں، تو بجائے ملکر [illegible] کرنے کے آپس ہی میں لڑنے جھگڑنے لگتے، اور ایک دوسرے کے کام میں رخنہ انداز ہوتے ہیں۔

معاصر "ملاپ" نے بھارت ہندو شدھی سبھا کے [illegible] ہے، کہ ۱۲۔ فروری سے لے کر ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۳ء تک اس کو ایک لاکھ چوالیس ہزار چار سو انیس روپے کی آمد ہوئی، سبھا کے زیر اہتمام بیس شاخیں کھولی گئیں، جن کے اندر پونے چھ سو (۵۷۵) پرچارک اور والنٹیئر کام کرتے رہے، اور سبھا اس قابل ہوئی کہ ایک سو تین گاؤں کے اندر شاندار شدھیاں کر سکے"۔

یہ اعداد و شمار مسلمانوں کی خاص توجہ کے قابل ہیں، کیا مسلمانوں کی تمام انجمنوں کی جنہوں نے علاقہ ارتداد میں اپنی کوششوں کو مستغرق طور پر استعمال کیا، فتنہ ارتداد کے متعلق مجموعی آمد ایک لاکھ روپیہ تک پہنچی ہے؟ کیا ان میں سے کام کرنے کے لئے اس قدر والنٹیئر نکلے، جس قدر شدھی سبھا کی طرف سے گئے ہیں، کیا ایک سو تین گاؤں ہیں سے جن کو مرتد کیا گیا، ایک سو دیہات ایسے پیش کئے جا سکتے ہیں جو واپس اسلام میں لائے گئے ہوں، اگر نہیں، اور جس قدر تھوڑا بہت کام ہوا ہے، اس کا بڑا حصہ اس جماعت کی کوششوں کا نتیجہ ہے، جس کو کافر اور مرتد قرار دیا جاتا ہے، تو ان مسلمان کہلانے والے مکفر مولویوں کو ہوش کرنی چاہیئے، کہ ان کا قدم کس طرف جا رہا ہے کیا وہ اپنی ان حرکات سے اسلام کو تباہی کے گڑھے کی طرف نہیں لے جا رہے؟

تاریخی نبی صرف آنحضرت صلعم ہیں

معاصر "ایپی فینی" میں ایک صاحب رقمطراز ہیں، کہ آنحضرت صلعم کے سوائے کوئی دوسرا نبی تاریخی حیثیت نہیں رکھتا، ہمارے پاس بدھ، کرشن، زرتشت، موسیٰ، کنفیوشش اور مسیح کے حالات زندگی پورے طور پر محفوظ نہیں، اس لئے یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کا پاک نبی صلعم ایک تاریخی انسان ہے، جس کے مختلف حالات و واقعات زندگی جن کو احادیث میں سن وعن طور پر بیان کیا گیا ہے، انسانی زندگی کے تمام مختلف شعبوں میں بہترین اصول، ہمارے لئے مہیا کرتے ہیں، اور یہ اسلام کی ایک عجیب و غریب خصوصیت ہے"،

اس پر ایڈیٹر "ایپی فینی" نے یہ سوال کیا ہے، کہ

"کیا ہمارا مضمون نگار ہمارے قارئین کو "مقدس نبی اسلام" کی پیروی ازدواجی معاملات میں بھی کرنے کا مشورہ دے گا؟ اور کیا نبی اسلام کا عورتوں کے ساتھ تعلق آپ کی زندگی کے ان شعبوں میں سے ہے جو نسل انسانی کے لئے بہترین اصول مہیا کرتے ہیں"!

ہم ایڈیٹر صاحب "ایپی فینی" کو بتانا چاہتے ہیں کہ یقیناً آنحضرت صلعم کے ازدواجی معاملات اور عورتوں کے ساتھ تعلقات نسل انسانی کے لئے بہترین اصول ہیں [illegible] اگر وہ قرب کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنا نسل انسانی کے عام افراد کے لئے [illegible] ہے، اگر اس کے بغیر بقائے نسل انسانی ناممکن امر ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آخر کار اہل کلیسا کو بھی ایک مدت کی مجردانہ زندگی کے بعد بہت سی اخلاقی بیماریوں کا موجب ہوئی، ازدواجی تعلقات کو [illegible] قرار دینا پڑا [illegible] انسانی کے لئے ایک [illegible] سکھانا چاہیئے، وہ شخص عمر مجردانہ [illegible] اور شادی [illegible] سے گھبراتا ہے، [illegible] ہو یا ہ[illegible] نسل انسانی کے [illegible] کے قابل نہیں ہو سکتا تو کہو، کہ عورت [illegible] پیدا کیا ہے، اور کسی کے لئے [illegible] ازدواجی تعلقات قائم کر[illegible] صورت میں ہم [illegible] حضرت مسیح [illegible] اصول [illegible] ہیں، ورنہ [illegible] سوائے اس کے چارہ نہیں، کہ [illegible] کی پیروی کریں جس کی زندگی نسل انسانی کے تمام شعبوں میں [illegible] قائم کرتی ہے۔

سود اور زکوٰۃ

علی گڑھ سے کوئی صاحب مولوی سید طفیل احمد کچھ عرصہ سے ایسے رسالے اور اشتہارات شائع کر رہے ہیں، جن میں سود کو مسلمانوں کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے، ان کے نزدیک مسلمانوں کی غربت اور افلاس کی وجہ محض یہی ہے، کہ وہ سود نہیں لیتے، گویا قرآن کریم نے جو فرمایا کہ یمحق اللہ الربوٰا و یربی الصدقات تو [illegible] اور اس کے بجائے یمحق اللہ الصدقات و یربی الربوٰا ہونا چاہیئے تھا۔

اس پر معاصر "پیسہ اخبار" میں ایک صاحب محمد ظفر ابراہیم [illegible] علی گڑھ سے ایک نوٹ لکھ کر بھیجا ہے جس میں بتایا ہے کہ [illegible]

وقار الملک کے زمانہ میں ایک مولوی صاحب نے جو ظہور وارڈ میں امامت کرتے، اور مدرسہ میں درس دیتے تھے، جواز سود پر عربی میں رسالہ لکھا، جس پر نواب صاحب مرحوم نے ان کو علی گڑھ سے رخصت کر دیا، یا اب یہ زمانہ ہے کہ اسی علی گڑھ سے سود کے جواز پر مفت لٹریچر شائع ہوتا ہے،

اس کے ساتھ ہی انہوں نے مولوی سید طفیل احمد صاحب کو ایک مشورہ دیا ہے، کہ انہیں چاہیئے کہ زکوٰۃ کی حرمت پر بھی رسالہ لکھیں، کیونکہ اگر سود کا نہ لینا دولت کی کمی کا موجب ہے، تو زکوٰۃ میں بھی ہر سال بہت سا روپیہ نکل جاتا ہے، اگر یہ روپیہ نہ نکلے، تو بہت سی دولت مسلمانوں کے گھروں میں معہ سود کے جمع ہو جائے۔ فی الحقیقت اگر مولوی صاحب کو دولت بڑھانے کی ایسی ہی فکر ہے اور اس کا ذریعہ ان کے نزدیک سود ہی ہے، تو زکوٰۃ کے خلاف بھی انہیں فتوے دینا چاہیئے، کہ اس سے بھی دولت میں کمی واقع ہوتی ہے، افسوس یہ ہے کہ اسلام جو آجکل ہمارے علماء کے پاس رہ گیا ہے، وہ چیز جس کو قرآن نے حرام کیا ہے، اس کو جائز قرار دیتے ہیں، کہ چند پیسے ان کے پاس جمع ہو جائیں، قرآن نے سود کو حرام کر کے اس کی جگہ صدقات اور زکوٰۃ رکھی ہے، کہ اس سے مسلمانوں کی اخلاقی حالت پر عمدہ اثر پڑے، اور ان کے غربا مفلسی اور تنگدستی کا شکار نہ ہوں، لیکن آج کہا جاتا ہے کہ مفلسی اور تنگدستی کی وجہ سود کا نہ لینا ہے، حالانکہ اس کی اصل وجہ زکوٰۃ نہ دینا ہے، اگر زکوٰۃ پر تمام مسلمان پوری پابندی کے ساتھ عمل کریں، تو آج ان کی تمام تنگدستیاں دور ہو سکتی ہیں،

سود خوار قوموں کو جا کر دیکھو، ان میں قوم کا وہ حصہ جو غریب ہے اس کی حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہے، سود خوار امرا کے گھروں میں روپیہ جمع ہوتا جاتا ہے، اور غریب لوگ کنگال ہوتے جاتے ہیں، اسی صورت حالات نے یورپ میں بعض ایسی جماعتیں پیدا کر دی ہیں جو دنیا کے نظام کو تہ و بالا کرنا اور سب کو دنیا کے مال و دولت میں یکساں حصہ دار ٹھہرانا چاہتے ہیں، اسلام نے اس کی جگہ **توخذ من اغنیاءھم وترد الی فقراءھم** کا اصول قائم کر کے تمام اس قسم کے جھگڑوں کو مٹا دیا، اور سود کی ضرورت کو اٹھا کر مفلسی کا علاج نہایت آسان طریق سے کر دیا،

مسیحیت ممالک اسلامیہ میں

بلاد اسلامیہ میں مسیحی مشنریوں کی جو کوششیں آج سے سو سال پہلے سے جاری ہیں، ان کی سو سالہ رپورٹ شائع ہوئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ایران میں پچاس سال یا کچھ زیادہ عرصہ میں تین سو سے بہت کم مسلمان عیسائی ہوئے، ڈاکٹر ... ترکی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"ہمارا تمام کام وہاں عملاً تباہ ہو چکا ہے، بیرونی مشنوں کی سو سالہ جد و جہد کے بعد تمام اس ترکی علاقہ میں ان لوگوں کے لئے جو مسلمانوں میں سے مسیحی ہوئے ہیں، ایک بھی گرجا موجود نہیں"

شمالی افریقہ جس کے اندر مصر، طرابلس، تیونس، الجیریا اور مراکش شامل ہیں [illegible] مسلمانوں کی جو مسیحی ہوئے ہیں [illegible] پانچ سو سے زیادہ نہیں [illegible] اور اعداد و شمار کس [illegible] ہیں، اس کا [illegible] ساز و سامان [illegible] اور روپیہ کی اس [illegible] اور اس قابل نظم [illegible] مسیحیت کو حاصل ہے۔ ملحوظہ رکھنے سے ہو سکتا ہے اور تھا [illegible] ذرہ بھر بھی اس کو اپنی ناکامی ہی پر محمول کیا ہے، اور لکھا ہے کہ "ریمنڈ لل کے وقت سے سو سال کا عرصہ گذر گیا، اس سو سال کے اندر بہت سی زندگیاں ختم ہو گئیں، اور بہت سے مصائب و آلام اور نشست و خورد کے نتائج سے سابقہ [illegible] لیکن اسلامی دنیا کا مسیحیت میں داخل ہونا ابھی ایک بے حقیقت بات ہے، ... یہ ایک ناکامی کا اعتراف ہے، ہم نے کچھ بھی وہاں سے نہیں لیا"

اس قسم کے بہت سے اعترافات عیسائیوں کو آگے دیا کرنے پڑتے ہیں، اور یہی دلیل ہے اس بات کی، کہ آخر کار اس مقابلہ اور جنگ میں جو مسیحیت اور اسلام کے درمیان جاری ہے، اسلام ہی کو باوجود اپنی بے سر و سامانی کے فتح حاصل ہوگی،

لیکن ہمیں آفرین کہنا چاہیئے ان لوگوں کی ہمتوں پر جو باوجود اس قدر پہلے در پے شکستوں اور ناکامیوں کے اپنی جد و جہد کو نہیں چھوڑتے، اور جب کبھی انہیں ناکامی ہوتی ہے اسی قدر ان کی ہمتیں بلند ہوتی جاتی ہیں، دوسری طرف مسلمان ہیں، کہ ذرا ایک کام میں ناکامی ہوئی اور بیٹھ گئے،

باوجود اس کے کہ اسلام کو بغیر کسی ساز و سامان کے نہ صرف افریقہ بلکہ خود یورپ اور انگلستان میں شاندار کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں، لیکن جس قدر بڑی کامیابی ہمیں ملتی ہے، اسی قدر ہم پست ہارتے جاتے ہیں، اور اگر کسی کام کرنے والے میں یا اس کام کے اندر کوئی کمزوری یا نقص نظر آ گیا، تو بجائے اس کی اصلاح کرنے کے اس تمام کام کو ہی مٹا دینا چاہتے ہیں،

جرمنی میں اسلام

"پیغام صلح" کی کسی گذشتہ اشاعت میں "جماعت اسلامیہ برلن" کے متعلق خود اس جماعت کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر خالد بانگ کی ایک چٹھی کو شائع کیا جا چکا ہے، جس میں ڈاکٹر موصوف نے اس جماعت کی اصل حالت کو واضح کیا ہے، اور بتایا ہے کہ کس طرح سے مولوی عبد الجبار صاحب خیری "جماعت اسلامیہ برلن" کے نام سے اپنی "نفسانی اغراض" پورا کرنے کے درپے ہیں، اس چٹھی میں ڈاکٹر موصوف نے لکھا کہ

"اس کے بعد عبد الجبار خفیہ طور پر میرا دشمن بن گیا، چونکہ وہ آپ کو اپنی نفسانی اغراض کے حصول کے لئے کٹھ پتلی نہ بنا سکا اس لئے وہ غصے سے بھر گیا، اس وقت اس نے اپنی ایک کٹھ پتلی پروفیسر کفمائر کے ذریعہ سے آپ کے خلاف پراپیگنڈا شروع کیا"

۲۶ جنوری ۱۹۲۴ء کے معاصر "زمیندار" میں انہی پروفیسر کفمائر کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ:-

"برلن یونیورسٹی کے صیغہ شرقیہ میں مشہور و معروف مستشرق پروفیسر کفمائر کے لیکچر سننے اور آپس میں تبادلہ خیالات کرنے کے لئے "جماعت اسلامیہ" کو مدعو کیا گیا، مگر افسوس مسلمانوں پر جو بلا آتی ہے وہ مسلمانوں کی طرف سے آتی ہے، پروفیسر کفمائر نے جماعت اسلامیہ کے معتمد محمد شوکت بے کو خاص کر تنبیہ کی تھی، کہ صرف "جماعت اسلامیہ" کے لوگوں کو مدعو کیا جائے اور کسی کو نہیں، مگر تعجب یہ ہے کہ اس سے پہلے تو جماعت اسلامیہ کے جلسوں میں باوجود مدعو کرنے کے بھی کبھی جناب صدر الدین صاحب احمدی مشنری تشریف نہیں لائے، مگر اس خاص جلسہ میں بغیر بلائے آموجود ہوئے .... جب پروفیسر غمائر کو معلوم ہوا تو انہوں نے معتمد جماعت اسلامیہ سے کہا، میں نے سنا ہے کہ مسٹر صدر الدین جلسے میں آ گئے ہیں میں ایسے جلسے میں شامل نہیں ہو سکتا، جو خصوصی ہو، اور جس میں ایسا شخص موجود ہو جس کے متعلق جرمنی میں عام طور پر بدگمانیاں پھیلی ہوئی ہوں، اور دوسرے میری طبیعت بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے، کچھ سپاہی [illegible] کے بعد معتمد نے جا کر جلسہ برخاست کر دیا"

ان فقرات سے ڈاکٹر بانگ کے بیان کی کھلے طور پر تصدیق ہوتی ہے، اور "جماعت اسلامیہ برلن" کی حقیقت کا پتہ لگتا ہے، پروفیسر کفمائر کا لیکچر اگر فی الواقعہ اسلام کی حمایت میں ہوتا جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے، تو ہمیں مولوی صدر الدین صاحب سے اس قدر دور رہنے اور ان سے چھپانے کی ضرورت نہ تھی، لیکن ان کی حرکات سے ظاہر ہے کہ ان کی اصل غرض محض مسلمانوں میں تفرقہ و فساد [illegible] کہ اسلام کی [illegible]

تعجب ہے کہ پروفیسر کفمائر کے اس اضطراب کو [illegible] کے نامہ نگار نے جو [illegible] علم ... ہے، مولانا صدر الدین صاحب کی غیر دلعزیزی پر محمول کیا ہے، حالانکہ اس سے تو جماعت اسلامیہ کی پوست کندہ حقیقت [illegible] ہے کہ [illegible] اسلام کے خلاف [illegible] چھپ کر صلاح و مشورہ کرتے اور تفرقہ ... مسلمین کا کام ... دیتے ہیں، ہم معاصر "زمیندار" کو ڈاکٹر بانگ کے ان فقرات کی طرف بالخصوص متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ:

"اب عبد الجبار ... سازش ہو گئے چند نوخیز لڑکوں سے جو وہ بھی جلد بلیجدہ ہو جائیں گے، اور کوئی شخص نہیں رہا، وہ ترکوں افغانوں، ... نہایت بیہودہ حملے کرتا رہتا ہے، مولوی صدر الدین اور بانگ کی علی کا ذیابی کا تو ذکر ہی کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جرمنی میں رہنے والے تمام ... اس کی تفرقہ بین الاسلام پالیسی سے سخت بیزار ہو رہے ہیں"

حیرت ہو کہ ان حقائق کی طرف جو ایک نہایت معتبر انداز میں انسان اور خود جماعت اسلامیہ برلن کے پریذیڈنٹ نے قلمبند کئے ہیں ہمارے لائق معاصر کی توجہ منعطف نہیں ہوئی، اور مولوی صدر الدین جیسے خادم اسلام کے خلاف بعض نوخیز لڑکوں کے لکھے ہوئے مضامین کو اس قدر اہمیت دی جاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کو تحقیق حق سے غرض نہیں، ان کا مدعا سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے کارکنوں [illegible]

ہماری تبلیغی کوششیں

ضلع کانگڑہ میں آریہ سماج کے ساتھ مباحثے

منشی سردار خاں صاحب لکھتے ہیں:-

۱۳ و ۱۴ جنوری ۱۹۲۴ء کو قصبہ بھون میں آریہ سماج اور اہل اسلام کے درمیان مباحثہ تھا، آریہ سماج کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشو صاحب مناظر تھے، اور اسلام کی طرف سے مولانا مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی اول روز بحث مسئلہ نیوگ پر تھی، مولانا صاحب معترض تھے اور پنڈت صاحب مجیب، دو گھنٹے تین بجے سے ۵ بجے تک مباحثہ جاری رہا، سوال و جواب کے لئے دس دس منٹ کا وقت دیا جاتا تھا، مباحثہ آریہ سکول بھون کے احاطہ میں ہوا، مولانا صاحب نے مسئلہ نیوگ پر متعدد اعتراضات کئے، جن میں سے یہ تین اعتراض نہایت وزنی تھے، اور جن کا جواب پنڈت صاحب سے آخر تک نہ بن پڑا، مولانا صاحب کا اول اعتراض یہ تھا، کہ مسئلہ نیوگ ان حدود اور شرائط کے ساتھ جن کا ذکر دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں کیا ہے، چاروں ویدوں میں قطعاً نہیں ہے، اگر کسی وید منتر میں نیوگ کا ذکر ہو، تو پنڈت صاحب اس منتر کو پیش کریں، ورنہ کہنا پڑے گا، کہ یہ مسئلہ ... دیانند سوامی صاحب کی اپنی اختراع ہے، دوسرا اعتراض مولانا صاحب کا یہ تھا کہ نیوگ اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نہیں کیا جاتا، اس کے ثبوت میں مولانا صاحب نے ستیارتھ پرکاش کے متعدد حوالجات پڑھ کر سنائے، تیسرا اعتراض مولانا صاحب کا یہ تھا، کہ آریہ سماج کا یہ بیان کہ نیوگ آپت کال (حالت مجبوری) کا دھرم ہے، بالکل غلط ہے، مولانا صاحب نے ستیارتھ پرکاش کے حوالجات سے کہ نیوگ ان حالتوں میں بھی کیا جاتا ہے، جن کو آپت کال نہیں کہہ سکتے مثلاً لکھا ہے کہ جب کسی شخص کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں، تو پھر نیوگ ہونا چاہیئے، اس حالت کو کون شخص حالت مجبوری کہہ سکتا ہے، پنڈت صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور حالت اضطرار میں کبھی اسلام کے مسئلہ طلاق پر اعتراض کیا، اور کبھی مسئلہ شادی بیوگان پر، مگر اصل سوالات کا جواب پنڈت صاحب سے آخر تک نہ بن پڑا،

دوسرے روز بحث قرآن شریف کے الہامی ہونے پر تھی، وقت وہی دو گھنٹے تھا، اس روز پنڈت صاحب معترض اور مولانا صاحب مجیب، پنڈت صاحب بجائے اس کے کہ معیار سچے الہام کا پیش کرتے اور پھر اس کسوٹی پر قرآن کریم کو [illegible] انہوں نے قرآن کریم پر بے تکے اعتراضات کرنے شروع کر دیئے کہیں کہا کہ مسلمانوں کا اصل مکار ہے، کہیں کہا کہ وہ کافروں کی ... بڑھاتا ہے، وغیرہ وغیرہ، سچے الہام کا معیار آپ نے ... ایک پیش کیا اور وہ یہ کہ سچا الہام شروع دنیا میں آنا چاہیئے [illegible] نے [illegible] معیار کو غلط ثابت کیا، اور خود وید [illegible] حوالجات سے ثابت کر دیا کہ وید شروع سرشٹی میں نازل [illegible] بلکہ ان کے بعض رشی صاحبان بعد کے زمانہ میں ہوئے ہیں [illegible] الہام کی یہی شناخت ہے کہ وہ شروع دنیا میں نازل ہو، تو [illegible] وید بھی خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا، مولانا صاحب نے پنڈت صاحب کے تمام لغو اعتراضات کا [illegible] جواب دیا، مولانا صاحب ویدوں کے الہام کی کیفیت بتلانے کے لئے وید منتروں کی وہ بھرمار کی کہ پنڈت صاحب گھبرا گئے، اور بڑے بڑے شائق دھرمی پنڈت عش عش کر اٹھے [illegible] تن دھرمیوں کے ایک بڑے پنڈت کے یہ الفاظ ہیں کہ [illegible] نے ایسا ودوان آج تک نہیں دیکھا" پنڈت صاحب [illegible] اپنی عربی دانی دکھلانے کے لئے کچھ آیات قرآنی پڑھیں مگر غلط، مباحثہ کے اختتام پر مولانا صاحب نے کہا کہ پنڈت صاحب کل مباحثہ تو مسئلہ تناسخ پر ہوگا، اور پھر ویدوں کے الہامی ہونے پر، مگر اب پنڈت صاحب کو اپنا مبلغ علم معلوم ہو چکا تھا، فرمانے لگے کہ بس اب مباحثہ ختم ہو چکا، میں کوئی مباحثہ اس جگہ نہیں کروں گا، ... مجھے کل ... دھرم سالہ چلے جانا ہے [illegible] لگے ہی، دوسرے روز پنڈت صاحب [illegible] کی طرف چلے گئے، تب ہمیں معلوم ہوا کہ پنڈت صاحب دھرم سالہ گئے ہیں [illegible] ہم بھی مولانا عبد الحق صاحب کو ساتھ لے کر دھرم سالہ پہنچے [illegible]

کی صبح کو مباحثہ کے لئے انہیں چیلنج دیا، مگر وہ حیلہ جوئی سے مباحثہ کرنے سے گریز کرتے تھے، کبھی کہتے کہ میں فلاں مسئلہ پر بحث نہیں کروں گا، فلاں پر کروں گا، کبھی کہتے کہ میں دھرم سالہ میں مباحثہ نہیں کروں گا، موضع گنبار میں کروں گا، خیر راتے دھوتے دھوتی سنبھالتے ہوئے پنڈت صاحب گنبار پہنچے، جب ہمیں معلوم ہوا تو ہم بھی مولانا صاحب کو ساتھ لے کر آندھی کی طرح گنبار (یہ ایک گاؤں ہے جو دھرم سالہ سے تقریباً ساڑھے چار میل کے فاصلہ پر ہے) پہنچے، جب ہم نے پنڈت صاحب کو مباحثہ کے لئے کہا تو پہلے تو نہیں وحجت کرنے لگے، آخر بہت کچھ لیت ولعل کے بعد مباحثہ کے لئے طیار ہوئے، مباحثہ اس بات پر تھا کہ آیا وید الہامی ہیں یا کہ نہیں، مولانا صاحب کی طرف سے ویدوں کو غیر الہامی ثابت کرنے کے لئے اعتراضات ہوتے تھے، اور پنڈت صاحب کی طرف سے قرآن کریم پر اعتراضات ہوتے تھے، یہاں بھی مولانا صاحب نے ویدمنتروں کی وہ بوچھاڑ کی، کہ پنڈت صاحب حواس باختہ ہو گئے اور انہوں نے نہ صرف قرآن کریم کی ہی آیات غلط پڑھنی شروع کر دیں، بلکہ پنڈت صاحب کے کچھ ایسے اوسان خطا ہوئے کہ اشعار بھی غلط پڑھنے شروع کر دیئے، چنانچہ دوران تقریر میں آپ نے یہ پڑھا ؎

پڑا ہے کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک کر دوں تو داغ نام نہیں

مولانا صاحب نے گاؤ پرستی وسورج پرستی اور ایشور کے چوری کرنے وغیرہ کے متعلق جو منتر مولانا صاحب نے پیش کئے تھے، ان کا جواب بھی پنڈت صاحب سے نہ بن پڑا،

آج پنڈت دھرم بھکشو صاحب یہاں سے کہیں چلے گئے ہیں ان کی کیا تاب تھی، کہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاتح کانگڑہ کے مقابلہ میں کچھ روز ٹھیر سکتے، اللہ تعالےٰ نے مولانا صاحب کو ضلع کانگڑہ میں وہ فتح مبین عطا کی ہے، کہ مولانا صاحب کو فاتح کانگڑہ کہنا بالکل بجا ہے، والسلام،

آریہ سماج دہلی سے مباحثہ

شیخ عبدالحق صاحب دہلی سے لکھتے ہیں، کہ شردھانند جی نے ۲۵ سے ۳۰ جنوری تک دہلی میں آریہ سماج کا جلسہ کیا ہے، مباحثہ کے لئے ہم نے دو مضمون **قدامت وید اور وید میں شرک کی تعلیم** تجویز کئے ہیں، اور تیسرا مضمون **تناسخ** پر ہوگا، ان مضامین پر بحث کرنے کے لئے لاہور سے مولوی عبدالحق صاحب اور خان صاحب شاہ محمد خان صاحب جانے والے ہیں، اللہ تعالےٰ اسلام کو کامیابی نصیب کرے،

۹ و ۱۰ فروری ۱۹۲۶ء میرٹھ آریہ سماج کے ساتھ شیخ عبدالحق صاحب کا مباحثہ ہے، غیر احمدی علماء کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے شیخ صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا ہے، جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوےٰ نبوت کا منسوب کرنا توہین انبیاء تکفیر مسلمانان وغیرہ مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے ان علماء کو دعوت دی ہے [illegible] عقائد امکان کذب باری تعالیٰ کی تردید کے لئے بھی، اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے،

کیا ایک آریہ بچے کا مسلمان ہونا ناممکن ہے؟

(شیخ دولت محمد صاحب نومسلم کے قلم سے)

یہ دعوےٰ میرے ایک دوست نے جبکہ میں ان سے ملنے کے لئے ان کے مکان پر چند یوم ہوئے گیا، کیا، کہ ایک آریہ بچے کا مسلمان ہونا بالکل ناممکن بات ہے،

صاحب موصوف آریہ سماج وچھو والی لاہور کی سبھا کے سکرٹری ہیں، جناب موصوف نے نہایت وثوق سے مندرجہ عنوان دعوےٰ پیش کیا، دعوے سننے کے بعد جو جواب خاکسار نے سکرٹری صاحب موصوف سے عرض کیا وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں،

خاکسار نے عرض کیا، کہ مجھے پہلے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آیا یہ دعوےٰ جناب آپ نے کیا ہے یا اپنی رائے اور خیال سے کیا ہے، یا کہ اس دعوے کے مدعی آریہ سماج اور سوامی دیانند جی بھی ہیں، اغلب ہے کہ یہ دعوےٰ آپ کے خیال کی رو سے درست ہو، لیکن آپ کو ضرور چاہیئے، کہ قبل اس کے کہ آپ ایک دعوےٰ بے بنیاد کے مدعی بنیں، اس کی کوئی دلیل بھی پختگی کے لئے قائم کر لی جائے،

میں پوچھتا ہوں کہ اس دعوے پر اپنے بچوں کو عملدرآمد کرانے کے لئے آپ کے پاس کونسی تعلیم یا کتاب ہے، کیا وہ کتاب جو سوامی دیانند جی مہاراج نے لکھی، جس کا نام ستیارتھ پرکاش ہے، اور کیا وہ تعلیم جو انہوں نے اس کتاب میں دی، اس دعوے کو قائم کرنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے، میرے خیال میں ہرگز نہیں، کیونکہ وہ تعلیم جو ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند جی نے تحریر کی ہے، اس کو فطرت انسانی قبول نہیں کرتی،

خیر میں ان باتوں کو تو چھوڑتا ہوں لیکن اگر میں گستاخی نہیں کرتا، تو آپ کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ ایک آریہ بچے کا مسلمان ہونا اس طرح پر ممکن نہیں، بلکہ ضروری ہے، جیسا کہ ایک مچھلی کا خشک شدہ تالاب کو چھوڑ کر مصفا پانی میں چلے جانا ضروری ہے، آپ اس بات کو یاد رکھیں اور یہ بات میں اپنے کسی خیال سے نہیں کہتا، بلکہ آپ کے عقیدے کے مطابق کہتا ہوں، کہ آپ کی تعلیم اس پانی کی طرح ہے جو صرف ایک ہی دفعہ برسا، اور وہ بھی کسی خاص مقام پر، اور وہیں پڑا رہا، اور وقت کے گذر جانے پر خشک ہو گیا، تو اس میں رہنے والی مچھلیوں نے اپنی زندگی کی قائمی کے لئے ایک جدید جوہڑ کی طرف رخ کیا، جس کو دیگر الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے، کہ ہندوؤں نے آریہ سماج کی آڑ لی یا اس میں شامل ہونا شروع کیا، لیکن میں آپ کو یہ جتا دینا چاہتا ہوں، کہ یہ جوہڑ بھی جلد خشک ہو جانے کو ہے، جس کے خشک ہونے کے آثار نمودار ہو چکے ہیں، اس لئے آپ کو چاہیئے، کہ آپ بھی معہ اپنے اور بھائیوں کے اس جوہڑ سے نکل کر ایک ایسے چشمہ میں آ جائیں جس کا سوکھنا ابد تک ناممکن ہے، اس دعوے کی دلیل وہ چشمہ یعنی قرآن پاک خود دیتا ہے، لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ۱ لخ ہ

موعظۂ حسنہ

(زاہد علی صاحب پشاوری کے قلم سے)

مسئلہ متعہ

گذشتہ سے پیوستہ

متعہ ایران میں

اگر نکاح کی علت غائی صرف اسی قدر ہو کہ اپنی قوت شہویہ کو پورا کیا جائے تو نکاح متعہ اور زنا میں صرف الفاظ مناکحت ورزوجیت دہرانے اور رٹنے سے طوطی کی طرح حلت اور حرمت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف الفاظ پرستی دین میں مقصود بالذات نہیں۔ اگر ایک شخص کسی کنچنی یا کسبی کے پاس جا کر اسکو پانچ روپیہ دیکر ایک رات مجامعت کے لئے ٹھہرائے اور دوسرا کسی عورت کے پاس جا کر پانچ روپیہ دیکر رات مجامعت کے لئے ٹھہرائے مگر الفاظ نکحت اور قبلت دہرائے جائیں تو ان دونوں میں فرق نہیں۔ میں نے خود اپنے بھائی احمد جیلبجان مرحوم سے جو مشہد مقدس ایران میں ایک عرصہ تک رہا دریافت کیا تو اس نے اپنی روئیداد علم [illegible] سے کہا کہ متعہ کا رواج ایران کے شہروں میں تھا نہیں بلکہ [illegible] کے نام ایک رجسٹر اور ان کا [illegible] عوان وغیرہ سب درج ہے۔ اور عموماً مسافر اور باشندے لوگوں میں اسی کا رواج ہے۔

متعہ اور طلاق

۵- اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ گو متعہ کی حلت کے لئے آیت مستقل تو نہیں مگر صورت متعہ میں بھی چونکہ ایک انتفاع اور طلب منفعت ہے تو وہ بھی اس استمتاع کے ضمن میں داخل ہو جاتا ہے۔ مگر الفاظ قرآن میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حکم یوں ہے کہ تم عورتوں پر اپنا مال اس صورت میں خرچ کرو جب ان کو اپنی قید نکاح میں لاؤ اور جب قید نکاح ایک دفعہ عائد ہو جائیگی تو زوجین کی زندگی میں اس سے نکلنے کی کوئی اور صورت سوائے طلاق کے قرآن نے بیان نہیں کی اور تشیع کا متعہ بغیر طلاق کے ہے۔ پس ضرور ہم فما استمتعتم بہ منہن کو جو بطور نتیجہ وارد ہے اسی حالت احصان سے متعلق سمجھیں گے یعنے یہ قید نکاح میں لانے کی صورت سے متعلق ہوگا۔

احصان میں مسافحت اور متعہ

۵- قرآن کریم نے احصان یعنے نکاح کے مقابلہ میں مسافحت اور شہوت رانی کو رکھا ہے محصنین غیر مسافحین گویا جو احصان نہیں وہ مسافحت ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ متعہ ان دونوں میں سے کس میں شامل ہو سکتا ہے احصان اور مسافحت میں امر مشترک اسقدر ہے کہ ایک مرد کا ایک عورت کے ہمراہ تعلق ہوتا ہے۔

دونوں میں امتیاز یہ ہے کہ احصان میں مرد اور عورت کے تعلق ساری عمر کے لئے ہوتا ہے اور مسافحت میں یہ نہیں ہوتا۔ احصان میں مرد پر عورت اور عورت پر مرد کے کچھ حقوق پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک دوسرے کی زوجیت میں مر جانے تو حق وراثت پیدا ہوتا ہے۔ مسافحت میں پیدا نہیں ہوتا۔ احصان میں اولاد کی پرورش کا ذمہ دار باپ ہے۔ مسافحت میں نہیں۔ پس احصان میں وہی امر داخل ہو سکتا ہے جو اسکے امتیازی پہلوؤں میں اسکا شریک ہو۔ متعہ میں مرد اور عورت کا تعلق ہے اس حد تک کہ اسکا مسافحت کے ساتھ اشتراک ہے۔ اور احصان کی کوئی امتیازی خصوصیت اس کے اندر نہیں پائی جاتی۔ جیسا کہ معلوم ہوا۔ پس متعہ کو ہم مسافحت میں شامل کر سکتے ہیں نہ کہ احصان میں اور اسیطرح طلاق جو قطع تعلقات کے لئے اعلان ہے۔ اور متعہ میں یہ نہیں جیسا کہ مسافحت میں نہیں۔ اسیطرح اور بھی چند قبیح باتیں ہیں جو اسجگہ میں لکھنا مناسب نہیں سمجھتا اور نہ ہی علماء جو متعہ کے ثواب پر بہشت اور جنت کے دعوی لکھ رہے ہیں۔ اگر ان کے گھر میں خطبہ متعہ کا پیغام دیا جاوے تو کبھی راضی نہ ہوں بلکہ کراہت ظاہر کریں۔

روایات احادیث پر نظر

علامہ لاہوری کی تحریر میں زور انہی تردیدوں کے مجموعہ پر ہے مگر ظاہر امر ہے کہ روایات میں اختلاف کثیر ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ جب فرقان حمید سے ہم نے اسکی حرمت کو ظاہر کر دیا تو روایات کے اختلاف میں ایک پہلو پر زور دینا یا اسکو اختیار کرنا خلاف انصاف امر ہے۔ بہرحال روایات کے نتیجہ سے بھی کثیر گروہ علماء کا اسی نتیجہ پر پہونچا ہے کہ متعہ شریعت اسلامی میں حرام ہے حتی شیعہ احادیث سے بھی۔

احادیث شیعہ

(۱) عن زید بن علی عن آبائہ عن علی۔ قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الحمر الاہلیۃ ونکاح المتعۃ۔

ہذہ الروایۃ حملھا علی التقیۃ الخ صفحہ ۷۷ استبصار جلد ۲

(۲) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل یتزوج البکر متعۃ قال یکرہ للعیب علی اہلہا صفحہ ۹۲ استبصار جلد ۲

(۳) عن ابی نصیر قال سئل ابو عبد اللہ علیہ السلام عن المتعۃ اہی من الاربع قال لا ولا من السبعین صفحہ ۹۰

(۴) عن ابی عبد اللہ قال ذکر لہ المتعۃ اہی من الاربع قال تزوج منہن الفاً فانہن مستاجرات صفحہ ۹۷ استبصار)

اب نکاح متعہ ہزار تک ایک شخص کر سکتا ہے۔ دیکھو کس قدر اور زناکاری کا رواج ہے پھر صفحہ ۸۲ استبصار پر وہ احادیث دیکھو ایک ساعت اور ایک دفعہ بھی متعہ درست ہے جو زنڈی بازی موجودہ کے طریقہ مروجہ کے مشابہ ہے۔ پھر ابکارات کے ہمراہ متعہ مکروہ ہے کیونکہ اسکے اہل اور متعلقین کو اس سے عیب لگتا ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ بطور زنا میں اس کا رواج اور دستور نہیں ہے۔ حرمت متعہ کی پہلی روایت ہے۔ جو محدث نے اپنی رائے سے تقیہ پر محمول کر دی اور پھر اس روایت کے متعلق لکھتا ہے کہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔ حالانکہ صریح جھوٹ کہا ہے بلکہ عین مطابق قرآن اور اہل عقل کے ہے۔ جیسا کہ ہم نے ظواہر قرآن سے اسکی حرمت پہلے بیان کر دی۔

اب محض کتاب میں ہونے سے اہل سنت پر حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انہوں نے تمام احادیث کی پڑتال کر لی ہے۔ اور ان کے محققین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حرمت متعہ قرآن سے قرآن اور حدیث ثابت ہے۔ اگر محض کتاب میں درج ہونا قابل حجت ہوتا تو خود شیعہ محدث نے کیوں پہلے حدیث کو رد کر دیا۔ حالانکہ ان کی حدیث کی کتاب میں درج تھا۔ اور امام معصوم سے مروی تھا۔ شیعہ اصول کے مطابق امام معصوم کے قول کو رد کرنے والا کیا ٹھہرتا ہے "آنچہ بر خود میسندی بر دیگران میسند" اور تعجب زبات یہ ہے کہ شیعوں کے شیخ طوسی اس حدیث کے آگے یہ فقرہ بھی لکھتے ہیں۔ ان نحملہا علی التقیۃ لانہا موافقۃ کمذاہب العامۃ اب شیعوں کے محدثین اور علماء کے اقبال سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ مذہب اہلسنت جس کو اس نے مذاہب العامہ لکھا ہے حرمت متعہ ہے۔ پھر علی جاری کر

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ — نمبر ۲۷

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۳۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۶ فروری سنہ ۱۹۲۴ء

خطبہ جمعہ

(مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۲۴ عیسوی)

وکاین من ایۃ فی السموات والارض یمرون علیہا ... وھدی ورحمۃ لقوم یومنون ○

قرآن کریم کا پیرایہ بیان

قرآن کریم کا پیرایہ بیان بجائے خود ایک ایسے شخص کو جو اپنے سینے میں دل رکھتا ہے، اس قدر متاثر کرتا ہے، کہ شاید سخت سے سخت طبیعت کو بھی موم کرنے کے لئے کافی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن ابتدا سے اپنے مخالفین کے دلوں کو بھی کھاتا رہا ہے، شروع میں جب حضرت نبی کریم صلعم یا آپ کے اصحاب آواز بلند سے قرآن کو پڑھتے تھے۔ تو باوجود اس کے کہ کفار کی خطرناک مخالفت تھی لیکن یہ کلام الٰہی دلوں کو کھا جاتا تھا، اسی وجہ سے مسلمانوں کو دکھ اور ایذا دی جاتی تھی، اور لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روکا جاتا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ کفار نے وہاں سے ان کو اس وجہ سے نکالا تھا کہ وہ بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں، اور لوگوں کے دلوں پر اس سے اثر ہوتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا سخت دل انسان جو گھر سے تلوار لے کر نکلتا ہے، کہ اپنی بہن کو اس وجہ سے کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی شہید کریں، سورت طٰہٰ کے ایک تھوڑے سے حصہ کو سنکر غلامی اختیار کرتا ہے، آج اس زمانہ میں بھی لوگوں نے شہادت دی ہے، کہ سخت سے سخت بغض کو بھی دل میں لے کر اس قرآن کو پڑھنے بیٹھو، تو وہ بغض محبت سے بدل جاتا ہے،

اسلام کی بڑی خدمت

میں تو سمجھتا ہوں کہ اسلام کی بڑی بھاری خدمت یہی ہے کہ قرآن کو لوگوں تک پہنچا دیا جائے، گو اس میں شک نہیں کہ جو اصل عربی میں الفاظ کا اثر ہے، وہ ترجمہ میں نہیں ہو سکتا، لیکن پھر بھی اس کا پیرایہ بیان بھی بہت اطمینان کرنے والا ہے،

قرآن میں ہمدردی انسان کا رنگ

قرآن کریم کا پیرایہ بیان انسان کی ہمدردی کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے، بات کو ایسے پیرایہ میں بیان کرتا ہے، کہ گویا دل کو کھا رہا ہے ایک بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کرتا ہے، اور مختلف طریقوں سے مخلوق کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتا ہے، کوئی رنگ اس میں استہزا کا نہیں پایا جاتا، ایک رنگ مخلوق کی ہمدردی کا ہے، لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین، آنحضرت صلعم کے دل میں [illegible]

خطرہ ہے، اسی طرح سے یہاں ان آیات میں فرمایا، وکاین من ایۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون کیا دلکش الفاظ ہیں، کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں جن پر لوگ گذر جاتے ہیں، اور توجہ نہیں کرتے، بلاشبہ جہاں سے گذر ہو، اور گذر ہونے سے یہی مراد نہیں کہ چلو کہیں جائیں، اگر ان پر سے گذر ہو، بلکہ خواہ انسان گھر کے اندر ہو وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشان نظر آتے ہیں، تو کس قدر نشانیاں ہیں جن پر سے روزمرہ لوگوں کا گذر ہوتا ہے، مگر وہ ان سے آنکھیں بند رکھتے ہیں، یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے، کہ دو آدمی ایک ہی واقعہ کو دیکھتے ہیں، ایک اس سے سبق حاصل کر لیتا ہے، اور دوسرا ویسے کا ویسا ہی رہ جاتا ہے۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے، یہی کہ ایک شخص اپنی آنکھیں کھلی رکھتا اور ایسے تمام واقعات پر نظر رکھتا ہے، اور دوسرا کسی ایسی بات کی بھی پرواہ نہیں کرتا،

آخری آیت کا مضمون

یہ جو آیات میں نے پڑھی ہیں انہی میں سے آخری آیت کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، اس سورت میں حضرت یوسف کا قصہ بیان کیا ہے ان لوگوں کے قصوں میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے، ما کان حدیثا یفتری ○ یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں، یہ بھی وہی پیرایہ بیان ہے، ایسے ایسے رنگوں میں اپیل کرتا ہے، کہ خواہ مخواہ انسان کے دل پر اس سے اثر ہوتا ہے، ولکن تصدیق الذی بین یدیہ کہ یہ نہیں کہ اس کے اندر ان باتوں کی تصدیق ہے، جو پہلے ہو چکیں یہ قرآن ان وحیوں کی تصدیق کرتا ہے، جو محمد رسول اللہ صلعم سے پہلے نازل ہوئیں وتفصیل کل شی اور ان تمام اصولوں کی اس میں تفصیل ہے جو خدا کی ہستی، اور معاد وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور ایسی تفصیل ہے کہ کسی دوسری آسمانی کتاب میں پائی نہیں جاتی، وھدی پھر یہ ہدایت ہے ورحمۃ لقوم یومنون۔ اور کوئی اسے مانکر دیکھے تو اس کے لئے رحمت بھی ہے،

قصوں کے اندر عبرت

یہاں ایک بات بیان فرمائی ہے، کہ ان قصوں کے اندر عبرت ہے لوگوں کے لئے قرآن میں بہت سے ذکر پہلے لوگوں کے بیان کئے ہیں، اس میں انبیاء کا ذکر بھی ہے، تاکہ صاحب عقل لوگ اس سے عبرت حاصل کریں، عبرت کے معنے ہیں عبور کر جانا ایک واقعہ سے گذر کر دوسری بات تک پہنچ جانا اور اس سے کوئی مفید نتیجہ اخذ کرنا ہر ایک قصہ جو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے، وہ اپنے اندر عبرت رکھتا ہے۔ ایک پڑھنے والا اس کو دیکھ کر اس سے سبق حاصل کر سکتا ہے آج دنیا میں اس بات کا اعتراف پایا جاتا ہے، کہ قصوں کے ذریعہ سے بھی تعلیم ہوتی ہے، تعلیم کا بہت بڑا حصہ آج قصوں کے رنگ میں ہے، لیکن جو قصے قرآن بیان کرتا ہے، وہ کوئی فرضی قصے نہیں وہ واقعات ہیں جن سے لوگ عبرت حاصل کر سکتے، اور اعلیٰ درجہ کے اخلاقی سبق سیکھ سکتے ہیں،

قرآن اور بائیبل کا اختلاف

یہ الفاظ جس سورت میں ہیں وہ سورت یوسف ہے [illegible] حضرت یوسف کا قصہ بیان کیا ہے، یہی قصہ بائیبل میں بھی [illegible] اور اس کے اور قرآن کریم کے بیان کردہ قصہ میں اتنا فرق [illegible] پڑھنے والا اس پر حیران رہ جاتا ہے، اور ان لوگوں کی عقلوں پر [illegible] ہوتا ہے جو کہتے ہیں، کہ قرآن نے بائیبل سے لیا ہے، کوئی [illegible] جو حقائق تک پہنچنا چاہتا ہے [illegible] یہی بات کافی [illegible] دیکھے کہ قرآن نے جو کچھ کہا ہے وہ بائیبل سے کس قدر مختلف ہے، اس لئے [illegible] بائیبل سے لیا [illegible] غلط ہے، [illegible] بائیبل کی اصلاح [illegible] کرتا ہے۔

بقیہ بر صفحہ ۲ کالم [illegible]

صدقہ جاریہ کے کچھ کام

میں احباب کی توجہ دو کاموں کی طرف خصوصیت سے مبذول کرنا چاہتا ہوں، ایک بعض مقامات پر مساجد کا قیام ہے بعض شہروں میں ہماری جماعت کی اپنی مساجد نہیں، یا اگر ہیں تو ان پر مرمت وغیرہ کے رنگ میں اور روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے، اگر احباب اس نیک کام میں تھوڑا تھوڑا حصہ لیں، یا کوئی احباب ایسے ہوں، جو تعمیر مسجد کے لئے کچھ روپیہ صرف کر سکتے ہوں، تو عند اللہ ماجور ہوں گے، دوسری ضرورت جس کی طرف احباب کی توجہ کی ضرورت ہے، یہ ہے، کہ ہر سال دو تین ہزار روپے کے قریب ہمیں بعض ضروری کتب اور قرآن شریف کے ترجموں کی مفت یا رعایتی اشاعت پر صرف کرنا پڑتا ہے، جو بعض وقت غیر مستطیع مسلمان اصحاب یا نوجوان مسلمان طلبا کو دیئے جاتے ہیں یا غیر مسلموں میں تقسیم کئے جاتے ہیں، اگر احباب کی اس طرف توجہ ہو، تو یہ بھی صدقہ جاریہ کا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کام ہے

محمد علی

بقیہ صفحہ اول

حضرت یوسف کی عصمت

اس قصہ کے اندر بہت سے اخلاقی سبق ہیں، لیکن ایک بڑا بھاری سبق حضرت یوسفؑ اور ان کی مالکہ کا واقعہ ہے، جس میں حضرت یوسف نے اپنی کمال درجہ کی عصمت کا ثبوت دیا ہے، جس کو دنیا کی کوئی کشش جنبش میں نہ لاسکی، انسان کے اندر بہت سی خواہشات ہیں، جو اسے رذائل کی طرف لے جاتی ہیں، ان میں سب سے زبردست خواہش شہوت کی ہے، اس کو ضبط کرنا، اس کے اوپر حکومت کرنا، اس پر غالب آنا یہی سب سے بڑی جوانمردی کا کام ہے، دنیا کی قوموں کو دیکھو کہ لوگ بڑی بڑی طاقتوں پر غالب آئے۔ ہواؤں پر تسلط حاصل کیا، بجلیوں پر غالب آگئے۔ بڑے بڑے نظام رکھتے ہیں، کھانے اور پینے کو ایک ضابطہ اور نظام کے اندر لے آئے ہیں، لیکن باوجود ان سب باتوں کے وہ بھی اس جذبہ شہوت کے مغلوب ہیں اس جذبہ میں وہ حیوانوں سے بھی گرے ہوئے ہیں، کس طرح ان کی زندگی میں سچائی اور دیانت داری معاملات میں نظر آتی ہے، اگلے دن لندن لائف پر ہمارے مولوی یعقوب خاں صاحب نے لیکچر دیا، جس میں انہوں نے ان کی اس قسم کی تمام خوبیوں کو بیان کیا اور بتایا، کہ ان کے ہر کام میں کس قدر تہذیب اور دیانت موجود ہے محنت کرنے میں اتنا کمال ہے کہ کام میں مصروف ہوں، تو اور کسی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی، معاملات میں سچائی دیانتداری کی یہ حالت ہے، کہ تمام اشیاء کی قیمتیں جو مقرر ہو چکی ہیں، اس سے کم و زیادہ نہیں ہو سکتیں، مگر دیکھو ان تمام سچائیوں، دیانتداریوں کے باوجود وہ کام دیوتا اور شہوت کے آگے کہاں جا پہنچے ہیں، ثم رددناہ اسفل سافلین کا نظارہ ان میں موجود ہے، یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ دوستی کے پیرایہ میں گھروں اور خاندانوں کو برباد کر دیتے ہیں،

شہوت پر غلبہ بہت بڑا کمال ہے

تو قوت شہوت بھی انسان کے کمال پر پہنچنے کے لئے بہت بڑی روک کا موجب ہے، بڑے بڑے فلاسفر بڑے بڑے عمدہ سبق ہمیں دیتے ہیں لیکن ان کا اپنا نمونہ نہایت گندہ ہوتا ہے اس کے بالمقابل اللہ تعالے نے ہمیں سبق دیا ہے، ایک ایسے شخص کا جس کے سامنے اس زبردست انسانی جذبہ کی بھی کوئی حقیقت نہ رہی، اور اس نے اپنے کمال عصمت سے اسے مغلوب کیا۔ اس نے اتنا بڑا اپنی عصمت کا ثبوت دیا، کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، لیکن کس چیز نے اسے بچایا، انہ ربی احسن مثوای۔ ساری دنیا کی آنکھیں بند ہیں، اور کوئی نہیں جو وہاں موجود ہو، وہ عورت خود بلاتی ہے، کونسی چیز اس وقت تھی، جس نے اس سے باز رکھا، وہ اللہ تعالیٰ ہی تھا، جس نے آپ کو اس سے بچایا،

یورپ کو نمونہ بنانے میں نقص

یہ تو ایک سبق ہے جو اس قصہ سے حاصل ہو سکتا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم میں جس قدر قصے ہیں، وہ اسی لئے ہیں، کہ ان سے ہم سبق حاصل کریں، قرآن کریم نے ان پاک لوگوں کے قصوں کو بیان کر کے ہمیں بتا دیا ہے کہ ان سے بڑے بڑے اعلےٰ سبق ہمیں مل سکتے ہیں، آج کس قدر قومیں ہیں، جو چاہتی ہیں، کہ ان کے اعلےٰ درجہ کے کام اور ان کی خوبیاں آنکھوں کے سامنے آئیں، اور ان کی عظمت دلوں پر بیٹھ جائے، لیکن باوجود ان اعلےٰ خوبیوں کے کوئی نہ کوئی بات ایسی ان میں آگئی ہے، جو اس ساری عظمت کو زائل کرنے والی ہے، اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پاک اور نیک لوگوں کی زندگی کے واقعات بیان کر کے ہمیں بتا دیا ہے کہ تم ان کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اس نے ہم کو اس رستہ پر چلانے ان کے نقش قدم پر گامزن کرنے کے لئے بار بار ان کے اخلاق حسنہ کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے، کہ یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اخلاق کو کمال حاصل کیا، اس میں شک نہیں کہ بعض وقت بُرے لوگوں سے بھی اچھے سبق سیکھ سکتے ہیں، بلاشبہ آج ان قوموں کے افراد یورپ کے اندر ہیں، بڑے بڑے سبق ہیں، لیکن اگر ان کی تقلید کا سبق دیا جائے تو اس سے یہ نقص ہو جاتا ہے، کہ جہاں ان کی اچھی باتوں سے ہم سبق لیں گے، وہیں ان کی بدیاں اور برائیاں سامنے آجائیں گی، اور ان [illegible] اختیار کرنا یا چھوڑنا مشکل ہوگا، انسان کی طبیعت آسانی [illegible] کتنے نوجوان ہیں، جنہوں نے یورپ کی بد باتوں کو [illegible] سے لیا ہے، اور ان کی [illegible] کو چھوڑ دیا ہے، بدی کی طرف جلد طبیعت جاتی ہے، اور جب ایک قوم کو نمونہ قرار دیا جائے تو اس کی بدیاں بھی ہم میں آئیں گی،

بزرگان اسلام کے نمونے

اس لئے ہم کو ضرورت ہے اس بات کی کہ ہمارے سامنے اپنے بزرگوں کی تاریخ کے واقعات ہوں، ہمارے نوجوان اپنے پاک اسلاف کے نقش قدم پر چلیں، ان کے دلوں میں امنگ ہو، تو یہ نہ ہو، کہ ہم یورپ کے لوگوں کی تقلید کریں، بلکہ یہ ہو کہ اپنے بزرگوں کے نیک نمونہ پر چلیں، ہماری تعلیم میں یہ کوتاہی ہے، کہ اس میں ان نیک اور پاک لوگوں کا تذکرہ نہیں ہوتا، جنہوں نے دنیا کو اعلےٰ درجہ کے اخلاقی سبق پڑھائے، بلاشبہ اگر غور کرو، تو اس قدر صفات اعلےٰ درجہ کے ان بزرگوں کی زندگیوں میں پائے جاتے ہیں، کہ آج اس کا عشر عشیر بھی یورپ کی اقوام میں نہیں، سب سے بڑی بات احساس فرض ہے، جو ان لوگوں میں کمال درجہ کا تھا، ایسے ایسے واقعات احساس فرض کے اسلامی تاریخ میں دیکھو گے، کہ جن کی نظیر نہیں ملتی،

مسلمان سپاہیوں کی باعصمت زندگی

مسلمانوں نے جب ملک شام کو فتح کیا، تو لوگوں نے خیال کیا، کہ یہ سپاہی شام کی عورتوں کے حسن پر فریفتہ ہو کر عیش و عشرت میں لگ جائیں گے لیکن ان کی یہ کیفیت تھی کہ جب وہاں کے بازاروں سے گذرتے، تو باوجودیکہ بڑی بڑی خوبصورت عورتیں بناؤ سنگار کر کے بیٹھی ہوتی تھیں، لیکن ان کی نظریں اوپر نہ اٹھتی تھیں یہ وہ نمونے ہیں جو آج ہمارے سامنے ہونے چاہئیں، اور یہی درحقیقت ہمارے لئے مفید ہو سکتے ہیں،

احساس فرض کا شاندار نمونہ

اسی طرح احساس فرض کا ایک واقعہ تاریخ اسلام میں لکھا ہے، کہ ایک بڑا بہادر شخص تھا، کسی وجہ سے میدان جنگ میں اس کو قید کرنا پڑا، اس نے اپنی قید کی حالت میں دیکھا، کہ مسلمان دشمن کے بالمقابل زک میں ہیں، اور دشمن کا پلہ بھاری ہے، اس نے کمانڈر کی بیوی سے درخواست کی، کہ اس وقت اس کے ہاتھ پاؤں سے بیڑیاں اتار دی جائیں، تاکہ وہ جا کر مسلمانوں کو مدد دے، اور وہ پھر واپس آکر ان بیڑیوں کو پہن لے گا، چنانچہ اس کی بیڑیاں اتاری گئیں، اور وہ اس جوانمردی کے ساتھ جا کر لڑا، کہ دشمن کو شکست دے دی، اور پھر واپس آکر وہی بیڑیاں پہن لیں، یہ احساس فرض کمال درجہ کا ہے، اس کی نظیر کیا کسی قوم کی تاریخ میں مل سکتی ہے؟

نوجوانوں کے سامنے بزرگوں کے نمونے ہونے چاہئیں

میں یہ کہتا ہوں مسلمانوں کے ادنے ادنے درجہ کے سپاہیوں کی زندگی کے واقعات ہمارے لئے اعلےٰ درجہ کا سبق رکھتے ہیں آج ہماری یہ حالت ہے، کہ اگر ذرا سی تکلیف پیش آئے، کسی کی بات سے ٹھوکر لگے، تو ہم کام چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ بڑے بڑے مصائب اٹھا کر بھی کام سے مہرست [illegible] تھے، آج ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوانوں کے سامنے ہمارے بزرگوں کے واقعات آئیں، تاکہ وہ ان سے اچھا سبق سیکھ سکیں،

روئیداد جلسہ الوداعی

مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور
السلام علیکم۔ براہ نوازش مندرجہ ذیل سطور اپنے اخبار میں شائع فرما کر فرما دیں +

آج جملہ اساتذہ و طلباء و رؤساء شہر بدوملہی و اعیان اراکین مسلم ہائی سکول کا جلسہ ہوا جس میں طلباء سکول نے جناب چوہدری غلام حیدر صاحب کی خدمات عالیہ کا جو انہوں نے بدوملہی مسلم ہائی سکول کے قیام و ترقی کے متعلق کی ہیں ذکر کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں چند نظمیں انگریزی کہانیاں اور نعتیں طلباء نے پڑھیں، پھر سٹاف کی طرف سے چوہدری صاحب موصوف کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ اس کے بعد سید فلاح حسین بخاری بی اے سینیئر ماسٹر نے پرزور الفاظ میں چوہدری صاحب کی ذرہ بیہ خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ایک نظم حاضرین کو پڑھ کر سنائی جو مقبول عام ہوئی پھر چوہدری صاحب نے ایک نہایت [illegible] میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ جن کی [illegible] یہ تمام معاملہ کامیابی تک پہنچا۔ بعد ازاں تمام حاضرین [illegible] جو تعداد میں تین سو تھے پر تکلف کھانا اساتذہ کمیٹی نے چوہدری صاحب کے اعزاز میں کھلایا گیا۔

ایڈریس اور نظم ذیل میں درج ہیں

نظم

رکھا ہے سنگ بنیادی مبارک ہاتھ سے جس نے
وہ اس کالج علاقے میں غلام [illegible]
کیا جس نے منور سینۂ صحرا نشینوں کا
سُنا ہے عالم بالا سے وہ الـ[illegible]
پیام ستید و اور یہ کہ عامل ہوا کوئی . . . . .
زمین شور میں اے چوہدری [illegible]
یہ خطہ جو کہ جاہل تھا سراپا علم نافع سے
ہوا اس کا معلم بس فقط عالی [illegible]
کروں میں کیا تیری دلچسپی تعلیم کا اظہار
زمین شور کے ہر ذرہ ذرہ میں [illegible]
ہوئی جس کے ذریعہ علم کو رونق کمال حاصل
زبان حال سے سب کہہ رہے ہیں [illegible]
پڑا ہے غلغلہ جس کے مذاق سخن پرور کا . . . .
وہ اقلیم سخن میں ایک زندہ داستان تو ہے
میں سچ کہتا ہوں وہ اس کو غلو سمجھیں گے ظاہر بھی
مگر اس درسگاہ کی زندگی کا رازداں تو ہے
مجھے یارا کہاں زیب قلم اوصاف کرنے کا . .
مگر اس سکول میں آ چوہدری روح رواں تو ہے
بہت سے ابتلاء دیکھے ہیں تیرے شجر محنت نے
مگر اے ثمر ہستی رہا مضبوط جاں تو ہے
یہ خواں کیوں نہ ہو تیر انجاری سرگرمی تیرا ان [illegible]
کہ علم و ہنر کا اس شہر میں بحر رواں تو ہے

الوداعی جلسہ

معزز و محترم بزرگان من

آج آپ صاحبان کو اس غرض سے یہاں مدعو کیا گیا ہے کہ [illegible] معزز و مکرم قابل احترام جناب چوہدری غلام حیدر خان صاحب [illegible] مینیجری سے حسب خواہش خود مستعفی ہو کر سبکدوش ہوتے ہیں [illegible] اس عہدہ مینیجری سے سبکدوش ہونے کا قلق جو اساتذہ و شاگردوں [illegible] کا بیان نہ تو احاطہ قلم میں آسکتا ہے اور نہ ہی زبان تقریر [illegible] کرنے پر قادر ہو سکتی ہے۔ آپ کو جو دلی ہمدردی تو تمام [illegible] کی بہتری اور برتری کا تھا اس کو ادا کرنے کے لئے الفاظ [illegible] اپنے نہایت ضروری اغراض اور ذاتی مفاد سے اعراض کرتے ہوئے شب و روز آپ کا نصب العین سکول ہذا کی ترقی اور برتری کا تھا اور مطمح نظر یہی تھا کہ یہ سکول اعلےٰ پیمانے پر قائم ہو جاوے۔ لاہر ہیا م رہی کی زمین کے یہ نصیب کہاں تھے کہ یہ نعمت عظمےٰ اور عطیہ اعلیٰ حاصل ہوتا۔ مگر چونکہ مشیت ایزدی میں مقدر۔۔ تھا کہ اس سرزمین سے نور ہدایت کے انوار اور روحانیت اور اصلاحی فیوضات کے چشمے جاری ہوں۔ یا بالفاظ دیگر تہذیب و شائستگی کا باب وا کیا جاوے اس لئے قدرت نے چوہدری صاحب کے وجود کو اس کار خیر کے لئے مامور کیا اور فیاضی اور ہمدردی کا سہرا آپ ہی کے سر باندھا گیا ہے کہ

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بے شک سکول ہذا کو ابتلا اور ابتلاء پیش آئے۔ لیکن [illegible] بشاشت قدمی دکھلا نا اور ہمت و استقلال سے کام لینا [illegible] چوہدری صاحب ہی کا حصہ تھا۔

حضرات یہ زبانی کر دینا تو آسان بات ہے لیکن [illegible] بیٹھا ہوئے قوم کے [illegible] . . . . . . [illegible] والا معاملہ ہے اور یہ حرف تجا ہو موت کی [illegible] مزاحمی [illegible] کا نتیجہ تھا جس سے سکول ہذا کی ڈگمگاتی [illegible] [illegible] کشتی کو . . . . . . ساحل [illegible] اگرچہ اس وقت آپ سکول ہذا کی مینیجری سے سبکدوش [illegible] ہیں لیکن پھر بھی وہ دلی ہمدردی اور قلبی تڑپ [illegible] سکول ہذا کی بہتری کے لئے آپ کے . . . سینہ میں [illegible] کبھی [illegible] ہی [illegible] اور آئندہ بھی ہم ویسی ہی [illegible] [illegible] سعادت [illegible] دلی ہمدردی اور قلبی [illegible] [illegible] ہوئے اس وقت آپ کو الوداعی ایڈریس [illegible]

پیش کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں۔ کہ آئندہ سکول ہذا ہمارے مکرم و معظم ھیڈ ماسٹر جناب سید تاج حسین صاحب بخاری بی۔ اے کی زیر نگرانی بہتر اور عمدہ طریق پر چلے گا۔ اور سابقہ جتنے سقم اور نقائص رہے، صرف غلط کی طرح مٹا دئے جائینگے۔ اور ہر طور پر سکول ہذا کی بہتری کی تجاویز عمل میں لائی جائیں گی . . . . .
. . . . تاکہ دشمن اور حاسد کی نظر بھی خیرہ و تیرہ و تار ہو اور اسے بھی حرف گیری . . . .
. . . کا موقع نہ ملے۔ آخر پر نہائت عاجزی سے درد مندانہ عرض پر اس سچے علیم کے حضور جاری دعا ہے۔ کہ ہمارے ارادوں میں استقلال بخش۔ اور اس سکول کی بہتری اور بہبودی کے سامان عطا فرما تاکہ نخل تمنا بار مراد حاصل کرے۔ آمین ثم آمین۔

اخیر پر ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ نئے منیجر صاحب اپنے فرائض کو نہائت تندہی اور سرگرمی سے انجام دینگے۔ اور اپنی ہر دلعزیزی . .
. . . . . کا سکہ اساتذہ اور طلباء کے دلوں میں بٹھائینگے والسلام

خاکساران اساتذہ مسلم ہائی سکول بڈھوبہی

جواب ایڈریس منجانب چوہدری غلام حیدر خانصاحب رئیس اعظم بڈھوبہی

مکرم ھیڈ ماسٹر صاحب محترم اساتذہ صاحبان اور عزیز ہمہ برادر طلباء صاحبان

آپ صاحبان نے جس قدر میری عزت افزائی کی ہے۔ اس کا میں ہرگز اہل نہ تھا۔ مگر جس خلوص دل سے آپ نے میری ناچیز خدمات کا اعتراف فرمایا ہے۔ اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپکا اظہار محبت جو نہائت شان و شوکت سے ادا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا سکول کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے قلیل تنخواہوں پر رہکر میرا ساتھ دینا۔ اور پھر اپنے فرائض منصبی میں نہائت مستعد اور ہمہ تن معروف رہنا جو اعلےٰ افسران محکمہ تعلیم . . . کے ریمارکس لاگ بک سے عیاں ہے۔ اظہر من الشمس ہے۔ کہ میں ان خدمات کو اور اس درد دل اور ایثار و قربانی کو ہمیشہ بصد شکریہ یاد رکھونگا

مجھے ایک افسوس ضرور ہے۔ کہ میں آپ کی خدمات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کے لئے معقول ترقیات کی رپورٹ انجمن میں نہ کر سکا۔ اور ان صاحبان کی طرف سے نادم ہوں جن کو اس سلسلہ میں بھی منسلک نہ کر سکا۔ مگر اس وعدہ تعلیم کی عدم کفایتی چندہ جو کہ پر مبنی تھی۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں انشاء اللہ کچھ عرصہ کے بعد معقول ترقیوں کی کوشش کرونگا۔ گو منیجر کی حیثیت میں نہیں۔ تاہم جنرل کونسل کے ممبر ہونے کی حالت میں ہی سہی۔ جس بہر صورت آپ کی امداد کرنے کے قابل ہوں۔ آپ صاحبان کو میرے مستعفی ہونے کا رنج ضرور ہے۔ لیکن میرے خانگی امورات کا تقاضہ مجھے مجبور کیئے ہوئے تھا۔ میں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مجھے آپکی اور چند رؤسا کی امداد سے خدمات قوم میں کافی موقع اور حصہ ملا ہے۔ جس کے ملنے میں فخر بھی کروں تو بجا ہے۔ آپ لوگوں کی اعانت ہی سے میں نے اس درسگاہ کو درجہ . . . تکمیل تک پہنچایا ہے۔ گو بعض اوقات حالات۔ واقعات تاثرات۔ و حوادثات میرے راستے میں غیر معمولی طور پر روڑا اٹکاتے رہے۔ تاہم میں نہائت ہی ثابت قدم رہا۔ اور اب یہ درجہ مڈل تک ریکگنائزڈ سکول جس کو گرانٹ بھی مل رہی ہے۔ نہائت عظیم الشان کامیابی کے بعد حوالہ انجمن کرتے ہوئے ھیڈ ماسٹر صاحب سید تاج حسین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ کہ اس سرسبز پودے کو مع تنظیم ی انتہائی منزل تک پہنچائیں گے شفقت اور محبت کے بہتے ہوئے پانی سے سینچیں گے۔ تاکہ یہ آپ کے واسطے اور قوم کے لئے اعلےٰ نمونہ پیش کر سکیں۔ اور اس کا حصول محض یگانگت سے ہی ہو سکتا ہے۔ جس کی مجھے آپ کی قابلیت۔ لیاقت رحم اور شرافت خاندانی سے . . . . توقع ہے۔ میں رو برو سامنے بھی کہتا ہوں۔ کہ جس طرح شروع میں آپ نے اس پودے کو سرسبز کرنے کی سعی فرمانے میں دریغ نہیں کیا۔ آئندہ بھی اپنی مالی امداد دینے اور نظر عنائت فرماتے رہا کریں گے۔ اس میں پھر آپ سب صاحبان حاضرین جلسہ و سکول کے عزیز بچوں کا نہائت ہی خلوص دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں والسلام

خاکسار غلام حیدر خان

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دیں۔ بغیر اس کے تعمیل ارشاد محال ہے۔

منیجر

المفتی

نقل - استفتاء۔

اگر کسی عورت کو اس کا خاوند زبانی طلاق دے دے، اور عملاً اپنے گھر سے خارج کر دے تا حیات تقریباً چالیس سال تک تعلق زوجیت کو قطعاً وابستہ نہ کیا ہو، اور یوم طلاق سے تا وفات (خاوند) عورت اپنے والدین کے گھر میں رہتی ہو، اور خاوند مرتا ہوا کہہ جاوے کہ میں نے اس کو طلاق دیا ہوا ہے، میرا کوئی تعلق اس سے نہیں ہے، تو کیا وہ عورت بعد فوتیدگی اس شخص کے اس کی جائیداد پر قابض ہو سکتی ہے، یا نہیں،

خاکسار احمد حسین از مقام سنام ریاست پٹیالہ۔

ھو المصوب للسداد

چونکہ زوجین کا استحقاق ایک دوسرے کے ترکہ میں منوط بقیام نکاح ہے، لہذا مطلقہ بروئے آیت نمبر ۲ رکوع ۲ مندرجہ سورۃ نساء اپنے سابق خاوند متوفی کے ترکہ کی مستحق نہیں ہو سکتی، کیونکہ مطلقہ پر عرف شرعی میں زوجہ کا اطلاق صحیح نہیں ہو سکتا، کہ یہ مما وجہ محولہ صدر کی یہی مراد ہے، کہ بحالت وفات زن یا شوہر ان کے مابین بقاء نکاح ضروری ہے

واللہ اعلم بالصواب ۲۶ - جنوری ۱۹۲۴ء

خاکسار، دستخط عبدالستار، احمدیہ بلڈنگس لاہور

دینی تعلیم کا انتظام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اشاعت اسلام کلاس کھولی ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کو تبلیغ اسلام کے لئے تیار کیا جاوے، دو سال تعلیم دی جاوے گی، اور مطالعہ کے واسطے جو کورس تیار کیا گیا ہے، اس میں سے گذر کر ایک طالب علم اس قابل ہو جاوے گا، کہ اسلام کی حقانیت پیش کرنے میں ہر ایک مذہب کے بڑے سے بڑے عالم کو بھی لاجواب کر سکے،

قرآن کریم مکمل تفسیر کے ساتھ پڑھایا جائے گا، علم حدیث سے بھی واقفیت کرائی جاوے گی، ہندو مذہب، عیسائیت، تاریخ اسلام اور اسلامی فلاسفی اور علم الکلام کا ضروری حصہ کورس میں رکھا گیا ہے،

معلمین میں ایک صاحب عربی کے متبحر عالم ہیں، ایک مولوی صاحب جامع ازہر سے سند حاصل کرکے حال ہی میں لاہور تشریف لائے ہیں، علاوہ ازیں مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی بھی ہندو مذہب کی تعلیم کے واسطے وقت دیتے ہیں،

یہ ایک نادر موقعہ ہے، امید ہے علم دوست احباب اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری انجمنیں بھی اگر پسند کریں، تو اپنے طالب علم بھیجکر مبلغ تیار کرا سکتی ہیں، لیکن طالب علم کم از کم انٹرنس تک تعلیم رکھتے ہوں،

خاکسار، ظہور احمد جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اعلان

بستی اقوام جرائم پیشہ چک نمبر ۲۷/۲ ب احمد پور منٹگمری کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جو پرائمری مدرسہ کے طلباء کو تعلیم دے سکے، اور اس کی بیوی بطور معلمہ کے لڑکیوں کو تعلیم دے سکے، یہ شرط ضروری ہے، درخواستیں بہت جلد میاں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنی چاہئیں،

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ گجرات

معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بابت جنوری ۱۹۲۴ء

(۱) چندہ ماہوار جماعت گجرات برائے ماہ جنوری
(۲) اہلیہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب برائے اشاعت اسلام عطیہ
(۳) ڈاکٹر نور الحسن صاحب . . . . . صدقہ
(۴) شیخ امانت علی صاحب تحصیلدار مسجد برلن
(۵) قیمت ینابیع المسیحیت مجلد معہ محصولڈاک

تفصیل چندہ ماہوار جماعت گجرات برائے ماہ جنوری

(۱) شیخ فضل الٰہی صاحب ای۔ اے سی
(۲) چودھری محمد حسن صاحب پلیڈر چندہ ماہ دسمبر
(۳) مرزا اکرم بیگ صاحب
(۴) رو سرور بیگ صاحب
(۵) نظام الدین صاحب
(۶) کرم الٰہی صاحب
(۷) محمد حسین صاحب ورق ساز
(۸) حافظ علم الدین صاحب

میزان
میزان کل

شکریہ احباب

جلسہ سالانہ سے قبل احباب کی خدمت میں بغرض وصولی چندہ اشاعت اسلام رسیدکیں روانہ کی گئی تھیں، جن کے ذریعہ مندرجہ ذیل احباب نے چندہ وصول کرکے روانہ فرمایا ہے، اور ابھی کا پیاں اکثر اصحاب کے پاس ہیں، امید ہے، مزید چندہ فراہم کرکے شکر گذاری کا موقعہ عطا فرماویں گے جزاھم اللہ خیرا

(۱) بابو جلال احمد صاحب لاہور
(۲) ماسٹر انعام احمد صاحب فورٹ سنڈیمن
(۳) سید امیر علی شاہ صاحب کوٹ مومن
(۴) ڈاکٹر غلام مجتبےٰ صاحب کہالڈا
(۵) میرزا عنایت اللہ بیگ صاحب گورداسپور
(۶) حافظ محمد بخش صاحب چک ۴ اوکاڑہ
(۷) مولوی عزیز بخش صاحب ڈیرہ غازیخاں
(۸) منشی وزیر احمد صاحب میڈیکل کالج لاہور
(۹) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گوجرات
(۱۰) شیخ محمد یوسف صاحب قلات
(۱۱) بابو احمد الدین صاحب کامیہ
(۱۲) ڈاکٹر نبی بخش صاحب لاہور
(۱۳) مولوی محمد طاہر صاحب
(۱۴) منشی . . . صاحب . . .
(۱۵) ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ
(۱۶) بابو . . . بخش صاحب منٹگمری
(۱۷) چودھری اللہ داد خان صاحب خانیوال
(۱۸) بابو محمد رمضان صاحب لاہور

سید محمد حسین شاہ جنرل سکرٹری

تازہ خبریں

ہندوستان

بمبئی میں کارخانوں کی ہڑتال

بمبئی یکم فروری۔ کل شام مزدوروں کے دو جلسے منعقد ہوئے ایک جلسے میں مسٹر تجیر کر سکرٹری کا گرمنواد ھک سبھا نے کہا کہ سالانہ امتحان کے لئے قانونی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کارخانہ داروں کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ وہ انعام دیں یا نہ دیں۔ اس سوال کو آئینی طور پر حل کرنے کے لئے اٹھائینگی۔

دوسرے جلسے میں مسٹر جوزف بپٹسٹا مسٹر این ایم جوشی اور دیگر رہنماؤں نے تقریریں کیں اور کہا کہ ۱۹۲۳ء کے لئے انعام کا مطالبہ واجب اور درست ہے۔ گورنر صاحب پنچائت مقرر کریں اور جس وقت پنچائت کا تقرر عمل میں آجاوے تمام مزدور کام پر چلے جاویں بعض عمال نے کہا۔ کہ جب تک انعام نہ ملے کام نہیں کرنا چاہیے

زیادہ وظیفہ کا مطالبہ

ناگپور کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ایمپرس ملز کے ملازم زیادہ وظیفہ مانگتے ہیں اور کام کرنا بند کر چکے ہیں۔

لوبہ ٹیک سنگھ میں مسٹر گوردتا رام جی کی واپسی

مشہور رہنما دمہ وطن ماسٹر گوردتا رام جی وکیل دو سال کی میعاد اسیری ختم کر کے زندان ڈیرہ غازی خاں سے یہاں تشریف لائے بخشی رجائن داس جی کے اہتمام سے چوک غلہ منڈی میں زیر صدارت لالہ بھگوانداس جلسہ منعقد ہوا۔ ماسٹر جی کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اور اس کے بعد ان کی مسلسل اور طویل تقریر ہوئی۔ جس میں انہوں نے ایام قید و بند کی مفصل کیفیت سنائی۔ آخر میں مہاتماجی کی رہائی کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

ایک جوشیلے مہاشہ جی نے جو کہ حد درجہ کے متعصب آریہ ہیں شدھی اور سنگٹھن پر تقریر کی اور ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

ایک بلدیہ کے خود دار ارکان

مدراس یکم فروری۔ پولیاچی وڈامیلور کا ایک پیغام مظہر ہے کہ بلدیہ کے صدر نے مہاتما گاندھی کی رہائی کے لئے استدعا کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہیں دی ارکان بطور احتجاج جلسے اٹھ کر چلے گئے۔

اسیران محترم کی خدمت میں سپاسنامے

کانپور یکم فروری۔ کل رات بلدیہ ارکان پور نے پنڈت گنیش شنکر ودیارتھی اور حضرت مولانا نثار احمد کی خدمت میں سپاسنامے پیش کئے۔

بلدیہ احمد آباد میں ارکان موالات کی فتح

احمد آباد یکم فروری۔ ارکان بلدیہ کا انتخاب ختم ہو گیا اکثر نشستوں میں جو نشستیں پر حامیان ترک موالات نے قبضہ جما لیا ہے۔

بہار و اوڑیسہ کونسل

پٹنہ ۳۱ جنوری۔ بہار و اوڑیسہ کی لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس ۱۳ فروری کو شروع ہوگا۔ اور چار دن میں میزانیہ پیش ہوگا عام امور بحث کے لئے ۱۳ مارچ کو پھر اجلاس ہوگا۔

شہر راولپنڈی کے مسلمانوں سے استدعا

شہر راولپنڈی میں جامع مسجد کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی مسجد واقع ہے کہتے ہیں کہ اس مسجد کے ساتھ کافی جائداد موقوفہ موجود ہے۔ کسی غیر مسلم نے اس کے نزدیک مکان بنایا اور مسجد کی شکستہ حالت دیکھ کر کچھ حصہ دبا لیا ہے۔ مسلمان راولپنڈی سے استدعا ہے کہ تحقیقات کر کے مفصل کیفیت ارسال فرمائیں۔

چاقو چلانے کا مقدمہ خارج

لاہور یکم فروری آج لالہ متھرا داس پوری آنریری مجسٹریٹ نے اس مقدمہ کا جو محمد حسن اور کنج لعل کے خلاف دالو چکنہ نے زیر دفعہ ۳۲۴ تعزیرات ہند چاقو چلانے کے الزام میں دائر کیا تھا۔ فیصلہ سنا دیا دونوں ملزم بری کر دیئے گئے۔

غیر ممالک

سابق صدر امریکہ مسٹر ولسن کی وفات

لندن۔ ۳ فروری مسٹر ولسن فوت ہوگئے۔

واشنگٹن یکم فروری۔ ڈاکٹروں کی اطلاعت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسٹر ولسن نے رات بڑی بے چینی میں گذاری اور ان کی طاقت زائل ہو گئی رات ہی میں یکایک حالت ابتر ہو گئی۔ ڈاکٹر اس حالت کو نہایت نازک خیال کرتے ہیں۔

واشنگٹن ۲۰ فروری مسٹر ولسن کے حواس اب تک قائم ہیں لیکن وہ نہایت کمزور ہوگئے ہیں۔

بعد کی خبر

ایوان متمدین نے اظہار احترام کے طور پر اپنا اجلاس ملتوی کر دیا ہے۔ تمام ملک اس خبر سے سکتہ میں ہے کہ اس کی موت کا وقت بہت قریب ہے۔

واشنگٹن ۲۰ فروری آج صبح مسٹر ولسن کی حالت نازک رہی ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ اس کی حالت بتدریج بدتر ہو رہی ہے

لندن ۳۰ فروری واشنگٹن کے پیغامات مظہر ہیں کہ سابق صدر کی حالت بتدریج خراب ہو رہی ہے اور وہ گھڑی دو گھڑی کا مہمان ہے۔

تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ اس کے قلب کی حرکت کمزور ہو رہی ہے۔ اور وہ تقریباً بالکل نڈھال ہو گیا ہے

لندن کے اکثر اخبارات نے اس کی وفات کا عہد ساز الفاظ میں ذکر ہے

آبزرور

اس کی وجہ سے دنیا کو اپنی صحیح حالت کا اندازہ ہوا اور بین الاقوامی معاملات کے متعلق جدید معلومات حاصل ہوئی

سنڈے ایکسپریس نے لکھا ہے کہ ابراہیم لنکن کے بعد سب سے بڑا امریکن تھا وہ موسیٰ کی طرح ناکام رہا کیونکہ اسے اجازت نہیں دی گئی وہ یورپ کی موجود عالم کی طرف رہنمائی کرتا۔

بولشویکوں کی زبردست فتح

لنڈن یکم فروری۔ برطانیہ عظمیٰ نے سوویٹ روس کو تسلیم کر لیا۔

لینن کی خبر جس یادداشت میں متذکرہ صدر خبر ہے اس میں حکومت روس کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ جلد از جلد لنڈن میں اپنے نمائندے روانہ کر دے جنہیں مکمل اختیارات حاصل ہوں تاکہ اس قسم کے معاملات کے متعلق بحث و تحقیق کی جائے موجودہ معاہدے۔ باہمی مطالبات کا تصفیہ برطانیہ کا مسئلہ روس جنگی معاہدہ کی تجدید تاکہ مکمل معاہدے کے لئے اصول ساری طے کئے جائیں

حکومت عمال کی حکمت عملی

لنڈن یکم فروری۔ آج مسٹر رونلڈ میکنیل نے ایک تقریر کے دوران میں ان مشکلات کا تذکرہ کیا جو حکومت عمال کو اپنی حکمت عملی پر کاربند ہونے میں درپیش ہیں اس نے کہا کہ مسٹر میکڈانلڈ اپنے کو اس قدر پھانس چکے ہیں کہ اسے برطانی مفاد یا اور کسی بات کو سوچے سمجھے بغیر حکومت روس کو تسلیم کرنا ہوگا مسٹر میکنیل نے امید ظاہر کی ہے کہ مسٹر میکڈانلڈ اپنی تجویز کے مطابق فرانس کے متعلق دوستی کی حکمت عملی اختیار کریگا اگر اس نے ایسا کیا تو قدامت پسند ہماری اعانت کریں گے۔ فرانس سے یہ توقع رکھنا حق و انصاف پر مبنی نہیں کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے صرف جمعیتہ الاقوام پر بھروسہ کرے

ہمیں معاہدہ پر اعتماد کرنے کے ساتھ ہی اپنی بارود خشک رکھنی چاہیے۔ تاوقتیکہ ہم ضمانت کے متعلق فرانس کے زاویہ نظر کو سمجھ لیں۔ انگریزی اور فرانسیسی تعلقات کی بہتری کی توقع لاحاصل ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے پاک کلمات

جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے، حضرت مسیح موعود کے مبارک کلمات کے سننے اور بیان کرنے والے بزرگ دنیا سے کم ہوتے جا رہے ہیں، اسی طرح وہ اخبارات و اشتہارات بھی نایاب ہوتے جا رہے ہیں جن میں آپ کے پاک کلمات محفوظ ہیں۔ الفضل خدا احمدی جماعت روز افزوں ترقی پر ہے۔ اس لئے اس بات کی سخت ضرورت تھی، کہ حضرت اقدس کے کلمات کو محفوظ کر لیا جائے۔ تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں میں مسیحائی کا کام کر سکیں، ان کلمات نے ہزارہا مردہ مسلمانوں کو از سر نو زندہ کیا، اور مسیح ہادی کا یہ معجزہ قیامت تک رہے گا، ہم نے ان متفرق کلمات کو کتابی صورت میں شائع کرنا شروع کر دیا ہے، پہلی جلد پونے چار سو صفحہ کے قریب چھپ چکی ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے پاک کلمات کو جو ۱۹۰۱ء تک تاریخوار جمع کر دیا گیا ہے، صرف پانچ سو جلدیں چھپوائی گئی ہیں، قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ (دو روپیہ)، ہے اگلی جلدیں بھی انشاء اللہ جلد شائع ہوں گے۔ انداز و وہ خاص جماعت سے مطالبہ موجود ہے جلد درخواستیں نہ کرنے والے مایوس ہونگے۔

دیگر نایاب کتب

الہامات مسیح موعود معہ مکاشفات ہر دو حصہ	۱۲
واقعات صلیب اردو	۱
ر ر عربی	۱۲
قرآن میں اردو	۱
[illegible]	۳
نماز ترجمہ اردو	۱

درخواستیں بنام مہتمم صاحب دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

حمامۃ البشریٰ اور تحفہ بغداد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصانیف ایک عرصہ سے نایاب تھیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس وقت تک مسئلہ اردو کتب حضرت مسیح موعود کی تصانیف میں سے شائع کر چکی ہے جن میں سے سولہ کتابیں سلسلہ تصنیفات احمدیہ کی پانچ جلدوں میں شامل ہیں اور ایک کتاب علیحدہ شائع ہوئی ہے۔ آج کل اس سلسلہ کی چھٹی جلد زیر طبع ہے۔ اس میں تمام عربی کتابیں ہونگی۔ جن میں سے دو کتابیں کا نام اس مضمون کے سر پر دیا ہے چھپ کر تیار ہوگئی ہیں۔ ان ہر دو کتب میں حضرت صاحب نے مصر، شام، عراق، عرب وغیرہ کے علماء و صوفیا اور دیگر اشخاص کو تبلیغ کی ہے۔ جو احباب عربی جانتے ہیں ان کے لئے ان کتب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ بالا علاقوں میں ان کتابوں کو اگر مفت شائع کیا جائے تو انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی ہمارے دوست ان علاقوں میں ہیں۔ وہ ان کتابوں کو منگوا کر مفت شائع کریں۔ اگر کوئی دوست تبلیغ اسلام میں حصہ لینے کی نیت سے ان کتابوں کے کچھ نسخوں کی قیمت ہمیں بھیجدیں۔ تو ہم ان کتابوں کے مفت شائع کرنے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ حمامۃ البشریٰ کی قیمت عہ و تحفہ بغداد کی ۸ر ہے۔

تمام درخواستیں بنام مہتمم دار الکتب اسلامیہ

احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہیئے

مفصل فہرست کتب۔ دو پیسے کا ٹکٹ وصول ہونے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

مجلس وضع آئین کا اجلاس

دہلی۔ ۸ ر فروری۔ مسٹر رنگا چاریہ آئر نے مباحثہ شروع کیا۔ آپ نے ستمبر کی رتبہ عطا کرنے کے لیئے فوری تدابیر اختیار کرنے کی قرار داد پیش کی تھی۔ آپ نے یہ امر واضح کر دیا کہ فوجی معاملات اور خارجی اور سیاسی تعلقات خارج کیئے جا سکتے ہیں اور کہا کہ میرا منشا یہ ہوں۔ کہ داخلی معاملات میں جن میں قانون اور امن بھی شامل ہے مکمل ذمہ داری منتقل کر دی جائے۔ میرے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کہ کسی کانفرنس کا کمیشن تحقیقات کرے۔

سر مالکم ہیلی نے جواب دیتے ہوئے بیان کیا کہ حکومت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے اصول سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ جس میں قرار دیا گیا کہ برطانی ہند کو بتدریج ذمہ دار حکومت دی جاوے ہر کیف حکومت ہند مقامی حکومتوں سے اس کے عیوب و نقائص کے متعلق مشورہ کرنے اور اس پر غور و خوض کرنے کو طیار رہے۔ دورہ ہند سے اجازت طلب کرے گی۔ کو مجوزہ تجاویز پر مجلس میں مکمل بحث و تمحیص کی جائے اور وہ پارلیمنٹ میں قطعی منظوری کے لیئے اس کے بعد پیش کی جائیں۔

پنڈت موتی لال نہرو کی ترمیم

پنڈت موتی لال نہرو نے اپنی گول میز کانفرنس کی ترمیم پیش کی تاکہ وہ مکمل ذمہ دار حکومت کی سکیم مرتب کر کے جدید مجلس وضع آئین کے روبرو پیش کرے۔ اور اس کے بعد وہ منظوری کے لیئے برطانی پارلیمنٹ کے روبرو پیش کیجائے انہوں نے کہا۔ کہ ملک میں سوراج کا حقیقی [illegible] اور اسکا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ تو ذمہ دار حکومت کا قیام ضروری ہے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کا مقصد متناقض ہے اور اس نے ہندوستانیوں کو ذمہ دار حکومت مکمل حقوق دینے سے انکار کر کے سخت بے انصافی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری تجویز فی الفور ذمہ دار حکومت دی جائے۔ بلکہ کانفرنس یا کسی نمائندہ جماعت سے کہا جائے۔ کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ پر نظر ثانی کرے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ کوئی دستور اس وقت تک دستور و آئین کہلانے کا مستحق نہیں۔ جب تک باشندگان ملک اس کا مسودہ تیار کرنے میں کوئی حصہ نہ لیں۔

ہم تم سے اتحاد عمل کرنے کو یہاں آئے ہیں۔ (صدائے تحسین) لیکن اگر تم ہماری نہ سنو گے تو ہم مردانہ اپنے حقوق پر جمے رہیں گے۔ اور ترک موالات کو نہ چھوڑیں گے۔ ہم برائی کو مٹانے آئے ہیں۔ اور قانون اصلاحات ایک بری چیز ہے۔

سر کیمبل روڈس نے کہا کہ بنگال ان تازہ جرائم کے بعد ذمہ داری کے قابل نہیں۔ برطانی پارلیمنٹ آخری ثالث ہے اور مزید ترقی کا انحصار لوگوں کے اشتراک عمل پر ہے۔

ڈاکٹر گور نے کہا۔ کہ ہوم ممبر کا اعلان مایوس انگیز ہے اور وہ کسی طرف رہنمائی نہیں کر سکتا۔ مسٹر ایم اے جناح نے ڈاکٹر گور کی موافقت نہ کی۔ انہوں نے تسلیم کر لیا۔ کہ حکومت نے قانون اصلاحات کے تبصرہ پر رضامندی ظاہر کر کے بڑی رعایت دی ہے لیکن انہے طریق کار سے اختلاف ہے۔ محکمہ کی تحقیقات سے اتنا اعتماد پیدا نہ ہوگا جتنا گول میز کانفرنس سے ہوگا۔ مسٹر سوائیر کی تقریر کے بعد ہوم ممبر کی تجویز پر چہارشنبہ تک اجلاس ملتوی کیا گیا۔

اجمیر میں ہوے

دہلی۔ ۸ فروری۔ آج اجمیر کی پولیس کے ملازم حومن قاضی دہلی کے فساد کے ملازموں کی معیت دفتر خلافت میں آئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اجمیر کے حکم سے انہوں نے دفتر کی تلاشی لی۔ ادر اجمیر اور دہلی کے مجلس خلافت کے معتمدوں کے درمیان ہوہ کے متعلق خط و کتابت کی تلاش کرتے رہے۔ دونوں معتمد تشریف رکھتے تھے۔ پولیس ناکام واپس چلی گئی۔ کوئی کاغذ ہاتھ نہ آیا۔ زمیندار

انتخاب بلدیہ لاہور

لاہور۔ ۸ ر فروری۔ ہندو سبھا [illegible] نے حوزہ ہندو امیدواروں کو نامزد انہوں نے فیصلہ لیا ہے کہ وہ آئندہ انتخاب بلدیہ مقاطعہ کریں گے۔

چلتی گاڑی میں چوری

سکندرآباد۔ ۶ ر فروری ایف آگ والے اور ہتھونی ڈیوڈیل والے کو چلتی گاڑی میں چوری میں مجرم قرار دیا گیا۔ ولیم سن کو ایک دن کی قید اور تین سو جرمانہ ہوڈسن کو تین جرائم میں ڈیڑھ سو روپیہ جرمانہ اور دو دن کی قید ہوئی۔

لفٹیننٹ کرنل کالنز بری کر دیئے گئے

بمبئی ۶ ر فروری۔ لفٹیننٹ کرنل کالنز پر دھوکا دینے کے مقدمات چلائے گئے تھے۔ ایک جیوری نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ لفٹیننٹ کرنل مجرم نہیں ہے۔ جسٹس کرنے انہیں بریت کا حکم سنا دیا ہے۔

غیرممالک

معاہدہ صلح ہمدان بازگشت

ڈیلی ٹیلیگراف کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر لائیڈ جارج نے وہ کاغذات دفتر خارجہ کو واپس دے دیئے ہیں جن کا صدر جمہوریہ امریکہ اور موسیو کلشیبو کے باہمی معاہدہ سے تعلق ہے۔

فرانسیسی دفتر خارجہ کو اطمینان ہو گیا ہے اور اب بحث و تمحیص بند کر دی گئی ہے۔

بولشویک حکومت کا مخلصانہ جواب

لندن۔ ۸ ر فروری۔ ڈیلی ٹیلیگراف رقمطراز ہے کہ بالشویک حکومت نے برطانی حکومت کا جواب نہایت مخلصانہ انداز میں دیا ہے جمہوریہ روس اس امر کے لیئے تیار ہے کہ لندن میں کانفرنس کا اجلاس ہو۔ موسیو راکوسکی سفیر مختار لندن مقرر ہوئے ہیں

بولشویک [illegible] کی خاطر مدارات

اس معاہدہ سے سیاسی تعلقات حقیقی طور پر قائم ہو گئے حکومت اٹلی نے اپنا سفیر مقرر کر دیا ہے جو ماسکو میں مقیم ہے

یورپ کی خطرناک عورت مر گئی

اکسفورڈ ۸ ر فروری۔ سیڈم مارگیوسٹ ہو فرانسیسی سوشلسٹ خاتون لندن کے ایک ہوٹل کے کمرہ میں مردہ پائی گئی۔ دل کی حرکت بند ہونے سے موت وقوع پذیر ہوئی ہے

کہتے ہیں کہ اس خاتون نے پاس مقامات میں ہڑتال کرائی ہے۔ اٹلی کے سرکاری وکیل نے کہا تھا کہ یہ عورت یورپ بھر میں سب سے زیادہ خطرناک عورت ہے یہ خاتون فساد بپا کرنے کے جرم میں کئی ملکوں میں قید رہ چکی ہے۔

مصر میں حکومت کی نوازشیں

قاہرہ ۸ فروری۔ اخبارات حکومت برطانیہ کے اس رویہ پر اظہار استحسان کر رہے ہیں کہ اس نے زاغلول پاشا کی درخواست قبول فرمالی اور مصر کے ان افراد کو رہا کر دیا جنہیں فوجی عدالتوں نے مجرم قرار دیا تھا عفو عامہ سے وہ حضرات مستفیض نہیں ہوئے ہیں۔ جن کی رہائی اس عامہ کے لیئے خطرناک ہے۔ یہ حضرات ابھی تک قید خانوں میں ہیں

کابینہ وزارت اور ہندوستان

لندن۔ ۸ ر فروری۔ اخبار سٹیٹسمین کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ کابینہ وزارت میں مسئلہ ہندوستان پر جس قدر بحث و تمحیص ہوئی ہے اس ذمہ دار حکومت خود اختیاری کیطرف کسی قسم کے اقدام کا فیصلہ نہیں کیا گیا قانون حکومت ہند کے رو سے طے شدہ میعاد سے پہلے کسی قسم کی ترقی نہ ہوگی۔

کابینہ نے صرف بعض انتظامی اور عدالتی امور پر غور کیا ہے جن کی طرف حکومت ہند نے اس کی توجہ کو مبذول کرایا تھا۔ ایک ایسے شخص نے جس کا بیان اس مسئلہ کے متعلق فیصلہ کن خیال کیا جا سکتا ہے۔ بیان کیا کہ ہندوستان کے انتہا پسندوں کی کوششوں سے اصلاحات دینے میں کسی قسم کی سرعت روی پیدا نہ ہوگی۔

وزیر اعظم سے سفارش کی گئی ہے۔ کہ ایک ہندوستان ایک شاہی وفد بھیجا جائے۔ مسئلہ کینیا کے متعلق حکومت کے فیصلہ کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔

جرمنی اور فرانس

پیرس۔ ۸ ر فروری۔ موسیو پائنکارے نے پانچ فروری کو جرمنی کی یادداشت کا جواب لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ریش کے موجودہ وعدوں کا ثبوت مفقود ہے جو فرانس معاہدات پر عمل پیرا ہو رہا ہے۔ اور وہ جرمنی کے اندرونی معاملات میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ اس لیئے وہ حکومت جرمنی کے ساتھ اس کے داخلی معاملات کے متعلق گفت و شنید نہیں کریگی

جنوبی افریقہ میں اظہار مسرت

[illegible] ہندوستان نے دکانیں بند کیں جلسہ عام منعقد ہوا رہائی پر اظہار مسرت کیا گیا۔ اور دعا کی گئی کہ گاندھی جی کو خدمت مادر وطن کے لیئے عمر طویل عطا ہو۔

گودیوں میں کام کرنیوالوں کے مطالبات

لندن۔ ۸ فروری۔ جہازوں کی گودیوں میں کام کرنے والوں کے مطالبات کچھ نہ کچھ منظور کیئے جانے لگے ہیں دو شلنگ کا اضافہ کر دیا جائے گا امید ہے کہ ہڑتال نہیں ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۴ رجب المرجب ۱۳۴۲ھ نمبر [illegible]

اسلام اور مسیحیت

(۳)

گذشتہ اشاعت میں ہم بتا چکے ہیں کہ بلاد اسلامیہ میں عیسائیت کی سو سالہ جد وجہد کے باوجود ڈاکٹر زویمر جیسے دشمن اسلام کو آخرکار اعتراف کرنا پڑا کہ اس سو سال کے اندر مسیحیت کو قطعاً ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے،

آؤ ہم دیکھیں کہ انگلستان میں جہاں سے بقول معاصر نورافشان خواجہ صاحب کو مایوس اور شکست خوردہ ہو کر واپس آنا پڑا ہے، مسیحیت کا کیا اثر ہے، اور اس مذہب کو جسے بنی نوع انسان کی نجات کا علمبردار کہا جاتا، اور دنیا جہان کو اس کی طرف بلایا جاتا ہے، اہل انگلستان کیا سمجھتے ہیں، اور خود حضرات پادری کے نزدیک وہ کیا درجہ اور اثر رکھتا ہے،

جنگ سے پہلے انگلستان میں کیا حال تھا، بشپ آف ڈرہم بار ہا اپنے لیکچروں میں اس بات کو دہراتے رہے ہیں کہ:۔

"مسیحیت کا اب وہ غالب اثر باقی نہیں رہا جو صدیوں سے مہذب انسانوں کے خیالات پر چلا آتا تھا"

[illegible] جنگ سے بعد [illegible] تو بہت [illegible] سمجھا جاتا تھا لیکن جنگ [illegible] پر جو اثر کیا اور مسیحیت کے لئے نہایت ہی [illegible] ہے جب وہ مسیحیت کے محبت آمیز پیغام، اس کے صلح کل اصولوں اور عدم تشدد و عدم مقاومت کی تعلیم کو ایک طرف رکھتے ہیں، اور جنگ یورپ کے ہولناک واقعات کو جو مسیحی کہلانے والی اقوام سے سرزد ہوئے دوسری طرف، تو وہ حیران رہ جاتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کا قول اور فعل کیوں برابر نہیں؟ "خدا محبت ہے" کی تعلیم اب ان کے لئے چنداں موثر نہیں، انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، کہ کروڑہا انسان اس جنگ عظیم میں توپ و بندوق کا نشانہ بنا دیئے گئے، ہزارہا خاندان تباہ و برباد اور ویران ہو گئے۔ لاکھوں مائیں اپنے بچوں کو ان کی جوانی کے عالم میں کھو بیٹھیں، بے شمار چھوٹے چھوٹے بچے اور ان کی مائیں اپنے باپ اور خاوندوں سے محروم کر دی گئیں، اور دنیا نے کرب و ابتلا اور رنج و مصیبت کا وہ سماں دیکھا، کہ الامان والحفیظ، ان واقعات نے ان کے دلوں پر گہرا اثر پیدا کیا ہے، اور وہ اس قسم کے سوالات کرنے میں حق بجانب ہیں، کہ خدا نے بدی کو کیوں پیدا کیا؟ مسیحیت کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں، جس مذہب کا یہ عقیدہ ہو کہ جناب مسیح ہمیں گناہوں سے چھڑانے یا ہمارے لئے کفارہ ہونے آئے تھے، اور ہم خود اپنی صلیب کو اٹھانے والے نہیں، وہ انسان کی بداعمالیوں اور ان کے بدنتائج کا کیا جواب دے سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جنگ کے ہولناک واقعات کو دیکھ کر اور تو اور خود حضرات پادریوں میں سے بھی بہت سے ایسے ہیں، جن کا ایمان متزلزل ہو چکا ہے اور ان کے خیالات میں مسیحیت کا ذرا بھی اثر نہیں، بلکہ زیادہ تر وہ اسلام کی طرف مائل ہیں، جس کی تشریح کسی دوسرے موقعہ پر کی جائے گی، انشاءاللہ

صرف خیالات ہی کا یہ حال نہیں، بلکہ عملاً بھی کثیر التعداد لوگ عیسائیت سے بیزار ہیں۔ لارڈ بشپ آف لنڈن نے ایک انتظامی سکیم کی تائید کرتے ہوئے بتایا ہے کہ:۔

"شہر لنڈن میں ۹۴ گرجے ہیں، جن میں ۹۴ پادری صاحبان ہر اتوار کو نماز پڑھتے ہیں، لیکن وہاں بعض گرجوں میں نمازیوں کی تعداد صرف تک محدود ہوتی ہے، بارہ زیادہ نمازی تو کسی بھی گرجا میں نہیں ہوتے"

مڈل سکس کونٹی کے کونسلر [illegible] کا اعلان ہے کہ [illegible] سے زیادہ لوگ گرجا جاتے . . . .

. . . .

. . . .

یہ واقعات اس مسیحیت کے اثر کو غالب اور کامیاب ثابت کرتے ہیں، اس کا ہمیں دینے کی ضرورت نہیں۔ معاصر "نورافشان" اس کے جواب دے، کامیابی اس کا نام رکھے یا ناکامی، لیکن اس بات کے تسلیم کرنے سے اسے انکار نہیں ہو سکتا، کہ اس پر سے مسیحیت کا اثر زائل ہوتا جا رہا ہے، یا کم از کم مسیحیت کا صرف نام ہی باقی ہے، اور اس کے معتقدات اور کلیسائی رسم و رواج کو عملاً ترک کیا جا چکا ہے،

اس کے جواب میں کہا جائے گا، کہ یہ تمام لوگ جو عملاً مسیحیت کو ترک کر چکے ہیں، ملحد اور بے دین واقعہ ہوئے ہیں، انہیں دنیا کے عیش و عشرت ہی سے کام ہے، اور مذہب سے کوئی غرض نہیں، لیکن کم از کم کامیابی یا ناکامی کا سوال اس سے طے ہو جاتا ہے اور سمجھ نہیں آتا، کہ خواجہ صاحب وہاں سے مایوس اور شکست خوردہ ہو کر واپس آنے کی کیا وجہ، لیکن ہم اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کر دینا چاہتے ہیں، کہ یہ گرجا نہ جانے والے لوگ کوئی عیش و عشرت ہی کے غلام نہیں، بلکہ گرجا سے ہر روز کر وہ زیادہ با اخلاق اور بقول پادری صاحبان گرجا والوں سے بڑھ کر "مسیحی" ہیں، حال ہی میں لٹرپری سپلیمنٹ میں چھ پادری صاحبان کے دستخطوں سے ایک تحریر شائع ہوئی ہے، جس میں اس حقیقت نفس الامری کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا گیا ہے، اور انہیں حیرانی ہے کہ:۔

"بہت سے لوگ جو کلیساؤں اور گرجاؤں سے غیر حاضر رہتے ہیں، وہ اس قسم کی زندگیاں بسر کرتے ہیں جو مسیحی رنگ میں رنگین ہیں"

انہوں نے یہ سوال عوام الناس کے سامنے رکھا ہے کہ۔

[illegible] مسیحیت ہے؟

"اسلامک ریویو" نے اس سوال کا [illegible] جواب دیا ہے کہ کلیسا سے باہر مسیحیت کوئی شے ہی نہیں . . . .

. . . .

. . . لیکن "مذہب" کے لفظ کو غلط طور پر "مسیحیت" کا مترادف سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ نیکی مسیحیت سے پہلے بھی دنیا میں موجود تھی، اور آج بھی جن جگہوں پر مسیحیت کا اثر برائے نام ہے، یا بالکل ہی کوئی اثر نہیں، وہاں "نیکی" کا اثر غالب ہے،

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گرجا سے باہر رہنے والے لوگ بہرحال نیک لوگ ہیں، اور اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں، کہ یہ لوگ مسیحیت سے بیزار ہو کر اسلامی اخلاق کو اپنے اندر رکھتے ہیں،

یہ تمام حالات و واقعات اس بات پر شاہد عادل ہیں، کہ انگلستان سے مسیحیت کا اثر زائل ہو چکا ہے، تاہم بے شک ابھی تک باقی ہے لیکن نام ہی نام ہے، عملاً اور اعتقاداً لوگ مسیحیت کو خیرباد کہہ چکے ہیں، نہ گرجا سے ان کو کوئی تعلق ہے، نہ جناب مسیح کے پیار ہی کا کوئی اثر ان کی زندگیوں پر ہے، نہ وہ کفارہ و الوہیت مسیح کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں، بلکہ ان کے اخلاق و اعمال ان باتوں سے قطعاً مختلف ہیں، ان کی طبائع پر مذہب کا اثر موجود ہے، جیسا کہ [illegible] بارنس کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"بذات خود میں مایوسی کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا، جہاں کہیں میں جاتا ہوں، مذہب کے ساتھ میں بڑی دلچسپی پاتا ہوں، اور مذہب کی عظمت و وقعت ان کے دلوں میں بڑھی ہوئی ہے،

اسی مذہبی اثر کا یہ نتیجہ ہے، کہ آئے دن نئے نئے مذاہب وہاں بنتے ہیں جو کلیسائی معتقدات سے بیزاری کا ایک اور ثبوت ہے، ان مذاہب پر ہم کسی آئندہ فرصت میں تبصرہ کریں گے، اور دکھائیں گے کہ ان مذاہب کے ماننے والے اسلام سے کس قدر قریب آ چکے ہیں، لیکن فی الحال ہم معاصر "نورافشان" سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ تمام حالات و واقعات آیا اس کے نزدیک انگلستان میں مسیحیت کی ناکامی پر دال ہیں یا کامیابی پر؟

لڑکیوں کے رشتہ کے متعلق

۱۵ فروری [illegible] کے "الفضل" میں حضرت مولینا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کے ایک خط کا عکس شائع کیا گیا ہے جس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"حافظ محمد عیسٰے صاحب! میاں محمد امین آپ کی قوم سے ہیں، اور حضرت صاحب کے مخلص ہیں، اور جہاں تک مجھے یقین و علم ہے، آپ کی قوم سے کوئی بھی احمدی نہیں، اور حضرت صاحب کا صاف و صریح حکم ہے، کہ بدون احمدی کے لڑکی کا رشتہ نہ کیا جائے، اس لئے انسب یہی ہے کہ آپ یہ رشتہ منظور کر لیں،

نورالدین ۸ جون [illegible]

اس خط کو نقل کرتے ہوئے جو کچھ ہرزہ سرائی "مرکز" "مرکز" پکارنے والے پرستاران خشت و گل نے کی ہے وہ ان کی طبیعت کا خاصہ ہے، اور ہم نہیں چاہتے، کہ ان بدنام کنندگان مسیح موعود کی گالیوں کا جواب گالیوں سے دیا جائے، ہاں صرف اس قدر بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس خط سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا حرام قرار دیا ہے، یا حضرت مولینا نورالدین حرام سمجھتے تھے، بالبداہت غلط ہے، اس خط کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضرت مولینا نورالدین صاحب "انسب" اس کو سمجھتے تھے کہ "بدون احمدی کے لڑکی کا رشتہ نہ کیا جائے" جائز اور ناجائز کا سوال نہیں، ورنہ اگر وہ ناجائز [illegible] میں خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی کا نکاح [illegible] غیر احمدی سے کیوں پڑھاتے۔ آپ کا یہ عمل صاف ثابت کرتا ہے کہ آپ غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ حرام نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کے نزدیک یہ حرام تھا کیونکہ آپ نے خود خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی کے غیر احمدی سے نکاح کی اجازت دی!

ہم میاں محمود احمد صاحب کا [illegible] حضرت مسیح موعود یا حضرت مولینا نورالدین صاحب [illegible] کس درجہ کی احسان فراموشی اور محسن کشی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ [illegible] کچھ اور عمل کچھ اور، جیسا کہ میاں صاحب نے "[illegible]" [illegible] پر لکھا ہے کہ:۔

"پھر ایک سوال غیر احمدی کے جنازہ پڑھنے کے متعلق کیا جاتا ہے، اس میں یہ مشکل پیش کی جاتی ہے، کہ حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے، اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں، جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، اور ایک خط بھی ملا ہے جس پر غور کی جائے گی لیکن حضرت مسیح موعود کا عمل اس کے برخلاف ہے"

انا للہ و انا الیہ راجعون، خدا کا مامور دنیا کی اصلاح کے لئے آئے، اور اپنی حالت یہ ہو کہ کہے کچھ اور عمل کچھ کرے، کیا یہ اس مامور من اللہ پر ایک ناپاک حملہ نہیں؟

افسوس ہے کہ باوجود اس اعتراف کے کہ "حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے، باوجود اس کے کہ میاں صاحب کو اس بارہ میں حضرت صاحب کا ایک خط بھی ملا ہے، پھر بھی اس کو غور کے شکنجے میں ڈال دیا گیا، جہاں اسے پڑے ہوئے آج آٹھ سال کا عرصہ ہو گیا ہے، اور قطعاً اس پر کوئی غور نہ ہوئی، اور نہ ہو گی، کیونکہ فیصلہ تو پہلے ہی ہو گیا، کہ "حضرت مسیح موعود کا عمل اس کے برخلاف ہے" کس قدر خطرناک حملہ حضرت صاحب کی ذات پر ہے . . . .

. . . . . . اور کس قدر آپ کی ہتک ان الفاظ میں کی گئی ہے!

بعینہ اسی طرح اگر یہ مانا جائے کہ حضرت مولینا نورالدین صاحب بدون احمدی کے لڑکی کا رشتہ دینا حرام سمجھتے تھے، تو یہ آپ پر حملہ ہے، کیونکہ [illegible] میں آپ خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی کا نکاح غیر احمدی سے کرتے ہیں، ہمارا فرض ہے کہ آپ کے اور حضرت مسیح موعود کے اقوال و اعمال کو مطابق کر کے دکھائیں۔ نہ کہ ان میں اختلاف پیدا کریں، جو ان کی شان کے صریح منافی ہے،

خطبہ جمعہ

(مورخہ ۸ فروری ۱۹۲۴ء عیسوی)

دین الحق ....

اسلام کے بلند اصول

اسلام کیا ہے؟ وہ تو چند اصولوں کا نام ہے، بڑے اعلے درجہ کے اصول ہیں، اتنے بلند اصول ہیں، کہ اس قدر بلند اصولوں کی تعلیم پہلے کسی نے نہیں دی، بلاشبہ انبیاء علیہم السلام مختلف وقتوں میں آتے رہے، اور اللہ تعالےٰ کی ہستی اس کی صفات اس کے ساتھ تعلق کو بیان کرتے رہے، لیکن جس بلند مرتبہ پر اس تعلیم کو اسلام نے پہنچایا ہے، اس سے کوئی نسبت کسی پہلے مذہب کو نہیں، اللہ کی صفات کو کھول کھول کر بیان کیا، اور ایسے اعلیٰ درجہ کی صفات بیان کی ہیں۔ کہ پہلے مذاہب میں ان کے متعلق ہم کو علم نہیں ملتا، مختصر طور پر فرمایا، للہ الاسماء الحسنیٰ ہ تمام اعلے درجہ کی تمام حسن رکھنے والی صفات اللہ کے لئے ہیں، وللہ المثل الاعلیٰ ہ وہ بڑا بلند مرتبہ ہے، اس کی صفت بہت بڑی بلند ہے، لیس کمثلہ شیٔ ہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں، مگر باوجود بلند ہونے کے اور بہت بڑی صفات کا مالک ہونے کے انسان سے قریب بھی اتنا ہے، کہ فرماتا ہے، واذا سألک عبادی عنی فانی قریب ہ میرے بندے جب میرے متعلق سوال کریں، تو میں قریب ہوں، اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ہ کوئی پکارنے والا ہو، اس کی پکار کو سنتا ہوں، خواہ کوئی بدترین خلائق ہو، گناہوں سے اس کا دامن بھرا ہوا ہو، کوئی ہو پکارنے والا ہو، میں دعا کا جواب دیتا ہوں، بلند بھی اتنا ہے اور قریب بھی اتنا ہے، دوسرے مذاہب کے متعلق تعلیم دی ہے کہ ہر زمانہ اور ہر قوم میں نبی اور رسول آئے، خود انسان کو اتنا بلند مرتبہ دیا کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، سب اس کے لئے مسخر کر دیا گیا، سب چیزوں اور تمام مخلوق پر انسان کو فضیلت دی، چاہے کسی یہودی کے گھر میں پیدا ہوتا ہے یا نصرانی کے وہ مسلم یعنی عیب سے گناہوں سے پاک ہوتا ہے،

مسیحیت اور اسلام

ان تمام باتوں کی حقیقت اور وقعت اس وقت معلوم ہوتی ہے جب ان خیالات کو دیکھیں، جو اسلام سے پہلے تھے، کبھی عیسائیت کی عقائد کی کتاب کو دیکھو، کیا نظر آتا ہے، انسان شیطان کا غلام ہے خدا سے دور پڑا ہوا ہے، اور ہمیشہ کی جہنم کا وارث ہے، اسی پر فرمایا، ان عبادی لیس لک علیہم سلطان ہ میرے بندوں پر شیطان [illegible] ہیں، اور کہاں اسلام کی تعلیم کہ شیطان کو کوئی تسلط ہی بندوں پر نہیں بلکہ فرمایا قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم ملائکہ کو انسان کی فرمانبرداری کا حکم دیا، بھلا کہاں یہ پاک خیال کہ فرشتے بھی اس کے غلام ہیں، اور کہاں یہ گندہ خیال کہ وہ شیطان کا غلام ہے، شیطان کی غلامی سے اٹھا کر فرشتوں کا سردار بنا دیا، بلاشبہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں، تو ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کی حقیقت نظر آتی ہے، ایسی پاک باتیں کیوں غالب نہ آئیں، کیوں وہ دوسرے مذاہب پر غلبہ نہ پائیں،

دین کے غلبہ کے لئے جماعت کی ضرورت

مگر حق کا غالب آنا آسان نہیں، اس زمانہ میں جب چاروں طرف تاریکی تھی، آسانی کے ساتھ حق کا غلبہ نہیں ہوا، کیا یوں ہوگیا، کہ محمد رسول اللہ صلعم نے چند کلمے کہہ دیئے، اور دنیا میں اعلان کر دیا کہ دیکھو لوگو شرک اور بت پرستی کو چھوڑ دو، اور خدائے واحد کے پرستار بنو، کیا اتنا کہنا کافی ہوگیا، نہیں بلکہ فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ کچھ لوگوں کو آپ کے ساتھ ہونا پڑا، اشداء علی الکفار رحماء بینھم ہ ان کو کافروں کا مقابلہ کرنا پڑا، اس مقابلہ میں وہ بڑے سخت ہیں، اپنے بال بچہ، مال و جان دینے کو تیار ہیں، اور خوب مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں، ان نرمی سختی اور شدت بھی ان کے اندر نہیں، سختی اور شدت دوسری قوم کے مقابلہ کے وقت تو بچا سکتی ہے، لیکن اپنے لوگوں کے اندر کام نہیں آتی، اس لئے دوسرا پہلو بھی ان میں ہے، جو آپس میں ایک دوسرے کو مضبوط بنانے کے لئے ہے، رحماء بینھم بڑا رحم، بڑی محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ان میں ہے، آپس میں ایک دوسرے کی مصیبت پر ان کے دل پگھل جاتے ہیں، اور کفار کے بالمقابل بڑے مضبوط اور سخت دل ہیں، جب تک یہ گروہ ساتھ نہیں ہوا حق نہیں پھیلا، اس لئے آج بھی حق کے پھیلانے کے لئے ایسا گروہ چاہیے جو ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو، جب تک ایسا گروہ پیدا نہ ہو حق نہیں پھیل سکتا، کیا کیا مصائب تھے، جو محمد رسول اللہ صلعم کو سہنے پڑے اور ان مشکلات اور مصائبوں کے حالت کیا تھی، کزرع اخرج شطأہ ہ ایک کھیتی ہے، جس کی سوئی ابھی نکلی ہے، لوگ اس کے ساتھ اپنی جانیں دینے کو تیار ہیں، اور جانیں دیں، لیکن پھر بھی اس کی مثال ایک ایسی کھیتی سے دی، جو ابھی پیدا نہیں ہوئی، بلکہ ابھی اس کی سوئی ہی نکلی ہے فآزرہ پھر وہ ذرا بڑھی، فاستغلظ پھر مضبوط ہوئی، فاستویٰ علیٰ سوقہ پھر اپنے قدموں پر کھڑی ہوگئی، کیوں اس کھیتی کے ساتھ [illegible] نہیں، وہ نشوونما نہیں پا سکتا، وہی ذرات جو باہر اڑتے پھرتے ہیں، یا کوئی حیثیت نہیں رکھتے، جب ایک درخت ان کو جذب کر لیتا ہے، تو وہ اس کے لئے قوت و طاقت کا موجب ہوتے ہیں، اور ان کی حیثیت اس درخت کے ساتھ یک جان ہونے کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے،

یہی حالت جماعتوں کی ہوتی ہے، اگر کوئی رگ ان کے اندر جذب نہ ہوں، ان کے ساتھ نہ ملیں، اور ان کا جو دین کے مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوں تو کوئی کام نہیں ہو سکتا، جماعت کا کام کرنے کے لئے ضروری ہے، کہ اس کے مفید عنصر بنتے چلے جائیں، ورنہ نہ تو کام ہو سکے گا، اور نہ ان کی کوئی حیثیت و وقعت ہوگی، جو اس کے ساتھ مل کر کام نہیں کرتے،

مسلم جماعت کی حالت

قرآن کریم نے تو اس کی مثال کھیتی سے دی ہے، کہ جس طرح مختلف ذرات مل کر کھیتی بنتی ہے اسی طرح مختلف عناصر یا اشخاص سے جماعت پیدا ہوتی ہے، لیکن حدیث میں مسلم جماعت کی مثال کجسد ایک جسم کی مثال ہے، کہ جس طرح جسم کے ایک حصہ میں تکلیف ہونے سے باقی اعضا کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے، وہی حال مسلم جماعت کا ہے، جن لوگوں نے تاریخ اسلامی کا کوئی حصہ پڑھا ہوگا، اور بہت کم لوگ ہیں جو تاریخ اسلام سے واقفیت رکھتے ہوں، یا اس کو پڑھا ہو لیکن جنہوں نے پڑھا ہے، وہ جانتے ہیں کہ جس وقت تک مسلمانوں نے اپنے آپ کو ایک جسم بنائے رکھا، انہوں نے ترقی بھی کی، اور حکومت انہیں ملی لیکن جس وقت انہوں نے ایک دوسرے کے رنج و راحت کو محسوس کرنا چھوڑ دیا اور وہ ایک جسم کی حالت نہ رہی، تو انہیں سخت دکھ اٹھانے پڑے، ایک جگہ نہیں دو جگہ نہیں، بہت جگہ یہی حال نظر آتا ہے، کہ جہاں مسلمان کثرت سے موجود تھے غیروں نے انہیں چن چن کر تباہ و برباد کیا،

ہسپانیہ میں مسلمانوں پر ظلم

ہسپانیہ کے تاریخی واقعات میں لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کی حکومت جاتی رہی، اور عیسائی بادشاہ آگئے تو پہلے ان کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ ہوئی، اور پھر آخرکار صلح ہوکر ان عیسائی بادشاہوں نے معاہدے کئے جن میں ان کی مذہبی آزادی کو بحال رکھا، (بقیہ بر صفحہ — کالم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ | مورخہ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۴۲ ہجری | نمبر (۳۲)

بلاد شرقیہ میں تبلیغ اسلام

جزائر شرق الہند اور چین کی طرف اسلامی مشن کی روانگی (۱)

گذشتہ اشاعت میں ہم بتا چکے ہیں کہ اللہ تعالے کے فضل و کرم سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے دو اور تبلیغی مشن جزائر شرق الہند اور چین کی طرف روانہ ہوگئے، یہ بھی ذکر کیا جا چکا ہے، کہ ان مشنوں کی روانگی سے پیشتر جماعت احمدیہ لاہور کا ایک خاص جلسہ مسجد احمدیہ میں ۱۷ فروری کی شب کو منعقد ہوا، جس میں متعدد اصحاب نے تبلیغ اسلام کی ضرورت و اہمیت اور سلسلہ احمدیہ کی خدمات اسلام کا ذکر کرتے ہوئے ہر دو مبلغین کے مجاہدانہ عزم و ہمت کی داد دی، کہ انہوں نے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر ان دور و دراز ممالک میں جہاں کی زبانوں سے بھی وہ واقف نہیں جانا اور خدمات اسلام کو بجا لانا اپنا فرض سمجھا، اور اپنے ذاتی مفاد پر اسلام کی اس اہم ضرورت کو ترجیح دی،

جناب چودھری غلام حیدر خاں صاحب برادر خورد مولوی ظفر علی خاں صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی، اور بتایا کہ مجھے یہ سنکر کہ چین اور ملایا وغیرہ کی طرف ہمارے بعض دوست تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہونے والے ہیں، بڑی ہی خوشی ہوئی۔ میں خود ایک سال سے تبلیغ کے کام میں مصروف ہوں، اور اسی کو مسلمانوں کی کامیابی کا واحد ذریعہ سمجھتا ہوں۔ چین کے متعلق انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک کتاب "اسلام ان چائنا" پڑھی ہے، جو ایک عیسائی مشنری کی لکھی ہوئی ہے، اور اس سے چینی مسلمانوں کے بہت سے حالات معلوم ہوئے ہیں، اس کا ترجمہ میں کر چکا ہوں جو دو تین ماہ تک شائع ہو جائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ ہم مادہ پرستی کے حربوں سے کامیاب نہیں ہو سکتے، اگر کامیابی ہمیں حاصل ہو سکتی ہے، تو مذہبی قوت سے، اس مذہبی قوت کو پیدا کرنا علماء کا کام تھا، لیکن افسوس ہے کہ علماء کی بہت بڑی جماعت اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتی، اور کفربازی سے اسلام کو ذلیل کر رہی ہے،

اس کے ساتھ ہی آپ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ عیسائی لوگ تمام دنیا پر نظر رکھتے ہیں، وہ ہماری ہی تقلید کر رہے ہیں، کیونکہ آج سے سات سو سال پہلے تبلیغ اسلام کا ایک باقاعدہ نظام تھا، یہی وقت کی حالت ہے، جب موجودہ زمانہ کی سی سہولتیں میسر نہ تھیں، پھر مغربی افریقہ میں اسلام کی رفتار ترقی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اگر ہم مسلمان بنیں، اچھا نمونہ قائم کریں، تو ہم کامیاب ہو جائیں گے،

آپ نے جماعت احمدیہ کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دیکھئے کہ آپ تنہا ہیں، خدا اور رسول آپ کے ساتھ ہیں، مخالفتوں کا دریا آپ کے سامنے سے ہٹ جائے گا،

آپ نے کفربازی پر اظہار نفرت کرتے ہوئے آخر میں تحریک کی، کہ جاوا میں بھی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے ایک مشن بھیجا جائے، وہاں بھی عیسائیت کا خاص زور ہے، وہاں کی سوشل حالت ایسی ہے، کہ اس سے ہم خاص طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں،

چودھری صاحب کے بعد شیخ عطاء الرحمن صاحب کھڑے ہوئے، انہوں نے بتایا کہ گو مجھے ابھی تک بیعت کا شرف حاصل نہیں ہوا، تاہم سلسلہ احمدیہ کی خدمات کو میں نیازمندانہ عقیدت سے دیکھتا رہا ہوں، حافظ محمد حسن صاحب جس وقت سلسلہ میں داخل ہوئے تھے مجھے خاص خوشی ہوئی تھی، کہ وہ خدمت اسلام کے اہل ہیں، ان کی اس اہلیت کے اظہار کا آج وقت آگیا ہے، اور وہ آج اصلی معنوں میں سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں،

آپ نے فرمایا کہ مرزا ولی احمد بیگ صاحب کا چین میں ورود تاریخ اسلام میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا، مسلمانان ہند کے بعد چین ہی مسلمانوں کا سب سے بڑا گھرانہ ہے، اور اس کے بعد روس ہے!

موجودہ زمانہ میں پریس کی طاقت پر آپ نے خاص طور پر زور دیتے ہوئے حافظ محمد حسن صاحب کو مشورہ دیا، کہ وہ سینگاپور جاوا وغیرہ مقامات میں فائدہ اٹھائیں، انہوں نے فرمایا کہ اگر حافظ صاحب نے قلم سے کام لیا، تو وہ اسلام کی بہت بڑی خدمت سرانجام دیں گے،

آخر میں آپ نے اس دلی خواہش کا بھی اظہار کیا، کہ چین کو مسلمانوں نے تبلیغ سے فتح کیا، اور سپین کو تلوار سے، لیکن آج سپین مسلمانوں سے خالی ہے، میری خواہش ہے کہ تلوار سے فتح کئے ہوئے ملک کو تبلیغ کے ذریعہ سے اب دوبارہ حلقہ بگوش اسلام کیا جائے،

اس کے بعد مولوی یعقوب خاں صاحب اٹھے، اور انہوں نے ان جذبات کا ذکر کرتے ہوئے جو ایسے موقعہ پر انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں، جب وہ اپنے وطن اور اعزا و اقارب کو چھوڑ کر دور دراز ممالک میں جا رہا ہو، اس بات پر خوشی کا اظہار کیا، کہ حافظ محمد حسن صاحب ایسی جگہ جا رہے ہیں، جہاں اسلام کو ان کی سخت ضرورت ہے، ایسا ہی مرزا ولی احمد بیگ صاحب اس ملک میں جا رہے ہیں جہاں صدیوں سے کوئی نہیں گیا،

آپ نے فرمایا کہ افریقہ میں بھی اسلام کے لئے بہت بڑا میدان ہے، اگر کوئی کوشش اس جگہ ہوئی ہے تو وہ احمدیوں نے کی ہے لیکن ایسے وسیع براعظم کے لئے ایک محدود جماعت کی کوششیں کافی نہیں، اور ساتھ ہی بتایا، کہ افریقہ کی سواحلی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ عیسائیوں کی طرف سے کیا گیا ہے، تاکہ پادری لوگ قرآن سے واقف ہو کر اسلام کے خلاف کوشش کر سکیں،

آپ نے بتایا کہ حال ہی میں چین سے ایک پادری کام چھوڑ کر جا رہا [illegible] ڈیڑھ لاکھ ڈالر اس غرض سے وقف کر دیا [illegible] عیسائیوں کے لئے ہیڈ کوارٹر مقرر کر دیا جائے،

آپ نے اس بات پر خاص طور پر اظہار مسرت کیا، کہ حافظ محمد حسن صاحب [illegible] جماعت مبلغین میں سے ہیں، جو ۱۹۱۹ء میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے شملہ پر بنائی تھی، اور اس میں آپ (یعنی مولوی یعقوب خاں صاحب) بھی شامل تھے، آپ نے بتایا کہ جتنے اصحاب اس جماعت میں تھے، وہ سب کے سب دینی خدمات پر مامور ہیں یا مامور رہ چکے ہیں، مثلاً مولوی فضل کریم خاں صاحب جنہوں نے ٹرینیڈاڈ میں اسلام کی نمایاں خدمات سرانجام دیں، ایک عیسائی رسالہ "مسلم ورلڈ" نے لکھا ہے، کہ بہت سے مسلمان نوجوان ان کے زیر اثر رہ

چکے ہیں، اب عیسائیت کے دام میں نہیں آسکتے، ایسا ہی ایک وہ ہیں (یعنی چودھری ظہور احمد صاحب بی۔اے، جو انجمن کے [illegible] میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں،

آپ نے بتایا کہ ہمیں اصحاب بوڑھ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، کیونکہ ہم ایک بوڑھ کے درخت کے نیچے بیٹھا کرتے تھے، ممکن ہے جیسے اصحاب الصفہ کو لوگ ان کی نیکیوں کی وجہ سے یاد رکھتے ہیں، اصحاب بوڑھ کا نام بھی اپنی خدمات اسلام کی وجہ سے تاریخ اسلام میں ثبت ہو جائے۔

آخر میں آپ نے لیکھرام کے ایک واقعہ کا ذکر کیا، کہ اس کا لڑکا بہت بیمار تھا، ڈاکٹر بلانے کے لئے آدمی بھیجا، اسی اثنا میں خبر آئی، کہ فلاں جگہ اس قدر ہندو مسلمان ہونے والے ہیں، اس نے ڈاکٹر کا بھی انتظار نہ کیا، اور روانہ ہو پڑا، گھر سے اسے روکا گیا، تو اس نے کہا کہ جب ہندو قوم کے اس قدر فرزند مرنے والے ہیں تو بجائے اس کے میرا ایک لڑکا مر جائے، تو ہیچ نہیں اور وہ چلا گیا، آپ نے فرمایا کہ اس واقعہ کو آریہ سماج نے اپنی کتابوں میں بڑی اہمیت دی ہے، لیکن حافظ صاحب کا واقعہ اس سے بڑھکر ہے، کہ آپ معہ عیال جا رہے ہیں، اور اپنا بچہ آپ پیچھے چھوڑ چلے ہیں، یہ اس سے زیادہ قربانی ہے،

مولوی یعقوب خاں صاحب کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک بسیط تقریر کی، جس میں مبلغین اور دیگر تمام احباب کو بہت ہی ضروری نصائح فرمائیں، وہ تقریر بجنسہ آئندہ اشاعت میں ہدیۂ ناظرین کرام ہوگی، انشاء اللہ۔

اس کے بعد جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جنرل سیکرٹری کھڑے ہوئے، اور آپ نے فرمایا، کہ میں اپنے دل میں امنگ پاتا ہوں کہ مجھے بھی خدا ایسی خدمت کا موقعہ دے، کبھی دفعہ میرے دل میں خواہش ہوتی ہے کہ میں نکلوں لیکن

ایں سعادت بزور بازو نیست

آپ نے حافظ صاحب اور دیگر مبلغین کو ان کی ذمہ داریاں بتاتے ہوئے کہا کہ مبلغ اسلام ہو کر وہ مجدد دین کی کرسی پر بیٹھتے ہیں وہ نائب مجدد ہو کر جا سکتے ہیں، انہیں اپنی ذمہ داریاں بڑی بھی ہیں، انہیں چاہیئے، کہ اپنی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھیں، اور اپنے نمونہ سے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچیں،

آخر میں حافظ محمد حسن صاحب کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا کہ وہ دوگونہ جذبات جن کا ذکر حضرت امیر نے فرمایا ہے، اس وقت میرے دل میں ہیں، غم کے جذبات بھی ہیں اور مسرت کے بھی، غم اس لئے نہیں، کہ میں وطن چھوڑ کر جا رہا ہوں، اس کا بھی غم فطرتاً میرے دل پر ہے، لیکن اصل غم یہ ہے کہ وہ ذمہ داری جو مجھ پر ڈالی گئی ہے، ممکن ہے میں اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکوں،

آپ نے فرمایا کہ جس وقت تقریریں ہو رہی تھیں، میں اسلام اور اسلام کے خدا کی [illegible] حضرت مسیح موعودؑ کی تعریف کر رہا تھا، اسلام اور اسلام [illegible] کرتا تھا، کہ اس وقت ہمارے اندر ایک بھائی دور دراز مقام ٹرینیڈاڈ و جزائر غرب الہند سے آئے ہوئے ہیں یہ اخوت اسلامی کا نظارہ ہے، کہ اس قدر دور دراز مقام سے ایک شخص ہم میں آتا ہے، اور بھائیوں کی طرح رہتا ہے، دوسرا نظارہ اسلام کی طاقت کا ہے، کہ ایک ہندو [illegible] رکھنے والا جب ہم میں آتا ہے، تو وہ بھائی بن جاتا ہے جس کی مثال ہم میں شیخ دوست محمد صاحب نومسلم ہیں، مسیح موعودؑ کی تعریف میں اس لئے کر رہا تھا، کہ انہوں نے آج سے چالیس سال پہلے کہہ دیا تھا کہ مسلمانوں کی ترقی تبلیغ کے بغیر نہیں، اسی اسٹیج پر کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص (چودھری غلام حیدر خاں صاحب) نے اسی بات کا اعتراف کیا، انہوں نے بہت سے پولیٹیکل دنگل دیکھے ہوئے ہیں، لیکن آخر کار تبلیغ کا ہی کام ..... انہوں نے ضروری سمجھا،

تو اسلام کے خدا، اسلام اور مسیح موعودؑ کی تعلیم کو لے کر جو دنیا میں نکلے گا، وہ یقیناً کامیاب ہو جائے گا، زمین تیار ہو چکی ہے، بیج ڈالنے والوں کی ضرورت ہے، لوگ خواب غفلت میں ہیں، وہ نہیں جانتے دنیا میں ان کی کس قدر ضرورت ہے، اس لئے ان کو جگانا ضروری ہے،

حافظ صاحب نے اس بات کو افسوس کے ساتھ دہرایا

کہ وہ لوگ جن کا کام یہ تھا، کہ وہ دنیا کی اصلاح کریں، آج ان کی اصلاح کی ضرورت پیش آگئی، لیکن دین کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے، اور خدا کا شکر ہے کہ اس غفلت کی حالت میں بھی حفاظت اسلام کے سامان اللہ تعالےٰ پیدا کر رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ جو میری قربانی کا ذکر کیا گیا ہے، میں کسر نفسی کے طور پر نہیں بلکہ حقیقی طور پر کہتا ہوں، کہ یہ قربانی نہیں بلکہ حضرت امیر کے ارشاد کی تعمیل میں نے کی ہے،

پریس کی طاقت و اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا، کہ اس کا مجھے پورے طور پر علم ہے، اور پریس کی اس اہمیت کو بتانے اور اس کے عظیم الشان اثرات کا ذکر کرنے کے لئے ہی اللہ تعالےٰ نے قلم اور دوات کی قسم کھائی ہے، ن والقلم وما یسطرون ۔ اس میں بتایا ہے، کہ جس قدر پریس دنیا میں مضبوط ہوگا، جس قدر قلم اور دوات سے کام لیا جائے گا، جس قدر صحائف و جرائد دنیا میں پھیلیں گے، اسی قدر اسلام کی صداقت ظاہر ہوگی،

آخر میں آپ نے حاضرین سے التجا کی، کہ آپ دعا کریں، کہ مجھے اللہ تعالےٰ حضرت امیر کا سا ایمان، حضرت خواجہ صاحب جیسا جوش، مولینا صدرالدین جیسا جذب، مولوی یعقوب خاں صاحب جیسا زور قلم عطا کرے، تاکہ جن ذمہ واریوں کو میرے سر پر رکھا گیا ہے ان سے عہدہ برآ ہو سکوں،

حافظ صاحب کی اس تقریر کے بعد میرزا ولی احمد بیگ صاحب حاضرین کے اصرار پر اٹھے، اور انہوں نے صرف دعا کی درخواست کی، کہ اللہ تعالےٰ انہیں اس عظیم الشان کام میں جو ان کے سپرد کیا گیا ہے، کامیاب کرے،

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی، اور جلسہ برخاست ہوا،

سر آرچیبالڈ ہملٹن

سر آرچیبالڈ ہملٹن کے قبول اسلام پر ٹائمز آف انڈیا رقمطراز ہے:۔

"ہم نہیں جانتے کہ سر آرچیبالڈ ہملٹن جن کے قبول اسلام کا اعلان کیا گیا ہے، اپنے نئے مذہب کے ارکان کو اسی احتیاط کے ساتھ بجا لائیں گے، جس طرح ایک اور ممتاز یورپین نومسلم [illegible] بھی رہے ہیں، قاعدہ تھا، ڈاکٹر گرینیر چیمبر میں داخل ہوتے وقت مکہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا کرتے، اور کچھ دیر تک نماز میں رہتے تھے، وہ ہمیشہ ایک لمبا چوغہ پہنتے تھے، اور تمام قسم کے اوقات میں دریائے سین میں اتر کر پاؤں دھویا کرتے تھے، جو ساحلی لوگوں کے لئے دلچسپی کا موجب تھا"

یہ ایک بات اب ٹائمز کے ذہن میں آئی ہے، جس سے سر آرچیبالڈ کے قبول اسلام کی اہمیت کو کم کرنا مقصود ہے، اپنے قارئین کو اس نے جتانا چاہا ہے، کہ بے شک ایسے معزز انسان نے اسلام تو قبول کر لیا، لیکن اسلام کے ارکان ایسے ہیں، کہ ان پر عمل ہونا دشوار ہے، تعجب ہے کہ ڈاکٹر پال گرینیر کی طرح سر آرچیبالڈ ارکان اسلام پر پورے طور پر عامل ہو سکیں گے، حالانکہ جب اس قدر شاندار مثال سامنے موجود ہے، تو سر آرچیبالڈ کے بارہ میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی،

[illegible] کو شاید مسیحیت کے ان اصولوں کا خیال نہیں رہا جن [illegible] گرجاؤں کے اندر بھی اہل یورپ کیلئے مشکل ہو رہی [illegible] سے بیزار ہیں،

اہل ارکان اسلامی کی ادائیگی کا رنگ ہندوں کے لئے موجب [illegible] کوئی تعجب انگیز بات نہیں، یورپ کو باوجود کہ مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم کئے ہوئے صدیاں گذر گئیں، لیکن اسلامی [illegible] اور ارکان اس کے لئے ابھی تک ایک نئی بات ہیں، اس کی ذمہ واری ان مسلمانوں پر بھی عائد ہوتی ہے، جن کو یورپ جانے اور وہاں رہنے کا اتفاق ہوتا ہے، اور وہ اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ اہل یورپ کو اسلام سے مانوس نہیں کرتے، اگر تمام وہ طالب علم اور تجارت پیشہ اصحاب جو یورپ کے بڑے بڑے ممالک میں موجود ہیں، نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھا کریں، تو کوئی وجہ نہیں، کہ کسی ایک آدھ نمازی کو دیکھ کر انہیں تعجب پیدا ہو، اور کسی نومسلم کے لئے ارکان اسلامی پر عامل ہونے میں وہ رد کرنا ہو جائے،

بہرحال سر آرچیبالڈ جیسے انسان جو تمام قوم اور ملک کے

خلاف اسلام کے حق میں آواز اٹھاتے تھے، اور اس کے سایہ تلے آجاتے ہیں، اگر ارکان اسلام پر عامل ہوں، تو ٹائمز کو متعجب نہیں ہونا چاہیئے، تعجب اگر ہو سکتا ہے، تو اس پر کہ انہوں نے اسلام کو کیونکر قبول کیا، اور کیوں یوروپین، مادہ پرستی یا تثلیث پرستی کی تقلید نہ کی، لیکن ان کے اس عمل اور ان کے اپنے بیان سے ظاہر ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے، جو آج یورپ کے بڑے بڑوں کے دلوں پر فتح پا سکتا ہے،

مالوی جی اور اچھوت

کسی گذشتہ اشاعت میں مسٹر سی آر داس کی اس شکایت کو ہم نقل کر چکے ہیں، کہ پنڈت مدن موہن مالوی ہندو قوم کے اس معزز انسان کے ساتھ بھی ان کے نیچ قوم میں سے ہونے کے باعث یہ نفرت انگیز سلوک روا رکھتے ہیں، کہ ایک کرہ میں بیٹھ کر ان کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتے،

مالوی جی کے اس طرز عمل کو ایک طرف رکھیئے، اور دوسری طرف ان کے اس فعل کو ملاحظہ کیجیئے، جو حال ہی میں دہلی میں اچھوت ہندوؤں کو کنوؤں پر چڑھانے کے متعلق ان سے سرزد ہوا، اور اچھوت اقوام کو اٹھانے کے متعلق جو جلسہ سوامی شردھانند نے منعقد کیا اس کی صدارت فرمائی،

ہم نے سنا ہے کہ جس وقت اچھوت لوگوں نے مالوی جی کے حکم سے کنوؤں سے پانی نکالنا شروع کیا، اور دوسرے ہندو ان کے ہاتھ سے پانی پی رہے تھے، تو مالوی جی اپنا دھرم لئے ہوئے الگ کھڑے تھے، جس نے ہندوؤں کے دلوں میں شک پیدا کر دیا، کہ خود تو مالوی جی اپنا دھرم بچائے رکھتے ہیں، اور ہمارے دھرم کو خراب کر رہے ہیں، اس خیال نے مجمع کے اندر کچھ بدمزگی پیدا کر دی، اور فساد بھی ہوا، جس کو مسلمانوں کے سر تھوپا گیا،

یہ واقعہ اگر صحیح ہے، اور اگر مالوی جی فی الحقیقت اپنے دھرم کو اچھوت اقوام سے ایسا ہی بچانا چاہتے ہیں، تو اس سے ظاہر ہے کہ ان کی یہ گندم نما جو فروشی ایک خطرناک پولٹیکل چال ہے، جس سے عام ہندوؤں اور ان مسلمانوں کو جو اس خیال سے مرتد ہوتے ہیں، کہ ہندو برادری میں انہیں برابر کے حقوق مل جائیں گے، [illegible] چاہیئے،

برہمنوں کا نیا فرقہ

ایک ہندو انگریزی اخبار دہلی کے اس واقعہ کی ذمہ واری مسلمانوں پر عائد کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"اسلام تو اس قدر جمہوریت پسند مذہب ہے، کہ ایسی باتوں کو وہ کبھی جائز قرار نہیں دے سکتا، آیا یہ چند شرارتی لوگ برہمنوں کا کوئی نیا فرقہ ہیں، یا بنارس کے کسی پنڈت نے ان کا مذہب تبدیل کر دیا ہے؟"

ہم اپنے لائق معاصر کو یقین دلاتے ہیں کہ مسلمانوں میں برہمنوں کا کوئی نیا فرقہ پیدا نہیں ہوا، نہ ہی بنارس کے کسی پنڈت نے ان کے مذہب کو بدلا ہے بلکہ جیسا کہ مندرجہ بالا روایت سے ثابت ہے، جناب پنڈت مدن موہن مالوی جی درحقیقت اس واقعہ کی روح رواں ہیں، ان کا دوگونہ طرز عمل اس فساد کا اصل موجب ہے [illegible]

[illegible] ہندو لیڈران کے ہاتھ میں نہیں ہوگا [illegible] نہیں کہتے بلکہ دل سے بھی محسوس کرتے ہیں، اور ہو گئے ہیں، اس پر مستعد ہو کر عمل کرتے ہیں تب تک اس میں فائدہ نہیں ہو سکتا، مالوی جی اگر یہ کام کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس بات کا خیال چھوڑ کر کہ پنڈت منڈلی کیا کہتی ہے عملی طور پر میدان میں آجانا چاہیئے، ورنہ وہ اس کام کو ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے،

فی الحقیقت اسلام ایک جمہوریت پسند مذہب ہے۔ اور ہمارا یہ یقین ہے، کہ جب تک ہندو قوم کے یہ درماندہ افراد اسلام کی پناہ میں نہ آجائیں گے، اس وقت تک نہ مسٹر سی آر داس کی شکایات کوئی اثر پیدا کر سکتی ہیں، نہ مالوی جی کا دوگونہ طرز عمل ان کو متاثر کر سکتا ہے،

ویدوں کی تعلیم

(گذشتہ سے پیوستہ)

(جناب مولینا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کے قلم سے)

اتھرووید کانڈ اول سوکت ۴ آپو دیوتا

(پانیوں کے دیوی دیوتاؤں سے خطاب)

منتر(۱)، مائیں [illegible] اپنی راہوں پر چلتی ہیں رتیش [illegible] عبادت کے اماموں کی دودھ کے ساتھ شہد ملاتی ہوئی،

منتر(۲)، پانی جو سورج کے قریب ہیں اور جو سورج کے ساتھ ہیں، وہ ہماری نذر کو آگے بڑھا دیں،

منتر(۳)، میں پانی کی دیویوں کو بلاتا ہوں، جہاں ہمارے مویشی پانی پیتے ہیں، دریا نذر کو قبول کریں،

منتر(۴)، پانیوں کے اندر آبحیات ہے (اور) پانیوں میں علاج ہے، اور پانیوں کی مدد سے تم اے گھوڑو طاقتور ہو، (اور تم اے مویشیو زور آور)،

نوٹ ا یہ نوٹ اتھروید کے نسخہ شونک میں تو موجود ہے مگر کشمیر کے نسخہ پیپلاد میں نہیں ہے، کاشک سوتر [illegible] میں ان منتروں کو (پانی کی تعریف) کے منتر بتلایا گیا ہے، [illegible] بیمار مویشیوں کی صحت کے لئے ان پر یہ منتر پڑھنا بتلایا گیا ہے، یہ منتر کسی قدر لفظی اختلاف کے ساتھ رگوید منڈل اول سوکت ۲۳ میں بھی آئے ہیں، (اور) ان کا رشی (مصنف) میدھاتتھی ولد کنو رشی بتلایا گیا ہے، یجروید کا وہ نسخہ جو واجسنی سنگھتا یا شکل یجروید کے نام سے مشہور ہے اس میں بھی [illegible] پر یہ منتر موجود ہیں، اور کرشن یجروید میں [illegible] اور یجروید کی میترائی سنگھتا کے [illegible] ان سب نسخوں کے ان منتروں میں لفظی اختلاف پایا جاتا ہے،

سے پانی کی دیویاں مائیں کہلاتی ہیں، کیونکہ ان سے انسان کو پرورش ملتی ہے، سے پروہت (امام) یا گیہ (عبادت) کرانے والوں کے ساتھ ان پانیوں کا تعلق بہنوں کا سا ہے، کیونکہ وہ اس کو سوم رس کے ساتھ ملاتے ہیں، (دودھ کے ساتھ شہد ملاتی ہوئی یعنی [illegible]

سوکت ۵ [illegible] دیوی دیوتا [illegible]

منتر(۱)، تم اے پانیوں ہمارے لئے برکات والے ہو سو تم ہم کو [illegible] اناج اور طاقت دو کہ ہم بڑی عیش کو دیکھیں،

منتر(۲)، جو تمہارا نہایت آرام دہ رس ہے، یہاں وہ ہم کو عنایت کرو، جیسے پیار کرنے والی مائیں،

منتر(۳)، جس کے مسکن کے لئے تم موجود ہو اس کے [illegible] تم کو جلدی پہنچا دیں، اے پانیو تم ہم کو اپنے خواص کو دو،

منتر(۴)، میں پانیوں سے علاج کے لئے استدعا کرتا ہوں جو کہ [illegible] چیزوں پر ملکیت اور انسانوں پر حکومت رکھتی ہیں،

نوٹ پہلے تین منتر اتھروید کے نسخہ پیپلاد میں [illegible] کی طرح پہلے کانڈ میں موجود نہیں بلکہ اکیسویں میں ہیں، رگوید میں یہ منتر منڈل ۱۰ کے سوکت ۹ میں ہیں، سام وید اور یجروید کے مختلف [illegible] میں بھی یہ منتر موجود ہیں،

کاشک سوتروں میں گذشتہ سوکت کی طرح اس کو بھی [illegible] پانی کی تعریف [illegible] دیا گیا ہے،

اس سوکت کے پہلے [illegible] صبح کی عبادت میں پڑھے جاتے [illegible]

سوکت ۶ (آپو دیوتا)

منتر(۱)، پانی کی دیویاں ہمارے نہانے اور پینے کے لئے ہوں (ہماری) صحت کیلئے اور خوف دور کرنے کیلئے وہ بہتی رہیں،

منتر(۲) (سوم دیوتا) نے مجھ [illegible] کہ پانیوں میں میرے لئے سب علاج ہیں، اور [illegible] سب کیلئے [illegible] دینے والی،

منتر(۳) اے پانیو میرے جسم کو نقصان سے بچانے کیلئے علاج سے پرورش کرو، ہر مدت تک سورج دیکھنے کے لئے،

منتر(۴) ہمارے خشک زمین کے پانی تسکین دینے والے ہوں اور سیلاب زمین کے پانی تسکین دیں کھود کر نکالے ہوئے پانی ہمیں فرحت دینے والے ہوں، اور گھڑے میں لائے گئے پانی تسکین دیں بارش کے پانی ہمیں فرحت [illegible]

نوٹ، اتھروید کا نسخہ پیپلاد منتر ۴ سے شروع ہوتا ہے یعنی شونک نسخہ کے پہلے ۵ منتر اس میں نہیں ہیں، کاشک سوتر [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منتر شانتی رسوم میں مکرر کر کے پڑھے جانے چاہئیں سندھیا (روزانہ عبادت) میں

بقیہ صفحہ اول

اور ہر قسم کی مراعات ان کے ساتھ تسلیم کی گئیں، لیکن پھر انہی عیسائی بادشاہوں نے ان مسلمانوں کو یہاں تک دکھ دینے شروع کئے، کہ نام تو لیا جاتا ہے، اسلام یا تلوار کا، لیکن اس وقت عیسائیت یا تلوار تھی، مسلمانوں نے کسی طور پر بادشاہان مصر کو پیغام پہنچایا، کہ اس قدر ظلم ہوتے ہیں کسی مسلمان بادشاہ نے ان عیسائی بادشاہوں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم مسلمانوں کو دکھ دو گے، تو یاد رکھو ہم بھی ان عیسائی اقوام کو جو ہمارے ماتحت ہیں، ایسے ہی دکھ پہنچائیں گے، اس وقت اس بات سے وہ کچھ ڈر گئے، اور کچھ مسلمان بھی بہت جلد شہادت دینے کو تیار ہو جاتے ہیں، کہ برا سلوک نہیں ہوتا، بہرحال اس وقت تو وہ رک گئے، مگر تھوڑے دن ڈال کر پھر وہی احکام جاری کئے، اور جس طرح پر بچے ماؤں اور باپوں سے الگ کئے گئے، جس طرح سے انہیں سخت دکھوں اور تکالیف میں مبتلا کیا گیا، اور بعض تو مر گئے، اور بعض جبراً عیسائی بنائے گئے وہ بہت ہولناک واقعات ہیں، پھر عیسائی بنا کر بھی اطمینان نہیں ہوا، لکھا ہے کہ یہ لوگ جو جبراً عیسائی بنائے گئے، سالہا سال تک بھی وہ دل سے مسلمان تھے، اور گھروں میں وہ نمازیں پڑھتے تھے۔ باہر ان کے سامنے عیسائیت ہی کا اقرار کرنا پڑتا تھا، مگر گھروں میں اسلام ہی ان کا مذہب تھا، پھر ان کے لئے وہ [illegible] محکمہ قائم ہوا جس نے انہیں دکھ دے دے کر مار دیا، چن چن کر ان کو قتل کر دیا گیا، یہ اس وقت ہوا جب دوسری جگہوں کے مسلمانوں نے ان کی خبر گیری چھوڑ دی،

ہندوستان میں مسلمان کیونکر رہ سکتے ہیں

آج بھی مسلمانوں کے لئے اس ہندوستان میں رہنے کا اگر کوئی سامان ہے تو وہ یہی ہے کہ جہاں ان کی آبادی ہندوؤں کے مقابل کثرت سے ہے وہاں کثرت تناسب کو نہ چھوڑیں، بڑی خطرناک غلطی تھی، مسلمانوں کی کہ پنجاب اور بنگال میں جہاں ان کی آبادی ہندوؤں سے بہت زیادہ ہے انہوں نے اپنے حقوق میں بہت کم حصہ لیا، اور اس کے عوض میں جہاں آبادی تھوڑی تھی، قدر سے زیادہ حصہ لے لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی کثرت رائے ہندوستان بھر میں ایک صوبہ میں بھی نہ رہی، مسلمان تناسب آبادی کے لحاظ سے اپنا پورا حصہ لیں، جہاں زیادہ ہیں زیادہ اور جہاں [illegible] ہو، جس کی وجہ سے وہ اس سے باز رہیں، بلاشبہ حکومت اور سوراج ملے گا، لیکن مسلمانوں کے لئے بچاؤ کا سامان اور کوئی نہیں، سوائے اس کے کہ جہاں ان کی آبادی زیادہ ہو وہاں اپنی کثرت کا پورا حق لیں،

جماعت کے بغیر کام نہیں ہو سکتا

غرض میرا مدعا یہ بتانا ہے، کہ جب تک جماعت نہ بنے، کوئی کام نہیں چل سکتا، کام کرنے کے لئے ضرورت ہے، کہ جماعت پیدا ہو، آج ہم پر بھی اعتراض ہوتا ہے، کہ اسلام میں ۷۲ فرقے آگے تھے، (ان کو غلطی لگی ہے، ۷۲ سے بھی بہت بڑھ کر فرقے مسلمانوں میں ہیں) مرزا صاحب نے ایک اور بڑھا دیا، بلاشبہ بعض وقت یہ بات بری طرح محسوس ہوتی ہے، لیکن غور کرنا چاہیئے، کہ مرزا صاحب نے کوئی اصلاح کا کام کیا ہے یا فرقہ بڑھایا ہے، میرا خیال تھا کہ اب صرف احمدیوں ہی کے لئے کفر کا فتوے رہ گیا ہے، اور باقی مسلمان ایک دوسرے کے خلاف اب لڑتے [illegible] نہیں، لیکن ابھی چند دنوں کا واقعہ ہے، کہ وزیر آباد میں حنفیوں اور اہلحدیث کی آپس میں لڑائی بازی ہو کر کسی کو مشرک اور کسی کو کافر بنایا گیا،

مرزا صاحب نے جماعت کس لئے بنائی

مرزا صاحب نے جو اصلاح کا کام کیا، (اگرچہ نری اندرونی اصلاح ہی ان کا کام نہ تھا،) وہ جماعت کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا، اگر واقعی انہوں نے اصلاح کرنی تھی، تو خدا کے لئے بتاؤ وہ کس طرح کر سکتے تھے، جب تک ایک جماعت نہ بناتے، ہاں دیکھنا یہ ہے کہ جو جماعت بنائی ہے، وہ غلط اصول پر بنائی ہے یا صحیح اصول پر [illegible] کس طرح وہ کام ہوتا، جواب ہو رہا ہے، غور کر کے دیکھو، اگر مرزا صاحب ایک کتاب لکھ کر اٹھ جاتے، تو کیا اس سے اشاعت اسلام کا کام ہو جاتا؟ اس جماعت کو ایک فرقہ کہہ لو، مگر وہ فرقہ ایسا نہیں، کہ دوسروں کو کافر کہنے کے لئے کھڑا کیا گیا ہو، اس کا کام یہ ہے، کہ صحیح اصول دنیا میں پھیلائے،

مرزا صاحب کا کام

حضرت مرزا صاحب کا کام نری اصلاح نہ تھی، بلکہ صحیح تعلیم کو دنیا میں پھیلانا تھا، آج بہت سے آزاد خیال کہلانے والے جو فی الحقیقت نامرد ہیں، اس جماعت کے ساتھ نہیں ملتے کہ بدنام ہو جائیں گے لیکن اس کے بغیر اسلام دنیا میں نہیں پھیل سکتا، اسلام کی اشاعت کا کام نہیں ہو سکتا، جب تک جماعت نہ بنائیں، کہتے ہیں کہ کیا اور لوگ تبلیغ کرنے والے نہیں ہیں، لیکن میں پوچھتا ہوں کیا ان تمام جماعتوں نے جو تبلیغ کی دعویدار ہیں، کوئی خواجہ کمال الدین پیدا کیا؟ کوئی مولوی صدر الدین پیدا کیا؟ کوئی یعقوب خاں ان میں پیدا ہوا؟ میں پولیٹیکل لیڈروں کو نہیں پوچھتا، تبلیغ اسلام کا کام کرنے والے کہاں ہیں؟ آج یہاں آریہ سماج سے مقابلہ پیش آتا ہے، کس قدر فائدہ اس جماعت سے اسلام کو پہنچتا ہے، وہ مامور اگر جماعت نہ بناتا تو کیا یہ آدمی جو آج مقابلہ کر رہے ہیں کہیں سے مل جاتے؟

جماعت کو ترقی دینے کی ضرورت

اس لئے جماعت کا ہونا ضروری اور اس کو بڑھانا اور تقویت دینا ہمارا فرض ہے صرف چندے سے کام میں قوت پیدا نہیں ہو سکتی، میں ان چندوں کی تحقیر نہیں کرتا، جو لوگ ایک نیک غرض میں اعانت کرتے ہیں، وہ بھی قابل شکریہ ہیں، لیکن ایک جماعت بننا اور اس جماعت سے چندہ لینا اور چیز ہے، اور دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا اور چیز ہے، خوب یاد رکھو کہ یہ مانگنا ایسا ہی ہے، جیسے کسی غیر کو حاکم مقرر کر کے اس کے سامنے دست سوال دراز کرنا، اسی جماعت کو جس نے اس قدر کام کیا ہے، دہ چند قوت دو، یہ دہ چند کام دے گی، سوگنا قوت دو، سوگنا کام دیگی، میں کہتا ہوں اور بلاشبہ میرے دل میں یہ خیال ہے کہ ہم نے جماعت مضبوط کرنے میں اتنی کوشش نہیں کی، ہم نے اس کو اتنی ترقی نہیں دی، جتنی چاہیئے تھی، ہمارا یہ فرض ہے، کہ اپنے مسلمان بھائیوں سے کھول کر یہ کہہ دیں، اور پورا زور اس بات کے پہنچانے پر صرف کریں، کہ اگر ہم کسی غلط رستہ پر لے جاتے ہیں تو وہ بے شک ہمارے ساتھ نہ ملیں، لیکن اگر وہ دیکھتے ہیں۔ کہ ایک مفید کام ہو رہا ہے، اور نہیں ملتے، تو یہ ان کی پست ہمتی ہے ہاں یہ بالکل صحیح ہے کہ مسلمانوں کی ہمتیں بہت ہی پست اور کمزور ہو چکی ہیں [illegible] بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور کالر نکٹائی والے ایسی جگہوں پر جا کر گرتے ہیں، کہ حیرت ہوتی ہے، لیکن اگر نہیں ملتے، تو اس جماعت کے ساتھ جو کام کر رہی ہے، اگر وہ دیکھتے ہیں، کہ مرزا صاحب نے بھی دوسرے فرقوں کی طرح ایک فرقہ بنایا ہے، جس کا کام کوئی نہیں، سوائے اس کے کہ ایک دوسرے کو برا کہتے رہیں، تو اس سے الگ ہو جائیں، لیکن یہ فرقہ نہیں بلکہ کام کرنے والی جماعت بنائی ہے، اور وہی لوگ کام کر سکتے ہیں، جو اپنے ساتھ دوسروں کو ملاتے ہیں، چند پیسے مانگ لینا کوئی بڑی بات نہیں جب تک دلوں کے اندر احساس نہ ہو، محض چندہ دینا فائدہ مند نہیں، جو لوگ سمجھتے ہیں کہ چند پیسے دے کر خدمت کر دی، وہ بھی غلط سمجھتے ہیں، خواہ وہ احمدی جماعت ہی میں ہوں، جماعت بننے کی غرض صرف چند پیسے دینا نہیں بلکہ ایک عظیم الشان مقصد کے حصول کے لئے اپنی ساری ہمت صرف کرنا ہے،

علیحدہ خدمت اسلام نہیں ہو سکتی

وہ شخص غلطی پر ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ چونکہ لوگ گالیاں دیں گے اس لئے شامل نہیں ہونا چاہیئے، اپنی جگہ پر خدمت کر لیں گے۔ نہیں ہو سکتی، خدمت اسلام اپنی جگہ پر خدا کا بھیجا ہوا آیا ہے، اس کو چھوڑ کر کس طرح اپنی جگہ کام کر لو گے، بے شک ہمارے کاروبار کو دیکھو، اگر اسلام سے ذرا ادھر ادھر پاؤ، تو بے شک نہ ملو، لیکن اگر دیکھتے ہو، کہ قرآن اور حدیث کی طرف ہم بلاتے ہیں، تو پھر افسوس ہے، اگر [illegible]

خطبہ ثانی

بیعت کی ضرورت

میں پھر باوب اپنے دوستوں سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داری کو جو ان کے اوپر اسلام نے رکھی ہے، اس کو پورا کریں، اور جماعت کو تقویت دیں، یہ سوال کہ بیعت کی کیا ضرورت ہے، ایک لغو سوال ہے، میں کہتا ہوں، بیعت کے وجوہات پوچھنے کی ضرورت نہیں، ہاں بیعت نہ کرنے کی وجوہات بے شک دریافت کرو، بعض لوگ کہہ دیتے ہیں، کہ دل ساتھ ہیں، بیعت کرنے کی ضرورت نہیں، میں کہتا ہوں وہ شخص جو مدعی ہے، وہ جب ضرورت سمجھتا ہے، تو پھر تمہارا کیا حق ہے کہ بیعت کو غیر ضروری قرار دو، بیعت کوئی بری بات نہیں، کیا رسول اللہ صلعم نے کئی مرتبہ صحابہؓ سے بیعت نہیں لی؟ کیوں آپ نے صلح حدیبیہ پر بیعت لی؟ کیا پہلے وہ بیعت نہیں لیتے تھے، بیعت کرنے میں اڑنا نہیں چاہیئے، ہاں اگر مرزا صاحب کی تعلیم میں کوئی بات قرآن اور حدیث کے خلاف ہے تو بچے ہو کر لڑنا چاہیئے، لیکن اگر کوئی بات قرآن اور حدیث کے خلاف نہیں اور خدمت اسلام کا کام ہے، تو پھر ہمت سے ساتھ آگے بڑھ کر ساتھ ملنا چاہیئے،

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت

(از مولانا سید سلیمان ندوی ناظم دار المصنفین اعظم گڑھ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سیلون کے باشندوں کی حالت

عجائب الہند کی روایت کے مطابق تو ہندوستان کے جزیروں میں سے سب سے پہلے سراندیپ میں اسلام کا نور چمکا۔ عرب جغرافیہ نویسوں نے اس جزیرہ کے لوگوں کے جو مذہبی حالات لکھے ہیں۔ ان سے بالقطع ثابت ہوتا ہے کہ یہاں کے باشندے بدھ مت کے پیرو تھے۔ بزرگ بن شہریار لکھتا ہے کہ ہندوستان کے بچاریوں، عابدوں اور زاہدوں۔ یعنی جوگیوں اور بھکشوؤں کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک بیکور (بیکوڈا) ہیں۔ اور ان کی اصل سراندیپ سے ہے۔ اور یہ مسلمانوں سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کی طرف ان کا بہت میلان ہے اور گرمی میں یہ ننگے رہتے ہیں۔ صرف چند انگل کی دھجی کمر پر باندھ لیتے ہیں۔ اور جاڑوں میں چٹائی اوڑھتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو کپڑے پہنتے ہیں۔ ان کے یہ کپڑے مختلف رنگ برنگ ٹکڑوں کو سی کر بنائے جاتے ہیں۔ اور اس سے ان کا مقصود اپنا امتیاز اور شہرت ہے۔ [illegible] بدن پر جوؤں کی پرواہ نہیں کرتے، [illegible] دکھ ملتے ہیں۔ اور سر اور ڈاڑھی [illegible] کے بال [illegible] کسی مردہ کی کھوپڑی لٹکائے رہتے ہیں [illegible] عبرت اور تواضع کے لئے اسی میں کھاتے اور پیتے ہیں۔

اسلام کے ساتھ محبت کے اسباب

اہل سراندیپ کو جب آنحضرت صلعم کی بعثت کا حال (غالباً عرب کے تاجروں کی زبانی) معلوم ہوا تو انہوں نے اپنا ایک ہوشیار آدمی تحقیق کیلئے عرب روانہ کیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا، حضرت عمرؓ نے اس کو آنحضرت صلعم کا حال بتایا اور باتیں بتائیں۔ وہ لوٹ کر آیا تو مکران (قریب بلوچستان) میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کا رفیق سفر غلام تھا۔ وہ صحیح سلامت سراندیپ پہنچا۔ اور وہاں کے لوگوں کو سب حال سنایا۔ آنحضرت صلعم اور حضرت ابو بکرؓ کی جو کیفیت سنی تھی وہ بتائی اور حضرت عمرؓ کے واقعات ان کو سنائے اور منجملہ ان کے یہ بھی کہا کہ وہ بھی پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں مسجد میں سوتے ہیں۔ اور نہایت خاکسارانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اب یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ جو تواضع اور محبت کرتے اور یہ میلان خاطر رکھتے ہیں اسی سبب سے ہے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہوگا کہ بدھ مت کے پیروؤں کو اسلام کے ساتھ ایک خاص مناسبت پیدا ہو گئی تھی۔ اور جس چیز کو وہ تلاش کرتے تھے وہ ان کو اس مذہب میں ملتی تھی۔

مسلمان فقرا کی مساعی

اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ عرب تاجروں کے ساتھ درویشوں کی کوششیں بھی شامل ہو گئی تھیں چنانچہ ان کی کوشش سے سراندیپ کے بعد اسلام کا نور ملیبار کے علاقہ میں چمکتا نظر آتا ہے۔ "تاریخ فرشتہ" میں تحفۃ المجاہدین کے حوالہ سے یہ قصہ منقول ہے، کہ ہجرت کی دو صدیاں گزر چکی تھیں۔ ہر مذہب کے تاجروں اور سوداگروں کا یہاں گزر تھا کہ عرب و عجم کے چند مسلمان فقرا کا گزر ہوا۔ جو سراندیپ حضرت آدم و حوا کی قدم گاہ کی زیارت کو جا رہے تھے۔ باد مخالف کی چپیٹ سے وہ ملیبار کے ساحل پر پہنچ گئے۔ شہر کدنگلور (کرانگانور) میں جا کر وہ اترے وہاں کا راجہ جس کو سامری (زیمورن) کہتے ہیں وہ نہایت معتقد تھا وہ ان بزرگوں کی صحبت سے مستفید ہوا۔ اور ہر قسم کی گفتگو

درمیان میں آئی منجملہ ان کے مذہب کی بحث بھی آئی۔ ان درویشوں نے اپنا مذہب اسلام بتایا۔ زمورن نے کہا کہ ہمارے ملک میں جو یہود و نصاریٰ اور ہنود ہیں جو تمہارے مذہب کے مخالف ہیں اور دنیا کی سیاحت کئے ہوئے ہیں۔ ان سے سنا ہے کہ عرب و عجم اور ترکوں کے ملک میں یہ مذہب پوری طرح پھیلا ہوا ہے لیکن ابتک مجھکو مسلمانوں کی صحبت نہیں ملی اپنے پیغمبر کا کچھ احوال بیان کرو۔

راجہ زمورن کا قبول اسلام

ایک درویش نے جو علم و صلاح سے آراستہ تھا۔ تقریر شروع کی۔ اور آپ کے معجزات کو اس خوبی سے بیان کیا کہ راجہ متاثر ہوگیا۔ اور کلمۂ طیبہ ادا کر کے مسلمان ہوگیا۔ لیکن اپنے مذہب کو مخفی رکھا۔ اور مسلمانوں کو بھی تاکید کی۔ کہ وہ اس راز کو فاش نہ کریں۔ اور یہ درخواست کی کہ سراندیپ سے واپسی پر پھر ادھر ہی تشریف لائیے۔ واپسی میں راجہ بھی حیلہ سے درویشوں کے ساتھ روانہ ہوگیا، اور ملک کو اپنے وزیروں کے سپرد کرگیا۔ راجہ عرب پہنچکر مرگیا۔ اور مرتے وقت وصیت کی کہ چونکہ ہم سب کا مقصود ملیبار میں دین اسلام کی اشاعت ہے۔ اسلئے بہتر ہے کہ آپ لوگ تجارت اور بیوپار کے ذریعہ سے وہاں آمد و رفت کیجئے۔ مکان بنوائیے تاکہ لوگ دین محمدی کی طرف رجوع کریں۔ اور اس کے بعد اس نے مہری خطوط اپنی زبان میں لکھ کر حوالہ کئے کہ ملیبار جاکر وہاں کے حاکموں کو دکھائیے۔ چنانچہ یہ لوگ ملیبار واپس آئے یہاں کا حاکم خط دیکھ کر مہربان ہوا۔ اور اسلام کی اشاعت کی۔ پہلے کرنگلور (کرانگانور) میں مسجد بنائی۔ پھر کولم میں مسجد بنی پھر ہیلی، سورا اوگدی، گندار یدر (؟) چالیٹ (کالی کٹ ؟) باکنور۔ منگلور اور کانجرکوٹ میں مسجدیں بنائیں۔ اور یہاں مسلمانوں کی عزت ہونے لگی۔

مسعودی کی ہندوستان میں آمد

تیسری صدی کے آخر اور چوتھی صدی کے شروع میں مورخ اور سیاح مسعودی بغداد سے ہندوستان آیا تھا۔ وہ ہندوستان کے جنوبی ساحلی شہروں میں کھمبائت تھانہ گجرات، مالقن یادکن راجہ بلہرا یا بلھرا رائے کی سلطنت اور اسکی دار السلطنت مانگیر اور سیمور مین لار یا مالابار کے راجہ کا ذکر کرتا ہے۔ مسلمانوں کی محبت و عداوت کی حیثیت سے وہ ہندو راجاؤں کی نسبت جو خیالات کسی قدر اضافہ کے ساتھ ظاہر کرتا ہے، جنکو سلیمان تاجر اپنے سفرنامہ میں اس سے ساٹھ پینسٹھ برس پیشتر ظاہر کرچکا تھا۔ اس عرصہ میں ان علاقوں میں اسلام بہت کچھ آگے بڑھ گیا تھا۔

راجہ بلہرا اور مسلمانوں کی عزت و توقیر

مسعودی کی شہادت ہے کہ سندھ اور ہند کے تمام راجاؤں میں سے راجہ بلہرا کے راج کی طرح اور کسی راج میں مسلمانوں کی اتنی عزت نہیں۔ اسلام اس وجہ سے حکومت میں معزز اور محفوظ ہے اور ان کے ملک میں مسلمانوں کی مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔ یہاں کے بادشاہ چالیس چالیس اور پچاس پچاس برس حکومت کرتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ہمارے راجاؤں کی عمریں اسی عدل اور مسلمانوں کی عزت کرنے کی وجہ سے زیادہ ہوتی ہیں۔ گجرات کا راجہ اب تک مسلمانوں سے وہی نفرت رکھتا ہے۔ دکن کے راج میں مسلمانوں کی عزت ویسی ہی ہے۔ اور راجہ صلح پسند ہے۔

زمورن کے ملک کی حالت

مسعودی ۳۰۴ھ میں زمورن کے ملک میں اپنا آنا بیان کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ "یہاں خالص اور مخلوط النسل مسلمانوں کو بیسر کہتے ہیں۔ دس ہزار کی آبادی ہے۔ یہ سیراف۔ عمان۔ بصرہ اور بغداد اور دوسرے شہروں کے وہ لوگ ہیں۔ جو یہاں آباد ہوگئے ہیں۔ اور یہیں انہوں نے شادی بیاہ کرلیا ہے۔ اور یہیں سکونت اختیار کرلی ہے۔ اور ان میں بعض نامی تاجر ہیں۔ جیسے موسیٰ بن اسحٰق یہاں مسلمانوں کا رئیس (ہنرمند) ابو سعید معروف بن زکریا ہے۔ اور بیسر وہ مسلمان کہلاتے ہیں جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔

ابن سعید کا بیان

اس اقتباس سے ظاہر ہوگا کہ مسلمانوں کی تعداد عہد بعہد ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور ان کی ترقی کا ایک یہ بھی ذریعہ ہے۔ کہ انہوں نے اسی ملک کے لوگوں میں شادی بیاہ شروع کردیا ہے ابن سعید مغربی پانچویں صدی میں ملک مراکش میں بیٹھ کر جغرافیہ فلکی کی ایک کتاب ترتیب دیتا ہے۔ اس کے بیچ بیچ میں کہیں کہیں جنوبی ہندوستان کے شہروں کے نام لیتا ہے۔ اور ان شہروں کی اسلامی آبادیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مسلمان گو پنجاب میں داخل ہوگئے ہیں۔ لیکن بقیہ ہندوستان اب تک ان کے حملوں سے سرتا سر محفوظ ہے۔ تاہم ابن سعید مغربی لکھتا ہے کہ "تھانہ گجرات کا آخری شہر ہے۔ اور ہندوستان کے اسی ساحل پر سب کفار آباد ہیں۔ جو بتوں کو پوجتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے ساتھ مسلمانوں کو بھی بساتے ہیں" "کھمبایت (گجرات) کے متعلق ابن سعید لکھتا ہے کہ ہندوستان کے ساحلی شہروں میں ہے۔ جہاں تاجر جایا کرتے ہیں۔ اور وہاں مسلمان آباد ہیں۔ کوم (مدراس) کے متعلق بیان ہے کہ کوم سالوں والے ملک کا آخری شہر ہے۔ سمندر کے کنارہ واقع ہے۔ یہاں مسلمانوں کا ایک محلہ ہے۔ اور ان کی ایک جامع مسجد بھی ہے۔"

ابن بطوطہ کی آمد

اس بیان کے کم و بیش سو برس کے بعد ابن بطوطہ ہندوستان میں آتا ہے۔ اور محمد تغلق سلطان دہلی کی طرف سے سفیر ہوکر چین روانہ ہوتا ہے۔ وہ دہلی سے دولت آباد دکن ہوکر ناٹک (معبر) کی راہ سے ملیبار۔ کولم اور کالی کٹ پہنچتا ہے۔ جہاں سے اس زمانہ میں جہازات چین کو روانہ ہوا کرتے تھے۔ جہاز تباہ ہوتا ہے۔ اور ابن بطوطہ واپس آکر جزائر مالدیپ سراندیپ (سیلون) اور جاوا وغیرہ کی سیر کرتا ہے۔ اور پھر ملیبار آکر خشکی سے کنارہ کنارہ بنگال سے آسام ہوکر چین کو چلا جاتا ہے۔

ابن بطوطہ ان تمام راستوں میں جہاں مسلمانوں کی آبادیاں ملتی ہیں۔ یا مسلمان افراد سے ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ ان سب کا تذکرہ کرتا ہے۔ لیکن اب یہ صاف نظر آتا ہے کہ مسلمان تاجروں کے ساتھ ساتھ مسلمان صوفیہ اور فقراء کے دستے بھی ملتے جاتے ہیں۔ اور چونکہ ان فقراء کی ظاہری حالت ہندو جوگیوں اور بدھ بھکشوؤں سے ملتی جلتی معلوم ہوتی ہے اسلئے عوام میں ان کے ساتھ گرویدگی اور عقیدت نمایاں ہے۔ اور اس کا اثر اسلام کی اشاعت پر جو کچھ پڑسکتا تھا۔ وہ ظاہر ہے۔

کھمبایت میں اسلام کا عروج

اس وقت سلطان دہلی کی حکومت اگرچہ گجرات کرناٹک اور دکن تک پہنچ چکی تھی۔ تاہم ابھی ساحلی علاقوں میں اثر بہت کم تھا۔ اور ان جنوبی صوبوں میں ہندو امراء بدستور فرمانروا تھے۔ کبھی کبھی جب وہ مجبور ہوتے تھے تو سالانہ خراج ادا کردیتے تھے۔ مگر عربی تاجر اور عجمی صوفیہ برابر اپنے کاروبار میں لگے ہوئے تھے۔ ابن بطوطہ دولت آباد اور ساگر ہوکر کھمبایت پہنچتا ہے۔ گو یہ بندرگاہ سلطنت دہلی سے اب ملحق ہوگیا ہے۔ مگر یہاں کی تمام تجارت کا کاروبار اور اثر مسلمان تاجروں اور جہازرانوں کے ہاتھ میں نظر آتا ہے۔ اور نو مسلم ہندو الیاس نامی تاجر ہے مسلمانوں کی ہر طرف کثرت ہے۔ تاجروں کی بنائی ہوئی مسجدیں اور صوفیہ کی خانقاہیں آباد ہیں کہتا ہے کہ "عمارات اور مساجد کی حیثیت سے یہ بہترین شہر ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ یہاں کے اکثر باشندے دوسرے ملکوں کے تاجر ہیں۔ تو وہ ہمیشہ عمدہ مکانات اور مسجدیں بناتے رہتے ہیں۔ اور اس میں باہم مسابقت کرتے ہیں۔ عالیشان عمارتوں میں سے شریف سامری کا محل ہے۔ اسکے پہلو میں عظیم الشان مسجد ہے۔ اور ملک التجار گازرونی کا مکان ہے!! اس کے پہلو میں بھی مسجد ہے۔ شہر میں حاجی ناصر دیار بکری صوفی کی خانقاہ۔ دوسری خواجہ الحق کی ہے۔ جہاں لنگر قائم ہے۔

کاوی۔ کندہار۔ سندگاپور

اس شہر میں اسلام کی آبادی اور ترقی کے معیار کو دیکھو جو اب سو برس میں اس کو حاصل ہوگئی۔ اب ہندو نو مسلم جہازران بنکر بھی اچھا دولت حاصل کررہے ہیں۔ خانقاہیں آباد ہیں۔ اور لنگر خانے جاری ہیں۔ ابن بطوطہ کھمبایت کے بعد کاوی کندھار پہنچتا ہے۔ جہاں ایک ہندو راجہ جالنسی حکمران ہے۔ تاہم مسلمان یہاں آباد ہیں۔ اور بعض راجہ کے دربار میں داخل ہیں۔ ابراہیم چھ جہازوں کا مالک ہے۔ یہاں ہمارا مسافر جاگر نامی جہاز پر سوار ہوتا ہے۔ قوقہ یا (گوگا) نام شہر میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں کا راجہ دنکول ہندو ہے۔ تاہم یہاں مسلمان ملتے ہیں۔ ایک مسجد ہے جو حضرت خضر کی طرف منسوب ہے۔ اور حیدری فقرا کی ایک جماعت مع اپنے شیخ کے یہاں گوشہ نشین ہے۔ یہاں سے سندگاپور پہنچتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ یہاں ہندو راجہ ہریب کی ماتحتی میں ایک اسلامی ریاست سلطان جلال الدین ہنوری کی قائم ہے۔ مسلمانوں کا آباد کردہ شہر رونق پذیر ہے۔ عظیم الشان جامع مسجد ہے۔ جو بغدادی مسجدوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ یہ ناخدا حسن کی بنائی ہوئی تھی۔ اور سلطان جمال الدین ہنوری اسی ناخدا کا بیٹا تھا۔

ملایا اور چین کیطرف اسلامی مشن کی روانگی

گذشتہ پیر مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۵ء کا دن اسلامی دنیا میں ایک یادگار رہے گا، کیونکہ اس روز دو اہم مشن چین اور جزائر ملایا کی طرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں عیسائی مشنوں کے بڑھتے ہوئے اثر کو روکا جائے،

ان ہر دو ممالک میں عیسائیت نے جو زور پکڑا ہے، اور جس طرح سے آہستہ آہستہ وہ اسلام کو کھارہی ہے، وہ اس سے ظاہر ہے کہ جزائر ملایا میں ہر سال سینکڑوں مسلمان عیسائی ہوتے ہیں، اور اس وقت تک پچاس ہزار مسلمان عیسائیت کی نذر ہوچکے ہیں، علی ہذا القیاس چین میں بھی جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں، وہی علاقے مسیحی پروپاگنڈا کے مرکز بن چکے ہیں،

مسلمانوں کا یہ سب سے زیادہ ضروری فرض تھا، کہ وہ ان ممالک میں پہنچتے اور عیسائیت کی مدافعت میں اپنے دور افتادہ بھائیوں کی مدد کرتے، خدا کا شکر ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے عین وقت پر اس اہم ضرورت کو محسوس کیا، اور عملی طور پر اس کام کے لئے قدم بڑھایا،

یہ دونوں مشن حسب ذیل اصحاب پر مشتمل ہیں:

(۱) حافظ محمد حسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی، وکیل، گجرات پنجاب،

(۲) مولانا مولوی احمد صاحب،

(۳) مرزا ولی احمد بیگ صاحب،

ان ہر سہ حضرات کو جنہوں نے ان دور دراز ممالک میں اسلام کی خدمات بجالانے کے لئے اپنے اہل و عیال کو خیرباد کہا ہے، الوداع کہنے کے لئے لاہور اسٹیشن پر ممبران انجمن، اور دیگر حضرات کا ایک خاصہ مجمع تھا، حافظ محمد حسن صاحب نے اسلام کی اس آواز پر لبیک کہنے میں مسلمان نوجوانوں کے لئے ایک خاص نمونہ قائم کیا ہے، کیونکہ انہوں نے گجرات میں اپنی وکالت کے چلتے ہوئے کام کو چھوڑا اور ان دور دراز ممالک میں جاکر خدمات اسلام بجالانا ضروری سمجھا،

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان ہر سہ مجاہدین اسلام کو اپنے پاک مقاصد میں کامیاب کرے، اور اسلام کا نام دوبارہ دنیا میں بلند ہو،

(سید محمد حسین شاہ سیکرٹری)

اخبار احمدیہ

اخویم شیخ مولا بخش صاحب لائلپور سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے لائلپور شہر میں ایک خالی جگہ پر مسجد بنانے کے لئے گورنمنٹ میں درخواست دی تھی، محمودیوں کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے بھی جھٹ اسی جگہ کے لئے درخواست دے دی، صاحب ضلع نے ملحقہ مکانات والے مسلمانوں سے دریافت کیا، کہ انہیں کوئی اعتراض تو نہیں، شہر میں اس بات پر جھگڑا شروع ہوگیا، اور تمام مسلمانوں نے درخواست دے دی، کہ مسجد عام مسلمانوں کی ہونی چاہئیے جماعت احمدیہ کی خاص شرط نہ ہو، اس طرح سے معاملہ رک گیا، نہ ہماری بنی نہ محمودیوں کی، خدا جانے اس فرقہ سے تقوےٰ کا طریق کہاں چلا گیا ہے، بیس سال تک تو مسجد بنانی یاد نہ آئی، جب ہماری طرف سے تجویز ہوئی، تو جھٹ درخواست دے دی، اللہ تعالےٰ ان کو ہر جگہ اور ہر کام میں ہمارے مقابل پر نا کام رکھ رہا ہے، اب شیخ صاحبان کا ارادہ ہے کہ اُن کی اپنی زمین جو شہر میں گول باغ کے پاس ہے، اس میں سے کچھ زمین علیحدہ کرکے مسجد تیار کردیں، محمودی لوگ، ہر کام کی بنیاد ضد اور تعصب پر رکھنا چاہتے ہیں، اور ہر جگہ اور ہر کام میں مقابلہ اور اشتہار بازی کی خواہش رکھتے ہیں، حالانکہ نیک کاموں کی بنیاد محض تقوےٰ پر ہونی چاہئیے، جملہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ شیخ صاحبان کو توفیق عطا فرمائے، کہ وہ لائلپور میں اپنی مسجد تیار کرلیں، پہلے بھی شیخ صاحبان نے برلن مسجد کے لئے

بہت سا روپیہ عطا فرمایا ہے، اور ہر ایک تحریک میں ان کا قدم سب سے آگے رہتا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان بھائیوں کے مال اور جانوں میں بہت بہت دینی اور دنیاوی برکات عطا فرمائے اور ان کو اپنے پاک مالوں کو اپنی رضامندی کی راہوں پر خرچ کرنے کی توفیق عطا کرے آمین،

ضلع ہزارہ میں برادر سعید احمد صاحب تبلیغ سلسلہ کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں، مولویوں کی رکاوٹ تو جیسی ہے دیسا ہے، لیکن محمودی لوگ بڑی رکاوٹیں پیش کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں، اور علانیہ کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ لاہوری احمدی ہو گئے، تو بہت برا ہے، خدا نے اس قوم کو بھی عجیب حسد کا مادہ دیا ہے، کہ بیچارے رات دن ہماری ترقی سے جل رہے ہیں، لیکن وہ خوب یاد رکھیں کہ محمدی مسیح کے ساتھ غلو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، اور دنیا کی آنکھیں حق اور حقیقت کے لئے کھل رہی ہیں، پیر پرستی کی بنیاد ریت پر ہے اور یہ عمارت بہت جلد لوسیدہ ہو جائے گی، اگر کچھ کمی ہے تو ہمارے اپنے احباب کی طرف سے ہے، اگر وہ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تعلیم کی جا بجا اشاعت شروع کر دیں، تو انشاء اللہ پیر پرستی کی بنیاد جلد اکھڑ جائے گی، اللہ تعالےٰ کی نصرتیں ہمارے ساتھ ہیں۔ کمی ہے تو ہماری کوششوں کی ہے، ورنہ جہاں جہاں ہمارے بھائی ذرا سی بھی کوشش کر رہے ہیں، وہاں سے امید سے بڑھ کر کامیابی ہو رہی ہے، اور جماعت باقاعدہ طور پر ترقی کر رہی ہے، حق کے سامنے نہ محمودیت ٹھہر سکتی ہے اور نہ غیر احمدیت،

اخویم علی محمد خاں صاحب احمدی کشمیر جملہ احباب سے خاص دعاؤں کے لئے ملتجی ہیں، جملہ احباب ان کی امتحان میں کامیابی اور ان کی والدہ کی صحت کے لئے دعا فرماویں،

برادرم محمد حسن خاں صاحب رخصتی کشمیر سے اپنی اہلیہ صاحبہ کی صحت کے لئے جملہ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں، وہ کچھ عرصہ سے علیل ہیں، جس کے باعث برادر موصوف کو سخت پریشانی ہے، اسی طرح اور بھی بہت سے دوست بیماری یا کسی اور ابتلا میں مبتلا ہوتے ہیں، احباب کو چاہیئے کہ حسب فرمان حضرت مسیح موعودؑ اپنے سلسلہ کے سب بھائیوں کو دعاؤں میں شامل رکھا کریں، اور ساتھ ہی اس کے جماعت کی ترقی اور غلبہ کے لئے بہت بہت دعائیں کیا کریں،

ہمدردی افسوس کے ساتھ اس کوتاہی کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمارے دوست سید مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کی صاحبزادی بعمر ۱۲ سال چند دن ہوئے فوت ہوگئی، لیکن اخبار میں سہواً اس کا تذکرہ نہ ہو سکا، ایسا ہی شیخ محمد نصیب صاحب کا لڑکا بعمر ۱۰ سال ان کو فوت ہوئے قریباً ایک ماہ ہو گیا ہے، ہمیں ان ہر دو برادران سے ان کے ان صدمات میں دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالےٰ انہیں ...... نعم البدل عطا فرمائے،

بہاولپور ہوس مزنگ لاہور میں ہمارے ایک نوجوان بھائی عبد الحمید صاحب فوت ہو گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کا جنازہ غائب پڑھکر ثواب حاصل کریں،

اعلان

معلمہ کی ضرورت

چک نمبر ۲۷/۱۲ میں جو بستی جرائم پیشہ انجمن کے سپرد ہے، اس کے لئے ایک معلم کی ضرورت ہے، جس کی تنخواہ مبلغ بیس روپیہ (عنہ) ہے، اگر کوئی امام مسجد اپنی جماعت کا ہو، جس کی زنانہ رشتہ دار چوتھی جماعت تک پڑھا سکے، تو اس کو اعلےٰ درجہ کی زمین بھی دو ایکڑ ملیگی، اور وہ امام مسجد ہوگا،

اور اگر کوئی معلم ہو، جس کی بیوی یا والدہ مذکورہ بالا قابلیت رکھتی ہو تو اس کو علاوہ معلمہ کی تنخواہ کے تیس روپیہ (عسہ) ملے گی، معلم نارمل پاس یا مڈل پاس ہو،

خاکسار، مرزا یعقوب بیگ، سیکرٹری امور عامہ، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور،

تازہ خبریں

ہندوستان

ڈاکٹر کچلو اور پروفیسر گڈوانی کی گرفتاری

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کل ۲۱ فروری کو پانچ سو سکھ سوار کا شہیدی جتھا جیتو کی منزل مقصود پر پہنچا تاکہ گوردوارہ گنگ سر میں اکھنڈ پاٹھ کا احیا کرے۔ پولیس نے جو پہلے سے متعین تھی۔ اس جتھا پر مشین گن سے فائر کئے اور جتھے کے متعدد اشخاص کو مقتول اور مجروح کر دیا۔ باقیماندہ اصحاب گرفتار کر لئے گئے۔ ڈاکٹر کچلو اور پروفیسر گڈوانی بھی گرفتار کر لئے گئے۔ ابھی تفصیلات کا انتظار ہے۔

کلکتہ میں ہنگامہ

کلکتہ ۲۰ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کل شب کو بھوانی پور کے ہنگامہ میں آٹھ آدمی زخمی ہوئے۔ ان میں ایک یوروپین سارجنٹ اور تین کانسٹبل بھی شامل ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارجنٹ مذکور ایک کرایہ کی موٹر ڈرائیور کو تھانہ میں لیجا رہا تھا۔ اتنے میں ایک ہجوم جمع ہوگیا۔ اور اس نے شور مچایا۔ اور پولیس پر آوازے کسنے شروع کر دئے ہجوم کا رویہ تشدد آمیز معلوم ہوتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے پولیس پر خشت باری بھی شروع کر دی تھی۔ یہ سنکر اسسٹنٹ کمشنر پولیس چند سارجنٹوں اور کانسٹبلوں کے ہمراہ موقعہ پر آ پہنچا لیکن ہجوم نے منتشر ہونے سے انکار کیا۔ چند اشخاص کے خلاف بلوہ اور سرکاری ملازم سے مزاحمت کرنے کے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ کرایہ کی موٹر کار کا ڈرائیور زیر حراست ہے۔

مبلغین بہار کی مساعی جمیلہ

جناب حافظ عبد الغنی صاحب مقام ...... سے مطلع فرماتے ہیں، کہ ۲۰ ماہ جمادی الآخر کو ایک جلسہ کیا گیا۔ اور اس جلسہ میں نومسلم مہتروں کی چائے بسکٹ کی دعوت سید صدر الحق صاحب نے کی تھی۔ جناب حاجی شاہ محمد صاحب اختر اور بعض دوسرے معززین بھی مدعو تھے۔ سب سے پہلے چائے بسکٹ وغیرہ سے نومسلم بھائیوں کی تواضع کی گئی۔ ان کے چائے پینے کے بعد دوسرے مسلمانوں نے بغیر کسی نفرت کے ان ہی پیالیوں میں چائے پی۔ اس کے بعد اسلام کی حقانیت اور اسلامی تمدن و معاشرت وغیرہ پر تقریر کی گئی۔ اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ تین مہتر اسیوقت اسلام لائے۔ اور مسلم برادری میں شامل ہوگئے۔

ان تین نومسلموں اور ان کے قبل جو اشخاص مسلمان ہوئے تھے لیکن اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ سب کی فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر	نام	قوم	پیشہ	اسلامی نام
۱	موتی لال	کہار	مزدوری	مولا بخش
۲	مسمات بھگتیا	مہترانی	حلال خوری	غفورن
۳	مسمات سادو	"	"	شکورن
۴	پھلیا	"	"	چمن
۵	بجو	"	"	بخین
۶	کیلو سنگھ	چھتری	کاشتکاری	عطاء الٰہی
۷	بھگو	مہتر	حلال خوری	شریف حسین
۸	نوشاہ	مہتر	"	اشرف
۹	بسرو	مہتر	"	احمد

(محمد عثمان غنی عفی عنہ ناظم دفتر امارت شرعیہ صوبہ بہار (پھلواری شریف)

وزارت سے استعفےٰ

کلکتہ ۲۱ فروری۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آنریبل مسٹر ایس این ملک وزیر لوکل سلف گورنمنٹ حکومت بنگال مستعفی ہوگئے ہیں۔ کیونکہ انہیں انتخابات میں شکست ہوئی ہے۔ ہز اکسلنسی گورنر نے آپ کا استعفا منظور فرمایا ہے۔ اور آپ سے استدعا کی ہے کہ جبتک آپ کے جانشین کا تقرر عمل میں نہ آئے۔ آپ فرائض مفوضہ انجام دیتے رہیں۔

رہنمایان ملک کا اجتماع

پونا ۲۱ فروری۔ امید کی جاتی ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت مدن موہن مالوی، مسٹر سی آر داس۔ اور مسیح الملک حکیم اجمل خاں مہاتماجی کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور موجودہ سیاسی مسائل پر مہاتماجی امور بحث کو کھلے دل سے سنیں گے۔

مسٹر ہارنیمن کی واپسی کا مطالبہ

بمبئی۔ آج شام کو انجمن اخبار نویسان ہند کی مجلس ...

جلسہ انعقاد پذیر ہوا۔ اور ایک قرارداد میں حکومت بمبئی اور وزیر ہند کو اطلاع دی گئی کہ ہندوستانی رائے عامہ کو امید واثق ہے کہ وہ مسٹر ہارنیمن کے اخراج کا حکم فی الفور منسوخ کر دیں گے۔

ممانعت شراب کا مطالبہ

بمبئی ۲۰ فروری۔ آج بمبئی کونسل کے سوراجی اور آزاد خیال ارکان نے تجاویز مغزانیہ اور حکومت کی عام حکمت عملی پر سخت نکتہ چینی کی۔

مسٹر جیسا بھائی لال مہتہ (سوراجی) نے دھمکی دی کہ اگر تجارت شراب فی الفور کم نہ کی گئی تو خلاف ورزی قانون کا سلسلہ شروع کیا جائیگا دوکانوں پر پہرہ دیا جائے گا۔

مسٹر کے ایف نریمان نے کہا کہ ہوم ممبر کا یہ بیان کہ انتظام ہند سب سے زیادہ کم خرچ ہے۔ صریح غلط بیانی ہے۔ آٹھ ارکان نے مباحثہ میں حصہ لیا۔ اور اجلاس کل ۲ بجے تک کے لئے برخاست ہوا

مجلس کینیا کا تقرر

پونا ۲۱ فروری۔ اخبار سرونٹ آف انڈیا نے اپنی اشاعت امروزہ میں مجلس کینیا کے تقرر میں تاخیر ہونے پر اظہار افسوس کیا ہے جس کے لئے سر تیج بہادر سپرو نے اسقدر جد و جہد کی تھی۔ اخبار نے تجویز کیا ہے کہ مسٹر بی۔ این شرما سے ہی مجلس کی صدارت کے لئے استدعا کیا جائے۔ اخبار کا خیال ہے کہ آپ اسدرجہ بزرگ ہیں کہ آپ علاوہ ...

جدید صدر کے تقرر کا مسئلہ

رنگون ۲۳ فروری۔ قوم پرست جماعت اور برمی کونسل کے حامیان کونسل کا ایک مشترکہ جلسہ منعقد ہوا۔ اور یہ قرارداد منظور کی گئی کہ برما کونسل کی صدارت کے لئے انگلستان سے کوئی ایسا شخص لایا جائے۔ جو پارلیمنٹ کی کا علم رکھتا ہو۔ ورنہ پھر کوئی برمی صدر مقرر کیا جائے۔

کلکتہ میں ٹریڈ یونین کانگرس کا سالانہ اجلاس

کلکتہ ۲۱ فروری۔ آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگرس کا چوتھا اجلاس ۸ مارچ کو کلکتہ یونیورسٹی انسٹیٹیوٹ ہال میں منعقد ہوگا۔ جلسہ ہر روز ساڑھے پانچ بجے شام کو شروع ہوا کرے گا۔ مسٹر جی۔ ایم جوشی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی صدر اجلاس ہوں گے۔

ممالک غیر

فرعون کا مقبرہ

قاہرہ ۲۱ فروری۔ حکومت مصر نے طوطنخامین کے مقبرہ کے سلسلہ میں لیڈی کارنارون کے اجازت نامہ کو منسوخ کر دیا ہے۔

لکسر ۲۰ فروری۔ لیڈی کارنارون کے اجازت نامہ کی میعاد ۲۳ فروری کو ختم ہونیوالی تھی محکمہ آثار عتیقہ کا مہتمم اعلےٰ مقبرہ کو افتتاح کا کام کرے گا وہ آثار عتیقہ کی حفاظت کا ذمہ دار ہوگا۔

طلائی قرضہ کیلئے گفت و شنید

پیرس ۲۱ فروری۔ ڈاکٹر شیخت صدر رائشس بنک برلن کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ اور ایک ہفتہ کے اندر اندر پیرس آجائیگا تاکہ مجلس ماہرین کے ساتھ طلائی قرضہ کے متعلق گفت و شنید کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ | مورخہ ۱۲، رجب المرجب ۱۳۴۲ھ ہجری | نمبر ۶۳

بلاد شرقیہ میں تبلیغ اسلام

ہمارا تبلیغی کام

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر دلپذیر

جو ۱۰، فروری ۱۹۲۴ء کی شب کو ملایا اور چین جانے والے اصحاب کے الوداعی جلسہ میں آپ نے فرمائی،

غم اور مسرت کے جذبات

کلمہ شہادت پڑھکر فرمایا:۔

فی الحقیقت دو قسم کے جذبات بہت کم انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن کبھی کبھی ایسے بھی واقعات پیش آجاتے ہیں، کہ اس وقت دونوں قسم کے جذبات انسان کے اندر جوش زن ہوتے ہیں، غم کے بھی اور مسرت کے بھی، اس وقت میرے دل میں بھی دونوں قسم کے جذبات موجود ہیں، غم بھی ہے اور خوشی بھی، ایک اپنے دوست کو رخصت کرنا اس سے ایک وقت کے لئے جدا ہونا یہ ایک حد تک افسوس کا موجب ہے، لیکن دوسری طرف اس سے راحت ہوتی ہے، کہ وہ دوست اپنے فرض کا احساس کر کے خدا کے رستہ میں خدا کی خوشنودی کے لئے نکلا ہے، جس کام میں خدا کی خوشنودی ہو، انسان کو کس طرح اس میں خوشی نہ ہو،

ہمارا موجودہ کام

ہمارے اس کام کے متعلق جو کچھ ہمارے مد نظر ہے، وہ مختصر طور پر تین باتیں ہیں:۔

(۱) دنیا میں غیر مسلموں کے سامنے اسلام کو لے جانا،

(۲) اسلام کو غیر مسلم اعدا سے بچانا،

(۳) خود مسلمانوں کے اندر اصلاح کرنا، ایک طاقت ایک زندگی ان کے اندر پیدا کرنا،

یہ تین کام اس وقت ہمارے سامنے ہیں، فی الحقیقت یہ بڑے عظیم الشان کام ہیں، اتنے عظیم الشان ہیں، کہ اگر کہا جائے کہ ان کے کرنے کے لئے کوئی قدم ہم نے اٹھایا، تو وہ اتنا ہی اٹھایا ہے جتنا دریا میں سے ایک چلو پانی، بہت ہی عظیم الشان کام ہے، جو کرنے والا ہے، اور جو کچھ ہم نے کیا ہے یا کر رہے ہیں، وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا، خوشی اگر ہے تو اس لئے کہ بہر حال قدم اٹھ رہا ہے،

اگر غور کیا جائے تو فی الحقیقت یہ تینوں کام ایک ہی کے اندر آجاتے ہیں، یعنے قرآن کا دنیا میں پھیلا دینا، یہی اصل خدمت ہے، یہی ہمارا کام ہے،

اشاعت اسلام کالج کے ثمرات

جس قدر کام اس بارہ میں ہم نے کیا ہے، اللہ تعالےٰ نے اس کے اندر بڑی برکت بھی دی ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ شروع میں ایک چھوٹا سا نمونہ سا تھا، اشاعت اسلام کالج، ایک پادری نے اس کی تصویر کھینچی تھی، کہ کالج کیا ہے، چار یا پانچ طالب علم ہیں، ایک دو استاد ہیں اس کا نام اشاعت اسلام کالج رکھا گیا ہے، لیکن شائد اللہ ہی بہتر جانتا ہے، کہ اس کے جاری کرنے والوں کی نیت نیک ہوگی، کہ اس کو بھی خدا نے آج اسم بامسمّی کر دیا، وہ جو اس کے اندر تعلیم پاتے تھے، [illegible] اشاعت اسلام [illegible] ہوئے ہیں، یہ ہمارے دوست مولوی عبد الحق صاحب، یہ بھی اس کے اندر تعلیم پاتے تھے، یہ اس وقت "پیغام صلح" میں ایک کلرک تھے، انہوں نے کہا کہ انہیں بھی کالج میں لے لیا جائے، انہیں وہاں داخل کر لیا گیا، ان میں اس وقت قوت گویائی اس قدر تھی کہ جب ہم نے تجویز کی کہ ان طالب علموں کو کچھ بولنا بھی چاہیئے، تو ان کو بھی کہا گیا، ان کا نمبر بولنے والوں میں سب سے پیچھے تھا، لیکن جب ان کی باری آئی، تو انہوں نے اپنا مضمون لکھا ہوا تھا، اور حالت یہ تھی کہ جب پڑھتے تھے، تو وہ ورق جس ہاتھ میں تھا، وہ ہاتھ کانپتا تھا، لیکن آج تھوڑی سی محنت کے بعد وہی مولوی عبد الحق دس دس ہزار کے مجمع میں شیر کی طرح گرجتا ہے، اور بھی جو اس کالج کے اندر پڑھنے والے تھے، سوائے ایک آدھ کے، باقی سب ہی کام کے آدمی نکلے ہیں، مثلاً مولوی فیروز الدین جو اس وقت علاقہ ارتداد میں کام کر رہے ہیں، ایسا ہی حافظ محمد بخش صاحب وہ بھی ایک ایسے ہی کام میں مصروف ہیں،

اسی طرح یہ جن کا ذکر ہمارے خاں صاحب مولوی یعقوب خاں صاحب نے کیا ہے، بڑی ہی خوشی تھی، اس وقت جب یہ گریجوایٹ نکلے، لیکن درمیان میں بعض ایسے واقعات پیدا ہو گئے، یا یوں سمجھئے کہ کام کرنے والوں اور کام لینے والوں کی غفلت تھی، بہر حال وہ بات یونہی رہ گئی، لیکن اللہ تعالےٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا، اس نے آخر ان لوگوں سے بھی کام لیا،

غرض کوئی نیک نیتی کے ساتھ کام کرے، خدا کیلئے ہو، دکھاوا نہ ہوگا، غرض پرستی، اپنا لالچ جس کام کے اندر ہو، وہ کبھی پھل نہیں لا سکتا، یہ تو کوچہ ہی ایسا ہے، کہ جھکنے کے بغیر اس کے اندر کام نہیں چلتا، یہاں عاجزی اور فروتنی ہی کام دیتی ہے، جو شخص محض خدا کے لئے نکلتا ہے، خدا اس کی کوشش کو ضائع نہیں کرتا، یہ وعدہ بھی ہے اللہ تعالےٰ کا، اور یہی ہمیں آئے دن کام کرتا ہوا نظر آتا ہے،

احباب سلسلہ کیلئے دو ضروری باتیں

اب دو باتیں ہیں جو میں اپنے دوستوں سے کہنی چاہتا ہوں، ایک تو ان دوستوں سے جو یہاں موجود ہیں، اور کاروبار سلسلہ میں اعانت کرنے والے ہیں، میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلی بات جو ہمارے لئے ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ جو خدا کے رستہ میں نکلے ہیں، ان کی قدر اور عزت ہمارے دلوں میں ہو، ان کے اپنے دلوں میں کوئی ایسی بات نہ ہونی چاہیئے، کام کرنے والا اپنے آپ کو ایک مزدور ہی سمجھے، وہ شہرت کا طالب یا اس بات کا خواہشمند نہ ہونا چاہیئے، کہ لوگ اس کی عزت کریں، یہ ہمارا کام ہے، کہ جو خدا کے رستہ میں نکلیں، ان کی عزت اور توقیر کی جائے

دوسری بات جو ہمارے ذمہ فرض ہے، وہ یہ ہے، کہ ہم ان لوگوں کے لئے سامان اور روپیہ بہم پہنچائیں، کام کرنے والوں کے لئے مشکلات ہوتی ہیں، جب تک ان کو سامان اور روپیہ نہ دیا جائے گا، وہ ان مشکلات پر غالب نہیں آسکتے، طرح طرح کی ضروریات کام کرنے والوں کے رستہ میں آتی ہیں، ان کے سبب سے اگر کام میں کوئی کمزوری واقع ہوئی، تو وہ ہماری کمزوری کا نتیجہ ہوگی اب جبکہ یورپ اور ایشیا دونوں جگہ ہم اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ دونوں کے حسب ضرورت سامان بھی بہم پہنچائے جائیں،

ایشیا میں ہمارا کام

ایشیا میں ہمارا کام یورپ سے ذرا مختلف ہے، یہاں پہلے سے مسلمان موجود ہیں، ممکن ہے ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں، جو کچھ عرصہ بعد کام کو سنبھال سکیں، ہمارا کام یہاں زیادہ تر مسلمانوں کو بیدار کرنا ہے، دو قسم کی جنگ دنیا میں ہے، ایک تو ظاہر کشتی ہوتی ہے، اس کو لوگ دیکھ لیتے ہیں، ایک خیالات کی جنگ ہوتی ہے، وہ نظر نہیں آتی، لیکن بالآخر جو غلبہ ہوتا ہے، وہ خیالات کی جنگ سے ہوتا ہے، حقیقی غلبہ انسان کو ظاہری جنگ سے نہیں، بلکہ روحانی جنگ سے ملتا ہے، دنیا میں اس وقت خیالات کی جنگ ہے، اس جنگ میں عیسائی مطمئن ہیں، وہ سمجھتے ہیں اب دروازہ کھلا ہے، کہ دنیا کو عیسائی بنا لیا جائے، یہ ان کے تمام ساز و سامان اور ہر جگہ پر اپنا تسلط جمانا اس سے فی الحقیقت وہ چاہتے ہیں ایک انقلاب پیدا کرنا اور دنیا کو عیسائی بنانا ہے، ہمیں اس کے مقابلہ کے لئے لوگوں کو تیار کرنا چاہیئے، ان جزائر کے اندر ہزاروں مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں، اور ہر سال ہو رہے ہیں، ہمارا فرض ہے کہ ان مسلمانوں کو جو ان باتوں سے آگاہ نہیں آگاہ کریں، اور جب ان کو علم ہو جائے گا، تو وہ خود بخود مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جائیں گے، یہ ہمارا مقابلہ دراصل ان کو جگانے کا ذریعہ ہے

محکومیت میں اسلام غالب ہوگا

مضبوط ظاہری حکومت کا نام غلبہ نہیں، خدا نے جس طرح ایک وقت مسلمانوں کو بادشاہ بنا کر ظاہری غلبہ کے ساتھ اسلام کو ترقی اور کامیابی عطا فرمائی تھی، اسی طرح اس وقت جبکہ ظاہری غلبہ کی حالت نہیں رہی، اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اس ظاہری غلبہ کے بغیر اسلام کا نام مٹ جائے گا، اللہ تعالےٰ کا منشا ہے کہ ظاہر محکومیت کی حالت میں اسلام کو غالب کرے، یہ جس کو احمدیت کہتے ہو اور سمجھتے ہو، کہ یہ کوئی علیحدہ فرقہ بنایا گیا ہے، میں اس کام کے لئے احمدیت کہتا ہوں۔ اور یہی بات حضرت مرزا صاحب نے صاف طور پر لکھی ہے، جہاں اپنی جماعت کے لئے یہ نام تجویز کیا کہ رسول اللہ صلعم کے دو نام تھے، ایک محمدؐ اور ایک احمد، کہ مکی جو تیرہ سال کا زمانہ رسول اللہ صلعم پر گذرا، وہ احمدیت کا زمانہ تھا، آپ اس وقت ظاہری غلبہ نہ رکھتے تھے، دشمنوں سے آپ سخت اذیتیں اٹھاتے تھے، اور ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے، اب پھر آنحضرت صلعم کی مکی زندگی کی طرح محکومیت کا زمانہ ہے اور اب اسلام محکومیت کی حالت میں وعظ و تبلیغ سے دنیا میں پھیلے گا،

کام کرنے والوں کیلئے سامان بہم پہنچاؤ

اب جو بات میں آپ لوگوں سے کہنی چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جس طرح یہ عیسائی لوگ کمریں باندھ کر جاتے، اپنی خواہشات کو چھوڑ کر کام کرتے، اپنے عزیزوں اور رب سے سالہا سال جدا رہتے ہیں، اور پیچھے ایسے لوگ ہیں، جو ان کے لئے سامان بہم پہنچاتے ہیں، اسی طرح ہمارے اندر کام کی طاقت اور اس کے لئے ضروری سامان اور ذرائع ہونے چاہئیں، اب اس کام کا زیادہ تر انحصار ہم لوگوں پر ہے، جو کام کرنے والوں کو بھیج رہے ہیں، اگر ہماری بے توجہی سے یہ سلسلہ بند ہو گیا، تو اس کا گناہ ہماری گردنوں پر ہوگا، ہماری مثال ان جرنیلوں کی ہوگی، جو فوج کو بڑھنے کا حکم دیتے ہیں، اور خود میدان کو چھوڑ کر بھاگنے لگتے ہیں، جن لوگوں کو خدا نے موقع دیا ہے، کہ وہ اعانت کریں، اگر وہ نہیں کرتے، تو وہ سلسلہ کے ساتھ بے وفائی کرتے ہیں،

تو دو باتیں ہیں جو ہمارے لئے ضروری ہیں،

(۱) کام کرنے والوں کی ہم عزت اور قدر کریں،

(۲) اور دوسرا ان کیلئے سامان مہیا کریں، ان کا ہاتھ بند نہ کریں، کہ کام میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو،

میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا تھا، اور میں خود بھی محسوس کرتا ہوں، کہ اگر جماعت کے اندر کوئی کمزوری ہو تو اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے قربانی تو مجھے کوئی نظر نہیں آتی لیکن وہ بوجھ جو میں نے اٹھایا ہوا ہے اس کو کہاں تک نبھایا ہے، اس کو خدا ہی بہتر جانتا ہے،

مبلغین کی ذمہ واریاں

آپ لوگوں نے جو اس وقت بہت بڑی قربانی کی ہے، دین کے لئے آپ نے ہجرت اختیار کی ہے، یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں، آپ پر اس کی ذمہ واری بھی بڑی ہے،

احمدیت کا نمونہ بنیں

اب آپ اسلام اور احمدیت کے نمائندہ ہو کر جا رہے ہیں، لوگ آپ کے اعمال سے احمدیت یا اسلام کا نمونہ لیں گے، اب آپ کا ایک ایک فعل احمدیت ہوگا، اس لئے آپ پر بہت بڑی ذمہ واری ہے آپ کی ایک ایک حرکت احمدی جماعت کی مسلمانوں کی نمائندگی کا کام دے گی، اس لئے اپنے اندر شعار اسلامی کی پوری عزت اور ان کی ظاہر پابندی ہونی چاہیئے،

نماز کے پابند ہوں

ان میں سب سے بڑی بات پابندی صلوٰۃ ہے، نماز نہ صرف اس لئے پڑھنی ضروری ہے، کہ اس سے ظاہر شریعت کا پاس ہوتا ہے، بلکہ بہت بڑی مدد اس سے حاصل ہوتی ہے، ان کاموں میں جو آپ کے سامنے ہیں، آپ اجنبی ملک میں جا رہے ہیں، جہاں اپنا آدمی کوئی نہیں۔ وہاں آپ کے رستہ میں بے شمار مشکلات اور تکالیف پیش آئیں گی، ان مشکلات کو کون دور کرے گا، اللہ تعالےٰ ہی ان کو حل کرنے والا ہے، اور اس تک پہنچنے کا ذریعہ نماز ہے، یہ نماز کوئی چھوٹی سی چیز نہیں، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ صبر تو آپ نے اختیار کر لیا، دقتوں اور مشکلات کے اندر تو کود پڑے لیکن جب تک دوسری بات نہ ہوگی یعنے نماز کا سہارا مشکل ہے،

اخراجات میں کفایت اور سادگی کو ملحوظ رکھیں

دوسری عرض یہ ہے کہ یہ مال جو ہم آپ لوگوں کے سپرد کرتے ہیں ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو یہ محسوس نہ ہو، کہ اس کے متعلق اس پر کیا [illegible] عائد ہوتی ہے، اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں، کہ ایک انسان کا اپنا مال ہوتا ہے، اس کو بھی انسان سوچکر خرچ کرتا ہے، لیکن جو شخص امین بنایا گیا ہو، اس کو بہت ہی سوچکر خرچ کرنا چاہیئے اس مال میں جہاں ان لوگوں کا روپیہ ہے، جن کو شاید اس کا دینا چنداں دشوار نہ ہو، وہیں غربا کا روپیہ بھی ہے، جنہوں نے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر دیا ہے، اگر ہم نے اس کو نہیں سمجھا، کہ اس طرح ہمیں خرچ کرنا چاہیئے، کہ ایک غریب کا پیسہ ضائع نہ جائے، تو ہم نے امانت کا حق ادا نہیں کیا، آپ لوگ حتی الوسع سادگی اختیار کریں، یورپ کی حالت اور ہے، وہاں تکلفات زیادہ ہیں، ایشیا میں اور حالت ہے، یہاں سادگی ہی زیادہ مرغوب ہے، ممکن ہے مغرب کے اندر بھی کسی وقت یہی سادگی پیدا ہو جائے، اس لئے آپ سادگی ہی کو ملحوظ رکھیں، اور روپیہ کو غریبوں کی امانت سمجھ کر خرچ کریں،

مسلمانوں کو بیدار کریں

آپ نے وہاں کام کیا کرنا ہے، پہلی بات مسلمانوں کو بیدار کرنا ہے، کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، یہ پہلا کام ہے جس کے لئے آپ جاتے ہیں،

وحدت اسلامی کو قائم کریں

دوسرا کام ان کو یہ بتانا ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے، وہ اسلام کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ وہ محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی میں آجاتا ہے، اس کو کافر قرار دینے کا حق کسی کو حاصل نہیں، جو شخص اس کو اسلام سے باہر نکالتا ہے، وہ اسلام کی وحدت کو توڑتا ہے، اسلام کی اس وحدت کو پھیلانا سب سے بڑا کام ہے،

مسلمانوں کی غلطیوں کی اصلاح کریں

ہاں جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہیں۔ ان کو سب سے بڑی ایمانی شجاعت کے ساتھ دور کرنا چاہیئے، ایک تو غلطیاں ایسی فروعی باتوں کے متعلق ہیں، جن کا اصول دین پر کوئی اثر نہیں، لیکن ایک ایسی غلطیاں ہیں، جن کی زد اصول دین پر پڑتی ہے، ان کو دور کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے، ہاں ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ حکمت اور عمدگی کے ساتھ ہی کام کرنا ضروری ہے، خود مخالفت کو بڑھانا بھی ٹھیک نہیں، مگر تک [illegible]

مجدد وقت کے دامن سے وابستگی

اس امر کے اعتراف میں بھی کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے، کہ حضرت مرزا صاحب اس صدی کے مجدد اور مسیح موعود ہیں انہوں نے ہمیں اشاعت اسلام کے اس کام پر ہمیں لگایا، مسلمان ابھی تک اس کام کے لئے بیدار نہیں ہوتے، جوں جوں قلب بیدار ہوں گے، اور اس اہم ضرورت کو محسوس کریں گے، اسی قدر اس کام کا ثواب حضرت مرزا صاحب کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا، ہم کسی مجلس میں یہ کہنے کے لئے شرمندہ نہیں، کہ ہم اس مجدد کے دامن سے وابستہ ہیں، اسی سے ہم نے یہ فیض حاصل کیا، کہ اشاعت اسلام کی ہمیں توفیق نصیب ہوئی، اسی نے ہم کو اس کام پر اس وقت لگایا، جب اسلامی دنیا اس سے بالکل غافل تھی، اس لئے اس کے اس احسان کو کسی صورت میں ہم نہیں بھلا سکتے، نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔

ہماری تبلیغی کوششیں

بدوملہی میں لیکچر

مولوی عبداللہ صاحب امام مسجد بدوملہی سے تحریر فرماتے ہیں۔

جناب میر مدثر شاہ صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۳۷ء شام کے وقت یہاں بدوملہی تشریف فرما ہوئے۔ ۱۲ کو آپ نے عیسائی مذاہب کے سربرآوردہ اصحاب کو مدعو کیا، لیکن مقابلہ سے عیسائیوں نے پہلوتہی کی، اور میدان مباحثہ میں آنے سے گریز کیا، بتاریخ ۱۳ فروری شام آپ نے مسجد ترکھاناں واقع بدوملہی میں مبسوط لیکچر دیا، اور ثابت کیا کہ روح اور مادہ انادی نہیں، بلکہ عالم امر سے ہے، اور مخلوق ہے، دلائل قرآنیہ سے فلسفیانہ رنگ میں ایسے طور سے بیان کیا، کہ سامعین کے دل پر گہرا اثر پڑا، لیکچر عام [illegible] میں تھا، ۱۴ فروری کو آپ نے مسلم ہائی سکول ڈسپی میں تقریر کی سید تاج حسین شاہ صاحب بخاری ہیڈ ماسٹر ہائی سکول طلبا کے سامنے ایک لیکچر تعلیم اور اسلام کی خوبیوں پر دیا، سامعین اور طلباء کے دل پر اچھا اثر ہوا حسن اتفاق سے اسی روز مولوی محمد علی صاحب مبلغ انجمن احمدیہ قادیان برائے تبلیغ بدوملہی تشریف فرما ہوئے تھے، وہ بھی اس جگہ مدرسہ ہائی سکول میں تشریف آور ہوئے، آپ نے ان سے ... درباره اجرائے نبوت تبادلہ خیالات کی رائے ظاہر فرمائی، جس کو مولوی صاحب موصوف نے بار بار سے آخر منظور فرمالیا، فیما بین معاہدہ ہو کر دستخط ہو گئے، اور ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء مباحثہ درباره اجرائے نبوت و انقطاع نبوت قرار پایا، جس کی مفصل رپورٹ انشاء اللہ بعد میں ارسال ہوگی، دونوں کی طرف سے فریقین کی تقاریر کے لکھنے والے مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب منشی فاضل ... مسلم ہائی سکول بدوملہی تھے، جنہوں نے نہایت خلوص اور ایمانداری سے فریقین کی تقاریر علیحدہ علیحدہ حرف بہ حرف قلمبند کیں، اور جس پر فریقین کے باقاعدہ دستخط لئے گئے اس کا نتیجہ پبلک کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے، لیکن اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ مناظرہ کا نتیجہ میر مدثر شاہ صاحب کے حق میں ہوا، نہ صرف خواص بلکہ عام اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ کے لیکچر سے از حد محظوظ ہوئے، قرآن شریف سے آپ کا استدلال درباره انقطاع پورے طور پر ثابت ہوا، مولوی صاحب مبلغ قادیانی دم بخود اور مبہوت اور پریشان ہوئے، جلسہ ہذا میں نہ صرف احمدی ہی موجود تھے، بلکہ ہر فرقہ کے چیدہ سربرآوردہ اصحاب حاضر تھے، ہندو، سکھ عیسائی عوام و خاص سے جلسہ گاہ معمور تھا، پریزیڈنٹ سید تاج حسین صاحب بخاری ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی تھے، نہ صرف بدوملہی کے بلکہ مضافات کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے، رؤسا و امراء میں سے جو اس وقت موجود تھے مندرجہ ذیل اصحاب کے نام قابل ذکر ہیں، چوہدری غلام قادر صاحب رئیس گھڑیال کلاں، چوہدری عطاء اللہ خاں صاحب رئیس اعظم بدوملہی، چوہدری ... صاحب ذیلدار بدوملہی، سید الطاف حسین صاحب سجادہ نشین بدوملہی، چوہدری غلام حیدر صاحب رئیس سابق منیجر مسلم ہائی سکول بدوملہی، حضرت سید سجاد علی

مولانا مولوی صدر الدین صاحب کا خط

مولوی محمد الدین صاحب کے نام

امریکہ سے مولوی محمد الدین صاحب نے جو میاں صاحب کی طرف سے برائے تبلیغ گئے ہوئے ہیں، ایک خط مولانا صدر الدین صاحب کی خدمت میں لکھا تھا، جس کا جواب کچھ حضرت مولانا نے بھیجا ہے، اس کی ایک نقل از راہ عنایت ناظرین "پیغام صلح" کے افادہ کے لئے ہمیں ارسال فرمائی ہے:۔

مکرم و معظم ماسٹر محمد الدین صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط ملا، جس میں آپ نے میرے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کرنے کو برا منایا ہے، اور مجھے حضرت صاحب کی کتابوں کی طرف توجہ دلائی ہے، یہ کہتے ہوئے کہ میرا ایسا کرنا حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف ہے، جواباً عرض ہے کہ

(۱) حضرت مرزا صاحب کی تکفیر کے بعد بھی برابر جماعت احمدیہ دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز ادا کرتی رہی ہے، اس امر واقعہ کا انکار کسی طرح سے نہیں ہو سکتا، لیکن جب جماعت احمدیہ پر انتہا درجہ کی تکفیر اور تفسیق کے ساتھ بدسلوکی کی گئی، تو حضرت صاحب نے جماعت کو مکفرین کے پیچھے نماز ادا کرنے سے منع فرمایا اس حدیث شریف کی بناء پر کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہے، تو کفر اس پر الٹ کر پڑتا ہے، اور اس حدیث کو انہوں نے ہمیشہ اس مضمون کے ساتھ دوہرایا جس سے معلوم ہوا کہ مکفرین کے پیچھے نماز ادا کرنا مناسب نہیں، کیونکہ وہ ایک سزا کے نیچے آجاتے ہیں، اس کے سوا دوسری وجہ حضرت صاحب نے بیان نہیں کی،

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جو لوگ مکفرین نہ ہوں ان کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے، یہی قرآن کریم اور حدیث شریف کی تعلیم ہے اسی تعلیم پر حضرت مرزا صاحب کا عمل تھا،

(۲) چنانچہ حج جیسے اہم اور ضروری فریضہ کے ادا کرنے میں بھی اسی تعلیم اسلامی کو حضرت صاحب نے ملحوظ رکھا، اور ان کے زمانہ میں جو لوگ ہماری جماعت سے حج کے لئے گئے، انہوں نے ہمیشہ کعبۃ اللہ میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کی، ان حاجیوں میں سے بعض حاجی اس وقت زندہ ہیں، اور اس واقعہ کو جماعت فراموش نہیں کر سکتی،

(۳) اس اسلامی تعلیم پر جس پر حضرت مرزا صاحب کا بھی عمل تھا، حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب بھی عمل کرتے رہے انہوں نے بھی حج کے لئے اپنی جماعت کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کرنے کی اجازت دی،

علاوہ ازیں ہندوستان میں بھی ایسی اجازت دی، اور انگلستان میں بھی اجازت دی،

(۴) حضرت مرزا صاحب اور حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فتوے کے ماتحت میر ناصر نواب صاحب اور عبدالحی صاحب عرب نے بیت اللہ شریف میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کی ہاں ان کی معیت میں خود میاں صاحب نے بھی اس فتوے پر عمل کرتے ہوئے تین نمازیں غیر احمدیوں کے پیچھے ادا کیں،

(۵) ہاں میاں صاحب نے ان تین نمازوں کو گھر پر دوہرایا اور یہ کہہ کر دوہرایا، کہ کعبۃ اللہ میں تو نور الدین کی نماز پڑھی تھی، اب گھر پر خدا کی نماز ادا کرتا ہوں، اس سے معلوم ہوا، میاں صاحب نے حضرت مولوی نور الدین صاحب اور حضرت مرزا صاحب کے عمل سے اختلاف بھی کیا، اور ان کے طریق پر عمل بھی کیا، اپنے عمل سے دو باتوں پر مہر لگا دی، کعبۃ اللہ میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کرنے سے یہ بتلایا، کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے فتوے کے مطابق غیر احمدیوں کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے، اور گھر پر نماز دوہرانے سے ایک غلط تکفیر اور فساد کی بنیاد ڈال دی، [illegible] عبدالحی صاحب عرب نے میاں صاحب سے بحث بھی کی، اور یہ دونوں بزرگ اسی طریقہ پر عامل رہے، مطابق حضرت مرزا صاحب

عمل کو غلط قرار دے کر بار بار غیر احمدیوں کے پیچھے کعبہ میں نماز پڑھتے رہے،

(۶) سیالکوٹ کی جماعت اس وقت میرے پیچھے نماز ادا کرتی رہی، جب میں حضرت صاحب کی بیعت میں داخل نہ تھا، گو ان کو سچا یقین کرتا تھا، حضرت مولٰنا مولوی عبدالکریم صاحب جب سیالکوٹ سے باہر تشریف لے جاتے، تو ان کی عدم موجودگی میں ہمارے نہایت ہی پیارے اور مکرم حضرت حامد شاہ صاحب امامت کرانے ہوتے، لیکن ان کی محبت کا تقاضا اور جماعت کی محبت کا تقاضا بھی کبھی مجھے بھی نماز پڑھانے پر مجبور کرتا، اور اسی طرح سے مجھے نماز جمعہ بھی پڑھانی پڑتی تھی، یہ سلسلہ دیر تک چلتا رہا۔ ایک دن ہمارے بزرگ حکیم حسام الدین صاحب کے دل میں خیال آیا، کہ صدرالدین بیعت میں داخل نہیں آیا اس کے پیچھے نماز ادا کرنی جائز ہے یا نہیں، انہوں نے برملا اس سوال کو اٹھایا، جماعت نے اس اعتراض کو حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دیا، وہاں سے جواب آیا، کہ نماز جائز ہے، چنانچہ جماعت سیالکوٹ میرے پیچھے نماز ادا کرتی رہی، اس حالت میں کہ میں بیعت میں داخل نہ تھا، اور اسی طرح ۱۹۰۱ء گذر گیا، اور ۱۹۰۲ء بھی گذر گیا، اور غلطی کا ازالہ بھی شائع ہو چکا، میری بیعت ۱۹۰۳ء میں ہوئی،

یہ واقعات ہیں، ان پر غور کرلیں یہی قرآن کریم اور حدیث شریف کی تعلیم ہے، اور اسی پر حضرت مرزا صاحب اور حضرت مولٰنا مولوی نورالدین صاحب کا عمل تھا، اسی پر جماعت کا عمل رہا، اور اس پر خود میاں صاحب نے عمل کیا، اور عمل کر لینے کے بعد اس تعلیم سے اختلاف کیا، والسلام،

ذکر احباب

میں ۶۔ فروری کو لاہور سے دورہ پر روانہ ہوا، ایک روز فیروزپور ٹھہر کر ۹۔ کو ملاتہ میں گیا، رستے میں ملوال ایک جگہ پر کیوں کا اڈہ تھا وہاں تھوڑی دیر ٹھیرنے کا موقع ملا، ایک بوڑھے سفید ریش مسلمان کو اپنی طرف مانوس کیا، جب وہ میرے پاس آیا تو برلن مسجد کا نقشہ دیکھ کر دریافت کیا یہ کیا ہے؟ تب میں نے اپنی جماعت کے دینی کاموں سے اسے آگاہ کیا، اور ساتھ ہی بتایا کہ مسلمانوں میں جس مہدی کے آنے کا انتظار تھا، اور امت محمدیہ میں ہر صدی میں ایک مجدد آنے کا جو وعدہ تھا، اس کے مطابق اس زمانہ کا مجدد اور امام مہدی آگیا، اور مختصر طور پر اس کے کاموں سے آگاہ کیا۔ وہ سوال کرتا ؟ اور جواب بھی ملتا رہا، مگر بالآخر اس نے کہا، کہ ساری اسلامی دنیا اس کے ساتھ ہوگی، اور کافروں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنائے گا، اسے بہتیرا سمجھایا گیا، کہ بھائی تلوار کے زور سے اسلام نہ کبھی پھیلا نہ اب پھیلے گا، ہاں دشمن جس قسم کا ہتھیار ہاتھ میں لے، اسی قسم کا ہتھیار اس مہدی کو لینا چاہیئے، اور وہ قلم۔۔۔ اور رسائل و لیکچر ہیں، پھر یہ بھی سمجھایا۔ کہ عیسائی یا آریہ تم پر جب یہ اعتراض کرتے ہیں، کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا، تو تب ناراض کیوں ہوتے ہو، اور ان کو جواب کیوں دیتے ہو، جب تمہارا خود عقیدہ ہے کہ آنے والا مہدی خونی مہدی ہوگا،

اس کے بعد میں **نہال سنگھ والا** گیا، جو بہت دور جگہ ہے وہاں پہلے سے ہمارے تین بھائی ہیں، اور ایک اب میری موجودگی میں خدا کے فضل سے داخل سلسلہ احمدیہ ہوا، اللہ تعالٰے اسے استقامت بخشے، اور اعمال صالحہ کی بجا آوری کی توفیق دے آمین

سب نے باقاعدہ ماہواری چندہ بذریعہ وی، پی بھیجنے کا پختہ وعدہ کیا، اور گذشتہ بقایا کے حساب میں منشی محمد نواز خاں صاحب نے ۱۵ اور عـــہ روپے برلن مسجد کے لئے اور منشی رشیدالدین صاحب نے ۲۵ اور منشی سید اصغر علی شاہ صاحب نے پانچ روپے عطا فرمائے، اللہ تعالٰے ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے بہت مخلص ہیں، اور سلسلہ سے محبت ہے، اول الذکر دوست کے نام اخبار پیغام صلح پہلے سے جاری تھا، باقی ہر دو اصحاب نے اب اخبار جاری کرایا،

دھرم کوٹ

یہاں منشی امام الدین صاحب ہیں بڑے مخلص ہیں، اخبار جاری کرایا، اور تیرہ روپے چندہ دیا،

موگا

یہاں ڈاکٹر محمد امین صاحب ہیں، انہوں نے لائٹ اخبار جاری کرایا، اور دس روپے چندہ دیا، اور باقی کا وعدہ کیا،

محمد نصیب

اخبار احمدیہ

اخویم محمد فضل قادر صاحب زراعتی کالج لائلپور اپنی امتحان کے لئے اور اپنے لئے جملہ احباب سے دعا کے خواستگار ہیں

شیخ محمد نصیب صاحب حضرت امیر کے حکم کے ماتحت ضلع فیروزپور میں تبلیغی دورہ کر رہے ہیں، اور اللہ تعالٰے کے فضل سے ہر جگہ اپنے بھائیوں میں ترقی کی روح پھونک رہے ہیں، دیگر اضلاع کے بھائیوں کی خدمت میں بھی التماس ہے کہ وہ ترقی سلسلہ کے لئے خاص طور پر کوشش کریں، حسب ضرورت واعظین یہاں سے بھیجے جا سکتے ہیں، لیکن پہلے ان کی طرف سے حرکت ہونی ضروری ہے،

برادر علی محمد خاں صاحب کشمیر سے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو کر لکھتے ہیں، کہ وہ پہلے دیوبندی تھے، ازاں بعد وہابی بنے، لیکن اطمینان قلب نصیب نہ ہوا، جب قرآن شریف پڑھتا تھا، ہزار ہا شبہات گذرتے تھے، لیکن اب حضرت مسیح موعودؑ کے فیض سے اسلام کے ذرہ ذرہ سے محبت پیدا ہوگئی ہے، اور ایسا اطمینان قلب نصیب ہوا ہے، کہ بیان سے باہر ہے، اللہ تعالٰے برادر موصوف کو اپنی معرفت میں ترقی بخشے، اور انہیں اپنے نیک ارادوں میں کامیاب کرے، جملہ احباب برادر موصوف کی امتحان میں کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں،

سندھ سے ایک کریم ایت صاحب آریوں کے اعتراضات دیکھ کر سخت گھبرا گئے ہیں، وہاں کے ملا نے جواب دینے سے قاصر ہیں، اس لئے ان کو سوائے احمدیت کے ان کا جواب کہیں سے نہیں مل سکا، ملانوں کے لئے اس زمانہ میں صرف یہی کام رہ گیا ہے، کہ وہ مسلمانوں کو کافر بنا کر اسلام کے کم کرنے کی فکر میں ہیں، جب اس سے فراغت ہوگی، پھر آریوں عیسائیوں کی طرف توجہ کریں گے،

مسلم ہائی سکول لاہور
جلسہ تقسیم انعامات

۴ ۔ فروری کو مسلم ہائی سکول لاہور میں ان طلبار کو جنہوں نے تعلیم یا کھیلوں وغیرہ میں گذشتہ سال حسن لیاقت کا ثبوت دیا انعامات دینے اور امیدواران امتحان انٹرنس کو الوداع کہنے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں طلبا و اساتذہ کے علاوہ بعض دیگر احباب بھی شامل تھے، حضرت امیر ایدہ اللہ نے جلسہ کی صدارت فرمائی، کئی ایک طالب علموں نے اردو اور انگریزی میں لیکچر دیئے، بعض نے نظمیں پڑھیں، ایک نے قرآن شریف نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کیا، طلبائے جماعت نہم نے ایک عربی نظم سنائی، اور عربی زبان میں مکالمہ کیا، ہیڈ ماسٹر صاحب نے سکول کی سالانہ رپورٹ پڑھی، اور پھر حضرت امیر نے انعامات تقسیم کئے، اور تقریر فرمائی، جس میں مسلم ہائی سکول کی یہ غرض بتائی کہ طلبا میں دنیوی تعلیم کے ساتھ اشاعت اسلام کا ولولہ پیدا کیا جائے، اور بہت سی نصائح کیں،

اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے اور مٹھائی سے کی گئی جو امیدواران امتحان انٹرنس کو لیلو پارٹی دی گئی تھی، یہ تمام انتظام اور انعامات [illegible] فراہمی سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر اور دیگر اساتذہ [illegible] کوششوں کا نتیجہ تھی، جس کے لئے وہ مستحق مبارکباد ہیں،

احباب جماعت کا فرض

پیغام صلح ہماری جماعت کا واحد آرگن ہے، لیکن افسوس ہے کہ بہت کم احباب اس کی معاونت میں حصہ لیتے ہیں، جس کی وجہ سے [illegible] کی مالی حالت کمزور ہے ضروری ہو گیا ہے کہ احباب اسکے مستقل خریدار ہوں

ہندوستان میں اسلام کی اشاعت

(از مولٰنا سید سلیمان ندوی، ناظم دارالمصنفین اعظم گڈھ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک مسلم صوفی کا ذکر

جزیرہ کے پاس ایک چھوٹا سا اور جزیرہ ہے۔ ہمارا سیاح وہاں قدم رکھتا ہے۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بت خانہ کی دیوار سے ٹیک لگائے ایک جوگی مراقبہ میں مصروف ہے۔ انہیں ہندیوں ابن بطوطہ نذر پیش کرتا ہے۔ وہ قبول نہیں کرتا۔ اور اشارہ کر کے اشرفیاں اسکو دیتا ہے۔ اور ایک اونٹ کے بالوں کی بنی ہوئی تسبیح [illegible] اور ابن بطوطہ کے ہاتھ میں تسبیح لے کر اسکو ملتا اور سونگھتا ہے۔ اور پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اشارہ کرتا ہے۔ اور قبلہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ہمارا سیاح ان اشاروں سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ اس جوگی کے بھیس میں کسی مسلم کی روح ہے۔ جو شاید گمان جزیرہ کے لوگوں سے اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے ہے۔ چلتے وقت راز دان سیاح جوگی کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہے۔ اسکے رفقائے سفر معترض ہیں۔ اسپر جوگی ابن بطوطہ کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔ اسکو چوماتا ہے اور مسکراتا ہے۔ اور واپسی کا اشارہ کرتا ہے۔ اور پیچھے سے چند اشرفیاں ہدیہ دیتا ہے۔ باہر آ کر ابن بطوطہ جوگی کے راز کو اپنے ہمراہیوں کے سامنے فاش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے یہ مسلمان ہے

ملیبار کی حالت

سندا پور سے روانہ ہو کر وہ ملیبار آتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ اس ملک میں چھوٹے بڑے بارہ راجہ حکومت کرتے ہیں۔ ملک آباد ہے ہر طرح امن و امان ہے مسلمانوں کی بڑی عزت ہے ہندو مسلمانوں کے ساتھ کھاتے نہیں۔ اور نہ اپنے گھر کے [illegible] دیتے ہیں اور اگر [illegible] ہیں تو توڑ ڈالتے ہیں۔ مسلمان مسافروں کے لئے ہر جگہ سرائیں ہر جگہ مسلمانوں کی آبادیاں ہیں سب سے پہلے جس شہر میں وہ داخل ہوا اسکا نام [illegible] ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ ساحل پر بندرگاہ ہے۔ اور یہاں چودہری کا نام شیخ محمد ہے۔ یہ دولتمند اور بڑا مخیر ہے۔ اپنی تمام دولت اندھوں اور محتاجوں پر صرف کرتا ہے۔ آگے بڑھ کر [illegible] وہ داخل ہوتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کی ایک جماعت ہے۔ یہاں کے مسلمان چودہری کا نام حسین سلار ہے یہاں قاضی اور خطیب بھی ہے۔ اور حسین کی بنوائی ہوئی ایک جامع مسجد بھی ہے۔ اور یہاں کے راجہ کا نام سدیو ہے۔ اس کے پاس پچاس جنگی جہاز ہیں۔ اور ان کا کپتان مسلمان ہے۔ اس کے بعد وہ منگرور پہنچتا ہے۔ یہاں فارس اور یمن کے مسلمان تاجر اس کو ملتے ہیں۔ یہاں کے راجہ کا نام دیو بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس شہر میں چار ہزار مسلمان ہیں۔ عام رعایا گو ان کے خلاف ہے مگر راجہ تجارت کی مصلحت سے ان سے صلح رکھتا ہے۔ یہاں کے مسلمان قاضی کا نام بدرالدین کرناٹکی ہے۔ اور وہ یہاں درس بھی دیتا ہے

بعد ازیں شہر دیلی میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں ایک عالیشان جامع مسجد ہے جس کی وجہ سے یہ شہر ہندوؤں اور مسلمانوں کے نزدیک متبرک ہے۔ جہاز والے اسکی نذر مانتے ہیں [illegible] اس کا متولی ہے۔ اور حسین وزان اسکا چودھری ہے۔ اس مسجد میں طالب علموں کی ایک جماعت ہے جنکو مسجد کے خزانے سے وظیفے ملتے ہیں۔ اور اس کے متعلق ایک شیخ [illegible] مسافروں اور غریب مسلمانوں کو کھانا ملتا ہے۔ یہاں [illegible] کے ایک درویش سے ملاقات ہوئی جو ہمیشہ روزہ رکھتے [illegible]

راجہ کویل کا قبول اسلام

پھر یہاں سے جرفتن [illegible] پہنچا۔ یہاں ایک عالم سے ملاقات ہوئی۔ ان کا ایک بھائی بڑا تاجر تھا۔ یہاں کے راجہ کا نام کویل ہے یہاں سے فارس [illegible] اور یمن کو جہاز [illegible] جاتے ہیں۔ یہاں سے [illegible] گیا [illegible] بھی راجہ کویل ہی کی عملداری ہے۔ راجہ کویل کے باپ کی بنوائی ہوئی ایک جامع مسجد اور ایک عالیشان تالاب بھی ہے جس میں مسلمان نہاتے اور وضو کرتے ہیں یہ تالاب راجہ کویل کے بزرگوں میں سے کسی [illegible] بنوایا ہے اور وہ مسلمان تھا [illegible] کے اسلام کا ایک عجیب قصہ لوگوں نے بتایا۔ اس جامع مسجد میں ایک خاص قسم کا درخت [illegible]

ہے کہتے ہیں کہ ہر موسم خزاں میں اس سے ایک پتہ ایسا گرتا ہے جس پر دست قدرت سے لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہوتا ہے - یہ پتہ جب گرتا ہے تو آدھا مسلمان لے لیتے ہیں اور آدھا ہندو راجہ کے خزانہ میں جمع ہوتا ہے - اور سخت بیماریوں میں اس سے شفا حاصل ہوتی ہے - راجہ مذکور یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور اسپر ایک جامع مسجد اور تالاب بنوا دیا - اس کے بعد راجہ کی اولاد مسلمان نہ ہوئی - اس نے اس درخت کو اکھڑوا دیا - خدا کی قدرت اس کے بعد یہ درخت پہلے سے زیادہ شاندار طریقہ سے اگ آیا - راجہ فوراً مر گیا۔

پٹن

یہاں سے پٹن پہنچا - یہ بھی بندرگاہ ہے - اور سمندر کے کنارے ایک مسجد ہے جس میں مسلمان مسافر ٹھہرتے ہیں - کیونکہ یہاں کوئی مسلمان نہیں - یہاں کے باشندے برہمن ہیں - جو ہندوؤں میں عالی مرتبہ ہیں - اور وہ مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں - اور اسی لئے یہاں مسلمان نہیں - یہ ایک جامع مسجد بھی ہو باقی ہے - وہ اسوجہ سے ہے کہ ایک برہمن نے اسکی چھت خراب کر دی تو اسکے گھر میں آگ لگ گئی - جس میں وہ خود اس کی اولاد اور گھر کا تمام اثاثہ جل گیا - اسوقت سے ہندو اس مسجد کو متبرک سمجھتے ہیں - اور اس کو ڈر سے نہیں چھوتے - اسکے بعد یہاں سے نکلکر بیدرپنا پہنچا یہاں مسلمانوں کے تین محلے ہیں - اور ہر محلہ میں ایک مسجد ہے اور ساحل پر جامع مسجد ہے - اور عجیب بہار پر ہے - یہاں کا قاضی اور خطیب عمان کا ایک آدمی ہے - اسکا بھائی بڑا فاضل ہے۔

کالی کٹ

اس کے بعد کالی کٹ میں داخل ہوا - یہاں کا راجہ ہندو ہے - اور سامری (زمورن) نام ہے - یہ دنیا کے بڑے بندرگاہوں میں سے ہے - چین - جاوا - سیلون - مالدیپ - یمن اور فارس کے جہازات آتے ہیں - یہاں کا ملک التجار ابراہیم شاہ بندر ہے یہ بحرین کا باشندہ ہے - قاضی کا نام فخر الدین ہے - اور یہاں کی خانقاہ کے سجادہ نشین شہاب الدین گازرونی ہیں - جن کی فتوحات کی کوئی حد نہیں۔

کولم

کالی کٹ سے کولم جانا ہوتا ہے - یہاں مسلمان تاجروں کی بڑی جماعت ملتی ہے - علماء بھی ہیں - اور مسلمانوں کا رئیس محمد شاہ بندر ہے - ایک تاجر کی بنائی ہوئی ایک جامع مسجد بھی ہے - اور یہاں مسلمان معزز اور محترم ہیں - یہاں کے راجہ کا نام تیروری ہے یہ مسلمانوں کی بڑی عزت کرتا ہے اور ان کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آتا ہے۔

مالدیپ

سیلون اور سراندیپ اور مالدیپ کو ہم بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں - اب ان پر چند صدیاں گذر چکی ہیں - ہمارا سیاح مالدیپ پہنچا ہے دیکھتا ہے کہ ان جزیروں میں صرف مسلمان ہی مسلمان ہیں - اور وہ نہایت نیک اور پابند مذہب اور باایمان ہیں - یہاں ایک عورت سلطانہ خدیجہ بنت صلاح الدین صالح بنگالی حکمران ہے - یہاں کے لوگوں کے مسلمان ہو جانے کا واقعہ یہ ہے کہ پہلے یہ سب کافر تھے - یہاں ہر ماہ سمندر سے ایک عجیب بلا آتی تھی - اس کا رویہ تھا کہ ایک کنواری لڑکی بلدان دی جاتی تھی - ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا - لڑکیوں پر قرعہ پڑا ایک بڑھیا کی لڑکی کا نام نکلا - بڑھیا سخت بیقرار ہوئی اتفاق سے اس بڑھیا کے یہاں بربر کا ایک مسلمان ٹھہرا تھا - وہ حافظ قرآن تھا مسلمان نے کہا گھبراؤ نہیں - میں اسکی تدبیر کرتا ہوں - اس رات کو وہ مسلمان عورت بنکر بتخانہ میں گیا - لوگ صبح کو گئے کہ اسکی لاش اٹھا لائیں - دیکھا کہ وہ زندہ تلاوت قرآن میں مصروف ہے - یہ کرامت دیکھکر لوگ متحیر ہوئے - بادشاہ کو خبر ہوئی - وہ بھی آیا - سب نے اسلام قبول کیا - اور اس نے وہاں رہ کر سب کو اسلام کے آداب و احکام کی مالکی مذہب کے مطابق تعلیم دی - یہاں کی جامع مسجد پر اب تک یہ عبارت لکڑی میں منقوش ہے کہ سلطان احمد شنورازہ ابوالبرکات بربری مغربی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔

مالدیپ کی موجودہ حالت

یہ قصہ صحیح ہو یا نہ ہو - مگر واقعہ یہ ہے کہ جزیرہ مالدیپ آج بھی مسلمانوں سے آباد ہے - اور ایک مسلمان سلطان زیر حفاظت برطانیہ حکمران ہے - ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں یہاں کے مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی - یہاں کے مسلمانوں میں عربی النسل بکثرت ہیں - اور ہندیت کے نومسلموں کی تعداد بھی کثیر ہے - جو ملک کے اصلی باشندے تھے - اسی کے قریب سراندیپ جس کو سیلون اور لنکا بھی کہتے ہیں - واقع ہے - یہاں بھی اسلام نے اپنا پورا دخل کر لیا ہے - ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں یہاں دو لاکھ مسلمان تھے - یہاں اسلام ابھی اپنی پرامن رفتار ترقی سے چل رہا تھا کہ زمانہ نے تاریخ کا ورق الٹ دیا اور مسلمانوں کا زوال اور مسیحی یورپ کی ترقی کا آغاز ہوا - پندرہویں صدی عیسوی میں پرتگیزوں نے اور پھر روچوں نے آکر اسلام کا بیڑا غرق کر دیا - اور اس وقت سے ان جزائر میں اور جنوبی ہند میں اسلام کی جگہ عیسائیت نے لے لی اور وہ منظر آج بھی آپ کے سامنے ہے۔

خاتمہ سخن

صفحات بالا میں ہندوستان میں اسلام کے داخلہ کے تین راستوں میں سے ایک راستہ کا نقشہ دکھایا گیا ہے - اور صدی بہ صدی اس کی ترقی کی تصویر کھینچ دی گئی ہے - دیکھ لو کہ اس تصویر میں خون کی سرخی کہیں نہیں جھلکتی - بلکہ اسلام اپنی سادگی مساوات اور حقانیت سے اپنا راستہ خود صاف کرتا گیا ہے - اور پنج ذات اور معمولی لوگوں کے دلوں پر قبضہ کرتا ہوا بادشاہوں اور راجاؤں کے قلوب تک پر قابض ہو گیا ہے - ان عرب تاجروں اور درویشوں کے ہاتھوں میں محمود اور عالمگیر کی تلوار نہ تھی - ان کے ذریعہ سے جو اشاعت اسلام ان اطراف میں ہوئی - اس کے طریقے حسب ذیل تھے۔

(۱) عرب تاجروں نے خود آکر اپنی نوآبادیاں قائم کیں - یہاں کی نومسلم عورتوں سے انہوں نے شادیاں کیں۔

(۲) پنج ذات کے ہندوؤں اور غیر برہمنوں نے جو برہمنوں کے دباؤ ظلم - ترفع اور غرور سے نالاں تھے - اسلام میں آکر عزت پائی۔

(۳) تاجروں کی فیاضی اور انسانیت نوازی نے غریبوں اور محتاجوں کو اپنے دامن میں پناہ دی۔

(۴) جو لوگ ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی ذات سے خارج کر دیے جاتے تھے وہ اسلام کی برادری میں داخل ہوتے گئے۔

(۵) بہت سے لوگ اپنے بچوں کو افلاس کے مارے عربوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے وہ ان کو لیکر اسلام کی تربیت دیکر اپنی اولاد کی طرح پال کر جوان کرتے تھے۔

(۶) اسلام کی روحانی طاقت کی عجیب و غریب نشانیاں ان کی نگاہوں سے گذریں - جنہوں نے ان کو اسلام کے قبول پر مجبور کر دیا

(۷) علماء اور درویشوں نے اپنی روحانی کشش کے جلوے دکھائے

(معارف)

میثاق قومی

(از جناب مسلم)

کس کے ہنر نے ٹوٹے ہوئے دل جوڑے تھے کس شواری سے
لکھنؤ جا کر سن لو یہ قصہ قبلہ عبدالباری سے

صدہا سال کے بچھڑے ہوؤں کو کس نے ملایا آپس میں
پھوٹ پھر ان میں ڈال دی کس نے اپنی سیہ کرداری سے

کام ہنسانہ چلے گا نگری میں اسلام بھی ہے
مالوی جی کرتے ہیں تو یدن دیش کی ہر ہر ناری سے

ووٹ بڑھانے کیلئے دینا کفر کا لقمہ ایماں کو
آڑ دھرم کی برہمنوں نے لی تھی تو کس ہتیاری سے

پھیل گیا سب جسم کے اندر روگ نرالا شدھی کا
اب تو خدا ہی ہے جو شفا دے قوم کو اس بیماری سے

آپ کی قلت میں بھی ہو کثرت آپ ہوں حاکم ہم محکوم
فائدہ ہم کو خاک ملا اس وضع کی خودمختاری سے

آپ جو ہوں چت پھر بھی ہیں پٹ داؤں تو بے شک اچھا ہے
آنکھ میں لیکن پڑ نہیں سکتی دھول اب اس عیاری سے

داس سے اور آزاد سے پوچھو تک کے میثاق کا راز
عقدہ یہ ہرگز کھل نہ سکے گا چت اور انصاری سے

شکر ہے جن پر دوا سے وہ قائد قوم ہوا ہے رہا
ہندو و مسلم ایک ہوئے تھے جس کی علم برداری سے

(ماخوذ)

رسیدات زر

فہرست چندہ احمدیہ انجمن جماعت گوجرہ

(معرفت محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرہ)

ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ بابت ماہ جنوری ۱۹۲۶ء [illegible]
محمد ابراہیم صاحب گوجرہ [illegible]
محمد علی حیدر خاں صاحب داروغہ صفائی گوجرہ [illegible]
مالک داد خاں صاحب [illegible]
مولوی عمر الدین صاحب گوجرہ [illegible]
میزان [illegible]

فہرست چندہ احمدیہ انجمن جماعت لاہور

(معرفت وزیر احمد صاحب قریشی متعلم میڈیکل کالج لاہور)

چندہ برائے اشاعت اسلام بذریعہ رسید بک نمبر [illegible]
ملک عبدالقسط صاحب متعلم میڈیکل کالج میڈیکل ہوسٹل لیک روڈ [illegible]
سید رضا حسین " " " " " [illegible]
شیخ عبدالغفور صاحب " " " مین ہوسٹل ہال روڈ [illegible]
میاں نیاز محمد صاحب " " میڈیکل " بقایا [illegible]
میاں محمود علی خاں صاحب " " بقایا [illegible]
وزیر احمد صاحب متعلم " " چندہ لائٹ بقایا [illegible]
" " " " " بابت ماہ جنوری و فروری [illegible]
" " " " بوجب وعدہ سالانہ جلسہ [illegible]
" " " " قیمت فروخت دو عدد رسالہ [illegible]
" " " " قسط بابت قرض [illegible]
میزان [illegible]

بالشویکوں کا سلام حزب العمال بمبئی کے نام

بمبئی ۲۴ فروری - مندرجہ ذیل پیغام جو ماسکو سے صادر ہوا معلوم ہوتا ہے - مسٹر جھابوالا معتمد عمومی بمبئی کے نام موصول ہوا ہے روسی یونین اور بین الاقوامی پروپیگنڈا کمیٹی نے دل سے آپ کو بمبئی کے کارخانہ جات بمبئی میں کاریگروں کی جنگ کرنے والوں کی جدوجہد شروع کرنے پر پیام سلامتی بھیجا ہے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

کینیا میں ہندوستانیوں کی حالت زار

دہلی ۲۳-فروری - مسٹر شاستری نے ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے شاہی کانفرنس میں جنرل سمٹس کے رویہ پر نکتہ چینی کی اور اسپر افسوس ظاہر کیا کہ برطانی حکومت نے رنگین اور گورے قوم کے درمیان امتیاز رنگ کے اصول کو جنوبی افریقہ سے کینیا میں داخل ہونے کی اجازت دیدی ہے - جب تک مستعمرات میں امتیاز رنگ کی دیوار حائل رہیگی میں برطانی کامن ویلتھ کے الفاظ سے نفرت کرتا رہوں گا - کینیا کے ہندوستانیوں میں حصول امن کی تمام مساعی پر عمل کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پول ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کر دیا ہے - جسے وہ غیر منصفانہ خیال کرتے ہیں - پھر مسٹر شاستری نے کہا کہ ہندوستان کے لوگ بلا تفریق مذہب کے کینیا کے ہندوستانیوں کی حمایت کریں گے اور میں لارڈ ریڈنگ سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ بھی اس معاملہ میں ہندوستانیوں کا ساتھ دیں - کیونکہ کینیا کی حکومت نے گوروں کا ساتھ دیا ہے - مجوزہ وفد کے بارہ میں مسٹر شاستری نے کہا کہ سر آغا خاں اس کی سرکردگی کے لئے نہایت موزوں ثابت ہوں گے - یہ وفد مسلہ کینیا کے سلسلہ میں برطانیہ جانے والا ہے

کینیا سے مسٹر نیڈو کی روانگی

نیروبی - ۲۱-فروری - ایک الوداعی جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسز نیڈو نے کینیا کے ہندوستانیوں کو مشورہ دیا کہ تو بااس ایفس کے خلاف اپنی جد و جہد کو جاری رکھیں - اور پول ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کر دیں - یہانتک کہ حکومت کی موجودہ پالیسی میں تبدیلی پیدا ہو جائے نقصانات اور سزاؤں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کریں - اور مہاتما گاندھی کی تعلیمات کے مطابق اس قسم کی روح کا اظہار کر دیں جو خاموشی - وقار اور ہمت کا پہلو لئے ہو

کینیا میں بہت سے لیڈر گرفتار کر لئے گئے

نیروبی - ۲۳-فروری - ممباسا میں کوئی ستیہ گرہ ٹیکس نہ ادا کرنے کے متعلق شروع نہیں ہوئی - بہت سے لیڈر گرفتار ہو گئے ہیں امید کی جاتی ہے کہ بہت سے اہم واقعات رونما ہوں گے -

علی برادران کا دورہ سندھ

کراچی ۲۴-فروری - علی برادران سندھ کا دورہ لگا رہے ہیں آپ کا پروگرام یہ ہوگا - لاڑکانہ فروری ۲۹ - اور یکم مارچ - جیکب آباد اور شکارپور ۲ مارچ - سکھر ۳ - مارچ - کراچی ۴ مارچ - حیدر آباد ۵ مارچ اور میرپور خاص ۶ - مارچ -

ہندوستان کیلئے مزید اصلاحات کا مطالبہ

دہلی ۲۳ فروری - آج نیشنل کانفرنس کا جلسہ اختتام پذیر ہو گیا - شاہی کمیشن اور وفد انگلستان کی تجاویز منظور ہو کر مزید اصلاحات کے لئے مسودہ تیار کرنے کے لئے الہ آباد میں ایک جلسہ تجویز کیا گیا ہے جس کا انعقاد ۲۱ و ۲۲ - اپریل کو ہو گا جس میں تیج بہادر سپرو - مسٹر شاستری اور مسز اینی بیسنٹ شامل ہوں گی مسٹر رنگا چاریہ نے تجویز کی کہ فوج میں ہندوستانی عنصر کی شمولیت کے معاملہ کو مرکزی مجلس واضع قوانین کے ماتحت ہونا چاہیے - آپ نے کہا کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ کمانڈر انچیف کے ساتھ ایک ہندوستانی وزیر بطور مشیر کے مقرر کر دیا جائے -

مسز بیسنٹ

نے اس بات پر زور دیا کہ وہ اس تنظیم کے قائل نہیں ہو سکتیں جو ہندوستان کے لئے وائٹ ہال میں بیٹھ کر کی جائے - ہندوستان کو اس قسم کا نظام منظور ہے جس کو ہندوستان کے ملئے ہندوستان میں تیار کریں اور جس کو وائٹ ہال بضابطہ کی صورت میں ڈھال دیا کرے

مسٹر سپرو اور مزدور وزارت

مسٹر سپرو نے کہا کہ میں گورنمنٹ کی نیکنامی کے لئے کہتا ہوں کہ اسے نو آبادیوں جیسی حکومت اور ذمہ دارانہ حکومت کے باہمی اختلاف کو متانت کے ساتھ پیش نہیں کیا - آپ نے کہا ضابطہ حکومت عہد کوئی گورکھ دھندا نہیں ہے - آپ نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ مزدور پارٹی ان اطلاعات کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گی - ان کی طرف سے اشاعت پذیر ہوتی رہی ہیں -

ہندوستان کے بارہ میں سیاسی پیشین گوئیاں

مسٹر تحوت کیو سوامی انگلستان کے اخبار سے لکھتے ہیں کہ میں اس امر کی پیشینگوئی کرتا ہوں کہ مارچ ۱۹۲۸ء سے قبل ہی قانون نمبر ۱۹۱۹ء منسوخ ہو جائیگا حکومت کے سیاسی عہدوں میں ہندوستانیوں کو مزید حصہ دیا جائے گا جو امتحانات اسوقت تک ہندوستان کے باہر ہوتے ہیں - وہ ہندوستان میں ہوں گے - اور رعایا کو مزید تعلیمی سہولتیں حاصل ہو جائینگی - علاوہ ازیں سیاسی اصلاحات کے بارہ میں لوگوں اور حکومت کے درمیان جو جنگ ہو رہی ہے - اسمیں لوگوں کو کامیابی ہوگی - اور یہ کامیابی ان کو ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء تک ہو جائے گی -

ممالک غیر

سیاسیات عالم میں مسلمانوں کی اہمیت

لندن - ۲۳ - فروری - مسٹر ٹامس آرنلڈ نے امپیریل انسٹیٹیوٹ میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اسلامی دنیا کا فاصلہ یہاں سے اب کچھ زیادہ نہیں ہے - ترقی یافتہ وسائل آمد و رفت نے اب اسکو نزدیک کر دیا ہے - اسلامی دنیا میں اخبارات اب ایک وسیع اثر پیدا کر رہے ہیں - انہوں نے پہلے حاضرین کو یاد دلایا کہ مسلمانوں نے صلح کی کانفرنس میں معتد بہ ذمہ دارانہ حصہ لیا ہے - پھر انہوں نے کہا کہ ۲۳ کروڑ مسلمانوں سے صرف پانچ کروڑ ۴۰ لاکھ مسلمان یورپی حکومت کے حلقہ سے باہر ہیں یہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے - کہ اسلامی دنیا پر یورپی اثر کا رنگ چڑھتا جاتا ہے -

اسکندریہ مصر میں ہڑتال

اسکندریہ - ۲۳ فروری ۴ ہفتہ کا عرصہ منقضی ہوا کہ گورنر کی ہدایت سے کارخانہ جات پافندگی کی ۳ ماہ کی ہڑتال کا فیصلہ ہوا - کاریگروں نے کل رات معاہدہ کو بالائے طاق رکھدیا - ہزار کاریگر تمام رات کارخانہ میں رہے - ان کی مستورات نے ان کے لئے کھانا پہنچایا - لوگوں کا بیان ہے کہ ہم کام اپنی ذمہ داری پر جاری رکھیں گے - اور ہم نے بالشویکی طرز کا انتظام قائم کر لیا ہے -

اگر ان کے کارخانہ کے تنظیم نے کاریگروں نے بھی ایسا ہی کیا ہے صورت حالات میں دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں - اور اس میں قوم پرستوں کی سازش کا تہیہ کیا جا رہا ہے - زغلول پاشا سے کہا گیا ہے کہ اس میں دست اندازی سے کام لیں - ایک دستہ سپاہ تو کارخانہ ہائے پافندگی کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے جس کے مالکان کارخانوں کو بند کر دینے پر مصر ہیں -

سوراجیوں کے مطالبات اور وزیر ہند کی ہمدردی

لندن - ۲۲ - فروری - اخبارات میں یہ افواہیں گشت لگا رہی ہیں کہ لارڈ ایورراونڈ ٹیبل کانفرنس کی تجویز کو ہمدردانہ نظر سے دیکھتے ہیں ان کی رائے میں کانفرنس کو ہندوستان کے مستقبل میں فیصلے کرنے کے لئے ہونا چاہیئے -

با وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سر ملکم ہیلی کی تقریر کے متعلق متضاد اور مسلسل افواہیں ہیں - کیونکہ سر ملکم ہیلی نے اپنی تقریر میں نہایت خود کہا ہے کہ وہ امپیریل گورنمنٹ کی کامل رضامندی سے صحیح حالات کی [illegible] کا اظہار کر رہے ہیں اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ ایسے

اعلان

معلمہ کی ضرورت

چک ۱۲۱/۲ میں بستی جرائم پیشہ انجمن کے سپرد ہے - اس کے لئے ایک معلمہ کی ضرورت ہے - جس کی تنخواہ مبلغ بیس روپیہ ماہوار ہے - اگر کوئی امام مسجد اپنی جماعت کا ہو جس کی کوئی رشتہ دار چوتھی جماعت تک پڑھا سکے - تو اس کو اعلیٰ درجہ کی دو ایک بہتیں بھی ملے گی - اور وہ امام مسجد ہوگا -

اور اگر کوئی معلم ہو جس کی بیوی یا والدہ مذکورہ بالا قابلیت رکھتی ہو - تو اس کو علاوہ معلمہ کی تنخواہ کے تیس روپیہ (۳۰) ملے گی - معلم نارمل یا مڈل پاس ہو -

خاکسار - مرزا یعقوب بیگ - سیکرٹری امور عامہ - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور -

---

خیال کو ہندوستان کامل ذمہ دارانہ حکومت کے تجربہ کے لئے تیار ہے - برطانیہ عظمیٰ کے کسی ذمہ دار حلقہ میں سنجیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے - حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار کہتا ہے کہ ہندوستان کے متعلق ایک ہی پالیسی ہے - جو کامیابی کا یقین دلا سکتی ہے - کہ استقلال و مضبوطی سے مصالحت پسندی کے لئے کوشش کیجائے لیکن طاقت کے اظہار اور استقلال کی بیحد ضرورت ہے - اگر ہم اس پالیسی میں کامیاب نہ ہوں - مجبور ہیں تو پھر ہمیں ہندوستان سے نکل آنا چاہیئے - اور ہندوستان کو اس کی قسمت پر ہی چھوڑ دینا چاہیئے - خواہ ہندوستان میں غدر - خون ریزی - اور لاقانونیت ہی ہو - اور پھر ہمیں شرم اور رسوائی کا نہ مٹنے والا داغ اپنی پیشانی پر لگا لینا چاہیئے -

ہندوستان کے کسانوں کی حالت

لندن - ۲۳ - فروری - پروفیسر گنگولی کلکتہ یونیورسٹی نے ایک اخباری نمائندہ سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے دیہاتی آبادی میں سکون و اطمینان ہندوستان کے معاملات کے حل پر منحصر ہے - ہندوستان کے آٹھ ہزار مواضع میں بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں - اگر حکومت نے ہندوستان کے حقیقی خادموں کے ساتھ شرکت کی تو ہندوستان میں وہ اپنی کوششوں کا عمدہ نتیجہ اور اچھا ثمرہ حاصل کر سکیگی - سوراج کینیا اور فجی کے معاملات خود بخود غائب ہو جائینگے - میری رائے میں مسٹر روز ولٹ کنٹری لائف کمیشن کی طرح ایک کمیشن مقرر کیا جائے - ایسے کمیشن کی تحقیقات کے بعد ہندوستان کے لئے ایک قطعی زرعی حکمت عملی کا فیصلہ ہو سکے گا -

فرانسیسی مجلس شوریٰ کا اجلاس

پیرس - ۲۱ - فروری - ضابطہ اصلاحات انتخاب پر بحث تمحیص کے دوران میں ۴۰۴ کے آرا کے مقابلہ میں ۱۵۰ آرا سے فرانسیسی مجلس نے اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے کہ ایک ہی ممبر کے حلقہ جات کے پرانے نظام کی طرف مراجعت کی جائے ایم پوائنکارے نے آغاز بحث میں اعتماد کے مسئلہ کو چھیڑا - اور اس امر سے انکار پر زور دیا کہ میرے موجودہ رویہ کو دنیا کا بہانہ نہ سمجھ لیا جائے - وہ اسلامی کے اجارہ [illegible] کو فرانسیسی مجلس نے منظور کر لیا ہے - اسپر تقسیم آرا کے نتیجہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کم سے کم آئندہ انتخابات تک ایم پوائنکارے کی وزارت قائم رہیگی - پارلیمنٹ نے حکومت کے مالی پروگرام کو منظور کر لیا ہے

حکومت چین اور حکومت برطانیہ میں تنازعہ

آکسفورڈ - ۲۳ فروری - ایک چینی افسر اور اس کے ماتحتوں نے ایک انگریز ریلوے افسر پر نہایت سخت حملہ کیا تھا - اس کے متعلق حکومت برطانیہ کے نمائندہ نے حکومت چین سے بازپرس کی تھی - اور یہ مطالبہ کیا تھا کہ متذکرۃ الصدر افسر اور اس کے ماتحتوں پر مقدمہ چلایا جائے - لیکن اسکا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا - چینی اہل حل و عقد بیان کرتے ہیں کہ ملزم کا پتہ نہیں چلا سکتے - حالانکہ ظاہر

سب اوورسیر اوورسیر سب انجینیر کلاسوں

کے پراسپکٹس

منیجر سول انجینیرنگ کالج پشاور سے مفت طلب فرمائیں

مسلمانوں کی امداد کا غیبی فرشتہ

آل انڈیا میوچل مسلم فیملی ریلیف فنڈ ایسوسی ایشن لاہور

سینکڑوں روپیہ کی مستقل آمدنی

ہر شہر اور قصبہ میں مسلمان ایجنٹوں کی ضرورت ہے

سینکڑوں روپیہ کی امداد

ہر مسلم مرد و عورت ممبر ہو کر حاصل کر سکتا ہے

۵ کا ٹکٹ بنام جنرل منیجر روانہ کر کے قواعد و ضوابط طلب کریں

جلد ۱۲ — نمبر ۳۶

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار، مورخہ ۳۔ شعبان المعظم ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۹۔ مارچ ۱۹۲۴ء

ایک مسلم کا نصب العین

اسلام سوراج سے پہلے ہے

ترجمہ انگریزی مضمون حضرت امیر ایدہ اللہ مندرجہ اخبار "لا"

اسلام اور مسلمانوں کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے، جو ہر مسلمان کو وہ جوان ہو یا بوڑھا، اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے دوسروں کے کاموں کو نظر استخفاف سے دیکھے بغیر میں اپنا جواب حتی الوسع اختصار کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے رکھتا ہوں

مسلمانوں کا سیاسی زوال

اس سوال کا جواب دینے . . . . . . سے پیشتر یہ ضروری ہے کہ اسلام کی سب سے بڑی ضرورت کی جو موجودہ ابتلاؤں میں اسے درپیش ہے، تلاش کی جائے، یہ سچ ہے، کہ سب سے زیادہ نمایاں بات جو اسلام کے موجودہ حالات میں ہمیں نظر آتی ہے، دنیا میں اس کے سیاسی اقتدار کا زوال ہے، لیکن اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو معلوم ہوگا، کہ اسلامی دنیا کے سیاسی اقتدار کا فقدان بعض دوسرے اسباب پر مبنی ہے، جن کی وجہ سے ساری دنیا میں مسلمانوں کی حالت عام طور پر خراب ہو چکی ہے، اس لئے ہمیں اصل بیماری کا علاج کرنا چاہیے، قرآن کریم میں اللہ تعالے نے اپنا ایک لا تبدیل قانون بیان فرمایا ہے، کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (محمد - ۱۲) یعنی اللہ تعالے اس قوم کی حالت کبھی نہیں بدلتا، جو اپنی حالت کو آپ نہ بدلے،

مسلمان ایک وقت تھا کہ دنیا جہان کے مالک اور سرتاج تھے۔ لیکن آج اس کا بالکل الٹ ہو رہا ہے، ان کے حالات کی تبدیلی صاف طور پر اس حقیقت پر شاہد ہے، کہ وہ خود بدل چکے ہیں، بالفاظ دیگر ان اعلیٰ درجہ کے اصولوں کو جن کی وجہ سے انہوں نے دنیا میں تفوق واقتدار حاصل کیا تھا، انہوں نے چھوڑ رکھا ہے، پہلے اندرونی تبدیلی واقعہ ہوئی اور پھر بیرونی، ان کی سیاسی حالت پر جو کچھ اثر پڑا ہے۔ وہ دراصل اسی اندرونی تبدیلی کا نتیجہ ہے، مسلمانوں کو دنیا میں جو طاقت اور قوت حاصل تھی، وہ درحقیقت اس قدر بڑی اور زبردست تھی، کہ اگر مسلمانوں میں اندرونی طور پر خرابیاں پیدا نہ ہو جاتیں، تو کوئی بیرونی طاقت ان کو گرا نہ سکتی تھی، پس جس طرح سے ان کا تنزل اندرونی اسباب کا نتیجہ ہے، ویسے ہی ان کو دوبارہ اگر اٹھایا جا سکتا ہے، اگر ان کے اندر پھر تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے [illegible] اندرونی حالات سمجھے تھے

سے، یہ پہلا نکتہ ہے جس کو یاد رکھنا چاہیئے، کسی ایک قوم سے اتحاد یا دوسری سے عدم تعاون، مسلمانوں کے لئے کبھی مفید نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دوسروں کی محبت یا عداوت سے بڑھ کر اپنے آپ کے متعلق غور و فکر سے کام نہ لیں، اور دوسرے تمام سوالات کو پس پشت ڈال کر مسلمانوں کی حالت کو سنوارنے میں [illegible] ان کی کوششیں مسلمان قوم کی اصلاح پر صرف ہونی ضروری ہیں،

سوراج ہمارا نصب العین نہیں ہو سکتا

دوسری بات جس کی طرف میں مسلمانوں کی توجہ کو منعطف کرانا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ مسلمان دنیا کے مختلف ممالک میں سیاسی طور پر مختلف حالات کے اندر ہیں، ایک ملک میں انہیں خود مختارانہ حکومت حاصل ہے، تو دوسرے [illegible] بیرونی حکومت کے جوئے تلے ہیں، ایک جگہ ان کی تعداد بہت [illegible] دوسری جگہ وہ بہت ہی کم تعداد رکھتے ہیں، تاہم ان کی اصل حالت تمام دنیا میں ایک ہی جیسی ہے، ایک ہی جیسی جہالت ان میں پائی جاتی ہے، ایک ہی جیسی بے توجہی اور لاپروائی ان میں موجود ہے، اور ایک ہی جیسی بے عملی اور مردگی ان پر طاری ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ کسی خاص ملک کو سوراج مل جانا اسلام کی کامیابی کا موجب نہیں ہو سکتا اس سے بڑھ کر ہمیں کسی اور چیز کی کوشش کرنی چاہیے، سوراج کسی اعلیٰ کمال کی طرف لے جانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے، ہمارا اصل نصب العین نہیں ہو سکتا بالخصوص ہندوستان جیسے ملک میں جہاں مسلمانوں کی تعداد ملک کی کل آبادی کا چوتھا حصہ ہے، سوراج دوسروں کی حکومت کے جوئے کو صرف بدل سکتا ہے، اس کو دور نہیں کر سکتا، اور سوراج کے بعد بھی مسلمان عملاً ایک محکوم قوم ہی ہوں گے، جیسے کہ اب ہیں بلکہ اس وقت ان کی حالت موجودہ غلامی سے بھی بدتر ہوگی، اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے، کہ سوراج ہمارے ملکی تفوق یا غیر مسلموں کے [illegible] مساوات کا موجب ہوگا، تو بھی یہ ہماری قومی زندگی کا نصب العین نہیں ہو سکتا،

اشاعت اسلام مسلمانوں کا فرض ہے

مسلمانوں کا فرض اس دنیا میں صرف اپنی ہی بہتری اور بھلائی کی کوشش نہیں، بلکہ تمام نسل انسانی کی بھلائی کی کوشش کرنا ہے، لوگوں کو ظلمت سے نکال کر روشنی میں لے آنا، صداقت کا پھیلانا، رنگ اور قومیت کے تمام امتیازات کو مٹانا، تمام دنیا میں ایک عالمگیر برادری بنانا اور خدا اور انسان کے درمیان ایک رشتہ اتحاد قائم کرنا ہے، اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے، وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (البقرہ: ۱۴۳) وکنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ (آل عمران: ۱۰۹)

اسلام جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، دنیا میں صلح اور امن کا پیغام لے کر آیا، اور ہم سچے مسلمان نہیں ہو سکتے، اگر اس پیغام کو دنیا کے [illegible] زمین کناروں تک نہ پہنچا دیں، حضرت نبی کریم صلعم پر ایک [illegible] ہم پر یہ فرض کیا گیا ہے، کہ ہم دوسروں کی شہادت کا بار اٹھائیں۔ اور ان تک اسلام کی صداقت کا پیغام پہنچا دیں، یہ ہمارا نصب العین ہے اور یہی ہمارا اصل الاصول ہے اس سے اتر کر کسی اور چیز پر قانع ہو جانا اس موقعہ کو کھونا ہے، جو ہمیں دیا گیا ہے، اور خود اپنے آپ اور اسلام کے ساتھ غیر وفاداری کا برتاؤ کرنا ہے، اس حقیقت نفس الامری کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں دوہرایا ہے، ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر، بے شک انسان خسارہ میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں، اور ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی وصیت کرتے ہیں، محض صداقت پر ایمان لے آنا اور اس پر عمل بھی کر لینا ہمارے لئے فائدہ کا موجب نہیں، جب تک کہ دوسروں کو ہم اس کی طرف نہیں بلاتے، صداقت کوئی ایسی چیز نہیں، کہ اس کو محض خود ہی لے لیا جائے، بلکہ یہ لے کر آگے پہنچانے والی چیز ہے

جمود موجب خسران ہے

تھوڑا سا غور کرنے سے قرآن کریم کے اس بیان کی صداقت اظہر من الشمس ہو جائے گی، وہ فرماتا ہے کہ انسان خسران میں ہے، جب تک کہ وہ اس پیغام کو دوسروں تک نہیں پہنچاتا، یہ کیوں؟ اس لئے کہ دنیا کی کوئی چیز حالت جمود میں نہیں، اگر آپ آگے کو نہیں جاتے اگر ترقی کی شاہراہ پر گامزن نہیں ہوتے، تو یقیناً آپ کو [illegible] پہنچے [illegible] زندگی آگے بڑھنے کے لئے جدوجہد کا نام ہے [illegible] یہ جدوجہد ختم ہو جائے گی [illegible] تنزل اور موت کا وقت ہے [illegible] کی بہبودی کا تذکرہ بے فائدہ ہے، جب تک کہ اس [illegible] کی سب سے پہلی شرط پوری نہ ہو، اور صداقت کا علم [illegible] نہ بڑھا جائے، یہ وہ سبق ہے، جو تاریخ اسلام میں ہمیں سکھایا گیا ہے جس وقت تک کہ مسلمانوں میں اسلام کے جھنڈے کو آگے لے جانے کی روح موجود تھی، وہ ایک بڑی قوم سمجھے جاتے تھے، لیکن جس وقت انہوں نے آگے جانا بند کر دیا، ان میں خرابیاں نمودار ہونے لگیں، اور یہ انہی خرابیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم مسلم کمیونٹی کو ایسی گری ہوئی حالت میں دیکھ رہے ہیں، آؤ صلح و امن کے پیغام سے دنیا کو فتح کرنے کی خواہش جو قرآن نے ہمارے سامنے رکھی ہے، پھر اپنے دلوں میں پیدا کریں، اور جلدی ہی ہمیں نظر آ جائے گا،

بقیہ صفحہ کالم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ ، ۳ شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ نمبر ۳۶

اتحاد اسلامی

ایک انگریز مصنف دنیائے اسلام کے اتحاد کو پین اسلام ازم کے نام سے تعبیر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "پین اسلام ازم" جو اپنے وسیع معنوں کے رو سے اس احساس اتحاد کا نام ہے، جو تمام "سچے ایمان داروں" کے اندر پایا جاتا ہے، نبی عرب (صلعم) کے وقت سے موجود ہے، یہ اس وقت سے چلا آتا ہے، جب محمد (صلعم) اور ان کے چند پیروؤں نے اپنے مخالف مشرکین کے بالمقابل جو ان کی تباہی کے خواہاں تھے، ایمان کے ذریعہ سے ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ مواخات قائم کیا تھا، محمد (صلعم) کے نزدیک مسلمانوں میں برادرانہ اتحاد کا اصول بہت بڑی اہمیت رکھتا تھا، اور اس کو مسلمانوں کے قلوب میں اس طرح میخ کی طرح آپ نے گاڑ دیا، کہ تیرہ صدیوں کے طویل عرصہ میں بھی اس میں کوئی کمزوری واقع نہیں ہوئی، مسلمانوں کا باہمی اتحاد عیسائیوں کے اتحاد سے بہت زیادہ مضبوط ہے، اس میں شک نہیں کہ مسلمان باہمی تلخی کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں، لیکن یہ باہمی جنگ یہ باہمی جنگ و جدل اس وقت ختم ہو جاتا ہے، جب کسی غیر مذہب [illegible] کا مقابلہ درپیش ہو، اتحاد اسلامی کا یہ گہرا نقش اس حقیقت نفس الامری کا مظہر ہے، کہ اسلام کا پورا تسلط اپنے پیروؤں پر ہے کسی دوسرے مذہب کا اس قدر زبردست تسلط اپنے پیروؤں پر نہیں، عیسائیت اور برہمنی مذہب پر اسلام نے بہت بڑی فتوحات حاصل کی ہیں، اور مجوسی مذہب کو اس نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے، اس کی ایک بھی مثال نہیں، کہ کوئی شخص اسلام کو قبول کرنے کے بعد پھر مرتد ہو گیا ہو، سپین کی قوم مور کی طرح بعض جگہوں پر انہیں نیست و نابود کر دیا گیا ہے، لیکن استیصال ارتداد کا مترادف نہیں؟"

یہ ایک انگریز کے خیالات ہیں، اور اس میں شک نہیں کہ یہ بالکل صحیح خیالات ہیں، ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اتحاد اسلامی کی جو روح اپنے پیروؤں کے اندر پھونکی تھی، اس کی نظیر دنیا کی اور کسی قوم میں نظر نہیں آتی، مغربی اقوام دنیائے اسلام کے اتحاد کو ایک خوفناک بھوت سمجھتی، اور ہمیشہ اس سے ترساں و لرزاں رہی ہیں،

لیکن یہ امر کہ یہ اتحاد اب بھی اسی قوت کے ساتھ عالم اسلام میں موجود ہے، لائق تامل ہے، مسلمان افسوس ہے کہ آج باہمی خانہ جنگیوں کو اس قدر اہمیت دے چکے ہیں، کہ بیرونی دشمنوں کے حملے بھی اس کھوئے ہوئے اتحاد کو قائم کرنے کا موجب نہیں بے شک ملکی اقتدار حاصل کرنے یا ترکوں کی امداد کے لئے ان میں اتحاد کی روح موجود ہے لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے جس اتحاد کی تعلیم ہمیں دی تھی، آپ نے جو رشتہ مواخات مسلمانوں کے اندر قائم کیا تھا، وہ محض کسی ملک گیری یا سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے نہ تھا، وہ اس غرض کے لئے نہ تھا، کہ مسلمان ملکی حقوق حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کی امداد کریں۔ یہ بھی بے شک اس اتحاد کا ایک ضروری پہلو ہے، لیکن جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے، اور جس نے مسلمانوں کو دنیا میں معزز و ممتاز بنایا، وہ ان کا باہم یک جسم و جان ہونا ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اتحاد کی ہمیں تعلیم دی ہے وہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے "مسلمان سب کے سب ایک جسم کی حیثیت رکھتے ہیں، اگر ایک فرد کو تکلیف ہو تو دوسرے افراد بھی بے قرار ہو جاتے ہیں"

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا اتحاد ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے، جس کی وجہ سے ایک دوسرے کی مصائب، ایک دوسرے کے دکھ درد اور رنج و الم میں ہم حصہ دار ہوں اگر ایک غریب سے غریب مسلمان کو کوئی تکلیف ہو، اس پر کوئی مصیبت وارد ہوئی ہو، کسی بیماری میں وہ مبتلا ہو، تو ہمارا دل اس پر پگھل جائے اور ہم کوشش کریں، کہ ان مصائب سے اس کو مخلصی نصیب ہو قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اسی اتحاد اسلامی کا شاندار نمونہ قائم کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم کا نمونہ اپنی نظیر دنیا میں نہیں رکھتا، قرآن کریم نے اس اتحاد کا نقشہ کس قدر خوبصورت الفاظ میں کھینچا ہے،

واذکروا نعمت اللہ اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اتحاد اسلامی کو آج بھول چکے ہیں یورپین مصنفین سمجھتے ہیں، کہ ان میں وہی روح موجود ہے، جو قرون اولیٰ میں تھی، لیکن واقعات کو دیکھا جائے، تو معلوم ہوتا ہے، کہ اس کا عشر عشیر بھی مسلمانوں میں نہیں، ہاں اگر ہے تو کفر کے فتوے ضرور ہیں، ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اتحاد کو اس قدر مضبوط چٹان پر قائم کیا تھا، کہ آپ نے فرمایا مسلمان کی تکفیر اسکو قتل کرنا ہے، آپ کا منشا تھا، کہ مسلمان اس اتحاد کا علم ہاتھ میں لے کر دنیا میں جائیں۔ اور تمام نسل انسانی کی ایک عالمگیر برادری قائم کر دیں، لیکن افسوس کہ کفر کے فتووں نے اس چھوٹی سی برادری کو بھی اس درجہ منتشر کیا ہے کہ آج جو شخص خادم دین ہے، وہی سب سے بڑا کافر ہے، جو دوسروں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے، اسی کو گمراہ بتایا جاتا ہے،

اس کا علاج ایک ہی ہے، کہ ایسے لوگوں کو جو مسلمانوں کو کافر کہنے والے ہوں، اسی فتوے کا مستحق سمجھا جائے، جو وہ اپنے مسلمان بھائیوں پر دیتے ہیں، قسمت میں ہی اس کا اصل علاج ہے، اگر ایسے بیمار لوگ جو اس تکفیر بازی کی بری عادت سے [illegible] اکثر بار مولویوں سے مقاطعہ کرنا شروع کر دیں، تو تھوڑے ہی دنوں میں دوبارہ اتحاد کی صورت ہم میں پیدا ہو سکے گی، ورنہ یہ یاد رکھنا چاہیے، کہ اگر اسی طرح سے ایک دوسرے کے بالمقابل جنگ آزمائی رہی، اور فروعی اختلافات کو غیر مذاہب کے بالمقابل بھی نظر انداز [illegible] نہ کیا، تو اس کے برے نتائج دیکھنے پڑیں گے۔

گرجوں میں تھیٹر

ولایت کے اخبار "ویسٹ منسٹر گزٹ" میں بہت سے مسیحی حضرات اس بات پر غور و خوض کر رہے ہیں کہ گرجوں کے خالی ہونے [illegible] روز بروز دن کی ترغیبات کے لوگوں سے ان کی طرف متوجہ نہ ہونے کی کیا وجہ ہے، اور کس ترکیب سے ان کو گرجاؤں کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے،

آخری سوال کے متعلق ایک پادری ریورنڈ ایف جے ایچ ہنفری ڈی۔ ایس۔ او رقمطراز ہیں کہ:-

"اس بات کا تجربہ کیا جا رہا ہے، کہ گرجاؤں کی شام کا متحرک تصاویر کی کسی تماشا گاہ میں ہوا کرے، کلیسا کے ڈیکنز اور دیگر ارکین اس بات پر متفق ہو گئے ہیں، کہ اس آرام کو جو ایک مانوس گرجا میں ہر روز جا [illegible] انہیں حاصل ہے، قربان کر دیں، اور کسی ایسی جگہ پر چلے جایا کریں، جہاں نئے لوگ جانے کے لئے تیار رہوں۔

.... لیکن ریورنڈ ڈبلیو ایچ گونفری نے سینٹ مارکس ایپسکوپل چرچ کو ہی سینما کا رنگ دے دیا، اور نیم برہنہ عورتیں وہاں ناچیں متحرک تصاویر دکھائی گئیں، اور گانا سنایا گیا، اور درمیان میں پادری صاحب بھی سٹیج پر نمودار ہو کر سرمن دیتے رہے یہ طریق عمل فی الحقیقت عیسائی پادریوں نے خوب سوچا ہے۔ یقیناً اس طریق سے بہت سے لوگ گرجا کا رخ کریں گے۔ نہ اس لئے کہ وہاں سے کوئی نیکی کا سبق پڑھیں، یا عبادت کریں، بلکہ اس ناچ اور ان تصاویر کو دیکھنے کے لئے جو ان کی کشش کا اصل موجب ہیں،

اہل کلیسا کے اس طریق پر کسی ہندوستانی شاعر کا یہ مصرعہ خوب صادق آتا ہے ع

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

انجیل پر ایمان

کلیسا کی طرف لوگوں کی عدم توجہی کا رونا روتے ہوئے ریورنڈ ڈبلیو [illegible] فلرٹن فرماتے ہیں:-

"لوگوں کو جب وہ گرجا میں آئیں انجیل کا وعظ کہنے کی جرأت کرنا بہت بڑی بات ہے"

ریورنڈ موصوف نے اعتراف کیا ہے کہ

"ایسا وعظ کہنے سے پیشتر ان باتوں کو خود بھی ماننا پڑے گا ..."

ایسا ہی ریورنڈ جے ڈبلیو برٹن ارشاد فرماتے ہیں کہ

"کسی دوسرے مضمون پر لیکچر تیار کرنا یا دینا اس قدر مشکل نہیں جس قدر انجیل کا سادہ خطبہ، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ایسے پیغام کے ساتھ ان لوگوں کو مخاطب کرنا جس کے متعلق یقینی ہے، کہ ان میں سے اسی فیصدی اس کو اتنا ہی جانتے ہیں، جتنا ہم انہیں بتا سکتے ہیں، اور باقی بیس فیصدی طبعاً ان باتوں سے لاپروا ہیں، ایک بہت بڑی جرأت اور بہادری کا کام ہے،

اہل کلیسا کے ان بیانات سے صاف ثابت ہے کہ

(۱) پادری صاحبان کا اپنا ایمان انجیل پر سے اٹھ چکا ہے، اور یہی حال عوام الناس کا ہے،

(۲) انجیل میں کوئی ایسے حقائق و معارف نہیں، جو لوگوں کی کشش کا موجب ہوں، چند اخلاقی باتیں اور کچھ قصے ہیں جن سے لوگ عام طور پر واقف ہیں، اور ان کو بار بار دہرانے سے اہل کلیسا اکتا چکے ہیں،

امید ہے کہ ہمارے مسیحی معاصر "نور افشاں" کی جناب سے ان تمام "ریورنڈ" صاحبان پر بھی الحاد کا فتوے صادر ہو گا، یا کم از کم ان خیالات کو مسیحیت کی "کامیابی" پر دلیل گردانا جائے گا،

خدا کی بادشاہت آچکی

انٹرنیشنل بائبل سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن نے [illegible] کیا ہے کہ

"خدا کی بادشاہت جس کے لئے مسیحی انیس صدیوں سے دعائیں مانگ رہے ہیں، اب بالکل قریب ہے، اور کہ خداوند مسیح انسان کو نظر آئے بدوں اس دنیا میں موجود ہے، اور اپنی بادشاہت کو شروع کرنے والا ہے"،

"خدا کی بادشاہت" ہے جس کی پیشگوئی جناب مسیح نے فرمائی۔ مسیحی حضرات ہمیشہ مسیح کی آمد ثانی مراد لیتے ہیں، حالانکہ اس پیشگوئی کے الفاظ کو اگر دیکھا جائے، تو وہاں صاف طور پر کسی اور کی آمد کا ذکر ہے، متی باب ۲۱: ۳۳ تا ۴۴ میں انگوری باغ کی تمثیل کو پڑھو، اس میں صاف طور پر باغ کے مالک کی طرف سے پہلے اپنے خادموں کو پھر بیٹے کو بھیجنے اور ان کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے پھر باغ کے مالک کے خود آنے کی پیشگوئی کی ہے، اور اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلائی ہے، جو پہلے صحائف میں آچکی ہے، کہ "وہ پتھر جس کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا" اور اپنے مخاطب لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ

"اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی، اور اس قوم کو دی جائے گی جو اس کے پھل لائے"

اور پھر فرمایا ہے:-

"جو کوئی اس پتھر پر گرے گا، وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس پر وہ گرے گا، اس کو چورا چورا کر دے گا"

کیا یہ الفاظ مسیح کے بجائے صاف طور پر محمد رسول اللہ [illegible] نہیں آتے، اور دنیا کو تیرہ سو برس پہلے وہ نظارہ [illegible] جب خدا کی بادشاہت بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسمٰعیل [illegible] وہ پتھر جس کو معماروں نے رد کیا تھا، وہی کونے کا سرا [illegible] ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور جس پر وہ گرا، اس کو [illegible] ان صحیح واقعات کے ہوتے ہوئے اور کونسی خدا کی بادشاہت کی تلاش مسیحی حضرات کو ہے؟

تصحیح

گذشتہ اشاعت میں صفحہ ۳ پر [illegible] پر لا جواب دلیل کے عنوان سے شائع ہوا ہے اس کی [illegible] سطور میں "قادیان کے در و دیوار گمراہ ہیں" کے بجائے "قادیان کے در و دیوار گواہ ہیں" چاہیے۔

ہماری تبلیغی کوششیں

چھ انگریز مرد و خواتین کا قبول اسلام

ووکنگ (انگلستان) سے پیر محمد امین صاحب لکھتے ہیں:۔

کرم جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جس روز سے عبداللہ سر آرچیبالڈ ہملٹن مشرف باسلام ہوئے ہیں، یہاں کی مذہبی دنیا میں ایک عجیب ہل چل مچ گئی ہے، ہر ایک اخبار میں خاصکر مذہبی اخبارات میں اسلام کے موافق یا مخالف مضامین مختلف عنوانوں کے نیچے چھپتے ہیں، جس سے ہمارے مشن کو بہت فائدہ ہوا ہے، قریباً ہر ایک فرد بشر کے پاس اسلام کی آواز پہنچ گئی، اور سینکڑوں چٹھیاں روزانہ خواجہ نذیر احمد صاحب کو مختلف مقامات سے آتی ہیں جن میں اس کے متعلق استفسارات ہوتے ہیں، بہت سی سعید روحیں انچارج مشن خواجہ نذیر احمد صاحب کے دست مبارک پر داخل اسلام ہو رہی ہیں، چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:۔

اسلامی نام	اصل نام
فاطمہ	(1) Miss Lihan Fr. M Purdhouse Birmingham
عبدالحی	(2) Mr. William Sawyer London
احمد	(3) Do Arthur King Do
عالیہ	(4) Miss Ellen E. Danbeny Selsey
حمید	(5) Mr. J. Heyworth Dune Cairo
مریم	(6) Lady Hamilton Selsey

ایک اور انگریز کا قبول اسلام

خواجہ عبدالغنی صاحب سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن تحریر فرماتے ہیں:۔ تازہ ڈاک سے لندن کے ایک اور انگریز کے مسلمان ہونے کی خبر ہے، اس کا نام Swales ہے، اللہ تعالے مبارک کرے۔ اور استقامت عطا فرماوے،

لارڈ ہیڈلے بطور مبلغ اسلام

سر آرچیبالڈ ہملٹن نے لندن کے اخبار "ایوننگ نیوز" کے نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ان کا قبول اسلام زیادہ تر لارڈ ہیڈلے کی جو انگلستان کے مسلمان نواب ہیں، اور جنہوں نے اس سال مکہ کا حج کیا ہے، کوششوں اور جد وجہد کا نتیجہ ہے، آپ نے فرمایا کہ اسلام میرے نزدیک ایک ایسا مذہب ہے، جو ہر قوم کے انسانوں کو اپیل کرتا ہے اور دوسرے مذاہب کے بانیوں کا انکار نہیں کرتا، مسیحیوں کے ساتھ جو میں جھگڑتا ہوں (اگر اس کو جھگڑا کہنا جائز ہے) تو صرف اس بنا پر کہ ہفتہ میں صرف ایک دن وہ مذہب کا نام لیتے ہیں، اور باقی ایام میں اس کو بالکل بھلا دیتے ہیں،

سر آرچیبالڈ کا پیغام

سر آرچیبالڈ ہملٹن اسلامک ریویو میں رقمطراز ہیں:۔

"میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان تمام مسلمان بھائیوں کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہیے، جنہوں نے ازراہ نوازش میرے قبول اسلام پر مجھے مبارکباد کے خطوط لکھے ہیں یا تاریں بھیجی ہیں، میرے دل میں ان کے اس حسن سلوک کی ایسی قدر و منزلت ہے، کہ الفاظ میں اسے بیان نہیں کیا جا سکتا، جنگ کے بعد جب تمام دنیا خون کی ندیوں میں سے ہو کر گذری تھی، میرا یہ خیال تھا کہ امن و امان کا اب خاتمہ ہو چکا ہے لیکن یہ امر کہ میرے بھائی جو مجھ سے سات سمندر پار ہیں، میری طرف دوستی و محبت کا ہاتھ بڑھانے کے اس قدر خواہشمند ہیں، میرے لئے ایک امید اور خوشی کا پیغام ہے، ایک بات ہے، جس سے مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے، جو دنیا میں امن و امان قائم کر سکتا ہے"

ایک عیسائی کا قبول اسلام

موضع کالہ جپی تحصیل شکر گڑھ میں ۲۶ ماہ فروری ۱۹۳۴ء کو ایک عیسائی مسمی ... نے مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا، اسلامی نام

بیعت کا خط

اخویم کرم سعید احمد خاں صاحب متعلم میڈیکل کالج لاہور ایک سلیم الطبع نیک اور قابل نوجوان ہیں، اللہ تعالے نے ان کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ احمدیہ کی محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہے، انہیں ہر وقت سلسلہ کی ترقی اور استحکام کی فکر لگی رہتی ہے، کچھ عرصہ سے وہ علیل ہو کر اپنے وطن دیگراں میں گئے ہوئے ہیں، خدا تعالے کا شکر ہے کہ انہیں ایک خطرناک بیماری سے صحت نصیب ہوئی ہے، انہوں نے اپنے علاقہ میں تبلیغ احمدیت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، اور یہ سنکر ہمیں مسرت حاصل ہو رہی ہے، کہ ان کی کوششیں بار آور ہونے لگی ہیں، چنانچہ ان کے گاؤں کے امام غیر احمدیاں بہت کچھ بحث مباحثہ اور سوچ بچار کے بعد سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئے ہیں، ان کا بیعت کا خط اس قابل ہے، کہ ناظرین کرام اسے پڑھکر فائدہ حاصل کریں، ضرورت ہے کہ ہمارے دوسرے نوجوان بھی برادر سعید احمد صاحب کی طرح ہمت اور جوش اپنے دلوں میں پیدا کریں، تاکہ سلسلہ کی ترقی کا موجب ہوں۔

بخدمت فیضدرجت فیض موہبت فیض رسان جناب مولانا مولوی صاحب آدام اللہ اقبالہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آداب واجب علینا، آنکہ یہ خاکسار رحمت اللہ ولد مولوی سید احمد ساکن دیگراں درخواست بیعت کرتا ہے، جلسہ سالانہ میں شامل ہوا، میں سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالفین میں سے تھا، بعض سجادہ نشینوں کے ہاں قبل ازیں جاتا رہا ہوں، لیکن جو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دیکھا کہیں نہ دیکھا تھا، دل کے اندر جو نقشہ لے کر گیا تھا، ہر بات کو اس کے برعکس پایا، اشاعت اسلام اور حمایت اسلام کی جو روح اس جگہ دیکھنے میں آئی، وہ کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی تھی، قصہ کوتاہ اینکہ ایک مخالف کی حیثیت میں داخل ہوا، اور بلا کم و کاست ... ہوا،

صرف اعمال پر نظر ہوتی تو میں بغیر بیعت کئے وہاں سے رخصت نہ ہوتا، لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے، کہ بعض ایسے لوگوں میں بھی خاص جوش عمل نظر آتا ہے، جن کے اصول اور عقائد بالکل ناقص ہوتے ہیں، میری علمی واقفیت سلسلہ کے متعلق نہایت ہی قلیل تھی، اس لئے یہ ارادہ ساتھ لے کر لاہور سے واپس ہوا کہ علمی تحقیقات کی جاوے گی،

وفات وحیات مسیح کے مسئلہ کو کئی ایک روز میں اخویم سعید احمد کی معرفت طے کیا، اور وفات کا قائل ہونے کے بعد میں نے تمام بحث کو تین سوالات کی صورت میں مختصر کیا،

(۱) کیا محاورہ توفاہ اللہ کے معنے بجز موت ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو آیات انی متوفیک الخ اور فلما توفیتنی الخ وفات مسیح ثابت کرتی ہیں،

(۲) رافعک الی اور رفعہ اللہ الیہ قائلین حیات کے نزدیک قطعی دلیل ہیں، کیا رفع الی اللہ کے معنی رفع بجسدہ العنصری کہیں سے بھی ثابت ہیں، اس کی کوئی مثال بھی ہے؟ اگر نہیں تو قطعی دلیل ٹوٹ گئی؟

(۳) فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون کے اندر تقدیم تاخیر فائدہ حصر کا دیتی ہے وہ کونسا قانون ہے، جس کے تحت یہ قانون توڑا جا سکتا ہے؟ کیا اس کی کوئی مثال ہے؟ اگر نہیں تو حضرت مسیح اس سے کیسے باہر نکل،

ان تین سوالات کو لے کر میں تقریباً ... کے جواب سے عاجز پایا، اور جن کے پاس بھی گیا، جو علاقہ میں فاضل اجل مانے جاتے ہیں، لیکن لے اب بھی بجز تعصب اور ضد کے کچھ نہ پایا،

ایک بڑے بزرگ پیر صاحب گولڑوی ہیں، جو مرجع خلائق اور بڑے اعلیٰ عالم تصور کئے جاتے ہیں، ان کی جانب جواب طلبی بھیجی، ایک ماہ گذر گیا ہے، جواب ندارد،

اس اتمام حجت کے بعد دل وفات مسیح ہوا، اور بجز اس کے چارہ نہ تھا،

دوسرا سوال جو زیر غور رہا، یہ تھا، کہ جب مسیح موعود اسی امت میں سے آئیگا تو سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ کیا یہ مدعی یعنی حضرت میرزا صاحب قادیانی مدعی صادق ہے یا نہیں، اور کیا اس کا زمانہ دعویٰ زمانہ موعود ہے یا نہ، اپنی تحقیقات میں آسمان و زمین کو حضرت صاحب ممدوح کے دعوے کا گواہ پایا، اور زمانہ کو ایک مصلح کی ضرورت سے چلاتا ہوا پایا، اور معلوم کیا کہ جو کچھ حضرت مرزا صاحب اسلام کے لئے کر گئے ہیں وہ ایک ایسی چیز ہے، جس کی نظیر تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے، علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، آنحضرتؐ کے اس خادم کی خدمات دینی کی نظیر بنی اسرائیل کی تواریخ میں ملنی محال ہے، یہ جھوٹ نہیں جس شخص کے دل میں انصاف ہو، وہ تعصب سے الگ ہو کر غور اور مطالعہ کرنے سے اسی نتیجہ پر پہنچے گا، ہماری آنکھوں کے سامنے اس شخص کی وہ خدمات ہیں، جن سے اس شخص کے استاد و آقا کی شان کا پتہ چلتا ہے ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

تیسرا سوال سلسلہ احمدیہ کے باہمی اختلاف کے متعلق تھا، اور اس امر میں مجھے ابتدا ہی سے بڑی کشمکش تھی، ایک طرف تو یہ خیال آتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے صاحبزادہ صاحب کس طرح آپ کی طرف وہ باتیں منسوب کر سکتے ہیں، جو آپ نے خود نہ فرمائی ہوں، اور اسی گمان کے ماتحت میرا زیادہ میلان قادیانی جماعت کی طرف تھا، لیکن دوسری طرف یہ خیال تھا کہ اگر صاحبزادہ صاحب حق پر ہوتے، تو ایک جماعت حضرت مرزا صاحب کے پرانے خدام اور مخلصین کی مقدم الذکر صاحب سے کیوں کنارہ کشی اختیار کرتی، کوئی شخص بھی اپنے محبوب کے عزیزوں سے سوائے معقول وجوہات کے متنفر نہیں ہو سکتا، اس مشکل کے حل کرنے کا بھی ایک ہی ذریعہ تھا، اور وہ تحقیق ہے، صاحبزادہ صاحب کے دو مبائع میرے درپے تھے، اور ابتدائی زمانہ تحقیق میں جبکہ میں حضرت مرزا صاحب کو کچھ بھی نہ مانتا تھا، وہ اس کوشش میں تھے، کہ جماعت لاہور کی غلطیاں اور حضرت صاحب کی نبوت ثابت کی جاوے میں بذات خود اس موقعہ پر اس بحث کو پسند نہ رکھتا تھا، مگر کچھ مصلحت تھی، کیونکہ جو نہی میں پہلی منازل طے کر چکا، اس منزل کے طے کرنے میں زیادہ دقت نہ ہوئی، ان دوستوں کی بدولت "ایک غلطی کا ازالہ" اور کتاب مندرجہ کتاب حقیقۃ النبوۃ تصنیف کردہ صاحبزادہ صاحب میں سن چکا تھا، اخویم سعید احمد صاحب نے آئینہ کمالات اسلام، الوصیت، حقیقۃ الوحی، رسالجات ریویو آف ریلیجنز، چند اشتہارات وغیرہ وغیرہ سے مجھے واقفیت بہم پہنچائی، جانبین کے دلائل اور ان حوالجات کی روشنی میں ذیل کے سات نتیجوں پر پہنچا، جو لکھ کر ایک مبائع دوست دو اچھے لکھے پڑھے باخبر انسان ہیں، کی خدمت میں پیش کئے، لیکن تا ہنوز صدائے برنخاست،

(۱) حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقی نبی ہونے کا دعوے نہیں کیا اگر ہو تو دکھایا جاوے،

(۲) جس نبوت کا دعوے خود کیا، ویسے مدعی اور بھی امت میں تبلائے ہیں،

(۳) تمام کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر اور خارج از اسلام قرار نہیں دیا، جنہوں نے بیعت نہیں کی، اور نہ انہیں جنہوں نے آپ کا نام مبارک بھی نہیں سنا،

(۴) جس سلسلہ خلافت پر اس قدر زور دیا جاتا ہے اور جس سے الگ رہنے والوں کو فاسق بلکہ کافر تک کہا جاتا ہے، اس ... تک بھی نہیں فرمایا،

(۵) انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا ہے، اور ایک ... کودی ہے جس میں ... اسی کے فیصلہ و اجتہاد کو ... اس کے خلاف کو ... قرار ...

(۶) ... عقیدہ دربارہ نبوت اور ... حوالجات ... اور ۱۹۰۱ء کے متعلق کوئی اشارہ حضرت صاحب کی تحریر ... نہیں

(۷) حضرت صاحب نے اپنے آپ کو پیشگوئی اسمہ احمد کا مصداق اول اور اصلی مصداق اور رسول اللہ کو التزامی مصداق نہیں کہا،

اس خط کے ذریعہ میں ایک جہان پر اتمام حجت کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں، اور درخواست کرتا ہوں، کہ میرے واسطے دعا فرماویں، کہ خداوند کریم مجھے استقامت بخشے اور کئی سعید روحوں کو میرے ذریعہ ہدایت عطا کرے، والسلام

خاکسار
رحمت اللہ از دیگراں - ہزارہ

ڈاک حضرت امیر

ایک دوست نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا کہ انہوں نے ایک کلاک مسجد میں رکھا ہوا تھا جس پر ۳۵ روپے خرچ ہوئے تھے، لیکن بے احتیاطی سے خراب ہو گیا ہے، اور مرمت طلب ہے، کیا اسے بیچکر قیمت مسجد کے کسی اور کام میں لگا دی جائے، یا انجمن میں بھیج دی جائے،

حضرت امیر نے اس کے جواب میں لکھا کہ "ضرورت نہیں تو فروخت کر کے قیمت کسی مسجد کے اور کام میں خرچ کر دی جائے یہاں کلاک موجود ہے، جو قیمت بازار میں ملتی ہو، اس پر خود بھی خرید سکتے ہیں"

ایک دوست نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا کہ انہیں ایک مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا، ایک بدزبان شخص نے یہاں ایک بڑے شیعہ کو کافر کہا، جس پر اس نے دعوے دائر کر دیا، اس بدزبان نے تحریری معافی مانگ لی، اور وہاں کی لوکل انجمن نے اس پر جرمانہ بھی کر دیا، اب حالت یہ ہے، کہ اس اہلسنت والجماعت انجمن کے ممبر شیعہ صاحبان تو ہو سکتے ہیں، لیکن احمدی نہیں، گویا مقدمہ بازی کر کے شیعہ صاحبان تو مسلمان بن گئے، اور ہمیں مساجد کے نزدیک جانے سے روکا جاتا ہے، اگر حضور اجازت دیں تو ہم بھی مساجد کی رکاوٹ کو بذریعہ مقدمات دور کرالیں، اس کے جواب میں حضرت صاحب نے لکھا کہ "ان باتوں پر مقدمات کرنا ہمارے طریق عمل کے خلاف ہے، چند روزہ تکلیف ہے، اس کو خوش دلی سے برداشت کریں، اللہ تعالےٰ آخرکار راستہ کھول دے گا، اور ان لوگوں کو سمجھ آجائے گی، ان حالات میں آپ گھر پر ہی نماز ادا کر لیا کریں۔ اور اگر کوئی اور ساتھی مل سکے تو جماعت بھی ہو سکتی ہے"

اعلان فسخ بیعت

(۱)

بخدمت اقدس حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں آج تک میاں محمود احمد صاحب سے تعلق بیعت رکھتا تھا، مگر اس دفعہ جو مباحثہ بدوملہی میں ہوا، میں اس میں موجود تھا، اور برابر فریقین کے دلائل پر غور کرتا رہا، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں، کہ جو عقائد میاں صاحب پیش کرتے ہیں، وہ صحیح نہیں، اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے برخلاف ہیں، اس لئے میں میاں صاحب کی بیعت کو فسخ کر کے از سرنو حضرت صاحب کی اصلی تعلیم کو قبول کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور استقامت کے لئے حضور کی دعا کا خواستگار رہوں، والسلام،

خاکسار، کریم بخش ولد عبد اسکنہ چک ۱۲۳ جنوبی ضلع سرگودہا، حال وارد بدوملہی، کوٹ دین محمد،

(۲)

بخدمت گرامی حضرت مولینا امیر المومنین سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کمترین نے قبل ازیں حضرت مرزا صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی تھی، مگر اپنی غفلت اور عدم توجہی کی وجہ سے میں بیعت پر قائم نہ رہا، لیکن پھر مجھے کتب پڑھنے اور حضور کے ساتھ گفتگو کرنے اور سالانہ جلسوں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوتا رہا، آخرکار میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں، کہ حضرت مسیح موعودؑ جناب مرزا صاحب اپنی تمام دعاوی میں صادق اور راستباز ہیں، میں یقین کی بناء پر کہتا ہوں، کہ اس وقت اشاعت اسلام اور خدمت دین کے کام کرنے والی جماعت صرف احمدی جماعت لاہور ہے، اور یہی ایک کام ہے، جس پر مسلمان عمل پیرا ہو کر دنیا اور دین میں کامیاب ہو سکتے ہیں، اس لئے میں آنجناب کو حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سچا جانشین اور فدائے اسلام سمجھ کر آپ کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کرتا ہوں، اور تجدید بیعت کرتا ہوں، اور امید قوی رکھتا ہوں، کہ حضور میری کمزوریوں کے لئے خاص طور سے دعا فرماویں گے، کہ اللہ تعالےٰ ان کو دور فرما دے، اور مجھ کو بھی اشاعت دین اور خدمت اسلام کی توفیق دے،

خاکسار

امام الدین بقلم خود، بدوملہی، ضلع سیالکوٹ

بقیہ صفحہ اول

کہ مسلمان زندگی کی دوڑ میں دوسری اقوام سے کیونکر سبقت لے جاتے ہیں، ہماری بہتری اور بہبودی بالفاظ دیگر مسلمانوں کی اصلاح صرف اعلائے کلمۃ الحق ہی سے وابستہ ہے، جو قرآن کریم نے ہمیں دیا ہے

غیر اقوام کے مظالم سے بچنے کا ذریعہ

اس امر کی صداقت اور طرح پر بھی معلوم ہو سکتی ہے، دنیا آج اسلام کے صحیح اور پاکیزہ خیالات سے ناواقف ہے، اسلام کو یورپ میں صدیوں سے غلط طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور بیشمار غلط فہمیاں وہاں پھیل چکی ہیں، جن کو دور کرنا ایک طویل مدت اور پوری جد وجہد کو چاہتا ہے، مسلمانوں کا بحیثیت قوم دوسری اقوام کی طرف سے بنظر حقارت دیکھا جانا ناقابل برداشت ہے، اور جس قدر زیادہ وہ دوسروں کی نظروں میں معزز و ممتاز ہوں گے، اسی قدر ان کے ساتھ برائی کے مواقع نہ رہیں گے، اس لئے اسلام کی اشاعت مذہبی اور سیاسی ہر دو پہلوؤں کے لحاظ سے مسلمانوں کی سب سے بڑی اور اہم ترین ضرورت ہے اور جب تک یہ ضرورت پوری نہ ہو جائے، اندرونی طور پر ہمارا ترقی کرنا چنداں مفید نہیں ہو سکتا،

اسلام کی روحانی طاقت

اس امر کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں جو شبہات وارد ہوتے ہیں وہ محض اسلام کی روحانی طاقت کو نہ جاننے اور اس اثر کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جو اس سے مسلمانوں کی مادی ترقی پر پڑتا ہے۔ قرآن کریم نے اسلام کو دنیا کی سب سے بڑی روحانی طاقت بتایا ہے۔ اور اس لئے اسلام کے اصول ہی اس کے نزدیک آخرکار دنیا کے بہترین اصول ہوں گے

هو الذي أرسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله (الفتح: ۲۸) وہ وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے دوسرے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ تاریخ ہمیں کیا بتاتی ہے۔ اسلام دنیا کا آخری مذہب ہے۔ اس کی تبلیغ اس وقت شروع ہوئی جب دوسرے تمام مذاہب پوری مضبوطی کے ساتھ قدم جما چکے تھے۔ اور دنیا کی مختلف اقوام کو اپنا مطیع [illegible] کامیابی وہ اس قدر زبردست تھی۔ کہ کوئی دوسرا مذہب اس کے بالمقابل نہ ٹھیر سکا۔ یہودیت عیسائیت۔ زرتشتی مذہب۔ بدھ مذہب۔ کنفیوشس مذہب ہندو مذہب۔ شرک اور کفر والحاد کا مذہب سب کے سب اپنے گھٹنے ٹیک کر بیروا اسلام کی نذر کر چکے ہیں۔ لیکن ان سب میں سے ایک بھی اس قابل نہیں ہوا۔ کہ مسلمانوں میں سے کوئی بڑی تعداد اس نے لی ہو۔ مسیحیت صدیوں تک بڑے زبردست ساز وسامان کے ساتھ اسلام کے خلاف کام کرتی رہی ہے۔ لیکن اور تو اور ان لوگوں کے دلوں پر بھی اس نے قابو نہیں پایا۔ جن کو وہ نسیم زر کے ساتھ فائدہ پہنچاتی رہی ہے۔ اسلام کی روحانی طاقت اس قدر زبردست ہے۔ کہ آج بھی جب کہ اس کی جسمانی طاقت سلب ہو چکی ہے۔ اس کے اصول مغرب میں رواج پا رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مغرب میں آفتاب اسلام کا طلوع ہونے والا ہے۔ اسلام دنیا میں فتوحات حاصل کرنے کے لئے آیا وہ آج تک فتوحات کرتا رہا اور آئندہ بھی فتوحات اسکے ساتھ رہیں گی۔ اس لئے ایک مسلمان کا تو یہی ہونا چاہئے۔

"اول اسلام ہے یعنی اسلام ہے۔ اور آخر کار اسلام ہے۔"

سکرٹری صاحب کا ضروری اعلان

انجمن کی ضروریات

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، انجمن کے کاروبار بفضلہ دن بدن بڑھ رہے ہیں، پہلے تو یہیں کام تھا، اب مشرق میں اور خود ہندوستان میں مشنوں کا اجراء کرنا ضروری ہو گیا، اس لئے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں، اس لئے احباب کو اپنی خاص توجہ ان اخراجات کے پورا کرنے کی طرف کرنی چاہیئے اور اپنے چندوں کی ادائیگی کے لئے کوشش فرمانی چاہیئے، ہماری یاد دہانی کے بغیر دوسری ضروریات زندگی کی طرح ان اخراجات کے لئے سامان مہیا کرنے چاہئیں، آپ کا فرض ہے،

(سید محمد حسین)

مراسلات

اسلام کی موجودہ حالت اور ہمارے مکفر مولوی

اسلام کی موجودہ نازک حالت کے بیان کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں جبکہ اس بات کو ہر مسلمان جانتا ہے کہ ہماری غفلتوں اور بداعمالیوں سے اسلام اس وقت ایک بڑی بھاری مصیبت میں گرفتار ہے۔ ایک طرف مقامات مقدسہ کی آزادی کا رونا ہے تو دوسری طرف شدھی کی کاری ضرب لگنے پر مسلمان بے چین ہیں۔ کون مسلمان ہے جو آریہ سماج کی ناپاک ارادوں کو نہیں جانتا۔ اسوقت اسلام کے برخلاف آریہ سماج کا پروپیگنڈا تمام ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے جو برابر اپنا کام کئے جا رہا ہے۔ دوسری طرف عیسائیت اسلام کی سب سے بڑی دشمن ہے جو اسلامی ممالک کی طرح اب ہماری قومیت اور مذہب کو ہڑپ کرنا چاہتی ہے۔ الغرض اسلام کی موجودہ مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اشاعت اسلام تو درکنار حفاظت اسلام مسلمانوں کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مسلمانو! خدارا اب تو اپنی ان خانہ جنگیوں اور فرقہ بندیوں کو بالائے طاق رکھ کر خدمت اسلام کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ اور تبلیغ اسلام کا ہتھیار پہن کر اپنے دشمن کا مقابلہ کرو۔ ورنہ اس سے بھی بدترین ایام دیکھنے پڑیں گے۔ مگر افسوس صد افسوس بجائے اس کے کہ مسلمان باہم ایک ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتے۔ الٹا باہمی خانہ جنگی میں مصروف ہیں۔ فرقہ بندی کی آڑ میں ایک دوسرے کو بہت برا بھلا کہا جا رہا ہے۔ برا ہو مرض تکفیر اہل قبلہ کا جو بیماری سل کی طرح ہمارے علماء کو لاحق ہے۔ بھلا زمانہ حال میں جبکہ اسلام اور کفر کی آپس میں لڑائی ہو رہی ہے تکفیر بازی کی کیا ضرورت تھی۔ جو کہ مسلمانوں کے درمیان انشقاق وافتراق کا ایک زبردست آلہ ہے۔

افسوس! آج علامہ آزاد جیسی وسیع خیال ہستی اس جماعت کو گمراہ خیال کر رہی ہے جس سے زیادہ تر افراد اسلام کی اشاعت کے واسطے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں اور اپنے وطن سے جاکر توحید کا علم لئے ہوئے بیابانوں جنگلوں اور وحشیوں میں پھر رہے ہیں۔ علاقہ ارتداد میں اس جماعت نے جو کام کیا ہے۔ اس کا اعتراف خود زمیندار اپنے ان لفظوں میں کہ "علاقہ ارتداد میں واقعی احمدیوں نے کام بہت اچھا کیا ہے" اپنی گذشتہ اشاعتوں میں کئی دفعہ کر چکا ہے خود شدھی کے کمان افسر سوامی شردہانند نے بمقام دہلی لب ... قوم کے مجمع میں یہ کہا کہ میدان تبلیغ میں کام کرنے والے صرف احمدی ہیں اب سوال ہے کہ کیا ایسی تبلیغی جماعت کو ایک عالم جید کی طرف سے گمراہ کا خطاب دیا جانا قابل افسوس فعل نہیں۔ مگر شاباش ہمارے دیوبندی حضرات پر جو مولانا آزاد سے اسلئے ناراض ہو بیٹھے ہیں کہ آپ نے جماعت احمدیہ کو جھجک جھجک کر گمراہ کیوں کہا۔ دھڑلے سے فتوئے کفر کیوں نہ لکھا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے مکفر مولویوں کو جماعت احمدیہ کے متعلق فتوے کفر کی تجدید بلکہ بائیکاٹ کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ مجھے قابل معافی سمجھا جائے گا کہ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے علماء نے نعوذباللہ قرآن مجید اور احادیث کو ایک موم کی ناک بنا رکھا ہے جس کو جدھر چاہتے ہیں لگا دیتے ہیں جبکہ وہ اسلام کو جھٹلانے والے مشرکوں اور آقائے دوجہاں کی شان مبارک میں ہاس کرنے والے کافروں کے ساتھ اتحاد واتفاق کے غازی اور ان مجاہدین اسلام احمدیوں کے حق میں کفر بلکہ بائیکاٹ کے فتوے مرتب کر رہے ہیں جو قرآن مجید کو بھی الہامی کتاب مانتے ہوئے اسکی اشاعت کو اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کو کلمہ شہادت پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر ہزار ہزار دفعہ درود بھجوا رہے ہیں .... ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

مختصر یہ کہ ان بے ... کو دیکھ کر ہماری زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکل جاتا ہے ؎

انقلاب ایسا تو ہم نے کبھی دیکھا نہ سنا
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن پانی میں

حیرت ہے کہ ہمارے علماء تکفیر اہل قبلہ کو بچوں کا ایک کھیل سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔ ایک قوی حدیث سے ثابت ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر کرنے والے پر اسکا کفر الٹا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں رئیس الائمہ امام اعظم حضرت

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول ہے کہ اگر کسی مسلمان میں ایک فیصدی علامت اسلام ہو تو اس کو کافر نہ کہا جاوے۔ خواہ اس میں باقی ننانوے فیصدی کفر کی علامتیں کیوں نہ ہوں۔ مگر افسوس! ہماری حالت اس کے برعکس ہے۔ یعنے ننانوے فیصدی اسلام کی علامتوں کے بالمقابل ایک فیصدی علامت کفر کا کہیں شک پڑ جاوے تو پھر کیا ہے جھٹ کفر کا فتویٰ دیدیا جاتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں میں نے ایک اخبار میں ایک مکفر مولوی کا ایک مضمون پڑھا۔ جس میں وہ رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب کی گذشتہ سیاسی تقاریر کے چند فقرات پر نکتہ چینی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "ایسے شخص کو بھلا کافر نہ کہا جاوے تو کیا کہا جاوے" القصہ آج مسلمانوں کے نزدیک ایک دوسرے کی تکفیر و تحقیر ہی خدمت اسلام ہے یہی وجہ ہے کہ علاقہ ارتداد میں تبلیغ کے لئے باوجود اشتہار دینے کے کوئی مولوی اپنے آپ کو پیش نہیں کرتا۔ برعکس اس کے کفر کے فتویٰ کی تصدیق کے لئے سینکڑوں مولوی جمع ہو جاتے ہیں۔ خدا مولانا حالی کو بخشے کیا اچھا فرماتے ہیں سے

کہنا فقہا کا مومنوں کو بیدین
سنتے سنتے یہ ہو گیا ہم کو یقین
مومنوں سے ضرور ہوگا مرقد میں سوال
تکفیر بھی کی تھی فقہا کی کہ نہیں

کاش! مسلمان اپنی حالت پر غور کر کے دیکھیں کہ وہ آپس کی خانہ جنگیوں۔ فرقہ بندیوں کفر بازیوں میں پڑ کر اپنا کتنا بڑا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ مسلمانو! خدارا اب ایک ہو جاؤ۔ جبکہ اسوقت میدان تبلیغ میں اسلام اور کفر کی باہم سخت چپقلش ہو رہی ہے۔ کاش مسلمان اپنے مخالف فریق سے ہی سبق حاصل کریں جب کہ ہندوؤں کے تمام فرقے۔ سناتن دھرمی۔ بدھ۔ جینی۔ دیوسماجی وغیرہ جو آپس میں فروعی اختلافات نہیں بلکہ اصولی اختلاف رکھتے ہیں۔ آریہ سماج کے جھنڈے تلے اسلئے جمع ہو گئے ہیں کہ آریہ سماج کا مقصد واحد صرف مسلمانوں کو ہندو بنانا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس ہماری کم بختی سے اسلامی فرقے جن تمام کا ایک ہی اصول ہے۔ صرف فروعات میں معمولی سا اختلاف ہے۔ باہم ایک نہیں ہوے۔ بلکہ نئے سرے سے تکفیر بازی کا بازار گرم کیا۔ اور اصل حقیقت کو نہ سمجھا سے

ایک دین اور ایک قبلہ اک رسول اور اک کتاب
ہے سمجھ قاصر کہ پھر کیوں ہیں یہ فرقہ بندیاں

بہرحال اس فرقہ بندی کا جو ہم کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے سے بہت دور لیجا رہی ہے اور اسلام پر چاہے کتنی بڑی مصیبت نازل ہو خواہ کتنا زبردست دشمن حملہ آور ہو۔ ہم کو باہم متفق بنا کر اس کا مقابلہ کرنے نہیں دیتی۔ دیکھیئے گا ہمارے اسلاف مقابلہ اغیار کے وقت اپنی باہمی خانہ جنگیوں کو کس طرح بالائے طاق رکھ دیا کرتے تھے۔ تاریخ اسلام میں امیر معاویہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جنگ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ امیر معاویہ اور حضرت علی ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ بے شمار جنگیں ہوئیں۔ خون کی ندیاں بہ گئیں ایسی حالت میں کفار نے ارادہ کیا کہ اسلامی طاقت کو قلع قمع کرنے کے لئے اچھا موقعہ ہاتھ آنا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ کسریٰ ایران نے حضرت علیؓ کو اور قیصر روم نے امیر معاویہ کو علیحدہ علیحدہ اعلان جنگ دے اور یورش کی تیاری کی تو امیر معاویہ نے کسریٰ ایران کو لکھا کہ خبردار اگر تم نے حضرت علی پر حملہ کیا۔ تو حضرت علی کی طرف سے سب سے پہلا جرنیل جو تیرے مقابلہ پر سینہ سپر ہوگا وہ امیر معاویہ ہوگا ایسا ہی شیر خدا حضرت علیؓ نے قیصر روم کو لکھا جس پر کفار اپنا سا منہ لیکر بیٹھ گئے۔

مسلمانو! کیا ہمارے اسلاف کے نمونے ہمارے لئے مشعل راہ نہیں ہیں، کیا اسلامی فرقوں کے درمیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کی باہمی دشمنی سے بھی زیادہ دشمنی ہے کہ ایک ہو کر کفار کا مقابلہ نہیں کرتے۔ ان کے درمیان تو خون کی ندیاں [illegible] جاری ہو گئی تھیں۔ اور میدان میں عزیز و اقارب کی لاشیں لیکا رکر کہہ رہی تھیں کہ پھر ملنا نہ ملنا۔ مگر وہ اللہ کے حکم پر مل گئے۔ بتاؤ تمہارے درمیان کون سے جنگ ہوے اور کون سے عزیز و اقارب تلوار کے گھاٹ اتارے گئے جن کے خون تم کو ایک نہیں ہونے دیتے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا بھی تو ہمیں لازم تھا کہ ہم اپنے اسلاف کے اس پاک نمونہ کے مطابق یکجان ہو کر مشرق میں آریہ سماج کے ساتھ جو بمنزلہ کسریٰ کے ہے۔ اور مغرب میں عیسائیت کا جو بمنزلہ قیصر کے ہے تندہی سے مقابلہ کرتے۔ مگر افسوس ہم چودھویں صدی کے خلف الرشید ٹس سے مس نہ ہوے۔ حالانکہ زمانہ حال میں عیسائیت اور آریہ سماج کی جنگ کسریٰ ایران اور قیصر روم کی لڑائیوں سے کہیں زیادہ وقعت رکھتی ہے۔ وہ یوں کہ موخر الذکر دشمن تو صرف اسلامی ممالک کو تاخت و تاراج کرنا چاہتے تھے لیکن اول الذکر دشمن ہماری قومیت اور مذہب کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ قومیت سلطنت کو پیدا کر سکتی ہے۔ نہ کہ سلطنت قومیت کو پس لازم ہے کہ اب مسلمان حفاظت اسلام کے لئے گذشتہ را صلوٰۃ۔ آئندہ را احتیاط کے زریں اصول پر عمل کرتے ہوئے قرون اولے کے مسلمانوں کی طرح آپس میں بھائی بھائی بن کر اشاعت اسلام کے کام پر لگیں۔ اور ہمیشہ کے لئے اپنے دلوں سے رنج و عداوت نکال دیں۔ اس طریق سے خود بخود فرقہ بندی کا شیرازہ اکھڑ جائے گا۔ جب کہ ذاتی بغض و عناد ہی فرقہ بندی کی بنیاد ہے۔ بقول ذوق سے

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے ہیں
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

اب میں مکفر مولویوں کی خدمت میں عاجزانہ درخواست کرتا ہوا اپنے مضمون کو ختم کئے دیتا ہوں کہ وہ خدارا آیندہ کسی مسلمان کو کافر بنانے کی تکلیف نہ کریں۔ جبکہ ان کی یہ ڈیوٹی آریہ سماج اچھی طرح ادا کر رہی ہے۔

راقم عبد الرحمٰن افضل آبادی مدرس کوٹ رادھا کشن لاہور

مسلمانوں کی علمی ترقیات

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرات! ہم اغیار کو نہ صرف اپنی مادی دولت سے متمتع ہونے کا موقع دیتے ہیں، بلکہ ہم وہ دماغی سرمایہ بھی کم و بیش تلف کر چکے ہیں جو ہمارے اسلاف نے وراثۃً ہمارے لئے چھوڑا تھا، کتابیں اور صنعت کے وہ نادر کارنامے جو گذشتہ مسلمانوں کی دماغی اور مدنی کاوشوں کے مظہر تھے، وہ آپ کو دہلی، کابل، طہران، قسطنطنیہ یا قاہرہ میں نہیں ملیں گے، بلکہ لندن، پیرس، برلن، نیویارک اور واشنگٹن وغیرہ میں، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، کہ علمائے مستشرقین لندن، پیرس، برلن اور دیگر مغربی ممالک میں رہ کر عالم اسلامی کے رہنے والوں سے زیادہ ہمارے گذشتہ ذہنی اور مدنی کارناموں سے باخبر ہیں، یہی لاعلمی اور بے توجہی ہے، جس نے ہم کو خدا کی نعمتوں اور اپنی مایہ ناز وراثت سے محروم کر دیا ہے، اسی لاعلمی اور بے غفلتی کے بارے میں ذیل کی آیتیں نازل ہوئی تھیں:۔

(۱) وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون ۰

(۲) وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لاعبین ۰

(۳) افحسبتم انما خلقنکم عبثا ۰

کیا اس سے زیادہ واضح تہدید ممکن ہو سکتی ہے؟ اور کیا یہ فی الوقت تمام دنیا کے مسلمانوں پر صادق نہیں آتی؟ علوم میکانکی صنائع سے لاعلمی انسانی وقوف اور مدنیت کی طرف سے بے توجہی کے باعث نہ خدائے تعالےٰ کے اشاروں اور کنایوں تک ان کی نظر پہنچتی ہے اور نہ وہ ان نعمتوں اور برکتوں کو بے نقاب کر سکتے ہیں، جو فقط صرف ان لوگوں کے لئے وقف ہیں، جو واقعتاً اور معناً قرآن پاک کی تعلیمات پر عامل ہیں، میرے نزدیک اسلام کے اساسی اصول قوانین قدرت کے مانند، خواہ وہ وساطت جس سے وہ عمل میں لائے جائیں کچھ بھی ہو، ناقابل مزاحمت اور اپنے نتائج میں اٹل ہیں جیسا کہ کلام پاک میں وارد ہے،

ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ

تحویلا

مسلمانوں کے لئے "صراط باری" قرآن اور رسول اکرم صلعم حضرات اور سیرت (صلعم) کے ذریعہ سے واضح طور پر روشن کردی ہے، جس کے موجب ہمارا پہلا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ نائب اللہ کے فرائض بوجہ احسن ادا کئے جائیں، اور یہ ہم صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں، کہ علوم ارضی و سماوی حاصل کریں، اور چونکہ فطرت طبعی انسان کی تحقیق و انکشاف اور اس کے تگ و تاز کے لئے سب سے وسیع میدان پیش کرتی ہے، اس لئے علوم طبعی کا حاصل کرنا دنیا میں انتہائی اہمیت رکھتا ہے، ہر زمانہ میں صرف وہی اقوام تہذیب اور ترقی کی علمبردار رہی ہیں، جن کو فطرت اور اس کے نوامیس پر سب سے زیادہ قدرت رہی، مغربی علوم، ادبیات اور صنائع کے وضع کردہ فرد تعلیم میں یورپین علوم ادبیات، اور صنائع کے روشن ترین پہلوؤں کا راز بھی اسی میں مضمر ہے، اسی وجہ سے سرسید مطالعہ کو اس قدر اہمیت دی گئی تھی، سرسید ہندوستان کے دماغ کو آزادی اور وسعت دینے اور اپنی ست کو خارجی علم و استناع کی غلامی سے رہا کرنے کے لئے یہ ضروری سمجھتے تھے، کہ مغربی تمدن سے گہرا اور قریبی رابطہ پیدا کیا جاوے، ان کے نزدیک جس طرح حجازی تمدن نے ایک زمانہ میں یورپ کے دماغ کو جہالت اور توہمات سے نجات دلائی تھی، اسی طرح وقت آگیا تھا، کہ یورپین تمدن اس احسان عظیم سے سبکدوش ہو، اور ہندوستان اور ایشیا کی دماغی آزادی کا معین ہو۔

مغربیت کی ترویج

حضرات! مغربی تمدن کے تذکرہ کے ساتھ ہی میں بے تامل بتا دینا چاہتا ہوں، کہ میں خارجی خیالات، طور طریقوں، رسوم اور اندھی کوششوں کی کیپ قلم یا بلا امتیاز ترویج کا حامی و موید نہیں ہوں، کیونکہ اس طرح کسی قوم کا احیا نہیں ہو سکتا، درحقیقت اس ملک کے اندر اور خصوصاً مسلمانوں میں بعض قسم کے انگریزی اصول معاشرت کے اختیار کئے جانے سے بہت کچھ نقصان پہنچ چکا ہے، اس کے متعلق میں آئندہ چند الفاظ عرض کرونگا لیکن اس کا ایک اور پہلو بھی ہے جو ان اصحاب کی خاص توجہ کا محتاج ہے، جو مغربی تہذیب و تمدن کو بالکل ہی چھوڑ دینا چاہتے یا محض خیال کرتے ہیں، انسانی علم و ارتقا کی افزائش میں جہاں تک ان کا تعلق تازہ ترین ترقی مراحل سے ہے، جائز طور پر نہیں کہا جا سکتا، کہ تہذیب و شائستگی تنہا مغرب کی پیداوار یا ملک ہے، مختلف زمانوں میں مختلف قوموں نے مشعل نور و علم روشن کی ہے، اور یہی حال اب بھی ہے، کہ مغربی قومیں گویا انسانی ترقی کا پیش خیمہ ہیں، لیکن ان مغربی اقوام نے ان بنیادوں کو بلند کیا ہے، اور اس عمارت میں اضافہ کیا ہے، جو گذشتہ زمانہ میں قائم و مرتفع کی گئی تھیں، اور جو کل اقوام ماضیہ عرب، رومی، یونانی، ہندوستانی وغیرہ کا ترکہ ہیں، اور ان سب کا علم و تجربہ کے ذخیرہ میں سمو سے جو یورپین تہذیب و شائستگی کی جنبد ہے، بلاشبہ جغرافی مواقع، آب و ہوا کے اختلاف اور تاریخی اسباب کے نتائج کو ضرور پیش نظر رکھنا ہوگا، لیکن کوئی شخص ان حالات و خصوصیات کو کیونکر نظر انداز کر سکتا ہے، جو شتہ گاک نوع انسان کی فراست قوت اور ضرورت کا قدرتی ظہور اور نتیجہ ہیں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر و حضرت خواجہ کمال الدین صاحب چند دن کے لئے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

چارسدہ سے فضل رحیم صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ مسمات زوجہ صاحب ولد علی احمد صاحب جن کو بیعت کئے ایک ہی ماہ ہوا فوت ہو گئی ہیں، احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

اخویم محمد صدیق صاحب ہیڈ کلرک ملٹری اکونٹس راولپنڈی کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، حضرت امیر نے عبد الحکیم نام رکھا۔

اخویم مبلغ عبد الصمد صاحب سب پیر دائرز انجمن ہائے اتحادی کشمیر کے گھر سے انتقال کر گئی ہیں۔ احباب ان کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مرحومہ اپنی یادگار ایک شیر خوار بچہ چھوڑ گئی ہیں سب دوست دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے صحت تندرستی کے ساتھ عمر عطا فرماوے۔

پیر غلام مصطفےٰ صاحب کشمیر نہایت سرگرمی سے تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ جملہ احباب ان کے لئے دعا کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

مولوی عصمت اللہ صاحب چوہدری سردار خاں صاحب کے ذریعہ سے ایک عیسائی خاندان ضلع گورداسپور میں مسلمان ہو گیا ہے۔

مولوی صدر الدین صاحب کے تازہ خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی طبیعت بباعث بخار علیل ہے۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

میر مدثر شاہ صاحب ضلع سیالکوٹ کے دورہ سے کامیابی کے ساتھ واپس آگئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انکے ذریعہ سے بہت سی سعید روحوں کو حضرت مسیح موعود۔ کی شناخت کی توفیق عطا فرمائی۔

مولوی فیروزالدین کے ذریعہ سے بھی دو معزز گھرانے داخل سلسلہ ہوئے اللہ تعالےٰ ان سب بھائیوں پر اپنی رحمت و برکات نازل فرمائے

فریضہ زکوٰۃ کے متعلق احباب کی توجہ کی ضرورت

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اکثر احباب کی خدمت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شائع شدہ اپیل بھیجی گئی تھی، اب یاددہانی کے لئے عرض کی جاتی ہے، کہ صاحب زکوٰۃ بھائی اور بہنیں اپنی اپنی زکوٰۃ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں اس فریضہ الٰہیہ میں غفلت نہ فرمادیں، اور اس انجمن کو مال زکوٰۃ دینے سے زیادہ اس کا اور کوئی اچھا مصرف نہیں ہوسکتا،

خاکسار:۔ سید محمد حسین

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ، جہلم

(معرفت بابو کرم الٰہی صاحب ہیڈ ڈرافٹمین ریلوے برج انجینئر)

نام	رقم
(۱) مستری عبدالستار صاحب	[illegible]
(۲) میاں رکن الدین صاحب	[illegible]
(۳) سیٹھ احمدالدین صاحب	[illegible]
(۴) میاں کریم بخش صاحب درزی	[illegible]
(۵) منشی ضیاءاللہ صاحب	[illegible]
(۶) شیخ محمد رمضان صاحب	[illegible]
(۷) محکم الدین صاحب جلد ساز	[illegible]
(۸) مستری نبی بخش صاحب	[illegible]
(۹) " امام الدین صاحب	[illegible]
(۱۰) عبدالمالک صاحب	[illegible]
(۱۱) غلام محی الدین صاحب	[illegible]
میزان کل	[illegible]

تازہ خبریں

ہندوستان

پنجاب کا جدید گورنر

دہلی ۶۔ مارچ۔ ملک معظم نے منظوری صادر فرمادی ہے کہ آنریبل سر الیگزینڈر موڈیمن کو کونسل آف سٹیٹ کا صدر اور وائسرائے کی انتظامی کونسل کا رکن مقرر کیا جائے۔ اور آنریبل سر میلکم ہیلی کی جگہ کام کرے۔ سر الیگزینڈر موڈیمن مسٹر ہیلی کی جگہ ہوم ممبر کی حیثیت سے مارچ کے آخر میں کام شروع کرینگے مسٹر ہیلی قلیل رخصت پر انگلستان جائینگے اور مئی کے آخر میں پنجاب کی گورنری کا کام سنبھالیں گے۔

چلتی گاڑی میں ڈاکہ

الہ آباد ۶۔ مارچ "پائنیر" نے اطلاع شائع کی ہے کہ حال میں راولپنڈی کے آگے حسن ابدال کے قریب جینکا سنگ اسٹیشن پر ڈاکوؤں نے ایک ٹرین پر چھاپہ مارا۔ گارڈ کو دھمکا کر ریلوے کی تجوری کی کنجی لی۔ اور اس میں سے چار ہزار روپیہ لیکر فرار ہوگئے۔

مسلمانان بنگال کا اضطراب

مسلمانان کلکتہ حکومت انگورہ کے فعل پر بہت استعجاب کا اظہار کر رہے ہیں۔ مشرقی بنگال آسام اور بنگال کے سربرآوردہ مسلمانوں ... سب ترکان احرار کے فعل پر اظہار

نفرین کر رہے ہیں۔ پنجشنبہ کے روز اخبار کے نمایندہ نے مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات کی۔ آپ نے فرمایا۔ ترکوں نے ایسا فعل کرنے میں خوفناک غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس مسئلہ کا تصفیہ دنیا ئے اسلام سے تعلق رکھتا تھا۔

حکیم حبیب الرحمن معتمد جمعیت مسلمانان ڈھاکہ نے کہا کہ اگر یہ صحیح ہے تو ترکوں نے ایک تاریخی غلطی کا ارتکاب کیا ہے مسلمان بادشاہوں میں سے صرف سلطان ترکی ہی پر تمام مسلمانوں کو اعتماد تھا۔ کیونکہ وہ خلیفۃ الاسلام تھے۔ ترک مذہبی غلطی کے مرتکب بھی ہوئے۔ کیونکہ مذہباً خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ ہندوستان کے مسلمان محض اسلئے ترکوں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ مذہبی فرض کو انجام دے رہے تھے۔

نواب زادہ اے۔ ایف۔ ایم عبدالعلی نے کہا کہ دنیا بھر کے مسلمان اس فیصلہ کو خاموشی سے نہیں سن سکتے۔

مسٹر ایم۔ سعداللہ وزیر تعلیم آسام نے کہا کہ مجھے مجلس ملیہ کے فعل پر افسوس ہے۔ اسلامی شریعت کے مطابق خلیفہ کا ہونا ضروری ہے جو محض مذہبی پیشوا نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ دنیوی اقتدار کا رکھنا ضروری ہے۔ اگر ترکوں کا خیال ہو کہ سلطان کی جگہ صدر جمہوریت کو خلیفہ بنایا جائے تو یہ بھی شریعت کے مطابق تھی لیکن اگر انہوں نے اس نظام کو تباہ کر دیا ہے تو اس کا نتیجہ صرف یہی ہوگا کہ اسلام پر زد پڑیگی۔ بلکہ اس سے مسلمانوں کو ترکی جمہوریت سے ہمدردی نہ رہیگی۔

ایک سربرآوردہ مسلمان نے جو چالیس سال سے مسلمان کی سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہے۔ کہا کہ اسلام کو زبردست تباہی کا سامنا درپیش ہے۔ دنیائے اسلام بہت جلد اس مسئلہ کو حل کرے گی۔ ممکن ہے کہ حج کے موقعہ پر اس کا تصفیہ کیا جائے۔ ترکوں نے اس فعل سے اپنے مرتد ہونے کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ (انگلشین)

الائینس بنک کے متعلق مقدمہ چلایا جائیگا

الہ آباد ۶۔ مارچ۔ مسٹر سرش چندر دت۔ مسٹر پی کرجی اور مسٹر وی کے گھوش جو "الائنس بنک" کے مقدمہ فریب دہی میں بری کر دیئے گئے تھے۔ فرانس سے ہندوستان روانہ کئے جائینگے اور ان کا مقدمہ دفعہ ۴۲۰۔ ۴۶۷۔ اور ۱۲۰ تعزیرات ہند فریب دہی و جعلسازی کے ماتحت الائینس بنک کے ساتھ جعلی معاملات کے سلسلہ میں الہ آباد کے ایک جوائنٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوگا۔

مسٹر لال موہن بنرجی نے ان کی طرف سے ضمانت پر رہائی کی اپیل کی ہے۔ لیکن ہنوز احکام محفوظ ہیں۔

صوبہ متوسط کی کونسل

ناگ پور ۵ مارچ۔ آج کونسل میں دو غیر سرکاری قرار دادیں منظور کی گئیں۔

ایک میں تجویز پیش کی گئی تھی کہ قلت آب کو دور کرنے کی غرض سے کنوؤں کے لئے پانی کھینچنے کی مشین مہیا کی جائیں۔ اور دوسری میں سفارش کی گئی تھی کہ جوڈیشل کمشنر کی عدالت میں جج کا عہدہ جوڈیشل سروس کے ارکان کے لئے مخصوص کیا جائے۔

برطانوی مال سے مقاطعہ کی قرارداد ملتوی کر دی گئی۔

انتخاب کی امیدواری

بمبئی ۵۔ مارچ۔ عدالت تصفیہ انتخاب کے سامنے مسٹر بیپٹسٹا نے بیان کیا کہ میں مرہٹہ ہوں۔ اور انتخاب کی درخواست منظور کرنے والے افسر کو کوئی حق حاصل نہیں کہ مرہٹی نشست کے امیدواروں کی فہرست سے میرا نام خارج کر دے۔ میرے آبا و اجداد مرہٹے تھے میں بھی مرہٹہ ہونے کا مدعی ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ میرا مذہب رومن کیتھولک ہے۔

انڈین پارلیمنٹری کمیٹی

مدراس ۶۔ مارچ ۱۹۲۱ء کے کلب کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسز بیسنٹ نے نیشنل کانگریس دہلی کی کارروائیوں کا حال بیان کیا۔ لیڈی ایملی نے تجویز پیش کی کہ مدراس میں انڈین پارلیمنٹری کمیٹی کی شاخ قائم کی جائے۔ اور اس امر پر زور دیا کہ انگلستان میں محبان ہند کے ساتھ گہرا تعلق قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ مشرف

قبول اسلام

جناب نثار محمد صاحب کسولی سے اطلاع دیتے ہیں کہ کسولی میں پانچ ہندو جناب حافظ فیض محمد صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ (زمیندار)

ممالک غیر

حضرت خلیفۃ المسلمین کی روانگی

قسطنطنیہ ۴ مارچ۔ آج صبح ۵ بجے والی قسطنطنیہ اور ستانبول پولیس اور محکمہ امنیت عامہ پولیس کی معیت میں دولمہ باغچہ کے محل کو گئے وہاں حضرت خلیفۃ المسلمین کو تخت سے اترنے اور ملک سے فی الفور روانہ ہوجانے کی تیاری کا حکم سنایا گیا۔ دو گھنٹے بعد حضرت خلیفۃ المسلمین اپنی دونوں بیویوں اور بیٹے کے ہمراہ موٹر میں سوار ہوکر سرحدی سٹیشن شتلجہ کو چل دئے وہاں ایک سپیشل ٹرین ان کو لیجانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔

محل سے روانہ ہونے کے وقت حضرت خلیفۃ المسلمین کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ آپ نے چند حاضر اشخاص سے مصافحہ کیا۔ اور اس امید کا اظہار کیا کہ اللہ تعالے ان اشخاص کو کامیابی عطا کرے گا جو وطن کی بہتری کے لئے کوشاں ہیں۔

معاہدہ لوزان اور خلافت

لندن ۵۔ مارچ۔ آج دیوان عام میں تنسیخ خلافت کے متعلق میجر اسپائی گور کو جواب دیتے ہوئے مسٹر پونسن بی نے کہا کہ معاہدہ لوزان میں ترکی کے علاوہ دیگر دول کے لئے ترکی خلافت کو تسلیم کرنے کی کوئی شرط نہ تھی۔

لفٹنٹ کرنل ہاورڈ بری کو جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ قسطنطنیہ کے برطانی نمائندے نے اطلاع دی ہے کہ ترکی اور جرمنی کی حکومتیں ایک معاہدہ کے متعلق گفت و شنید کر رہی ہیں۔ تاکہ دونوں ممالک کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کئے جائیں۔ اس امر کا خیال کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں پائی جاتی کہ اس معاہدہ سے لوزان کی شرائط پر کسی قسم کا اثر پڑتا ہو۔

اخبار "ٹائمز" کا افسوس

لندن ۵۔ مارچ۔ آج "اخبار ٹائمز" نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں خلافت کی تاریخ کا تبصرہ کیا۔ اخبار لکھتا ہے کہ اسوقت اس واقعہ کی اہم خصوصیت کا احساس ہی کافی ہے ہمیں اس امر پر قدرے افسوس کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کے ایک زبردست مذہب کا ایسا قابل قدر نظام غائب ہوگیا۔

ترکی میں قومیت پسندی کا مرکز

خلافت کی تنسیخ پر اظہار رائے کرتے ہوئے اخبار "... جرنل" لکھتا ہے کہ اس فیصلہ سے برطانیہ اور فرانس جیسے ممالک جن کے قبضہ میں مسلمان آبادیاں ہیں مخالفانہ اثر نہ پڑے گا کیونکہ اس سے مسلمانوں کا پروپیگنڈا تباہ ہوجائے گا۔

"ہیمنٹ پریسین" لکھتا ہے کہ تنسیخ خلافت سے ترکی کے لئے ایسے نتائج کے پیدا ہونے کا امکان ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے ہوں۔ شاہ حسین کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ اعزاز خلافت کا حامل ہوسکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس خیال نے انگورہ کے سیاسی رہنماؤں کو تشویش میں ڈالدیا ہے کیونکہ انہوں نے ترکوں کو مکہ کا حج کرنے سے تنبیہ کر دی ہے۔ اخبار لکھتا ہے کہ ترکی میں مذہب و شریعت کا مخالف طوفان موجزن ہے۔

"ایکوڈی پیرس" لکھتا ہے کہ ترکی نہایت سرگرمی سے قومیت پسندی کا مرکز بن رہا ہے۔ آج یورپ اور ایشیا کے درمیان جو قوت فاصل حائل تھی دور ہوگئی۔

اخبار پیغامِ صلح

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

جلد ۱۳

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار، مورخہ ۸ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

خلافت اور اسلام

خلیفۃ المسلمین کے متعلق ایک سوال کا جواب

ہمارے ایک دوست نے بہندوستان سے یہ سوال لکھ کر بھیجا تھا، کہ خلافت راشدہ کے بعد منصب خلافت عموماً مسلمانوں کی کسی ایک قوم کے اندر رہا ہے، اور اسی میں سے نسلاً بعد نسل خلیفہ بنتے چلے گئے ہیں، آیا یہ صحیح ہے؟ اور آیا اس طرح خلافت بجائے جمہوری ہونے کے شخصی نہیں رہ جاتی؟ ایسا ہی ان خلیفوں میں سے بعض فاسق و فاجر اور نا قابل ہوئے ہیں، ان کو خلیفۃ المسلمین کیونکر مانا جا سکتا ہے؟

اس کا جواب حضرت "مسلم" کے قلم سے ذیل میں ہدیہ ناظرین کرام ہے۔

قرآن کریم کے رو سے خلافت ظاہری و باطنی دونوں نظر آتی ہیں کیونکہ آیت استخلاف کے رو سے ہی معلوم ہوتا ہے، کہ خلافت کا طریق اسلام میں اسی طرح چلے گا جس طرح بنی اسرائیل میں چلا، جیسا کہ کما استخلف الذین من قبلھم سے ظاہر ہے، اور ان کے متعلق آیا ہے، اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا جب تم میں انبیا پیدا کئے، اور تمہیں بادشاہ بنایا، اس میں بتایا کہ روحانی خلافت کے لئے انبیا مبعوث ہوئے، اور ظاہری خلافت یعنے بادشاہت تم کو بحیثیت قوم دی جیسا کہ لفظ کم سے ظاہر ہے، قرآن کریم کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلافت ظاہری یعنے سلطنت قوم کا حق ہے، مثلاً یستخلف ربی قوما غیرکم میرا رب تمہارے سوا دوسری قوم کو خلیفہ بنا دے گا، ہم قسم آیات اگر جمع کی جائیں تو ایک طویل فہرست ہوتی ہے، پس قرآن کریم کے رو سے روحانی خلافت کو انفرادی حیثیت حاصل ہے اور ظاہری خلافت یعنے بادشاہت کو قومی، روحانی خلافت منحصر ہے قرب الٰہی پر جس کمال کو انسان انفرادی طور پر ہی حاصل کر سکتا ہے، اور ظاہری خلافت یعنے بادشاہت منحصر ہے جمہوریت قومی پر جب تک جمہوریت کا رنگ نہ ہو، بادشاہت اپنے اعلےٰ کمال پر نہیں پہنچ سکتی، اسی لئے روحانی خلافت میں ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے مامور کرے، کیونکہ انسان کسی کے باطنی کمال اور قرب الٰہی کا صحیح طور پر علم نہیں کر سکتا، یہ اسی دانائے راز عالم ظاہر و باطن کا ہی کام ہے کہ وہ کسی کے قلب اور اعمال پر نظر کر کے اپنے قرب سے ممتاز کرے، لوگوں کے اکٹھے ہو کر کسی شخص واحد کے سر پر ہاتھ رکھ دینے سے وہ مقرب الٰہی یا خلیفہ روحانی نہیں بن سکتا، اسی لئے فرمایا، وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالیٰ عما یشرکون ۔ تیرا رب ہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے، انتخاب کرنا لوگوں کا منصب نہیں، اللہ پاک اور بلند و برتر ہے اس سے جو شرک کرتے ہیں، گویا بتا دیا کہ جس طرح خالق صرف اللہ تعالےٰ ہی کی ذات ہے، اسی طرح یہ بھی خالق فطرت کا کام ہے، کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے کسی کو منتخب کرے، انسان کا اس انتخاب میں حصہ لینے کا دعوےٰ کرنا خدا کی خدائی میں شریک ہونے کی کوشش کرنا ہے، اپنے فعل کو خدائی فعل قرار دینا شرک میں داخل ہے،

*

پس روحانی خلیفہ کے انتخاب کا منصب محض اللہ تعالےٰ سے مخصوص ہے، باقی رہا ظاہری خلیفہ، اس کے لئے جعلکم ملوکا فرما کر صاف بتلا دیا کہ بادشاہت کل قوم کا حق ہے، نہ کہ کسی فرد واحد کا، اس لئے خلیفہ بھی قوم ہوگی نہ شخص واحد، مذہب اسلام میں بادشاہ کی حیثیت سید القوم خادمھم کے ماتحت محض ایک خادم قوم کی ہے، اہم انتظامی امور کے لئے اپنے افراد میں سے کچھ لوگ باہمی مشورہ سے منتخب کرتی ہے، جو اولی الامر کہلاتے ہیں، انہی میں بادشاہ اور اراکین سلطنت اور ممبران شوریٰ سب شامل ہیں، صرف انتظام کے لئے ان کو حکومت ملتی ہے اور چونکہ ان کے علم و عقل اصابت رائے اور پابندی قوانین و اصول پر قوم کو بھروسہ ہوتا ہے، اس لئے ان کی اطاعت ضروری ہوتی ہے، مگر ان کے لئے امرھم شوریٰ بینھم کی قید موجود رہتی ہے، یعنے جو امور ہوں، مشورہ سے طے ہوں، اور ان کی اور کل قوم کی گردن قانون کے جوئے کے نیچے جھکی رہتی ہے، چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے، یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ۔ یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، اور ان کی اطاعت کرو، جو تم میں سے صاحب حکومت ہوں، پھر اگر تم کسی معاملہ میں جھگڑو، تو اللہ اور رسول کی طرف اس امر کو لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہاں اللہ اور رسول سے مراد قرآن اور حدیث یعنے شریعت جو قانون اسلامی کے مترادف ہے، اب یہاں صاف بتلا دیا کہ ہر ایک مسلم نے ایک تو قانون کی اطاعت کرنی ہے، اور دوسرے انتظامی امور میں صاحب امر یعنی حاکم کی بھی لیکن وہ حاکم ضرور ہے کہ انتظامی امور میں اسی قانون کا پابند ہو جس کی کل قوم پابند ہے اور باہمی جھگڑے کی صورت میں رعایا اور حاکم دونوں قانون کے سامنے سر کو جھکائیں گویا اصل حکومت قانون کی ہے، انتظامی امور میں جو حاکم ہوں گے ان کی اطاعت وہیں تک لازم ہے، جہاں تک کہ اس میں قانون کی پابندی ہے، حاکم بھی قانون کے ماتحت اسی طرح ہوں گے جس طرح کل قوم کے لوگ ماتحت ہیں [illegible]

*

خوشکہ اعلےٰ درجہ کی جمہوری حکومت کا نقشہ اسلام نے پیش کیا جس سے بڑھ کر ممکن نہیں، چنانچہ خلافت راشدہ میں خلفا کا انتخاب قوم کی طرف سے ہی ہوا، اور حکومت قومی جمہوریت کے اصول پر ہی رہی، بنی امیہ میں یزید سے یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے، کہ باپ کا وارث بیٹا ہونے لگا، لہٰذا اسلام نے جمہوریت کی خاطر سب سے پہلے قربانی امام حسین علیہ السلام جیسے عظیم الشان انسان کی دنیا کے سامنے پیش کی، اور دوسری عبداللہ بن زبیر جیسے باخدا انسان کی قربانی عین حرم میں چڑھائی گئی، پس اسلام اس استبداد کا ذمہ وار نہیں، جو بعض بادشاہان عرب یا ترک نے دکھلایا، چونکہ وہ انتخاب قومی سے اولوالامر کے مقام پر نہیں کھڑے ہوئے تھے، اس لئے امیر المومنین کہلانے کے صحیح معنوں میں حقدار نہ تھے، مگر چونکہ ان کی قوم جزیرۃ العرب اور حرمین الشریفین کی محافظ تھی، اس لئے وہ قوم خلیفہ ضرور تھی، گو اس نے اپنے حقوق کو استبدادیت کے مذبح پر قربان کر دیا،

*

اب اسلام کے کچھ امتیازی پہلو ہیں، جن کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں، اور وہ یہ کہ پہلے مذاہب میں اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً انبیا آتے تھے، کیونکہ ہدایت ابھی تکمیل کو نہ پہنچی تھی، اور ہر ایک مذہب خاص قوم کے ساتھ محدود ہوتا تھا، اس لئے بادشاہت بھی جب ملتی تھی، تو اسی قوم سے ہی مخصوص رہتی تھی، مگر اسلام جب آیا، تو اس نے ہدایت کو تکمیل پر پہنچا کر نبیوں کے آنے کی ضرورت کو تو ختم کر دیا، مگر امتداد زمانہ سے قساوت قلبی اور دین کی طرف سے غفلت اور بدعات وغیرہ کا رواج جو قوم میں پیدا ہو جاتا ہے، اس کی اصلاح اور نفخ روحانیت اور تکمیل دین اور اشاعت و حفاظت اسلام کے لئے مجددین کو انبیا کا قائم مقام قرار دیا، جو دین کی تجدید کرتے رہیں، اور اس لئے روحانی خلافت کے یہی لوگ وارث ٹھہرے،

*

دوسری خصوصیت اسلام میں یہ تھی، کہ وہ کسی خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے مذہب نہ تھا، (بقیہ بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۲، مورخہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ ہجری، نمبر ۳۸

ترک اور خلافت اسلامی

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

انگورا کے فیصلہ تنسیخ خلافت نے اسلامی دنیا میں ایک ہلچل مچا دی ہے، ایک طرف شریف کہ مدعی خلافت ہے، اور عراق اور یرون اس کے موید ہیں، مصر اور مراکش اپنی جگہ پر دعویدار ہیں، امیر افغانستان کا نام بھی ہندوستان میں پیش کیا گیا ہے، لیکن اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی بات وہ طریق عمل ہے، جو غازی مصطفےٰ کمال اور ترکوں کے متعلق یہاں ہندوستان میں اختیار کیا گیا کہیں طرف سے یہ آواز آ رہی ہے کہ وہ مرتد ہیں، کوئی ان کو دشمن اسلام قرار دے کر یہ کہتا ہے، کہ مسلمانوں کو ان کا دشمن ہونا چاہیئے، کوئی خلافت کو اصول اسلام میں سے قرار دے کر انہیں منکر اصول اسلامی بتا رہا ہے، اور وہی ترک جن کی تعریف میں کل تک تمام زبانیں رطب اللسان تھیں، آج بدترین مخلوق قرار پاتے ہیں، میں ترکوں کے اس فعل کا حامی نہیں، اور نہ اسے صحیح سمجھتا ہوں، لیکن ان کی اس غلطی سے جو انہوں نے کی ہے بدتر یہ غلطی ہے، کہ جو کچھ اتحاد اسلامی اس وقت موجود ہے، اسے بھی توڑ کر برباد کیا جائے، اور ہندوستان کے جذبات ترکوں کے خلاف ابھار کر ترکوں کے جذبات ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف اس حد تک اکسائے جائیں، کہ کل جو لوگ بھائی بھائی تھے، آج وہ سخت ترین دشمن بن جائیں، اور اخوت اسلامی کا رہا سہا شیرازہ پاش پاش ہو جائے، اور ہم مسلمان کے نقصان اور دیگر شماتت ہمسایہ کا مصداق ہوں، جس طرح انسانوں سے غلطیاں ہوتی ہیں، اسی طرح قوموں سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں، ہمارا یہ طریق عمل کہ کسی کی ایک خوبی پسند آئی، تو اسے سر پر اٹھا لیا، اور ایک غلطی اس سے سرزد ہوئی، تو اس کی گردن پر چھری چلانے کے لئے تیار ہو گئے ... کتاب مجید کی ہدایت کے خلاف ہے، ہمیں اپنی تعریف اور مذمت دونوں میں حالت اعتدال پر رہنا چاہیئے، اور امت وسطاً کے خطاب کا اپنے آپ کو مستحق ثابت کرنا چاہیئے،

اسلام کو جو فخر اللہ تعالےٰ نے دیا ہے، کہ مشرق سے لے کر مغرب تک تمام روئے زمین کے مسلمان اصول دین میں متحد ہیں اور ان کے اختلافات فروعی اور اجتہادی مسائل میں ہیں، اس فخر میں دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اسلام کا شریک نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جو اتحاد کا رنگ اپنے پیروؤں میں پیدا کیا ہے، وہ اتحاد دوسرے کسی مذہب کے پیروؤں میں نظر نہیں آتا، اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اسلام کا اتحاد مذہبی رنگ میں ہے، اور دوسرے لوگوں کا اتحاد عموماً اغراض قومی یا اغراض ملکی کے لئے، اب یہ ظاہر ہے کہ اصول اسلام جن پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، ان میں خلافت کا ذکر نہیں، خلافت ایک انعام تھا، جو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو ایمان اور اعمال صالحہ پر دینے کا وعدہ کیا تھا، جیسا کہ آیت استخلاف میں یہ بات صراحت سے موجود ہے، وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم اور اس انعام سے اتحاد اسلامی کو عظیم الشان قوت ملی، لیکن میں پھر اس بات کو دوہراتا ہوں کہ اسلام کے اتحاد کی اصل بنیاد اصول اسلامی پر ہے، دوسرے امور میں اگر ہمارے اتحاد کو نقصان بھی پہنچے، تو اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے، اور اس نقص کی اصلاح ہو سکتی ہے، لیکن اصول دینی میں اگر اختلاف واقع ہو تو اس کی تلافی کوئی نہیں ہو سکتی، خلافت بلاشبہ اسلام کے اتحاد اور بنا بریں اسلام کی قوت کا ایک زبردست ذریعہ ہے، لیکن اسلام کا اتحاد خلافت سے بھی بالاتر ہے، اور اگر ترکوں نے خلافت کی تنسیخ سے اتحاد اسلامی کو نقصان پہنچایا ہے تو دوسرے مسلمانوں کا یہ کام نہ ہونا چاہیئے، کہ انہیں مرتد اور دشمن اسلام قرار دے کر جس قدر اتحاد باقی ہے، اسے اپنے ہاتھوں سے توڑ دیں، اور جن ذریعوں سے اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے، ان کو خود ہمیشہ کے لئے دور کر دیں، اگر کوئی ہتھیار اس وقت ہمیں کام دے سکتا ہے تو وہ ایک ٹھنڈا دل ہے جو غور و فکر سے کام لے،

میں اس وقت خلافت پر کچھ مفصل لکھنا نہیں چاہتا، عنقریب ان خیالات کا اظہار ایک رسالہ کی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ہے، اور اس سے پیشتر جب خلافت پر بحث اٹھی تو میں نے اپنے خیالات کا اظہار اس وقت بھی ایک رسالہ کی صورت میں کیا تھا، جن سے جہاں تک مجھے علم ہے، کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا، بلکہ اس کی کاپیاں بکثرت اور بار بار چھپ کر تقسیم ہوتی رہیں، وہی اب بھی میرا خیال ہے، وعدہ خلافت ایک عظیم الشان سلطنت کا وعدہ ہے، جس میں ملک عرب جو آنحضرت صلعم کے زیر اقتدار آ گیا تھا ایک ضروری عنصر ہے، تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے، کہ خلافت کا منصب اسی قوم کے لئے رہا ہے، جس کی حکومت کے اندر ملک عرب رہا ہے، اور اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا، کہ یہی امر عیسائی طاقتوں کے مدنظر تھا، جب انہوں نے ملک عرب کو سلطنت ترکی سے اپنی مخفی تدابیر اور سازشوں سے بالکل الگ کر دیا، حقیقت خلافت تو ترکی کے ہاتھ سے اسی وقت نکل چکی تھی، اور آج جس چیز کو ترکوں نے چھوڑا ہے، وہ محض ایک لفظ ہے، جس کے نیچے ان کے لئے کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی، البتہ ان کی اس غلطی کو ہمیں ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے، کہ منصب خلافت سے بکلی اپنے آپ کو الگ کر دینے میں انہوں نے اپنے اس حق کو چھوڑ دیا ہے، جو از روئے انصاف اور مسلمانان عالم کے فیصلہ کے مطابق ان کا تھا، یہ سچ ہے کہ وہ حق اس وقت عملی رنگ میں ان کو حاصل نہ تھا، لیکن اگر وہ انتظار کرتے، تو شاید اللہ تعالےٰ پھر انہیں واپس دلا دیتا، بہرحال سلطان کی معزولی کے سوال کو الگ رکھ کر خلافت کو ترک کرنے میں ترکوں نے ایک غلطی کی ہے، لیکن اس سے بدتر غلطی یہ ہے، کہ اس وجہ پر ہم ترکوں کو برا کہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے، کہ ترکوں نے خلافت کو اسلام یا مسلمانوں کے فوائد کے لئے ضروری نہیں سمجھا، مگر ان کے اس قدر انکار سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں، کہ انہیں دشمن اسلام یا مرتد قرار دے، وہ اصول اسلام کے قائل ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں کے لئے سچی غیرت اور محبت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں، اگر مسلمانان ہندوستان اس کے متعلق محبت کے رویہ کو اختیار کریں، تو شاید وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر کے لفظ خلافت کو قائم رکھیں، ہاں اگر ترکی بوجہ اپنی حکومت کے خلافت کے منصب پر تھی، تو وہ حکومت اب بھی موجود ہے، اور یہی تشریح غازی مصطفےٰ کمال نے اسمبلی سے فعل کی کی ہے، اور اگر اس حکومت کا جزو لازم ملک عرب تھا، تو خلافت عملی رنگ میں ترکوں کے ہاتھ سے شریف مکہ کی غداری اور یورپین قوموں کی مخفی تدابیر اور سازشوں کی وجہ سے نکل چکی تھی ... [illegible]

اور حدیث کے احکام کی صراحت کے سامنے سر جھکاتے ہوئے دل سے ان امور پر غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں، مسلمانان عالم کی ان حالات میں اس سے بہتر رہنمائی کوئی نہیں کر سکتا، کیونکہ انہیں عربوں یا مصریوں کی طرح اپنی کوئی غرض مدنظر نہیں، اور اگر جوش دلانے والے اور اشتعال انگیز الفاظ کو استعمال کریں، تو خلافت کی خدمت کی بجائے اتحاد اسلام کو پاش پاش کر کے خلافت کو بھی الٹا نقصان پہنچائیں گے یہ جو مصیبت آج خلافت پر آئی ہے، اسی قسم کے مصائب کا نشانہ یہ پہلے بھی ہوتی رہی ہے، لیکن خدا کے فضل سے از سر نو اٹھ کر پہلے سے بھی زیادہ آب و تاب سے چمکتی رہی ہے، اب بھی ہمارے لئے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں، لیکن ضروری ہے، کہ ہم اپنے آپ کو الذین آمنوا وعملوا الصالحات کا صحیح مصداق بنائیں، اگر ہم خلافت سے محروم کئے گئے ہیں، تو اپنے اعمال کی وجہ سے محروم کئے گئے ہیں، اگر ہم انہیں درست کریں، تو اللہ تعالےٰ کا وعدہ پورا ہونے میں ادنیٰ بھی شبہ نہیں،

اچھوت اقوام اور مسلمان

ہندو قوم کے دوراندیش اصحاب اچھوت اقوام کو اسلام کے خلاف پختہ اور مضبوط کرنے کے لئے پوری سرگرمی اور جد و جہد سے کام لے رہے ہیں، ان کو ہندوؤں کی اعلےٰ ذاتوں کے ساتھ ملانا اور کنوؤں پر چڑھانا تو فرضی اور نمائشی باتیں ہیں، کیونکہ جیسا کہ ہم خود مالوی جی کے طرز عمل سے ثابت کر چکے ہیں، ان کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور، تاہم اس جد و جہد میں ایک بات میں وہ نمایاں طور پر کامیاب ہو رہے ہیں، اور وہ اچھوت اقوام کو اسلام کے خلاف مضبوط کرنا اور اس سے نفرت دلانا ہے، حال ہی میں موضع [illegible] بلند شہر میں چماروں کی ایک پنچایت کے اندر آریہ سماجی حضرات نے اسلام کے خلاف جن خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ یہ ہیں:

”جب ہماری برادری نے سنا، کہ آپ لوگ مسلمانوں کی طرف جھک چلے ہیں، تو کسی نے اس بات کا یقین نہ کیا، کیونکہ یہ بالکل ناممکن ہے، کہ جاٹو جاتی کا کوئی گروہ مسلمان ہو جائے ہماری قوم کے خیالات اور مسلمانوں کے خیالات میں بہت فرق ہے، ہم سچا مانتے ہیں، لیکن گؤ ہتیا پسند کی لڑکے کے ساتھ شادی کر کے منہ کالا کرنا پاپ سمجھتے ہیں“

اسی سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا۔

”مسلمانوں کی غلیظ اور گندی حالت کو ذرا آنکھوں کے سامنے لاؤ، اس وقت تمہارے صاف ستھرے گھر کیسے شوبھا دیتے ہیں“

”مسلمانوں کی غلیظ اور گندی حالت“ کی تشریح سماجی مہاشاؤں نے نہیں کی، لیکن اگلے فقرہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ مسلمانوں کی حالت کو وہ اس لئے غلیظ اور گندی سمجھتے ہیں، کہ ان کے گھروں کی لپائی گائے کے گوبر سے نہیں ہوتی، ان کے نزدیک وہی لوگ صاف ستھرے ہیں، جن کے گھروں میں گئو ماتا کا پیشاب اور گوبر با فراط ہو، جن کے کپڑوں کی غلاظت ہر وقت دماغ کو معطر کرتی رہے، مسلمانوں میں چونکہ یہ دونوں باتیں نہیں، اس لئے ان کی حالت غلیظ اور گندی ہے، سماجی حضرات کو ان کے اس نقطہ نگاہ کی وجہ سے ہم معذور سمجھتے ہیں۔ بقول شاعر

سمجھ اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

لیکن بہرحال اس طریق سے وہ ہندوؤں کی اچھوت اقوام کو جو اسلام کی طرف راغب ہیں، اس سے بدظن کر کے نفرت پھیلاتے ہیں، اس پروپاگنڈا کے اثر کو زائل کرنے اور اچھوت اقوام کو اسلام میں لانے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے ابھی تک کوئی باقاعدہ کوشش نہیں ہوئی، اگر ہر ضلع میں مسلمانوں کی ایک ایک مجلس تبلیغ و حفاظت اسلام کے لئے قائم ہو، اور وہ اپنے اپنے ضلع کی اچھوت اقوام کو اسلام میں لانے کا انتظام کریں، تو یہ کام نہایت آسانی سے سرانجام پا سکتا ہے، لیکن مسلمان اس اصل اور اہم ترین کام سے غافل ہیں، اور دشمن پورے ساز و سامان کے ساتھ ان کی متاع ہستی کو برباد کرنے کے درپے ہے،

حیف بر چشمیکہ اکنوں نیم ہشیار است

جمعیتہ العلمائے ہند نے اسی قسم کا انتظام بعض صوبوں میں کیا تھا، لیکن معلوم ہوتا ہے صحیح اصول میں کام نہ ہونے کے باعث [illegible] کیا ہی اچھا ہو اگر اصحاب انجمن اشاعت اسلام سے سیارہ میں [illegible]

تیج کا مشورہ

دہلی کے روزانہ ہندو معاصر "تیج" نے ۲۱-مارچ کی اشاعت میں "ہندوستان کا خلیفہ کون ہوگا" کے عنوان سے ایک لیڈر لکھا ہے جس میں مسلمانوں کے موجودہ اضطراب اور ان کے خیالات کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں مشورہ دیا ہے کہ

"ہم ہندوستانی مسلمانوں کو مخلصانہ مشورہ دیں گے کہ وہ بھی دنیا بھر کے جھگڑے کو چھوڑ کر ہندوستان کے لئے ایک جدا خلیفہ منتخب کرلیں، اس کا لازمی نتیجہ ایک تو یہ ہوگا، کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو دوسرے ممالک کے مسلمانوں کا دست نگر نہ رہنا پڑے گا، دوسرے ان کے تفکرات کم ہوجائیں گے، اور حب الوطنی قدرتی طور پر زیادہ آجائے گی"،

معاصر "تیج" کا مشورہ سر آنکھوں پر، ان کی ہمدردانہ نصیحت کا شکریہ، لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے . . . . . کہ اسلام کوئی بھارت ورش کا مذہب نہیں، کہ اس کے ماننے والے اپنے تعلقات کو ہندوستان کی چار دیواری کے اندر محدود کرلیں، کل دنیا کے مسلمان بمنزلہ ایک جسم کے ہیں، [illegible] ایک عضو ہندوستانی مسلمان ہیں، جس طرح ایک جسم کے اعضا کو جدا جدا کرنے سے جسم باقی نہیں رہتا، اور مرجاتا ہے، اسی طرح مسلمانان ہند کو باقی مسلمانوں سے منقطع کرنے کا نتیجہ ہوگا،

معاصر "تیج" کو خلافت اسلامی کے معاملہ میں دخل دینے کی ضرورت نہیں، مسلمان خود ہی اس کو باحسن وجوہ نبٹالیں گے، ان سے مسلمانوں کے تفکرات کم کرنے کی اگر فی الواقع خواہش ہے تو چاہیئے کہ وہ سنگھٹن اور اشدھی کو روکنے کی کوشش کرے، حب الوطنی کا جذبہ خدا کے فضل سے مسلمانوں میں پہلے ہی سے کافی ہے، اور اس کا بھی اصل ذریعہ اسلام ہی ہے، جو دنیا جہان کے مسلمانوں کو ایک رشتہ اتحاد میں بھی منسلک کرتا ہے، اور حب الوطن من الایمان کہہ کر ان کو اپنے اوطان اور ملکوں کی بہتری میں کوشاں ہونے کی بھی نصیحت کرتا ہے، یہ دوگونہ جذبات جس مذہب نے اپنے پیرووں میں پیدا نہیں کئے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام کے سوائے کوئی دوسرا مذہب اس تعلیم کا علمبردار نہیں، وہ نسل انسانی میں تفرقہ اور تنگدلی پیدا کرتا ہے، اور عالمگیر کہلانے کا مستحق نہیں،

ہندو بنایا نہیں جاتا

روزانہ "اپدیشک" لاہور راوی ہے، کہ پنجاب ہندو سمیلن میں پنڈت نیکی رام صاحب شرما نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"جب ہندو بچہ ماں کے پیٹ میں آتا ہے، اس دن سے لے کر آخری دم تک جب اس کا انیشٹی سنسکار کر دیا جاتا ہے لئے ہندو سکشا (تعلیم) ہونی چاہیئے، ہندو دھرم تہذیب اور شاستر یہ مانتے ہیں کہ ہندو پیچھے نہیں بنایا جاتا، بلکہ پیدا کیا جاتا ہے، جو چیز پیچھے بنائی جاتی ہے، وہ اصلی نہیں ہوتی"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شدھی کا شور و پکار محض مصنوعی ہندو بنانے کے لئے ہے، وہ لوگ جو اسلام جیسے معقول مذہب کو چھوڑ کر ہندو بنتے ہیں، اس پر غور کریں، ہندوؤں کی غرض انہیں مرتد کرنے سے سوائے اس کے کچھ نہیں، کہ ہندوؤں کی فہرست میں ان کا نام لکھا جائے، ورنہ دراصل وہ انہیں ہندو نہیں سمجھتے، ایسی حالت میں وہ سوائے اس کے کہ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے [illegible] کے مصداق ہوں اور کیا نتیجہ ہوگا، یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے، کہ کوئی شخص کسی مذہب سے آئے، خواہ وہ کسی ہندو یا عیسائی کے گھر میں پیدا ہو، جس وقت وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتا ہے، تو اسلامی برادری میں اسے وہی حق حاصل ہو جاتا ہے جو ایک پیدائشی مسلمان کو ملا ہوا ہے، کوئی اصلی اور مصنوعی کی تفریق اسلام نے نہیں رکھی، کیونکہ اس کے نزدیک کل مولود یولد علی الفطرۃ - تمام بچے فطرت کا مذہب لے کر پیدا ہوتے ہیں، اور وہ اسلام ہے،

خطبات نبوی

اس نام سے ۴۴ صفحات کی ایک کتاب کا پہلا ایڈیشن دائرۃ المعارف لاہور نے شائع کیا ہے، جس میں مولانا مولوی محمد حبیب اللہ خاں صاحب مؤلف مکتوبات نبوی نے حضرت نبی کریم صلعم کے تمام خطبات کو جو از ابتدائے بعثت تا وفات آپ سے [illegible] درج فرمایا ہے،

غالباً یہ سب سے پہلی کوشش ہے، کہ اس طرح سے آنحضرت صلعم کے پاک خطبات کو کتابی شکل میں یکجا طور پر جمع کیا گیا ہے، اور ہمیں خوشی ہے، کہ [illegible] مؤلف [illegible] کوشش [illegible] ہیں، بہت سے خطبات ایسی کتابوں سے لئے گئے ہیں، جن تک عامۃ الناس کی رسائی نہیں،

آنحضرت صلعم کے خطبات اور تقاریر ہی ہیں، جو عرب و عجم کی کایا پلٹنے کا موجب ہوئیں،

ضرورت ہے کہ مسلمان ان تقاریر کو دلی شوق کے ساتھ پڑھیں، اور اس گئے گذرے زمانہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی پاک نصائح سے سبق عبرت حاصل کریں، کہ آج بھی یہی باتیں ہیں جو ان کی کامیابی کا موجب ہو سکتی ہیں،

شروع کتاب میں آنحضرت صلعم کی ابتدائی زندگی اور حضرت خدیجہ سے نکاح اور دیگر حالات کو بطور تمہید اختصار سے ساتھ بیان کیا گیا ہے،

قیمت [illegible] ایک روپیہ [illegible] مینیجر دائرۃ المعارف لاہور پوسٹ بکس [illegible] سے طلب فرمایئے،

ڈاک حضرت امیر

ہندوستان کی طرف [illegible] کے کارڈ حضرت امیر کی خدمت میں بھیجکر لکھا کہ وہ حضرت صاحب کو مجدد تو مانتے ہیں، لیکن مسیح موعود و مہدی معہود ماننے کو تیار نہیں، اس کے جواب میں حضرت امیر نے تحریر فرمایا کہ "جو شخص حضرت صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتا، اس کی بیعت بے معنی ہے"

ایک دوست نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا کہ ان کی ساس جو چچی بھی تھی، حضرت مسیح موعود کی نسبت بدزبانی کرتی تھی، بیوی کا بھائی بھی ویسا ہی بدزبان تھا، وہ ساس کی بیمار پرسی کے لئے بوجہ غیرت دینی نہ گئے، [illegible] مرتکب اثم ہوا ہے، آیا یہ طرز عمل ان کا درست تھا؟ اس کے جواب میں حضرت امیر نے تحریر فرمایا، کہ عیادت کے لئے ضرور جانا چاہیئے تھا، خبرگیری بھی ضرور کرنی چاہیئے تھی، سالا اگر کمعز ہے تو آپ کا تعلق محبت اس سے ہونا مشکل ہے، ہاں اپنی طرف سے کشیدگی کو بڑھانا نہ چاہیئے، اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کے [illegible]"

اخویم میر عابد علی شاہ صاحب نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا، کہ میر مدثر شاہ صاحب کی آمد خاص طور پر باعث برکت ثابت ہوئی ہے، اور مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچا ہے، اس لئے رمضان سے پہلے انہیں دوبارہ ہفتہ عشرہ کے لئے بھیج دیا جائے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے نیک اور شریف آدمی اس دفعہ سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں، اس کے جواب میں حضرت امیر نے تحریر فرمایا کہ "میر مدثر شاہ صاحب رمضان سے پہلے تو شاید اب نہ آسکیں، دوسری جگہ بھی کام ہے، اکتوبر میں پھر آئیں گے لیکن اگر میر عابد علی شاہ صاحب خود توجہ کریں، تو ساری پدوملی کو سلسلہ میں داخل کر سکتے ہیں"

یہ جواب نہ صرف میر صاحب کے لئے قابل توجہ ہے بلکہ جملہ احباب اگر اس پر عمل کریں، تو ہر مقام پر جماعت ترقی کر سکتی ہے، جب تک ہماری طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوگی، تب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نصرت نہیں آسکتی، مشین کا ہر ایک پرزہ جب تک حرکت نہ کرے، تب تک وہ اپنا کام سرانجام نہیں کرسکتی، دوسری مسلمانوں کی طرح غفلت کی زندگی بسر کرنے سے ہمیں کبھی دینی دنیاوی عروج حاصل نہیں ہوسکتا، اگر ہم دین و دنیا میں باعزت قوم بننا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی کوششوں کو اسی راہ پر لگا دینا چاہیئے،

خاکسار محمد منظور الہی

درخواست دعا مولوی محمد عبد اللہ صاحب ہزاروی [illegible] رحمت اللہ صاحب ضلع ہزارہ، شیخ عبد الغنی صاحب راولپنڈی، محمد زمان خاں صاحب چارسدہ، شیخ محمد صادق صاحب انسپکٹر پولیس جالندھر، عبد [illegible] اسرائیل صاحب، محمد عمر صاحب، حاجی افضل الرحیم صاحب، [illegible] شاہ صاحب چارسدہ دعا کے خواستگار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی [illegible]

بقیہ صفحہ اول

[illegible] قیامت تک کے لئے ہر قوم کا مذہب بننے کا مدعی تھا، اس لئے ضروری تھا، کہ بادشاہت بھی کسی خاص قوم سے مخصوص نہ ہو، قومیں دنیا میں افراد کی طرح پیدا ہوتی ہیں، اور اپنی جوانی یعنی اپنے کمال پر پہنچکر پیری یعنی زوال کی حالت کو پہنچ جاتی ہیں، اور قوم کے ساتھ اس کی بادشاہت بھی معرض زوال میں آجاتی ہے، مگر اسلام جو ہمیشہ کے لئے مذہب تھا اس کی بادشاہت بھی ہمیشہ رہنی چاہیئے تھی، اس لئے ضروری ہوا کہ اسلام کی بادشاہت کسی خاص قوم سے مخصوص نہ ہو، مختلف قومیں اپنی اپنی باری میں اس ورثہ سے حصہ لیں، اور جب وہ اپنے قدرتی زوال کے نیچے آکر مٹ جائیں، تو وہ کسی دوسری قوم کو یہ ورثہ دے جائیں، وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم، یہ مطلب ہے کہ جب ایک قوم پیٹھ پھیرے گی، تو اس کی جگہ دوسری لے لیگی اور ایسا ہی ہوا کہ جب عربوں سے بوجہ ان کے زوال قومی کے بادشاہت گئی تو اس کی جگہ ترکوں نے لے لی،

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ بعض دفعہ ایک ہی وقت میں کئی کئی مسلمان قومیں بادشاہ ہوئیں، اور اس ظاہری خلافت سے سبھی نے حصہ لیا، تو عربوں اور ترکوں کی خصوصیت کیا ہوئی، سو اس کی نسبت یہ عرض ہے، کہ خلافت کے اصلی معنی تو نبی کریم صلعم کی جانشینی ہے، خواہ وہ روحانی حیثیت سے ہو یا ظاہری حیثیت سے ہو، سو روحانی حیثیت سے جانشین تو مجدد دین ہوں گے، خواہ وہ کسی ملک میں ہوں، جو آپ کا کامل متبع ہے، وہ آپ کا روحانی جانشین ہے، مگر ظاہری حیثیت میں آپ کی سلطنت جزیرۃ العرب سے مخصوص تھی، جس میں اسلامی مرکز حرمین الشریفین کی حفاظت اصل مقصود تھا، تو گویا تمام بادشاہان اسلام میں اپنے خاص معنوں کے لحاظ سے وہی بادشاہت خلافت اسلامیہ کہلانے کی حقدار ہوگی جو جزیرۃ العرب پر مسلط ہوگی، اور جس کے متعلق حفاظت مرکز اسلامی کی خدمت ہوگی لہذا پہلے عربوں کی سلطنت اسی خدمت پر مامور تھی، ان کے بعد ترکوں کی ہوئی، یاد رہے کہ یہ خلافت ہمیشہ بحیثیت قوم ہوگی شخصی نہیں ہوگی، جیسا کہ میں اوپر بتلا آیا ہوں، کہ خلافت ظاہری قوم کی ہوتی ہے، کسی شخص واحد کی نہیں ہوتی، قوم جسے چاہے اپنا پریذیڈنٹ منتخب کرے، اور اسے خلیفہ کا خطاب دے دے، مگر خلافت قوم کی ہوگی، کسی شخص واحد کی نہیں،

اب رہا یہ سوال کہ موجودہ حالت میں چونکہ شریف مکہ حرمین پر قابض ہے، اس لئے وہ خلیفہ کیوں نہ قرار دیا جائے؟ سو اس کی نسبت وہی عرض ہے کہ خلافت ظاہری کسی شخص کا حق نہیں، بلکہ قوم کا حق ہے، شریف مکہ کی سلطنت ایک شخصی سلطنت ہے اور پھر بحقیقت سلطنت بھی کوئی نہیں، مکہ معظمہ سے باہر اس کا کوئی اقتدار ہی نہیں، وہ برائے نام مکہ معظمہ پر قابض ہے، دوم جب خلافت ظاہری تمام مسلمانان عالم کا حق ہے، جب تمام عالم اسلامی [illegible] ترکی قوم کے حق میں ہے، تو پھر شریف مکہ کو کوئی حق نہیں، کہ اس کے آگے سر نہ جھکائے، اس سے قبل وہ ترکوں کے ماتحت ایک گورنر کی حیثیت رکھتا تھا، اب اگر ان کی سیادت کے آگے سر نہ جھکائے، تو اس کی حیثیت ایک باغی خلافت کی ہوگی،

لہذا صحیح معنوں میں اسلام کی خلافت ظاہری کی مصداق ترکوں کی قوم ہے، جس کے پریذیڈنٹ مصطفےٰ کمال پاشا ہیں، اور جو انتخاب سے صدر بنے ہیں، اور اب خلافت ظاہری کا صدر گویا انگورا ہے نہ کہ قسطنطنیہ، کیونکہ قسطنطنیہ کا سلطان بیچارہ نہ روحانی خلافت کا مدعی، نہ اس کے ہاتھ میں کوئی ظاہری خلافت یعنی سلطنت کی باگ، پھر کاہے کو خلیفہ ہوا، اور وہ نہ کسی شوریٰ سے منتخب بلکہ باپ کا بیٹے کو ورثہ پہنچا ہے، [illegible] ہے، دوم [illegible] [illegible] بیچارہ کچھ بھی نہیں [illegible] شاہ شطرنج کی طرح ایک [illegible] مسلمانوں کے رحم پر [illegible] کسی شخص [illegible] سے لگ جائیں [illegible]

یہ [illegible] سلطان کی معزولی کی خبر سے پہلے [illegible]

لکھا ہے

According to Holy Quran Various man will be selected from time to time to guide the people on the right path, and to bring them a Divine Code of law etc. etc.

یعنی بروئے قرآن مختلف اوقات میں لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے اور قوانین الہی کے پاک صحائف کو ان تک پہنچانے کے لئے مختلف اشخاص مبعوث ہوں گے۔

"اور اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے قرآن مجید کو نازل کیا گیا"

اور چونکہ قرآن کریم ایک ایسا مکمل مجموعہ قوانین ہے۔ کہ جو مختلف ممالک میں مختلف زمانوں کے مختلف حالات کے ماتحت یکساں طور پر کارآمد ہے۔ اور اسکو ہر ایک قسم کی دست برد سے محفوظ رکھنے کے لئے پورا سامان کیا گیا ہے۔ اس لئے کسی دوسرے قانون کی ضرورت نہیں۔ نہ کسی دوسرے نبی کی اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبین ہونے سے مراد بھی یہی ہے۔ نہ یہ کہ آئندہ کے لئے آپ کے ...... مکالمہ و مخاطبہ سے محروم رکھے جائیں گے۔

There never was, nor is, any need for a new Code of law, nor a prophet, but there always will be a need of His Divine favour inspiration

This is the Significance of prophet-hood in Islam.

اس کے بعد لکھتا ہے

It has been alleged in certain quarters that the founder of the Woking Muslim Mission Al Haj Khawaja Kamal-ud-Din or the workers of this Mission, believe in a recent prophet, a certain Mirza Ghulam Ahmad nothing could be further from the truth, nor more misleading, we wish to make our position clear.

The late Mirza Ghulam Ahmad claimed to be a Mujadid, a reformer. He no doubt, served the cause of Islam. His life's aim was to restore Islam to its pristine purity, to propagate the faith and to save a certain section of Indian Muslims from man worship. He, as far as we know, never claimed to be a prophet etc. etc.

ترجمہ۔ اب ہم ایک اور بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بعض جگہ یہ مشہور کیا گیا ہے۔ کہ بانئے ووکنگ مسلم مشن الحاج خواجہ کمال الدین یا اس مشن کے کارکن ایک نئے نبی مرزا غلام احمد کو مانتے ہیں۔ اس سے زیادہ بعید از صداقت اور غلط بات کوئی نہیں ہو سکتی۔ ہم اپنی پوزیشن کو صاف کرنا چاہتے ہیں۔

مرحوم مرزا غلام احمد صاحب نے مجدد یعنی ریفارمر ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بلاشک انہوں نے اسلام کی کما حقہٗ خدمت کی۔ آپ کی زندگی کا مقصد ہی اسلام کا پاک چہرہ دنیا پر ظاہر کرنا اور اسکی اشاعت کرنا اور بعض ہندوستانی مسلمانوں کو مردم پرستی سے بچانا تھا۔"

اس پر قادیانی جماعت کا متمدنی مبلغ الفضل میں ایک نوٹ لکھتا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"ہمارا ملک مغربیہ میں جس شخص نے حضرت مسیح موعود کے پاک اور مبارک مشن کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور جو اللہ اور اسکے رسول اور سامع پاک باز انسانوں کے سامنے اس جرم کا مجرم ہے۔ وہ خواجہ کمال الدین ہے۔

قادیان کے تعلق سے ہی انکار نہیں کیا۔ بلکہ اپنے ایک ریویو میں صاف لکھ دیا ہے

"a Certain Mirza Ghulam Ahmad"

ایک غیر معلوم مرزا غلام احمد صد افسوس صد افسوس"

میر محمودی مبلغ کا مبلغ علم a certain کے معنے "ایک غیر معلوم" جناب نیر کے علم و قابلیت کا نمونہ ہیں۔ میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ کسی انگریزی لغت سے ان معنوں کو ثابت کرکے دکھائیں اور یہ بھی ثابت کریں۔ کہ اس مضمون میں حضرت مسیح موعود کا کہاں انکار کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ قادیان سے تعلق کا انکار ضرور ہے۔ اور نہ صرف خواجہ صاحب کو ہی اس سے انکار ہے۔ بلکہ تمام وہ لوگ جن کو صرف مسیح موعود کی عزت کا پاس ہے۔ وہ موجودہ قادیان کے ساتھ تعلق نہیں رکھ سکتے۔ کیا فی الحقیقت یہ بات بعید از صداقت نہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب کو نبوت مسیح موعود کا قائل قرار دیا جائے اس پر بیہودہ اسکر یوطی انہیں ٹھہرانے سے تو بات نہیں بنتی۔ جب تک خود مسیح موعود کا مدعی نبوت ثابت نہ کیا جائے۔ تعجب ہے کہ حضرت مسیح موعود تو کھلے لفظوں میں اپنی جماعت کو منع کرتے ہیں۔ کہ مجھے اصل مرتبہ مجددیت سے نہ بڑھایا جائے۔ اور آپ لوگ ہیں کہ پولوس کی اتباع میں انہیں مجددیت سے بڑھا کر نبوت کے منصب پر بٹھا رہے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

عاصی قریشی

اخبار احمدیہ

مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کو ہم نے کبھی پسند نہیں کیا، اور جہاں کہیں ہم نے شر و فساد کا اندیشہ پایا، ہم نے وہاں سے کنارہ کشی کر لینی ہی بہتر سمجھی، فتنہ ارتداد میں بھی ہمارا یہی طرز عمل رہا ہے، کہ باہمی جھگڑوں سے علیحدہ رہ کر بلا کسی کو طمع دیئے اپنا کام کرتے رہے ہیں، آریوں کی دیکھا دیکھی جب بعض اسلامی انجمنوں نے ملکانوں میں روپیہ تقسیم کرکے اور طرح طرح کے لالچوں سے انہیں ارتداد سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی، تب بھی ہم نے اپنے زیر اثر غریب ملکانوں کو صبر کی ہی تعلیم دی، اور مذہب کے لئے کبھی ایک پیسہ کا بھی لالچ کسی کو نہ دیا، اور خاموشی سے اپنی وسعت کے اندر تبلیغی کام جاری رکھا جس علاقہ میں ہم کام کرتے ہیں، وہاں کے ایک تری گاؤں کے نمبردار نے قادیان خط لکھا، کہ کوئی مولوی بھیج دو، اس کا خیال تھا کہ چونکہ ان کے پاس سونے کی چڑیا ہے، اس لئے وہ مسجد پختہ بنوا دیں گے، وہاں سے آخر حکم پہنچا، جنہوں نے سانددھن لکھا، وہاں سے ایک بھاگلپوری صاحب اس گاؤں میں تشریف لے گئے، چونکہ قریب ہی ہمارا گاؤں تھا، ہمارے مبلغ کی غیر حاضری میں وہاں بھی جا پہنچے، اور لوگوں کو سبز باغ دکھانے شروع کر دیئے، کہ مسجدیں پختہ بنوا دی جائیں گی، مالی امداد بھی دی جائے گی، اور ساتھ ہی ہماری جماعت کے خلاف جہاد شروع کر دیا، کہ ہم لا مذہب ہیں، نہ قادیانیوں کے ساتھ ہیں نہ سنیوں کی طرف اور کہ قادیانیوں نے ہمیں قادیان سے باہر نکال دیا ہے، اور ہم اڑھائی تین سو آدمی ہیں، غرض جتنی ایا تاری بھاگلپوری نے قادیان میں سیکھی تھی، وہ سب وہاں ظاہر کر دی، جب اس نمبردار نے ہمارے مبلغ کو اپنے گاؤں میں بلایا، تو وہی بزبان محمودی اشتعال انگیز ہونے لگا، جس پر ہمارے آدمی نے کہا، کہ لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکا رہے ہو، اور خود مجھ سے تبلیغ ہونا چاہتے ہو، جب لوگوں کو ان کے اصل عقائد بتا دیئے گئے، کہ یہ سب مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں، تو انہوں نے اس سے دریافت کیا، جب اس نے نبوت اور تکفیر کا اقرار کیا تو بیچارے کو وہاں سے بیک بینی و دو گوش نکلنا پڑا، تعجب ہے کہ ایک طرف تو بھائی بنکر ہم سے دعوتیں کھاتے ہیں، اور دوسری طرف منافقت سے ہماری بدگوئی کرتے ہیں، حق ضرور غلبہ حاصل کرے گا، خواہ اندرونی اور بیرونی حاسد ہمارے خلاف کتنا ہی زور لگا لیں، دس سال کے عرصہ میں انہوں نے زور لگا کر دیکھ بھی لیا ہے، کہ جن کو یہ چند کہہ کر پکارتے ہیں، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتنی نصرت ہے۔ جو کام یہ لاکھوں نہیں کر سکے، اسے چند نے تکمیل کو پہنچا دیا، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ضلع ہزارہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں، کہ وہاں پیر جماعت علی شاہ صاحب کا ایک مرید حدیث دانی کا بڑا دعویٰ رکھتا ہے، اس نے ہماری جماعت پر یہ اعتراض کیا، کہ ہم تعصب سے آنحضرت کی شان کو بڑھا رہے ہیں، ورنہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کے مرتبہ سے آنحضرت کو نہیں کہا سکتے، عیسیٰ وہ ہیں جو صدیوں کی پرانی قبر پر کہتے کہ قم باذنی تو مردہ نکل آتا، جب ان کا دوبارہ نزول ہوگا تو تب بھی وہ ہزار سال کے مُردوں کو زندہ کر دیں گے، آپ نے اس لغو قول پر ایک حدیث چسپاں کی، کہ ایک دفعہ اصحابؓ میں عظمت پیغمبران پر بحث ہوئی، تو آنحضرتؐ نے فرمایا، کہ انو یم عیسیٰ و موسیٰ کے مراتب میں کلام نہ کرو جب میں خدا کے حضور جاؤں گا، تو موسیٰ خدا کے دہنے بازو اور عیسیٰ خدا کے بائیں بازو کھڑے ہوں گے، کیا جو پیغمبر آنحضرتؐ سے پہلے خدا کے حضور حاضر ہوں گے، وہ مرتبہ میں بھی بڑے ہوئے نہ ہوں گے حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ملاؤں کے ایمانوں کی کیا حالت ہو گئی ہے، ایسے عقائد رکھنے والے ملاؤں کا عیسائی بن جانا کچھ مشکل نہیں،

میاں مدثر شاہ صاحب ضلع پشاور نے دیہات میں محمودی فتنہ کے دور کرنے میں مصروف ہیں،

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات کا صدمہ جماعت نے بہت محسوس کیا ہے، چنانچہ جملہ احباب سلسلہ کی طرف سے حضرت امیر کی خدمت میں ماتم پرسی کے خطوط موصول ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے، اس وقت ضرورت ہے کہ جماعت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے، اور دعاؤں میں لگ جائے، کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیخ صاحب مرحوم جیسے اور بھی لوگ دے، اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، کہ ہم دین کے لئے اپنے اموال اسی طرح خرچ کریں جیسا شیخ صاحب مرحوم کیا کرتے تھے،

حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب گذشتہ ۱۲ مارچ کو واپس امروہہ تشریف لے گئے،

اخویم سید محمد زمان خاں صاحب چارسدہ اپنی والدہ صاحبہ و اہلیہ صاحبہ کی صحت کے لئے دعا کے خواستگار ہیں، جملہ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے،

رسیدات زر

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

معرفت شیخ اسد دین صاحب کپار نمبر بابت ماہ مارچ ۱۹۲۴ء

نمبر و نام معطی	چندہ ماہوار	روپیہ آنہ پائی
(۱) مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	"	۳۱-۸-۰۰
(۲) مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے	" " "	.. .. ..
(۳) شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کنٹرولر ماسٹر جنرل برانچ	"	۵-۰۰-۰۰
(۴) مولوی عبدالعزیز صاحب	" " " "	۵-۰۰-۰۰
(۵) شیخ اسلام الدین صاحب ریڈ گورنمنٹ مونوٹائپ پریس	"	۲-۰۰-۰۰
(۶) مولوی اکبر علی صاحب، میڈیکل برانچ	"	۱-۰۰-۰۰
(۷) شیخ منظور الحق صاحب ماسٹر محکمہ [illegible]	"	۳-۰۰-۰۰
(۸) بابو امیر الدین صاحب پنشنر دہلی	"	۲-۰۰-۰۰
(۹) شیخ اسد دین صاحب کپار نمبر گورنمنٹ مونوٹائپ پریس	"	۱-۰۰-۰۰
(۱۰) منشی محمد لطیف صاحب	" " "	۱-۰۰-۰۰
میزان		۵۱-۸-۰۰

اشاعت اسلام فنڈ

نمبر و نام معطی	روپیہ آنہ پائی
(۱) شیخ محمد امین صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ آرمی ہیڈ کوارٹر	۵-۰۰-۰۰
(۲) مولوی عبدالرحمن صاحب " " "	۹-۰۰-۰۰
(۳) مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے " "	..-..-..
(۴) شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ مونوٹائپ پریس	۳-۰۰-۰۰
(۵) بابو امیر الدین صاحب، پنشنر دہلی	۰۰-۸-۰۰
(۶) شیخ اسد دین صاحب کپار نمبر گورنمنٹ مونوٹائپ پریس	۰۰-۸-۰۰
(۷) منشی رحمت علی صاحب اوپریٹر " " "	۰۰-۴-۰۰
(۸) شیخ عبدالعزیز صاحب	۲-۰۰-۰۰
میزان	۱۷-۴-۰۰
میزان جملہ ہر دو رقوم	۹۸-۱۲-۰۰
بعد منہا انشورنس فیس ۵ر باقی	۹۸-۷-۰۰

فہرست چندہ منجانب جماعت احمدیہ بھیرہ

معرفت محمد رمضان صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام بھیرہ

نام	مد	رقم
(۱) محمد رمضان صاحب	چندہ ماہ جنوری	عمہ/
(۲) قاضی احمد شاہ صاحب	" "	۱۲/
(۳) مہر حمید صاحب	" "	۸/
(۴) میاں عزیز الدین صاحب	چندہ ۸ ماہ	۱۲/
(۵) مستری امام الدین صاحب	" جنوری	للعہ/
(۶) محمد حیات صاحب	" "	سہ/
(۷) مولوی محمد صدیق صاحب	" "	للعہ/
(۸) شیخ محمد یوسف صاحب	ارتداد فنڈ	۱۲/
(۹) حکیم علی اختر صاحب	چندہ ماہوار عہ/ ۸ " کل	۔/
(۱۰) " عبد المجید صاحب	ارتداد فنڈ	۱۲/
	میزان	[illegible]

تازہ خبریں

ہندوستان

مولانا شوکت علی کا پیغام

علیگڈھ ۱۳ مارچ جب تک مسئلہ خلافت کا تصفیہ نہ ہوجائے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عبد المجید خاں کا نام خطبہ جمعہ میں لیا جائے

آئندہ اجلاس ۱۶ کے بجائے ۱۹ کو منعقد ہوگا

مجلس خلافت مرکزیہ کا اجلاس ۱۶ کے بجائے ۱۹ مارچ کو بمقام کلکتہ منعقد ہوگا۔ (مولانا شوکت علی)

بمبئی کے کارخانوں کی ہڑتال

کاریگر چاہتے ہیں۔ کہ کوئی شخص اپنی رضامندی ہی سے انکی نمایندگی کرے۔ مزدوروں کے گروہ بائیکولا اور داور کے سٹیشنوں پر دیکھے گئے۔ جو گاڑیوں کے ذریعہ اپنے اپنے دیہات کو جانے کی طیاریاں کر رہے تھے۔

مجلس اعانت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ٹکٹوں کے ذریعہ اعانت بہم پہنچائی جائے۔ یعنی جو شخص ٹکٹ پیش کرے گا۔ اُسے ایک سیر چاول کچھ دال اور دو آنے کے پیسے دیدیئے جائیں۔ اس مجلس نے غلہ منڈی کی مجلس سے بھی مدد کی درخواست کی ہے۔ کارخانہ والے حکومت کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ حفاظت کی ذمہ داری پر وہ جنوری کی تنخواہ ادا کریں۔

بمبئی کونسل میں نمائش کے لیے رقوم

بمبئی۔ مسٹر پراوانی نے تحریک پیش کی تھی۔ کہ مطلب برطانیہ کی نمائش کے لیے جس رقم کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ وہ منظور نہ کی جائے غیر سرکاری ارکان نے اس کی تائید کی۔ لیکن انہیں شکست کھانی پڑی۔ بہت سے مطالبات رقوم منظور کیے گئے۔

جمعیتہ العلمائے ہند صوبہ بمبئی کی استدعا

بمبئی ۱۳ مارچ جمعیتہ العلمائے صوبہ بمبئی نے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیتہ علمائے ہند اور مولانا شوکت علی صدر مجلس خلافت ہند سے استدعا کی ہے۔ کہ مسئلہ خلافت میں جمہور مسلمانان ہند کی رائے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اشد ضروری ہے کہ جمعیتہ علمائے ہند اور مجلس خلافت کے مشترکہ اجلاس کے فیصلے کو اخبارات میں مشتہر کیا جائے۔ تاکہ جمہور کی تائید حاصل کی جاسکے اس کے بعد ہندوستان کے تمام علمائے کرام اور اکابر دعماید کا ایک اجلاس کسی مرکزی مقام پر منعقد کیا جائے جس میں اس فیصلہ پر غور کر کے آخری فیصلہ کردیا جائے

بمبئی میں آتش زدگی

بمبئی ۱۳ مارچ بمبئی کاٹن مینو فیکچرنگ ملز میں آج صبح دفعتہ آگ لگ گئی یہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔ کہ یہ آتش اتفاقیہ تھی یا عمداً۔ ایک لاکھ روپے کے نقصان کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ آگ کے شعلے نظر آئے تو فائر بریگیڈ منگا لیا گیا ڈیڑھ گھنٹہ میں آگ فرو ہوئی۔

آج صبح ایک روئی کے گودام میں آگ لگ گئی روئی کے بلنڈر جل گئے دو سو روپے کا نقصان ہوا۔

مزدوروں کی امداد کے لیے جلسے

کارخانوں کے مزدور برضا و رغبت خود باہر جا رہے ہیں۔ حالت پرسکون ہے کسی قسم کے فساد کا اندیشہ نہیں ہے۔ مجلس امداد کا سرمایہ ختم ہوگیا۔ اب کام بند ہے۔ عوام سے ہڑتال کرنے والوں کی امداد کے لیئے استدعا کی جا رہی ہے۔ پریل میں آج صبح جلسہ منعقد ہوا عوام سے درخواست امداد کی گئی۔

پونہ کے مدرسہ کی امداد میں تخفیف

بشپ ہائی سکول پونہ کی تعمیر کے لیئے پچاس ہزار روپے کی رقم کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک غیر سرکاری رکن نے ترمیم پیش کی کہ صرف پچیس ہزار روپے منظور کیئے جائیں چنانچہ تحریک منظور ہوگئی۔

غیر ممالک

حضرت خلیفۃ المسلمین کا پیغام دنیائے اسلام کے نام

ٹریٹیٹ (سوئزرلینڈ) ۱۲ مارچ خلیفۃ المسلمین نے دنیائے اسلام کے نام ایک پیغام شائع کیا ہے۔ جس میں آپ نے منصب خلافت سے عزل کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مجلس ملیہ ترکیہ کی موجودہ اکثریت کے مذموم فیصلہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ مجلس ملیہ کی اکثریت اسلامی احساس سے بے بہرہ ہے آپ نے اعلان کیا ہے۔ کہ انتخاب کرنے والے ترکوں نے صاف اور صریح طور پر مجلس کو اسلامی روایات کے قائم رکھنے اور ان کی حفاظت کرنے کے فرائض سپرد کئے تھے۔ اس لئے خلیفۃ المسلمین اس فعل کو اصولاً خلاف مذہب اور بے اثر خیال کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ڈیڑھ سال پہلے مجلس ملیہ نے اتفاق رائے سے اسلام کی امارت و پیشوائی کے عہدہ کے لئے مجھے منتخب کیا تھا۔ اور دنیائے اسلام نے اس مقدس منصب کے لئے میرے انتخاب پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔ اس وقت مذہب سے بے بہرہ جمہوریہ ترکی نے ترکی کی قومی سیادت کو تمام و کمال علیحدہ کر لیا تھا۔ اور خود اس مسئلہ کے متعلق پوری آزادی اور پورے اختیار کے ساتھ فیصلہ صادر کریں خلیفۃ المسلمین نے ممالک اسلامیہ کے سرگروہ سرداران اور نمائندوں کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ ایک مؤثر اسلامی یعنی دنیائے اسلام کی بین الاقوامی کانگرس کے لئے تجاویز بھیجیں۔ اور ہر طرح سے اس کانگرس کے انعقاد کے لئے حقیقی مدد کریں۔ خلیفۃ المسلمین کا ارادہ ہے کہ حتی الامکان بہت جلد کسی مناسب موقع پر اسلامی کانگرس کا انعقاد کیا جائے گا۔ جو موجودہ حالات کی بنا پر صحیح فیصلہ پر پہنچے گی۔ آخر میں حضرت خلیفۃ المسلمین نے مقاصد مذہبی مقصد کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی ہے۔

مزدور حکومت کا مضحکہ

لنڈن ۱۰ مارچ۔ آج دیوان عام لبرل اور قدامت پسندگان نے حزب العمال کی حکومت پر بہت آوازے کسے کہ وہ بے روزگاری کے مسئلہ میں ان مواعید کو پورا نہیں کرسکی جو اس نے انتخاب کے موقعہ پر کئے تھے۔ مسٹر ٹامس شا کے قول پر خوب لے دے کی گئی کہ حکومت بے روزگاری کے مسئلہ کو اپنا قومی فرض خیال کرتی ہے جیسا کہ قرضہ جنگ پر سود دینا فرض ہے۔ مسٹر نیکل مار نے کہا کہ حکومت کے ذرائع صورت حادث کے مقابلہ میں ناکافی ہیں

مسٹر بارڈن نے پیشگوئی کی۔ کہ فرینک کی قیمت گر جانے کی وجہ سے فرانس اور بلجیم لوہے اور فولاد کی تجارت میں زیادہ سختی سے مقابلہ کریں گے۔

مسٹر ... نے کہا۔ کہ تجاویز پر گو تفق نہیں ہیں کہ حکومت چھ ہفتوں کی قلیل مدت کے اندر امداد رعایا کی سے نکال لیتی۔ حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ بے روزگاروں کے لیئے کام نکالا جائے۔ چنانچہ سرکاری دفاتر میں تیس لاکھ پونڈ کا کام نکالا گیا۔ حکومت کو توقع ہے۔ کہ روس کی طرح یورپ کے دیگر ممالک کے ساتھ بھی صلح کرلی جائے۔

فرانس کی مشکلات

پیرس ۱۱ مارچ کابینہ وزارت نے ان ذرائع کی تائید کرائی ہے جو ابیبس کے اجلاس میں فرینک کی قیمت کے احیاء کے لیئے سوچ گئے تھے۔

موسیو پائنکارے ٹیکس کا مسودہ قانون ترمیم کے ساتھ پیش کریں گے یہ مسئلہ اعتماد حکومت کا مسئلہ ہے پنجشنبہ کے روز بحث شروع ہوئی۔ اور شنبہ کو ختم ہوجائیگی۔

سینٹ نے حکومت کی مالی تجاویز کو معمولی ترمیمات کرکے منظور کر لیا ہے۔

بائیں پہلو کی جماعتوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر حکومت نے عام انتخاب نہ کیا۔ تو سب ممبرین مستعفی ہوکر اپنے مقدمہ کو قوم کے سامنے پیش کریں گے۔

کوئلہ کی کانوں میں تنازع

لنڈن ۱۴ مارچ۔ آج پھر کوئلہ والوں کے تنازع پر بحث ہوئی لاکھوں نے تجویز پیش کی کہ ۱۹۱۴ء کی نسبت تیس فی صدی کے حساب سے تنخواہ میں اضافہ کردیا جائے گا۔ اور منافع میں سے ۸۵ اور ۱۵ کی نسبت سے حصہ دیا جائے گا۔

شریف مکہ کی مشروط خلافت

یروشلیم۔ ۱۲ مارچ جمعیت عالیہ اسلامیہ نے ریوٹر کو اطلاع دی ہے۔ کہ شاہ حسین کی مدت میں خلافت کا منصب اس شرط پر پیش کیا گیا ہے۔ کہ خلافت کے ماتحت تمام عربی زبان بولنے والے ممالک کے اندر آزاد و خود مختار آئینی حکومتیں قائم کرنے کی پوری کوشش کریں۔

برطانی سفارت خانہ پر بم

ایتھنز ۱۲ مارچ۔ برطانی سفارتخانہ کے دروازہ پر ایک بم پھٹا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اس حادثہ کے بعد رومانیہ کے سفارت خانہ کے باہر ڈائنامیٹ کے پانچ کارتوس پائے گئے۔ ان کارتوسوں کو ابھی فلیتہ دکھانے کی نوبت نہ آئی تھی۔ حکومت جمہوریہ کا خیال ہے کہ بم اس حکومت کو بدنام کرنے کے لیئے پھینکا گیا تھا۔

موسیو پاپانستاسیو کابینہ وزارت کی ترتیب سے فارغ ہوتے ہی برطانی سفارت خانہ میں پہنچے۔ تاکہ بم کے حادثہ پر اظہار افسوس کریں اس حادثہ سے صرف سنگ مرمر کی سیڑھیوں اور دروازہ کو نقصان پہنچا ہے۔ کچھ کاریگر گرفتار کر لیئے گئے ہیں۔

سٹے پر ٹیکس کی تجویز

اوکسفورڈ ۱۳ مارچ جدید حکومت نے سٹے پر ٹیکس عاید کرنے کی تجویز مسترد کر دی ہے۔ سابق حکومت نے اس مسئلہ کو مجلس منتخب کے سپرد کردیا تھا۔ جو حکومت کی شکست کے باعث اپنا کام ختم نہ کرسکے۔

کل دارالامرا میں لارڈ نیوٹن نے تحریک پیش کی کہ سٹے پر ٹیکس لگانا چاہیے۔ کیونکہ اس امر کی ضرورت بھی ہے۔ اور یہ تجویز قابل عمل بھی ہے۔ لارڈ آرنلڈ نے حکومت کی طرف سے اعلان کیا۔ کہ ٹیکس لگانے سے سٹے کا مرض کم نہ ہوگا بلکہ اس سے سٹہ اور بھی بڑھ جائے گا۔ آپ نے یہ اعلان بھی کیا۔ کہ تحقیقات کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس ٹیکس سے صرف پینتیس لاکھ پونڈ حاصل ہوں گے۔

اخلاقی بنا پر حکومت کی تجویز کی سخت مخالفت کی گئی۔ لیکن حکومت نے جواب دیا کہ امر قابل عمل نہیں اور نہ اس کی ضرورت ہے۔

سیاسی تعلقات کا احیا

لنڈن ۱۱ مارچ۔ یونان کے سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ برلن کے یونانی سفیر نے سودیٹ کے سفیر کو اطلاع دی ہے۔ کہ حکومت یونان روس کی سودیٹ حکومت کے ساتھ سیاسی تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے۔ اور سودیٹ حکومت کو از روئے قانون تسلیم کرتی ہے

سودیٹ حکومت نے جواب میں اطلاع دی ہے کہ وہ سیاسی تعلقات کے احیا پر رضامند ہے اور تمام متنازعہ امور کے متعلق دوستانہ فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار۔ ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸۳

جلد ۱۲ — نمبر ۳۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۱۳ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

قومی ترقی کے ذرائع

قاضی ثناء اللہ خان...

اس عنوان پر حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر اراکین جماعت احمدیہ اپنے بیش قیمت خیالات کا اظہار کر چکے ہیں، جن پر اگر عمل کیا جائے، تو در حقیقت قوم معراج ترقی کو پہنچکر اپنا نصب العین حاصل کر سکتی ہے، میں بحیثیت اسی جماعت میں منسلک ہونے اور اس کا ایک فرد واحد ہونے کے اپنے چند خیالات کا اظہار کرتا ہوں، اگرچہ اس اہم عنوان پر قلم اٹھانا میرے جیسے محدود خیالات اور محدود علم رکھنے والے کا کام نہیں، لیکن صرف اس خیال کا اظہار مقصود ہے، کہ کس طرح سے اور کس قدر ہر ایک انسان کی خواہش ہے، کہ اس کی جماعت ترقی کے اعلےٰ سے اعلےٰ مدارج پر پہنچ جائے، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بہت ہی خوش قسمتی ہے، کہ آج ہم اس ضروری مسئلہ پر غور و پرداخت کرنے لگے ہیں، اس نیت سے کہ ہم ان خاص راہوں پر گامزن ہو جائیں، جو شاہراہ ترقی ہیں، اور ایک حد تک خدا کے فضل سے ہماری جماعت اسی شاہراہ پر چل رہی ہے، جس پر چلانے کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے، قوموں کی تاریخیں ہمیں صاف طور پر بتاتی ہیں کہ ہر ایک قوم نے ترقی کے مختلف مدارج کو طے کرنے اور اعلےٰ معراج پر پہنچنے کے لئے چند ایک بنیادی اصولوں کو سامنے رکھا ہے، اور عسر و یسر میں کبھی انہوں نے اپنے نصب العین کو نظر انداز نہیں کیا، میں بھی سلف صالحین کی پاک تاریخ کو سامنے رکھ کر چند ایک باتیں برائے استحکام و نظام سلسلہ عرض کرتا ہوں،

انفرادی اور اجتماعی ترقی

افراد کی انفرادی اور اجتماعی ترقی میں بڑا فرق ہے، ممکن ہے کہ ایک انسان انفرادی حیثیت سے بہت بڑا آدمی ہو لیکن جس سوسائٹی سے وہ تعلق رکھتا ہے، وہ دنیا میں ذلیل خیال کی جاتی ہو اور مجموعی طور پر اس کی حالت کمزور ہو، تو اس حالت میں وہ انسان اجتماعی حیثیت سے ترقی یافتہ خیال نہیں کیا جائے گا، خواہ اس کی انفرادی حیثیت کچھ بھی ہو،

آج مسلمانوں کی ہی مثال لے لو ایک مسلمان انفرادی طور پر خواہ کتنی بھی دنیاوی یا دینی حیثیت رکھے لیکن وہ اس قدر معزز نہیں سمجھا جائے گا، اور دنیا اسکو اس قدر عزت کی نظر سے ہرگز نہیں دیکھے گی، جتنی عزت کی نگاہوں سے ترقی یافتہ اقوام کے افراد کو دیکھا جاتا ہے، جب تک مسلمانوں کی حیثیت بلحاظ جماعت دوسروں سے بڑھ کر نہ ہو، اس وقت تک دنیاوی نظروں میں ان کے ایک آدھ فرد کی ترقی کوئی چیز نہیں، اس لئے ہر ایک انسان کی خواہ وہ کسی سوسائٹی یا جماعت سے تعلق رکھتا ہو، دو حیثیتیں ہیں، ایک وہ جو اس کی انفرادی ... تعلق رکھتی ہے ... اجتماعی ...

قدرتی طور پر ہر ایک ذی عقل انسان کی یہ خواہش ہے، کہ جہاں وہ ذاتی طور پر خود ترقی کرے، ساتھ ہی اس سوسائٹی یا جماعت کی ترقی کی بھی فکر کرے، جس سے وہ تعلق رکھتا ہے، کیونکہ ترقی کا مفہوم صحیح طور پر تب ہی ادا ہو سکتا ہے، جب کسی جماعت کے افراد انفرادی اور اجتماعی طور پر اس پہلو سے ترقی کریں، انفرادی طور پر ترقی کرنا آسان ہے، لیکن مجموعی طور پر اپنے جماعت کے رنگ میں ترقی کرنا بہت مشکل ہے، اس میں سوشلزم والوں کو بہت مشکل پڑی ہے،

ایک ریفارمر کا کام

یہ علم النفس کا مسلمہ مسئلہ ہے، کہ ہر ایک آدمی کا ایک قسم کا طبعی رجحان ہوتا ہے، جب سے انسان پیدا ہوتا ہے، جن حالات اور اثرات کے ماتحت وہ تربیت پاتا ہے، اور دماغی قوائے جس طرف زیادہ مائل ہو جاتے ہیں، اسی قسم کا شوق پیدا ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ طالب علموں میں سے کسی کو زباندانی کا شوق پیدا ہوتا ہے، کسی کی طبیعت ریاضی کی طرف مائل ہے کوئی کھیل کا خواہاں ہے، غرضیکہ مختلف شعبوں کی طرف طبائع کے اختلاف کی وجہ ان کا رجحان ہوتا ہے، جس طرح سے کہ ایک استاد اس اختلاف رجحان کے باوجود ان کی انفرادی اور اجتماعی ترقی میں دل سے کوشاں ہوتا ہے اور ایسے طریقے اختیار کرتا ہے، جن سے وہ بالآخر اس مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے، اسی طرح سے ایک سوسائٹی کے ریفارمر کا یہ مشن ہوتا ہے، کہ اس کی جماعت انفرادی اور اجتماعی ہر دو پہلوؤں میں ترقی کرے، خدا تعالےٰ نے ہماری شکلیں، ہمارے رنگ ہمارے حالات ان سب میں اختلاف رکھا ہے، اسی طرح سے ہمارے خیالات اور حرکات و سکنات میں بھی اختلاف ہے، ان تمام اختلافات کے باوجود مشترکہ اور مجموعی طور پر ترقی کی راہیں سوچنا یہ صرف سوسائٹی کے ریفارمر کا کام ہوتا ہے، اور وہ سوشل ریفارمر چند ایسے مشترکہ بنیادی اصول قائم کر دیتا ہے، جس کی پابندی ہر ایک اس سوسائٹی یا جماعت کے ممبر کو کرنی پڑتی ہے، اور جب تک اصول مشترکہ قائم نہ کر دیئے جائیں، جن کی پابندی ہر ایک فرد کو لازمی ہے اس وقت تک ترقی ناممکن ہے، یہی بات تمام مذاہب کے ریفارمروں میں نظر آتی ہے۔

اسوہ نبوی

اسی انسانی ترقی کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء مختلف ... آخر پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی طرف ... ہو کر آئے، اور بیکسی اور نہایت کمزوری کی حالت سے اٹھ کر آپ نے نہ صرف خود ہی ترقی کی، بلکہ تمام قوم اور نسل انسانی کے ایک کثیر حصہ کو معراج ترقی پر پہنچایا، مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقیات محتاج تشریح نہیں، تاریخ کے صفحات اس پر گواہ ہیں، اور بعض کی عمارتیں اور کتب خانے اور دیگر عظیم الشان کام اب تک زبان حال سے ان کی اجتماعی ترقی کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں، حضرت نبی کریم صلعم فداہ ابی و امی نے ایک ایسی کامل کتاب ہمیں دی جس میں تمام ان راہوں کا ذکر ہے، جو انسان کو معراج ترقی پر پہنچا سکتی ہیں، اور انسان دین و دنیا میں فائز المرام ہو کر ترقی کے اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ پر پہنچ سکتا ہے، اس میں انفرادی ترقیات کی بھی راہیں بتائی ہیں، اور اجتماعی اور قومی ترقی کے اصولوں کو بھی واضح کیا گیا ہے،

مصلح کی ضرورت

ان حالات میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے، اور ہوتا ہے، کہ ایسی کتاب کی موجودگی کے باوجود مسلمان کیوں آج گر گئے ہیں، ... کا جواب یہی ہے، کہ انہوں نے قرآن کریم پر عمل کرنا چھوڑ ... فی الحقیقت قرآن کریم ہی ان کا حقیقی علاج ہے، تاہم ... کر دینے سے بات ختم نہیں ہو جاتی یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ کوئی ... کہہ دیا جائے کہ وہ طب اکبر ... کر ... اس کا اگر علاج دریافت کیا جائے تو نہایت ... ساتھ جواب ... طب اکبر پر عمل کرو ... حکیم یا ڈاکٹر وہ ہے۔ جو نبض شناسی کرکے مرض کی ... کرے اور طب اکبر سے نسخہ تلاش کرکے خود اس مرض کا ... اور ... کو دوائی تیار کرکے دے۔ اس لئے ضروری ہے ... روحانی مرض کا علاج کرنے۔ قرآن کریم پر ہمیں کاربند ... دینی و دنیوی ترقیات کی طرف لے جانے کے لئے بھی کوئی روحانی حکیم اور ڈاکٹر ہوں۔

خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کو اس سے محروم نہیں کیا گیا ... کے ساتھ وعدہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک ... الحکیم ... کی طرف سے مامور ہو کر آیا کریگا۔ جو مسلمانوں کی قوم کی ... کا علاج کر دیا کرے، خدا نے قرآن شریف ... دیا ...

بقیہ بر صفحہ ۴ کالم ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ، نمبر ۳۹

اسلام اور شراب

(۲)

یہ مضمون پنجاب ٹمپرنس سوسائٹی لاہور کی مذہبی کانفرنس منعقدہ ۹ مارچ میں اڈیٹر "پیغام صلح" نے پڑھا،

حضرت احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا یہ اثر صرف اس زمانہ تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ ہمارا یہ ایمان ہے، اور واقعات اس پر شاہد ہیں، کہ آپ کی قوت قدسی اب بھی کام کرتی ہے، اور قیامت تک کرتی رہے گی، اس قوت قدسی کا اثر دنیا میں اب تک موجود ہے آپ دنیا کے کسی حصہ میں چلے جائیں، مسلمان جہاں بھی آپ کو ملیں گے، شراب سے وہ بکلی مجتنب ہوں گے، شاذ و نادر نفی کا حکم رکھتا ہے، قوم کا بڑا حصہ تارک شراب ہے، اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہے، کہ مسلمان بحیثیت قوم شراب سے بکلی مجتنب ہیں، گویا اسلام نے نسل انسانی پر یہ عظیم الشان احسان کیا کہ کم از کم دنیا کے چالیس کروڑ انسانوں کو اس بلائے عظیم سے بچا لیا، آئندہ بھی اس پاک مذہب کے ماننے والوں میں جس قدر اضافہ ہوگا، اسی قدر یہ بری عادت ترک ہوتی جائے گی، اور اس طرح آہستہ آہستہ اس [illegible] صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا،

ہے جن کو دنیا کے تمدن اور اس پر مختلف مذاہب کے اثر کو مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے، "پین اسلام" کے نام سے ایک کتاب دو تین ہی سال ہوئے، ایک انگریز سیمر مسٹر جی واٹمین بیری نے لکھی تھی، جس میں انہوں نے افریقہ میں اسلام کی ترقی اور اس کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جو شراب سے بکلی احتراز پر زور دیتا ہے، اور یہی ایک ایسی راہ ہے جس پر چلکر ایک افریقی شراب سے بچ سکتا ہے"

ایک لارڈ انگریز جو پادری کے منصب پر مامور ہیں، ۱۳ ستمبر ۱۹۲۳ء کے "مارننگ پوسٹ" میں لکھتے ہیں:

"وہ لوگ جو اس مذہب کے خواہشمند ہیں، جو شراب اور تمام نشئی اشیا سے روکتا ہے، وہ اس کو پا سکتے ہیں لیکن وہ مذہب عیسائیت نہیں، اسلام ہے"

یہ ہے رائے ان محققین کی جن کو اسلام کی تعلیم اور اس کے اثر و نتائج کو مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے، ان کے نزدیک شراب اور دیگر نشئی اشیا سے اگر کوئی مذہب نجات دلا سکتا ہے، تو وہ اسلام ہی ہے، اور یہ فی الحقیقت صحیح ہے، کیونکہ اسلام نے نہ صرف تیرہ سو سال ہوئے، شراب سے لوگوں کو نجات دلائی بلکہ آج بھی جوں جوں اس کا قدم آگے بڑھتا ہے، صدیوں کے شرابی محض لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اس سے نجات پا لیتے ہیں، اس کی ایک زندہ مثال ہمارے سامنے انگلستان کے وہ نومسلم ہیں، جو ووکنگ مسلم مشن یا کسی اور ذریعہ سے اسلام میں داخل ہو چکے ہیں،

کون ہے جو انگلستان اور سارے یورپ کی ان عادات سے واقف نہیں، جو شراب اور زنا کی صورت میں ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیئے، کہ زنا اس قدر نہیں جتنا شراب کا رواج ان میں ہے، بچہ سے لے کر بوڑھے تک ہر ایک کم و بیش اس ام الخبائث میں مبتلا ہے، اور شاذ و نادر طور پر ایسے لوگ پائے جاتے ہیں، جو اس سے بکلی محترز رہے ہوں، ان لوگوں میں سے وہ جو مسلمان ہوئے ہیں، اپنے ذاتی علم کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں، کہ شراب جیسی بدعادت کو انہوں نے بکلی ترک کر دیا، ووکنگ مسلم مشن کی تاریخ میں ایک واقعہ ایسا پایا جاتا ہے، کہ ایک نومسلم [illegible] سے یہ لغزش ہوئی، کہ انہوں نے پرانی عادت کی طرف عود کر کے کچھ شراب پی لی۔ لیکن بعد میں انہوں نے جو توبہ نامہ لکھا، اور جس صدق و اخلاص کے ساتھ وہ آج تک اس پر عامل ہیں اور [illegible] ام الخبائث سے محترز ہیں، وہ قابل تحسین ہے،

اسی طرح سے افریقہ میں اسلام کی سرعت رفتار شراب کی سرعت استیصال کا موجب ہو رہی ہے، اور دنیا میں جہاں جہاں، اسلام کا قدم گیا ہے، وہیں سے اس کا بکلی استیصال ہو گیا ہے،

ان حالات میں آپ مجھے معاف کریں گے، اگر میں یہ کہوں، کہ شراب نوشی کو بند کرنے اس بدعادت کو لوگوں سے چھڑانے اور دنیا میں نیکی اور پاکیزگی کو قائم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے، کہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے، اور اسے ترقی دی جائے، مجھے اس کی قطعاً ضرورت نہیں، کہ میں شراب کی برائیوں کو آپ کے سامنے پیش کر کے آپ کو اس سے متنفر کروں، بہت لوگ ہیں، جو مجھ سے زیادہ اس کی برائیوں اور نقصانات سے آگاہ ہیں، لیکن باوجود اس کے وہ اس ام الخبائث میں مبتلا ہیں، اس سے چھڑانے کے لئے کسی اور بیرونی اثر کی ضرورت ہے، اور وہ اثر اسلام کے سوائے اور کوئی مذہب نہیں ڈال سکتا، دنیا کی تاریخ اور حالات زمانہ اس پر شاہد ہیں، کہ اسلام ہی دنیا کو اس سے نجات دینے کا موجب ہوا ہے، کیونکہ اس نے قطعاً نہ عبادات میں نہ رسوم اور عادات میں اس کو روا رکھا ہے، بعض مذاہب کا خیال ہے کہ عبادت یا رسوم مذہبی میں اس کا تھوڑا سا استعمال نقصان رساں نہیں، اسلام نے اس کو کبھی روا نہیں رکھا، اور حدیث نبوی میں شراب کے متعلق یہ صاف طور پر آیا ہے، حرمت الخمر لعینہا قلیلہا وکثیرہا [illegible] السلام نے فرمایا، جو [illegible] کرے وہ تھوڑی بھی حرام ہے،

اسی قطعی حرمت کا یہ نتیجہ ہے، کہ اسلام کو اس کے قطعی استیصال میں کامیابی ہوئی، ورنہ اگر اس کے تھوڑے استعمال کو جائز قرار دیتا، تو لوگوں کا اس کی زیادتی سے بچنا مشکل تھا،

اس لئے میں پھر کہوں گا، کہ اگر آپ فی الواقع اس برائی سے دنیا کو نجات دلانا چاہتے ہیں، تو اسلام کی ترقی و اشاعت میں ممد و معاون ہوں، اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جتنی جلدی اسلام دنیا میں پھیلے گا، اسی قدر جلد یہ ام الخبائث دنیا سے مٹ جائیگی،

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، والسلام

"تیج" کی نیش زنی

سوامی شردھانند صاحب کی سرپرستی میں "تیج" کے نام سے ایک روزانہ اخبار دہلی سے شائع ہوتا ہے، ہندو اخبارات کا رویہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو کچھ آجکل ہے، وہ محتاج تشریح نہیں، پھر جو اخبار سوامی شردھانند صاحب کے زیر سرپرستی شائع ہوتا ہو، اس کے کیا ہی کہنے ہیں، "ایک کریلہ دوسرے نیم چڑھا" کوئی بات ہو، اسے خواہ مخواہ کھینچ تان کر اسلام پر نیش زنی کرنا اس نے اپنا مطمح نظر بنا رکھا ہے، اور اسلامی مسائل پر اس طرز سے رائے زنی کرتا ہے، گویا اسے اسلامی علوم پر بہت بڑا عبور حاصل ہے،

ترکی میں اس [illegible] جو اصلاحات عمل میں آ رہی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ اب رمضان میں مسجدوں میں وعظ کہنے کے لئے مولویوں کو لائسنس لینے پڑیں گے، اس پر معاصر "تیج" رقمطراز ہے:-

"گو بظاہر انگورہ گورنمنٹ کا یہ فعل اسلام کے نکتہ نگاہ سے قابل ملامت نظر آتا ہے"

ہم نہیں سمجھتے کہ معاصر "تیج" کو سوامی شردھانند کی شاگردی میں اسلامی شریعت پر عبور کب سے حاصل ہوا، کونسی وہ قرآن کریم کی آیت یا نبی کریم صلعم کا فرمان یا فقہ کا کوئی مسئلہ ہے، جس کے رو سے جناب "تیج" کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے، کہ "انگورہ گورنمنٹ کا یہ فعل اسلام کے نکتہ نگاہ سے قابل ملامت نظر آتا ہے" کہاں اسلام نے مولویوں کو لائسنس کا پابند کرنا حرام قرار دیا ہے، حکومت کی اپنی مصلحتیں ہیں، جس حد تک اسلام کے حکم کے خلاف اس کا حکم نہ ہو، خواہ وہ مولویوں کے لئے ہو، یا خلیفۃ المسلمین اور شیخ الاسلام اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا، نہ اسلام اس کو قابل ملامت ٹھیراتا ہے لیکن جناب "تیج" ہیں کہ خواہ مخواہ ایسی باتوں کو اسلام کے مخالف قرار دے کر اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں، اور انگورہ کے مولویوں کا تذکرہ کرتے کرتے غریب ہندوستانی ملاؤں پر یوں برس پڑتے ہیں:-

"ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ جس قدر ہندو مسلم فساد رونما ہوتے ہیں، ان کی ذمہ داری بڑی حد تک غیر ذمہ دار ناعاقبت اندیش ملاؤں کی تقریروں پر ہے، جو عام طور پر مسجدوں میں کی جاتی ہیں"

وہی بات ہوئی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، شدھی اور سنگھٹن کی اتحاد شکن تحریکات کے بانی مبانی سوامی شردھانند اور مالوی جی ہوں اور ہندو مسلم فساد کی ذمہ داری غریب ملاؤں پر آ پڑے، مسجدوں میں کب ہندوستانی مولویوں نے سنگھٹن کا وعظ کیا، کب مسلمانوں کو اکھاڑے بنانے، انجمنیں جمع کرنے اور پستول رکھنے کی نصیحت کی؟ ہاں ہم بھی چاہتے ہیں، کہ ایسے لوگ جس قوم کے اندر بھی ہوں، ان پر پابندیاں عائد کی جائیں، تاکہ ملک ان کے فرد فساد سے محفوظ رہ سکے، لیکن ظاہر ہے کہ اس کی ذمہ داری مسلمان مولویوں پر نہیں بلکہ ہندو قوم کے ممتاز بزرگوں پر عائد ہوتی ہے،

ترکی خواتین اور تعدد ازدواج

انگورہ کی اس خبر سے بھی "تیج" کو خاص طور پر خوشی حاصل ہوئی ہے کہ ترکی خواتین نے انگورہ اسمبلی میں تعدد ازدواج کے خلاف آواز اٹھائی ہے، اور یہ مطالبہ کیا ہے، کہ قانوناً مردوں کو ایک وقت میں ایک سے زیادہ شادیوں کا حق نہ ہو، "تیج" کے نزدیک ان عورتوں نے

"ایک بڑی اسلامی خدمت سرانجام دی ہے"

اور پھر ساتھ ہی لکھتا ہے:-

"معلوم ہوتا ہے انہیں یہ یقین ہو گیا ہے کہ اسلام دیر اور تمدن میں جو تیرہ سو سال پرانا ہو گیا ہے، نمایاں تبدیلی نہ کی جائے"

اگر کسی مذہب کا پرانا ہونا ہی اس کی زندگی کو معرض خطر میں ڈال دیتا اور اس کی تبدیلی کو ضروری ٹھیرا دیتا ہے، تو کیا کہا جائے گا، اس مذہب کے متعلق جس کو جناب سوامی دیانند صاحب [illegible] برس پرانا قرار دیتے ہیں، شائد یہی وجہ ہے کہ آریہ حضرات ویدک دھرم کو چھوڑ کر شدھی اور اچھوت ادھار پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں

تعدد ازدواج کو ہم بارہا بتا چکے ہیں، کہ اسلام نے اسے ہی فرض و واجب قرار نہیں دیا، بلکہ خاص حالات میں خاص شرائط کے ماتحت اس کی صرف اجازت دی ہے، تاکہ دنیا بداخلاقی اور بہت سی خرابیوں سے جو اس وقت یورپ میں پیدا ہو چکی ہیں، بچی رہے [illegible] کے اندر اسی قسم کی خرابیاں رونما ہونے کے باعث سوامی دیانند صاحب نے نیوگ کی تعلیم دی، جس میں صرف مرد کے لئے ہی نہیں بلکہ عورت کے لئے بھی ایک سے زیادہ مردوں کے پاس جانا جائز قرار دیا ہے، جو نہ صرف شرمناک بلکہ حکمت کے بھی صریحاً خلاف ہے

مسلمانوں نے افسوس ہے کہ تعدد ازدواج کی اجازت سے بعض حالات میں ناجائز فائدہ اٹھایا ہے، اور عدل و انصاف کی شرط کو ملحوظ رکھنے کے بجائے فتذروھا کالمعلقۃ برتاؤ بعض عورتوں کے ساتھ کیا ہے، یہی وہ بات ہے جو تعدد ازدواج کے خلاف جذبات کو ابھارتی ہے، اور ہمارا یقین ہے کہ ترکی خواتین نے بھی انہی حالات کے باعث ایسا مطالبہ حکومت سے کیا ہے، اگر مسلمان مرد اپنے اس طریق عمل کو بدل دیں، اور اس عدل و انصاف کو ملحوظ رکھیں، جس کو قرآن کریم نے ضروری ٹھیرایا ہے، اور حکومت جہاں کہیں اس کے خلاف عمل دیکھے اس کی اصلاح کرنے یا معلقہ بیوی کی مخلصی کرانے پر آمادہ ہو، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کے خیالات کا اظہار مسلمان خواتین کو کرنا پڑے، اسلام کا یہ قصور نہیں، کہ تعدد ازدواج کے ذریعہ عورتوں کے ساتھ بے انصافی ہوتی ہے، یہ مسلمانوں یا مسلمان سلطنتوں کا قصور ہے، کہ وہ ایسی باتوں میں قرآن کریم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور ان برائیوں کے انسداد کا سامان نہیں کرتے،

کیا اچھوت ہندو ہیں؟

لالہ لاجپت رائے نے مہاتما گاندھی کے ساتھ اپنا ایک مکالمہ شائع کیا ہے جس میں منجملہ اور باتوں کے ایک یہ بھی ہے کہ مہاتما جی کی رائے میں اچھوت اقوام ہمیشہ سے ہندو چلی آتی ہیں، اور اب بھی وہ ہندو ہی ہیں، اور کہ ہندوؤں کا یہ فرض ہے، کہ اچھوت کے دھبہ کو ان سے دور کریں،

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہ اقوام فی الحقیقت ہندو ہیں، تو آجتک ان کے ساتھ یہ بے رحمانہ سلوک کیوں روا رکھا گیا، کیوں ان کو "اچھوت" کے نام سے پکارا جاتا رہا، اور اب تک پکارا جاتا ہے، ان کا یہ نام ہی اس بات پر شاہد ہے کہ ان کو زبردستی ہندو قوم میں داخل کیا گیا ہے لیکن چونکہ ہندو مذہب بیرونی لوگوں کو شامل کرنے کی وسعت نہیں رکھتا، اس لئے انہیں ہندوؤں میں شمار کرنے کے باوجود بالکل الگ رہنے دیا گیا، اور ان کے ساتھ ملنا جلنا چھوت چھات سب ناجائز سمجھی گئی،

کیا یہ امر حیرت انگیز نہیں کہ ہندو قوم کے بائیس کروڑ افراد میں بارہ کروڑ اچھوت شامل ہیں، حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں، جن کو ہندو کہنے کے بجائے ہندوستان کے اصلی باشندے کہنا زیادہ موزوں ہے کیونکہ آریہ مہاشاؤں نے باہر سے آکر تلوار کے زور سے ان لوگوں پر قبضہ جمایا، اور ان سے خدمت وغیرہ لینے لگے،

مسلمانوں پر الزام دیا جاتا ہے، کہ انہوں نے چار لاکھ راجپوتوں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا، حالانکہ راجپوت کا نام ہی اس کی تردید کے لئے کافی ہے، لیکن ہندو قوم کے لیڈر بالخصوص مہاتما گاندھی اور لالہ لاجپت رائے غور فرمائیں، کہ وہ محض مردم شماری بڑھانے کے لئے بارہ کروڑ اچھوتوں کو زبردستی ہندو بنا رہے ہیں، حالانکہ ہندو قوم کی اصل مردم شماری دس کروڑ سے زائد نہیں،

ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے ذمہ دار افراد اس کے خلاف زبردست آواز اٹھائیں، اچھوت اقوام کو مردم شماری میں ہندو قوم سے بالکل الگ حیثیت دی جائے، محض مہاتما جی کے کہہ دینے سے وہ ہندو نہیں بن جاتے، تاریخی طور پر وہ بالکل علیحدہ قوم ہیں، اور ان کا اچھوت ہونا ہی اس بات پر شاہد ہے، کہ [illegible] قوم میں وہ شامل نہیں،

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات پر قادیانی اخبارات نے بھی اظہار افسوس کیا ہے، اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ شیخ صاحب مرحوم نے میاں صاحب کے مقابلہ میں سوء ادب کو جائز نہ رکھا، نہ معلوم اس سے ان کی کیا مراد ہے، حضرت شیخ صاحب میاں صاحب کے عقائد متعلقہ مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام کے کھلے مخالف تھے، سوء ادب سے اگر یہ مراد ہو، کہ انہوں نے میاں صاحب کی مخالفت میں مضمون کوئی نہیں لکھا تو مضمون نویسی انہوں نے پہلے بھی نہیں کی، ہاں گالیاں دینا نہ وہ جائز سمجھتے تھے، اور ہم میں سے کوئی اور اس کو پسند کرتا ہے، اگرچہ خود شیخ صاحب مغفور کو قادیانی اخبارات میں گالیوں کا نشانہ بنایا گیا، اور حضرت مسیح موعود کے الہام غیر المغضوب علیہم کا آپ کو مصداق ٹھیرایا گیا،

. . . . بلکہ وفات کے بعد بھی آپ کو مکروہات کا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کیا گیا جیسا کہ "الحکم" کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں جہاں ان کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمایا [illegible] ان کیلئے یہ بھی دعا کی تھی کہ

"خدا تعالے کشاکش مکروہات سے بچا کر اپنی محبت کی حلاوت سے حصہ وافر بخشے آمین" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مکروہات انہیں پیش آنے والے تھے اور اس کا ظہور خلافت ثانیہ کے آغاز میں ہوگیا"

کس قدر غلط نتیجہ ہے ہمیں ڈر ہے کہ کل کو ایڈیٹر "الحکم" یہ نہ کہہ دے کہ حضرت مسیح موعود نے جو میاں صاحب اور ان کے برادران خورد کے لئے یہ دعا کی تھی:-

بنا ان کو نمو کا، وحسہ دستہ، کرم سے ان پہ کر راہ بادی بند ہدایت کر انہیں میرے خداوندا، کہ بے توفیق کام آوے نہ کچھ پند

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو ان کی نمو کا رکی اور ذ. مندی پر شبہ تھا، اور کہ وہ راہ اہلیت سے ہٹنے والے تھے،

ہماری تبلیغی کوششیں
دہلی میں اسلام کی عظیم الشان فتح

دہلی سے شیخ عبدالحق صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

ایک وہ بھی دن تھا کہ لوگ یہاں دہلی میں ہم کو کافر و بے ایمان سمجھتے تھے، بالخصوص دیوبندی علماء، ایک ہی سال کی تبلیغ نے پبلک کی اور دیوبندی علماء کی بدظنی کو دور کر دیا، اور اب وہ ہمیں اپنے جلسوں میں دعوت دے کر صداقت اسلام پر ہماری تقریریں سنتے ہیں، اور مناظرے کے وقت بھی ہم کو ہی پیش کرتے ہیں،

یہ نہایت مبارک بات ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد ہو جائے، اور خدا کرے کہ ہمارے دیوبندی علماء جو ہم پر محض اس لئے بدظن تھے، کہ ہم اسلام کی خدمت کرنے کے بجائے فرقہ بندی پر زور دیتے ہیں، اب بھی صحیح علم ہم سے حاصل کریں، اور ہم کو خادم اسلام سمجھ کر ہمارے ساتھ خدمت اسلام میں شمولیت اختیار کریں، بہرحال بہت سے معزز بزرگوں کو ہمارے متعلق علم ہو گیا ہے، کہ ہم احمدی صرف، اہی الی الخیر والاسلام ہیں،

انجمن جمعیت الاسلام رائے سینہ کا سالانہ اجلاس ہوا، اس میں دیوبندی، اہل حدیث، برادران احناف اور احمدی لیکچرار صاحبان سب شامل ہوئے، ان میں سے چند تقریریں قابل ذکر ہیں،

(۱) مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیت العلمائے ہند کی تقریر آریہ دھرم اور وحدت قومی پر بے نظیر تھی، اور پھر زبان کی فصاحت و بلاغت نے اور بھی چار چاند لگا دیئے،

(۲) مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت نے دو تقریریں آریہ دھرم پر کیں، اور کئی گھنٹہ دہلی والے اور علاوہ اس کے نامی گرامی علما صاف صاف کہہ رہے ہیں، کہ انہوں نے ایسی پُر مغز تقریریں پہلے کبھی نہیں سنیں،

(۳) خان صاحب حافظ [illegible] صاحب [illegible] بھرے الفاظ میں مسلمانوں کو اشاعت اسلام کی دعوت دی، اور مسلمانوں کو باہمی تکفیر کے بدنتائج سے آگاہ کیا، اور صاف صاف فرمایا، کہ مکفر مولویوں کو دشمن اسلام سمجھو، آپ ایک مخلص مسلمان ہیں، یہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے، کہ اسارہ جیسی جگہ پر [illegible] ہزار کے قریب مسلم جاٹوں کا اجتماع ہوا، اور بہت سارے قومی [illegible] مترتب ہوئے،

(۴) خان صاحب چودھری بہاول بخش صاحب ممبر کونسل [illegible] کی پُر اثر تقریروں کا بہت اچھا اثر پڑا،

(۵) چودھری نذیر احمد خاں صاحب وکیل جے پوری کی تقریر کا مقصد بھی صرف یہی تھا، کہ مسلمان آپس کے تفرقہ کو چھوڑ دیں، اور ایک ہو جائیں آپ کی تقریر نے آریہ سماجیوں کے ہتھکنڈے بھی ظاہر کئے،

تمام تقریر کرنے والوں نے مولانا مولوی عبدالحق صاحب [illegible] کی بہت ہی عزت و تکریم کی، اور آپ کی تبحر علمی سے بہت ہی خوش و خرم تھے، یہاں تک کہ مولانا احمد سعید صاحب نے [illegible] کے ساتھ ان کا ذکر تقریر میں کیا،

مورخہ [illegible] کو آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ تھا مضمون زیر بحث یہ تھا کہ "وید الہامی ہیں یا قرآن مجید" عجیب بات یہ ہے کہ پنڈت [illegible] چند صاحب جو آریہ سماج کے بہت بڑے فاضل ہیں [illegible] پڑھنے کی اصلاح مولانا مولوی عبدالحق صاحب کرتے تھے جس کا اثر علاوہ مسلمانوں کے ہندوؤں پر بھی اچھا ہوا،

وید الہامی ہونے تو ہمارے فاضل شریان پنڈت جی کی تاویلیں کچھ کام دیتیں، باوجود اس کے کہ پنڈت جی بہت بڑے ہوشیار مناظر ہیں، پھر بھی ویدوں کو الہامی ثابت کرنا تو درکنار ویدوں پر جو عجیب عجیب اعتراض وارد ہوتے تھے ان میں سے ایک کو بھی صاف نہ کر سکے اور آپ کے جتنے بھی اعتراضات قرآن مجید پر تھے، ان میں سے ایک ایک کا جواب مولانا موصوف نے نہایت ہی عالمانہ اور صاف صاف عام فہم طریقہ سے دیا، بالآخر پنڈت جی کو ماننا پڑا، کہ آپ احمدی ہیں جو اس طرح ہمارے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں، ورنہ اگر کوئی دوسرا ہو، تو پھر دیکھیں کہ کیا جواب دیتا ہے،

بہرصورت مولانا عبدالحق صاحب نے اہل دہلی پر ثابت کر دیا ہے

ویدوں کی تعلیم

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۲۴ء)

(مولانا مولوی عبدالحق صاحب کے قلم سے)

ویدوں کی یہ تعلیم اور ترجمہ "پیغام صلح" میں آئندہ باقاعدہ شائع ہوتا رہے گا، اگر آریہ یا سناتنی حضرات میں سے کسی کو اس ترجمہ کے کسی حصہ سے اختلاف ہو، یا وہ اسے غلط سمجھتے ہوں، تو وہ براہ مہربانی اس کا اظہار کریں، تاکہ بعد میں جس وقت اسے کتابی شکل دی جائے تو ان اعتراضات کو ملحوظ رکھ لیا جائے،

اتھرووید کانڈ اول سوکت ۷

جادوگروں کی تباہی کے لئے اگنی کی تعریف

(۱) اے اگنی تعریف کرتے ہوئے جادوگر [illegible] یہ کیا ہو رہا ہے کہنے والے کو تو لے، کیونکہ تو اے دیوتا تعریف کیا جا کر دسیوؤں کو تباہ کرنے والا ہوا ہے،

(۲) اے جات ویدہ (اگنی دیوتا) اعلے مقام والے اور جسم کو قابو میں رکھنے والے، اے اگنی دیوتا گھی اور تیل کو کھا، اور جادوگروں کو درد سے کراہنے والے بنا،

(۳) جادوگر اور تمام حریص یہ کیا ہے، یہ کیا ہے، کہنے والے روئیں اور چیخیں، اور تم اے اگنی اور اندر تم اس نذر کو قبول کرو،

(۴) اگنی پہلے ان کو پکڑے، اور مضبوط بازوؤں والا اندر ان کو نکال باہر کرے، اے لوگوں کے محافظ ہر ایک جادوگر "یہ میں ہوں" ایسا کہہ کر آگے،

(۵) اے جات ویدہ (اگنی دیوتا)، تیری طاقت کو ہم دیکھیں، جادوگر ہم کو تبلا دے تجھ سے سب جلائے ہوئے وہ تیرے سامنے اس جگہ بولتے ہوئے چلے آویں،

(۶) اے جات ویدہ (اگنی دیوتا) [illegible]

(۷) اے اگنی جات ویدہ جادوگروں کو باندھ کر [illegible] اندر اپنے کلہاڑے سے ان کے سروں کو کاٹ [illegible]

نوٹ یہ سوکت اتھرووید کے شونک نسخہ [illegible] میں بھی ہے، مگر اس نسخہ میں منتروں کی تعداد زیادہ [illegible] یہاں بعض نسخوں میں تیلا سیہ کی بجائے [illegible] ہے، اگر تولاسیہ کی قرات صحیح ہو، تو تیل کی بجائے [illegible] ہوئے گھی کے ہو جائیں گے، اسی طرح اس سوکت کے [illegible] منتروں میں بھی لفظی اختلاف ہے،

سوکت ۸

جادوگروں کی تباہی کیلئے اگنی دیوتا سے التجا

(۱) یہ نذر جادوگروں کو لے آوے [illegible] یا صورت نے ایسا کیا ہے، وہ تیری تعریف کرے

(۲) یہ تعریف کرتا ہوا آیا ہے، اس کو ضرور تم خوش [illegible] بسلیشیو دیوتا، اس کو قابو کر، اے اگنی اور سوم دیوتا [illegible] کو گرفتار کر،

(۳) اے سوم پینے والے جادوگر کی اولاد کو لا اور سے آنند کرنے والے کی اوپر اور نیچے کی آنکھ کو نکال دے،

(۴) اے جات ویدہ (اگنی دیوتا)، جبکہ تو ان لالچیوں کی خفیہ نسلوں کو جانتا ہے، اس لئے تو دعاؤں سے طاقت پاکر ان کو سو [illegible] ہلاک کر،

نوٹ شونک نسخہ کی نسبت پپلاد نسخہ میں اس سوکت کے منتروں کی ترتیب مختلف ہے، اور اس میں منتر ۲ بھی نہیں ہے، اور مختلف نسخوں میں کسی قدر لفظی اختلاف بھی ہے،

سوکت ۹

ترقی اور کامیابی کی دعا

(۱) اس شخص میں وسو، اندر، پوشا، ورن، متر، اگنی اور سب دیوتا دولت کو قائم رکھیں، اور سب دیوتا اسے روشنی عطا کریں،

(۲) اے دیوتا [illegible] روشنی اس کے ماتحت ہو، سورج، اگنی

لدار ہے، راس کے قابو میں ہو، رقیب اور دشمن، اس ... بڑے اونچے بہشت میں اس کو چڑھاؤ،

(۳) اے اگنی نہایت طاقتور دعا کے ذریعہ سے کہ جس سے تو اسے اگنی اندر کے لئے دودھ لاتا ہے، اس کے ذریعہ سے اس آدمی کو مقوم لوگوں میں اونچے مقام میں اچھی طرح قائم کر،

(۴) اے اگنی (دیوتا)، ان کی عبادت، روشنی اور دولت کی بڑھوتی اور خیالات کو میں لیتا ہوں، رقیب اور دشمن ہم سے نیچے ہوں، نہایت اعلیٰ بہشت میں اس کو (مجھ کو) چڑھا،

(باقی ادر)

قبول اسلام

یکم مارچ ۱۹۳۴ء کو مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے موضع یوسف پور چک بہاؤالدین تحصیل شکرگڑھ میں وعظ و تلقین کی، جس سے متاثر ہو کر مندرجہ ذیل اشخاص نے مولانا موصوف کے دست مبارک پر قبول اسلام کیا،

نمبر شمار	سابقہ مذہب	سابقہ نام	اسلامی نام
۱	عیسائی	منی	عائشہ بی بی،
۲	"	لال	محمد الدین
۳	"	بُدھا	خدا بخش
۴	"	نبیا	عبدالرحیم
۵	"	چندی	فاطمہ بی بی
۶	"	منگتا	احمد الدین
۷	"	جگتا	رشید احمد
۸	"	بھگتا	نذیر احمد
۹	"	جلال دین	جلال دین
۱۰	"	بوٹری	خدیجہ

خاکسار سردار خاں مسلم مشنری،

بقیہ صفحہ اول

عمل کا نمونہ بھی دے دیا۔ کہ اس کے عمل کو دیکھ کر جو عین تعلیم قرآن کریم کے مطابق ہوتا ہے۔ ہم بھی انفرادی اور اجتماعی رنگ میں ترقی کریں +

موجودہ زمانہ کا مصلح

یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے اس صدی کو بھی اپنے مامور سے خالی نہ رکھا۔ یعنی حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب کو مبعوث کر کے ہماری آنکھوں کے سامنے اپنے وعدہ کی تصدیق کر دی۔ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کی خوب تشخیص کی۔ اور ان کا علاج بھی کیا۔ چنانچہ جو ان کے زیر علاج رہ چکے ہیں۔ ان کی روحانی طاقت اور خدمت دینی دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ علامہ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب وغیرہ سب اسی مرزا کے چشمہ سے سیراب ہوئے ہیں۔ کیا یہ ہستیاں معمولی ہستیاں ہیں۔ اسلامی ہندوستان ... دنیائے اسلام میں جو لوگ ان کے فیوض سے متمتع ہوئے ہیں ... ان بزرگوں ... روحانیت۔ قابلیت۔ لیاقت۔ اخلاق ... کا سکہ بیٹھ گیا ہے انہوں نے اس قدر ترقی محض اس پاک نمونہ سے فائدہ اٹھا کر کی۔ اس لئے مسلمان اگر آج ترقی کر سکتے ہیں۔ تو اسی موعود وقت کو مان کر اور اس کی راہ پر گامزن ہو کر جو اس نے قرآن کریم کے رو سے ہماری بیماری کے علاج کیلئے بتائی ہے اور وہ اشاعت اسلام ہے،

(باقی)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر کے گھر (لڑکی) تولد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ مسلم ہائی سکول کے سالانہ امتحان ختم ہو چکے ہیں۔ دو تین روز تک نتیجہ نکلنے کی امید ہے۔ امتحان انٹرنس بھی ختم ہو چکا ہے۔ سب بچوں کی کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

برادر سعید احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اخویم منشی عبدالغفار صاحب ساکن بجواڑہ کی والدہ صاحبہ ۹ مارچ کو فوت ہو گئی ہیں جس کا انہیں بہت صدمہ ہے۔ اور بہت پریشان ہیں بہت جوشیلے آدمی ہیں۔ تاہم معقول چندہ برائے خیرات انجمن کو بھیجے ہیں۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست

مسلمانوں میں تنظیمی روح کا فقدان

علماء سوء کی کارستانیاں

معاصر الحکم قادیان اس عنوان سے اپنی ۱۴ مارچ کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

امرتسر کی مشہور تنظیمی اسلامی انجمن ترقی تعلیم کے سالانہ جلسہ پر امرتسر کے ایک مولوی نے جس کرتوت کا اظہار کیا ہے، وہ اس قابل ہے کہ جمعیت العلماء اگر اس کی کوئی ہستی ہے، اس پر نفرت و ملامت کا ووٹ پاس کرے، مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کی تقریر ہونے والی تھی، جب وہ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو مولوی محمد داؤد خلف الرشید مولوی نور احمد صاحب امرتسری نے آوازیں شور مچانا شروع کیا، کہ مولوی صاحب موصوف چونکہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے ہم ان کی تقریر نہیں سنیں گے، صدر جلسہ نے ہرچند متانت اور سنجیدگی کے ساتھ نظام و ضابطہ کی طرف توجہ دلائی، اور یہ بھی کہا کہ وہ اپنے عقائد کی تعیین کے لئے پلیٹ فارم پر نہیں آئے، بلکہ وہ انجمن کے مقاصد پر بحث کریں گے لیکن وہاں کون سنتا تھا، بالآخر انہیں شورش بند کرنے کے لئے کہنا پڑا، کہ جن اصحاب کو سننا گوارا نہیں ہے، وہ براہِ کرم تشریف لے جائیں، انہیں کسی قسم کی مجبوری نہیں، چنانچہ معترض صاحب اور ان کے چند رفقا جلسہ گاہ سے اٹھ گئے، یہ ہے کیفیت مسلمانوں کے اس طبقہ کی جو اہل علم کہلاتا ہے، تا دیگراں چہ رسد، کاش مسلمان اندرونی تنظیم یا مقاصد مشترکہ کے لئے متحد ہو جانے کا سبق اپنی ہمسایہ قوم کے طرز عمل سے سیکھے (وکیل)

معزز معاصر وکیل نے مولوی محمد داؤد کی اس طفلانہ حرکت پر ایک مبسوط نوٹ لکھا ہے، جس میں انہوں نے مسلمانوں کے اندرونی تنازعات کا نقشہ خوب کھینچا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ علماء سوء کی فتنہ پردازیاں ملت اسلامیہ کی قوت کو زائل کر رہی ہیں، اور مسلمانوں کے اموال اور اوقات کو بے طرح ضائع کر رہے ہیں اس وقت ضرورت کی اصلاح کے لئے کھڑی ہو، اور جب تک اس جماعت کو درست نہ کیا جائے، عام مسلمانوں کی حالت بگڑتی چلی جائے گی یہ امر مسلم ہے کہ مسلمانوں میں تنظیم کی کمی ہے، اور اس تنظیم کا اگر کوئی ثبوت اس وقت مل سکتا ہے، تو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں، جب تک مسلمان اس راہ کو اختیار نہ کریں گے، وہ متحد نہیں ہو سکتے، اور کوئی قوت نہیں جو انہیں ایک مقصد پر جمع نہیں کر سکتی، اور جب اسباب تفریق و تشتت پر بحث ہوگی، تو اس میں سے زیادہ حصہ علماء سوء کا نظر آئے گا الحکم کی گذشتہ مختلف اشاعتوں میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ ہر زمانے میں بیہڑ ناہنجاریوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا،

بد نصیب ہے امرتسر اس کی قسمت میں شاید یہ بات رکھی گئی ہے۔ اور بدقسمت امرتسر کے لئے شاید یہ لازمی ہو گیا ہے، کہ اس میں اس قسم کی خفیف الحرکات باتوں کا ظہور ہو، اور اس کے مرکب علماء مشہور ہوں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اسی ہال میں پتھر پھینکے گئے اور آوازے کسے گئے، خدا تعالیٰ کی عزیز ذوانتقام غیرت نے پتھروں کا جواب گولیوں سے دیا، مگر عقل کے اندھے اب تک اس سے سبق نہیں لیتے پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر کے دوران میں شور مچایا گیا، اور شور مچانے والے نے اپنے کئے کا پھل پایا، ہم کو اس کی سزا یابی پر افسوس ہے، اور دلی افسوس ہے، مگر ہمارے اختیار سے یہ بات باہر تھی، خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے اپنی اس غلطی کو محسوس کر لیا، کہ شور مچانا انسانیت اور اسلامی اخلاق کے خلاف تھا، اسی طرح پر مولوی محمد علی صاحب کی تقریر پر شور مچانا سخت نادانی اور جہالت تھی، مولوی نور احمد کا نور چشم غیر مذاہب کے لیڈروں کے بیانات اور تقریریں سن سکتا ہے، ان کے جلسوں میں شامل رہتا ہے، بلکہ اگر مسجد میں بھی اگر وہ کوئی تقریر کریں، تو اس کو اور اس کے باپ کو کوئی اعتراض نہیں، لیکن مولوی محمد علی صاحب کی تقریر وہ نہیں سن سکتا، تقاضائے اخلاق و شرافت تو یہ تھا، کہ اگر وہ نہیں سننا چاہتا تھا تو اس کو کون بلانے گیا تھا، مسجد کے حجرے میں پڑا رہتا۔ لیکن یہ علم رکھتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب تقریر کریں گے، وہاں جا کر شور مچانا پرلے درجہ کی بدتہذیبی ہے، اور پھر صدر جلسہ کے ارشاد کی تعمیل نہ کرنا یہ آداب مجلس کے صریح خلاف ہے، وکیل کا ریمارک درست ہے، کہ اگر اہل

علم ایسا کریں تو دوسروں کا کیا حال، مگر میں اس میں اتنی ترمیم کرتا ہوں، کہ اہل علم ایسا نہیں کرتے، بلکہ علماء سوء ایسا کرتے ہیں جن کی نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، کہ وہ اشر الناس ہوں گے۔

نبوت مسیح موعود اور اکابر جماعت محمودیہ

بزرگوں کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ ان کی وقعت اور عزت اس وقت ہوتی ہے جب وہ دنیا سے گذر جاتے ہیں۔ ہزاروں مفید باتیں جو ان کی زمانہ شناس زبان سے نکلتی ہیں۔ اور اس وقت ان کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ بعد میں ان کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے۔ سبحان اللہ۔ خلیفۃ المسیح کے یہ الفاظ کہ یاد رکھو۔ ہر بستی بننے کے بعد بگڑتی ہے۔ کتنی بے توجہی سے سنے گئے کسی کے وہم میں بھی یہ نہ تھا۔ کہ ان الفاظ سے حضرت خلیفۃ المسیح کا کیا مطلب ہے۔ حالانکہ اس دوربین نگاہ والے نے مدت سے معلوم کیا یقین کر لیا ہوا تھا۔ اسی واسطے آپ نے یہ الفاظ ایک بڑے مجمع میں بڑے زوردار لہجہ قادیان میں سنائے۔ اور بطور وارننگ قادیان کے لوگوں کو کہا۔ بستی کے بگڑنے سے یہ مراد نہیں ہوتی۔ کہ اس بستی کے مکان اور مکانوں کی دیواریں خستہ ہو جاتی ہیں۔ یا ان کا دنیا سے نام و نشان ہی اٹھ جاتا ہے۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اس بستی کے رہنے والے بگڑ جاتے ہیں ان کے عقائد تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ ان کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے کیوں یہ الفاظ لوگوں کے ایک بڑے مجمع میں سنائے۔ ان پر غور کر کے دیکھ لو۔ ان سے کیا مراد ہے۔ آج ہماری نظروں کے سامنے وہ بستی بگڑی۔ وہ الفاظ ابھی تک کرہ ہوا میں گونج رہے ہیں۔ وہ دن ابھی انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ کہ اس بستی والوں کے عقائد اور اخلاق میں کتنی نمایاں تبدیلی وقوع میں آ گئی ہے۔ قاضی اکمل صاحب کا شائد ہی کوئی مضمون ... کا حصہ ہے۔ ظاہر نہ کیا ہو۔ میں اس وقت ناظرین کا وقت قاضی صاحب کے اخلاق کے نمونے پیش کرنے میں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ اس وقت قاضی صاحب کے مضمون متعلق "مسیح موعود کی نبوت کا عقیدہ" پر جو الفضل مورخہ ۲۶ فروری میں شائع ہوا ہے۔ کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

قاضی صاحب مندرجہ ذیل سطور بدر ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کے ایک ایڈیٹوریل بعنوان "یادِ ایام سلف" نقل کرتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے "اے مسیح موعود۔ تیری ہمت تیرا استقلال تیرا عزم اس سے ظاہر ہے۔ اور نبیوں کے لئے تو صرف یہ بات منوانے کی ہوتی تھی۔ کہ میں نبی ہوں۔ مگر تیرے لئے دو مشکلیں ہیں اول یہ کہ کوئی نبی آ سکتا ہے۔ دوئم۔ یہ کہ میں نبی ہوں۔ اخر تو نے چار لاکھ انسانوں کے جزو ایمان میں یہ بات داخل کر دی ان سطور کو نقل کر کے قاضی صاحب نے مندرجہ ذیل مطلب اخذ کیا ہے۔

"اول۔ چار لاکھ کی جماعت حضرت مسیح موعود کو نبی مانتی تھی۔ دوئم۔ اس لفظ نبی سے مراد محدث یا ولی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ولی اور محدث کے آنے کے تو مسلمان قائل ہیں۔ اس لئے یہ مشکل نہیں ہے۔ بلکہ اس کا منوانا مشکل ہے۔ جس کے آنے کے مسلمان قائل نہیں ہیں"

یہ مطلب نکال کر قاضی صاحب کپڑوں سے باہر ہو جاتے ہیں اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پر اس طرح برس پڑتے ہیں کہ "اب جو اس قدر غوغا ہے۔ اس وقت کیوں کلوروفارم سونگھ لیا تھا۔ میں انشاء اللہ ثابت کر دونگا۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے کلوروفارم سونگھا ہوا تھا۔ یا قاضی صاحب افیون کے نشہ میں تھے۔ پیشتر اس سے کہ میں اصل مضمون کی طرف توجہ کروں۔ ناظرین کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے سوا ہمارے لئے کسی کی تحریر حجت نہیں ہے اور پھر یہ مضمون حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد کا ہے۔ جب کہ اختلاف کا مواد آہستہ آہستہ نشوونما پا رہا تھا۔ اور پھر اس وقت ایڈیٹر مفتی محمد صادق صاحب

تھے - جن کا یہ مضمون ہے - اس حرف بغرض تقابل کرنا مقصود ہے - کہ مفتی صاحب کی یہ سطور پڑھتے وقت ان باتوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے - بہرحال میں اصل مضمون کا جواب عرض کرتا ہوں -

اکمل صاحب کو معلوم ہے - کہ لفظ نبی پر اتنی بحث نہیں - جتنی کہ لفظ نبی کے مفہوم سے ہے - ہمارا ایمان ہے - جو شخص اللہ سے سرفراز ہوتا ہے - اسی کو لغت کی رو سے نبی کہہ سکتے ہیں - اور یہ حضرت مسیح موعود نے اپنے لئے نہیں بولا - بلکہ اکثر اولیائے امت نے انہی معنوں میں اپنے آپ کو نبی کہا ہے جس کی شہادت ان کے ملفوظات سے ملتی ہے پھر سب سے بڑھکر حضرت مسیح موعود کی اپنی تصانیف سے اس کا ثبوت ملتا ہے - ہم اس بات کو ملتے ہیں - کہ اس وقت جماعت احمدیہ میں لفظ نبی حضرت صاحب کے لئے بھی انہی معنوں کے لحاظ سے استعمال ہوتا تھا - اور جب کبھی اعتراض ہوا - تو اس کا جواب یہی دیا گیا - کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالے نے مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز کیا ہے - تو وہ لغت کی رو سے نبی کہلانے کے مستحق ہیں - اور اسی زمرہ میں ہم دیگر اولیاء امت کو بھی شامل کرتے ہیں - یا یہ جواب دیا جاتا تھا کہ لفظ نبی بمعنے محدث استعمال کیا جاتا ہو - جیسا کہ میں آگے چل کر بتاؤں گا - بہرحال سب سے اول ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے - کہ مضمون نگار کی خود لفظ نبی سے کیا مراد ہے - اس پر مفتی صاحب کے وہ الفاظ کافی روشنی ڈالتے ہیں - جو انہوں نے مولوی شبلی صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہا "کہ ہم لوگ مرزا صاحب مرحوم کو نبی مانتے ہیں؟ اس لئے ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے - کہ آں حضرت خاتم النبیین ہیں - آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا اور نہ پورانا - ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے - اور وہ بھی آں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ سے فیض حاصل کرکے اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے - جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا - اور آئندہ بھی ہوتے رہینگے - مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں"

مفتی صاحب - کے یہ الفاظ بدر نمبر ۳۱ و ۳۲ جلد ۱۹۱۰ء میں موجود ہیں - اور تقریباً اس تحریر سے ڈیڑھ سال بعد کے ہیں - ان سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ مفتی صاحب حضرت مرزا صاحب کو لغوی نبی خیال کرتے تھے جس میں دیگر اولیا امت بھی ہیں - لیکن وہ اسلامی معنوں سے حضرت مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کرتے ہیں - جیسے ان کی تحریر سے ظاہر ہے - مفتی صاحب نے اس مضمون میں آگے چل کر اور بھی صاف کر دیا ہے -

مولوی شبلی صاحب - کے ساتھ تذکرہ نبوت احمدیہ
ہمارے دوست مرزا کبیر الدین احمد صاحب نے فرمایا - کہ ایک دفعہ مجھے ایک شخص نے سوال کیا - کہ کیا تم مرزا صاحب کو نبی کہتے ہو - تو میں نے جواب دیا - کہ ہم تو کہہ ہی دیتے - مگر وہ خود فرماتے ہیں - ع من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب اسواسطے خاموش ہیں - ان کے حکم کی متابعت سے چارہ نہیں اگر ذرا بھی تمہارے دلوں میں انصاف ہے - اور ابھی ضمیر زندہ ہیں - تو خدا سے ڈرو - اور ہم پر جھوٹے بہتان باندھنے سے باز آؤ - مفتی صاحب کیا تمام جماعت احمدیہ کا یہی ایمان تھا - اور لفظ نبی صرف لغوی معنوں میں استعمال ہوتا تھا - جس میں دیگر اولیاء بھی شامل کئے جاتے تھے - اگر مفتی صاحب کی ۱۹۱۰ء کی تحریر کا یہ مطلب نہیں - تو پھر ایسے شخص کی تحریر کس طرح قابل اعتبار نہیں ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی ۱۹۱۰ء کی تحریر آپ کے اصول کے مطابق قابل اعتماد ہے - حقیقت میں جماعت احمدیہ کا یہی مذہب تھا - جو مفتی صاحب نے ۱۹۱۰ء کی تحریر میں واضح طور پر بیان کیا ہے - قاضی صاحب نے معلوم نہیں کس طرح کہدیا کہ تمام احمدیہ جماعت حضرت مرزا صاحب کو فی الواقع نبی خیال کرتی تھی - جب کہ مضمون لکھنے والا خود حضرت صاحب کو لغوی نبی سمجھتا ہے - اور اس نبوت میں دوسرے اولیاء کو شامل کرتا ہے - اور اس میں کوئی شک نہیں جیسے میں نے پہلے لکھا ہے - کہ ان معنوں کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب کو نبی لکھا جاتا رہا - مفتی صاحب کے علاوہ میں چند ایک اور چوٹی کے اصحاب کی تحریرات دکھاتا ہوں - جس سے معلوم ہو جائیگا کہ حضرت صاحب کو انہی معنوں سے نبی لکھا جاتا تھا اور قاضی صاحب نے کتنی حق پوشی سے کام لیا ہے -

(۱) **حضرت سید محمد احسن صاحب** "ان تینوں حدیثوں سے حضرت اقدس کا دعویٰ نبوت جزوی ثابت ہوتا ہے" تشحیذ الاذہان اکتوبر ۱۹۱۰ء

(۲) **مولوی سرور شاہ صاحب** لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں - اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا دوئم عالی مرتبہ شخص جس کو اللہ تعالے بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرتے - اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے - اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیا گذرے ہیں" بدر ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء

(۳) **مولوی عمر الدین شملوی** "محدث کو جب نبی کہیں گے تو بلحاظ کمالات کے ہی کہینگے - اور حضرت مرزا صاحب نے انہی معنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا - - - - - - - ہاں محدث ہوں جو بالقوۃ نبی ہوتا ہے" ختم نبوت کی حقیقت مئی ۱۹۱۱ء

(۴) **مرزا خدا بخش صاحب** "حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجدد - محدث - مہدی و مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے" عسل مصفیٰ ۱۹۱۲ء

(۵) **میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی** "غرض حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے -" کتاب انوار الصمد صفحہ ۳ ۱۹۱۰ء

(۶) **صادق اٹاوی** - حضرت خلیفۃ المسیح کا مضمون بعنوان "لوگ ہم پر کیوں خفا ہیں" بدر ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا - جس میں آپ نے لکھا - کہ ہم پر لوگ اس لئے ناراض ہیں - کہ مرزا صاحب نے دعویٰ مکالمہ الٰہیہ کا کیا ہے جو کہ کفر نہیں - اس پر ملا ابراہیم نے اعتراض کیا کہ اس مکالمہ الٰہیہ سے نبوت مراد ہے - جس کا جواب اٹاوی صاحب نے یوں دیا - "ملا ابراہیم کا یہ پہلا سوال تھا - اب اس کا جواب یہ ہے - کہ حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ کی عبارت میں مکالمہ الٰہیہ سے مراد مکالمہ ولایت محدثیت ہے" بدر ۲۶ اگست ۱۹۱۰ء

(۷) **اکمل** "صاف ظاہر ہے - یہ شعلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں - میں حیران ہوں شاہ سلیمان کے لخت جگر کا یہ عقیدہ نہ اس آیت قرآنی پر مبنی ہے - آں نبی وقت باشد اے مرید -

پھر اس سے زیادہ اگر وہ اپنے سلسلے کے بزرگوں کی فہرست چاہیں تو پیش کروں - جو مکالمہ مخاطبہ الٰہی سے سرفراز ہوئے - اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی نبوت کے بھی یہی معنی ہیں" ۱۹ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۸) **سید صادق حسین** "حضرت مرزا صاحب جو نبی بمعنی محدث ہیں" بدر ۲۰ فروری ۱۹۰۸ء

(۹) مولوی اصغر علی روحی نے بیان کیا - کہ مرزا صاحب نبی کہلانے سے انکار کرتے ہیں پھر اپنے منکر کو کافر کیوں کہتے ہیں - میں افسوس کرتا ہوں - اس کم فہمی پر حضرت مرزا صاحب کو مکالمہ مخاطبہ الٰہی کا دعویٰ ہے . . . . ولی اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہو جاتا ہے - بدر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

(۱۰) **میر قاسم علی** - دین الحق ۱۹۱۱ء ملاحظہ فرمایئے - جس میں حضرت مرزا صاحب کا دعوے ثابت کیا گیا ہے - اسی طرح کے بیسیوں چھوڑ سینکڑوں حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں - مجھے امید ہے - کہ قاضی صاحب کو اچھی طرح واضح ہو گیا ہوگا - کہ کلو را فا ہم نے نہیں سونگھا تھا - بلکہ اب آپ کے دماغوں میں فتور آ گیا ہے - اب آپ لوگوں نے عقائد میں تبدیلی کی ہے - اگر تم مرزا صاحب کو نبی بمعنی محدث اور ولی اللہ نہ خیال کرتے تھے - تو ایسی تحریریں کیوں نہ روکیں اخبارات میں ۱۹۱۳ء تک شائع ہوتی رہیں - اس وقت تم نے کیوں بابوں کو نوچتے اور منہ پیٹتے ہوئے حضرت مرزا صاحب اور خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد نہ کی کہ یہ کیا اندھیر ہے - کہ آپ تو نبی ہیں لیکن پھر بھی آپ کو محدث اور ولی لکھا جاتا ہے - تمہیں تو فریاد کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ تمام جماعت لفظ نبی کو انہی معنوں سے استعمال کرتی تھی جیسا کہ اوپر کے سوالوں سے ظاہر ہے - لیکن سچ ہے - قاضی صاحب مجبور تھے - کیونکہ وہ خود حضرت مرزا صاحب کی نبوت میں دوسرے اولیا کو بھی شامل کرتے تھے - جیسا کہ ان کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے - قاضی صاحب سے امید ہے - کہ وہ اپنے الفاظ پر غور کرینگے

"کیا نبی آ سکتا ہے؟" پہلا حصہ چونکہ لمبا ہو گیا ہے - اس وجہ سے اس حصہ کو جلد ختم کرنے کے لئے مختصراً عرض کرتا ہوں قاضی صاحب کا مدعا ہے - کہ ان الفاظ سے "کہ کوئی نبی آ سکتا ہے" محدث اور ولی مراد نہیں ہو سکتے - کیونکہ ان کے آنے سے اسلامی دنیا کو انکار نہیں - بلکہ نبی کے آنے کا انکار ہے - میں پہلے عرض کر چکا ہوں - کہ لفظ نبی بمعنی محدث استعمال ہوتا ہے یا جس کو مکالمہ الٰہیہ سے خدا تعالے سرفراز کرتا ہے - پس لفظ نبی سے مراد مکالمہ الٰہیہ ہے - قاضی صاحب کو مسلم ہوگا - کہ دنیا کے اکثر مذاہب تو کیا خود مسلمان بھی مکالمہ الٰہیہ سے انکار کرتے ہیں - اکمل صاحب کے اپنے ان الفاظ سے کہ "پھر اس سے زیادہ وہ اپنے سلسلے کے بزرگوں کی فہرست چاہیں تو پیش کروں - جو مکالمہ و مخاطبہ الٰہی سے سرفراز ہوتے" یہی ظاہر ہوتا ہے - کہ مسلمان خود بھی مکالمہ الٰہیہ سے انکار کرتے تھے - اس لئے مرزا صاحب کی دوسری مشکل یہ تھی - کہ آپ کو یہ بھی منوانا پڑا کہ خدا تعالے اپنے اکثر بندوں کو مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز کرتا ہے - جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ ظاہر کرتے ہیں -

"اس پر اطلاع پانے کے لئے یہی ایک ذریعہ مکالمات کا تھا - جس سبب سے اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز تھا مگر افسوس مسلمانوں نے میری مخالفت کی وجہ سے اس سے بھی انکار کر دیا" بدر ۱۶ ستمبر ۱۹۰۶ء

اس سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے - کہ مسلمانوں نے مکالمہ الٰہیہ سے انکار کر دیا تھا - جس کو حضرت مرزا صاحب نے منوایا - اور چار لاکھ کی جماعت اس پر ایمان لائی - جب مکالمہ الٰہیہ سے انکار ہوا - تو خود بخود اولیاء اللہ کے وجود سے انکار ہوا - جسکو حضرت نے آکر نئے سرے سے منوایا -

قاضی صاحب کو اب علم ہو گیا ہوگا - کہ اس وقت کیوں اس تحریر پر شور نہ ڈالا گیا - کیونکہ لفظ نبی حضرت مرزا صاحب کے لئے لغوی معنوں میں ہی استعمال ہوا - والسلام

حیدر متعلم

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ چھاونی لاہور

نام	تفصیل	رقم
قاضی ثناء اللہ صاحب	چندہ ماہوار ۵ زکوۃ ۱ کل	۱ عـــہ
بابو محمد خان صاحب	ر ر ماہ فروری	عمر
ر مظفر علی صاحب	ر ر ر جنوری و فروری	٨ر
ر عبد الحکیم صاحب	ر ر ر ر	عمر
ر عبد العزیز صاحب کلاں	ر ر ر ر ر	٨ر
ر ر خورد	ر ر زکوۃ	عمر
بابو محمد حسین صاحب		٨ر
ر نبی بخش صاحب		٨ر
میاں گوجر محمد صاحب		۸ر
ر نبی بخش صاحب		٥ر
میاں جلال الدین صاحب		۸ر
ر محمد الدین صاحب		۸ر
مستری پیر اندتہ صاحب		عمر
مرزا جلال احمد صاحب ایس ڈی او		۵ پیسے
ملک غلام سرور خان صاحب	ر ر	۲ ہے
کل میزان		۱۲۴

فہرست چندہ - جماعت احمدیہ کنجاہ

معرفت ڈاکٹر حسن علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن

ڈاکٹر حسن علی صاحب چندہ ماہوار ماہ جنوری ۱۹۲۴ء — صہ

اہلیہ " " " " "

اہلیہ " " " " غیر ممالک

" " " " برلن مسجد

اہلیہ " " " زکوٰۃ

میاں الٰہی صاحب چندہ ماہ جنوری و فروری

میزان

فہرست چندہ جماعت احمدیہ، امرتسر

معرفت ثناء اللہ صاحب ہیڈ کلرک مال باہاڑ الکانہ امرتسر

(۱) ثناء اللہ صاحب ماہ جنوری ، فروری کل

" " " باہتہ زکوٰۃ

" " " رسید

(۲) بابو فیض الرحمان صاحب ماہ جنوری فروری کل

(۳) میاں عبد العزیز صاحب ٹیلیڈ ممبر ماہ جنوری ، فروری "

(۴) ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب منتظم میڈیکل سکول

میزان

تازہ خبریں

ہندوستان

بمبئی میں کارخانوں کی ہڑتال

بمبئی ۱۴ مارچ۔ کارخانوں کی ہڑتال میں آج یہ تغیر واقع ہوا ہے کہ "وولن ملز بمبئی" کھل گیا ہے۔ اس کے مالک مسٹر ہیلڈ مین نے چہارشنبہ کو بمبئی کونسل میں تجویز پیش کی تھی۔ کہ بمبئی میں ہڑتال کی حالت پر غور و خوض کرنے کی غرض سے اجلاس ملتوی کر دیا جائے وولن ملز ہی ایسا کارخانہ تھا جس نے بغیر پولیس کی مدد کے جنوری کی تنخواہیں تقسیم کر دی تھیں۔

آج صبح کمپنی کے اعلان پر صرف ۳۵ فی صدی مزدور آئے معلوم ہوا ہے۔ کہ جن مزدوروں نے دوبارہ کام شروع کر دیا ہے وہ "عطیا" کے مسئلہ پر زور نہیں دیں گے۔

گزشتہ ہفتہ میں غضبناک ہڑتال کرنے والوں نے ایک پارسی مے فروش کی دکان لوٹ لی تھی۔ اس نے پولیس کے قانون کے ماتحت حکومت سے ۶۲۷۵ روپیہ ہرجانہ طلب کیا ہے

خواتین بمبئی کا جلسہ

بمبئی ۱۵ مارچ لیڈی ولسن کے زیر صدارت جمعہ کو خواتین بمبئی کی کونسل کا جلسہ انعقاد پذیر ہوا۔ اور باتفاق آراء فیصلہ کیا گیا۔ کہ مزدوران کارخانہ کے بچوں کی امداد کے لیئے روپیہ فراہم کیا جاوے آجکل مزدور ہڑتال کی وجہ سے فاقہ کشی کر رہے ہیں۔

سب سے پہلے لیڈی ولسن نے ایک ہزار روپیہ دیا۔ سر آغا خان سے دو ہزار روپیہ عطا ہوا۔

وولین ملز سے بمبئی میں مزید مزدوروں کی آمد

بمبئی ۱۵ مارچ کارخانوں کے علاقہ میں سکون ہے۔ کسی غیر مناسب وقوعہ کی اطلاع نہیں ملی۔ اب مزدوروں کا وطن کو واپس جانا تقریباً بند ہو گیا ہے۔ اور وولین ملز بمبئی میں ۳۵ فیصدی مزدور واپس آئے تھے۔ آج ان کی وجہ سے کثیر تعداد مزدور اور آ گئے ہیں۔

مخالفین حضور نظام کے ہتھکنڈے

اکولا ۱۵ مارچ آپ کے جریدہ فریدہ کی اشاعت ۸ مارچ میں ایک پیغام شائع ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سونیا ودنا ضلع یوتمل میں ایک مسلمان کی صدارت میں جلسہ عام منعقد ہوا۔ اور اس جلسہ عام میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ ملک برار حضور نظام کے حوالے نہ کیا جاوے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس جلسہ کی حقیقت واضح کر دوں تاکہ جمہور کو معلوم ہو جاوے۔ کہ یہ جلسہ کس قسم کا جلسہ تھا۔ سب سے پہلے تو امر قابل ذکر ہے۔ کہ سینا ودنا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں نفوس کی آبادی ہے۔ یہ چند سو نفوس جاہل بجائے راؤ صاحب لنڈگے کے مزارع ہیں۔

صاحب صدر کون تھے، مسلمان تھے؟ یہ امر بھی توضیح طلب ہے چنانچہ عرض کیا جاتا ہے کہ بعد از دریافت تجسس معلوم ہوا کہ ایک غریب دکنی کلرک مسمی عبد القادر جو راؤ صاحب موصوف کے ملازموں میں سے ہے۔ صدر جلسہ تھا۔ اس شخص سے پوچھا گیا تو اس نے کانوں پر ہاتھ دھرے۔ معلوم نہیں کہاں تک درست ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ اس تیاکی جلسہ میں راؤ بہادر خود کی اور راؤ صاحب لنڈگے بھی تشریف فرما تھے اور انہوں نے تقریریں بھی کیں اور اپنے حقیقی مذہب کو چھوڑ کر عیسائی ہو گئے ہیں۔ راؤ صاحب لنڈگے کا بنگلہ اسی گاؤں میں ہے۔ راؤ صاحبان اور ان کے احباب لطف عیش اوڑانے کے لیئے اس گاؤں میں اکثر آتے رہتے ہیں یہ ہی سیاسی ہتھکنڈے ہیں اور یہ جلسہ کی حقیقت ہے جس کا حال تمام مرہٹی اخبارات میں نہایت شان سے شائع ہوا ہے۔

بم بنانے کا کارخانہ

کلکتہ ۱۵ مارچ۔ اخبار سٹیٹسمین کا بیان ہے۔ کہ کل کلکتہ کی پولیس نے منگ ٹولہ کے محلہ میں ایک مکان کے تہ خانہ میں بم بنانے کا مکمل کارخانہ دریافت کر لیا۔ نہایت عجیب چھ قسم کے صحیح سالم بم پائے گئے ان کے علاوہ بم بنانے کا سامان اور آتشگیر اشیاء اور مونیم۔ بارود وغیرہ بھی تین جو بموں کی ٹوپی بناتے ہوئے پکڑے گئے پولیس ان دونوں کو پہلے سے اچھی طرح سے جانتی تھی۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ پولیس کے داخلہ سے پہلے ایک شخص نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اخبار لکھتا ہے۔ کہ یہ بم ان بموں کے بہ نسبت زیادہ اصلاح یافتہ تھے۔ جو ہندوستان کے انقلاب پسند پہلے استعمال کرتے تھے۔ پہلے بم سگرٹ کے ڈبوں میں بنائے جاتے تھے۔ جن کے گرد تار بہایا جاتا تھا۔ موجودہ بم پہلے کی نسبت اچھے ہیں۔ اور شیل کے ٹکڑوں سے بنائے ہیں۔ گرفتار ہونے والوں میں سے ایک شخص بنگالی رجمنٹ کا ملازم رہ چکا ہے

سیلم میں زبردست آتشزدگی

مدراس ۱۵ مارچ سیلم کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ کل شام کو شویت کریکا سٹریٹ اور سوار منگلم میں۔ آگ لگ گئی۔ تقریباً دس مکانات جل گئے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ۸ جانیں ضائع ہوئیں نقصان جائیداد کا اندازہ دو ہزار روپیہ کیا جاتا ہے

مولانا شوکت علی کی سخت علالت

دہلی ۱۶۔ مارچ مجلس مرکزیہ خلافت کا غیر معمولی جلسہ کلکتہ میں منعقد ہونے والا تھا، وہ بلاتعین تاریخ ملتوی کر دیا گیا ہے تاکہ انگورہ سے تاکہ انگورہ سے مجلس مرکزیہ خلافت اور جمعیۃ العلماء کے بحری پیغام کا جواب موصول ہو جائے، نیز یہ وجہ ہے کہ مولانا شوکت علی کی سخت علالت باعث تردد ہے، اور آپ دہلی لائے گئے ہیں، ڈاکٹر انصاری اور ڈاکٹر عبد الرحمن علاج کرینگے، شام کو آپ کا درجہ حرارت ۱۰۵ رہتا ہے،

خلافت کا اجلاس ملتوی

مجلس خلافت لاہور کو حسب ذیل برقی پیغام موصول ہوا ہے مجلس مرکزیہ خلافت کا اجلاس غیر معین وقت کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے، کیونکہ ابھی انگورہ سے جواب کا انتظار ہے اور علاوہ ازیں مولانا شوکت علی اچانک بیمار ہو گئے ہیں، (شعیب، قریشی،)

غیر ممالک

خلافت کیوں منسوخ کی گئی

غازی اعظم کے خیالات

لندن ۱۴ مارچ ترکان احرار کے ایک رہنما نے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے سیاسی نامہ نگار سے ان وجوہ کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے غازی مصطفےٰ کمال کو منصب خلافت کے عزل و تنسیخ پر آمادہ کیا تھا صدر جمہوریت کا خیال ہے۔ کہ جنگ عظیم کے دوران میں اور اس کے بعد عربوں نے ترکی خلافت کے خلاف لڑنے سے اسلام کے غدار ہونے کا ثبوت مہیا کر دیا۔ مصریوں کے متعلق بھی ان کی رائے عربوں کی بہ نسبت زیادہ اچھی نہیں ہے وہ ان کو اتحادیوں کی افواج کے لیئے مزدوروں کے جیش مہیا کرنے کا مورد الزام قرار دیتے ہیں ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق آپ کا خیال ہے کہ انہوں نے ترکی کے ساتھ لفظی ہمدردی کا اظہار تو کیا لیکن وہ ترکی کے لیئے جنگ آزما نہ ہوئے محض لفظی ہمدردی عظیم الشان قربانی کی فہرست میں شمار نہیں ہو سکتی۔ پس ترکی کا کام یہ ہے کہ اپنی حفاظت خود کرے خود ہی اپنا بوجھ اٹھائے اور ایسے لوگوں کے لیئے اپنے مقامی مفاد و مناجح کو قربان نہ کرے غازی مصطفےٰ کمال کے خیالات سیاسی اور قومی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور فی الحقیقت دین اور اخوت و اتحاد اسلامی سے بہت دور جا پڑے ہیں۔

خلیفۃ المسلمین کی زبان بندی

برن ۱۴ مارچ فیڈرل کونسل نے ایک اعلےٰ افسر کو ٹریٹ کی طرف روانہ کیا ہے۔ تاکہ خلیفۃ المسلمین کو اطلاع دے۔ کہ اگر انہوں نے پروپیگنڈا کرنے سے احتراز نہ کیا تو سوئٹزرلینڈ میں رہنے کی اجازت سلب کر لی جائے گی۔

معاہدہ روس چین

پیکن ۱۴ مارچ چین اور روس کے معاہدہ کا مسودہ طیار ہو گیا ہے۔ جس میں زار کے تمام معاہدات منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ اور روس نے منگولیا میں چین کی مکمل سیادت کا اعتراف کر لیا ہے۔ دونوں طرف سے پروپیگنڈا سے احتراز کرنے کی شرط کیگئی ہے۔ چائینز ایسٹرن ریلوے پر چینیوں کا تسلط ہوگا۔ روس نے چین میں مراعات حاصل کی ہیں۔ اور باکسر کے تاوان کو معاف کر دیا ہے۔ بشرطیکہ یہ تاوان تعلیم پر صرف کیا جاوے روس نے چین میں روسی قونصل خانوں کی عدالتیں بھی توڑ دی ہیں۔

جنوبی افریقہ میں ہندیوں پر نوازشات

کیپ ٹاؤن ۱۴ مارچ حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آبادیوں کی حلقہ بندی کے قانون سے کیپ ٹاؤن کو مستثنیٰ نہ رکھا جائے اس جگہ ہندوستانیوں کو رائے دہی کا حق حاصل ہے

بیچارے ہندوستانیوں کو غلام نہ سمجھو

لندن ۱۴ مارچ مسٹر جے مارچ ٹالس نے ڈرلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ وزیر مستعمرات کی حکمت عملی یہ ہو گی۔ کہ مستعمرات کی حوصلہ افزائی میں مدد کرے۔ وہ ان کی زبردستی رہنمائی نہیں کرنا چاہتا۔ آپ نے کہا۔ کہ اس سے زیادہ اور کیا غلطی ہو سکتی ہے کہ مستعمرات کے اور اپنے مفاد کو مطابق سمجھا جائے۔ آپ نے اس یقین کا اظہار کیا کہ آئرلینڈ کی حکومت خود اختیاری اسے مضبوط اور وفادار بنا دے گی۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان مرالائٹ ہی سے حکومت خود اختیاری حاصل کر سکتا ہے خونریزی سے

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبارہ ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۲ — نمبر ۴۰

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار، مورخہ ۱۶ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

قومی ترقی کے ذرائع

(گذشتہ سے پیوستہ)

استحکام و نظام جماعت

قاضی ثناء اللہ خان صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر ایم بی ہائی سکول عیسیٰ خیل کے قلم سے

اس کے بعد خاص اس جماعت کے اندرونی انتظام اور اس کی ترقی کا سوال ہے، جو اس مجدد وقت کے زیر ہدایت مسلمانوں کے مرض کے علاج کی غرض سے بنی ہے، سب سے پہلے میرے خیال میں جماعت کا استحکام ترقی قوم کے لئے سب سے زیادہ ضروری بات ہے، یہ تنا ہے اور باقی اس کی شاخیں ہیں، جب تک یہ نہ ہو، تب تک قوم کی ترقی محال بلکہ ناممکن ہے، ہمارے تمام کام تبلیغ وغیرہ سب لاحاصل ثابت ہوں گے، اگر استحکام نہ ہو، اس لئے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پر عمل ضروری ہے، استحکام کے لئے غرض مشترک ہونی ضروری ہے اور وہ غرض اشاعت اسلام ہے اس لئے باوجود اختلافات کے ہم ایک غرض کے لئے جمع ہو سکتے ہیں، استحکام کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا ہونا ضروری ہے:

اخوت

یہ ایک ایسی چیز ہے جو دشمن سے دشمن کو بھی اپنا مونس و غمگسار بنا سکتی ہے، جب تک کہ جماعت کا بڑے سے بڑا متمول آدمی جو اعلیٰ انفرادی حیثیت رکھتا ہے، ایک غریب سے غریب کے ساتھ بھی برادرانہ سلوک روا نہ رکھے، اس وقت تک اخوت قائم نہیں ہو سکتی، اخوت کیا ہے بھائی بھائی ہونا، نماز میں غریب و امیر، بادشاہ اور فقیر کا ایک صف میں کھڑا ہونا کیا اخوت اور مساوات کا سبق نہیں دیتا، خدا کے نزدیک سب ایک جیسے ہیں، ہاں اس کے زیادہ نزدیک وہ ہے، جو متقی ہو، ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم قرآن شریف میں صاف آتا ہے، اگر زیادہ رتبہ حاصل کرنا ہو تو تقوے اختیار کرو، اگر آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم نے انصار اور مہاجرین کا سلسلہ اخوت قائم کر کے دکھا دیا، تو اس زمانہ کے مجدد نے بھی اپنی جماعت میں کچھ کم اخوت قائم نہ کی تھی، جو شہرۂ آفاق ہوئی، اور اس کو احمدیہ برادرہڈ Ahmadia Brotherhood کے نام سے عام لوگ موسوم کرتے تھے، مجھے افسوس ہے کہ آج ہم میں وہ اخوت مفقود ہے کس قدر افسوس اور مقام عبرت ہے، کہ غیر قومیں تو آپس میں سلسلہ اخوت اس طرح سے رکھیں، کہ عدالتوں کا کام بھی خود سرانجام دے

... ہیں، مگر ہم جن کے پاس علمی و عملی نمونے موجود ہوں اگر وہ سلسلہ اخوت و رابطہ قائم نہ رکھیں، فاعتبروا یا اولی الابصار ... آپس میں محبت بڑھے گی، اور اسی مصلحت کو مد نظر رکھ کے مسیح موعود نے یہ حکم دے رکھا تھا، کہ احمدی لوگ آپس میں رشتے کریں، لیکن آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ ہماری جماعت میں اس بات کی طرف کما حقہ توجہ نہیں، جو امورِ من اللہ کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔

قرآن کریم کو ... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... دور ہوتے جاتے ہیں، ... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا با اخلاق انسان نہ کسی ماں نے جنا اور نہ کوئی جنے گی آپ کی ساری زندگی اخلاق فاضلہ کا مجموعہ تھی، جس کو تفصیلی طور پر بیان کرنے کی یہاں چنداں ضرورت نہیں، ایک سیاسی آدمی یہ ضرور کہے گا، کہ غلامی کی وجہ سے اخلاق رذیلہ آجاتے ہیں، یہ ایک حد تک درست ہے، لیکن اسلام ایک کامل مذہب ہے، اور قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے، جس نے ہیں حاکم اور محکوم دونوں حالتوں میں رہنے کیلئے الگ الگ تعلیم دی ہے، جس پر اگر عمل کیا جاوے، تو اخلاق رذیلہ ہرگز پاس نہیں آتے، اور محکومیت سے حکومت بھی آجاتی ہے۔ اخلاق فاضلہ کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی، جو کوئی قوم بھی ان اخلاق سے حصہ لے گی، وہ ضرور کامیاب ہوگی۔

انہی اخلاق فاضلہ میں سے ایک حسن ظنی بھی ہے، اور رابطہ اتحاد کو بڑھانے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے، کہ بدظنی سے بچیں، یہ ایسی مرض ہے جس کو اگر تمام امراض کی جڑ کہیں تو بجا ہوگا۔ قرآن شریف میں سورہ حجرات میں صاف آتا ہے، یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ... ان اللہ تواب الرحیم ہماری جماعت میں یہ موذی مرض ... بدظنی، غیبت اور چغلی یہ تمام اپنے بھائی کے گوشت ... برابر ہیں، جس طرح سے کہ ہم اپنے بھائی کا گوشت ... کرتے، اسی طرح سے ہمیں بدظنی اور تجسس سے اجتناب ضروری ہے، اس طرح سے اتفاق اور اتحاد کی رسی زیادہ مضبوط ہوگی جو قوم کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

تبلیغ اسلام

یہ وہ بڑی غرض مشترک ہے، جس کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے، اور یہی اصلی نصب العین ہر ایک احمدی کا ہے جماعت کا اندرونی استحکام اور تبلیغ ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں، تبلیغ کے ذرائع میں سے سب سے بہتر اور اول ترین یہ ہے، کہ ہر ایک احمدی خواہ وہ انفرادی حیثیت سوسائٹی یا جماعت میں کیسی بھی رکھے اپنے آپ کو مبلغ سمجھے، قرآن کریم کی تعلیم کو ایک نعمت سمجھے، اور اس سے نسل انسانی کو متمتع کرنے کی کوشش کرے۔

بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳

صدقہ جاریہ کے کچھ کام

میں احباب کی توجہ دو کاموں کی طرف خصوصیت سے مبذول کرنا چاہتا ہوں، ایک بعض مقامات پر مساجد کا قیام ہے بعض شہروں میں ہماری جماعت کی اپنی مساجد نہیں، اگر ہیں، تو ان پر مرمت وغیرہ کے رنگ میں اور روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے، اگر احباب اس نیک کام میں تھوڑا تھوڑا حصہ لیں، یا کوئی احباب ایسے ہوں جو تعمیر مسجد کے لئے کچھ روپیہ صرف کر سکتے ہوں، تو عند اللہ ماجور ہوں گے، دوسری ضرورت جس کی طرف احباب کی توجہ کی ضرورت ہے، یہ ہے کہ ہر سال دو تین ہزار روپے کے قریب ہمیں بعض ضروری کتب اور قرآن شریف کے ترجموں کی مفت یا رعایتی اشاعت پر صرف کرنا پڑتا ہے، جو بعض وقت غیر مستطیع مسلمان اصحاب یا نوجوان مسلمان طلباء کو دیئے جاتے ہیں یا غیر مسلمین میں تقسیم کئے جاتے ہیں، اگر احباب کی اس طرف توجہ ہو تو صدقہ جاریہ کا نہایت اعلیٰ درجہ کا کام ہے۔

(محمد علی)

اخلاق فاضلہ

خدا تعالیٰ نے انسان پر دو قسم کے حقوق عائد کئے ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد، لیکن حقوق العباد کے ادا کرنے میں عموماً لوگ بہت کم توجہی سے کام لیتے ہیں، اس لئے ان حقوق کے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان یا اور کسی عضو سے کسی کو ایذا نہ پہنچے، مسلمان کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کو اخذ کرے، جس طرح سے وہ رب العالمین ہے رب المسلمین نہیں، اسی طرح سے ہمیں بھی چاہیئے کہ کسی انسان کو خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھے، نقصان نہ پہنچائیں، غرضیکہ اخلاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۶ شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ نمبر ۴۷

مسلمانوں کا باہمی اتفاق

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

(۱)

عنوان بالا سے ۳۰۔ جنوری ۱۹۲۴ء کے اخبار پیغام صلح میں ایک مضمون نکلا ہے، جو علیگڈھ ۔ ۔ ۔ ۔ گزٹ سے نقل شدہ ہے اُسے پڑھکر نتیجہ یہ نکلتا ہے، کہ

عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ

تمام عالم میں اخوت و اتحاد اسلامی کی دھوم مچی ہوئی ہے، اور ہم آپس میں ایک دوسرے سے برسر پیکار اور دلوں میں نا اتفاقیوں سے زہر کو پال پال کر شیرازۂ اسلام کو ورق ورق کر بیٹھے ہیں، گویا تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتّٰی، کی خطرناک حالت جو قرآن کریم نے بیان کی ہے اس کے مصداق آجکل ہم خود بن گئے ہیں، اسی درد سے متاثر ہو کر راقم مضمون نے اخوت اسلامی کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے ایک نظام ترتیب دینے کے واسطے اپیل کی ہے، جس میں ہر جو پہلے ا ضمد کر اگر [illegible]

[illegible] نے اصول نہ بتلائے، کہ کن اصول پر آپس کا تفرقہ [illegible] ہے، آخر جو لوگ آپس میں دن رات لڑتے رہتے ہیں، ان کے ملانے کے لئے کچھ اصول ہونے چاہئیں، جن کے سب لوگ آسانی سے پابند ہو سکیں، اور بغیر اپنے امتیاز خصوصی کو چھوڑنے کے باہم مجتمع بھی ہو سکیں، اگر امتیاز خصوصی کو مٹائیں گے تو یہ مفت کی لڑائی مول لینی اور وقت کا ضائع کرنا ہوگا، اس لئے ایسے اصول ہونے چاہئیں، کہ سب جن پر آسانی سے جمع ہو سکیں،

میرے خیال میں وہ مفصلہ ذیل ہونے چاہئیں ،۔

(۱) چونکہ کل اسلامی فرقوں میں اصولی عقائد میں اتفاق ہے یعنے توحید الٰہی، اللہ، ملائکہ، کتب، رسل، یوم آخر، بعث بعد الموت قدر خیر و شر، پر سب ایمان رکھتے ہیں، اس لئے سب سے پہلے آپس کی تکفیر بازی بند ہونی چاہیئے، کہ ناحق فروعی اختلافات پر ایک دوسرے کو اسلام سے خارج نہ کریں، اپنی اپنی جگہ اپنی فضیلت اور بزرگی کے بے شک قائل رہیں، مگر کلمہ گوؤں کو اسلام سے خارج کرنے کی تکلیف نہ کریں، آخر اس سے کچھ بنتا تو نہیں، نقصان ہی ہوتا ہے اتحاد اسلامی کے لئے سب سے پہلا اصول جو ہونا چاہیئے، وہ یہی ہے کہ آپس کی تکفیر بازی کو بند کیا جائے، اور جو مولانا باز نہ ہوں ان کو بائیکاٹ کر دیا جائے، کیونکہ جب تک کوئی سزا مقرر نہ ہوگی، ہمیشہ کے عادی لوگ باز نہیں آسکتے،

(۲) کوئی کسی کے مسلمہ بزرگ کو بُرا نہ کہے، مثلاً شیعہ صاحبان خواہ حضرت علی کو کتنا ہی بڑا اور بزرگ سمجھیں، مگر خلفائے ثلاثہ کو بُرا نہ کہیں، کہ اس سے کچھ حضرت علیؓ کی بڑائی بڑھ نہیں جاتی، اہلحدیث امام ابو حنیفہؒ صاحب کو بُرا نہ کہیں، ان کے اجتہاد کو نہ قبول کریں، مگر ان کی نیت یا علم پر حملہ نہ کریں، علیٰ ہٰذا القیاس، دوسرے لفظوں میں حسن ظنی سے کام لیا جائے، اور خواہ مخواہ کسی فرقہ کے مسلمہ بزرگ پر زبان طعن و تشنیع کھول کر تفرقہ کا دروازہ نہ کھولا جائے، اس بزرگ کو ماننا نہ ماننا امر دیگر ہے مگر بُرا کہنا بہت بُرا ہے،

(۳) قرآن کی حکومت کو سب کو قبول کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ وہ کتاب ہے، جو تمام فرقوں میں مسلم ہے، واعتصموا بحبل اللہ جمیعا یہ وہ حبل اللہ ہے، جس کو مضبوط پکڑ لے سے آپس کی تفرقہ بازی دور ہو سکتی ہے، تمام وہ روایات جو مختلف فرقوں میں فسادات و تنازع کا موجب ہیں، اس کسوٹی کے نیچے آکر کھوٹے اور کھرے ہونے کا نشان دے جائیں گی، چنانچہ اگر باہمی کسی امر پر تنازعہ بھی ہو، تو قرآن کے حکم کے سامنے سب کے سر تسلیم خم ہو جانے چاہئیں، اور روایات و احادیث وہی قابل قبول ہوں گی، جو قرآن کے مطابق ہوں، کیونکہ قرآن اصل ہے، اور اسی طرح جھگڑوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے

(۴) سب ملکر خیرامت ہونے کی غرض کو پورا کریں، جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ تم امتیں لوگوں کی رہنمائی کے لئے اٹھیں، ان میں تم بہترین امت ہو، نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، گویا بہترین امت ہونے کی دو وجہیں تبلائیں، ایک یہ کہ لوگوں کو نیکی کا پیغام پہنچانا، اور بُری باتوں سے روکنا، دوسرے خود اللہ پر ایمان رکھنا، یعنے اس کو حاضر و ناظر جان کر اپنے تمام اقوال و اعمال اس کی مرضی کے مطابق بجا لانا، گویا تبلیغ و اشاعت اسلام اور تزکیہ نفس دو باتیں ہیں، جن کی وجہ سے امت محمدیہ خیر امت ہے، اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ پھر خیرامت ہونے کا محض زبانی دعوے ہے، پس سب مل کر نیک نمونہ قائم کریں، اور تبلیغ و اشاعت اسلام کریں، اور اگر تبلیغ کا کام نہ کر سکیں، اور کوئی ایک فرقہ اشاعت اسلام کرنے لگے، تو اس کی اعانت اگر دوسرا فرقہ نہ کرے، تو کم سے کم رستہ میں روڑا بھی تو نہ اٹکائے یہ اپنے تزکیہ نفس کے بھی خلاف ہے، تعاونوا علی البر والتقوٰی کے ماتحت ۔۔۔ نیکی اور تقوے کے کاموں میں مدد کرنے کا حکم ہے۔ تو پھر یہ کیا قیامت ہے کہ بجائے مدد کرنے اور امر بالمعروف کرنے کے یہ تنھون عن المعروف کا رنگ کیسا اختیار کر لیا جاتا ہے، کہ خود امر بالمعروف کی نہی شروع کر دیتے ہیں،

میں انہی روایات کو قبول کرنا جو قرآن کے خلاف نہ ہوں

(۴) خیرامت ہونے کی غرض کو پورا کرنے کی کوشش کرنا، یعنے عملی مسلمان بننے کی کوشش کرنا اور جہاں تک بن پڑے، اشاعت و تبلیغ اسلام کی کوشش کرنا اور تزکیہ نفس اور اشاعت اسلام کے لئے ہر ایک ممبر سے یہ عہد لے لینا، کہ "دین کو دنیا پر مقدم کروں گا،

یہ اصول ہمارے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے بنا کردہ ہیں، جو اس صدی کے مجدد تھے، اور وہ خود بخود مجدد نہ تھے، بلکہ خدا کے حکم سے تھے، قرآن بھی یہی کہتا ہے کہ وجعلنا فیھم ائمة یھدون بامرنا، اور ہم نے ان میں سے امام بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، یعنے ہدایت کے لئے مامور تھے، یہی سنت اللہ قرآن بتلاتا ہے، اور یہی حدیث بتلاتی ہے، کہ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا ۔ یعنے بے شک اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایسا شخص مبعوث کرتا رہے گا، جو دین کی تجدید کرتا رہے گا، پس وہ خدا کے حکم سے ایک درد مند دل لے کر کھڑے ہوئے، ایک جماعت مذکورہ بالا اصول پر قائم کی مولویوں نے کفر کے فتوے لگائے، لوگوں کو بھڑکایا، مخالفتیں ہوئیں، وقت آگیا کہ پانچویں اصول پر عمل کیا جائے یعنے استقامت پر،

جب تک مذکورہ بالا چار اصول پر عمل نہ ہو، میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ اتحاد بین المسلمین کے لئے کیا راہ اختیار کی جا سکتی ہے، پانچویں بات ایک اور بھی ہے، اور وہ ہے استقامت جب درد مند احباب قوم ایسی ایک انجمن بنائیں گے، اور لوگوں کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دیں گے، تو اس کے یہ معنی ہوں گے، کہ مولویوں کی حکومت جس کی بنیاد محض تفرقہ قومی پر ہے، تنزل میں آجائے گی، اور ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کو سخت ناگوار ہوگا، اس لئے یہ اپنے اسی ہتھیار پر اتر آئیں گے، جو ان کا مایۂ ناز ہے، یعنے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک فتوے تکفیر کا آپ کی انجمن اور اس کے ممبران کے لئے تیار ہوگا، اور لوگوں کے جذبات کو اشتعال دے دے کر سخت مخالفت پر آمادہ کیا جائے گا، اس وقت آپ گھبرا کر ایسی مفید انجمن کو توڑ نہ دیں، اور استقامت دکھائیں ! ایک طرف سے تو ان مولویوں کا حملہ ہوگا، اور دوسری طرف بظاہر ایک معقول مگر آزاد طبقہ آپ سے یوں مخاطب ہوگا، کہ میاں ! بیٹھے بٹھائے یہ تم نے کیا تفرقہ کی راہ نکالی، آگے تھوڑے فرقے اسلام میں تھے، جو تم نے یہ ایک نئی قسم کی جماعت نکال کھڑی کی، آپ لاکھ دل چیر چیر کر دکھائیں گے، کہ ہم نے تو نہایت درد مند دل سے یہ جماعت بنائی تھی، تا اتحاد بین المسلمین کی راہ نکلے، اور یہ سارا فساد مولویوں کا ہے، مگر آپ کی ایک نہیں سنی جائے گی، ہمارا الزام آپ پر آئیگا کہ آپ نے بیٹھے بٹھائے مسلمانوں میں لڑائی ڈلوا دی، نہ آپ درد مند دل لیکر اٹھتے، نہ ایسے اعلےٰ درجہ کے اصول اتحاد کے قائم کرتے، نہ مولویوں کو بُرا لگتا، نہ لڑائی ہوتی، سو حضرت پہلے سے یہی سنت چلی آتی ہے،

اور ہم تو صاحب تجربہ ہیں، اگر ہمارا تجربہ سننا چاہتے ہو تو مختصراً سن لو، ہماری لاہور والی احمدی جماعت بھی انہی اصولوں پر مبنی ہے جو اوپر بیان ہو چکے، یعنے

(۱) ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھنا، کسی کی تکفیر میں سبقت نہ کرنا، تکفیر بازوں کو بائیکاٹ کرنا،

(۲) تمام بزرگان اسلام کو اپنا بزرگ سمجھنا، کسی کے مسلمہ بزرگ کو بُرا نہ کہنا بلکہ حسن ظنی سے کام لینا،

(۳) ہر ایک جھگڑے میں قرآن کی حکومت کو قبول کرنا، اور احادیث

سکھ اور اذان

موجودہ اکالی تحریک نے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے، کہ سکھ قوم پہلے سے زیادہ روشن خیال اور منظم ہو گئی ہے لیکن ان کے اندرونی قومی معاملات سے قطع نظر کر کے اگر اس برتاؤ پر نظر کی جائے جو جگہ بجگہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے ہیں [illegible]

افسوس ہے کہ وہ قوم جس کے اولین پیشوا حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کو اوڑھنا بچھونا توحید اور قرآن پاک کی تصدیق تھی، آج اس ایک خدا کے نام سے اتنی بیزار ہے کہ جونہی اذان کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی، اور وہ جوش نفرت کے ساتھ اچھل پڑے، آئے دن کئی ایک مقامات سے اسی قسم کی خبریں آتی ہیں، کہ وہاں سکھوں کی طرف سے اذان دینے کی اجازت نہیں اور اگر کسی مسلمان نے بھولے سے اللہ اکبر کی آواز بلند کر دی، تو گروہ کے سکھ ست سری اکال کے نعرے لگاتے ہوئے لاٹھیاں لے کر آموجود ہوئے،

اس وقت ہمارے سامنے اسی قسم کی متعدد خبریں ہیں۔ جن میں سے ایک موضع پنڈوری ضلع امرتسر کی ہے، ایک مسلمان وہاں امرتسر سے گیا، اور اس نے ایک مسجد میں اذان دی، سکھ صاحبان لاٹھیاں لے کر گئے، مسلمان بیچارے سوائے اس کے کہ منت سماجت سے اپنی جان چھڑاتے، اور کیا کر سکتے تھے،

ایسا ہی حال امرتسر کے بعض دوسرے دیہات اور لاہور کے ضلع میں بھی بعض مقامات پر ہے،

ضرورت ہے، کہ اکالیوں کی تحریک پر آفرین اور مرحبا کہنے والے اور ان کے ساتھ جیل خانوں میں جانے والے مسلمان اس طرف متوجہ ہوں، اور ایسے ذرائع اختیار کریں، جس سے اس قسم کا ظلم و تعدی اور مذہبی مخالفت ترک جائے،

خلافت

اس نام سے ایک ۲۲ صفحہ کا رسالہ پادری علی بخش صاحب نے حال ہی میں تحریر فرمایا ہے، اور پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور نے چھوٹی تقطیع پر اسے شائع کیا ہے، اس رسالہ میں پادری صاحب نے ابتدا سے لیکر اب تک خلافت کے متعلق تمام واقعات کو قلمبند کیا ہے، اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے گزشتہ تیرہ سو سال میں خلافت کی وہ حیثیت نہیں رہی، جو مسلمانان عالم [illegible] کرنا چاہتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ خلافت راشدہ کے بعد [illegible] کو اس حالت پر رہنے نہیں دیا گیا ہو [illegible] نہیں آتا کہ [illegible] اس کو [illegible] دینے کی [illegible] کی جائے [illegible] صاحب [illegible] سلسلہ میں [illegible] پر [illegible] شریف کی حکومت

تبلیغ احمدیت

سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۳۵ مورخہ ۵ - فروری ۱۹۲۴ء،
شیخ محمد نصیب صاحب تحریر فرماتے ہیں،

پھر اس مولوی صاحب نے محمدی بیگم والی پیشگوئی پر اعتراض کیا، میں نے کہا کہ آپ کی نظر میں حضرت مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی صاف طور پر پوری بھی ہو گئی یا نہیں، مثلاً لیکھرام والی، تقسیم بنگالہ والی، طاعون والی، زلزلہ والی، اور وہ عظیم الشان نشان جس میں آپ نے فرمایا کہ

"زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار"

وغیرہ وغیرہ پس آپ لوگ ان پیشگوئیوں سے تو فائدہ نہیں اٹھاتے مگر حضرت مرزا صاحب کی ایک آدھ مشروط پیشگوئی پر جو در اصل تو پوری ہو گئی، مگر آپ کی نظر میں پوری نہیں ہوئی، اعتراض کرتے ہیں، یہ پیشگوئی اپنی شرائط کے مطابق پوری ہو گئی تھی، جس کی میں نے تفصیل بیان کی، اور ان کو سمجھایا، اگر یقین نہیں، تو محمدی بیگم زندہ ہے، اور اس کا خاوند مرزا محمد سلطان موجود ہے، اس سے دریافت کر لو، جسے بوجہ رقابت حضرت مرزا صاحب سے خواہ مخواہ عداوت ہونی چاہیئے، اور زبان درازی کرنی چاہیئے، مگر تعجب ہے کہ وہ غریب تو مرزا صاحب کو صادق پاکر ان کی وفات کے بعد بھی خاموش ہے، اور ادب کرتا ہے، مگر لوگ اس پیشگوئی کو لے کر حضرت مرزا صاحب پر زبان درازی کرتے ہیں، گویا محمدی بیگم کے قریبی رشتہ دار ہیں، اور اس وجہ سے ان کو دکھ ہے،

پھر میں نے کہا کہ پیشگوئیاں دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک وعدہ اور دوسری وعیدی، وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں جیسا کہ استغفار اور صدقہ خیرات سے ٹل جاتی ہیں، جیسے قرآن شریف کی یہ آیات ظاہر کرتی ہیں،

ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم و مر و یکفر انہ کان غفاراً ۔ و ما کان اللہ معذبھم ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

پھر نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے الصدقۃ تطفی غضب الرب، پھر یونس نبی والی عظیم الشان پیشگوئی بطور اسوہ مسلمانوں کے سامنے ہے، قرآن کریم میں روز پڑھتے ہیں، ابو شر طیہ بھی نہ تھی، اور قوم کی حالت بدلنے کے ساتھ ہی ٹل گئی، مگر مشروط پیشگوئیاں تو لازمی طور پر شرط کے پورا ہونے پر ٹل جاتی ہیں،

پھر سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب اگر سچے تھے، تو دنیا نے مانا کیوں نہیں، میں نے جواب دیا کہ اگر پہلے راستبازوں کو ساری دنیا نے مانا تو مرزا صاحب کا ماننا بھی ضروری تھا، پھر کہا کہ اگر دنیا نہیں تو کم از کم مسلمان ہی مان لیتے، میرے پاس میر مظفر شاہ صاحب کا رسالہ "ملفوظات اولیائے امت" تھا، اس سے دکھایا کہ جس قدر اولیاء اقطاب اس امت محمدیہ میں آئے، ان ظالم مسلمانوں نے کسی کو پھانسی دیا، مثہ پر تھوکا، قید خانوں میں ڈالا، کافر کہا، ملعون کہا، جلا وطن کیا، وغیرہ وغیرہ، غرضکہ وہ وہ مظالم روا رکھے کہ سنتے اور پڑھتے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پس حضرت مرزا صاحب کے ساتھ یہی سلوک مسلمانوں کا چاہیئے تھا، ورنہ مرزا صاحب معاذ اللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں، اعتراض تو یہ چاہیئے تھا کہ پہلے راستبازوں کی طرح مرزا صاحب قید میں کیوں نہیں ڈالے گئے، یا پھانسی کیوں نہیں دیئے گئے، سو اس کا جواب یہ ہے، کہ مخالفوں نے حضرت مرزا صاحب کو قید کرانے یا پھانسی دلانے سے دریغ نہیں کیا، اپنی طرف سے، تو بڑے بڑے خطرناک مقدمات کئے، اور ان لوگوں نے اپنے نامہ اعمال سیاہ کئے، مگر سلطنت انگلشیہ کی وجہ سے یہ لوگ ناکام رہے، اور کفر کے فتوے دے کر ہی دل کا بخار نکالا، مگر افسوس کہ لوگ الٹا اعتراض کرتے ہیں، کہ ساری دنیا یا دنیا کے مسلمان مرزا صاحب کو کیوں نہیں مانتے،

اس کے بعد میں فیروزپور واپس آیا، اور ایک دو روز قیام کر کے جلال آباد گیا، سوا دو سو روپے کے قریب یہاں سے کا چندہ ہوا اللہ تعالے معطیوں کو اور اس کام میں امداد کرنے والوں کو جزائے خیر دے، آمین،

وہاں سے لوٹ گیا، اور وہاں چار پانچ [illegible] روز رہ کے احباب میں شیخ عبدالواحد صاحب سلسلہ کے بڑے مخلص ہیں آپ علمی مذاق رکھتے ہیں، معلومات وسیع ہیں، اور تبلیغ کا وصف مخالفین سلسلہ سے خاص طور پر آتا ہے، مخالف کو مبہوت کر دیتے ہیں، اور اس سے کوئی جواب بن نہیں پڑتا، آپ نے للعہ چوہدری غلام حسین صاحب [illegible] اور [illegible] میں بھیجنے کا وعدہ کیا، راجہ محمد زمان صاحب نے عہ، جناب قربان علی صاحب عہ، خواجہ محمد حیدر علی صاحب صر، شیخ محمد عبد اللہ صاحب عہ، میاں اکبر علی صاحب صر چندہ عطا فرمایا، شیخ صاحب ان دنوں ایک مولوی صاحب سے جو دیوبند کے تعلیم یافتہ ہیں، گفتگو کر رہے ہیں، وفات مسیح کی تائید میں شیخ صاحب نے جب یہ آیت پیش کی، واوصٰنی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا تو جواب دیا کہ اس وقت میں کچھ جواب نہیں دیتا، سوچ کر بتاؤں گا، راجہ محمد زمان صاحب سے مل کر مجھے خوشی ہوئی،

بعد ازیں فاضلکا آیا، خان صاحب مظفر خان صاحب نے عہ اور خان جلال الدین خان صاحب ساکن [illegible] نے تین روپے چندہ دیا، اس کے بعد فیروزپور آیا، اور وہاں سے سید قاسم محمد صاحب نے عہ، منشی عبدالرحمن صاحب نے عہ اور منشی نظام الدین صاحب نے عہ چندہ دیا، اور ۱۰ مارچ کو واپس لاہور آیا،

اس دورہ میں خدا کے فضل سے سات سو چار اسی روپے اور ایک زیور وصول ہوا، چند روز تک ۵۲۹/۰/۱۰ اور پہنچنے کی جلدی ہی انشاء اللہ تعالے امید ہے، زیادہ تر ماہوار چندہ تھے گذشتہ بقایا کی وصولی ہوئی، اور آئندہ ماہوار چندہ بذریعہ وی پی وصول کرنے کا انتظام ہوا تا بقایا جمع نہ ہو، آٹھ نو خریدار پیغام صلح کے اور چار پانچ لائٹ کے ہوئے،

اس علاقہ کے اکثر احباب سے مجھے پہلے تعارف نہ تھا مگر تمام احباب میں باوجود اس کے میں نے جو بات دیکھی، وہ یہ تھی کہ اسلام اور احمدیت کے تعلق کی وجہ سے اس امر کا احساس نہیں ہوا، بلکہ احباب خاص النجاص دوستوں کی طرح پیش آئے، اور قابل رشک اخلاص کا اظہار کیا، خدمت سلسلہ [illegible] سامنے [illegible] ایک [illegible] ان [illegible] اپنے مولا کریم کے حضور بھی ان مخلصوں کے لئے دعا کی، اور حضرت امیر کی خدمت میں بھی عرض کیا، کہ ان خادموں کے لئے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالے ان کو دین و دنیا میں برکات دے، اور روحانی جسمانی اصلاح ہو، آمین،

ڈاک حضرت امیر

اخویم نور محمد خاں صاحب نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا کہ وہ تبلیغ میں اپنی طرف سے بہت کوشش کر رہے ہیں اور مولویوں کے واقعات لکھے، حضرت امیر نے تحریر فرمایا:-
جزاک اللہ خیراً آپ اس سلسلہ کو وسیع کرتے جائیں۔ اللہ تعالے قبول کرنے والے بھی بہتیرے آدمی پیدا کر دیگا،

اخویم شیخ عبدالغنی صاحب نے حضرت امیر کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا، کہ ان کے لئے اور جماعت کی ترقی کے لئے دعا فرمائی جائے، اور کہ اللہ تعالے کے فضل سے سلسلہ درس شروع ہو گیا ہے، اور نمازیں بھی باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ انشاء اللہ جماعت کی حالت بہتر ہو جائے گی، اجازت ہو تو ایک جلسہ کیا جائے، حضرت امیر نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، جزاک اللہ خیراً - میں انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا، پہلے جماعت کا کام اور تبلیغ کی طرف توجہ اچھی طرح ہو، جلسہ میں جلدی نہ کریں، ویسے میں خود کسی وقت آؤں گا،

اخویم ضمیر حسین صاحب نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا کہ انہوں نے کام وکالت شروع کر دیا ہے، لیکن ابھی کام نہیں چلا، احمدیت کی تبلیغ کے باعث مسلمان بھی مخالفت کرتے ہیں، مجسٹریٹ کی عدالت میں جو واقعات پیش آئے تھے، جب مہاراجہ صاحب بہادر نے تفتیش فرمائی، تو اس پر اصل شریروں کے حالات ظاہر ہو گئے جنہوں نے مختلف [illegible] دیں، اور میری بے گناہی ظاہر ہو گئی کہ اس نے فساد کرانے کی [illegible] کوشش کی تھی، اور ہندو مسلم اتحاد کو قائم رکھئے کہ اصل بانیان فساد کو سزائیں ہو جانے سے مجھے خوشی نہیں ہوئی، بلکہ افسوس ہوا، سخت سے سخت مخالف پر بھی میرا دل بد دعا کرنے کو نہیں چاہتا، اس کے جواب میں حضرت امیر نے تحریر فرمایا:-
"مجھے ان کے خط کو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، اس لئے بھی کہ اللہ تعالے نے ان کی بے قصوری ثابت کر دی، مگر زیادہ تر ان خیالات کی وجہ سے جن کا اس خط میں اظہار ہے، بلاشبہ دوسرے کی مصیبت پر خوش ہونا خواہ وہ مخالف ہی ہو، اچھا فعل نہیں، تبلیغ میں آہستگی اور نرمی کو بغایت درجہ ملحوظ رکھیں، اور جن باتوں سے حکام میں یا پبلک میں مخالفت ہوتی ہے، سر دست ان کو چھوڑ دیں، دعا ہے کہ اللہ تعالے ان کے لئے کشائش کے رستے کھول دے"

بقیہ صفحہ اول

تا کہ یہ نعمت سب کو ملے، یہ سب سے زیادہ مخلوق پر احسان ہو گا اور حقوق العباد کا فرض احسن طور پر انجام پائے گا، ایک مزدور سے لے کر دولتمند تک اپنے آپ کو مبلغ خیال کرے، اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ تبلیغ کیلئے ایک خاص ٹائپ کے آدمی تیار ہونے چاہئیں، اور ہم صرف چندہ دینے پر ہی اکتفا کریں، تو یہ غلطی ہے، مسلمانوں کی ترقی کا راز اسی میں مضمر تھا، کہ شروع میں مسلمان تاجر تھے، جو دوسرے ملکوں میں جاتے اور پیغام اسلام کو بھی ساتھ لے جاتے تھے، اور لوگوں کو تجارت یا دنیاوی کاروبار کے ساتھ ساتھ اسلام سے [illegible] بھی کرتے تھے، شروع میں احمدیت بھی اسی وجہ سے اس قدر سرعت سے پھیلی، کہ اول اول جتنے مرید حضرت اقدس مرزا صاحب کے تھے، وہ تبلیغ بھی ساتھ ساتھ کرتے تھے، اگر آج بھی ہماری جماعت کا ہر ایک فرد علاوہ کاروبار دنیاوی کے تبلیغ بھی حسب استطاعت کرے، تو مفت کے کئی ہزار مبلغ مل سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کو اسلام کی ابتداء میں تنخواہ دار مبلغ نہیں ملتے، اب جبکہ وہ احساس عام مسلمانوں میں نہیں رہا، اور ہر ایک مسلمان اس نصب العین کو مد نظر نہیں رکھتا، میں نے اور دوسری بیرون ممالک میں [illegible] میری [illegible] [illegible] پہلے ہندوستان میں ہونی ضروری ہے، اگر تمام قوم ہمت کرے تو کوئی مشکل بات نہیں، یہاں تبلیغ کر کے آسانی سے اپنی جماعت کو بڑھا سکتے ہیں، اس طرح جماعت جب بڑھ جائے، اور ذرائع آمدنی اس قدر ہو جائیں، تو بیشک جس جس جگہ بھی آپ پہنچ سکیں، پیغام حق لے کر جائیں، یہاں دیہات اور مضافات میں اس قسم کے لوگ بھی موجود ہیں، جن کو کلمہ تک پڑھنا نہیں آتا اور نام نہاد مسلمان ہیں، اگر پہلے ہی ہندوستان کی طرف توجہ ہماری جماعت کی ہوتی، تو آج کب کا یہ رونا ختم ہو جاتا، جو آریوں کے مقابلہ پر ہم کو رونا پڑا ہے، بوجہ ہندوستانی ہونے کے ہندوستانی غیر مسلموں کا حق فائق ہے، اور دوسرے ممالک کا حق بعد میں آتا ہے، تبلیغ نہیں ہو سکتی، جب تک کہ قدرتی طور پر دل میں شوق اور تڑپ نہ ہو، ٹریننگ کالج میں ہم پڑھا کرتے تھے، کہ استاد بنائے نہیں جاتے بلکہ قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح سے میرا خیال ہے کہ مبلغ بنائے نہیں جاتے بلکہ مبلغ پیدا ہوتے ہیں، ہماری جماعت میں جو مبلغ تیار کئے گئے ہیں، اور وہ جو خدا تعالے کے فضل سے قدرتی طور پر یہ ملکہ رکھتے ہیں، ان میں فرق نمایاں ہے، اس سے میری غرض دوسرے تیار کردہ مبلغین کی خدمات کا استخفاف کرنا ہرگز نہیں، بلکہ واقعات کا اظہار مطلوب ہے، دو مبلغ ہماری جماعت میں ایسے ہیں، جنہوں نے دوسرے ممالک میں جاکر تبلیغ کا کام دیر تک عمدہ طریقہ سے کیا ہے، ایک حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، دوسرے حضرت مولینا مولوی صدر الدین صاحب یہ ہر دو مبلغ کسی نے تیار نہیں کئے، بلکہ اللہ تعالے نے قدرتی طور پر ان میں تبلیغ کی اہلیت اور قابلیت پیدا کر دی ہے ہاں لوکل ضروریات کے لئے ضروریات مبلغ کام آ سکتے ہیں اور ان کو مناسب ضروری تعلیم دے کر کام پر لگایا جانے، اس لئے [illegible] [illegible] تو یہ دسمہ لے [illegible] میں بھی مبلغ ہوں، اور میرے ذمہ بھی یہ کام ہے، اس وقت تک ترقی محال ہے،

تبلیغ کے دو طریقے اور بھی ہیں، جو بیان کرتا ہوں، لیکن ابھی تک اس کی مثال ہماری جماعت میں کوئی بھی موجود نہیں، اور اگر

ہو بھی تو اس کا مجھے علم نہیں، ایک تو یہ کہ بعض افراد ہماری جماعت کے دوسرے ممالک یا صوبہ جات میں ہجرت کر جائیں، وہاں ہی رہائش مستقل اختیار کر کے اپنے نیک اور اعلےٰ نمونہ سے اس جگہ کے اردگرد و نواح کے لوگوں پر اس طرح سے اثر ڈالیں، کہ وہ بھی آپ کا نمونہ اختیار کریں، چنانچہ ہندوستان میں اسلام اسی طرح سے آیا، حضرت معین الدین اجمیری یا دوسرے اولیاء کرام ایک جگہ ڈیرہ جما لیتے تھے، تو پھر ان کی پاک زندگی کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے تھے، دوسرے یہ کہ دوسرے ممالک میں جا کر شادیاں وغیرہ کر کے اپنے زیر اثر جس قدر افراد کو بھی لا سکیں لائیں، یہ بھی اسلام کی ترقی کا بڑا ذریعہ ثابت ہوا ہے،

تعلیم

یہ بھی جماعت کی ترقی میں سے ایک ضروری ذریعہ ہے، اطلبوا العلم ولو کان بالصین ۔ علم کو حاصل کرو خواہ وہ چین میں بھی ہو، علم حاصل کرنے کے بعد انسان ایک ایسے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے، جس کو نہ چوری کا خطرہ اور نہ ڈاکہ کا خوف، جس قدر زیادہ خرچ کرو، اسی قدر زیادہ ہوتا اور بڑھتا ہے،

ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق ۔ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ اپنی اولاد کو غربت کی وجہ سے نادار اور علم سے محروم رکھنا مار نے کے برابر ہے، علم اور عمل میں حروف ایک ہی ہیں، صرف آگے پیچھے کا فرق ہے یعنی علم کے بغیر عمل نہیں ہو سکتا، اور عمل کے بغیر علم نہیں ہو سکتا، دونوں ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں، ایک انگریزی مقولہ ہے، کہ بچہ آئندہ نسل کا باپ ہے، اگر آج آپ اپنے بچوں کو علم جیسے قیمتی زیور سے آراستہ کریں گے، تو کل کی آنے والی نسلوں کے باپ تعلیم یافتہ ہوں گے، اس لئے ہماری جماعت کا اپنا مدرسہ اور اپنا کالج ہونا ضروری ہے،

یونگ صاحب پرنسپل مشن کالج لاہور سے کسی نے دریافت کیا، کہ جب سے آپ نے مشن کالج کھولا ہے، کتنے لڑکوں کو عیسائی بنایا، تو اس نے جواب میں کہا کہ اگر ہم نے کوئی عیسائی نہیں بھی بنایا، تو ہمارے ... جواب ... کہ اپنی قوم کی درسگاہوں کا ہونا کس قدر ضروری ہے، اگر آج اپنی قومی درسگاہ میں اپنے بچوں کو تعلیم دلا کر ان میں احمدیت کو رچا دیں گے تو مجھے یقین ہے کہ آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی وہی جوش و خروش رہے گا، جو آج آپ لوگوں میں ہے، ہر ایک قوم نے تعلیم کے ہی ذریعہ سے ترقی کی ہے، گذشتہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس جو علیگڈھ میں منعقد ہوئی، اس میں جناب ملک عبد القیوم صاحب نے وضاحت سے بتایا، کہ مسلمانوں کے زمانہ عروج میں کس قدر عالیشان درسگاہیں تھیں، اس لئے اگر موجودہ مسلم ہائی سکول کو کالج تک پہنچا دیا جائے، تو ہماری جماعت کی خوش قسمتی ہوگی، میں نے اپنی چھ سالہ ملازمت مسلم ہائی سکول لاہور میں رہ کر یہ تجربہ کیا ہے کہ کوئی لڑکا اتنے عرصہ میں مسلم ہائی سکول سے ایسی حالت میں نہیں نکلا، کہ وہ احمدیت کا حامی نہ ہو، یہ اثر ہے اپنے سکول کا، اس لئے اگر موجودہ سکول کالج ہو جائے تو اس میں تعلیم یافتہ طبقہ کا اضافہ ہوگا اور آئے دن کی آدمیوں کی قلت کی شکایت رفع ہو جائے گی، دوسرے جماعت میں تعلیم کا چرچا ہوگا، دوسری قوموں نے اپنی درسگاہیں بنا کر کس قدر ترقی کی ہے، آریوں کی قوم کی ترقی کا مدار ہی سکول اور کالج ثابت ہوتے ہیں جس میں انہوں نے بڑے بڑے آدمی پیدا کئے ہیں، ہماری جماعت کے بعض لوگ مسلم ہائی سکول لاہور پر اعتراض کرتے ہیں، کہ کیا فائدہ سکول کا ہے، وہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کریں، تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ قومی درسگاہ ہی اس قوم کی زندگی کا ثبوت ہے، اور وہ ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہیں، یہ بیج جو آپ بچوں کے دلوں میں بوتے ہیں، اس کا اثر دیر میں ظاہر ہوگا، ان تمام نتائج مرتب ہوتے مشکل ہیں، اس لئے مسلم ہائی سکول کو اور مستحکم کر کے نتائج کو دیکھیں، انشاء اللہ قوم کے لئے یہ استحکام کا موجب ثابت ہوگا،

یتیم خانہ

ہماری جماعت کا اپنا یتیم خانہ ہونا از حد ضروری ہے، ابھی تک ہماری جماعت کی طرف سے یتامےٰ کی پرورش اور تربیت کا کوئی انتظام نہیں قوموں کی ترقی کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ قوم کے یتامےٰ کا خاص اہتمام ہونا ضروری ہے، ان کی رہائش خوراک اور تربیت تعلیم دینی و دنیوی کا خاص انتظام کیا جائے، یتیموں کی قدر ضروری ہے،

یتیم اور مظلوم کی آہ اور دعا خدا تعالےٰ تک براہ راست جاتی ہے اس لئے یتیموں کی خاص طور پر قدر کرنی چاہیئے، تاکہ ہم خدا تعالےٰ کے افضال کے وارث ہوں، اس لئے اس اہم بات کو میں نے الگ سرخی کے ماتحت رکھا ہے، ہمارے رسول مقبول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یتیم تھے، آپ کو یتیموں کی بڑی خاطر منظور تھی، یتیم بچے خواہ کسی گھرانے اور خاندان سے تعلق رکھتے ہوں، اگر آپ کے زیر اثر اور ماتحت آجائیں گے، تو وہ آپ کے بچے اور قوم کے سچے خدمتگزار ہوں گے، اس لئے اس کی طرف سب کی توجہ ضروری ہے قومی ترقی کا بہت حد تک انحصار اس بات پر بھی ہے،

ان تمام باتوں کو سرانجام دینے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اس لئے ان تمام کاموں سے پہلے جماعت کی مالی حالت کو مضبوط کرنا ضروری ہے، "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" کا عہد ہر ایک احمدی نے . . . . حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر کیا ہوا ہے، قرآن کریم میں یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے، قرآن کریم کے بہت سے مقامات پر خدا تعالےٰ نے جان اور مال سے جہاد کرنے کی تاکید کی ہے اور اس کے بے بہا اجر سے بھی مسلمانوں کو مطلع کیا ہے،

اس لئے ہم میں سے ہر ایک احمدی کا فرض اولیٰ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے ایک مقررہ حصہ محض خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اور اس کے رسول پاک کی تعلیم پر عمل کرنے کی خاطر علیحدہ کر لیا کریں، اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں بڑی احتیاط ہونی چاہیئے، اگر صرف زکوٰۃ کی ادائیگی ہر ایک احمدی شریعت کے مطابق باقاعدگی سے کرے تو جماعت کی مالی حالت بہت مضبوط ہو سکتی ہے، اب تک بھی یہ ہماری جماعت کو یہ فخر حاصل ہے، کہ اس کے بعض افراد نے حضرت مسیح موعود کی صحبت سے فیضیاب ہو کر ایسی ایسی مالی قربانیاں کی ہیں جن کی نظیر اس زمانہ میں مسلمانوں میں نہیں ملتی، آؤ ہم سب قربانی کا سبق سیکھیں، پھر دیکھیں کہ جماعت کی ترقی دن دگنی اور رات چوگنی ہوتی ہے یا نہیں،

مبارک

نہایت خوشی کی بات ہے ۔ کہ محکمہ تعلیم کشمیر نے ہمارے کرم بھائی مولوی حافظ نور الدین صاحب قاری اول عربی سٹیٹ ہائی سکول کی تصنیفات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے ۔ اور حوصلہ افزائی کے طور پر مولانا صاحب کو کتاب المنطق کی تصنیف پر پچاس روپیہ انعام عطا فرمایا ہے اسی طرح آپ کی کتاب مرقاۃ الادب یعنی تھرڈ مڈل جدید عربی کورس کو ریاست کے مدارس میں پڑھنے کے لئے منظور فرمایا ہے ۔ علاوہ ازیں آپ کو حکم دیا گیا ہے ۔ کہ چوتھی اور پانچویں جماعت کے لئے بھی عربی ریڈریں تیار کریں ۔ جو امید ہے کہ عنقریب مولوی صاحب تیار کریں گے ۔ آج کل آپ عربی صرف و نحو پر چار رسائل تصنیف کر رہے ہیں ۔ جو انشاء اللہ طلباء اور مبلغین کے لئے از حد مفید ہوں گے ۔ آپ نے چھوٹے بچوں کی قرآنی تعلیم کے لئے ایک نہایت مفید قاعدہ بنام قاعدہ نورانی تیار کیا ہے ۔ جو انشاء اللہ تمام مروجہ قاعدوں سے زیادہ تر مفید ثابت ہوگا

ہمارے اس بھائی میں خاص قابل تعریف بات یہ ہے ۔ کہ وہ بغیر کسی نام و نمود و شہرت کی خواہش کے خاموشی سے خدمت قوم میں مصروف رہتے ہیں ۔ امید ہے ۔ کہ ہندوستان کے جملہ مدارس و ریاستہائے اسلامی مولوی صاحب کی ان مفید تصانیف کو اپنے مدارس میں رائج کر کے ان کی حوصلہ افزائی کریں گی ۔ ہماری دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو دینی و دنیاوی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے ۔ اور انہیں خدمت قوم کے لئے بیش از بیش توفیق عطا فرمائے ۔

مولوی صاحب نے شکرانہ کے طور پر اپنا تصنیف کردہ رسالہ نماز ۲۲۵ عدد اپنے مدارس حلقہ ارتداد کے لئے عطا فرمایا ہے ۔ جو منزل مقصود پر بھیج دیا گیا ہے ۔ جزاک اللہ احسن الجزا

آج کل آپ کی ایک کتاب ارکان خمسہ کے مسائل پر کشمیری زبان میں زیر طبع ہے ۔ جو انشاء اللہ اہل کشمیر کے لئے بہت مفید ہوگی ۔ اور ان میں سچی اسلامی روح پھونک دے گی ۔

تاریخ اسلام کا ایک ورق

فتح ایران

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار ہذا ۲۷ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۳ء

سعد بن ابی وقاص نے خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا ۔ جس میں فتح مدائن اور شاہ ایران کے بھاگ جانے کی اطلاع دی ۔ اور اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا جو اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے مطابق مومنوں کو عطا کیں ۔ ہزار ہزار شکر ادا کیا ۔ اور اخیر میں لکھا کہ شاہ ایران مدائن سے ایک سو میل کے فاصلہ پر مقام حلوان میں مقیم ہے ۔ اگر اجازت ہو ۔ تو اس کے پیچھے لشکر روانہ کروں ۔

اس خط کے ہمراہ کسریٰ کی تلوار ۔ تاج ۔ تخت ۔ لباس جواہر نگار ۔ بساط ۔ (شطرنج) اور دیگر عجوبہ چیزیں مع مال خمس کے روانہ کیں ۔ اور پانچسو سوار محافظ بھی ہمراہ کر دئے جب قاصد مدینہ منورہ پہنچا ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کا خط کھول کر پڑھا ۔ پھر لوگوں کو سنایا ۔ اور سب نے مل کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا ۔ پھر مال غنیمت کو کھولا ۔ اور اس کی زرق برق سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا گئیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس اسباب اور شاہی لوازمات کو دیکھ کر فرمایا ۔

بے شک اللہ اور اس کے رسول صلعم کا وعدہ پورا ہوا ۔ اور مومن کسریٰ کے خزانہ کے مالک ہوئے ۔ اور عراق اور جزیرہ کی شاداب اور سرسبز زمین ان کی وراثت میں آئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں ارشاد فرمایا تھا ۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمایا تھا کہ کسریٰ کی سلطنت پاش پاش ہو جائیگی ۔ اور عرب کے لوگ اس کے وارث ہو جائینگے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کو دین و دنیا کے خزانے بخش رہا ہے" ۔ پھر تمام مومنوں کو بلایا جب سب جمع ہوئے ۔ تو آپ نے محلم بن رداعہ کو جو جسیم اور قد آور کا آدمی تھا ۔ حکم دیا کہ شاہ ایران کا شاہی لباس پہنے اور اس کا تاج سر پر رکھے ۔ محلم نے حسب الحکم شاہ ایران کی پوشاک زیب تن کی ۔ اور تاج سر پر رکھا ۔ سب لوگ حیرت کے ساتھ اس کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا ۔ اے میرے بھائیو ۔ کسریٰ یعنی شاہ ایران کی شبیہ دیکھ لو اور عبرت پکڑو ۔ کہ دنیا کا انقلاب کیسا ہے اور جو لوگ دنیا میں دل لگاتے ہیں ان کا انجام کیا ہوتا ہے یہی کسریٰ تھا جو اس تاج و اورنگ اور شان و شوکت کے ساتھ اپنے تخت پر بیٹھا کرتا تھا ۔ اور ہزاروں غلام اور سردار اس کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے تھے ۔ وہی کسریٰ آج در بدر اور خاک بسر پھرتا ہے ۔ اس کے عالیشان محل کیا ہوئے اس کا تاج کہاں گیا ۔ اس کی دولت کدھر گئی ۔ وہ آج سب پیاری چیزوں کو چھوڑ کر پہاڑوں میں مصائب کاٹ رہا ہے نہ وہ حشمت رہی نہ وہ سلطنت رہی نہ وہ لشکر اور مددگار رہے نہ وہ غلام و خدام رہے ۔ نہ وہ کنیزیں اور خادمائیں رہیں نہ وہ ہاتھی اور گھوڑے رہے ۔ اور نہ وہ جاہ و جلال رہا پس یہی دنیا ہے ۔ دیکھ لو کہ کس قدر بے وفا ہے ۔ آج ہے تو کل نہیں ۔ میرے بھائیو ۔ یہی دنیا میں دل لگانا اور اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دینا کیا عقلمندوں کا کام ہے ۔ نہیں ۔ عقلمند وہ ہے ۔ کہ اس دنیا سے لا تعلق رہے ۔ اور اس کے ساتھ دل نہ لگائے ۔ یاد رکھو جس نے دنیا کے ساتھ دل لگایا اس کا انجام خراب ہوا ۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ قل متاع الدنیا قلیل ۔ دنیا کچھ نہیں کبھی دنیا ... دنیا ... کرتا ۔ یہ دنیا تمہارے پاس آئی ہے ... کرے گی ۔ مگر اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا جیسا کہ حضرت مسلم کرتے تھے ۔ جب دنیا تمہارے پاس آئے تو اسکو فی الفور اللہ کی راہ میں خرچ کر دو ۔ اور ... پر اپنا خزانہ جمع کرو ۔ میں پھر تاکید کرتا ہوں ۔ کہ دنیا بڑی بلا ہے ۔ اس کے پھندے سے بچو ۔ کیونکہ مجھے خوف ہے ۔ کہ کہیں یہ دنیا تمہارے زوال کا باعث نہ ہے ۔ (باقی پھر)

فضل وکرم تمہارے شامل حال رکھے - اور تم کو اس بلا سے بچائے یہ کہہ کر آپ نے مال غنیمت کو حقداروں میں تقسیم کرنا شروع کیا - جب شطرنجی کھولی گئی تو اس کی چمک دمک سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا گئیں بیلسباط کیا تھی - ہیرے اور لعلوں کا ایک مرصع باغ تھا - اور طرح طرح کے بیل بوٹوں سے زردوز تھی - جواہرات اور بوٹوں کی قیمت کے علاوہ معلوم نہیں کتنے لاکھ روپیہ اس کی ساخت کی اجرت پر ہی صرف ہوا ہو گا - حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس طلسم کو کس طرح تقسیم کریں - ایک صحابی نے کہا کہ اسے تقسیم نہ کیجئے - بلکہ اسی طرح مسجد نبویؐ میں بچھوائیں - حضرت عمرؓ نے کہا کہ مسجد میں زینت کی چیز رکھنا منع ہے - پیغمبر خدا صلعم نے مسجد کو ہر قسم کی نمونیت سے پاک وصاف رکھا - پھر عمر کس طرح یہ جرأت کرے کہ آخر حضرت علیؓ نے کہا کہ اس تکبر ونخوت کے نشان کو مٹا دو اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دو - فی الفور اس کے ٹکڑے کر کے تقسیم کئے گئے - ایک ایک ٹکڑہ بیس بیس ہزار درہم (اشرفی) پر فروخت ہوا - جب تمام حقداروں کا حق دے چکے اور اپنا حصہ بھی لوگوں میں تقسیم کر چکے - تو اس میں سے کچھ روپیہ بچ رہا آپ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ سب کو دے دلا کر یہ روپیہ باقی بچ رہا ہے - اسے کیا کیا جائے - حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر آپ اسے اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے - تو اپنے اقارب میں تقسیم کر دیجئے - حضرت عمرؓ نے فرمایا - کہ اے ابوالحسن آپ نے بہت ہی اچھی صلاح دی - میں اس روپیہ کو ان لوگوں میں تقسیم کرتا ہوں - جنہیں میں عزیز اور دوست تر رکھتا ہوں - پھر آپ نے فرمایا - کہ میرے عزیز واقارب وہی ہیں - جنہوں نے اسلام کی خدمت میں سبقت کی - پس حاضرین میں سے جو شخص چاہتا ہے - اپنا حق اسلام پر ثابت کرے (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

اخویم ڈاکٹر اختر علی خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ وہ مذہب کی مدافعت کے لئے شہر بشہر اور دیہات بدیہات دیوانہ وار پھر رہے ہیں - سیتہ دیو سے پٹنہ اور آرہ میں مباحثات ہوئے - مباحثہ کے آخری دن وہ بہت غصہ ہوا - اور حضرت نبی کریمؐ کو گالیاں دیں - مسلمانوں کا مجمع سات آٹھ ہزار تھا - گو سخت برہمی پیدا ہوئی - لیکن امن کے ساتھ جلسہ منتشر ہو گیا - مختلف علاقہ جات سے انداد کی خبریں آ رہی ہیں - اب وہاں جا رہا ہوں -

چوہدری سردار خانصاحب تحریر فرماتے ہیں - کہ ان کی اور سید لیلین شاہ صاحب کی غیر حاضری میں حکیم محمد خورشید صاحب مبلغ انجمن دعوت وتبلیغ لاہور دھرم سالہ میں آیا - اور نمازیوں میں وعظ کیا - کہ احمدی لوگ کافر ہیں - ان کو مسجدوں میں مت داخل ہونے دو خدا کا شکر ہے - کہ سمجھدار مسلمانوں نے اس کی اس حرکت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا - اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت دے - غیر مسلموں کو تو یہ لوگ مسلمان بنا نہیں سکتے ہمارا زور اس بات پر ہے - کہ کلمہ گوؤں کا کوئی گروہ کافر بن جائے بس ان کی دعوت وتبلیغ اسلام اسی حد تک محدود ہے کیا ان تنگ دلیوں اور منہ کی پھونکوں سے یہ لوگ خدا کے نور کو بجھانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں - انشاءاللہ ہرگز نہیں خدا ان کو رسیدان میں خائب وخاسر کریگا اور خادمان اسلام کو قوت وشوکت عطا فرمائیگا -

اخویم نور محمد خاں صاحب لکھتے ہیں کہ پیر خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں کے ایک مرید مولوی در رسالہ دعوت عمل بھیج کر لکھا - کہ آپ خواجہ صاحب کے مرید ہیں اور عالم ہیں - جس حسن ظنی اور نیکی سے خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کا اپنے ملفوظات میں ذکر فرمایا ہے - وہ آپ سے مخفی نہیں امید ہے - آپ بھی حسن ظنی سے کام لیکر اس پاک دعوت کو قبول کرینگے - لیکن آج کل کے ملاؤں کا ایسا وسیع حوصلہ کہاں - کہ ہماری کتاب کو پڑھ لیں - اور پھر کوئی رائے قائم کریں ملاں کے دماغوں میں تکبر کا کیڑا گھسا ہے - اور اپنے علوم تیرہ کے دنیا جہان کو ہیچ سمجھتے ہیں - ملاں صاحب نے کتاب بلا پڑھے واپس کر دی - اور ساتھ ہی لکھا - کہ حضرت مسیح موعود کی محبت کے بارے میں خواجہ صاحب پر افترا ہے - مولوی رکن الدین اور غلام احمد اختر نے افترا کیا ہے - مجھے اس کا خوب علم ہے - جو کسی مرید کو نہیں" نہایت افسوس کی بات ہے کہ مولوی کہلا کر ایک صحیح واقعہ سے صاف انکار - حضرت مسیح موعود نے جب یہ خط وکتابت اپنی کتب میں خواجہ صاحب کی زندگی میں شائع فرمائی اور پھر وہی مجلس جب ملفوظات خواجہ صاحب میں ان کے جانشین کے زمانہ میں شائع ہوئی - تو کسی مولوی کو جرأت نہ ہوئی - کہ اس کی تردید کرتا - اب جب کہ خواجہ صاحب کا جانشین ایک بچہ رہ گیا ہے - اور اکثر پرانے مرید وفات پا چکے ہیں ان امور سے انکار کیا جاتا ہے - افسوس ہے ان مولویوں کی ناخدا ترسی پر - اب ان کی کوشش یہ ہے - کہ نئے مریدوں میں مشہور کر دیا جائے - کہ یہ تحریرات رکن الدین اور غلام احمد اختر نے من گھڑت بنا کر ملفوظات میں درج کر دی ہیں - خدا کی قدرت ۲ مارچ کو راقم سطور خدا کو نواب قیصر خاں صاحب سی - آئی - ای تمندار حال سکونت ملتان کے ساتھ سفر کرنے کا اتفاق ہوا - اثنائے گفتگو میں نواب صاحب نے فرمایا - کہ وہ خواجہ صاحب کے مرید ہیں اور جب مولوی محمد حسین بٹالوی و دوسرے مخالف علماء خواجہ صاحب کی خدمت میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف منصوبہ باندھ کر گئے تھے - تو آپ وہیں موجود تھے - اور ملفوظات میں جو الفاظ خواجہ صاحب کی طرف منسوب ہیں - وہ بالکل درست ہیں - اور انہیں ذاتی علم ہے - کہ خواجہ صاحب کے ملفوظات روزانہ لکھے جاتے تھے - اور دوسرے دن صاف کر کے دوبارہ خواجہ صاحب کو دکھا دئے جاتے تھے - جنہیں بعض وقت آپ اپنے ہاتھ سے درست بھی فرما دئے کرتے تھے - اب ایک اتنے بڑے آدمی کے مقابل پر جو نہ ہماری جماعت سے تعلق رکھتا ہے - اور ماشاءاللہ بڑا بھاری جاگیردار اور معزز آدمی ہے ہم ایک معزز ملاں کی بات کو کیا وقعت دے سکتے ہیں - نواب صاحب فرماتے تھے - کہ وہ اکثر خواجہ صاحب کی صحبت میں کئی کئی ماہ رہتے رہے ہیں - نواب صاحب کی تصدیق تو واقعات خود کرتے ہیں - لیکن اس معزز ملاں کی سچائی اس سے ثابت ہے - کہ سوائے اس کے خواجہ صاحب کے اور کسی مرید کو اس واقعہ کا علم نہیں - میں کوشش میں ہوں کہ نواب صاحب کی اپنی قلم سے اس ملاں کی تردید کر دی جائے

خالصاحب نے ایک دوسرے ملاں کو بھی دعوت عمل بھیجا - جس نے رسالہ تو واپس نہ کیا - لیکن رات کے وقت اپنے وعظ میں خالصاحب کی غیر حاضری میں رسالہ کا ذکر کیا - کہ کسی احمدی نے بھیجا ہے - اور یہ لوگ معراج کو بجسد عنصری نہیں مانتے - اور اگر ہمارے حضرت نے (خواجہ صاحب نے) مہدی موعود مانا ہو - تو مجھے دکھایا جائے میں ماننے کو تیار ہوں - دوسرے دن جب خالصاحب کو یہ معلوم ہوا - تو انہوں نے مولوی صاحب سے بیان کیا کہ خواجہ صاحب کے الفاظ میں "ایں مرد صادق است - کاذب نیست" اس سے زیادہ کیا درکار ہے - بھلا چودھویں صدی کے مولوی اور ایک معقول بات قبول کر لیں - جھٹ جواب دیا کہ صادق کا لفظ علم کے معنے استعمال کیا تھا - یعنی مرزا صاحب کے علم کی تصدیق کی گئی - اس پر خالصاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعود نے دعوت تو خواجہ صاحب کو اپنے دعوے مسیحیت اور مہدویت کی دی تھی - اور تصدیق دعوے کی مانگی تھی - نہ علم کی غرض کسوف خسوف - کرہ وغیرہ کی کمال عبارتیں بنائی گئیں - لیکن ملاں صاحب نے بات دانی نہ فرمائی - اور کہا کہ یہ سب تعریف مرزا صاحب کے معانی کی ہے - کہ ان کے معانی سچے ہیں جس پر خالصاحب نے جواب دیا - کہ اگر مرزا صاحب کے معنے سچے ہیں اور مولویوں کے غلط اور خواجہ صاحب بھی مرزا صاحب کے معنوں کی تصدیق کرتے ہیں - اور مولویوں کے معنوں کی تکذیب تو اور کیا چاہیے - پھر مولویصاحب نے کہا - کہ خواجہ صاحب نے لکھا ہے - کہ مرزا صاحب کو دعوے میں خطا ہو گیا ہے

جس پر خالصاحب نے کہا - کہ دعوے میں نہیں لکھا بلکہ بعض الہامات کے معانی میں ہوئی اجتہادی غلطی قابل گرفت نہیں - یہ حال ہے اس قسم کے علماء کا ایک معقول بات کو سمجھنا چاہتے ہیں اور نہ قبول کرنے کو تیار ہیں -

ضرورت ہے - کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے دن ہماری جماعتیں اپنے اپنے مرکزوں میں عام جلسہ کر کے آپ کی تعلیم اور فیوض سے لوگوں کو واقف کریں اور مسلمانوں کو خدمت اسلام کے لئے جماعت میں شمولیت کی دعوت دیں ہماری خدمات اسلام پر واہ واہ کر دینے سے اسلام کو چنداں فائدہ نہیں پہنچ سکتا - اسلام کو اصل فائدہ اسی صورت سے پہنچ سکتا ہے کہ خادمان اسلام کی جماعت مضبوط ہو اور ترقی کرے -

لاہور میں مسیحی لیکچر

مسیحی انجمن بشارت لاہور نے مسیحی دین کی صداقت کو غیر مسیحی صاحبان کے سامنے پیش کرنے کے لئے لیکچروں کا انتظام کیا ہے یہ لیکچر ۳۰ مارچ سے ۷ اپریل تک روزانہ ۶ بجے شام فورمن کرسچن کالج ہال میں ہوا کریں گے، نہایت قابل لیکچرار صاحبان کا انتخاب وانتظام کر لیا گیا ہے، مضامین حسب ذیل ہوں گے:-

(۱) بائبل کلام اللہ (۲) بائبل کی اصلیت واعتبار (۳) الوہیت مسیح وتجسم خدا (۴) ینابیع المسیحیت (۵) نجات (۶) حدوث روح جاؤ ہر لیکچر کے بعد مختلف مذاہب کے نمائندگان کو سوال کرنے کا موقع دیا جائے گا، اور ۷ اپریل کو عام مباحثہ ہوگا، انتخاب نمائندگان کے متعلق انجمن ہائے اور آریہ سماجوں سے خط وکتابت ہو رہی ہے، مذہبی تحقیق وتبادلۂ خیالات کا نہایت ہی نادر موقعہ ہے، لہٰذا جملہ اہل مذاہب سے استدعا کی جاتی ہے کہ شمولیت سے مشکور فرمائیں)

راقم نجم الدین سکرٹری مسیحی انجمن بشارت، لاہور

ضروری اطلاع

احباب کو اخبار کے چندے کی یاددہانی کرائی گئی تھی اور اب اس کے مطابق دفتر سے وی پی ہو رہے ہیں، جن احباب نے ہماری یاددہانی کا کوئی جواب نہیں دیا، وہ مہربانی کر کے وی پی وصول فرمالیں، اور واپس کر کے دفتر کو دوہرا زیر بار نہ کریں، اگر ان کو حساب میں کچھ تامل ہو تو وی پی وصول کرنے کے بعد بھی خط وکتابت سے فیصلہ ہو سکتا ہے، آجکل اخبار کو روپے کی سخت ضرورت ہے، اگر احباب فوراً پہلی اطلاع پر ہی رقم چندہ بھیجدیں، تو ان کو بھی وی پی کے اخراجات کا زیر بار نہ ہونا پڑے، اور عملۂ اخبار کے کام کا ایک حصہ بھی ہلکا ہو جائے، امید ہے احباب میری اس گذارش پر توجہ فرمائیں گے

خاکسار منیجر

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخاں

معرفت حافظ محمد عیسےٰ صاحب بابت نومبر دسمبر جنوری

(۱) مولوی عزیز بخش صاحب بی اے، چندہ ماہ نومبر ۲۳ء
(۲) شیخ عبدالعلی صاحب بی اے سب جج، " " " "
(۳) منشی مقبول احمد صاحب " " " "
میزان
رقم آمدہ مورخہ ۱۳ ۲/۱ ۲۲
رقم قابل اندراج کھاتہ

---

(۱) میاں عبدالرحیم صاحب طالبعلم چندہ ماہ ہائے از جولائی تا اکتوبر
(۲) سید امام شاہ صاحب " "
(۳) مولوی عزیز بخش صاحب بی اے " دسمبر ۲۳ء
(۴) حافظ عبدالعلی صاحب بی اے سب جج " " " "
(۵) ملک عبدالعزیز صاحب " " " "
(۶) منشی مقبول احمد صاحب " " " "
(۷) " نور محمد صاحب " " " "
میزان " " "

---

(۱) میاں عبدالرحیم صاحب طالبعلم چندہ ماہ نومبر ۲۳ء
(۲) مولوی عزیز بخش صاحب بی اے " " جنوری ۲۴ء
(۳) شیخ عبدالعلی صاحب بی اے سب جج " " " "
(۴) منشی مقبول احمد صاحب " " " "
(۵) " عطا محمد صاحب " " اکتوبر ۲۳ء
(۶) " نور محمد صاحب " " نومبر "
(۷) میاں عبدالرحیم صاحب طالبعلم " " دسمبر "
میزان " " "

فہرست چندہ جماعت احمدیہ، جہلم

(معرفت کرم الٰہی صاحب)

(۱) شیخ غلام محی الدین صاحب چندہ ماہ جنوری فروری سے زکوٰۃ شدہ کل
(۲) میاں حکم الدین صاحب
(۳) شیخ کرم الٰہی صاحب چندہ جنوری سے " کل
(۴) " محمد شفیع صاحب وکیل
(۵) مستری امام الدین صاحب چندہ نومبر دسمبر
(۶) سیٹھ احمد الدین صاحب " فروری
(۷) میاں عبدالمالک صاحب " جنوری فروری
(۸) شیخ محمد رمضان صاحب " " " "
(۹) میاں شمس الدین صاحب " ۲۲ء و ۲۳ء
میزان کل

فہرست چندہ جماعت احمدیہ، سرگودہا

معرفت بابو عطا محمد صاحب انجنیئر سرگودھا

(۱) بابو عبدالعزیز صاحب
(۲) میاں اللہ دتا صاحب
(۳) " ننھے خاں صاحب
(۴) بابو غلام حسین صاحب انجنیئر
(۵) میاں فتح محمد صاحب
(۶) " قادر بخش صاحب
(۷) مستری نور محمد صاحب
(۸) " عبدالعزیز صاحب
(۹) " محبوب علی صاحب
(۱۰) " راجہ خاں صاحب
(۱۱) میاں نظام الدین صاحب
میزان

تازہ خبریں

ہندوستان

کراری کے بلوہ کا مرافعہ

الہ آباد ۱۹ مارچ ۔ کراری کے بلوے کے مرافعہ کی سماعت چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس پائیگوٹ نے کی تھی ۔ آج مسٹر جسٹس پائیگوٹ نے فیصلہ سنا دیا

اس مقدمہ کی بنا شیعہ اور سنیوں کے مذہبی اختلافات ہیں ان اختلافات کی وجہ سے دونوں فرقوں کے آدمیوں میں لڑائی ہوئی جس میں بہت سے آدمی مارے گئے سیشن جج نے مذکول مقدمہ کی سماعت کی اور طویل سماعت کے بعد تین شیعوں کو پھانسی کی سزا اور دونوں فرقوں کے کئی اصحاب کو مختلف المیعاد سزائیں دیں۔

عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کی رائے ہے کہ سنی اس ارادہ سے آئے تھے کہ شیعہ حضرات کو مشتعل کریں تاکہ امن عامہ میں خلل واقع ہو ۔ انہوں نے لاٹھیوں سے لڑنے کے لئے تیاریاں کی تھیں چھیالیس سنی حضرات مجرم قرار دئے گئے ان میں سے نصیرالدین اور چار دیگر ارکان بری کر دئے گئے ۔ باقی حضرات کو چھ چھ ماہ کی سزائے قید بامشقت کی سزا دی گئی ۔ تین شیعہ حضرات کو پھانسی کی سزا دی گئی تھی ۔ ان میں سے ایک کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی ۔ اور ایک کو محض ایکسال کے لئے قید کر دیا گیا ۔ ایک بری کر دیا گیا نو شیعہ حضرات کو ایک ایک سال قید کا حکم دیا گیا ۔ باقی بری کر دئے گئے۔

فتنہ پرداز لوگوں کا جماعت احمدیہ سے اخراج

اخبار "الفضل" مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۴ء رقمطراز ہے۔

چونکہ مولوی محفوظ الحق علمی ۔ مہر محمد خاں شہاب اور ماسٹر اللہ دتا کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ کمیشن کی تحقیقات اور خود ان لوگوں کے اپنے بیانات سے یہ امر پایہ تصدیق کو پہنچ چکا ہے ۔ کہ یہ لوگ بابی وبہائی خیالات رکھتے ہیں ۔ اور قادیان میں رہ کر احمدی کہلا کر ہماری جماعت میں شامل ہو کر سلسلہ کے کاموں میں حصہ لے کر خفیہ اور در پردہ بابی وبہائی خیالات کی تبلیغ کرتے رہے ہیں ۔ اس لئے ۱۸ مارچ بعد از نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات اور بیانات کو پیش فرماتے ہوئے تقریر فرمائی اور ان کو جماعت احمدیہ سے خارج کرنے کا اعلان فرمایا۔"

پیغام صلح ۔ ناظرین کرام کی اطلاع کے لئے اس قدر بتا دینا ضروری ہے ۔ کہ ان تین اشخاص میں سے ایک (مہر محمد خاں شہاب) "الفضل" کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے ۔ دوسرے (مولوی محفوظ الحق علمی) حال ہی کچھ دن ایڈیٹر انچارج رہے ہیں اور تیسرے صاحب ماسٹر اللہ دتا ہائی سکول میں مدرس تھے۔

جمعیت اقوام کی رپورٹ

جمعیۃ اقوام کی رپورٹ بابت فروری ۱۹۲۴ء مظہر ہے ۔ کہ مجلس نے تمدنی اور انسانی ہمدردی کے مسائل کے متعلق یہ قرارداد منظور کی تھی ۔ کہ حکومتیں ممنوعہ منشیات کی تمام اہم ضبطیوں سے متعلق اطلاع دیں ۔ اس کی تصدیق میں سکرٹریٹ کو ناجائز تجارت کے مختلف اعلانات موصول ہوئے ہیں ۔ جو آئندہ اجلاس میں مجلس مشاورت کے روبرو پیش کئے جائینگے ۔ اس رپورٹ میں اس کی تفصیلات مندرج ہیں ۔ کہ سنہ آئن میں جرمن منشیات کی ضبطیاں ہانگ کانگ اور لینڈ کانگ کی ضبطی اور ہونامیں فرانسیسی جہاز پر افیم کی ضبطی

ضرورت ضرورت

احمدیہ بستی کے لئے ایک چوکیدار کی ضرورت ہے جو لوٹے لگاتے اور ان کی نگاہداشت کے کام سے واقف ہو ا مہوست سولہ روپے ماہوار تنخواہ دی جائے گی، اور ایک روپیہ سالانہ ترقی،

درخواستیں بنام

سیکرٹری انجمن احمدیہ بستی احمدیہ بلڈ نگس لاہور آنی چاہئیں

کس طرح عمل میں آئی، کلکتہ سے متعلق جمعیۃ کو برطانی دفتر خارجہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ گذشتہ ستمبر میں کوکین اور کلورا ئیڈ پکڑی گئی، ایک کی مقدار ۲۵۰ اور دوسرے کی ۲۰۰ اونس تھی ۔ یہ جاپانی جہازوں میں پائی گئی تھیں،

بیان القرآن یعنی اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم ۔ اے ایل ایل بی امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس بے نظیر تفسیر کی چند ایک خصوصیات جو اسے دوسری تفاسیر سے میز کرتی ہیں ۔ حسب ذیل ہیں ۔

(۱) قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے سے حل کیا گیا ہے

(۲) قرآن کریم کی تفسیر کرنے میں احادیث صحیحہ کو دوسری تمام باتوں پر مقدم کیا گیا ہے اور اسی غرض کے لئے امام بخاری کی کتاب التفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر کو سامنے رکھا گیا ہے۔

(۳) لغات قرآن کریم کی پوری تشریح کی گئی ہے ۔ جس کے لئے مفردات امام راغب تاج العروس اور لسان العرب سے مدد لی گئی

(۴) قرآن کی ترتیب اور نظم کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے اول آیات قرآنی کا باہمی ربط دوم رکوعوں کا باہمی تعلق سوم سورتوں کا ایک دوسرے سے تعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(۵) ہر ایک سورت کے شروع میں اس کے تمام رکوعوں کا خلاصہ دے دیا گیا ہے ۔ اور اس سورت کے نام میں جو حکمت ہے اسے ظاہر کیا گیا ہے ۔

(۶) قرآن کریم کا ترجمہ لفظی مگر بامحاورہ کیا گیا ہے اور ترجمہ کو الفاظ کی حد سے باہر نہیں نکلنے دیا اپنی طرف سے الفاظ بڑھانے کے اصول کو بالکل ترک کر دیا گیا ہے ۔

(۷) قرآن کریم کی لغات کے حل اور مطالب کی تشریح میں متقدمین کی آرا کو نظر انداز نہیں کیا گیا ۔ بلکہ ضرورت زمانہ کے مطابق متقدمین کی آرا کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے اور کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے

(۸) اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے کہ لوگوں میں قرآن کریم کا شوق پیدا ہو اور جو لوگ زبان اردو لکھ پڑھ سکیں وہ اس کی تفسیر کی مدد سے خود قرآن شریف کا درس دے سکیں اس لئے ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے ۔

(۹) ہر ایک جلد کے شروع میں تفسیر کے مضامین کی مکمل فہرست دی گئی ہے ۔

(۱۰) ان تمام باتوں کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبی کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ۔ ہر ایک صفحہ کے شروع میں قرآن کریم نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشخط بین السطور ترجمہ نیچے تفسیر کاغذ نہایت اعلیٰ قسم کا جلد نہایت خوبصورت اور مضبوط پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغریٰ

تمام تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوگی جس میں ہر ایک جلد کی ضخامت [illegible] تقطیع کے سات آٹھ سو صفحات کے قریب ہے پہلی جلد قیمت [illegible] روپیہ محصولڈاک و خرچ پیکنگ [illegible] دوسری جلد قیمت [illegible] روپے محصولڈاک [illegible] ایک روپیہ تیسری جلد قیمت [illegible] محصولڈاک وغیرہ [illegible] وی پی کی درخواست کے ساتھ قیمت ایک حصہ پیشگی آنا چاہیے کچھ نسخوں کی جلدیں سارے چمڑے کی مجلد رسلا نیلی مجلد ہیں جن کی قیمت فی جلد زیادہ ہے فرمائش کے ساتھ اس کی تصریح ضروری ہے

اردو کورس

چونکہ سرکاری جھوٹے اسلامی مدارس میں بھی چھوٹے بچوں کے لئے ایسا کورس موجود نہیں جس کے پڑھنے سے تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کی دینی اور اخلاقی اصلاح بھی ہوتی رہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ارادہ کیا ہے کہ مسلم بچوں کے لئے ایسا کورس تیار کرے جس سے دونوں فائدے حاصل ہوں ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں قاعدہ اردو ۔ اردو کی پہلی دوسری اور تیسری کتاب لکھی جا چکی ہیں [illegible] سے قاعدہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے ۔ اردو کی پہلی [illegible] تک تیار ہو چکی اور دوسری ۔ تیسری بھی زیر طبع ہے [illegible] بچوں کے لئے یہ کتابیں بہت مفید ہیں ۔ قاعدہ کی قیمت [illegible] اردو کی پہلی کتاب کی ۲/

مہتمم دار الکتب اسلامیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور [illegible]

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ — نمبر ۴۲

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار، مورخہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۲۴ء

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

ایک جرمن ڈاکٹر کا قبول اسلام

جرمن مسلم سوسائٹی کا قیام اور جرمن رسالہ کا اجرا

(حضرت مولینا صدرالدین صاحب کا تازہ خط برلن سے)

برلن سے حضرت مولینا مولوی صدرالدین صاحب کا جو تازہ خط موصول ہوا ہے۔ اس میں آپ نے جرمن ڈاکٹر گرائفیلٹ کے قبول اسلام کی خوشخبری سنائی ہے۔ جن کا اسلامی نام عارف رکھا گیا۔ یہ صاحب اسلام کا جس قدر عشق اور تبلیغ اسلام کا جو جوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ وہ حضرت مولینا کے خط سے ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ یہ سننا بھی موجب مسرت ہے کہ حضرت مولانا نے جرمن زبان میں ایک رسالہ بھی جاری کر دیا ہے۔ جس کے لئے انہوں نے احباب سے درخواست کی ہے۔ کہ کم از کم تین روپیہ سالانہ چندہ دیں جس سے یہ رسالہ اہل جرمنی میں مفت تقسیم کیا جا سکے اور دعا کے لئے بھی درخواست کی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ احباب اس خوشخبری کو پڑھ کر حضرت مولینا کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں گے۔ اور رسالہ کے لئے تین روپیہ سالانہ چندہ بھیجنے والے بہت سے احباب نکل آئیں گے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی و معظمی حضرت مولینا سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

آج ۲۹ فروری کا دن میرے لئے عید کی خوشی کا موجب ہوا ہے۔ میری بیماری کو اس نے کم کر دیا ہے۔ ڈاکٹر گرائفیلٹ صاحب مسلمان ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ رب العٰلمین۔

علاوہ مادری زبان پر نہایت اعلیٰ درجہ کی قدرت کے انگریزی اور فرانسیسی بھی خوب جانتے ہیں۔ برلن ہی کے رہنے والے ہیں۔ ان کے والد انجینئر ہیں۔

انہوں نے پچھلے ستمبر میں میرے انگریزی لیکچر کا ترجمہ بزبان جرمن کیا تھا۔ اس لیکچر میں جو ۵ صفحات کا ہے۔ اور کتاب کی شکل میں چھپ چکا ہے۔ حضرت نبی کریم کے مختلف و لربا احسانات پر بحث ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی نوع انسان پر کئے ہیں۔ اس مضمون کا ان پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ اس اثر کا اظہار انہوں نے اپنے ایک دوست سے جو بڑے قابل مصنف فلاسفر ہیں ذکر کیا اور اپنی والدہ ماجدہ کو بھی اس اثر کے نیچے وہ لیکچر سنایا۔ اب مارچ میں ایک سہ ماہی رسالہ جاری کرنے کے لئے جو مضامین لکھے تو پھر ڈاکٹر گرائفیلٹ کی قسمت نے ان کی یاوری کی یا ہماری قسمت نے یاوری کی کہ ان مضامین کا ترجمہ بھی ان کے حصے میں آیا۔ جوں جوں میں بیماری کی حالت میں سلسلہ

کے مضامین ان کو لکھ کر دیتا گیا توں توں ان کے اندر اسلام کا عشق پیدا ہوتا گیا۔ آخرکار آج صبح جب وہ تشریف لائے تو ان کی ضیافت طبع کے لئے ایک نیا مضمون تیار تھا۔ اس میں میں نے ایمان کی صفت چند صفحات لکھ رکھے تھے۔ اور اس کو یوں ختم کیا کہ یہ انسانی فطرت کا جو ہر شخص کا ورثہ ہے۔ اس میں داخل ہونے کے لئے اس کو کسی رسم کے ادا کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ جب وہ ان عقاید کو اپنی فطرت میں پاتا ہے۔ تو اس کو کسی رسم کے ادا کرنے کی کیوں حاجت ہو۔ ہاں اسلامی اخوت میں منسلک ہونے کے لئے انسان کو محض اظہار کر دینے کی ضرورت ہے۔ اس مضمون کے پڑھتے ہی انہوں نے کہا کہ میں بھی دل اور اخلاص سے مسلمان ہوں۔ اور میں اس کا اظہار تحریراً اور تقریراً کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے تقریراً و تحریراً اس امر کا اعلان کر دیا۔ ہمارے گھر میں ایک خوشی کا سماں پیدا ہو گیا۔ وہ خاتون جن کے گھر میں قیام ہے وہ سال بھر سے اسلامی تعلیمات کے متعلق بہت کچھ مطالعہ کر چکی ہیں۔ ان کو انتہا درجے کی خوشی ہوئی۔ اور ان کی خاتون جو چوبیس سالہ ہیں۔ اور جرمن انگریزی اور فرانسیسی میں بڑا وسیع مطالعہ رکھتی ہیں۔ ان کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا اور انہوں نے اپنی ماں سے کہا۔ اگر قومی تعلقات کی زنجیریں طوق گردن نہ ہوتیں تو آج میں بھی ڈاکٹر گرائفیلٹ کی طرح اسلام کے قبول کرنے کا اعلان کرتی۔ ماں نے کہا کہ اسلام کے فطری اور معقول مذہب ہونے کی میں بھی قایل ہوں۔ لیکن ۷۰ سالہ ہوں۔ پاؤں قبر میں ہیں۔ میرے لئے اعلان کرنا نہایت ہی مشکل امر ہے

ان خاتونوں نے ڈاکٹر گرائفیلٹ کو بڑی بڑی مبارک باد دی۔ اور اپنی خوشی کے اظہار کے لئے ان کو پہر کے دن اپنے دسترخوان پر مدعو کیا ہے

ان دونوں خواتین کی حیثیت ان کے خاندان میں بڑی ہے۔ خاندان بھی بڑا ہے اور بڑی حیثیت کا۔ ان سب لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ خواتین اسلام کی طرف مائل ہیں [illegible] رشتہ داروں کی طرح آتے جاتے ہیں۔ ان پر بھی اثر بڑا اچھا ہے۔ لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ آج ہی اسلام قبول کر لیں۔ ہاں ان میں سے ایک نوجوان خاتون جو بڑی قابل ہیں۔ اور ایک بڑے امیر باپ کی بیٹی ہیں وہ یقیناً مسلمان ہیں اور وہ ضرور خدا کے فضل سے اعلان بھی کریں گی۔ علاوہ ازیں یہ چوبیس سالہ خاتون اپنی قوم بھر میں بھی ممتاز ہیں۔ اور ایک سوسائٹی کی مستقل پریزیڈنٹ ہیں۔ یہ سب زنجیریں ہیں۔ جو اس داستان کو اعلان کرنے سے روکتی ہیں۔ کیا میری قوم اپنی دعاؤں سے ان زنجیروں کے توڑنے کی کوشش نہیں کر سکتی ہے۔ میں یقین کرتا ہوں حضرت موعود وقت کی قوم کی دعاؤں کے اندر بڑا اثر ہے۔ اے میری قوم! میں ناتواں ہوں کم بضاعت ہوں قصوروار ہوں۔ بیمار بھی ہوں۔ اپنی دعاؤں سے اس دور کی مسافرت میں میری مدد کرو۔ جو کام میری کوشش سے سرانجام نہیں پاتا وہ آپ کی دعاؤں سے تکمیل کو پہنچ جائے۔

ڈاکٹر عارف گرائفیلٹ مبلغ اسلام

میرے لئے سب سے زیادہ خوش کرنے والا امر یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب جن کو اسلامی نام عارف دیا گیا ہے۔ اور جو اخلاق فاضلہ کا نمونہ ہیں۔ اور جن کے اندر اخلاص اور ایثار کی وہ صفات متمیز طور پر نظر آتی ہیں۔ اپنے اندر تبلیغ کا بڑا جوش رکھتے ہیں۔ جوانی کے ایام میں جرمن اور اخلاص انسان کو بڑا میسر آتا ہے۔ وہ ایام آج ڈاکٹر عارف گرائفیلٹ پر ہیں۔ اور وہ تبلیغ کا عزم کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا کرے۔ ان کی عمر میں لیاقت میں اور اس کی سعی میں برکت نازل کرے۔

جرمن مسلم سوسائٹی

ڈاکٹر عارف گرائفیلٹ کے دیکھنے نے جرمن مسلم سوسائٹی کی بنیاد رکھنے کے سامان پیدا کر دیے ہیں۔ میں نے دیگر جرمن مسلمانوں سے جن کی تعداد ابھی بہت محدود ہے۔ اس قسم کی سوسائٹی قائم کرنے کے متعلق گفتگو کی ہے۔ وہ سب اس کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ ایسی سوسائٹی کے چلانے والے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ساری توجہ اس کام پر صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اسے اپنی جناب سے ایک مخلص اور ایثار کی صفت سے متصف ہے۔ اور سارا وقت دیتا ہے ہم کو عنایت

سلسلہ پر خط حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام موصول ہوا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، مورخہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۴۲ ہجری، نمبر ۴۲

آنحضرت صلعم کا حکم اشاعت اسلام ہی نہ کہ حصول خلافت

غازی مصطفٰے کمال پاشا اور حضرت مسیح موعودؑ

"غلام احمد کی جے"

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی رہنمائی کرنے انہیں ذلت و نکبت کی حالت سے نکال کر اوج کمال پر پہنچانے اور ان کی کامیابی کی راہیں کھینچنے کے لئے کس قدر دل و دماغ کام میں لائے گئے، کس قدر رہنمایان ملت اور لیڈران قوم ہمدردانہ لباس میں ان کے سامنے آئے اور نہایت دردمندی کے ساتھ قوم کو ایک یا دوسری راہ پر لگانا چاہا۔ حالانکہ نزدیک کامیابی کی راہ بھی۔ کس قدر نسخے انہوں نے قوم کی بہتری کے لئے تجویز کئے، کسی نے تعلیم کو ان کی کامیابی کا اصل ذریعہ بتایا، کسی نے مسلم لیگ کو قوم کے لئے آب حیات قرار دیا، کسی نے ہندو مسلم اتحاد کو ترقی کا زینہ بتایا، کسی نے سوراج کو معراج ترقی کی انتہائی منزل مقصود سمجھا۔ الغرض جو جس کے جی میں آیا۔ اس نے اسی کو مسلمانوں کی فلاح کا اصلی رستہ قرار دے دیا۔ گذشتہ دو تین سال میں خلافت کے حصول کو ہی اصل کامیابی سمجھا گیا۔ اس کو قوم کا اصلی نصب العین قرار دیا گیا۔ اور اب تک دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اسلام کا خلاصہ اور نچوڑ بتایا جاتا ہے۔ اور اس کی بربادی میں اسلام کی بربادی کو مضمر سمجھا جاتا ہے۔

اسی تگ و دو کے عالم میں ایک شخص قادیان کی گمنام بستی سے اٹھا اور اس نے آواز بلند للکار کر کہا۔ کہ آج مسلمانوں کو کامیابی اگر حاصل ہو سکتی ہے۔ تو تبلیغ و اشاعت اسلام سے۔ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے فرمایا:—

اگر امروز نشکر عزت دیں در شما جوشد
شما را نیز واللہ رتبت و عزت شود پیدا

اس غرض سے اس نے ایک جماعت بنائی۔ جس کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ اسلام کو دنیا میں پھیلائے۔ اور غیر مذاہب کے حملوں سے اس کی حفاظت کرے، لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے عام طور پر اس طرف توجہ نہ کی، بلکہ اشاعت اسلام کو ایک دور از کار بات سمجھا، اور اور باتوں کو اختیار کر کے انہوں نے نقصان پر نقصان اٹھائے لیکن مجدد وقت کی بات پر کان نہ دھرا، اور باوجود ان شاندار نتائج کے جو اس کی جماعت کی ادنےٰ کوششوں پر اللہ تعالےٰ نے مترتب فرمائے ہیں، اس پر یقین نہ کیا، کہ اشاعت اسلام ہی سے ان کی تمام کامیابیاں وابستہ ہیں، اور یہی درحقیقت ان کا اصلی فرض اور نصب العین ہے،

لیکن خدا تعالےٰ کا ہاتھ بڑا زبردست ہاتھ ہے، وہ اپنی بات کو کسی نہ کسی طرح پر منوا کر ہی رہتا ہے، اس نے اس پاک امام پر الہام کیا کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا، اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا" سو ایسا ہی ہوا، گذشتہ ایک دو سالوں میں ہندوستان کے انقلاب آزادی کی رو نے جو رنگ پیدا کیا جس طرح سے مسلمانوں کے سیاسی لیڈر اور مذہبی و ملکی اصحاب نے رسوا ہوئے ان معدودے چند لوگوں کے جن کو خاص اغراض کی وجہ سے علیحدہ رہنا پڑا تبلیغ اسلام کو اہمیت کی نگاہوں سے دیکھا، اور جوق در جوق میدان تبلیغ میں نکل کھڑے ہو گئے، وہ ایک خدائی فعل تھا۔۔۔ جس نے مسلمانوں کو بتا دیا کہ ان کے غافل ہو کر پڑے رہنے اور اپنے اصل نصب العین کو چھوڑ دینے کا یہ نتیجہ ہے، کہ موت ان کے سر پر آ کھڑی ہوئی ہے وہ خدا تعالےٰ کا زبردست حملہ تھا، جس نے ان کو یقین دلا دیا، کہ سوراج اور ہندو مسلم اتحاد کی جو صورت پیدا کی جا رہی ہے، وہ ان کی زندگی کے شجر پر ایک تبر ہے، اور اگر انہوں نے حرکت نہ کی اور اسلام کے پودا کی جو قرون اولیٰ کے بزرگوں نے ہندوستان میں لگایا تھا، حفاظت اور آبیاری نہ کی، تو یہی اتحاد اور سوراج ایک تیغ تیز بن کر اس کو کاٹ پھینکے گا،

ہندو مسلم اتحاد اور سوراج کے بعد مسلمانوں کی نظر ترکی خلافت پر تھی، غازی مصطفٰے کمال پاشا نے جو کام ترکی سلطنت کو بچانے اور اس کو مستحکم کرنے میں سرانجام دیا ہے، وہ تاریخ کے صفحات میں زرین حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے، لیکن مسلمانوں نے غازی موصوف کے حق میں اقرار سے کام لیا، اور مجدد کا منصب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور حضرت میرزا غلام احمد صاحب کے لئے خاص کیا تھا غازی مصطفٰے کمال پاشا کو دے کر انہیں مجدد خلافت کے نام سے پکارنے لگے، غیرت خداوندی جوش میں آئی، اور انہی غازی مصطفٰے کمال پاشا کے ہاتھ سے خلافت کو وہ کاری ضرب لگوائی، جس سے اس کا نام و نشان باقی نہ رہا، یہی نہیں بلکہ جس پالیسی کا غازی مصطفٰے کمال پاشا نے اعلان کیا ہے، اور اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم مسلمانوں کے لئے بتایا ہے وہ وہی ہے، جس کی تلقین مجدد وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی، ایک فرانسیسی اخبار کے نامہ نگار سے گفتگو کرتے ہوئے غازی موصوف نے فرمایا:۔

"ہمارے نبی کریم اور آپ کے اصحاب کرام نے ہم کو تمام اقطار عالم میں نشر و تبلیغ اسلام کا حکم فرمایا ہے اس بات کی تعلیم آپ نے نہیں دی، کہ ہم حکومت حاصل کریں کبھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال نہ تھا خلافت کے معنے حکومت حاصل کرنا ہے،۔۔۔۔۔۔"

غازی مصطفٰے کمال پاشا کے یہ الفاظ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، فی الحقیقت امت مسلمہ کا اصلی فرض اور نصب العین اشاعت اسلام ہی قرار دیا گیا ہے، ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر، خلافت ایک انعام ہے جو ایمان اور اعمال صالحہ یا نشر و تبلیغ اسلام پر اللہ تعالےٰ مترتب فرماتا ہے، وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنہم فی الارض مسلمانوں کے ساتھ جس وقت یہ وعدہ ہوا، وہ نہایت بیکسی کی حالت میں تھے دشمن چاروں طرف سے انہیں ظلم و ستم کا تختہ مشق بنائے ہوئے تھے، اس وقت اللہ تعالےٰ نے انہیں خوشخبری دی، کہ آج اس ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے تم پر ستم توڑے جاتے ہیں، کل اسی ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے تم عظیم الشان مملکتوں کے مالک ہو گے، اور اسی کہ دنیہ پر تمہارا قبضہ ہو گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور جب تک ایمان اور اعمال صالحہ مسلمانوں میں رہے، خلافت کے وہ وارث بنے رہے، آئندہ بھی جب کبھی یہ دونوں چیزیں ان میں پیدا ہوں گی، خلافت انہی کا ورثہ ہو گی،

اس ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو صحیح راہ پر لگایا جائے، انہیں بتایا جائے، کہ اگر وہ دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو انہیں ایمان اور اعمال صالحہ اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں، انہیں اس حقیقی راہ پر گامزن ہونا چاہیئے جس کی مجدد وقت نے انہیں تلقین کی، اور غازی مصطفٰے کمال پاشا نے بھی اسی کی طرف اشارہ کر کے اس مامور من اللہ کی تائید کی،

ضرورت ہے کہ غازی مصطفٰے کمال پاشا کی جے پکارنے والے اب "غلام احمد کی جے" پکاریں، کہ واقعات اور خود غازی موصوف کے الفاظ اسی مامور من اللہ کی صداقت پر شاہد ہیں کاش کوئی سمجھے اور غور کرے ؎

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

مسلم ہائی سکول لاہور

یکم اپریل کو داخلہ

ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول لاہور مطلع فرماتے ہیں، کہ سکول میں نئے سال کا داخلہ یکم اپریل کو ہوگا، ہمارے احباب کو چاہیئے، کہ اپنے بچوں کو شروع سال سے اپنے اس قومی سکول میں داخل کرا دیں،

مسلم ہائی سکول کے متعلق احباب کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ انجمن نے کس قدر اخراجات برداشت کر کے محض اس غرض سے اس سکول کو جاری کیا ہوا ہے، کہ قوم کے وہ نونہال جن کو دوسرے مدارس میں دینی و اخلاقی تعلیم میسر نہیں آتی، اپنے اس قومی سکول میں نہ صرف اس تعلیم کو حاصل کریں، بلکہ اپنے سینوں میں اشاعت اسلام کا جوش لے کر باہر نکلیں،

خدا کا یہ فضل ہے کہ اس سکول نے اپنی ابتدائی زندگی میں ہی نمایاں کامیابی حاصل کی ہے، ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول نے جو رپورٹ تقسیم انعامات کے جلسہ میں پڑھی تھی، اور جو کسی گذشتہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرام ہو چکی ہے، اس سے ظاہر ہے کہ سکول کے تعلیمی نتائج خدا کے فضل سے تسلی بخش ہیں، گذشتہ سال امتحان انٹرنس کے ۱۷ امیدواروں میں سے ۱۵ کامیاب ہوئے، ایک طالب علم نے وظیفہ لیا، تین فسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے، اور سوائے ایک کے باقی سب سیکنڈ ڈویژن میں،

لیکن ان سب سے بڑھ کر جو بات مسرت انگیز ہے، وہ دینیات کا انتظام ہے، انجمن نے سکول کو دو خاص مدرس محض دینیات کی تعلیم کے لئے دے رکھے ہیں، جن میں سے ایک مولوی عبد الحق صاحب ہیں، عربی اور فارسی کے مدرس ان کے علاوہ ہیں، دینیات کا نصاب بالکل جداگانہ ہے، جس میں سیرۃ خیر البشر، تاریخ اسلام، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی کتب شامل ہیں،

پھر بورڈنگ میں رہنے والے طلبا ہر روز شام کے وقت حضرت امیر ایدہ اللہ کے درس قرآن کریم سے فائدہ اٹھاتے آٹھویں دن خطبات جمعہ سے مستفیض ہوتے اور احمدیہ ایسوسی ایشن کے ہفتہ وار لیکچروں میں عملی شمولیت اختیار کرتے ہیں، یعنے سکول کے چھوٹے چھوٹے طالب علم مجمع عام میں اٹھ کر اسلام اور دیگر مذاہب پر ریویو کرتے، اسلام پر غیر مذاہب کے اعتراضات کے جواب دیتے، اور بعض وقت آپس میں بحث مباحثہ کرتے ہیں ان کی ہمت بڑھانے کے لئے ہمارے مخدوم و مکرم جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ احمدیہ ایسوسی ایشن میں مسلم ہائی سکول کا جو طالب علم تقاریر وغیرہ میں سال بھر میں اول رہے گا، اسے پندرہ روپے انعام دیا جائے گا۔

غرض جہاں تک ممکن ہے۔ سکول میں دنیوی و مروجہ تعلیم کے علاوہ دینی و اخلاقی تعلیم دینے اور طلبا کو اسلام کے بہترین فرزند بنانے کا کافی سامان موجود ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ہمارے احباب اس سے فائدہ اٹھائیں۔ تاکہ

بلاد شرقیہ میں تبلیغ اسلام

حافظ محمد حسن صاحب کا خط سینگا پور سے۔

جناب ایڈیٹر صاحب:-

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

قومی پرچہ اور قومی کاموں سے قوم کی دلچسپی اس صورت میں بڑھ سکتی ہے جب کہ قوم کے سامنے ان تمام کاموں کا صحیح نقشہ رکھ دیا جائے جو مختلف اطراف عالم میں ہمارے مبلغین سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں جہاں کام کرنیوالوں کو آسانیاں ہیں۔ اس کا بھی قوم کو علم ہونا چاہیئے۔ اور جہاں انہیں مصائب سے سامنا کرنا ہوتا ہے۔ قوم اس سے بھی باخبر رہے چونکہ اسی قوم سے آئندہ مبلغین پیدا ہونے والے ہیں۔ اس لئے موجودہ مبلغین کے طرز تبلیغ اور تجربہ سے ہر آن قوم کو مستفیض ہوتے رہنا لازمی ہے۔ میں اپنے دیگر مبلغین بھائیوں کی خدمت میں عرض کرونگا۔ کہ وہ جہاں جہاں ہوں۔ اپنے قومی پرچہ یعنی "پیغام صلح" سے اپنی وابستگی قائم رکھیں۔ ہاں ایک بات ضرور عرض کردونگا۔ کہ کامیاب اور باکمال مبلغ وہ ہے۔ جس کی تحریر شائبہ غلو سے پاک ہو۔ صداقت اور دیانت ہر وقت ہمارے رفیق منزل رہنی چاہیئے۔ میں مختصراً اپنے سفر کا حال بیان کرتا ہوں۔

گھر سے روانگی

۲۷ فروری یا شاید ۲۸ فروری کو میں نے گجرات میں وکالت ترک کردی۔ نئے مقدمات تو میں نے ۱۵ فروری سے لینے بند کر دیئے تھے ایک دو دن میں اپنے موضع میں رہا۔ میرے عزیز ترین رشتہ داروں نے میرے ساتھ بدترین سلوک کر کے مجھے گھر سے روانہ کیا۔ ان کے ناملائم سلوک کے زخم بعض اوقات سینہ میں تازہ ہو جاتے ہیں اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ چار فروری کو میں لاہور پہنچا۔ میری بیوی اور ایک چھوٹا بچہ جس کی عمر اس وقت چار ماہ کے قریب تھی میرے ساتھ تھے۔ میرا بڑا لڑکا بعمر ۳ سال اپنی نانی کے پاس ہے۔ اس کی مفارقت البتہ بہت گراں گذر رہی ہے۔ لاہور کے پندرہ روزہ قیام میں لاہوری احباب نے جو عنایات کیں ان کا کیا ذکر کروں۔ ہر شخص لاہور جاکر ان سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ حضرت امیر کی محبت بھری نگاہیں تو ہمیشہ جادو کا کام کیا کرتی ہیں۔

۱۸ فروری کے دن میں ہمراہ فیملی اور مرزا ولی احمد بیگ صاحب کلکتہ میل پر سوار ہوئے۔ تمام احباب اسٹیشن پر موجود تھے۔ اور انہوں نے ہمارے استحقاق سے بڑھکر ہماری عزت کی۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ بوقت روانگی ہمارے قلوب جذبات محبت سے لبریز تھے حضرت مولوی احمد صاحب اسی دن پشاور سے تشریف لائے تھے۔ اسلئے وہ کلکتہ میل پر سوار نہ ہو سکے۔

انبالہ پہنچکر ہمیں معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب اس گاڑی پر سفر نہیں کرسکتے۔ اسلئے انکو انبالہ میں اتار دیا گیا۔ انبالہ میں ایک مسلمان بابو صاحب نے ہماری بڑی امداد کی۔ افسوس کہ میں ان کا نام نہیں جانتا لیکن میرا دل اپنے محسن کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔

انبالہ میں ہمیں سیکنڈ کلاس گاڑی بالکل خالی مل گئی۔ تو ہم کلکتہ تک ہم اسطرح گئے جسطرح کوئی شخص اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ ۲۰ تاریخ صبح کو ہم کلکتہ میں پہنچ گئے۔ اور وہاں ایک بڑے مسافر خانہ میں اترے۔ جہاں فیملی کوارٹرس الگ بنے ہوئے ہیں۔

جس دن ہم لاہور سے روانہ ہوئے۔ حضرت مولوی احمد صاحب بھی اسی دن دوسری گاڑی پر لاہور سے روانہ ہو گئے اور اس امر کی اطلاع ہمیں اسوقت ملی۔ جبکہ میں اپنے عزیز مرزا ولی احمد بیگ سے جدا ہو چکا تھا۔ اسی دن شام کو مرزا صاحب اور مولوی صاحب بھی کلکتہ پہنچ گئے۔ جن سٹیشن پر موجود تھا۔ دو دن کلکتہ میں جہاز کے انتظار میں ٹھہرنا پڑا۔ دوران قیام میں ہمیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

جہاز پر تبلیغ

۲۲ فروری بروز جمعہ ہم جہاز پر سوار ہوئے۔ یہ عجیب چیز میں نے پہلی دفعہ ہی دیکھی۔ ایک خاصہ شہر تھا۔ کم از کم احمدیہ بلڈنگس سے تو بڑا تھا۔ تقریباً ہر مذہب کے لوگ اسمیں موجود تھے۔ ہندو یہودی سکھ۔ آتش پرست۔ بدھ۔ چینی۔ عیسائی مسلمان وغیرہ تمام مذاہب کے نمائندے اسمیں موجود تھے۔ انگریز لوگوں کو میں نے اسلامی کتابیں پیش کیں جنہوں نے نہایت شوق سے انکو پڑھا۔ عورتوں کو میری بیوی نے کتابیں دیں۔ انہوں نے بھی نہایت شوق سے انکو مطالعہ کیا۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب ڈیک [illegible] میں بیٹھے نہایت شد و مد سے تبلیغ کرتے تھے۔ ان کے مباحثات رات کے بارہ بارہ بجے تک جاری رہتے تھے۔

حضرت مولانا کے اقتداء میں نمازیں ادا ہوتی تھیں۔ دس گیارہ دن جہاز میں رہے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ تمام مذاہب کے لوگوں سے گفتگو کرکے ہم اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ فی الواقعہ دنیا کا آئندہ مذہب لازماً اسلام ہونیوالا ہے۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اسکی اشاعت عام ہو۔

رنگون کی مذہبی حالت

رنگون بڑا عجیب شہر ہے۔ تین دن جہاز وہاں رہا۔ مرزا صاحب نے بہت سے خریدار "لائیٹ" کیلئے پیدا کئے۔ وہاں چند آدمی ہمیں ایسے ملے جو اشاعت اسلام کی تڑپ رکھتے تھے۔ اور کوئی اخبار یا رسالہ رنگون سے نکالنا چاہتے تھے۔ وہ ہماری انجمن سے علمی امداد چاہتے ہیں۔ ہم نے انہیں انجمن کا ایڈرس دے دیا اور ان کے شوق کو اور بھی تازہ کیا۔

رنگون کے برمی لوگ بہت آزاد منش ہیں۔ اپنے مذہب سے انہیں کوئی تعلق نہیں۔ زیادہ میل جول مسلمانوں سے ہے مسلمانوں سے ان کی عورتیں شادی بھی کرلیتی ہیں۔ اگر وہاں مستقل طور پر کوشش کی جائے۔ تو سارا برما حلقہ بگوش اسلام ہو سکتا ہے۔

پینانگ کے مسلمان

رنگون سے چلکر ہمارا جہاز پینانگ کی بندرگاہ میں آیا۔ یہاں کے باشندے چینی اور ملائی لوگ ہیں۔ ملائی اکثر مسلمان اور نہایت شریف الطبع لوگ ہیں۔ اسلامی ہمدردی انمیں موجود ہے۔ لیکن کوئی اس سے کام نہیں لیتا۔ بیچارے جاہل ہیں۔ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے الگ تھلگ پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن انکی نگاہیں بتلاتی ہیں۔ کہ انمیں ایمان کی روشنی موجود ہے۔ اور وہ ایک مفید اور نافع قوم بن سکتی ہے۔ بشرطیکہ انکو اسلامی اصولوں پر استوار کر دیا جائے۔

منزل مقصود

پینانگ سے ہم نے سنگاپور کی انجمن کو تار دیدیا تھا۔ چنانچہ جب ہم سنگاپور پہنچے تو شہر کے بڑے بڑے مسلمان تاجر سٹیشن پر موجود تھے۔ افسوس کہ ہمارے بھائی سید قدرت شاہ صاحب علیل تھے۔ اور ہسپتال سے انکو ملاقات کی اجازت نہیں مل سکتی تھی۔ اب خدا کے فضل سے اچھے ہیں۔ گو کامل صحت ابھی نہیں ہوئی۔ احباب دعا کریں۔

یہاں کی انجمن کے اراکین نہایت شریف اور اسلام کے خیرخواہ ہیں۔ مولویانہ روباہ بازیوں سے سخت متنفر۔ روشن دماغ اور اہل بصیرت لوگ ہیں۔ انہوں نے ہماری بڑی عزت کی اور اخوت اسلامی کا صحیح نمونہ پیش کیا۔ یہاں کے ماہوار رسالہ کا نام "The [illegible]" ہے۔ بیس صفحہ [illegible] پر شائع ہوتا ہے۔

سینگاپور میں تقاریر

آج جمعہ کا دن ہے۔ حضرت مولانا مولوی احمد صاحب اور خاکسار نے مسجد میں اشاعت اسلام پر تقریریں کیں۔ مسلمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا لیکن جب مسلمانوں کے مجمع کو دیکھتا ہوں اور ان کے جوش بھرے خلوص کو دیکھتا ہوں۔ تو مجھے ان لوگوں پر سخت افسوس آتا ہے۔ جو کہ اس پاک جوش کو کسی غلط طریق پر استعمال کرکے قوم کیلئے ناکامی خرید لیتے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر بہت خوبیاں ہیں۔ وہ بڑے بڑے کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ ہاں کارفرما چاہیئے جو انکو دھوکا نہ دیں۔ بلکہ صحیح راستہ پر چلائیں۔

سینگاپور کی اقتصادی حالت اور مسلمان

سنگاپور بہت مہنگا شہر ہے۔ اشیاء کی گرانی اسقدر گھبرا دیتی ہے۔ آج مرزا صاحب اور مولوی صاحب نے کھانا بازار سے کھایا۔ تو ایک وقت کے قریباً پانچ روپے چارج ہوئے۔ اور کھانا بھی سیر ہوکر نہیں کھایا۔

گھی اور آٹا تو ہندوستان سے ہی آتا ہے۔ دودھ چودہ پندرہ آنے سیر ملتا ہے۔ گوشت پونے دو روپے فی سیر کے حساب سے وغیرہ وغیرہ چینی لوگ بہت مالدار ہیں ملائی مسلمان یہاں بہت ہی گر چکے ہیں کچھ ایسی اچھی حالت میں نہیں یہاں کی انجمن کے سرپرست اور دیگر ممبر اکثر ہندوستانی ہیں۔ اس انجمن کا وجود حضرت خواجہ صاحب کے ورود کا رہین منت ہے۔ خواجہ صاحب کو یہاں لوگ نہایت ہی محبت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حضرت میر کے ترجمہ قرآن انگریزی کی بڑی مانگ ہے۔ ان شاء اللہ ۵۰-۶۰ کا پیاں یہاں رکھونگا۔ اور اپنے رسالہ میں اشتہار دونگا۔

حضرت مولانا مرزا صاحب کل یا پرسوں جاوا کو روانہ ہونیوالے ہیں مولانا سے جدا ہونا ایک مصیبت کا سامنا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ برداشت کی توفیق دیگا۔ والسلام

فقط خاکسار محمد حسن

ویدوں کی تعلیم

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اتھرووید کانڈ ۱، سوکت ۱۰

ورن دیوتا کے غضب سے بچنے کی دعا

(۱) یہ اسر[1] دیوتاؤں کا راجہ ہے، ورن[2] راجہ (دیوتا) کی مرضی سچ ہے دعا کے ساتھ میں تیز ہوتا ہوا اس زبردست کے غصہ سے اس شخص کو چھڑواتا ہوں،

(۲) اے راجہ ورن (دیوتا) تیرے غضب کو تعظیم ہو، کیونکہ تو اے خوفناک دیوتا سب راستی کو جانتا ہے، دوسرے ہزار (لوگوں) کو ایک دم آگے بڑھاتا ہوں، تیرا یہ (پوجاری) سو جاڑے جیتا رہے،

(۳) جو بہت سا جھوٹ تو نے بولا ہے، اور بہت کچھ برا تو نے کیا ہے، میں تجھ کو صداقت شعار ورنا راجہ کے پھندے[3] سے چھڑواتا ہوں،

(۴) میں تجھ کو ویشوانر[4] (دیوتا) سے چھڑواتا ہوں، گناہ کے طوفان عظیم سے اپنی برادری والوں کو بلا، اور ہماری دعا کی طرف توجہ کر،

نوٹ: یہ سوکت پیلا دستخط اتھرووید کے پہلے کانڈ میں بھی کسی قدر لفظی اختلاف سے موجود ہے، مثلاً پہلے منتر کے بعد [illegible] صرف لفظ [illegible] دوسرے منتر کا مصرعہ ثانی بالکل مختلف ہے منتر ۳ میں [illegible] کی بجائے [illegible] منتر ۴ میں [illegible] کی بجائے [illegible] ہے بہرحال کہ سوتر ۲۵ میں ان منتروں کو [illegible] یا زخم وغیرہ امراض کے منتروں کے ساتھ استعمال کیا جانا لکھا ہے،

[1] اسر کے معنی ہیں "نہ اچھی محبت والی جگہ میں" ایک جگہ نہ رہنے والا، جگہ سے نکالا ہوا، اچھے دم خم والا، بولنے میں بنا کے گئے، (زور کت ہے)، مگر یہ لفظ اچھے معنوں میں بہت کم استعمال ہوتا ہے یہاں ورن دیوتا کو اسر کہا گیا ہے، یہ اصطلاح لفظی اور معنی کے لحاظ سے ژند اوستا کے اہر مزد سے بالکل مطابقت رکھتا ہے،

[2] ورن۔ دیوتا کا نام ہے یہ لفظ ورن مصدر سے بنتا ہے کہ جس کے معنے گھیرنے کے ہیں چونکہ یہ دیوتا دنیا کو گھیرے ہوئے ہے، اس لئے ورن کہلاتا ہے، اس کو دنیا کا محافظ، بدوں کو سزا دینے والا اور معافی مانگنے والوں کے گناہ معاف کر دینے والا اور سمندروں اور دریاؤں کا الگ جابجا ویدوں میں بیان کیا گیا ہے، اور مترد یوتا کے ساتھ بھی اس کا ذکر آیا ہے، ورن دن کا اور متر رات کا حاکم ہے ویدوں میں اس کی بہت تعریف ہے، مگر پرانوں میں اس کو کوئی اعلےٰ درجہ نہیں دیا گیا، پرانوں میں اس کی سواری کا جانور مگرمچھ قرار دیا گیا ہے مہابھارت میں لکھا ہے کہ کرد م میں اس کا باپ اور پشکر اس کا بیٹا تھا، اس کی بیوی کا نام ورنانی بھی ویدوں میں مذکور ہے، وششٹھ رشی بھی اس کا بیٹا بتلایا گیا ہے،

[3] ورن راجا کے پھندے سے کہ جن کے ساتھ وہ گنہگاروں کو قابو کرتا ہے، اس کا ذکر پرانوں میں کثرت آتا ہے،

[4] ویشوانر جو تمام دنیا پر حاکم ہے، مگر یہاں اس سے ورن دیوتا مراد ہے،

ضرورت نکاح

ایک شریف سید خاندان کے، اسلامی احمدی نوجوان کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے سفید [illegible] کی کوئی تمیز نہیں۔ لڑکا تجارت پیشہ اور تعلیم یافتہ ہے مفصل [illegible] خط و کتابت ذیل کے پتہ سے دریافت فرمائیں۔

سردار خاں مسلم مشنری معرفت قاضی ولایت علی کوتوالی بازار دھرم سالہ ضلع کانگڑہ

پایا جاتا ہے اور اگر اسے صحیح طریق پر لگایا لیا۔ تو نہایت مفید نتائج پیدا ہونے کی امید ہے۔ ضرورت ہے کہ اپنی طاقتوں کو جمع کر کے خدمت اسلام و سلسلہ پر لگایا جائے۔ اپنی اندرونی تنظیم قائم کر کے اپنا پورا پورا اثر باہر پھیلایا جاوے۔ سمجھدار طبائع حق قبول کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ ان کے سامنے احسن طریق پر اسے پیش کرنا ہمارا فرض ہے احمدیت کی اشاعت غلط عقائد اور مخالفین اسلام کے حملوں سے بچنے کے لئے ڈھال کا کام دیتی ہے۔ اس لئے حقیقی احمدیت کو پھیلانے میں پوری پوری جدوجہد ضروری ہے تاکہ مسلمانوں میں دینی و دنیاوی بیداری پیدا ہو جائے۔

حضرت مسیح از روئے انجیل

انسان ہیں نہ کہ خدا

بسلسلہ اشاعت ۱۲ مارچ ۱۹۲۴ء

متی ۲۱/۱۸-۱۹ اور مرقس ۱۱/۱۲-۱۴ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے ایک بے تصور درخت پر لعنت بھیجی۔ کیونکہ آپ بھوک سے سخت بیتاب ہو رہے تھے۔ کہ آپ کو یاد نہ رہا۔ کہ آج کل انجیر پھل نہیں دیتے بھوک کی بیتابی میں آناً فاناً جناب کی زبان سے یہ لفظ نکل جاتے ہیں کہ "آئندہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھائے"۔ اس سے ہم دو نتیجے اخذ کرتے ہیں ایک یہ کہ جناب مسیح حوائج انسانی سے لاچار تھے۔ دوسرے یہ کہ آپ کو غیب دانی کا پورا پورا علم نہ تھا۔ اور نعوذ باللہ آپ منصف مزاج نہیں تھے جس ہستی میں یہ نقص ہوں۔ وہ کیونکر خدا بن سکتا ہے۔ پس حضرت مسیح خدا نہیں۔ بلکہ ایک انسان ہیں

پھر جناب مسیح کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے بھی ماں کے پیٹ میں وہی غلیظ خوراک کھائی جو عام بچے کھاتے ہیں۔ عام بچوں کی طرح درد زہ سے پیدا ہوئے۔ عام بچوں کی طرح جناب کی نشوونما ہوئی۔ عام آدمیوں کی طرح جناب کو بھوک پیاس لگتی تھی اور درد و رنج اور راحت و خوشی محسوس ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ جناب مسیح بالآخر مر بھی گئے۔ یعنی شروع سے لیکر آخر تک تمام وہ مرحلے طے کئے۔ جو ایک عام آدمی کو اپنی زندگی میں طے کرنے پڑتے ہیں۔ آپ کی ہستی میں تغیرات ہوتے رہے۔ لیکن خدا میں تغیرات واقع نہیں ہوتے۔ پس وہی ہستی خدا ہو سکتی ہے۔ جس میں تغیرات واقع نہ ہوں۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح میں تغیرات واقع ہوئے۔ لہذا آپ خدا نہیں۔

پھر متی ۱۹/۲۸ میں جناب مسیح اپنے شاگردوں کو ایک وعدہ بدیں الفاظ دیتے ہیں۔ کہ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے" آپ بڑے زور سے یہ وعدہ کرتے ہیں۔ مگر جناب کو یہ معلوم نہ تھا کہ میرے بارہ شاگردوں میں سے ایک بے ایمان ہو جائیگا۔ جس کا نام انجیل نے ہلاکت کا فرزند رکھا۔ مگر مسیح نے اندھا دھند یہ وعدہ تو کر دیا۔ مگر اس کا پورا کرنا محال امر ہے۔ کیونکہ بے ایمان کو انجیل انعام دینے کو تیار نہیں۔ اور وہ شاگرد خودکشی کر کے اپنے آپ کو لعنتی بناتا ہے۔ اور لعنتی کو خدا کبھی تخت عدالت پر نہیں بٹھاتا۔ لہذا یہ آیت اس امر میں فیصلہ کن ہے۔ کہ جناب مسیح کو آئندہ کا علم بہت تھوڑا تھا۔ مگر خدا سب کچھ جانتا ہے۔ پس جو ہستی آئندہ کا صحیح علم نہیں رکھتی۔ کبھی خدا نہیں ہو سکتی۔ پھر متی ۲۴/۳۶ اور مرقس ۱۳/۳۲ میں قیامت کی گھڑی کی بابت یوں فرماتے ہیں "اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ"۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح اپنے علم میں ناقص ہیں لیکن خدا میں کسی قسم کا نقص ہو ہی نہیں سکتا۔ لہذا آپ خدا نہیں مگر انسان

پھر متی ۹/۸ حضرت مسیح کے متعلق یوں لکھا ہے۔ کہ "لوگ دیکھ کر ڈر گئے اور خدا کی بڑائی کرنے لگے۔ جس نے آدمیوں کو ایسا اختیار بخشا"۔ یہ آیت انجیل نویس اس واقعہ کے بعد لکھتا ہے۔ جب حضرت مسیح نے ایک مفلوج کو اچھا کیا۔ معلوم ہوا۔ کہ انجیل نویس حضرت مسیح کو ایک انسان تصور کرتا تھا۔ اس لئے اس نے محولہ بالا آیت میں آپ کو آدمی [illegible]۔ اس حواری کی شہادت اس لئے معتبر ہوگی۔ کہ وہ مسیح کا چشم دید گواہ تھا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ شروع میں حواری مسیح کو ایک انسان سمجھتے تھے۔ اور مسیح کی خدائی کا مسئلہ مابعد کی ایجاد ہے

پھر متی ۱۱/۱۱ میں لکھا ہے۔ کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں ہوا"۔ یہ مسیح کا اپنا قول ہے۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عورتوں سے پیدا ہونے والوں میں یوحنا سب سے بڑا ہے لیکن مسیح خود عیسائی لوگ اور انجیل یوحنا کو صرف ایک نبی مانتے ہیں معلوم ہوا۔ کہ نہ ہی دنیا میں عورت سے پیدا ہو کر کوئی کتنی بھی کوشش کرے مگر نبی سے زیادہ کچھ بھی نہیں بن سکتا۔ اس لئے چونکہ مسیح خود بھی ایک عورت سے پیدا ہوئے۔ وہ خواہ لاکھ کوشش کریں۔ مگر نبی سے بڑھ کر خدا نہیں بن سکتے۔ اگر کوئی زبردستی آپ کو خدا بنائے تو آپ کے اس قول کو کیا کریگا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ مسیح انسان ہیں۔

انا جیل اربعہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کہیں بھی کوئی ایسی صریح النص نہیں۔ جس میں مسیح نے خود کہا ہو۔ کہ میں معبود ہوں مگر متی ۲۳/۸ میں لکھا ہے۔ کہ "تم ربی نہ کہلاؤ"۔ اور متی ۲۳/۷ میں لکھا ہے۔ کہ "وہ آدمیوں سے ربی کہلانا پسند کرتے ہیں" ان دو آیتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ربی یا خداوند کہلانا یا کہنا یہودیوں میں عام بات تھی۔ اس سے مسیح نے اپنے شاگردوں کو روکا۔ اس لفظ کا مفہوم سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا۔ کہ کسی کو اس لفظ سے یاد کر کے اس کی عزت بڑھائی جائے۔ کبھی یہ لفظ بعینہٖ اُردو میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ہم نے کئی دفعہ لوگوں کو استعمال کرتے سُنا ہے۔ ہم اپنے محاورہ میں بڑے آدمیوں کو قبلہ کہتے ہیں۔ ہمارے کہنے سے یہ مراد نہیں ہوتی۔ کہ آئندہ ہم قوت نماز اس شخص کو قبلہ بنائیں گے۔ مگر صرف ان کی عزت مراد ہوتی ہے بالکل انہیں معنوں میں شاگرد یسوع کو خداوند کہتے تھے۔ نہ کہ جناب مسیح کو عین خدا سمجھتے تھے۔ یوحنا کی انجیل کے نویں باب میں ایک شخص کو مسیح کے بینا کرنے کا قصہ درج ہے۔ پھر اس باب کی آخری آیتوں میں وہ اندھا مسیح کو پھر ملتا ہے۔ اور مسیح اس سے پوچھتے ہیں "کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے"۔ مگر اندھا نہیں جانتا۔ کہ خدا کا بیٹا کونسا ہے۔ اس لئے مسیح کو ایک بزرگ آدمی سمجھ کر جواب دیتا ہے۔ "اے خداوند وہ کون ہے کہ میں اس پر ایمان لاؤں"۔ اندھے کے جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اندھا خدا کے بیٹے کو نہیں جانتا تھا۔ اگر جانتا۔ تو نہ پوچھتا۔ اور کہ لفظ خداوند اس نے اپنے محاورہ کے لحاظ سے استعمال کیا۔ یعنی مسیح کو نہ جانتے ہوئے اور نہ پہچانتے ہوئے عام محاورہ کے ماتحت اندھے نے لفظ خداوند استعمال کیا۔ سو معلوم ہوا کہ انجیل میں جہاں کہیں لفظ خداوند مسیح کے لئے استعمال ہوا ہے ~~یہودیوں کے عام محاورہ کے ماتحت انجیل نویسوں نے لکھ دیا ہے~~ اور کہ مسیح صرف انسان تھے ہرگز خدا نہیں۔

خاکسار (عبد الحمید) محمد الدین احمدی۔ از خانقاہ ڈوگراں

بقیہ صفحہ اول

ڈاکٹر صاحب اس کے سکرٹری ہونگے۔ امید ہے۔ چند دنوں میں ایک جلسے کا انعقاد کر کے جرمن مسلم سوسائٹی کی بنیاد رکھی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ اس پر برکات نازل فرمائے۔

مسلیمش ریوو

دو رسالہ جو بندہ نکالنے والا ہے۔ اس کا نام بزبان جرمن مسلیمش ریوو ہوگا۔ اس کا پہلا نمبر اس وقت نکلیگا۔ جس وقت ہندوستان میں ہمارے احباب اس خط کو پڑھ رہے ہوں گے۔ میں ان کی خدمت میں دو معروضات پیش کرتا ہوں (۱) کہ اس وقت ہماری تمام جماعتیں خاص طور پر اس پرچے کے لئے دعائیں کریں۔ اور حضرت امیر کی خدمت میں بھی خاص طور پر التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ جماعت لاہور میں اور تمام جماعتوں میں دعا کے لئے تحریک کریں۔ اور خود اپنی خاص دعاؤں میں اس عرض کو ملحوظ رکھیں۔

تشکر الٰہی

(۲) اللہ تعالیٰ نے اس پرچہ کی ابتدا کو بڑا بابرکت کیا ہے اس کے مضامین کے اول القارئین ڈاکٹر گرامیفلڈ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی ہے۔ اس شکریہ میں بندہ ۵ چندہ پیش کرتا ہے جو میرے گھر سے وصول کرایا جائے۔ اور اپنی قوم کے اصحاب سے التجا کرتا ہوں۔ کہ کم از کم ۲ سالانہ چندہ اس پرچہ کے لئے عطا کریں اس چندہ سے سال بھر کے لئے ایک رسالہ مفت تقسیم ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک شخص ۲ صرف کر کے سال بھر کیلئے حضرت سرور کائنات کی تعلیمات کے نور کو کم از کم ایک جرمن تک پہنچا سکتا ہے۔ یہ بڑا موقعہ ہے ثواب حاصل کرنے کا۔ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیں۔ حضرت امیر قوم مہربانی کر کے اس خصوصی چندہ کے جمع کرنے کے لئے ہر جماعت میں ایک دو اصحاب کو نامزد کریں۔ لاہور کے طالب علموں سے چندہ جمع کرنے کے لئے سید غلام مصطفےٰ صاحب اور پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب نہایت ممنون ہوں گے۔ چندہ دہندگان کے نام درج اخبار کریں تاکہ میں اس فہرست کو دیکھ کر خوش ہوں اور ان کے لئے دعا کروں۔ اگر میری دعا کوئی حقیقت رکھتی ہو۔

نوٹ:۔ مسلیمش ریوو کا جرمن زبان میں ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے احباب کی خدمت میں بھیجنا غیر ضروری ہے۔ ہاں ایک مسرت اس کے محض دیکھنے سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ اس کو ملحوظ رکھکر ہر جماعت میں انشاء اللہ ایک آدھ کاپی ارسال ہوگی۔ پہلے پرچے میں جرمن نومسلموں کی تصویر ہوگی۔ جن میں بندہ بھی شامل ہوگا۔ دوسرے میں انشاء اللہ تعالیٰ ڈاکٹر گرامیفلٹ عارف کی زیارت کرائی جائیگی تیسرے میں نفیسہ خاتون ہوں گی وغیرہ وغیرہ

رسیدات زر

فہرست چندہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کاہی

نمبر رسید	نام و پتہ رسید چندہ دہندہ	روپیہ	آنہ	پائی
(۱)	سید الف شاہ صاحب ایس۔ ڈبلیو۔ آئی کاہی			
(۲)	خان عبد الکریم خان صاحب ٹھیکیدار ہنگو	۲	۰	۰
(۳)	خوشحال خاں صاحب ٹالی والا کاہی	۰	۴	۰
(۴)	جمنور خاں صاحب نمبر، تنسیماہ	۰	۸	۰
(۵)	خواجہ احمد صاحب پراپرٹریاب	۱	۰	۰
(۶)	شیخ نعمت اللہ صاحب بج انسپکٹر کوہاٹ	۱۵	۰	۰
(۷)	بابو غلام نبی صاحب اسٹیشن ماسٹر ٹل	۱۵	۰	۰
(۸)	بابو غلام محمد صاحب اسسٹنٹ " " "	۵	۰	۰
(۹)	خوشدل خاں صاحب گارڈ کوہاٹ	۱	۰	۰
(۱۰)	بابو احمد دین صاحب ایس۔ آئی۔ ڈبلیو کوہاٹ	۵	۰	۰
(۱۱)	میاں حاکم دین صاحب ڈرائیور گورم بج	۴	۰	۰
(۱۲)	ستار خاں صاحب جمعدار ٹل	۱	۰	۰
(۱۳)	شیخ امیر الدین صاحب ٹل	۱	۰	۰
(۱۴)	میاں گلاب خاں صاحب سپاہی ٹل	۰	۴	۰
(۱۵)	چودھری صاحب فورم بج ٹل	۱	۰	۰
(۱۶)	میاں عبد الغنی صاحب گینگ مین کاہی	۰	۸	۰
(۱۷)	ولی خاں صاحب تورغ	۱	۰	۰
(۱۸)	بابو سوداگر خاں صاحب سٹیشن ماسٹر تورغ	۲	۰	۰
(۱۹)	مددگاری اور اسٹیشن قلی تورغ	۲	۰	۰
(۲۰)	اہلیہ بابو احمد الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر کاہی	۲	۰	۰
(۲۱)	بنت " " " " "	۵	۰	۰
(۲۲)	یوسف خاں صاحب جمعدار کاہی	۰	۷	۰
(۲۳)	فضل صاحب ٹرالی والا "	۰	۴	۰
(۲۴)	سید احمد صاحب " " "	۰	۴	۰
(۲۵)	سردار " دوالا "	۰	۱	۰
(۲۶)	اللہ یار خاں صاحب چوکیدار "	۰	۲	۰
	میزان کل	۷۵	۱۰	۰

فہرست چندہ عطیہ اشاعت اسلام فورٹ سنڈیمن

(بوساطت ماسٹر انعام اللہ صاحب سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول سنڈیمن)

نمبر شمار	نام معطی	روپیہ	آنہ	پائی
(۱)	ماسٹر انعام اللہ خاں صاحب	۹	۰	۰
(۲)	مرزا غلام حسن صاحب جمیل	۵	۰	۰
(۳)	مسٹر علی محمد صاحب	۵	۰	۰
(۴)	سید محمد رفیق شاہ صاحب	۵	۰	۰
(۵)	مسٹر محمد یامین خاں صاحب	۲	۰	۰
(۶)	مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب	۲	۰	۰
(۷)	مسٹر محمد عبد اللہ صاحب	۱	۰	۰
(۸)	مرزا یاور حسین صاحب	۵	۰	۰
(۹)	خان صاحب غلام قادر خاں صاحب	۵	۰	۰
(۱۰)	شیخ خدا بخش صاحب	۱۰	۰	۰
(۱۱)	میاں فضل کریم خاں صاحب	۵	۰	۰
(۱۲)	" محمد حسین خاں صاحب	۱	۰	۰
(۱۳)	" رحمت علی صاحب	۱	۰	۰
(۱۴)	مولوی سلطان علی صاحب	۲	۰	۰

الصُّلحُ خَیرٌ

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

نمبر ۴۳

جلد ۱۲

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۲۶ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

ہمارا قومی سرمایہ

ہمارا قومی سرمایہ کیا ہے؟ زر و مال؟ جاہ و جلال؟ حکومت و دولت؟ یہ ہمارے قومی سرمایہ کے اجزا ضرور ہیں، مگر ہم صرف انہی چیزوں کو قومی سرمایہ قرار نہیں دے سکتے، غور کیجئے، تو ہمارا اصل قومی سرمایہ ہمارے بچے ہیں جو آئندہ نسلوں کے ماں باپ بننے والے ہیں، اور جن کی اگر اچھی طرح پرورش اور تربیت کی گئی، تو ہماری قوم کی ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوں گے، یہ افسوس کی بات ہے کہ ہم اس سرمایہ کو محفوظ رکھنے اور ترقی دینے کی طرف توجہ نہیں کرتے، ہربرٹ سپنسر نے کیا خوب کہا ہے: کہ ہم گھوڑوں اور بھیڑوں کی نگہداشت پر تو اپنا روپیہ اور وقت بے دریغ صرف کرتے ہیں، مگر اپنے بچوں کی طرف مطلق خیال نہیں کرتے، یہ مشاہدہ اس زمانہ کے ہندوستان کی حالت پر خوب چسپاں ہوتا ہے، والدین یاد رکھتے ہیں، بیٹنے پالتے ہیں، پتنگ اڑاتے ہیں، اور ان چیزوں پر اپنی آمدنی کا کچھ نہ کچھ حصہ بے تامل خرچ کرتے ہیں، مگر جب بچوں کی تعلیم و تربیت کا سوال آتا ہے، تو اپنی ناداری کا گلہ کرتے ہیں، دیکھا گیا ہے، کہ ایک شخص اپنے مینڈھے کو ہر روز صبح اٹھ کر نہلاتا ہے، باغ کی سیر کراتا ہے، اس کے آگے آگے دوڑتا ہے، تاکہ وہ اس کے پیچھے دوڑے، اور اس کے ہاتھ پاؤں کھلیں، مگر اس نے اپنے بچوں کو کبھی نہیں نہلایا، اور نہ ان کو کبھی باغ کی سیر کرائی، اور نہ ان کی جسمانی ورزش کی طرف توجہ کی، اس قسم کے بہت سے افراد ہماری قوم میں موجود ہیں، وہ اپنے بچوں سے زیادہ پالتو جانوروں کی پرواہ کرتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ بچے کمزور و نحیف اور آوارہ ہو جاتے ہیں، اور بجائے اس کے کہ خاندان اور قوم کے لئے مفید ہوں، وہ اور بھی مضر ثابت ہوتے ہیں،

ولایت میں بچوں کو قوم کا بہترین سرمایہ سمجھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہاں بچوں کی شرح اموات بہت کم ہے، اور ہندوستان میں بہت زیادہ، لنڈن کے مشرقی حصہ میں جہاں غربا کی آبادی ہے، سالانہ فی ہزار اسّی بچوں کی اموات کا اوسط ہے، اور مغربی حصہ میں جہاں دولتمند آبادی ہے، اموات کی تعداد ایسی ہے کہ گویا ہے ہی نہیں، سنہ ۱۹۲۱ء میں شہر پیرس میں فی ہزار ۹۵ اور لنڈن میں فی ہزار اسّی (۸۰) اور نیویارک میں فی ہزار ۷۱ بچے فوت ہوئے لیکن ہندوستان کی کیا کیفیت ہے، شہر بمبئی کتنی ترقی یافتہ ہے وہاں دولتمند بھی زیادہ ہیں، مگر اسی سنہ یعنی سنہ ۱۹۲۱ء میں فی ہزار ۵۷۲ بچوں کی اموات واقع ہوئیں، یہ اوسط تمام شہر بمبئی کا ہے، اگر ان غریب خاندانوں کا موازنہ کیا جائے، جن میں ۹۰ فی صدی نہایت تنگی کے ساتھ گذارہ کرتے ہیں، تو معلوم ہوگا کہ اس سال میں ان کے بچوں کی اموات کا اوسط فی ہزار ۸۲۸ رہا، جو حد درجہ افسوسناک ہے،

انگلستان میں دولتمند لوگ جانتے ہیں کہ بچوں کی پرورش کیونکر کی جا سکتی ہے، اور ان کی غور و پرداخت اور تعلیم و تربیت کس قدر ضروری ہے، مگر یہاں دولتمند اصحاب کو بھی ان باتوں کی خبر نہیں، وہ بچوں کی بے اعتدالی، ان کے بیجا لاڈ، اور پیار ہی کو محبت اور احتیاط کی نشانی سمجھتے ہیں، بچے کو ایسی ایسی غذائیں دی جاتی ہیں، جن کو وہ ہضم نہیں کر سکتا، اس کا پیٹ بڑھ جاتا ہے اور ہاتھ پاؤں سوکھ کر رہ جاتے ہیں، وہ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے، تازہ اور صاف ہوا اس کے لئے ضروری نہیں سمجھی جاتی، ہر وقت گود میں انہیں دبا کر رکھا جاتا ہے، اور لڑکے بچے تو نوکروں اور خادموں کے جسموں سے جوں کی طرح چمٹے رہتے ہیں، اسی باعث سے ہندوستان میں عام طور پر امرا کے بچے کمزور ہوتے ہیں، اور غربا کے بچے محض اس وجہ سے کہ ان کو وہ نعمتیں میسر نہیں ہوتیں، اور وہ چل پھر گذارہ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، امرا کے بچوں کی نسبت زیادہ توانا اور مضبوط ہوتے ہیں،

اگر والدین آج ہی سے ذیل کے امور کو پیش نظر خاطر رکھیں، تو وہ دیکھیں گے کہ بچے کیونکر نشو و نما پاتے، اور قوم کا بہترین سرمایہ کہلانے کے مستحق بن جاتے ہیں،

(۱) شیر خوارگی کی حالت میں بچوں کے دودھ کے اوقات مقرر کر دو،

(۲) ہر وقت گود میں نہ رکھو، فرش پر چلنے پھرنے دو،

(۳) بازار کی بنی ہوئی مٹھائی وغیرہ استعمال نہ کراؤ، اور چٹورپن کی عادت نہ ڈالو، ہلکی اور سادہ غذا کھلاؤ،

(۴) لاڈ اور پیار کو حد سے نہ بڑھاؤ، شروع سے کہنا سننے کی عادت ڈالو،

(۵) انہیں باقاعدہ روزانہ نہلاؤ، اور گرمی اور سردی کا لحاظ کر کے ٹھنڈے اور گرم پانی کا استعمال کراؤ،

(۶) بچے بڑے ہو جائیں تو انہیں کمینہ صفت بچوں کی صحبت سے بچاؤ، اور جاہل اور بد اطوار ملازموں کے پاس نہ بھٹکنے دو،

(۷) سگریٹ، سگار، حقہ وغیرہ کا چسکا نہ لگنے دو بعض اوقات یہی چیزیں صحبت بد کا باعث بن جاتی ہیں، اور یوں بھی صحت پر مضر اثر ڈالتی ہیں،

(۸) عاشقانہ غزلیں، عشق و عاشقی کی داستانیں، مخرب اخلاق ناول، ڈرامے اور افسانے بچوں کے لئے زہر قاتل کا

(۹) پڑھنے کے لئے نتیجہ خیز تاریخی کہانیاں جو آسان الفاظ اور عام فہم طریق پر لکھی گئی ہوں، بچوں کو دینی چاہئیں، تجربہ بتاتا ہے کہ ایسی کتابیں پڑھنے سے بچوں میں وہ اعلیٰ اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں، جن کی ان کو آئندہ زندگی میں ضرورت ہوتی ہے،

(۱۰) اپنے قول اور فعل سے ان میں مذہبی اور اور قومی زندگی کی روح پھونکو، لیکن مذہب کو ہوا بنانا سخت مضر ہوگا، مذہب ایک آسان چیز ہے، جو انسان ہی کے تہذیب و اخلاق کے لئے بنائی گئی ہے، اس کو تعصب اور تنگدلی سے ایک ڈراونی چیز بنا دینا نقصان دہ ہے،

اگر ان چند ہدایات کو پیش نظر رکھا جائے، تو بچے تربیت یافتہ توانا، تندرست اور مضبوط ہوں گے، ورنہ جو حالت اس وقت ہماری بے راہ روی سے بچوں کی ہو رہی ہے، وہ ظاہر ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ بچے جن کو ہمارا بہترین قومی سرمایہ بننا چاہئے، اور قوم و ملک کے لئے جن کو مفید ترین جائداد ثابت ہونا چاہئے، بدبختی اور مصیبت کی نشانی بن جاتے ہیں، اور قوم کمزوروں، ناتوانوں، اور بزدلوں کی ایک جماعت بنتی جاتی ہے،

(مسلم راجپوت)

آریہ سماج کو شکست فاش

مولانا عصمت اللہ کی کامیابی

بہرام پور سے مولوی ... صاحب سکرٹری انجمن حمایت الاسلام ... تار بطلیع فرماتے ہیں ... انجمن حمایت الاسلام بہرام کی طرف سے مباحثہ ... دیکھئے، کہ مولوی عصمت اللہ صاحب نے آریوں کو مناظرہ میں کامل شکست دی

عیسائیوں سے بحث

لاہور میں ۱۳ مارچ سنہ ۲۴ء سے فورمن کرسچین کالج ہال میں ... کی طرف سے لیکچر شروع ہوئے ہیں جن میں دوسرے مذاہب کے ... کو بھی بولنے کی اجازت ہے، گذشتہ دو روز ہماری طرف سے ... شاہ محمد خاں صاحب نے مولوی عصمت اللہ صاحب نے "بائبل کا الہامی ..." ... اعتبار پادری ... پال ... علی بخش صاحب ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۲، ۲۶ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ ہجری، نمبر ۹۳

قادیان کے بابی

محمودی مذہب کی انتہا

"قادیانی گروہ میں کئی دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں"

مولوی محفوظ الحق صاحب کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام

قادیان سے تین آدمیوں کے اخراج کی کیفیت ناظرین کرام کسی گذشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں، اس سے یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ محمودی مذہب کی انتہا اور اس کا نتیجہ کیا ہے، فی الحقیقت میاں صاحب کا عقیدۂ نبوت بابی مذہب کی طرف لے جانے والا ہے، جن دلائل سے میاں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کو جاری قرار دیتے ہیں، انہی دلائل کی بنا پر بابی مذہب کے پیرو شریعت اور ہدایت کو بھی جاری سمجھتے میاں صاحب برکات اور انعامات کا دروازہ بند ہوتا ہے تو شریعت بند ہونے سے کیوں وہی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا، خود میاں صاحب نے اپنی تقریر میں جو ان لوگوں کے اخراج کے وقت کی۔ بابی مذہب کی ایک ہی خصوصیت بیان کی ہے، کہ "بہاء اللہ شریعت اسلام کو منسوخ قرار دیتا ہے"، فی الحقیقت محمودی اور بہائی مذہب کے درمیان صرف یہی ایک مابہ الامتیاز ہے اور اگر غور کر کے دیکھا جائے، تو جو دلائل میاں صاحب نے اجرائے نبوت کے ثبوت میں دیئے ہیں، وہ اس مابہ الامتیاز کو مٹانے والے اور بہائی عقیدہ شریعت کو ثابت کرنے والے ہیں،

* * *

یہ وہ بات ہے جو شروع سے ہم کہتے چلے آئے ہیں، اور یہ بھی بارہا ہم بتا چکے ہیں، کہ جو دلائل میاں صاحب کی طرف سے اجرائے نبوت کے متعلق دیئے جاتے ہیں، وہ وہی ہیں۔ جو بابی مذہب کی طرف سے بہاء اللہ کی نبوت کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں، مثلاً اما یاتینکم رسل منکم الخ کی آیت کریمہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے بیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کیا ہی سچ لکھا ہے، کہ اس آیت سے نبوت کا دروازہ کھولنے کا سہرا یا بہاء اللہ کے سر پر ہے، یا میاں محمود احمد کے، قادیانی کیمپ میں اس اظہار واقعہ سے پچھلے دنوں ایک کھلبلی سی مچ گئی تھی، اور ہم سے مطالبہ ہوا تھا، کہ بہاء اللہ کی کتاب سے اس کا ثبوت دیا جائے، اس مطالبہ کو ابھی بہت دن نہیں گذرے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا عملی ثبوت پیش کر دیا، اور میاں صاحب کو معلوم ہو گیا کہ خود قادیان کے اندر ان کی تعلیم سے بابی مذہب کی جڑیں پرورش پا رہی ہیں، انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ جو ان کے خاص الخاص مقربین میں سے ہیں، اور ان کے تاثر سے ہو کر ان کے خیالات کو دنیا تک پہنچاتے ہیں، اندر ہی اندر انہی خیالات کی وجہ سے بابی مذہب کی پیروی کا دم بھرتے اور دوسروں کو اس کی تلقین کرتے ہیں، یہ امر کہ ان لوگوں کو بابی مذہب کی طرف لے جانے والی خود میاں صاحب کی تعلیم تھی، اس خط سے ثابت ہوتا ہے، جو مولوی محفوظ الحق صاحب علمی نے قادیان سے اخراج کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا ہے، جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہ تین اشخاص ہی نہیں، جو قادیان میں رہ کر بابی مذہب کے پیرو بنے ہیں، بلکہ "کئی دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں"، کس قدر حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ وہ لوگ جن کو حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کا والا و شیدا بنایا تھا حقہ کی اشاعت کریں، اور لوگوں کو اس کا پیرو بنائیں، جن کا لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کا مکلف ٹھیرایا تھا۔ ان میں سے لوگ نکل نکل کر ایک ایسے مذہب میں جائیں۔ جو نہ صرف آنحضرت صلعم پر نبوت کے دروازہ کو بند نہیں سمجھتا، اور آپ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا قرار دے کر آپ کی نبوت کو مختص الوقت قرار دیتا ہے، بلکہ آپ کی شریعت کو بھی منسوخ سمجھتا اور ایک نئی شریعت پیش کرتا ہے، یہ میاں صاحب کے بوئے ہوئے کانٹے ہیں جن کی چبھن سے اب وہ خود بھی پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں، خدا کرے یہ پریشانی اور یہ بدنتائج ان کو حق کی طرف لے آئیں، اور ایک ایسے مذہب اور ان عقائد سے جو اسلام اور قرآن کریم سے روگردانی کا موجب ہیں، رجوع کر کے "عقائد صحیحہ کو اختیار کریں، تا ایسا نہ ہو، کہ ان کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا ایک بڑا حصہ تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا جائے، اب بھی وقت ہے، کہ میاں صاحب سنبھلیں، اور عقائد حقہ کا اعلان کر کے اس نئے فتنہ کو روک دیں، مولوی محفوظ الحق صاحب کے خط کا اقتباس حسب ذیل ہے، جس میں انہوں نے قادیان سے اپنے نکالے جانے کا حال لکھتے ہوئے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، کہ قادیان میں ان کے ہمخیال ابھی تک موجود ہیں، جن کی طرف ہم میاں صاحب کی توجہ خاص طور پر منعطف کرانا ضروری سمجھتے ہیں:۔

"خیال تھا کہ جب جناب والا کا اختلاف جماعت قادیان سے ظاہر ہوا تھا، تو کیوں جناب کو قادیان چھوڑنا پڑا۔ مگر اب ہمیں اس کی وجہ بچشم خود نظر آگئی، ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت قادیان اس روح کو فنا کر چکی ہے، جو حضرت صاحب نے پیدا کی تھی، ہم حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے، آپ کے انکار کے باعث مسلمان کو کافر نہیں کہتے ہیں، غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز سمجھتے ہیں، غیر احمدی سے رشتہ جائز سمجھتے ہیں، غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، قادیان میں، جو حملہ حضرت صاحب کی ذات کے متعلق ہو رہا ہے، اس کو دنیائے اسلام کے لئے سخت خطرناک خیال کرتے ہیں، ہماری جماعت نے کوئی فتنہ پردازی اور بددیانتی نہیں کی، خدا شاہد ہے کہ ہم نے ہر طرح امن و عافیت کی راہ اختیار کی تھی، مگر اس کو کیا کیجئے کہ ارباب قادیان نے ہمارے ساتھ وہ ناجائز برتاؤ کیا، جس کو وہ خود بھی شرمندگی کے ساتھ ناجائز قرار دینے پر مجبور ہوں گے ہمیں بطور مجرم کے بلایا گیا، ہم سے تمسخر کیا گیا، غیظ و غضب کی نظریں ہم پر ڈالی گئیں، ہم پر آوازے کسے گئے ہمیں اپنی گلیوں میں چلنے پھرنے سے روکا گیا، ڈھونڈورے والے بھیجے گئے جو ہمیں ادھر سے ادھر لے گئے، ہر طرح ہمیں بائیکاٹ کیا گیا، چلتے وقت ہمیں اپنے گھر والوں سے بھی نہ ملنے دیا گیا۔ تعجب ہے کہ وہ اخلاقی طاقت جس کا فخر اخباروں میں کیا جاتا ہے، کہاں چلی گئی، اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے، کہ ہم ارباب قادیان کی نظر میں کافر یا مرتد ٹھیرے تھے، اور ہم نے ان کی بعض رایوں سے اختلاف کیا تھا، تو کیا ہم اسی سلوک کے مستحق تھے، جو کیا گیا، کیونکہ کسی غیر احمدی کے احمدی ہو جانے پر لوگ جب ایسے ہی معاملات عمل میں لاتے ہیں، تو ارباب قادیان چیخ پڑتے ہیں، اور اخباروں میں واویلا مچاتے ہیں۔ . . . . عجیب تر یہ کہ جناب میاں صاحب نے اپنے مریدوں میں کہا کہ تین روز تک یہ لوگ مجھ سے جو چاہیں دریافت کر سکتے ہیں، لیکن ہمیں کوئی باقاعدہ اطلاع نہیں دی گئی۔ . . . . جناب نے "آخری نبی" میں خوب فرمایا، کہ میاں صاحب اپنے جدید عقائد نبوت کے باعث بابیوں سے جا ملے ہیں، سو اس میں شک نہیں کہ جناب میاں صاحب کے بیانات نے اس باب میں ایک بڑا کام کیا ہے، [illegible] ہم اگر چہ بھی تو اس رنگ میں رونما ہوئے ہیں، اور قادیانی گروہ میں کئی دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں، . . . . . چونکہ "پیغام صلح" میں بطور خبر کے ہمارے متعلق اعلان ہوا ہے، اس لئے یہ مراسلہ بھی اس میں درج فرما کر ممنون فرما دیں،

(محفوظ الحق علمی از آگرہ)

* * *

ہم پھر میاں صاحب اور ان تمام اصحاب کی خدمت میں جو ان کے ہمخیال ہیں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خدارا اب بھی سنبھلیں، اور دیکھیں، کہ ان کے خیالات قوم کو کس طرف لے جا رہے ہیں، خدارا وہ غور کریں، کہ جن باتوں کا ایسا برا نتیجہ اس قدر جلد ان کے سامنے آگیا ہے، اور خدا نے ان کو ان کے سامنے دکھا دیا ہے، کہ ان کے خیالات کہاں سے کہاں لے جانے والے ہیں، وہ کہاں تک عقائد حقہ کے خلاف ہیں، یہ [illegible] الارم ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے کاش وہ اس کو ہوش کے کانوں سے سنیں، اور عقائد حقہ کو اختیار کر کے اس کا ابھی سے سدباب کر دیں،

کیا خلافت کو نہ ماننے والا مسلمان نہیں؟

دہلی کے روزانہ معاصر "تیج" نے مسلمانوں کے ان باہمی اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے جو مسئلہ خلافت کے متعلق ان میں پائے جاتے ہیں، ایک نہایت ضروری سوال مسلمانوں سے کیا ہے بالخصوص مولانا محمد علی سے جنہوں نے علیگڈھ میں ترکوں کے فیصلہ پر اظہار رائے کرتے ہوئے خلافت کو "اسلام کی جان" قرار دیا تھا، اور حال ہی میں کلکتہ میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ "ہمیشہ سے خلافت ہمیشہ مسلمانوں کا نصب العین رہا ہے، اور جونہی وہ اس نصب العین کو چھوڑتے ہیں، اس وقت سے وہ مسلمان ہی نہیں رہ سکتے"

اس پر معاصر "تیج" رقمطراز ہے:۔

"اگر حقیقت میں خلافت اسلام کی جان ہے، اور اسے اپنی زندگی کا نصب العین نہ رکھنے کی صورت میں ایک مسلمان مسلمان نہیں رہتا، تو مولانا ترکوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے سے پیشتر شیعہ اور قادیانی مسلمانوں کو جو بدت سے خلافت کے مخالف ہیں، اور آج بھی خاتمہ خلافت پر بغلیں بجا رہے ہیں۔ اسلام کے دائرہ سے کیوں خارج نہیں کرتے؟"

پھر لکھتا ہے:۔

"اب تک یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی (Definition) تعریف بالکل واضح ہے۔ اور ہندوؤں پر یہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے، کہ ہندو دھرم کی کوئی تعریف نہیں، اسی لئے انہیں آجکل ان کے اپنے ملک میں بھی غیر مسلم سے تعبیر کیا جاتا ہے، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جن الفاظ میں مولانا نے مذہب اسلام کی تعریف کی ہے، اگر انہیں صحیح سمجھ لیا جائے، تو آج اسلام پر بھی وہی اعتراض عائد ہو سکتا ہے، جو ہندو دھرم پر مسلمان نکتہ چین کرتے رہے ہیں، کیونکہ مولانا کے عقیدہ پر عملدرآمد کرنے سے تو آج ہی کئی کروڑ مسلمانوں کو اسلام کے زمرے سے خارج کرنا پڑے گا، دوسرے یہ بات سے بھی کسی قدر تعجب خیز،

اگر "خلافت" پر ایمان رکھنا ہی اسلام کی جان ہے، اور ایک مسلمان کی صحیح تعریف ہے، تو منصب "خلافت" کی قائمی سے پیشتر کے کل مسلمانوں پر کفر کا فتوے عائد ہو جاتا ہے، اور مسلمانوں کی پوزیشن اور بھی مضحکہ خیز بن جاتی ہے"

فی الحقیقت "تیج" کا سوال معقول ہے، اگر فی الواقعہ خلافت ہی اسلام کی جان ہے، اور اس کو ماننے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں رہتا، تو حیرانی ہے، کہ مولانا محمد علی نے آجتک شیعوں اور محمودیوں پر کیوں کفر کا فتوے نہیں دیا، کس منہ سے وہ نواب صاحب رامپور کو اپنا آقا اور ولی نعمت قرار دیتے ہیں، اس میں بھی شک نہیں، کہ اگر کسی قوم کے معتقدات کو اصول اسلام ٹھہرا لیا جائے، تو اسلام کی بھی وہی گت بنے گی، جو دیگر مذاہب اور بالخصوص ہندو دھرم کی بن رہی ہے لیکن ہم اپنے لائق معاصر کو بتا دینا چاہتے ہیں، کہ یہ صرف فرضی باتیں ہیں، جو لوگوں نے اسلام کی طرف منسوب کر دی ہیں، جہانتک قرآن کریم کا تعلق ہے، وہ ایسی باتوں کو ہرگز اصول اسلام میں سے نہیں سمجھتا، اصول اسلام کا جہانتک تعلق ہے، ان پر تمام مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق ہے، سب اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں، محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان رکھتے، قرآن کریم کو سچا اور آخری الہام یقین کرتے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو ضروری سمجھتے ہیں، اور یہی اصل اسلام ہے۔ اس کے سوائے باقی سب فروعات ہیں، جن کے نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا، مسلمانوں نے افسوس ہے فروعات کو اصل قرار دیکر اسلام کو بدنام کرنا شروع کیا ہے، کاش مولانا محمد علی اس پر غور کریں۔ اور ایسی بے بنیاد باتوں سے اسلام کو ذلیل نہ کریں،

مضحکہ اڑانا مقصد نہ تھا

۲۲ جنوری ۱۹۳۲ء کے "پیغام صلح" میں "جرمنی میں تبلیغ اسلام" کے عنوان سے ذیل کے فقرات شائع ہوئے تھے:۔

"مولوی صدر الدین صاحب اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ یہاں ایک ہندوستانی معہ بیوی بچوں کے آیا ہے بیوی برقعہ پوش ہے، اور جب بیچاری ایک آدھ دفعہ برقعہ پہنے باہر نکلی تو لوگوں کے لئے مضحکہ کا موجب ہوئی، سنا ہے راستہ میں بھی انہیں اسی قسم کی تکلیف رہی"

یہ فقرات ہم نے حضرت مولینا کے ایک پرائیویٹ خط سے نقل کئے تھے، اس سے ہمارا مقصود اس خاتون محترمہ یا کسی اور پر کوئی مضحکہ اڑانا ہرگز نہ تھا، بلکہ محض بطور ایک خبر کے ہم نے اسے درج کیا تھا، لیکن حضرت مولینا نے اس کی اشاعت کو ناپسند فرمایا ہے، اور اس کو مضحکہ پر محمول کیا ہے، لہذا ہم ان سے اور دیگر اصحاب سے جن کو یہ فقرات ناگوار گذرے ہوں، معافی خواہ ہیں، اور صرف اسی قدر عرض کئے دیتے ہیں کہ ہماری نیت ہرگز کسی قسم کی تضحیک کرنا یا ان پر مضحکہ اڑانا نہ تھی۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید ○

ہماری تبلیغی کوششیں

خط جرمنی

جناب مولوی صدر الدین صاحب برلن سے اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں:۔

کہ وہ رسالہ جات جو جرمن زبان میں چھپوا کر مختلف معززین کو بھیجے گئے تھے، ان کے بارے میں اس ہفتہ بہت سے خطوط آئے، جن میں ان رسالہ جات کے مطالعہ پر لوگوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے، ان میں بعض پروفیسروں اور بعض ڈاکٹروں کے خطوط بھی ہیں، دو پروفیسر گھر پر ملاقات کرنے کے لئے تشریف لائے، دو اخبارات نے رسالہ جات کو اپنی اخباروں میں درج کرنے کی اجازت مانگی ہے، ڈاکٹر عارف گرائیفلٹ نے اس ہفتہ ایک یونیورسٹی کے دینیات کے پروفیسر کے لیکچر کے بعد جو انہوں نے اسلام پر دیا تھا، اسلام کی حمایت میں بہت کچھ بیان کیا، اور پروفیسر صاحب کو غلطیوں پر متنبہ کیا، اور سامعین کو اپنے ساتھ کر لیا، کل پیر کے دن میرا لیکچر ہوا، سامعین میں سے اکثر نے اسلام کے معقول ہونے کا اعتراف کیا، اور یہ بھی کہا کہ اسلام کے متعلق ہمارے ہاں بڑی سخت غلط فہمی ہے، ایک خاتون جن کا نام ڈاکٹر سٹر گر ہے ان پر خصوصیت سے اچھا اثر ہوا، انہوں نے کہا کہ اس سے بہتر مذہب ہو نہیں سکتا، آہ، افسوس ہم لوگوں کو کس قدر دھوکا دیا جاتا رہا ہے، اور اسلام کو کس قدر بری شکل میں ہمارے سامنے پیش کیا جاتا رہا ہے، انہوں نے اسلام پر کتابیں مانگی ہیں اور گھر پر مزید گفتگو کرنے کے لئے کہا ہے، اور صاف اظہار کیا ہے کہ ہمارے دل میں تو یہی مذہب جم سکتا ہے،

اخویم پروفیسر محمد عبداللہ صاحب کو مولوی صدر الدین صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں، کہ (۱) تبلیغ کے لئے سب سے ضروری اور سب سے اول یہ بات ہے، کہ قرآن کریم اور احادیث کا خوب علم ہو، معمولی علم سے کام نہیں چلتا، اور علاوہ ازیں انسان بہت سی غلطیاں کھاتا ہے، مبلغ کے لئے تو فقہ کا علم بھی ضروری ہے، قرآن کریم اور احادیث کے علم کے بعد امام غزالی رحمہ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ کی کتابوں کا مطالعہ انسان کے دماغ میں روشنی ڈالتا ہے، دین کے مغز کی طرف اس کی توجہ ہو جاتی ہے قرآن کریم کے مطالعہ کے لئے تفسیر کبیر بے نظیر کتاب ہے اس زمانہ کی ضروریات پر بیان القرآن حاوی ہے، قرآن کریم کی لغات مفردات راغب از بر آنی چاہیئے، حدیث شریف کی لغات نہایت عجیب کتاب ہے، مخالفین کے لئے حضرت صاحب نے جو کتب لکھی ہیں، وہ از بر یاد ہونی چاہئیں، اپنی تاریخ بھی یاد ہو، یہ بالکل کافی ہے، ان علوم پر اگر آپ حاوی ہو جائیں، تو کمال ہے، میں خود فلسفہ بہت پسند کرتا ہوں، اور اس پر میں نے اپنے کالج کے زمانہ میں بہت کچھ پڑھا تھا، اس نے مجھے علم دین میں بڑی زبردست مدد دی،

جرمن زبان سیکھنے کے لئے عمدہ سے عمدہ سامان ہیں، ایک بے نظیر گرامر ہے، جو انگریزی و جرمن میں ہے، اس کے ساتھ جرمن اور انگریزی کی مشقیں ہیں، اس کا پڑھنا اور علاوہ ازیں ایک بے نظیر ڈکشنری ہے جو ویبسٹر کے پلے کی ہے، انگریزی سے جرمن اور جرمن سے انگریزی، اس نے کمال کیا ہے زبان کے لئے عجیب ہے، اس کے علاوہ تین عمدہ چھوٹی ڈکشنریاں ہیں وغیرہ،

ڈاک امیر

مولوی محفوظ الحق صاحب علمی نے جنہیں بابی خیالات کے باعث محمودیوں نے اپنے مرکز سے نکال لیا ہے، اگر ہیں جا کر پیغام صلح میں اپنی [illegible] حضرت امیر کی خدمت میں خط لکھا، جس پر حضرت امیر نے لکھا کہ اسکا اقتباس اخبار میں دیدیا جاوے مولوی صاحب کو لکھ دیا جاوے کہ دین اسلام کی خدمت جماعت کا خاص مقصد ہے اس قسم کی باتوں سے نقصان ہمارا ہی ہے [illegible] کرتے کرتے ایسا نہ ہو کہ اسلام شیرازہ کو دشمن پاش پاش کر دیں

ویدوں کی تعلیم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اتھروید کانڈ اول۔ سوکت ۱۱

تسہیل ولادت کے منتر

(جناب مولوی عبد الحق صاحب کے قلم سے)

(۱) اے پوشن (دیوتا)، تیرے لئے یہ نذر ہے، اس پیدائش کے (دیوتا)، پیش امام آمات کا کام کرے، عورت جو کہ وقت پر جننے والی ہے ہوشیار ہے، اور اس کے سب اعضا بچہ پیدا کرنے کے لئے نرم ہو جائیں،

(۲) آسمان کی چار سمتیں ہیں، زمین کی بھی چار ہیں، دیوتاؤں نے حمل کو جمع کیا ہے، وے سب اس کو (حمل کو) جننے کے لئے کھولدیں

(۳) جننے والی کی فرج کو ہم کھولتے ہیں، اسے سوشینا (پوشن دیوتا) تو ڈھیلی کر اور اے بشکل (دیوتا)، تو بچہ کو پیدا کر دے،

(۴) وہ جیر (جھلی) نہ گوشت میں اور نہ چربی میں اور نہ مغز (ہڈیوں کا گودا) میں لپٹی ہوئی ہے، پتلی کائی کی طرح جھلی کتے کے کھانے کے لئے نیچے آوے جیر نیچے گر جاوے،

(۵) تیرے رحم کو اور فرج کو اور ناف کی اگر کو الگ کرتا ہوں، ماں کو اور ننھے بچے کو جیر سے الگ الگ کرتا ہوں، جیر نیچے گر جاوے،

(۶) جیسے ہوا جیسے دل جیسے پرند چلتے ہیں، ویسے ہی اے دس مہینہ والے رحمل کے بچے، تو جیر کے ساتھ نیچے آ جیر نیچے گر جاوے،

نوٹ، منتر ۲ سے ۶ نسخہ پپلاد کے پہلے کانڈ میں بھی موجود ہیں مگر منتر ۵ اور ۶ اس کے بیسویں کانڈ میں درج ہیں، منتر ۱ کا پہلا مصرعہ پپلاد اور شونک دونوں میں مختلف ہے، شونک میں "نیوانے ناپوسی نیوجنتشوا" ہے اور پپلاد میں نیوسنا وشوا نا پروسونا [illegible] بجائے پپلاد میں" وی تے چراوی تگرم وپونی وی گوین یوتہ ہے۔ اور چرایونا وم الخ کی بجائے وی گربھم چرایوجہ اور تیتر یا سنگھتا ۳ میں بھی یہ منتر قریباً اسی طرح ہے، منتر ۱ میں یتھا واتو الخ کی بجائے پپلاد میں یتھا واتو یتھا و گھہ یتھا سمشدر و بجنتا ایواتے گربھا ایجتو نرامتو اش مانیو بہر جرائیونا سہ ہے،

کاشک سوتر ۲۸ میں ان منتروں کے استعمال کا طریقہ لکھا ہے اور شت پتھ براہمن میں بھی اس کا ذکر موجود ہے،

۱ پوشن یہ ایک دیوتا کا نام ہے، کہ جو مال مویشی کا محافظ اور ترقی دینے اس کا تعلق سورج سے ہے، رگ ۶ سفر میں اس کو خضر راہ سمجھا جاتا ہے، سورج کی شکل میں متشکل ہونے کے لحاظ سے اس کو تمام کائنات کا محافظ سمجھا جاتا ہے، مصدری معنوں (پش مصدر) کی رو سے اس کے معنے پرورش کرنے والے کے ہیں،

۲ آریما یہ بھی دیوتا کا نام ہے، پتروں میں یہ سب سے بڑا ہے اس کا تعلق بھی سورج سے ہے اس لئے کہ ادتیاؤں میں سے یہ ایک کا نام ہے ورن اور متر دیوتا کے ساتھ اکثر اس کو پکارا جاتا ہے،

۳ ہوتری پروہت (پیش امام)، یہ ہون میں منتر وغیرہ پڑھکر دیوتاؤں کو نذریں (گھی، کشمش، زعفران اور میٹھا وغیرہ) پیش کرتا ہے، یا سوختنی قربانی کا اہتمام کرتا ہے،

۴ سوشینا یہ پوشن دیوتا کا نام ہے، یا اپنے مصدری معنوں کے لحاظ سے حمل وضع کرنے والی کا،

۵ بشکل بھی یا تو دیوتا ہے، یا اس حاملہ کی صفت کہ جس کے معنی بہادر کے ہیں۔

سوکت ۱۲

سنجار، سر درد، کھانسی وغیرہ امراض سے رہائی کے منتر

(۱) جھلی سے پیدا شدہ ہوا اور باطن سے نکلا ہوا پہلا سرخ بیل بارش کے ساتھ گرجتا ہوا آتا ہے، وہ ہمارے جسم پر مہربان ہو، جو توڑتا پھوڑتا ہوا سیدھا چلتا ہے، ایک طاقت کہ جس نے اپنے آپ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے،

(۲) عضو عضو میں گرمی کے ساتھ لپٹے ہوئے تجھ کو ہم تعظیم کرتے ہیں ادب کے ساتھ ہم نذریں پیش کرکے تیری عبادت کرتے ہیں، ہم تیری علامات کی نذروں کے ساتھ تعظیم کرتے ہیں، جو کہ مضبوط پکڑ کے

مسالہ اس کے عضو کو پکڑتا ہے،

(۳) تو اس آدمی کو سر درد سے رہا کر، اس کو کھانسی سے آزاد کر جو کہ اس کے تمام اعضاء اور جوڑوں میں داخل ہو گئی ہے، وہ بادل کی فرزند ہوا کی نسل، خشک پہاڑوں اور درختوں سے تعلق والی ہو،

۴۔ میرے جسم کے حصہ بالائی کے لئے سکھ ہو، میرے حصہ زیرین کے لئے سکھ ہو، میرے چاروں اعضاء کے لئے سکھ ہو، میرا تمام جسم صحت ور ہو،

نوٹ:۔ یہ سوکت پیپلاد میں بھی ہے، کاشک سوتر ۲۶ میں اس کو بخار تباہ کرنے والے منتروں کی ذیل میں رکھا ہے، اس کا طریق استعمال بھی ان میں دیا ہے، کہ منتر پڑھتے ہوئے چربی شہد، گھی اور تل کا تیل پینے کی پروہت ہدایت دیتا ہے، بیمار کا سر منج کی پگڑی سے ڈھانپ دیا جاتا ہے، اور بائیں ہاتھ میں چھلنی میں پھینکنے والے سے کرچلتا ہے، کہ جس کو وہ آہستہ آہستہ گراتا جاتا ہے، اور دائیں ہاتھ میں کمان کی تانت اور کلہاڑی لیکر وہ پروہت کے سامنے جاتا ہے اور وہ اس کو کچھ حکم احکام دیتا ہے، جس جگہ بیماری نے اس کو پکڑا تھا، وہ پگڑی اور چھلنی کو رکھ دیتا ہے، اور تانت کو بھی وہیں رکھ کر گھر کو چلا آتا ہے،

مریض اپنی ناک پر گھی اور شہد کو ملتا ہے، پروہت مریض کے سر کو سہارا دے کر بانس کی چھڑی سے تین دفعہ سر کو چھو کر منتر پڑھتا ہے،

نکتہ:۔ منج کی پگڑی اس لئے مریض کے سر کو باندھی کہ لفظ منج کی تجنیس خطی ہے، کہ جس کے معنے نجات کے ہیں، پس منج کی رسی اسی بنا پر استعمال کی گئی، کہ مرض سے مریض نجات یا آزادی حاصل کرے،

عـ۱ بجلی سے یا رحم سے پیدا شدہ مراد یہاں بادل کے رحم سے پیدا شدہ کے ہیں، سرخ بیل سے مراد سورج ہے، یا بعض کے نزدیک بخار ہے، کہ جو وضع حمل کے بعد لاحق ہوتا ہے،

عـ۲ اتھروید کے نسخہ پیپلاد میں یہ منتر بالکل مختلف ہے، اس کی عبارت اس طرح پر ہے، شیرشرشیا تو پو گرہتیا پرشیر گربھتی انلو کم آنلو ہو شاہیا ہی ہرو سر ... [illegible]

عـ۳ پیپلاد میں "سچنام" کی بجائے "سرجنام" ہے،

عـ۴ اس منتر میں بھی پیپلاد کے نسخہ میں اختلاف ہے، "ے" کی بجائے اس میں "لمتے" ہے، اور "اورایہ" کی بجائے "پیرایہ" اور شم سے چترتبھیہ" کی بجائے شم تے پرشٹھی بھیو تحسبیہ" اور تو کی بجائے مم ہے، یجروید کے واجسنی نسخہ ۲۳/۴۴ اور تیتریا نسخہ ۲/۴ ۵ میں بھی یہ منتر موجود ہے، جو اتھروید کے موجودہ رائج نسخہ شونک کی نسبت پیپلاد نسخہ سے زیادہ ملتا ہے، (باقی دارد)

اخبار احمدیہ

۱۳ مارچ ۳۲ء کو انجمن ہمدرد اسلام امیرا کدل سرینگر نے معراج شریف اور میلادالنبی کا جلسہ منایا۔ جو ۷ بجے شام سے رات کے ۱۲ بجے تک رہا۔ جلسہ میں غیر مسلم بھی شریک تھے۔ کشمیری ملّاؤں کی بے وقت راگنی کے بعد ہمارے کرم بھائی مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب کو بھی سامعین نے کچھ فرمانے پر مجبور کیا۔ مولانا صاحب نے تقریباً ایک گھنٹہ حضرت نبی کریم کی پاک سیرۃ کے متعلق تقریر فرمائی۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ آپ ہی ساری دنیا اور سارے زمانوں کے محسن ہیں۔ جملہ حاضرین نے اس تقریر کو بہت پسند فرمایا۔ بعد ازاں ماسٹر محمد عبداللہ خاں صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس نے نہایت مناسب حال تقریر فرمائی اور بعد اختتام تقریر آپ نے صدر جلسہ کی التجا پر مسلمانوں کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ کیا۔

کشمیری ملّاؤں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر آریوں نے ریشہ دوانی شروع کر دی۔ امید ہے۔ کہ ہماری جماعت کشمیر اس فتنہ کا مردانہ وار مقابلہ کر کے ثابت کر دیگی۔ کہ اسلام کی اندرونی اور بیرونی اصلاح بجز خادمان مسیح موعود کے اور کسی سے نہیں ہو سکتی۔ اور احمدیوں کا بچہ بچہ اس مقابلہ کے لئے تیار ہے۔

۱۱ مارچ کو حضرت امام اعظم رح کی ولادت کے دن لائبریری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں نہایت پر رونق جلسہ کیا گیا۔ جس میں مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب نے آپ کے کمالات بیان فرمائے۔ کثرت سے تعلیم یافتہ طبقہ

مواقیت الصلوٰۃ

خداوند پاک فرماتا ہے:۔ واقم الصلوٰۃ طرفی النہار و زلفاً من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ۱۲؎

ترجمہ:۔ شروع اور اخیر دن اور رات کے پہلے حصوں میں نماز مداومت اور اس کے حقوق کی نگہداشت کر، لاریب نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، اقم کا مادہ قوم ہے، جو باب افعال سے امر ہے صاحب مختار الصحاح لکھتے ہیں:۔ اقام الشئ ای اداسہ ومنہ قولہ تعالیٰ ویقیمون الصلوٰۃ ، اس لحاظ سے اقم الصلوٰۃ کے معنے ہوئے نماز پر مداومت کر، اور اقامۃ الصلوٰۃ کے معنی جناب ابن عباس رضؓ سے باسنادیوں مروی ہیں، اتمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع والاقبال علیھا فیھا ۵ ملاحظہ ہو اتقان اور کشاف میں علامہ جار اللہ زمخشری بھی لکھتے ہیں معنی اقامتھا تعدیل الارکان من ان یقع زیغ فی فرائضھا وسننھا وآدابھا من اقام العود اذا قومہ اوالدوام علیھا والمحافظۃ من قامت السوق اذا انفقت لانھا اذا حوفظ علیھا کانت کالشئ النافق الذی یتوجہ الیہ الرغبات انتھی عبارتہ ۵ الغرض صلوٰۃ کو اقامت اور اس کے مشتقات کے ساتھ متعلق کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ حقوق اور شرائط صلوٰۃ کو پورے طور پر مداومت کے ساتھ ادا کیا جائے، اسی وجہ سے مفردات راغب میں بھی اقام الامر کے معنے کام کو درست حالت میں رکھنا کئے گئے ہیں، ع

اعلم فعلم المرء ینفعہ

فائدہ[۱]:۔ جب صلوٰۃ زکوٰۃ حیوٰۃ میں اضافت نہ پائی جائے تو ان کو واو کے ساتھ لکھا جاتا ہے، مگر جب ان میں اضافت موجود ہو، تو حسب قاعدہ رسم الخط ان کی کتابت الف کے ساتھ واجب [illegible] الملقہ۔ ۵ فائدہ صلوٰۃ لغۃ تحریک الصلوین عرفاً الدعا بالخیر اور شرعاً اقوال و افعال مقررہ کا نام ہے، نیز صلوٰۃ اسم مصدر اور اس کا مصدر تصلیۃ ہے، کذا فی شعر الثعلب ؎

ترکت القیان وعزف القیان
وادمنت تصلیۃ وابتہالا

علامہ اجوری لکھتے ہیں، صلوٰۃ اصل میں صلوۃ فعلۃ کے وزن پر تھا، کیونکہ اس کی جمع صلوات آتی ہے، پھر بموجب قاعدہ صرف واو ماقبل مفتوح کو الف کے ساتھ تبدیل کیا گیا، وقالوا انما کتبت بالواو علی لفظ المفخم کذا فی حاشیۃ البیضاوی علامہ بجیرمی فرماتے ہیں:۔ الصلوٰۃ وھی ماخوذۃ من صلیت العود بالنار اذا عطفتہ لانعطاف اعضاء المصلی او من الصلوین وھما عرقان فی جانبی الخاصرۃ ینحنیان عند انحناء المصلی فاحفظ فانہ ینفعک فی مواضع شتی۔

طرفی النہار کی تفسیر

اہل عرب کی رائے میں دن کا شروع صبح صادق سے لیا جاتا ہے، اور دن ڈھلنے سے آخر دن شمار کرتے ہیں، چونکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیات بعض کی مفسر ہیں، اس لئے طرفی النہار کی تفسیر کے متعلق سورہ طٰہٰ پ ۱۶ کی مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ فرمائیے، قولہ تعالیٰ سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا یعنی طرفی النہار سے مراد قبل طلوع آفتاب اور قبل غروب ہے، قبل طلوع الشمس کے لئے ہماری تجسس نگاہیں سورہ روم ع ۲ کی آیہ ذیل پر پڑتی ہیں، فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیاً وحین تظھرون ۵ سبحان مصدر منصوب علی المصدریہ ہے، اس کی تقدیر سبحوا سبحان اللہ اور سبحوا یعنے صلوا وصلوا صلوٰۃ للہ حین تمسون، ہے، لغت میں بھی تسبیح کے معنے صلوٰۃ بھی مندرج ہیں، ملاحظہ ہو قاموس اور بخاری میں بھی جناب عائشہ صدیقہ رضؓ نے انہی معنوں میں لفظ تسبیح کو استعمال کیا ہے چنانچہ فرماتی ہیں، ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسبح سبحۃ الضحیٰ وانی لاسبحھا ۵ غرض اس آیت میں بھی اوقات صلوات مفروضہ کا ہی ذکر ہے، آیت ہذا میں قبل طلوع الشمس کے مقابل حین تصبحون موجود ہے، اس لئے تصبحون کی تحقیق ملاحظہ ہو، تصبحون کا مصدر اصباح اور مادہ صبح ہے، صبح کے معنے لغت میں لکھے ہیں الصبح الفجر مختار الصحاح اور غیاث میں اصباح بالکسر صبح کردن چنانچہ سورۂ نور میں من قبل صلوٰۃ الفجر سے یہی نماز مراد ہے،

مندرجہ بالا آیات پر نظر امعان ڈالنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نماز صبح، دن کی نماز ہے، اسی لئے صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وقت صلوٰۃ الصبح من طلوع الفجر ما لم تطلع الشمس فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوٰۃ یہ ہے، قرآن اور حدیث کی مطابقت اہل قرآن حضرات غور فرمائیں،

قبل غروبہا کے معنے

اب قبل غروبہا کی تفسیر سنئے، قبل غروبہا اپنے منطوق کے لحاظ سے تو طلوع سورج سے غروب سورج تک کا وقت ہے، اس لئے تعیین وقت کے لئے سورہ روم کی آیت مذکورہ کی جانب عنان توجہ منعطف کرنی پڑتی ہے، وہاں قبل غروبہا کے مفہوم کے لحاظ سے لفظ تظھرون موجود ہے، تظھرون کا مصدر اظہار اور مادہ ظہر ہے، اظہار کے معنے مختار الصحاح میں لکھے ہیں، سار فی وقت الظھر اور منتہی الارب میں بوقت نماز پیشین آمدن، اور غیاث میں ظہر بالضم ہنگام زوال موجود ہے، اظہار اور ظہر کی تصریح کے لئے ایک اور آیت بھی ملاحظہ فرمائیے، خداوند پاک فرماتا ہے، اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس سورہ بنی اسرائیل ع ۹ لدلوک الشمس میں لام اجلیہ ہے، یعنی حکم ہوا، اقم الصلوٰۃ لاجل دلوک الشمس ، وقت دلوک الشمس مختار الصحاح میں ہے، ودلکت الشمس زالت ومنہ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس اور ایسے ہی اتقان میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے، دلوک الشمس زوالھا اور غیاث میں ہے، دلوک گشتن آفتاب از بالائے سر غرض حین تظھرون اور دلوک الشمس ایک ہی وقت ہے، ان دونوں لفظوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ نماز ظہر زوال شمس سے شروع ہو کر ظہیرہ یعنی شدۃ الحر تک رہتی ہے، چنانچہ علامہ برہان الدین المرغینانی لکھتے ہیں، عرب میں گرمی کا جوش ایک مثل تک رہتا ہے، بعدہ ٹھنڈک پڑ جاتی ہے، تاج الابتہاج میں بھی ظہر کی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھا ہے۔ لانھا فعلت عند قیام الظھیرۃ ای شدۃ الحر وعند نھایۃ ارتفاع الشمس، احادیث سے بھی اس تحقیق کی تصدیق ہوتی ہے، مثلاً سیار بن سلامہ سے روایت کی گئی ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الھجیرۃ التی حین تدحض الشمس متفق علیہ اور جابر بن عبداللہ سے مروی ہے، کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی الظھر بالھاجرۃ اور ابوداؤد اور ترمذی شریف کی حدیث میں ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ فلما کان الغد صلی رحمہ اللہ، بی یعنی صلعم الظھر حین کان ظلہ مثلہ اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظھر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ، اور یہی وہ وقت ہے جس پر ائمہ اربعہ متفق القول ہیں، غرض اتنا تو ثابت ہو چکا کہ قبل غروبہا میں ایک وقت تو صلوٰۃ ظہر کا ہے، دوسرا وقت انشاء اللہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا، بینہ وکمال کرمہ

زلفاً من اللیل کی حقیقت

لیکن اس سے پہلے زلفاً من اللیل کی حقیقت پر نظر ڈال لیجئے، لیث کہتے ہیں زلفہ رات کے اول حصے کا نام ہے، جس کی جمع زلف آتی ہے، من ازلفہ اذا قربہ والیہ الطائفۃ من اول اللیل مختار الصحاح من اللیل ظرف مستقر زلف کی صفت ہے، غرض اس کے معنے رات کے پہلے حصے ہوئے، سورہ روم کی مندرجہ بالا آیت میں زلفاً من اللیل کے مطابق مقابل دو ہی وقت موجود ہیں، حین تمسون اور عشیاً تیسرا کوئی نہیں زلفاً من اللیل جمع اس کے، واقرار خداوند پاک نے خود مقرر فرما دیئے

ہیں، اس لئے کسی کا حق نہیں، کہ ان دو وقتوں کے ماسوا کسی اور وقت لانے کی سعی لاحاصل کرے، اور اسلوب قرآن حکیم سے بھی پایا جاتا ہے، کہ بعض اوقات تثنیہ پر جمع کا اطلاق ہوا ہے شلاً سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن آناء الليل فسبح واطراف النهار طه۔ اور آیات موارثیث میں اور پ ۱۹ ع میں جناب موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو مخاطب کر کے فرمایا گیا، فاذهبا بآياتنا انا معكم مستمعون، المختصر زلفا من الليل کے دو ہی افراد ہیں، عشی اور اسا صاحب مختار الصحاح لکھتے ہیں العشی والعشية من صلاة المغرب الى العتمة یعنی غروب شمس سے عتمہ تک کے وقت کا نام عشی ہے، عتمہ کے معنی ہیں وقت صلاۃ عشاء الاخیرۃ قال الخليل العتمة الثلث الاول من الليل بعد غيبوبة الشفق اور شفق کے معنی وہ سرخی جو بعد غروب آفتاب ظاہر ہوتی ہے، جیسا کہ اسی مختار الصحاح میں لکھا ہے۔ الشفق بقية ضوء الشمس و حمرتها في اول الليل الى قريب من العتمة وقال الخليل الحمرة من غروب الشمس الى وقت العشاء الاخيرۃ ۵ غرض یہی وہ وقت ہے کہ جس کو لسان شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے وقت صلاۃ المغرب کے نام سے تعبیر فرمایا۔ چنانچہ فرمایا، وقت صلاة المغرب ما لم يغب الشفق صحیح مسلم یعنی مغرب کی نماز کا وقت غیبوبت شفق تک ہی ہے، غرض صلاۃ المغرب کو خواہ لغۃً عشی کہیں یا عشاء الاولیٰ نفس صلوٰۃ میں کوئی فرق نہیں آتا، یہ ہے ایک وقت زلفا من الليل کا۔

حین تمسون کی تشریح

اتی رہا حین تمسون، عشی اور حین تمسون بوجوہ ذیل ایک وقت نہیں، وجہ ۱ جمع کا اطلاق کلام عرب میں واحد پر کہیں نہیں ہوا، وجہ ۲ تکرار لایعنی لازم آتا ہے، جو کلام الٰہی سے بعید ہے، تمسون کی مصدر امسا ہے، منتہی الارب میں اس کے معنی شبانگاہ کردن لکھے ہوئے ہیں، تدبر فی القرآن سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ امسا جس کا مادہ مسا ہے، رات کے اول حصوں میں سے ہے، لیکن کتب لغت میں اس وقت کی کوئی حدبندی نہیں کی گئی، اس وقت کی زیادہ تصریح کے لئے ہماری نظر سورۂ نور پ ۱۸ کی آیت من قبل صلاة الفجر وحين تضعون ثيابكم من الظهيرة ومن بعد صلاة العشاء ثلث عورات لكم پر پڑتی ہے، اس موقعہ پر حین تمسون کے مقابل العشاء موجود ہے، جس کے معنے قاموس میں ہیں، ظلمة اول الليل یعنی پہلی رات کا اندھیرا انہی معنوں پر گہری نظر ڈالنے سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے، کہ عشاء اندھیرے کو کہتے ہیں، چنانچہ غیاث میں بھی لکھا ہے، عشاء بکسر اول تاریکی شب کہ وقت نماز شب است اور تاریکی شب جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے بعد غروب شفق ہی ہوتی ہے، کیونکہ شفق کے معنے ہیں، بقية ضوء الشمس یعنی سورج کی روشنی کا بقیہ ارباب دانش ہواہل عقل حضرات پر مخفی نہیں کہ جب تک سورج کی روشنی باقی ہے۔ ظلمت نہیں ہو سکتی، صلاۃ المغرب یا صلاۃ العشی جو آفتاب کی آنکھوں سے گم ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے کے متعلق متفق علیہ حدیث میں آیا ہے، كنا نصلي المغرب مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فينصرف احدنا وانه ليبصر مواقع نبله ۵ غرض شفق سے پہلے وقت پر عشاء کا اپنے حقیقی معنوں کے لحاظ سے اطلاق نہیں ہو سکتا، علاوہ ازیں اعراب اسی وقت کو عتمہ جس کے اصلی معنی تاریکی ہیں، کہا کرتے تھے، اور عتمہ کے معنی بعد غیبوبت شفق کے رات ہیں، موافق شرع عتمہ یعنے تاریکی پر زور شاہد عدل لیجئے۔ معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اعتموا بهذه الصلوة یعنی اس نماز کو تاخیر میں پڑھو، رواہ ابوداؤد، شاہد ۲ صحیح مسلم میں روایت ہے لا تغلبنكم الاعراب على اسم صلاتكم الا انها العشاء وهم يعتمون بالابل سے فانها تعتم بحلاب الابل یعنی نماز عشاء اونٹنیوں کے دوہنے کی وجہ سے تاریکی میں لائی جاتی ہے، باقی رہا یہ امر کہ عشاء کو عتمہ کہنے سے کیوں روکا گیا، وجہ صاف ہے کہ عتمہ کے معنے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے تاریکی ہیں، لہٰذا نماز نوری نور ہے یا اس لئے کہ زبان کو موافق اصطلاح شرع کرنا ضروری ہے،

(باقی دارد)

احمدی کی لڑکی کا غیر احمدی سے رشتہ

اکمل صاحب آف گولیکی نے حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کے ایک خط مرقومہ ۱۹۱۰ء کا عکس اخبار "الفضل" مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء میں .... شائع کیا ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح نے بنام حافظ محمد علی صاحب بھیجا تھا۔ اکمل صاحب نے اس کی اشاعت کی یہ غرض بتائی ہے۔ کہ جیسے غیر احمدی کی اقتدا میں کسی احمدی کا نماز ادا کرنا حرام قطعی حرام ہے۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کا صاف اور صریح حکم ہے۔ کہ کسی احمدی کو جائز نہیں۔ جو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی غیر احمدی سے کرے اس کے بعد اکمل صاحب نے ان ہر دو امور کی خلاف ورزی کا مجرم حضرت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کو قرار دیا ہے اور کہیں ان کو ایری مرکز سے روگرداں قرار دیا ہے۔ اور کہیں انقلاب علی عقبیہ کا خطاب دیا ہے۔ اور کسی جگہ انہیں اپنے ہادی اور اس کے لائے ہوئے دین الحق کو بھول جانے والے بلکہ چھوڑ جانے والے قرار دیا ہے۔ غرض کہ اپنے دل کا بخار اچھی طرح نکالا ہے۔ اور اپنی شرافت و تہذیب کا ثبوت دیا ہے ان کی تحریر سے ایک ناواقف کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکمل صاحب کو حضرت مسیح سے گویا بڑا عشق ہے۔ اور آپ کے احکام کی خلاف ورزی ان کو مطلق نہیں بھاتی۔ مگر یہ نتیجہ درست نہیں۔ بلکہ یہ اکمل صاحب کا ذاتی بغض و عناد ہے۔ جو ان کو مولوی صاحب اور ان کے رفقاء سے شروع زمانہ سے اب تک ہے۔ اکمل صاحب نے خط کا دستیاب ہونا غنیمت سمجھ کر ہم لوگوں کو خواہ مخواہ بولنا شروع کر دیا اور کینہ اور بغض کی وجہ سے ایسے آپے سے باہر ہو گئے کہ اتنا سوچا تک نہیں کہ آیا اس کی زد الٹی ہم پر تو نہ پڑے گی۔

اب میں اکمل صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ

(۱) کیا حضرت مولوی محمد علی صاحب نے کوئی ایسا فتویٰ شائع کیا ہے۔ کہ غیر احمدی کی اقتدا میں احمدیوں کا نماز پڑھنا جائز ہے یا آپ نے کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ کر عملاً حضرت مسیح موعود کے حکم کے خلاف ثبوت دیا ہے۔

(۲) کیا حضرت مولوی محمد علی صاحب نے یہ فتویٰ شائع کیا ہے کہ احمدی غیر احمدیوں کو لڑکی کا رشتہ دیا کریں۔ یا آپ نے اپنی کسی لڑکی کا رشتہ کسی غیر احمدی کو دے کر حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کے خلاف اپنے فعل کا ثبوت دیا ہے۔

(۳) یا کیا حضرت مولوی محمد علی صاحب نے یہ فتویٰ شائع کیا۔ کہ اگر کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی دے۔ تو دوسرے احمدی اس تقریب میں شامل نہ ہوں اور کسی قسم کی امداد نہ دیں۔ تا دوسرے لوگوں کے واسطے یہ حرکت باعث جرأت نہ ہو۔ اور بے غیرتی نہ بڑھے۔ اور عملی رنگ میں آپ نے اور ان کی جماعت نے ایسی تقریبوں میں شامل ہو کر قول اور فتویٰ کے خلاف کیا ہے۔ میں اکمل صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان ہر سہ امور کی خلاف ورزی کرنے والا حضرت مولوی محمد علی صاحب کو ثابت کر سکیں گے۔ اور اگر یہ کہیں کہ حضرت مولوی صاحب کے کسی دوست سے کوئی کمزوری واقع ہوئی تو جناب میاں صاحب کے مخلص اور جان نثار مریدوں کی ایک فہرست شائع کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے صاف و صریح حکم کے خلاف کیا ہے۔ حالانکہ جناب میاں صاحب اور آپ کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ ہمارے عقائد وہی ہیں [illegible] تجویز کئے ہیں۔ بر ذیل کے واقعات [illegible] کے خلاف ہیں

(۱) حضرت مولوی صاحب نے تو آج تک کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ مگر جناب میاں صاحب نے تین نمازیں غیر احمدی کی اقتدا میں ادا کی تھیں۔

(۲) خلیفہ رشید الدین صاحب نے جو حضرت مسیح موعودؑ کے قدیمی خادم اور دوست ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ اور جناب میاں صاحب کے خسر ہیں۔ اپنی لڑکی سلسلہ احمدیہ کے خطرناک دشمن کو دی۔ صاحب الف لاہوری میں یہ شہادت موجود ہے۔

(۳) جناب میاں صاحب کا ایک طرف فتویٰ ہے کہ ایسی تقریبوں میں ہرگز شامل نہ ہونا چاہیے۔ مگر دوسری طرف آپ اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے مع اہل و عیال قادیان سے چل کر لاہور تشریف لائے۔ اور کئی روز تک یہاں رونق افروز رہے۔ حالانکہ نہ صرف دولہا ہی احمدیت کا دشمن بلکہ کل خاندان حضرت مسیح موعود کا خطرناک مخالف تھا۔

(۴) میاں شمس الدین صاحب سوداگر چرم لاہور نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور طرفہ یہ کہ قادیان سے جناب میاں صاحب نے اس تقریب پر علماء نکاح خوانی کے لئے بھیجے اور لاہور کی احمدیہ جماعت بھی مدعو تھی مگر حضرت مسیح موعودؑ کے صاف و صریح حکم کے خلاف ہوتے دیکھ کر کوئی بنچلا نہ بولا۔ بلکہ سب کے سب پلاؤ زردہ کی رکابیاں ہڑپ کر گئے اور کسی نے ڈکار تک نہ لیا۔ اکمل صاحب بھی حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کی اس خلاف ورزی کے وقت نہ معلوم کس نیند سوئے ہوئے تھے۔ اور ان کی غیرت و جوش اور درد دل جس کا اظہار لاہور کی احمدی جماعت کے متعلق کرتے رہتے ہیں کہاں گم ہو گیا۔ یا اپنے دفتر میں ایسی کھٹ لی۔ کہ دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہیں رہی۔ اور اس لئے ان کے کان پر جوں بھی نہ چلی۔ آہ بغض کی کوئی انتہا ہونی چاہیئے۔

(۵) جناب میاں صاحب نے مسٹر مصباح الدین المعروف چراغ الدین کی والدہ کا جو غیر احمدی تھی جنازہ پڑھا۔ پیر نبک محمد سیٹھان کے والد کا جنازہ پڑھا۔ مگر ماسٹر عبدالرؤف کے برادران حقیقی میاں فضل الٰہی وغیرہ کا جنازہ نہیں پڑھا۔ حالانکہ قادیان اور بھیرہ کی جماعتیں اچھی طرح جانتی ہیں۔ کہ یہ بھائی حضرت مسیح موعود کے وقت کے احمدی اور مخلص ہیں۔ اور ماسٹر عبدالرؤف صاحب تو آغاز زمانہ سے ہی قادیان میں ڈیرہ لگائے ہوئے ہیں۔ اور بڑے صالح اور متقی ہیں۔

(۶) چوہدری مولا بخش صاحب نمبردار چک ۳۵ ضلع سرگودھا نے باوجودیکہ ایک احمدی رشتوں کی موجودگی کے اپنی لڑکی غیر احمدی کو دی۔ چوہدری الہ داد صاحب المعروف چوہدری گلو ساکن چک ۳۵ جنوبی اور مولوی محمد علی صاحب بدوملہی والے شاہد ہیں

(۷) میاں رحیم بخش صاحب کشمیری ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ گواہ میاں الف دین صاحب کشمیری ساکن چونڈہ۔ اور میں نے خود میاں صاحب کو چونڈہ سے لکھا بھی تھا۔

(۸) جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج علی گڑھ۔ مولوی علی صاحب سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔

(۹) مسٹر محمد طفیل ساکن مزنگ جس نے گذشتہ سال اخبار "الفضل" میں شائع کیا تھا۔ کہ میں اور میرا باپ مخلص احمدی ہیں اور غیر احمدیوں کو کافر جانتے ہیں۔ غیر احمدی کے الفاظ واپس لئے جائیں ورنہ میں عدالت میں چارہ جوئی کروں گا۔ اس کی احمدیت اور غیرت کا نمونہ یہ ہے کہ اس کا والد شیخ نبی بخش مزنگ فوت ہوتا ہے۔ مزنگ اور لاہور میں احمدی جماعت موجود ہے۔ کسی کو خبر تک نہیں کی۔ آپ عاقل بالغ موجود تھا۔ مگر بایں مخلص احمدی لائق بیٹا مخلص باپ کی میت اپنے محلے کے محمد بخش ملاں کے حوالہ کرتا ہے۔ کہ نماز جنازہ پڑھے۔ اور اس کی مغفرت کی دعا کرے۔ اور آپ بھی اور ایسا ہی جناب میاں صاحب کے ایک دو اور مخلص مرید بھی اس کافر کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کرتے ہیں۔ اور کسی کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ اگر لائق و مخلص احمدی بیٹا ہی حضرت مسیح موعودؑ کے صاف صریح حکم کے خلاف چل رہا ہے۔ اور اپنا ایمان و اعتقاد ڈبو رہا ہے۔ تو ہم ہی اس کافر ملاں کو آگے سے ہٹا کر خود نماز جنازہ پڑھا دیں بتایئے اکمل صاحب کہ مسخ شدہ ... کیسی ہے جن کے ناسور کا اندمال ... ضروری ہے تف ہے ایسی احمدیت پر۔ اور سر پیٹنا چاہیئے۔ ایسے ایمان پر کہ اعتقاد یہ اور عمل ایسا

"الفضل" بھی جسقدر آٹھ آٹھ آنسو بہائے کم ہے۔ جو ناحق اس وقت ایسے شخص کا وکیل بنا۔ افسوس حق پرستی کا خیال نہیں کیا جاتا۔ اور اتنی بات پر کہ کوئی میاں صاحب کا ... بلا تحقیقات حالات اور علم صحیح رکھنے کے ... [illegible]

اب جناب اکمل صاحب فرمائیں کہ یہ امور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاف و صریح حکم کے خلاف ہیں یا نہ؟ اور آپ کے شائع کردہ فقروں کے خلاف ہیں یا نہیں؟

اگر آپ اور آپ کو حضرت صاحب کے کسی حکم کی کوئی قدر و منزلت تھی۔ اور آپ کے قلب میں کوئی ایمان تھا۔ تو اس پر بھی کبھی دکھ کا اظہار کیا ہوتا۔ کوئی غیرت و جوش دکھایا ہوتا۔ حضرت مسیح کے حکم کے خلاف ہوتا دیکھ کر آپ کا دل کیوں نہ پھٹا۔ جیسا کہ اب آپ نے محض دنیا کو مغالطہ دینے کی خاطر فرضی طور پر واویلا مچایا ہے۔ کہ گویا حضرت مولوی صاحب اور ان کی جماعت معاذ اللہ حضرت کے ارشاد کے خلاف غیر احمدیوں کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور غیر احمدیوں کو لڑکیاں نکاح میں دیتے ہیں۔ اور آپ کو خطرناک قلق ہے۔ جس کے باعث آپ کو نہ کھانے کی سوجھتی ہے نہ پینے کی نہ رات آرام ہے نہ دن کو چین ہے۔ مگر جناب من یہ کیا باعث ہے کہ حضرت مولوی صاحب سے کوئی ایسا امر واقع بھی نہ ہو تو آپ آسمان سر پر اٹھا لیں اور دنیا کو سخت مغالطہ دلائیں۔ جو بڑا گناہ ہے اور خطرناک اخلاقی جرم۔ مگر آپ لوگوں سے جب ایسے امور واقعی طور پر سرزد ہو بھی جائیں تو آپ کے کان پر جوں بھی نہ چلے اور آنکھیں بند کر کے

بڑے رہیں۔

دراصل بات یہی ہے کہ نہ آپ کو کوئی تعلق ہے۔ نہ حضرت صاحب کے ارشاد سے سروکار۔ بغض و عناد کی عینک چڑھائی ہوئی جس کی وجہ سے آپ اس اخلاقی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں اور کذب بیانی کرتے ہیں۔

ہم خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود کے صاف و صریح حکم کے خلاف عمل کرنا یا فتویٰ دینا جائز نہیں سمجھتے۔ حالانکہ آپ لوگوں کے فتوے حضرت مسیح موعود کے حکم کے خلاف موجود ہیں۔

ہم شروع دعوےٰ سے اخیر تک حضرت صاحب کی تحریر کو منسوخ نہیں سمجھتے۔ اور آپ لوگ منسوخ ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں

دوسرا امر قابل حل یہ ہے۔ اسے مہربانی فرما کر حل کرکے مشکور فرمائیں کہ

یہ خط جس کا عکس شائع کیا ہے سنہ ۱۹۰۶ء کا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے زمانہ کا۔ اس کے بعد حضرت مولوی صاحب نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مسجد مبارک میں جس کی نسبت مسجد میں حضرت مسیح موعود کا الہام لکھا ہوا موجود ہے۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔ کل امر یجعل فیہ مبارک۔ کہ اس مسجد میں جو کام کیا جائے بھی وہ مبارک ہوگا۔ خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی کا نکاح ایک غیر احمدی دشمن سلسلہ سے پڑھا گیا [illegible] جناب میاں صاحب اس تقریب شادی میں شریک ہوتے جو آپ کے اس شائع کردہ فتویٰ کے خلاف ہے۔ پس کیا سلسلہ کے لیڈر اور بزرگوں کا یہ طریق عمل حضرت صاحب کے صاف و صریح حکم کے خلاف نہیں۔ اور جماعت کے سامنے اسوہ نہیں جس سے لوگوں کو اس طریق پر قدم مارنے کی جرأت پیدا ہو۔ امید ہے مہربانی فرما کر اس شائع کردہ فتویٰ اور اس عملی کارروائی کو تطبیق دے کر مشکور فرمائینگے تا تمہیر دور ہو۔

یکے از خادمان حضرت مسیح موعودؑ

تازہ خبریں

مزدور حکومت کے لئے مصیبت

لندن ۲۸ مارچ اس ہڑتال نے حکومت کو عجب مخمصے میں مبتلا رکھا تھا کیونکہ حکومت ہڑتال کو جبراً بند کرانے کے ذرائع اختیار کرنے میں تامل کرتی تھی تا کہ اس پیرو ہی نہ بگڑ بیٹھیں۔ دوسری طرف جمہور کو تکلیف ہو رہی تھی۔ اور اس کی طرف سے حکومت پر زبردست دباؤ ڈالا جا رہا تھا۔ ہڑتال کرنے والوں کے رہنما مسٹر ہیون نے کہہ دیا تھا۔ کہ اگر ضرورت پیش آئی۔ تو محفوظ طاقتیں بھی میدان عمل میں بلائی جائینگی۔ ان کی مراد یہ تھی کہ زمین دوز ریلوے والے بھی ہڑتال کردیں گے۔ حالانکہ انہیں اپنے آقاؤں کے ساتھ کوئی پرخاش نہ تھی خیال کیا جاتا ہے کہ ریلوے والے مسٹر ٹامس سے بدلا لینا چاہتے ہیں جنہوں نے ہڑتال کے موقعہ پر ان کی مخالفت کی تھی کیونکہ مکمل ہڑتال ہو جانے سے حکومت کی ہستی خطرہ میں تھی۔

ایک اخبار نویس نے ایک وزیر سے سوال کیا۔ کہ آپ ہڑتال کو کس وقت ختم کرائینگے۔ وزیر نے جواب دیا کہ ہڑتال کب میں [illegible] سکتا ہوں؟

دیوان عام میں مسٹر کلائینس نے اعلان کیا کہ مسٹر [illegible] گفت و شنید میں حصہ لے رہے ہیں۔ متعدد سوالوں کے جواب میں کہا گیا کہ اگر فیصلہ نہ ہوا۔ تو حکومت سخت ذرائع اختیار کرے گی۔

فرانسیسوں کی چیرہ دستیاں

لندن ۲۹ مارچ۔ اس امر کے متعلق فی الحال اطلاعات موصول نہیں ہوئی ہیں۔ کہ صوبہ پلیٹینٹ میں کیا ہو رہا ہے۔ بیسویں کا ایک پیغام مظہر ہے کہ اگر حالات بالکل تسلی بخش نہیں تو روبہ اصلاح ضرور ہیں۔ رائن لینڈ کے انقطاع پسند مزدوروں کی سرگرمیوں کو حکومت جرمنی نے ہنوز خطرناک تصور نہیں کیا ہے۔ گو اس تحریک کے بڑھ جانے کا خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان مزدوروں کی اعانت بالشویکی سرمایہ سے کی جاری ہے۔ بہرحال آبادی کو دو بڑی شکایات باقی ہیں۔ ایک یہ کہ ان کثیر التعداد حکام میں سے کسی کو اپنے عہدے پر واپس آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ جن کو فرانسیسوں نے سمندر پار جلا وطن کر دیا تھا۔ اور یہ امر مقامی امور کے انتظام میں خطرناک طور پر حارج ہے۔ دوسری شکایت یہ ہے کہ ان اشخاص کے خلاف انتقامی مہم بدستور جاری ہے جن کی نسبت یہ خیال کیا گیا تھا کہ انہوں نے سابقہ خود مختار حکومت کی سرگرمی سے مخالفت کی تھی۔ متعدد انقطاع پسند فرانسیسیوں کی نگرانی میں مقیم ہیں اور ان کو اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں۔ فرانسیسی بڑے بڑے آدمیوں کو تشخیص الزام کے بغیر گرفتار کرکے زندان میں ڈال رہے ہیں۔

ہوا کا خوفناک طوفان

کنساس ۲۹ مارچ شمالی علاقہ اوکلاہوما میں ہوا کے ایک طوفان کی وجہ سے آٹھ آدمی ہلاک اور ستر مجروح ہوئے۔ شہر کے بہترین محلے میں ۵۰ سو مکانات منہدم ہو گئے۔ ہائی سکول کے چار سو طلبا بال بال بچ گئے کیونکہ ان کی سکول سے رخصت کے چند منٹ بعد آندھی کی وجہ سے عمارت مدرسہ منہدم ہو گئی تھی۔ کنساس میں صرف ایک موت ہوئی۔

ہندوستان کا مستقبل تعلیم پر منحصر ہے

بمبئی ۱۲ مارچ آج کنگ جارج انگلش سکول کے جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت کرتے ہوئے ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی نے کہا کہ ہر ایک شخص کو اس امر کا احساس کرنا چاہیے کہ ہندوستان کا مستقبل اس پر منحصر ہے کہ اس کے لاکھوں ان پڑھ باشندے تعلیم یافتہ ہو جائیں اور جب تک اس مسئلہ کو کافی طور پر حل نہ کر لیا جائے گا، اس وقت تک ہندوستان مہذب دنیا میں مناسب منصب حاصل نہیں کر سکتا،

حادثہ ریل گاڑی کے متعلق تحقیقات

دہلی ۱۹ مارچ ریلوے بورڈ کا ایک کمیونکہ مظہر ہے کہ۔ ایک مجلس نے راہم گنگ متصل بریلی کے پل کے افسوسناک حادثے کے متعلق ایک مجلس نے نہایت احتیاط سے تحقیقات کی ہے۔ مجلس مذکور کے صدر میجر سی۔ ایس۔ بی جج۔ آر۔ ای سینئر گورنمنٹ انسپکٹر ریلوے لکھنؤ میں۔ آپ کے علاوہ۔ مسٹر ڈبلیو ایم کینان۔ ڈپٹی ٹریفک منیجر اودھ اینڈ روہیلکھنڈ ریلوے۔ مسٹر رام کشن ایگزیکٹو انجینئر ڈسٹرکٹ نمبر ۳ او اینڈ۔ آر۔ ریلوے۔ مسٹر جے ولسن لاکو موٹو سپرنٹنڈنٹ او اینڈ آر ریلوے اس مجلس کے دیگر ارکان میں تحقیقات کے دوران میں ایک سول مجسٹریٹ بھی موجود تھا، ذیل کے اشخاص کی شہادت لی گئی، اور مسٹر ای۔ آئی سمتھ۔ مسٹر شام لعل۔ مسٹر جے بیلنگال۔ مسٹر ویلر۔ مسٹر احمد علی۔ مسٹر احمد یار خاں اور مسٹر اے مسٹر او ڈیلیس، مسٹر جے آر سکاٹ اور مسٹر دوارکا داس۔

شواہد و دلائل سے یہ امر ثابت ہوا کہ حادثہ مذکورہ طوفان کے یک بیک آجانے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوا ورنہ پٹڑی میں اس سے قبل کوئی نقص موجود نہیں تھا ڈرائیور کے پاس گاڑی کے روکنے کے لئے کوئی وجہ موجود نہیں تھی، اور سٹیشن والوں کو اس ناگہانی طوفان کی کوئی توقع نہ تھی۔ تاکہ انہوں نے گاڑی کو ٹھہرا لینے کا اشارہ دیا ہوتا، مجلس کی روئداد حسب ذیل ہے،

(الف) یہ حادثہ سخت اور بالکل ناگہانی آندھی کی وجہ سے رونما ہوا جس نے گاڑی کے پچھلے حصے کو دھکا دیا، اور پچھلی پانچ گاڑیاں الٹ گئیں،

(ب) پل پر سے اس امر کے نشانات پائے گئے ہیں کہ آخری کمرہ سب سے پہلے پل سے گرا ہے،

(ج) پٹڑی بالکل صحیح و سالم تھی اور کوئی کمرہ الٹنے سے قبل پٹڑی سے نہیں اترا

پل کے گرڈر بالکل مضبوط ہیں۔ اس امر کی کوشش کی جاری ہے کہ آئندہ ایسے حادثہ کو روکنے کے لئے کیونکر پیش بندی کی جا سکتی ہے۔

سابق وزیر اعظم کو سزائے قید و اتلاف حقوق

لیپزگ ۲۹ مارچ سیکسنی کے اشتراکی وزیر اعظم ہر ننیلر کو آج اس جرم کی بنا پر تین سال کی قید اور تین سال تک شہری حقوق کے اتلاف کی سزا دی گئی۔ کہ جب وہ وزیر عدالت تھا تو اس نے مقدمہ والے اشخاص سے نقدی جنس کی صورت میں رشوت لی تھی۔ بیان کیا گیا تھا کہ ہر ننیلر رشوت کے عوض میں اجرائے مقدمہ کو ملتوی یا دستاویزات اثبات جرائم کو تلف کر دیا تھا۔

مسٹر داس کو بولشوزم کی تعلیم

کانپور میں جو بالشویکی سازش کا مقدمہ چل رہا ہے۔ اس میں ایک خط مسٹر سی۔ آر داس کے نام پیش ہوا۔ جس میں انہیں بولشوزم کی تعلیم دی گئی تھی۔ مقدمہ ختم ہو گیا ہے۔ سہ شنبہ کو فیصلہ سنایا جائیگا۔

مہاتما جی اور وزیر اعظم تھرڈ کلاس میں

کل مجلس بنگال میں مصارف کے ضمنی مطالبات پیش ہوئے کوئی زبردست بحث و تمحیص عمل میں نہیں آئی۔ دس مطالبات کئے گئے تھے جن میں سے پانچ مسترد کر دئے گئے اور باقی منظور ہو گئے صرف دس ہزار روپیہ کے ایک مطالبہ پر معمولی مباحثہ ہوا جو گورنر کے موجودہ ریلوے سیلونوں کو تبدیل کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔

سوراجی ارکان نے اس امر پر اظہار تعجب کیا کہ گورنر بنگال کے نئے سیلون کی کیا ضرورت ہے حالانکہ وزیر اعظم برطانیہ اور مہاتما گاندھی جیسے اشخاص تھرڈ کلاس میں سفر کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس مطالبہ سے جمہور کے روپیہ کو نامناسب طور پر استعمال کرنے میں بے احتیاطی کا ثبوت ملتا ہے ایسے حالات میں ان اشخاص کا کیا قصور ہے جو اس حکومت کو شیطانی حکومت کہتے ہیں۔ یہ مطالبہ مسترد کر دیا گیا۔ صرف چار روز زیادہ تھیں ان مطالبات کے لئے دو دن کی میعاد مقرر کی گئی تھی۔ لیکن ان کا فیصلہ دو گھنٹوں کے اندر اندر ہو گیا۔ اجلاس سہ شنبہ تک برخاست ہو گیا۔

ٹرامووے کی ہڑتال

اوکسفورڈ ۱۹ مارچ کل ٹرامووے کی ہڑتال کے سلسلہ میں سارا دن گفت و شنید جاری رہی وزارت عمال کے دفتر میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں لندن کے ذرائع آمد و رفت کے تمام محکموں نے اپنے نمائندے بھیجے ٹرام کا کام کرنے والوں مزدوروں کے نمائندے بھی موجود تھے ان کے علاوہ ریلوے اور الیکٹرک ٹریڈ یونین کے مندوبین بھی حاضر تھے اس کانفرنس میں وزیر اعظم کی پیش کردہ تجاویز پر بحث و تمحیص ہوتی رہی خود وزیر اعظم بھی بنفس نفیس موجود تھے ایک بجے اجلاس برخاست ہوا۔ اس وقت اعلان کر دیا گیا کہ حالت امید افزا ہو رہی ہے۔

شام کے وقت فریقین کے درمیان گفت و شنید ہوتی رہی خیال کیا جاتا تھا کہ رات بھر یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ اس امر کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں کہ اگر آدھی رات تک کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ تو کیا ریلوے والے بھی اپنے اعلان کے مطابق از راہ ہمدردی ہڑتال کردیں گے یا نہیں حکومت نے اپنے انتظام کر رکھے تھے کہ اگر گفت و شنید ناکام رہی تو جمہور کو تکلیف کا سامنا ہو۔

پریوی کونسل کے ارکان لوریپل کے کیپ نوسلے میں گئے کیونکہ ملک معظم وہاں تشریف فرما تھے کونسل کا اجلاس منعقد ہوا اور ملک معظم نے نازک حالت پیدا ہو جانے کے اعلان پر دستخط کر دئے جس میں حکومت کو ضروری اختیارات دئے گئے تھے۔

دیوان عام نے لندن کے ذرائع آمد و رفت کے انتظام کو متحد کرنے کے لئے مسودہ قانون کو دوسری دفعہ منظور کر لیا۔ یہ مسودہ حکومت کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔

بجلی والوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس تنازعہ میں غیر جانبدار رہیں گے اس فیصلہ سے جمہور کو بہت کچھ تسلی ہو گئی ان لوگوں کی انجن میکنگ ٹریڈ یونین سے علیحدہ ہے اور یونین ہڑتال کرنے والوں سے ہمدردی رکھتا ہے

اوکسفورڈ ۲۸ مارچ مفاہمت کی شرائط مزدوروں کے مندوبین نے منظور کر لیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اجلاس ان شرائط کو منظور کرلے گا جس وقت یہ شرائط منظور ہو گئیں اس وقت مزدوروں کا ایک جلسہ عام ان کی تصدیق کرنے کے لئے منعقد ہوگا اعتقاد کیا جاتا ہے کہ دوشنبہ کے روز آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا

دس بجے فیصلہ ہوا اور زمین دوز ریلوے اور الیکٹرک ریلوے کی ہڑتال کے اعلان واپس لے لئے گئے۔ مزدوروں کا مطالبہ تھا کہ فی ہفتہ آٹھ شلنگ کے حساب سے تنخواہ بڑھائی جائے مفاہمت میں ٹرام وے چلانے والوں کو چھ شلنگ کی ترقی فوراً دئے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے ڈپو میں کام کرنے والوں کو چار شلنگ اور دوسروں کو دو شلنگ کے حساب سے ترقی دی جائیگی۔

اگرچہ ملک معظم نے نازک حالت پیدا ہو جانے کے اعلان پر دستخط کر دئے تھے لیکن حکومت نے اس اعلان کو جاری نہیں کیا کیونکہ اسے مفاہمت ہو جانے کی امید تھی۔

مفاہمت کی شرائط پہلے تو مزدوروں کے نمائندوں کی کانفرنس میں پیش ہوں گی ازاں بعد مزدوروں کے عام اجلاس میں ان کی تصدیق کی جائے گی۔ چونکہ فیصلہ ہونے کے وقت ساڑھے نو بج چکے تھے۔ اس لئے مفاہمت کی اطلاع بے تار کے ٹیلیفون کے ذریعہ مشتہر کی گئی۔

مسلمانوں اور آریوں کے مابین مناظرہ

گورداسپور ۱۳ مارچ بہرام پور ضلع گورداسپور میں مسلمانوں اور آریوں کے مابین مناظرہ ہوا مولانا عصمت اللہ صاحب نے آریوں کو کامل شکست دی

اضافہ مالیہ کے خلاف احتجاج

ضلع تجوہ کے میراث داروں کی کانفرنس نے جو یاندم میں منعقد ہوئی تھی فیصلہ کیا ہے کہ وہ محصول اراضی کے اضافہ کے متعلق [illegible]

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۴ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۹ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

مواقیت الصلوٰۃ

بسلسلہ اشاعت مورخہ ۶ اپریل ۱۹۲۴ء

نماز عشاء کا وقت

قرآنی طرز کلام سے یہی پایا جاتا ہے کہ [illegible] عشاء کے بعد سونے کا ہی وقت شروع ہو جاتا ہے، قرآن میں یہی وجہ ہے، کہ اس وقت کو عورت کہا گیا ہے، ملاحظہ ہو سورۂ نور من قبل صلوٰۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظہیرۃ ومن بعد صلوٰۃ العشاء ثلث عورات لکم، ظاہر ہے کہ اگر عشاء کو غیبوبت شفق تک کا وقت قرار دیا جائے، تو اس کے بعد [illegible] رات کے کھانے پینے اور خانگی روزانہ کاروبار کا وقت ہے۔ شروع ہو جاتا ہے اور یہ وقت عورت نہیں، یہ صلوٰۃ العشی (مغرب) کے بعد کا وقت [illegible] عورت ہو تو ہو، لیکن اہل عرب جو زمانہ جاہلیت میں بھی [illegible] اور سخاوت میں زبانزد عالم تھے، ان کے لئے یہ وقت عورت نہیں ہو سکتا، البتہ سیاق کلام سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ جن وقتوں کو عورت بتلایا گیا ہے، وہ سونے کے ہی وقت ہیں، اور سونے کا وقت لاریب عورت ہے، کما لا یخفی علی اللبیب۔ صحیح مسلم کی وہ حدیث جو ابن عمرؓ سے مروی ہے [illegible] کی عادت ظاہر کرتی ہے، جس میں یہ لفظ روایت کئے گئے ہیں، فانہا تعتم بحلاب الابل یعنی وہ دودھ دوہتے [illegible] اہل عرب [illegible] جسے عتمہ کہتے ہیں یعنی سخت اندھیرا کر دیا کرتے تھے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ اہل عرب کے رات کے کھانے کا وقت غیبوبت شفق کے بعد ہی ہوا کرتا ہے، الغرض حین تضعون [illegible] عشاء کے لفظ کا وقوع مشعر ہے، کہ یہ وقت عشی نہیں [illegible] میں سے ایک [illegible] کیونکہ قبل ازیں ثابت کیا جا چکا ہے، لا ظلام مع بقاء الشمس [illegible] من المتقدمین المختص [illegible] الدلیل کا دوسرا فقرہ نماز [illegible] اور بس۔

صلوٰۃ الوسطیٰ کا قرینہ

خداوند پاک فرماتا ہے حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ، یعنی تمام نمازوں علی الخصوص نماز وسطیٰ پر مداومت کرو۔ اس آیت میں عطف من قبیل عطف الخاص علی العام ہے، کہ اس کا فائدہ یہ ہے، کہ خاص کی فضیلت کی جانب ایما ہو جائے [illegible] ادنی الجمع الثلثۃ بالاجماع اللغۃ، فلو لم یلق تحتہ ثلثۃ افراد لغات اللفظ عن مقصودہ۔ غرض اگر باقی مواقع قرآنی دربارہ اوقات الصلوٰۃ کو نظر انداز کر کے قاعدہ ہذا کے ماتحت الصلوٰت سے تین نمازیں مراد لی جائیں تو ان میں حسب تصریح علامہ تجرید [illegible] المراد الخاص، والعام معنا ما کان قید الاول شاملاً للثانی لا المصطلح علیہ فی الاصول، یعنی الاطلاق پوری آیت سے ماسوائے صلوٰۃ وسطیٰ کے اور دو نمازیں بھی ہوں گی، لیکن اس صورت میں تکذیب قرآنی لازم آئے گی، جیسا کہ قرآن کا دعوے ہے، ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً، اس لئے قرآن تو یہ [illegible] اور دلائل بینہ مذکورہ کی رو سے صلوات جمع معرف باللام ہے، سے کم از کم اقل ما ینتہی الیہ التخصیص کے قاعدہ کے ماتحت پانچ نمازیں ہی لے جانی ضروری ہیں، کما لا یخفی علی اہل الفطین

قبل غروبہا سے کونسا وقت مراد ہے

قبل ازیں قبل غروبہا کی تحقیق کرتے ہوئے اتنا تو ثابت ہو چکا ہے، کہ زوال آفتاب سے ایک مثل تک تو ایک ہی نماز ظہر ہے، اب قابل غور امر یہ ہے کہ قبل غروبہا جو اپنے منطوق کی رو سے اس قدر ممتد وقت کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک پر مشتمل ہے، میں سے صرف وہی وقت مراد ہے، جو اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس اور حین تظہرون سے متعین ہوتا ہے، یا کوئی اور وقت متعینہ وقت سے قبل و بعد بھی اس میں پایا جاتا ہے، جس میں کوئی صلوٰۃ مفروضہ ادا ہوتی ہے، اس پر زیادہ روشنی ڈالنے کے لئے سورۂ دہر کی مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ فرمایئے، خداوند تعالے فرماتا ہے، واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ [illegible] کتب لغت پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے، اصیل کے معنے آخر روز کے بعد سے غروب آفتاب تک ہیں جیسا کہ مختار الصحاح میں لکھا ہے، الاصیل الوقت بعد العصر الی المغرب اور [illegible] کے معنی غیاث میں آخر روز مرقوم ہیں، ان معنوں پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ اگر آخر روز حسب اصطلاح اہل عرب زوال شمس سے غروب شمس تک کا وقت لیا جائے، تو ان معنوں کی رو سے اصیل کوئی وقت نہیں رہتا، کیونکہ الی کے متعلق کتب نحو میں لکھا ہے، الی لانتہاء الغایۃ ہو المسافۃ اطلاقاً لاسم الجزء علی الکل اذ الغایۃ ہی النہایۃ ولیس لہا انتہاء وابتداء [illegible] شرح جامی عبد الغفور تکملہ وغیرہ کتب نحو اور علماء نے محققین فرماتے ہیں، کہ الی انتہاء غایت کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں دیتا، لہذا دخول اور عدم دخول غایت پر بغیر کسی دلیل کے دلالت نہیں کرتا، چونکہ عبارت الاصیل الوقت بعد العصر الی المغرب میں صدر کلام غایت کو شامل نہیں، لہذا معلوم ہوا کہ غایت حکم کے لئے ہے لا غیر، اتنی تحقیق اس امر پر مشیر ہے، کہ مغرب کا وقت اس وقت میں جو بعد عصر لغوی شروع ہوتا ہے، داخل نہیں، اس لئے ضرورتاً علماً عقلاً حق الیقین سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے، کہ آخر روز یا بعد العصر الی المغرب جو اصیل کے معنوں میں موجود ہے، کوئی خاص وقت ہی ہے، جو قبل غروب آفتاب ہے، اور ظہر کا وقت جو زوال آفتاب سے ایک مثل تک رہتا ہے، آخر روز ہی ہے، اس لئے اصیل کے معنی عام فہم لفظوں میں بعد المثل الی المغرب ہوئے، تحقیق ہذا کے لئے اگر علمائے متقدمین کی گواہی کی ضرورت ہے، تو وہ بھی ملاحظہ فرمایئے، قال ابن حاتم حدثنا ابی وقال ابن جریر حدثنا المثنی قالا حدثنا ابو صالح عبد اللہ بن صالح حدثنی معاویۃ ابن صالح عن علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی قولہ تعالیٰ والاصال قال صلوٰۃ العصر یہاں صاف ظاہر ہے اس قدر علماء اور علی الخصوص افقہ الناس جناب ابن عباسؓ جو خود عربی الاصل ہیں، نے الاصال کے معنی صلوٰۃ العصر یعنی مثل کے بعد سے سورج ڈوبنے تک کا وقت جو پانچویں نماز کا وقت قرار دیتے ہیں، باقی رہا یہ امر کہ الاصال جمع معرف باللام ہے، سو قاعدہ محققہ ہے، کہ جب جمع پر لام جو افادہ تعریف نہ دے، داخل ہو، تو عموم واجب کر دیتی ہے، جس کی رو سے اس کا اقل تین نہیں رہتا، بلکہ ایک ہو جاتا ہے، کما قالوا انہا وان کانت جمعاً لکنہ بطلت جمعیتہا باللام فصارت کانہا مفردۃ فمنتہی تخصیصہا الی الواحد فقط والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

نور احمد احمدی مدرس [illegible]، ضلع مظفر گڑھ،

ضرورت نکاح!

ہمارے ایک دوست کی بیوہ لڑکی عمر ۱۸ سالہ کے لئے کسی نیک رشتہ کی ضرورت ہے، درخواست کنندہ سید ہو، اور برسر روزگار ہو، لڑکی تعلیم یافتہ اور شریف مزاج ہے۔ مزید دریافت طلب امور کے لئے مجھ سے خط و کتابت کی جائے۔

محمد منظور الٰہی، سیکرٹری تبلیغ، لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۲۱ ۴ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ نمبر ۴۵

اسلام اور مسیحیت

(۲)

لاہور میں مسیحی لیکچروں کا سلسلہ اور تبادلہ خیالات

مسیحی معتقدات کے متعلق حیرت انگیز انکشافات

گذشتہ اشاعت میں ہم نے وعدہ کیا تھا، کہ اس سلسلہ کے دوسرے نمبر میں ہم اس رشتہ اور ان قریبی تعلقات کو واضح کریں گے، جو اسلام کے مسیحیت کے ساتھ ہیں، اور بتائیں گے کہ کن ذرائع سے اتحاد و اتفاق کی خواہش جو اس وقت مسیحی حضرات میں پائی جاتی ہے، پوری ہو سکتی ہے،

لیکن اس موضوع پر کچھ لکھنے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے، کہ لاہور کے ان مسیحی لیکچروں اور اس تبادلہ خیالات پر تبصرہ کیا جائے جو ۳۰ مارچ سے ۱۰ اپریل تک فورمن کرسچین کالج ہال میں ہوتا رہا،

یہ لیکچر جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے، لاہور کی مسیحی انجمن بشارت کے زیر اہتمام ہوئے، اور ان میں خصوصیت سے جو بات ہمیں نظر آئی وہ عقائد مسیحیت اور مسیحی رسومات سے حضرات پادری کا انحراف تھا، ہمیں یہ دیکھ کر بڑی ہی خوشی ہوئی، کہ عقائد و رسومات مسیحیت کے خلاف انگلستان میں جو رو پیدا ہو چکی ہے اور جس کا ذکر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی کتاب "ینابیع المسیحیت" میں آج سے تین ماہ پیشتر کیا تھا، اس کا اثر ہندوستان کے مسیحیوں میں بھی پایا جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ اس طرف قدم اٹھا رہے ہیں، کہ مسیح کی الوہیت بپتسمہ، کرسمس، ایسٹر وغیرہ وغیرہ عقائد و رسومات سے انکار کر دیں بلکہ اس بھرے مجمع کے اندر جو فورمن کرسچین کالج ہال میں ان دنوں میں رہا، کھلے طور پر انکار کیا گیا، اس بارہ میں پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر نور افشاں کی جرأت قابل داد ہے، جنہوں نے ان عقاید و رسوات کو مسیحیت کے سچے چشمہ میں تنکوں اور گند اور مٹی سے تعبیر کیا، اور صاف طور پر کہا کہ جناب مسیح کی یہ تعلیم نہیں، اور ان باتوں کو نہ مانتے ہوئے بھی ایک شخص مسیحی رہ سکتا ہے،

پادری صاحب کے لیکچر کا عنوان "ینابیع المسیحیت" تھا، اور ہمارا خیال تھا کہ اس مسیحیت کے جو مسیحی کلیساؤں کے اندر پائی جاتی ہے ان عقاید و رسومات کے جو مسیحی مذہب کے جزو لاینفک بن چکے ہیں، سرچشمے وہ ہمیں بتائیں گے، لیکن ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، جب پادری غلام مسیح صاحب کی زبان سے ہم نے سنا، کہ یہ تمام عقاید و رسومات بعد کی ایجاد ہیں، اور خود جناب مسیح کا ان سے تعلق نہیں، ان کے نزدیک اگر ایک شخص تمام عقاید مسیحیت سے منکر ہے، اور اس انکار کے باعث اس کو کلیسا سے علیحدہ بھی کر دیا جاتا ہے، تو بھی مسیحی رہ سکتا ہے، چنانچہ جب ہم نے ان سے یہ سوال کیا کہ اگر یہ صحیح ہے، کہ ان عقائد کے بغیر بھی کوئی شخص مسیحی رہ سکتا ہے، تو اس کی کیا وجہ ہے، کہ امریکہ کے [illegible] پارکس کے اس اعلان پر کہ وہ مسیح کو کنواری کے پیٹ سے پیدا شدہ نہیں مانتا، کلیسا کی طرف سے [illegible] پلایا جا رہا ہے، اور ان بچوں کو جو ایک مسیحی کے گھر میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن کسی وجہ سے بپتسمہ پانے سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں، مسیحی قبرستانوں میں دفن نہیں کیا جاتا، اور یہ خیال کیا جاتا ہے، کہ وہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ کی سطح پر لٹکتے ہوں گے، اس کے جواب میں پادری صاحب نے ہمیں بتایا، کہ بے شک یہ اعتقادات کلیسا کے ہیں، اور وہ ان کے نہ ماننے والوں کو اپنی جماعت سے خارج کریگا، اور ان پر مقدمہ چلائے گا، لیکن کلیسا سے علیحدہ ہو کر بھی ایک شخص مسیحی رہ سکتا ہے، یہ بھی انہوں نے کہا کہ ہم کلیسا سے اس کے متعلق بات چیت کر رہے ہیں [illegible] اس بات پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں، کہ وہ ان عقائد و رسومات کو مسیحیت کا لازمی جزو قرار دے، اور پھر ساتھ ہی ہمیں بھی مسیحی قرار دیا، اور کہا کہ باوجود مسیحی ہونے کے تم ہمارے بالمقابل اکڑتے ہو، اس کے جواب میں ہم نے ان سے صرف اسی قدر کہا، کہ اگر ہم قرآن کریم کی اس آیت کریمہ پر ایمان رکھتے ہوئے کہ تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ۔ ان دعوا للرحمن ولدا، اگر ہم یہ مانتے ہوئے کہ مسیح خدا تعالیٰ کے ایک بندے اور رسول تھے، اور ان کی طرف خدائی کا دعوے منسوب کرنا غلط ہے، اگر ہم محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہوئے اور آپ کو آخری نبی اور کامل نبی یقین کرتے ہوئے بھی آپ کے نزدیک مسیحی ہیں، تو یہ بہت ہی مبارک بات ہے، آپ بھی آئیے، اور اس مسیحیت کو قبول کیجیے، اور اس نزاع لفظی کو چھوڑ دیجیے، کہ ہم اس کا نام اسلام رکھتے ہیں اور آپ مسیحیت، لیکن افسوس ہے کہ ہمارے دوست نے اس کا کچھ بھی جواب نہ دیا،

بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے اس قدر قدم آگے بڑھایا ہے کہ کلیسا کے عقاید و رسومات کو مسیحیت کا جزو قرار دینے سے انکار کر دیا، اور جناب مسیح کو ان عقاید کی تعلیم سے بری قرار دیا، اور نہ صرف انہوں نے بلکہ ان کے دوسرے اور تیسرے دن پادری سلطان محمد پال صاحب نے بھی مسیحی کلیسا کے اس بنیادی عقیدہ کو کہ گناہ انسان کی سرشت میں داخل ہے، اور وہ فطرتاً گنہگار ہے [illegible] پادری صاحب کا یہ دعوے تھا، کہ مسیحیت میں انسان کو فطرتاً گنہگار نہیں مانا گیا، اس پر جب ہمارے فاضل دوست مولینا مولوی عبد الحق صاحب اور مولینا مولوی عصمت اللہ صاحب نے مسیحی حضرات کی بعض کتابوں اور کلیسائے انگلستان کی Book of common prayer دعائے عام کی کتاب کے حوالے پیش کئے، کہ ان میں "شرائط ایمان" کے اندر صاف طور پر لکھا ہے، کہ آدم کے گناہ کے سبب سے انسان کی فطرت ناپاک ہو گئی، اور گناہ اس کی سرشت میں آ گیا، تو پادری صاحب نے صاف کہہ دیا، کہ میں پریسبیٹرین چرچ سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور ان کتابوں کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، کیونکہ یہ ہمارے مسلمات میں سے نہیں، حالانکہ پریسبیٹرین چرچ کی کتابوں میں بھی ایسے حوالجات پائے جاتے ہیں، جن کا ہم کسی آئندہ اشاعت میں ذکر کریں گے،

لیکن بہرحال مسیحی حضرات کے یہ اعلانات وہ حیرت انگیز انکشافات ہیں، جو ہندوستان کی مذہبی دنیا میں حیرت اور تعجب کے ساتھ پڑھے جائیں گے، یہ وہ خیالات ہیں، جو مسیحیت کو بہت سی برائیوں سے پاک کر کے اسلام کے قریب تر لے آتے ہیں، اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ دن قریب ہیں جب اسلام اور مسیحیت ہمیشہ کی جنگ و جدل سے نکل کر صلح اور اتحاد کے پلیٹ فارم پر آنے والے ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں، کہ اس میں اسلام کا بہت بڑا کام ہے، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب قابل مبارکباد ہیں، جنہوں نے "ینابیع المسیحیت" جیسی نادر کتاب لکھ کر ہندوستان کی مسیحی دنیا میں یہ انقلاب پیدا کیا، اور اسے اسلام کے قریب تر لانے کا موجب ہوئے۔

آخر میں ہم اپنے قابل معاصر "نور افشاں" کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں، کہ کیا اب بھی اس کے نزدیک وہ واقعات و حالات جو حضرت خواجہ صاحب نے "ینابیع المسیحیت" میں لکھے ہیں، ملاحدہ کے اقوال و خیالات ہیں، یا مسیحی حضرات کے؟ اور کیا اب بھی کلیسا کے معتقدات و رسومات کو زمانہ کفر والحاد کے باقیات، الطافات قرار دیا جائے گا یا نہیں؟

معاصر نور افشاں کی توجہ کے قابل

ہمارے لائق دوست پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر "نور افشاں" ان لوگوں میں سے ہیں، جو مسیحیت اور اسلام کو جنگ و جدل کے بجائے صلح و اتحاد کے پلیٹ فارم پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک دو مرتبہ زبانی اس بات کا تذکرہ کیا ہے اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب سے جی [illegible] ہے، کہ وہ اپنی دعوت مفاہمہ کو عملی جامہ پہنائیں، انہوں نے باہمی مناقشات اور جنگ و جدل کا باعث اخبارات کو ٹھیرایا ہے، یہاں تک کہ خاکسار ایڈیٹر "پیغام صلح" سے بھی مسیحیت کے خلاف اپنی روش بدلنے کے لئے کہا، حالانکہ ہم نے مسیحیت کے متعلقات پر سنجیدگی سے [illegible] نکتہ چینی کرنے کے سوائے کبھی کوئی دلآزار کلمہ نہیں لکھا، خود ایڈیٹر "نور افشاں" نے حضرت خواجہ صاحب کی کتاب "ینابیع المسیحیت" پر ریویو کرتے ہوئے آپ کو سب و شتم کا ہدف ٹھیرایا، جس کا ہم نے مناسب جواب دیا، اور صرف اسی قدر کہا کہ خواجہ صاحب کے پیش کردہ واقعات و حقائق کا جواب گالیاں نہیں، بلکہ ان واقعات کو غلط ثابت کرنا چاہیے،

لیکن ۱۳ اپریل کے نور افشاں میں "اہل مغرب نے محمدیوں کو مسلم بنا دیا" کا مضمون پڑھکر ہماری حیرانی کی انتہا نہیں رہی، جس طریق سے اس مضمون میں احمدیت اور اس کے مقدس امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو کوسا گیا ہے، جس طرز سے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کو برا بھلا کہا گیا، بلکہ خود حضرت نبی کریم صلعم پر حملے کئے گئے ہیں، وہ ایڈیٹر نور افشاں کی سعی مفاہمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہماری حیرت کو اور بھی بڑھا دیتے ہیں، ان گالیوں کو یہاں نقل کرنے کے بجائے ہم ایڈیٹر "نور افشاں" سے عرض کرنا چاہتے ہیں، کہ وہ اس مضمون کو پھر ایک نظر دیکھیں، اور تعصب اور بغض و عداوت کے جذبات سے الگ ہو کر اور اسی تحریک مفاہمت کو پیش نظر رکھ کر جس کے وہ خود بھی علمبردار ہیں، اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیں، اور دیکھیں کہ آیا اس قسم کے مضامین اور ان کی روش اس مبارک تحریک کے منشا کے مطابق ہے، اور [illegible] ہم سمجھتے ہیں تحریک مفاہمت کی تائید میں ان کی طرف سے پہلا عملی قدم ہوگا، کہ وہ اس مضمون کی اشاعت پر اظہار افسوس کریں، اور آئندہ اس قسم کے مضامین کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا کریں،

گالیوں کے حصہ کو الگ کر کے جہاں تک کہ نفس مضمون کا تعلق ہے، ہم صرف اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں، کہ "مرزا صاحب کے نام لینے کو اسلام کے حق میں سم قاتل" سمجھنے کا کبھی اعلان ہماری طرف سے نہیں ہوا، نہ حضرت خواجہ صاحب نے کبھی حقیقی اعلان کیا، اگر ہمارے معاصر کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہو تو پیش کرے، باقی محمڈن کہلانا ہم اس وجہ سے پسند نہیں کرتے، کہ

(۱) قرآن کریم نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے نہ کہ محمڈن،

(۲) یہ نام پادری صاحبان کا دیا ہوا ہے، جس سے ان کی یہ غرض تھی، کہ لوگوں کے ذہن نشین کیا جائے، کہ مسلمان محمد صلعم کے پرستار ہیں، جس طرح عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو پوجتے ہیں، مسلم کا لفظ اس مفہوم سے پاک ہے،

(۳) لفظ محمڈن سے اسی مفہوم کی وجہ سے انگریز مسلمانوں پر عام طور پر یہی الزام دیتے ہیں،

ہمارے لائق معاصر کا یہ خیال غلط ہے کہ آنحضرت صلعم کے چال چلن پر اعتراض ہونے کی وجہ سے ہم نے یہ طرز اختیار کیا ہے کہ آپ کا نام نہ لیں، معاذ اللہ، ہم آنحضرت صلعم کو ایسے تمام افتراؤں سے پاک سمجھتے ہیں، اور ہر وقت ان اعتراضات کا جواب جو آپ پر کئے جائیں قلع قمع کرنے کے لئے تیار ہیں، اور کر چکے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ بڑے بڑے قابل اور عالی خاندان آنحضرت صلعم کی اطاعت کے جوا کو اٹھا کر آپ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کر رہے ہیں،

"احمدی" صرف ایک خاص جماعت کا جس نے مجدد وقت کا ساتھ دے کر اشاعت اسلام کے کام کو اپنا مطمح نظر بنایا ہے، امتیازی نام ہے "مسلم" نام کے یہ منافی نہیں، اگر جب کبھی ہمارے مذہب کے متعلق سوال کیا جائے گا، تو ہم یہی کہیں گے کہ ہم مسلمان ہیں، اور اگر پوچھا جائے کہ مسلمانوں کی کونسی جماعت سے

سید عابد علی شاہ صاحب مرحوم

انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام سلسلہ کے ایک اور پرانے بزرگ سید عابد علی شاہ صاحب کی وفات کی خبر پڑھ چکے ہیں، سید صاحب مرحوم اپنے زہد و تقوے اور تعلق باللہ میں جماعت میں ایک خاص امتیاز رکھتے تھے، اور نہ صرف احمدی بلکہ تمام وہ غیر از جماعت لوگ بھی جو ان سے واقف تھے، ان کے زہد و تقوے کے قائل تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے آپ پرانے مریدوں میں سے تھے، اور حضرت صاحب اور حضرت مولوی نور الدین صاحب آپ کو خاص عزت کی نظروں سے دیکھا کرتے تھے، آپ کو اللہ تعالے سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل تھا، اور حضرت مولوی صاحب مرحوم پر خاص اثر تھا، بلکہ ساری جماعت ہی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کو بہت عزت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتی تھی، حضرت مولینا نور الدین صاحب مرحوم کی وفات سے دو تین روز قبل آپ کو الہام ہوا، کہ انگریزی ترجمہ قرآن (جو حضرت امیر ایدہ اللہ نے کیا تھا) اللہ تعالے کے ہاں قبول ہو گیا، اسی وقت حضرت مولانا نور الدین صاحب نے حضرت امیر کو بلوا بھیجا، اور یہ خوشخبری سنائی، جس سے پتہ لگتا ہے، کہ حضرت مولوی صاحب بھی آپ کے الہامات کی صداقت کے قائل تھے، اور حق بھی یہ ہے کہ جس قدر حضرت امیر ایدہ اللہ کا یہ انگریزی ترجمہ قرآن ہر چہار اطراف عالم میں پھیلا اور مقبول ہوا ہے شاید ہی کوئی ترجمہ ایسا مقبول ہوا ہو، یہ اس الہام کی صداقت پر واقعات کی کھلی شہادت ہے،

اپنی وفات سے چار روز پیشتر بھی میر صاحب کو ایک الہام ہوا، سلام علیکم طبتم۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ انہیں اشارہ ہو چکا تھا، کہ اب وقت آگیا ہے، میر صاحب نے خود اپنی وفات سے دو تین دن پیشتر حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا، اس سے بھی ایسا ہی پایا جاتا تھا،

دوران اختلاف میں میر صاحب مرحوم نے ابتداءً میاں صاحب کی بیعت کر لی تھی، لیکن جب میاں صاحب کے اعتقادات معلوم ہوئے، تو آپ نے علانیہ ان سے بیزاری ظاہر کی، اور عملاً بھی ہماری جماعت سے رفاقت اختیار کی، میاں صاحب کے اس اعتقاد کی تردید میں کہ حضرت مسیح موعودؑ غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہ سمجھتے تھے، آپ نے ایک حلفیہ شہادت دی کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت صاحب کی سخت مخالف تھیں۔ اور اس وجہ سے کہ آپ حضرت صاحب کے مرید تھے آپ پر سخت ناراض تھیں جس کی اطلاع آپ حضرت مسیح موعود کو بھی دیتے رہے، اور دعا کی تحریک کرتے رہے، لیکن آپ کی والدہ صاحبہ اسی حالت میں فوت ہو گئیں، اور آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں جنازہ کے لئے لکھا جس کا جواب قادیان سے آیا، کہ جمعہ کے دن حضرت صاحب جنازہ پڑھیں گے یہ واقعات اور یہ شہادتیں میاں صاحب کے عقائد پر ایک کاری ضرب لگانے والی ہیں، اور ان سے صاف پتہ لگتا ہے، کہ حضرت صاحب کا عمل اور اعتقاد اس کے صریحاً خلاف تھا، جو آج ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اللہ تعالی ان لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے،

الغرض میر صاحب مرحوم خاص خوبیوں کے انسان تھے اور ہمیں افسوس ہے، کہ آپ کی وفات سے حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خدام میں سے ایک اور کمی ہو گئی،

حضرت مسیح موعودؑ کے ان پرانے خدام کا ایک ایک کر کے کم ہوتے جانا ان نوجوان احباب کے لئے جو آئندہ سلسلہ کے باپ بننے والے ہیں، باعث عبرت ہے، اس وقت وہ ان بزرگان سلسلہ کی موجودگی میں اپنے آپ کو ذمہ داریوں سے ایک حد تک آزاد سمجھتے ہیں، لیکن کل جس وقت ذمہ داری کا بوجھ ان پر پڑے گا، تو انہیں معلوم ہوگا، کہ ان بزرگوں کا وجود کس قدر غنیمت تھا، اس وقت موقعہ ہے کہ ہم ان سے کچھ سیکھیں حضرت صاحب کے اس فیض کو جو انہوں نے براہ راست حاصل کیا، ان سے لینے کی کوشش کریں، اور وہ باتیں جو حضرت صاحب کی سیرت اور سریرت میں انہوں نے دیکھیں، اور ان کی کشش کا موجب ہوئیں، ان سے معلوم کر کے محفوظ کر لیں تاکہ آئندہ نسلیں بھی اس سے فائدہ اٹھائیں، اور جس پاک مقصد کے لئے اللہ تعالے نے اپنا ایک مامور دنیا میں بھیجا۔ اس کی تکمیل میں ہم بھی حصہ لے سکیں، اور اس پاک کام کو جاری رکھ سکیں ؎

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

گذشتہ جمعہ مورخہ ۴ اپریل، کو لاہور میں بعد از نماز جمعہ میر صاحب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا، بیرونی احباب بھی جنازہ غائب پڑھ کر اپنے مرحوم بزرگوار کی روح کو ثواب پہنچائیں، میر صاحب کی وفات ان قومی نقصانات میں سے ہے، جن کی تلافی ہونی مشکل ہے۔ اور ہمیں ان کے پسماندگان سے نہ صرف ہمدردی ہی ہے، بلکہ اس صدمہ میں ہم خود بھی ان کے شریک حال ہیں،

"مسیح موعود کی آواز کو سنو"

مخدوم مکرم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ان بزرگان قوم میں سے ہیں، جن کو حضرت مسیح موعود کی صحبت میسر آنے کے ساتھ اللہ تعالے نے ذوق سلیم عطا فرمایا ہے آپ مسائل مذہبی اور علمی مضامین پر جس اچھوتے طریق سے بحث کرتے، اور جس قابلیت کے ساتھ واقعات کی حقیقت کو آشکارا کرتے ہیں وہ قارئین "پیغام صلح" سے پوشیدہ نہیں، ڈاکٹر صاحب قبلہ نے کچھ عرصہ ہوا وعدہ فرمایا تھا، کہ "پیغام صلح" میں سیرت مسیح موعودؑ پر ایک سلسلہ مضامین شروع کریں گے، بعض معذوریوں کی وجہ سے اس وعدہ کے ایفا میں تعویق ہو گئی، ہم نے اب پھر یاد دہانی کرائی، اور درخواست کی کہ سیرت اور صداقت مسیح موعودؑ پر لکھ کر قارئین "پیغام صلح" کو مستفید فرمائیں۔ اس کا جو کچھ جواب ڈاکٹر صاحب قبلہ نے مرحمت فرمایا ہے، اس کو بجنسہٖ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے، کہ اس میں بعض ایسی باتیں ہیں، جو احباب کرام کی خاص دعاؤں کو چاہتی ہیں، مثلاً یہ کہ ڈاکٹر صاحب کی آنکھوں میں گکرے ہو گئے ہیں، اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب قبلہ نے ایک چھوٹا سا مضمون بھی عنوان بالا سے عنایت کیا ہے جو خط کے بعد ہدیہ ناظرین کرام ہے ۔

نحمدہٗ و نصلی

مکرمی اخویم سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، آپ کا خط ملا، حوصلہ افزائی کا مشکور ہوں، آنکھوں میں گکرے ہو گئے ہیں، جس سے لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گیا ہوں بمشکل سے قرآن کریم کا درس اور اپنا کام کر سکتا ہوں، پھر آنکھوں میں خارش ہونے لگتی ہے کئی مضامین ذہن میں ہیں جو قلم تک آنے مشکل ہو گئے ہیں۔ اللہ رحم کرے، مجھے خود شوق ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور صداقت پر مضامین لکھوں، مگر کچھ تو گکرے تنگ کر رہے ہیں، دعا کریں اللہ تعالے شفا دے، اور کچھ بوجہ طبابت پیشہ ہونے کے فرصت بھی ہے اور نہیں بھی ہے، اس لئے باقاعدگی بہت مشکل ہے،

بفضلہ ایک مضمون محمدی بیگم اور عالم کباب پر نرالا سوجھا ہوا ہے اللہ تعالے توفیق دے تو تحریر میں آجائے، انشاء اللہ وہ عجیب ہے! دعا کریں آنکھوں کو شفا ہو جائے، اور سستی و کاہلی دور ہو۔ میں بولتا جاؤں اور کوئی لکھتا جائے، تو بڑا لطف رہے مگر یہ مشکل ہے،

ایک چھوٹا سا مضمون کئی دن سے لکھا پڑا تھا، وہ سلسلہ وار چلانے کا خیال تھا، رہ گیا، دماغ کا سلسلہ ہی ٹوٹ گیا، اس لئے بالفعل آپ کی ضیافت طبع کے دسترخوان پر مربہ یا چٹنی کا ہی کام انشاء اللہ دے جائیگا، والسلام،

خاکسار بشارت احمد عفی عنہ

مسیح موعود کی آواز سنو!

حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ میرے دوستوں کو یاد ہوگا، بڑا زور دعاؤں پر تھا، قرآن کریم دعا سے شروع ہوتا ہے، دعا پر ختم ہوتا، دعا پر زور دیتا ہے، حضرت مسیح موعود بھی بڑی تاکید دعاؤں کے لئے فرمایا کرتے تھے، اور سچ تو یہ ہے کہ انسان اور اس کے رب کے درمیان تعلق کا ذریعہ یہی دعا ہے، دعا اور سعی ہی دو ہتھیار ہیں، جن سے دنیا فتح ہو سکتی ہے،

حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری سعی میں اگر کمزوری واقع ہو گئی، تو دعاؤں کی طرف توجہ بھی کم ہو گئی، اسی لئے ترقی کی رفتار میں بھی کمی آگئی، حالانکہ سچ پوچھو تو سعی کا وقت اب آیا، اور دعا کی طرف توجہ پہلے سے زیادہ اب ہونی چاہئے، پہلے تو خدا کا ایک مامور ہم میں تھا، وہ جاگتا تھا ہم سوتے تھے، وہ کام کرتا تھا ہم بیکار تھے، جس طرح ایک لڑکا جو تعلیم پاتا ہو، اس کو اپنی تعلیم سے غرض ہوتی ہے، اور اپنے باپ کو ہر ایک امر کا کفیل سمجھتا ہے، مگر جب باپ کا سایہ اس کے سر پر سے اٹھ جائے، تو باپ کے کام کو سنبھالنا اب اس کا فرض اولین ہو جاتا ہے، اسی طرح پہلے تو ہم صرف دین سیکھتے تھے، اور تربیت پاتے تھے، لیکن اس مقدس انسان کی قوت قدسی کا اثر تھا، کہ اس وقت سعی اور دعا کی روح کچھ ہم میں نمایاں تھی، لیکن جب وہ مقدس انسان ہم میں سے رخصت ہوا، تو ہم میں سے بعض تو وہ خوش قسمت ثابت ہوئے جنہوں نے اپنے فرائض کو سمجھا، اور کام میں جیسے تیسے لگ گئے مگر بعض ایسے بھی تھے، جو سست پڑ گئے، حالانکہ وقت اب آیا تھا، کہ جو کچھ ہم نے امام وقت سے سیکھا تھا، وہ اب دوسروں کو سکھاتے، اور خدمت اسلام کی جو روح اس نے ہم میں پھونکی تھی، وہ دوسروں میں پھونکتے، روح نہ پھونک سکتے، تو کم سے کم اس کی کوشش ہی تو کرتے، روح پھونکنا خدا کا کام تھا، لوگ اگر مخالف تھے، تو اس مقلب القلوب سے دعائیں کرتے۔ جو کھاد میں سے لہلہاتے کھیت نکالتا ہے، مٹی میں سے پھول پیدا کرتا ہے، کچھ لوگوں کی توجہ بھی پولیٹیکل امور کی طرف پھر گئی تھی جس سے ہماری آواز بھی بے اثر ہو گئی تھی، اب خدا نے لوگوں کی توجہ کو پھر مذہب کی طرف پھیرا ہے، آپ نہ اٹھے تو خدا نے مولویوں کو اٹھایا، انہوں نے احمدیت کی مخالفت کا رنگ اب اٹھایا ہے، تو احمدیت کی طرف لوگوں کی توجہ ہونا لازمی امر ہے، وہ ہمیں غصہ کی نظر سے ہی دیکھیں، مگر دیکھیں سہی! اگر احمدیت میں کوئی حسن ہے، تو آپ ہی لوگوں کے دلوں کو کھینچ لے گی، مگر اس حسن پر سے نقاب اٹھانا اب آپ لوگوں کا کام ہے، خدا کا شکر کرو، کہ مولویوں نے لوگوں کے رخ کو ہماری طرف پھیرا ہے، اب وقت ہے کہ حق کے جمال و حسن کو لوگوں کے سامنے پیش کرو، احمدیت کے اصلی چہرہ کو دکھلاؤ، حضرت علیہ السلام کو لوگوں کے سامنے پیش کرو، تمہارا اسوہ حسنہ ہی تمہاری تلوار ہے، جو کاٹ کر جائے گی، دیکھو اس وقت سستی نہ ہو، یہ فصل کاٹنے کا وقت ہے، اپنی اپنی جگہ اپنے دوستوں میں اور عزیزوں میں اور خاص کر اپنے گھروں میں اور ان لوگوں میں کہ جن تک تمہاری آواز پہنچ سکتی ہے، احمدیت کو پہنچاؤ، اور بے دل نہ ہو، خدا سے دعائیں کرو، راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں کرو، کہ ہماری جماعت کو تمکین عطا ہو، تاکہ ہم پیش از پیش خدمت دین کر سکیں اور خدا کے نام کو دنیا میں بلند کر سکیں، جنگل میں نکل جاؤ، اور دعائیں کرو، کمروں میں بند ہو کر خدا سے دعائیں کرو، کہ جماعت بڑھے پھر تم دیکھو گے کہ خدا کیسی برکت دیتا ہے، حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے، کہ کسی کو خدا سے خوشی ہوتی ہو گی، اور کسی کو حکومت سے اور کسی کو کسی چیز سے، ہمیں خوشی اس بات سے ہے کہ خدا علی کل شیء قدیر ہے، وہ سب کچھ کر سکتا ہے، تم کوشش کرو سہی، اس کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ تو سہی، تمہارے لئے کھولا جائے گا،

بابو منظور الٰہی صاحب نے دوستوں میں بیعت کے کارڈ تقسیم کئے ہیں، کہ لوگوں سے بیعت کے خطوط لکھواؤ، میں ان کے نام سے مسنون تفاؤل لیتا ہوں، کہ انشاء اللہ اب یہی منظور الٰہی ہے، کہ لوگ بیعت کے خطوط لکھیں، مگر آپ لوگ دعاؤں سے کام لیں، اور اپنے اس پرانے ہتھیار کو نہ بھول جائیں۔ بس کا چلانا تمہیں تمہارا امام سکھا گیا ہے، اٹھو اور ایک دفعہ پھر زور لگاؤ، تاکہ ہمارے یہ بیڑا نکل جائے، اور ساحل مراد نظر آجائے،

لو مسیح موعود کی آواز سنو! ؎

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

ویدوں کی تعلیم

اتھروید کانڈ اول سوکت ۱۵

دولت کی ترقی کے لئے نذر پیش کرنا

(جناب مولوی عبدالحق صاحب کے قلم سے)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱) ندیاں اکٹھی ہو ہو کر بہیں، ہوائیں اور پرند اکٹھے ہو ہو کر اڑیں یہ سوختنی نذر ان کو خوش کرے، میں خوب ملی ہوئی نذر کے ساتھ اس کو پیش کرتا ہوں،

(۲) میری دعا پر تم یہاں پہنچو، ملی ہوئی نذروں کی طرف قریب آؤ اور قابل تعریف اندر دیوتا تم اس شخص کو مضبوط کرو، اور ترقی دو ہر ایک جانور یہاں آوے، اس شخص میں دولت ٹھیری رہے،

(۳) ندیوں کے جو چشمے مل کر بہتے ہیں، ان سب جاری ندیوں کے ساتھ ہم سب دولت کو اپنے لئے بہا لائیں سو دولت ہمارے ہے،

(۴) تمام گھی کی نہریں تمام دودھ اور پانی کی نہریں مل کر بہتی ہیں۔ ان سب نہروں کے ساتھ ہم اپنی دولت کو بہا لائیں،

نوٹ: نسخہ پپلاد میں بھی یہ سوکت موجود ہے اگر اس میں منتروں کی ترتیب مختلف ہے، مثلاً پہلے منتر کے بعد منتر ۴ ہے، اور اس کے بعد ۳ اور اس کے بعد ۲ کاشک سوتروں میں اس کو دولت کی ترقی کے منتر بتلایا گیا ہے، دیکھو ۱۹ نسخہ پپلاد میں پہلے منتر کا نصف آخر مختلف ہے، اور پہلے منتر کے نصف کی بجائے اس میں تیسرے منتر کا نصف موجود ہے، اور "سم داتا دیدایت" بھی پہلے نصف منتر سے مختلف ہے، اس کے دونوں مصرعوں کے اوزان بھی مختلف ہیں،

ع۱ ان کو یعنی دیوتاؤں کو، ملی ہوئی نذر سے مراد ایسی نذر ہے کہ جس میں بہت سی چیزیں ملی جلی ہوں،

ع۲ پپلاد میں یہ منتر اس طرح پر ہے اِدم ہویا اگنیتن اِدم ...... اسیہ وردھیتو نسیمم،

ع۳ پپلاد میں پہلا مصرعہ مختلف ہے "یے ندی ابھیس سمہ اوتی اپاسوں سرم اکشکا"

ع۴ پپلاد میں "سمسرادش" ہے، اور شونک میں سمہ پشنس ہے،

سوکت ۱۶

سیسہ کے تعویذ کے ذریعہ بدروحوں کو دور کرنا

(۱) جو چاند کی پہلی تاریخ کی (اماوس کی کالی) رات کو پیٹو دشمن گروہ در گروہ چڑھ آئے ہیں، طاقتور اگنی جو جادوگروں کو ہلاک کرنیوالا ہے، ہم کو غالب کر کے ان پر جرأت دے،

(۲) ورن (دیوتا) کی مہربانی نے شیشہ کو برکت دی ہے اور اگنی اس کو منعم کرتا ہے اندر نے مجھ کو سیسہ دیا ہے یہ ضرور یقیناً کچھ کرے گا،

(۳) یہ بیماریوں کو کندہ سے اور گردن کو توڑ دینے والے دن پر غالب آتا ہے اور کھا جانے والے دشمنوں کو دور کرتا ہے، اس کے وسیلہ سے میں پشاچی کی اولاد پر غالب آتا ہوں،

(۴) اگر تو ہماری گائے کو مارتا ہے، گھوڑے کو مارتا ہے، یا ہمارے آدمی کو مارتا ہے اس لئے تجھ کو ہم سیسہ سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں، کہ بس تو ہمارے بہادر کو ہلاک کرنے والا نہ ہو،

نوٹ:۔ پپلاد میں بھی یہ گیت موجود ہے، اس میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں، کوشک سوتر اس سوکت پر تفصیل کے ساتھ کچھ روشنی نہیں ڈالتے، البتہ ۴۷ میں بدروحوں کے خلاف استعمال کے لئے ان کو بتلایا ہے،

ع۱ "یاتو" بدروحوں، جادوگروں، اور دشمنوں کو کہتے ہیں، جو مختلف شکلیں اختیار کر کے انسانوں اور جانوروں کو ہلاک کرتے ہیں "اترِنہ" کچا گوشت کھانے والے اور مردم خوروں کو کہتے ہیں،

ع۲ سیسہ کے ٹکڑے کو بدروحوں کے نقصان سے بچنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا،

ع۳ پشاچ ایک قسم کی مخلوق ہے، منو میں لکھا ہے، یکش، رکشہ، پشاچ انش گندھروا اپسرا سوا شران ناگان سرپان اشپر نا نشچ پترنام چپر نھگ گناں ہیلے پیران دس رشیوں سے نسل جو پہلے پیدا کئے گئے تھے یکش راکشس پشاچ گندھروا اپسرا اسُر ناگ، سانپ سپرن اور پتروں کو پیدا کیا، منو کے اسی حوالہ نے انواع مخلوقات میں پشاچ کو ایک نوع قرار دیا ہے،

اتھرو وید میں ۸/۶ پشاچوں کی بابت لکھا ہے "سیے پشام پشچات پرپدانی پرہ پارشنی پرہ کھاہ کھلماہ شکیدھوما، اَمُتراپے چرمٹ شاہ کنبہ مشکا ایاشوہ تانسیہ بہنشتے پرتی بودھین ناشیہ" جن کے پاؤں پیچھے کی طرف ہوتے ہیں، ایڑیاں اور چہرے آگے کی طرف ہوتے ہیں، کھلیان اور گھیوں میں رہتے ہیں، جو مٹی بولنے والے، گھڑے کی طرح مشک رکھنے والے اور تیز رفتار ہیں، اے براہمنیتی دیوتا، تو ان کو اس لڑکی سے دور ہٹا دے یہاں پشاچی مونث کا صیغہ ہے، رمذکر پشاچ ہے،

نصرت الہی کے کرشمے

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سارا مدار

حضرت عیسٰے علیہ السلام نبی تھے لیکن خدا بنا دئے گئے۔ بہت بڑا غلو ہوا جس کے متعلق اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ اس کلمہ سے کہ خدا کا کوئی بیٹا بھی ہے زمین و آسمان پھٹ جاتے ہیں۔ بہت بھاری فتنہ دنیا میں عیسائیوں ... اس عقیدہ سے ڈالا توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کی نہ سمجھنے والا عقیدہ کی تشہیر اور انسانی عقل سمجھ کو معطل کر دیا۔ دین اور عقل دو جیزیں قرار دے گئے انسان کو حیوان بنانا چاہا۔ لیکن ..... حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے توحید کا ڈنکا بجا کر اس شرک عظیم کو چور چور کر دیا اور طرح طرح سہارنشورا کی طرح اسلام کے آگے آگے یہ صلیب پرستی اڑی جا رہی ہے۔ اور قریب ہے کہ اسلام کا جھنڈا فتح مندی کے ساتھ کل دنیا یورپ میں لہرائے

چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معاملہ میں غلو اور افراط کیا گیا تھا۔ ضروری تھا کہ آپ کے مثیل کی دعوے میں بھی غلو کیا جاتا۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعوے مجدد و محدث کو بڑھا کر حقیقی نبی کے درجہ تک پہنچایا جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ایک طرف علماء نے دشمنی سے آپ پر مدعی نبوت ہونے کا افترا کیا تو دوسری جانب آپ کے پیروؤں نے محبت میں غلو کرتے ہوئے آپ کو اصلی نبی اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیا۔ اور اس طرح سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے مثیل مسیح ہونے کا حق تھا۔ کیونکہ یہ غلو آپ کی وفات کے بعد ہوا۔ اور آپ کے اختیار سے باہر تھا۔ لیکن چونکہ آپ کا دعوےٰ مہدی ہونے کا بھی تھا۔ اور نیز مجازی رنگ میں احمد ہونے کا بھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے آپ کی ذات کے متعلق غلو اس قدر کامیاب نہ ہوتا۔ کیونکہ ذات بابرکات خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک قسم کے غلو سے پاک اور مبرا رہی ہے۔ اس لئے جہاں مثیل عیسٰے ہونے کی وجہ سے آپ کے صاحبزادے نے جن کے متعلق کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ یہ لڑکا بہت سے لوگوں کے لئے ابتلا کا موجب ہوگا۔ آپ کے متعلق غلو کیا۔ وہاں ایک موحد جماعت آپ کے پیروؤں کے مقابل میں کھڑی ہو گئی۔ اور آپ کی حقیقی تعلیم اور ہدایات کو دنیا میں پھیلانے کی اور دنیا کو سنوایا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ حقیقی نبی ہونے کا ہرگز نہ تھا۔ اور کہ آپ نے بارہا یہی اعلان کیا تھا کہ آپ بمعنی ظلی یا مجازی نبی یعنی محدث ہیں اور اس زمانہ کے مجدد ہیں۔ جن کو حدیث میں عیسے ابن مریم اور مہدی آخر الزمان کر کے پکارا گیا ہے۔

یہ وہ نصرت الہی تھی جو کہ بروز محمد و احمد صلعم ہونے کی وجہ سے [illegible] ان سلسلہ کی فرمائی۔ لیکن معاملہ یہیں تک نہیں ٹھیرتا۔ وہ گمراہ شدہ جماعت جو کہ اپنے پیر کی متابعت میں خس و خاشاک کی طرح ضلالت کی رو میں بہتی چلی جا رہی تھی۔ اور جس کے متعلق یہ خیال تھا کہ عنقریب اپنا کلمہ اور اپنا کعبہ و شریعت علیحدہ بنا لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ان پر ایک زور آور حملہ ہوا۔ جس سے کہ وہ جو بدلا گئے اور غلو کی بیرنگی ہوئی ہر میں نکارش پیدا ہو گئی۔ یعنی ان کو اصل حقیقت معلوم ہو گئی۔ کہ ان کے اندر بابی ازم کے کارندے کام کر رہے ہیں اور ان کے ایمان کو آہستہ آہستہ بدل کر محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نکال کر ضلالت کی طرف لا رہے ہیں۔ ہم نے کئی بار ان اپنے بھولے ہوئے بھائیوں کی خدمت میں عرض کیا کہ ان کا مذہب بابی مذہب کے بالکل مطابق ہے۔ اور کہ یہ اسلام میں بڑا بھاری فتنہ ہے۔ لیکن چونکہ اس فتنہ کی بنا ان کے پیر کے ذریعہ رکھی گئی تھی انہوں نے ہماری بات کی طرف توجہ نہیں کی چونکہ اب راز کھل چکا ہے۔ ہم پھر اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اس غلو سے جو کہ جماعت میں بابی مذہب کے کارندوں نے پیدا کیا ہے بچیں اور صراط مستقیم پر قدم ماریں جو ہمیں خیال تھا اور اب وہ ہمارا خیال یقین میں بدل گیا ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے زمانہ میں بابی مذہب کے ایجنٹ احمدی بن کر قادیان میں داخل ہوئے۔ انہوں نے وہاں مشاعرہ شروع کیا۔ مباحثہ کے کلب بنائے۔ اور نوجوانوں کو جن میں میاں محمود احمد صاحب بھی شامل تھے اپنی خفیہ کارروائی سے اپنا ہم خیال بنا لیا۔ اور اس طرح مجدد اور محدث کے درجہ سے بڑھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ اور خاتم الانبیاء کی نبوت کی توہین کی۔ اور آپ کے بعد نبوت مستقلہ کو جاری کر دیا۔ اور جماعت احمدیہ کے سوا کل کلمہ گوؤں کو کافر قرار دیا۔ ہاں حضرت اقدس علیہ السلام کی اعلیٰ تعلیم سے جو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق سے سرتاپا بھری ہوئی تھی، وہ نہ کر سکے کہ آپ کی شریعت کے بعد اور کوئی شریعت بھی تجویز کرتے اور یہاں تک اس کو مان جاتی۔ لیکن جب بابی مذہب کے کارندوں نے سمجھ لیا کہ نبوت کا مسئلہ خوب پختہ ہو گیا ہے۔ تو اب قوم کو اور گمراہ کرنا چاہا اور حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ہی بلکہ مرزا صاحب کے حلقہ سے بھی انہیں نکالنا اور بابی مذہب کی طرف لیجانا چاہا۔ مگر اللہ نے فضل کیا کہ وہ راز کھل گیا۔ اور جیسا کہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے "الفضل" اور "فاروق" کے اور ایڈیٹر جو کہ دس بارہ سال سے قادیان میں کام کر رہے تھے۔ اور جنہوں نے وہاں مکان لئے بعد میں بابی ثابت ہوئے اور انہوں نے اب خود بابی ہونے کا اقرار کیا۔

دس بارہ سال کے عرصہ میں جو گمراہی کہ قوم میں انہوں نے پیدا کر دی ہوگی۔ اور جن کا شکار کہ وہاں بہت سے نوجوان ہو چکے ہونگے اس کا تو خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لیکن وہ ایجنٹ جو کہ ان سے پہلے کے موجود ہیں ان کے متعلق ابھی تک میاں صاحب کو علم نہیں ہوا۔ ہم عرض کرینگے کہ اس معاملہ میں اچھی طرح چھان بین کی جاتی۔ اور ایسے سب لوگوں کو جماعت سے نکالا جاوے۔ جو غلو پیدا کرنے کے حامی ہو رہے ہیں

اس سارے انکشاف سے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے میں اس کی جانب میں خاص طور پر احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اس جماعت میں غلو کو زیادہ دیر نہیں رہنے دے گا اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ عنوان شعر سے ثابت ہو رہا ہے، آپ کی جماعت حضرت احمد صلعم کی طفیل اسی طرح اس غلطی سے بچائی جائے گی، جس طرح حضرت مرزا صاحب کی ذات صلیب پر چڑھائے جانے سے بچائی گئی، اور کہیں امید ہے، اب جبکہ غلو کی لہر رک گئی ہے، عقائد میں رجعت فرما کر ہمارے بھائی نبوت کے مسئلہ سے بھی توبہ کریں گے، کیونکہ وہ نبی جس کا کلمہ نہ ہو، جس کا کوئی اپنا کعبہ نہ ہو، جس کی اپنی کوئی امت نہ ہو جس کی شریعت نہ ہو، اس کو نبی کہہ دینا بے معنی ہے، اس کی مثال تو ایسی ہے، جیسے اس شخص کی جس کو آجکل گورنمنٹ نواب کا خطاب دے دے، باوجودیکہ نہ کوئی رعیت ہے نہ کوئی حکومت، پس یہ خطاب نبوت ہے نہ کہ نبوت اور ایسے نبی ہونے پر ہمارا بھی ایمان ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے بھائی اپنے نبوت پر زیادہ زور دینا چھوڑ دیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حکم دیا تھا۔ آپ کے متعلق عام بول چال میں نبی کے لفظ کو نہ استعمال کیا کریں۔ کیونکہ اس سے فتنہ پڑتا ہے۔ اور چاہیئے کہ ہمارے بھائی اس فتنہ پردازی سے بچیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل مذہب پر قائم ہو جائیں جو لاہور کی جماعت کا مذہب ہے۔

ضرورت نکاح

ایک شریف سید خاندان کے ۲۱ سالہ احمدی نوجوان کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے، ذات پات کی کوئی تمیز نہیں، لڑکا تجارت پیشہ اور تعلیم یافتہ ہے، مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت ذیل کے پتہ سے دریافت فرمائیں،

۲

ایک ۲۵ سالہ نومسلمہ بیوہ کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے، بیوہ کے ساتھ پہلے خاوند سے ایک پندرہ سالہ لڑکا اور ایک سات سالہ لڑکی ہے، بیوہ کے پاس پہلے خاوند کی جائیداد از قسم مکان و اراضی موجود ہے، اور وہ اپنی اولاد اپنے ہمراہ رکھنا چاہتی ہے، غرض مند احباب پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں،

خاکسار سردار خان مسلم مشنری کوتوالی بازار، دھرمسالہ ضلع کانگڑا

ہمارے نئے بھائی

گذشتہ ماہ میں ہمارے احباب کرام کی کوششوں سے خادمان اسلام کی جماعت میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے، چونکہ بعض جگہ کے احباب ابھی تک اپنے فرض سے غافل نظر آتے ہیں، اس لئے آئندہ جن دوستوں کی کوششوں سے جماعت میں ترقی ہو رہی ہے ان کے اسماء گرامی بھی ماہوار رپورٹ کے ساتھ ہی دے دیئے جایا کریں گے، تاکہ غفلت شعار بھائی بھی اپنے اندر حس پیدا کریں، ذراسی کوشش سے ہماری جماعت کی نسبت جو غلط فہمیاں مسلمانوں میں پھیل رہی ہیں، دور ہو کر خادمان اسلام کی جماعت بڑھ سکتی ہے، اور اس طرح جماعت کی ترقی کے ساتھ ہم دیگر ممالک و ہندوستان میں اشاعت اسلام کے کام کو وسعت دے سکتے ہیں،

نمبر نام معہ پتہ مختصر	کس کے ذریعہ سے شامل جماعت ہوئے
(۱) مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب دیگراں	سعید احمد صاحب
(۲) میاں امام الدین صاحب بدوملہی	میر مدثر شاہ صاحب
(۳) چودھری حاکم خاں صاحب کوٹ دین محمد	〃
(۴) میاں عبد الستار صاحب 〃	〃
(۵) میاں نقیر صاحب 〃	〃
(۶) میاں قائم الدین صاحب 〃	〃
(۷) 〃 الٰہی بخش صاحب 〃	〃
(۸) 〃 حسین بخش صاحب 〃	〃
(۹) 〃 امیر بخش صاحب 〃	〃
(۱۰) 〃 سیپرا صاحب	〃
(۱۱) 〃 کریم بخش صاحب	〃
(۱۲) سید فضل الرحمن صاحب بدوملہی	〃
(۱۳) 〃 فضل الرب صاحب 〃	〃
(۱۴) چودھری عبد الحق صاحب 〃	〃
(۱۵) 〃 نصیر احمد صاحب 〃	〃
(۱۶) میاں محمد اسمعیل صاحب 〃	〃
(۱۷) میاں شیر محمد صاحب 〃	〃
(۱۸) چودھری نذیر احمد صاحب 〃	〃
(۱۹) چودھری محمد اسلم صاحب 〃	〃
(۲۰) 〃 خورشید احمد صاحب 〃	〃
(۲۱) 〃 غلام قادر صاحب 〃	〃
(۲۲) 〃 عبد الرحمن صاحب 〃	〃
(۲۳) میاں جلال الدین صاحب 〃	〃
(۲۴) میاں بشیر احمد صاحب 〃	〃
(۲۵) میاں اللہ جوایا صاحب 〃	〃
(۲۶) میاں ودھاوا صاحب 〃	〃
(۲۷) میاں جمعہ صاحب 〃	〃
(۲۸) چودھری کبیرا صاحب 〃	〃
(۲۹) میاں اللہ داد صاحب 〃	〃
(۳۰) مستری محمد حسین خاں صاحب 〃	〃
(۳۱) میاں محمد الدین صاحب اول 〃	〃
(۳۲) 〃 〃 〃 ثانی 〃	〃
(۳۳) 〃 چراغ الدین صاحب 〃	〃
(۳۴) 〃 سردار صاحب 〃	〃
(۳۵) 〃 اسمعیل صاحب 〃	〃
(۳۶) شیخ نور الدین صاحب 〃	〃
(۳۷) 〃 محمد الدین صاحب 〃	〃
(۳۸) میاں جلال الدین صاحب 〃	〃
(۳۹) میاں محمد صادق صاحب 〃	〃
(۴۰) 〃 اللہ دتا صاحب 〃	〃
(۴۱) شیخ جیون خاں صاحب 〃	〃
(۴۲) میاں جلال الدین صاحب 〃	〃
(۴۳) 〃 دین محمد صاحب 〃	〃
(۴۴) 〃 شاہ نواز اللہ صاحب 〃	〃
(۴۵) 〃 چراغ دین صاحب 〃	〃
(۴۶) 〃 ہمشیرہ نذیر بیگم صاحبہ 〃	〃
(۴۷) ہمشیرہ اقبال بیگم صاحبہ بدوملہی	میر مدثر شاہ صاحب
(۴۸) چودھری ناظر خاں صاحب پسارہ	مولوی فیروز الدین صاحب
(۴۹) کنور مردان خاں صاحب 〃	〃
(۵۰) چودھری عبد الشکور خاں صاحب 〃	〃
(۵۱) چودھری عبد الغفور خاں صاحب 〃	〃
(۵۲) بی بی محمدی بیگم صاحبہ 〃	〃
(۵۳) منشی محبوب علی صاحب لالکھنو	〃
(۵۴) میاں عبد الرحمن صاحب 〃	〃
(۵۵) میاں عبد السلام صاحب 〃	〃
(۵۶) محمد علی خاں صاحب سرینگر کشمیر	پیر غلام مصطفٰے صاحب
(۵۷) حسن جو صاحب	〃
(۵۸) نور الدین صاحب 〃	〃
(۵۹) احد قاضی صاحب 〃	〃
(۶۰) حبیب صاحب 〃	〃
(۶۱) حکیم عبد الاحد صاحب 〃	〃
(۶۲) میر غلام محمد صاحب 〃	〃
(۶۳) محمد اعظم خاں صاحب شیخ محمدی	صاحبزادہ سیف الرحمن صاحب
(۶۴) احمد الدین صاحب اول چک ۵۱	چودھری محمد حسین صاحب
(۶۵) رحمت خاں صاحب 〃	〃
(۶۶) مولاداد صاحب 〃	〃
(۶۷) احمد الدین صاحب ثانی 〃	〃
(۶۸) چودھری اللہ دتا خاں صاحب 〃	〃
(۶۹) خوندکار انور علی خاں صاحب نگر کاندہ	بذریعہ خط
(۷۰) اہلیہ صاحبہ جناب مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب دیگراں	سعید احمد صاحب
(۷۱) فیض عالم خاں صاحب 〃	〃
(۷۲) اہلیہ صاحبہ فیض عالم خاں صاحب 〃	〃
(۷۳) ملاں سبز علی صاحب 〃	〃
(۷۴) حسن گل صاحب 〃	〃
(۷۵) محمد حسین صاحب 〃	〃
(۷۶) میاں فقیر صاحب 〃	〃
(۷۷) ہمشیرہ بخت نور صاحبہ 〃	〃
(۷۸) 〃 نافعہ نور صاحبہ 〃	〃
(۷۹) محمد صادق صاحب تھاتھی	〃
(۸۰) احمد الدین صاحب عرف جیون ڈوگری گھمنہ	خود
(۸۱) محمد شریف صاحب نارکوٹ،	مولوی عصمت اللہ صاحب و چودھری بشیر احمد صاحب
(۸۲) رحیم بخش صاحب، 〃	〃
(۸۳) محمد اسمعیل صاحب 〃	〃
(۸۴) سید قربان علی شاہ صاحب 〃	〃
(۸۵) مرزا جمعہ خاں صاحب غزنی	خود - دستی،
(۸۶) مرزا اکبر خاں صاحب 〃	〃
(۸۷) 〃 گلزار خاں صاحب 〃	〃
(۸۸) اہلیہ صاحبہ مرزا جمعہ خاں صاحب 〃	〃
(۸۹) دختر صاحبہ 〃 〃 〃	〃
(۹۰) ملاں محمد صاحب 〃	〃
(۹۱) چودھری عزیز احمد صاحب چک ۹۸	چودھری علی گوہر صاحب
(۹۲) بی بی سکینہ بیگم صاحبہ 〃	〃
(۹۳) 〃 حاکم بی بی صاحبہ 〃	〃
(۹۴) سید لال حسین صاحب بارہ منکا	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
(۹۵) میاں شمس الدین صاحب ٹھکر گڑھ	〃
(۹۶) سید حیدر شاہ صاحب ٹھیکریاں کلاں 〃	〃
(۹۷) سید محمد شریف صاحب کراچی،	〃
(۹۸) سید تدبیر حسین صاحب 〃	〃
(۹۹) سید امیر شاہ صاحب 〃	〃
(۱۰۰) سید سیدن شاہ صاحب 〃	〃
(۱۰۱) سید ستار شاہ صاحب لیسر کلاں	〃
(۱۰۲) خان محمد صاحب سربہہ	〃
(۱۰۳) سید غلام حیدر شاہ صاحب کالاچپی،	〃
(۱۰۴) سید بشارت علی شاہ صاحب 〃	〃
(۱۰۵) سید ممتاز حسین صاحب 〃	〃
(۱۰۶) سید تقو شاہ صاحب 〃	〃
(۱۰۷) سید دیوان شاہ صاحب کالاچپی،	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
(۱۰۸) 〃 نواب شاہ صاحب 〃	〃
(۱۰۹) 〃 الطاف حسین صاحب 〃	〃
(۱۱۰) 〃 ناظر حسین صاحب کوٹ نکھو	〃
(۱۱۱) 〃 شجاعت علی شاہ صاحب 〃	〃
(۱۱۲) 〃 صفدر حسین شاہ صاحب کالاچپی	〃
(۱۱۳) 〃 حسین شاہ صاحب 〃	〃
(۱۱۴) 〃 عبد العزیز صاحب 〃	〃
(۱۱۵) 〃 ناظر حسین صاحب لاہور	〃
(۱۱۶) 〃 فضل حسین صاحب 〃	〃
(۱۱۷) منشی نبی بخش صاحب گرداور قانونگو گلی والا	محمد سلطان صاحب
(۱۱۸) میاں لال خاں صاحب سکنہ 〃	〃
(۱۱۹) چراغ دین صاحب لاہور	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
(۱۲۰) چودھری عبد المجید صاحب جموں	دستی بمقام جموں
(۱۲۱) میاں محمد عبد اللہ صاحب جموں	〃
(۱۲۲) 〃 غلام مصطفٰے صاحب 〃	〃
(۱۲۳) 〃 محمد اقبال صاحب 〃	〃
(۱۲۴) محمد بخش صاحب پسادہ	مولوی فیروز الدین صاحب
(۱۲۵) حسین بخش صاحب 〃	〃
(۱۲۶) نصیر الدین صاحب 〃	〃
(۱۲۷) یار علی خاں صاحب 〃	〃
(۱۲۸) مظہر علی خاں صاحب 〃	〃
(۱۲۹) شہامت خاں صاحب معہ اہلیہ و دو صاحبزادیاں	〃
(۱۳۰) غلام محمد صاحب سرینگر کشمیر	بذریعہ خط
(۱۳۱) ڈاکٹر مرزا عبد الکریم صاحب گجرات	دستی بمقام گجرات
(۱۳۲) بابو عثمان غنی صاحب ٹیلیگراف ماسٹر لاہور	〃 〃 لاہور
(۱۳۳) سید محمد اسحاق صاحب سیالکوٹ	بذریعہ خط
(۱۳۴) بابو غلام حسین صاحب کلرک لاہور	دستی لاہور
(۱۳۵) دوست محمد خاں صاحب گرداور تانگہ ملتان	بذریعہ خط
(۱۳۶) ہمشیرہ غلام فاطمہ زوجہ عبد العزیز صاحب باغبانپورہ	〃
(۱۳۷) سونہ جو صاحب سرینگر کشمیر،	〃

تعداد نو مسلمین بابت ماہ مارچ ۱۹۳۴ء مختلف علاقہ جات میں جہاں کی تفصیل کی ضرورت نہیں ایک صد بیس ہنود و عیسائی مسلمان ہوئے، جن کو مطبوعہ سند ات داخلہ اسلام ۱۳ تا ۲۳۳ دی گئی ہیں،

محمد منظور الٰہی - سیکرٹری تبلیغ،

اخبار احمدیہ

دہلی سے شیخ عبد الحق صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی دہلی میں محمودیوں کا سالانہ جلسہ ہوا جس کا اشتہار دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محمودی اب مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کو صرف "مجدد" ہی مانیں۔ چنانچہ کسی ایک مقرر نے بھی حضرت صاحب کے متعلق نہیں فرمایا کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ بلکہ جب کبھی بھی آپ کے متعلق کہنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آپ کو ریفارمر، سر سید احمد جیسا انسان "مصلح" یا مجدد و امام مہدی وغیرہ وغیرہ الفاظ سے ہی آپ کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ باوجود اس تقیہ کے بہت کم لوگ ان کے جلسہ میں آئے۔ سامعین کی تعداد میں ہمیشہ ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی۔ اور اگر میں غلطی نہیں کرتا تو مجمع کی تعداد سو ڈیڑھ سو نفوس سے کبھی بھی ترقی نہیں ہوتی۔ اور اتنا مجمع بھی صرف ایک دو تقریروں میں ہوا نہیں، تو حسب معمول پچاس ساٹھ کے قریب قریب تعداد سامعین کی رہتی تھی۔ اور زیادہ حصہ عمر بھر بھی محمودیوں اور ہندوؤں کا رہتا تھا مسلمان نہایت ہی قلیل اندازاً بیس پچیس ۔

آریہ سماج کے ساتھ محمودیوں کے دو مناظرے بھی ہوئے (۱) نجات اور ختم نبوت پر ہر دو مناظروں میں تعداد ڈیڑھ دو ہزار کے قریب تھی اگر محمودیوں کو خدا کا خوف ہو۔ تو میرے نزدیک ختم نبوت کے مناظرے سے سبق لیں اور آیندہ کبھی بھی حضرت صاحب کی طرف نبوت کے دعویٰ کو منسوب نہ کریں۔ ان کے بیجا الہامات اور نخوا ستدلال سے مسلمانوں کا مجمع سخت مشتعل ہو گیا۔ بہ قریب تھا کہ رسول اللہ کی ہتک کا عذاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح
لاہور

جلد ۲۱ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ نمبر ۴۷

اسلام اور گرہن

واشنگٹن امریکہ سے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن، پچھلے سال امریکہ میں سورج گرہن ہوا تھا، مطلع ابرآلود ہونے کی وجہ سے جب نظر آنے کی توقع نہ رہی، تو شوقینوں نے ہوائی جہازوں پر بادلوں کے اوپر جاکر گرہن کا نظارہ کیا، اس پر مجھے کسی عزیز نے امریکہ سے خط لکھا، کہ مسلمانوں میں ایسے موقعہ پر نماز پڑھنے کا حکم شبہ ڈالتا ہے، کہ مسلمان بھی دوسری قوموں کی طرح گرہن کی نسبت کچھ توہمات رکھتے ہیں، اس کا جواب جو میں نے دیا، اس کا لب لباب حسب ذیل ہے:۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے، جس نے سورج اور چاند کی نسبت بتلایا، کہ یہ تمہارے خدمتگار ہیں، قرآن کریم فرماتا ہے، سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض، پھر فرمایا، سخر الشمس والقمر، وہ تمہارے لئے بلامزدوری کے خدمتگار بنا دیئے ہیں۔ جو چیزیں بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں، تمہارے لئے سورج اور چاند بلامزدوری خدمت میں لگے ہوئے ہیں، قرآن کریم نے ہی سراجا وھاجا آفتاب کا نام رکھ کر بتا دیا کہ آفتاب کا مقصد روشنی پہنچانا ہے، جس طرح چراغ کا مقصد روشنی پہنچانا ہوتا ہے، تو پھر اسلام کی نسبت یہ وسوسہ پیدا ہونا کہ وہ گرہن کے معاملہ میں کسی توہم کا شائبہ اپنے اندر رکھتا ہے، محض وسوسہ شیطانی ہے،

آیئے میں ایک واقعہ خود حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کا سناؤں جس روز آپ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا اسی روز سورج گرہن ہوا، تو بعض لوگوں نے اس گرہن کو آپ کے صاحبزادہ کی وفات کا نتیجہ یا اثر سمجھا، یہ تذکرے جو ہوئے، تو آپ کے کان تک بھی یہ خبر پہنچی، آپ فوراً باہر تشریف لے آئے، اور ایک خطبہ پڑھا اور فرمایا، سورج گرہن اور چاند گرہن اللہ تعالےٰ کی قدرت کے مناظر ہیں کسی کی ولادت یا وفات سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اللہ اللہ کیا صفائی ہے کیا راستبازی ہے کوئی دوسرا ہوتا تو کہتا، کہ اچھا ہوا اس توہم سے مریدوں پر سکہ جم گیا، مگر نہیں آپ دنیا کے لئے رحمت، دنیا کے سچے مصلح تھے، آپ نے ہرگز گوارا نہ کیا، کہ قوم میں غلط عقیدہ یا اصول یا کسی قسم کا توہم پیدا ہو چنانچہ فوراً اصلاح کردی، یعنے ایمان رکھتے ہو تو حق پر رکھو، توہمات کے ایمان کی کوئی حقیقت نہیں، آپ نے اسے رد کر دیا، اللھم صل علی محمد و علی آل محمد ○

اصل یہ ہے کہ قدرت کے ہر ایک نظارہ سے ہر شخص اپنے خیالات اور علم کے مطابق لطف اٹھاتا اور عبرت پکڑتا ہے، کسی باغ میں کسی پھول کے حسن کو ایک عامی آدمی بھی دیکھتا ہے، اور محض دیکھ کر ہی گذر جاتا ہے، مگر ایک شاعر اس کی خوبی کی اداؤں کو کسی اور ہی نگاہ سے دیکھتا ہے، اور کسی محبوب کے حسن کی تشبیہات میں مستغرق ہو جاتا ہے، ایک علم نباتات کا ماہر کسی اور نگاہ سے اس پھول کو دیکھتا ہے، اس کی نظر اس کی بناوٹ اور مختلف حصوں کے مختلف کاموں پر ہوتی ہے؛ [illegible] صفت انسان کی نگاہ اس پھول [illegible] اور ہی طرق [illegible] پرہ اندوز ہوتی ہے، وہ اس کے صانع [illegible] اور حسن کو اس کاریگری کے اندر دیکھتا ہے، اور جب پھول اور چند روزہ بہار کو ختم ہوتے دیکھتا ہے تو اس کا دل اس سے عبرت پکڑتا ہے، اور یہ نیچرل فلاسفی اسے دنیا کے مختلف حسنوں اور دلبستگیوں کی طرف سے بیزار کر دیتی ہے، کیونکہ ان میں فنا کا ہاتھ ایسا مخفی طور سے ساتھ ساتھ کام کرتا نظر آتا ہے، کہ ان سے ساتھ دل لگانے والا کبھی بھی پوری خوشی کا وارث نہیں ہو سکتا، غرضکہ چیز ایک ہی ہوتی ہے، مگر اس پر نظر ڈالنے اور اس سے سبق آموز ہونے کے طریقے مختلف ہیں، جو ہر ایک شخص کے مذاق کے مطابق ہیں،

اسی طرح گرہن ہے، گرہن کیا ہے، اس کو یوں سمجھ لینا چاہیئے، کہ زمین اور چاند دونوں سورج کی روشنی سے مستفیض ہوتے ہیں، سورج کی روشنی نہ ہو تو یہ دونوں مکدر و تاریک ہیں، گویا ان کے لئے سورج منبع انوار ہے، جب سورج اور چاند کے درمیان زمین آجاتی ہے، تو چاند گرہن ہو جاتا ہے، اور چاند بے نور ہو جاتا ہے، کیونکہ زمین چاند اور اس کے منبع انوار سورج کے درمیان حائل ہو گئی، اور جب سورج اور زمین کے درمیان چاند آجاتا ہے تو سورج گرہن ہو جاتا ہے، یعنے زمین اس نور سے محروم ہو جاتی ہے جو سورج سے زمین کو پہنچتا ہے، کیونکہ چاند درمیان میں حائل ہو گیا لیکن عامی کی نگاہ تو صرف چاند گرہن اور سورج گرہن کو اتنا ہی دیکھتی ہے کہ اب کے دفعہ چاند سارا غائب ہو گیا، یا کچھ رہ گیا، سورج کیلئے شیشے سیاہ کر کے اتنا دیکھ لیا کہ کتنا کٹا، مگر ہیئت دان اپنی علمی نگاہ سے دیکھتے ہیں، یعنے اس سے علم ہیئت کے حساب اور ستاروں کے چکر اور گردش کے اندازہ میں مدد لیتے ہیں۔ ایک سائنس دان اس نقصان پر غور کرتا ہے، جو زمین کو آفتاب کے انوار سے محروم ہو جانے سے پہنچتا ہے،

مگر ایک خدا پرست انسان اسی نظارہ قدرت سے کچھ اور ہی عبرت حاصل کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ جب ایک چیز کسی دوسری چیز کے درمیان میں حائل ہو جانے سے اپنے منبع انوار سے جدا ہو جاتی ہے، تو پھر اس کی ساری خوبیاں جاتی رہتی ہیں، اور وہ محض تاریک و مکدر رہ جاتی ہے، اور ان تمام منافع سے محروم ہو جاتی ہیں، جو ان انوار کا نتیجہ تھیں، اسی طرح انسان کی تمام خوبیاں منحصر ہیں اس تعلق پر جو اللہ تعالےٰ کی ذات بیچون و مجمع جمیع انوار سے ہے، اگر اس کی کوئی شامت اعمال درمیان میں حائل ہو جائے، تو وہ بھی اسی طرح تاریک و مکدر رہ جائے گا، اور ان تمام منافع سے محروم ہو جائے گا، جو انوار الٰہیہ سے اسے نصیب تھے، پس وہ کانپتے ہوئے دل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور گر پڑتا ہے، اور چلاتا اور گریہ وزاری کرتا ہے، اور بار بار ایاک نعبد و ایاک نستعین ○ اھدنا الصراط المستقیم پکارتا ہے، کہ اس کے اپنے اور ذات باری تعالےٰ کے درمیان میں جو مخزن و منبع جمیع انوار ہے، کوئی روک نہ حائل ہو جائے، جو اس کی محرومی کا موجب ہو، اسی لئے کسوف خسوف کی نمازوں میں دیکھ لو، انسان نے اپنے لئے دعا کی ہے سورج چاند کے لئے دعا نہیں کی، اگر سورج چاند کے گرہن کا فکر تھا، تو ضرور کوئی دعا اس نماز میں اس گرہن کے دور ہونے کے لئے ہوتی، مگر قطعاً قطعاً کوئی نہیں، وہی سورۂ فاتحہ کی دعا ہے جو اس کے اپنے تعلق باللہ کے لئے ہے، وہی قرآن۔ وہی رکوع وسجود، بار بار خدا کے سامنے جھکتا ہے، اور اپنے تعلق کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتا ہے،

اسلام میں چاند گرہن اور سورج گرہن کے نظاروں کو دیکھنا اور اس سے کوئی علمی فائدہ اٹھانا منع نہیں، نہ سورج گرہن چاند گرہن کے موقعہ پر نمازیں پڑھنی فرض اور ضروری ہیں، بلکہ نبی کریم صلعم کی سنت اور صحابہؓ کے تعامل سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ اور آپ کی جماعت جو خدا پرستوں اور عارف باللہ لوگوں کی جماعت تھی ایسے موقعہ پر خدا کے حضور گڑ گڑ کر دعائیں کیا کرتی تھی، اور نماز پڑھا کرتی تھی۔ یعنے اپنے تعلق باللہ کو اور زیادہ مضبوط بنانے کی کوشش کرتی تھی یہ وہ خدا پرستوں کی جماعت اپنے مذاق کے مطابق اس نظارۂ قدرت سے عبرت پکڑتی اور اس عبرت سے نفع اٹھاتی تھی، مسلمانوں میں جیسے جیسے تعلق باللہ کا شوق کم ہوتا گیا، ایسے مواقع کی نمازیں بھی کم ہوتی گئیں یہاں تک کہ آجکل سورج گرہن اور چاند گرہن کے مواقع پر کسی کے دل میں نماز پڑھنے کا وہم بھی نہیں گذرتا، نہ تعلق باللہ کا شوق رہا، نہ اس کے مفید ہونے پر ایمان رہا، نہ اس کے جاتے رہنے کا ڈر رہا، نہ نظارۂ قدرت سے سبق آموزی اور عبرت پکڑنے کی عادت رہی، نہ عبرت پکڑ کے اپنی اصلاح اور انجام کی کوئی فکر باقی رہی اللہ اللہ اور خیرہ بالخیر یم وشتابیز ملامت باشید، نتیجہ یہ کہ خود بدولت انوار الٰہیہ سے محروم ہو جانے کی وجہ سے تاریک و مکدر ہو کر رہ گئے، اور ان تمام منافع سے محروم ہو گئے جو تعلق باللہ کا نتیجہ تھا،

اللہ تعالےٰ کے بھی کیا عجائبات ہیں، یہ جو حدیث میں پیشگوئی تھی، کہ آخری زمانہ میں مھدی کے وقت میں رمضان میں سورج اور چاند دونوں کا گرہن ہوگا، اس سے یہ مراد نہ تھی کہ مھدی کی ولادت یا وفات سے کوئی اس کا تعلق ہوگا، کیونکہ وہ دوسری حدیث کے خلاف ٹھیرتا ہے، بلکہ مطلب یہ تھا، کہ قدرت مھدی کے زمانہ کے لئے بطور نشان کے یہ گواہ پیش کرے گی کہ عین رمضان میں جو تعلق باللہ پیدا کرنے کا ایک خاص مہینہ ہے، دنیا کو قدرت عبرت کے طور پر بتا دے گی، کہ اللہ تعالےٰ سے جو منبع جمیع انوار ہے انسان کا تعلق نہیں رہا، اور اس لئے اس میں ظلمت اور تکدر پیدا ہو گیا ہے، رمضان جیسا تعلق باللہ کا مہینہ اور یہ نوری کے یہ دو گواہ روز روشن کی طرح ضرورت وقت کو ظاہر کرتے ہیں، کہ کوئی شخص مسیح نفس اور مھدی وقت ایمان کو ثریا سے واپس لاوے اور تعلق باللہ کا شوق پھر دلوں میں پیدا ہو، تا اسلام کا یہ عارضی گرہن دور ہو کر پھر وہ بدر کامل کی طرح چمکے، اور آفتاب اسلام اپنی پوری چمک دمک کے ساتھ جس طرح مشرق سے نکلا تھا۔ مغرب سے بھی طلوع ہو، چنانچہ مھدی وقت آیا، آسمان نے اپنی گواہی ادا کی، مبارک وہ جنہوں نے اسے پہچانا ؎

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

لاہور میں طاعون

لاہور میں طاعون دن بدن رو بہ ترقی ہے، جس کے انسداد کے لئے میونسپل کمیٹی کی طرف سے پوری سرگرمی کا اظہار ہو رہا ہے۔ ہندو سبھا نے بھی ہندوؤں کو اس موذی وبا سے بچانے کا بندوبست کر رکھا ہے، مسلمانوں کی طرف سے ایسا کوئی انتظام نہ تھا، خدا کا شکر ہے، کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے میدان عمل میں قدم بڑھایا، اور اپنے ایک خاص اجلاس میں فیصلہ کیا ہے، کہ شہر کے مختلف محلوں میں ہر روز اپنے ڈاکٹر صاحبان و دیگر ممبران سلسلہ احمدیہ طاعون سے حفاظت کے لئے باشندگان شہر کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً ہدایات دینے کے لئے لیکچر دیا کریں، اور روحانی طہارت کے ساتھ انہیں جسمانی صفائی۔ ٹیکہ وغیرہ کے بارے میں ترغیب و تحریص دلائیں، اور یتیم و بیوگان جو علاج معالجہ اور نقل مکان کرنے کے ناقابل ہوں، ان کے لئے اپنے خرچ پر جملہ سامان مہیا کریں۔ اس کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی ہے، جو ہر روز صبح سات بجے اپنا اجلاس کر کے اس دن کی کارروائی کا پروگرام بناتی۔ اور لیکچروں کا انتظام کرتی ہے، احمدیہ بلڈنگس میں ایک خاص دفتر مقرر کر کے وہاں میونسپل کمیٹی لاہور کی طرف سے فینائل، چونا، کریوزوٹ مہیا کیا گیا ہے، جسے ہمارے والنٹیر گرد و نواح کے محلہ جات میں تقسیم کرتے ہیں، ہمارے ڈاکٹر صاحبان غربا کے مفت علاج کے لئے رات دن تگ و دو میں مصروف ہیں، ضرورت ہے کہ سارے لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کریں، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، اور اسی کے حضور عرض کریں، کہ وہ اس آفت کو ملک سے دور کرے، کیونکہ اس بیماری کا سبب سے مقدم علاج شوخی و شرارت اور گناہ کی زندگی کو چھوڑ دینا ہے، اس کے ساتھ ہی دنیاوی اسباب و علاجوں سے بھی فائدہ اٹھانا ضروری ہے ✤

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے مضمون میں ظاہر کیا تھا، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ جو لوگ اپنے خرچ پر شہر سے باہر عارضی رہائش کی استطاعت نہ رکھتے ہوں انجمن ان کا بندوبست کرے۔

بقیہ صفحہ اول

اگر وہی ہمت اور استقلال ان کے اندر ہوتا جو پہلے بزرگوں میں تھا، تو یہ دن تو دیکھنے پڑتے، لیکن انہوں نے غلطی کی، بحیثیت مجموعی وہ جوش اب ان میں نہیں رہا، جب ایک شخص نے اٹھکر یہ کہا کہ تمہاری کامیابی کا یہ رستہ ہے، تو اس کی مخالفت کی، لیکن خدا کے لگائے ہوئے پودے تمام مخالفتوں کا مقابلہ کرکے بھی سرسبز ہوتے ہیں اور یہ پودا بھی باوجود ان کی مخالفت کے سرسبز ہو رہا ہے،

مسیحیت اور اسلام کا قریبی رشتہ

ان آیات میں جو میں نے پڑھیں ایک آیت ہے، ولتجدن اقربھم مودۃ للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ، وہ لوگ جو نصاریٰ کہلاتے ہیں، ان کو تو دوستی اور محبت میں ایمان والوں کے زیادہ قریب پائے گا، ان الفاظ کے اندر کوئی حکمت ہے، اگر تم اس کو خدا کا کلام سمجھتے ہو، تو آخر ان الفاظ کے اندر کوئی حقیقت ہے، یہ خدا نے کیوں بتایا، کیا واقعی مسلمانوں اور عیسائیوں کے اندر دوستی تھی؟

آنحضرت کی بڑی توجہ مسیحیوں کی طرف

میں نے جتنا غور کیا ہے، معلوم ہوتا ہے، کہ اس قوم کی طرف ہمارے نبی کریم صلعم کی بڑی توجہ تھی، یہ بھی آپ کو معلوم تھا، کہ یہ لوگ بڑی مخالفت کریں گے، اور الوہیت مسیح پر بڑا زور دیں گے اسی لئے فرمایا، تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا، کس طرح سے اس قوم نے جسمانی اور روحانی رنگ میں اسلام کا مقابلہ کرنے میں پورا زور لگایا، اور کس قدر آنحضرت صلعم کو اس قوم کا خیال تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، فلعلک باخع نفسک علیٰ آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا، تو نبی کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر دے گا، اس بات کے اوپر افسوس کرتے ہوئے اگر وہ ایمان نہ لائیں، یعنے وہ لوگ جو اللہ کا بیٹا بتاتے ہیں اتنا افسوس کرتا ہے تو ان کے اوپر کہ اپنی جان کو تو ہلاک کرے گا، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو تڑپ پیدا ہوئی عیسائی قوم کو مسلمان کرنے کے لئے وہ بہت بڑی تڑپ تھی، باوجود اس مخالفت کے جو عیسائیت کی طرف سے اسلام کی کی گئی، پھر بھی فرمایا، عیسائی محبت میں اقرب ہیں، اس لئے جب وہ اقرب مودۃ ہیں تو کیوں ان کو مسلمان کرنے کی کوشش نہ کریں،

مجدد وقت کا خیال مسیحیوں کی طرف

اس زمانہ میں ایک اور شخص جو حالات زمانہ سے قطعاً ناواقف تھا، اور جس کو اللہ تعالیٰ نے مجدد کے منصب پر کھڑا کیا، اس کی بھی توجہ عیسائیوں کو مسلمان کرنے کی طرف زیادہ تھی، لوگوں نے اس کی سخت مخالفت کی، صرف چند لوگ ابتدا میں تھے، جو لعنت و ملامت کو برداشت کرکے اس کے ساتھ ہو لئے، اس نے ازالہ اوہام میں لکھا کہ میرے دل میں خواہش ہے، کہ قرآن کا ترجمہ انگریزی میں کرکے یورپ میں پہنچاؤں، پھر لکھا ہے کہ میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ لندن میں ایک منبر پر انگریزی زبان میں وعظ کر رہا ہوں، ایسا ہی آپ نے قیصر جرمن کے متعلق لکھا ہے کہ میں اس میں سعادت دیکھتا ہوں، اور بادشاہ در حقیقت اپنی قوم کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ تمام باتیں عبث نہ تھیں، آخرکار وہ کام ہوا جس کی آپ کے دل میں خواہش تھی، ابتدا میں جس وقت خواجہ صاحب نے ووکنگ مشن کو شروع کیا ہے، تو میں نے بڑے بڑے لوگوں کی طرف سے مخالفت کی آوازیں سنیں، وہ کہتے تھے، کہ وہاں جاکر محض اپنا وقت اور روپیہ ضائع کریں گے، وہ تو اپنے مذہب کو بھی نہیں مانتے، تو اسلام کو انہوں نے کیا سننا ہے، گویا ان کے نزدیک عیسائیت ایسا مذہب ہے، کہ جو شخص اس کو نہیں مانتا وہ کسی مذہب کو بھی نہیں مان سکتا، حالانکہ عیسائیت سے نفرت کا پیدا ہونا ہی دلیل ہے اس بات کی کہ اسلام کی طرف رستہ کھل گیا،

قرآن کا اثر مسیحیوں پر

اس زمانہ کے واقعات پر جو اس کے اندر لفظ آتے ہیں واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تریٰ اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق رجب وہ سنتے ہیں۔ اس کو جو اتارا گیا، رسول کی طرف تو تو دیکھے گا، کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، کیونکہ انہوں نے حق کو پا لیا،

شاہ حبش پر قرآن کا اثر

عیسائی شاہ حبش کا ذکر ہے کہ مسلمان جب کفار سے تنگ آکر اس کے ملک میں ہجرت کر گئے، تو مشرکین مکہ نے ان کا تعاقب کیا، اور بادشاہ سے جاکر کہا، کہ وہ ان سے بھاگ کر آئے ہیں، ان کو واپس کر دیا جائے، اس پر بادشاہ نے مسلمانوں کو بلاکر ان سے پوچھا، تو ان میں سے حضرت جعفر نے آگے ہوکر کہا، کہ "اے بادشاہ ہم جاہل تھے، بتوں کو پوجتے اور مردار کھاتے اور بے حیائی کا کام کرتے، اور قریبیوں کے حقوق ادا نہ کرتے، اور ہمسایوں سے برا سلوک کرتے، اور ہم میں سے مضبوط کمزور کو کھا جاتا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا جس کے نسب اور صدق اور امانت اور پرہیزگاری کو ہم خوب جانتے ہیں، اس نے ہمیں بتایا کہ خدا کو ایک مانو اور اسی کی عبادت کرو، اور پتھروں اور بتوں کی پرستش چھوڑ دو۔ اور ہمیں حکم دیا کہ بات سچ کہو، امانت کو ادا کرو، صلہ رحمی کرو، ہمسایوں سے اچھا سلوک کرو، حرام باتوں اور خونریزیوں سے بچو اس نے ہمیں بے حیائی کے کاموں، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور عورتوں پر الزام لگانے سے روکا، پس ہم اس پر ایمان لائے، اس کی پیروی کی، اور اس کی باتوں کو مانا، اس پر ہماری قوم نے ہم پر ظلم شروع کیا اور ہم کو دکھ دیا، کہ ہم اپنے دین کو ترک کر دیں، اور بت پرستی کی طرف لوٹ آئیں، پس جب ان کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا، تو ہم آپ کے ملک کی طرف نکل آئے، اور ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا"

فی الحقیقت یہی ایک چیز تھی ان کے دلوں کے اندر جس نے ان کو اسلام پر ایسا پختہ اور مضبوط کر دیا تھا، کہ شدید دکھ تکلیفیں اور زیادتی ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے دلوں کو متزلزل نہ کر سکتی تھی، یہی وجہ ہے کہ حضرت جعفر کی تقریر پر نجاشی نے ان کی واپسی سے انکار کر دیا۔ تب ان کفار مکہ نے ایک اور طریق اختیار کیا کہ بادشاہ سے جاکر کہا، کہ آپ کے عیسیٰ کو بھی یہ لوگ برا کہتے ہیں تو بادشاہ نے مسلمانوں کو بلاکر پوچھا، حضرت جعفر نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات کو پڑھا، لکھا ہے کہ بادشاہ کی آنکھوں سے اس وقت آنسو جاری تھے جس وقت حضرت جعفر اس آیت پر پہنچے، انی عبد اللہ اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیا ۝ تو نجاشی نے ایک تنکا اٹھاکر کہا کہ خدا کی قسم جو کچھ اس آیت میں کہا گیا ہے، اس سے ایک تنکا بھر بھی مسیح بڑھ کر نہ تھا، یہ اس شخص کی شہادت ہے، جو خدا بنانے والی قوم میں سے پیدا ہوتا ہے، اسلام کی یہ خصوصیت ہے، کہ اس نے عیسائیت کے بڑے بڑے آدمیوں کو اپنے اندر لیا ہے، بالمقابل عیسائیت نے مسلمانوں میں سے جن کو لیا ہے ان کا کثیر حصہ ایسا تھا جو روپے سے لئے گئے ہیں،

لارڈ ہیڈلے کا واقعہ

اسلام بڑے بڑے آدمیوں پر ہاتھ ڈالتا ہے، جن کو کوئی اس قسم کی خواہش نہیں ہوتی، لارڈ ہیڈلے کے متعلق ایک مصری نے ایک کتاب کے اندر لکھا ہے، کہ میں انگلستان میں ان کا مہمان تھا، رات کا جب پچھلا پہر ہوا، تو اس وقت قرآن پڑھنے کی ایسی دلکش آواز کانوں میں آئی، کہ میں حیران ہوا، اور باہر نکلکر ان کے مکان کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا، کہ اس کفرستان میں قرآن کی آواز کہاں سے آتی ہے، ایک کمرہ کی کھڑکی سے میں نے دیکھا، کہ لارڈ ہیڈلے کھڑے ہوئے نماز تہجد کے اندر قرآن پڑھ رہے ہیں، تریٰ اعینھم تفیض من الدمع کا نظارہ ہے، جس کی ایک نہیں دو نہیں، بہت سی مثالیں ملتی ہیں،

اسلام کی صداقت پر عیسائیوں کی شہادتیں

میں نے دیکھا ہے، کہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے عیسائیوں کی گردنیں بہت جھکی ہیں، میں نے اندازہ کیا ہے، کہ اگر کوئی شخص کوشش کرے، اور اسلام کی صداقت کی جس قدر شہادتیں عیسائیوں نے دی ہیں، ان سب کو جمع کرے، تو خیال کہ کوئی ایک بات بھی اسلام کی ایسی نہ رہ جائیگی جس کی صداقت پر کوئی نہ کوئی گواہ نہ ہو، وہ مشہور جرمن فلاسفر جو گیٹی کے نام سے مشہور ہے، کہتا ہے کہ قرآن عجیب کیا چیز ہے، کہ ایک شخص دشمن کے جذبات سے کہ اس کو پڑھنے بیٹھتا ہے اور نہیں اٹھتا جب تک کہ اس کے دشمنی کے جذبات محبت میں تبدیل نہیں ہو جاتے، یہ عیسائیوں کی حالت ہے، اگر ہم ان تک قرآن نہیں پہنچاتے،

تبلیغ میں کوشش کرو

اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں، کہ اس طرف توجہ کرو۔ اور قرآن ان تک پہنچانے کی کوشش کرو، کاش تم کبھی انبیا کی تاریخ کو پڑھتے، تو معلوم ہوتا، کہ ان کو کس قدر مشکلات اٹھانی پڑتی ہیں، ابھی تو خدا حلوے کے طور پر تمہیں کامیابیاں دے رہا ہے، اگر تمہیں دکھ بھی اٹھانے پڑیں، تو بھی اس کام کو کرنا تمہارا فرض ہے وہ حضرت نوح کیا پیغمبر نہ تھے، جن کو نو سو (۹۰۰) سال تک تبلیغ کرنے کے بعد بھی یہ کہنا پڑا، وانی کلما دعوتھم لتغفر لھم جعلوا اصابعھم فی آذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا استکبارا ثم انی دعوتھم جھارا ثم انی اعلنت لھم واسررت لھم اسرارا، میں نے جب کبھی ان کو بلایا کہ تو ان کی مغفرت کرے، تو وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے، اور کپڑے لپیٹ لیتے، اور اصرار کرتے اور تکبر کرتے ہیں، پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا، علانیہ ان کو سمجھایا، اور مخفی طور پر ان کو تلقین کی، باوجود اس کے کہ مشغول کے نوح کی اس دعوت حق کا جو نتیجہ ہوا ظاہر ہے،

یورپ اسلام کے نیچے آجائیگا

یورپ یقیناً اسلام کی آواز کے نیچے آئے گا، لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ مسلمانوں کی اس قوم میں سے زندگی کی بہت سی باتیں اٹھ چکی ہیں، میں مایوس نہیں لیکن فی الحقیقت اسلام کی کامیابی کا رستہ اگر ہے تو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کو اسلام کے جوئے تلے لانے میں ہے، ادھر سے ہی اب اسلام کا آفتاب طلوع ہوکر دوبارہ اس قوم کی بیداری کا موجب ہوگا

غرض تمہارا کام ان تک اسلام کو قرآن کریم کو پہنچانا ہے۔ وہ بات جس کی تڑپ ہمارے نبی کریم صلعم، مسیح موعود کے دل میں تھی، تمہارے دل میں بھی وہی تڑپ ہونی چاہیئے،

جرمن رسالہ کی امداد

میں ایک بات کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں، جس کی تحریک مولوی صدرالدین صاحب نے کی ہے، انہوں نے ایک جرمن رسالہ جاری کیا ہے، ہمارے حالات کو تم جانتے ہو، یہ بھی بات ہے، کہ ہم اپنی بساط سے بڑھکر کام اٹھاتے ہیں، خدا تعالیٰ ہی آسمان سے سامان پیدا کرتا ہے، وہ آسمان سے بھی یوں ہی دیتا ہے کہ لوگوں کے سینے کے اندر کوئی بات بھر دی، یہ رسالہ میرے تو کسی کام کا نہ ہوگا، میں اس کو پڑھ نہیں سکتا، لیکن اسے دوسروں تک پہنچا سکتا ہوں، انہوں نے احباب کو لکھا ہے، کہ اگر آپ تین تین روپے سالانہ ایک رسالہ کی قیمت دیں، تو اس زبان کے اندر جس کو تم نہیں جانتے، اسلام کی تبلیغ دوسروں کو کر سکتے ہو، اس لئے میں آپ بھی اس کے اندر شامل ہوتا ہوں، اور آپ سے بھی اس کے لئے کہتا ہوں، تین روپے کوئی بڑی رقم نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس رسالہ کو بڑی برکت دی ہے، کہ وہ شخص جس کو اس کا مضمون ترجمہ کرنے کے لئے دیا، وہ اس کو پڑھتے ہی مسلمان ہو گیا، یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے، لیکن نصرت بھی اسی قدر آتی ہے جتنی ہمت ہو، میں امید کرتا ہوں کہ آپ میں سے بھی سوائے ان کے جن کو بالکل توفیق نہ ہو، ضرور اس کار خیر میں شریک ہوں گے، اور تین روپے سالانہ دے کر کلمۃ اللہ کو جرمن قوم کے کانوں تک پہنچائیں گے،

حضرت امیر نے انتظام کیا ہے، کہ بعض دوستوں کو اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے موزوں رشتے نہ ملنے کے باعث تکلیف ہوتی ہے اس لئے ان کو رشتوں کی تلاش میں مدد دی جائے، جو احباب ایسی مدد کے خواہاں ہوں، اگر وہ ہمیں اطلاع دے دیا کریں، تو انشاء اللہ انہیں سہولت رہے گی،

کیا موجودہ بائیبل اصلی اور قابل اعتبار ہے

مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۵ء کو فورمن کرسچین کالج ہال میں پادری علی بخش صاحب نے بائیبل کی اصلیت و اعتبار کے عنوان سے ایک لیکچر دیا جس میں انہوں نے اس امر کو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ موجودہ بائیبل ہی اصلی بائیبل ہے، اور یہی قابل اعتبار ہے، گر پادری صاحب کا یہ طرز استدلال ایسا عجیب و غریب تھا۔ کہ اس سے بجائے اس کے کہ بائیبل کے اصلی اور قابل وثوق و اعتبار ہونے پر روشنی پڑتی، الٹا اس کے محرف و ناقابل اعتبار ہونے پر روشنی پڑ رہی تھی، پادری صاحب نے دوران لیکچر میں فرمایا، کہ بائیبل جیسی پہلے تھی ویسی اب بھی ہے، مگر ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا، کہ اس دعوے کا ایسا ثبوت موجود نہیں، جیسا ایک اور ایک دو کا، ہوتا ہے، جس سے بہ ادنے تامل یہی معلوم ہوتا تھا کہ بائیبل کے اصلی اور قابل اعتبار ہونے کا ثبوت قطعی الدلالۃ نہیں، پھر فرمایا، تواتر و تسلسل کے ساتھ بائیبل کا قابل اعتبار و اصلی ہونا معلوم ہوتا ہے، مگر آگے چل کر خود ہی اس کی تردید کر دی، اور یوں فرمایا کہ چوتھی صدی سے پہلے کا نسخہ ہمارے پاس موجود نہیں، قدیم زمانے میں عیسائیوں پر بہت سے مظالم ہوئے، جن کی وجہ سے قدیمی نسخے تلف ہو گئے، مطلب یہ کہ بائیبل کی روایت بھی مسلسل و متواتر نہیں، پادری صاحب نے یہ بھی فرمایا، کہ موسے کی کتاب میں حکم تھا، کہ نہ ایک لفظ بڑھایا جاوے، نہ گھٹایا جاوے، اس بنا پر نقل بائیبل میں بہت سی احتیاط کی گئی، یہاں تک کہ اعراب و حرکات تک کی حفاظت عمل میں آئی، ساتھ ہی اس کے خلاف یہ بھی فرما دیا، کہ بائیبل کے نسخوں کی نقل میں تھوڑا تھوڑا سہو کتابت ہوا ہے گویا بائیبل کا ایک نسخہ دوسرے سے نہیں ملتا، کچھ نہ کچھ کمی بیشی ضرور ہوتی ہے، پادری صاحب کا یہ فصیح و بلیغ لیکچر اپنے دعوے کی خود ہی بین تردید تھا، سوالات کرنے کی ضرورت نہ تھی، مگر تاہم اظہار حقیقت کے لئے خاکسار کی طرف سے حسب ذیل سوالات کئے گئے،

(ا) مختلف اناجیل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان میں کمی بیشی موجود ہے، چنانچہ آیات ذیل ۱۸۸۱ء سے پہلے کی اناجیل میں پائی جاتی ہیں، اگر موجودہ اناجیل سے نکال دی گئی ہیں،

(۱) انجیل متی ۱۷/۲۱ مگر اس طرح کے دیو بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے،

(۲) انجیل متی ۱۸/۱۱ کیونکہ ابن آدم آیا ہے، کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھ کے بچاوے،

(۳) انجیل متی ۲۳/۱۴ میں اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو اسی سبب سے تم زیادہ سزا پاؤ گے،

(۴) انجیل مرقس ۱۶/۷ اگر کسی کے کان سننے کے ہوں تو سنے

(۵) انجیل مرقس ۹/۴۴-۴۶ جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا، اور آگ نہیں بجھتی،

(۶) انجیل مرقس ۱۵/۲۸ تب وہ نوشتہ اس مضمون کا کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا پورا ہوا،

(۷) انجیل مرقس ۱۱/۲۶ اور اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے، تمہارے قصور بھی معاف نہ کرے گا،

(۸) لوقا ۱۷/۳۶ اور دو آدمی جو کھیت میں ہوں گے، ایک پکڑا دوسرا چھوڑا جاوے گا،

(۹) لوقا ۲۳/۱۷ اسے ہر عید میں ضرور تھا کہ کسو کو ان کے واسطے چھوڑ دے،

(۱۰) یوحنا ۵/۴ کیونکہ ایک فرشتہ بعضے وقت اس حوض میں اتر کے پانی کو ہلاتا تھا، اور پانی کے ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اس میں اترتا، کیسی ہی بیماری میں گرفتار رہا ہو، اس سے چنگا ہو جاتا تھا،

ان حوالجات سے ثابت ہوتا ہے کہ اناجیل میں تصرف کیا گیا، اور تحریف ہوئی، پھر ان کا اصلی حالہ باقی رہنا غلط ٹھہرا، اور ساتھ ہی وثوق و اعتبار اٹھ گیا،

(ب) مختلف اناجیل کی آیات میں اختلاف نظر آتا ہے، اور وہ اس بات کی دلیل ہے، کہ موجودہ اناجیل اصلی اور قابل اعتبار نہیں چنانچہ ملاحظہ ہو ۱۸۷۰ء کی انجیل مرقس ۹/۲۹ اس نے انہیں کہا کہ یہ جنس سوا دعا اور روزہ کے کسی اور طرح نکل نہیں سکتی، مگر ۱۸۹۸ء کی انجیل میں دعا کا نام تو موجود ہے اور روزہ نکال دیا گیا ہے۔ بندہ محمد عصمت اللہ

سلسلہ کا سب سے بڑا دشمن

تاریخ عالم پر اگر تنقیدی نظر ڈال کر غور کی جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ دنیا میں قوموں کے درمیان جس قدر تنازعات و مناقشات پیدا ہوئے ان تمام کی بنیاد ذاتی بغض و عناد پر تھی۔ اگر حاسد کے دل میں رنج و کدورت پیدا ہو گئی تو پھر محسود کی تمام خوبیاں اس کی نگاہ میں برائیاں نظر آنے لگیں۔ بقول سعدی رحمۃ اللہ علیہ۔

> ہر کہ بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است
> گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

مذہبی دنیا میں اس کرشمہ نے یہ عالم دکھایا۔ کہ ہر زمانہ میں نااہل۔ ناہنجار لوگوں نے مذہب کی آڑ میں بڑے بڑے بزرگوں کو کوسا۔ بلکہ ان کی تکفیر و تفسیق کی خونریزی سے اپنے ہاتھ رنگ کر صبر کیا۔ چودھویں صدی میں آکر تو اختلاف رائے ہی ایک مسلمان کے لئے اس کے کفر و الحاد کا موجب بن گئی۔ خواہ وہ اس سے پہلے کیسی ہی بڑی عزت و شخصیت کا مالک تسلیم کیا جاتا تھا۔ دور نہ جائیے۔ حال ہی کو لیجئیگا۔ اسلامی دنیا اس واقعہ کو اچھی طرح جانتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب تمام احمدیوں کے سرتاج سمجھے جاتے تھے۔ اور خود مرزا صاحب کو آپ پر بہت اعتماد اور فخر حاصل تھا۔ احمدی مبلغان اسلام میں سے آپ سب سے پہلے احمدی مبلغ ہیں۔ جنہوں نے بلاد غربیہ میں نور اسلام کو پھیلایا۔ آپ کو انگلستان میں جو غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے متعلق موافق و مخالف دونوں رطب اللسان ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس! اڈیٹر اخبار الفضل قادیان نے جس کی دراز دستیاں و کوتہ اندیشیاں خدا معلوم اس کو کہاں تک لے جائیں گی۔ اپنے اخبار مجریہ ۱۵ / جنوری ۱۹۳۴ء میں مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کے قلم سے ایک مضمون۔ بعنوان "بلاد غربیہ میں تبلیغ"۔ شائع کیا ہے۔ جس کے اخیر میں اعلیٰ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق ایک نہایت ہی اخلاقی پہلو سے گرا ہوا نوٹ لکھا ہے۔ جس کو ہم بمصداق "نقل کفر کفر نہ باشد" ذیل میں لکھتے ہیں۔ آہ کس بے دردی کے ساتھ لکھا ہے کہ:۔

"سلسلہ کا سب سے بڑا دشمن"

ممالک غربیہ میں جس شخص نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب م) کے پاک اور مبارک مشن کو نقصان پہنچایا اور جو اللہ اور اس کے رسول اور تمام پاک باز انسانوں کے سامنے اس جرم کا مجرم ہے۔ وہ خواجہ کمال الدین ہے مولوی محمد احسن صاحب نے جب ان کا نام مسیح الدجال رکھا تھا اور جب مولوی محمد علی صاحب نے ان کو پولوس ثانی کہا تھا۔ تو یہ ہر دو صاحبان حق پر تھے۔ مگر اصل نام جو اس شخص کے لئے تجویز ہو سکتا ہے۔ اور جو میں بلا خوف و خطر ایمان و ایقان سے استعمال کر سکتا ہوں۔ وہ "یہودا اسکریوطی" ہے۔ آہ سفران لعنت! آہ محبت دنیا خدا کے ولی الحمد تمام انبیاء کی پوشاک پہننے والے مسیح (مرزا صاحب) کو ایک شخص نے انسانوں کی نقدی کے لئے چھوڑ دیا۔ اور قادیان کے تعلق سے ہی انکار کر دیا۔ بلکہ اپنے اسلامک ریویو میں صاف لکھ دیا کہ وہ ایک غیر معلوم مرزا غلام احمد"۔

حضرات! جائے انصاف ہے کہ کیا ایک شریف مسلمان کسی مبلغ اسلام کو اس خطاب سے مخاطب کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بر شاباش ایڈیٹر الفضل کا جس نے اسی سے اپنے اخبار کی تمہید شروع کی ہمارے محمودی حضرات کا یہ کہنا۔ کہ جناب خواجہ صاحب نے محبت دنیا اور انسانوں کی نقدی کے لئے حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ دیا اور قادیان کے تعلق ہی سے انکار کر دیا۔ ایک افترا ہے اور سخت افترا ہے کہ جب خواجہ صاحب کا آج بھی وہی ایمان ہے۔ جو کل مرزا صاحب کے زمانہ میں تھا۔ قادیان سے تعلق منقطع کر لینے کو انکار احمدیت سمجھنا ایک علمی بلکہ اصولی غلطی ہے۔ جبکہ خواجہ صاحب کے قادیان چھوڑنے سے یہ مراد ہے۔ کہ آپ کو اور تمام لاہوری جماعت کو قادیان کے موجودہ ان عقائد سے کچھ سروکار نہیں۔ جو میاں صاحب کے اختراعات سے خلاف شرع ظہور پذیر ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ خواجہ صاحب موجودہ قادیان سے الگ ہو کر اصلی احمدی ہیں۔ بلکہ اس برشتہ احمدیت کی ایک بین دلیل ہے جب کہ آپ کا دل یہ برداشت نہیں کر سکا۔ کہ وہ قادیان رہ کر اپنی آنکھوں سے اپنے مرشد و ہادی کی تذلیل کو دیکھیں۔ کیونکہ محمودی حضرات نے دعوی نبوت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر کے نہ صرف آپ کو معاذ اللہ مفتری و کاذب ٹھہرایا۔ بلکہ اسلام و قرآن کو بھی مجموعہ اباطیل بنا یا۔ الغرض خواجہ صاحب نے موجودہ قادیان کے عقائد سے الگ ہو کر ان کو چھوڑا۔ اور مرزا صاحب کی اصلی تعلیم پر اپنا ایمان رکھنے ہوئے اشاعت اسلام کو جاری رکھا جس کے لئے کہ آپ کو مرزا صاحب نے کھڑا کیا تھا۔ اب خواجہ صاحب ہی کو یہ کہنا۔ کہ آپ نے احمدیت سے الگ کر دیا۔ سراسر آپ پر ایک بہتان عظیم لگانا ہے۔ اگر ہمارے محمود و دوست سالانہ جلسہ کے موقعہ پر آپ کی تقاریر سنتے۔ تو اپنے بہتان عظیم پر کویا ذکر کے غرق ندامت میں غرق ہو جاتے۔ جب کہ خواجہ صاحب مشاہیر کلیسائے انگلستان کے معتقدات کے تغیرات کے حالات بیان فرماتے ہوئے غیر احمدی اصحاب کو یوں تبلیغ احمدیت فرماتے "دوستو! اب آپ ہی بتائیں۔ کہ دجال کو نمک کے ڈھیلے کی طرح پگھلتے ہوئے دیکھ کر اب میں جناب مرزا صاحب کو مسیح موعود و مہدی معہود مانوں یا نہ مانوں"۔

نیز دوران لکچر میں صداقت احمدیت پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ "دنیا میں اسلام کی ترقی جناب مرزا صاحب کی اشارہ کردہ خدمت یعنی اشاعت اسلام پر کمربستہ ہونے پر ہی ہو سکتی ہے۔ ورنہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے۔ ہم مرزا صاحب تبلائی ہوئی خدمت اسلام کو نہیں چھوڑینگے۔ چونکہ زمانہ کے مجدد اور مسیح موعود نے ہم کو تبلیغ اسلام کی سولی پر چڑھایا ہے۔ لہذا میں اب اسی سولی پر اپنی جان کو قربان کر دونگا۔ یہ الفاظ خواجہ صاحب نے کچھ ایسے لہجہ میں فرمائے کہ سامعین کی آنکھوں سے آنسو بھر آئے۔ مگر آہ! لعنت ہے۔ اس شخص پر۔ جو خواجہ صاحب کے ایسے عاشق صادق اور اسلام کے ایسے مبلغ کو یہودا اسکریوطی کہہ سکے جو آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوا اشاعت اسلام پر اپنی جان کو قربان کر دینے کو اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ انگلستان کے در و دیوار سے یہ آواز نکل رہی ہے کہ ایسے مجاہد و مجدد اور داعی بڑے بھاری مبلغ اسلام مسلمان کے ایمان پر خنجر چلانا امام حسین علیہ السلام کے گلے پر شمر ملعون کی طرح تلوار چلانے سے کم نہیں ہے جب کہ یہ مالکہ سیہانہ سے سفیہانہ حملہ ہے۔ یاد رہے کہ الفضل کا یہ فعل بن اخلاق ذمیمہ میں سے ہے جن پر دشمن بھی حاسد کو لعن و طعن کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ اخبار نور افشاں مجریہ ۸ / فروری ۱۹۳۴ء میں ایک مضمون زیر عنوان "مرزائیوں کا یہودا اسکریوطی" مسٹر خان کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ جس میں عیسائی نامہ نگار باوجود خواجہ صاحب کو اپنا حریف سمجھنے کی نہایت فراخ دلی سے الفضل کی اس کمینہ حرکت کو نگاہ حقارت دیکھتا ہوا یوں لکھتا ہے:۔

"ہمیں سخت افسوس ہے کہ احمدی اصحاب انجیل کے مقام مذکور کو خواجہ صاحب پر چسپاں کرتے ہیں۔ جب خواجہ صاحب ان کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے تب تو وہ پائنیر مشنری ہونے کے لائق تھے تب وہ مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں کی تکمیل کرنے والے تھے۔ جب خواجہ صاحب اسلام کی منادی کرنے لگے تو وہ یہودا اسکریوطی بن گئے کیا یہی اسلام کی محبت و عزت ہے۔ کہ اب خواجہ صاحب کو یہودا اسکریوطی بنایا جاتا ہے۔ ہمیں "الفضل" پر سخت شکایت ہے کہ وہ بندگان خدا کو اس طور سے یاد کرتا ہے۔ شاید مرزائیت کو یہودا اسکریوطی کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے بر حضرات پیشتر مرزا صاحب پر مصلوب ہونے کا فتویٰ تو قائم کر لو"۔

محمودی دوستو! ذرا انصاف کیجئیگا کہ ایڈیٹر "الفضل" کے لئے کیا اس سے زیادہ کوئی اور شرم کا مقام ہو سکتا ہے، ایک عیسائی اسے شرم و غیرت دلائے۔ یہاں تک لکھ دے کہ مرزائیت کو شاید یہودا اسکریوطی کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں کیا اس کا یہ مطالبہ کہ اگر تمہیں یہودا اسکریوطی کی ضرورت ہے تو پہلے مرزا صاحب پر مصلوب ہونے کا فتویٰ تو مرتب کر لو ایک سچا مطالبہ نہیں؟ کاش اس قسم کی باتیں لکھنے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ تو انہیں معلوم ہے کہ حقیقی دشمن سلسلہ کون ہے۔ خواجہ صاحب، یا خود الفضل اور مسٹر نیر وغیرہم۔ کاش اگر ایڈیٹر اخبار الفضل سوچ سمجھ کر لکھتا تو اس کو آج ایک عیسائی گرفت نہ کرتا باقی رہا ہمارے دوستوں کا یہ خیال کہ خواجہ صاحب نے محبت دنیا اور لوگوں سے پیسے بٹورنے کے لئے مرزا صاحب کو چھوڑ دیا۔ سراسر غلطی پر مبنی ہے اور واقعات و مشاہدات ان کے اس دعویٰ کی سخت تردید کر رہے ہیں۔ تب دیگر مسلمان خواجہ صاحب کو بھی اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس سے کہ وہ اہل قادیان کو دیکھتے ہیں۔ اگر کفر کا فتویٰ ہے تو لاہور اور قادیان دونوں کے لئے ہے دیکھئے دونوں اخبار زمیندار میں اسے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے خلاف جو کچھ لکھا گیا اور ان کی کردار سے آپ کو کوسا گیا۔ اس سے غالباً ہمارے محمودی دوست اچھی طرح واقف ہونگے۔ میں تو یہ کہونگا کہ خواجہ صاحب کا دونوں طرف سے سب و شتم کا تختہ مشق بننا اور آپ کے پائے استقلال کا متزلزل نہ ہونا اس امر

کا کافی و شافی دلیل ہے۔ کہ آپ حق و صداقت کی اس سنگلاخ چٹان پر کھڑے ہیں جس پر اللہ کے بندے ہی کھڑے ہوا کرتے ہیں۔ پھر یہ کتنی بڑی دھاندلی ہے کہ اس شخص کو یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے نقدی کی خاطر یہ کیا وہ کیا؟ جو اپنا تمام گھر بار خدمت اسلام پر قربان کرتا ہوا اپنی زندگی اشاعت اسلام کے لئے وقف کر بیٹھا ہے۔ کیا کوئی مجوزی صورت یہ بتلا سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے کسی وقت بھی کسی شخص سے اپنی ذات کے لئے کچھ مانگا ہو۔ ہاں اشاعت اسلام کے لئے چندہ کی اپیل کرنا تو ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے۔ یاد رہے کہ اگر خواجہ صاحب کو دینی ذات کے لئے نقدی کی ضرورت ہوتی۔ تو آپ وکالت چھوڑ کر بلاد یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے نہ جاتے۔ یہاں ہر قسم کا عیش و آرام موجود تھا۔ مگر یہ اللہ کا بندہ اس دنیا کی اس چند روزہ عیش و نشاط پر لات مارتا ہوا! صحابہ کرام کی طرح تبلیغ اسلام کے لئے مشرق سے مغرب کی طرف چلا گیا میں حیران ہوں۔ کہ الفضل خواجہ صاحب جیسے بلند فطرت انسان پر بار بار کیوں حملہ کرتا ہے۔ بھلا آپ نے اس کا کیا بگاڑا ہے۔ وہ کیوں حسد کی آگ میں جلا جاتا ہے۔ یاد رکھئیگا۔ کہ اس مسلمان سے زیادہ کوئی شخص لعنتی نہیں ہو سکتا۔ جو اپنے گھر کی چار دیواری میں بیٹھ کر بلاد غیر میں تبلیغ اسلام کرنے والے مبلغان اسلام کو برا بھلا کہے۔ ہم الفضل کو یقین دلائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ کسی خیال سے پیچھے پڑا ہوا ہے جب کہ اس کی اس قسم کی سی حرکتوں سے خواجہ صاحب جیسے بندگان خدا کا دل سلطنتاً تنگ نہیں ہوا کرتا خدا مولانا حالی مرحوم کو بخشے کیا اچھا فرماتے ہیں سے

رکھتے نہیں وہ مدح و ثنا کی پروا | جو کرکے بھلا خلق سے سنتے ہیں برا
ان گالیوں کا ہے جن کو چسکا حالی | آتا نہیں کچھ ان کو دعاؤں میں مزا

کاش مسلمان اپنی حالت پر غور کریں کہ وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ کر اپنا کتنا بڑا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے الفضل کو ہدایت بخشے۔ تاکہ وہ اس کے بندوں پر فضل کی جگہ قہر نہ کرسکے۔ فقط

الراقم عبد الرحمن مفضل [illegible]

امریکہ میں ممانعت شراب کی ناکامی

جرائم کی کثرت

شہر نیویارک کے پولیس کمشنر نے ممانعت شراب پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس امر کا تبلانا ناممکن ہے۔ کہ ممانعت شراب کا اقتصادی نتیجہ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ معتبر اعداد و شمار تاہنوز موصول نہیں ہوئے اگر قانون ممانعت کا ظاہرہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ جو لوگ قبل ازیں اوسط مقدار میں شراب پیتے تھے۔ اور صرف ہلکی قسم کی شراب یا بیئر ہی استعمال کرتے تھے۔ اب وہ تیز شراب یعنی وسکی استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔ قوم کی معاشرتی اور اخلاقی زندگی پر اس کا کوئی تسلی بخش اثر نہیں ہوا۔

جام پور میں ایک ہندو کا قبول اسلام

کل بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۹۲۴ء بہ حسن سعی کارکنان انجمن تبلیغ مسمی مک باڑا ام جامع مسجد میں بوقت ظہر جناب مولانا مولوی حکیم جان محمد صاحب گذوزو کے دست مبارک پر مشرف با سلام ہوا، جس کا اسلامی نام عبد الرحمن رکھا گیا،

اخبار احمدیہ

مبارک چوہدری مقبول الٰہی صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات کشمیر کے ہاں اللہ تعالے نے ۲۔ ماہ رمضان المبارک مطابق ۷ اپریل ۱۹۲۴ء بروز پیر کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے، جس کا نام حضرت امیر نے محمد احمد تجویز فرمایا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالے اسے صحت تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے، اور والدین کے لئے قرۃ عین بنائے، آمین،

مبارک، چوہدری فیض علی خاں صاحب ذیلدار کالی سوہے خاں ضلع گوجرانوالہ کو گورنمنٹ نے گوجرانوالہ میں آنریری مجسٹریٹ مقرر فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے برادر موصوف کو مقدمات کے فیصلہ کرنے میں عدل و انصاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے

ماخوذ خواجہ کمال الدین صاحب معہ عیال تبدیل آب و ہوا کے لئے کشمیر تشریف لے جا رہے ہیں، امید ہے کہ احباب

کشمیر خواجہ صاحب کے فیوض سے فائدہ اٹھا کر جماعت کی ترقی و تنظیم کے لئے بیش از بیش کوشش کریں گے،

دفتر انجمن سے شیخ محمد نصیب صاحب کو باہر دورہ پر بھیجا گیا ہے، جو مختلف مقامات پر جاکر جماعت کے نظام کو درست کریں گے، چندوں وغیرہ کے حسابات کو دیکھیں گے، اور ان کے متعلق مناسب ہدایات دیں گے، اور ضروری امور کے لئے چندہ بھی وصول کریں گے، فی الحال ان کا دورہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، جالندھر، ہوشیارپور، لدھیانہ، انبالہ اور ریاست پٹیالہ میں ہوگا، امید ہے کہ ان سب مقامات کی جماعتیں شیخ صاحب موصوف کو ان کے کام میں ضروری امداد دیں گی،

بدوملہی سے حافظ فضل احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۴ء کو چوہدری سرفراز خاں صاحب کی اہلیہ صاحبہ بقضائے الٰہی رحلت فرما گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں چوہدری صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالے مرحومہ کو دار رحمت میں جگہ دے اور اس کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، احباب جنازہ پڑھ کر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچائیں،

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ پشاور

بمعرفت دلاور خاں صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام پشاور

(۱) جناب میاں امام الدین صاحب بابت ماہ نومبر و دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۲۴ء چندہ ماہوار ۔۔ عہ
(۲) میاں فضل خالق خاں صاحب بابت دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۲۴ء ۔۔ ۱۵
(۳) شیخ فضل کریم صاحب بابت دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۲۴ء برائے جرمن مشن ۔۔ للعہ
(۴) محمود احمد صاحب طالبعلم بابت جنوری و فروری ۲۴ء ۔۔ ۳
(۵) مولوی منظفر احمد صاحب بابت مارچ، اپریل، مئی، جون جولائی ۲۳ء ۔۔ ۱۰
(۶) شیخ ہدایت اللہ صاحب بابت دسمبر ۲۳ء وجنوری ۲۴ء ۔۔ ۱۰
(۷) میاں محمد اسمٰعیل صاحب ۔۔ ۵
(۸) مستری آغا محمد صاحب مارچ و اپریل ۲۴ء ۔۔ للعہ
(۹) مستری میاں محمد صاحب سکاری بابت دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۱۹۲۴ء ۔۔ ۔۔
(۱۰) عبد الغنی خاں صاحب از یکم جنوری لغایت دسمبر ۲۴ء ۔۔ ۱۲
(۱۱) سیف الرحمن خاں صاحب از ۔۔ ۲۴
(۱۲) مرزا محمد سلطان خاں صاحب بابت دسمبر ۲۳ء وجنوری ۲۴ء، رو دکنگ مشن، اشاعت للعہ ۔۔ ۔۔
(۱۳) میاں نیاز محمد خاں صاحب بابت جنوری ۲۴ء ۔۔ عہ
(۱۴) خلیل الرحمن صاحب از یکم جون ۲۳ء لغایت اخیر مارچ ۲۴ء ۔۔ ۱۰
(۱۵) شیخ خدابخش خاں صاحب بابت دسمبر ۲۳ء جنوری ۲۴ء ۔۔ ۱۰
(۱۶) ہارون الرشید صاحب بابت جنوری و فروری ۲۴ء ۔۔ ۔۔
(۱۷) میاں فضل دین صاحب رو دکنگ مشن، امداد عہ ۔۔ ۔۔
(۱۸) خان ملا خاں صاحب بابت جنوری ۲۴ء ۔۔ ۔۔
(۱۹) ڈاکٹر محمد دین صاحب فروری ۲۴ء ۔۔ ۔۔
(۲۰) مستری عبد العزیز صاحب جون جولائی و نصف ماہ اگست ۲۳ء ۔۔ ۔۔
(۲۱) حافظ عبد الرحیم صاحب زکوٰۃ ۔۔ ۵
(۲۲) فردوس احمد صاحب بابت جنوری ۲۴ء ۔۔ عہ
(۲۳) مستری شاہ زمان صاحب ۔۔ ۔۔
(۲۴) پروفیسر محمد فاضل صاحب دسمبر ۲۳ء جنوری ۲۴ء ۔۔ للعہ
(۲۵) مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب بابت فروری ۲۴ء بابت چندہ عہ، زکوٰۃ عہ ۔۔ ۔۔
(۲۶) عبد الاکبر خاں صاحب بابت دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۲۴ء ۔۔ ۔۔
(۲۷) چندہ جماعت بازید خیل بذریعہ استاد صاحب گل صاحب بابت جنوری و فروری ۲۴ء ۔۔ ۱۴
(۲۸) مرزا اندر علی صاحب بابت نومبر دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۱۹۲۴ء ۔۔ ۔۔
(۲۹) ڈاکٹر نظام الدین صاحب بابت نومبر دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۲۴ء ۔۔ ۲
(۳۰) ڈاکٹر یوسف علی صاحب امداد ۔۔ ۵
(۳۱) دلاور خاں صاحب بابت ماہ دسمبر ۲۳ء وجنوری فروری ۲۴ء ۔۔ ۱۲
(۳۲) زوجہ دلاور خاں صاحب بابت ماہ فروری ۲۴ء ۔۔ ۔۔
(۳۳) جناب شال خاں صاحب دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۲۴ء ۔۔ ۔۔
(۳۴) دختر دلاور خاں صاحب ماہ ۔۔ ۔۔

میزان کل ۔۔ [illegible]

(۱) خرچ مقامی بابت دسمبر ۲۳ء وجنوری و فروری ۲۴ء ۔۔ [illegible]
باقی جو لاہور بھیجا گیا ۔۔ [illegible]

[illegible] سیات از [illegible] لغایت [illegible] شامل ہیں،

رسید زر جماعت شملہ

مبلغ [illegible] رقم جماعت برسالانہ جلسہ ۲۳ء برائے بلاد غیر جماعت شملہ یکصد روپیہ منجانب مولوی عبد الرحمن صاحب پہلے ۵ اب حال میں وصول للعہ،

میاں محمد اکرم خلف شیخ نظام الدین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ریلوے راولپنڈی

رسید نمبر	نام معطی	روپیہ	آنہ	پائی
(۴)	جناب فضل علی شاہ صاحب	۰	۸	۰
(۵)	میاں محمد ابراہیم صاحب	۰	۰	۱
(۶)	اہلیہ صاحبہ حبیب اللہ صاحب	۰	۴	۰
(۷)	حبیب اللہ صاحب والدہ صاحبہ حبیب اللہ صاحب	۰	۱۲	۰
(۸)	نامعلوم الاسم	۰	۴	۰
(۹)	" "	۰	۴	۰
(۱۰)	میاں محمد اکرم صاحب	۰	۰	۱
(۱۱)	" " " صدقہ	۰	۰	۱
	میزان	۰	۴	۵

تعلیم قرآن کی جماعت

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب مالاکنڈ کی تحریک پر حضرت امیر نے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء سے تعلیم قرآن کی جماعت کے اجراء کی منظوری دی ہے، جس میں آپ قرآن شریف کا درس دیں گے، اور چھ ماہ کے اندر سارا قرآن شریف ختم کر دیں گے حضرت امیر کی خواہش ہے کہ ہر بڑی جماعت میں سے کم از کم ایک آدمی ضرور اس درس میں شامل ہونا چاہیئے، بیرونجات سے جو احباب شامل ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں، وہ ابھی سے اپنے ارادہ سے اطلاع دے دیں، اور ملازمت پیشہ دوست رخصت کا انتظام کرلیں،

محمد منظور الٰہی۔ سکرٹری تبلیغ

ضرورت

دو تین نومسلم انگریزوں کے لئے ملازمت کی ضرورت ہے جو بباعث مسلمان ہو جانے کے سابقہ ملازمتوں سے علیحدہ کئے گئے ہیں، آدمی محنتی اور قابل ہیں، اور انشاء اللہ امید ہے کہ دیانتداری سے کام کریں گے، تنخواہ بھی محض گذارہ کے لئے لیں گے، ان میں سے ایک انجینئر ڈرائیور اور موٹر کا کام بہت عمدہ طرح جانتا ہے۔ جن دوستوں کو خود یا ان کے کسی واقف کار کو ملازمین کی ضرورت ہو امید ہے کہ وہ اپنے ان نومسلم دوستوں کو ترجیح دیں گے،

تازہ خبریں

ہندوؤں کے دو طبقے

کوچین ۱۲ اپریل سردار کرشنا سوامی آئرنے جو سینہ گڑہ کے معرکہ کے ایک رہنماہ ہیں۔ اور وکیم سے کوچین آئے ہوئے ہیں۔ ایک اعلان جاری کیا ہے۔ قانون ضمانت کے رو سے آپ کے خلاف بھی وارنٹ جاری ہو چکا ہے۔ اس اعلان میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ اس وقت جنگ حکومت اور کانگرس کے درمیان شروع ہو گئی ہے۔ حکومت ہندو سوسائٹی نے خراب اور اقتدار پسند طبقہ کی قائم مقام ہے۔ اور کانگرس صلاح پسند اور معقولیت پسند ہندوؤں کی جانبدار ہے۔ حسب معمولی حکومت ضرب لگا رہی ہے۔ اور رہنماؤں کو گرفتار کرتی ہے۔ ہمیں اسکا جواب رہنماؤں کے بغیر جنگ کو جاری رکھ کر دینا ہے۔ اس وقت تک صوبہ کے تمام سرآوردہ کارکن گرفتار ہو چکے ہیں۔ میری گرفتاری میں طبعی اتفاق سے دیری ہو گئی کیونکہ میں سرمایہ جمع کرنے اور رضا کار بھرتی کرنے کے لئے آگیا تھا۔ باہر سے رہنمار آگئے ہیں، تاکہ معرکہ کی عنان اپنے ہاتھ میں لیں۔ میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ ہندوستان بھر کے رہنما اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور معرکہ کو کامیابی کی منزل تک پہنچا لیں۔

مسٹر جارج جوزف کی گرفتاری

کوچین ۱۲ اپریل وکیوم میں پچاس ریزرو پولیس کے سپاہیوں کا دستہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ تاکہ نازک موقع پر کام آسکے۔ جارج جوزف اور دیگر اشخاص کو گرفتاری سے قبل تنبیہ کا ایک خط موصول ہوا۔ جو غالباً اس کے کسی ہمدرد نے بھیجا ہوگا۔ اس خط میں لکھا تھا۔ کہ اگر وہ ریاست ٹراونکور سے باہر نہ گئے تو ایک ہفتہ کے اندر اندر گرفتار کر لئے جائیں گے۔ اور علاوہ بریں ان کے ہمدردوں نے حکومت ٹراونکور اور پولیٹکل ایجنٹ کو میمورنڈم بھیجا ہے۔ جس میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ ان کو ریاست سے نکال دیا جائے۔

رضاکاروں کو غش آگیا

ایک رضاکار پرجوشام کے جلسہ کا اعلان کر رہا تھا حملہ کیا۔ آج صبح تین دستے بھیجے گئے۔ دو دستے شرقی محاذ پر گئے۔ اور ایک شمالی محاذ سے بڑھا۔ اٹھارہ رضاکار مندر کے گرد کی سڑکوں پر پھیل گئے۔ دوپہر کے وقت تک چھ رضاکاروں کو جو جھوٹ کے دستوں میں گئے تھے۔ فاقہ غشی کے مارے غش آگیا۔ پولیس انہیں ہسپتال میں لے گئی۔

جارج جوزف اور ان کے رفقاء کو فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ ضمانت دینے سے انکار کرنے پر انہیں چھ ماہ قید محض کی سزا دی گئی۔ انہیں ٹریونڈرم میں پہنچا دیا گیا۔

ڈاکٹر اور جوسو تہذو نے پیام برقی کے ذریعہ اپنے آپ کو رضاکار بننے کے لئے پیش کیا۔ رضاکار بھرتی کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ مسٹر سی آر راماسوامی آئر نے آل ہند کانگرس کمیٹی کی طرف سے اطلاع دی ہے۔ کہ کل وہ وکیوم کی طرف روانہ ہو جائیں گے

بمبئی میں ایک وحشیانہ قتل

بمبئی ۱۴ اپریل۔ گزشتہ شام کو بمبئی میں قتل کی ایک عجیب واردات ہوئی۔ قتل کے بعد قاتل نے خود پولیس کو بلایا اور اپنے ایک انسپکٹر کے حوالے کر دیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا۔ افسر نے پوچھا۔ کہ مقتول کہاں ہے۔ اس نے افسر کو ساتھ جا کر مقتول دکھا دیا۔ جو ایک تکئے پر سہارا لگائے ہوئے تھا۔ اور اس کے جسم سے خون کثرت کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ مجروح کو فوراً شفاخانے بھیجدیا گیا جہاں پہنچکر وہ دس منٹ کے اندر اندر مر گیا۔ قاتل پولیس کی حراست میں ہے۔ پولیس قتل کے صحیح واقعات کے متعلق سرگرم تفتیش کر رہی ہے۔

مسٹر مارٹن پر حملہ

کلکتہ ۱۳ اپریل۔ مسٹر مارٹن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پر حملہ کرنے کے

الزام میں بارہ مسرغنی گرفتار کئے گئے تھے۔ لیکن معافی مانگنے پر چھوڑ دیئے گئے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے۔ کہ ہم خیراتی مقامی دواخانہ میں تین تین روپیہ چندہ دیں گے۔

مسئلہ استرداد برار

پونا۔ ۱۱ اپریل۔ ہندوؤں کے نوروز کے موقع پر مسٹر رگھاو ندر راؤ سابق وکیل حیدرآباد نے وائسرائے کے نام ایک مکتوب اور حضور نظام کو ایک برقی پیغام روانہ کیا۔ وائسرائے کو ریاست حیدرآباد کے ہندوؤں کی شکایت پیش کی گئی۔ اور بیان کیا گیا۔ کہ حضور نظام نے برار کو ذمہ دار حکومت عطا کرنے کا جو وعدہ کیا ہے۔ وہ ایک سیاسی حکمت عملی ہے۔ حضور نظام سے یہ درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ اس امر کے متعلق اظہار رضامندی فرمائیں۔ کہ باشندگان حیدرآباد کو بھی اس قسم کی خود اختیاری حکومت عطا کیجائیگی۔ جیسی برار کے لئے پیش کی گئی ہے۔

ڈبلن میں گولی چل گئی

ڈبلن۔ ۱۴ اپریل آج ڈبلن میں ایک واقعہ سے سنسنی پھیل گئی۔ بیس بائیس مسلح آدمیوں نے قیدیوں کی ایک گاڑی پر حملہ کر دیا جو ماؤنٹ جائے کے جیل کو جا رہی تھی۔ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس گاڑی میں ایک سابق قومی افسر ہے۔ جس پر قتل کا الزام لگایا گیا تھا۔

حملہ آور گاڑی کے سامنے آ دھمکے اور ریوالور دکھا کر ٹھہرانے کا حکم دینے لگے۔ لیکن ڈرائیور نے نقابوں کو چابک مار کر سرپٹ دوڑا دیا۔ مسلح پولیس موقع پر پہنچ گئی۔ اور حملہ آوروں کے ساتھ ریوالوروں کی جنگ میں مشغول ہو گئی۔ حملہ آور منتشر ہو گئے۔ بظاہر کوئی شخص زخمی نہیں ہوا۔ کوئی دو سو سے زیادہ گولیاں چلی ہوں گی۔ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

آسٹریلیا غرقاب ہو گیا

سڈنی ۱۲ اپریل۔ جنگی جہاز آسٹریلیا کو معاہدہ واشنگٹن کے مطابق سڈنی ہیڈ کے بیس میل کے فاصلہ پر غرقاب کر دیا گیا۔ اس موقع پر قومی تقریب منائی گئی۔ جہاز کو پھولوں سے مزین کیا گیا تھا۔ جس میں افسوس اور محبت کے اظہار کے لئے ہار ڈال رکھے گئے تھے۔

آسٹریلیا کے دیگر جنگی جہازوں نے سلامی اتاری۔ اور برطانوی ہوائی جہازوں نے ہار پھینکے۔ برطانیہ کے ہلکے جنگی جہازوں نے اس کے گرد حلقہ باندھ کر سلامی اتاری۔ آسٹریلیا کا علم بلند کیا۔ اور پھر سیلین کی طرف روانہ ہو گئے۔

غرقابی پچیس منٹ میں عمل میں آگئی۔

ٹرکی اور فرانس

پیرس ۱۲ اپریل۔ آج پارلیمنٹ میں ایم پائنکارے نے اس امر پر اظہار افسوس کیا۔ کہ اس اجلاس میں عہدنامہ لوزان پر بحث نہیں ہو سکے گی۔ البتہ آئندہ پارلیمنٹ کا پہلا کام یہ ہوگا۔ کہ اس معاہدے کی تصدیق کرے اس اثنا میں فرانس اس امر کی انتہائی کوشش کرے گا۔ کہ ٹرکی کے ساتھ اس کے تعلقات بحال ہو جائیں۔

فرانس اور روس

ماسکو ۱۲ اپریل۔ ایم چیچرن نے ایم پائنکارے کو یک یادداشت ارسال کی ہے۔ جس میں فرانس نے موقر الذکر کے ۹ اپریل کے تار کا جواب دیا ہے۔ جواب نہایت خشم آلود تھا۔ اور فرانس کے اپیل کو سختی کے ساتھ مسترد کیا گیا ہے۔ موسیو چیچرن اس یادداشت میں لکھتے ہیں۔ کہ فرانس نے جاسوسوں کی حمایت میں کھڑا ہونا۔ اور روسی پارلیمنٹ میں مداخلت کرنا سخت ناجائز فعل ہے۔ یادداشت مذکور میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ فرانس نے بہت دفعہ روس کے معاملات میں مداخلت کی ہے جس کی وجہ سے روس کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ سوویٹ حکومت نے اپنے دور کے اولین ایام ہی سے کسی بیرونی مداخلت کا سدباب کر دیا ہے۔ اور یقیناً اب از سر نو مداخلت کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاسکتا۔ یادداشت سنگھر ہے۔ کہ فقرہ

فرانس کو جاسوسی نظام کی سرگرمیوں کا علم ہے۔ آخر میں ایم چیچرن نے فرانس کو دوستانہ مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ اپنا یہ رویہ چھوڑ دے۔ اور ایسا رویہ اختیار کرے جس سے تعلقات باہمی مستحکم و خوشگوار ہو جائیں۔

بمبئی میں مجلس سوراج کا اہم جلسہ

بمبئی ۱۱ اپریل آل انڈیا سوراجیہ پارٹی کی مجلس عمومی کے منتظمین کا جلسہ ۲۵ اپریل کو بمبئی میں منعقد ہوگا۔ اور اب تک جو تجربات ہو چکے ہیں۔ ان کی روشنی میں کونسلوں کے اندر اور باہر جماعت کی آئندہ حکمت عملی اور لائحہ عمل کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا توقع ہے کہ اہم اور فوری مسائل پر بحث ہوگی اور نہایت اہم فیصلے کئے جائیں گے۔

وائسرائے کا دورہ

شملہ ۱۰ اپریل۔ وائسرائے نے اپنے دورہ کا پروگرام بدل دیا ہے۔ اب وہ شملہ میں ۱۲ اپریل کو پہنچیں گے۔ اور اس سے قبل کچھ روز کالکا کے متصل ایک چھوٹی پہاڑی ریاست باگھوٹ میں قیام کریں گے۔

نومسلموں کی اصلاح

موضع کونگس جس میں ایک چھوٹا سا مزرعہ نگلی سنی بھی شامل ہے۔ علاقہ فیروزآباد ضلع آگرہ میں واقع ہے۔ یہاں کے مسلمان بہت جاہل ہیں۔ آریوں کی مسلسل سلسلہ جنبانیوں سے ارتداد کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن بفضلہ تعالے ہمارے مبلغ نے جا کر تلقین کی۔ اور ایک پنچایت قائم کر دی جسکا فرض ان مسلمانوں کی نگہداشت ہے۔ اکثر لوگوں نے رسوم شرک و بدعت سے توبہ کی۔ اور ہندی ذہر کا نام تبدیل کر کے خدابخش رکھدیا گیا۔

آریوں سے مسلمان بہتر ہیں •

موضع سابارن تحصیل سعدآباد ضلع متھرا میں ہندو ٹھاکروں کی طرف سے ایک پنچایت منعقد ہوئی۔ جس میں آٹھ دس گاؤں کے باشندے شریک تھے۔ اس پنچایت کا مقصد یہ تھا۔ کنگھا ساکن موضع سنم گڑھی ضلع متھرا جو کہ مرتد ہو چکا ہے اس بات پر غور کیا جائے کہ جب ہم ملکانے ہندو ہو گئے ہیں۔ تو ہمکو برادری میں کیوں نہ ملایا جائے اس کی بابت غور ہو۔ کہ آیا مرتد ملکانوں کو برادری اور حقہ پانی میں ملایا جائے یا نہیں اور آخر میں فیصلہ ہوا۔ کہ مرتد ملکانوں کو برادری میں نہیں ملایا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ شدھی آریوں کی ایک عیاری ہے جس سے وہ سناتن دھرمیوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پنچایت میں بعض روشن خیال اور ذہین ہندو ٹھاکروں نے یہ بھی کہا۔ کہ ہم آریوں کے دست برد سے اپنے دھرم کو محفوظ رکھنے کا آخر وقت تک سعی کریں گے۔ اور ہمیشہ ان کا مقابلہ کریں گے لیکن اگر ہم اس میں ناکام رہے تو پھر مسلمانوں کے ساتھ "السلام علیکم" کہہ کر شامل ہو جائیں گے اگر ہم مرتد ملکانوں کو برادری میں ملا سکتے ہیں تو اس امر میں کیا حرج ہے کہ مسلمان ملکانہ بھائیوں کو بھی بغیر شدہ کئے لیں غرض سناتن دھرمی ٹھاکروں کی معاملہ فہمی اور دوراندیشی سے آریوں کی عیاریاں بے نقاب ہو گئیں۔ اور مرتد ملکانوں کو برادری میں شامل کرنے اور حقہ پانی دینے کے خلاف فیصلہ ہوا۔

برہما میں فوجی تعلیم کی کانفرنس

رنگون ۸ اپریل آج آل برہما نیشنل ایجوکیشنل کانفرنس کا تیسرا اجلاس لفٹنٹ کرنل بیکٹ۔ آئی۔ ایم۔ ایس کے زیر صدارت منعقد ہوا ۵۰ سے زیادہ مندوبین موجود تھے۔

اخبار پیغام صلح

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

جلد ۱۲ — نمبر ۸۴

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار، مورخہ ۱۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

تبلیغ اسلام
تاریخ کی روشنی میں

۔۔۔ علیسائیوں کا قبضہ ہو گیا، تو اندلس سے بہت سے مسلمان ملک بدر کئے گئے۔ ان میں سے اکثر نے سحیدہ (الجزائر) میں پناہ لی۔ خانقاہ کا شیخ مدت سے اس کوشش میں تھا۔ کہ قوم کبل میں اسلام کی نعمت کو عام کیا جائے۔ لیکن اس کو اس میں مطلق کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ شیخ نے جب اندلس کے ان مسلمانوں کو اپنے سامنے موجود پایا۔ تو اسکے دل میں قوم کبل کو دوبارہ مسلمان بنانے کی امید پیدا ہو گئی۔ اس نے ان پنج فرزندان اسلام کو اس مہم عظیم پر روانہ کیا۔ اور الوداع کہتے وقت انکو مخاطب کر کے کہا:۔

"میرے بچو! جاؤ۔ اور ان لوگوں کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت میں آلودہ ہیں، خدا اور رسول کی طرف پھیر لاؤ۔ میرے بچو! نجات کا پیغام (قرآن کریم) ان تک پہنچاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ وہ تمہاری یاوری کرے"۔

یہ ولولہ انگیز پیغام لے کر یہ اندلسی مسلمان پانچ پانچ چھ چھ کی جمعیت میں مختلف سمتوں کو روانہ ہوئے۔ یہ داعیان اسلام کس شان سے اس خطرناک مہم کو سر کرنے کے لئے نکلے تاریخ اس کا جواب نہایت دلچسپ پیرایہ میں دیتی ہے۔

تم خیال کرتے ہو گے کہ وہ ہوا سے باتیں کرنے والے گھوڑوں پر سوار ہونگے۔ اطلس و دیبا و کمخواب کے ملبوسات میں ۔ ۔ ۔ ۔ ملبس ہوں گے۔ ان کے پاس کل کے علماء کی مانند بہت سا ساز و سامان ہو گا۔ اور وہ بڑے طمطراق سے قوم کبل پر نازل ہوئے ہونگے لیکن نہیں، مورخ کا بیان ہے۔ کہ پھٹے پرانے کپڑے پہن عصا ہاتھ میں لے، یہ داعیان اسلام کوہستان میں نکل گئے۔ غیر آباد اور پریشان منظر موقع تلاش کر کے پہاڑوں کے کھوؤں اور غاروں میں رہنے لگے۔ ان کی پرہیزگاری اور کثرت زہد سے کبل کے لوگوں کو شوق پیدا ہوا، کہ ان کو چل کر دیکھیں۔ قوم کبل کے لوگوں نے خدا کے ان عاجز بندوں کو اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھا۔ ان سے ملاقات و رسم پیدا کی، انکو دوست بنایا اور علم طب، فنون، صناعت اور دیگر فوائد تمدن کی مدد سے کبل قوم پر ان داعیان اسلام نے حسب مراد اثر پہنچایا۔ ان کے حجرے اسلام کی تعلیم گاہ بن گئے۔ اور طالب العلم علم کا شہرہ سن کر جمع ہو گئے۔ آخر الامر یہ طلباء اپنی قوم کے لئے داعی اسلام بنے۔ اور کبل قوم کے تمام ملک میں اور الجزائر کے صحرائی دیہات میں اسلام شائع ہو گیا"۔

کبل الجزائر کی ایک قوم تھی۔ جو زمانہ سابق میں اسلام کی تعلیم سے واقف ہو چکی تھی۔ مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا تعلیم اسلام کا اثر زائل ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ وہ نماز پڑھنا بھی بھول گئے۔ عیسائیت کے بہت سے رسم و رواج جو ان میں باقی نہ رہے تھے۔ پھر ترقی پذیر ہونے لگے۔ بالآخر ان میں کوئی بات مسلمانوں کی باقی نہ رہی۔ اور وہ بگڑے ہوئے عیسائی معلوم ہونے لگے۔

اس حالت میں اندلس کے خارج البلاد مسلمان ان میں پہنچے اور انہیں اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ مسلم راجپوتوں کی حالت بھی قوم کبل سے ملتی جلتی ہے۔ ان کو بھی زمانہ سابق میں اسلام کی نعمت سے شاد کام کیا گیا تھا مگر ان میں ہندوؤں کے رسم و رواج باقی رہ گئے تھے۔ جو ہندوؤں کے ساتھ پشت ہا پشت کے میل جول سے اور بھی پختہ ہوتے۔ چنانچہ راج بعض علاقوں میں مسلم راجپوت بالکل ہندو معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی اسی ہندو نما حالت کو دیکھ کر آریہ اور ہندو یہ دعوے کرنے لگے ہیں۔ کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ ہندو ہیں۔ یہ امر قابل اطمینان ہے۔ کہ جس طرح اندلس سے نکلے ہوئے مسلمان قوم کبل میں تبلیغ کی غرض سے گئے تھے۔ اسی طرح مختلف حصص کے علماء بھی راجپوت علاقوں میں پہنچ گئے ہیں۔ مگر اس امر کے باوجود کہ ان کو ان مصائب و تکالیف کا عشر عشیر بھی برداشت نہیں کرنا پڑا جو اس وقت کے داعیان اسلام کو برداشت کرنا پڑا۔ انکے مقابلہ میں ان کو بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ طرفہ ہے کہ وہ ایک ہندو کو مسلمان یا ایک نیم مسلمان کو پکا مسلمان کرتے ہیں۔ تو طویل الذیل مضامین میں اپنے گیت گاتے ہیں۔ جو اس زمانہ کے لوگ نہیں گاتے تھے لیکن کیا یہ امر واقع نہیں ہے۔ کہ محض ایک نمائشی سپرٹ کی وجہ سے انہیں حسب منشا کامیابی نہیں ہو رہی ہے۔ ورنہ اگر اس زمانہ کے مسلمان اس قدر مشکلات اور دشواریوں کے باوجود کافروں کی ایک وسیع قوم کو مسلمان بنا سکتے تھے، تو کیا آج نیم مسلمان راجپوتوں کو اس قدر آسانیوں کے باوجود اسلام کی راہ راست پر لایا نہیں جا سکتا ہم اگر پوری کوشش سے کام لیتے اور محض آپکی خانہ جنگیوں میں مصروف نہ رہتے، تو یہ لاکھوں راجپوت راہ راست پر آ چکے ہوتے مگر ہم خود جس راستہ پر چل رہے ہیں۔ وہ انکو تو اسلام کے نزدیک کیا لائیگا ہمیں بھی اسلام سے دور لے جا رہا ہے۔ کاش ہم بھی مسلمانان سلف کی پیروی کریں۔ اور کفر و الحاد و شرک کی کالی گھٹاؤں کو دور کر کے اسلام کے آفتاب درخشاں کی پوری حدت و حرارت سے دنیا کو متمتع ہونے کا موقع دیں۔

(مسلم راجپوت)

اسلام ایک فرنگی کی نگاہ میں

اسلام کے متعلق یورپ (مستشرقین) کی کتابیں عموماً اس بات کا بین ثبوت ہوتی ہیں کہ انکو نہ تو مسلمانوں سے مل جل کر انکے صحیح اور اعمالی و اخلاق کے مطالعہ کا موقع ملا ہے۔ اور نہ انہوں نے اندر انہوں نے اسلام کے اصول و قواعد۔ اور اس کی تاریخ پر کبھی اپنی پیدائشی بیگانگی اور تقلیدی تنفر سے الگ رہ کر نظر ڈالی ہے۔ مگر پروفیسر ایڈورڈ مونٹ (معلم السنہ شرقیہ جینوا یونیورسٹی) ایک مستثنیٰ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ انکی تالیفات بیسوی صدی کے ایک عالم کی شان کے مطابق ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے دل پر طے کر لیا ہے۔ کہ اسلام پر قلم اٹھانے سے پہلے تقلیدی خیالات اور روایتی تعصب سے دماغ کو پاک کر لینا ضروری ہے۔ حال میں پایوکیٹی پیرس نے انکی ایک کتاب "الاسلام" شائع کی ہے۔ جس میں ذیل کے مضامین پر بحث کی گئی ہے۔ عرب قبل اسلام، محمد اور اسلام۔ قرآن اور دین محمدی اسلام کا قانون۔ وراثت خلفاء راشدین۔ بنی امیہ اور بنی عباس اور خلافت کے متعلق اختلافات۔ علماء کے عقائد و قواعد کی تنظیم اس کتاب میں انہوں نے۔ عقائد شریعت تصوف اولیاء و تصوف کے سلسلے الحاد اور تشیع وغیرہ دیگر مضامین پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اسلام میں علمی، ادبی، اجتماعی، فلسفی جس قسم کی کوششیں وجود پذیر ہوئیں۔ سب کا بیان خوش اسلوبی کے ساتھ کیا گیا ہے اس کے بعد مولف نے بیسوی صدی میں مسلمانوں کی مردم شماری اور اشاعت اسلام پر اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ اور ترکی عرب اور فارس وغیرہ آزاد ممالک کے ساتھ ان تمام ممالک اسلام پر نظر ڈالی ہے۔ جو یورپ کے استعمار یا حمایت میں گرفتار ہیں۔ اور عالم اسلام میں جس قدر اصلاحیں جاری ہو رہی ہیں۔ اور بابیت اور بہائیت۔ وغیرہ کے نام سے جو آزاد خیالیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اور نیز اصل اسلام کے نشو و ارتقاء سب کی تشریح کی گئی ہے۔

آنحضرت صلعم کے متعلق پروفیسر موصوف کا ایک فقرہ ہے۔ کہ آپ پر دشمنوں کی طرف سے سخت الزامات عائد کئے گئے ہیں جس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ آپ ہی مصلحین عالم میں ایک نادر ہستی ہیں جن کے حالات ہمکو بہ تفصیل معلوم ہیں۔ وہ اصلاح اخلاق اور سوسائٹی کے تزکیہ اور تطہیر کے متعلق آپ کے کارنامے آپ کو انسانیت کا محسن قرار دیتے ہیں۔ عربی ہندسہ (انجینئرنگ) کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ عرب کا ظہور ہوا۔ فن تعمیر مشرقی رومیوں سے لیا جس وقت رسول عرب کا ظہور ہوا۔ فن تعمیر مشرقی روم میں اپنے ارتقا کے اوج پر تھا۔ مسلمانوں نے جامع مسجدوں اور شاہی محلات کے لئے اسی طرز تعمیر کے اختیار کرنے کا مشورہ اپنے مہندسین کو دیا اسلامی فن تعمیر ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کے عرصہ میں مکمل ہوا اسی عرصہ میں قدس کی مسجد، قیروان، قاہرہ کی جامع عمرو اور جامع ابن طولون اور اسپین کی جامع قرطبہ تعمیر ہوئی۔ بعض مستشرقین کا خیال ہے۔ کہ اسلام کی رفتار ترقی بہت سست ہے۔ مگر پروفیسر موصوف کے نزدیک نہایت مناسب اور بہتر رفتار کیساتھ اپنے منازل ارتقاء کو طے کر رہا ہے۔ پروفیسر صاحب مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ مسکرات وغیرہ تمام ممنوعات شرعیہ سے بچنے کی مستقل کوشش جاری رکھیں کیونکہ مسلمانوں کی طاقت منحصر ہے۔ اسلام ہی پر تو ہیں۔ جو اسلام کی گذشتہ عظمت کا راز ہیں بالکل فنا نہیں ہو گئی ہیں۔ یہ کان کے باقی آثار اب بھی اسلامی تمدن کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اسلام اور یورپ کے بہت سے نیک نیت اصحاب اس بات کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں اور یورپ کے مسیحیوں میں ایک قسم کی یگانگت پیدا کی جائے۔ تا کہ دونوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، مورخہ ۱۵۔ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ، نمبر ۴۸

رمضان کے ضروری سبق

اسوۂ نبوی کی روشنی میں

خطبہ جمعہ از حضرت امیر ایدہ اللہ مورخہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۲۴ء

ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا . . . .
والی اللہ ترجع الامور ۔ (البقرہ رکوع ۲۵)

ترجمہ آیات

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک مقابلہ کے طور پر دو قسم کے انسانوں کا نقشہ کھینچا ہے، ایک وہ لوگ ہیں، من یعجبک قولہ بڑی چکنی چپڑی باتیں کرنے والے بڑے اعلیٰ درجہ کو ل کو خوش کرنے والی گفتگو کرنے والے ہیں، لیکن ان کے متعلق فرماتا ہے، وھو الد الخصام حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت جھگڑا کرنے والے ہیں، اور ان کے دل کی حالت یہ ہے، واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل ۔ زمین کے اندر فساد پھیلاتے اور کھیتی اور نسل انسانی کو تباہ کرتے ہیں، واللہ لا یحب الفساد ۔ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا، واذا قیل لہ اتق اللہ اور اگر کہا جاتا ہے کہ وہ حقوق جو اللہ نے تمہارے ذمہ رکھے ہیں ان کو ادا کرو، اور فساد کرنا چھوڑ دو، اخذتہ العزۃ بالاثم تو نفس کی ہیکڑی اسے گناہ میں پکڑ لے جاتی ہے، ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ۔ اس کے بالمقابل وہ لوگ ہیں، جو اپنے آپ کو خدا کے آگے بیچ ڈالتے ہیں ۔ واللہ رؤف بالعباد ۔ خدا بھی اپنے بندوں کے ساتھ بڑی مہربانی کرنے والا ہے، لیکن خدا کے حضور اپنے آپ کو بیچ دینا کیا ہے، فرمایا، یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے یہ نہیں کہ ایک حصہ کی پیروی کرو اور دوسرے حصہ کو چھوڑ دو، ولا تتبعوا خطوات الشیطان ۔ شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، کیونکہ جب کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ کو چھوڑتے ہو، تو شیطان کے قدموں کی پیروی کرتے ہو، انہ لکم عدو مبین ۔ وہ بڑا کھلا دشمن ہے، فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینت ۔ اگر تم پھسل جاؤ، بعد اس کے کہ تمہارے پاس کھلی ہدایت آگئی، فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم ۔ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے، یہ لفظ اس موقعہ پر استعمال ہوتے ہیں، جہاں یہ ظاہر کرنا مقصود ہو کہ وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا، اس کے کام حکمت پر مبنی ہوتے ہیں،

نیکی میں اخلاص ہونا چاہیئے

ان دو لوگوں کا ذکر کر کے بتایا، کہ جو ایمان کا دعوے کرتے ہیں، ان کی نیکی میں اخلاص کا رنگ ہونا چاہیئے ظاہری اور نمائش کی نیکی کسی کام کی نہیں، کئی نمائشی نیکی کرنے والے بہت لوگ ہیں ۔ اسی لئے قرآن کریم نے نمائش کی نیکی کے بالمقابل ان کو پیش کیا ہے جو خدا کی رضا کی راہوں میں اپنے آپ کو بیچ دیتے ہیں، مسلمانوں نے نیکی کرنے میں اخلاص کو ہمیشہ مد نظر رکھا ہے، جب رضائے الٰہی کے بالمقابل کوئی دوسرا رستہ آتا، تو دوستوں یا رشتہ داروں کی پاسداری قطعاً ان کی راہ میں حائل نہ ہوتی تھی، وہ بڑی سے بڑی روکاوٹوں کو خدا کی رضا کے بالمقابل ہیچ سمجھتے تھے، یہ مسلمانوں کی نیکی کی ایک نمایاں خصوصیت تھی، جس نے ان کو ممتاز کر دیا تھا،

روزہ میں اخلاص

ہاں اسلام نے بعض اس قسم کے فرائض اور عبادتیں ان کے ذمہ رکھ دیئے، جو ان کو بار بار اسی اخلاص کی طرف متوجہ کرنے والے ہیں منجملہ ان کے ایک روزہ ہے روزہ ایک ایسی نیکی ہے کہ نمائش کا رنگ نہیں رکھتی، اور باتوں میں ممکن ہے کچھ ریا بھی بعض لوگوں کے اندر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص نے روزہ نہ رکھا ہو، اور وہ اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کرے لیکن اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں میں سے لاکھ میں سے ایک بھی ایسا شخص نہ ملے گا کہ واقعی وہ روزہ رکھے، اور پھر کہیں چھپ چھپا کر کھا پی لے، کم از کم میرے علم میں آج تک ایسا واقعہ نہیں آیا یہ نیکی میں اخلاص کا کمال ہے، سخت گرمی کا موسم ہے، ایک روزہ دار ہے، شدت پیاس سے اس کی حالت اضطراب تک پہنچی ہوئی ہے ایک کوٹھڑی کے اندر وہ بیٹھا ہے، کوئی اس کو دیکھنے والا نہیں ۔ اس کے پاس ٹھنڈا پانی یا شربت موجود ہے لیکن یہ کبھی نہ ہوگا کہ اس تنہائی کی حالت میں جب کوئی شخص یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ اس نے پانی پیا ہے، ایک روزہ دار کے ہونٹ پانی یا شربت تک پہنچیں وہ کونسی چیز ہے، جو اس وقت اسے روکے رکھتی ہے، جبکہ اسے کوئی دیکھنے والا نہیں، یہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اخلاص ہے کہ ساتھ اس کے حکم کی پابندی کرتا ہے، روزہ میں اس قسم کا نمونہ رکھا ہے، کہ اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی، اس قسم کا [illegible] کہا ہے، کہ کہیں اس کی مثال نظر نہیں آتی، کیا سچ ہے، کہ وہ اس وقت اپنے نفس کو قتل کرے، اگر نہیں، خدا کی رضا کے لئے وہ ایسا نہیں کرتا، اس وقت تخت سے تخت خواہشات خدا کی رضا کے سامنے مردہ ہوتی ہیں،

عبادات روحانی ریاضتیں ہیں

یہ جتنی عبادات ہیں کیا ہیں، جس طرح جسمانی طور پر کچھ ریاضتیں رکھ دی جاتی ہیں، تاکہ جسم کی ترقی اور نشو و نما میں مدد دیں، اسی طرح یہ عبادات روحانی قوا کے نشو و نما کے لئے [illegible] ریاضتیں ہیں، جس طرح جسمانی قواعد انسان کے اندر خوبی با قاعدگی پیدا کرتے ہیں اسی طرح یہ روحانی قواعد ہیں، جو روحانی اور اخلاقی خوبیاں انسان کے اندر پیدا کرتے ہیں، اگر انسان کے اندر اس قسم کا اخلاص پیدا ہو جائے اگر وہ اسی طرح سے بغیر نمود و نمائش کی خواہش کے نیکی کے کام کرے، تو یہ اعلیٰ درجہ کا مقام نیکی کا ہے، اسی لئے روزہ رکھا ہے کہ اس اعلیٰ مقام پر انسان کو پہنچا دے، پھر جو شخص مسلمان ہو کر بھی روزہ نہیں رکھتا، اور اس سے ایسا اعلیٰ درجہ کا سبق حاصل نہیں کرتا ۔ اس کی حالت بہت ہی خطرناک ہے،

کمزوریوں کا اعتراف

میں بھی اپنے دوستوں کو یہی کہتا ہوں، کہ روزہ سے اس سبق کو حاصل کرو، ہر شخص کے اندر کمزوریاں ہیں، انسان ایسا ہے کہ اس کو اپنی کمزوری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے، جس انسان کے دل میں یہ اعتراف نہ ہو، کہ اس کے اندر کمزوریاں پائی جاتی ہیں، وہ اچھی حالت پر نہیں، ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ۔ اے اللہ مجھے ایک آنکھ کے جھپکنے کے برابر بھی اپنے نفس پر نہ چھوڑ دیئے، یہ بالکل سچی بات ہے کہ جس نے اپنی کمزوری کا اعتراف جاتا رہا، وہ خطرناک طور پر گرا، ٹھوکر اسی وقت خطرناک ہے جب انسان اپنے آپ کو پاک سمجھتا ہے، کمزوری کا اعتراف ہو، تو انسان اپنی اصلاح بھی کر سکتا ہے،

مسیحی خیال کی غلطی

عیسائیوں کے جلسہ میں جو شروع اپریل میں ہوا، اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ ہم اپنی اصلاح نہیں کر سکتے، ہم ایک برائی سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں مگر نکل نہیں سکتے، میں سمجھتا ہوں ایسا انسان بڑا غلط کار ہے، جو اپنے آپ کو اصلاح کے ناقابل سمجھتا ہے، اگر ایسا ہوتا، تو ایک بچہ بھی چلنا پھرنا بھی نہ سیکھتا، اگر انسانی فطرت کا یہی تقاضا ہوتا تو ایک بچہ کے لئے ناممکن تھا، کہ کبھی اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا بھی آتا، حالانکہ اس کا فائدہ اسی میں ہے، کہ وہ کھڑا ہو، پھر گرے، پھر کھڑا ہو، پھر گرے، پھر کھڑا ہو کر چلنا شروع کرے اور گرے اور پھر چلے، آخر کار وہ اس کوشش میں کامیاب ہو جائے گا، یہی حال نیکی اور بدی کی جنگ کا ہے، انسان کو چاہیئے کہ بدی کا مقابلہ کرے، اگر وہ ایک دفعہ کامیاب نہیں ہوا تو دوسری دفعہ پھر جنگ کرے، پھر بدی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو، اور اس کوشش کو نہ چھوڑے، آخر کار اسے کامیابی ہوگی، وہ جس کی ٹانگیں سیدھی نہیں ہو سکتیں، وہ کس قدر دوڑتا ہے، یہ عقل انسانی کے خلاف ہے، کہ چونکہ کوشش کرتا ہوں، اور کامیابی نہیں ہوتی، اس لئے کوشش نکمی ہے، اگر گرا ہے تو پھرا ٹھے، پھر گرا ہے پھر اٹھے، یقیناً وہ کامیاب ہوگا،

موجودہ عیسائی خیال انسان کو نفس امارہ کی حالت پر چھوڑ کر آگے قدم بڑھانے کی راہ نہیں بتاتا، اسلام اس سے بلند تر مقام نفس لوامہ پھر اس سے بلند تر نفس مطمئنہ کی حالت پر پہنچاتا ہے جہاں بدی مغلوب ہو جاتی ہے،

عبادت کی غرض

تو ہم میں کمزوریاں ہیں، بہت ہیں، جو روزہ رکھتے ہیں لیکن نمازیں سست ہیں، گو روزوں کے متعلق بھی ایسے لوگ ہیں جو سردیوں میں بھی روزہ نہیں رکھتے، یا ہیں مسلمانوں میں روزے کی طرف فرائض سے زیادہ توجہ ہے، یہاں تک کہ بیماری اور سفر میں بھی روزہ رکھتے ہیں، یہ بھی غلطی ہے، گو میں یہ نہیں کہتا، کہ ان کا روزہ نہیں ہوتا لیکن عبادت یہی ہے، کہ جو خدا نے حکم دیا ہے ۔ اس کے مطابق کرے، سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے جو شخص قصر نہیں کرتا، میں نہیں کہتا کہ اس کی نماز نہیں ہوئی لیکن ایک غلطی کا مرتکب وہ ہے، اصل غرض تو یہ ہے کہ خدا کی رضا حاصل ہو، اور وہ یونہی ہو سکتی ہے، کہ اس کے احکام کی بجا آوری کے ساتھ اس کی دی ہوئی رخصتوں سے بھی فائدہ اٹھایا جائے،

روزہ سے سبق

تو لوگ عموماً روزہ رکھتے ہیں لیکن بہت ہیں، جو نمازوں میں سست ہیں، یہ ٹھیک نہیں، نماز کی پابندی بہت ضروری ہے، ہمیں بھی اس قسم کی کمزوریوں کی فکر اور اصلاح کرنی چاہیئے، میں تو خود کہہ چکا ہوں، کہ کوئی بڑے سے بڑا بھی کمزوریوں سے خالی نہیں، ہم کو بھی اپنی کمزوریاں کو دیکھنا چاہیئے روزہ ایسی کمزوریوں کو دور کرنے کا اعلیٰ درجہ کا ذریعہ ہے اگر بھوک اور پیاس پر غالب آنے کا طریق روزہ میں سکھایا گیا . . . . . .

. . . . تو کیا اپنے نفس پر غالب آنے کا طریق نہیں سکھایا گیا، جھوٹ سے بچنا، غیبت اور دوسروں کو برا کہنے سے بچنا جتنی قسم کی بیماریاں ہیں، ان سب سے پرہیز کرنا یہ روزہ کا سبق ہے، بسا اوقات ہوتا ہے کہ انسان ایک کام کے لئے [illegible] اٹھاتا ہے، لیکن وہ کام نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے . . . . کہ اس کی کوشش میں بہت سے نقص ہوتے ہیں، جیسے بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں لیکن نماز کی اصل حقیقت اور

اور علت غائی سے واقف نہیں، اس لئے ان کی نمازیں نری ٹکریں بن جاتی ہیں،

ابتغاء مرضات اللہ اور نماز

اس لئے روزوں کے اندر جو سبق دیا گیا ہے، اس میں ایک بات کو مدنظر رکھو، ابتغاء مرضات اللہ ہر حالت میں تمہارے تمام کاموں اور حرکات وسکنات میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہی تمہارے سامنے ہونی چاہیئے، اگر جماعت ہوتی ہے، اور انسان کسی کام میں مصروف ہے، تو محض رضائے الٰہی کے لئے سب کام اس وقت چھوڑ دینے چاہئیں، ایک میرے جیسا مضمون نویس کہہ سکتا ہے، کہ اس وقت اس مضمون کو ختم کر لوں، پھر نماز پڑھ لوں گا، لیکن یہ صحیح نہیں، جب خدا کا حکم آگیا، تو تمام کاموں کو ترک کر کے اس وقت نماز میں آجانا چاہیئے، لا تتبعوا خطوات الشیطان، یہ شیطان کے قدموں کی پیروی ہے کہ اس وقت دوسرے کاموں میں اپنے آپ کو لگائے رکھے، دشمن کے مقابل پر نماز باجماعت کا حکم ہے، پھر اور کونسا موقعہ ہے، کہ انسان عذر بنالے، محمد رسول اللہ صلعم سے بڑھکر کسی کے کاموں کی اہمیت نہیں، مگر کیا آپ کو خدا تعالیٰ نے نماز باجماعت سے مستثنیٰ کر دیا تھا، حالانکہ ہر لمحہ آپ کا ابتغاء مرضات اللہ میں گذرتا تھا۔ مگر نماز باجماعت کے ادا کرنے میں آپ سب سے بڑھکر تھے، اسی میں اپنے نفس کی راحت سمجھتے تھے، اپنے آپ کو ایک رستہ پر چلانا سیکھو، تم میں سے کوئی کتنا ہی بلند مقام پر پہنچ جائے، خدا کے حکم پھر بھی اس کے سامنے ہونے چاہئیں، وہ قصہ سنا ہوگا، کہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ کشف میں دیکھا، کہ آسمان سے ایک بڑا نورانی تخت اترا ہے، اور اس میں سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر تجھے آج سے تمام نمازیں معاف، انہوں نے جواب دیا، اے شیطان میں تجھے خوب پہچانتا ہوں، بھلا جو چیز محمد رسول اللہ صلعم کو معاف نہیں ہوئی، جس چیز سے خدا کا رسول آزاد نہیں ہوسکتا، میں اس سے کیونکر آزاد ہوسکتا ہوں،

تم بھی دیکھو کہ کیا محمد رسول اللہ صلعم نے کبھی کوئی ایسا عذر کیا، جیسے ہم کرتے ہیں خواہ مخواہ کیوں اپنے آپ کو ان مصیبتوں میں ڈالتے ہو، اگر خدا کے احکام کی پیروی نہیں کر سکتے، تو اور تم کیا کر سکو گے، نماز کو کسی حال میں معاف نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ جنگ میں بھی نماز کا حکم دیا گیا، اگرچہ اس کی اجازت دی، کہ ایک حصہ فوج کا نماز پڑھ لے تو پھر دوسرا پڑھے، لیکن باقی تمام حالات میں سب کو اکٹھے باجماعت نماز کا حکم دیا،

بہترین رمضان

تو اگر تم اپنے رمضان کو بہترین رمضان بنانا چاہتے ہو، تو ایک تو اپنے آپ کو نماز کا پابند بنانے کی کوشش کرو، عیسائی خیال کے مت بن جاؤ، کوشش کرو نماز باجماعت کی، یہ بڑی اعلیٰ چیز ہے، تم کو معلوم ہے کہ کیا چیز تھی، جو نبی کریم صلعم کو آخری لمحوں میں خوش کرنے والی تھی، آپ کے حجرہ کا دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا، ایسی حالت میں کہ آپ نمونیا کے اندر مبتلا تھے، اور یہ آپ کی مرض الموت تھی، آپ نے اس وقت جب نماز جماعت کی اقامت ہوگئی، تو کھڑکی کا پردہ اٹھا کر دیکھا، اور مسلمانوں کو اس خدا کی عبادت میں مصروف پایا، جس کو منوانے کے لئے آپ تشریف لائے تھے، تو اس نظارہ کو دیکھ کر آپ کے چہرہ پر تبسم کے آثار نمودار ہوئے، تو نماز کے اندر سستی اور غفلت بڑی بھاری چیز ہے، تم دوسرے لوگوں کو خدا کے دین پر نہیں چلا سکتے، اگر تم خود نماز میں غافل ہو،

نماز تراویح اور تہجد

پھر یہ جو عام طور پر تراویح کی نماز پڑھی جاتی ہے یہ قائم مقام ہے تہجد کی، آنحضرت صلعم کے متعلق لکھا ہے کہ آپ رمضان میں نماز اور خیرات میں خصوصیت سے نمونہ دکھاتے تھے، آپ کے متعلق ہے کان اجود الناس آپ سب سے بڑھکر سخی تھے واجود ما یکون فی رمضان لیکن رمضان کے مہینہ میں آپ اور بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے، اسی طرح سے آپ بڑے عبادت گذار اور تہجد گذار تھے۔ رمضان میں بالخصوص آپ بہت عبادت کرتے تھے، میں اسی طریق کو پسند کرتا ہوں کہ آپ لوگ بھی تہجد کی عادت ڈالیں، تہجد کی نماز بڑی بڑی رحمتیں لانے والی ہے لکھا ہے، رات کے پچھلے پہر میں اللہ تعالیٰ کا نزول پہلے آسمان پر ہوتا ہے، اس کا یہی مطلب ہے، کہ اس وقت انسان کی دعا اقرب بقبولیت ہوتی ہے، اور انسان کا اپنا دل بھی اس کی طرف زیادہ تر رجوع ہوتا ہے،

رمضان میں خیرات

تو ایک تو رمضان سے تقویٰ کا سبق سیکھو، یہ تیس دن تم عادت ڈالو، تو پھر بھی کبھی موقعہ مل جائے گا، دوسری بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجود الناس ہونا ہے، اس صفت کی بھی پیروی کی کوشش کرو، انسان کو ہر وقت اپنے نفس کا فکر لگا رہتا ہے، تجارت میں کس طرح فائدہ اٹھائے ملازمت میں کس طرح ترقی کرے جائیداد کیونکر بڑھائے، بچوں کے لئے کیا کرے، اگر تیس دن کے لئے اس ذکر کو کم کر کے تم اس کا فکر کرو، کہ میں کس طرح اپنی قوم کے یتیموں، بیکسوں، مسکینوں، بیواؤں کی خبرگیری کروں، کس طرح خدا کے دین کو ترقی دوں، کس طرح قرآن کو دنیا میں پھیلاؤں اور اپنے مال کو ان باتوں پر خرچ کرنے کی کوشش میں لگے رہو، تو یہ بہت بہت فائدہ مند ہوگا،

ان دو باتوں کی عادت تم رمضان کے مہینہ میں ڈالو، تو یہ تمہارے لئے بڑی برکت کا موجب ہوگا،

ہماری تبلیغی کوششیں

خط جرمنی

اس ہفتہ مولوی صدرالدین صاحب کا مختصر سا خط آیا ہے کہ وہ انفلوانزا سے سخت بیمار رہے، بخار اتر گیا ہے، لیکن کمزوری سخت ہے، سرکینیا کی پچکاری کی گئی، اندیشہ کی بات نہیں، صرف کمزوری ہے، جملہ احباب مولوی صاحب کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں،

خط انگلستان

خواجہ نذیر احمد صاحب لندن سے تحریر فرماتے ہیں کہ سلطنت برطانیہ کی نمائش کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس بھی ہوگی انہوں نے اسلام پر لیکچر دینے کے لئے کہا لیکن میں نے خواجہ صاحب کا نام پیش کر دیا کہ ان کی طرف سے یہ مضمون پڑھا جائے، ابھی فیصلہ نہیں ہوا، خواجہ صاحب یہ مضمون تیار فرما رہے ہیں، سکرٹری مذہبی کانفرنس کو ملنے کے لئے گیا، تعجب ہے کہ جہاں دیگر مذاہب اور خصوصاً اسلام کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہے، وہاں عیسویت کو کوئی جگہ نہیں دی گئی، نہ تو عیسویت پر کوئی لیکچر ہوگا، اور نہ کسی مباحثہ میں کسی پادری کو بولنے کی اجازت دی جائے گی، جب سکرٹری سے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا، "عیسویت کوئی مذہب نہیں ہے، کیونکہ مسیح دنیا میں کوئی نئی چیز نہیں لایا، وہ صرف پورا کرنے کے لئے آیا، وہ محض ایک بناؤ (?) تھا، اور اناجیل کے مطابق وہ سخت ناکام رہا، ہماری کمیٹی محسوس کرتی ہے، کہ عیسویت بھی سخت ناکام ثابت ہوئی ہے، اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں، پیغام امن اس کے پاس دینے کے لئے نہیں، پھر اس نے خاص طور پر کہا کہ "یہ عیسویت، صرف ایک طریق تمدن ہے۔"

سکرٹری ایک عورت ہے جو ایم اے پی ایچ ڈی وغیرہ ہے جب میں نے سوال کیا، کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم کیا ہو؟ اس نے جواب دیا مسلمان دہریہ، جب میں نے کہا کہ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا، تو کہنے لگی "میں خدا کو تسلیم نہیں کر سکتی، مجھے کہہ دو کہ حضرت محمد خدا تھے، تو میں ان کی پرستش کروں گی کیونکہ اس نے نہایت عجائب کام کئے، خوب یاد رکھو کہ اس کے سوائے کسی شخص نے بھی بنی نوع انسان کی بہتر خدمت نہیں کی، میں مسلمان نہیں ہوسکتی، کیونکہ میں خدا کو نہیں جانتی، لیکن میں محمدؐ کو جانتی ہوں۔ میں محمدی ہونے کو تیار ہوں گی، لیکن مسلمان ہونے کے لئے نہیں،

ضرورت

دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے واسطے دو کلرکوں کی ضرورت ہے جو انگریزی اور اردو نوشت و خواند کا کام عمدہ طریق پر کرسکیں۔

ظہور احمد جائنٹ سکرٹری

ویدوں کی تعلیم

سوکت (۱۹)

جنگ میں دشمنوں کے خلاف منتر

(مولوی عبدالحق صاحب کے قلم سے)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱) چھیدنے والے (تیر) ہم تک نہ پہنچیں، اور نہ زخمی کرنے والے ہی پائیں، اے اندر دیوتا، تیروں کو ہر ایک سمت میں ہم سے دور گرا،

(۲) جو چھوڑے گئے ہیں، اور جو چھوڑے جائیں گے، چاروں طرف پھیلے ہوئے تیر ہم سے دور گریں، اے دیوتائی اور انسانی تیرو تم ہمارے دشمنوں کو چھید ڈالو،

(۳) جو ہمارا اپنا ہے، جو غیر کا ہے ہماری اپنی ذات کا جو کوئی بھی ہم پر حملہ کرے، اے رودر دیوتا، میرے ان دشمنوں کو تیروں سے چھید ڈال،

(۴) جو مخالف ہے، اور جو مخالف نہیں، اور جو بھی دشمنی کرتا ہوا ہم کو گالی دیتا ہے، سب دیوتا اس کو ہلاک کر دیویں، دعا میری اندرونی ڈھال ہے،

نوٹ۔ یہ سوکت نسخہ پپلاد میں بھی ہے، کاشک سوتر اس کو سنگرامی کانی (جنگ کے) سوکت بتلاتے ہیں

۱ پپلاد کے نسخہ میں اس منتر میں کوئی اہم فرق نہیں،

۲ پپلاد میں منتر کا نصف حصہ مختلف "دیوا کشنیا رشیو استران نووی ودھنتو" ہے، مگر سائن "ودھنتو" کی بجائے "ودھیتو" پڑھتا ہے

۳ یہ منتر بھی پپلاد میں مختلف ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں یسی سانو یو اسانوا یسترو نو جگھانستی، ادورش شویا ان ایسترا اگنی ودھتا مگر رگوید ۱۰/۱۵۲/۵ میں بھی یہ منتر موجود ہے، مگر کسی قدر اختلاف کے ساتھ، سام وید اور آپستمب شروت سوتر میں بھی یہ منتر مختلف ہے "رودر" یہ ایک دیوتا کا نام ہے "رُد" اس کا مادہ ہے۔ کہ جس کے معنے چیخنے چلانے اور رونے کے ہیں، اس لحاظ سے اس کے معنے رونے والے اور چیخنے والے کے ہوتے ہیں، اس کو گرج، کڑک اور طوفان کا دیوتا سمجھا جاتا ہے، عام طور پر ان کی تعداد گیارہ بھی جاتی ہے، اس کو نہایت خوفناک دیوتا سمجھا جاتا ہے، کہ جو لوگوں پر بیماریاں اور بلائیں نازل کرتا ہے، مگر کبھی کبھی اس کے خلاف بھی اس سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ رگ ۲/۳۳/۴ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے، ہوا کا طوفان اور گرج وغیرہ، اگر بعض اوقات بیماریوں کو پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہیں، تو اکثر بعض بیماریوں کو دور بھی کر دیتی ہیں، اس لئے اس دیوتا کو بیماریاں بھیجنے اور صحت عطا کرنے والا کہا گیا ہے،

۴ اس منتر کا پہلا حصہ پپلاد میں "سسیند شچ اسبند شچ یونہ اندرا ابھیا استی" شونک سے مختلف ہے منتر کا آخری حصہ رگوید اور سام وید میں یکساں ہے، اس جگہ دعا کو اپنی قریبی ڈھال قرار دیا گیا ہے، یعنی منتر اور دعا دشمن کے ہتھیار سے اثر کرکے اس کو تباہ کر دیتی ہے، یہ مصرعہ رگوید ۶/۷۵/۱۹ میں اسی طرح موجود ہے،

سوکت (۲۰)

دشمنوں اور ان کے ہتھیاروں کے خلاف دعا

(۱) ہمارے اس یگیہ (مذہبی رسم عبادت) میں اے سوم دیوتا نقصان دینے والے ہو اسے توڑ دیوتا، ہم پر مہربانی کرو، تباہی ہم پر نہ آپڑے، اور نہ ذلت اور دشمنانہ گناہ ہم پر چڑھے،

(۲) جو آج تباہی ڈالنے والی فوج کا ہتھیار اٹھ رہا ہے، تم دونوں اے متر اور ورن دیوتا، اس کو ہم سے بالکل الگ رکھو،

(۳) اس سمت اور اس طرف سے جو حملہ ہو اس کو ہٹا دو ہمیں اپنی بڑی حفاظت دو، دشمن کے وار کو دور پھینک دو،

(۴) یقیناً تو بڑا حکومت کرنے والا ہے، دشمنوں پر قابو پانے والا، نہ ہارنے والا، کہ جس کا دوست مارا نہیں جاتا، اور نہ کبھی

جیتا جاگتا ہے،

نوٹ، پہلے تین منتر نسخہ پپلاد کے ۱۹ ویں باب میں ہیں، اور منتر ۴ دوسرے باب میں، کاشک سوتروں میں سوکت ۱۹ کی طرح الس کو بھی دشمنوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے،

عل۔ پہلا منتر تیتریا برہمنا ۲ اور آپستمب شروت سوتر ۲ میں بھی کسی قدر لفظی اختلاف کے ساتھ موجود ہے،

سوم ایک دیوتا کا نام ہے کہ جس کا تعلق سوم کے پودہ کے ساتھ ہے، اس پودہ کے متعلق ابھی تک قیم اکثر منتروں میں اس کے متعلق بہت سے نشانات ملتے ہیں مثلاً یہ وید والا کا ... کہنے والے فیصلہ نہیں کر سکے، کہ یہ کونسا پودہ ہے، رگوید کے، (۱) پانی کے کنارے ہوتا ہے (۲) پتے ترچھے (۳) اور ان پر دم ہوتے ہیں (۴) سل بٹے پر رگڑ کر پی جاتی ہے (۵) صبح کے وقت پیتے ہیں (۶) پیٹ تان کر پیتے ہیں (۷) دودھ ملایا جاتا ہے (۸) میٹھا بھی اس میں ملاتے ہیں (۹) لڈو پیڑے یا مال پوڑے وغیرہ اس کے بھی کھائے جاتے ہیں (۱۰) پیچھے سے دہی (ترشی) استعمال کیا جاتا ہے (۱۱) بعض منتروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جذبات کو اکسانے والی ہے، وغیرہ وغیرہ بیسیوں علامات رگوید اور سام وید میں ملتے ہیں، جس پر مفصل بحث ہم رگوید کے ترجمہ میں انشاء اللہ العزیز کریں گے، سوم چاند کا بھی نام ہے۔ اس کا تعلق بھی اس پودے کے ساتھ خاص ہے،

مُرت ہوا اور جھکڑ کے دیوتا ہیں، اُرور کے بیٹے کہلاتے ہیں ان سے بھی حفاظت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں،

علے متر دیوتا، پارسیوں کی مذہبی کتاب ژند اوستا میں اس کا نام متھر اہے، ورُن کے معنے ڈھانپنے یا احاطہ کرنے والے کے ہیں، مگر اس سے عام طور پر کرۂ ہوائی مراد ہوتا ہے، نسخہ پپلاد میں اس منتر کا پہلا حصہ اس طرح پر ہے "یو اَ دیہ ... ودھو جگھو اسرم اپایمی"

عل یہ منتر رگوید ۱۵۲ ۱ میں بھی موجود ہے، نسخہ پپلاد میں یہ منتر دوسرے باب میں اور منتروں کے ساتھ آیا ہے، نیز یجروید اور رگوید میں "آیتر سہ اسنترتہ" کی بجائے "آیتر کھا دواد ھیوتہ" آیا ہے، رگوید کی انوکر منی میں اس منتر کو شاس رشی کی تصنیف اور اندر کی تعریف بتلایا گیا ہے، یہ شاس رشی بھر دواج کے خاندان میں سے تھا،

سوکت (۲۱)
دشمنوں کے خلاف دعا

(۱) خوشی کا دینے والا، لوگوں کا مالک، دشمنوں کا قاتل، دشمنوں پر غالب، بڑا طاقتور، سوم پینے والا، بہادر کرنے والا اندر ہمارے آگے آگے چلے،

(۲) اے اندر ہمارے دشمنوں کو مار ڈال حملہ کرنے والوں کو نیچا کر کے روک، جو ہم کو نقصان پہنچاوے، اس کو تاریکی میں پہنچا دے

(۳) راکھشسوں اور دشمنوں کو مار ڈال۔ دشمن کے دونوں جبڑوں کو توڑ دے، اے دشمن کے قاتل اندر جنگ کرنے والے کے غصہ کو دور کر،

(۴) اے اندر دشمن کے دل کو توڑ دے، کامیاب ہونے والے حملہ کو توڑ دے، اپنی بڑی حفاظت عطا کر، اور اس کے وار کو دور کر،

نوٹ:۔ یہ سوکت رگوید میں بیسویں سوکت کے آخری منتر کے ساتھ ایک علیحدہ سوکت بناتا ہے، پپلاد میں اس کے منتروں کی ترتیب مختلف ہے، مگر عبارت میں کوئی اختلاف نہیں، کاشک سوتروں میں اس کو بے خوف کرنے والے منتر بتلایا گیا ہے۔ یعنی ان میں دشمن سے بے خوف ہونے کے لئے اندر سے دعا مانگی گئی ہے، رگوید میں ان منتروں کی عبارت کسی قدر مختلف ہے،

عل۔ یہ منتر تیتریا برہمنا ۳ اور تیتریا ارنیا کا ۱۰ میں بھی موجود ہے،

عل۔ رگوید میں اس منتر کے بعض الفاظ کی ترتیب مختلف ہے، مگر یہ ترتیب سام وید ۲ اور یجروید سے ملتی ہے، تیتریا سنگھتا اور میترائنی سنگھتا میں منتر کے آخری الفاظ بھی مختلف ہیں،

عل۔ رگوید اور سام وید میں بھی یہ منتر اسی طرح ہے۔ تیتریا سنگھتا ۱ میں "راکھشس" کی بجائے "شترون" "جہی" کی بجائے

"مُدا" اور "ورتر ہن" کی بجائے "بہاریتو" ہے،

عل۔ تیتریا سنگھتا ۳ میں بھی اس منتر کا ایک حصہ موجود ہے،

اس سوکت میں بار بار "ورتر ہنا" اندر کی تعریف میں آیا ہے یعنی وہ ورتر کو مارنے والا ہے، ورتر بادل کو کہتے ہیں، کہ جس کو اندر ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین پر مار گراتا ہے، یہ استعارہ ویدوں میں بڑی کثرت سے آیا ہے،

ملفوظاتِ اولیائے امت

اس نام کی ایک کتاب جناب میر مدثر شاہ صاحب نے تصنیف فرمائی ہے، جس کو اکثر احمدی احباب نے پڑھا ہوگا۔ یہ کتاب واقعی اس قابل ہے کہ ہر ایک احمدی اس کا مطالعہ کرے لائق مصنف نے نہ صرف یہی ثابت کر دکھایا ہے کہ ظلی اور بروزی نبوت اس امت میں جاری ہے، اور حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دعوے ظلی نبوت میں راستی پر تھے، بلکہ یہ بھی دکھا دیا ہے، کہ اس امت کے بعض گذشتہ اولیاء نے اس سے بھی بڑھ کر دعاوی کئے ہیں، اور اس کتاب میں بعض اولیائے کرام کے اقوال کو بھی نقل کیا ہے،

چند روز کا واقعہ ہے کہ مجھے بھی اپنے ایک دوست کے پاس کلیات شمس تبریز دیکھ کر اس کے مطالعہ کا شوق ہوا، جب میں نے اس کتاب کے بعض حصص کا مطالعہ کیا، تو میرے تعجب کی کوئی حد نہ رہی کیونکہ اس کتاب میں حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے زبردست دعاوی کئے ہیں، کہ ان کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دعاوی کی کچھ بھی حقیقت نہیں، میں ان کے بعض اقوال یہاں اس لئے نقل کرتا ہوں، کہ ان سے احمدی بھائیوں کو بہت کچھ فائدہ پہنچے گا، اور ان کے ذریعہ وہ ان مخالف مولویوں کا منہ بند کر سکیں گے، جو حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس لئے کافر قرار دیتے ہیں، کہ انہوں نے مثیل مسیح اور ظلی طور پر احمد اور محمد ہونے کا دعوے کیا ہے، چنانچہ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

این دم کہ نور عاشقاں از عالم علوی گذشت
آنجا ہمہ خود من بُدم من عاشقِ دیرینہ ام
آنجا کہ موسیٰ گفتہ اند قالوا بلیٰ قالوا بلیٰ
آنجا گواہ مطلقم من عاشق دیرینہ ام
آنجا کہ احمد بر گذشت از چار و پنج و ہفت و ہشت
بر آسمانش من بُدم من عاشق دیرینہ ام
آدم نبود و من بُدم عالم نبود و من بُدم
این دم نبود و من بُدم من عاشق دیرینہ ام

(صفحہ ۵ کلیات شمس تبریز، مطبوعہ نولکشور پریس)

ہم عاشقِ شیدا استم ہم دلبر زیبا استم
اندر مکان و لامکان پنہان و ہم پیدا استم
در یا کے بے پایاں منم با نوح کشتیباں منم
ہم یوسف و زنداں منم ہم موسیٰ و طٰہٰ استم
ایوب را درماں منم یعقوب را ہم جاں منم
ہم حکمت لقماں منم ہم یونس و یحییٰ استم
احمد منم حیدر منم ہم صاحب کشور منم
ہم بادۂ احمر منم ہم بادہ تقوا استم
مولا منم اندر جہاں اندر مکان و لامکان
ہم درعیاں ہم در نہاں ہم موت ہم احیا استم

صفحہ ۵۰۹

ان اشعار میں حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف یوسفؑ، موسیٰؑ، یونسؑ، یحییٰؑ اور احمدؐ وغیرہ ہونے کا دعوے کیا ہے، بلکہ خدا ہونے کا دعوے بھی کیا ہے، خدا جانے ہمارے مولوی صاحبان ان کے متعلق کیا فتوے دیں گے،

آگے چلکر وہ اس سے بھی بڑھ جاتے ہیں، فرماتے ہیں:۔

موسیٰ و داؤد نبی از بحر من یک قطرہ اند
زیرا کہ از علم الیقین ملاح این عمانہ ام

صفحہ ۵۱۵

علمائے دیوبند جو حضرت مرزا صاحب پر اس لئے کفر کا فتوے لگاتے ہیں، کہ انہوں نے ازالہ اوہام میں

عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

کا مصرعہ کہہ کر حضرت عیسیٰ کی تحقیر کی ہے، اس شعر پر ٹھنڈے دل سے غور کریں، اس شعر میں تو حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو سمندر اور حضرت موسیٰ اور داؤد کو ایک قطرہ قرار دیتے ہیں۔ آگے چل کر اپنے آپ کو مثیل مسیح اور عیسیٰ قرار دیتے ہیں ارشاد ہوتا ہے:۔

اے عاشقاں اے عاشقاں من تلخ را شیریں کنم
من کور مادر زاد را در یک نظر حق بیں کنم
من آں عیسیٰ دم بسر حیات مردگاں
من زندہ سازم مردہ را آنگہ نکو آئیں کنم

ص ۵۱۳

موسیٰ عمران وقتم اے عزیز
ہمدم عیسیٰ بن مریم شدم
دمبدم از نفخۂ روح القدس
ہمدم آں عیسیٰ ہمدم شدم

مولوی صاحبان کو چاہیئے کہ پہلے اس بزرگ کے متعلق فیصلہ کر لیں، پھر حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتوے دیں، والسلام،

خاکسار سرداد خاں، مسلم مشنری ازدھرم سالہ

انگلستان میں تبلیغ اسلام اور اخبار نور افشاں

اعلیٰ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قائم کردہ مشن ووکنگ انگلستان کی ساعی جمیلہ سے ولایت میں اسلام کو جو غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ اس سے دن رات حضرات پادریان لرزاں و ترساں ہیں۔ اور ان کو عیسائیت کا مستقبل نہایت مایوس کن نظر آرہا ہے۔ لارڈ ہیڈلے۔ مسٹر کنہال جیسے قابل انگریز جب سے عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے ہیں عیسائی گرجوں میں آگ لگ اٹھی ہے۔ اور عیسائی لوگ اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو دیکھ کر طرح طرح کی طفلانہ و حاسدانہ باتیں کر رہے ہیں۔ کئی حضرات تو اس لئے حیران ہیں۔ کہ انگریز مرد و عورت بلحاظ اپنے تمدن و معاشرت کے کس طرح اسلام کو قبول کر لیتے ہیں چنانچہ جناب نور افشاں مطبوعہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں ایک مضمون زیر عنوان "ولایت میں تبلیغ اسلام کا پردہ فاش ہو گیا" مسٹر خان کے قلم سے درج ہوا ہے جس میں نامہ نگار اپنی حیرانی کا یوں اظہار کرتا ہے کہ:۔

یاران خوش فہم و زود اعتقاد نے ہند میں جو کامیابی حاصل کی تھی اس میں کمال حاصل کر کے ممالک دیگر کا رخ کیا اور شرق و مغرب کو روانہ ہو گئے چنانچہ لندن۔ برلن اور امریکہ وغیرہ متعدد مقامات پر احمدی مبلغ جا پہنچے۔ اور آئے دن خبریں آنے لگیں۔ کہ اس قدر انگریزی مرد عورت اسلام کے دائرہ میں داخل ہوئے۔ ہم حیران تھے۔ کہ انگریز اور قبول اسلام۔ این چہ تماشہ است۔ نماز۔ حج۔ روزہ وغیرہ وظیفہ اسلام کی بجا آوری انگریزوں سے کب ہونے لگی۔ مگر احمدی دوست کامیابی کے ڈھول بجانے لگے۔ ولایت میں مساجد کی تعمیر اخبارات و رسائل کا اجرا۔ سلسلہ لیکچر و مواعظ۔ غرض سب کچھ کیا۔ مگر ہمیں یقین نہ آیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے نولسٹن میں مستقل اڈا ہی بنا لیا تھا۔ اب جرمنی و امریکہ میں قادیانی پارٹی کے مرزائی واعظ بھی ڈیرے ڈالے بیٹھے ہیں۔ مگر باوجود اس تمام سعی کاملہ کے جو ناکامی ان کو نصیب ہوئی ہے اس کے باعث وہ خود نالاں و گریاں ہیں۔

حضرات! مسٹر خان اور دیگر عیسائی دوستوں کو واضح رہے کہ وہ جس بات پر حیران ہو رہے ہیں۔ فی الحقیقت وہ اسلام کی وہ مخصوص امتیازی شان ہے۔ جو اس کو مذاہب باطلہ سے الگ کر دینے کا جوہر رکھتی ہے۔ دنیا کے اندر صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو مذاہب مختلفہ۔ ہر انواع و اقسام کا تمدن و معاشرت اور جداگانہ خیالات رکھنے والے لوگوں کو اپنے اندر جذب کرتا رہا ہے۔ اور کرتا چلا جائیگا۔ نیز تاریخ دنیا

اس امر کی شاہد ہے۔ کہ سب سے زیادہ مذہب اسلام نے عیسائیت کو دکھایا ہے۔ افسوس عیسائی نامہ نگار نے عیسائیت کی روحانیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کا غلط اندازہ لگایا کہ "نماز، حج، روزہ وغیرہ فرائض اسلام کی بجا آوری انگریزوں سے کب ہوسکتی ہے" گویا اسکا خیال یہ ہے۔ کہ اگر عیسائیت انگریزوں کو ہفتہ وار گرجاؤں میں لانے کے لئے کامیاب نہ ہوسکی۔ تو پھر اسلام ان کو پنجگانہ وقت مساجد میں کیونکر لاسکتا ہے۔ نہیں نہیں اس کا یہ اندازہ غلط ہے۔ اسلام عیسائیت سے کہیں بالاتر ہے۔ اس کی یہ خصوصیت اس کے کمال میں داخل ہے۔ کہ قرآن مجید کی پاکیزہ تعلیم سے وہ گردنیں معاً بارگاہ الٰہی میں خم ہوجاتی ہیں۔ جو اس سے پہلے کبھی کسی مذہب سے نہ جھک سکیں۔ ولائت ہی کے عیسائی اور نومسلم انگریزوں کا مقابلہ کر لیجئے گا۔ کہ نمازیوں سے گرجے معمور ہیں۔ یا مساجد بھرپور۔ سو عرض ہے۔ کہ حال ہی میں بشپ آف لنڈن نے ایک انتظامی سکیم کی تائید کرتے ہوئے بتایا ہے کہ:-

"شہر لنڈن میں ۹۸ گرجے ہیں۔ جن میں ۹۸ پادری متعین ہیں۔ ہر اتوار کو نماز پڑھانے جاتے ہیں۔ لیکن وہاں بعض گرجوں میں نمازیوں کی تعداد صرف چار تک محدود ہوتی ہے۔ بارہ سے زیادہ نمازی تو کسی بھی گرجا میں نہیں جاتے"

نیز مڈل سیکس کونٹی کونسل کے کونسلر دیدرز کا اعلان ہے کہ ۹۸ فی صدی سے زیادہ لوگ گرجا نہیں جاتے "گرجاؤں کی اس ویرانی کو دیکھ کر ولائت کے پادری لوگ سخت حیران و پریشان ہیں۔ اور بائیبل کی تعلیم سے مایوس ہوکر چونکہ وہ جانتے ہیں کہ کسی قسم کی روحانی کشش نہ رکھنے کے لوگوں کو گرجوں میں کھینچ لانے کا موجب نہیں ہوسکتی۔ روحانی لوازمات و عبادات کو چھوڑ کر نفسانی دل کش امورات پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ کہ کس ترکیب سے لوگوں کو گرجوں کی طرف راغب کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ [illegible] ریونڈ ایف جے اے ہمفری ڈی۔ ایس۔ او۔ نے ولائت کے اخبار "پیپشنٹ ٹائمز" میں یہ رائے پیش کی ہے کہ:-

گرجاؤں کی شام نماز متحرک تصاویر کی کسی تماشا گاہ میں ہوا کرے تاکہ لوگ جمع ہوسکیں"

کلیسا کے ڈیکنز اور دیگر اراکین اس بات پر متفق ہوگئے ہیں۔ کہ اس کا تجربہ کیا جائے۔ اگر یہ طریق [illegible] ثابت ہو۔ تو عمل کیا جائے لیکن شاباش ریورنڈ ڈبلیو کوٹھری پر جس نے سینٹ مارکس چرچ کو ہی تھیٹر بنا دیا۔ اور نیم برہنہ عورتیں وہاں ناچیں۔ متحرک تصاویر دکھائی گئیں۔ اور گانا سنایا گیا"

یہ طریق عمل فی الحقیقت عیسائی پادریوں نے خوب سوچا ہے یقیناً اس طریق سے بہت سے لوگ گرجا کا رخ کرینگے۔ نہ اس لئے کہ وہاں سے کوئی نیکی کا سبق پڑھیں۔ یا عبادت کریں۔ بلکہ اس ناچ اور تصاویر کو دیکھنے کے لئے جو ان کی کشش کا اصل موجب ہے۔ اہل کلیسا کے اس طریق پر کسی ہندوستانی شاعر کا یہ مصرع خوب صادق آتا ہے ؎

اندھے رندوں سے ۔۔۔ ہوگئی

الغرض واقعات بالا نے یہ ثابت کردیا ہے۔ کہ تعلیم انجیل اب لوگوں کو گرجوں کی طرف نہیں کھینچ سکتی۔

اب اسلام کی طرف آئیے گا۔ کجا عیسائیت میں ہفتہ وار گرجاؤں میں جانا۔ اور کجا اسلام میں پنجگانہ وقت نماز ادا کرنا۔ یہیں سے قرآن مجید کی پاک تعلیم جو انسانوں کو اپنی مقناطیسی کشش سے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ مسلمان کو دن میں پانچ دفعہ مسجدوں میں لے جائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جمعہ کے دن دوکنگ مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ لاہور دہلی جیسے شہروں کی مسجدوں میں تو جمعہ کے دن اللہ کی شان نظر آتی ہے۔ الغرض یہی نقشہ تمام دنیائے اسلام کا ہے۔

عیسائی دوستو! انصاف سے کہئے گا۔ کہ لارڈ ہیڈلے کو کس مذہب کی تعلیم ماہ جون کی گرمی میں جب کہ ان دنوں صاحب لوگ سرد مقامات پر جایا کرتے ہیں۔ انگلستان کے بازاروں سے عرب میں لی گئی۔ اور آپ نے عرب جیسے گرم سے گرم ملک کی صعوبت سفر کی ہرگز پرواہ نہ کی۔ برعکس اس کے عیسائی لوگ انگلستان کے بازاروں سے نکل کر گرجاؤں میں جانے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔

القصہ اسلام وہ مذہب ہے۔ جس میں انسان اگر روحانیت کا پتلا بن جاتا ہے۔ اور اس کے رگ و ریشہ میں اللہ کی محبت سما جاتی ہے۔ یہی حال نومسلم انگریزوں کا ہے۔ [illegible] اگر یقین نہ ہو۔ تو ولائت جاکر ان کو نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے دیکھ آئیے گا مگر افسوس۔ برا تعصب کا جو انسان کو اندھا کرکے اسے حق کے نزدیک نہیں آنے دیتا۔ عیسائی نامہ نگار مذکور اپنے اسی مضمون میں ایک جگہ خواجہ صاحب کی طرز تبلیغ اسلام کو اپنے مضمون میں یوں لکھتا ہے کہ:-

"یہ نتیجہ ہے۔ اس طرز تبلیغ کا جو خواجہ صاحب نے اختیار کر رکھی ہے۔ کہ کسی انگریز سے بات کرلی۔ اور جو کچھ وہ کہے۔ اس کی نسبت کہہ دیا۔ کہ بس یہی تو اسلام ہے۔ اور شائع کردیا کہ فلاں ۔ ۔ ۔ مسلمان ہوگیا"۔ یہ کامیابی ہے۔ جو احمدی اسلام کو صلیب کے خلاف ولائت میں حاصل ہے۔"

واہ جی واہ۔ کیا خوب کہی ؎

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

بھلا یہ بھی کوئی باتوں میں بات ہے۔ کہ یوں ہی اعلان کردیا جاتا ہے۔ کہ "فلاں مسلمان ہوگیا" یہ ایک سیدھی اور سرسری سی بات ہے۔ کہ جن انگریزوں کے مسلمان ہونے کا اعلان کیا گیا ہے ان سے بذریعہ خط و کتابت یہ پوچھ لیا جاوے۔ کہ آیا انہوں نے عیسائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے۔ یا نہیں۔ بس بات ہی ختم ہوجائے گی۔ میں مشورہ دوں گا۔ کہ سب سے پہلے مسٹر آربی بالڈ ہملٹن صاحب (ممبر خاندان شاہی) ہی سے دریافت کیجئے گا۔ کہ کیا آپ نے اسلام کو ایک روحانی مذہب خیال کرتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھا ہے۔ یا نہیں۔ واضح رہے کہ صاحب ممدوح نے لوگوں کے استفسارات کے جوابات ولائتی اخبارات میں اچھی طرح دیئے ہیں۔ اور لکھا ہے۔ کہ میں نے اسلام کو کیوں قبول کیا" چنانچہ صاحب موصوف الصدر ولائت کے اخبار میں لکھتے ہیں کہ:-

"میری شاہی خاندان میں پرورش ہوئی۔ اور بڑے پادریوں نے کئی سال تک مسیحیت کی تعلیم دی۔ لیکن دل کو تسلی نہ ہوئی تھی۔ میں ایک سچے مذہب کی تلاش میں تھا کہ جب میں اسلام تک پہنچا۔ اور اس کو قبول کیا۔ کیونکہ اس کے سوا دنیا میں کوئی اور امن و امان کا مذہب نہیں ہے"۔

اب خود انصاف غور کرے۔ کہ اس کا دعوئے کہاں تک درست ہے۔ ہم اپنے عیسائی دوستوں کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ اب عیسائیت اسلام کے مقابلہ میں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتی۔ عنقریب اس کا جنازہ نکل جائیگا۔ اور دنیا میں اسلام ہی اسلام رہ جائیگا۔

(حررہ عبدالرحمٰن افضل آبادی مدرس کوٹ راداکشن ضلع لاہور)

غلطیوں پر فخر

ہندو کہتے ہیں۔ مسلمانوں کو کانگرس سے وابستگی نہیں ہے۔ مسلمان اس الزام پر ناراضی کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ ایک کانگرسی معاصر کی زبان میں کہتے ہیں۔ جب مہاتمہ گاندھی نے آزادی کا علم بلند کیا۔ تو مسلمان جوق درجوق کانگرس کے ساتھ ہوگئے انہوں نے پورے جوش و ایثار کے ساتھ کانگرس کے نظام عمل میں حصہ لیا۔ اور اُسکی ایک ایک شق کی پابندی کی۔ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں نے تعلیمی مقاطعہ کی جس شدت کے ساتھ پابندی کی۔ اُسکی نظیر ہندو پیش نہیں کرسکتے؟ کیا مسلمانوں نے اپنی سب سے بڑی قومی درسگاہ یعنی علیگڈھ کالج کو توڑ کر جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی تھی؟ کیا اسلامیہ کالج لاہور کے طلبا کی ایک معقول تعداد کالج کو چھوڑ کر نہیں گئی۔ اس کے خلاف ہندو درسگاہوں کی حالت کو پیش نظر لائیے۔ بنارس یونیورسٹی ہندوستان میں ہندوؤں کی سب سے بڑی قومی درسگاہ تھی۔ لیکن اس میں سے شائد ایک طالب علم نے بھی کانگرس کی دعوت پر لبیک کی صدا بلند نہ کی۔ پنڈت مالوی جی نہایت شدت کے ساتھ تعلیمی مقاطعہ کے خلاف رہے۔ لیکن ہندو اب تک انہیں ہندوستان کا ایک بڑا قومی رہنما سمجھ رہے ہیں۔ اگرچہ اُنکا عمل بہت بڑی حد تک کانگرس کے مسلمہ نظام کے سراسر خلاف رہا اور ہے۔ لاہور کے ڈی اے وی کالج کو تعلیمی مقاطعہ کا احساس تک بھی نہ ہوا۔ اس کے علاوہ کھدر، عدالتوں کے مقاطعہ، کونسلوں کے مقاطعہ، رضاکاروں کی ترتیب و تنظیم، مقاصد کانگرس کی تبلیغ و اشاعت۔ غرضیکہ جس معاملہ کو پیش نظر لائیے، قطعی طور پر معلوم ہوجائیگا، کہ مسلمان اپنی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ہر معاملہ میں نمایاں حیثیت اختیار کئے رہے۔ مسلمان رہنما اور قومی کارکن ہزاروں کی تعداد میں قید ہوئے۔ اسلامی جرائد کی ضمانتیں ضبط ہوئیں، اُن کے ایڈیٹر، پرنٹر، اور پبلشر قید ہوئے۔ لیکن کسی سو فیصدی پر بھی کسی مسلم قومی اخبار نے عدالتوں کے مقاطعہ کی خلاف ورزی نہ کی۔ اس کے باوجود یہ بے بنیاد دعوئے کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے کانگرس کے کام میں پورے طور پر حصہ نہیں لیا۔

کاش! ہندو معاصرین کا الزام حقیقت پر مبنی ہوتا! اس لئے، کہ مسلمانوں نے کانگرس اور مہاتما گاندھی کے فرمان کی متابعت میں یہ جو کچھ کیا۔ اس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں، جو اُن کو ہرگز نہیں کرنی چاہئیں تھیں۔ اور جن کے لئے ہم کو یقین ہے، کہ بہت سے مسلمان پچھتا رہے ہیں۔ ہندو قوم کی یہ انتہائی دانشمندی تھی کہ اُس کے افراد نے مذہبی بائیکاٹ میں کچھ حصہ نہیں لیا۔ اور صرف اُنہی امور سے سروکار رکھا ہے، جو اُن کی قومی ترقی و سود و بہبود کے لئے ضروری تھے۔ کیا لطف کی بات ہے۔ کہ مسلمانوں نے ایک تو غلطی پر غلطی کی۔ اور پھر اس پر اترانے اور فخر کرتے ہیں۔ جب کوئی قوم تنزل کی طرف آتی ہے، تو اسکو اپنی حماقتیں دانائیاں اور اپنی برائیاں خوبیاں نظر آتی ہیں۔ جہاں کانگرس کا حکم ہو یا لیگ کا سب سے پہلے یہ دیکھو۔ کہ تم سے اسلام کیا چاہتا ہے؟ تمہارا ایمان کس چیز کا طلبگار ہے؟ اور تمہاری قومی حالت کس بات کا تقاضا کرتی ہے!

امریکہ میں شرابنوشی

لڑکے اور لڑکیاں بڑے شوق سے دعوتوں میں شراب کی بوتلیں لے جاتے ہیں۔ اس طرح سے شراب پینے کا برا اثر بڑھا و عام چھوٹے بڑے کی دماغی اور جسمانی صحت پر پڑ رہا ہے بڑے بڑے لوگ مثلاً جج۔ مدبر پادری اور وہ لوگ جو دیانت اور ممتاز حیثیت کے لحاظ سے شہرہ آفاق ہیں۔ شراب کی بوتلوں کو بغل میں دبائے ہوئے لئے جاتے ہیں۔ اور قانون کے خلاف ورزی کا انہیں مطلق خیال نہیں آتا۔ واشنگٹن پولیس کے سپرنٹنڈنٹ نے جو اعداد و شمار مرتب کئے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ممانعت شراب کے باعث جرائم کی کثرت میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوئی۔ شہر واشنگٹن کی آبادی میں ۱۹۲۰ء و ۱۹۳۰ء کے درمیان ۳۲ فی صدی اضافہ ہوا۔ حالانکہ جرائم کی تعداد میں ۱۰۷ فیصدی اضافہ ہوگیا ہے۔ ارتکاب قتل کی وجہ سے ۲۷ فیصدی گرفتاریاں ہوئیں۔ غیر اخلاقی جرائم میں ۸۰ فیصدی۔ دو بیویاں کرنے کے جرم میں ۴۲ فیصدی مذاکرہ تری میں ۱۰۳ فیصدی۔ گذشتہ سال جن لوگوں نے خلاف ورزی کی۔ اور گرفتار ہوئے۔ اُن کی تعداد بہ نسبت ۱۹۱۹ء کی نسبت خلاف ورزی کرنے والوں کی تعداد میں ۱۷۱ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے (نیویارک ٹائمز)

اخبار احمدیہ

وفات۔ اہلیہ صاحبہ چودھری سرفراز خاں صاحب، اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ، حکیم فضل دین صاحب گوجرانوالہ کے دو نوجوان فرزند محمد حسین و نور حسین، عبدالشکور صاحب کپسرور کی دادی صاحبہ بقضائے الٰہی فوت ہوگئے۔ ان سب کا جنازہ غائب کل بعد نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھایا۔ بیرونی احباب بھی جنازہ غائب پڑھکر مرحومین کی روحوں کو ثواب پہنچائیں۔

حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب نے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں، کہ فالج اور دیگر امراض کی شدت کی وہ کیفیت ہے، کہ کروٹ بھی نہیں لی جاتی) وفات میری بہت قریب ہے احباب کرام دعا فرمائیں، کہ اس نافع الناس وجود کو اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے، اور تادیر زندہ رکھے۔

تازہ خبریں

ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد

الہ آباد ۱۸ راپریل میرٹھ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ ۱۴ تاریخ کی شام کو ایک جماعتی فساد واقع ہوگیا ہندوؤں نے مسجد کے پاس سے "پرکھا کا جلوس" نکالا۔ کہا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں نے اس امر کی مخالفت کی۔ اور کثیر التعداد جمع ہوگئے۔ لیکن جلوس امن کے ساتھ گذر گیا۔ ایک دوسرے مقام پر عوام نے جلوس کا رستہ روک لیا اور منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈویژنل افسر کو گولی چلانی پڑی مجسٹریٹ کو بھی ضرب آئی۔ تھوڑا سا نقصان کرنے کے بعد مجمع منتشر ہوگیا۔ ہندو ہڑتال منا رہے ہیں تحقیقات جاری ہے

صنعت شکر سازی

میسور ۱۹ راپریل۔ ریاست میسور میں کاشت نیشکر کی حالت قابل اطمینان ہے۔ ایک زبردست علاقہ زیر کاشت آچکا ہے۔ لیکن ابھی حکومت کے حسب منشا اس کی ترقی عمل میں نہیں آئی۔ ہے۔ انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ کی آخری رپورٹ مظہر ہے۔ ڈائرکٹر کی تجاویز کو ہنوز عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ البتہ بڑی حد تک تحقیقات کی گئی ہے۔ کئی دشواریاں کا سامنا ہے۔ اول مسئلہ یہ ہے۔ کہ ان علاقوں میں جو مزدوری اور فراہمی آب کے لحاظ سے کاشت نے شکر کے لئے موزون ہے بڑے حصے حاصل کئے جائیں

نیشکر کی کاشت وسیع پیمانہ پر شروع کرنے کے لئے کئی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ لیکن آبپاشی کی قلت اور کافی سرمایہ نہ آنے کی وجہ سے ان پر عمل نہیں کیا گیا۔

اس امر کے متعلق واقفیت حاصل کی گئی ہے۔ کہ آیا نیشکر کی کاشت کرنے والوں کے ساتھ پرائیوٹ طور پر انتظام کر کے شکر سازی کا کارخانہ جاری کیا سکتا ہے یا نہیں۔ اس سکیم کامیابی کی زیادہ توقع ہے۔ اس کی تفصیلات سال بھر میں طیار ہو جائیں گی۔ اور اس پر عمل اس وقت کیا جائے گا۔ جب مالی حالت بہتر ہو جائے گی۔

کئی نقطہ ہائے نظر سے ریاست مذکور شکر سازی کے لئے بے مثل ہے لیکن تاوقتیکہ متفقہ جماعتوں میں اشتراک عمل نہ ہو شعبہ صنعت زیادہ ترقی کی رپورٹ نہیں پیش کرسکتا۔

تیسرے اور درمیانہ درجہ کے کرایوں میں تخفیف

شملہ ۱۷ راپریل حاجی وجیہ الدین رکن مجلس وضع قوانین ہند نے آئندہ اجلاس کے لئے حسب ذیل قراردادوں کا نوٹس دیا ہے ان میں حکومت پر زور دیا گیا ہے۔ کہ (۱) اس حکمت عملی کو بر سرکار لانے کے لئے جلد اقدام کیا جائے۔ کہ دوسری ریلوے کمپنیوں کی معیاد کے اختتام پر ہندوستانی کمپنیوں کی ترتیب عمل میں آئے گی۔

(۲) ایسا قانون بن جائے جس کے رو سے ہندوستان میں ہر قسم کی شرابوں کا لانا بنانا اور بیچنا ممنوع ہو۔

(۳) جن ریلوے کمپنیوں کو گذشتہ چند سال میں فائدہ ہوا ہے وہاں تھرڈ کلاس اور انٹر کلاس کے کرایوں میں تخفیف کر کے پہلی حالت پہ لایا جائے

گورنر کے امرتسری دوست

امرتسر ۱۷ راپریل ہز ایکسیلنسی سر جیفری ڈی مونٹمورنسی...

امرتسر ۱۷ راپریل ہز ایکسیلنسی سرادورڈ میکلیگن نے آج شام اپنے امرتسری دوستوں کو دعوت دی۔ کوئی اڑہائی سو مہمان بلائے گئے تھے۔ جن میں شہر کے شرفا بھی شامل تھے ہز ایکسیلنسی نے مہمانوں کے ساتھ آزادی سے باتیں کیں چائے۔ اور مٹھائی وغیرہ کھلائی گئی۔ دعوت کا سلسلہ دو گھنٹے تک جاری رہا۔ شام کے وقت ہز ایکسیلنسی لاہور کو لوٹ آئے۔

ہندو مہا سبھا کی قراردادیں

بنارس ۱۷ راپریل ہندو مہاسبھا کی مشہور قراردادوں کو شائع کیا جا رہا ہے۔ جن کے مطابق اچھوتوں کو کنوؤں جلسوں درسوں اور مندروں میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔

الہ آباد میں جلسۂ عام

الہ آباد ۷ راپریل۔ عدم اعتماد کے ووٹ کے انسداد کی غرض سے جو چنگی کمیٹی کے صدر اور مہتمم کے خلاف منظور کیا گیا تھا۔ ۱۵ دستخطوں کے ساتھ ایک اعلان شائع کیا۔ اور رانی منڈی میں جلسہ عام منعقد ہوا پنڈت جواہرلال نہرو نے غیر رسمی طور پر حالت کی تشریح و توضیح کی۔ اور کہا کہ باوجود مخالفت عامہ کے صدر مذکور بحال رکھا جائے گا۔ کیونکہ میں سیتہ آگرہ کو ناپسند کرتا ہوں صدر جلسہ کے نام کی مخالفت کی گئی۔ اور شور و غل ہونے کی وجہ سے جلسہ برخاست ہوگیا۔ بعد میں ایک اور جلسہ منعقد ہوا۔ اور سابق قرارداد کی تصدیق و توثیق کی گئی۔ آدھے دستخطوں کرنے والوں نے انکار کر دیا۔ کہ ہم نے اعلان پر دستخط کئے اعلان کیا گیا۔ کہ اگر رائے عامہ کا احترام نہ کیا گیا۔ تو محاصل بلدیہ کی ادائیگی بند کردی جائیگی۔

(انجمن تاجران الہ آباد)

بلدیہ کٹک میں نلکی

کلکتہ ۱۱ راپریل۔ کٹک کے بلدیہ نے اپنے دفتر کے سامنے ایک نلکی تلوا کنواں لگایا ہے۔ حال ہی میں ایک ہزار دو سو روپیہ کی منظوری دی گئی تھی۔ کہ قصبہ میں پانی کا انتظام کیا جائے بجویز کی جا رہی ہے کہ قصبہ میں برقی روشنی کا سلسلہ بھی قائم کیا جائے۔

انگلستان سے بے روزگاری کیونکر رفع ہوگی

لنڈن ۱۴ راپریل۔ مسودہ قانون تسہیل تجارت کے ترمیم کے بغیر اجلاس میں منظور ہو جانے سے امپیریل اکنامک کانفرنس کی اس تجویز کو آج دارالعلوم میں مزید تقویت حاصل ہوگئی ہے۔ کہ نوآبادیوں میں ممالک کی ضرورت کی اشیاء پیدا کرنے کے لئے پچاس لاکھ پونڈ منظور کئے جائیں کیونکہ نوآبادیوں میں قرضہ جات تقسیم کرنے سے انگلستان میں بے روزگاری کم ہو جائے گی۔

ہوڑا کے بلوہ کا مقدمہ

کلکتہ ۷ راپریل ہائیکورٹ میں مسٹر جے۔ ایم۔ سین گپتا اور بابو سرنند ناتھ دت نے عبدالستار کے لئے جسٹس گریوز اور ڈول کی عدالت میں ضمانت کی درخواست کی عبدالستار کو ہوڑا کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے اس بلوے کے مقدمہ کے متعلق سیشن کے سپرد کر دیا تھا۔ جو چند ماہ قبل مسجد میں ایک سؤر کے پائے جانے سے واقع ہوگیا تھا۔

ملزم عبدالستار ایک کمپنی کا مالک ہے۔ اس کا مکان مقام بلوہ سے چالیس گز کے فاصلہ پر واقع تھا۔ بلوے کے ایک ہفتہ بعد اس کو گرفتار کیا گیا۔ اور اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ ابتدائی تحقیقات کے بعد مجسٹریٹ نے اس کو اور پندرہ اور اشخاص کو سیشن کے حوالے کر دیا۔ ملزم مذکور نے بیان کیا کہ پہلی رپورٹ میں اس کا نام مذکور نہیں تھا۔ مسٹر سین نے ابھی اس کا نام نہیں لیا۔ حالانکہ یہ واقعہ اس مکان پر ہوا تھا۔ علاوہ ازیں وہ ایک باز و لنگڑا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بلوے میں حصہ نہیں لے سکتا مجسٹریٹ کی تحقیقات کے دوران میں ملزم زیر ضمانت تھا۔ لیکن ایڈیشنل سشن جج کی عدالت میں پہنچنے کے بعد اسکی ضمانت منسوخ کر دی گئی۔ عدالت نے ہوڑا کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو قانون کا حوالہ دیتے ہوئے یہ تحریر کیا ہے۔ کہ وہ اس بات کی وجہ بتائیں۔ کہ ملزم کو سشن کی تحقیقات کے دوران میں ضمانت پر رہا کیوں نہ کیا جائے۔

مذاکرات روس و انگلستان

لنڈن ۱۴ راپریل۔ باشندگان فرانس کو انگلستان و روس کے مذاکرات میں بہت زیادہ دلچسپی ہے۔

ٹائمز کا نامہ نگار پیرس سے رقمطراز ہے۔ کہ مسٹر برسے میکڈانلڈ کو حکومت فرانس کے رویہ کی اطلاع دی جا چکی ہے اس کا مدعا یہ ہے۔ کہ ایسے فیصلوں سے احتراز کیا جائے۔ جن سے بین الاقوامی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ایم بونکار سے یہ نہیں چاہتے کہ فرانس کو مذاکرات میں شرکت کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن اگر انہیں اس کی دعوت دی گئی۔ تو وہ اسے برضا و رغبت قبول کریں گے۔

اب تک برطانیہ نے کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی۔ بہرکیف پی ٹیمپس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر میکڈانلڈ نے ایم پوانکارے کو اطلاع دی ہے۔ کہ کوئی ایسی بات نہیں کی جائیگی۔ جس سے مفاد فرانس کو نقصان پہنچے۔

ترکی کا قومی شاعر

ترکی اخبارات میں اس امید سے ایک حرکہ شروع کر دیا گیا ہے۔ کہ قومی شاعر عبدالحق حامد کو نوبل پرائز مل جائے "اخبار اقدام" لکھتا ہے۔ کہ ہمارے لئے حامد نے وہی کام کیا ہے جو چوپن اور سینکیوچ نے پولینڈ کے لئے کیا تھا۔ انہوں نے پولینڈ کو تباہی سے بچا کر اقوام عالم کے درمیان آزاد ملک کی حیثیت سے لا بٹھایا۔ اس رستہ میں زبردست سد راہ یہ امر ہے۔ کہ حامد کی نظموں کے تراجم یورپ کی زبانوں میں نہیں ہوئے۔ اور بدقسمتی سے دوسرے ممالک کے لوگ ان سے واقف نہیں۔

اس میں شک نہیں۔ کہ حامد نہایت اہم شخصیت رکھنے والا شاعر ہے۔ جس کی نظمیں خیالات کی بلندی اور انداز کی عظمت کے لحاظ سے امتیاز خصوصی رکھتی ہیں۔ حامد ایک عرصہ کے لئے ترکی کی سفارت کی خدمات انجام دیتا رہا۔ اور لنڈن کے ترکی سفارت خانہ میں کام کر چکا ہے۔ اس کے علاوہ شاہ جارج کی تخت نشینی کے موقع پر بھی ترکی وفد میں انگلستان آیا تھا۔ حامد شکسپیر اور کارنل نظموں کا بہت شائق ہے۔ اور اس کی نظموں میں بھی ان شعراء کے رنگ کی جھلک پائی جاتی ہے۔

انتخابات جرمنی و فرانس

برلن ۱۶ راپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حکومت نے انتخابات ۴ مئی سے ۱۱ مئی تک ملتوی کر دیئے ہیں۔ اس سے فرانس کی کوشش ناکام رہی۔ کیونکہ فرانس نے عمداً ۱۱ مئی انتخابات کی تاریخ مقرر کی تھی۔ تاکہ جرمنی کے ۴ مئی کے انتخابات کا اثر فرانس پر پڑے گا۔ اور ایم بانکارے کی کامیابی کا باعث ہوگا۔

ترکی و روس کو لڑانے کی تدبیریں

ماسکو ۱۵ راپریل۔ ایم ٹروٹسکی نے ۱۱ راپریل کو طفلس میں ایک تقریر کے دوران میں مقامی اخبارات کی اس اطلاع کی تردید کی کہ روس بسربیا کے مسئلے پر بہرحال جنگ سے مجتنب رہنے کے حامی ہیں۔ آپ نے کہا کہ اس معاملے میں روس اور رومانیا کے مابین صورت حالات غیر معمولی ہے۔ پولینڈ اور فرانس رومانیا کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔

فرانس پولینڈ میں ہمارے خلاف ایک مجنونانہ مہم تیار کر رہا ہے۔ اور ترکی کو ہمارے خلاف مشتعل کرنے اور آمادہ پیکار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مقرر نے یہ بھی کہا۔ کہ میکڈانلڈ کے کابینہ کے پاس مطلق کوئی اصول نہیں ہیں۔ "تاہم انگریزی روسی مذاکرات کی کامیابی سے اس کی حالت مستحکم ہو جائے گی۔ آخر میں مقرر نے کہا۔ کہ ۲۵ رجنوری ۱۹۲۴ء کی شب سے بالشویکوں میں ایک انقلاب واقع ہوگیا ہے جس سے اس کی مراد فوجی مجلس کی ترتیب ہے۔

تجارات لنکاشائر کی مشکلات

لنڈن ۱۵ راپریل۔ آج دارالعوام میں مسودہ قانون تسہیل تجارت پر بحث و تمحیص کے دوران میں مسٹر جے ریمرز نے ان سابقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جن کا لنکاشائر کے پارچات کو مشرق اور ہندوستان میں سامنا کرنا پڑا ہے۔ ایک ترمیم پیش کی۔ کہ جزائر برطانیہ سے باہر روئی کے کارخانہ تعمیر کرنے روئی کے لئے کلیں مہیا کرنے کے متعلق قرضے کی ضمانت نہ دی جائے۔

مسٹر گریم نے اس پر زور دیا کہ جزائر برطانیہ سے باہر روئی کے کسی کارخانہ کو کسی طرح کی ضمانت نہیں دی گئی۔ اس ترمیم کی تہہ میں حقیقی سوال یہ مضمر ہے۔ کہ ضمانت کے تحت برطانیہ عظمٰی کے کاروبار پر کیا اثر پڑے گا۔ مجلس مشیرین (ایڈوائزری کمیٹی) کو تمام واقعات پر غور کرنا چاہیئے۔ میں خیال نہیں کر سکتا۔ کہ مجلس مشیرین بے روزگاری کے مسئلہ کو نظرانداز کرے گی۔ آپ نے مسٹر ریمرز سے کہا۔ کہ اپنی ترمیم کو واپس لے لیں جو کہ بلا اختلاف مسترد ہوگئی ہے

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار بروز اتوار و بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح

جلد ۱۱ — نمبر ۴۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ، مورخہ ۱۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء

لاہور میں طاعون

احمدیہ انسداد طاعون کمیٹی کی اہم خدمات

شیخ محمد الدین جان صاحب وکیل سکرٹری احمدیہ انسداد طاعون کمیٹی کے قلم سے

کسی گزشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت لاہور نے وبائے طاعون سے مسلمانان لاہور کو بچانے کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی ہے۔ جو نہایت سرگرمی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہے۔ اس کمیٹی کی خدمات کا مختصر سا خاکہ ہمارے کرم دوست شیخ محمد دین جان صاحب بی اے۔ ایل ایل بی وکیل سکرٹری کمیٹی ہذا نے ذیل کے مضمون میں کھینچا ہے جس کا مقصد محض اس قدر ہے کہ قارئین کرام کو اس بات سے مطلع کر دیا جائے۔ کہ ان کی خدمت کس طریق پر کمیٹی مذکور سرانجام دے رہی ہے۔ جس سے انہیں پورے طور پر فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کوئی اظہار تفاخر مراد نہیں۔

تعداد اموات اور مسلمان

پلیگ کی نامراد بیماری نے جو کہرام لاہور میں گزشتہ تین چار ماہ سے مچا رکھا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ روزانہ ۹۰-۷۰ زن و مرد شمشان بھومی یا قبرستان میں جا بسیرا لیتے ہیں۔ یہ تعداد معمولی نہیں ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اوسطاً تین اموات فی گھنٹہ یا ہر بیس منٹ کے بعد ایک موت واقعہ ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے اموات کی زیادہ تعداد اہل اسلام میں زیادہ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اہل اسلام نے جہاں اور شعبہ ہائے مذہب کو خیرباد کہا ہے۔ وہاں صفائی بھی اہمیت اسلام نے عبادت گزاری سے دوسرے نمبر پر رکھی ہے۔ ان میں مفقود ہے۔ علاوہ ازیں توکل کے مسئلہ کا غلط مفہوم اس کا بہت کچھ ذمہ دار ہے۔ اگرچہ بیماری پلیگ کئی ماہ سے شہر میں پھیلی ہوئی ہے۔

اسلامی انجمنوں کی عدم توجہی

ہماری اسلامی انجمنوں یا خلافت کمیٹیوں نے آج تک اس کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ غالباً ان کو سیاسی مسائل کی بست و کشاد سے اتنی بھی فرصت نہیں ہے کہ انہیں مسلمانوں کی اس مصیبت کا احساس پیدا ہوتا۔ یہی تعجب کی بات ہے۔ کہ ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کی آندھی نے مسلمانوں کو پریشان کر دیا تھا۔ مگر عملی پہلو میں وہاں بھی جو نتائج ان انجمنوں نے حاصل کئے ہیں۔ قابل رشک نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی اس قدر تسلی تو تھی۔ کہ ان کا کم از کم اس طرف خیال تو ہے۔ کیا ہماری اسلامی انجمنوں یا خلافت کمیٹیوں کے کسی ممبر نے آج تک اتنے مسلمانوں کا ہر روز موت کے گھاٹ اترنا ملاحظہ نہیں کیا؟ کیا کبھی ان کا دل اس حشر کے سامان کو دیکھ کر نہیں لرزا ہوگا؟ گر اخصیں ہمکنا پہ ہم[illegible] شنیدیم۔

انسداد سے زیادہ مصیبت

کیا اتنے مسلمانوں کا روزانہ مر جانا شدھی کے مسئلہ سے کم اہمیت رکھتا ہے۔ وہاں اگر ایک شخص اسلام کو چھوڑ دیتا ہے تو کم از کم نوع انسان کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ وہ اپنے بیوی بچوں کا مرتد ہو کر بھی والیا ہی کفیل ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسلام کی حالت میں۔ لیکن جب ایک مسلمان عدم آباد سدھارتا ہے۔ تو اس کے بیوی بچے اور دیگر لواحق جن کا گزارہ محض اس کی کمائی پر تھا۔ بے خانمان اور بے کس و نادار رہ جاتے ہیں۔ کیا یہ مصیبت ارتداد کی مصیبت سے کہیں زیادہ نہیں؟ کاش مسلمان کسی مسئلہ پر اس کے صحیح پہلو سے غور کرنا سیکھتے۔ تاکہ ان کو آئے دن نئی غلطیوں کا خمیازہ نہ اٹھانا پڑتا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بروقت امداد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے وبائے پلیگ کا خطرہ محسوس کیا۔ اور فوراً اپنی دیگر ضروریات کو بہت کچھ بالائے طاق رکھ کر اس کے انسداد کو ہاتھ میں لے لیا۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ پہلے مسلمانوں کو اس مصیبت میں امداد دیوے۔ اسی غرض کے لئے انجمن مذکور نے ایک انسدادی کمیٹی بنائی جس کو اب اپنا کام شروع کئے ۱۵ یوم کے قریب ہو گئے ہیں۔ اس کمیٹی نے اس عرصہ میں بے شمار گھروں کو ڈس انفکٹ کرایا اور ہر ایک محلہ میں سب کمیٹیاں قائم کر کے فینائل۔ کری زال اور چونہ کی تقسیم کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا جس سے بے شمار خلق خدا استفادہ حاصل کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں روزانہ پوسٹروں اور ہینڈ بلوں کے تقسیم کے ذریعہ سے لوگوں کو متواتر اس بات کی طرف راغب کر رہی ہے۔ کہ انسدادی وسائل پر کاربند ہو کر اپنے آپ کو بیماری کے خطرناک حملوں سے محفوظ کریں۔ یعنی ٹیکہ لگوائیں۔ گھروں کو صاف ستھرا رکھیں۔ اور جب کہیں بیماری محلہ میں ہو جائے تو گھروں کو فوراً چھوڑ کر شہر سے باہر چلے جاویں، شہر کے باہر بھی انجمن کی انسدادی کمیٹی نے لوگوں کی رہائش کا انتظام کر دیا ہے، جہاں خیمے، چھولداریاں وغیرہ لگائی گئی ہیں، اور روشنی، پانی اور پہرہ وغیرہ کا تسلی بخش انتظام ہے، خدا کا شکر ہے، کہ کمیٹی ہذا کی کوششیں بارآور ہو رہی ہیں، اور اہل شہر اب باہر جانے پر طیار ہونے لگے ہیں، چنانچہ بہت سی درخواستیں پہنچ گئی ہیں، اور بہت سی اور آنے کی امید ہے، اہل شہر کو چاہئے کہ اس سے فائدہ اٹھاویں، ہر قسم کی سہولتیں ان کے لئے مہیا کی جاویں گی، اگر کوئی قیمتی اشیاء ہوں، تو ان کا انتظام بھی درخواست دینے پر خاطر خواہ ہو سکتا ہے، صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور، خان بہادر چودھری شہاب الدین پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی لاہور، مسٹر اے بی۔ اروڑہ ہیلتھ افسر اور میونسپل انجینئر محمد اسحاق خاں خاص طور پر قابل شکریہ ہیں، جو کمیٹی کو ہر قسم کی امداد خوشی سے دے رہے ہیں،

بلدیہ لاہور کی قابل قدر امداد

ایک اور بات جو قابل ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی لاہور نے بارہ ہزار روپے ۱۲۰۰۰ کے صرف کثیر سے منٹو پارک میں شہر سے باہر جانے والے لوگوں کے لئے انتظام کیا، تاکہ ہندو مسلمان اور دیگر فرقے بلا تفریق مذہب و ملت وہاں چند یوم عارضی رہائش کر کے پلیگ کے زہریلے اثر سے بچ سکیں،

برادران وطن کی تنگ دلی

آریہ سماج وچھو والی کی طرف سے ڈاکٹر گانشی رام و دیا انسدادی کمیٹی کے ممبر ہیں، اور میونسپل کمیٹی کی تجویز کردہ انتظامات میں چند یوم پہلے داخل ہوئے تھے، انہوں نے جب یہ دیکھا، تو اعتراض کیا، کہ مسلمان وہاں نہ آویں کیونکہ ان کا اور ہندوؤں کا طرز معاشرت مختلف ہے، مگر عرض کیا گیا، کہ چند دن مصیبت کے ہیں، اگر دو قومیں مل کر گذار لیں، تو کیا قباحت ہے، لیکن اگر وہ ایسا ہی چاہتے ہیں، تو دونوں کے درمیان قنات کھینچ کر پردہ کر دیا جاوے، اس پر انہوں نے کہا، کہ مسلمان مختلف قسم کے گوشت استعمال کرتے ہیں، اس لئے وہ اس کی ذمہ داری نہیں لیتے، بہتر ہے کہ مسلمانوں کے لئے علیحدہ انتظام کیا جاوے، معلوم ہوتا ہے، کہ ایسی باتیں کرتے وقت انہوں نے اس امر کو فراموش کر دیا، کہ یہ انتظام میونسپل کمیٹی لاہور کا تھا، جو ہندو مسلمانوں کی مشترکہ ہے، اور کمیٹیاں ہر روز ۱۲۰۰۰ ہزار کی رقمیں منظور نہیں کر سکتیں، نیز یہ کہ جب تک سر پر کیمپ طیار ہو، شاید اس کی ضرورت ہی نہ رہے، ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پریسیڈنٹ صاحب نے فیصلہ کیا، کہ وہاں ہی دونوں قومیں رہیں اور درمیان میں قنات لگا دی جاوے۔ (بقیہ بر صفحہ ۲ کالم ۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۱۲، مورخہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۴۲ ہجری، نمبر ۴۹

ہمارے معتقدات

مولینا ابوالکلام صاحب آزاد اور ہم

مخالف مولویوں سے ایک التماس

تقریباً چار پانچ ماہ کا عرصہ ہوا ہے، مولینا ابوالکلام صاحب آزاد کا ایک فتوے اخبارات میں شائع ہوا تھا، جس میں اس سوال کے جواب میں کہ "مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروؤں کی نسبت شرعی حکم کیا ہے؟" مولینا موصوف نے لکھا تھا کہ "میرے نزدیک ان کو شمار اسلام کے گمراہ فرقوں میں ہے"، مولینا نے اس قدر مہربانی ضرور کی، کہ باوجود احمدیوں کو گمراہ قرار دینے کے انہیں دائرہ اسلام کے اندر رکھا، اگرچہ ان کی یہ مہربانی دوسرے مولویوں بالخصوص دیوبندی حضرات کو شاق گذری، اور انہوں نے مولینا کی تردید اور احمدیوں کو گمراہی سے بڑھکر کافر اور خارج از اسلام ثابت کرنے میں اخبارات کے صفحوں کے صفحے سیاہ کئے، لیکن مولینا موصوف آخر تک اپنی اسی رائے پر قائم رہے،

اس فتوے کے شائع ہونے پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک چٹھی مولینا ابوالکلام صاحب آزاد کی خدمت میں لکھی، جس میں ان کے اس فتوے کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد تحریر فرمائے، اور مولینا موصوف سے استدعا کی کہ ان میں سے جس عقیدہ کو "وہ گمراہی کا موجب خیال کرتے ہوں، اس کے سامنے نوٹ کر دیں"۔ چنانچہ وہ عقائد حسب ذیل ہیں:۔

اول ہم مانتے ہیں، کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کا مبعوث ہونا ضروری ہے،

دوم ہم مانتے ہیں کہ اس چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں،

سوم ہم مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ جس طرح دیگر انبیاء وفات پا گئے،

چہارم ہم مانتے ہیں کہ نزول ابن مریم کی پیشگوئی حق ہے، اور مراد اس سے یہ تھی کہ اس امت کا کوئی مجدد حضرت عیسےٰ کی صفات اپنے اندر لئے ہوئے ظاہر ہوگا۔ اور وہ مجدد حضرت مرزا صاحب ہیں،

پنجم ہم مانتے ہیں کہ ایسا کوئی مہدی نہیں آ سکتا جو بزور شمشیر اسلام پھیلائے، اور حدیث لا مہدی الا عیسےٰ کے ماتحت ہم حضرت مرزا صاحب کو مہدی بھی مانتے ہیں،

ششم ہم مانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے آخری نبی ہیں، اور آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے، اور نہ پرانا۔ اور آپ کے بعد دعوے نبوت کرنے والے کو کافر اور کاذب سمجھتے ہیں،

ہفتم ہم مانتے ہیں کہ اس امت کے برگزیدہ لوگ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمکلام ہوتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے، رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء

ہشتم ہم مانتے ہیں کہ اس امت میں نبوت میں سے کچھ باقی نہیں، مگر مبشرات جیسا کہ حدیث میں ہے، لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔

نہم ہم مانتے ہیں کہ مبشرات جزو نبوت ہیں، جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے اور صاحب مبشرات صاحب نبوت جزوی ہے

دہم ہم مانتے ہیں کہ نبوت بروئے اصطلاح شرعی اب باقی نہیں، لیکن لغوی نبوت جس کے معنے صرف اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی ہیں، اور جسے صوفیوں کی اصطلاح میں نبوت عامہ یا نبوت غیر تشریعی کہتے ہیں، اور جو اصطلاح شریعت میں ولایت یا محدثیت کے نام سے موسوم ہے، وہ اس امت میں جاری وساری ہے، جیسا کہ حضرت شیخ اکبر و دیگر بزرگان کا مذہب ہے،

یازدہم ہم جملہ انبیاء علیہم السلام کی صدق دل سے عزت کرتے ہیں، اور ان کی توہین کرنے والے کو مردود سمجھتے ہیں،

ان عقائد کو تحریر کرنے کے بعد حضرت امیر نے آخر میں یہ بھی لکھا کہ "میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں، کہ ان گیارہ معتقدات میں سے ہر ایک امر حضرت مرزا صاحب کی محکم تحریروں پر مبنی ہے، اور یہ مذہب ہم نے حضرت مجدد سے ہی لیا ہے"

یہ چٹھی ۱۲ دسمبر ۱۹۲۳ء کو مولینا ابوالکلام صاحب آزاد کی خدمت میں بصیغہ رجسٹری بھیجی گئی، اور پھر ۲۵ جنوری ۱۹۲۴ء کو اس کی یاد دہانی کرائی گئی، لیکن آج چار یا پانچ ماہ کا عرصہ ہوتا ہے، کہ اس کا کوئی جواب مولینا موصوف کی طرف سے موصول نہیں ہوا، نہ معلوم اس کا کیا باعث ہے یہ تو ناممکن ہے کہ ان کو چٹھی موصول نہ ہوئی ہو، کیونکہ اگر ایسا ہوتا، تو وہ واپس آ جاتی، پھر حیرت ہے کہ انہوں نے جواب سے ہمیں کیوں محروم رکھا، مولینا ابوالکلام صاحب کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ لوگوں کے ڈر سے حق بات کہنے سے گریز کریں، اس لئے اب ہم اخبار کے ذریعہ سے انہیں اس طرف متوجہ کرنے اور یاد دہانی کرانے پر مجبور ہوئے ہیں،

علاوہ ازیں جملہ مخالف مولویوں کی خدمت میں ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر ان کے دلوں میں ذرا بھی خوف خدا اور حق جوئی ہے، اگر محض پبلک جذبات کی پیروی کرنا ان کا مقصود نہیں، اور فتوے کفر دینے میں انہوں نے سچائی اور صدق نیت سے کام لیا ہے، تو خدا کے لئے مذکورہ بالا عقائد پر وہ غور کریں، اور ہمیں بتائیں، کہ آیا ان عقائد کا رکھنے والا کافر ہو سکتا ہے؟ آیا امت مرحومہ میں اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ رکھنے والے بزرگ پیدا نہیں ہوتے رہے؟ اور اس مکالمہ و مخاطبہ کو احادیث میں جزو نبوت قرار نہیں دیا گیا؟ آیا گذشتہ صدیوں میں اس امت میں کوئی مجدد نہیں پیدا ہوا؟ آیا ان مجددین اور اولیاء اللہ میں ایسے لوگ نہیں ہوئے، جو عیسےٰ اور موسےٰ اور ابراہیم اور خود محمد صلعم تک کہلائے، اور فنا فی اللہ ہونے کی وجہ سے انا الحق تک انہوں نے اپنے آپ کو کہہ دیا؟ آیا حضرت امام مالکؒ وفات مسیح کے قائل نہ تھے، اور مجمع البحار میں نہیں لکھا کہ قال مالک مات؟ اور حضرت ابن عباسؓ نے انی متوفیک کے معنے انی ممیتک نہیں کئے، اور امام بخاری نے ان کو اپنی صحیح میں نقل نہیں فرمایا؟ اگر یہ سب صحیح ہے تو پھر کسی حق کو کو اس کے تسلیم کرنے میں کیا کلام ہو سکتا ہے، بشرطیکہ کوئی اور دنیاوی روک یا عامۃ الناس کا خوف درمیان میں حائل نہ ہو، اور اگر یہ صحیح نہیں اور ہمارے مذکورہ بالا عقائد میں ایک بھی ایسا عقیدہ ہے جو کفر کی طرف لے جانے والا ہے تو اس سے ہمیں مطلع کیا جاوے،

امید ہے کہ دیوبندی مولوی صاحبان بالخصوص اس طرف متوجہ ہوں گے، کہ ہمارے کفر پر سب سے زیادہ اصرار انہی کو ہے، وہ مہربانی کر کے ان میں سے ایک ایک عقیدہ کو دیکھیں، اور اگر ان میں سے کسی ایک کو اسلام کے خلاف اور کفر کی طرف لے جانے والا پائیں، تو اس کے متعلق ہمیں اطلاع دیں، کہ اس عقیدہ کی وجہ سے ہم کافر ہو، لیکن محض کافر کہہ دینا کافی نہ ہوگا، جب تک قرآن کریم احادیث اور سلف صالحین کے اقوال و ارشادات سے ان کا عقاید کفر ہونا ثابت نہ کیا جائے، کیا وہ اس طرف متوجہ ہوں گے؟

احمدیہ پرنٹنگ پریس کمپنی

اس عنوان سے ایک اعلان کسی دوسری جگہ ہمارے عزیز دوست چودھری محمد حسین صاحب کی طرف سے درج ہے، جس میں چودھری صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک اپنے پریس کی ضرورت و اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے یہ تجویز کی ہے کہ ہمارے احباب اگر سو سو روپیہ کے کم از کم تین صد (۳۰۰) حصص لے سکیں، تو تیس ہزار روپیہ سے ایک اپنا پریس قائم کیا جا سکتا ہے جو قوم کیلئے مفید ثابت ہوگا،

اسی قسم کی ایک تجویز گذشتہ سال ماسٹر فقیر اللہ صاحب مہتمم دارالکتب اسلامیہ کی طرف سے ہوئی تھی، جس میں انہوں نے پانچ پانچ ہزار کے چھ حصص کی خواہش کی تھی، لیکن وہ تجویز غالباً حصص کی قیمت زیادہ ہونے کے باعث رہ گئی اسی لئے چودھری محمد حسین صاحب نے اب ایک حصہ کی قیمت صرف ایک سو روپیہ رکھی ہے، تاکہ کم استطاعت رکھنے والے اصحاب بھی اس میں شامل ہو سکیں، اور ہمیں معلوم ہوا ہے، کہ بعض اصحاب نے اس میں شمولیت کا وعدہ بھی کر لیا ہے،

بہرحال جہاں تک پریس کی ضرورت کا سوال ہے اس کا انکار نہیں ہو سکتا، پریس فی الحقیقت قومی زندگی کے لئے بمنزلہ جان ہے، اس وقت اپنا پریس نہ ہونے کی وجہ سے آئے دن بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بہت سی کتب و رسائل اور اشتہارات ہیں، جو غیروں کے دست نگر ہونے کی وجہ سے وقت پر شائع نہیں ہو سکتے، اور دوسروں کی منتیں کرنی پڑتی ہیں، بے شمار روپیہ محض اسی سبب سے ہماری جیبوں سے آئے دن نکل جاتا ہے، حالانکہ وہی روپیہ اگر اپنے پریس پر خرچ ہو، تو اس سے بہت سا منافع پیدا ہو کر ہماری قومی اغراض اور اشاعت اسلام میں کام آ سکتا تھا،

پس ضرورت ہے کہ ذی استطاعت اصحاب اس طرف متوجہ ہوں، موجودہ صورت میں یہ پریس ان کے لئے بہت کچھ ذاتی فوائد کا بھی موجب ہوگا، کیونکہ یہ ایک مشترکہ کمپنی کے سرمایہ سے چلایا جائے گا، اور اس کا منافع ہماری صدر انجمن یعنے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ذریعہ سے تقسیم ہوگا،

ایک ایک سو روپیہ کے حصص خریدنا کوئی مشکل امر نہیں، خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں بہت سے ایسے ذی مقدرت اصحاب موجود ہیں، جو کئی کئی حصص خرید سکتے ہیں، ایسے اصحاب کو ہم بالخصوص متوجہ کرتے ہیں، کہ وہ اس طرف قدم بڑھائیں، اور اس نیک تجویز کو بار آور کرنے میں امداد دیں، اس کے متعلق جملہ خط و کتابت سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے ہونی چاہیئے *

بقیہ صفحہ اول

مگر جب دوسرے دن کیمپ بذا کے نمائندے موقعہ پر گئے، تو منتظم ام ویدصاحب نے جس قدر خیمے وغیرہ نصب ہو چکے تھے، ان میں کسی ایک کے دینے سے بھی انکار کر دیا، اور کہا کہ پارک میں جو تھوڑی سی خالی جگہ پڑی ہے، اس میں مسلمان اور خیمے وغیرہ لگا لیں انتیجہ یہ ہوا کہ معاملہ صاحب ڈپٹی کمشنر تک پہنچا، صاحب موصوف موقعہ پر گئے اور کیمپ کو دوبارہ اسی طرح تقسیم کر دیا جس طرح پہلے کو منتظم ام وید صاحب نے منظور کر دیا تھا بلکہ مسلمانوں کو اس تقسیم سے کچھ خیمے اور چھولداریاں ان کی اپنی تجویز کردہ تقسیم سے زیادہ بھی مل گئیں، ان لیل و نہار کے ہوتے ہوئے اتحاد کیا محال ہے کہ ہندوستان میں قدم رکھے،

اہل شہر کی توجہ کے قابل

ضرورت ہے کہ اہل اسلام زیادہ تعداد میں شہر سے باہر جا کر دیکھ

ہماری تبلیغی کوششیں

جزائر شرق الہند کا مشن

الحمدللہ کہ مولانا مولوی احمد صاحب و مرزا ولی احمد بیگ صاحب ۱۸۔ مارچ کو پورے ایک ماہ کے سفر کے بعد جزائر شرق الہند میں پہنچ گئے ہیں، جملہ برادران اسلام سٹیشن پر موجود تھے، اور بڑے تپاک سے ملے، برادران موصوف لکھتے ہیں، کہ یہ لوگ سادے اور مخلص مسلمان ہیں، اور اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو عیسویت کے جال سے بچانے کی جد و جہد میں مصروف ہیں، لیکن چونکہ اُن کے پاس نہ تو کوئی مذہبی لیڈر ہے، اور عیسویت کے خلاف لٹریچر اس لئے انہیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی، یہاں بہت سے یمنی عرب ہیں، جو ان کی مذہبی رہبری کے مدعی ہیں، لیکن ان کی اپنی حالت اسلام کے پاک نام کے لئے ایک بدنما دھبہ ہے، اور وہی ان تمام بدرسوات اور بدکرداریوں کے ذمہ وار ہیں، جو یہاں کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں، وہ عام طور متعہ کرتے ہیں، اور گو اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں، لیکن اسلام کی تعلیم سے بہت دور پڑے ہوئے ہیں، اور ان کا خاص مقصد روپیہ کمانا اور عیاشی کرنا ہے، ان کی ان بدکرداریوں کی وجہ سے یہاں کے مسلمان اپنی لڑکیاں چینیوں اور عیسائیوں کو دینا پسند کرتے ہیں، بہ نسبت ان کے ان دنیا سے یہاں ایک عجیب بات دیکھی، کہ ہر ایک باشندہ سلطنت کو ۸ سے ۱۰ روپیہ سالانہ ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے، ہم یہاں انگریزی سفیر سے ملے، جو نہایت مہربانی سے پیش آیا، اور ایک گھنٹہ تک ہم سے گفتگو کرتا رہا، اس نے ہمیں نصیحت کی، کہ اپنا مقصد صرف اشاعت مذہب رکھیں، اور سیاسی معاملات میں دخل نہ دیں جس پر ہم نے اپنی جماعت کے اصولوں سے اسے آگاہ کر دیا۔ کہ ہم صرف اشاعت مذہب چاہتے ہیں، دوسرے امور سے ہمیں کوئی تعلق نہیں، ہم نے اسے بتایا کہ سیاسی مقاصد محدود دائرہ رکھتے ہیں، ہمیں دنیا کو مسلمان کرنا ایک عظیم الشان لامحدود مقصد ہے، انشائی اللہ وہ عیسویت کی بجائے اب خدا کا سچا دین دنیا میں غلبہ پائے گا، اس پر وہ بہت خوش ہوا، اور وعدہ کیا، کہ وہ ان ممالک میں اشاعت اسلام کے لئے ہر ممکن مدد دیگا، اسے ہم نے انگریزی رسالہ اسلام دیا، جسے اس نے شکریہ کے ساتھ قبول کر کے پڑھنے کا وعدہ کیا،

خدا کے فضل سے یہاں بڑا وسیع میدان اشاعت اسلام کے لئے ہے، ہم ان لوگوں کی زبان سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، تاکہ ہم انہیں ان کی زبان میں اسلام کی صحیح تعلیم پہنچا سکیں، احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں دین اسلام کی حفاظت و اشاعت کی بہت بہت توفیق عطا فرمائے،

احباب اپنے جملہ مبلغین کی کامیابی اور صحت تندرستی کے لئے باقاعدہ دعا فرماتے رہا کریں،

ڈاک امیر

برادر خلیل الرحمٰن صاحب پشاور نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا، کہ انہوں نے گذشتہ سال انٹرمیڈیٹ پاس کیا تھا، اور گھریلو ضروریات کی وجہ سے مزید تعلیم چھوڑ دی، اب اس سال کالج میں داخل ہونے کا ارادہ ہے، مجھے تعلیم کا زیادہ شوق ہے، لیکن میرے چچا صاحب بوجہ دکان کا کام کرنے کے مجھے دکان پر رکھنے پر خوش ہیں، میرے والد صاحب بھی تعلیم حاصل کرنے پر رضامند ہیں اس لئے آپ اس بارہ میں اپنی رائے سے مطلع فرمائیں،

حضرت امیر نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اگر آپ کی غرض بالآخر تجارت ہی میں پڑنا ہے جس میں اب آپ کے چچا صاحب آپ کو ڈالنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے آپ کی تعلیم کافی ہے، اور تجارت میں پڑ کر بھی کسی قدر مزید سلسلہ تعلیم کو اپنے طور پر جاری رکھ سکتے ہیں، البتہ اگر غرض یہ ہو کہ اپنے آپ کو کسی اور اعلےٰ کام کے قابل بنایا جائے، تو سلسلہ تعلیم کو جاری رکھا جائے ملازمت پر میں تجارت کو ترجیح دیتا ہوں، تجارت، اخلاق اور دینداری کی اچھی پیدا کرتی ہے، اور دنیوی فائدہ بھی اسی میں زیادہ ہوتا ہے،

محمودیت اور بہائیت

الفضل ۱۵۔ اپریل میں میاں صاحب کا ایک خطبہ جمعہ چھپا ہے جس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ میاں صاحب کو کس طرح حق و حقیت سے دشمنی ہے، بجائے معقولیت کے ساتھ جواب دینے کے جھٹ دوسروں پر حملے کرنے شروع کر دیتے ہیں، اب مولوی صاحب کا طرز استدلال ملاحظہ فرمائیے، ہم نے لکھا تھا کہ محمودی جماعت میں بہائیت کا پھیلنا میاں صاحب کی غلط تعلیم کا نتیجہ ہے، اس پر میاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ فلاں آگرہ والا، کراچی والا ایرانی مصری جو بہائی ہیں، کیا وہ محمودیت سے نکل کر بہائی ہوئے ہیں، سبحان اللہ کیا عجیب استدلال ہے، اس عقل کے قربان جس سے ایسے بے عقلی کے الفاظ نکلیں، جناب والا زیر بحث امر یہ تھا، کہ حضرت مسیح موعود کی نام لیوا قادیانی جماعت میں بہائیت کیسے آئی، نہ یہ کہ دنیا میں بہائیت کیسے پیدا ہوئی، اور کب پیدا ہوئی، ظاہر ہے۔ کہ آپ نے بہائی تعلیم کے استدلالات کی بنا پر حضرت نبی کریم کے بعد نبوت بلا شریعت کا اجرا جائز سمجھا، اور ایک معنے سے شریعت کو لعنت سمجھ کر اسے بند سمجھا آپ کے مریدوں نے جب آپ کے ان دلائل کو بہائی تعلیم کا سرقہ سمجھ کر غور کیا، تو انہوں نے نبوت کے ساتھ شریعت کا اجرا بھی رحمت سمجھ کر اسے قبول کر لیا، میاں صاحب کا دوسرا استدلال اس سے بھی عجیب ہے، فرماتے ہیں ”بہائیت غیر مبائعین کے گھر میں“ اور دلیل کیا ہے، کہ مولوی محمد احسن صاحب کا بیٹا بابی ہے، اور بقول میاں صاحب ”ہوا بھی اس اختلاف سے پہلے“ اس لئے بہائیت پیغامیوں کے گھر سے نکلی ہے، کیا عجیب دلیل ہے گویا ایک شخص کا (جو ہم سے اب تعلق رکھتا ہے) بیٹا چونکہ اختلاف سے پہلے کا بابی ہے، اس لئے بابیت پیغامیوں کے گھر سے نکلی ہے، پھر فرماتے ہیں چونکہ دیگر انبیاء و ماموریں کے وقتوں میں مرتد ہوتے رہے، کیا وہ بھی آپ کی تعلیم کا نتیجہ تھے سبحان اللہ قربان جائیے اس استدلال کے، یہ کس نے کہا اور کہاں سے آپ نے نکالا، انبیاء و ماموریں کے منکرین کو تو حق حاصل ہے، کہ وہ کسی کو مرتد کہیں، لیکن ایک غیر مامور کو معلوم یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا، کہ وہ اپنے منکروں کو مرتد کہے، اس طرح تو ہر ایک پیر اپنے اُن مریدوں کو جو دوسرے کی بیعت کر لیں، مرتد کہہ کر خوش ہو سکتا ہے، اور میاں صاحب کا یہ قدم ملانوں کے نقش قدم پر ہے، جو ہر ایک مخالف کو کافر و فاسق اور مرتد کہہ کر خوش ہو لیتے ہیں، پھر فرماتے ہیں ”ان پیغامیوں میں سے دہریہ ہوئے“ یہ تو میاں صاحب کو ہی خواب آیا ہو گا، کہ ہمارا کوئی آدمی دہریہ ہو گیا ہے، ورنہ جہاں تک ہمیں علم ہے، ہمارا کوئی ممبر نہ دہریہ ہوا نہ بفضل الٰہی ہے، اور نہ دہریت ہماری تعلیم کا نتیجہ ہو سکتی ہے، جس طرح بابیت میاں صاحب کی تعلیم کا نتیجہ ہے، یہ ممکن ہے، کہ میاں صاحب کے ہم عمروں میں سے جس نے ان کی صحبت سابقہ سے فیض حاصل کیا ہو، وہ ان کی موجودہ روش دیکھ کر دہریہ ہو گیا ہو لیکن وہ ہماری تعلیم یا صحبت کا نتیجہ نہیں، میاں صاحب ہمارے کسی ایک ممبر کا نام لیں، جو دہریہ ہو، ممکن ہے انہیں خیال ہو کہ چونکہ ان کے ایک معزز مرید نے ایک دہریہ کے ساتھ اپنی لڑکی کا ناطہ کیا ہے، وہ دہریہ شاید ہماری جماعت لاہور سے تعلق رکھتا ہوا لیکن یہ بھی غلط ہے، وہ میاں صاحب کے بنائے ہوئے گروہ کفار سے تعلق رکھتا ہوا یہ تو ہے حقیقت میاں صاحب کے الزامی جوابات کی جسے سنکر مریدین سبحان اللہ سبحان اللہ پکار اٹھے ہوں گے، کہ میاں صاحب نے لاہوریوں کو خوب آڑے ہاتھوں لیا،

اب نویسندہ خط پر جو جرح ہے، وہ قابل رد نہیں بلکہ قابل داد ہے اس کے خط کا اقتباس دیکھئے ”ہم حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے“ لیکن بیان اس کا یہ ظاہر کیا ہے ”حضرت صاحب ایک رنگ میں دعوے نبوت میں صادق تھے“ حالانکہ میاں صاحب خود جانتے ہیں، کہ ہماری جماعت بھی حضرت صاحب کو ایک قسم کے دعوے نبوت میں صادق مانتی ہے، لیکن باوجود اس کے نبی نہیں مانتی اس کے آگے میاں صاحب نے گواہوں کے تواتر کی شہادت پیش کی ہے، اور ہم یا نتیجہ میں کہ میاں صاحب سے کچھ معتبر گواہ کیسے ہوتے ہیں، ہم ان لوگوں کی چٹھی کا اقتباس ہرگز اپنے اخبار میں نہ دیتے، اگر میاں صاحب خدا ترسی سے کام لے کر اپنی خود ساختہ کمیشن کی مفصل رپورٹ معہ ملزمان کے بیانات کے اخبار میں شائع کر دیتے، لیکن چونکہ انہوں نے اپنے گدی خانہ میں بیٹھ کر یکطرفہ فیصلہ شائع کر دیا اس لئے اُن کو بھی اصل حقیقت کے اظہار کا موقعہ ملنا چاہیئے تھا، حضرت امیر نے اُن کے لمبے چوڑے خط کا اقتباس درج کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ ہم احمدیت کو بہر حال بابیت سے بہت افضل سمجھتے ہیں، گو میاں صاحب کے غلو نے اُسے [illegible] اس لئے جب ان بابیوں کا دوسرا خط آیا، تو حضرت امیر نے انہیں جواب لکھوا دیا، کہ ہم اپنے اخبار کو بابیت کی اشاعت کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتے،

میاں صاحب بابیوں کے خط کا جواب دیتے ہوئے جس کی صحت یا غیر صحت کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ہم پر بھی نظر عنایت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ”پیغامی ہمیشہ کہتے رہے ہیں، کہ قادیان کے بڑے بڑے لوگ ہمارے ساتھ ہیں، خاندان نبوت کے ایک شخص نے ہمارے پاس بیعت کی ہے“ نہ معلوم یہ خبر میاں صاحب کے کن معتبر گواہوں نے ان کو پہنچائی ہے، اور کس طرح انہوں نے اسے باور کر لیا، ہم جانتے ہیں کہ قادیان کے لوگوں میں سے غور و فکر اور سچ و جھوٹ کی شناخت کا مادہ اسی دن سے مفقود ہو چکا ہے جس دن سے انہوں نے ایک غیر مامور کے کہنے سے حضرت مسیح موعود کی کتب کے بعض حصص کو منسوخ مان کر حقیقی نبوت آپ کی طرف منسوب کر لی، اور امت محمدیہ کو یک قلم دائرہ اسلام سے باہر کر دیا، اس لئے اگر ایسے لوگ اپنے پیر کو خوش کرنے کے لئے ہم پر بہتان باندھتے رہیں، تو کوئی تعجب کی بات نہیں، ہم میاں صاحب کو یقین دلاتے ہیں، کہ ہم ان کے قادیانی مریدوں کو ایسا منصف مزاج اور دلیر نہیں سمجھتے کہ وہ حق کے لئے کسی مخالفت کی پروا نہ کریں، وہ بیچارے طرح طرح کی دنیاوی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، اس لئے ان کی مخلصی محال ہے،

(راقم احمدی لاہوری)

احمدیہ پرنٹنگ پریس کمپنی

موجودہ زمانہ میں یہ امر تسلیم کیا جا چکا ہے کہ اقوام کی طاقت اور عظمت کا نشان اس کا پریس اور اخبارات ہیں، جب تک کہ کسی قوم کے پاس اپنا پریس اور اخبار نہ ہو، وہ اس زمانہ میں کما حقہ ترقی نہیں کر سکتی یہ ضرورت اس قوم کے لئے اور بھی بڑھ جاتی ہے، جس کا مطمح نظر روئے زمین پر تبلیغ دین ہو، پریس کی طاقت سے عیسائی دنیا اپنے مذہب اور خیالات کو کل روئے زمین پر پھیلانے میں کامیاب ہو چکی ہے، اس لئے ہماری جماعت کو جس کا فرض اشاعت و حفاظت اسلام ہے، اپنا پریس مضبوط کرنا چاہیئے، اس وقت تک ہمارا سارا چھپائی کا کام دیگر مطابع میں ہوتا رہا ہے، جو حسب پسند نہ ہونے کے ساتھ ہی نہایت گراں پڑتا رہا ہے۔ اسی لئے ہم اپنا مذہبی لٹریچر ارزاں قیمت پر نہیں پھیلا سکے۔ اب خاکسار نے بعض دیگر احباب کی صحبت میں اپنا قومی پریس جاری کرنے کا ارادہ کیا ہے، جو مشترکہ تجارتی کمپنی کی صورت میں ہوگا، اور اس کی آمد و اخراجات کا جملہ حساب انجمن کی زیر نگرانی رہیگا، موجودہ دور میں اس [illegible] روپے فی حصہ حساب سے تین صد حصص پر مشتمل ہوگا، ہماری جملہ کتب اب مقبول عام ہیں، کہ انشاء اللہ اپنا مطبع ہو جانے کی صورت میں ان کی بکری بہت بڑھ جائے گی، اس لئے معقول منافع کی امید ہے، جو دوست حصص خریدنا چاہیں، وہ درخواست کے ساتھ حصص کے ساتھ نصف رقم بنام صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیج دیں، تاکہ ولایت سے مشینوں اور ٹائپ کا پیشگی انتظام کیا جا سکے، منافع انشاء اللہ انجمن کے ذریعہ ہی ماہ بماہ تقسیم ہوا کرے گا، والسلام،

خاکسار۔ محمد حسین،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی

کوئی سال ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ ۔۔۔ کے ایک شخص حبیب البنیٰ کی خط وکتابت مسئلہ نبوت پر حضرت امیر ایدہ اللہ سے ہوئی۔ اثنائے خط وکتابت میں حضرت امیر نے اسے لکھا۔ کہ ہم رسول کریم صلعم کے بعد کسی قسم نبوت کے قایل نہیں

. . . .

. . . .

. . . . ۔۔ن صاحب سے خط وکتابت شروع کر دی ۔۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے بیعت سے مجھے اتفاق نہیں ہوا ۔ مسئلہ نبوت میں آپ کے ساتھ متفق ہوں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا اجراء مانتا ہوا مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرتا ہوں۔ مگر ان کو مسیح موعود نہیں مانتا۔ اس لئے کہ اس کی بنیاد احادیث پر ہے۔ اور احادیث کو بندہ ذخیرہ خرافات تسلیم کرتا ہے باوجود ان تمام امورات کے کہ اس شخص نے حضرت مسیح موعود کا انکار کیا۔ اور حضرت صاحب کو دعوے مسیحیت میں معاذ اللہ جھوٹا قرار دیا۔ اور احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل سمجھا اخبار الفضل نے صرف اتنی بات پر کہ مولوی صاحب کے عقیدہ کا رد ہوتا ہے۔ اور میاں صاحب کے ساتھ صرف نبوت کو جاری ماننے میں یہ شخص اتفاق ظاہر کرتا ہے۔ بڑی کامیابی کا اظہار کیا۔ اور خوشیاں منائی گئیں۔ اور باوجود حضرت صاحب کا انکار کرنے کے اس کی تعریف کے راگ گائے گئے۔ اور یہ ظاہر کیا۔ کہ مولوی صاحب جیسا دشمن بھی اسکی رہنمائی کا باعث ہو کر ہمارے لئے باعث خیر ہوا۔ چنانچہ اخبار الفضل میں یہی عنوان باندھا گیا جو میں نے اوپر لکھا ہے۔ مجھے یہ پڑھ کر سخت قلق ہوا اور بوجہ اس معیت اور عقیدت کے جو ایک احمدی کو حضرت مسیح موعود کی ذات کے لئے ہونی چاہئے۔ لکھا کہ آپ کس ۔۔۔ رہے ہیں۔

ایک شخص جو پہلے ہی سے بابی مذہب رکھتا ہے۔ اور نبوت کا قائل ہے۔ اس نے آپ کو اپنا ہم عقیدہ دیکھکر آپ میں پناہ لے لی۔ اور ساتھ ہی حضرت صاحب اور احادیث کا منکر ہے۔ تو کون سی فتح آپ نے حاصل کی۔ مگر میری آواز کون سنتا ہے۔ وہاں تو یہ عالم تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود اور احادیث کا اگر انکار کرتا ہے تو بلا سے۔ اتنا کافی ہے۔ کہ مولوی صاحب کا رد کرے اور میاں صاحب کے عقیدہ کا ساتھ دے۔

اخبار الفضل میں بجائے اس کے کہ میری بات کا معقول جواب دیا جاتا۔ عملہ الفضل گالیوں پر اتر آیا۔ اور لکھا کہ اس امر کا ثبوت دو۔ کہ وہ شخص بابی ہے۔ اور امید ہے کہ تھوڑی دیر بعد وہ حضرت مسیح موعود کا شیدائی ہو جاوے گا۔ اور احادیث کو بھی مان لے گا۔

خدائی شان اس شخص کا حضرت صاحب کو ماننا تو درکنار۔ غیرت الٰہی نے آج یہ کرشمہ دکھایا۔ کہ اسی اخبار الفضل پر جس میں گالیاں دی گئیں . . . . جس میں حضرت صاحب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی مطلق پرواہ نہ کی گئی۔ بلکہ الٹا اس شخص کی حمایت میں حضرت صاحب کو ماننے والے سے جنگ کی گئی۔ یہ غضب الٰہی نازل ہوا۔ کہ اس کے کارپردازان سالہا سال سے بابی مذہب رکھتے ہوئے معلوم ہوئے۔ گویا اخبار مذکور بابیوں کے قبضہ میں تھا۔ جو میاں صاحب کے نمایندے ہونے کی حیثیت رکھنے کی وجہ سے ایسے مضامین الفضل میں لکھتے رہے جو بابی مذہب کی تائید میں تھے۔ اور ان کو علم بھی نہ ہوا۔ مگر آج اسی ہستی نے جو مخرج ما کنتم تکتمون ہے۔ اس راز کو افشا کیا اور انکی آنکھیں کھلیں۔ اور انکو نہ صرف جماعت سے خارج کیا بلکہ قادیان سے بھی نکال باہر پھینک دیا۔

اللہ اللہ غیرت کا مقام ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں۔ دیکھے۔ کان ہوں سنے۔ اور ۔۔۔ہو۔ تو غور کرے۔ کہ جب کوئی کسی کی ناحق دل آزاری کرتا ہے۔ تو اسکی دل آزاری کی جاتی ہے۔ انسان جسے اپنا دشمن خیال کر کے اس کی بھلی بات کو برا خیال کرتا ہے خدا کا زبردست ہاتھ دوسرے وقت وہی بات منوا کر چھوڑتا ہے۔ مجھ سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ اس شخص کے بابی ہونے کا ثبوت دیا جاوے حالانکہ اول حرف یہی اور کافی تھا۔ جو خود میاں صاحب کے مریدین ماننے چلے آئے ہیں۔ کہ نبی کریم صلعم کے بعد نبوت کا تسلیم کرنا یہ بابی مذہب ہے۔ دوئم سوائے ۔۔ دنیا میں نبوت کا اجراء سوائے میاں صاحب اور آپ کی جماعت اور بابی مذہب کے اور کوئی فرقہ مسلمانوں کا قبول نہیں کرتا۔ سوئم اول الذکر اصحاب اجرائے نبوت کے مسئلہ کو تسلیم کرتے ہوئے۔ حضرت مرزا صاحب اور احادیث کو بھی مانتے ہیں۔ اور شریعت محمدیہ کو منسوخ نہیں قرار دیتے ہیں۔ مگر موخرالذکر لوگ ان باتوں کے قائل نہیں۔ چنانچہ یہ شخص بھی حضرت کی نبوت کو تسلیم کرتا۔ اور باقی امور کا انکار کرتا تھا۔

خوشی کی بات ہے۔ اخبار الفضل تو درکنار خود میاں صاحب نے بھی آج اپنے خطبہ فرمودہ ۴ اپریل ۱۹۲۴ء مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۸ اپریل ۱۹۲۴ء میں جو انشاء اللہ کسی جگہ پڑھا جائے گا۔ اور حقانیت ظاہر ہوگی۔ یہی امور بابی مذہب کے لئے تسلیم کئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ جو شخص بہاء اللہ کا معتقد ہو وہ مرزا صاحب کو نبی نہ راستباز سمجھتا ہے۔ چنانچہ مولوی محفوظ الحق کا بھی عقیدہ تھا۔ مگر ہم میں جذب ہونے کے لئے اور شامل ہونے کے لئے کہتا رہا۔ کہ مرزا صاحب نبی تھے۔ ورنہ وہ مرزا صاحب کو نبی نہ راستباز سمجھتا ہے۔

امید ہے کہ اب اڈیٹر اخبار الفضل کو بابیوں کی خطرناک ریشہ دوانیوں کا اور دلایل کا خوب علم ہو گیا ہوگا۔ وہ خدا سے ڈرے۔ اس کے عزیز ساتھی جو اسکے کام میں شریک تھے۔ کیا ہوئے اور کدھر گئے۔ مسٹر حبیب البنیٰ نے تو صاف لکھا کہ میں مرزا صاحب کو نہیں مانتا نہ احادیث کو اور صرف نبوت کا قائل ہوں۔ یہ آپ کے بھائی نو برسوں تک حضرت صاحب کو مانتے رہے۔ احادیث کے قایل رہے۔ مگر آخر کار کیا ثابت ہوا۔ بے حیا۔ بے شرم۔ خائن۔ بددیانت۔ منافق۔ غدار جیسے کہ آپ فرماتے ہیں۔ اور ایسے چھپے رستم نکلے کہ ظاہر طور پر میاں صاحب کے نہایت مخلص۔ وفادار۔ جان نثار مرید اور باوجود مدتوں تک تنخواہیں پاتے رہنے کے اندر ہی اندر اپنے عقاید کی اشاعت اور میاں صاحب کے عقاید کا بطلان کرتے رہے . . . . .

اسمیں شک نہیں۔ کہ بابی لوگوں نے جب دیکھا۔ کہ روئے زمین . . . . کے مسلمانوں میں صرف ایک ہی جماعت ہے۔ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کے اجراء مانتی ہے۔ تو انہوں نے اپنے عقاید کے تبلیغ کے لئے ان میں میدان وسیع پایا۔ اور خواہ چھپ کر یا علانیہ ان میں داخل ہوئے۔ اور گند پھیلانا شروع کیا۔ جناب میاں صاحب نے اگرچہ اسی خطبہ میں انکار کیا ہے کہ اور کوئی شخص بابی خیال کا نہیں۔ مگر لاریب وہ لوگ اس گندی تسلیم کا بیج بو گئے ہیں۔ اور کچھ لوگ ملوث ضرور ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے ایک خطبہ میں میاں صاحب نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ بیس پچیس آدمیوں کے بارہ میں مجھے رپورٹ پہنچی ہے۔ کہ انہوں نے ان لوگوں سے میرے علم کے خلاف تعلقات پیدا کر کے اپنے نزدیک سست قلبی کا ثبوت دیا ہے۔ اور ایک شخص نے جسے میں عقلمند خیال کرتا تھا۔ مجھے لکھا کہ محفوظ الحق سے معانقہ کئے بغیر میں نہیں رہ سکا۔ آخر کسی کو کسی سے کوئی تعلق ہوتا ہی ہے۔ تو اپنے امام کے حکم کی پرواہ نہ کرتا ہوا تعلق کا اظہار کرتا ہے۔ پھر ان لوگوں کی بیویاں متاثر ہیں۔ جیسا کہ میاں صاحب خود فرماتے ہیں۔ کہ محفوظ الحق کی بیوی کے والدین نے چاہا۔ کہ وہ کچھ عرصہ یہاں ہمارے پاس ٹھہرے۔ اور بہاء اللہ کے دین کی تعلیم اسے معلوم ہو جائے۔ پھر بعد میں اس کی جو مرضی ہو کرے۔ اس عبارت سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ وہی مذہب رکھتی ہے۔ جو اس کے خاوند کا ہے اور کہ ہر دو کی مرضی کے خلاف سمجھانے بجھانے کو روکا گیا ہے۔

میاں صاحب کو ہم لوگوں سے کچھ ایسا عناد ہے۔ کہ خواہ مخواہ محفوظ الحق کی اس بات کی تردید میں کہ "قادیانی گروہ میں کئی دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں"۔ ہمارا ذکر بھی لے آئے ہیں۔ کہ پیغامی ہمیشہ کہتے رہے ہیں۔ کہ قادیان کے بڑے بڑے لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ خاندان نبوت کے ایک شخص نے ہمارے پاس وصیت کی ہے اور قادیان کے کئی لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ اور ہمیں بھی خیبر سے خفیہ سوسائٹی والا اور جوڑ توڑ باز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ فقرے میں نے کسی جگہ نہیں پڑھے ہیں۔ اگر میاں صاحب حوالہ دیں تو کچھ عرض کر سکتا ہوں۔

البتہ میاں صاحب کے دو خطبوں سے جیسا کہ اوپر دکھایا گیا ہے ثابت ہے ۔۔۔ کچھ ۔۔۔ بھی محفوظ الحق کے رنگ میں رنگے جا چکے ہیں۔ اور اس امر کا بڑا خطرہ محسوس کیا گیا ہے

اگر میاں صاحب بے فائدہ ہمارا ذکر فرمایا کریں۔ تو ہمیں کیا سروکار نہیں کوئی اور ان کے مرید جو چاہیں کریں۔ ہماری طرف سے پھر بھی ان کا لحاظ ہی ہوتا ہے اس لئے کہ اول ہمارے حضرت مسیح موعود کے فرزندی کا شرف ان کو حاصل ہے۔ پھر ہم میں ۔۔ ان کے دست مبارک پر کچھ وقت کے لئے منسلک رہے ہیں۔ یہ بھی محفوظ الحق کی خواہش کے مطابق کل کا کل شایع نہیں کیا۔ بلکہ اقتباس۔ لیکن اگر مولوی صاحب کے خلاف اس قسم خط الفضل کو ملتا تو وہ ہرگز اس کی اشاعت سے دریغ نہ کرتا۔ افسوس تو یہ ہے۔ کہ میاں صاحب پر اس احمدی کو جو میاں صاحب سے اختلاف رائے رکھتا ہو۔ اور خواہ کتنا حضرت مسیح موعود کو ماننے والا ہو۔ اور آپ کا جان نثار ہو خارج از جماعت۔ دشمن احمدیت۔ اور مسیح موعود۔ اور فاسق یقین کرتے۔ اور جو ہمارے چماروں کا مرتبہ دیتے ہیں۔ اور خیال نہیں کرتے۔ کہ میرے ابا جان کے غلامی کا دم بھرتے ہیں اور کہ میرے ابا جان کے باغ کے درخت کیا پھل لائے۔ اور حضرت صاحب پر کس قدر خطرناک حملہ ہوتا ہے۔

میاں صاحب کا پہلے تو یہ عقیدہ تھا۔ کہ جو مسلمان حضرت صاحب کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ گویا حضرت نبی کریم صلعم کو ماننا اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ اب کچھ فایدہ نہیں دیتا۔ مگر اب یہ دوسرا قدم اٹھایا گیا ہے۔ کہ جو میاں صاحب کو نہیں مانتا۔ وہ فاسق ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کا ماننا بھی کچھ فایدہ نہیں دیتا۔ ابھی نہ معلوم اور کیا کیا عقیدے بنیں گے اور کیا کیا مٹیں گے۔

(یکے از خادمان حضرت مسیح موعودؑ)

مسئلہ نبوت پر ایک مولوی کے ساتھ م[ـباحثہ]

جمعیت دعوت والتبلیغ اسلام لاہور کی طرف سے ضلع کانگڑہ میں ایک مولوی صاحب تعینات ہیں، جن کا اسم گرامی مولوی محمد خورشید ہے، تبلیغ اسلام تو مولوی صاحب خدا جانے کرتے ہیں یا نہیں، مگر ہمارے سلسلہ کے خلاف جہلا کے طبقہ میں خلاف واقعہ باتیں شدومد سے پھیلا . . . . رہے ہیں اور تبلیغ اسلام اسی کو سمجھ رکھا ہے، کہ مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کے اندر تفرقہ ڈالا جاوے، جب مجھے ان کی اس چال کا علم ہوا، تو میں اول تو چند روز تک خاموش رہا، مگر آخر مجبور ہو کر ۲۹ مارچ ۱۹۲۴ء کو میں نے ان کو چیلنج دیا، کہ وہ صداقت حضرت پر میرے ساتھ مباحثہ کریں، مولوی صاحب نے اس چیلنج کے جواب میں لکھ بھیجا کہ میں فی الحال کانگڑہ کو جا رہا ہوں، وہاں سے واپس آکر مباحثہ کروں گا، آخر واپس آنے پر انہوں نے یکم اپریل کو بحث کرنے کے لئے وعدہ کیا، مگر افسوس ہے کہ وہ اس روز بحث کرنے سے گریز کر گئے، اگلے روز یعنی ۲ اپریل ۱۹۲۴ء کو جب ہم نے ان کے حواریوں کو غیرت دلائی، تو مولوی صاحب بحث کے لئے تشریف لائے، مقام مباحثہ پر پہنچکر مولوی صاحب اور ان کے حواری یہ کہکر چلنے کو طیار ہو گئے کہ آدمی بہت تھوڑے جمع ہوئے ہیں، آخر جب ہماری طرف سے اصرار ہوا تو قہر درویش بر جان درویش، مولوی صاحب کو میدان میں آنا پڑا، بحث نبوت حضرت مسیح موعود پر تھی، مولوی صاحب کے ذمہ اس بات کا ثبوت تھا، کہ حضرت مرزا صاحب نے حقیقی نبوت کا دعوے کیا ہے، اور میری جانب سے اس کی تردید تھی بحث کا وقت سوا گھنٹہ تک تھا، مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے چند ایک الہامات جن میں نبی اور رسول کے الفاظ آتے ہیں، پڑھکر یہ کہا، کہ ان الہامات سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے، کیونکہ نبی اور رسول کے الفاظ حقیقی انبیاء اور رسل کے لئے ہی مستعمل ہو سکتے ہیں،

اس کے جواب میں میں نے خود حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ اور عبارات پڑھکر بتلایا کہ مرزا صاحب کا دعوے حقیقی نبوت

کا نہیں ہے بلکہ ظلی اور بروزی نبوت کا ہے، اور ظلی اور بروزی نبوت اس امت میں جاری ہے، الہامات میں جو الفاظ نبی اور رسول کے آئے ہیں، ان کی وہ تشریح اور تفسیر جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف تصنیفات میں کی ہے، پیش کی گئی، پہلے اولیاء کے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ دکھائے، اناجیل میں جہاں جہاں غیر نبیوں کا نبی اور رسول کے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے، وہ مقامات پیش کئے گئے، دوران مباحثہ میں مولوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ وحی صرف انبیاء کو ہو سکتی ہے، قرآن شریف سے اس غلط خیال کی تردید کی گئی، جب میں نے دوران مباحثہ میں دیگر اولیاء اللہ کے دعاوی پیش کئے، تو مولوی صاحب جواب میں فرمانے لگے کہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ شعبدہ باز تھے، اس پر میں نے اس سلوک کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا، جو مولویوں نے گذشتہ بزرگان دین سے کیا ہے، مختصر یہ کہ اس مباحثہ کا اس جگہ بہت اچھا اثر پڑا ہے، کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنا اس عہد کے مولویوں کا افترا ہے، والسلام،

خاکسار سردار خاں مسلم مشنری متعینہ در رسالہ ضلع کانگڑہ

اخبار احمدیہ

میر مدثر شاہ صاحب پشاور سے تحریر فرماتے ہیں، کہ راولپنڈی میں محمودیوں سے ان کی بحث ہوئی، تو انہوں نے پیش کیا، کہ جب بقول محمودی صاحبان باب نبوت کھلا ہے، تو پھر صاحب شریعت نبی کیوں نہیں آسکتا، جبکہ بہاء اللہ کی ایک قوم موجود ہے، جو اس کو صاحب شریعت قبول کرتی ہے، اور بہائیت اور محمودیت میں کوئی فرق نہیں، محمودی اگرچہ زبانی احکام قرآنی کی منسوخی کے قائل نہیں، لیکن عملاً وہ بعض احکام قرآنی کو منسوخ قرار دیتے ہیں، مثلاً حضرت صاحب کی بعثت سے قبل غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز تھی، لیکن اب ناجائز ہے، ان سے رشتہ ناطہ حلال تھا، لیکن اب حرام ہے، پہلے محمد رسول اللہ کی شہادت ادا کر کے غیر مسلم مسلمان ہو جایا کرتے تھے، لیکن اب لاکھ دفعہ محمد رسول اللہ کی شہادت غیر مسلم ادا کرے، وہ دائرہ اسلام میں نہیں آسکتا، جب تک کہ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار نہ کرے، اسی طرح جہاد کا حکم منسوخ ہے، غیر احمدی پہلے مسلمان تھے، اب قطعی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اگر یہ شریعت میں تغیر و تبدل نہیں تو اور کیا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو بہائیت اور محمودیت میں اصولاً کوئی فرق نہیں، جو طرز استدلال نبوت کے بارے میں ان کا ہے وہی ان کا ہے، اسی لئے قادیان کے بہائی جب قادیان کے اخبارات میں کئی سال تک ایسے مضامین لکھتے رہے، تو سارے محمودی انہیں اپنی تائید میں سمجھتے رہے، اور کسی نے کوئی فرق محسوس نہ کیا، لیکن جب انھوں نے اپنا بہائی ہونا علانیہ ظاہر کیا۔ تب محمودیوں کو فکر پڑی، اور اخبارات کی پڑتال شروع ہوئی، اس سے صاف ثابت ہوتا ہے، کہ فی الواقعہ محمودیت اور بہائیت کے عقائد میں کوئی فرق نہیں، صرف نام میں فرق ہے،

منشی اللہ داد خاں صاحب برہجپوٹ ناشر مسولہ جملہ احباب سے دعا کے خواستگار ہیں، کہ اللہ تعالیٰ انہیں مشکلات سے رہائی عطا فرمائے،

ہمارے ایک مہربان رئیس ضلع آگرہ جن کے علاقہ میں ہمارے مبلغین کام کرتے رہے ہیں، اپنے ایک تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

میرے پاس دعوۃ عمل پہنچی، اور میں نے اسے غور سے دیکھا ابتدا میں جب میں نے بموجودگی چودھری صاحب (سردار خاں صاحب) آپ کے عقاید کی کتابوں کو دیکھا، تو کوئی بات خلاف اپنی طبیعت اور سمجھ کے نہ پائی، اور مجموعی حالت سے میرا قلب خاص طور پر متاثر ہوا، اور یہ بات میں اپنے دل میں اب بھی پاتا ہوں، کہ ایک خاص قسم کی الفت مجھ کو ہے، اور وہ محض اس وجہ سے کہ خادم اسلام ہو اور سچی طپش اسلامی دل میں ہے، ممکن ہے کہ آمرزش کا یہی ذریعہ کافی ہو، جتنا مرزا صاحب مرحوم کو محمودیوں نے بدنام کیا، آپ نے اتنا ہی نیک نام کیا، غرضیکہ اعمال انجمن قابل قدر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے سچا درد رکھنے والے

اس نیک گروہ کو خادمان اسلام کے زمرہ میں شامل کرے، اور اس کے راستہ سے جملہ حجابات دور ہوں کہ اصل حقیقت اللہ تعالیٰ اس پر کھول دے، کیونکہ بجز اس قادر و توانا کے کوئی صحیح راہ نہیں دکھا سکتا،

ملک محمد اکبر صاحب کشمیر سے لکھتے ہیں، کہ درسگاہ سلسلہ پر گذشتہ آٹھ یوم سے حدیث و فقہ پر درس جاری ہے، سامعین بکثرت آتے ہیں، دوران درس میں سامعین اپنے شکوک بھی بیان کرتے رہتے ہیں، جنہیں مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب نہایت خوبی سے سمجھا دیا کرتے ہیں، دقیانوسی ملا نے اپنے وعظوں میں اپنے کند ہتھیار تکفیر کو چلانے رہتے ہیں، جو خود ان کی اپنی گردنوں پر پڑتی ہے، اور وہ سمجھدار مسلمانوں کی نظروں میں گر رہے ہیں، ایک کشمیری دیوبندی ملاں ہمارے خلاف بہت سے اشتہارات پنجاب سے لے گیا ہے لیکن نتیجہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اور انشاء اللہ یقین ہے کہ اگر ہمارے نوجوان بھائی اسی محنت اور استقلال سے کام کرتے رہے تو کشمیر کے مخالفوں کی کمر جلد ٹوٹ جائیگی،

ڈاکٹر علی اختر صاحب بہار سے لکھتے ہیں کہ آریوں نے مسلمانوں کو چیلنج دے رکھا تھا، کہ جو مسلمان مباحثہ کرنا چاہے، وہ میدان میں آئے، وہاں کے مولوی صاحبان کو ایک احمدی کا آنا سخت ناگوار گذرا، انھوں نے سخت مخالفت پھیلا دی، باوجود اس کے مباحثہ بڑا کامیابی سے ہوا، ڈاکٹر صاحب اکیلے تھے، اور آریہ چھ چھ آدمی تاہم وہ کچھ نہ کر سکے، خاتمہ مباحثہ پر مسلمانوں نے ڈاکٹر صاحب کو گود میں اٹھا کر سارے بازاروں میں پھرایا، اور اس طرح خدا نے اسلام و احمدیت کا بول بالا کیا، اور ملانوں کا منہ کالا کیا، آریوں کا جلسہ ختم ہونے کے بعد گیدڑ ملاں اپنی غاروں سے نکل آئے، اور نائب امیر شریعت کو بھی بلوایا، جس نے آریوں کے اعتراضات کا تو کیا جواب دینا تھا، یہی اعلان کرتا رہا، کہ احمدی کافر ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی مددگار احمدی جماعت اس علاقہ میں پیدا کر دے، تاکہ دین حق کا بول بالا ہو،

اخویم عبد الشکور صاحب پسرور سے لکھتے ہیں کہ ۲۵۔ فروری سے باقاعدہ تمام جماعت صبح شام ایک جگہ نماز ادا کرتی ہے، ماہ رمضان میں جناب قاضی نثار محمد صاحب تراویح پڑھاتے ہیں، امید ہے کہ قاضی صاحب جن کے دل میں قومی ترقی کا خاص خیال ہے۔ اپنی جماعت کی مضبوطی اور ترقی کی طرف خاص توجہ فرمائیں گے، اور جماعت میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کریں گے بحث مباحثوں سے دوسروں پر اتنا اثر نہیں ہوتا، جتنا نیک نمونے اور خدمت اسلام کرنے سے ہوتا ہے، خدا کے فضل سے قاضی صاحب ان تمام کاموں کے لئے موزوں ہیں، صرف توجہ کی کمی ہے،

۱۰۔ اپریل صبح ۹ بجے بروز جمعرات برادر عبد الشکور صاحب کی دادی صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے، مرحومہ بہت صالحہ تھیں، اور حضرت مسیح موعود کی مخالفت سے لوگوں کو روکتی رہتی تھیں، احباب ان کا جنازہ غائب پڑھ دیں،

میکلیگن انجنیرنگ کالج کا داخلہ

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ مغلپورہ لاہور میں ایک میکلیگن انجنیرنگ کالج قائم ہوا ہے، اس میں داخلہ کے متعلق ذیل کا اعلان شائع ہوا ہے:۔

جماعت الف۔ اس جماعت میں دس طلبا کی ضرورت ہے جن کو ایک کھلے مقابلہ کے امتحان کے نتیجہ سے چنا جائے گا اور ان کی جسمانی صحت کو بھی مدنظر رکھا جائے گا،

امیدواروں کے لئے ذیل کی شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے،

(۱) درخواستیں ایک چھپے ہوئے فارم پر آنی چاہئیں، جو کالج کے دفتر سے مل سکتا ہے، یہ فارم پر ہو کر پرنسپل کے پاس ۳۔ مئی سے پہلے پہلے آجانا چاہیے،

(۲) امتحان کی فیس مبلغ پچیس روپے (۲۵) روپیہ درخواست کے ساتھ آنی چاہیے،

(۳) امیدواران کی عمریں یکم اکتوبر ۱۹۴۲ء کو ۱۷ سال سے کم یا ۱۹ سال سے زیادہ نہ ہونی چاہئیں، عمر کے متعلق شہادت کا پیش کرنا ضروری ہے،

(۴) کامیاب طلباء کو ایک فارم پر جو انہیں بھیجا جائے گا ۔ طبی سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہوگا، اس کالج میں داخلہ کا امتحان ۱۶۔ جون سے ۱۸۔ جون تک منعقد ہوگا، کالج کے اخراجات قریباً سو روپیہ ماہوار ہیں،

جماعت ب اس جماعت میں چالیس طلبا کی ضرورت ہے، جن کو ایک کھلے مقابلہ کے امتحان کے بعد چنا جائے گا، درخواستیں ایک چھپے ہوئے فارم پر ہونی چاہئیں، جو کالج کے دفتر سے مل سکتا ہے، ریلوے حکام کے ذریعہ سے بھی درخواستیں بھیجی جا سکتی ہیں، مثلاً کیرج اینڈ ویگن سپرنٹنڈنٹ، لوکو سپرنٹنڈنٹ الکٹریکل انجینیر، سگنل انجینیر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور،

امیدواران کے لئے ذیل کی شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے،

(۱) یکم اکتوبر ۱۹۴۲ء کو ان کی عمریں ۱۵ سال سے کم یا اٹھارہ سال سے زیادہ نہ ہونی چاہئیں،

(۲) درخواست کے ساتھ عمدہ اخلاق کا ایک سرٹیفکیٹ آنا چاہیے،

جن امیدواران کو امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دی جائے گی، ان کو اس کی اطلاع پہنچائی جائے گی، اور ان کی طرف آٹھ روپیہ فیس داخلہ پرنسپل کے نام ۳۰ مئی سے پہلے پہلے آجانی چاہیے، امتحان ۵ اور ۶ جون ۱۹۴۲ء کو منعقد ہوگا،

جن امیدواروں کو داخل کر لیا جائے گا، انہیں مبلغ ۱۲ روزانہ تنخواہ دی جائے گی،

کالج کے اخراجات مبلغ ۳۶ روپیہ ماہوار ہوں گے،

تریاق چشم پر تنقید

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ذیل کی چند سطور درج اخبار فرما کر ممنون فرمادیں،

ایشیائی دماغ بھی بعض وقت حیرت انگیز ایجاد کرتا ہے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ مگر ایشیائی پبلک کی سرد مہری اور ناقدرشناسی ایسے داعوں کے حوصلہ کو پست کر دیتی ہے مگر یورپ میں ایسی حالت نہیں۔ وہاں کی ایجادات نہ صرف وہاں بلکہ تمام دنیا میں مقبول ہو جاتی ہیں۔

شکر ہے۔ کہ اب اس بر عظم میں بھی اپنوں کے لئے ہمدردی کا احساس پیدا ہونے لگا ہے۔ اور اغیار کے مقابلہ میں اپنے لوگوں کو ترجیح دی جانے لگی ہے۔

ہمارے ایک احمدی دوست نے ایک سرمہ ایجاد کیا ہے جس کا نام عنوان میں درج ہے۔

وہ حیرت انگیز طریق سے آنکھوں کے ککروں۔ خارش۔ و کھجلی کو دور کرتا ہے۔ آنکھ کی سرخی کو کاٹ دیتا۔ جیرڑوں کے متورم مادہ کو خارج کر کے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کر دیتا ہے بالخصوص بچوں کے ہر قسم کے آشوب چشم کے لئے یہ سرمہ فی الواقع تریاق ہے۔

میں نے خود اس کو استعمال کیا ہے۔ اور اس وقت تک میرا قلم اس موضوع پر نہیں اٹھا۔ جب تک اس کے حیرت انگیز نتائج کو میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیا۔

اخبار ذوالفقار اور الفضل وغیرہ نے اس پر تنقید میں لکھی ہیں پرائیویٹ اشخاص نے اس پر بہترین ریویو کئے ہیں۔

چونکہ یہ چیز فی الواقع مفید ہے۔ میں نے ضروری سمجھا کہ احمدی پبلک کو اسے مطلع کروں۔ مفصلہ ذیل پتہ سے اس کو طلب کیجیے۔ قیمت ۸ر بالجر وچیہ فی تولہ ہے۔

مرزا حاکم بیگ احمدی۔ موجد تریاق چشم گرمی شاہدولہ گجرات پنجاب،

خاکسار محمد حسن بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ پلیڈر۔ گجرات۔

ضرورت

دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے واسطے دو کلرکوں کی ضرورت ہے، جو انگریزی اور اردو نوشت و خواند کا کام عمدہ طریق پر کر سکیں،

ظہور احمد۔ جائنٹ سیکرٹری،

تازہ خبریں

زائرین عراق کے لئے ہدایات

پٹنہ ۱۲ر اپریل اوڑیسہ کی حکومت نے حسب ذیل اعلان جاری کیا ہے۔ عراق کے زائرین کو ان مشکلات کی نسبت تنبیہ کی جاتی ہے۔ جو ایسے اشخاص کو پیش آتی ہیں۔ جو پورا انتظام کرکے نہیں جاتے معلوم ہوا ہے۔ کہ از کم ایک سو روپیہ کی رقم عراق میں جانے وہاں مہینہ بھر ٹھہرنے ہدایا و اوقاف کے چڑھاوے ادا کرنے کیلئے کافی ہوگی۔ عراق ریلوے کے ڈائرکٹرز نے انتظام کیا ہے۔ کہ حاجیوں کے لئے تیسرے درجے کے کرایہ میں تخفیف کر دی جائے یہ ٹکٹ حکومت عراق کے ایجنٹ مقیم بمبئی سے مل سکیں گے۔ پوری زیارت کرنے کے لئے۔ ریلوے سفر کا ٹکٹ بیالیس روپیہ بارہ آنہ میں مل سکے گا۔

دیش بندھو داس کے انگلستان جانے کی افواہ

لندن ۱۹ر اپریل لندن میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ مسٹر سی آر داس عنقریب لندن آنے والے ہیں۔ اور مسٹر بیرن ہیکڈ نیلڈ اور لارڈ اکیویر سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ دفتر وزارت ہند کو اس اطلاع کا سرچشمہ کا علم نہیں ہے ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ مجھے سرکاری طور پر بتلایا گیا ہے۔ کہ وائٹ ہال کو مسٹر سی آر داس کے عزم آمد انگلستان کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی پچھلے دنوں ہندوستان سے بہت سے آدمی وائٹ ہال میں آئے اگر انتہا پسند آئیں۔ تو انکا بھی خیر مقدم کیا جائے گا۔ اور ان کی باتوں کو نہایت توجہ اور صبر سے سنا جائے گا۔

ستر اشخاص کو اڑا لے گئے

الہ آباد۔ ۱۹ر اپریل۔ اخبار پائنیر کا سرحدی نامہ نگار پیام برقی کے ذریعہ سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ۱۹ر اپریل کو ایک زبردست حملہ ہو جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حملہ آور ستر اشخاص کو بھگا کر لے گئے۔ یہ حملہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور دربان کے درمیان سڑک پر واقعہ ہوا۔ گرفتار شدہ اشخاص میں سے سات اپنی جان چھڑا کر واپس آگئے۔ اس حملہ میں بین کیس مسعود شامل تھے۔ جن کا سرغنہ مشہور بدمعاش بکتا تھا

سوراجی سیاست دان کی خودداری

بمبئی ۱۹ر اپریل پنڈت موتی لال نہرو نے بمبئی کے حاضرین کے سامنے موجودہ ملکی سیاسی حالات کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ یہاں مہاتما گاندھی اور سوراجی رہنماؤں کی مشاورت کے سلسلہ میں آئے ہوئے ہیں۔ اور ہندو اور مسلمان رہنماؤں کی کانفرنس کے لئے انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے دیوان عام کے مباحثہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ حزب العمال کی حکومت کے رویہ نے سوراجیوں کی حیثیت پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ آپ نے کہا۔ کہ سوراجیوں کو پارلیمنٹ یا حزب العمال پر اعتماد اور امید ہی نہ تھی۔ آپ نے کہا۔ کہ میں یقین نہیں کرتا۔ کہ حکومت ہند لارڈ کرزن کے طور سے کے ساتھ اتفاق کرے گی۔ کہ ہندوستان میں رائے دینے کا حق وسیع ہو جانا چاہئے کیونکہ اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ سوراجی ارکان کو زیادہ تعداد میں کونسلوں میں جانے کا موقعہ مل جائے گا۔

آپ نے مسٹر ریڈوڈس کے اس اصرار پر اظہار استعجاب کیا۔ کہ عوام کے رہنماؤں کے ساتھ مشورہ کرنے کے لئے موالات کا ہونا لازمی ہے آپ نے سوال کیا۔ کہ آیا اس طریقہ سے حکومت برطانیہ کے یہ دعوے پورے ہو جاویں گے کہ وہ راہنماؤں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔

آپ نے سوراجی جماعت کے کام اور کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے۔ کہا۔ کہ اس نے بیان کردہ نمائندگی کی حکومت کا پول کھول کے رکھ دیا آخر میں آپ نے اعلان کیا۔ کہ جب تک قانون حکومت کا ذلت آمیز اور خلاف فطرت عنوان قائم ہے۔ اس وقت سوراجی شاہی کمیشن یا حکومت کی تحقیقات کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں گے۔

مسٹر ڈی جے بنل جلسہ کے صدر تھے۔ آپ نے مسٹر ریڈوڈس کے اس انکار پر مسرت کا اظہار کیا۔ کہ شاہی وفد نہ بھیجا جائے کا کیونکہ اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ اسمبلی میں سوراجیوں اور آزاد خیال ارکان کا موقعہ اتحاد پر قائم رہے گا۔ آپ نے اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ کونسلیں ہی موثر ترک موالات کا حقیقی مرکز ہیں

مدراس میں ڈاکخانوں کی پانچویں کانفرنس

مدراس۔ ۲۰ر اپریل آج مسٹر اے رنگاسوامی آئنگر رکن مجلس وضع قوانین کے زیر صدارت مدراس کی پانچویں پوسٹل کانفرنس منعقد ہوئی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ حکومت عمال محکمہ پر اقتدار ہو جانے کے وجہ سے ڈاکیوں کے ان حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کیا جائے گا۔ کہ وہ اپنی تنظیم کریں۔ اور زیادہ مشاہرہ کا مطالبہ کریں۔ جمہور اور ڈاکیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں تاکہ ڈاکخانہ تجارتی نہیں بلکہ قومی ملازمت خیال کیا جائے۔

انہوں نے ڈاکخانہ اور تارگھر کے اجتماع پر نکتہ چینی کی۔ اور بتایا۔ کہ کس طرح ڈاک خانہ کا منافع تارگھر میں صرف کیا جاتا ہے مسئلہ تخفیف کے متعلق انہوں نے کہا۔ کہ تارگھر کی سیکشن میں کفایت شعاری کی زیادہ گنجائش ہے۔

ہرپور کے فسادات

الہ آباد ۱۹ر اپریل ہرپور کے فسادات کے متعلق میرٹھ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ سب ڈویژنل افسر نے سخت ضرورت کے وقت گولی چلائی ہے۔ افسر موصوف کو چھ سات سو آدمیوں نے گھیر لیا تھا۔ اور ان کا رویہ بھی ابتر تھا۔ متعدد گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں

عدالت خفیفہ پونا

پونا۔ ۱۹ر اپریل۔ ڈی۔ اے۔ مرلیدار سابق ناظر عدالت خفیفہ پونا کا مقدمہ مسٹر ودگرس سٹی مجسٹریٹ کے اجلاس میں پیش ہوا۔ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ اس نے عدالت مذکور کی ۱۳۶۴۴ روپیہ ۱۴ آنہ ۵ پائی کی رقم غبن کی۔ ملزم ناظر ہونے کی حیثیت سے وہ تمام روپیہ وصول کرتا تھا۔ جو عدالت خفیفہ میں قواعد مروجہ کے تحت جمع ہوتا تھا۔ اور اس کا فرض تھا۔ کہ سول ڈیپارٹ رجسٹر کے مطابق اگر دو سو سے زیادہ روپیہ ہو۔ تو اسے خزانہ میں داخل کرے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ نے اپنے افسروں کو اس بات پر رضامند کر لیا تھا۔ کہ کیش بک کا رجسٹر کے ساتھ مقابلہ نہ کیا جائے۔ اور روپیہ خزانہ کے بجائے اس کے پاس جمع رہے

جب مسٹر ایلڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پونا کو اکوئنٹنٹ جنرل بمبئی کی طرف سے یہ شکایت موصول ہوئی۔ کہ عدالت خفیفہ پونا کا حساب نہیں پہنچا ہے۔ تو انہوں نے فوراً مرلیدار کی جگہ ایک دوسرا آدمی مقرر کرکے تحقیقات کا حکم دیدیا۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ کیش بک میں بعض رقوم کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ خزانہ میں داخل کر دی گئیں لیکن وہ داخل نہیں ہوئی تھیں۔ اس طرح ۱۳ ہزار کی کمی واقع ہوئی تھی۔ یہ غبن کا سلسلہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۲۲ء سے ۳ مارچ ۱۹۲۴ء تک جاری رہا۔

مرلیدار ۵۰ ہزار کی ضمانت پیش نہ کر سکا تھا۔ وہ تا ختتام تحقیقات پولیس کی حراست میں دے دیا گیا۔

سرحد برہما پر لوٹ مار

رنگون ۱۸ر اپریل۔ رنگون گزٹ نے اطلاع شائع کی ہے۔ کہ حال میں برہما کی شمال مغربی سرحد پر چھاپہ مارا گیا۔ تقریباً تین سو چینی باغی کئی دیہات پر حملہ آور ہوئے۔ اور مکانوں کو لوٹنے کے بعد ان میں آگ لگا دی۔ باشندوں میں کھلبلی مچ گئی۔ سرحدی ناکوں پر مزید پولیس روانہ کر دی گئی ہے۔ کچھ عرصہ سے بدمعاشوں کے آوارہ گردوں کی وجہ سے سرحد پر بدامنی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ لیکن سوائے معاملہ کے اور کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی کہ آوارہ گروہ حملہ کو کوشش کریں گے۔ اب اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ ملکھام سے چند میل کے فاصلہ پر روک دئے گئے ہیں ہنوز یہ نہیں معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے کتنا نقصان کیا۔ گذشتہ کو میام سے فوجی پولیس اور تقریباً ایک سے روانہ ہوئی اس کا کمانڈار بیجر ولی بے گاڈث تھا۔ اس کے ماتحت میں اس سپاہ کی کمان بھی ہے۔ جو بشیو سے روانہ ہوئی۔

مصر میں قتل

ہیلیو پولس ۱۹ر اپریل۔ برطانوی ہوائی فوج کا ایک کارپورل کرو ڈالا گیا ہے۔ دو آفندیوں پر اس قتل کا شبہ کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک کو گرفتار کر لیا گیا ہے

کارپورل گذشتہ رات ساڑھے دس بجے اس جگہ میں قتل ہوا تھا۔ جو ہوائی جہازوں کے دفتر سے ملحق ہے۔ ایک راستہ چلنے والے شخص نے تنازعہ کی آواز سنی اور دو آفندیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ ہوائی فوج کے چند آدمیوں نے قاتلوں کا تعاقب کیا۔ اور ایک کو گرفتار کر لیا۔ جس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا۔ جو خون سے رنگین تھا۔ اور ایک چھری تھی گرفتار شدہ نے بیان کیا کہ میں ثانوی مدرسہ کا طالب العلم ہوں۔ قتل کی حقیقی علت ابھی تک معلوم نہیں ہوئی۔ مقتول کا نام ہیان تھا۔ گرفتار شدہ قاتل اپنے آپ کو بے گناہ بتلاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ دو سال سے پولس کی زیر نگرانی تھا۔

دولت علیہ انگورہ اور خلافت

روزنامہ "خلافت" بحوالہ البلاغ رقمطراز ہے۔ کہ انگورہ سے ایک شخص پہنچا ہے۔ جس کا بیان ہے۔ کہ جنرل کاظم قرہ بکر پاشا نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو دھمکی دی ہے۔ کہ وہ دس روز کے اندر اندر خلافت کو بحال کر دیں ورنہ جنرل موصوف اپنی ۱۷ ہزار افواج کے ساتھ انگورہ پر حملہ کر دیں گے معلوم نہیں کہ خبر کس حد تک درست ہے۔

روہر میں فرانسیسی عدالت کی سخت گیری

مینس ۱۸ر اپریل۔ روہر کے ان اشخاص کا مقدمہ ختم ہو گیا ہے۔ جن پر جاسوسی اور عدم ادائے محصول کا الزام تھا۔ ۱۲ اشخاص کو تین تین سال سے لے کر بیس بیس سال تک قید اور ۱۹ اشخاص کو ایک ایک سال سے پانچ پانچ سال قید کی سزا دی گئی ہے۔ ۵ کو پھانسی کی سزا ملی ہے ۱۲ اشخاص کو بیس سال کی قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے

امریکہ سے عیسائیت کا جنازہ نکل چکا ہے

لندن ۱۹ر اپریل۔ امریکہ کے فیصلہ کے متعلق حکومت جاپان تو صبر و رضا کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہے لیکن جمہور میں سخت اضطراب ہے کیونکہ عوام اس بات کو توہین اور دھمکی خیال کرتے ہیں انتقام کی تجاویز بے سود ہیں۔ کیونکہ اس کام کو انجام دینے کے لئے کوئی ذرائع وسائل ہی موجود نہیں ہیں۔ تاہم عنقریب جاپان اس مسئلے کو از سر نو چھیڑے گا۔ اس اثنا میں یہ امید بھی بحال رہے گی کہ امریکہ کا پریذیڈنٹ مسٹر کولج اپنے امتناعی حکم استعمال کرے گا۔ لیکن باخبر حلقوں میں یقین کیا جا رہا ہے۔ کہ یہ آرزو کبھی پوری نہ ہوگی۔ کل دفتر خارجہ کے باہر کی طرف پانچسو طلباء نے امریکہ کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اس کے علاوہ کوئی اظہار رائے نہیں ہوا۔ گو بعض حلقوں میں جلسہ عام کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اخبار اساہی کا اعلان ہے۔ کہ امریکہ سے عیسائیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔

وزیر جنگ آسٹریلیا کا اعلان

سڈنی ۲۰ر اپریل وزیر جنگ نے اعلان کیا ہے۔ کہ بندرگاہ جیکسن پر بحری ہوائی جہازوں کا جدید مرکز قائم کیا جائے گا

جرمنی کو لینے کے دینے پڑ گئے

لندن ۱۹ر اپریل۔ اس امر کا امکان روز بروز بڑھ رہا ہے۔ کہ جس وقت اتحادیوں نے ماہرین تاوان کی روداد پر عمل کرنا شروع کیا۔ اس وقت موسیو پائنکارے کا مدعا یہ مشکلات پیدا کرے گا کیونکہ موسیو موصوف جرمنی کے علاقہ پر قبضہ برابر قائم رکھنا چاہتے ہیں ان کا خیال ہے۔ کہ اس قبضہ سے وہاں کے اقتصادی حالات پر اثر نہ پڑے گا۔ اس کے علاوہ جب سے روہر در دائیت لینڈ میں خاموش مقابلہ ترک کیا گیا ہے۔ وہاں کی صنعت کو بہت ترقی ہوئی ہے نیز فرانسیسیوں کا خیال ہے کہ جرمنی نے ۱۸۷۱ء تک فرانسیسی علاقہ پر قبضہ رکھا تھا۔ اور جس وقت تک تاوان کا روپیہ وصول نہ کر لیا تھا۔ قبضہ سے دست بردار نہ ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

[illegible]

مسلم کی عید

(۱)

"پیغام صلح" کا یہ پرچہ جس وقت قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہوگا، رمضان مبارک کے اختتام اور عید کے آنے میں صرف چار پانچ [illegible] رہ جائے گا، اس لئے اس اور آئندہ نمبر میں [illegible] اور اس کے متعلق ضروری احکام پر کچھ لکھنا ضروری [illegible]

[illegible] یوم خوشی کے دن [illegible] بولا جاتا ہے، اور اسلامی شریعت میں یوم الفطر اور یوم النحر یعنی مسلمانوں کی ایک عید رمضان کے بعد آتی ہے اور دوسری دسویں ذی الحج کو

گذشتہ اشاعت میں رمضان اور لیلۃ القدر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا [illegible] قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب اسی مبارک [illegible] کے لئے نازل ہوئی [illegible] لیلۃ القدر [illegible] ۲۵، ۲۷ یا ۲۹ کی رات ہے [illegible] ہماری عید دراصل قرآن [illegible] ہے، اس دن وہ پیغام حق دنیا کو دیا [illegible] الحمد للہ رب العالمین کہہ کر [illegible] دی گئی ہے جس میں امی [illegible] کی خوشخبری محمد رسول اللہ صلعم کے [illegible] کی طرف بلایا گیا ہے، اور جس کے [illegible] الدین عند اللہ الاسلام کا اعلان کر کے ایک ہی [illegible] کل انسانوں کو دعوت دی گئی ہے [illegible] ان قومی اور ملکی زنجیروں کو توڑ کر تمام اقوام کو دین [illegible] جمع کرنے اور بین الاقوامی تباغض و تحاسد کو کیسر مٹا دینے کی طرح ڈالی گئی، اور محدود خیالات، محدود حالات نے نسل انسانی [illegible] ترقیات کی طرف رہے [illegible] اور دنیا شاہد ہے کہ جب سے اسلام دنیا میں آیا [illegible] ترقیات کی راہیں بھی کھل [illegible] مسلمانوں سے علم و حکمت [illegible]

[illegible] بہت بڑا خوشی کا دن ہے، جب [illegible] کا رستہ دنیا کو دکھایا گیا، اور نشر و تبلیغ اسلام کی ابتدا دنیا میں ہوئی، نہ صرف یہی بلکہ مہینہ بھر کی روزہ داری کے [illegible] جس کی وجہ سے اس کا نام یوم الفطر بھی [illegible] مہینہ بھر کی روزہ داری کے بعد اب [illegible] بلکہ دراصل اس میں بھی یہی سبق ہے [illegible] اصلاح نفس کی جو کوشش کی گئی ہے، اس کو اب [illegible]

دوسری اقوام میں بھی مسرت و ابتہاج کے دن آتے ہیں، جو ان کے مذاہب نے ان کے لئے مقرر کئے ہیں، لیکن اگر غور کر کے دیکھا جائے، تو ان کے اندر کوئی حقیقت نہیں، نہ کوئی عمدہ سبق ان سے حاصل ہو سکتا ہے، عیسائیت میں ایسٹر [illegible] مسیح کی دوبارہ زندگی اور صعود الی السماء کے دن، کرسمس مسیح کی پیدائش کا دن، [illegible] تہوار ہیں، لیکن نسل انسانی کو ان سے کوئی سبق حاصل نہیں ہو سکتا، مسیح اگر خدا یا خدا کا بیٹا تھا تو مردوں میں سے وہ زندہ ہوا [illegible] وہ آسمان پر [illegible] زمین پر [illegible] ہزار [illegible] پیدا ہوا، اس کی پیدائش اور زندگی و موت ہمارے لئے کوئی [illegible] نہیں رکھتی [illegible] ہم [illegible] ہم کیونکر اس کی تقلید کر سکتے اور اس کی [illegible] فائدہ اٹھا سکتے ہیں، بالمقابل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] انسان ہیں، انما انا بشر مثلکم انہوں نے جو کام کئے، وہ انسانی کام تھے، اگرچہ خدا تعالے کی نصرت ان کے شامل حال تھی، لیکن ہر انسان اس نصرت کو کم و بیش پا سکتا ہے، اس لئے یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں، کہ محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی سے ہم فائدہ اٹھا سکتے، اور آپ کے نقش قدم پر گامزن ہو سکتے ہیں

اسلامی عید میں ایک اور بہت بڑی خصوصیت یہی ہے کہ دوسری اقوام کی طرح وہ محض رنگ رلیوں یا کھانے پینے پر موقوف نہیں، بلکہ اس کے اندر بھی عبادت آتی ہو رکھا ہے، بلکہ دراصل یوں سمجھنا چاہیئے، کہ عید کی نماز ہی دراصل ہماری عید ہے، کھانے پینے کی اس قدر خوشی نہیں، جس قدر عید کی نماز سے مسرت حاصل ہوتی ہے، یہ وہ دن ہے، جب کم از کم ایک شہر اور مضافات کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر اللہ تعالے کے آگے سربسجود ہوتے ہیں، اور ان برکات اور انعام و اکرام پر جو رمضان میں جناب باری نے ہم پر کیا، الحمد للہ رب العالمین پکارتے ہیں، یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں، دوسرے مذاہب میں خوشی اور مسرت کے دنوں کو جس طرح منایا جاتا ہے، اس کے بیان کی حاجت نہیں، کون نہیں جانتا کہ ہولی دیوالی پر کیا کچھ مزخرفات [illegible] باتیں وقوع پذیر ہوتی ہیں، کرسمس کے جیا سوز نظارے کس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں، اور تو اور خود جناب مسیح جیسے مقدس انسان نے اپنے پیروؤں کے لئے جس عید کی التجا جناب باری سے کی، اس میں بھی صرف کھانے پینے پر ہی زور دیا، اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واٰخرنا واٰیۃ منک، اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما، جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو، اور تیری طرف سے ایک نشان، واقعات اور حالات زمانہ شاہد ہیں کہ جناب مسیح کی یہ دعا ضرور سنی گئی، اور ان کے پیروؤں کو کھانے پینے کے وہ سامان دیئے گئے، جو شاید دنیا میں کسی اور قوم کو میسر نہ آئے ہوں، لیکن ایک مسلم کی عید کھانے پینے کی عید نہیں [illegible] تماشوں اور راگ باجوں میں مشغولیت کا نام عید ہے، ایک مسلم کی عید یہی ہے، کہ عمدہ لباس پہنے، خوشبو لگائے نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے کہ دوسرے مساکین بھی ان کی خوشی و مسرت میں حصہ دار ہو سکیں، کچھ کھائے اور جا کر سب مسلمانوں کے ساتھ نماز عید ادا کرے، اور اس سے بڑھکر یہ کہ اس روحانی مجاہدہ اور اصلاح نفس کو جو رمضان المبارک میں اس نے کی، اصلاح خلق کی صورت میں منتقل کر کے نسل انسانی کو اسلام کی آغوش میں لانے کی کوشش کرے،

دجال اور وبائے طاعون

کسی گذشتہ اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک مضمون بعنوان "وبائے طاعون میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے" شائع ہوا تھا، اسکو معاصر "اہلسنت والجماعت" نے اس مضمون کو جگہ جگہ سے محرف و مبدل کر کے اپنی ۱۲ اپریل [illegible] کی اشاعت میں اپنے نام سے شائع کیا ہے، اور مختلف مواقع پر سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بھی زبان طعن دراز کی ہے، مثلاً حضرت امیر ایدہ اللہ کے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو کہ لا یدخل المدینۃ المسیح والطاعون یعنی مسیح الدجال اور طاعون مدینہ میں داخل نہ ہوں گے . . . .

. . . . . نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

"علمائے یہود و نصاریٰ الدجال نہیں ہیں کیونکہ علمائے یہود و النصاریٰ تو مدینہ میں آتے جاتے رہے اور آتے جاتے رہیں گے، اور الدجال مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہوگا"

یہ اس زمانہ کے علما کی حالت ہے، کہ ایک تو پرائے مضمون کو سرقہ کر کے اپنے نام سے شائع کرتے ہیں، اور پھر اس میں ایسی باتیں بھرتے ہیں، جو ایک ذی علم [illegible] کے لئے باعث ننگ [illegible] مولوی حکیم عبد الحق [illegible] اہلسنت کے اس استدلال پر کہ علمائے یہود و النصاریٰ الدجال نہیں ہیں، کیونکہ وہ مدینہ میں آتے جاتے رہے، اور آتے جاتے رہیں گے، کیوں نہ ہو، اگر علم اسی کا نام ہے، تو بے علمی اور جہالت دنیا میں عنقا ہے . . . . حضرت نبی کریم صلعم کے کھلے الفاظ حدیثوں میں ملتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے سوا کوئی ایسی بستی نہیں جہاں دجال کا تسلط نہ ہو جائے، اور ان دونوں شہروں کے تمام سوراخوں پر فرشتے ان کے گرد اگرد حفاظت کر رہے ہیں،

اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے، کہ دجال کے مدینہ میں داخل نہ ہونے سے مراد یہ نہیں، کہ کوئی عیسائی مدینہ کے اندر جا ہی نہیں سکے گا، بلکہ داخل نہ ہونے سے مراد مدینہ پر اس کا تسلط نہ ہونا ہے، باقی حضرت مسیح موعود کے متعلق جو بیہودہ سرائی کی ہے، اس کا جواب ہم اللہ تعالے پر چھوڑتے ہیں، ان چودھویں صدی کے مولویوں کے پاس گالیوں اور نیکوں پر طعنہ زنی کے سوائے اور کیا ہے،

حضرت عمرؓ اور وبائے طاعون

اسی مضمون میں معاصر "اہلسنت" نے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے کہ حضرت عمرؓ شام کے ملک کو جا رہے تھے، کہ آپ کو رستہ میں معلوم ہوا کہ وہاں طاعون ہے تو صحابہؓ کے مشورہ سے آپ واپس چلے آئے، لکھا ہے کہ

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ موضع وبا اور طاعون میں نہیں گئے، نہ یہ کہ اسلامی فوج کو حکم دیا کہ موضع وبا سے کوچ کر کے دوسری جگہ پہاڑ پر چلے جاؤ جیسا کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہوری اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے اخبار وکیل ۱۸ اپریل [illegible] وغیرہ کے پرچہ میں لکھا ہے"

یہ ہے مولوی صاحب کا علم و فضل، تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ عالم کہلاتے ہوئے علم حدیث و تاریخ سے کس قدر نابلد ہیں حضرت عمرؓ کے شام کی فوج کو حکم بھیجنے کا واقعہ تمام کتب تواریخ میں مذکور ہے، اور "اہلسنت" کے بیان کردہ واقعہ سے زیادہ مشہور ہے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کی جس میں حضرت عمرؓ کے شام کے سفر سے طاعون کا علم پا کر واپس چلے آنے کا ذکر ہے، شرح کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ

وعلی ذلک یحمل ما وقع فی اثر ابی موسی المذکور ان عمر کتب علی ابی عبیدۃ ان لی حاجۃ فلا تضع کتابی من یدک حتی تقبل الی فکتب الیہ انی قد عرفت حاجتک وانی فی جند من المسلمین لا اجد بنفسی رغبۃ عنھم فکتب الیہ اما بعد فانک نزلت بالمسلمین ارضا عمیقۃ فارفعھم الی ارض نزھۃ

(فتح الباری جلد [illegible])

یعنی اسی کے مطابق وہ واقعہ بھی ہے، جو ابو موسیٰ کی حدیث میں بیان ہوا ہے، کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہؓ کی طرف خط لکھا، کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے پس پیشتر اس کے کہ تو اس خط کو ہاتھ سے رکھے، میرے پاس چلا آ، ابو عبیدہؓ نے جواب میں تحریر کیا، کہ آپ کی ضرورت کو میں جانتا ہوں اور میں مسلمانوں کی فوج میں ہوں، اور اپنے نفس کے لئے کوئی خواہش نہیں پاتا حضرت عمرؓ نے پھر لکھا کہ تم مسلمانوں کے ساتھ نشیب زمین میں اترے ہوئے ہو، انہیں بلند زمین پر لے جاؤ،"

امید ہے کہ یہ حوالہ معاصر "اہلسنت والجماعت" کے لئے ازدیاد علم کا موجب ہوگا،

اسلام

حریت انسانی × غلامی

(حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

(۱)

اسلام جس نے دنیا میں آکر انسان کو بتلایا کہ وہ دنیا میں خلیفۃ اللہ بننے کے لئے آیا ہے، اور اسی کی خدمت کے لئے آسمان و زمین کی کل چیزیں لگی ہوئی ہیں، اور ملائکہ تک کا سر اس کی فرماں برداری کے لئے جھکا ہوا ہے، اسلام جس نے انسان کی گردن کو تمام غیر اللہ کی عبادت اور غلامی سے چھڑایا، اسلام جس نے نفس کی غلامی، ہوا و ہوس کی غلامی، رسم و رواج کی غلامی، توہم پرستی کی غلامی، حتیٰ کہ ہر ایک انسان کی غلامی سے آزادی عطا کی، ہر ایک انسان کے اپنے حقوق قائم کئے، ادنیٰ ہو یا اعلیٰ، کالا ہو یا گورا، مشرقی ہو یا مغربی، مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء، واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام، ان اللہ کان علیکم رقیبا، فرما کر سب کے حقوق قائم کر کے ان کی نگہداشت کی تاکید کر دی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا کیا ایک نفس سے، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے پھر بہت سے مرد اور عورت پھیلا دئے، اور اللہ کے حقوق کی نگہداشت کرو جس کے ذریعہ تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور رحموں کی حقوق کی نگہداشت کرو، بیشک اللہ تمہارے قول و عمل پر نگہبان ہے، اس میں پہلے دو امور قائم کئے۔

(۱) اے انسانو تم سب ایک رب کی مخلوق ہو، اس طرح باہم رب کے ذریعہ تعلق باہمی پیدا کیا، اور اس تعلق کو سب پر مقدم کیا۔

(۲) اے انسانو تم سب ایک جوڑے سے پیدا ہو، اس طرح باہم رحم کے ذریعہ تعلق قائم کیا، اور ساری نوع انسان کو ایک کنبہ قرار دے کر کالے اور گورے ادنیٰ اور اعلیٰ سب کو آپس میں رشتہ دار بنایا، پھر ان تعلقات باہمی کی کما حقہ نگہداشت کی بھی انہی دونوں طریقوں سے تاکید کی۔

(۱) پس اے انسانو اس اللہ کے حقوق کی نگہداشت کرو کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔

(۲) اور اے انسانو رحم کے حقوق کی نگہداشت کرو، یعنے دو طریقوں سے تمہارا آپس میں تعلق ہے، تم ایک خدا کی مخلوق ہو، اور تم ایک کنبہ کے مختلف افراد ہو، جب ایک کنبہ کے افراد ہو تو ضروری ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کی نہ صرف نگہداشت کرو، بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کی نہ صرف نگہداشت کرو، بلکہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو، مگر اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ایک خدا کی مخلوق ہو، جو صلہ رحمی پر بھی مقدم ہے، یعنے اگر کسی انسان کا کسی انسان سے کوئی بھی تعلق دنیوی نہ ہو تو بھی وہ اسی خدا کی مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم سے اگر کسی امر میں سائل ہوتا ہے، تو تمہیں اس کی مدد اس خدا کے نام کی عزت کو ملحوظ رکھ کر کرنی چاہیئے، جس کی مخلوق ہونے میں تم اور وہ برابر ہیں۔

تساءلون بہ سے مراد یہاں بھیک مانگنا نہیں ہے، بلکہ ہر ایک انسان کو دوسرے سے کچھ نہ کچھ احتیاج ہوتی ہے، ان احتیاجوں کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک انسان [illegible] سے دوسرے انسان سے سوالی ہے، اگر رعایا کو بادشاہ کی ضرورت ہے تو بادشاہ کو رعایا کی، مرد کو عورت کی ضرورت ہے تو عورت کو مرد کی، امیر کو غریب کی ضرورت ہے تو غریب کو امیر کی، باپ کو بیٹے کی ضرورت ہے تو بیٹے کو باپ کی، ان باہمی ضروریات کو مل کر پورا کرنے سے تمدن و معاشرت کا رنگ پیدا ہوتا ہے، جس قوم میں جتنے اعلیٰ اصول پر باہمی ضروریات کو پورا کرنے کا سلسلہ ہوگا، اتنا ہی اس قوم کا تمدن و معاشرت جنتا ہوگا، قوموں کا تمدن و معاشرت زیادہ تر صلہ رحمی پر مبنی ہوتا ہے، کیونکہ ایک قوم در اصل ایک ماں باپ کی اولاد ہوتی ہے، اسی لئے دوسری قوم کو وہ مغائرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے، اسلام نے اپنے تمدن و معاشرت کو قائم کرنے کے لئے اس اصل کو بھی لیا، مگر اپنے رنگ میں اس کو وسیع معاشرت کی بنیاد ایسے اعلیٰ مقام پر رکھی، کہ جہاں مغائرت قومی اور منافرت باہمی کی ہوا تک نہ پہنچ سکے، مگر اس اصل کو قائم کرنے سے پہلے اس سے بھی وسیع تر اور اعلیٰ تر اصل کو تمدن و معاشرت کی بنیاد بنایا، وہ یہ کہ جب ایک انسان دوسرے سے سوالی ہو تو حاجت براری کی توقع اس خیال پر مبنی نہ ہو کہ سائل و مسئول ایک خاندان یا ایک قوم یا ایک جنس سے تعلق رکھتے ہیں، بلکہ موقع حاجت براری کی اور جوش حاجت روائی کا اس خیال پر مبنی ہو کہ یہ میرے رب کی مخلوق ہے، اس طرح مخلوق کی حاجت براری حق اللہ کے اندر آجاتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کے جو حقوق بندہ پر ہیں، ان میں سے یہ بھی ایک ہے، کہ اس کی مخلوق کی صرف اس کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے حاجت براری کی جائے، پس جب انسان کی آپس میں ایک دوسرے کی حاجت براری حقوق اللہ میں بھی شامل ٹھہری، تو سوچنے کی جگہ ہے حقوق انسانی کس قدر محفوظ ہو گئے۔

الغرض اس آیت سے تمام بنی نوع انسان کو ایک کنبہ کے افراد ایک خالق کی مخلوق قرار دے کر ایک پلیٹ فارم کھڑا کر دیا اور اس عظیم الشان مساوات انسانی کی بنیاد ڈالی جو دنیا میں بے نظیر ہے اور دوسرے مذاہب کے لئے قابل رشک ہے، اور پھر حقوق انسانی کی نگہداشت یہاں تک کی کہ خود حقوق اللہ کے اندر بھی اسے شامل کر لیا، تا کوئی کسی دوسرے پر ظلم و تعدی نہ کر سکے، اور دوسرے کے حقوق کو غصب نہ کر سکے۔

اب غلامی کو لو، غلامی کیا ہے، دوسرے کی آزادی کا حق چھین لینا

اسلام جیسا مذہب جو انسانی حقوق کی اس قدر نگہداشت کرے، اس کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ حق آزادی چھینا کرتا تھا ظلم نہیں تو اور کیا ہے، اصل میں یورپ و امریکہ نے اپنے نفس پر قیاس کر کے اس قسم کی بدگمانیاں کیں جو سیاہ رنگ کی قوموں کو شاید غلامی کے لئے ہی پیدا شدہ سمجھتے ہیں، یا بعض ہمارے بادشاہوں اور امراء کی بے عنوانیوں سے ایسا خیال پیدا کیا، مگر ایک محقق قوم کا کیا یہ فرض نہ تھا، کہ وہ اصل تعلیم اور اصل مذہب کو دیکھتی، حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے رسالہ غلامی میں نہایت محققانہ بحث اس مسئلہ پر کر دی ہے، اس لئے کسی مفصل بحث کی تو مجھے ضرورت نہیں، البتہ یہاں اصولی بحث قرآن و سنت سے مجملاً کروں گا، انشاء اللہ تعالےٰ۔

قانونی مجرموں کی سزاؤں کو چھوڑ کر جن سے یہاں بحث نہیں، اسلام سے پہلے انسان کی آزادی سلب کرنے کے لئے دنیا میں دو طریقے مروج تھے۔

(۱) جنگ کے دوران میں فریق مخالف کے لوگوں کو قید کر لینا اور انہیں ہمیشہ کے لئے لونڈی غلام بنا لینا۔

(۲) جب جنگ نہ ہو تب بھی چوری چھپے یا کھلم کھلا کسی مرد یا عورت لڑکے یا لڑکی کو لے بھاگنا یا چھین لینا اور پھر انہیں آگے فروخت کر دینا اور اس طرح ان کی آزادی کو ہمیشہ کے لئے تا حق سلب کر لینا، اب قرآن کریم پر جو اسلامی تعلیم کا سرچشمہ ہے، غور کرنا چاہیئے کہ اس میں نہایت صفائی سے غلامی کو دو آیتوں میں حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیا ہے اور اس طرح چاروں طرف سے حد بندی قائم کی ہے، کہ اس کے لئے کہیں سے داخل ہونے کی ذرا سی گنجائش کوئی راہ باقی نہیں رکھی۔

(۱) قرآن کریم فرماتا ہے، ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم۔ لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔ نبی کے یہ شایاں نہیں کہ اس کے قبضہ میں قیدی ہوں، جب تک کہ وہ جنگ کر کے زمین میں غلبہ حاصل نہ کرے، تم دنیا کی پونجی چاہتے ہو، اور اللہ آخرت چاہتا ہے، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے، اگر اللہ کی طرف سے پہلے سے حکم نہ ہو چکا ہوتا، تو جو تم کرنے لگے تھے اس پر تم کو بڑا بھاری عذاب پہنچتا۔

جب کفار مکہ نبی کریم صلعم کے خلاف جنگ کے منصوبے کرنے لگے، تو آپ نے مکہ والوں کے حالات معلوم کرنے کو ایک چھوٹی سی جماعت بھیجی، انہیں کفار مکہ میں سے تین آدمی مل گئے جن کو انہوں نے بلا اجازت حضرت نبی کریم صلعم حملہ کر دیا، اور ایک کو قتل اور دو کو گرفتار کر کے مدینہ لے آئے، آپ نے اس حملہ پر سخت اظہار ناخوشی کیا، اور مقتولوں کا خون بہا ادا کر دیا، اور قیدیوں کو چھوڑ دیا، اسی طرح جنگ بدر کے موقعہ پر بعض مسلمانوں کا خیال ہوا کہ بجائے فوج سے جنگ کرنے کے قافلہ پر حملہ کر دیں۔ اس لئے یہ آیت نازل ہوئی کہ تم نے نبی کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ جو کچھ اب تک تمہارے طریقے ایام جاہلیت میں لوگوں کو گرفتار کرنے کے تھے، ان میں دنیا مطلوب تھی، اور یہاں مطلوب آخرت ہے، وہ زمانہ گیا، اب نبی آگیا، اب سوائے جنگ کی صورت کے اور کسی طریق پر قیدی کرنے موجب ناراضگی الٰہی اور عذاب عظیم ہیں، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے، اس کا یہ حکم حکمت پر مبنی ہے، جس میں نفع ہے، اگر اس حکم کو توڑو گے، تو غالب کا حکم توڑنا دل لگی نہیں سزا ملے گی، اب کی دفعہ بھی خدا کی طرف سے بچ گئے، کہ جنگ بدر ہونی پہلے سے مقدر تھی، یا خدا کا یہ قاعدہ نہیں کہ بغیر ہدایت بھیجے باز پرس کرے، ورنہ اس دفعہ کی حرکت بھی مستوجب سزا ہو جاتی۔

تریدون عرض الدنیا میں وہ لوگ مخاطب ہیں جو قافلہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے یا پہلے کفار کی ایک چھوٹی سی جماعت پر حملہ کر چکے تھے، نبی کریم صلعم واللہ یرید الاخرۃ میں شامل ہیں۔ کیونکہ اللہ کا ارادہ نبی سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔

اب دیکھئے کس قدر ڈانٹا ہے اور بتا دیا ہے، کہ پہلا زمانہ گذر چکا اب نبی آگیا، جنگ کے غلبہ کے سوا قیدی کسی صورت میں جائز نہیں، اور جو کوئی ایسا کرے گا مستوجب سزا ہوگا۔

(۲) یہ تو فیصلہ ہو چکا کہ جنگ کے قیدیوں کے سوا اب کسی کی آزادی چھیننا سخت منع ہے، تو اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جنگ میں جو قیدی گرفتار ہوتے ہیں کیا ان کا حق آزادی ہمیشہ کے لئے سلب ہو گیا، یا آزاد ہو سکتے ہیں، اسلام سے پہلے تو وہ ہمیشہ کے لئے غلام ہو جاتے تھے، اب اسلام نے آکر کیا فیصلہ کیا؟ سنیئے قرآن کریم فرماتا ہے:۔

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتیٰ اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء

جب کافروں سے تمہاری جنگ ہو تو ان کی گردنیں مارو، یہاں تک کہ جب ان پر غالب آجاؤ، تو ان کو قید کر لو، پھر اس کے بعد یا احسان کے طور پر چھوڑ دو، یا فدیہ لے کر، اب معاملہ بالکل صاف ہے، جنگ کے قیدیوں کی نسبت صاف فرما دیا، کہ یا تو فدیہ لے کر چھوڑ دو، یعنے تاوان جنگ کے طور پر فریق مخالف سے رقم لے لی جائے، یا قیدیوں میں باہم تبادلہ کر لیا جائے، جس سے اپنے آدمیوں کی دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی ہو، اور اگر فدیہ ادا نہ کر سکتے ہوں یا ضرورت ہو، تو احسان رکھ کر چھوڑ دو، اور احسان رکھ کر چھوڑنے کو مقدم رکھا ہے کہ مومن کا اصل فعل یہی ہے، لیکن اگر کسی شکل میں فدیہ لینے میں مصلحت ہو تو اس کا مضائقہ نہیں، اس آیت نے فیصلہ کر دیا، کہ قیدیان جنگ محض عارضی طور پر قید ہو سکتے ہیں، جنگ کے خاتمہ پر ان کا چھوڑ دینا ضروری ہے، اور صاف حکم دے دیا کہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو، بہرحال چھوڑ دو، خلاصہ یہ کہ جنگ کے سوا کسی کی آزادی چھینی نہیں جا سکتی، اور جو جنگ میں قید ہو، اس کو جنگ کے بعد آزادی دے دو، ان دو آیتوں نے غلامی کے مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے طے کر دیا۔ اب فرمایئے، غلامی کس راستے سے داخل ہو سکتی ہے؟

(۳) اب ایک اور مشکل اسلام کے پیش نظر تھی، وہ یہ کہ ان احکام سے آئندہ کے لئے غلامی تو رک گئی، مگر عرب اور تمام ممالک میں [illegible] کی تعداد میں غلام اور کنیزیں موجود تھے، ان کی آزادی کے لئے بھی کوئی راہ نکالنی چاہیئے تھی، فوراً اس قدر روپیہ بہم نہ پہنچ سکتا تھا کہ سب کی قیمت ادا کر کے آزاد کر دیا جائے، اگر بیسیوں آزاد بھی کر دیا جائے تو لاکھوں کی تعداد میں زن و مرد بیکار ملک میں پھرتا، جن کا نہ گھر نہ در، نہ کوئی ذریعہ معاش، نتیجہ بدمعاشی، چوری، ڈاکہ زنی، زنا کاری ہوتا اور ملک کا امن تہ و بالا ہو جاتا، اس لئے

ضرورت تھا کہ آزادی بتدریج ہوتی اور آزادی سے قبل کوشش ہوتی کہ غلام اور کنیزوں کی پوزیشن کو جو سوسائٹی میں اسلام سے پہلے بہت گری ہوئی تھی ۔۔۔ ان کی حالت کو بلند کیا جاتا ۔۔۔ اور ان کے اعلےٰ خیالات پیدا کئے جاتے"۔

(۱) اس سے آزادی سے قبل یہ احکام اسلام نے جاری کئے کہ غلاموں اور کنیزوں کو ان کے مالک اور مالکہ خاتونیں اپنے برابر رکھیں جو خود کھاتے ہیں اس میں سے کھلائیں، جو خود پہنتے ہیں اس میں سے پہنائیں، ان کی تعلیم و تربیت کی تاکید کی تا ان میں اپنی شخصیت کی قدر و عزت پیدا ہو، اور وہ بھی اپنے آپ کو سوسائٹی کا ایک فرد کہیں،

(۲) انکحوا الایامیٰ منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم جو تم میں سے مجرد ہیں، ان کا نکاح کردو، اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا جو صلاحیت رکھتے ہوں اور نیک ہوں نکاح کردو، گویا اس طرح غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کرکے انہیں خاندانوں کی شکل دیکر باقاعدہ سوسائٹی کے افراد میں شامل کیا،

(۳) خود آزاد لوگوں کو یا غلاموں کے مالکوں کو سفارش کی کہ وہ لونڈی اور غلاموں سے نکاح کریں، چنانچہ فرمایا۔ ولا تنکحوا المشرکٰت حتی یؤمن ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم ۔ اور مشرکہ عورتوں سے نہ نکاح کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آویں، اور مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ کیسی ہی بھلی کیوں نہ لگے، اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لاویں، اور بیشک مومن غلام بہتر ہے مشرک سے، اور اگرچہ وہ تمہیں کتنا ہی بھلا کیوں نہ لگے، یہاں مومنہ لونڈی سے ۔۔۔ آزاد لوگوں کو اور مومن غلاموں سے مالکہ یا آزاد عورتوں کو ۔۔۔ کی ترغیب دی تا کہ ان کی پوزیشن قوم میں بلند ہو،

اس طرح لونڈی اور غلاموں کی پوزیشن کو بلند کرکے اور انہیں سوسائٹی کے مفید ممبر بنا کر ان کے آزاد کرنے کا یوں انتظام کیا،

(۱) زکوٰۃ ہر ایک مسلمان پر فرض تھی، اور سب بیت المال میں جمع ہوتی تھی مالا کھوں روپیہ کی تعداد ہوتی تھی، اس کا آٹھواں حصہ محض غلاموں اور کنیزوں کی آزادی کیلئے مخصوص کر دیا گیا،

(۲) ہر ایک گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر غلام کا آزاد کرنا موجب مغفرت ٹھیرا۔ کسی نیکی میں کمی رہ جانے پر غلام کی آزادی تلافی ٹھیر گئی، اور غلام کی آزادی کو اس قدر ثواب بنایا کہ لوگ محض کار ثواب کے لئے بھی غلام آزاد کرانے لگے، اس میں یہ بھی سمجھا دیا کہ آزاد کو غلام بنانا کس قدر گناہ عظیم ہے،

(۳) ہر ایک لونڈی یا غلام جو آزاد ہونا چاہے اسے کوئی روک نہ تھی، اگر مالک آزاد نہیں کرتا تو وہ ایک تحریری معاہدہ مالک کو لکھ دے، اس کے رو سے غلام یا لونڈی کو اختیار تھا کہ وہ خود کما کر باقساط قیمت ادا کردے، اور تجارت یا کسی اور طریقہ کسب معاش میں بطور امداد کے مالک کو ہی سرمایہ دینے کا حکم تھا، جو بعد میں اقساط وصول کیا جا سکتا تھا، چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے، والذین یبتغون الکتٰب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واٰتوھم من مال اللہ الذی اٰتٰکم ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم ہ اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو لوگ مکاتبت یعنی آزادی کی تحریر چاہتے ہیں تو ان کو لکھ دو، اگر تم ان میں بھلائی دیکھتے ہو اور اللہ کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے، ان کو بھی دو، اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو، جبکہ وہ آزاد ہو کر نکاح کرنا چاہتی ہیں۔ تم اس طرح دنیا کی زندگی کا سامان ڈھونڈھتے ہو، اور جو لوگ انہیں مجبور کرتے رہے ہیں انہیں بیشک اللہ ان کے مجبور کرنے کے پیچھے مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے، اس آیت میں اول تو یہ فرمایا کہ جو کوئی لونڈی یا غلام تم سے مکاتبت کرتا ہے اس کو فوراً تحریر لکھ دو، مگر یہ دیکھ لو کہ وہ سوسائٹی کے لئے مفید ہوگا یا نہیں، محض بدمعاش ہی نہ ہو، ایسی صورت میں ہے مال بھی دو، کہ جس سے وہ تجارت کرکے اپنی قیمت ادا کردے، یا مالی امداد سے اپنی حالت کو درست کرلے،

(۲) لونڈیوں کی نسبت یہ فرمایا کہ ایسا نہ ہو تمہارے روپے کے تقاضوں سے تنگ آکر لونڈیاں بدکاری پر آمادہ ہو جائیں، اور اس طرح ناجائز طریق پر روپیہ کما کر اپنی قیمت ادا کریں، حالانکہ وہ بیچاریاں آزادی تو اس لئے چاہتی ہیں کہ پاک دامن رہیں، اور کسی کے نکاح میں آ دیں، لیکن اگر تم انہیں قیمت ادا کرنے پر مجبور کروگے، تو وہ ممکن ہے، بدکاری جیسی ذلیل چیز پر اتر آویں، اور اس طرح کر کے تمہارا روپیہ ادا کریں، اس لئے ایسے روپے کو عرض الحیوۃ الدنیا فرما کر اسے چھوڑ دینے کی سفارش کی یا کم سے کم اتنی مہلت لونڈیوں کو دینے کا حکم دیا، کہ وہ بغیر بدکاری کے ادا کر سکیں، لا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء سے مراد ہے، کہ اپنی لونڈیوں کو مکاتبت کے روپے کی ادائیگی کے لئے اتنا تنگ نہ کرو، کہ وہ مجبور ہو کر بدکاری پر اتر آدیں، اور اس طرح روپیہ ادا کریں، ان اردن تحصنا سے مراد ہے کہ جب ان بیچاریوں کی حالت یہ ہے، کہ وہ آزاد ہو کر نکاح میں آنا چاہتی ہیں، اور اس طرح ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں، تو کسی مالک کا دنیا کے روپوں کی خاطر انہیں اتنا تنگ کرنا کہ وہ بدکاری پر مجبور ہو جائیں، کس قدر قابل نفرین فعل ہے، اسلام سے قبل چونکہ اس طرح بھی قیمت کا روپیہ وصول کرلیا کرتے تھے، اس لئے مسلمانوں کو تسلی دی کہ ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم ہ جو لوگ اس طرح انہیں مجبور کرتے رہے ہیں، تو ان کے اس مجبور کرنے کے فعل کو ترک کردینے کے بعد گذشتہ کو اللہ تعالےٰ اپنے رحم سے مغفرت فرما دے گا،

الغرض آزاد کرنے کے تین ہی طریق ہو سکتے تھے، تینوں سے کام لیا

(۱) گورنمنٹ آزاد کرے، زکوٰۃ کا آٹھواں حصہ اس کے لئے وقف کر دیا،

(۲) لوگ آزاد کریں، اس سے بڑھکر ثواب کا کام ہی اور کوئی نہ تھا کہ پبلک آزاد کرنے میں حصہ لے،

(۳) لونڈی و غلام خود اپنی آزادی کے لئے کوشش کریں، یعنے خود کما کر قیمت ادا کردیں، اس کے لئے آسانیاں بہم پہنچاویں، مالک انکار نہیں کر سکتا، بلکہ مالی امداد بھی دے، قیمت قسطوں میں ادا کی جاتی، لونڈیوں کی صورت میں اگر بدکاری کا اندیشہ ہو، تو قیمت کو یا تو چھوڑ دے یا اتنی مہلت دے کہ جائز طریق پر ادا کی جا سکے،

اب فرمایئے اس سے بڑھکر عمدہ طریقے آزادی کے اور کون ہو سکتے تھے، اس سے قبل لکھ آیا ہوں کہ جنگ کے سوا آزادی سلب کرنا جائز نہ تھا، اور جنگ کے قیدیوں کو جنگ کے بعد چھوڑ دینے کا حکم تھا، اور جو لونڈی غلام پہلے سے دنیا میں موجود تھے۔ ان کی آزادی کے طریق نہایت اعلےٰ قائم کر دیئے، تو فرمایئے غلامی رہ گئی یا مٹ گئی، پھر کس قدر ظلم ہے کہ اسلام پر غلامی کا الزام لگایا جائے جو دراصل دنیا سے ہر قسم کی غلامی کو مٹانے آیا تھا۔

لدھیانہ میں لیکچر

مورخہ ۲۲ کو ٹاؤن ہال گھنٹہ گھر شہر لودھیانہ میں خاکسار کا ایک لیکچر حقانیت اسلام پر زیر صدارت جناب غازی محمود دھرم پال صاحب بی۔ اے ہوا۔ اس لیکچر کے اعلان کا بندوبست بابو عبدالحق صاحب رئیس لودھیانہ نے اشتہارات اور منادی کے ذریعہ سے ۔۔۔ بظاہر ماہ رمضان المبارک کی وجہ سے مسلمانان شہر کا شامل لیکچر ہونا مشکل معلوم ہوتا تھا۔ تاہم حاضری اچھی خاصی تھی۔ مشن کمپونڈ میں ہی اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ اور بتلایا گیا کہ رفع شکوک کے لئے وقت دیا جاویگا۔ مگر افسوس کہ کوئی بھی نہ آیا۔ البتہ سکرٹری صاحب آریہ سماج مع اپنے ہم خیالوں کے لیکچر میں شامل ہوئے۔ اس لیکچر میں توحید و نبوت اور وجود ملائکہ کے دلائل و براہین اور ان پر ایمان لانے کی حکمتیں بیان کی گئیں اور وضاحت بیان کے لئے بمقتضائے الاشیاء تعرف باضدادہا انہی امور پر انجیل و وید کی تعلیم بھی مقابلتہً پیش کی گئی خاتمہ لیکچر پر آریوں اور عیسائی صاحبوں کو رفع شکوک کی اجازت دی گئی۔ عیسائی تو کوئی آیا ہی نہ تھا۔ سکرٹری صاحب آریہ سماج اٹھے انہوں نے کہا کہ میں رفع شکوک کرنا چاہتا ہوں۔ انہیں اجازت دی گئی۔ مگر انہوں نے کوئی شک یا اعتراض پیش نہیں کیا۔ صرف یہ کہہ کر بیٹھ گئے۔ کہ پہلے نقص امن کی ذمہ داری کی جائے تو میں شکوک پیش کروں گا۔ حالانکہ مجمع نہایت پرامن تھا۔ اور تمام حاضرین مہاشہ جی کے شکوک سننے کے منتظر تھے۔ مگر مہاشہ جی کو شکوک پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس پر غازی محمود صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ اگر مہاشہ آج اعتراض نہیں کر سکتے تو ان کو مہلت دی جاتی ہے کہ ایک دن دو دن ایک دو مہینے سال دو سال تک سوچ سمجھ کر اعتراض کریں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو اس جنم میں یا اگلے جنم میں اعتراض کر دیں کوئی مضائقہ نہیں۔ جواب دے دیا جاوے گا۔ اس کے بعد غازی صاحب کی مختصر سی تقریر ہوئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار ۔۔۔ محمد عصمت اللہ،

اڈیٹر نور افشاں کا لیکچر ینابیع المسیحیت

۳ اپریل کو فورمن کرسچن کالج ہال میں پادری غلام مسیح صاحب اڈیٹر اخبار نور افشاں کا لیکچر ینابیع المسیحیت کے موضوع پر تھا۔ یہ موضوع اپنی نوعیت کے اعتبار سے نہایت اہم تھا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ پادری صاحب نے اس عنوان کو روشن کرنے اور دین مسیحی کے سرچشمے بتلانے پر انتہائی زور صرف کر دیا۔ اور اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے جا بجا مسلمات دین عیسوی کی خاردار جھاڑیوں کو روشن خیالی کے جدید آلات سے کاٹتے گئے۔ تاہم منزل مقصود تک پہنچنا نصیب نہ ہوا اور رستہ ہی میں تھک کر بیٹھنا اور مسلمات سے انکار کرنا پڑا۔

ناں اہل طلب کون سنے طعنہ نایافت
دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے ہی کو کھو آئے

دین مسیحی کے جن مسلمات سے پادری صاحب نے دوران لکچر میں انکار کیا۔ ان میں سے چیدہ چیدہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اپنوار وغیرہ کا ماننا۔
(۲) الوہیت مسیح کا اقرار کرنا۔
(۳) مروجہ عقائد کو غلطی سے پاک جاننا۔

پادری صاحب نے صاف صاف کہہ دیا کہ اپنوار وغیرہ کا ماننا ضروری نہیں اور نہ کوئی الوہیت مسیح کے انکار سے دائرہ عیسویت سے باہر ہو سکتا ہے۔ اور کہ دین عیسوی کے مروجہ عقائد میں سے اگر کسی عقیدے کو غلط سمجھ کر چھوڑ دیا جاوے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ تمام عقائد میں غلطی کا امکان ہے۔

ہم حیران ہیں۔ کہ جس پلیٹ فارم پر پادری عبدالحق ایسا منطقی متکلم اثبات الوہیت مسیح کی خاطر اپنی تمام قابلیت کو صرف کر دے۔ اور ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگائے۔ اسی پلیٹ فارم پر انکار الوہیت مسیح کا دلربا ترنم سامعہ نواز حاضرین ہو۔ اس موقعہ پر اگرچہ ہمیں پادری عبدالحق صاحب کی محنت و کوشش کے رائیگاں جانے کا افسوس ہے۔ مگر ہم اپنے فاضل دوست پادری غلام مسیح صاحب کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جن کے دو لفظوں نے دین مسیحی کے بنیادی مسئلہ الوہیت مسیح کی حقیقت کو طشت ازبام کر دیا۔ اور حق پسندی و روشن خیالی کی داد دیتے ہوئے اپنے فاضل محترم کی خدمت میں یہ بھی عرض کرتے ہیں۔ کہ جناب والا نے حلقہ ۔۔۔ اقرار الوہیت وغیرہ کی بت شکنی کرکے سبک دستی تو حاصل کی مگر اقرار عیسویت کی انانیت کا سنگ گراں ابھی ستد راہ ہے۔

ہر شب سکے برنت ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگ گراں اور

ہمیں پادری صاحب کا یہ فقرہ ہمیشہ یاد رہے گا۔ کہ اگر میں الوہیت مسیح ۔۔۔ صریحی طور پر انکار بھی کر دوں۔ تو بھی میری عیسائیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

دوران لکچر میں پادری صاحب نے مسیحیت کے پانچ سرچشمے بتلائے

اول۔ مسیحیوں کی جماعت۔
دوم۔ بائیبل۔
سوم۔ یسوع مسیح۔
چہارم۔ یہودیت اور پرانا عہد نامہ
پنجم۔ اسرائیل کا خدا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ مسیح نے ہمیں زندگی دی۔ مسیح کی زندگی ازلی اور ابدی ہے اور با اختیار اور غنی زندگی ہے۔

خاتمہ لیکچر پر خاکسار نے جناب پادری صاحب ممدوح سے حسب ذیل سوال کیئے۔

(۱) محترم پادری صاحب۔ جناب کے خیال مبارک میں مسیحیت کا پہلا سرچشمہ جماعت ہے۔ اور جماعت کا وجود جناب مسیح کے وجود کے بعد ہے۔ جب کہ جماعت موخر ہے۔ اور خود کسی مقدم سرچشمے سے نکلی ہے۔ تو سرچشمہ کیونکر ہوئی۔ مگر چونکہ آپ اسے سرچشمہ کہہ رہے ہیں۔ اس لیئے اس کا وجود مسیح علیہ السلام سے پہلے ماننا پڑ گیا اور یہ بداہتاً غلط ہے۔ تو پھر آپ کا یہ فرمانا کہ پہلا سرچشمہ مسیحیوں کی جماعت ہے۔ صحیح نہیں اور حقیقت و صلیت کے خلاف ہے۔

(۲) مسیحی جماعت میں تفرق و تشتت پایا جاتا ہے۔ اور بقول آپ کے وہ سرچشمہ ہے۔ اس لیئے سرچشمہ ہی میں تفرق و تشتت ماننا پڑیگا۔ اور یہ امر دین عیسوی کے بطلان پر دلالت کریگا۔ اور یہ نتیجہ پیدا کریگا۔ کہ مسیحی دین سچا دین نہیں۔

(۳) آپ فرماتے ہیں۔ کہ مسیح کی زندگی ازلی اور ابدی ہے۔ ازلی زندگی اُسے کہتے ہیں۔ جس کی ابتدا نہ ہو۔ اور ابدی وہ جس کی انتہا نہ ہو۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش اور موت کا تذکرہ انجیل میں موجود ہے۔ پھر اُن کی زندگی ازلی کیونکر ہوئی۔ کیونکہ ابتدا معلوم ہوگئی۔ اور ابدی بھی نہ رہی کیونکہ موت آگئی۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مسیح کی زندگی با اختیار ہے یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام ایلی ایلی لما سبقتانی فرما رہے ہیں۔ جس سے اُن کی صریحی بے بسی ہی معلوم ہوتی ہے آپ کہتے ہیں مسیح کی زندگی غنی زندگی ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے وقت کے اقوال اس کی تردید کر رہے ہیں

بقیہ چار سرچشموں کا بیان پادری صاحب قلت وقت کی وجہ سے بخوبی نہیں کر سکے۔ اس لیئے ہم نے بھی ان پر کوئی سوال نہیں اٹھایا۔ تشریح ہوتی۔ تو ضرور پوچھا جاتا۔ اب رہا سوالات مذکورہ کا جواب۔ سو اسے ہم پادری صاحب کے قلب مبارک پر چھوڑتے ہیں۔ اس حقیقت آگاہ نے خود ہی انہیں بتا دیا ہوگا۔ کہ دیا گیا یا نہیں۔

سو بار بند عشق سے آزاد ہم ہوئے
پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا

تین جلسوں کی کیفیت تو ہدیہ ناظرین ہو چکی اب عالم اجل مدقق بے بدل۔ خسرو ملک فلسفہ و منطق حضرت مولانا مولوی ابن ایم پال کے مناظرہ کی حقیقت باقی ہے سو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے پرچے میں تحریر کی جاویگی۔

دکھاؤں گا تماشا دی اگر فرصت زمانے نے
مرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغاں کا

بندہ محمد عصمت اللہ مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور۔

اعلائے کلمۃ اللہ میں کامیابی

جب ناخالص جوہر کو آگ میں ڈالا جاتا ہے تو ادھر ادھر کی آلائشیں جو اس میں شامل ہو گئی ہوتی ہیں۔ جل کر راکھ ہو جاتی ہیں۔ اور اصل جوہر پھر اپنی ذاتی چمک دمک میں نمودار ہوتا ہے۔ اسلام اصل جوہر ہے اور ابتلا اور آزمائشیں اس کے لیئے کٹھالی کا کام دیتی ہیں۔ گذشتہ چند صدیوں سے جو مصائب و حوادث اسلام پر آئے۔ وہ ایک زبردست ابتلا تھے۔ اور ان میں سے سلامت نکل جانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ لیکن باوجود اس کے کون نہیں جانتا۔ کہ یہ پاک تعلیم ابتک اپنی پرانی چمک دمک کو لیئے ہوئے ہے۔ اور جوں جوں اس پر مشکلات پڑتی ہیں۔ اسکی عریانی دلوں کو زیادہ مشغولی سے پکڑتی ہے۔ اور اپنی اصلی صفائی سے بازار صداقت کے جوہریوں کو تا ہنوز خیرہ کرتی ہے۔ اور کرتی رہے گی۔

تصادم کا اصول اپنے ظاہری نتائج کے لحاظ سے نہایت تباہ کن اور قیامت خیز ہے۔ مگر کائنات کا ارتقا یا تدریجی ترقی محض اس کے دم سے زندہ ہے۔ ورنہ ہماری زمین آج محض تودہ خاک ہوتی بلکہ اتنا بھی نہ۔ یہی حال دیگر کروں اور ذرات عالم کا ہے۔ تاریخ موجودہ کا مطالعہ قدم قدم پر اس کے ثبوت پیش کرتا ہے۔ نوع انسان کی سرگذشت بھی اس سے مبرا نہیں مگر مصر۔ توینیا، کالڈیا، یونان۔ روما۔ چین و ہند کی بوسیدہ داستانیں اسکی شاہد ہیں۔ تو قرون وسطی سے لیکر بعد کی تاریخیں بھی کسی اور نتیجہ کی طرف نہیں لے جاتیں۔ خود اسلام کی کہانی اس اصل عظیم کا زبردست سبق دیتی ہے۔

اصل تصادم سے دو قسم کے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ دونو متقابل اشیا میں جو زبردست اور مضبوط تر ہوتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں جو زیادہ صداقت پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ قائم رہتی ہے۔ اور دوسری مٹ جاتی ہے۔ دوم یہ کہ صداقت اس خط مستقیم سے جس پر وہ گامزن ہوتی ہے۔ پلٹ ہو کر اپنی انعکاسی شعاعوں سے دوسرے اجزائے عالم کو متاثر کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اور ان میں تبدیلی الی الارتقا پیدا کرتی ہے۔ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ کہ دنیا ان سے مستفید ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

فی الحال۔ جیسا کہ ہر زمانہ میں پیش آتا رہا ہے۔ اسلام کو ہر دو تصادم پیش ہیں۔ اول قسم کا تصادم تمدن کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ اگر اسلام میں کچھ صداقت ہے۔ جیسا کہ میرا یقین ہے۔ تو پھر نتائج کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ہاں مسلمانوں کو اس کا احساس ہونا لازمی ہے

دوسری قسم کا تصادم ہجرت اور خلافت کے رنگ میں پیش آیا۔ کاش مسلمان اسکی اہمیت کو سمجھ جائیں۔ اور مشیت ایزدی کے سامنے جھک کر اس کام میں لگ جائیں۔ جس سے اسلام کی انعکاسی شعاعیں اپنا کام پوری سرعت سے کریں۔ میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ وہ اسلام کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کے کام میں لگ جائیں۔ اور جب ان کی کوششیں ادھر سے رک گئی ہیں۔ تو لوٹ کر اشاعت اسلام کے اہم اور ضروری کام کو جو انہوں نے ایک ایک مدت سے فراموش کیا ہوا ہے۔ اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ جو واحد ذریعہ اس زمانہ میں اسلام کو فوقیت دینے کا ہے۔ پھر دیکھیں کہ انوار الٰہی کس طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ جب اندلس سے مسلمان نکالے گئے۔ تو قوموں نے اسلام کی روشنی پھیلا دی اسلام ایک مرکز الی الارض جسم کی مانند ہے۔ جس طرف ڈالو گے سیدھا پڑے گا۔

اس کام کو ایک شخص نے تن تنہا شروع کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا۔ کہ پورے ۱۴۰۰ سال مسلمانوں نے دنیا میں کوس لمن الملک کا ڈنکا بجایا۔ چھ سال سے مسلمان سوراج یا خلافت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور کامیابی جسقدر رہی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے۔ تو اس کو بھولا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ جہاں مسلمانوں نے پانچ چھ سال صحرائے خلافت کی رہ نوردی کی ہے۔ آئیں۔ اور اتنے سال ہی اشاعت کے کام کو کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ کس طرح کامیابی اور سعادت ان کی رکاب بوسی کرتی ہے۔ اتنے لاکھ روپیہ خلافت کی بھینٹ چڑھ گیا۔ اس سے آدھا ہی نیک دلی سے اشاعت میں لگا دیں تو وہ اسلام کے لیئے کئی اقالیم فتح کر سکتے ہیں۔ آخر حصول سوراج یا خلافت سے ان کا مطلب تو اعلائے اسلام اور کلمۃ اللہ ہی ہے۔ ورنہ بذات خود سوراج یا خلافت مسلمانوں کے لیئے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ کون مسلمان ہے جو محض ملک گیری کا خواہاں ہو۔

اخبار احمدیہ

قاضی نمیر حسین صاحب قریشی ریاست گوالیار علیل ہیں، احباب ان کی صحت کے لیئے دعا فرماویں، برادر موصوف نے احمدیت کے باعث بہت بہت تکالیف برداشت کی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی بہتری کے سامان مہیا کر دے آمین،

حضرت امیر ایدہ اللہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو دو تین دن ہوئے درد گردہ سے سخت تکلیف ہوئی، لیکن خدا تعالیٰ نے جلد فضل کر دیا، الحمد للہ ٭

طاعون کی بیماری کے متعلق ہدایات دینے کے لیئے حضرات ڈاکٹر صاحبان ہر روز باری باری شام کے وقت شہر کے مختلف محلوں میں جا کر لیکچر دیتے ہیں، اور لوگوں کو تقوے کی نصیحت کرنے کے ساتھ جسمانی علاج اور بچاؤ کی صورتیں بتاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، بیماری اب پہلے کی نسبت کم ہے لیکن بعض محلوں میں ابھی تک ہے،

گوجرہ سے محمد ابراہیم صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ شیخ محمد حسین صاحب کی ہمشیرہ بیمارئ پلیگ فوت ہو گئی ہیں، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے، اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے، احباب جنازہ غائب پڑھکر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچائیں،

برادرم وزیر محمد صاحب قریشی دریافت کرتے ہیں، کہ اگر کسی صاحب کو معلوم ہو، کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے قرآن کریم ہندوستان میں دستیاب ہو سکتے ہوں تو براہ مہربانی پتہ بتائیں،

علی محمد خاں صاحب احمدی کشمیر سے لکھتے ہیں کہ آریوں نے گذشتہ سرما میں اپنے مختلف اجلاسوں میں اسلام کے خلاف بہت زہر اگلا، جب کشمیر کے مسلمانوں کو جواب دینے کے لیئے کہا گیا، تو ان کی طرف سے سوائے اس صدا کے کہ ان کے لیکچروں میں نہ جاؤ، ان کی باتیں نہ سنو، گھر کے اندر بیٹھے رہو، اور کوئی آواز نہ نکلی، کیا ایسے بزدل لاتے اس لائق ہیں، کہ وہ قوم کے رہبر کہلا سکیں، اور قوم ان کی باتوں پر عمل کرے۔ جب بڑے بڑے ان میدان مقابلہ سے پیٹھ دکھا گئے، تو ہماری جماعت نے اس فرض کا حق ادا کر دیا،

تازہ خبریں

مسٹر شاستری کے خیالات

بمبئی۔ ۲۵ر اپریل ٹائمز آف انڈیا کے نمائندے نے رائٹ آنریبل وی۔ ایس۔ سری نواس شاستری سے ملاقات کی انہوں نے جن خیالات کا اظہار کیا۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حکومت عمال پر اعتماد کرو۔

مسٹر شاستری نے کہا مجھے امید ہے کہ وزیر اعظم کی اپیل کا سوراجیہ جماعت پر تھوڑا بہت اثر ہوگا۔ میری رائے میں انہوں نے صوبہ متوسط بنگال اور مجلس وضع قوانین میں جو رویہ اختیار کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حزب العمال کی دشواریوں اور لارڈ اولیویئر کی اپیلوں کا کافی خیال نہیں۔

بعد آپ نے فرمایا میرے خیال میں موجودہ زمانہ میں یہ امر مناسب ہوگا۔ کہ سوراجیہ جماعت کے سرگردہ نمائندے انگلستان جائیں اور بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کریں اگر سرکاری حلقے اس امر کی اجازت دیں تو سوراجی رہنماؤں کو انگلستان میں طلب کیا جائے۔

آخر میں آپ نے فرمایا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ملک معظم کی حکومت نے ہماری خواہش پوری کرنے کے لیئے کوئی مادی تدبیر اختیار کی تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اس کی قدرت نہیں رکھتی۔ اور یہ بات نہیں ہے۔ کہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتی۔

اہل ہند اور فریضہ حج

کراچی۔ ۲۶ر اپریل۔ گذشتہ چہارشنبہ کو کراچی سے ایک جہاز ۷۰۰ حاجیوں کو لے کر جدہ کی طرف روانہ ہوا

سوراجیوں کی کانفرنس

بمبئی۔ ۲۶ر اپریل۔ مباحثہ ختم ہو جانے پر سوراجی رہنماؤں کی کانفرنس بلا تعین تاریخ ملتوی کر دی گئی۔ معززین اپنے صوبوں کو واپس جا رہے ہیں۔

عدالت عالیہ مدراس

مدراس۔ ۲۶ر اپریل۔ عدالت عالیہ مدراس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ صرف ایسے وکلاء اور مختار۔ ایڈوکیٹ بنائے جائیں جو دس سال کا تجربہ رکھتے ہوں۔ اس کی رائے میں یہی لوگ ایڈوکیٹ ہونے کے مستحق ہیں۔

پونا میں شراب کی دوکانوں پر پہرہ

پونا ۲۵ر اپریل۔ چند ماہ سے رضاکار شراب کی دکانوں پر پہرہ دے رہے تھے۔ اب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پونا نے اس کی ممانعت کر دی ہے۔ مسٹر جی نیوٹ نائب صدر کانگریس پونا پہرہ دینے کی تحریک کے رہنما ہیں۔ ان پر زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری مقدمہ چلایا جائے گا۔ اور اس کی سماعت ۳۰ اپریل کو ہوگی۔

"سرحد پر دشمن کی فوجوں کا ہوّا"

رنگون ۲۵ اپریل۔ اخبارات کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ نمان کے نزدیک دشمن کی فوجوں کے اجتماع کی جو افواہ گرم تھی۔ اس کی اصلیت یہ ہے۔ کہ تین سو یا چار سو شانیوں کی ایک جماعت ایک ہیوی لڑکے کی شادی کی تقریب پر جا رہی تھی۔ اس جماعت میں کچھ سوار بھی تھے۔ اور کچھ آدمی جھنڈیاں لیے جا رہے تھے۔ جس کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی کہ دشمن کی فوج جمع ہو رہی ہے۔

محسودیوں کے ساتھ آویزش

پشاور ۲۶ اپریل۔ ۱۵ اپریل کو خان صاحب ارباب محمد اعظم خان کو خبر موصول ہوئی۔ کہ ۱۱ باغیوں اور محسودیوں کی ایک جماعت قلعہ دربان سے ۷ میل کے فاصلہ پر کوٹ قلا میں مقیم ہے۔ خان صاحب کو جتنے آدمی مل سکے انہیں لیکر وہ فوراً باغیوں کا تعاقب کرنے کے لئے نکلے۔ باغیوں میں ایک شخص نے گولی چلائی۔ جس سے ان کے صحیح مقام کا سراغ مل گیا۔ دو اور گولیوں کی آواز سنائی دی۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ مشہور باغی منظر خان نے اپنے ایک ساتھی کو گولی سے مار دیا ہے۔ کیونکہ اُسے یہ شبہ ہوا تھا۔ کہ مقتول نے غداری کی نیت سے گولی چلائی ہے۔ کہ دشمن کو انکا سراغ مل جاوے۔ اس کے بعد تعاقب کرنے والوں اور باغیوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی۔ باغیوں میں سے سات آدمی گرفتار کر لیے گئے باقی آدمیوں میں سے ایک مقتول اور تین مجروح ہوئے۔

جدید فوجی احکام

شملہ ۲۷ اپریل حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اینڈ کسی معمولی افسر کو بیکاری کے زمانہ میں ۱۲۶ پونڈ سالانہ مزید بھتہ (الاؤنس) نہیں دیا جائے گا۔ تاوقتیکہ اُسے کوئی اعلیٰ فوجی افسر اطلاع نہ دیں۔ کہ وہ مزید ملازمت کے لئے قطعی طور پر منتخب کر لیا گیا ہے

(ڈومیشن الاؤنس) ان افسروں کو دیا جائے گا۔ جو رخصت علالت کے بعد میدان جنگ میں جا رہے ہوں۔ اور انہیں ہندوستان کے کسی بندرگاہ میں مجبوراً اترنا پڑا ہو۔ یہ الاؤنس اُن افسروں کو بھی دیا جائے گا۔ جو میدان جنگ سے رخصت عدالت پر ہندوستان واپس آ رہے ہوں۔ یا اس ملک میں پہلی مرتبہ متعین کیے گئے ہوں۔ اور کسی بندرگاہ میں احکام تعیناتی کے منتظر ہوں۔

بھوپال کا قانون ارتداد

آریہ اخبارات شہزادی بختہ جیسی ہز ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کے قانون پر کررہے ہیں۔ نگران کو ریاست ریواں۔ ریاست کشمیر ریاست الور کی خبر نہیں ہے۔ کہ وہاں مسلمان ہونے والے ہندو کے لیے کیا سزا مقرر ہے۔ ریاست ریواں میں اگر کوئی مسلمان ہو جائے تو ایک برس کی قید نومسلم کو اور دو سال کی قید مسلمان کرنے والے کو۔ ایسا ہی اس کے قریب سزا کشمیر اور الور میں مقرر ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ دوسری ہندو ریاستوں میں بھی ہو گی۔

کیا کہتے ہیں۔ آریہ اخبارات ان ہندو ریاستوں کی نسبت۔ ان کو چاہیے تھا۔ کہ پہلے اپنی آنکھ کا مطالعہ کر لیتے اس کے بعد بیگم صاحبہ

مولانا شوکت علی صحت یاب ہو گئے

فرنگی محل لکھنؤ۔ ۲۶ اپریل الحمد اللہ کہ مولانا شوکت علی صاحب اب بخیر و عافیت ہیں۔ آپ نے آج ٹیلیفون کے ذریعہ مولانا عبد الباری سے گفتگو کی۔ حافظ عابد علی صاحب فرزند سعید مولانا شوکت علی صاحب نے آج رات کو قرآن کریم کی تلاوت ختم کی جس پر مولانا شوکت علی اور مولانا عبد الباری صاحب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

خوست میں مظاہرے

پشاور ۲۸ اپریل معلوم ہوتا ہے۔ کہ چند روز ہوئے خوست میں جو مظاہرے ہوئے تھے۔ ان کا کوئی انتظام نہیں ہوا ہے اور گزشتہ دس روز کے دوران میں، جو جوش پھیلا ہوا تھا۔ وہ پھر پیدا ہو گیا ہے کہ دیہ میں کابل سے مختلف افسر آئے ہیں۔ اور منگل کے نمایندوں سے نظامنامہ کے مسئلے پر مباحثہ کر رہے ہیں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس قبیلہ میں پھر جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے آدمی گردیز اور خانون کے گرد کثیر تعداد میں جمع ہو گئے ہیں۔ افواہیں گرم ہیں۔ کہ منگل دوسرے مقامی قبیلوں کو بھی ترغیب دے رہے ہیں۔ کہ وہ ان کے مظاہروں میں شرکت کریں۔ اور خانون و گردیز کے درمیان سلسلہ خبر رسانی کو منقطع کر دیا۔ اس اثناء میں گردیز کا مباحثہ جاری ہے۔ اور توقع ہے۔ کہ حکام اس جوشیلے قبیلہ کو بغیر اسلحہ استعمال کیے ٹھنڈا کر دیں گے۔

بڑودہ کے ہندو اور مسلمان

احمد آباد ۲۷ اپریل بڑودہ کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کشیدگی بدستور جاری ہے ہندوؤں نے قدیمی رواج میں تغیر کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ بشرطیکہ مسلمان ایک سال تک کے لیے پرامن رہنے کا وعدہ کریں۔ لیکن اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا کہا جاتا ہے۔ کہ تین گائیوں اور ایک سانڈ کو تلوار کے زخم آئے ہیں اور ہندوؤں کے گھروں کو آگ لگانے کی کوشش بھی کی گئی۔ پولیس گشت لگا رہی ہے۔ فساد کا خطرہ ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل

لکھنؤ ۲۸ اپریل کل یہاں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے فیصلہ کیا کہ لیگ کا پندرھواں اجلاس ۲۳ تاریخ سے شروع ہو جائے گا جس میں سوراج کے فوری حصول کے لیے عملی ذرائع پر غور کیا جائے گا۔ شیخ مشیر حسین قدوائی اس مقصد کے لیے ایک سکیم پیش کریں گے۔

برما میں ریل گاڑی کا حادثہ

مانڈلے ۲۸ اپریل کل چار بجے کے قریب ریلوے پر ایک سیکنڈ کلاس کا کمرہ اور ۵ تھرڈ کلاس کمرے الٹ گئے ایک بڑھیا عورت مقتول ہوئی اور چھ مسافروں کو مجروح کیا آمد و رفت بند کی گئی۔

موٹر کے شدید حادثے

کلکتہ ۲۸ اپریل شنبہ کی رات کو موٹر کا ایک شدید حادثہ ہوا۔ چار مرد ایک عورت اور ایک ڈرائیور موٹر میں بیٹھے تھے۔ جب موٹر سنٹرل بنک کی حدود میں پہنچی۔ تو وہاں ایک تار کے ساتھ اس کا تصادم ہوا۔ اس کے بعد وہ مسٹر مارشل اینڈ سنز کی حدود کی طرف دوڑ گئی۔ جب موٹر تار کے ساتھ ٹکرائی تو ایک مسافر مسمی جے پی وسیبر جس کی عمر ۳۳ سال تھی اور جو کارپوریشن سٹریٹ میں رہتا تھا۔ دھکے کی وجہ سے ڈرائیور کے پاس سے اچھل کر موٹر کے سامنے جا پڑا۔ اور موٹر اس پر سے گزر گئی۔ اور اس کی بائیں ٹانگ دیوار کے ساتھ ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔ ایک دربان مسمی ہربھاجا کر جا کہا رچار پائی پر بیٹھا تھا۔ وہ موٹر اور دیوار کے درمیان آکر پس گیا۔ اور اسی وقت مر گیا۔ مجروح یورپین کو ہسپتال پہنچایا گیا بہت کوشش کی گئی لیکن یکشنبہ کی صبح کو وہ بھی مر گیا

کتب عیسائیت کی تردید میں

(افتتاحی اشتہار)

جنگ مقدس مصنفہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۔۔۔ ۱۲۰؍
الطال الوہیت مسیح رشحات قلم مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ ۔۔۔ ۱۰؍
ایک عیسائی کے تین سوال کا جواب تصنیف مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی ۔۔۔ ۲۰؍
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول قیمت علی مسیح قرآن میں قیمت ۱؍
واقعات صلیب قیمت ۱؍ حجۃ الاسلام قیمت ۸؍ نبیہ
قیمت ۹؍ غلامی قیمت ۴؍
عیسویت کا آخری سہارا ۔۔۔ صفحات کی کتاب مذکورہ بالا کتب ۔۔۔ روپیہ کی کتابوں کی فرمائش کے ساتھ مفت بھیجی جائیگی۔

منتظم احمدیہ بلڈنگس لاہور

دیگر چار اشخاص کو جو موٹر پر سوار تھے خفیف سے زخم آئے۔

ایک پروفیسر پر ریچھ کا حملہ

مدراس۔ آج ریورنڈ نیکال انجنیرنگ کالج سیپور کے پروفیسر تھے آج وہ ہزاری باغ سے کلکتہ لائے گئے ہیں وہ سخت زخمی ہیں ان پر ایک ریچھ نے حملہ کر دیا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ ایک چٹان کو پھاند کر ایک نالہ میں پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک ریچھ کی مادہ اور اس کے دو بچے ایک غار میں بیٹھے پائے۔ اس نے مسٹر ریورنڈ پر فوراً حملہ کر دیا۔ مسٹر موصوف نے اپنی چھتری اور ٹوپی کے ذریعہ سے جس قدر ہو سکا۔ حفاظت کی ایک بچے نے مسٹر ریورنڈ کا پیر پکڑ لیا۔ اور ریچھ کی مادہ نے ان کا پیر اپنے جبڑوں میں لے لیا۔ لیکن بعد میں وہ انہیں چھوڑ کر ایک ہندوستانی کلرک کے پیچھے ہو لی۔ جو مسٹر ریورنڈ کے ہمراہ تھا۔

مسٹر ریورنڈ کا سر ہاتھ اور پیر سخت زخمی ہوا لیکن وہ قیام گاہ پر واپس آئے۔ اور وہاں ان کی مرہم پٹی کی گئی معلوم ہوا ہے کہ ان کی حالت خطرناک نہیں۔

افغانستان کے لئے جدید روسی سفیر

لندن ۲۸ اپریل ریگا کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ افغانستان کے لئے جدید سفیر روس موسیو سٹارک مقرر ہوئے ہیں جو استھونیا میں روسی سفیر تھے۔ آپ تیسری بین الاقوامی اشتراکی انجمن کے مشرقی حصہ کی کمیٹی میں سفارت کی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ اور روس کی مرکزی جمعیت انتظامی کے شعبہ نشر و اشاعت میں بھی کام کر چکے ہیں

جہاز پر دھماکا

اڈیلیڈ ۲۷ اپریل ایس ایس میٹ آف سنگاپور سے دو رینہ ملن ڈالنے والے گم ہیں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ دھماکے کے ساتھ اڑ گئے کل تین مقتول اور گیارہ مجروح ہوئے اکثر کو معمولی ضربیں آئیں۔

ضرورت نکاح

(۱) ایک نوجوان بیوہ تعلیم یافتہ سیدزادی کے لئے کسی برسر روزگار تعلیم یافتہ رشتہ کی ضرورت ہے،

(۲) دیسی عیسائی سے مسلمان شدہ ایک کنواری لڑکی کے لئے کسی موزوں رشتہ کی ضرورت ہے،

(۳) ایک نوجوان پرائمری پاس قوم قاضی نیک سیرت لڑکی کے لئے شریف خاندان تعلیم یافتہ برسر روزگار رشتہ کی ضرورت ہے،

(۴) سلہریہ راجپوت خاندان کی ایک کنواری پرائمری تک تعلیم یافتہ نوجوان لڑکی کے لئے راجپوت رشتہ کی ضرورت ہے،

(۵) ایک نوجوان فاروقی قریشی احمدی نوجوان کے لئے جو محکمہ پولس میں محرر ہیں، نیک رشتہ کی ضرورت ہے،

(۶) ہمارے مدرس سید عالم شاہ صاحب کے لئے نیک رشتہ کی ضرورت ہے، نوجوان ہیں اور ۵۰ روپیہ موجودہ تنخواہ

(۷) ۔۔ ۲۰ سالہ سید نوجوان کے لئے جو تعلیم یافتہ اعلیٰ تجارت کام کرتا ہے، کسی موزوں رشتہ کی ضرورت ہے،

(۸) ایک ۳۵ سالہ عمر کی نومسلمہ بیوہ کے لئے جس کے پہلے خاوند سے ایک لڑکا اور لڑکی ہے، اور جائیداد غیر منقولہ رکھتی ہے، موزوں رشتہ کی ضرورت ہے،

بسلسلہ درخواستیں بنام سیکرٹری تنظیم و تبلیغ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجی جائیں

یہ سرمہ کیسا ہے؟

بسو کن گفتن کہ زر مغربی است ۔ چہ حاجت محک خود بگو یدکہ چیست
اپنے تجربہ کے رُو سے تو از حد مفید ہے، اگر آپ کو کچھ تردد ہو، کر لیے نمونہ مفت منگوا کر دیکھیں
تو سیع بھی فی تولہ کے حساب سے منگوالیں، اور ایک آنہ محصول ڈاک کے لئے ضروری، ورنہ تعمیل نہ ہو گی!

راقم محمد یمین احمدی از راتہ، ڈاک خانہ مانسہرہ،

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۱۲ — نمبر ۵۲

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۲۹۔ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ ہجری مطابق ۴۔ مئی ۱۹۲۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامنِ پاکش بدست ما مدام
مہرِ او باشیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصلِ دلدارِ ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جانِ ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمانِ ماست
از ملائک وز خبرہائے معاد
ہرچہ گفت آں مرسلِ رب العباد
آں ہمہ از حضرتِ احدیت است
منکرِ آں مستحقِ لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است
منکرِ آں مورد لعن خدا است
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
ما ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

مسائل صلوٰۃ العید

رمضان المبارک قریب الاختتام ہے، جس کے بعد عید الفطر آنے والی ہے اس کے متعلق چند مسائل حوالہ قلم ہیں،

صلوٰۃ العید دو رکعت ہوتی ہیں، پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں، قرأت تکبیروں سے بعد پڑھنی چاہیئے دونوں رکعتوں میں سورہ قٓ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر،

عید الفطر میں صبح کے وقت کھانا کھا کر جانا چاہیئے، کھجوریں کھانا سنت ہے، صلوٰۃ العید سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے،

عید کے دن عیدگاہ کو راستہ تبدیل کر کے جانا چاہیئے، یعنے جس راستہ جائیں، اسی راستہ سے نہ آئیں، عیدگاہ کو پیدل جانا چاہیئے،

عید کے دن کپڑے اچھے پہنے، خوشبو وغیرہ لگائے، عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں تکبیریں پڑھتا جائے،

ارتفاع شمس سے لے کر زوال تک عید کا وقت ہوتا ہے

امام خطبہ میں احکام صدقہ بتلائے اور لوگوں کو وعظ کرے، ایک ہی خطبہ ہوتا ہے، عید میں دعا مسنون نہیں، (خطبہ عید کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ ایڈیٹر)

عید کے دن عورتیں بھی عید کی نماز پڑھنے کے لئے برجماعت پڑ جائیں، خطبہ صلوٰۃ العید کے بعد ہوتا ہے، عید میں اقامت اور اذان نہیں کہی جاتی،

اس عید کے موقعہ پر صدقۃ الفطر کے نام سے کچھ صدقہ ہر ایک مسلمان کی طرف سے دیا جانا واجب ہے، ہر ایک وہ شخص جو کنبہ کا کفیل اور صاحب نصاب ہے، اس پر واجب ہے، کہ اپنے ساتھ اپنے گھر کے تمام لوگوں بلکہ چھوٹے بچوں تک بھی صدقہ دے،

صدقہ کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے، صاع چار مُد کے برابر ہے، مُد ایک پیمانہ کا نام ہے، جس میں تیرہ چھٹانک گیہوں آتی ہے اس حساب سے نصف صاع ۱½ سیر گیہوں فی کس یا اس کی قیمت بحساب ۷ سیر فی روپیہ ۳ فی کس واجب الادا ہے،

حضرت امیر کی طرف سے ہدایات

صدقہ فطر کے متعلق آئندہ حسب ذیل ہدایات حضرت امیر کی طرف سے گذشتہ سال شائع ہو چکی ہیں جو تمام جماعتوں کے نوٹ کرنے قابل ہیں،

صدقہ فطر کے متعلق آئندہ کیلئے حسب ذیل طریق پر عمل ہو،

(۱) صدقہ فطر نماز عید سے پیشتر ادا کرنا ضروری ہے،

(۲) اگر کوئی مقامی مساکین ایسے ہوں کہ جو اس صدقہ کے مستحق ہیں تو ان کو حسب ضرورت یا کچھ حصہ یا سارا دیا جا سکتا ہے باقی لاہور انجمن کو مساکین کے لئے بھیجدیا جائے،

(۳) بہتر یہی ہے کہ جہاں جماعت ہو، وہاں صدقہ فطر ایک جگہ جمع ہو۔ اور جو لوگ مستحق ہیں، ان کی فہرست سب احباب کے مشورہ سے پہلے سے تیار رہے، اور اندازاً جس قدر کہ وہ مستحق ہیں اس کا بھی بمشورہ احباب پہلے سے فیصلہ کیا جائے، اور ممکن ہو تو نماز سے پیشتر ان کو دیدیا جائے،

عید فنڈ

صدقہ فطر کے علاوہ عید کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود نے ایک روپیہ بطور عید فنڈ دینے کیلئے بھی کہا ہے، جو اشاعت اسلام کی ضروریات کے لئے بہت کچھ کام آ سکتا ہے، عید ایک خوشی کا دن ہے، اس لئے جہاں اور بہت سا روپیہ عیش و عشرت کے سامانوں پر مسلمان خرچ کرتے ہیں، اگر اشاعت اسلام جیسے اہم مقصد کے لئے دے دیا کریں تو اس میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے، ہمارے تمام احباب کو چاہیئے کہ صدقہ فطر اور عید فنڈ اپنی اپنی جماعت کے سیکرٹریوں کے پاس نماز عید سے پہلے جمع کرا دیں، نماز عید کے بعد صدقہ فطر نہیں ہوتا جہاں باقاعدہ انجمنیں نہ ہوں وہاں براہ راست محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیج دیں۔ امید ہے کہ احباب ان چند ضروری باتوں کو یاد رکھیں گے، اور صدقہ فطر اور عید فنڈ جمع کرنے میں پورے اہتمام سے کام لیں گے،

خطبہ عید

حضرت امیر کا ارشاد

ہر ایک کام جو ہم کرتے ہیں، وہ ہماری کسی آئندہ ترقی کے لئے بطور سیڑھی کے ایک درجہ کے ہوتا ہے، یعنی اس سے آئندہ کام کا کرنا کرنا بھی برابر ہوتا ہے، اسی کیلئے عید کیساتھ خطبہ بھی رکھا ہے اور خطبہ کی غرض یہی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے فرائض ضروری اور اہم امور پیش آمدہ کی طرف توجہ دلائی جائے، اسلئے میری یہ خواہش ہے کہ ہمارے احباب جہاں جہاں عید پڑھیں، خطبہ عید میں اپنی جماعت کو ان کے اس عظیم الشان فرض کی طرف توجہ دلائیں جو حصول رضائے الٰہی کا سب سے بڑا کام ہے، یعنی اعلائے کلمۃ اللہ دنیا اور صدیقوں اور شہدا اور صالحین کا کام ہے...... خطبہ عید میں ہر جگہ احباب کو ان کے اس فرض کی طرف توجہ دلائی جائے کہ خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کا عہد ہم نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر کیا ہے، اس عہد کی پوری عزت ہمارے دلوں میں ہونی چاہیئے اور ہم میں سے ہر ایک کے دل کے اندر سب سے بڑی تڑپ یہی ہونی چاہیئے، کہ کس طرح اسلام کے پیغام امن و صلح کو دنیا میں پہنچایا جائے ہم نے فی الحقیقت ابھی اس کام کے لئے پہلا قدم اٹھایا ہے، اور ہمارے پیچھے جو اسی راہ میں کام کرنے والے ہوں ان کے لئے ہم سابق ہیں، مگر کوئی بھی سابق تقدم زمانی کے لحاظ سے نہیں بنتا بلکہ تقدم فی العمل سے بنتا ہے، پس اپنی کوششوں سے ہمیں سابق بننا چاہیئے...... ہم میں وہ لوگ ہونے چاہئیں، جن کے دلوں کے اندر تبلیغ اسلام کی ایسی تڑپ ہو کہ وہ دیوانہ وار اس کام کیلئے نکل پڑیں اور جنہیں اس رستہ میں مشکلات کے پہاڑ بھی ہیچ معلوم ہوں، اور در حقیقت انسان کے عزم کے سامنے پہاڑ بھی ٹل ہی جاتے ہیں، ہم میں ایسے لوگ ہونے چاہئیں، جو اس وقت اپنے کاروبار کرتے ہوئے دل میں اسی تڑپ کو لئے ہوئے ہوں کہ کسی طرح جب انہیں موقعہ ملے وہ خدا کی راہ میں نکل کھڑے ہوں، اور ہر وقت اس کام کے لئے تیاری میں رہیں، ہم میں وہ لوگ بھی ہونے چاہئیں جو ان کاروبار میں اعانت کے لئے اپنے اموال کو خدا کی راہ میں قربان کر دیں، کیونکہ سلسلہ کا قیام بدوں اس کے نہیں ہو سکتا، کہ اگر ایک گروہ جذبہ دینی کو لے کر کام کے لئے باہر نکل گیا ہے تو دوسرا اسی جذبہ دینی کو اپنے اندر لئے ہوئے اپنے اموال سے اسی کام کو سرانجام دے رہا ہے، غرض ہماری عید از سر نو ہم میں یہ احساس پیدا کر دے، کہ ہم نے کیا ذمہ واری اپنے سر پر لی ہوئی ہے، اور اس کے پورا کرنے کے لئے ہمیں کس قدر کوشش کرنی چاہیئے، ان باتوں کا یاد دلا دینا خطیبوں کا فرض ہے، عمل کی توفیق اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے، مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ سچے دل سے نکلی ہوئی بات اپنا اثر کرکے رہے گی، پھر یہ بھی یاد دلا دینا فرض ہے کہ یہ عظیم الشان کام بدوں ایک قوم کی جد و جہد کے جاری نہیں رہ سکتا، اسلئے ہماری اس خدمت میں ہمارے ساتھ ملکر حصہ لینے والوں کی تعداد میں ہر وقت اضافہ ہونی چاہیئے، مجدد صدی اور مسیح زمان کو اللہ تعالےٰ نے لغو طور پر نہیں بھیجا، اسکے دامن سے وابستگی ہی اس کام میں ہمیں بہت کچھ مدد دیتی ہے، پھر جو لوگ سلسلہ میں آ چکے ہیں ان کے آئندہ رہنے کا اور اسکی ترقی کا بھی ہمیں فکر ہونا چاہیئے، اخوت اور الفت کو بڑھانے میں ساعی رہنا چاہیئے تا ہم میل جول کے ا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
لاہور

جلد ۱۲، مورخہ ۲۹۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۲ ہجری، نمبر ...

علماء اسلام، خلافت کمیٹیوں اور سیاسی لیڈران اسلام کی خدمت میں ایک ضروری التماس

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

طاعون کا تباہی خیز حملہ مسلمانوں پر

برادران اسلام۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

کوئی شخص اپنی قوم کو تباہ ہوتا دیکھ کر خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں، کہ یہ واقعات کی ناواقفیت ہے، جس کی وجہ سے مسلمان لیڈر مسلمانوں کو ایک ایسی آفت میں مبتلا ہوتے ہوئے جس سے ہزاروں گھروں کا نام و نشان مٹ رہا ہے خاموش بیٹھے ہوئے ہیں، اس مرتبہ پنجاب میں طاعون سے جس قدر مسلمان تباہ ہوئے ہیں، اسے دوسری قوموں سے کچھ نسبت نہیں، شہروں میں تو سو پچاس روزانہ اموات کی تعداد سنکر لوگ گھبرا جاتے ہیں، مگر دیہات میں آج یہاں تک حالت پہنچی ہے، کہ بعض دیہات میں ایک ایک تہائی آبادی اور بعض میں اس سے بھی زیادہ فنا ہو گئی ہے، اور بعض بالکل ویران ہو چکے ہیں، سینکڑوں نہیں ہزاروں گھر ایسے ہیں، جن کے دروازے کسی مکین کے باقی نہ رہنے سے ہمیشہ کے لئے بند ہو چکے ہیں، کون مسلمان ہے، جو اپنے مسلمان بھائیوں کو اس طرح تباہ ہوتا دیکھے، اور اس کے دل میں یہ درد پیدا ہو کہ وہ ان کی جان کو بچائے، اگر ہماری کوشش سے ایک مسلمان کی زندگی بھی بچ جائے تو یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں، ابھی شدھی کی تحریک پر مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو بچانے کیلئے ہزارہا روپیہ صرف کر دیا، اور اس سارے علاقے میں جہاں شدھی کا خطرہ تھا، علماء پھیل گئے، اور کئی انجمنیں قائم ہو گئیں، لیکن ہم کو یہ اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے، کہ یہ مصیبت شدھی کی مصیبت سے بہت بڑھکر ہے، شدھی کا زور تو ٹوٹ گیا، مگر طاعون کی یہ حالت ہے کہ آج اٹھائیسواں سال ہے، اگر دو چار سال کچھ کم ہو جاتی ہے، تو پھر اس کی آگ ایک مرتبہ بھڑک اٹھتی ہے، اور ابھی پتہ نہیں کہ کب تک اس کا دور چلے، اور کتنی جانیں اور اس سے تلف ہوں، یہ کوئی چھوٹا سا عذاب الٰہی نہیں کہ ہزاروں گھروں کی یادگار ایک یتیم بچہ رہ جائے، یا ایک بیوہ عورت اور ہزاروں بالکل بند ہوتے چلے جائیں، اس حالت میں علماء کا یہ فرض ہے، کہ مسلمانوں کو اس تباہی سے بچانے کی کوشش کریں، اور ایک ایک مسلمان کی جان کو ایک نہایت قیمتی چیز سمجھیں، اس وقت خاموشی سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں،

مسلمانوں کے غلط خیالات

مسلمانوں میں عام طور پر چند خیال پھیلے ہوئے ہیں، جو غلط ہیں، اور جن کی وجہ سے ہزارہا مسلمان تباہ ہو رہے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ طاعون کی شدت میں اپنے رہائشی مکان کو چھوڑ کر باہر رہائش کر لینا گویا تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے، حالانکہ طاعون میں اس سے بڑھ کر کوئی حفاظت کے طور پر علاج نہیں، ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ پہلے طاعون کا اثر [illegible] ہونے کا ہے، [illegible] یا ہم

(تقدیر الٰہی سے بھاگ سکتے ہیں، حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب سخت طاعون ملک شام میں پڑی، اور اسلامی لشکر میں بھی بہت موتیں واقع ہوئیں، تو حضرت عمرؓ نے حکم دیا، کہ لشکر اس جگہ سے ڈیرہ اٹھا کر کسی دوسرے کھلے بلند مقام پر لگالے، آپ کے اس حکم پر بھی کسی نے اعتراض کیا تھا، جیسا کہ بخاری میں ذکر ہے، فقال ابو عبیدۃ افرارا من قدر اللہ، یعنی کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں، تو آپ نے جواب دیا، نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ، ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے اللہ کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں، یعنے یہ بھی اللہ کی تقدیر ہے کہ ایک جگہ بیماری کے جراثیم پیدا ہو کر لوگ مرنے لگیں، اور یہ بھی اللہ کی تقدیر ہے، کہ دوسری جگہ وہ بیماری کے جراثیم نہیں، اور لوگ بچ جاتے ہیں،

کھلی ہوا میں جانا تقدیر کے خلاف نہیں

تو تقدیر کے ماتحت انسان پھر بھی ہے، اور یہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ انسان کا بیمار ہونا بھی ایک تقدیری امر ہے، اور دوا کو استعمال کر کے اس بیماری سے شفا پا جانا بھی ایک تقدیری امر ہے، اب اگر ایک شخص بیمار ہونے پر علاج کرے، تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ تقدیر الٰہی سے بھاگ رہا ہے، بلکہ وہ اس وقت ایک دوسری تقدیر الٰہی یعنی علاج کی طرف رجوع کر رہا ہے، اور جب طاعون سے بچنے کے لئے مکان رہائش کو چھوڑ کر کھلی جگہ میں چلے جانا طاعون کا علاج ہے، جس پر آج ہی حکماء کا اتفاق نہیں، بلکہ حضرت عمرؓ نے تیرہ سو سال پیشتر یہی علاج مسلمانوں کو بتایا تھا، تو یہ مسلمان کس مذہب کی پیروی کر کے اپنی اور اپنے عزیزوں کی جانیں تلف کر رہے ہیں، اور گویا ایک رنگ میں خودکشی اختیار کر کے اسلام کی قوت کو کم کر رہے ہیں، تاریخ سے بھی ثابت ہے، کہ جب لشکر نے طاعون زدہ مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر رہائش اختیار کی، تو طاعون کی بیماری ان کے اندر سے دور ہو گئی، پھر بعض نادان لوگ یہ کہہ دیتے ہیں، کہ وہاں اور خدا ہے، جو ہم ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں، وہ اتنا نہیں جانتے کہ دوائی کے استعمال سے یہ ثابت نہیں ہوا کرتا، کہ خدا بدل گیا، بلکہ خدا کے قانونوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، بھوک لگنے پر کھانا کیوں لوگ کھاتے ہیں، پیاس پر پانی کیوں پیتے ہیں، بیماری میں علاج کیوں کرتے ہیں۔ ایک بیمار کو حاذق حکیم کے پاس کیوں لے کر دوڑتے ہیں۔ کیا خدا بدل جاتا ہے، نہیں خدا تو ایک ہے، مگر اس کے قانون اور اس کی تقدیریں بہت ہیں، وہ قانون یا تقدیر بدل جاتی ہے

رسول اللہ صلعم کا فعل

حضرت عمرؓ ہی نہیں خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ بعض لوگوں کو جو مدینہ آکر بیمار ہو گئے تھے یہ حکم دیا تھا، کہ وہ مدینہ سے نکل جائیں، اور باہر کشادہ جگہ میں رہائش اختیار کر لیں، یہ قصہ بھی بخاری شریف میں مذکور ہے، اور امام بخاری نے اسی لئے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے، من خرج من الارض لا تلائمہ یعنی جب ایک مقام موافق نہ ہو، اور وہاں بیماری پیدا ہو، تو اسے چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے۔

طاعون کے مقام سے نکلنا منع نہیں

بعض لوگ یہ عذر کر دیتے ہیں کہ طاعون کے مقام سے نکلنا منع ہے، حالانکہ اس حدیث کا قطعاً یہ منشا نہیں، اس سے مقصد یہ ہیں، کہ جب کسی مقام میں طاعون پڑ جائے، تو جہاں صحت ہے، ان مقامات کے لوگ اس وبازدہ مقام میں نہ جائیں، اور نہ وبازدہ مقام کے لوگ وہاں سے بھاگ کر نکل جائیں، اذا سمعتم بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ اب اس کا مطلب تو صاف ہے کہ ... مقام سے نکل کر یا وہاں داخل ہو کر اس بیماری کو پھیلانے کا موجب نہیں بننا چاہیئے، کیونکہ جب وبا سے خالی مقام کا آدمی وہاں جائے گا، تو وہ اس اثر کو وہاں سے لے کر پھر اسے دوسرے مقام پر لے جائے گا،

مسلمانوں کا طرز عمل حدیث کے خلاف ہے

مسلمانوں کا عمل اس حدیث کے بھی بالکل خلاف ہے، جب ایک شخص طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے، تو اس میں تو شک نہیں، کہ یہ فرض انسانی ہے، کہ اس کی خبر گیری کی جاوے، دوا کی جاوے، اور اگر وہ فوت ہو جائے، تو اس کی تجہیز و تکفین کی جائے اور اسے عزت کے ساتھ دفن کیا جائے، لیکن یہ جو رواج مسلمانوں میں پڑا ہوا ہے، جس کی سند کتاب و سنت میں نہیں، کہ ایک شخص مر جائے، تو وہاں ساری برادری دور دراز سے جمع ہو، یہ یقیناً اس حدیث کے خلاف ہے، اور اس سے بیماری ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں اور ایک مقام سے دوسرے مقام میں پھیلتی ہے،

فرار کا مطلب

اور یہ بھی صحیح ہے کہ حدیث میں لفظ فرار اس لئے رکھا ہے کہ ایسا نہ ہو جیسا ہندو لوگ بعض حالات میں کرتے ہیں، کہ عزیز بیمار ہوا تو اسے چھوڑ کر بھاگ گئے، کیونکہ بیمار کی خبر گیری بھی فرض انسانی ہے۔ جب وہ فرض انسان پر عائد ہو جاوے، تو پھر بھاگنا نہیں چاہیئے، یہی مطلب اس حدیث کا حضرت عمرؓ نے سمجھا تھا، کیونکہ جب یہ حدیث آپ کے سامنے بیان ہوئی، تو اس کے بعد ایک طرف تو آپ خود طاعون زدہ مقام میں داخل نہ ہوئے، اور دوسری طرف آپ نے یہ حکم دیا کہ لشکر طاعون زدہ مقام کو چھوڑ کر بلند اور کشادہ جگہ پر ڈیرہ کرلے، جس سے معلوم ہوا کہ حدیث کا منشا وہ ہرگز نہ تھا، جو اکثر مسلمانوں کے خیال میں ہے،

علماء کا فرض

اب ہمارے علماء کا یہ فرض ہے کہ یا تو وہ اس علاج کے جواز کا فتوے شائع کر کے مسلمانوں کو بچانے کا فکر کریں، اور اگر وہ حضرت عمرؓ کے تجویز کردہ علاج کو صحیح نہیں سمجھتے، اور آپ کے فعل کو خلاف حدیث قرار دیتے ہیں، تو پھر کم از کم مسلمانوں کو بچانے کے واسطے کوئی اور تدبیر بتائیں، ایسے موقع پر جب ہر سال ہزاروں کی تعداد میں مسلمان مرتے چلے جاتے ہیں، جن کی جانیں ادنے توجہ سے بچائی جا سکتی ہیں، علماء کا خاموشی اختیار کر رکھنا ایک گناہ عظیم ہے، جمعیۃ العلماء ہو یا دوسرے علماء ہوں، یہ فرض ہر شخص پر عائد ہوتا ہے، کہ وہ مسلمان بھائیوں کی جان بچانے کے لئے پورا زور لگا دے، بات تو اس قدر صاف ہے کہ اس میں علماء کو کوئی لمبا چوڑا فتوے شائع کرنے کی ضرورت نہیں، صرف چند الفاظ میں مسلمانوں کو یہ ہدایت کر دینا ہے کہ طاعون کے علاجوں میں سے یہ ایک اعلیٰ درجہ کا علاج ہے، کہ طاعون زدہ مقام کو چھوڑ دیا جاوے، اور حدیث کی رو سے یہ منع نہیں، ان کے صرف یہ چند الفاظ کہہ دینے سے ہر سال ہزارہا مسلمانوں کی جانیں بچ جائیں گی،

خلافت کمیٹیوں کا کام

پھر یہ مسلمان لیڈروں اور خلافت کمیٹیوں کا کام ہوگا، کہ اس فتوے کو ہر ہر گاؤں میں پہنچا دیں، اور یہ بھی ایک دو چار ماہ کی کوشش سے ہو سکتا ہے، اور چند ہزار روپے سے زیادہ خرچ نہ ہوں گے خلافت کمیٹیاں جو اس وقت بیکار بیٹھی ہوئی ہیں، کیا وہ مسلمانوں کی جان بچانے کی اتنی فکر بھی نہیں کر سکتیں، اور قوم کو بچانے کے لئے اتنی تکلیف بھی نہیں اٹھا سکتیں، خدا کے لئے وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں، جو روپیہ ان کے پاس ہے، اس وقت اس کا بہتر مصرف کیا ہو سکتا ہے کہ اپنی قوم کو بچانے کے لئے اسے صرف کر دیا جائے، اور کل کو اس سے دو چند بلکہ دہ چند اپنی لوگوں سے وہ لے سکتے ہیں، لیکن اگر وہ اس کام کو نہ کریں

لہذا یہی پرانا عذر پیش کریں، کہ ہمارا تعلق فارن معاملات سے ہے، خلافت کو قائم کرنے سے، اور مسلمان مرتے جاتے ہیں، اس سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں، تو اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے کوئی اور انتظام بھی ہو سکتا ہے، لیکن علماء کا فتویٰ ضروری ہے، تاکہ عوام الناس اس علاج کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور اسے اسلام کے خلاف نہ سمجھیں،

طاعون کا ٹیکہ

اسی طرح ایک دوسرا علاج اس بیماری کا ٹیکہ ہے، یہ بات پوشیدہ نہیں، کہ کتنی بیماریاں ہیں، جن میں ٹیکہ ایک کامیاب علاج ثابت ہوا ہے، اب کیا کوئی مسلمان ہے جو اپنے بچے کو چیچک کا ٹیکا نہیں لگواتا، لیکن جن دلائل سے چیچک کے ٹیکہ کا خلاف شریعت نہ ہونا اور کامیاب ہونا ثابت ہے، انہی دلائل سے طاعون کے ٹیکہ کا خلاف شریعت نہ ہونا اور کامیاب ہونا بھی ثابت ہے، اگر چہ ابھی اس قدر کامیاب نہیں، مگر بہر حال یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ٹیکا لگوانے والوں میں نہ ٹیکا لگوانے والوں سے موت بہت کم حصہ رہ جاتی ہے (یعنی اگر ٹیکہ نہ لگوانے کی صورت میں ایک گاؤں میں سو آدمی اس بیماری سے مرتے ہیں) تو ٹیکا لگوانے کی صورت میں پانچ چھ سے زیادہ اموات نہ ہوں گی، کیا یہ تھوڑی سی کامیابی ہے، کہ سو میں سے پچانوے آدمیوں کی جانیں بچ جائیں، کس قدر تعجب ہے کہ مسلمان چیچک کا ٹیکہ لگوانا جائز سمجھیں، سل کا ٹیکہ لگوانا جائز سمجھیں، حالانکہ ان سے اس قدر کیا اس کا سواں حصہ بھی موت واقع نہیں ہوتی، مگر طاعون کا ٹیکہ لگوانا جائز نہ سمجھیں جس سے ہر سال ہزارہا انسان تباہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہی ہمارے علما کا فرض ہے، کہ مسلمانوں کو اس علاج کی طرف توجہ دلائیں، اور انہیں بتائیں، کہ ٹیکہ لگوانا خلاف شریعت نہیں، بلکہ حفظ ما تقدم کے طور پر ایک علاج ہے،

گھروں کی صفائی

تیسرا علاج اس بیماری کا حفظ ما تقدم کے طور پر گھروں کا صاف رکھنا ہے، یہ تو رسول اللہ صلعم کا حکم تھا کہ اپنے گھروں کو صاف رکھو، مگر آج بیشتر مسلمان گھر حتیٰ کہ اچھے اچھے آسودہ حال لوگوں کے گھر بھی ایسے غلیظ ہو رہے ہیں، کہ الاماں، ہر قسم کی بیماریوں کے جرم ان تاریک گندی کوٹھڑیوں میں پیدا ہوتے ہیں، ہر مسلمان کا فرض ہے، کہ وہ اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھے، اور بالخصوص چوہوں سے اسے محفوظ رکھے، غلہ وغیرہ کے ذخیروں کو اگر محفوظ رکھا جائے اور ایسا ہی کھانے کی اشیا کو تو چوہے خود گھروں میں کم آئیں گے اس کے علاوہ یہ چاہیئے کہ چوہوں کے پکڑنے کے لئے گھروں میں پنجرے رہیں، اور انہیں پکڑ کر مار دیا جاوے، اور ایسا ہی زہریلی گولیاں ڈالکر انہیں وقتاً فوقتاً مارتے رہیں، اور گھروں میں انہیں جگہ نہ بنانے دیں، بلکہ جب طاعون کا زور کم ہو جاوے تو اور بھی زیادہ زور اس بات پر دیں، کہ گھر میں چوہا نہ رہنے پائے

رجوع الی اللہ کی ضرورت

اور سب سے آخر مگر سب سے زیادہ ضروری ہے، کہ اس عذاب الٰہی کے وقت مسلمان خدا کے حضور گریہ وزاری کریں، اور احکام الٰہی کی تعمیل کی طرف رجوع کریں، اور ہر قسم کی شوخیوں اور شرارتوں کو ترک کر دیں، کسی عذاب کے ایک وقت کم ہو جانے سے اس سے نڈر ہو جانا عقلمندوں کا کام نہیں، یقیناً خدا تعالیٰ انسان کی تضرع اور عاجزی کی دعا کو سنتا ہے۔ بشرطیکہ انسان اس کے حضور اپنی گردن جھکانا سیکھے،

اخبارات کا فرض

ان چند باتوں کی طرف یا اور جو امور ضروری سمجھے جائیں، نہ صرف توجہ دلانا بلکہ ایک ایک مسلمان متنفس تک ان باتوں کا پہنچانا علماء اسلام خلافت کمیٹیوں اور لیڈروں کا سب سے پہلا فرض ہے، ہمارے اخبار نویس اس وقت اس تحریک پر زور دے کر مسلمانوں کی حقیقی ہمدردی کر سکتے ہیں، اس وقت دوسری قوموں کا رونا رونے کی نسبت اگر اپنی قوم کے بچانے کی فکر زیادہ کریں تو یہی اصل ضرورت ہے، یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ جہاں علماء و لیڈران ملکی نے ان باتوں کی طرف توجہ نہیں کی، ہمارے اخبارات کو بھی چنداں توجہ ان امور کی طرف نہیں، حالانکہ یہ ضروری ہے کہ ان مضامین پر کثرت کے ساتھ اخباروں میں لکھا جائے۔ تاکہ لاکھوں انسان جو اخبارات کو پڑھتے یا سن لیتے ہیں، ان تک یہ باتیں مفت میں پہنچ جائیں

میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ جو شخص ایک بھی انسان کی جان بچانے میں ساعی ہوتا ہے وہ عنداللہ اجر عظیم کا مستحق ہے اس لئے مسلمان علما، مسلمان لیڈران خلافت، مسلمان لیڈران سیاسی، مسلمان اخبار نویس، مسلمان گدی نشین اس وقت سب باتوں سے بڑھ کر اس ایک بات پر ضرور دیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کے اندر ایک عام احساس پیدا ہو جائے، اور وہ غلط خیالات کے نیچے سے نکل جائیں، والسلام،

دستخط محمد علی

نوٹ:۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ایک کمیٹی بنام پلیگ ریلیف سب کمیٹی مقرر کر دی ہے، جو صاحب چاہیں وہ انہیں جہاں تک اس کے ذرائع ہوں گے، ہر قسم کی امداد دینے کے لئے تیار ہو گی ٭

خطبہ میں کسی کا نام ضروری نہیں

کچھ عرصہ ہوا اخبارات میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے خلاف یہ شور برپا ہوا تھا۔ کہ آپ خطبہ میں خلیفۃ المسلمین کا نام نہیں لیتے۔ اس کا جواب اس وقت رد المختار جیسی فقہ کی معتبر کتاب کے حوالہ سے دیا گیا تھا کہ خطبہ میں کسی کا نام لینا بدعت ہے۔

حال ہی میں قسطنطنیہ سے ایک خبر موصول ہوئی ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ

"فہمی آفندی مفتی قسطنطنیہ نے ایک فتویٰ شائع کیا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ خطبہ جمعہ میں کسی خاص آدمی کا نام لینا ضروری نہیں" ٭

اس فتوے کو ہندوستان میں پہنچے ہوئے چند دن گذر چکے ہیں لیکن ابھی تک ہندوستانی علماء نے آستانہ کے ان مفتی صاحب پر کوئی فتوے نہیں دیا۔ نہ اخبارات نے اس پر کوئی مخالفانہ نکتہ چینی کی ہے۔ کیا ہم یہ سمجھیں۔ کہ شریعت کا فتوے ہندوستانی مسلمانوں کے لئے کچھ اور ہے۔ اور خود آستانہ خلافت کے رہنے والوں کے لئے کچھ اور؟ اس فتوے کو دیکھ کر بھی اگر ہمارے علماء اپنی غلطی کو نہ چھوڑیں یا کم از کم اس کی تردید معقول دلائل کے ساتھ نہ کریں۔ تو اس سے بڑھ کر افسوس ناک اور کیا بات ہو سکتی ہے ٭

"نورافشاں" اور ہم

"پیغام صلح" کی کسی سابقہ اشاعت میں ہم نے معاصر "نورافشاں" کو اس کی تجویز مفاہمت یاد دلاتے ہوئے ایک مضمون کی طرف توجہ دلائی تھی جس میں آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ پر نہایت رکیک اور ناواجب حملے کئے گئے تھے۔ ہم نے اپنے لایق معاصر سے عرض کیا تھا کہ کسی کے عقاید پر معقولیت کے ساتھ نکتہ چینی اور بات ہے اور گالیاں دینا اور ہے اس لئے اگر فی الواقعہ مفاہمت کا اسے خیال ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنی موجودہ روش کو بدل کر صحیح راہ اختیار کرے۔ ہماری اس عرضداشت کا جواب ۲۵ر اپریل ۱۹۲۸ء کے "نورافشاں" میں شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود اور تمام جماعت احمدیہ کو بری طرح سے کوسا گیا ہے، اور یہ الزام دیا گیا ہے کہ ہماری کتب میں تمام مذاہب کو گالیاں دی گئی ہیں۔ ہمارے لایق معاصر کی تجویز ہے کہ:۔

"ہم چاہتے ہیں کہ مرزائی تصانیف میں جس قدر گند زبانی اور درشت کلامی موجود ہے اس کو جمع کر کے گورنمنٹ کے حضور پیش کریں" ٭

اس کے لئے ہمارے معاصر نے ایک فنڈ کھولنے کی تجویز کی ہے اور لکھا ہے کہ:۔

"ہمارے دوست ہماری امداد اس طرح کر سکتے ہیں کہ خرید کتب کے لئے فنڈ مہیا کریں۔ اور یہ ایک بڑا بھاری قومی اور مذہبی کام ہو گا"

"نورافشاں" کے ان الفاظ کو پڑھ کر ہماری حیرت اور تعجب کی کوئی حد نہیں رہی۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو چند ہی دن ہوئے ہم سے مفاہمت کرنا چاہتے تھے۔ اور انہوں نے اسلام اور مسیحیت کی باہمی جنگ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے نہایت بزرگانہ انداز میں ہمیں اپنی روش کو بدلنے کی نصیحت کی تھی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو جی میں آئے کہتے چلے جائیں اور ہم ہونٹ تک نہ کھولیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ان کی منافقت کا پردہ بہت جلد چاک ہو گیا۔ اور پیشتر اس کے کہ کوئی ایسی مفاہمت ہو۔ ان کے اندرونی قلب کا پتہ لگ گیا۔

ہم اپنے لایق معاصر سے یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ بیشک جس قدر جی چاہے زور لگائے اور حضرت مسیح موعود کی کتب کی فراہمی اور گورنمنٹ کے حضور ان کو پیش کرنے کے لئے پوری جد و جہد کرے۔ خدا نے چاہا تو اس کا نتیجہ حرماں نصیبی کے سوائے اور کچھ نہ ہو گا۔ لیکن "نورافشاں" کی اس تجویز سے یہ صاف ثابت ہے۔ کہ ان لوگوں کے دل اپنی شکست کے خوف سے ہو چکے ورنہ وہ ان کتابوں کو گورنمنٹ کے حضور پیش کرنے کی بجائے معقولیت کے ساتھ جواب دینے کی کوشش کرتے اور اگر ان کی طرف سے جواب ہو چکا ہے۔ تو اس پر اکتفا کرتے۔

اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود کا ہمیشہ یہ طرز عمل رہا ہے کہ کبھی مصنفین کی گندی سے گندی کتابوں کو ضبط کرانے کی آپ نے کبھی کوشش نہیں کی اور نہ ایسی کوشش کو آپ نے کبھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ اس بارہ میں "امہات المومنین" جیسی ناپاک کتاب بطور شاہد عادل ہے۔ جس کو انجمن حمایت اسلام نے ضبط کرانے کے لئے ایک میموریل تیار کیا۔ اور بہت سے مسلمانوں کے دستخط اس پر کرائے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے انجمن کی مخالفت کی اور لکھا کہ یہ ایک کمزوری ہے کہ ایسی کتاب کا معقولیت کے ساتھ جواب دینے کے بجائے اس کو ضبط کرایا جائے۔ اس سے کتاب کا جواب نہیں ہو جاتا نہ اس کے دلائل کا اثر مٹ جاتا ہے ٭

یہ ایک احسان عیسائی قوم پر تھا جس سے چاہیئے تھا کہ ہمیشہ کے لئے ان کی گردنیں جھک جائیں۔ لیکن جو قوم ہمیشہ سے احسان فراموش چلی آئی ہو۔ اس سے ایسی توقع رکھنا بے سود ہے ٭

جرمن رسالہ و مسجد

جناب مولوی صدر الدین صاحب کی طرف سے جرمن رسالہ کئی احباب کے نام اس ڈاک سے موصول ہوا ہے۔ جس کا حجم ساٹھ صفحہ علاوہ ٹائیٹل کے ہے۔ کاغذ چھپائی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور شروع میں دو جرمن نو مسلموں کی تصاویر ہیں۔ جن کے وسط میں مولوی صاحب کی ہیں۔ احباب کو رسالہ کی امداد اور مسجد برلن کے لئے خاص چندہ فراہم کرنا لازمی ہے۔ جب تک کفرستان یورپ کے وسط میں نہایت عالی شان مسجد نہ ہو۔ تب تک اسلامی مشن کی جڑ مضبوط نہیں ہو سکتی۔ اب چونکہ جرمنی میں سخت گرانی ہے۔ اس لئے معمولی سے معمولی مسجد پر بھی چالیس پچاس ہزار روپیہ سے کم لاگت نہیں آسکتی اور اگر ذرا وسیع کر دی جائے تو ستر ہزار روپیہ کا اندازہ ہے۔ جو صاحب دل مسلمانوں کے لئے ایک معمولی بات ہے۔ ہندوستان کے مسلمان رو سا جہاں لاکھوں روپیہ اپنے نام و نمود اور عیش و آرام کے لئے خرچ کر ڈالتے ہیں۔ اگر یورپ کے مختلف ممالک میں اپنی طرف سے ایک ایک مسجد بنوا دیں۔ تو علاوہ ان کا نام مشہور ہو جانے اور ابد تک برقرار رہنے کے صدقہ جاریہ کا کام دے گا۔ بیگم صاحبہ بھوپال نے ووکنگ مسجد پر بہت سا روپیہ صرف کیا۔ تو آج وہ مسجد ان کے نام پر مسجد شاہجہان بیگم مشہور ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان والیان ریاست میں سے کوئی صاحب ہمت توجہ کرے تو وہ اپنے نام پر جرمن میں ایک عالیشان مسجد بنوا سکتا ہے۔ زمین کافی سے زیادہ انجمن نے خرید کر لی ہوئی ہے۔ صرف روپیہ کی کمی کے باعث عمارت رکی پڑی ہے۔ ہمارے احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں مسجد فنڈ کے لئے خاص کوشش کریں۔ مولانا مولوی صدر الدین صاحب کو اس بات کا خاص درد ہے کہ مسجد اسلام کی شوکت کا نمونہ ہو ٭

تبلیغ احمدیت کیلئے ایک بیش بہا موقع

حضرت مسیح موعود کے وصال کی تاریخ نزدیک آ رہی ہے تبلیغ احمدیت کے لئے یہ نہایت اچھا موقع ہے۔ تمام احمدیہ جماعتوں کو چاہیئے کہ آپکی تاریخ وصال پر اپنے اپنے شہروں اور قصبوں میں پبلک جلسے منعقد کر کے اس طریق سے احمدیت کی تبلیغ کریں کہ کسی کو ناگوار نہ گذرے۔ اسکی آسان ترکیب یہ ہے۔ کہ حضرت صاحب کے حالات زندگی دلکش پیرایہ میں بیان کئے جائیں اور ساتھ ان کی تعلیمات پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ اور نیز ان غلط فہمیوں کو بھی رفع کرنے کی کوشش کیجائے جو مسلمانوں نے اپنی غلط بیانیوں سے ہمارے سلسلہ کے متعلق عوام مسلمانوں میں پیدا کر رکھی ہیں۔ اگر اس طریق پر عمل کیا گیا تو امید ہے کہ بہت کچھ کامیابی ہو گی۔ والسلام

اسلام

حریت انسانی اور غلامی

(۳)

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

دوسرا سوال مسئلہ غلامی میں یہ پیش کیا جاتا ہے، کہ کیا کنیزوں کو بغیر نکاح کئے ہوئے تصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں، اس کے لئے قرآن کریم اور سنت پر نگاہ ڈالنا کافی ہے، قرآن کریم صاف طور پر کنیزوں سے نکاح کرنے کا حکم دیتا ہے،

(۱) وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ الا تعولوا۔ اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو پس ان عورتوں سے نکاح کرو، جو تمہیں پسند ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار، پھر اگر تمہیں خوف ہو، کہ عدل نہ کر سکو گے، تو پھر ایک ہی یا جس کے تمہارے دہنے ہاتھ مالک ہوئے، یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ تم ناانصافی نہ کر سکو، یہاں ما ملکت ایمانکم کا عطف النساء پر ہے، پس ترکیب یوں ہے، فانکحوا ما طاب لکم من النساء او ما ملکت ایمانکم یعنے تمہیں جو پسند ہوں عورتوں سے یا لونڈیوں سے نکاح کر لو، النساء سے مراد آزاد عورتیں ہیں، اگر فواحدۃ پر عطف کیا جائے، تو بھی معنی یوں ہوں گے، کہ اگر عورتوں میں سے حسب پسند ایک بھی میسر نہ آئے تو لونڈی سے نکاح کر لو، چنانچہ اسی صورت میں آگے چل کر یہی مضمون تفصیل سے آتا ہے، (۴ ع ۱)

(۲) واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ عورتوں میں سے جو اس کے سوا ہیں، وہ تمہارے لئے حلال ہیں، اس طرح کہ تم اپنے مالوں کے ساتھ ان کو چاہو، یعنے مہر ادا کرو، نکاح میں لا کر نہ شہوت رانی کے طور پر، اس میں بتا دیا کہ نکاح کی غرض شہوت رانی نہیں بلکہ خانہ آبادی ہے، اور اس طرح تمام وقتی نکاح یا وہ تعلقات مرد و عورت کے جس میں تمام عمر کے لئے زندگی ساتھ گذارنے کی نیت نہ ہو۔ خارج کر دیئے، چونکہ نکاح میں احصان یعنے عمر بھر کی رفاقت مدنظر ہوتی ہے اس لئے صرف نکاح کو محصنین میں رکھا، باقی کو مسافحین کی ذیل میں رکھ کر بتا دیا کہ نکاح کے سوا باقی جو طریق بھی ہیں سب شہوت رانی کے ہیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں، ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیٰتکم المؤمنٰت واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فانکحوھن باذن اھلھن واٰتوھن اجورھن بالمعروف محصنٰت غیر مسافحٰت ولا متخذٰت اخدان۔ اور جو شخص تم میں سے اتنی طاقت نہیں رکھتا، کہ وہ آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرے، تو وہ تمہاری مومنہ لونڈیوں میں سے نکاح کر لے جو تمہارے دائیں ہاتھ کا مال ہیں، اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے، تم ایک دوسرے سے ہو، اس میں لونڈیوں کی حالت کا ظہر کیا، اور ان کو برابری کا مرتبہ دیا اور زوجیت میں لیا گو یا ایمان کا معیار قرار دیا، اور بتا دیا کہ بحیثیت انسان ہونے کے تم سب ایک ہو، پس انہیں ان کے اہل کی اجازت سے نکاح میں لاؤ اور دستور کے مطابق ان کو ان کے مہر ادا کرو، وہ پاک دامن ہوں، نہ کھلی بدکاری کرنے والی، اور نہ در پردہ آشنا رکھنے والی اس میں بھی لونڈیوں کے نکاح کے شرائط بھی بتا دیئے کہ اگر اپنی لونڈی نہ ہو دوسرے کی ہو، تو مالک سے اجازت لے لو مہر ادا کرو، اور تمہارا لونڈی کا مقصد نکاح بھی عمر بھر کی رفاقت ہو، نہ کہ شہوت رانی ظاہر یا چھپی، یہاں بھی نکاح کے سوا لونڈی کا تعلق کسی مرد کے ساتھ شہوت رانی ہی قرار دیا، جو پاک دامنی کے خلاف ہے، اور جس سے منع کیا،

(۳) اوپر تو یہ فرمایا کہ جو آزاد مومنہ عورتوں سے نکاح نہ کر سکے وہ مومنہ لونڈیوں میں سے نکاح کرے، مگر سورۃ نور میں ان لوگوں کے لئے جو اتنی استطاعت بھی نہیں رکھتے، کہ کسی لونڈی سے نکاح کر لیں، ان کے لئے فرمایا کہ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتیٰ یغنیھم اللہ من فضلہ اور جنہیں نکاح کرنے کا مقدور نہیں ہے، چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو ضبط کریں، یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے، یہ آیت فیصلہ کن ہے، لا یجدون نکاحا یعنے جنہیں نکاح کے ذریعہ عورت نہیں ملتی، وہ ضبط کریں، اگر لونڈی بلا نکاح جائز ہوتا تو یوں ہونا چاہیئے تھا کہ جنہیں نہ نکاح ملتا ہے، نہ لونڈی ملتی ہے وہ ضبط کریں۔ مگر صرف اتنا فرمانا کہ جنہیں نکاح نہیں ملتا وہ ضبط کریں، روز روشن کی طرح ظاہر کرتا ہے، کہ آزاد عورت ہو یا لونڈی دونوں کے ساتھ تعلق بلا نکاح نہیں ہو سکتا، اور سورۃ نساء میں ذکر ہو چکا ہے کہ آزاد عورت سے نکاح نہ کر سکو، تو لونڈی سے نکاح کر لو، اب یہاں فرمایا، کہ اگر نکاح نہ ملے تو ضبط کرو، ظاہر ہو گیا، کہ نکاح کے سوا دوسری کوئی شکل عورت سے تعلق پکڑنے کی نہیں، اور یہ آیت فیصلہ کن ہے،

---

(۴) جو لوگ بلا نکاح لونڈیاں رکھنا جائز سمجھتے ہیں، وہ اس آیت کو پیش کرتے ہیں، والذین ھم لفروجھم حٰفظون الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین۔ اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سوائے اپنی ازواج کے یا اپنے دائیں ہاتھ کے مال کے، پس ان پر ملامت نہیں، سے اس میں وہ ازواج کو ملک یمین یعنے لونڈیوں سے الگ کر کے گویا لونڈیوں کو نکاح سے خارج کرتے ہیں، حالانکہ جب سورۃ نساء میں آزاد عورتوں اور لونڈیوں دونوں سے نکاح کا ذکر تفصیل کے ساتھ آ چکا ہے تو پھر جس جگہ بھی اجمال اور ابہام ہو گا، وہاں انہی امور کو مدنظر رکھنا پڑے گا، مثلاً ولا تنکحوا المشرکٰت حتیٰ یؤمن ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتیٰ یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم۔ اور نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آویں، اور مومنہ لونڈی بہتر ہے مشرکہ عورت سے اگرچہ وہ تم کو کتنی ہی بھلی کیوں نہ لگے، اور نہ نکاح کرو مشرک مردوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آویں، اور مومن غلام بہتر ہے مشرک مرد سے، اگرچہ وہ کتنا بھلا تمہیں کیوں نہ لگے، یہاں مومنہ لونڈی بہتر ہے مشرکہ عورت سے اگر یہ مراد لے لی جائے کہ لونڈی بلا نکاح تصرف میں لائی جا سکے، کیونکہ نکاح کا یہاں ذکر نہیں، تو ٹھیک اس کے بالمقابل ہے، کہ مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے، تو پھر یہ مراد لینا پڑے گا، کہ مومن غلام سے بھی بلا نکاح تعلق رکھا جا سکے، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ کلام کا قاعدہ ہے کہ قرائن کو مدنظر رکھا جاتا ہے، اگر مشرکہ عورتوں سے نکاح روکا ہے، اور مومنہ لونڈیوں کو ان پر ترجیح دی ہے، تو نکاح کیلئے ترجیح دی ہے، جس طرح مشرک مردوں سے نکاح کرنے سے اگر روکا ہے، تو مومن غلاموں کو ان پر نکاح کے لئے ترجیح دی ہے، پس جس طرح یہاں نکاح کے ساتھ غلام جائز ہے اسی طرح نکاح کے ساتھ لونڈی جائز ہے، اور قرینہ صرف یہی ہے کہ غلام کے ساتھ بلا نکاح تعلق سب کے نزدیک جائز نہیں، اسی لئے غلام کے ساتھ جب بھی تعلق کا ذکر ہو گا، نکاح خود بخود اس میں آ جائے گا، خواہ اس کا ذکر ہو یا نہ ہو، اسی طرح قرآن کریم نے جب کھول کر صاف صاف بیان فرما دیا، کہ لونڈی کے ساتھ نکاح کرو، اور نکاح کے علاوہ تعلقات کو شہوت رانی سے تعبیر کیا، اور ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا، فرما کر فیصلہ کر دیا کہ نکاح کے سوا جائز تعلق مرد اور عورت کا اور کوئی نہیں ہو سکتا، تو پھر الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم میں بھی نکاح کا خواہ ذکر ہو یا نہ ہو، نکاح کے بغیر تعلق جائز نہیں ہو سکتا، سوال یہ ہوتا ہے کہ او ما ملکت ایمانھم کو الگ کیوں ذکر کیا، سو اس کی غرض یہ ہے، کہ دو قسم کی عورتوں سے سورۃ نساء میں نکاح کی تفصیل دی ہے، یعنی آزاد عورتیں اور ملک یمین یعنے لونڈیاں، جب آزاد عورتیں نکاح میں آ جاتی ہیں، تو وہ ازواج کہلاتی ہیں، اور جو ملک یمین یعنے لونڈیاں آزاد کر کے نکاح میں لائی جائیں، وہ ازواج کہلاتی ہیں، لیکن جو لونڈیاں بغیر آزاد کئے نکاح میں آئیں، وہ ملک یمین ہی کہلاتی ہیں، اس امتیاز کی وجہ یہ ہے، کہ بعض امور میں شریعت نے دونوں قسم کی منکوحہ عورتوں میں فرق رکھا ہے، مثلاً زنا کی صورت میں لونڈی منکوحہ کو آزاد منکوحہ عورت سے نصف سزا ہے اس لئے کہ لونڈیوں کی تربیت اس قدر اونچے پیمانہ پر نہ تھی کہ ان سے اعلیٰ کیرکٹر کی توقع عبث تھی، پس چونکہ اس طرح بعض امور میں لونڈیوں میں اور آزاد عورتوں میں قوانین شرعی کے لحاظ سے فرق تھا، اس لئے نکاح کے بعد آزاد عورتیں اگر ازواج کہلاتی تھیں، تو لونڈیاں ملک یمین ہی کہلاتی تھیں، محض نکاح انہیں آزادی نہیں دلا سکتا تھا، جب تک کہ مالک خود آزاد کر دے، اس لئے وہ نکاح کے بعد بھی ملک یمین ہی رہتی تھیں، اور اس امتیاز کو اصطلاح میں بھی اس لئے قائم رکھا، کہ سزا وغیرہ میں دونوں میں فرق تھا، جب تک دونوں قسم کی منکوحہ عورتوں کے اصطلاحی ناموں میں فرق نہ ہو، قانوناً امتیاز نہیں ہو سکتا تھا، پس ازواج وہی بیاں ہوئیں جو نکاح سے پہلے آزاد تھیں، اور ملک یمین وہی بیاں ہوئیں جو نکاح سے پہلے آزاد نہ تھیں بلکہ ملک یمین ہی تھیں، پس جب لونڈیوں کے لئے ما ملکت ایمانھم کا کلمہ استعمال ہو گا، تو ہم قرینہ کو دیکھیں گے، کہ آیت زیر نظر میں کونسے معنی درست ہو سکتے ہیں، نکاح شدہ لونڈیاں یا بلا نکاحی لونڈیاں جیسا موقعہ ہو گا معنی لیا جائے گا، چونکہ قرآن کریم میں صحیح طور پر لونڈیوں سے نکاح کا حکم دوسری جگہ بالتفصیل موجود ہے۔ اس لئے ہم یہاں بلا نکاحی لونڈیاں نہیں کر سکتے، بلکہ نکاح شدہ لونڈیاں مراد لیں گے،

اب ہم سنت کو دیکھتے ہیں کہ خود نبی کریم صلعم نے کس طرح عمل کیا، آپ سے بہتر نمونہ ہمارے لئے کوئی نمونہ نہیں، آپ نے ملک یمین سے کس طرح تعلق پیدا کیا، ظاہر ہے کہ نکاح کے بغیر آپ نے کسی لونڈی سے تعلق نہیں رکھا، بلکہ سب کو آزاد کر کے نکاح کیا، اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دی، چنانچہ بخاری میں آپ کا ارشاد مذکور ہے، الرجل تکون لہ الامۃ فیعلمھا فیحسن تعلیمھا ویؤدبھا فیحسن ادبھا ثم یعتقھا فیتزوجھا فلہ اجران۔ یعنے جس شخص کے پاس ایک لونڈی ہو، پھر وہ اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے، اور اس کو آداب سکھائے اور اچھے آداب سکھائے اور اسے آزاد کرے، اور نکاح کرے تو اس کے لئے دو چند اجر ہے اس ارشاد میں لونڈی کو اعلیٰ تعلیم و تربیت دینے کا حکم ہے، تاکہ وہ قابل بی بی اور اولاد کے لئے اچھی ماں ثابت ہو، پھر اسے آزاد کرنے کا حکم ہے، پھر اس سے نکاح کرنے کا ارشاد ہے، کیا پاکیزہ تعلیم ہے، صحابہ کرام جو ہر ایک بات میں آپ کے پاک نمونہ کو ڈھونڈا کرتے تھے، اور آپ کے ارشاد پر جان دیتے تھے، وہ اس پاک تعلیم کے خلاف کبھی عمل نہ کر سکتے تھے، اس ارشاد میں آپ نے نہ صرف اعلیٰ تربیت و تعلیم دے کر نکاح کرنے کا حکم دیا، بلکہ اگر وہ لونڈی اپنی ہے اور دوسرے کی نہیں تو پھر کیوں نہ آزاد کر کے نکاح کیا جائے تاکہ لونڈی کو نکاح سے پہلے پوری آزادی ہو، اگر وہ نکاح نہ کرنا چاہے تو خواہ انکار کر دے، اگرچہ نکاح کرنے میں ہر ایک کو آزادی حاصل ہے خواہ لونڈی ہو یا آزاد، لیکن اگر لونڈی کسی دوسرے شخص کی نہ ہو، اور خود اپنی ہو، تو ممکن ہے اسے اپنے مالک کا لحاظ ہو، اور اس کی ناراضگی کا ڈر ہو، اس طرح آزاد کر کے نکاح کرے گا، تو چونکہ اب وہ مالک نہیں اس لئے لحاظ داری کا کوئی موقعہ نہ ہو گا، اور لونڈی کی پوزیشن بھی بلند ہو جائے گی،

پس قرآن کریم اور سنت نبی کریم صلعم سے ثابت ہو گیا کہ لونڈی کے ساتھ نکاح کا حکم ہے، بلا نکاح تعلق جائز نہیں، اگر فقہا میں سے بعض نے اجتہاداً جائز رکھا، تو ظاہر ہے کہ غلطی کی، اور نیک نیتی سے اجتہادی غلطی معافی کے نیچے ہے، غرض یہی ہے کہ قرآن کریم اور سنت نبی کریم صلعم بلا نکاح لونڈی کو جائز نہیں رکھتے، اور یہ بھی ان لونڈیوں کے لئے ہے، جو جنگ کے دوران میں بطور قیدی کے پکڑی گئیں، اور بعد میں جن کا کوئی باقی نہ رہا، اور کسی مسلمان سے نکاح ہو گیا، اور اس طرح نکاح سے ان کی حالت بہتر ہو گئی، ورنہ دنیا میں بے یار و مددگار خوار ہوتیں، یا وہ جو اسلام کے پہلے سے لونڈی غلاموں کی حالت میں

سے آتے تھے، ورنہ جیسا میں اوپر ثابت کر آیا ہوں اسلام نے سوائے جنگ کے کسی کی آزادی کو سلب کرنا حرام قرار دے دیا تھا، اور جنگ کے بعد قیدیوں کو چھوڑ دینے کا حکم تھا۔ جس سے غلامی کا ہمیشہ کے لیے قلع قمع ہو جاتا ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

فضائل حضرت علیؓ اور اہل تشیع

قال رسول اللہ صلعم کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع۔ ایک آدمی کے کذب پر یہ بات کافی ہے۔ کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا رہتا ہے۔ قال علی المرتضیٰ علیہ السلام۔ الکذب ذل۔ جھوٹ ذلت ہے۔

شہادت الفضل مدرسہ اثنا عشریہ پشاور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اور سید محمد فضل شاہ صاحب کوئی اثنا عشری ہیں۔ انہوں نے یہ رسالہ مرتب کیا ہے۔ میں نے یہ رسالہ اول و آخر تک مطالعہ کیا ہے جو کچھ اس رسالہ میں فضائل حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے جمع کیے گئے ہیں وہ بقدر تروایات کا مجموعہ ہے۔ کہ اگر اس رسالہ کے چوبیس صفحات کی ہم تنقید اور پڑتال کریں تو اس مضمون میں صحیح حرف بقدر چار صفحوں کے برآمد ہوگا۔ اگر ایک بھرے ہوئے برتن گلاب میں تین یا دو قطرے پیشاب کے انسان ڈال دے تو وہ تمام ناپاک ہو جاتا ہے۔ سچ میں جھوٹ ملا دینے سے سچ بھی مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اگر ایک نائب تحصیلدار صاحب کو ڈپٹی کہکر کوئی مخاطبہ کرے تو اہل علم و عقل کے نزدیک یہ اس نائب تحصیلدار صاحب کی ہتک اور اس سے استہزا ہے۔ اور اگر وہ فہیم اور ذکی الطبع انسان ہے۔ تو ہرگز وہ عوام کالانعام کی اس بات سے خوش نہ ہوگا۔ اور ان کے اس کہنے کو اپنے متعلق ضرور تمسخر ہی سمجھیگا۔ درحقیقت نظر انصاف میں وہ دوست نما دشمن ہے۔ . . . . اور پورا دشمن اہل بیت ہے۔ جو ان کی غلط جھوٹی تعریف کرتا اور ان کی مدح میں غلو اور افراط کے طریق پر کام رن ہے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے یہ واقعات اسی زمانہ سے بعض دشمن دوست نما اصحاب سے دیکھ کر پہلے ہی سے ان کو تنبیہ کردی تھی۔ مگر افسوس نہ تو پہلوں نے اس سے سبق حاصل کیا۔ اور نہ آئندہ کے مدعیان محبت دروغ نے کچھ عبرت پکڑی۔

اگر بگل پر کنیت ان گلاب
سکے درد اے افد نزد تمجلاب

وقال علیؑ، فلا تثنوا علی بجمیل ثناء لاخراجی نفسی الی اللہ الخ۔

. . . . . فلا تکلمونی بما تکلم بہ الجبابرۃ . . . . .

فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطی ولا آمن الخ

لوگو بڑی بڑی تعریفوں کے ساتھ مجھکو یاد نہ کیا کرو۔ کیونکہ بر النفس ان حقوق اللہ وحقوق العباد کے پورا پورا ادا کرنے کے خوف سے ابھی فارغ نہیں جو میرے ذمہ واجب ہیں۔ لوگو میرے ہمراہ اس طرح کلام نہ کیا کرو۔ جیسے لوگ ملوک جبابرہ کے ہمراہ بڑے خطابوں اور القابوں سے تکلفات کلام کرتے ہیں۔ لوگو سچ بات کہنے اور منصفانہ مشورہ دینے سے مجھ سے مت رکو کیونکہ میں اپنے نفس میں خطا کر جانے سے یا اپنے فعل میں غلطی کرنے سے امن میں نہیں ہوں۔

یہلک فی رجلان الخ۔ میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاکت میں ہوں گے۔ ایک غلو کرنے والا دوست دوسرا افترا کرنے والا حیران دشمن۔

اس جگہ ہم بطور مشت نمونہ از خروار۔ بسم اللہ ہی غلط لکھ کر صفحہ ۲ رسالہ مذکور کی اس عبارت کے متعلق کہ جو رسالہ علامہ ابن ابی الحدید کے شرح . . . سے ماخوذ ہے یہ بزرگ علماء اہل سنت میں نہایت معتبر شخص گذرے ہیں۔ جن کو اہل علم جانتا ہے۔ . . . . . جو صاحب اعتراض فرمادیں وہ علامہ موصوف کے اوپر فرمادیں نہ ہم پر۔ کچھ لکھتے ہیں۔ سب سے ضروری ہوا کہ ہم ابن ابی الحدید کے متعلق ناظرین کرام کو سردست نہایت مختصر طور سے سنا کر الیں۔ تاکہ ایسے شخص کے کلام کی حقیقت جو رسالہ میں مذکور ہے طشت از بام ہو جاوے۔

یہ ابن الحدید معتزلی المذہب شخص ہے۔ اور اعتزال التشیع کی شاخ ہے اور اس وقت ابتدائی متعدل تشیع کو معتزلی کہتے تھے۔ میں سردست اس کے متعلق چند اقوال پیش کر دیتا ہوں۔ ناظرین ان پر ذرا غور کریں (روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات مرزا محمد باقر مولوی مطبوعہ ایران ۱۳۰۶ھ صحیفہ ۲۳ پر یہ شیعہ مؤلف لکھتا ہے ملاحظہ ہو) عبد الحمید بن الحسین بہاء الدین محمد بن محمد بن الحسین المدائنی الحکیم الاصولی المعتزلی المعروف بابن ابی الحدید صاحب شرح نہج البلاغۃ ہو من اکابر الفضلاء . . . . . . موالیاً لاہل البیت العصمۃ والطہارۃ والفضل ذی اہل السنت والجماعۃ . . صنف الخزانۃ کتب العزیز موید الدین بن العلقمی الخ۔

یہ ایک شیعہ مجتہد کی اس کتاب کی تحریر ہے جس کے عنوان میں۔ فی احوال العلماء والسادات اس نے وہ کتاب تحریر کی ہے ایسی کتاب میں ایک سنی کا نام درج کر کے اس کی تعریف کرنا چہ معنے دارد پھر خود لکھتا ہے کہ وہ معتزلی تھا۔ کیا معتزلی اور سنی باہم مترادف ہیں غلط بالکل غلط بات ہے۔ علامہ زمخشری جو فن علم ادب عربی کا امام ہے۔ وہ بھی معتزلی ہے۔ علماء اہل سنت نے اس کی کشاف پر خاص اسی واسطے حاشیہ لکھا کہ جو عقاید اس کے اہل سنت کے اصول کے خلاف تھے۔ اس کی تردید بھی تفسیر کشاف میں موجود رہے۔ پھر خود مرزا محمد باقر مولوی لکھتا ہے۔ کہ وہ اہل بیت اطہار کا دوست دار تھا۔ پھر لکھتا ہے وانکان زی اہل سنت یعنے وہ تقیہ باز رافضی شیعہ تھا۔ نقد ذیل قابل توجہ ہے یہی ابن الحدید اپنی شرح نہج البلاغۃ میں لکھتا ہے

ثم ذکر علیہ السلام ان الحق رجع الآن الی اہلہ وہذا یقتضی ان یکون فی ما قبل فی غیر اہلہ ونحن نتاول ذالک علی غیر ما یذکرہ الامامیۃ ونقول انہ علیہ السلام کان اولی بالامر واحق لا علی وجہ النص بل علی وجہ الافضلیۃ فانہ افضل البشر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واحق بالخلافۃ من جمیع المسلمین الخ۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا ہے۔ کہ حق اب اپنے اہل کی طرف رجوع کیا ہے اس کلام کا مقتضی یہ ہے کہ (خلافت) اس سے پیشتر نا اہلوں کے ہاتھ میں تھی پس ہم اس کی تاویل اصول امامیہ کے مطابق نہیں کرتے بلکہ اس طرح کرتے ہیں۔ اس کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام از روئے نص غدیری وغیرہ احق بالخلافت نہ تھے۔ بلکہ از روئے افضلیت احق بالامر تھے۔ پس تحقیق وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل البشر تھے۔ اور تمام مسلمین سے احق بالخلافت تھے۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام نے جب فراست سے اس حسد اور بغض اور نشاء اہل عرب کو جان لیا جو اس کے متعلق وہ رکھتے تھے۔ تو سمجھے اپنے حق خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ الی آخرہ۔

دوسرے موقع پر لکھتے ہیں:۔ اما الوصیۃ فلا ریب عندنا ان علیاً علیہ السلام کان وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان خالف فی ذالک من ہو منسوب عندنا الی العناد الخ۔

اور وصیت کے متعلق پس بلاشک کہ حضرت علی علیہ السلام بالتحقیق آنحضرت صلعم کے وصی تھے۔ اور جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے وہ ہمارے نزدیک اہل عناد سے ہے

اسی ابن الحدید نے اس شرح نہج البلاغۃ کے لکھنے کے معاوضہ میں ہزار دینار ابن العلقمی وزیر سے بطور جائزہ حاصل کیے جیسا کہ کتب اہل علم اور ماہرین فن پر یہ امر مبرہن اور روشن ہے۔ ان تحریرات متذکرہ بالا سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جناب ابن الحدید صاحب (تقیہ باز) سنی سے کس قدر لگاؤ رکھتے تھے۔ . . . سید محمد افضل شاہ صاحب کی تحریر کس قدر رطب و یابس کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ . . .

خاکسار نذر علی از پشاور

اعلان فسخ بیعت

بخدمت حضرت امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ تخمیناً دس ماہ کا ہوتا ہے کہ میں نے قادیانی جماعت میں داخل ہونے کا خط میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں قادیان بھیجا تھا۔ جب کبھی مجھے کوہ مری میں میاں صاحب کے مریدوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو وہ بھی کہتے تھے۔ کہ ہم حضرت صاحب کو حقیقی نبی نہیں مانتے ہیں۔ اور آنحضرت کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اور حضرت صاحب کو ظلی اور مجازی نبی مانتے ہیں۔ مگر جب لاہور کی جماعت کے بعض دوستوں سے ملنے کا اتفاق ہوا خاص کر پشاور میں جب میں گیا تو ایک دوست کے ہمراہ سے میر مدثر شاہ صاحب کو ملا۔ انہوں نے حضرت صاحب اور میاں صاحب کی تحریرات کے درمیان اختلاف بتلایا۔ اور میاں صاحب کی کتابوں سے یہ ظاہر کر کے بتلایا کہ وہ حضرت صاحب کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ اسی طرح بہت سی باتوں میں مجھے معلوم ہوا کہ میاں صاحب کے عقاید حضرت مسیح موعود کے عقاید کے بالکل برخلاف ہیں۔ اور حضور کے عقاید حضرت صاحب کے عقاید برابر ہیں۔ اس لیے میں میاں صاحب کی بیعت کو فسخ کرتا ہوں۔ اور حضور کے ہاتھ پر از سر نو سلسلہ احمدیت میں داخل ہونے کے لیے بیعت کرتا ہوں۔ والسلام ۲۲ اپریل ۱۹۲۲ء

خاکسار عبد الکریم پونہ والا معرفت محمد امین عبد الکریم سوداگران چرم یکہ توت پشاور

اخبار احمدیہ

اخویم شیخ محمد صیب صاحب نہایت محنت اور . . . تندہی سے برداشت کر کے ماہ رمضان میں ضلع گورداسپور کا دورہ کر رہے ہیں۔ اخویم مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب اور حافظ عبد العزیز صاحب نے گورداسپور کے علاقہ سے آپ کو چندہ جمع کرا دینے میں بہت امداد دی۔ اسی طرح شیخ فضل الرحمن صاحب نے علاقہ پٹھان کوٹ میں فراہمی چندہ کے لیے بڑی کوشش کی۔ اور یہ جملہ احباب باوجود ماہ رمضان کے اپنے آرام کو چھوڑ کر دھوپ میں شیخ صاحب کے ہمراہ پھرتے رہے اللہ تعالیٰ ان سب کو بہت بہت جزائے خیر دے۔ اور ان کے مال و جان میں برکت نصیب کرے۔

الحمد للہ کہ خواجہ کمال الدین صاحب مع عیال ۲۳ اپریل کو سری نگر کشمیر میں پہنچ گئے ہیں۔ اور ۲۵ اپریل کو آپ نے مسجد خانقاہ معلیٰ میں جو کشمیر میں اشاعت اسلام کا پہلا مرکز اور بڑی متبرک جگہ ہے۔ ہزارہا مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی مسلمانوں نے خواجہ صاحب کی وہ خاطر مدارات کی جو ان کی شان کے شایاں تھی۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کشمیر کو جزائے خیر دے اور اس جنت نظیر وادی کو امام وقت کی شناخت نصیب کرے۔ اور اس میں اشاعت اسلام کی وہی رو پھر دوڑے جو ان کے سلاطین میں تھی۔ آمین۔

ضروری اعلان

اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے بعض غریب دوست وفات پا جاتے ہیں۔ تو ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی بچوں کے گذارہ کا کوئی سامان نہیں ہوتا جس سبب سے وہ مختلف قسم کے مصایب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت میں شمولیت اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مختلف قسم مالی و جانی قربانیوں میں باہمی شراکت کا یہ لازمی نتیجہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم ایک دوسرے کے رنج و راحت میں پورے شریک ہوں۔ اس لیے جن دوستوں کو اپنی جماعت کی بیوگان اور یتامیٰ کا علم ہوا کرے۔ جن کے گذارہ کا کوئی سامان نہ ہو۔ تو وہ حضرت امیر کی خدمت میں اطلاع دیا کریں۔ تاکہ ان کے لیے قومی بیت المال سے گذارہ وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی سکرٹری تنظیم و تبلیغ

یہ سرمہ کیسا ہے؟

سوگ گفتن کہ زرخرابی ہست، چہ حاجت کہ خود بگوید کہ چیست

اپنے تجربہ کے رو سے نواز حد مفید ہے۔ اگر آپ کو کچھ تردد ہو۔ تو لیے نمونہ مفت منگوا کر دیکھیے۔

مبلغ تین روپیہ فی تولہ کے حساب سے منگوا لیں اور ایک آنہ کا ٹکٹ محصول ڈاک کے لیے ارسال کریں۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

راقم حکیم محمد ابراہیم احمدی از دواخانہ۔ ڈاکخانہ . . .

ضروری: . . . سکول . . . کے لیے ایک مدرس کی ضرورت ہے . . .

اعلان تعطیل - آئندہ ہفتہ عید ہے۔ اس وجہ سے پیغام صلح کا آئندہ پرچہ ۸ مئی کے بجائے ۱۱ مئی کو شائع ہوگا - اور اخبار کا آئندہ پرچہ ۱۸ مئی کو شائع ہوگا۔

ہمارے نئے بھائی

ماہ اپریل میں ذیل کے احباب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں، ہمیں تک ہمارے بہت سے پرانے اور نئے احباب نے اپنے فرض تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کیا۔ ہمیں اپنے نوجوان دوستوں پر بہت سی توقعات ہیں، لیکن افسوس ہے کہ سوائے چند کے باقی سب خواب غفلت میں پڑے ہیں،

نمبر	نام وپتہ	کس کے ذریعے داخل سلسلہ ہوا
(۱)	عبدالخالق صاحب سکنہ کوٹلی بالا	مولوی محمد امین صاحب
(۲)	سید فضل حق صاحب سیالکوٹ	خود
(۳)	// سعادت حسین صاحب جعفری ادم پور	ایم اے صمد صاحب وکیل
(۴)	شیخ محمد حسین صاحب ٹھیکیدار سکنہ گروہٹہ	خود
(۵)	مسٹر عبدالکریم ولکنسن صاحب کلکتہ،	خود
(۶)	ماسٹر غلام علی صاحب ٹیلرماسٹر لاہور	بابو عبدالحق صاحب
(۷)	غلام حیدر صاحب سکنہ دے (عیسائی سے مسلمان بنا)	سید مصطفٰے شاہ صاحب
(۸)	حبیب الرحمن صاحب چارسدہ	خود
(۹)	عزیز الرحمن صاحب سکنہ شیروان	میاں سعید احمد صاحب
(۱۰)	فضل الرحمن صاحب دیگران صاحب	// // //
(۱۱)	بی بی نورنشان صاحبہ بنت حسن علی صاحب	// // //
(۱۲)	// فضل نشان صاحبہ زوجہ خیر اللہ صاحب دیگراں	// // //
(۱۳)	// صاحبہ مولوی محمد جان صاحب مدرس	// // //
(۱۴)	// // مک فیض عالم //	// // //
(۱۵)	بی بی اکبر نور صاحبہ زوجہ گلزمان صاحب	// // //
(۱۶)	بی بی شرف نور صاحبہ زوجہ حیات اللہ صاحب	// // //
(۱۷)	اہلیہ صاحبہ مولوی محمد یعقوب صاحب	// // //
(۱۸)	بی بی زیب النساء صاحبہ زوجہ عبدالرحمن صاحب	// // //
(۱۹)	بی بی جان صاحبہ زوجہ صفدر علی صاحب	// // //
(۲۰)	مصدر علی صاحب	// // //
(۲۱)	بی بی کرم نشان صاحبہ بنت مہربان صاحب	// // //
(۲۲)	عبدالکریم صاحب	// // //
(۲۳)	سکین صاحب	// // //
(۲۴)	بی بی دانت نور صاحبہ بنت بہادر صاحب	// // //
(۲۵)	نور علی صاحب	// // //
(۲۶)	قاسم علی صاحب	// // //
(۲۷)	خیر علی صاحب	// // //
(۲۸)	اولی صاحب	// // //
(۲۹)	صعند علی صاحب	// // //
(۳۰)	بی بی بیگم صاحبہ	// // //
(۳۱)	محمد امیر صاحب	// // //
(۳۲)	فقیر محمد صاحب	// // //
(۳۳)	بی بی رشیدہ بیگم صاحبہ جالندھر چھاؤنی	چوہدری شاہ دین صاحب
(۳۴)	بی بی حمیدہ بیگم صاحبہ چک ۲۵۵	// //
(۳۵)	حافظ عبدالکریم صاحب لنبہ	میاں محمد عبداللہ صاحب سانپوری
(۳۶)	سید عبدالعزیز صاحب نورکوٹ	سید فقیر شاہ صاحب
(۳۷)	سید عبدالحکیم شاہ صاحب	// // //
(۳۸)	محمد سعید صاحب سیالکوٹ	خود
(۳۹)	ناصر علی صاحب دہلی	مولوی عبدالرحمن صاحب
(۴۰)	نیاز علی صاحب چک ۱۸ جنوبی سرگودھا	محمد حسین صاحب
(۴۱)	// // //	// // //
(۴۲)	چوہدری فضل داد صاحب	// // //
(۴۳)	اللہ داد صاحب	// // //
(۴۴)	محمد خاں صاحب	// // //
(۴۵)	میر حافظ غلام محی الدین شاہ صاحب کشمیر	خود
(۴۶)	عبدالکریم صاحب پونہ والا دہریت سے تائب ہوا، پشاور	میر مدثر شاہ صاحب
(۴۷)	منشی محمد حسین صاحب پٹواری ننکانہ	خود

خاکسار محمد منظور الٰہی سیکرٹری تبلیغ،

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ، دہلی

(معرفت شیخ عبدالحق صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن دہلی)

نمبر	نام	مد	رقم
(۱)	مولانا مولوی بشیرالدین صاحب تعلقہ دار	بلاد غیر	۲۵
(۲)	شیخ فضل حسن صاحب زکوٰۃ ۱۲	بلاد غیر ۸	۲۰
(۳)	مولوی ابراہیم صاحب	//	۵
(۴)	چوہدری فضل الدین صاحب بی اے	//	۵
(۵)	// قادر بخش صاحب	//	۱
(۶)	مولوی عبدالحی صاحب	//	۸
(۷)	خواجہ ابوالحسن صاحب	//	۸
(۸)	منشی عبدالغنی صاحب	//	۸
(۹)	// عبدالرزاق صاحب	//	۸
(۱۰)	مولوی تاج الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ	//	۱
(۱۱)	خانصاحب شاہ محمد خان صاحب ایم اے	//	۸
(۱۲)	مولوی فیروزالدین صاحب	//	۴
(۱۳)	قاضی کلیم الدین صاحب	//	۴
(۱۴)	چوہدری فضل محمد صاحب	//	۴
(۱۵)	مسٹر شیر احمد صاحب	//	۴
(۱۶)	میاں انوار احمد صاحب صدیقی	//	۴
(۱۷)	چوہدری صدیق حسن صاحب	//	۴
(۱۸)	اہلیہ شیخ عبدالحق	//	۱
	میزان	میزان	[illegible]
	کرایہ مکان ۱۵ رجب تا ۱۵ شعبان		[illegible]
	باقی		[illegible]

تازہ خبریں

راولپنڈی میں قتل کا مقدمہ

راولپنڈی - ۱۰ اپریل مسٹر ڈارلو جو مسرز نفرڈان جی اینڈ کمپنی کراچی کے ملازم تھے۔ حال ہی میں راولپنڈی کی طرف جاتے ہوئے ماٹکیالہ کے اسٹیشن پر پولیس کو اطلاع دی تھی کہ سیکنڈ کلاس کے کمرے میں ایک عورت مسماۃ مس این رچ کی مقتول پڑی ہے۔ بعد اس شخص کو پولیس نے شبہ میں گرفتار کر لیا تھا۔ متوفیہ ۲۰ سال کی لڑکی تھی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ملزم کے ساتھ اس کے نہایت گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ جب بروز دوشنبہ مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ تو سرکار کی طرف سے کنور دلیپ سنگھ اور ملزم کی طرف سے دیوان بہادر دولت رائے وکیل تھے۔

استغاثہ کے تو گواہوں کی سماعت ہوئی عام گواہوں نے تسلیم کیا کہ لڑکی کی اخلاقی حالت اچھی تھی۔ البتہ بعض نے اتنا کہا۔ کہ اسکا ملزم کے ساتھ دوستانہ تعلق تھا۔ گواہوں میں صرف ایک شخص ہندوستانی تھا۔ جو اسی کارخانہ میں کلرک تھا۔ جس میں متوفیہ ملازم تھی۔ اس نے بیان کیا کہ متوفیہ کارخانے میں ٹائپ کا کام کرتی تھی۔ اور اس کی تنخواہ ۱۲۰ روپے تھی۔

جرم اور معمولی داستان عشق

گواہی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مس اینڈرز کے مسٹر ایچ ڈبلیو اٹر کے کی بیٹی تھی۔ پہلے اس کی شادی مسٹر راونڈ سے ہوئی تھی۔ جس سے اس نے طلاق حاصل کر لی تھی۔ مقتولہ وائی ڈبلیو سی اے کراچی میں رہتی تھی۔ ملزم مسٹر ڈارلو اس کا دوست تھا۔ اور وہ اکثر ایک دوسرے کی ملاقات کے واسطے آیا جایا کرتے تھے۔ اس لڑکی کی میز پر مسٹر ڈارلو کی عکسی تصویر پڑی رہتی تھی۔ اور وہ اپنے کمرہ والوں سے کہا کرتی تھی کہ وہ اس شخص سے شادی کرنی چاہتی ہے لیکن والدین اس کو شادی نہیں کرنے دیتے۔ کیونکہ یہ شخص پیشتر شادی کر چکا ہے۔ وہ کہتی تھی کہ اس شخص کی پہلی بیوی انگلستان میں ہے۔ جب وہ اس سے طلاق حاصل کرے گا۔ تو اس کے ساتھ اس کی شادی فوراً ہو جائے گی۔ یہ لڑکی کراچی۔ بعد آئی۔ اور ملزم کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ وہ اس سے ریلوے سٹیشن پر ملاقات کرے۔ اس لیے وہ شخص اس لڑکی کے پاس آیا۔ اور یہ دونوں ۲ مارچ تک ہمپرس روڈ پر سنٹرل ہوٹل میں رہے ۲ مارچ کو ساڑھے دس بجے وہ راولپنڈی کی طرف روانہ ہوئے مسٹر ڈارلو نے مقتولہ کے لیے دلہن کے پاس سیکنڈ کلاس کے کمرے میں جگہ محفوظ کرائی اور وہ خود پانچ کمروں کے فاصلے پر ایک اور کمرے میں بیٹھا گاڑی کے محافظ مسٹر بلیس کا بیان ہے۔ کہ اس نے لالہ موسیٰ تک اس لڑکی کو دیکھا۔ اس مقام سے آگے دوسرے محافظ کا کام شروع ہوتا ہے جب گاڑی مانکیالہ سے چار میل پرے گئی "نو کارڈ گارڈ" کی آواز آئی اور گاڑی کھڑی ہو گئی۔ ملزم ایک کمرے میں گیا۔ جس میں دو آدمی مسز زینب الڈر اور باند بیٹھے تھے۔ اور ان سے مدد کی درخواست کی مسٹر باند ملزم کے ساتھ گئے اور دیکھا کہ مس رچ کی لاش پڑی ہے اور اب کوئی چارہ کار باقی نہیں ہے۔ سارجنٹ ارڈن ریلوے پولیس اس کمرے میں گئے۔ اور تحقیقات شروع کر دی۔ ملزم سے کہا گیا۔ کہ وہ اپنے بیان تحریر کرے۔ لیکن وہ اس وقت اس امر کے قابل نہیں تھا۔ مسٹر باند نے اس سے کہا کہ راولپنڈی پہنچکر بیان لکھدینا۔ مسٹر باند نے بیان کیا کہ لاش کس صورت میں پڑی تھی۔ راولپنڈی کے سول سرجن نے معائنہ کے بعد کہا۔ کہ موت یقیناً گلا گھوٹنے کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ چمڑے کی رسی مقتولہ کے گلے کے ساتھ ہنوز لپٹی ہوئی تھی جرح کے بعد آپ نے کہا کہ مقتولہ کے جسم پر اور کسی طرح کا زخم موجود نہیں تھا۔ اور اس کے چہرے کے رنگ روپ سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت مرگ وہ حالت اضطراب میں نہیں تھی۔ جرح کے طور پر یہ سوال کیا گیا۔ کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ گلا گھٹے اور اضطراب بھی نہ ہو۔ گواہ نے کہا کہ اضطراب نہ ہونے کی وجہ ہے۔ کہ رسی بہت جلدی لپیٹ دی گئی تھی۔

ہندوستان جنت نشان

لندن ۲۹ اپریل لارڈ ولنگڈن نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ وہ پرانے دوستوں کو ضعیف اور افسردہ حالت میں دیکھکر پریشان اور ان کے دوست انہیں تر و تازہ اور بشاش دیکھ کر متعجب ہیں۔ معلوم ہوتا کہ وہ اس خیال میں تھے۔ کہ میں ہندوستان سے پژمردہ اور کمزور ہو کر واپس آؤں گا

جب لارڈ ولنگڈن سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا وہ وطن واپس آنے پر خوش ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ وہ ہندوستان میں کام کرنے سے خوش تھے۔ اور وہ اپنا دل ہندوستان میں چھوڑ آئے ہیں۔

ضرورت نکاح

(۱) ایک نوجوان بیوہ تعلیم یافتہ سیدزادی کے لیے کسی برسر روزگار تعلیم یافتہ رشتہ کی ضرورت ہے

(۲) دیسی عیسائی سے مسلمان شدہ ایک کنواری لڑکی کے لیے کسی موزون رشتہ کی ضرورت ہے

(۳) ایک نوجوان پرائمری پاس قوم قاضی نیک سیرت لڑکی کے لیے شریف خاندان تعلیم یافتہ برسر روزگار رشتہ کی ضرورت ہے۔

(۴) سلہریہ راجپوت خاندان کی ایک کنواری پرائمری تک تعلیم یافتہ نوجوان لڑکی کے لیے راجپوت رشتہ کی ضرورت ہے۔

(۵) ایک نوجوان [illegible] صدی نوجوان کے لیے جو محکمہ پولیس میں محرر ہیں نیک رشتہ کی ضرورت ہے

(۶) ہمارے مدرس سید عالم شاہ صاحب کے لیے نیک رشتہ کی ضرورت ہے۔ نوجوان ہیں اور ۲۰ روپیہ موجود تنخواہ ہے

(۷) ایک ۱۷ سالہ سید نوجوان کے لیے جو تعلیم یافتہ اور تجارت کا کام کرتا ہے کسی موزون رشتہ کی ضرورت ہے۔

(۸) ایک ۳۵ سالہ عمر کی نومسلمہ بیوہ کے لیے جس کے پہلے خاوند سے ایک لڑکا اور لڑکی ہے۔ اور جائیداد غیر منقولہ رکھتی ہے۔ موزون رشتہ کی ضرورت ہے۔

جملہ درخواستیں بنام سیکرٹری تنظیم و تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجی جائیں۔

تارکا پتہ مسلمان لاہور

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبار۔ ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۱۲ — نمبر ۵۳

مدینۃ المسیح لاہور، یوم الاتوار مورخہ ۶ شوال المعظم سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۱۱۔ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

ایک جرمن کونٹ کی صاحبزادی کا قبول اسلام

حضرت مولنا مولوی صدرالدین صاحب کا تازہ خط

عید کے خطبہ میں جو دوسری جگہ درج ہے، حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ خوشخبری سنائی، کہ ایک جرمن کونٹ کی صاحبزادی حضرت مولنا صدرالدین صاحب کے رسالہ "مسلیمش ریویو" کے پہلے ہی پرچہ کو پڑھکر مسلمان ہوگئی، یہ خوشخبری احباب لاہور کے لئے دوہری عید کا موجب ہوئی، بیرونی احباب کو اگرچہ یہ خبر دیر سے ملے گی، لیکن بہرحال ان کی بھی خوشی کا موجب ہوگی، اور وہ رسالہ "مسلیمش ریویو" کے لئے تین روپیہ سالانہ چندہ دینے والوں کی تعداد کو اور زیادہ بڑھائیں گے، اس خاتون کا اسلامی نام حضرت مولینا نے فاطمہ رکھاہے، آپ کا اصل خط حسب ذیل ہے،

جرمن کے شہر میونک کے مشہور و معروف رئیس و نواب کونٹ آف حاپچ کی بڑی صاحبزادی نے بتاریخ ۹۔ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا، فالحمد للہ رب العالمین

یورپ کے شاہزادوں اور نواب زادوں کی تعلیم بالعموم نہایت اعلےٰ درجے کی ہوتی ہے، وہ امتیازی تعلیم اس نوجوان خاتون کو بھی حاصل ہے، ان کی تعلیم کا ایک پہلو یہ بھی ہے، کہ جرمن، فرانسیسی انگریزی اور اطالوی زبانیں نہایت فصاحت سے بولتی ہیں، اخلاق کا یہ حال ہے کہ جہاں وجاہت و اعلےٰ درجے کی شکل و صورت کی وارث ہیں، وہاں لیاقت کے علاوہ شرافت حیا اور انکساری کی وجہ سے ممتاز ہیں،

ان کے اسلام قبول کرنے کا قصہ

میری پہلی ملاقات ان سے لوزان کانفرنس کے موقعہ پر ہوئی اس وقت وہ اسلام سے بدظن تھیں، ان کو یقین تھا، کہ اسلام کی نگاہ میں عورت کی کوئی حقیقت نہیں، اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی، یورپ کی تعلیم میں اور سیاسیات میں اسلام کی تعلیم کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، لیکن آج سال بھر کے بعد اس مقلب القلوب نے اسلام جیسی نعمت عظمےٰ سے ان کو مالامال کر دیا ہے، سب سے پہلا سامان ان کو تبلیغ کرنے کا علامہ محمد علی کا انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم ہے، جس میں علامہ موصوف نے ان تمام اعتراضات کا جواب دیا ہے، جو اہل مغرب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات پر کرتے ہیں، اس کے بعد انہوں نے دو چھوٹی کتابیں پڑھیں، جو میں نے بزبان جرمن شائع کی ہیں، اور آخری چیز جس نے ان کو اعلان کرنے پر آمادہ کیا، وہ ہمارا پرچہ "مسلیمش ریویو" ہے، جو انہوں نے ۹ اپریل کو پڑھا، اور وہ اس طرح ہوا کہ ایک برلن کے ہوٹل سے اس دن ٹیلیفون آیا، کہ میں ابھی ابھی ویانا سے آئی ہوں، اور آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں، میں نے کہا تشریف لایئے، چاشت کے گیارہ بجے کا وقت ہوگا۔ وہ گھر پر تشریف لائیں، اور وہاں ان کو "مسلیمش ریویو" کے مضامین پڑھنے کا موقعہ ملا، کھانے کا وقت آگیا وہ جانے لگیں، میں نے ان کو روک لیا، اور مجبور کیا، کہ ماحضر تناول فرمادیں، وہ رک گئیں اور گفتگو ہوتی رہی، حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو انشراح صدر عطا فرمایا جس پر ہمیں بڑی خوشی حاصل ہوئی، اللہ تعالےٰ کی جناب میں بڑا بڑا شکریہ ادا کیا، وہ چھ بجے تک گھر پر رہیں، اثنائے گفتگو میں انہوں نے اظہار کیا، کہ میں بھی تبلیغ کروں گی، اور کہا کہ میں اپنے بھائی کے متعلق کم از کم کہہ سکتی ہوں، کہ وہ جلد مسلمان ہوجائیں گے، وہ عیسائیت سے سخت متنفر ہیں، اللھم زد فزدہ

نوٹ ۱:۔ ان کی تصویر اور نفیسہ کی تصویر اکٹھی اگلے پرچہ میں شائع ہوں گی، پرچہ شائع ہونے سے پیشتر یہ تصاویر بابو منظور الٰہی صاحب کی خدمت میں ارسال ہوں گی، جو صاحب ان خواتین کی تصاویر لینا چاہیں، وہ بابو منظور الٰہی صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کریں، والسلام،

نوٹ ۲:۔ جن دوستوں نے جرمن رسالہ کے لئے تین روپے ادا کر دیئے ہیں انہیں تصاویر مفت ملیں گی، لیکن دوسرے احباب سے فی تصویر ۸ر بطور امداد رسالہ پیشگی لئے جائیں گے،

(محمد منظور الٰہی)

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں، ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے، (منیجر)

خط جرمنی

حضرت مولنا مولوی صدرالدین صاحب برلن سے اپنے ایک صاحبقہ خط میں لکھتے ہیں:۔

جرمن پرچہ نکلنے والا تھا کہ حضرت امیر کا مضمون فوراً فرستی پر ملا، جسے تبرکاً پہلے ہی پرچہ میں درج کر دیا گیا ہے، اور پرچہ ۲۰ صفحات کا ایک ہزار چھپوایا گیا ہے، ستر (۷۰)، اسّی (۸۰) کے قریب پرچے ہندوستان کے احباب کو مختلف شہروں میں بھیجے گئے ہیں،

مولوی صاحب کو بیماری سے آرام ہے، لیکن لکھتے ہیں کہ ابھی کمزوری باقی ہے،

احباب دعا فرماویں، کہ اللہ تعالےٰ مولوی صاحب کو کامل صحت عطا فرمائے،

صدقہ جاریہ کے کچھ کام

میں احباب کی توجہ دو کاموں کی طرف خصوصیت سے مبذول کرنا چاہتا ہوں، ایک بعض مقامات پر مساجد کا قیام ہے، بعض شہروں میں ہماری جماعت کی اپنی مساجد نہیں، اگر ہیں، تو ان پر مرمت وغیرہ کے رنگ میں اور روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے، اگر احباب اس نیک کام میں تھوڑا تھوڑا حصہ لیں، یا کوئی احباب ایسے ہوں، جو تعمیر مسجد کے لئے کچھ روپیہ صرف کر سکتے ہوں، تو عنداللہ ماجور ہوں گے، دوسری ضرورت جس کی طرف احباب کی توجہ کی ضرورت ہے، یہ ہے کہ ہر سال دو تین ہزار روپے کے قریب ہمیں بعض ضروری کتب اور قرآن شریف کے ترجموں کی مفت یا رعایتی اشاعت پر صرف کرنا پڑتا ہے جو بعض وقت غیر مستطیع مسلمان اصحاب یا نوجوان مسلمان طلبا کو دیئے جاتے ہیں، یا غیر مسلموں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اگر احباب کی اس طرف توجہ ہو، تو صدقہ جاریہ کا نہایت اعلیٰ درجہ کا کام ہے،

محمد علی،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، مورخہ ۶۔ شوال المعظم ۱۳۴۲ ہجری، نمبر ۵۳

عید کا سبق مسلمانوں کو

خوشی حاصل کرنے کیلئے تکلیف اٹھاؤ

"خدا کے رستہ میں خرچ کرنا اور خرچ کر کے خوش ہونا سیکھو"

(خطبہ عید الفطر مورخہ ۹۔ مئی ۱۹۲۴ عیسوی،)
(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ)

سورۂ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:۔

میرے لئے آج بالخصوص خوشی کا مقام ہے کہ ایک لمبی مدت کے بعد عید کے موقعہ پر میں آج اس جگہ اپنی جماعت کے اندر موجود ہوں ورنہ کئی سال سے تنہائی میں چند احباب کے ساتھ عید پڑھنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔

عید کی حقیقت

یہ تو ایک ظاہر حقیقت ہے، جس کو سب جانتے ہیں کہ ہماری عید صرف اس ظاہری خوشی کا نام نہیں، جو اس موقعہ پر ہماری شکلوں یا کھانے سے نظر آتی ہو، بلکہ اصل میں اس کے ساتھ ایک اور چیز بھی ملا ہوا ہے، اور یقیناً وہی اصل عید ہے، اس میں بظاہر تو یہی دو رکعت نماز اور اس کے بعد خطبہ ہے، لیکن اگر غور کر کے دیکھا جائے تو یہ کیفیت دنیا کی کسی قوم میں نظر نہیں آتی، کہ ایک تکلیف کو ایک خوشی کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہو، جتنی عیدیں دنیا میں دیکھو گے، کرسمس ہو یا ہولی یا نوروز وغیرہ ان میں نہ تو یہ رنگ پاؤ گے، کہ اس خوشی میں خدا کے حضور جھکیں، اور روح کی لذت حاصل کریں، اور نہ وہ خوشی کسی تکلیف سے وابستہ ہوگی، نہ ایسا کوئی دن ہے، اسلام کی دونوں عیدوں میں یہ خصوصیت ہے، کہ ایک طرف ان میں ظاہری خوشی کے اندر روحانی لذت سے آشنا کیا جاتا ہے، یعنی خدا کے حضور جھکنا سکھایا جاتا ہے، اور دوسری طرف ان میں خوشی کو تکلیف کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے، یہ عید تو روزوں کے مجاہدہ کے ساتھ وابستہ ہے، اور وہ جو دوسری آتی ہے، وہ بھی ایک عظیم الشان مجاہدہ کے ساتھ وابستہ ہے، کہ ایک شخص اپنے گھر بار کو چھوڑ کر دور دراز کا سفر اختیار کرتا اور عرب جیسے بیابان ملک میں جاتا ہے، جہاں نہ سواری کا انتظام، نہ ٹھنڈ اور سردی وہاں ہے، نہ کوئی اور کشش کے سامان ہیں۔ اس تکلیف کے بعد اس کی عید آتی ہے، اور اس کی تقلید میں ہم بھی عید کرتے ہیں، یہ ہمارے یاد دلانے کے لئے ہے، کہ ہمارے ذمہ بھی یہ فرض ہے، جس کو اگر توفیق ہو تو ادا کرنا ضروری ہے،

تکلیف کے اندر راحت

تو تکلیف کے ساتھ خوشی کو وابستہ کرنا اسلام کی خصوصیت ہے دنیا کی اکثر قوموں نے غلط سمجھ رکھا ہے، کہ ہر ایک مصیبت اور بیماری جو آتی ہے، تو وہ عذاب کے طور پر آتی ہے، قرآن کریم میں خدا نے مصیبت کو کامیابیوں کا پیش خیمہ فرمایا ہے، ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ہم تم کو ابتلا میں ڈالیں گے خوف کے ساتھ اور بھوک کے ساتھ، کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کا نقصان بھی ہوگا، ایسے موقعہ پر جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، ان کو خوشخبری دے دو کہ ان کے لئے عظیم الشان کامیابیاں ہیں، تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں، اس لئے کہ ان کی بہتری اور کامیابی کا موجب نہیں، دیکھو انبیاء پر بھی مصائب آتے ہیں، کوئی انسان نہیں جس پر اس قدر مصائب آئے ہوں، جس قدر انبیاء کو تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں، کیا انہوں نے معاذ اللہ خدا کو بہت رنجیدہ کیا تھا؟ لوگ ان کو مارتے ہیں، دکھ دیتے برا بھلا کہتے ہیں، جیل خانوں میں ڈالتے ہیں، پھر قضا و قدر کی مصائب بھی ان پر آتی ہیں، ان کی بیویاں مرتی ہیں، بیٹے مرتے ہیں، پھر دوسروں کے صدمات بھی برداشت کرنے پڑتے ہیں، کسی کے تو چند ایک رشتہ دار ہوں گے، جن کے صدمات میں حصہ لینا پڑتا ہوگا، ان کا تعلق ایک کے ساتھ نہیں، دو کے ساتھ نہیں سینکڑوں اور ہزاروں لوگ ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں، اور ایک ایک اپنے دوست کے دکھ میں انہیں شریک ہونا پڑتا ہے، تو یہ تمام تکلیفیں کیوں ہیں، یہ سب اعلیٰ مراتب کا پیش خیمہ ہیں، یہ حصول کمالات کا ذریعہ بنتی ہیں، ان کے بغیر کمالات حاصل نہیں ہو سکتے، یہ خدا کا قانون ہے، اور یہی نظارہ ہمیں صحیفہ قدرت میں نظر آتا ہے، کہ ہر تکلیف کا نتیجہ راحت ہے، اور کوئی راحت بدون تکلیف حاصل نہیں ہوتی، کوئی پھل پیدا نہیں ہوگا، جب تک اس کے لئے کوئی تکلیف اٹھانے والا نہ ہو، غرض ہر دکھ کا نتیجہ راحت ہے، یہ ایک حقیقت ہے، جسے اسلام نے ظاہر کیا، اور عید کے رنگ میں اس کا عملی اظہار کیا، اسلام نے یہاں تک اس امر پر زور دیا ہے کہ عذاب دوزخ ... جس کا دنیا کی کسی قوم نے کوئی نتیجہ نہیں سمجھا، سوائے اس کے کہ اسے ایک سزا قرار دیا ہے، اس عذاب کو بھی اسلام نے جنت جیسی راحت کا پیش خیمہ قرار دیا ہے، عذاب دوزخ بھی تعلیم اسلام میں جنت کا ہی رستہ ہے، وہ عذاب جو دوزخیوں کے لئے ہے، وہ بھی ایک عظیم الشان رحمت کا پیش خیمہ ہے،

عذاب اور ابتلاء میں فرق

عذاب بھی بیشک آتے ہیں، بلاشبہ قومیں نافرمانی کرتی ہیں، تو ان پر غضب الٰہی بھی نازل ہوتا ہے، لیکن بعض مصائب ابتلاء یا اصطفا کے لئے آتی ہیں، جن کا نتیجہ کامیابی ہے، نیکوں پر تکالیف آتی ہیں، بروں پر عذاب آتا ہے، ان دونوں میں فرق صرف دل کا ہے وہ مصیبت جو نیکوں کے لئے کامیابی کا موجب ہے، اس میں ایک لذت ملتی ہے، لیکن جو مصیبت عذاب کے طور پر ہے، اس سے دل میں آگ پیدا ہوتی ہے، غور کر کے دیکھ لو، کبھی کوئی تکلیف جو خدا کے لئے اٹھائی ہو، کتنی بڑی وہ تکلیف کیوں نہ ہو، اس سے نہ اس وقت دل میں دکھ ہوتا ہے، نہ بعد میں کسی وقت بلکہ جتنا وقت اس پر گذرتا ہے، اسی قدر زیادہ اس سے راحت پیدا ہوتی ہے، اپنی زندگی بھر کی تمام مصیبتوں پر غور کر کے دیکھ لو، ان میں سے جو مصیبت خدا کے لئے تم پر آئی ہو، وہ لازماً راحت اور لذت کا موجب ہوئی ہوگی لیکن جو مصیبت عذاب کے رنگ میں آتی ہے، وہ دل کو دکھ بناتی ہے، یوں تو سچ ہے کہ دوزخ سمیت مصائب پھر بھی کامیابی ہی کا موجب ہیں، لیکن فرق دونوں میں صرف دل کا ہے،

مصائب کیوں آتی ہیں

لوگ اس بات پر بہت گھبراتے ہیں، کہ مصائب اور تکالیف دنیا میں کیوں آتی ہیں، سب سے بڑا اعتراض دہریت کا یہی ہے۔ کہ اگر خدا علی کل شیء قدیر ہے، تو مصیبت دنیا میں کیوں ہے کیوں وہ اپنی طاقت سے اس مصیبت کو دور نہیں کر دیتا، بعض وقت بڑے بڑے ایماندار لوگ بھی مصیبت کے اندر گھبرا جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں ہمارے ایک دوست کے دو بیٹے فوت ہو گئے، وہ اس پر بہت گھبرا گئے، اور کہنے لگے کہ باوجودیکہ بڑی بڑی ہم نے دعائیں کیں، لیکن ایک نہیں سنی گئی، مصیبت کا آنا انسان پر ضروری ہے، بغیر اس کے انسان بن ہی نہیں سکتا، ہاں یہ سچ ہے کہ جسے ایک انسان مصیبت سمجھتا ہے، دوسرا جس پر وہ وارد ہوتی ہے اس سے لذت حاصل کرتا ہے، بعض وقت جس چیز کو تم راحت سمجھتے ہو دوسرا اس کو تکلیف کہتا ہے، اور جس کو تم تکلیف سمجھتے ہو، دوسرا اس کو راحت سمجھتا ہے، یہ جو لوگوں نے ابھی سیاسی رنگ میں جیل خانوں کے اندر قیدیں کاٹی ہیں، اور خوشی کے ساتھ اس روٹی کو کھاتے رہے ہیں، جس کے اندر آٹے کے ساتھ کچھ خاک بھی ملی ہوتی ہے۔ اور اس گند کو خوشی کے ساتھ برداشت کیا ہے، جو ان کے سرہانے رہتا ہے، یہ بھی اسی کا ایک نمونہ ہے، بہت لوگ دیکھو گے کہ بظاہر وہ تکلیف میں ہوتے ہیں، لیکن اسی سے وہ لذت حاصل کرتے ہیں،

حضرت نبی کریم صلعم کی تکالیف اور کامیابیاں

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر دکھ اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں، ان کی مثال ملنی مشکل ہے، مکہ والوں نے آپ کو رد کر دیا، طرح طرح کے دکھ اٹھانے کے بعد آپ وہاں سے نکلے، اور طائف کی طرف گئے، وہاں سے اینٹوں اور پتھروں کی بارش آپ پر ہوئی جس سے آپ لہولہان ہو گئے، لیکن اس وقت آپ کے قلب کی ..... کیا حالت ہے، ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ دعا کرتے ہیں،

اللهم الیك اشكو ضعف قوتی وقلة حیلتی وهوانی علی الناس یا ارحم الراحمین ..... ان لم یكن غضبا علی فلا ابالی غیر ان عافیتك اوسع لی ....

اے میرے خدا اپنی کمزوری اور اپنی طاقت کی کمی کی اور لوگوں کی نظروں میں ہیچ ہونے کی تیری طرف ہی شکایت کرتا ہوں اے سب رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنیوالے ..... اگر تیری ناراضگی مجھ پر نہیں تو ان تمام باتوں کی مجھے کچھ پرواہ نہیں لیکن تیری حفاظت میرے لئے بہت وسیع ہے وہ کیا کامیابی تھی، جو ان تمام دکھوں کے بعد آپ کو ملی، ایک بڑا عظیم الشان ملک سارے کا سارا مسلمان ہو جاتا ہے، اور آپ کے پیغام کو قبول کر لیتا ہے، وہ ملک جس کے اندر کوئی آمد و رفت کے وسائل نہیں، کوئی باہم تعلقات نہیں، ایک بیس سال کے عرصہ کی تکالیف کے بعد وہاں کیا نظارہ نظر آتا ہے، کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک جنگلوں میں اور شہروں میں جہاں کوئی متنفس ہے، اسلام کی دولت سے مالا مال ہو رہا ہے کیا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے، اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ۔ آخر بیس سال تک طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر یہ نتیجہ ملتا ہے، کہ وہی مخالف فوج در فوج آپ کے پاس چلے آ رہے ہیں، یہ کس قدر عظیم الشان کامیابی ہے، تم خود غور کر کے دیکھ لو، تمہارے سامنے ایک چھوٹا سا کام ہو، اور وہ تمہاری امید سے بڑھکر کامیابی کے ساتھ انجام پائے، تمہیں اس میں کس قدر خوشی ہوگی، اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کام کتنا عظیم الشان ہے، ایک انسان نہیں دو نہیں لاکھوں انسانوں کی اصلاح ہے، جو ہزاروں میلوں میں پھیلے ہوئے ہیں، پھر کامیابی کتنی بڑی ہے، کہ سارا ملک آپ کے سامنے سر جھکاتا ہے، اور نہ صرف ظاہری طور پر فرمانبرداری اختیار کرتا ہے، بلکہ اپنے تمام حالات عادات، رسومات، عبادات بلکہ کل کے کل خیالات کو آپ کے احکام کے ماتحت کر دیتا ہے اور یہ سب کچھ ایک بیس سال کے عرصہ میں ہو جاتا ہے کتنی وہ عظیم الشان حیثیت ہے، جو ہمارے نبی کریم صلعم کو اس دنیا میں مل جاتی ہے،

روزوں کا سبق

تم تیس دن خدا کے لئے کھانا چھوڑتے ہو، اور تمہیں اس میں ایک

تو اسی قدر کافی ہے کہ حضرت مسیح موعود کو قرآن و حدیث پر پرکھ لو، اور اس کے کام کو دیکھو، کام تو وہی ہے جو کل مسلمانوں کا مشترکہ ہے، جب مسلمان غافل ہو گئے، تو خدا نے ایک مرد کو کھڑا کر دیا، اور اس کی توجہ اور قوت قدسیہ اور علوم لدنیہ سے مسلمانوں میں پھر اس روح کو پیدا کرنا چاہا، جو ہمیشہ سے حفاظت و اشاعت اسلام کا موجب رہی ہے، اس آواز پر لبیک کہنا ہر مسلمان کا فرض تھا، مگر ضد اور تعصب کا برا ہو، کہ حق کے قبول کرنے میں ہمیشہ روک ڈالا ہے، اسلام مٹ جائے ان لوگوں کی بلا سے، مگر ان کی اپنی خواہشات نفسانی کے خلاف کوئی امر نہ ہو، افکلما جاء کم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون، تو کیا جب جب تمہارے پاس کوئی خدا کا بھیجا ہوا آیا اور وہ تمہاری خواہشات نفس کے خلاف کچھ لایا تو تم نے تکبر کیا، پھر ایک فریق کی تم نے تکذیب کی، اور ایک فریق کو قتل کرنے لگے،

ان منکرین کی جب قرآن و حدیث کے سامنے کچھ پیش نہ گئی، اور مسیح ابن مریم کی وفات پر دلائل کا آفتاب چڑھ گیا، اور ضروریات زمانہ آسمان و زمین نے قرآن و حدیث کے ساتھ مل کر حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر گواہی دی، تو پھر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ان کے لئے تین چار پیشگوئیاں ہو گئیں، جن میں کچھ ابہام تھا، اور یہی ہر موقعہ و محل پرانہوں نے توڑ مروڑ کر پیش کرنی شروع کر دیں، کسی بحث و مباحثہ کے موقعہ پر چلے جاؤ، سوائے محمدی بیگم والی پیشگوئی کے اور کوئی راگنی مولویوں کی سنی نہیں، یہی ظاہر کرتا ہے کہ ان کے پاس اب قرآن و حدیث سے کچھ نہیں، ورنہ جو چیزیں اصل دین ہیں، آج سے یہ لوگ کیوں چھوڑ دیتے، کتاب اللہ کا یہود کی طرح پس پشت پھینک دینا بتلاتا ہے کہ اس کا ان صداقت میں ان کی دال نہیں گلتی، اس حق سے دروازہ پر انہیں دھکے پڑتے ہیں، چار و ناچار وہی دو چار پیشگوئیاں، حالانکہ ایمان داری تو یہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب کی جہاں سینکڑوں پیشگوئیاں پوری ہوئی تھیں، جن میں بعض تو اس کارخانہ عالم کے بہت بڑے بڑے امور پر روشنی ڈالتی تھیں، ان سب کو نظر انصاف سے دیکھتے، اور خدا سے ڈر کر انہیں مانتے، اور اگر بعض میں جو کسی شرط سے مشروط تھیں، یا کسی اور وجہ سے ابہام رہ گیا تھا، انہیں حوالہ بخدا کرتے،

یہ پیشگوئیاں کسی نئی تعلیم یا نئی کتاب کی تائید کے لئے تو نہ تھیں، بلکہ اپنی کا الہام ہونے کی وجہ سے ان پیشگوئیوں سے تو اس دین کی تصدیق ہوتی تھی، جس کے متبع ہونے کی وجہ سے یہ انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے، ان پیشگوئیوں کا مطلب تو یہ تھا کہ مدعی الہام جس مذہب کا پیرو ہے، وہ زندہ مذہب ہے، اس کا خدا زندہ اور بولنے والا خدا ہے، وہ جیسے پہلے اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا تھا، آج بھی ہوتا ہے، اس کی کتاب زندہ کتاب، اور اس کا رسول زندہ رسول جن کا فیض آج تک جاری ہے، کہ ان کی اتباع سے انسان خدا کا محبوب اور مقرب ہو کر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہوتا ہے، اور دوسرے مذاہب کی طرح محض وعدہ ہی وعدہ نہیں بلکہ جو کچھ دینا ہے نقد دیتا ہے، ورنہ دیسے تو **کل حزب بما لدیھم فرحون** نجات کے مدعی سبھی ہیں، آج آریہ بھی ویدوں پر نجات منحصر بتلاتے ہیں اور عیسائی انجیل پر، مگر اس معیار پر کوئی پورا نہیں اترتا، کہ کیا ان کتابوں پر عمل کر کے اس زندگی میں ہی وہ سچا تعلق باللہ پیدا ہو سکتا ہے جس کے بغیر نجات نہیں، اور جس کا نشان مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور اظہار علم غیب ہے

حضرت مرزا صاحب کا بڑا کارنامہ یہی ہے، کہ آپ نے اسلام کو زندہ مذہب ثابت کر کے دکھایا، اور بتلایا کہ ؎

وہ دین ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو

اور تمام مذاہب کو للکارا ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ان مولویوں کی حالت پر رونا آتا ہے، خود تو کسی قابل نہیں نہ ظاہری نہ باطنی کوئی خوبی نہیں، اگر کوئی پہلوان اٹھا کہ مخالفین کو نیچا دکھائے، تو سب سے پہلے یہ آستین بنکر ڈسنے کو موجود ہو گئے اور ان پیشگوئیوں پر جو اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرتی تھیں، جو تقاضا محمدی اور صداقت قرآن کریم پر گواہ تھیں، اعتراض کر کے خود اسلام کی ہی جڑ پر آرہ رکھنے کے مرتکب ہوئے، اتنا نہ سوچا کہ بالفرض محال اگر ہم نے ثابت بھی کر دیا کہ مرزا کی پیشگوئی جھوٹی نکلی، تو مرزا کا کیا بگڑا، وہ کونسا نیا مذہب لایا تھا، جس کی لوگ پیروی نہ کریں گے، وہ تو اس بات کا مدعی تھا کہ اسلام پر چل کر مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا، اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کی زد خود اسلام پر پڑتی ہے کہ اس میں بھی زندگی کوئی نہیں، مردگی ہی مردگی ہے، یونہی زبانی جمع خرچ والے جھوٹے مدعی ہی پیدا ہوا کرتے ہیں، اور جن کو علما اسی سے ہمیشہ کافر ٹھیراتے آئے ہیں، آخر آگے بھی ایسے لوگوں کو کافر ہی کہا گیا، اور اسلام کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے،

پس یا تو علما خود کسی کو پیش کرتے، اور اس کی پیشگوئیاں دکھا کر سب پر اتمام حجت کرتے کہ دیکھئے صاحب مکالمہ مخاطبہ یوں ہوا کرتا ہے، اور جب یہ نہیں تھا، اور خود با وجود مدعی اسلام ہو کر قرب الٰہی سے بے نصیب تھے، اور کوئی نشان قبولیت کا نہ رکھتے تھے تو پھر اس اچپل کو دسے بنایا کیا، یہی کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح محض زبانی دعوے ہی رکھتا ہے، زندگی کا کوئی نشان نہیں، کیونکہ علامات زندگی اس مذہب میں بھی کوئی نہیں، کوئی شخص نہیں، جو مذہب کی ان کشتیوں میں پہلوان بنکر پکارے، کہ میں علی وجہ البصیرت اس مذہب پر عمل کر کے منزل مقصود پر پہنچکر دنیا کو سناتا ہوں، کہ یہی وہ سیدھی راہ ہے جو خدا تک انسان کو پہنچاتی ہے، اسلام کا ارفع درجہ ہوتا، تو اس عالمگیر مذہبی جنگ کے دنگل میں خدا کے پہلوان کو دیکھ کر سجدہ شکر میں گر پڑتے، کہ الحمد للہ اللہ نے اسلام کی عزت رکھ لی، اور وقت پر ایک مرد کو بھیج دیا، مگر نہیں، اس میں چونکہ ان کی اپنی علمیت کی پردہ دری ہوتی تھی، اور ہوائے نفس کی مخالفت ہوتی تھی، اس لئے تکبر و حسد سے جلکر اس مرد خدا سے خود ہی دست و گریباں ہو گئے، شروع شروع میں قرآن و حدیث کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہاں سے منہ کی کھائی، تو وہ ایک پیشگوئیاں پکڑ کر بیٹھ گئے، وہی پیشگوئیاں جن کا مقصود اسلام کو زندہ اور سچا مذہب ثابت کرنا تھا، انہوں نے سمجھا کہ ہم اس طرح مرزا کو مار لینگے مگر مرزا کا اس میں کیا بگڑا، زد تو پڑتی ہے اسلام پر، یا کوئی طریق اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا تبلائیں، ورنہ اگر کوئی دماغ میں عقل ہے، تو اپنی حماقت پر آنسو بہائیں، کہ مفت میں پرائی بدشگونی میں اپنی ناک کٹوائی، مگر یا تو انہیں عقل نہیں اور یا اگر ہے تو اسلام کے لئے درد نہیں، ان کی بلا سے، ان کے اپنے تکبر اور شیخیت کے سر پر سہرا بندھا رہے، اسلام رہ جائے یا رخصت ہو جائے اور سچ یہی ہے، ان کے اسلام تو مترادف ہے خود بینی و ولت کے ہوائے نفس کا، لہٰذا قصہ ختم ہے، اللہ بس باقی ہوس ۵

داخلہ میڈیکل سکول امرتسر

میڈیکل سکول امرتسر میں داخلہ کیلئے امیدواروں کا انتخاب ۱۶ جون ۱۹۳۴ء کو امرتسر میں ہوگا، ۵ جون تک درخواستیں داخلہ معہ ضروری اسناد کے پرنسپل کے پاس پہنچ جانی چاہئیں، مہر کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر پرنسپل سے پراسپکٹس کی کاپیاں حاصل کی جاسکتی ہیں، جو دوست اپنے بچوں اور رشتہ داروں کو داخل کروانا چاہیں، وہ بہت جلد پراسپکٹس منگوا کر انتظام کر لیں۔

ویدوں کی تعلیم

سوکت ۲۴

سفید برص کے منتر

بسلسلہ اشاعت سورت

(مولوی عبدالحق صاحب کے قلم سے)

(۱) اچھے پروں والا پہلے پیدا ہوا، اس کا تو نے پت (صفرا) حاصل کیا، تب آسری نے جنگ سے جیتی جا کر درختوں کی شکل اختیار کی،

(۲) آسری نے سب سے پہلے اس دوائی کو برص کیلئے بنایا، اس برص کے دور کرنے والی کو، اس نے برص کو دور کیا، اور جسم کو ایک ہی عام رنگ دے دیا،

(۳) کیرنگی تیری ماں کا نام ہے، کیرنگ تیرے باپ کا نام ہے کیرنگ کرنیوالی تو دوائی ہے سو تو اس کو کیرنگ کر دے،

(۴) سیاہ کیرنگ کرنے والی زمین سے تیار کی ہوئی اس کام کو پورا کر، اور اس کو ہمی رنگ عطا کر،

نوٹ:۔ یہ سوکت پپلاد میں بھی ہے مگر کسی قدر لفظی اختلاف کے ساتھ،

سلہ پپلاد میں "وستین" کی بجائے "وسپتیہ" ہے، اور "یدھا" کی بجائے "جگھاسنا" ہے، اس منتر میں بہت سی باتیں حل طلب ہیں، اچھے پروں والا کونسا جانور پہلے پیدا ہوا، کہ جس کے صفرا سے یہ پودا پیدا ہوا، اور آسری دیو رچ، نے کس کو جیت کر درختوں کی شکل اختیار کی، سائن کے خیال میں یہاں بھی نیل کا پودا ہی مراد ہے بعض کے نزدیک اچھے پروں والا سورج ہے، اور آسری رات ہے کہ جس کو سورج فتح کر لیتا ہے، سورج کی گرمی نے رات کے وقت درختوں کی شکل اختیار کی، یہ تاویل کسی قدر درست بھی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ شپرنا (اچھے پروں والا) ویدمیں سورج کو ہی تبلایا گیا ہے،

سلہ پپلاد میں سب جگہ "سروپ" کی بجائے "سروپ" ہی استعمال ہوا ہے، آسری سے مراد خود رات یا رات کی پیدا رچ ہے،

سلہ اکثر نسخوں میں "شیاما" لفظ کی بجائے "شاما" آیا ہے، ہندی طب کی کتابوں میں یہ اکثر پودوں کا نام ہے، کسی خاص بوٹی کا نام نہیں۔

سوکت ۲۵

بخار کے دیوتا سے خطاب

(۱) جب آگ نے اندر داخل ہو کر پانیوں کو جلا دیا، جہاں کہ دھرم کے پابند لوگوں نے اس کی تعظیم کی، وہاں لوگ تیری پیدائش کا اعلیٰ مقام بتلاتے ہیں، اسے بخار ہماری دعا کو جانتا ہوا تو ہم کو چھوڑ دے،

(۲) اگر تو شعلہ جوالہ ہے یا سر بسر آگ ہے، یا اگر تیرا مقام پیدائش ایندھن کا طلبگار رہے، ہڑوڈو تیرا نام ہے، اسے زردی کے دیوتا اسے بخار ہماری دعا کو جانتا ہوا تو ہم کو چھوڑ دے،

(۳) اگر تو دل جلانے والا ہے، یا تو سر بسر عذاب ہے، اور اگر تو ورُن راجا کا بیٹا ہے، ہڑوڈو تیرا نام ہے، اسے زردی کے دیوتا اسے بخار ہماری دعا کو جانتا ہوا تو ہم کو چھوڑ دے،

(۴) سردی لگانے والے بخار کے لئے تعظیم ہے، اس کی جلانے والی گرمی کے لئے میں تعظیم کرتا ہوں، ہر روز آنے والے اور دوسرے دن آنے والے اور تیسرے دن کے بخار کے لئے تعظیم ہو،

نوٹ:۔ یہ سوکت پپلاد میں بھی موجود ہے، مگر قرأت میں اکثر اختلاف ہے، کاشک سوتروں میں لوہا گرم کر کے گرم پانی میں بجھاتے ہوئے ان منتروں کا پڑھنا لکھا ہے، اور پھر یہ پانی مریض کو پلایا جاتا ہے

(۱) پانیوں سے مراد بادلوں کے پانی ہیں اور گو یہ ۱ اس میں بخار کے آنے کا وقت تبلایا گیا ہے، جبکہ گرمی کی وجہ سے بخارات بنکر بارش کے بادل بنتے ہیں، اور موسم برسات شروع ہو کر موسمی بخار کا دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ تمکن کا مادہ

ایک راحت اور لذت حاصل ہوتی ہے، اس میں کیا بتایا، کہ ہر تکلیف کے اندر جو خدا کے لیے تم اٹھاؤ، ایک راحت ہے، اگر تمہیں اس کے اندر لذت نہیں آتی، اور وہ عذاب محسوس ہوتا ہے، تو تم حقیقت سے دور پڑے ہوئے ہو، اگر تم نے اپنا سارا مال خرچ کر دیا اور راحت نہیں ہوئی، تو ہیچ ہے،

مجدد زمانہ نے کیا سکھایا

غرض روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی خوشیاں اس عید کے اندر جمع کی ہیں، اور سبق دیا ہے کہ خدا کے رستہ میں تکلیف اٹھا کر خوش ہونا سیکھو، یہی اس زمانہ کے مجدد نے سکھایا ہے، وہ لوگ جو کسی قسم کی تکلیف اٹھانا نہ چاہتے تھے، انہوں نے اس کی مخالفت کی، کاش وہ دیکھیں کہ آج اس کی بدولت کس قدر کام ہوا ہے،

صدقہ و خیرات اور رسم و رواج

تم بھی غور کر لو، ممکن ہے تم میں سے بھی بعض کو یہ خیال ہو اکہ یہ تکلیف جو اسے دن اموال کی قربانیوں سے اٹھانی پڑتی ہے، یہ نا واجب ہے، تم میں بہت لوگ ہیں، جنہوں نے ہزارہا روپیہ خدا کی راہ میں خوشی کے ساتھ دیا ہے، ان کے متعلق میں وہم میں بھی نہیں لا سکتا کہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ خدا کے رستہ میں کچھ دیکر غریب ہو گئے ہیں، لیکن جو تم میں سے ایسا سمجھتے ہوں، کہ خدا کے رستے میں وہ دینے سے غریب ہو جائیں گے، وہ ہرگز نہ دیں، اور میں رسول اللہ صلعم کی قسم کی بنا پر کہتا ہوں، کہ کوئی شخص صدقہ دے کر کبھی غریب نہیں ہوا، تم تو پیرو ہو، وہ لوگ بھی جو آپ کی پیروی کا دم نہیں بھرتے، اس بات کے قائل ہیں، کہ محمد رسول اللہ صلعم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، پس اگر وہ صادق ہے تو اسی کا یہ فرمان ہے، اور مؤکد بقسم فرمان ہے کہ خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا، اور نہ کوئی شخص مفلس ہوتا ہے، واقعات عالم بھی اس پر شاہد ہیں، کیا حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا مال صدقہ دے کر غریب ہو گئے تھے، کیا دوسرے صحابہؓ جنہوں نے اپنے مال خدا کے رستہ میں قربان کر دیئے، غریب ہو گئے تھے، برخلاف اس کے میں ایک نہیں، دو نہیں سینکڑوں ایسی نظیریں دے سکتا ہوں، کہ رسم و رواج کا خرچ کر کے لوگ مفلس ہو گئے، ہندوؤں کے قرضوں کے نیچے اس قدر دبے ہیں کہ ان کی عورتیں ہندوؤں کے ہاتھ بکی ہوئی ہیں، اور ان سے رہائی مشکل ہے،

خدا کے رستہ میں خرچ کرنا اور خوش ہونا سیکھو

لیکن اس کے خلاف خدا کے رستہ میں دے کر کوئی بھی غریب نہیں ہوا، خوب یاد رکھو کہ یہ تمہارے لئے ایک توشہ ہے، جو آگے چل کر تمہارے کام آئے گا، اگر اپنے نفسوں کے خیر خواہ ہو تو خرچ کرنا اور خرچ کر کے خوش ہونا سیکھو، ایک دفعہ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے پوچھا تھا، کہ تم میں سے کون ہے کہ اپنے مال کی نسبت اپنے ورثا کے مال سے زیادہ محبت رکھتا ہے، صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلعم ایسا کون ہو سکتا ہے، جو اپنے مال کی نسبت اپنے ورثا کے مال سے زیادہ محبت رکھے، آپ نے فرمایا جو کچھ تم خدا کے رستہ میں خرچ کرتے ہو وہ تمہارا مال ہے، اور جو کچھ تم پیچھے چھوڑتے ہو وہ تمہارے ورثا کا مال ہے، پس جو شخص خدا کے رستہ میں خرچ نہیں کرتا، وہ اپنے مال کی نسبت اپنے ورثا کے مال سے زیادہ محبت رکھتا ہے،

اس لئے غور کر لو اور اس تکلیف کو جو خدا کے رستہ میں خرچ کرنے کی ہے، خوشی سے برداشت کرو، تم میں سے بعض ہیں، جن کو اپنے گھروں کو بیوی بچوں کو چھوڑنا پڑتا ہے، ان کو بھی ان مصائب کو خوشی کے ساتھ برداشت کرنا چاہیئے، کوئی کامیابی نہیں ہوتی، جب تک تم تکلیف نہیں اٹھاتے،

حضرت مسیح موعود کا تیس سالہ کام

تم کو مرزا نے اس رستہ پر لگایا، ذرا اس تیس سال کے عرصہ پر جو اس راہ پر لگے ہوئے تمہیں ہو گئے، نظر ڈالکر دیکھو، کہیں غلط رستہ پر تو نہیں چل رہے، کہیں اپنے مال کو تم نے برباد تو نہیں کیا، ایک ایک شخص جو یورپ کے اندر اسلام لاتا ہے، کیا اس سے تمہارے اندر راحت پیدا نہیں ہوتی؟ یہ کیفیت دوسری قوموں میں نہیں، ان کے مذہب میں کسی شخص کے داخل ہونے سے انہیں اس قدر خوشی نہیں ہوتی، لیکن جس وقت کوئی مسلمان ہوتا ہے، تو مسلمان اپنا سب کچھ دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں، گو اس میں بعض وقت بعض لوگ دھوکا بھی دے دیتے ہیں، اسی طرح کس قدر راحت ہوتی ہے جب یورپ سے کسی کے مسلمان ہونے کی خبر آتی ہے، ایک غیر ملک میں جہاں بالکل غیر زبان بولی جاتی ہے، مبلغ ہم نے بھیجے، جو وہاں کی زبان بھی نہیں جانتے تھے، پادری لوگ تو جب نکلتے ہیں، تو پورا ساز و سامان کر کے نکلتے ہیں، جس میں جانا ہوتا ہے وہاں کی زبانیں پڑھتے ہیں،

ایک جرمن کونٹ کی لڑکی کا قبول اسلام

لیکن یہاں بغیر کسی ساز و سامان کے خدا تعالےٰ کا یہ فضل ہوا ہے، کہ ایک پہلا رسالہ جو جرمن زبان میں شائع ہوتا ہے، اول تو اس کا ترجمہ کرنے والا مسلمان ہوا، اور جب وہ رسالہ نکلتا ہے، تو اس کی پہلے پڑھنے والی عورت ایک کونٹ کی لڑکی مسلمان ہوتی ہے یہ خوشخبری کل مولوی صدرالدین صاحب کے خط میں آئی ہے، بالمقابل تم دیکھتے ہو عیسائیوں کو کا عظیم الشان کامیابی اصل یہ ہے، یہ سچ ہے کہ یتیموں کو قحط زدوں کو اکٹھا کر لیا، ادنےٰ اقوام کو اپنے اندر ملا لیا، لیکن ایسے عظیم الشان انسانوں کو اپنے مذہب کی صداقت کا قائل کرنا بڑا مشکل امر ہے،

مرزا صاحب کا کام ان کے منجانب اللہ ہونے پر شاہد ہے

بہت لوگ ہیں جو آج اشاعت اسلام سے گھبراتے ہیں، وہ مسلمانوں کی محکومیت اور ذلت کی حالت کو دیکھ کر حیران ہیں، لیکن اسلام پر یہ خدا کا فضل دیکھو، کہ کس قدر عظیم الشان انسانوں کی گردنیں اس کے آگے جھکتی جاتی ہیں، اور بیس سال کے بعد دیکھ لو گے کہ مسلمانوں کو نظر آجائے گا، کہ یہی اصل رستہ تھا، جس پر مجدد ڈال گیا، تم کہتے ہو خدا کی طرف سے کسی کو ماننا بڑا مشکل کام ہے، یہ سچ ہے، مگر جو خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ کام بھی ایسے ہی کر کے دکھاتے ہیں، مجدد نے ایک رستہ پر لگایا، اور چند سال کے عرصہ میں ایک چھوٹی سی جماعت نے کس قدر انقلاب دنیا میں پیدا کر دیا۔ کہ وہ لوگ جو خیال کرتے تھے کہ ساری دنیا کو عیسائی کر لیں گے۔ آج ان میں سے کتنے بڑے بڑے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، کیا مرزا کے کام نے اسلام کے سامنے گردنوں کو نہیں جھکا دیا؟ کیا تم نہیں سمجھتے کہ اور بیس سال کے عرصہ میں کس قدر دنیا کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں گی، ہمارے ہادی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے بھی اپنے کام سے دنیا کو قائل کیا، اس کا غلام بھی اپنے کام سے ہی دکھائی دے رہا ہے کہ وہ یقیناً خدا کی طرف سے ہے،

اسلام کی مدد کرو

عید کے خطبہ میں رسول اللہ صلعم سے بھی یہی ثابت ہے، کہ صدقہ اور خیرات پر بہت زور دیتے تھے، آج اسلام بہت کمزور اور غریب ہے، وہ اتنا مفلس ہے کہ دوسرے مساکین سے اس کی حالت بہت بڑھکر کمزور ہے، اس کا امراء پر بھی حق ہے کہ اس کی مدد کریں، اور غربا پر بھی حق ہے کہ اس کی مدد کریں، یہی وجہ ہے کہ مجدد وقت نے بنک کا سود اس کے لئے جائز رکھا، کہ اس کی حالت اضطرار تک پہنچی ہوئی ہے، اسلام کی غربت پر خود رسول خدا صلعم کی بھی شہادت ہے، آپ نے فرمایا بدأ الاسلام غریباً وسیعود کما بدأ اسلام غربت سے شروع ہوا اور پھر غریب ہو جائیگا اس لئے اپنی جانوں پر رحم کرو، اسلام پر رحم کرو اور خوشی کے ساتھ اس کی امداد میں ساعی ہو،

نماز پڑھو اور راحت حاصل کرو

اس پر اس قدر آور بڑھاتا ہوں جس کو کسی حال میں بھی نہیں بھول سکتا، کہ وہ دکھ اور تکلیفیں جو خدا کے رستہ میں اٹھانی پڑتی ہیں۔ ان میں سے ایک نماز ہے، نماز کو لوگوں نے دکھ سمجھا ہوا ہے، میں تو اس کو راحت سمجھتا ہوں، خود رسول اللہ صلعم اس کو راحت سمجھتے تھے، آپ فرماتے تھے، قرة عيني في الصلوة، نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، جب نماز کا وقت آتا تو آپ فرماتے ارحنا یا بلالؓ، اے بلال ہمیں خوش کرو، یعنی اذان دو، آج مسلمانوں کی کیا حالت ہے، کیوں انہیں تماشوں، سینماؤں میں لذت اور راحت ملتی ہے، تم دیکھ لو کہ وہاں اگر کچھ خوشی تمہیں حاصل ہوتی ہے ... کے ساتھ جلن بھی رکھی ہے، لیکن نماز میں نری راحت ہی راحت ہے، تم راستبازوں کی زندگیوں کو تم دیکھ لو، ان کا تعلق ہمیشہ خدا کے ساتھ ہی ہوتا ہے، ہر انسان جو خدا کی راہ میں تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ ایک راحت لذت کی زندگی پاتا ہے اس لئے تم بھی اس سے تعلق پیدا کرو، اس غم اور مصیبت سے اپنے آپ

صداقت مسیح موعود

قرآن و حدیث پر مبنی ہے

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

ایک دوست نے مجھے خط لکھا، کہ مسیح موعود کی فلاں پیشینگوئی پر مخالفین اعتراض کرتے ہیں آپ جواب لکھیں الہام پر بہت زور دیا گیا، میں نے اس خط کو پڑھکر کہا، ہم اس لئے کہ ہم نے مسیح موعود کو قرآن و حدیث کی بنا پر مانا تھا، ان کی اپنی پیشینگوئیوں پر نہ مانا تھا، ان کی اپنی پیشین گوئیاں تائیدی رنگ میں بے شک پیش کی جا سکتی ہیں، یعنے جب قرآن و حدیث کسی شخص کی تصدیق کر دیں، تو پھر اس شخص کی اپنی پیشینگوئیاں اس کی صداقت کے لئے بطور تائید کے پیش ہو سکتی ہیں، لیکن اگر کوئی شخص خواہ کتنی ہی پیشگوئیاں کرے، اگر قرآن و حدیث اس کی تصدیق نہ کریں، ہم اس کے ماننے کے لئے مکلف نہیں، دین مکمل ہو چکا، نبوت ختم ہو چکی، ہم کسی ایسے شخص کے ماننے کیلئے ہرگز ہرگز مکلف نہیں، جس کے ماننے کے لئے قرآن و حدیث حکم نہ دے، ورنہ وہ دین میں ازدیاد ہوگی، ہم کسی کو مانیں گے تو قرآن و حدیث کے حکم کے ماتحت مانیں گے، وہ خود قرآن و حدیث کے ماتحت امتی ہوگا، کیونکہ یہ ہدایت اور شریعت آخری اور کامل ہے، اس کی اطاعت کے جوئے سے کوئی صادق باہر نہیں ہو سکتا، اس کے الہامات بھی قرآن و حدیث کے ماتحت مانے جائیں گے، اگر مطابق ہوں گے، تو قبول کئے جائیں گے، ورنہ ان کی تاویل کر کے ان کو قرآن و حدیث کے ماتحت لایا جائے گا یا رد کر دیئے جائیں گے،

اسی لئے حضرت مسیح موعود نے اپنے دعویٰ سے پہلے اپنے الہامات کو قرآن و حدیث پر عرض کیا، وہاں سے تصدیق ہوئی، تو دنیا کے سامنے پیش کیا، اور دنیا کے سامنے بھی قرآن و حدیث سے ہی اپنا دعوےٰ ثابت کیا اپنے الہاموں کو نہیں پیش کیا، بلکہ اپنے الہامات میں جہاں کہیں لفظ نبی یا رسول، ولد، یا تفرید و توحید کا آ گیا، اس کی فوراً تاویل کی، اور اسے قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھایا، وہ نادان ہے، جو کہتا ہے کہ چونکہ حضرت صاحب کے الہام میں نبی کا لفظ آ گیا ہے، میں کیوں نہ انہیں نبی کہوں، اس نے قرآن و حدیث کی عزت نہ کی، جس کی عزت کو ظاہر کرنے کے لئے ہی مسیح موعود آئے تھے، ہم آپ کے الہامات کے وہ معنے نہیں کر سکتے، جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں،

پس مسیح موعود کے دعوے کی صداقت کا معیار قرآن و حدیث ہے، اگر قرآن و حدیث خلفا و مجددین کے آنے کا وعدہ دیتے ہیں، اگر وہاں سے پتہ لگتا ہے، کہ کوئی ابن مریم آئے گا، اور ابن مریم اسرائیلی فوت ہو چکے، اور فوت شدہ واپس نہیں آتے، تو ظاہر ہے کہ خلفاء و مجددین میں سے کوئی مجازاً ابن مریم کہلائے گا، اور مجددین کے بالعموم اور ابن مریم کے بالخصوص صداقت کے نشان قرآن و حدیث نے اگر کوئی قائم کئے ہیں، اور وہ حضرت مرزا صاحب پر صادق آتے ہیں، تو ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں، کیونکہ درحقیقت یہ دین سے الگ کسی چیز کا ماننا نہیں ہے، بلکہ محض دین کے ایک حکم کی اطاعت کرنا ہے اور اس حکم کی نافرمانی خدا و رسولؐ کی نافرمانی ہوگی،

پھر سب سے بڑھکر وہ کام ہے جو دعوےٰ مسیحیت موعودہ نے کیا، اگر وہ کسر صلیب اور حفاظت و اشاعت اسلام کی بنیاد کا قائم کرنا اور اس مشین کو حرکت دینا ہے، اور یہ پودا اپنے اثر دکھا رہا ہے، تو قصہ یہاں ختم ہے، ایک مسلمان کو اس سے بڑھکر ضرورت نہیں، میں ان حریصوں، لالچیوں، سنگدلوں، کاہلوں کا ذکر نہیں کرتا، جو کسی ایسے مہدی کی آمد کے منتظر ہیں جو کافروں کو بے دریغ قتل کرے گا، اور ان کے مال انہیں گھر بیٹھے لا کر دے دے گا اور یہ اس مال سے رنگ رلیاں منا رہے ہوں گے، اور وہ بیچارہ تمام دنیا کو مسلمان کر کے ان کے قدموں میں لا ڈالے گا، ایسا مہدی انہیں مبارک رہے، میں تو ایک اسلام کے لئے تڑپ رکھنے والے لوگ کا کام کرنے والے کا ذکر کرتا ہوں، کہ اس کے لئے

ہے، کہ جس کے معنے اڑنے کے ہیں، ملیریا بھی گویا اڑ کر چٹ جانے والی بیماری ہے، مگر یہاں ملیریا کے دیوتا سے خطاب ہے، اس دیوتا کی بھی بہت بڑی عظمت سمجھی جاتی ہے، اتھروید اس کو تمام بیماریوں کا بادشاہ قرار دیتا ہے، کیونکہ اس دیوتا کے ساتھ ہی انسان اس دنیا میں آتا ہے، اور اسی کے ساتھ رخصت ہو جاتا ہے، نسخہ پپلاد میں لفظ "اَدُہت" کی بجائے "اَدُہت" ہے،

(۲) نسخہ پپلاد میں "شکلیشی" کی بجائے "شاکلیشو" ہے، اور "شویں" کی بجائے "دھوش" ہے، ہرُدُو کی قرأت تمام نسخوں میں قریباً مختلف ہے، ہرد ورُو، ہرُدُو، ہُوڈُو، اُرُدُو، ہرجھُو، "رُدُھو" وغیرہ ہیں، پپلاد میں "یاڈُو" ہے، جس کے معنے "رُوہک" یا "پرش شریر اتپادر" یعنی انسانی جسم میں پیدا ہونے والا کے آتے ہیں،

(۳) نسخہ پپلاد میں "بدی والاگیو ورنسیہ سی تپرہ" کی بجائے "ردریہ پرانو یدی داورُولو" ہے، یعنی "بخار کو رونا دیوتا کا فرزند کہا گیا ہے، جو گویا دنیا کو سزا دینے کے لئے عذاب کی شکل میں بخار کو بھیجتا ہے،

(۴) ملیریا بخار کی علامات اس میں بتلا دی گئی ہیں، پپلاد میں "شو چشے کرنومی" کی بجائے "درایہ کرلوا دیم تے" ہے، اور "ابجیذیور بھیتی" کی بجائے اس میں "آبھیجے بھیش چہ تھس" ہے،

سوکت ۲۶

دیوتاؤں کے غضب سے پناہ مانگنا

(۱) اے دیوتاؤ وہ برچھی ہم سے دور رہے، اور وہ پتھر دور رہے، جسے تم پھینکتے ہو،

(۲) وہ سخی راجا ہمارا دوست ہو، اندرا اور بھگ (دیوتا) ہمارے دوست ہوں، اور سوِتا عجیب دولت والا ہمارا دوست ہو،

(۳) تم اے بلندی کے فرزندو تم اسے مرتو دہوا، سورج کی کھال رکھنے والو ہمیں وسیع حفاظت عطا کرو،

(۴) تم سب ہم کو اچھی طرح رکھو، اور آرام دو، اور ہمارے جسموں کو آرام دو اور ہمارے بچوں کو خوشی دو،

نوٹ :- پپلاد میں یہ منتر کسی قدر اختلاف عبارت کے ساتھ انیسویں بار میں موجود ہیں، رگوید $\frac{۱۴۲}{۲}$ امیں بھی پہلے منتر کا ایک حصہ موجود ہے،

منتر ۲ یہ منتر پپلاد میں بہت مختلف ہے، اس میں اس کی عبارت اس طرح پر ہے، "سکھے وانوراتیراستو" جو وزن اور تفہیم کے لحاظ سے شونک کے نسخہ سے بہتر ہے،

بھگ دیوتا ہے، زندی اس کو بگ کہتے ہیں، اس کو دولت کے دینے والا سمجھا جاتا ہے، رگوید میں سوِتا دیوتا کے ساتھ اس کا اکثر ذکر آیا ہے،

منتر ۳ مرت ہوا کے دیوتا بلندی کے فرزند اس لئے ہیں، کہ ان کی جائے پیدائش خلا سمجھی جاتی ہے، رگوید کے اکثر منتروں میں اگنی کی بھی یہی تعریف کی گئی ہے،

بھٹنڈہ میں دھرم بھکشو کے لکچر اور اُن کا مسکت جواب

مورخہ ۲۸ اپریل کی شب کو بھٹنڈہ میں خاکسار کا ایک پبلک لکچر ہوا۔ اس لکچر کی ابتدائی تحریک برادرم بابو غلام قادر صاحب انچارج سگنیلر کی طرف سے عمل میں آئی۔ وجہ یہ تھی۔ کہ ۲۳ اپریل لغایت ۲۶ اپریل ۱۹۴۳ء تک مہاشہ دھرم بھکشو آریہ اپدیشک نے بھٹنڈہ میں اسلام کے برخلاف اپنی عادت شدیدہ کے بموجب بہت کچھ زہر اگلا تھا۔ اور مسلمانوں کے جذبات اشتعال پیدا کرنے کی بے انتہا کوشش کی تھی۔ مہاشہ دھرم بھکشو کی حقیقی قابلیت کے متعلق خامہ فرسائی کرنا مناسب نہیں۔ مگر یہ قیاس نہایت ضروری ہے۔ کہ یہ آریہ اپدیشک مسلمانوں کے برخلاف ہمیشہ غیر مہذب اور دل آزار الفاظ استعمال کرنے کا عادی ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ بالعموم اپنے لکچروں کی بنیاد ان لایعنی اور بے اصل قصوں اور کہانیوں پر رکھا کرتا ہے۔ جن کا تذکرہ مسلمانوں کی کسی معتبر کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ اور جنہیں پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر خود اسکی فتنہ زا طبیعت ہی گھڑ لیا کرتی ہے۔ جھوٹ اور افترا پردازی اور یہ سوقیانہ طریقہ صرف مسلمانوں کو ستانے اور دکھ دینے کے لیئے ہے اور بس۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اس مجسمہ تہذیب کی تقریریں ہوتی ہیں مسلمانوں کو دکھ پہنچتا ہے۔ بھٹنڈہ میں بھی اس نے اپنی جبلت ہی کے مطابق تقریریں کیں۔ اور مسلمانوں کو ستایا۔ اور دکھ دیا۔ اگرچہ غریب مسلمانوں نے اس وقت صبر سے کام لیا۔ اور لب تک نہیں ہلایا۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ وہ اپنے پیغمبر پاک فداہ ابی و امی کی نسبت بے اصل اعتراض اور قانون تہذیب سے گرے ہوئے کلمات سنیں۔ اور شریفانہ دفعیہ نہ کریں۔ اس لیئے ستم رسیدہ و مظلوم مسلمان اس بات کے خواہشمند تھے۔ کہ دھرم بھکشو کے بے اصل اعتراضات کی حقیقت کو طشت از بام کر دیا جاوے۔ فہرست اعتراضات مرتب ہو چکی تھی۔ اور دل درد سے بھرے ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ محترم بھائی بابو غلام قادر صاحب نے تحریک تقریر کی۔ اور منشی محمد ابراہیم صاحب جودہ علمی اور منشی عمر الدین صاحب گھڑی ساز بھٹنڈہ نے اعلان و مکان کا بندوبست کیا۔ مجمع بھی مقامی حیثیت سے اچھا خاصہ جمع ہو گیا تھا۔ اکثر ریلوے ملازم بھی شریک ہوئے۔ اور سماجی دوست تو خصوصیت سے براجمان تھے۔ سناتنی بھائیوں نے بھی شرکت کی۔ بغرض مجمع میں ہر طبقہ و خیال کے آدمی موجود تھے۔ ۹ بجے رات کے قریب خاکسار کی تقریر شروع ہوئی۔ اصل مدعا اس تقریر کا تو یہی تھا کہ دھرم بھکشو کے اعتراضات کا دفعیہ کیا جاوے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وید مقدس کی تعلیمات کے چہرہ سے بھی پردہ اٹھا دیا گیا۔ تاکہ اس کا اصلی بے نقاب حسن بھی سب کو بخوبی نظر آ سکے۔ اور معلوم ہو سکے کہ جسے حسن کہا جاتا ہے وہ حقیقت میں حسن بھی ہے یا نہیں۔ اور جسے نمکین کہا جاتا ہے وہ نمکین بھی ہے یا نرا شور ہی شور۔

باوجود اس کے کہ لکچر کے وقت مجھے بخار ہو رہا تھا۔ اور بولنے کی طاقت نہ تھی۔ مگر پھر بھی اللہ تعالے کے فضل و کرم سے اعتراضات کا ایسا دفعیہ کیا گیا۔ کہ خود اعتراضات ہی کافور ہو کر اڑ گئے اور ایسے اڑے کہ آریہ سماج کے بودے اور ناپائیدار قلعہ پر سنگین گولے ٹکر گرنے شروع ہو گئے۔ الحاصل یہ تقریر اپنی نوعیت میں نہایت کامیاب تقریر تھی۔ امید ہے۔ اہل بھٹنڈہ کو مدتوں تک یاد رہے گی۔ لوگوں نے اس تقریر کو نہایت شوق سے سنا۔ اور رات کے ۱۲ بجے تک باوجود رمضان شریف کے کوئی شخص نہیں اٹھا۔ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے

مورخہ ۳۰ اپریل کی شب کو معززین کے اصرار پر بھٹنڈہ میں پھر ایک مبسوط لکچر ہوا۔ مجمع آگے سے دگنا چوگنا تھا جس میں ہر طبقے کے ... اہل ذوق شریک ہوئے تھے۔ مجموعی اندازہ دو ڈھائی ہزار کیا جاتا تھا۔ یہ لکچر ویدک مت کے مقابل مذہب اسلام کی فضیلتوں پر تھا۔ سماجی دوست بڑی کثرت سے بغرض تردید تشریف لائے تھے۔ مگر دلائل کی مضبوطی بیان کے زور اور استدلال کی خوبی دیکھ کر اسقدر مرعوب ہو گئے۔ کہ لب کشائی کی جرأت تک نہ ہوئی۔ یہ لکچر بہت بڑے شوق و جد کے ساتھ سنا گیا۔ قریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔ مگر کوئی شخص نہیں اٹھا۔ لکچر میں جو اہم مسائل بیان ہوئے وہ حسب ذیل تھے۔

(۱) صرف قرآن پاک ہی تمام دنیا کے لیئے ایک الہام ہے

(۲) صرف اسلامی شریعت ہی قابل عمل ہے۔

(۳) ویدک تعلیم ضروریات زمانہ کے لیئے مکتفی نہیں۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لیئے اب نجات حاصل کرنے کے لیئے آپ کے دروازے کے سوا اور کوئی دروازہ نہیں۔ جس کے دل میں حقیقتہً نجات کی خواہش موجود ہے اسے محمدی چوکھٹ پر سر جھکانے کے سوا اور کوئی ذریعہ حصول مقصد کا نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے کھلے لفظوں میں اعلان فرما دیا ہے۔ اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلام

درویش تبیغ طالب ۲۴ سلامہ دینا قلن یقبل منہ

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

نیاز عصمت اللہ عفاہ ربہ

جرمن رسالہ کی امداد

حضرت مولنا مولوی صدر الدین صاحب نے جرمنی سے جو رسالہ جاری کیا ہے اس کا سالانہ چندہ مبلغ تین روپیہ جن احباب نے قبل ازیں مرحمت فرمایا ہے، ان کے اسمائے گرامی شائع ہو چکے ہیں، اللہ تعالے ان سب کو جزائے خیر دے، ذیل کی رقوم لائل پور سے موصول ہوئی ہیں، جس کے لئے جماعت لائلپور کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں،

نام		رقم
(۱) شیخ میاں محمد اسماعیل صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۲) حاجی مبارک الدین صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۳) میاں محمد حسین صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۴) حاجی میاں مولا بخش صاحب	قیمت دو رسالہ	۶ر
(۵) شیخ میاں محمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۶) شیخ بشیر احمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۷) شیخ الٰہی بخش طالبعلم	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۸) میاں فضل الرحمن صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۹) شیخ رؤف احمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۰) سعید احمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۱) عطا اللہ صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۲) شیخ ظہور احمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۳) شیخ عزیز احمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۴) شیخ شریف احمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۵) شیخ فضل احمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۶) شیخ رشید احمد صاحب مظہر	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۷) شیخ نصیر احمد صاحب	قیمت ایک رسالہ	۳ر
(۱۸) میاں اللہ محمد دوکاندار		۱۰ر
میزان		۶۲

تازہ خبریں

بلدیہ گوجرانوالہ کا فیصلہ یا مرضیہ ذبیحہ گاؤ کی ممانعت

سردار لابھ سنگھ بیرسٹر ایٹ لا کے زیر صدارت ٹاؤن ہال بلدیہ گوجرانوالہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ ابتدائی کارروائی کے بعد سردار سندر سنگھ نے حسب ذیل تجویز پیش کی۔

حدود بلدیہ میں دودھ دینے والی گائے کو ذبح نہ کیا جائے۔ اور ذیل کی قرارداد کے مطابق ضمنی قوانین میں ترمیم کی جائے دودھ دینے والی گائے یا تین سال تک کا بچھڑا بلدیہ گوجرانوالہ کی حدود میں ذبح نہ کیا جائے۔

سردار صاحب نے اس تحریک کی حمایت میں یہ دلیل پیش کی۔ کہ انسانی صحت کے لیئے گاؤں کی افزائش نسل لابدی ہے۔ بابو عطا محمد صاحب نے فرمایا کہ ہم بحیثیت مسلمان اس تحریک میں حصہ نہیں لے سکتے۔ آپ کو چاہیئے۔ کہ وقت ضائع نہ کریں۔ سردار صاحب نے فرمایا۔ کہ میری تجویز کی بنا مذہبی نہیں۔ بلکہ اقتصادی ہے۔ دودھ اور دہی کی افراط اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ گائے کی حفاظت کی جائے۔ ریاستوں نے اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے مذابح بند کر دیئے ہیں۔ میرے پاس ان بلدیات کی فہرست موجود ہے جس میں گائے کا ذبح کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ بلدیہ ہوشیارپور نے بھی اسی مضمون کی قرارداد منظور کی ہے۔ لالہ بھاگ شاہ نے اس تجویز کی تائید کی۔ بابو عطا محمد صاحب نے فرمایا کہ عام طور پر مسلمان میں اچھے خاندان گائے کا گوشت استعمال نہیں کرتے میرے لیئے اس کا بند کرنا اور نہ کرنا ایک ہے۔ اور مجھے ذاتی طور پر اس تجویز سے اختلاف و اعتراض نہیں ہے۔ لیکن جن مسلمانوں کا میں نمائندہ ہوں

ہملی سے عزیز دوست چودھری محمد حسین صاحب کے والد چودھری عنایت اللہ صاحب فوت ہو گئے ہیں، احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں

وہ اسکو مذہبی آزادی کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ اس لئے مسلمان ارکان اس تجویز کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ میں نے میرے خاندان نے ۵۲ سال سے گوشت گائے کا نہیں کھایا۔ ایک دفعہ ایک مہمان آیا تھا۔ تو میں پڑوسی کے گھر سے گوشت پکوا کر لایا تھا۔ لیکن میں کیا کروں۔ میں نے مسلمانوں سے پچ کے طور پر بحث کی ہے۔ وہ مذابح گائے کے حق سے دستبردار ہونے کے لئے کسی طرح آمادہ نہیں۔ مولوی فضل دین صاحب نے اس تجویز کی قانون کی بنا پر ترجیح کی۔ لیکن مسلمانوں کی مخالفت کے باوجود قرارداد کثرت رائے کی وجہ سے منظور ہو گئی۔

کمشنر صاحب کا معائنہ

گذشتہ ایک شنبہ کو مسٹر اے لینگلے سی آئی۔ ای۔ آئی سی ایس کمشنر لاہور نے دورہ فرمایا۔ آپ نے بلدیہ کے انتظامات کے علاوہ سول ہسپتال کے شفاخانہ طاعون کا بھی معائنہ فرمایا۔ اس مقام پر ڈاکٹر گنپتی لال صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے مریضوں کی حالت دریافت کی۔ اور اعزازی ڈاکٹروں اور علی الخصوص رام کرشن وشن سوسائٹی کی تحسین فرمائی جو کلکتہ سے محض اسی غرض سے آئے ہیں۔ کہ لاہور کے مصیبت زدوں کی اعانت کریں۔ بلدیہ کے خیموں میں کمشنر صاحب موصوف کی ملاقات لالہ کانشی رام ویدسر ہوئی۔ جنہوں نے ہندو مریضوں کی خدمت اعزازی طور اپنے ذمہ لے لی ہے۔

مسٹر لینگلے نے خیموں کا ملاحظہ کیا۔ اور بلدیہ کے انتظام پر اظہار مسرت کیا۔ گو حال ہی میں کسی قدر بارش ہوئی تھی۔ لیکن زمین خشک تھی۔ اور لوگ خیموں کی زندگی سے خوش معلوم ہوتے تھے۔ قریباً تمام خیمے بھر گئے تھے اور ساٹھ مزید خیمے گاڑے جا رہے تھے۔ جو مسٹر ایمرسن ڈپٹی کمشنر صاحب کی کوشش سے فیروز پور سے موصول ہوئے تھے۔

ایک جنگل میں ہیبت ناک قتل

ضلع موڑا کی پولیس کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ گذشتہ جمعرات کی صبح کو جب ایک عورت گاؤں کے تالاب کی جا رہی تھی تو کیا دیکھتی ہے۔ کہ جنگل میں چند گیدڑ دو لاشوں کو چیر پھاڑ کر کھا رہے ہیں۔ نزدیک جا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ جھونپڑی کے پاس مہر شیخ فقیر اور اس کی ماں مقتول پڑے ہیں۔ گھر واپس آکر اس عورت نے اپنے رشتہ داروں کو اس ہیبتناک حادثہ سے مطلع کیا اور پولیس کو فوراً اطلاع دیدی گئی۔ پولیس نے دونوں لاشوں کو بھی معائنہ کے لئے ہسپتال بھیجدیا۔ مہر شیخ کی کھوپڑی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ جھونپڑی کی زمین ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ تک کھدی ہوئی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قزاقوں نے دو نفوس کو زر کے لالچ میں قتل کیا۔ اور چونکہ یہ جھونپڑی جنگل اور غیر آباد جگہ میں واقع ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ قزاق وہاں سے کیا کیا چیز لے گئے ہیں۔ پولیس کی طرف سے زیر دست تفتیش شروع ہو گئی ہے۔ لیکن اب تک مجرموں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

مسلمانان کھنڈ کی فراخ حوصلگی

مقام کھنڈ شریف میں ایک شریر۔ بدچلن۔ شرابخوار اور عیاش ہندو سی مینگا رہتا تھا۔ ایک دن وہ نشہ شراب میں ایک کہنہ دیوار کے نیچے دب کر ہلاک ہو گیا۔ کھنڈ کے بعض ہندوؤں نے ازراہ شر انگریزی چند معزز آدمیوں کو جن کی حیثیت چھ سات لاکھ روپیہ تک کی تھی۔ اور چند خلافت کے آدمیوں کو جنمیں سے حکیم غلام حسین ملتانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں بے گناہ گرفتار کرا دیا۔ چنانچہ بے گناہ مسلمان کھنڈ شریف۔ پانچ پانچ چھ چھ ماہ تک جیل کی تکالیف میں گرفتار رہے۔ مگر آخر میں ان کو حکام نے ان کو بے قصور سمجھ کر بری کر دیا ہے اور وہ اب کھنڈ شریف میں آگئے ہیں۔ کھنڈ کے ہندوؤں مسلمان سرمایہ داروں سے روپیہ لے کر بیوپار کر رہے ہیں۔ آج تک مسلمانان کھنڈ شریف نے اپنے تعلقات کو ہندوؤں سے منقطع نہیں کیا۔ اور ہندوؤں کی سخت شرارت و مخالفت کے باوجود اپنی مروت و اخلاق کا اعلیٰ ثبوت دیا ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ ہندوؤں نے ان کے

پیمانہ صبر کو لبریز کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔

اگلے دن کی کارروائی

لندن ۹ مئی۔ آج مسٹر ہکسن لیف کی شہادت جاری رہی اس نے کہا کہ حکام نے ہمیشہ رنگروٹ خریدنے پر ملامت کی۔ مسٹر لیف نے کہا۔ کہ مجھے قید شدہ زمینداروں کو بھرتی ہونے پر مجبور کرنے کی ہدایات نہیں کی گئی تھی۔ اس نے اعتراف کیا کہ ایک موقع پر میرے سامنے چند ملزم لائے گئے تھے۔ جو ضمانت پر رہا کر دیئے گئے تھے۔ ان سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ ۵۰ رنگروٹ دیں آپ نے کہا۔ کہ ان سے یہ نہیں کہا گیا تھا۔ کہ اگر وہ رنگروٹ لادیں گے۔ تو انہیں چھوڑ دیا جائیگا گواہ نے کہا کہ بعض حالات میں ملزموں کو فوج میں بھرتی ہونے پر رہا کر دیا تھا۔

قبول اسلام

۲ مئی کو جامع مسجد مولانا شرف الدین فیروز پور شہر میں ایک شخص ارجن جاس ولد میونا حلال خور نے اسلام قبول کیا اسلامی نام برکت اللہ رکھا گیا۔

افغانستان میں بغاوت

اور

اعلیحضرت امیر غازی پر مرزائیت کا اتہام

پانیر کے سرحدی نامہ نگار نے ایک تار میں بغاوت خوست کے اسباب و وجوہ پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان کی جدید اصلاحات و قوانین کی وجہ سے خوست میں یہ شورش برپا ہوئی ہے، کیونکہ جدید نظام سے قبائل کا سیاسی اور اقتصادی نظام تہ و بالا ہو جاتا ہے، انظامنامہ یعنی جدید ضابطہ فوجداری کی تعزیری دفعات کے متعلق یہ خیال پیدا ہو گیا ہے، کہ وہ قدیم اور مسلم قانون شریعت کے خلاف ہے، کم از کم قبائل کے سرداروں اور علما کا تو یہی فتویٰ تھا، کیونکہ وہ اس انقلاب قانون کی جدید تنظیم اور ججوں کے تقرر کو اپنے حقوق و اختیارات کا مفید انتزاع تصور کرتے تھے، دور دراز تک اس امر کی اشاعت کی گئی ہے۔ کہ حکومت افغانستان بدنیت ہو گئی ہے، اس پر انواع و اقسام کے دلفریب جھوٹوں سے حاشیہ آرائی کی گئی ہے،

بیان کیا گیا ہے کہ اعلیحضرت امیر غازی مرزائی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مسجد میں عوام کے ساتھ نماز گذاری ترک کر دی ہے، اور رمضان المبارک کے تیس روزوں میں تخفیف کر کے دس روزوں کا حکم دے دیا ہے، اس تبلیغ کا پہلا اثر یہ ہوا کہ مرزائی دیہات اور افراد پر حملہ کر دیا گیا، اس کے بعد یہ تحریک ترقی کر کے حکومت کے خلاف تظاہرات کی صورت میں نمودار ہوئی۔ افواج اور سرحدی چوکیوں پر حملے کر دیئے گئے، ابتدائے تحریک میں قبائل کے جرگوں کو مانون میں دعوت دی گئی، ہیجان کو رفع کرنے اور سکون و اطمینان کی فضا پیدا کرنے کے لئے زبانی ترغیب اور بحث و تحیص بیسود ثابت ہوئی، کرنیل قطب الدین جو اپنے علاقے میں قاضی کرنیل کے نام سے مشہور ہیں، قبائل کے چند آدمیوں کے ہاتھوں مقتول ہو گئے، چند اعلیٰ حکام کابل خوست کی طرف روانہ کر دیئے گئے، تاکہ شنگل قبیلہ کے ساتھ گفت و شنید کریں، لیکن یہ کوشش بھی بارآور نہ ہوئی، افغانی فوج جانوں اور اسلحہ کے ایک گراں نقصان کے بعد کمین گاہوں میں روپوش ہو رہی ہے، دلاوران جو ٹوچی ایجنسی کے سرحدی علاقے پر قابض ہیں، شنگل قبیلہ کے ساتھ شامل ہو گئے اور انہوں نے متعدد سرحدی دستوں اور چوکیوں پر کامیاب حملے کئے ہیں،

ضرورت

ریاست جموں کشمیر کو ایک تجربہ کار سینٹری انجنیر کی ضرورت ہے درخواست کنندہ تنخواہ و شرائط لکھکر درخواستیں بنام اے ڈی حاکم ممبر آف کونسل ریاست جموں و کشمیر ۱۵ مئی سے پہلے بھیجدیں۔

ڈائرکٹر صیغہ تعلیم صوبجات متوسط ناگپور کو ذیل کی اسامیوں کے لئے تعلیم یافتہ لوگوں کی ضرورت ہے۔

(۱) ڈیمانسٹریٹر آف کیمسٹری

(۲) ڈیمانسٹریٹر آف کیمسٹری اور فزکس برائے وکٹوریہ کالج آف سائنس امراؤتی۔

(۳) اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی برائے کنگ ایڈورڈ کالج امراؤتی یہ اسامیاں پراونشل سروس کی ہیں۔ پہلی ہر دو کی تنخواہ کا گریڈ ۲۵۰ - ۲۵ - ۵۰۰ اور موخرالذکر کا ۲۵۰ - ۲۵ - ۸۰۰ تک کا ہے اسامیاں پہلے پہل آزمائشی ہوں گی۔ اور ۱۵ جولائی سے پُر ہوں گی پہلی ہر دو اسامیوں کے لئے کیمسٹری کی ایم ایس سی کی ڈگری اور کم از کم فزکس کی بی ایس سی کی ڈگری کی شرائط ہے۔ موخرالذکر کے لئے انگریزی زبان و لٹریچر میں ایم اے کی شرط ہے۔ عرضیاں بھیجتے وقت اپنی عمر۔ تعلیمی لیاقت۔ ریسرچ کا تجربہ۔ تعلیم دینے کا تجربہ اور کھیلوں کی عمدہ قابلیت کا اظہار کر دینا ضروری ہے۔ تین تازہ ترین اسناد کی نقول ہمراہ درخواست ہوں۔ یکم جون تک درخواستیں پہنچ جانی چاہئیں۔ منتخب شدہ امیدواروں کو اپنے خرچ پر ناگپور یا پنچ مرہی میں ملاحظہ کے لئے آنا ہوگا۔

افسر انچارج دفتر سرویئر جنرل علاقہ ڈسٹرکٹ کلکتہ کو قریباً آٹھ امیدواروں کی ضرورت ہے جو ایرسٹ آرڈی نیٹ سروس میں لئے جائینگے۔ تنخواہ ۶۰ روپیہ سے شروع ہو کر چار صد روپیہ ماہوار تک سکیگی۔ ہندوستانی امیدوار کم از کم انٹر میڈیٹ یا اس کے برابر کوئی امتحان پاس ہونے چاہئیں۔ اور ریاضی کی سند لازمی ہے۔ عمر یکم جولائی ۱۹۲۸ء کو ۱۸ سال و ۲۲ سال کے درمیان ہو۔ جس تاریخ تک عرضیاں لی جائینگی۔ امیدوار خوب مضبوط اور گھوڑے کی سواری کرنے کے قابل اور کھیلوں میں طاق ہونا چاہیے۔ ہدایات و فارم درخواست کو مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتی ہیں۔

محکمہ پبلک ورکس کی بلڈنگ و روڈ برانچ کے لئے ایک اسسٹنٹ کی ضرورت ہے تنخواہ ۱۰۰ - ۱۰ - ۳۰۰ تک ہے صرف ایسے گریجویٹ درخواستیں بھیجیں جو ڈرفٹنگ اور ٹوٹنگ کا پورا پورا علم رکھتے ہوں۔ اسامی فی الحال عارضی ہوگی۔ لیکن ایکسال کے بعد مستقل ہو جائیگی۔ جملہ درخواستیں بنام سکرٹری ٹو گورنمنٹ پنجاب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ بلڈنگس و روڈ برانچ لاہور ۱۵ مئی سے پہلے آجانی چاہئیں

ضرورت نکاح

(۱) ایک نوجوان بیوہ تعلیم یافتہ سیدزادی کے لئے کسی برسر روزگار تعلیم یافتہ رشتہ کی ضرورت ہے۔

(۲) دیسی عیسائی سے مسلمان شدہ ایک کنواری لڑکی کیلئے کسی موزون رشتہ کی ضرورت ہے۔

(۳) ایک نوجوان پرائمری پاس قوم قاضی نیک سیرت لڑکی کے لئے شریف خاندان تعلیم یافتہ برسر روزگار رشتہ کی ضرورت ہے

(۴) سلہریہ راجپوت خاندان کی ایک کنواری پرائمری تک تعلیم یافتہ نوجوان لڑکی کے لئے راجپوت رشتہ کی ضرورت ہے۔

(۵) ایک نوجوان فاروقی قریشی احمدی کے لئے جو کہ پولیس میں محرر ہیں۔ نیک رشتہ کی ضرورت ہے۔

(۶) ہمارے مدرس سید عالم شاہ صاحب کے لئے نیک رشتہ کی ضرورت ہے۔ نوجوان ہیں۔ اور ۵۰ موجودہ تنخواہ ہے۔

(۷) ایک ۱۷ سالہ سید نوجوان کے لئے جو تعلیم یافتہ اور تجارت کا کام کرتا ہے کسی موزون رشتہ کی ضرورت ہے۔

(۸) ایک ۳۵ سالہ عمر کی نومسلمہ بیوہ کے لئے جس کے پہلے خاوند سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ اور جائیداد غیر منقولہ رکھتی ہے۔

جملہ درخواستیں بنام سکرٹری تنظیم تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجی جائیں۔

یہ سرمہ کیسا ہے

سوگند گفتن کہ زر مس زلی است.. چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست میرے اپنے تجربہ کے رو سے تو ازحد مفید ہے۔ اگر آپ کو کچھ تردد ہو۔ تو ایک آنہ ٹکٹ بھیجکر ایک بار کے لئے نمونہ مفت منگوا لیں۔ اور ایک آنہ کا ٹکٹ محصول ڈاک کے لئے ضروری ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

شرافت محمد یسین احمدی احمدی ازدلتہ۔ ڈاکخانہ دان مدہرہ۔

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۹ شوال المکرم ۱۳۴۲ سنہ ہجری مطابق ۱۴ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

مسلمانان سنگاپور

حافظ محمد حسن صاحب نے مسلمانان سنگاپور کے حالات پر کچھ روشنی ڈالی ہے جس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا جہاں جہاں منحوس قدم پڑا ہے، وہیں باہمی تعصب تکفیر بازی کا زور سے دور دورہ ہے، ہندوستانی ملانوں نے تعصب اور تکفیر بازی کی کچھ ایسی گھٹی مسلمانوں کو پلا دی ہے، کہ جہاں وہ جاتے ہیں اس مرض کو پھیلاتے رہتے ہیں، اور اس طرح اسلام کی ترقی میں سخت رکاوٹیں ڈالتے ہیں، اللہ تعالےٰ ہی انہیں سمجھ دے، ورنہ ان کا مرض تو بظاہر لا علاج معلوم ہوتا ہے،

حافظ صاحب لکھتے ہیں، "۳ مارچ کے اخبار پیغام صلح میں میرے سابقہ خط کے ایک فقرہ کو غلط چھاپا گیا ہے، لکھا گیا ہے کہ "یہاں کی انجمن کے سربرآوردہ ممبران اکثر ہندو ہیں" حالانکہ چاہیئے تھا "ہندوستانی" ہیں، لیکن ہیں مسلمان،

یہاں تین قسم کے مسلمان بستے ہیں، اول، ملائی لوگ جو بہت سادہ، نیک، شجاع، منکسر المزاج، شریف النفس ہیں، ضد، کینہ، تعصب، فساد سے بری لیکن علم سے بے بہرہ، مذہبی شرارتوں سے آزاد ہیں، شافعی مذہب رکھتے ہیں، قبر پرستی، پیر پرستی سے بچے ہوئے ہیں، لیکن اب ہمارے ہندوستانی بھائی یہ تحفے ان کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں، گو ان کی طبائع ان اشغال سے نفرت کرتی ہیں، تاہم کچھ نہ کچھ اثر ہو رہا ہے، اگر یہ قوم تعلیم یافتہ ہو جائے، تو عالم اسلامی میں ایک قومی عنصر پیدا ہو سکتا ہے، عیسائیوں کے کئی مدارس ہیں، جنہیں گورنمنٹ سے مدد ملتی ہے، مسلمانوں کا ایک بھی باقاعدہ مکتب نہیں، جو اصحاب ہماری تبلیغی کوششوں کے خلاف نکتہ چینی کرتے رہنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں، اور انہیں مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کی قولاً نہ عملاً بہت فکر رہتی ہے، ان کے لئے یہاں بھی اور ہندوستان میں بھی ایک وسیع میدان عمل تیار ہے، اگر یہاں ایک عمدہ سکول ایک اعلےٰ نظام کے ماتحت کھل سکے تو بڑا مفید کام ہوگا، میں اپنے دوست شیخ عطا اللہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر انہیں سر سید ثانی بننے کا شوق ہے، تو سنگاپور کی سرزمین میں مجھے علی گڑھ کی خوشبو آرہی ہے، یہاں آئیں، اور اپنی خداداد لیاقت اور جوش قومی سے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں،

یہاں ایک نو مسلم انگریز پرانے خیالات کا ہے، غالباً اس کے والدین مسلمان ہو گئے تھے، انہیں بھی مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کا بہت فکر ہے، اور اس غرض کے لئے اس نے ایک انجمن بھی کھول رکھی ہے، تبلیغ اسلام کے خلاف ہے، وہ سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی اور ادبار نے خود اسلام کو اس قابل نہیں رہنے دیا، کہ اسے کسی غیر قوم کے روبرو پیش کیا جا سکے، میں نے اسے بھی سکول جاری کرنے کے لئے کہا۔ لیکن وہ بھی عملاً کچھ نہیں کرنا چاہتا، انجمن میں بچوں کی پرورش اور ان کی حفظان صحت کے متعلق لکچر بازی کرتا رہتا ہے، دیکھیں ایسی لکچر بازی سے کونسی اصلاح ہو سکتی ہے، میں نے اسے کہا، کہ ہمارا تبلیغی نظام غیر اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے اندر بھی جوش ایمانی پیدا کر کے ان کی اصلاح کرتا ہے، لیکن وہ ان امور کا قائل نہیں، وہ ہماری کتب کا مطالعہ کرتا ہے،

دوم مسلمان عرب ہیں، جو نہایت مالدار اور تاجر ہیں، سود کھاتے ہیں، اور دنیا میں ایسے منہمک ہیں کہ دین سے بالکل غافل ہیں، الا ماشاء اللہ، ذاتی عیش کے لئے ہزارہا روپیہ خرچ کر دیتے ہیں محض کرایہ کی آمدنیاں ہی ہزاروں کی رکھتے ہیں، ان کی حالت دیکھ کر حضرت صاحب کا درد دل سے بھرا ہوا شعر یاد آجاتا ہے کہ

مردم ذی مقدرت مشغول عشرت ہائے خویش
خرم و خندان نشستہ با بتان نازنین

ان میں تعصب نہیں، اختلاف رائے سے گھبراتے نہیں، شاید اس کی وجہ مذہب سے بے حسی ہو،

سوم، ہمارے ہندوستانی حضرات ہیں، جو مجموعہ اضداد ہیں، بعض آزاد خیال روشن دماغ ہیں، ہمارے سلسلہ سے محبت رکھتے اور قرآن کریم کے ترجمہ انگریزی کو نہایت احترام سے دیکھتے ہیں، اور یہی لوگ اس انجمن کے حامی ہیں، لیکن یہ لوگ تعداد میں کم ہیں، اور عوام پر ان کا کچھ بہت اثر بھی نہیں، بعض لوگ ایسے ہیں جو ضد، کینہ، تعصب، مفسدہ پردازی، تکفیر بازی اور شورش اندازی میں اپنے استاد ہندوستانی ملاؤں سے بھی بڑھ گئے ہیں، انجمن کی مخالفت کرنا ان کا شیوہ ہے، انجمن کا نام احمدی انجمن رکھا ہوا ہے، اگر اراکین انجمن ہم احمدیوں کی طرح تبلیغ و اشاعت کا جوش رکھتے ہوں، تو یہ مخالفت ان کی کامیابی کا پیش خیمہ ہے، لیکن وہ مخالفت سے گھبراتے ہیں، اور اس لئے ان کے سراسیمہ دماغ کوئی صحیح دستور العمل تجویز نہیں کر سکتے

چند یوم ہوئے، نوجوانوں کی ایک ٹولی میرے عقائد دریافت کرنے کے لئے میرے پاس آئی، میں نے پوری وضاحت سے اپنے عقائد بیان کر دیئے، اور دعوت کی کہ ایک ... کو ... یہ لوگ مخالفوں کے ایماء سے آئے تھے ... کو پسند نہ کیا، یہاں کی سرزمین احمدیت سے بالکل خالی بھی نہیں، کئی سعید روحیں احمدیت کو قبول کر چکی ہیں، اور کئی کتب کے مطالعہ میں مصروف ہیں، ان شاء اللہ اس کا نتیجہ بہت عمدہ نکلے گا، دعاؤں کی ضرورت ہے،

حضرت مولانا صدر الدین صاحب کا تازہ مکتوب جو ایک عظیم الشان خوشخبری لایا، ہم نے بڑے شوق سے اسے پڑھا اللہ تعالےٰ مولانا صاحب کے کام میں بہت زیادہ برکت دے اور جرمنی کے ہزاروں ڈاکٹر، پروفیسر اور کونٹ ان کے ہاتھ پر دائرہ اسلام میں داخل ہوں، اور انہیں اللہ تعالےٰ کامل صحت عطا فرمائے، آمین،

حضرت مولانا صاحب کے رسالہ "مسلیمش ریویو" کے لئے چھ روپیہ میری اور سید قدرت شاہ صاحب کی طرف سے ہدیہ قبول فرمایئے، امید ہے کہ مولانا صاحب کی آواز پر ہماری جماعت کے کل احباب لبیک کہیں گے، اور مولانا کے مسرت قلبی کا باعث بنکر ان کے حوصلہ کو بڑھائیں گے۔

اخبار کا مسیح موعود نمبر

گذشتہ سال حضرت مسیح موعود کی یادگار میں "پیغام صلح" کا مسیح موعود نمبر نکالا گیا تھا، ارادہ ہے کہ اس سال بھی کثیر تعداد میں خاص نمبر نکالا جائے، امید ہے کہ اس دفعہ ہمارے بہت سے دوست اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے حضرت مسیح موعود کی سیرت اور تعلیم پر نثر و نظم میں مدلل لیکن مختصر مضمون لکھکر ایڈیٹر "پیغام صلح" کو بھیجے جائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۹ شوال المعظم ۱۳۴۲ھ نمبر ۵۴

مسلم لیگ اور ہندو مسلمان

ہندوستان کی گذشتہ تیس سالہ تاریخ پر نگاہ ڈالنے اور ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات پر نظر کرنے سے عجیب وغریب واقعات کا انکشاف ہوتا ہے، اس وقت جب ہندوؤں نے انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد رکھی اور سوراج کا خواب انہیں دکھائی دینے لگا، تو انہوں نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی پوری سعی کی لیکن اس وقت مسلمانوں کے سروں پر بعض بیدار مغز اور دوربین اصحاب موجود تھے، جو جانتے تھے کہ مسلمانوں کا اس وقت ہندوؤں کے ساتھ مل کر نیشنل کانگریس میں حصہ لینا اور سوراج کے خواب کو پورا کرنا ان کے لئے کس قدر مضر ہوگا، انہیں معلوم تھا کہ اس وقت مسلمانوں کا سوراج کو طلب کرنا ان کے لئے کس قدر مضر اور تباہی کا موجب ہوگا، مسلمان اس وقت نہایت کمزور حالت میں تھے۔ کیا بلحاظ تعداد اور کیا بلحاظ تعلیم اور اختیارات ملکی کے وہ ہمسایہ قوم سے کوسوں دور پڑے ہوئے تھے اس لئے اس وقت کے رہبران قوم نے . . . . نیشنل کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت کو ناپسند کیا، اور ایک طرف انہیں تعلیم وغیرہ میں قدم آگے بڑھانے اور دوسری طرف مسلم لیگ کے نام سے اپنی علیحدہ مجلس قائم کرنے کی ہدایت کی، جس کا منشا محض مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کرنا تھا،

زمانہ گذرتا گیا، اور ان زمانہ شناس اور عاقبت بین حضرات کے لگائے ہوئے پودے اپنا پھل ایک مدت تک لاتے رہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، کہ جہاں ایک طرف علیگڈھ کالج مسلم ایجوکیشنل کانفرنس مسلمانوں کی تعلیمی حالت کو سنوارنے میں کوشاں رہی، وہاں مسلم لیگ نے اپنی پندرہ سالہ زندگی میں جو کچھ کام کیا، وہ نتائج کے اعتبار سے کچھ بھی نہیں، مسلمانوں کی جداگانہ نیابت بے شک ایک نہایت ضروری اور مفید کام تھا، جو اس سے عمل میں آیا، لیکن اس کے بالمقابل مسلمانوں کی اعدادی کمزوری کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا، حالانکہ یہی ایک چیز ہے جو ان کی راہ میں زیادہ تر حائل ہے، اس کمزوری کو رفع کرنے کی طرف کوئی توجہ مسلم لیگ نے نہ کی، حالانکہ اسے چاہیئے تھا، کہ سب سے پہلے اس کا علاج سوچتی، اور ایسے وسائل اختیار کرتی، جو تمام صوبجات میں مسلمانوں کی کمی تعداد کو کثرت کے ساتھ بدلنے کا موجب ہوتے۔ یا کم از کم آبادی کے لحاظ سے وہ ہمسایہ قوم کی برابری کا دم بھر سکتے

اس عدم توجہی کا نتیجہ یہ ہوا، کہ مسلم لیگ کی پندرہ سالہ زندگی کے بعد اس پر مردگی طاری ہونی شروع ہوئی، اور وہ لوگ جو سرسید کے تعلیمی فیضان سے فیضیاب ہو کر باہر نکلے، انہوں نے مسلمانوں کو اسی کمزور حالت میں پایا، جس میں وہ پہلے دن تھے اس لئے انہوں نے سمجھا کہ مسلمانوں کی ترقی اور سیاسی تفوق کا ذریعہ ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کی صورت پیدا کرنے کے سوا اور کوئی نہیں، قومیت متحدہ کو انہوں نے مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ سمجھا اور اسی پر زور دینا شروع کیا، یہاں تک کہ ہر بات میں جو خالص مذہبی امور سے بھی متعلق ہو، وہ ہندوؤں کے رہین منت ہونا اور ان کے سہارا پکڑے ہونا ضروری سمجھتے ہیں، مسلم لیگ کا صرف نام ہی نام باقی رہ گیا، اور اس کا نظام اور کاروبار سب عالم بقا کی چیزیں بن گئیں، انڈین نیشنل کانگریس میں مسلمانوں نے جوق در جوق شامل ہونا شروع کیا، اور سوراج کا نام ہر کہ ومہ کی زبان پر چڑھ گیا، یہاں تک کہ خلافت کا انحصار بھی زیادہ تر سوراج ہی پر سمجھا گیا، اور اس پرانی بات کو نظر انداز کر دیا گیا، کہ مسلمان ترقی کی دوڑ میں ابھی ہندوؤں کے ساتھ چلنے کے ناقابل ہیں،

کہتے ہیں آملہ کا کھایا اور بڑوں کا کہا بعد میں یاد آتا ہے، مسلمانوں کا یہ طریق عمل ایک اور طویل غلطی تھی، جو اس پہلی غلطی سے بہت بڑھ کر تھی، یہی وجہ ہے کہ اس کا احساس بھی ان کو بہت جلد ہو گیا، اور انہیں معلوم ہو گیا، کہ قومیت متحدہ کا خواب ایک سراب سے بڑھکر حقیقت نہیں رکھتا، انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ قوم جس سے وہ رشتہ اتحاد جوڑ کر سوراج کے حصول میں کوشاں ہیں اور سمجھتے ہیں، کہ اس کے ذریعہ سے ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں کا بھی بھلا ہوگا، وہ سوراج کو نہیں بلکہ ہندو راج کو قائم کرنا چاہتی اور مسلمانوں کی جڑوں پر کلہاڑا مارنے کے درپے ہے۔ شدھی اور سنگھٹن کے نظارے شردھانند اور مالویہ کی حرکات اور تمام ہندو کمیونٹی کا ان کی آوازوں کو لبیک کہنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں، مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ اسی وقت سے جب شدھی کی تحریک شروع ہوئی اپنی حفاظت کی تدبیر کرتے، اور نیشنل کانگریس میں شرکت کے بجائے مسلم لیگ کے احیا میں کوشاں ہوتے، لیکن اپنی سادگی اور حسن ظنی سے انہوں نے برادران وطن کی اتحاد فگن کوششوں کو چند افراد کی ذاتی اور نفسانی خواہشات کا نتیجہ قرار دیا، اور "بھول جاؤ" کا پرانا سبق پڑھانے میں ذرا بھی تامل نہ کیا، مسلمان اس کو بھی ماننے کے لئے تیار تھے، بشرطیکہ برادران وطن اپنے عمل سے ان واقعات کو بھلا دیتے، اور آئندہ مسلمانوں کی بہتری اور ان کے ساتھ اتحاد میں کوشاں ہوتے، لیکن انہوں نے اس کو ناپسند کیا، اور مسلمانوں کی مخالفت اور انہیں بدنام کرنے، برا بھلا کہنے اور ہر شعبہ زندگی میں انہیں پیچھے ہٹانے بلکہ ان کی تباہی میں کوشاں ہونے کی پوری جد وجہد کی اور کر رہے ہیں،

صبح کا بھولا اگر شام کو گھر واپس آجائے، تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے، انہی واقعات اور حالات نے مسلمانوں کو اب پھر مجبور کیا ہے، کہ مسلم لیگ کو دوبارہ زندہ کریں، اور اپنی جماعتی ترقی میں کوشاں ہوں، یہ تجویز خدا کے فضل سے بر سر عمل آرہی ہے، اور آئندہ ۲۴ اور ۲۵ مئی کو لاہور میں مسلم لیگ کا اجلاس ہونے والا ہے، جس میں از سر نو اس مردہ جسم میں روح ڈالنے کی کوشش کی جائے گی، اور آئندہ کام کے لئے لائحہ عمل تیار ہوگا، لیگ کے ممبروں کا انتخاب ہو چکا ہے، اور اس آئندہ سیشن میں بہت سے اہم امور کے لئے قدم اٹھائے جانے کی توقع ہے، لیکن وہ بات جو مسلمانوں کی قومی ترقی کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے، اور جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں، وہ ان کی اعدادی کمزوری کا ارتفاع ہے، جب تک اس کے لئے مسلم لیگ کوشاں نہ ہوگی، جب تک اسے اس بات کا خیال پیدا نہ ہوگا، کہ مختلف صوبوں میں مسلمانوں کو تعداد میں ہندوؤں کے برابر کرنے اور ان سے بڑھانے کی کیا صورت ہو سکتی ہے، اس وقت تک اس کی تمام کوششیں بے سود ہیں، یہ وہ بات ہے جس پر گذشتہ پندرہ سالہ تجربہ شاہد ہے۔ مسلم لیگ کو چاہیئے کہ اس تجربہ سے فائدہ اٹھائے، اور آئندہ سیشن میں ان وسائل کو اختیار کرے، جن سے مسلمانوں کی اعدادی کمزوری دور ہو سکتی ہے،

ظاہر ہے کہ اس کا ذریعہ تبلیغ اسلام کے سوائے اور کوئی نہیں ہو سکتا، یوں بھی تبلیغ اسلام ہر مسلمان کا فرض اولین ہے، اور اب تو ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی کا یہی ایک واحد ذریعہ ہے، اس لئے مسلم لیگ کو چاہیئے، کہ ہندوستان کے ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی آبادی کم ہے، تبلیغ اسلام کے لئے زبردست نظام قائم کرے، وہ کل مسلمانوں کی جماعت ہونے کی وجہ سے اس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دے سکتی ہے، اور آدمیوں اور روپیہ کی کمی کی کوئی روک اس کے رستہ میں حائل نہیں ہو سکتی، اس کام کے کرنے پر اسے بے شک مذہبی جماعت کہا جائے گا، اور برادران وطن اس کی پرزور مخالفت کریں گے، لیکن وہ تو کسی حال میں اس کی موافقت کا دم نہیں بھر سکتے، انڈین نیشنل کانگریس ہندوستان قومیت متحدہ کی نمائندہ ہونے کے باوجود اچھوت اقوام کو مسلمانوں سے روکنے اور ہندوؤں کی تعداد کو بڑھانے میں جو کوشش کر رہی ہے، وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں، اگر کانگریس اپنی ان کارروائیوں کے باوجود ایک سیاسی جماعت ہے، اور قومیت متحدہ کی جماعت ہے تو مسلم لیگ محض مسلمانوں کی نمائندہ ہو کر تبلیغ اسلام سے مسلمانوں کو مضبوط کرنے اور بڑھانے کی صورت کیوں پیدا نہیں کر سکتی؟

موپلاؤں کی نازک حالت

مالابار کے فسادات کو چوتھا یا پانچواں سال ہے لیکن افسوس ہے کہ ان کی یاد ابھی تک تازہ ہے، غریب موپلاؤں کی حالت کہا جاتا ہے کہ دن بدن بد سے بدتر ہے، فسادات کے تباہ کن اثرات کا یہ نتیجہ ہے کہ بہت سے گھر برباد اور ویران ہو گئے، بیشمار بچے یتیم بن گئے، بہت سی عورتیں بیوائیں ہو گئیں اور ہزارہا مرد گھر بار لٹ جانے کی وجہ سے آوارہ و پریشان ہیں۔ سیٹھ یعقوب حسن صاحب جو مجلس خلافت کے بہت بڑے رکن ہیں، خود اپنی آنکھوں سے موپلاؤں کے ان دردناک حالات کو دیکھ آئے ہیں، اور انہوں نے دردمند مسلمانوں سے ان کی امداد کے لئے اپیل کی ہے،

لیکن ان تمام مصائب کے ساتھ ایک اور بہت بڑی مصیبت بھی اب وہاں پیدا ہو چکی ہے، اور وہ درحقیقت خود ہندوستانی مسلمانوں کی ہی غفلت کا نتیجہ ہے، مولوی محی الدین احمد صاحب سیکرٹری مجلس دعوت وتبلیغ اسلام نے ایک طویل مضمون "مسلم اوٹ لک" میں شائع کیا ہے، اور اس میں بتایا ہے، کہ "مدراس امیلیوریشن کمیٹی کی خدمات کی قدر نہ کرنا ایک ناشکرگذاری ہوگی، ان کے پاس روپیہ تھا، اور موپلاؤں کی امداد خلوص دل کے ساتھ وہ کرنا چاہتے تھے، لیکن افسوس ہے کہ آدمی ان کے پاس نہ تھے، اس لئے انہیں مسیحی مشنری کام کرنے والوں سے امداد کیلئے استدعا کرنی پڑی، اور اس کا نتیجہ جیسا کہ توقع تھی بہت ہی افسوسناک پیدا ہوا، مسٹر یعقوبی نے جو ایک مسیحی مشنری ہیں، اس بارہ میں کمیٹی کو امداد دینے میں نمایاں خدمات سرانجام دیں لیکن جیسا کہ امید تھی ان کی تمام کوششیں اور وہ روپیہ جو انہوں نے مدراس امیلیوریشن کمیٹی کی نیابت میں خرچ کیا، اور وہ اثر اور رسوخ جو اس عرصہ میں انہوں نے موپلاؤں کے اندر پیدا کیا، وہ سب کا سب اس وقت مسیحیت کی تبلیغ کے کام آرہا ہے، ایک یتیم خانہ قائم کیا گیا ہے، ایک کواپریٹو بنک کھولا گیا ہے، جھگڑوں کو نپٹانے کے لئے ایک پنچایت بنائی گئی ہے، جس کے افسر اعلیٰ مسٹر یعقوبی ہیں، وعظ وتبلیغ ہوتا ہے، غرض مسیحی پروپیگنڈا پورے زور سے جاری ہے"

ایسا ہی لکھا ہے کہ "مسیحی پروپیگنڈا کو جو جائز یا ناجائز طریقوں سے جاری ہے" ایک ہی مضمون کے اندر تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا جا سکتا، اس قدر ہم بتا سکتے ہیں، کہ اس وقت کی غیر نمایاں صورت حالات چند سالوں میں ایسی مہیب اور مشکل ہو جائے گی، کہ اس سے نباہ کرنا یا اس کو قابو میں لانا ناممکن ہوگا"

یہ حالات پکار پکار کر مسلمانوں کی افسوسناک غفلت کا نوحہ کر رہے ہیں، مدراس امیلیوریشن کمیٹی کی اپیل اسلامی جرائد میں بھی شائع ہوتی رہی ہے، اور نہیں کہا جا سکتا، کہ مسلمانوں نے کس قدر روپیہ اس کے جواب میں کمیٹی کو بھیجا، جو جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے، سب کا سب گویا مسیحیت کی تبلیغ پر صرف ہوا، جو نہایت افسوسناک امر ہے، اب بھی مسلمان اگر ہمت کریں اور کوئی ایسا نظام قائم کریں، جس کے ماتحت ایک طرف غریب موپلاؤں کی امداد ہو سکے، اور دوسری طرف مسیحیت اور آریہ سماج کے مضر اثرات کو دور کیا جا سکے، تو بہت فائدہ کا موجب ہوگا ورنہ سمجھ لینا چاہیئے کہ موپلاؤں جیسی غیرت اسلامی رکھنے والی قوم آہستہ آہستہ ارتداد کی نذر ہو جائے گی،

جرمنی میں تبلیغ اسلام

مولوی صدر الدین صاحب برلن سے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے ایک اور خاتون مسلمان ہو گئی ہے۔

ہماری تبلیغی کوششیں

بلاد شرقیہ میں تبلیغ اسلام

سنگاپور

حافظ محمد حسن صاحب کے بارے میں پہلے اطلاع دی جا چکی تھی، کہ وہاں کی انجمن نے خلاف معاہدہ انہیں واپس کر دینے کا فیصلہ کر دیا تھا، لیکن یہ معلوم کر کے نہایت خوشی ہوئی کہ وہ صرف ایک آدمی کی شرارت تھی، جس نے صرف چند آدمیوں کی حاضری میں یہ فیصلہ کروایا تھا، اب حافظ صاحب کا تازہ خط ۲۲-اپریل ۳۴ء کا حضرت امیر کی خدمت میں پہنچا ہے، جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

یہاں کے حالات اور مسلمانوں کے اندرونی مناقشات کو دیکھ کر مجھے احمدیت ایک ایسی جنت معلوم ہوتی ہے، جہاں سخت تگ و دو اور کاوش و صعوبت کے بعد انسانی روح کو آرام و اطمینان ملتا ہے، واللہ! مسلمانوں میں بہترین، نیک ترین اور پاک ترین جماعت وہی ہے، جس کے آپ امیر ہو کر **وجعلنا للمتقين اماما** کی پاکیزہ دعا کی مقبولیت کے مزے لے رہے ہیں، میں جانتا ہوں کہ میرے تار نے آپ کے قلب مبارک کو کس قدر صدمہ پہنچایا ہوگا، میری غریب الوطنی اور اضطراب قلبی کے خیال نے آپ کو بہت بے حال کیا ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے مجھے ذلیل اور رسوا ہونے سے بچا لیا، اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

یہاں ایک شخص نہایت مفسد ہے، جسے میرے یہاں آنے سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا اچھا موقعہ مل گیا، چنانچہ اس نے ملائی اخبار میں میرے خلاف سلسلہ مضامین شروع کیا، کہ انجمن نے ایک کافر کے سپرد سارا انتظام کر دیا ہے، یہیں کے ایک بزرگ نے ان اعتراضات کے جوابات شروع کر دیئے، آخر اس شخص نے انجمن کے جملہ اراکین کو کافر لکھ دیا، جس سے بعض کمزور دل ممبروں کو سخت تشویش ہوئی، انجمن کی مینجنگ کمیٹی میں ایک اور چلتا پرزہ اور چالاک شخص تھا، اور اسی کی تحریک سے مجھے لاہور سے بلایا گیا تھا۔ ہمارے سنگاپور پہنچنے پر یہی شخص خاطر و مدارات میں پیش پیش تھا۔ بڑا باتونی آدمی ہے، پہلے ہی دن میں نے مولانا احمد صاحب کو کہہ دیا تھا، کہ مجھے اس شخص سے اندیشہ ہے، خدا کی قدرت اب یہی شخص میرا سب سے بڑا دشمن ہے، اس نے تجویز کی، کہ کسی طرح مجھے واپس بھیج دیا جائے، چنانچہ ۱۸-اپریل کے جلسہ میں اسی کی تحریک سے یہ قرار پایا، کہ مجھے کرایہ جہاز اور گاڑی دے کر واپس کر دیا جائے، جلسہ کے دوران میں مجھے اٹھا دیا گیا، جس پر دو اور ممبر بھی بطور صدائے احتجاج وہاں سے اٹھ کر چلے آئے، اور ۵ ممبر باقی رہ گئے، اس مخالف نے اپنا اثر ڈال کر میرے خلاف فیصلہ کرا لیا، اس پر سیکرٹری صاحب نے مجھے اطلاع دی، کہ ایسا فیصلہ ہوا ہے اور آپ اپنا جواب آئندہ اجلاس میں پیش کرنے کے لئے بھیجیں، اس فیصلہ سے میں سخت حیران ہوا، اور ایک مہینہ کے بعد اس ذلت کے ساتھ واپس جانے کے خیال نے مجھے سخت صدمہ پہنچایا۔ اور میں نے یہ بھی خیال کیا، کہ ممکن ہے ہماری جماعت میرے اس طرح واپس چلے جانے کو مستحسن نہ سمجھے، چنانچہ میں نے بذریعہ تار آپ سے استصواب کیا، اسی اثنا میں چند دیگر ممبران انجمن سے ملاقات ہوئی، اور ان پر تمام معاملہ واضح کر دیا گیا، ان میں سے ایک شخص نے جب یہ سنا تو وہ سخت ناراض ہوا، اور اس کے ایما سے ۲۱-اپریل کو دوبارہ اجلاس ہوا، اس میں میرا جواب پڑھا گیا، اور مجھے بھی جلسہ میں بلا لیا گیا، میری چٹھی کا ترجمہ تامل اور ملائی زبان میں سنایا گیا، تمام ممبران نے سوائے ایک دو کے سابقہ کارروائی کو منسوخ قرار دیا، اور انجمن کے کاروبار میں مجھے کامل آزادی دی گئی، اپریل کا رسالہ مسلم چھپا ہوا تھا، بعض ممبران نے اسے روانگی سے رکوا دیا تھا، کہ اس میں احمدیوں کی تعریف ہے اس کے متعلق بھی فیصلہ ہوا کہ اسے شائع کر دیا جائے، اور کوئی ممبر ایڈیٹر کے کام میں مداخلت بیجا نہ کرے، دوران اجلاس میں ہی واپسی کا تار پہنچ گیا، اور میں نے ان پر واضح کر دیا کہ مجھے واپسی کی اجازت مل گئی ہے، اب میں اس شرط پر یہاں رہ سکتا ہوں، کہ میری خودداری کو کوئی شخص گزند نہ پہنچا سکے، اور مجھے وہ اعزاز بخشا جائے جس کا میں بحیثیت ایڈیٹر مستحق ہوں، نیز میں نے کمیٹی کے روبرو اپنے عقائد بیان کر دیئے، کہ میں مسیح ناصری کو وفات شدہ مانتا ہوں، اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اس صدی کا مجدد تسلیم کرتا ہوں، اور آنے والے مسیح کیلئے نبوت کو شرط نہیں ٹھہراتا، بلکہ ایک مجدد جو کہ مسیح کا مثیل ہو کر رسول اللہ کی احادیث کا مصداق جانتا ہوں، اور حضرت مرزا صاحب ہی درحقیقت وہ مجدد ہیں جو مثیل مسیح ہو کر دنیا میں تشریف لائے اس پر ایک دوسرے ممبر کی زبان سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ اس کے بھی یہی عقائد ہیں، احمدیت کے متعلق لوگ سوال کرتے رہتے ہیں، اور دلائل سنکر خاموش رہ جاتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ جب مسلمان گروہ در گروہ اس جماعت حقہ میں داخل ہو کر اشاعت اسلام کو قوت دیں گے

دوسرے خط میں جو اس سے پہلے کا ۱۵-اپریل کو لکھا تھا حافظ صاحب حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جناب کی "ہدایات" جو ایک ٹریکٹ کی شکل میں طبع ہوئی ہیں، میرے لئے کس قدر تقویت ایمانی کا باعث ہوئیں، میں اپنے اندر ایک غیر معمولی طاقت پاتا ہوں، یہاں کی مخالفت میری نظروں میں پرِ پشہ سے بڑھ کر نہیں، کافر و ملحد کہلا کر خوش ہوتا ہوں، کیونکہ یہ تو کامیابی کی ایک نوید جانفزا ہے، میرا قلب عظیم الشان امیدوں سے لبریز ہے، خدا آپ کے سایہ کو ہم لوگوں کے سروں پر دیر تک قائم رکھے، تا آپ کا قلم اسی طرح ہمارے اندر جوش، ہمت، اولوالعزمی اور ثابت قدمی پیدا کرتا رہے، پرچہ دی مسلم اپنی عاجزانہ ادا میں حاضر خدمت ہوتا ہے، اکثر حصہ خاکسار نے مرتب کیا ہے، میں آپ کے قلم سے اس کی تنقید چاہتا ہوں، اگر آپ نے اس کو پسند فرمایا تو میری مسرت کی کوئی انتہا نہ ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور ہماری قوم نے ہمت کی، تو یہاں ایک مستقل مشن کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے، جس کا دور دور تک اثر جا سکتا ہے،

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب و مولوی احمد صاحب جاوا سے لکھتے ہیں، کہ یہاں کی انجمن کا سالانہ جلسہ یکم اپریل کو ختم ہو گیا۔ مختلف حصص سے بہت سے نمائندے آئے ہوئے تھے اور ان میں سے اکثر ہمارے مکان پر آ کر احمدیت کے بارے میں دریافت کرتے رہے، اور مخالف اخبارات نے جو غلط فہمی ہماری جماعت کے متعلق پھیلا رکھی تھی وہ دور ہو گئی ہے، یہ لوگ بڑے مخلص ہیں، اور اختلاف رائے کو برا نہیں مناتے، اور قرآن شریف کے مطابق انہیں مسائل سمجھائے جائیں تو فوراً قبول کر لیتے ہیں، گو انجمن کی ساری کارروائی جاوی اور ملائی زبان میں ہوئی، لیکن ایک ڈاکٹر دوست نے ہمیں جملہ حالات انگریزی میں بتا دیئے، ہم نے بھی عربی اور انگریزی میں تقریریں کیں جن میں سے مولانا صاحب کی رد کفارہ اور الوہیت مسیح پر تھی، اور میری دمرزا صاحب کی، محاسن اسلام پر، ان کے تراجم حاضرین کو سنا دیئے گئے تھے، ہمارے لیکچروں میں یورپین بھی آئے ہوئے تھے، جو ہمارے مکان پر بھی ملاقات کے لئے آئے، خدا کے فضل سے ہمارے بہت سے ہمدرد اور دوست پیدا ہو گئے ہیں، دو ملائی اخبارات ہیں، جن کے ایڈیٹر عیسائیت کے خلاف احمدی لٹریچر کے خوشہ چین ہیں، ہماری انجمن کی کتب خصوصاً انگریزی قرآن کریم کی یہاں اور ارد گرد کے علاقہ میں بہت مانگ ہے، اور اشاعت اسلام کے لئے ہمارا لٹریچر بڑا مفید کام کر رہا ہے، ہم نے بیس روپیہ ماہوار پر ایک مکان کرایہ پر لے لیا ہے، جو ایک با موقعہ جگہ پر ارزاں سے ارزاں کرایہ پر ہے، ...... میں ملائی زبان سیکھ رہا ہوں .. اور انشاء اللہ جلد ہی کام چلانے کے قابل ہو جاؤں گا .. یہاں کی خاص خوراک چاول ہے، آٹا نایاب ہے، ہر ایک چیز ناریل کے تیل میں پکائی جاتی ہے ہم اپنا کھانا خود پکاتے ہیں۔

ناظرین خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں، ورنہ تعمیل ارشاد محال۔ منیجر

ڈاک حضرت امیر

کیا حضرت مسیح موعود اپنی نبوت کا اقرار لیتے تھے

اخویم شیر محمد صاحب وزدار ڈیرہ غازی خاں نے میاں محمود احمد صاحب سے بذریعہ خط دریافت کیا تھا، کہ اگر واقعی حضرت مسیح موعود نبی تھے، تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ بیعت لیتے وقت اپنی نبوت کا اقرار نہیں لیتے تھے؟ اس کے جواب میں مولوی رحیم بخش صاحب قادیان کا لکھا ہوا مورخہ ۱۸-اپریل ۳۴ء انہیں پہنچا، جو حسب ذیل ہے،

"دوسرے سوال کے جواب میں حضور فرماتے ہیں، کہ بیعت تو ایمان کے بعد ہوا کرتی ہے، اس لئے اس میں ایمان کے نتائج کا اقرار لیا جاتا ہے، رسول کریم صلعم بھی ایسا اقرار نہیں لیا کرتے تھے، قرآن کریم میں صرف عورتوں کی بیعت کے الفاظ مذکور ہیں مگر رسول اللہ صلعم کی نبوت کا کوئی ذکر نہیں"،

یہ سوال و جواب ہر دو حضرت امیر کی خدمت میں پیش کئے گئے، تو آپ نے برادر موصوف کو ذیل کا خط تحریر فرمایا:-

"اخویم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

میاں صاحب کا جواب اگر آپ کی سمجھ میں نہیں آیا۔ تو یہ کوئی عجیب بات نہیں میرا خیال ہے۔ کہ میاں صاحب نے خود بھی نہیں سمجھا ہوگا محض جواب کی خاطر جواب لکھ دیا ہے۔

سوال تو صرف یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود اپنی نبوت کا اقرار اپنے مریدین سے نہ لیتے تھے۔ حالانکہ نبی اپنی نبوت کا اقرار ضرور لیتا ہے اگر میاں صاحب کے نزدیک حضرت مرزا صاحب پر ایمان بیعت سے پہلے کسی اور وقت لایا جاتا تھا۔ تو انہیں یہ جواب دینا چاہیئے تھا۔ کہ گو بیعت کے وقت حضرت مسیح موعود اپنی نبوت کا اقرار نہ لیتے ہوں۔ مگر وہ اس سے پہلے ہی لے لیتے تھے۔ یا یوں جواب دینا چاہیئے تھا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے بھی کبھی کسی مسلمان سے اپنی نبوت کا اقرار نہیں لیا تھا۔ میاں صاحب نے محض مغالطہ دیا ہے۔ واللہ اعلم خود بھی اسے سمجھا ہے یا نہیں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب بیعت کے وقت اپنی نبوت کا اقرار نہ لیتے تھے۔ تو کوئی ہرج نہیں، آنحضرت صلعم نے بھی بیعت کے وقت اپنی نبوت کا اقرار نہیں کیا۔ سوال یہ ہے کہ ....

...... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی شخص کو داخل اسلام کیا، جس سے اپنی نبوت کا اقرار نہ لیا ہو؟ ہر ایک شخص کو جو داخل اسلام ہوتا تھا۔ اور آج تک بھی جو داخل اسلام ہوتا ہے۔ وہ دو شہادتیں ادا کر کے ہی داخل ہوتا تھا، اور داخل ہوتا ہے یعنی ایک یہ گواہی کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور دوسرے یہ گواہی کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اگر یہ دوسری بات صحیح ہے۔ تو کیا میاں صاحب حضرت صاحب کے کثیر التعداد مریدین میں سے ایک کا نام بھی پیش کر سکتے ہیں۔ جس سے حضرت صاحب نے اپنی نبوت کا اقرار لیا ہو بیعت کے وقت نہ سہی بیعت سے پہلے سہی پیچھے سہی سوال تو حضرت اقرار نبوت پر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی شخص کو داخل اسلام نہیں کیا جس سے اپنی نبوت کا اقرار نہ لیا ہو۔ حضرت مرزا صاحب نے کبھی کسی شخص کو اپنی جماعت میں داخل نہیں کیا جس سے اپنی نبوت کا اقرار لیا ہو۔ یہ میں جانتا ہوں کہ آدمی کو اپنے معتقدات کے خلاف کسی بات کا ماننا کس قدر مشکل ہے۔ مگر ایسی حالت میں بہتر تھا۔ کہ میاں صاحب خاموشی اختیار کرتے بجائے اس کے کہ ایک ایسا جواب لکھوا دیتے۔ جس کی غرض محض مغالطہ دینا ہے۔

ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ یہ جواب ... میاں صاحب نے اب لکھوایا ہے۔ جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے کا وقت بیعت سے پیشتر کوئی اور تھا یہ اب صرف ایک مصیبت کو ٹالنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ ورنہ اپریل ۱۹۱۱ء کے تشحیذ کے مشہور مضمون میں جو مسلمانوں کی تکفیر کا بنیادی پتھر تھا میاں صاحب اپنی قلم سے یہ لکھ چکے ہیں کہ نہ صرف اسکو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا۔ مگر آپ کے دعوے

کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ اب جب میاں صاحب کے نزدیک وہ شخص بھی جو دل سے حضرت مسیح موعود کو سچا مانتا ہے۔ اور منہ سے بھی اقرار کرتا ہے کہ آپ اپنے دعاوی میں سچے ہیں۔ مگر بیعت نہیں کرتا کافر ہے۔ تو غور کرنا چاہئے کہ میاں صاحب کے نزدیک ایمان بیعت سے پہلے کسی وقت میں لایا جاتا ہے۔ اقرار باللسان تصدیق بالقلب۔ جو ایمان کے دو شرائط ہیں۔ ان کو پورا کرکے بھی ایک شخص میاں صاحب کے نزدیک کافر کا کافر ہے۔ جب تک بیعت نہ کرے اور آج یہ عذر پیش کیا جاتا ہے۔ . . . .

. . . . . . کہ بیعت سے پہلے ایمان لایا جاتا اور بغیر بیعت کے بھی ایک شخص مومن ہوتا ہے۔ ان متضاد بیانات سے میاں صاحب کی کیفیت قلبی کا پتہ لگ سکتا ہے۔ بات تو صاف ہے حضرت مسیح موعود بیعت کے ذریعہ سے ہی لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کرتے تھے۔ نہ کسی اور ذریعہ سے یا کسی اور اقرار سے پس جب بیعت کے وقت آپ نے کسی سے اپنی نبوت کا اقرار نہیں لیا جیسے میاں صاحب نے تسلیم کر لیا تو معلوم ہوا کسی وقت میں بھی نہیں لیا اور اس لئے آپ کا دعوائے نبوت کا نہ تھا۔ عورتوں کی بیعت یا صحابہ کی دوسری بیعتوں کی مثال دینے میں بھی میاں صاحب نے غلطی کھائی ہے۔ یا مغالطہ دیا ہے۔ وہ بیعتیں صرف خاص کاموں کے لئے تھیں۔ مثلاً بیعت عقبہ یا بیعت رضوان یا فتح مکہ کے بعد عورتوں کی بیعت وہ صرف خاص خاص اغراض کے لئے تھیں۔ اور حق یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو بیعت لی وہ اسی سنت پر تھی یعنی جس طرح جناب رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں سے کسی خاص غرض کے لئے بیعت لی اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے بھی مسلمانوں سے کسی خاص غرض کے لئے بیعت لی یعنی وہ لوگ پہلے سے مسلمان تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہو کر مسلمان نہیں بنے۔ اسلام میں وہ پہلے داخل تھے۔ ان جس طرح اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کے ماتحت نبی صلعم نے مسلمانوں سے بیعت لی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے مجدد کو حکم دیا۔ کہ مسلمانوں سے بیعت لیکر ایک خاص جماعت اعدائے دین کے مقابلے کے لئے تیار کریں۔ میاں صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ بیعت میں ایمان کے نتائج کا اقرار لیا جاتا ہے یہ بھی صحیح نہیں بیعت میں سب سے پہلے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ کا اقرار لیا جاتا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب اپنی نبوت کو ایسا سمجھتے کہ اس پر ایمان لائے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ تو اتنے لفظ اور بڑھا دیتے کہ اشہد ان مرزا غلام احمد رسول اللہ بات یہ ہے کہ یہ سب پیچھے کی بنائی ہوئی باتیں ہیں حضرت صاحب نے صرف مجاز کے رنگ میں استعارہ کے طور پر لغوی معنوں میں لفظ نبی استعمال کیا تھا۔ کم فہمی سے مجاز کو حقیقت پر محمول کر لیا گیا اور غلو کا طریق اختیار کر لیا گیا۔

اخویم نور محمد خاں صاحب نائب ضلعدار ضلع ڈیرہ غازیخاں نے نہایت اخلاص سے بھرا ہوا خط حضرت امیر کی خدمت میں بھیجا جس کا جواب آپ نے حسب ذیل لکھا:۔

آپ کا خط پہنچا، اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر دے، جو آپ اس عاجز کے لئے دعا کرتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی آپ کے لئے دعا کروں گا، یہ بھی دعا کریں، کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو وہ سامان اور وہ قوت عطا فرمائے کہ دین اسلام کو دنیا کے سارے ملکوں میں پہنچا سکیں، اور قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں ان ملکوں کے لوگوں کو دے سکیں، بلاشبہ طاعون کی وبا میں احتیاط ضروری ہے، گو احتیاط کرکے بھی بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہئے، احمدیہ بلڈنگس کے اکثر احباب دن کو یہیں رہتے ہیں، لیکن رات بستی احمدیہ کے مقام پر گذارتے ہیں، میں بھی اسی طرح کرتا ہوں، دعا کریں اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے،

جناب مولانا مولوی احمد صاحب کو جناب حضرت امیر نے تحریر فرمایا:۔

آپ کا خط ۱۰ مارچ کا لکھا ہوا جاوا سے پہنچ گیا،

لالہ ہردیال ایم اے کی نصیحت شورش پسند ہندوستانیوں کو

کون ہندوستانی ہے جو لالہ ہردیال ایم اے کے نام نامی سے واقف نہیں ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو ایک عرصہ تک ہندوستانی باغیانہ جماعت کا سرگرم سرغنہ رہ چکا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جنگ سے پیشتر بلکہ کچھ عرصہ تک دوران جنگ میں بھی وہ سلطنت برطانیہ کے قبضہ ہندوستان کے خلاف تھا۔ اور یہی وجہ تھی جو جنگ کے شروع ہوتے ہی لالہ صاحب موصوف سوئیٹزرلینڈ سے جرمنی میں تشریف لے گئے تھے۔ تاکہ حتی المقدور جرمنوں کی امداد کریں۔ مگر جرمنی میں پہنچ کر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ جس پر راہ پر وہ چل رہے ہیں۔ وہ منزل مقصود تک پہنچانے والی نہیں ہے آپ دوران جنگ میں چالیس ماہ تک جرمنی اور ٹرکی کے ممالک میں رہے ہیں۔ اس مدت میں جو کچھ آپ نے عینی شاہدات کئے اور جس نتیجہ پر آپ پہنچے۔ وہ آپ نے ایک انگریزی کتاب کی شکل میں جنگ کے اختتام پر شائع کئے ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ غالباً جو نولکشور پریس لکھنؤ سے مل سکتا ہے اس کتاب کے آخری حصہ میں آپ نے ہندوستانیوں اور دیگر اہل مشرق کو نصیحت کی ہے۔

. . . .

"انگریز اور فرانسیسی قومیں آزادی بین چلی آتی ہیں۔ اور اخلاقی نقطۂ خیال سے بھی یہ دونوں دنیا کی عظیم الشان قوموں میں سے چوٹی کی قومیں ہیں۔ ایشیا اور افریقہ کے لوگوں کو چاہئے کہ ان دونوں قوموں کے ساتھ اپنے آپ کو ملحق رکھیں۔ اور انکی تہذیب اور انکے معیاروں کو جذب کرنے کی کوشش کریں۔ وقت پاکر انہیں ان سلطنتوں کے عام شہریوں کے حقوق حاصل ہو جائینگے۔ انگلستان اور فرانس کے دشمنوں کے ساتھ سازش کرنے سے بربادی اور خستہ حالی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر ان قوموں کی بجائے وہ قومیں جو انکی اطاعت کا دم بھرتی ہیں۔ ہم پر قابض ہوئیں تو ہم اگلے حال سے بھی جائینگے اور پھر بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا۔ غیر اقوام کی نفرت اور غیر مطمئن رہنے والی قوم پروری کے پھلاوے سے تو بہرحال مصیبت اور ابتری کی دلدلوں میں پھنسنا ہوگا۔ مقدونیہ کے لوگوں نے روسی مظالم سے بچنے کی غرض سے جرمنوں سے سازش کی۔ لیکن انہیں جلد ہی معلوم ہو گیا۔ کہ جرمن روسیوں سے بھی زیادہ ستم کیش ہیں۔ آخر جب انہیں اپنی حکمت عملی کے تباہ کن اثرات سے نظر آئے تو وہ اپنی حماقت پر پچھتانے لگے۔ ترکوں نے انگلستان اور فرانس کے ساتھ مصالحت کرنے سے انکار کیا اور آج وہ جرمنوں پر لعنت اور پھٹکار بھیج رہے ہیں۔ تجربہ ہمیں سکھاتا ہے کہ کمزور قوموں کو ایسی طاقتوں سے تعلقات پیدا کرنے چاہئیں جنہوں نے ایشیا اور افریقہ میں وسیع سلطنتیں قائم کر رکھی ہیں۔ بغاوت سے بجائے اسکے کہ موجودہ نظام سلطنت میں کوئی اصلاح ہو۔ حالات اور بھی ابتر ہوتے ہیں۔ باہمی مصالحت اور بتدریج ترقی کے اصولوں پر ہمیں کاربند رہنا چاہیئے۔ سازش اور انحراف کی حکمت عملی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا"

جرمنی اور روم کے حالات صفحہ ۳۰۲

واقعی یہ خیالات جن کا اظہار لالہ صاحب نے مندرجہ بالا سطور میں کیا ہے۔ قابل قدر ہیں۔ ہر ایک ہندوستانی کا فرض ہے کہ لالہ صاحب کے تجربہ سے فائدہ اٹھائے۔ اور موجودہ منافرت پھیلانے والی تحریکات سے جو اسوقت ملک میں بعض ناعاقبت اندیش لیڈروں کی طرف سے فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے جاری کی گئی ہیں یا کی جا رہی ہیں علیحدہ رہے۔

اس کتاب میں آگے چلکر لالہ صاحب موصوف نے ان مسلمانوں کو بھی نصیحت کی ہے۔ جو ہر وقت خونی جہاد کے خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ آج سے کئی سال پیشتر اس صدی کے مجدد حضرت مرزا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو متنبہ کیا تھا۔ کہ وہ ان خیالات کو دل و دماغ سے نکال دیں کہ کوئی خونی مہدی آکر اشاعت اسلام کا کام کرے گا۔ جو کچھ کرنا ہے۔ انہوں نے خود ہی کرنا ہے۔ اور خونی جہاد کا عقیدہ اسلام کو بدنام کرنے والی چیز ہے۔ مگر مسلمانوں نے اس بزرگ کی نصیحت پر کان نہ دھرا اور برابر اپنے حماقت پرور خیالات میں پھنسے رہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ آج ایک غیر مسلم بھی مسلمانوں کو یہی مشورہ دیتا ہے۔ کہ وہ اس قسم کے بیہودہ جہاد کے ذریعہ توسیع اسلام کا خیال چھوڑ دیں چنانچہ لالہ صاحب موصوف صفحہ ۳۰۶ پر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"ہندوستان اور مصر کے مسلمانوں کو اپنے مذہبی تعصب کو خیرباد کہنا چاہیے۔ مہذب ممالک کے افراد کی طرح حقوق حاصل کرنے کے لئے انگریزوں اور فرانسیسیوں کے پہلو بہ پہلو کام کرنا چاہئے۔ موجودہ زمانے میں مذہب ایک شخصی چیز ہے۔ جہاد سے سوائے شور و شر کے کچھ حاصل ہونے کا نہیں۔ اسلامی تعصب سے سوائے مقامی شور و شر کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اور یہ تو وہی بات ہے۔ کہ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا۔ خلافت کا قضیہ پاک ہو رہا ہے۔ اہل اسلام کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیائے تمدن کے مرکز لندن اور پیرس ہیں۔ توسیع اسلام کے خوابوں سے پہلوتہی کرنی چاہئے"

مسلمانوں کو چاہئے کہ لالہ صاحب کے ان خیالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ دراصل مسلمانوں کی تباہی اور گراوٹ کا سب سے بڑا سبب یہی عقیدہ ہے کہ امام مہدی یا اسکا کوئی دوسرا مددگار آکر خونی جہاد کے ذریعہ دین کا ڈنکا بجا دے گا۔

اے مسلمانو! اگر تم فی الحقیقت اس بات کے قائل ہو کہ اسلام کا محافظ خدا تعالیٰ ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ مسلمانوں کو موجودہ مشکلات سے نکالنے کے لئے اس نے کچھ انتظام کیا ہو۔ ہاں وہ انتظام اللہ تعالیٰ نے ضرور کیا ہے۔ مگر ابھی تک تم اس سے دور بھاگ رہے ہو۔ اس صدی کے مجدد نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر صاف اعلان کر دیا کہ اے مسلمانو خونی جہاد کے خیال کو چھوڑ دو۔ اور میرے ساتھ ہو کر پرامن ذرائع سے اشاعت اسلام کے کام میں لگ جاؤ۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کی نصرت کس طرح آتی ہے۔

اگر دست عطا در نصرت اسلام بکشاید
ہم از زہر شما تا گہ بہ قدرت شود پیدا

یہ وہ علاج تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں موجودہ مشکلات سے باہر نکالنے کے لئے تجویز کیا تھا۔ مگر اے مسلمانو تم پر افسوس۔ کہ تم نے ابھی تک اس علاج کی طرف توجہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مامور کے ذریعہ بتایا تھا۔ اور اپنے مصنوعی لیڈروں کے بتائے ہوئے علاجوں پر عمل درآمد کرکے نامرادی پر نامرادی کا منہ دیکھ رہے ہو۔ کہیں ہجرت کرکے اپنے مال و جان کو تباہ کر چکے ہو۔ کہیں خلافت و عدم تعاون کی تحریکات میں شامل ہو کر جیلوں کو آباد کر رہے ہو۔ کاش تمہارے دلوں میں امام وقت کی بھی کچھ عزت ہوتی۔ اور تم ان مصنوعی لیڈروں کے پیچھے لگکر اپنے آپ کو برباد کرنے کے بجائے اسکی طرف رجوع کرتے۔

اے مسلمانو! تم موجودہ مصائب سے نکلنے کے لئے بہترین راہیں تجویز کر چکے ہو۔ اور ہر طرف تمہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے بلکہ تمہاری مشکلات دن بدن اور بڑھ رہی ہیں۔ آؤ اب خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر بھی عمل کرکے دیکھ لو۔ اور نہیں تو کچھ روز تجربتہً ہی اس پر عمل کرو۔ اور اگر تم اب بھی اس راستہ کی طرف نہ آؤ جس راستہ پر اللہ تعالیٰ تمہیں ڈالنا چاہتا ہے تو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہوشیار

خاکسار سردار خاں مسلم مشنری ناصر منزل

اخبار احمدیہ

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ شیخ نظام الدین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا نوجوان فرزند ایک طویل بیماری کے بعد اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون، شیخ صاحب کو اپنے لخت جگر کی موت کا جس قدر رنج اور صدمہ ہوگا، وہ ایک طبعی امر ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے، اور شیخ صاحب موصوف اور دیگر پسماندگان کو صبر عطا فرمائے، احباب کرام جنازہ غائب پڑھکر مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں،

۲ خوبیہ منشی فتح الدین صاحب ہیڈکنسٹبل پولیس کا نکمہ کی اہلیہ صاحبہ اوران کا ایک اور عزیز علیل ہیں، ان کی صحت کے لئے احباب دعا فرماویں،

مبارک:۔ مکرم قاضی ثناءاللہ صاحب بی۔ اے ہیڈماسٹر عیسےٰ خیل کے ہاں ۲۸۔ اپریل کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے فرزند عطا فرمایا ہے، جس کا نام رضا اللہ رکھا گیا ہے، احباب دعا فرماویں، کہ اللہ تعالےٰ اسے صحت تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرماوے، اور والدین کے لئے قرۃ عین بنائے،

جموں کے محمودی صاحبان نے ہمارے بعض احباب کے خلاف فوجداری مقدمہ دائر کیا ہوا تھا، الحمدللہ کہ اس کا فیصلہ ہمارے احباب کے حق میں ہوا، اور فریق ثانی کو سخت ناکامی ہوئی، دوران مقدمہ میں بعض غیرازجماعت دوستوں نے باہمی صلح کروانے کی بہت کوشش کی، لیکن محمودی صاحبان نے اسے نہ مانا، اللہ تعالےٰ نے اب اپنے فضل سے انہیں خائب وخاسر کیا،

جموں کے احباب لکھتے ہیں، کہ رمضان شریف میں مسجد احمدیہ میں خدا کے فضل سے بہت رونق رہی، اندرونی حاسد دیکھ دیکھ کر جلتے رہے،

منشی محمد نصیب صاحب جو گورداسپور کے علاقہ میں تبلیغ وچندہ کے لئے دورہ کررہے ہیں، اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں، کہ گورداسپور کے علاقہ میں جو قابل رشک امداد اخویم مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب وحافظ عبدالعزیز صاحب ومنشی محمد یٰسین صاحب اور سید اولاد حسین صاحب دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے دی ہے، وہ قابل شکریہ ہے یہ جملہ احباب بہت دنوں تک اپنا آرام چھوڑ کر شیخ صاحب کے ہمراہ چندہ جمع کرنے کے لئے پھرتے رہے، الحمدللہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی کوششوں کو بارور کیا، اور معقول چندہ جمع ہوگیا، جن احباب نے شیخ صاحب کی امداد کی ہے اللہ ان سب کو جزائے خیر دے،

اخویم منشی اللہ داد خاں صاحب پوسٹ ماسٹر سہولہ کا لڑکا ایک مقدمہ کے ابتلا میں گرفتار ہے، احباب اس کی مخلصی کیلئے خاص طور پر دعا فرماویں،

اخویم چودھری محمد حسین صاحب کے والد بزرگوار چودھری عنایت اللہ صاحب پنشنر انسپکٹر ۷ مئی ۱۹۲۴ء کو حافظ آباد میں وفات پاگئے ہیں، جملہ احباب ان کا جنازہ غائب پڑھ لیں، ہمیں چودھری صاحب اور اُن کے بھائی صاحب کے ساتھ اس صدمہ جانکاہ میں دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور جملہ متعلقین کو صبر عطا فرمائے،

جماعت محمودیہ گوجرہ نے ہمارے احباب کے ساتھ بعد نماز عید الفطر مناظرہ کی ٹھیرائی تھی، جس کی شرائط طے پاکر تحریریں ہوچکی تھیں، چنانچہ عید کی نماز کے بعد جب مناظرہ شروع ہونے لگا، تو محمودیوں نے شور ڈال دیا، کہ مناظرہ میں میاں محمود احمد صاحب گدی نشین قادیان کی تحریر کا کوئی حوالہ ہماری طرف سے پیش نہ ہو کیونکہ وہ قابل قبول نہ ہوگا، اس امر سے نہ صرف ہمارے احباب ہی بلکہ جملہ سامعین حیران تھے، کہ یاالٰہی یہ کیا معاملہ ہے میاں صاحب کا تو ارشاد ہے، کہ خلیفہ کی وفات کے بعد اُس کے احکام قابل نفاذ نہیں ہوتے، یہاں خلیفہ صاحب کی موجودگی میں ان کی جماعت اُنہیں جواب دے رہی ہے، آخرکار صاحب صدر نے شرائط مناظرہ سامعین کو پڑھکر سنادیں، اور کہا کہ ان کے رو سے ہمارے احباب کو حق حاصل ہے، کہ وہ میاں صاحب کا حوالہ پیش کریں، محمودیوں کی طرف سے آدھ گھنٹہ اصرار ہوتا رہا آخروہ مناظرہ ملتوی کرنے پر تل کھڑے ہوئے جس پر ڈاکٹر جلال الدین صاحب نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ مناظرہ ملتوی نہیں ہوگا، بلکہ حسب خواہش محمودیاں ہم ان کے گدی نشین کے حوالہ جات پیش نہ کریں گے، چنانچہ مناظرہ شروع کیا گیا، اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ہمارے احباب کو پوری پوری کامیابی نصیب ہوئی، جس پر اہل گوجرہ نے استدعا کی، کہ جن حوالہ جات سے محمودی گریز کررہے تھے، وہ بھی ہمیں کسی وقت سنائے جائیں، چنانچہ ۷۔ مئی کو بعد نماز مغرب ہمارے احباب نے ایک پبلک جلسہ کرکے حضرت مسیح موعود کے عقائد اور محمودیوں کے پیر کے عقائد کا مقابلہ کرکے ثابت کردیا، کہ موجودہ مذہب قادیانی میاں محمود احمد صاحب کے دماغ کا اختراع ہے، اور اس کا حضرت مسیح موعود کے مذہب سے کچھ تعلق نہیں، ڈاکٹر صاحب نے قرآن وحدیث سے خاتم النبیین کے معانی پیش کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے اس کی تائید دکھائی، اور پھر ان سب کے خلاف میاں محمود احمد صاحب کا مذہب ان کی تحریرات کی بنا پر بتایا، خاتمہ پر محمودیوں نے وقت مانگا، جو فوراً دیا گیا، اس پر گوہر صاحب نے جو درافشانی کی، وہ خود ان کی جماعت کی تذلیل کرنے والی تھی، امید ہے کہ محمودی صاحبان اندھی تقلید کو خیرباد کہکر حضرت مسیح موعود کے مذہب پر جو کتاب "دین الحق" کے ذریعہ سے ۱۹۱۰ء میں شائع ہوچکا ہے۔ کاربند ہونگے۔ محمودی مذہب کی بنا بابی مذہب پر ہے۔ جسے لے کر محمودی صاحبان ہر جگہ خائب وخاسر ہونگے۔

جماعت جموں کی درخواست پر مولوی عصمت اللہ صاحب تشریف لے گئے خدا کے فضل سے ۸ مئی کو نہایت کامیاب لکچر ہوئے مفصل رپورٹ آئندہ ہفتہ دی جائیگی،

۱۰۔ مئی کو مولوی عصمت اللہ صاحب وحکیم مرہم عیسےٰ صاحب برائے تبلیغ ضلع فیروزپور گئے ہیں، احباب اپنے مبلغین کی کامیابی اور صحت کے لئے دعا فرماتے رہے رہیں،

لاھور چھاونی میں ہمارے عزیز دوست قاضی ثناءاللہ صاحب کی نوجوان صاحبزادی جو شادی شدہ تھیں بعارضہ پلیگ وفات پاگئیں، ہمیں اس صدمہ میں قاضی صاحب اور دیگر پسماندگان سے ہمدردی ہے، اللہ تعالےٰ انہیں صبر عنایت فرمائے، اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے، احباب کرام جنازہ غائب پڑھکر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچائیں،

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ، گوجرہ

(معرفت شیخ محمد ابراہیم صاحب)

(۱) ڈاکٹر جلال الدین صاحب چندہ فروری سے مارچ صدقہ میزان ۶؍
(۲) شیخ محمد ابراہیم صاحب ״ ״ ״ چندہ لائٹ ۱۲؍ ״
(۳) محمد علی حیدر خاں صاحب ״ ״ ״ اخبار پیغام صلح ״
(۴) ملک دلو خاں صاحب ״ ״ ״ ״
(۵) شیخ محمد حسین صاحب چندہ دسمبر تا مارچ ״
(۶) مولوی عمردین صاحب ״ فروری ومارچ ״
(۷) عبداللہ خاں صاحب نمبردار چک ۳۰۶ چندہ جنوری تا مارچ ״
(۸) منشی محمد بخش صاحب چک ۳۵۵ ״ ״ ״ ״
(۹) سید لائت حسین شاہ صاحب نزیری مجسٹریٹ احمدی آباد چندہ اخبار لائٹ ״

میزان

خرچ بیمہ وڈاک ۸؍ باقی

فہرست چندہ جماعت احمدیہ کوہ مری

معرفت چودھری محمد اسمٰعیل صاحب سنیٹری انسپکٹر

(۱) چودھری محمد اسمٰعیل صاحب
(۲) شہداد خاں صاحب
(۳) بابو غلام رسول صاحب
(۴) میاں غلام محمد صاحب سوداگر

میزان کل

فہرست چندہ برلن مسجد فراہم کردہ مولوی محمد شفیع صاحب

تصدق حسین صاحب
ذاکر حسین صاحب
محمد شبراتی صاحب
محمد مصطفےٰ صاحب
منور اعظم صاحب

زوازہ صاحب نمبردار
شہزادہ صاحب

میزان

فہرست چندہ جماعت احمدیہ گجرات

(معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بابت ماہ اپریل ۱۹۲۴ء)

(۱) شیخ فضل الٰہی صاحب ای اے سی
(۲) سید احمد حسین صاحب افسرمال بابت ماہ مارچ
(۳) مرزا اکرم بیگ صاحب
(۴) مرزا سردار بیگ صاحب
(۵) فضل احمد صاحب
(۶) محمد حسین صاحب
(۷) نظام الدین صاحب چندہ مارچ واپریل
(۸) کرم الٰہی صاحب
(۹) حافظ علم الدین صاحب

میزان

(۲)

(معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بابت ماہ مئی ۱۹۲۴ء)

جماعت کا چندہ عید فنڈ
״ کا صدقہ فطر
״ کا چندہ ماہوار بابت ماہ مئی
چندہ برائے اشاعت اسلام از اصحاب درس
میری طرف سے مفت اشاعت رسالہ جرمنی ۶ کاپی
حافظ فضل احمد صاحب برائے اشاعت اسلام

میزان

تفصیل چندہ ماہوار کی حسب ذیل ہے:۔

سید احمد حسین صاحب افسرمال
مرزا اکرم بیگ صاحب
״ سردار بیگ صاحب
فضل احمد صاحب
محمد حسین صاحب
ڈاکٹر نورالحسن صاحب سنجملہ بقایا ہے
نظام الدین صاحب
کرم الٰہی صاحب
حافظ علم الدین صاحب

میزان

فہرست چندہ جماعت احمدیہ، کنجاہ

(معرفت ڈاکٹر حسن علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کنجاہ)

ڈاکٹر حسن علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن چندہ مارچ
اہلیہ ״ ״ ״ ״ ״
ڈاکٹر ״ ״ ״ ״ ״ برلن مسجد
״ ״ ״ ״ ״ ״ بلاخیر
״ ״ ״ ״ ״ ״ اخبار لائٹ
״ ״ ״ ״ ״ ״ اشاعت رسالہ جرمنی
״ ״ ״ قیمت بیان القرآن جلد سوم

میزان

نہایت ضروری ہدایات انسداد طاعون

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ لاہور

میں نے کچھ ہدایات انسداد طاعون کے متعلق بشکل اشتہار شائع کی تھیں، اور پھر اخبارات میں بھی بھیجی تھیں، کیونکہ یہ بیماری ہر جگہ پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے، مہربانی فرماکر آپ بھی اپنے اخبار گوہربار میں شائع کرکے ممنون کریں، ممکن ہے کسی بندۂ خدا کو ان سے فائدہ پہنچے

(۱) گھروں کی صفائی کرو، یہاں تک کہ فرش اور دیواروں پر چیونٹی تک نظر آنے لگے،

(۲) چوہوں کو مارڈالو، اور گھروں میں ان کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ رہنے دو،

(۳) اگر گھر میں چوہا مرجائے تو مٹی کا تیل ڈالکر وہیں جلا دو،

(۴) فرش پر چونا بکھیرے رکھو، نالیاں اور پاخانے فینائل سے دھو ڈالو، اور مکانوں کے دروازے کھڑکیاں اور روشندان وغیرہ بند کر کے گندھک کی دھونی دو، تاکہ اس کا دھواں ہر ایک سوراخ میں پہنچ کر زہریلے اجرام کو ہلاک کر دے،

(۵) اسباب، بستروں اور کپڑوں کو دن بھر دھوپ میں ڈال دیا کرو،

(۶) رات کو کھلی ہوا میں سویا کرو،

(۷) طاعون کا شبہ فوراً بتاؤ،

(۸) اگر گھر میں چوہے مرنے لگیں، تو فوراً اس کو چھوڑ دو، اور کسی جگہ بود و باش کرو، اور کسی ملاں ملانے کی بات پر جو کہے، طاعون میں گھر کو چھوڑنا گناہ ہے، توجہ نہ دو، کیونکہ ایسا کوئی حکم شریعت کا نہیں ہے۔

آپ کا صادق

محمد دین جان وکیل سکرٹری احمدیہ انسداد طاعون کمیٹی - لاہور

تازہ خبریں

مزدوروں کی بین الاقوامی کانفرنس

مسٹر پیپشا اور پنڈت جگت نرائن سابق وزیر حکومت پنجاب ستمبرہ آج شام کو ایس ایس ماتوا جہاز پر سوار ہو گئے ہیں مسٹر پیپشا حکومت ہند کی طرف سے مزدوروں کی بین الاقوامی مجلس مشاورت میں شریک ہونے کے لئے جینوا جا رہے ہیں - اور پنڈت جگت نرائن ڈاکٹر اور تاثر کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی میں مسٹر سنکرن نائر کی حمایت میں شہادت دینے کے لئے جا رہے ہیں،

پونا میل سے ڈاک کا تھیلا مفقود

پونا، ا مئی، پونا کے جنرل پوسٹ آفس سے اطلاع موصول ہوئی ہے، کہ قریباً بیس ہزار روپے کے بیمے اور رجسٹریاں مفقود ہیں، گمشدہ تھیلا ۹ اپریل کی شب کو پونا سے چلا تھا، اور دوسری صبح کو جب ڈاک گاڑی شولاپور میں کھڑی ہوئی، تو اس وقت اس کے گم ہونے کی خبر ہوئی،

ایک باغی کا قتل

مدراس ۹ مئی، اطلاع موصول ہوئی ہے کہ الوری سیتارام راجو نے جو فسادوں کا ایک باغی ہے ۶ مئی کو پولیس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد فرار ہو جانے کی کوشش کی، لیکن وہ گولی سے مار دیا گیا،

رنگون میں قلیوں کی ہڑتال

رنگون ۹ مئی، قلیوں کی ہڑتال کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ منتظمین کارخانہ نے مزدوروں کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا ہے کہ دن اور رات کے کام میں ایک ایک گھنٹہ کی تفریح کی اجازت دی جائے گی، اور اضافہ اجرت کے متعلق ۱۰ جون کو جہازی کمپنیوں کی طرف سے جواب موصول ہو جائے گا، اس فیصلہ کے بعد مزدور کام کرنے پر آمادہ ہو گئے، لیکن جلد ہی حالت دگرگوں ہو گئی، مزدوروں کا جو طبقہ فوری اضافہ کا خواہاں تھا، وہ مطالبات کی جزوی تکمیل پر رضامند نہ تھا، اس نے ان مزدوروں کو ڈرا دھمکا کر کام سے ہٹا دیا، بعض حالتوں میں سنگباری بھی کی گئی، آٹھ آدمیوں پر تخویف کے جرم میں پانچ پانچ روپے جرمانہ ہوا، آج صبح کو بھی تخویف کی وارداتوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے، کام ہنوز ملتوی ہے،

مجلس عمومی کا اجلاس

۱۴ مئی کو بروز چہارشنبہ ساڑھے سات بجے صبح کو ٹاؤن ہال میں بلدیہ لاہور کی مجلس عمومی کا ایک معمولی اجلاس منعقد ہوگا، جس میں سابق ایجنڈا کے ملتوی شدہ حصے پر بحث کی جائے گی،

لاہور میں اموات

۱۰ مئی کو ۲۵ موتیں ہوئیں، چھ طاعون سے تین کم میعاد کے

... بخار سے ۱۲ دیگر امراض سے، طاعون کی ۹ جدید وارداتوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے، صرف اکبری منڈی، جنڈی والی گلی، موضع بھمن، محلہ نندگراں، بازار چھوہالی چوک سرجن سنگھ اور کوچہ لمواڑاں میں طاعون کا اثر ہے،

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات

ایف اے اور ایف ایس سی کے ان امیدواروں کا امتحان جن کا مرکز اسلامیہ کالج لاہور ہے، حسب ذیل تاریخوں میں منعقد ہوگا،

اسلامیہ کالج لاہور	۱۲ مئی سے ۲۲ مئی تک
ڈی اے وی کالج لاہور	۲۳ اور ۲۴ مئی تک
گورنمنٹ کالج لاہور	۲۶ مئی

انگلستان و فرانس کے تعلقات

اوکسفورڈ ۱۰ مئی، اگرچہ کچھ مدت تک تمام دول متحدہ کی مجلس مشورت کے انعقاد کا کوئی امکان نظر نہیں آتا، لیکن مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اور موسیو پائنکارے کا مستقبل قریب میں ملاقات کرنا اغلب ہے،

فرانسیسی انتخابات دوشنبہ کے روز ہوں گے اور امید کی جاتی ہے، کہ ان انتخابات کے بعد وزیر اعظم فرانس لندن آسکیں گے، بہت ممکن ہے کہ آئندہ ہفتہ آ جائیں، (برٹش آفیشل وائرلس)

رائٹر کا بیان

پیرس ۹ مئی، کواڈی آرسے میں بیان کیا جاتا ہے، کہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اور موسیو پائنکارے کا جلد باہم مشورہ کرنا یقینی ہے، غالباً اس مہینے کے آخر میں مجلس مشورت منعقد ہوگی، اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اس مجلس کو زیادہ سے زیادہ مفید و نتیجہ خیز بنانے کی کوشش نہایت ضروری ہے،

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے جمعہ کے دن بعد دوپہر موسیو پائنکارے کو دعوت بھیجی تھی، اور اسی شام کو اس دعوت کی قبولیت کی اطلاع موصول ہو گئی، مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی سہولت کی خاطر انعقاد مجلس کی تاریخ بدل کر ۱۹ مئی کر دی گئی ہے، اس مجلس میں ماہرین کی روئیداد پر بحث کی جائے گی، لاطان کا بیان ہے کہ موسیو پائنکارے کے ساتھ ایک ترجمان ہوگا،

بعد کی اطلاع

موسیو پائنکارے نے مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی دعوت کے مطابق ۲۰ مئی کو لندن آنا اور ایک رات کے لئے وہاں قیام پذیر ہونا منظور کر لیا ہے،

مجلس مستعمرات کے اجلاس

لندن ۱۰ مئی، حکومت ہند کی مقررہ مجلس مستعمرات کے لندن میں روزانہ اجلاس ہو رہے ہیں، اور ہندوستانیوں کی شکایات کے متعلق ایک روئیداد طیار ہو رہی ہے، جو عنقریب وزارت مستعمرات کے پاس پیش کر دی جائے گی، مجلس نے کل کینیا کے مشہور ہندوستانی مسٹر اے ایم جیون جی سے حالات پر بحث و تجسس کی،

جرمنی کی قوم پرست جماعت

برلن ۱۰ مئی، جرمنی کی قوم پرست جماعت نے آج انتخابات سے پیدا شدہ حالات پر بحث و تمحیص کی، بحث و تمحیص کی پوری کارروائی پردۂ اخفا میں رکھی گئی، لیکن ٹائمز کا نامہ نگار مقیم برلن رقمطراز ہے، کہ یہ یقین کرنے کے کافی وجوہ موجود ہیں، کہ قوم پرست جماعت ماہرین کی روئیداد کے متعلق اپنے رویہ میں نمایاں تبدیلی کرے گی، ممکن ہے کہ جماعت کے اندر اعتدال طرف میلان کے جو آثار دوران انتخاب میں بھی غیر مشتبہ طور پر نمایاں تھے، اب زیادہ نمایاں ہو جائیں، اب یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ قوم پرست جماعت سابقہ حکومت کی خارجہ حکمت عملی کو جاری رکھنے کے از سرتا پا خلاف ہے نامہ نگار مذکور لکھتا ہے، کہ ایک جرمن مبصر نے نہایت موزوں الفاظ میں میرے سامنے حالت کا صحیح خاکہ کھینچا تھا، اس نے

کہا تھا، کہ اگرچہ ماہرین کی روئیداد کی تجاویز کو منظور کرانے کے لئے اکثریت کا حاصل کرنا مشکل ہے، لیکن ان تجاویز کے استرداد پر بھی کوئی طیار نہیں ہوگا، ریشتاغ کے اجلاس میں ابھی کافی وقت ہے، اور جماعت کے بہت سے افراد اس اثنا میں جماعت کو جادۂ اعتدال پر قائم رہنے کے مشورے دیں گے اب تک پریزیڈنٹ ایبرٹ نے کسی جماعت کو ترتیب حکومت کی دعوت نہیں دی، (رسول)

پرتگالی ہواباز

الہ آباد ۱۰ مئی، پرتگالی ہوابازوں کا جہاز کراچی پہنچایا گیا ہے تاکہ اس کی مرمت کی جا سکے، حکام جودھپور نے ہوابازوں کی بہت اچھی طرح خاطر مدارات کی،

روہر کی گتھی

لندن ۱۰ مئی، ایم تھیونس وزیر اعظم بلجیم تخلیہ روہر پر تلے ہوئے ہیں، وہ بارہا کہہ چکے ہیں، کہ تصرف روہر ذریعہ ہے، مقصد نہیں ہے، اور وہ اس بات کے لئے بہت مضطرب ہیں کہ تاوان کی گتھی مناسب طور پر سلجھ جائے، وہ ذاتی طور پر دوہری حکمت عملی کے خلاف ہیں لیکن چونکہ سرکاری حیثیت سے عملاً اس کی تائید کر چکے ہیں، اس لئے وہ اس پر قائم رہنے کے لئے مجبور ہیں ٹائمز کا نامہ نگار مقیم پیرس رقمطراز ہے کہ اس الجھن سے باہر نکلنے کا ذریعہ بلجیم کے اپنے ہاتھ میں ہے، بلجیم کے کیتھولک اور اشتراکی یکساں تصرف روہر کے خلاف ہیں، اگر یہ دونوں جماعتیں مذہبی اختلافات سے کنارہ کش ہو کر ایم تھیونس کے خلاف متحد

ضرورت نکاح

مندرجہ ذیل رشتوں کی ضرورت ہے، ان کے علاوہ جو احباب موزوں رشتوں کی تلاش میں ہوں، وہ فارم درخواست نکاح ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر منگوا لیں،

(۱) ہمارے ایک معزز دوست قوم افغان عمر ۳۹ سال جو صاحب جائیداد اور اعلیٰ درجہ کے عہدہ دار ہیں تعلیم یافتہ ظاہری و باطنی طور پر نیک رشتہ کے خواہاں ہیں پہلی بیوی وفات پا چکی ہے، اولاد خورد سال لڑکیاں ہیں،

(۲) ہمارے ایک معزز رئیس سکنہ صوبہ آگرہ جو اس وقت پنشنر ہیں، رشتہ کے خواہاں ہیں،

(۳) ایک کھرل نوجوان زمیندار کے لئے جو ۵۰ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے عمر ۲۵ سال

(۴) ایک نوجوان بھٹی سکنہ گجرات کے لئے جس کی عمر ۲۰ سال ہے،

(۵) ایک نوجوان بھٹی سکنہ جالندھر کے لئے جس کی عمر ۲۵ سال ہے،

(۶) ایک نوجوان سید کے لئے جو ضلع سیالکوٹ کا باشندہ اور ۶۰ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے،

(۷) ایک نوجوان ۲۲ سالہ قریشی فاروقی کے لئے جو مرور پور ضلع سیالکوٹ ہیں،

(۸) ایک نوجوان سید بی اے تعلیم یافتہ عمر ۳۰ سال موجودہ ملازمت ۶۰ ماہوار بطور مدرس،

لڑکیوں کیلئے رشتوں کی ضرورت

(۱) ایک نوجوان بیوہ تعلیم یافتہ سید زادی کے لئے،

(۲) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان قاضی کے لئے،

(۳) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان بھٹی ضلع جالندھر کیلئے،

(۴) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان وڑائچ ضلع گجرات کے لئے

(۵) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان سلہریہ راجپوت ضلع سیالکوٹ کے لئے،

(۶) ایک بیوہ نوجوان راجپوت ضلع گوجرانوالہ کیلئے جس کے تین خورد سال بچے ہیں،

درخواستیں بنام سیکرٹری شعبہ تبلیغ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں۔

تحقیق الاسلام پر ایک نظر

(۱)

(جناب خواجہ عباد اللہ صاحب اختر بی اے تحصیلدار پاکپٹن کے قلم سے)

تحقیق الاسلام نامی کتاب پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر "نورافشاں" کی تصنیف ہے، جس پر "پیغام صلح" کی کسی سابقہ اشاعت میں مختصر ریویو کیا جاچکا ہے۔ ذیل کے مضمون میں خواجہ عباد اللہ صاحب اختر بی اے نے اس کتاب میں تفصیلی نظر ڈالی ہے، ہم چودھری غلام حیدر صاحب چک ۱۳۴ گیس گڑھ ضلع لائلپور کے ممنون ہیں کہ ان کی وساطت سے یہ مضمون ہمیں برائے اشاعت موصول ہوا ہے، جو "پیغام صلح" کی متعدد میں باقساط شائع ہوگا،

تحقیق الاسلام حصہ اول مسمٰی بہ حقیقت الاسلام مخدومی چودھری غلام حیدر صاحب نے براہ "تنقید" میرے پاس بھیجا، اس رسالہ کی تصنیف کا فخر مسٹر غلام مسیح ایڈیٹر "نورافشاں" کو حاصل ہے کیونکہ پادری صاحب اس کو اپنی تصنیف ظاہر کرتے ہیں، اور سچ پوچھو تو اس کا بیشتر حصہ پادری صاحب کی تصنیف ہی ہے لیکن

ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں

اعتراف صداقت اسلام

پادری صاحب کے قلم سے جو کچھ نکلا ہے، اس میں حقانیت کا بھی حصہ ہے، اور قارئین کرام تعجب کا اظہار ضرور کریں گے، اگر ان کو یہ معلوم ہو کہ پادری صاحب نے اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے، کہ اسلام دین الفطرت ہے، اور آیہ "ان الدین عند اللہ الاسلام" (اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ایک دین مقبول ہے) اپنی تصنیف کا زیب عنوان بنایا ہے، اور پادری صاحب کا یہ بھی عقیدہ ہے، کہ اسلام ہی کل انبیاء و رسل کا مذہب تھا، اور دیگر ادیان باطلہ کو اس سے کچھ مناسبت نہیں، اور یہ کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی تھے، اور قرآن سچی کتاب ہے، مسیحی دنیا کی طرف سے یہ اعلان کچھ نیا نہیں ہے محققین یورپ نے اپنے اپنے فہم کے مطابق یہ اعلان بارہا کیا ہے مگر پادری صاحب اور ان محققین میں کچھ فرق ہے، اور وہ یہ ہے، کہ محققین یورپ جہاں اسلام کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، وہاں مسیحیت سے اپنی بیزاری اور سخت بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، لیکن پادری صاحب یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ اسلام ہی ایک واحد دین سچا ہے، اور رسول کریم سچے نبی تھے، لکھتے ہیں کہ محمد ایک مسیحی "مشنری" تھے، اور قرآن جس کو وہ قرآن محکم سے تعبیر کرتے ہیں، محض "بائبل" کی صداقتوں کا مجموعہ تھا، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں، "ہمیں ایک بات کی پختہ خبر ہے، اور وہ یہ ہے کہ اس جملہ (وما انزل علینا) کی دلالت قرآن عثمانی کے مروجہ متن پر نہیں ہوتی بلکہ اس کا مدلول صرف وہ قرآن عربی تھا، جسے حضرت محمد نے اپنی تمام عمر میں جمع کیا، اور جو حضرت محمد کی وفات کے روز صحابہ کی امت میں سے کسی کے ہاتھ نہ آیا تھا بلکہ ہمیشہ کے لئے گم ہوگیا تھا"، (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶ و ۶۲)

عجیب منطق

پادری صاحب نے اس کے بعد یہ عجیب منطق ظاہر کیا ہے کہ "اس جملہ کا مدلول مروجہ قرآن کا صرف اسی قدر متن ہے، جو محکمات اور ناسخ کے نام سے یا قرآن محمدی ہی کے نام سے مشہور ہے ایسے متشابہات یا منسوخات سے تو اس کا لگاؤ نہیں"، (صفحہ ۶۲)

یہ اور اس قسم کے فقرات پادری صاحب ممدوح کی اپنی "تصنیف" ہیں، اور تصنیف لطیف ہیں، اور عجیب و غریب منطق ہے،

حافظہ نباشد

پادری صاحب کا یہ قیاس ہے، کہ کچھ حصہ قرآن مروجہ "وما انزل اللہ علینا" کے تحت ہے، اور اس کو قرآن محکم سے تعبیر کرتے ہیں، اور کچھ حصہ حضرت عثمان وغیرہ کی تصنیف ہے، اور اس کو قرآن متشابہات سے تعبیر کرتے ہیں، جب یہ تسلیم کرتے ہیں، کہ مروجہ قرآن محکم وہی قرآن ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا، تو اس فقرہ کا مفہوم کیا ہے، کہ "وہ قرآن جو حضرت محمد نے تمام عمر جمع کیا ہمیشہ کے لئے گم ہوگیا"، اور دوسرے فقرہ میں یہ تسلیم کرنا کہ وہ موجود ہے، اور لفظ بلفظ موجود ہے، ہماری تنقید ہی امر کی مقتضی ہے، کہ یہ کہہ کر خاموش ہو رہیں کہ حافظہ نباشد،

اسلام اور یورپ

لیکن یہ محض حافظہ کا قصور نہیں ہوسکتا، بہرحال خواہ یہ کچھ ہو، ہماری توجہ کے لائق نہیں ہے، دیکھنا یہ ہے کہ پادری صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں، اور کیوں فرماتے ہیں، اسلام اور رسول کریم کے متعلق جو کچھ پادری صاحب نے ارشاد فرمایا ہے مناسب تھا کہ وہ ان کے اپنے ہندی مسیحیوں کے گوش گذار کیا جاتا۔ کیونکہ محققین یورپ تو پہلے ہی اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں، اسلام دین الفطرت ہے، اور عالمگیر دین الفطرت ہے، البتہ ہندی مسیحی اس تحقیق سے ناآشنا ہیں،

از منہ تاریک کا خاتمہ ہوچکا ہے، اور آفتاب حقیقت یورپ کے مطلع تیرو تار پر طلوع ہوچکا ہے، اور اب ظلمت ضلالت کافور ہو رہی ہے، اس لئے اول تو یورپ پادریوں کی گرفت سے آزاد ہوگیا "لوتھر" کو سنگ ممار کہتے تھے، اور اب تحقیق نے انہیں نہ صرف مسیحیت سے بیزار کر دیا ہے، بلکہ اسلام کی طرف رہنمائی کی ہے، ایک محقق (مسٹر لین پول) لکھتے ہیں کہ "قرآن عرصہ سے اعتراضات کا ہدف بنا ہوا ہے، اور سلسلہ حقیقت یہ ہے کہ اعتراضات انہی لوگوں کی طرف سے ہوئے ہیں جنہوں نے کبھی اس میں تدبر نہیں کیا" یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ محققین ہیں مسیحی نہیں، (کیونکہ مسیحی تعصب اس قسم کے اعتراف کی اجازت نہیں دیتا)، ریورنڈ "ارسیکسویل کنگ" فرماتے ہیں کہ "میرا ایمان ہے کہ اگر الہامی دنیا میں الہام کوئی شے ہے، اور الہام کا وجود کل ہے تو قرآن ضرور الہامی کتاب ہے"

اگر ہم ان محققین کی ارائے کا اقتباس کریں تو دفتر درکار ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے معزز ادیب پادری غلام مسیح صاحب اس حقیقت سے ناآشنا نہیں، کہ مسیحی مرکز سے یہ صدا آرہی ہے، کہ اسلام دین الحق دین الفطرت دین القیم ہے اس کی گونج پادری صاحب ممدوح کے کانوں تک ضرور پہنچی ہے اور اس کا اظہار رسالہ زیر تنقید میں آپ نے فرمایا ہے، اس کے سوا چارہ ہی کیا تھا،

پادری صاحب کا پیرایۂ تصنیف

لیکن ایک اور خیال بھی ہے، جس نے رسالہ زیر تنقید کی تصنیف کی تحریک کی ہے، اور وہ یہ ہے کہ تیرہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ مسلمان کہتے ہیں، کہ بلاشبہ توریت و انجیل جو حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی پر نازل ہوئیں، نور و ہدایت ہیں، مگر اہل کتاب نے باتباع ظن جو ہوائے نفس کا نتیجہ ہے، اور جس سے اختلاف رونما ہوتا ہے، اور جو انسان کو حقانیت سے دور پھینک دیتا ہے، "تحریف" سے کام لیا، اور دین اللہ دین الفطرت یعنی اسلام کی جو ملت انبیاء ہے، صورت مسخ کر دی، اور توحید کو چھوڑ کر حلول و اتحاد کے تاریک گڑھے میں آرہے، اور مسیحی تثلیث میں چکر کھا رہے ہیں، اور یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو خدا کے بیٹے کہتے ہیں، اور ان کے رہبان اور احبار ارباباً من دون اللہ بنے بیٹھے ہیں، اور اس آیت کی بنا پر لوتھر اور دیگر مصلحان نے پاپائے روم اور پوپ کے پنجہ سے یورپ کو آزاد کرایا، (بقیہ برصفحہ ۹ کالم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، ۳ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ نمبر ۵۵

زمیندار کی رواداری

کچھ دنوں سے معاصر "زمیندار" نے تمسخر و استہزا اور طعن و تشنیع سے کام لیا جا رہا ہے کہ زمیندار نے اپنے "افکار و حوادث" کا کالم محض تمسخر اڑانے کے لئے مخصوص کیا تھا کہیں محمدی بیگم کا نکاح ہے کہیں کسی مدعی نبوت کے ذکر میں حضرت مسیح موعود پر حملے دئے ہیں، کہیں ووکنگ مسلم مشن کے ایک دو روز قبل عید منانے کا چرچا ہے، حالانکہ یہ ایسی باتیں نہیں کہ کوئی سنجیدہ دل و دماغ رکھنے والا انسان انہیں محل اعتراض بنائے، محمدی بیگم کے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں، اس پر خامہ فرسائی کرنا اور پیشگوئیوں کی بنا پر کسی کی صداقت کو آزمانا فی قلوبھم زیغ کا ایک کھلا ثبوت ہے، کاش ان لوگوں کے دلوں میں اگر خوف خدا ہوتا، تو وہ مسیح موعود کے کام کو دیکھتے، کہ آیا آپ کا کام اسلام کا موید ہے یا مخالف، اگر موید ہے تو کون معقول پسند انسان ایک نیک کام کرنے والے اور حامی اسلام کی محض اس وجہ سے مخالفت کر سکتا ہے، کہ فلاں پیشگوئی اس کی سمجھ میں نہیں آئی، پیشگوئی متشابہات میں سے ہے، صداقت کو ہمیشہ محکمات کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے نہ کہ متشابہات پر،

ایسا ہی اگر کوئی شخص نبوت کا دعوے کرتا ہے، تو مرزا صاحب اس کے ذمہ وار نہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی تحریرات میں کھلے طور پر مدعی نبوت کو کافر اور کاذب ٹھیرایا، اور دعوے نبوت سے انکار کیا ہے، لیکن جہاں نیکوں اور راستبازوں پر تمسخر و استہزا مقصود ہو، وہاں تحقیق حق سے کیا کام،

ووکنگ میں ہندوستان کی نسبت ایک دو روز پیشتر عید ہونے کو محل اعتراض ٹھیرانا اور بھی اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے، غالباً مولوی ظفر علی خاں خود ہوتے تو وہ ہرگز ایسا اعتراض پسند نہ کرتے، کیونکہ وہ خود دیکھ آئے ہیں کہ انگلستان میں کئی کئی دنوں تک سورج کی شکل نظر نہیں آتی، چہ جائیکہ ہلال عید نظر آئے، اس لئے مجبوراً وہاں جنتریوں پر کام کرنا پڑتا ہے، اور انہی جنتریوں کے مطابق اگر عید دوسرے ممالک سے بعض وقت ایک دو روز پیشتر ہو جاتی ہے، تو روزے بھی اسی نسبت سے ایک دو روز پہلے شروع ہوتے ہیں، ویسے بھی محل وقوع کے لحاظ سے چاند دکھائی دینے میں انگلستان اور ہندوستان میں ایک دو روز کا فرق ہونا چاہیئے۔ لیکن زمیندار کو تو اعتراض کرنا مقصود ہے۔ خواہ وہ کیسا ہی غیر معقول ہو،

اسی قسم کا ایک ریمارک حکومت افغانستان کی روادارانہ حکمت عملی پر کیا ہے، افغانستان کے بعض علاقوں میں جو بغاوت کی آگ پھیلی ہوئی ہے، اس کے اسباب و وجوہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک برقی خبر میں یہ بتایا گیا تھا، کہ امیر امان اللہ خاں پر احمدیت کا الزام دیا جاتا ہے، "زمیندار" اس پر لکھتا ہے، کہ

> وہ سنتے ہیں اس علاقہ خوست میں مرزائیوں کے دو گاؤں بھی ہیں، غالباً یہ فتنہ وہیں سے اٹھا ہوگا، یا سخت گیر ملاؤں کو اعلیحضرت کی ذات گرامی پر اس لئے شبہ ہوا ہوگا کہ انہوں نے مرتدین یعنے مرزائیوں سے مناسب شرعی سلوک نہ کیا، حکومت افغانستان کو اپنی رواداری

کی حکمت عملی پر غور کرنا چاہیئے،

انا للہ و انا الیہ راجعون ۰ یہ ایک مسلمان اخبار کی تحریر ہے جس کی یہ روزمرہ کی تعلیم ہے، کہ ہندوؤں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ کرو، جو اس مذہب کا ماننے والا ہے، جس نے لا اکراہ فی الدین کا زرین اصول قائم کیا، افسوس ہے کہ وہی اخبار خادمان اسلام کو مرتد قرار دیتا اور ان کے ساتھ رواداری کو غیر مشروع ٹھیراتا ہے، ہم معاصر "زمیندار" سے دریافت کرنا چاہتے ہیں، کہ شریعت میں کہاں لکھا ہے، کہ اختلاف مذہب و خیالات پر غیر روادارانہ سلوک ہونا چاہیئے، کونسی وہ شریعت ہے، جس کے اندر مسلمانوں کو کسی فروعی اختلاف کی بنا پر مرتد قرار دیا گیا ہے، اسلام کو ہمیشہ سے یہ فخر رہا ہے، کہ اس نے کسی کے مذہب میں کبھی دست اندازی نہیں کی، عیسائیوں اور یہودیوں کے معبدوں کی حفاظت اور امداد کا طریق اسلام نے جاری کیا، اور آجتک تمام اسلامی حکومتوں کے اندر غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ ضروری سمجھا جاتا ہے، کیا معاصر "زمیندار" نے کبھی اس بات پر اعتراض کیا، کہ کیوں افغانستان میں مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کو آرام کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملتا ہے، کیوں انہیں تہ تیغ نہیں کیا جاتا؟ کیا شریعت اسلامی نے ہندوؤں اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کا حکم دیا ہے، اور مسلمانوں کے ساتھ غیر رواداری کا،

تعجب ہے کہ زمیندار میں ایک طرف ہمارے کام کی تعریف کی جاتی ہے، کہ ارتداد کو روکنے میں ہم نے نمایاں خدمات سرانجام دیں، اور دوسری طرف ہمیں مرتد قرار دیا جاتا ہے، کیا وہ شخص جو خود مرتد ہے، دوسرے کے ارتداد کو روک سکتا ہے؟ ہم اپنے لائق معاصر سے عرض کرنا چاہتے ہیں، کہ ایسی خلاف اسلام تحریرات محض ہوائی باتیں اور منہ کی پھونکیں ہیں، جو احمدیت کے نور کو بجھا نہیں سکتیں، اس قسم کی تحریرات لوگوں کے دلوں سے مرزائیت نوازی کا اتہام دور کرنے کے بجائے "زمیندار" کی اپنی جہالت اور تعصب کا ثبوت دینے والی ہیں،

روڈلف کرافٹ افسر جیل کی دختر نیک اختر کا اسلام

یہ خاتون جن کی عمر ۲۷ سال ہے، کوئی آٹھ ماہ سے ہمارے ہاں تشریف لاتی تھیں، اب کی دفعہ جو تشریف لائیں، تو جھوٹے سے مجمع کے اندر کونٹ زاوی فاطمہ کو بھی پایا، یہ دونوں ایک دوسری کو جانتی تھیں، بڑے تپاک سے ملیں، تھوڑی دیر کے بعد تبادلہ خیالات کرنے لگیں، پھر علیحدہ جا بیٹھیں، مسز فاطمہ کو اللہ تعالے نے لیاقت کے ساتھ تبلیغ اسلام کا جوش بھی عطا کیا ہے، انہوں نے اسلام کے متعلق خوب موثر گفتگو کی، اس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ اس خاتون کو اللہ تعالے نے انشراح صدر عطا فرمایا، اور اس نے درخواست کی کہ مجھے اسلام میں داخل کر لیا جاوے، ان کو اسلام میں داخل کر لیا گیا، اور ہر ایک نے ان کو مبارکباد کہی، اس کے بعد انہوں نے اسلامی نام حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی، ڈاکٹر منصور اور مسٹر عبد الوحید نے مقابلتہً اپنی اپنی فہرست تیار کی، جو اسلامی ناموں پر مشتمل تھی، ایک اور صاحب بھی تھے، جنہوں نے چند اسماء پیش کئے، ان تینوں فہرستوں میں سے زکیہ نام ان کو پسند آیا، جو ان کو دیا گیا، خدا تعالے اس خاتون کو اسلام کے لئے مبارک کرے اور اسلامی برکات سے ان کو متمتع کرے، یہ ایک ایسی خاتون کا اضافہ ہے، جو تبلیغ میں سعی کریں گی، بتوفیقہ تعالے، فالحمد للہ رب العالمین ۰ اللھم زد فزد ۰

خاکسار، صدر الدین ۲۲ اپریل ۱۹۲۴ء

بقیہ صفحہ اول

حالانکہ اللہ احد ہے، اور تمام انبیاء و رسل ایسے ہی انسان تھے۔ جیسے کہ روئے زمین پر آباد ہیں، البتہ نیک بندے تھے، اگر مسیحی اپنے خود ساختہ عقائد پر اڑے بیٹھے تھے، اور ایک بشر کو جو ان کے پیٹ سے نو ماہ بعد پیدا ہوا، اور جو یہودیوں اور رومیوں کا ظلم سہتا ہوا بقول مسیحی علما صلیب پر ایک ملعون کی موت مرا، ابن اللہ سمجھتے ہیں، اور اس کو ایسا ہی ایک "اوتار" سمجھتے ہیں، جیسا کہ مصری اور یونانی اور ہندی "مائی تھولوجی" میں جو "دغا و فریب سے گھڑی ہوئی جھوٹی کہانیاں" ہیں، اوتاروں کو سمجھا گیا ہے، اور جو بت پرستی اور شرک اور کفر کی اصلیت ہے، پادری صاحب نے نہایت دلیری سے اور انہی الفاظ میں جو مسلمان مسیحیت اور نام نہاد اناجیل پر کرتے چلے آئے ہیں، اسلام اور قرآن پر اعتراضات کئے ہیں، اگر مسلمان انجیل کو الہامی کتاب کہتے ہیں، اور نور و ہدایت سے تعبیر کرتے ہیں، تو پادری صاحب قرآن کو الہامی کتاب اور نور و ہدایت کہتے ہیں، اگر مسلمان کہتے ہیں، کہ انجیل کا رفع ہو گیا، تو پادری صاحب کہتے ہیں، کہ قرآن رسول کریم کی وفات کے بعد ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا، اگر مسلمان کہتے ہیں کہ انجیل میں تحریف ہوئی ہے، تو پادری صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن میں بھی ہوئی ہے، اور یہ محفوظ کتاب نہیں، یہ تو مخاطب معترض کا منہ چڑانا ہے، اور معقول جواب نہیں ہے، مسلمانوں نے جو کچھ کہا، اس کا ثبوت بھی دیا، پادری صاحب نے کیا ثبوت دیا ہے، جو کچھ پادری صاحب نے لکھا ہے، اس پر تنقید مناسب مقام پر کی جائے گی، اس مقام پر ہم یہ دریافت کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسلمان تو شروع ہی سے وہی کچھ کہتے ہیں جواب کہتے ہیں، اور اس کی تائید مروجہ اناجیل اور مسیحی عقائد سے ہوتی ہے، لیکن آپ نے یہ پیرایہ سے بدلا ہے؟ اور کس لئے بدلا؟ کیا وہ نامعقول اعتراضات جو اس وقت تک مسیحی پادریوں کی طرف سے ہوتے تھے، محض جہالت کا نتیجہ نہ تھے؟ کیونکہ ان کی تردید آپ نے خاطر خواہ کی ہے، مسلمان تو یہ کہتے تھے، کہ انجیل نور و ہدایت ہے، تورات نور و ہدایت ہے، آپ اس قدر بھی خاموش کیوں رہے، جبکہ مسیحی قرآن کو اور اہل قرآن کو اور اسلام کو اور رسول کریم کو جھوٹا ہی کہتے چلے آئے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پادری صاحب کو ملامت نہ کریں، بلکہ یہ مشورہ دیں کہ تحقیق سے کام لیں، اور قرآن میں تدبر کریں، ممکن ہے کہ آپ سیدھے راستہ پر آئیں، اور اس لئے جو کچھ پادری صاحب نے لکھا ہے، اس پر تنقید کرتے ہوئے ان کے مزید غور کے لئے پیش کریں، (باقی)

خدنگاہ کی کمزوری

مجھے ایک دوست کے خط سے جو انہوں نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا تھا، یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی، کہ وہ لکھتا ہے کہ بانیان انجمن کے بعد انجمن کا کیا حشر ہوگا، اور کام کو سنبھالنے والے کون ہوں گے، سبحان اللہ یہ اس قوم کا حال ہے، جس کی آسمانی کتاب میں لکھا ہے، وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ۰ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کیا کسی ایک لیڈر کی وفات پر قوم اپنے صحیح اصولوں سے پھر جایا کرتی ہے، عیسائی قوم کے مشن ایک ایک صدی سے اوپر بطور انجمنوں کے کام کر رہے ہیں، لیکن مسلمانوں کے ایمانوں کا یہ حال ہے، کہ وہ بغیر کسی خاص شخص کو سامنے رکھے کوئی قومی کام عرصہ تک چلانے کا اپنے آپ کو نااہل سمجھتے ہیں، وہ یا تو بطور پیروں کی گدیوں کے کام چلانا جانتے ہیں، یا بطور شخصی جائیداد کے، اور دیکھتے ہیں کہ کتنی گدیاں اور شخصی جائیدادیں کروڑوں روپیہ کی آمدنی والی نااہل ہاتھوں سے تباہ و برباد ہو جاتی ہیں، یہ تو ہوتا رہتا ہے، کہ ایک پیر یا ایک شخص کے سارے کے سارے لڑکے کسی زمانہ میں نالائق ہوں، لیکن یہ ممکن نہیں کہ ہزاروں اور لاکھوں کی قوم از سرتا پا نالائق ہو، اس میں سے سینکڑوں مرد میدان نکل سکتے ہیں، اور اللہ تعالی کے فضل سے، ہماری قوم میں ایسے ایسے نوجوان موجود ہیں، جو بانیان انجمن کی جگہ ہر وقت لے سکتے ہیں، اور جن پر ہمیں خدا کے فضل سے بھروسہ ہے، کہ وہ ہر طرح اس قومی ذمہ واری کے سنبھالنے کے اہل ہیں، ہمارے سامنے خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند خواجہ نذیر احمد صاحب کی مثال موجود ہے، کہ کسی کے وہم میں بھی نہ تھا، کہ وہ اس ذمہ واری کے کام کو سنبھالنے کے اہل ہیں، لیکن جب ان کے سر پر بوجھ ڈالا گیا تو وہ خدا کے فضل سے اسے اعلے طریق پر نباہ رہے ہیں، اور اگر خواجہ صاحب کسی قدر زیادہ عرصہ ووکنگ سے غیر حاضر رہیں، یا اپنے لئے کوئی اور میدان تجویز

کریں، تو کام خوش اسلوبی سے چلتا رہے گا، خدا کے فضل سے ہمیں علم ہے کہ خواجہ نذیر احمد صاحب جیسے ہم میں بکثرت موجود ہیں اس لئے ہمیں اپنے بعد اس بات کا کوئی غم نہ ہوگا، کہ یہ کام کون سنبھالے گا، اپنی اپنی حد نگاہ ہے، کسی کی کم، کسی کی زیادہ،

(محمد منظور الٰہی)

ڈاک حضرت امیر

اخویم فیض علی خاں صاحب زمیندار آنریری مجسٹریٹ کالی صوبۃ خاں نے جن کے اعزاز کی پہلے خبر دی جاچکی ہے، حضرت امیر کی خدمت میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے والد بزرگوار مرحوم کی جگہ اعزاز مجسٹریٹی درجہ دوم عطا فرمایا ہے، جو آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے، جس کے لئے میں نے عرض کیا تھا، دوم ان کے لڑکے کو کچھ حکیمانہ تکلیف ہے، اس کے لئے دعا کی جائے، سوم بھارت بیمہ کمپنی میں زندگی کا بیمہ کرا دینا جائز ہے یا نہیں، چہارم زمیندارہ یا سنٹرل وغیرہ دیگر بنکوں میں امانتاً روپیہ جمع کرانا اور ان کا منافعہ لینا جائز ہے یا نہیں،

ان سب امور کے جواب میں حضرت امیر نے یہ جواب تحریر فرمایا۔

نقل خط حضرت امیر

اخویم مکرم چودھری صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط ملا، اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو جو آپ کو ملا ہے، آپ کے لئے مبارک کرے، اور آپ کو انصاف پر قائم رکھکر آپ کے وجود کو مخلوق خدا کی بہتری کا موجب بنائے، فی الحقیقت اس اعزاز میں ایک سخت ذمہ واری بھی آپ پر ہے، اور حقیقتاً اس اعزاز کی قدر اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اسی وقت ہوگی، جب آپ اس ذمہ واری کو پورا کریں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق دے، یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ آپ کے بچے کو تکلیف ہے، اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے اسے نجات دے دعا بھی کی ہے، پھر بھی یاد دلائیں،

زندگی کا بیمہ جائز نہیں، یہ ایک قسم کی قمار بازی ہے، ویسے انسان اپنے لئے یا اپنے ورثاء کے لئے پس انداز کرتا رہے یہ منع نہیں، جب جائز صورتیں موجود ہیں، تو ایک ایسی صورت کے اختیار کرنے کا کیا فائدہ جو اللہ تعالیٰ کے صریح حرام سے ملتی جلتی ہے، بنک میں یا زمیندارہ بنک میں اس نیت سے روپیہ رکھنا جائز ہے، کہ جو منافع یا زائد رقم ملے، جسے سود کہا جاتا ہے، اُسے اپنے مصرف میں نہیں لایا جائے گا، بلکہ اشاعت اسلام پر صرف کر دیا جائے گا، اور پھر جب ایسا روپیہ ملے تو اسے اشاعت اسلام پر صرف کر دیا جائے،

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضاؤں کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے، دنیا کی کشش زبردست چیز ہے، مگر اس کے منافعہ چند روزہ ہیں، عاقبت کا فکر مقدم ہونا چاہیئے، اپنی خیریت سے کبھی کبھی اطلاع دیتے رہا کریں، تاکہ وہ تعلق اخوت جو آپ نے قائم کیا ہے اور زیادہ مضبوط ہو،

(محمد علی)

وصیت

میں مرزا رحمت بیگ ولد مرزا الٰہی بخش قوم مغل ساکن جلالپور جٹاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے پر میری جس قدر جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو، اس کے چہارم کی مالک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہوگی،

(۲) انجمن مذکور میری وصیت کردہ جائیداد کو یا اس کی قیمت کو یکمشت خرچ نہ کر سکے گی، بلکہ میری وصیت کردہ جائیداد یا اس کی قیمت کو بطور راس المال رکھے گی اس کا منافع خرچ کیا جائے گا،

(۳) میری متروکہ جائیداد کی آمد صرف اشاعت اسلام پر خرچ ہوگی البتہ یہ انجمن کا اختیار ہوگا، کہ وہ اغراض اشاعت اسلام کے لئے کس طرح خرچ کرے،

(۴) میری وصیت کردہ جائیداد کی بجائے اگر میرے دوسرے ورثاء انجمن مذکور کو قیمت دینا چاہیں، تو انجمن کا حق نہ ہوگا، کہ وہ متروکہ وصیت کردہ جائیداد پر قبضہ کرے، ایسا ہی ادائیگی قیمت جائیداد وصیت کردہ میں انجمن کو چاہیئے، کہ میرے ورثاء کو سہولت دے، اور بالاقساط وصول کرے، اقساط کا مقرر کرنا یا اس کی عدم ادائیگی میں کوئی شرط لگانا انجمن کا کام ہوگا،

(۵) اگر میں اپنی زندگی میں انجمن کو جائیداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ دے دوں، یا کوئی جائیداد حوالہ کر دوں، تو اسی قدر حصہ اس وصیت کردہ جائیداد سے منہا ہوگا،

(۶) میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے، لیکن اس جائیداد کے علاوہ جو جائیداد میں بعد میں پیدا کروں، یا میری وفات پر جو اور جائیداد میری ثابت ہو، اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی،

ایک مکان واقعہ جلالپور جٹاں ضلع گجرات متصل مسجد گھمار ان قیمتی تخمیناً ۴ ہزار روپیہ، ایک مکان واقعہ بخت گنج مردان ضلع پشاور قیمتی تخمیناً چھ ہزار روپیہ،

(۷) میرا خاندان اہل علم شریعت کے تابع اہل شہر او غیرہ کا اراضی زرعی ہے، اس لئے میری متروکہ جائیداد میرے ورثاء پر بموجب شریعت محمدی تقسیم ہو، اور انجمن اشاعت اسلام کو اس پر عملدرآمد کرانے کا ذمہ وار کرتا ہوں،

الراقم، مرزا رحمت بیگ ولد مرزا الٰہی بخش قوم مغل ساکن جلالپور جٹاں ضلع گجرات۔ حال ملازم محکمہ نہر مالاکنڈ۔ ۱۰ اپریل ۱۹۲۴ء

ہمارے روبرو مرزا رحمت بیگ موصی نے مضمون وصیت مندرجہ پشت ہذا کو صحیح تسلیم کیا،

(۱) شیخ فرمان علی صاحب ساکن سیالکوٹ حال ڈپٹی کمشنر ہما و زہر مردان (دستخط انگریزی)

(۲) خان صاحب محمد ظریف خاں ساکن پشاور، شہر محلہ باجوڑیاں، دروازہ سرکی۔ حال تحصیلدار سوات مالاکنڈ، (دستخط انگریزی)

(۳) خان صاحب ارباب خانان خاں ساکن تہکال، پشاور حال تحصیلدار سمرانی مالاکنڈ، (دستخط انگریزی)

(۴) ڈاکٹر سید رستم علی صاحب ساکن لدھیانہ، محلہ نوجیاں، حال سب اسسٹنٹ سرجن نارتھ مالاکنڈ، (دستخط اردو)

(۵) ملک بشیر احمد صاحب خلف الرشید ملک رکن الدین صاحب کوچہ ککے زئیاں لاہور، حال اکونٹنٹ نہر مالاکنڈ (دستخط انگریزی)

(۶) بابو خواص خاں صاحب ساکن غلہ ڈھیر دورن، حال کلرک دفتر نہر مالاکنڈ، (دستخط انگریزی)

(۷) سید فقیر بادشاہ صاحب ساکن بختا متصل تھانہ مہابت، حال صوبیدار میجر مالاکنڈ، (دستخط اردو)

تحصیل اترولی ضلع علیگڈھ کی راجپوت برادری کا قطعی فیصلہ

آج مورخہ ۹ مئی ۱۹۲۴ء کو موضع پرسارہ ضلع علیگڈھ میں جملہ مسلمان راجپوت برادری کی پنچایت ہوئی، جس میں مندرجہ ذیل شرائط طے ہو کر قطعی فیصلہ کیا گیا،

(۱) ہم تمام راجپوت مسلمان ہیں، اور تادم زیست مسلمان ہی رہیں گے،

(۲) ہماری برادری کے جو راجپوت ٹھاکا شدھ ہو گئے ہیں، ہمارا آج سے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اگر ہم میں سے کوئی شخص بعد اس فیصلے کے ان مرتدشدہ رشتہ داروں کے ہاں جائے گا اُس پر یہ پنچایت مبلغ ۲۵ روپیہ جرمانہ کرے گی، جو اسے بہرحال ادا کرنے ہوں گے،

(۳) اگر ہم میں سے کوئی شخص رنڈی، بھڑوے کے ساتھ کھانا پان اور حقہ نوشی کرے، یا ان کے ہاں جائے، نیز سقہ، نقیر یا قصاب جو بے نماز اور غلیظ رہتے ہیں، اور برتن تک صاف نہیں کرتے ان کے ساتھ بھی اگر کوئی ہم میں سے کھانا پان کرے، یا حقہ نوشی کرے گا، تو پنچایت ہذا اس پر مبلغ ۵ روپے جرمانہ کرے گی جو بہرصورت اُسے ادا کرنے ہوں گے،

(۴) جن کی بہو بیٹیاں اس مرتدشدہ علاقے میں ہیں، ان کو اجازت صرف اتنی دی جاتی ہے کہ وہ ایک دفعہ جا کر ان کو بیاہ لے آویں، بعدہ صاف قطع تعلق کریں، کیونکہ مرتد ہو جانے کی صورت میں اب ہمارا ان سے کوئی واسطہ نہیں رہا ہے،

(۵) اگر مرتدشدہ علاقے میں سے کوئی اشدھی شدہ ہمارے ہاں آوے گا، اور ہم میں سے کوئی شخص اس کی تواضع کرے۔ اور عزت کرے، اور کھانا پان اس کے ساتھ کرے گا، تو یہ پنچایت اس اپنے یہاں کے آدمی پر مبلغ ۲۵ جرمانہ کرے گی جو اُسے بہرصورت ادا کرنے ہوں گے،

لہذا یہ فیصلہ بطور اقرار نامے کے لکھکر اپنے دستخطوں اور اور نشان انگوٹھوں سے پورا کیا گیا ہے، تاکہ سند رہے،

مردان خاں زمیندار پرسارہ۔ بھوپ سنگھ۔ منصور خاں، بھورے خاں، بابر علی خاں، بدھے خاں، شتاب خاں، محمد عبداللہ خاں، نصری خاں، شہزادو خاں، اسو خاں ولد سردار خاں، صنو خاں، پھول خاں، عبدالغفور خاں ولد جہانگیر خاں، رحمت علی خاں، ناظر خاں، منظر علی خاں عرف برکھو، ملکھان خاں۔ قاسم علی خاں عرف قسو، امام علی خاں ساکنان پرسارہ ونگلہ کھرنی، اکری وغیرہ

یہ صرف سرپنچوں اور ان کے معاونین کے نام ہیں۔ باقی کل دستخط اور انگوٹھے میرے رجسٹر پر لگائے گئے ہیں۔

محمد فیروزالدین۔ از پرسارہ،

رسیدات زر

(۱) فہرست چندہ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخان

(۱) شیخ ریاض الدین احمد صاحب چندہ ماہوار عہ .... عہ
(۲) میاں موسے خاں صاحب " " ۸ر ۸ر
(۳) شیخ عطا الٰہی صاحب سب جج۔ عطیہ مطابق اپیل ۲۵ روپیہ
(۴) اہلیہ صاحبہ حافظ محمد عیسےٰ صاحب صدقہ کھال ۸ر
(۵) حنفیہ بیگم دختر " " " " برائے لنگر خانہ
(۶) شیخ عبدالعلی صاحب سب جج چندہ ماہوار صدقہ عید الفطر و عید فنڈ کل ۱۲ر
(۷) ملک عبدالعزیز صاحب کوریا چندہ ماہوار ۴ر " " ۴ر
(۸) مولوی عزیز بخش صاحب " " " " " ۱ر
(۹) منشی مقبول محمد صاحب " " ۴ر ۴ر

میزان ۶۲

(۲)

(۱) شیخ عبدالعلی صاحب سب جج کوئٹہ چندہ ماہوار کل ۲۳ر
(۲) میاں موسے خاں صاحب چندہ ماہوار عہ " عہ
(۳) " عطا محمد صاحب " " صہ " صہ
(۴) مولوی عزیز بخش صاحب بی اے " " " ۱۴ر
(۵) منشی مقبول محمد صاحب " " عہ " عہ

میزان

فہرست چندہ جماعت احمدیہ۔ وزیرآباد

(معرفت شیخ محمد جان صاحب)

میاں محمد حسین صاحب چندہ ماہوار صدقہ فطر ۸ر قیمت اخبار پیغام صلح عہ برائے اشاعت اسلام کل

شیخ محمد جان صاحب معہ اہل خانہ عید فنڈ صدقہ عہ " عہ
حافظ غلام رسول صاحب معہ اہل خانہ عید فنڈ صدقہ فطر " " ۱ر
شیخ نیاز احمد صاحب عید فنڈ عہ .... " عہ
" عبدالرحمان صاحب ولد شیخ صاحب عید فنڈ عہ .... " عہ
" مولا بخش صاحب " " عہ .... " عہ
چودھری غلام حیدر صاحب " عہ .... " عہ
میاں بشیر احمد صاحب صدقہ فطر ۹ر .... " ۹ر
سیٹھ عبدالکریم صاحب عید فنڈ عہ .... " عہ
حافظ محمد شفیع صاحب صدقہ فطر ۴ر .... " ۴ر
مستری کرامت اللہ صاحب عید فنڈ عہ .... " عہ
" عبدالکریم صاحب " " عہ .... " عہ
شیخ عبدالرحمن صاحب بوٹ مرچنٹ معہ اہل خانہ عید فنڈ عہ صدقہ فطر عہ " عہ
مستری عبدالعزیز صاحب پشاوری عید فنڈ عہ صدقہ فطر عہ " کل
برکت علی صاحب زرگر " " ۸ر .... " ۸ر
شیخ محمد عبداللہ ولد شیخ عبدالرحمن صاحب عید فنڈ ۴ر .... " ۴ر

میزان

تازہ خبریں

راجہ غضنفر علی خانصاحب کی کامیابی

شمالی پنجاب کے اضلاع جہلم راولپنڈی اور گجرات کے مسلمانوں کی طرف سے گزشتہ انتخابات میں چودھری بہاول بخش صاحب مجلس وضع قوانین ہند کے رکن منتخب ہو گئے تھے لیکن راجہ غضنفر علی خاں صاحب بی۔ اے رئیس اعظم پنڈ دادن خاں نے ان کے انتخاب کے خلاف درخواستہائے انتخاب کے کمیشن میں درخواست دی۔ کنور دلیپ سنگھ صاحب بار ایٹ لا راجہ صاحب کی طرف سے پیرو کار تھے آپ نے نہایت قابلیت سے مقدمے کی پیروی کی نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ صاحب کامیاب ہو گئے کمشنروں نے آپ کو منتخب قرار دیا۔ راجہ صاحب تعلیم یافتہ روشن خیال اور مسلمانوں کی ضروریات سے باخبر آدمی ہیں اور چودھری بہاول بخش صاحب کے مقابلے میں یقیناً ہر حیثیت سے زیادہ مفید ہونگے

ریلوے میں ایک ہولناک واقعہ

قریباً ایک سال کی مدت گزری ہے۔ کہ ڈھیرہ تھانہ (واقع ضلع راولپنڈی) کے اسٹیشن ماسٹر صاحب بے درد انسانوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے تھے اس کے بعد اس قسم کا دوسرا واقعہ دسنگھ والا ضلع بھٹنڈا میں ہؤا یعنی سدا سنگھ والا کے اسٹیشن ماسٹر کو ڈاکوؤں نے قتل کر ڈالا اب اس قسم کا تیسرا واقعہ ریلوے سٹیشن ضلع لاہور میں ہؤا ہے۔

واقعہ یہ ہؤا کہ ۱۴ اور ۱۵ کی درمیانی شب میں دو بجے کے قریب چند ڈاکو جو کلہاڑیوں اور چھویوں سے مسلح تھے بابو محمد حسین صاحب سٹیشن ماسٹر کسان ریلوے اسٹیشن پر حملہ آور ہوئے۔ اور انہیں ایسی بڑی طرح مجروح کیا کہ وہ وہیں ہلاک ہو گئے۔ آج ان کی لاش ان کے وطن مالوت بٹالہ روانہ کر دی گئی۔ بابو محمد حسین صاحب نہایت شریف اور خوش خلق تھے ان کے والد محترم جناب عمر حیات صاحب اسٹیشن ماسٹر گوجرانوالہ ریلوے کے ایک پرانے ملازم ہیں۔ اس واقع پر تمام ملازمین کو عمر حیات صاحب کے ساتھ گہری ہمدردی ہے۔ اس قسم کے واقعات کو روکنے کی فوری اور زبردست کوشش کرنی چاہئے۔ اور مقتول کے پسماندگان کو گریجوئٹی بونس پراویڈنٹ فنڈ بچوں کی تعلیمی پنشن اور معقول معاوضہ دینا چاہئے۔

ریلوے کے حکام نے ایک انگریز لیڈی کے قتل پر جو چند روز ہوئے ضلع راولپنڈی کا تہ یکشا ٹرین پر ہؤا تھا۔ اس قسم کے واقعات کو روکنے کے لئے آئندہ کے واسطے ہر ٹرین کے ساتھ ایک زائد گارڈ مقرر کر دیا ہے۔ کیا ریلوے کے حکام کو ایسے چھوٹے چھوٹے اور غیر محفوظ اسٹیشنوں کے ملازمین کی حفاظت جان و مال کا پورا انتظام نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں امید ہے کہ حکام بالا اس پر فوری توجہ کر کے ریلوے ملازمین کی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر دینگے۔ اور ان کے دلوں سے اضطراب اور بے چینی رفع فرما دیں گے۔

مدراس کونسل کا آئندہ اجلاس

مدراس ۱۴ مئی مجلس وضع قوانین کا آئندہ اجلاس ۱۸ اگست سے شروع ہو گا۔

ٹراونکور میں ایک کشتی الٹ گئی

مدراس ۱۵ مئی تری ناپلی ٹراونکور سے ایک کشتی کی تباہی کی خبر موصول ہوئی ہے۔ مسٹر ہیتھیو دار کی کشتی مارننگ سٹار" گزشتہ سہ شنبہ کو کوچین سے تری ناپلی روانہ ہوئی۔ کنتھیل پہنچنے پر جو تری ناپلی سے پانچ میل پر ہے۔ ایک سخت جھٹکا آیا اور کشتی الٹ گئی ایک اور کشتی تری ناپلی جا رہی تھی اس نے اکثر مسافروں کو بچا لیا۔

حضور نظام کی حریت نوازی

انڈین ڈیلی میل کا نامہ نگار خصوصی سکندر آباد سے جریدہ مذکور کو اپنے پیام مورخہ ۱۰ مئی میں اطلاع دیتا ہے۔ کہ ہندوستان اور بمبئی کے دو اور مرہٹی اخبارات کے خلاف جو احکامات امتناعی جاری ہوئے تھے وہ واپس لے لئے گئے۔

رنگون میں قلیوں کی ہڑتال

رنگون ۱۴ مئی جہاز کے قلیوں کی ہڑتال کے متعلق ایک مجلس مقرر کی گئی ہے جو کہ امور ذیل پر بحث کرے گی۔

ہندوستان برما اور دیگر مقامات کے مزدوروں کو جمع کرنا اور جہاز کے کام کو باری سے یا کسی اور طریق سے جو زیادہ جلدی ہو سکے چلانا اور کام کرنے والے مزدوروں کے لئے پولیس کی حفاظت مہیا کرنا۔

مجلس مذکور حسب ذیل حضرات پر مشتمل ہے۔ مسٹر جے۔ اے۔ بیری۔ سی آئی ای چیئرمین رنگون پورٹ کمشنرز۔ مسٹر اے۔ جے۔ ایڈورڈز۔ سی۔ ایس آئی۔ ایم۔ ایل سی نمائندہ برما ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ مسٹر جے۔ ڈبلیو جارڈس مسرز سٹیل برادرز اینڈ کمپنی لمیٹڈ اور مسٹر جی آر کیمبل لوکل مینیجر بی۔ آئی۔ ایس۔ این کمپنی۔ اس امر کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ محنت کو ایسے طریق پر منظم کیا جائے کہ مزدوروں کو بھی شکایت کا موقع نہ ملے اور کام بھی نکلتا جائے۔

سرکاری تحقیقات میں مداخلت

حیدر آباد (سندھ) ۱۳ مئی ۱۰ یارو ضلع لاڑکانہ سے ایک انسپکٹر سب انسپکٹر اور کانسٹیبل کے قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ رائے صاحب۔ کرچند انسپکٹر فتح علی سب انسپکٹر اور رضا علی کانسٹیبل موقع میں ٹھہرے ہوئے تھے وہ دین دیال باشندہ صوبہ متحدہ کے خلاف سرکاری طور پر تحقیقات کر رہے تھے۔ یہ شخص سندھ کی پولیس میں ہیڈ کانسٹیبل تھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دین دیال نے افسروں پر ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ دین دیال کے پاس رائفل تھی اس سے اس نے نو گولیاں چلائیں۔ رضا علی کانسٹیبل اور سب انسپکٹر فتح علی فوراً مر گئے۔ انسپکٹر کرچند کل فوت ہوئے ہیں۔

لائسنس کے بغیر اسلحہ رکھنے کا الزام

کلکتہ ۱۶ مئی مسمی جگن ناتھ سنگھ اور درشن سنگھ بغیر لائسنس اسلحہ رکھنے کے جرم میں گرفتار کئے گئے، دکان واقعہ بیل گھاٹ روڈ میں سے ایک پستول اور کارتوس برآمد ہوئے، مقدمہ ملتوی کر دیا گیا۔ اور ملزموں کو ہزار روپے کی ضمانت پر رہا رہا کر دیا گیا،

مسلح ڈاکوؤں کا حملہ

کلکتہ ۱۹ مئی مسٹر اے کے چٹرجی گھر واپس آرہے تھے۔ کہ بازار میں چار آدمیوں نے ان پر حملہ کیا دوران کشمکش میں چٹرجی کی شیشی میں سے گندھک کا تیزاب جس سے حملہ آور زخمی ہو گئے اور بھاگ نکلے صرف ایک شخص میاں عبدالرحیم پکڑا گیا۔ جس کے پاس سے ایک خنجر برآمد ہؤا۔ مجرم کو ڈہائی سال قید بامشقت کی سزا دی۔

تیرہ واگنوں کی چوری

الہ آباد ۱۵ مئی پنڈت منظر داس جوائنٹ ریلوے مجسٹریٹ مراد آباد وراج نرائن دار ڈکیپر محکمہ خالصہ ای۔ آئی۔ آر۔ ریلوے۔ احمد جان ٹرین کلرک مراد آباد اور جودھ پرشاد سوداگر آہن کا پنور کا مقدمہ پھر پیش ہؤا۔ اور مزید شہادت گذری۔

اول ملزم کے خلاف یہ شکایت ہے۔ کہ اس نے لوہے کے سامان سے لدی ہوئی ۱۳ واگنیں غائب کر دیں۔ دوسرے شخص پر الزام کہ وہ اعانت مجرمانہ کا مرتکب ہؤا۔ ملزموں پر فرد جرم لگا دی گئی ہے۔

گواہ استغاثہ سے جرح کی گئی چنگامل دلال نے بیان کیا میں سال سے لوہے کی دلالی میں کام کرتا ہوں۔ میں تیرہ واگنوں کے لئے اب تک جودھ پرشاد کو ۲۲۴۷۱ روپیہ ادا کر چکا ہوں میری دلالی ۴۰ روپیہ تھی۔ میں نے جودھ پرشاد سے تمام رقم کی رسید لے لی ہے۔

ترکی میں شدید زلزلہ

قسطنطنیہ ۱۴ مئی ارض روم کے خطے میں شدید زلزلہ آیا ہے۔ بہت سے گاؤں تباہ ہو گئے ہیں۔ ۵۰ نفوس مقتول ہوئے مویشی کو بھی نقصان پہنچا

خالصہ کالج امرتسر

امرتسر ۱۴ مئی خالصہ کالج کی حالت بدستور خراب ہے۔ گذشتہ شام کو کالج کے طلبا نے فیصلہ کیا کہ پروفیسر چٹرجی کو جلوس کی صورت میں شہر کی سڑکوں پر لے جائیں۔ لیکن شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے بروقت مداخلت کی اور یہ کارروائی ملتوی ہو گئی۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ شرومنی کمیٹی کے بعض اکالی رہنماؤں نے صورت حالات کی نزاکت کا احساس کر لیا ہے۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ اگر موزوں تصفیہ ہو سکے تو اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیں بعض رہنماؤں نے اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے ماتحت مجلس مرتب کی ہے۔ جو مجلس منتظمہ کے ساتھ گفت و شنید کرے گی۔ سردار امر سنگھ جبل بھی یہاں پہنچ گئے اور صورت حالات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

مسجد پیرس کے متعلق خط

برادر عزیز احمد صاحب پیرس سے ۱۱ اپریل کو جناب مولوی صدر الدین صاحب کی خدمت میں مسجد پیرس کا حسب ذیل حال لکھتے ہیں :

مسجد کی جائے وقوع دیکھ کر مجھے سخت رنج ہوا، یہ بالکل الگ تھلگ یا دوسرے معنوں میں پیرس کے ایک پوشیدہ کونہ میں ہے گو آبادی سے قریباً پونہ گھنٹہ کے فاصلہ پر ہے تاہم ایک پوشیدگی کی حالت ہے، اس کے عین مقابل سرکاری باغات ہیں، اس کی عمارت بڑی بھاری ہے، اور عمدہ نمونہ کی بن رہی ہے ابھی تک نامکمل حالت میں ہے، اس لئے اس کے متعلق مزید حالات نہیں دیئے جا سکتے، کام عمارت کا جاری ہے، اور اس کی تکمیل کے لئے غالباً کئی سال خرچ ہوں گے، میں نے اس کی تصویر یا خاکہ لینے کی کوشش کی مگر نہ مل سکا،

اعتذار

ایڈیٹر پیغام صلح کو بعض خانگی حوادث پیش آجانے کی وجہ سے "پیغام صلح" کا یہ پرچہ چار صفحات پر شائع ہوتا ہے، امید ہے کہ قارئین کرام اسے خاص معذوری پر محمول کریں گے،

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو بیک وقت شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳۸

مسیح موعود نمبر

جلد ۱۲

نمبر ۵۶، ۵۷

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار و بدھ مورخہ ۲۰، ۲۳ شوال المکرم سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲۵، ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

کلام الامام امام الکلام

انتخاب از کلام مسیح موعود

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند ۔ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

مے درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب ۔ کور چشم آنانکہ در انکارہا افتادہ اند

بشنوید اے طالباں کز غیب بکنند ایں ندا ۔ مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

صادقم و ز طرف مولا با نشانہا آمدم ۔ صد در علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں ۔ ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبانِ حق ۔ نمیگردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

دل و جانم چناں مستغرق اند در فکر اوشان است ۔ کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم

بدیں شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم ۔ ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است ۔ ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا ۔ کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم

غم خلق خدا صرف از زبان خوردن چہ کار است این ۔ گرش جان ہم بپاش ریزم ہنوزش عذر میخواہم

چو شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم

خدا بروئے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

اے خدائے کارساز و عیب پوش و کردگار ۔ اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس ۔ وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

چرخ تک پہنچے ہیں میرے نعرہ ہائے روز و شب ۔ پر نہیں پہنچی دلوں تک جاہلوں کے یہ پکار

قبضۂ تقدیر میں دل ہیں اگر چاہے خدا ۔ پھیر دے میری طرف آ جائیں پھر بے اختیار

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے ۔ اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار

اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرہ مرا ۔ پھیر دے میری طرف اے ساربان جگ کی مہار

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے ۔ خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

نفس کے ہاتھوں سے اب اے میرے قدوس کر میری مدد ۔ کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار

میرے سقم و عیب سے اب کیجئے قطع نظر ۔ تا نہ خوش ہو دشمنِ دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں ۔ میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دینِ مصطفےٰ ۔ مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

کیا سلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مراد ۔ یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا

اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، مورخہ ۲۰-۲۳ شوال المکرم ۱۳۴۲ ہجری، نمبر ۵۷-۵۸

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت

ایک قطعی شہادت

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں عوام الناس کو یہ کہہ کر دھوکا دیا جاتا ہے، کہ یہ ایک اسی قسم کا گمراہ فرقہ ہے، جیسے پہلے بھی اسلام کے اندر فرقے ہوتے رہے ہیں، اور اسی طرح پر چند روز زندہ رہ کر یہ تباہ ہو جائے گا، کوئی اسے بابیوں اور بہائیوں سے مشابہت دیتا ہے، جو دین اسلام کو منسوخ قرار دے کر ایک نیا دین مروج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اگر ذرا سے تامل سے بھی کام لیا جاتا، تو ان خیالات کی غلطی خود معلوم ہو جاتی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جب یہودیوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ اس کی تعلیم اور معجزات وغیرہ شیطانی ہیں تو آپ نے کیا اچھا جواب دیا، کہ کیا شیطان اپنی ہی بیخکنی پر آمادہ ہو گیا ہے، یعنی میری تعلیم تو نیکی کے دنیا میں پھیلانے کے لئے ہے، اور شیطان یہ نہیں چاہتا، کہ نیکی دنیا میں پھیلے، تو ایسی تعلیم جس کی غرض بدی کی بیخکنی اور نیکی کا پھیلانا ہے، شیطان کی طرف کیونکر منسوب کی جا سکتی ہے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کو جو لوگ بغور پڑھتے ہیں، خواہ کتنے بھی عداوت کے خیالات دل میں رکھتے ہوں، مگر یہ بات ان پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی، کہ قرآن کریم کا ایک ایک فقرہ اور ایک ایک لفظ خدا تعالیٰ کی ہستی اس کی قدرت، اس کی عظمت کا نقش دل پر بٹھاتا ہے، ایک مفتری ایک جھوٹا نبی ایسی تعلیم کیونکر دے سکتا ہے، ہاں یہ سچ ہے کہ مخالفت اندھی ہوتی ہے، اور بسا اوقات آنکھیں بند کر کے ایک خیال دل میں بٹھا لیا جاتا ہے، اور اس کے خلاف کتنی بھی زبردست روشنی ہو، سورج بھی نکل آئے، پھر بھی انسان آنکھیں بند کر رکھتا ہے،

حضرت مرزا صاحب پر جو چاہو فتوے لگاؤ، ایک [illegible] کے لئے ان کے کام کو دیکھ لو، کیا یہ سچ ہے یا نہیں، کہ آپ کے دل میں دعوے مسیحیت سے پیشتر بلکہ دعوے مجددیت سے بھی پیشتر اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک زبردست تڑپ تھی، عیسائیوں، برہموؤں، آریوں سے آپ اسلام کی طرف سے ہو کر مقابلہ کرتے تھے، اور اسلام کی حمایت میں ایک زبردست پہلوان بن کر کھڑے ہو رہے تھے اور دعوے کے بعد بھی آپ نے اپنی زندگی کا وہی ایک ہی مقصد قرار دیا، یعنی اسلام [illegible] دنیا میں پھیلانا دعوے کے بعد بھی عیسائیت کی تردید میں [illegible] زبردست کتابیں لکھیں، اسا [illegible] کئے، اور [illegible] پر اسلام کی فوقیت ثابت کرنے میں لگے رہے [illegible] ایک جماعت [illegible] اور اس [illegible] کہ وہ اعلائے [illegible] اشاعت اسلام [illegible] اپنی زندگیوں کا واحد مقصد [illegible] دیں، کیا [illegible] نتیجہ نہیں، کہ احمدی ہر جگہ باوجود اس کے کہ ان [illegible] قائم نہ تھے، جہاں

وہ اسلام اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ کی تعلیم حاصل کرتے تمام مذاہب کے خلاف اسلام کی حقانیت کے مدعی بن کر کھڑے ہوئے، اور نہ صرف ایک زبردست ولولہ اشاعت اسلام کا . . . . ان کے دلوں میں پیدا ہوا، بلکہ وہ فی الواقع ہر ایک معترض کو جواب دینے میں بھی کامیاب ہوئے، اور ان کے مناظر ہر میدان میں عیسائیت اور آ[ریہ] سماج جیسے مخالفین کے مقابل پر جن کی پشت پر بڑی دولت اور طاقت تھی، ڈٹ کر کھڑے ہو گئے، پھر اس کو بھی کافی نہیں سمجھا، بلکہ وہ پیغام اسلام کو دنیا میں لے کر نکل گئے، اور ایک نہایت ہی قلیل جماعت ہونے کے باوجود اسلام کے پاک پیغام کو یورپ اور امریکہ میں پہنچا دیا، اور وہاں بڑے بڑے عظیم الشان انسانوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا، کیا ایک جھوٹا مفتری [illegible] جیسا کہ علماء کا خیال ہے، یہ روح پیدا کر سکتا تھا، سوچو اور غور کرو اور جب تک اس بات کا جواب تم کو نہ ملے، فتوے لگانے میں جرأت نہ کرو،

ہمیں گمراہ فرقوں سے مشابہت دی جاتی ہے، بابیوں اور بہائیوں کی طرح خیال کیا جاتا ہے، لیکن پہلی تاریخ بھی ہمارے مسلمان بھائیوں کے سامنے ہے، اور آج بابیوں اور بہائیوں کی تاریخ بھی ہمارے مشاہدہ میں ہے، کیا کوئی گمراہ فرقہ پہلے بھی ایسا نظر آتا ہے، جس نے خدمت و اشاعت اسلام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہو، جو اسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے میں مصروف ہو گیا ہو، جس نے قرآن کریم کے دنیا میں پھیلانے پر اپنا سارا زور صرف کیا ہو، اگر کسی کے سینہ میں دل ہے تو وہ اس حقیقت پر غور کرے، اور اللہ سے ڈر کر اس بارے میں فتوے دے [illegible] اگر ایک بھی گمراہ فرقہ ایسا بتایا جا سکے، جس نے اشاعت اسلام کو نہ صرف اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہو بلکہ اسی پر اپنا سارا [زور] لگایا ہو، اس کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کی ہوں، اور پھر اس کام کے کرنے میں آخر اس طرح پر کامیابی کا منہ بھی دیکھا ہو، جس طرح احمدیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے معاملہ ہوا، تو ہمارے مسلمان بھائیوں کا اختیار ہے، کہ وہ بغیر سوچے سمجھے کہ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم و دعاوی پر غور کریں، ہمیں اور ہمارے پیشوا کو گمراہ قرار دیں، لیکن اگر ایک بھی ایسے گمراہ فرقہ کی نظیر نہ پیش کی جا سکے، جو ان تینوں باتوں میں سے ایک کا بھی مصداق ہو، تو پھر خدا ترسی یہی ہے، کہ مخالفت کو چھوڑ کر خدمت اسلام کے کام میں دوسرے لوگ بھی ہمارے معاون ہوں، کیا آج بابیوں اور بہائیوں کو نہیں دیکھتے کہ کس قدر دکھ اور تکلیفیں انہوں نے اٹھائیں، مگر کیا کے لئے؟ کیا اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے وہ باہر نکلے؟ کیا خدمت [اسلام] کے لئے وہ کمربستہ ہوئے؟ کیا [انہوں] نے اسلام [illegible] انہوں نے دنیا میں پہنچایا؟ بابی فرقہ کی ابتدا کو آج ۸۴ سال گذر گئے، اور احمدی سلسلہ کے قیام پر ابھی اس سے نصف وقت بھی نہیں گذرا، مگر کیا ان دونوں میں بعد المشرقین نظر نہیں آتا؟ کیا یہ سچ نہیں، کہ بابی اور بہائی صرف بہائیت کی اشاعت پر سارا زور لگا رہے ہیں، اور اسلام کی اشاعت کے خلاف کوشاں ہیں؟ اور کیا یہ سچ نہیں [کہ احمدی اپنی] ساری قوت دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ پر صرف کر رہے ہیں، ہاں یہی وہ کام تھا جو حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے سے پیشتر کرتے تھے، یہی وہ کام تھا جو آپ دعوے کے بعد کرتے رہے، یہی وہ کام ہے جس پر آپ نے اپنی جماعت کو لگایا، اور یہی وہ کام ہے جس پر آپ کی جماعت آج تک قائم ہے، کیا اس فرق بیّن کے ہوتے ہوئے جو آفتاب کی طرح حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر گواہ ہے، ہمارے مسلمان بھائی سلسلہ کی مخالفت کو ہی اپنا نصب العین بنائے رکھیں گے، اور گمراہ کن علماء کے پنجے سے نکلنے کی کوشش نہ کریں گے؟

بہت لوگ معترض ہیں اور ایسا اعتراض کرنے میں حق بجانب ہیں، کہ سلسلہ احمدیہ کی دو جماعتوں میں سے ایک جماعت ایسی بھی ہے، جو حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے، اور مسلمانان عالم کو دائرہ اسلام سے خارج بتاتی ہے، میں نے خود ان ہر دو مسائل میں اس غلطی کو اس قدر کھولا ہے، کہ اور کسی نے اس کے استیصال پر اس قدر زور نہیں لگایا، لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ گو اعتقاداً یہ لوگ ایک غلطی میں مبتلا ہو گئے، اور حضرت مرزا صاحب کے منصب کے بارے میں مجاز کو حقیقت پر محمول کر کے اسی طرح غلو میں مبتلا ہو گئے، جس طرح اس سے پہلے مسیح اسرائیلی کے معتقدین کی حالت ہوئی، اور یہ مماثلت تھی، جس کا پورا ہونا ضروری تھا، مگر باوجود اس اعتقادی غلطی کے اگر عملی رنگ میں دیکھا جائے، تو یہ جماعت بھی خدمت و اشاعت اسلام کو ہی اپنی زندگی کا مقصد قرار دیئے ہوئے ہے، اور جہاں جاتے ہیں لوگوں کو اسلام کے حلقہ بگوش ہی بناتے ہیں، اور دنیا میں دین اسلام کی صداقت کو ہی پھیلاتے ہیں، اور فی الحقیقت ان کا عمل ان کی اس اعتقادی غلطی کی خود تردید کر رہا ہے، پس ان کی حالت میں بھی یہی حقیقت نظر آتی ہے کہ جس نے ان کے اندر یہ زندگی کی روح نفخ کی، جس نے خدمت اسلام کی تڑپ ان کے دلوں میں پیدا کی، وہ مفتری اور کذاب نہ تھا، بلکہ وہ اسلام کا ایک سچا خدمتگذار تھا، جس کے اندر ایسی زبردست آگ خدمت اسلام کی مشتعل تھی، کہ اس کی ایک چنگاری بھی جس دل پر پڑ گئی، وہ اسی نور سے منور ہو گیا،

میں پھر اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ التجا کرتا ہوں، کہ وہ اس بات پر خوب غور کریں، اپنے علماء سے ایک یہ مسئلہ بھی دریافت کریں، کہ کیا پہلے کوئی گمراہ فرقہ، کوئی مفتری اور کذاب ایسا بھی ہوا ہے، جس نے خدمت اسلام، اشاعت اسلام، اعلائے کلمۃ اللہ کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہو، جس کی ساری زندگی اس خدمت میں صرف ہوئی ہو، جس نے اسلام کے خلاف ہر اعتراض کا جواب دینا اپنا طریق بنایا ہو، جس نے اسلام کی طرف سے دیگر مذاہب پر اتمام حجت کیا ہو، جس کے پاس جو بیٹھا، وہ بھی اسی رنگ میں رنگین ہو گیا ہو، جس کی جماعت دنیا میں اشاعت اسلام کی علمبردار بنی ہو، اور دن رات اس فکر میں ہو، کہ فلاں زبان میں خدا کا کلام دنیا کو پہنچے، اور فلاں ملک میں بھی اسلام کی اشاعت ہو، اور فلاں کفرستان میں بھی مسجد قائم ہو، خوب یاد رکھو، کہ اگر اس کی کوئی نظیر پاؤ گے، تو انہیں خادمان اسلام کی زندگیوں میں پاؤ گے جن کو مجدد کے نام سے پکارا جاتا ہے، جھوٹے اور مفتریوں کا کبھی یہ کام نہیں ہوا، نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہوگا، حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی حجت آج دنیا پر اسلام پر تمام ہے، کاش کوئی سوچنے والا ہو،

بقیہ صفحہ ۴

بقیہ صفحہ ۴

ان ملاشی عیاب [illegible] اس صورت میں ان میں اور بابی مذہب میں کچھ تھوڑا سا فرق رہ جاتا ہے، جو کچھ عرصہ کے بعد زائل ہو جاوے گا اور دونوں کے ڈانڈے مل جاویں گے،

خلافت اور انجمن

دوسرا مسئلہ خلافت کا ہے، ایک فریق نے آپ کے بعد خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کی بےتکلفی

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

قل .... وما انا من المتکلفین ہ

بناوٹ مطلق نہ تھی

یہاں ایک معمولی پیر یا سجادہ نشین کے ناز و نخرے برداشت سے باہر ہوتے ہیں، خواہ ...... ان کے جلوس کا نظارہ دیکھو یا اُن کی مجلس کا نقشہ ملاحظہ کرو، ہر جگہ پیر صاحب کو ایک امتیاز خاص دوسرے لوگوں سے نصیب ہوتا ہے، ان کی سواری کے ساتھ سب پیادہ، ان کی نشست کے آگے سب دو زانو سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے ...... بیٹھے ہوئے، پیر نشست کو ایک امتیاز خاص، اور بلندی و رفعت حاصل، پھر خود بدولت پیر صاحب تکلف کی پوٹ ہوتے ہیں، پوشاک میں بناوٹ، سنگار میں بناوٹ، بیٹھنے میں بناوٹ، بات کرنے میں بناوٹ، اور اپنی بناوٹ کی متانت اور خاموشی سے اس تقدس اور رعب کی فرضی تصویر اُتارنے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے درحقیقت وہ عاری ہوتے ہیں،

ان تکلف اور بناوٹ کی مورتوں کو دیکھ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، کہ کجا یہ لوگ اور کہاں وہ نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جس بےتکلفی کی گواہی خود خدا نے قرآن میں دی، کہ قل ...... وما انا من المتکلفین کہہ دے .... کہ میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں، خلقت اس آفتاب ہدایت کی منتظر تھی، آپ اور حضرت ابوبکرؓ دونوں ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں، اور دونوں خادم و مخدوم اس بےتکلفی سے بیٹھتے ہیں، کہ لوگ غلطی سے حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہ سمجھ کر ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اس غلطی کو جب حضرت ابوبکرؓ نے سمجھا تو آپ نبی کریم صلعم کے پیچھے دھوپ سے بچنے کے لئے سایہ کر کے کھڑے ہو گئے، تاکہ لوگ مخدوم اصلی کو سمجھ جائیں، نبی کریم صلعم اپنے صحابہؓ کے ساتھ نہایت بےتکلفی سے گفتگو کرتے، سفروں میں مختلف کاموں میں برابر کا حصہ لیتے۔ اپنی خوش کلامیوں سے احباب کو محظوظ کرتے، اور ایک بےتکلف دوست کی طرح اپنے خلق عظیم کا نمونہ دنیا کو دکھلاتے تھے،

اس نمونہ کا عکس ہم نے اس قحط الرجال کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ میں دیکھا، آپ کی کسی بات میں بناوٹ نہ تھی، پوشاک نہایت سادہ یہاں تک کہ بعض دفعہ بٹن تک غلط لگے ہوتے، کرتی میں تکلف نہیں، مسجد ہی آپ کی نشست گاہ تھی، وہاں آپ کے لئے کوئی مسند یا بلند جگہ نہ تھی، مسجد کی محراب میں چونکہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیٹھا کرتے تھے، اس لئے بعض دفعہ لوگ غلطی سے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے، اور مولوی صاحب مرحوم کو ان کی غلطی کی اصلاح کرنی پڑتی تھی، لوگ آپ کی مجلس میں نہایت بےتکلفی سے بیٹھتے تھے، اور اپنا عرض حال کرتے تھے، ان لوگوں کو جو سجادہ نشینوں کی مجلسیں دیکھنے کے عادی تھے، اس بےتکلفی کے نقشہ کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی، چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ آپ کی مجلس میں بےمحابا لوگ آپ سے بات چیت کرتے ہیں، یہ ادب کے خلاف ہے،

آپ نے فرمایا کہ "یہ میرے مسلک کے خلاف ہے کہ میں ایسا تند خو اور بھیانک بن کر بیٹھوں، کہ لوگ مجھ سے اس طرح ڈریں ...... [illegible] ......

میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں، میں بت پرستی مٹانے آیا ہوں نہ کہ خود بت بن کر اپنی پوجا کروانے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا، میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں، کیونکہ درحقیقت وہ خدا کی نہیں بلکہ اپنی پرستش کرتا ہے"

نواب محمد علی خاں صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا، آپ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنازہ کے ساتھ بہشتی مقبرہ تشریف لائے، قبر کھودی جا رہی تھی، لوگ قبر دیکھنے میں مصروف ہو گئے، میں بھی دیکھنے لگا، تھوڑی دیر میں مڑ کر دیکھتا ہوں تو حضورؑ موجود نہ تھے، ادھر ادھر تلاش کی تو دیکھا کہ حضورؑ ایک جگہ تنہا سب سے الگ ننگی زمین پر نہایت بےتکلفی سے بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے فوراً ایک درخت کے نیچے سایہ میں ایک چادر بچھائی، اور جا کر عرض کیا، کہ حضور وہاں سایہ میں تشریف لے چلیں، فرمانے لگے، ہاں یہ بہت ٹھیک ہے، اور جا کر چادر پر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر میں لوگوں کو پتہ لگ گیا، کہ حضرت صاحب درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں، اب کیا تھا لوگ آنا شروع ہو گئے، اب جو آتا ہے، اسے حضرت صاحب فرماتے ہیں، آئیے آئیے ادھر تشریف لائیے۔ وہ آتا ہے اور آپ اسے چادر پر بٹھا لیتے ہیں، اور خود پیچھے کھسک جاتے ہیں، آخر اس چادر کی بساط کیا تھی تھوڑی دیر میں نقشہ یوں جما، کہ لوگ چادر پر بیٹھے ہوئے تھے، اور حضور قریباً زمین پر مٹی میں بیٹھے ہوئے تھے، میں یہ دیکھ رہا تھا، اور ان لوگوں پر پیچ و تاب کھا رہا تھا، جو بلا سوچے سمجھے آکر بیٹھتے جاتے تھے، لیکن ادب کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکتا تھا، نہ لوگوں کو اپنے ذوق و شوق میں اس طرف خیال ہوا، مگر آپ کے اس اخلاق و محبت اور بےتکلفی اور فروتنی و انکسار پر میری روح کو ایک عجیب لذت حاصل تھی، اس وقت کون سمجھ سکتا تھا، کہ وہ جو مٹی میں بیٹھا ہے وہ مسیح موعودؑ ہے اور جو چادر پر بیٹھے ہیں وہ اس کے غلام ہیں، مگر درحقیقت وہی مٹی مملکت روحانیت کا تخت تھی، جس کے آگے تخت سلطنت ظاہری ہیچ تھے،

کوئی مجلس ہو آپ بن کر وہ بیٹھنا جانتے ہی نہ تھے، جیسا کہ تقدس اور ارشاد کے مدعی کوشش کیا کرتے ہیں، مہمان آتے تھے، اور آپ ہنس ہنس کر ملتے تھے، اور ان کی خیریت دریافت کرتے تھے، ان کے ٹھیرنے کی جگہ کھانے وغیرہ کی نسبت استفسار فرماتے تھے، بالکل یہ معلوم ہوتا تھا، کہ ایک دوست دوسرے دوست کی خاطر مدارات کر رہا ہے، پیری مریدی کی قطعاً جھلک نظر نہ آتی تھی، بلکہ گفتگو بھی ادھر ادھر کی کرتے رہتے تھے، جب تک کہ لوگ خود کوئی مسئلہ پیش نہ کر دیں، یا کسی اور طرح کسی مذہبی تقریر کی تحریک نہ ہو جائے، خواہ مخواہ ہر وقت وعظ و نصیحت کر کر کے اپنے تقدس کا اظہار جتانا یہ آپ کی عادت نہ تھی، جس طرح مدعیان علم و فضل اور تصوف و ولایت کی طرز ہے، کہ وہ کوئی اور گفتگو کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں، اور جہاں کوئی مرید سامنے آیا، تو یا تو مراقبہ میں بیٹھے رہے، بہت کم کلام کیا، تسبیح پھیرتے رہے، اور یا بات کی تو ایسے جذبہ میں کی کہ مرید بیچارہ کانپ اٹھا، وہ ہر وقت خائف ہے کہ کہیں جلالی نظر نہ پڑ جائے، مگر یہاں محمدی رنگ تھا، جو آیا اگر روتا بھی آیا تو ہنستا گیا،

گورداسپور والے مقدمہ میں بعض دفعہ بڑے بڑے جلیل القدر احباب مقدمہ کی حالت سے متاثر ہو کر غم و ہم کی حالت میں حضور کی خدمت میں آئے، اور جب واپس گئے، تو سینہ لذت ایمان سے معمور تھا، اور دل تسکین و مسرت سے لبریز تھا، ایک دفعہ سخت نازک حالت میں آپ نے کیسا مزیدار فقرہ فرمایا، کہ "خواجہ صاحب! خدا کے لئے بھی کوئی خانہ خالی رہنے دیں، اگر سب کچھ آپ ہی کر لیں، تو خدا کی طرف سے خارق عادت امر تو کچھ نہ ہوا"

الغرض اس مجلس میں وہ بےتکلفی کی شان تھی، جو اخلاق محمدی سے مخصوص ہے، بناوٹ کی وعظ و نصیحت سے آپ کو بہت نفرت تھی، ایک دفعہ دو صوفی منش بزرگ زیارت کو تشریف لائے، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم نے آہستہ سے عرض کی، کہ حضور یہ بہت بڑے صوفی ہیں، حضور کوئی ایسی تقریر فرمائیں، کہ ان لوگوں کو بھی پتہ لگ جائے، کہ کیا کیا معارف و حقائق اللہ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں، اس فقرہ پر آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا، اور نہایت غصہ سے اور زور سے فرمایا کہ مولوی صاحب! کیا میں ریاکار ہوں کہ ان لوگوں کے سامنے اپنی علمیت جتانے کے لئے کوئی تقریر کروں، میں تو اسے شرک سمجھتا ہوں کہ خدا کی رضا کے سوا اپنی بڑائی اور فخر کے لئے کوئی مذہبی تقریر و تحریر کی جائے غرضکہ اسی جوش میں آپ تقریر فرماتے چلے گئے، اور دیر تک ریاکاری اور کبر نفس پر وہ وہ لطائف بیان فرمائے، کہ وہ دونوں بزرگ تو عش عش کر گئے، اور آپ اندر تشریف لے گئے، مولوی عبدالکریم صاحب بعد میں ہنس کر کہنے لگے، کہ خیر مطلب میرا بھی پورا ہو گیا،

کہاں تک ذکر کیا جائے، یہ تو ایک داستان غم ہے، اور بہت طویل ہے، داستان غم اس لئے کہا کہ وہ زمانہ یاد آتا ہے تو دل غم سے لبریز ہو جاتا ہے، کیا مبارک زمانہ تھا، کیا خدا پرستی اور توحید کا نقشہ جما ہوا تھا، کیا اخلاق محمدی کا نور ہر وقت آنکھوں کے آگے چمکتا تھا، جس سے روح کو زندگی اور ایمان کو ترقی نصیب ہوتی تھی، اللہ اللہ۔ مولانا محمد احسن صاحب امروہی ایک کمرہ میں فروکش ہیں، حضرت صاحب کو رات کو ایک الہام ہوتا ہے، جسے آپ منذر سمجھتے ہیں، آپ مولانا محمد احسن صاحب کے دروازہ پر رات ہی کو دستک دیتے ہیں، مولانا پوچھتے ہیں کون! تو خدا کا مسیح و مہدی اور مجدد دین کا سرتاج جواب میں کیا کہتا ہے؟ ذرا سوچو کہ دوسرے مدعیان علمیت و شیخت یہاں کیا جواب دیتے مولانا پوچھتے ہیں "کون"؟ آواز آتی ہے "غلام احمد" مولانا تو چونک پڑے، اٹھ کر دروازہ کھولتے ہی پوچھا کہ "حضرت خیریت ہے" فرمایا "ہاں مجھے ایک منذر الہام ہوا ہے۔ تفصیل بیان کر کے فرمایا کہ آپ بھی دعا کریں، میں بھی کر رہا ہوں" مولانا نے خود مجھ سے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا، کہ میں ششدر رہ گیا، ایک تو "کون؟" کے جواب میں فرمانا "غلام احمد" کیا عجز و انکسار ہے،

دوم پھر اتنا بڑا عظیم الشان انسان مقرب الٰہی اپنے ایک مرید کا دروازہ رات کو کھٹکھٹاتا ہے، اور اس سے دعا کرنے کی درخواست کرتا ہے، آج کوئی مدعی ہدایت و ارشاد سجادہ نشین یا مدعی خلافت ہے، جو اس قسم کا انکسار و فروتنی کا نمونہ دکھائے اور اس خلق عظیم کی خوشبو سے مشام جان کو معطر کر دے، آجکل کے پیر اور خلیفے تو اپنے تئیں نسل انسانی سے بڑھ کر کوئی مخلوق سمجھتے ہیں، اور خدا کے لاڈلے بن بن کر عجب عجب خود پسندی اور تکبر کا نمونہ دکھاتے ہیں، وہ بھلا مرید کو رات کو آ کر اٹھائیں گے کہ میرے لئے دعا کرو، اُن کی مشیخت اور کبریائی کی چادر پر دھبہ نہ پڑ جائے گا،

مولوی عبدالکریم صاحب جب سخت بیمار ہوئے، تو درمیان میں کچھ عرصہ کے لئے افاقہ ہو گیا تھا، آپ نے کہلا بھیجا کہ آپ سخت بیماری سے اٹھے ہیں، مغفرت و رحمت کے نیچے ہیں۔ میرے لئے دعا کریں، کہ اللہ تعالیٰ خدمت اسلام کے میرے مقاصد میں مجھے کامیاب کرے،

یہی وہ باتیں صفائی، فروتنی، اور بےتکلفی کی تھیں، جن سے مرزا کی صداقت آفتاب کی طرح آشکارا ہوتی تھی، جھوٹے کا بناوٹ کے بغیر چارہ نہیں، اسے اپنی کمزوریوں کے چھپانے، جھوٹ کو فروغ دینے کے لئے، سینکڑوں قسم کی بناوٹ اور تکلف سے کام لینا پڑتا ہے، سچے کی شناخت یہی ہے کہ کوئی بناوٹ اور تکلف نہ ہو +

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

۲۶ مئی حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ہے، آج کے دن اس مامور من اللہ نے جو موجودہ زمانہ کیلئے ہادی اور رہبر بنکر آیا، اپنا مقدس فرض نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دیکر اس محبوب ازلی سے دائمی رفاقت اختیار کی،

"پیغام صلح" کے اس پرچہ کے ذریعہ آپ کی یاد کو احباب کرام کے دلوں میں تازہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور جنہوں نے اب تک نہیں پہچانا انہیں آپ کی حقانیت و صداقت کے کھلے کھلے ثبوت دیئے گئے ہیں،

ہماری دلی خواہش تھی، کہ یہ پرچہ موجودہ حالت سے بہت بڑھ کر شان کے ساتھ نکلتا، لیکن مضمون نگار صاحبان کے وقت پر توجہ نہ فرمانے اور بعض دیگر مجبوریوں کے باعث یہ خواہش پوری نہ ہو سکی، تاہم جو کچھ اور جس حالت میں یہ ہے، امید ہے کہ احباب کرام اسے پسندیدگی کی نظروں سے دیکھیں گے، اور خود پڑھ کر دوسروں تک اسے پہنچانے کی کوشش کریں گے ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مسیح موعود کی صداقت

(حضرت مولینا مولوی غلام حسن خان صاحب اتریری مجسٹریٹ پشاور کے قلم سے)

مسیح موعود کے علم کی کشش

حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات سے صرف براہین احمدیہ چار حصص چھپ چکے تھے اور حضرت صاحب نے ابھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ کہ میں براہین احمدیہ کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا کہ مصنف کا علم جو قلب کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور مطالعہ کرنے والے کے علم پر احاطہ کر لیتا ہے کسی بلند منبع سے ہے میں نے اپنے علم کو آپ کے علم کے سامنے مضمحل پایا اور بغیر اس کے کہ میں آپ میں کسی اور کمال کی تلاش کروں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خوش قسمتی سے میں نے حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب کو بھی جن کا نام میں سنا کرتا تھا وہاں پایا اور دو نو بزرگوں کی ملاقات سے میں نے خوشی حاصل کی۔

اشاعت اسلام کیلئے ترغیبات

یہاں اس بات کا ذکر کرنا خالی از منفعت نہ ہوگا کہ وہ ایسا وقت تھا کہ اشاعت اسلام کے لئے جو مسلمانوں سے مفقود ہو چکی تھی روپیہ حاصل کرنا نہایت دشوار تھا آپ نے ان کے مرغبات کو مدنظر رکھ کر یہ اعلان کر رکھا تھا کہ کوئی شخص چاہے تو اپنے مدعا کے حصول کے لئے کچھ رقم اشاعت اسلام کیلئے مقرر کر کے دعا کرا سکتا ہے جو بعد از اجابت ادا کرنی ہوگی چنانچہ اسی غرض کے لئے پشاور کے رؤسا میں سے ایک شخص میرے ساتھ گیا تھا۔ میری غرض اس واقعہ کے یہاں ذکر کرنے سے یہ نہیں ہے کہ اس شخص کا مدعا پورا ہوا یا نہ غرض صرف یہ ہے کہ اس وقت ایسا دور تھا کہ اشاعت اسلام پر خرچ کرنے والے نہیں مل سکتے تھے اور ان کی جیبوں سے روپیہ نکالنے کے واسطے ان کے دامن میں ان کے مرغوبات ڈالنے کی ضرورت تھی۔

آپ کے انفاس قدسیہ کا اثر

اس کے بعد آپ کے انفاس قدسیہ کے اثر سے یہ حال ہوا کہ ایک جماعت کثیر ایسی پیدا ہوگئی جنہوں نے ہفت اقالیم تک اسلام پہنچانے کے لئے اپنے اموال کا بے دریغ خرچ کرنا سہل سمجھا۔

میری بیعت

الغرض میں نے اپنا مدعا آپ پر ظاہر کیا اور وہ یہ تھا کہ میں نے خشتہ اور نقشبندیہ فقرا کی صحبت سے جو حاصل کیا ہے وہ میرے اطمینان قلب کا موجب نہیں ہوا۔ میں اس سے آگے اپنا رستہ کشادہ کرنا چاہتا ہوں آپ نے میری بیعت کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی رکھا۔ اس کے بعد میں نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے ساتھ مراسلت شروع کی اور چند ماہ کے بعد میں نے بذریعہ خط کے بیعت کر لی۔ تھوڑے عرصہ میں میرے تتبع میں میرے ایک اہل حدیث متقی دوست نے بھی قادیان جا کر بیعت کی مگر جب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو میرا دوست اس ابتلا کے وقت مستقیم نہ رہا اور اللہ تعالے کے فضل نے میری دستگیری کی کہ میں تزلزل نہ ہوا۔

مخالفین سے مباحثات اور جماعت پشاور کی ترقی

اس وقت پشاور میں میں اکیلا احمدی تھا اور چونکہ میں اہل حدیث میں سے نکل کر گیا تھا اس واسطے اہل حدیث نے اور فرق کی نسبت میری سخت مخالفت کی اور میں دراز تک تحریری تقریری مباحثات بھی کرنے پڑے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند آدمی میرے ساتھ شامل ہو گئے اور اب خدا کے فضل سے پشاور اور اس کے نواح میں اس جماعت کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ ان میں سے بعض اس پایہ کے انسان ہیں کہ وہ سوچنے والوں کے لئے آیات ہیں۔

آپ کا فیض صحبت

حضرت صاحب کی زندگی کے بیس سال مجھے میسر ہوئے اور اس عرصہ میں میں ہر سال ایک دو دفعہ قادیان جاتا رہا۔ آپ کے ساتھ دلی، ملتان، امرتسر، گورداسپور، لاہور میں بھی رہا۔ میں نے اپنی اس نسبت میں جو نقشبندیہ فقرا سے حاصل کی تھی ترقی نہ دیکھی۔ میرا وہ اہل حدیث دوست جو بیعت پر مستقیم نہیں رہا تھا اور حضرت عبداللہ صاحب غزنوی کا مرید تھا اور میرے ساتھ ایک نقشبندی صوفی سے بھی کچھ فیض حاصل کر چکا تھا وہ بھی اور بعض دیگر صوفی نما دوست جو قادیان جا کر حضرت صاحب کا شرف ملاقات حاصل کر چکے تھے یہ شبہ پیش کرتے تھے کہ حضرت صاحب کے سلسلہ میں اشراق نہیں۔ مولوی محمد حسین بھی انہیں مشککین میں سے تھا۔

صوفیا کے سلسلے منہاج نبوت پر نہیں

اس میں شک نہیں کہ صوفیوں کی صحبت میں ان کے مقرر کردہ لطائف ستہ کے اندر جو مفرح کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ اس سلسلہ میں نہیں مگر میں اپنے تجربہ اور نیز محققین کی تحریرات کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ سلسلے منہاج نبوت پر نہیں اور اس واسطے جو انسان یہ تیار کرتے ہیں وہ عمدہ متمدن انسان نہیں ہوتے۔ وہ اس حظ میں جو مقصود بالذات نہیں ہے ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ باقی جذبات سرد پڑ جاتے ہیں اور سوسائٹی میں خشک ... کی طرح ہو جاتے ہیں اور ان کے اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی۔ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایسے ہی درویشوں کی جماعت تیار کرتے تو وہ دنیا میں کوئی ترقی نہ کر سکتے۔ حضور نے ایک ایسی امت تیار کی جو علم اور حکمت کی علمبردار ہوئی اور دنیا کے ہر شعبہ میں ترقی کرنے کے لائق ٹھیری۔

حضرت مسیح موعود کا سلسلہ ایک علمی سلسلہ ہے

پس حضرت مرزا صاحب کا سلسلہ زمانہ حال کی ضروریات کے مطابق ایک علمی سلسلہ منہاج نبوت پر ہے جس کا کام قلمی جہاد ہے اور یہ کہ اپنے علم کی وسعت کے ذریعہ جملہ ادیان پر غلبہ حاصل کرے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے اپنی عمر کے آخر سالوں میں میرے اس اہلحدیث دوست کو جو حضرت مرزا صاحب کی بیعت پر مستقیم نہیں رہا تھا اس بیعت سے قبل اس کو لکھا تھا کہ اگر تم اس وقت میرے پاس آؤ تو منہاج نبوت پر تم کو چلاؤں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ پر آخر عمر میں یہ انکشاف ہوا تھا کہ اب یہ زمانہ صوفیا کے سلسلوں کو رواج دینے کا نہیں ہے اب منہاج نبوت کا زمانہ پھر عود کر آیا ہے کما بدءکم تعودون۔ پھر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ کا پایہ اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کی صداقت کو صوفیا کی رسوم سے پرکھا جائے۔ جن کی نسبت ایک مجدد الوقت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ نسبت شان غنیمت کبریٰ است و رسوم شان بہ چیزے نمے ارزد۔

آپ کی سیرت

آپ کی سیرت آپ کی صداقت کی دلیل تھی۔ اسی معیار کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ قرآن کریم اور رسول صلعم کے ساتھ آپ کی محبت عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ اسلام کے لئے آپ ایک اغیر انسان تھے اس پر اعتراض سنکر بیقرار ہو جاتے تھے اور اس کا جواب دینے اور لکھنے میں توقف روا نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی یہ سیرت آپ کے لٹریچر سے نمایاں ہے۔ قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے اللہ تعالے نے آپ کو غیر معمولی فہم دیا تھا اگر ہماری قوم کفران نعمت نہ کرتی جس کے سبب سے کئی سادہ نگار و کسے لئے جاتے ہیں تو آج ہمارے پاس مفید معلومات کا زیادہ ذخیرہ ہوتا۔ آپ جس ڈیوٹی پر کھڑے کئے گئے تھے اس کو بڑی کامیابی و استقلال کے ساتھ نبھایا آپ کی کامیابی اور روز افزوں وجاہت اور اموال نے آپ کی مسکنت اور سادہ وضعی اور بے نفسی پر کوئی اثر نہیں کیا۔ آپ نے ان اموال کثیر سے جو آپ کے تصرف میں آئے اپنی یا اپنی اولاد کے لئے کوئی جائداد نہیں بنائی اشاعت اسلام ہی ان کا مصرف تھا آپ کی سیرت میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی تھی جس سے یہ خیال پیدا ہو سکے کہ آپ کو قوم کا لیڈر بننے کی کوئی خواہش تھی۔

آپ کی تعلیم اور جمہور سے اختلاف

تعلیم بھی ایک معیار صداقت ہے جس کی طرف یہ آیت رہنمائی کرتی ہے۔ قد جئتکم ببینۃ من ربکم مگر یہ ظاہر ہے کہ آپ شارع نہ تھے آپ قرآن کریم کے متبع تھے۔ آپ کوئی جدید حکم نہیں لائے۔ البتہ آپ نے نہایت ہی اقل گر اہم مسائل میں جمہور کے ساتھ اختلاف صرف اپنے الہام کی بنیاد پر نہیں بلکہ قرآن اور احادیث کی سند پر کیا۔ رسمی علما اس اختلاف کو تکذیب کی دلیل گردانتے ہیں حالانکہ یہ ماموریت کی صداقت کی دلیل ہے اگر مامور کسی غلطی کا ازالہ کرنے نہیں آیا جو مروج ہو گئی ہے تو اس کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی غلط مسئلہ اس قدر رواج پا جاتا ہے کہ رسمی علما اس کی اصلاح نہیں کرتے اور زمانہ کا اقتضا یہ ہوتا ہے کہ اس کا ازالہ کیا جائے کیونکہ اس کی موجودگی میں دین کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو رب العالمین کی طرف سے کوئی برگزیدہ مبعوث ہوتا ہے اور اس کو غلطی کے ازالہ کے لئے کافی علم دیا جاتا ہے پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مبعوث ہونے کی وجہ کو اس کی تکذیب کا باعث قرار دیا جائے۔ قرآن کریم کی یہ آیت لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیہم البینۃ۔ اسی سنت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مرور زمانہ سے ہر مذہب میں غلط عقائد اور غیر رسوم رواج پا جاتے ہیں اسلام بھی اس سے مستثنے نہیں ہے پس اگر کوئی مبعوث من اللہ اس حدیث کے ماتحت کہ ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔ آ کر کسی غلطی کا ازالہ کرتا ہے تو اس کی تکذیب کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ ولا تکونوا اول کافر بہ کے زمرہ میں شامل نہیں ہونا چاہئے بلکہ دلائل کو خالی الذہن ہو کر مطالعہ کرنا چاہئے۔ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذین یعدکم

آپ کی تاثیرات

خدا تعالے کے نام پر جو شخص کھڑا ہوتا ہے اس کی سیرت اور تعلیم کے بعد معیار صداقت اس کی تاثیرات ہیں جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر اس کے فیض صحبت سے جو جماعت تیار ہوئی ہے وہ نیکیوں میں ترقی کرتی اور بدیوں کو ترک کرتی جاتی ہے تو یقینا سمجھو کہ وہ دعویٰ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اپنے دعوے میں صادق ہے۔ آپ نے جو جماعت تیار کی ہے اگر تعصب اور حسد سے خالی ہو کر دیکھا جائے تو وہ تمام نیکیوں اور اسلام کی خدمت میں دوسرے مسلمانوں سے ممتاز ہے۔

آپ کی مخالفت اور نصرت الٰہی

اس کے علاوہ اللہ تعالے جس کو مبعوث کرتا ہے خود اس کی صداقت کا شاہد بن جاتا ہے کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم۔ اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہے کہ وہ اس کا حافظ اور ناصر بن جاتا ہے۔ اگرچہ تمام اہل مذاہب نے جو ہند میں موجود تھے آپ کی سخت مخالفت کی آپ پر جھوٹے الزام لگائے اور فوجداری اور دیوانی مقدمات پیدا کئے مگر ہر مرحلہ میں اللہ تعالے نے آپ کی نصرت کی اور آپ کو نتائج سے پیشتر آگاہ کر دیا اور باوجود سخت ابتلاؤں کے آپ کی جماعت ترقی کرتی گئی اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا۔ یہ آیت اسی قسم کی نصرت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ آسمانی سلسلے ہمیشہ مصائب اور مشکلات سے گزر کر بنتے ہیں کیونکہ بغیر اس کے اخلاق کی اصلاح نہیں ہو سکتی اگر کوئی سلسلہ مشکلات سے گزرنے کے بغیر بن گیا ہو تو یقینا وہ خدا کی طرف سے نہیں۔

پیشگوئیوں پر اعتراض اور اس کا جواب

موجودہ حالات کے اندر علما کو آپ کی صداقت پر جو اعتراض رہ گیا ہے وہ بعض پیش گوئیوں کا پورا نہ ہونا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ بعض پیشگوئیاں اس تشریح کے مطابق جو آپ نے اپنے فہم کے مطابق کیں پوری نہیں ہوئیں مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ پیش گوئیوں میں گاہ گاہ ماموروں کی اپنی تمنیات بھی مخلوط ہو جاتی ہیں اور پیش گوئی اگلی تشریح کے مطابق ظہور پذیر نہیں ہوتی۔ ایسی صورت کے لئے جو دراصل فتنہ کے طور پر ہوتی ہے آیت ذیل پر غور کرنا چاہیئے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ۔ کسی پیشگوئی کے سمجھنے میں غلطی کرنے سے مامور کی صداقت مشتبہ نہیں ہو سکتی۔ معترضین کو ساتھ ہی یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ وہ پیشگوئیاں جو پوری ہو گئیں ان کو کس مد میں رکھا جائے گا اور ان کی وہ کیا توجیہ کر سکتے ہیں۔ قرآن کی رو سے بعض خبروں کا واقعہ ہو جانا صداقت کے لئے کافی ہے جیسا کہ ایک مومن آل فرعون کی اللہ تعالیٰ نقل فرماتا ہے وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

جماعت کا باہمی اختلاف اور تفرقہ

آپ کی وفات کے بعد جماعت کو اپنی غلطی کے سبب دو ابتلا پیش آئے جس کے سبب سے جماعت متفرق ہو گئی ایسا تفرق ہر مذہب کو پیش آتا رہا ہے اس سے کسی بانی سلسلہ کی تکذیب پر استدلال نہیں ہو سکتا البتہ اس سے جماعت میں ضعف آ جاتا ہے اور اس کی ترقی کی رفتار دھیمی پڑ جاتی ہے۔ ان دو ابتلاؤں میں سے ایک نبوت کا مسئلہ ہے اور دوسرا خلافت کا۔

مسئلہ نبوت

آپ کے دعویٰ کی ابتدا میں علما مخالفین نے آپ پر یہ الزام لگا کر کفر کا فتویٰ شائع کیا کہ آپ نبوت کے مدعی ہیں آپ نے حلف کے ساتھ اس کا انکار کیا اور جس نبوت کا آپ دعویٰ کرتے تھے اس کی اپنی کتابوں میں اس تفصیل کے ساتھ تشریح کی کہ وہ محققین اہل سنت کے عقیدہ کے ساتھ موافق تھی اور اس سبب سے وہ اس وقت فرو ہو گیا اور مکفرین میں سے کئی علما اس جماعت میں داخل ہو گئے مگر جماعت کے ایک حصہ نے غلط فہمی سے پھر وہی نبوت جس پر تکفیر کا فتوے مرتب کیا گیا تھا آپ کی طرف منسوب کر دی اور سوئے ہوئے فتنہ کو پھر جگا دیا اس جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ حقیقی نبی ہیں گو غیر شارع اور غیر مستقل اور آپ کا منکر کافر ہے اور دوسرے فریق کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور آپ کی نبوت مجازی یا ظلی یا بروزی یا جزوی ہے اور آپ کا منکر کافر نہیں ہے۔ دونو کی طرف سے اپنے اپنے عقیدہ کی تائید میں کتابیں لکھی گئی ہیں یہاں گنجائش نہیں کہ میں ان پر محاکمہ کروں مگر ہاں اس قدر ذکر کر دینا مناسب ہے کہ پہلا فرقہ بظاہر تو حضرت مرزا صاحب کو غیر شارع نبی کہتا ہے مگر ساتھ ہی جب یہ کہتا ہے کہ اس کا منکر اگرچہ قرآن اور حدیث کا عامل ہو تو بھی کافر ہے تو اس سے قرآن اب کامل کتاب نہ رہی اور اس کا عامل ناجی نہ رہا۔ پس جب نے قرآن کی ساری شریعت کو بیکار کر دیا اس میں اور شارع نبی میں کیا فرق اور عجب تر یہ کہ جس شریعت پر عمل کرتا ہے اب اس شریعت پر عمل کرنے سے انسان مومن بھی نہیں بن سکتا۔

چودھویں صدی کا مجدد

من یجدد لھا دینھا

(جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب سابق پروفیسر مہندر کالج پٹیالہ کے قلم سے)

حضرت مجدد کا دعویٰ

مندرجہ عنوان جملہ مشہور حدیث شریف مجدد کا ایک ٹکڑہ ہے، حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام نے ٹھیک چودھویں صدی کے شروع پر ۱۳۰۱ھ میں اسی حدیث کے ماتحت اپنا دعوےٰ مجددیت دنیا کے سامنے پیش کیا، اور اس کے ساتھ ہی اپنے آپ کو مسیح کے قدم پر مثیل مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا اعلان کر دیا، جو علماء ضرورت واقتضاء وقت کو سمجھتے اور زمانہ کی رفتار سے کسی زبردست ہستی اور کامل امام کے منتظر تھے، انھوں نے اس کے دعاوی کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھ کر اس کا ساتھ دیا،

علماء کی مخالفت

چونکہ کسی امام یا مجدد یا نبی کے کاموں اور برکتوں کا معرض ظہور میں آنا سخت مخالف ہستیوں کا محتاج ہوتا ہے، اس واسطے اسی سنت اللہ کے موافق چوٹی کے علماء اہلحدیث میں سے چند علماء آپ کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے، اور امام المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے سر اس کا سہرا بندھا، مولوی صاحب مرحوم نے اپنی تمام بشری طاقتوں کو اس راہ میں صرف کر دیا، اور اُن غلطیوں کے اظہار اور ان کی اصلاح کا موجب ہوئے جو پچھلی صدی کے مجدد کی جماعت میں پیدا ہو گئی تھیں،

مباحثہ لدھیانہ

مولوی صاحب موصوف چونکہ گروہ اہلحدیث کے ایک ممتاز فرد تھے، اس واسطے آپ کی اور مجدد وقت حضرت میرزا صاحب کی بحث کی طرح ڈالی گئی، اور اس کے واسطے لدھیانہ دنگل قرار پایا امام وقت کا اس بحث سے کوئی یہ مطلب نہ تھا، کہ اپنا تفوق لوگوں پر ظاہر کریں، بلکہ ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ حیات وفات مسیح کا معاملہ طے ہو جائے، تا کہ آپ کے دعوے کی صداقت دنیا پر اور علماء پر ظاہر ہو، اور ان تمام دفاتر احادیث نبوی کے جو درباره نزول مسیح ومہدی ہیں، ان کی تصدیق ہو سکے، اور خونی مہدی کے منتظرین جو لوگ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے ہیں وہ خود اسلام کا کام انجام دیں،

ائمہ مجتہدین کی عزت

مگر مولوی صاحب ممدوح اس طرف آنے سے گریز کرتے، اور باتوں باتوں میں چاہتے کہ امام زمان کو منکر حدیث ثابت کیا جائے، مگر وہ شخص جو خدا سے اصلاح مسلمین کے لیے مبعوث ہوا تھا، وہ جانتا تھا کہ پچھلی صدی میں کس قدر ائمہ مجتہدین کی گستاخی اور بے ادبی روا رکھی گئی ہے، اس نے مولوی محمد حسین کو بڑے زور سے للکارا، کہ دیکھو تم لوگوں نے ائمہ دین اور مجتہدین کو مطعون کر کے اسلام کے ایک سچے گروہ کی ہتک کی ہے، اس واسطے تمہارا مسلک بالکل اسلامی شعار کے خلاف ہے، یہ پہلی صدائے حق تھی جو اس مجدد نے ایسے لوگوں میں اٹھائی، جن میں ائمہ مجتہدین اور بالخصوص ابوحنیفہؒ کی جو اسلامی دنیا میں امام اعظمؒ سے نام سے ملقب ہوئے، کچھ عزت اور عظمت نہ تھی، اور بلا خوف لومۃ لائم اس بات کا ثبوت دیا کہ پچھلے صادق پہلے صادقوں کے مصدق ہوتے ہیں، اس حقیقت اور اس صدائے حق سے مولوی صاحب ممدوح کے بدن پر رعشہ آ رہا تھا، وہ چاہتے کچھ اور تھے اور ہوتا کچھ اور تھا،

چونکہ مولوی صاحب نے ایسی فضا میں پرورش پائی تھی، کہ جس میں حدیث ہی حدیث کا چرچا تھا، اس واسطے آپ بات بات میں حدیث کا تفوق ظاہر کرتے، اور قرآن کریم کو بظاہر بھولے ہوئے نظر آتے ہیں،

قرآن اور حدیث کا مرتبہ

پچھلی صدی کے علماء حدیث کا یہ مسلمہ مذہب تھا، کہ حدیث شریف قرآن پر قاضی ہے، اور قرآن کریم حدیث کے روبرو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے، یہ انوکھی بات مجدد زمان کے لئے ایک سخت تکلیف دہ بات تھی، کیونکہ وہ قرآن کریم کو ہی سب خیر وبرکت کا منبع اور مخزن علیٰ وجہ البصیرت سمجھتا تھا، جب امام الوقت نے دیکھا، کہ میرا فریق مخاصم وضع اشیء علیٰ غیر محلہ کر رہا ہے، تو دوسری صدائے حق اس نے اٹھائی، اور کہا کہ بے شک حدیث شریف درصورت صحیح ہونے کے اسلام کا ایک رکن رکین ہے، مگر یہ بات نہیں کہ وہ قرآن کریم پر قاضی ہو، قرآن کریم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہی تمام ارکان اسلام پر قاضی ہو، اس کا فیصلہ ناطق ہوگا، اور صاف کہہ دیا کہ جو حدیث قرآن کریم کے خلاف ہوگی، اس کی ہم حتی الوسع تاویل کریں گے، اگر وہ کسی پہلو پر تاویلی رنگ میں قرآن کریم سے تطابق پیدا نہ کر سکے تو افسوس کے ساتھ ہم اس کو چھوڑ دیں گے، اور ہر حالت میں قرآن کریم کو مقدم کریں گے، امام کا یہ اصول ایسا پختہ اور مضبوط تھا، کہ حق بین نگاہ اس پر سو جان سے فدا ہو، اور طبعی تقسیم بھی اسی بات کی مقتضی ہے، کہ قرآن کریم سب پر قاضی اور حاکم ہو یہ نہیں کہ اس کے خادم اس پر حکومت کریں، مولوی صاحب نے اس مضبوط اصول میں حضرت مرزا صاحب کو منفرد ہونے کا الزام دے کر مطالبہ کیا، کہ آپ کے علاوہ کون اس اصول کو تسلیم کرتا، اور مانتا ہے، امام نے اپنے اس اصول کو امام ابوحنیفہ کے اسناد سے مستند کر کے مولوی صاحب کو ایسا ساکت اور قائل کیا، کہ ناظرین مباحثہ نہ صرف حضرت مرزا صاحب کے اصول پختہ کو تسلیم کر گئے، بلکہ امام اعظمؒ کی علو شان لوگوں کے سامنے مجسم نظر آنے لگی، امام ابوحنیفہ کے مسلک پر سلسلہ بحث کو چلا کر آپ نے مولوی محمد حسین کو ایسا پچھاڑا، کہ مولوی صاحب خود بھی حیرت کے دریا میں ڈوبے نظر آتے ہیں، مولوی صاحب نے بہت کوشش کی، کہ کسی طرح قرآن کریم کو ناکافی ثابت کر کے حدیث کا اس کو محتاج ثابت کیا جائے، مگر ماموران الٰہی کی ژرف نگاہی ان ظاہری ملاؤں کے علم سے کیا تعلق رکھتی ہے، آخر مولوی صاحب نے از خود رفتہ ہو کر قرآن کریم کے ناکافی ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے امام زمان سے مطالبہ کیا، کہ گدھے کی حرمت قرآن سے ثابت کی جائے، ورنہ میری بات یعنی قرآن کریم کا بغیر حدیث کے ناکافی ہونا ثابت ہے،

حضرت امام زمان نے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر قرآن سے پیش کر کے گدھا کی حرمت ایک اشارہ سے ثابت کر کے مولوی صاحب کے اصول کا تار پود بکھیر دیا، یہ بڑی غلطی تھی، جس کو علماء حدیث اپنے لئے ایک بڑا بھاری اصول تسلیم کرتے تھے، امام کی ایک ہی تقریر نے ذرہ ذرہ کر کے اڑا دیا اور ثابت کر دیا، کہ قرآن کریم اصل اور باقی سب علوم اس کے خادم اور رو نما ہیں،

وفات مسیح اور علمائے اسلام

غرضکہ یہ مباحثہ اندرونی اصلاح کا ایک بھاری ذریعہ تھا، جو اس امام کے ہاتھوں ضروری اور مقدر تھی، اسی مباحثہ میں مسئلہ حیات ووفات مسیح اور دجال وغیرہ کے تمام مسائل کو بہ بسط تمام کھول کر رکھ دیا، جس سے فریق مخالف گریز کرتا تھا، مگر آخر الامر یہ مسائل بھی زیر بحث آ ہی گئے، اور اندرونی اصلاح جو اس کا کام تھا، اس پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالی گئی، اور علماء زمان ... اپنے دعوے اور دلائل اور وفات حیات مسیحؑ کے مسئلہ کو ایسا واضح اور روشن کیا، اور تمام علمائے اسلام کو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ سینکڑوں دفعہ بالمقابل بلایا، مگر سب کے سب دم بخود رہ گئے،

مولوی نذیر حسین صاحب سے مقابلہ

اس وقت سے بڑے نامی اہلحدیث مولوی نذیر حسین مرحوم جو شیخ الکل کے لقب سے ملقب تھے، خاص دہلی میں جا کر ان کو دعوت دی، اور برابر ایک ماہ تک ان کو ہر ایک طرح سے اپنے مقابل پر بلایا، کہ میرا دعوےٰ وفات مسیح پر مبنی ہے، پس اگر آپ حیات مسیح ثابت کر دو گے تو پھر میرے دعوے کے ابطال کی ضرورت نہ رہے گی، حضرت شیخ الکل جامع دہلی میں تشریف لاتے پر مجبور تو ہوئے، مگر بحث وتمحیص کے میدان میں نہ آ سکے، مرزا صاحب نے نہایت تحدی سے ان کو کہا کہ آپ مباہلہ کے رنگ میں میرے مقابل قسم اٹھائیں، کہ از روئے قرآن وحدیث مسیح علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر چلے گئے ہیں، مگر یہ پیالہ شیخ الکل پی نہ سکے، اور آخر بلا کسی مقابلہ کے اپنے شاگرد رشید محمد حسین بٹالوی کی پناہ میں واپس تشریف لے گئے،

اہل دہلی کی مخالفت اور حضرت امام کا استقلال

امام زمان کا شیخ الکل سے جو مطالبہ جامع مسجد میں ہوا، اس کی یاد اب بھی دہلی والوں میں تازہ ہے، طوفان مخالفت جو دہلی والوں کی بدقسمتی سے ظہور پذیر ہوا، وہ عقل وفکر سے باہر ہے، مگر اس حق کے خادم اور امام زمان کی جرأت اور استقلال جو اس کے اس وقت کے اشتہاروں وغیرہ سے ظہور پذیر ہوئی، وہ ایک حیرت انگیز داستان ہے، الفاظ میں اس کا نقشہ کھینچنا محال ہے، اللہ اللہ کس استقلال اور ثبات قدمی سے مطالبہ ہے، اور فریق مخالف کو کس طرح اپنی جان کے لالے پڑے ہیں، بازاری لوگوں کی سی حرکات سے ثابت کر رہے ہیں، کہ ان کے پاس اس کے مقابلہ کا کوئی سامان نہیں ہے،

اندرونی اصلاح اور اتمام حجت

غرضکہ ان علمائے اہلحدیث پر ایسی اتمام حجت کی گئی، کہ اس کے بعد آگے سے مخاطبہ امر فضول سمجھا گیا، اگرچہ ان علماء کی حرکات مذبوحی کبھی کبھی مقدمات کے رنگ میں ظہور پذیر ہوتی رہیں، مگر ان بندگان خدا کو ان کی ان حرکات سے کیا نقصان پہنچ سکتا تھا، جب سوانح نگار آپ کی سیرت اور حالات پر قلم اٹھائیں گے، جس کی اب سخت ضرورت ہے، وہ دیکھیں گے کہ کس عزم واستقلال کا یہ بزرگ تھا، جس نے اس صدی کے سر پر اکرام سلسلہ کی خدمات کو انجام دیا، اور اندرونی اصلاح کر کے ان غلط عقائد کی بیخکنی کی، جو پچھلی صدی کے مجدد کے پیروؤں کو لگ گئی تھی، آپ نے دوسرے علماء حنفاء کو جو حدیث کی علو مرتبت سے منکر تھے، ان کو بھی اصل مقام حدیث کا پیش کر کے ان دونوں بڑے گروہوں میں صلح کرا دی، چنانچہ آپ کی جماعت میں دونوں گروہوں کے لوگ شیر وشکر ہو گئے، اور اس اپنے فرض منصبی کو جو اندرونی اصلاح سے متعلق تھا، امام زمان نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا، چونکہ مضمون لمبا ہوا جاتا ہے اس واسطے یہ مختصر طور پر یا اشارات کے طور پر لکھ کر اس کو یہاں ہی ختم کیا جاتا ہے، ؎

مخالف کو کبھی فرصت ملی جب بدزبانی سے
تو ہم بھی اس کی دینی خدمتیں گنوائیں گے تجھ کو

بیرونی اصلاح یا دعوت اسلام

چونکہ یہ اپنی شان میں دوسرے مجددین سے ایک خاص امتیاز رکھتا تھا، اور حدیث شریف کے الفاظ اس کی علو مرتبت کے کافی شاہد تھے، اس واسطے نہ صرف اندرونی اصلاح اس کا کام تھا بلکہ بیرونی حملے جو مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام پر ہو رہے تھے، اس کا بھی یہی کفیل تھا، اس واسطے معاندین اسلام کو بھی اس نے جب ... اور لوگوں میں نہایت وضاحت سے اعلان کیا، کہ اس آسمان کے نیچے اگر کوئی سچا مذہب ہے تو وہ اسلام ہے، اور میرا وجود اس کی سچائی اور صداقت کی دلیل بین ہے، اس پر انعامات اور صلے مقرر کئے، کہ کوئی اس کے خلاف ثابت کر دے، تو میں اس کو اس قدر انعام دوں گا، مگر بمصداق حدیث تفیض المال کالماء ولا یقبلہ احد کوئی اس کے مقابل کھڑا نہ ہو سکا،

زبردست علم کلام اور اظہار دین

مخالفین اسلام کے سامنے ایک پختہ اصول پیش کر کے ان کی کتابوں پر خط نسخ کھینچ دیا، وہ یہ کہ جو دعوے تم اپنے مذہب کی صداقت کا پیش کرو وہ دعوے اور اس کی دلیل اپنی الہامی کتاب سے ثابت کرو، ورنہ تمہاری کتاب اور اس کا مذہب سمجھا جائیگا کہ انسانی ہاتھوں کے اس کی بنیاد رکھی ہے، اس پختہ اصول نے تمام مدعیان مذاہب کی الہامی کتابوں کو جو لوگوں کی دستبرد سے محفوظ نہ تھیں، شرمندہ اور نادم کر دیا، مخالفین اسلام کے کیمپ میں یہ گولا ایسا کام کر گیا، کہ کوئی منہ دکھانے کے قابل نہ رہا، اور اپنے بے معنی طوماروں کو اپنے لئے وبال جان سمجھنے لگے،

عیسائیت، آریہ مذہب، برہمو، جو اسلام کے بڑے تلخ دشمن تھے، ان کو شکست پر شکست نصیب ہوئی، عبد اللہ آتھم کی موت اور لیکھرام کی موت دونوں مذہبوں کے ابطال پر روشن دلیلیں تھیں، جو اس امام زمان کے روحانی تصرف نے لگا دیں، مضمون کی طوالت مانع تحریر ہے، ورنہ یہ بھی بجائے خود ایک لمبا مضمون ہے، جس کو کسی دوسری صحبت پر ملتوی کیا جاتا ہے،

یادِ مسیح

(جناب مولوی یعقوب خان صاحب بی اے سابق مبلغ اسلام انگلستان کے قلم سے)

هر روز قوم من نشناسند مقام من
روزے بگریه یاد کنند وقت خوشترم

مسیح موعود کا کام

وقت آنے والا ہے کہ جس عظیم الشان شخصیت کی یاد آج پیغام صلح کے چند گمنام کالموں تک محدود ہے، تاریخ عالم اس کے کارناموں کو اپنے صفحات کی زینت سمجھے، وہ جس نے اس وقت اسلام کا علم بلند کیا، جب عالم اسلامی پر ایک عالمگیر مردنی چھائی ہوئی تھی، جب اہل اسلام کی جسمانی غلامی کے ساتھ ان کی دماغی، قلبی اور روحانی پستی بھی انتہا تک پہنچ چکی تھی، وہ جس نے اس وقت اسلام کا علم بلند کیا، وہ یقیناً کوئی معمولی انسان نہ تھا، وہ ان انفاس قدسیہ میں سے ایک تھا جو ہر درخشندہ صدی میں مردہ قوموں کی احیاء کے لئے آسمان سے آب حیات لے کر وقتاً فوقتاً آیا کرتے ہیں، وہ خود اس علم کا علمبردار بنا، صد ہا آلام و مصائب میں اس دین حق کے لئے سینہ سپر بنا، اور مسلمانان عالم کو جاہلا کر جگایا، اور جگا جگا کر بلایا، کہ یک تن و یک جان ہو کر اس علم کی طرف دوڑو، مال جائے، جان جائے، عزت جائے، آبرو جائے، آرام جائے، آسائش جائے، جائے جو کچھ جائے، مگر یہ نہ جائے تو یہ علم اسلامی نہ جائے، اس میں حیات مسلم کا راز مضمر ہے۔

مسلمانوں کی عام حالت اور مخالفت

مگر وائے برمسلم! اس مرسل ربانی مسیح قادیانی کی پراز سوز و درد صدا صدا بصحرا ثابت ہوئی، علماء سوء کی کور باطنی اس نور آسمانی کی شناخت سے قاصر رہی، کور باطنی پر کج باطنی آئی، کوئی گند نہ تھا جو اس چاند پر نہ پھینکا گیا، لوٹ رہ خود ان حضرات کے جبہ و دستار کی آلائش کا موجب ہوا، عوام کالانعام نے اپنی باگ دوران محدود تیوں اور نرسیوں کے ہاتھ میں دی، جن کا نقشہ قرآن پاک نے تیرہ سو سال پہلے کمثل الحمار کے مختصر مگر جامع الفاظ میں ہماری فہمائش کے لئے کھینچ رکھا تھا، باقی رہے "نئی روشنی" کے لوگ، وہ مست بادۂ مغرب رہے، مغربی تہذیب و تمدن نے ان کی آنکھیں چکا چوند کر دی تھیں، ابھی ابتدائے عشق تھی، گردن کے گرد خود خریدہ کا لوہائی کا طوق تھا، اور دل و دماغ کے گرد ڈارون و سپنسر کا، اسلام کی بوسیدہ "اولڈ فیشن" ادا ان کی نظروں میں کہاں جچتی تھی،

وہ جو آسمان سے پیغام حیات لے کر آیا، اسے مسترد کیا، لیکن مسلمانوں نے کیا کیا اور کیا بنایا، یہ ایک سبق آموز سرگذشت ہے، طبقہ علماء سوء کی تو یہ حالت رہی کہ سوائے اس کے کہ آواز حق کی مخالفت میں کھڑے ہوں، ان کی رگ حیات میں کوئی تحرک باقی نہ رہا، ان کے قویٰ روحانی مسلوب ہوئے، انہیں اس بات کا احساس تک نہ رہا، کہ یہ وقت اسلام میں نازک ترین وقت ہے، مسلمان ایسے قعر ذلت میں گرے ہوئے ہیں، جس سے نکلنا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے، قرآن کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا، اور اگر کسی نے توجہ بھی کی، تو الفاظ قرآن تک ہی نگاہ محدود رہی، مغز و معانی تک پہنچنے کی اہلیت باقی نہ رہی، کورانہ تقلید، بیہودہ لفظ پرستی، خود بینی، نفس پروری، اگر ان میں کچھ رہا، تو یہ کچھ رہا، باہم تنازع، فتوے بازی، تکفیر، یہی ان کا رات دن کا شغل رہا، اسلام کو جو نسل انسانی کو ایک شیرازہ میں باندھنے آیا تھا، بے شمار فرقوں میں تقسیم کیا، ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو خارج از دائرہ اسلام سمجھنے لگا، اور اس گروہ کی بدولت جو جانشینی نبوت کا مدعی ہے "اعلیکم بنعمتہ اخوانا" کی جگہ مسلمان مسلمان کا بدخواہ بن گیا، اسلام کی بے بسی اور بے بسی کا ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوا، اور وہ نبی کریم کے ان الفاظ کا مصداق بنے رہے، جن میں حضور نے اس طبقہ کا نقشہ کھینچا ہے، علماء ھم شر من تحت ادیم السماء منهم تخرج الفتنة وفيهم تعود

جرمن کے کسی بادشاہ نے اپنے ایک درباری پادری سے پوچھا، میرے جیسے صاحب سلطنت کو مجھے فرصت نہیں، ایک دو لفظوں میں عیسائیت کی صداقت کا ثبوت دو، پادری نے کہا "شہنشاہ معظم! یہودی، یہودی!" یعنی یہودیوں کی قدامت کی یہ حالت تھی، کہ اصلاح خلق کے لئے ایک نبی آیا، آج اگر کوئی مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت ایک لفظ میں طلب کرے، تو میں کہوں گا "علماء وقت! علماء وقت!" اسلام کی حالت زار کی جب یہ نوبت پہنچ گئی ہے، کہ اس قماش کے لوگ اس کے کار پرداز بنے جانے لگے ہیں، تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے، کہ اگر مسیح موعود نے اصلاح امت کے لئے آنا ہے، تو اس موجودہ وقت سے زیادہ ضرورت کا کوئی وقت نہیں ہو سکتا،

دیگر مصلحین قوم

ہاں ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے، جنہیں مسلمانوں کی عام پستی کا احساس ہوا، ان کے دل میں درد تھا، اور بہبودی قوم کے لئے ہاتھ پاؤں بھی مارے، مسلمانوں کی ترقی کے مختلف ذرائع اختیار کئے، کسی نے ایک شاخ کو لیا، کسی نے دوسری کو، مگر جہاں تک احیاء ملی کا تعلق ہے، ان تمام تحریکات کا کوئی خاص نتیجہ نہ نکلا، اور اس کی وجہ صاف ہے، جس درخت کی جڑ کو کیڑا لگ رہا ہو، اس کا علاج جڑ سے ہی شروع ہونا چاہیئے، شاخوں کی خبرگیری درخت کو بہت دیر کھڑا نہیں رکھ سکتی، نہ ہی پانی، سورج، ہوا، جن پر درخت کی نشوونما کا دار و مدار ہے، مفید ہو سکتے ہیں، جب تک اس کی جڑ درست نہ ہو، بعینہ یہی حال ان تمام تحریکات کا ہوا، جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ ماموریت میں مسلمانان ہند میں اٹھیں،

سرسید مرحوم اور تعلیم جدیدہ

سرسید مرحوم کی سرکردگی میں مسلمانوں میں تعلیم جدیدہ کی تحریک چلی، اور ایک حد تک مفید بھی ہوئی، حسب عادت علماء وقت نے اس بزرگ کی بھی خوب خبر لی، مگر اپنی بصیرت کے مطابق وہ سرگرم کار رہے، اور مسلمانوں کی توجہ کسی قدر تعلیم جدیدہ کی طرف ہوئی، علی گڑھ اور بگر اس قسم کی درس گاہوں سے یا شبہ مسلمانوں کو بہت کچھ فائدہ اٹھایا لیکن جب ان درسگاہوں کے تمام فوائد بیان کئے جا چکیں، تو یہ ایک حقیقت نفس الامری باقی رہ جاتی ہے، کہ اس تعلیم نے اسلام کے حق میں کوئی اچھا اثر پیدا نہیں کیا، عام طور پر تو جوانان قوم کو اسلام سے بدظن کیا، قومیت کے رنگ میں کچھ بیداری پیدا ہوئی، مگر حمیت اسلام، محبت اسلام جس چیز کا نام ہے، وہ یقیناً ان درسگاہوں کی آب و ہوا میں پیدا نہ ہو سکی، بلکہ اس کے برعکس اسلام کا نام لینے سے بھی "نوتعلیم یافتہ" گروہ شرمانے لگا، اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ اس تعلیم کی بنیاد مغربی تقلید پر تھی، ہر ایک قوم کی تعلیم، قومی خصوصیات اور قومی روایات کے مطابق ہونی چاہیئے، اور اس صورت میں اس کا پھل قومی نقطہ نگاہ سے مفید ہو سکتا ہے، مسلمان بچے کی تعلیم خالص اسلامی روایات پر ہونی چاہیئے تھی، اسے شیر مادر کے ساتھ اسلامی فطرت ورثے میں آتی ہے، کسی اور آب و ہوا میں اس فطرت کی نشوونما نہیں ہو سکتی، گر سید مرحوم نے علی گڑھ میں ایک غیر ملکی پودا لگایا جو مصنوعی آبیاری سے کچھ بڑھا، کچھ پھلا اور پھولا، مگر بالآخر اس کے اثمار میں وہ حلاوت کہاں ہو سکتی تھی، جو بغداد یا قرطبہ کے اثمار میں تھی، کوئی نئی قسم کا پھل لگا، جو نہ مغربی تھا نہ مشرقی، نہ مسیحی نہ اسلامی،

طبیب قادیان کا آسمانی نسخہ

طبیب قادیان بھی آسمان سے نسخہ لایا تھا، کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے، ہر ایک نوجوان سب سے پہلے اسلام کی علمبرداری اختیار کرے، ایمان اور اتقاء جو تمام کامیابیوں کی جڑ ہے، اپنے اندر پیدا کرے، اس نے بانگ دہل بتایا تھا، کہ مسلمان کی عزت و عظمت اسلام کے ساتھ وابستہ ہے، سب سے پہلے اس جڑ کو مضبوط کر لو۔ اور اگر ع

یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس نے بھی قادیان میں ایک درسگاہ قائم کی، اور یہ بات محتاج بیان نہیں، کہ اس کا پھل کس حد تک مذہبی حلاوت اپنے اندر رکھتا تھا، اور اس کی وجہ عیاں ہے، یہ درسگاہ اسس علی التقوی کی مصداق تھی، آج سالہا سال کے بعد اس نسخہ کی صداقت پر خود مسلمان لیڈروں نے مہر لگا دی، اور جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد ڈالی، دیکھئے اس کا کیا حشر ہوتا ہے،

مسلمانوں کی سیاسی سرگرمیاں اور مسلم لیگ

میدان سیاست میں جو قدم مسلمانوں نے اٹھایا، وہ بھی اسی رنگ کا تھا، وہ اسلامی قدم نہ تھا، نہ اسلامی ایمان اور اسلامی اتقاء کے ساتھ اٹھایا گیا، غیروں کی تقلید تھی، اور اس واسطے حرارت حیات سے اس قدر حصہ نہ رکھتی تھی، اور بالآخر ہوتے ہوتے وہ وقت آ گیا، کہ وہ حرارت بالکل ٹھنڈی ہوئی، اور زندگی کا آخری شمہ بھی معدوم ہو کر لیگ مر گئی، جیسے آج واقعات حاضرہ کے دباؤ نے پھر کچھ حرکت دی ہے، خدا کرے اس میں کچھ جان پڑے، مگر یاد رہے، مسلمان کی جان اسلام سے وابستہ ہے وہ کسی اور رگ کی سے نہیں آ سکتی، جان دینے والا عنصر وہی ایمان ہے، جو مسیح موعود اس قحط الایمان کے زمانہ میں ثریا سے لایا، اس کے بغیر کوئی نظام دیرپا اور کامیاب نہیں ہو سکتا، وہ محض جسد بے جان ہوگا، جو آج گرا یا کل گرا،

مسیح موعود کی لیگ

خدا کے مسیح نے بھی ایک لیگ د انجمن، بنائی، جو اپنی طاقت اور اثر میں روز افزوں ترقی پر رہا ہے اور رہے، اور باوجود اس کے کہ اس جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے، ہر ایک ٹکڑے میں وہ حرارت زندگی کام کر رہی ہے، جو دوسروں کے لئے قابل نمونہ ہے، اور وجہ یہ ہے، اسس علی التقوی، اگر آپ اپنے کاروبار میں کامرانی کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں، تو چاہیئے کہ آپ کا قدم تقویٰ کی ... باریک سے باریک راہوں پر پڑے، ورنہ یہ کھیل بھی دو چار دن رہ کر ختم ہو جائے گا،

ہندو مسلم اتحاد و عدم تعاون اور ہجرت

پھر ہندو مسلم اتحاد، عدم تعاون، ہجرت وغیرہ تحریکات کی باری آئی، ہر ایک کا جو کچھ حشر ہوا محتاج اعادہ نہیں، مسیح موعود نے بھی اتحاد کا ایک دستور العمل تجویز کیا تھا، مگر جنہوں نے خدا کے فرستادہ کو مسترد کیا، اور ایک غیر مسلم کی سچائی کو اپنے اوپر لیا، وہ اپنی ہی خواہشات کے بندے ہیں، اور صرف وہ بات قبول کرتے ہیں، جو ان کے توہمات کے مطابق ہو، انہوں نے بھی چند دن ہندو مسلم اتحاد کا ایک کھلونا کھڑا کر دیا تھا، اللہ اکبر اور بجے کے نعرے بھی لگے، سب کچھ ہوا، مگر جب حقائق زندگی کی تلخ آزمائش کا وقت آیا، تو وہ پاش پاش ہو کر گرا، اگر کوئی ہندو مسلم اتحاد ممکن ہے، تو وہ وہی ہے جس کا خاکہ مسیح موعود نے اپنے لیکچر "پیغام صلح" میں کھینچ دیا ہے، عدم تعاون اس قسم کا ایک غیر موثر قدم ثابت ہوا، جس عدم تعاون کی طرف قادیان سے آواز اٹھی تھی، اس کی طرف اگر توجہ کی جاتی، تو آج تک مسلمان ایک مضبوط چٹان پر ہوتے، گناہ سے، جھوٹ سے، فریب سے اور اس قسم کی عادات رذیلہ سے مسیح موعود نے عدم تعاون کے لئے بلایا تھا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعاون کاملہ قائم کرنے کے لئے، مگر کون سنتا؟ آخر کار وہی ہم اور وہی ناکامی، ہجرت بھی کر کے دیکھ لی۔ مگر جب اپنی سفلی خواہشات بھی ساتھ ہی لے گئے، تو ہجرت کیا کامیاب ہوگی،

کامیابی کا دارومدار تائید الٰہی پر ہے

ہر چند و جہد میں کامیابی کا دارومدار جہاں ظاہری سازوسامان پر ہوا کرتا ہے، وہاں ایک اور چیز کی بڑھ کر ضرورت ہوتی ہے، اور وہ تائید الٰہی ہے جو محض ان لوگوں کو ملتی ہے جو ایمان اور تقویٰ کے اوصاف سے آراستہ ہوں، اور یہی وہ کامیابی کا راز تھا، جس کی طرف خدا کے پیارے مسیح نے مسلمانوں کو بلایا، اور بکرات و مرات سمجھایا، کہ اگر تم حکومت بھی چاہتے ہو، تو اس کے لئے پہلا قدم یہی ہے، کہ خود سچے مسلمان بن جاؤ، ؎

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلماں باز کردند

گر مسلمانوں نے مسیح کو چھوڑ کر ہر طرف کیا لیا؟ حسرت، یاس، ناکامی، نامرادی،

کامیابی کا بہترین ذریعہ

زمانہ کے گرم و سرد نے بالآخر مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی کا بہترین ذریعہ اشاعت اسلام ہے شدھی نے باران رحمت بن کر یہ خیال پیدا کیا، اور مسلمان اس کام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں، جس پر خدا کا مرسل انہیں لگنے کے لئے بلاتا تھا، مگر اشاعت اسلام میں بھی کامیابی کی اولین شرط یہی ہے، کہ پہلے انسان خود کامل اور صحیح اسلامی ایمان اور اتقاء رکھتا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے افضال صرف اسی صورت میں ہوتے ہیں،

خدا کا ہاتھ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے

ایک طرف مسیح کو چھوڑ کر مسلمانوں کی یہ حالت کہ جس طرف گئے اور جس دروازے کو کھٹکھٹایا ناکامی و نامرادی نے استقبال کیا، اور دوسری طرف یہ کہ مسیح کی قائم کردہ جماعت جو نہایت ہی مختصر ہے تبلیغ و اشاعت اسلام میں بعید از قیاس کامیابیاں حاصل کر چکی ہے، یہ یقیناً ایک ایسا مقابلہ ہے، جس سے ہر ایک دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے، کہ کس کے ساتھ خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہے، جو کام بے شمار مسلمان انجمنوں، مسلمان امراء و رؤسا، مسلمان ریاستوں اور مسلمان سلطنتوں سے نہ ہو سکا تھا، وہ سرزمین قادیان کے تربیت یافتہ مٹھی بھر نفوس نے حقیقت کر دکھایا، لندن، برلن، شکاگو، افریقہ میں وہ علم نصب کیا، جو ان کے سید و آقا حضرت مسیح موعودؑ نے کھڑا کیا تھا، یہ سب کچھ ایک ہی بیج کا ظہور ہے، یعنے ایمان کے بیج کا، اس کے بغیر بڑی سے بڑی کوششیں بھی ناکام ہیں، اور اس کے ساتھ ادنےٰ سی ادنےٰ کوشش بھی بے انداز نتیجہ لاتی ہے،

دامان مسیحیت سے میری وابستگی

۱۹۱۱ء کا مبارک سال مجھے کبھی نہیں بھولے گا، جب ریواز ہوسٹل کے ایک کمرہ سے ایک فرشتہ مجھے کشاں کشاں قادیان لے گیا، وہ دن میری زندگی میں روشن ترین دن تھا، جب نورالدین اعظم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر میں خدام مسیح میں شامل ہوا، یہ یقیناً غلط ہوگا، اگر میں کہوں کہ اس سے پہلے بھی مجھ میں اسلام تھا، سوائے اس نام کے جو والدین کا عطیہ تھا، میں سمجھتا ہوں کہ دامان مسیحیت سے وابستگی نے مجھ میں حقیقی زندگی کی روح پھونکی، اور میں ہر ایک سے یہ کہنے میں نہیں شرماتا، کہ اگر آپ حیات حقیقی چاہتے ہیں، تو آیئے انفوس مسیحائی سے وہ حیات حاصل کیجئے ویسے بقید حیات تو چوپائے بھی ہیں، مسیح موعودؑ خدا نہ تھا، مگر اس کا چہرہ آئینہ خدا نما ضرور تھا، اس کا سایہ اس زمانہ پر آشوب میں کشتیٔ نوح ہے، اور اس کی معیت میں سلامتی ایمان، اسی کے نام فتح نمایاں مقرر ہے، اسی کے نام کامیابی ہے، وہی اس زمانہ میں طاقت حیات کی ایک عظیم الشان بیٹری ہے، اور اسی سے ہر ایک قلب میں لہر حیات پیدا ہو سکتی ہے، میں نے اسی سے حاصل کی، جو کچھ زندگی حاصل کی، اور یہ چند سطور اس عظیم الشان انسان کی یاد میں لکھنا اپنا اخلاقی فرض اور اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں،

حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے چند واقعات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر قلم اٹھانا بڑے اہل قلم صاحبان کا کام ہے۔ بندہ کو جو کچھ واقعات اُن کی زندگی کے متعلق یاد ہیں ذیل میں بیان کرتا ہوں۔

ایک موقعہ پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے۔ جب اخیر رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھ گئے جب امام صاحب نے رکوع کے لئے اللہ اکبر کہا۔ تو حضرت صاحب کھڑے ہو کر رکوع میں شامل ہو گئے۔ چونکہ اُن کی نماز ہماری طرح نہ ہوتی تھی بلکہ بڑی توجہ سے نماز میں مشغول ہوتے تھے۔ اس لئے دوسرے نمازیوں کی آہٹ کو پہلے محسوس نہ کیا۔ بعد نماز حضرت مولوی نورالدین صاحب کو بلایا۔ اور اُن کے سامنے مذکورہ بالا واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ حدیث میں ہے لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ صاحب کا قول ہے۔ کہ جس نے رکوع پایا۔ اس کی رکعت ہو گئی۔ فرمایا دونو درست ہیں۔ حدیث میں لا صلوٰۃ ہے لا رکعت نہیں اس لئے امام صاحب کے قول کے مطابق رکعت درست ہے۔ اور حدیث کے مطابق بھی نماز درست ہے۔ کیونکہ دوسری رکعتوں میں فاتحہ پڑھی گئی۔

(۲) ایک اور موقعہ پر کسی صاحب نے پوچھا۔ کہ مولوی صاحبان کہتے ہیں۔ کہ وضو کرنے کے بعد ہاتھ تولئے کے ساتھ صاف نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ کہ ایک دفعہ بعد وضو آنحضرت صلعم کو حضرت انسؓ نے چادر پیش کی مگر آنحضرتؐ نے ہاتھ چادر سے صاف نہ کئے۔ جس سے ثابت ہوا کہ ہاتھ صاف کرنے منع ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ حدیث سے تو جواز ثابت ہو نہ کہ ممانعت کیونکہ حضرت انسؓ نے حسب معمول چادر پیش کی، مگر اس دن کسی وجہ کے باعث ہاتھ آں حضرت صلعم نے صاف نہ کئے ہوں۔ اس سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی بلکہ جواز ثابت ہوتا ہے۔

(۳) جب سیالکوٹ میں حضرت صاحب کا لیکچر ہو گیا۔ تو جب آیت ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر پڑھی گئی۔ تو مجھکو ایسا محسوس ہوا۔ کہ یہ آیت قرآن کریم میں نہیں۔ مگر جب واپس اپنے مکان پر آیا۔ تو میری تلاوت میں۔ وہی رکوع جس میں یہ آیت ہے آیا۔ جسکو میں نے صدہا بار پڑھا تھا۔ ترجمہ بھی پڑھا تھا۔ مگر کبھی طبیعت اس طرف نہ گئی تھی۔ کہ یہود۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے سوا کسی اور قوم میں بھی بشیر نذیر آئے ہیں

(۴) قرآن کریم بالفاظ صحیح موجود تھا۔ اور حدیث بھی موجود تھی مگر فہم مفقود تھا۔ جن کی تفسیر صحیح حضرت مسیح موعود نے کی۔ اگر حضرت مسیح موعود کی بعثت نہ ہوتی تو میرے جیسے انسانوں کا دائرہ اسلام میں رہنا اگر ناممکن نہ تھا۔ تو مشکل ضرور تھا۔ یہ انہی کی برکت ہے۔ کہ ان کے ذریعہ اور بعدہٗ حقیقی متبعین کے ذریعہ ہم کو صحیح صحیح علم قرآن کریم و حدیث حاصل ہوا۔ اللّٰھم صلے علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ وخلفائہ وجماعتہ وبارک وسلم

تابعدار غلام حسین سابق سٹیشن ماسٹر موضع لویریالہ ڈاکخانہ سوہدرہ

حضرت مسیح موعودؑ کے دو معجزات

(چوہدری سرفراز خانصاحب مددو ملبی کے قلم سے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سیرت و اخلاق فاضلہ و دیگر اوصاف کے بارہ میں خاکسار سے اعلم و اعلےٰ احباب و صحابہ قابل مضمون نگار موجود ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر روشنی ڈالیں گے۔ مگر حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے معجزات بابرکت ارقام ذیل ہیں۔ ایک تو کشف القلوب کے متعلق ہے۔ دوسرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلےٰ کشف ہے۔ جو کہ آج تک تحریر میں نہیں آیا ہے۔

اول غالباً ۱۹۰۲ء کا ذکر ہے۔ خاکسار قادیان دارالامان میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ اس وقت مہمانوں کی کثرت نہیں تھی۔ قلیل تعداد میں مہمان ہوا کرتے تھے۔ اور حضرت مہدی معہود علیہ السلام اکثر مہمانوں کے ہمراہ یکجا ایک ہی دسترخوان پر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت اقدس کی صحبت میں حاضر و موجود رہنے کا بہت وقت ملا کرتا تھا۔ بلکہ بعض وقت تو مہمان صبح سے لیکر عشاء تک حضرت صاحب کے کلمات طیبات کا حظ اُٹھایا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ مسجد مبارک میں ہی جو کہ اب وسیع ہو گئی ہے۔ دوپہر کے کھانے کے واسطے دسترخوان بچھایا گیا۔ اور کوئی پانچ یا چھ مہمان جنٹلمین کوٹ پتلون والے بھی آئے ہوئے تھے۔ اور کھانا اب لنگر میں پکنا شروع ہو گیا تھا۔ جب ملازمین نے مہمانوں کے آگے دسترخوان پر کھانا رکھا۔ تو خاکسار کو گوشت دو قسم کا معلوم ہوا۔ یعنے اون مہمانوں کے آگے جو کوٹ پتلون والے تھے۔ اچھی قسم کا گوشت رکھا گیا۔ جو دیسی ... لباس والے مہمان تھے۔ اونکے آگے نرم قسم کا گوشت ملازمین یعنے کھانا کھلانے والوں نے رکھ دیا۔ خاکسار کے دل میں خیال گذرا۔ کہ دسترخوان ایک ہی ہے۔ اور مہمان بھی یکجا اکٹھے ہی کھانا تناول کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اسوقت دسترخوان پر کھانے میں تفریق نہیں ہونی چاہیئے۔ دسترخوان پر حلقہ مہمانوں کا بیضوی شکل کا تھا۔ حضرت اقدس خاکسار کے مقابل میں دو تین مہمان کے فرق پر تشریف فرما تھے۔ کہ آپ نے کھانا رکھنے والے کو بلا کر فرمایا۔ کہ یہ برتن (جو آپ کے آگے تھا) اٹھا کر (اور خاکسار کی طرف اشارہ کر کے) چوہدری صاحب کے آگے رکھ دو۔ اس برتن کا خاکسار کے سامنے رکھنا تھا۔ کہ خاکسار شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ سر سے پاؤں تک ندامت کا پسینہ چلنا شروع ہو گیا۔ حضرت اقدس کی عادت میں تھا۔ کہ بہت تھوڑا کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی نوالہ یا لقمہ دہن مبارک میں ڈال لیتے تھے۔ جب مہمان کھانے سے فراغت پا چکنے کے قریب ہوئے۔ تو خاکسار [illegible] وہ بھورے مسیح موعودؑ آگے سے پڑا کر خود کھا چکے۔ بعد ازاں خاکسار کو پھر کبھی بھی کھانے کی بابت خیال نہ ہوا۔ کہ اچھا ہے بالتفریق ڈالا ہے۔ لیکن پھر کنگرین کے طعام میں ہر روز دو چار روز تک آثار۔ کہ حضرت اقدس اپنا کھانا کبھی دو تین میں نہ کبھی زیادہ میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ جس سے خاکسار کو سمجھ آگئی کہ یہ بھی خاکسار جیسے پیارے ہیں۔

دوسرا۔ کشف یہ ہے۔ کہ حج کے ایام تھے۔ اور حج کا وقت تھا۔ اور بعد ادائے نماز فجر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی مجلس میں بیٹھے اور گفتگو شروع فرمائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کشف فرمایا ہے۔ اب بیت اللہ یعنے کعبہ معظمہ مجھکو نظر آتا ہے اور میرے سامنے ہے۔ اور حاجی حج کو طواف اور مناسک حج ادا کرتے نظر آتے ہیں بلکہ میں اُنکی آواز لبیک وغیرہ الفاظ کی ان کانوں سے سنتا ہوں۔

مسیح موعود کو اسکے کاموں سے آزماؤ

(میر مدثر شاہ صاحب گیلانی کے قلم سے)

۱۸۹۴ء میں میں مشن سکول پشاور میں پڑھتا تھا انجیل کے گھنٹہ میں پادری صاحب معلم انجیل کا اور میرا مباحثہ اکثر باتوں پر عموماً ہوتا رہتا تھا۔ کہ انجیل کی تعلیم سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا کہ ایک کریما کی کتاب سے جسکو ایک اسلامی عالم نے تصنیف کیا ہے۔ بلکہ انجیل کی ساری تعلیم کریما کے اس ایک شعر کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی ہے۔ [illegible] آخرکار میرے اور پادری صاحب کے مابین کچھ کشیدگی پیدا ہو گئی اور گورنمنٹ سکول پشاور میں داخل ہونا پڑا اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے مجھے بچپن ہی سے مذہبی شوق تھا اور میں عیسائیوں اور پادریوں کے اعتراضات کو جو وہ اسلام کے خلاف پیش کرتے رہتے تھے اور جن کا جواب میں اس وقت نہ دے سکتا تھا پشاور کے مولوی صاحبان کے پاس پیش کرتا تھا۔ مگر مولوی صاحبان بجائے اس کے کہ کوئی معقول جواب دیتے وہ یہ فرمادیا کرتے تھے کہ انگریزی پڑھنا گناہ ہے۔ کیونکہ اس سے عقیدہ خراب ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ انجیل کے متعلق تو میں نے باوجود کم عمری اور کم علمی کے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس تعلیم سے کریما کی تعلیم اعلےٰ اور ارفع ہے۔ مگر پادریوں کے اعتراضات اور مولویوں کے غیر معقول جوابات نے میرے دل میں تعلیم اسلام کے متعلق بھی شبہات پیدا کر دئے تھے۔ میں اپنی بساط کے موافق ادھر ادھر جد و جہد کرتا رہا۔ اور دل میں یہ خواہش یا امنگ اٹھتی تھی۔ کہ کاش میں عیسائیوں کو ان کے اعتراضات کا معقول جواب دے سکوں مگر نہ تو اپنے اندر یہ قابلیت دیکھتا تھا اور نہ کوئی خضر راہ نظر آتا تھا۔ جو ان مشکلات میں میری دستگیری کر سکتا۔ حضرت والد صاحب نے مجھے قرآن و حدیث پڑھنے کے لئے یکے بعد دیگرے چند مولوی صاحبان کے سپرد فرمایا۔ مگر انکی تعلیم اور انکی مجلس میرے لئے مفید ثابت نہ ہو سکی۔ بلکہ شکوک بڑھتے گئے۔ آخر کار والد بزرگوار نے مجھے حضرت مولٰنا و ہادینا مولوی غلام حسن خانصاحب پشاوری کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ براہین احمدیہ شائع ہو چکی تھی۔ مگر امام الوقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے اعلان بیعت ہنوز شائع نہیں ہوا تھا۔ میں حضرت مولٰنا ممدوح سے قرآن شریف با ترجمہ پڑھتا رہا ان کی پاک مجلس اور پاکیزہ اخلاق اور قرآن فہمی کا ایک گہرا نقش میرے دل پر بیٹھتا گیا۔ اور آہستہ آہستہ میں اپنے اندر کچھ تبدیلی اور اطمینان کے آثار محسوس کرنے لگا۔ پھر اسی اثنا میں حضرت مولٰنا موصوف قادیان تشریف لے گئے بعد ازاں وہ حضرت امام الزمان علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے اس کے بعد مجھے براہین [illegible] کے مطالعہ کا موقع ملا تو میں نے ان کتابوں کو اثبات صداقت [illegible] اور تردید عیسائیت وغیرہ [illegible] احمدیہ پایا ایسے ظلماتی زمانہ میں جبکہ [illegible] سے عیسائی اپنی ساری قوت اور یورپی طاقت کے ساتھ [illegible] اسلام اور اس کے [illegible] بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک ذات پر حملہ کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف سے آریہ [illegible]

عیسائیوں کے دو ڈنکے پادری کھڑے ہو گئے اور دین پاک پر نکتہ چینی کرنے لگے تو ایسا معلوم ہونے لگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور حسب ارشاد نبوی ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا امت محمدیہ میں [illegible] کو مبعوث فرمادیا جس سے میری مراد حضرت میرزا [illegible] تنہا اور مفلس تھا۔ وہ ضعیف بیکس [illegible] اسکے دل میں جوش تھا۔ آپ [illegible] کی طرح کھڑے ہو گئے اور آگے بڑھے [illegible] تمام روئے زمین کے اعدائے اسلام کی صفوں میں [illegible] گئے۔ الغرض اس مذہبی جنگ میں تمام دشمنان اسلام کی گردنیں جھک گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کا بول بالا کیا [illegible] مجدد الوقت نے اس روحانی اور مذہبی جنگ کے لئے ایک سپاہ بھی آراستہ کر لی [illegible] اور [illegible] سامان جنگ [illegible] کو [illegible] یورپ اور امریکہ اور جرمنی اور دیگر غیر مسلم ممالک میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ [illegible] حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ اور جو اس [illegible] کو گالیاں نکالتے تھے آج اس کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ لندن اور برلن [illegible] مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ ان کے میناروں سے کلمہ توحید اور اقرار رسالت کی گونج اٹھ رہی ہے۔ ترجمۃ القرآن انگریزی ان کے ہاتھوں تک پہنچ چکا ہے۔ اور جا بجا بڑے بڑے شہروں میں اسلامی مشن ایک تبلیغ اور تنظیم کے ماتحت کام کر چکے ہیں۔ صداقت اور حقانیت اسلام پر صدہا کتابیں اور مسائل عربی فارسی اردو انگریزی اور جرمنی زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں اب یہ تمام واقعات اور یہ عظیم الشان اسلامی خدمات حضرت میرزا صاحب کی صداقت اور امام وقت ہونے پر شہادت دے رہی ہیں۔

اس قدر نصرت و حمایت اسلام کرنے والا شخص ایک مجدد وقت اور مسیح زمان نہیں بلکہ نعوذ باللہ کافر اور دجال ہے۔ جیسا کہ مولویوں کے فتووں سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو پھر میری رائے ناقص میں اس امت میں ایک امام یا مجدد کبھی پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ بالبداہت غلط ہے۔ کیونکہ اسلام میں صدہا لوگ اس پایہ کے گذر چکے ہیں۔ اور تا بقیامت پیدا ہوتے رہیں گے۔ اگر ہم حدیث مجدد کو لیں۔ اور پھر چودھویں صدی سے کچھ اوپر نصف گذر جانے پر نگاہ کریں پھر اپنی عملی اور دینی حالت کا موازنہ کریں اور دوسری طرف حضرت میرزا صاحب کے کام اور خدمات دینی کو دیکھیں تو ہم یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آپ اس صدی کے مجدد ہیں۔ آخر اور علماء اسلام اور سجادہ نشین بھی ہیں۔ انکے لکھو کھا مرید اور پیرو بھی ہیں۔ مگر جو خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کا کام حضرت میرزا صاحب اور آپ کی جماعت نے کیا ہے اس کی نظیر یا مثال [illegible] نہیں ہو سکتی ہاں اگر مولویوں کے فتووں کے پیچھے چلنا ہے تو [illegible] اسلام [illegible] ایک فرقہ بھی مسلمان نہیں کیونکہ ہر ایک فرقہ کے مولویوں کے فتوے دوسرے فرقہ [illegible] کے برخلاف موجود ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ سب فتوے تعصب اور بغض و عداوت پر مبنی ہیں۔ [illegible] حق یہ ہے کہ کوئی کلمہ گو اہل قبلہ کافر نہیں ہے۔ پس کفر کے فتووں اور مباحثوں کے پیچھے نہیں لگنا چاہئے۔ کیونکہ یہ فیصلہ کی راہ نہیں بلکہ فیصلہ کی یہ راہ ہے کہ کام کو دیکھو اگر کام اچھا اور مفید ہے۔ تو پھر اس میں جلدی شریک ہو جاؤ۔ اور اگر برا ہو تو بلاشک الگ رہو ابھی کل کی بات ہے کہ سرسید مرحوم نے حالات زمانہ اور مسلمانوں کے بے سروسامانی کو دیکھ کر انکو علوم جدیدہ کی طرف توجہ دلائے مگر جو تار و اسلوک ان سے کیا گیا اس پر حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں کیونکہ تعلیم یافتہ طبقہ اس سے بے خبر نہیں۔ حضرت میرزا صاحب تو بلحاظ خدمات اور کام ایک صادق اور راستباز معلوم ہوتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر ایک جھوٹا آدمی بھی اس قسم کی اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کا ساتھ دینا لازم آتا ہے۔

ناظرین خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں، ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔ مینجر

حجۃ اللہ علی الارض

مسیح موعود کی سیرت اور کام

(مولوی محمد مرتضےٰ خاں صاحب کے قلم سے)

وہ شخص نہایت زبردست روحانی طاقتوں کا جامع تھا۔ وہ چودھویں صدی کے پرفتن زمانہ کے اندر اصلاح عالم کے لئے مبعوث ہوا۔ وہ قدرت سے غیر معمولی دل و دماغ لے کر آیا تھا کہ جو کام اس کے سپرد کیا گیا تھا وہ اپنی نوعیت میں نہایت اہم اور مشکل تھا۔ اس کا تبحر علمی علم و فضل زہد و اتقا ریاضت و عبادت ظاہر کرتے تھے کہ وہ اس پاک اور مقدس گروہ میں کا ایک فرد ممتاز ہے جو مخلص برجستہ من یشاء کے مصداق بن کر دنیا میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور جن کے انفاس قدسی سے بیمار شفا پاتے اور مردے زندہ ہوتے ہیں۔ گو دنیوی جاہ و جلال میں سے اس کے پاس کچھ نہ تھا لیکن وہ ملک روحانیت کا بادشاہ تھا کہ اس کے عقیدہ حالیہ کے شاک نشین لشکر اسلام کے سپہ سالار بنے۔ اور مذہب کی مملکت میں نصرت و فتح اسلام کا ڈنکا انہی کے نام بجا یا۔ اور دین کا علم کفر کے مضبوط ترین قلعوں پر انہی کے ہاتھوں سے نصب کیا گیا۔ ان سنگلاخ زمینوں کے اندر جو پرستاران تثلیث کے لئے مخصوص ہو چکی تھیں اور جہاں کشت توحید کے پنپنے اور بارور ہونے کی کوئی امید نہیں بندھ سکتی تھی اس کی مساعی جمیلہ کی برکت سے گلشن توحید کی داغ بیل پڑ گئی، ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ثبات و پائیداری۔ ہمت و جرأت۔ صبر و استقلال کہ یہ باتیں مصلحین عالم کے [illegible] ہوتی ہیں۔ قدرت نے اس کے اندر ودیعت کر دی تھیں۔ عشق و محبت۔ خشوع و خضوع۔ عجز و انکسار۔ فقر و غنا۔ صدق و صفا کہ بارگاہ الٰہی میں یہ بہت مقبول ہیں اور مقربان حضرت احدیت کو علیٰ حسب مدارج خاص طور پر دی جاتی ہیں اس کے رگ و ریشہ کے اندر سرایت کی ہوئی تھیں۔

محبوب حقیقی کا عشق

محبوب حقیقی کا عشق اس کے دل کے پردوں کے اندر دھنسا ہوا تھا۔ اس کی زبان اس کے ہاتھ اس کے تمام جوارح اور اعضا اور اس کا تمام جسم عشق الٰہی کا ایک پتلا تھا۔ وفا کہ عاشقان محبوب ازلی کی جان ہے اس کے خمیر میں رکھی گئی تھی چنانچہ نزع کی تکلیف دہ گھڑیوں کے اندر بھی "میرے پیارے خدا" "میرے پیارے خدا" کی آواز اس کے لبوں سے نکلتی تھی۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ خلفائہ محمد و بارک وسلم اس کی شوق و محبت کی باتیں۔ اس کا اخلاص۔ اس کی دعائیں درگاہ رب العالمین میں اس کا تضرع و ابتہال۔ اس کا سوز و گداز ظاہر کرتا تھا کہ اس کو ذات صمدی سے ایک ایسا گہرا تعلق ہے۔ کہ دنیا کے لوگ اس سے آگاہ نہیں۔

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہو گیا ہم ہو گئے اس پر نثار

اس کی دعا تھی کہ الٰہی میں تیرے رستہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں ایک سالک کی زندگی کا اس سے زیادہ اور کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

حضرت نبی کریمؐ سے آپ کی محبت اور غیرت

عشق خداوندی کے بعد جس عشق میں فنا ہو چکا تھا وہ ذات اقدس جناب نبوی تھی۔ کہ تمام رشد و ہدایت کا سرچشمہ یہی ذات مطہر ہے۔ اسی عشق و محبت کا تقاضا ہی تو تھا کہ جب کوئی بدزبان حضور صلعم کے متعلق زبان طعن دراز کرتا۔ جب تک اس کو [illegible] چپ نہ کرا دیتے آپ کو قرار نہیں پڑتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کو بعض اوقات الزامی جواب مخالفین کو دینے پڑے۔ جس سے چودھویں صدی کے نادان ملاؤں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت اقدس جناب مسیحؑ کی شان میں کلمات استخفاف استعمال کرتے ہیں۔ فیا للعجب دشمنوں نے ہمارے سید الثقلین حضرت سرور کائنات پر نعوذ باللہ زنا کا الزام لگایا جناب میرزا اس بات کو کیونکر برداشت کر سکتے تھے۔ اس کے جواب میں پھر جو کچھ آپ نے لکھا نور القرآن میں موجود ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی مخالف کو جرأت پڑ سکتی ہے کہ ایسا ناپاک اتہام ذات مطہر و مقدس جناب نبوی پر لگا سکے

مصلح اعظم

وہ زاہد خلوت نشین اور فقیر گوشہ گزین نہیں تھا کہ اس کا مقصد [illegible] نفس ہو۔ وہ تمام دنیا کے لئے مزکی، مصلح اعظم اور امام کامل تھا کہ حجۃ اللہ القدسی [illegible] کا خطاب اسی کے لئے موزوں ہے۔ وہ نہایت عظیم الشان انسان تھا اور جو [illegible] عظیم خدمت اسلام اس کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہوئی [illegible] اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی لئے وہ امت محمدیہ میں مجددین کے گروہ کے اندر ایک خاص رتبہ اور ایک خاص شان رکھتا ہے

مقام اومبیں از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

خوش اعتقادی کی بات نہیں۔ بلکہ حقیقت نفس الامری یہی ہے۔ محمد حسین بٹالوی کی اشاعت السنۃ اٹھا کر دیکھ لو اس میں لکھا ہے کہ جو خدمت اسلام اس شخص نے سرانجام دی ہے وہ تیرہ سو برس سے آج تک کسی نے نہیں دی تھی۔ گو یہ الگ امر ہے کہ وہی محمد حسین اول الکافرین کا مصداق بنا۔

لاریب وہ حجۃ اللہ فی الارض تھا اس کا وجود آیت من آیات اللہ تھا

آپ سے نبی کریمؐ کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں

آپ کی تشریف آوری سے حضرت نبی کریم صلعم پیشگوئیاں پوری ہوئیں جن کو بعض محض فرضی کہانیاں سمجھے ہوئے تھے۔ وہ چھوٹے موٹے واقعات جو کتب احادیث کے اندر زبان فیض ترجمان جناب نبوی سے بیان کئے گئے ہیں۔ ان کی صداقت آج تیرہ سو برس کے بعد عالم نشرح ہو گئی۔ کیا صداقت اسلام اور صداقت نبی کریم کا یہ کچھ کم ثبوت ہے؟

اس میں کیا شک ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے خدائے بزرگ و برتر کا چہرہ دنیا میں روشن ہوا۔ وہ عظیم الشان پیشگوئیاں جو خدا سے علم پا کر آپ نے کیں اور وہ خارق عادات امور جو آپ سے ظہور پذیر ہوئے ان سے خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت ہم نے مشاہدہ کر لیا گویا خدا کو ان آنکھوں سے دیکھ لیا۔

صداقت نبویؐ براہین نیرہ اور قہری نشانوں سے

اور حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت اور آپ کے کمالات کے وہ ثبوت حضرت میرزا نے بہم پہنچائے کہ جن کے شمار کے لئے ایک دفتر بھی کفایت نہیں ہو سکتا نہ صرف براہین نیرہ اور دلائل صادقہ سے ہی آپ نے حضرت رسول عربی کی صداقت کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا بلکہ بڑے بڑے قہری نشانوں سے ثابت کر دکھایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک زندہ اور عظیم الشان صادق نبی ہیں۔

وہ عبد سے دوسرے دن واقع ہونے والا واقعہ یاد کہ کیا حضرت رسول عربی صلعم کی صداقت کا زندہ گواہ نہیں۔ کیا اس اعجاز احمدی کے بالمقابل دنیا کی گردنیں خم نہیں ہو گئیں؟ کیا حضرت رسول پاک کی عظمت و جبروت کا اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت رکھتا ہے؟ اگر ہے تو کوئی دکھائے۔ پھر امریکہ کے رہنے والے وحشی نبوت [illegible] واقعہ کیا تاریخ عالم میں حضرت نبی کریم کی صداقت پر ہمیشہ کی مہر نہیں؟ [illegible] کہاں تک ان واقعات کو گنا جائے۔ بخدا آج تیرہ سو برس کے بعد خدائے بزرگ کی ہستی۔ رسول خدا کی صداقت اور دین اسلام کی حقانیت کے وہ زبردست ثبوت بہم پہنچے کہ عقل انسان حیران رہ گئی۔

حضرت نبی کریمؐ کی غلامی سے آپ خدا رسیدہ ہوئے

خود یہ دعویٰ کہ میں خدا کا فرستادہ ہوں۔ خدا مجھ سے بولتا ہے۔ خدا مجھ پر اپنا کلام نازل کرتا ہے۔ اور پھر اس کو حضرت رسالت مآب کی متابعت اور اطاعت کا نتیجہ قرار دینا کیا حضرت نبی کریمؐ کی صداقت کا کم ثبوت ہے کہ آپ کی غلامی سے انسان خدا سے صحیح صحیح تعلق پیدا کر سکتا ہے۔ صدق اللہ تعالیٰ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

مخالفین اسلام کا مقابلہ اور چیلنج

آپ نے مخالفین کے اعتراضات اور حملوں کا قلع قمع کر کے اسلام کے محاسن اور اس کی خوبیاں بیان کیں اور ایسے ایسے بیّن اور روشن دلائل سے صداقت اسلام کو ظاہر کیا کہ گویا اسلام کو زندہ جاوید کر دیا اور نہ صرف دلائل و براہین سے ہی آپ نے اتمام حجت فرمایا بلکہ ہر ممکن پہلو سے صداقت اسلام کو روز روشن کی طرح ظاہر فرمایا۔ اپنے وجود کو پیش کیا کہ فی الواقعہ اگر تم بھی مقرب بارگاہ الٰہی ہو اور تمہارے مذہب میں بھی اس قدر طاقت ہے کہ وہ مقرب خدا بنا دیتا ہے تو آؤ نشانات اور تائیدات الٰہی سے ہی امتحان کر لو۔ پھر دیکھو خدا کا ہاتھ کس کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو [illegible]

حضرت مسیح موعود کی نبوت

(شیخ محمد عبداللہ صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج کے قلم سے)

مسئلہ نبوت پر اصولی بحث

پیشتر اس کے کہ میں یہ دکھاؤں کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کس قسم کی تھی۔ اور آپ کن معنوں میں آپ کو کن معنوں میں نبی کہتے تھے۔ میں مختصراً اس بات کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ نبوت جو آنحضرت سے پہلے دنیا میں جاری تھی اور جس کے ماتحت آغاز دنیا سے آنحضرت صلعم تک مختلف وقتوں اور مختلف ممالک میں آتے رہتے رہے آیا آپ بھی اس امت محمدیہ میں جاری ہے یا نہیں۔ یہ ایک اصولی بحث ہے۔ لہٰذا اس امر کے فیصلے کے لئے قرآن اور احادیث صحیحہ کو باقی تمام اقوال پر مقدم کیا جائیگا۔

نبوت کی غرض

(۱) سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ نبوت کی غرض کیا ہے فطرت انسانی کو کمال تک پہنچانے کے لئے ایک راہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس راہ کو قرآن کریم نے ہدائت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل آیات سے عیاں ہے۔ فاما یاتینکم منی ھدی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ولکل قوم ھاد لکل امۃ رسول واجتبینھم وھدینھم الی صراط مستقیم ذالک الکتب لا ریب فیہ ھدی للمتقین ۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ہر ایک زمانہ اور ملک کی طرف اللہ تعالےٰ کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہدائت آتی رہی لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے۔ کہ اس ہدائت کی اصل غرض کیا تھی۔ چونکہ قرآن کریم سب کتب سابقہ کا لب لباب ہے۔ فیھا کتب قیمہ۔ اور آنحضرت کے کمالات میں انبیاء سابقین کے کمالات جمع ہیں۔ لہٰذا نبوت اور رسالت کی اصل غرض سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ ہم دیکھ لیں کہ نبی کریم کے مبعوث فرمانے کی کیا غرض تھی۔ اس کا ذکر قرآن کریم نے متعدد موقعوں پر فرمایا ہے۔ مثلاً ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم ۔ کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم ایتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ۔ اور پھر فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب

تزکیہ نفس

یہاں چار باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان سب میں سے تزکیہ نفس ہی اصل بات ہے۔ جو کہ تکمیل نفس انسانی کرتی ہے۔ اور باقی تین چیزیں وہ ذرائع ہیں جن سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔ تزکیہ نفس سے کیا مراد ہے۔ یہ لفظ زکا سے مشتق ہے۔ جسکے معنی نمو یعنی بڑھنے کے ہیں۔ کسی چیز کا بڑھنا دو ہی طرح پر ہو سکتا ہے۔ اول اس کے نقائص کا دور کرنا جو کہ اس کے نمو میں حارج ہوں۔ اور دوم بعدہ ان اوصاف کا حاصل کرنا جن سے نمو میں مدد ملے۔ پس تزکیہ کے معنی ہوئے کمال انسانی کا حصول قرآن کریم سے بھی ان معنوں پر روشنی پڑتی ہے۔ قد افلح من زکھا۔ قد افلح من تزکی۔ گویا فلاح حقیقی کامیابی کو کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ تزکیہ نفس جو کہ درحقیقت تکمیل نفس انسانی ہے نبوت کی اصلی غرض و غائت ہے۔

تکمیل ہدائت

(۲) ختم نبوت سے کیا مراد ہے۔ دنیا میں جو غرض انبیاء کے سلسلہ بعث کی تھی۔ وہ محمد رسول اللہ صلعم کی مقدس ذات میں اپنے کمال کو پہنچ کر پوری ہو گئی۔ اور جب غرض پوری ہو گئی۔ تو اس کے بعد کسی نبی کے آنے کی حاجت باقی نہ رہی۔ ہدائت کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط کے ساتھ تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ محمد رسول اللہ نے دنیا میں روشن کر دیا۔ جتنی روشنی امکانی طور پر انسان سرچشمہ الوہیت سے حاصل کر سکتا ہے۔ وہ سب حاصل کر لی۔ جو کوئی ہدائت دنیا کی قوم کے لئے آئندہ آنے والے کسی زمانہ یا قوم یا ملک یا ایک فرد کی ادنیٰ سے ادنیٰ حالت سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ حالت تک تزکیہ نفس اور حصول کمال انسانی کے لئے ضروری ہے۔ اس کو آنحضرت نے دنیا میں پہنچا دیا۔ نبوت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔

کامل ہدایت کی حفاظت

وہاں اگر صرف الیوم اکملت لکم دینکم کا خوش کن منظر ہی پیش نظر ہوتا۔ تو ممکن تھا کہ جس طرح پہلی ہدائتیں۔ دنیا سے نیست و نابود ہو گئیں۔ یا محرف و مبدل ہو جانے کی وجہ سے انکی اصل حالت نہ رہی۔ اسی طرح آخری ہدائت کا بھی یہی حشر ہوتا۔ مگر اس آخری پیغام کو نہ صرف کمال تک پہنچایا بلکہ اس کو ہر قسم کے زوال سے محفوظ کر دیا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ پس تکمیل ہدائت اور حفاظت ہدائت کی دو بڑی مضبوط چٹانوں نے نبوت کے دروازے کو مسدود کر دیا۔

خاتم النبیین کے معنی

قرآن کریم سے بھی یہی پتہ چلتا ہے۔ کہ نبوت آنحضرت پر آکر ختم ہو گئی ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔ محمد صلعم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ خاتم کے کوئی سے معنی ہی لئے جائیں۔ خواہ خاتم بمعنی مہر یا خاتم بمعنی ختم کرنے والا دونو کے معنی یکساں ہی رہیں گے۔ یعنی آخری جب کسی چیز کو مہر لگ جاتی ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ وہ چیز انتہا کو پہنچ گئی اور اب اس کے اندر اور کچھ نہیں جا سکتا اور لفظ لکن سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ اگرچہ جسمانی اولاد کا انقطاع ہے۔ لیکن آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو گا۔ اور آپ کی نبوت تا قیامت جاری رہے گی۔

احادیث اور ختم نبوت

پھر اس کی تائید متعدد احادیث سے ہوتی ہے۔ جو کہ نہائت ہی اعلےٰ پایہ کی احادیث ہیں۔ اور ان کی تعداد کم و بیش ۴۰ کے قریب ہے۔ ان میں سے مشہور اور موٹی موٹی یہ ہیں

(۱) انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ۔ (حضرت علیؓ کے متعلق ہے)

(۲) عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلعم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع اللبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین ۔

(۳) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔

(۴) لو کان بعدی نبیاً لکان عمر ۔

(۵) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ختم بی النبیون ۔

(۶) انا اول النبیین خلق وآخرھم بعثاً ۔

(۷) پھر مدعی نبوت کذاب ہے۔ پھر آپ کے واسطے النبی اور الرسول کا استعمال بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ

ختم نبوت پر فعلی شہادت

علاوہ اس قولی شہادت کے جو ہمیں قرآن کریم سے ملتی ہے۔ ہمارے پاس ایک اور بڑی زبردست فعلی شہادت بھی موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ عملی رنگ میں سلسلہ نبوت منقطع ہو گیا۔ آپکے بعد تیرہ سو برس ہو گئے کوئی دنیا میں آتا ہی نہیں۔ اور اسلام کے بعد دوسرا کوئی مذہب آتا ہے۔ سائے تیرہ سو سال گذر جائیں اور کوئی نبی نہ آئے دنیا کی تاریخ بتاتی ہے ایک ایک وقت میں کئی کئی نبی آئے۔ ایک ایک صدی میں کئی کئی نبی مبعوث ہوئے بعض انگریز مصنفین اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ کیا وجہ ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی ایسی شخصیت پیدا ہی نہیں ہوتی جیسی کہ آپ کے پہلے ہوتی تھیں۔ مثلاً موسیٰ عیسیٰ۔ بدھ۔ وغیرہ دو نبیوں کے درمیان سب سے لمبا زمانہ ۶۰۰ سال کا ہے۔ جو کہ حضرت عیسیٰ اور آنحضرت کے درمیان کا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت عیسیٰ کے بعد دنیا میں ایک آخری نبی اور افضل الرسل آنے والا تھا جسکے واسطے اتنی انتظار کرائی گئی کیا آپ آنحضرت کے بعد بھی کوئی نبی آنا تھا۔ کہ جس کی خاطر تیرہ سو سال کا لمبا عرصہ دراز فعلی شہادت اس بات کی ہے۔ کہ آنحضرت آخری نبی ہیں۔ عملی رنگ میں سلسلہ نبوت منقطع ہو گیا۔ اور دراصل قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنی قولی شہادت بیان کی ہے۔ وہاں اپنا فعلی شہادت کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے۔ کہ کان اللہ بکل شئی علیماً۔ یعنی جو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو آخری نبی قرار دیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو اس بات کا علم ہے۔ کہ اب آنحضرت کے بعد کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آپ کا فیض تا قیامت جاری رہے گا۔ پس اللہ تعالےٰ کے علم کا اظہار واقعات عالم سے ہوتا ہے۔

آنحضرت صلعم کے امتیازی نشان

آپ کے چند ایک امتیازی نشانات بھی ہیں۔ جن کا مختصر الفاظ میں ذکر کر دیتا ہوں (۱) آپ تمام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ سے پہلے کوئی نبی دنیا کی طرف نہیں آیا۔ بلکہ تمام انبیاء مختص القوم اور مختص الزمان تھے (۲) صرف آپ ہی کے متعلق تقریباً تمام کے تمام انبیاء نے اپنے اپنے وقتوں میں خوشخبری دی کہ ایک آخر الزمان نبی آئے گا۔ (۳) صرف آپ ہی ایک ایسے نبی ہیں جنہوں نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ تم دنیا کے سارے نبیوں اور ان کی کتابوں پر ایمان لاؤ۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ پھر آپکی تعلیم بھی عالمگیر تعلیم ہے۔ اور اس میں اس قدر وسعت ہے۔ کہ باقی انبیاء کی تعلیم میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا۔

قرآن خاتم الکتب اور نبی کیلئے کتاب شرط

(۳) تیسری بات قابل توجہ یہ ہے۔ کہ قرآن خاتم الکتب ہے۔ اور ہر نبی کتاب لاتا ہے۔ یہ کہ ہر ایک نبی کتاب لاتا ہے۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے۔ (۱) لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان ۔

(۲) کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ ۔

(۳) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اولئک الذین اتینھم الکتاب والحکم والنبوۃ

(۴) پھر اتینا داود زبوراً ۔ اتینہ الانجیل اور صحف ابراہیم کا ذکر کیا۔

پس معلوم ہوا کہ ہر ایک نبی کتاب لاتا ہے۔ لہٰذا اگر قرآن کریم خاتم الکتب ہے۔ تو محمد الرسول اللہ لازماً خاتم الانبیاء ہیں۔ اور اگر آنحضرت خاتم الانبیاء نہیں تو پھر قرآن بھی خاتم الکتاب نہیں (۴) پھر چند ایک اور ضروری باتیں ہیں۔ جن کا یاد رکھنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر نبی مطاع ہوتا ہے۔ مطیع نہیں ہوتا۔ وہ صرف اپنی ہی وحی کی پیروی کرتا ہے۔ اور اپنی وحی کو باقی تمام وحیوں پر مقدم کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر نبی مطاع ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ ثانیاً۔ نبوت موہبت ہے۔ اکتسابیہ نہیں ملتی نبی بنانا خدا کا کام ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے خود بیان فرمایا ہے۔

(۱) اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ ۔

(۲) یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ۔

پھر انبیاء کا خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہونا بھی اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ ان کا کمال اکتسابی نہ ہو۔ ان کا علم خود خدا ہو۔ پھر عملی ثبوت اس بات کا کہ نبی بذریعہ اکتساب نہیں بن سکتا۔ یہ ہے۔ کہ آج تک کوئی شخص اس امت میں نبی نہ بن سکا۔

مبشرات

اگرچہ اس بات کا قطعی فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد نبوت اس امت میں بالکل منقطع ہو گئی ہے۔ تاہم قرآن کریم و احادیث سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نبوت کی ایک جزو جس کا نام مبشرات ہے اس امت میں تا قیامت جاری ہے۔ قرآن کریم نے اس کی طرف مفصلہ ذیل آیات میں توجہ دلائی ہے۔

اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین

الذین امنو وکانو یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمت اللہ ذلک ھو الفوز العظیم یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو نہ کسی قسم کا خوف ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ وہ جو ایمان لائے اور تقوےٰ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بشارتیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ لھم البشریٰ کی تفسیر خود حدیثوں نے کر دی ہے۔ جیسا کہ بخاری میں آیا ہے۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی مبشرات کے نبوت کچھ باقی نہیں یا لوگوں نے کہا مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا رویائے صالحہ اور پھر دوسری حدیث میں آتا ہے۔ رویا المومن جزء من ستۃ و اربعین جزءً من النبوۃ یعنی مومن کی رویا یا رویائے صالحہ نبوت کی چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ

پھر ایک حدیث میں آتا ہے۔ ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات یا ان الرسالۃ والنبوۃ انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول بعدی ولکن بقیت المبشرات اور ان احادیث کے ساتھ ملا کر ان احادیث کو پڑھا جائے جن میں مفصلہ ذیل الفاظ آتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہو گا۔ کہ مبشرات سے مراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے۔ وہ یہ ہیں یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء یعنی اس امت میں ایسے شخص ہیں جن سے خدا ہم کلام ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتے اور چونکہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ جزو نبوت ہے۔ اس لئے اس پر لفظ نبی لغوی معنوں کے لحاظ سے صادق آ سکتا ہے۔ کیونکہ لغت کی رو سے نبی کے معنی غیب کی خبریں پانے والا ہے۔

مسیح موعود اور لفظ نبی

اور اگر حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو گا کہ آپ نے لفظ نبی اس مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ پانے والے کا نام رکھا ہے۔ جزوی۔ ظلی۔ لغوی۔ یا بروزی نبی یا محدثیت سب مترادف الفاظ ہیں۔ اور ان سب کا مطلب مفہوم ایک ہے۔

لفظ نبی بطور مجاز

اور آپ نے جو لفظ نبی کو اپنے لئے استعمال کیا ہے۔ تو یہ صرف مجاز کے طور پر تھا۔ جیسا کہ آپ نے خود صاف طور پر فرمایا ہے۔ سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میرا نام نبی اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجاز کے طور پر رکھا گیا۔ نہ کہ حقیقی طور پر۔ آپ کا یہ فرمان قطعی اور فیصلہ کن ہے۔ کہ آپ اپنے آپ کو ہرگز ہرگز حقیقی نبی نہ سمجھتے تھے بلکہ مجازی نبی تھے

لفظ نبی لغوی معنوں میں

ہاں آپ نے لفظ نبی کیوں اختیار کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک مجدد اپنے وقت کی ضرورتوں کے لحاظ سے کام کرتا ہے۔ آپ کے اس زمانہ میں سب سے بڑھ کر خدا کی صفت مکالمہ کا انکار ہو رہا۔ اس لئے آپ کو اس پہلو پر خاص طور پر زور دینا پڑا۔ مسلمان بھی اس بات کے منکر ہو گئے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے۔ اس طرح پر مذہب مردہ ہو چلا تھا۔ آپ نے محض اس امر کو زیادہ طور پر واضح کرنے کی غرض سے لفظ نبوت کو لغوی معنوں میں اختیار کیا۔ اور سینکڑوں دفعہ اس کی تشریح بھی کر دی۔ اور طرح طرح کی اصطلاحات سے اپنے اصل مقصد کو واضح کر دیا۔

نبی کا لفظ کاٹ کر محدث لکھ دو

اور یہاں تک بھی کہہ دیا کہ جس کو ناگوار گزرتا ہے۔ وہ اس کو کاٹ کر اسکی جگہ محدث کا لفظ رکھ دے چنانچہ آپ کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

"اور تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالۃ الاوہام۔ میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا کہ محدثیت جزوی نبوت ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا و کلا۔ مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوےٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ ہمارے سید و مولانا محمد مصطفےٰ صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں۔ اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں۔ تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے کہ محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جلشانہٗ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ جس کے معنے آنحضرت صلعم نے مکلم مراد لئے ہیں۔"

حضرت مسیح موعود کی ایک نہیں دو نہیں بلکہ سینکڑوں ایسی تحریریں موجود ہیں جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ کی نبوت نبوت تامہ یا نبوت حقیقی ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ صرف نبوت ناقصہ یا جزوی نبوت ہے۔ جس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور آپ کو یہ مرتبہ آنحضرت کی سچی اتباع اور کامل تابعداری اور غلامی میں نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۶ پر لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص قرآن کی پیروی کرے گا وہ یہی پائیگا۔

مدعی نبوت کافر و کاذب

شروع سے لے کر اخیر تک آپ کا یہی مذہب رہا کہ نبوت تامہ یا حقیقی نبوت آنحضرت کے بعد بند ہو گئی اور جو کوئی مدعی نبوت ہو وہ کافر کاذب ہے۔ وہ مفتری ہے۔ قرآن پر اس کا ایمان نہیں ہے۔

شریعت کے خلاف بات ردی میں پھینک دو

پھر آپ نے آئینہ کمالات میں حلفیہ شہادت دی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ نبی ختم ہو گئے۔ اور جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے۔ وہ محض آنحضرت کی کامل اتباع سے ملا ہے اور اگر میرا الہام شریعت کے خلاف ہو تو اس کو ردی کی طرح پھینک دو۔

جامع مسجد دہلی میں حلفیہ شہادت

پھر آپ نے جامع مسجد دہلی میں علے الاعلان کہا کہ میرے تمام کے تمام وہی عقائد ہیں۔ جو کہ اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ میں ان تمام باتوں کو مانتا ہوں جو اہل سنت والجماعت کے مسلمات میں ہیں۔

نبوت تامہ کا انکار اور محدثیت کا اقرار

الغرض آپ کی تحریرات سے صاف عیاں ہے۔ کہ آپ نے جو دعوےٰ کیا ہے۔ وہ محدثیت ہے۔ جس کو چاہے ظلی نبوت اور چاہے۔ بروزی یا لغوی نبوت سے تعبیر کرو۔

حضرت مسیح موعود کا کام

پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو ختم کروں۔ ایک بات جس کی طرف عام مسلمان بھائیوں کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کیا کام تھا۔ آپ نے کس چیز کو اپنی زندگی کا مقصد یا نصب العین قرار دیا۔ سو وہ یہ ایک امر واضح ہے۔ کہ وہ چیز جو کہ آپ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی۔ اور جس کے واسطے آپ نے اپنی تمام زندگی کو وقف کر رکھا تھا۔ وہ اشاعت اسلام ہی تھی۔ آپکے مقدس دل کے اندر یہی ایک جوش و ولولہ تھا کہ کسی طرح اسلام سچے اور پاک اسلام کو اطراف عالم میں پہنچا دیا جائے اور اس دھن میں آپ کی تمام عمر صرف ہو گئی۔ اسلام کو مصداق لیظھرہ علے الدین کلہ کا بنانے کے لئے آپ نے بہت سی کتابیں اسلام کی حقانیت پر لکھیں اور اس پاک اور مقدس کام کے جاری رکھنے کے واسطے آپ نے ایک جماعت طیار کی جس کا نام آنحضرت کے جمالی نام احمد پر احمدی رکھا تاکہ یہ جماعت آپ کی وفات کے بعد اعلائے کلمۃ اللہ کے پاکیزہ کام کو جاری رکھے۔ اگر آپ کا دعوےٰ نبوت کا ہوتا اور آپ کو اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ تو ضروری تھا۔ کہ آپ اشاعت اسلام کے لئے اس قدر جوش اور تڑپ نہ رکھتے بلکہ اس کے برعکس اپنا نام اور کسی اپنی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے فکرمند ہوتے مگر نہیں آپکی تمام زندگی اس بات میں گذر گئی۔ کہ اسلام دنیا میں غالب ہو۔ اسلام کا بول بالا ہو۔ کلمہ توحید چار دانگ عالم میں گونجے۔ اسلام کی فتح ہو ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آئے اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا منظر پھر دنیا دیکھے

مسیح موعود

(آپ کا زمانہ بعثت اور اسلام کی نازک حالت)

آپکی بعثت ایک ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ اسلام میں مختلف فروعی اختلافات کی وجہ سے چند ایک وہ مسائل رائج ہو چکے تھے جنکی وجہ سے دشمنان اسلام نے موقعہ شناسی کر کے تحریراً و تقریراً سخت بڑے اور بیہودہ انداز سے اسلام پر پے در پے حملے شروع کئے۔ کہ جنکی وجہ سے اقوام عالم میں اسلام ایک خوفناک منظر کے سوائے کچھ دکھائی نہ دیتا۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں حیات مسیح کا مسئلہ اسلام کے لئے ایک خطرناک حربہ تھا۔ اور اسی طرح دیگر مذاہب اسلام اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت پر ناپاک حملے کر رہے تھے غرضیکہ اسقدر طوفان بے تمیزی اسلام کے منور چہرے کو دھندلا کر رہا تھا۔ اور تمام علماء اسلام ایک عالم خواب میں تھے۔ (بقول حضرت اقدسؑ)

ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

صدہا برادران اسلام نے عیسائیت کو قبول کیا۔ اور کچھ دہریت میں مبتلا ہو گئے۔

(آپ کا جوش اور مخالفین کو جواب)

اس وقت آپکا قلم صداقت اسلام پر برکات اور طاقت دلائل اور کو لئے ہوئے اسلام کے درد کے ساتھ اٹھا۔ اور آپ نے دلائل اور براہین کے ساتھ اسلام کے منور چہرے کو پاک اور صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ فلسفہ جدید اور سائینس اور کئی ایک دوسری طرح پر اسلام کو دنیا کے سامنے اس طرح پیش کیا۔ کہ جس کی نظیر محال اور مشکل ملنی ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر دشمنوں کے ناپاک حملوں نے آپ کو بے قرار کر دیا تھا۔ اسقدر درد تھا۔ اور اسلام کا اسقدر قلق تھا۔ اور بانیٔ اسلام کا اسقدر عشق تھا۔ کہ نماز تہجد میں رات کے وقت آپکی چیخیں نکل جاتیں۔ سربسجود ہوتا چیخ و پکار ہوتی۔ آنکھوں سے رقت اور درد کے ساتھ آنسو برستے۔ اسی وجہ سے آپکی آنکھیں متورم رہتیں۔ اور آپکی دردناک اور المناک آہیں آسمان تک پہنچتی دکھائی دیتیں۔ وہ چیخ و پکار کیا تھی۔

بنالم بر درش زان ساں کہ نالم
بوقت وضع حملے بار دارے

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا ہوں بیقرار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطان کامیاب و کامگار
یاالٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

(آپ کا عظیم الشان کام اور کامیابی)

غرضیکہ آپکی دردناک اور المناک آہیں آسمان پر گونجتیں۔ اور اس ایک بستی کے رہنے والے کو قضائے آسمانی نے تمام دنیا کے حریفوں پر میدان کارزار میں لا کھڑا کیا۔ اور اس پہلوان اسلام نے حریفوں کو پے در پے پچھاڑا۔ اور صداقت اسلام میں ایک بہترین لٹریچر اسلام کی صداقت اور دشمنوں کے رد میں پیش کیا۔ اور اسقدر تعاقب کیا کہ دشمنوں کو سوائے بھاگنے کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔ ۸۰ کتب تک آپکی تصنیف ہے۔ اور اس طرح پر اسلامی خزائن کو اس طرح تقسیم کیا اور اس طرح دلائل اور براہین کے دریا بہا دیئے۔ کہ ایک قوم کی قوم مالا مال ہو رہی ہے

دلائل کے علاوہ آپ نے اپنے الہامات کئی ایک اور کرامات کے ذریعہ اسلام کو زندہ دکھلایا۔

پنڈت لیکھرام کی موت۔ ڈوئی کا انجام۔ جنگ عظیم اور زلزلہ

اور دعاؤں کی پیشگوئیاں ۔ ایران اور ترکی کے انقلابات امرکے زندہ ہو چکے ثبوت ہیں کئے ۔ خود ہندوستان میں بنگال کی دلجوئی کی پیشگوئی ایک عظیم الشان نشان تھا ۔ اسلام کی ازسرہ تازگی کا بیڑا جو خدا نے آپ کو دکھلایا ۔ سو تصرف دنیا کے آگے پیش کیا ۔ بلکہ آپ ایک مجسم نمونہ تھے ۔ آپ صرف سلطان القلم ہی نہ تھے ۔ بلکہ آپ کی قوت قدسی کا یہ عالم تھا ۔ کہ خدا تعالےٰ نے فنا فی الاسلام اور فنا فی الرسول کئی ہستیاں آپ کے ساتھ کردیں نورالدین اور محمد احسن جیسے باکمال اور محمد علی کمال الدین اور صدرالدین اور کئی ہستیاں آپ کے حوالہ کردیں ۔ انکو باکمال بھی کیا ۔ اور سلطان القلم بھی کیا ۔ آج یہ نمونہ دنیا کے سامنے ہے ۔ دیکھنا ہے ۔ تو دیکھ لو ۔ اُن کی قدسی طاقت کے آگے آج یورپ بھی سربسجود ہو رہا ہے ۔ اور اُن لوگوں نے دنیا میں ایک عظیم انقلاب بپا کردیا ہے ۔ اللہ تعالےٰ دیگر برادران اسلام کو بھی ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیوے ۔ آمین ۔

(آپ کا اخلاق اور سیرت)

آپ ایک اندھیری رات میں آئے ۔ اور بدر کمال کی طرح چمکے ۔ آپکی منور شعاؤں نے دشمنان اسلام کی آنکھوں کو چکا چوند کردیا ۔ آپ مجسمہ خلاق اور رحم تھے ۔ آپکو کسی دوست کا قلق اپنا قلق کسی دوست کی بیقراری اپنی بیقراری ہوا کرتی تھی ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ جب میرے ایک مکرم بھائی نے آپکی خدمت میں ایک نہایت ہی تخلیہ کی حالت میں اپنی کمزوریوں کا آپ کے حضور اعتراف کیا ۔ اور اپنی عاقبت کے لیئے بیقراری ظاہر کی ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ گھبراؤ نہیں اللہ کی ذات بڑی رحیم اور کریم ہے ۔ اور فرمایا ۔ کہ ایک وقت رحمت کا دریا ایسا آئیگا ۔ کہ جب کوئی نیکی بھی نہ پائے گا ۔ تو پوچھا جائیگا

کوئی نیک کام نہیں کیا ۔ توکسی نیک کو دیکھا
اور اسی پر رحم ہو جائیگا ۔ اور تم نے تو ہمکو دیکھا ہے
گھبراؤ نہیں

غرضیکہ کسی دوست کی بیقراری آپ کے لیئے سخت صدمہ ہوتی ۔ آپ کی زندگی کے ایام قوم کے لیئے ایک سایہ دار درخت کی طرح اور باغ وبہار کی مانند تھیں ۔ ایک عجیب چہل پہل تھی ۔ جو نہ کبھی دیکھی تھی ۔ اور نہ سنی تھی ۔ اللہ تعالےٰ اسکی خوشہ چین ہستیوں کو آپنے اپنے فضل وکرم سے زندہ اور سلامت رکھے ۔ اور آپ کے باغ کے پودوں کو سرسبز اور شاداب رکھے ۔ اور اُن کے ثمرات سے عالم اسلام مالا مال ہو ۔ آمین ۔

(قوم سے خطاب)

دنیائے اسلام کی یہ مایہ ناز ہستی اور یہ عظیم الشان انسان جس کا قوم کو ایک عرصہ سے انتظار تھا ۔ آیا ۔ اور سنت اللہ کے مطابق دنیا سے چل دیا ۔ اور ایسا گیا ۔ کہ پھر نہ آئیگا ۔ جانے سے پہلے ایک وصیت بطور دستور العمل ہمارے لیئے چھوڑ گیا ۔ آؤ ۔ اور دیکھو کہ ہم اس مرشد کی وصیت پر کاربند ہیں ۔ یا نہیں ۔ وصیت پڑھو ۔ اور غور کرو ۔ آؤ ۔

اور خدا را اسکی ہدایات سے فایدہ اُٹھاؤ ۔

(آؤ)

اور دیکھو کہ وہ کیسی آسان راہ ہم کو دکھلا گیا ۔ کہ جسپر چلنے سے زندگی ہی زندگی ہے ۔ اگر ہمیشہ زندہ رہنا چاہتے ہو ۔ تو پیارے محمد علی کا ساتھ دو ۔ کمال الدین اور صدرالدین کی باتوں کو سنو ۔ یہ وہی کہہ رہے ہیں ۔ جو وہ کہہ گیا ۔ اور آج جس نے اس کو نہیں دیکھا ۔ انکو دیکھ لے ۔ اور ان سے فایدہ اُٹھا دے ۔ اس مجسمہ صداقت کی روح پاک کو ٹھنڈک پہنچاؤ ۔ جس کی تائید میں آ شکیل مجدد خلافت حضرت غازی مصطفےٰ کمال پاشا ۔ ۔ ۔ انگورہ سے بول اُٹھا ہے ۔ کہ ہمارا کام اشاعت وتبلیغ ہے ۔ نہ کہ مسئول خلافت ۔

خاکسار محبوب عالم از گوجرانوالہ

بہرہ مذہب کی اس خوابی سے ... کی کہ حق و باطل میں بین فرق نظر آگیا ۔ مسلمان حضرت میرزا کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے ۔ کہ اس کے علم کلام کی بدولت آج وہ ہر میدان میں کامیاب نظر آتے ہیں ۔ دیوبند والے تو بے شمار بہت محا ... ہیں جتنی کہ نہیں اور ستار امام پاک کو کافر قرار دیتے ہیں لیکن آخر صداقت صداقت ہی ہے جب شدھی کی بیماری اسلام کو کھانے لگی تو اس کے علاج کے لئے ان مکفرین میرزا کو حضرت میرزا کے نسخوں کا ہی منت کش ہونا پڑا ۔ یہ الگ بات ہے کہ منہ سے اقرار نہ کیا جائے لیکن اس میں شک نہیں کہ ہر خشک وتر پر حضرت میرزا کا احسان ہے اور قیامت تک رہے گا ۔

حضرت مسیح موعودؑ رحمۃ للعالمین
کے
نقش قدم پر

(جناب بابو منظور الٰہی صاحب ریلوے ٹیلیگراف انسپکٹر کے قلم سے)

جن لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت بابرکت سے کوئی حصہ پایا ہے ، وہ اچھی طرح جانتے ہیں ، کہ آپ کا اپنوں اور غیروں سے کیسا ہمدردانہ سلوک تھا ، باوجود بڑے بڑے اہم اختلافات کے آپنے اپنے سخت ترین مخالفوں سے بھی ان کی مصائب میں دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے ، اس وسعت قلبی ، رحم اور ہمدردی کا مجسم نمونہ آپ اپنی جماعت میں بھی دیکھنا چاہتے تھے ، جیسا کہ ذیل کی مختصر تقریر سے ظاہر ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں :۔

سورۂ فاتحہ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے پیش کی ہے ، اور اس میں سب سے پہلی صفت رب العالمین بیان کی ہے ، جس میں تمام مخلوقات شامل ہے ، اسی طرح پر ایک مومن کی ہمدردی کا میدان سب سے پہلے اتنا وسیع ہونا چاہیئے ، کہ تمام چرند پرند اور کل مخلوق اس میں آجائے ، پھر دوسری صفت رحمٰن کی بیان کی ہے ، جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق سے خاص طور پر ہمدردی کرنی چاہیئے ، اور پھر رحیم میں اپنی نوع سے ہمدردی کا سبق ہے ، غرض اس سورۃ میں جو اللہ تعالےٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں ، یہ گویا اللہ تعالےٰ کے اخلاق ہیں ، جن سے بندے کو حصہ لینا چاہیئے ، اور وہ اس طرح سے ہے ، کہ اگر ایک شخص عمدہ حالت میں ہے ، تو اس کو اپنی نوع کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہیئے ، کسی دوسرے شخص سے خواہ وہ رشتہ دار ہو ، یا عزیز یا بیگانہ ، ہرگز بیزاری ظاہر نہ کی جائے ، اور اس سے ایک اجنبی کی طرح سلوک نہ کرنا چاہیئے ، بلکہ ان حقوق کی نگہداشت کرنی چاہیئے ، جو لوگوں کے تم پر ہیں ، اور جس شخص کے ساتھ قرابت ہے ، اور اس کا کوئی حق تم پر ہے تو اس کو پورا کرنا چاہیئے ، حضرت نبی کریمؐ نے یہاں تک اپنے اخلاق کا اعلےٰ نمونہ دکھایا ہے ، کہ بعض وقت ایک مسلمان بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان تھا ، اس کے منافق باپ کا جنازہ بھی پڑھ دیا ، بلکہ اس کی میت کے لئے اپنا کرتہ مبارک بھی دے دیا ، اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے ، جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے ، اس کے اخلاق کی اصلاح نہیں ہوسکتی ، زبان کی بداخلاقیاں انسانوں میں باہمی دشمنی پیدا کردیتی ہیں ، اس لئے ہمیشہ اپنی زبان کو قابو میں رکھنا چاہیئے ، دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کرسکتا ، جسے وہ اپنا خیرخواہ سمجھتا ہے ، پھر وہ شخص کیسا بے وقوف ہے ، جو خود اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا ، اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے ، جبکہ وہ اپنے قوٰی سے عمدہ کام نہیں لیتا ، اور اپنی اخلاقی قوتوں کو تربیت نہیں کرتا ، ہر ایک شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے ،

خدا تعالےٰ کے لئے جو جماعت تیار ہوتی ہے ، وہ کبھی ... ہوتی ہے ، اس لئے اس اصول پر اس کی ترقی ضروری ہے ۔ پس یہ دستور ہونا چاہیئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جائے ، اور ان کو طاقت دی جائے ، کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ ، ان کی عملی ، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی ہمدردی کے لئے شریک ہو جاؤ ، ان کی بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو ، کوئی جماعت جماعت نہیں بن سکتی ، جب تک کہ ان میں سے طاقتور لوگ کمزوروں کو سہارا نہ دیں ، اور اس کی یہی صورت ہے ، کہ ان کی پردہ پوشی کی جائے ، صحابہؓ کو یہی تعلیم دی گئی تھی ، کہ نئے مسلمان ہونے والوں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو ، کیونکہ تم بھی کسی وقت ایسے ہی کمزور تھے اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے ، اور اس کے ساتھ محبت اور ملائمت کا برتاؤ کرے ، خوب یاد رکھو ، وہ جماعت ... جماعت نہیں ہوسکتی ، جو ایک دوسرے کو کھائے ، اور جب ... بھائی کا گلہ کریں ، اور اس ... کرتے رہیں ، اور اپنے میں سے کمزوروں اور غریبوں سے نفرت کریں ، اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں ، ... ہرگز نہیں ہونا چاہیئے ، بلکہ چاہیئے کہ اجماع میں قوت آجائے ، اور وحدت پیدا ہو جائے ، جس سے محبت بڑھتی اور برکات پیدا ہوتے ہیں ، میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے احباب میں بھی ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے ، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ، کہ مخالفت جو ہماری خورد بینی سی حرکت پر نظر رکھتے ہیں ، معمولی باتوں کو اخبار میں بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں ، اور خلق خدا کو گمراہ کرتے ہیں ، لیکن اگر ہماری جماعت میں اندرونی کمزوریاں نہ ہوں ، تو کیوں کسی غیر کو جرأت ہو کہ ہماری جماعت کے خلاف مخالفانہ مضامین شائع کرے ، اور ان کے ذریعہ سے لوگوں کو دھوکا دے ، یہ کیوں نہیں کیا جاتا ، کہ اپنی اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جائے ، اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے ، کہ جب ہمدردی ، محبت عفو اور کرم کو عام کیا جائے ، اور دوسری تمام عادتوں پر رحم ، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کرلیا جائے ، ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں ، جو دلشکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں ، ہماری جماعت میں ... نہیں آئے گی ، جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں ، جس شخص کو پوری طاقت دی گئی ہے ، وہ اپنے کمزور بھائی سے محبت کرے ، میں جو یہ سنتا ہوں ، کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا ، بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے ، حالانکہ چاہیئے تو یہ کہ اس کے لئے دعا کرے ، اس سے ... اظہار کرے ، اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے ۔ لیکن بجائے اس کے کینہ میں زیادتی کی جاتی ہے ، اگر ایسے کمزور بھائیوں سے عفو نہ کیا جائے ، اور ان سے ہمدردی نہ کی جائے تو اس طرح پر گبڑتے گبڑتے انجام بد ہو جاتا ہے ، جو اللہ تعالےٰ کو منظور نہیں ، جماعت تب ہی بنتی ہے ، کہ ایک دوسرے کی ہمدردی کی جائے ، اور آپس میں پردہ پوشی کی جائے ، جب اللہ تعالےٰ نے تمہیں ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے ، تو کیا بھائیوں کے یہی حقوق ہوتے ہیں ، کہ ایک دوسرے سے بے مروتی اور بدسلوکی کی جائے ، دنیا کے تعلق رکھنے والے بھائی آپس میں طریق اخوت نہیں چھوڑتے ، تو کیا خدا کے لئے بھائی بنے ہوؤں کو ان سے بہتر نمونہ نہ ہونا چاہیئے ، بعض وقت انسان جانوروں بندروں اور کتوں سے بھی ہمدردی کا سبق سیکھ لیتا ہے ، اللہ تعالیٰ اس طریق کو بہت ناپسند کرتا ہے ، کہ اندرونی پھوٹ ہو ، اور یہ نہایت نامبارک بات ہے ، اللہ تعالےٰ نے صحابہؓ کے نمونہ پر یہ سلسلہ قائم کیا ہے ، اور ... اخوت وہ یہاں بھی قائم کرے گا ، خدا تعالےٰ نے مجھے بہت ... امیدیں دی ہیں ، اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے ایک جماعت عطا کرے گا ، جو قیامت تک منکروں پر غالب رہے گی ، دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا ، دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے اپنے بھائی کی دل آزاری کرنا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے ، اب تم میں ایک نئی برادری اور اخوت قائم ہوئی ہے ، پچھلے سلسلے منقطع ہوگئے ہیں ، اللہ تعالےٰ نے یہ ایک نئی قوم بنائی ہے ، جس میں امیر غریب بچے بوڑھے جوان ہر قسم کے لوگ شامل ہیں ، پس غریبوں کا فرض ہے ، کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں ، اور ان کی عزت کریں ، اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں ، ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں ، کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں ۔ گو باپ جدا جدا ہوں لیکن آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے ، اور تم سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہو ،

بقیہ صفحہ ۴

آؤ کچھ عرصہ میری صحبت میں ہی گزارو اور اگر کوئی نشان نہ دیکھو تو سمجھ لو کہ میں جھوٹا ہوں ۔ آؤ دعاؤں کی قبولیت کے ذریعے سے ہی امتحان کریں کہ کون صادق ہے اور کون کاذب کس کا مذہب خدا کی نظروں میں مقبول ہے کس کا مردود ہے اس تحدی اور اس شدت سے مخالفین کو للکارنا کیا ہر کس و ناکس کا کام ہوسکتا ہے ؟ ہرگز نہیں یہ اسی کا کام تھا جو حجۃ اللہ علی الارض تھا اور جری اللہ فی حلل الانبیا تھا ۔

دعوت الی الحق

اپنا پیغام آپنے ہر کس وناکس کے کانوں تک پہنچایا ۔ ہر کہ ومہ تک حق کی حتیٰ کہ شاہان یورپ کو بڑے واضح لفظوں میں دعوت اسلام دی ۔ بڑے بڑے پادریوں اور عیسائی مذہب کے علم برداروں پر حق تبلیغ پورے طرح ادا کیا لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے بالمقابل نکل کر اپنے مذہب کی حمایت میں کچھ بول سکے ۔

حضرت میرزا کا احسان مذہبی دنیا پر

مذہبی دنیا تاقیامت حضرت میرزا کی مرہون منت رہے گی کہ اس نے

ایک پُر لطف تقریب

آل انڈیا مسلم لیگ کو دعوت

۲۴، ۲۵ مئی کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس تھا۔ جس کی تقریب پر تمام ہندوستان بھر سے بہت سے معزز مسلمان لاہور تشریف لائے، احمدیہ انجمن اشاعت نے خیال کیا کہ ان حضرات کو ایک دعوت دی جاوے، اور اس میں انہیں اپنے مقاصد سے آگاہ کیا جاوے، چنانچہ ۲۴ مئی کی شام کو اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں یہ دعوت دی گئی، رہنمایان ملک کے علاوہ لیگ کے سرگرم کارکن بھی شریک دعوت تھے، ذیل کے اصحاب کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ، مولانا محمد علی بی اے آکسن، آنریبل خان بہادر میاں فضل حسین، خان بہادر چوہدری شہاب الدین خان بہادر شیخ عبدالقادر بیرسٹر ایٹ لا، مولوی عبدالقادر صاحب قصوری خان سعادت علی خاں، ڈاکٹر کچلو، ڈاکٹر انصاری، مسٹر مشیر حسین قدوائی نواب سید محمد شاہ ایم ایل سی، راجہ غضنفر علی، مولانا شعیب قریشی سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی، مسٹر تصدق حسین شروانی، سوراج و سیف الاسلام مدراس کے ایڈیٹر صاحبان، مجمع سو ڈیڑھ سو کے لگ بھگ تھا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک برجستہ تقریر کی، اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جو کام یورپ میں انجام دے رہی ہے، اس کا تذکرہ فرمایا، آپ نے فرمایا کہ انگلستان کے علاوہ جرمنی میں بھی تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا گیا ہے، چنانچہ ایک مہینہ کی جد و جہد کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس وقت جرمنی کے چار ذی اقتدار اصحاب حلقہ بگوش اسلام ہو سکے ہیں، آپ نے فرمایا کہ لوگ ہم پر چہ میگوئیاں [illegible] ہیں اس کے جواب میں صرف اس [illegible] ہیں جو سنیوں کے ہیں، فرق [illegible] صاحب کو ایک مجدد تصور کرتے ہیں، [illegible] کا فرض تھا، کہ ہماری مٹھی بھر جماعت نے آج وہ کام کر دکھایا ہے، کہ دنیا کی قوموں کیلئے ایک نمونہ ہے، یہ بھی آپ نے ظاہر فرمایا کہ یہ کام درحقیقت اس سیاسی کام کے لئے جو مسلم [illegible] کا موجب ہوگا، اور اس بات کی ضرورت [illegible] اور جو رکاوٹیں ہمارے رستہ میں [illegible] آخیر میں آپ نے حاضرین کا شکریہ ادا فرمایا [illegible] تشریف فرما کر سنوئیٹ کا موقعہ دیا اس کے بعد شیخ عبدالقادر صاحب نے حضار مجلس کی طرف سے انجمن کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ اس قدر روشن ضمیر اصحاب جو یہاں جمع ہیں آپ کے [illegible] کو پیش نظر رکھتے ہوئے فساد سے کفر کو کبھی اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتے، یہ ہر دو تقاریر آئندہ اشاعت میں درج ہوں گی، اور اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی،

تازہ خبریں

آل انڈیا مسلم لیگ کا پندرھواں اجلاس

۲۴ اور ۲۵ مئی لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا پندرھواں اجلاس نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا، شہر سے باہر قلعہ گوجر سنگھ کے پاس بریڈلا ہال (؟) تھیٹر کے وسیع ہال میں جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا، آنریبل مسٹر محمد علی جناح نے صدارت کے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیا، ۲۴ مئی کو آغا محمد صفدر صاحب استقبالی کمیٹی اور مسٹر محمد علی جناح نے اپنے اپنے خطبہ ہائے صدارت سے حاضرین کو محظوظ کیا،

۲۵ مئی کو بہت سے ریزولیوشن پیش ہوئے، جن میں سب سے پہلا ریزولیوشن سوراج کے متعلق تھا، اور اس میں ہندوستان کے آئندہ نظم و نسق میں جن باتوں کو بطور اصول ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ان کو وضاحت کے ساتھ پیش اور پاس کیا گیا، ان اصولوں میں ایک یہ بھی تھا، کہ مختلف صوبوں میں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ہر قوم کو حق نیابت دیا جاوے، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد پرنسپل علیگڈھ کالج نے اس میں یہ ترمیم کی کہ نیابت کی اساس و بنیاد آبادی ہو، لیکن قلیل التعداد جماعتوں کو ہر صوبے کی انتخابی مجالس میں کافی اور موثر نیابت کا حق دیا جاوے مگر کسی صوبے کی کوئی اکثریت اقلیت یا مساوات میں تبدیل نہ ہو، اس ترمیم کی تائید مولوی محمد یعقوب صاحب بیرسٹر مراد آباد، چوہدری شہاب الدین صاحب آنریبل میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم پنجاب اور بعض دیگر حضرات نے کی، مولانا محمد علی، غازی عبدالرحمن و مولانا خلیق الزمان اور بعض دیگر حضرات نے مخالفت کی، رائیں لی گئیں، تو کچھ فیصلہ نہ ہو سکا، کیونکہ تمام حاضرین کی رائے شمار کرنا مشکل تھا، اس لئے ممبران لیگ سے صوبہ وار رائیں لی گئیں، تو ۶۲ رائیں ترمیم کے حق میں اور ۲۳ مخالف نکلیں، اور ترمیم منظور ہو گئی،

مولانا آصف نے آبادی کے تناسب کے لحاظ سے نشستوں کی تخصیص و تعین کے حصہ کو تسلیم کرتے ہوئے مشترکہ حلقہ ہائے انتخاب کی تحریک کی، جس کی تائید شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی نے کی لیکن ترمیم نامنظور ہوئی، مولانا سید حبیب نے یہ ترمیم پیش کی، کہ جداگانہ نیابت اس وقت تک رہے، جب تک تمام جماعتیں خود جداگانہ طریقہ کے انتخاب کو ترک کر کے مشترک حلقہ ہائے انتخاب کو اختیار نہ کریں، مولانا محمد علی نے اس کی تائید کی، لیکن ترمیم نامنظور ہوئی،

اس کے علاوہ ایک ریزولیوشن میں موجودہ اصلاحات کو ناکافی اور غیر تسلی بخش ظاہر کرتے ہوئے سوراج کی فوری تدابیر پر اصرار کیا گیا اور حکومت ہند کے آئین کا لائحہ عمل دیگر جماعتوں کے مشورہ سے طے کرنے کیلئے کمیٹی بنائی گئی، مجلس خلافت کے ساتھ اتحاد عمل کی طرح ڈالنے پر دو سو (؟) کمیٹی مرتب کی گئی، صوبہ سرحدی میں اصلاحات کے نفاذ پر زور دیا گیا، مسلمانان ہند کو سیاسی، معاشرتی، اقتصادی ترقی کی راہ پر لانے اور منضبط کرنے کے لئے کمیٹی بنائی گئی، ہندو مسلمانوں کے مابین اسباب فساد کو دور کرنے پر زور دیا گیا، ہر صوبہ کے صدر مقام میں تمام اقوام کے نمائندوں کی مجالس مصالحت قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا، مزدور لوگوں اور کسانوں کو ایک خاص نظام کے ماتحت لانے کے لئے کمیٹی بنائی گئی، قانون ۱۹۲۳ء کے تمام صوبوں میں نافذ کئے جانے کا مشورہ دیا گیا، مسلمانان کشمیر کی حالت زار کی اصلاح کے لئے دربار کشمیر سے سفارش کی گئی،

سب سے پہلے ریزولیوشن کی ایک شق میں مختلف اقوام کی مذہبی آزادی اور رواداری پر بھی زور دیا گیا تھا،

آخر میں آئندہ سیشن کے لئے عہدیداران لیگ کے انتخاب کا سوال پیش ہوا، حاضرین نے موجودہ عہدیداروں کو ہی آئندہ سیشن کیلئے رکھنے کا متفقہ فیصلہ کیا، جس کے بعد صاحب صدر کے شکریہ کے ساتھ جلسہ ختم ہوا،

مقدمہ دروغ حلفی کا فیصلہ

سیالکوٹ ۲۲ مئی سپیشل مجسٹریٹ نے ابراہیم سابق سب انسپکٹر کو مقدمہ دروغ حلفی میں بری کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے جمہور میں سنسنی پھیل گئی ہے۔

کانپور

کانپور ۲۲ مئی۔ بلدیہ کانپور نے مسٹر نرائن پرشاد نگم کی صدارت میں ایک مجلس مقرر کی ہے۔ وہ تحقیقات کرے گی کہ ٹھیکہ داروں نے لکڑی کی فراہمی میں دھوکہ دیا ہے۔ یا نہیں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ٹھیکہ دار بلدیہ کو ۳۰ ہزار روپے سے زیادہ کا نقصان پہنچا چکا ہے۔ بلدیہ زور شور سے تحقیقات کر رہی ہے منتمد میونسپل انجینیر اوورسیروں، چند کلرکوں اور ٹھیکہ دار رتن جی مانک جی دچھانی کی ستر (؟) اد نہیں لی جا چکی ہیں۔ ابتدائی تحقیقات کے بعد دو اوور (؟) اور دو محاسب معطل کر دیئے گئے ہیں مجلس مذکور کی رپورٹ جلد شائع ہو جائے گی۔ اس معاملہ سے شہر میں سنسنی پیدا ہوئی ہے

لکڑی کے گودام میں آگ لگ گئی

بمبئی ۱۹ مئی۔ آج صبح لکڑی کے ایک گودام میں آگ لگی جو ناگدیوی اسٹریٹ میں واقع تھا۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک راہ گذر جب گلی میں سے گذر رہا تھا۔ تو اس نے گودام سے دھواں اٹھتے دیکھا۔ چنانچہ اس نے فوراً اطلاع دی۔ آگ بجھانے والا انجن عین اس مقام پر آ پہنچا۔ انجن کے پہنچتے پہنچتے آگ خوب تیز ہو چکی تھی۔ لیکن بڑی کوشش سے آدھ گھنٹے میں آگ بجھائی گئی۔ نقصان کا تخمینہ پندرہ ہزار کیا جاتا ہے۔ آگ لگنے کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔

پنجاب کے ہسپتالوں کا جدید انسپکٹر جنرل

شملہ ۲۲ مئی۔ وائسرائے نے میجر جنرل آنج ہرڈ کی لفٹنٹ کرنل سی آر بائیلے سرجن بمبئی کو پنجاب کے ہسپتالوں کا انسپکٹر جنرل مقرر کیا ہے۔

دنیا کے گرد ہوائی سفر

۲۴ مئی۔ سکواڈرن لیڈر میکلیرن سخت بارش کے باعث آج صبح روانہ نہیں ہو سکے۔ اگر موسم نے اجازت دیدی۔ تو ان کا ارادہ کل شام کو روانہ ہونے کا ہے۔

بعد کا پیغام

موسم کی خرابی کے باعث سکواڈرن لیڈر میکلیرن آج اکیاب سے رنگون روانہ نہیں ہو سکے۔

میں نے لنڈن میں کیا دیکھا

لندن ۲۴ مئی۔ ماسکو کے اخبار "ازوستیا" میں روس و انگلستان کی کانفرنس منعقدہ لندن کے ایک روسی مندوب مسمی کیتھو زوف کے بیان کا حسب ذیل اقتباس شائع کیا ہے:-

"اگرچہ اکثر اخبارات نے ہمارے دورہ انگلستان کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ لیکن یہاں کے لوگ سیاسیات سے بہت دلچسپی نہیں رکھتے۔ اکثر لوگ شادیوں اور گمشدہ کتوں کی کہانیاں پڑھتے ہیں۔ تاہم خبروں کے کالم میں یہ باتیں درج ہوتی ہیں۔ کہ عورتوں کو اپنے کپڑے کیوں کر تیار کرنے چاہئیں۔ لندن میں تو فیشن ہی فیشن ہے۔ اور بس یہ تین باتوں نے میرے دل پر سب سے زیادہ اثر کیا۔ ایک گاڑیوں کی سرعت رفتار۔ بجلی کی روشنی ہی روشنی کا ہونا۔ اور سڑکوں کی آمد و رفت۔

مسئلہ موصل کے متعلق گفت و شنید

قسطنطنیہ ۲۲ مئی۔ آج مجلس تصفیہ موصل کا تیسرا اجلاس منعقد ہوا جس میں ترکی مندوبین نے سر پرسی کاکس کے پیش کردہ دعاوی کا جواب دیا۔ آئندہ اجلاس ہفتے کے روز منعقد ہوگا۔ جس میں سر پرسی کاکس ترکی مندوبین کے اعتراضات کا جواب دیں گے۔

جمہوریہ ترکیہ کے وزیر داخلہ کا استعفا

قسطنطنیہ ۲۲ مئی۔ فرید بے وزیر داخلہ جرائد کے سخت اعتراضات کی وجہ سے اپنی خدمت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

پولینڈ میں ڈاکوؤں کی سرگرمیاں

لنڈن ۱۲ مئی۔ لتھونیا اور روس کے ڈاکو جو سرحد پولینڈ کے پار رہتے ہیں۔ ان کی وجہ سے وارسا کے لئے خطرہ ہے۔ ان کی سرگرمیاں جنوری سے جاری ہیں۔ آخری ڈکیتی کل واقع ہوئی

ٹائمز کا نامہ نگار وارسا رقمطراز ہے کہ مسلح ڈاکوؤں نے ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کے تار کاٹ دیئے اور موضع کو زیوبرا (جو روسی سرحد سے اٹھارہ میل ہے) کو لوٹ لیا۔ تقریباً بیس آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ ڈاکو اپنے زخمیوں اور لاشوں کو لیکر بھاگ نکلے۔ پہرہ پر پانچ پولیس کے سپاہی تھے۔ انہوں نے بڑی دلیری سے موضع کی حفاظت کی اور ان میں سے دو سپاہی مارے گئے۔ آج کابینۂ وزارت کا خاص اجلاس منعقد ہوا۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ سرحدی سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

سنگٹھن کے شاخسانے

بلدیہ گوجرانوالہ کی قرارداد مخالفت ذبیحہ گاؤ پر اظہار نفرت و حقارت کرنے کی غرض سے مسلمانان گوجرانوالہ کا ایک عظیم الشان جلسہ ۱۹ مئی کو جامع مسجد کلاں میں منعقد ہوا۔ جس میں بالاتفاق حسب ذیل قرارداد منظور ہوئی۔ مسلمانان گوجرانوالہ کا یہ جلسہ بلدیہ گوجرانوالہ کے جنرل اجلاس منعقدہ ۱۹۲۴ء کی قرارداد (گوئی گائے جو کہ دودھ دیتی ہے۔ یا تین سال کا بچھڑا میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ کی حدود کے اندر کسی مذبح میں ذبح نہ کیا جائے) پر اظہار نفرت کرتا ہوا۔ اس بات کا

مسیح موعود کے حق میں غلو

بہائی مذہب اور حضرت مسیح موعود

(خطبہ جمعہ از حضرت امیر ایدہ اللہ مورخہ ۹ مئی ۲۴ء)

حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلعم

یاایھا الذین اٰمنوا لا تکونوا کالذین اٰذوا موسیٰ ....

پچھلے دن کسی نے ایک سوال کیا تھا، کہ حضرت موسیٰ کا ذکر قرآن میں اس قدر کثرت کے ساتھ کیوں آیا ہے، اور قریباً انہی واقعات کو بار بار دوہرایا گیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کے حالات حضرت موسیٰ کے ساتھ اور بنی اسرائیل کی تاریخ مسلمانوں کی تاریخ کے ساتھ اس قدر ملتی ہے، کہ فی الحقیقت جس کو حضرت موسیٰ کا ذکر سمجھا جاتا ہے، وہ نبی کریمؐ کے حالات کا ہی کوئی ذکر ہے، اس میں شک نہیں کہ دوسرے انبیاء کا بھی بار بار ذکر آیا ہے اور بار بار لانے میں کچھ تو مقصود یہ ہوتا ہے، کہ کسی واقعہ کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لایا جائے، اور کچھ انسان محتاج ہوتا ہے، یاد دہانی کا، چونکہ خدا کی طرف سے جو وحی آتی ہے، وہ عامۃ الناس کے لئے ہوتی ہے، اس لئے وہ کوئی فلسفہ یا قانون نہیں ہوتا، کہ اس میں ایک ہی دفعہ ایک بات کو بیان کر کے چھوڑ دیا جائے یہ انسان کی فطرت کا تقاضا ہے، کہ بار بار ایک بات کو بیان کیا جائے، تو کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے، اس لئے عامۃ الناس کے سمجھانے کے لئے بار بار ایک بات کو بیان کیا ہے، حضرت موسیٰ کا ذکر بار بار اس لئے بھی کیا ہے، کہ پیشگوئیوں میں آنحضرت صلعم کو حضرت موسیٰ کا مثیل قرار دیا گیا ہے، تو اسی وجہ سے حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں ذکر ہے، کہ ان کا مثیل آئے گا، اور قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے، انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ۰ اس لئے جہاں حضرت موسیٰ کے واقعات کا ذکر ہے، وہاں نبی کریمؐ اور جہاں بنی اسرائیل کا ذکر ہے، وہاں مسلمانوں کے حالات کو بیان کیا ہے، بعض باتیں اس مماثلت میں نبی کریمؐ کی زندگی کے کسی واقعہ کے اظہار کے لئے بیان کی گئی ہیں، ایک مشہور واقعہ ہے۔ حضرت موسیٰ کا مدین کا سفر، ایک قبطی کو حضرت موسیٰ نے مارا، اور وہاں سے بھاگے، اور مدین پہنچے، وہاں کوئی بزرگ میں یہ بات آتی ہے، کہ وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں اس شرط پر اپنی [illegible] کا نکاح تجھ سے کرتا ہوں، کہ تو آٹھ سال یہاں رہے، اور پھر یہ لفظ آتے ہیں، اگر دس پورے کرو تو یہ تمہارا اختیار ہے، اب اس واقعہ کو تلاش کرو، [illegible] اس واقعہ کا ذکر ہے، لیکن قرآن نے آٹھ اور دس سال، لازمی طور پر ٹھیرنا بیان کیا ہے، اس کی وجہ کیا ہے، بات یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ کو مدین کی طرف ہجرت کرنی پڑی، اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی، اور آٹھ اور دس سال کے ذکر میں آنحضرت صلعم کی اقامت مدینہ کے ذکر کی طرف بطور پیشگوئی اشارہ تھا، پورے آٹھ سال کے بعد مکہ کو آپ فتح کرتے ہیں، اس وقت آپ اگر چاہتے، تو مکہ کو جا سکتے تھے لیکن آپ نے دس سال پورے کئے، اور دس سال کے بعد آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے، اب دیکھو اس کا ذکر کسی تاریخ میں نہیں، قرآن نے اس کا ذکر کیا، اور اس کو نبی کریم کی زندگی میں پورا کر کے دکھایا، کہ واقعی یہ سچی بات ہے، اسی طرح حضرت موسیٰ کی زندگی کے ایک ایک واقعہ کو لے لو، حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کا ہی وہ نقشہ ہے،

حضرت موسیٰ کے متعلق ایک لغو قصہ

یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں شروع ہوتی ہیں، ان لفظوں سے یاایھا الذین اٰمنوا لا تکونوا کالذین اٰذوا موسیٰ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ان کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی، فبرأه اللہ مما قالوا ۰ خدا نے موسیٰ کو بری کر دیا، اس سے جو وہ کہتے تھے، اب یہاں مسلمانوں کو خاص طور پر خطاب کیا، مماثلت پر ہی نہیں چھوڑا، بلکہ یاایھا الذین اٰمنوا کہہ کر مخاطب کیا ہے، یہاں مفسرین نے بعض قصے بیان کئے ہیں، صحیح بخاری کی حدیث میں بھی یہ قصہ ہے، کہ حضرت موسیٰ کے متعلق لوگوں میں مشہور ہو گیا، کہ ان کے جسم پر برص کے داغ ہیں، ایک دن وہ ایک حوض پر نہا رہے تھے، اور کپڑے اتار کر ایک پتھر پر انہوں نے رکھے، وہ جب حوض سے باہر نکلے، تو پتھر صاحب ان کے کپڑے لے بھاگے، حضرت موسیٰ اسی حالت میں اس کے پیچھے بھاگے، اور اسی طرح جہاں بنی اسرائیل کی قوم موجود تھی وہاں پہنچ گئے، اور انہوں نے دیکھ لیا، کہ ان کے جسم پر کوئی داغ نہیں،

حدیث لائق ترک نہیں

یہ قصہ تو اس قدر لغو ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی عقل اس کو متعلق بھی ٹھوکر لگتی ہے اور بعض لوگ سمجھتے ہیں، کہ احادیث میں چونکہ ایسی باتیں بھی ہیں، اس لئے تمام حدیثیں ایسی ہی ہیں، یہ بات غلط ہے حدیثوں میں بہت ہی اعلےٰ درجہ کی اور پر حکمت باتیں بھی ہیں، اور [illegible] کوئی نہیں، بخاری کوئی کتاب اللہ نہیں، بخاری کے اندر کئی غلطیاں بھی ہیں، ان کی بنا پر سب حدیثوں کو چھوڑا نہیں جا سکتا

حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلعم پر ایک ہی قسم کا الزام

غرض ایک تو یہ قصہ ہے، ایک اور قصہ بعض بڑے بڑے مفسرین نے بیان کیا ہے، کہ حضرت موسیٰ کی بیوی کے متعلق کوئی الزام تھا، اس سے اللہ تعالےٰ نے ان کی بریت کی، اور کہتے ہیں کہ یہاں مسلمانوں کو جو اسی قسم کی ایذا آنحضرت صلعم کو دینے سے منع کیا ہے، تو یہ حضرت زینبؓ کے بارہ میں ہے، حضرت زینبؓ کے متعلق عیسائیوں اور یہودیوں نے آنحضرت صلعم پر غلط الزامات دیئے ہیں، جن سے اللہ تعالےٰ نے آپ کی بریت کی ہے، اور مسلمانوں کو ایسے الزامات قبول کرنے سے منع کیا ہے، لیکن باوجود اس کے بعض لوگوں نے ان الزامات کی تشہیر میں حصہ لیا، اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر جہاں بہت سے نیک اور پاک لوگ ہوئے ہیں، وہیں بعض زندیق بھی تھے، جو محض اسلام کو بدنام کرنے کیلئے ان میں آ داخل ہوئے اور ایسی ایسی باتیں انہوں نے مشہور کرنی شروع کیں جو مسلمانوں میں سے بھی بعض نے اپنے حسن ظن سے ان روایات کو قبول کر لیا اور اس طرح مسلمانوں کی تاریخ میں ایسی روایات راہ پا گئیں، ہم روایات کو یقینی اور قطعی نہیں مانتے، بلکہ وہ محض ظنی باتیں ہیں، ان جو عمل میں آگئی ہیں، اور تواتر سے ان پر عمل ثابت ہے، وہ قطعی اور یقینی ہیں،

غرض اللہ تعالےٰ نے شہادت دے دی، کہ جس طرح حضرت موسیٰ پر غلط الزام لگایا گیا تھا، ویسے ہی آنحضرت صلعم پر لگایا جائیگا تم نے اس کو قبول نہ کرنا، لیکن باوجود اس کے بعض لوگوں نے ان الزامات کو قبول کیا،

یہ عجیب ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور نبی کریم صلعم کے متعلق آپ کے پیروؤں نے ایک ہی قسم کے الزامات پر اعتبار کیا ہے، یہاں تک کہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کی بہن بھی الزام دینے والوں میں شامل تھی، تو جس طرح حضرت موسیٰ کے پیروؤں نے اس الزام کو قبول کر کے ان کو ایذا پہنچائی، مسلمانوں نے بھی ایسے الزام کو قبول کیا۔ جو اسلام کے پھیلنے میں روک کا موجب ہوا، اگر انہوں نے ذرا تحقیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۷، ۲ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ نمبر ۵۹

دی پلیگ اینڈ کو

The plague and Co

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

ہماری شامت اعمال نے پلیگ کو اس ملک پر مسلط کر رکھا ہے، مگر یہ پلیگ اپنی ہلاکت کے کارناموں میں اس قدر کامیاب نہ ہوتی، اگر اس کے شرکا دو ہمدرد کار اس کا ہاتھ نہ بٹاتے، اور یہ شرکا بدقسمتی سے ہمارے وہ ملا لوگ ہیں، جو پلیگ کے علاج ٹیکا اور مکان خالی کرنے اور باہر نکلنے کو حرام اور کفر بتاتے ہیں، ایک طرف جب پلیگ اپنے ہتھیاروں کے ساتھ کسی مکان میں داخل ہو کر چوہے اور پسوؤں سے اپنے زہر کو پھیلا کر موت کی آگ مشتعل کرتی ہے، تو دوسری طرف ملا صاحب دروازہ پر آ کر فتوے کفر کا پہرہ لگا دیتے ہیں، کہ مکین اس مکان سے باہر نہ نکلنے پاوے، اور موت کا شکار ہو جائے اور اس طرح پلیگ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائے، یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک طرف تو کسی مکان میں آگ لگا دی جائے اور دوسری طرف دروازہ پر پہرہ کھڑا کر دیا جائے کہ مکان والے باہر نہ نکل سکیں، اور بیچ میں ہی جل کر ڈھیر ہو جاویں، جس مکان میں چوہے مر رہے ہوں، وہاں رہنا سخت خطرناک ہے، مگر ملا صاحب فرماتے ہیں، جو نکلے گا وہ کافر، اور اس فتوے کو یہاں تک عملی رنگ دیا جاتا ہے، کہ جو باہر نکلا ہوا ہو اور مر جائے، تو اس کا جنازہ تک نہیں پڑھاتے کیونکہ اس نے حرام، کہ اس میں بخار ہو جاتا ہے، اور بقول ان کے اس طرح بیماری خریدنی ناجائز ہے، دراصل بات یہ ہے کہ بالعموم قوم کے بدترین دماغ تو آجکل ملا بنتے ہیں، جو لڑکے دنیوی ترقی کے ناقابل نظر آئے، اور دیکھا کہ ان کی دماغی حالت اچھی نہیں اور ذہن کند ہے، اسے مسجد کا ملا بنا دیا، طالب علم درویش بنے، گداگر کر کے پیٹ بھرا، تعلیم و تربیت وہی دقیانوسی طرز پر ہوئی، اخلاق اور دماغی نشو و نما پر کوئی توجہ نہیں ہوئی، اس لئے دماغ میں لطافت ذہن میں صفائی، قلب میں عالی حوصلگی کہاں سے پیدا ہو، کوئی قسمت سے گدڑی میں لعل نکل آئے، تو وہ النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا ہے، ورنہ انہی تنگ خیالوں اور غبی الذہن لوگوں کے پیچھے قوم چلتی ہے، پھر کیوں نہ ہلاکت کے گڑھے میں گریں، یہ طاعون ایک مرقع عبرت ہے، ایک گجرات کے ضلع میں ہی دو تین ماہ کے اندر پچاس ہزار سے زیادہ آبادی طاعون کا شکار ہو گئی، جن میں ہندو ۲۰ فیصدی سے زیادہ نہیں، مسلمانوں کی یہ تباہی خون کے آنسو رلاتی ہے، ملانوں کی اندھی (اتنی مصیبت نہ تھی جو یہ ہے) تقلید سے مسلمان اور پنجاب کے بہترین جوان لقمہ نہنگ اجل ہو گئے اور ذرا سی غلطی پر، جو ملا نے کی، لوگوں کو کیا خبر کہ یہ ملا پلیگ کمپنی کے در پردہ ممبر ہیں، اور پلیگ کے پردہ میں فصل کاٹ رہے ہیں۔ اور نفع مالی اٹھا رہے ہیں، ورنہ کیا وجہ کہ جب زمیندار ہند و ہست کے رقبہ پر تقسیم وراثت میں شریعت کو جواب دے کر رواج کو اختیار کریں، تو ملا صاحب عذاب دوزخ اور جہنم کی صریح وعید کو پیش نہ کریں، جب زمیندار آپس میں لٹھ بازی کریں، قتل کریں، اغوا کریں، تو ملا صاحب کی رگ حمیت جوش میں آوے، جب زمیندار دوسرے کے کھیتوں میں سے رات کو چوری چوری "یعنے فصل کاٹ لیں، چلتے چلتے گنا توڑ لیں تو کوئی ملا دیں، تو ملا صاحب دیکھتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں، اور منہ سے کچھ نہ بولیں، کیا سارا اسلام پلیگ کے علاج کی مخالفت میں ہی آ کر مجتمع ہو گیا ہے، بالمقابل سکھ ہندو گاؤں سے باہر جھونپڑے بنا کر رہتے ہیں، اور بالکل طاعون سے محفوظ رہتے ہیں، اور مسلمان گاؤں کے اندر رہ کر ملا صاحب کی طفیل پلیگ کا شکار ہوتے رہتے ہیں، ایک گاؤں سے سکھ شیاکرنے آئے جب ایک انگریز ڈاکٹر نے پوچھا کہ تمہارے گاؤں میں بیماری کا کیا حال ہے، تو کہنے لگا، صرف کمین لوگ اور مسلمان مرتے ہیں، کیونکہ وہ اندر رہتے ہیں اور سکھوں میں خیریت ہے، کیونکہ وہ سب باہر رہتے ہیں، یہ انگریز کے سامنے شرم سے عرق عرق ہو گیا، بعض دیہات میں لوگ باہر نکلنے کا نفع صریح دیکھ کر باہر نکلے، اور ایک ظالم ملا انہیں پھر واپس گاؤں میں لے گیا، کیا ان ملاؤں خطرہ جان والیان سے خدا کے ہاں کوئی بازپرس نہ ہو گی، میرے خیال میں تو ضرور ہو گی، ایک ملا نے فینائل تک کا چھڑکنا حرام بتلایا، اب ذرا سنیے انہیں پلیگ کمپنی کے شرکا کہا جائے یا نہیں، جو پلیگ کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، سچ پوچھو تو اس معاملہ نے مسلمانوں کے سامنے ایک مرقع عبرت پیش کر رہا ہے، ان لوگوں نے اپنے فتووں سے ہیچ مسلمانوں کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال کر یہ ثابت کر دیا ہے، کہ ان لوگوں کے فتووں پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے دینی دنیوی ظاہری و باطنی دونوں طریق پر ہلاکت ہے، یہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ کسی امر میں ان کی تقلید کی جائے، جیسے امور ظاہری پر ان کے فتوے ہلاکت کا موجب ہیں، اسی طرح امور باطنی میں بھی ان کے فتاوے موجب ہلاکت ہیں، کیونکہ درحقیقت یہ اس امر کے اہل ہی نہیں، کہ دین کے مغز کو سمجھ کر کوئی صحیح رستہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر سکیں، جس طرح ایک طرف پلیگ کے فتووں نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا، دوسری طرف باہمی تکفیر بازی کے فتووں نے مسلمانوں کو برباد کر دیا، پھر میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ مسلمان کیوں انہیں بائیکاٹ نہیں کر دیتے، اور پوچھ لیا رہے ہیں، الگ کریں، خس کم جہاں پاک، یہ رب نے پادریوں کی حکومت کا جوا اتار پھینکا، ترقی کر گئے، مسلمان جب تک ان ملانوں کا جوا نہ اتار پھینکیں گے کبھی ترقی نہیں کر سکتے، باقی رہا دین، اس کے لئے چاہیئے، کہ قوم کے بہترین دماغ اس طرف توجہ کریں ناولوں اور لغو کتابوں کی جگہ اگر دین کی کتابوں کا مطالعہ ہو، اور شوق ہو، اور تلاش حق ہو، تو دیکھو دنوں میں قوم کے دن بدل جاتے ہیں +

دیانندی اخباروں کی دیانت

گذشتہ ایام میں دیانندی اخبارات نے شور مچا رکھا تھا، کہ مسلمان ایک ہندو لڑکی کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے لئے جا رہے تھے، اور ایک ہندو نے اسے چھڑایا، اب اخبار پاؤنیر نے، اس حقیقت پر سے پردہ اٹھایا ہے، اور لکھا ہے، کہ ایک برہمن امراؤ سنگھ ایک ہندو لڑکی کو جو گھاس منڈی میں گھاس بیچنے کے لئے آئی تھی، بہکا کر لے بھاگا، لڑکی کے ورثا نے جب پولس کی معرفت تفتیش شروع کی، تو برہمن موصوف نے جھٹ اسے جا کر یتیم خانہ آریہ سماج آگرہ میں داخل کرا دیا، اور بیان یہ دیا کہ مسلمان لڑکی کو زبردستی لئے جا رہے تھے، ان سے چھین کر وہ اسے لایا ہے، پولیس نے بعد تفتیش اصل معاملہ نکال لیا، اور اس شخص پر مقدمہ چلایا۔ جس کی مفصل کیفیت پاؤنیر میں نکل چکی ہے، یہ ہے دیانندی صاحبان کی امانت اور دیانت کہ بلا سوچے سمجھے مسلمانوں پر حملہ شروع کر دیتے ہیں +

مسلم لیگ اور طبقہ احرار

مسلم لیگ کے اجلاس کی مختصر روئیداد گذشتہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرام ہو چکی ہے، اس جلسہ میں مسلمانوں کے نام نہاد ہنگامہ پرور کے بعض سرکردہ ممبر بھی موجود تھے، جن میں مولانا محمد علی کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے، نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں نے ہندو مسلم اتحاد کے مذبح پر مسلمانوں کے قومی مفاد کو قربان کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نے ایک نہایت مفید تجویز پیش کی، "مجالس وضع قوانین اور دوسری انتخابی مجالس میں نیابت کی اساس و بنیاد آبادی ہو، لیکن [illegible]

صوبے کی کوئی اکثریت اقلیت یا مساوات میں تبدیل نہ ہو"

یہ تجویز ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی تعداد کم ہے، مثلاً یو پی وغیرہ ان کے لئے ایک حد تک فائدہ مند ہو سکتی ہے، اور اگر اس کو ملحوظ نہ رکھا جائے، اور محض تناسب آبادی پر ہی ہر قوم کی نیابت کو منحصر قرار دیا گیا، تو یو پی میں مسلمانوں کو صرف ۱۴ فیصدی کا حق حاصل ہے، اور ان کو اس وقت ۳۰ فیصدی مل رہا ہے، گویا ان کو موجودہ فائدہ سے بھی محروم کرنا ہو گا، کسی قلیل التعداد قوم کو اصل حق سے کسی قدر زائد دے دینے سے بھی اس کی اقلیت ہی رہے گی، تاہم کسی قدر فائدہ ہو جائے گا،

اس کے خلاف مولانا محمد علی نے جو دلائل دیئے، اور جس طریق سے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب پر پھبتیاں اڑائیں، وہ صد درجہ افسوسناک ہے، خدا کا شکر ہے کہ ان کی از حد کوشش کے باوجود ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کی تجویز کثرت رائے سے منظور ہو گئی۔ ورنہ ان حضرات نے ہندوؤں کی خاطر مسلمانوں کو ذبح کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی،

مشتے بعد از جنگ

ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کی اس تجویز کی تائید میں آنریبل خان بہادر میاں فضل حسین صاحب نے بھی ایک برجستہ تقریر فرمائی، ایسا ہی چودھری شہاب الدین صاحب نے بھی تائید کی، لیکن افسوس ہے کہ معاصر زمیندار نے ان تمام اصحاب پر جو قوم کی سچی نمائندگی اور خدمت کر رہے ہیں، ایسے ناشائستہ الفاظ میں لے دے کی ہے، جو کسی دشمن قوم ہندو اخبار کو ہی زیب دیتی ہے، کاش ہمارا لائق معاصر ترک موالات کی تنگ نظری کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ کر اپنی نظر کو زیادہ وسیع کرتا، اور ان واقعات اور حقائق کو پیش نظر رکھتا، جن کا مسٹر فضل حسین نے ذکر کیا تھا، کہ مسلمانوں نے گذشتہ سالوں میں پنجاب میں اپنی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کئے رکھا، اور ان کے اس ایثار سے فائدہ اٹھا کر برادران وطن اس کو اور بھی کم کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، اب ہندوؤں کا وقت ہے کہ وہ ایثار کریں، اور جن صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل ہے، ان کو اس حق سے کسی قدر زیادہ دے دیں جس میں ان کا کوئی نقصان نہیں،

لیکن زمیندار کی نظر محض اس بات پر ہے، کہ فلاں موالاتی ہے اور فلاں تارک موالات اور خلافتی، واقعات اور حقائق اس کے نزدیک کچھ چیز نہیں، تاہم اب جو ہونا تھا ہو چکا، اب قوم اور ملک کے حقیقی خدام کی پگڑیاں اچھالنا مشتے بعد از جنگ کا معاملہ ہے +

امیر امان اللہ اور احمدیت

"پیغام صلح" کی کسی سابقہ اشاعت میں ایک خبر بعض دوسرے اخبارات سے نقل کی گئی تھی، جس کا عنوان تھا "اعلیٰ حضرت امیر غازی پر مرزائیت کا اتہام" اس خبر میں جن واقعات کا ذکر کیا گیا تھا ان سے قطع نظر کر کے ہمیں اس بات کا افسوس ہے، کہ "احمدیت" کے بجائے "مرزائیت" کا لفظ لکھ دیا گیا، جو ہمارے بعض قارئین کو طبعاً ناگوار گذرا،

جہاں تک اصل خبر کا تعلق ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی مخالف کی شرارت پسند طبیعت نے یہ ایجاد کی ہے، ورنہ افغانستان اور احمدیت دو متضاد باتیں ہیں، امیر امان اللہ خاں کی مذہبی رواداری کا شہرہ تو بہت ہے، لیکن واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رواداری تو ایک طرف خیالات کی آزادی بھی وہاں میسر نہیں،

ہمیں حال ہی میں بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے، کہ دو بے گناہ احمدی محض اس جرم میں کہ وہ اپنے بھائیوں سے ملنے کے لئے گئے، قید بھگت رہے ہیں، ان میں ایک باپ ہے، یعنے مولوی عبد الحلیم صاحب جو ایک گوشہ نشین اور فقیر منش احمدی ہیں، اور دوسرا ان کا فرزند، یہ دونوں باپ بیٹا نومبر ۱۹۲۲ء سے قید میں ہیں، اور باوجودیکہ خود امیر امان اللہ خاں تک دو دفعہ اس واقعہ کو پہنچایا گیا، کوئی شنوائی نہیں ہوئی، ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ امیر امان اللہ کے عہد میں افغانستان میں مذہبی آزادی حاصل ہے یا امیر کا رجحان احمدیت کی طرف ہے صریح غلط بیانی ہے اور [illegible]

ہماری تبلیغی کوششیں

جرمنی سے ایک اور نوید جانفزا

مسٹر ملر کا اسلام قبول کرنا

مولانا مولوی صدرالدین صاحب نے تازہ ڈاک میں برلن سے ایک نوجوان جرمن مسٹر ملر کے قبول اسلام کی خوشخبری بھیجی ہے، جو حسب ذیل ہے:۔

مسٹر ملر ایک نوجوان مصور ہیں جو ڈاکٹر گرائیفلٹ کے دوست ہیں، ڈاکٹر گرائیفلٹ کے مسلمان ہونے پر ان کے اس دوست کو بھی اسلام کی طرف توجہ ہوئی، انہوں نے دو چھوٹی چھوٹی کتابیں جو ہمارے ہاں سے شائع ہوئی ہیں، مطالعہ کیں، ان کے مطالعہ سے وہ بہت متاثر ہوئے، اس کے بعد ہمارا میگزین مسلیمش ریویو شائع ہوا، اس کے مطالعہ سے ان کو کامل یقین ہو گیا، کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے، جو فطرت انسانی کے مطابق ہے، اور علاوہ معقول ہونے کے نہایت مفید ہے، صفائی قلب نے ان کو اس بات پر آمادہ کیا، کہ جلد اسلام میں داخل ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا ہے، فالحمد للہ رب العلمین۔

اس ملک میں فوٹوگرافی کے مقابل پر مصوری کی بڑی قدر و منزلت ہے، ہمارے نوجوان مسٹر ملر جن کا اسلامی نام رشید رکھا گیا ہے، بڑے ہونہار ہیں، ان کی ذہانت و جودت طبع ان کے لئے بڑا خوش آئند مستقبل پیدا کرنے والی ہے، خداتعالٰے کے فضل و توفیق سے مسٹر رشید ملر اپنے دوست ڈاکٹر عارف دگرائیفلٹ کی طرح اخلاص اور ایثار کی صفات محمودہ سے متصف ہیں، یہ صفات حمیدہ ہمیشہ قابل قدر ہیں، اور رہیں گی، لیکن آج اس نفس پرستی اور دھوکا بازی کے زمانہ میں یہ خصائل خصوصیت کے ساتھ قابل قدر ہیں، میں اللہ تعالٰے کی جناب میں شکر کے سجدات کرتا ہوں، کہ اس نے ہم کو اس قسم کے مخلص نوجوان عطا کئے ہیں یہ فی الحقیقت بڑا احسان الٰہی ہے، الحمد للہ ذٰلک والسلام۔

عید الفطر انگلستان میں

پیر محمد امین صاحب قریشی مسجد ووکنگ سے رقمطراز ہیں:۔

قسطنطنیہ کے ایک پیغام کے مطابق ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء کو بروز اتوار مسجد ووکنگ میں عید منائی گئی، اس سال عید کے موسم بہار میں آنے اور برٹش ایمپائر اگزیبیشن ہونے کی وجہ سے نمازیوں اور غیر مسلم زائرین کی تعداد معمول سے بہت زیادہ تھی، چھ سو (۶۰۰) آدمیوں کا مجمع تھا، جس میں ترک، مصری، عرب، ہندی، ملائی، وغیرہ مسلمان اس عظیم الشان تقریب پر اپنے دیسی لباسوں میں اپنی اپنی قوم کا حق نمائندگی ادا کر رہے تھے، جہاں ترک اور مصری ملک کے رواج کے مطابق کوٹ پتلون ڈانٹے ہوئے اور سر پر ترکی ٹوپی پہنے ٹہلتے تھے، ہندی مسلمان اپنے اچکن زیب تن کئے عمامے باندھے ہوئے پھرتے تھے، ایک تیسرا نظارہ ملائی مسلمانوں کا تھا، جو رنگین ریشمی تہبند اور زرکار زیرپا پہنے ہوئے اس سین کو زیادہ دلچسپ بنا رہے تھے، نماز پورے گیارہ بجے شروع ہوئی، روزانہ اخبارات کے نمائندے اور غیر مسلم احباب دائیں بائیں کھڑے دیکھ رہے تھے، اور درمیان میں گورے، کالے اور پیلے مختلف رنگوں کے انسان دوش بدوش کسی رتبہ اور قومیت کی تمیز کے بغیر ایک خدا کی عبادت میں مصروف تھے، نماز خواجہ نذیر احمد صاحب امام مسجد و انچارج مسلم مشن نے پڑھائی، اور بعد از نماز خطبہ عید جس کا موضوع "مذہب اور صلح" تھا، نہایت فصاحت و بلاغت سے ہمارے نوجوان امام نے دیا۔

عید کی دعوت کا انتظام مسلم مشن ووکنگ نے پندرہ روز پیشتر کیا ہوا تھا، خرگاہ مسجد کے باہر میدان میں لگے ہوئے تھے، اور انہیں خوب سجائے ہوئے اور پھولوں سے آراستہ کئے گئے تھے، خادمان اسلام اور ہمارے انگریز نومسلم برادران و خواتین جنہوں نے نہایت خلوص سے مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، خاص طور پر قابل شکریہ ہیں، صبح دس بجے سے لیکر شام کے پانچ بجے تک عید کی یہ پرلطف صحبت رہی، جس کے بعد مہمان یکے بعد دیگرے واپس تشریف لے گئے، حاضرین میں ذیل کے اصحاب کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:
ہز ہائینس بیگم صاحبہ آف ماناوور، لارڈ ہیڈلے، الفاروق شیخ عبداللہ

حضرت امیر کی تقریر دلپذیر

ارکین مسلم لیگ کے مجمع میں

قبل ازیں یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ گذشتہ ۲۳ مئی ۱۹۳۳ء کی شام کو اسلامیہ کالج کی وسیع گراؤنڈ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ارکین کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے دعوت دی گئی، اس موقعہ پر جو تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ نے ارکین لیگ کے مجمع میں فرمائی، وہ حسب ذیل ہے:۔

میں اپنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ممبران کی طرف سے ان معزز حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اس وقت تکلیف گوارا فرما کر اس دعوت کو قبول کیا،

مسلم لیگ اور دیگر انجمنیں

دو رنگ میں مجھے اس سے خصوصیت سے خوشی بھی حاصل ہوئی ہے، اول اس لئے کہ ہماری انجمن ایک چھوٹی سی بہت ہی محدود جماعت کی انجمن ہے، مگر جو کام وہ کرتی ہے، وہ اشاعت اسلام کا کام ہے، جس کا میدان نہایت وسیع ہے، اور جن معزز حضرات کو یہاں آنے کی تکلیف دی گئی ہے، وہ سارے ہندوستان کی آل انڈیا مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں، وہ اگرچہ بہت زیادہ تعداد میں نہیں، لیکن ہر صوبہ کے نمائندے موجود ہیں، وہ ایک سیاسی رنگ کی انجمن سے تعلق رکھتے ہیں، اور ہماری یہ انجمن ایک مذہبی انجمن ہے، ایک خالص مذہبی جماعت کی دعوت کو قبول کر کے آپ لوگوں نے ایک نئے اتحاد کے اوپر مہر لگائی ہے، ہم لوگ جو ایک پیرایہ میں اسلام یا مسلمانوں کی خدمت کر رہے ہیں، اور آپ دوسرے رنگ میں، یہ دراصل ایک ہی کام کے مختلف شعبے ہیں، کسی نے کوئی حصہ اختیار کر لیا، اور کسی نے کوئی، میں سمجھتا ہوں کہ آج تک یہ غلط فہمی رہی ہے، کہ ایک جماعت نے سمجھ لیا کہ خدمت یا اصلاح ہم ہی کر رہے ہیں، اور دوسروں کے کام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا، اسلام کی خدمت کے مختلف شعبے ہیں ممکن ہے کوئی زیادہ ضروری ہو کوئی کم، مگر ہیں سب خدمت اسلام ہی کے کام۔ مسلم لیگ اگر ایک سیاسی کام کرتا ہے، تو خلافت کمیٹی نے بھی اپنے رنگ میں خدمت کی ہے، اگر یہ دونوں جماعتیں سیاست سے تعلق رکھنے کے باوجود ضروری ہیں، تو ایسی ہی ضرورت دوسری انجمنوں کی بھی ہے، جیسے ہمارے لاہور میں انجمن حمایت اسلام ہے، جس نے مسلمانوں کے تعلیمی کام کو اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور کچھ بعض جماعتیں ہیں، جو اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہیں،

اشاعت اسلام کی اہمیت

تو فی الحقیقت ہم سب ایک ہی کام کر رہے ہیں، البتہ میں اتنا کہنا چاہتا ہوں، کہ اشاعت اسلام کو بہت لوگوں نے چنداں اہمیت نہیں دی، اور کہا جاتا ہے، کہ یہ چنداں مفید کام نہیں، حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے، تو اشاعت اسلام کا کام صرف ایک مذہبی خدمت ہی نہیں، بلکہ سیاسی رنگ میں بھی اسلام کی ایک عظیم الشان خدمت ہے، کیا مسلمانوں کی تعداد کی ترقی اسلام کی خدمت کے سیاسی پہلو پر ایک زبردست اثر نہیں ڈالتی، [illegible] ان کو اپنی اعدادی قوت کے بڑھ جانے سے جو فائدہ پہنچ سکتا ہے، اشاعت اسلام کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں، اور جن کو ہمارے کاموں سے واقفیت ہے، وہ جانتے ہیں، کہ ہم اس قدر نہیں کرتے، کہ دین اسلام کے اندر لوگوں کو محض لانے کی کوشش کریں، بلکہ خود مسلمانوں کے اندر مذہبی بیداری پیدا کرنا اور قرآن کریم اور دیگر تاریخی اور مذہبی لٹریچر کی اشاعت کر کے مسلمانوں کے اندر قوت کا پیدا کرنا اور ان کو ایک راہ عمل پر لگانا یہ سب کچھ اشاعت اسلام کے مفہوم کے اندر داخل ہے،

اسلام کی تصویر غیر ممالک میں

مسلمانوں کی اعدادی قوت کے بڑھ جانے سے ان کو اپنا حق حاصل کرنے میں جس قدر آسانی ہو سکتی ہے، اس سے آپ ناواقف نہیں، ہاں یہ بھی سچ ہے، کہ یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے ممالک میں بھی اسلام کو لے جایا جائے، ان ممالک کے اندر دشمنان اسلام نے اسلام کی جو تصویر کھینچ رکھی ہے، جو گھنونی تصویر وہ ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، وہ بہت ہی خطرناک ہے، وہ سمجھتے ہیں، کہ مسلمان کوئی قوم ہے، جس کا کام رات دن غیر مسلموں کو قتل کرنا ان پر جبر کرنا ہے، اور ایک مسلمان کو دن رات یہی فکر ہوتی ہے، کہ وہ بہت سی شادیاں کرے، چنانچہ ایسی ایسی تصاویر شائع کی جاتی ہیں، جن میں ایک مسلمان کو دعا مانگتے ہوئے دکھایا جاتا ہے، کہیں پیغمبر اسلام کے ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک میں قرآن دکھایا جاتا ہے، یہ تصویر ہے اسلام کی اور مسلمانوں کی، جو ان ممالک میں کھینچی گئی ہے،

صحیح تصویر پیش کرنے کی ضرورت اور اعدادی قوت کا اثر

تو تمام مسلمانوں کا فرض ہے، اور اس فرض کو اگر ایک جماعت ادا کرتی ہے، تو وہ تمام مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہے، کہ اسلام کی اصلی اور صحیح تصویر ان کے سامنے رکھی جائے، اور ان غلط باتوں کی تردید کی جائے، اور میں اس بات کو دعوے کے ساتھ کہتا ہوں، کہ جن لوگوں کو قرآن شریف یا حضرت نبی کریم صلعم کی سیرت پڑھنے کا موقعہ ملا ہے، وہ خواہ کتنے بھی اسلام سے دور پڑے ہوئے ہوں، اسلام کی اور نبی کریم صلعم کی محبت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی ہے، کیا یہ سیاسی رنگ میں خدمت اسلام نہیں کہ مسلمان قوم کی عزت دنیا میں پیدا کی جائے، اور بتایا جائے، کہ اسلام کن اعلٰے درجہ کے اصولوں کا نام ہے، اور مسلمان کیسے صلح اور امن سے زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں، پھر گنتی کے لحاظ سے تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں کی قوت کا بڑھنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں، اس قوت کے [illegible] ضروری ہے کہ خود یورپ کے اندر اسلام کی صحیح تصویر پیش کر کے چھوٹی چھوٹی جماعتیں پیدا کر دیں،

ووکنگ مشن کا کام

خداتعالٰے نے ہمارے اس کام کو جو کامیابی بخشی ہے۔ وہ بہت بڑی ہے، اس وقت بھی گو دس بارہ سال ہی انگلستان میں کام کو شروع کئے گذرے ہیں، لیکن اس تھوڑے عرصہ میں بھی بڑے بڑے انگریز حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں، آپ نے سنا ہوگا، سر آرچیبالڈ ہملٹن جو ایک بیرونٹ ہیں، حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں، یہ لوگ اسلام کی بہت بڑی خدمت کر سکتے ہیں، اسلام کے فوائد کی نگہداشت کر سکتے ہیں،

جرمنی میں تبلیغ اسلام

ایسا ہی ابھی بہت تھوڑے دن ہوئے ہیں، ہم نے برلن میں بھی کام شروع کیا ہے، وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی ہے، عمارت کی بنیاد تو ابھی نہیں رکھی، مگر زمین خرید لی گئی ہے، ایک رسالہ جرمن زبان میں سہ ماہی شروع کیا گیا ہے، اس کے پہلے نمبر پر ہی چار آدمی اسلام کے اندر آ چکے ہیں، سب سے پہلے تو اس رسالہ کا ترجمہ کرنے والا مسلمان ہوا، کیونکہ مولوی صدرالدین صاحب جو اس مشن کے انچارج ہیں، خود تو جرمن زبان نہیں جانتے، اس لئے انگریزی میں مضامین لکھ کر ان کا ترجمہ کراتے ہیں، تو جس شخص سے انہوں نے ترجمہ ایک پہلے نمبر کا ترجمہ جب ختم کر چکا تو مسلمان ہو گیا، اس کے بعد جیل کی لڑکی ان کی صاحبزادی مسلمان ہوئی، اس کے بعد ایک افسر جس کا نام [illegible] نے اسلام قبول کیا، اور اب خبر آئی ہے، کہ ایک اور جرمن اندر چار آدمی داخل ہوا، تو اس طرح ایک مہینہ کے ہی عرصہ میں یہ ایک بہت بکے ہیں، اور ہم کو یقین ہے کہ تھوڑے یہ چھوٹی سی بات نہیں، اگر آپ بن جائے گی، ہوگا، کہ اس میں مسلمانوں کے کس قدر [illegible] گے، تو آپ کو معلوم اندر جہاں کبھی توحید الٰہی کا نام نہیں پہنچا، یا کم ہی، ان ملکوں کے پتہ دیتی ہے، توحید کا وہاں نشان نہیں ملتا، البتہ کہ تاریخ ہے، اور ایک خدا اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے

والوں کا اضافہ ہو رہا ہے، یہ مسلمانوں کے سیاسی مقاصد کے لئے بڑا ہی مفید ہے آپ جانتے ہیں کہ آپ کے اصول ایسے ہیں، کہ جب آپ پیش کریں گے تو کوئی مہذب اور معقولیت پسند انسان [illegible] قرآن کی محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم [illegible] پیش کریں گے، انہیں معلوم ہوگا کہ اسلام [illegible] معقول ہے،

[illegible] مشنری کی جدوجہد

آپ اگر ان لوگوں کی کوششوں کو دیکھیں جو عیسائیت کو دنیا میں پھیلا [illegible] ہزار ہا مشنری اور کروڑہا روپیہ اس کے لئے [illegible] تصویر دکھاؤں کہ کس طرح چین اور جاوا میں ہمارے مسلمان بھائی وہاں دین اسلام کی حقیقت سے بے خبر ہیں، اور کس طرح دوسرے مذاہب کے لوگ اس طرف توجہ کرکے ان کو آسانی سے اپنا شکار بنا لیتے ہیں، تو آپ کی حیرت اور افسوس کی انتہا نہ رہے گی،

مسلمانوں کی حفاظت اور اصلاح کا کام

غرض نہ صرف یہ ضرورت ہے، کہ ہم دنیا میں اشاعت اسلام کریں، نہ صرف اس بات کی ضرورت ہے، کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو [illegible] اسلام بنائیں، بلکہ یہ بھی ہمارا فرض اشاعت اسلام کے معنوں کے اندر داخل ہے، کہ ان لوگوں کو جو پہلے سے اسلام میں داخل ہیں، [illegible] کیا جائے ان کو اسلام کی صحیح تعلیم دی جائے، ان کے علم اور واقفیت کو بڑھایا جائے، میں نے مشنری رپورٹوں میں پڑھا ہے، کہ جاوا وغیرہ کی کل آبادی پانچ کروڑ ہے، اس آبادی میں سے [illegible] ہزار مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں، یہ نتیجہ ہے مسلمانوں کی جہالت اور ناواقفیت کا، اس کو دور کرنا بھی ہمارا فرض ہے،

ہمدردانہ برتاؤ کی ضرورت

غرض یہ وہ امور ہیں جو آج اشاعت اسلام کے کام کو ضروری اور اہم ٹھہراتے ہیں، اس لئے ان کاموں کے ساتھ جو آپ کے پیش نظر ہیں، اس کی بھی قدر کرنی چاہیئے، گو مسلم لیگ کا کام اشاعت اسلام کے کام سے تعلق نہیں رکھتا، لیکن یہ اس کے مقاصد میں بہت بڑے فوائد کا موجب ہوگا، مسلمانوں میں اس وقت بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اور اس کا ایک بہت بڑا ذریعہ اشاعت اسلام ہے، اس لئے میں آپ لوگوں سے توقع رکھتا ہوں، کہ آپ اس کام میں ہمارے ساتھ ہمدردانہ برتاؤ کریں گے، اور جو مشکلات اس رستہ میں حائل ہوں، ان کو دور کرنے کی کوشش کریں گے، دنیا میں اس وقت اشاعت اسلام کی ضرورت ہے، اور جو لوگ اس کام کو کر رہے ہیں، ان کی امداد کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے،

اچھوت اقوام اور اسلام

وہ لوگ جو اچھوت کہلاتے ہیں، اور ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جاتا ہے، کہ گویا وہ انسان ہی نہیں ہیں، ان کو اگر کبھی مساوات مل سکتی ہے، اگر کبھی انسانی حقوق مل سکتے ہیں، تو اسلام ہی میں مل سکتے ہیں، ایک اچھوت کو جو ہندو کہا جاتا ہے، کنوؤں پر چڑھانے یا رستہ گذرنے میں ہندوؤں کو کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اسلام کے اندر آتے ہی یہ تمام مشکلات دور ہو جاتی ہیں، ایک چوہڑا جس وقت کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے، تو وہ آپ کا بھائی ہے، اور آپ جیسے معزز حضرات کے ساتھ ایک ہی میز پر کھانا کھا سکتا ہے، یہ کتنا بڑا انقلاب ہے، کوئی اور مذہب ایسا انقلاب پیدا نہیں کر سکتا، اس لئے ہم مسلمانوں کا فرض ہے، کہ ان لوگوں کو اسلام کے اندر لانے کی کوشش کریں، یہ اس طرح ہو سکتا ہے، کہ ان کو بتائیں، کہ تمہارے لئے یہ ترقی کا رستہ ہے، بہت جگہ جو ہمارے حقوق تلف ہو رہے ہیں، وہ اس لئے ہیں، کہ تعداد کے لحاظ سے ہم قلت میں ہیں، اچھوت اقوام قلت کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اگر ہو سکتی ہے کو مسلمان بنا سکیں، تو یہ قلت بہت آسانی [illegible] اٹھا کر یہاں آئے ہیں توقع رکھتا ہوں کہ آپ [illegible]،

[illegible] غرض

[illegible] کہا جاتے اور یہ بدگمانیاں ہوتی ہیں، کہ یہ [illegible] اور فلاں فلاں عقیدہ رکھتے ہیں، ایک مرزا صاحب [illegible] سے کہا کہ آج تو آپ نے دعوت کھلا کر دوسرے ہندوستان کو کافر بنا دیا، میں نے کہا کہ اچھا ہوا کچھ پوچھ

تقسیم ہوگیا، فی الحقیقت میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی ہمارے کام کو دیکھے تو وہ ایسی باتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا تکفیر کا خطرناک مرض مسلمانوں میں ترقی کر گیا ہے، اور اس کو دور کرنا آپ کا فرض ہے، میں اس بات کو پھیلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں، کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے ہر شخص دائرہ اسلام کے اندر داخل ہو جاتا ہے، اور جو شخص محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی اختیار کرتا ہے، کسی کا حق نہیں کہ اس کو اس غلامی سے خارج کرے،

ہمارے عقائد

ہمارے تمام عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں، اس میں شک نہیں کہ اس بات کو ہم مانتے ہیں، کہ اس زمانہ میں ایک مجدد ہوا، اسی کے دل میں یہ جوش اور تڑپ تھی کہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے، ہمارے اندر بھی اسی نے یہ تڑپ پیدا کی، ہاں ہم وفات مسیح کو بھی مانتے ہیں، لیکن امام مالکؒ اور بہت سے بزرگان سلف بھی وفات مسیح کے قائل ہو گذرے ہیں، اور یہ کوئی ایسی بات نہیں، کہ اس پر کافر یا گمراہ ٹھیرایا جا سکے،

غرض ہم بھی اسلام کی ایک خادم قوم ہیں، اور آپ سے بھی ہم توقع رکھتے ہیں، کہ آپ بھی خدمت اسلام میں ہماری مدد کرنے اور ہمارے رستہ سے رکاوٹیں دور کرنے سے دریغ نہ کریں گے،

خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب کی جوابی تقریر

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس تقریر کے جواب میں خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا، وائس پریذیڈنٹ استقبالی کمیٹی نے ایک مختصر مگر برجستہ تقریر فرمائی، جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے، افسوس ہے کہ عین دوران تقریر میں روشنی کے گل ہو جانے کی وجہ سے پوری تقریر نہ لکھی جا سکی،

انجمن کا شکریہ

صاحبان! میں آپ سب صاحبان کی طرف سے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے آج مہمان ہیں، مولانا محمد علی صاحب اور دیگر ممبران انجمن کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ انہوں نے ہمیں موقعہ دیا، کہ ہم ایسے عمدہ مجمع میں اپنے قومی مفاد کو سنیں،

اشاعت اسلام کی اہمیت

مولوی صاحب نے جو تقریر فرمائی ہے، وہ ایک اہم مبحث پر ہے اور اس وقت ان دونوں باتوں کی ضرورت ہے، جن کا ذکر مولوی صاحب نے فرمایا ہے، ان میں سے ایک اشاعت اسلام ہے پرانے زمانہ میں مسلمانوں میں سے ہر شخص مبلغ اسلام تھا، ہر شخص جو تجارت کو نکلا، وہ قرآن کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا، اور خود بخود مشنری کا کام دیتا تھا، وہ جہاں جاتا تھا، اپنا نیک نمونہ لے کر جاتا تھا، اور اس کے طریق زندگی کو دیکھ کر لوگ پوچھتے تھے، کہ کون شخص ہے جو ایسا اعلیٰ نمونہ رکھتا ہے، اور اس پاک مذہب کے اندر آ جاتے تھے، اسی طرح سے نیک لوگوں کے ذریعہ سے اسلام بغیر کسی باقاعدہ نظم ونسق کے دنیا میں پھیلا ہے، ہر مسلمان جو نکل جاتا تھا، مبلغ اسلام ہوتا تھا، ایسا ہی اب اسلام کو دنیا میں پھیلانا ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کی [illegible] اور قوت بڑھے،

جماعت احمدیہ کا نیک نمونہ

[illegible] اسلام کی اس قدر ضرورت ہے تو جو جماعت توجہ دیتی ہے، وہ مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کرتی ہے، اور اس لئے مسلمانوں کے شکریہ کی مستحق ہے، ہم میں بہت سے لوگ ایسے ہیں، جو گو جماعت احمدیہ کے ہم خیال نہیں، لیکن اس کے کام کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں، اس جماعت کا نمونہ فی الحقیقت قابل تقلید ہے، چھوٹی سی جماعت اتنا بڑا کام کر رہی ہے، ضرورت ہے کہ دوسرے مسلمان اس کی امداد کریں،

مسئلہ تکفیر

دوسری چیز جس کا مولوی صاحب نے ذکر کیا ہے، وہ باہمی تکفیر کی طرف مسلمانوں کا میلان ہے، لیگ میں بھی یہ مسئلہ آئے گا، کہ اس میلان کو روک دیا جائے، یہ نہایت بُرا میلان ہے، اور ہمارے اصولوں کے خلاف ہے، مولانا حالی نے ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے

> امت کو چھانٹ ڈالا کافر بنا بنا کر
> اسلام پر ہے عزیزو احسان یہ تمہارا

جہاں تک ہو سکے اس میلان کو روکنا چاہیئے، آپ لکھتے روشن دماغ تعلیم یافتہ اور بیدار مغز لوگوں کے ہوتے ہوئے یہ مرض رک جانا چاہیئے

بقیہ صفحہ اول

لیکن ایک بات پھیلتے پھیلتے جب کسی اچھے آدمی کے منہ میں آ گئی تو پھر تو وہ اس کو کالوحی سمجھ لیتے ہیں،

مسیح اور مثیل مسیح کے متعلق غلو

ایسا ہی جس طرح حضرت موسیٰ کے پیروؤں نے ان پر الزام لگایا، اسی طرح حضرت عیسیٰ کے پیروؤں نے حضرت عیسیٰ پر الزام دیا، مگر وہ الزام اور رنگ کا ہے، وہ غلو کا رنگ ہے، ایسا ہی آج ہم دیکھتے ہیں، کہ مثیل مسیح کا وعدہ اس امت کے مسیح کے حق میں بعینہ پورا ہوا، جس طرح کا الزام حضرت عیسیٰ کے پیروؤں نے حضرت عیسیٰ پر قبول کیا، ویسا ہی الزام مسیح موعود کے حق میں ان کے پیروؤں نے بھی قبول کر لیا،

بہاء اللہ اور حضرت مسیح موعود کے کام میں فرق

بات تو سیدھی اور صاف ہے، لوگ اس پر غور نہیں کرتے ہیں کوبھی نہیں دیکھتے، اس زمانہ سے کچھ پہلے ایک شخص باب یا بہاء اللہ پیدا ہوتا ہے، وہ بھی ایک مذہب بناتا ہے، دوسری طرف ہماری آنکھوں کے سامنے حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں، اب کوئی شخص موٹی نظر سے دیکھے، تو دونوں میں اسے فرق بیّن نظر آئے گا، باب یا بہاء اللہ میں کوئی نہ دیکھے گا، کہ ان کے اندر کوئی تڑپ ہو کہ اسلام دنیا میں پھیلے، ان کو کوئی واسطہ اس بات سے نہیں، بلکہ اس نئے مذہب کی تڑپ ان کے دل کے اندر ہے، برخلاف اس کے خود مرزا صاحب کو ساری عمر یہی تڑپ رہی، کہ اسلام کی اشاعت ہو، خود مرزا صاحب کے دل میں بھی اور آپ کے پیروؤں کے دلوں میں بھی ایک ہی تڑپ اور جوش ہے، کہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے، بیشک غور کر کے دیکھ لو بعض لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ جس طرح بابی اور بہائی ایک نیا مذہب ہے، ویسے ہی مرزا صاحب نے بھی ایک اور نئے مذہب کی بنیاد رکھی ہے، مگر دونوں میں اس قدر بیّن فرق ہے، کہ دونوں کو سوائے آنکھیں بند کرنے کے کوئی شخص یکساں نہیں سمجھ سکتا، ایک گروہ کو اسلام سے کچھ واسطہ نہیں، دوسرا اشاعت وتبلیغ اسلام کے لئے دیوانہ وار جدوجہد کر رہا ہے،

اسلام کی عمارت کے لئے مزدوروں کی ضرورت

مگر افسوس ہے کہ آج ایک گروہ نے غلو کر کے کالذین آذوا موسیٰ کا رنگ اختیار کیا ہے، جو لوگوں کے اس طرف آنے میں روک کا موجب ہو رہا ہے، دیکھئے اگر کوئی عمارت بنانا چاہے، تو یہ ممکن ہے کہ اس کے لئے تمام مسالہ وغیرہ جمع کرے، لیکن مزدور نہ میسر آئیں، اور اس لئے وہ کام نہ ہو سکے، اسی طرح سے یہ ٹھیک ہے، کہ ہماری زندگی کی اصل غرض اشاعت اسلام ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی وہ کام نہیں ہو سکتا، جب تک وہ مزدور اکٹھے نہ ہوں، جو اس کام کو کرنے والے ہیں، اگر مرزا صاحب اس جماعت کو نہ بناتے، تو یہ کام نہ چل سکتا، غرض ہمارے سلسلہ کی اصل غرض تو اشاعت اسلام ہے، لیکن جو واحد ذریعہ ہے اس غرض کو پورا کرنے کا وہ ہے ایک ایسی جماعت کا نظام، جو اس کام کو کرنے والی ہو، ہم تو دیکھتے ہیں مسلمانوں کے کاموں کو کہ نظام کے بغیر تباہ ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب خدا نے ایک شخص کو کھڑا کیا، کہ دین اسلام کی خدمت کرے، تو ساتھ ہی کہا، واصنع الفلک باعیننا ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے تیار کرو، اسی حکم کے مطابق آپ نے جماعت بنائی تاکہ آپ کے آنے کی غرض اور مقصد کو پورا کرے یعنی اسلام کو دنیا میں پھیلائے،

جماعت قادیان کا قدم بہائی مذہب کی طرف

لیکن آج آپ کے پیروؤں نے آپ کے حق میں غلو کر کے اس کام میں روک ڈال دی ہے، آج چند لوگوں کا ان میں سے نکل کر بہائی مذہب کو اختیار کر لینا اس بات کی شہادت ہے، کہ جماعت قادیان کا قدم صحیح رستہ پر نہیں، اور بات بھی صحیح ہے، کہ جب یہ کہا جائے، کہ نبوت جاری ہے اور شریعت بند ہے، تو اس پر طبیعت قناعت نہیں کر سکتی، بلکہ آہستہ آہستہ شریعت کو بھی جاری کرنا پڑتا ہے، مجھے تو ان استدلالوں پر بھی افسوس آتا ہے، جب اجرائے نبوت کے لئے یوں کہا جاتا ہے، کہ نعوذ باللہ کیا نبوت لعنت تھی، جو اسے بند کر دیا گیا؟ ایسا ہی ایک شخص کہہ سکتا ہے، کہ شریعت اگر بند ہے

توکیا وہ لعنت ہے؟ ... نعمہ نبوت اگر نعمت ہے، تو شریعت بھی نعمت ہے، فی الحقیقت یہی ایک بات ہے، جو ان کے قدم کو کھینچ کر بہار ... طرف لے گئی، یہ لوگ جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوا ...... دراصل بہائیوں ہی سے نہیں آئے، بلکہ قادیان میں رہ کر اور میاں صاحب کے عقیدہ کو اس کے صحیح منشا تک پہنچاتے ہوئے بہائی ہوئے، وہی اخبار الفضل کا ایڈیٹر جس کا کام رات دن اجرائے نبوت پر بحث کرنا تھا، اس کو یہ خیال پیدا ہوا، بالکل قرین قیاس ہے، کہ دروازہ اگر بند کیا جاوے تو نبوت پر بند ہونا چاہیئے، اور اگر کھولا جاوے تو شریعت پر بھی کھولنا پڑے گا، میں آج قیاس کے طور پر کہتا ہوں، اور واقعات بھی انشاء اللہ میری تصدیق کریں گے، کہ یہ عقیدہ اگر زندہ رہا، تو یقیناً یہ جماعت الگ ہو جاوے گی، عقیدہ کا اثر بہت بڑا ہوتا ہے، آج تو کہہ دیا جاتا ہے، کہ ہم نیا کلمہ نہیں بناتے، لیکن جس حالت میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار اسلام میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے ... نہیں رہتا جو پہلے تھا، اگر مرزا صاحب کے آنے کا نتیجہ یہ ہے، کہ توحید کے ساتھ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار ہو، جس طرح توحید کے ساتھ محمد رسول اللہ کی نبوت کا اقرار لیا جاتا تھا، تو کل کو یہ یقیناً نیا مذہب بن جاوے گا، یہ بنیاد بن چکی ہے، اگر یہ لوگ عقلمندی سے کام نہ لیں، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ ایک عظیم الشان نقصان اسلام کو پہنچے گا۔

اعلان فسخ بیعت

عرصہ چھ سال سات سال کا ہوگیا ہے۔ کہ خاکسار نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خلافت کو قبول کیا تھا۔ اس وقت میں نے حضرت مسیح موعود کو مجدد ہی مان کر قبول کیا تھا۔ صحیح حالات دریافت نہ ہونے کی وجہ سے میں میاں صاحب کے حلقہ ارادت میں پھنسا دیا گیا۔

حافظ محمد حسن صاحب سے گفتگو کرنے سے مجھے اصل حقیقت معلوم ہوگئی۔ میاں صاحب کا حضرت صاحب کی طرف ادعائے نبوت کو منسوب کرنا اور مسلمانان عالم کو دائرہ اسلام سے خارج کر دینا نہ صرف قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے بلکہ خود حضرت صاحب کی سخت توہین ہے۔ اگر تئیس برس تک خود حضرت اپنے دعوے کو نہیں سمجھ سکے۔ باوجودیکہ وہ ایسے نبی تھے۔ جن کی جماعت میں داخل ہو کر ہی کوئی مسلمان کہلا سکتا ہے اس صورت میں ان کا دعویٰ نہایت پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ اس کی الجھنوں نے خود انہیں معاذ اللہ ایک طویل عرصہ تک ضلالت میں گرفتار کر دیا تھا۔ اگر اس لمبے عرصہ میں حضرت صاحب کا ایمان محفوظ رہا ہے۔ تو ہم غیر نبی۔ غیر ملہم لوگ اگر تئیس ہزار برس تک بھی اس مشکل دعوے کو نہ سمجھ سکیں۔ تو عند اللہ معذور ہوں گے۔

معلوم اگر حضرت صاحب زیادہ دیر زندہ رہتے تو کسی اور غلطی کا بھی انکشاف ہو جاتا اور تئیس برس کے بعد کی تحریریں بھی منسوخ ہو جاتیں۔ آہ! مجھے اس عقیدہ میں تثلیث اور کفارہ کی بو آتی ہے۔ وہ بھی ناقابل فہم ہے۔ اور یہ نبوت کا قضیہ بھی ایک معمہ ہے۔

کیا ہر مسیح کے بعد ایک پولوس پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ میں اپنی گذشتہ لغزش سے تائب ہو کر ... اور صلح جماعت میں داخل ہوتا ہوں۔ اور میاں صاحب کی بیعت سے اپنی گردن کو آزاد کرتا ہوں۔ اور شخصی استبداد پر قومی فیصلوں کو ترجیح دیتا ہوں۔

بقلم اصغر علی .... سنگاپور

اخبار احمدیہ

اخویم سید حسن پیر صاحب گلگت کے برادر خورد سید امیر شاہ صاحب اپنے وطن بہرتہ ضلع شاہ پور میں وفات پا گئے ہیں،

برادر عبدالشکور صاحب پسرور کے والد صاحب علیل ہیں، جملہ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں،

شیخ عبدالغنی صاحب راولپنڈی کے خسر صاحب فوت ہو گئے ہیں، اخویم سید عبدالجبار شاہ صاحب سابق والی سوات کی دختر فوت ہو گئی ہیں، گجرات کی احمدی جماعت کے ایک سرگرم ممبر فضل احمد انتقال کر گئے ہیں، اخویم دوست محمد خان صاحب شاہ کوٹ کا صاحبزادہ عزیز احمد خان و اہلیہ صاحبہ خان شہباز خان صاحب خواص پور وفات پا گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ اللہ تعالے ان سب کو جنت نصیب کرے۔ احباب کرام مرحومین کا جنازہ غائب پڑھکر ان کی روحوں کو ثواب پہنچائیں،

ایک ضروری اعلان۔ ایک شخص ڈاکٹر غلام محمد سابق وٹرنری ڈاکٹر کچھ عرصہ سے انجمن کی ملازمت میں بعہدہ سالانہ، بطور مبلغ کام کر رہا تھا لیکن انجمن نے یہ دیکھ کر کہ اس کا چال چلن ایک مبلغ کے شایان شان نہیں، اور ایسا شخص احمدیت کے لئے باعث ننگ ہے، اسے علیحدہ کر دیا ہے، اب اس شخص کا کوئی تعلق انجمن یا جماعت احمدیہ کے ساتھ نہیں، سنا گیا ہے کہ اب وہ اپنی نفسانی اغراض کے لئے ارتداد ہونے کے لئے تیار ہے، ایسے لوگوں سے اللہ تعالے محفوظ رکھے،

جہلم میں زبردست مباحثہ اسلام اور عیسائیت

گذشتہ چند روز سے پادری عبدالحق صاحب مسیحی آئے ہوئے تھے۔ آپ ہر روز مشن سکول جہلم کے احاطہ میں مختلف مضامین پر لیکچر دیتے رہے۔

کفارہ۔ تثلیث۔ کلام خدا۔ الوہیت مسیح وغیرہ۔ عیسائی اصولوں پر آپنے تقریریں کیں۔ اور اپنے لیکچروں میں اسلام کے نقائص بیان کئے۔ آپ بڑے منطقی واقع ہوئے ہیں۔ اور منطق دانی کے بڑے بڑے دعاوی۔ آپ نے بیان پیش فرمائے۔ مسلمانوں کو آپکی اس چھیڑ خوانی سے بڑا صدمہ ہوا۔ چنانچہ عیسائی صاحبان کی طرف سے ۲۰ مئی کا دن مباحثہ کے لئے مقرر کیا گیا۔ اہل شہر نے کوشش کرکے لاہور سے جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کو منگوایا۔ یہ دونو حضرات ۱۹ مئی کی شام کو جہلم میں تشریف لے آئے۔ امرتسر سے مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل کو لانے کے لئے ایک خاص ممبر مسلمان کو روانہ کیا گیا۔ لیکن مولانا ممدوح بوجہ علالت نہ تشریف لا سکے۔ ۱۹ مئی کی شام کو اسلامی جلسے کا انعقاد قرار پایا۔ جناب مولانا عصمت اللہ صاحب نے بروئے منطق وتعلیمات بائیبل عیسائی مذہب کا کامل بطلان ثابت کیا۔ جس سے حاضرین نہایت ہی محظوظ ہوئے۔ ۲۰ مئی کو بعد دوپہر ۱/۲ ۱ بجے مباحثہ قرار پایا۔ توحید اور کفارہ کے مضامین مناظرہ کے لئے مقرر کئے گئے۔ ہر ایک مضمون کے لئے دو گھنٹہ کا وقت مقرر کیا گیا۔ چرچ مشن کے احاطہ میں مباحثہ قرار پایا۔ ہر فرقہ وملت کے لوگ قریباً دو ہزار کی تعداد میں وقت مباحثہ سے پہلے ہی جمع ہو گئے۔ جناب لالہ پران ناتھ صاحب بی اے۔ وکیل کو صدر جلسہ مقرر کیا گیا۔ اول کفارہ کے مضمون پر بحث ہوئی مسلمانوں کی طرف سے جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور عیسائیوں کی طرف سے پادری عبدالحق صاحب مسیحی مباحثین تھے۔ اول پادری صاحب نے کفارہ کے اثبات میں ۱۵ منٹ تک تقریر فرمائی۔ پھر مولانا ودیارتھی صاحب نے پادری صاحب کی تردید کرتے ہوئے کفارہ پر اعتراضات کئے۔ اور انجیل مقدس اور معقولی دلائل سے ثابت کر دیا۔ کہ نجات اعمال سے ہے۔ کفارہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ دس دس منٹ کے لئے سوالات وجوابات کا موقعہ دیا گیا۔ مولانا ودیارتھی صاحب نے فرمایا۔ کہ کفارہ کی بنیاد یہودیوں کے گناہ پر ہے۔ اگر یہود جی شرارت نہ کرتے تو کبھی کفارہ کی نوبت نہ آتی۔ اور نہ ہی مسیح صلیب دئے جاتے۔ دوم مسیح کے مصلوب ہونے سے پہلے جسقدر لوگ گذرے ہیں۔ ان کی نجات کا کیا طریق ہوگا۔ نیز اگر مسیح کا کفارہ ایک احسن شئے ہے۔ تو پھر مسیح نے صلیب دئے جانے کے وقت اضطراب کا اظہار کیوں کیا۔ اور اگر کفارہ ایک اچھا فعل تھا۔ تو پھر مسیح کے تتبع میں کیوں ہر ایک عیسائی کفارہ کی تمنا نہیں کرتا غرض اس قسم کے کئی ایک اعتراض کئے گئے۔ اور معقولی دلائل سے کفارہ کا بطلان ثابت کیا گیا۔ اگرچہ مباحثوں میں کوئی فریق شکست کو تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن پادری صاحب نے صاف طور پر مان لیا۔ کہ نجات دراصل اعمال پر موقوف ہے جس سے خود بخود کفارہ فضول ٹھہر گیا۔ دوسرے وقت میں دو گھنٹہ کے لئے توحید کا مضمون مقرر تھا۔ جناب مولانا عصمت اللہ صاحب اسلام کی طرف سے اور پادری عبدالحق صاحب عیسائیت کی جانب سے پیش ہوئے۔ اول مولانا عصمت اللہ صاحب نے توحید کے اثبات میں قرآن پاک اور انجیل مقدس سے ثبوت پیش کئے۔ اور کتب فقہ، قدرت سے دلائل پیش فرمائے۔ اس کے بعد پادری صاحب تقریر کو اٹھے۔ آپ بالکل حواس باختہ نظر آتے تھے۔ آپ نے منطقی دلائل شروع کر دیئے۔ اور وحدت کو کثرت کے مقابلہ پر دکھانا چاہا۔ پس پادری صاحب کے بوکھلانے کی وجہ تھی، کہ حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب نے ایسے لاجواب منطقی دلائل پیش کیے۔ کہ اہل علم حضرات وجد میں آگئے۔ اور پادری صاحب باوجود دعوئے منطق دانی اپنی ساری صغرے کبرے منطق بھول گئے۔ مباحثہ کی کیفیت دیکھنے اور سننے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ انجیل سے وحدانیت کو ثابت کیا گیا۔ اور حضرت مسیح کے اقوال توحید کی تائید میں پیش کئے گئے خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمان مظفر ومنصور ہو کر ۹ بجے شب کے قریب گھروں کو واپس آئے

نیازمند علم الدین سیکرٹری تبلیغ الاسلام جہلم

رسیدات زر اعانت

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

بمعرفت شیخ الہ دین صاحب کپاز یٹر بابت ماہ مئی ۱۹۲۴ء

نمبر شمار	نام معطی	پائی	آنہ	روپیہ
(۱)	مولوی عبدالرحیم صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۔	۴	۲۹
(۲)	مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے " "	۔	۔	۱۲
(۳)	شیخ محمد لطیف صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۔	۔	۵
(۴)	مولوی عبدالعزیز صاحب " "	۔	۔	۵
(۵)	شیخ منظور الحق صاحب فارسٹر میونسپل کمیٹی شملہ	۔	۔	۳
(۶)	" اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ انڈیا پریس	۔	۔	۳
(۷)	بابو امیر علی صاحب کرسل ڈیپارٹمنٹ	۔	۔	۳
(۸)	شیخ امیر الدین صاحب پنشنر حال وارد دہلی	۔	۔	۲
(۹)	میاں شاہ دین صاحب کلرک سرا پس شو گر کوٹ	۔	۔	۱
(۱۰)	منشی محمد لطیف صاحب کپاز یٹر گورنمنٹ پریس	۔	۔	۱
(۱۱)	ماسٹر نور محمد صاحب کلرک ڈی جی آئی ایم ایس	۔	۔	۱
(۱۲)	شیخ الہ دین صاحب کپاز یٹر گورنمنٹ انڈیا پریس	۔	۔	۱
(۱۳)	بابو عبدالرزاق صاحب ڈی جی آئی ایم ایس	۔	۔	۱
(۱۴)	مولوی اکبر علی صاحب میڈیکل برانچ	۔	۔	۱
	میزان کل	۔	۴	۹۷

رفتہ رفتہ ارتداد فنڈ

نمبر شمار	نام معطی	پائی	آنہ	روپیہ
(۱)	جناب شیخ محمد امین صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۔	۔	۵
(۲)	شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ انڈیا پریس	۔	۔	۳
(۳)	مولوی عبدالعزیز صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۔	۔	۲
(۴)	میر غیاث الدین صاحب کلرک فارن اینڈ پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ	۔	۔	۱
(۵)	بابو امیر الدین صاحب پنشنر دہلی	۔	۸	۔
(۶)	شیخ الہ دین صاحب کپاز یٹر گورنمنٹ پریس	۔	۸	۔
	میزان	۔	۔	۱۲

مد زکوٰۃ

نمبر شمار	نام معطی	پائی	آنہ	روپیہ
(۱)	مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے میڈیکل برانچ	۔	۔	۱۰
(۲)	شیخ محمد لطیف صاحب کلرک کوارٹر ماسٹر جنرل "	۔	۹	۶
(۳)	مولوی عبدالعزیز صاحب " " " "	۔	۴	۷
	میزان	۔	۱۳	۲۳

جرمن رسالہ کی امداد

نمبر شمار	نام معطی	پائی	آنہ	روپیہ
(۱)	شیخ الہ دین صاحب کپاز یٹر گورنمنٹ انڈیا پریس	۔	۔	۱۲
(۲)	مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے، میڈیکل برانچ	۔	۔	۳
(۳)	مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ " "	۔	۔	۳
(۴)	شیخ عبدالعزیز صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۔	۔	۳
(۵)	" اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس	۔	۔	۱
(۶)	عطاء الرحمن طالب علم ولد مولوی عبدالرحمن صاحب	۔	۔	۳
(۷)	بابو امیر علی صاحب کرسل ڈیپارٹمنٹ	۔	۔	۱
(۸)	شیخ محمد لطیف صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۔	۔	۱
(۹)	بابو فضل محمد صاحب انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ	۔	۔	۱
(۱۰)	شیخ سراج الحق صاحب ریلوے بورڈ	۔	۔	۱

(۱) بابو عبدالرزاق صاحب ڈی۔جی۔آئی ایم ایس ۔ ۔ ۔ ۱
(۲) مولوی محمد الدین صاحب نقشہ نویس ریلوے بورڈ ۔ ۔ ۸ ۔ ۔
(۳) بابو شہاب الدین صاحب ״ ״ ״ ۔ ۔ ۸ ۔ ۔
(۴) میر الطاف حسین صاحب سیٹ کل برانچ ۔ ۔ ۴ ۔ ۔
(۵) مسٹر فضل محمد صاحب سبحانی دفتر آب وہوا ۔ ۔ ۴ ۔ ۔

میزان ۔ ۔ ۸ ۔ ۱۳

(نوٹ) بعض احباب جیرمن رسالہ کے سالانہ چندہ کو قسطوں میں ادا کردیں گے)

فطرانہ عید

(۱) مولوی عبدالرحمن صاحب فطرانہ عید عمر عیدفنڈ عمر
(۲) مخدوم محمد اشرف صاحب ״ ״ ״ ״
(۳) شیخ اسلام الدین صاحب ״ ״ ״ عمر
(۴) ״ الہ دین صاحب ״ ״ ״ عمر
(۵) ״ عبدالعزیز صاحب ״ عمر ״ عمر
(۶) شیخ محمد لطیف صاحب فطرانہ عید عمر عیدفنڈ عمر
(۷) ״ منصور الحق صاحب ״ ״ ״ عمر
(۸) بابو عبدالرزاق صاحب ״ ״ ״ عمر
(۹) ماسٹر چراغ حسن صاحب بنگالی سکول ״ ۔ ״ عمر
(۱۰) منشی عبداللطیف صاحب کمپاؤنڈر ״ ״ ״ عمر
(۱۱) ماسٹر نور محمد صاحب ״ ״ ״ عمر
(۱۲) شیخ امیر علی صاحب ״ ״ ״ عمر
(۱۳) ״ عبدالعزیز صاحب والد مولوی عبدالحق صاحب ״ ״ ۔ ۔
(۱۴) بابو منظور حسین صاحب ״ ״ ۔ ۔
(۱۵) محمد حفیظ صاحب ״ ״ ۔ ۔

میزان ״ ״
میزان جملہ اقوام ۳ ۔ ۔ ۷ ۱۵۸
بابت کرایہ مکان انجمن وانشورنس ۔ ۔ ۷ ۔ ۱۰
باقی جو خزانہ انجمن داخل ہوئی ۳ ۔ ۹ ۔ ۱۴۷

تعلیم قرآن کی جماعت

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر نے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۷ء سے تعلیم قرآن کی جماعت کے اجرا کی منظوری دی ہے، جس میں آپ قرآن شریف کا درس دیں گے، اور چھ ماہ کے اندر سارا قرآن شریف ختم کردیں گے، حضرت امیر کی خواہش ہے، کہ ہر بڑی جماعت میں سے کم از کم ایک آدمی ضرور اس درس میں شامل ہونا چاہیئے، بیرونجات سے جو احباب شامل ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں، وہ ابھی سے اپنے ارادہ سے اطلاع دے دیں، اور ملازمت پیشہ دوست رخصت کا انتظام کرلیں،

(محمد منظور الٰہی سکرٹری شعبہ تبلیغ)

ضرورت ضرورت

دو جین نومسلم انگریزوں کے لئے ملازمت کی ضرورت ہے جو باعث مسلمان ہوجانے کے سابقہ ملازمتوں سے علیحدہ کردیئے گئے ہیں، آدمی محنتی اور قابل ہیں، اور انشاءاللہ امید ہے کہ وہ دیانتداری سے کام کریں گے، تنخواہ بھی محض گذارہ کے لئے لیں گے، ان میں سے ایک انجن ڈرائیور اور موٹر کا کام بہت عمدہ طرح جانتا ہے، جن دوستوں کو خود یا ان کے کسی واقفکار کو ملازمین کی ضرورت ہو، امید ہے کہ وہ اپنے ان نومسلم دوستوں کو ترجیح دیں گے،

اسی طرح حضرت امیر نے انتظام کیا ہے کہ بعض دوستوں کو اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے موزون رشتے نہ ملنے کے باعث تکلیف ہوتی ہے، اس لئے ان کو رشتوں کی تلاش میں مدد دی جائے، جو احباب ایسی مدد کے خواہاں ہوں، اگر وہ ہمیں اطلاع دے دیا کریں، تو انشاءاللہ انہیں سہولت رہے گی،

محمد منظور الٰہی، سیکرٹری تبلیغ ہند

تازہ خبریں

ایک زمین پر خوفناک نزاع

امرتسر ۲۹ رمئی کچھ دن ہوئے بلدیہ نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ اکالیوں کے خلاف قانون چارہ جوئی کی جائے جنہوں نے سنتوک سر کے تالاب نزد یک بلدیہ کی زمین پر قبضہ کرلیا ہے نیز یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اکالیوں نے صدر بلدیہ سرگوپال داس کو تعمیر دیوار کی نگرانی نہیں کرنے دی۔ اسی قطعہ زمین پر ایک چھوٹا سا قبرستان بھی ہے۔ بعض مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ وہ ان کی ملکیت ہے۔ اور انہوں نے کنواں کھودنا شروع کردیا ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ کل بلدیہ نے فصیل تعمیر کرنے کی دوبارہ کوشش کی لیکن اکالیوں نے مزدوروں کو روک دیا اور وہ مسلمانوں کی معیت میں زمین پر قابض ہیں۔ ادھر زمین کے قبضے کے متعلق سکھوں اور مسلمانوں میں بھی تنازع ہے۔ موخرالذکر نے کنواں کھود لیا ہے اور مسجد بنانے کی تجویز کررہے ہیں۔ انہوں نے منادی کے ذریعہ قریباً دس ہزار آدمیوں کو اس مقام پر نماز جمعہ ادا کرنے کی دعوت دی ہے۔ سکھوں نے ان کے فعل کو ناپسند کیا۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس فریاد لے گئے۔

مسٹر ٹیکل ڈپٹی کمشنر نے موقع کا معائنہ کیا اور جانبین کی شکایات سننے میں ایک گھنٹے سے زیادہ وقت صرف کیا۔ اور سکھوں کی خواہش تھی۔ کہ وہ زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری مسلمانوں کو کل اس مقام پر نماز ادا کرنے سے روک دیں مسلمان کہتے ہیں کہ ان کو اپنی زمین پر نماز ادا کرنے کا ہر طرح سے حق حاصل ہے سکھوں نے یہ درخواست بھی کی ہے۔ کہ کوئی یورپین ثالث مقرر ہو لیکن عنقریب دیوانی دعوے دائر کرے گی شہر میں سخت ہیجان پھیل رہا ہے۔ اگر کل مسلمانوں نے وہاں نماز جمعہ ادا کی۔ تو غالباً صورت حالات زیادہ نازک ہوجائے گی

ویکوم میں ستیہ گرہ

لاہور ۲۹ رمئی۔ انترنگ سبھا نے اپنے سابقہ اجلاس میں یہ قرار داد پیش کی۔ کہ دیوان بہادر ٹی۔ رگھاون (ٹراونکور) کو حسب ذیل پیغام روانہ کیا جائے۔

لاہور کے آریہ سماجی کام ٹراونکور کی اس کارروائی کو بہ نگاہ نفرت دیکھتے اور ناپسند کرتے ہیں۔ کہ اس نے تعصبیہ فرقہ کے ان لوگوں کو ویکوم میں شاہراہوں پر چلنے کی ممانعت کردی۔ جنہوں آریہ سماج کا مذہب اختیار کرلیا ہے اس طرح پیچیدگیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا درخواست کی جاتی ہے۔ کہ جلد مداخلت کی جائے۔

اچھوتوں کی مجلس کا فیصلہ

کوچین۔ ۲۹ رمئی۔ اچھوتوں کی مجلس نے ویکوم کے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ تمام ٹراونکور میں ۱۴ رجون کو مجالس عامہ منعقد کیجائیں۔ ان کی قرار دادوں میں ویکوم کے ستیہ گرہ کے مقصد سے اظہار ہمدردی کیا جائے۔ اور مہاراجہ کی حکومت سے اپیل کیجائے۔ کہ وہ ذات اور فرقہ کا کوئی امتیاز نہ رکھے۔ اور ریاست میں ہر رعیت کو تمام سڑکوں پر چلنے کی اجازت دے بعض کو حقیار دیا گیا۔ کہ وہ ان مجالس کے انعقاد کا انتظام کرے۔ سری راجگوپال اچاریہ نے ایک پیغام میں ان اصول کی حمایت کی ہے جن پر جدوجہد جاری ہے۔ اور یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ یہ تحریک اہل ٹراونکور کی حمایت و اعانت کی مستحق ہے۔ آج ڈاکٹر پی درواراجلو نائیڈو ویکوم میں تشریف لائے۔

مہاراجہ بھرت پور کی خدمت میں مسلمانوں کا وفد

آگرہ ۲۹ رمئی بھرت پور کے وفد کے ارکان سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنی آمد کے صحیح وقت سے تار کے ذریعہ سے مطلع فرمائیں اور قلعہ آگرہ کے اسٹیشن پر تشریف لائیں۔ جائے سکونت دفتر جمعیت تبلیغ الاسلام سے دریافت فرمائیں۔

(حکیم عبدالستار خاں سکرٹری)

مسجد کے سامنے گولی چلانے کا حادثہ

امرتسر ۲۹ رمئی نیشنل بنک آف انڈیا کے ایک کلرک مسمی درگا داس کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند سردار بہادر بھائی ہردیال سنگھ کی عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔ استغاثہ کے گواہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے ۲۴ راپریل ۱۹۲۴ء کو چوک لونگر ھ میں مسجد کے سامنے ملزم کو بندوق چلاتے دیکھا ہے بعض گواہوں نے بیان کیا کہ ملزم اور اس کے دو ساتھیوں نے چند مسلمانوں کو گالیاں دیں۔ مجروح اشخاص نے اپنی شہادت میں تسلیم کیا ہے۔ کہ انہیں ملزم سے کوئی عداوت نہیں تھی۔ اور نہ اسے جانتے تھے۔ مجسٹریٹ نے ملزم کو ضمانت پر رہا کردیا ہے اور مقدمہ ۲ رجون کو دوبارہ پیش ہوگا۔

سابق گورنر پنجاب کی روانگی

شملہ ۲۹ رمئی۔ ہزایکسیلنسی سرایڈورڈ میکلیگن ٹھہر کے بعد بمبئی روانہ ہوگئے ہیں۔

برطانی سفیر مقیم کابل شملہ میں

شملہ ۲۹ رمئی۔ کرنل ہمفرے سفیر برطانیہ مقیم کابل مختصر سی سیاحت کے بعد آج یہاں سے روانہ ہوگئے ہیں۔ آپ عنقریب رخصت پر ولایت تشریف لے جائیں گے۔

ترکی جرائد کے خیالات

قسطنطنیہ ۲۸ رمئی۔ موصل کے متعلق گفت وشنید میں توقف واقع ہوجانے پر بحث کرتے ہوئے ترکی جرائد لکھتے ہیں کہ ابھی تک معاہدہ لوزان کی تصدیق معرض عمل میں نہیں آئی اس لیئے موصل کے تصفیہ میں جمعیتہ اقوام کو ثالث مان لینے کی دفعہ کی پابندی ترکی کے لیئے لازمی نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال حکومت ترکیہ کے ایما پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

وزیر ہند کا مکتوب

لنڈن ۲۸ رمئی۔ لارڈ اولیول دارالامرا میں ۱۲ رجون کو باقاعدہ تحریک پیش کریں گے۔ کہ تمام کاغذات میز پر رکھ دیئے جائیں تاکہ لارڈ ریڈنگ کے اس خط کی طرف توجہ مبذول کرائی جائے جو انہوں نے ہم سیکریٹری کو لکھا تھا۔ علی الخصوص خط کے اس بیان پر غور کیا جائے۔ کہ اگر فرقہ وار نظام قائم رکھا گیا۔ تو ہندوستان میں جو ادارات جمہوری ہیں۔ ان کا چلنا دشوار ہوجائیگا

مصر وحجاز

لنڈن۔ ۲۸ رمئی۔ مورننگ پوسٹ کا نامہ نگار قاہرہ اطلاع دیتا ہے۔ کہ شاہ حسین کیطرف سے حفاظت کے مزید سامانوں کا یقین دلانے میں تاخیر وتعویق کے باعث حکومت مصر نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ امسال محمل روانہ نہ کیا جائے۔

ڈائنا میں خودکشی کا طوفان

لنڈن ۲۸ رمئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈائنا میں خودکشی کا طوفان موجزن ہے۔

گذشتہ دو روز میں ۱۴ آدمیوں نے خودکشی کی ہے۔ ان میں تین تندرست اور کالج کے کامیاب طلبا، اور کئی ایسے آدمی شامل ہیں۔ جن کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ تھی۔

ایک شیرخوار بچہ گاڑی کے نیچے آگیا

راولپنڈی۔ ۲۷ رمئی۔ محمود الحسن صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۷ رمئی کو جب گاڑی ٹیکسلا کے اسٹیشن سے روانہ ہوئی۔ تو تھوڑی دور جانے کے بعد کھڑی ہوگئی۔ تھوڑی دیر میں گارڈ ایک چھوٹے سے شیرخوار بچے کو ہاتھ میں اٹھا لایا۔ یہ بچہ لائن کے درمیان بیٹھا تھا۔ کہ گاڑی کے چند کمرے اس پر گذر گئے چند چوٹیں آئیں۔ اور بچہ کچھ دیر تک بیہوش رہا۔ اسے سری ہری کے ہسپتال میں پہنچا دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ وہ بچ جائیگا۔

فرانسیسی ماہر پرواز

شنگھائی۔ ۲۹ رمئی۔ کپتان ڈائسی ہوا باز پیکنگ روانہ ہوگیا ہے۔

تار کا پتہ پیغام مسلمان لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۱۲ — نمبر ۶۰

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۳۰ شوال المکرم سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۴ جون سنہ ۱۹۲۴ء

تحقیق الاسلام پر ایک نظر

(۳)

(جناب خواجہ عباد اللہ صاحب اختر بی اے تحصیلدار پاک پٹن کے قلم سے)

بائبل اور قرآن

ہمیں معلوم ہے کہ ان لاجواب باتوں کا جواب پادری صاحب کے پاس نہیں، لیکن ہم ان کو الزامی جواب نہیں دیتے، بلکہ یہ کہتے ہیں، کہ قرآن کمل کلام اللہ ہے، اور توریت و انجیل سے بے نیاز ہے یہ کتابیں خاص قوم کی ہدایت کے واسطے نازل ہوئی تھیں، لیکن قرآن جمیع اقوام عالم کی ہدایت کے واسطے نازل ہوا ہے، بلاشبہ یہ کتب سابقہ کی صداقتوں کا مجموعہ بھی ہے، اور اس کے علاوہ ہر ایک زمانہ اور قوم کی ضروریات کے لئے بھی کافی ہے، اور توریت اور انجیل ایسی کتابیں نہیں ہیں، انبیاء بنی اسرائیل کو صرف اپنی ہی قوم کی بہبودی اور بہتری مدنظر تھی، اور غیر اقوام کا اختلاط پسند نہ تھا، بلکہ ان کو کتے سمجھتے تھے، اس لئے ان کے الہامات میں آرزوؤں کا بھی دخل ہے، اور قرآن تو شروع سے آخر تک کلام اللہ ہے، اس کی شریعت کمل ہے، توریت و انجیل کے حوالجات اس میں ضرور ہیں، لیکن جیسا کہ مسلمان کہتے ہیں، تم نے شروع سے ان میں تحریف کی، اور اختلاف میں پڑ گئے، قرآن جہاں کہیں توریت و انجیل کا حوالہ دیتا ہے، اس اختلاف کو مٹانے کے لئے دیتا ہے، مثلاً مسیح کی پیدائش اور وفات کا مفصل تذکرہ قرآن میں ہے، ہمارے پادری صاحب تو یہ کہیں گے یہ واقعات بائبل سے لئے گئے ہیں، ہم قارئین کرام کو انصاف کا واسطہ دے کر کہتے ہیں، کہ بائبل اور قرآن اٹھا کر دیکھو، کیا بائبل میں یہ واقعات مذکور ہیں، جو قرآن میں ہیں؟ اور کیا جو کچھ بائبل میں لکھا ہے، وہ صحیح ہو سکتا ہے،

مسیح کی پیدائش و وفات کے واقعات اور تحریف بائبل

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بالاختصار ان واقعات کا جیسا کہ بائبل اور قرآن میں مذکور ہیں، تذکرہ کریں،

پیدائش مسیح کے متعلق ایک مقدس سوانح نگار تو بالکل خاموش ہے، یعنی مقدس مرقس نے ایک حرف بھی اس اہم واقعہ کے متعلق نہیں لکھا، مقدس متی اور لوقا نے جو کچھ لکھا ہے، اس میں اہم اختلاف ہے، مقدس متی (باب ا — ۱۷) اور مقدس [illegible] یسوع مسیح کا نسب نامہ لکھتے ہیں، اور دونوں مختلف ہیں مسیحی علماء نے ان نسب ناموں پر دفتر لکھے ہیں، صرف یہی نہیں ایک نسب نامہ کے اسماء دوسرے کے اسماء سے مختلف ہیں۔ بلکہ عہد عتیق سے بھی ان کی تائید نہیں ہوئی، مقدس متی نے سلسلہ نسب حضرت ابراہیم تک اور مقدس لوقا نے حضرت آدم تک لکھا ہے، اگر ان میں سے ایک صحیح ہو تو دوسرا غلط ہے، اور اگر دونوں صحیح ہوں جو ایک امر محال ہے، اور جس کو مسیحی روشن دماغی ممکن ثابت کرنا چاہتی ہے، تو مسیح ابن داؤد و ابن ابراہیم ثابت ہوگا، اور اگر مسیحی عقائد کو دیکھا جائے، جس کی بناء مقدس یوحنا (باب ا — ۱۸/۱) بیان کی جاتی ہے، تو دونوں نسب نامے بے معنی ہیں، مسیح کا کوئی باپ جب عقیدہ مسیحی میں نہ تھا، مقدس یوحنا نے کوئی نسب نامہ نہیں لکھا،

مقدس متی اس طرح لکھتے ہیں، کہ "اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی، کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی، تو ان کے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی، پس اس کے شوہر یوسف نے جو متقی تھا، اور اسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا، چپکے سے اُسے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا،" (باب ا — ۱۸/۱۹)

فقرہ "ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے" پرانے نسخوں میں نہیں ہے، یہ مسیحی تحریف ہے، اور اس ایک فقرہ نے عبارت کا مفہوم بدل دیا،

مقدس لوقا (باب ا — ۲۶/۳۸) لکھتے ہیں کہ حضرت مریم الیشبع کی جو حضرت زکریا کی زوجہ تھی ہم رشتہ دار تھی، اور بانجھ سمجھی جاتی تھی، لیکن حسب بشارت جبرئیل فرشتہ وہ حاملہ ہوئی، اور اس کے حمل کو چھٹا مہینہ تھا، کہ جبرئیل فرشتہ کنواری مریم کے پاس آیا، اور بشارت دی کہ "خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے، اور دیکھ تو حاملہ ہوگی، اور بیٹا جنے گی، اس کا نام یسوع رکھنا اور وہ بزرگ ہوگا، اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا، اور خداوند خدا [illegible] اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا، اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا، اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا، مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیونکر ہوگا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی، اور فرشتے نے جواب میں اس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا، اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی، اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائے گا"

ان آیات میں بھی تحریف کا ہاتھ نمایاں ہے، جبرئیل کی پیشگوئی "کہ [illegible]" نہیں ہوئی، البتہ یہ کہ "وہ یعقوب کے گھرانے پر [illegible] اسرائیل پر ابد تک بادشاہی کرے گا" صحیح ہے اگر یہ تسلیم کریں [illegible] کہ یہ بادشاہی محض روحانی تھی، تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ صرف یعقوب کے گھرانے تک [illegible] محدود تھی،

بس یہی کچھ پیدائش مسیح کے واقعات ہیں، جو مقدس متی اور لوقا نے قلمبند کئے ہیں، مقدس یوحنا اور مقدس مرقس خاموش ہیں مقدس یوحنا نے صرف اتنا ہی لکھا ہے، کہ

"ابتدا میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا، یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ، ساری چیزیں اس کے وسیلے پیدا ہوئیں، اور جو کچھ پیدا ہوا ہے، اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی، اس میں حیات او[ر] ... آدمیوں کا نور تھا، ... ایک آدمی یوحنا نام آموجود ہوا، جو رسول اللہ تھا یہ گواہی کے لئے آیا، کہ نور کی گواہی دے، ... خود تو نور نہ تھا، مگر نور کی گواہی دینے کو آیا تھا، حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا، وہ دنیا میں تھا، اور دنیا اس کے وسیلہ سے پیدا ہوئی، ... اور کلام مجسم ہوا، اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا،" (باب ا — ۱/۱۴)

اس عبارت کے معانی پر بحث تحصیل حاصل ہے، اگر صوفیانہ نکتہ خیال سے اس کی تشریح کی جائے، تو تو بھی یہ عبارت ناقص ہے ازلی صفات علم و کلام و ارادہ و قدرت و نور و قیامت ہیں سے صرف کلام و حیات و نور کا مذکور ہے، یہ صفات الٰہی ازلی و ابدی ہیں، انہی کی یہ مظاہر تمام کائنات ہے، اور اس میں سے ایک مسیح بھی ہیں، انہیں کچھ خصوصیت پیدائش میں حاصل نہیں ہے، یہ کہنا کہ یحییٰ نور کا شاہد تھا صحیح ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ خود نور نہ تھا، لیکن یہ کہنا کہ مسیح نور تھا غلط ہے، وہ بھی نور کا ایسا ہی شاہد تھا جیسا یحییٰ، یہ صحیح ہے کہ اللہ ہی کے نور سے ہر ایک شے جو سموات اور ارض میں ہے اور خود سموات اور ارض روشن ہیں، اور اسی نے ان کو زندگی بخشی ہے، انجیل یوحنا محض ترجمہ اور ترجمہ کی نقل در نقل ہے، جو ہمارے پاس پہنچی ہے، مترجم نے جو رموز تصوف سے ناواقف معلوم ہوتا ہے، عبارت کو بے معنی بنا دیا ہے، اور زعم خود مطلب صاف کرنے کے لئے چند بے معنے فقرے چسپاں کر دئے ہیں،

صوفیہ کرام کا نقطہ نگاہ سلسلہ پیدائش کے متعلق

صوفیہ کرام نے اس موضوع پر مفصل تحقیق کی ہے، اگر کسی کو شوق ہو تو کم از کم تالیفات و تصنیفات شیخ اکبر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح
لاہور

جلد ۱۲ ۔ ۳۰ ۔ شوال المکرم ۱۳۴۲ ہجری ۔ نمبر ۶۰

جرمنی میں اشاعت اسلام

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام برادران ملت کے نام

برادران سلسلہ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جرمنی میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے جو نصرت آپ کے مشن کو ملی ہے ، اس کا علم آپ کو اخبار کے ذریعہ سے ہوتا رہا ہے ، پہلا رسالہ جرمن زبان میں اپریل میں شائع ہوا ، اور اسی ایک ہی مہینہ میں چار معزز اصحاب داخل اسلام ہوئے ، جن میں سے ایک خاتون ایک کونٹ کی صاحبزادی ہیں ، اور ایک صاحب انگریزی اور جرمنی زبان کے ماہر ڈاکٹر گرائی فلٹ ہیں ، اور دوسرے دو بھی ایک خاتون اور ایک مرد معزز طبقے کے لوگ ہیں ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص نصرت ہمارے دلوں کو بڑھانے کے لئے ہے ، تاکہ ہم بھی اور زیادہ مضبوطی سے اپنا قدم بڑھائیں ، اس کے علاوہ بھی جیسا کہ مولینا مولوی صدرالدین صاحب کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے ، رسالہ کو خاص قبولیت اللہ تعالےٰ نے بخشی ہے ، اس عظیم الشان نعمت کا شکر واجب ہے ، ولئن شکرتم لازیدنکم کا خدائی وعدہ ہے ،

اس وقت اس کام میں بعض مشکلات کا سامنا بھی ہے ، اور یہ شکر نعمت کے اظہار کا موقعہ ہے ، جس وقت ہم نے جرمنی میں کام کی بنیاد رکھی ، وہاں کے اخراجات اس قدر کم تھے ، کہ یورپ کے ملک تو ایک طرف رہے ، ہندوستان کے اخراجات کو بھی نہ پہنچتے تھے ، اس لئے ہم نے دو آدمی وہاں شروع میں ہی بھیجے ، یعنے مولٰنا مولوی صدرالدین صاحب اور مولوی عبدالمجید صاحب اور زبان سیکھنے کے لئے ایک تیسرا آدمی بھیجنے کی تیاری تھی ، کہ اسی اثنا میں جرمنی کے اخراجات اس قدر ترقی کر گئے ، کہ سات آٹھ پونڈ ماہوار کا خرچ فوراً پچاس ساٹھ پونڈ ماہوار تک پہنچ گیا ، اس لڑائی کی مشکلات نے ہمیں مجبور کر دیا ، کہ نہ صرف اور کوئی آدمی نہ بھیجا جائے ، بلکہ پہلے دو مبلغین میں سے بھی ایک کو کم کر دیا جائے ، اور مشن کا سارا بوجھ صرف مولینا مولوی صدرالدین صاحب پر آن پڑا ، جس کا افسوس بھی ہے ، لیکن اخراجات کی زیادتی نے اور کوئی رستہ نہ چھوڑا ، جماعت احمدیہ قادیان کو بھی انہی مشکلات کا سامنا پیش آیا ، اور انہیں اس کام کو سردست بند ہی کرنا پڑا ، اور مجھے امید ہے ، کہ آئندہ وہ اشاعت اسلام کے فائدہ کی خاطر برلن کی جگہ کوئی اور مقام اپنے مشن کے لئے تجویز کریں گے ، سردست مسلمانوں کے ذرائع اس قدر نہیں کہ وہ ایک ایک شہر میں کئی کئی مشن قائم کر سکیں ، بہرحال اس کثرت اخراجات کا نتیجہ یہ ہوا کہ جرمن مشن اس وقت کوئی سات آٹھ ہزار روپے کا مقروض ہے ،

میں یہ جانتا ہوں کہ ہماری چھوٹی سی جماعت پر کس قدر ماہوار اور مستقل چندوں کا بوجھ ہے ، لیکن یہ بھی جانتا ہوں ، کہ جماعت اگر صحیح اصول پر مبنی ہو ، تو اس کے عزم اور ہمت کے سامنے مشکلات کے پہاڑ بھی اڑ جاتے ہیں ، اعلائے کلمۃ اللہ کے کام میں اس قسم کی مشکلات کا پیش آنا ضروری ہے تاکہ مادتوں کو اپنے صدق دکھانے کا موقعہ ملے ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو نوائے دن کیا شب و روز اس صدق کے دکھانے کا موقعہ ملتا تھا ، حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں بھی وقتی چندے کرنے کی ضرورتیں بار بار پیش آتی رہتی تھیں ، آج ہمارے احباب کے لئے بھی یہ ایک موقعہ ہے ، یہاں جمعہ کے دن اس قرضہ کے لئے احباب سے اپیل کی گئی ، تو اسی وقت ایک جماعت لاہور سے کوئی دو ہزار روپے کا انتظام ہو گیا ، میں امید رکھتا ہوں کہ اسی جمعہ یا آئندہ جمعہ میں ہماری ہر جگہ کی جماعتیں اس تحریک کو پیش کر کے باقی رقم کو پورا کر دیں گی ، اور جہاں اکیلے اکیلے افراد ہماری جماعت کے ہیں ، وہ اپنی ہمت و وسعت کے مطابق یکمشت رقم فوراً بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھیجکر ممنون فرمائیں گے ، یہ ایک غیر معمولی ضرورت ہے ، اور اس رقم کا بہت جلد ادا ہو جانا ضروری ہے ، آئندہ کے لئے اخراجات کو حتی الوسع اس مد کے اندر رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے ، جسے جماعت کے مستقل چندے برداشت کر سکیں ، میں یہ پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں ، کہ اس رقم کی فوری ضرورت ہے ، اور جو احباب کرام اس میں حصہ لیں ، وہ اسی ماہ جون کے اندر اندر اپنی رقم ادا کر کے ممنون فرمائیں ، والسلام ، خاکسار محمد علی

احمدیہ بلڈنگس لاہور

ترکی نقطہ نگاہ

ہندوستانی مسلمانوں کو منصب خلافت کے ٹوٹنے پر جو اضطراب پیدا ہوا ہے اس سے مجبور ہو کر وہ قسطنطنیہ کی طرف ایک وفد روانہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں ، جو مصطفےٰ کمال پاشا کو سمجھائے ، کہ خلافت کا رکھنا کس قدر ضروری ہے ، ویسے بھی ہندوستان سے تاریں وغیرہ دی گئیں ، اور اراکین انگورہ سے اس معاملہ میں ہندوستانی نقطہ نگاہ کو ملحوظ رکھنے کی درخواست کی گئی ، جس کا جواب آج تک موصول نہیں ہوا ، لیکن ترکی سے جو اخبارات آئے ہیں ، ان سے پایا جاتا ہے ، کہ وہ لوگ کسی طرح بھی ہندوستانیوں کی بات ماننے بلکہ سننے کے لئے بھی تیار نہیں ، چنانچہ اخبار "طنین" نے ہندوستانیوں پر بعض الزامات عائد کئے ہیں ، جن کی وجہ سے اراکین حکومت انگورہ تنسیخ خلافت پر مجبور ہوئے ، اس کا خیال ہے ، کہ "مسلمانوں پر ہماری خلافت کے ہوتے ہوئے ہمیں اس سے کوئی فائدہ اٹھانا نصیب نہیں ہوا ، (مثلاً) جنگ میں خلیفہ نے جہاد کا اعلان کیا ، مگر ہندوستانی مسلمان ہمارے خلاف لڑنے سے باز نہ رہے ، ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو اس منصب پر سمجھتے ہیں ، کہ ترکی حکومت پر نکتہ چینی کریں ، خلافت کی وجہ سے بیرونی دشمنوں کو موقع ملتا ہے ، کہ وہ دوسرے ممالک کے مسلمانوں کو ہمارے کاموں میں خلل دینے کے لئے اکسائیں ، ان حالات میں ہم اپنے ملکی اقتدار کے خلاف تمام امکانات اور مذہبی مداخلت کو دور کرنا چاہتے ہیں ، اور اس لئے مغرب کے جمہوری طرز حکومت پر ایک جدید سلطنت قائم کرنے کے لئے خلافت کا اڑانا ضروری اور مناسب ہے"

ان حالات میں ہندوستانی مسلمانوں کا قسطنطنیہ میں کوئی وفد بھیجنا تحصیل حاصل ہے ، بلکہ روپیہ کی بربادی کے سوائے کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا ، ترکی حکومت نے جو کچھ کیا ہے ، وہ موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بالکل حق بجانب ہے ، خلافت جس کے معنے مکہ و مدینہ پر مسلمانوں کی حکومت ہے ، جس کا اقتضا خوف کا امن سے بدل جانا ہے ، وہ پہلے بھی ترکوں یا شریف کے پاس نہ تھی ، ہاں جب مسلمان ان شرائط کو پورا کر دیں گے ، جو آمنوا وعملوا الصلحٰت میں مضمر ہیں ، تو خلافت کے وہی جائز حقدار ہیں ، اور وہ ان کو مل کر رہے گی ، اس لئے ضرورت ہے ، کہ ان شرائط کو ان کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے ، ورنہ اذا فات الشرط فات المشروط ایک لابدی امر ہے ،

قومی تعلیم اور سرکاری تعلیم

تین چار سال ہوئے ہندوستان میں ترک موالات کے لئے جو جوش پیدا ہوا تھا ، اسی کے سلسلہ میں یہ قرار پایا تھا ، کہ مروجہ تعلیم کو جو سرکاری یا امدادی مدارس میں دی جاتی ہے ، ترک کر کے ایک نیا طریقہ تعلیم جاری کیا جائے ، جس کے اندر چرخہ کاتنا بھی لازمی ہو ،

اس تعلیم کا جسے قومی تعلیم کے نام سے موسوم کیا گیا ، اجرا چنداں معیوب نہ سمجھا جاتا ، اگر اس کے ساتھ ہی بلکہ اس کے اجراء سے پیشتر ہی مروجہ تعلیم کو تباہ و برباد کرنے اور مدارس کو توڑنے پر انتہا درجہ کا زور نہ لگایا جاتا ، لیکن ملک کے انتہا پسندوں نے اس وقت یہ ضروری سمجھا کہ تعمیری کام ہو نہ ہو ، پہلی عمارت کو مسمار کرنا ضروری ہے ، چنانچہ بعض مدارس اسی رو میں بہہ بھی گئے ، اور ہندوستان کی تعلیمی ترقی کسی قدر اور پیچھے جا پڑی ،

خدا کا شکر ہے کہ دو تین سال کے تجربہ سے آخر کار ہمارے انتہا پسند رہبران ملک اپنی رائے کی غلطی کو سمجھنے لگے ہیں ، جیسا کہ کلکتہ کے "مسلمان" اخبار میں یہ اعلان ہوا ہے ، کہ

> "اگرچہ ہم کانگریس والے قومی تعلیم کے حامی ہیں ۔ تاہم موجودہ حالات کے اندر ہمیں ملک کی عام تعلیم کو برباد کرنے کی کوئی سعی نہ کرنی چاہیئے ، .... چاہیئے کہ سرکاری مدارس کو ہم تارکین موالات تباہ و برباد نہ کریں ، اور ہم ملک کو قومی تعلیم کے لئے کوشاں ہوں ، تو قومی تعلیم یا عام تعلیم کا کوئی سوال نہیں ہونا چاہیئے "

ایسا ہی مہاتما گاندھی نے ترک موالات کو جاری رکھنے پر زور دینے ... کے باوجود وکلاء اور معلمین کو جو اس پر ایمان نہیں رکھتے کسی قسم کی جھجک اور شرم محسوس کئے بغیر اپنے کاموں پر چلے جانے کی اجازت دی ہے ،

یہ آثار ہیں اس بات کے کہ ملک کے انتہا پسند رہبروں کا قدم رفتہ رفتہ اعتدال کی طرف آ رہا ہے ، خدا کرے کہ وہ وقت بھی آ جائے ، جب اعتدال پسند اور انتہا پسند کی تمیز باقی نہ رہے ،

ذات پات کی تمیز اور سوراج

سر مائیکل اوڈوائر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب نے جو مقدمہ ولایت میں سر سنکرن نائر پر دائر کر رکھا ہے ، اس کے دوران میں سر سنکرن نائر سے سوالات جرح کے اندر یہ پوچھا گیا ، کہ کیا ذات پات کی تمیز ہندوستان میں سوراج کے رستہ میں حائل نہیں ، اس کا جواب سر سنکرن نائر نے اثبات میں دیا ، اور یہ بھی کہا کہ اس تمیز کو دور کرنے کی کوشش ہو رہی ہے ، اور پہلے میرا خیال تھا کہ اس کے دور ہونے میں بہت دیر لگے گی ، لیکن اب میری رائے ہے کہ جلدی ہی یہ تمیز دور ہو جائیگی ، سر سنکرن نائر کا یہ جواب ایک طرف اور وائیکوم اور دیگر مقامات کے واقعات دوسری طرف ملحوظ رکھتے ہوئے توجہ غور و فکر کو جواب دے دینا پڑتا ہے ، اگرچہ اس وقت ہندوؤں میں سے ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ، جو اچھوت اقوام کو دائرہ انسانیت کے اندر لانے اور برابر کا حق دینے کے لئے کوشاں ہیں ، اگرچہ کانگریس اس وقت اچھوتوں کی اصلاح کے لئے سرگرمی کے ساتھ جد و جہد کر رہی ہے ، لیکن ابھی تک ان کی راہ میں مشکلات کے بہت سے پہاڑ حائل ہیں ، جن کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے ، کہ ہندو قوم کے اندر رہ کر اچھوتوں کا چھوت بننا ایک ناممکن امر نہیں تو محال ضرور ہے ، جب تک ہندو قوم میں وہ عنصر موجود ہے جو کٹر سناتن دھرمی ہے ، اور جو سواد اعظم کا حکم رکھتا ہے ، جب تک اس بہت بڑے عنصر کے اندر اچھوتوں کے ساتھ کھان پان ، لین دین

محمودیت

بابِ بہائیت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

استغفر اللہ العظیم! کیا غوغا مچا ہے! خوبی تقدیر تو دیکھو! بعض محمودیوں کے چہرے پر سے نقاب جو اترا، تو وہ بہائی نکل پڑا۔ کھلبلی خود پڑ گئی تھی، عام دنیا کو تو یہ نکر وا اشتہار ہوئی، کہ اس محمودی بھروپ کے اندر خدا جانے کس کس قماش کے لوگ پنہاں ہیں، گویا امان اللہ گیا! اور محمودی دنیا اعتراضوں کی بوچھاڑ کے سامنے کچھ ایسی بوکھلا گئی، کہ خلیفہ سے لے کر ادنیٰ پرستار گدی تک عجیب و غریب منطق چھانٹنے لگے، ایک طرف تو خلیفہ صاحب خطبہ جمعہ میں اعلان فرما رہے ہیں، کہ مولوی محمد احسن صاحب کے بیٹے نے بھی تو بڑے زور سے بہائیت کا اعلان کیا تھا، اور اس وقت کیا تھا جب سلسلہ میں تفرقہ پڑا تھا، میاں صاحب کا یہ قول کہاں تک صحیح ہے، اس کا جواب مولوی محمد احسن صاحب کے بیٹے کچھ دے چکے اور کچھ دیں گے، مگر سوال تو یہ ہے کہ اس ارشاد کا مطلب کیا ہے، تفرقہ سے پہلے اگر کسی شخص کی کمزوری سے سلسلہ پر الزام آ سکتا ہے، اور اگر یہ کمزوری واقعی کسی سے سرزد ہوئی ہے، تو اس کمزوری کا ملزم جیسے لاہوری فریق ہے ویسے ہی قادیانی، کیونکہ اس وقت تفرقہ نہ تھا، اور اگر یہ مطلب نہیں بلکہ یہ ہے، کہ تفرقہ سے پہلے اجرائے نبوت کا مسئلہ سلسلہ میں نہ تھا، اور باایں ہمہ ایک شخص بہائی ہو گیا، تو پھر یہ ڈگری میاں صاحب نے ہمیں دی! آخر حق منہ سے نکل گیا، کہ مسئلہ اجرائے نبوت میاں صاحب کا ایجاد بندہ ہے،

اب مریدوں کی بوکھلاہٹ ملاحظہ ہو، سرحد کے ایک شہر پشاور سے ایک شخص محمد یوسف پشاوری نے حق نمک خواری و چاپلوسی یوں ادا کیا، کہ خدا آ تو صادر [illegible] کے اعلان میں ورق گردانی کرنے لگا، اور کہنے لگا کہ فلاں فلاں شخص جو لاہوری احمدی ہے، وہ فلاں فلاں عقائد باطلہ رکھتا ہے، خدا جانے اس سے اس کا کیا مطلب ہے، کسی کا سینہ چیر کر کسی نے نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ ہی سینوں کے بھیدوں کو جانتا ہے، ہر ایک عقیدہ اور عمل کا محاسب وہ آپ ہے، اگر کوئی غلطی پر ہے، تو وہ غلطی پر ہے! اسے صحت پر نہیں کہا جا سکتا! اگر کوئی غلط عقیدہ رکھتا ہے، تو اس کا ذمہ وار وہ آپ ہے، مگر اس سے وہ مسئلہ کہاں حل ہو گیا، جو میاں محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت کے سامنے پیش ہے، اور وہ یہ ہے کہ کیا میاں محمود احمد سے پہلے اجرائے نبوت کا عقیدہ سوائے بہائی مذہب کے اسلام کے کسی اور فرقہ میں تھا یا نہیں؟ اور اگر نہیں تھا جیسا کہ ظاہر ہے تو کیا میاں صاحب نے اجرائے نبوت کا عقیدہ اپنے مریدوں میں پھیلا کر عملاً بہائی مذہب کی تائید و تصدیق کر دی یا نہیں؟ اور اس طرح بہائی مذہب کی اشاعت کے لئے (بالخصوص اپنے مریدوں میں) دروازہ کھول دیا یا نہیں؟

مجھے اس سے بحث نہیں کہ بہاء اللہ سچا تھا یا جھوٹا، میں صرف یہ بحث کرتا ہوں، جب نبوت کا دروازہ کھل گیا، اور میاں صاحب نے حضرت مرزا صاحب کو زبردستی اس میں سے گذار کر نبی بنانے کی کوشش کی، تو پھر بہاء اللہ کے مریدوں کو کیوں یہ موقع نہ ملے، کہ وہ اپنی دلائل و وجوہات کو پیش کر کے بہاء اللہ کو اس دروازہ میں سے گذار کر نبی بنا دیں جبکہ جو دلائل میاں صاحب اجرائے نبوت کے دیتے ہیں وہ بعینہ وہی ہیں جو بہائی دیتے ہیں، پس جو ان دلائل کو رد کرتا ہے، وہ بہائیت کی اشاعت کا دروازہ بند کرتا ہے، اور جو ان کی تائید کرتا ہے، وہ بہائیت کے لئے دروازہ کھولتا ہے، ظاہر ہے کہ میاں صاحب نے بہائیت کے لئے دروازہ چوپٹ کھول دیا، کیونکہ جو مشکل انہیں درپیش تھی، وہ میاں صاحب نے حل کر دی، مشکل یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کے بعد دروازہ نبوت بند تھا، اس کے کھولنے کا سہرا میاں صاحب کے سر پر ہے، بہاء اللہ نے کھولنے کی کوشش کی، مگر علی الاعلان اسے جرأت نہ ہوئی، اسی لئے ان کے مرید در پردہ تبلیغ کرتے تھے، خود میاں صاحب کو بھی [illegible] جرأت نہ تھی، تمام [illegible] کے لئے

میاں صاحب نے تحفۃ الملوک لکھی، تو اس میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا نام تک نہیں لیا، مجدد ہی پیش کیا، اب بھی بعض محمودی کہتے سنتے ہیں، کہ تم مرزا صاحب کو مجدد منوالو، جب کوئی ان کی صداقت کا قائل ہو جائے گا، تو پھر ہم اسے نبی بھی منوالیں گے، یعنی پہلے نبی پیش کرنے کی جرأت نہیں، الغرض میاں صاحب کو بھی پہلے کھلم کھلا نبی پیش کرنے کی جرأت نہ تھی، بلکہ نبوت پر مناظرہ بھی خلوت کے اندر کرنا چاہتے تھے، مگر لاہوری احمدیوں کے جواب میں کھسیا کھسیا کر انہیں اس راز سربستہ کو آخر کھولنا پڑا، چنانچہ بعض ان کے مرید کہتے ہیں، کہ لاہوریوں نے میاں صاحب کو چھیڑ چھیڑ کر یہ عقائد ان سے کہلوائے، میں کہتا ہوں کہلوائے نہیں، بلکہ نکلوائے، ان عقائد باطلہ کا جو بہائیوں کی طرح سینہ بسینہ پہنچائے جاتے تھے۔ معرض خفا سے ظہور میں آ جانا از حد ضروری تھا، تا حق اور باطل میں تمیز ہو جائے، جب یہ عقائد اجرائے نبوت و تکفیر جملہ مسلمانانِ عالم کھلم کھلا دنیا کو نظر آ گئے، یہاں تک کہ میاں صاحب کے بہت سے مرید خود میاں صاحب کی نبوت کے منتظر رہنے لگے، تو ظاہر تھا کہ بہائی مذہب والوں کو بھی ایک کھیت نظر پڑا، جہاں وہ اپنا بیج لگا سکتے تھے، اور اسی لئے ان کو جرأت ہوئی، کہ وہ آ کر ان میں شامل ہو جائیں، اور اپنے عقیدہ اجرائے نبوت کو ان میں مستحکم اور شائع کرتے رہیں، اور لوگوں کو پتہ تک نہ لگے،

میاں صاحب یا ان کی جماعت پر یہ الزام تو نہیں کہ فلاں محمودی بہائی کیوں ہو گیا، الزام تو یہ ہے کہ انہوں نے عقیدہ میں بہائیت سے ایسی مشابہت و یگانگت قائم کی، کہ بہائی آ کر ان میں شامل ہو جاتے ہیں، ان کے اخبار کے ایڈیٹر بنتے ہیں، ان کی طرف سے مناظر بنتے ہیں، وہ نبوت کے بارے میں اپنے خیالات کو تحریر و تقریر کے ذریعہ سے شائع کرتے، اور استدلال کے ذریعہ مستحکم کرتے ہیں۔ اور آہ! آہ! ساری قوم معطلات آپ یہ سمجھتی ہے، کہ وہ ہمارے ہی عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں، بہائیت کا خیال تک نہیں کسی کے دل میں گذرتا، گویا بہائیت کی اشاعت عین محمودیت کی اشاعت سمجھی گئی، یہ ہے وہ شدید مشابہت جس پر حدیث من تشبہ بقوم فهو منهم صادق آتی ہے، جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے، وہ اسی میں سے ہوتا ہے، یہ عقائد کی ہی مشابہت کا ذکر ہے جو ایک قوم کو دوسری میں شامل کر دیتی ہے،

باقی رہا میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ بہائی شریعت کے اجرا کے قائل ہیں، اور ہم نہیں، سو اس کی نسبت میں یہ گذارش کروں گا، کہ سوال نبوت کا ہے، کیا نبوت کے بارے میں بہائیت اور محمودیت ہم عقیدہ نہیں؟ یہ ایک حقیقت ہے، کہ دونوں فعل بالفعل ہم عقیدہ ہیں، کوئی میاں صاحب سے عرض نہیں کرتا، کہ حضور آپ خود ہی تو شریعت کو نبوت سے الگ کر چکے ہیں، لہٰذا آپ عقیدہ نبوت میں اسے اپنے اور بہائیت کے درمیان مابہ الامتیاز کے طور پر نہیں پیش کر سکتے، جو چیز نبوت میں شامل ہی نہیں، اسے عقیدۂ نبوت سے کوئی واسطہ ہی نہیں، مثلاً آپ کی دلیل مبشرین و منذرین والی کو مدنظر رکھ کر اگر کوئی قرآن کریم کی بشارت اور انذار والی آیات کو صرف مان لے، اور شریعت کا انکار کر دے، تو محمد رسول اللہ کی نبوت پر جو ایمان ہے، اس میں کوئی فرق نہیں آیا، اس نے صرف شریعت کا انکار کیا، محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا انکار نہیں کیا، کیونکہ نبوت تو صرف بشارتوں اور انذار کی وحی کا نام ہے۔ اور یہی نبوت تامہ کاملہ ہے، پس شریعت کو نبوت سے جب کوئی واسطہ نہیں، تو ظاہر ہے کہ عقیدۂ نبوت میں بہائیت اور محمودیت بالکل ایک ہیں، کیونکہ نبوت کے جاری رہنے کے دونوں قائل ہیں،

رہ گئی شریعت سو اس کی نسبت مجھے سمجھ نہیں آتی، کہ جب نبوت کا دروازہ کھلا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کو شریعت کو ختم کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی، جیسی جیسی ضرورتیں پیش آتی جاتیں، وحی نازل ہوتی جاتی، اس کا کیا فائدہ تھا، کہ بلا ضرورت پہلے سے ہی ایک ایسی جامع کتاب نازل کر دی جائے، جس میں سے لوگ قیامت تک استنباط اور اجتہاد کرتے رہیں، اور موقعہ بموقعہ ہدایات نکالتے رہیں، کیونکہ پہلے جب نبی آیا کرتے تھے، تو خدا کی سنت یہی تھی کہ وقتاً فوقتاً وہ خود ہدایات نازل فرمایا کرتا تھا، اب جب نبیوں کا آنا کھلا ہوا ہے، تو پھر اس سنت میں بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی، پس کسی ایسی کتاب [illegible] ہدایات [illegible]

تک کے لئے استنباط و اجتہاد کے لئے کافی ہو یا تو نعوذ باللہ ایک لغو فعل ہے، اور اگر نہیں تو پھر برہان قاطع اس امر پر ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا، اور یہ ضروری تھا، کیونکہ جب خدا نے یہ چاہا کہ تمام دنیا میں وحدت کو قائم کرے، اور مختلف قومی مذاہب کو ختم کر کے ایک عالمگیر مذہب قائم کرے، جس سے قومی تباغض و تنازع کا خاتمہ ہو، اور دنیا میں اخوت و حریت و مساوات اور صلح و امن کی بنیاد پڑے، تو یہ ضرور تھا کہ ساری دنیا کے لئے ایک نبی ہو، اور ایک شریعت ہو، لیکن چونکہ ساری دنیا میں ایک ہی مذہب کو قائم کرنے کے لئے سینکڑوں سالوں کی تبلیغ و اشاعت کی ضرورت تھی، اس لئے ضروری تھا کہ وہ ایک ہی کتاب ایسی جامع ہو کہ تمام زمانوں کے لئے کافی ہو، اور اس ایک ہی نبی کے نمونہ کو تعامل و سیرت اور فنا فی الرسول لوگوں کے نمونے سے ایسا محفوظ کیا جائے کہ وہ قیامت تک چلا چلے، تا کسی اور نبی یا کتاب کے آ جانے یا شریعت میں ترمیم و اضافہ کی وجہ سے اس عالمگیر مذہب کی اشاعت میں رکاوٹ پیدا نہ ہو، جس حالت میں پہلی شریعت کی اشاعت ابھی دنیا کے ایک حصہ تک ہی پہنچی ہو، اور اگر دوسری شریعت آ جائے، تو اس کے معنے یہ کہ پہلا سارا کام ملیا میٹ ہو گیا، اب پھر نئے سرے سے کام شروع کرو، نئی شریعت کے آ جانے یا پرانی شریعت میں ترمیم و اضافہ ہو جانے کی وجہ سے پہلی شریعت تو منسوخ ہو گئی، جو پہلے اسلام کہلاتا تھا، اب وہ کفر ہو گیا، اس لئے گذشتہ جس قدر لوگ اسلام میں داخل ہوئے تھے، وہ نئی شریعت کے آ جانے سے سب کافر ٹھہر گئے، لہٰذا اب پھر نئے سرے سے تبلیغ شروع ہوئی، اور ابھی یہ نئی تبلیغ دنیا کے ہر حصہ میں نہ پہنچنے پائی تھی، کہ پھر کوئی اگر ترمیم آ گئی، تو یہ محنت بھی سب اکارت گئی، اور سب مسلمان شدہ لوگ کافر ہو گئے۔ اس لئے اس کفر کے بار بار عود کر آنے کے جھگڑے کو مٹانے کے لئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا، کہ شریعت کو مکمل کر دیا جائے، اب بلا تبلیغ کئے جاؤ، جو مسلمان ہو چکے، انہیں اب کافر قرار نہیں دیا جا سکتا، اور ادھر سے بے فکر ہو کر صرف کافروں کو مسلمان کرتے چلے جانا ہے چونکہ شریعت کے لانے اور اس میں ترمیم و تنسیخ کرنے کے لئے ہی نبوت آیا کرتی ہے، لہٰذا نبوت خود بخود ختم ہو گئی، لیکن اگر نبوت نے آنا ہے، اس کے آنے پر پچھلے مسلمان شدہ لوگوں سے پھر کافر بن جانا ہے، تو مصیبت تو وہی رہی، جو نئی شریعت ملے [illegible] ہوں یعنے پچھلی محنت کا اکارت جانا ابھی ایک نبی آیا تھا، اس کی امت چلی تھی، وہ مسلمان کہلانے تھے، ابھی نصف دنیا میں بھی تبلیغ نہ پہنچی تھی، کہ دوسرا نبی آ گیا، وہ پہلے مسلمان شدہ لوگ سب کافر ہو گئے، اب پھر سے الف بے شروع کرو، ان کا سلسلہ شروع ہوا، تو پھر تیسرا آ گیا، پہلی عمارت ڈھا کر اب پھر نئی کی بنیاد ڈالو، یہ عالمگیر مذہب تو نہ ہوا، اور نہ قیامت تک کے لئے ہوا، اور اگر یہی بنانا بگاڑنا منظور تھا، تو شریعت کو کیوں ختم کر دیا؟ ع

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

کافروں کو بھی بنانا تھا وہ بھی بنانا تھا، تو پھر شریعت کو ختم کرنا اور نبوت کو جاری رکھنا ایک عبث فعل ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی شان برتر و بالا ہے، پس اگر شریعت ختم ہے تو نبوت بھی ختم ہے، تاکہ اسلام دنیا میں قیامت تک پھیلتا جاوے، اور کوئی شخص مسلمان کہلا کر پھر کافر نہ کہلاوے، اور اس طرح آخر کار تمام دنیا ایک دین واحد پر جمع ہو کر سچی مساوات و اخوت کی منزل عالی پر پہنچ جائے، اور اگر نبوت ختم نہیں، اور نبیوں کے آنے سے اسلام کی جڑ پر بار بار تبر چلنا ہے، اور ہر دفعہ نئی امت کا بیج بویا جانا ہے، اور پچھلے مسلمان کافر ٹھہر کر نئے سرے سے مسلمان بننا ہے، تو پھر شریعت کیوں ختم ہو، کسی مولوی کے اجتہاد و استنباط کی بجائے کیوں نہ اس نبی کے ذریعہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کیا جاوے، اور بجائے ایک دفعہ بہت سے علوم بلا ضرورت نازل کر دینے کے کیوں نہ انہیں رفتہ رفتہ حسب ضرورت نازل کیا جاوے، لہٰذا میاں صاحب خبردار ہو جائیں، اور ان کا پشاوری نمکخوار خدائی فوجدار مرید جو النبوۃ فی القرآن لکھ کر اور بہائیوں کا ہاتھ بٹا کر پھولا نہیں سماتا، کان کھڑے کرے کہ نبوت کا دروازہ کھول کر انہوں نے شریعت کے کواڑ خود بخود کھول دیئے ہیں، اگر پہلے نہیں سمجھے، تو اب وقت ہے سمجھ جائیں، اور بہتر ہو اپنی ان لغو تصانیف کو اپنے ہاتھ سے دیا سلائی لگا دیں، جو درحقیقت بہائیت کی علمبردار ہیں۔

من از محمودیت گفتم تو خود هم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

اورشادی کے تعلقات پیدا نہیں ہوتے، ہندو سوسائٹی میں برہمن چھتری، ویش اور شودر کی تقسیم موجود ہے، اس وقت تک اچھوتوں کی اصلاح ناممکن ہے، اور ہم یہ بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں، کہ چند لیڈروں کا اپنے خاص سیاسی مفاد کے لئے اچھوتوں کی حمایت میں کھڑے ہونا اس بات پر شاہد نہیں، کہ عوام الناس بھی ان کے ساتھ متفق ہیں، جب راجوں اور مہاراجوں تک کا یہ حال ہے کہ وہ ایک ہی سڑک پر اچھوت اور غیر اچھوت کا چلنا ناجائز سمجھتے ہیں، تو دوسرے کثیر التعداد جاہل لوگوں کا کیا کہنا بالخصوص ایسی حالت میں کہ ان کے یہ تمام خیالات قدیم ہندو مذہب پر مبنی ہیں، اس کی اصلاح اور بھی مشکل ہو جاتی ہے،

اس لئے ان تمام لوگوں کے لئے جو ہندوستان میں سوراج کے جلد ملنے کے خواہشمند ہیں، یہ ضروری ہے کہ وہ اس مسئلہ پر غور و فکر سے کام لیں، ہمارے خیال میں کام مسلمان سوراجسٹ لیڈروں کے کرنے کا ہے، اچھوتوں کی اصلاح کا اگر کوئی آسان ترین رستہ ہو سکتا ہے، تو وہ یہی ہے کہ انہیں اسلام کے اندر لانے کی کوشش کی جائے۔ ہندو مذہب میں رہ کر کبھی ان کی حالت سنور نہیں سکتی، برخلاف اس کے اسلام میں آ کر انہیں سوسائٹی میں برادری کا مرتبہ مل جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے، کہ انہیں مسلمان کرنے کی کوشش کی جائے، جتنی جلدی مسلمان اس طرف متوجہ ہوں گے، اور ان درماندہ اقوام کو اسلام کے اندر لانے میں کوشاں ہوں گے، اسی قدر جلد انہیں سوراج حاصل ہوگا،

کیا مسلمان رہنمایان ملک اس طرف متوجہ ہوں گے؟

بقیہ صفحہ اول

شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

جد احد اک اکلا سی	جب احد ایک اکیلا تھا،
نہ رب رسول نہ اللہ سی	نہ تو رب رسول نہ اللہ تھا،
نہ ظاہر کوئی تجلی سی	نہ کسی تجلی ذاتی یا صفاتی یا اسمائی یا افعالی کا ظہور ہوا تھا،
بن گوناگون ہزار	اب جبکہ ان تجلیات کا ظہور ہوا اب کثرت میں جلوہ افروز ہے،
ہن میں لکھیا سوہنا یار	اب میں نے اس حسن و جمال حقیقی کی معرفت حاصل کی ہے،
جس دے حسن دا گرم بازار	جس کا گرم بازار ہو رہا ہے،
پیارا پہن پوشاکاں آیا	پیارا مختلف رنگوں کی پوشاک پہن کر آیا ہے،
آدم اپنا نام دھرایا،	اور اس نے اپنا نام آدم رکھا ہے
احد تھیں بن احمد آیا،	احد تھا اب احمد بن کر آیا ہے،
سرنبیاں سردار	جو تمام انبیاء کا سردار ہے،

من حیث الحقیقت تو ہر ایک شخص یہ دعوے کر سکتا ہے کہ

سارے لوک آدم دے جائے	تمام آدمی آدم کی اولاد ہیں،
آدم کس دا جایا	آدم کس کا بیٹا ہے (بقول مقدس لوقا خدا کا)،
بہا انہاں تھیں اگے آیا	بہا اس سے بھی پہلے تھا (ملاحظہ ہو یوحنا باب ۸ - آیت ۵۹)
دادا گود کھلایا	اور دادا کو گود میں کھلاتا رہا،

مگر بہلول دانا کا دعوے اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے،

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال
کہ من از خدا پیش بودم دو سال
من آں وقت کردم خدا را سجود
کہ ذات و صفات خدا ہم نہ بود

اس کلام کے سامنے مقدس یوحنا کی تحریر کچھ وقعت ہی نہیں رکھتی، ایک اور نازک خیال شاعر "اول ما خلق اللہ نوری" سے استدلال کرتا ہے،

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ
سے ختم رسل قرب تو معلوم شد - دیر آمدہ زراہ دور آمدۂ

مہاتما گاندھی اور آریہ سماج

آریہ سماجی تنگ نظری اور لڑائی طبیعت کیوجہ سے دوسروں اور آپس میں لڑتے ہیں

ستیارتھ پرکاش سے زیادہ مایوس کن کتاب آجتک نہیں پڑھی

سوامی شردھانند جلد باز ہیں اور جلدی سے برہم ہو جاتے ہیں

مہاتما گاندھی نے اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں موجودہ ہندو مسلم کشیدگی پر ایک طویل مقالہ سپرد قلم کیا ہے، جن میں ان وجوہ واسباب پر انہوں نے مفصل بحث کی ہے، جو فریقین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں، انہی وجوہ میں سے ایک آریہ سماج اور ستیارتھ پرکاش بھی ہے، سوامی شردھانند کا ذکر کرتے ہوئے مہاتما جی فرماتے ہیں کہ سوامی جی کو اپنے آپ پر اور اپنے مشن پر اعتماد ہے، لیکن وہ جلد باز ہیں اور جلدی سے برہم ہو جاتے ہیں، انہوں نے آریہ سماجی روایات کو ورثہ میں پایا ہے، سوامی دیانند سرسوتی کی میرے دل میں بڑی عزت ہے، میرے خیال میں انہوں نے ہندو مذہب کی بڑی خدمت کی ہے، ان کی بہادری شک وشبہ سے پاک ہے، لیکن اپنے ہندو مذہب کو انہوں نے تنگ بنا دیا ہے، میں نے آریہ سماجی بائیبل ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے، بعض دوستوں نے مجھے یرواڑہ جیل میں اس کی تین کاپیاں بھیجیں، **اس قدر بڑے ریفارمر کے قلم سے اس سے زیادہ مایوس کن کتاب آجتک نہیں پڑھی**، سوامی جی نے صداقت اور صرف صداقت ہی پر کھڑے ہونے کا دعوے کیا ہے لیکن انہوں نے بلا علم جین مذہب اسلام عیسائیت اور سناتن مذہب کو غلط طور پر پیش کیا ہے، ایک ایسا شخص جس کو ان مذاہب کے متعلق سرسری علم حاصل ہو، ان غلطیوں کو بآسانی معلوم کر سکتا ہے، جن میں اس بڑے ریفارمر کو ڈالا گیا ہے، انہوں نے ایک سب سے زیادہ بردبار اور آزاد مذہب کو تنگ بنانے کی کوشش کی ہے، اور اگرچہ وہ بت پرستی کے خلاف تھے، لیکن ایک نہایت لطیف صورت میں انہوں نے بت پرستی کو قائم کیا ہے، کیونکہ انہوں نے ویدوں کے الفاظ کی مورتی بنا دی ہے، اور ہر ایک چیز جس کو سائنس نے معلوم کیا ہے ویدوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، میری ناقص رائے میں آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کے اثر سے ترقی نہیں کرتا، بلکہ اپنے بانی کے اعلے کیرکٹر کی وجہ سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے، جہاں کہیں آریہ سماجی تمہیں نظر آئیں گے، ان میں زندگی اور سرگرمی پائی جائے گی، لیکن تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کے باعث یا تو دوسرے مذاہب کے لوگوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں، یا آپس میں دست و گریبان ہوتے ہیں، سوامی شردھانند جی کو اس کیرکٹر (لڑائی کی عادت اور تنگ نظری) کا حصہ وافر ملا ہوا ہے"

شدھی اور مہاتما گاندھی

آگے چلکر مہاتما جی نے شدھی کے متعلق بھی اظہار خیالات کیا ہے اور اس چیز پر بتایا ہے کہ ہندو مذہب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو دوسروں کو ہندو دھرم میں لانے کی حامی ہو، جیسے عیسائیت اور اس سے کم درجہ پر اسلام میں پائی جاتی ہے، میرے خیال میں آریہ سماج نے عیسائیت کی نقل کی ہے، موجودہ طریق مجھے اپیل نہیں کرتا، اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا ہے، اگرچہ اسے محض دل کا معاملہ اور ایسا معاملہ خیال کیا جاتا ہے، جو خدا اور ایک شخص کے درمیان ہے، تاہم یہ گر کر خود غرضانہ جذبہ سے اپیل بن گیا ہے، **ایک آریہ سماجی مبلغ کو کبھی اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی دوسرے مذاہب کو گالیاں دینے سے**"

اس سے آگے مہاتما جی تمام مذاہب کو خدا کی طرف سے لیکن غیر مکمل بتاتے ہوئے ہر ایک شخص کا یہ حق بتایا ہے، کہ اس کی ضمیر کا اگر یہ تقاضا ہو، کہ دوسروں کو اپنے مذہب میں لایا جائے، تو وہ ایسا کرے، لیکن ایسے پروپاگنڈا کی اجازت نہیں دی جا سکتی، جو دوسرے مذاہب کو گالیاں دینے پر مشتمل ہو، آپ نے بعض ناجائز طریقوں کا بھی ذکر کیا ہے، جو شدھی میں استعمال کئے گئے، ان پر آئندہ اشاعت میں اظہار خیالات کیا جائے گا،

اعلان فسخ بیعت

اخویم حافظ عبدالکریم صاحب جہاوریاں ضلع شاہپور سے ذیل کا خط حضرت امیر کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔

جناب حضرت اقدس مولوی صاحب امیر جماعت احمدیہ دام اقبالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں نے جناب حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی ہوئی تھی - ان کی وفات کے بعد میں خاموش رہا - مگر ایک رسالہ منگواتا رہا - میرے شہر میں دو تین آدمی حضرت اقدس کی جماعت کے تھے - انہوں نے مجھے کہا کہ خلیفہ صاحب مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو - مگر میں نے انکار کیا - اور جواب دیا گیا کہ خلیفہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی میرا یہ اعتقاد ہے کہ خلیفہ کی بیعت کی جاوے - کچھ مدت اسطرح گذری - بعد میں ایک دفعہ اپنے بھائی صاحب کو ملنے کے لئے کیمبل پور گیا - وہاں حکیم محمد بخش صاحب جو میاں صاحب کے مرید ہیں - ان سے گفتگو ہوئی اور کچھ تھوڑی سی دل کو تسلی ہوئی - انہوں نے مجھے ایک خط بطور توبہ نامہ کے لکھوا کر میاں صاحب کی خدمت میں بھیجا جو اخبار "الفضل" میں شائع ہوا - اسکے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ میرا بھتیجا شیخ عبدالمجید ریلوے میں ملازم تھا - وہ نوکری چھوڑ کر میرے پاس آ گیا - وہ جناب کی جماعت میں داخل ہے - اسکے نام "پیغام صلح" جاری تھا - اسکو پڑھتا رہا - اور اخبار "الفضل" بھی ایک مرید میاں صاحب کا منگواتا تھا - اور پرانے پرچے "الفضل" کے اسکے پاس بہت تھے ان کو بھی پڑھا - اور خوب مقابلہ کیا - اور کئی رسالوں کا بھی مقابلہ کیا گیا معلوم ہوا کہ جو اعتقادات جناب کے ہیں وہ حضرت مسیح موعود کے قدم بقدم ہیں - اور میاں صاحب اسکے برخلاف چل رہے ہیں - اسواسطے میں جناب کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور آپ کی جماعت میں داخل ہوتا ہوں۔ مجھے منظور فرمایا جاوے اور جو کچھ میری طاقت ہوگی امداد اشاعت اسلام میں کرنے کو تیار ہوں - اسکے بعد میری التماس ہے کہ سب جماعت دردِ دل سے میرے لئے دعا کرے کہ خدا تعالیٰ مجھے استقامت دیوے - میرا روزگار دو سال سے بہت سست رفتار میں ہے اسکے لئے بھی دعا کی التماس ہے - جو مسکین جماعت میں داخل ہو - اس کی طرف خاص توجہ جناب کی ہونی چاہیے - اسواسطے میں ایک سفید پوش ہوں - خاص دعا کی مہربانی میرے حال پر ہونی چاہیے۔

اس میرے عریضہ کو اخبار میں شائع فرمائیں - دوبارہ سب جماعت کی خدمت میں عرض ہے کہ دردِ دل سے میرے لئے دعا فرمائیں - اللہ کریم میری مشکل حل کرے - آمین - ثم آمین -

خاکسار عبدالکریم
از جہادریاں - ضلع شاہپور

اور یہیں تک نہیں، میاں صاحب بھی درحقیقت شریعت و مذہب کے اضافہ کے مرتکب ہو چکے ہیں، اور وہ اس طرح کہ درحقیقت مذہب و شریعت صرف عبادات و معاملات کے احکام پر ہی محدود نہیں، بلکہ عقائد تو مذہب و شریعت کے لئے بطور بنیاد کے ہوتے ہیں، نبی کریم صلعم کے زمانہ سے لے کر آج تک تو اسلام میں داخل ہونے کے لئے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کافی سمجھا جاتا تھا، یعنے اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ زمانہ کے رسول حضرت محمد صلعم کی رسالت کا اقرار اور یہی بنیاد شریعت و مذہب تھی، لیکن اب بقول میاں محمود احمد صاحب اتنا کافی نہیں، بلکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی رسالت کا اقرار بھی جب تک اس کے ساتھ شامل نہ ہو کوئی کافر مسلمان نہیں ہو سکتا، لہٰذا نبی کریم صلعم کی رسالت کے ساتھ ایک اور نبی کی رسالت کے اقرار کا اضافہ کیا، عین بنائے شریعت و مذہب میں اضافہ نہیں، عیسائیوں کی تثلیث کے گورکھ دھندہ کی طرح یہ مجھے مت سناؤ، کہ محمد رسول اللہ صلعم اور مرزا غلام احمد صاحب ایک ہیں، اگر ایک ہیں تو پھر ان میں کسی ایک کی رسالت کا اقرار اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی ہے، اور یہ تم نہیں مانتے، بہرحال یہ دو ہیں، اور یہ غلط منطق بھی ترک کرو، کہ جس طرح سب نبی محمد رسول اللہ کی رسالت کے اقرار میں شامل ہیں، اسی طرح مرزا غلام احمد بھی شامل ہیں، کیونکہ محمد رسول اللہ کی رسالت کے اقرار میں صرف وہی رسول شامل ہو سکتے ہیں، جو آپ سے پہلے گذر چکے، نہ کہ بعد میں آنے والے، اگر کسی رسول کی رسالت کے اقرار میں **بعد میں** آنے والے رسول کی رسالت بھی شامل ہو سکتی ہے تو **لا الٰہ الا اللّٰہ موسیٰ رسول اللّٰہ** کہہ لینا بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی ہے، کیونکہ پھر محمد رسول اللہ بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں، اور سب رسول جو بعد میں آئے، وہ اس میں شامل ہو سکتے ہیں، پس یہ بالکل غلط ہے، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر **لا الٰہ الا اللّٰہ غلام احمد رسول اللّٰہ** کہا جائے، تو محمد رسول اللہ کی رسالت بھی گذشتہ نبیوں کی طرح اس میں آ جائے گی، لیکن محمد رسول اللہ کہنے سے مرزا غلام احمد اس میں نہیں آ سکتے، اور اسی لئے جو لوگ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں، وہ بقول محمود دیان کافر ہیں، پس یہ عمل اس گروہ کا فیصلہ کن ہے، کہا جائے گا کہ وہ مرزا غلام احمد کی رسالت کو اس میں شامل نہیں سمجھتے، میں بھی یہی کہتا ہوں، کہ وہ نہیں کرتے، مگر کیا تیرہ سو برس سے آج تک مرزا غلام احمد صاحب کی رسالت کو محمد رسول اللہ کی رسالت کے ساتھ شامل سمجھا جاتا تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا وہ جواب شامل سمجھتے ہیں، ایک نبی کی رسالت کے اقرار کا اس میں اضافہ کرتے ہیں یا نہیں، اور جب ایک نبی کی رسالت کا اقرار اضافہ کیا گیا، تو کیا عقائد میں جو مذہب و شریعت کی بنیاد ہے اضافہ ہو گیا یا نہیں، اور پھر ایسے نبی کی رسالت کا اقرار جس کے بغیر رسالت محمدیہ کا اقرار باطل محض ہے، پس یہ رسالت جو رسالت محمدیہ کو اپنے اقرار کا محتاج بنا دیتی ہے، مذہب میں صحیح اضافہ بلکہ نئے سرے سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھتا ہے، پھر اب محمودیوں اور بہائیوں میں کیا فرق باقی رہ گیا؟ کچھ بھی نہیں، اصولاً دونوں ایک ہیں!

ڈاک حضرت امیر

چودھری محمد الدین صاحب خانقاہ ڈوگراں نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا، کہ بعض وقت انسان ناگہانی موت سے مر جاتے ہیں، مثلاً ڈوب کر، ریل کے نیچے آکر، مکان کے نیچے دب کر، کیا ایسی اموات بھی تقدیر الٰہی کے نیچے آ چکی ہوتی ہیں،

حضرت امیر نے تحریر فرمایا کہ وہ تقدیر تو قانون الٰہی کا نام ہے، ہر تقدیر ایک قانون ہے، اور ہر قانون الٰہی ایک تقدیر ہے،

دوسرا سوال چودھری صاحب نے دریافت کیا، کہ کیا کوئی آدمی وبا یا کسی اور طرح اپنی عمر کو ختم کئے بغیر بھی مر سکتا ہے، یعنی جتنی عمر بنا دی تقدیر الٰہی کے ارادہ میں آ چکی ہے، اس سے پہلے اس کو ختم کئے بغیر آدمی مر سکتا ہے؟

حضرت امیر نے تحریر فرمایا کہ: جب ایک شخص مرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ الٰہی میں اس کی عمر اسی قدر تھی،

پھر برادر موصوف نے لکھا کہ اگر ہم قانون الٰہی کو سمجھتے ہوئے یا نہ سمجھتے ہوئے توڑتے ہیں، تو کیا ہمیں اس کی سزا ملتی ہے یا نہیں، مثلاً پلیگ کی جگہ سے انسان کا علیحدہ ہو جانا ایک تقدیر ہے، لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے، تو کیا اس کی سزا ہمیں ملنی ضرور ہے یا نہ، اور کیا ایک آدمی جس کی عمر تقدیر الٰہی میں پچاس برس آ چکی ہے، پلیگ سے پچاس برس گذارنے سے پہلے ہی مر جائے گا؟

حضرت نے جواب تحریر فرمایا کہ، جو جگہ نہیں چھوڑتے ایک سزا تو بیماری کی صورت میں پا لیتے ہیں، دوسری کا علم خدا کو ہے،

(محمد منظور الٰہی)

مسلمان علماء کا شوق تکفیر

آریوں اور عیسائیوں کی انتہائی جد و جہد کے باوجود جو وہ مسلمانوں کو اسلام سے مرتد کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ ہمارے علماء کو اسلام کی حالت پر ذرہ رحم نہیں آتا۔ اور وہ بجائے غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کی رات دن اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کا کوئی فرقہ اور گروہ دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے تاکہ ان کے سینوں کو اسلام کی کمزوری دیکھ کر ٹھنڈک پہنچے۔ ہم بارہا اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت جسے اس زمانہ کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اشاعت و حفاظت اسلام کے لئے کھڑا کیا ہے کسی کلمہ گو کو خواہ وہ اسلام کے کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو کافر و دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتی۔ بھلا جس جماعت کا فرض ہی یہ قرار دیا گیا ہو کہ وہ غیر مسلموں کو مسلمان بنائے۔ وہ مسلمانوں کو کافر بنانے کا ناپاک کام کس طرح کر سکتی ہے۔ حال ہی میں حضرت امیر کی خدمت میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کا خط پہنچا ہے۔ جسے ہم مع جواب حضرت امیر برادران اسلام کی آگاہی کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہمارے علماء رات دن کن خیالات میں غلطان و پیچان رہتے ہیں۔ اور مخالفان اسلام کن تدابیر میں لگے رہتے ہیں۔ جب تک ان مکفر مولویوں کا پورے طور پر بائیکاٹ نہ کیا جائے گا مسلمانان ہندوستان دینی و دنیاوی فلاح کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان باہم دست و گریبان ہوتے رہیں۔ اور دشمن اپنا کام کر جائے۔

خط مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی

حامداً و مصلیاً

جناب محمد علی صاحب ایم اے بالقابہ۔ بعد آداب ایک ضروری امر میں آپ سے استفسار ہے۔ جواب سے جلد مطلع فرمایئے۔

جب آپ دونوں لاہوری اور قادیانی جماعتوں میں مسئلہ ختم نبوت اور مرزا صاحب کے نبی ہونے کے بارہ میں حقیقی اختلاف ہے تو ہر فریق ایک دوسرے کو کافر کہتا ہے یا نہیں۔ اگر کافر کہتا ہے تو تو یہ تکفیر فریقین کی کسی تحریر میں اگر مذکور ہو تو اس تحریر کو بذریعہ وی پی بھیجا جاوے۔ ورنہ اس کا حوالہ اور پورا پتہ تحریر کیا جاوے۔ اور اگر اب تک تکفیر نہ کی ہو لیکن اب تکفیر محقق ہو گئی ہو تو اسے تحریر فرمایا جاوے اور اگر ایک فریق نے تکفیر کی ہو اور دوسرے نے نہ کی ہو تو اس کا نام اور حوالہ بھی بتایا جاوے۔ اور اگر کوئی فریق ابھی کسی کی تکفیر نہیں کرتا تو یہ بتایا جاوے کہ آپ کے نزدیک اسلام سے خارج ہونا اور کافر ہونے کے ایک ہی معنی ہیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اسلام سے خارج تو ہو مگر پھر بھی کافر نہ ہو۔ جواب فوراً ملنا چاہیئے ورنہ یہ سمجھا جاوے گا کہ ہر دو فریق باہم ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کرتا۔ اور یہ جنگ ظاہری کسی مصلحت پر مبنی ہے چونکہ اول السبعین کا جواب فریقین نے نہیں دیا اس لئے سوال کی ضرورت پڑی۔ جواب ایک ہفتہ کے اندر رجسٹری شدہ آنا چاہیئے۔ رجسٹری کیلئے ٹکٹ ۳؍ کے ملفوف ہیں۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند
۲۲۔ شوال ۱۳۵۲ھ

جواب از حضرت امیر

جناب مولانا! شائق تکفیر مسلمین کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ آپ کا یہ سوال ہم سے کرنا صاف بتاتا ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم اس گروہ کو جو آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا اقرار کرتا ہوا آپ کے بعد ایک نبی کے آنے کو مانتا ہے کافر قرار دیں۔ میں آپ کے سوال کا جواب دینے سے پیشتر ایک بات کی وضاحت آپ سے بھی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ:

کیا وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی آنے کو مانتا ہو اور آپ کی ختم نبوت کا بھی اقرار کرتا ہو۔ کافر بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے؟

اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا آپ پہلے اپنے کفر پر مہر لگا کر ممنون فرمائیں گے۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو گروہ قادیان کی اس بنا پر تکفیر کا مطالبہ آپ نے کیوں فرمایا۔

اگر آپ کا جواب یہ ہے کہ پرانے نبی کا آنا ماننا دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا اور نئے نبی کا آنا کر دیتا ہے تو اس فرق کی کوئی دلیل، قرآن و حدیث سے پیش فرمائیے۔ جب نبی آئے گا تو وحی نبوت بھی ہو گی، اور قرآن کے بعد ایک کتاب بنے گی۔ اور اگر وحی نبوت نہیں تو نبی بھی نہیں۔ امید ہے آپ اس مشکل کو حل فرما کر ممنون فرمائیں گے تاکہ میں آپ کے سوال کا جواب دینے کے قابل ہو جاؤں۔

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ سرگودہا

نام	مد	رقم
نظام الدین صاحب	اشاعت اسلام	[illegible]
سید انوار علی شاہ صاحب	″	[illegible]
مولوی احمد الدین صاحب	″	[illegible]
شیخ محمد یوسف صاحب	″	[illegible]
مولوی احمد الدین صاحب	″	[illegible]
″ محمد صدیق صاحب	چندہ ماہواری	[illegible]
بابو محمد صدیق صاحب	اشاعت اسلام	[illegible]
سید انور علی شاہ صاحب	″	[illegible]
بابو محمد صدیق صاحب	″	[illegible]
مولوی محمد صدیق صاحب	چندہ ماہواری	[illegible]
بابو علی اختر صاحب	″	[illegible]
سید انور علی شاہ صاحب	اشاعت اسلام	[illegible]
مولوی عطا محمد صاحب انجینئر	فطرانہ، عید فنڈ، کل	[illegible]
میزان		[illegible]

چندہ جماعت بھیرہ

نام	تفصیل	رقم
مستری امام الدین صاحب	چندہ ماہواری، عید فنڈ، کل	[illegible]
حکیم محمد عبد المجید صاحب	فطرانہ، عید فنڈ	[illegible]
حافظ شکر اللہ صاحب	″ ۲، مسجد برلن	[illegible]
مولوی محمد صدیق صاحب	عید فنڈ	[illegible]
عزیز الدین و محمد رمضان صاحبان	فطرانہ	[illegible]
محمد حیات صاحب	فطرانہ، عید فنڈ	[illegible]
احمد شاہ صاحب	″	[illegible]
مہر حبیب صاحب	″	[illegible]
محمد عظیم صاحب	″	[illegible]
میزان		[illegible]

میزان ہر دو رقوم سرگودہا و بھیرہ

فیس منی آرڈر، رقم فالتو (باقی)

فہرست چندہ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

(معرفت محمد حسین صاحب سب پوسٹ ماسٹر)

(۱) قاضی محبوب عالم صاحب صدقہ، عید، فطرانہ، برلن فنڈ، کل

(۲) میاں احمد الدین صاحب زکوٰۃ، صدقہ، عید، فطرانہ، برلن فنڈ، ارتداد

(۳) پروفیسر عنایت علی صاحب صدقہ، عید، فطرانہ

(۴) محمد حسین صاحب سب پوسٹ ماسٹر عید، فطرانہ

(۵) مرزا بشارت احمد صاحب عید، فطرانہ

(۶) ″ فضل احمد صاحب عید

(۷) ″ محمد حسن صاحب ″

(۸) منشی محمد اقبال صاحب ″

(۹) قاضی محمد حسین صاحب ″

(۱۰) میاں فضل دین صاحب عید

چندہ اخبار لائٹ از خریدار

بقایا جنوری

میزان

متفرق مقامی خرچ

باقی

تازہ خبریں ہندوستان

لاہور میں طاعون

لاہور میں کل ۳۷ اموات ہوئیں - ۴ طاعون سے - ۳ کم میعاد کے بخار سے - ۸ میعادی بخار سے ۲ نمونیا سے - اور گیارہ دیگر امراض سے - طاعون کی چار جدید وارداتوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

امرتسر میں گولی چلانے کا مقدمہ

چوک لوہ گڈھ امرتسر میں گولی چلانے کا مقدمہ جو سردار بہادر سردار بال سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں چل رہا تھا - اس میں مجسٹریٹ نے لالہ درگا داس ملزم کو دو ہزار کی ضمانت پر رہا کر دیا۔ مقدمہ کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا - ملزم کے وکیل لالہ دونی چند ناگپال نے ایک لمبی چوڑی تقریر کی دوران میں کہا کہ استغاثہ کے گواہوں کی شہادت سے یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ ملزم نے دفعہ ۳۰۷ قانون تعزیرات ہند کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ مقدمہ کی آئندہ تاریخ ۹ جون مقرر ہوئی ہے۔

امرتسر میں آریہ سماج کا احتجاج

امرتسر - ۳۱ مئی - مقامی آریہ سماج نواں کلاہ نے دربار ٹراونکور کی اس کارروائی کے خلاف احتجاج کیا ہے کہ اس نے ویکم میں آریوں کو شاہراہوں پر چلنے کی ممانعت کر دی اور درخواست کی ہے کہ جلد معاملہ طے کیا جائے ورنہ پیچیدگیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

صوبہ بہار میں ہیضہ

پٹنہ - ۳۱ مئی - کرنل راس ڈائرکٹر حفظان صحت کی اطلاع مظہر ہے کہ ہیضہ میں مقابلتاً پچھلے دنوں سے کسیقدر کمی ہے - لیکن اب یہ مرض سارن - شاہ آباد - پٹنہ - اور گیا کی طرف پھیل رہا ہے -

جدید گورنر پنجاب

سر ایڈورڈ میکلیگن ۳۱ مئی کی دوپہر کو پنجاب میل سے بمبئی پہنچے سہ پہر کے وقت آپ نے پنجاب کی گورنری کا چارج سکریٹریٹ میں سر ملکم ہیلی کے سپرد کیا - اس کے بعد سر ملکم نے بمبئی کی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس نے وفاداری کا حلف لیا - شام کے وقت گورنر پنجاب اور لیڈی ہیلی شملہ سے روانہ ہو گئے - سر ایڈورڈ سابق گورنر پنجاب تاج محل ہوٹل میں مقیم ہیں - آپ کل ملینا نامی جہاز سے لندن روانہ ہوں گے -

بمبئی میں پٹھانوں کی سینہ زوریاں

بمبئی - ۳۱ مئی - میونسپل کارپوریشن کے گذشتہ اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی تھی - جس کے ذریعہ سے حکومت سے استدعا کی گئی کہ پوری قوت اور سختی سے پٹھانوں کی دہشت انگیزی کا سدباب کرے - اس قرارداد پر مسٹر شوداس نے ایک تقریر کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شب گذشتہ چالیس پٹھانوں کی ایک جماعت نے ٹھاکر دوار میں مسٹر شوداس کے گھر پر چھاپا مارا - ایک مارواڑی کو زخمی کر دیا - اور اس کی بی بی کی بے حرمتی کی - مسٹر شوداس کے آہنی صندوقوں کی کنجیاں ان کی غیر حاضری میں نہ مل سکیں - مسٹر مذکور کے مارواڑی کارندے نے اپنی بی بی کی عصمت بچانے کے لئے جدوجہد کی تو انہوں نے اس کو چھروں سے نہایت بیدردانہ زخمی کیا - آخر وہ قیمتی اشیا لوٹ کرتے گئے اور جاتے ہوئے ہوا میں گولیاں چلاتے گئے تاکہ ہمسایہ ان کے قریب نہ پھٹک سکیں - مسٹر شوداس کا کارندہ ہسپتال پہونچا دیا گیا ہے - پولیس تحقیقات کر رہی ہے - اور شہر میں سنسنی پھیل رہی ہے۔

کانگریس کا نظام اور مہاتما گاندھی

مہاتما گاندھی نے کانگریس کے نظام کے متعلق ایک مضمون ینگ انڈیا میں شائع کیا تھا - جس پر ایسوشی ایٹڈ پریس کے نمائندہ نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ کیا ان کے اس مضمون سے مراد کانگریس میں انتشار ہو جانا یقینی نہیں - اور کہ اختلاف رائے کا حکومت پر کیا اثر پڑے گا - کیا وہ ترقی اصلاحات کو مسدود کر دیگی - مہاتما گاندھی نے پہلے سوال کے جواب میں انگلستان کی پارلیمنٹ کی مثال دی کہ وہاں بھی دو مختلف جماعتیں ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر سمجھتی ہے - لیکن آپس کا نام [illegible] مختلف جماعتیں

پیدا ہوں گی - لیکن امید ہے کہ انتشار نہیں ہوگا - دوسرے سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ دونوں جماعتوں کا مقصد یہ ہے کہ جلد از جلد سوراج حاصل کیا جاسکے - گو ان کا طریق کار مختلف ہو - ان کا کام ایک دوسرے کے کام میں روڑے اٹکانا نہ ہونا چاہیے - مہاتما جی نے یہ بھی بتایا کہ حکام خلاف ورزی قانون سے ڈرتے ہیں - اور کہ موجودہ حکومت ہندو مسلم اتحاد سے خائف ہے - اگر کھدر کا پروگرام کامیاب ہو گیا تو حکومت لوگوں کی رائے سامنے سر تسلیم خم کریگی - اور بے نظیر پرامن انقلاب واقع ہوگا۔

وایکوم میں ستیہ گرہ

ڈاکٹر وردراجلو نائیڈو اور سوامی بودھیشوانند آریہ مشنری دونوں کو وایکوم میں حکم موصول ہوئے کہ وہ پندرہ روز تک کوئیلم کے ضلع کے اندر کسی جلسہ میں تقریر نہ کریں - ڈاکٹر نائیڈو نے اس حکم کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یکم جون کو پونڈا ادر پہنچنا ہے - اس لئے ٹھہر نہیں سکتا لیکن عنقریب یہاں واپس آؤں گا - اور اسی تحریک کو اپنے ہاتھ میں لوں گا - ڈاکٹر صاحب وایکوم سے چلے گئے ہیں اکٹر را جگوپال اچاری آج وایکوم سے ویراکالا کو روانہ ہو رہے ہیں کہ سری نارائن گورو کی زیارت کریں - رضاکاروں کے لئے چرخہ کاتنے سوت بٹنے اور ہندی پڑھنے کے لئے جماعتیں کھولنے کا فیصلہ کیا ہے

فائرمینوں کی ہڑتال پھیل رہی ہے

سیلون کی ڈاک کی کشتی نمبر ۱۳ - ۳ مئی کو پانچ بجے شام پولیس دستے کی حفاظت میں مدورا سے مدراس کو روانہ ہوئی - ڈپٹی لوکو سپرنٹنڈنٹ نے انجن ڈرائیور اور لوکو انسپکٹر نے فائرمین کے فرائض انجام دئے - آج سہ پہر سے یہاں کے ڈرائیوروں نے بھی ہڑتال کر دی - وہ کہتے ہیں کہ ہم فائرمینوں کے بغیر انجن نہیں چلا سکتے - برقی ہدایات موصول ہوئی ہیں کہ تنجور کے فائرمینوں نے بھی ہڑتال کر دی ہے - افسروں کے بنگلوں - لوکو کے شیڈ اور ریلوے اسٹیشن پر پولیس کا پہرہ برابر متعین ہے -

لیڈر کی ادارت

الہ آباد - ۳۱ مئی - دائی چنتامنی یکم جون سے لیڈر کی ادارت کا کام سنبھالیں گے۔

ایک بیرسٹر کی نوجوان زوجہ غائب

مدراس کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے اجلاس میں ایک دلچسپ مقدمہ پیش ہوا - ڈاکٹر میر انوار الدین بیرسٹر نے چلڈ آدیلو پر الزام عاید کیا ہے - کہ وہ میری بیوی مشتری بانو کو جس کی عمر ۱۹ سال ہے ورغلا کر لے گئے ہیں - اور اسے کسی جگہ محبوس کر رکھا ہے - ان کا مقصد یا تو یہ ہے کہ اسے ہلاک کر دیں - کیونکہ وہ سنی ہے - یا یہ ہے کہ کسی دوسرے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کریں یا اس پر ناجائز طریقہ اختیار کرنے کے لئے زور دیں - مستغیث کا بیان ہے کہ میں نے مشتری بانو سے ۱۱ اپریل کو شادی کی تھی - اور شادی سے قبل اس امر کا اطمینان کر لیا تھا کہ عبدالعلی نے جس سے پیشتر اس کی شادی تھی اسکو باقاعدہ طلاق دیدی ہے - اول ملزم مستغیث کی زوجہ کا دوست ہے - دوسری ملزمہ اس کی والدہ ہے - اور دوم سوم اول کے بھائی ہیں - وہ اکثر میرے گھر آیا کرتے تھے - میری زوجہ کو مجھ سے برگشتہ کرتے تھے - چنانچہ میری زوجہ ۲۰ اپریل کو مسجد جانے کا بہانہ کر کے مکان سے چلی گئی - اور اب تک واپس نہیں آئی - اب بیرسٹر موصوف کی ساس کہتی ہے کہ میری لڑکی کو اس کے پہلے شوہر سے باقاعدہ طلاق نہیں ہوئی - میں یہ چاہتی ہوں کہ لڑکی سے پہلے معافی کرے یا کم از کم میرے ساتھ سورت جا کر کسی بوہرہ سے شادی کرلے - مستغیث کی زوجہ نے بیان کیا کہ میں ۱۷ فروری سے ۲۰ اپریل ۱۹۳۱ تک ڈاکٹر انوار الدین کے پاس رہی لیکن میری ان کے ساتھ شادی نہیں ہوئی - میں نے حنفی مذہب اختیار نہیں کیا - میں مستغیث کی زوجہ نہیں ہوں - مستغیث نے کہا کہ میں ۵ - ۴ شہادتیں پیش کرونگا اگر میری زوجہ ملزموں کے پاس رہی تو ہلاکت کا خطرہ ہے - اگر مجھے آدھ گھنٹہ تک اپنی بیوی سے گفتگو کرنے کی اجازت دیجائے تو میں اسے اپنے ساتھ لیجانے پر رضامند کر لوں گا - مجسٹریٹ نے مقدمہ ملتوی کر دیا - تاریخ بعد میں مقرر کی جائے گی - مجسٹریٹ نے ملزموں کو ہدایت کی کہ وہ مشتری بانو کو مدراس سے باہر نہ لیجائیں

جرمنی میں قوم پرستوں کی سرگرمیاں

ہر مارکس کو ان کوششوں میں ناکامی کا سامنا ہوا کہ قوم پرستوں اور متوسط جماعتوں کی وزارت قائم کیجائے " [illegible] کا نامہ نگار برلن سے رقمطراز ہے کہ قوم پرستوں نے ناقابل عمل تجاویز پیش کی ہیں - علی الخصوص خارجہ حکمت عملی کے متعلق انہوں نے بھی یہ مطالبہ کیا ہے کہ پروشیا - بویریا - بیڈن - اور ومبرگ - اور سیکسی کی پارلیمنٹوں میں موجودہ متحدہ حکومت توڑ دی جائے اور ایسا اتحاد قائم کیا جائے جس میں قوم پرست بھی شامل ہوں - لہذا اس میں کوئی تعجب نہیں کہ گفت وشنید کا خاتمہ ہو گیا - اب پھر انتخاب عام کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے -

بخارسٹ میں بارہ ہزار گولے پھٹ گئے

وائنا - ۳۱ مئی - سامان حرب کی ایک ہزار گاڑیاں جن میں بارہ ہزار شیل کے گولے بھی تھے پچھلے دنوں سکوڈا کے کارخانوں سے آئے تھے - اور ان کے ساتھ پرانا سامان حرب بھی تھا بخارسٹ میں یہ تمام سامان تباہ و برباد ہو گیا - اندازہ کیا گیا ہے کہ اس خوفناک حادثہ سے دو ارب [illegible] کا نقصان ہو چکا ہے اور ابھی ہو رہا ہے - دو گھنٹے تک شدید تشویش و اضطراب کی حالت طاری رہی رقبہ متاثرہ کے لوگ بھاگ کر شہر کے وسط کی طرف چلے گئے بہت سے مکانات منہدم ہو چکے ہیں - بے شمار کھڑکیاں ٹوٹ گئی ہیں - متاثرین فرڈی نینڈ بال بال بچ گئے - کیونکہ اد ہر وہ ایک مقام سے روانہ ہوئے ادھر اس مقام پر ایک گولا آکے پھٹ گیا۔

مسٹر راک فیلر کی فیاضی

مسٹر جان راک فیلر نے موسیو پوانکارے کو اطلاع دی ہے کہ میں نے فرانکو امریکن کمیٹی کو دس لاکھ ڈالر کی رقم اس غرض سے دی ہے کہ ریمز کے گرجا کی چھت اور ورسیلز کے محل اور فوارے دوبارہ تعمیر کرا دئے جائیں اور فانٹینبلو کیسل اور پارک کی ضروری مرمت کرا دیجائے۔

فرانس میں لاکھوں فرانک کی بچت

کابینہ وزارت نے مختلف ملازمت اسے عملہ میں پچاس کروڑ فرانک کی تخفیف کا فیصلہ کیا ہے -

---

ضرورت نکاح

مندرجہ ذیل رشتوں کی ضرورت ہے - ان کے علاوہ جو احباب موزوں رشتوں کی تلاش میں ہوں وہ فارم درخواست ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر منگوالیں،

(۱) ہمارے ایک معزز دوست قوم افغان عمر ۳۹ سال جو صاحب جائداد اور اعلے درجہ کے عہدہ دار ہیں - تعلیم یافتہ ظاہری و باطنی طور پر نیک رشتہ کے خواہاں ہیں - پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے، اولاد خورد سال لڑکیاں ہیں،

(۲) ہمارے ایک معزز رئیس سکنہ صوبہ آگرہ جو اس وقت پنشنر ہیں - رشتہ کے خواہاں ہیں -

(۳) ایک کھرل نوجوان زمیندار کے لئے جو ۲۵ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے - عمر ۲۵ سال،

(۴) ایک نوجوان بھٹی سکنہ گجرات کے لئے جس کی عمر ۲۵ سال ہے،

(۶) ایک نوجوان کے لئے جو ضلع سیالکوٹ کا باشندہ اور ۔۔ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے -

(۷) ایک نوجوان ۲۲ سالہ قریشی فاروقی کے لئے جو محکمہ پولیس ضلع سیالکوٹ میں ہیں،

(۸) ایک نوجوان سید بی - اے - تعلیم یافتہ عمر ۳۰ سال موجودہ ملازمت ۔۔ روپیہ ماہوار بطور مدرس،

لڑکیوں کیلئے رشتوں کی ضرورت

(۱) ایک نوجوان بیوہ تعلیم یافتہ سید زادی کے لئے،

(۲) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان قاضی کے لئے،

(۳) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان بھٹی ضلع جالندھر کے لئے

(۴) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان وڑائچ ضلع گجرات کے لئے،

(۵) ایک نوجوان تعلیم یافتہ سلہریہ راجپوت ضلع سیالکوٹ کے لئے،

(۶) ایک بیوہ نوجوان راجپوت ضلع گوجرانوالہ کے لئے جس کے تین خورد سال بچے ہیں، فقط

[illegible] ناظر شعبہ تبلیغ احمدیہ بلڈنگس لاہور [illegible]

تار کا پتہ: سلمان لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبار بروز اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۱۲ — نمبر ۶۱

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۴ ذیقعدہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۸ جون ۱۹۲۴ء

تحقیق الاسلام پر ایک نظر

(۴)

(جناب خواجہ عباداللہ صاحب اختر ...)

قرآن کریم اور پیدائش مسیح

اب مناسب معلوم ہوتا ہے ... آیات قرآن، پیدائش ... پر بحث کی جائے:

"اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِیَّا" ۳ — ۱۲،

ترجمہ:- اللہ نے تمام مخلوقات پر آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیم اور آل عمران کو فضیلت دے کر منتخب فرمایا، یہ ایک دوسرے کی نسل سے ہیں، اور اللہ سمیع علیم ہے، جب عمران کی بی بی نے عرض کیا، کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو کچھ ہے اس کو میں دنیا کے کام کاج سے آزاد کر کے تیری نذر کرتی ہوں، تو میری طرف سے یہ نذر قبول فرما، تو ہی سمیع العلیم ہے، پھر جب اس نے بیٹی جنی، اور اللہ کو معلوم تھا، کہ اس نے کیا جنا ہے، تو کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا، اور میں اس کو اور اسکی نسل کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں، تو ان کے پروردگار نے اس کو قبول فرمایا، اور اس کو اچھی طرح اٹھایا، اور زکریا کو اس کا سرپرست بنایا،

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۝

ترجمہ:- یہ غیب کی خبریں ہیں، جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں، اور نہ تو ان کے پاس تم اس وقت موجود تھے، جب وہ اپنی قلمیں ڈال رہے تھے، کہ کون مریم کا سرپرست بنے، اور نہ تم اس وقت ان کے پاس اس وقت موجود تھے، کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے،

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓىٕكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ وَ یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ

ترجمہ:- جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم اللہ تم کو اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے، اس کا نام مسیح عیسے ابن مریم ہوگا، اور وہ لوگوں سے چھوٹی اور بڑی عمر میں کلام کرے گا، اور نیک بندوں میں سے ہوگا،

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۳ — ۱۳،

ترجمہ:- مریم نے کہا کہ بی میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا، حالانکہ مجھ کو تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں، جواب دیا کہ اسی طرح دیکھا ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جب وہ کسی کام کا کرنا ٹھان لیتا ہے، تو بس اسے فرما دیتا ہے، کہ ہو اور وہ ہو جاتا ہے،

وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ۝ قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ۝ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِیًّا ۝ ۱۶ — ۵،

ترجمہ:- اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کرو، کہ جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ایک شرقی مکان میں چلی گئی، اور ان سے اوٹ میں ہو گئی، تو ہم نے اس کی طرف اپنا روح بھیجا، جو اچھا خاصہ بشر تھا، مریم نے کہا کہ اگر چہ تو متقی ہے، میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں، اس نے کہا کہ میں تو تیرے رب کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں، تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں، مریم نے کہا کہ بھلا مجھے لڑکا کیسے ہوگا، اور کسی بشر نے مجھے چھوا تک نہیں، اور میں سرکش بھی نہیں ہوں، اس نے کہا اسی طرح دیکھا ہے، تیرا خداوند خدا فرماتا ہے، کہ یہ بات ہم پر سہل ہے، اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک آیت اور اپنی رحمت بنائیں گے، اور یہ فیصلہ شدہ امر ہے، پھر وہ اس سے حاملہ ہوئی، اور اس کے ساتھ دور کے مکان میں چلی گئی،

ان آیات سے واضح ہوتا ہے، کہ عمران کی بی بی نے نذر مانی تھی، کہ جب بچہ پیدا ہوگا، تو اس کو ہیکل کی خدمت کے لئے دوں گی، ایسی نذر وہ عورت مانتی تھی جس کے بطن سے اولاد نہ ہوتی تھی، اور بنی اسرائیل میں کسی عورت کا بانجھ ہونا نہایت قابل ملامت تھا، ملاحظہ ہو سموئیل کی پہلی کتاب باب ۱۔ پہلے ۲۴

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت بھی ایسی ہی تھی، اس لئے اس نے نذر مانی، کہ میں اپنے پیٹ کا بچہ ہیکل کی خدمت کے لئے دوں گی، اس کا خیال تو یہ تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا مگر پیدا ہوئی لڑکی، چونکہ وہ نذر مان چکی تھی، اس لئے اس لڑکی کا نام مریم رکھ کر ہیکل میں لائی، اس وقت ہیکل میں کئی ایک امام کاہن تھے، اور باری باری اپنے فرائض منصبی بجا لاتے تھے، اس لئے سوال یہ پیدا ہوا، کہ مریم کس کی سرپرستی میں دی جائے، اس کے تصفیہ کے لئے انہوں نے قرعہ اندازی کی، تو حضرت زکریا کا نام نکلا، اور وہی اس کا سرپرست ہوا،

...... مریم حضرت زکریا کی سرپرستی میں جوان صاحب جمال ہو گئی، اور اب ہیکل میں ٹھیر نہیں سکتی تھی، ایک دفعہ حضرت زکریا باہر سے آئے، تو مریم کے پاس کھانے کی چیزیں پائیں، دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آئی ہیں، تو مریم نے خدا پرستوں کا معمولی جواب دیا، کہ خدا بھیج دیتا ہے، حضرت زکریا نے دیکھا کہ مریم بھولی بھالی لڑکی ہے، اور ہیکل کے پوجاری شریر ہیں، کہیں ایسا نہ ہو اس کی عصمت پر داغ لگائیں، اس لئے خدا کے حضور دعا مانگی، کہ اے خدا مجھے ایک بیٹا عنایت فرما، جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو، وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ ۱۶ — ۴۔ ان حالات سے حضرت زکریا نے معلوم کر لیا کہ مریم پر ہیکل کے بدچلن پجاریوں کی نگاہ ہے، اس سے یہ فکر دامنگیر ہوئی، کہ کسی متقی مرد سے مریم کا عقد نکاح کر دوں، تاکہ کسی وقت کلنک کا ٹیکا مریم کے ماتھے نہ لگے، ان دنوں میں مریم نے ایک خواب دیکھا کہ فرشتے اس کو بشارت دے رہے ہیں، کہ اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس خواب کی تعبیر اس نے اپنے سرپرست حضرت زکریا سے پوچھی، اور تعجب کرتے ہوئے کہا کہ بی بھلا مجھے لڑکا کیسے ہوگا، کیونکہ مجھے تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا، مریم یہ سمجھتی تھی کہ وہ مقدسہ ہے، اور ہیکل کی خدمت کے لئے مخصوص ہو چکی ہے، اس لئے تمام عمر کنواری ہی رہے گی، مگر یہ ظاہر ہے کہ بیت القدس میں کوئی عورت جبکہ وہ بلوغت کو پہنچ جائے، نہیں ٹھیر سکتی تھی، حضرت زکریا نے جو نوشتوں کے عالم تھے، سمجھ لیا کہ مسیح جس کی پیشگوئی مشہور تھی، اور جس کی ولادت کا زمانہ تقاضا کر رہا تھا اور ہر ایک یہودی عورت کی یہ آرزو تھی کہ اسکے بطن سے پیدا ہو، (بقیہ صفحہ ۳ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۴۔ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ نمبر ٦

جرمنی میں اشاعت اسلام

رسالہ مسلیمش ریویو کے متعلق ہمارا فرض

جرمنی میں اشاعت اسلام کی کوششوں کو شروع ہوئے آج کم و بیش ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوتا ہے، جس وقت یہ کام ابتدا میں شروع کیا گیا تھا، بہت کم لوگ تھے، جو اس کی کامیابی پر یقین رکھتے ہوں، بلکہ بہت سے تھے جو اس کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے تھے، اور بڑے زور شور سے لوگوں کو اکسا رہے تھے، کہ اس مشن کو قطعاً کوئی امداد نہ دی جائے، نہ اس کو بار آور ہونے دیا جائے، لیکن اس کو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل کہنا چاہیئے، کہ اس ڈیڑھ سال کے قلیل عرصہ میں اس نے فوق العادت کامیابی عطا فرمائی ہے، باوجودیکہ حضرت مولنا صدرالدین صاحب کی راہ میں بہت سی مشکلات حائل ہیں، جن میں سے ایک زبان نہ جاننے کی مشکل بہت زیادہ ہے، تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان بہم پہنچا دیئے ہیں، جو اسلام کی روز افزوں ترقی کے ممد و معاون ہیں،

منجملہ ان سامانوں کے ایک جرمن رسالہ کا اجرا ہے، یورپ اور دیگر مغربی ممالک میں علم و حکمت کا جس قدر چرچا ہے، جس قدر علمی مباحث اور انکشافات وہاں ہوتے ہیں، صحائف و جرائد کے نشر و اشاعت کا جو سامان وہاں ہے، اور جس قدر فوائد اس سے مترتب ہوتے ہیں، اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں پائی جاتی، یہی وجہ ہے کہ جو کام وہاں ہوتا ہے، علمی رنگ میں اور صحائف و جرائد کے ذریعہ سے، یہ صحائف و جرائد، مرد و عورت بچے اور بوڑھے کے ہاتھ میں آسانی سے پہنچ جاتے ہیں، اور وہ اپنی مشغول و مصروف زندگی میں سے کچھ نہ کچھ وقت ان اخبارات و رسائل کو پڑھنے کے لئے بچا لیتے ہیں، لیکچروں وغیرہ سے وہ اثر نہیں ہو سکتا، جو رسالوں اور اخبارات سے ہوتا ہے، کیونکہ لیکچر ایک محدود تعداد کے اندر ہوتے ہیں، اور بسا اوقات ان سے کوئی مستقل اور دیرپا اثر نہیں پیدا ہو سکتا، برخلاف اس کے اخبارات اور رسائل ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں مختلف ملکوں اور شہروں کے اندر پھیلائے جا سکتے ہیں، اور وہ اپنے پڑھنے والوں کی غور و فکر کو اپیل کرتے، اور ان پر ایک مستقل اور دیرپا اثر چھوڑتے ہیں

انہی وجوہ کو مدنظر رکھ کر حضرت مولنا صدرالدین صاحب نے جرمن زبان میں ایک رسالہ جاری کیا ہے، جس کا نام "مسلیمش ریویو" ہے، حضرت مولنا اگرچہ ابھی تک جرمن زبان میں بولنے یا لکھنے کی مہارت نہیں رکھتے، لیکن انگریزی میں مضامین لکھ کر جرمن زبان میں ان کا ترجمہ کرا لینا آپ نے مناسب سمجھا اور قوم سے یہ اپیل کی، کہ وہ اس رسالہ کے لئے کم از کم تین صد ایسے خریدار دیں، جو تین تین روپے سالانہ چندہ دیں، اور ان کی طرف سے ایک ایک رسالہ ایک ایک غیر مسلم کے نام جاری کر دیا جائے، تین صد خریداروں کا مطالبہ کوئی بہت بڑا نہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ کچھ بھی نہیں، یورپ کے کسی ملک میں جہاں اخبارات کی روزانہ فروخت ۱۵ لاکھ اور ۲۰ لاکھ کے درمیان ہوتی ہے، جہاں پڑھنے والوں کی تعداد اس قدر ہے جس قدر سن تمیز کو پہنچے ہوئے لوگ وہاں پائے جاتے ہیں، خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں، وہاں اگر ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں بھی اس رسالہ کی اشاعت ہو، تو تھوڑی ہے، ہم سمجھ سکتے ہیں، اور اپنے ذاتی علم کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ سینکڑوں مبلغ وہ کام نہیں کر سکتے جو ایک رسالہ کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے، بشرطیکہ اسے کثرت کے ساتھ شائع کیا جائے،

دم نقد اس رسالہ سے جو فائدہ ہوا ہے۔ وہ بھی ہمارے سامنے ہے، سب سے پہلے اس کے مضامین نے ترجمہ کرنے والے کے دل پر اثر کیا، اور پیشتر اس کے کہ رسالہ شائع ہو کر لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچتا، اللہ تعالیٰ نے اسے ڈاکٹر عارف گرائی تلمث جیسے معزز انسان کے اسلام سے مشرف کیا، اس کے بعد ایک کونٹ کی لڑکی ایک نفسر جیل کی صاحبزادی اور ایک مصور اسی رسالہ کو پڑھ کر اسلام پر والا و شیدا ہو گئے، اور یہ سب کچھ صرف ایک مہینے کے اندر اندر ہوا، کس قدر عظیم الشان کامیابی ہے، جو شائد بہت کم انسانوں کو میسر آئی ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کو آج مغربی ممالک میں اسلام کا پھیلانا خاص طور پر منظور ہے، کہ ہماری ایک ذراسی کوشش اس قدر بار آور ہوتی ہے، اور ایک تھوڑی سی سعی پر دو گنے اور چوگنے نتائج ہمیں ملتے ہیں، ہم ایک قدم اٹھاتے ہیں، تو وہ چار قدم ہمارے قریب آتا ہے، ہم چلتے ہیں تو وہ ہماری طرف دوڑتا ہے، تو ہمیں اس قسم کی ہماری نصرت فرماتا ہے، کہ گویا وہ خود ہی اس سارے کام کو سرانجام دے رہا ہے، ان نصرتوں کا مقابلہ اگر ان نتائج سے کیا جائے، جو مسلمانوں کو دوسرے ذرائع اور کوششوں سے میسر آئے ہیں، اگر ان کوششوں کو دیکھا جائے جو سیاسی رنگ میں مسلمانوں نے اپنی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ قائم کرنے کے لئے کیں، اور کر رہے ہیں، تو بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ اس کام میں خود خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے، اور اسلام کی کامیابی آج اسی ذریعہ سے مقدر ہے،

لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اپنے حال پر بھی نظر کرنی چاہیئے۔ بے شک ہم نے اشاعت اسلام کے لئے قدم اٹھایا، جس پر اللہ تعالیٰ کی اس قدر نصرتیں ہمارے شامل حال ہوئیں، مگر دیکھنا چاہیئے، کہ آیا ہم نے کما حقہ اس کام میں کوشش کی ہے؟ یورپ جیسے ملک میں جو جو سامان کسی کام کی سرانجام دہی کے لئے بکار ہیں، آیا ہم نے وہ سب کے سب بہم پہنچا دیئے؟ کاش ہم ایسا کر سکتے، تو جو نصرتیں بارگاہ الٰہی سے اب ہمیں مل رہی ہیں ان سے بہت بڑھکر کامیابیاں ہمارے شامل حال ہوتیں، بلکہ بالکل ممکن تھا، کہ دنیائے مغرب آج دنیائے اسلام کہلاتی، لیکن ہمارا تو یہ حال ہے، کہ صرف تین صد خریداروں کے لئے ہم سے اپیل کی جاتی ہے، اور ایسے شاندار نتائج اس اپیل کی تائید کرتے ہیں، مگر باوجود دو ماہ کا عرصہ گذر جانے کے دو صد خریداروں تک بھی نوبت نہیں پہنچتی، اگر یورپ کے کسی ملک میں ایسی اپیل ہوتی، تو خریداروں کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچتی، ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا، لندن کے ایک اخبار میں سینٹ پالز چرچ کی مرمت کے لئے چندہ طلب کیا گیا، شائد ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا تھا، کہ چندہ کی رقم لکھوکھا پونڈوں تک پہنچ گئی، جو اصل طلب شدہ رقم سے بہت زیادہ تھی، اس کے بالمقابل جرمنی میں صرف ایک مسجد بنانے کے لئے پچاس ہزار کا تخمینہ کیا گیا، جو گذشتہ دو تین سالوں میں بھی پورا نہیں ہو سکا،

کیا یہ واقعات ہماری افسوسناک غفلت اور بے حسی کے شاہد نہیں، کیا ان سے پتہ نہیں لگتا، کہ فی الحقیقت زندہ وہ ہیں، جن کو ہم مردہ سمجھتے ہیں، صرف ان میں اسلام کی ایک روح ڈالنی ضروری ہے، اور ہم اگرچہ [illegible] عملاً زندوں میں نہیں،

ہم پھر اپنے احباب اور [illegible] اس طرف متوجہ کرتے ہیں، کہ وہ خدا کے لئے اٹھیں، اور جیسا کہ ہونا کم از کم "مسلیمش ریویو" کی اشاعت کو بڑھانے میں امداد دیں، چاہیئے تھا، کہ خریداروں کی تعداد اب تک تین سو سے بہت بڑھ جاتی، لیکن ابھی تک تین سو بھی پورا نہیں ہوا، اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے فرض کو پہچانیں، اور زیادہ مستعدی اور سرعت سے کام لیں، کیا ہمارے احباب میں کم از کم پانچ بھی ایسے اصحاب نہیں، جو تین روپیہ سالانہ چندہ دے سکتے ہوں؟ یہ ضروری نہیں کہ وہ رسالہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچے، اور آپ اسے مطالعہ کر سکیں، بلکہ آپ کے خرید کردہ رسالہ سے بہت سے غیر مسلم جرمن فائدہ اٹھائیں گے، اور اگر خدا نے چاہا، تو اسلام کے اندر داخل ہوں گے، جس کا ثواب آپ ہی کے نام ہوگا، کیا یہ کوئی تھوڑا سا اجر ہے، کہ گھر بیٹھے صرف تین روپیہ دے کر وہ کام ہم سے سرانجام پائے، جو ہزاروں روپے خرچ کر کے اور سفر کی صعوبتیں اٹھا کر بھی تکمیل تک پہنچنا دشوار ہے، پس کیوں وہ عذر نہیں کرتے اور فوراً اس ضروری کام کو سرانجام نہیں دیتے، اگر ہماری تمام جماعتوں کے سرکردہ اصحاب خود ایک ایک احمدی کے گھر پہنچکر ان سے تین روپیہ لینا چاہیں، تو نہایت آسانی سے یہ کام ہو جائے گا، مگر صرف ہمت اور کوشش درکار ہے،

آخر میں ہم خود مولینا صدرالدین صاحب کی ایک تازہ اپیل کو یہاں نقل کرنا چاہتے ہیں، جو انہوں نے ایک پرائیویٹ خط میں ہم سے کی ہے، فرماتے ہیں:-

"چونکہ قرآن کریم اہل علم سے اپیل کرتا ہے، اور اہل علم کے لئے اس میں بڑی دلربائی اور دلچسپی کے سامان ہیں، اور چونکہ اسلام بڑا معقول مذہب ہے، اس لئے اس کو موقع ہے کہ جرمنی میں بہت پھیلے، اہل جرمن بہت اہل علم ہیں، یورپ کی تمام اقوام میں سب سے زیادہ ترقی کردہ قوم اہل جرمن ہیں، اور علم میں ان کا پایہ بہت بلند ہے، اس واسطے یقین ہے کہ یورپ کی تمام اقوام میں سے یہ لوگ سب سے زیادہ مسلمان ہوں گے، ہماری سعی اگر کافی رہی، تو ہم ذمہ وار ہوں گے، "مسلیمش ریویو" کی تعداد بڑھا کر ہم اپنے اشاعت اسلام کے عشق کا ثبوت دے سکتے ہیں، ہم میں سے ہر ایک کو کم از کم تین روپیہ دے، سالانہ چندہ دے کر یقین کر لینا چاہیئے کہ کم از کم ایک مبلغ کی سعی کا ثواب میسر آگیا ہے، اس موقع کو قوم ہاتھ سے نہ دے"

امید ہے کہ ہمارے احباب اس طرف متوجہ ہوں گے۔

ہندو مسلم کشیدگی اور آریہ سماج

گذشتہ اشاعت میں مہاتما گاندھی کے ایک طویل مضمون کا اقتباس دیا جا چکا ہے، جس میں انہوں نے سوامی دیانند، آریہ سماج، ستیارتھ پرکاش، سوامی شردانند اور مسئلہ شدھی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے،

اپنے اسی مضمون میں مہاتما جی نے بعض دیگر امور کا بھی ذکر کیا ہے، جن میں ملتان، سہارن پور، آگرہ اور اجمیر کے فسادات اور گائے کشی اور مسجدوں کے سامنے باجا بجانے پر بھی اظہار خیال کیا ہے اور فریقین کے سرکردہ آدمیوں کی حرکات اور کلمات جو اتحاد کے منافی قرار دیئے جاتے ہیں، پیش کر کے ان سے نتائج اخذ کرنے کی کوشش کی ہے،

لیکن اگر غور کر کے دیکھا جائے، تو موخر الذکر تمام امور موجودہ کشیدگی کے اسباب نہیں بلکہ نتائج ہیں، اگر ہندوؤں اور مسلمانوں میں مختلف جگہوں پر آئے دن فسادات ہوتے ہیں، اگر مسلمان گائے کے ذبیحہ میں رواداری سے کام نہیں لیتے اور مسجدوں کے سامنے باجا بجنے پر راضی ہونے کے لئے تیار نہیں، اگر بعض رہنمایان ملک نے وقتاً فوقتاً ایک یا دوسرے فریق کے متعلق بعض ایسے الفاظ کا استعمال کیا ہے، جو اسے گراں گذرے ہیں، تو یہ در اصل نتائج ہیں، اس اصل بیماری کے جو کشیدگی کے نام سے موسوم ہے، دیکھنا یہ ہے کہ اس بیماری کی اصل وجوہ اور اسباب کیا ہیں، مہاتما نے فریقین کی ایک دوسرے سے بے اعتمادی پر بہت زور دیا ہے، لیکن بے اعتمادی پیدا کرنے کا بھی کوئی نہ کوئی سبب ہے، ورنہ تین چار سال ہوئے یہ بے اعتمادی کہاں تھی، اس لئے دیکھنا چاہیئے کہ یہ بے اعتمادی کیونکر اور کہاں سے پیدا ہوئی،

ہندو مسلم کشیدگی کا سب سے بڑا مرکز پنجاب ہے، مہاتما گاندھی نے خود تسلیم کیا ہے، کہ "تکلیف کا مرکز پنجاب ہے" فی الحقیقت کشیدگی کا سب سے پہلا بیج پنجاب ہی میں بویا گیا، اور اگر غور کر کے دیکھا جائے، تو اس کو بونے والا آریہ سماج کے سوائے اور کوئی نہیں، جن کی طبیعت اور عادت میں بقول مہاتما جی یہ داخل ہے، کہ "تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کی وجہ سے یا تو

وہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں، اور اگر ایسا نہ کر سکیں، تو ایک دوسرے سے دست و گریبان رہتے ہیں"

پنجاب میں ہندو پریس کی آگ زیادہ تر آریہ سماجی دھونکتے ہیں، اور ان کا شاید ہی کوئی پرچہ ایسا ہو جس میں رزانہ مسلمانوں کو دشنام نہ سنائے جاتے ہیں، چونکہ گوکھی لوگ شاہ اور مذہبی تعصب کے الزامات کو ان کے خلاف شہرت دی یہی ہو کر خود مہاتما گاندھی نے پنجاب کے اخبارات کی اس افسوسناک حرکت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"پنجاب کے اخبارات کا ایک حصہ محض بدزبان ہے، یہ بعض اوقات گندہ دہنی کی حد تک پہنچ جاتا ہے، میں نے بڑی تکلیف اور دکھ کے ساتھ ان کے بعض اقتباسات پڑھے ہیں، یہ اخبارات آریہ سماجیوں یا ہندوؤں اور مسلمانوں کی طرف سے نکالے جاتے ہیں، ان میں سے ہر ایک بدزبانی کرتا اور اپنے مخالف کے مذہب کو برا بھلا کہتا ہے"

آریہ سماجیوں کا خاص طور پر ذکر کرتا ہے، کہ مہاتما کے دل پر بھی یہ بات منقش ہو چکی ہے، کہ ہندو پریس کی طرف سے آریہ سماجی ہی زیادہ تر فساد کا موجب ہیں، اور یہ بھی فی الحقیقت صحیح ہے، کہ یہ تمام فسادات ایک دوسرے کے مذہب پر حملہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں،

یہ وہی بات ہے جو حضرت مسیح موعود نے اپنے آخری لیکچر "پیغام صلح" میں وجوہ فساد کا ذکر کرتے ہوئے لکھی ہے کہ

"تمام بغضوں و کینوں کی جڑھ در اصل اختلاف مذہب ہے"

اس لئے ضروری ہے، کہ اتحاد قائم کرنے کے لئے اس اصل وجہ فساد کو دور کیا جائے، اور اس کا طریق وہی ہے، جو حضرت مسیح موعود نے بتایا، کہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں اور کتابوں کو خدا کی طرف سے سچا مان لیا جائے، جیسا کہ خود مہاتما گاندھی کا "ہندو جذبہ" انہیں "بتاتا ہے" کہ

"تمام مذاہب کم و بیش سچے ہیں، تمام ایک ہی پرماتما سے نکلے ہیں"

قرآن کریم کی تعلیم بھی یہی ہے، کہ تمام مذاہب کو خدا کی طرف سے مانا جائے، اس لئے ضرورت ہے کہ اس یقین و ایمان کو ہندوؤں اور بالخصوص آریہ سماجیوں کے دلوں میں بٹھایا جائے، تاکہ وہ دوسرے مذاہب کو برا بھلا کہنے کے بجائے ان کی عزت کرنا سیکھیں،

خود آریہ سماج کو بھی مہاتماجی کے ارشادات پر غور کرنا چاہیے، اور ان کی خلوص دل سے کہی ہوئی باتوں پر بعلی در آتش ہونے کے بجائے ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے، کہ آیا جو کچھ مہاتماجی نے فرمایا ہے وہ صحیح نہیں؟

گناہ آدم پر حضرت خواجہ صاحب کا مکالمہ

پچھلے دنوں لاہور میں مسیحی انجمن بشارت کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں بحث اور مناظرات کے لئے بھی وقت ملتا رہا، اور آخری دن اسلام، آریہ سماج اور مسیحیت کی طرف سے ایک ایک گھنٹہ تقاریر بھی ہوئیں، اسلام کی طرف سے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے تقریر فرمائی، اس جلسہ کی تقریب پر بہت سے چوٹی کے مسیحی فضلا اور لیکچرار لاہور آئے ہوئے تھے، جن میں سے پادری سلطان محمد پال کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے، پادری صاحب نے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی، جس کی انہیں اجازت دی گئی، اور وہ بہت سے مسیحی حضرات کی رفاقت میں حضرت خواجہ صاحب کے مکان پر تشریف لائے،

اس موقعہ پر پادری صاحب اور حضرت خواجہ صاحب کے مابین گناہ آدم پر ایک دلچسپ گفتگو ہوئی، جس کے نوٹ "نور افشان" کے رپورٹر نے اسی وقت لینے شروع کئے، لیکن حضرت خواجہ صاحب نے اس تنبیہ پر کہ کوئی بات انہیں دکھائے بغیر شائع نہ کی جائے، وہ رک گیا، تاہم ۲۳ مئی کے "نور افشان" میں اس مکالمہ کا ایک حصہ شائع ہوا ہے اور اس کو مسیحیت کی عظیم الشان فتح قرار دیا گیا ہے، ہم حیران ہیں کہ اس مکالمہ میں کونسی ایسی بات ہے، جس کو مسیحیت کی فتح کہا جا سکتا ہے کیا یہ کہ آدم کی خطا کو حضرت خواجہ صاحب نے گناہ نہیں نسیہ قرار دیا، جس پر کوئی سزا وارد نہیں ہوتی؟ اور عفو کے ماتحت اگر اس نے بڑے نتائج کو روک لیا جاتا ہے، کیا اگر کسی عدالت سے ملزم کو بنا پر بری کر دیا جائے، کہ اس سے عمداً جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔ تو اس صورت میں بھی اسے مجرم کہنا اور سزا یافتہ قرار دینا جائز ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کے جو الفاظ "نور افشان" نے نقل کئے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک "آدم سے نسیہ سے خطا کی، لہذا اس کا نتیجہ روک دیا گیا" پس ایسی حالت میں نہ گناہ ہوا اور نہ سزا، اس کو مسیحیت کی عظیم الشان فتح قرار دینا کہاں تک قرین صواب ہے، لیکن اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے، کہ آدم سے گناہ کیا، اور اس کو سزا ہوئی، تو بھی مسیحیت کی فتح اس وقت تک نہیں ہو سکتی ہے جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے، کہ وہ گناہ انسانی فطرت میں داخل ہو گیا اور تمام اولاد آدم نے گناہ کو ورثہ میں پایا، اسی کے اوپر مسیحیت کی بنیاد ہے، جب تک اس بنیاد کو ثابت نہ کیا جائے، اس وقت تک فتح کے شادیانے بجانا لاحاصل ہیں،

ترکی میں قانون مسکرات

ترکی مجلس وطنیہ انگورہ نے ایک قانون پاس کیا تھا، کہ ترکی کے اندر مسکرات کی دکانیں عام طور پر کھولنا اور مسکرات کا استعمال علی الاعلان کرنا قطعاً ممنوع ہے، جو دوکان مسکرات کی کھولی جائے گی، وہ قانوناً بند کر دی جائے گی، اور دوکان کھولنے والے پر سو پونڈ سے ایک ہزار پونڈ تک جرمانہ کیا جائے گا، اور تین ماہ سے لے کر دو سال تک کی سزا بھی دی جائے گی، اور جو شخص علانیہ مسکرات کا استعمال کریگا، اس پر نقد جرمانہ کیا جائے گا، جس کی تعداد ۵۰ پونڈ سے لے کر ایک سو پونڈ تک ہوگی، اور جس شخص کو نشہ کی حالت میں گرفتار کیا جائے گا اس پر ۵۰ سے لے کر ایک سو پونڈ تک جرمانہ کیا جائے گا"

قانون مذکور کی یہ دفعہ اس غیرت و حمیت کا ایک کھلا ثبوت ہے جو ایک مسلمان کے اندر مسکرات کے متعلق ہونی چاہیے لیکن افسوس ہے کہ مجلس کے اندر بعض ایسے بھی ارکان موجود ہیں، بلکہ زیادہ تعداد انہی لوگوں کی ہے، جو اسلامی غیرت و حمیت کو مغربی تعیش کے بدلے فروخت کر چکے ہیں، انہی لوگوں کی تحریک سے اس ضروری قانون میں اب یہ ترمیم کی گئی ہے، کہ "بیر اور کیلور وغیرہ کا استعمال جن میں الکحل کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے، ہوٹلوں وغیرہ کے اندر جن کی اجازت گورنمنٹ سے حاصل کر لی گئی ہوگی، جائز ہوگا"

اس ترمیم کی مخالفت میں بعض غیرتمند انسانوں نے ممبران مجلس کی وطنی غیرت اور دینی حمیت کو اپیل بھی کیا، خود شیخ الاسلام سابق عبداللہ عزمی آفندی نے شرعی اور طبی نقطہ نگاہ سے مسکرات کو ضرر رسان ثابت کیا، اور ..... وزارت صحت نے استعمال مسکرات کے منافی بتایا، مگر وائے بر مسلمانان کہ اسلام کی اس سب سے بڑی سلطنت، بہادران اسلام کی اس فتحمند جمعیت اور خلافت اسلام کی سابقہ مجلس شوریٰ نے اس نہایت شرمناک اور خلاف اسلام تحریک کو مسترد کرنے کے بجائے ۵۳ کے بالمقابل ۹۸ راؤں سے پاس کر دیا، جو از حد افسوسناک ہے،

یہی وہ باتیں ہیں، جو عام مسلمانوں کو ترکوں سے بدظن کرنے والی ہیں، کاش ترکی جمہوریت میں ملکی قوانین کی اساس و بنیاد مغربی اثر کے بجائے قرآن کریم کو قرار دیا جاتا تو یہ افسوسناک واقعات ظہور پذیر نہ ہوتے،

بقیہ صفحہ اول

مریم کے بطن سے ہوگا، غرض حضرت زکریا نے مریم کا نکاح ایک راستباز متقی آدمی سے کر دیا، جو اس کو اپنے گھر لے آیا، معمولی ایام جبکہ عورتیں ناپاکی کی حالت میں اپنے لوگوں سے الگ ہوتی ہیں گذر گئے، اور مریم کے شوہر نے مقاربت چاہی، تو چونکہ مریم اپنی سادگی میں اپنے آپ کو مقدسہ سمجھتی تھی، کہنے لگی کہ میں جانتی ہوں کہ تو متقی ہے، مگر میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں، اس نے کہا، کہ مجھے تو تیرے سرپرست نے بھیجا، کہ تجھے پاکیزہ لڑکا بخشوں۔ ابھی تک مریم کے دل میں تقدیس کا خیال تھا، اس لئے دوبارہ سوال کیا کہ لڑکا کیسے ہوگا، مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کرتی ہوں، یعنی مقدسہ بھی ہوں، اور اس لئے بیکار بھی نہیں، اس نے جواب دیا کہ ایسا ہی نوشتوں میں لکھا ہے، تیرا خداوند خدا فرماتا ہے کہ ایسا اور ایسا ہوگا،

اس پر مریم کی تسلی ہوگئی، اور وہ اس سے حاملہ ہوئی،

ان آیات میں تین الفاظ "رب" اور "روح" اور "کلمہ" کی تفسیر بحوالہ آیات قرآن مناسب ہے، تاکہ غلط فہمی پیدا نہ ہو اور نہ کی جائے،

ہماری تبلیغی کوششیں

ایک اور جرمن خاتون کا قبول اسلام

حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے تازہ ولایتی ڈاک میں ایک اور جرمن خاتون کے قبول اسلام کی خوشخبری سنائی ہے جو حسب ذیل ہے:۔

خاتون کلوزے شہر برلن کی رہنے والی ہیں، ان کی عمر ۳۹ سال ہے، ان کی تربیت رومن کیتھلک مذہب میں ہوئی، وہ کہتی ہیں، رومن کیتھلک مذہب میں ایک خوبی ہے، وہ یہ کہ اس میں عبادت الٰہی میں مشغول رہنا اور نیکی کی راہوں پر چلنے کے لئے بہت زور دیا جاتا ہے اور اس میں ایک بڑا نقص ہے، وہ یہ کہ جوں جوں انسان کی قوت و سمجھ ترقی کرتی ہے، توں توں اس مذہب کے اصول و قواعد اس کو غیر معقول نظر آنے لگتے ہیں، چنانچہ وہ کہتی ہیں، میرے اوپر بھی یہی اثر ہوا، اور میں پندرہ بیس سال سے اس مذہب سے متنفر ہوں، اور مدت سے ایک معقول مذہب کی تصویر اپنے دل میں کھینچ رکھی تھی، اور یہ امر میرے تمام رشتہ داروں پر روشن تھا۔ ماہ اپریل میں آپ کے دو چھوٹے چھوٹے اسلامی رسالے ملے اور اس کے بعد مسلیمش ریویو کا مطالعہ کیا، اس سے مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی، کیونکہ مذہب کی وہ تصویر جو میں نے اپنے دل میں کھینچ رکھی تھی، وہ میری آنکھوں کے سامنے آگئی، اور مجھے کامل یقین ہو گیا، کہ یہ مذہب اسلام ہے، جس کی تلاش میں میں تھی، چنانچہ اس وقت آپ کو مفصل خط لکھ دیا، اور اسلام قبول کرنے کی آمادگی ظاہر کر دی، اور اب یہاں آموجود ہوئی ہوں، اور اسلام قبول کرتی ہوں،

یہ رسالہ جات ڈاکٹر خالد بانگ نے اس خاتون تک پہنچائے تھے، یہ خاتون تشریف لائیں، تو ڈاکٹر بانگ بھی گھر پر موجود تھے، ڈاکٹر صاحب کو ان کی ملاقات سے انتہا درجہ کی خوشی حاصل ہوئی، کیونکہ وہ ان کی کوشش کا ثمرہ تھیں،

اللہ تعالےٰ ڈاکٹر خالد بانگ کو جزائے خیر دے، اور جو تبلیغ کا جوش ان کو دیا ہے، اور جو اخلاص ان کو بخشا ہے، اس کو وافر فرماوے اور بار آور فرماوے،

حالات اس بات کے مظہر ہیں کہ ڈاکٹر خالد بانگ اور ڈاکٹر عارف گرائی فلٹ کو اس قسم کا جوش و اخلاص تبلیغ اسلام کا دیا گیا ہے، اور اللہ تعالےٰ نے ان کو میرا معاون بنا دیا ہے، فالحمد للہ رب العالمین۔

خاتون کلوزے کا اسلامی نام طاہرہ رکھا گیا، جو ان کی تعلیم و تربیت کے مطابق اور ان کی شان کے شایاں ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اسلام کی برکات سے متمتع فرماوے، اور رومن کیتھولک مذہب سے بڑھ کر ان کو اسلام کی عبادت و پاکیزگی اخلاق سے مستفیض فرماوے آمین، والسلام،

تعلیم مناظرہ کے لئے دینی سکول

مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنے اور انہیں غیر مذاہب میں تبلیغ کا کام سرانجام کرنے کے قابل بنانے کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک دینی سکول جاری کیا ہے، جس کی تعلیم انگریزی سکولوں کی طرز پر باقاعدہ ہوتی ہے۔ انٹرنس تک تعلیم یافتہ نوجوان لئے جا سکتے ہیں، جنہوں نے کچھ عربی پڑھی ہوئی ہو، غریب طلبار کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں، جو طلبار اپنے اخراجات پر پڑھنا چاہیں، ان سے فیس نہ لی جائے گی، انگریزی، عربی، سنسکرت اور ویدوں کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے تین سال کا کورس ہے، اگر ہندوستان کی مختلف اسلامی انجمنیں اپنے اخراجات پر طلبا کو بھیجا کریں، تو تین سال میں انہیں قابل مبلغ میسر آسکتے ہیں، اندازاً فی طالب علم پچیس روپیہ ماہوار خرچ پڑے گا،

درخواستیں بہت جلد بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیج دی جائیں،

رویت باریتعالیٰ پر ایک اعتراض

اور

اس کا جواب

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے،

اعتراض لا تدرکہ الابصار، یعنے آنکھیں اُسے احاطہ نہیں کرسکتیں، قرآن کی آیت ہے، لہذا اس میں اور رویت باری تعالےٰ اور حدیث فاعبد اللہ کانک تراہ میں باہمی تضاد معلوم ہوتا ہے،

فاما الجواب، یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ نگاہیں جو ہمیں اس مادی جسم کے ساتھ عطا ہوئی ہیں، پا نہیں سکتیں، یعنے اس کا نظارہ نہیں کرسکتیں، نہ اس پر احاطہ کرسکتی ہیں، اور آنکھوں پر کیا موقوف ہے، حواس خمسہ ظاہری سے کوئی حس بھی اسے محسوس نہیں کرسکتی، نگاہ کا تو صرف اس لئے ذکر کیا، کہ وہ تمام حسیات ظاہری میں سب سے افضل اور اعلےٰ اور علم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا، کہ روحانی حواس بھی اسے محسوس نہیں کرسکتے، جب روحانی حس سامعہ کی اس کے کلام کو سنتی ہے، تو روحانی حس بصارت کیوں اُسی کے دیدار سے بہرہ اندوز کیوں نہ ہو، یہ سچ ہے، کہ یہ دیدار اپنی حیثیت اور استعداد کے مطابق ہی ہوسکتا ہے، اللہ تعالےٰ کے حسن وجمال کا مشاہدہ کلی تو ناممکن ہے، کیا کہ بندہ اور مالک کا مقابلہ کیا، ذرہ سے آفتاب کے حسن کا کیا اندازہ کرنا ہے، مگر اپنی استعداد وعلم، قرب اور صفائی قلب کے مطابق اس کے حسن کا نظارہ نظر آتا ہے قرآن کا بڑا کمال یہی ہے کہ اس حسن وجمال کی تصویر لفظوں میں کھینچی ہے، اور اس قال کو حال بنانے کے لئے عمل اور عبادت کی تحریک کی ہے، یہی تصویر جو قال کی صورت میں قرآن میں کھینچی نظر آتی ہے عالم روحانیت میں حال بن کر کیوں نہ دیدار الٰہی کا نظارہ کرادے، ہاں یہ درست ہے کہ بندہ کی روحانی نگاہ بھی تفصیل کے ساتھ کامل طور پر دیدار الٰہی کا احاطہ نہیں کرسکتی، کیونکہ یہ ایک جزو ہے وہ کل ہے، اسی لئے جس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا، ما زاغ البصر وما طغیٰ، یعنے محمد رسول اللہ صلعم کی آنکھ دیدار الٰہی کے وقت ٹیڑھی بھی نہیں ہوئی، اور نہ حد سے بڑھی، وہ بھی آخر کار یہی بتا گئے کہ ما عرفناک حق معرفتک کہ جو تیری معرفت کا حق ہے وہ میں پہچان نہ سکا، پس انسان کے حواس روحانی بھی معرفت الٰہی کو کلی احاطہ نہیں کرسکتے، کیونکہ وہ ذات لامتناہی ولا محدود ہے، مگر یہ غلط ہے کہ انسان کے حواس روحانی جمال باری کو محسوس نہیں کرسکتے، جب اس کی آواز کو سن سکتے ہیں، تو جمال کو بھی دیکھ سکتے ہیں، ہاں نہ جمال کا اندازہ ہوسکتا ہے نہ کلام کا، جیسا کہ خود قرآن کریم میں فرماتے ہیں لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا، کہ اگر میرے رب کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں، تو سمندر ختم ہوجائیں گے، مگر میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے، اور اگرچہ اس سمندر کے مثل اور سمندر مدد کو کیوں نہ لائے جائیں، لہذا جس قدر انعام قرآن کریم کے ذریعہ کلام اور جمال الٰہی کا انسان کو ملا ہے، ظاہر ہے کہ اتنا برداشت کرنا وسعت استعداد انسانی میں داخل ہے، پس جس قدر کلام کا وہ حامل ہوسکتا ہے، اسی قدر مشاہدہ جمال بھی اس کی استعداد میں داخل ہونا چاہیئے، جس قسم کے حواس سے وہ کلام کو سن سکتا ہے، اسی قسم کے حواس سے وہ جمال کو دیکھ سکتا ہے۔ البتہ موجودہ مادی جسم کے ظاہری حواس اسے احاطہ نہیں کرسکتے کیونکہ اللہ تعالےٰ کوئی جسم مادی نہیں، باقی رہی حدیث فاعبد اللہ کانک تراہ، سو عرض ہے کہ یہاں تو کچھ بھی اشکال نہیں، کیونکہ اس کے معنے ہیں، کہ اللہ کی ایسی عبادت کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اس کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ اتنی توجہ اور خشوع وخضوع سے عبادت کرو، کہ اگر تو خدا کو دیکھ رہا ہو تو بھی اتنی ہی توجہ اور خشوع وخضوع پیدا ہوسکے یعنے خدا کی عبادت کے وقت اسے بالکل حاضر وناظر سمجھ کر تحمید وتسبیح اور دعا کرنا چاہیئے، طوطے کی طرح محض الفاظ نہ دہرانا

عیسائی بنانے کا نیا طریقہ

گذشتہ ماہ مارچ میں مجھے اناری سے ایک گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ موضع بھڑوال کے قریب نہر کے کنارے عورتوں کا جمگھٹا دیکھا۔ کچھ انگریز لیڈیاں تھیں۔ کچھ نیم انگریز اور کچھ شمس پاجامے والی۔ انہیں دیکھ کر استعجاب سا ہوا۔ کہ یہ خشندر نیاب اس جنگل میں کیسے آگیا۔ دریافت سے پتا لگا۔ کہ یہ مشن آ گیا ہے اور یہاں مسلمانوں اور دیگر اقوام کی عورتیں بھاگ کر آجاتی ہیں اور عیسائی بن کر اپنے مسلمان خاوندوں سے اور لواحقوں سے آزاد ہوجاتی ہیں۔ ایک بنگالی مس اُن کو پناہ دیتی اور اُن کے کھانے پینے کا انتظام کرتی ہے۔ اس نے ایک زنانہ ہسپتال کھول رکھا ہے۔ جو ایسی عورتوں کی پناہ کے علاوہ وسیلہ معاش بھی ہے۔ اس بنگالی مس کی ملازم ہندو مسلمانوں کے گھروں میں انجیل سنانے کے بہانے جاتی ہیں اور عورتوں کو ورغلا لاتی ہیں۔ چنانچہ ایک بڑھیا عمری نامی جو اپنے مسلمان خاوند کو چھوڑ کر یہاں پناہ گزین ہے۔ اس کام میں مشاق سمجھی جاتی ہے۔ وہ اپنی ایک مسلمان رشتہ دار کو اس کے خاوند سے چوری نکال لائی۔ اور اُسے عیسائی بنا کر خاوند سے جدا کردیا۔ اب یہ عورت دایہ گری کرتی ہے۔ اور مریم کے نام سے موسوم ہے۔ اسی طرح اس موضع کے قریب شعورہ گاؤں سے ایک مسلمانی عورت جیبنی نام کو یہ لوگ اڑا لائے۔ خاوند اور رشتہ دار سر پیٹتے رہ گئے۔ اس عورت کو اس مس نے پہلے تو ادھر اُدھر غائب کر رکھا اب کسی [illegible] سے اس کی شادی کردی ہے۔ اسی طرح کوئی پٹھانی عورت اپنے خاوند کو چھوڑ کر چلی آئی۔ اس کو سایہ جیکٹ پہنا کر نام بدل ایسا چھپایا کہ خاوند کو خبر بھی نہیں۔ اگر خبر بھی ہو۔ تو شاید شرم کے مارے دم بخود ہو۔ کوئی مسلمانی عورت ہسپتال میں بیمار ہو کر آئی اس کو ان لوگوں نے ہتھے چڑھا لیا۔ پھر کیا تھا۔ وہ اپنے خاوند کو لات مار ایک عیسائی کی گود میں جا بیٹھی۔ الغرض آئے دن ایسے واردات یہاں ہوتی رہتی ہیں نہ معلوم لاٹ اور بیر پادریوں نے اس بنگالی مس کو اسی کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ یا جاسوسی کی خاطر یہ دام پھیلایا ہے۔ سرکار سے بھی اس مس کو قیصر ہند کا تمغہ مل گیا۔ اے مسلمانو تم کب تک خواب غفلت میں پڑے رہو گے۔ تمہارے گھر برباد ہو رہے ہیں۔ تمہاری بہو بیٹیاں بیویاں عیسائی بنتی جاتی ہیں۔ اور تم خبر نہیں لیتے۔ جاگو اور اس جال کو توڑو۔ ع

بر رسولاں بلاغ باشد وبس

خاکسار جان محمد از کشمیری بازار لاہور ۲۹

ہندو قوم کیونکر شجاع ہوسکتی ہے

شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے ایل ایل بی کے قلم سے

فی زمانہ ہندو جاتی میں جوہر شجاعت پیدا کرنے کی بے حد کوشش ہورہی ہے۔ اور ہندو مصلحان قوم دن رات ان وسائل و ذرائع کی تلاش میں ہیں۔ جن سے جاتی مذکور میں جنگ جویانہ اور بہادرانہ اوصاف آجائیں۔ کوئی اس کا ذریعہ بلا تشدد عدم تعاون قرار دیتا ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے۔ کہ دوسروں کی لکڑ کولی اور جیل وغیرہ کی صعوبتیں سہہ سہہ کر قوم میں قوت برداشت۔ حوصلہ اور الوالعزمی پیدا ہوجائیگی۔ جو ایک سپاہی میں ہونا ضروری ہیں۔ کوئی اسکا وسیلہ سنگھٹن تجویز کرتا ہے۔ تاکہ ورزش اور کثرت سے ہندو جاتی کے قویٰ مضبوط ہوجائیں اور اُن میں اسقدر قوت اور توانائی آجائے کہ دوسری ہمسایہ اقوام اُن کو چڑیوں کی طرح بے حقیقت معلوم ہوں۔ رسالہ دلگداز کے فاضل ایڈیٹر نے ایک مضمون بعنوان ۱۹۲۴ء کی آمد سپرد قلم کیا ہے۔ جس میں اس نے بتلایا ہے کہ ہندو جاتی کے مرض کا علاج گوشت خوری میں مضمر ہے اور اسے چاہیئے کہ کثرت سے گوشت کا استعمال کرے۔ بظاہر یہ تجاویز بڑی خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ یہ مشورے منزل مقصود تک پہونچا سکتے ہیں یا نہیں۔

جیل جانے کا فیشن دو تین سال سے رائج ہو کر اب پرانا ہوا جاتا ہے۔ وقت اور تجربہ نے بتلا دیا ہے۔ کہ ہندو جاتی نے ابھی اس تنگ شدہ کو اس گرمجوشی اور پسندیدگی سے نہیں لیا۔ جس کا وہ مستحق تھا۔ نہ ان لوگوں نے جو جیل ہو آئے ہیں۔ سوائے چند ایک ناقابل التفات مستثنیات کے کوئی قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہے۔ جو دوسروں کی راہ نمائی اور حوصلہ افزائی کا باعث ہو تجویز کنندہ کا مطلب تھا۔ کہ جیل اور سرکار کا خوف لوگوں کے دلوں سے دور ہوجائے مگر آج کتنے لوگوں کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ جو فی الواقعہ وقت پڑنے پر غیر متاثر رہتے ہیں۔ محض توانائی اور قوت بھی مطلوبہ نتائج پیدا نہیں کرسکتے۔ دنیا میں ایسی اقوام موجود ہیں۔ جو نہایت جفاکش۔ جسیم اور توانا ہونے کے باوجود بزدلی میں ضرب المثل ہیں۔ گوشت خوری بذات خود مطلوبہ نتائج مترتب کرنے سے قاصر ہے۔ ہندوجاتی میں مدت سے ایک ہندیہ حصہ آبادی گوشت خوروں کا ہے۔ مگر انہوں نے کیا کارہائے نمایاں کرلیئے ہیں جو دوسرے اُن کی پیروی کریں۔

کلیات ہمیشہ مثالوں سے قائم کیئے جاتے ہیں۔ اس لیئے پیشتر اس کے کہ ہم کوئی کلیہ قائم کریں۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ اقوام دنیا کی تاریخ کیا سبق دیتی ہے۔ یہ صحیح ہے۔ کہ ترقی دنیا کی اُن ہی اقوام نے کی ہے۔ جنہوں نے سب سے زیادہ تکالیف و صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ گو وہ تکالیف کسی نوع کی نہیں۔ جتنا بھی عذر کیا جاوے۔ وہ تکالیف اپنے ملک میں ضروریات زندگی کی کم یابی اور قحط کی قسم سے تھیں۔ جن سے مجبور ہو کر ان قوموں کو ہر وقت جد وجہد کرنا پڑتی ہے۔ جہاں ملک کی ناہموار اور نامہربان قدرتی حالت نے اُن کو جفاکش اور اکھڑ بنا دیا۔ وہاں قدرت۔ وسائل حیات کی نایابی نے ہر قسم کی اشیاء سے پیٹ بھری سکھلا دی۔ چنانچہ کہیں تو وہ بحری ڈاکو اور بحری قزاق کے لباس میں ظاہر ہوئے اور کہیں ترک وطن پر مجبور ہو کر فاتحانہ ارض کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اگر کہیں تلاش معاش میں تحت الثریٰ میں گھس گئے۔ تو کہیں رفیع الفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پہ جا ڈیرا لگایا۔ اگر کہیں انہوں نے خوشگوار پہلوؤں سے روزی کا سامان مہیا کیا۔ تو کہیں درختوں کے کڑوے پتوں اور جانوروں کے گوشت سے قوت لایموت حاصل کی۔ اور سالہا سال تک اس قسم کی جبر متغیر طرز معاشرت نے ان باتوں کو ان میں فطرت ثانی بنا دیا۔ یہ اطوار آجکل تہذیب وشائستگی کی تیز روشنی میں کیسے ہی قابل نفرت نظر آئیں۔ اس وقت یہ بقائے حیات کے لوازمات میں سے تھے۔ اور ہم اپنے اجداد کو ان کے لیئے متہم نہیں کرسکتے۔ خصوصاً جب کہ یہی وہ اوصاف تھے، جو بالآخر اپنی مہیب اور ڈراؤنی صورت کو تھوڑی سی تبدیل ہیئت سے جرأت شجاعت اور بہادری کے خوشنما اور دلفریب بھیس میں پیش کرتے ہیں۔ اور ان کی حریف دار قومیں نوع انسانی کی ترقی کے راستہ میں علم بردار اور مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے جو ممالک قدرتی ذرائع اور وسائل حیات سے مخوشتے۔ چونکہ وہاں کے باشندوں کو بقائے حیات کے لیئے کوئی محنت نہ اٹھانی پڑی تھی۔ اور قدرت کا خوان نعمت ہر وقت ان کے سامنے بچھا رہتا ہے۔ ان کے رہنے والے ان سخت اوصاف سے محروم رہ گئے۔

الغرض جفاکشی و توانائی۔ جرأت اور حوصلہ شجاعت اور جنگ جوئی اور گوشت خوری وغیرہ نتیجہ ہیں۔ اس ضرورت اور حاجت مندی کے جو ان قوموں کو پیش آئی۔ لیکن اس کا عکس صحیح نہیں ہے۔ اور یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ دوسروں کی کفش نوازی یا محض کشتی گیری یا گوشت خوری سے جوہر شجاعت پیدا ہوجاتا ہے۔ اصل شے جو ان اوصاف کو پیدا کرتی ہے وہ کسی ملک کی طبعی حالت کی ناساعدت اور اُن قدرتی وسائل حیات کی عریانی ہے۔ جو انسانوں کو راحت پسندی اور آرام طلبی پر آمادہ کرتے ہیں۔ یا اگر کوئی قوم چاہتی ہے۔ کہ ان اوصاف کو اپنے اندر جذب کرلے۔ تو اس کو لازم ہے۔ کہ ان اسباب و وسائل کو جو راحت پسندی اور آرام طلبی وغیرہ میں مؤید ہوتے ہیں۔ چھوڑ دے۔ اور چھوڑے بھی اس طرح کہ فی الواقعہ وہ سامان اس کے پاس سرے سے موجود ہی نہ ہوں۔ اور وہ اسباب پر مجبور ہوں۔ کہ اپنی ضروریات زندگی اور اسباب بقائے حیات کے لیئے تگ ودو کرے۔ لیکن اگر کسی قوم کے سامنے ایک طرف تو عیش وآرام کے سامان مہیا ہوں۔ خواہ اس کے ساتھ نیم غلامی بھی ہو۔ اور دوسری طرف ایک پُرخار دشت ناپیداکنار بیابان میں سے ایک نہایت قوی دوربین کی مدد سے اس

ڈلہوزی کی دلفریب سرزمین کا دھندلا سا نقشہ اُسے دکھلایا جائے۔ اور اُسے اختیار دیدیا جائے۔ کہ دونوں میں سے ایک کو پسند کرے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ عیش عشرت کو خیرباد کہکر آزادی کی طلب کی خاطر اس پُر خار لق و دق بیابان کے ناقابل اختتام منازل کو طے کرنا شروع کردے اور استقلال سے اس پر گامزن ہو۔ انسانی فطرت فقط آرام پسند واقع ہوئی ہے۔ اس لئے جب شفقت اور آرام متبادل صورت میں پیش ہوں۔ تو دلی رجحان ہمیشہ آرام کی طرف ہوگا۔

مسلمانوں میں ابھی تک جو تھوڑا بہت شجاعت کا جوہر موجود ہے۔ اسکی وجہ یہ نہیں ہے۔ کہ وہ کسی عدم تعاون یا تنظیم کے پابند ہیں یا کبھی ہوئے ہیں۔ نہ ہی اس کا باعث کثرت ورزش کا شوق ہے۔ جو ان میں موجود ہو۔ بلکہ تو وہ ان باتوں میں دوسری قوموں سے کہیں پس ماندہ ہیں۔ نہ اس کا موجب گوشت خوری ہے۔ کیونکہ اکثر مسلمان ایسے ہیں۔ جن کو گوشت خوری کی نان شبینہ بھی میسر نہیں آتی۔ اس کا باعث اگر کوئی ہے تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی قوم کی فلاکت ان کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ محنت اور شفقت کے کام کریں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ مسلمان من حیثیت القوم ایک طرح کی سپاہیانہ زندگی بسر کررہے ہیں۔ تو بالکل صحیح ہوگا۔ گو دولت کا نہ ہونا بڑی ذلت ہے۔ لیکن اس کے فوائد سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اچھا سپاہی وہ شخص بن سکتا ہے۔ جو بگل کی آواز پر کمر بستہ موجود ہو۔ اور بگل کی آواز پر وہ شخص تیار ہوسکتا ہے۔ جس کی دنیاوی وابستگی بہت محدود بلکہ کالعدم ..... کا حکم رکھتی ہو۔ ایک مسلمان کے پاس دولت نہیں ہے۔ اس لیے اس کی دل بستگیاں اور تعلقات بھی کم ہیں۔ ہندوؤں کے پاس دولت ہے۔ اس لئے ان کی زنجیریں مضبوط ہیں۔ لہٰذا وہ بگل کی آواز پر کبھی تیار نہیں ہوسکتے۔ خواہ ایک نہیں ہزار گاندھی اپنی عمریں جیل خانوں کی عجیب و غریب آب و ہوا میں تباہ کردیں۔ میں کہتا ہوں۔ جب خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلعم کے ذریعہ سے مسلمانوں پر احسان کیا۔ نہ مسلمان کبھی من حیث القوم سود خور بنیں گے۔ نہ اُن میں دولت کی وہ محبت اور عشق پیدا ہوگا۔ جو ان کو نامرد اور ناکارہ بنادے۔

الغرض اگر ہندو جاتی پھر خود بہادر اور شجاع بننے کی آرزو رکھتی ہے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ سود لینا فوراً بند کردے۔ اور اپنی دولت اُسی قوم کو دیدے۔ جس کو وہ نیست و نابود کرنا چاہتی ہے۔ جو ہر شجاعت موخر الذکر ہی سے خود بخود اس طرح مفقود ہو جائیگا۔ کہ کبھی تھا ہی نہیں۔ لیکن اگر وہ اس قربانی کے بغیر یہ اوصاف حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ اس میں گاندھی مہاراج فصاحت و لسانی کے دریا بہا دیں۔ یا مالویہ صاحب تمام بھارت ورش کو سنگھٹن کا اکھاڑہ بنادیں۔ یا شردھانند جی مت۔ دستان بھر کے اچھوتوں کو شدھ کرکے آریہ جاتی کی تعداد سور و ٹلخ سے بڑھا دیں۔ دولت و شجاعت پہلو بہ پہلو نہیں رہ سکتی۔ اور اگر اتفاق سے کچھ ... ان کا ساتھ ہو بھی جائے۔ تو قبل الذکر تھوڑے ایام میں موخر الذکر کو ہلاک کردیگی۔ دنیا کی تاریخ کے ورق الٹ ڈالو کہیں نہ پاؤ گے۔

ہمارے نئے بھائی

ماہ مئی میں اللہ تعالے نے مندرجہ ذیل احباب کو داخل سلسلہ ہونے کی توفیق عطا فرمائی،

نمبر شمار	نام بیعت کنندہ	کس کے ذریعہ سے داخل ہوئے	
(۱)	غلام قادر والی صاحب، کشمیر	خواجہ محمد سلطان خاں صاحب	
(۲)	غلام حسین صاحب منٹو ″		خط
(۳)	اہلیہ صاحبہ بابو غلام ربانی صاحب کوہاٹ،	بذریعہ بابو صاحب	
(۴)	ملک محمد اسمٰعیل خاں صاحب سب ڈویژنل افسر ضلع منٹگمری		دستی
(۵)	اصغر علی صاحب سنگھ پور	حافظ محمد حسن صاحب	
(۶)	اہلیہ صاحبہ حافظ محمد حسن صاحب ″	″	″
(۷)	محمود احمد صاحب سیالکوٹ		خط
(۸)	محمد شریف صاحب صدیقی ریاست بہا	منشی عبدالعزیز صاحب صدیقی	ولیم
(۹)	... صاحب تاجر کتب لاہور		دستی
(۱۰)	خواجہ غلام نبی صاحب بانڈے، کشمیر	پیر غلام مصطفیٰ صاحب	
(۱۱)	فضل الدین صاحب دھرم کوٹ ضلع فیروزپور	منشی عطا محمد	″
(۱۲)	امیر الدین صاحب، کشمیر		خط
(۱۳)	منظور محمد صاحب دھرم کوٹ رندھاوا		دستی
(۱۴)	سید رحمت علی صاحب ٹرینیڈاڈ	سید تجمل حسین صاحب	
(۱۵)	امام علی خاں صاحب	″	″
(۱۶)	بی بی اینٹہ صاحبہ	″	″
(۱۷)	″ منیزن	″	″
(۱۸)	چودھری محمد حسین صاحب چک ۱۸ سرگودھا	چودھری محمد حسین صاحب ذیلدار	
(۱۹)	معین خاں صاحب	″ ″	″ ″
(۲۰)	اللہ دتا صاحب لسوڑی ضلع گجرات	″ ″	″ ″
(۲۱)	محمد خاں صاحب ″	″ ″	″ ″
(۲۲)	سردار خاں صاحب منگانی ڈیرہ غازیخاں	منشی ″ منڈکانی	
(۲۳)	احمد یار خاں صاحب ″	″ ″	″
(۲۴)	مولوی عبداللہ صاحب جلو والی ڈیرہ غازیخاں	″	″
(۲۵)	عبداللہ خاں صاحب فورٹ منرو	محمد انعام اللہ خاں صاحب	
(۲۶)	حکیم مولوی سلطان احمد صاحب سکنہ بور جھنگی۔ ڈیرہ غازیخاں	منشی محمد بخش صاحب	
(۲۷)	شیخ محمد رمضان صاحب کلرک کشمیر	مولوی محمد عبداللہ صاحب	
(۲۸)	″ غلام حیدر خاں صاحب لاہور		دستی
(۲۹)	اہلیہ صاحبہ ملک شیخ احمد خاں صاحب ہزارہ	سعید احمد صاحب	
(۳۰)	اہلیہ صاحبہ مظفر خاں صاحب	″ ″	″
(۳۱)	غلام جان صاحب ولد ملک فیض احمد خاں صاحب ہزارہ	″	
(۳۲)	بی بی وہاب نور صاحبہ ہزارہ	″	
(۳۳)	میاں اللہ دتا صاحب ستھار گجرات		دستی
(۳۴)	چودھری خداداد صاحب ″		″
(۳۵)	حافظ عبدالکریم صاحب چھاوریاں شاہ پور،		خط
(۳۶)	منشی عبدالغنی صاحب دہلی،	مولوی عبدالرحمن صاحب	
(۳۷)	″ نوردین صاحب نومسلم دہلی	″	
(۳۸)	میاں عبدالغنی صاحب طالبعلم لاہور،		دستی
(۳۹)	″ الٰہ بخش صاحب ″ ″		″

(خاکسار محمد منظور الٰہی)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ آج بعد نماز مغرب ڈلہوزی تشریف لے جانے والے ہیں، کل خطبہ جمعہ آپ نے والعصر ان الانسان لفی خسر الخ پر فرمایا اور بتایا کہ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے رخصت ہوتے وقت یہی سورت پڑھا کرتے تھے، آپ نے جماعت کو آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق دو باتوں کی بالخصوص نصیحت کی، ایک پابندی نماز با جماعت اور دوسرے اپنے ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک، یعنے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلائی، اور احباب لاہور نمازوں میں ملنے جلنے کے علاوہ ہفتہ وار لیکچروں میں بھی شامل ہونے کی نصیحت فرمائی،

کل جمعہ ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء کی شام کو باغ بیرون لوہاری دروازہ میں مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ جناب شاہ محمد خاں صاحب انجینئر کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مولٰینا مولوی عصمت اللہ صاحب نے ایک زبردست تقریر میں آریہ سماج سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ رگ وید سے اللہ تعالے ذاتی نام اوم ثابت کریں، اور سوامی دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں اللہ تعالے کے جو صفاتی نام لکھے ہیں، یعنے سرب شکتیمان، سرب انتریامی، اجر، امر وغیرہ وغیرہ وہ رگ وید سے دکھائے جائیں، مولوی صاحب نے اس مطالبہ کو بڑے زوردار لفظوں میں پیش کیا، اور اپنی مسلمہ فصاحت و بلاغت سے اس پر تقریر فرما کر حاضرین کو محظوظ کیا،

اس مطالبہ کا جواب دینے کے لئے آریہ سماج کے نمائندوں کو طلب کیا گیا، بعض سماجی حضرات نے جو باقاعدہ طور پر آریہ سماج کے نمائندے ہوکر نہ آئے، اپنی انفرادی حیثیت میں جواب دینے کی کوشش کی، لیکن افسوس ہے، کہ مولوی صاحب کے اس چھوٹے سے مطالبہ کو کوئی بھی پورا نہ کرسکا، بعض نے دوسرے مریدوں سے ایک دو منتر پڑھکر اپنا پیچھا چھڑانا چاہا، بعض نے ادھر ادھر کے لایعنی اعتراضات میں وقت ضائع کیا، مجمع کئی ہزار کا تھا، بعض لوگوں نے نقض امن کی بھی کوشش کی، لیکن الحمد للہ کہ ان کی تمام کوششیں بے سود اور ناکام ثابت ہوئیں، اور مولوی صاحب کو اللہ تعالے نے کامل فتح عطا فرمائی،

آج ۲۰۔ مئی کی رات کو اسی جگہ مولانا مولوی عبدالحق صاحب کا لیکچر ویدک الہام پر ہوگا، آریہ سماج کو باقاعدہ دعوت مناظرہ دی جاچکی ہے،

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ ہمیں معلوم ہوا ہے، کہ حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب کی والدہ محترمہ کوئی ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ ہوا۔ فوت ہوگئی ہوئی ہیں، ہمیں اس کی اطلاع اب موصول ہوئی ہے، یہ خبر حضرت مولینا کے لئے اس غریب الوطنی میں بہت زیادہ صدمہ اور رنج کا موجب ہوگی، اللہ تعالے انہیں صبر اور استقلال بخشے اور مرحومہ والدہ صاحبہ کو جنت نصیب کرے۔ آمین،

اخویم شیخ عبدالواحد صاحب سب انسپکٹر پولیس ملوٹ کا صاحبزادہ کئی ایام سے علیل ہے، احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرماویں،

اخویم غلام رسول صاحب کشمیر اپنی مشکلات کے حل کے لئے جملہ احباب سے دعا کے خواستگار ہیں،

خواجہ فقیر محمد صاحب دہرم سالہ کی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں جملہ احباب ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں،

خان صاحب میاں غلام رسول خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ملک معظم کی سالگرہ پر خان بہادر کا خطاب عنایت ہوا ہے ہم اس عزت افزائی پر خاں صاحب موصوف کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب موسم گرما میں اپنے دفتر کے ہمراہ کوہ مری تشریف لے گئے ہیں، شاہ صاحب موصوف انجمن کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں، ان کی غیر حاضری میں جنرل سیکرٹری کی خدمات شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل سرانجام دینگے، اس کے علاوہ آپ اخبار پیغام صلح کی مینجری کا کام بھی کریں گے،

رسیدات زر

فہرست چندہ، جماعت احمدیہ، گوجرہ

(معرفت محمد علی حیدر خاں صاحب بابت ماہ اپریل ۱۹۲۴ء)

(۱) ڈاکٹر جلال الدین صاحب چندہ ماہوار ۱۲ عیدفنڈ ... فطرانہ ... چندہ رسالہ جرمن ... ۱ روپیہ ۲ آنہ
(۲) شیخ محمد ابراہیم صاحب چندہ ماہوار ... عیدفنڈ ... فطرانہ ... چندہ رسالہ جرمن ... ۹ روپیہ
(۳) محمد علی حیدر خاں صاحب چندہ ماہوار ... عیدفنڈ ... فطرانہ ... قیمت بیان القرآن ... ۲۰ ... ۱۱ آنہ
(۴) شیخ محمد حسین صاحب چندہ ماہوار ... عیدفنڈ ... فطرانہ ...
(۵) قاضی فضل قادر صاحب زراعتی کالج لائلپور چندہ ماہوار ... عیدفنڈ ... فطرانہ ۱۰ ... ۶ پائی
(۶) مولوی عمر دین صاحب چندہ اپریل ...
(۷) اہلیہ مرحومہ مغفورہ ڈاکٹر جلال الدین صاحب بر وصیت ... ۱
(۸) معرفت شیخ محمد ابراہیم صاحب فطرانہ ... برلن مسجد ... ۹
(۹) عبداللہ خاں صاحب عطیہ ...

میزان ... ۲۶۸ ... ۱

فہرست چندہ جماعت احمدیہ چھاؤنی لاہور

بابت ماہ اپریل ۱۹۲۴ء

میاں نبی بخش صاحب چندہ ماہوار ...

جلال الدین صاحب " " ۱ر
بابو محمد حسین صاحب " " ۱۲ر
نبی بخش صاحب " " ۱۲ر
قاضی ثناءاللہ صاحب " " ۱۲ر
بابو امام الدین صاحب " " ۸ر
مستری پیراندتا صاحب " " ۸ر
بابو محمد نعمان صاحب " " ۸ر
قاضی منظفر علی صاحب " " ۸ر
" عبدالحکیم صاحب چندہ عمر زکوٰۃ ... صدقہ عمر کل
" عبدالعزیز صاحب خورد " عمر " عمر
" عبدالعزیز صاحب کلاں صدقہ عمر " عمر
" اصغر علی صاحب فطرانہ عمر زکوٰۃ ... عید فنڈ ۱۲ر " ...
مشیر " " " ۸ر " ۸ر
منشی سلطان محمد صاحب " ۱۲ر " ۱۲ر
بابو نبی بخش صاحب " عمر " عمر
میاں گوہر محمد صاحب " ... عید فنڈ عمر " ۱۲ر
" نبی بخش صاحب " " عمر " ...
جلال الدین صاحب " عمر " عمر " ۱۲ر
محمد الدین صاحب " عمر " عمر " ۱۲ر
حاکم الدین صاحب " " ... " ۸ر
میزان کل

فہرست فطرانہ و عید فنڈ جماعت احمدیہ چھاونی لاہور

(فراہم کردہ قاضی محمد نعمان صاحب)

قاضی محمد نعمان صاحب فطرانہ ٦ر کل ٦ر
" عبدالحکیم صاحب " ... " ...
" بشیر احمد صاحب " ۸ر " ۸ر
" عبدالعزیز صاحب خورد " ۸ر " ۸ر
" " " کلاں " ۸ر " ۸ر
محمد عثمان صاحب " ۸ر " ۸ر
منظفر علی صاحب " عمر عید فنڈ عمر " ۱۲ر
راحت علی صاحب " عمر " عمر
نور احمد صاحب " ۴ر " ۴ر
ثناءاللہ صاحب " ۱۲ر عید فنڈ عمر " ...
مستری حیدر بیگ صاحب " عمر " عمر
میاں نور الٰہی صاحب " ۸ر " ۸ر
مسمات کرم بی بی " ۲ر " ۲ر
میاں گلاب فطرانہ ۱۲ر کل ۱۲ر
اہلیہ قاضی برکت علی صاحب فطرانہ ٦ر " ٦ر
میزان " ...

فہرست چندہ جماعت احمدیہ لوہریوالہ ضلع گوجرانوالہ

(معرفت غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر ڈاکخانہ سوہدرہ)

(۱) مستری اللہ دتا صاحب صدقہ عید فطر ۱۲ر اخراجات عام عمر کل ...
(۲) میاں نظام الدین صاحب ٹھیکیدار " " ۱۲ر عید فنڈ عمر قیمت جرمن رسالہ ... زکوٰۃ ... " ...
(۳) بابو غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر صدقہ عید فطر ۱۲ر عید فنڈ عمر قیمت اخبار پیغام صلح ... اخبار لائٹ ۱۲ر قیمت جرمن رسالہ ... بقایا چندہ ماہوار جلسہ ... " ...
(۴) ڈاکٹر عبدالمجید جلال آباد معرفت غلام حسن صاحب والد خود قیمت اخبار پیغام صلح ... " ...
(۵) میاں رحیم بخش صاحب صدقہ عید الفطر ۱۲ر قیمت کھال عقیقہ ۱۲ر " ...
(٦) منشی غلام نبی ولد نظام الدین صاحب ٹھیکیدار عید فنڈ عمر " عمر
(۷) چودھری خان محمد صاحب صدقہ عید الفطر ۱۲ر " ۱۲ر
(۸) " محمد خان صاحب " " ۱۲ر " ۱۲ر
(۹) میاں ابراہیم صاحب " " ... عید فنڈ عمر " ...
میزان کل

ترک موصل نہیں چھوڑ سکتے

بیان کیا گیا ہے کہ فتحی نے کو اپنے رویہ پر قائم رہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ موصل پر ترکی ادعا سے دست بردار نہ ہوں۔

تازہ خبریں ہندوستان

تحقیقات اصلاحات اور وائسرائے کا عزم ولایت

"انڈین ڈیلی میل" نے اپنے نامہ نگار لندن کے ایک بیان کو اہمیت دے کر شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مجلس تحقیقات اصلاحات کی روداد مرتب ہونے پر لارڈ ریڈنگ انگلستان جائینگے تاکہ کابینہ وزارت سے آئینی تغیرات کی تفصیلات پر بحث و تمحیص کریں۔ نامہ نگار لکھتا ہے کہ وزیر اعظم اس تحقیقات کو اہمیت دیتے ہیں وہ بھی پیچھے ہیں۔ اور کابینہ قانون حکومت ہند کو توسیع دینے کا بنفسہ تحقیقات خواہشمند ہے۔ نامہ نگار یہ بھی کہتا ہے کہ ہندوستان کسی غیر معمولی تبدیلیوں کی توقع نہ کرے۔ کیونکہ اس راستہ میں بعض عملی مشکلات درپیش ہیں جنکا خیال رکھنا ضروری ہے۔ آخر میں لکھا ہے ہندوستان کو چاہئے کہ کابینہ کو منصفانہ موقعہ دے۔

سوراجیوں کے خلاف احتجاج

۲ جون کی شام کو کلکتہ میں یوروپینوں کا جلسہ ہوا۔ اور اس قرارداد کی جو بنگال پراونشل کانفرنس نے منظور کی ہے۔ اور جس میں گوپی ناتھ ساہا سے (جسنے مسٹر ڈے کے قتل کے جرم میں پھانسی دیدی گئی تھی) کی جرات کی تعریف کی گئی ہے۔ چند تقریروں کے بعد ایک قرارداد میں یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ سوراجیہ جماعت اور اس کے ذمہ دار رہنماؤں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے قاتلانہ سرگرمیوں اور انقلابی کارروائیوں کی ترغیب دی ہے۔ یہ قرار پایا کہ یوروپین ایسوسی ایشن کونسل کو ہدایت کی جائے کہ وہ موم ڈیپارٹمنٹ کے لئے ایک واضح بیان تیار کرے۔ اور مسٹر ڈے کے قتل کے سلسلہ میں سراج گنج کی کانفرنس نے جو کارروائیاں کی ہیں ان کی انگلستان اور ہندوستان میں خوب اشاعت کرے۔

ارکان وفد مساجد کا تار مہاراجہ بھرت پور کے نام

ارکان وفد مساجد بھرت پور نے ہز ہائینس مہاراجہ بھرت پور کو حسب ذیل تار بھیجا ہے:-

بھرت پور کی مسجدوں کے گرائے جانے کے متعلق جو وفد مہاراجہ کی خدمت میں گیا تھا وہ غیر مطمئن ہوکر واپس آیا ہے۔ انہدام کے لئے جو دلائل پیش کی گئی ہیں۔ وہ ناکافی ہیں۔ مہربانی کر کے تیسری مسجد کو منہدم کرنے سے محترز رہیں۔ اور وہ منہدم شدہ مسجدوں کی حالت میں اسوقت تک مزید تبدیلی نہ کی جائے۔ جب تک معاملہ بالکل صاف نہ ہو جائے۔

بنگال پراونشل کانفرنس

کانفرنس کی ایک قرارداد میں وزرائے بنگال سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں۔ کیونکہ کونسل کے منتخب ارکان ان کے مشاہرہ کو مسترد کر کے ان کے خلاف ملامت کا ووٹ منظور کر چکے ہیں۔ ایک دوسری قرارداد میں رائے ظاہر کی گئی ہے کہ لارڈ لٹن کو استعفے پیش کر دینا چاہئے کیونکہ ملک کو ان پر اعتماد نہیں۔ ایک قرارداد میں بلدیہ کلکتہ سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ مسٹر ہالویل کی یادگار کو منہدم کرا دے۔

ایک یوروپین کا پراسرار فرار

میسرز ولیس اینڈ کمپنی کراچی کے ایک یوروپین ملازم مسٹر جے۔ ڈبلیو۔ اے باٹ جنکی عمر ۲۲ سال ہے۔ ۱۷ مئی سے بعد گم ہیں۔ اور اس تاریخ کے بعد ان کا موٹر سائیکل شہر کراچی سے چند میل کے فاصلہ پر ایک خندق میں کسیقدر خراب حالت میں پایا گیا۔ کمپنی مذکور کے نزدیک مسٹر باٹ کسی قسم کی مالی مشکلات یا دام عشق و محبت میں گرفتار نہ تھے۔ غالباً دماغی اختلال کی وجہ سے وہ فرار ہوئے۔

ہڑتال کرنیوالے برخاست کردئیے گئے

مسٹر پی۔ سی سکاٹ ایجنٹ ایس۔ آئی۔ آر نے پڈانور میں ریلوے حکام سے مفصل بحث و تمحیص کے بعد ۵ جون کو پڈانور اور سلیم کے عملہ کے لئے یہ نوٹس جاری کر دیا۔ کہ شاپ شیڈ اور ... کے جن ملازموں نے ۸ جون کی شام تک کام شروع نہیں کیا وہ ایس آئی آر کے ملازم نہیں رہے۔

پٹیالہ جیل میں جبر و تشدد

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تمام ریاست پٹیالہ میں قیدیوں کو سخت تکلیف دی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس جبر و تشدد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے ۷ قیدیوں نے ۵ مئی سے مقاطعہ جوعی کر رکھا ہے۔

چالیس سکنڈ میں ولایت کی خبریں

ایسٹرن ٹیلیگراف کمپنی نے ڈربی کے نتائج آسٹریلیا اور بمبئی میں بالترتیب ایک اور ۴۰ سکنڈ میں پہنچا دئے۔

مسودہ قانون محاصل

مجلس وضع آئین کے مسودہ قانون محاصل میں تین اہم تغیرات ہوئے۔ جسمیں ایک ترمیم کپتان ہیرا سنگھ نے پیش کی۔ جس میں آلات زراعت کے محاصل کی تردید کی گئی۔ اگرچہ رکن تجارت نے درخواست کی کہ اس سے زراعتی طبقہ پر نہایت معمولی بوجھ پڑے گا۔ لیکن اجلاس نے ۵۳۔آراء کے مقابلہ میں ۴۸۔آراء سے یہ ترمیم بھی منظور کرالی۔ ڈاکٹر گور کی تحریک پر اجلاس نے ٹین کی چادروں کا محصول منظور کر لیا ہے جو مجلس انتخاب نے جدول سے نکال دیا تھا۔ مسٹر فلیمنگ نے برائی علحدگی کی تحریک پیش کی جو نامنظور ہوگئی۔ اور مزید تغیرات کے بغیر مسودہ قانون محاصل منظور کر لیا گیا۔

پراونشل ایجوکیشنل کانفرنس

مسٹر ایس۔ ایس۔ ستیا مورتی ایم ایل سی نے صوبہ مدراس کی سولہویں تعلیمی کانفرنس منعقدہ تنامل کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کی مشترک زبان ہندی ہونی چاہئے۔ لیکن ذریعہ تعلیم مادری زبان ہونا چاہئے۔ تعلیم بلحاظ طریقہ و نصب العین ہندوستانی ہونا چاہئے۔ میرے نزدیک ہندوستانی تعلیم سے بلحاظ نصب العین یہ مراد ہے کہ ہندوستان کی تاریخ ہندوستانی فلسفہ۔ ہندوستانی ادب اور ہندوستانی علوم سکھے جائیں۔ اور بلحاظ طریقہ اسکے یہ معنی ہیں کہ دماغی قابلیت کو نشو و نما دی جائے۔ اور واضح طور پر مشرقی طریق کے مطابق قومی تعلیم دیجائے۔ آپ نے فرمایا کہ ابتدائی تعلیم گاؤں کی پنچایت کے سپرد کرنی چاہئے۔ جدید وضع کے قیمتی سامان اور کتب نصاب اور کام کے اوقات میں سرتاپا تغیر ضروری ہے۔ نصاب میں ہندوستانی موسیقی اور ہندوستانی ... بھی شامل کرنی چاہئیں۔ ثانوی تعلیم کے متعلق یہ بات ضروری ہے کہ امتحان کی ظالمانہ رسم سے کوئی مختلف نظام کار جاری کیا جائے جس کے ماتحت مدارس حقیقی معنوں میں تربیت گاہیں بنجائیں اور اپنی روایات و فضا کے لحاظ سے فارغ شدہ طلباء کو زندگی میں داخل ہونے اور یونیورسٹی کی تعلیم کیلئے جد و جہد کرنے میں مدد دے سکیں۔ آپ نے تعلیم السنہ کی یونیورسٹیاں قائم کرنے پر زور دیا۔ محکمہ تعلیم کی انتظامی شعبہ کی اصلاح اور محکمہ تعلیم میں ہندوستانی عنصر کو غالب کرنے کی حکمت عملی کی تائید فرمائی۔

سنگت کی جوتیاں صاف کی گئیں

بیدی کرتار سنگھ نے جس کو حال ہی میں اکال تخت سے سزا ملی تھی۔ دربار کا فرش جھاڑنے اور مسافروں کے جوتے صاف کی خدمت شروع کر دی ہے۔ حکم کی دفعات کے مطابق اس کے کنبے کے بعض افراد بھی اس کام میں شریک ہو گئے ہیں۔

خاکروبوں کی ہڑتال ختم ہوگئی

امرتسر میں خاکروبوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ مقامی بلدیہ کی مجلس حفظان صحت نے خاکروبوں کے ساتھ یہ سمجھوتہ کیا ہے۔ کہ خاکروبوں کی عورتوں کے اغوا کو روکنا کسی طرح ممکن نہیں ہے البتہ حتے الامکان خاکروبوں کے مفاد کی حفاظت و نگرانی کی جائے گی۔ حفظان صحت کے افسر کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خاکروبوں کیلئے سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اس سے قبل خاکروبوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ بھی کھولا جا چکا ہے۔

اکالیوں کے خلاف

امرتسر ضلع امرتسر کی پبلسٹی کمیٹی نے مجلس عاملہ کے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ اشتہارات اور دیوانوں کے ذریعے اکالیوں کو تبلیغ کا جواب دیا جائے اور ان غلط خبروں اور افواہوں کی تردید کی جائے جو غرضمند اصحاب کی طرف سے مشتہر کی جاتی ہیں۔ تین مختلف تحصیلوں کے لئے مجلس عاملہ تین جماعتوں پر منقسم ہوگئی ہے۔ ہر ایک جماعت اپنے کام کی روداد معتمد عمومی سردار ساد ھو سنگھ آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے پاس بھیجا کرے گی۔

احمدیہ بلڈنگس لاہور یوم بدھ مورخہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۱۱ جون ۱۹۲۴ء

اشاعت اسلام اور جوش صحابہ کرام

علم التعلیم کے ماہرین اچھی طرح آگاہ ہیں کہ بچوں کے خواص میں یہ بات داخل ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتے ہیں [illegible] انسانوں اور جانوروں کی نقالیں [illegible] گویا ان کی طبیعت و فطرت ہی نقال واقع ہوئی ہے، اسی فطری صنعت ہی کا نتیجہ ہے کہ ڈاکوؤں کے بچے عموماً ڈاکو اور عالموں کے بچے عموماً عالم ہوا کرتے ہیں

اب قرون اولیٰ کے ان مسلمان بچوں کی طرف خیال کیجئے گا، کہ ان کے دل و دماغ میں عشق اسلام کا کتنا جذبہ و مادہ پیدا ہوا ہوگا جو صحیح اسلامی تعلیم کے گہوارے میں پلے، اور مہد حق و صداقت میں بیٹھ کر تربیت اسلامی سے چھوٹے سے بڑے ہوئے، جن کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے معلم ربانی نے مکتب توحید میں توحید پرستی کی تعلیم دی، اور اعلائے کلمۃ اللہ، احیائے دین و تجدید احکام الہیہ کے سبق پڑھاتے وقت ذہنی دلچسپی ہی نہیں، بلکہ عملی امثال پیش کی گئیں حق تو یہ ہے کہ [illegible] علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تبلیغ اسلام کی خاطر کفار کی ہر انواع و اقسام کی تکالیف و مصائب کا نہایت ہی عزم و استقلال کے ساتھ استقبال کرتے ہوئے کلمہ حق پر فداکاری و جاں نثاری کا سنہری سبق دینے کا یہ نتیجہ ہوا، کہ مسلمان بچوں اور صحابہ کرام کے دلوں میں عشق تبلیغ کی آگ بھڑک اٹھی، جو انہیں چاروں اطراف عالم میں باد بہاری کی طرح لئے پھرتی تھی، ان کی تبلیغی تعلیم و تربیت کا یہ حال تھا کہ ان کے بچوں کے آگے غیر اقوام کے بڑے بڑے فلاسفر طفل مکتب ثابت ہوئے، اس زمانہ کے فاضل مسلمانوں کا تو کہنا ہی کیا، مباحثہ کرنا ان کے آگے ایک معمولی سی بات تھی، تبلیغ کرنے سے وہ دریغ نہ کرتے تھے، بلکہ بادشاہوں کے درباروں میں خاص کر [illegible] اگر مقدمہ بھی [illegible] ہوتا، اور وہاں طلب کیا جاتا، تو ان کا بیان بھی تبلیغ کی صورت میں ہوتا، جیسا کہ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے صاحب [illegible] کو اچھی طرح جانتے ہیں، کہ کفار مکہ سے تنگ آکر مسلمانوں نے جب افریقہ کی طرف ہجرت کی، اور ایک ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتوں کا قافلہ جس وقت حبش میں [illegible] تو کفار مکہ [illegible] نجاشی شاہ حبش کے پاس جا پہنچے، چونکہ عیسائی مذہب کا تھا۔ تحائف پیش کرنے کے بعد [illegible] بھاگ کر [illegible] آئے ہیں [illegible] مہربانی کرکے [illegible] کا مضمون پڑھ کر

بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں بلایا، اور ان سے دریافت کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی حضرت جعفر طیار جو قافلہ کے سردار تھے، بادشاہ کے حضور پیش ہوئے، اور اپنا بیان بطور دعوت اسلام یوں فرمایا کہ

"اے بادشاہ! ہم گمراہی میں تھے اور اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کو پوجتے تھے، اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے، حلال و حرام میں تمیز نہ تھی، ظلم ہمیشہ ہمارا پیشہ تھا، اور تمام فسق و فجور ہمارا مشغلہ، ایسی حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا، جس کی نیک ہدایتوں سے ہم نے انسانیت سیکھی، اور خداوند کریم کو وحدہٗ لاشریک مانا جس کی وجہ سے اب یہ لوگ ہم کو تنگ کرتے اور ستاتے ہیں آخر ہجرت کر کے تمہارے ملک میں آئے ہیں، کہ بے خوف ہو کر خدائے وحدہ لاشریک کی پوجا کریں"

بادشاہ نے عین انصاف کیا، کفار کو لعنت کی اور مسلمانوں کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا، ظالم کفار کو اپنی ذلت و خواری کا بڑا رنج ہوا، چونکہ بادشاہ عیسائی تھا، دوسرے دن پھر درخواست بایں مضمون دی کہ

"عالیجاہا! یہ مسلمان بڑے بے باک ہیں، صرف ہمارے بتوں کو ہی برا بھلا نہیں کہتے، بلکہ مسیح کے ابن اللہ اور الوہیت کے مسائل کو بھی فضول سمجھتے ہیں"

بادشاہ نے حکم دیا کہ مسلمان کل صبح دوبارہ دربار میں حاضر ہو کر اپنا بیان دیں، حضرت ام سلمیٰ جو اس قافلہ میں شامل تھیں، فرماتی ہیں، کہ ہماری ساری رات اختر شماری میں گذری، اور ساری عمر میں اس رات سے زیادہ مصیبت والی رات ہمیں پیش نہیں آئی۔ کیونکہ خیال آتا تھا کہ پردیس کا معاملہ ہے، اور ہم نے صبح بادشاہ وقت کے روبرو اس کے عقیدہ کے خلاف گواہی دینی ہے، اس مصیبت کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں، جن کو ایسا معاملہ کسی پردیس میں پیش آیا ہو، خیر دن چڑھا اور مسلمان دربار میں حاضر ہوئے، تو بادشاہ نے حضرت مسیح کے متعلق سوالات پوچھنے شروع کئے۔ حضرت جعفر طیار نے کسی قسم کا خوف نہ رکھتے ہوئے نہایت جرأت کے ساتھ براہین عقلیہ و نقلیہ سے الوہیت مسیح اور ابن اللہ کے غلط مسائل کی زبردست تردید کی۔ نور اسلام کی تبلیغ نہایت عاقلانہ طریق سے فرمائی، بادشاہ بہت متاثر ہوا [illegible] کہنے لگا کہ مجھے قرآن شریف سناؤ، حضرت جعفر طیار نے سورۃ مریم پڑھ کر سنائی، جس کو سن کر بادشاہ زار زار رونے لگا، اور کہنے لگا کہ محمد تو وہی رسول ہیں، جس کی خبر یسوع مسیح نے [illegible] خداوند عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس رسول کا زمانہ مجھے ملا [illegible] اس کے بعد کفار مکہ کو دربار سے نکلوا دیا، اور تحائف بھی واپس کر دیئے، اور مسلمانوں کو عزت و تکریم کے ساتھ روانہ کیا، کہا جاتا ہے کہ حضرت جعفر طیار کی یہ تبلیغ اسلام شاہ حبش پر اپنا اثر کر گئی، اور وہ بعد میں مسلمان ہو گیا، اللہ اللہ یہ رسول پاک کی اس تبلیغی تعلیم ہی کا اثر تھا جو آپ نے صحابہ کرام کو عملی رنگ میں دی، کہ وہ پردیس کیں جا کر بھی اپنے نصب العین کو نہ بھولے، بادشاہ وقت کے رعب و دہشت سے خائف نہ ہوئے، بلکہ فیصلہ مقدمہ خداوند کریم کے سپرد کر کے دربار حبش میں اس کی توحید کاملہ کا ڈنکہ بجا دیا، ساقی حقیقی نے شراب تبلیغ کا وہ جام پلایا کہ گھر اور باہر ان کی نگاہ میں ایک ہو گیا، تبلیغ کی غرض سے جب گھروں سے ایک دفعہ نکل پڑتے، تو پھر ایک ایک میل اور ہزار ہزار میل کی مسافت کے مقامات ایک ہی وقعت رکھتے، چلتے چلتے اگر دشت و صحرا میں رات پڑ جاتی، تو وہیں ڈیرا جما دیتے، کبھی یہ خیال نہ آتا، کہ وہ گھر کے صحن سے باہر ہیں، بقول سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست
ہر جا کہ میرود ہمہ ملک خدائے است

واقعی صحابہ کرام نے اسلامی تعلیم کے مطابق صحیح معنوں میں دنیا کو اپنے گھر کا صحن اور اہل دنیا کو اپنا ایک کنبہ سمجھا، جس کی اصلاح و تبلیغ کے لئے اگر آج مشرق میں ہیں، تو کل مغرب میں، آج شمال کی طرف ہیں، تو کل جنوب کی طرف، اسی عشق تبلیغ کا نتیجہ تھا، کہ بسم اللہ شریف پڑھ کر عقبہ بن نافع نے سمندر میں گھوڑا ڈال دیا تھا، کہ موجیں تلاطم مچا مچا کر جس قدر پیش قدمی کرنا چاہتی ہیں، بڑی خوشی سے کریں کچھ پروا نہیں، میں تو توحید کا مقدس جھنڈا معمورۂ ارض کے آخری سرے تک بلند کرتا ہی جاؤں گا، جب تک جسم میں جان باقی ہے اسی شعلۂ عشق کا یہ ادنےٰ معجزہ تھا، کہ ایک عہد میں ایک طرف ایوب انصاری دیوار قسطنطنیہ تک اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے پہنچ گئے، دوسری طرف طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر نے اندلس، سپین و فرانس میں اسلامی علم بلند کر دیا، تیسری طرف زیادۃ اللہ اغلب نے اطالیہ و سارڈینیا کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔ چوتھی طرف قتیبہ بن مسلم توحید کی بانسری بجاتے ہوئے دیوار چین تک جا نکلے، جس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ فغفور چین نے بھی سر تسلیم خم کر دیا اسی طرح محمد بن القاسم بن محمد الثقفی نے عراق سے نکل کر سندھ [illegible] پہنچ [illegible] شجر اسلام کا پودا لگا دیا، جو خوب پھلا پھولا [illegible] آخری [illegible] سرسبز رہے گا، جس کے سایہ [illegible] ہم اسی طرح آرام پاتے رہیں گے،

(بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۱۲، ۷ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ، نمبر ۶۲

فتنہ ارتداد اور مسلمان

بھارتیہ شدھی سبھا کی پہلی سالانہ رپورٹ

ایک لاکھ مسلمان مرتد ہو گئے

فتنہ ارتداد کو شروع ہوئے آج سوا سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے اس فتنہ کو روکنے کے لئے جو جدوجہد کی اور جو کچھ نتائج اس سے برآمد ہوئے، ان کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے فی الحال ہم یہ بتانا چاہتے ہیں، کہ سوا سال کے عرصہ میں ہندوؤں کی طرف سے کیا کچھ کام ہوا کس باقاعدہ نظام اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ مل کر ہندوؤں کی مختلف انجمنوں اور سبھاؤں نے اس کام کو آج تک سرانجام دیا اور ابھی دے رہے ہیں کس جوش اور بلند ہمتی کے ساتھ ہندوؤں کے سینکڑوں نوجوان شدھی کی آواز سنتے ہی میدان عمل میں نکل پڑے، اور کس قدر عظیم الشان نتائج انہوں نے پیدا کئے،

اس جگہ یہ بتانے کی شاید ضرورت نہیں، کہ ہندوؤں کی طرف سے شدھی کا کام صرف ایک ہی انجمن کے سپرد رہا جس کا نام بھارتیہ ہندو شدھی سبھا ہے، یہ انجمن ۱۳۔ فروری ۱۹۲۳ء کو آگرہ آریہ سماج کے جلسہ میں بنائی گئی، اور اسی وقت اعلان کیا گیا، کہ اس کا مقصد چار لاکھ مسلم راجپوتوں کو ہندو مذہب میں داخل کرنا ہے جونہی یہ اعلان اخبارات میں ہوا مسلمان چونک اٹھے، اور فوراً بعض انجمنوں نے اپنے نمایندے تحقیق حالات کے لئے آگرہ اور دیگر اضلاع صوبجات متحدہ کی طرف روانہ کئے، ان لوگوں کو وہاں پہنچکر جو ہولناک اور ہوشربا مناظر دیکھنے میں آئے، جس شان و شکوہ اور رعب و داب کے ساتھ راجوں اور مہاراجوں نے اپنی سج دھج کی وردیوں اور نیزہ برداروں سے آراستہ افواج اور موٹروں اور ہاتھیوں سے غریب دیہاتی مسلمان راجپوتوں کو مرعوب کیا، وہ اپنی نظیر آپ ہے، سوامی شردھانند صاحب کی زندگی میں غالباً یہ پہلا واقعہ تھا، کہ انہوں نے اس شان و شوکت اور آن بان کے ساتھ غریب دیہاتیوں کو مرعوب کر کے دکھایا، اور انہیں کسی نہ کسی طرح شدھی کے میدان میں لا کھڑا کیا جس کا نتیجہ آج ہم دیکھتے ہیں، کہ صرف ساڑھے دس مہینہ کے قلیل عرصہ میں جس کی رپورٹ بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کی طرف سے شائع ہوئی ہے، کم و بیش ایک لاکھ مسلمان محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی سے نکل کر شرک و کفر کی آتش کے نذر ہو چکے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون ۵

قبل اس سے کہ اس کے بالمقابل ہم مسلمانوں کی کوششوں کو بتائیں، بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کے نظام یا یوں کہئے کہ ہندو سبھاؤں کے باہمی اتحاد و اتفاق کا ہم خصوصیت سے تذکرہ کرنا چاہتے ہیں، ہندو مذہب کے مختلف فرقوں کے معتقدات میں جو اصولی اختلاف واقع ہوا ہے، آریہ سماج اور سناتن دھرم اپنے خیالات، عبادات اور طریق عمل کے لحاظ سے جن متضاد شاہراہوں پر چل رہے ہیں، وہ محتاج تشریح نہیں، ایک خدا کو تینتیس کروڑ [illegible]

اختلاف کے باوجود اس لڑائی جھگڑے اور گالی گلوچ کے باوجود جو آریہ سماج اور سناتن کے مابین گذشتہ نصف صدی سے جاری ہے، شدھی کے معاملہ میں جس یگانگت اور اتحاد کا ثبوت ہندو قوم کی طرف سے دیا گیا ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے، بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کی آواز پر ساری ہندو قوم نے بالاتفاق لبیک کہا، متفقہ کی جب آوازیں جو کام شروع ہو جانے کے بعد اٹھیں، وہ اس قدر دھیمی اور کمزور تھیں کہ کوئی اثر ان سے پیدا نہ ہو سکتا تھا، اور نہ ہوا سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن مختلف ہندو سبھاؤں نے اس کام میں حصہ لینا چاہا، انہوں نے اپنا علیحدہ نظام قائم کرنے کے بجائے اسی پر اکتفا کیا، کہ اپنے مبلغ مرکزی شدھی سبھا کے حوالہ کر دیئے، اور چندوں کی گراں قدر رقوم اس کے حوالہ کیں، اس طرح سے مختلف سبھاؤں سے آئے ہوئے مبلغوں یا والنٹیروں کی تعداد ۲۲۶ تک پہنچ گئی، اور ان کے علاوہ خود سبھا مذکور کے ۶۵ تنخواہ دار مبلغ کام کرتے رہے، ۳۱ دسمبر ۱۹۲۳ء تک بھارتیہ شدھی سبھا کو ایک لاکھ ۲۶ ہزار ۹ سو ۶۹ روپے چندہ ہوا،

اس لاؤ لشکر، اور اس ساز و سامان اور سیم و زر کے ساتھ بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کے لئے غریب جاہل اور نیم ہندو ملکانوں کو ہندو بنانا کونسا مشکل کام تھا، ایک سو اسی دیہات کی شدھی اور ۲۵ ہزار ملکانوں اور ۲۵ ہزار ... قوم کے نومسلموں کو ہندو بنانا اور اس سے بھی بڑھ کر ایک لاکھ تک تعداد پہنچا دینا ایسے سامانوں کے ہوتے ہوئے کوئی مشکل بات نہیں، بڑی بات جو انہوں نے کی وہ یہی ہے، کہ ساری ہندو قوم کو اپنے ساتھ کر لیا، باوجود اس کے کہ ابھی تک پنڈت مدن موہن مالویہ جیسے سرگرم ہندو لیڈر جو ہندوؤں کی اچھوت جاتیوں کو اٹھانے اور انہیں کنوؤں پر چڑھانے کا نمائشی کام کرتے پھرتے ہیں، مسٹر سی آر داس جیسے قابل اور مالدار ہندو لیڈر کے ساتھ ایک ہی کمرہ میں کھانا نہیں کھاتے پھر بھی مسلمان راجپوتوں کو ہندو بنانے اور چند نام کے پنڈتوں کو ان کے ساتھ کھانا کھلانے اور عوام الناس کو خاموشی کے ساتھ یہ نظارہ دیکھنے اور ٹس سے مس نہ کرنے پر اندر ہی اندر رضامند کر لیا گیا، یا کم از کم ایسا جادو ان پر پھونکا گیا، کہ انہوں نے اف تک نہ کی، بلکہ جیسا کہ رپورٹ زیر نظر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے بہت سی بڑی بڑی ہندو سبھاؤں اور قدیم خیالات کے ہندو لیڈروں سے سبھا مذکور نے شدھی کی اجازت بھی حاصل کر لی ہے اس قسم کی حاصل شدہ اجازتوں کی تعداد ۱۴ بتائی گئی ہے، جو بہت ہی حیرتناک ہے،

اس کے بالمقابل مسلمانوں کے کام اور ان کے انتظام کو دیکھئے جس وقت شدھی کا کام شروع ہوا، اور مختلف انجمنوں کے نمائندے میدان ارتداد میں اس کے انسداد کے لئے گئے، تو وہاں پہنچتے ہی ان کی باہمی آویزش اور تصادم کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ وہ قوم جس کے اندر اختلاف اگر ہے تو ان باتوں میں جو فروع اور جزئیات سے تعلق رکھتی ہیں، وہ قوم جس کا یہ امتیازی نشان ہے کہ صدیوں کے جھگڑوں اور فتنہ و فساد کو مٹا کر اسلام کے علم کے نیچے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کی مصداق بن گئی، صدیوں کے دشمنوں کو اس نے دوست بنایا، اور غیر مذاہب والوں کو صلح و اتحاد کا پیغام دیا، اس کے مبلغ جب اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کو ارتداد سے روکنے کے لئے باہر نکلتے ہیں، تو اصل کام کو چھوڑ کر باہم دست و گریبان ہو جاتے ہیں، کس قدر مایوس کن اور دل شکن نظارہ ہے، جو اسلامی دنیا کے لئے ازحد شرمناک اور عبرت انگیز ہے،

اس شرمناک نظارہ کو دیکھ کر بعض ...... مسلمانوں نے انجمن نمایندگان تبلیغ کی طرح ڈالی، اور کوشش کی، کہ تمام کام ایک نظام کے ماتحت ہو، جیسا کہ بھارت ہندو شدھی سبھا کام کر رہی ہے لیکن بجائے اس کے کہ کوئی نظام قائم ہوتا، خود انجمن نمایندگان کا جنازہ نکل گیا،

اس کے بعد بعض اور انجمنیں بجاے نمائندگان تبلیغ ہی کے نقش قدم پر نہیں، جن میں سے مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام ابھی تک زندہ ہے، لیکن اس کے کام کی رپورٹیں محض بغلوں اور لیکچروں [illegible]

اب تک پیدا کئے ہیں، اور اس کے ذریعہ آئندہ انسداد ارتداد کی کیا صورت پیدا ہوئی ہے یا کس قدر مرتدین کو وہ واپس اسلام کے اندر لانے میں کامیاب ہوئی،

ان مرکزی انجمنوں کے علاوہ بعض انجمنیں ایسی بھی ہیں جو علیحدہ اپنا کام کرتی ہیں، جیسے دونوں احمدیہ جماعتیں اور انجمن دعوت و تبلیغ یا اور مختلف انجمنیں، لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بعض انجمنوں نے اصل کام کی طرف پوری توجہ کرنے کے بجائے باہمی کفر بازی اور مناقشات کا دروازہ کھول دیا، جس کی وجہ سے کام کرنے والوں کو میدان سے ہٹنا پڑا، تاکہ دشمن ان کے باہمی جھگڑوں سے فائدہ نہ اٹھائے، اور اصل کام کا نقصان نہ ہو، تاہم اب تک بڑے بڑے مخالفوں کو اس بات کا اقرار ہے، کہ ہر دو احمدیہ جماعتوں نے جو کام اب تک کیا ہے، وہ دوسری انجمنوں سے مجموعی طور پر نہیں ہو سکا، یہ دلیل ہے اس جوش و اخلاص کی جو جماعت احمدیہ کے اندر اللہ تعالے نے ودیعت کر رکھا ہے، افسوس ہے کہ دوسرے مسلمانوں کے اندر وہ اخلاص باقی نہیں رہا جو ایسے ضروری کام کے لئے ہونا چاہیئے، ورنہ یہ ناکامی انہیں پیش نہ آتی، یہ باہمی جنگ و جدال ان میں نہ ہوتا، اور وہ مل جلکر اتحاد و اتفاق کے ساتھ کام کرتے،

اب بھی وقت ہے کہ کم از کم مسلمان مبلغ ایک دوسرے کے ساتھ شیر و شکر ہو کر کام کریں، وہ اس نقصان عظیم کو دیکھیں، جو بھارت ہندو شدھی سبھا نے ساڑھے دس مہینہ کے اندر پیدا کیا ہے، کیا وہ اگر چاہتے، اگر ان میں ہمت اور حوصلہ ہوتا، اور ایک دوسرے کی تکفیر اور مناقشوں میں وقت ضائع نہ کرتے، تو ایک بھی مسلمان متنفس ارتداد کی آگ کی نذر ہو سکتا تھا؟ معاصر "زمیندار" نے سچ لکھا ہے کہ "اس خوفناک نقصان کے ذمہ وار فی الحقیقت ہمارے وہ بے درد علما ہیں جنہیں فرقہ بندیوں کے جھگڑوں ہی سے فرصت نہیں ملتی، اور جو ہر وقت احمدی۔ غیر احمدی کے مسئلہ پر اپنے قوائے دماغی کو ضائع کرتے رہتے ہیں، جو حضرات مسلمانوں کو کافر بنانے پھریں، ان سے یہ امید کیونکر کی جا سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کو بہتر مسلمان اور کفار کو با ایمان مسلمان بنا سکیں گے" کاش اب بھی مسلمان سمجھیں، اور کفر بازی کو چھوڑ کر ایک جماعت کی صورت میں دشمنوں کے بالمقابل کام کریں، تاکہ نہ صرف فتنہ ارتداد کی آگ ہی فرو ہو جائے، بلکہ ہندوستان خالص اسلامی ہندوستان بن جائے،

مہاتما گاندھی اور اسلام

مہاتما گاندھی نے اپنے اس مضمون کے آخر میں جو ہندو مسلم اتحاد کے متعلق لکھا ہے، مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ

"میں ایسے مسلمانوں سے ملا جنہیں اکثر برا کہا جاتا ہے اور مجھے ایک واقعہ بھی ایسا یاد نہیں جس پر مجھے افسوس کرنا پڑا ہو، مسلمان بہادر ہیں، دلیر ہیں، فراخدل ہیں، اور جب ان کے شبہات دور ہو جاتے ہیں، تو فوراً دوسرے پر اعتماد کر لیتے ہیں، ہندو جو خود آئینہ خانوں میں رہتے ہیں۔ اپنے مسلمان ہمسایوں پر طعن و تشنیع کے پتھر پھینکنے کا کوئی حق نہیں رکھتے"

آخر میں مذہب اسلام کے متعلق مہاتما جی ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اسلام اپنے اوج و اقبال کے زمانہ میں متعصب اور غیر روادار نہ تھا، دنیا اس کے احترام پر آمادہ تھی، جب دنیا پر تاریکی مسلط تھی، تو مشرق کے افق پر ایک روشن ستارہ طلوع ہوا، اور اس نے مصائب و آلام سے برباد شدہ دنیا کو آرام اور روشنی سے شاد کام کیا، اسلام سچا مذہب ہے، ہندوؤں کو چاہیئے کہ وہ نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کریں، انہیں بھی اسلام کے ساتھ ایسی ہی محبت پیدا ہو جائے گی جیسی مجھے پیدا ہو گئی ہے۔ اگر یہاں ہندوستان میں اسلام کی حقیقی حالت پلٹ گئی ہے تو ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے، کہ اس انقلاب میں ہمارا کچھ کم حصہ نہیں، اگر ہندو اپنی حالت درست کر لیں تو مجھے [illegible]

یقین ہے کہ اس اور سے مناظر پیش کرے گا، جو اس کی قدیم تہذیب کی روایات کے شایان شان ہوں گے"

مہاتما گاندھی کے یہ الفاظ جہاں اسلام کی صداقت اور گذشتہ عظمت و تہذیب کے شاہد ہیں، وہیں ان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ہندو تمدن اور طور و طریق مہاتما جی کو دل سے ناپسند ہے، ورنہ وہ یہ نہ کہتے، کہ اگر ہندوستان میں اسلام کی حقیقی حالت پٹ گئی ہے، تو ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے، کہ اس انقلاب میں ہمارا کچھ کم حصہ نہیں" فی الحقیقت ہندوستان میں اسلام کی جو شکل و صورت بن گئی ہے، مسلمانوں کے اخلاق و اعمال پر جو ناگوار اثر پایا جاتا ہے وہ زیادہ تر ہندو تمدن ہی کا نتیجہ ہے، ایک مدت کی ہمسائگی اور ہندوؤں کی غالب تعداد نے مسلمانوں کو کچھ کا کچھ بنا دیا، اب بھی اگر وہ چاہیں، تو اس اثر کو دور کر کے اپنی سابقہ عظمت کو بحال کر سکتے ہیں،

شدھی اور تبلیغ

اپنے اسی مضمون میں شدھی اور تبلیغ پر مہاتما گاندھی نے جو اظہار خیالات کیا ہے، اس میں یہ بتایا ہے کہ

"تبدیل مذہب اور تبلیغ مذہب میں کوئی طاقت مزاحم نہیں، لیکن یہ بری بات ہے کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بتاتے ہوئے دوسرے مذاہب کو بدنام و رسوا کیا جائے"

مہاتما جی کے یہ الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، یہی وہ اصول ہے، جس کے لئے ایک مدت سے جماعت احمدیہ دوسرے تمام مذاہب کو دعوت دے رہی ہے، خود حضرت مسیح موعود نے بہت عرصہ ہوا، ایک میموریل گورنمنٹ کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا تھا، کہ اس قسم کا ایک قانون بنا دیا جائے کہ کوئی شخص دوسرے مذاہب پر کوئی حملہ نہ کرے، نہ انہیں برا بھلا کہے، بلکہ تبلیغ مذہب کو محض اپنے مذہب کی خوبیاں بتانے تک ہی محدود رکھے،

افسوس کہ اس زرین اصول کی عدم پیروی ہی کا یہ نتیجہ ہے، کہ آج ہم ہندوستان میں قوموں کی باہم کشمکش اور جنگ و پیکار دیکھتے ہیں، ورنہ اگر محض اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ہی بتائی جائیں تو یہ نفرت و عناد کبھی پیدا نہ ہوتا، کاش ہمارے آریہ سماجی اور عیسائی دوستوں نے اگر مجدد وقت کی بات کو نہ سنا، تو اب اپنے سیاسی لیڈر کے الفاظ کو ہی گوش ہوش سے سنیں، اور اس اصول کو آئندہ کے لئے اختیار کر کے اس روزمرہ کی جنگ و پیکار کو جو سوراج کے رستہ میں ایک بڑی روک ہے، ختم کر دیں،

اس کا بہترین طریق یہی ہے کہ جس فریق نے سب سے پہلے بدزبانی شروع کی، یعنی آریہ سماجی اور عیسائی وہ اپنی کتابوں کو جن میں دوسرے مذاہب بالخصوص اسلام پر حملے کئے گئے ہیں، جلا دیں، یا کم از کم آئندہ کے لئے ان کی اشاعت بند کر دیں، تاکہ ان کی وجہ سے جو نفرت و عناد پھیل رہا ہے، وہ آئندہ بڑھنے نہ پائے،

کیا ہمارے سماجی اور عیسائی دوست اس طرف متوجہ ہونگے؟

ایک جدید تاریخ ہند

ہندو اور مسلمانوں میں منافرت پھیلانے کا ایک بڑا ذریعہ درسی کتب ہیں، جن میں ایک یا دوسری قوم کے بزرگوں کے اخلاق و اعمال کا سیاہ نقشہ پیش کیا جاتا ہے، بالعموم تاریخی کتابوں میں اسلام اور مسلمانوں کے بڑے نمونے پیش کئے جاتے ہیں، سلاطین اسلام پر ناپاک الزام لگائے جاتے ہیں، اور یہ بتایا جاتا ہے، کہ انہوں نے ہمیشہ ہندو قوم پر ظلم و ستم کیا، وہ ہندو قوم کے بچوں کے دلوں میں ان کی ابتدائی عمر میں ہی نفرت پیدا کر دیتا ہے، خود ہندوؤں کے ارباب دانش و بینش اس حقیقت نفس الامری کے قائل ہیں، اور ان کا اعتراف ہے کہ جتنے اس قسم کے واقعات درسی کتابوں میں لکھے گئے ہیں، وہ محض ہندو اور مسلمانوں کو لڑانے کے لئے ہیں،

باوجود اس کے ہم حیران ہیں کہ میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز لاہور نے ایک جدید تاریخ ہند "ائی رڈوس آف ہسٹری" کے نام سے شائع کی ہے جس میں سلطان محمود غزنوی اور بعض دوسرے ... کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے، کہ سلطان محمود غزنوی ہندوؤں کو اس لئے نفرت و حقارت سے دیکھتا تھا، کہ ان کے مذہب کا دشمن تھا، اس نے ہندوؤں پر ظلم و ستم برپا کئے، ان کے مندروں کو توڑا، وہ ہندوستان پر صرف قتل و غارت کے لئے حملہ آور ہوتا رہا، وہ محض اختلاف مذہب کی بنا پر ہندوستان کے باشندوں کو دشمن سمجھتا تھا وغیرہ وغیرہ ان افسوسناک خلاف بیانیوں کی برائی اور بھی بڑھ جاتی ہے، جب ہم یہ سنتے ہیں کہ اس کتاب کو ایک مسلمان نے تصنیف کیا ہے، میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز نے اپنی بریت کے لئے چودھری عبد الحمید صاحب ایم اے کا نام لیا ہے، ہم نہیں جانتے کہ چودھری صاحب کی غیرت ملی نے ایسی خلاف واقعہ باتوں کی تصنیف کو کیونکر گوارا کیا، ہم باور نہیں کر سکتے، کہ ایسی بے بنیاد باتیں اور اسلام پر ناپاک الزام چودھری صاحب کی تراوش قلم کا نتیجہ ہوں، اس بارہ میں ان کے اپنے جواب کی انتظار ہے، تاہم ضرورت ہے کہ اس کتاب کو یا تو سکولوں کے نصاب سے خارج کر دیا جائے یا کم از کم اس کو ایسی ناپاک باتوں سے پاک کر دیا جائے،

ایک اور فتنہ ارتداد

چار لاکھ مسلم راجپوتوں کے ارتداد کا فتنہ چونکہ مرگ انبوہ کا حکم رکھتا تھا، اس لئے وہ عام طور پر ہندوستانی مسلمانوں کے التفات کا موجب ہو گیا، اور بیسیوں انجمنیں اس کے انسداد کے لئے کمربستہ ہو گئیں، لیکن ایک اور بہت بڑا فتنہ بہت مدت سے ہندوستان اور بالخصوص پنجاب میں موجود ہے، مگر بہت کم ہیں، جن کو اس کا احساس ہو، بارہا اخبارات میں اس فتنہ کا تذکرہ آ چکا ہے کہ کچھ تو بعض مسلمان خاوندوں کے ناقابل برداشت ظلم اور موجودہ قوانین کے عورتوں کے حق میں نہ ہونے کی وجہ سے اور کچھ مسیحی مشنریوں کی عورتوں میں آزادانہ آمد و رفت اور مسلمان عورتوں کی جہالت کے باعث کثیر التعداد مسلمان عورتیں عیسائی ہوتی جا رہی ہیں، اور عیسائی ہونے کے بعد عدالت سے فسخ نکاح کی طالب ہوتی ہیں، جن میں بالآخر انہیں کامیابی ہو جاتی ہے، حالانکہ اسلام نے صحیح طور پر اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے، لیکن موجودہ قانون اس قسم کا ہے کہ اس میں اسلامی شریعت کے بجائے فقہا کی بعض وقتی تصریحات کو بنائے فیصلہ قرار دیا جاتا ہے، ہم بارہا اس سے پیشتر لکھ چکے ہیں، کہ اسلام نے کہیں ارتداد کی سزا قتل نہیں رکھی، اور نہ اس بنا پر کسی عورت کے اہل کتاب ہونے کی صورت میں کوئی نکاح فسخ ہو سکتا ہے، اس لئے ضرورت ہے، کہ اس کی ترمیم کی کوشش کی جائے، ورنہ یہ فتنہ بہت بڑھ رہا ہے، اور بہت سے گھرانے اس کی وجہ سے تباہی کا منہ دیکھ چکے ہیں، اور آئے دن دیکھتے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ مسلمان علماء اور ممبران مجالس قانونی کو اس کی طرف مطلق توجہ نہیں، حالانکہ یہ مرض اگر یونہی ترقی پر رہا، تو یقیناً یہ ساری قوم کے لئے نقصان عظیم کا موجب ہوگا، اور مسلمانوں کی خانگی زندگی سے امن اٹھ جائے گا،

اس لئے ہم پھر علمائے کرام، سیاسی لیڈروں، مسلمان مشیران قانونی اور عامۃ المسلمین کی توجہ اس طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ وہ:۔

(۱) اس قانون کو کہ کسی مسلمان عورت کے عیسائی ہو جانے سے اس کا نکاح اس کے مسلمان خاوند سے فسخ ہو جاتا ہے، فوراً تبدیل کرانے میں ساعی ہوں، بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ یہ تبدیلی مذہب خلوص کا رنگ اپنے اندر نہیں رکھتی، بلکہ محض معاشرتی مشکلات کے باعث خاوند سے علیحدگی کی ایک صورت بنائی جاتی ہے،

(۲) ایسی حالت میں کہ کوئی مسلمان مرد اپنی عورت پر صریح ظلم کر رہا ہو اور عورت اس سے علیحدگی کی خواہاں ہو، قانون میں عورت کیلئے یہ رعایت رکھنی چاہیئے کہ وہ اس عورت کو ایسے ظالم خاوند سے تخلصی کرا دے، تاکہ مسلمان عورتوں کو ارتداد کا بہانہ تلاش نہ کرنا پڑے،

(۳) ہمارے گھروں میں مسیحی مشنریوں کو ہرگز نہ گھسنے دیا جائے، اور اس کے ساتھ ہی مسلمان مستورات کو دینی اور مذہبی تعلیم سے واقف کیا جائے، تاکہ وہ اپنے مذہب کی محافظ ہوں، اور غیر مذاہب کے چپسلانے میں نہ آئیں بلکہ ان کی تردید کے لئے کھڑی ہو جائیں۔

پہلی دو باتیں تو مسلمان مشیران قانونی یا ممبران مجالس قانونی اور علمائے کرام سے تعلق رکھتی ہیں اور تیسری عامۃ المسلمین سے، اگرچہ اس کیلئے بھی ضرورت ہے کہ قوم کے ارباب حل و عقد ایک خاص نظام بنائیں، اور اس کے ذریعہ اس کام کو سرانجام دیں، کاش خلافت کمیٹی اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے

مسیح موعود کا حربہ آسمانی

اور

احمدی احباب کو یاد دہانی

(حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

لیظہرہ علی الدین کلہ کے ماتحت اس زمانہ کیلئے جو حربہ آسمانی مسیح موعود کو عطا ہوا وہ ہے فلسفہ قرآن، آپ نے بڑے زور سے یہ اعلان کیا، کہ قرآن کریم ایک کامل و مکمل کتاب ہے، اور جو کچھ دعوے کرتا ہے، اس کے دلائل بھی خود ہی پیش کرتا ہے۔ وہ کسی کمزور انسانی دماغ کی وکالت کا محتاج نہیں، جیسا کہ دنیا کی دوسری مذہبی الہامی کتابیں ہیں، پادری عبداللہ آتھم کے مقابل یہی اصول پیش کیا، جس نے پیچھے آکر وہ حل نہ سکا اور منہ کی کھائی، وہ ایک بھی دلیل تو اپنی کتاب بائبل سے پیش نہ کر سکا، اور پیش کرتا کہاں سے کرتا، کوئی ہوتی تو پیش کرتا، پس غیر مذاہب کے لوگ مناظرہ و مباحثہ کے وقت اگر مختلف فلسفہ انسانی کی طرف رجوع کریں تو معذور ہیں، کہ ان کے گھر میں کچھ نہیں، مگر ایک مسلمان اور بالخصوص مسیح موعود کے اکھاڑے کا پہلوان یعنی کوئی احمدی مناظر فلسفہ قرآنی کو چھوڑ کر دوسرے فلسفوں کی الجھنوں میں اگر پڑے گا تو وہ غلطی کرے گا،

اس لئے میں اپنے احمدی دوستوں کو یاد دہانی کراتا ہوں۔ کہ ہمیں ہر میدان میں فلسفہ قرآن کو ہاتھ میں رکھنا چاہیئے، قرآن کریم کسی فلسفہ یونان یا منطق ہندوستان کا محتاج نہیں، اس کا فلسفہ وہ فلسفہ ہے، جس کے سامنے تمام محققین زمانہ کی گردن جھکی ہوئی ہے، یعنے نیچرل فلاسفی، قوانین فطرت، قدرت کے مشاہدات، بدیہیات، تجربات جنہیں ہر ایک عالم و امی محض اپنی عقل خداداد سے سمجھ سکتا ہے، جو شخص بھی کامن سنس (common sense) یعنے عقل سلیم رکھتا ہے، اُسے اس کے تسلیم کرنے میں عذر ہو ہی نہیں سکتا، یونانی منطق سے وہ آزاد ہے جس کی لفاظیوں کی پیچیدگیوں اور گورکھ دھندوں میں پڑ کر انسان بادیہ ضلالت میں خوار و زار ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے، اور جن کی غلطیاں آج طشت از بام ہو چکی ہیں، پس ان منطقی دھوکے کی ٹٹیوں سے جنہیں اہل باطل اپنے عقائد کی پردہ پوشیوں کے لئے استعمال کرتے ہیں، ہچو مکران کی لغویت سے پردوں کو اٹھا دو، اور سچا قرآنی فلسفہ دنیا کے سامنے پیش کرو، ہم یونانی بت پرستوں کی منطق کے پابند نہیں، خواہ وہ عربی لباس میں ہی کیوں نہ نظر آتے ہوں، عربی کا چولہ پہن لینے سے کوئی غلط بات حق نہیں ہو جائے گی، غلط غلط ہے، اور حق حق ہے، خواہ وہ کسی زبان میں ہو، یونانی منطق کی عربی کتابیں مسلمانوں کے لئے حجت نہیں ہو سکتیں، اگر پرانے ملا انہیں اپنے لئے حجت سمجھتے ہوں، تو سمجھنے دو، انہیں مبارک رہے،

ان ملاؤں کا یونانی منطق کی دیوی کے آگے سربسجود ہونے کا جو نقشہ مولانا حالی نے اپنی مسدس میں کھینچا ہے، وہ کتنا صحیح ہے فرماتے ہیں:۔

وہ تقویم پارینہ یونانیوں کی | وہ حکمت کہ ہے اک دھوکے کی ٹٹی
یقین جس کو ٹھہرا چکا ہے کمی | عمل نے جسے کر دیا آکے ردی

اسے وحی سے سمجھے ہیں ہم زیادہ
کوئی بات اس میں نہیں کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآں | بالاجماع ہیں قابل نسخ و نسیاں
مگر لکھ گئے جو اصول اہل یونان | نہیں نسخ و تبدیل کا ان میں امکان

نہیں سکتے جب تک کہ آثار دنیا
ہٹے گا کبھی کوئی شوشہ نہ ان کا

نتائج ہیں جو مغربی علم و فن کے | وہ ہیں مستند گرچہ ہو سو برس سے
تعصب نے لیکن یہ ڈالے ہیں پردے | کہ مرحق کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے

دلوں پر ہے نقش اہل یونان کی رائیں
ہوا اب وحی اتری تو ایمان لائیں

اب اس فلسفہ پر ہیں جو مرنے والے | شفا اور مجسطی کے ہیں جو نوالے

وہ تپلی سے کچھ بل بیہ کر نہیں ہیں
پیمر ...قمر بسر اور ہواں تھے دلیں ہیں
وہ ہیں ... بندھی سر پہ دستار علم وفضیلت
اگر کہنے ہیں کہ بیعت میں جو د تو ہے سب سے اُن کی بڑی یہ لیاقت
کہ گردن کو وہ رات کہدیں زباں سے
تو منوا کے چھوڑیں لسے اک جہاں سے

لہٰذا یہ ملاؤں کی تقدیر کی گٹھڑی انہیں کے پاس رہنے دو، تم لے نہ اٹھاؤ، تم وہ حربہ استعمال کرو جس کی ضرب کاری اور نشانہ خالی از خطا ہے، یعنی قرآن کا فلسفہ جس میں کوئی دھوکہ و پیچ نہیں، آجکل بعض غیر مذاہب کے مناظروں نے جب دیکھا، کہ حق کی ٹکر کے آگے اب باطل پاش پاش ہونے لگا ہے، تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق نکر یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے، کہ منطق کی چند اشکال یاد کر کے مشکل مشکل منطقی الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اور عام پبلک پر رعب ڈالکر پردہ پوشی کرنا چاہتے ہیں، میں نے کئی لوگوں سے جو ایسے مواقع پر موجود تھے، سوال کیا تو معلوم ہوا، کہ وہ ان منطقی اعتراضات کو خود مطلق نہیں سمجھتے، اور مفت میں سر دھنتے رہے، اور جب پوچھا گیا کہ ان اعتراضات کا مفہوم کیا تھا، تو بغلیں جھانکنے لگے ایسے لوگ مباحثہ کیا کر سکتے ہیں،

پس اگر کوئی غیر مسلم مناظر مقابلہ پر آوے اور منطقی ہونے کا دعوے کرے، تو اسے کہو کہ جس کتاب کا تو وکیل بن کر آیا ہے، اس کی منطق پیش کر، اور اگر نہیں تو قرآن کی منطق ہم سے سن لے، ان دو کے علاوہ کسی تیسری منطق کے آگے سر جھکانا یرید ان یتحاکموا الی الطاغوت کا مصداق بننا ہے، جس کے ہم کیا کوئی بھی عقلمند پابند نہیں ہو سکتا ہم یونانیوں کے خود تراشیدہ اصولوں کے قائل نہیں، ہم قرآن کے بیان کردہ الٰہی اصولوں کے سامنے سر جھکانے والے ہیں، اگر تمہارے پاس کوئی خدائی منطق ہے تو پیش کرو، نہیں تو اپنی ناقص کتاب کو چھوڑ کر اس کامل کتاب کی پیروی کرو، جو نہ صرف وہ اصول ہدایت دنیا کو سکھاتی ہے، جو عین مطابق فطرت ہیں، بلکہ ان اصولوں پر خود ہی وہ دلائل پیش کرتی ہے، جو عین فلسفۂ فطرت ہے،

مسئلہ تقیہ اور اہل تشیع

لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منھم تقاۃ ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر

تقیہ کی اہمیت علماء امامیہ کے نزدیک

علماء امامیہ نے آیت الا ان تتقوا منھم تقاۃ سے تقیہ کو ثابت کیا ہے، اور لکھتے ہیں، کہ تقیہ کا منکر بے ایمان ہے اور گویا اس کا ایمان اس آیت پر نہیں، اور آیت میں لفظ تتقوا اور تقاۃ ہے، وہ اس کو تقیہ بناتے ہیں، اور اس پر بہت سی احادیث کتب احادیث شیعہ میں ائمہ سے مذکور ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ تقیہ ہر شے میں ہے، اور تقیہ خدا کی سپرہے اور ایمان واسطے اس شخص کے نہیں جو تقیہ نہیں کرتا، اور تقیہ کے یہ معنے کرتے ہیں، کہ بحالت اضطرار و ناچاری جو کچھ اس کا اعتقاد اور ایمان اصلی قلبی ہے اس کے خلاف ظاہر کرے، اور عمل کرے، قرآن کریم میں اکراہ اور جبر کی حالت میں دوسری جگہ یوں مذکور ہے، الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان (النحل)

تقیہ کمزوری ایمان کا نتیجہ ہے

اصل میں قرآن کریم پر تدبر اور غور کرنے والے اور اس کا دائمی تذکرہ کرنے والے ہی اس کے معارف اور حکمتوں سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں، اگر آپ سورۃ النحل کی ان تمام آیات پر غور کریں جو اس کے سیاق و سباق میں واقع ہیں، تو آپ پر روشن ہو جائیگا کہ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک خیر القرون کے مسلمانوں کے لئے بہت کچھ ... سے مصائب و تکالیف سے ... کے لئے اسوہ اور نمونہ اور جرأت ایمانی کا ایک سبق ہے، ساتھ ہی اس کے کہ تمام انسان یکساں دل و گردہ استقلال و ہمت برداشت میں برابر بھی نہیں ہو سکتے، اس لئے جہاں قانون ہے، وہاں کچھ استثنائیہ صورتیں بھی ہیں، بعض وقت تقاضائے بشریت کا فروں کے مظالم سے ایک کمزور مسلمان منہ سے کچھ کلمات کفر کہہ دیتا ہے، مگر اس کا دل ایمان سے مطمئن ہوتا ہے، یعنے اس کے دل میں کفر کی بات تو نہیں ہوتی، مگر دباؤ اکراہ اجبار سے یہ الفاظ زبان سے ان کی نکل جاتے ہیں، تو گو یہ حالت کوئی اعلے مقام ایمان و ایقان کا تو نہیں، تاہم ایسے لوگ بوجہ مجبوری و کمزوری بشریت ایک حد تک قابل معافی سمجھے جاتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کا یہاں ذکر ہے، چنانچہ ان دو شخصوں کے مقابلہ میں جن میں سے ایک نے جان بچانے کے لئے مسیلمہ کذاب کے سامنے کلمہ انکار کہہ دیا، اور دوسرا بوجہ اپنی ثابت قدمی کے شہید کیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک نے رخصت سے فائدہ اٹھایا، مگر دوسرے نے حق کو نہ چھپایا، سو اس کے لئے مبارک ہے، خیر القرون کے اکابر مسلمانوں میں دوسری اس قسم کی مثالیں آپ کو کثرت سے ملیں گی، مگر پہلی قسم کی مثال عامل بالرخصت والی شاذ و نادر ملے گی، اب الفاظ حدیث دوسرے کے لئے قابل قدر ہیں، اما الاول فقد اخذ برخصۃ اللہ واما الثانی فقد صدع بالحق فھنیئا لہ

تقیہ کے بدنتائج

ظاہر طور پر دوستی کا رنگ رکھنا حالانکہ دل میں دشمنی ہو، یا بات بات پر جھوٹ بولکر بچنا چھپانا اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے، یہ زندگی کا ایک منافقانہ رنگ ہے، اور اس کو اسلام سخت ترین نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، مثلاً قرآن کریم منافقوں کے متعلق فرماتا ہے، اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ، واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون الآیۃ دیکھو منافق آکر کہتے تھے، کہ تو ضرور اللہ تعالےٰ کا رسول ہے، اور ہم اس پر ایمان لاتے اور اس کو مانتے ہیں، مگر خدا اس کی تردید فرماتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں دل میں کچھ ظاہر کچھ، یہ شعبہ نفاق سے ہے نہ کہ ایمان ہے، ہمارے امامیہ احباب اس کو وسعت دیتے ہیں، ہر قول میں تقیہ جائز ہے، اس کے مآل اور نتیجہ پر غور نہیں کرتے، اس سے تو جھوٹ پر جرأت اور اس کی عادت پڑ جاتی ہے، اور ایک شخص کی بات سے امن اٹھ جاتا ہے، کیونکہ اپنی ضرورت کا فیصلہ کرنے والا وہ خود ہوا کہ اب تقیہ کا موقعہ ہے، جھوٹ کہہ دوں، دوسرے کو کیا علم ہے کہ جو کچھ ایک تقیہ باز شخص کہہ رہا ہے، یا عمل کر رہا ہے وہ صدق دل سے کہہ رہا ہے، یا جھوٹ سے کہہ رہا ہے، یا جو عمل کر رہا ہے وہ مطابق واقع ہے، اور صداقت سے ہے یا فرضی اور نمائشی طور پر ہے، اس سے تو جھوٹ اور منافقت دنیا میں ترقی پذیر ہوتی ہے کاش کوئی اہل دل بنکر اس پر غور کرتا، کہ ننانوے فیصدی اس مرض میں مبتلا ہیں، یہ تقیہ ہی کے برکات ہیں پناہ بخدا،

احادیث تشیع اور تقیہ

تمام احادیث شیعہ سے امن اٹھ گیا ہوا ہے، معلوم نہیں کونسی احادیث ائمہ نے تقیہ سے بیان کیں، اور کونسی اس وقت استعمال کیں جب تقیہ کا احتمال نہ تھا، کیونکہ تقیہ دل کا فعل ہے، اور اس کے محل کو معلوم کرنا بھی امام کے متعلق ہے، وہ اس میں تمیز رکھے گا، کہ اب تقیہ کا موقعہ ہے یا نہیں، جو لوگ موجود ہیں ان کو کیا خبر ہے کہ امام صاحب نے یہ بات تقیہ سے فرمائی یا عدم تقیہ سے۔ چنانچہ یہی واقعات پیش ہوئے، اور احادیث تشیع میں اس کا ذکر مفصل موجود ہے، کہ امام صاحب سے تین آدمیوں نے ایک ہی مسئلہ دریافت کیا، اور امام نے تینوں کو مختلف جوابات دیئے زرارہ، ابو نصیر، ابی النجار دو راویان احادیث و دوستداران ائمہ نے اس کا سبب دریافت کیا، اور ساتھ ہی امام صاحب کو یہ بھی سمجھایا کہ حضور اس سے تو اختلاف پیدا ہوگا، اور شیعوں میں اختلاف شدید ہوگا، امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہی امر ہمارے اور تمہارے بقا کے لئے اچھا اور عمدہ ہے، سبحان اللہ کیسا معقول جواب ہے کہ اختلاف ہونے دو پروا نہیں، اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم الآیۃ

تقیہ امر بالمعروف کے خلاف ہے

... [illegible]

وہ کس طرح ادا کریں گے، پہلے ایک مسئلہ فرضاً امام سے بیان کیا، اس وقت جو لوگ موجود تھے، معہ سائل چلے گئے، وہ لوگوں میں اور شہروں میں شائع ہوگیا، پھر دوسرا سائل دریافت کرتا ہے، اس کو کچھ اور ہی جواب ملتا ہے، وہ بھی چلا جاتا ہے، اور وہ جواب بھی لوگوں میں شائع ہو کر پھیل جاتا ہے، اور علی ہذا تیسرا جواب بھی جو ان دونوں سے مختلف ہے، وہ بھی شائع اور مشہور ہو جاتا ہے، اور لوگ تینوں پر عملدرآمد بھی شروع کرتے ہیں، کہ امام صاحب معصوم کا فرمودہ ہے، پھر ضرور تینوں میں سے ایک صحیح ہوگا، دو ضرور جھوٹ اور تقیہ والے ہوں گے، اور یہ بھی احتمال ہے، کہ تینوں صحیح نہ ہوں، اور اگر چوتھا سائل آجاتا، تو اس کو کوئی اور ہی جواب ملتا، تو یہ تقیہ کیا ہوا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا ہوا، ایک عقدہ لاینحل اور معمّٰی اور چیستان بہیلی کا قصہ بن گیا، فیا للعجب،

ایک سنی کے سامنے تقیہ

میں ابھی ... تھا، ہمارے گھر میں چند دوست جمع تھے، ایک سنی اور پانچ یا چار شیعہ، گھر ہمارا اپنا تھا، گھر کے اندر شیعوں نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی، ایک سنی کے ہوتے ہوئے یہی تقیہ شیعان ہے

نہ جبر ہے نہ اکراہ ہے نہ اضطرار ہے نہ اجبار ہے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

سنی کے پیچھے شیعہ کی نماز

پھر میں نے اہل سنت کی کتابوں میں یہ بات پڑھی، کہ اگر کوئی شیعہ تقیۃً کسی سنی کے پیچھے نماز پڑھ لے، تو گویا اس نے ایک نبی کے پیچھے نماز پڑھی، یہ بات مجھ کو بہت بری معلوم ہوئی، اور میں نے اس کو افترا سمجھا، اور میری عقل اس سے ابا کرتی تھی، کہ اگر ایک سنی کے پیچھے نماز پڑھنی شیعوں کے ہاں اس قدر درجہ رکھتی ہے، اور اتنا ثواب عظیم ہے، تو پھر شیعہ کیوں اہل سنت کی مساجد میں حاضر نہیں ہوتے، معاً مجھ کو خیال آگیا، کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سردار اولیاء و اتقیاء و افضل انبیاء و اوصیاء مدت العمر اپنی نمازیں اصحاب ثلاثہ کے پیچھے پڑھتے رہے، جو شیعہ نقطۂ نگاہ سے منافق، مرتد اور کافر تھے، پھر سنی کے پیچھے عام شیعوں کا اقتدار نماز کیا ہیچ رکھتا ہے، تاہم مجھ کو اس روایت پر اعتبار نہ تھا، جب تک میں نے شیعہ احادیث میں بچشم خود اس حدیث کو نہ دیکھ لیا، میں بنظر تبرک وہ حدیث یہاں لفظاً نقل کرتا ہوں، وہو ہذا،

(۱) علی بن ابراھیم . . . . عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من صلے معھم فی الصف الاول کان کمن صلے خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے سنیوں کے ہمراہ صف اول میں نماز پڑھی گویا اس نے رسول اکرم صلعم کے پیچھے نماز پڑھی،

(۲) عن احمد . . . . عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من صلے فی منزلہ ثم اتی مسجدا من مساجدھم فصلے معھم خرج بحسناتھم

جس نے سنیوں کے ہمراہ نماز پڑھی، وہ ان کی نیکیاں لیکر مسجد سے نکلا،

ولا تزر وازرۃ وزر اخری

بقیہ صفحہ اول

الغرض ان فرزندان اسلام کے دلوں میں اس قدر تبلیغی جوش تھا کہ کچھ کا کچھ کر دکھایا، دنیا کا کوئی گوشہ نہ چھوڑا، جس میں توحید کا وظیفہ نہ کیا ہو، یہاں تک کہ برازیل جنوبی امریکہ میں بھی کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے جا پہنچے،

سبحان اللہ ان مسلمانوں کے تبلیغی کارناموں کا یہ نتیجہ نکلا کہ اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ اسلام کے پولیٹیکل اقتدار کا میدان بھی وسیع ہوتا چلا گیا، صرف ایک ہی وقت میں تقریباً نصف دنیا پر شوکت اسلام کا پھریرا اڑنے لگا، اور آفتاب اقبال سے دشمنان اسلام کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں، بڑے بڑے متکبر بادشاہوں نے اپنی گردنیں اسلام کے آگے خم کر دیں، الغرض مسلمانوں نے جو کچھ پایا، وہ قرآن مجید کی تبلیغ ہی سے پایا ؎

ہاتھ میں تھا جب تلک تیغ اپنی ... تک
گاڑتے تھے قصر قیصر طاق کسریٰ پر نشاں
دکھ دیا جب ہاتھ سے سب کچھ گنوا یا ...

ویدک دھرم پر لیکچروں کا سلسلہ
آریہ سماج لاہور کو شکست فاش
مقابلہ کی تاب نہ لا سکے

بیرون لوہاری دروازہ لاہور مورخہ ۶-۷ جون بوقت ۹ بجے شب زیر صدارت جناب خان شاہ محمد خان صاحب بی۔ ایس۔ سی انجینیر ایم۔ ایس۔ ای۔ ایف۔ بی۔ سی لنڈن ایک پبلک جلسہ زیر انتظام جناب محمد دین جلیل و مولوی امیر الحسن و ملک دوست محمد خان صاحبان منعقد ہوا۔ جلسہ کے متعلق آریہ سماج کو چیلنج کے طور پر اشتہار بھی شائع کئے گئے تھے۔

پہلے دن کی کارروائی

حسب اعلان ٹھیک ۹ بجے بعد تلاوت قرآن مجید جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ جناب مولانا مولوی محمد عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری نے ویدک دھرم کے موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں آپ نے قرآن شریف سے اللہ جلشانہ کا ذاتی نام اللہ اور اسکی صفات پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ قرآن الہامی کتاب ہے اسکا دعوی ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اور وہ جامع جمیع صفات کاملہ ہے۔ ان سب دعاوی کو معہ دلائل کے قرآن شریف سے پیش کیا۔ اور آریہ سماج سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ویدوں سے کوئی ایسا منتر پیش کریں جس میں دعوی کے طور پر معہ دلائل کے ایسا کہا گیا ہو کہ اوم پرمیشور کا ذاتی نام ہے . . . . اور اوم ایک ہے نیز کہ جو صفات سوامی دیانند جی مہاراج ستیارتھ پرکاش میں سرب شکتیمان۔ سرب انتریامی۔ سچدانند۔ اجر۔ امر وغیرہ الفاظ میں اوم کی صفات بیان کی ہیں۔ وہ وید منتر سے ثابت کریں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں۔ اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل ہوگا۔ کہ سوامی دیانند جی نے جو ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ اوم پرمیشور کا ذاتی نام ہے۔ اور اوم ایک ہے۔ اور یہ اسکی صفات بالکل خود ساختہ ہیں۔ اور ویدوں سے اسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ مولوی صاحب کی تقریر نہایت عالمانہ عزت کا سرور دیتی تھی۔ لیکچر کے بعد دیا رتھی ایشور چند آریہ خوشاب نواسی فسٹ ایر ڈی اے وی کالج لاہور۔ مہاشہ گردیال ہوشیارپوری ممبر آریہ سماج انارکلی لاہور۔ مہاشہ مرلی رام پنڈیداس نیشنک بھنڈار انارکلی لاہور اور سوامی مینند شند سارسی حال مقیم ڈاکٹر گوکل چند نارنگ صاحب لاہور نے سوال و جواب کے طور پر ۵-۵ منٹ کے وقفہ سے مولوی صاحب سے تبادلہ خیالات کامل ایک گھنٹہ ۴ منٹ تک کیا۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب کے مطالبات کا ایک حرف تک بھی جواب نہ دے سکے۔ اور مولوی صاحب کا مختصر طور سے جو مطالبہ تھا کہ محض رگ وید کے منتر بھاگ میں سے لفظ اوم ہی نکال کر دکھاؤ۔ وہ بھی دکھا نہ سکے۔ اور دکھا بھی کیسے سکتے۔ جبکہ وید میں اوم کا لفظ ہی موجود نہیں ہے۔ آریہ مناظر نے بہت سی گندہ دہنی سے اصل مبحث کے خلاف قدم رکھا۔ اور سامعین میں سے بعض آریہ سماجیوں نے شور ڈال کر دقت کو ٹالنا چاہا۔ مگر جلسہ کے صدر جو فطرۃً ایسے منتظم واقع ہوئے ہیں۔ نہایت خوش اسلوبی سے ضبط انتظام کو بحال رکھتے ہوئے اسلام کی کامل فتح اور اللہ اکبر کے نعروں میں جلسہ کو اختتام تک پہنچا دیا۔ آریہ سماج وچھووالی کا نمائندہ بولا کہ جو آریہ اسوقت سوال و جواب کر رہے ہیں یہ کسی سماج کے نمائندہ نہیں ہیں۔ مگر مہاشہ گردھاری لال نے اسکو جواب میں کہا کہ میں بحیثیت ممبر آریہ سماج انارکلی لاہور نمائندگی کا حق سمجھکر سوال و جواب کر رہا ہوں۔ تاہم اسکو کہا گیا کہ کل کا جلسہ ویدک الہام پر ہے۔ آپ اپنے نمائندے روانہ کریں۔ اپنے مطالبہ کیا۔ سماج میں تحریر روانہ کریں۔ چنانچہ اسکی تعمیل منتظمین جلسہ نے کر دی۔

دوسرے دن کی کارروائی

حسب معمول ایک بجے بعد تلاوت قرآن مجید جلسہ کا آغاز کرنے سے پیشتر محترم صدر نے عام پبلک کو اس اشتہار کو پڑھ کر سنایا جو کہ اس جلسہ کے متعلق عام طور سے منتظمین جلسہ نے شائع کیا تھا۔ اور عام طور سے پبلک کو ہدایت کی کہ جیسا اشتہار میں اعلان [illegible] کیا ہے . . . کہ [illegible] نہ [illegible]

نہ ہوگا۔ اور مناظرین تہذیب اور امن کو ملحوظ رکھکر صدر کی ہدایت پر عمل کرنے کے پابند ہوں گے۔ لیکچر کے بعد حسب معمول محض آریہ سماج کے نمائندگان کو سوال و جواب کا موقعہ دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص ان ہدایات کے خلاف قدم رکھے گا . . . یا تہذیب اور امن عامہ کو ترک کریگا اور اس سے کسی قسم کا نقض امن واقعہ ہوا تو اس کو مجرم گردانا جائے گا۔ الغرض محترم صدر نے کافی ہدایات کرنے کے بعد جناب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کو تقریر کے واسطے طلب کیا۔ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت بوجہ علالت نو بجے تو جلسہ میں موجود تھے۔ مگر تقریر کرنے سے قاصر تھے۔ جناب مولوی عصمت اللہ صاحب نے الہام کی حقیقت قرآن شریف سے پیش کر کے اور اسلام اور اسکی تعلیم کو جامع و مکمل . . . ہدایت نامہ ثابت کر کے بعد میں ویدک الہام پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور ثابت کیا کہ ویدوں میں الہام کے ہم معنی کوئی لفظ نہیں ہے اور آریہ سماج سے مطالبہ کیا کہ وہ کسی ایک وید سے منتر پڑھ کر پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ الہام کس کو کہتے ہیں۔ اور کہ وید الہامی کتاب ہے۔ اور کہ وید چار رشیوں کے دل پر نازل ہوا۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے آریہ سماج کی مسلمہ شرائط . . . متعلقہ الہام کو یکے بعد دیگرے خود ان کی کسوٹی پر ہی پرکھ کر دکھایا کہ وید الہامی کتاب نہیں ہو مولوی صاحب کی تقریر نہایت عالمانہ رنگ رکھتی . . . تھی تقریر کے خاتمہ پر محترم صدر نے آریہ سماج وچھووالی اور انارکلی کے نمائندگان کو پکارا۔ اور متواتر ۵ منٹ تک پکارتے رہے مگر کسی کو بھی تاب مقابلہ نہ ہوئی۔ اخیر میں صدر نے اس کل والے آریہ سماج وچھووالی کے نمائندہ کو پکارا کہ حسب وعدہ آپ نے کیوں نمائندہ نہیں بھیجا۔ مگر اس نے کہا کہ ہمیں تحریر نہیں پہونچی چنانچہ منتظمین جلسہ نے ایک تحریر محترم صدر کو دی جو کہ صدر نے پڑھ کر سنائی جس کا مضمون حسب ذیل ہے:-

اتمام حجت
ویدک دھرم پر لیکچروں کا سلسلہ
تحقیق حق کا زرین موقعہ

حسب ہدایت منتظمین جلسہ ہذا آریہ سماج انارکلی و وچھووالی کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ گلوب تھیٹر میکلوڈ روڈ میں۔ ویدک الہام عقیدت مادہ و روح اور تناسخ پر جناب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب و مولانا مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی . . . . . . وغیرہ مسلم مشنریان لیکچر دیں گے لیکچروں کے بعد ہر گھنٹہ متواتر ۱۰-۱۰ منٹ کے اوقات پر سوال و جواب کی اجازت ہوگی۔ آریہ سماج اپنے نمائندگان نامزد کر کے تحریری رسید صدر جلسہ ہذا سے وصول کریں جسکے بعد بذریعہ اعلان تاریخ و اوقات جلسہ کا اشتہار جاری کر دیا جائے گا۔ یہ داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا جس کی شرح ۱۲ - ۸ - ۴ حسب درجہ ہوگی۔ اگر آج سے آٹھ دن کے اندر آریہ سماج نے اس کے متعلق فیصلہ کر کے اپنے نمائندگان کی نامزدگی سے غفلت کی تو سمجھا جائے گا کہ آریہ سماج اپنے مذہب کی وکالت کرنے کی اہل نہیں ہے۔ اور منتظمین جلسہ ایسے لیکچروں کو ملتوی کر دیں گے

محترم صدر نے یہ تحریر پڑھ کر آریہ سماج کے نمائندگان کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ تحریر جس پر منتظمین جلسہ اور خود صدر جلسہ ہذا کے دستخط ہیں مجھ سے لے لیجئے اور رسید دے دیجئے۔ اور آٹھ دن کے اندر اپنا نمائندہ نامزد کر کے مجھے تحریری اطلاع باضابطہ رسید دیدیجئے تا کہ پھر دوسرے اشتہار بعد تقرر تاریخ و اوقات جاری کر دئے جائیں۔ مگر آریہ سماج کے کسی ایک نمائندہ کو بھی جرات نہ ہوئی کہ یہ چیلنج قبول کرتا۔ اسکے برعکس آریہ سماج وچھووالی کے اس نمائندہ نے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ عام طور سے کہا کہ جو ہندو ہے وہ اٹھ کھڑا ہو۔ چنانچہ جس قدر ہندو آریہ سماجی تھے وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جلسہ کے اندر نہایت ناشائستہ اور خلاف تہذیب کلمات و حرکات کرنے لگے جس سے نقض امن کا سخت اندیشہ ہو گیا مگر مدبر و منتظم صدر نے مسلمانوں کے جذبات قابو میں رکھکر آریہ سماج کے آدمیوں کو شور مچانے سے منع کیا اور کہا کہ اگر وہ جلسہ میں رہنا نہیں چاہتے تو نہایت شوق سے چلے جاویں تاہم وہ طرح طرح کے نعروں سے شور مچاتے تھے۔ اور مسلمانوں پر آوازے کستے تھے۔ مگر نہایت بردباری تحمل۔ نرمی اور اسلامی [illegible]

اس عرصہ میں آریہ سماجی کچھ تو چلے گئے اور کچھ خاموش ہو گئے اور پھر جلسہ جاری کر دیا گیا۔ صدر نے مولانا مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت سے کہا کہ وہ بھی کچھ تقریر اصل موضوع پر کریں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے وید منتروں اور حوالوں سے ویدک الہام کی حقیقت انکشاف کرتے ہوئے ظاہر فرمایا کہ ویدوں کے نزول کے متعلق ہی سخت اختلاف ہے اور اب تک یہ بھی فیصلہ ویدوں سے نہیں ہو سکا کہ وید تعداد میں کس قدر ہیں۔ وید کب نازل ہوئے۔ وید کس جگہ نازل ہوئے۔ وید کن پر نازل ہوئے۔ اور وید کن لوگوں کے واسطے نازل ہوئے۔ چلک ویدک علوم کے انکشاف سے بہت ہی محظوظ ہوئی۔

ایک اہم رزولیوشن

دوسرے دن کی کارروائی شروع کرنے سے پیشتر محترم صدر نے ایک رزولیوشن تمام مسلمانان لاہور کی خدمت میں پیش کیا جو کہ راقم الحروف کی تجویز [illegible] چنانچہ وہ رزولیوشن پڑھ کر سنایا گیا۔ اور اللہ اکبر کے نعروں میں وہ رزولیوشن بالاتفاق پاس ہو گیا۔ مضمون رزولیوشن حسب ذیل ہے:-

مہاتما گاندھی نے جو خیالات ستیارتھ پرکاش۔ آریہ سماج تحریک شدھی سوامی دیانند اور سوامی شردہانند کے متعلق ظاہر فرماتے ہوئے اسلام کی صداقت کا اعتراف کیا ہے، گلوب تھیٹر لاہور کا یہ جلسہ قدردانی سے دیکھتے ہوئے مہاتما گاندھی کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے ہندوستان کے اندر عالمگیر فتنہ کے اسباب کو بخوبی سمجھکر آریہ سماجیوں کو ان کی غلط کاریوں سے جو خبر دی ہے وہ بالکل بجا اور درست ہے اور ہم صدق دل سے اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ ہندوستان کے مختلف آریہ سماجیوں کی طرف سے جو جاہلانہ رویہ مہاتما گاندھی کے اعلان کے بالمقابل اختیار کرتے ہوئے مہاتما گاندھی کو غیر مہذبانہ اور ناشائستہ الفاظ میں یاد کیا جا رہا ہے یہ جلسہ آریہ سماجیوں کی ان حرکات کو سخت افسوس کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(دلاور [illegible] سکنہ [illegible] حال لاہور)

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ چک ۱/۸ جنوبی

معرفت چودھری محمد حسین صاحب نمبردار بابت مئی ۲۴ء

(۱) چودھری محمد حسین صاحب نمبردار رسالہ جرمن سے صدقہ جاریہ عشر، امداد لائٹ ؏ — کل ۱۶؁

(۲) چودھری اللہ دتا صاحب رسالہ جرمن سے ر — ر

(۳) میاں احمد الدین صاحب چوکیدار رسالہ جرمن سے صدقہ جاریہ ؏ — ر ؏

(۴) میاں احمد الدین پسر میاں تھو صاحب صدقہ جاریہ ؏ — ر ؏

فطرانہ عید فنڈ مدخلہ مورخہ ۱۲ مئی ۲۴ء معرفت محمد حسین صاحب نمبردار

(۱) میاں محمد عالم صاحب	؏
(۲) ر اللہ دتا صاحب	؏
(۳) محمد حسن صاحب	؏
(۴) فضلداد صاحب	؏
(۵) اللہ دتا صاحب	؏
(۶) اللہ داد صاحب	؏
(۷) میاں خاں صاحب	۸
(۸) مولاداد صاحب	؏
(۹) احمد الدین صاحب حجام	۸
(۱۰) قادر داد صاحب	؏
(۱۱) محمد حسین صاحب	؏
میزان جملہ	۳۵

چندہ امداد مشن بلاد غیر

(۱) حضرت امیر — ۵؁

(۲) طلباء و اساتذہ مسلم ہائی سکول — ۲۰۰

(۳) [illegible] — ۱۰۰

(۴) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۱۰۰/
(۵) میاں غلام رسول خاں صاحب ۱۰۰/
(۶) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۱۰۰/
(۷) ملک غلام محمد صاحب ۱۰۰/
(۸) چودھری ظہور احمد صاحب بلا دفیرنس ۹ اغراض عام ۲ کل ۱۱ عـہ
(۹) بابو منظور الٰہی صاحب صہ
(۱۰) شیخ محمد صدیق صاحب ۲۵
(۱۱) رر محمد ابراہیم صاحب ۲۵
(۱۲) چودھری فضل الٰہی صاحب ۲۵
(۱۳) شیخ غلام حیدر صاحب ۲۵
(۱۴) ڈاکٹر سید جلال صاحب ۲۵
(۱۵) مولوی مصطفٰے خاں صاحب عـہ
(۱۶) سید الطاف حسین صاحب عـہ
(۱۷) مرزا خدا بخش صاحب عـہ
(۱۸) میاں چراغ الدین صاحب عـہ
(۱۹) خواجہ عبد الغنی صاحب عـہ
(۲۰) منشی جمال الدین صاحب عـہ
(۲۱) نواب تاج الدین خاں صاحب عـہ
(۲۲) میاں غلام حیدر صاحب عـہ
(۲۳) مولوی عبد الحق صاحب عـہ
(۲۴) ملک ناصر الدین صاحب بزاز عـہ
(۲۵) مولوی یعقوب خاں صاحب صہ ر
(۲۶) ماسٹر فقیر اللہ صاحب صہ ر
(۲۷) شیخ محمد رمضان صاحب صہ ر
(۲۸) ڈاکٹر نبی بخش صاحب صہ ر
(۲۹) علی محمد صاحب ملازم حضرت امیر صہ ر
(۳۰) مستری دین محمد صاحب صہ ر
(۳۱) شیخ قائم علی صاحب مستری صہ ر
(۳۲) مولوی محمد حسن صاحب سے ر
(۳۳) مستری محمد عالم صاحب عار
(۳۴) مولوی عبد اللہ خاں صاحب عار
(۳۵) حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ عار
(۳۶) شیخ غلام محمد صاحب دفتری عار
(۳۷) رر محمد نصیب صاحب عار
(۳۸) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر مشتاق علی صاحب عار
(۳۹) مستری ابراہیم صاحب عدر

تازہ خبریں ہندوستان

برطانی گائنا کا وفد

بمبئی ۔ ۷ جون ۔ آج سہ پہر کو سر جوزف نیونان اور مسٹر لوکھو جہاز ۔۔۔ میں انگلستان روانہ ہوگئے ۔ سر جوزف نے کہا کہ ہندوستان میں برطانی گائنا کے وفد کے آنے کا نتیجہ تسلی بخش ثابت ہوا جب میں ہندوستان آرہا تھا تو میں ان دشواریوں سے واقف تھا جنکا سامنا ہونیوالا تھا ۔ میں ممنون ہوں کہ وفد کے معروضات دوستی اور صبر کے ساتھ سنے گئے ۔ اور آخر میں فیصلہ کیا گیا کہ برطانی گائنا میں ایک وفد بغرض تحقیقات روانہ کیا جائے ۔ یہ تجویز اس وفد ہی نے پیش کی تھی

پنڈت مدن موہن مالوی کی تحریک

دوشنبہ کو لی کمیشن کی رپورٹ کے متعلق کئی قراردادوں اور سیوا سوامی آئر کی قرارداد کے متعلق کئی ترمیموں کی پیشی کا اعلان کیا گیا پنڈت مدن موہن مالوی کی تحریک اہم ترین ہے ۔ اس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ مجلس واضع قوانین حسب ذیل وجوہ کی بنا پر رپورٹ کے متعلق غور و خوض کرنے سے قاصر ہے ۔

(۱) مسائل زیر بحث اس اہم ترین مسئلہ سے علیحدہ نہیں کئے جا سکتے جو گذشتہ فروری میں مجلس ہند نے پیش کیا تھا ۔ اس سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا ۔ دونوں کا تصفیہ ساتھ ساتھ ہونا چاہئے (۲) کمیشن کی رپورٹ کے مطابق پالیسی تمام تجاویز الگ دوسرے پر منحصر ہیں ۔ لہٰذا لازم ہے کہ ان پر حیثیت مجموعی غور و خوض کیا جائے ۔ (۳) وزیر ہند اور حکومت ہند کو چاہئے کہ جب تک مجلس واضع قوانین رپورٹ پر بجوزی بحث نہ کرے اسکے متعلق کوئی کارروائی نہ کرے ۔

معلوم ہوا ہے کہ اس قرارداد پر قوم پرست جماعت نے ایک ۳ گھنٹے سے زیادہ بحث کی ۔ یہ فیصلہ مزید غور و خوض کے بعد کیا جائیگا کہ اسکے متعلق کیا طرز عمل اختیار کیا جائے ۔

کانگرس کے نمائندوں کی خفیف حرکات

بلدیہ میں جن تاجروں کی دوکانات تھیں ۔ انہوں نے کرایہ کے اضافہ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اپنی مرضی سے تیسری دفعہ مکمل ہڑتال کی ۔ کانگرس کے بعض نمائندوں نے جو بلدیہ کے ارکان تھے جماعتی اصول کی بنا پر تاجروں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ۔ انہوں نے مارکیٹ کے اندر تاجروں سے کہا کہ اگر وہ اپنے باہر کے تاجروں سے جو زیادہ تر مسلمان ہیں ۔ غداری کریں تو ان کے ساتھ یقیناً نرم برتاؤ کیا جائے گا لیکن خدا کا شکر ہے کہ مسلمان اور ہندو دونوں نے متحدہ طور پر استقلال و استقامت کا ثبوت دیا ۔ بابو پرسوتم داس نے مارکیٹ کے چار نمائندوں سے کہا کہ وہ نیلے پر چنگی کا محصول کم کر رہے ہیں تاجر مطمئن نہ ہوے اور کرایوں کی تخفیف کے لئے ایک اور درخواست چیئرمین کے پاس بھیجی گئی ہے جس پر کثرت سے دستخط کئے گئے ہیں ۔

ہندوستان کا نائب وزیر تعلیم

حکومت ہند نے مسٹر ایم ۔ ایس ۔ اے حیدری آئی سی ایس احاطہ مدراس کو محکمہ تعلیم و صحت و زراعت کا نائب وزیر مقرر کیا ہے ۔

مولانا محمد علی کی تصریحات

باتھرون کے مقام پر مولانا محمد علی نے بمبئی کرانیکل کے نمائندہ سے کہا کہ " جماعتوں کے رہنماؤں کے مابین ہر طرح کی بحثیں جاری ہیں ۔ ہیں لیکن کانگرس کا کام جاری رہیگا ۔ آپ نے فرمایا کہ مخالفین تغیر کی غلطی ہے کہ وہ سوراجیوں سے متواتر یہ سوال کر رہے ہیں کہ وہ کونسلوں میں سے کب واپس آجائیں گے حالانکہ سوال یہ کرنا چاہئے کہ وہ کب تعمیری کام شروع کریں گے ۔ آپ نے فرمایا کہ کانگرسی جمعیتوں کا موجودہ جمود ملک کے لئے بیعزتی اور شرم کا موجب ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ جو مجالس کام نہ کریں ۔ ان کے برائے نام وجود سے کچھ فائدہ نہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ امید ہے سوراجیہ جماعت کے رہنما آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں جو احمد آباد میں منعقد ہوگا ۔ ہمارے اختلاف کو وسیع تر نہیں بنائینگے ۔

مولانا نے خلافت اور مسلم لیگ پر بحث کرتے ہوئے اپنے ہم مذہبوں کو مشورہ دیا کہ مجالس خلافت کو مضبوط بنا کر قوم کو سیاسی تنزل سے بچالیں ۔ میں سب بھائیوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ میں امسال کے نصف آخر میں نصف اول کی نسبت شدید تر کام ہوں گا ۔

بھرت پور کا مسلم وفد

افسوس ہے کہ بھرت پور کے مسلم وفد کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کے پیغام بہت سے بے بنیاد ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے ۔ میں بعد میں مفصل حالات بھیجوں گا ۔ میں مسلمانوں سے بادب التماس کرتا ہوں کہ صحیح واقعات سے آگاہ ہونے سے پہلے یک طرفہ رائے قائم نہ کریں ۔

(احمد سعید ناظم جمعیتہ العلماء ہند دہلی)

مسٹر لائڈ جارج اور معاہدہ لوزان

دار العوام میں مباحثہ لوزان کے دوران میں مسٹر لائڈ جارج نے گذشتہ حکومت کے فعل پر نفرین بھیجی آپ نے اعلان کیا کہ اس حکومت نے مستعمرات کو صرف یہ بتا دیا کہ وہ اتحادیوں کے ساتھ اس امر میں اتفاق کرتی ہے کہ مستعمرات مذاکرات میں شامل نہ ہوں آپ نے استفسار کیا کہ مشرق میں مشکلات پھوٹ پڑنے پر کیا حالت ہوگی ۔ آپ نے کہا کہ روس قسطنطنیہ اور آبناؤں کو حاصل کرنے کی امنگیں نہ چھوڑے گا ۔ اور میں خیال نہیں کرسکتا کہ آئی ہمیشہ کے لئے مطمئن رہ کر دیکھ سکتا ہے کہ وہ سرزمین جو کبھی الطالیہ کے پرچم کے نیچے تھیں کسی قسم کی جدوجہد کے بغیر ترکی کے قبضہ میں چلی جائیں ۔ ترکی پر ہر وقت فنا ہو کر گرنے کا احتمال ہوسکتا ہے ۔ مشرق میں مشکلات کا پیدا ہونا لازمی ہے میجر آرنسبی گور نے اعلان کیا کہ مسٹر لائڈ جارج کے اقوال بہت شر انگیز ہیں ۔ لارڈ ونٹرٹن نے کہا کہ اگر ترکی کے متعلق مسٹر لائڈ جارج کی حکمت عملی جاری رکھی جاتی ۔ تو حکومت ہند کو مانع ہونے کا سلسلہ ۔۔۔ ہندوستان میں مسٹر لائڈ جارج کی طرح کسی شخص پر عام بداعتمادی نہیں پائی جاتی ۔۔۔ ان کی حکمت علی کو ہندوستان سے تعلقات کے لئے تباہ کن سمجھا جاتا ہے ۔

سر سنکرن نائر پر ڈگری

مسٹر جسٹس میکارڈی کے فیصلہ کے مطابق سر سنکرن نائر کو کثیر رقم ادا کرنی پڑے گی ۔ کیونکہ پانچسو پونڈ ہرجانہ کے ساتھ بیس ہزار پونڈ مقدمہ کے اخراجات ہیں ۔

جنرل ڈائر فیصلہ سننے کے قابل نہیں

اخبار " مورننگ پوسٹ " کا بیان ہے کہ جنرل ڈائر بستر مرگ پر ہیں ۔ اور اس قدر علیل ہیں کہ انہیں یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ مسٹر جسٹس میکارڈی نے انہیں بری کردیا ہے ۔ آپ برسٹل کے باہر ایک دیہاتی مکان میں ہیں ۔

ولائتی اخبارات میں شدید نکتہ چینی

" ویسٹ منسٹر گزٹ " اوڈوائر کے مقدمہ میں مسٹر جسٹس میکارڈی کے رویہ پر سختی سے نکتہ چینی کرتا ہے ۔ اور جنرل ڈائر کے متعلق ان کے بیانات کی نسبت لکھتا ہے کہ دیوانی کے مقدمہ کی سماعت کرنے والے جج کا یہ کام نہیں کہ ایسے افعال کی نسبت رائے کا اظہار کرے جن کا فیصلہ سلطنت کے ایک محکمہ کی طرف سے ہوچکا ہے ۔ اخبار لکھتا ہے ۔ کہ بدقسمتی سے مسٹر جسٹس میکارڈی نے قواعد کی خلاف ورزی کرنے کے لئے نہایت اہم مقدمہ انتخاب کیا ۔ " ڈیلی نیوز " نے بھی مسٹر جسٹس میکارڈی کے رویہ پر قابل افسوس تحیر کا اظہار کیا ہے ۔

معاہدہ عراق و انگلستان

بغداد کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مجلس عراق نے انگریزوں اور اہل عراق کے باہمی معاہدہ کی تصدیق سے انکار کردیا ہے ۔

سیاسیات فرانس

ایلیسی میں دن بھر سیاست دانوں کی آمد و رفت رہتی ہے ۔ سوشلسٹ ایسے اصول سوچنے میں مصروف ہیں جن سے ایوان میں صدارت کا مسئلہ بلا واسطہ پیش آجائے ۔ کیونکہ قواعد ایوان کے

ضرورت نکاح

مندرجہ ذیل رشتوں کی ضرورت ہے ۔ ان کے علاوہ جو احباب موزوں رشتوں کی تلاش میں ہوں ، وہ فارم درخواست ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر منگوالیں ،

(۱) ہمارے ایک معزز دوست قوم افغان عمر ۳۹ سال جو صاحب جائیداد اور اعلےٰ درجہ کے عہدہ دار ہیں تعلیم یافتہ ظاہری و باطنی طور پر نیک رشتہ کے خواہاں ہیں ، پہلی بیوی وفات پاچکی ہے ، اولاد خورد سال لڑکیاں ہیں ،

(۲) ہمارے ایک معزز رئیس سکنہ صوبہ آگرہ جو اس وقت پنشنر ہیں ، رشتہ کے خواہاں ہیں ،

(۳) ایک کھرل نوجوان زمیندار کے لئے جو ۶۰ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے ، عمر ۲۵ سال ،

(۴) ایک نوجوان بھٹی ضلع گجرات کے لئے جس کی عمر ۲۵ سال ہے ،

(۵) ایک نوجوان بھٹی سکنہ جالندھر کے لئے جس کی عمر ۲۵ سال ہے ،

(۶) ایک نوجوان سید کے لئے جو ضلع سیالکوٹ کا باشندہ اور ۴۰ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے ،

(۷) ایک نوجوان ۲۲ سالہ قریشی فاروقی کے لئے جو محرر پولیس ضلع سیالکوٹ ہیں ،

(۸) ایک نوجوان سید بی اے تعلیم یافتہ عمر ۳۰ سال موجودہ ملازمت ۶۰ روپیہ ماہوار بطور مدرس ،

لڑکیوں کے لئے رشتوں کی ضرورت

(۱) ایک نوجوان بیوہ تعلیم یافتہ سیدزادی کے لئے ،
(۲) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان قاضی کے لئے ،
(۳) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان بھٹی ضلع جالندھر کے لئے
(۴) ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاندان وڑائچ ضلع گجرات کے لئے
(۵) ایک نوجوان تعلیم یافتہ سلہریہ راجپوت ضلع سیالکوٹ کیلئے
(۶) ایک بیوہ نوجوان راجپوت ضلع گوجرانوالہ کے لئے جس کے تین خورد سال بچے ہیں ،

تمام درخواستیں بنام سیکرٹری شعبہ تبلیغ ، احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں ،

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۱۲ — نمبر ۶۳

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۱۱۔ ذیقعدہ ۱۳۴۲ سنہ ہجری مطابق ۱۵۔ جون ۱۹۲۴ سنہ ء

بحرین کے مسلمان

ہمارے دوست ڈاکٹر ... صاحب ... جو ... میں بحرین (خلیج فارس) کے سفر سے واپس آئے ہیں اپنے دل میں اسلام کا ایک خاص جوش اور درد رکھتے ہیں، جوان کی ذیل کی تحریر سے ظاہر ہے، جس میں انہوں نے بحرین کے مسلمانوں کی مذہبی و اقتصادی حالت اور مسیحیت کی موجودہ جدوجہد کا بالخصوص تذکرہ کیا ہے، ان کی خواہش ہے کہ بحرین میں ہمارا ایک تبلیغی مشن ہو، یا کم از کم وہاں عربی رسائل و کتب بکثرت شائع کی جائیں، بہرحال ان کے تجربات امید ہے کہ احباب کے فائدہ کا موجب ہونگے۔

بحرین کی وجہ تسمیہ اور جغرافیائی حالت

بحرین اصل میں دو بڑے جزائر یعنے mana malla یعنے سونے کی جگہ جہاں کسی زمانہ میں کوئی بڑا شیخ آکر سویا کرتا تھا، اور دوسرے محرق (mohara aq) یعنے جلانے کی جگہ جو غالباً قدیم ایرانیوں کے زمانہ میں آتشکدہ تھا، پر مشتمل ہے، قریباً طول میں ۳۰ میل لمبا اور ۵ تا ۱۰ میل کے قریب چوڑا ہے، اس پر چھوٹے چھوٹے تقریباً ۳۰ یا زیادہ گاؤں ہیں اور محرق ۶ و ۷ میل لمبا اور ۱½ ، ۲ میل کے قریب چوڑا ہے، آبادی ان دونوں کی قریباً ایک لاکھ ۲۰ ہزار ہے، باہمی فاصلہ ۲، ۱½ میل کا سمندر ہے،

اقتصادی حالت

بحرین موتیوں کی تجارت کے لئے دنیا میں بڑی بھاری مارکٹ ہے، کئی کروڑوں روپے کے موتی ان سمندروں میں پیدا ہوتے ہیں اور یہاں کے کل سواحل کی اکثر تجارت اور ذریعہ معاش بھی موتی ہیں، اسی وجہ سے یہاں کے لوگ اکثر مرفعہ حال اور بڑے دولتمند تاجر ہیں، اکثر تاجر ۳۰ یا ۴۰ لاکھ کے موتی فی کس خرید کر منافع پر بیچتے ہیں، موتیوں کی تجارت موسم گرما میں ہوتی ہے، غواص مئی جون میں موتی نکالنے چلے جاتے ہیں، ستمبر کے اخیر تک موسم ختم ہوتا ہے، ستمبر اکتوبر میں سب سوداگر خریدنے کے لئے آجاتے ہیں، اس سے ان کی حیثیت اور آمدنی کا اندازہ لگ سکتا ہے، اس کے علاوہ ہندوستان، ولایت، جرمنی اور امریکہ سے بھی تجارت کے تعلقات قائم ہیں، ہندوستان سے ... کل خوردنی اشیاء اور لکڑی مکانات اور کشتیوں کے لئے آتی ہے، بعض تاجر محض یہی تجارت کرتے ہیں، ہمارے برادران وطن بھی شریک تجارت ہیں، اور انہوں نے اپنی خاص جماعت بنائی ہوئی ہے ... ہے، آپس میں ان کا تعلق برادرانہ ہے، یہ ہندو اصحاب اکثر سندھی اور بمبئی کا ٹھیاواڑ کے ہیں۔ ہمارے مسلمان تاجر اکثر خوجے اور بوہرے ہیں، مجھے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ان کے تعلقات باہمی ایسے اچھے نہیں، جیسے ہمارے برادران ہنود کے باہمی تعلقات ہیں، وہ دیگر مسلمانوں سے بھی سوائے اپنی خاص اغراض کے بہت کم ملتے جلتے ہیں، نہ ان کو سوائے چند اصحاب کے جمعہ کی نمازوں میں شریک دیکھا

عربوں کی مذہبی حالت اور باہمی تعلقات

میرے دل پر جس بات نے یہاں دینی اثر پیدا کیا وہ یہاں کے عربوں کے باہم برادرانہ تعلقات ہیں، سب آپس میں بڑی محبت اور اخلاص سے ملتے جلتے ہیں، اکثر ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے ہیں، بعد فراغت کاروبار رات کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں، ہر ایک آدمی اپنی اپنی مجلس میں رات کے نو دس بجے تک بیٹھ کر مختلف باتوں اور قہوہ و چائے نوشی میں وقت گذارتا ہے، ہر ایک بوڑھا اور بچہ پابند صوم و صلوٰۃ ہے ۱۲ سال تک کے بچوں کو میں نے تمام روزے رکھتے دیکھا ہے، یہی حال ان کے گھروں میں مستورات کا ہے، باہمی اخلاق اور اخلاص کا یہ حال ہے، کہ اگر کوئی غلام بھی ان کی مجلس میں چلا جائے تو سب کے سب کھڑے ہو جاتے ہیں، سلام علیکم کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں، یہی اخلاق میں نے یہاں کے شیخوں یعنے عرب سلطانوں میں دیکھے، سب غلام و آقا ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں، بلکہ کوئی غلام اگر پیچھے رہ جائے، تو اس کا انتظار کرتے رہتے ہیں، باوجود اس تمول و ثروت کے آپس میں کوئی غرور اور تکبر نہیں، زندگی بالکل سادہ ہے، خرچ کرنے میں ان کے دل فراخ ہیں، ان متمول لوگوں کے بچے بالکل غلاموں کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں، بلکہ جہاں بہت سے غلام ہوتے ہیں، اور کل آدمی ایک دسترخوان پر نہیں آسکتے، تو اپنے بچوں کو غلاموں کے ساتھ کھانا کھانے کو بٹھا دیتے ہیں۔ باہمی تجارت کے مقابلہ کے باعث ان میں رقابت و رنجش بھی ہوتی ہے لیکن بالکل معمولی جس کو کوئی آدمی بالکل شناخت نہیں کر سکتا، باہمی ملاپ بالکل مخلصانہ ہوتا ہے، میں نے یہاں ساعت ... ہمیں کسی کو آپس میں ... لڑتے ... یا بچوں کو بھی بازار میں لڑتے نہیں دیکھا، برعکس ہندوستان کی منحوس زمین کے کہ جہاں لڑکا باپ کا دشمن اور بھائی بھائی کے درپے آزار ہے، اور ہر وقت یہی خواہش رکھتا ہے کہ دوسرا یا تو مر جائے یا گر جائے تاکہ میرے لئے ... صاف ہو جائے، ہماری جماعت میں اسلامی اخلاق، باہمی محبت ... میں جانتا ہوں، کہ بفضل خدا ہماری جماعت میں دوسرے مسلمانوں کی نسبت باہمی محبت و اخلاص زیادہ ہے، لیکن میری مراد اس اخلاص و محبت کو اس درجہ تک پہنچانا ہے، کہ کل جماعت ایسی محبت کا نمونہ ہو جائے، کہ ایک بھائی کا درد و دکھ دوسرے کو اصلی طور پر محسوس ہو، نہ کہ بناوٹی طور پر،

عرب لوگ مسلمان ڈاکٹر کی بڑی خواہش رکھتے ہیں، چنانچہ میرے آنے پر وہ بہت خوش ہوئے، اور میرے ساتھ ... کے دوران قیام میں، انہوں نے میری تعظیم کی، اور زیادہ تر مجھ کو ہی علاج کے واسطے بلاتے رہے، میں چونکہ سرسری طور پر آیا تھا میرے پاس سامان آلات جراحی کافی طور پر موجود نہ تھے، اس لئے اکثر اپریشنوں کے وقت مجھ کو مایوسی سے کہنا پڑا، کہ تم سرکاری ہسپتال میں یا مشن میں جاؤ،

اب میرے واپس آنے پر وہ لوگ سخت متاسف ہوئے اور مجھ کو دوبارہ آنے کی سخت تاکید کی، میرے پہنچنے پر امریکن مشن کا کام کچھ ٹھنڈا پڑ گیا تھا، کیونکہ در اصل عیسائی ڈاکٹر خصوصاً مشن کو پسند نہیں کرتے، اکثر مر جاتے ہیں، لیکن اس کا علاج نہیں کرتے،

برادران ملت کی خدمت میں

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

برادر شیخ محمد دین جان صاحب بی اے، ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ پہلے فیروزپور کے ضلع میں پریکٹس کرتے رہے ہیں، اور بعد میں قانونی رسالہ چودھری شہاب الدین صاحب کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں، حال میں انہوں نے خاص لاہور میں پریکٹس شروع کی ہے۔ احباب میں سے اگر کسی کو خود یا ان کے کسی عزیز دوست کو مشورہ قانونی کی ضرورت ہو، تو شیخ صاحب نہایت ہمدردی سے مشورہ دیں گے، احباب کی اطلاع کے لئے عرض کیا گیا ہے اب چونکہ میں چار ماہ کی رخصت پر جا رہا ہوں انجمن نے ان کو جنرل سکرٹری کے عہدہ کے لئے منتخب کیا ہے، اس لئے انجمن کے کاروبار کے متعلق بھی احباب ان کو ہی خط تحریر فرمایا کریں،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۱۲، ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ، نمبر ۶۳

قانون اوقاف اسلامی اور مسلمان

اسلامی انجمن اوقاف کی ضرورت

ہندوستان میں اسلامی اوقاف کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے، وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں، سینکڑوں اور ہزاروں کی جائیدادیں جو محض اسلامی اور قومی کاموں کیلئے وقف کی گئیں، آج بالعموم نفس پرست متولیوں کی ذاتی جاگیریں ہیں، جو ان کی شکم سیری اور اظہار امارت کا کام دیتی ہیں، بے شمار مساجد محض اس وجہ سے کہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں، تباہ و برباد ہو چکی ہیں، اور ان کی محفوظ جائیدادیں ان لوگوں کی ذاتی ملکیت بن چکی ہیں جنہیں ان کا امین قرار دیا گیا تھا حالانکہ انہی جائیدادوں اور اوقاف کی آمدنی سے نہ صرف مساجد کا انتظام ہو سکتا، اور خیراتی کام چل سکتے تھے، بلکہ اسکے علاوہ بہت سی قومی ضروریات بھی ان سے پوری ہو سکتی تھیں، لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہ کی، انہوں نے متولیوں کی خود غرضانہ کارروائیوں کو دیکھا، مساجد کی تباہی اور شکستہ حالی کو ملاحظہ کیا [illegible] لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی، اور ٹس سے مس نہ کی، اگر کسی جگہ اس کی مخالفت بھی ہوئی، تو وہ محض کسی خاص واقعہ تک محدود رہی، اور اخبارات کی چیخ و پکار کے باوجود مسلمانوں نے کبھی یہ جرأت نہ کی، کہ ایک ایسی مجلس بنائی جائے جو تمام اوقاف کی نگرانی کر سکے، اور ان کا کل انتظام اس مجلس کے ہاتھ میں ہو،

اس کے بالمقابل سکھوں کی ایک چھوٹی سی قوم ہے انہوں نے اپنے گوردواروں کی ایسی ہی بری حالت اور مہنتوں کی غرضانہ کارروائیوں کو دیکھ کر ایک باقاعدہ جمعیت بنائی، اور اس کے ذریعہ سے وہ کام کیا، جس کی اس زمانہ میں نظیر ملنی مشکل ہے، انہوں نے اپنی جانیں گنوائیں، گولیوں اور تلواروں سے قتل ہوئے، آگ میں جھونکے گئے، لیکن جس بات کو اٹھایا تھا اس کو بہت حد تک پورا کر کے دکھایا، بیسیوں گوردوارے انہوں نے اپنی باقاعدہ اور مسلسل جدوجہد سے مہنتوں کے ہاتھ سے چھین کر اپنی کمیٹی کے انتظام میں دیئے، اور اسی کوشش میں آئے دن مصروف ہیں، اس سے غرض نہیں، کہ ان کا طریق عمل صحیح یا غلط، نہ ہم ان کی مکروہ حرکات اور سفاکیوں کو کسی طرح بھی جائز قرار دے سکتے ہیں، لیکن بہرحال ایک مقصد تھا جس کے لئے انہوں نے قدم اٹھایا اور اسے ایک حد تک پورا کر کے دکھایا، لیکن مسلمانوں کو سالہا سال سے اس بیماری کا احساس ہونے کے باوجود اس طرف توجہ نہ ہوئی، کہ وہ بھی اپنے اوقاف کی حفاظت اور نگرانی کا کوئی انتظام کریں، اور انہیں تباہ و برباد ہونے سے بچائیں،

اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو، کہ ہندوستان اور بالخصوص مسلمانوں کی کوئی تحریک کچھ چل نہیں سکتی، جب تک کہ قانون کا تازیانہ اس کے ساتھ نہ ہو، چنانچہ اس بارہ میں بھی قانون کی مدد لینی پڑی ۱۹۲۳ء میں مسلمان وقف ایکٹ (قانون اوقاف اسلامی) کے نام سے ایک قانون پاس ہوا جس کا نفاذ اب پنجاب میں ہونے والا ہے، جہاں تک اس قانون کی دفعات کو دیکھنے سے پتہ لگتا ہے اگر اس پر صحیح طریق سے عمل ہوا، تو امید کی جا سکتی ہے، کہ مسلمانوں کے اوقاف کی حالت بہت کچھ سنور جائے گی، اگرچہ اپنے طور پر انتظام کرنے سے قومی کاموں میں اوقاف سے جو مدد مل سکتی تھی، وہ شائد نہ مل سکے،

بہرحال اب اس قانون کے نفاذ کے لئے بعض قواعد تجویز ہوئے ہیں، جن میں اس بات کی ضرورت جتائی گئی ہے، کہ اوقاف کے متولیوں سے بیانات لئے جائیں، کہ جس وقف کی تولیت انہیں حاصل ہے، وہ ان کے قبضہ و تصرف میں کب اور کیونکر آیا، اور اس کی غرض و منشا کیا تھی، ایسا ہی اوقاف کی آمدنی اور اخراجات معلوم کرنے کے لئے ایک نقشہ تجویز کیا گیا ہے، جس کی خانہ پری ہر متولی کے لئے ضروری ہوگی،

یہ قواعد فی الحقیقت نہایت اہم اور ضروری ہیں، اور اگر عمال حکومت نے دیانت اور امانت کو ملحوظ رکھا، تو یہ توقع کرنا بے جا نہیں، کہ ان پر عملدرآمد سے بہت کچھ انکشافات ہوں گے، بہت سے متولیوں کی تولیت کا اصلی راز ظاہر ہوگا، اور پتہ لگ جائے گا، کہ تولیت کے پردہ میں کیا کچھ کرتوتیں عمل میں آتی ہیں، اور مسلمانوں کا کس قدر روپیہ جو محض قومی اور خیراتی کاموں کے لئے وقف تھا، متولیوں کی امارت اور نفس پروری پر صرف ہوتا ہے،

لیکن ضرورت ہے کہ اس قانون پر صحیح طور پر عملدرآمد کرانے اور اوقاف کی پوری نگرانی کرنے کے لئے مسلمانوں کی ایک مجلس اوقاف بنائی جائے، ورنہ اگر محض حکام اور عمال سرکار پر اس کام کو چھوڑ دیا گیا، تو بہت کچھ نقائص پیدا ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے، ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے درد دل رکھنے والے نیک دل اصحاب اٹھیں، اور باہمی مشورہ کے ساتھ ایک ایسی مجلس کا تقرر عمل میں لائیں، جس کا کام محض اوقاف اسلامی کی نگرانی کرنا اور ان کے متعلق گورنمنٹ کو ضروری معلومات فراہم کرنا ہو، تاکہ مسلمانوں کے روپیہ اور ان کی بیش قیمت جائیدادوں کی حفاظت میں کوئی احتمال باقی نہ رہ جائے،

کیا مسلمان اس طرف متوجہ ہوں گے؟

آریہ سماج کا پروٹسٹ مہاتما گاندھی کا اصرار

مہاتما گاندھی کے جو خیالات آریہ سماج کے متعلق کسی سابقہ اشاعت میں درج ہو چکے ہیں، ان پر آریہ سماج نے سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کے بجائے اپنی اسی عادت اور طبیعت کا اظہار کیا ہے، جس کی طرف مہاتما گاندھی نے اشارہ کیا تھا، تمام آریہ اخبارات اور سماج مندر مہاتما کے خلاف پروٹسٹ کرنے اور لڑنے بھڑنے کو تیار ہو گئے، بالبعض نے ناراضی کے ریزولیوشن پاس کر کے مہاتما جی کو بھیجے، جن کی وجہ سے مہاتما جی کو ایک دفعہ پھر اس مضمون پر قلم اٹھانا پڑا ہے، اپنے اخبار ینگ انڈیا کی ایک قریبی اشاعت میں، مہاتما جی رقمطراز ہیں:-

"آریہ سماج کے پروٹسٹ کے جواب میں صرف اسی قدر میں کہہ سکتا ہوں، کہ میں نے سماج یا رشی دیانند یا شری شردھانند کے متعلق پوری سوچ وبچار کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں لکھا، یہ بہت آسان تھا، کہ میں اپنی رائے کو روک رکھتا، لیکن سچی بات یہ ہے، کہ اظہار رائے کا مناسب موقع دیکھ کر میں اس کو روک نہ سکتا تھا، ہندو مسلم کشیدگی ایک سچی حقیقت ہے، اس کو دور کرنا اہم قومی ضروریات میں سے ہے، حقائق کو نظرانداز کرنے اور چھپانے سے یہ ضرورت پوری نہیں ہو سکتی، حق اور صداقت کا ایسے مواقع پر ظاہر کرنا ضروری ہے، خواہ وہ کیسی ہی ناگوار کیوں نہ ہو، لیکن میں اپنے آپ کو معصوم عن الخطا نہیں سمجھتا، ابھی تک مجھے کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی، جس کی وجہ سے مجھے اپنے خیالات پر نظرثانی کی ضرورت ہو، جہالت کی میں وکالت نہیں کر سکتا، میرا یہ دعویٰ ہے کہ ستیارتھ پرکاش کو میں نے پڑھا ہے، سوامی شردھانند سے گہری واقفیت رکھنے کا شرف مجھے حاصل ہے، اس لئے میں نے جو کچھ لکھا وہ پوری سوچ وبچار کا نتیجہ تھا، لیکن اگر کوئی آریہ سماجی مجھے یقین دلا سکتا ہے کہ کسی ایک امر میں بھی میں نے غلطی کی ہے، تو میں خوشی کے ساتھ اپنی غلطی کو قبول کر لوں گا، اور معافی مانگتے ہوئے اپنے بیان کو واپس لے لوں گا"

مہاتما گاندھی کے یہ الفاظ اپنی تفسیر آپ ہیں، جس صداقت اور خلوص نیت کے ساتھ مہاتما جی نے آریہ سماج کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا ہے، ہمارے سماجی دوستوں پر واجب ہے، کہ اسی اخلاص کے ساتھ اس پر غور کریں، اور اگر کوئی غلطی انہیں نظر آتی ہو، تو نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ مہاتما جی کی خدمت میں اسے پیش کریں، ورنہ ان کا فعل و آتش ہونا مہاتما جی کے خیالات کی عملی تصدیق ہے، اور ان کی فطرت اور عادت کا ایک کھلا ثبوت،

مسٹر لائڈ جارج اور مسلمان

ایک مدت کی خاموشی کے بعد اب پھر مسٹر لائڈ جارج کی صدائے بے ہنگام سننے میں آئی ہے، جو اس پرانے بغض و تعصب کی مظہر ہے، جو برطانیہ کے اس سابق وزیراعظم کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ہے، دیوان عام میں معاہدہ لوزان پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر لائڈ جارج نے صاف اور صریح لفظوں میں روس اور اٹلی کو ترکی کے خلاف اکسانے کی کوشش کی اور کہا، کہ "روس قسطنطنیہ اور تھریس کے متعلق اپنے دعاوی کو بند نہیں کرے گا، اور وہ باور نہیں کر سکتا، کہ اٹلی اپنی ان عظیم الشان سرزمینوں کو جو کسی وقت اطالوی تصرف میں خوشحال تھیں اٹلی کے نکلے ہوئے دیکھ کر ہمیشہ کے لئے مطمئن ہو جائے اور کوئی کوشش ان کو واپس لینے کی نہ کرے، ترکی کا وجود ہمیشہ جنگ و فساد پیدا کرتا رہے گا، مشرق میں مشکلات کا پیدا ہونا ایک یقینی امر ہے"

مسٹر لائڈ جارج کے یہ الفاظ جس درجہ شر انگیز ہیں، اس کی شہادت اسی وقت دیوان عام میں میجر آرمسبی گور نے دی انہوں نے صاف کہا کہ "مسٹر لائڈ جارج کے ریمارک نہایت شر انگیز ہیں" ایسا ہی لارڈ ونٹرٹن نے مسٹر لائڈ جارج کے منہ پر کہا، کہ اگر ان کی پالیسی کو جاری رکھا جاتا، تو آج گورنمنٹ آف انڈیا کا معاملہ دشوار ہو جاتا، ہندوستان میں کوئی شخص مسٹر لائڈ جارج سے بڑھ کر ناقابل اعتبار نہ سمجھا جاتا تھا، نہ ہی ہندوستانی تعلقات میں کسی مسلک کو مسٹر لائڈ جارج کی پالیسی سے بڑھکر خطرناک سمجھا جاتا تھا"

خدا کا شکر ہے کہ آخرکار برطانوی عمال حکومت میں ایسے منصف مزاج اور سمجھدار افراد پیدا ہو گئے، جو سر پر حق کہنے اور باطل کی تردید کرنے سے دریغ نہیں کرتے، یہ کہنا خلاف واقعہ نہیں کہ حزب العمال کی حکومت میں ایسے منصف مزاج لوگوں کی خدا کے فضل سے بہت کثرت ہے، اور اگر خدا نے چاہا تو ان کا وجود ترکی اور اسلام بلکہ ہندوستان کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا،

ہاں مسٹر لائڈ جارج پر افسوس ہے جس نے اسلام کے متعلق دشمنی اور عناد کی عینک آنکھوں پر چڑھا کر مسلمانوں کو دکھ دینے کا کوئی موقعہ کبھی اٹھا نہیں رکھا، اٹلی کی عظیم الشان سرزمینوں کا مسٹر لائڈ جارج کو خیال پیدا ہو گیا، لیکن اسلام کے ان سرسبز اور مشہور و معروف مقبوضات کا جن کی واپسی کا وعدہ انہوں نے دوران جنگ میں کیا تھا کبھی وہم تک نہ آیا، اور مسلمانوں کی چیخ و پکار کے باوجود ان کو آپس میں بانٹ لیا گیا، اٹلی اگر کسی مفتوحہ زمین کو ہاتھ سے نکلے ہوئے اطمینان کی نظروں سے نہیں دیکھ سکتا، تو مسلمان سمرنا، تھریس اور اب عرب، شام، فلسطین اور عراق کو اپنے ہاتھ سے نکلے ہوئے اطمینان کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں، ایسے نازک سیاسی مسائل پر اظہار خیالات کرتے ہوئے کم از کم مسٹر لائڈ جارج کی پوزیشن کے انسان کو سوچ سمجھکر بات کرنی چاہیئے، اور تعصب کی عینک کو آنکھوں سے اتار دینا چاہیئے،

بہائیت اور میاں صاحب

۶ جون کے الفضل میں میاں اکمل نے میاں محمود احمد صاحب کا ایک معجزہ نقل کیا ہے، اور بتایا ہے کہ ۲۸ مئی کو ان چالیس اصحاب مسیح کی مجلس شوریٰ سے میاں صاحب نے منعقد فرمائی جن کو ایک ہفتہ سے استخارہ کے لئے ارشاد فرما رکھا تھا، ان سے دریافت کیا کہ

"اگر کسی دوست کو کوئی رؤیا ہوئی ہو تو سنا دے بعض رؤیا آنے والے فتنوں کی خبر دیتی تھیں، اسی سلسلہ میں بہائیوں کے فتنہ کا ذکر آ گیا، تو آپ نے فرمایا

میں نے محض بعض دوستوں کے کہنے سے اس کی طرف توجہ کی ہے، اور چند لکچر ہوئے ہیں، میں جتنا بھی غور کرتا ہوں، یہ کوئی مذہب نہیں، بلکہ مذہب کے ساتھ ایک مخول ہے، اور خدا نے اس کے متعلق مجھے ایسا علم دیا ہے، کہ ان کی ہستی سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں ایک مچھر کی مانند ہے، دراصل بعض لوگوں کو اس اشتراک کی وجہ سے تذبذب ہوتا ہے، جو بعض دلائل حقانیت میں ہے۔ وجہ یہ کہ بہاء اللہ زمینی آدمی تھا، آسمان سے آنے والے نے جو دلائل دینے تھے، ان میں سے بعض اس نے خواہ مخواہ اپنے پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اس کا کذب ظاہر ہے، (اس کے بعد حضور کی آواز جلالی ہوگئی، اور جوش سے فرمایا کہ ان کی ہستی کیا ہے، وہ اگر ہمارے مقابل پر آئیں، تو ایک مچھر کی مانند مسل ڈالے جائیں گے، ٹھیک جس وقت آپ نے یہ الفاظ فرمائے، ایک نہایت روشن شہاب ثاقب آسمان کی فضا میں ظاہر ہوا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بجلی کا لیمپ یکدم لے آیا، حضور نے اپنی تقریر کو مسلسل رکھتے ہوئے فرمایا، دیکھو آسمان بھی اس پر گواہی دیتا ہے، اور خدا نے بتا دیا ہے کہ ہم اس شیطانی تحریک کے لئے شہاب ثاقب ہیں، سبحان اللہ وبحمدہ، اس وقت سوا نو بجے تھے، مجلس شوریٰ پونے بارہ بجے ختم ہوئی،"

میاں صاحب کی تمام تقریر میں سے جو نماز مغرب کے بعد سے بارہ بجے رات تک ہوتی رہی، صرف ان فقرات کو نقل کرنا خاص معنے رکھتا ہے، غالباً میاں "اکمل" کو یہی چند فقرات اس تمام تقریر میں سے معجزانہ فقرات نظر آئے، یا ممکن ہے، کہ اس کی غرض دنیا کو یہ بتانا ہو، کہ میاں صاحب کے ہاتھ میں بہائیت کے خلاف کونسے "جلالی دجالی" اور چوٹی کے دلائل موجود ہیں اکمل صاحب کو ہم ایسا ناواقف تو نہیں سمجھتے، کہ انہیں عہد نبوی کا یہ مشہور واقعہ بھی یاد نہ ہو، کہ جس وقت حضرت نبی کریم صلعم کے فرزند ارجمند جناب ابراہیم فوت ہوئے، تو اتفاقاً اسی وقت سورج کو بھی گہن لگا، بعض لوگوں نے سمجھا کہ آسمان نے بھی ابراہیم کی وفات پر ماتم کیا، جونہی حضرت نبی کریم صلعم کو یہ بات معلوم ہوئی۔ آپ نے سب کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا، کہ چاند اور سورج خدا کے نشان ہیں، انہیں کسی کی موت وحیات کے ساتھ تعلق نہیں لیکن میاں صاحب ہیں، کہ انہی اجرام سماوی کو اپنے لئے بطور دلیل گردانتے ہیں، اور جناب اکمل ان کی اس دلیل کو دنیا جہان میں شائع کرتے ہیں، کیا اس لئے کہ اس کے اور محض اسی ایک دلیل کے لکھ دینے سے بہائی مذہب والوں کی گردنیں میاں صاحب کے آگے خم ہو جائیں گی، اور وہ ان کے رعب وجلال کے اثر سے اس بات کو تسلیم کر لیں گے، کہ فی الواقعہ شہاب ثاقب کا طلوع اسی لئے فضائے آسمان میں ہوا تھا، کہ میاں صاحب کے خیالات کی صداقت پر گواہی ہو؟ ہمیں خوشی ہوتی، اگر میاں اکمل میاں صاحب کی تقریر میں سے کوئی ایسے دلائل پیش کرتے جو بہائی مذہب کے خلاف برہان قاطع کا کام دے سکتے، اس وقت ہم سمجھتے کہ میاں صاحب کے بالمقابل بے شک بہائی مذہب ایک مچھر کی مانند ہے، لیکن ان کا ایسا نہ کرنا اور تمام تقریر میں سے ان چند ایک مضحکہ خیز باتوں کو نقل کر دینا میاں صاحب کی دنیا میں رسوائی کرانا نہیں تو اور کیا ہے،

حق کا اعتراف

میاں صاحب کے منقولہ بالا فقرات سے قارئین کرام یہ معلوم کر لیں گے، کہ آخرکار انہوں نے اس بات کا اعتراف کر لیا کہ محمودیت اور بہائیت کے دلائل میں اشتراک موجود ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

"دراصل لوگوں کو اس اشتراک کی وجہ سے تذبذب ہوتا ہے جو بعض دلائل حقانیت میں ہے،"

اس تذبذب کو دور کرنے کی جو کوشش میاں صاحب نے فرمائی ہے، وہ بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:-

"بہاء اللہ زمینی آدمی تھا، آسمان سے آنے والے نے جو دلائل دینے تھے، ان میں سے بعض اس نے خواہ مخواہ اپنے پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کا کذب ظاہر ہے"

یہ جناب خلافت مآب کی آواز کے جلالی ہونے سے پہلے کی باتیں ہیں۔ یا یوں کہیے کہ جس وقت میاں صاحب نے یہ الفاظ زبان مبارک سے ارشاد فرمائے۔ غصہ کی حالت ان پر طاری نہ تھی۔ کہ ان کو اختلال دماغ کا نتیجہ قرار دیا جائے پھر سمجھ نہیں آتی۔ کہ جو دلایل ابھی دیئے ہی نہ گئے تھے یا بالفاظ دیگر آسمان سے ابھی وہ نازل ہی نہ ہوئے تھے۔ ان کو ایک زمینی آدمی نے کیوں کر اپنے اوپر چسپاں کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ بہاء اللہ نے "آسمان سے نازل ہونے والے" کے دلایل کو پہلے سے معلوم کر کے اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ بہائیت کے ساتھ جو اشتراک میاں صاحب کے خیالات کا پایا جاتا ہے۔ وہ تو اس بات میں ہے۔ کہ بہاء اللہ بھی سلسلہ نبوت کو جاری سمجھتا ہے اور میاں صاحب بھی۔ اور اس بارہ میں دونو کے دلایل ایک ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ اشتراک اس وجہ سے نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے دلایل کو بہاء اللہ نے پہلے سے اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ حضرت مسیح موعود نہ نبوت کو جاری سمجھتے تھے۔ اور نہ بہاء اللہ کے لئے ان کے دلایل کو پیشتر سے لینا ممکن تھا۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ صحیح بھی ہے۔ کہ میاں صاحب نے بہاء اللہ کے دلایل سے نبوت مسیح موعود بنانے کی کوشش کی۔ مگر جس طرح سے بہاء اللہ کی نبوت کی عمارت ایک ریت کے ٹیلے پر ہے۔ ویسے ہی میاں صاحب کی عمارت کا حال ہے۔ اور خدا نے چاہا۔ تو آخرکار یہ دونو ہی مسمار ہو کر رہیں گی ٭

آخر میں ہم میاں صاحب کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ میاں اکمل کا ان کی تمام تقریر میں سے (جس میں ممکن ہے۔ بعض معقول باتیں بھی ہوں) ان چند مضحکہ خیز باتوں کو شائع کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ کیا اس کا منشا صریح طور پر بہائی مذہب والوں سے میاں صاحب کی تضحیک کرانا نہیں؟ ہمیں ڈر ہے کہ میاں صاحب کی جماعت اور با اخلاص مریدوں میں بہت سے ایسے عناصر موجود ہیں۔ جو در پردہ بہائیت کے پیرو ہیں۔ اور میاں اکمل کا یہ طرز عمل اس پر شاہد عادل ہے۔ کاش میاں صاحب اس پر غور کریں ٭

تبلیغ میں کیوں کامیابی نہیں ہوتی؟

جن مبلغین کو میدان تبلیغ میں ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے انہیں ایک آزمودہ کار مبلغ کے حسب ذیل خیالات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، وہ لکھتا ہے کہ

"تبلیغ میں ناکامی کی چند وجوہات ہیں جو اپنے تجربہ کی بنا پر میں عرض کرتا ہوں:-

(۱) بعض مبلغ وعظ جلب منفعت کے طریقے پر کرکے دست سوال دراز کرتے ہیں۔

(۲) بعض انجمنوں سے سفر خرچ لیتے ہیں اور صرف وہاں تک جاتے ہیں۔ جہاں ان کو وصولی کرایہ کی امید ہو۔ جہاں یہ امید نہ ہو۔ وہاں وہ پہنچتے تو یکطرف رہا۔ خیال بھی نہیں کرتے۔ کہ ادھر کیا ہو رہا ہے،

(۳) اشاعت کا اثر وہاں ہوتا ہے۔ جہاں مبلغ کا اپنا نمونہ نیک ہو۔ ورنہ نتیجہ برعکس ہوتا ہے

(۴) مبلغین کی زیادہ تعداد چندہ وصول کنندگان کی ہے

(۵) بعض مبلغ طریقہ تبلیغ مطلق نہیں جانتے۔ طبیعت کے سخت ہیں مزاج۔ اپنی بات کے ضدی خواہ غلطی ہو۔

(۶) بعض مبلغ جھوٹے قصے اور وضعی احادیث سنا سنا کر بد ظنی پھیلاتے ہیں،

(۷) بعض مبلغ صرف اس بات کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ کہ جا بجا ان کی لفاظی کی مدح ہو جائے

(۸) تبلیغ کے درجوں کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ جب حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ پاک میں تھا۔ کہ پہلے خدا کی ذات کو معبود ماننے اور رسالت کے اقراری کرانا اس کے بعد نماز۔ روزہ حج۔ زکوۃ۔ اس کے بعد خیر میں دیگر معاملات اور عبادت کی پابندی کا وعدہ لیا جاتا ہے

صداقت مسیح موعود
بعض اعتراضات اور ان کے جوابات

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

(۱)

اعتراض

(۱) مرزا صاحب نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو سوائے اپنی جماعت کے اور اپنے وقت سے پہلے تمام اولیا، علما، مفسرین ائمہ، محدثین وغیرہ کو (سوائے چند جن کی رائے ان سے قدرتے قلیل مل گئی ہے) کافر کہا ہے، کیونکہ ختم نبوت اصول اسلام میں داخل ہے اور اصل کا منکر پکا کافر، دیکھو تحفہ بغداد "جو شخص اس مسیح کے نزول پر ایمان لاتا ہے جو بنی اسرائیل کا ایک نبی ہے، وہ خاتم النبیین کا کافر ہے، پس افسوس اس قوم پر جو کہتے ہیں، رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد مسیح ابن مریم اترنے والا ہے"

فاما الجواب

یہ حضرت مرزا صاحب پر صریح افترا ہے کہ انہوں نے اپنے وقت سے پہلے کے تمام اولیا، علماء، مفسرین وغیرہ کو کافر کہا ہے، آپ کا مذہب تو یہ تھا، کہ کیا پہلے اور کیا اب کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہو، اور اسی لئے آپ نے بڑے زور سے اس حدیث کو بار بار پیش کیا، کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے، وہ خود کافر ہو جاتا ہے، اور سزا کے طور پر اس حدیث کو ان کفر مولویوں پر لگایا، جو باوجود کئی سال تک سمجھانے کے تکفیر سے باز نہ آئے (اور ایک مجدد اور مصلح کا فرض تھا، کہ وہ زمانہ کی مرض کا علاج کرتا اس زمانہ میں سب سے بڑھ کر جو بیماری پلیگ سے بھی بڑھ کر مسلمانوں کو تباہ کر رہی ہے، وہ مولویوں کی تکفیر بازی ہے، ایک مصلح کا فرض تھا، کہ وہ اس مرض کو روکتا، اور چونکہ حکومت ظاہری ہاتھ میں نہ تھی، اس لئے اس تعزیر کو زندہ کرتا جو حدیث میں خود رسول اللہ صلعم نے ایسے لوگوں کے لئے قائم کی تھی)

یہ مرزا غلام احمد کے سر پر سہرا ہے، کہ اس نے اسلام کے ہر ایک بزرگ کی عزت کرنی ہم کو سکھائی، ورنہ شیعہ صحابہؓ کو برا کہتے خارجی ائمہ اہل بیت کو، حنفی یا شافعی وغیرہ ہر ایک اپنے سوائے دوسرے ائمہ مجتہدین اور محدثین کا مذاق اڑاتے، اور اہل حدیث ان ائمہ مجتہدین کا، علمائے ظاہر اہل باطن کا اور اہل باطن علمائے ظاہر کا، غرضکہ یہ بیماری پھر اس قدر بڑھتی ہے، کہ دائرہ وسعت قلبی کا چھوٹے سے چھوٹا ہوتا چلا جاتا ہے، حضرت مرزا صاحب نے صحابہ، ائمہ اہل بیت، ازواج مطہرات، ائمہ مجتہدین، محدثین ہر ایک کی عزت کرنی سکھائی، ان کے اختلاف یا بعض اجتہادی غلطیوں کو ہمیشہ حسن ظنی اور نیک نیتی کی عینک سے دکھایا، ایسے پاکباز اور مصدق جملہ اولیا وائمہ کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ان کو کافر ٹھیراتے ہیں، افترا اور پرلے درجہ کی کم فہمی ہے،

جس حوالہ کو پیش کیا جاتا ہے، اس میں حضرت مرزا صاحب نے نزول مسیح ابن مریم کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا ہے، اور یہ بالکل سچ ہے، کیونکہ اگر نبی کریم صلعم کے بعد کوئی گذشتہ نبی آ گیا، تو آخری نبی وہ ہوا نہ کہ نبی کریم صلعم، اور ظاہر ہے کہ نبی کریم صلعم سے اس صورت میں کوئی امر نبوت کا باقی رہ گیا ہے، جس کے پورا کرنے کے لئے وہ نبی آئے گا، اس لئے ختم نبوت کے منصب پر نبی کریم صلعم نہیں رہ سکتے، خاتم الانبیا تو وہ ہوگا جو اس کی تکمیل کرے گا، پس ختم نبوت کا مسئلہ مسیح اسرائیلی کو آنے سے روکتا ہے، یہ اظہر من الشمس ہے، اور جو کوئی مسیح اسرائیلی کی نبوت آپ کے بعد مانتا ہے، وہ ختم نبوت کا منکر ہے، چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے اصلی لفظ یہ ہیں، "انہ من آمن

بنزول المسیح الذی هو نبی من بنی اسرائیل فقد کفر بخاتم النبیین یعنے جو اس مسیح کے نزول پر ایمان رکھتا ہے جو [illegible] ختم نبوت

کا انکار کرتا ہے، یہ اصل بالکل صحیح ہے،

اب ایک دوسری اصل بھی سن لیجئے کہ کسی اصل کی تشریح میں اگر کوئی اجتہاداً تاویل کرے، تو وہ اس اصل کا منکر نہیں کہلاتا، مثلاً جو لوگ حضرت عیسیٰ کا نزول مانتے ہیں، وہ ساتھ ہی یہ تاویل بھی کرتے ہیں، کہ وہ اس وقت نبی نہ ہوں گے بلکہ امتی ہوں گے، گو یہ تاویل کتنی ہی رکیک اور لغو کیوں نہ ہو، کیونکہ ایک نبی کا بلاوجہ نبوت سے معزول ہونا، اور اس زمانہ میں قرآن کی آیات کا جن میں مسیح کے نبی اور رسول ہونے کا ذکر ہے، عملاً اور اعتقاداً منسوخ ہو جانا ایک ایسا لغو امر ہے، جسے کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا، مگر تاہم یہ اتنا تو ظاہر کرتا ہے، کہ پہلے لوگ کسی نبی کا آنا بعد ختم نبوت کے جائز نہیں رکھتے تھے وہ ختم نبوت کے اصل کی ہی وجہ سے یہ تاویل کرتے تھے کہ مسیح اسرائیلی نبوت سے معزول ہو کر آئے گا، اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ انہوں نے ایسی لغو تاویل کیوں کی، سو عرض یہ ہے کہ پیشگوئیوں کی صحیح تعبیر کا جب تک وہ وقوع میں نہ آ جائیں کسی انسان کو بھی علم نہیں ہوتا، علماء اور ائمہ تو الگ رہے، بعض دفعہ نبی کو بھی غلطی لگ جاتی ہے، اسی لئے علماء و ائمہ مجتہدین نے پیشگوئیوں پر زیادہ زور نہیں دیا، جیسے جیسے وقت آتا گیا پوری ہوتی گئیں، انہی پیشگوئیوں میں ابن مریم کی نزول کی پیشگوئی بھی تھی، جس کسی کے زیر نظر وہ پیشگوئی آئی اس کو ختم نبوت کی وجہ سے اس کی تاویل کرنی پڑی، تاویلیں دو ہو سکتی تھیں، ایک تو یہ کہ مسیح اسرائیلی آئے گا مگر نبوت سے معزول ہو کر، اور دوسری یہ کہ کوئی مجدد مجازی طور پر ابن مریم کہلائے گا، عام طور پر ذہن پہلی تاویل کی طرف گیا، دوسری تاویل اس کے لئے مقدر تھی، جو اس پیشگوئی کا مصداق تھا، اور وہی صحیح اور معقول تھی، اور پہلی نہایت لچر اور بودی، مگر بہرحال تاویل تھی، اور تاویل صرف اسی غرض تھی کہ تا ختم نبوت کی اصل قائم رہے، پھر ایسے لوگ ختم نبوت کے منکر کیونکر ہوئے، انہوں نے ایسی لچر تاویل کو برداشت کر لیا، کیونکہ اصل حقیقت اس وقت تک نہ کھلی تھی، مگر ختم نبوت کے اصل کو ہاتھ سے نہ دیا، کیونکہ وہ مدار ایمان تھا،

البتہ جو لوگ اس پیشگوئی کی صحیح اور معقول توجیہ سنکر پھر بھی منکر رہیں، اور ضد اور تعصب اور حسد سے اپنی بات پر اڑے رہیں، وہ واقعی اس اصل کا انکار کرتے ہیں، اور وہ موجودہ زمانہ کے وہ مکفر مولوی ہیں جن پر حجت تمام ہو چکی ہے، اور یہ اللہ کو علم ہے کہ وہ کون کون ہیں، ہاں یہ سچ ہے کہ "جو شخص ایسے صحیح اور واضح اور بدیہی اور اجماعی مسئلہ کا انکار کرتا ہے، وہ عمداً اپنا قدم دائرہ اسلام سے باہر لے جاتا ہے" مگر وہ شخص جو ضد اور تعصب سے کام نہیں لیتا، بلکہ نیک نیتی سے کوئی تاویل کرتا ہے، وہ اس مسئلہ کا انکار نہیں کرتا، اس لئے وہ اس کی زد سے باہر ہے، خود حضرت صاحب نے انہی لوگوں کو تحفہ بغداد میں اسی فقرہ کے آگے یوں مخاطب کیا، کہ "الا تتفکرون یا معشر المسلمین" "یعنی اے مسلمانو کے گروہ کیا تم فکر نہیں کرتے" وہ لوگ جو مسیح اسرائیلی کی آمد کے قائل تھے، ان کو مسئلہ ختم نبوت کا صاف کر کے بھی آپ معشر المسلمین ہی کہتے ہیں، کیونکہ ابھی ان پر حجت تمام نہ تھی، وہ ختم نبوت کے منکر نہ تھے، بلکہ پیشگوئی کی تاویل کرتے تھے، جس کا رکیک ہونا ثابت کر کے دکھا دیا گیا اور بتا دیا گیا، کہ ختم نبوت تبھی قائم رہ سکتی ہے جب ہماری تاویل کو تسلیم کرو، اب بھی اگر دانستہ عمداً نہ مانیں تو پھر حجت تمام ہے،

دوسری بات میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں، کہ مسیح اسرائیلی کے نزول کے معاملہ میں معترض نے تمام اولیا اور ائمہ وغیرہ کو کیوں لپیٹ لیا، کیا وہ بتا سکتا ہے، کہ مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی پر ہر ایک عالم ہر ایک محدث ہر ایک امام، ہر ایک مجتہد، تمام اولیا اور صلحا بحث کرتے چلے آئے ہیں، ہرگز نہیں، مفسرین یا بعض محدثین کو ضمناً ذکر کرنا پڑا ہے، تفسیر میں مختلف اقوال جمع کر دیئے، یا بعض روایتیں جمع کر دیں، اس سے یہ کہاں سے لازم آ گیا، کہ سارے کے سارے اولیا اور ائمہ اور مجتہدین پہلے یہ کام ضرور کر لیا کرتے تھے، کہ ابن مریم کی پیشگوئی پر بحث کریں، پیشگوئیوں کی صحیح تعبیر اپنے وقت پر ہوتی ہے، اس لئے قبل از وقت ان پر خواہ مخواہ بحث کرنا ائمہ سلف صالحین کا دستور نہ تھا، اور جنہوں نے بحث کی انہوں نے ختم نبوت کی خاطر اسی کی تاویل کی، حضرت مرزا صاحب نے بھی اسی کی

تاویل کی، چونکہ پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا، اس لئے وہ تاویل صحیح اور منجانب اللہ تھی، جو حضرت مرزا صاحب نے کی، فالحمد للہ رب العالمین ہ

اسی طرح بعض صفات الٰہیہ میں مسیح ابن مریم کی شرکت مثلاً خالق طیر ہونا، عالم الغیب ہونا، شفائے امراض و احیائے موتی کرنا، بالآن کما کان کی حالت میں اب تک زندہ رہنا شرک فی الصفات کے ذیل میں آ جاتا ہے، مگر جب تک یہ امور واضح طور پر صاف نہیں کر دیئے گئے تھے، متشابہات کے رنگ میں تھے، اور پہلے لوگ بھی جو ان پر بحث کرتے تھے کسی نہ کسی رنگ میں تاویل کیا کرتے تھے اور اصل حقیقت کو حوالہ بخدا کرتے تھے، یہاں بھی "تمام بزرگان دین" کہنا درست نہیں، کیونکہ "تمام" میں سے "بہت تھوڑے" ہیں، جنہوں نے ان امور پر بحث کی، حیات خضر و الیاس و ادریس و سید عبد القادر جیلانی کے قائل تو صرف جہلا ہیں، باقی رہ گئے حضرت مسیح، ان کی بابت مفسرین کو کچھ لکھنا پڑا ہے، اور وہاں بھی وہی تاویل چلتی ہے، کہیں کہہ دیا، اللہ کی اجازت سے ایسا ہوا، کہیں کہہ دیا وہ پرند اصلی نہ بنتے تھے، بلکہ بے جان ہی رہتے تھے اور تھوڑی دور اڑ کر گر پڑتے تھے، غرضکہ ان دقتوں کے حل کرنے کی ان کو ضرورت پڑی، اور تاویل سے کام لیا، کیونکہ کسی کے شرک فی الصفات کے وہ قائل نہ تھے، انہوں نے تاویل کی اور ظاہر ہے کہ وہ تاویل درست نہ تھی، مگر بہرحال تاویل تھی، اس لئے وہ فتویٰ کی زد میں نہیں آ سکتے، البتہ جو لوگ دانستہ عمداً اب سب کچھ سن سنا کر پھر بھی نہ مانیں اور ضد سے اپنی غلطی پر اڑے رہیں تو پھر خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہیں، آگے وہ خود مالک یوم الدین ہے، وہی جانتا ہے کہ کون خطاوار ہے، اور کون معذور ہے ۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ہ

مسئلہ تقیہ اور اہل تشیع

(گذشتہ سے پیوستہ)

تقیہ امر بالمعروف کے منافی ہے

علی بن ابراهیم . . . . عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوم خرجوا من خراسان او بعض الجبال و کان یوسهم رجل فلما صاروا الی الکوفۃ علموا انه یهودی قال لا یجیدون ہ (فروع کافی صفحہ ۲۲۶/۲۲۲ جلد ا)

الغرض ایک تقیہ باز انسان امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہرگز نہیں کر سکتا، اور اسی واسطے ائمہ اہلبیت کے متعلق تشیع ثابت نہیں کر سکتے، کہ انہوں نے کبھی ایسا کیا ہو، کیونکہ تقیہ بازی منافی ہے اس کے، خود سرور اولیا اور جد الائمہ علی مرتضیٰ کے متعلق لکھتے ہیں، کہ وہ ہمیشہ تقیہ میں عمر گذارتے رہے،

شیعوں کا علامہ شریف مرتضیٰ اپنی کتاب تنزیہ الانبیاء میں لکھتا ہے:۔

"حضرت امیر و شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفا فرمودہ اند و در پردہ دین مخالفین گذرانیدہ اند" الخ

اب برسر حکومت و با اقتدار خلیفہ اول کا جب یہ حال ہو، کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تک نہ کر سکے، بلکہ مخالفوں کے دین کو اپنا دین اور مذہب قرار دے کر عمل کرتا رہے، اور اپنے گورنروں اور عاملوں کو یہ حکم دیتا رہے، کہ خلفاء اول کے طریقہ پر فتویٰ دو، اور عمل کرتے رہو، اور خود امر حق کو رواج نہ دے سکے تو باقی کے گیارہ کس قطار میں، غرضکہ تقیہ منافی ہے دعوت الی الحق کا، طرفہ یہ ہے، کہ کبھی کوئی شیعہ یہ امر ثابت نہیں کر سکا، کہ کبھی ائمہ اہلبیت علیہم السلام کو اکراہ اور مجبور کیا گیا ہو، مسئلہ کے بیان کرنے کے متعلق بلکہ احادیث شیعہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے، کہ وہ خود ہی مسائل بیان کرتے تھے، یہ تو ذریت ابن سبا ان کی طرف منسوب کرتی ہے، کہ فلاں بات امام نے تقیہ سے کہی امام نے خود کہیں یہ نہیں کہا کہ میں نے یہ بات تقیہ کے طور پر کہی، مثلاً شیعوں کے علامہ شوستری مجالس المومنین کے صفحہ ۱۶۷ پر لکھتے ہیں، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں دو شخص داخل ہوئے اور پوچھا:۔

"در آیا در شما امام مفترض الطاعت ہست، آنحضرت فرمودند کہ این چنین کسے در میان خود نمی شناسیم" الخ

اب ذریت ابن سبا کہتی ہے کہ امام نے توریت اور تقیہ سے ایسا کہا، یعنے بالفاظ دیگر امام نے جھوٹ کہا، ہم کہتے ہیں العیاذ باللہ، امام کی شان اور علو اس سے بزرگ ہے، ہرگز امام ممدوح علیہ السلام نے تقیہ سے جھوٹ نہیں کہا، جو کہا سچ "دو ستان" کو سے فرمایا، اب دوست نما دشمن بے بصیرت سے پوچھو ہم امام کے محب ہیں، جو اس کو راستباز قرار دیتے ہیں، یا وہ گندم نما جو فروش دوست جو فی الواقعہ دشمن ہے، دوستی کے لباس میں جو امام کو دروغگو قرار دیتا ہے، مگر اپنی جہالت سے اس دقیق اور باریک دشمنی کو سمجھ نہیں سکتا، اور دیگر احادیث شیعہ بھی ہمارے دعوے کی موید ہیں، اور وہ یہ ہیں کہ امام جعفر صادق اور امام محمد باقر علیہم السلام پر تقیہ کرنا بھی جائز نہ تھا، جیسا کہ حسین علیہ السلام پر، پھر جبکہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو تقیہ کرنا درست نہ تھا، بلکہ عام تبلیغ بلا خوف ولوم لائم کی ہدایت تھی، تو اس کی حدیث کو تقیہ سے کیوں ملوث کریں، یہ میں نے صرف ایک مثال بطور نظیر پیش کی ہے، ورنہ بیسیوں مثالیں ہر قسم شیعہ کتب سے پیش ہو سکتی ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے، کہ تقیہ کا عقیدہ ایجاد در وضع ہے، ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا ہرگز تقیہ اصول نہ تھا، انبیا بالخصوص آنحضرت صلعم کے متعلق بھی متکلمین شیعہ میں اختلاف ہے، ایک قلیل گروہ آنحضرت صلعم پر بھی تقیہ کا جواز مانتا ہے، مگر ان کے بعض سمجھداروں نے آنحضرت صلعم پر تقیہ کو جائز قرار نہیں دیا ہے اس لئے کہ واقعات کے خلاف ہے، اگر آنحضرتؐ اور صحابہؓ تقیہ کرتے، تو اس قدر تکالیف ان پر کس طرح وارد ہوتیں، اور اصول کے بھی خلاف ہے، بلغ ما انزل الیک الخ۔

پس انبیا ایک امر کو شروع کرتے ہیں، تو اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ نہیں کیا، اور سنت اس پر جاری نہیں ہوئی، تو یہ امر شروع بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ آنحضرت صلعم کے فعل سے اس پر کوئی شہادت نہیں، پھر تشیع کس طرح اس کو فروع دین اسلام قرار دیتے ہیں،

اب آیات سورہ نحل پر غور کریں ولکن من شرح بالکفر صدراً فعلیهم غضب من اللہ ولهم عذاب عظیم تا هم الخاسرون پڑھ لو، اس کے بعد ہے، ثم ان ربك للذین هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا وصبروا ان ربك من بعدها لغفور الرحیم ہ

ان آیات سے معلوم ہو گیا، کہ جن لوگوں نے کلمہ کفر بوجہ کمزوری اور ضعف ایمانی کے کہہ دیا، ان پر یہ سزا رکھی گئی ہے، کہ وہ ہجرت کریں، جہاد کریں، اور مصائب آمدہ میں صبر سے استقامت بتلا دیں، آئندہ کے لئے تو وہ غلطی جو ان سے سرزد ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا، پس کلمہ کفر کہہ دینا باوجود شرح صدر رکھنے کے بھی ایک جرم کی حیثیت رکھتا ہے، جس کا تدارک کرنا لازم ہے، چہ جائیکہ اس کو مستحسن اور فرض اور قابل اجر امر قرار دیا جائے، اور تشیع کا تقیہ تو بالکل بے اصل امر ہے، وہ اس آیت سے کس طرح ثابت ہو سکتا ہے، کیونکہ کسی امام کو اکراہ و اجبار نہیں کیا گیا، کلمہ کفر کے کہنے پر بلکہ کسی مسئلہ کے بیان کرنے پر بھی اور انہی ائمہ کے زمانہ میں امام ابو حنیفہؒ شافعیؒ امام احمدؒ وغیرہ صدہا مسائل میں ایک دوسرے کے برخلاف فتوے دیتے رہے، اور کسی کو قتل اور قید یا نقصان ان مختلف فتاوے کے دینے پر نہیں کیا گیا، اور نہ ان کو مجبور کیا گیا، پھر تعجب ہے تشیع پر وہ کس طرح یہ جھوٹ کہتے ہیں، کہ ہمارے ائمہ کو مجبور اور اکراہ کیا گیا، کیا کوئی شیعہ مفسر یا عالم یا متکلم یہ ثابت کر سکتا ہے، اگر ثابت کر دے تو ہم اب بھی ۵۰۰ روپیہ انعام ان کو دینے کو طیار ہیں، علی حائری صاحب اور مولوی کفایت حسین صاحب ثابت کریں، اور انعام لیں، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا تھا، هما امامان، عادلان، قاسطان کانا علی الحق، تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے جن پر تقیہ قطعاً جائز نہیں تھا، یہ کلام تعریف حضرات شیخین میں بطور تقیہ اور توریہ کے فرمایا تھا، اور کس نے ان کو اس کہنے پر اکراہ کیا تھا، یا مجبور کیا تھا، تمہارے علماء، اور مجدد تسلیم کرتے ہیں، کہ امام علیہ السلام نے ان کی مدح میں بطور امر واقعہ ایسا فرمایا تھا، دیکھو کتاب الارائک ابو الحسن میرزا المعروف با شیخ الرئیس حسینی

تمہارے مجدد لکھتے ہیں، فالتقیه حکم من الاحکام العقلیه تتقدر بقدر الضرورۃ الخ ۔ ہے کہ نفس امرات عارضہ سے ہے (باقی)

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذاہب عالم کی کانفرنس

لندن میں اسلام کی نمایندگی

ذیل کی سطور کا محرک ۲۲ مئی ۱۹۲۴ء کا اخبار مشرق گورکھپور ہے جس میں ایک مختصر سا نوٹ در "مذاہب عالم کی کانفرنس میں اسلام کو موقع" کے عنوان سے شائع ہوا ہے مضمون نگار نے بایں الفاظ میں مسلمانان ہندوستان کے موجودہ مذہبی جمود کا اظہار فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ لندن میں آجکل سلسلہ نمائش میں ایک ایسی کانفرنس بھی ہونیوالی ہے جسمیں . . . . موجودہ مذاہب . . . کو اپنی تعلیمات اور بیانات پیش کرنے کا موقعہ دیا جاوے گا۔ اگر مسلمان تمام فرقہ داری اختلافات اور اجتماعات کو دور کریں اور خدا کے دین کی خاطر ایک جگہ ٹھہر کر اسکو طے کریں کہ ہم لندن پہنچکر کس طرح کن مبلغین کے ذریعہ اسلام کی نمائندگی کر سکتے ہیں تو اچھا ہے۔ خدا مسلمانوں کے حال پر رحم کرے ورنہ بظاہر آثار زوال اور گمشدگی کے ہیں۔ لندن میں خواجہ کمال الدین کی جماعت کام کر رہی ہے۔ امریکہ میں قادیانی جماعت کے مساعی نتائج سے خالی نہیں۔ افسوس اسکا ہے کہ مسلمانوں ہند میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو ہندوستان سے کامیاب ہونیوالے مواقع پر پہنچے۔ اور اسلام کو پیش کرے"

معزز مضمون نگار صاحب کو مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ مسرت انگیز خبر سنکر محظوظ ہوں گے کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانی مسلم مشن مسجد ووکنگ انگلستان جن کی یورپ کے تبلیغی میدان میں ان تھک جدوجہد اظہر من الشمس ہے اور کہ جو اس میدان تبلیغ کے ایک آزمودہ کار پہلوان ہیں۔ اور یورپ کی سرزمین پر ہمیشہ اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی احسن موقعہ اسلام کی نمائندگی کا ملے۔ اس موقعہ کو صاحب موصوف نے غنیمت جان کر نمائش کی دعوت کو قبول کیا ہے۔ اور اپنا مضمون حوالہ قلم و کاغذ کر کے نمائش کو بھیجدیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے لیکچر مذکور کو قبول کرتے ہوئے قواعد و ضوابط نمائش کا پورا پورا احترام کیا ہے قواعد میں سے دو تین شرائط اہم تھیں۔ اول یہ کہ مضمون دو ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ دوم یہ کہ کسی مذہب پر اعتراض نہ کیا جاوے فقط اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں اور محاسن بیان کئے جائیں۔ سوم یہ کہ اس مذہب کے معلم کے حالات زندگی کا بھی اس مضمون میں تذکرہ نہ ہو۔ بہرحال حضرت خواجہ صاحب نے ان تمام قواعد کی پوری پوری پابندی و احترام کرتے ہوئے مضمون کو نہایت ہی اختصار کے ساتھ عمدہ پیرایہ میں نبھایا ہے جس کی خوبی دلربائی اور انداز بیان کا فوٹو ان سطور میں کھینچنا میرے حیطۂ قدرت سے باہر ہے۔ بہرحال حضرت خواجہ صاحب نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اور دین حق کی پوری پوری نمائندگی کرتے ہوئے اسلام کو نہایت ارفع و اعلیٰ شان میں متلاشیان حق کے سامنے پیش کیا ہے یہ مضمون انگریزی میں ہے جو غالباً جولائے یا اگست میں لندن کی نمائش میں پیش ہوگا۔ مضمون کی زبان نہایت سلیس فصیح شیریں اور سلیس ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت خواجہ صاحب کے اس مضمون کو جو انہوں نے گذشتہ ماہ رمضان میں شبانہ روز عرق ریزی و دیدہ سوزی سے حوالہ قلم و کاغذ کیا شرف قبولیت بخشے۔ اور لیکچر مذکور بہت سی سعید روحوں کے مشرف با اسلام ہونے کا موجب ہو۔ اس سے پیشتر جو مذہبی کانفرنس پیرس میں ۱۹۱۳ء میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں بھی حضرت خواجہ صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ خصوصیات اسلام کے موضوع پر ایک لیکچر پڑھا جسمیں ان تمام بدنما دھبوں کو دور کیا۔ جو پادری صاحبان نے اسلام کے درپا اور خوشنما چہرہ پر لگائے ہوئے تھے۔ اور اسلام کی درخشاں اور روشن تعلیمات کو نہایت ہی عمدہ پیرایہ میں بیان کر کے دنیا کی آنکھیں چندھیا دیں۔ اور سامعین مذہبی کانفرنس میں اسلام کے متعلق تجسس و تلاش کی روح پھونک دی۔ یہی کانفرنس بہت حد تک اسوقت اسلام کی بیداری اور لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچنے کا موجب ہوئی

مسلمانان عالم کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ اسلام کو پیش کرنے کے یہ بہترین مواقع ہوتے ہیں۔ اور ایسے مواقع کو ہرگز ہرگز ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ مسلمانوں میں موقعہ شناسی کا احساس پیدا کرے اور خالصتہً دین حق کی اشاعت کے لئے کمرہمت باندھنے کی توفیق عنایت فرمائے تاکہ وہ اپنی تمامتر توجہ کو اسلام کی حفاظت و اشاعت پر لگائیں۔ آمین۔ ثم آمین۔

خادم

عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل لاہور

ملتان شہر میں احمدیوں اور اہلحدیث کے مابین مباحثہ

احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد نذیر لائل پوری اور اہلحدیث کی طرف سے مولوی عبدالعزیز کے مابین ۱۳ جولائے کو باغ تلنگے خاں میں مباحثہ ہوا۔ مسٹر عبداللہ خان بیرسٹر منصف مقرر کئے گئے دو اجلاس ہوئے۔ صبح کے اجلاس میں حیات مسیح پر بحث ہوئی۔ مولوی عبدالعزیز صاحب نے اِنّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ کی آیت اپنے دعویٰ میں پیش کی۔ مولوی محمد نذیر صاحب نے اس آیت کی خوب تفسیر کی۔ اور دلائل قاطعہ سے وفات مسیح پبلک کے ذہن نشین کرائی۔ بہت دیر تک خوب بحث گرم رہی۔ خاتمہ پر خان صاحب موصوف نے مولوی عبدالعزیز صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کی تقریر عام فہم نہ تھی۔ اگرچہ کھلے الفاظ میں نہیں مگر دبے الفاظ میں خانصاحب موصوف نے مولوی محمد نذیر کی صداقت کو قبول کیا۔

دوسرے اجلاس میں صداقت مسیح موعود پر بحث تھی جس میں مولوی عبدالعزیز صاحب نے محمدی بیگم والی پیشگوئی کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور مولوی ثناء اللہ کے زندہ رہنے کو اپنے دعوےٰ کی صداقت کی دلیل ٹھہرایا جس کو مولوی صاحب موصوف نے پبلک کے ذہن نشین کرایا۔ اور کہا کہ لوگوں کو ان باتوں کے سمجھنے میں دھوکا لگا ہے۔ اسپر مولوی عبدالعزیز صاحب نے ان کی تقریر کے وقت میں دو منٹ کی تقریر کی اجازت طلب کی مگر پریزیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ ان کے وقت میں آپ کو وقت نہیں ملسکتا۔ اسپر مولوی عبدالعزیز صاحب نے اصرار کیا جس پر صدر صاحب نے جلسہ برخاست کرنے کا حکم دیا۔ ان دو اجلاس میں پبلک پر خوب اثر پڑا۔

نوٹ:۔ اگرچہ مولوی محمد نذیر صاحب صاحبزادہ صاحب کے معتقدین میں سے ہیں۔ مگر جو بات درست کہیں ہمارا حرف بحرف ان سے اتفاق ہے۔ البتہ اثنائے تقریر میں جو کچھ انہوں نے حضرت صاحب کی نبوت کے متعلق بیان فرمایا۔ ہم اسکو کسی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتے جبکہ حضرت صاحب خود فرما چکے ہیں کہ بعد خاتم النبیین کے نیا اور نہ پرانا نبی آسکتا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ یہاں بعض مبلغین حضرت امیر قوم مولوی محمد علی صاحب کے حق میں بہت کم و بیش الفاظ کہہ رہے ہیں۔ اور بہت برے ناموں سے ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ نہ معلوم یہ محمودی مبلغین کی تعلیم کا اثر ہے یا مرکز خلافت کا۔ والسلام۔

خاکسار

عبدالعزیز خان احمدی۔ لوہاری دروازہ شہر ملتان

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ جموں

معرفت منشی فضل احمد صاحب مدرس ہائی سکول جموں

(۱) مستری یعقوب علی صاحب از گھرتا بھاؤں چندہ ماہوار مئی ۱۹۲۴ء صدقہ عید الفطر ۱۰، عید فنڈ ۴ — کل ۱۰/-

(۲) مستری غلام رسول صاحب ماگھ و بھاگن چندہ ماہوار، صدقہ عیدالفطر ۲، عید فنڈ ۴

(۳) مستری حاکم الدین صاحب پھاگن و چیت چندہ ماہوار ۱۲، صدقہ عید الفطر

(۴) مولوی غلام احمد صاحب پوہ و ماگھ چندہ ماہوار، صدقہ عید الفطر

(۵) بابو طفیل احمد صاحب از پوہ تا پھاگن چندہ ماہوار، صدقہ عید الفطر، عید فنڈ ۴

(۶) مستری ابراہیم صاحب پھاگن چندہ ماہوار، صدقہ عید الفطر ۱۲، عید فنڈ ۸

(۷) خلیفہ سلطان احمد صاحب چندہ ماہوار ۸، صدقہ عید الفطر، عید فنڈ ۵

(۸) مستری نظام الدین صاحب از گھرتا ماگھ چندہ ماہوار

(۹) سید اسد رکھا صاحب از کاتک تا ماگھ چندہ ماہوار، صدقہ عید الفطر، عید فنڈ ۸

(۱۰) مستری محمد یوسف صاحب پھاگن و چیت چندہ ماہوار، صدقہ عید الفطر ۲، عید فنڈ ۱، اشاعت قسط ۱۲

(۱۱) مستری عبدالعزیز صاحب پھاگن و چیت چندہ ماہوار

(۱۲) پیر محمد شاہ صاحب چیت چندہ ماہوار ۲، صدقہ عید الفطر ۵، عید فنڈ

(۱۳) منشی نواب خان صاحب گھر و پوہ چندہ ماہوار، صدقہ عید الفطر، عید فنڈ ۹

(۱۴) بابو چراغ الدین صاحب چیت، صدقہ عید الفطر ۲، عید فنڈ، فتنہ ارتداد

(۱۵) شیخ حفیظ اللہ صاحب ماگھ و پھاگن چندہ ماہوار، صدقہ عید الفطر، عید فنڈ

(۱۶) مولوی عبدالحق صاحب چندہ ماہوار

(۱۷) فضل احمد صاحب چیت چندہ ماہوار، صدقہ فطر ۱۵، عید فنڈ ۴

(۱۸) ابو حسن الدین صاحب برائے اشاعت، صدقہ فطر، عید فنڈ ۸

(۱۹) مستری عبدالاسلام صاحب معرفت مستری شہاب الدین صاحب برائے اشاعت

(۲۰) مستری شمس الدین صاحب معرفت مستری شہاب الدین صاحب چندہ ماہوار

(۲۱) مستری امام الدین صاحب صدقہ فطر، عید فنڈ ۴

(۲۲) چودھری سراج الدین صاحب

(۲۳) مستری روشن الدین صاحب

(۲۴) عبداللہ صاحب چندہ ماہوار، صدقہ فطر ۵، عید فنڈ ۲

(۲۵) عبدالحی ولد مستری یعقوب علی صاحب

(۲۶) صلاح الدین صاحب متعلم

(۲۷) سراج الدین صاحب

(۲۸) محمد دین صاحب

(۲۹) محمد یوسف صاحب

(۳۰) عبدالحی صاحب

(۳۱) مستری تاج الدین صاحب — عید فنڈ ۸

(۳۲) امام الدین صاحب

(۳۳) عبداللہ صاحب

(۳۴) سید حیدر شاہ صاحب

(۳۵) مستری عبداللہ صاحب

(۳۶) سید محمد مسعود شاہ صاحب — عید فنڈ ۱۲

(۳۷) مولوی مصطفےٰ صاحب

(۳۸) شیخ سردار محمد اقبال صاحب — صدقہ فطر ۲

(۳۹) مستری بہاء الدین صاحب

(۴۰) شیخ ظہور الدین صاحب — عید فنڈ ۴ — کل

(۴۱) عبدالرحمان

(۴۲) مولوی عبدالباری

(۴۳) فیض الحسن صاحب متعلم

(۴۴) عنایت اللہ صاحب

(۴۵) حفیظ اللہ صاحب

(۴۶) حبیب اللہ صاحب

(۴۷) میاں محمد اقبال صاحب — صدقہ فطرہ ۱

(۴۸) محمد عبداللہ صاحب

(۴۹) غلام احمد صاحب

(۵۰) چودھری عبدالرحمن صاحب — ۱۵

(۵۱) خلیفہ علم الدین صاحب

(۵۲) مستری شہاب الدین صاحب — ۱۰

تازہ خبریں ہندوستان

بمبئی میں جدید زمین دوز ریلوے

بمبئی ۱۲- جون - بمبئی میں یورپ کے جدید ترین طرز کے مطابق ایک زمین دوز ریلوے بنائی جائے گی - حکومت نے بی- بی- اینڈ سی - آئی ریلوے پر زمین دوز لائن بنانے کے لئے کام شروع کردیا ہے - جی- آئی - پی ریلوے وکٹوریا ٹرمینس پر اہم تبدیلیاں کرنا چاہتی ہے - اگر انکی مساعی کامیاب ہوگئیں تو زمین دوز ٹرینیں بھاپ کی طاقت سے نہیں بلکہ برقی طاقت سے چلائی جائیں گی - مسافروں کے سامان پہنچانے کا ایسا انتظام کیا جائے گا کہ قلیوں کی ضرورت نہ رہیگی -

ہاوڑہ میں جدید پل کی تعمیر

کلکتہ ۱۲ جون - کلکتہ گزٹ نے ہاوڑہ کے جدید پل کا مسودہ شائع کیا ہے - وہ بنگال کونسل کی آئندہ نشست میں پیش کیا جائیگا یہ جدید پل اس مجلس ماہرین سفارشات کے مطابق تیار کیا جائیگا جو ۱۹۲۱ء میں سر آر این کرجی کی زیر صدارت مقرر کی گئی تھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ ۱۲۴۰۰۰۰۰ روپیہ صرف ہوگا -

گذشتہ جنوری میں حکومت بنگال کے وزیر مالیات کی صدارت میں نمائندوں کی ایک مجلس مقرر کی گئی اور اس نے اس کام کے لئے روپیہ فراہم کرنے کے لئے تجاویز پیش کیں مجلس کی سفارشات منظور کرلی گئی ہیں - اس مقصد کے لئے قرضے لئے جائینگے

مجلس تحقیق اصلاحات

شملہ - ۱۲ جون مجلس تحقیق اصلاحات کے ارکان کی نامزدگی میں جو تاخیر وقوع پذیر ہوئی ہے اس کا سبب یہ ہے - کہ بعض لوگوں نے رکنیت قبول کرنے کی اطلاع اب تک روانہ نہیں کی - جو ارکان مجلس مذکور میں کام کرنے پر راضی ہوگئے ہیں اور آجکل شملہ میں ہیں - وہ مسئلہ تحقیقات کے متعلق تبادلۂ خیالات کرسکنے کی غرض سے جلد ایک جلسہ منعقد کرنے والے ہیں -

ریوا سوامی آئر ڈاکٹر پرنجپی - سر آرتھر فرام - سر محمد شفیع سر اپلاز نیڈر موڈی مین - اور سر ہنری مونوریف سمتھ

معلوم ہوا ہے کہ سر تیج بہادر سپرو اور مہاراجہ بردوان نے بھی رکنیت قبول کرلی ہے - لیکن وہ اس غیر معمولی جلسہ میں شریک نہیں ہوسکیں گے - مسٹر جناح کے جواب کا انتظار ہے مجلس مذکور کے باقاعدہ اجلاس اگست میں شروع ہوں گے -

وائسرائے کی کونسل

شملہ ۱۲- جون - سر میاں محمد شفیع وائسرائے کے انتظامی کونسل کے رکن ہیں - اور ان کی پنجسالہ مدت رکنیت ختم ہونیوالی ہے اب یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ان کا جانشین کون ہوگا - بہر کیف باخبر حلقوں میں محسوس کیا جاتا ہے کہ میاں صاحب بہت مصروف ہیں - اور تحقیقات اصلاحات کے سلسلہ میں ان کا کام خاص طور پر بڑھ گیا ہے - اگر ان کی مدت رکنیت میں اس سال کے آخر تک توسیع کردیجائے تو یہ دشواری دور ہوسکتی ہے -

بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو

بمبئی - ۱۱ - جون - مسز سروجنی نائیڈو کی سر کردگی میں انڈین نیشنل کانگریس نے جنوبی افریقہ اور کینیا کے لئے ایک وفد روانہ کیا تھا - اب وہ جہاز "کراگولا" میں واپس آرہی ہیں اور آئندہ شنبہ تک بمبئی پہنچ جائیں گی -

مونگیر میں آریوں اور مسلمانوں کا فساد

کلکتہ - ۱۲ جون - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کل - مونگیر میں مسلمانوں اور آریوں میں ایک مذہبی جھگڑے کی بنا پر فساد ہوگیا - پتھروں اور لاٹھیوں کا استعمال کیا گیا -

والیان ریاست کا آئندہ اجلاس

شملہ - ۱۲ جون - والیان ریاست اور سرداروں کا آئندہ اجلاس اوائل نومبر میں بمقام دہلی منعقد ہوگا - تاریخ ہنوز متعین نہیں ہوئی -

انجمن تجار لاہور

لاہور - ۸ - جون - انجمن تجار لاہور کی کونسل اور انجمن مذکور کے سالانہ جلسہ میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس انجمن کو باقاعدہ رجسٹرڈ کرالیا جائے تاکہ وہ سوداگروں کے مفاد کی مستقلاً حفاظت کرے - کئی ہزار روپیہ کی ضرورت ہے - مختلف بازاروں سے چندہ وصول کرنے کی غرض سے مجالس ماتحت مقرر کردی گئی ہیں - امید ہے کہ تمام تاجر چندہ میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیں گے - انہیں چاہیئے کہ وہ خود انجمن کی رکنیت حاصل کریں - اور دوسروں کو بھی اس امر کی ترغیب دیں

رنگون میں امریکن جہازوں کی آمد

رنگون - ۱۲ جون - امریکن جہاز ریل اور سیکا رڈ اکل گیارہ بجے شام رنگون پہنچ گئے - تیسرا انگریزی ماہر پرواز منگل کے دن یہاں پہنچا - اور ایک دن یہاں ٹھہر کر براستہ سنگاپور ہانگ کانگ کی طرف روانہ ہوگیا ہے -

تارا کیشور ستیہ گرہ

کلکتہ ۱۲ جون - کل جب سچدا نند کو جیل میں لایا گیا - تو ان کی طبیعت کچھ ناساز تھی - مگر اب بالکل ٹھیک ہے - آج انہیں ہگلی جیل میں منتقل کردیا گیا ہے -

آج صبح مسٹر سی آر داس سیرام پور پہنچے تو استقبالیہ کمیٹی نے کہا کہ کل کے واقعات سے سب کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور غفلت شعاری کو ترک کرکے تارا کیشور ستیہ گرہ میں شریک ہونا چاہیئے - مسٹر داس نے کہا کہ میں اپنے بیٹے کو تحریک میں شامل ہونے کیلئے بھیج دوں گا -

پانچ سو گھر تباہ ہوگئے

جوالاپور - ۱۱ - جون - کل ہم صرف پچیس کو اعانت بہم پہنچانے کا انتظام کرسکے - دودھ مفت تقسیم کیا گیا - مقامی ہندوؤں نے مصیبت زدوں کو ہر طرح کی امداد دی - ہم نے پھر حادثہ زدہ رقبہ کا معائنہ کیا - لوگ خوراک - کپڑوں اور مکانوں کے سخت محتاج ہیں - جھونپڑے بنانے کے لئے سامان کی ضرورت ہے تاکہ ان کے گھر از سر نو تعمیر کئے جاسکیں - مکانات کے نقصان کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ تک کیا گیا ہے - ایک ہزار سے زیادہ اشخاص پر یہ بلا نازل ہوئی جن میں ہندو بھی شامل ہیں - نوع انسانی کے ہمدردوں سے درخواست ہے کہ آگ کے ستم زدوں کی امداد کے لئے آگے بڑھیں - اس آگ سے پانچسو گھر تباہ ہوگئے - آج غربا کو کھانا کھلایا گیا -

بلدیہ بمبئی میں حجاموں کی لائسنس کے متعلق دلچسپ مباحثہ

بمبئی ۱۲ - جون - آج بلدیہ بمبئی کے جلسہ میں دلچسپ اور طویل مباحثہ ہوا - حجاموں کی معروضات پر غور کیا گیا - وہ اس بات کے مخالف ہیں کہ ان کے لئے لائسنس لینا ضروری قرار دیا جائے - ان کی شکایات کی تحقیقات کے لئے ایک مجلس تحت مقرر کی گئی ہے - اور اس مباحثہ میں اس امر کی عام طور پر حمایت کی گئی ہے - کہ لائسنس جاری کرنے پر اصرار کیا جائے -

تاجداروں کی کانفرنس

شملہ - ۱۲ جون - تاجدار راجاؤں اور نوابوں کی آئندہ کانفرنس شروع نومبر بمقام دہلی منعقد ہوگی - ابھی تاریخ مقرر نہیں ہوئی -

مسٹر بی - جی ہارنیمن

بمبئی - ۱۲ جون - آج مسٹر بی - جی - ہارنیمن - سابق رئیس التحریر "بمبئی کرانیکل" کا ایک مضمون اخبار مذکور میں شائع ہوا ہے - اس میں آپ نے اپنے سابق حالات پر تبصرہ فرمایا ہے - اور اس خیال کی بزور تردید کی ہے کہ "بمبئی کرانیکل" کی ادارت قبول کرلینے پر آپ کے خیالات میں اچانک تبدیلی واقع ہوگئی - ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کے سلسلہ میں آپ نے یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ جب میں اول اول ہندوستان میں آیا تو میرے خیالات بہت شاہنشاہیت پسندانہ تھے - لیکن یہ بات زیادہ تر رسمی تھی اور یہ میرا اعتقاد نہیں تھا - اس صورت میں بھی میں خیال کرتا تھا کہ سلطنت برطانیہ انصاف - آزادی اور مساوات کے اصول کی حامی ہے - لیکن میں نے دیکھا کہ ہندوستان میں ایک نظم ونسق میں اس کی خلاف ورزی کی جاتی ہے - لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بتدریج میری شہنشاہیت پسندی غائب ہوگئی -

ممالک غیر کی خبریں

صدر فرانس کا استعفے

لندن ۱۲- جون - موسیو ملرینڈ نے پارلیمنٹ کے نام استعفے داخل کرتے ہوئے جو خط بھیجا ہے وہ مختصر اور بلیغ ہے لیکن ساتھ ہی آپ نے ایک طویل اعلان قوم کے نام جاری کیا ہے جس میں انہی دلائل کی تکرار کی گئی ہے - جو مجالس وضع قوانین کے نام گزشتہ پیغام میں بیان کئے گئے تھے - آپ نے اعلان کیا ہے کہ جمہوریت فرانس کی آزادی کے لئے جد وجہد جاری رکھوں گا - توقع کی جاتی ہے کہ ایوان کی موجودہ نشست کے خالی ہونے سے فائدہ اٹھائینگے اور پارلیمنٹ میں آجائینگے - اس وقت وہ مزاحمت کرنے والی جماعت کے رہنما ہوں گے - موسیو پوانکارے سینٹ میں ہی کام کرینگے - علامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدارت جمہوریت کے عہدہ کے لئے موسیو ڈومرگ صدر سینٹ اور موسیو پینلو صدر ایوان کے درمیان زبردست مقابلہ ہوگا -

نئے صدر کا انتخاب

پیرس - ۱۱ جون - موسیو ہیریٹ اپنا کام سنبھالنے میں تعجیل سے کام لے رہے ہیں - آپ اسی وقت سے عہدہ کابینہ وزارت کی ترتیب میں مشغول ہیں - جو نئے صدر کے انتخاب پر قائم کی جائیگی - آپ تجویز کرتے ہیں کہ معمولی مباحث کے بعد ایوان کے اجلاس کو برخاست کردیں تاکہ اس عرصہ میں وہ دول متحدہ کے ساتھ تعارف حاصل کرسکیں - انہیں توقع ہے کہ آئندہ ہفتہ کے آغاز میں وہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ سے ملاقات کرنے کے لئے لندن جائینگے -

جمعہ کے روز ۹ بجے چیمبر اور سینٹ کا متفقہ اجلاس ورسیلز میں منعقد ہوگا کہ نئے صدر کا انتخاب کیا جائے -

جرمنی سے نرمی کا سلوک کیا جائیگا

لندن - ۱۲ جون - اخبار "ڈیلی ایکسپریس" کے نمائندہ نے موسیو ہیریٹ سے ملاقات کی تھی - اس اخبار کے اعلان کے مطابق جدید فرانسیسی وزیر اعظم کا بیان ہے کہ جرمنی کے تعلقات کی نسبت ان کا ارادہ ہے کہ کشیدگی اور قوت کو نرم کردیا جائے - اور زیادہ قریبی تعلقات قائم کئے جائیں - ماہرین کی رپورٹ کو فوراً عمل کا جامہ پہنایا جائے - موسیو ہیریٹ وزارت عظمی اور وزارت خارجہ کے قلمدان اپنے ہاتھ میں رکھینگے -

گریٹ ویسٹرن ریلوے

لندن - ۱۲ جون - زمین دوز ریلوے کے الٹی میٹم کے بعد گریٹ ویسٹرن ریلوے نے ہڑتالیوں کو اطلاع دی گئی ہے کہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائیگی اور انہیں واپس آنے کے لئے ۱۴ جون تک کی مہلت دی جائے گی -

فرانس کی سیاسی مشکلات

نیویارک - ۱۱ جون - فرانس کے سیاسی اضطراب کے باعث یہاں کے مالی حلقوں میں بھی اضطراب پھیل گیا ہے - آج فرانک کی قیمت تین عشر تک گر گئی - اس وقت ۵۰ر۳ ڈالروں کے سو فرانک ملتے ہیں -

چینی ڈاکو

پیکنگ - ۱۱ - جون - ہنگو اور کرین کا ایک پیغام مظہر ہے کہ امریکن مشنری مسٹر کنگھم مارا گیا - سابق غیر ملکی اشخاص محفوظ ہیں -

زمین دوز ریلوے کی ہڑتال

لندن - ۱۱ جون - زمین دوز ریلوے کی ہڑتال کے منتظمین نے ہڑتالیوں کو متنبہ کیا ہے کہ وہ ۱۳ جون سے کام پر آجائیں ورنہ وہ برطرف کردیئے جائیں گے - اور بغیر ضروری اطلاع کے ہڑتال کے خلاف تدابیر اختیار کی جائیں گی -

لندن - ۱۲ جون - کل زمین دوز ریلوے کی ٹرینوں میں کوئی نمایاں تغیر نہیں ہوا - عوام کو بڑی تکلیف اور مسافروں کا بہت ہجوم ہوتا ہے - ۲۵ سٹیشن ہنوز بند ہیں - اصلاح حالات کی توقع نہیں ہوسکتی - کیونکہ کل بجلی والوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تنخواہ میں اضافہ نہ ہونے کی وجہ سے ہڑتال کو وسعت دیجائے الٹی میٹم پر لارڈ ایشفیلڈ کے دستخط ہیں - اس میں بیان کیا گیا ہے کہ کمپنیاں ہڑتالیوں کے نمائندوں سے ملاقات نہیں کرسکتیں -

ہندوستان میں اسلام کی ابتدا کیونکر ہوئی؟

جاٹ اور ٹھاکر کیوں مسلمان ہوئے؟

یہ بہت دلچسپ سوال ہے، اور اس کا جواب دلچسپ تر ہے، مسلمان جب ہندوستان میں آئے، تو اس ملک کے لوگ صرف ویدک دھرم کے پیرو تھے، بلکہ زیادہ تر بودھ مت کے ماننے والے تھے، بودھ مت کے خلاف جس شخص نے سب سے زیادہ پرجوش جہاد کیا، وہ تیسری صدی ہجری کے شنکر آچاریہ ہیں، لیکن خود شنکر آچاریہ میں توحید کا یہ جوش و ولولہ کہاں سے آیا، اس کا جواب مولینا سید سلیمان نے یہ دیا ہے، کہ شنکر آچاریہ جی جنوبی دکن میں پیدا ہوئے، ملیبار میں نشو ونما پائی، اور یہ وہ مقامات تھے، جو اسلام کے نعرۂ توحید سے گونج رہے تھے، اور جہاں بت پرستی کے خلاف مسلمان واعظین کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں، اس بنا پر جس طرح شمالی ہند میں کبیر داس اور گورو نانک وغیرہ پہلے اور دیانند جی بعد کو پیدا ہوئے، جنہوں نے اسلام کی توحید سے بت شکنی کا سبق سیکھا، ٹھیک اسی طرح تیسری صدی کے عرب تجار اور واعظین سے جو اس علاقہ میں اس وقت پھیلے ہوئے تھے، شنکر آچاریہ جی نے بت شکنی کا فیض حاصل کیا،

یہ حقیقت کس قدر معنی خیز ہے، کہ سندھ میں مسلمان پہلی صدی کے آخر میں یعنی آٹھویں صدی عیسوی کے بالکل شروع میں آئے اور ہندوستان میں بودھ مت کا زوال نویں صدی میں اور اس کے بعد ہوا، مولانا ممدوح کا یہ خیال نہایت وقیع معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان میں بودھ مت کا زوال ویدک دھرم کے پرچار سے نہیں، جیسا کہ اس وقت آریہ لوگوں کا دعوے ہے، بلکہ اسلام کی فتوحات اور اس کی دعوت وتبلیغ سے ہوا ہے، مسلمان جب بنگال پہنچے ہیں تو وہاں بھی ویدک دھرم نہیں بودھ مذہب اور اسی طرح سندھ کا وسیع علاقہ مسلمانوں کے داخلہ کے وقت برہمنوں کا نہیں، بودھ مت کا پوجاری تھا، اس بیان پر الیٹ نے بھی اپنی تاریخ ہند میں تصدیق کی مہر لگائی ہے، اس زمانہ میں بغداد کے دربار میں جو حکما تھے، وہ یقیناً یہی سندھ کے بودھ مت والے تھے، اور یہی ایران تک، سندھ اور ایران، بری وبحری راستوں سے باہم قریب قریب ہم سرحد تھے، سرحدی ممالک کے باہم

انجام دیا کرتی تھیں، ان میں تین قوموں کے نام آتے ہیں، اساورہ (شاید سوار کی جمع ہو) سیابچہ (سیاہ بچہ یا کالا) اور زط (جاٹ)

تاریخ بتاتی ہے، کہ سندھی قوموں میں اسلام سب سے پہلے جاٹوں میں پھیلا، یہاں تک کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں نومسلم جاٹ اپنا بودھ مذہب چھوڑ کر عراق جاکر بسنے لگے، اس وقت ایران کا بادشاہ یزدگرد تھا، حضرت ابوموسیٰ اشعری اس سے معرکہ میں فوج لئے پڑے تھے، یزدگرد کی فوج میں ایک ہندوستانی سردار تھا، جس نے اسلام کی کامیابی اور کمک کو دیکھ کر حضرت ابوموسیٰ سے اسلام میں داخل کئے جانے کی خواہش کی، اس طرح بہت سے لوگ اسلام لے آئے، اور اسلامی فوج میں شامل ہوگئے یہ لوگ عراق میں آکر عرب قبائل کے ساتھ مل کر آباد ہوئے، ان جاٹ مسلمانوں نے وہاں نہ صرف فوجی ترقی کی، بلکہ علمی ترقیوں میں بھی حصہ لیا،" بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہوگا، کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ جن کے پیرو کلمہ گو اسلام کے بیشتر ممالک میں ہیں، اور جن کی فقہ پر آج مصر وٹرکی اور افغانستان کی سلطنتوں کا دارومدار ہے، وہ ایک جاٹ تھے" مولانا سید سلیمان بجا طور پر پوچھتے ہیں، کہ کیا دنیا کا کوئی مذہب اس مساوات اور رواداری کی مثال پیش کرسکتا ہے، اور اپنے نومعتقدوں کو یہ رتبہ اور یہ اعزاز بخش سکتا ہے، کہ وہ امام اعظم کا لقب حاصل کرسکے،

امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی، مسلمانوں نے سندھ پر باقاعدہ حملہ ۹۳ھ میں شروع کیا، اس وقت عراق میں حجاج بن یوسف ثقفی گورنر تھے، اور اس کے ماتحت ایران میں اس کا سترہ سالہ بھتیجا محمد بن قاسم ثقفی حاکم تھا، اس وقت سندھ کے سواحل پر دیبل کے ڈاکوؤں نے مسلمان تاجروں کی بیوی بچوں کو لوٹ لیا، اور مسلمان خاتونوں کو نہایت بے رحمی سے جبراً کرلے گئے، انہی خاتونوں میں سے کسی معصوم کی زبان سے یہ دردبھری چیخ نکلی "اے حجاج امداد" جب حجاج کو اس کا حال معلوم ہوا، تو اس نے اسی وقت دیوانہ وار پکار کر کہا "اے خاتون! ٹھہرو میں آیا!" ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے حجاج نے محمد بن قاسم کو روانہ کیا، بودھ مت والے ترکستان اور افغانستان اور خود ہندوستان کے بعض حصوں میں مسلمانوں کے حسن سلوک کے قائل ہو چکے تھے، محمد بن قاسم کی کامیاب پیش قدمی اور اس کے اس اعلان نے کہ "جو چاہے اسلام قبول کر کے ہمارا بھائی بن جائے۔ اور ہمارے برابر حقوق حاصل کرلے، اور جو چاہے، اپنے کیش و مذہب پر قائم رہ کر اطاعت اختیار کرلے" باشندوں کو اسلام [illegible]

کے مطابق یا مسلمان ہو رہے تھے یا ذمی بن رہے تھے، یہ وہ زمانہ تھا، جب ٹھاکر بھی اسلام کی طرف مائل ہوئے، ٹھاکر جن کو عرب اپنے تلفظ میں ٹاکر اور جمع کی صورت میں ٹکاکرہ بولتے تھے، راجپوت تھے، اور سلطنت کے امرا اور فوج کے سپہ سالار ان کا شمار ہوتا تھا، محمد بن قاسم نے ان کی پوری عزت کی۔ [illegible] کو راجگی کا چتر دیا، یہ پہلا چتر ہے، جو ایک مسلمان نے کسی ہندو راجہ کو عطا کیا،

اسی زمانہ میں ایک سندھی پنڈت جو راجہ داہر کے دربار میں پورا رسوخ رکھتا تھا، مسلمان ہوگیا، اس کو یہ درجہ حاصل ہوا کہ اس کو "مولائے اسلامی" کا خطاب ملا، وہ راجہ داہر کے دربار میں سفیر بن کر گیا، اس کے بعد بھاٹیہ ٹھاکر اور خونی کے جاٹوں نے اسلام قبول کیا، برہمن آباد وغیرہ کے فتح ہوجانے کے بعد غالباً برہمنوں نے یہ دیکھ کر کہ ان کے حریف بودھوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کس قدر فوائد حاصل کئے ہیں، اپنا ایک وفد محمد بن قاسم کے دربار میں روانہ کیا، اور اسلام میں داخل کئے جانے کی درخواست کی، لیکن یہ شرط پیش کی کہ ہندو دستور کے مطابق ہمارا قومی درجہ تمام دیگر ذاتوں سے بلند رکھا جائے، محمد بن قاسم نے ان کے دعوے کی سچائی کی تصدیق کرکے ان کو اعلیٰ عہدوں پر سرفراز کیا، شکر گذار برہمنوں نے چاروں طرف پھیل کر نئے حکمران کے فضل وکرم کے گیت گائے، اور اپنے ہم مذہبوں کو اطاعت و فرمانبرداری پر آمادہ کیا، اس طرح اسلام باشندوں کے دلوں میں گھر کرنے لگا، اور وہ کثیر تعداد میں مسلمان ہوگئے،

ہندوستان میں تبلیغ اسلام یوں شروع کی گئی، اور نتیجہ یہ ہوا کہ آج سات کروڑ مسلمان ہندوستان میں آباد ہیں، کیا ان حالات کو پڑھ کر جو صحیح اور مستند تاریخی حالات پر مبنی ہیں، کوئی شخص کہہ سکتا ہے، کہ اسلام کی اشاعت میں جبر وظلم سے کام لیا گیا، بلکہ حقیقت یہ ہے، کہ اسلامی حکمرانوں اور سپہ سالاروں کا عدل وکرم غیرمسلموں کو مسلمان بنا دیتا تھا،

ان سطور سے یہ بھی واضح ہوگیا ہوگا، کہ ہندوستان کو توحید کی نعمت اسلام ہی نے دی ہے، اور مجوں کی سرزمین میں "اللہ اکبر" کی جذبیلی آواز مسلمانوں ہی کی پیدا کی ہوئی ہے،

(مسلم راجپوت)

ناظرین کرام خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں، ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔ (منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ | ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۴۲ ہجری | نمبر ۶۴

خلافت کی حالت موجودہ سے مسلمانوں کو کیا سبق لینا چاہیئے

لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

مسئلہ خلافت کے متعلق عام غلطی

مسائل دینی میں بعض وقت غلطیاں ایسی عام ہو جاتی ہیں کہ عوام تو ایک طرف رہے، خواص اور محقق بھی ان سے بچ نہیں سکتے، اور یا تحقیق کے بغیر تقلیداً ایک بات کو مانتے چلے جاتے ہیں، یا عوام کے خوف سے صحیح بات کو منہ پر نہیں لا سکتے۔ مسئلہ وفات مسیح اسی غلطی کی ایک مثال ہے۔ آج مسلمانوں کے بہت سے مذہبی رہنما اس بات کے دل سے قائل ہیں، کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا خیال غلط ہے، مگر عوام کے خوف سے یہ بات زبان پر نہیں لا سکتے، حالانکہ یہ بھی جانتے ہیں، کہ یہ خیال عیسائیت کی قوت اور اسلام کی کمزوری کا موجب ہو رہا ہے۔ مسئلہ خلافت ان مسائل میں سے ہے کہ ایک طرف اس کو عظیم الشان اہمیت حاصل رہی ہے، مگر دوسری طرف عام اور خاص سب کے سب اس کے متعلق ایک سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں، اور اب تک ہیں، یہ خیال عام طور پر دلوں میں جاگزین ہے، کہ خلافت کا تعلق صرف حکومت سے نہیں، بلکہ روحانیت سے ہی ہے، یعنی جو سلاطین اسلام میں خلیفہ کے نام سے ملقب ہوتے رہے، وہ روحانی رنگ میں بھی مسلمانوں کے پیشوا تھے، ہندوستان، مصر، عرب ہر جگہ، عام اور خاص سب اس غلطی میں مبتلا پائے جاتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے لفظ خلیفہ میں سب باتوں کا اجتماع سمجھ کر روحانی رہنماؤں سے منہ پھیر لیا ہے، ان کے نزدیک مجدد کا ہونا نہ ہونا برابر ہو رہا ہے، کیونکہ ان کے خیال میں جو کچھ ہے خلیفہ ہے، خلیفہ کے سوائے ان کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، حالانکہ اصلیت صرف اس قدر تھی، کہ خلافت اپنے مشہور معنے میں محض اسلام کی مرکزی حکومت تھی، اور ایک وقت تک یہ حکومت عالمگیر بھی تھی، لیکن اس کے بعد خلافت کا نام اس سلطنت کے لئے رہ گیا، جس کا تعلق حرمین شریفین سے تھا،

خلافت کے دو پہلو

مگر فی الحقیقت خلافت کے دو پہلو تھے، جس طرح نبی کریم صلعم کی دو حیثیتیں تھیں، ایک روحانی رہنمائی اور ایک بادشاہت اسی طرح آپ کی خلافت میں بھی یہ دونوں باتیں تھیں، مگر چند نفوس مقدسہ کو چھوڑ کر یہ دونوں خلافتیں تاریخ اسلام میں الگ الگ چلی آئیں، جسمانی خلافت بادشاہت کے رنگ میں، اور روحانی خلافت مجددیت، محدثیت کے رنگ میں، خود وعدہ استخلاف میں جو اللہ تعالے کے کلام میں پایا جاتا ہے ان دو حیثیتوں کی طرف اشارہ ہے، لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم، یعنی اللہ تعالے مسلمانوں کو زمین میں اسی طرح خلافت عطا فرمائے گا، جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو عطا فرمائی، ان پہلوں سے بالاتفاق بنی اسرائیل مراد ہیں، اور بنی اسرائیل کے متعلق صاف طور پر قرآن کریم میں موجود ہے، اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا، یعنی دو حیثیتیں ان کو دیں، ایک ان میں نبی مبعوث کئے، دوسرے ان کو بادشاہ بنایا، یہی یہی خلافت مسلمانوں کے لئے تھی، صرف اس فرق کے ساتھ کہ یہاں نبیوں کی جگہ ان کے نقش قدم پر چلنے والے مجددین اور محدثین تھے، کیونکہ نبوت ختم ہو چکی تھی، جیسا کہ بخاری کی صحیح حدیث میں بھی ہے، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا، کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء یعنی بنی اسرائیل کی رہنمائی نبی کرتے تھے، ایک نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ آ جاتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں، ہاں خلیفہ ہوں گے، اور ان خلیفوں سے مراد جو نبیوں کی جگہ آنے والے تھے، مجدد اور محدث ہی تھے، مجدد دین کے ہر صدی کے سر پر آنے کی پیشگوئی ... صحیح حدیث میں موجود ہے، ایس جب مسلمانوں کو خلافت کا وعدہ دیا، تو بنی اسرائیل کی مثال دے کر انہیں بتا دیا کہ ایک تو تم کو بادشاہت دی جائے گی، اور دوسرے تم میں مجددین محدثین ہوتے رہیں گے، قیام امن کے لئے بادشاہت تھی، اور تائید دین کے لئے مجددیت، مگر آج یہ حالت ہے کہ لوگوں نے ایک سلطان خلیفہ کا نام سن رکھا ہے، اور اسی کو خواہ اس کی زندگی کیسی ہی ہو، تمام اوصاف کاملہ کا جامع سمجھا جاتا ہے، اور اصل روحانی خلفاء جو تائید دین کے لئے آتے ہیں، ان کی کسی کو پروا تک بھی نہیں،

خلافت روحانی کی تباہی مسلمانوں کے ہاتھ سے

عین اس وقت جب خلافت کے مسئلہ پر چرچا شروع ہوا، میں نے اسلام کے اس مسلک کو واضح کر کے بتا دیا تھا کہ خلافت ان مشہور معنے میں صرف حکومت کا نام ہے۔ اور حکومت بھی ایسی جس کا تعلق حرمین شریفین کی خدمت کیلئے ہو، مگر اسلام نے ایک دوسری خلافت بھی مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے، اب گو خلافت جسمانی ایک حد تک مسلمانوں سے چھین گئی ہے، کیونکہ ترکی کا تعلق حرمین شریفین سے نہ رہا، اور یہ فعل اعدائے اسلام کا تھا، مگر اس دوسری خلافت کو جو اصل روح ہے خود مسلمان اپنے ہاتھوں سے برباد کر رہے ہیں، اور اسلام کی خدمت اور تائید کی ان راہوں پر نہیں لگتے، جن کی طرف مجدد وقت نے ان کو بلایا تھا، میں کہتا ہوں کہ دشمنان اسلام کے اس گناہ سے بڑھکر کہ انہوں نے خلافت جسمانی کو نقصان پہنچایا مسلمانوں کا اپنا یہ گناہ ہے، کہ وہ خلافت روحانی کی پروا نہیں کرتے، اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے، کیا یہ سچ نہیں کہ مسلمانوں کے پاس دو خلافتیں تھیں یا خلافت کی دو حیثیتیں تھیں، ایک خلافت کو تو اعدائے اسلام نے برباد کرنے کی ٹھانی۔ گو اس میں وہ پورے طور پر کامیاب نہ ہوئے، کیونکہ پوری کامیابی تب ہوتی، جب وہ حکومت ترکی کو تباہ کر دیتے، جیسا کہ ایک وقت بظاہر معلوم یہی ہوتا تھا، کہ انہوں نے تباہ کر دیا، لیکن اس خدا نے جو محافظ اسلام ہے، مردہ ترکی کو دوبارہ زندہ کیا اور اعدائے اسلام کے منصوبوں کو پاش پاش کر دیا، اور ھم ... غلبہ ... کو دوسری مرتبہ پورا کر کے یومئذ یفرح المومنون کا نظارہ دکھایا، مگر باایں ہمہ مسلمانوں نے روحانی خلافت اسلامی کو کچھ وقعت نہ دی، اور وعدہ الٰہی کے اس پہلو کی طرف توجہ تک نہ کی،

خلافت روحانی ہی اسلام کی قوت کا موجب ہے

فی الحقیقت اگر غور کیا جائے، تو خلافت حکومت کو جو نقصان پہنچا ہے وہ مسلمانوں کو متنبہ کرنے کے لئے ہے کہ وہ خلافت کے دوسرے پہلو کی طرف توجہ کریں، اور وعدہ کے دوسرے حصہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو اسلام کی قوت کا موجب بنائیں، جس قدر زور مسلمانوں نے گذشتہ پانچ سال میں ایک خلافت کے قیام کے لئے لگایا ہے، اگر اس کا دسواں حصہ بھی دوسری خلافت کے لئے لگائیں، تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، کہ اسلام کی کامیابی کی وہی راہ ہے، جس پر مجدد وقت کو اللہ تعالے نے چلایا، اس سے پہلے بھی ایک دفعہ تاریخ اسلام میں خلافت جسمانی کو اعدائے اسلام نے برباد کر دیا تھا، اور اس وقت بھی خلافت روحانی ہی اسلام کی قوت کا موجب ہوئی۔ اور وہی قوم جو دشمن اسلام بن کر مسلمانوں کو برباد کر رہی تھی، اسلام کی غلام بن گئی، اور آج تک غلام ہے، جو واقعہ آج سے کئی صدیاں پیشتر بغداد کی خلافت کی تباہی میں نظر آتا ہے، کیا آج اسے عبرت بین نگاہیں خلافت ترکی کی تباہی میں نہیں دیکھ سکتیں، اسلام کی تاریخ میں یہ ایک عظیم الشان حقیقت ہے، کہ جس قوم نے اسے برباد کرنا چاہا، وہی اس کی قوت کا موجب ہوئی، عرب کے لوگوں نے خود رسول اللہ صلعم کو تباہ کرنا چاہا، مگر آخر اسلام کی قوت و شوکت انہی کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلی، خلافت بغداد کو تباہ کرنے والی قوم نے بھی آخر اسلام کے سامنے سر جھکایا، اور کئی صدیوں تک اسلام کی قوت کا موجب بنی،

روحانی خلافت سے جسمانی خلافت حاصل ہوگی

افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو آج ان واقعات کے آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوئے اس قدر مایوس ہو رہے ہیں اور ایک دفعہ اٹھکر اتنی کوشش نہیں کرتے، کہ جو قوم اسلام کو تباہ کرنا چاہتی ہے، اسے اسلام میں لانے کی کوشش کریں، اور تائید ایزدی کے نظارہ کو دیکھیں، یہ بے اعتنائی کیوں ہے؟ اس لئے کہ جس شخص نے اس کام کے لئے بلایا ہے، اس کے ساتھ دلوں میں بغض ہے، گو وہ خادم اسلام تھا، اور ایک قوم کو خدمت اسلام پر لگا گیا، اور صحیح رستہ بتا گیا، اور آج اس کی چھوٹی سی قوم نے تھوڑی سی ہمت کر کے دنیا کو بھی دکھا دیا ہے، کہ کس طرح اسلام دلوں پر فتح حاصل کر سکتا ہے، بشرطیکہ کوئی گروہ اسے دوسروں تک پہنچانے والا ہو، میں سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں درد دل سے یہ التجا کرتا ہوں، کہ مسلمانوں کے مصائب کا علاج وہی ہے جو اس زمانہ کے روحانی خلیفہ، اس صدی کے مجدد اس امت کے مسیحا نے انہیں بتا دیا ہے کہ جو قومیں اسلام کی تباہی کے درپے ہیں، ان کو مسلمان بنانے کے لئے کمر ہمت باندھ لو، اور خدا کے فضلوں کے وارث ہو، روحانی طاقت سے جسمانی طاقت بھی پیدا ہوئی ہے، اب بھی روحانیت کو مقدم کرو، اور دیکھ لو کہ روحانی خلافت کی طرف توجہ کرنے سے تمہیں جسمانی خلافت بھی واپس مل جاتی ہے یا نہیں، تمہارے مصائب کا علاج ایک ہی ہے، اور وہ وہی ہے، جسے اللہ تعالے نے اپنے مجدد پر ظاہر کیا، چاہو اسے آج اختیار کرو، اور اپنے آپ کو مصائب سے جلدی باہر نکال لو، چاہے دیر سے اختیار کرو، اور کچھ دن اور اپنے آپ کو مصائب کا آماجگاہ بناؤ، ؎

من از ہمدردی گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہشیارے

فرقہ وار نیابت

مسلم لیگ کے گذشتہ اجلاس میں یہ طے ہوا تھا، کہ آئندہ فرقہ وارانہ نیابت کی اساس و بنیاد ہر فرقہ کی آبادی پر ہو، اس اصول کو تسلیم کرتے ہوئے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے یہ ترمیم پیش کی تھی، کہ قلیل التعداد اقوام کو ان کے حق سے کسی قدر زیادہ دے دیا جائے، بشرطیکہ اس سے کوئی اکثریت ...

بعد آخر کار منظور ہو گئی)

لیکن افسوس کے ساتھ ہم یہ دیکھتے ہیں، کہ ابھی تک خود مسلمانوں میں سے اس کے خلاف آوازیں اٹھ رہی ہیں، اگر قسم کا بلکہ کوئی غیر منصفانہ ریزولیوشن بھی ہندو سبھا پاس کرتی (اور آئے دن وہاں سے کئی ایک غیر منصفانہ آوازیں بلند ہوتی ہیں) تو ایک بھی ہندو اس کی مخالفت میں آواز نہ اٹھاتا بلکہ سب کے سب یک دل و یک جان ہو کر اس کی تائید کرتے، لیکن افسوس ہے، کہ مسلمان ابھی تک ایک نظام کے ماتحت کام کرنے کے عادی نہیں، اس وقت ملک میں دو بڑی جماعتیں موجود ہیں، ایک وہ جو مسلم لیگ کے حامی ہیں، اور دوسرے وہ جو خلافت کمیٹی کے ساتھ بھی مل کر کام کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور ایک کمیٹی بنائی ہے، جو خلافت کمیٹی کے ساتھ اشتراک عمل کی طرح ڈالے، لیکن خلافت کمیٹی کے اراکین مسلم لیگ کو قطعاً اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے، اور رات دن اس کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں،

اسی قسم کی ایک آواز شیخ محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل۔ بی علیگڈھ نے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کی مندرجہ بالا سکیم کے خلاف بلند کی ہے، حالانکہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں، کہ معاہدہ لکھنؤ میں مسلمانوں نے یہ قربانی کی، کہ پنجاب اور بنگال میں اپنی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر لیا، اور برادران وطن کی اقلیت کو اکثریت کا فائدہ پہنچایا، لیکن باوجود اس کے وہ نہیں چاہتے، کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی اقلیت کا درجہ رکھتی ہے، وہاں برادران وطن سے تھوڑی سی رعایت لی جائے، جو نہ تو مسلمانوں کی اقلیت کو اکثریت سے بدل سکتی ہے، اور نہ برادران وطن سے کسی ایسی قربانی کا مطالبہ کرتی ہے، جیسے کہ مسلمانوں نے آجتک کی، کہ وہ اکثریت کو چھوڑ کر اقلیت پر قناعت کریں،

سمجھ نہیں آتا کہ مسلمان کیوں اس درجہ اہل ہنود کے آگے گرنا چاہتے ہیں، جو ہمیشہ ہر حالت میں ان کی جڑیں کاٹنے کے درپے ہیں، اور صاف طور پر اعلان کر رہے ہیں، کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا ہندوستان میں مل کر رہنا ناممکن ہے، اور مسلمانوں کو یہاں سے نکل جانا چاہیئے،

بھرتپور میں مساجد کا انہدام

بہت دنوں سے مشہور ہو رہا تھا، کہ ریاست بھرتپور میں ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کے حکم سے مساجد منہدم ہو رہی ہے اس پر ایک وفد جو بعض معزز مسلمانوں اور علمائے اسلام پر مشتمل تھا بھرتپور میں تحقیق حالات اور مہاراجہ صاحب سے اس بارہ میں گفتگو کرنے کے لئے گیا، اس وفد کے متعلق مختلف رپورٹیں اخبارات میں شائع ہوئیں، پہلی خبر تو یہ تھی کہ وفد کو مہاراجہ صاحب نے اطمینان دلا دیا، کہ صرف بعض عارضی مساجد کو جو فوجوں کے لئے بنائی گئی تھیں، فوجوں کے نقل مکان کرنے پر مسمار کیا گیا، اور اس سے مسلمانان بھرتپور کو کوئی شکایت اور ناراضی پیدا نہیں ہوئی، لیکن جمعیت العلمائے ہند کی طرف سے اس کی فوراً تردید کی گئی، اور وفد کی مفصل رپورٹ کی انتظار کرائی گئی، جو اب شائع ہوئی ہے

اس رپورٹ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو وجوہ و اسباب مہاراجہ صاحب نے انہدام مساجد کی بتائی ہیں، ان سے وفد کو کوئی اطمینان نہیں ہوا، اور نہ انہوں نے مہاراجہ کی اس بات کو تسلیم کیا، کہ مساجد کی حیثیت عارضی تھی، اور ان کا انہدام کسی صورت میں جائز تھا،

وفد کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ منہدم شدہ مساجد کو بنے ہوئے کم و بیش سو سوا سو برس گذر چکے ہیں، اور اس طویل عرصہ میں کبھی ان کے عارضی ہونے کا خیال پیدا نہیں ہوا نہ ہو سکتا تھا، بلکہ بڑی مسجد کو جس میں جمعہ پڑھا جاتا، اور تراویح کی جماعت بھی ہوتی تھی، ایک دفعہ گرا کر پختہ بنایا گیا، لیکن اب اس کو بالکل منہدم کر دیا گیا ہے، صرف ملبہ وہاں پڑا ہے، البتہ باقی دو مسجدوں کے منارے اور برجیاں مسمار کر دی گئی ہیں، اور محرابوں کو الماریوں کی شکل میں تبدیل کر کے انہیں گودام بنا لیا گیا ہے،

یہ تمام وہ امور ہیں، جنہیں خود مہاراجہ صاحب بھرتپور اور ان تمام ان اصحاب نے تسلیم کیا، جو ان کی تائید میں بولتے رہے۔ مہاراجہ صاحب نے اپنے بعض مسلمان خلیفہ خواروں، پنشنروں اور جاگیرداروں سے بھی یہ کہلوا دیا، کہ ان مساجد کے انہدام سے باقی کالم کے آخر میں

صداقت مسیح موعود

چند اعتراضات اور اُن کے جوابات

(حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

(۲)

اعتراض

کیا خدا کے سوا کسی سے دعا مانگنی جائز ہے؟ پھر حضرت مرزا صاحب نے یہ شعر کیوں تحریر فرمایا ہے

اے سیالورے مدد وقت نصرت است
در بوستان سرائے تو کس باغبان نماند

فاما الجواب

خدا کے سوا کسی سے دعا مانگنی قطعاً ناجائز ہے، اور یہی حضرت مرزا صاحب کا مذہب تھا، اور یہی تعلیم وہ دیا کرتے تھے، آپ کا کوئی شعر ہو یا فقرہ ہو، بہرحال وہ آپ کے مسلمہ معتقدات کی روشنی میں پڑھا جائے گا، ہمیشہ متشابہات کو محکمات کے تابع کرنا پڑتا ہے، اس شعر میں نبی کریم صلعم سے قطعاً دعا نہیں کی ہے جس مدد کو چاہا ہے ظاہر ہے، کہ وہ دعا سے مدد کرنا ہے، اسلام کا مرثیہ کہہ کر یہ تمنا ظاہر کی ہے، ایسے نازک وقت میں خود جناب سرور کائنات صلعم کی ہی دعا کاٹ کر جائے تو کام بن جائے، ورنہ حالت بہت خطرناک ہے، اور اس جوش درد میں خود سرور کائنات کو عالم خیال میں مخاطب کر لیا ہے جیسے مولانا حالی نے کیا ہے کہ

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

فصاحت و بلاغت کے قواعد کے رو سے مخاطب دو طریق پر کیا جاتا ہے:۔

(۱) ایک تو کسی حاضر کو ہم مخاطب کریں، مثلاً کوئی خاں صاحب پاس کھڑے ہوں تو ان سے کہا جائے کہ ”اے جناب خاں صاحب ذرا ہاتھ لگا کر یہ میرا بوجھ تو اٹھوا دیں“ اللہ تعالےٰ کو خطاب بھی اسی ذیل میں آتا ہے، کیونکہ اگرچہ وہ ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آتا، مگر وہ اسلامی عقائد کے رو سے ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر ہے،

(۲) کسی غائب کو خطاب کیا جائے، اور یہ جذبات کے اظہار کے موقعہ پر ہوتا ہے، اور زیادہ تر اشعار میں جو جذبات کے اظہار کے لئے ہی ہوتے ہیں، مگر نثر میں بھی جب اس طرح کا خطاب آجاتا ہے تو عبارت میں زور پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً غصہ کے موقعہ پر اگر شہر کی تباہی کی دھمکی کوئی بادشاہ دے اور کہے کہ اب اس کی شامت آگئی ہے، اور اسے ڈرنا چاہیئے، تو ایک معمولی عبارت ہوگی، لیکن اگر وہ یوں کہے کہ ”اے روما۔ تو کانپ، تو لرز، تیری شامت تیرے سر پر سوار ہے، تیری موت تیرے دروازہ پر ہے“! تو ظاہر ہے کہ عبارت میں کس قدر زور پیدا ہو گیا،

اسی طرح غم و درد کے جذبہ کے موقعہ پر قرآن کریم میں انبیاء نے اپنی قوم کی ہلاکت پر جو اظہار تاسف کیا ہے، تو اسی طریق پر کیا ہے، مثلاً قوم کی تباہی کے بعد حضرت شعیبؑ فرماتے ہیں، یٰقوم لقد ابلغتکم رسٰلٰت ربی ونصحت لکم فکیف اٰسٰی علی قوم کٰفرین ٥ اے میری قوم بے شک میں نے تجھے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے، اور تیری خیر خواہی کی، پس اب ایسی منکر قوم پر کس طرح افسوس کروں، جو زور اس طریق خطاب میں ہے وہ غائب میں نہ ہوتا، اسی طرح نماز میں جب دو رکعتیں ختم ہوتی ہیں اور جلسہ میں نمازی بیٹھ کر یہ اقرار کرتا ہے کہ التحیات للّٰہ والصلوٰت والطیبات یعنے تمام عبادتیں خواہ وہ زبان سے ہوں یا بدن سے ہوں یا مال سے ہوں، سب کی سب۔۔۔۔ اللہ ہی کے لئے ہیں، تو اس خلوص عبادت و توحید کے مقام پر اس کا دل بے اختیار اپنے نبی کریم صلعم کے لئے دعا کی طرف متوجہ ہوتا ہے جن کے ذریعہ یہ اعلیٰ مقام نصیب ہوا، اور اس جوش محبت و شکریہ میں وہ جو دعا آپ کے لئے کرتا ہے، آپ کو مخاطب کر کے کرتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ [illegible]

اور برکتیں ہوں، یہاں قطعاً کبھی وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا، کہ آپ اس وقت حاضر و ناظر موجود ہوتے ہیں، بلکہ نماز میں ایسا خیال رکھنا بھی شرک تک پہنچا دیتا ہے، خود اس سے قبل اقرار موجود ہے۔ کہ ہر قسم کی عبادتیں کل کی کل اللہ کے لئے ہیں، پھر یہ خطاب جو ہے تو محض اس جوش محبت اور شکریہ کا نتیجہ ہے، جو ایک امتی کے قلب میں اپنے آپ کو نماز جیسی معراج مومنین اور عبادت و توحید خالص کے مقام پر دیکھ کر پیدا ہوتا ہے، یوں بھی کہہ سکتے تھے، کہ نبی پر سلامتی اور رحمتیں ہوں، مگر جوش شکریہ کا اظہار اسی امر کا متقاضی تھا، کہ نبی کو عالم خیال میں خطاب کر کے ان کے لئے دعا کی جائے،

اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے اس شعر متنازعہ فیہ میں اظہار درد و غم کی حالت میں جناب سرور کائنات کو عالم خیال میں خطاب کر لیا ہے، اور اس تمنا کو کہ کاش کہ ایسی نازک حالت میں خود جناب ختمی مرتبت صلعم دعاؤں سے مدد کرتے، غائب کے صیغہ سے نکال کر مخاطب میں ظاہر کر کے زور جذبات کو دوبالا کر دیا ہے گویا آپ اپنے درد و غم اور تڑپ اور جوش کی حالت میں سرور کائنات صلعم کے حضور میں جا کھڑے ہوئے ہیں، اور ان سے دعا کی درخواست کر رہے ہیں، یہ محض اس جذبہ درد و غم کا اظہار ہے، جس کا صحیح فوٹو بغیر اس طرز کلام کے سامنے آ نہیں سکتا تھا،

اسی طرح جب آپ پر کثرت سے کفر کے فتوے لگے۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے شیخ کے ہاتھوں آپ کا دل بہت دکھا، تب بھی آپ نے اپنے اس تعلق محبت کو خلوص کو ظاہر کرنے کے لئے جو آپ کے قلب کو آنحضرت صلعم سے تھا، اور جس کا انکار مخالفین کرتے تھے، کس درد اور تڑپ سے اپنے اشعار میں رسول کریم صلعم کو مخاطب کیا ہے:۔

یا رسول اللہ بروئیت عہد دارم استوار
عشق تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار
ہر قدم کاندر جناب حضرت بیچون زدم
دیدست پنہاں معین وحامی ونصرت شعار
آنچہ ما را از دو شیخ شیخ آزار سے رسید
یا رسول اللہ بپرس از عالم ذوالاقتدار

اسی طرح کس محبت سے نبی کریم صلعم کو مخاطب کرتے ہیں ہے

تیرے منہ ہی کی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

اس کے آگے کل نظم خطاب میں ہے۔ اور کس خوبصورتی سے ختم کرتے ہیں ہے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

اگر اس کے یہ معنے کوئی لے، کہ معاذ اللہ نبی کریم صلعم کو حاضر و ناظر سمجھ کر ان سے خطاب کر رہے ہیں، تو پھر یہ اس کی خوش فہمی ہوگی، اسے چاہیئے۔ کہ پہلے فصاحت و بلاغت کے اصول کا علم حاصل کرے، پھر کلام کرے، اگر علم اور مذاق صحیح ہو تو جس طرح جذبات کا اظہار ان اشعار میں بصیغۂ مخاطب ہوا ہے وہ اس قابل ہے، کہ انسان سنے اور وجد کرتا رہے،

بقیہ کالم ۱

مسلمانان بھرتپور کو کوئی صدمہ نہیں ہوا لیکن وفد کا بیان ہے کہ مسلمانان بھرتپور کے چہرے ان کے دلی رنج و غم کے مظہر تھے، اگرچہ زبانیں مہاراجہ صاحب کے خوف سے بند تھیں، بہرحال یہ معاملہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس کے خلاف متفقہ آواز بلند کریں اگر اسی قسم کا واقعہ کسی اسلامی ریاست میں ہوتا تو ہندو اخبارات زمین آسمان ایک کر دیتے ریاست بھوپال کا قانون انسداد ایک معمولی سی بات تھی، لیکن اہل ہنود نے خواہ مخواہ اس پر ریاست کو بدنام کیا، مگر ہندو ریاستوں کے ایسے افسوسناک افعال پر برادران وطن کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، حالانکہ اگر فی الواقعہ ان کے دلوں میں اتحاد کی خواہش ہے، تو انہیں مسلمانوں کے ساتھ ہم آواز ہونا چاہیئے تھا لیکن ان سے ایسی توقع رکھنی فضول ہے، مسلمانوں کو چاہیئے، کہ اس معاملہ کو چھوڑیں نہیں ورنہ ہندو ریاستوں میں آئے دن ایسے واقعات پیش آئیں گے اور [illegible]

ہمراسلات

مسئلہ تقیہ اور اہل تشیع

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اب قرآن میں غور کرو کہ امورات غدریہ کے متعلق قرآن کا کیا فتویٰ ہے۔ اور کیا اسپر ثواب ہائے جزیل اور اجرہائے جمیل ملتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم (البقرہ) اب غور کرکے دیکھو کہ اضطرار اور مجبوری کی حالت میں اگر کوئی خنزیر کھالے یا مردار استعمال کرے تو اسکی نسبت فلا اثم علیہ کا حکم ہے۔ یعنے گو گناہ تو ہے۔ مگر اضطرار اس کو مباح کرتا ہے۔ اور گناہ اس کا بخشدیا جاتا ہے۔ کیونکہ بعد اس کے فرمایا۔ فان اللہ غفور رحیم یعنے اس مردار یا خنزیر کا بحالت اجبار و اضطرار استعمال کرنا ہے تو گناہ۔ مگر اس گناہ کو اللہ تعالےٰ معاف فرمادیتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس کا استعمال کرنا بڑا ثواب کا کام ہے۔ اور اسپر جنت ملتی ہے۔ پس اگر تقیہ بھی امورات غدریہ اور اضطراریہ سے ہے تو وہ ضرور گناہ۔ مگر بوجہ اجبار و اضطرار اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ جیساکہ پیچھے تشریح آیت سورۂ نحل میں تبلایا گیا جسکے آخر میں بھی یہی کلمات ہیں۔ ان ربک من بعدہا لغفور رحیم یعنے اس کا کلمہ کفر کہنا مجبوری کی حالت میں ہے۔ تو گناہ۔ مگر چونکہ اسنے بعد از اں مکفرات ادا کئے ہجرۃ کی۔ صبر کیا۔ استقامت اور جہاد کیا تو پھر پہلی کمزوری اسکی اللہ تعالےٰ بوجہ غفران کے بخشدیتا ہے۔ نہ کہ وہ کوئی بڑے ثواب کا فعل تھا جو اس سے سرزد ہوا۔ شیعہ حضرات بھی عجیب دل و دماغ کے لوگ ہیں۔ کمزوری و ضعف ایمان کو فضیلت اور منقبت قرار دیتے ہیں۔ بھلا کوئی ثبوت بتلا سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے بحالت اجبار و اضطرار و اکراہ کبھی کلمہ کفر بھی کہدیا ہو یا کبھی مردار اور خنزیر بھی کھالیا ہو۔ اگر بتلاؤ تو دس روپیہ انعام لو۔ غرض قرآن کا طرز بیان اسلوب عبارت سیاق وسباق بتلاتا ہے کہ یہ تو اعلیٰ درجہ کے مومنین کا فعل بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ایسے کمزور فعل تقیہ کو ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی طرف منسوب کرتے اور شرم و حیا تک نہیں کرتے ہو۔ دوستی کے لباس میں دشمنی کا کام کر رہے ہو۔ دوسری طرف ائمہ اہلبیت کو تمام انبیاء سے بھی بڑھ کر افضل اتقی اور استباز اداعی الی اللہ وغیرہ وغیرہ مانتے ہو۔ یاد رکھو اللہ تعالےٰ کبھی اپنے انبیاء اور اپنے ائمہ حق اور داعیان الی اللہ کو اپنے خسیس اور دنی امور کی طرف مجبور نہیں کرتا۔ دیکھو خود ان کے علماء اور مجتہدین باوجود اس امر کے تسلیم کرلینے کے کہ فعل تقیہ احکام عذریہ سے ہے اور وہ کوئی باکمال انسان کا کام نہیں۔ مگر پھر بھی ائمہ اہلبیت سے جو باکمال انسان مقتدا اور پیشوائے خلق تھا۔ تقیہ کو منسوب کرتے ہیں۔

ولو قرات کتب التواریخ وما جری من اہل العناد مثل زیاد وابنہ الذی زاد ظلمہ علی شداد و من خلص حواری علیہ السلام کرشید وکمیل ومیثم وغیرہم لعلمت ان للقوم اطوار ملکوتیہ فوق عالم التقیہ حیث رضوا رضی اللہ عنہم بقطع الارجل والایادی وما رضو بقطعا ہر لسانہم قلوبہم الاعادی۔ قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ

(کتاب الابرار صفحہ ۱۲ شیخ الرئیس مرزا شیعی)

اگر تو کتب تواریخ کو پڑھے تو تجھ کو معلوم ہو جائے کہ زیاد اور اسکی بیٹی کی طرف سے جو مظالم اہل حق پر روا رکھے گئے اہل عناد کی طرف سے جو شداد سے بھی وہ مظالم بڑھ چڑھ کر تھے۔ اور تو ان خالص حواریان علی علیہ السلام مثل کمیل اور رشید اور میثم وغیرہ کے حالات کا بھی مطالعہ کرے تو تو جان لیگا کہ اس قوم کے اطوار ملکوتی عالم تقیہ سے بہت بالاتر اور فوقیت رکھتے تھے وہ تو ہاتھوں اور پاؤں کے قطع ہونے پر بھی راضی ہوگئے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو مگر دشمن کے قلوب ان کے ظاہر لسان سے کب راضی ہوئے۔ انہوں نے تو جب ربنا اللہ کہا تو پھر استقامت پر قائم ہو گئے۔

ہم بھی اسپر اتفاق رکھتے ہوئے اسی دلیل کو تشیع پر رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب کمیل۔ رشید میثم وغیرہ حواریان علی علیہ السلام کی یہ شان ہے کہ ان کی حالت فوق عالم تقیہ تھی۔ اور اظہار حق کے اظہار میں اپنے بند بند جدا ہو جانے پر رضامند تھے۔ اور وہ استقامت

کے پتلے اور نمونہ تھے تو ائمہ اہلبیت علیہم السلام جن کی شان ہزار درجہ ان سے بڑھ کر تھی تشیع کیوں یہ ظلم اور افترا ۔۔ باندھتے ہیں کہ وہ بات بات میں اور ادنے ادنے درجہ کے مسائل کے اظہار میں جھوٹ کہدیتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے امام ہونے کا بھی انکار کردیتے تھے۔ اب ایک شخص نے اگر کہا کہ آپ لوگوں میں امام مفترض الطاعت ہے۔ امام کہتے ہیں کوئی نہیں۔ امام فرماتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما امام عادل و با انصاف تھے۔ اور ان کا خاتمہ حق پر ہوا۔ چار سو سال کے بعد بلکہ اس سے بھی زیادہ بعد میں ایک مجتہد اور متکلم شیعہ کہدیتا ہے کہ امام کے یہ کلام مخرج تقیہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ کوئی شیعہ اس نابصیرۃ سے یہ سوال نہیں کرتا کہ ارے مجتہد صاحب آپ کس طرح چار سو یا ہزار سال کے بعد یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے تقیہ سے یہ فرمایا ہے۔ آپ تو امام صاحب کے پاس اس کہنے کے وقت موجود نہ تھے کہ آپ نے امام صاحب کی حالت وقتی کو دیکھا ہو اور اس سے اندازہ لگایا ہو کہ واقعی امام صاحب پر تقیہ کی حالت تھی یا نہ۔ "ہم نے حدیث کے راویوں سے سنا ہے" پیش کرد راویوں کا یہ کہنا کہ امام پر تقیہ کی حالت تھی اس کی یہ مثال ہوئی کہ جہاں راویوں نے حدیث کو مسلسل ایک دوسرے سے روایت کیا۔ وہاں یہ بات بھی کہتے رہے کہ امام صاحب پر تقیہ کی حالت تھی۔ ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔ اگر تم سچے ہو تو اسپر دلیل پیش کرو۔ جب ہم احادیث تقیہ کو دیکھتے ہیں تو حدیث کے مضمون میں یہ بات نظر نہیں آتی کہ وہاں امام نے حدیث بیان کرکے کہدیا ہو کہ یہ میں نے تقیہ سے ایسا کہا ہے۔ اور امام صاحب پر تقیہ کی حالت طاری تھی تو اسکا یہ کہنا اس کا اپنا قیاس ہوتا نہ کہ حقیقت۔ ممکن ہے کہ اس کا قیاس غلط ہو اور امام صاحب پر تقیہ کی حالت طاری نہ ہو۔ یہ تو امام صاحب خود یعنے تقیہ کنندہ ایسا اندازہ لگا سکتا ہے نہ کہ ایک تماشہ دیکھنے والا جو صرف اسوقت مجلس میں وارد ہو گیا ہے۔ اور سوال ان سے کیا ہے یا سنا ہے۔ اب چونکہ ہمکو طوالت کا بھی خوف ہے۔ اسلئے شیعہ احادیث سے صرف ایک نظیر یہاں پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

(۱) محمد بن علی بن محبوب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام۔ قال اذا کان الماء قدر قلتین لم ینجسہ شیٔ والقلتان جرتان فادل مانذ الجزانہ مرسل ویحمل ان یکون ایضاً ورد مورد التقیۃ لانہ مذہب کثیر من العامۃ الخ (صفحہ ۵ استبصار)

دیکھیں یہ حدیث امام ابی عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ اگر پانی بقدر قلتین کے ہو تو اسکو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ اسکے متعلق شیخ ابی جعفر طوسی شاگرد شیخ مفید لکھتا ہے کہ یہ خبر مرسل ہے اور احتمال ہے کہ تقیہ سے امام نے فرمایا ہو اور وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ حدیث اکثر عوام اہل السنت کے مذہب کے مطابق ہے۔ اب شیعہ اصحاب خود حدیث میں غور کریں۔ نہ تو امام نے فرمایا اور نہ کسی راوی حدیث نے کہا کہ یہ حدیث تقیہ سے بیان کی گئی ہے۔ شیخ ابی جعفر طوسی صاحب امام سے تین سو سال بعد پیدا ہو کر کتاب لکھتے ہیں۔ اور اسمیں لکھتے ہیں کہ تقیہ سے امام نے کہا ہے۔ کیوں۔ اسلئے کہ اکثر سنیوں کے مذہب کے مطابق یہ حدیث ہے۔

اب اس بھلے مانس سے کوئی پوچھتا کہ حضرت تم کو امام نے خواب میں آکر کہا یا تم کو الہام الٰہی ہو گیا ہے۔ تم نے تو امام کی شکل تک نہیں دیکھی پھر تین سو سال بعد تم کس طرح سمجھے کہ امام نے تقیہ سے فرمایا ہے۔ پھر اتنا بہ ہو ہے کہ جب قلتین کے مسئلہ میں خود درمیان شوافع اور احناف کے اختلاف موجود ہے تو تقیہ کی کیا ضرورت لاحق ہوئی۔ کیا امام صاحب کے پاس کوئی شافعی المذہب لوگ بیٹھے ہوئے تھے جن سے ڈر کر امام صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔

(باقی)

ایک اور محمودی بابی ہوگیا

شیخ عبدالحق صاحب دہلی سے لکھتے ہیں، کہ دہلی میں ایک اور محمودی مولوی احمد علی بابی ہوگیا ہے، جس کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ اور بھی محمودی شریک ہیں، کوشش کی جارہی ہے کہ وہ سمجھ جائیں،

تحقیق اسلام پر ایک نظر

(۵)

خواجہ عباد اللہ صاحب اختر بی۔ اے کے قلم سے

آیات متشابہات

قرآن کریم میں دو قسم کی آیات ہیں۔ ایک محکمات اور دوسری متشابہات جیساکہ آیات ذیل میں تشریح ہے۔

هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۤءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۤءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے تم پر کتاب نازل فرمائی جس میں سے بعض محکمات ہیں۔ اور یہی ام الکتاب ہیں۔ اور بعض متشابہات ہیں تو جن کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ تو متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں کہ فتنہ برپا کریں اور ان کی تاویل میں لگے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی ان کی تاویل نہیں کرسکتا۔

اس آیت میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ محکمات ام الکتاب ہیں اور اصول ہیں۔ اور آیات متشابہات کی تاویل انہی محکمات سے کرنی چاہیئے۔ چنانچہ نعیم جنت و عذاب جہنم اور ملائکہ اور روح اور کلمہ بلکہ اسماء و صفات باری تعالےٰ سب آیات متشابہات میں۔ یہ اصطلاحیں وہی ہیں جو اہل کتاب سے پیشتر ہی شائع تھیں۔ ان کی تشریح قرآن میں آیات محکمات سے کی گئی ہے۔ اور اس حیثیت سے قرآن کی ہر ایک سورت محکم ہے۔ کیونکہ اہل علم کے لئے ان میں کوئی اشتباہ باقی نہیں رہتا۔ ان آیات کی تاویل اللہ تعالےٰ نے آپ ہی کردی ہے۔

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ (۲۶-۷)

ترجمہ۔ پھر جب کوئی سورت محکم نازل ہوتی ہے۔

قرآن میں دونوں قسم کی آیات کی موجودگی ۔۔۔ صحیفہ فطرت کے مطابق ہے۔ یہ صحیفہ ہر ایک شخص کی آنکھوں کے آگے کھلا ہے اس میں آیات محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی۔ مثلاً ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ کائنات مختلف طبقوں میں تقسیم ہوئی ہے۔ اور ان میں اعلیٰ و ادنیٰ طبقات ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو۔ اسی زمین پر نظر کرو اسمیں جمادات و نباتات و حیوانات ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جمادات سے نباتات خوراک حاصل کرتے ہیں اور حیوانات دونوں سے اس سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ ادنےٰ اعلیٰ کی خوراک ہے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہر ایک طبقہ میں ایک دوسرے کی خوراک ہے حیوانات میں چرندے۔ پرندے اور درندے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی خوراک ہے۔ انسان ان سب میں ممتاز ہے۔ اس لئے یہ سب انسان کی خوراک ہیں۔ اس سے اکثر اشخاص کو اشتباہ ہوا ہے کہ عالم انسانی میں بھی انہی اصول کا اطلاق کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس اشتباہ میں وہ بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور فسق و فجور و جور و ظلم کرتے ہیں۔ فتنہ برپا کرتے ہیں۔ جس سے بحر و بر فساد شائع ہو رہا ہے۔ اور امن مفقود ہے۔ لیکن اہل علم کو کوئی اشتباہ نہیں ہوتا اور اسلئے وہ اس فتنہ میں مبتلا نہیں ہوتے۔ وہ اصول اکل واکل سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک شے سے وہی کام لیتے ہیں جس کے لئے یہ شے وضع ہوئی ہے۔ اور اس سے بھی واقف ہوتے ہیں کہ انسان کیوں اشرف المخلوقات ہے اور اسمیں کیا امتیازی خوبی ہے اور اسکے مناسب کیا کچھ ہے۔ اب ان آیات پر غور کرو جنکو متشابہات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اکثر اشخاص نے ان سے ٹھوکر کھائی ہے۔ اور اہل کتاب تو بالکل گمراہ ہو کر مشرک و کافر بن گئے۔ ہمارے پادری صاحب موصوف بھی اس فتنہ میں مبتلا ہوگئے۔ وہ بائبل کو آیات محکمات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس کا اکثر حصہ متشابہات ہیں۔ چنانچہ انہی متشابہات کے مطالعہ سے اور ان کی تاویل بالرائے سے مسیحیت کا ظہور ہوا یہ بحث طویل ہے۔ اشارات سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔

لفظ رب کے معنی

لفظ رب کے معنے خداوند سرپرست ہیں جس طرح اللہ تعالےٰ کے اسماء سمیع و بصیر و کلیم کا اطلاق انسان پر بھی ہوتا ہے اس طرح

رب کا اطلاق اللہ تعالے اور انسان دونوں پر ہوتا ہے چنانچہ یوسف ؑ قیدخانہ میں ساقی اور نان پز کے خوابوں کی تعبیر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّہٗ خَمْرًا
ترجمہ :- اے یاران مجلس! تم میں سے ایک تو اپنے خداوند کو شراب پلائیگا۔

اس آیت میں "رب" کا اطلاق فرعون مصر پر ہوا ہے - اسی طرح مریم ؑ حضرت زکریا کو اسی لفظ سے مخاطب کرتی ہیں - اور یہ لفظ نہایت موزوں ہے - کیونکہ یہودی ربیوں اور کاہنوں کو "ربی" کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں - ربی بالخصوص اس شخص کو کہتے ہیں - جو توریت اور صحف انبیاء کا عالم ہو تو جیسا کہ حضرت زکریا تھے - جن لوگوں نے آیت زیر بحث میں رب سے مراد اللہ تعالے سمجھی ہے انہوں نے تدبر سے کام نہیں لیا - ملائکہ بصیغہ جمع (قالت) بشارت دیتے ہیں اسلئے ثالث کا متکلم قال (وا حد ذکر) کا فاعل نہیں ہو سکتا - اگر مریم سوال کرتی تو ملائکہ سے کرتی - لیکن قالَ سے اگر مفہوم اللہ تعالے پیدا کیا جائے تو ایک عجیبی بات ہے - کیونکہ مریم کو اسطرح سوال کا جواب نہیں مل سکتا تھا - کیونکہ یہ کسی بشر میں تاب و طاقت نہیں کہ اللہ تعالے سے بالمشافہ کلام کرے اگر اسجگہ ملائکہ مراد لئے جائیں تو لفظ قال نہیں بلکہ "قالت" ہونا چاہئے جیسا کہ بشارت کے موقعہ پر ہے - اسلئے اس آیت میں رب کا مخاطب حضرت زکریا کے سوا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا - جو مریم کے سرپرست تھے - اور جن سے بڑھ کر صحف انبیاء کا عالم کوئی اسوقت نہ تھا - دیکھو اس آیت میں مریم مخاطب کو ربی کہتی ہیں - لیکن یہی گفتگو جب اپنے شوہر سے کرتی ہیں تو لفظ رب وہاں استعمال نہیں کرتیں - حالانکہ مسیحی عقیدہ کے مطابق روح القدس کو خطاب ایسا ہی کرنا چاہئے تھا - جو اسکو بیٹا بخشنے کے لئے آیا تھا - یہ امر بھی قابل تدبر ہے کہ فرشتوں کی بشارت کے بعد "قال" کے فاعل نے یہ نہیں کہا کہ میں تجھے پاکیزہ بیٹا بخشنے آیا ہوں - یہ فقرہ صرف جائز خاوند ہی کہہ سکتا ہے جب مریم ؑ اپنے شوہر سے گفتگو کرتی ہے تو وہ اسکو یہ جتاتا ہے کہ میں تیرے خداوند زکریا ؑ کی طرف سے آیا ہوں - اگر یہ روح القدس ہوتا تو یہ فقرہ بے معنی ہے کیونکہ وہ تو خود مسیحی عقیدہ کے مطابق رب ہے -

روح کے معنی

لفظ روح سے بھی اکثر اشخاص نے ٹھوکر کھائی ہے - اسکی تشریح قرآن حکیم کی آیات میں اسطرح کی گئی -

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۔ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ۔ (۱۵ - ۲۹)

ترجمہ :- جبکہ تمہارے پروردگار نے فرشتوں کو کہا کہ میں کالے سڑے ہوئے گارے سے جو کھنکھن بولنے لگتا ہے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں تو جب میں اسکے نفس کا تسویہ کر چکوں - اور اس میں اپنی روح پھونکدوں تو تم اسکے آگے سربسجود گر پڑنا -

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىہَا ۔ (۹۱ - ۷)

ترجمہ :- اور نفس کی قسم اسکی جس نے اس کا تسویہ کیا -

نفس کا اطلاق تو ہر ایک شے پر ہوتا ہے لیکن "روح" کا اطلاق قرآن میں صرف بشر پر ہوا ہے - اور یہ اسوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ نفس انسانی کا تسویہ ہو چکتا ہے - انسان کی پیدائش مٹی سے ہوتی ہے - پھر نطفہ رحم میں قرار پکڑتا ہے نطفہ سے علقہ اور علقہ سے مضغہ پھر ہڈیاں پھر پوست (۱۸ - ۱) یہ سب مرحلے طے کرنیکے بعد ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰى (۱۸ - ۲۹) پھر علقہ ہوا پھر نفس پیدا ہوا - پھر اسکا تسویہ کیا -

آیات اور بھی ہیں - مگر بحث کے لئے یہی کافی ہیں - آیت فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْہَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَہَا بَشَرًا سَوِیًّا ۔ سے واضح ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت مریم ؑ کے پاس آیا - ایک بشر تھا اور جیتا جاگتا اچھا خاصا بشر تھا - اس آیت نے ہر ایک اشتباہ کا ازالہ کر دیا ہے اور بشر کی مکمل صورت اور سیرت پیش کی ہے - روح کا مثل بھی بشر ہے - اسکے سوا اسکے کچھ اور معنے ہو ہی نہیں سکتے - لفظ "روح" نے تمام تشکک کا ازالہ کر دیا ہے کہ یہ خواب یا رؤیا میں بشری صورت دکھائی نہیں دی - بلکہ بیداری میں یہ واقعہ ہوا - خواب میں بھی انسان بشری صورت دیکھتا ہے - مگر اسمیں روح نہیں ہوتی - روح صرف اس بشر میں ہوتی ہے جو ماں کے پیٹ [illegible]

اسلئے آیت زیر بحث میں یہ بشر مریم ؑ کا شوہر ہی تھا۔

جس وقت نفس انسانی کا تسویہ ہو چکتا ہے - تو اس میں روح خالق کائنات کے حکم سے پیدا ہوتا ہے - اسلئے اسکو کلمہ سے تعبیر کیا گیا ہے - کلمہ ہر ایک شے کی حقیقت ہے - اس حقیقت کا ظہور انسان میں روح کی شکل میں ہوتا ہے دیگر اشیا میں یہ وہ صورتیں اختیار کرتا ہے جو اس کے مناسب ہوتی ہیں صحیفۂ فطرت کا مطالعہ کرو - اشیاء کی صورتوں اور ان کی کثرت کو کون شمار کر سکتا ہے - کوئی شے حقیقت سے خالی نہیں - اگر ایسی صورت ہوتی تو کائنات باطل ہوتی - مگر اصحاب ذکر و فکر جانتے ہیں کہ یہ بالحق قائم ہے یہ تعلق انسان کلمہ روح میں اور روح صورت انسانی میں ظاہر ہوتی ہے - اسکے بعد انسان علی قدر مراتب ہیں - ان میں سے رسول ممتاز ہستی ہے -

اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰہَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اِنْتَہُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَہٗٓ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ

بلاشبہ مسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ ہے اور اس کا کلمہ جو اس نے مریم کی طرف القا کیا - اور اسکی ایک روح پس اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ - اور تین مت کہو اور اس سے باز آؤ - یہ تمہارے حق میں بہتر ہے پس اللہ ہی اکیلا معبود ہے - وہ اس سے پاک ہے کہ اسکی اولاد ہو -

ایک ضروری اعلان

یہ دیکھکر کہ جماعت کے اکثر افراد گو برائے نام جماعت کے اندر شامل ہیں، مگر عملاً اس مقدس کام میں جس کو چلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سب سے یہ عہد لیا تھا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے، یا تو سرے سے حصہ ہی نہیں لیتے، یا لیتے ہیں تو بہت کم، انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے، کہ تمام جماعت کی از سر نو تنظیم کی جائے، اور ان دور افتادہ بھائیوں کا تعلق مرکز سلسلہ سے قائم کیا جائے، جو اپنی غفلت یا کسی دیگر وجہ سے مرکز سلسلہ سے عملاً علیحدہ ہو چکے ہیں، دور افتادہ دیہات کا تو کیا ذکر ہے، بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں جہاں کہ باقاعدہ شاخہائے انجمن قائم ہیں، بہتیرے بھائی ایسے نکلیں گے، جو عملی طور پر حفاظت و اشاعت اسلام کے کام میں کچھ حصہ نہیں لیتے، کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر تنظیم کے نہیں چل سکتا، ایک تو تعداد کے لحاظ سے ہماری جماعت پہلے ہی کمزور ہے، اس پر غیر تنظیمی حالت کا اضافہ اور بھی غضب ڈھا رہا ہے، ایسی حالت میں سرمایہ جمع ہو تو کیونکر، خدا کے فضل سے انجمن کا حلقہ کار دن بدن وسیع ہو رہا ہے، اور اخراجات بڑھ رہے ہیں، ضرورت ہے کہ جماعت کا ہر ایک فرد بیدار ہو جائے، اور انجمن کا ہاتھ بٹائے،

ان حالات کو مد نظر رکھ کر تمام پنجاب کو پانچ پانچ سات سات اضلاع کے پانچ حلقہ جات میں تقسیم کیا گیا ہے، ہر ایک ایسے حلقہ کے لئے ایک محصل مقرر کیا گیا ہے، جو جماعت کی تنظیم کرے گا مختلف فنڈوں کے لئے چندہ جمع کرے گا، اور دور افتادہ بھائیوں کو مرکز سلسلہ سے وابستہ کرے گا، فی الحال چودھری سردار خاں صاحب مسلم مشنری کو کانگڑہ، ہوشیارپور، جموں، گورداسپور، امرتسر اور سیالکوٹ کے اضلاع کے لئے مقرر کیا جاتا ہے، عنقریب وہ ان اضلاع میں اپنا دورہ شروع کریں گے، ان اضلاع کے تمام احمدی بھائیوں کو عموماً اور سکرٹریاں شاخہائے انجمن کو خصوصاً چاہئے کہ وہ چودھری صاحب موصوف کو مندرجہ بالا مقاصد میں ہر طرح سے مدد دیں، باقی اضلاع پنجاب کے متعلق بعد میں اعلان کیا جائے گا،

جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ملتان شہر میں ہندو سمیلن

مورخہ ۳۱ مئی و یکم جون کو ملتان شہر میں ہندو سمیلن بہت زور شور سے ہوا، جس میں دور دور سے بڑے بڑے سوامی - مہاتما، و دوان جمع ہوئے، اور انہوں نے مختلف مضامین پر تقریریں کیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوب زہر اگلا گیا،

اتوار کی شام کو سوامی ستیہ دیو کا لیکچر بڑے زور شور سے ہوا جس [illegible]

خوب تعلیم دی، اور فرمایا کہ جب کوئی معاملہ آن پڑے تو اور نہیں تو کم از کم پتھروں اور اینٹوں سے کام لیا جاوے، علاوہ ازیں ملک کی خدمت کے متعلق فرمایا کہ ہر شخص کو بھارت ماتا پر قربان ہونا چاہئے اور یہ کہ میرا مقصد زندگی اور میرا دھرم ملک کی خدمت کرنا ہے میرا جینا، میرا مرنا بھارت ماتا کے لئے ہے، تعجب کی بات ہے کہ ایسے مہاتما پرش جنہوں نے ملک کی خدمت کو اپنا معیار زندگی بنایا ہوا ہو، اس ملک کے رہنے والوں کو پتھروں اور اینٹوں کا نشانہ بنانا چاہیں، ایسی تعلیم ملک کو تباہ کرنے والی ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ ملتان کے ہندوؤں کو ایسی تعلیم دی جاتی، جس سے آئندہ بلوہ فساد کا کلی طور پر انسداد ہو جاتا،

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(خاکسار عبدالرشید خاں از ملتان)

وو کنگ مسلم مشن کیلئے ضرورت

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، براہ مہربانی اخبار میں ذیل کا اعلان کر کے ممنون فرمائیں۔

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے لئے ایک احمدی گریجوایٹ کی ضرورت ہے، جو انگریزی تحریر و تقریر کا کام کر سکے، پانچ سال کا معاہدہ کرنا ہوگا، جس میں پہلے دو سال خالصۃً مشن کا کام کرنا ہوگا، اور باقی تین سال میں اس قید سے آزاد ہو کر اگر وہ چاہے، تو اپنا کوئی کام بھی کر سکتا ہے، تنخواہ حسب استعداد ۱۰ سے ۱۵ پونڈ ماہوار تک دی جائے گی، درخواستیں بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن، عزیز منزل لاہور، ۷ جولائی ۱۹۲۴ء تک آ لی چاہئیں،

خادم ظہور احمد سیکرٹری

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ جموں

(معرفت منشی فضل محمد صاحب مدرس ہائی سکول جموں)

(۱) منشی نواب خاں صاحب چندہ ماہوار ماگھ و پھاگن ۶ کل ۱۲ / ۔
(۲) بابو چراغ الدین صاحب " " " بیساکھ ۸ / فنڈ ارتداد ۲ / " ۱۰ / ۔
(۳) مستری محمد یوسف صاحب " " " ۴ / بابت قسط قرضہ ۶ / } ۱۰ /
(۴) مولوی غلام احمد صاحب ماہ پھاگن چندہ ماہوار ۸ / " ۸ /
(۵) مستری امام الدین صاحب ولد مستری ولی محمد صاحب بابت چندہ چیت و بیساکھ ۱۲ / } " ۱۲ /
(۶) پیر محمد شاہ صاحب بیساکھ چندہ ماہوار ۲ / " ۲ /
(۷) مستری تاج الدین صاحب اوورسیئر بیساکھ چندہ ماہوار ۵ / } " ۵ /
(۸) مستری جیون بخش صاحب بیساکھ و جیٹھ چندہ ماہوار ۸ / صدقہ عید الفطر و عید فنڈ ۴ / } " ۱۲ /
(۹) مستری حاکم الدین صاحب چیت چندہ ماہوار ۶ / " ۶ /
(۱۰) مفتی فضل احمد صاحب بیساکھ و جیٹھ " " ۱۲ / " ۱۲ /

میزان	۲۳ / ۱۲
وضعات کمیشن منی آرڈر	۳ /
باقی	۲۳ / ۸

فہرست جماعت احمدیہ برنالہ، ریاست پٹیالہ

(معرفت مرزا عزیز بیگ صاحب احمدی دفتر قانون گو)

چندہ ماہواری اپریل ۱۹۲۴ء	۲ /
صدقہ فطر	۳ /
عید فنڈ	۸ /
سیلیشن ریویو	۲ /
میزان	۱۵ /

ستیارتھ پرکاش پر مباحثہ رام پور کے پورے پورے حالات درج کئے گئے ہیں۔ قیمت [illegible] ملنے کا پتہ [illegible]

تازہ خبریں

ہندوستان

راولپنڈی کے مقدمہ قتل کا فیصلہ

راولپنڈی ۔ ۱۴ جون سشن جج نے اسیسروں کی متفقہ رائے سے مسز روکی کے مقدمہ قتل میں مسٹر ڈارلو کو بری کردیا ہے ۔ جج کا بیان ہے کہ بلاشبہ ملزم اور مقتولہ کے مابین تعلقات تھے اور ملزم مقتولہ کے قتل کا باعث ہوا ہے لیکن ملزم اور مقتولہ کے تعلقات اور نیز اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ کوئی امر قتل کا محرک نہیں تھا یہ ظاہر ہے کہ اس قتل کے عمد ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے ۔ اس امر کے دلائل بکثرت موجود ہیں کہ موت اتفاقی طور پر واقع ہوئی ہے اسلئے ملزم کو شک کی بنا پر رہا کیا جاتا ہے ۔

ایک سرکاری اعلان

یہ اعلان شائع کیا گیا ہے کہ گورنر جنرل کے نائب مقیم وسط ہند چیف کمشنر بنادئے گئے ہیں ۔ اور انہیں وہاں کے تمام قوانین نافذہ کے متعلق مقامی حکومت کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں ۔

نواب عبدالمجید خان کا انتقال

نواب عبدالمجید خان سی ۔ آئی ۔ ای جون پور ۶۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے ہیں ۔ مرحوم کئی سال تک امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن رہے ۔

کیا سر بھوپندر ناتھ انگلستان جائینگے

"لیڈر" رقمطراز ہے کہ جب مسٹر چیرجی واپس آئینگے تو غالباً سر بھوپندر ناتھ متھرا و فتر ہند کے کسی خاص کام کے لئے انگلستان جائیں گے ۔

تاجروں کی ہڑتال

تاجروں نے چوتھی مرتبہ مکمل ہڑتال منائی ۔ مسٹر ٹنڈن کی دھمکی سے ہندو اور مسلمان تاجر نہایت مشتعل ہوگئے ۔ اور انہوں نے کرایہ کے اضافہ کو بالکل نامنظور کردیا ۔

برطانی ماہر پرواز

سکواڈرن لیڈر میکلرن ۲۰ تاریخ کو اکیاب سے روانہ ہونے کی توقع کررہے ہیں ۔ امریکن تباہ کن کشتی ان کے لئے نیا ہوائی جہاز لے آئی ۔

ہندوستانی لارڈ کی صحت

لارڈ سنہا کی صحت شیلانگ میں پہلے کی بہ نسبت اچھی ہوگئی ہے ۔

بلدیہ بمبئی میں ابتدائی تعلیم مفت

بلدیہ بمبئی عنقریب جی اور الف وارڈوں میں ابتدائی تعلیم مفت جاری کردے گی ۔

شاہی کارخانوں میں ہڑتال

امپیریل مل کے ساٹھ کاریگروں نے آج مبع اجرت کے معاملہ میں ہڑتال کردی ۔

لاہور میں اموات

۱۲ جون کو طاعون سے ایک موت ہوئی ۔ ۱۳ جون کو اس وبا سے کوئی موت واقع نہیں ہوئی ۔ موخر الذکر تاریخ کو کل ۲۰ ۔ اموات ہوئیں ۵ کم میعاد کے بخار سے ۔ ۵ پرانے بخار سے ایک نمونیا سے اور ۹ ۔ دیگر امراض سے طاعون کی ایک تازہ واردات کی اطلاع موصول ہوئی ہے

مغربی ساحل کی ڈاک میں تاخیر

آج منگلور اور مغربی ساحل کی ڈاک کی آمد میں چند ساعات کی تاخیر ہوگئی کیونکہ شیو لنگا اسٹیشن کے قریب ایم ۔ ایس ایم ریلوے کی ایک مال گاڑی لائن سے اتر گئی ۔

دنیا کے گرد ہوائی سفر

ہوائی دستے کا سالانہ میکلارن غالباً ۲۰ جون کو رنگون کیطرف روانہ ہوجائے گا ۔

وبائے ہیضہ میں تخفیف

کرنل روز ناظر صحت عامہ نے اطلاع دی ہے کہ ہیضہ میں معتدبہ کمی واقع ہوگئی ہے ۔ اموات ۲۵۰۰ سے ۲۰۰۰ رہ گئی ہیں ۔ شدت تمازت و یبوست فضا کی وجہ سے وبائے ہیضہ میں کمی واقع ہوگئی ہے ۔

ہڑتال کا اثر

ساؤتھ انڈین ریلوے کے حکام نے تخفیف کو سردست اس شرط پر ملتوی کردیا ہے کہ مزدور بلا توقف کام کی طرف رجوع کریں ۔

شراب فروشی کی ممانعت

مسٹر کنگ فنانشل کمشنر نے پنجاب ٹمپرنس سوسائٹی لاہور کی درخواست پر میسرز ہندو ہوٹل انارکلی لاہور میں شراب فروشی کا لائسنس یکم اپریل ۱۹۲۴ء سے منسوخ کردیا تھا چنانچہ ہوٹل کے مالک نے دوبارہ بیرون موچی دروازہ ریلوے روڈ پر ہوٹل جاری کرنے کی درخواست ڈپٹی کمشنر لاہور سے کی ۔ بہت ممکن تھا کہ لائسنس منظور ہوجاتا لیکن ٹمپرنس سوسائٹی نے نہایت محنت و جانفشانی سے اہالیان بیرون موچی دروازہ دوکانداران ریلوے روڈ شرفائے رام گلی سے صدائے احتجاج بلند کرائی ۔

ٹمپرنس سوسائٹی جناب پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج ۔ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب احمدیہ سکول ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۔ خواجہ دل محمد صاحب ۔ سید محسن شاہ صاحب ملنڈر ۔ لالہ ننکرداس صاحب جنرل مرچنٹ ودیگر شرفاء کی جنہوں نے اس کار خیر میں مدد کی نہایت ممنون ہے ۔

امید ہے کہ آئندہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب منسوخ شدہ لائسنسوں سے کوئی بھی لائسنس منظور نہ فرمائیں گے ۔

صنعت نقش سازی اور مجلس نرخ محاصل

حکومت کا اعلان مظہر ہے کہ بوٹوں اور جوتوں کے جس کارخانے نے تحفظ کے لئے درخواست پیش کی تھی اپنے مطالبہ سے دست بردار ہوگیا ہے ۔ اور اس قسم کے کسی اور کارخانہ کی طرف سے تحفظ کے لئے درخواست موصول نہیں ہوئی ۔ اس لئے مجلس نرخ محاصل کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس صنعت کو تحفظ مطالبہ کرنے کے مسئلہ پر تحقیقات کرے ۔

دہلی کی خطرناک حالت

ہندوؤں اور مسلمانوں کی کشیدگی روز بروز بڑھ رہی ہے ۔ رہنما سکون پیدا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں ۔ پولیس ہروقت مستعد رہتی ہے ۔

دہلی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی کشیدگی روز بروز نازک صورت اختیار کررہی ہے ۔ ہروقت اندیشہ لگا رہتا ہے کہ زیادہ نازک صورت اختیار نہ کرلے ۔ اطلاع ملی ہے کہ دونوں قوموں کا شرارتی عنصر فرقہ وار جذبات کو بھڑکانے اور لوگوں میں مذہبی اشتعال پیدا کرنے میں باقاعدہ لگا ہوا ہے ۔ ہفتہ گذشتہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کو پکڑنے اور عورتوں سے بدسلوکی کرنے کی مفروضہ داستانیں جان بوجھ کر گھڑی گئیں اور ان کی اشاعت کی گئی ۔ مقامی رہنما تعلقات کو اچھا بنانے اور مفاہمت کرانے کے لئے مشغول ہے ۔ مقامی کانگرس کی جماعت ہندو مسلم کی جماعت کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ایسے اشخاص سے ملاقات کی گئی جن کی نسبت فرقہ وارانہ پروپیگنڈا پھیلانے کی اطلاع دی گئی تھی ۔ ان سے کہا گیا کہ اپنی سرگرمیوں کو چھوڑ دیں ۔ دہلی کے بڑے ریلوے اسٹیشن اور قریب کے باغات کی خوب نگرانی کی جاتی ہے ۔ اور مقامی ریلوے حکام بڑی احتیاط سے کام لے رہے ہیں تاکہ ان کے حلقہ میں کسی قسم کا فساد نہ اٹھ کھڑا ہو ۔ ان باغات میں فرقہ وار پروپیگنڈا ایک عرصہ سے جاری تھا مقامی رہنماؤں نے ورنیکلر اخبارات اور بعض نامہ نگاروں سے استدعا کی کہ باہر کے اخبارات کو یہاں کی صورت حالات کی مبالغہ آمیز اطلاع نہ دیا کریں پولیس اور حکومت حالت کی خوب نگرانی کررہی ہے ۔ ہروقت صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد رہتی ہے ۔

مولانا محمد علی اور مسٹر محمد علی جناح

مسٹر محمد علی جناح سے اخبار بمبئی کرانیکل کے ایک نمائندہ نے ملاقات کی ۔ آپ نے کہا کہ مولانا محمد علی کا قول مجھ پر عائد نہیں ہوتا ۔ جو انہوں نے حال ہی میں اخبار مذکور کے نمائندہ سے ملاقات کرنے کے دوران میں فرمایا تھا کہ ملت اسلامیہ میں کوئی دیانتدار کارکن مشکل سے ایسا ملیگا ۔ جو نظام خلافت کا رکن نہ ہو ۔ آپ نے کہا کہ خلافت کا لفظ ہر مسلمان کارکن کے لئے واجب احترام ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ مولانا محمد علی کا نظام خلافت واجب احترام ہے ۔ مسٹر جناح نے مولانا محمد علی کے اس قول پر بھی شدید نکتہ چینی کی ہے کہ مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں حاضرین اور شرکاء جلسہ قوم کے نمائندہ نہ تھے آپ اعلان کرتے ہیں کہ اس اجلاس میں لیگ کے اور اجلاسوں کی بہ نسبت ۱۹۱۶ء کے اجلاس لکھنو کے سوا قوم کے نمائندے زیادہ تعداد میں شامل ہوئے ۔ فرقہ وار نیابت کے متعلق مسٹر جناح نے کہا کہ میں ہندوستانی قومیت پسند ہوں ۔ اور اس نیابت کو پسند نہیں کرتا لیکن مسلمانوں کا احساس اس نیابت کی تائید میں ہے

اجلاس لاہور میں مولانا محمد علی اور ڈاکٹر ضیاءالدین کی ترمیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ مجھے اس امر میں بہت کم شبہ ہے کہ مسلمان نیابت کے لئے آبادی کے اصول کو تسلیم نہ کریں گے ۔ فیصدی تناسب باہمی خیرخواہی اور رضامندی ہی سے ہوسکتا ہے ۔ مسلمانوں کی تنظیم کی ضرورت کے متعلق آپ نے بعض احباب سے مخالف ہوکر کہا کہ وہ میری بات کی تہ تک نہیں پہنچے ۔ اگر مسلمانوں کی تنظیم مقصود ہے تو اس لئے نہیں کہ قومی اغراض و مقاصد کا مقابلہ کیا جائے بلکہ اس کے برعکس یہ مقصود ہے کہ انہیں بھی منظم کرکے ہندوستان کی صف میں لایا جائے ۔

سر میاں محمد شفیع کی میعاد کینٹ

حسب ذیل سرکاری اعلان جاری کیا گیا ہے :۔

ملک معظم قیصر ہند آنریبل ڈاکٹر میاں سر محمد شفیع کے ۔ سی ۔ آئی آئی ۔ ای رکن مجلس منتظمہ حکومت ہند کی میعاد کینٹ میں ۱۹۲۴ء کے اختتام تک توسیع فرمانے پر خوشنود ہیں ۔

ممالک غیر

شاہ ایران

ایک اطلاع شائع ہوئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ چار بارسوخ علماء اور دیگر اشخاص نے شاہ کجکلاہ کی خدمت میں ایک برقی پیغام بھیجا ہے جس میں درخواست کی گئی ہے کہ جلد از جلد وہ ایران کی طرف مراجعت فرمائیں ۔

فرانس کا نیا صدر

اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم پیرس لکھتا ہے کہ فرانس کا جدید صدر معمولی قامت سے قدرے چھوٹا ہے ۔ اسکے خط و خال اچھے ہیں ۔ اچھے بال اور مونچھیں بھورے اور سر بڑا ہے ۔ آپ مغربی فرانس کے ایک کسان کے صاحبزادے ہیں ۔ سکول میں آپ بڑے ہوشیار طالبعلم تھے ۔ آپ کا ذہن رسا اور حافظہ تیز تھا ۔ آپ بڑے زبردست

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۱۲ — نمبر ۶۵

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۱۸ ذیقعد ۱۳۴۲ھ ہجری مطابق ۲۱ جون ۱۹۲۴ء

عربوں کا زبردست اثر

سرزمین غرب پر

عربوں کے زمانہ عروج میں مذہبی رواداری ہمیشہ اعلےٰ درجہ پر رہی، اس کی ہزارہا مثالیں موجود ہیں، ہم یہاں صرف ایک عرب فقیہہ کے بیان کو نقل کرتے ہیں، جس کو موسیو دوزی نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے، یہ وہ فقیہہ ہے، جو بغداد کے اکثر علمی اور فلسفی مباحثوں میں جن میں ہر مذہب کے علماء یہودی دہریے گبر مسلمان عیسائی وغیرہ شریک رہتے تھے، موجود رہتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ حاضرین میں سے ہر شخص کا بیان نہایت غور اور توجہ سے سنا جاتا تھا، اور اس سے یہی خواہش کی جاتی تھی کہ وہ مذہبی اسناد پیش نہ کرے، بلکہ اپنی تقریر کو دلائل عقلی پر مبنی رکھے،

ہزار برس کی شدید لڑائیوں اور بنیادی بھاوتوں اور بے رحم خونریزیوں کے بعد یورپ نے اس وقت بھی یہ اعلےٰ درجہ رواداری حاصل نہیں کیا ہے،

چنکہ عربوں کا تسلط یورپ کے ان حصوں میں جہاں ان کی تصانیف ہی پہنچی تھیں، اتنا کچھ تھا، تو ہم بآسانی خیال کر سکتے ہیں، کہ ان حصوں میں جہاں وہ ملکی حکومت بھی کر رہے تھے یعنی اندلس کے حصوں میں کس قدر زیادہ ہوگا، اس تسلط کا پورا اور قطعی طور پر اندازہ یوں ہو سکتا ہے، کہ ہم اندلس کی قبل حکومت عرب اور اثنائے حکومت عرب اور بعد زوال حکومت عرب کی حالتوں کا مقابلہ کریں، اس سے صاف طور پر ثابت ہو جائے گا، کہ اس ملک نے عربوں کے زمانہ حکومت میں کس درجہ سرسبزی حاصل کی تھی، عربوں کے اخراج کے بعد اندلس پر وہ تباہی اور تنزل چھایا، کہ جس سے وہ اس وقت تک بھی سر نہیں اٹھا سکا ہے، کسی ایک قوم کے دوسری قوم پر تسلط کی اس سے زیادہ صاف اور صریح مثال ناممکن ہے اور نہ تاریخ میں اس سے زیادہ بیّن کوئی مثال موجود ہے،

جو کچھ ہم اوپر لکھ چکے ہیں، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو کچھ مشرق کا اثر یورپ پر پڑا، وہ صرف عربوں ہی کا تھا، اننا کم درجہ اقوام کا جو ان کے بعد آئیں، گو اور بھی اس کا حکم ونشان رہا، لیکن ان کا علمی، ادبی اور فلسفی تسلط مطلقاً نہیں

عربوں کا اثر طرز تعمیر پر

عربوں کا اثر یورپ کے فنون۔۔۔ پر اور علی الخصوص طرز تعمیر پر بیّن اور بلا شبہ ہے، یورپ نے عربوں سے بہت کچھ تعمیر کی باریکیوں کو اخذ کیا۔ ۔۔۔ مصنفین نے اس بات کو قبول کیا ہے اور ہم انہی کے کلام کو یہاں نقل کرتے ہیں۔

موسیو باتی سیر لکھتے ہیں کہ:۔

"ہرگز شک نہیں ہو سکتا، کہ فرانس میں گیارھویں اور بارھویں صدی کے بنانے نے بہت کچھ تعمیری نکات اور آرائشوں کو عربوں سے اخذ کیا تھا کیا ہمیں ۔۔۔ کے کلیسا کی سی متبرک عمارت میں ایسا دروازہ نظر نہیں آتا، جو عربی کتبہ سے آراستہ ہے کیا ناریون اور اور مقامات کی فصیلوں پر عربی مذاق کا تاج نہیں لگا ہوا ہے،

عربوں کا اثر تعمیر پر زیادہ تر اندلس میں پڑا ہے، بہت سی بڑی بڑی عمارات مثلاً بیلم کا برج اور سگوری کا القصر وغیرہ خاص عربی طرز کے ہیں، اس وقت بھی اندلس سے عربوں کا تسلط بالکل نہیں اٹھا ہے، بعض شہر علی الخصوص اشبیلیہ عربی یادگاروں سے بھرے ہوئے ہیں، اس وقت بھی یہاں کے مکانات عربی طرز پر بنتے ہیں، اور ان میں لورپین عمارتوں میں فرق اتنا ہی ہے کہ یہ اس قدر پر تکلف اور آراستہ نہیں، اندلس کے باشندوں میں مشرقی خون کا میل بیّن طور پر معلوم ہوتا ہے ایک قوم کو برباد کر دینا، اس کی کتابوں کو جلا دینا اس کی یادگاروں کو منہدم کر دینا ممکن ہے، لیکن جو کچھ اثر وہ قوم چھوڑ گئی ہے وہ کانسی کی بنیادوں سے بھی مضبوط ہے، انسان کی قوت اس کو اکھیڑ نہیں سکتی، اور صدیوں کی صدیاں بھی بمشکل اس کو مٹا سکتی ہیں،

عربوں کا اثر اوضاع واخلاق پر

مشرق ومغرب کے باہمی ایک دوسرے پر اثر ڈالنے کا اندازہ کرنے کے لئے ان دونوں ملکوں کی تمدنی حالت کو مدنظر رکھنا چاہیئے، عربوں کی بدولت مشرق نے ایسے وقت میں ایک اعلےٰ تمدن حاصل کیا تھا، جبکہ یورپ بالکل جہالت کی تاریکی میں پھنسا ہوا تھا، جنگ صلیبی کے واقعات سے معلوم ہوا ہے، کہ یہ صلیبی وحشیوں کی مانند تھے، دوست ودشمن کو بلا امتیاز لوٹتے اور قتل کرتے تھے۔

ملنے کی بدولت یورپ کے عیسائیوں نے اپنی وحشیانہ معاشرت چھوڑی، اور بہادرانہ اخلاق اور اس کے کل فرائض یعنی عورتوں، بڈھوں اور بچوں کا پاس اور قسم کی پابندی کو سیکھا۔ ۔۔۔ صلیبی جنگوں ہی کی بدولت مشرق کا تمدنی اثر یورپ پر بے انتہا پڑا، یہی جنگ تھے، جنہوں نے یورپ سے وحشیانہ اخلاق واوضاع کو دور کیا،

موسیو بارتھلیمی سینٹ ہلیر اپنی کتاب متعلقہ قرآن میں لکھتے ہیں:۔

عربوں کی معاشرت اور ان کی تقلید نے ہمارے زمانہ متوسط کے امراء کی زبون عادتوں کو درست کیا، اور بیرسٹر دلاور بلا اس کے کہ ان کی بہادری میں کچھ فرق آتا، ایسے اخلاق سیکھ گئے جو انسان میں اعلیٰ درجہ کی وقعت اور قدر رکھتے ہیں، یہ امر نہایت مشکوک ہے، کہ صرف عیسوی مذہب خواہ وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو، ان میں ایسے اخلاق پیدا کر سکتا تھا،

مجملاً یہ کہ تمدن اسلامی کا بہت ہی زبردست تسلط تمام عالم پر رہا ہے، مگر۔۔۔ اس تسلط کے بانی صرف عرب تھے، نہ وہ مختلف اقوام جنہوں نے ان کے مذہب کو اختیار کیا تھا عربوں کے تسلط اخلاقی نے یورپ کی ان وحشی اقوام کو جنہوں نے رومیوں کی سلطنت کو تہ وبالا کیا، انسان بنایا، ان کے علمی اور دماغی تسلط نے یورپ کے لئے علوم وفنون اور ادب وفلسفہ کا جس سے وہ بالکل ناواقف تھا۔ دروازہ کھول دیا، اور چھ صدی تک یہی عرب استاد اور تمدن سکھانے والے رہے،

سوال وجواب

۱۔ مخالف فریق کے سائلوں کو خیرات دینا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا جمعہ کے بعد احتیاطی اولےٰ ہے؟

۳۔ نور الدین مرحوم کی خلافت کو مانکر میاں صاحب کی خلافت سے آپ نے کیوں انکار کیا؟

جواب از حضرت امیر

۱۔ خیرات کا غیر مسلم کو دینا بھی جائز ہے؟

۲۔ نماز احتیاط کوئی شے نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ، نمبر ۶۵

ہندو مسلمانوں کے موجودہ تعلقات

عورتوں اور بچوں کا اغوا

جس دن سے اشدھی کی آواز ہندوستان کی پرامن فضا میں بلند ہوئی ہے، ہندو مسلم تعلقات اس درجہ کشیدہ ہوئے ہیں، کہ تمام ہندوستان کا امن ملیامیٹ ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ گویا یہ ایک آگ کی چنگاری تھی، جس نے خرمن امن و امان پر پڑتے ہی سلگنا شروع کر دیا، اور آہستہ آہستہ آگ کا ایک ڈھیر بنا دیا، اب جس طرف دیکھو نفرت و حقارت، ظلم و ستم اور فتنہ و فساد ہی کی آوازیں آتی ہیں، ایک دوسرے کا بائیکاٹ، ایک دوسرے پر تمسخر و استہزا ایک دوسرے پر طعن و تشنیع، گالی گلوچ اور مار پیٹ ایک روزمرہ کا کھیل بن گیا ہے، اور اب سب سے بڑھ کر شرمناک صورت یہ پیدا ہو گئی ہے، کہ ایک دوسرے کی عورتوں اور بچوں کو اغوا کر کے ہندو اور مسلمان بنایا جا رہا ہے،

ہم نے دونوں قوموں پر ایک دوسرے کی عورتوں اور بچوں کے اغوا کا الزام دیا ہے، لیکن واقعات کو ایک تحقیقی نظر سے مطالعہ کرنے پر یہ آشکارا ہوتا ہے، کہ اس کا الزام بھی دوسرے الزامات کی طرح مسلمانوں پر اتنا نہیں، جتنا ہندوؤں پر ہے، سوامی شردھانند کی تحریک اشدھی نے ہندو نوجوانوں کے اندر اس بات کے لئے ایک تڑپ پیدا کر دی ہے، کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے ۔ مسلمانوں کو اشدھ کرنے کی کوشش کریں، اس کو اگر جائز تلقین و تبلیغ تک ہی محدود رکھا جاتا، تو چنداں معیوب نہ تھا، لیکن اس سے تجاوز کر کے اور جذبہ نفرت و حقارت کو اپنے دلوں میں لئے ہوئے ہندو نوجوانوں کی ٹولیاں بڑے بڑے شہروں اور دیہات میں جاتی ہیں، اور جہاں کسی اکیلی مسلمان عورت یا کسی لڑکے کو دیکھتے ہیں، فوراً اسے پھسلا لاتے ہیں، اور اس ذریعہ سے آئندہ مردم شماری تک اپنی تعداد دوگنی چوگنی بنانا چاہتے ہیں، زیادہ تر ان کا تصرف مسلمان فقرا عورتوں پر ہے، جنہیں وہ لے جا کر سیم و زر دکھاتے اور اشدھ کر کے کسی ہندو کے ساتھ تعلق زوجیت قائم کر دیتے ہیں

خواجہ حسن نظامی پر ہندوؤں کا یہ الزام ہے، کہ انہوں نے ایک کتاب شائع کی، جس میں مسلمان طوائفوں، چوروں اور ڈاکوؤں تک کو ہندوؤں کے گھروں کی سراغرسانی اور اس ذریعہ سے تبلیغ اسلام کی تلقین کی، خواجہ صاحب کی آواز تو شاید اس پمفلٹ اور اخبارات کے کالموں سے نکل کر بہت کم مسلمانوں کے کانوں تک پہنچی ہوگی، لیکن ہندوؤں سے معلوم ہوتا ہے، اس آواز کو بڑے غور کے ساتھ سنا ہے، اور مسلمانوں کے بجائے اسے اپنے منشاء مطلب پایا ہے، اور اسی قسم کے بلکہ اس سے بڑھ کر ناجائز وسائل سے وہ مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کی تاک میں لگے ہوئے ہیں۔

دہلی میں اس قسم کے واقعات بکثرت اور آئے دن ہوتے ہیں، سب سے پہلے برادران ہنود نے وہاں ایک انجمن قائم کی، جس کی غرض انہوں نے یہ بتائی کہ اس کے ذریعہ سے عورتوں اور بچوں کی حفاظت کی جائے گی، لیکن مسلمانوں کو شکایت ہے کہ حفاظت کا مفہوم ان کے نزدیک مسلمان عورتوں اور بچوں کو اپنے قبضہ تصرف میں لانا تھا، اور بکثرت ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں کہ آج فلاں مسلمان عورت آریوں کے قبضہ سے نکالی اور کل فلاں عورت ڈولی میں جا رہی تھی، اس کو آریہ چھین لے گئے بمشکل وہ ان کو واپس مل گئی۔ اس قسم کے واقعات کا ظہور پذیر ہوا تھا، کہ مسلمانوں نے بھی اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے ایک انجمن بنائی، جس پر اب ہندوؤں کا الزام ہے۔ کہ وہ ان کی عورتوں اور بچوں کو زبردستی پکڑ لے جاتے اور مسلمان بنا لیتے ہیں،

یہ حالات صرف دہلی تک محدود نہیں، پنجاب کے دیگر مقامات میں بھی اسی قسم کے واقعات پیش آ رہے ہیں، لاہور میں بھی بعض ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے کہ برادران ہنود کی کوئی خفیہ سوسائٹی ہے، جو بڑی احتیاط کے ساتھ ہر مقام پر اپنا پروپاگنڈا پھیلا رہی ہے، اور اسی قسم کے ناجائز وسائل سے مسلمانوں کے گھروں کو ویران کر کے اپنی آبادی بڑھانا چاہتی ہے

ان شرمناک واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عارف ہسوی نے سچ لکھا ہے، کہ یہ کسی آئندہ ہولناک فساد اور خونریزی کی پیشگوئی کر رہے ہیں، اور اگر اس وقت ان کو روکنے کی کوشش نہ کی گئی، تو وہ وقت دور نہیں، جب بے شمار جانیں خون میں رنگین نظر آئیں گی، افسوس ہے کہ ان کا سدباب کرنے والا کوئی نہیں، مہاتما گاندھی نے ہندو مسلم کشیدگی کے وجوہات تو بتائے، آریہ سماج کے گندے لٹریچر بعض آریوں اور سوامی شردھانند کی لڑاکی طبیعت کو موجب فساد بتایا، لیکن ان فسادات کو روکنے اور دور کرنے کی کوئی عملی صورت نہ بتائی، آئے دن مختلف جگہوں سے ۔۔۔ ۔۔۔ ہندو مسلم فساد کی خبریں آتی ہیں، ابھی کل پرسوں لاہور میں بعض معزز مسلمان بچوں کے ساتھ شرمناک طور پر مذاق کر کے برادران وطن نے جو کیفیت پیدا کی، وہ اس فضا کو اور بھی مسموم اور ہولناک بنانے والی ہے، اس لئے نہیں معلوم اس کا نتیجہ کیا ہوگا،

مگر ہمیں مسلمانوں سے صرف یہ عرض کرنا ہے، کہ وہ اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کریں، اور پورے طور پر کریں، لیکن اس کے بالمقابل ہندو عورتوں اور بچوں کو ہاتھ تک نہ لگائیں، وہ اس بارہ میں محتاط ہو کر کام کریں، تبلیغ و تلقین سے اگر کوئی ہندو عورت یا مرد مسلمان ہونا چاہتا ہے، تو فبہا، ورنہ کوئی ضرورت اس مخالفانہ پروپاگنڈا کی نہیں، کہ ہندو عورتوں اور بچوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے، جو ہندو مسلمان عورتوں اور بچوں کے ساتھ کرتے ہیں، ہمیں اسلام نے ایسی باتوں سے روکا ہے، اور ہمیں خالص اسلامی طریق پر کاربند رہنا چاہیے اور شرافت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے، ہاں جہاں کہیں انہیں کسی مسلمان عورت بچہ یا مرد کی حفاظت خطرہ میں نظر آئے یا اسے اشدھ کرنے کی سعی ہوتے وہ دیکھیں، اس کا سدباب ضرور کرنا چاہیے خواہ سرکاری عمال کی امداد سے۔ یا اپنے طور پر، ملک اس وقت ایک خطرناک نازک صورت حالات میں سے گزر رہا ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے، کہ اس صورت حالات کو خوشگوار بنانے کی کوشش کریں، اپنی حفاظت کا انتظام کرتے ہوئے ملک میں امن قائم کرنے کی سعی کرنی چاہیے نہ کہ اس فضا کو اور زیادہ مکدر کیا جائے، اور ملک کی زندگی کو تلخ کر دیا جائے،

ہندوؤں میں کثرت ازدواج

ہمارے ہندو معاصرین اسلام کے اصول تعدد ازدواج کو ہمیشہ مورد اعتراض ٹھیراتے رہتے ہیں، اگرچہ نیوگ جیسی قبیح رسم کا اعلان کر کے فطرت کے اس تقاضا کا انہوں نے اعتراف کر لیا، جو تعدد ازدواج کا متقاضی ہے، ایسے ہی ناجائز اور شرمناک طریق تمام ان ممالک اور اقوام میں موجود ہیں، جو اسلام کے اس مستحسن اصول کو بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، گویا انہیں اصل چیز سے انکار نہیں، بلکہ اس کے تام اور اسے قانونی اور جائز صورت میں ماننے سے انکار ہے،

تاہم ہندو قوم کے اندر ایسے بھی افراد موجود ہیں، جو اسلامی طریق کے مطابق تعدد ازدواج کو رائج کرنا چاہتے ہیں، حال ہی ابہر و ڈرنبس کانفرنس میں چند اصلاحی تجاویز پاس ہوئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:-

"یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ ایک عورت کی موجودگی میں مرد سوائے مفصلہ ذیل حالات کے دوسرا عورت سے بیاہ نہ کرسکے"

(۱) مرد بیاہ سے آٹھ سال بعد تک لاولد رہا ہو،

(۲) اس امر کی تصدیق ہو جائے کہ عورت اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہے،

(۳) پہلی عورت کے گذارہ کا مناسب بندوبست کیا جائے اور حتی الامکان اس کی رضامندی لی جائے،

(۴) ان امور کا فیصلہ مقامی برادری کرے،

(۵) دوسرا بیاہ تیس برس سے کم عمر والی عورت سے نہ کیا جائے، خواہ وہ کنواری ہو یا بیوہ،

ہم امید کرتے ہیں کہ ابہر و ڈرنبس کانفرنس کی تجویز ہندو قوم کیلئے از حد فائدہ بخش ثابت ہوگی، اور اسی طرح سے تمام اسلامی اصول آہستہ آہستہ ہندو قوم کے اندر رواج پا جائیں گے، بلکہ خدا نے چاہا تو وہ وقت آنے والا ہے، کہ اسلام کے نام کے ساتھ بھی ہندوؤں کو دشمنی نہ رہے، اور وہ دل اور زبان کے ساتھ اسلام کے قائل ہو جائیں۔

انجمن اتحاد اسلام

کچھ دنوں سے لاہور کے چند درد مند مسلمانوں نے مل کر ایک نئی انجمن بنام "انجمن اتحاد اسلام" بنائی ہے، جس میں تمام اسلامی انجمنوں کو شامل کیا گیا ہے، اس کی غرض یہ بتائی گئی ہے، کہ مسلمانوں کے اندر اتحاد کی روح پھونکی جائے، اور تکفیر بین المسلمین کو جو مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کرنے کا موجب ہے، دور کر دیا جائے اس انجمن کی طرف سے دو تین جلسے اس وقت تک ہو چکے ہیں۔ جن میں ہندوؤں کے سنگھٹن کو پیش کر کے مسلمانوں کو غیرت اور شرم دلائی گئی، کہ وہ غیر مسلموں کے بالمقابل بھی ایک ہو کر کام نہیں کر سکتے، باوجودیکہ وہ باہم اصولی اختلاف رکھ کر بھی مسلمانوں کے بالمقابل ایک ہیں، مولوی عصمت اللہ صاحب، مولوی احمد علی صاحب، مولوی سید حبیب ایڈیٹر سیاست و دیگر لاہور کے دیگر چیدہ افراد ان جلسوں کی روح رواں ہیں، بالخصوص مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقاریر مسلمانان لاہور کے لئے آب حیات ثابت ہوئی ہیں، اور ان کے دلوں میں اتحاد باہمی اور محبت اسلام اور غیر مذاہب بالخصوص آریہ سماج کے مقابلہ کے لئے ایک خاص جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا ہے، اس انجمن کا پہلا جلسہ جس کی رپورٹ کسی دوسری جگہ ہدیہ ناظرین کرام ہے، جناب شاہ محمد خاں صاحب انجینئر کی صدارت ہوا، اور دوسرا سید حبیب صاحب کی، ان جلسوں میں احمدی و غیر احمدی، اہلحدیث اور غیر اہلحدیث، شیعہ و سنی مسلمانوں کے تمام عناصر کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور جس محبت و اخلاص اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ یہ سب کے سب کام کرتے ہیں، وہ از حد موجب مسرت اور لائق تحسین ہے، بالخصوص تکفیر جیسے خطرناک مرض کے خلاف حضرات علما کا کھڑے ہو کر آواز بلند کرنا جیسا کہ مولوی احمد علی صاحب نے کی، اور نو دس ہزار کے مجمع میں سے ایک بھی مخالفت کی آواز نہ اٹھنا اس بات کا ایک کھلا ثبوت ہے کہ مسلمان آخر کار اپنے مرض اور حالات کو سمجھنے لگے ہیں، ہماری دلی دعا ہے، کہ اللہ تعالے ان نیک دل اصحاب کو جنہوں نے اس مبارک کام کا بیڑا اٹھایا ہے، ان کے پاک مقاصد میں کامیاب کرے، اور مسلمان کالبنیان مرصوص بنکر غیر مذاہب کے حملوں کا جواب دیں، کہ اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے،

"آریہ سماج میں بردباری کا مادہ نہیں"

ہمارے سماجی دوست آجکل عجیب مخمصے میں ہیں، باوجودیکہ مہاتما گاندھی نے ان کے پروٹسٹ کے جواب میں صاف طور پر کہہ دیا، کہ انہوں نے جو کچھ سوامی دیانند اور ستیارتھ پرکاش کے متعلق لکھا ہے، وہ تعصب اور کینہ سے پاک ہے، لیکن ہمارے سماجی دوست ہیں کہ چیختے اور چلاتے چلے جا رہے ہیں، اور مخالفت کی اس ایک آواز کو حوصلہ اور بردباری کے ساتھ سن نہیں سکتے، اسی لئے مہاتما گاندھی کو بھی بار بار اس کے خلاف قلم اٹھانی پڑتی ہے۔ اور ہر نئی ضرب جو وہ آریہ سماج پر لگاتے ہیں، وہ پہلے سے زیادہ سخت ہوتی ہے "ینگ انڈیا" کی ایک تازہ اشاعت میں انہی سماجی پرانشوں

کے جواب میں مہاتما جی رقمطراز ہیں:-

"آریہ سماج ستیارتھ پرکاش اور سوامی شردھانند اور شدھی کے متعلق میری رائے اب تک وہی ہے، میں نے یہ رائے نا واقفیت یا تعصب کے باعث ظاہر نہیں کی، اس ستیہ کی آواز کا دبا لینا میری طرف سے ایک طرح کی بزدلی پر مبنی ہوتا، لیکن میری دیانتدارانہ رائے پر آریہ سماجی غیظ و غضب سے بھڑک اٹھے، افسوس ہے کہ آریہ سماج میں بردباری کا مادہ نہیں ہے، مجھے بذریعہ خطوط چیلنج بھی دیا گیا ہے میں جلدی ستیارتھ پرکاش کے اقتباسات کو اپنی رائے کی تائید میں پیش کروں گا، لیکن میں ناہی شاستر ارتھ کرنا نہیں چاہتا، میری دوستانہ نکتہ چینی کو آریہ سماج نے اسی نظر سے نہیں دیکھا، میں نے یہ نہیں کہا کہ ہندوؤں میں شدھی جائز نہیں ہے، بلکہ شدھی کے متعلق طریقہ جداگانہ ہے، میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ آریہ سماجی اور مسلمان لوگ عورتوں کا اغوا کرتے ہیں، بلکہ میں نے کہا تھا کہ مجھے ایسا بتلایا گیا ہے، افسوس ہے کہ آریہ سماج میں قوت برداشت نہیں۔ وقت آئے گا کہ آریہ سماجی میری نکتہ چینی کی قدر کریں گے، جس قدر پروٹسٹ میرے خلاف کئے جا رہے ہیں، میں ان کی کوئی پروا نہیں کرتا، میں پھر یہ کہتا ہوں، .... کہ شدھی کی تحریک آریہ سماج نے عیسائیوں سے لی ہے، میں چاہتا ہوں کہ یہ تحریک اس سے بالاتر ہو، میرا خیال ہے کہ آریہ سماج ہندو دھرم کی ایک شاخ ہے، اگر آریہ سماجی لوگ آریہ سماج کو ہندو دھرم سے علیحدہ سمجھتے ہیں تو مجھے اندیشہ ہے کہ ہندوؤں کو آریہ سماجی بنانا بہت مشکل کام ہے وغیرہ"

مہاتما جی کے اس ارشاد کو سنکر بھی آریہ سماج اگر نچلا ہو کر نہ بیٹھے اور وہ ہرگز بیٹھنے کا نہیں، کیونکہ یہی اس کی فطرت کا تقاضا ہے۔ تو سمجھنا چاہیئے تو اس کے دن پورے ہونے والے ہیں،

ستیارتھ پرکاش کے خلاف ایک اور آواز

صرف مہاتما گاندھی ہی نہیں جو ستیارتھ پرکاش کے متعلق ایسی رائے رکھتے ہیں، بلکہ جس کسی نے بھی اس کتاب کو غیر طرفدار اور غیر متعصبانہ نگاہ سے دیکھا ہے وہ ایسے ہی خیالات کے اظہار پر مجبور ہے، پشاور کی ایک عدالت نے بھی کچھ عرصہ ہوا، ایک سماجی کے مقدمہ میں ستیارتھ پرکاش کے متعلق یہ لفظ لکھے تھے کہ:

"ستیارتھ پرکاش زناکاری کی تعلیم دینے والی کتاب ہے، اور اس سے زناکاری زیادہ پھیلے گی"

حال میں مہاتما جی کے خیالات پر رائے زنی کرتے ہوئے ایک آریہ سماجی لیڈر بھائی پرمانند جی ایم اے نے کس قدر کھلے الفاظ میں مہاتما جی کی تائید کی ہے، کہ

"ہندو لیڈر ہونے کی حیثیت سے مہاتما جی کو ایسی رائے زنی کا حق حاصل ہے، ہم اسکو غلط سمجھتے ہوں یا ٹھیک ستیارتھ پرکاش میں اس قدر سخت کھنڈن ہے کہ وہ مہاتما جی کی فطرت کے خلاف ہے، بہت سے آریہ سماجی اپنے آپ کو ہندو نہ مانکر اور ہندوؤں سے خود کو الگ کہکر ایک نیا فرقہ قائم کرتے ہوئے ہندو دھرم کو ٹنگ کر رہے ہیں" معلوم نہیں کس کس کے منہ پر آریہ سماج ہاتھ رکھے گا،... اور کس کس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرکے اُسے چپ کرانے کی کوشش کریگا"

مسلمانوں کا طریق عمل

کہا جاتا ہے کہ مسلمان بھی اپنی اصلاح کرنا نہیں چاہتے اور جو عیوب اور خرابیاں اُن میں بتائی جاتی ہیں ان کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اسکے خلاف ایک تازہ مثال اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ مہاتما گاندھی نے اپنے مضمون میں جہاں آریہ سماج کو متہم کیا ہے۔ وہاں خواجہ حسن نظامی کی ایک کتاب کو بھی قابل اعتراض بتایا ہے۔ اسپر خواجہ حسن نظامی نے یہ اعلان کیا ہے کہ "مہاتما جی کے فرمانے کے مطابق اس کتاب داعی اسلام میں اصلاح کرکے قابل اعتراض بات نکالدی ہے"

یہ ہے مسلمانوں کا طریق عمل اسکے خلاف آریہ سماج کا مہاتما جی کے ارشاد پر سیخ پا ہونا اور تحمل و بردباری کے ساتھ اسپر غور کرنیکی بجائے انہیں بُرا بھلا کہنا اس بات پر دال ہے۔ کہ اتحاد و اتفاق سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اور وہ اپنے موجودہ رویہ کو چھوڑکر اصلاح کی طرف قدم بڑھانا نہیں چاہتے۔

صداقت مسیح موعود

چند اعتراضات اور اُن کے جوابات

(۳)

(حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

اعتراض

کیا غیر اللہ کی قسم کھانی جائز ہے، مثلاً

گیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثار روئے تابان محمد

فاما الجواب

الاعمال بالنیات ٥ سنہرا اصول ہے جو نبی کریم صلعم کا فرمودہ ہے، ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے، نبی کریم صلعم نے ایک مرتبہ فرمایا، کہ جس کا تہ بند ٹخنوں سے نیچے رہتا ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہے، وجہ یہ تھی کہ یہ نشان متکبرین کا تھا، اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کا تہ بند ٹخنوں سے نیچے تھا۔ حضرت ابوبکرؓ رو پڑے، آپ نے فرمایا، تم اس میں شامل نہیں وجہ یہی کہ آپ جانتے تھے، کہ آپ کو استکبار سے نہ کوئی تعلق ہے نہ نسبت، اس لئے ان کے تہ بند کے نیچے ہونے کی وجہ استکبار نہیں ہو سکتی، اس لئے آپ اس وعید کے مصداق نہیں ہو سکتے تھے، اسی طرح ہم یہاں دیکھتے ہیں، کہ مرزا صاحب نے جو قسم کھائی، تو کس رنگ میں کھائی،

پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے، کہ قسم کھانے کے دو رنگ ہیں،

(۱) ایک تو اس لئے کھائی جاتی ہے، کہ کسی امر فیصلہ طلب میں جب کوئی گواہ نہ ہو، تو قسم قائم مقام گواہ کے ہوتی ہے، اور یہ اللہ تعالےٰ کے لئے مخصوص ہے، کیونکہ وہ حاضر و ناظر اور مالک الملک ہے، اگر کسی فریق کا اور کوئی گواہ نہیں، تو وہ خدا کی قسم کھا کر خدا کو بطور گواہ کے پیش کرتا ہے، مگر خدا کی گواہی کس رنگ میں ہو سکتی ہے، وہ یہی کہ چونکہ خدا حاضر و ناظر ہے، اور نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے، اس لئے وہ جھوٹی قسم کھانے والے کو جھوٹے کے حسب حال سزا دے سکتا ہے، اس لئے اگر فریق ثانی بھی راضی ہو جائے، تو قسم کھانے پر در حقیقت معاملہ کو حوالہ بخدا کر دیا جاتا ہے، اور خدائی فیصلہ پر چھوڑ دیا جاتا ہے، اسی لئے اس قسم کی قسم سوائے خدا کے کسی غیر اللہ کی کھانی ہرگز جائز نہیں، کیونکہ اسلام میں خدا کے سوا کوئی حاضر و ناظر اور مالک نفع و ضرر نہیں،

(۲) کسی امر دقیق و لطیف پر قسم بطور گواہ اور دلیل کے کھائی جاتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں قسموں کی طرز ہے، مثلاً والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع، انہ لقول فصل وما ھو بالھزل ٥ قسم ہے، آسمان کی جو بارش لاتا ہے، اور قسم ہے زمین کی جو روئیدگی اگاتی ہے، یہ قرآن ایک فیصلہ کر دینے والا قول ہے، ہزلیات نہیں، یہاں وحی الٰہی کے نزول پر جو ایک باریک اور دقیق امر ہے، بطور گواہ دو نظارۂ قدرت پیش کئے، آسمان سے بارش کا آنا اور زمین سے اس کے ذریعہ روئیدگی کا نکلنا یعنے جب تک آسمان سے بارش نہ آئے، زمین زندہ نہیں ہوتی، اسی طرح جب تک وحی آسمانی نہ ہو، قلوب زندہ نہیں رہتے

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر بطور دلیل کے گواہ پیش کرنا تھا، تو یوں کیوں نہ کہہ دیا، کہ فلاں امر اس بات پر گواہ ہے، قسم کے رنگ میں پیش کرنے کی ضرورت کیا تھی، سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ قسم تاکید کے لئے کھائی جاتی ہے، بلکہ قسم تاکید کا انتہائی مقام ہے، مثلاً میں اگر یہ کہوں، کہ "فلاں کام میں کروں گا" تو اس میں کوئی تاکید نہیں، اگر تاکید کرنی ہو، تو یوں کہوں گا، کہ "فلاں کام میں ضرور کروں گا" اس سے بڑھکر تاکید منظور ہو، تو یوں کہا جائے گا، کہ "فلاں کام میں ضرور بالضرور کروں گا" اگر سب سے بڑھکر تاکید منظور ہو تو یوں کہوں گا کہ "خدا کی قسم میں فلاں کام ضرور کروں گا" گویا نہ کرنے کی صورت میں جہنم کی سزا کے لئے تیار ہوں، یہ تاکید کا انتہائی مقام ہے، اس سے بڑھکر تاکید نہیں ہو سکتی، اسی طرح جب کسی دلیل کو اشد درجہ کی تاکید کے ساتھ پیش کرنا منظور ہو۔ تو پھر قسم سے بڑھکر اس کے لئے تاکید کی اور کوئی صورت نہیں اسی لئے قرآن کریم نے جن دلائل کی پختگی اور صفائی کی طرف خاص توجہ دلانی چاہی ہے۔ اور عالم ظاہر کے جن گواہوں کی مشابہت عالم روحانی میں کمال درجہ کی جتلانی چاہی ہے۔ ان کو موکد بہ قسم کیا، تاکہ اس طرح خاص طور پر انسان کی توجہ اس طرف منعطف ہو اور عالم روحانی کے دقائق و لطائف عالم ظاہر کے ان بدیہی گواہوں سے حل ہو جائیں۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے رسول اللہ کے گیسو کی قسم اگر کھائی ہے، تو قسم دوم میں یہ قسم آسکتی ہے، قسم اول میں نہیں آسکتی، ناجائز اگر ہے، تو قسم اول ہے، نہ کہ قسم دوم۔ حضرت مرزا صاحب رسول اللہ صلعم کے گیسو کو نہ حاضر و ناظر سمجھتے تھے، اور نہ مالک نفع و ضرر اگر قسم کھائی، تو بطور گواہ اور دلیل کے کھائی، چنانچہ فرماتے ہیں ؎

گیسوئے رسول اللہ کہ ہستم
نثار روئے تابان محمد

یعنے رسول اللہ صلعم کے گیسو کی قسم میں محمد صلعم کے چمکتے ہوئے چہرہ پر قربان ہوں، آپ نے ظاہر گیسو تو شاید سوا کشف کے کبھی دیکھا نہیں ہوگا، بہرحال جس گیسو کی قسم کھائی، وہ آپ کا وہی باطنی گیسو ہے، جس کے پیچ و خم میں کروڑوں انسانوں کے دل گرفتار ہیں، اور جس میں خود حضرت مرزا صاحب بھی گرفتار تھے، حضرت نبی کریم صلعم کے چہرہ پر قربان ہونے کی وجہ اور دلیل آپ کے گیسو کو بتلاتے ہیں، یعنے آپ کے چہرہ پر قربان ہونے کا فخر جو مجھے حاصل ہے، وہ میری خوبی نہیں، بلکہ اسی حُسن محمدی کی کشش اور تصرف روحانی کی خوبی ہے، کہ وہ انسان کو مجبور کر دیتا ہے۔ کہ رخ محمدی کا پروانہ بن جائے، وہی گیسو ہے جو دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، ناممکن ہے، کہ انسان کا قلب اس گیسوئے باطنی کا نظارہ کرے اور اُس میں پھنس نہ جائے، پس یہ اسی محبوب کی خوبیاں ہیں، جو اپنا دیوانہ بنا لیتی ہیں، نثار ہونے والے کا کوئی فخر نہیں بلکہ فخر حسن گیسو کو ہے جو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور یہ سچ ہے، اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید ٥

مسئلہ تقیہ اور اہل تشیع

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

(۲) محمد بن الحسن الصفار ..... عن زید بن علی عن آبائہم عن علی علیہ السلام ..... وغسلت قدمی فقال لی یا علی خلل بین الاصابع لا تخلل بالنار فھذا خبر موافق للعامۃ وقد ورد مورد التقیۃ الخ (ص ۳۲ استبصار)

یہ حدیث علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب میں وضو کرنے لگا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے آئے، اور مجھ کو فرمایا، کہ اس طرح پر وضو کر، چنانچہ میں ان کے دکھانے کے مطابق افعال وضو بجا لایا، پھر جب میں پاؤں دھونے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علیؓ درمیان پاؤں کی انگلیوں کے خلال کر، پھر ابوجعفر طوسی کہتا ہے کہ چونکہ یہ حدیث موافق اہلسنت کے ہے، اس لئے تقیہ کے طور پر وارد ہوئی ہے، معلوم نہیں علیؓ نے تقیہ کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، مگر حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے، کہ آنحضرتؐ وضو علی مرتضیٰؓ کو بتلاتے تھے، اس لئے تقیہ ضرور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوگا، شاید وہاں عمر یا ابوبکر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوں گے تبھی آنحضرت صلعم نے ڈر کر علیؓ کو غلط وضو سکھلایا نعوذ باللہ من ھذہ العقائد الفاسدۃ ٥

نہیں میں نے غلطی کی، زید بن علیؓ تھے جو امام زین العابدین کے فرزند تھے، انہوں نے تقیہ کیا ہوگا، مگر وہ تو تقیہ کے قائل نہ تھے، وہ تو تقیہ باز انسان کو بھی امام نہیں سمجھتے، جیسا کہ ان کے حالات اور خروج اور مناظرہ با امام معصوم سے ظاہر ہے، التحیات لا یستحق الامامۃ ٥

دیکھیے تو صاحبان ابوجعفر طوسی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقیہ کو بھی عالم علوم میں دیکھ رہے تھے، یعنی اپنی پیدائش

سے بھی پہلے، الغرض تمام کتب احادیث شیعہ تقیہ بازی کی حدیثوں سے پُر ہیں۔ ایک تقیہ باز انسان کے قول اور فعل پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے، جو قول اور فعل اس کے تقیہ سے ہیں بقول شیعہ نہ ہوں ان پر کیا اعتماد ہے، تشخیص کنندہ شیعوں کے مجتہد ہوئے نہ خود امام صاحب،

مولوی کفایت حسین اور علامہ لاہوری بیچارے اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں، جبکہ کیز ھم کچھ نہ کرسکا بلکہ اپنی عجز اور کمزوری پر خود اپنی تفسیر بہ زبور سند لے چھوڑ مرا،

حامد حسین کہتا ہے کہ امام سے جو بات یا حدیث تقیہ سے کہی، اس سے پہلے امام نے اس بات کو بطور حق واقع کر دیا ہوتا تھا،

یعنی اولاً امر حق را اظہار کرده باشند تمام شود بعد آں بنابر رعایت مصالح تقیہ می فرمودند الخ،

کیسا لغو جواب ہے،

(۱) جن لوگوں نے امام صاحب کی پہلی بات امر حق والی نہیں سنی، بلکہ تقیہ والی بات کہتے وقت حاضر تھے، وہ دوسری بات کو تقیہ پر کس طرح محمول کریں گے،

(۲) جن احادیث کو محدثین شیعہ تقیہ والی احادیث اب قرار دیتے ہیں، یہ کس طرح ان کو معلوم ہوا کہ یہ حدیثیں بعد کی ہیں، اور غیر تقیہ والی احادیث ان سے اول کی ہیں، ممکن ہے کہ تقیہ والی . . . . ان سے اول کی ہوں،

(۳) شیعہ کی کتب سے بہت سے مواقعات ایسے بتلائے جاسکتے ہیں، کہ ان مواقعات میں قطعاً ضرورت تقیہ معلوم نہیں ہوتی، اور اگر تمام ایران اور ہندوستان کے شیعہ اتفاق کرلیں، تو بھی ان مواقعات میں ضرورت تقیہ ثابت نہ کرسکیں گے،

(۴) شیعوں کی احادیث میں تو اس قدر اختلاف کثیر ہے کہ ان کی تمام احادیث ناقابل اعتبار ٹھیرتی ہیں، اور ان کے متکلمین اور مجتہد بھی اس بات کا رونا اپنی کتابوں میں رو رہے ہیں،

ان کا مجتہد آیات اللہ فی العالمین مولوی دلدار علی اپنی کتاب اساس الاصول کے صفحہ ۵۱ پر لکھتا ہے، "الاحادیث الماثورۃ عن الائمۃ مختلفۃ جدا لا یکاد یوجد حدیث الا وفی مقابلہ ما ینافیہ ولا یتفق خبر الا وبازائہ ما یضادہ" الخ، ائمہ اہلبیت سے روایت شدہ حدیثیں بہت مختلف ہیں، کوئی حدیث بھی ایسی نہیں، جس کے مقابلہ میں اس کے متضاد حدیث نہ ہو، کوئی خبر ایسی نہیں، جس کے خلاف دوسری خبر نہ ہو، اسی واسطے یہ اختلاف ناصبین کے مذہب حق سے پھر جانے کا سبب ہوگیا ہے،

(۵) تقیہ اور غیر تقیہ والی احادیث میں فرق اور امتیاز کرنا بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے، مولوی دلدار علی صاحب اساس الاصول صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں،

"ومناشی ھذہ الاختلافات کثیرۃ جداً من التقیۃ والوضع واشتباہ السامع والنسخ والتخصیص . . . واشتباہ المناشی بعضہا عن بعض فی باب کل حدیثین مختلفین بحیث یحصل العلم والیقین بتعیین المنشا عسیر جداً وفوق الطاقۃ کما لا یخفی" الخ،

احادیث ائمہ میں اختلافات کے وجوہ بھی بہت ہیں۔ مثل تقیہ و افترا پردازی، اشتباہ سامع تخصیص تقیید وغیرہ اور بعض وجوہ کو دیگر وجوہ سے تمیز کرنا، (مثلاً اس جگہ تقیہ ہے یا نسخ ہے، یا تخصیص ہے یا مقید ہے یا مطلق ہے) اس طرح کہ اس پر علم و یقین حاصل ہو جاوے نہایت مشکل امر ہے اور طاقت سے باہر ہے، جیسا کہ یہ امر تا قابل بصیر پر مخفی نہیں

جب تقیہ اور غیر تقیہ والی احادیث کا فرق اور امتیاز مشکل اور طاقت سے باہر ہے، تو مقدم اور مؤخر کس اصول سے قرار دو گے، (دیکھنا دیکھنگے) پس تقیہ کی شناخت ہی مشکل ہے، ہاں آسان امر علماء شیعہ نے اپنی ہوائے نفس سے یہ تراش لیا ہے، کہ جو امام کا حکم سنیوں کے مذہب کے موافق ہو، وہ تقیہ والا سمجھا جاوے، اور اس سے ضرور مخالفت کی جاوے،

(۶) کیا یہ امر ممکن نہیں، کہ امام صاحب نے کسی مسئلہ کے بیان کے موقعہ اولاً بحالت تقیہ ہی کہا، اور اس مسئلہ میں اس وقت تک ابھی اظہار حق کی نوبت نہ آئی ہو،

میں حیران ہوں، کہ علماء شیعہ کیسے بودے، دماغ اور سمجھ کے لوگ تھے، کہ ایک دفعہ پہلے اگر سچ بول دیا جائے، تو بعد ازاں مدام جھوٹ بولتے رہنا کوئی گناہ نہیں، اور اس سے ایک مبلغ حق داعی الی اللہ اپنے فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جاتا ہے، نیا للعجب، پھر مدام جھوٹ بولنے میں امر حق کے اشتباہ کا اندیشہ باقی نہیں رہتا، امام کے پاس تو ہر ایک وقت نئے نئے لوگ اور سائل آتے رہتے ہیں، اور جو پہلے چلے جاتے ہیں، وہ ہمیشہ کو امام کے پاس بیٹھے نہیں رہتے،

(۷) تقیہ کا برا اثر شیعہ احادیث میں نمایاں اور منکشف ہے مگر علاوہ تقیہ کے خود ائمہ بھی اپنے راویوں کو مختلف احکام ایک ہی مسئلہ میں دیتے تھے، اور اس کا جواب کیسا خوب فرماتے تھے،

"یا زرارۃ ھذا خیر لنا ولکم ولو اجتمعتم علی امر واحد لصدقکم الناس علینا" (اساس الاصول صفحہ ۵)

اے زرارہ ہمارے اور تمہارے لئے یہی بہتر اور موجب بقا ہے، اگر تم سب ایک بات پر متفق ہوگئے، تو لوگ تم کو ہم سے روایت کرنے میں سچا سمجھ لیں گے، گویا امام صاحب کا راویوں کو مختلف جوابات بتلانا عمداً اس لئے تھا، کہ ان راویوں کو لوگ دروغگو سمجھیں، کیونکہ اگر سب راویوں نے ایک ہی قسم کی بات امام سے نقلاً بیان کی، تو وہ راوی امام کے دوست تصور ہو کر مارے جاویں گے، اور امام صاحب کی جان پر بھی آبنے گی، مثلاً ایک راوی نے بیان کیا، کہ امام جعفر صادق پاؤں کے اوپر بقدر تین انگشت مسح کرتے تھے، دوسرے نے کہا نہیں، پاؤں کے اوپر اور نیچے دونوں طرف کرتے تھے۔ تیسرے نے کہا ٹخنے تک کرتے تھے، چوتھے نے کہا ٹخنے کو بھی مسح میں شامل کرتے تھے، پانچویں نے کہا نہیں پاؤں دھوتے تھے، اب ہمارے لئے چارہ کار کیا ہے، کہ ہم بھی امام کے فرمودہ کے مطابق راویوں کو جھوٹا سمجھیں، کیونکہ امام صاحب کا بھی منشاء یہی ہے، کہ ان کو لوگ جھوٹا سمجھیں، پس ہمارے لئے مسئلہ کے صحیح ہونے کا معیار کچھ اور ہوگا، یعنے ہم اس کو صحیح قابل عمل ٹھیرائیں، جو قول امام کا سنیوں کے اقوال کے مطابق ہو، عقلاء خود ہی بتلادیں، کہ ہمارے لئے چارہ کار اور کیا ہوسکتا ہے،

(۸) امام صاحب نے ایک ہی مسئلہ کے متعلق جب تین تین، چار چار جوابات بتلائے، جو سب باہم مختلف ہیں، چنانچہ اصول کافی وغیرہ میں ایسے مسائل اور جوابات ہیں اس صورت میں تقیہ اور عدم تقیہ والے جوابات کا امتیاز کیا ہوگا، مثلاً تین یا چار میں سے تقیہ والا جواب کس کو سمجھا جاویگا اور اس کی وجہ اور دلیل کیا ہوگی،

(۹) امام محمد باقر علوم اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے گفتگو کی عبارات یہ ہیں،

(الف) فسر کتاب اللہ وصدق اباءک وورث ابنک واصطنع الامۃ وقم بحق اللہ عز وجل وقل فی الخوف والامن ولا تخش الا اللہ ہ

(ب) حدث الناس وافتہم ولا تخافن الا اللہ عز وجل فانہ لا سبیل لاحد علیک ہ

(ج) حدث الناس وافتہم وانشر علوم اھل بیتک وصدق اباءک الصالحین ولا تخافن الا اللہ عز وجل وانت فی حرز وامان (اصول کافی)

خلاصہ ترجمہ۔ اللہ تعالے کی کتاب کی تفسیر بیان کر، اور اپنے آباؤ اجداد کی صداقت ظاہر کر، اور اپنے بیٹے کو وارث بنا لوگوں سے حدیث بیان کرو، اور ان کو فتوے دو، اپنے علوم اہلبیت کو شائع کرو، اور سچی اور حق بات کہو، خواہ خوف کی حالت ہو یا امن کی حالت ہو، سوائے خدا کے کسی سے مت ڈرو، کوئی تم پر قابو اور غلبہ نہیں حاصل کرسکے گا، اور تم اللہ تعالے کی حفاظت اور امان میں رہو گے، اب باوجود ان وعدہ ہائے خداوندی امام جعفر صادق یا امام محمد باقر علیہما السلام کی نسبت کوئی مومن کامل الایمان یہ خیال رکھ سکتا ہے، کہ انہوں نے تقیہ کیا حق کو چھپایا، اور جھوٹ کہتے رہے اور لوگوں سے ڈرتے رہے، دکیا شیعہ لا تحزن ان اللہ معنا، کہنے کے بعد جو الزام حضرت صدیق اکبر پر لگاتے ہیں، وہ ان

ہر دو آئمہ پر باوجود ان وعدہ ہائے کے تقیہ اور جھوٹ سکنے کی صورت میں عائد ہوتا ہے، یا نہ، ہاں ان کے بڑے بڑے مفسر نشکم لب وداں خشک۔ کا نہم حشب مسندۃ لا تخسر علیہم السقف من حیث لا یشعرون کے مصداق بن گئے، مولوی حامد حسین صاحب کے بودے اور کمزور جوابات دیکھکر مجھ کو ان شیعوں کی حالت زار پر رحم آجاتا ہے لیہلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ کا نظارہ بخدا سامنے آجاتا ہے،

ومکروا مکرا ومکرنا مکرا وھم لا یشعرون ہ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ ہ

مولوی حامد حسین صاحب بعد بہت سی ہزلیات کے لکھتے ہیں "ونشر علوم اھلبیت اہم است از نشر حکم تقیہ وغیر تقیہ لقولہ علیہ السلام ان التقیۃ دینی ودین آبائی۔ پس حمل روایات امین ہا بر آں در بعض مقام بر تقیہ منافی نشر احکام اہلبیت علیہم السلام نخواہد بود" الخ ہ

اب مولوی حامد حسین صاحب پیشوا شیعیان ہند ولکھنؤ نے ہم کو بہت عمدہ پتے کی بات بتلادی، کہ اگر ان ہر دو اماموں نے مقام تقیہ میں بھی اگر کچھ کہا ہے، تو وہ بھی نشر علوم اہلبیت کے منافی نہیں، یعنے وہ بھی علوم اہلبیت ہی کا ایک جزو ہے، پھر یارو سنیوں سے برسر پرخاش کیوں ہو رہے ہو، امام جعفر صادق نے حضرات شیخین کی نسبت فرمایا،

ہمہ امامان۔ عادلان، قاسطان کانا علی الحق، یعنے حضرات شیخین ہر دو امام اور پیشوا قوم تھے، دونوں عادل تھے دونوں با انصاف تھے، ان کا خاتمہ اور مرگ بھی حق پر ہوا،

انہ سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی اتقول ھکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق (کشف الغمہ اربلی شیعی)

پس امام جعفر علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق کو فرمایا، اور اس کے فعل حلیۃ السیف کو بطور حجت مسئلہ شرعی پیش فرمایا، اور راوی نے جب امام کے صدیق کہنے پر تعجب ظاہر کیا، تو امام جعفر غصہ سے اپنی جگہ پر کود پڑے، اور تین دفعہ فرمایا، کہ ہاں وہ صدیق ہے، اگر اس کو کوئی صدیق نہیں سمجھتا، تو خدا دنیا اور آخرت میں اس کے قول کی تصدیق نہ کرے، علے ہذا بہت سی احادیث انہی ہر دو ائمہ علیہما السلام سے بالکل مطابق مذہب اہل سنت مذکور ہیں، اور مولوی حامد حسین صاحب فرماتے ہیں، کہ ان ہر دو اماموں کی باتیں اگر تقیۃً بھی ہوں، تاہم علوم اہلبیت کے منافی نہیں۔ پس ہم بھی مولوی حامد حسین کے قول کے مطابق حضرات شیخین کو امام عادل منصف اور حضرت ابوبکر رض کو صدیق سمجھتے ہیں، اور ہمارا یہ سمجھنا علوم اہلبیت علیہم السلام کے منافی نہیں، بلکہ عین ان کے اقوال کے مطابق ہے،

(باقی)

خاکسار نذر علی، پشاور،

ایک ضروری جلسہ

مورخہ ۷ جون کی شب کو ۹ بجے بیرون موری دروازہ مسلمانان لاہور کا عام جلسہ منعقد ہوا۔ بعد تلاوت قرآن مجید و نظم ونعت شریف جناب خان شاہ محمد خان صاحب بی۔ اے۔ سی انجینئرنگ۔ ایس۔ پی۔ ایف۔ سی لنڈن ستیارتھ پرکاش سوامی دیانند۔ تحریک شدھی بھولی شردہانند اور آریہ سماج کے متعلق مہاتما گاندھی کے خیالات کی تائید آریہ سماجی مسلم لٹریچر سے کرتے ہوئے ذیل کا رزولیوشن پیش کیا۔

رزولیوشن

مہاتما گاندھی نے صحیح خیالات۔ ستیارتھ پرکاش۔ آریہ سماج سوامی دیانند۔ تحریک شدھی اور سوامی دیانند کے متعلق اظہار فرمائے ہیں مسلمانان لاہور کا یہ عام جلسہ مہاتما گاندھی کے خیالات کی تائید کرتا ہے۔ اور آریہ سماج کے ہر دل آزار رویہ کو سخت افسوس کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جو انہوں نے اسلام کے خلاف عموماً اور مہاتما گاندھی کے خلاف خصوصاً اختیار کر رکھا ہے۔ اور مسلمانان لاہور کا یہ جلسہ یہ اعلان کرنا اپنا فرض منصبی خیال کرتا ہے۔ کہ آریہ سماج اور اسکے بانی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سمولاس میں جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گندہ دہنی کی ہے۔ جب تک سمولاس قائم ہے۔ ہم امید نہیں کرسکتے کہ ہندو مسلمان

کی دو بڑی قوموں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں میں خوشگوار تعلقات قائم ہو سکیں۔ جب تک آریہ سماج کھلے طور پر اپنے بانی کی کتاب کے چودھویں سمولاس کو کتاب سے خارج نہ کردے۔ اور اپنے رویہ سے دنیا کے دیگر مذاہب اور ان کے بانیوں کی عزت نہ کریں یا اگر آریہ سماج اپنے بانی کے اس ہتک آمیز رویہ سے علیحدگی ظاہر نہ کرے تو دوسر ہندو برادران اس معاملہ میں بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے آنحضرت صلعم اور قرآن مجید کی عزت اور احترام کو ملحوظ رکھیں۔

اس رزولیوشن کی تائید میں مولوی عصمت اللہ صاحب مسلم مشنری منشی چراغ الدین صاحب۔ ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم۔ سید حبیب صاحب جنرل سکریٹری پنجاب پراونشل خلافت کمیٹی نے تقریریں فرمائیں۔ جملہ مسلمانان لاہور نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں سرگرمی سے حصہ لیا اور یہ رزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوا۔ آریہ سماج کے بعض مفسدہ پردازوں نے جلسہ میں رخنہ اندازی کرنی چاہی۔ مگر مسلمانان لاہور نے اپنے اسلامی رویہ سے نہایت بردباری اور تحمل کو کام میں لاکر عفو درگذری سے کام لیا۔

دھرم کوٹ میں غیر احمدی علما سے مناظرہ اور حق کی کامل فتح

دہرم کوٹ ضلع فیروزپور میں چند دیوبندی مولوی رہتے ہیں جن کا خاص شغل یہ ہے کہ پبلک میں احمدیت کے متعلق تنفر پھیلایا جاوے۔ وہ رات دن اپنی اس نامسعود کوشش میں منہمک ہیں۔ سوء اتفاق سے انہی دنوں میں پٹیالہ سے ایک مولوی صاحب دہرم کوٹ میں وارد ہوئے۔ اور دیوبندیوں کے ساتھ ملکر احمدیوں کو برا بھلا کہنے لگے اور مناظرے کیلئے للکارنا شروع کردیا۔ خاکسار دہرم کوٹ میں آیا تو یہ تمام باتیں سنیں اس پر خاکسار نے ۲۴/۶ کی رات کو مسیح علیہ السلام کی وفات اور حضرت صاحب کے دعاوی پر عام پبلک میں ایک تقریر کی۔ اگرچہ پٹیالوی مولوی اور دیوبندی مولویوں کی طرف سے بہت کچھ روک تھام کی گئی۔ اور لوگوں کو جلسہ گاہ میں آنے سے روکا گیا۔ مگر تاہم تقریر ہوئی۔ اور نہایت کامیاب تقریر ہوئی اور اسقدر اثر بخش ہوئی کہ دو غیر احمدی اصحاب .... سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوگئے۔ اب تو دیوبندیوں اور پٹیالوی مولویوں کے غضب کی کوئی انتہا ہی نہ رہی۔ مگر میدان میں آنا مشکل تھا۔ ان کا مناظرہ کا چیلنج منظور کیا گیا۔ مگر دم دبا گئے۔ بہتیرا کہا گیا کہ سچائی کو ثابت کرو۔ مگر میدان میں نکلنے کی ان کو جرأت نہ ہوئی۔ آخر پبلک نے ان کو کہنا شروع کیا کہ یا تو آپ مناظرہ کرتے تھے اور اب آپ پہلو بچاتے ہو۔ اسکی وجہ کیا ہے۔ ہمارے تو آدمی بھی احمدی بننے لگے۔ مجبور ہوکر پٹیالوی مولوی خیر الدین نے کہا کہ میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ مسجد میں کیا جاوے میں مسجد کے کہیں باہر نہیں جاؤں گا۔ لوگوں نے مجھ سے آکر کہا میں نے منظور کرلیا۔ مگر یہ شرط لگا دی کہ ایک تعلیم یافتہ ہندو جلسہ کا پریزیڈنٹ ہو اور ساتھ ہی ثالثی اختیارات بھی رکھتا ہو۔ چنانچہ یہ بات منظور ہوئی اور مسجد میں پہنچ گئے۔ لالہ گوبند سنگھ صاحب بی۔ اے جو کہ ایک نہایت سنجیدہ خیال نوجوان ہیں۔ پریزیڈنٹ اور ثالث مقرر ہوئے اور ان کے ساتھ لالہ سری رام صاحب رئیس دہرم کوٹ بھی شریک کار قرار دئے گئے۔ میں نے کہا فریقین میں قرآن مجید حکم ہوگا۔ فریقین جو بات کریں گے اس کا اثبات قرآن مجید کی آیت اور دلائل عقلیہ سے کیا جائے گا۔ اور گفتگو عیسی علیہ السلام کی موت وحیات پر ہوگی۔ پٹیالوی مولوی نے اسبات کو نہیں مانا۔ ہرچند پریزیڈنٹ صاحب کی طرف سے بھی کہا گیا مگر مولوی صاحب نے نہ ماننا تھا اور نہ مانے انہوں نے کہا کہ میں تو صرف حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر گفتگو کروں گا۔ مرزا صاحب نے مجدد ہونے کا دعوی کیا ہے نبی ہونے کا دعوی کیا ہے۔ میں نے کہا بیشک حضرت صاحب نے مجدد ہونے کا دعوی کیا ہے۔ مگر نبوت کا دعوی آپ کا افترا ہے۔ چلئے آپ اسی کا ثبوت دیجئے۔ میں تردید کروں گا۔ مگر مولوی صاحب کے پاس کوئی کتاب نہ تھی۔ ثبوت کہاں سے بہم پہنچا سکتے تھے۔ غرضکہ یہ مسئلہ بھی زیر بحث آنے سے نامنفصل ہوکر رہ گیا۔ پھر مولوی صاحب نے کہا آپ مجدد کی تعریف کریں۔ اس پر بحث ہوگی۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ ایک گھنٹہ وقت مقرر ہوکر دس دس منٹ کے لئے سوال و جواب شروع ہوئے۔

سب سے پہلے مولوی صاحب نے پوچھا۔ مجدد کی تعریف ہے۔ میں نے مجدد کی تعریف حدیث شریف سے اور اسم و عرف سے طور پر نیز منطق کی رو سے کرکے حضرت صاحب کو اس کا مصداق ثابت کیا اور یہ بتلایا کہ دین میں دیوبندی حضرات کی طرف سے اسقدر حاشیے چڑھائے گئے ہیں۔ اسقدر عظیم الشان حاشیہ افزائی کی زمانہ میں ضرورت تھی کہ سنت الہیہ قدیمہ کے ماتحت کوئی مجدد مامور و مبعوث ہوکر دنیا میں آتا۔

جواب الجواب میں مولوی صاحب نے میری تعریف اور مصداق کو تسلیم کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہنے لگے۔ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی مجدد تھے۔

میں نے عرض کیا مولانا۔ مرزا صاحب نے ہرگز نبوت کا دعوی نہیں کیا ہے۔ آپ ثبوت دیجئے۔ آپ نے مجھ سے مجدد کی تعریف پوچھی۔ میں نے تین طریقوں سے تعریف کردی اور حضرت صاحب کو اس کا مصداق ثابت کردیا۔ آپ کا یہ فرض تھا کہ میری تعریف کو غلط ثابت کرتے یا حضرت صاحب کے مصداق تعریف ہونے کی تغلیط کرتے ان میں سے آپ نے کوئی کام نہیں کیا۔ اور رہا دعوی نبوت کا سوال کھڑا کیا سو اس کا ثبوت دیجئے۔ آپ کہتے ہیں شیخ عبد الحق محدث مجدد تھے حالانکہ انہوں نے کبھی تجدید کا دعوی نہیں کیا۔ اس پر مولوی صاحب نے اپنا سارا وقت چھوڑ دیا کہ میرے پاس کتابیں نہیں ہیں۔ پھر میں نے کھڑے ہوکر مولوی صاحب کے سوال اور اپنے جوابات کو تفصیل سے دہرا دیا۔ اور بحث کا خاتمہ ہوا خاتمہ پر ثالث صاحبان کی طرف سے جو فیصلہ ہوا وہ حسب ذیل ہے۔

مولوی خیر الدین صاحب پٹیالوی نے صرف مجدد کی تعریف پوچھی تھی۔ مولوی عصمت اللہ صاحب نے مجدد کی تعریف کردی اور مصداق بتلاکر حقیقت کھولدی۔ مولوی خیر الدین صاحب نے اسے تسلیم کرلیا۔ اور سوال کا جواب پورا ہوگیا۔ نبوت کے غیر متعلق بحث کتابیں نہ ہونے کی وجہ سے نامنفصل رہی۔ اور مدعی کی طرف سے کوئی ثبوت پیش نہیں ہوا

فیصلہ ثالثوں کے منصفانہ فیصلہ پر دیوبندیوں کو چپ ہونا پڑا۔ اور ہم اللہ تعالے کے فضل و کرم سے مظفر و منصور ہوکر گھروں کو لوٹے اس بحث کا عام پبلک پر اور بالخصوص ہندو بھائیوں پر نہایت اچھا اثر پڑا ہے۔ خاتمہ بحث پر اکثر لوگ یہ کہتے سنائی دئے کہ پٹیالوی مولوی کچھ نہیں جانتا۔ اگرچہ چند جہلا نے مجمع کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی۔ مگر پریزیڈنٹ صاحبان کے حسن انتظام کی وجہ سے ناکامیاب رہے دہرم کوٹ کی جماعت احمدیہ پریزیڈنٹ صاحبان کے انتظام کی مشکور و ممنون ہے۔

(بندہ محمد عصمت اللہ مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور)

مذکورہ بالا فیصلہ ثالثی جو لکھا گیا درست ہے۔ مورخہ ۲۴/۶ ۱۶

گوبند سنگھ بی اے ثالث مناظرہ بقلم خود سری رام ثالث مناظر

خاتمہ مناظرہ کے بعد چھ اشخاص محمودی جماعت نے اعلان فسخ بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

تحقیق اسلام پر ایک نظر

(۶)

مولوی عباد اللہ صاحب اختر بی۔ اے کے قلم سے

روح حق اور حضرت نبی کریمؐ

جس طرح نطفہ سے علقہ کی حیثیت بڑھ کر ہے۔ اور ترقی یافتہ ہے اسی طرح روح اور کلمہ کی ترقی یافتہ صورت رسول اللہ کی ہے۔ مسیح کے نادان دوست اسکو کلمہ اور روح کہہ کر اسکی حیثیت کو کم کر رہے ہیں۔

یہ تو مسیح کی پیدائش کی کیفیت ہے۔ اور عام آدمیوں کی سی پیدائش ہے۔ اب قارئین کرام مقدس متی لوقا اور یوحنا کی روایات سے ان آیات کا مقابلہ کریں کس تفصیل سے پیدائش مسیح بیان کرتی ہیں۔ اور ان آیات متشابہات کو جو بائبل میں مذکور ہیں۔ محکمات سے مفصل بیان کرتی ہیں مسیح تو تمام عمر متشابہات ہی بیان کرتے رہے لیکن اس روح حق صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف الفاظ میں وہ سب کچھ بیان فرمایا جس کی برداشت بوجہ کم فہمی شاگردان مسیح کو نہ تھی۔

یہودی پیدائش مسیح کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں اور جو مریم صدیقہ اور مسیح علیہ السلام پر الزام قائم کرتے ہیں۔ اسکا جواب مسیحیوں کی طرف سے کچھ بھی نہیں لیکن اس روح حق نے مسیح کو ان کی پیشگوئی کے مطابق ان الزامات سے بری کیا اور اسکی بزرگی ظاہر کی اور یہودیوں کا افترا ظاہر کیا ہے۔

وفات مسیح اور قرآن کریم

وفات مسیح بھی ایسا ہی مہتم بالشان واقعہ ہے۔ یہودی تو کہتے ہیں کہ ہم نے شریعت موسوی کے مطابق اسکو لعنتی کی موت، اور نادان مسیحی دم بخود ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ ہاں ایسا ہی ہوا۔ اور تاویل یہ کرتے ہیں کہ مسیح نے تمام جہان کے گناہوں کا بوجھ اٹھا لیا۔ اور ہم سب کا کفارہ ہوگیا۔ اس لئے ایک گنہ گار ملعون کی موت مرا۔ قرآن نے اس کا فیصلہ کردیا کہ تم دونوں جھوٹے ہو۔

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (۶-۲۱۲)

ترجمہ - اور یہود کے کفر کی وجہ سے اور مریم کی نسبت سخت بہتان بکنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسی بن مریم رسول اللہ کو قتل کرڈالا - نہ تو انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا لیکن (ان امور کا) انہیں شبہ ہوا - اور جو لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس معاملہ میں شک میں پڑے ہیں - ان کو اس کا علم تو ہے نہیں صرف اتباع ظن کرتے ہیں اور یقیناً عیسیٰ کو انہوں نے قتل نہیں کیا۔

کیا مسیحی مسیحؑ کی بزرگی بیان کرتے ہیں کہ وہ لعنتی کی موت مرا یا قرآن کہ وہ مقتول اور مصلوب نہیں مرا (جس طرح دو یا ایک چور بقول مقدس سوانح نگاران مقتول ہوئے) وفات مسیح پر کاملاً تفصیل حاصل ہو۔

(بالاستیعاب مضمون ہو)

قرآن کریم کا ماخذ

پادری صاحب ممدوح نے بڑا دعوی کیا کہ قرآن عزنی مسیحی علماء کے سینوں سے لیا گیا ہے - چند آیات قرآنی کا حوالہ بھی دیا ہے - ان آیات سے تو مطلب برآری نہیں ہوسکتی - مناسب تو یہ تھا مسیحی سینہ کی شرح کرتے - ان سینوں میں اگر کچھ ہوسکتا ہے تو بائبل ہی ہوگی - اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا تھا - اس لئے مناسب تھا کہ بائبل کی آیات کے ساتھ قرآن کی آیات لکھتے - پادری صاحب نے یہ جرات نہیں کی لیکن ہم نے نمونہ از خروارے بائبل کی ان آیات کا حوالہ دیا ہے جو مسیحیت کی سرمایہ ناز ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

لیکن یہ مضمون بہت وسیع ہے - اور ہم نے اس کو علیحدہ ایک اشتہار کی صورت میں لکھا ہے - اس میں موجودہ اناجیل اور اعمال الرسل اور دیگر مکتوبات کی مختصر مگر جامع تاریخ ہے - اس مقام پر اقتباس مفید ہوگا

بائبل کے پرانے نسخے اور ان میں تحریف

چونکہ ہمارے مخاطب صرف مسیحی ہیں - اس لئے بائبل میں ہم صرف عہد جدید کی کیفیت بیان کرتے ہیں - ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ

"اس وقت تک عہد جدید کے جو پرانے نسخے قلمی دستیاب ہوئے ہیں - ان میں سے ایک بھی چوتھی صدی عیسوی سے پیشتر کی تحریر نہیں - اور ان میں سے اکثر پانچویں چھٹی اور زمانہ مابعد کی نقلیں ہیں"

سب سے پرانے قلمی نسخے تین ہیں - ان میں سے ایک نسخہ سکندریہ کہلاتا ہے - اور زمانہ سلف کی بیش قیمت یادگار ہے - یہ نسخہ برٹش میوزیم میں موجود ہے - غالباً یہ نسخہ چوتھی صدی عیسوی کے وسط یا آخر میں لکھا گیا - یہ نسخہ یونانی زبان میں ہے - عہد جدید جو اس نسخہ میں ہے ناکمل ہے - مقدس متی کے پہلے چوبیس باب اور پچیسویں باب کی آیت چھ تک ندارد ہے - اسی طرح مقدس یوحنا کی باب ۶ - آیت ۵۰ سے لیکر باب ۸ - آیت ۵۲ تک موجود ہیں - اور ۲ - کرنتھیوں کے کے باب ۴ - آیت ۱۳ سے باب ۱۲ تک ندارد -

"ایک اور نسخہ جو بنام ویٹیکن" مشہور ہے - غالباً پانچویں صدی کے اختتام پر لکھا گیا ہوگا - اس میں عہد جدید کے حسب ذیل حصے

موجود ہیں۔

(۱) عہد نامہ عتیق کا فرد فصل نہم۔ آیت ۱۴ سے لیکر آخر خط تک

(۲) پولوس رسول کے مکتوبات بنام لوہی بنام تیتس بنام فلیمان

(۳) مکاشفات

تیسرے قلمی نسخہ کو نسخہ بیضا بھی کہتے ہیں۔ یہ پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی میں لکھا گیا ہوگا۔ اس قلمی نسخہ کی قدر و قیمت بہت کم سمجھی گئی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ یونانی متن کو بدل کر لاطینی ترجمہ اس کی جگہ لکھا ہوا ہے۔ اور کسی نسخہ یونانی سے یہ لاطینی ترجمہ مطابق نہیں۔

ان قلمی نسخوں بلکہ ہر ایک یونانی نسخہ کی یہ کیفیت ہے کہ املاء انشاء غلط سے بھرا ہوا ہے۔ تمام پرانے نسخوں میں الفاظ کو یا لاختصار لکھا گیا ہے یعنی اکثر الفاظ میں پہلا اور آخری حرف لکھ دیا ہے مثلاً K.C. یا K.S. اس کی مثال ہماری زبان میں اس طرح ہے ق۔س = قدس۔ قدوس۔ قاموس۔ قس۔ غرض ہر ایسا لفظ ہو سکتا ہے جس کا پہلا حرف ق اور آخری س ہو اور اس طرح م ل میل مسل۔ مسائل وغیرہ۔

سب سے زیادہ خرابی جو پرانے نسخوں میں موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ بقول ہارن صاحب کوئی نسخہ کاٹ چھانٹ سے خالی نہیں۔ اور یہ کاٹ چھانٹ خود کاتب نے نہیں کی۔ بلکہ زمانہ مابعد میں ہوئی۔ جیسا کہ دستخط کے اختلاف سے واضح ہوتا ہے اس لئے کوئی قلمی نسخہ مختلف اقوام کی دست برد سے محفوظ نہیں رہا۔ یہ کانٹ چھانٹ مختلف طریقوں سے کی گئی ہے۔ ناموافق حروف پر خط کھینچا گیا ہے۔ یا چاقو سے چھیلا گیا ہے اور اسفنج سے اصلی تحریر کو مٹا کر اور الفاظ ان کی جگہ لکھ دئے ہیں۔ صرف فقرات ہی معدوم نہیں کئے گئے ہیں۔ اور کئی صفحات کا صفایا کر دیا ہے اور ان پر کچھ اور مضمون لکھ دیا ہے۔ مگر چونکہ اسفنج سے بالکل صفایا نہیں ہو جاتا اسلئے اصل عبارت مابعد کی تحریر کے پیچھے سایہ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ مگر چند ہی مثالیں ایسی ہیں کہ دونوں عبارتیں صاف پڑھی جاتی ہیں۔

تمام پرانے نسخے نہ صرف نامکمل ہیں بلکہ ان میں ایسی کتابیں شامل ہیں جن کو "اپوکریفل" کہتے ہیں جو مستند اور سیاسی کتب موجودہ زمانہ میں تسلیم نہیں کی گئیں لیکن ان نسخوں میں ان کی موجودگی قطعی دلیل اس امر کی ہے کہ ابتدا میں عقائد موجودہ زمانہ سے مختلف تھے۔

تازہ خبریں

ہندوستان

مہاتما جی کی قراردادیں

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں مہاتما گاندھی متعدد قراردادیں پیش کرنے والے ہیں۔ ان میں ایک قرارداد یہ بھی ہوگی کہ حصول سوراج کے لئے سوت کاتنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے تمام ارکان کو چاہئے کہ ہر روز اپنے وقت کا نصف گھنٹہ سوت کاتنے میں صرف کیا کریں۔ اور کاتا ہوا سوت کھدر بورڈ کے پاس بھیج دیا کریں جو رکن مقررہ تاریخ تک سوت کی مقررہ تعداد بھیجنے سے قاصر رہے اسے اپنی نشست خالی کر دینی چاہئے۔

(۲) مجلس کانگرس کی رائے میں کانگرس کے مختلف عہدوں کے لئے انتخاب کرنے والے صرف ایسے اشخاص کو منتخب کیا کریں جو مسلک کانگرس پر پوری طرح عمل پیرا ہوں اور ترک موالات کی تمام قراردادوں پر کاربند ہوں۔ ان میں پنجگانہ مقاطعہ یعنے سکول۔ عدالت۔ کونسل کپڑا۔ خطابات کا مقاطعہ بھی شامل ہے۔ جو اشخاص اس پنجگانہ مقاطعہ میں یقین نہیں رکھتے یا اس پر عمل پیرا نہیں اپنی نشستیں خالی کر دینی چاہئیں۔ ان کی جگہ نیا انتخاب عمل میں آئے۔

(۳) آل انڈیا کانگرس کمیٹی مسٹر ڈے آنجہانی کے قتل پر متاسف ہے جس کا ارتکاب گوپی ناتھ سہا نے آنجہانی نے کیا تھا۔ کمیٹی مقتول کے خاندان سے اظہار ہمدردی کرتی ہے۔ اور کمیٹی اس قتل پر خواہ یہ قتل غلط اور حب وطن ہی پر کیوں نہ مبنی ہو نہایت شدت سے نفرین بھیجتی ہے۔ اور ایسے تمام قتلوں کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ کمیٹی کی زبردست رائے یہ ہے کہ ایسے تمام افعال کانگرس کے مسلک کے مخالف اور اس کی قرارداد پر امن ترک موالات کے برعکس ہے۔ کمیٹی کی رائے میں ایسے افعال سوراج کی طرف پیشقدمی کرنے سے روکتے ہیں۔ اور مخالف [illegible] (باقی)

کی طیاری میں مداخلت کرتے ہیں۔ کمیٹی کے خیال میں خالص ایثار و قربانی کے معنی رکھتی ہے۔ اور صرف کامل طور پر پُر امن فضا میں کی جا سکتی ہے۔

وچھووالی میں ہندو مسلم فساد

لاہور وچھووالی میں بعض ہندو غنڈوں نے چند مسلمان بچوں کو جو دس دس بارہ بارہ سال کی عمر کے تھے اور ہاکی کا میچ کھیلنے کے بعد شام کے وقت گھروں کو واپس جا رہے تھے۔ نہایت ناپاک اور ناشائستہ الفاظ میں چھیڑا جس پر ان لڑکوں نے احتجاج کیا۔ ہندو غنڈوں نے انہیں بری طرح سے پیٹا اور زخمی کیا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے تحقیقات کے بعد حسب ذیل ہندوؤں سے پانچ پانچ سو روپیہ کی ضمانتیں اور مچلکے لئے ہیں۔

لالہ اننت رام۔ لالہ تارا چند۔ لالہ برج لال۔ لالہ بھگت رام۔ لالہ ہرنام داس۔ لالہ بانشی رام۔ سردار سوہن سنگھ۔ لالہ گیان چند۔ لالہ کشور چند۔ لالہ تلسی داس۔

مقدمہ کی تحقیق اور تفتیش کے لئے جناب محمد حسین صاحب سب انسپکٹر اور لالہ رام [illegible] صاحب سب انسپکٹر تعینات کئے گئے ہیں۔ ہمیں پوری توقع ہے کہ جن بدمعاشوں نے اس قسم کی بد تو جگی کر کے اپنے کمینہ اخلاق کا ثبوت دیا ہے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

علاوہ ان دس ہندوؤں کے مزید تین ہندوؤں کی ضمانت لی گئی ہے۔ جن کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

عطر سنگھ۔ دوہادا۔ جگت رام

مجلس تحقیقات اصلاحات

بمبئی۔ ۱۹ جون۔ مسٹر محمد علی جناح ایم۔ ایل۔ اے نے حکومت کی اس دعوت پر کہ وہ مجلس تحقیقات اصلاحات میں شامل ہوں گورنر جنرل با اجلاس کونسل کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ تحقیقات کا دائرہ محدود ہے۔ اور اسکی قیود و شرائط ان کے ان خیالات و معتقدات کے خلاف ہیں جو انہوں نے عام طور پر ظاہر کئے ہیں اور قانون اصلاحات کے مطابق حقیقی ترقی کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن سر ملکم ہیلی کے اس بیان کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اگر تحقیقات بارآور ثابت نہ ہوئی تو آئینی ترقی کا سوال ایک علیحدہ حیثیت اختیار کرے گا۔ اور مجلس کو اختیار حاصل ہوگا کہ بحکم ضرورت آئین میں ترمیم کر دے۔ میں مجلس تحقیقات میں شامل ہونے پر آمادہ ہوں۔

نیو برما کے اڈیٹر اور پرنٹر پر جرمانہ

رنگون ۱۹ جون۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ٹیوا نے آج مسٹر لی ہینگ اور مسٹر بانقین اڈیٹر و پرنٹر اخبار نیو برما کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا اسپر مسٹر جے ہٹن انسپکٹر پولیس کی طرف سے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ استغاثہ یہ تھا کہ ملزموں نے ایسا بیان شائع کیا جس سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ مدعی نے رشوت لیکر جوا کھیلنے کی اجازت دی۔ دونوں ملزم مجرم ٹھہرے۔ اڈیٹر کو تین ماہ قید محض اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ملی۔ طابع کو دو سو روپیہ جرمانہ ہوا۔

ڈاکٹر انوار الدین کی زوجہ کا مقدمہ

ڈاکٹر میر انوار الدین کی زوجہ بینو بائی کو ورغلانے اور پوشیدہ رکھنے اور محبوس کرنے کے الزام میں رحمت النساء بیگم اور دوسرے تین آدمی آج پھر چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے اجلاس میں پیش کئے گئے ڈاکٹر انوار الدین مستغیث نے عدالت کو اطلاع دی کہ میں نے عدالت عالیہ میں انتقال مقدمہ کے لئے درخواست دی ہے۔ مسٹر جسٹس ریلوید اس نے کل درخواست داخل کر لی ہے اور حکم دیدیا ہے کہ اس اثناء میں کارروائی بند رہے۔ درخواست انتقال پر ۷ جولائی کو غور کیا جائے گا۔ لہذا مجسٹریٹ نے سماعت مقدمہ کو ۱۰ جولائی کے لئے ملتوی کر دیا۔

ممالک غیر

امریکہ اور جاپان

مسٹر [illegible] نے قانون انتقال وطن کے خلاف جاپان کے

احتجاج کا جواب دیا ہے جس کا لہجہ اگرچہ شفقت آمیز ہے لیکن اس کے الفاظ کے سخت ہیں۔ آپ نے اعلان کیا ہے کہ کانگرس نے اپنے حقوق و اقتدار کی حد کے اندر رہ کر یہ کام کیا ہے۔ اور نظام حکومت کے پاس دور اندیشی استعمال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اس قانون کی شرائط سابقہ مواعید سے مختلف نہیں جو جاپان کے ساتھ کئے گئے تھے۔ اور اضلاع متحدہ کی یہ حکمت عملی اس بات پر مبنی نہیں کہ اسکی نظروں میں جاپانیوں کی قدر کم ہو گئی۔ اور وہ جاپانیوں کی سیرت اور ان کے محاسن کو کم سمجھنے لگا۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ جاپان نے اجنبیوں کے داخلہ اور جاپان میں سکونت اختیار کرنے کے سلسلہ میں اپنے حقوق کی حفاظت کرنے میں ذرا کمی نہیں کی۔ اہل سیاست کے حلقوں کا خیال ہے کہ اب یہ معاملہ ختم ہو گیا۔

اطالوی قتل

ایک نیم سرکاری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے مجرمین سارے کے سارے گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اور اب ان کے چند معاونین کی گرفتاری باقی ہے۔ اس امر سے ظاہر ہوتا ہے کہ سائینور مسولینی نے اس صورت حالات کی نزاکت کا اعتراف کر لیا ہے۔ جو اس قتل کی وجہ سے رونما ہو گئی ہے۔ سائینور مسولینی کی یہ بھی خواہش ہے کہ مجرمین کو مکمل سزا دی جائے۔ رائے عامہ کی تسکین کے لئے جدید وزیر داخلہ اور حفظ عام کے جدید محافظ عام کا تقرر عمل میں لایا گیا ہے۔ اس سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ ملک میں مکمل امن ہے اور مظاہرات اور ہڑتالوں کی انفرادی کوششیں بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں۔

فلیلی سے شدید سوالات کئے جا رہے ہیں لیکن ہنوز مقتول کے متعلق کوئی معین حالات دستیاب نہیں ہیں۔ سائینور دومینی کے سامان میں کچھ خون آلود اشیاء دستیاب ہوئی ہیں۔

جمع قرآن۔ قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے۔ اور جو اعتراضات حفاظت قرآن مجید پر غیر مذاہب والے کیا کرتے ہیں۔ ان کی تردید کی گئی ہے۔ قیمت ساڑھے بارہ آنے ۱۲/۰۱

سیرت خیر البشر۔ اس بے نظیر تصنیف میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق فاضلانہ پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاکہ بنی نوع انسان کے لئے بالعموم اور اہل اسلام کے لئے بالخصوص روزانہ عملی زندگی کے مختلف شعبوں میں مشعل راہ ہو قیمت بے جلد ۱۲ مجلد ۱

مقام حدیث۔ یہ تازہ تصنیف نہایت ہی قابل قدر ہے جس میں اہل قرآن (یعنی فرقہ چکڑالوی) کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے اس میں علاوہ ضرورت حدیث کے جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل بحث ہے۔ قیمت بے جلد ۸ مجلد ۱۲

حدوث مادہ۔ ایک آریہ صاحب کے ساتھ مباحثہ جس میں مادہ کا حادث ہونا بوضاحت ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۵۰۰/۰

مسیح موعود۔ اس میں سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ جیسے مسیح ابن مریم کے دوبارہ نزول کی حقیقت کو قرآن شریف سے واضح کیا گیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے دعاوی مسیحیت مجددیت اور آپ کی پیشگوئیاں وغیرہ پر قرآن کریم و حدیث سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیقات کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے مجلد ۱/۸

آیۃ اللہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے حضرت مسیح موعود سے مباہلہ کرنے سے فرار کا مفصل ثبوت دیا گیا ہے۔ قیمت ۰/۴

شناخت مامورین۔ جس میں مامورین من اللہ کے ادعا نہیں پرکھنے کے نشانات بوضاحت درج کئے گئے ہیں قیمت ... ۰/۳

حقیقۃ المسیح۔ ایک عیسائی کے چند سوالات کے جوابات از روئے قرآن کریم و بائیبل نہایت مفصل طور پر دئے گئے ہیں قیمت ... ۰/۲

مرآۃ الحقیقۃ۔ میاں محمود احمد صاحب کی کتاب حقیقۃ الامر کے جواب میں یہ رسالہ تصنیف کیا گیا ہے جس میں محمودی مغالطات کی اور اصلی عقائد کی ہوبہو تصویر کھینچی ہے قیمت ۵/۰

احمد مجتبیٰ۔ میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کی کہ احمد رسول صلعم کا نام نہ تھا تردید کی گئی ہے۔ قیمت ۰/۴

[illegible] منتظم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور [illegible]

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳۸

جلد ۱۲ — نمبر ۶۶

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۴۲ سنہ ہجری مطابق ۲۵ جون ۱۹۲۴ء

مسلمانوں کی موجودہ حالت

اور آئندہ طریق عمل

گذشتہ اشاعت میں انجمن اتحاد اسلام لاہور کا تذکرہ ان کالموں میں ہو چکا ہے، معلوم ہوتا ہے، کہ اتحاد اسلام کی تحریک اس وقت ہندوستان کے طول وعرض میں پھیل چکی ہے، اور مسلمان خدا کے فضل سے ہر جگہ بیدار ہو کر باہم اتحاد و اتفاق کی طرح ڈال رہے ہیں — سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ مولوی صاحبان کا قدم اس تحریک میں پیش پیش ہے، اس وقت ہمارے سامنے انوائی (جنوبی ملیبار) کی ایک انجمن ویلور شے مسلم ایکی سنگھم کے ایک جلسہ کی رپورٹ ہے، جس میں اسی اتحاد و اتفاق کی تلقین کی گئی ہے، جلسہ کے صدر مولوی محمد عبد الجبار صاحب صدر مدرس جامعہ باقیات الصالحات تھے، انہوں نے اپنے خطبہ صدارت میں اسی اتحاد و اتفاق پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔

موجودہ نازک وقت اور مسلمان

یہ وہ نازک وقت ہے، جس میں ہم اپنے جزئی و فروعی اختلافات کو خیرباد کہیں، اور حسد و عناد کی آگ کو جس نے سینکڑوں آباد گھر جلا ڈالے، اور ہزاروں خانماں برباد کئے، ہمیشہ کے لئے بجھا ڈالیں، اور سب مسلمان ایک جان، ایک تن ہو کر مذہب اسلام کی خدمت اور مسلمانوں کی اصلاح میں کوشش کرتے چلیں، ذاتی اغراض و شخصی اعزاز کو، ہی غرض وعزت پر قربان کر دیں، تو خدا کے فضل وکرم سے امید ہے، کہ پھر اسلام کے وہ دن عود کر آئیں گے، جن میں اسلام کا پژمردہ باغ دوبارہ سر سبز ہونے لگے گا، اور مسلمان دارین میں سرخرو ہوں گے، اور چار دانگ عالم میں اسلام باعزت و با رسوخ مذہب دکھائی دے گا، پھر ایک بار سلف صالحین اور قرون خیر کا نمونہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوگا، یہ سب باتیں اتفاق اور کوشش سے حاصل ہو سکتی ہیں، نہ کہ تلوار، بندوق یا توپ و تفنگ سے،

رکھیں گے، اور دوسروں سے بے تعلق ہو جائیں گے، تو یقین جانو کہ دوسرے مسلمانوں کی تباہی کے ساتھ ان کی بھی تباہی و بربادی ہو جائے گی، یہ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ کل مسلم گویا ایک ہی کشتی پر سوار ہیں، اگر کشتی کے زیرین حصہ میں کوئی شخص بیٹھا ہو کشتی کا تختہ نکالے، اور بالائی حصہ کے لوگ بھی بے پروائی سے اس کی اصلاح نہ کریں، تو جب کشتی ڈوبنے لگے گی، تو نہ صرف وہی ڈوبے گا جس نے تختہ کشتی سے نکالا تھا، بلکہ اس کے ساتھ ہی اوپر کے درجہ کے بے خبر اور غفلت شعار بھی ڈوب مریں گے،

غیر مذاہب کی متحدہ کوششیں

وہ مذاہب جن کو آپ کھلم کھلا باطل سمجھتے ہیں، دیکھو آج ان کے پیرو اپنے باطل مذہب کے استحکام اور اس کی تقویت پھر اس کی عام اشاعت میں کیا کچھ سر توڑ کوششیں کئے جاتے ہیں، بے دریغ اس کے لئے کروڑہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیتے ہیں، اور اپنے نفسوں پر تکلیف اٹھا کے اس کی اشاعت کے لئے کیا ایشیا، کیا امریکہ، کیا افریقہ، غرضیکہ دنیا کے ہر ہر گوشہ میں سفر کی تکلیف گوارا کر کے پہنچتے ہیں، اور اپنے مذہب کی اشاعت میں منہمک ہیں، اور اپنے ہم مذہبوں کی ... دنیوی و مذہبی اصلاح میں لگے ہوئے ہیں، سینکڑوں ان کے مشن ہیں، ہزاروں انجمن اور کانفرنس ہیں، لاکھوں ممبر اس میں دوش بدوش بیٹھے ہوئے اپنے احوال کی اصلاح اور اپنے مذہب کی اشاعت میں تجاویز پر تجاویز کئے جاتے ہیں، اور پوشیدہ اپنے ہم مذہبوں کے اعداد کو بڑھائے جاتے ہیں، دس برس بیشتر کی مردم شماری میں دیسی نصاریٰ کا عدد انڈیا میں اگر پانچ دس لاکھ تھا، تو اب کے ان کا عدد نوے دس لاکھ کے قریب پہنچا ہوا ہے، اگر یہی رفتار جاری رہی، تو خوف ہے، کہ پچاس سو سال کے عرصہ میں نصاریٰ کی آبادی ایسی بڑھ جائے گی، کہ باقی مذاہب کے پیرو عدد میں بمنزلہ صفر کے رہ جائیں گے، کیا یہ بات سچے مسلمان عاشق اسلام کے دل کو ہلا دینے کے لئے کافی نہیں؟ اگر کافی نہ ہو، تو یہ بھی سن رکھیں، کہ ابنا ملک ہند وصاحبان جن کے ہاں اپنے مذہب میں غیر مذہب والوں کو داخل کرنا مذہب کے رو سے ناجائز تھا، آج ان کو بھی شدھی کا خیال پیدا ہو گیا ہے اور اپنی قدیم مذہبی کتابوں کے ان جملوں کو جن سے صاف ظاہر ہے، کہ غیر ادیان کے لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل نہ کریں، اپنی طرف سے ایسی ایسی تاویلات و ترمیمات کی ہیں، کہ جن سے ان کا جواز نکل سکے، پھر اس کے بعد اپنے

کر کے غیر ادیان کے لوگوں کو کہیں طمع زر وسیم دے کے کہیں تہدید ڈرا دھمکا کر اپنے دین میں داخل کر رہے ہیں حال کا ذکر ہے، کہ آریہ سماج ملکانہ راجپوتوں کو جو یہ بات ہوا، کہ ان کے آبا و اجداد مسلمان ہو چکے تھے، قدیم باتیں یاد دلا کر اپنے مذہب میں داخل کر رہے ہیں،

مسلمانوں کی غفلت اور تکبیر کا مرض

خدا بھلا کرے، ان چند غیور مسلمانوں کا جو اس دردناک حالت کو ملاحظہ کر کے ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، اور بہتوں کو ان کے پنجہ سے نجات دلائی۔

ہم ہر طرف دیکھ رہے ہیں، کہ مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب اور اہل مذہب کے لئے متفقہ اور باقاعدہ کوششیں کرتے چلے جا رہے ہیں، یہی نہیں، بلکہ دنیوی چھوٹی چھوٹی مضرتوں سے بچنے اور دنیوی فوائد ملک و قوم کو حاصل کرانے کے لئے بھی اجتماعی قوت سے کام لیتے ہیں، اس کے لئے بھی انجمن کانفرنس منعقد کی جاتی ہیں، جہاں سب مل کر تجویز کرتے ہیں، مگر ہم مسلمان ہیں، کہ خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، آنکھ کھول کر نہیں دیکھتے، کہ آج دنیا اپنی ترقی میں کیا کوشش کر رہی ہے، اور ترقی کی گھوڑ دوڑ میں ایک دوسرے پر سبقت و بازی لے جانے میں آسمان و زمین کے قلابے ملا رہے ہیں، ہم ہیں کہ جزئی و فروعی اختلافات و نزاعات باہمی میں مبتلا اور ایک دوسرے کو کافر و فاسق بنانے میں سرگرمی دکھلا رہے ہیں،

باہمی اتحاد اور حفاظت اسلام کی ضرورت

سب کے سب مسلمان اسلام کی سلک میں تسبیح کے دانوں کی طرح منسلک ہیں سبھوں کو چاہیئے، کہ رابطہ اسلام کا لحاظ رکھیں اور اسلامی سلک کو صدمہ نہ آنے دیں، ورنہ اس اختلاف سے اسلامی سلک کو آخر صدمہ پہنچے گا،

ہم کو چاہیئے کہ اپنے عزیز از جان مذہب اسلام اور مسلمان بھائیوں کو صدمات و آفات سے بچانے کے لئے آپس کے اختلافوں کو پھینک دیں، اور اسلامی انجمنوں اور کانفرنسوں میں سب مل کر اپنے پیارے مذہب اسلام اور عزیز مسلمان بھائیوں کو پستی و ذلت، شکستگی و نکبت سے نکال کر شاہ راہ ترقی پر لگانے کیلئے سچی تجاویز و تدابیر سوچیں، اور ہم غریبوں کو ان تدابیر پر عمل کرنے کے لئے ترغیب دیں،

اتباع شریعت کی ضرورت

ہاں یہ یاد رکھو، کہ اگر ایسی مجلسوں میں خلاف شرع کام ہوں، اخلاف شرع نداء کم، جاتمر، باستحاد و ز سوجی جادوں

بقیہ صفحہ ۱۲ کالم ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ، نمبر ۶۶

بائبل اور قرآن کی حفاظت

(۱)

گذشتہ ماہ اپریل میں لاہور کے مسیحیوں نے بعض لیکچر اور مناظرات مختلف مضامین پر فورمن کرسچین کالج ہال میں کئے تھے، ان میں ایک لیکچر پادری علی بخش صاحب نے بھی "بائبل کی حفاظت اور اعتبار" کے عنوان سے دیا، جس پر اسی وقت ہماری طرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب نے جرح بھی کی تھی، پادری صاحب نے اپنے لیکچر اور مباحثہ کو اب "نور افشاں" کے کالموں میں درج کیا ہے، اور بائبل کے سلسلہ و تواتر پر اعتراضات نقل کرتے ہوئے یہ الزامی جواب دیا ہے، کہ

"ذرا اپنے گریبان میں گردن ڈال کر تو دیکھ لیں، کہ کیا قرآن کا تواتر و تسلسل بھی پایا جاتا ہے، وہ اجزاء جن پر قرآن کی سورتیں اور آیتیں محمد صاحب کے زمانے میں پائی جاتی تھیں، جن سے کہ قرآن نقل کیا گیا، وہ کہاں ہیں، وہ قرآن جو حضرت ابوبکرؓ نے جمع کرایا تھا، اور حضرت حفصہ کی امانت میں رکھا تھا وہ اب کدھر گیا، حضرت علیؓ نے محمد صاحب کی وفات کے بعد ایک قرآن جمع کیا تھا، اس کا حشر کیا ہوا، سالم مولیٰ ابی حذیفہ نے ایک قرآن جمع کیا، اب صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان نہیں ملتا، (اتقان)

عبد اللہ ابن مسعود کے جمع کردہ قرآن کو حضرت عثمانؓ نے زدوکوب کرکے بعد اس کے مالک سے چھین لیا اور وہ آج تک گم ہے، اور ابی بن کعب کے قرآن کو حضرت عمرؓ نے لے کر نہ معلوم کس تعر میں ڈال دیا، کہ آج تک اس کا پتہ نہیں ملتا، اب اس نسخہ عثمانی کا نہ تو سلسلہ محمد صاحب کے قرآن تک ہوتا ہے، اور نہ کوئی تواتر پایا جاتا ہے،"

اگرچہ پادری صاحب کے اس جواب سے اصل اعتراض جو بائبل کے سلسلہ و تواتر پر ہے، زائل نہیں ہو جاتا، لیکن اس سے فی الحال قطع نظر کرکے ہم پادری صاحب کو بتانا چاہتے ہیں، کہ قرآن کی اصلیت اور اعتبار ثابت کرنے کے لئے ہمیں قطعاً اس بات کی ضرورت نہیں، کہ آپ کو آنحضرت صلعم کے زمانہ کی تحریریں یا دیگر مختلف صحف ہم لاکر دکھائیں، ہمارے پاس اس سے بڑھ کر دلائل موجود ہیں، جن کا اعتراف آپ کے بڑے بڑے محققین اور معترضین کو کرنا پڑا ہے، اور انہوں نے یہ شہادت دی ہے، جیسا کہ میور اور انسائیکلوپیڈیا کے مضمون نویس نے لکھا ہے کہ جس حفاظت سے قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے، اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی، قرآن کریم کی حفاظت کا ثبوت دینے کے لئے ہمیں آنحضرت صلعم کے زمانہ کے لکھے ہوئے قرآن یا اس کے اجزا تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، نہ آپ کے بعد کے نسخوں کو ڈھونڈنا ضروری ہے، بلکہ ان وجوہ اور دلائل کو تلاش کرنا چاہیئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن انہی صحائف و اجزا کی صحیح اور اصلی نقل ہے،

سب سے پہلی بات جو اس بارہ میں پیش کی جا سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے قرآن کریم کی حفاظت کا اہتمام صرف تحریر تک ہی محدود نہ رکھا تھا، بلکہ آپ کے پاس حفاظ اور قاریوں کی ایک بہت بڑی جماعت تھی، جو قرآن کریم کو اسی ترتیب سے یاد کرتے تھے، جس ترتیب سے آنحضرت صلعم کسی صورت یا آیت کو لکھواتے تھے، یہ حفاظ اور قاری اتنا تھے بعض اس وقت بھی موجود تھے، جب حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں قرآن کریم بین الدفتین جمع اور نقل ہوا، اس کے علاوہ آنحضرت صلعم کے زمانہ سے ہی قرآن کریم نمازوں کے اندر پڑھا اور سنا جاتا تھا، اور لوگ عام طور پر اس کی تلاوت کرتے تھے، جس سے قرآن کا کثیر حصہ اکثر لوگوں کو زبانی یاد تھا، اگر ان جمع شدہ نسخوں میں ... ذرا بھی کمی بیشی ہوتی، تو رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ خاموش بیٹھنے والے نہ تھے، ایک ذرا ذرا سے اختلاف کو وہ علانیہ بیان کر دیتے تھے، عمرؓ جیسے جرار بادشاہ کے منہ پر اس کی مخالفت کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے، خود حضرت عثمانؓ کو سیاسی وجوہ کی بنا پر شہید کر دینے سے بھی دریغ نہیں کیا، وہ فوراً بولتے، اور علانیہ مصحف ابوبکرؓ یا مصحف عثمانؓ کی تردید کرتے، اور شہادت دیتے کہ یہ وہ قرآن نہیں جو رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ہم نے پڑھا، اور سنا تھا، بلکہ یہ ان لوگوں کی ذاتی تصنیفات ہیں،

پادری علی بخش صاحب کا سارا زور اس پر ہے، کہ اصلی مسودات کو حضرت عثمانؓ نے کیوں جلا دیا، وہ اگر جمع قرآن کے مضمون کو احادیث کے اندر بغور مطالعہ کرتے، تو انہیں معلوم ہو جاتا، کہ اس کی وجہ یہ ہرگز نہ تھی، کہ ان مسودات میں اور حضرت عثمان کے نقل کردہ صحائف میں کوئی اختلاف تھا، بلکہ چونکہ ان مسودات کی وجہ سے لوگوں میں عام طور پر قرأتوں میں اختلاف ہوتا تھا، اور یہ اختلاف بعض اوقات لوگوں کی ناواقفیت کے باعث مباحثوں اور جھگڑوں کا ذریعہ بن جاتے تھے، اس لئے ان مسودات کو تلف کرنا ضروری تھا، انہی قرأتوں کے اختلافات کو رفع کرنے کے لئے حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے جمع کردہ قرآن سے بہت سے نسخے نقل کرائے، تاکہ انہیں مختلف ممالک میں بھیج دیا جائے اور جو نسخے ان کے علاوہ ہیں، جو قرأتوں کے اختلاف کی وجہ سے فساد کا موجب ہیں، انہیں تلف کر دیا جائے،

ظاہر ہے کہ اس سے حفاظت قرآن پر کوئی نقص وارد نہیں ہوتا، قرأتوں کا اختلاف ایک بالکل معمولی سی بات ہے، جس کو الفاظ قرآن سے کوئی تعلق نہیں، لیکن ایک معمولی سی بات بھی بعض اوقات خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے، اس لئے اس کے انسداد کے لئے زبردست سامان کرنا پڑتا ہے، جو حضرت عثمانؓ نے کیا، اور اس سے قرآن کی اصلیت اور حفاظت میں کوئی فرق نہیں آیا،

پادری صاحب نے اپنے اعتراض میں عبد اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب کے قرآنوں کا ذکر کیا ہے، رہ سہ کر یہی دو تین نام ہیں جو ہمارے مسیحی اصحاب قرآن کی حفاظت کے خلاف پیش کرنے کے عادی ہیں، وہ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ تمام صحابہؓ کس کے ساتھ ہیں، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ان تینوں کے نسخوں میں اصل قرآن سے جو حضرت عثمانؓ نے نقل کرایا، کیا اختلاف تھا، اس بات پر وہ غور نہیں کرتے، کہ حضرت عثمانؓ کے اس کام کے خلاف انہوں نے مخالفت کی آواز اٹھائی، تو اس کے اسباب و وجوہ کیا تھے، بلکہ محض چند وہمی اور فرضی قیاسات کی بنا پر یہ نتیجہ نکالتے ہیں، کہ چونکہ یہ لوگ مخالف تھے، اور اپنے الگ صحیفے رکھتے تھے، اس لئے ضرور ہے کہ حضرت عثمانؓ کے نسخے ان سے مختلف ہوں، حالانکہ اول تو کثیر حصہ صحابہؓ کے بالمقابل ان کی انفرادی رائے کوئی چیز نہیں، اگر فی الواقعہ حضرت عثمانؓ قرآن میں کوئی کمی بیشی کرتے، تو ان سے بڑھ کر جرأت والے صحابہؓ موجود تھے۔ ان لوگوں کو کسی نے مار نہ ڈالا تھا، تو باقی صحابہؓ کو کس کا خوف تھا، وہ تو خوف کی حالت میں بھی حق کہنے سے احتراز نہ کرتے تھے، دوسرے حضرت عثمانؓ کے نسخوں اور ان صحائف میں اختلاف اگر کوئی تھا، تو وہ قرأت ہی کا اختلاف تھا، اس سے بڑھ کر نہیں، جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے، کہ حضرت عمرؓ نے ابن مسعود کی اس بات کو ناپسند کیا، کہ وہ حتیٰ حین کو عتی حین پڑھاتے ہیں، اور انہیں لکھا کہ قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہوا ہے، آپ ہذیل کی لغت میں لوگوں کو قرآن نہ پڑھائیے کیونکہ ہذیل حتیٰ کے بجائے عتی بولتے تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہی باقی صحابہؓ سے قرأت میں اختلاف رکھتے تھے، جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اس درجہ بڑھ گیا، کہ نو مسلم جو اس اختلاف کی اصلیت سے ناواقف تھے، اس کی بنا پر لوگوں پر کفر و فسق کے فتوے دینے لگے، اس کو روکنے کے لئے حضرت عثمانؓ نے قرآن کی نقلیں حضرت ابوبکرؓ کے صحیفہ سے کرا کر باقی نسخوں کو تلف کر دیا،

پادری صاحب نے اپنے اعتراضات میں اتقان کا حوالہ دیا ہے، انہیں معلوم ہونا چاہیئے، کہ اتقان کوئی حدیث کی کتاب نہیں، اور نہ اس کی احادیث محققین اسلام کے نزدیک کوئی وقعت رکھتی ہیں، چنانچہ شاہ عبد العزیز دہلوی اپنے رسالہ عجالہ نافعہ میں حدیث کے چار طبقوں کا ذکر کرتے ہوئے چوتھے طبقہ کی احادیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"ایں احادیث قابل اعتماد نیستند، و مایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر خود ہمیں کتابہا است؟"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اتقان کی روایات کوئی قابل اعتبار روایات نہیں، اور اس لئے پادری صاحب اور ان کے ہم نواؤں کے مایۂ ناز اعتراضات جڑ سے کٹ جاتے ہیں، جب اصل روایات ہی صحیح نہیں، تو یہ کہاں تک قابل وقعت ہے کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب کے پاس کوئی الگ صحف قرآن تھے، جو حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے جمع کردہ قرآن سے مختلف تھے،

پادری صاحب کے اپنے گھر میں ایک زبردست شہادت ہماری تائید میں موجود ہے، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں صاف طور پر اس بات کی شہادت دی گئی ہے کہ

"ہمیں ابی کے نسخہ کے متعلق خصوصیت سے کچھ اطلاع ملتی ہے، جو فہرست اس کی سورتوں کی دی گئی ہے، اگر وہ صحیح ہے، تو یہ ماننا پڑے گا، کہ ابی کے نسخہ میں وہی کچھ تھا، جو ہمارے موجودہ قرآنوں میں ہے، اس صورت میں ماننا پڑتا ہے، کہ ابی کے مصحف کی بنا بھی اسی اصل مصحف پر ہوگی، جو حضرت زیدؓ نے جمع کئے تھے، یہی بات ابن مسعود کے مصحف پر بھی صادق آتی ہے،"

اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت پادری صاحب کو درکار ہے یہ خود ان کے گھر کی شہادت ہے، اور ایسی معتبر شہادت ہے جس سے وہ انکار نہیں کر سکتے،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے اسی مضمون نگار کی ایک اور شہادت بھی سننے کے قابل ہے، جس میں مصحف عثمانؓ کے اصل قرآن ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے، لکھا ہے کہ

"اب جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ اس وقت بہت سے مسلمان زندہ موجود تھے، جنہوں نے پیغمبر صلعم کے منہ سے قرآن شریف سنا ہوا تھا، اور پھر جب اس بات کو بھی دیکھتے ہیں، کہ کمزور خلیفہ عثمانؓ کی بعض دوسری تجاویز کی مذہب کے متعصب حامیان نے بڑی سخت مخالفت کی، اور کہ ان لوگوں کا مخالفانہ جوش حضرت عثمانؓ کے بعض حریص ہوا نے رفیقوں کے سبب سے اور بھی تیز ہو گیا، یہاں تک کہ آخرکار انہوں نے خلیفہ کو قتل کر دیا، اور بالآخر اس بات پر غور کرتے ہیں، کہ خلیفہ کی موت کے بعد جو خانہ جنگیاں ہوئیں، ان میں مختلف فریق اس بات کی تلاش میں لگے رہتے تھے، کہ کوئی ایسے وجوہ ان کے ہاتھ میں آجائیں، جن سے وہ اپنے مخالفین پر کفر کا فتوے لگا سکیں، جب ہم ان تمام باتوں پر غور کرتے ہیں، تو ان سے صاف طور پر مصحف عثمانی کے

اہمل قرآن ہونے کا نتیجہ نکلتا ہے کیونکہ کسی فریق کے بیان تک کہ حضرت علیؓ کے فریق نے بھی اس معاملہ میں حضرت عثمانؓ پر اعتراض نہیں کیا، اور نہ اس مصحف کو چھوڑا، جو زید نے تیار کیا تھا، جو حضرت عثمانؓ اور ان کے خاندان کا مخلص وفادار تھا۔"

یہ الفاظ کسی رائے زنی کے محتاج نہیں، پادری صاحب کو ہم دعوت دیتے ہیں، کہ وہ ان دلائل کو جو قرآن کی حفاظت اور صلیت پر برہان قاطع کا حکم رکھتے ہیں کسی منطقیانہ وفلسفیانہ دلیل سے توڑیں، اور کمزور روایات کو پیش کرنے کے بجائے کوئی معتبر ثبوت اس بات کا دیں، جس سے قرآن کریم کا ... غیر محفوظ ہونا ثابت ہو سکے، اگر تواتر ہی پر انہیں اصرار ہے، تو ہم متواتر اور معتبر روایات سے یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں، کہ موجودہ قرآن ہی اصلی اور قابل اعتبار ہے، کیونکہ احادیث میں صاف ... موجودہ قرآن کی اور اسکی سورتوں ہی کا ذکر ہے، بلکہ بعض احادیث میں آیات کا ذکر نمبروں میں ہے، اور دوسری روایت میں [illegible] لکھے ہیں، مثلاً ایک حدیث میں ہے، کہ ابن مسعود نے ایک دفعہ نماز میں سورۂ انفال کی چالیس آیات پڑھیں، اور دوسری میں ہے کہ انہوں نے سورۂ انفال کو اس موقعہ تک پڑھا جہاں ونعم النصیر کے الفاظ ہیں [illegible] سورۂ انفال [illegible] اگر ہم شمار کریں، تو نعم النصیر کے الفاظ پر [illegible] ہوتی ہیں،

غرض جس پہلو سے بھی پادری صاحب چاہیں، قرآن کریم کی حفاظت کا ہم انہیں ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں، بشرطیکہ وہ اس پر ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انہیں چاہیئے، کہ ہمارے مندرجہ بالا دلائل کا جواب دیں، اور اس کے ساتھ بائبل کا اعتبار اور [illegible] ایسے ہی معتبر دلائل سے ثابت کریں، تاہم آئندہ اشاعت میں بائبل سے [illegible] پیش کردہ دلائل کا موازنہ کریں گے، اور دیکھیں گے، کہ بائبل کے متعلق ان کا مایۂ ناز سلسلۂ تواتر کہاں تک قابل اعتبار ہے،

گائے اور ہندو دھرم

کیا گائے کا گوشت ہندو مذہب میں ناجائز ہے، بابو بھگوان داس سناتن دھرم کے ایک مسلم لیڈر ہیں، انہوں نے اخبار "سٹیٹسمین" کے نمائندہ سے میثاق بنگال اور میثاق ملی کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے بیان فرمایا، کہ ہندو گاؤکشی کی مخالفت میں دھرم کی آڑ پکڑ کرتے ہیں، جو سراسر غلط ہے۔ حالانکہ ویدوں میں گئوکشی ممنوع نہیں، سری کرشن جی مہاراج سے قبل برابر گئوکشی ہوتی تھی، سری کرشن جی نے زراعت کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے گئوکشی کی ممانعت کی تھی، ورنہ مذہباً گائے کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جس پر ہمسایہ قوم کے خون کے پیاسے بن جائیں، ہندوؤں کو گئورکھشا کی جدوجہد اقتصادی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے کرنی چاہیئے، اگر ہندو ایسا کریں گے، تو ضرور کامیاب ہوں گے، اور اگر دھرم کی آڑ پکڑ کر گئورکھشا پر زور دیتے رہے، تو ضد بڑھے گی، اور فسادات ہوں گے، اور ملک ترقی و آزادی سے محروم رہ جائے گا۔"

سوامی دیانند سرسوتی کی بھی یہی تعلیم ہے، انہوں نے صاف لکھا ہے، کہ "گائے کی قربانی ہندو مذہب میں جائز تھی اور گائے کا گوشت کھایا گیا ہے۔"

بابو بھگوان داس صاحب کا یہ اظہار حق لائق داد ہے۔ اگر ہندو قوم کے اندر ایسے ہی حق اور انصاف کو ملحوظ رکھنے والے لوگ پیدا ہو جائیں، تو ہندوستان کی قسمت کچھ بدل سکتی ہے،

اسی سلسلہ میں ہم سر جان گرنٹ کی یہ خبر دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ایک برہمن نے دہلی کے قریب [illegible] کے پاس گائے فروخت کی، قصائی نے کہا آٹھ آنے زیادہ دوں گا، میرے کھونٹے سے باندھ آؤ، برہمن نے تعمیل کر دی [illegible]

ہماری تبلیغی کوششیں

ریواڑی میں آریوں سے مباحثہ

برادران ریواڑی کی استدعا پر شیخ عبدالحق صاحب دہلی سے آریوں کے ساتھ مباحثہ کے لئے ۱۴ جون کو ریواڑی گئے، آریہ سماج نے شدھی کی گرم بازاری کرنے کے لئے دیہات سے بکثرت لوگوں کو جمع کیا ہوا تھا، منشی عبدالغفار خاں صاحب وچند دیگر ہمدردان اسلام نے آریوں کا چیلنج منظور کر کے دعوت مناظرہ قبول کر لی تھی، لیکن مدعیان اسلام کی ایک جماعت بسر کردگی [illegible] غیر مسلمان یعنی حضرات دیوبندیان اس بات پر اڑ گئی، کہ احمدی مناظر کو آریوں کے مقابلہ پر ٹھیرا لیا گیا۔ تو ہمارے ہمدردان اسلام کافر ہو جائیں گے، ہندوؤں کی سنگھٹن اور شدھی کے مقابلہ پر علماء دیوبند کا یہ رویہ نہایت ہی قابل شرم ہے، ان واقعات کا مشاہدہ کر کے مولوی مبارک حسین صاحب میرٹھی نے شرفائے ریواڑی کے مشورہ سے مناظرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا، لطف وقت دیوبندیوں کے ایک آدمی کو دیا گیا، اور نصف شیخ عبدالحق صاحب کو، مؤخرالذکر کے مناظرہ کے متعلق مخالف وموافق سب نے بالاتفاق عمدہ رائے کا اظہار کیا، بعد از مناظرہ بارہ [illegible] کے میدان میں شیخ صاحب کا لیکچر بعنوان "ہندوستان، سوراج کس طرح مل سکتا ہے" ہوا، جس میں آٹھ نو ہزار کا مجمع تھا، اس میں شیخ صاحب نے اشاعت اسلام کو واحد ذریعہ آزادی ہند کا قرار دیا، لیکچر ایسا مدلل تھا، کہ ہر کس وناکس اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا، شیخ صاحب کے بعد مولوی مبارک حسین صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ نہایت عالمانہ تقریر کی، اور صداقت اسلام کو مبرہن کیا، ۱۵ کو نصف وقت مولوی مبارک حسین صاحب نے اور نصف وقت شیخ عبدالحق صاحب نے آریوں سے نہایت کامیاب مناظرہ کیا، آریوں کی طرف سے مہاشہ رامچند صاحب مناظر تھے انتظام پولیس نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا، اور جملہ رؤسائے شہر و مجسٹریٹ جلسہ گاہ میں موجود تھے، جن کا بعد اختتام جلسہ مسلمانوں کی طرف سے شکریہ ادا کیا گیا، اسی دن شام کو پھر شیخ صاحب کی تقریر اتحاد بین المسلمین پر ہوئی، جس کے بعد مولوی مبارک حسین صاحب نے اسی موضوع پر وعظ فرمایا اور مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی تلقین کی،

شیخ صاحب نے موقعہ بموقعہ اپنی تقاریر میں احمدیت کی پوری تبلیغ کی اور غالی گروہ کے غلط عقائد کو حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف ثابت کر کے مسلمانوں کو خدمت اسلام کے لئے شمولیت جماعت کی دعوت دی، اللہ تعالےٰ شیخ صاحب کو بہت بہت جزائے خیر دے، جنہوں نے اپنے عزیز وقت اور آرام کو خدمت اسلام کیلئے وقف کر رکھا ہے، اور باوجود کثرت کار دہلی اور اس کے ارد گرد اشاعت اسلام کے کام میں سرگرم رہتے ہیں، جملہ احباب ان کی صحت وعمر میں برکت کے لئے دعا فرماتے رہا کریں، ہم چاہتے ہیں، کہ ہماری جماعت میں ایسے بہت سے عبدالحق پیدا ہوں، جن کی زندگی کا مقصد محض اشاعت وحفاظت اسلام ہو،

بقیہ صفحہ اول

تو ترقی کے عوض تنزل حاصل ہوگا"

دنیوی، مذہبی ہر دو ترقیوں کا راز اتباع شریعت میں مضمر ہے، خلاف شرع کام سے ہرگز ہرگز ترقی متصور نہیں، جب مسلمان اپنے مذہب کی پوری پوری اطاعت کرتے ہیں تو اخروی ترقی ان کی انیس اور دنیوی ترقی ان کی جلیس ہوتی ہے، تاریخ اسلام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھئے، تو اس دعوے پر بے شمار گواہ آپ کو اس میں ملیں گے، [illegible]

صداقت مسیح موعود

تلک آیات الکتاب المبین ہ

(حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

انبیاء کے قصص جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں، کوئی کہانی کے طور پر تو بیان ہوئے نہیں، اور نہ نبیوں کی سوانح عمری بیان کرنا مقصود ہے، بلکہ حسب ضرورت مختلف موقعوں پر مختلف نبیوں کے حالات کے مختلف پہلو بیان کر کے ان سے کوئی غرض حاصل کی ہے، جو مسلمانوں کی ہدایت کے لئے ضروری سمجھی گئی ہے، اور سب سے بڑی غرض یہی ہے، کہ مختلف نبیوں کے حالات میں منہاج نبوت بیان کر کے حضرت نبی کریم صلعم کے پیش آمدہ حالات کے لئے قبل از وقت پیشگوئیاں کی ہیں، مثلاً حضرت نوحؑ یا ہودؑ، حضرت صالحؑ یا شعیبؑ جیسے عظیم الشان نبیوں کا ذکر کر کے بتا دیا، کہ نبی جب آتے ہیں تو وہ کیا تعلیم لاتے ہیں، لوگ اپنی خواہشات نفس کے خلاف پا کر کس طرح مخالفتیں کرتے ہیں، نبیوں کی حالت کیسی بےکسی اور بےبسی کی ہوتی ہے۔ نہ روپیہ نہ مال نہ فوج نہ جاہ وحشم، مگر کس قدر زور کی تحدی ہوتی ہے اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون کہ اپنی جگہ جو تمہارے مقدور میں ہو زور لگا لو، میں بھی اپنا کام کر رہا ہوں۔ پس تمہیں پتہ لگ جائے گا، باوجود اس مخالفت کے ان کا اپنی کامیابی اور مخالفین کی ناکامی اور ہلاکت کی پیشگوئی بڑے زور سے کرنا، آخر وطن کو چھوڑنا اور پھر خدا کی نصرت کا شامل حال ہونا اور کامیاب ہونا اور مخالفوں کا ہلاک یا خائب وخاسر ہو جانا، یہ سب باتیں منہاج نبوت ہیں، اور یہ وہ معجزۂ نبوت ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔ گویا یہ سارا نظارہ خدا کی معجزنما قدرت کا ایک بہت بڑا نشان ہوتا ہے، ان واقعات کو حضرت نوحؑ یا دیگر انبیاء کے حالات میں بیان کر کے محمد رسول اللہ صلعم کے مخاطبین کو سنایا کہ بعینہٖ یہی نقشہ اب تمہارے سامنے آئے گا، اور انہی الفاظ میں آنحضرت صلعم سے بھی تحدی کروائی گئی، اور وہ سب باتیں دنیا نے نہایت صفائی سے پوری ہوتی دیکھیں، چنانچہ خود قرآن کریم نے بھی قصص کے مقصد کو بیان کیا ہے، فرماتا ہے، وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمومنین ہ اور جتنے رسولوں کے واقعات ہم تم پر بیان کرتے ہیں، ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ تمہارے دل کو مضبوط کریں، اور ڈھارس بندھاویں، اور اس بیان کرنے میں تیرے پاس سچائی آئی، اور اس کے علاوہ اس میں وعظ ونصیحت اور یاددہانی مومنوں کے لئے ہے،

(۱) مقصد قصص میں سب سے مقدم اس امر کو رکھا کہ تیرے دل کو مضبوط کیا جائے، کیا معنے کہ ان واقعات میں تیری کامیابی اور مخالفوں کی ہلاکت اور نصرت الٰہی کی آمد کو چونکہ بطور پیشگوئی بیان کیا گیا ہے، اس لئے ضرور ہے کہ تیرے دل کو اس سے ڈھارس ہو ؎

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں

گفتہ آید در حدیث دیگراں

(۲) اس ضمن میں تیرے پاس حق آیا، اس میں اور صاف کر کے بتا دیا، کہ جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے، وہ حق ہے۔ وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا، یعنے جو پیشگوئی تیرے متعلق ان قصص کے ذریعہ کی گئی ہیں، وہ سب حق ہیں، اور وہ پوری ہو کر رہیں گی، اور حق کہہ کر یہ بھی بتلا دیا، کہ نبیوں کے جو حالات قرآن کریم میں تجھ پر کھولے گئے ہیں، وہی حق ہیں، اگر کسی پہلے صحیفہ میں ان حالات سے اختلاف ہو، تو وہ غلط ہے، تحریف ہے، بہتان ہے خدا کے راستبازوں کے متعلق تصنیف کئے گئے، گویا نبیوں پر سے الزامات دور کرنا بھی مقصود ہے،

(۳) مومنوں کے لئے ذکر ونصیحت ہے، یعنے مومنوں کے لئے ذکر اور یاد دہانی کا موجب اور ان واقعات سے اخلاقی سبق [illegible]

معاذ اللہ سب کام نہیں بیان ہوئے، بلکہ بڑے بڑے مقاصد ان کے بیان سے مطلوب ہیں، ان میں سب سے مقدم یہ بیان کیا، کہ ان حالات میں دراصل نبی کریم صلعم اور آپ کی امت کے ہی واقعات بطور پیشگوئی بیان ہوئے ہیں، ان قصص میں بعض دفعہ بعض نبیوں کے واقعات میں بہت سی تفصیلی باتیں بھی نبی کریم صلعم کے حالات کے لئے بطور پیشگوئی کے خاص طور پر آ گئے ہیں، مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات میں ان کے بھائیوں کی مخالفت ان کے قتل کی تدبیر، ان کا کنوئیں میں رہنا، پھر دوسرے ملک میں جا کر عروج حاصل کرنا، پھر بھائیوں کا ذلیل ہو کر ان کے سامنے سر اطاعت جھکانا، اور ان کا سب کو معاف کر دینا یہ واقعات نبی کریم صلعم کے ساتھ خصوصیت سے مماثلت رکھتے ہیں، آپ کے قومی بھائیوں کی مخالفت، آپ کے قتل کی تدبیر، آپ کا غار میں پوشیدہ رہنا، پھر دوسرے شہر میں جا کر عروج حاصل کرنا، آپ کے بھائیوں کا آپ کے سامنے فرمانبردار ہونا آپ کا سب کو معاف کرنا، کس قدر مماثلت ہے، اور کیسی صاف پیشگوئی حضرت یوسف کے حالات میں آپ کی ہے، پھر عزیز مصر کی بیوی کا تعشق حضرت یوسف سے کوئی ناول نویسی کے طریق پر بیان نہیں ہوا، بلکہ بتایا کہ نبی کا مقام عصمت وعفت کس قدر بلند ہوتا ہے، کہ ایک جوان حسین، مالکہ اپنے غلام سے جو نبی ہے، اظہار عشق ومحبت کرتی ہے، اور خلوت بھی ہے، دروازہ بھی بند ہے، انکار پر جیلخانہ کی دھمکی بھی ساتھ ہے، مگر وہ کس قدر اعلٰے مقام تقوٰی پر قائم ہے کہ اس کی عفت وعصمت کو ذرا بھی لغزش نہیں ہوتی، پھر یہیں تک نہیں، ممکن ہے کوئی غلام اپنے مالک کی امانت میں خیانت سے پرہیز کرے، شہر کی حسینوں کا جو اس کی مالکہ نہیں غیر ہیں۔ مجمع ہوتا ہے، ہر ایک ان میں سے لگاوٹ بازی کرتی ہے۔ اور انکار پر سزا کا ڈر ہے، کیونکہ وہ الٹا بہتان تراشنے کو تیار ہیں مگر اس پاکدامنی کے پہاڑ کو ذرا بھی تو جنبش نہیں ہوتی، اور قیدخانہ اور بدنامی سب کچھ برداشت کرنے کو تیار ہے۔ مگر تقوٰی سے ایک بال برابر نہیں ہٹتا، رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ، اے میرے رب مجھے اس چیز سے جس کی طرف یہ بلاتی ہیں، قیدخانہ زیادہ پسند ہے، یہ ہے وہ پاکیزہ کلمہ جو ہر نبی کے قلب مطہر کا نچوڑ ہے، یہ سب کچھ اس لئے بیان ہوا، کہ نبی کے پاس مرد بھی آتے ہیں اور عورتیں بھی آتی ہیں تب وہ اس اعلٰے مقام عصمت پر نہ ہو، عورتوں کا اس کی خدمت میں کسی طریق پر بھی جمع ہونا بے غیرتی اور بے حیائی ہے، پس جہاں یہ منہاج نبوت کے طریق پر بتایا، کہ نبی کریم صلعم کا مقام عصمت وعفت کس قدر بلند ہے، وہاں بطور پیشگوئی اس داغ سے بھی بریت کی ہے، جو بعض ناپاک سیہ دل افسانوں نے آپ پر حضرت زینب کے بارے میں یہ بہتان بازی کی ہے، کہ آپ چونکہ اس سے نکاح کرنا چاہتے تھے، اس لئے زید نے اسے طلاق دی، اس طرح آپ کی اعلیٰ عفت وعصمت کو یوسف کے پردہ میں بیان کر دیا، تا کہ آپ کے قلب صافی کی طہارت اور تقدس کا کچھ اندازہ ہو سکے،

تفصیلی حالات میں مماثلت سب نبیوں سے بڑھکر آنحضرت صلعم کو حضرت موسیٰ سے ہے، توریت میں موسیٰ کے مثیل کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے، اور مثیل موسیٰ ہونے کا خود قرآن کریم میں آپ کا دعوے مذکور ہے، انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا، ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر گواہ ہے، ویسا ہی جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا، خود نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میرا فرعون ابوجہل ہے۔ ارباب سیر نے نبی کریم صلعم کے مختلف حالات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے نعل بالنعل تطبیق دینے کی بڑی کوشش کی ہے، جو سیرت کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں قرآن کریم میں بھی اس مماثلت کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات کو بار بار کئی کئی رنگ میں اور مختلف پہلوؤں سے بیان فرمایا ہے، کیونکہ درحقیقت موسیٰ علیہ السلام کے حالات میں حضور انور صلعم کے حالات کو بطور پیشگوئی بیان کرنا مقصود تھا، ان میں سورۂ قصص کو ایک خصوصیت حاصل ہے، اس میں حضرت موسیٰ کے حالات کو ایک خاص رنگ میں بیان کر کے آنحضرت صلعم اور آپ کی امت کے لئے بعض معاملات میں پوری تفصیل سے

تنظیم جماعت احمدیہ

خدا نے ضرورت کے وقت جبکہ اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے اندر گھرا ہوا تھا اپنے مسیح کو بھیجا تا کہ وہ اسکے نور کو ظاہر کرے کچھ عرصہ وہ ہمارے درمیان رہا۔ اور اس نے اپنے مسیحائی دم سے ہم مردوں کو زندہ کیا اس کا یہ فرمانا کہ مسیح اسرائیل کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو میرے ہاتھ سے زندہ کئے جائیں گے وہ کبھی نہ مریں گے۔ جیسا کہ اسکی زندگی میں سچ تھا۔ ویسا ہی آج بھی صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ اس نے علیحدہ جماعت جیسا کہ بعض مخالفین کا خیال ہے کسی ذاتی غرض کے لئے نہ بنائی تھی۔ بلکہ اپنے اغراض کیلئے تیار کی تھی۔ احمدیہ جماعت دراصل ایک فوج ہے جو مجدد وقت کے ہاتھ سے دشمنان دین کے مقابلہ کے لئے تیار ہوئی۔ باوجود قلیل التعداد ہونے کے جو کچھ کام یہ جماعت ہندوستان اور بلاد غیر میں کر چکی اور کر رہی ہے۔ وہ ثابت کر رہا ہے کہ اسکے ساتھ اللہ تعالےٰ کی تائید ونصرت کام کر رہی ہے۔ فتنۂ ارتداد کے درمیان جو قابل قدر کام اس مجاہد جماعت نے کیا ہے۔ اسکے لئے وہ اپنے اشد مخالفین سے بھی خراج تحسین وصول کر چکی ہے اس میں شک نہیں کہ جو کچھ کامیابی اس جماعت کو آج تک حاصل ہوئی ہے۔ وہ مجدد وقت کی پھونکی ہوئی روح اور جماعتی تنظیم کا نتیجہ ہے۔ مگر پھر بھی میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ موجودہ تنظیم میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔

مسیح کی فوج

ہم دراصل اس زمانہ کے مسیح کی فوج ہیں جو تمام دنیا کی شیطانی طاقتوں کے ساتھ روحانی جنگ لڑنے کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کوئی فوج مظفر ومنصور نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا ہر ایک سپاہی اپنے فرائض منصبی کا احساس نہ رکھتا ہو۔ بلاد غیر میں جو کچھ دردِ اشاعت اسلام کی ہو رہی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مگر اب جبکہ ہندوستان میں برادران وطن ہمارے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور ہندوکش سے لیکر راس کماری تک ارتداد کی لہر جاری ہو چکی ہے ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اپنی تمام توجہ کو بیل کانٹے سے درست کر کے دشمنان دین کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں لائیں اور فوج کے ہر ایک سپاہی کے اندر اس کے فرائض کا احساس پیدا کریں تا کہ وہ دشمن کے مقابلہ کے لئے میدان میں اتر آئے موجودہ وقت نہایت آزمائش کا وقت ہے۔ اور ضرورت ہے کہ ہماری فوج کا ہر ایک سپاہی اس زندگی کا ثبوت دے۔ جو مسیح محمدی نے اسے بخشی۔ سونے کا وقت گذر چکا ہے۔ اب وقت بیدار ہونے اور کام کرنے کا ہے ؎

خیرے کن اے فلان وغنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

ہماری فوج کی موجودہ حالت

ہماری فوج کی موجودہ حالت یہ ہے کہ دور افتادہ دیہات میں بہتیرے بھائی ایسے ہیں جنکا تعلق مرکز سلسلہ سے منقطع ہو چکا ہے۔ اور وہ غفلت ۔ ۔ ۔ ۔ کا شکار ہو چکے ہیں عملی کام کے لحاظ سے ان کا وجود عدم وجود برابر ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں بھی ایسے بھائی بھی موجود ہیں جو حفاظت واشاعت اسلام کے کام میں عملی طور پر کوئی حصہ نہیں لیتے۔ اس سے پیشتر کہ ہم اپنی فوج کو دشمن کے مقابلہ میں میدان میں لائیں۔ یہ ضروری ہے کہ اسکی اندرونی تنظیم کی جائے۔ سب سے پہلے ایسے غافل بھائیوں کے اندر جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ہمدردی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ دراصل یہ غافل بھائی ہماری قومی مشینری کے کارآمد پرزے ہیں جن کو حرکت میں لانا اشد ضروری ہے۔ ہماری فوج کا ایک سپاہی ایسا نہ رہنا چاہیے۔ جو اپنے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں نہ اترا ہوا ہو دین کی اس روحانی جنگ میں حصہ ...

فوج کی درستی کے متعلق انجمن کی تجویز

جماعت کی موجودہ تتر بتر حالت کے اصلاح کی ... یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام پنجاب کے اضلاع کو پانچ حلقوں ... تنظیم کرے۔ چندوں کی باقاعدہ وصولی کا انتظام کرے۔ اور غافل بھائیوں کے اندر بیداری پیدا کرے۔ اور ان بھائیوں کو مرکز سے وابستہ کرے جنکا تعلق مرکز سلسلہ سے کسی غفلت وغیرہ کے باعث منقطع ہو چکا ہے۔

میری قسمت

انجمن کے مندرجہ بالا فیصلہ کے ماتحت مجھے ریاست جموں۔ کانگڑہ۔ گورداسپور، ہوشیارپور۔ امرتسر اور سیالکوٹ کے اضلاع کے لئے محصل مقرر کیا گیا ہے۔ خوش قسمتی سے علاقہ نواچھا ملا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس علاقہ کے احمدی بھائی اپنے دوسرے بھائیوں پر کہاں تک سبقت لیجاتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز میں عنقریب دورہ پر نکلنے والا ہوں۔ امید ہے کہ میرے احمدی بھائی مندرجہ بالا مقاصد میں میری امداد فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

غفلت اور اسکے دور کرنے کا طریقہ

جماعت کے جن افراد کے اندر غفلت اور سستی پائی جاتی ہے انکو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اوّل۔ دور افتادہ دیہات میں رہنے والے غیر تعلیم یافتہ بھائی

دوم۔ کم تعلیم یافتہ بھائی جو اخبارات۔ کتب سلسلہ کا مطالعہ نہیں کرتے۔

سوئم۔ تعلیم یافتہ طبقہ جو سلسلہ کی کتب واخبارات کا مطالعہ نہیں رکھتا۔

اول گروہ کے اندر بیداری یا تو اس طریق سے پیدا ہو سکتی ہے کہ ان دور افتادہ دیہات میں اگر کوئی تعلیم یافتہ بھائی سکونت پذیر ہوں۔ تو وہ ان کو تحریکات سلسلہ سے آگاہ کرتے رہیں۔ اور عملی کام میں حصہ لینے کی طرف متوجہ کریں یا اگر کوئی ایسا شخص وہاں موجود نہ ہو تو محصل علاقہ وہاں پہنچکر ان کے اندر بیداری پیدا کرے دوسرے اور تیسرے گروہ کے اندر بیداری پیدا کرنے کا سب سے زیادہ آسان طریقہ یہ ہے کہ انہیں کتب سلسلہ کے مطالعہ کا شوق دلایا جائے۔ اور اخبارات "پیغام صلح" اور "لائیٹ" کا خریدار بنایا جائے۔ جب تک قوم کے افراد کو۔ معلوم نہ ہو کہ ان کے مرکز سلسلہ سے کیا کیا تحریکات جاری کی گئی ہیں۔ اور مرکزی انجمن کیا کر رہی ہے۔ اور اسے کس قسم کی امداد کی ضرورت ہے۔ اسوقت تک ان کے اندر حقیقی بیداری اور اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا نہیں ہو سکتا پس قوم کے غافل افراد کی غفلت وسستی دور کرنے کا یہی بہتر علاج ہے کہ ان کو اخبار "پیغام صلح" کی خریداری کے لئے آمادہ کیا جائے۔ جب تک یہ نہ ہوگا ان کے اندر حقیقی بیداری پیدا نہیں ہو سکتی۔ میں اپنے دورہ میں خود بھی اس بات کی کوشش کروں گا کہ ہر ایک تعلیم یافتہ احمدی اخبار پیغام صلح کا خریدار بن جائے۔ اور ہر ایک درد دل رکھنے والے احمدی بھائی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اگر غیروں میں نہیں تو کم از کم اپنے احمدی بھائیوں کے درمیان توسیع اشاعت اخبار پیغام صلح کے لئے کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اخبارات سلسلہ کی توسیع اشاعت سے نہ صرف قوم کے اندر بیداری پیدا ہوگی بلکہ انجمن کا تبلیغی حلقہ بھی بہت وسیع ہو جائے گا۔

میں کیا کرنا چاہتا ہوں

جو کچھ اور جس طریق پر میں اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا نقشہ سا خاکہ ذیل میں کھینچتا ہوں تا کہ میرے علاقہ کے احمدی بھائی اس اصلاح کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں۔

(۱) تمام شاخہائے انجمن کے سکرٹریان کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے دیہات قصبات اور شہروں کے کل احمدیوں کی ایک مکمل فہرست تیار کریں جس میں حسب ذیل امور کا اندراج کر لیا جائے۔

(۱) نام ممبر معہ نام عہدہ اگر ملازم ہو

(۲) پتہ بقید نام ڈاکخانہ وضلع

(۳) اگر ملازمت پیشہ ہو تو اس کے گھر کا پتہ معہ نام ڈاکخانہ وضلع

(۴) آمدنی ماہواری

... ماہواری ... ت چسپاں رہنی چاہیے۔

ہو جائے تو سکرٹری کا فرض ہوگا کہ ایسی تبدیلی کی اطلاع مرکزی انجمن یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو دیدے تاکہ وہ اپنے رجسٹرات چندہ کو مکمل رکھ سکے اور جس جگہ پر وہ شخص تبدیل ہو گیا ہے وہاں کی شاخ انجمن کو اطلاع دے کہ فلاں شخص تبدیل ہو کر وہاں آیا ہے۔ اگر انجمن کا کوئی ممبر فوت ہو جائے یا کسی اور وجہ سے جماعت سے علیحدہ ہو جائے تو مقامی شاخ انجمن کے سکرٹری کا فرض ہوگا کہ مرکزی انجمن کو اطلاع بھیجدے۔ ایسی اطلاعات بہم پہنچانے سے مرکزی انجمن کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ وہ اپنے رجسٹرات کو مکمل رکھ سکیگی۔ اور چندہ کی باقاعدہ وصولی کا انتظام کر سکیگی۔

(۲) ہر ایک ممبر سے چندہ وصول کیا جائے۔ چاہے کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ چندہ کی باقاعدہ وصولی چاہے ایک پیسہ ہی ماہوار کیوں نہ ہو۔ جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیز ہے۔ چندہ ہر مقررہ تاریخ پر وصول کیا جائے۔

(۳) ادائیگی زکوٰۃ پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے اور دوسروں سے کرایا جائے۔

(۴) ہر ایک شہر یا قصبہ کے احمدی بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ کم از کم نماز جمعہ کیلئے ایک جگہ پر جمع ہوں۔

(۵) آپس میں محبت اور آشتی سے برتاؤ کیا جائے۔

(۶) کمزور بھائیوں کو اوپر اٹھانے کی کوشش کی جائے۔

(۷) ہر ایک اردو پڑھے ہوئے احمدی بھائی کو اخبار پیغام صلح کا خریدار بنایا جائے اور ہر ایک انگریزی خواندہ اخبار لائٹ کا خریدار ہو۔

(۸) تمام اہم تحریکات چندہ وغیرہ سے جو انجمن کی طرف سے ہوں تمام احمدیوں کو آگاہ کیا جائے۔ اور ان میں حسب استطاعت حصہ لینے کے لئے ان کو توجہ دلائی جائے۔

(۹) مقامی جماعتوں کے سربرآوردہ حضرات گاہے بگاہے لیکچروں کے ذریعہ قوم کے اندر بیداری پیدا کرتے رہیں۔

(۱۰) غیر از جماعت مسلمانوں میں اپنے آپ کو اس طرح مدغم نہ کیا جائے کہ ہماری اپنی ہستی ہی مٹ جائے۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہم ان کو اپنے اندر جذب کریں۔ اور ان پر اپنا اثر ڈالیں نہ یہ کہ خود ان کے اثرات کو قبول کریں۔

اس قسم کے اصلاحی کام میں اپنے علاقہ میں کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ دوسرے علاقوں میں کام کرنے والے اصحاب بھی اس اصلاحی سکیم کو پیش نظر رکھیں گے۔ اور ہمارے تمام بھائی اس ضروری کام کی تکمیل میں انہیں اور مجھے مدد دیں گے۔

خاکسار

سردار خان مسلم مشنری

تحقیق الاسلام پر ایک نظر

(۷)

(مولوی عباد اللہ صاحب اختر بی اے کے قلم سے)

بائیبل اور قرآن

یہ تو عہد جدید کا حال ہے۔ اس کی مفصل تاریخ نہایت دلچسپ ہے مگر یہ ایک مستقل موضوع ہے اسلئے اس مقام پر ہم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ محفوظ کتاب نہیں۔ نہ تو کبھی مسیح کی زبان میں تحریر ہوئی۔ یونانی اور لاطینی ترجمہ میں خواہ کسی مقدس سوانح نگار نے کئے ہوں یا کسی اور نے۔ اور اگر اس کلام کو جمع کیا جائے جو مسیح کا ہے تو چند آیات متشابہات ہیں۔ قرآن سے اس کا مقابلہ کرتے ہوئے مسیحی محققین کو شرمندہ ہونا چاہیئے جس کی حفاظت کا خود خدا ذمہ وار ہے۔ اور جو شروع سے مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ چلا آتا ہے جو اصل زبان عربی غیر ذی عوج میں محفوظ ہے۔ پادری صاحب کا دیدہ دلیری سے یہ کہنا کہ رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے ساتھ ہی یہ ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا ایک دعویٰ بلا دلیل ہے بلکہ تحقیق کا مضحکہ اڑانا ہے۔ جو پادری صاحب یا ان کے ہم خیال اصحاب ہی کو زیب دیتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ خود ان کے محققین ہی اعتراف کرتے ہیں کہ عہد جدید محفوظ کلام نہیں۔ اور ترجموں نے اس کا حلیہ بگاڑ دیا ہے تو یہ دور کی سوجھی ہے کہ قرآن پر حملہ کریں۔ قرآن کی حفاظت کا سامان اللہ تعالےٰ نے مہیا کر دیا ہے کہ نہ تو اس کا کوئی لفظ کسی آیت سے علیحدہ ہو سکتا ہے۔

اور نہ غیر لفظ داخل ہو سکتا ہے۔ اسکی ہر ایک سورت کی ہر ایک آیت کا وزن مقرر ہے اور حروف مقطعات مقررہ اوزان ہیں علاوہ ازیں دوسری سورت بتاتی ہے کہ اس سے پہلے ایک سورت ہے۔ گیارہویں سورت اعلان کرتی ہے کہ اس سے پہلے دس سورتیں اور ہیں۔ اور یہ کہ قرآن خود شاہد ہے کہ اسکی صورت کتاب ہے۔ سورتوں اور آیات کی ترتیب وحی کی تحت ہوئی ہے اور یہ کہ اس کا نام البلاغ اسلئے ہے کہ بلفظہ آنحضرتؐ نے لوگوں تک پہنچایا۔ اور یہ کہ کسی مفتری کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ ایسا بلیغ کلام بنا سکے۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ اسلئے ان اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ قرآن نے بائیبل سے کیا لینا تھا جس کا دیوالہ پہلے ہی پٹ چکا تھا۔ البتہ اعلانوں کی تصحیح اور اختلاف کا رفع ضرور کیا۔ اور انتہا درجہ کی احسان فراموشی ہوگی۔ اگر مسیحی اسکا اعتراف نہ کریں کہ جس کو آج تک وہ ملعون سمجھتے ہیں۔ اس کو قرآن صالحین اور مقربین سے بتاتا ہے۔ اس کی والدہ کو صدیقہ کہتا ہے۔ اسکی بزرگی ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ تھا۔

قرآن مکمل شریعت پیش کرتا ہے۔ اور اس میں وہ علوم ہیں جن کی تصدیق سائنس کر رہی ہے۔ عہد جدید میں رکھا ہی کیا ہے۔ چند تمثیلیں اور معجزات کا تذکرہ ہے اور اس میں بھی مقدس سوانح نگاروں کا اہم اختلاف ہے۔ ایک کہتا ہے کہ مسیح نے وعظ پہاڑ پر فرمایا۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں میدان میں فرمایا۔ ایک کہتا ہے کہ یہ واقعہ صبح کے وقت ہوا۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں دوپہر ہوا۔ اور تیسرا بالکل خاموش ہے یہ تو سوانح نگاری ہے۔ انجیل تو نہیں ہے۔ انجیل کے اقتباسات ہیں جیسے کہ سوانح نگار کیا کرتے ہیں۔

قرآن نے اصل اصول بتایا ہے جس سے کلام اللہ اور کلام انسانی میں امتیاز پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ کلام اللہ میں کہیں اختلاف نہ ہوگا اور کلام انسانی میں اختلاف کثیر ہوگا۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۵ – ۸

کیا قرآن میں تدبر نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اسمیں بہت تفاوت پاتے۔

اسی اصل اصول کو قرآن کائنات پر عائد کرتا ہے کہ مشاہدہ کرو کہ تمہیں کہیں تفاوت معلوم ہوتا ہے؟

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ط ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ط

تو رحمان کے (بنائے ہوئے) خلقت میں کہیں تفاوت مشاہدہ نہیں کرے گا پھر دوبارہ نگاہ کر کہیں تجھے خلا نظر آتا ہے۔ پھر بار بار نگاہ کر وہ تیری طرف بھٹک کر لوٹ آئیگی (مگر تفاوت اور فطور نظر نہ آئے گا)

قرآن صحیفہ فطرت کے مطابق ہے۔ جن کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہو چکا ہے وہ تذکر و تدبر و تفکر سے مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس کائنات کا وہی خالق ہے جس کی طرف سے قرآن رسول کریمؐ کے قلب پر نازل ہوا۔ لیکن جن کا آئینہ مکدر ہے ان کو کائنات میں بھی وہی اختلاف نظر آتا ہے جو ان کی اصلی کا نتیجہ ہے۔

اسی اصل اصول پر قرآن اور بائیبل کو پرکھو تو واضح ہو جائے گا کہ کلام اللہ اور کلام انسانی میں کیا فرق ہے۔ بلاشبہ توریت و انجیل کلام اللہ ہے لیکن جیسا کہ قرآن میں واضح کیا گیا ہے یہود و نصاریٰ نے تحریف سے کام لیا اور خود انبیاء و رسل بنی اسرائیل نے قومی آرزوؤں کو اس میں ملا دیا اور اہل کتاب نے حق کو باطل کا لباس پہنایا۔ ہو دین کو دنیا کے عوض فروخت کیا۔ اور دین میں غلو کیا۔ اسلئے گمراہ ہو گئے اور کتاب مقدس کا شیرازہ بکھیر دیا۔ اور جس طرح باد صرصر میں پھول کی پنکھڑیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ان کی ہوائے نفس نے کتاب کا ورق ورق علیحدہ کر دیا۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ کَثِیْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُکُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ط

ان سے پوچھو تو وہ کتاب کس نے نازل فرمائی جو نور و ہدایت تھی لوگوں کے لئے جس کے ساتھ موسیٰ مبعوث ہوا جس کو تم نے ورق ورق کر دکھایا۔ اور بہت چھپایا اور آپس میں تم کو وہ کچھ سکھایا جو نہ تم اور نہ تمہارے باپ دادا جانتے تھے۔ (پھر جواب کیا دیںگے) تم ہی جواب دو کہ اللہ ہے (اگر اسپر بھی نہ سمجھیں تو ان کو بک بک میں اکیلا چھوڑ دو)

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ مسیحی قرآن کو محکم مانتے ہیں۔ مگر قرآن ناسخ کو نہیں مانتے۔ اس کا جواب قرآن ہی کے الفاظ میں یہ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ ط

ترجمہ:۔ اور تجھ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ جب اس نے آرزو کی تو اسکی آرزوؤں میں شیطانی دخل ہو گیا، پھر اللہ تعالےٰ دخل شیطانی کو نسخ فرماتا ہے۔ اور اپنی آیات کو محکم کرتا ہے اور اللہ علیم حکیم ہے۔ اور یہ اس لئے کہ جن کے دلوں میں مرض ہے۔ اور جن کے دل سخت ہیں۔ ان کو فتنہ (آزمائش) میں مبتلا کرے۔ اور ظالم تو مخالفت میں تگ و دو کر رہے ہیں۔

واللہ۔ قرآن تورات و انجیل کی آیات محکم کی تصدیق کرتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا اپنا کلام ہے۔ اور جو کچھ اس میں ملاوٹ باتباع ہوائے نفس کی گئی ہے۔ اس کا ناسخ ہے۔ پادری صاحب اسکو کیوں ماننے لگے۔ اگر مان لیتے تو اختلاف ہی مٹ جاتا۔ اور فتنہ میں مبتلا نہ ہوتے اسی فتنہ سے تو یسوع مسیح بھی پناہ مانگتے تھے کہ اے خدا ہمیں امتحان میں نہ ڈال۔

انبیاء اور رسل بنی اسرائیل آرزوؤں سے محفوظ نہ تھے لیکن رسول کریمؐ کی نسبت ارشاد الٰہی ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اور وہ ہوائے نفسانی سے باتیں نہیں بناتا۔ ہمارا اخلاق اجازت نہیں دیتا کہ ہم پادری صاحب ممدوح کو بائیبل کے اس طومار کی طرف توجہ دلائیں جو محض آرزوئیں ہیں، لیکن صرف آیات کا حوالہ دیتے ہیں۔

کتاب	باب	آیت
کتاب پیدائش باب	۹	۲۰/۲۲
" "	۱۹	۳۰/۳۸
" "	۲۵	۲۵/۳۴
" "	۳۸	۱/۳۰
" خروج	۳۲	۴
" ۲ سموئیل	۱۱	۲/۲۷
۱ سلاطین	۱	۱/۴
"	۱۱	۱/۱۱

یہ نمونہ از خروارے ہے۔ کیا پادری صاحب ہمیں اسلئے مطعون کرتے ہیں کہ انبیاء بنی اسرائیل کی نسبت قرآن میں وہ خرافات نہیں جو ان کی بائیبل میں ہے۔ اس لئے ناسخ کے قائل نہیں کہ قرآن ان خرافات کی تنسیخ کرتا ہے۔ سلیمانؑ کی نسبت بائیبل میں ہے کہ وہ کافر ہو گیا تھا۔ قرآن اسکی تردید کرتا ہے کہ نہیں وہ کافر نہیں تھا بلکہ وہ شیاطین کافر تھے جنکی شریعت کا تذکرہ بائیبل میں ہے۔ انہی لوگوں نے دین میں خرابی پیدا کی۔ اور انہی کی [illegible] ن صاحب ہمیں ملامت کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر پادری صاحب ناسخ کو تسلیم کر لیں تو ان کا خود ساختہ مذہب یہودیت و مسیحیت باطل ہو جاتا ہے۔ مگر

کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ

رسیدات زر

بابت جنوری و فروری ۱۹۲۴ء

فہرست چندہ جماعت احمدیہ پسرور

قاضی ظہور اللہ صاحب چندہ ماہوار للعہ عید الفطر ۲ عید فنڈ عہ کل ۶/۲

میاں عبد الغنی صاحب چندہ ماہوار ۴ عید الفطر عہ " ۱۲

میاں عبد الشکور صاحب " " ۴ " ۴ عید فنڈ ۲ " ۱۲

میاں جلال الدین صاحب " " ۴ " ۴

میاں ابراہیم صاحب " " ۴ عید الفطر ۳ " ۷

مستری غلام حیدر صاحب " " ۸ " ۳ " ۱۱

قاضی شکر اللہ صاحب " " عہ " عہ " ۲/۱

" بشارت علی صاحب " " ۸ " ۱۲ عید فنڈ ۴ " عہ/۸

میاں امام الدین صاحب " " ۵ " ۸ " ۱/۲

میاں قادر بخش صاحب " " ۸ " ۶ " ۵/۶

خواجہ غلام نبی صاحب " " ۴ " ۴

منشی محمد شفیع صاحب " " ۴ عید الفطر ۱۰ " ۱۴

" غلام محمد صاحب " " ۸ عید فنڈ ۱۰ " عہ

میاں محمد الدین صاحب ۔۔ ۔۔ ۳ر عید الفطر ۹ر ۔۔ ۱۲ر
منشی فیروز الدین صاحب ۔۔ ۔۔ ۸ر ۔۔ ۱۰ر ۔۔ ۲عہ
میاں ابراہیم صاحب ۔۔ ۔۔ ۴ر ۔۔ ۴ر
۔۔ شمس الدین صاحب ۔۔ ۔۔ ۲ر عید الفطر ۱۰ر ۔۔ ۱۲ر
قاضی نذیر احمد صاحب ۔۔ ۔۔ ۱ر ۔۔ ۱ر
میاں لال الدین صاحب ۔۔ ۔۔ عہ عید الفطر عہ ۔۔ ۸عہ
مولوی عبد اللہ صاحب ۔۔ ۳ر ۔۔ ۳ر
محمد افضل صاحب عید الفطر ۹ر عید فنڈ ۵ر ۔۔ ۱۴ر
عباد اللہ صاحب ۔۔ ۳ر ۔۔ ۳ر
عبد الغفار صاحب ۔۔ ۶ر عید فنڈ ۱۰ر ۔۔ عہ
عطا محمد صاحب ۔۔ ۴ر ۔۔ ۴ر
متفرق ۔۔ ۴عہ

میزان کل ۲۸ ۔۔ ۱۳
خرچ منی آرڈر ۲ر لفافہ ۱ر کل خرچ ۳ر باقی ۲۸ ۔۔ ۱۰

فہرست چندہ جماعت احمدیہ، بدوملہی

(معرفت حافظ فضل احمد صاحب)

(۱) چودھری غلام حیدر خاں صاحب عید فنڈ عہ چندہ رسالہ جرمن معہ اہلیہ سے کل معہ
(۲) حافظ فضل احمد صاحب عید فنڈ عہ ۔۔ عہ
(۳) مولوی محمد رفیق صاحب ۔۔ عہ ۔۔ عہ
(۴) چودھری محمد سرفراز خاں صاحب ۔۔ عہ ۔۔ عہ
(۵) حکیم محمد طاہر صاحب ہیڈ ماسٹر ۔۔ عہ ۔۔ عہ
(۶) چودھری میر داد صاحب ۔۔ عہ ۔۔ عہ
(۷) سید میر عابد علی شاہ صاحب مرحوم ۔۔ عہ ۔۔ عہ
(۸) چودھری غلام قادر صاحب ۔۔ عہ چندہ رسالہ جرمن سے ۔۔ للعہ
(۹) ۔۔ محمد شفیع صاحب ۔۔ عہ ۔۔ ۔۔ ۔۔ للعہ
(۱۰) ۔۔ حسین بخش صاحب ۔۔ ۴ر ۔۔ ۴ر
(۱۱) ۔۔ محمد اسلم صاحب ۔۔ عہ ۔۔ عہ
(۱۲) چودھری سید احمد صاحب نمبردار ۔۔ عہ فطرانہ عہ ۔۔ ۸عہ
(۱۳) شیخ چراغ الدین صاحب چندہ رسالہ جرمن سے ۔۔ ے

نقد فطرانہ ۵ ۔۔ ۴ر
قیمت گندم معہ
میزان کل للعہ ۸
فیس منی آرڈر و ٹکٹ لفافہ ۸ر
باقی للعہ ۵

تازہ خبریں

ہندوستان

سہارنپور میں ہندوؤں کا قتل

اپریل ۱۹۲۴ء کے اواخر میں ایک گھر میں چار آدمی رات کے وقت قتل کر دیئے گئے۔ شہر میں یہ افواہ اڑا دی گئی کہ مسلمانوں نے ان ہندوؤں کو قتل کیا ہے۔ صبح کے وقت خواجہ مظہر حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ کے نوکر کو چند ہندوؤں نے روک کر بری طرح پیٹا۔ اسکی مشکیں باندھ لیں اور اس پر قتل کا الزام لگا دیا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس موقعہ پر جا پہنچے انہوں نے لڑکے کو بے گناہ پا کر رہا کر دیا۔ پانچ اشخاص پر جن میں امبر سنگھ مختار بھی شامل ہیں زیر دفعات ۳۰۲ اور ۳۴۳ تعزیرات ہند مقدمے چلائے گئے ہیں۔ مسٹر آر بی قادری سب ڈویژنل مجسٹریٹ مقدمات سماعت کر رہے ہیں۔ قتل کی واردات کا ارتکاب مقتولین کے ملازمین کی طرف سے عمل میں آیا ہے۔ ان پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔

غریب مسلمانوں پر ٹیکس

سنی مسلمانوں پر جن میں اکثر مفلوک الحال ہیں ایک سال کیلئے ساڑھے تین ہزار روپیہ ماہانہ تعزیری ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ مسٹر قادر اور تین ڈپٹی کلکٹروں نے ہر چند کوشش کی لیکن تعزیری تاوان

ہندو خواتین کا مزعومہ اغوا

ابارو تعلقہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہندوؤں مسلمانوں کے درمیان کشیدگی واقع ہو گئی ہے۔ ہندو خواتین کے مزعومہ اغوا سے نزاع کی ابتدا ہوئی ہے جن کے متعلق کارکنان خلافت کا بیان ہے کہ انہوں نے برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا تھا۔ ہندوؤں کی مقامی پنچایت میں مقامی زمیندار جام لبھو اور بعض کارکنان خلافت کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا گیا ہے۔ ملزمین کے خلاف وارنٹ جاری کر دیئے گئے ہیں لیکن اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ڈاکٹر جام لبھو ریاست کی طرف چلے گئے ہیں۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فساد

جامع مسجد دہلی کے قریب آریہ سماجی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان چپقلش ہوئی جس میں کوئی آٹھ اشخاص کو چوٹیں لگیں۔ پولیس اور مقامی پنچایت اپنے اپنے طور پر اس واقعہ کی تفتیش کر رہی ہے۔

دیش بندھو داس پر زبردست اتہام

۲۲ جون کو مجلس کانگرس صوبہ بنگال کا ایک اجلاس منعقد ہوا دیش بندھو داس صدر جلسہ تھے۔ ڈاکٹر اندازا ان سین گپتا نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مسٹر سی آر داس صدر اور مسٹر انیل بارن رائے سکرٹری کے اس فعل پر زبردست اظہار نفرین کیا گیا تھا۔ کہ انہوں نے سراج گنج کے اجلاس میں منظور شدہ قرارداد کو مختلف زبانوں اور جداگانہ رنگ میں شائع کیا ہے۔

یہ قرارداد ۷۸ آرا کے مقابلہ میں ۸۸ آرا سے مسترد کر دی گئی۔ سولہ اشخاص نے رائے دینے سے احتراز کیا۔ بابو بسلیش ناتھ بوس نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مندرجہ بالا قرارداد کو دروغ سے بنیاد اور مکر آمیز قرار دیا گیا۔ اور بڑے زور سے اس پر نفرین بھیجی گئی۔ اس قرارداد میں کہا گیا کہ مجلس کانگرس بنگال کے رکن کے لئے ایسا طرز عمل باعث ننگ ہے۔ اور مسٹر سین گپتا اور اسکے موئدین سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ دروغ گوئی حرکت کرنے کی بنا پر مستعفی ہو جائیں۔

کانگرس کا آئندہ اجلاس

مجلس کانگرس صوبہ بنگال نے اتفاق آرا سے کانگرس کے آئندہ اجلاس کی صدارت کے لئے مہاتما گاندھی کا نام تجویز کیا ہے لیکن ان کے انکار کر دینے پر مسز سروجنی نائیڈو مسٹر این سی کیلکار ڈاکٹر انصاری۔ سری نواس آئنگر۔ مسٹر پرکاشم۔ راج گوپال اچاریہ کے اسمار تجویز کئے ہیں۔

ویکوم میں ستیہ گرہ

ویکوم کا ستیہ گرہ بدستور جاری ہے۔ کل ویکوم کی جدوجہد کو کچھ ترقی ہوئی ہے۔ کل مسٹر پی آئنگر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے رضا کاروں سے کہا تھا کہ اگر انہوں نے چرخہ کاتنا جاری رکھا تو ان سے چرخے چھین لئے جائینگے۔ کل رضا کار حسب معمول چرخہ چلاتے رہے۔ اور قومی گیت گاتے رہے۔ قائم مقام کمشنر پولیس نے پہرہ داروں کا معائنہ کیا لیکن بعد میں واپس چلا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سنتریوں نے رضا کاروں سے زبردستی تکلے چھین لئے تا کہ وہ چرخہ نہ کات سکیں۔ اس پر بھی رضا کاروں نے اپنا کام جاری رکھا۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے رضا کاروں کی گردن پر گھونسے مارے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے تین رضا کار زمین پر جا پڑے۔ وہ پھر اٹھے اور گیت گاتے ہوئے جنگلوں کی طرف روانہ ہوئے اور ان پر پیہم حملے کئے گئے۔ لیکن جن لوگوں کے پاس چرخے تھے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ صرف متعینہ رضا کاروں سے بدسلوکی ہوئی۔ بعد میں بھجن گانے والوں کی ایک جدید جماعت آئی اور اس نے گانا اور چرخہ کاتنا شروع کیا۔ چرخے پھر چھین لئے گئے لیکن رضا کار اپنی جگہوں پر قائم رہے۔

اجلاس کانگرس کی صدارت

مجلس کانگرس صوبہ کیرالا نے اجلاس کانگرس کی صدارت کے نام پیش کئے ہیں۔

پسرور میں ہندو مسلمانوں کی کشمکش

زمیندار کا نامہ نگار پسرور سے رقمطراز ہے کہ ۱۸ جون کی شام کے ۵ بجے ہندو جینی مقیم پسرور کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے مسلح ہو کر نکلے اور شہر کا گشت لگایا۔ اسی اثنا میں دو مسلمانوں کو پیٹا گیا جینیوں کی تمام دوکانیں بند تھیں مسلمانوں نے ان تمام واقعات کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیا۔ دوسرے دن یعنی ۱۹ جون کو جینیوں کا ایک وفد ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ کی خدمت میں اس غرض سے پہنچا۔ کہ انہیں اس امر سے مطلع کرے کہ جینی جو اس وقت پسرور میں مقیم ہیں ان کی جان و مال سخت خطرہ میں ہے اور جب تک کہ چیدہ چیدہ مسلمانوں کو گرفتار نہ کیا جائے گا۔ اسوقت تک جینیوں کی عزت سخت خطرہ میں ہے۔ ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس ان حالات کو سنکر بذریعہ موٹر پسرور پہنچے اور تمام معاملات کی تحقیق و تفتیش کی۔ سب انسپکٹر پسرور سے جب واقعات دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ جینیوں کا بیان کردہ واقعہ از سر تا پا غلط ہے۔ چار گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پانچ جینیوں اور آٹھ مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ۲۰ جون کو گرفتار شدہ اصحاب ایک ایک ہزار کی ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔ پسرور کے مسلمانوں اور ہندوؤں کی کشمکش روز بروز ترقی پر ہے۔ مسلمانوں کو گالیاں دی جاتی ہیں اور انہیں برا کہا جاتا ہے۔

برمی ڈاکوؤں پر حملہ

گورنر صاحب نے مولمین کی پولیس کو تہ دل سے مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے۔ جس نے مسٹر فلپ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر کیمپین سین نیان اور یونگو سے انسپکٹر کے زیر قیادت تین دیہاتیوں کی مدد سے کل ایک جھونپڑے کا محاصرہ کر کے چھپے ہوئے ڈاکوؤں پر حملہ کیا۔ دو ڈاکو مارے گئے۔ ایک مجروح ہوا۔ اور ایک گرفتار کر لیا گیا۔ تین بندوقیں اور ایک سو کارتوس جو کسی گذشتہ ڈاکہ میں لوٹے گئے تھے پولیس نے پھر حاصل کر لئے۔

بے روزگار مسلمانوں کیلئے نادر موقع

امرتسر کے کپڑا بننے کے سکول اور اضلاع گجرات سیالکوٹ ہوشیارپور، ملتان کے کپڑا بننے والے سکولوں کا داخلہ یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء سے شروع ہوگا، امرتسر کے سکول کے لئے ہر جماعت کے لئے ۱۰ ماہوار اور ضلع کے سکولوں کے لئے سے دو آٹھ روپے ماہوار وظائف دیئے جائیں گے، بافندگان کے بچوں اور نو۔۔ ۔۔ کان کو ترجیح دی جائے گی، درخواستیں ۱۵ جولائی تک ہیڈ ماسٹر امرتسر اور اسسٹنٹ ماسٹرز اضلاع متعلقہ کے نام آنی چاہئیں،

پراسپکٹس درخواست کرنے پر انہیں مقامات سے مل سکتے ہیں،

ضرورت ضرورت

دو تین نو مسلم انگریزوں کے لئے ملازمت کی ضرورت ہے۔ جو بباعث مسلمان ہو جانے کے سابقہ ملازمتوں سے علیحدہ کر دئے گئے ہیں۔ آدمی محنتی اور قابل ہیں۔ اور انشاء اللہ امید ہے۔ کہ وہ دیانت داری سے کام کریں گے۔ تنخواہ بھی محض گذارہ کے لئے لیں گے۔ ان میں سے ایک انجن ڈرائیو اور موٹر کا کام بہت عمدہ طرح جانتا ہے۔ جن دوستوں کو یا ان کے کسی واقف کار کو ملازمین کی ضرورت ہو۔ امید ہے۔ کہ وہ اپنے ان نو مسلم دوستوں کو ترجیح دیں گے،

اسی طرح حضرت امیر نے انتظام کیا ہے۔ کہ بعض دوستوں کو اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے موزوں رشتہ کی تلاش میں مدد دی جائے گا۔ احباب ایسی مدد کے خواہاں ہوں گو وہ ہمیں اطلاع دے دیا کریں۔ تو انشاء اللہ انہیں سہولت رہے گی،

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۱۲ — نمبر ۶۸

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۲۸ - ذیقعدہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۲ - جولائی ۱۹۲۴ء

بابی مذہب

(محمد عمر صاحب، بی۔ ایم ایس، بریلوی کے قلم سے)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب باصفا نے جب یہود اور ایران کو فتح کر لیا، اور دولت ساسان ہوا ہو کے رہ گئی، تو ساسانیوں، یہودیوں میں جہاں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے، جو اسلام کے سچے خدمت گزار بن گئے، وہاں اکثر منافق بھی پیدا ہو گئے،

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک معیار عجیب وغریب دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ "دنیا حق کی مخالفت کیا کرتی ہے، اور ناحق کی طرف دار بن جاتی ہے" ہم اس کسوٹی پر جس کسی کو پرکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عجیب وغریب محک ہمارے ہاتھ میں آگئی ہے،

خدا کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود سچے تھے، بلکہ سچوں کے سردار تھے، اللہ اللہ آپ کے تیرہ سالہ مکہ کی زندگی میں وہ مخالفتیں ہوئی ہیں، جس کو تاریخ اسلام کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں، اور اگر واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ نہ ہوتا، تو شمع نبوت کب کی گل ہو گئی ہوتی، مگر آپ کے مقابلہ پر مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور سجاح نے جب دعوے نبوت کیا، تو ان کی نہ صرف مخالفت کی گئی، بلکہ ان کی تائید میں سینکڑوں آدمی اٹھ کھڑے ہوئے،

اسلام کی مخالفت مختلف بنیادوں پر کی گئی ہے، اور اس باغ کے ویران کرنے کی جس قدر کوشش ایران نے کی ہے دوسرے ملک نے نہیں کی، یہ میرا عقیدہ آج کا نہیں ہے بلکہ بیس برس قبل کا ہے،

یہود اور مجوس نے جب دیکھا، کہ اسلام کے آفتاب پر خاک نہیں ڈالی جا سکتی، اور کھلم کھلا مخالفت میں کامیابی مشکل ہے، تو دوست بن کر اسلام کی بیخکنی کی فکر کی گئی، اس میں سب سے پہلی کوشش عبداللہ ابن سبا یہودی کی تھی، جس کے ذریعہ سے ننگ اسلام گروہ روافض کا دنیا میں پیدا ہو گیا، اب ذرا ایران کے باشندوں کی کوششیں ملاحظہ فرمایئے،

ابو مسلم خراسانی کے اعتقادات بھی کچھ قابل اعتبار نہ تھے۔ مگر یہ فتنہ منصور نے اس کو قتل کر کے مٹا دیا، اس کے بعد سنباد نام ایک شخص ابو مسلم کے انتقام کے درپے ہوا۔ مگر یہ بھی مارا گیا، اس کے چار سال بعد ۱۴۱ھ میں ان ہر دو سے ماننے والوں سے خاص بغداد میں ہنگامہ کیا، یہ راوندی کہلاتے تھے، تناسخ کے قائل تھے، اور دعوے کرتے تھے کہ جو روح آدم کے جسد میں تھی، وہ عثمان بن نہیک کے جسم میں ظاہر ہوئی ہے ان کا پروردگار اور رزاق مطلق خلیفہ منصور ہے، اور فرشتہ جبرائیل ہیثم بن معاویہ کی صورت میں ظاہر ہوا، مگر یہ فتنہ بھی فرو کیا گیا، اس سے نو برس بعد استاد سیس نام نے دعوے نبوت کیا، اس کے بعد ۱۵۹ھ میں خراسان کے اندر ابن مقنع ظاہر ہوا، یہ کانا اور پستہ قد شخص تھا اور مختلف علوم میں دستگاہ رکھنے کی بدولت حکیم کہلاتا تھا اپنی بدصورتی دور کرنے کیلئے منہ پر ایک خوبصورت چہرہ بنا کر لگایا تھا ہمیشہ اس سنہرے چہرے میں نظر آتا، اور کبھی اپنی شکل نہ دکھاتا، اس کا دعوے تھا کہ میں خود خدا ہوں، خدا نے آدم کا پتلا بنایا، اور اس میں خود داخل ہو کر نمودار ہوا، پھر دیگر انبیا کی صورتوں میں آشکار ہوا، اور ہوتے ہوتے اب وہ ابو مسلم خراسانی کی صورت میں ظاہر ہوا، اس کے بعد وہی ہاشم کی صورت میں نمایاں تھا، اور کہتا تھا کہ وہ ہاشم میں ہوں، غرض اس نے اوتار سسٹم جاری کیا تھا، تناسخ کا قائل تھا، اور اس نامعقول عقیدہ سے یہ سب کرشمہ پیدا کر دیئے تھے، اس پر مشرقی ایران اور خراسان کے ہزاروں آدمی ایمان لائے، اس کے آگے سجدے کرتے اور وقت ضرورت اس سے طلب مدد کرتے، اس کا دعوے تھا کہ ابو مسلم خراسانی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و اعلیٰ تھا، آخر ۱۶۱ھ میں جب وہ محصور ہوا، تو آگ میں مع اپنے ساز و سامان کے جل مرا،

اس کے بعد بہت دنوں تک یہ عجمی بے دینی کا جوش دبا رہا، مگر مامون کے زمانہ میں جاویدان نامی نے ایک اور فرقہ قائم کیا، یہ بھی تناسخ کا قائل تھا، اس کے بعد اس کا جانشین بابک خرمی ہوا،

مشہور زمانہ حسن بن صباح بھی اسی فارس کی یادگار ہے۔ اور اسی گروہ میں ایک شخص حسن نامی بھی گذرا ہے، جس کو علی ذکرہ السلام بھی کہتے ہیں، اس نے ۲۷۔ رمضان کو سب کے روزے تڑوا دیئے، اور حرام کو حلال کر دیا، یہی لوگ ہیں جو ملاحدہ قرامطہ اور باطنیہ وغیرہ کے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں،

اسمٰعیلیت اور باطنیت نے جس قسم کی آزادیوں اور اجتہاد کا دروازہ کھول دیا تھا، اگرچہ وہ زمانہ کے انقلابات سے مغلوب ہو گئے، اور ممالک اسلام کا عام مذہب نہ بن سکے، مگر ان کا زہریلا اثر اب بھی باقی ہے، انیسویں صدی میں ایران میں مرزا علی محمد باب ایک عجیب وغریب شخص کی کوششوں سے جو نیا مذہب نمایاں ہوا، اور اس وقت تک باقی ہے۔ اس کی عمارت خاصکر باطنیت اور ایران کے الحاد کے کھنڈروں پر قائم کی گئی ہے، یہ نیا مذہب بھی حسن بن صباح ہی کے اصول کا ایک آخری اور زیادہ آزادانہ مسلک ہے،

چونکہ برادران اسلام اس بابی فتنہ سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں، اس لئے ان حالات کو پیش کرتا ہوں، ہماری جماعت میں سے چند اشخاص کا اخراج ہوا ہے، میں ان پر خاموشی سے تبلیغ کرنے کا اعتراض ہرگز نہیں کرتا، چونکہ بدو اسلام میں تبلیغ چپکے چپکے ہوتی تھی، لیکن ہاں میں اس پر اعتراض ضرور کروں گا، کہ تنخواہ دار نوکر ہو کر انہوں نے وفاداری نہیں کی، میرا ایک پرانا عقیدہ ہے، کہ ایشیا میں غداری اور نمک حرامی کا مادہ ہی بہت زور شور سے ہے،

بابی مذہب ۱۸۴۴ء و ۱۸۴۵ء سے ایران سے نکلا، اس مذہب کا بانی مرزا علی محمد باب شیرازی تھا، یہ اپنے آپ کو سادات میں سے بتلاتا تھا، اس وقت اس کی عمر ۲۵ برس سے زیادہ نہ تھی، مرزا علی محمد باب اپنے ظہور یا بعثت کی تاریخ ۲۳۔ مئی ۱۸۴۴ء بیان کرتا ہے، یہ شخص اپنے ظہور سے قبل سید کاظم رشتی کے تلامذہ میں تھا، یہ شیعوں کے ایک خاص گروہ شیخیوں کے مقتدا تسلیم کئے جاتے تھے، اور ان کا اعتقاد خاص جن کو وہ رکن رابع کہتے تھے، یہ تھا کہ بارہویں امام، امام صاحب الزمان اور مومنین کے درمیان کسی نہ کسی شخص کو واسطہ ہونا چاہیئے۔ اس درمیانی واسطہ کو وہ حقیقی شیعہ کہتے تھے، اور اس حقیقی شیعہ کے استاد کا لقب باب تھا، جن کی تعداد اب تک چار ہوئی ہے، جس کے معنے دروازہ کے ہیں، اور اسی دروازہ کے ذریعہ امام آخر الزمان اپنی غیبت صغریٰ کے زمانہ میں ۲۶۰ھ سے ۳۲۹ھ تک، اپنے شیعوں سے خط و کتابت وغیرہ کرتے تھے، لوگوں کا یہ خیال غلط ہے، کہ باب کے معنے مذہب کے دروازے کے ہیں، یا خدا کے دروازے کے ہیں، مرزا علی محمد اپنے آپ کو باب محض انہی معنوں میں کہا کرتے لیکن کچھ دنوں کے بعد لفظ باب سے مرزا صاحب کو تسلی نہ ہوئی، اور وہ اپنے آپ کو "نقطہ" کہنے لگے، اور باب کا لقب اپنے شاگرد رشید ملا حسین بشروی کو تفویض فرمایا بابی دوست ہم کو معاف فرمادیں گے کیونکہ ہم یہ عرض کئے نہیں رہ سکتے کہ یہ وہی بات ہے کہ پہلے دعوے رسالت کیا جائے، اور پھر تھوڑے دنوں بعد خدائی کا دعوے کر دیا جائے،

باقی بر صفحہ ۷ کالم ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ | ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ | نمبر ۶۸

مسلمان اور شدھی

فتنہ شدھی شروع ہوا، مسلمان کلبلا اٹھے، بالکل اس طرح جیسے کسی شہر پر شب خون پڑے، جو جس کے ہاتھ میں آیا، لے کر بھاگا، دیوبندی پہنچے، حنفی پہنچے، اہل حدیث پہنچے، نقشبندی پہنچے، رضاکاران مصطفیٰ پہنچے، احمدی پہنچے، گویا میں نائیں نش، اندھیرے میں بجائے دشمن کے ایک دوسرے پر خوب بڑھ بڑھ کر وار کئے، کئی فلیتے دیوبندیوں نے احمدیوں سے لئے اور کئی مورچے احمدیوں نے غیر احمدیوں سے سر کئے، علیٰ ہذا القیاس سب نے اپنی اپنی ضرب لگائی اور کاری لگائی، کیا پرواہ ہے، کہ زد دوست کی چھاتی پر پڑے گی یا دشمن کی پیٹھ پر، شکر ہے آگ تو گئی، چلو چھٹی ہوئی۔ اسلام کی بڑی فتح ہوئی، گھی کے چراغ جلاؤ، شدیانے بجاؤ اور یلان اسلام کی مراجعت کا خیر مقدم کرو، کیا ہوا۔ اگر آریہ مہاشے ابھی تک میدان میں ہیں، اور بدستور مسلمانوں کو بیدین کر رہے ہیں، وہ اسلامی بسالت و شجاعت کا پرتو دیکھ چکے ہیں، اب خود لوٹ جائیں گے، واہ رے، خودداری، قومی خطرہ کا ایسا ہی احساس ہونا چاہیئے، اور اسی طرح سینہ سپر ہوجانا بہادروں کا کام ہے،

اگر مسلمانوں کی یہ جماعتیں وہاں کچھ دن قیام کرتیں، تو ہمیں تعجب ہوتا، کیونکہ مسلمانوں میں عدم استقلال کا خاصہ گھر کر چکا ہے، کونسا کام انہوں نے فی زمانہ شروع کیا، جس میں چند یوم کے وقتی شور و غل کے بعد انہوں نے اپنی بے نظیر امن پسندی کا ثبوت نہیں دیا، لفظ اسلام کے معنی ہی امن جوئی ہے، اور اس میں مسلمان اپنے سلف صالحین سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ وقتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ ○ کو بھی قابل التفات نہیں سمجھتے، کبھی کبھی غلطی سے وہ اپنے آبا کی پرانی شوکت و شجاعت کے افسانوں پر ناز کرنے لگتے ہیں، اور یہ خیال ان کو ابھار دیتا ہے، مگر وہ محض ایک وقتی جوش ہوتا ہے، جس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا، حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے، کہ ان کی رگ و پے میں سے سکت جا چکی ہے، اس لئے وہ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد اپنی اصلیت پر آجاتے ہیں،

راز حیات سعی مسلسل تگ و دو میں، جو قوم اس سے ناآشنا ہے اس کی زندگی ہو چکی، دنیا کو اس کی ضرورت نہیں ہے، وہ اس سر راہ افتادہ ناکارہ ٹھیکرے کی مانند ہے، جس پر ہر راہ گذر کی جوتیاں گرد کی ایک باریک تہ چھوڑتی جاتی ہیں، یہاں تک کہ اس کی تمام سطح چھپ جاتی ہے، اور آہستہ آہستہ وہ تحت الثریٰ کے ذلیل اور از یاد رفتہ سالکوں میں جا ملتا ہے، کوئی اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا، کہ کبھی وہ ایک شفاف چمکدار ظرف کا ضروری جزو تھا، جب کبھی باران رحمت کے چند چھینٹے اس کے چہرہ سے گرد دور کر دیتے ہیں، ذرا کی ذرا میں اس کا رنگ و روغن چمکنے لگتا ہے، لیکن اس کی بقا چند گھنٹوں یا زیادہ سے زیادہ ایک دن سے اور نہیں ہوتی، کیونکہ اگلا راہ گذر و گرد کی تازہ تہ اس سطح پر ڈال جاتا ہے، اور وہ پھر قعر فراموشی میں جا پڑتا ہے۔ بعینہ یہی کیفیت مسلمانوں کی ہے،

اس وقت جو کشمکش بنا و حیات کے لئے قوموں میں جاری ہے اس سے کون واقف نہیں، ہر ایک قوم اپنی زندگی کے لئے دوسری قوموں کو کھانا چاہتی ہے، اس کے لئے مختلف وسائل اختیار کرتی ہے، اور دن رات اسی فکر میں رہتی ہے، کہ کون کون اور طریق وہ استعمال کر سکتی ہے، ہمارے ابنائے وطن یعنی اہل ہنود اس راز سے مدت سے واقف ہو چکے ہیں، اور تب سے ہی انہوں نے ایک منظم نقشہ کے ماتحت کام شروع کیا ہوا ہے، ان کو یہ احساس ہے کہ ہندوستان میں اگر تھوڑی بہت التفات کے قابل کوئی قوم ہے، جو ان کی مقابل ہے اور جس کو وہ ہضم نہیں کر سکتے تو وہ مسلمان ہیں، دوسری قلیل التعداد جماعتوں کو وہ نیم ہندو ہی سمجھتے ہیں، اور انگریز تو غریب الوطن ٹھہرے، وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مسلمان کسی بات میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، کیا بلحاظ تعلیم، کیا بلحاظ دولت، کیا بلحاظ تجارت، ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ مسلمان ان شعبوں میں اپنی کمی پوری کرنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں، اور نہ کر سکتے ہیں، ان کو یہ بھی علم ہے، کہ مسلمانوں میں نفاق کی آگ بھڑک رہی ہے، اور ان میں متحد ہونے کی استعداد نہیں ہے، ساتھ ہی وہ اس بات کو بھی محسوس کرتے ہیں، کہ ہندو قوم میں مسلمانوں کا ایک پرانا صحیح یا غلط ڈر بیٹھا ہوا ہے، جس کا نکالنا ہندوؤں کو پورے طور پر شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کے لئے ضروری ہے، چنانچہ ان کی دوررس نگاہ نے اس کے تین علاج تجویز کئے،

اول اختلاط، تاکہ ہندو مسلمانوں سے زیادہ قریب ہو کر دیکھ لیں، کہ ان میں کوئی بات خود ان سے عجیب تر نہیں، چنانچہ وہ منزل طے ہو گئی، اور اس کے لئے مہاتما گاندھی جیسے شہ پر سے لایا گیا، مہاتما جی کو غالباً یہ معلوم نہ تھا، کہ ان سے ایک ایسا کام لیا جا رہا ہے جس کے لئے علم ہونے کی صورت میں کبھی طیار نہ ہوتے،

دوسرا یہ کہ مسلمانوں کی تعداد کم سے کم کر دی جاوے، اس کی عملی شکل شدھی ہے، جس کے روح رواں مہاشا شردھانند ہیں، مگر اصل میں تین مختلف اور زبردست جماعتیں اہل ہنود کی اس میدان میں کام کر رہی ہیں، اور ان کے سیکڑوں کارکن مصروف کار ہیں، اسلامی انجمنوں کا سیلاب جو شروع شروع میں امڈ آیا تھا، وہ رجعت قہقری کر چکا ہے، اور اب وہ نہایت امن سے کام کر رہے ہیں، انہوں نے فرقہ وار اختلاف بالائے طاق رکھ دیئے ہیں، اور اب صرف ایک نقطہ نگاہ سے کام کر رہے ہیں، اور وہ یہ ہے، کہ جو لوگ اپنے تئیں مسلمان کہلاتے ہیں، وہ اس نام کو چھوڑ دیں، ورنہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے، کہ وہ کوئی خاص اصول مذہب اپنے زیر بحث لوگوں میں پیش نہیں کرتے، وہ صرف ایک بات کے خواہشمند ہیں، کہ یہ لوگ اپنے تئیں ہندو قوم کا ایک جزو خیال کریں نیز یہ کہ ہندوؤں کے ڈھیلے جسموں کو کثرت و ورزش سے ٹھوس کیا جاوے یہ تجویز سنگھٹن اور رکھشا... کی صورت میں رونما ہوئی تھی، جس کے بانی مبانی پنڈت مدن موہن مالویہ ہیں، اسی تجویز کے ماتحت سینکڑوں اکھاڑے قائم ہو گئے ہیں۔ اور ہزاروں ہندو نوجوان صبح و شام ان میں اپنے جسموں کو کما کر مضبوط بنا رہے، اس امر کا یقین کرنے کے لئے کہ فی الواقعہ ان میں توانائی آگئی، انہوں نے مختلف مقامات پر اپنے قوت بازو کو مسلمانوں کے خلاف آزما لیا ہے اور اکثر کامیابی حاصل کی ہے،

دو سال نہیں گذرے، کہ ہندو مسلمان بیک زبان پکار رہے تھے، کہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد ہندوستان کی نجات کا واحد ذریعہ ہے، یہ گیت ابھی ختم نہیں ہوا تھا، کہ شدھی اور سنگھٹن کا نیا راگ شروع ہو گیا کیا اس کے یہ معنے نہیں، ہندو مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کو ذریعہ حصول مدعا ہی نہیں سمجھتے رہے، ورنہ کوئی وجہ نظر نہیں آتی، کہ انہوں نے کیوں یک لخت اتحاد کے قصر کو اس قدر صدمہ پہنچایا، اگر ایسے گرانے والا کوئی معمولی آدمی ہوتا تو اس کو کم عقلی پر محمول کیا جا سکتا تھا، اور شاید اس کی بات کوئی سنتا بھی نہ، اس کے لگانے والے ہر شما نہیں ہیں۔ اس قصر کے گرانے والے کانگریس کے لیڈر، سوامی شردھانند جی اور مالویہ جی ہیں۔ پھر اس کو دیوانگی کیسے کہا جا سکتا ہے، لامحالہ یہ ماننا پڑتا ہے، کہ انہوں نے اتحاد کو غور و فکر کے بعد توڑا ہے، اور عمداً مہاتما گاندھی کے کھیل کو بگاڑا ہے، یہ امر بذات خود تحریک شدھی اور سنگھٹن کے اجراء کے بواعث پر تیز روشنی ڈالتا ہے، اور ظاہر کرتا ہے، کہ وہ حکومت خود اختیاری خاص اپنے بل بوتے پر حاصل کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو اس میں بطور مسلمان حصہ دار نہیں کرنا چاہتے ہیں، وہ اس کے آرزومند ہیں کہ اگر مسلمان ان کے سوراج میں حصہ لیں، تو ہندو ہو کر، نہ کہ مسلمان رہ کر کیا مسلمان اس شرط کو ماننے کے لئے طیار ہیں نہیں تو پھر انہوں نے کیا طیاری کی ہے،

دنیا پر حکومت ہمیشہ تین چیزوں میں سے ایک کرتی ہے، علم یا دولت یا قوت بازو، پہلی دو چیزیں بدا ہتہً ہندوؤں میں بمقابلہ مسلمانوں کے زیادہ ہیں، کیونکہ تعلیم اور تجارت میں وہ مسلمانوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں، رہا قوت بازو کا سوال اس کے حصول کی وہ اب پوری تن دہی سے کوشش کر رہے ہیں، اگر مسلمانوں کے یہی لیل و نہار رہے تو آئندہ پچاس سال میں ہندو ان کے لئے ناقابل مقاومت ہوں گے، تعداد میں وہ پہلے بھی ایک مسلمان کے مقابل تین ہیں، اور اگر اس وقت انگریزی چوکیداری جس کے دور کرنے کی متواتر کوشش ہو رہی ہے نہ ہوتی تو مسلمانوں کا جو حشر ہوگا، وہ ہر ایک دوربین آنکھ دیکھ سکتی ہے

بعض اسلامی حلقوں سے آواز بلند ہو رہی ہے، کہ مسلمانوں میں اب بیداری کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں، اور ثبوت میں غازی مصطفیٰ کمال کے کارنامے، زاغلول پاشا کی جد و جہد، مولوی عبدالکریم کی فتوحات، ابن سعود کی حریت پسندی، رضا خان سردار سپہ کی جوانمردی اور امیر امان اللہ خاں کی بیدار مغزی پیش کی جاتی ہے، مگر کیا یہ سب مل کر یا منفرد ہمارے سد راہ گندھیکری کے جمود کو دور کر سکتے ہیں یا ہمارے فرقہ وار جھگڑوں کو مٹا سکتے ہیں، یا ہم میں یہ خوبی پیدا کر سکتے ہیں، کہ ہم شدھی کا میدان آریہ مہاشوں کے سامنے خالی چھوڑ کر واپس نہ آجاویں، یا ہم کو اپنے ابنائے وطن کے دوش بدوش چلنے کے قابل بنا سکتے ہیں، ہرگز نہیں، ؎

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے درد کی دوا کرے کوئی

وہ بیداری کہاں ہے، اور کس دن کام آئے گی، ہمسایہ قوم لمبے قدم اٹھاتی بڑھی جا رہی ہے، اور مسلمان محض آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں، اگر اسے بیداری کہتے ہیں، تو خواب کس جانور کا نام ہے

تعلیم اور دولت اور قوت واقعی بڑی چیزیں ہیں، اور وہی حکومت کرتی ہیں، مگر ایسی صورت میں جب محکوم قوم ان سے معرا ہو، لیکن کیا سات کروڑ مسلمان ان سب کو بھی حاصل کر کے ۲۵ کروڑ ہندوؤں پر حکومت کر سکتے ہیں، ہرگز نہیں، ان تینوں باتوں میں مساوی المیزان ہونے کے علاوہ بھی مسلمانوں کو ایک چوتھی چیز کی ضرورت ہے اور وہ اپنی تعداد کو بڑھانا ہے، ورنہ ان کے ہوتے ہوئے بھی وہ محکوم رہیں گے، مگر حال یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ مسلمان تبلیغ کا کام خود کرتے، اور دوسروں کو اپنے ساتھ ملاتے، انہوں نے ہندوؤں کو جن کے آبا و اجداد کسی کو ہندو بنانا ناممکن خیال کرتے تھے، اور جس کی تصدیق مہاتما گاندھی نے اپنے ایک تازہ مضمون میں کی ہے، یہ کام ہندوؤں کے سپرد کر دیا ہے، کہ ان کے بھائیوں کو ہانک لے جاویں، اور چند یوم کی علی عملی کے بعد ایسے چپ ہوئے ہیں، کہ کبھی بولے ہی نہ تھے، علامہ اقبال نے سچ کہا ہے ؎

نہیں کہ دو کہ پینے کی ہی تیر ہیں

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اخبار الفضل کی گذشتہ اشاعت میں ایک مضمون ہمارے مکرم دوست خان شاہ محمد خاں کے قلم سے شائع ہوا ہے، جس نے قدرتاً دونوں جماعتوں یعنی جماعت احمدیہ قادیان اور جماعت

احمدیہ لاہور کو مختلف نوع پر متاثر کیا ہے، جماعت قادیان نے تو اس سے یہ سمجھا ہے کہ بس اب لاہور کی جماعت کا خاتمہ ہے کیونکہ بقول ان کے ایک سونے کی چڑیا شاخ لاہور سے اڑ کر شاخ قادیان پر جا بیٹھی ہے، اس لئے انہوں نے بہت خوشیاں منائیں، اور اس سے ایک عمدہ تفاول لیا، جماعت لاہور کے دوستوں کو جو لاہور سے باہر رہتے ہیں، اور مقامی حالات سے قدرے ناواقف ہوتے ہیں، اس سے وہی رنج ہوا جو ایک بھائی کو دوسرے بھائی کی جدائی سے ہوا کرتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ خان صاحب موصوف کے منشار کو ہر دو طرف سے غلط سمجھا گیا، ان کا مقصد اس چٹھی کے شائع کرنے کا یہ تھا، جیسا کہ خود انہوں نے اپنی تحریر میں جو پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں نکل چکی ہے ظاہر کیا ہے کہ ہر دو جماعتوں کو اتحاد عمل کی دعوت دی جاوے۔ لاہوری جماعت کی طرف سے اس سے قبل متعدد دفعہ اس بات کی کوشش ہو چکی ہے، اور گذشتہ بعض سالوں میں کئی دفعہ بذریعہ وفود اور منفرداً میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا ہے، کہ وہ ان غلط عقائد کو جو انہوں نے اپنے ذہن رسا کی خوبی سے گھڑ لئے ہیں، چھوڑ دیں، اور اتحاد عمل کی طرف توجہ کریں، مگر بدقسمتی سے ہر دفعہ ناکامی ہوئی ہے، خان صاحب کی وہ چٹھی بھی اسی قسم کی ایک منفرداً کوشش ہے، اور کوئی انوکھی نوعیت نہیں رکھتی، خان صاحب تو کیا ہر ایک دوست اس بات کا متوقع ہے، کہ کب میاں صاحب موصوف کو انشراح ہو، کب ان کا فر گر عقائد کو ترک کریں، اور کب ان کے ساتھ یکجہتی کا سامان پیدا ہو، لاہوری جماعت میں سے کسی شخص کو ذاتی عناد یا عداوت نہیں ہے، اختلاف محض سلسلہ اور اعتقادات کی بنا پر ہے، اگر میاں صاحب آج ان خلاف قرآن و حدیث و تعلیم مسیح موعود علیہ الرحمۃ عقائد سے توبہ کریں، مسلمانوں کو کافر بنانا چھوڑ دیں، اور صحیح راہ پر آجاویں، تو یہاں سے ہر ایک دوست ان کے ساتھ ملنے کو طیار ہے، لیکن موجودہ عقائد کو رکھتے ہوئے جو میاں صاحب کے ہیں، نہ شاہ محمد خاں صاحب ان سے مل سکتے ہیں، نہ کوئی اور، شاہ محمد خاں صاحب نے صاف لکھا ہے، کہ عقائد ان کے بدستور ہیں، ہم نہیں سمجھتے کہ میاں صاحب کو انہیں اپنے ساتھ ملانے سے کیا فائدہ ہے، اور الفضل یا دوسرے قادیانی اصحاب کے لئے خوشی کا کیا مقام ہے، بلکہ اگر ان عقائد کے ساتھ خاں صاحب ان کے ساتھ شامل بھی ہو جاویں، تو میاں صاحب اور ان کی جماعت کو الٹا نقصان ہے، کیوں خاں صاحب جب ان کے ساتھ مل جائیں گے تو وہ اپنے عقائد دوسرے لوگوں تک پہنچائیں گے، اور وہ زہر جو لاہوری جماعت سے میل ملاقات کا اثر جس سے میاں صاحب نے اپنی جماعت کو محفوظ رکھنے کا خاص اہتمام کیا ہوا ہے، آہستہ آہستہ ان کی جماعت میں حلول کرنے لگ جائے گا اور اخیر پر شاید مہلک ثابت ہو، اس لئے ہم میاں صاحب کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں، کہ وہ ہمارے مکرم دوست شاہ محمد خاں صاحب کے قبیلے کے لوگوں کو ہرگز اپنے درمیان گھسنے نہ دیویں، کیونکہ یہ فتنہ بہائیوں اور بابیوں کے فتنہ سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا، اور بہت ممکن ہے کہ قصر خلافت کو بہالے جائے،

اعلان ضروری

چک ۲۷/۲ احمد پور۔ ڈاک خانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری میں ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جس کی بیوی معلمہ کا کام کر سکے، جہاں وہ بستی اقوام جرائم پیشہ کے لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم دے سکیں، معلم کو [illegible] روپے ماہوار تنخواہ اور پانچ روپے ماہوار الاؤنس ملتا ہے، اور ایک روپیہ سالانہ ترقی، معلمہ کی تنخواہ [illegible] روپے ماہوار اور ایک روپیہ سالانہ ترقی۔ پہلے بھی اس کے متعلق اعلان کیا گیا تھا، مگر اب تک کسی موزون معلم اور معلمہ کی درخواست نہیں آئی،

درخواستیں نام

چودھری ظہور احمد، جائنٹ سیکرٹری، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

وچھو والی ہندو فساد
کے
متعلق مسلمان معززین شہر کا جلسہ

لاہور وچھو والی بازار میں جن مسلمان بچوں کو ہندو غنڈوں نے پیٹا تھا، ان کی ضمانتوں کے متعلق اطلاع شائع ہو چکی ہے۔ ہندو دل جس کے اجزاءِ ترکیبیہ میں نرمی لینت اور مخلوق خدا سے ہمدردی بھاؤ اور پریم کے تمام عنصر کے سوا کہا جاتا ہے، کہ اور کچھ نہیں "اہنسا پرمو دھرما" کسی کی دل آزاری نہ کرنا جس قوم اور مذہب کا اصل اصول اور نصب العین بتلایا جاتا ہے، اس کی نسبت یہ خیال کرنا کہ کبھی آرہ، یوپی اور کشارپور میں ان نرم اور نازک کلائیوں نے بھی بیگناہوں کے رگِ گلو پر آری اور کٹاری چلانے کی تکلیف بھی اٹھائی ہوتی، ایک طرف ہندوؤں کے دھڑکتے ہوئے دل اور دوسری طرف مسلمانوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں کو دیکھ کر ان سیمین سینوں میں دلہائے سنگین موجود ہونا ماننا ہی پڑا تھا، وہ مذہب اور وہ قوم جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس کے چشمۂ دل سال بھر کی کسی معین تاریخ کو دشمنوں کے لئے بھی پریم اور محبت کی دھاریں اس قدر بلند ہو جایا کرتی ہیں، کہ وہ اس کو نسل انسانی کے جان لیوا کالے ناگوں د سرپ دیوتا کو بھی دودھ پلانے پر آمادہ کر دیا کرتی ہیں، یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے برادران وطن اور بے گناہ عورتوں اور بچوں پر اپنا دست تظلم دراز کریں، پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ ہم اس ناممکن کو ممکن اور محال کو آسان ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، ایک عام اور نفس انسانی کی سائیکلوجی سے ناواقف شخص کو یہ باتیں محیر العقول معلوم ہوں تو ہوں، مگر وہ لوگ جن کو فلسفۂ جذبات سے کچھ بھی واقفیت ہے، انہوں نے گریٹ سکین کی جرأت انگیز ہوشیاریوں اور خونخواریوں کو چشم بصیرت سے بارہا ملاحظہ فرمایا ہوگا، فطرت انسانی کے اس پہلو سے انکار نہیں کر سکتے، آرہ اور کشارپور ہماری آنکھوں سے دور دو شہر تھے، اور وہ دردناک سین جو وہاں رونما ہوا، ان میں مقامی رنگ آمیزیوں کی وجہ سے احتمال کذب و صدق ہو سکتا تھا لیکن اسی قسم کا ایک واقعہ لاہور میں بھی رونما ہوا ہے، کہ جس نے ان نازک بدنوں میں سنگین دلوں کا وجود ثابت کر دیا ہے، وچھو والی بازار میں سے چند ایک مسلمان لڑکے گذرتے ہیں۔ چند ایک ہندو غنڈے ان کو چھیڑتے ہیں، کچھ زیادہ وقت نہیں گذرتا کہ ہم ان معصوم بچوں پر ظالم اور سنگدل لوگوں کی کاری ضربیں پے در پے پڑتی ہوئی دیکھتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ہمیں خاک و خون میں تڑپتے ہوئے نظر آتے ہیں، اگر اس پر بھی مارنے والوں کا غصہ کم نہیں ہوتا، بلکہ وہ ان کے ساتھ ہی کچھ اور مسلمانوں کو بھی جو ان بے گناہ لڑکوں کو چھڑانے کے لئے آئے ہیں ہمیشہ کی نیند سویا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں، آہ۔ یہ اس نرم اور نازک دل کے کارناموں کا نقشہ ہے جس میں محبت اور پریم کے چشمے ابلتے اور بے آزاری کے جذبات متموج ہوتے ہیں، ہمارا قوم اور ہندو پریس بجائے اس کے کہ ان سفاکانہ اور وحشیانہ مظالم پر اظہار نفرین کرتا اور ایسے بدمعاشوں کو قرار واقعی سزا دلانے میں مدد دیتا، الٹا مسلمان طلبار کے خلاف زہر اگلتا ہے، ان پر طرح طرح کے الزام اور بہتان تراشے جاتے ہیں کہ جو تحقیقات پر بے بنیاد ثابت ہوتے ہیں، چند ایک ہندوؤں کی ضمانتیں ہو جاتی ہیں اور مقدمہ ایک مضبوط چٹان پر کھڑا ہو جاتا ہے، یہ دیکھ کر ہندوؤں کی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ اپنے آپ کو چاروں طرف سے گرفتار دیکھ کر بھولے بھالے مسلمانوں پر ڈورے ڈالنے شروع کرتے ہیں، اور خفیہ خفیہ صلح کرنا چاہتے ہیں، مگر بحیثیت قوم نہیں بلکہ چند ایک غیر ذمہ وار شخص تو صلح کا پیغام لے کر آتے ہیں، اور ان کا پریس اور باقی اکابر قوم اسی صلح کے پیغام کے ذریعہ سے مسلمانوں کو ستانے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اس پر غور کرنے کے لئے چودھری فتح محمد صاحب کے مکان واقعہ بیرون موچی دروازہ لاہور پر مسلمان معززین کا ایک اجتماع چودھری شہاب الدین صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا، اس مجمع میں کہ جو مظلوموں کے متعلقین اور مجروحین کے ہمدردوں پر مشتمل تھا، ہندو دل کے مقابل مسلم دل کی کیفیت پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے وہ لوگ کہ جن کو ظالم، وحشی، سفاک جہادی سپرٹ رکھنے والے کہا جاتا ہے، ان میں سے بہت سے لوگ کہ جن میں ان پٹنے والے معصوم طلبار کے آباء بھی تھے، اس پیغام صلح پر اظہار رائے کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ہندوؤں نے جو جو کچھ زیادتیاں ان مسلمان طلبار پر کی تھیں، ان کا تذکرہ نہایت پُر درد تھا، ہر ایک کے دل پر رنج اور غم کی گھٹا چھائی ہوئی نظر آتی تھی، سینے کے اندر انتقام کا جوش موجزن تھا، اور ہر ایک کو ہندو غنڈوں کی شرارت پر کامل یقین بھی تھا مگر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، کہ جب ہم نے ان میں سے قریباً ہر شخص کو صلح پر مائل پایا، یہ سینہ مسلم کی فراخی اور وسعت قلب کی ایک بین مثال تھی، مسلم دل باوجود اس کے کہ وہ زخموں سے چور چور تھا، مگر قرآن کے اس حکم پاک کے ماتحت کہ "فان جنحوا للسلم فاجنح لہا" کہ اگر دشمن صلح کے لئے آمادگی ظاہر کرے، تو تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ، صلح کی طرف جھکتا ہوا نظر آیا، اور بالآخر جناب صدر نے اسی موضوع پر اظہار خیالات کرتے ہوئے اپنا فیصلہ بھی صلح سے ہی متعلق کر دیا، اور اس غرض کے لئے ایک گیارہ آدمیوں کی کمیٹی تجویز کر دی گئی، کہ جو مسلم احساسات کا لحاظ رکھتے ہوئے صلح کی شرائط پر غور کرے گی، جناب شاہ محمد خاں صاحب پریزیڈنٹ انجمن اتحاد اسلام چودھری فتح محمد صاحب، ملک برکت علی صاحب، سید محسن شاہ صاحب اور دیگر معزز حضرات نے بھی اسی موضوع پر اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمایا،

(عبد الحق)

صداقت مسیح موعود

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

حم تلک آیات الکتاب المبین

(حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کے قلم سے)

اور حقیقت میں دیکھو تو وہ الہام بہت معمولی ہیں، جو احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق ہیں، اور مشروط بہ توبہ ہیں، جیسا کہ یا ایتہا المرأۃ توبی توبی ان البلاء علی عقبک اے عورت توبہ کر، توبہ کر بے شک بلا تیرے پیچھے ہے، سو ظاہر ہے، خدا تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے دشمنی تو نہیں، بعض عذاب بعض امور سے مشروط ہوتے ہیں، اور توبہ سے ٹل جاتے ہیں، اسی لئے قرآن کریم نے یصبکم بعض الذی یعدکم فرمایا کہ جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، ان میں سے بعض تم کو پہنچیں گے، یعنے انسان کی تھوڑی سی تبدیلی حالت نفس کی عذاب کو ٹال دینے کا موجب ہو جاتی ہے، پس یہ ایک بہت معمولی پیشگوئی تھی، اور صاف طور پر مشروط بہ شرائط تھی، مگر حضرت مسیح موعود نے بڑا زور جو اس آسمانی نکاح پر دیا ہے، تو ظاہر ہے، کہ ہمارے ان پیش نظر الہامات کی بنا پر تو تھا نہیں، اس کے علاوہ کچھ اور دکھایا گیا ہوگا، سو ظاہر ہے کہ وہ آسمانی نکاح کسی شخصیت کے ساتھ نہ تھا، بلکہ اس حقیقت کے ساتھ تھا، جو محمدی بیگم کے نام کے اندر مضمر تھی، اور مامور من اللہ کی شان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کا نکاح آسمان پر اگر کسی سے ہوگا تو وہ نکاح روحانی ہوگا، اور کسی امت یا قوم سے ہوگا ایک معمولی عورت سے نہیں ہو سکتا، صحیح تعبیر کی طرف اس وقت ذہن منتقل نہ ہوا تو نہ ہو، آج واقعات حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں، ہم روز اسی دولہا کی برات کو یورپ اور امریکہ میں چڑھتے دیکھتے ہیں، ایسی اعلیٰ شان کی محمدی بیگم کا تزوج جس خوش قسمت کے ساتھ ہو اس سے مطالبہ کرنا کہ فلاں عورت سے نکاح کیوں نہ ہوا، حالانکہ وہ مشروط بہ شرائط تھا، ویسا ہی ہے جیسے کسی کو کوئی سلطنت مل جائے، اور لوگ اس سے مطالبہ کریں، کہ تم نے تو کہا تھا ہمیں ایک گھوڑا ملے گا، وہ تو نہ ملا، حالانکہ اس بڑے انعام کے سامنے ادنےٰ انعامات کوئی حقیقت نہیں رکھتے، بلکہ اسی

کے ضمن میں آجاتے ہیں،

پس محمدی بیگم سے مراد وہی حقیقت ہے، جو اس نام میں مضمر ہے، اور یہ آسمانی نکاح ازل سے مقدر تھا، جس کا اشارہ قرآن کریم میں تھا، جس کی پیشگوئی حدیث میں تھی، اور جس کے متعلق خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اور یہی وہ محمدی بیگم ہے، جس سے یتزوج و یولد لہ کے ماتحت معلوم ہوتا ہے، کہ عالم کباب سے جو پیدا ہونا ہے یعنے مسیحی قوموں میں سے جو لوگ مسلمان ہوں گے، ان میں فیضان محمدی اور تعلق روحانی مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ کسی عظیم الشان انسان کو پیدا کرے گا، یہاں بھی وہی غلطی لگی جو پہلے لگی تھی، بہ ظاہر محمد صاحب کی بی بی محمدی بیگم تھیں، حضرت مسیح موعود ان کے لئے دعا کرتے تھے، الہام میں تو محمدی بیگم کا نام آیا نہیں، غالباً کشفی طور پر دکھایا گیا ہوگا، الہام میں تو [illegible] کے لئے ظاہر ہوئے تھے، جن میں [illegible] یہاں بھی محمدی بیگم سے شخصیت ہی سمجھی گئی [illegible] مراد تھی، جو نام میں مضمر تھی، چونکہ ان کے [illegible] ذہن شخصیت کی طرف گیا، لیکن [illegible] مراد تھی، وہ فوت ہو گئیں، جب ان کی [illegible] بذریعہ الہام اس راز کو بتایا گیا، کہ درحقیقت محمدی بیگم سے علم الٰہی میں کچھ اور مراد تھا، چنانچہ الہام ہوا حٰمٓ. تلک آیات الکتاب المبین ہ تفہیم یہ ہوئی کہ اس جگہ حٰمٓ سے مراد محمدی بیگم ہے، اب اس الہام سے صاف پتہ لگ گیا، کہ محمدی بیگم سے مراد آیات کتاب مبین ہیں، یعنے وہ نشان جس کا ذکر کتاب مبین یعنے قرآن کریم کی آیات میں ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ آیت سورہ القصص میں ہے، جو شروع بھی تلک آیات الکتاب المبین سے ہوتی ہے، جس میں صاف اشارہ ہے، کہ وہ آیات کتاب مبین اس سورۃ میں تلاش کرو، پھر اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے اس الہام کو بھی پڑھو جو انگریزی میں ہے، لے ورڈ اینڈ ٹو گرلز (A word & two girls) یعنے ایک کلام اور دو لڑکیاں تو صاف نظر آجائے گا، کہ وہ کونسی آیات ہیں یعنے وہی جس میں ایک پیشگوئی اور دو لڑکیوں کا ذکر ہے گو ابھی اس انگریزی الہام کی مراد کے متعلق یقینی طور پر کچھ کہنا قبل از وقت ہے، مگر انگریزی میں الہام ہونا اشارہ کرتا ہے، کہ یورپ کی مسیحی اقوام سے اس کا کچھ تعلق ہے، اور حٰمٓ تلک آیات الکتاب المبین کا الہام تو صاف طور پر بتاتا ہے، کہ قرآن کریم کی آیات میں اس کا کچھ اشارہ ہے، اور دو لڑکیوں اور حضرت موسیٰ کے واقعہ میں جو آنحضرت صلعم کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اس کی مماثلت اور تشریح صاف طور پر بتلاتی ہے، کہ وہ مسیحی قوم ہے جس کا مسیح موعود کی وساطت سے محمدی بیگم بننا مقدر ہے، اور نیز عالم کباب کا نام اور حضرت مسیح موعود کی تفہیم دونوں اس بات کے متقاضی ہیں، کہ وہ موعود انہی یورپی اقوام میں سے پیدا ہو، کیونکہ یورپ نے ہی اپنی عالمگیر جنگ کے ذریعہ دنیا کے سامنے عالم کباب کا وہ نظارہ پیش کیا، جو اپنی نظیر آپ ہے، جس طرح ایک عالم توپوں اور بارود کی آگ میں بھونا گیا، وہ محتاج بیان نہیں پس دونوں جگہ یعنے حضرت مسیح موعود کے ابتدائے بعثت میں جس محمدی بیگم سے آسمان پر نکاح دکھایا گیا، وہ وہی مسیحی قوم تھی، جس نے یتزوج کی پیشگوئی کے ماتحت مسیح موعود کی وساطت سے فیضان محمدی پانا تھا، اور آپ کے اختتام بعثت پر جس محمدی بیگم سے عالم کباب پیدا ہونا تھا، وہ بھی وہی مسیحی قوم تھی، جس نے فیضان محمدی سے حاملہ ہو کر یولد لہ کے ماتحت بڑے عظیم الشان انسان پیدا کرنے تھے، دونوں ایک ہی محمدی بیگم ہے، صرف ایک جگہ یتزوج کے ماتحت نکاح ہے اور دوسری جگہ یولد لہ کے ماتحت اولاد ہے، بات کا مطلب وہی ہے کہ مسیحی اقوام فیضان محمدی سے مسیح موعود کی وساطت سے بہرہ یاب ہو کر خدام دین اسلام پیدا کریں گی، اور جس کا نظارہ نظر آنے لگا ہے،

میرے مخاطب اس مضمون میں صرف وہ لوگ ہیں، جو صاحب [illegible] ایک انصاف پسند دل سے کر حقائق [illegible]

ایمان اور صداقت اسلام ہے، مکذبین و مستہزئین جن کا منشا ہوا نفس کے پیچھے صرف تکذیب و استہزا ہے، اور جو ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ کے مصداق بن چکے ہیں، میرے مخاطب ہرگز نہیں، اور نہ میں انہیں اس قابل سمجھتا ہوں، کہ ان کی لغویات کی طرف التفات بھی کی جائے،

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ہ

بقیہ صفحہ اول

بابیوں پر اگرچہ یہ مثل صادق آتی ہے، کہ [illegible] کے آدمی ہیں، پیر شدی" مگر ان کی تاریخ اس قدر واقعات سے پر ہے کہ مندرجہ ذیل حالات محض خلاصہ [illegible] ہیں،

مرزا علی محمد کا زیادہ تر زمانہ قید میں گذرا ہے، دعوے اب پچیس برس کی عمر میں ہوا ہے، وہ امر قابل غور ہے، یعنی مئی ۱۸۴۴ء سے جولائی ۱۸۵۰ء تک، پہلے شیراز میں قید رہے، اس کے بعد ماکو میں اور پھر شہر تق میں، لیکن تبلیغ کا کام اس کے مریدین نے بڑے زور شور سے کیا، اور اکثر ایسا ہوا کہ سلطنت سے مقابلہ ہو جانے پر بلوے کی صورتیں پیدا ہو گئیں، مگر یہ بلوے خاص کر محمد شاہ قاچار کی وفات کے بعد زیادہ ہوئے، جو ستمبر ۱۸۴۸ء میں ہوئی، اس میں پہلا بلوہ دسمبر ۱۸۴۸ء تا جولائی ۱۸۴۹ء مازندران میں ہوا، یہ بلوہ شیخ طبرسی کے مزار کے پاس ہوا، اس بلوہ میں بابیوں کی سرداری ملا محمد علی بار فروشی اور ملا حسین بوشروی کے ہاتھ میں تھی، یہ لوگ کامل سات ماہ تک مقابلہ کرتے رہے جس کے بعد ان کی گرفتاریاں عمل میں آئیں، اور یہ قتل کئے گئے زنجان کا بلوہ جس کی سرداری ملا محمد علی زنجانی کے ہاتھ میں تھی، وہ بھی آٹھ ماہ تک رہا، مئی سے دسمبر ۱۸۵۰ء تک ان بلووں سے زیادہ سخت بلوہ آقا سید یحییٰ تبریزی کا تھا، اگرچہ یہ بہت دنوں نہیں رہا، مگر سخت ضرور تھا، یہ بلوے جاری تھے کہ مرزا علی محمد باب شہر تق کے جیل خانہ سے نکالے گئے، مع اپنے ایک مرید خاص کے، اور تبریز لائے گئے، اور قلعہ کے سامنے ان کے ایک گولی ماردی گئی، جیسا کہ قاعدہ ہے، لاش کچھ عرصہ فصیل شہر پر لٹکائی گئی، مگر بعد میں بابیوں نے لاش حاصل کر لیا، اور لا کر طہران کے قریب دفن کی گئی، مگر بعد میں یہ لاش وہاں سے ہٹائی گئی، اور بالآخر عکہ میں جو شام کا ایک شہر ہے، دفن کی گئی، اس واقعہ کے بعد بابی دو سال گمنامی کی حالت میں رہے، لیکن ۱۵ اگست ۱۸۵۲ء میں بابیوں نے ناصر الدین قاچار کو قتل کرنے کی کوشش کی، بادشاہ اس وقت شکار سے واپس آرہا تھا، اس میں بابیوں کو سخت ناکامی ہوئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کی طرف سے ان کو سخت سزائیں دی گئیں، اور ۳۱ اگست ۱۸۵۲ء کو قریب تیس بابی جن میں مشہور زنانہ حسین قرۃ العین بھی شامل تھی، طہران میں مختلف تکالیف کے ساتھ قتل کر دیئے گئے، ان قتل ہونے والوں میں حاجی مرزا جانی کاشانی بھی تھے، یہ وہ شخص ہے، جس نے بابیوں کی تاریخ اپنے نقطۂ خیال سے لکھی، ان کی تاریخ کا ایک قلمی نسخہ جس کو کونٹ گوبینو نے ایران میں خریدا، اب بھی پیرس کے ایک کتب خانہ میں موجود ہے، ان کی تاریخ کا ایک اور نسخہ بھی ہے جس کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا، مگر اس میں بعض تحریفات بتائی جاتی ہیں پیدا ہوئی ہیں،

مرزا علی محمد باب کی جانشینی مرزا یحییٰ نوری کو ملی، اس وقت ان کی عمر صرف ۲۰ سال کی تھی، یہ بغداد بھاگ گئے اور وہیں انہوں نے "صبح ازل" کے نام سے مرزا علی محمد باب کی خلافت قائم کر دی صبح ازل کی زندگی زیادہ تر گوشہ نشینی میں گذری ہے، اور فرقہ پر حکومت دراصل اس کا بھائی مرزا حسین علی جس کا دوسرا لقب بہاء اللہ تھا، کیا کرتا تھا، (مرزا حسین علی کی پیدائش ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء کی ہے) یہ مرزا حسین علی اس ترکیب سے جماعت میں معزز بن گیا، اگرچہ "الایقان" میں جو ۱۸۵۸ء اور ۱۸۵۹ء میں تصنیف ہوئی ہے، بہاء اللہ صبح ازل کی بڑائی تسلیم کرتا ہے، مگر اب شاید بہاء اللہ سے زیادہ صبر نہ ہو سکا، ۱۸۶۳ء میں یہ دنیا میں اعلان کیا، کہ میں وہ ہوں جس کو خدا نے ظاہر کرنا تھا" (من یظہرہ اللہ) اور حضرت باب کی کتب میرے بارے میں پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہیں، اور اس نے اپنا یہ دعوے کل بابیوں کے سامنے پیش کر دیا، جماعت کے کثیر حصہ نے اس کے دعوے کو قبول کر لیا، مگر صبح ازل اور اس

بابیوں کے دو گروہ ہو گئے "ازلی اور بہائی" مگر ازلی کم ہوتے گئے اور بہائی زیادہ ہوتے گئے، یہاں تک ۱۹۰۸ء میں بہائیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے دس لاکھ تک بتائی جاتی تھی، اور ازلی صرف سو دو سو رہ گئے،

۱۸۶۳ء میں ایرانی سلطنت نے ترکی سلطنت سے کہہ کر بابیوں کو بغداد سے ہٹوا دیا، اور وہاں سے یہ لوگ ایڈریانوپل بھیج دیئے گئے، ۱۸۶۸ء میں بہاء اللہ اور اس کے مریدین عکہ روانہ کر دیئے گئے، اور صبح ازل اور اس کے چند رفقا جزیرہ قبرص میں بھیجے گئے، جہاں صبح ازل ۱۹۱۲ء تک زندہ تھا،

بہاء اللہ کا انتقال عکہ میں ۱۶ مئی ۱۸۹۲ء کو ہو گیا، اس کے بعد اس کا لڑکا عباس آفندی جس کا دوسرا نام "عبد البہا" بھی ہے اس کا جانشین ہوا، لیکن بہاء اللہ کے چار لڑکوں میں سے ایک نے جس کا نام "محمد علی" تھا، اپنا دعوے خلافت پیش کر دیا، اگرچہ یہ ایک بنا رخنہ پیدا کر جیت رہی عباس آفندی کی،

اس علیحدگی سے ایک اچھا خاصہ لٹریچر پیدا ہو گیا، جو کہ نہ صرف فارسی زبان میں ہے، بلکہ انگریزی میں بھی ہے، کیونکہ ۱۹۰۰ء میں اہل امریکہ نے بہاء اللہ کا مذہب اختیار کرنا شروع کر دیا، جب امریکہ کا ایک خاص باشندہ "ابراہیم جارج خیر اللہ" بہاء اللہ کا نائب بنا، اور اس نے شکاگو کی نمائش میں تبلیغ شروع کر دی، مگر محمد علی کا نائب بن کر، جب ان امور کی خبر عباس آفندی کو ہوئی، تو اس نے اپنے نقیبوں کو امریکہ روانہ کر دیا، ان نقیبوں اور داعیوں میں مرزا ابو الفضل جیسے پیرانہ سال بزرگ بھی شامل تھے، اور ان کی کوشش سے عباس آفندی نے بہت کچھ کامیابی حاصل کی حتیٰ کہ امریکہ کے اخبارات میں مضامین نکلے، جن کی سرخی یہ ہوتی تھی "امریکہ میں اسلام اصلی رنگ میں"

شروع شروع میں بابیوں کا جو مذہب تھا، اور جس کا نمونہ صرف ازلیوں میں باقی رہ گیا ہے، اس کا سمجھنا اب نہایت مشکل ہے، مگر ان کے لئے آسان ہے، جو اسلام کو جانتا ہو، اور خاص شیعیت کو مگر موجودہ بابیوں کو مسلمان سمجھنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ موجودہ مسلمانوں کو عیسائی، یا موجودہ عیسائیوں کو یہودی خیال کرنا بالفاظ دیگر اس کے یہ معنے ہیں، کہ موجودہ بابی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول تسلیم کرتے ہیں، اور قرآن سچی کتاب مانتے ہیں مگر نہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں، اور نہ قرآن کو خاتم الکتب، ان کا اعتقاد ہے، وحی و الہام ترقی پذیر ہیں، اور کوئی وحی آخری نہیں ہو سکتی، کیونکہ جس طرح انسان ترقی کرتا ہے، اسی لحاظ سے اس کی ضرورت کے موافق وحی دنیا میں آتی ہے، اور وحی کا ظہور ہوتا ہے، خدا تعالےٰ کا سمجھنا مشکل ہے، مگر وہ صرف اپنے مظاہر سے شناخت کیا جا سکتا ہے، اور زمانہ کے مظاہر کو شناخت کرنا ہی انسان کے فرائض میں سے ہے،

بابی الہامات کا مجموعہ بہت زیادہ ہے، اور بہت سے نکلا ہے، (بیان نمالٹ) کا نمونہ، اس میں کسی قسم کی فقہ کا وجود نہیں ہے، یہ امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے بہت امور غیر طے شدہ اور دیگر ہیں، مثلاً معاد کا حال، دعوے ہے خدا کی آخری کتاب اور آخری رسول ہونے کا، اور معاد کے معاملہ میں سخت خاموشی اختیار کی گئی، بعث بعد الموت سے انکار کیا گیا ہے روی تناسخ جس کے ایرانی بعیان شوقین ہیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ بعض بعض لوگوں کو ابدی زندگی مل جائے گی، مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ اس رائے پر بھی سب کا اتفاق نہیں،

خاص خاص حروف اور اعداد کی بہت بہت عزت کی جاتی ہے، مثلاً اٹھارہ ۱۸ اور انیس ۱۹ کے عدد کی یا ۱۹ × ۱۹ = ۳۶۱ کے جس کے یہ معنے بیان کئے جاتے ہیں، کہ دنیا میں صرف تین سو اکسٹھ ۳۶۱ چیزیں ہیں، (خدا ایسی عقل والوں سے بچائے) بطور ۱۸ اور ۱۹ سے مراد توحید باری تعالےٰ ہے،

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا علی محمد باب کے اصول اسمٰعیلی اور حروفی فرقے سے زیادہ ملتے جلتے ہیں، مگر جب سے اس فرقہ کی باگ بہاء اللہ کے ہاتھ آئی ہے، تب سے اس کے اصول اس قسم کے ظاہر کئے جاتے ہیں، کہ گویا کہ یہ مذہب بہت زیادہ پریکٹیکل (عملی) اور اخلاقی ہے، پرانے بابیوں میں جو ہمہ اوست کے خیالات تھے، وہ بہاء اللہ نے مٹا دیئے، اس کا دعوے

(۴۲) عبدالرحمٰن خان صاحب عبدفنڈ عدر فطرانہ ۹ر ۔۔۔ ۹ر
(۴۳) شیخ خدابخش خان صاحب لیڈر پشاور شہر من رسالہ ۔۔۔ عبدفنڈ عدر ۔۔۔ للعہ
(۴۴) میاں بہادر ہویں صاحب ۔۔۔ عدر ۔۔۔ عدر
(۴۵) بابو شریف علی خان صاحب ۔۔۔ عہ ۔۔۔ عہر
(۴۶) میاں پیر محمد صاحب عیدفنڈ عدر فطرانہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۲ر
(۴۷) مرزا رمضان علی خان صاحب ۔۔۔ عدر ۔۔۔ عدر ۔۔۔ ۱۲ر
(۴۸) مستری محمد رمضان صاحب ۔۔۔ عدر ۔۔۔ عدر
(۴۹) میاں عبداللہ صاحب فطرانہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۲ر
(۵۰) میاں اصرونا صاحب ۔۔۔ ۵ر ۔۔۔ ۵ر
(۵۱) عبدالعزیز خان صاحب عیدفنڈ عدر ۔۔۔ عدر
(۵۲) ڈاکٹر شیخ غلام محمد صاحب نصل بیرٹن ہسپتال شہر پشاور جرمن رسالہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ صہ

میزان کل ۔۔۔ ۲۹۱/۱۲/ہ

منہائی اخراجات مقامی ۔۔۔ ۵/۲/

باقی ۔۔۔ ۲۸۲/۱/۴

وفات حسرت آیات

(۱) حضرت خان صاحب مولانا مولوی غلام حسن صاحب میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ پشاور کی اہلیہ صاحبہ کا ۲۲ مارچ کو علی الصبح انتقال ہو گیا، انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مرحومہ قریباً دو سال مرض سل سے علیل رہیں، حضرت مولانا صاحب و ان کے متعلقین نے ان کی بے حد خدمت کی، اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے، اور صبر کا اجر بخشے، مرحومہ کثیر اولاد چھوڑ گئیں، اللہ تعالےٰ سب کا حافظ و ناصر ہو، قریباً سب لڑکوں کو انہوں نے اعلیٰ تعلیم دلائی، اور لڑکیوں کو بھی نوشت و خواند کرنا و قرآن شریف و کتب دینیہ کی تعلیم دی، اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار عاطفت میں جگہ دے۔ آمین، ان کی وفات کا سب جماعت کو بہت افسوس ہے، بالخصوص اس لئے کہ حضرت مولانا صاحب ممدوح کی وہ قریباً ۵۰ سالہ مونس، غمخوار و اعلیٰ درجہ کی رفیق تھیں، اور انتظام خانہ داری کا کل بوجھ انہوں نے اپنے سر پر اٹھایا ہوا تھا، اللہ تعالےٰ اب ان کا حافظ و ناصر و معاون ہو، اور ان کی اولاد کو ان کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین

(۲) اخویم اصغر علی صاحب ولد محمد یعقوب صاحب سکنہ موضع کھولہ کنگرہ ضلع جالندھر قضائے الٰہی سے چک نمبر ۳۳ دوکا ڑامیں ۱۳ جون کو وفات پا گئے ہیں، جملہ احباب اس کا جنازہ غائب پڑھ دیں، مرحوم کو احمدیت کے باعث اپنے متعلقین سے بہت تکالیف پہنچی تھیں، یہاں تک کہ وہ ترک وطن کر کے چک نمبر ۳۳ میں ہمارے احباب کے پاس رہتا تھا، اللہ تعالےٰ مغفرت کرے،

(۳) اخویم ڈاکٹر محمد شریف صاحب سول سرجن جالندھر کا صاحبزادہ وفات پا گیا ہے، ہم جملہ احباب کو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اس غم میں دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالےٰ ان کو اور ان کے متعلقین کو صبر عطا فرما دے، نماز جنازہ یہاں گذشتہ جمعہ ادا کی گئی دیگر احباب بھی نماز جنازہ ادا فرما دیں،

(۴) اخویم محمد آلہی صاحب پرمننٹ وے انسپکٹر محکمہ ریلوے جالندھر کی اہلیہ صاحبہ گذشتہ ہفتہ کو وزیرآباد میں تپ محرقہ سے رحلت فرما گئی ہیں، مرحومہ بڑی نیک بخت مخلصہ تھیں، اور ہر ایک نیک تحریک میں ابو صاحب کی رفیق و معاون رہتی تھیں، چنانچہ بیماری میں بھی مبلغ چندہ جرمن مسجد دے گئیں، اللہ تعالےٰ مرحومہ کو مغفرت کرے، اور ان کے خاوند اور بچوں کو صبر عطا فرمائے ۔ جملہ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں،

محمد منظور آلہی،

اعلان فسخ بیعت

ذیل کے احباب محمودی عقائد تکذیب مسیح موعود و تکفیر مسلمین سے توبہ کر کے جماعت احمدیہ لاہور میں بوساطت مولانا ابو یوسف عصمت اللہ صاحب شامل ہو گئے ہیں، اللہ تعالےٰ ان کو صراط مستقیم پر قائم رکھے، اور خادمان دین میں شامل کرے آمین

(۱) مولوی عطا محمد صاحب سکنہ وصوم کوٹ،
(۲) دیان محمد صاحب راجپوت ۔۔۔ ۔۔۔
(۳) محمد رمضان صاحب کشمیری ۔۔۔ ۔۔۔
(۴) ہمشیرہ صغریٰ بی بی صاحبہ ۔۔۔ ۔۔۔
(۵) ۔۔۔ غلام فاطمہ صاحبہ ۔۔۔ ۔۔۔
(۶) ۔۔۔ زینب بی بی صاحبہ ۔۔۔ ۔۔۔
(۷) عزیز بشیر احمد صاحب ۔۔۔ ۔۔۔
(۸) ۔۔۔ نذیر احمد ۔۔۔ ۔۔۔
(۹) عزیزہ مبارکہ بی بی ۔۔۔ ۔۔۔
(۱۰) غلام احمد صاحب معرفت ڈاکٹر محمد امین صاحب موگا،
(۱۱) عبدالرحمٰن صاحب سکنہ بٹالہ،

خاکسار محمد منظور آلہی اسسٹنٹ سکرٹری،

تازہ خبریں ہندوستان

موسمی ہواؤں کا زور

شملہ ۔ ۲۷ جون ۔ موسمی ہوائیں عام طور پر کمزور رہی ہیں لیکن دباؤ کی حالت آہستہ آہستہ وسیع بارش کے لئے زیادہ موافق ہو رہی ہے ۔ مغرب کی ایک کمزور سی حرکت انتہائی شمال پر اپنا اثر کر رہی ہے

برما لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس

رنگون ۔ ۲۷ جون ۔ برما لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس ۱۵ اگست سے شروع ہو کر ۲۰ اگست تک جاری رہیگا۔

ہز اکسلنسی لارڈ لٹن کلکتہ میں

کلکتہ ۔ ۲۷ جون ۔ ہز اکسلنسی لارڈ لٹن آج سہ پہر کو دارجلنگ سے تشریف فرمائے کلکتہ ہوئے۔

کلکتہ میں پُراسرار قتل

کلکتہ ۔ ۲۶ جون ۔ آج بعد دوپہر مسٹر سوہنو سٹی کارنر اور جوی نے مسٹر گرین کے جسم کا ملاحظہ کیا ۔ مسٹر گرین گذشتہ شام گولی سے مردہ پائے گئے تھے ۔ اطلاع ملنے پر پولیس ۔ ۴ میکلوڈ سٹریٹ گئی تو کیا دیکھا کہ مسز این بالکل بیہوش خون آلودہ پڑی ہیں ۔ اور ایک گولی ان کے سر لگی ہے ۔ ساتھ ہی کمرے میں مسٹر گرین جو اس گھر میں رہنے والے تھے بستر پر مردہ پڑے ہیں ۔ اور ایک ریوالور ان کے پہلو میں رکھا ہے ۔ مسز لین کے گرد سے بہت سے مستعمل اور غیر مستعمل کارتوس فرش پر بکھرے ہوئے ہیں ۔
مسٹر گرین کچھ مدت سے بے روزگار تھے ۔ ان کے منہ پر گولی لگی ہے ۔ مسز لین میڈیکل کالج ہسپتال میں بھیجی گئی ہیں ۔ جہاں کہ ابھی تک ان کی حالت نہایت نازک ہے ۔

سردار کرتار سنگھ جھبر کی گرفتاری

معلوم ہوا ہے کہ سردار کرتار سنگھ جھبر کو حکومت نے پھر گرفتار کر لیا ہے ۔ آپ کو ننکانہ صاحب کے معاملہ میں اٹھارہ سال کی سزا ہوئی تھی ۔ لیکن اس شرط پر رہا کر دیئے گئے تھے کہ وہ آئندہ سیاسی تحریکات میں حصہ نہ لینگے ۔ موجودہ گرفتاری اکال تخت کے سامنے ایک تقریر کرنے کی بنا پر عمل میں آئی ہے ۔ سردار صاحب کی صحت اچھی ہے ۔

بنگال میں شدید بارش

جمشید پور ۔ ۲۵ جون ۔ ہفتہ بھر کی شدید بارش کے باعث پہاڑوں سے پانی دریاؤں ندی ۔ نالوں میں بافراط آ گیا ہے جس سے ہر وقت یہی خدشہ ہے کہ کہیں سیلاب نہ آ جائے ۔

سر ولیم ونسنٹ اور انڈیا کونسل

الہ آباد ۔ ۲۷ جون ۔ پائنیر کی ایک خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ سر ولیم ونسنٹ انڈیا کونسل کی کمیٹی کے صدر ہیں جو لی لیمنگ کی رپورٹ پر غور کر رہی ہے ۔

شہیدی گنج ہمراہ مجسٹریٹ درجہ اول

امرتسر ۲۷ جون ۔ سردار بہادر بھائی ہربال سنگھ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول تا نزول شہیدی جتھے کے ساتھ ساتھ رہیں گے ۔ جب تک کہ وہ ضلع امرتسر کی حدود میں رہیگا ۔

قبول اسلام

حسب ذیل اشخاص نے حضرت مولانا مولوی مصطفےٰ خان صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ۔

سابق نام	اسلامی نام	سابق نام	اسلامی نام
گومتی	کنیز فاطمہ	بھوری لال	عبدالرحیم
سوہن	نسیم احمد	بھوپال سنگھ	عبدالرحمٰن
نتھو	عبدالرحیم		

مسمات کنیز فاطمہ کا نکاح محمد شفیع کے ساتھ کیا گیا ۔
مفتی محمد احسان الحق مفتی بھرائچ ناظم مرکز دعوۃ اسلام جماعت رضائے مصطفےٰ

اتحادیوں کی کانفرنس

واشنگٹن ۲۷ جون ۔ مسٹر فرینک کیلاگ سفیر امریکہ مقیم لنڈن اتحادی وزیر اعظموں کی اس کانفرنس میں شریک ہونگے جو تاوان کی روئیداد پر غور کریگی ۔

اخبار احمدیہ

گذشتہ ہفتہ عشرہ سے اخویم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات کی طبیعت علیل چلی آتی ہے، آپ دس یوم کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں ۔ جملہ احباب دعا فرما دیں، کہ اللہ تعالےٰ اس مفید وجود کی صحت و عمر میں برکت ڈالے،

خواجہ محمد صدیق صاحب و خواجہ غلام محمد صاحب راتھر، احد جو صاحب خلگام کشمیر سے دعا کے خواستگار ہیں، کہ اللہ تعالےٰ انہیں ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے اور خادم دین بنائے،

اخویم ۔ غلام رسول صاحب کلگام کشمیری عرصہ سے علیل ہے، جملہ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرما دیں،

رحمت خان بیگ کلرک دفتر انجمن کے برادر حقیقی جناب چوہدری محمد خان صاحب کو اللہ میاں نے اپنے فضل و کرم سے لڑکا عنایت فرمایا ہے، لہٰذا احباب سے التجائے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ نو وارد مہمان کی عمر دراز کرے، اور خادم دین بنائے آمین، (رحمت خان)

ضرورت

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار و بدھ کو ٹھیک ٹائم پر شائع ہوتا ہے

اخبار

پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳

جلد ۱۳ — نمبر ۷۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۲۔ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۶ جولائی ۱۹۲۵ء

نماز جنازہ کے متعلق احباب سے ضروری درخواست

ذیل کی درخواست جو حضرت امیر ایدہ اللہ نے احباب کرام سے کی ہے، اگرچہ ایک خواستگانہ رنگ رکھتی ہے، لیکن دراصل یہ وہ ارشاد ہے، جس کی تعمیل ہر مسلمان کو ہے۔ ایک مسلمان کے جو حقوق دوسرے مسلمانوں پر رکھے گئے ہیں، [illegible] کریم صلعم اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے قائم کیا ہے، استوار اور مستحکم کرنے کیلئے جن باتوں کی ضرورت ہے، انہی میں سے ایک نماز جنازہ بھی ہے، جس کے لئے حضرت امیر نے اس مختصر سی چٹھی میں احباب کرام کو خصوصیت سے مخاطب کیا ہے، حضرت امیر ایدہ اللہ کا دل اپنی قوم کے لئے ایک جوش اور درد سے بھرا ہوا ہے، ضرورت ہے کہ ہم بھی وہی جوش اور درد اپنے اندر پیدا کریں، اور آپ کے ارشادات کو جو دراصل خدا اور رسولؐ کے احکام کی ہی یاددہانی ہوتی ہے، سر آنکھوں پر رکھیں، اور ان پر پورے طور پر عمل کرنے کی کوشش کریں، ایڈیٹر

برادران کرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہمارے احباب اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ہماری جماعت قلیل ہے، برادریوں وغیرہ سے اکثر حالات میں قطع تعلق ہو چکا ہے، علما کا اثر اور توجہ ہونہ ہو کسی کو کوئی اچھی بات کہیں۔ تو اسے وہ مانے نہ مانے، لیکن فتاوے کفر میں ان کا اثر بہت ہے اور بہت لوگ اس خوف سے کہ مبادا علما ان کا بھی بائیکاٹ نہ کرا دیں، ہمارے ساتھ شمولیت سے گریز اختیار کرتے ہیں، دوسری طرف قادیان کے سخت فتوے کی وجہ سے فریق قادیان سے تعلق رکھنے والے احباب بھی ہماری شادی و غم میں شرکت کو گناہ سمجھتے ہیں، اندریں حالات اکثر شہروں میں بلکہ خود لاہور میں اگر اس سے مختلف محلوں کو دیکھا جائے، تو ہماری تعداد نہایت ہی قلیل ہے، اس قلت جماعت اور دوسرے لوگوں کے اس قطع تعلق کے باوجود ہماری اپنی جماعت کے بعض احباب جنازوں کی شرکت میں تساہل سے کام لیتے ہیں، اور شاید یہ خیال کر لیتے ہیں، کہ جنازہ فرض کفایہ ہے، اس سے اگر شمولیت اختیار نہ کی جائے، تو کوئی حرج نہیں، ان کی اس غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے اکثر اوقات دوسرے احباب کو جنہیں ایسے واقعات پیش آئے ہیں، سخت صدمہ ہوا ہے، اور اس کا اثر غیر از جماعت لوگوں پر بھی بہت برا پڑا ہے، ہر شخص کو اپنے نفس پر قیاس کرنا چاہیئے، کہ اگر اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آئے کہ اس کے گھر میں میت ہو، اور جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ ہو، تو اسے کس قدر رنج پہنچے، لیکن یہ ایک مرقع ہے کہ ایک ایسے شہر میں جہاں ہماری جماعت کے پچاس ساٹھ آدمی سے زیادہ ہیں، ایک دوست کو جو باہر سے گئے

تھے، ایسا واقعہ پیش آیا، اور ان کی میت کا جنازہ پڑھنے والا صرف ایک اور آدمی تھا، اس شہر کے لئے اور ہماری ساری

وفات حسرت آیات

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے، کہ ہمارے مکرم برادر نواب سراج الدین صاحب مورخہ ۲۔ جولائی ۱۹۲۵ء کو بوقت ۹ بجے شب بعارضہ ہیضہ لاہور میں انتقال فرما گئے ہیں، مرحوم بھائی کو سلسلہ میں شامل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا، لیکن اپنے تقوے اور نیکی اور خوش اخلاقی کے باعث جماعت میں بڑے ہر دلعزیز تھے، اور ہر ایک قومی تحریک میں نمایاں حصہ لیا کرتے تھے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں داخل کرے، اور پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے، جملہ احباب اپنے مرحوم بھائی کا جنازہ غائب پڑھ دیں،

قوم کے لئے یہ شرم کا موجب ہے، علاوہ ازیں یہ بھی جاننا چاہیئے، کہ وہ باتیں جن کو نبی کریم صلعم نے مسلمان کا مسلمان پر حق قرار دیا ہے، ان میں سے ایک اتباع جنازہ ہے، شادی کے موقعہ پر شمولیت اختیار کرنے والے تو بہتیرے جمع ہو جاتے ہیں، اور دعوت کھانے کے لئے لوگ اپنے کاموں کا حرج کر کے بھی آ جاتے ہیں، اگر دعوت کا قبول کرنا مسنون ہے۔ لیکن ہمدردی کا موقعہ [illegible]

کی حالت میں اپنے احباب کی بیمار پرسی کرنا، موت کی حالت میں جنازہ کے ساتھ جانا مسلمان کا مسلمان پر اولین حق ہے، اور رسول اللہ صلعم خود اپنے اہم ترین فرائض سلطنت اور تعلیم رشد و ہدایت کے ساتھ بیمار پرسی بھی کرتے تھے، اور جنازوں کے ساتھ بھی جاتے تھے، اگر ہم ایک دوسرے کی خوشی کے موقعہ پر [illegible] ہمدردی کا وقت [illegible] شریک نہ ہونا تعلیم اسلامی سے سخت انحراف اور اپنے فرائض میں سخت کوتاہی ہے، میری آپ لوگوں پر کوئی حکومت نہیں، صرف ایک درد دل کی التجا ہے، اگر آپ اس کو قبول کریں تو آپ کی اور آپ کی قوم کی اس میں بہتری ہے، آپ کی جماعت کا کوئی بھائی ہو، اور اس کے عزیزوں میں کوئی واقعہ موت کا ہو جائے تو آپ کو اپنا سب سے مقدم فرض اس وقت اس کے غم میں شریک ہونا اور جنازہ کے ساتھ جانا سمجھنا چاہیئے، اور دوسری ہر قسم کی ضرورتوں اور ہر قسم کے کاموں کو اس کے سامنے ہیچ سمجھنا چاہیئے، خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، اپنے آپ کو کثیر المشاغل سمجھتا ہو، یا خدمت دین کا ہی کوئی کام سرانجام دے رہا ہو۔ اس کا پہلا فرض ہے کہ اپنے بھائی کی بیماری میں اس کی خبر لے اور اگر کوئی واقعہ موت کا پیش آ جائے، تو اپنے نفس پر ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر اور اپنے بڑے سے بڑے کام کا حرج کر کے جنازہ میں شامل ہو، مجھے کئی ایک واقعات سے جو اس قسم کے احباب کو پیش آئے سخت دکھ پہنچا ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہوگا، یہ اطلاع ہر جگہ نماز جمعہ کے بعد احباب کو پڑھ کر سنا دی جائے، تا کہ ہر ایک کو اس کا علم ہو جائے،

اعلان ضروری

چک نمبر ۲/۲ احمد پور ڈاکخانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری میں ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے، جس کی بیوی معلمہ کا کام کر سکے۔ جہاں وہ بستی اقوام جرائم پیشہ کے لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم دے سکیں معلم کو ۲۵ روپے ماہوار تنخواہ اور پانچ روپے ماہوار الاؤنس ملتا ہے، اور ایک روپیہ سالانہ ترقی، معلمہ کی تنخواہ ۱۵ روپے ماہوار اور ایک روپیہ سالانہ ترقی، پہلے بھی اس کے متعلق اعلان کیا گیا تھا، مگر اب تک کسی موزوں معلم اور معلمہ کی درخواست نہیں آئی،

درخواستیں بنام

[illegible] احمد اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۱، ۲ جولائی ۲۳ء، نمبر ۹

مامور من اللہ کی حیثیت

پیغام صلح کے مسیح موعود نمبر پر جو گذشتہ ۲۷ مئی کو شائع ہوا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ۲۲ جون ۲۳ء کے "اہلحدیث" میں تبصرہ کرتے ہوئے ایک عجیب و غریب سوال پیش کیا ہے، کہ

"مصلح یا ریفارمر کی دو قسمیں ہوتی ہیں، (۱) ایک کہ وہ اصل تعلیم پیش کرتے ہیں، اور اپنی شخصیت کو ذرہ دخل نہیں دیتے چنانچہ گذشتہ صدی کے مسلمہ دو ریفارمروں کی ہم مثال پیش کرتے ہیں، حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی اور مولانا اسمٰعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہم ان دونوں کی اصلاحی سکیم دیکھئے کہ ہندوستان میں ایسے وقت میں یہ دونوں مصلح پیدا ہوئے کہ مسلمان عام طور پر قبر پرستی، تعزیہ پرستی، اور ہر قسم کی شرکی اور بدعی رسومات میں مبتلا تھے، ان دونوں بزرگوں کی اصلاح نے کیا کیا اثر دکھایا، یہ کسی واقف حال سے مخفی نہیں، ان کی اصلاحی سکیم کیا تھی؟ محض تعلیم قرآن و حدیث کی اشاعت جس میں احمدی اور اسمٰعیلی شخصیت کو ذرہ دخل نہ تھا، یعنی یہ نہیں تھا، کہ ہم دونوں کو بھی کچھ رتبہ دو، بلکہ محض خدا اور رسول کی تعلیم سناتے تھے،

دوسری قسم کے ریفارمر وہ ہوتے ہیں، جو اپنی شخصیت کو بھی داخل کرتے ہیں، یعنی اصلاحی سکیم میں وہ اپنی شخصیت بھی منواتے ہیں، بغیر اپنی شخصیت کے ان کی اصلاحی سکیم مکمل نہیں ہوتی، یہ درجہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے جو لوگوں کو سابقہ تعلیم بتاکر اپنی نبوت یا رسالت بھی تسلیم کراتے ہیں"

مولوی فاضل کے اس خود تراشیدہ خیال کا نتیجہ صاف ہے، جیسا کہ آگے چل کر خود ہی بیان کیا ہے، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے چونکہ اپنی شخصیت کو پیش کیا ہے، اس لئے وہ قابل تسلیم نہیں،

حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کی مثال خصوصیت سے اہلحدیث کے مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیوں پیش کی؟ کیا تمام تاریخ اسلام میں صرف یہی دو ایسے بزرگ ہوئے ہیں، جنہوں نے خدمت اسلام کی ہے؟ کیا امت محمدیہ میں ان سے بڑھ کر ایسی ہستیاں نہیں ہوگذریں جنہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ میں ہر طرح کی کوششوں اور جانفشانیوں سے کام لیا؟ کیا اسی ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانی سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے وجود باجود سے ظلمت و کفر کے پردے ان کے وقتوں میں چاک نہیں ہوئے؟ حیرت ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کیوں ان دو بزرگوں کے ناموں کو چھوڑ کر محض حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور مولانا سید اسمٰعیل صاحب شہید پر ہی اکتفا کیا؟

اس کی وجہ خواہ کچھ ہو لیکن ہم ایک دفعہ پھر ان کے کانوں تک ان دو بزرگوں کے الفاظ کو پہنچانا ضروری سمجھتے ہیں، تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کا خود تراشیدہ اصول آیا تمام امت محمدیہ پر حاوی ہو سکتا ہے؟ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کا کوئی دعویٰ اگر نہ بھی ملے، تو کوئی حرج نہیں، کہ ان کے کوئی ملفوظات ہم تک نہیں پہنچے، مولانا سید اسمٰعیل صاحب شہید خود حضرت سید صاحب کے [illegible] کوئی دعوے نہیں ہو سکتا، لیکن ان کے علاوہ جن بزرگوں نے اپنی شخصیت کو پیش کیا ہے، آیا "اہلحدیث" کے ایڈیٹر کے نزدیک وہ لائق گردن زدنی ہیں؟ کیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ فرمانا خلاف حق ہے کہ

تفہیمات الٰہیہ [illegible] ترجمہ: میرے رب نے
انا جعلناک امام هذه مجھے مطلع فرمایا ہے، کہ ہم نے
الطریقة و اوصلناک تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے
ذروة سنامها و سد ونا اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا،
طرق الوصول الی حقیقة اور ہم نے آج کے روز سے
القرب کلها الیوم غیر [illegible] سب طریقوں کو حقیقۃ قرب
طریقة واحدة و هی تک پہنچنے سے مسدود کر دیا،
محبتک و الانقیاد بجز اس طریقہ کے جو تجھے دیا گیا،
لک فالسماء لیس علی اور وہ ایک ہی طریقہ ہے، جو کھلا رکھا
من عادلک اسماء و گیا ہے، لوگوں کو چاہئیے کہ تجھ سے
لیست الارض علیه محبت کریں، اور تیری فرمانبرداری
یارض فاهل المغرب کو ذریعہ نجات سمجھیں، اور آسمانی
واهل المشرق کلهم برکات اس شخص پر نہیں ہوں گی،
رعیتک وانت سلطانهم جو تیرے ساتھ عداوت اور بغض
علموا او لم یعلموا فان علموا رکھے گا، اور نہ ارضی برکات کا مورد
فازوا وان جهلوا خابوا ہوگا، اور مشرق اور مغرب کے
لوگ تیری رعیت کر دیئے گئے
ہیں، اور تو ان کا بادشاہ مقرر کیا گیا
ہے، خواہ وہ لوگ تمہاری اس حقیقت
سے واقف ہوں یا نہ ہوں، اگر
واقف ہوں گے، تو فائز المرام
ہوں گے، اور اگر بے خبر
رہیں گے تو خسارہ اور ٹوٹا پائیں گے"

ایسا ہی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی نے جس زور کے ساتھ اپنے دعوے اور اپنی شخصیت کو پیش کیا ہے، وہ "مکتوبات" کے پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں، کس قدر صفائی کے ساتھ آپ اپنے آپ کو اپنے زمانہ کا مجدد قرار دیتے ہوئے اعلان فرماتے ہیں، کہ

"مجدد آنست کہ ہرچہ در آن مدت از فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد، اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت ...... باشند" [illegible]

کیا اس سے بڑھ کر کوئی شخص اپنی شخصیت کو پیش کر سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب یا تو کھلے لفظوں میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مجدد سرہندی پر بھی وہی فتوے دیں، جو حضرت مسیح موعود پر وہ دیتے ہیں، ورنہ بتائیں کہ ان کا خود تراشیدہ اصول ان ہر دو شخصیتوں کے بالمقابل کیونکر قابل پذیرائی ہو سکتا ہے؟

ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے کوئی ملفوظات ہم تک نہیں پہنچے، اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب کا ان کی ذات کو بطور دلیل پیش کرنا قطعاً صحیح نہیں، مولانا سید اسمٰعیل صاحب شہید کی تصنیفات بے شک موجود ہیں، اگر ان کو مطالعہ کیا جائے تو ان سے بھی "اہلحدیث" کے مولوی فاضل ایڈیٹر کے اصول کی تغلیط ہوتی ہے، اگرچہ مولانا نے خاص اپنی شخصیت کو پیش نہیں کیا، لیکن وہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کی امامت و مجددیت کے قائل تھے، اور اسی کو منوانے کے لئے انہوں نے اپنی کتاب "منصب امامت" میں امام کا جو مرتبہ اور شان بیان کی ہے، وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدد سرہندی کے بیانات سے ملتی جلتی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:-

"پس بالیقین باید فہمید کہ چوں در وقتے از اوقات امام قائم و دعوت او بر منصبہ ظہور رسید، لا بد حجۃ اللہ بر جمیع اہل معصیت و فساد تمام شد و وقت انتقام الٰہی از ایشاں در رسید، پس گویا کہ معاصی و آثام معارضہ و بقابلہ امام با تمام برسد، ولاریب بسر حد انتقام میکشد واز آنجملہ ماموریت شدن عباد است بتفحص ایشان و طلب معرفت ایشان قال اللہ تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیه الوسیلة

اقرب و اقرب الی اللہ باعتبار منزلت اول رسول است بعد ازاں امام نائب اوست
قال النبی صلعم ان احب الناس الی اللہ یوم القیامة و اقربهم مجلسا امام عادل
قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلیة
(منصب امامت صفحہ [illegible])

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتائیں گے کہ مولانا سید اسمٰعیل صاحب شہید نے ان فقرات میں جس شخص کو "امام" کے لفظ سے بار بار پکارا ہے، اور اس کی شخصیت پر اس قدر زور دیا ہے، وہ نبیوں کے زمرہ میں شامل ہے، یا اس سے باہر؟ مولوی صاحب کا دعوےٰ ہے کہ "یہ درجہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے" پس سوال یہ ہے، کہ مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کی عبارت میں "امام" کے بجائے نبی کا لفظ رکھ دیا جائے، تو کچھ حرج تو نہ ہوگا؟ امید ہے کہ اہلحدیث کے مولوی فاضل ایڈیٹر اس پر روشنی ڈالیں گے؟

مس سین کا قبول اسلام

مس سین ایک قابل خاتون ہیں جو مسیحی مذہب میں داخل تھیں۔ اخبار لائیٹ کا مطالعہ ایک مدت سے کر رہی تھیں۔ اور اکثر مذہبی سوالات بھیجتی رہتی تھیں۔ جن کے جواب لائیٹ میں دیئے جاتے ہیں۔ اب یہ سننا موجب مسرت ہے کہ خاتون موصوفہ نے بشرح صدر اسلام قبول کر لیا ہے۔

ان کے اسلام کا اعلان جو انہوں نے اپنے قلم سے لکھ کر "لائیٹ" کو بھیجا ہے۔ ان کے دلی اخلاص اور جوش کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ لکھتی ہیں۔ کہ "اسلام کے معنوں سے پورے طور پر واقف ہو جانے اور یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ اناجیل میں بھی پیروان مسیح کا مسلمان ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن بالخصوص اور دیگر تراجم بالعموم مطالعہ کرنے کے بعد میں اسلام قبول کرتی ہوں۔ اور یہ اعلان کرتی ہوں۔ کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اور کہ محمد صلعم (نارتلیط) اس کے رسول ہیں۔ پھر لکھتی ہیں کہ "اب کفارہ کا سوال رہ جاتا ہے۔ ایسی کوئی بات صحیح نہیں۔ اور جناب مسیح ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ جیسا کہ ۔ رحمن کے ایسی فینی میں ایک مسلمان نے صحیح طور پر ثابت کیا ہے۔ میں نے اپنا اسلامی نام "مریم سین" رکھا ہے۔ میں اسلام کی مشعل کو ہندوستان کے تمام اکناف اور بیرون ہند میں لے جاؤں گی۔ میں پیغمبر عرب صلعم کی دختر نیک اختر کی شاندار مثال کی پیروی کرونگی"

یہ الفاظ ہر پڑھی لکھی مسلمان خاتون کے لئے قابل عبرت ہیں۔ بلکہ مسلمان مردوں کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ ایک نو مسلمہ کے اس جوش اسلامی کا نمونہ اگر ہر مسلمان قلب کے اندر پایا جائے۔ تو اسلام بہت جلد کامیابی اور فتح حاصل کر سکتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاتون موصوفہ کو اسلام پر قائم ہونے اور اپنے الفاظ پر کاربند ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

ہندو بیوائیں

مندرجہ ذیل اعداد سے جو مردم شماری ۱۹۲۱ء کی رپورٹ سے لئے گئے ہیں، ہندو بیواؤں کی نہایت قابل رحم حالت کا اندازہ لگ سکتا ہے،

عمر	کل آبادی ہندو مستورات	تعداد بیوگان
۵ سال سے کم	۱۳۴۱۷۴۲۵	۱۱۸۹۲
۵ سال سے ۱۰ سال تک	۱۵۴۲۲۰۸۳	۸۵۰۳۷
۱۰ سے ۱۵ سال تک	۱۱۳۲۷۴۱۱	۲۳۲۱۴۷
۱۵ سے ۲۰ سال تک	۸۲۳۰۰۸۲	۳۹۶۱۷۲
۲۰ سے ۲۵ سال تک	۹۲۲۲۲۷۳	۷۴۲۸۴۰

ہندوؤں کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان بھی ازدواج [illegible]

ڈاک حضرت امیر

کشمیر کے ایک دوست نے حضرت امیر کی خدمت میں خط لکھا جس کا جواب حضرت نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا ہے ۔ ہر دو برائے افادہ احباب درج ذیل ہیں :- محمد منظور الٰہی

مکرمی جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب

السلام علیکم ۔ میں حنفی المذہب مسلمان اور مقلد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہوں ۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کا مرید ہوں ۔ مجھ آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت ہونے کا شرف حاصل ہے ۔ بدیں سبب بندہ اپنے آپ کو انصار تصور کرتا ہے ۔ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے اعلےٰ درجہ کے علم و فضل کا معتقد ہوں ۔ لیکن ان کے دعاوی سے کسی قدر متذبذب ہوں ۔ میں آپ کی جماعت کی جو اس نے خدمت اسلام کی ہے ۔ معترف ہوں اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں اور ہمیشہ آپ کی جماعت کے مقدس کام کی کامیابی کا خواہاں رہتا ہوں ۔ اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا رہتا ہوں میں آپ کی جماعت میں بلحاظ اس کے احسن اور مفید کام کے مدت سے شامل ہونے کا متمنی ہوں ۔ اگر آپ کو کسی ایسے شخص کو جو جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی نبوت ظلی ، بروزی وغیرہ یا مجددیت پر ایمان نہ لاوے ۔ شامل کر لینے میں کوئی اعتراض نہ ہو ۔ تو بندہ کا نام بھی اس رجسٹر میں درج فرما لیا جاوے ۔ میں بشرط زندگی حتی المقدور اشاعت اسلام کے لئے چندہ پیش کرتا رہوں گا ۔ میں جناب مرزا صاحب مرحوم اور ان کی لاہوری جماعت کو مسلمان تصور کرتا ہوں ۔ اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا ۔ اگر میری درخواست منظور ہو تو مجھے مطلع فرمایا جاوے ۔ میری طرف سے اجازت ہے کہ بشرط ضرورت میرا یہ عریضہ اخبار پیغام صلح میں شایع کر دیا جائے ۔ زیادہ والسلام ✢ (خاکسار رحمت اللہ بٹ)

جواب حضرت امیر جس قدر اعانت آپ کر سکیں اللہ تعالےٰ اس کے لئے آپ کو جزائے خیر دے اور ہماری جماعت بھی اس کے لئے آپ کی شکر گذار ہے ۔ ایسا ہی جماعت کے متعلق اور حضرت امام کے متعلق جس حسن ظنی کا آپ نے اظہار کیا ہے ۔ اس کی جزائے خیر بھی اللہ تعالےٰ ہی دے ۔ ہم تو سب مسلمانوں کو بھائی بھائی سمجھتے ہیں ۔ اور آپ کو اس حسن ظن اور اس اعانت کے ساتھ ہمیشہ اپنا بھائی تصور کریں گے ۔ لیکن جماعت کا نظام جو خاص رنگ اپنے اندر رکھتا ہے ۔ جس پر اس کی قوت کا انحصار ہے ۔ اس کے لئے ضروری ہے ۔ کہ امام وقت کی بیعت میں بھی انسان شامل ہو ۔ نبوت ظلی بروزی کوئی دعوے نہیں وہ تو محض اصطلاحات ہیں ۔ کسی نے لفظ ولی یا محدث استعمال کر لیا ۔ کسی نے اسی کو ظلی نبوت کہہ لیا ۔ البتہ مجدد ہونے کا دعوےٰ آپ کا ضرور ہے ۔ اور اگر آپ تھوڑا سا غور فرمائیں گے ۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا ۔ کہ جس صورت میں حدیث مجدد موجود ہے ۔ اور اس سے پہلے بزرگوں نے اس کے ماتحت دعوے کئے ۔ اور اس صدی کے سر پر سوائے حضرت مرزا صاحب کے کسی نے صدی کا مجدد ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا اور آپ کو اور آپ کی جماعت کو اللہ تعالےٰ نے ایسی خدمات دینی کا موقعہ بھی دیا جو اور کسی کو نہیں دیا ۔ اور آپ نے اسلام کے مقابل میں سب مذاہب کی غلطیوں کو ظاہر کیا ۔ اور اسلام کی صداقت کو زبردست دلایل سے ثابت کیا اور دنیا میں اشاعت اسلام کا بیڑا اٹھایا ۔ اور قوم کو اس طرف متوجہ کیا تو مجدد ہونے کے لئے اور کونسی بات بکار تھی ۔ یہی وہ باتیں ہیں ۔ جو آپ کی مجددیت کو ثابت کرتی ہیں ۔ تذبذب وہاں رہنا چاہئے ۔ جہاں دلایل دونوں طرف یکساں نظر آئیں ۔ آپ اگر غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ جہاں حضرت مرزا صاحب کے دعوے مجددیت پر زبردست دلایل حقہ موجود ہیں ۔ اس کے بالمقابل جو خلش پیدا ہوتی ہے وہ محض چند وساوس ہیں ۔ کہ فلاں یہ اعتراض کرتا ہے ۔ فلاں وہ ۔ یا یہ کہ عام لوگ مخالف ہیں ۔ سلسلہ چشتیہ کی مریدی بھی جب آپ اختیار کر سکتے ہیں ۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ سلسلہ جسے اللہ تعالےٰ نے اس وقت اسلام کو دنیا میں غالب کرنے [illegible] آپ دعا سے بھی کام لیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ حقیقت کو آپ پر منکشف فرمائے ۔ والسلام ✢ محمد علی

میدان ارتداد میں آریوں سے مباحثہ

اخویم ڈاکٹر محمد موتی خاں صاحب [illegible] علی گڑھ سے تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ ۱۹ ۔ جون کو موضع ابہوں میں آریوں نے بڑے زور سے جلسہ کیا تھا ۔ تاکہ اس علاقہ کے مسلمانوں پر ارتداد کا جال پھیلایا جائے ۔ جماعت رضائے مصطفائی و ریاست مینڈو کے بہت سے علما موجود تھے ۔ جن کی تعداد ۳۵ تھی ۔ مولوی احسان الحق صاحب سکرٹری انجمن رضائے مصطفائی بریلی بطور صدر ۔ اور مولوی قطب الدین صاحب بطور مناظر کے منتخب کئے گئے ۔ آریوں کی طرف سے پنڈت مراری لال شرما صدر منتخب ہوئے ۔ ایک گھنٹہ تو صدر صاحبان نے اس بات میں ضائع کر دیا کہ وید پر اعتراض کئے جائیں گے ۔ اور قرآن پر اعتراض نہ کئے جائیں ۔ آخر شور بڑھتے دیکھ کر ہمارے مبلغ مولوی فیروز الدین صاحب سے تقریر کرنے کے لئے کہا گیا ۔ انہوں نے آریہ صدر سے کہا ۔ کہ آپ پہلے وید کی صداقت سنائیے ۔ بعد ازاں اعتراضات دیکھے جائیں گے ۔ چنانچہ اس طرح سے امن ہو گیا ۔ اور آریوں نے اعتراضات کے لئے وقت دیا جس پر متفقہ طور پر مولوی فیروز الدین صاحب کو منظور کیا گیا انہوں نے نزول وید ۔ الہمان وید اور تعداد وید اور اثر وید آریہ مناظر سے از روئے وید دریافت کیا ۔ آریہ مناظر نے کہا ۔ کہ آپ تو مسلمانوں کے نزدیک کافر ہیں ۔ آپ اسلام کے نمایندے کیسے ہو سکتے ہیں ۔ جس پر مولوی صاحب نے کہا ۔ کہ کیا یہ میرے اعتراضات کا جواب ہے ۔ جب جملہ علماء موجودہ نے مجھے مناظر منتخب کیا ہے تو آپ کا کوئی حق نہیں کہ ایسی بے موقعہ گفتگو کریں ۔ بلکہ اصل اعتراضات کا جواب دیں ۔ لیکن آریہ مناظر آخر تک یہی کوشش کرتا رہا کہ مسلمانوں کو فرقہ بازی کا اشتعال دلا کر باہم لڑائے ۔ لیکن مولوی صاحب نے اپنی پوزیشن صاف کرتے رہنے کے ساتھ ہی اصل مطالبہ دربارہ وید اخیر تک جاری رکھا جس کا جواب آریہ مناظر سے کچھ نہ بن سکا ۔ آخر آریوں نے اعلان کر دیا کہ اب بھجن کا وقت ہو گیا ہے ۔ اس لئے مناظرہ بند ۔ پھر کسی وقت گفتگو ہوگی ۔ [illegible] ہے آریوں کو سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور مسلمان شادمان اپنے مقامات کو واپس چلے آئے ✢

قرآن کریم سے بابا نانک کی عقیدتمندی

آج سکھ مسلمانوں کو مسجدیں نہیں بنانے دیتے ، مسجدوں میں اذانیں نہیں دینے دیتے ، قرآن کریم کے نام سے انہیں وحشت ہے ، اور اسلام سے وہ بیزار ہیں ، اس کی وجہ یہ ہے ، کہ انہوں نے بابا نانک کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا ہے ، اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے اور سکھ مذہب کے حقیقی اصولوں کو فراموش کر بیٹھے ہیں ، اگر وہ بابا نانک کی تعلیمات پر غور کرتے ، تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ سکھ مذہب دراصل اسلام ہی کا خاکہ ہے ، اور گرنتھ قرآن ہی کا ایک دھندلا سا نقش ہے ،

بابا نانک اسلام کے پیرو تھے ، قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے ، نماز پڑھتے تھے ، روزے رکھتے تھے ، حتیٰ کہ فریضہ حج بھی انہوں نے ادا کیا ، واران بھائی گورداس جی صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے :-

بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھاری بن والی
عصا ہتھ ، کتاب کچھ ، کوزہ بانگ مصلےٰ دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری

اس کا مطلب یہ ہے ، کہ بابا نانک نیلے کپڑے پہنکر ولی بن کر ، ایک ہاتھ میں عصا ، بغل میں کتاب (قرآن) دوسرے ہاتھ میں کوزہ لئے ہوئے [illegible]

گرنتھ صاحب میں لکھا ہے " پنجو وقت نماز گذارین پڑھ کتیب قرآن " یعنی پانچ وقت کی نماز باقاعدہ ادا کرو اور کتاب قرآن مجید پڑھو ، ایک اور جگہ مذکور ہے ،

کل پروان کتیب قرآن ، پوتھی پنڈت رہے پران

مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں صرف قرآن ہی سے نجات مل سکتی ہے ، اور پوتھیوں اور پرانوں وغیرہ کا زمانہ گذر چکا ہے ، بابا صاحب نے تلاش حق کی خاطر دور دور کا سفر اختیار کیا ہر مذہب کے عالموں سے ملے ، ان سے گفت و گو کی تمام مذاہب کی مذہبی کتب کا مطالعہ کیا ، اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ قرآن تمام مذہبی صحائف میں بہترین کتاب ہے ، ارشاد ہوتا ہے :-

ترٹے کو نٹاں بھالیاں ترٹے سو و سے بھید
توریت زبور انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہیاں قرآن کتاب کل [illegible]
مطلب [illegible] دوران دا پایا گیا ہے مسلمان

مطلب یہ ہے کہ چاروں طرف پھر کر دیکھا ، توریت زبور انجیل ویدسب کو غور سے مطالعہ کیا ، مگر صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب نکلی جس سے انسان رستہ راست پر عمل کر سکتا ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بھی اس کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور وہ اس پر غور کرنے کی کوشش نہیں کرتے ،

کتب مذہبی کے اس موازنہ کے بعد انہوں نے جو رائے قائم کی ، یہ اسی کا نتیجہ تھا ، کہ وہ ہر جگہ لوگوں کو یہ نصیحت کرتے پھرتے تھے ، (دیکھو جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۲)

سنیئے حرف قرآن دے تینے بہیا سے کہنا
نفس و چہ بد نصیحتاں [illegible]

ظاہر ہے کہ اگر آپ کو خود قرآن پر یقین نہ ہوتا ، اور اس کے احکام پر کاربند نہ ہوتے ، تو وہ کیونکر دوسروں کو اس سے نصیحت حاصل کرنے کا مشورہ دے سکتے تھے ،

بابا نانک نہ صرف قرآن ہی پر ایمان رکھتے تھے ، بلکہ حدیث شریف کو بھی مانتے ، اور اس پر عمل کرتے تھے ، جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۷۹ میں مرقوم ہے ،

کہا وِن قسم قرآن دی [illegible]
آتش اندر [illegible]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو حدیث پر بھی عبور تھا ، اور قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ حدیث شریف کا مطالعہ بھی رہتا تھا ، اور اس کو مانتے بھی تھے ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو بطور سند پیش نہ کرتے ،

ہم اپنے سکھ بھائیوں سے التجا کرتے ہیں کہ وہ سکھ مذہب کے محترم بانی کی اصلی تعلیم کو سمجھنے کی کوشش کریں ، اور اس کتاب اور اس مذہب پر ایمان لے آئیں ، جس پر خود بابا نانک کا ایمان تھا ، (مسلم راجپوت)

مراسلات

آریہ سماج کی دل آزاریاں

آریہ سماج وچھووالی نے گوروت بھون میں [illegible] سلسلہ تقاریر شروع کر رکھا ہے ۔ ہر ایک قسم کے دل آزار [illegible] بے بنیاد اور کمینہ ترین حملے اسلام اور جناب سید الانبیاء سرور دو عالم رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر کئے جاتے ہیں جنکو ایک مسلم کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا ۔ آریہ سماج اس مذموم اور مکروہ طریقہ سے تبلیغ مذہب تو نہیں کر سکتی ۔ ہاں اس روش سے منشا صرف یہی ہے کہ نہایت ہی بددیانتی اور غلط بیانیوں سے مسلمانوں کے برخلاف نفرت و حقارت اور شرارت پھیلائی جائے ۔ چنانچہ ۳۰ جون کو ۸ بجے شام پنڈت دلش پال سدانت انسکار نے " عرب میں ویدک دھرم کی ضرورت " کے عنوان سے ایک نہایت ہی دل آزار تقریر کی ۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی ذات والا صفات پر سراسر بیہودہ اور از سرتا پا جھوٹے الزامات لگائے دنیا کی کوئی برائی ایسی نہ ہوگی ۔ جسے کہ اسلام پر چسپاں کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو ۔ وہی پارینہ اور بودے سے اعتراضات جن کا کئی دفعہ منہ توڑ جواب علماء اسلام کی طرف سے [illegible]

کے متبعین اور مخالفین میں امتیاز پیدا ہو جائے - چنانچہ ایسا ہی ہوا
لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ
تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون رسول (واؤد) کا اتباع کرتا ہے - اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے -

چنانچہ مخالفین نے اپنا قبلہ سامریہ میں نصب کر لیا لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ یہ لوگ قبلہ کا مفہوم ہی نہیں سمجھے - قبلہ اسلامی مسجد الحرام ان معنوں میں نہیں ہے کہ خدا کعبہ میں ہے اور اسی سمت کو ہے - یہ تو مشرکانہ خیال ہے اسکی تشریح کی گئی ہے -
لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب
یہ تو ہرگز کوئی نیکی نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف کرو -
فاینما تولوا فثم وجہ اللہ، فللہ المشرق والمغرب
تم جدھر توجہ کرو - اُدھر اللہ کا رُخ ہے - کیونکہ مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے -

یہ قانون فطرت ہے کہ کوئی نظام قائم ہی نہیں ہو سکتا جب تک اس کا کوئی مرکزی مقام ہی نہ ہو - اسلئے نظام اسلامی قائم رکھنے کے لئے مسجد الحرام کی طرف مسلمان رُخ کرتے ہیں - اور جو صاحب استطاعت ہیں وہ حج بھی کرتے ہیں - تاکہ مرکز کی یاد فراموش نہ ہو لیکن دراصل مسلمانوں کا قبلہ فی السماء ہے جس کی طرف ان کی توجہ ہے
قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضٰھا
ہم نے تیری قلبی توجہ کو دیکھا کہ نے السما لگی ہوئی ہے پس ہم تجھکو اسی قبلہ کی طرف پھیریں گے جو تجھے پسند ہے - روحانی توجہ اللہ کی طرف ہے جہاں تک مادی عالم کا تعلق ہے اور یہ عبث مخلوق نہیں ہوا سکے لئے ایک مرکزی کی ضرورت ہے جیسا کہ مسجد الحرام ہے -

اخبار احمدیہ

خواجہ صلاح الدین محمود صاحب کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جناب خواجہ کمال الدین صاحب بہمہ وجوہ خیریت سے ہیں - اور تبلیغ سلسلہ میں کوشاں ہیں - گزشتہ ایام میں چھ اشخاص نے آپ کے ہاتھ پر سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی بیعت کی - اور گذشتہ ہفتہ دو اور شخص سلسلہ میں شامل ہوئے سب سے اہم کامیابی جو خواجہ صاحب کے ذریعہ سے کشمیر میں ہوئی وہ یہ ہے کہ وہاں کے ایک سخت مخالف مُلّاں کو جس کا شب و روز کا وظیفہ احمدیوں کو گالیاں دینے کا تھا - اور جس نے خواجہ صاحب کے کشمیر پہنچنے پر فتوےٰ دے رکھا تھا کہ جو شخص خواجہ صاحب سے ملاقات کرے گا - یا آپ سے السلام علیکم کرے گا - اس کا ایمان غارت ہو جائے گا - اور اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے - اور خدا کے فضل سے اس کا اثر کم ہوتا جا رہا ہے - ہماری نماز جمعہ میں خاصی رونق ہوتی ہے - اور خواجہ صاحب کے روزانہ درس میں اڑھائی سو سے تین سو تک کی حاضری ہو جاتی ہے - درس میں تبلیغ سلسلہ اور رد مخالفین اسلام کا خاص خیال رکھا جاتا ہے -

اخویم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کوہ مری سے تحریر فرماتے ہیں کہ جملہ احباب سلسلہ ہر روز شام کے وقت جمع ہوتے ہیں - اور جمعہ باقاعدہ ہوتا ہے - عنقریب درس کا سلسلہ شروع کیا جائیگا انشاء اللہ -

قاضی غلام سرور خان صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایبٹ آباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی تشریف آوری کے موقعہ پر آپ کا پبلک لیکچر کروانے کی تجویز ہوئی - ۱۴ جون کو احباب نے ایبٹ آباد کے ملحقہ علاقہ میں اشتہار وغیرہ چسپاں کروا دیئے - اور شہر میں منادی بھی کروادی کمپنی باغ میں شامیانہ نصب کر کے لکچر کا انتظام کیا گیا - ۱۵ جون بروز اتوار بوقت شام خواجہ صاحب کا لکچر اسلام اور جمہوریت پر زیر صدارت جناب نواب زادہ سر عبدالقیوم خان صاحب بہادر ہوا سب سے پہلے صاحب صدر نے خواجہ صاحب کو حاضرین سے انٹروڈیوس کروایا - بعد ازاں مولوی محمد اسحاق صاحب امام مسجد ایبٹ آباد نے نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی جس کے بعد لکچر شروع ہوا - خواجہ صاحب نے نہایت مدلل طریق پر اسلام کی خوبیوں کو بیان فرمایا جسے سامعین نے نہایت ذوق اور شوق سے سنا - چونکہ وقت تنگ تھا - اس لئے لیکچر کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا - اسی وجہ سے دوسرے روز ختم کرنے کا اعلان کیا گیا - یعنی امام دین پادری عبدالحق صاحب نے ایبٹ آباد میں ایسا انتظام کیا ہوا تھا کہ وہ اپنے لیکچروں کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا - وہاں بدزبانی بھی کرتا - دوسرے دن کمپنی باغ میں اپنا جلسہ کر دیا - اس لئے قیام امن کی خاطر ۱۶ جون کو خواجہ صاحب کا بقیہ لکچر ملتوی کرنا پڑا - قرب و جوار سے بکثرت لوگ لیکچر سننے کے لئے ایبٹ آباد آگئے ہوئے تھے - اس لئے ۱۶ جون شام کے وقت اسلامیہ سکول میں لیکچر ہوا گیا سید علامہ مرتضیٰ صاحب ممبر آف کونسل صدر مقرر کئے گئے - اور مولوی سعید احمد صاحب متعلم میڈیکل کالج نے قرآن شریف کو خوش الحانی سے تلاوت کی - بعد ازاں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر کا بقیہ حصہ ختم کیا - حاضرین کی تعداد ہر دو لیکچروں میں دو ہزار سے زائد تھی اور لوگ اس لکچر سے بہت متاثر ہوئے - اخویم شیخ غلام محمد صاحب سب ڈویژنل افسر ایبٹ آباد نے جلسہ کو بارونق بنانے میں بہت کچھ ذاتی تکلیف برداشت کی - اسی طرح منشی عزیز خان صاحب ابوالفضل نور میں صاحب کچہری نے نہایت قابل قدر امداد دی - اللہ تعالےٰ ان ہر دو احباب کو اور دوسرے دوستوں کو بہت بہت جزائے خیر دے جنھوں نے جلسہ کی کامیابی میں عملاً کوشش فرمائی ٭

رسیدات زر

فہرست چندہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ

بمعرفت شیخ الہ دین صاحب کیپا ڈیپر بابت ماہ جون ۱۹۲۴ء

نمبر	نام معطی	روپیہ	آنہ	پائی
(۱)	مولوی عبدالرحمن صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۵	۱۱	—
(۲)	مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے 〃 〃	۱۲	—	—
(۳)	شیخ عبدالعزیز صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل برانچ	۵	—	۰
(۴)	〃 اسلام الدین صاحب ریڈر گورنمنٹ آف انڈیا پریس	۲	—	۰
(۵)	ماسٹر نور محمد صاحب کلرک ڈی - جی - آئی - ایم - ایس	۲	—	۰
(۶)	شیخ امیر الدین صاحب منشیٔ مقیم دہلی -	۲	—	۰
(۷)	منشی محمد لطیف صاحب کیپا ڈیپر گورنمنٹ پریس	۱	—	۰
(۸)	بابا شاہ دین صاحب کلرک سرپلس سٹور آرگنائزیشن	۱	—	۰
(۹)	مولوی اکبر علی صاحب کلرک میڈیکل برانچ	۱	—	۰
(۱۰)	شیخ الہ دین صاحب کیپا ڈیپر گورنمنٹ آف انڈیا پریس	۱	—	۰
	میزان	۳۲	۱۱	۰

فتنہ ارتداد فنڈ

نمبر	نام معطی	روپیہ	آنہ	پائی
(۱)	جناب شیخ محمد امین صاحب اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۵	—	۰
(۲)	شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر میڈیکل برانچ	۳	—	۰
(۳)	مولوی عبدالعزیز صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل 〃	۲	—	۰
(۴)	ماسٹر نور محمد صاحب از ٹوٹی کنڈی شملہ	۰	۸	—
(۵)	شیخ امیر الدین صاحب مقیم دہلی	۰	۸	—
(۶)	〃 الہ دین صاحب کیپا ڈیپر گورنمنٹ پریس	۰	۷	—
	میزان	۱۱	۷	۰

اشاعت اسلام فنڈ

(بابت ماہ جنوری، اپریل، مئی و جون ۱۹۲۴ عیسوی)

نمبر	نام معطی	روپیہ	آنہ	پائی
(۱)	بابو مقبول احمد صاحب انصاری اسسٹنٹ میڈیکل برانچ	۵	—	۰
(۲)	بابو علی محمد صاحب دفتر آب و ہوا	۱	—	۰
(۳)	بابو فضل الدین صاحب میڈیکل برانچ	۲	—	۰
(۴)	بابو مجید الدین خان صاحب 〃 〃	۲	—	۰
(۵)	〃 یعقوب عالم صاحب 〃 〃	۲	—	۰
(۶)	〃 عبدالغنی صاحب بٹ 〃 〃	۲	—	۰
(۷)	مولوی محمد ابراہیم صاحب کلرک ریلوے بورڈ	۲	—	۰
(۸)	شیخ محمد امین صاحب میڈیکل برانچ	۲	—	۰
(۹)	مولوی اکبر علی صاحب کلرک 〃	۲	—	۰
	میزان	۲۰	—	۰

مد زکوٰۃ

نام معطی	روپیہ	آنہ	پائی
مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے میڈیکل برانچ	۵	—	۰
میزان	۵	—	۰

جرمن رسالہ کی امداد

بعض احباب جرمن رسالہ کے سالانہ چندہ کو قسطوں میں ادا کردیں گے ،

نمبر	نام معطی	روپیہ	آنہ	پائی
(۱)	چودھری محمد یوسف علی صاحب بی اے بی ٹی گورنمنٹ ہائی سکول	۲	—	۰
(۲)	مخدوم محمد اشرف صاحب بی اے میڈیکل برانچ	۳	—	۰

ضروری اعلان منجانب جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

چونکہ تنظیم اور دیگر ضروریات سلسلہ کے لئے ضروری ہے ، کہ ہر ایک دوست کا پورا پتہ اور دوسرے ضروری حالات صدر انجمن کے علم میں ہوں ، اور اس غرض سے ایک بڑا رجسٹر صدر انجمن طیار کرا رہی ہے ، اس لئے جملہ دوستوں سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی نسبت حالات ذیل بلا توقف قلمبند کر کے جنرل سیکرٹری کے نام بھیج دیں ۔
(۱) تخمینہ تاریخ ادخال سلسلہ ، (۲) نام معہ ولدیت و لقب خود ، (۳) تخمینہ عمر آخر جون تک ، (۴) پیشہ یا بصورت ملازمت عہدہ ، (۵) محلہ و مقام پتہ - ڈاکخانہ ، (۶) ماہوار چندہ مقرر کردہ (۷) سالانہ چندہ وعدہ کردہ ، (۸) اخبار سلسلہ کونسا خرید تے ہیں (۹) دیگر ضروری نوٹ اگر درج کرانا ہو ،

علاوہ مندرجہ بالا کوائف متعلق ذات خود اپنے عیال اور اولاد کے حالات بقید نام وغیرہ بہم پہنچانے چاہئیں ، کیونکہ جو رجسٹر طیار کیا جا رہا ہے ، وہ خاندان کی ترتیب سے ہوگا ، اور ہر ایک خاندان کے پورے نام و پتے بھی اس میں درج ہوں گے ،

(۳) مولوی انیسہ علی صاحب میڈیکل برانچ	۱ — ۰ — ۰
(۴) منشی محمد لطیف صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس	۱ — ۰ — ۰
(۵) شیخ اسلام الدین صاحب ریڈر " "	۱ — ۰ — ۰
(۶) مولوی محمد الدین صاحب نقشہ نویس ریلوے بورڈ	۰ — ۸ — ۰
(۷) شیخ محمد امین صاحب میڈیکل برانچ	۰ — ۸ — ۰
(۸) بابو شاہدین صاحب سرپلس سٹور اکونٹ	۰ — ۸ — ۰
(۹) میر الطاف حسین صاحب میڈیکل برانچ	۰ — ۴ — ۰
میزان	۹ — ۱۲ — ۰

بابت بیان القرآن ۱۹۲۵ء

میزان جملہ رقوم	۱۷۳ — ۱۴ — ۰
کرایہ مکان ہر	۱۰ — ۰ — ۰
	۱۶۳ — ۱۴ — ۰
انشورنس فیس	۰ — ۷ — ۰
باقی داخل خزانہ	۱۶۳ — ۷ — ۰

تازہ خبریں

ہندوستان

مہاتما گاندھی کا پیغام

ستیہ گرہیوں کے نام

احمد آباد - ۲ جولائی - جناب گاندھی نے مسٹر کے آر کرشنا سوامی آئنگر کی وساطت سے ویکوم کے ستیاگرہیوں کے نام حسب ذیل پیغام ارسال کیا ہے۔

مسٹر کرشنا سوامی آئنگر آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور آج شام کو ویکوم جانے کے لئے عازم بمبئی ہوئے ہیں۔

گاندھی جی کا پیغام حسب ذیل ہے:۔

"ویکوم میں غیر متوقع صورت حالات رونما ہو جانے سے ستیاگرہیوں کو بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ کامیابی کے لئے بے اندازہ صبر و تحمل اور ناقابل شکست جرأت و ہمت کی اشد ضرورت ہے۔ صبر و تحمل سے مراد عدم تشدد ہے۔ تعصب کو جی میں آنے کر گزرنے دیجئے۔ مصلحین جذبہ انتقام سے عاری ہوتے ہیں۔ وہ ہر شدید سے شدید مصائب برداشت کرتے ہیں۔ اور جبین پر چین تک نہیں لاتے۔ ہمت سے مراد یہ ہے کہ تکلیف برداشت کرنے کی اہلیت ہو۔ سخت سے سخت تکالیف اور مصائب برداشت کرنے کے لئے ستیاگرہیوں کی کافی تعداد موجود ہونی چاہئے۔ میرا تجربہ ہے کہ خدا ان لوگوں کو مصائب برداشت کرنے کی اہلیت عطا فرمایا کرتا ہے جو اس کے نام پر کسی نیک کام کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔"

مولانا محمد علی کے خیالات

احمد آباد - ۲ جولائی - سوراجیوں نے مولانا محمد علی سے ملاقات کی انہوں نے فرمایا کہ آپ مہاتما گاندھی کی مخالفت میں کامیابی حاصل کرنے کی توقع نہیں کر سکتے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ مہاتما جی نے کمیٹی کو تعزیری فقرہ نکال دینے کی ترغیب دی تو میں ان کا پیشتر سے مداح بن گیا۔

دریا کا شکار

الہ آباد - یکم جولائی - کل امریکن زراعتی درسگاہ کے چودہ ہندوستانی عیسائی لڑکے دریا میں ڈوب گئے تھے صرف ایک کی نعش برآمد ہوئی۔ یہ لڑکے مچھلی کا شکار کر رہے تھے۔

ہنگامہ اجمیر

مقدمات کے فیصلے

ہنگامہ اجمیر کے سلسلہ میں جسقدر مقدمات صاحب اسپیشل مجسٹریٹ درجہ اول اجمیر کی عدالت میں دائر تھے۔ ان میں سے صرف چار مقدموں کا فیصلہ باقی رہا ہے۔ چنانچہ ان ہر چہار مقدمات میں سے ایک مقدمہ نمبر ۱ کا فیصلہ سنایا گیا ہے۔ اس مقدمہ میں فرد جرم کے بعد ۱۶ ملزم باقی رہے تھے جن میں سے ۱۳ بری ہوئے اور تین ملزموں کو حسب ذیل سزا ہوئی۔ ایک ملزم کو ایک سال قید سخت دوسرے کو ۹ ماہ قید سخت اور تیسرے کو ۹ ماہ قید سخت اور ۲۳۰ روپیہ جرمانہ اب بقیہ تین مقدمات نمبر ۱۱ نمبر ۱۳ نمبر ۱۹ میں صرف ایک ملزم مولوی محی الدین صاحب اجمیری ماخوذ ہیں جنکا فیصلہ عنقریب ہونیوالا ہے۔

لاہور میں اموات

لاہور - یکم جولائی - لاہور میں ۲۷ جون کو پچیس کو اٹھائیس ۲۹ کو چھتیس اور تیس کو انتیس اموات ہوئیں طاعون سے کوئی موت سننے میں نہیں آئی - طاعون کی صرف ایک واردات ہوئی ہے۔ موضع سادہ سان میں طاعون کا اثر ہے۔

حکومت بمبئی اور مقامی جماعتیں

بمبئی - ۲ جولائی - حکومت بمبئی نے ایک اطلاع شائع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کو کچھ عرصہ سے اب یقین ہو گیا ہے کہ مقامی جماعتوں اور بلدیات پر زیادہ ذمہ داری ڈال کر کامیاب بنانے کی کوشش خطرہ میں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ جماعتیں حسابات صحیح نہیں رکھتیں اور نہ مالیات کے صحیح اصول پر عملدرآمد کرتی ہیں۔ لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ نے مالگزاری پر بہت سی لغزشیں دریافت کیں۔ حکومت کو یقین ہے کہ یہ تمام نقائص اس سے پیدا ہوئے ہیں کہ ملازمان ایسے رکھے جاتے ہیں جو مالیات کے قواعد و ضوابط سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں منشا یہ ہے کہ حکومت زیادہ مداخلت اور تشدد نہ کرے۔ بلکہ محکمہ مالیات کے ملازمین میں اصلاح کردے۔ حکومت نے طے کر لیا ہے کہ اب وہ محکمہ مالیات کے منشیوں اور ضلع کی مقامی جماعتوں کے مقامی فنڈ کے حساب کتاب کے لئے امتحان لیا کرے گی۔ پہلا امتحان اکتوبر ۱۹۲۵ء میں ہوگا۔ موجودہ ملازمین اگر اپنی قابلیت کے سرٹیفکٹ حاصل کرلیں تو وہ اس امتحان سے بری کردئے جائینگے۔

پانچ پانچ روپیہ کے جعلی نوٹ

الہ آباد - ۲ جولائی - صوبہ جات متحدہ کی حکومت نے ایک اطلاع کے ذریعہ لوگوں کو تنبیہ کی ہے کہ پانچ پانچ روپیہ کے جعلی نوٹوں کو نہ چلائیں۔ ان نوٹوں کا نمبر ۰۹۵۰۶۸۱۸۷۸ ہے۔ کرنسی آفس ان جعلی نوٹوں کی تفتیش کررہا ہے۔

جزیرہ مارلیس کے تارک الوطن ہندی

الہ آباد - ۲ جولائی - پاینر رقمطراز ہے کہ جزیرہ مارلیس کے حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے حکومت نے کنور مہاراج سنگھ کو منتخب کیا ہے۔ چونکہ تجویز ہو رہی ہے کہ ہندوستانی تارک الوطن رعایا کو پھر اجازت دیجائے۔ اسلئے حکومت مارلیس کی منظوری کی ضرورت ہے۔

احمد آباد کے بوہروں کا وفد

مدراس - ۳ جولائی - احمد آباد کے بوہروں کا ایک وفد کلکٹر کے پاس گیا۔ اور اس سے درخواست کی کہ آئندہ محرم کے موقعہ پر ایسا انتظام کیا جائے جس سے سنیوں اور شیعوں میں فساد نہ ہو۔ دو تین سال سے فریقین میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ پار سال کالی پورہ میں سخت فساد ہوا۔ اور بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔

ممالک غیر

انتخاب خلیفہ اور ترک

لندن - ۲۰ جون - ڈیلی ٹیلیگراف کا سیاسی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ مستقبل خلافت کے متعلق ترکی اور مصر میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

ترک مسئلہ خلافت سے بیحد دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں یہاں معلوم ہوا ہے کہ موتمر اسلامی میں ترک امام یحییٰ یمنی کا نام پیش کریں گے امام یحییٰ ترکوں کے دوست ہیں۔ دوران جنگ میں امام موصوف نے آخر وقت تک ترکی افواج مقیم عرب کی مدد کی۔ آپ شریف مکہ کے دعوی خلافت کے سخت مخالف ہیں۔ امام صاحب کے ترک موید اس تجویز کی منظوری کے لئے کوشش کریں گے۔ اگر امام صاحب خلیفہ منتخب ہوگئے تو آپ قسطنطنیہ میں رہیں گے۔

ترکوں کی ایک معمولی سی جماعت تقدس مآب حضرت شیخ سنوسی کو خلیفہ بنانے کی حامی ہے اور حضرت سنوسی کو دیگر امیدواران خلافت پر ترجیح دیتی ہے۔

جمہوریت امریکہ کا ہنوز فیصلہ نہیں ہوا

نیویارک - ۲ جولائی - مجلس جمہوریت میں تیس دفعہ ووٹ لئے گئے اور کوئی معین نتیجہ برآمد نہیں ہوا - اور اضلاع متحدہ کی صدارت کے لئے کوئی امیدوار منتخب نہ ہوا۔ مسٹر میکاڈو کو گورنر سمتھ پر کسی قدر اقتدار حاصل ہے لیکن انہیں دو تہائی کی اکثریت حاصل کرنے میں ہنوز کامیابی نہیں ہوئی جو ایک ضروری امر ہے - مسٹر ڈیوس سابق سفیر لندن تیسرے امیدوار ہیں۔

مجلس قبضہ اور فرانس

پیرس - ۳ جولائی - جنرل نالٹ نے سینٹ کے مجلس خارجہ سے کہا کہ فرانس اسبات کو منظور نہیں کرے گا کہ جرمنی میں مجلس قبضہ کا معائنہ ۳۰ ستمبر کو ختم ہوجائے۔

لندن میں اتحادیوں کی کانفرنس

لندن - ۳ جولائی - فرانس بلجیم - اطالیہ اور جاپان نے اتحادیوں کی کانفرنس میں شرکت کرنے کی دعوت قبول کرلی ہے - امریکہ نے بھی دعوت شرکت کو منظور کرلیا ہے - ارادہ ہے کہ جو ریاستیں تاوان سے دلچسپی رکھتی ہیں انہیں شرکت کا موقعہ دیا جائے لیکن ہنوز دعوت دہی کا مسئلہ طے نہیں ہوا مسئلہ مستفرات پر بھی بحث ہو رہی ہے۔

فتنہ ارتداد کا سدباب یعنے آریہ مذہب کی تردید میں لاجواب

کتابیں

سرمہ چشم آریہ - از تصنیف حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۱۲

شحنہ حق - از تصنیف حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۸

[illegible] " " " " ۱۲

چشمہ معرفت " " " " ۱۰

آئینہ کمالات " " " " ۱۲

حدوث مادہ - از قلم مولوی [illegible] قیمت ۶

اسمائے الہیہ - از تصنیفات مولوی عبد الحق صاحب عالم زبان سنسکرت قیمت ۳

ویدک سائنس " " " " ۲

آریہ دھرم - از تصنیفات قلم حضرت مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۴

روئداد مباحثہ - از تصنیفات قلم مولوی [illegible] صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۸

رسالہ [illegible] " " " " ۸

ماورفاقی - از تصنیفات ڈاکٹر [illegible] قیمت ۔

غلامی - غلاموں اور لونڈیوں کے بارہ میں اسلام نے جو اصول جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں ان سے ثابت کیا گیا ہے کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات صداقت سے خالی ہیں قیمت ۴

درثمین - اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اردو فارسی نظموں کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے - اردو مجلد ۶ - مجلد ۹ - فارسی بے جلد ۲ مجلد ۔ اکٹھی بے جلد ۱۱ مجلد ۔

ملنے کا پتہ: منیجر دارالکتب اسلامیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضرورت ہے

غلام حیدر مسلم ہائی سکول پنڈ دادنخان کے لئے ایک سینیر استاد کی ضرورت ہے، جو کہ بی اے - ایس - اے - وی ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی، درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ حسب ذیل پتہ پر بھیجی جاویں،

چودھری ظہور احمد سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تکمیل نفس کے منازل مختلفہ

الحمد للہ رب العلمین

(حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام کے قلم سے)

قرآن کریم آیت الحمد للہ رب العلمین سے شروع ہوتا ہے، لفظ رب کے معنے نہ صرف خالق رازق اور قیوم کے ہی ہیں، بلکہ یہ لفظ اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ جس پر اس زمانہ کے مسئلہ ایولیوشن (مسئلہ ارتقاء) نے روشنی ڈالی ہے، ہر ایک چیز میں طرح طرح کے جوہر مضمر ہوتے ہیں، وہ ایک ہی وقت یا ایک ہی حالت میں ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ ہر چیز مختلف حالتوں میں سے گذرتی ہوئی آہستہ آہستہ اپنے جوہر کو ظاہر کرتی جاتی ہے، اور آخر کار اس چیز کے کل جوہروں کا ظہور اس کے آخری حالت پر پہنچنے سے ظاہر ہوجاتا ہے، وہی دراصل اس چیز کی پیدائش کی علت غائی ہوتی ہے، ایک پھلدار درخت کو ہی دیکھ لو، اس کی پیدائش کی علت غائی تو اس کے وہ جوہر وخواص ہیں، جو اس کے پھل میں آکر ظاہر ہوتے ہیں، لیکن وہ سب کے سب استعداداً اس کے تخم میں ہی موجود ہوتے ہیں، یہ تخم زمین میں ڈالا جاتا ہے، پھر اس میں سے ایک کونپل نکلتی ہے، کونپل ایک مضبوط تنا بن جاتی ہے، جس میں سے شاخیں پھر شاخوں میں سے پتے پھر پتوں میں سے پھول اور پھول میں سے پھل اور پھر پھل میں اس چیز کے جوہر وخواص مختلفہ آپیدا ہوتے ہیں، چنانچہ ہر ایک چیز کے تخم کو اپنے خواص مختصہ کے ظہور تک پہنچنے کے لئے سات عالموں سے گذرنا پڑتا ہے، ہر ایک عالم کی کیفیت ایک دوسرے سے بیگانہ ہے، اور اس کی تربیت کے سامان بھی لامحالہ جداگانہ ہی ہوتے ہیں، لیکن ہر عالم میں وہ اسباب پہلے سے ہی مہیا ہوتے ہیں، اس لئے ذات باری کا نام رب العلمین ہے لفظ رب اور لفظ عالمین گویا کل کائنات کی حقیقت کو ہمارے سامنے لے آتے ہیں، لفظ رب اپنے معنوں کے رو سے جیسے کہ امام راغب نے مفردات قرآنی میں لکھا ہے، اور ایسا ہی تاج العروس میں بھی لکھا ہے، وہ ہستی ہے جو پہلے چیزوں میں بعض استعدادیں رکھ دے، پھر ان استعدادوں جن جن مدارج یا عالموں میں سے وہ چیزیں ہوکر گذریں، وہاں ان کی تربیت کا سامان بھی مہیا کردے، ایسی ہستی کو رب کہتے ہیں، اور چونکہ ہر ایک چیز کمال تک پہنچنے کے لئے مختلف عالموں میں سے ہوکر گذرتی ہے، اس لئے وہ ہستی رب العلمین کہلائی،

انسان اس عالم زمین پر آنے سے پہلے کئی عالموں میں سے ہو گذرا ہے، اور ہر عالم میں خدا تعالے نے اس کی ربوبیت کے لئے اسے صحیح راہ پر چلایا، لیکن منزل آخری تک ابھی بہت سے عالم اس کے آگے ہیں، جن میں کہ محتاج ہدایت ہے، لیکن جن عالموں میں اس نے آئندہ گذرنا ہے، ان کا تعلق زیادہ تر جسم سے نہیں، بلکہ ادراک سے ہے، اور اس کی آئندہ کی تربیت بھی دراصل اس کے ادراک کی ہی تربیت ہے، جس کے لئے اگر وہ کسی ہدایت کا محتاج ہے، تو اس ہدایت کا رنگ بھی ایسا ہونا چاہیے، جو ذہنیات سے تعلق رکھے، اس لئے قرآن کریم کو جو اس آیت سے شروع کیا گیا، تو اس میں قرآن کریم کے نزول اور اس کے متلو ہونے کی ضرورت ظاہر کردی گئی، یعنے قرآن کریم ان ہدایات کو لایا ہے، جن کے تحت انسان کی آئندہ عالموں میں تربیت ہوتی ہے، گویا اللہ تعالے کا رب العالمین ہونا ہی اس امر کا متقاضی ہے، کہ اب انسان کی ربوبیت کے سامان اس ذہنی عالم میں حسب ضرورت پیدا کئے جائیں، اور اس میں اللہ تعالے ان اسباب کو مہیا کرے، جو انسان کو آئندہ عالموں میں جو ذہن اور ادراک سے تعلق رکھتے ہیں، گذرنے اور وہاں کے متعلقہ جوہر ترقی اس میں پیدا کرنے کے لئے امداد دیں،

الہام کی ضرورت پر یہی امر ایک مضبوط دلیل ہے، جب جسم کی تربیت کے لئے کل کے کل سامان کائنات میں خدا تعالے نے جسمی رنگ میں پیدا کر رکھے ہیں، تو پھر ادراک کی پرورش اور ترقی کے لئے کیوں کوئی ذہنی اور ادراکی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ آئے، یعنے اب ہدایت ملفوظ رنگ میں، قرآن کریم کے اشارات سے نظر آتا ہے، کہ ہر ایک چیز کے سامنے ایک لمبا سفر ہے، وہ اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے مختلف عالموں میں سے گذرتی ہے لیکن ہر ایک عالم میں پھر چھوٹے چھوٹے سات منازل اس کے سامنے [illegible] ہر ایک عالم [illegible] اس چیز کی ابتدائی حالت میں [illegible] حالتیں استعداداً [illegible] سے لے جا و دخل ہوتی ہے، ہر عالم میں ہر چیز کی پہلی حالت کا نام عربی زبان میں بلغہ رکھا گیا ہے، یعنے کسی چیز کی وہ حالت جس میں اس کی کل کی کل استعدادیں بغرض نشو ونما موجود ہوتی ہیں، جب یہ استعدادیں حسب ظہور میں آئیں، تو اس حالت کا نام حالت بلوغت ہوتا ہے، ثمردار درخت کا تخم اس کی حالت بلغہ ہے، اور جب ثمر پختگی کو پہنچتا ہے، تو وہ اس کی حالت بلوغت ہوتی ہے قرآن کریم کی تعلیم سے یہ بھی نظر آتا ہے کہ جب کسی عالم میں ایک بلغہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے، تو بلوغت یافتہ حالت آئندہ عالم میں از سر نو بطور بلغہ ہوجاتی ہے، اور پھر اس کے آگے سات اور منزلیں اس نئے عالم کے بلوغت کی ہوتی ہیں، جسم انسانی کل ارضی چیزوں کی کشید ہوتی ہے، اور اس کشید سے نطفہ تیار ہوتا ہے، جسے قرآن کریم نے سلالہ طین کہا ہے، یہ سلالہ طین جسم انسانی کا بلغہ ہے، جو بصورت نطفہ اس کی دوسری منزل ہے، رحم میں جاکر اور پانچ منزلیں طے کرتا ہوا ساتویں منزل پر اس حالت کو پیدا کرتا ہے، جسے قرآن کریم نے خلقاً آخر کہہ کے پکارا ہے، وہ سات حالتیں یہ ہیں، سلالہ۔ نطفہ علقہ مضغہ۔ استخوان۔ گوشت۔ خلق جدید، یعنے مدرکہ،

الغرض ہر ایک عالم میں کسی چیز کی آخری منزل پر ایک نئی چیز پیدا ہوجاتی ہے، وہ نئی چیز پہلے عالم کی پانچ حالتوں کو اپنے ساتھ نئے عالم میں لے آتی ہے، کیونکہ اس کی زیست ان حالتوں کے قیام پر ہی منحصر ہوتی ہے، لیکن جس چیز نے ترقی کرنی ہوتی ہے، وہ وہ چیز ہے، جس کا ظہور گذشتہ عالم کی ساتویں منزل پر ہوتا ہے، انسان رحم میں ہی جسم کی کل ترقی کے سامان پیدا کرلیتا ہے، اور رحم سے باہر تھوڑے عرصہ میں جسم کی تکمیل بھی کرلیتا ہے، اور حق الامر بھی یہی ہے، کہ اس زمین پر جسم کی ترقی صرف ہوتے ہوتے جسم انسانی میں کمال تک پہنچ جائے، جمادات نباتات، حیوانات کی اقسام مختلفہ سب کی سب جسم کی مختلف بلوغت یافتہ شکلیں تو ہیں لیکن جسم اگر اپنے کمال کو پہنچتا ہے، تو یہ امر انسان کی شکل میں آکر ہوتا ہے، گویا جسم کی ترقی کامل طور پر انسان کی شکل میں ہوجاتی ہے، اس سے آگے جسم کی ترقی کی کوئی گنجائش نہیں، اب اس آخری ترقی پر جو نئی چیز پیدا ہوتی ہے، وہ انسان کا نفس مدرکہ ہے، جو رحم میں ہی پیدا ہوجاتا ہے، یہی نئی خلقت عالم ادراک کا بلغہ ہوتی ہے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی ۔ ۔ ۔ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۵۔ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ، نمبر ۷

نشانات سماویہ اور میاں صاحب

مسٹر اکمل آف گولیکی ثم آف قادیان کو مخاطب کرنا نجاست میں ڈھیلا پھینکنے کے مترادف ہے، کہ غلاظت کی چھینٹیں اپنے اوپر پڑیں یا کھٹمل کے مسلنے کے قائم مقام ہے، کہ بدبو سے دماغ پراگندہ ہو جائے۔ جناب خلافت مآب میاں محمود احمد صاحب تقریر کر رہے تھے، کہ ایک شہاب ٹوٹا، حضرت اپنے مریدوں کی عقل و فہم کو خوب جانتے تھے، فوراً فرمانے لگے، کہ دیکھو یہ آسمان سے نشان ظاہر ہوا، سب نے زبان حال سے کہا صل علیٰ، مسٹر اکمل گوئے سبقت سب پر یوں لے گئے، کہ الفضل میں اس نشان کی ڈگڈگی خوب پیٹی، اور اس طرح حق نمک خواری ادا کیا، آخر دنیا ساری تو اندھی نہیں لوگوں نے اعتراض کیا، چونکہ اس میں معجزات اور نشانات سماویہ پر زد پڑتی تھی، ہم نے بھی اس کی تردید کی، پھر کیا تھا، اکمل صاحب نے دستر خوان خلافت کی فضلہ خوری کے نتیجہ میں الفضل میں وہ غلاظت بکی ہے کی، کہ الامان الحفیظ دماغ پراگندہ ہو گیا، گالیوں کی بدبو سے جی متلانے لگا، آخر جو اندر تھا وہی باہر نکلنا تھا۔ یہ پیٹ وہ اس لئے وقف ہے، کہ جب کسی معاملہ میں جواب نہ بن پڑے، تو کلنے کے لئے اسے چھوڑ دیا جائے، گالیوں کو الگ کر کے جو خلاصہ آپ کے جواب کا ہے، وہ صرف یہ ہے، کہ کائنات میں ہر چیز ایک نشان ہے، اور حضرت مسیح موعودؑ کی تائید میں بھی بعض نشانات سماویہ ظاہر ہوئے، مثلاً کسوف خسوف رمضان وغیرہ، اب اسے دانستہ دھوکا دہی کہا جائے، یا انتہائے جہالت کہ جب ہر چیز کائنات میں کسی کی تقریر پر ایک نشان آلٰہی کی حیثیت رکھتی ہے تو پھر شہاب کے گرنے پر خود خلافت مآب اور خود بدولت اکمل صاحب کا اس قدر غوغا مچانا کیا ضرور تھا؟ اور اگر اس کی مثال مسیح موعودؑ کے نشانات سے دیتے ہو، کہ کسوف خسوف رمضان میں آپ کے لئے ظاہر ہوئے، اور ایک شہاب عظیم آپ کے وقت میں گرا، تو واضح ہو کہ ان نشانات کی قبل از وقت پیشگوئیاں موجود تھیں، یہ نشانات تو پیشگوئی کے پورا ہونے کی وجہ سے نشان ٹھہرے، اگر یہ پیشگوئیاں نہ ہوتیں، تو کسوف خسوف یا شہاب ثاقب کوئی نشان نہ ہو سکتا تھا، کیا میاں محمود نے خدا سے خبر پا کر کوئی پیشگوئی کی تھی، کہ میری تقریر میں شہاب گرے گا، اور وہ خدا کی طرف سے نشان ہوگا، اگر یہ نہیں تو پھر محض شہاب کا گرنا کوئی نشان نہیں کسی کی صداقت پر۔ الٰہی نشان تو خدا کے علم اور قدرت نمائی پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ محض کسی حادثہ کائنات کا ظاہر ہونا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبل از وقت علم حاصل ہونے کے بغیر محض کسی حادثہ کائنات کو میاں محمود اپنی تائید میں پیش کر سکتے ہیں، تو پھر ایک عیسائی، ایک ہندو، ایک بہائی، ایک کافر بھی پیش کر سکتا ہے، اگر کسی پادری کی تقریر میں ایک پتھر کوٹھے سے گرے تو وہ فوراً چلا پڑے، کہ دیکھو مسیح نے میری تائید میں نشان ظاہر کیا، میں اسلام کو اس پتھر کی طرح کچل دوں گا، تو کیا یہ اس پادری کی صداقت پر نشان نہ ہوگا، یا کم سے کم یہ ثابت کر دے گا، کہ وہ پادری اپنے سامعین کو احمق سمجھتا ہے۔ پس میاں صاحب کا اس شہاب کو نشان قرار دینا کم سے کم یہ ضرور ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے سامعین مریدین کو احمق ضرور سمجھتے ہیں۔ جن کے سرتاج میاں اکمل ثابت ہوئے، جو کاتا اور لے دوڑی کا مصداق بن کر فوراً ڈھول بجانے کھڑے ہو گئے، یا پھر وہ خود ساری محمودی جماعت کو احمق سمجھتے ہیں، جو سب کو سنانے بیٹھ گئے اور اب اس نشان پر ایمان لاتے کو شیوۂ مومن قرار دیتے ہیں، کیا خوب! جناب یہ وہ نشان اور ایمان ہے، جس کی نبوت پر کفر خندہ زن ہے، اس نشان کو تو آپ "دفتر بے معنی" کی مد میں داخل کر کے اپنے "ساقی کے نخمانہ میں" غرق مئے ناب اولیٰ" کر دیتے تو کم سے کم معجزات آسمانیہ اور نشانات سماویہ کی ہتک اور ذلت تو نہ ہوتی، اور اغیار کو ہنسنے کا موقعہ تو نہ ملتا،

خدا جانے مسٹر اکمل صاحب کو مفتی محمد صادق صاحب سے کیا ضد ہے، کہ اب کے پھر انہیں ہولی کھیلنے میں انہیں بھی شامل کر لیا، وہ بیچارے سادے عشق و محبت کے بندے تھے، یعنی "دیہم دے" کے مصداق۔ وہ نہ لاہور والوں پر "عداوت محمود" کا افترا کریں، تو اور کون کرے گا، جو دو خلاصے پہلے مفتی صاحب قائم کرتے ہیں، وہی ان کے ابطال کے لئے کافی ہیں، فرماتے ہیں "اسلام کا خلاصہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور احمدیت کا خلاصہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا" سنیئے یہی ہمارا مذہب ہے، مفتی صاحب کو چاہیئے، کہ اب اپنے محبوب محمود سے پوچھیں، کہ جب اسلام کا خلاصہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، تو اس کا پڑھنے والا اسلام سے خارج کس طرح ہو جاتا ہے، اور احمدیت کا خلاصہ جب دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے، تو نبوت مسیح موعودؑ کا جھگڑا درمیان میں کیوں لایا جاتا ہے، کیا یہی وہ دو اصول نہیں، جن کی وجہ سے لاہوری احمدی میاں محمود سے الگ ہوئے، پھر "عداوت محمود" کا بے بنیاد الزام لگاتے ہوئے شرم کرنی چاہیئے،

سنیئے جناب اکمل صاحب! ہمیں بہائیوں کے لئے جواب کی توقع کبھی بھی آپ لوگوں سے نہیں، بہائی اور آپ لوگ قریب قریب اصولاً ہم مشرب اور ہم مسلک ہیں، آپ لوگوں سے کیا جواب نکلنا ہے، تیغ بازی امر دیگر ہے، جو آپ لوگوں کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے، سنیئے اب سے بہت پہلے جب قادیان بہائیت اور بابیت کی نجاست سے پاک تھا، حضرت مولانا محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز میں بہائیت اور بابیت کی مفصل تردید بہترین طریق پر کر چکے ہیں، وہی آج آپ لوگوں کے کام آ رہا ہے، اور آئے گا، آپ کی جماعت کے ایک ممبر نے جو ایک بڑے عہدیدار ہیں، اپنے خط میں اس مضمون کے متعلق حال میں ہی یہ لکھا ہے کہ "وہ دراصل بابیت اور بہائیت کے خلاف ایک (Masterpiece) ہے اگر میرے احمدی بھائی اسی کو ایک رسالہ میں شائع کر دیں، تو علی محمد باب، بہاء اللہ اور عباس تینوں اگر قبر سے نکل آئیں تو اس کا جواب نہیں ہو سکتا" مگر چونکہ "دمحسن کشی" آپ لوگوں کے خمیر میں داخل ہے، اس لئے نہایت بے حیائی سے الٹا ہمیں الزام دینے لگے، اور اپنی خفت کو مٹانے کے لئے کہنے لگے، کہ بہائیت سے تم متاثر ہو، ارے صاحب! متاثر وہ ہیں جو نبوت کا دروازہ چوپٹ کھولے بیٹھے ہیں۔ اور جن کے خلیفہ نے یہ تسلیم کر لیا ہے، کہ ان کا طرز استدلال اور بہائیوں کا ایک ہے، ذرا جماعت کو ٹٹولو، کہ بہائیت کے اثر سے سا تم کیسی قوم میں پڑا ہوا ہے؎

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

آریہ گزٹ کے چیلنج کا جواب

۲۶۔ جون ۱۹۲۴ء کے آریہ گزٹ میں مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کے نام ایک چیلنج شائع ہوا ہے، جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا ہے، کہ وہ ثابت کریں، اکس بزرگ نے مہابھارت کے پاٹھ تک ویدوں کے ایشری گیان ہونے سے انکار کیا تھا، اور کس نے ویدوں کے خلاف زبان درازی کی تھی، حالانکہ مولانا نے ۲۰۔ جون ۱۹۲۴ء کی پبلک تقریر میں اس امر پر بحث ہی نہیں کی، کہ منکرین ویدک پیدا ہوئے مہابھارت کے زمانے میں یا اس سے پہلے یا پیچھے۔ مقام حیرت ہے، پھر مولانا سے اس امر کا مطالبہ کیوں کیا گیا، مولانا نے اپنی ۲۶۔ جون کی تقریر میں تو اتنا ہی فرمایا تھا کہ بعض ہندو ویدوں کو الہامی مانتے ہیں، اور بعض نہیں مانتے، اور یہ بالکل واقعی امر ہے، اور ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ کو بھی تسلیم ہے، پھر تعصب اور ہٹ دھرمی کے سوا چیلنج بازی ہونے سے کیا معنی، اور ناجائز مطالبہ سے اخبار کے کالم سیاہ کرکے تضییع اوقات کرنے سے کیا حاصل،

لطف کی بات تھی اور ہم بھی مشکور ہوتے، اگر ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ مولانا کے مطالبے کو پورا کر دیتے، جو کہ لاہور کی پبلک تقریر میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے کیا گیا تھا، اور رگوید سے پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اوم کی وحدت اور اوم کی صفات سرو شکتیمان سرو انتریامی، سرو بیاپک وغیرہ کو نکال کر دکھا دیتے، اس سے ایک تو رگوید کی خوبیوں کا اظہار ہو جاتا، دوسرے یہ کہ داغ بھی مٹ جاتا، کہ رگوید میں پرماتما کا ذاتی نام اور اس کی وحدت اور صفات کا تذکرہ ہی نہیں ہے۔

بقرعید اور مسلمان

سال بھر کے بعد بقرعید کا دن اپنی عظیم الشان یادگاروں کے ساتھ پھر ہم پر آ رہا ہے، مسلمانوں کے لئے یہ دن جس قدر خوشی اور مسرت کا موجب ہے، اس کے بیان کی حاجت نہیں، یہ خوشی اس لئے انہیں حاصل نہیں ہوتی، کہ سال بھر کے بعد ایک دن رنگ رلیاں منانے اور میلے منعقد کرنے کے لئے انہیں مل گیا، نہ اس لئے کہ چند حیوانات کے گلے پر چھری چلانا ان کیلئے کوئی خاص راحت کا موجب ہوتا ہے، بلکہ اس لئے کہ یہ دن اس عظیم الشان انسان کی قربانیوں کی یادگار ہے، جو کل قوموں کا باپ ہے، یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام، اس پاک انسان نے ایک خواب کی بنا پر محض رضائے الٰہی کے لئے اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلانے سے دریغ نہ کیا، جس پر یہ سنت قائم ہو گئی، کہ ہم ہر سال اپنے بعض جانوروں کو الٰہی مذبح پر قربان کر کے حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کو یاد کریں، اور جس وقت موقعہ پڑے الٰہی رضا کے آگے اپنی تمام خواہشات کو قربان کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اس یوم سعید سے ایک روز [illegible] مبارک [illegible] جب تمام دنیا کے ذی استطاعت مسلمان اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت میں مخمور ہو کر اپنے گھر بار اور وطن و اولاد کو چھوڑ کر ہزار ہا میل کا سفر طے کرتے اور مکہ معظمہ کی وادی غیر ذی زرع میں جمع ہو کر اس اخوت و مساوات کا ثبوت دیتے ہیں، جو محمد رسول اللہ صلعم نے کل نسل انسانی کے اندر قائم کی ہے، وہ لوگ جنہوں نے اس نظارہ کو دیکھا ہے، وہ جانتے ہیں کہ تہذیب جدید خواہ کتنے ہی مساوات کے سبق پڑھائے، اس درجہ تک ابھی تک نہیں پہنچ سکی اور نہ پہنچ سکتی ہے، جو اسلام نے اپنے نام لیواؤں کے اندر پیدا کیا ہے، اور جس کا نظارہ سال بھر کے بعد مکہ معظمہ میں نظر آتا ہے،

لیکن افسوس ہے کہ آج یہی بابرکت ایام مسلمانوں کے لئے خوشی کا موجب ہونے کے بجائے ماتم کا باعث ہو رہے ہیں، مکہ معظمہ میں کہا جاتا ہے، کہ شریف مکہ کا پورا زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے، کہ امسال حاجیوں سے اس کی خلافت پر مہر تصدیق کرائی جائے، یہ خبر غلط ہو یا صحیح بہرحال مسلمانوں کیلئے ایک حد تک موجب رنج و اندوہ ہے اور ممکن ہے کہ بعض لوگوں کیلئے یہی خبر امسال حج کرنے میں روک کا موجب ہوئی ہو، ایسا ہی ہندوستان میں مسلمانوں کو ایک ایسی قوم سے سابقہ پڑا ہے جو حیوانوں کے عوض انسانوں کو قتل کرنا ضروری سمجھتے ہیں، یہی ہے کہ بقرعید کے موقعہ پر جگہ جگہ سے فساد اور قتل و خونریزی کی خبریں سننے میں آتی ہیں، جس وقت بقرعید کا موقعہ آتا ہے برادران وطن کی گاؤ پرستی مسلمان کشی میں تبدیل ہو جاتی ہے کہ ایسے وہ ہولناک مناظر دیکھنے میں آتے ہیں، کہ الاماں ایسے موقعہ پر ہوا سکے کہ مسلمانوں سے یہ التجا کی جائے، کہ وہ جہاں تک ہو سکے اپنے جذبات کو روک کر ایسے طریقہ پر اپنے فریضۂ مذہبی کو سرانجام دیں کہ جس سے فتنہ فساد کی آگ مشتعل نہ ہو، کوئی وجہ نہیں ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی قربانیوں کی ہرگز نمائش نہ کریں، اور اگر ممکن ہو، تو محض فتنہ سے بچنے کیلئے "گئے" کی قربانی سے محترز رہیں، ہاں جہاں غربت کی وجہ سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں، وہاں حکام کو پیشتر سے اطلاع دیکر اپنی حفاظت کا اہتمام کر لینا چاہیئے، کہ جان کی حفاظت سب سے زیادہ

عید اضحیٰ کے متعلق چند ضروری مسائل

(۱) عید الاضحیٰ کی نماز واجب ہے۔ اور عید گاہ میں جانے کے لئے نبی کریم نے مردوں اور عورتوں سب کو حکم دیا ہے۔
(۲) نماز عید [illegible] بارہ تکبیریں ہیں۔ سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔
(۳) قرأت ہر رکعت میں تکبیروں کے پیچھے ہوگی۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام احمدؒ بھی اسی طرف گئے ہیں
(۴) نماز عید کے بعد امام خطبہ پڑھے۔

قربانی

(۱) جمہور تو یہ کہتے ہیں کہ قربانی سنت ہے لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ، اوزاعی، ربیعہ، لیث اور بعض متبعین امام مالکؒ قربانی [illegible] کے قائل ہیں۔
(۲) قربانی نماز عید کے بعد کی جائے۔ نماز سے قبل قربانی کے جانور ذبح نہ کیا جائے نبی کریمؐ کا یہی ارشاد ہے۔
(۳) گائے [illegible] میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں بکری، دنبہ، مینڈھا صرف ایک آدمی ہی کرے اس میں ایک سے زیادہ آدمی شریک نہیں ہو سکتے۔
(۴) اگر کسی وجہ سے عید کے روز جانور قربانی کا ذبح نہ ہو سکے تو پھر بھی بارہویں تاریخ تک قربانی کو ذبح کر سکتا ہے۔ اور اس وقت تک یہ جانور قربانی مسنونہ ہی میں شمار ہوگا۔
(۵) قربانی کا جانور اچھا موٹا تازہ ہو ہر ایک عیب سے پاک ہو (۱) خصوصاً دبلا نہ ہو (۲) مریض نہ ہو (۳) لنگڑا نہ ہو (۴) نصف سے زائد کان کٹا نہ ہو۔ اور ایسا ہی سینگ ٹوٹے ہوئے نہ ہوں (۵) اندھا نہ ہو (۶) دنبہ ایک سال کا ہونا چاہئے (۷) اگر کسی وجہ سے ایک سالہ نہ مل سکے تو ضرورت کے لئے سال سے کم عمر کا بھی جائز ہے (۸) دو سالہ ہونا چاہئے۔

کھالیں

قربانی کی کھالوں کی قیمت انجمن کے خزانہ میں آنی چاہئے۔ [illegible] اس سے انجمن کو [illegible] امداد مل سکتی ہے۔ قطرہ قطرہ [illegible] دریا۔ یہ تھوڑی تھوڑی رقم اگر احباب بھیجدیا کریں تو بہت سی ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں۔ مختلف انجمنوں کے سیکرٹری صاحبان اگر خاص کوشش سے کھالوں کے جمع کرنے کا انتظام کریں تو ہر ایک جماعت کی طرف سے معقول رقم جمع ہو سکتی ہے امید ہے کہ احباب اس تکلیف کو ضرور گوارا فرمائیں گے۔

عید فنڈ

ہمارے احباب تو اشاعت اسلام کے لئے وقف ہیں اسلئے انہیں کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے جس میں وہ کار خیر میں حصہ لے سکیں۔ عید کے دن بہت سا روپیہ خرچ ہو جاتا ہے اسمیں سے اگر اشاعت اسلام کے لئے بھی کچھ خرچ کر دیا جائے تو وہ باعث برکت ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے وقت سے دستور ہے کہ احباب کم از کم ایک روپیہ عید فنڈ کے طور پر بھیجتے ہیں۔ اس موقعہ پر احباب اسکو یاد رکھیں بلکہ اس میں کچھ اضافہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ بلاد غیر کے مشنوں کی وجہ سے اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو روپیہ کی بہت ضرورت ہے۔

ینابیع المسیحیت اور ایک پادری صاحب

حضرت خواجہ صاحب کا جواب

حضرت خواجہ صاحب کی کتاب "ینابیع المسیحیت" [illegible] پادری پی۔ کے۔ ایس۔ سدھو نے ایک خط حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھا اور انہیں بتایا ہے کہ کتاب پڑھنے سے بجائے عقائد کی تردید کی بجائے ان کے خیالات کی تائید ہوئی ہے۔ اور ان کا ایمان پختہ ہو گیا ہے۔ اور کہ خدا اس طرح مخالفین کے ذریعہ مسیحیت کی تائید کراتا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس خط کا جو کچھ جواب دیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے:-

جناب پادری صاحب۔ تسلیمات

آپ کا نوازش نامہ ملا۔ میں خوش ہوں کہ آپ نے میری کتاب پڑھ لی۔ آپ کا یہ لکھنا کہ آپ اپنے عقیدہ میں مستحکم ہیں۔ یہ ایک ایسی آواز ہے جو دنیا کے ہر گوشہ مذہبی سے آتی ہے اور آپ تو ایک مذہب کے معلم ہیں۔ جبتک آپ اپنے آپ کو اپنے عقائد میں مستحکم نہ سمجھیں آپ کسی اور کو کیا تعلیم دے سکتے ہیں۔ میری کتاب کے بعد کوئی معاملہ مشکل نہیں رہا جس عیسائیت کو مغربی کلیسا نے پیش کر رکھا ہے اور جس کی اتباع مشرق نے کی اسمیں آپ نے دیکھ لیا کہ ایک بھی ایسی بات نہیں جو جناب مسیح سے پہلے ان مذاہب میں موجود نہ تھی جن کی بیخکنی کیلئے [illegible] کہتے ہیں کہ جناب مسیح آیا عقائد تو ویسے کے ویسے ہی تبدیل رسم و مقام رہی بیخکنی کس بات کی ہوئی۔ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ اپنی پوزیشن کو صاف کریں کہ آپ کے عقائد اب کیا ہیں۔ والا جو متداولہ عقائد ہیں ان کو مغربی کلیسا کے سربراوردہ اراکین چھوڑتے جاتے ہیں۔ اور اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ ساری باتیں مثلاً ولادت مسیح۔ مسیح کے خون پر ایمان کفارہ پرانی باتیں ہیں۔ جیسا کہ آپ نے کتاب میں پڑھا ہوگا۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ امور مسلمات سے ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ اس کتاب کا فوری اثر آپ کے قلب پر کیا ہوا۔ ۱۵ مارچ میں جو لیکچر پادری صاحبان نے لاہور میں دلئے۔ اسمیں یہ تو مانا گیا کہ عیسائی مذہب کو اتوار، کرسمس اور ایسٹر سے کوئی تعلق نہیں۔ میری کتاب نے مجبوراً یہ باتیں پادری صاحبان سے کہلوائیں لیکن معاملہ زیر بحث تو وہ ہے جو اتوار، کرسمس اور ایسٹر کی تہ میں ہے۔ والا اس انکار سے کیا ہوتا ہے یعنی پیدائش مسیح کا دن جو اسے خدا بناتا ہے یا آپ کا مردوں میں سے جی اٹھنا یا صلیب کے ذریعہ سے دنیا کا کفارہ۔ کیا عیسائی مذہب کی ہر صداقت آپ کے نزدیک نہیں۔ [illegible] کرسمس اور ایسٹر کے انکار سے تو کوئی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اگر ان واقعات پر ایمان قائم رہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ واقعات ہو بہو پرانی کہانیاں ہیں یا نہیں۔ کیا جناب مسیح سے پہلے بہت سے مونہی بادہ زادے ایسے نہیں جو خدا بنے یا بنائے گئے۔ کیا وہ مقتول و مصلوب نہیں ہوئے۔ اور ان کا ایسا ہونا انسان کی نجات کا سبب سمجھا گیا ہے یا نہیں۔ یہ باتیں پرانی ہیں۔ لوگ انہیں بطور صداقت مانتے ہیں۔ آج یہ فرضی قصے نکلے وہ کونسا آپ کا عقیدہ ہے جو ان مذاہب میں نہیں جنکو عیسائی دنیا ہیگن ازم کہتی ہے اور اگر یہ عقائد صداقت ہیں۔ تو پھر بعثت مسیح کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں اگر ان تین باتوں سے آپ کو انکار ہے اور جناب مسیح کو ایک [illegible] انسان معلم اور ہادی مانتے ہیں۔ اور وہ ضرور ایسے ہی تھے تو پھر مجھ میں اور آپ میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیا آپ کوئی وجہ تلا سکتے ہیں کہ جب واقعات ایک ہی ہیں تو مسیح کو اپالو سریا متھرا پر کیا ترجیح ہے۔ کیوں قصہ مسیح کو بیل کی داستان سے اخذ شدہ نہ سمجھا جائے۔

انجمن اسلامیہ سرگودہا کا پرشان جلسہ

اور مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقریریں

احباب سرگودہا تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مورخہ ۲۸ - ۲۹ و ۳۰ جون سنہ ۲۴ء کو بہت بڑی شان و شوکت کے ساتھ انجمن اسلامیہ سرگودہا کا جلسہ ہوا۔ جلسہ کے لئے کمپنی باغ میں ایک نہایت ہی خوشنما اور وسیع پنڈال بنایا گیا تھا۔ والنٹیروں کا انتظام ہر لحاظ سے قابل مدح و ستائش تھا۔ شیخ عبد الغنی صاحب وکیل اور ملک شیر باز خاں صاحب وکیل نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں سعی بلیغ سے کام لیا۔ اس جلسہ کا طغرائے امتیاز یہ تھا۔ کہ ہر امر میں اسلامی اتحاد کو ملحوظ رکھا گیا۔ اور کوئی ایسی دلخراش بات نہیں کی گئی۔ جس سے کسی اسلامی فرقے کے جذبات کو ٹھیس لگتی۔ دور دور سے علمائے کرام بھی شرکت جلسہ کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔ جن میں مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب اور مصور غم علامہ راشد الخیری اور مولوی محمد بخش صاحب مسلم جائنٹ ایڈیٹر سیاست اور مفتی محمد صادق صاحب خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ علامہ راشد الخیری نے تعلیم کے مضمون کو نہایت خوبی سے بیان کیا۔ اور مولوی محمد بخش صاحب مسلم جائنٹ اڈیٹر سیاست کی تقریریں اور نظمیں نہایت دلچسپی سے سنی گئیں۔ مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کی عالمانہ اور ولولہ انگیز تقریریں تو اس قدر دلچسپ تھیں۔ کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پبلک کے اصرار سے مولانا کو چھ دفعہ پلیٹ فارم پر آنا پڑا۔ مگر حاضرین کے ذوق و شوق میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ مولانا کی تقریروں کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی۔ کہ آپ جا بجا معتقدات اسلامیہ کا آریہ اعتقادات سے نہایت ہی مہذب و متین طریقے پر مقابلہ بھی کرتے جاتے تھے۔ اور ہر امر میں اسلامی اتحاد کو ملحوظ رکھتے تھے +

مفتی محمد صادق کی تقریر بھی نہایت دل خوش کن تھی۔ اس میں امریکہ کے حالات بھی نہایت اچھے پیرائے میں بیان کئے گئے +

جلسہ ہر پہلو سے نہایت کامیاب رہا۔ تین ہزار کے قریب چندہ بھی ہوگیا۔ ہر نشست میں ہزاروں کا مجمع رہا۔ ایک دن کے لئے مولانا عصمت اللہ صاحب چک نمبر ۸۱ میں بھی اخویم چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار کی خواہش پر تشریف لے گئے۔ اور احباب سلسلہ کی تنظیم کا کام کیا +

خط بیعت

اخویم غلام محی الدین شاہ صاحب پریزیڈنٹ انجمن حنفیہ اسلام آباد کشمیر اپنے خط بیعت میں حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں :-

من قبل ازیں ہم اشاعت احمدیہ در پردہ اخفاے کردم چوں وقتاً فوقتاً رسائلہائے لاہوری ملحوظ نظرم بودند۔ لہذا از پردہ اخفا بیرون آمدہ کالشمس فی نصف النہار بیعت خود را آشکارا ساختم۔ مے خواہم کہ بذریعہ اخبارات مجریہ اعلان بیعتم مشتہر فرمودہ ممنونم کہ حوصلہ افزائی فرمایند تا کہ جوق جوق بصد شوق بیعت سلسلہ عالیہ را لبیک مے سازند۔ شرائط نامہ بیعت ہر یکے بر خود بطوع و رضا قبول میکند۔ در فراہمی زر زکوۃ حتی الوسع بعدہ مبارک کوشش مے سازم۔ سر دست اعلان بیعتم را در اخبارات اشتہارات دادہ مشہور سازند۔ والسلام خیر ختام +

راقم دعاگو میر واعظ غلام محی الدین پریزیڈنٹ انجمن حنفیہ اسلام آباد۔ کشمیر۔ محلہ آلوور۔ خانقاہ

بقیہ صفحہ اول

مدرکہ انسانی کی ابتدائی کیفیت مدرکہ حیوانی سے ملتی جلتی ہوتی ہے اسے قرآنی اصطلاح میں نفس امارہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے میں نے ابھی ذکر کیا ہے، کہ ہر عالم میں ایک چیز بلوغت کے سات منازل کو طے کرتی ہے، اور ساتویں منزل پر جا کر اس عالم کی متعلقہ ترقی کو حاصل کر لیتی ہے، اسی طرح انسان کے مدرکہ نے بھی نفس امارہ سے چل کر ساتویں منزل پر تکمیل پائی ہے،

ان سات منزلوں کے نام قرآن کریم نے حسب ذیل تجویز کئے ہیں :-

نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس ملہمہ، نفس مطمئنہ، نفس راضیہ نفس مرضیہ، نفس کاملہ،

قرآن کریم نے ہر ایک نفس کے خط و خال بھی بیان کئے اور پھر ہر ایک منزل پر اس منزل کی تربیت کے سامان بھی تجویز کئے، لیکن پیشتر ازیں کہ ہم ان امور پر [illegible] اس جگہ ہم [illegible] سمجھتے ہیں، کہ اس چیز پر روشنی ڈال دیں جس کو عامۃ الناس کی اصطلاح میں روح کہتے ہیں، از روئے تعلیم قرآن روح جسم سے الگ نہیں نہ یہ کوئی فالتو چیز ہے، نہ کسی اور عالم سے آکر جسم میں آملی ہے، روح [illegible] سے ہی نکلتی ہے، ہاں یہ کہہ سکتے ہیں، کہ اصل جوہر [illegible] سے نکلتا ہے، یہی مدرکہ یا کسی بالغ حالت میں وہ کیفیت اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے، جس سے اس کا نام عام اصطلاح میں روح ہو جاتا ہے، اس کائنات میں جو روح خداوندی کا پہلا عکس و ظل ہے، اور جو ان بدن مختلف حجابوں میں مستور رہتا ہوا زمین میں آجاتا ہے، جہاں یہ حجابوں سے پھر [illegible] شروع ہوتا ہے، وہ آخر کار جسم انسانی میں آ کر اس حالت کے قریب ہو جاتا ہے، جس سے اس کی ابتدائی صورت تھی، یعنی جسم انسانی میں وہ چیز پیدا ہوتی ہے، جو روح خداوندی کے بہت اقرب ہے، یا یہ کہو کہ روح خداوندی

یہاں آکر بہت سے حجابوں سے باہر ہو جاتی ہے، اور اپنی اصل شکل کے قریب آجاتی ہے، روحوں کا الست کے دن ہونا اسی حقیقت کا اظہار ہے، جسم انسانی اس روح ازلی کی پہلی شکل ہے، ادراک انسانی ہے، جسے قرآن نے خلق آخر کہا، قرآن نے مدرکہ کا نام نفس ہی رکھا ہے نفس کے معنے کسی چیز کی اصلیت یا جوہر کے ہیں، کسی چیز کی ان صفات خاصہ کو نفس کہا جا سکتا ہے کہ جن کے ہونے پر ہی وہ چیز اپنا خاص نام پاتی ہیں، در اصل اس کے ظہور تام کے لئے وہ چیز مخلوق ہوئی ہے۔

اب اگر انسان کی کسی چیز کا نام روح ہے، تو وہ انسان کی ہر حالت میں اس میں موجود ہونی چاہیئے، وہی مختلف منازل طے کرتی ہوئی آخر اس منزل کو بھی پہنچ جاتی ہے، اور اس میں وہ خواص بھی پیدا ہو جاتے ہیں، جس کے رو سے اسے عامہ اصطلاح میں روح کہتے ہیں، روح در اصل نفس انسانی کی ایک بالغ کیفیت کا نام ہے، لیکن وہ اس شکل میں بھی موجود ہوتی ہے، جسے نفس امارہ کہتے ہیں، ہاں جس کا نام عامہ اصطلاح میں روح ہوتا ہے، یعنے نفس انسانی کی وہ حالت جب اس کے کل جذبات نفس ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، اور نفسانی خواہشات تہذیب و تعدل پا لیتی ہیں، انسان اس حالت میں اضطراراً نیکیوں کی طرف جھکتا ہے، اور بدیوں سے رک جاتا ہے، وہ دنیا کی لذات سے اسی قدر حصہ لیتا ہے، جو جسم میں بقائے روح کے لئے ضروری ہو، اور باقی چیزوں سے کوئی تعلق اسے نہیں ہوتا، اگر ایسی حالت کا نام روح ہے، جیسے عام لوگ سمجھے ہوئے ہیں، تو یہ نفس انسانی کی بلوغت کی چوتھی حالت ہے، جسے قرآن نے نفس مطمئنہ سے تعبیر کیا ہے، اور ابھی تو اس کے آگے تین منزلیں اور ہیں جن کے طے کرنے پر نفس انسانی کامل ہو کر انسان کو مسجود ملائکہ بنا دیتا ہے، یہی وہ مقام ہے، جہاں نفخت فیہ من روحی کے سلوک کا صحیح نقشہ ظاہر ہونے لگتا ہے، جیسے قرآن کریم نے فرمایا، فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۰

یہ قصہ در اصل انسانی ترقیات کا اور اس سے تنزل کا ایک نقشہ ہے، جو ہر ایک انسان کے سامنے موجود ہے، سویتہ سے مراد تکمیل جسمانی ہے، یعنے روح خداوندی اس وقت انسان کے جسم میں اپنی ابتدائی شکل میں ظاہر ہوتی ہے، جب جسم ہر عضو میں مکمل ہو جاتا ہے، اور جب روح اپنا کامل جلوہ دکھانے لگتی ہے تو ملکوت السموات والارض اس روح کے آگے جھکتے ہیں، اگر قرآن نے تہذیب تکمیل نفس کی ابتدائی تعلیمات میں جسمانیات پر زور دیا، اور کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق ہدایات فرمائیں، تو وہ بھی اسی آیت کی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے ایک صالح جسم میں ہی ادراکی اور روحانی ترقیات ہو سکتی ہیں، یہی وہ مقام ہے جہاں کمالات نفس کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اس مقام پر پہنچکر انسانی دائرے کی بلند سے بلند قوس دائرہ الوہیت کی نچلی قوس سے جا مماس کرتی ہے، صوفیائے کرام نے اس حقیقت کو حقیقت محمدیہ سے تعبیر کیا ہے، قاب قوسین میں جن دو قوسوں کا ذکر ہے، وہ یہی انسانی اور ربانی دائروں کی قوسیں ہیں، اس مقام پر پہنچکر قلب انسانی کل جذبات سے پاک ہو کر تخت الوہیت بن جاتا ہے، انسان خدا کے اخلاق سے متخلق ہو کر صبغۃ اللہ میں رنگین ہو جاتا ہے، کرامت معجزے اس جان کے سفیر ہوتے ہیں، ماخوذ

مسائل دینیہ

برادر محمد ابراہیم صاحب ٹرینیڈاڈ نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا۔ کہ اگر خاوند اپنی زوجہ کو ایک ہی بار تین طلاقیں دیدے تو کیا اس سے نکاح ٹوٹ گیا اور وہ آیندہ نکاح نہیں کر سکتے؟

اس کے جواب میں حضرت امیر نے تحریر فرمایا۔ کہ تین دفعہ ایک ہی موقعہ پر طلاق کہنا ایک ہی طلاق کے حکم میں ہے۔ اور اگر فریقین چاہیں تو ان کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

سکرٹری صاحب کی ضروری تحریک

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امریکہ میں تبلیغ اسلام کا مسئلہ ایک مدت سے انجمن کے زیر غور ہے۔ لیکن روپیہ کی دقتوں نے آج تک اسے حل نہیں ہونے دیا۔ اور باقاعدہ طور پر وہاں مشن قائم نہیں ہو سکا۔ خدا نے چاہا تو جس طرح انگلستان اور جرمنی میں باوجود صد ہا مشکلات کے تبلیغ کا کام مضبوط بنیادوں پر شروع ہو گیا ہے۔ امریکہ میں بھی کسی نہ کسی وقت ضرور شروع ہو گا [illegible] اس سے قبل ہم اس کام کو ایک چھوٹے پیمانہ پر گھر بیٹھے ہوئے بھی کر سکتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ امریکہ کی تمام لائبریریوں میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا انگریزی ترجمہ قرآن مفت بھیجا جائے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل امور موجود ہیں۔ کہ وہاں لائبریریوں میں قرآن کریم پہنچنے سے بہت سے فوائد کی امید ہے۔ اور بہت سی سعید روحیں محض اس ذریعہ سے اسلام کی طرف کھنچی ہوئی آ سکتی ہیں۔ اسکی تحریک قبل ازیں بھی احباب کی خدمت میں کی گئی تھی کہ جب تک ہم وہاں باقاعدہ مشنری نہیں بھیج سکتے اسی طرح تبلیغ کا کام کیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کے لئے بھی احباب کی تھوڑی سی ہمت درکار ہے۔ اگر ایسے دوست ہوں جو قرآن کریم کے متعدد نسخوں کی قیمت مرحمت فرما سکیں تو یہ کام نہایت سہولت سے سرانجام پا سکتا ہے۔ اسلئے احباب کرام کی توجہ کو پھر اس طرف منعطف کیا جاتا ہے کہ وہ ازراہ کرم اس ضروری تحریک کو بہت جلد عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں تاکہ امریکہ میں بھی تبلیغ اسلام کا کام ایک حد تک شروع ہو جائے۔ جو نہ صرف بہت سی سعید روحوں کو کھینچنے کا موجب ہو گا۔ بلکہ اسلام کے متعلق عوام الناس کے دلوں سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائینگی اور یہ آئندہ باقاعدہ کام شروع ہونے پر بہت سی سہولتوں کا موجب ہو گا۔

خاکسار ظہور احمد

جائنٹ سکرٹری

نبوت بعد خاتم النبیین

حضرت مولانا سید محمد احسن فاضل امروہوی کے قلم سے

امابعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے آخر حدیث میں شرک وغیرہ کرنے اپنے قبائل امت [illegible]

وہ حدیث یہ ہے وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی امر اللہ (رواہ ابو داؤد والترمذی)۔ واضح ہو کہ اس حدیث میں خاتم النبیین نے اپنے وقت لیکر قیامت تک کا حال بیان فرمایا ہے مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہ مدعیان نبوت مثلاً بہاء اللہ و محمد علی باب وغیرہ اس وقت تک قتل اور ہلاک ہوتے رہے۔ اس وقت فرقہ باطلہ نے حضرت اقدس کی طرف نبی ہونے کا دعوے منسوب کیا ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب نے اپنے نبی حقیقی ہونے کا دعوے کہیں نہیں کیا اگر کیا ہے تو نبی مجازی کا۔ نہ کہ نبوت حقیقی کا۔ حدیث مندرجہ بالا میں ضمیر شان کی جو بڑے اہتمام کے واسطے لائی گئی ہے [illegible] کہ امت محمدیہ میں ہو کر دعوے نبی ہونے کا کیا جائے یہ بہت بعید ہے دیکھو قرآن پاک میں خاتم النبیین خواہ بفتح تا ہو یا بکسرتا موجود ہے۔ اور اس کی موید کتب لغات عرب و تفاسیر و کتب قرأت معتبرہ بھی ہیں اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ فرقہ باطلہ کے مقابل ایک فرقہ حقہ بھی ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ جو کہ باطل پر غالب رہے گا۔ اور اس کو کسی مخالف کی مخالفت اثر نہ کرے گی۔ لا یضرہم الی آخرہ حتی کہ امر اللہ آجاوے فقط امر اللہ سے خواہ قیامت کا وقوع میں آجانا یا آپ کا خاتم النبیین ثابت ہونا مراد لو۔ کیونکہ یہ دونو امر تا قیامت جاری رہیں گے۔ یعنی بعض فرقے امت محمدیہ کے قیامت تک دعوے نبی ہونے کا کرتے رہیں گے اور ان کے مقابل میں قیامت تک اکثر فرق آپ کو خاتم النبیین ہونا ثابت کرتے رہیں گے۔ یہ دونو امر مدت تک جاری رہیں گے۔ [illegible] ہم دیکھتے ہیں کہ اس حدیث کا مصداق اس زمانہ موجودہ میں بعینہ موجود ہے۔ یعنی ہر دو طائفہ موجود ہیں۔ یہ نہیں کہ کل امت گمراہ ہو جائے۔ ایک طائفہ حق پر غالب رہے گا اور دوسرا طائفہ ایسا مغلوب رہے گا۔ کہ ایک چھوٹے سے رسالہ خاتم النبیین کا جواب بھی اس کے امکان سے باہر ہے۔ چہ جائیکہ امیر قوم اور ان کے تابعین نبی حقیقی ہونے کا رد لکھ رہے ہیں۔ جواب عارد۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ خاکسار نے پہلے بھی اس بارے میں بہت سے مضامین اور رسالے اور بار بار لکھے ہیں۔ یہاں پر ایک سوال اور اس کے جواب کا بھی لکھ دینا خالی از حکمت ضروری نہ ہوگا۔ وہ یہ کہ جب تم نبوت کو مانتے ہو تو نبی کہنا کیوں منع ہے؟ جواب۔ والدین اپنی اولاد پر نہایت درجہ رحم اور کرم کرتے ہیں۔ لیکن ان کو رحمٰن نہیں کہا جا سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہاں پر بسبب تعظیم خاتم النبیین کے لفظ نبی عام بول چال میں استعمال نہ کرنا چاہیئے جیسا کہ حضرت اقدس نے بار بار کتب میں لکھا ہے۔

اب چند عبارتیں ازالہ اوہام سے نقل کی جاتی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مجدد تھے نہ کہ نبی۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸۔ جیسا کہ مسیح بن مریم نے حضرت موسیٰ کے دین کی تجدید کی اور وہ حقیقت اور مغز توریت کا جس کو یہودی لوگ بھول گئے تھے ان پر دوبارہ کھول دیا۔ ایسا ہی وہ مسیح ثانی مثیل موسیٰ کے دین کی جو جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہیں تجدید کرے گا۔

اقول۔ وہ نبی نہ ہوگا صرف مجدد ہوگا۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

ازالہ صفحہ ۲۴۳۔ ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ابن مریم تم میں اترے گا اور پھر بیان کے طور پر کھول دیا ہے کہ وہ ایک تمہارا امام ہوگا جو تم میں سے ہی ہوگا۔ دیکھو ضرورۃ الامام۔

ازالہ صفحہ ۱۵۱۔ مسیح اپنے وقت کا مجدد ہوگا اور اعلے درجہ کی تجدید کی خدمت خدائے تعالےٰ اس سے لے گا۔

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

ہاں ملہم استم وز خداوند منذرم

صفحہ ۱۸۵ الخیمہ بیند۔ وہ ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھوین صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم مین بھی یہ عاجز داخل ہے۔ تو مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھوین صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام مین مقرر کر رکھی تھی۔ اور وہ نام یہ ہے غلام احمد قادیانی۔ پورے تیرہ سو ہین۔ اور اس قصبہ قادیان مین بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہین ہے۔ بلکہ میرے دل مین ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا مین غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہین۔ اقول۔ فرقہ باطلہ کے لوگ التباس سے بھی نہین ڈرتے جو تمام علوم مین التباس سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اور اس سے بھی خوف نہین کرتے کہ خاتم النبیین قرآن پاک مین موجود ہے۔ بلکہ اس سے بھی نہین ڈرتے کہ حضرت اقدس کو بول چال مین نبی کہنا منع ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب خود توضیح مرام کے صفحہ ۲۰ مین فرماتے ہین۔ قطعاً بالقطع عہداً من یوم نزل فیہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست

ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

اقول۔ زعم تو یہ ہے [illegible] مخالف کے امیر قوم کے قتل اور [illegible] کی کوشش کی۔ لیکن وہ امیر قوم طائفہ حقہ کا دنیزان کے رفقاء کا ایک بال بھی بیکا نہ کر سکا۔ خاکسار کے مضمون بھی ان کے محفوظ رہنے کے بارے مین موجود ہین۔ اور حدیث عجیب مضمون ہذا مین موجود ہے لیکن باوجود موجود ہونے حدیث عجیب کے کوئی متنفس فرقہ باطلہ سے ہدایت نہ حاصل اس کا افسوس۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

اے خواجہ درد نیست و لیکن طبیب

ہست حالانکہ یہ عاجز اور مولانا محمد علی صاحب امیر قوم اور خواجہ کمال الدین صاحب معہ تابعین کے موجود ہین دیکھو مرزا صاحب انقطاع نبوت حقیقی پر اپنا ایمان تبلاتے ہین اور مخالفین نبوت کے جاری رہنے پر۔ اصرار خلافت

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مین تو پیک اجل کو عنقریب لبیک کہنے والا ہون صد سالہ ہو گیا مفلوج ہون اور دیگر امراض شدید بھی لاحق ہین۔ والسلام

ہر چند دور م از تو کرد دراز توکش میاد

لیکن امید وصل توام عنقریب ہست

مراسلات

ضروری اصلاح

عام طور پر میرے نام کے ساتھ قاضی کا لفظ مشہور ہے - جو عوام کو ایک غلط فہمی میں ڈالتا ہے - اصل میں ہماری ذات افغان (لودھی) ہے - جیسا کہ ہمارے اصلی وطن ضلع سیالکوٹ کے سرکاری کاغذات میں درج ہے - ہمارے آبا و اجداد اڑمڑ ٹانڈہ سے آئے تھے - جہاں آج کل بھی پٹھان آباد ہیں - اور سکھوں کے زمانہ میں تحصیل پسرور میں کاردار مقرر ہو کر آئے تھے - جہاں بعض قاضی کا فرض بجا لاتے تھے - چونکہ آج کل قاضی ایک مسجد کا ملاں یا ایک ذات تصور کیا جاتا ہے - اس لئے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ناظرین کی خدمت میں التماس ہے - کہ میرے نام کے ساتھ قاضی کا لفظ استعمال نہ فرمایا کریں - تاکہ دوسروں کو اس سے مغالطہ نہ لگے - اگرچہ اسلام میں ذات پات کی تمیز نہیں - لیکن پھر بھی کیوں اصل واقعہ کو مخفی رکھا جاوے ✦

خاکسار - ثناء اللہ خاں ہیڈ ماسٹر - ایم - بی ہائی سکول
میپلی خیل - ضلع مبا ؛ والی

احمدی طلبا اور انکے والدین کا ایک اہم فرض

جیسا کہ سب بھائیوں کو معلوم ہے احمدیہ جماعت دراصل مبلغین کی ایک جماعت ہے - جسطرح ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم خود مبلغ بنیں - اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی اولاد کے اندر یہ سپرٹ پیدا کریں تاکہ وہ ہمارے بعد اس مقدس کام کو سنبھال سکے - ہندوستان میں عیسائیت کا جنازہ نکل چکا ہے اور خدا کے فضل سے اب کسی مسیحی بھیڑ کو یہ طاقت نہیں ہے کہ مسیح محمدی کے کسی ادنےٰ خادم کے آگے بھی ٹھیر سکے - عیسائیوں کی مذہبی کتب توریت و انجیل کے تراجم کو عیسائی مستند مانتے ہیں - اسلئے ہر ایک احمدی انکو پڑھکر عیسائیوں کا مقابلہ بخوبی کر سکتا ہے مگر آجکل ایک دوسری جماعت نے جسکو آریہ سماج کہا جاتا ہے ہندوستان کے طول و عرض میں سرگرمی کیساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کی ہے - دیگر مذاہب کے متعلق جو کچھ رویہ اس سرکش جماعت نے اختیار کر رکھا ہے - اسکو مہاتما گاندھی جی نے طشت از بام کر دیا ہے - میرے بیان کرنیکی ضرورت نہیں - چونکہ ہندوستان میں ہم کو اب اس گروہ کا مقابلہ کرنا ہے یا جسکا مذہبی لٹریچر ہندی اور سنسکرت زبانوں میں ہے - اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے لڑکوں کو یہ دو زبانیں سکھلائیں میرے خیال میں سب سے بہتر یہ ہے کہ احمدی طلبا سکولوں اور کالجوں میں ہندی اور سنسکرت پڑھیں اور خوب محنت سے پڑھیں اور اُردو فارسی اور عربی زبانیں خانگی طور پر سیکھیں - ہماری جماعت کے ذی مقدرت اصحاب اس تجویز پر آسانی کیساتھ عمل درآمد کر سکتے ہیں کیونکہ وہ اپنے لڑکوں کو اُردو فارسی اور عربی سکھلانیکے لئے اتالیق رکھ سکتے ہیں - امید ہے کہ جماعت احمدیہ کے وہ افراد جو اس مفید اور ضروری تجویز پر کاربند ہو سکتے ہیں - اپنے لڑکوں کو اس طرف توجہ دلائیں گے - اور دشمنان دین کے مقابلہ کے لئے انکو تیار کریں گے - والسلام

خاکسار سردار خان

نواب موج دین خاں مرحوم

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - یہ چند سطور اپنے اخبار گوہربار کے کسی نمبر میں درج فرما کر مشکور فرماویں -

نواب موجدین خان (محروٹ) جو سلسلہ احمدیہ میں بغیر کسی تحریک کے ایک خواب کے ذریعہ شامل ہوئے تھے ۲۴ کو دو بجے دوپہر مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر اسی تاریخ شام کے ۸ بجے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون -

مرحوم کو امیر ایداللہ سے اور خواجہ کمال الدین صاحب سے خاص محبت تھی آپ کی جود و سخاوت واقعی قابل رشک تھی - باوجود قلیل آمدنی کے انجمن کو پوری طرح سے مالی امداد دیتے رہے - اور آپ کا دینی کاموں میں جوش وانہماک ایک قابل تقلید نمونہ تھا لاہور کی ایک دو انجمنوں کے وفود اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سلسلہ احمدیہ میں کیوں شامل ہوئے ہیں لیکن انہوں نے معقول جوابات سے اُن کی تسلی کی -

اللہ تعالےٰ آپ کو جنت فردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے سب احمدی اصحاب کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ کے لئے نماز جنازہ غائبانہ ادا کریں - والسلام

خادم محمد عبد اللہ

پیغام صلح - نواب صاحب کی وفات کی خبر گذشتہ اشاعت میں بھی درج ہو چکی ہے - مرحوم فی الحقیقۃ بہت نیک اور متقی جوان تھے - اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائیں - احباب مرحوم کا جنازہ غایب ضرور پڑھیں -

ہمارے نئے بھائی

ماہ جون میں ذیل کے احباب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اللہ تعالےٰ ان سب کو استقامت نصیب کرے - اور خادم دین بنائے، آمین،

نمبر	نام وپتہ	کس ذریعہ سے داخل سلسلہ ہوئے
(۱)	حافظ عبد القادر صاحب دہلوی	دستی
(۲)	چودھری عبد العزیز صاحب لاہور	میاں وزیر احمد صاحب لاہور
(۳)	شیر جان صاحب سرینگر کشمیر	بدست حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بمقام سرینگر کشمیر داخل سلسلہ ہوئے
(۴)	محمد صدیق خان صاحب " "	
(۵)	محمد عثمان خان صاحب " "	
(۶)	علی محمد جان صاحب " "	
(۷)	عبد اللہ ڈار صاحب " "	
(۸)	محمد شاہ صاحب " "	
(۹)	محمد عبد الغنی صاحب ریاست بہاولپور	خط
(۱۰)	عبد الوحید خاں صاحب صوبہ مدراس	"
(۱۱)	عمر الدین صاحب علاقہ غیر	بذریعہ اخویم نور حسین صاحب
(۱۲)	وابے جی صاحبہ "	
(۱۳)	خیر نور صاحبہ "	
(۱۴)	رحمت نور صاحبہ "	
(۱۵)	مولوی علا محمد صاحب دہرم کوٹ	محمودیت سے بذریعہ مولوی عصمت اللہ صاحب
(۱۶)	جان محمد صاحب دھرم کوٹ	
(۱۷)	محمد رمضان صاحب "	
(۱۸)	مہر بی بی صاحبہ "	
(۱۹)	زینب بی بی صاحبہ "	
(۲۰)	بشیر احمد صاحب "	
(۲۱)	نذیر احمد صاحب "	
(۲۲)	مبارک بی بی صاحبہ "	
(۲۳)	غلام فاطمہ صاحبہ "	
(۲۴)	رحمت اللہ صاحب "	بذریعہ مولوی عصمت اللہ صاحب
(۲۵)	شیر محمد صاحب "	
(۲۶)	ڈاکٹر ایم ایف شاہ لاہور	دستی
(۲۷)	محمود احمد صاحب پشاور شہر	خط
(۲۸)	جان محمد صاحب ریاست جموں	"
(۲۹)	سید رحمت علی شاہ صاحب ضلع فیروزپور	"
(۳۰)	عبد الرحمن صاحب " گورداسپور	"
(۳۱)	غلام حسن صاحب سرینگر کشمیر	بذریعہ طفیل احمد صاحب
(۳۲)	غلام احمد صاحب ضلع فیروزپور	محمودیت سے بذریعہ مولوی عصمت اللہ صاحب
(۳۳)	لفٹنٹ سیکنڈ رسٹ محمد صدیق لاہور	خط
(۳۴)	منشی اکبر علی صاحب جموں	بذریعہ سید مسعود شاہ صاحب

خاکسار (محمد منظور الٰہی)

تصحیح - گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں حضرت مولینا مولوی غلام حسین صاحب کی اہلیہ کریمہ کی وفات کی خبر شائع ہو چکی ہے اس میں ۲۲ تاریخ کے بجائے جس سے مراد ۲۲ جون ہے، غلطی سے ۲۲ - مارچ لکھا گیا - احباب کرام تصحیح فرمائیں

اخبار احمدیہ

۲۴ - جون ۱۹۲۳ء کو ہمارے مدرسہ پاتی خورد ضلع گوجرانوالہ کا مولوی قطب الدین صاحب انسپکٹر انجمن حمایت اسلام دہلی نے معائنہ کیا - اور طلبا کی تعلیمی حالت اور حکیم اللہ دتہ صاحب مدرس کے بارہ میں اچھی رائے کا اظہار کیا -

برادر عبد الرحمن صاحب بٹالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا یہ بھی ایک نشان ہے - کہ ملاں لوگ اور ان کے پیرو ان لوگوں کو جو رات دن شبہات شرعیہ میں مبتلا رہتے ہیں - برا بھلا نہیں کہتے - لیکن جونہی کوئی شخص احمدی بن کر خدا اور رسول کے احکامات پر کاربند ہو جاتا - اور ان کی اشاعت کرتا ہے - یہ لوگ اس کے مخالف ہو جاتے ہیں ✦

برادر موصوف لکھتے ہیں - کہ یہاں کے اسلامیہ سکول کا ایک ٹیچر بہائی ہے - جو اپنے مذہب کی تلقین کرتا رہتا ہے - اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے ✦

گوجرانوالہ سے برادر چراغ دین صاحب تحریر فرماتے ہیں - امید ہے - خدا کے فضل و کرم سے آپ بخیریت ہوں گے - عرض ہے کہ میرے والد میاں احمد دین صاحب درزی بعارضہ دماغ بیمار ہو گئے ہیں - برادری کے بائیکاٹ نے ان کے دماغ پر بہت برا اثر کیا ہے - اور چونکہ جماعت کا آدمی بھی گوجرانوالہ کوئی نہیں ہے - جس سے وہ ملاقات رکھتے - لہذا برادری کا بائیکاٹ اور اکیلا رہنے کی وجہ سے ان کو سخت صدمہ ہوا ہے - خدا کے فضل و کرم سے وہ اپنے ایمان پر بہت سختی سے پابند ہیں - مگر خیالات کے اثر نے ان کے دماغ پر بہت اثر کیا ہے - اس لئے گذارش ہے - کہ ان کی صحت کے واسطے خاص طور پر آپ دعا فرماویں - اور جماعت سے بھی التجا ہے - کہ وہ بھی دعا فرماوے - کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو شفا بخشے - آمین ✦

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب محکمہ انہار مالاکنڈ سے مردان تبدیل ہو گئے ہیں ✦

اخویم شیخ محمد حیات صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر شیخوپورہ ایک ابتلا کے نیچے آئے ہوئے ہیں - جملہ احباب خاص طور پر ان کے لئے دعا فرماویں ✦

الحمد للہ کہ اخویم سعید احمد طالب العلم میڈیکل کالج حال ایبٹ آباد کی صحت اب بہت اچھی ہے اور آپ خدمت دین میں مصروف ہیں - اپنے ایک تازہ خط میں حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں - کہ اب مجھے پہلے کی نسبت زندگی زیادہ عزیز معلوم ہوتی ہے - کیونکہ بعض حالات سے امید پیدا ہو گئی ہے کہ اگر خدا کی مشیت ہو - تو مجھ سے بھی کوئی چھوٹی سی دینی خدمت لے اور محض ایک دنیا دارانہ زندگی سے کسی قدر زیادہ لطف پیدا ہو جائے -

اللہ تعالےٰ اس ہونہار نوجوان کی صحت و عمر میں بہت برکات عطا کرے اور ہمارے دوسرے نوجوانوں میں بھی خدمت دین کے لئے ایسی تڑپ پیدا کرے ✦

اخویم شیخ غلام محمد صاحب سب ڈویژنل افسر و قاضی غلام سرور صاحب عرائض نویس ایبٹ آباد جو ہماری جماعت کے پریزیڈنٹ اور سکرٹری ہیں - جماعت کی ترقی اور بہبودی کے لئے بڑی کوشش کر رہے ہیں - جملہ احباب شام کی نماز کے وقت مسجد میں جمع ہوتے ہیں - اور انشاء اللہ درس کا بھی باقاعدہ انتظام عنقریب ہو جائیگا

حضرت خلیفہ صاحب کے ایبٹ آباد والے لیکچروں کا اثر مٹانے کے لئے ملانوں اور محمودیوں نے بڑی کوشش کی - اول الذکر کی تقریروں کو معقول پسند طبقہ نے سخت ناپسند کیا - محمودی صاحبان حسد و بغض میں یہاں تک بڑھے - کہ ہمارے مخالف عیسائیوں سے جا کر دوستی گانٹھی مسیح موعودؑ کی نام لیوا جماعت کے لئے ایسی حرکات نہایت قابل شرم ہیں - کیا ان کمینہ حرکات سے ہماری جماعت کمزور ہو جائے گی - ہرگز نہیں - اللہ تعالےٰ اس جماعت کو بہت بڑھائے گا - اور ہمارے سب کاموں

ہیں اپنے خاص فضل سے برکات عطا کریگا۔ جیساکہ وہ اب تک کرتا رہا ہے۔

اخویم سید فضل حق صاحب سیالکوٹ جملہ احباب سے دعا کے خواستگار ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیاوی ابتلاؤں سے محفوظ رکھے اور خادم دین بنائے۔

نہایت خوشی کے ساتھ یہ سننے میں آیا ہے کہ برادر شیخ عبدالحق صاحب کلرک دفتر انجمن کے گھر میں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ مبارک دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر دراز عطا فرمائے۔ اور وہ والدین کے لئے موجب قرۃ العین ہو۔

تازہ خبریں

ہندوستان

سردار اعلیٰ جرنیل نادر خان صاحب کی تشریف آوری

لاہور - ۷ جولائی - اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سردار اعلیٰ جرنیل نادر خان صاحب انشاء اللہ ۱۰ جولائی کو کابل سے عازم پشاور ہوں گے اور ۱۰ جولائی کو پشاور پہنچ جائینگے۔ ایک دن پشاور میں قیام فرمانے کے بعد ۱۱ جولائی کو بمبئی میل سے پشاور سے روانہ ہوں گے۔

ایک خادم ملک کو امیر صاحب کابل کا تمغہ

الہ آباد - ۵ جولائی - "اخبار پاینیر" رقمطراز ہے کہ والی افغانستان نے موجودہ علاقہ قندھار کے ایک شخص یار محمد خان پوپلزئی کو نوازشات خسروانہ سے ممنون فرمایا ہے۔ کیونکہ اس شخص نے بھتیجے اور بیٹے کو فوج میں بھرتی ہونے کے لئے پیش کیا۔ حالانکہ ان کے نام ہشت نفری کی فہرست میں داخل نہ تھے اعلیٰحضرت نے اس شخص کو "صداقت" کا تمغہ بھیجا ہے۔ اور ایک فرمان عطا کیا ہے۔ اس شخص کو دربار عام میں دو ہزار روپیہ انعام بھی دے رکھے ہیں۔

مہاتما گاندھی کا مجوزہ دورہ

بمبئی - ۵ جولائی - غالباً مہاتما گاندھی ہندوستان کا مجوزہ دورہ بمبئی سے شروع کریں گے۔ اور بلدیہ بمبئی وسط اگست میں آپ کی تشریف آوری پر سپاسنامہ پیش کرے گی۔ اب تک مہاتما جی نے دورہ کا پروگرام مقرر نہیں کیا۔ لیکن "ایوننگ نیوز" کا نامہ نگار خفانہ سے رقمطراز ہے کہ مہاتما گاندھی بمبئی سے سندھ اور وہاں سے پنجاب جائینگے۔ پنجاب پہنچکر آپ تنازعات ہندو مسلم کو کامیابی کے ساتھ طے کرنے کی غرض سے مصروف ہو جائیں گے۔

صوبہ متحدہ کا دورہ کرنے کے بعد مہاتما جی مدراس تشریف لیجائینگے اور وہاں سے برہما روانہ ہوں گے۔

مجلس خلافت پنجاب کی تحریک

لاہور - ۶ - جولائی - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مجلس خلافت پنجاب نے اپنے معتمد سید حبیب کے ایما پر مجلس کانگرس پنجاب اور گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو مدعو کیا ہے کہ مجلس عاملہ خلافت سے مشورہ کرنے کے لئے مجالس ماتحت مقرر کریں۔ بکھصوبہ میں مجالس ماتحت مقرر کی جائیں اور ایک مرکزی مجلس مصالحت لاہور میں بنائی جائے۔ ان مجالس کے مقاصد حسب ذیل ہونگے

(۱) ایسے حالات کا مقابلہ کرنا جن پر فرقہ داری کے تنازعات پیدا کرنے کا احتمال ہو۔

(۲) فرقہ دار فسادات کی تحقیقات کرنا

مقتول ایڈیٹر کا جنازہ

الہ آباد - ۵ جولائی - اخبار "پاینیر" کا نامہ نگار مقیم طہران اطلاع دیتا ہے کہ کل صبح مقتول اخبار نویس کے جنازہ میں ہزاروں اشخاص شامل ہوئے۔ اس قتل سے شہر میں بہت اضطراب پھیل گیا تھا۔

کل روسی سفارت خانہ میں روس و ایران کے تجارتی معاہدہ کی تکمیل پر جو تین سال کی گفت و شنید کے بعد طے ہوا جشن منایا گیا۔ وزارت خارجہ ایران میں بمارشنبہ کو اس کے اعزاز میں دعوت دی گئی تھی۔

بڑا بازار کانگرس کمیٹی کا اجلاس

کلکتہ - ۶ - جولائی - "فارورڈ" رقمطراز ہے کہ کل شام بڑا بازار کانگرس کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کئی سوراجیوں پر حملے کئے گئے۔ ان میں سے ایک سخت مجروح ہوا۔ اور ہسپتال پہنچا دیا گیا۔

اس اجلاس کے انعقاد کے لئے کمیٹی کے چند ارکان نے تحریری درخواست کی تھی۔ اور اس میں عہدہ داروں کے انتخاب سے استرداد کے مسئلہ پر غور کیا جاتا تھا۔ کیونکہ ان عہدہ داروں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان پر اکثر ارکان کو اعتماد نہیں ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی آئینی مسئلہ پر بحث شروع ہوگئی۔ جلسہ میں شور مچ گیا اور دنگہ فساد کی نوبت آگئی۔ بنگالی ارکان کو جو تمام کے تمام سوراجی ہیں۔ ہال سے باہر نکلجانے کا حکم دے دیا گیا انہوں نے باہر جانے سے انکار کیا۔ ان کے انکار پر دروازے بند کر دئے گئے۔ روشنی گل کر دی گئی۔ اور لڑائی شروع ہوگئی جس میں کئی حضرات مجروح ہوئے۔

وزراء حکومت بنگال کی تنخواہ کا مطالبہ

کلکتہ - ۵ جولائی - حکومت بنگال کے دو وزیروں کی تنخواہوں کے مطالبہ کے ضمن میں عدالت عالیہ میں مسٹر کمار شنکر رائے چودھری نے مقدمہ دائر کیا ہے۔ ایک اور مقدمہ آنریبل مسٹر ایچ - ای - اے کاٹن اور وزراء حکومت کے خلاف دائر ہے۔ کل مسٹر جے - ایم سین گپتا نے ایک عرضی پیش کی تھی جس میں وزراء حکومت کی تنخواہوں کے مطالبہ کی تحریک کے جواز اور لیجسلیٹو کونسل کے صدر کی اجازت کے متعلق بحث کی گئی تھی۔ مسٹر سی سی بوس بیرسٹر ایٹ لا نے مسٹر جسٹس سی سی گھوش کی عدالت میں مدعیوں کی طرف سے یہ درخواست پیش کی کہ مدعا علیہم کے خلاف احکام امتناعی کے اجراء پر بحث کرنے کے لئے احکام جاری کئے جائیں۔ اور اس مسئلہ پر پیر کے دن گیارہ بجے بحث ہو۔ وکیل نے یہ بھی کہا ہے کہ مدعیان چاہتے ہیں کہ مدعا علیہ نمبر ا کو حکم دیا جائے کہ وہ وزراء کی تنخواہوں کے مطالبہ کی قرارداد پیر کے دن پیش نہ ہونے دیں۔ اور مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کو حکم دیا جائے کہ وہ مشاہرہ کے طور پر کوئی رقم وصول نہ کریں۔ اور وزراء کے فرائض انجام نہ دیں۔ فاضل جج نے اجازت دیدی ہے کہ پیر کے دن سہ پہر کو اس مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے فریقین کو اطلاع دی جائے۔

بے روزگار مسلمانوں کیلئے نادر موقع

امرتسر کے کپڑا بننے کے سکول اور اضلاع

گجرات، سیالکوٹ، ہوشیارپور، ملتان کے کپڑا بننے والے سکولوں کا داخلہ یکم اکتوبر ۲۸ء سے شروع ہوگا، امرتسر سکول کیلئے ہر جماعت کیلئے عـلـہ ماہوار اور ضلع کے سکولوں کیلئے آٹھ روپیہ ماہوار وظائف دیئے جائیں گے، بافندگان کے بچوں اور نوجوان بافندگان کو ترجیح دیجائیگی، درخواستیں ۱۵ جولائی تک ٹکسٹائل ماسٹر امرتسر اور اسسٹنٹ ٹکسٹائل ماسٹرز اضلاع متعلقہ کے نام آنی چاہئیں، پراسپکٹس درخواست کرنے پر انہیں مقامات سے مل سکتے ہیں۔

مہاتما جی کا دورہ

امرتسر - ۵ جولائی - سردار منگل سنگھ احمد آباد سے واپس آگئے ہیں۔ ایک ملاقات کے دوران میں آپ نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے پرجوش اجلاس میں رہنمایان قوم کے باہمی رد و کد پر اظہار استعجاب کیا کہ اسکی وجہ محض مہاتما جی کا جوش تھا۔ آپ نے کہا کہ تمام ارکان کانگرس نے اتفاق آراء سے اعلان کردیا ہے کہ اس جدوجہد میں سکھوں کی مدد کی جائیگی۔ مہاتما گاندھی اکالیوں کے پرامن رہنے اور ایثار کرنے کو قدر و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ مہاتما گاندھی نے جیل میں سکھوں کے مذہب کا مطالعہ کیا۔ مہاتما جی کے آشرم میں گرنتھ صاحب کے شبد پڑھے جاتے ہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ مہاتما جی یکم اگست سے اپنا دورہ شروع کریں گے جو مہاراج تلک کی برسی کا دن ہے۔ آپ پنجاب میں بھی تشریف فرما ہوں گے۔

ممالک غیر

مجاہدین ریف کے دم خم

لندن ۵ جولائی - مراکش میں ہسپانوی افواج کی حالت زار کے متعلق ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ غنیم (مجاہدین ریف) تعداد کثیر میں مجتمع ہو رہے ہیں۔ اہلین کے علاقے ہسپانوی اور غنیم (مجاہدین ریف) کی مڈبھیڑ ہوئی۔ حکومت ہسپانیہ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میوٹا اور میلیلہ کی طرف کمک [illegible] رہا۔

اتحادیوں کا اتحاد

لندن ۴ جولائی - لندن کے سیاسی حلقے فرانس کے رویہ پر استعجاب کر رہے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ نے حکومت فرانس کی مفاہمت کے برعکس کوئی عمل نہیں کیا اور وہ دنیا تاوان یا ڈواپس کی روئداد میں کسی قسم کی مداخلت کا ارادہ نہیں رکھتی۔ حکومت برطانیہ اپنی تجاویز پر مصر نہیں ہے بلکہ اس نے تو محض اپنا نقطہ نگاہ پیش کیا تھا۔ اتحادیوں کے مشورہ کے بغیر ان تجاویز کی پابندی لازمی نہ ہوگی۔

اعلان ضروری

چک ۲/۴ احمد پور۔ ڈاکخانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری میں ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جس کی بیوی معلمہ کا کام کر سکے، جہاں وہ بستی اقوام جرائم پیشہ کے لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم دے سکیں، معلم کو ۲۵ روپے ماہوار تنخواہ اور پانچ روپے ماہوار الاؤنس ملتا ہے، اور ایک روپیہ سالانہ ترقی، پہلے بھی اس کے متعلق اعلان کیا گیا تھا، مگر اب تک کسی موزون معلم اور معلمہ کی درخواست نہیں آئی،

درخواستیں بنام

چودھری ظہور احمد جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور،

ضرورت

غلام حیدر مسلم ہائی سکول پنڈ دادنخاں کے لئے ایک سنیر استاد کی ضرورت ہے جو کہ بی اے۔ ایس۔ اے وی ہو تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی، درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ حسب ذیل پتہ پر بھیجی جاویں،

چودھری ظہور احمد سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس (لاہور)

اخبار احمدیہ

... حسن صاحب ضلع ہزارہ علیل ہیں، احباب دعا فرماویں،

... صاحب احسان پوری تحریر فرماتے ... مسلمانوں میں بیداری ہو چلی ہے، ... میں آنی بنا ہو گئی ہیں، اب یہاں کے ... رجسٹر بنایا جائے گا، جس میں ہر ایک مسلمان ... درج ہوگا، (۱) نمازی ہے، (۲) نماز اور کلمہ توحید ... ہے، (۳) گذارہ کیسا ہو رہا ہے، (۴) قرض کتنا ہے، اور کس کو دینا ہے، (۵) حالت اصلاح کی طرف ہے یا نہیں، وغیرہ اور پھر مسلمانوں کی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی، عید کے بعد ہفتہ وار وعظوں لیکچروں کا سلسلہ جاری کرایا جائے گا، یہ حالات نہایت امید افزا ہیں، ہمارے احباب کو چاہیئے، کہ اپنی خصوصیات تقویٰ اور طہارت کو قائم رکھتے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح میں خاص طور پر کوشاں رہیں، اور جو لوگ اس امر میں کوشش کریں، ان کی ہر طرح ہمت بندھائیں،

کشمیر میں خواجہ صاحب اور مولانا محمد عبد اللہ صاحب نے باقاعدہ درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، جمعہ میں پانصد (۵۰۰) سے اوپر مسلمان جمع ہو جاتے ہیں۔ اور سلسلہ کو ہر طرح سے مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ الحمد للہ ۵

اپنے کھاتوں اور رطبوں کو خیرباد کہہ کر سلسلہ کے دیرینہ خادم جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب تین ماہ کی رخصت پر تشریف لے گئے ہیں، کچھ دنوں کیمل پور قیام فرمانے کے بعد اب ڈلہوزی کی خوشنما چوٹیوں کا ارادہ رکھتے ہیں، جہاں ابر و بارش سبزہ و چشمہ کے صحت افزا مناظر کے علاوہ حضرت امیر کی روح افزا صحبت بھی ہوگی، اہالیان دفتر انہیں اکثر یاد کرتے رہتے ہیں بالخصوص جب کبھی کوئی بل کسی قدر آسانی سے پاس ہو جاتا ہے،

احمدیہ ڈنر

عید الاضحی کی تقریب پر بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ایک عام احمدیہ ڈنر ہوا، جماعت کے تقریباً تمام مقامی احباب شریک ہوئے، اور کچھ سو تک ... تعداد پہنچی، اس ڈنر کی غرض یہ تھی کہ افراد جماعت میں باہم میل جول اور تعلقات برادرانہ بڑھائے جاویں کھانا شروع ہونے سے قبل ہمارے کرم خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب نے نہایت فصیح و بلیغ پیرایہ میں جماعت سے اپیل کی، کہ اپنی سستی کو دور کریں، اور دین کے راستہ میں وہ علو ہمت دکھائیں، جو ایک مامور من اللہ کی جماعت کے شایان شان ہے، آپ نے فرمایا کہ اسلام میں دو باتیں اپنی تکمیل تک پہنچی ہیں، ایک طرف تو اصلاح نفس جس کے متعلق حکم ہے کہ لا تموتن الا و انتم مسلمون ۵ چونکہ موت کا کوئی علم نہیں، کہ کس وقت آئے، اس واسطے ہر وقت اپنے نفس کی یہ حالت ہو، کہ اپنے مالک سے جاملنے کے قابل ہو، دوسری طرف تمدن انسانی بھی اپنے انتہائی کمال کے نقطے تک اسلام ہی میں پہنچا ہے، جس کا نچوڑ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ہے، ایک ایسی برادری قائم کرنا جس کے افراد کے دل ایک دوسرے کی محبت اور عزت سے لبریز ہوں، اسلام کا اصل منشا ہے، پھر آپ نے مثنوی مولانا سے ایک نہایت لطیف تمثیل بیان فرمائی، جس میں یہ بتایا کہ جب کوئی رند لباس پارسائی زیب تن کر دے، تو وہ دوسروں کیلئے باعث ابتلاء ہو جاتا ہے، اور اس کے لئے مناسب یہ ہے، کہ یا تو اس لباس کے شایان زندگی بسر کرے، یا وہ لباس اتار دے، تاکہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہو، احمدیوں نے بھی ایک لباس دین پہنا ہے، اور دوسرے لوگ ہر ایک احمدی کے نمونہ سے احمدیت کا امتحان کرتے ہیں۔ اس واسطے ہر احمدی کا فرض ہے، کہ احمدیت کی پاکیزہ زندگی بسر کرے، اور قول و فعل میں مطابقت دکھائے، لما تقولون ما لا تفعلون ۵ منافقین کا خاصہ ہے، اور منافقت ذلیل ترین بزدلی کی علامت ہے، مومن بہادر ہوتا ہے، اس میں بزدلی کا نام و نشان نہیں ہوتا، اس واسطے ان تمام راہوں سے بچنا چاہیئے، جو منافقت کا کچھ بھی رنگ رکھتے ہوں، اور اپنی مومنانہ مردانگی کا ہر میدان میں ثبوت دیں،

قول مرداں جانے دارد

ہر احمدی نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہے، اور مردانگی کا تقاضا یہی ہے، کہ ہر قدم پر اس کا ثبوت دے

آپ کے بعد مولوی مصطفےٰ خاں صاحب نے ایک خوبصورت تقریر فرمائی جس میں بتایا، کہ ہماری جماعت میں جہاں بعض کمزوریاں ہیں، خدا کے فضل سے بہت سی خوبیاں بھی ہیں، اور اس جماعت کا جو کنتم خیر امۃ کی ... ہو ...

یہی فرض ہے کہ اپنی روزانہ معاشرت میں، باہم میل جول میں خیر امت ہونے کا ثبوت دیں، بابو محمد رمضان صاحب نے بھی چند موزوں الفاظ میں جماعت کے سربرآوردہ احباب سے درخواست کی کہ وہ خاص طور پر دوسرے بھائیوں کی ہمدردی و دلجوئی کرتے رہیں، ان کے رنج و راحت میں حصہ لیتے رہیں، اس سے جماعت کا شیرازہ مضبوط ہوگا

کھانے کے بعد ہمارے محترم جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے بھی ایک موثر تقریر میں احباب سے درخواست کی کہ وہ باہم تعلقات برادرانہ کو مضبوط کریں، اس غرض کے لئے مرزا صاحب کی تحریک پر گذشتہ جمعہ کو بعد نماز ایک کمیٹی بنائی گئی، جو شہر کے ہر حصے سے نمائندوں پر مشتمل ہے، اور وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے، کہ جماعت کے افراد میں برادرانہ ہمدردی اور اسلامی اخوت کا صحیح نقشہ قائم ہو جائے،

ایک غلط خبر کی تردید

اہلسنت امرتسر ۱۲- جون ۱۹۲۴ء میں ایک شخص محمد شریف نامی نے ہمارے ایک دوست کے بارے میں ایک غلط خبر شائع کرائی ہے، جملہ حالات دریافت کرنے پر برادر موصوف نے ہمیں ذیل کا خط برائے اشاعت ارسال کیا ہے:-

اخبار اہلسنت امرتسر میں ایک محمد شریف نامی نے میرے مرتد ہونے کی خبر اڑائی ہے اور تھوڑی سی بات کا بتنگڑ بنا دیا ہے، میری طرف سے اخبار اہلسنت کے ایڈیٹر اور محمد شریف وغیرہ سب کو معلوم ہونا چاہیئے، کہ میں اس نیلگون آسمان کے نیچے اور اس تختہ زمین کے اوپر آج زمانہ حاضرہ میں محمدؐ کی اس تعلیم کا جو وہ خدا کی طرف سے پاکر اپنی امت کو سکھلا گئے تھے، صرف ایک جماعت احمدیہ کو ہی پورے طور پر اور صحیح رنگ میں پابند سمجھتا ہوں، یہی میرا ایمان اور اعتقاد پہلے تھا، اور انشاء اللہ جب تک کہ میں زندہ ہوں، میرا یہی اعتقاد رہے گا، حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے منکر ایڈیٹر اہل سنت میں اگر ذرہ بھر بھی ایمان کا مادہ اور جرأت اسلامی ہے، تو جس طرح اس نے پہلی دفعہ بات کا بتنگڑ بنانے میں پورے دو کالم سیاہ کئے ہیں، اسی طرح اب میرے ان مذکورہ بالا الفاظ کو بھی من و عن درج کر دے،

خاکسار غلام احمد
از ... ضلع لاہور

ی نقشہ ہیں راتی ۔کہ موجودہ مسلمان دریائی جھاگ کی طرح ہیں ۔ جسے دریا کا بہاؤ یا اس کی تند و تیز موجیں جس طرف چاہتی ہیں بہائے لئے جاتی ہیں ۔ ان میں نہ خود کوئی حس ہے اور نہ خواہش ۔ ایک نیا ڈگری یا بیرسٹر جو ابھی ابھی یونیورسٹی سے نکلا ہو ۔ اور جس کی آمدنی اس کی سگریٹ نوشی کے لئے بھی کافی نہیں ہوتی ۔ وہ اپنی خود غرضی کے لئے عوام کی آنکھوں میں راکھ جھونکنے کے لئے پبلک پلیٹ فارم پر چڑھ کر ایک گرما گرم لکچر کر دیتا ہے ۔ اور اپنا الو سیدھا کر لیتا ہے ۔ قوم جلد بھاڑ میں جب اسکی پبلسٹی خوب ہوگئی تو حیثیت نہرسل یا پچ بگڑے اور ہزار ہا انسانوں کو جہنم میں ڈال ۔ ہاں تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ہندوستانی مسلمانوں کا نہ کوئی آئین ہے اور نہ کوئی نظام ۔ البتہ بت پرستی جو ہندوستان کی آب و ہوا میں ہزار ہا صدیوں سے سائر و دائر ہے ۔ اور جسے اسلام کی تند و تیز بت شکن آندھی بھی زائل نہ کر سکیں ۔ مسلمانوں پر اپنا کافی اثر رکھتی ہے ۔ آپ شاید حیران ہونگے ۔ کہ میں یہ کیا کہہ رہا ہوں ۔ ہندوستانی مسلمان اور بت پرستی یہ کیا اور کیسے ۔ اگر آپ ذرا غور فرمادیں ۔ تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم ہندوستانی مسلمان ہندوؤں سے بھی زیادہ بت پرست ہیں ۔ ہندو تو ایک بیجان بت کی پرستش کرتے ہیں اور پھر اس بت پوجا میں شکل سے بھی کام لیتے ہیں ۔ کیونکہ پتھر کا بت تو ان کو کوئی رائے نہیں دے سکتا ۔ اس لئے وہ مالک ہیں ۔ جو چاہیں سو کریں ۔ مگر ہم ہندوستانی مسلمانوں کے بت جو انسانی قالب میں ہوتے ہیں ۔ اور تمام وہ شرارتیں یا نیکیاں جو گوشت و پوست اور دل و دماغ رکھنے والے ذی روح میں ہونی چاہئیں رکھتے ہیں ۔ ہمیں جس طرح چاہتے ہیں اپنی پرستش کے لئے الو بناتے ہیں ۔ آپ کو معلوم ہوگا ۔ کہ چند سال پہلے ہمارا بت ایک تھا ۔ اس کے بعد ہم نے دوسرا بت جو اس سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہے ۔ نیا رکھا ۔ اور اندھا دھند اسکی پرستش کی ۔ اسی طرح ہر سال ہمارا ایک نیا بت رہا ہے ۔ اگر ان بتوں کی حالت آپ ملاحظہ فرمادیں تو شاید کچھ نہ کرسکیں ۔ میں نے ان بتوں کے متعلق اخبارات کو لکھا ۔ مگر انہوں نے شائع نہ کیا ۔ بعد ازاں علمائے عظام و کرام کی خدمت میں شور و غوغا کیا لیکن کسی نے نہ سنا آخر دو تین مہینے کے بعد ... آگیا جس سے میں ان کو ۱۹۲۳ء کے جون سے لکھتا رہا ۔ اب مجھے کہتے ہیں کہ وہ کہیں کے نہیں ہو نگے ۔ کہ میرا بیت ہمت ہو جانا کوئی معمولی بات ہے ۔ میں نہ تو موت سے ڈرتا تھا ۔ اور نہ قید و بند کی مصیبتوں سے میں اب سیاسی موت مر چکا ہوں ۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں اور اسلام کی نجات مشکل ہے ۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں ۔ کہ یورپ کی اقوام سے لڑنا معمولی بات نہیں ۔ ہر روز نت نئے ہلاکت آفرین ایجادات ہو رہے ہیں کیا ۔ ہم دقیانوسی توڑے والی بندوق سے ہوائی جہازوں زہریلی گیسوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ یا ... گنڈوں کو اپنے بازوؤں سے باندھکر توپ کے منہ کو بند کر سکتے ہیں ۔ اگر آپ سرحد و افغانستان ۔ ترکستان وغیرہ کا سفر کریں ۔ تو آپ مسلمانوں کو کسی اور دنیا میں پائینگے ہاں تو اب یہ دیکھنا ہے کہ اسلام کے لئے کونسی راہ نجات ہو سکتی ہے ۔ زور بازو سے تو ممکن ہی نہیں ۔ البتہ کوئی نیا راستہ ڈھونڈنا چاہئے ۔ اور وہ وہی ہے ۔ کہ جو ... بزرگوں نے شروع کیا ہے ۔ والسلام ۔

اسلام کا مقابلہ اب ایک نئی بلا سے پیش آنے والا ہے ۔ وہ مقابلہ نہایت ہی سخت ہے ۔ عیسائیت تو اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی ۔ اور اس کے لئے ممکن ہی نہیں ۔ کہ عہدہ برا ہو سکے وہ بلا کمیونزم ہے ۔ اور اسلام کی بدترین دشمن بلا اس کے مقابلے سے اگر مسلمان تیار نہ ہوئے تو نجات ناممکن ہے ۔ میں جب جنوری ۱۹۲۴ء میں ماسکو میں تھا تو عجیب عجیب منظر دیکھنے میں آئے پہلی جنوری کو تمام نوجوان طلبا ء مذاہب کے خداؤں کو مارنے کے لئے ایک وسیع میدان میں جمع ہوئے پہلے عیسائیت کے خدا کو مارا لیا ۔ اور صرف مارا ہی نہیں گیا ۔ بلکہ ہر توہین جو انسانی دماغ یا مہذب انسانی دماغ اختراع کر سکتا ہے ۔ کی گئی پھر مسلمانوں کے خدا کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا ۔ جبھی میرے بعض ہندوستانی مسلمانوں نے جواب کیمونسٹ ہیں ۔ کہا کہ آؤ تماشا دیکھو ۔ میں نے کہا کہ میرا خدا کمزور نہیں جو انسانی ہاتھوں سے مارا جا سکے ۔ اور میں اس لغویت کو دیکھنا پسند نہیں کرتا ۔ آپ حیران ہونگے ۔ شاید سینے ... مگر یہ جائے عبرت ہے ۔ کہ نوجوان جنہیں ایسی تعلیم دی جائے ... مذہب کے لئے کس قدر مصیبت ناک ہو جائینگے

روس میں کوئی شخص اٹھارہ سال سے کم عمر بچہ کو مذہبی تعلیم نہیں دے سکتا ۔ قانوناً جرم ہے ۔ اور نہ کوئی مذہبی مدرسہ قائم کر سکتا ہے ترکیہ میں بھی اس کا اثر آہستہ آہستہ ہو رہا ہے ہاں تو میں یہ نہیں کہتا کہ اقتصادیات کو بالکل بھول جانا چاہئے بلکہ اقتصادیات کو جو اسلام سکھاتا ہے ۔ لئے اب وقت ہے کہ نشر کیا جائے ۔ اور میں حضرت امیر قبلہ کی خدمت میں عرض کرونگا ۔ کہ اس طرف زیادہ توجہ فرما دیں ۔ اور اسلامی اقتصادیات پر اپنے خیالات ظاہر فرما دیں ۔ عیسائی مذہب تو اب مر چکا ہے ۔ یا خود ہی اس کیمونزم کے حملے سے مر جائیگا ۔ اس کا بچنا ممکن ہی نہیں ۔ ہاں اسلامی نظام کو درست کرنے کے لئے اور خود پہلے ہندوستان میں درست ہونا چاہئے ۔ کوشش بلیغ کرنی چاہئے ۔ یہ ایک مستقل کام ہے ۔ یورپ میں اشاعت اسلام بھی فرض اولین میں سے ہے ۔ اور یہ کام بھی انشاء اللہ ہو کے رہے گا ۔ آپ بزرگوں نے اس کی بنیاد ڈالدی ہے ۔ اللہ تعالے آپ کو ضرور کامیاب کرے گا ۔

مسیحی اخبار نور افشاں کی ظلمت فشانی

اخبار نور افشاں کی لفظی تہذیب و متانت کو دیکھتے ہوئے ہمارا خیال تھا کہ وہ نور اسم با مسمیٰ ہوگا ۔ مگر افسوس کی بات ہے ۔ کہ اس کی ۲۸ فروری کی اشاعت نے ہمارا خیال قائم نہ رہنے دیا ۔ اور ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ نور کی بجائے ظلمت بکھیرنے پر آمادہ ہے ۔ اور حق کے ساتھ جھوٹ ملانے کے لئے تیار ہے ۔ لاہور کے لوہاری دروازہ کے باہر جو پبلک جلسے ہوئے اور جن میں ہزاروں آدمیوں نے شمولیت اختیار کی وہ انجمن اتحاد اسلام کی طرف سے تھے ایڈیٹر نور افشاں انہیں آریوں کی تقلید کرتا ہوا احمدیوں کے جلسے قرار دیتا ہے ۔ اور پھر یہ لکھتا ہے ۔ کہ مسیحی انجمن بشارت کی تقلید میں یہ جلسے قائم کئے گئے ۔ حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے ۔ مسیحی مذہب کا حلقہ تبلیغ نہایت محدود ہے جسکی تقلید تو مسیح علیہ السلام کے اس قول سے ہو سکتی ہے کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں اور اسلام کا حلقہ تبلیغ تمام کرۂ ارض ہے چنانچہ دنیا کے آقا اور اسلام کے سچے مبلغ فداہ ابی و امی کے متعلق ارشاد الٰہی موجود ہے ۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ ہم نے آپکو جمیع نبی نوع کیلئے بھیجا ہے ۔ پھر یہ کہنا کس قدر حق کا خون کرنا ہے کہ مسیحی بشارت کی تقلید کی گئی کبھی لا محدود محدود کی تقلید کیا کرتا ہے ۔ کبھی استاد شاگرد سے بھی سبق لیتا ہے ۔ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۔ ہاں ایڈیٹر صاحب کی دہان در افشاں اور قلم گوہر افشاں سے یہ کلمہ حق ضرور نکل گیا ہے ۔ اور الفضل ما شهدت به الاعداء کہ جناب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے لاہور بیدر دروازہ کے باہر پے در پے جلسوں میں آریہ سماجی پنڈتوں کی خوب خبر لی اور میدان سے بھگا دیا ۔ مگر ساتھ ہی ایک سفید جھوٹ بھی اگل دیا ہے ۔ اور دروغ کو فروغ دے کر تحریر کیا ہے ۔ کہ ایک مسلمان نے اسی وقت کہا کہ پادری پال صاحب کے سامنے تو مولوی جی ہار گئے تھے اور آج مظفر و منصور بنے بیٹھے ہیں ۔ پادری پال کے ساتھ مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کا فورمن کرسچین کالج ہال میں سینکڑوں آدمیوں کے سامنے مناظرہ ہوا اس مناظرے میں جس طرح پھر پادری پال ذہینہ کی کھائی دہ پبلک سے پوشیدہ نہیں خود پادری جی کی زبان کی لڑکھڑاہٹ ۔ کلمات کی بے ربطی ۔ خیالات کی بے عنوانی ۔ دلائل کی بوالعجبی اور چہرے کی رنگت کا بار بار بدلنا پسینے پر پسینے کا آنا ظاہر کر رہا تھا کہ وہ خود اپنی اور اپنے مذہب کی شکست ... تعجب ہے ... تماشے کی بات ہے ۔ کہ صداقت مجسم ایڈیٹر صاحب شکست کو فتح سے تعبیر کرتے ہوئے پھولے نہیں سماتے کیوں نہ ہو ۔

من آں رستم کہ ... تنم
کہ ... خود پا ... بشکنم

اے جناب! پادری پال اور مولانا ممدوح کا مناظرہ کوئی پوشیدہ امر نہ تھا ۔ لاہور کی پبلک جانتی ہے ۔ کہ وہ میدان مناظرہ کا شیر جس وقت للکارتا تھا ۔ اور اپنے فصیح و بلیغ اور پر زور لہجہ میں دلائل قاطع اور براہین ساطعہ کو بیان کرتا تھا تو پادری کا رنگ پھیکا پڑ پڑ جاتا تھا ۔ اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگتی تھیں ۔ اگر اس امر کو ایڈیٹر نور افشاں ناحق شکست کے پردے میں دبانا چاہتے ہیں تو یاد رکھیں ۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا
... کورنا ... چلوری

سماجی سنگھٹن اور مسلمانوں کا فرض

ہر عمل کے حسن و قبح کا مدار نیت پر ہے ۔ نیت نیک ہو ۔ تو عمل عامۃ الناس کی نگاہوں میں پسندیدگی پیدا کر لیتا ہے ۔ نیت بد ہو ۔ تو وہی عمل نہایت ہی مکروہ و ناپسندیدہ معلوم ہوتا ہے ۔ ڈاکٹر کسی عضو کو کاٹنے کے قابل دیکھتا ہے ۔ تو فوراً اسے کاٹ دیتا ہے ۔ اس عمل جراحی میں مصول کو دکھ ہوتا ہے تکلیف پہنچتی ہے چیختا ہے چلاتا ہے ۔ مگر ڈاکٹر یا حامل پر اسے کبھی غصہ نہیں آتا ۔ نہ اسے برا کہتا ہے ۔ نہ اپنے دکھ درد کی فریاد کرتا ہے نہ صرف شکایت ہی زبان پر لاتا ہے دیکھنے والے بھی ڈاکٹر کی نسبت کوئی بری رائے قائم نہیں کرتے ۔ بلکہ جسے دیکھو اس معاملے میں ڈاکٹر کی تعریف کرتا ہوا پاؤ گے یہ کیوں صرف اسلئے کہ ڈاکٹر کی نیت نیک تھی وہ اسکا خیر طلب تھا ۔ بدخواہ نہیں تھا ۔ یہی فعل اگر کسی اور شخص سے سرزد ہو ۔ تو دیکھ لو کس قدر شور اٹھتا ہے ۔ تھانہ میں رپٹ لکھوائی جاتی ہے ۔ عدالت میں دعوے دائر ہوتا ہے ۔ ملزم طوق و سلاسل سے مسلسل ہو کر گرد عدالت میں لایا جاتا ہے ۔ زخم خوردہ مظلوم نہیں چاہتا ۔ کہ ملزم سے کوئی رعائت کی جاوے ۔ بلکہ اس کا طبعی تقاضا یہی ہوتا ہے ۔ کہ اسے سخت سے سخت سزا دی جائے ۔ یہ کیوں صرف اس لئے کہ اس کی نیت بری تھی ۔ ورنہ دونوں فعل ایک ہی نوع کے ہیں ۔ اور زخم خوردہ کو دونوں میں تکلیف بھی پہنچی ہے ۔ مگر نیت کی وجہ سے ایک قبیح و مذموم اور دوسرا مستحسن و قابل شکریہ ۔

بعینہ یہی حالت سماجی سنگھٹن کی ہے ۔ کون کہہ سکتا ہے ۔ کہ اپنے آپ میں طاقت پیدا کرنا ۔ اپنے آپ کو قومی بنانا برا ہے ۔ اور کون کہہ سکتا ہے ۔ کہ نا اتفاقی کو دور کرکے اپنے اندر اتفاق پیدا کرنا اچھا نہیں ۔ کوئی نہیں ۔ پھر حیرت کی بات ہے ۔ کہ آریہ سماجی دوست اپنے بکھرے ہوئے شیرازے کو درست کریں ۔ اور اپنے آپ کو قوی بنانے میں ساعی ہوں ۔ مگر مسلمان خوش ہونے کی بجائے شور مچائیں ۔ سنگھٹن کو کوسیں ۔ بانیان سنگھٹن کی کوششوں کو پسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھیں ۔ شدھی مانی تحریکات کو مفید نہ سمجھیں ۔ حقیقۃ الحال یہ ہے ۔ کہ سنگھٹن فی نفسہ برا نہیں ۔ اور نہ کوئی اسے برا ہی کہہ سکتا ہے ۔ مگر جو نیت اس کے قیام میں مدنظر رکھی گئی ہے ۔ وہ مستحسن نہیں ۔ مسلمانوں کو کمزور کرنا ۔ اور گذشتہ زمانے کے فرضی مظالم کے بدلے لیں ۔ مسلمانوں کی اقتصادی معاشرتی ترقیات کو روکنا ۔ ان کے ملکی حقوق کا دبانا سنگھٹن کے قیام کا اصل منشا ہے ۔ تو پھر غریب مسلمان اس سے کیونکر خوش ہو سکتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ یہ کوشش پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھی جاتی کیونکہ اس کے پردے میں دوسروں کی تباہی مضمر ہے آج تک اس تحریک سے جو نتائج مترتب ہوئے ۔ وہ ہمارے مذکورہ خیال کی تائید کرتے ہیں ۔ موقعہ نہیں ورنہ انکی تفصیلی داستان سنا دی جاتی ۔ اس وقت صرف یہ دکھانا منظور ہے ۔ کہ اس نامبارک تحریک نے جھوٹ اور فریب کو کس قدر رواج دیا ہے ۔ اور مذہب اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کس قدر ناروا ناجائز اور بے اصل الزامات قائم کئے ہیں ۔ مہاتما گاندھی نے آریہ سماج کی حقیقت اصلیہ کا فوٹو کھینچ کر پبلک کے سامنے پیش کر دیا ۔ بہتیرے آریہ بانیان سنگھٹن اس کے جواب میں ملامت پر قلم و زبان کے زہریلے تیر پھینکنے لگے ۔ کسی ہندو بھائی کی قلم حقیقت رقم سے اگر کسی آریہ سماجی ناروا کارروائی پر جائز نکتہ چینی ہوتی تو بہادران سنگھٹن نے مسلمانوں ہی کو ہدف ملامت بنا لیا ۔ اگر سنگھٹن کا بیج نیک نیتی کی زمین میں بویا جاتا اور صداقت و راستبازی کے پانی سے پرورش پاتا ۔ تو پھر اس سے پورے نتائج مترتب ہو ... جاتا ۔ اور لذیذ و شیریں پھل لاتا ۔ مگر وہ تو نیک نیتی کی زمین میں بویا ہی نہیں گیا ۔ صداقت و راستبازی سے کہ پانی ... اب نشاور درخت کیونکر بنے ۔ سایہ دار کیونکر ہو ۔ لذیذ و شیریں پھل کیونکر لائے ۔ وہ تو پہلے ہی بدنیتی کی زمین میں بویا گیا ۔ اگر اسے ... کا پانی ملا ۔ آزار رسی نوع اور ایذا رسانی خلائق اس کا پھل بنے ۔ اگر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جا سکتا ہے ۔ اور انہی سے اس کی قدر و قیمت پڑ سکتی ہے ۔ تو پھر ناظرین کے لئے اس نامبارک درخت کی پہچان کوئی مشکل کام نہیں ۔ مگر سوال یہ ہے ۔ کہ ہمیں بھی اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہئے ۔ یا نہیں ۔ اگر ہمیں با عزت زندگی مطلوب ہے ۔ تو ہمیں اپنے مذہبی ۔ قومی ۔ ملکی ۔ معاشرتی غرض ہر طرح کے حقوق کا تحفظ کرنا

افکار و اذکار

لیجئے! امرتسر سے ہی شروع ہو گئے۔ گذشتہ اشاعت میں ہم نے پیشگوئی تو ضرور کی تھی، کہ حواریوں میں سے ایک کی ہمرکابی کی غرض تو سوائے اس کے کچھ ہی نہیں، کہ معجزات و خوارق کا ایک دفتر بے معنی جمع کر کے مریدوں کو آنکھوں پر خوش اعتقادی کی پٹی ہی باندھتا ہے، مگر سچ پوچھیے تو ہمیں بھی یہ توقع ہرگز نہ تھی کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑنے لگ جائیں گے۔

مگر حضرت تراب نے کہا کہ میں تراب ہی کیا ہوں گا اگر گھر کے دروازے سے ہی بھیڑ بکریوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا شروع نہ کر دوں، چنانچہ امرتسر پہنچنے کی دیر تھی، کہ معجزہ نمبر ایک معرض ظہور میں آیا اور وہ کیا تھا، یہ کہ پھو ہولی نس کا ایک پروانہ دیوانہ وار چلتی گاڑی کے ساتھ مصافحہ کا تبرک حاصل کرنے کے لئے دوڑ رہا تھا کہ پلیٹ فارم سے گر پڑا،" اور خدا کی قدرت نے لسے باہر پھینک دیا، اور اعجازی رنگ میں اپنی قدرت نمائی سے روک لیا"

یہ تھا جناب معجزہ نمبر ایک مگر ایک سے بھلا کب اطمینان ہو سکتا تھا، پروگرام تو یہ ہے کہ پٹی پر پٹی چڑھتی جائے، چنانچہ دوسری پٹی سلیقے والی سٹیشن پر تیار کی گئی،" ایک احمدی خاتون نذرانہ لیکر آئی، اور چلتی گاڑی سے جرأت کر کے اتری، خدا ہی نے اسے بچا لیا" گویا باقی تمام دنیا کے لوگ جن کو آئے دن ایسے معمولی واقعات پیش آتے رہتے ہیں، اور بچ جاتے ہیں، انہیں تو کوئی اور بچایا کرتا ہے، اور اس صورت میں چونکہ ہز ہولی نس کی گاڑی تھی، خدا تعالے خود ساتھ ساتھ تھا، اور جہاں کہیں کوئی مرید اپنی سترنگی کا ثبوت دینے لگا، تو بذات خود ہاتھ بڑھا کر اُسے بچا لیا، یہ ہوا معجزہ نمبر دو۔ اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے شیخ یعقوب علی صاحب حق سیر پورٹ یوں ادا کرتے ہیں، "حسن اعتقاد کے رنگ میں نہیں، ہر ایک دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ یہ ایک معجزہ ہے" ہم حیران ہیں کہ اگر یہ حسن اعتقاد نہیں، تو حسن اعتقاد اور کس جانور کا نام ہے،

تیسرا معجزہ یوں ہوا کہ ہر ایک سٹیشن پر خلقت کا اس قدر ہجوم تھا، کہ سہارنپور تک گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ ہوئی، مگر "پریس رپورٹر" کو اس بات کا شاید علم نہیں کہ یہ گاڑی عموماً اس سے بھی زیادہ لیٹ ہو جایا کرتی ہے، اور اس فہرست کا چوتھا نمبر یوں پورا کیا گیا، کہ "تین آدمیوں نے دہلی تک بیعت کی"

سبحان اللہ کیا ہی معجزے ہیں مسٹر اکل نے بھی ایک معجزہ حال ہی میں ایجاد کیا تھا، مگر اس بیچارے کو پھر بھی "شہاب ثاقب" تک تو جانے کی تکلیف اٹھانی پڑی تھی، حضرت تراب نے تو آپنے اس دیرینہ ہم مشرب کے بھی کان کتر دیئے، اور بمبئی ڈاک کے نرم نرم گدیلوں پر بیٹھے بیٹھے چار معجزے گھڑ ڈالے ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند!

ایک اور مزے کی بات سننے میں آئی ہے اور سچ پوچھو تو ہز ہولی نس کی کونسی بات ہے جو مزے کی نہ ہو، جو کہتے ہیں مزے کی کہتے ہیں جو کرتے ہیں مزے کی کرتے ہیں، اور جو سوجھتی ہے مزے کی سوجھتی ہے، زمین پر خدا کے خلیفہ! اگر کوئی انوکھی بات نہ ہو تو بات ہی کیا ہوئی، حضور کے ہمرکاب گیارہ آدمی ہیں، اور ان گیارہ کے لیئے ایک ہی قسم کی وردی ہے، جو ایک سبز عمامہ، ایک بند گلے کے کوٹ اور ایک پتلون نما پاجامہ پر مشتمل ہے، اور انہیں حکم ہے، کہ جس وقت تختہ جہاز پر قدم رکھیں، ہر وقت اس کو زیب تن کئے رکھیں، گویا ایک باقاعدہ ٹیم ہے جو کہیں میچ کھیلنے جا رہی ہے اور جناب میاں صاحب اس کے کپتان ہیں، صرف کسر اتنی ہے کہ عام ٹیموں میں کپتان بھی وہی وردی پہنتا ہے، یہاں یہ بات نہیں ہے، یہاں تو "انا بشر مثلکم" کا نشان نہیں، یہاں کپتان صاحب جو چاہیں وردی رکھیں، ہمنشین کھیلنے کو ممنون ہونا چاہیئے کہ ان کی نمائش میں وہ اضافہ ہو گا، جو عسرت زرکثیر سے بھی مہیا نہ کر سکتے،

اخبار احمدیہ ممالک غیر

اللہ تعالے کے فضل و کرم سے ہمارے احباب جو مختلف ممالک میں سکونت پذیر ہیں تبلیغ اسلام و احمدیت میں نہایت سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں، اور دنیا کے اسلام کے قریباً ہر ایک ملک کے ساتھ ہمارے مرکز کا تعلق قائم ہے، جہاں کہ مسلمانوں میں بذریعہ خط و کتابت و لٹریچر بیداری پیدا کی جا رہی ہے، اور اتحاد اسلامی کی بنیاد رکھی جا رہی ہے، ہم نہایت عاجز، کمزور ہیں، اور بظاہر ایک مختصر سی جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن جو کام تھوڑے سے اخراجات سے ہم کر رہے ہیں، وہ ہزاروں صرف کر کے اولوالعزمی کی خاطر برباد کر دینے والوں کو کرنا نصیب نہیں ہوا، اللہ تعالے نے ہر میدان میں ہمیں کامیابی نصیب کی، اور خدمت اسلام کی بہت بہت توفیق عطا فرمائی، اس کا شکریہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اللہ تعالے کے حضور ہمیشہ جھکے رہیں، اور اس سے خادم اسلام ہونے کی دعائیں کرتے رہیں، اور حسب توفیق اس کام میں عملی حصہ لیتے رہیں،

جرمنی میں تبلیغ اسلام

ڈاکٹر گریفلٹ صاحب جرمن نومسلم کو حضرت امیر نے دوجلد اول ترجمہ قرآن شریف بذریعہ مولوی صدرالدین صاحب بطور تحفہ ارسال فرمایا تھا، ڈاکٹر صاحب نے تازہ ڈاک میں اس کی رسید دیتے ہوئے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا ہے، کہ ایسی خوبصورت کتاب نے میرا دل خوشی سے بھر گیا، جس کے لئے میں بہت مشکور ہوں، اور اس تحفہ کی بہت ہی قدر کرتا ہوں، جیسا کہ میں اسلام کی دنیا کی سب اشیاء سے بڑھکر قدر کرتا ہوں، انشاء اللہ میں اپنے اعمال سے آئندہ اس کا شکریہ ادا کرنے کے قابل ہو سکوں گا،

مولوی صدرالدین صاحب اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں، کہ بوجہ اکیلا ہونے کے اور حساب کتاب کا سارا بوجھ پڑ جانے کے مفصل تبلیغی کارروائی کی رپورٹ نہیں بھیج سکتے، مسجد کے شروع کر دینے کا انشاء اللہ عنقریب انتظام ہو جائے گا،

خط جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب جاوا سے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ یہاں ہمارے لٹریچر کی بڑی مانگ ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں میں نئی بیداری پیدا ہوتی ہے، قرآن شریف انگریزی خصوصیت سے ہر طبقہ میں مقبول ہو رہا ہے۔ میں اب یہاں کی ملائی زبان میں اپنا مافی الضمیر بخوبی ادا کر سکتا ہوں، اور جاوی زبان سیکھ رہا ہوں انگریزی دعوت عمل پہنچ گئی ہے، اور انگریزی دان طبقہ میں تقسیم کر دی گئی ہے، انشاء اللہ اس کا بہت اچھا اثر ظاہر ہو گا، میری تمام تر توجہ تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف ہے، دیگر ممالک کے مسلمانوں کی طرح یہاں کے مسلمان بھی یورپین تعلیم میں بہت پیچھے ہیں، یہاں کی انجمن کے ۳۰ عہدیداران میں سے صرف دو نے ہائی سکول میں تعلیم حاصل کی ہے، یہاں کی اسلامی پولیٹیکل انجمن کا صدر [illegible] اور ہماری کتابیں دیکھ کر بڑا خوش ہوا، [illegible] زبان [illegible] ہے، اس نے کہا کہ گو ان کی انجمن پولیٹیکل ہے لیکن ان کا خیال ہے کہ اسلامی سپرٹ ممبران میں پیدا کرنی لازمی ہے، جس کے بغیر وہ کوئی مفید کام نہیں کر سکتے، چونکہ ان جزائر کے لوگ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں، اس لئے یہاں مندروں کے بہت سے کھنڈرات پائے جاتے ہیں، [illegible] کی بت پرستی کے نشانات موجود ہیں، ایک دوسرے شہر کے میڈیکل کالج کا ایک پروفیسر جو جرمنی کا ڈگری یافتہ ہے، ملنے کے لئے آیا۔ اور انگریزی قرآن شریف دیکھ کر ایسا فریفتہ ہو گیا، کہ فوراً اس نے خریدنے کی خواہش ظاہر کی، چونکہ اس وقت میرے پاس کوئی کاپی نہ تھی، اس لئے وہ میرا قرآن لے گیا، کہ جب ہندوستان سے مزید قرآن آئیں گے، تو وہ خرید کر اسے واپس کر دے گا، اس نے لائٹ اور جرمن رسالہ کی خریداری منظور کر لی ہے، اور وی۔ پی کا آرڈر دیا ہے، چند یوم ہوئے ہمارا نومسلم ڈچ بھائی [illegible] [illegible] یہاں سے [illegible] [illegible]

کا اقتباس پڑھا تھا، جس پر وہ یہاں آکر مسلمان ہو گیا، اسی ڈچ اخبار کے ایڈیٹر نے مجھے [illegible] روپیہ قیمت قرآن انگلش دے رکھی ہے۔ ہمارا ڈچ نومسلم بھائی بڑا پرجوش ہے، اور اس نے بیعت کا خط بھی حضرت امیر کی خدمت میں بھیجدیا ہے،

خط سنگاپور

ہمارے بھائی حافظ محمد حسن صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل گجرات کے سنگاپور جا کر جلدی واپس آجانے سے گو ان کو وہاں بہت سی تکلیف برداشت کرنی پڑی لیکن ان کے چند ماہ کے قیام نے بھی وہاں ہمارے بہت سے ہمدرد پیدا کر دیئے ہیں۔ اور انشاء اللہ امید ہے کہ وہاں ہماری ایک زبردست جماعت قائم ہو جائے گی، ہمارے دوست ایم عالم صاحب جنہوں نے حافظ صاحب کو قیام سنگاپور کے عرصہ میں بہت مدد دی تھی۔ جماعت میں شامل ہو گئے ہیں، اور اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں، کہ انگریزی دعوت عمل پہنچ گئی ہے، اور یہ نہایت قابل قدر چیز ہے، جس کے ذریعہ سے انشاء اللہ سب غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ کیا اس کا ترجمہ تامل و دیگر ہندوستانی زبانوں میں بھی ہوا ہے یا نہیں؟ میرا خیال ہے کہ ان علاقہ جات کے لئے اس کا ملائی زبان میں ترجمہ ہونا ضروری ہے، میں انشاء اللہ سنگاپور اور جنوبی ہند میں سلسلہ کی تبلیغ میں کوئی فرق اٹھا نہ رکھوں گا، اور امید ہے، کہ جلد تمام فہمیاں دور ہو جائیں گی،

نہایت افسوس کی بات ہے، کہ میرے عزیز بھائی آنریبل خان بہادر ایس۔ ایم دی عثمان صاحب بہادر بی اے۔ بی ایل مدراس کی کونسل کے ممبر تھے، شملہ سے واپسی پر جہانسی وفات پا گئے۔ جس کا مجھے سخت صدمہ ہوا، اس لئے میں اب چھ ماہ کی رخصت پر ہندوستان کو جا رہا ہوں، اور انشاء اللہ وہاں رہ کر بھی انجمن کا کام کرتا رہوں گا، میں اپنی بیعت کا فارم ارسال کرتا ہوں، دعا کریں کہ اللہ تعالے مجھے استقامت نصیب کرے۔ اور خادم دین بنائے، میری طرف سے حضرت امیر کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر دیں،

سٹریٹ سٹلمنٹ سے ہمارے بھائی ایم عثمان تحریر فرماتے ہیں، کہ وہ حضرت امیر کے ترجمہ قرآن شریف پر ملائی زبان میں ترجمہ کلام مجید کر رہے ہیں، جس کی چند سورتیں ختم ہو چکی ہیں، انشاء اللہ ملازمت سے جو وقت مجھے ملا کرے گا، میں اس پر صرف کرتا رہوں گا، اگر آپ پسند کریں تو سلسلہ کی دوسری کتب بھی ملائی زبان میں ترجمہ کر دی جائیں، اور یہاں چھپوائی جائیں، اس کے جواب میں حضرت امیر نے تحریر فرمایا ہے، کہ وہ قرآن شریف ملائی کا ترجمہ تیار کرتا رہے، ہم اس کی چھپوائی کا انتظام کر دیں گے، سلسلہ کے متعلق میں اور چھوٹا سا ٹریکٹ غیر ممالک کے لئے عنقریب لکھوں گا، اس کا ترجمہ کرائیں،

خط اٹلی

ہمارے ایک بھائی اٹلی سے اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ گھر سے بے گھر کیا تو محض اسلامی خدمت کے خیال نے اور اب بھی اگر کوئی چیز [illegible] [illegible] سے علیحدہ رکھ سکتی ہے تو یہی ایک خیال [illegible] غلط ہوں یا صحیح میں نے جو صحیح سمجھا ہوا ہے [illegible] بالکل جذبات کا نتیجہ اس پہلے خون ہو کر عمل کیا اور بقول ڈاکٹر اقبال ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق ...
مصلحت اندیش ہوئی عقل تو ہے۔ تمام ابھی

میں جانتا تھا کہ یہ کودنا سراسر ہلاکت ہے۔ مگر ممکن ہے۔ کہ کوئی راہ نجات اس میں سے پیدا ہو جائے مگر اب یہ ظاہر ہو گیا کہ عشق اگر اسلامی آئین و ضوابط کے ماتحت ہو تو کامیاب ہے۔ ورنہ ہلاکت کا بھیانک اور خوفناک غار ہے۔ میرا عشق جو محض جذبات کا نتیجہ تھا اور راہیں تھیں سینکڑوں اور نوجوانوں کا بھی جو باہر آئے، مسلمان ممالک کو دیکھ کر ہرن ہو گیا۔ خدا ہدایت دے ہمارے ہندوستانی مسلمان راہنماؤں کو انکی تقریریں اور تحریریں جو محض جذبات کو مشتعل کرنے والی ہوتی ہیں۔ صرف اس وقت تک کارگر ہو سکتی ہیں۔ جب تک انسان ہندوستان کی چار دیواری کے اندر [illegible] بیرونی دنیا کو آنکھیں کھول کر نہ دیکھا ہو۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے [illegible] ایک [illegible] حضرت امیر نے قرآن کریم کی ایک آیت

حضرت عمرؓ اور فضل عمر کا سفر

میاں محمود احمد صاحب کو حضرت عمرؓ بننے اور ان کے مریدوں کو بنانے کا شوق تو بہت ہے، مگر دونوں شخصیتوں کی حالت میں جو فرق ہے وہ اظہر من الشمس ہے، حضر کی حالتوں کا نقشہ میاں صاحب کا قادیان میں جا کر دیکھ لو، اور حضرت عمرؓ کا تاریخ میں پڑھ لو، مگر بالفعل سفر کا نقشہ دونوں کا ملاحظہ ہو، حضرت عمرؓ بھی زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ بیت المقدس گئے تھے۔ اور میاں صاحب فضل عمر بھی دمشق اور یورپ چلے ہیں، مریدان روانے ہوں گے، کہ سبحان اللہ کیا مماثلت قائم ہوئی ہے، مگر دونوں کو غور سے دیکھو گے، تو "تفاوت راہ از کجاست تا بکجا" کا نظارہ نظر آجائے گا،

حضرت عمرؓ چلے تھے تو ایک اونٹ سواری کے لئے تھا اور اسٹاف میں صرف ایک غلام تھا، نصف رستے خود چڑھتے تھے اور غلام پیدل چلتا تھا، اور نصف رستے غلام سوار ہوتا تھا تو خود پیدل اونٹ کی مہار پکڑ کر چلتے تھے، دو اونٹ بھی ساتھ نہ لئے کیونکہ قوم کے روپوں کی ذمہ واری کو خوب جانتے تھے، جب بیت المقدس پہنچے تو خلیفہ صاحب پیدل تھے اور غلام سوار، کیونکہ باری ان کی پیدل چلنے کی تھی، رومیوں کی سلطنت کے اراکین اس شان فقر و استغنا سے حیران تھے، جب بعض مسلمانوں کے کہنے سننے سے آپ ایک عربی گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور اپنی پیوندلگی ہوئی قمیص کو اتار کر ایک نئی قمیص پہنی، اور گھوڑا ذرا اچھلنے کودنے لگا، تو آپ فوراً اتر پڑے، احباب سے کہا کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو، کہ اس گھوڑے پر چڑھ کر اور نئی قمیص پہنکر میرے دل میں بڑائی کا خیال پیدا [illegible]، پیوند لگا کرتہ دے دو، آخر وہی کرتہ پہنکر اونٹ [illegible] کر گئے، اور وہ بیت المقدس جس کے [illegible] تھیں، اس کے دروازے آپ [illegible]، اور آپ کی اس فتح کی یادگار مسجد عمر آج تک [illegible] دہی دے رہی ہے،

[illegible] مل عمر بھی دمشق و یورپ جا رہے ہیں، در جن بھر ..... کا اسٹاف ہے، ضرورت یا عدم ضرورت کا کوئی سوال ہی نہیں، ان کے اخراجات سفر و قیام یورپ کا خیال ہی نہیں، خیال ہے تو یہ ہے کہ ٹھاٹھ و نمائش مکمل ہو، کسی سے پیچھے نہ رہیں، آرام و آسائش کے کل سامان مہیا ہوں، قوم کا روپیہ تباہ ہوتا ہے تو ہو، ولیم فاتح انگلستان ہونے کے مدعی ہیں، انگلستان فتح ہوگا یا نہیں، یہ اللہ کو علم ہے، بیج بونے جا رہے ہیں، ہزار ہا روپے تصدق ہو رہے ہیں، یورپ اس خلافت کی شان و شوکت کو دیکھ کر متحیر و متاثر ہو، کیا جناب فضل عمر کی اس نمائش و کبریائی کا حضرت عمرؓ کی فروتنی و بے نفسی سے کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے، ہرگز نہیں حاشا وکلا ہرگز نہیں ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو مے روی بترکستان است

بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳

ضروری ہے اور ہندوران سنگھٹن کی طرح یہ نیت نہیں رکھنی چاہئے کہ کسی ہمسایہ قوم کے جائز حقوق کو دبائیں۔ مگر یہ امر محال ہے جب تک، ہم باہمی خانہ جنگی کو ترک نہ کر دیں۔ اور خود اپنی تنظیم کی طرف توجہ نہ دیں۔

اگر سنگھٹن کی نامبارک تحریک نے اشدھی کو پیدا کر کے ہند و مسلم اتحاد کو سخت نقصان پہنچا دیا۔ تو ہمیں تنظیمی قوت کے ساتھ اشدھی کے سیلاب کو روک کر اتحاد کو قائم کر دینا چاہئے۔

محمد عصمت اللہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

پشاور میں محمودیوں کے ساتھ تبادلہ خیالات

مفتی محمد صادق صاحب محمودی واعظ کے پشاور جانے پر ان کے اور مولوی عبدالمجید صاحب پروفیسر عربی مشن کالج پشاور کے درمیان کچھ مکالمہ ہوا تھا بعد ازاں مولوی صاحب موصوف اور آخوند غلام حسن اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پشاور کی خواہش پر ڈپٹی صاحب محمودی اور قاضی محمد یوسف صاحب محمودی کے درمیان مسئلہ نبوت پر کچھ مباحثہ ہوا جس کی روئیداد خلاصۃً مولوی عبدالمجید صاحب نے اپنی قلم سے تحریر فرما کر بغرض اشاعت روانہ فرمایا ہے، چونکہ روئیداد مفید عام ہے اس لئے درج ذیل کی جاتی ہے،

جو گفتگو لفظ خاتم النبیین کے متعلق مجھ سے اور جناب مفتی محمد صادق صاحب مبلغ قادیان سے ہوئی، حسب طلب قلمبند کر کے خدمت میں بھیجتا ہوں، اگر آپ اس کو کسی اخبار میں شائع کرنا چاہتے ہوں تو مجھے کوئی عذر نہیں،

۶ ماہ حال کو مسلم کلب میں مفتی صاحب کا لیکچر تھا، اسی روز شام کو ڈپٹی غلام حسن خان صاحب چھاونی مجسٹریٹ کے ہاں آپ کی دعوت تھی، اس دعوت میں میں اور منشی احمد جان صاحب مدعو تھے، مغرب کے بعد مفتی صاحب اپنی جماعت کے ساتھ تشریف لائے، دوران گفتگو میں منشی احمد جان صاحب نے مفتی صاحب سے خاتم النبیین کے متعلق سوال کر کے اپنی تسلی کرنی چاہی، مفتی صاحب نے کافی دیر تک بیان فرمایا جس کا خلاصہ یہ تھا،

خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں رسول اکرم کے ساتھ مخصوص ہیں، مگر مفسرین نے اس کے مطلب سمجھنے میں غلطی کی، خاتم بالفتح مہر کو کہتے ہیں، اور مہر تصدیق کے لئے لگائی جاتی ہے، چونکہ آپ نے تمام انبیا کی تصدیق کی، اور گزشتہ انبیاء کی توقولاً اور آئندہ انبیا کی اپنی نبوت [illegible] کے فیضان سے یعنے جو نبوت آگے کسی کو ملے گی، آپ کے فیضان سے ملے گی، اس وجہ سے آپ خاتم بالفتح ہیں، اور بالکسر کے معنی کامل ہے، چونکہ آپ کو نبوت کاملہ ملی ہے اس وجہ سے آپ خاتم بالکسر بھی ہیں، آپ نے بطور مثال فرمایا، کہ جیسا کوئی شخص کہے کہ مفتی محمد صادق پر لیکچر ختم ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرے بعد کوئی اور لیکچر نہ دے گا، [illegible] میں نے عرض کیا، کہ آپ کے دونوں معنوں کو تسلیم کر کے نتیجہ یہ نکلتا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے سلسلہ نبوت بند نہیں ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے عرض کیا، کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے، کہ آئندہ غیر محدود انبیا آ سکتے ہیں، آپ نے اس کو امکانی صورت میں تسلیم کر لیا، میں نے کہا تو پھر موجودہ مدعیان نبوت کی تکذیب کی آپ کے پاس کونسی دلیل ہے۔ اس کا جواب زیادہ صاف نہ تھا، میں نے پھر عرض کیا کہ جو تفسیر آپ نے لفظ خاتم کی کی۔ اس سے تو یہ لازم نہیں آتا ہے، کہ مرزا صاحب مستقل نبی نہ تھے ظلیت کی کیا دلیل ہے، آپ نے فرمایا کہ خاتم سے تو عدم استقلال نہیں معلوم ہوتا ہے، مگر چونکہ شریعت کامل ہو چکی اس وجہ سے آپ تابع شریعت محمدی اور ظلی نبی تھے، میں نے عرض کیا کہ استقلال نبوت کے واسطے مستقل [illegible] شریعت کی ضرورت نہیں، حضرت ہارون مستقل نبی تھے۔ مگر صاحب شریعت مستقلہ نہ تھے، نہ ان کی ظلیت کی کوئی دلیل ہے، مفتی صاحب قدرے ساکت ہو گئے مفتی صاحب ضرور جواب دیتے، اگر حسب عادت آپ کی جماعت نے مفتی صاحب کا منصب چھیننے کی کوشش کی، اور تھوڑی دیر تک کافی شور ہوتا رہا،

اس کے بعد اسمہ احمد کے متعلق منشی صاحب نے سوال کیا، مفتی صاحب نے تبلیغی اشکال کے ساتھ کافی وقت طلب تشریح فرمائی، جس کو میں اچھی طرح نہ سمجھ سکا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ کا ذاتی نام محمد ہے، اور احمد صفتی نام ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ محمد جلالی نام ہے، جس کا مطلب شاید یہ ہو کہ محمد مظہر قہاریت ہے، کیونکہ آپ نے فرمایا ظہور تیج تک جہاد بالسیف کا حکم تھا، اور یہ اسی نام کا ظہور تھا، اور احمد صفتی اور جمالی نام ہے، اور اس کا ظہور مسیح موعود کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے، نتیجہ صاف ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کے لئے ہے،

میں نے عرض کیا، تو آپ کے خیال میں «من بعدی» اور «فلما جاءھم بالبینٰت قالوا ھٰذا سحر مبین» کے ہوتے ہوئے بھی یہ پیشگوئی آپ کی ذات سے پوری نہ ہوگی،

مفتی صاحب نے جواب میں وہی تبلیغی رنگ اختیار کیا جس سے تشفی نہ ہو سکی، اور منشی احمد جان کو صاف الفاظ میں کہنا پڑا، کہ مفتی صاحب یہ جواب درست نہیں، نیز آپ کے احباب نے ایک دوسرے سے جواب دینے میں سبقت کی جس سے اس پر لطف گفتگو کا خاتمہ ہو گیا، وقت بھی زیادہ گزر گیا تھا،

جناب نے یہ بھی کہلا بھیجا ہے، کہ میں اس گفتگو کے متعلق اپنی رائے ظاہر کروں، جو آپ سے اور قاضی محمد یوسف صاحب سے ڈپٹی غلام حسن خان صاحب کے مکان پر ۹ تاریخ کو نبی امتی اور محدث کے متعلق ہوئی تھی، جس میں آپ کا یہ دعویٰ تھا، کہ نبی امتی اور محدث ایک ہیں، اور قاضی صاحب فرماتے تھے، کہ نبی امتی الگ ہے اور محدث الگ، مرزا صاحب نبی امتی تھے، محدث نہ تھے، اس گفتگو کے متعلق مختصر وقت میں اس قدر عرض کر سکتا ہوں، کہ کم سے کم ڈپٹی صاحب کو اطمینان ہو گیا، اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے، کہ نبی امتی اور محدث ایک ہیں۔ اور اس گفتگو کی یہی غایت تھی،

مگر میں اس نتیجہ کے متعلق ابھی اپنی رائے محفوظ رکھتا ہوں، ہاں اس کو میں مانتا ہوں، کہ آپ نے جو اصطلاحی اور لغوی محدث، اسی طرح اصطلاحی اور لغوی نبی میں فرق تبلایا، اور یہ ثابت کیا، کہ مرزا صاحب اصطلاح لغت کے اعتبار سے تو نبی تھے، مگر اصطلاح شریعت کے اعتبار سے نبی نہ تھے، بلکہ شرعی اصطلاح میں وہ محدث تھے، اور جہاں مرزا صاحب نے محدثیت کا انکار کیا ہے، وہاں لغوی محدثیت مراد ہے، نہ اصطلاحی۔ کیونکہ لغت میں محدث کی تعریف میں مکالمہ خداوندی داخل نہیں، بلکہ اصطلاحی محدث کے لئے مکالمہ ضروری ہے، اور یہ تمام باتیں آپ نے مرزا صاحب کے اقوال سے اچھی طرح ثابت کیں، آپ کا یہ بیان بالکل صاف تھا، اور اس وقت جو قاضی صاحب نے جواب دیا تھا، وہ اس کو توڑنے کے لئے کافی نہ تھا، مگر شاید اس کی وجہ تنگی وقت ہو، میرا خیال ہے کہ شاید قاضی صاحب کسی دوسری نشست میں اس پر پوری روشنی ڈال سکیں گے، اس کے بعد مجھے اپنی رائے ظاہر کرنے کا [illegible]، میری خواہش ہے، کہ اس وقت آپ بھی [illegible] فرمائیں گے

والسلام،

آپ کا نیاز مند
عبدالمجید۔ افغانی۔ ۱۱۔ جولائی ۱۹۲۴ء

زندہ قوم کے اخبارات کی حالت

زندہ اقوام کے ہر شعبہ زندگی میں ایک بیداری اور زندگی پائی جاتی ہے، ذیل کے اعداد و شمار جو جرائد انگلستان کی اشاعت کو ظاہر کرتے ہیں، ہمارے لئے سبق آموز ہونے چاہئیں۔

اخبار ٹائمز تعداد خریداران ۱۹۱۸۶۶
نیوز آف دی ورلڈ تیس لاکھ
ڈیلی ہیرلڈ دو لاکھ
ڈیلی میرر ۱۰۰۲۸۸۲
ڈیلی کرانیکل دس لاکھ۔ جان بُل ۷۱۶۲۵۵
آٹو کار ۴۱۳۵۳ — پنچ ایک لاکھ
پکچر شو ۲۶۸۳۸۰ — آنسر ۴۷۸۶۲۱
بوائے میگزین ۱۵۳۴۰۰ — بوائز اون پیپر ۳۶۰۰۰
کلر ۸۶۳۵ — گڈ ہوس کیپنگ ۱۴۴۴۷۹
مائی میگزین ۱۰۹۱۰۱ — فیشن میگزین ۱۹۲۹۰۸
سنڈے ایٹ ہوم بیس ہزار۔ ویلڈن ڈریس میکر ۶۱۳۶۱۲
لیڈیز جرنل ۱۴۴۲۶۳ — چرچ ٹائمز ۵۸۹۶۱
برٹش ویکلی اسی (۸۰) ہزار۔

ہندوستان کی تازہ خبریں

۱۱ جولائی سے دہلی میں سنگھٹنی فوج غریب مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہی ہے۔ لاہور کی طرح دہلی کی سنگھٹنی فوج نے ابتداءً ایک مسلمان بچہ کی مارپیٹ سے کی جس کی آگ سارے شہر میں پھیل گئی اور ہندو دریبہ کٹڑہ نیل۔ بلی ماراں فتح پوری۔ لاہوری دروازہ۔ صدر بازار۔ جامع مسجد ہر جگہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور ماوی بمب یعنی اینٹوں سے ہر آگئے۔ روزانہ مسلمان کی خوب خبر لی اور شہر بھر میں شردھا جی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ سرکار نے حکم دے دیا ہے۔ کہ کوئی شخص لاٹھی لئے ہوئے بازار میں نہ نکلے فوج اور پولیس انتظام میں مصروف ہے۔

خلافت کمیٹی کو اب مسلمانان ہند کی تنظیم کی فکر پڑ گئی ہے اس بارہ میں عملی کارروائی کی حدت اسی قدر ہوئی ہے۔ کہ ایک روزانہ اخبار بنام تنظیم امرتسر سے جاری کیا جا رہا ہے۔ نہ معلوم موجودہ طرز کے اخبارات قوم کے لئے کونسا منفعت کام کر رہے ہیں۔ درجن کے قریب مسلمان اخبارات امرتسر سے نکلتے ہیں۔ ایسا ہی جس مسلمان کو اور روزگار نہیں ملتا۔ وہ ایک اخبار نکال کر قوم میں انتشار پیدا کر دیتا ہے۔ ضرورت تو اس بات کی تھی۔ کہ عام مسلمانوں تک پہنچکر گاؤں گاؤں میں پھر کر کوئی عملی نظام قائم کیا جاتا تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اوسط بالکل کم ہے۔ زیادہ تعداد ناخواندہ مسلمانوں کی ہے۔ ان میں روزانہ اخبار کیا کر سکتا ہے۔

---

۱۵ جولائی کے فساد دہلی میں چھ مقتول اور سو کے قریب مجروح ہوئے۔ ۱۷ جولائی کو دس آدمی مقتول اور دو زخمی ہوئے یہ سب مسلمان ہیں۔ جو گولی چلانے سے مقتول اور مجروح ہوئے۔ علاوہ ازیں اکیلے دوکیلے مسلمان راہ گذر پر ہندو حملہ کر دیتے ہیں۔ ہسپتالوں کی نگرانی دیانندی فوج ہے۔ اس لئے مسلمان زخمیوں کی نگرانی قابل اطمینان نہیں۔ دکانوں کے بند ہو جانے سے عوام کو سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ خبروں پر سرکار کی طرف سے سنسر ہے۔ اس لئے بالتفصیل حالات معلوم نہیں ہو سکتے!

---

۱۵ جولائی مسٹر چینڈ رو نے مہاتما گاندھی جی سے ملاقات کی اور اب وہ سندھ اور شمالی ہند کا دورہ کرنے والی ہیں تاکہ ہندو مسلم میں آشتی پیدا کریں۔

---

۱۵ جولائی کو مسعودوں نے سرارو غہ کے قریب ایک سرکاری پکٹ پر حملہ کر کے تین آدمی قتل اور دو مجروح کر دئے تین بندوقیں لے گئے ان کے اور دیگر دستوں کے تعاقب میں سرکاری فوج لگی ہوئی ہے۔

کونسل آف سٹیٹ اور مجلس وضع قوانین ہند کے آئندہ اجلاس ۲۰ ستمبر سے شروع ہونگے۔

---

۱۴ جولائی سنٹرل سکھ لیگ نے امرتسر میں جلسہ کر کے گوردوارہ کمیٹی پر اعتماد کا ووٹ پاس کیا۔

انڈین ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن کا آئندہ اجلاس شملہ میں ۹ اکتوبر کو ہوگا۔

ڈیلی گزٹ کے ایڈیٹر پرنٹر اور پبلشر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

جرنیل نادر خاں صاحب ۱۷ جولائی کو بخیریت بمبئی پہنچ گئے ہیں۔

---

۱۷ جولائی کو بامن گاچی ڈکر شیڈ (ایسٹ انڈین ریلوے) پر فساد ہو گیا گذشتہ رات جب کہ مسلمان قلی سوئے پڑے تھے۔ اور بعض کھانا پکا رہے تھے ۱۵۰ سے ۲۰۰ تک گورکھے دروازے توڑ کر ان کے مکانات میں داخل ہو گئے۔ اور لکڑیوں سے ۳۰ قلیوں کو زخمی کر دیا۔ ایک بنگالی کلرک نے بیچ بچاؤ کی کوشش کی وہ بھی زخمی کر دیا گیا۔ اور پولیس کے آنے سے پہلے حملہ آور رفو چکر ہو گئے۔

---

۱۷ جولائی سے پہلی رات نیہٹی اسٹیشن (ایسٹرن بنگال ریلوے) پر ایک مسافر اور مال گاڑی کی ٹکر ہو گئی۔ مال گاڑی کا گارڈ مارا گیا اور مسافر گاڑی کے گارڈ اور چند مسافروں کو چوٹیں آئیں۔

---

۲۲ جولائی کو آنریبل مسٹر ویلنٹن صاحب بہادر جیف کمشنر ہوں شملہ سے براہ پٹنا و پاراچنار کے لئے روانہ ہونگے۔

سدرن انڈیا ریلوے بباعث کثرت باران کئی جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔

سرکاری فوجی سکول سانڈہرسٹ (ولائت) میں داخلہ کا امتحان شملہ میں ۲۲ ستمبر کو ہوگا۔ جس میں داخلہ کی حسب ذیل شرائط ہیں۔ (۱) یکم جنوری ۱۹۲۶ء کو درخواست کنندہ کی عمر ۱۸ اور ۲۰ سال کے اندر ہو۔ (۲) کالج کا کورس پہلے اسال کا ہوگا۔ (۳) فیس و دیگر اخراجات عام لوگوں کے بچوں کے لئے ساڑھے چھ ہزار سالانہ ہونگے اور فوجی افسروں کے بچوں کے لئے چار ہزار سات سو روپیہ جو سال کے شروع میں لئے جائیں گے۔ درخواست داخلہ و قواعد وغیرہ پرائیویٹ سکرٹری گورنر صاحب پنجاب سے درخواست کرنے پر مل سکتے ہیں۔ درخواستیں اپنے اضلاع کے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کی معرفت بھیجی جائیں۔ جو ۲۷ جولائی تک پرائیویٹ سکرٹری کے دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ چیچک کے ٹیکہ کا سرٹیفکیٹ ہمراہ درخواست بھیجنا چاہئے جس لڑکے کی سفارش کمشنر صاحب کریں گے۔ وہ ۲۸ جولائی پیر کے دن بارنس کورٹ شملہ میں انتخابی کمیٹی کے روبرو پیش ہوگا۔

گذشتہ جمعرات موری دروازہ کے باہر باغ میں لاہور شہر کی کانگریس کمیٹی نے ایک عام جلسہ کیا جس میں ڈاکٹر ستیہ پال صاحب سردار کشن سنگھ صاحب۔ شریمتی پاروتی دیوی صاحبہ رید حبیب صاحب اور ڈاکٹر گوپی چند صاحب نے تقریریں کیں۔

امرتسر کے محکمہ آبکاری کے گودام سے چالیس ہزار روپیہ کی پارس چوری ہو گئی تھی۔ کچھ حصہ تو پہلے برآمد ہو چکا تھا۔ اب باقی سول لائن کے ایک مکان سے برآمد ہوئی ہے۔ اور مسٹر سندر سنگھ و سردار کشن سنگھ ملازمان محکمہ آبکاری شبہ میں گرفتار ہیں۔

غیر ملکی تازہ خبریں

مسز نیہارو جنوبی افریقہ کے دورہ سے واپس آئی ہیں۔ بیان کرتی ہیں۔ کہ وہاں ہندوستانی بڑی خراب زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور بڑے بڑے متمول آدمی غلیظ لباس رکھتے ہیں۔ اصلاح کی ضرورت ہے۔ کہ وہاں تعلیم یافتہ اور پاک و صاف طرز معاش کے لوگ جا کر غلط فہمیاں کو دور کریں۔

مراکو کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریف والوں نے ہسپانیہ کے آٹھ سو سپاہی گرفتار کر لئے اور اب طیطوان بھی خطرہ میں ہے۔

مسٹر ڈی ویلرا جو آئرلینڈ کی موجودہ حکومت کے خلاف لڑتے لڑتے قید ہو گیا تھا۔ اب رہا کر دیا گیا ہے۔

اتحادیوں کی کانفرنس لنڈن میں ہو رہی ہے۔ مسٹر میکڈانلڈ کو صدر منتخب کیا گیا ہے۔ اور ممبران کے تین مختلف کمیشن مقرر کر دئے گئے ہیں۔ جنکی رپورٹیں پیش ہو جانے پر مزید اجلاس ہوگا۔

اسلامی تازہ خبریں

سردار نادر خان صاحب نے کپتان محمد اسلم خان صاحب کو جو کسی وجہ سے اپنے عہدہ سے معزول ہو کر لاہور رہتے تھے۔ مہربانی مانگنے پر پروانہ راہداری عطا کر دیا کہ وہ اپنے وطن افغانستان کو واپس جا کر اپنے عہدہ پہ بحال رہیں۔

ایک شخص محمد عالم نے زمیندار میں دو بنگالیوں کی سند پہ لکھا ہے۔ کہ احمد آباد میں کانگرس کے بے قاعدہ جلسہ کے موقع پر مسٹر محمد علی صاحب نے اپنی ٹوپی اتار کر مہاتما گاندھی کے قدموں پر ڈالدی اور پھر زانو ہو کر ان کے قدموں پہ سجدہ کیا تھا معلوم

یہ کہاں تک سچ ہے۔ مسٹر محمد علی صاحب کے جواب کا انتظار ہے۔

مسلمانوں کی حالت بھی عجیب ہے۔ وہ جو کام کرتے ہیں محض ایک جذبہ کے ماتحت کرتے ہیں۔ اور اس کے انجام سے محض بے خبر ہوتے ہیں۔ ۱۱ جولائی کو سجادہ نشین سیال نے مجاہدین ریف کی ہمدردی میں جلسہ کیا۔ اور ترسیل زر کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن اب حیران ہیں کہ کس معتبر ذریعہ سے زر امانت بھیجی جائے۔ جب یہ معلوم نہیں تو ہدیہ یارگیاد کس ذریعہ سے پہنچیگا۔

چک ۔۔۔ جھنگ برانچ میں ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا۔

---

۸ جولائی کو خان بہادر مولوی عمر الدین صاحب پنشنر انسپکٹر مدارس مقام بہاولپور وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مبارک۔ خدیجہ بیگم دختر نور الدین صاحبہ بنوں نے منشی فاضل کا امتحان امسال پاس کیا ہے۔

مکہ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حاجیوں کا ایک بڑا قافلہ مدینہ جاتا ہوا لٹ گیا اس لئے اس دفعہ حاجی مدینہ جانے کے بغیر ہی گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ گوجرہ

بمعرفت محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ڈاکٹر جلال دین صاحب بابت ماہ مئی ...
محمد ابراہیم " " "
محمد علی حیدر خان صاحب " "
مالک داد خان " " "
شیخ محمد حسین " " "
مولوی عمر الدین صاحب " " "
قاضی فضل قادر ویگر بیکلچر کالج لائلپوری "
بابت ماہ اپریل جملہ ...
ڈاکٹر جلال دین صاحب برائے جرمنی مشن برائے مجموعہ صاحب
محمد ابراہیم
محمد علی حیدر خان صاحب
برائے کتب از مقامی آمدن ... جملہ
چندہ ماہوار ...
چندہ خاص برائے جرمن مشن
" " دوسست
برائے مکتوب
کل
خرچ ڈاک
باقی

عصمت انبیاء قرآن کریم سے انبیاء علیہم السلام کی پاک دامنی کو ثابت کیا گیا ہے قیمت ... ۹
مینجر تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضرورت

غلام حیدر مسلم ہائی سکول پدو ملتھی کے لئے ایک سینئر استاد کی ضرورت ہے۔ جو کہ بی اے ایس۔ اے۔ وی ہو تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی۔ درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹ حسب ذیل پتہ پر بھیجی جاویں۔ اس کے علاوہ جو صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی یا ایس۔ اے۔ وی۔ یا بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہوں ہمارے ساتھ خط و کتابت کریں۔

چوہدری ظہور احمد سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

[illegible]

تار کا پتہ مسلمان لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۹

جلد ۱۲ — نمبر ۷۴

مدینۃ المسیح لاہور یوم اتوار مورخہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ ہجری مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۲۴ء

اخبار احمدیہ

... ضلع مظفر گڈھ میں مسلمانوں ... اور انہیں مالی و اخلاقی طور پر بہتر بنانے میں بہت کوشش کر رہے ہیں، بہت سے مسلمان ان کی کوشش سے قرض سے نجات پا چکے ہیں، ہمارے دوسرے احباب کو بھی اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اصلاح مسلمین کا کام پورے جوش سے کرنا چاہیئے،

مولوی عصمت اللہ صاحب انجمن کی طرف سے ضلع مظفر گڈھ کا دورہ کر رہے ہیں،

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی بہرام پور ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کی استدعا پر تشریف لے گئے ہیں،

اخویم سید مسعود شاہ صاحب جموں سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۵ ساون ۱۹۸۱ء بروز ہفتہ ۱ بجے دن کے چودھری بگا مل قوم ہندو جاٹ سکنہ وچھولے عمر ۳۵ سال ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوا، اسلامی نام شرف دین رکھا گیا، چودھری صاحب باحیثیت زمیندار ہیں، اور اسلام سیکھنے کی تڑپ رکھتے ہیں، احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اسے خادم دین بنائے،

اخویم ڈاکٹر محمد امین صاحب موگا سے لکھتے ہیں، کہ دھرم کوٹ میں مخالفین نے مباحثہ میں نام رہ کر اب اچھے ہتھیار استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں، ہمارے احباب کا مقاطعہ کر دیا ہے، اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارے بھائی مضبوط دل ہیں، اور ہر قسم کی مخالفت کو صبر سے برداشت کر رہے ہیں جملہ احباب دعاؤں سے اپنے بھائیوں کی مدد کریں،

اخویم فتح محمد صاحب ایڈیٹ برہما سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۹ جون کے "پیغام صلح" میں جو سوالات و جوابات شائع ہوئے ہیں انہیں دعوت عمل کے اخیر پر چھپا جائے، کیونکہ یہ سوالات و جوابات اس کتاب کی جان ہیں، اور کئے کل مضامین کی تشریح کرتے ہیں، اور اس پر کئی روشنی ڈالتے ہیں برادر موصوف و دیگر احباب پر واضح ہو کہ اس بارہ میں مزید ست حضرت امیر کی خدمت میں پہنچے ہیں، جن کے جوابات انشاء اللہ عنقریب اخبار میں شائع ہوں گے، اور پھر سوالات و جوابات حسب ضرورت علیحدہ کتابی صورت میں چھپوا لیا جائے،

چودھری سردار خاں صاحب ... کا دورہ کر رہے ہیں، اور سلسلہ کی تبلیغ اور مسلمانوں میں بیداری پیدا کر رہے ... ہیں، جن احباب نے چودھری صاحب کی اس سفر میں امداد کی ہے، ہم ان کے مشکور ہیں، امید ہے کہ ہمارے مکرم ڈاکٹر نعمت خاں صاحب جماعت کی ترقی میں کوشاں رہیں گے،

ڈاک حضرت امیر

ایک دوست نے اپنے ... دوست کی شکایت حضرت امیر کی خدمت میں لکھی، کہ وہ ان سے کج خلقی سے پیش آتا ہے، حضرت امیر نے دفتر میں تحریر فرمایا کہ آپ اس کو سمجھائیں کہ اس طرح سے اپنے معاونین سے سلوک کرنا اچھی بات نہیں ہے، ان سے ملیں، میں نے انہیں (شکایت کنندہ) کو خط لکھ دیا ہے،

ایک دوست نے حضرت امیر سے ایک رشتہ کے بارہ میں دریافت فرمایا، اس پر آپ نے تحریر فرمایا کہ میں اس رشتہ کو .... کیلئے بہت مبارک خیال کرتا ہوں لیکن رشتہ کے معاملہ میں میرا اصول یہ رہا ہے کہ طرفین اپنا اطمینان ضرور کر لیں، آخر زندگی کا معاملہ ہے،

اخویم عالم صاحب سنگاپور کے خط کے بارے میں گذشتہ اخبار میں ذکر ہو چکا ہے، حضرت امیر نے ان کے خط و درخواست بیعت پر حسب ذیل خط اپنے دست مبارک سے انگریزی میں روانہ فرمایا ہے:۔

میرے پیارے بھائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں آپ کو اس قیمتی امداد کے لئے جو آپ نے ہمارے بھائی حافظ محمد حسن صاحب کو ان کے تھوڑے سے قیام سنگاپور کے دوران میں دی تھی، شکریہ کا خط لکھنے کا خیال کر رہا تھا، لیکن وہاں حالات اس قدر جلد تغیر پذیر ہو گئے کہ حافظ صاحب کو واپس آنا پڑا، لیکن میرے دل میں اس بات کا ذرہ بھی شبہ نہیں کہ اس ناگوار واقعہ میں سے اللہ تعالیٰ ضرور بہتری کے سامان پیدا کر دے گا، ظاہری حالات میں ہمارا اقتدار وہاں سے بالکل ناپید ہو گیا ہے، لیکن کون جانتا ہے کہ ان لوگوں میں سے کتنے کل ہمارے دوست اور مددگار بن جائیں گے جنہوں نے ہماری مخالفت کی تھی، قرآن شریف اس بارہ میں بڑی تسلی دیتا ہے "عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منہم مودۃ ط واللہ قدیر ط واللہ غفور رحیم" (الممتحنۃ) یہ صرف ایک گذر جانے والی بات ہے۔ ہم صرف اسلام کے خادم ہیں، اور اس کی عالیشان عمارت بنانے میں جد وجہد کر رہے ہیں۔ گو آج ہم بہت سے لوگوں کو اس کے دیکھنے سے مانع ہوں لیکن کل کو تمام پردے اٹھ جائیں گے، اور مسلمان دیکھ لیں گے کہ جو کام ہم کر رہے تھے، اس کی امداد ضروری تھی، نہ اس کی مخالفت، تاہم مخالفانہ حالات کے ماتحت بھی ہم اپنا فرض ادا کرتے چلے جائیں گے، لہٰذا کیوں ہمیں شکایت یا افسوس کرنا چاہیئے؟ تمام پہلوؤں کی مخالفت کی موجودگی میں کام کرنا ایک سرور پیدا کرتا ہے جو کسی دوسری صورت میں پیدا ہونا دشوار ہے، صرف سخت مخالفت کے درمیان ہی کام کرنے سے ایک شخص کو محسوس ہو سکتا ہے کہ آیا وہ فی الواقعہ کام کی محبت کے لئے خدمت کر رہا ہے یا اپنی شہرت و نمود کے لئے، خواہ ہم اس کوشش میں مر بھی جائیں۔ لیکن ہمارا پختہ ایمان ہے، کہ جو لوگ ہمارے بعد آ کر ہماری جگہ کام کریں گے وہ یقیناً فتح حاصل کر لیں گے، آپ کا ہمارے ساتھ شامل ہونا باعث خوشنودی ہوا، لیکن آپ کے معزز بھائی کی وفات کی خبر نے ہمیں بہت رنج دیا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی جوار رحمت میں داخل کرے، آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اور ان کے خاوند کا ایک ہی سال میں وفات پا جانا فی الواقعہ آپ کے لئے بڑے صدمے کا موجب ہے، اللہ تعالےٰ آپ کو اس میں ثابت قدم رکھے، اور صبر عطا فرمائے، امید ہے کہ آپ سنگاپور واپس جا کر اشاعت اسلام کے لئے بہت کوشش کریں گے، اور اپنی تمام طاقت سے اس کی کامیابی کے لئے جد وجہد کریں گے، والسلام،

محمد علی،

دو معرکۃ الآرا مضامین

"پیغام صلح" کے اگلے دو پرچوں میں حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب کی قلم سے ذیل کے دو مضامین شائع ہونگے۔

(۱) نسل انسانی کا ہبوط (۱) کیا انسان گنہگار پیدا ہوتا ہے؟ اسلام اور دیگر مذاہب،

(۲) نسل انسانی کا ہبوط۔ حالت ہبوط اور بیگناہ پیدا ہونا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ، نمبر ۵۷

مسلمانوں کی ترقی اسلام میں ہے

منجانب شیخ محمد الدین جان بی اے ایل ایل بی،

جذبات دنیا کے بنانے اور بگاڑنے میں عجیب اثر رکھتے ہیں۔ خصوصیت سے غم وغصہ، جن کی تاریک شعاعیں معمول کی نسبت ان کے محامل پر زیادہ تباہ کن اثر ڈالتی ہیں، جب وہ انسان پر قابو پا لیتے ہیں، تو اکثر کرکے اس میں ایسی تبدیلی پیدا کرتے ہیں، جو اپنی نوعیت میں دیوانگی سے کسی طرح کم نہیں ہوتی، ان کے جادو کے ماتحت انسان کے جسم وجان سے جوش انتقام کے وہ بلند پرواز شعلے نکلنے لگتے ہیں، کہ ان کی لپیٹ میں آکر وہ خود اپنی ہستی بھول جاتا ہے، اس کی فریب خوردہ نظروں کے سامنے اس کے خیالی یا اصلی دشمن کا مجسمہ ہر وقت حقارت آمیز تبسم کے ساتھ منڈلاتا اور اس کی آتش غضب پر ایندھن کا کام دیتا رہتا ہے، اس لئے وہ ہر آن چاہتا ہے کہ جس طرح بن پڑے، اپنے مغرور متکبر دشمن کو خاک میں ملا دے، خواہ خود بھی باقی نہ رہے، اس غرض کے حصول کے لئے بسا اوقات وہ نیک و بد کی تمیز کھو بیٹھتا ہے اور وہ وسائل اختیار کر جاتا ہے، جن کے خیال تک سے معمولی حالات میں وہ علیحدہ رہتا، اور ایسے کارداروں سے کام لینے سے بھی پرہیز نہیں کرتا، جن کے ساتھ عام حالات میں ہم آہنگ ہونے سے [illegible]

جنگ یورپ کے اختتام کے قریب مسلمانوں کے بعض دماغوں میں جو علم سیاسیات کے مدعی تھے، یہ جھک پڑ گئی۔ کہ اسلام کی بقا خلافت سے ہے، اور چونکہ فی زمانہ آل عثمان خلافت کی امانت دار ہے، اس لئے ہر مسلمان کا فرض اولین ہے، کہ اس خلافت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سہارا دے، اس آواز کا ہر طرف سے خوش آمدید کے دل نواز نعروں سے خیر مقدم کیا گیا، طبقۂ علما نے جو ایک مدت سے انگریزی خوان اسلامی طبقہ کے ہاتھوں نامناسب بے اعتنائی کا شاکی تھا، اور عرصہ تک مسلمانوں کے خلاف وہی واحد حربہ یعنی فتوے کفر چلاتے چلاتے اکتا گیا تھا، اس موقعہ کو غنیمت جانا، کہ ان کی طبع آزمائی کے لئے ایک اور میدان کھل گیا، اور ان کے فتوے آفرین جدت کی پھر سے پوچھ ہونے لگی، اس لئے اس نے بلا تعرض گرمجوشی سے اپنا ہاتھ بڑھایا، اور اپنے نئے دوستوں کی تالیف قلوب کے لئے فتووں کا وہ وہ ٹریڈ مارک بدلا، کہ اس سے قبل اتنے تھوڑے عرصہ میں کبھی اتنے فتاوے نہ نکلے ہوں گے، ہجرت کا فتوے نکلا، تعلیمی عدم تعاون کا فتوے نکلا، [illegible] کے خلاف فتوے نکلا، غرضیکہ ہر رنگ اور ہر نوع کا فتوے نکلا، ہم یہ نہیں کہتے کہ ان فتاوے میں نیک نیتی کا شعبہ بالکل نہ تھا، مگر اتنا ضرور ہے کہ ان فتاوے کا بنیادی پتھر الشا تھا، ہمارے اس قول کی صداقت کے ثبوت میں یہ حقیقت کافی ہے، کہ یہ تمام فتاوے ان کے مخترعین کو پھر سے چاٹنے پڑے،

خلافت قوت اسلام کا نتیجہ ہے، بقائے اسلام کا ذریعہ نہیں۔ قرآن اس کا شاہد ہے۔ اور تاریخ اس کا ثبوت ہے، بالکل اسی زمانہ میں لاتعداد لٹریچر قابل ترین احباب کے قلم سے اس مسئلہ پر نکلا، اور بڑا مقبول ہوا، ان میں نص اور حدیث کے حوالے بھی دیئے گئے۔ لیکن سہ

خشت اول چون نہد معمار کج — تا ثریا می رود دیوار کج

استدلال تمام کا تمام اسی بنیاد پر تھا، کہ خلافت بقائے اسلام کا ذریعہ ہے، انگریزی میں ایک پرانی مثال ہے، جس کا نقل کرنا تو یہاں مناسب نہیں لیکن ماحصل یہ ہے، کہ اپنی مطلب براری کے لئے ہر کوئی عمدہ سے عمدہ سندات اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے، اور یہ مثال ان دنوں بعینہ مسلمانوں پر چسپاں ہوتی تھی، غم وغصہ کے جذبات قوم کے رگ وریشہ میں سرائت کئے ہوئے تھے، اور ہر ایک یہی سمجھتا تھا، کہ اگر خلافت عثمان نہ ہوگی تو اسلام نہ ہوگا، اور چونکہ آل عثمان کے حریفوں میں انگلستان فریق غالب تھے۔ اور ان ہی کے ساتھ ہندی مسلمانوں کو براہ راست واسطہ رہا، اس لئے قدرتاً مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزین تھا، کہ انگریز ہی خلافت اسلام کے دشمن ہیں، بدقسمتی سے جن لوگوں کے ہاتھ میں اس وقت قوم کی نکیل تھی، وہ خود فرداً فرداً ان دشمنان خلافت کے ستم رسیدہ تھے، اور مسلمانوں کی ہمدردی ان کے ساتھ تھی، اس لئے جدھر ان ساربانوں نے اپنے غم وغصہ کے ماتحت قوم کی نکیل کھینچ دی، قوم اسی طرف چل دی، ہجرت تعلیمی عدم تعاون وغیرہ جن کی اصولی غلطی اب تسلیم کی جا چکی ہے۔ اور جن کے لئے مسلمانوں نے بڑی گراں قیمت ادا کی ہے، اسی غم وغصہ کے کرشمے تھے، کاش ہمارے صاحب شریعت اصحاب صحیح اصول سے استدلال کرنا اپنا نصب العین بناتے اور فروعات کو اصول کے ماتحت کرنے کا زرین اصول اختیار کرتے، تاکہ ان ساربانوں پر کچھ تو روک ہوتی،

مسلمانوں کا یہ اضطراب ان کے ہمسایہ سے پوشیدہ نہ تھا۔ چنانچہ اس قابل عزت شخصیت نے جس کا نام گاندھی ہے اس کو محسوس کیا، اور اہل ہنود کو رائے دی کہ اس وقت مسلمانوں کے اضطراب میں ان کی ہمنوائی کرنا ضروری ہے، اور اگر وہ اس وقت مسلمانوں کے دلوں کو گرویدہ کریں گے، تو یہ عمل ہندو مسلم اتحاد کے سنگ بنیاد کا کام دے گا، جس پر ہندوستان کی سیاسی اور ملکی بہبودی کا انحصار ہے، بات سچے کی تھی۔ اپنا اثر کر گئی، برادران وطن جو کاروبار، ادراک حیوانی میں ممتاز ہیں، فوراً بھانپ گئے، کہ مفت کرم داشتن کا ناکارہ مندا اور بلا خوف خسارہ زرین اصول [illegible] پر حسب استعمال ہو سکتا ہے، ابتا اس مہاتما گاندھی کے ارشاد کی تعمیل کو طیار ہو گئے، مگر ایک ہوشیار بنیا کی مانند جو اپنے مقروض کی عسرت میں اظہار ہمدردی کے ساتھ ساتھ اپنے زائد المیعاد تمسکوں کی بھی تجدید کراتا جاتا ہے، حفاظت گائے کا سوال بھی چھیڑ دیا اور قطع نظر اس امر کے کہ کتنے مہاجرین کی املاکوں نے ہاتھ تبدیل کئے، مسلمانوں کی احسان مندی کا یہ صلہ بھی حاصل کر لیا۔ کہ مسلمانوں نے گوسالہ پرستی کی طرف پہلا قدم اٹھا دیا، حاذق الملک حکیم اجمل خاں کا ۱۹ء میں مسلم لیگ کا صدارتی خطبہ اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہے، اس کے بعد جو فتاوے اور پوسٹر خلافت کمیٹیوں کی طرف سے سال بسال نکالے گئے، ان کا تو کوئی شمار نہیں، غرضیکہ اس زبانی ہمدردی سے اہل ہنود کو وہ کچھ مل گیا، جو صدیوں کی جنگ سے بھی وہ حاصل نہ کر سکتے تھے، انہوں نے اس سودا کی تکمیل قانونی شکل میں رجسٹری کرانی چاہی ہاں جب مسلمانوں نے کمال کرائیں پر ایسے اعتمادی کیوں کی جاتی ہے تو ان پر ناشکری [illegible] الحصول الزام جڑ دیا گیا، اسی ضمن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا مسلمانوں کو اس متحدہ لقمہ سے جس کی قیمت یہ مانگی گئی، کچھ عملی فائدہ بھی ہوا، ممکن ہے اس متحدہ شور وغل سے کمینان عرش معلےٰ کی خواب راحت اچٹ گئی ہو لیکن جہاں تک خلافت عثمانی کا تعلق ہے، دنیا تک بھی اس کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکی، کہ لارڈ کرزن اور لائڈ جارج کی قوت سامعہ بھی اس سے متاثر ہوئی یا نہ، اتنا البتہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اگر ان ایام میں مصطفےٰ کمال کا ہاتھ بیکار رہتا تو غریب ترک کو یورپ چھوڑ ایشیا میں بھی ٹھکانہ نہ ملتا،

اتحاد عمل کے ہم مخالف نہیں ہیں، مگر زبردست اور کمزور کا اتحاد ہمیشہ کمزور کے لئے مضر ہوتا ہے، تاوقتیکہ زبردست فراخدلی سے کام نہ لیوے، فراخدلی جو برادران وطن کی طرف سے ان ایام میں برتی گئی، وہ کوئی پنجاب کے وزیر تعلیم سے پوچھے، اور سچی بات تو یہ ہے کہ جہاں لچھمی کی پوجا کی جاتی ہو، وہاں فراخدلی کی توقع رکھنا فضول ہے۔ مسلمانوں کو اس اتحاد سے اس قدر [illegible]

فائدہ ضرور ہوا، کہ وہ تجارتی بیداری جو مسلمانوں میں کچھ عرصے سے پیدا ہو چلی تھی، مر گئی اہل ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی جرأت وبسالت اور اتحاد قومی کا جو ایک غلط یا صحیح خیال بیٹھا ہوا تھا نکل گیا، چھوت کی بائن خلیج کے بہت حد تک بھر جانے سے ہندوؤں کی جوشیلی جماعتوں میں مسلمانوں کو ہندو بنا لینے کی خواہش پیدا کر دی، اور مہاتما گاندھی جیسے مخلص مشیروں کی نصیحت کے باوجود اہل ہنود یقین کرنے لگے، کہ مسلمانوں کو ہندوستان میں ہندو راج کا حاصل کرنا ممکن الوقوع ہے، نیز ہندوؤں نے مسلمانوں کے قریب تر ہو کر یہ بھی دیکھ لیا، کہ مسلمان کے جسم پر بھی ڈنڈے کا نشان پڑ سکتا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمان کا ٹھوس دماغ جو پہلے تو کوئی چیز قبول نہیں کرتا، اور کبھی لے لے تو پھر اس کو نکالنے پر مشکل سے قادر ہوتا ہے، بدقسمتی سے ایک خیال لے بیٹھا، جو اب تک حامیان خلافت کا تعویذ گلو ہے کہ انگریز مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے، کیونکہ تمامی اسلامی ممالک کے ساتھ بلاواسطہ یا بالواسطہ اس کا تعلق ہے اور وہی ان کی حصول آزادی کا سنگ راہ ہے، انگریز کی طاقت ہندوستان ہے، اس لئے اس کی طاقت کو ہندوستان میں توڑ دینا، مسلمانوں کی آزادی اور عروج کا مترادف ہے، اور اگر وہ آج ہندوستان سے نکل جائے، تو تمام اسلامی ممالک خود بخود آزاد ہو جاویں گے، پس انگریزوں کو ہندوستان سے بدر کرنے کے لئے مسلمانوں کو ہر ایک قربانی کر دینی چاہیئے، خواہ ان میں ناموس نہ رہے، بے غیرت ہونا پڑے، ہندوستان سے مسلمان کا نام مٹ جاوے، یا قشقہ لگا کر ملک مہاراج کی آرتی اٹھانی پڑے، یا گاندھی جیسی کمزور ہستی کی کفش بوسی کرنی پڑے .... [illegible] اس فرسودہ اور غلط منطق میں ممکن ہے معقولیت کی رنگت بھی نظر آ جاتی ہو، مگر اسلام نے اس کو کوئی نگاہ نہیں ہے، کوئی قوم حاکم یا آزاد نہیں بن سکتی، تاوقتیکہ وہ اس کی صلاحیت نہ پیدا کرے، ترک نے اپنی آزادی اور حکومت لے لی ہے، مگر کیا اس وقت انگریز ہندوستان سے نکل چکے ہیں۔ اور ان کو روسی اور انگریز بات سے چھوڑ چکے ہیں، مگر کیا انہوں نے آج تک کوئی ایسا انتظام کر لیا ہے جو حکومت کے نام سے موسوم [illegible]

کہ انگریز نہ مسلمان کے دشمن ہیں نہ ہندو کے عدو، وہ صرف اپنے دوست ہیں، جو ہر ایک فرد اور قوم کا پیدائشی حق ہے اور اس خیال میں ذرا بھی حقیقت نہیں ہے، کہ ان کے ہندوستان سے نکل جانے سے دیگر ممالک اسلامی پوری آزادی حاصل کریں گے، خواہ ہندی مسلمان اس کی قیمت میں اپنے ہر ایک متنفس کو شدھی کی نذر کر دیں، یا سنگھٹن کے دیوتا کے منار پر چڑھا دیں، ہاں انگریزوں کو نکال کر ممکن ہے ہمارے ساربانوں کی آتش انتقام کسی قدر بجھ جائے۔

مسلمانوں کی ترقی بقوت کا کوئی لگاؤ انگریزوں کے ہندوستان میں رہنے یا نہ رہنے سے نہیں، ان کی ترقی وابستہ ہے اسلام کی ترقی سے۔ اور اگر وہ فی الواقعہ ترقی کے خواہاں ہیں تو ان کو اپنے آگے اسلام کو رکھ لینا چاہیئے اور اس کے سفید جھنڈے کی آڑ میں جتنے ممالک وہ چاہیں فتح کرتے چلے جاویں لیکن اگر وہ کسی اور طریقہ سے ترقی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اسلام چھوڑ دیں،

باستثنےٰ مہاتما گاندھی اہل ہنود یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ حصول سوراج میں مسلمانوں کے رہین منت نہ بنیں گے، اور اسی لئے انہوں نے سنگھٹن اور شدھی کے زبردست ہتھوڑوں کی امداد سے اس برائے نام اتحاد کی عمارت کو پارہ پارہ کر دیا ہے، بلکہ الحمدللہ کہہ رہے ہیں، کہ اتحاد نہ کبھی ہوا تھا نہ ہے، اس لئے حامیان خلافت بھی اب مراجعت فرما، خلافت ان کی امداد سے مستغنی ہے اسلام کو ان فرزندوں کی ضرورت ہے جو اس مصیبت زدہ کی دردبھری آواز پر لبیک کہیں گے،

خلافت کمیٹی و مسلم لیگ

جہاں برادران وطن میدان سیاست میں سرگرم تگ و دو ہیں۔ مسلمان بھی سست نہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں قول سے پہلے دس قدم عمل کے اٹھتے ہیں، اور یہاں طول و طویل قیل و قال کے بعد بھی کوئی قدم عمل اٹھنے میں نہیں آتا، مسلمانوں کی صرف دو نام نہاد جماعتیں ہیں، خلافت کمیٹی اور مسلم لیگ اور ان کے رات دن کا مشغلہ سوائے اس کے نہیں، کہ چند رزولیوشن پاس کریں، اور پاس کر کے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں، حال ہی میں مسلم لیگ کا جلسہ ہو گیا، اور بڑی دھوم دھام سے ہوا، دھواں دھار تقریریں بھی ہوئیں، رزولیوشن بھی کثرت سے پاس ہو گئے، مگر جوں ہی جلسہ گاہ لیگ سے نکلنے کی دیر تھی، کہ کلام اللیل یمحوہ النہار والی بات ہوئی گویا ایک تھیٹر کا کھیل تھا، ڈراپ سین ہوا اور بس ختم، سب اپنے اپنے گھر چلے گئے، کسی کو خیال تک نہ آیا، کہ یہ اجتماع اس لئے تھا کہ قومی فلاح و بہبود کے بعض تدابیر عمل میں لائی جائیں، اس کے بعد خلافت کمیٹی کی باری آئی، اس نے کہا ہم کیوں پیچھے رہیں، آخر خرچ ہی کیا ہوتا ہے نہ پھٹکری، منہ کی بات ہے، سنئے جاؤ، چنانچہ کی۔ اور جہاں لیگ نے اپنا دائرہ قول بالعموم سیاسیات تک محدود رکھا تھا، خلافت کمیٹی نے تمام جہان کی باتیں اپنے پروگرام میں شامل کر دیں، مسلمانوں کی تمدنی، اقتصادی، اخلاقی، سیاسی اور مذہبی ہر ایک قسم کی اصلاح کا ذمہ اٹھایا، اس قدر لانبا کاری بتلاتا تھا کہ اس میں ہونا ہوانا کچھ بھی نہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا، باتیں تو بہت ہیں مگر عمل کا وقت آیا، تو کوئی قدم اٹھتا دکھائی نہیں دیتا، ہاں ایک اور جلسہ ضرور کیا گیا، جس میں پھر ایک لمبی فہرست تجاویز کی منظور کی گئی، اگر کچھ لینا ہے تو کچھ کرو، باتوں سے کیا بنتا ہے، عمل ہی ایک لفظ ہے جس سے انسان کی فلاح وابستہ ہے۔ مگر کاش بدقسمت مسلمان قوم سے قوت عمل یوں سلب ہوئی گویا کبھی تھی ہی نہیں،

"تنظیم"

اس نام کا ایک روزانہ اخبار امرتسر سے زیر ادارت ڈاکٹر کچلو اس غرض کے لئے نکلا ہے کہ مسلمانان ہند کے منتشر قوی کو ایک باقاعدہ نظام میں منضبط کیا جائے، یہ ایک نہایت ہی مبارک مقصد ہے، جو ایک مسلمان اخبار اپنے سامنے رکھ سکتا ہے، ہم اس نئے معاصر کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتے ہیں، کہ اگر اس عظیم الشان مقصد میں کامیاب ہونا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذرا راستہ ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو مذہبی رواداری کا سبق ذہن نشین کیا جائے، اب تک اگر اسلام کی طاقت کو کوئی چیز کھائی رہی ہے، تو وہ یہی مذہبی اختلافات کی بنا پر خانہ جنگی ہے، اختلاف امتی رحمۃ کا زریں اصول عوام المسلمین نہیں، بلکہ علماء المسلمین میں بھی پرچار کرنا چاہئے، ہمارے خیال میں "تنظیم" کو زیادہ تر توجہ اس طرف دینی ہوگی، کہ مسلمانوں کے سینوں کو ایک دوسرے کے لئے فراخ کرے، اس وقت باستثنائے چند جتنے مسلمان اخبار ہیں بجائے اختلافات کو گھٹانے کے ان کو بڑھانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ اپنی فروغ سمجھتے ہیں، اگر پبلک سے چندہ کی اپیل کرنی ہو تو ضروری سمجھتے ہیں، کہ اپنی پبلک کے مذاق کے مطابق کسی مخالف فرقہ اسلامیہ پر سنی و تشنیع کے دو چار لیڈر پہلے شائع کریں، "تنظیم" کا یا مشن اس سے اعلیٰ و ارفع رکھنا ہوگا، اس کا کام یقیناً یہ نہیں ہوگا، کہ جمہور کے مذاق کی پیروی کرے اس کا کام یہ ہوگا کہ قوم میں صحیح مذاق پیدا کرے، ہمیں امید ہے، ڈاکٹر کچلو جیسے وسیع النظر فرزند اسلام کی زیر ادارت "تنظیم" ان صحیح اصولوں کو اپنا دستور العمل بنا کر قوم کی حقیقی خدمت سرانجام دے گا،

مجسمہ تلک مہاراج کی بے نقابی

زندہ اقوام کا یہ ایک ضروری خاصہ ہے کہ وہ اپنے سرکردہ افراد کی ہر ممکن طریق سے قدر شناسی کرتی ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا، اور بعد وفات ان کی یاد کو طرح طرح کی یادگاروں کی شکل میں تازہ رکھا جاتا ہے۔ یورپ [illegible] میں جگہ جگہ بازاروں میں چوراہوں میں ایسے مجسمے نظر آویں گے جو کسی نہ کسی سائنس دان کسی نہ کسی شاعر، ادیب، سیاسی، محب وطن یا کسی اور زمرہ میں خادم قوم کی مثال کو آنے والی نسلوں کے پیش نظر رکھتے ہوئے ان میں وہی احساس پیدا کرتے ہیں، گویا [illegible] احیات اقوام کی کل کی کل تاریخ دھاسنت اور تقریر [illegible] گلی کوچوں میں موجود رہتی ہے، اور نونہالان قوم کی تربیت [illegible] محسوس طریق پر انہی روایات کے زیر سایہ ہوتی رہتی ہے [illegible] ترکی نے جب حال ہی میں زندہ اقوام کی صف میں قدم رکھا، تو اپنی زندگی کا یہ بھی ایک ثبوت دیا، کہ وہ اپنے فرزندوں کے کارہائے نمایاں کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتی ہے، اور نسلاً بعد نسلٍ اس بے نظیر جذبہ حریت کو زندہ رکھنے کے لئے رئیس الاحرار غازی مصطفےٰ کمال کا ایک مجسمہ انگورہ میں نصب کیا گیا،

آج ہم ہمارے برادران وطن اسی شاہراہ پر قدم مارتے ہوئے نظر آتے ہیں، اپنے مشہور و معروف محب وطن تلک مہاراج کی یاد میں شہر پونہ میں ایک سنگ مرمر کا مجسمہ قائم کیا گیا، جسے ۲۲ جولائی کو پنڈت موتی لال نہرو نے دس ہزار کے عظیم الشان مجمع کے روبرو بے نقاب کیا، اس کے بعد تلک میموریل ہال کی سنگ بنیاد رکھی، دوران تقریر میں پنڈت جی نے فرمایا، کہ ایسی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں، کہ لوگ اپنی مال و دولت یا عزت، آرام و آسائش سب کچھ قربان کر دیا کرتے ہیں۔ مگر تلک مہاراج کی یہ بات کہ اپنی علمی زندگی کو بھی قومی قربان گاہ کی نذر کیا، اپنی نظیر آپ ہی ہے، تلک مہاراج کے سامنے دونوں راستے کھلے تھے، ایک طرف تو یہ کہ رشیوں کی فہرست میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل کرے، دوسری طرف خدمت ملکی میں جیلخانے کی تنگ و تاریک کوٹھڑی تھی، تلک مہاراج نے موخر الذکر کو ترجیح دی کاش مسلمانان ہند جو آئے دن اس شغل میں رہتے ہیں، کہ اگر کوئی ایک آدھ آدمی کسی رنگ میں قومی کام میں مصروف نظر آئے تو اس کی عیب جوئی اور عیب چینی کریں، ان زندہ اقوام کے نقش قدم پر چلیں، اور ایسے خادمان قوم کی عزت اپنی عزت ان کی ذلت اپنی ذلت سمجھیں *

اخبار احمدیہ ممالک غیر

خط نائیجیریا

برادر عبدالرحمن نومسلم شمالی نائیجیریا (مغربی افریقہ) سے لکھتے ہیں کہ اب جبکہ آپ کی انجمن کو امریکہ کے حبشیوں کی حالت کا صحیح پتہ لگ چکا ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ ان کو نور اسلام سے منور کرنے کے لئے کیا کارروائی کرنا چاہتے ہیں، چونکہ میرا اپنا تعلق بھی وہیں سے ہے۔ اس لئے ان کی بہتری کا مجھے خاص خیال ہے، اور میری دلی خواہش ہے کہ میری ساری قوم مسلمان ہو جائے، کیونکہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے، جو ان کی دینی اور دنیاوی حالت کو بہتر بنا سکتا ہے، ان کا اصل مدعا اپنے جدی ملک افریقہ کو واپس آنے کا ہے، اگر وہ عیسائی مذہب رکھتے ہوئے یہاں آئے، تو ان میں سے اکثروں کو افریقن عیسائی تو پسند نہ کریں گے، لیکن مسلمان ہو کر آنے کی صورت میں ان کا ہر جگہ دلی خوش آمدید ہوگا،

یہ بہتر ہے کہ مسلمان بھی عیسائی مشنری سوسائٹیوں کی طرح تنخواہ دار مبلغ مقرر کیا کریں، جو اپنا سارا وقت اور زندگی اشاعت اسلام میں صرف کریں، گو میں جانتا ہوں کہ اسلام میں پادریوں کا محکمہ کوئی نہیں، لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر آپ لوگ پرانے خیالات پر قائم رہے، اور اشاعت اسلام کے لئے حالات موجودہ کے مطابق نظام قائم نہ کیا، تو اسلام کو ہر جگہ سخت نقصان برداشت کرنا پڑے گا، موجودہ واقعات اتحاد سے سبق حاصل کریں اور عیسائیوں کی طرز پر طریق تبلیغ اختیار کریں، مغربی افریقہ میں اشاعت اسلام کے لئے حالات مساعد ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ آپ ایک قابل مبلغ بہت جلد اس ملک میں بھیجیں، جو مسلمانوں کے مختلف مراکز میں پھر کر کام کرے،

یہاں کے مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے، اور ان کی [illegible] کسی شخص کے دل میں اسلام کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی، اسلام کی روح نکل چکی ہے، صرف چھلکا باقی ہے، عورتوں اور مردوں سب کی حالت قابل اصلاح ہے۔ وہ قرآن پڑھنا جانتے ہیں لیکن اس کے معانی سے بالکل ناواقف ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ ان کی جلد خبر لی جائے، اور کسی طریق پر ان کی اصلاح کی جائے،

خط ٹرینیڈاڈ

اخویم گوہر علی صاحب ٹرینیڈاڈ سے لکھتے ہیں، کہ یہاں کے مسلمانوں میں بڑی جہالت پھیلی ہوئی ہے۔ ان پڑھ لوگ عالم بن کر ایک دوسرے کے مغلوب کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں آجکل اس امر پر فتویٰ بازی ہو رہی ہے، کہ قبرستان میں نماز جائز ہے یا نہیں، دونوں طرف سے طوفان بے تمیزی مچ رہا ہے، علماء میں دور اندیشی نام کو نہیں، اور نہ زمانہ کی ضروریات سے واقف ہیں، نام نمود کی فکر ہے یا روپیہ پیسہ بٹورنے کی، قرآن کی تعلیم رہے یا مٹ جائے لیکن مولوی صاحب کی بات قائم رہے، ٹرینیڈاڈ میں جن امور پر ملانوں کی باہم جنگ و جدل ہو رہی ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) قبرستان میں نماز جائز ہے یا ناجائز،

(۲) عورتوں کو جوتا پہننا حرام ہے،

(۳) انگریزی لباس حرام ہے۔

(۴) جاکٹ سے نماز درست نہیں،

(۵) سونے کا دانت حرام ہے،

(۶) جو کسی کا مرید نہیں وہ دوزخی ہے،

(۷) لمبا کرتہ بہشت کی نشانی ہے،

(۸) میز پر کھانا حرام ہے۔

(۹) مجبوری میں بھی امام کے خلاف نہ کرو۔

(۱۰) غیر قوم کی دعوت میں جانا حرام ہے،

(۱۱) جمعہ کا خطبہ سوائے عربی دوسری زبان میں پڑھنا گناہ ہے خواہ کوئی سمجھے یا نہ۔

(۱۲) مسجد کی آرائش گناہ ہے۔

(۱۳) حضرت نبی کریمؐ سیاہ تھے یا سفید؟

خط جرمنی

جناب مولوی صدر الدین صاحب جرمنی سے تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی عبدالمجید صاحب انگلستان سے واپس تشریف لے آئے ہیں، اور بیان کرتے ہیں، کہ نمائش کی وجہ سے انگلستان میں مکان ملنا مشکل ہو گیا ہے، اور اخراجات بہت بڑھے ہوئے ہیں، معمولی طور پر گذارہ کریں تو ایک پونڈ روزانہ چاہیئے، بیس پونڈ جرمنی سے آنے جانے کا کرایہ ہے، جرمنی میں تیس پینتیس پونڈ تو معمولی خرچ ماہوار ہے، ٹیکس و دیگر اخراجات ملا کر چالیس پونڈ کے قریب ماہوار خرچ ہے، گورنمنٹ جرمنی اپنے ملک سے روپیہ باہر نہیں جانے دیتی، نہ نقد کی صورت میں اور نہ چک کی صورت میں، مولوی عبدالمجید صاحب انشاء اللہ ڈاکٹری کی ڈگری کیلئے کوشش کریں گے، اللہ تعالےٰ کامیاب کرے،

مسجد کا نقشہ تیار ہو رہا ہے پیش کیا جائے گا، کل زمین جو لی گئی ہے، ۵۵ ۴۴ ۸۱ مربع روڈ ہے، یعنی ۱۸۴۴ مربع روڈ۔ سو مربع روڈ مسجد کے لئے استعمال ہوگی، باقی ۸۴ روڈ بچیگی، جس کی قیمت اکیس ہزار روپیہ بنتی ہے،

جرمن رسالہ ماہ جولائی کے پروف تیار ہو چکے ہیں، مطبع سستی سے کام لیتا ہے، امید ہے انشاء اللہ ایک ہفتہ تک رسالہ شائع ہو جائے گا، اس رسالہ میں پروفیسر ذاکر صاحب کا نہایت عمدہ مضمون ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اسلام لا رہبانیت بھی سکھلاتا ہے، اور مال سے محبت بھی نہیں سکھلاتا، زکوٰۃ و صدقات پر نہایت عمدہ مضمون ہے ڈاکٹر بانگ صاحب کا مضمون بھی نہایت عمدہ ہے، اسی طرح مولوی عبدالمجید صاحب کا مضمون بھی قابل مطالعہ ہے، آپ کے حضرت امیر کے مضمون پر تحسین کرنا تو لا حاصل ہے۔ خدا کے فضل و احسان سے ہمیشہ ہی مدلل و معقول ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر مارقوس نے بے نظیر مقابلہ یہاں کی فلاسفی جرمنی اور حضرت نبی کریمؐ کی تعلیمات کا کیا ہے، اور موخر الذکر کی بڑی تعریف کی ہے، اور اسلامی تعلیم کی معقولیت اور مفید ہونے کا بے حد

بالشویک وزیر خارجہ کی پر اسرار زندگی

پہلا نام روس کے قصبہ بالسلوق میں ایک ادنے درجہ کا یہودی خاندان رہتا تھا جس کے گھر میں اللہ آمین کے بعد خدا نے ایک لڑکا دیا۔ جس کا نام چھٹی سے فراغت پاکر ہنوخ موسی بیچ والنچ رکھا گیا تھا۔ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات اس لڑکے کی دن دونی رات چوگنی کچھ ایسی نشوونما ہوئی کہ میدان شباب میں قدم رکھتے ہی اس کا حسن وجوانی جاذب نظر ہوگیا۔ یوں تو جوانی دیوانی مشہور رہی ہے۔ مگر اس کے چلبلے پن اور شوخ مزاجیوں نے چڑھتی جوانی کے ساتھ وہ کام کیا جیسے سونے پر سہاگہ اور اس کی ہر دلعزیزی کا حلقہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوگیا۔ زار پرستی کا زمانہ تھا۔ اور حکومت زار کو ہر دلعزیز نوجوان سے اتنی ہی ہر خلوص محبت تھی جیسی جوان بیٹے کے ساتھ سوتیلی ماں کو چنانچہ یہ نوجوان بھی پولیس کی نظروں میں کھٹکنے لگا۔ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ جہاں سو دوست ہوتے ہیں۔ وہاں کوئی نہ کوئی دشمن بھی ہوتا ہے چنانچہ لوگوں کے کہنے سننے میں آکر پولیس نے جھوٹی سچی رپورٹ کی تو حکومت زار نے نوجوان والنچ کی جلا وطنی کا فرمان صادر کر دیا۔ اور وہ ہاتھوں ہاتھ سائبیریا بھیج دیا گیا۔ مگر نوجوان کی چلبلی طبیعت نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا۔ اور وہ کسی نہ کسی طرح جوڑ توڑ کرکے ۱۹۰۲ء میں سائبیریا سے فرار ہوگیا۔

دوسرا نام ۱۹۰۷ء میں یہی نوجوان قلمروئے روسیہ میں پھر داخل ہوا۔ اور عتاف گران کے نام سے رہنے سہنے لگا۔ اس پر بھی بچا نہ رہا گیا۔ اور آپ جانب قفقاز تشریف لے جانے پر مجبور ہوئے۔

۱۹۰۷ء میں تمام قلمروئے روسیہ میں اس واقعہ سے سنسنی پھیل گئی کہ طفلس میں ایک رات دن چلنے والی سڑک پر ایک عرابہ میں [illegible] فوجی بدرقہ کی حفاظت میں دو لاکھ روبل کا سرکاری خزانہ آرہا تھا۔ کہ دفعتہً مسلح ڈکیتوں کا ایک گروہ خزانہ پر آپڑا بدرقہ والوں نے ہاتھ پاؤں ضرور چلائے اور کئی ایک ڈاکو کھیت بھی رہے۔ مگر کہاں تک ایک کی دار دو دو ایک مشہور مثل ہے۔ محافظ مغلوب ہوئے اور ڈاکو خزانہ لیکر جادہ جا۔

بعد میں تفتیش حالات [illegible] رہی۔ اور کچھ دن بعد معلوم ہوا کہ یہ تاخت معاشرتی دہو قرابطی جماعت [illegible] ملک میں [illegible] انداز ی کے لئے ایک خفیہ انجمن بنا رکھی تھی۔ اسی جماعت کے ارکان مسلح ڈکیتیاں کیا کرتے تھے تا نہ ملک خوفزدہ ہو جائے اس جماعت کو بالشویک انجمن کی مجلس صغریٰ سے ہدایات موصول ہوئی تھیں جن میں خود موسیولینن ممتاز حصہ لیا کرتے تھے۔

تیسرا نام طفلس کی سڑک پر سرکاری خزانہ کے عرابہ پر جس شخص کی سازش سے ڈاکہ پڑا تھا۔ وہ بالشویک خیالات کا ایک ارمن نژاد شخص بطروسیبان نامی تھا۔ یہ شخص پولیس اور اعمال حکومت کی آنکھوں میں خاک جھونک کر نکل گیا۔ اور سیالا بالا فن لینڈ [illegible] جہاں اس نے تمام مال غنیمت موسیولینن اور گرائشین کے حوالہ کر دیا۔

چوتھا نام اور پیرس کا کارنامہ

چند ماہ بعد ایک روسی انقلاب پسند شخص جس کا نام فنکلشین تھا۔ پیرس میں گرفتار ہوا۔ جو فرانسیسی بنک میں پانچ پانچ سو روبل کے متعدد روسی نوٹ بھنا رہے تھے۔ جن کے نمبر وہی نکلے جو طفلس والے مغرور نوٹوں کے تھے۔ اب تو دھرے گئے دولت روس نے ملزم کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ مگر دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ ذات شریف وہی والنچ میکسو وچ۔ عرف ہیں آپ نے عدالت کے سامنے عذر کیا کہ "میں کوئی اخلاقی مجرم نہیں بلکہ سیاسی ملزم ہوں۔ اس لئے مجھے پناہ دینا لازم ہے۔ اور بیان کیا کہ جو ڈکیتی طفلس میں کی گئی تھی۔ وہ لوٹ مار کی غرض سے نہ تھی بلکہ بالشویک جماعت کی سیاسی سرگرمیوں کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کے لئے کی گئی تھی یہ محض سیاسی جرم ہے مجرمانہ فعل نہیں ہے۔

فرانسیسی حکام نے اس قانونی گتھی کو یوں سلجھایا کہ فنکلشین کے فرانس سے خارج کرنے کا حکم دے دیا اور یہ قرار پایا کہ اس کو لندن پہنچا دیا جائے۔

پانچواں نام اور کارنامہ لندن

لندن پہنچتے ہی حضرت نے پھر گرگٹ کی طرح رنگ بدلا اور فنکلشین سے مسٹر ہیرسن بن بیٹھے۔ چنانچہ روسی تو طن پذیران برطانیہ میں آپ ۱۹۰۸ء سے تا آغاز جنگ اسی نام سے مشہور رہے۔

انگلستان میں قدم رکھتے ہی آپ کی طبیعت نیا رنگ لائی اور آپ گلزار حسن کی سیر کرنے لگے۔ ایک حسین وجمیل صیاد نے اپنے دام گیسو کا اسیر کر لیا۔ بات چیت کی دیر تھی کہ چٹ روٹی پٹ دال۔ یا چٹ منگنی پٹ بیاہ۔ مسٹر ہیرسن کا ایک زاہد فریب انگریز مہ جبین کے دولھا بن گئے۔ لندن میں روس کے سیاسی پناہ گزینوں کی اچھی خاصی آبادی ہے اس حلقہ میں چل پھر کر چند دن بعد آپ نے امتیاز حاصل کر لیا۔ اور "انجمن مندوبین روسیہ" کے رکن بن گئے جس کو حکومت برطانیہ بھی نیم سرکاری طور پر تسلیم کرتی تھی اور "استبداد زار سے حقوق انسانی کو محفوظ رکھنے کے لئے" سرپرستی کرتی تھی۔ مگر پیٹ بری بلا ہے۔ سیاسی اور انقلابی خیال آرائیوں اور فضول گپ شپ سے پیٹ نہیں بھرتا اس لئے مسٹر ہیرسن کو بھی فکر معیشت لاحق ہوئی اور آپ لندن کے کاروباری حلقوں میں مقامی یا سفری ایجنٹ کا کام کرنے لگے۔

چھٹا نام اور لندن پولیس کو فریب

۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو مسٹر ہیرسن نے ایک چکر لگایا اور اپنے تمام دوستوں اور شناساؤں سے ملاقات کی۔ اور وجہ یہ بتائی کہ بد باطن لوگوں نے ان کو مضرت پہنچانے کی خاطر یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ مسٹر ہیرسن ایک جرمن جاسوس ہیں۔ اس لئے وہ اس تمام غلط فہمی کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ملک میں یہ دستور تھا کہ تمام غیر ملکیوں کو تھانہ میں جاکر اپنے نام درج کرانے چاہئیں۔ اس لئے مسٹر ہیرسن بھی پہنچے اور ہیرسن کا چولا اتار کر فوراً میکسم لٹوینوف بن گئے اور انگریزی حکام کو یہاں تک بیوقوف بنایا کہ انہوں نے لٹوینوف والے نام کا روسی پروانہ راہداری بھی تسلیم کر لیا جو پیش کیا گیا تھا۔ نئے جنم کے ساتھ نئے دانہ اور نئے پانی کا انتظام بھی لازمی تھا۔ چنانچہ باوجودیکہ "لٹوینوف" بین الاقوامی نظریات کا قائل تھا اور موسیولینن کا چیلا ہونے پر فخر کرتا تھا مگر اس نے دیکھا کہ اس سرزمین برطانیہ میں "جرمن نوازی" سے پیٹ نہیں پلیگا لہذا اس نے از سر نو جدوجہد شروع کی اور روسی حلقوں میں رسوخ قائم کرنا شروع کیا۔ اس نے کئی بار روسی گورنمنٹ کمیٹی کے دفتر واقع انڈیا ہاؤس کنگس وے میں درخواست ملازمت دی۔ مگر باوجود تمام کوششوں کے درخواست نامنظور ہوئی اس لئے کہ وہ لوگ کسی یہودی کو ملازم نہیں رکھتے تھے۔

ادھر تو مارچ کے مہینے میں روس کے اندر انقلاب سیاسی ہوا۔ اور صوبجاتی حکومت نے انڈیا ہوس لندن کے تمام یہودی المذہب روسیوں کو معافی دی تو ادھر لٹوینوف کو کمٹ سے سرکاری ملازمت مل گئی اور وہ کلرک ہوگیا۔ ادھر تو انگلستان میں لٹوینوف نے تمام روسی معاملات کو ٹھیک رکھا اور ادھر اس کے پیرومرشد لینن نے بطروغراد کے گلی کوچوں میں تبلیغ انقلاب شروع کر دی اور تمام روسی افواج کو اسقدر بدل کر دیا کہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کر فرار ہونے لگے۔

بحیثیت سفیر روس متعینہ دربار لندن

۱۹۱۷ء کے ماہ نومبر میں روس کا سیاسی انقلاب پوری طرح مکمل ہوگیا اور وہی مجہول الحال روسی سفری ایجنٹ اور وہی دفتر کا معمولی "گھس گھس" کرنے والا کلرک دفعتاً پہلا مقرر ہوا ؟ دولت سوویٹ روس کا نیم سرکاری "سفیر" جو موجود تاؤ دے کر وزیر اعظم اور وزیر خارجہ برطانیہ سے بدرجہ مساوات گفتگو کرتا ہے۔ لیکن یہ چلبلا شخص اپنی اس معزز پوزیشن پر بھی قانع نہ رہا اور اب وہی والنچ میکسوویچ گراف ہیرسن لٹوینوف" اپنے دفتر واقع وکٹوریہ اسٹریٹ میں بیٹھا ہوا۔ موسیولینن کی ندا پر چلتا ہے اور برطانیہ میں "عالمگیر انقلاب" پر پروپیگنڈا کرتا ہے۔

آخر ۱۹۱۸ء میں جب شہر وولچ میں ہڑتال ہو رہی تھی چھوٹے چھوٹے رسالے اور اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ جن میں برطانوی حزب العمال سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ "سرمایہ داری" کے خلاف جدوجہد کریں اور حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ دریافت حال سے معلوم ہوا کہ یہ تمام حرکتیں انہیں حضرت روسی سفیر صاحب کی تھیں۔ خود سفیر صاحب بھی ہڑتالیوں کے ایک جلسہ میں تشریف لاتے اور منجانب حکومت سوویٹ "ہڑتال کی کامیابی کے لئے مبارکباد و دعا دی"۔

بعض دیگر کارخانوں میں جو ہڑتال ہوئی تو بعد تفتیش حالات ان کو حضرت کی ساختہ پرداختہ نکلی۔ آخر کار مجبور ہوکر اس صابر و شاکر بالشویک نواز مسٹر لائڈ جارج نے بھی رفیق لٹوینوف کی گرفتاری اور قید کا حکم جاری کر دیا۔ انکو جتا دیا گیا کہ یا تو مہربانی فرماکر آپ خود بخود کہیں تشریف لیجائیے ورنہ [illegible] دکھے دست بدست دگرے" ملک بدر کر دیئے جاؤ گے مگر اسکے جواب میں سوویٹ لینن نے حکم دیا کہ انگریزی سفیر متعینہ ناروے سوئیڈن مسٹر لاکھارٹ کی گرفتاری اور قید کا حکم دے دیا۔ جن کے بدلے میں حضرت لٹوینوف کو روانہ کر دیا گیا ۱۹۱۸ء سے لٹوینوف صاحب اس بات کی کوشش کر رہے تھے کہ کسی طرح انگلستان پہنچ جائیں۔ مگر چونکہ وہ اشتراکیت پسند حکومت کے بر سر حکومت ہونیکے بعد آرزو پوری نہ ہوسکی۔ مگر خیر اب مسٹر میکڈانلڈ نے احکام امتناعی منسوخ کر دیئے ہیں۔

(نجات)

طریقہ تعلیم میں انقلاب

سلسلہ تعلیم میں سب سے مشکل چیز بچوں کی تعلیم ہے کہ وہ تعلیم کی اہمیت اور ضرورت سے بیخبر ہیں۔ اور کھیلنے کے سوا کسی اور چیز سے وہ دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے۔ اس بنا پر ان کو جبراً دوات وقلم اور کتاب سپرد کیجاتی ہے۔ اور زبردستی ان کو ادھر سے ادھر پھیرا جاتا ہے۔ جدید ماہرین تعلیم نے اب ایسے طریقے ایجاد کئے ہیں جن سے تعلیم اور کھیل کود باہم مرادف ہوگئے ہیں۔ پہلے لڑکے کو حساب خالی سلیٹ اور پنسل سے سکھایا جاتا تھا۔ اور فرضی اعداد ان کو مشق کرائے جاتے تھے۔ اب یہ صورت اختیار کی جارہی ہے کہ سینکڑوں چھوٹے چھوٹے کھلونے اور گیند لڑکوں کو تقسیم کر دیئے جاتے ہیں اور ہر لڑکا ان کو جمع کرتا ہے۔ یا تقسیم کرتا ہے یا تفریق کرتا ہے۔ اور ایک دوسرے سے اسمیں مسابقت کرتا ہے۔ اسمیں کھیل اور حساب کی تعلیم دونوں شامل ہیں۔

جغرافیہ کی تعلیم کی یہ صورت ہے کہ پہلے کتابوں کے خطوط اور نقوش سے فرضی اور خیالی صورت میں ملکوں۔ شہروں۔ پہاڑوں اور دریاؤں کے نام اور ان کی شکلیں رٹا رٹا کر یاد کرائی جاتی تھیں۔ اب سینما کے ذریعے سے ہر ملک، شہر، پہاڑ اور دریا کو اس کے سامنے کر دیا جاتا ہے۔ بچے جن کرسیوں پر بیٹھے ہوتے ہیں وہ ادھر سے ادھر پھرتی رہتی ہیں۔ ان سے انکو تخیل ہوتا ہے کہ وہ ریل پر جا رہے ہیں۔ اور یہ مناظر ان کے سامنے گزر رہے ہیں۔

دوسری زبانوں کی تحصیل کا طریقہ اب یہ اختیار کیا گیا ہے کہ فونوگراف میں ان زبانوں کے ماہرین اور اہل زبان کے تلفظوں لہجوں اور سبقوں کو بھر دیا جاتا ہے۔ طلبہ انکو سنتے ہیں اور ان کی نقلیں اتارتے ہیں۔

آخری صورت زیر تجویز یہ ہے کہ طلبہ پر مسمریزم اور ہپنوٹزم کے ذریعے سے اثر ڈالا جائے۔ اور ان کو مسحور یا خواب آلودہ کرکے تعلیم دیجائے۔

الہلال مصری مئی ۱۹۲۳ء بحوالہ وکیل

ویدک دھرم اور مکتی

اگر حقیقت بین نظر سے دیکھا جائے تو مذہب کا مقصد اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ انسان دنیا میں قانون خداوندی پر عمل کرتا ہوا عزت کی زندگی بسر کرے اور موت کے بعد خدائے قدوس کی اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہو جسے نجات یا مکتی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہی وہ انتہائے مقصود ہے کہ جہاں پہنچانے کا ہر ایک مذہب اعلان کر رہا ہے، اس منادی میں آریہ سماج بھی کسی دوسرے مذہب سے پیچھے نہیں لیکن حقیقت الحال یہ ہے کہ ویدک دھرم کے اصول اس قسم کے بے ڈھنگے اور ناقابل عمل واقع ہوئے ہیں، کہ معمولی آریہ سماجی تو کہاں مہارشی بھی ان پر کاربند نہیں ہوسکتے جب عمل ہی نہ ہوا۔ تو مکتی کہاں ہوسکتی ہے، ہم نے نہایت ہی ٹھنڈے دل سے آریہ لٹریچر کا مطالعہ کیا کہ ویدک دھرمیوں میں ایسی ایک ہستی بھی مل جائے جو ویدک تعلیم کے مطابق عمل کرتی ہوئی مکتی یافتہ ہوگئی ہو لیکن ہم علے وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ معمولی ویدک دھرمیوں کو چھوڑ ایک رشی بھی ایسا نہیں گذرا جس نے مکتی کو حاصل کر لیا ہو، شائد کوئی سماجی دوست سوامی دیانند جی کا نام پیش کر دے جیسا کہ پنڈت لیکھرام فرماتے ہیں، سوامی جی نجات سے واپس شدہ تھے، اور پھر مرکر نجات پا گئے" (کلیات آریہ مسافر) اس دعوے کی شہادت کے لئے کہ "پھر مرکر نجات پا گئے" ہم سوامی جی کے اپنے ہی اقوال پیش کرتے ہیں، تاکہ یہ فیصلہ ہوسکے کہ یہ دعوے اپنے اندر کہاں حقیقت رکھتا ہے، سماجی دوستو! سوامی جی کے اقوال داعمال سے سبق حاصل کرو،

(۱) بت پرستی ادھرم ہے، ستیارتھ ۔۔۔

لیکن سوامی جی کا بیس کی عمر کے بعد ایک بیراگی کے ذریعے ایک مورتی

ہرسونے کے تین چھلے چڑھائے۔ ایڈیشن نہجری ،

منوجی مہاراج فرماتے ہیں ، کہ جو برہمن اپنے دہرم کو چھوڑ بیٹھا ہے رد... کے بعد قے کھانے والے شعلہ روپ پریت کی یونی میں ... ہے۔

شراب بھنگ وغیرہ ناپاک چیزوں کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے ، ستیارتھ اب سوامی جی خود فرماتے ہیں ، " مجھے بھنگ پینے کی عادت ہوگئی " سوانحعمری مرتبہ خود سوامی جی اس کے متعلق منوجی مہاراج حکم دیتے ہیں " نشتی اشیاء کے استعمال کرنے والا برہمن چھوٹے بڑے کیڑے یا غلاظت خور پرند کی شکل میں جاتا ہے ، مطابق $\frac{12}{56}$

سماجی دوستو! سوامی جی نے اپنے جرموں کا اقبال کیا ، ویدک دہرم کے گناہ معاف ہو ہی نہیں سکتے ۔ منوجی مہاراج نے حکم سنا دیا ۔ اب آپکے کیا حق حاصل ہے کہ اسکے برخلاف سوامی جی کو نجات یافتہ کہو ، ہاں اگر اور کوئی رشی منی پیش کر سکتے ہو کہ وہ مکتی یافتہ ہوا اور اس کے حالات زندگی پر تاریخ روشنی ڈال سکے تو ہم غور کرنے کے لئے تیار ہونگے لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں ، کہ تم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے ، وَلَوْ کَانَ بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

لال حسین اختر گورداسپوری

یورپی ممالک کی افواج کے دلچسپ اعداد و شمار

مسٹر شیفن والش وزیر جنگ نے مختلف یورپی ممالک کی افواج کے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں ، وہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ، ان میں نو آبادیات کی افواج کی تعداد شامل نہیں ہے ،

ملک	تعداد
جمہوریہ متحدہ سوویٹ	۱۰۰۴۰۰۰
فرانس	۶۳۲۲۴۸
سوئٹزرلینڈ	۵۰۰۰۰۰
پولینڈ اور اٹلی	۲۵۰۰۰۰
ہسپانیہ	۲۴۰۰۰۰
ہالینڈ	۱۶۳۲۶۲
برطانیہ	۱۵۶۹۳۵
زیکوسلوویکیا	۱۴۹۸۷۷
یوگوسلاویہ	۱۴۰۰۰۰
رومانیہ	۱۲۵۰۰۰
[illegible]	۱۱۰۰۰۰
جرمنی	۱۰۰۰۰۰
بلجیم	۸۶۵۳۱
ترکی	۸۰۰۰۰
پرتگال	۴۰۰۰۰
ہنگری	۳۵۰۰۰
سویڈن	۳۶۰۰۰
فن لینڈ	۳۰۰۰۰
ڈنمارک	۲۷۰۰۰
لیٹویا	۲۰۰۰۰
بلغاریہ	۲۰۰۰۰
ناروے	۱۷۰۰۰
استھونیا	۱۶۰۰۰
لیتھونیا	۱۵۰۰۰

برطانیہ کے مندرجہ صدر اعداد میں ہندوستان کی فوج کے اعداد شامل نہیں ہیں ، نیز ترکی کے مندرجہ صدر اعداد صرف ایشیائے کوچک کی افواج پر مشتمل ہیں ،

ضرورت ہے

غلام حیدر مسلم ہائی سکول بدوملہی کے لئے ایک تجربہ کار استاد کی ضرورت ہے۔ جو کہ بی۔ اے۔ ایس۔ اے۔ وی ہو ، تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی ، درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹ حسب ذیل پتہ پر بھیجی جاویں ، اس کے علاوہ جو صاحب بی۔ اے۔ وی۔ یا۔ ایس۔ اے۔ وی۔ یا بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہوں ہمارے ساتھ خط و کتابت کریں ،

چودہری ظہور احمد سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

تازہ خبریں

۱۹۔ ۲۰ جولائی کو خلافت کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بمقام لکھنؤ ہوا مقصد یہ تھا کہ خلافت کمیٹیوں کو از سر نو منضبط کیا جائے سب سے پہلے حضور نظام حیدر آباد دکن کے شکریہ کا ریزولیوشن پاس ہوا کہ سابق خلیفۃ المسلمین عبدالمجید آفندی کو مالی امداد دی جائے ، اس کے بعد یہ لائحہ عمل تجویز ہوا ،

(۱) موپلا کی یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری اور ان میں تعلیم کا پھیلانا

(۲) خلافت دی انیر کو ہزنہ کا از سر نو منتظم کرنا ،

(۳) تمام ہندوستان میں ضلع تحصیل اور دیہات کی خلافت کمیٹیوں کو زندہ کرنا ،

(۴) پرائمری سکول مسجدوں میں کھولنا۔ اور نائٹ سکول و مدرسہ ہائے شبانہ کھولنا ،

(۵) مساجد کی مرمت اور جمعہ اور دوسری نمازوں کا انتظام ،

(۶) عدالتوں سے باہر اپنے تنازعات کے فیصلہ جات کیلئے پنچایتیں قائم کرنا ،

(۷) ان اغراض کے لئے سرمایہ بہم پہنچانے کے لئے ہر ایک دکان پر صندوقچی رکھنا ، ماہوار ہر دوکان سے چندہ جمع کرنا۔ اور ہر مسلمان سے " چٹکی یا مٹھی " طریق پر امداد لینا ،

ان مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ فیصلہ ہوا۔ کہ کمیٹی کے ممبر دودو تین تین کی تعداد میں ملک میں دورہ کرینگے ،

۲۲ جولائی فتح پوری مسجد میں بعض مسلمان نماز صبح کیلئے غلطی سے بہت جلدی اٹھے ، ایک یا ڈیڑھ بجے کا وقت ہوگا۔ اور آذان کہنی شروع کی اس پر پڑوس کے مندر میں ہندو بھی اٹھے اور اپنی آرتی کیلئے ڈہول بجانے شروع کر دیئے ، پولیس کو اطلاع ہوئی تو موقع پر پہنچکر خاموش کرادیا ، مسلمان کہتے ہیں کہ ہم نے صبح کی نماز کیلئے اذان نہیں دی تھی ، بلکہ یہ سحریت کے وقت کی تھی ، جو اسلام میں جائز ہے ،

۲۳ جولائی سپرنٹنڈنٹ پولیس کا اعلان ہے ، کہ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اور حالت اب حسب معمول سمجھنی چاہئیے ۔ ۱۷۰ کے قریب جو زخمی ہوئے تھے ۔ اب تک ہسپتال میں ہیں ،

۲۴ جولائی جنوبی ہند سے دریائے کاویری اور کئی اور دریاؤں کی طغیانی کی خبر آئی ہے ، کئی دیہات تباہ ہوئے پل بہ گئے۔ مال مویشی اور غلہ کا نقصان ہوا ، ڈاک رکی رہی ، صرف ایک جگہ ریلوے کا نقصان ایک کروڑ تک بتلایا جاتا ہے ، ٹراونکور میں طغیانی بلحاظ مقدار و بلحاظ نقصان سابقہ سب طغیانیوں سے بڑھی ہوئی ہے ، ترچناپلی میں اب کچھ کمی پر ہے ، سیلون اور مدراس کی ڈاک دوسرے راستے بھیجی گئی ہے ، کوئی بارہ سو چھپنے ... ہو گئے تھے ، ایک علاقہ میں ایک سو دس جانوں کا نقصان ہوا۔ جن میں ایک یورپین بھی ہے ، ریاست کوچین میں جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا ،

" پرتاب " کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ رانبیر سنگھ پورہ آریہ سماج ریاست جموں کا پریزیڈنٹ اور سیکرٹری ہر دو ریاست کی ملازمت سے برطرف کر دئے گئے ، پنڈت دہرم بھکشو کے لیکچروں کے متعلق انہیں تنبیہ بھی دی گئی تھی ، اور وہ سماج کی عہدہ داری سے مستعفی بھی ہوئے تھے ، بیس بیس سال کی ملازمت میں تھے ، دو اور سماجی واعظوں کا داخلہ حدود ریاست میں بند کر دیا گیا ہے ،

پنڈت دہرم بھکشو مشہور آریہ سماجی پرچارک جالندھر میں گرفتار کیا گیا ، جب کہ وہ سماج کے ایک جلسہ میں بول رہا تھا ،

شاہ ابوالمعالی لاہور کے نزدیک ایک کنوئیں کو جو مدت سے استعمال نہیں ہوا تھا دو آدمی صاف کر رہے تھے ، دونوں کو کنوئیں کی تہ پر زہریلی گیس چڑھی ۔ ایک فوراً مرگیا دوسرا اگلے دن ہسپتال میں مرگیا ،

کالا شاہ کاکو کا اسٹیشن ماسٹر جبکہ وہ ایک چلتی ہوئی گاڑی کو لائن کلیر دے رہا تھا سخت زخمی ہوا ، سر اور پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں ، میو ہسپتال میں علاج ہو رہا ہے ایک ... میں گھس گیا تھا۔ جو نکالا گیا ، اب خطرہ سے باہر ہے ،

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ بدوملہی

(معرفت حافظ فضل احمد صاحب)

نام	مد	رقم	چندہ رسالہ معہ ...
(۱) چوہدری غلام حیدر خاں صاحب	عیدفنڈ	عصر	...
(۲) حافظ فضل احمد صاحب	"	عصر	
(۳) مولوی محمد رفیق صاحب	"	عصر	
(۴) چودہری محمد سرفراز خاں صاحب	"	عصر	
(۵) حکیم محمد طاہر صاحب ہیڈ ماسٹر	"	عصر	
(۶) چودہری میرداد صاحب	"	عصر	
(۷) سید میر عابد علی شاہ صاحب مرحوم	"	عصر	
(۸) چودہری غلام قادر صاحب	"	عصر	۔۔۔ سے
(۹) " محمد شفیع صاحب	"	عصر	۔۔۔ سے
(۱۰) " حسین بخش صاحب	"	۴	فیض چراغدین سے
(۱۱) " محمد اسلم	"	عصر	
(۱۲) چودہری سید احمد صاحب نمبردار	"	عصر	فطرانہ عصر
میزان	"	[illegible]	میزان [illegible]
نقد فطرانہ		[illegible]	
قیمت کنک		[illegible]	
فیس منی آرڈر ٹکٹ لفافہ		[illegible]	
باقی میزان ہر دو رقوم		[illegible]	

اعلان

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ امسال اپنی جماعت کے کالج کے طلباء کے لئے ایک ہوسٹل کھولا جائے تاکہ اپنے نوجوانوں میں وحدت اور قومی جوش ... سلسلہ میں منسلک ہو کر درس تدریس میں شامل ہوں ، اور علوم دینی سے وہ ان کے دلوں میں ... ہوسٹل انشاء اللہ تعالیٰ ستمبر میں کھل جائے گا۔ صحت اور مطالعہ دونوں کے لحاظ سے نہایت موزوں ہوگا۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جو کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں بجائے دوسرے ہوسٹلوں کے اس ہوسٹل میں داخل کرائیں۔ اس کے لئے ان کی درخواستیں ماہ اگست کے دوران میں میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں تاکہ تعداد کے تناسب سے مکان کا اندازہ لگ سکے ۔ نیز دیگر احمدی طلباء کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اپنی درخواستیں ماہ اگست میں میرے پاس بھیجدیں ۔

ظہور احمد جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اکانومیکل الیکٹرک ورکس لاہور

ہمارے احباب یہ سنکر خوش ہونگے کہ ہمارے ایک نوجوان احمدی دوست میاں تاجدین صاحب نے جو اسلامیہ کالج لاہور میں سائنس ڈیپارٹمنٹ کے انچارج رہ چکے ہیں ، بجلی کا کام کرنے کے لئے ایک دکان لاہور میں مارکیٹ واقعہ پرانی انارکلی کے قریب کھولی ہے ۔

میاں تاجدین صاحب بجلی کا کام سیکھنے میں شیخ باغ علی صاحب پروپرائٹر الیکٹرک ورکس لاہور کے مرہون منت ہیں ۔ شیخ صاحب موصوف کی اس کام میں اعلیٰ قابلیت اور ان کے کارخانہ کی کامیابی مسلمہ ہے ۔ میاں تاجدین صاحب کے ساتھ شیخ صاحب موصوف کا نواسہ شریک کار ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے اس کام میں جو صرف زر کثیر کے ساتھ انہوں نے شروع کیا ہے ۔ پوری کامیابی عطا فرمائے اور دنیوی فوائد کے ساتھ دینی حسنات سے بھی متمتع کرے ۔

یہ سبب موجب مسرت ہے ۔ کہ اس دوکان کا افتتاح ہمارے مخدوم و مکرم خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور نے کیا ،

احباب لاہور سے بالخصوص یہ التماس ہے ۔ کہ جب کبھی انہیں بجلی کا کوئی کام کرانا مقصود ہو۔ تو وہ میاں تاجدین صاحب پروپرائٹر اکانومیکل الیکٹرک ورکس لاہور سے کرائیں ،

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار

پیغامِ صلح

لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۱۲

نمبر ۷۵

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۳۰۔ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء

اخبار احمدیہ

چودھری مولابخش صاحب بٹالہ سے اپنی دینی و دنیاوی بہتری کے لئے دعا کے خواستگار ہیں،

ڈاکٹر صدیق حسن صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں، وہ تحریر فرماتے ہیں، کہ کئی آدمی اسلام میں داخل ہوئے، اور بہت سے مسلمان سلسلہ میں شامل ہو گئے، قرآن شریف کا ترجمہ لوکل زبان میں کیا جا رہا ہے، اور ایک اخبار بھی اسی زبان میں جاری کرنے کا ارادہ ہے،

شیخ عبدالحق صاحب دہلی میں تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں، ایک لائق مولوی فاضل عالم نے ان کے ذریعہ سے شمولیت سلسلہ اختیار کی ہے، جو اپنی تحقیقات کا لب لباب علیحدہ مضمون کے ذریعہ سے بیان فرماویں گے،

میاں وزیر احمد صاحب قریشی میڈیکل سٹوڈنٹ اپنی رخصتوں کے ایام میں دینی خدمت کر رہے ہیں، دہلی جا کر کئی خریدار لائٹ کے پیدا کئے، اور کئی لوگوں میں تبلیغ سلسلہ کی۔ برادر موصوف لکھتے ہیں، کہ ہندوستان کے دارالخلافہ میں کسی اسلامیہ کالج کا نہ ہونا مسلمانان ہند کے لئے باعث شرم ہے، اسی طرح مسلمان ڈاکٹروں کی سخت کمی ہے، یہی حال وکلاء کا ہے، ہندو وکیل تین صد کے قریب ہیں، اور مسلمان صرف بارہ۔ ہندو اسسٹنٹ سرجن پچاس ہیں جو پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں، لیکن مسلمان صرف چار، بعض درد دل رکھنے والے مسلمان چاہتے ہیں کہ ہماری انجمن ہاں کالج کھولے، بات تو عمدہ ہے لیکن یہ امر اخراجات کثیر کو چاہتا ہے، اگر دہلی کے مسلمان جملہ اخراجات کا مستقل انتظام کر سکیں تو کالج کا کھول دینا کوئی مشکل امر نہیں، اچھے سے اچھے دین دار آدمی انجمن اس کام کے لئے ... دے سکے گی، برادر موصوف لکھتے ہیں: .... کہ ہمارے مبلغوں کے لیکچروں اور ریڈنگ روم نے تبلیغ سلسلہ کے لئے میدان صاف کر دیا ہے۔ اور لوگوں میں بیداری پیدا ہو گئی ہے، ہم سے نفرت کم ہو گئی ہے ایک بڑے مولوی کو عوام میں ہمیں کافر کہنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اہل دہلی چاہتے ہیں۔ کہ سال میں ایک آدھ لیکچر حضرت امیر کا ہو جایا کرے۔ تو بہت بہتر ہو گا:۔

ہمارے بھائی جناب احمد یار شاہ صاحب پر ایک مقدمہ مدراس میں چل رہا ہے۔ احباب ان کے لئے دعا فرماویں، کہ وہ اس تکلیف سے نجات پاویں:۔

احمدیہ ایسوسی ایشن کا جلسہ گزشتہ ہفتہ کو مغرب کے بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا۔ خان شاہ محمد خان صدر جلسہ قرار پائے۔ مولوی محمد یعقوب خاں نے مسئلہ تقدیر اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ چند طلبہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں سے شیخ فضل الٰہی متعلم مسلم ہائی اسکول کا مضمون خاص طور پر قابل تذکرہ ہے،

ڈاک حضرت امیر

ایک دوست نے حضرت امیر کی خدمت میں لکھا کہ وہ اپنے طور پر اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں، چندہ بھی وہ خود ہی جمع کریں گے، اور خرچ کرنے کے بھی وہ خود ہی مجاز ہوں گے، ابتدائی اخراجات کے لئے انجمن باقاعدہ مدد دیا کرے، لائف سیکرٹری وہ خود ہوں گے، اور کسی کو ان کے علیحدہ کرنے کا اختیار نہ ہو گا، اس کے جواب میں حضرت امیر نے تحریر فرمایا:۔

"یہ تو آپ کو علم ہے کہ یہ انجمن لوگوں سے جو کچھ روپیہ لیتی ہے۔ اس تمہید پر لیتی ہے، کہ وہ روپیہ اپنی نگرانی میں اور اپنے طور پر تبلیغ کے لئے خرچ کرے گی، اس لئے جس رقم کی امداد آپ چاہتے ہیں، انجمن اپنے قواعد کے رو سے بھی نہیں دے سکتی، اگر تو یہ کوئی شخصی کام ہوتا، تو ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مال کو ایک جگہ صرف کرے یا دوسری جگہ۔ لیکن قومی روپیہ صرف اسی طرح پر خرچ ہو سکتا ہے جو انجمن کے بائی لاز میں درج ہے،

ووکنگ مشن کے متعلق آپ کو غلط فہمی ہے اس کا روپیہ انجمن کے خزانہ میں جمع ہوتا ہے انجمن کے قواعد کے مطابق بل پاس ہو کر روپیہ ملتا ہے، اس کے ملازمین کو انجمن جب چاہے الگ کر سکتی ہے، آپ چونکہ اس صورت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں، اس لئے مالی طور پر انجمن کا آپ کی امداد میں حصہ لینا مشکل ہے اخلاقی طور پر جہاں تک ہم سے ہو سکے گا، ہم اس کام کے معاون ہوں گے"

ناظرین خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل محال ہے،

ایک قابل تقلید مثال

ہمارے مکرم جناب شیخ محمد صاحب ایڈووکیٹ اپر برما نے ہمارے انگریزی اخبار لائٹ کی قدردانی کا عملی ثبوت دیا ہے، مبلغ پچاس روپے اس غرض کے لئے بھیجے ہیں، کہ چھ مہینے کیلئے ایک سو پرچے مختلف سکولوں کے غریب مسلمان طلبا کے نام جاری کئے جاویں، تا کہ ان میں اسلامی جذبات پیدا ہوں۔ اسلامی تعلیمات اور اسلامی روایات کی عزت و محبت ان کے قلوب میں پیدا ہو،

ہم برادر موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، اور ساتھ ہی دوسرے ذی حیثیت احباب کو اس قابل تقلید مثال کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں، اگر دوسرے بھائی بھی اپنی قومی احساس اور قومی زندگی کا اس طرح عملی ثبوت دیں، تو اخبارات کا حلقۂ اثر بہت وسیع ہو سکتا ہے،

اعلان فسخ بیعت

میرے محلہ میں گویا بلکہ سارے کے سارے محمودی جماعت کے ہیں، اور میں ان کے زیر تبلیغ رہا، اور ان کی تبلیغ کا میرے پر اثر ہوا۔ تو میں نے ان کی بیعت کر لی۔ پر میں پہلے احمدیت کا نام سنکر ہی گھبراتا تھا۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ اصلی احمدیت کہاں ہے، اور تحریف شدہ کہاں ہے، مجھے عبدالاحد شاہ کے ساتھ گلمرگ میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور آپس میں تبادلہ خیالات ہو کر انہوں نے مجھے میری غلطیاں محسوس کرائیں، قصہ مختصر اب میں تہ دل سے توبہ کرتا ہوں اور خدائے قیوم کی بارگاہ سے امید ہے۔ کہ وہ مجھے میری کے گناہ بخشدے گا۔ میری استدعا ہے کہ میری بیعت قبول کر کے مجھے اپنے سلسلہ میں شامل فرماویں،

العبد العزیز از گلمرگ کشمیر

نسل انسانی کا ہبوط

(۱) کیا انسان گنہگار پیدا ہوتا ہے یا بے گناہ (۲) اسلام اور دیگر مذاہب

(از قلم حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب ایم اے)

فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا ۵ لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۵

(اللہ کی بنائی ہوئی فطرت پر قائم رہو، جس پر اس نے لوگوں کو اصل حالت میں پیدا کیا ہے، اللہ کی پیدا کی ہوئی حالت کو کوئی بدل نہیں سکتا یہ مضبوط دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)

اسلام کے عظیم الشان پیغاموں میں سے ایک پیغام انسان کی پیدائشی معصومیت کو قائم کرنا تھا، مگر جب وہ پیغام سنایا جو آیت مندرجہ عنوان میں صفائی سے موجود ہے، کہ خدا نے تمام انسانوں کو ایک صحیح حالت پر پیدا کیا ہے، اور اسی پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیئے، تو اس کے آخر پر یہ لفظ بھی بڑھا دئے کہ اکثر لوگ اس اصول کو نہیں جانتے، جس قدر عظیم الشان حقیقت کا اظہار پہلے حصہ آیت میں کیا ہے، جس کی تفسیر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ فطرت اسلام ہے، اور پھر فرمایا، کہ ہر ایک انسان کا بچہ اسی فطرت کی حالت پر یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں، اسی قدر بڑی حقیقت کا اظہار آخری الفاظ میں فرمایا، کہ دنیا کے اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں، یعنی وہ انسان کی پیدائشی معصومیت کو نہیں مانتے،

اصول مذاہب عالم پر آج ہم غور کرتے ہیں، تو الفاظ قرآنی کی عظمت کے سامنے سر جھک جاتا ہے، عرب کے امی کو کون بتا سکتا تھا، کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب اس بارہ میں غلطی پر ہیں، ہاں یہ اس خدا کے لفظ تھے، جو ظاہر و غائب کو جانتا ہے، اسلام کو چھوڑ کر تناسخ اور کفارہ کے ماننے والے مذاہب عالم میں اکثریت کا حکم رکھتے ہیں، اور یہ دونوں مانتے ہیں، کہ انسان گنہگار پیدا ہوتا ہے، بدھ مذہب اور ہندو مذہب کے نزدیک پیدا ہونا ہی گنہگاری کی وجہ سے ہے، عیسائی مذہب نے آدم کو گنہگار ٹھہرا کر اس گناہ کو بطور ورثہ ساری نسل انسانی میں داخل کر دیا۔ اور یوں یہ تینوں مذہب جو دنیا کی دو تہائی آبادی کے مذہب ہیں، انسان کو پیدائش سے گنہگار ٹھہراتے ہیں، اس کے خلاف اسلام کا پیغام یہ ہے۔ کہ ہر انسان کا بچہ صحیح اسلامی حالت پر جو بیگناہی کی حالت ہے پیدا ہوتا ہے، ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۵

عیسائیت نے اس اصول کو کہ انسان کا ہر بچہ گنہگار وارث جہنم پیدا ہوتا ہے اپنے اصول میں داخل کر لیا، حضرت عیسٰے کو ابن اللہ ٹھہرایا، ان کی صلیب کی موت اور ملعون ہونے کو اساس دین ٹھہرایا۔ کیونکہ تاکہ وہ اس فرضی پیدائشی گناہ کا کفارہ ہو جائے، ہاں اور دوسرے گناہوں کا بھی جو اسی کا نتیجہ ہیں، اور اپنے عقائد کی کتابوں کو ایسے الفاظ سے مزین کیا کہ ہم پیدائش سے غضب کے فرزند، شیطان کے غلام، اور ہر قسم کے دنیوی و اخروی عذاب کے مستحق ہیں، ایسے الفاظ پر ایک انسان کانپ اٹھتا ہے، کہ وہ خدا جو رحم اور محبت ہے، وہ انسان کو پیدائش میں ہی شیطان کا غلام، اور عذاب کا مستحق، اور غضب کا فرزند ٹھہراتا ہے! کہاں قرآن کی پاک تعلیم کہ سب انسانوں کو رحم کے لئے پیدا کیا، اور کہاں عیسائیت کا یہ خطرناک گھنونا عقیدہ کہ سب انسانوں کو غضب کے لئے پیدا کیا، کہاں انسان کا وہ مرتبہ جو قرآن نے بتایا، کہ فرشتے بھی اس کے فرمانبردار ہیں، اور کہاں یہ خطرناک ذلیل حالت کہ وہ شیطان کا غلام ہے،

کیا اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کبھی غالب آسکتی ہے، انسان کی فطرت موجود ہوتے ہوئے کبھی نہیں۔ ہاں انسان کی فطرت مسخ ہو جائے، تو شائد اس کا دل اور دماغ کبھی اس خیال کو بھی قبول کر لے کہ جو انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ خدا کے غضب کے نیچے پیدا ہوتا ہے اور شیطان کا غلام بنکر پیدا ہوتا ہے، اور جو بچہ بغیر بپتسمہ پانے کے مرتا ہے وہ سیدھا جہنم میں جاتا ہے، مگر قرآن ہی ہمیں یہ تسلی دیتا ہے، کہ یہ فطرت کبھی مسخ نہیں ہو سکتی، لا تبدیل لخلق اللہ اس لئے ظاہر ہے کہ اس مقابلہ میں جو اس وقت مذہب کے لئے دنیا میں ہو رہا ہے، آخری کامیابی اسی اصول کے لئے ہو سکتی ہے، جسے فطرت قبول کرتی ہے، جسے عقل انسانی دھکا نہیں دیتی کہ انسان اندر سے پیدائش معصوم ہے،

جب عیسائی صاحبان سے سوال کیا جاتا ہے، کہ یہ انسان کو ورثہ میں گناہ ملنے کی اس کی فطرت کے گنہگار ہونے کی تعلیم کس کتاب میں ہے، کس نبی نے دی، تو ہمیں کوئی حوالہ نہ توریت یا پرانے عہد نامہ کا دیا جاتا ہے نہ انجیل کا۔ ہاں پولوس کے خطوط کا ایک حوالہ دیا جاتا ہے، حالانکہ بات تو صاف ہے، کہ اگر آدم کا گناہ نسل انسانی میں سرایت کر گیا تھا، اور سب انسان گنہگار پیدا ہوئے تھے، تو جہاں بائیبل میں آدم کا ذکر ہے، یعنی کتاب پیدائش کے شروع میں وہیں یہ ذکر ہو چکا ہے تھا۔ کہ آدم گنہگار رہوا، اور اس کے ساتھ ہی ہر انسان کا بچہ جو پیدا ہوتا ہے، وہ بھی گنہگار رہوگا، اگر وہاں چوک ہو گئی تھی، تو حضرت موسٰی بنی اسرائیل کے عظیم الشان خلفا اس اصول کو زندہ کرتے، اور بتا دیتے کہ ہر ایک انسان کا بچہ گنہگار پیدا ہوتا ہے، اور کفارہ پر ایمان لانے سے پہلے مر جائے، تو سیدھا جہنم میں جاتا ہے، مگر وہاں بھی اس تعلیم کا نام و نشان تک نہیں بالآخر ہماری نظریں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی طرف اٹھتی ہیں۔ کہ اگر ان کے زمانہ تک یہ اصول بائیبل قائم نہ کر سکی تھی، تو اب جو "ابن اللہ" خود اسی موروثی گناہ کا علاج کرنے آئے تھے، تو انہوں نے ضرور اس بات کو صاف کیا ہوگا، لیکن چاروں انجیلوں میں حضرت مسیح کی زبان سے ایک حرف تک نہیں نکلتا، کہ موروثی گناہ بھی دنیا میں کوئی بلا ہے۔ اور آدم کے گناہ سے ساری نسل انسانی گنہگار ہو چکی ہے،

عقلی رنگ میں دیکھا جائے، تو یہ بات ایسی بیہودہ نظر آتی ہے کہ ایک لحظہ کے لئے کسی صحیح عقل انسانی میں نہیں آسکتی، کیا آدم بیگناہ پیدا ہوا تھا یا گنہگار، اگر بے گناہ پیدا ہوا تھا تو جو قانون اس پر حاوی ہے، وہی اس کی نسل پر حاوی ہونا چاہیئے یعنی ہر ایک ابن آدم بھی آدم کی طرح بے گناہ پیدا ہو، اور بعد میں شیطان کے بہکانے سے وہ گناہ کرے یا نہ کرے، یہ امر دیگر ہے۔ اور اگر آدم کو خدا نے گنہگار پیدا کیا تھا، تو پھر یہ شیطان کے بہکانے کا قصہ فضول ہے جب خدا نے شروع سے ہی انسان کو گنہگار پیدا کیا تھا، تو پھر آزمائش کیسی، پھر اس سے یہ توقع رکھنا ہی غلط تھا، کہ وہ شیطان کے بہکانے میں نہ آئے، وہ اپنی فطرت کے تقاضا کے مطابق گناہ کرے گا۔ اور آج بھی اگر نسل انسانی سب گنہگار پیدا ہوتی ہے، تو اس سے بے گناہ رہنے کا مطالبہ غلط ہے، دیکھنے کا مطالبہ اسی سے کیا جا سکتا ہے، جو ماں کے پیٹ سے آنکھیں لے کر آتا ہے، جو اندھا پیدا ہوتا ہے، اس سے دیکھنے کا مطالبہ کوئی احمق ہی کرے گا پس جو پیدائش سے گنہگار ہے . . . . اس سے بے گناہ رہنے کا مطالبہ خلاف قانون قدرت ہے،

عیسائی صاحبان کو جب پولوس کے بنائے ہوئے اصول کی کوئی شہادت اپنی مقدس کتب میں نہیں ملتی، تو قرآن شریف کی طرف دوڑتے ہیں، اور چونکہ مذہبی امور میں غور و فکر کی عادت نہیں، اس لئے ایک بات کو لے دوڑتے ہیں، کہ دیکھو قرآن شریف اس بات کو مانتا ہے، حالانکہ سوال تو یہ تھا کہ تم اپنے انبیا کی تعلیم میں دکھاؤ، کہ کسی نبی نے یہ تعلیم دی ہو، کہ انسان موروثی گنہگار ہے، اور آدم کا گناہ ساری نسل انسانی میں سرایت کر گیا، مگر اصل مطالبہ سے بچنا چاہ کر تنکوں کا سہارا تلاش کرتے ہیں، کہیں قرآن شریف میں ہبوط نسل انسانی کا ذکر دیکھ لیا، بس خوش ہو گئے، کہ دیکھو قرآن شریف آدم کے گناہ کا نسل انسانی کے ورثہ میں جانا مانتا ہے، حالانکہ قرآن شریف نے بائیبل کی بھی اصلاح کی ہے، اور آدم کا گناہ بھی نہیں مانا، چہ جائیکہ اس گناہ کے نسل انسانی میں سرایت کر جانے کو مانتا۔ (باقی آئندہ)

ایک اور کافر

کہتے ہیں کہ احمد آباد کے ایک جلسہ میں مولانا محمد علی نے اپنی ٹوپی مہاتما گاندھی کے قدموں میں رکھی، پھر دو زانو ہو کر دست بستہ ان کے پاؤں میں جھک گئے، دہلی کے معاصر ایشیا کو معلوم ہوا، کہ اس پر بعض اسلامی حلقوں میں شور برپا ہوا ہے، کہ چونکہ مولانا محمد علی نے مہاتما گاندھی کے سامنے سجدہ کیا ہے۔ لہذا وہ کافر ہیں، اور معاصر مذکور اہل اسلام سے درخواست کرتا ہے کہ ایسے کافر بے شک ہندو قوم کے سپرد کر دیا کریں جہاں ان کے لئے پناہ کا کافی موقع ہے!

ہم مولانا محمد علی کو مبارکباد دیتے ہیں، کہ بالآخر انہیں اس عظیم الشان فہرست میں جگہ مل ہی گئی ہے، جس میں ہر ایک سچے خادم ملک و ملت کا نام درج ہوتا رہا ہے، مولانا کے خلوص و ایثار میں تو ہمیں پہلے بھی کوئی شک و شبہ نہیں تھا مگر اب تو ان پر وہ مہر تصدیق بھی ثبت ہو گئی، جو ہر ایک سچے خواہ قوم پر بالالتزام لگا کرتی ہے۔ خدا کرے ہم میں ایسے کافر کثیر تعداد میں پیدا ہوں، اور معاصر دہلی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم تجویز کریں گے، کہ اگر ہندوؤں کو ہماری حقیقی ہمدردی منظور ہو تو ایسے ملکا ترو کی جگہ وہ ان کافر ساز "مولویوں" کے لئے اپنے ہاں کوئی جائے پناہ کی صورت پیدا کریں، پھر ہم بھی کہہ سکیں گے، کہ خس کم جہاں پاک،

سماجی منطق

آریہ گزٹ میں "تنقید قرآن" پر مضامین کا ایک سلسلہ چل رہا ہے اور اس کی وجہ گزٹ مذکور میں یہ بتلائی گئی ہے، کہ احمدیوں نے "سرگزشت وید" لکھی ہے، وید بھگوان کے خلاف ہرزہ درائی کی ہے، اور مولوی عبد الحق صاحب نے بڑی گستاخی کی ہے کہ "پیغام صلح" میں "اتھروید" کا غلط ترجمہ شائع کیا ہے، اس لئے ہم نے بھی قرآن شریف پر ہرزہ درائی شروع کر دی ہے۔

رموز خلافت کا انکشاف

دُور کی کوڑی

(از مولوی محمد حنیف صاحب ... پٹیالوی)

کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو　مدت ہوئی ہے دعوت مژگاں کئے ہوئے
پھر پُرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق　سامان صد ہزار نمکداں کئے ہوئے

ایک طویل و مدید علالت کے بعد ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب نور اللہ مرقدہ کا انتقال ہو گیا۔ ۱۴ مارچ کو مسجد نور میں قیام گدی کے لئے جو جو کوششیں گذشتہ چھ سال کے عرصہ میں ہوئی تھیں انکا راز بھی الم نشرح ہو چکا۔ انصار اللہ کی جماعت جس کا مقصد اولی اور علت غائی صاحبزادہ صاحب کو تخت خلافت پر بٹھانا تھا اپنی دلی مرادوں کو پورا ہوتے دیکھ کر فرط انبساط اور جوش عقیدت سے صحن مسجد میں اپنی پگڑیاں اچھال چکی۔ صاحبزادہ صاحب کے چند شیدائی جو آپ کی خلافت کے لئے ماہئی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے نہایت بلند آہنگی سے محمود کو تخت خلافت مبارک!! کے نعرے لگا کر اپنے محبوب کا حق تہنیت بھی ادا کر چکے۔ یہ نعرہ ہائے تہنیت مسجد کے صحن سے اُٹھکر نواب صاحب قبلہ کی کوٹھی میں سے گونجتے ہوئے دور الضعفاء کی در و دیوار تک بھی پہنچ چکے۔ یہ دیکھکر اُنکے بانی کا دل خوش اور آنکھیں ٹھنڈی بھی ہو چکیں۔ کیونکہ اس بیچارے کی پیرانہ سالی کی محنت ٹھکانے لگی۔ سچ ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ علم برداران خلافت اپنی اپنی نفیریوں کے ساتھ خلافت کی شان میں قصیدہ خوانی بھی کر چکے۔ وہ دلائل جو مجنون کی بڑ کے سامنے بھی شرما جائیں ثبوت خلافت میں پیش بھی ہو چکیں۔ محض خلافت منصوص ثابت کرنے کے لئے دربار خلافت کا اکلوتا اخبار (الفضل) جسکے پبلشر اور پرنٹر خود خلافت مآب ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ الوصیت میں نہایت شرمناک تحریف کا مرتکب بھی ہو چکا (جسکی نسبت مجھے پہلے بھی پیغام صلح میں ایک نوٹ لکھنے کا موقعہ ملا تھا) چوبداران خلافت۔ دشمنان گدی و پیر پرستی کو نہایت بے باکی اور دریدہ دہنی سے گالیاں بھی دے چکے۔ اور ان خدمات حسنہ کے صلہ میں دربار خلافت سے انعام و اکرام و اعزاز بھی حاصل کر چکے۔ احمدی قوم میں علم کلام کا وہ باب بھی کھل چکا جسکا ہمیشہ کے لئے بند رہنا ہی مناسب تھا۔ اور جس کے سامنے معقولیت کی پیشانی عرق انفعال سے تر ہو جاتی ہے۔ تہذیب و شائستگی۔ حسن کلام۔ حسن اخلاق۔ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ۔ جن کی تردید پر دشمن قادر ہی نہ ہو سکے اور جن کے سامنے دشمن کم از کم اخلاقی طور پر اپنے ہتھیار ڈالدے۔ ایک وقت تھا کہ یہ سب باتیں احمدی قوم کی خصوصی اوصاف تھیں۔ اور اسپر دشمنوں تک کا اتفاق تھا۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ مگر آہ! پرستاران گدی اب انکا جنازہ پڑھ چکے ہیں یہ سب کچھ ہوا۔ مگر رموز خلافت کا انکشاف ابھی باقی تھا۔ اور بفحوائے ہر کسے را بہر کارے ساختند اس عظیم الشان کام کے لئے صاحبزادہ صاحب ہی موزوں تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک رسالہ القول الفصل لکھا ہے۔ جو ۸۷ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ اسپر ایک مفصل تبصرہ لکھنا تو میرا کام نہیں اور نہ ہی اس مختصر مضمون میں اسکی گنجائش ہے۔ اس کام کو میں اپنے سے لائق حضرات کے لئے چھوڑتا ہوں اور اس وقت محض اُن دو ایک دور کی کوڑیوں کا ذکر کرتا ہوں جو اس [illegible] نکالکر پیش کی ہیں +

۱۔ صاحبزادہ صاحب خواجہ صاحب کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ آپ نے مولوی شیر علی صاحب کو ولایت جانے سے روک دیا حالانکہ خلیفہ اول سے وعدہ کر چکے تھے کہ آپ کا حکم بھی مانوں گا' آپکے بعد خلفاء کا بھی فرماتے ہیں "ایک خلیفہ کا حکم اُسی وقت تک چلتا ہے جس وقت تک وہ زندہ ہو اسکے بعد جو ہو اُسکا حکم ماننے کے قابل ہے۔ یہ درجہ تو صرف انبیاء کو حاصل ہے کہ اُنکے احکام جاری رہتے ہیں۔ جب تک اللہ تعالےٰ کیطرف سے وحی پاکر کوئی نیا نبی انہیں منسوخ نہ کرے (۴۔۵۔۶۔)

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحبزادہ صاحب کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے احکام و اقوال اُسی وقت تک قابل قبول اور عمل تھے جب تک وہ زندہ موجود تھے۔ آپکا مذہب آپ کے اقوال و نصائح آپ کے احکام خواہ کیسے ہی درست اور حکمت سے پُر کیوں نہ ہوں۔ آپکے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو گئے ہیں۔ اور اب اُنپر عملدرآمد کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اب جو صاحبزادہ صاحب کہیں وہی درست اور قابل عمل ہے۔ استغفراللہ۔ استغفراللہ سنا کرتے تھے کہ بعض لوگ رکابی مذہب ہوتے ہیں۔ مگر اُنکی جیتی جاگتی تصویر آج ہی نظر آئی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ پرستاران گدی کے خیالات اور اقوال کو کوئی ثبات اور قرار حاصل نہیں ہو سکتا اور وہ بلاوجہ اور بلا دلیل خلافت کے بدلنے کے ساتھ بدل جایا کرینگے۔ ممکن ہے کہ صاحبزادہ صاحب کے بعد کوئی ایسا خلیفہ گدی پر بیٹھ جائے جو غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھے جیسا کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم سمجھتے تھے تو اس صورت میں پرستاران گدی انکو مسلمان کہنا شروع کر دینگے۔ اور اگر چوتھا خلیفہ الوصیت کے مطابق انجمن کو اختیار کلی دیدے تو پھر یہ کابی مذہب حضرات انجمن کو ہی مطاع سمجھنے لگینگے۔ ٹھیک یہی اعتقاد اور مذہب تمام پیرخانوں اور گدیوں کا ہے کہ جو موجودہ پیر کہہ دے وہی ٹھیک باقی سب غلط اور ایسے لوگوں کی خیالات کی ترجمانی حافظ نے اس شعر میں کی ہے ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید + کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا +

لیکن تعجب ہے کہ اپنی خلافت منوانے کے وقت صاحبزادہ صاحب کو اپنا یہ خود ساختہ اصول کیوں نہیں یاد رہتا۔ اور کیوں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے اقوال و احکام کو سند پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ انکا اعتقاد ہے کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم کے اقوال اور احکام محض اسی وقت قابل عمل تھے جبتک کہ وہ زندہ تھے۔ پس اب اس کے بعد جب کبھی وہ کسی احمدی سے موجودہ خلافت پر گفتگو کریں تو حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم کے اقوال و احکام کو اس خلافت کے ثبوت میں پیش نہ کریں۔ کیونکہ حضرت مولوی صاحب مرحوم ایک خلیفہ تھے اور خلیفہ کے احکام اُسی وقت تک چل سکتے ہیں جبتک وہ زندہ ہے ہاں حضرت مسیح موعود چونکہ نبی تھے (جیسا کہ صاحبزادہ صاحب نے اسی رسالہ کے شروع میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے) اور نبی کے احکام اس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک اللہ تعالےٰ سے وحی پاکر کوئی نیا نبی انہیں منسوخ نہ کرے۔ پس موجودہ خلافت کا فیصلہ بھی "الوصیت" یعنے حضرت مسیح موعودؑ کے احکام سے ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کو ابتک کسی نئے نبی نے خدا سے وحی پاکر منسوخ نہیں کیا۔ اور حضرت مولوی صاحب مرحوم کے اقوال و احکام آپ کے ساتھ قبر میں دفن ہو چکے ہیں۔ اور آپ کی وفات نے انکو کالعدم کر دیا ہے۔ اور وہ اب قابل قبول اور عمل نہیں ہے۔ پھر آگے چلکر صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں۔

"پھر سنئے اللہ تعالےٰ نے مجھ پر کوئی ایسا اعتراض نہیں ہونے دیا۔ جو پہلوں پر نہ پڑتا ہو۔ حضرت مسیح موعود کی وفات پر جو پہلا اجلاس مجلس معتمدین کا ہوا تھا جس میں آپ (خواجہ صاحب) بھی شریک تھے اُس میں مولوی محمد علی صاحب کی ایک تحریک پیش ہو کر جو فیصلہ ہوا اُسکے الفاظ یہ ہیں۔

"درخواست مولوی محمد علی صاحب کہ کچھ مساکین کا کھانا حضرت اقدس نے لنگر خانہ سے بند کر کے انہیں بعض کے سئے لکھا ہے کہ مجلس انتظام کرے پیش ہو کر قرار پایا کہ اب حسب احکام خلیفۃ المسیح الموعود علیہ السلام لنگر کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ اسلئے اس کاغذ کو داخل دفتر کیا جائے"۔

کیا حضرت صاحب کی وفات پر پہلے ہی اجلاس پر مجلس معتمدین نے جس میں آپ بھی حاضر تھے۔ اس حکم کے خلاف نہ کیا جو حضرت مسیح موعود نے دیا تھا۔ آپ شائد کہینگے کہ ہمنے خود وجہ بھی لکھدی تھی کہ حالات دگرگوں ہو گئے ہیں۔ اسلئے اس حکم کو تبدیل کر دیا گیا۔ یہی جواب آپ اپنے اعتراض کا سمجھ لیں۔ جب مسیح موعود کا حکم حالات کے بدل جانے سے بدلا جا سکتا ہے تو کیوں حضرت خلیفہ اول کے احکام کو نہیں بدلا جا سکتا۔ حضرت کی وفات کے بعد یہاں آدمیوں کی ضرورت تھی اسلئے مینے انکو روک دیا"۔ (صفحہ ۵۷)

مینے اس عبارت پر بہت غور کیا ہے مگر میں نہیں سمجھا کہ حضرت مسیح موعود کا کونسا حکم تبدیل کر دیا گیا تھا اور صاحبزادہ صاحب کس طرح اسکو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں۔ بات صاف ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں سلسلہ کے اور کام تو انجمن کے سپرد ہو چکے تھے۔ مگر لنگر خانہ حضرت اقدس نے اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔ اور حضرت اقدس نے بعض مساکین کا کھانا لنگر سے بند کر کے انکو انجمن کے سپرد کر دیا لیکن آپکی وفات کے بعد جب خود لنگر خانہ ہی انجمن کے زیر اہتمام ہو گیا اسلئے اس حکم کی تعمیل باحسن طریق بجز اسکے اور کسی طرح ممکن نہ تھی کہ اس کاغذ کو داخل دفتر کیا جائے۔ کیونکہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد لنگر خانہ کا انتظام انجمن کے ہاتھ آ جانے سے قدرتی طور پر اسکی تعمیل ہو چکی تھی۔ کیا صاحبزادہ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ انجمن باوجود لنگر خانہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینے کے ان مساکین کے لئے علیحدہ ہنڈیا چڑھایا کرتی۔ داخل دفتر کے الفاظ پر غور کرو انکا مطلب یہ ہے کہ حضرت اقدس کے حکم کی تعمیل تو ہو چکی۔ اب ان کاغذات پر سوائے ادخال دفتر کے کوئی حکم نہیں ہو سکتا۔

مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت مسیح موعود کا کونسا حکم تبدیل کر دیا گیا۔ مگر چونکہ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں اسلئے میں بفرض محال تسلیم کئے لیتا ہوں کہ حضرت اقدس کا حکم بدلا گیا۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کے اعتقاد کے بموجب حضرت اقدس نبی ہیں اور یہ اصول بھی وہ مان چکے ہیں کہ نبی کے احکام اُس وقت تک جاری رہتے ہیں جبتک کہ کوئی نیا نبی وحی الٰہی پاکر انکو منسوخ نہ کرے۔ اب صاحبزادہ صاحب ہی از راہ عنایت فرمائیں کہ کیا انجمن کے اس فیصلہ کے وقت صاحبزادہ صاحب نے یہ عذر پیش کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے احکام کو سوائے دوسرے نبی کے جو وحی الٰہی پاکر کھڑا ہو کوئی منسوخ نہیں کر سکتا۔ اگر صاحبزادہ صاحب نے ایسا عذر پیش نہیں کیا تو وہ یاد رکھیں کہ انہوں نے حضرت اقدس کے اس حکم کی تنسیخ کو مان کر حضرت مسیح موعود کی سخت ہتک کی ہے کیونکہ آپ نے حضرت اقدس عم کو اپنے مقررہ کردہ قاعدہ کے مطابق انبیاء کے گروہ میں سے نکالکر جو مہبط وحی ہوتے ہیں محض اپنے جیسے غیر مامور اور غیر ملہم خلفاء کے زمرہ میں شامل کر دیا ہے۔

مولوی شیر علی صاحب کو ولایت جانے سے روکنے کے لئے تبدیل حالات کا عذر بھی نہایت ہی انوکھی اور نرالی منطق میں بیان ہوا ہے۔ فرماتے ہیں "حضرت (مولوی صاحب) کی وفات کے بعد یہاں آدمیوں کی ضرورت تھی۔ اسلئے مینے انکو روک دیا"۔ چہ خوش۔ گویا جو کمی مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی وفات سے ہو گئی تھی اُس کو مولوی شیر علی کی ذات بابرکات سے پورا کیا گیا۔ مگر حضرت مولوی صاحب مرحوم کے کاموں میں سے کون کام مولوی شیر علی صاحب کر سکتے تھے یا کرتے ہیں۔ کیا آپ حضرت کی وفات کے بعد درس قرآن دے سکتے تھے۔ کیا بخاری کا درس فرما سکتے تھے۔ کیا ترجمۃ القرآن کے نوٹوں میں اصلاح کر سکتے تھے؟ کیا مولوی صاحب کی بجائے مریضوں کے لئے نسخے تجویز کر سکتے تھے؟ غرض وہ کونسی ضرورت تھی جس کو حضرت مولوی صاحب کی بجائے مولوی شیر علی پورا کر سکتے تھے۔ اگر محض حضرت مولوی صاحب کی وفات ہی تبدیلی حالات کی مترادف ہو سکتی ہے تو اس تبدیلی کا علم تو حضرت خلیفہ اول کو بھی تھا اور وہ اپنی وصیت بھی لکھوا چکے تھے۔ اور کون نہیں ہے کہ کون شخص نہیں جانتا ہے کہ مرض کا انجام موت یا صحت ہی ہوتا ہے۔ پس اگر حضرت خلیفہ اول کا منشاء یہ ہوتا کہ مولوی شیر علی صاحب اسی صورت میں ولایت جائیں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح زندہ موجود ہوں تو وہ کیوں مولوی شیر علی صاحب کو اپنی مرض الموت میں ولایت جانے کے لئے حکم دیتے۔ اور کیوں اس مرض میں انکو جلد جانیکی بار بار تاکید فرماتے۔ اگر حضرت مولوی صاحب مرحوم اپنی وفات کے بعد مولوی شیر علی صاحب کا قادیان میں ہونا ایسا ہی ضروری سمجھتے ہوتے جیسا کہ صاحبزادہ صاحب سمجھتے ہیں تو حضرت مولوی صاحب اپنی مرض الموت میں مولوی شیر علی صاحب کو جانے سے روک دیتے اور کہہ دیتے کہ مولوی صاحب

اسوقت ولایت بائیں جب میں تحت یاب ہو جاؤں۔ پس مولوی شیر علی صاحب کے معاملہ میں تبدیل حالات کا عذر پیش کرنا بالکل بیہودہ اور لغو ہے۔ کیونکہ اس معاملہ میں کوئی ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے جن کو خلیفہ اول جانتے نہ تھے۔ یہ عذر کہ مولوی شیر علی صاحب نے خود رخصت منسوخ کروائی۔ صاحبزادہ صاحب نے نہیں لی بدتر از گناہ ہے۔ بلکہ پہلے بیان کے صریح خلاف ہے جس میں آپ نے تسلیم کیا ہے کہ ...

صاحبزادہ صاحب کا خود خلیفہ ہونا تو ... اولی یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے پیش رو کے احکام کی پوری عزت کرتے کیونکہ وہ ... نہایت شفیق اُستاد بھی تھا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے ایک واجب التکریم بزرگ کے احکام کو پاؤں میں روندا۔ بات زیادہ تر قابل افسوس ہو جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں ... کوئی کافی اور معقول وجہ بھی نہیں۔ صاحبزادہ صاحب خدا کے لئے اس دن کو ... یاد کریں۔ جب یہ لوگ ... آج آپ کو صاحبزادہ اولوالعزم مصلح موعود و فضل عمر کہتے کہتے خشک ہو رہے ہیں اسی طرح آپ کے احکام کو پاؤں کے نیچے روندینگے۔ جیسا آپ نے خلیفہ اول کے احکام کو روندا۔ کما تدین تدان +

۴۔ دوسری دُور کی کوڑی جو صاحبزادہ صاحب نے قارئین "القول الفصل" کے سامنے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ الوصیت میں خلافت کا ذکر نہایت وضاحت کے ساتھ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ہمارا یقین ہے کہ الوصیت میں نہایت وضاحت سے خلافت کا ذکر ہے (صفحہ ۵۱) پھر فرماتے ہیں کہ آپ خلافت احمدیہ کو پڑھیں کیونکہ اس میں الوصیت سے خلافت کو باوضاحت ثابت کیا گیا ہے (صفحہ ...) اس خلافت کے جھگڑے کے بعد ہم نے الوصیت کو کئی دفعہ پڑھا ہے اور جہانتک ہمارا کام کرتا ہے۔ ہم نے یہی سمجھا ہے کہ الوصیت میں کسی ایسی خلافت کا ذکر نہیں جسکے مدعی صاحبزادہ صاحب ہیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے خلافت احمدیہ کو بھی پڑھا تھا اور اُس وقت یقین ہو گیا تھا۔ کہ اس کتاب میں حق و باطل میں تلبیس کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اگر صاحبزادہ صاحب خلافت احمدیہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمائیں تو مجھے اُنکے ارشاد کی تعمیل میں بھی کچھ عذر نہیں میں اپنی نسبت تو وعدہ کرتا ہوں کہ اگر صاحبزادہ صاحب ایک نسخہ خلافت احمدیہ میرے نام بھجوا دیں تو میں انشاء اللہ اس کو ضرور پڑھوں گا۔ اور خواجہ صاحب کی خدمت میں بھی میں نہایت ادب سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ بھی اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ لیکن صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں دست بستہ اتنی عرض کئے دیتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ ہمارے نام یہ کتابیں بھیجی جائیں ایک مجلد نسخہ مولوی شیر علی صاحب کی خدمت میں ضرور بھجوا دیا جائے۔ جو آجکل بارگاہ خلافت کے سب سے مقرب حاشیہ نشین بنے بیٹھے ہیں۔ کیونکہ وہ بیچارے بھی ہمارے ہی ہمخیال ہیں۔ چنانچہ وہ ریویو میں شائع کر چکے ہیں کہ ہم حاملان الوصیت و دشمنان گدی الوصیت کی کھلی کھلی باتوں اور صریح احکام پر اسی قسم کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں جیسی یہود نے ملاکی نبی کی پیشگوئی کے کھلے کھلے الفاظ پر اڑ کر کھائی تھی۔ اب اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ الوصیت کے کھلے کھلے الفاظ ہمارے ہی مؤید ہیں۔ اور اسی پر اخویم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسی قابلِ ڈگری کے لئے مولوی شیر علی صاحب کا شکریہ بھی ادا کر چکے ہیں۔ مگر صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ الوصیت میں نہایت وضاحت کیساتھ خلافت کا ذکر ہے۔ اب معلوم نہیں کہ پیر سچا ہے یا مرید۔ کیا مولوی شیر علی صاحب نے ابھی تک خلافت احمدیہ مطالعہ نہیں فرمائی۔ کیا ان کو ابھی تک اس وضاحت کا علم نہیں ہوا جس کا ذکر صاحبزادہ صاحب اس یقین اور شد و مد سے کر رہے ہیں۔

عقل حیران ہے کہ الوصیت ایک چھوٹا سا رسالہ نہایت سلیس اُردو میں ہے۔ اس کی نسبت پیر اور مرید کے بیانوں میں اس قدر تناقض ہے کہ الامان۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ الوصیت میں کھلی کھلی عبارتیں خلافت کی منافی ہیں۔ دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ الوصیت میں خلافت کا ذکر نہایت وضاحت کے ساتھ ہے۔ خلافت کیا ہوئی ایک چیستان ہوئی۔ پس انسب یہی ہے کہ پہلے مرید اور پیر آپس میں نپٹ لیں۔ اسکے بعد ہم سے مخاطبہ کیا جائے۔ چنانچہ میں نہایت ادب سے صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ ایک نسخہ خلافت احمدیہ کا فوراً مولوی شیر علی صاحب کے پاس بھیجدیا جائے۔ اور جب وہ اسکو پڑھکر یہ سمجھ لیں کہ خلافت کا ذکر فی الحقیقت الوصیت میں نہایت وضاحت کے ساتھ ہے تو اُسی ریویو میں جس میں انہوں نے محض اپنی کم علمی کی وجہ سے ہمیں یہود سے مشابہت اختیار کرنے والے ٹھہرایا ہے اپنی غلطی کا اقرار کریں اور شائع کریں کہ انکا پہلا استدلال کہ ہم لوگ الوصیت کی کھلی کھلی عبارت سے اُسی قسم کی ٹھوکر کھا رہے ہیں جیسی کہ یہود نے ملاکی نبی کی پیشگوئی کے کھلے کھلے الفاظ پر اڑ کر کھائی تھی بالکل غلط تھا۔ اور یہ بھی لکھیں کہ خلافت احمدیہ پڑھکر ان کو یقین ہو گیا ہے۔ کہ الوصیت میں خلافت کا ذکر نہایت وضاحت کے ساتھ ہے۔ ریویو میں مولوی شیر علی صاحب کی طرف سے اس اعلان کے بعد میرے نام ایک نسخہ خلافت احمدیہ کا بذریعہ وی پی بھیجدیا جائے۔ میں اس کو خوشی سے وصول کرونگا اور پڑھوں گا + (مصطفٰے خاں۔ پٹیالہ یکم فروری ۱۹۱۵ء)

ہم خان صاحب کے مطالبہ کے ساتھ اسقدر اور بڑھانا چاہتے ہیں کہ اس اعلان کے ساتھ یہ بھی اعلان ہونا چاہیئے کہ آیا اب وہ کھلے کھلے الفاظ الوصیت کے جب حامیان گدی کے ہاتھ میں ہوئے تو کیا یہود سے وہ مشابہت جسکا ذکر مولوی شیر علی صاحب ریویو میں بہ تعلق پیشگوئی ملاکی نبی کر چکے ہیں اب اُن کو حاصل ہوئی یا نہیں بہرحال دونوں میں سے کوئی بات ہو "یا آں باشد کہ من گویم و یا آں باشد کہ ..." ... اگر الوصیت میں خلافت کے متعلق کھلے کھلے الفاظ ہیں جیسے میاں صاحب فرماتے ہیں تو بقول مولوی شیر علی صاحب یہود سے مماثلت میاں صاحب اور اُنکے رفقا کو ہوئی۔ اور اگر کھلے کھلے الفاظ الوصیت میں نہیں جیسا کہ مولوی شیر علی صاحب فرماتے ہیں۔ تو میاں صاحب کے ہاتھ میں کوئی دلیل خلافت کی نہ رہی ہمارا مقصد دونوں طرح حاصل ہے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام صلح)

ایک الزام کا ازالہ

(از سید محمد حسین شاہ صاحب)

میاں محمود احمد صاحب نے ہم میں سے بعض احباب پر یہ الزام لگایا ہے کہ ہم نے اُنکے متعلق یہ غلط افواہ اڑائی کہ میاں صاحب نے گورنمنٹ سے اپنے خلیفۃ المسیح تسلیم کئے جانے کی استدعا کی ہے۔ اور گورنمنٹ نے بالمقابل مذہبی معاملات میں مداخلت سے انکار کیا۔ ہم میاں صاحب نے اس الزام کے ثبوت میں جو انہوں نے ہم پر لگایا۔ اپنے بعض مریدین کے تحریری بیانات اور ... درج کر دئیے ہیں جن سب کے پڑھنے سے صرف اسی قدر نتیجہ نکلتا ہے کہ ایام جلسہ میں مذکورہ بالا افواہ یا ... کا چرچا اسجگہ ہو رہا تھا ... بھی انکار نہیں لیکن میاں صاحب نے کسقدر تقوی کو چھوڑ کر اس مرحلہ میں کام لیا کہ ... ہم پر اس خبر کو افترا کرنے کا الزام لگا دیا۔ ہم اس خبر کے افترا کرنے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور جو ہمیں اس خبر کا مفتری بنائے اُسکا معاملہ اللہ تعالی پر چھوڑتے ہیں۔ میں خدا کو حاضر ناظر جانکر لکھتا ہوں کہ میں نے یہ خبر نہیں اُڑائی۔ نہ بنائی۔ ہاں یہ خبر وثوق کے ساتھ سنی۔ اور جو طریق میاں صاحب نے خلافت کے شوق میں اختیار کر رکھا ہے اُسکے ... اس خبر پر یقین کر لینا ہمارے لئے بالکل ضروری تھا۔ کیا حضرت حکیم صاحب خلیفۃ المسیح کی وفات پر گورنمنٹ میں ایک تار اپنی خلافت کے ثبوت میں نواب محمد علی خاں صاحب کی طرف سے نہیں دلوائی گئی۔ کیا اُس کے بعد پھر ایک وفد ... کی خدمت میں نہیں بھیجا گیا۔ اسکے بعد پھر ایک اور درخواست نہیں بھیجی گئی۔ اظہار وفاداری تو ہم ... ہے۔ اور احمدی جماعت کی وفاداری ایک مسلمہ امر ہے۔ لیکن احمدی وفاداری ان وفدوں، درخواستوں کی محتاج نہ تھی۔ میاں صاحب نے اس اشتہار میں نہایت عقلمندی سے کام لیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ مجھے گورنمنٹ سے کسی خطاب کی ضرورت نہیں نہ میں نے کوئی درخواست دی ہے۔ یہ کس نے کہا کہ آپ نے کوئی درخواست بطلبی خطاب دی ہے۔ خبر تو یہ ہے کہ آپ نے کوئی چٹھی اپنے خلیفہ تسلیم کئے جانے کے متعلق لکھی ہے۔ آپ نے کسی ایسی قسم کی چٹھی بھیجنے سے انکار نہیں کیا ... متنازعہ کا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے بجائے اس کے کہ طلبی خطاب سے انکار کیا۔ کیوں آپ نے اس قسم کی چٹھی لکھنے سے حلفاً انکار نہیں کیا۔ ہم آپ سے پھر مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ اول تو ایڈریس کی نقل شائع کریں جو بصورت وفد آپ نے لاٹ صاحب کی خدمت میں دیا۔ اگر وہ ایڈریس ... تو جو زبانی عرضداشت کی گئی اُس سے ہو بہو آپ احمدی پبلک کو علم دیں۔ پھر یہ بھی ہمیں اطلاع دیں کیا مطبوعہ چٹھی کے علاوہ کوئی اور چٹھی آپ نے آجتک گورنمنٹ پنجاب میں نہیں بھیجی اور اگر بھیجی ہے تو آپ اُس کی نقل چھاپ دیں۔ پھر یہ بھی معتبر ذریعہ سے سنا گیا ہے کہ کوئی خاص چٹھی کلکتہ میں بھیجنے کا انتظام تھا۔ اسکی صحت سے بھی پبلک کو اطلاع دیں۔ میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ یہ خبریں جو آپ کے متعلق پیدا ہوتی ہیں اور جن میں سے بعض بعد میں صحیح ہو جاتی ہیں انہیں سے کوئی بھی ہماری افترا کردہ نہیں مفتریوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لیکن پھر میاں صاحب کو ہم یاد دلاتے ہیں کہ انہوں نے اس اشتہار کے لکھنے میں تقوی سے کام نہیں لیا۔ یہ ہم پر افترا ہے کہ ہم نے یہ خبر افترا کی اور نہ میاں صاحب کے مریدین کی طبع شدہ تحریریں انکو ایسا لکھنے کی اجازت دیتی ہیں۔

یہ خبر اگر غلط بھی ہو تو ہم پر اسکا الزام نہیں۔ جب ہم خدا کے نزدیک اس کے بانی نہیں۔ ہاں میاں صاحب نے ہم میں سے بعض پر ایک خطرناک افترا باندھا ہے جسکا ثبوت میاں صاحب سے طلب کیا گیا۔ اور میاں صاحب نے تاحال خاموشی اختیار کی۔ کیا میاں صاحب نے ایک جمعہ کے خطبہ میں یہ اعلان نہیں کیا۔ کہ ہم میں سے بعض نے کوئی چٹھیاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو لکھیں۔ اور اُن میں ... خیانت کا الزام دیا۔ ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹی نے میاں صاحب سے مطالبہ اُن چٹھیات کا کیا۔ میاں صاحب نے کیوں ماسٹر صاحب کے مطالبہ کا جواب نہیں دیا۔ میاں صاحب کی یہ خاموشی اس بات کا ثبوت ہے کہ میاں صاحب نے یہ افترا کیا ہے۔ پس بجائے ہمیں غلط بیانی کا الزام دینے کے آپ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر تو دیکھیں۔

فٹ نوٹ:۔ اس درخواست کے ہمراہ جو میاں صاحب نے گورنمنٹ کے پاس بھیجی ہے ایک اعلان انگریزی میں ترجمہ شدہ ریویو میں شائع کیا ہے۔ جس پر اپنے نام کے آگے Caliph لکھا ہے۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ میاں صاحب سے شوق خلافت کیا کیا باتیں سرزد کرا رہا ہے۔

کیا یہ سمجھا جائے کہ میاں صاحب انگریزی لفظ ... کے مفہوم سے ناواقف ہیں اور ایسا ہی مولوی شیر علی صاحب مترجم۔ یا وہ واقعی کیلف ہونے کا ادعا رکھتے ہیں۔ میاں صاحب غور کرو سلسلہ احمدیت کو کوئی تعلق اُن ملکی معاملات سے نہیں جو کسی ... کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ اِن باتوں سے سلسلہ کو کسی مصیبت میں مت ڈالو۔ نہ آپ کیلف ہیں اور نہ ہمارے سلسلہ کو کسی کیلف کی ضرورت ہے۔ ہاں یہ شوق خلافت ہے جو آپ سے ایسی لایعنی باتیں کرا رہا ہے۔

خلیفہ رجب الدین پرنٹر و پبلشر نے منیجر کے اہتمام سے احمدیہ سٹیم پریس میں چھپکر شائع ہوا +

یونیورسٹی ہے، اور تمام دنیا سے طلبا آتے ہیں، ہندوستان سے بھی آتے ہیں، خصوصاً مالابار سے، چنانچہ آجکل ۱۴-۱۵ مالاباری طلبا وہاں تبلیغی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، میری آن سے گفتگو ہوا کرتی تھی، اسلام کے متعلق نہایت غلط خبر رکھتے ہیں، یہ جگہ (میلان) اشاعت کے قابل نہیں، کیونکہ یہاں لوگ ملازمت اور تجارت پیشہ ہیں، ان کو فرصت ہی نہیں کہ چند لمحہ مذہب کے لئے نکال سکیں، کام سے فراغت حاصل کرکے وہ عیش و عشرت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ مگر روما میں یہ کیفیت نہیں۔ وہاں مذہب کا زیادہ چرچا ہے اور لوگ بھی با اخلاق ہیں، بات کو سنتے ہیں، وہاں ایک تھیوسافیکل سوسائٹی بھی ہے، جس نے مجھے بھی دو مرتبہ دعوت دی، کہ اسلام کے متعلق کچھ کہیں،

محمودیت کا قدم کدھر جا رہا ہے

مسیح موعودؑ صاحب شریعت نبی ہیں

ہمارے مکرم میر مدثر شاہ صاحب پشاور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

قاضی محمد یوسف پشاوری اور چند دیگر محمودیوں سے اختلاف کے متعلق گفتگو ہوئی، قاضی صاحب سے میں نے پوچھا، کہ جو کتابیں آپ نے حضرت صاحب کی وفات کے بعد پشتو زبان میں لکھی تھیں، اور جو عقیدہ اس میں ظاہر کیا گیا تھا۔ اب بھی آپ کا وہی عقیدہ ہے، جواب دیا کہ انسان کا علم ترقی کرتا رہتا ہے، اس وقت میں نے صفحہ ۳۹۱ حقیقۃ الوحی کا نہیں پڑھا تھا، اس لئے حضرت صاحب کو ایک محدثیت والا نبی سمجھتا تھا، مگر اب نبی سمجھتا ہوں، وہ میری علمی غلطی تھی، میں نے کہا، اگر اس طرح غلطیوں کا سلسلہ جاری رہا، تو ممکن ہے آپ ایک وقت کہہ دیں، کہ حضرت صاحب صاحب شریعت نبی تھے، اس پر قاضی صاحب نے کہا، کہ میں تو چار سال گذشتہ سے حضرت صاحب کو صاحب شریعت نبی سمجھتا ہوں، میں نے ان کو کہا کہ آپ یہ لکھ دیں، وہ عذر کرتے رہے، کہ آپ میری کتاب ہی دیکھ لیں مگر اصرار سے اپنا یہ عقیدہ لکھ کر دیا، اصل پرچہ سوال و جواب ارسال خدمت ہے جس کی نقل ذیل میں درج ہے، (پیغام)

میرا ایمان اور اعتقاد ہے

حضرت احمد علیہ السلام انہی معنوں میں صاحب شریعت نبی اور رسول ہیں، جن میں جمیع انبیاء بنی اسرائیل حضرت موسےٰ کے بعد صاحب شریعت نبی ہوئے، یعنی وہ صاحب شریعت نبی ہیں، اس کی تشریح وہی ہے، جو حضرت احمد علیہ السلام نے اربعین میں کر دی ہے۔ فقط،

خاکسار۔ قاضی محمد یوسف احمدی، ۱۴ ستمبر

میر مدثر شاہ۔ کیا حضرت موسےٰ کے بعد انبیائے بنی اسرائیل کو آپ صاحب شریعت نبی مانتے ہیں یا بلا شریعت اور آیا سب انبیا شریعت موسوی میں تغیر و تبدل کر سکتے تھے، یا نہیں،

کیا آپ کے اعتقاد کے رو سے حضرت مسیح موعودؑ نے شریعت اسلام میں کچھ تغیر و تبدل یا ترمیم و تنسیخ یا اضافہ فرمایا یا نہیں،

جواب، حضرت محمدؐ اور حضرت موسیٰ شارع نبی بلا واسطہ تھے، جمیع انبیا بنی اسرائیل تا حضرت عیسیٰؑ اور حضرت احمد صاحب شریعت نبی بالواسطہ تھے،

نہ انبیاء اسرائیل کو تورات میں نہ حضرت احمد کو قرآن میں تغیر و تبدیل کا حق حاصل ہے، باقی میری تحریر نہایت واضح ہے

(قاضی محمد یوسف احمدی)

ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھئے نوبت کہاں پہنچتی ہے، ہم روز اول سے ہی بڑے زور کے ساتھ احمدی جماعت کو اس عظیم الشان خطرے سے متنبہ کر رہے ہیں، کہ میاں محمود احمد صاحب نے جو قدم اٹھایا ہے، وہ کہیں نہیں رکے، ترکستان کی طرف جا رہا ہے، اور ترکستان تک پہنچ کر ہی دم لیگا، اس خود تراشیدہ عقیدہ نے اب تک جو منازل ارتقا طے کی ہیں، ان پر ایک نظر سے معلوم ہوگا، کہ کس طرح ایک خیال لازماً دوسرے کی طرف لے جانے کا موجب بنتا ہے،

سب سے پہلے خلافت کا شوق دل میں اٹھتا ہے، اور لازماً دوسرا قدم یہ بنتا ہے، کہ خلیفہ مطاع کل ہو، اس کے سامنے چون و چرا کی گنجائش نہ ہو، اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ خلافت خلافت نبوت ہو، لہذا مجبوراً ایک تیسرا قدم اٹھانا پڑا، اور مسئلہ نبوت مستقلہ کا اختراع ہو جاتا ہے، نبوت کا منکر لازماً کافر ہونا چاہیئے، پس ایک چوتھا قدم تکفیر مسلمین کا اٹھانا پڑتا ہے،

اس کے بعد سیاحت ترکستان کے کئی منازل باقی ہیں جنکا ایک دوسرے کے بعد آنا ایسا یقینی اور ضروری ہے، جیسے دن کے بعد رات، پانچویں منزل یہ کہ جب نبوت محمدیہ کے بعد نبوت کا دروازہ کھل گیا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ شریعت محمدیہ کے بعد شریعت کا دروازہ بند رہے، پس مسیح موعودؑ کو تشریعی نبی ہونا چاہیئے چھٹی منزل پھر ایک تشریعی نبی اپنی امت بنایا کرتا ہے، موسیٰ نے موسوی قوم بنائی، عیسےٰ نے عیسوی قوم بنائی، محمدؐ نے محمدی قوم بنائی۔ تو احمد قادیان کی اپنی علیحدہ امت کیوں نہ ہو، لہذا احمدی عام مسلمانوں سے ایسی ہی علیحدہ قوم ہے، جیسے عیسائی یہودیوں سے، اپنا کلمہ ہونا بھی ضرور ہے، اور یہ اس ارتقا کی نویں منزل ہوگی، اور دسویں منزل یہ ہوگی، کہ مکہ کی جگہ قادیان لے لے اور خانہ کعبہ کی جگہ مسیح موعودؑ کی بیت الدعا،

ابھی تک پانچواں قدم من حیث الجماعت قادیان نے نہیں اٹھایا، اور نبوت تشریعی کے ماننے میں کچھ تامل ہے۔ ہاں افراد ایسے پائے جاتے ہیں، جو یہاں تک بھی پہنچ چکے ہیں ظہیر الدین کا قدم تو میاں صاحب سے بھی پہلے اس مقام پر تھا، مگر حال ہی میں جو چند ایک اور نے بہائی مذہب اختیار کیا، اور قادیان بدر ہوئے، اس کی وجہ بھی صرف اتنی ہی تھی، کہ تشریعی نبوت کی کڑی اس زنجیر کی ایک ضروری کڑی ہے، جو قادیان کے کارخانہ میں تیار ہوئی ہے آج پشاور سے یہی آواز سنائی دیتی ہے، اور گو اب خود جماعت محمودیہ کو عجیب و غریب معلوم ہوتی ہوگی، مگر وہ دن یقیناً آنے والا ہے، کہ اس آواز کی گونج تمام جماعت میں سنائی دے گی، اور آج جو عجیب ہے، کل وہ ایک معمولی بات ہو جائے گی، محض وقت کی بات ہے، اور دو اور دو چار کی طرح یہ ایک یقینی بات ہے،

گنجے کو پنجے

(از شیخ محمد دین جان - بی اے ایل ایل - بی)

کسی قوم کی اخلاقی حالت کا صحیح اندازہ لینا چاہو، تو اس کا پریس دیکھ لو۔ یہ اس کا شفاف آئینہ ہے، جس میں قوم کے خط و خال بعینہٖ معکوس ہوتے ہیں، جتنا پاکیزہ اس کا پریس ہوگا۔ اتنی ہی بلند پایہ وہ قوم ہوگی، اور اسی حالت سے اس میں ترقی کے پودوں کو نشو و نما دینے کی طاقت ہوگی، برعکس اس کے اگر اس کا پریس ایک گبریلے کی طرح جس کی فطرت غلاظت میں لوٹنے کی مقتضی ہے، ہر وقت گندہ دہنی سے کام لیتا ہے تو اس قوم کا خدا حافظ ہے، وہ ترقی کی اتنی ہی استعداد رکھتی ہے جس قدر کہ وہ گبریلا،

پریس کی آزادی ایک بیش بہا نعمت ہے اور حقوق نسل انسان کے تاج میں ایک آبدار گوہر، اس کے حاصل کرنے کے لئے جو قربانی بھی کی جائے، تھوڑی ہے۔ مگر کیا وہ قوم جو رنگیلا رسول، شیطان، گرو گھنٹال، بہو کا رٹ، لاحول یا دیگر بیہودہ قصے ننگ علم خط و رسوائے فن کتابت تحریریں نکال سکتی ہے، یا جس میں ان کو فروغ ہو سکتا ہے اس بات کی مستحق ہے۔ کہ وہ اپنے مخرب اخلاق بدذاتی کے باوجود اس گوہر کی خزینہ دار رہے۔

پچھلے دنوں جب مہاتما گاندھی نے ہندو پریس کو اس کی گندہ دہنی کے لئے ملعون کیا، تو جواب میں یہ کہا گیا، کہ ہندو پریس نے جو کچھ لکھا وہ مسلمان اخبارات کا جواب تھا، اس لئے مہاتما کو چاہیئے تھا کہ وہ پہلے مسلمانوں کا منہ بند کرتے، شاید اس جواب سے اس کے لکھنے والوں کی تسلی ہو گئی ہو، مگر افسوس اخلاق کے ترازو میں اس کی وہ حقیقت ہے، جیسے اس امر کی کہ ایک ثقہ اور مدبر شخص کی پر حکمت بات کر جائے ... ایک بچہ اپنی طفلانہ بے اعتنائی سے منہ چڑا دے،

بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے اکثر اخبار نویس بالکل سوقیانہ مذاق رکھتے ہیں، اور جب ایک دوسرے کی بات کا جواب دیتے ہیں، تو بجائے آپس کی تو تو میں میں کے جو فی نفسہٖ بھی ناپسندیدہ ہے، ایک دوسرے کے بزرگان دین کو درمیان میں لے آتے ہیں، اور ان پاکیزہ ہستیوں کو مدت ہوئی، تہ خاک جا سوئیں، وہ بے نقط سناتے ہیں، کہ معمولی انسان کو بھی ان کے پڑھنے یا سننے سے شرم آئے، جہاں تک قومی مفاد کی حفاظت کا سوال ہے، وہ تو اس دشنام دہی سے ہرگز حاصل نہیں ہوتا، شاید ان کی تعداد خریداری میں کچھ زیادتی ہو جاتی ہو، مگر یہ بدنصیب اتنا بھی نہیں سمجھتے، کہ اگر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرکے اور اپنی اخلاق فروشی سے انہوں نے دو چار روپیہ زیادہ بھی کما لئے، تو کس کام کے۔

ایک زمانہ تھا کہ ہندوستان میں پریس ایکٹ جاری تھا، جس کے ڈر سے ہر ایک اخبار نویس یا دیگر لکھنے والوں کا خون خشک ہوا کرتا تھا۔ اور وہ خوب جانتے تھے، کہ قلم نے ذرا لغزش کھائی، اور پریس ورپیس کا صفایا ہوا، بقول جناب شیکسپیئر آں جہانی بدنصیبی بھی جس راہ نشین مینڈک کی طرح جو با وصف اپنی بدصورتی اور زہریلے پن کے اپنی چوٹی میں قیمتی ہیرا رکھتی ہے، خالی از فائدہ نہیں ہوتی، اور اپنی نوعیت میں بڑی سبق آموز ہوتی ہے، مرحوم پریس ایکٹ بھی کئی خوبیاں رکھتا تھا۔ اور اس کا بے پناہ کوڑا ایسے منہ زور کلمہ دراز اور کج خلق لکھنے والوں کے بل نکالنے میں نہایت مجرب تھا۔

نوع انسان کے حقوق کے تحفظ کا خیال آتا ہے، تو پریس پر پابندی کا ہونا برا معلوم ہوتا ہے، لیکن جب ان بدنام کنندہ نکو نامے چند لکھنے والوں کی حالت سامنے آتی ہے، تو انسان یہ ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے، کہ پریس ایکٹ زندہ ہی رہتا تو اچھا تھا، کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے یہ حضرات جن پر نقصان اخلاق کا ڈر کوئی اثر نہیں کرتا، کم از کم نقصان زر کے خوف سے اپنی قلموں پر لگام دیئے رکھتے، اور اس بے تماشہ گندے لٹریچر کے زہر سے جس نے اپنے تحریر کنندوں کے دلوں کے ساتھ معصوم صفحات قرطاس علی ان گنت سیاہ کئے ہیں، دنیا کی عصمت محفوظ رہتی۔

عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم

جن دنوں پریس ایکٹ جاری تھا، ہر ایک وطن پرست اس کو ایک لعنت خیال کرتا تھا، اور یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ طوق گلے سے اترے، مدتوں اس کے لئے ایجی ٹیشن ہوا، گورنمنٹ تو ممکن ہے کسی اپنی مصلحت سے اس کے منسوخ کرنے میں پس و پیش کرتی ہو، مگر موجودہ حالات کو مدنظر رکھکر گورنمنٹ کی دوربینی کی داد دینی ہی پڑتی ہے، پریس ایکٹ کیا دور ہوا گنجے کو پنجے مل گئے، سر کا اب اللہ بیلی ہے،

بچے بچے نہ بچے

کاش گورنمنٹ نے جہاں ڈاکٹروں وکیلوں وغیرہ کیلئے کچھ پابندیاں علمیت و سندات وغیرہ قائم کی تھیں وہاں اخبار نویسوں کے لئے بھی کچھ معیار مقرر کیا ہوتا، مثلاً یہ کہ کوئی شخص اخبار نویس نہ بن سکے۔ جب تک اس کی بلند نظری۔ خیالات کی عمدگی اور اعلےٰ پایگی، حلم، تدبر، پاکیزگی اخلاق وغیرہ کا امتحان علاوہ علمی قابلیت کے نہ کر لیا جاوے، تا کہ اس معزز پیشہ میں ہر ایک ایرا غیرا داخل ہو کر اس کی ننگ و رسوائی کا باعث نہ بنے۔

ہم اس قلق کے سمجھنے سے قاصر ہیں، چاہئے تو یہ تھا کہ "سرگزشت" یا "ترجمہ" "افتراء و بہتان" میں مولوی عبدالحق صاحب نے جو "ہرزہ درائی" یا "گستاخی" کی ہے، وہ بتلاتے اور اس کی تردید کرتے۔ تو دنیا بھی دیکھ لیتی کہ واقعی مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، غلط لکھا ہے، مگر ہمارے سماجی دوستوں کو اس طرف کو متوجہ ہونے کی جرأت نہ ہوئی، اور "تنقید قرآن" کو لے بیٹھے، خود یہی ایک عقلمند کے لئے کافی اشارہ ہے، کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے، اور جو کچھ مولوی عبدالحق صاحب نے ویدوں کے متعلق لکھا ہے، وہ ناقابل تردید ہے،

مولوی عصمت اللہ کا چیلنج

ہماری گذشتہ کسی اشاعت میں مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام نے آریہ سماج کو ایک چیلنج دیا تھا، کہ رگوید میں سے خدا تعالےٰ کا ذاتی نام "اوم" دکھائیں، اس پر آریہ گزٹ رقمطراز ہے کہ رگوید کی بندش کیوں لگا دی ہے، جبکہ چاروں وید ایک ہی ایشوری گیان کے چار حصے ہیں، اور مولوی صاحب کا یہ سوال ایسا ہے جیسے کسی مسلمان سے سوال کیا جائے، کہ سورۂ ابی لہب سے اللہ کا نام نکال کر دکھاؤ، گزٹ کو خود اس جواب کے نقص کا احساس ہے، کیونکہ اس نقص کو پورا کرنے کے لئے مولوی صاحب پر ایک دو ذاتی فقرے جڑ دیئے، خیر یہ تو بقول مہاتما گاندھی جی سماجی سپرٹ کا تقاضا ہے مگر جواب کے متعلق ہم بتلا دینا چاہتے ہیں، کہ جو مثال ہمارے معاصر نے دی ہے، وہ صحیح نہیں ہے، چار ویدوں کی ایک دوسرے سے وہ نسبت نہیں ہے جو قرآنی سورتوں کو قرآن سے ہے، قرآنی سورتیں سب کی سب ایک ہی انسان پر نازل ہوئیں اور ایک ہی کتاب کا حصہ ہیں، برخلاف اس کے ویدوں میں سے ہر ایک بخیال سماج ایک علیحدہ رشی پر نازل ہوا ہے۔ گویا ہر ایک فی نفسہٖ ایک ہدایت نامہ ہے، تماشے کی بات ہے کہ ایک رشی پر خدا کلام نازل کرتا ہے۔ اور تمام کلام میں ایک مرتبہ بھی اپنے ذاتی نام کا اسے علم نہیں دیتا، اور پھر "رگوید" ہی وہ وید ہے، جسے آپ "گیان کانڈ" سمجھتے ہیں، یعنے معرفت الٰہی کی کتاب، باقی تین تو یا کرم کانڈ سے متعلق ہیں یا گیت وغیرہ کے متعلق، اگر خدا کا ذاتی نام کسی وید میں ہونا ضروری ہے، تو وہ رگوید ہے، کیونکہ اس کا موضوع معرفت الٰہی ہے، ہمارے سماجی دوستوں کو بچاؤ کا کوئی اور سوراخ تلاش کرنا چاہیئے،

سماجی پروپاگنڈا

جہاں مسلمان خواب خرگوش سو رہے ہیں، اور اگر سو نہیں رہے تو باہم کفر و تکفیر کے حقیر شغل میں مصروف ہیں، یہ گزشتہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا، کہ اپنی قوم کو بیش از پیش جوش دلائے، اور ویدک دھرم پھیلانے کے لئے آمادہ کرے، اپنے مذہب کی حفاظت و اشاعت تو ہر شخص کا حق ہے، مگر سماج کی طرف سے اس مقصد کے حصول کیلئے جو ذرائع استعمال ہوتے ہیں، وہ بدقسمتی سے ایسے ہیں جو عام طور پر حد جواز سے متجاوز ہو گئے ہیں، اور بقول مہاتما جی ملک میں منافرت کی روح پیدا کر رہے ہیں، آریہ گزٹ اپنے مقالہ افتتاحیہ [illegible]

[illegible] ہندوؤں کو مسلمان بنانے کا ایک [illegible] قائم کر لیا ہے، [illegible] بچہ بچہ مذہب کا پرچارک ہے، اور ہر جائز و ناجائز طریق سے اسلام پھیلانے پر تلے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ مسلمانوں کی سنگھٹن جماعتیں بن گئی ہیں، جو ہندو عورتوں، بچوں کو اڑانے پھسلانے اور بہکانے کے لئے ہیں، اور ان خفیہ سوسائٹیوں کو چھوڑ کر دیگر اسلامی انجمنیں حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہی ہیں۔ قادیان میں ایک جماعت محض ہندو دھرم کے قلعے پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار کی جا رہی ہے، اور لاہور میں بھی اسی قسم کے مذہبی طوفان بپا ہو رہے ہیں،"

بیچارے مسلمان! ایک طرف تو ان کے مذہب پر حملہ آوروں کے یہ منصوبے یہ پروپاگنڈا اور یہ تیاریاں اور دوسری طرف انکی یہ حالت کہ انہیں آپس ہی کے دوسرے کے مشت و گریبان اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے خدا جانے اس بدبخت قوم کو کب ہوش آئیگی

افکار و اذکار

"مولوی" ثناء اللہ صاحب ہمارے دیرینہ کرمفرما ہیں "اہلحدیث" کی تازہ اشاعت میں ایک تازہ کرمفرمائی فرماتے ہیں، میاں محمود احمد صاحب کے یورپ جانے پر فرماتے ہیں "خدا کی شان دنیا میں کوئی بھی واقعہ ہو وہ مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب کرتا ہے" کیونکہ مرزا صاحب چشمۂ معرفت وغیرہ میں بالتصریح لکھ چکے ہیں۔ کہ مسیح موعود کے زمانے میں اسلام پھیل جائے گا، یہاں تک کہ کوئی دوسری قوم بجز اسلامی قوم کے نہیں رہے گی" میاں صاحب کا سفر یورپ بغرض مطالعہ حالات تبلیغ و اشاعت گویا مرزا صاحب کے اس قول کی عملی تکذیب ہے،

سبحان اللہ! "مولوی" صاحب۔ کیا فہم رسا ہے، اور کیا شانِ اتقاء! اس قسم کا مبالغہ آمیز کلام آپ کی دستار فضیلت کے ساتھ بے زیب معلوم ہوتا ہے، آپ کو نظر نہ آئے تو نہ آئے، کیونکہ تنکے اور شہتیر والی تمثیل حضرت مسیح نے آپ جیسے ہی صدوقیوں اور اور فریسیوں کی حالت پر کہی ہے، مگر "مولوی" صاحب ایک دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ آپ کے دہن مبارک سے جو کلمہ نکلا، وہ کہاں تک حق و صداقت اپنے اندر رکھتا ہے، اس کا تو شاید آپ کو کوئی بڑا ڈر نہ ہو، کیونکہ آپ "مولوی" صاحب ہیں، اور ماشاء اللہ میاں کے منظور نظر، مگر آپ کے خریدار بھی جن کو آپ ایسی تحریرات سے خوش کرتے اور اپنے لئے لقمۂ تر پیدا کرنے کی ناقابل رشک کوشش فرماتے ہیں، دل ہی دل میں آپ کی راست گوئی کی داد ہرگز ہرگز نہیں دیں گے،

کیا یہ سچ ہے کہ "دنیا میں کوئی بھی واقعہ ہو" مرزا صاحب کی تکذیب کرتا ہے، آپ ہی انصاف سے کہہ دیجئے، آپ ہی اپنے گریبان "مولوی" میں منہ ڈال کر فرما دیجئے، کہ کیا یہ جو کچھ آپ نے فرمایا صحیح ہے۔ کیا دنیا کا ہر ایک واقعہ مرزا صاحب کی تکذیب کر رہا ہے، اور کوئی ایسا واقعہ نہیں، جس کا تعلق مرزا صاحب کے صدق و کذب سے نہ ہو "مولوی" صاحب! خدارا غور کیجئے۔ آپ کی طرز کلام کس انداز کی ہو گئی ہے، ان بیچارے مسلمانوں پر رحم کیجئے، جو آپ کے جبہ و دستار سے فریب خوردہ ہیں، اور آپ سے توقع رکھتے ہیں، کہ آپ کے گفتار و کردار میں مومنانہ شان نظر آئے، مگر یہ طریق تو مومنانہ کیا ایک عامیانہ اور وہ بھی بازاری عامیانہ طریق ہے، ممکن ہے آپ اسے مبالغہ کے نام سے تعبیر فرما کر اپنی ضمیر کو طفل تسلی دیں، مگر "مولوی" صاحب مبالغہ اور جھوٹ فی الحقیقت ہم معنے الفاظ ہیں،

"مولوی" صاحب! پھر آپ کو اگر اپنے تقویٰ پر نہیں، تو کم از کم اپنے فہم پر تو ضرور ناز ہے، مگر یہاں تو معلوم ہوتا ہے، اس پر بھی پتھر پڑ گئے، بلکہ اگر نہیں تو تعصب کا پردہ تو ضرور پڑ گیا ہے، تعجب ہے کہ "مسیح موعود کے زمانہ" کا مفہوم آپ نہ سمجھ سکیں، "مولوی" صاحب! حضرت موسیٰ کا واقعہ آپکے سامنے ہے فتح ارض مقدس کا الٰہی وعدہ اپنی قوم کو دیتے ہیں، مگر اسکا ایفاء انکی زندگی میں نہیں ہوتا، چالیس سال بعد ہوتا ہے، پھر نبی کریمؐ کو دکھایا جاتا ہے، کہ قیصر و کسریٰ کی چابیاں حضورؐ کو دی گئیں، آپکو علم ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس کے عہد میں پوری ہوئی، مرزا صاحب نے ہرگز نہیں کہا کہ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں رہے گا، آپکے اس قول پر زور لعنت لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جسے ہم استعمال کرنا پسند نہیں کرتے، ہاں یہ بشارت ضرور دی ہے کہ اسلام ان کے زمانہ میں غالب ہوگا، اور اسکے یہی معنی ہیں کہ ان کے خدام کے ہاتھوں ہوگا، اور اگر آپ ان کے خدام کی اشاعت اسلام میں سرگرمی اور خدا کے فضل سے کامیابی کو منصفانہ نگاہ سے دیکھیں، تو آپ کو خود بھی معلوم ہوگا کہ انشاء اللہ اسلام غالب ہو کر رہے گا، اور ہمارے احمدیوں کے ہاتھ سے غالب ہوگا،

"مولوی" صاحب کیا ایک واقعہ مرزا صاحب کی تکذیب کرتا ہے گستاخی معاف کم از کم ایک واقعہ تو ایسا ہے جو ان کی صداقت پر ناقابل تردید مہر تصدیق ہے، احادیث نبوی میں مسیح موعود کے زمانہ کے مولویوں کا ایک خاکہ دیا ہوا ہے، اسے پڑھئے اور پھر اپنے خط و خال سے مقابلہ کیجئے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ کم از کم ایک واقعہ ایسا بھی ہے جو مرزا صاحب کا مصدق ہے ◆

اخبار احمدیہ ممالک غیر

خط جاوا

مرزا ولی احمد بیگ جاوا سے تحریر فرماتے ہیں، کہ جملہ برادران کی صحت و خیریت معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی۔ خدا کے فضل سے میں راضی ہوں، کئی نوجوان چینی اور جاوانیوں کو میں حضرت امیر کی کتاب "اسلام" کے سبق دیتا ہوں، یہاں کے ڈاکخانہ کا پوسٹ ماسٹر صوفی مزاج ہے، اس سے کئی دفعہ ملاقات ہوئی، وہ اسلام سے دلچسپی کا اظہار کرتا ہے، اور ہماری کتابیں مطالعہ کے لئے لے گیا ہے، اللہ تعالےٰ اسے ہدایت نصیب کرے، میڈیکل طلباء نے مجھ سے درخواست کی ہے، کہ ان کو اسلام اور احمدیت کے اصولوں سے آگاہ کیا جائے، انشاء اللہ ۱۵ ماہ حال کو ان کے ہاں جاؤں گا "دعوت عمل" کی سخت ضرورت ہے! اس رسالہ نے بہت عمدہ کام کیا ہے، اس خط کو لکھتے ہوئے مجھے ایک انجمن نے خط لکھا کہ ان سے پردہ کے بارہ میں تبادلہ خیالات کیا جائے، یہ ایک سیاسی انجمن ہے، اس پر میں نے انہیں جواب لکھ بھیجا، کہ یہ امر کوئی اصول اسلام میں سے نہیں کہ اس پر جھگڑا کیا جائے، اور اس پر وقت اور طاقت صرف کی جائے، حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا جن کا میں ایک ادنیٰ خادم ہوں، صرف ایک ہی مشن تھا، یعنی اتحاد مسلمین اور قتل دجال اور میں انہیں امور کے سرانجام دینے کے لئے آپ کے ملک میں آیا ہوں، اگر آپ ان امور کے بارے میں مجھ سے کچھ سیکھنا چاہتے ہیں، تو میں ہر وقت حاضر ہوں، اس کے ساتھ میں دو کتابیں طوبیٰ اور حمامۃ البشریٰ آپ کے مطالعہ کے لئے بھیجتا ہوں،

دعوت عمل کا ملائی زبان میں ترجمہ کرا رہا ہوں۔ بعد تکمیل چھپوانے کیلئے بھیجوں گا، میں جاوی زبان سیکھ رہا ہوں،

خط اٹلی

ہمارے بھائی اپنے تازہ خط میں سیلان ملک اٹلی سے تحریر فرماتے ہیں، کہ کتابیں مرسلہ مل گئی ہیں، ان میں سے ایک اخبار اور دو چھوٹے رسالے تو سفیر مصر کو بھیج دیئے، کیونکہ میں جب سدا میں تھا، تو ان سے میری گفتگو احمدیہ سلسلہ پر ہوئی، انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ میں کچھ اس فرقہ کی نسبت جانتا ہوں، ان کی واقفیت بہت کم اور جتنی وہ بالکل غلط، میں نے اپنی واقفیت کے مطابق ان سے سب کچھ کہا، انہوں نے کہا کہ کیا اس فرقہ کے آدمی مثلاً خواجہ صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب کو انگریز روپیہ دیتے ہیں، اور کیوں لوگ ان پر جاسوسی کا شبہ کرتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ میں ان بزرگوں کو نہایت اچھی طرح شخصاً جانتا ہوں، اور وہ میرے بڑے ہی مہربان ہیں، ان پر کسی قسم کا برا گمان کرنا اپنے آپ کو گنہگار کرنا ہے، البتہ وہ سیاسی تحریکوں میں حتی الامکان حصہ نہیں لیتے لوگوں کا ان کو جاسوس کہنا محض بدمعاشی پالیسی ہے، وہ چونکہ ہندوستانی مسلمان ہیں، اور انگریزوں کی رعیت ہیں، اور ان کا انقلابی تحریکوں میں حصہ لینا اخلاقاً و شرعاً جائز نہیں، دوسرے ان کا کام صرف اشاعت اسلام ہے اور بس، میں نے ان سے سوال کیا، کہ آپ مصر کی بہتری کے لئے جو انگریزوں سے مل کر کام کرتے ہیں تو کیا آپ جاسوس ہیں، اور کیا آپ کا بادشاہ ملک فواد اور وزیر اعظم جو ہمیشہ انگریزوں کے طرفدار رہے ہیں، جاسوس ہیں وغیرہ وغیرہ اس پر ان کی بہت کچھ تسلی ہو گئی، مگر مجھے جلدی روما چھوڑنا پڑا، اور یہاں آنا پڑا، اس لئے پھر ان سے ملاقات نہ ہو سکی، اس لئے مناسب سمجھا کہ ان کو سلسلہ احمدیہ کے متعلق کچھ لٹریچر پہنچایا جائے دو رسالے دعوت عمل انگریزی جو حضرت مولوی صاحب قبلہ نے لکھا ہے، بہت مفید ہوگا، وہ بھی بھیج دیا ہے،

اشاعت کے لئے روما بہترین جگہ ہے، ایک تو عیسائیت کی جائے پناہ ہے، اور دوسرے لوگ بات سنتے ہیں، اگر وہاں ہم اشاعت اسلام کا مرکز قائم کر لیں، تو یہ ایک نہایت عظیم الشان کام ہے، روما میں ہزاروں نوجوان عیسائی تبلیغ کا کام سیکھنے کے لئے آتے ہیں، ان کی وہاں ایک باقاعدہ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۳

جلد ۱۲ — نمبر (۷۶)

مدینۃ المسیح لاہور، یوم انوار مورخہ ۳۰ - ذی الحجہ ۱۳۴۲ ہجری مطابق ۳ - اگست ۱۹۲۴ء

ما از و یا بسیم ہر نور وکمال
وصل دلدار ازل بے او محال
مقتدائے قول او دعہاں ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایماں ماست
از ملائک وز خبر ہائے معاد
ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرتِ احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکرِ آں موردِ لعنِ خداست
معجزاتِ انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسرانِ وتباب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
باد ما از جام اوست
...یرش محمد ہست نام
...ن بدست ما مدام
...شیر شد اندر بدن
...شد و با جاں بخواہد شدن
...او خیر الرسل خیر الانام
...وت را بروشد اختتام
...و نوشیم ہر آبے کہ ہست
شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
...مارا وحی و ایائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

اخبارِ احمدیہ

اخویم حکیم سید یاسین شاہ صاحب کے صاحبزادے سید ... شاہ صاحب کی منگنی عید اضحیٰ کے روز موضع ... ضلع ... راجہ ... صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ ہم ... صاحب اور شاہ صاحب ہر دو کو اس مبارک دیتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر دو خاندانوں کے لئے مبارک کرے۔

جب آریہ صاحبان ضلع کانگڑہ میں اپنی کوشش میں ہر طرح ناکام رہے، تو اب انہوں نے حکیم سید یاسین شاہ صاحب پر ایک فوجداری مقدمہ دائر کروا دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا، تو اس میں بھی وہ خائب و خاسر ہوں گے،

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں، کہ مسجد بھون ضلع کانگڑہ کے ساتھ تیس چالیس کنال اعلیٰ درجہ کی نہری زمین اور چند دکانیں وقف ہیں، جن کی آمدنی وہاں کی ایک نام نہاد انجمن کے کارکن کھا رہے ہیں، مسجد میں نہ امام ہے نہ موذن، صرف بارہ آنہ ماہوار پر ایک جولاہا پانی بھرنے والا مقرر ہے، جسے ڈیڑھ سال سے تنخواہ نہیں ملی، متولی صاحبان ... کی ... تم ہیں، نہ کچھ کرتا ...

مسلمانوں کو انہوں نے کافر بنایا تھا، اس لئے انعام کے مستحق ہیں،

چودھری سردار خاں صاحب ضلع کانگڑہ میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ ۲۔ اگست تک واپس لاہور آئیں گے۔

مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی مسلمانان بہرام پور ضلع گورداسپور کی استدعا پر ... آریوں کے ساتھ مباحثہ کے لئے تشریف لے گئے تھے، جہاں دھرم ... مشہور آریہ ... زبان

اخویم شیخ عبد الغنی صاحب راولپنڈی سے تحریر فرماتے ہیں، کہ جمعہ کے دن موجودہ احباب کا مسجد میں اجتماع ہوتا ہے۔ اور انشاء اللہ چند یوم تک درس قرآن کا سلسلہ شروع ہو جائے گا،

سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے سرگودھا میں وکالت شروع کر دی ہے، امید ہے کہ شاہ صاحب اس علاقہ میں تبلیغ و تنظیم جماعت میں کوشش کریں گے،

شیخ نظام الدین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس راولپنڈی یکم اگست سے دو سال کی فرلو پر تشریف لے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور انہیں ... اپنی حفاظت میں رکھے،

رنگِ خدا میں رنگ دیا سارے جہاں کا رنگ

(خواجہ غلام نبی صاحب مہجور پسروری)

امید ہے کہ مٹ کے رہیگا خزاں کا رنگ
کچھ کچھ نکھر چلا ہے ہر اک گلستاں کا رنگ

دنیا پہ چھا رہا ہے مسیح الزماں کا رنگ
یہ رنگ وہ ہے جس کو کہیں آسماں کا رنگ

ظاہر ہے رنگ اس سے قرآنِ مجید کا
کم فہم جانتے ہیں اسے قادیاں کا رنگ

کی دل سے جس نے پیروی متشابہات کی
سمجھے گا خاک وہ بھلا اس کے بیاں کا رنگ

بدلے نہ مولوی جی اگرچہ جناب نے
دیکھا خود اپنی آنکھ سے صد نشاں کا رنگ

الہامیات چھوڑ کے ہٹ پر اڑے رہے
لیکن بدل سکے نہ یہ اپنے بیاں کا رنگ

... نے رہی حضور ...
... کا منہ ... گا ... کا رنگ

قبول اسلام

بھوپ سنگھ ولد بھگوان سنگھ قوم گیلوت ہندو ساکنہ آم کا نگلہ۔ ڈاک خانہ لاکھوں۔ ضلع علی گڑھ بدست مولوی فیروز الدین صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بر سارہ برضا و رغبت خود مشرف باسلام ہوا، اسلامی نام عبد اللطیف رکھا گیا، خداوند کریم انہیں استقامت بخشے۔

مبارکباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۳۰ - ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ، نمبر ۷۶

نسل انسانی کا ہبوط

(۲) حالت ہبوط اور بیگناہ پیدا ہونا

(حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے قلم سے)

یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ

(اے آدم کے فرزندو! تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے، جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا)

بروئے قرآن کریم حضرت آدمؑ بے گناہ پیدا ہوئے جس طرح ہر انسان کا بچہ بیگناہ پیدا ہوتا ہے، شیطان نے انہیں ورغلایا، اور ان سے اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی سرزد ہوئی، گو انہوں نے گناہ نہیں کیا، کیونکہ گناہ کے لئے ارادہ ضروری ہے، اور قرآن کریم حضرت آدم کے متعلق صاف الفاظ میں شہادت دیتا ہے۔ فنسی وہ بھول گئے، ولم نجد لہٗ عزما (طٰہٰ - ۱۱۵) ہم نے اس میں ارادہ نہیں پایا، پھر ایک جگہ ان کی اس نافرمانی کو زلت سے تعبیر کیا، اور زلت وہ ہے جو بغیر قصد اور ارادہ کے سرزد ہو جائے، فازلہما الشیطان (البقرہ - ۳۶)

ہاں نسیان سے بھی نافرمانی ہو جائے، تو بعض حالات میں اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، حضرت آدم کے لئے وہ سزا یہ تھی، فاخرجہما مما کانا فیہ جس جنت میں آدم و حوا تھے، اس سے ان کو نکلوا دیا، (البقرہ - ۳۶) بلکہ پہلے سے اللہ تعالےٰ نے آدم کو متنبہ کر دیا تھا، ان ھذا عدو لک ولزوجک فلا یخرجنکما من الجنۃ (طٰہٰ - ۱۱۷) یہ تیرا اور تیرے ساتھی کا دشمن ہے، سو تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے، پھر سارے انسانوں کو خطاب کر کے بتایا، لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ (الاعراف - ۲۷) تمہیں شیطان دکھ میں نہ ڈال دے، جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا، پس حضرت آدم کی لغزش کی سزا صرف ایک ہی تھی، یعنی جنت سے نکالا جانا، البتہ اس کو سوات کا ظاہر ہونا بھی کہہ دیا ہے، یعنی ان کے عیب ان پر ظاہر ہو گئے، (الاعراف - ۲۲) اور ایک جگہ غوایت یعنی ناکامی سے بھی تعبیر کیا ہے۔ وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ (طٰہٰ ۲۰ - ۱۲۱)

آدمؑ کے عصیان کا نتیجہ جیسا کہ میں ابھی قرآن شریف سے بتا چکا ہوں، صرف ایک ہی ہے، یعنی جنت سے نکل جانا، اس میں نسل انسانی کی شرکت کا ذکر قرآن شریف میں کہیں نہیں، البتہ ساری نسل انسانی کے لئے قرآن شریف نے حالت ہبوط کو ضرور بیان کیا ہے، مگر ان دونوں میں بہت فرق ہے، اور قرآن شریف نے خود ہبوط اور اخراج از جنت کو الگ الگ امور کے طور پر بیان کیا ہے، چنانچہ پہلے سورہ البقرہ میں فاخرجہما مما کانا فیہ کے بعد بڑھایا ہے، وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو اگر یہ دونوں ایک ہی ہوتے، تو اخراج از جنت کو بیان کرنے کے بعد یہ ذکر تحصیل حاصل تھا، مگر اس سے آگے بیان اور بھی صاف کر دیا ہے، فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ ۰ آدم نے اپنے رب سے کلمات سیکھے، اور اللہ نے اس پر رجوع برحمت کیا، با ایں اس کے بعد پھر فرمایا، قلنا اھبطوا منہا جمیعا ۰ یعنی ہبوط کا حکم پھر بھی سب پر وارد کیا ہے، آدم پر رجوع برحمت کے بعد نسل انسانی کے ہبوط کا ذکر صاف بتاتا ہے، کہ ہبوط قطعاً سزا کے رنگ میں نہیں، نہ یہ آدمؑ کے عصیان کا نتیجہ ہے، بلکہ یہ کوئی اور کیفیت ہے، ایسا ہی سورۂ اعراف میں حضرت آدمؑ کی توبہ کے بعد ہبوط کا ذکر ہے، اور سورۂ طٰہٰ میں اس کو نہایت ہی صاف کیا ہے، وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ ۰ ثم اجتبٰہ ربہ فتاب علیہ وھدیٰ ۰ فرما کر اس کے بعد ہبوط کا ذکر کیا ہے یعنی پہلے عصیان کا پھر اس کی سزا، پھر سزا کے بعد آدم کی برگزیدگی اور اس پر رجوع برحمت فرمانا اور اسے سیدھے رستہ پر چلانا۔ اور سب کے بعد پھر نسل انسانی کے ہبوط کا حکم ہے، قال اھبطا منہا جمیعا ۰ پس یہ یقینی اور قطعی امر ہے کہ حالت ہبوط آدمؑ کے عصیان کی سزا نہیں، عصیان کی حالت ایک عارضی حالت [illegible]

کہنا ہے کہ نسل انسانی جنت سے نہیں نکلی، گو نسل انسانی پر حکم ہبوط وارد ہے،

ان کھلے نتائج کے بعد اس امر کے سمجھنے میں کچھ دشواری باقی نہیں رہتی، کہ حالت ہبوط کو گنہگاری سے کوئی تعلق نہیں، قرآن کریم کی نص جو پہلے حصہ مضمون میں نقل ہو چکی ہے کہ ہر انسان کا بچہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے، بلکہ آدم کے عصیان کے نتیجہ سے بھی اسے کوئی تعلق نہیں، یہ دونوں باتیں بیّن طور پر ثابت ہو چکی ہیں، پھر یہ حالت ہبوط کیا ہے، اس کے لئے آدمؑ کے سارے قصے پر غور کرنا چاہیئے، آدم بے گناہ پیدا ہوتا ہے اس لئے فطرتاً وہ بے گناہ ہے لیکن اس کے بعد شیطان سے اس کو مقابلہ پیش آتا ہے، یہ شیطان سے معاملہ انسان کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اگر ضروری نہ ہوتا، تو آدمؑ کے قصہ میں اس ذکر کو نہ لایا جاتا، اور ویسے بھی یہ امر ظاہر ہے اس لئے کہ شیطان سفلی خواہشات کا مظہر ہے، اور انسان کی اس زمین پر زندگی کے لئے ادنیٰ خواہشات کا جو اس کے جسم سے تعلق رکھتی ہیں، اس کے اندر ہونا ضروری ہے، ہاں ترقی کے زینہ پر اس کا قدم اس حد تک پڑتا ہے۔ جس حد تک وہ ان سفلی خواہشات پر غالب آتا جاتا ہے، یا بالفاظ دیگر شیطان کے ساتھ اس کا مقابلہ اس زمینی زندگی میں [illegible] ہے، اگر وہ اس مقابلہ میں گر جاتا ہے یا پھسل جاتا ہے، تو یہ اس کی ناکامی ہے، اگر وہ مقابلہ میں غالب آ جاتا ہے، تو یہ اس کا قدم ترقی کی طرف ہے، اب دو صورتیں تھیں، ایک یہ کہ اس مقابلہ میں شیطان کبھی بھی غالب نہ آتا، اور دوسری یہ کہ کبھی وہ غالب بھی آ جاتا، تیسری صورت کہ وہ ہمیشہ غالب آتا، قطعاً ناممکن ہے، آدم کے قصہ میں بتایا گیا ہے، کہ اس مقابلہ میں شیطان کبھی غالب بھی آ جاتا ہے، گویا دوسری صورت قائم ہوئی، فطرتاً انسان بے گناہ تو پیدا ہوا، مگر فطرتاً اس میں یہ کمزوری ضرور ہے، کہ وہ شیطان کے مقابلہ میں کبھی مغلوب بھی ہو جائے، اور یہی اس کی ترقی کا سارا راز ہے، اگر فطرتاً وہ ایسا بنایا جاتا، کہ خدا کے قانون کو کبھی توڑ ہی نہ سکتا، تو اس کی حالت وہی ہوتی جو سورج چاند ستاروں وغیرہ کی ہے اور وہ مقرر کردہ قانون سے ایک بال کے برابر ادھر ادھر نہیں ہوتے مگر پھر انسان کو ان چیزوں پر کوئی فوقیت بھی نہ ہوتی، اور وہ بھی ان چیزوں کی شکل ہوتا۔ انسان کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہوا۔ کہ اسے ایک مقابلہ کی حالت میں رکھا جائے، اور چونکہ مقابلہ میں خطرہ لامحالہ موجود ہے اس لئے اسے حالت ہبوط قرار دیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ نسل انسانی کے ہبوط کا ذکر آدم کے پھسل جانے کے بعد آتا ہے، گویا اس خطرہ سے اسے واقعی طور پر متنبہ کر دیا ہے، مگر خطرہ ہونے کے یہ معنی نہیں، کہ واقعی انسان پھسل بھی گیا، ہر انسان جو پیدا ہوگا اس خطرہ میں ہوگا کہ شیطان کے مقابلے میں پھسل جائے، مگر اس کے یہ معنی نہیں، کہ ہر انسان جو پیدا ہوگا، وہ پھسل بھی چکا ہے یا ضرور پھسل جائے گا، نسل انسانی کے لئے ہدایت کے لانے والے اور اس ہدایت کی پیروی کرنے والے اس خطرہ سے نکل جاتے ہیں، مگر مقابلہ کے بعد۔ فمن تبع ھدای فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون ۰ یہ آدم کے قصہ کے آخر پر ہے یعنی جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا، ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے، خوف تو یہ تھا، کہ اب شیطان ان کو پھسلا سکے،

کے خلاف کس طرح چلے، اور اگر انسان پیدائش میں تو بیگناہ ہوتا لیکن اس کے لئے کوئی مقابلہ اور کوئی خطرات نہ ہوتے، تو جس طرح دنیا کی اور چیزیں فطرتاً قانون کی فرمانبردار ہیں، وہ بھی فرمانبردار تو رہتا، یعنی اس فطری بے گناہی پر قائم رہتا، لیکن اسے ان اشیاء پر کوئی فوقیت حاصل نہ ہوتی، نہ اس کے لئے ترقی کا میدان ہوتا اس لئے انسان کے لئے حالت ہبوط ضروری ہوئی، کہ وہ بعد میں بمقابلہ فطری بے گناہی کی حالت پر قائم ہو کر ترقی کر سکے،

یہ وہ صاف اور عملی اصول ہے، جسے قرآن شریف نے بیان کیا ہے، اگر عیسائی صاحبان ذرا غور سے کام لیں، تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لیکن مذہب کے دائرہ میں عقل کو بے دخل کر دینے والی قوم اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے، کہ یہ ایک عام غلط فہمی ہے جو بعض لوگوں کے دلوں میں ہے، کہ آدم پہلے کہیں آسمان پر تھے اور وہاں سے گر کر زمین پر آ گئے، اور ساتھ ہی نسل انسانی بھی زمین پر آ گئی، اور یوں گویا آدم کے عصیان کے نتیجہ میں ان کی اولاد بھی شریک ہو گئی، قرآن شریف میں جہاں آدم کے تعلق کا ذکر ہے، وہاں صاف لفظ ہیں، انی جاعل فی الارض خلیفۃ، میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں، لامحالہ وہ جنت بھی اسی زمین پر تھی اور گو یہ مضمون علیحدہ تفصیل چاہتا ہے، لیکن اس قدر یہاں بتا دینا ضروری ہے، کہ حالت بے گناہی پر پہلی جو جنت ہے، اس پر جنت ایسی ہے، کہ اس سے نکلنے کا خطرہ بھی لگا ہوا ہے لیکن اس جنت سے ترقی کر کے انسان دوسری جنت کو حاصل کرتا ہے، تو اس سے پھر کبھی نہیں نکلتا،

بمبئی مالکان ملز کی فیاضی

بمبئی کے مشہور و معروف مالکان ملز سر فضل بھائی کریم بھائی نے دس لاکھ کی ایک گراں قدر رقم مسلمانان بمبئی پریذیڈنسی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے وقف کر دی، یہ رقم ۳ فیصدی منافع والی کفالتوں کی شکل میں بمبئی یونیورسٹی کے حوالے کر دی گئی اس کے منافع سے مسلمانوں کو یورپ، امریکہ، جاپان یا دیگر ممالک غیر میں اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف دیئے جائیں گے وظائف کا عطا کرنا یونیورسٹی کا کام ہو گا، معطی اور معطی کے بعد اس کے خاندان کے سب سے بڑی عمر والے سے مشورہ لیا جائے گا، رقومات جو بطور وظائف دی جاویں گی، قرض حسنہ تصور ہوں گی، اور جب ایسے طلباء کی مستقل صورت معاش پیدا ہوں تو وہ واپس کی جا کر اسی راس المال میں جمع ہوتی رہیں گی، یونیورسٹی عنقریب اس معاملے کے ہر ایک پہلو پر غور کرنے والی ہے،

خاندان فضل بھائی مستحق مبارکباد ہے کہ اپنی خداداد مال و دولت کا ایک ایسا عمدہ مصرف تجویز کیا، بدقسمتی سے متمول مسلمان اپنے اموال کو ناجائز طریق میں ضائع کرنے کے لئے تو تیار ہوتے ہیں، لیکن اگر کہیں ان کی مٹھی نہایت سختی سے بندش اختیار کرتی ہے تو وہ کسی کار خیر کے موقع پر، ہندوستان میں بڑے بڑے کروڑپتی مسلمان تجار ہیں، بڑے بڑے اوقاف ہیں، بڑی بڑی گدیاں ہیں جن سے کروڑہا روپیہ کی آمد ہوتی ہے، اگر سر فضل بھائی کی اس قابل فخر مثال کی تقلید میں ان اموال کو اس قسم کے مفید قومی کاموں میں لگایا جائے، تو نہایت مبارک بات ہو گی،

شیخ صاحب مرحوم کی یاد

جب کبھی ایثار مال کا ایسا نمونہ وقوع پذیر ہو تو لازماً ہماری جماعت احمدیہ میں اس واجب التعظیم بزرگ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم مالک انگلش ویئر ہوس لاہور کی یاد کو تازہ کرتا ہو گا جو اپنی جائداد غیر منقولہ کا ایک معتد بہ حصہ انجمن کے نام اشاعت اسلام کی غرض کے لئے وصیت کر گئے ہیں، اس کا منافع مستقل طور پر تبلیغ و اشاعت پر صرف ہوتا رہے گا، اور اس طرح شیخ صاحب کے نام شیخ صاحب کی مثال کو ہمارے قلوب میں تازہ رکھے گا، اور خود ان کی روح کے لئے موجب راحت و مسرت بنتا رہے گا۔

جماعت احمدیہ کے مالکان ملز

ہماری احمدیہ جماعت میں بھی خدا کے فضل سے متقی اور دیندار مل اونرز ہیں، جو آئے دن اشاعت اسلام کے اعلیٰ ترین مقصد کے لئے اپنے اموال کو بیدریغ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ امید ہے سر فضل بھائی کی فیاضی انہیں بھی بیش از پیش قربانیوں کی محرک ہو گی، فضل بھائی نے جس غرض کے لئے ایثار دکھایا ہے، وہ بذات خود نہایت بلند ہے، لیکن اشاعت اسلام کا مقصد تعلیم سے بھی بلند تر ہے، اگر ہمارے صاحب حیثیت دوست اسی طریق پر دنیا کے مختلف مقامات میں اسلامی مشن قائم کریں، یعنی یوں کہ ایک معقول رقم جس کا منافع اخراجات مشن کے لئے کفیل ہو سکے، بطور راس المال جمع کرا دیں، تو ہمیشہ کے لئے ایک صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کرتے رہیں گے، ہماری جماعت کے احباب ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے دین کی حفاظت و اشاعت پر جو مال خرچ ہو، وہ ہرگز ہرگز ضائع نہیں جاتا، بلکہ ... خدا کے ہاں بے شمار برکات کا موجب بنتا ہے،

دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی جماعت

دین کو دنیا پر مقدم کر دکھانا، خدائی قائم کردہ احمدی جماعت کا ایک امتیازی نشان ہے، خدا کے راستے میں کوئی جانفروشی نہیں جو اسے بار خاطر ہو، اس پاک جماعت کے پاک افراد دین کے لئے کسی قربانی کو بڑا نہیں سمجھتے، ہمیں امید ہے، ہمارے احباب شیخ صاحب مرحوم کی مثال کو زندہ رکھتے ہوئے دنیا کو اپنی زندگی کا تازہ ثبوت دیں گے،

فساد بھیرہ

ہمیں یہ سنکر دلی رنج اور افسوس ہے کہ بھیرہ کے مسلمانوں میں باہم سخت فساد ہوا ہے، اور کشت و خون تک نوبت پہنچ گئی ہے، ایک طرف لاہوری بتائے جاتے ہیں ...... دوسری طرف پراچہ قوم کے لوگ ہیں ...... لاہوری احمدی جماعت کے حصہ قادیان سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں اپنے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے عدن سے تار موصول ہوئی ہے، کہ وہ اپنے بیانات میں خالص صداقت سے کام لیں، وجہ فساد وہی فرقہ وارانہ منافشت بتائی جاتی ہے، ہم نہیں جانتے، کہ طرفین میں سے زیادتی کس کی ہے، مگر ہمیں اس بات کا ازحد قلق ہے کہ جو مذہب تمام دنیا کو رواداری کا سبق دینے آیا تھا آج اس کی اپنی یہ حالت ہے،

مصائب جنوبی ہند

ایک ہفتہ سے کثرت بارش نے جنوبی ہند کے دریاؤں میں سخت طغیانی پیدا کی ہے، اور ہر روز نہایت جانکاہ خبریں آتی ہیں، گاؤں کے گاؤں کا صفایا ہو گیا، فصلیں تباہ ہو گئیں، مال مویشی کا نقصان ہوا، اور بہت جانیں ضائع ہوئیں، اور جو لوگ جان بچا کر بھاگ بھی گئے ہیں، وہ بھی زندہ درگور ہیں، سر چھپانے کو جگہ تک نہیں ہے، برادران وطن اور گورنمنٹ کی طرف سے ریلیف فنڈ اور ریلیف مشن قائم ہوئے، اور میدان میں پہنچ کر کام کر رہے ہیں، مگر تعجب ہے، کہ مسلمانوں کی طرف سے امداد مصیبت زدگان کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھا، خلافت کمیٹی کو کیا ہو گیا، جن کے ان لمبے چوڑے ریزولیوشنوں کی سیاہی بھی ابھی خشک نہیں ہوئی ہو گی، جن میں موپلا مصیبت زدگان کی امداد کو کمیٹی کے پروگرام میں سب سے اول نمبر پر جگہ دی گئی تھی،

برادران وطن کی تنگدلی

فسادات دہلی کے متعلق حکیم اجمل خاں اور مسٹر آصف علی نے اپنے اعلانات میں جس اسلامی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے، بدقسمتی سے برادران وطن اس کی قدرشناسی سے قاصر ہے اور اس سے بے جا فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں، انہیں اعلانات کو مسلمانوں کے خلاف بطور اقبالی ڈگری پیش کرتے ہوئے فسادات کی سب ذمہ داری مسلمانوں پر ڈال رہے ہیں، اور اس بات پر زور دے رہے ہیں، کہ عام مسلمان ان مسلمانوں کی کسی قسم کی امداد نہ کریں، جو گرفتار ہوئے ہیں۔

اگر مسلمان لیڈروں نے بعض مسلمانوں کا ہندو عورتوں پر حملہ اور ہندو مندر کی بے حرمتی پر اظہار افسوس کیا ہے، تو انہوں نے ایک اخلاقی فرض ادا کیا ہے، اگر انہوں نے ہندو مظالم پر زور نہیں دیا، تو وہ صرف اس لئے کہ وہ ہندو لیڈروں سے یہی توقع رکھتے تھے، کہ وہ بھی اپنے فتنہ پرداز سے اظہار نفرت کریں گے، اور مصالحت کا یہی طریق ہوتا ہے، اس سے یہ فائدہ اٹھانا کہ ہندوؤں کو مظلوم سمجھتے ہیں، ناجائز ہی نہیں بلکہ اپنی تنگدلی کا ثبوت دینا ہے،

ہمیں سمجھ نہیں آتی، برادران وطن یہ پروپاگنڈا شروع کرنے میں کس طرح حق بجانب ہیں، کہ قصور سب مسلمانوں کا ہے، مانا کہ بعض ذلیل مسلمانوں نے اسلام کے نام کو بدنام کیا اور عورتوں اور مندر پر دست درازی کی، مگر دوسری طرف یہ بھی تو ایک سر واقعہ موجود ہے، کہ بعض ہندوؤں نے بھی دو مسلمان عورتوں پر حملہ کیا، اور مسجد کے اندر مسلمان طلباء کو زد و کوب کی، جرم تو ایک ہی ہے، تعداد سے کوئی فرق نہیں پڑتا،

ٹریبیون جیسا بھی غیر جانبداری اخبار تک اس بات پر زور دے رہا ہے، کہ جو مسلمان گرفتار ہوں، ان کی کسی قسم کی امداد مسلمانوں کی طرف سے نہ ہو، اور ابھی کل کی بات ہے کہ جب گورنمنٹ نے بعض اشتعال انگیز رسائل کے ہندو شائع کنندگان کو گرفتار کیا تھا، تو خود یہی اخبار اس بات پر زور دے رہا تھا، کہ ایسے معاملات میں مقدمہ بازی کا نتیجہ کوئی اچھا نہیں ہوتا، بلکہ الٹا خود اس مقصد کے لئے مضر ہوتی ہے جس کے لئے کی جاتی ہے، ہندو اخبارات نے یہاں تک ان کو بچانے کی کوشش کی کہ ایک اعلان بھی اس مطلب کا شائع کرایا، چند مسلمان اخبار نویسوں کو بھی شامل کیا، اور مسودہ اعلان کے زور سے گورنمنٹ پر اثر ڈالنے کی کوشش کی، کہ "رنگیلا رسول" اور "شیطان" جیسے گندہ دہن رسائل کے مجرموں کو بچایا جائے،

ہندو پروپاگنڈا

ہندو پریس پروپاگنڈا میں ید طولیٰ رکھتا ہے، اور فی الحقیقت یہی پروپاگنڈا ہے، جو بہت حد تک ہندو مسلم اختلاف کا ذمہ وار ہے، حال ہی میں اس قسم کی باتیں ہندو پریس میں چکر لگا چکی ہیں، جو بظاہر تو محض بے سروپا افواہیں معلوم دیتی ہیں مگر ان کی تہ میں وہی چیز کام کر رہی ہے، جس کا نام پروپاگنڈا ہے،

ہندو پریس ... کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ مسلمان درزیوں کو بائیکاٹ کر دیں، تو ایک بے بنیاد خبر اڑائی، کہ پچاس مسلمان درزیوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں یہ تجویز پیش ہوئی، کہ ہندوؤں کا کام چھوڑ دیا جائے، کب اور کس جگہ؟ یہ نہیں بتایا، اس کو کہتے ہیں، پروپاگنڈا۔

اور جب اپنی قوم کو یہ سمجھانا چاہا کہ آئندہ فساد کے لئے ابھی سے تیاری کریں، اور یہ بھی سمجھانا چاہا کہ اینٹ اور لاٹھی کی نسبت تیزاب زیادہ کاری ہتھیار ہے، تو ایک اور بے بنیاد خبر مشہور کی، اور وہ یہ کہ مسلمانوں کے دلوں میں یہ غلط خیال بٹھایا گیا ہے، کہ آئندہ ہنگامہ کے وقت ہندو تیزاب استعمال کرنے والے ہیں، گویا ایک باریک اشارہ تھا کہ یوں کرو، مسلمانوں کو سب سے پہلے اس کا علم ہندو اخبارات سے ہی ہوا۔ اس کا نام ہے پروپاگنڈا

ناظرین کرام و قارئین عظام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ از راہ کرم خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے، (منیجر)

میاں صاحب کا سفر یورپ

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

(کچھ عرصہ سے بعض ان احباب نے جن کا تعلق میاں صاحب سے مریدی کا ہے، اس مضمون کے متعلق سوال کیا ہے جو میاں صاحب کے سفر یورپ کے متعلق چند دن ہوئے پیغام صلح میں نکلا ہے، اور یہ دریافت فرمایا ہے کہ آیا میں اس مضمون سے اتفاق رکھتا ہوں)

قبل اس کے کہ میں اس بات کا جواب دوں، میں اس ضرورت کو محسوس کرتا ہوں، کہ ہم دونوں گروہوں کی جو مجدد صدی کے دامن سے وابستہ ہیں، زیادہ تر توجہ اپنے اصل کام اشاعت اسلام کی طرف ہونی چاہیئے، اور جہاں تک ممکن ہو، اندرونی جھگڑوں کو کم کیا جائے، گو میں جانتا ہوں، کہ میاں صاحب کے اخبار الفضل میں مجھے اور میرے بعض احباب کو برا کہا جاتا ہے، اور دشمن سلسلہ قرار دیا جاتا ہے، اور جناب میاں صاحب نے بھی ان گالی دینے والوں کی پیٹھ ہی ٹھونکی تھی، اور ہمارے احباب کا ذکر جو ان کے جلسہ سالانہ پر پیغام مصالحت لے کر گئے تھے، آپ نے ایک لیکچر میں ان الفاظ میں کیا تھا، کہ بیشک یہ پیغام صلح لے کر آئے ہیں، مگر ان سے ہوشیار رہو، کہ بعض وقت شیطان بھی فرشتہ کے لباس میں آجایا کرتا ہے۔ مگر ان تمام باتوں کے باوجود میں اپنے احباب کو وہی کہوں گا، جو ہمیشہ کہتا رہا ہوں، کہ ہمارے لئے یہ موزوں نہیں کہ ہم ان باتوں کا بدلہ لیں، اور سخت کلامی کا جواب سختی سے دیں، اصل بات یہ ہے کہ میاں صاحب کی اصل غرض یہی ہے کہ ان کے مرید ہم سے میل جول نہ رکھیں، اور باہمی نفرت رہے، اور یہ وہی ہتھیار ہے، جو مخالف مولویوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف استعمال کیا تھا، مگر اہل حق کا شیوہ یہ نہ ہونا چاہیئے۔ ہمیں سخت کلامی سنکر بھی وہی طریق اختیار کرنا چاہیئے، جس کی اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں ہمیں ہدایت کی ہے، ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ اگر سختی کے مقابلہ میں نرمی اختیار کی جائے، تو یہ بہت بہتر ہے، اور ہم تو تمام کلمہ گوؤں کو ایک سلک میں منسلک دیکھنا چاہتے ہیں، اس لئے بھی نرمی کا پہلو ہمیں اختیار کرنا چاہیئے۔

دوسری طرف یہ دقت ہے، کہ میاں صاحب نے چونکہ اپنی جماعت میں پیری مریدی کا خطرناک رنگ پیدا کر دیا ہے، اس لئے محض اظہار واقعات کو بھی بعض وقت میاں صاحب کے مریدین میاں صاحب کی ہتک سمجھ کر ہم پر یہ الزام دیتے ہیں، کہ تم میاں صاحب کو برا کہتے ہو، آج قادیان کا رنگ بدلا ہوا ہے کہاں وہ زمانہ تھا، کہ حضرت مسیح موعود کے سامنے بڑی جرأت سے ہر قسم کا اعتراض پیش کر دیا جاتا تھا، اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ ان کے درس کے سننے والے بڑی بڑی سختی سے بھی بحث کر لیا کرتے تھے، اور کہاں یہ زمانہ کہ میاں صاحب مجلس میں بیٹھیں، تو سب لوگ پیری مریدی کے حلقہ کی طرح حلقہ قائم کر کے خاموش رہیں، میں سمجھتا ہوں، اظہار واقعات گو اعتراض کے رنگ میں بھی ہو، قوم کے لئے ایک برکت اور رحمت ہے میاں صاحب کے بہت سے مریدین mental slavery کی اس حد تک پہنچ گئے ہیں، جو اسلام کی اصل روح کے خلاف ہے، اور مجھے اس بات کا افسوس ہے، کہ مجدد زمانہ کی جماعت کے ایک حصہ میں یہ رنگ پیدا ہو گیا، جو ان کی علمی ترقی کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے، آزادی رائے اور ایمانی جرأت وہ جوہر ہے، جو تعلیم اسلامی کی گویا بنیاد ہے، میں خوب جانتا ہوں کہ ادب بھی ایک ضرورت ہے، لیکن ادب کو اس حد تک پہنچانا کہ آدمی اپنی رائے بھی ظاہر نہ کر سکے، افراط ہے، اور انسان وہی صحیح راہ پر ہے، جو افراط و تفریط کو چھوڑ کر اعتدال کی راہ اختیار کرتا ہے، اس لئے میں خود نہ کسی دوست سے جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے، اس بات کو برا مانتا ہوں، کہ وہ میری کسی غلطی کو دیکھ کر اس کی اطلاع مجھے دے اور نہ ہی اس بات کو برا سمجھتا ہوں بلکہ اسے ضروری خیال کرتا ہوں کہ جب کسی قومی کام کو نقصان پہنچ رہا ہو، تو اس وقت اظہار واقعات کر کے قوم کو اطلاع دے دی جائے،

میاں صاحب کے سفر یورپ کے متعلق سب سے پہلے جب میں ڈلہوزی آ رہا تھا، تو میرے ایک عزیز دوست نے پٹھانکوٹ میں سوال کیا تھا، اور میں نے انہیں یہ جواب دیا تھا۔ کہ میں دنیا میں چلنے پھرنے کو میاں صاحب کے لئے مفید سمجھتا ہوں، مختلف قسم کے لوگوں سے مل کر انسان کے دل میں ایک وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور گھر میں بیٹھکر جب چاروں طرف ہاں میں ہاں ملانے والے ہی ارد گرد ہوں، تنگدلی بڑھتی چلی جاتی ہے، میں نے انہیں اس وقت کہا تھا، کہ جب میاں صاحب حج کو گئے تھے، تو واپسی پر ان کے خیالات میں تبدیلی بھی دیکھی گئی تھی، جو افسوس ہے بہت تھوڑے دن رہی، واپسی پر انہوں نے اپنی ایک تقریر میں مسئلہ کفر و اسلام میں وہی پہلو اختیار کیا تھا، جو ہم کہتے ہیں، یعنی یہ کہ جو لوگ حضرت مجدد کو کافر کہتے ہیں، وہ کفر بطور تعزیر الٹ کر ان پر پڑتا ہے، پس میرا خیال شروع میں یہی تھا، کہ اگر میاں صاحب سفر کریں، تو ان کے لئے یہ سفر وسعت قلب اور برداشت کا مادہ پیدا کرنے میں مفید ہو گا، لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے اپنے اس دوست سے یہ بھی کہہ دیا تھا، کہ جو کچھ میں سنتا ہوں، اگر وہ صحیح ہے، کہ میاں صاحب اپنے ساتھ دس بارہ آدمی لے جا رہے ہیں، تو یہ محض اسراف ہے، اور قوم کا روپیہ برباد کرنا ہے۔ اور یہ بہت ناپسندیدہ امر ہے،

مانا کہ قوم میاں صاحب کے کہنے پر ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہے، مگر میاں صاحب کو اس کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیئے، قوم کا روپیہ بڑی سخت احتیاط سے خرچ ہونا چاہیئے یہ ایک امانت ہے، جس کے ایک پیسہ کے اسراف کے لئے بھی وہ لوگ عند اللہ جوابدہ ہیں، جو نظام قومی کے سر ہیں، میری رائے اب بھی وہی ہے، کہ میاں صاحب کا سیر و سیاحت کرنا مذموم فعل نہیں، اور اگر وہ صرف اشاعت اسلام کے لئے ہی ہے، اور کوئی غرض درمیان میں نہیں، جس کا علم اللہ ہی کو ہے اور ہم حسن ظن سے کام لینے کیلئے تیار ہیں، تو یہ ایک اچھا کام ہے لیکن اس سفر میں جو اسراف کا طریق اختیار کیا گیا، وہ بہت برا ہے، بارہ پندرہ آدمی اتنے لمبے سفر میں ساتھ لینے یہ ایک مذہبی پیشوا کے لئے موزوں نہ تھا، ہاں کوئی نواب صاحب سیاحت کے لئے نکلیں، تو وہ اس قسم کی نمائش بیشک کریں، ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں، لیکن اشاعت اسلام کی غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بہت ہی معیوب امر ہے، کہ قوم کے چالیس پچاس ہزار روپے پر یونہی پانی پھیر جائے، اس سے بہت بہتر تھا، کہ میاں صاحب اپنا اور ایک ساتھی کا خرچ قوم سے لیتے۔ اب کیا یہ امر میاں صاحب کی قوم کے لئے موجب مسرت ہو سکتا ہے، کہ میاں صاحب نے اپنی ذات کا خرچ قوم پر نہیں ڈالا، جب تیس چالیس ہزار کی رقم اس عسرت کے زمانہ میں جب اشاعت کے لئے ایک ایک پیسہ ایک خزانہ ہے، محض ایک خیال کے ماتحت برباد کر دی گئی، کہ اس جاہ و جلال کو دکھانے سے لوگوں پر اثر پڑے گا،

جہاں تک میں دیکھتا ہوں میاں صاحب کے ساتھی بھی انہی خیالات سے متاثر ہیں، کیا یہ اسراف نہیں، کہ سفر سے پہلے ہر ایک جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے، کہ وہ سب اسٹیشن پر آئیں، اور ایک فوٹوگرافر ساتھ لائیں، تاکہ ان سب کا اور میاں صاحب کا فوٹو ہر سٹیشن پر لیا جائے، اور پھر کہا جاتا ہے کہ یہ سب فوٹو سفرنامہ میں شائع ہوں گے، گویا کہ میاں صاحب بیت المقدس کو فتح کر کے قبضہ لینے جا رہے ہیں، اس لئے اس فاتح کی تصویر ہر اسٹیشن پر اتری چاہیئے، خدا کے لئے غور کرو، کہ کام کیا ہے، اشاعت اسلام کے لئے وسائل سوچنا اور مشورہ کرنے جانا، کس سے مشورہ کرتے، یہ نہ میاں صاحب کو علم ہے نہ ان کے ساتھیوں کو، اور ہو کیا رہا ہے، کہ پچیس اسٹیشن جہاں گاڑی سات سات منٹ کے لئے ٹھیرے وہاں میاں صاحب کا فوٹو لیا جائے، میں کہتا ہوں۔ مگر کبھی کسی نواب نے کوئی اسراف کیا ہو، تو اس کی مثال شاید اس کی زندگی میں بھی نہ ملے۔ پھر کس قدر خرچ ہو گا، کہ یہ سارے فوٹو ایک کتاب میں شائع ہوں گے، قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کے لئے تو روپیہ نہیں، مگر یہ بیسیوں فوٹو شائع کرنے کے لئے روپیہ بھی آجائے گا، پھر قوم اس کتاب کو خریدے گی، میاں صاحب کے مریدین خدا کے لئے غور کریں، کہ کیا یہ خطرناک اسراف نہیں، پھر اسی طرح تاروں کے کالموں کے کالم الفضل میں شائع ہوتے ہیں، وہ کونسے اہم امور تھے جن کے لئے تاروں کی ضرورت تھی، کیا بمبئی سے خط دو دن میں نہیں آجاتا، کہ ایک دن میں کوئی اہم سوچ چھین جاتا جس کے لئے اتنے لمبے تاروں کی ضرورت تھی، یہ ساری باتیں بتاتی ہیں، کہ میاں صاحب اور ان کے مریدین کا قدم کس طرف جا رہا ہے، مجھے ضرورت نہ تھی کہ اس مضمون پر قلم اٹھاتا میاں صاحب جانیں، اور ان کے مرید، بعض احباب کے دریافت کرنے پر لکھ دیا ہے، اس خطرناک اسراف کے لئے میں کوئی جواز نہیں دیکھتا۔

اخبار احمدیہ ممالک بیرون ہند

خط اٹلی

(گذشتہ سے پیوستہ)

یورپ میں ایک پنجابی شخص بڑا صوفی مشہور ہے، ہزارہا لوگ اس کے مرید ہیں، وہ بہت دفعہ روما میں لیکچر دے چکا ہے، اور ایسے بیہودہ کہ آپ سن لیتے تو ہنسی کے مارے بے حال ہو جاتے، لیکن ان لوگوں پر اس کا بڑا اثر ہوا، مجھ سے بھی روما میں یہ شخص ملا، اور میں نے اسے خوب ڈانٹا۔ کہ یہ کیا لغو بکا کرتے ہو۔ صوفی ازم کے معنی بھی نہیں جانتے اس پر وہ بڑا نادم ہوا، اور اس کے بعد مجھ سے نہ ملا، وہ یورپ میں پیر و مرشد کہلاتا ہے، اور اس کی اصل سکونت سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کی ہے، سوئٹزرلینڈ، فرانس، انگلستان، امریکہ اور دوسری جگہوں میں تکیے بھی بنا رکھے ہیں، جہاں اس کے خلیفے رہتے ہیں، اس تحریر سے میرا مقصد یہ ہے کہ جب ایسے لچر اور بیہودہ لوگ کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ تو اسلام کے مخلص سپاہی کیوں اپنا اتنا اثر نہ ڈال سکیں گے، ضرور اور یقیناً ڈال سکیں گے، اسی لئے میں یہاں اپنا کچھ انتظام کر رہا ہوں، تاکہ اشاعتی کام جاری ہو سکے، روما سے مجھے اپنے ایک دوست کا خط آیا تھا، کہ وہ کتب کے ترجمہ کرنے میں میری مدد کرے گا، میں نے اسے لکھ دیا ہے، کہ میں اپنے ہندوستان کے احباب سے مشورہ کر کے اطلاع دوں گا، اگر میرا یہاں مستقل انتظام رہائش ہو گیا، تو ترجمہ کا کام میں خود کرا سکوں گا، ورنہ انجمن اگر چاہے تو میں کچھ عرصہ پوری توجہ لگا کر زبان سیکھ کر مستقل مشن کے قیام کا انتظام کر سکوں گا، ضروری کتابیں ارسال کر دیں جملہ احباب کو السلام علیکم۔

خواجہ حسن نظامی اور مسئلہ سود
بینکوں کے سود سے احتراز کیا جائے

(از جناب مولانا عبد السلام ندوی)

نور ایمان نے صحابہ کرام کی آنکھوں کو دوربین بنا دیا تھا۔ اس لئے ان کو چھوٹے سے چھوٹے گناہ بھی بڑے نظر آتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ تم لوگ بہت سے کام کرتے ہو۔ جو تمہیں بال سے بھی زیادہ باریک نظر آتے ہیں۔ لیکن ہم لوگ، عہد نبوت میں انہیں مہلک ترین گناہوں میں شمار کرتے تھے۔ بعد کو صوفیہ کرام نے عہد صحابہ کی اسی روش کو قائم کیا۔ اور احتساب نفس اور دفع وساوس وخطرات قلب میں ایسی متشددانہ قیود لگا دیں۔ کہ محدثین کرام نے ان کو اسلام کی شریعت آسانیوں کے خلاف سمجھا اور ان پر نکتہ چینیاں کیں۔

فقہانے اگرچہ ملکی اور وقتی ضروریات سے متاثر ہو کر اس آسانی کو مذہبی کے ساتھ بدل دیا۔ لیکن حضرات صوفیہ اپنے اصول پر قائم رہ کر صحابہ کرام کی تقلید کرتے رہے۔ لیکن موجودہ تمدن نے ان بزرگوں کو بھی کافی حد تک دنیادار بنا دیا۔ اور وہ اب فقہا کی غیر مدلل روش اختیار کرتے جاتے ہیں۔ حال ہی میں بنکوں کے سود کے متعلق خواجہ حسن نظامی نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ اسی قسم کے دنیوی اغراض سے متاثر نظر آتے ہیں۔ وہ بنکوں کو ایک تجارتی دکان قرار دیتے ہیں اور جو لوگ تاجرانہ حیثیت سے سود لیتے دیتے ہیں۔ ان کو اہل ضرورت تسلیم نہیں کرتے۔ جن کے ساتھ بنکوں کی خود غرضی کا اظہار ہو۔ لیکن آگے چل کر خود ہی فرماتے ہیں کہ سوداگروں کی امداد اور ان کی ضرورتیں اور اغراض پورے کرنے کے لئے بنک چل رہے ہیں۔ پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ تاجر لوگ اہل ضرورت اور اہل غرض کیوں نہیں ہیں؟ اور بنک ان کی ضرورت اور غرض کو پورا کرنے میں سود لے کر خود غرضی کا اظہار کیوں نہیں کرتے؟ کیا اہل ضرورت صرف وہ لوگ ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہوں؟ اگر ضرورت کی یہی تعریف ہے۔ تو مہاجنوں کے بہت سے سود بھی جائز کہے جا سکتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ سود کی تعریف جو اہل عرب کے طرز عمل سے مستنبط ہوتی ہے۔ کہ زیادتی بمقابلہ مدت، البتہ اس زیادتی میں وحشت اور حالات کے لحاظ سے کمی وبیشی ہوتی رہی ہے۔ دور وحشت میں جس طرح ہر چیز میں بیرحمی اور قساوت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح سود بھی سخت لیا جاتا تھا، اور اہل عرب میں اسی قسم کا سود رائج تھا۔ اس کے بعد جو قومیں اہل عرب سے زیادہ متمدن تھیں (مثلاً یہود) وہ موجودہ مہاجنوں کے طریقہ پر ماہوار ایک معین شرح سے سود لیتی تھیں۔ اس کے بعد تمدن کو ترقی ہوئی تو شرح سود میں اور بھی آسانیاں پیدا کی گئیں۔ اور موجودہ سود کا طریقہ اسی تمدنی ترقی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔ اور جب تمدن زیادہ ترقی کرے گا۔ تو اور بھی آسانیاں کی جائیں گی۔ یہاں تک کہ تمدن کی انتہائی ترقی یہ ہو گی کہ معاملات داد وستد میں مطلق سود کی آمیزش نہ ہو۔ بلکہ اہل ضرورت کی صرف اخلاقی اعانت کی جائے۔ اسلام کا تمدن اسی قسم کا ترقی یافتہ تمدن ہے۔ اور ہم کو موجودہ تمدن کو اسی ترقی یافتہ تمدن کے قالب میں بدلنے کی کوشش کرنی چاہئیے جس کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جہاں تک عقائد کا تعلق ہے ہم یہ عقیدہ قائم کر لیں۔ کہ موجودہ سود پر سود کی تعریف صادق آتی ہے۔ اس لئے وہ سود ہے۔ اس کے بعد ہر ممکن طریقہ سے اس سے احتراز کرنے کی کوشش کریں۔ اور جو لوگ اس سے احتراز نہیں کرتے۔ وہ کم از کم اپنے آپ کو خدا کا گنہگار بندہ سمجھیں۔ لیکن جواز کے غیر مدلل فتوے سے مسلمانوں کے عقیدہ میں جو اب تک تقبیح قائم ہے سخت فرق آتا ہے۔ ان میں سود لینے کی جرات پیدا ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اپنے آپ کو اس جرم کی بنا پر گنہگار سمجھتے ہیں۔ وہ بالکل بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس کا آخر نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلام کی تحریف ہو جائے۔

بنکوں کی حقیقت شرح سود کو لوگ نہایت معمولی درجہ کی چیز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قدیم طریقہ رباء سے بہت زیادہ اس طریقہ سود نے لوگوں کو اس گناہ میں مبتلا کیا۔ قدیم زمانہ میں سود خواری کا کوئی باضابطہ انتظام قائم نہ تھا۔ اور سود کی سختی کی وجہ سے لوگ سخت مجبوری کی حالت میں قرض لیتے تھے۔ لیکن ان بنکوں نے سود خواری کا باضابطہ سسٹم قائم کر کے سود خواری کو غیر معمولی طور پر رائج کیا ہے۔ درحقیقت شرح سود نے قرض لینے پر لوگوں کو بہت زیادہ دلیر بنا دیا ہے۔ اس لئے بنکوں کے نتائج قدیم طریقہ ربا سے بہت زیادہ دردناک ہیں۔ قدیم زمانہ میں بھی لوگ زنا کرتے تھے۔ اور شراب پیتے تھے۔ لیکن موجودہ تمدن نے ان کو قانون کے دائرے میں لا کر قدیم زمانہ سے بہت زیادہ عام کثیر الاشاعت کر دیا ہے۔ بنکوں کی بھی یہی حالت ہے۔ کہ انہوں نے اپنی باضابطگی اور قلت شرح سود کی وجہ سے تمام دنیا کو اس معصیت میں آلودہ کر دیا ہے۔ صرف ایک اسلام کا تمدن اس سے محفوظ تھا۔ اور اب اس کو بھی اس سے آلودہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ فرض ہونا چاہئیے۔ کہ وہ اس سے اپنے مذہبی عقائد کو محفوظ رکھیں۔ اور ہر ممکن طریقہ سے بنکوں کے سود سے بچنے کی کوشش کریں۔

(وکیل)

الحاج خواجہ کمال الدین کا لیکچر سرینگر میں
"میں جناب مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا بلکہ مجدد سمجھتا ہوں"

۱۶ جولائی کی شام کو ½۵ بجے مسلم مشنری خواجہ کمال الدین صاحب نے پنجابی اور کشمیری مسلمان سفر زین کو ٹی پارٹی دی۔ بہت سے احباب ورؤسا شامل تھے۔ بعض اصحاب کی تحریک سے خواجہ صاحب نے انگلستان میں اشاعت اسلام کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ اور اسلام کے وہ محاسن بیان کئے جن کی وجہ سے وہ یورپ جیسے مادہ پرست ملک میں چار پانچ سو معمولی یورپین کو ہی نہیں بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور روسا، اور نوابان ملک اور لارڈوں تک کو مشرف باسلام کرنے میں کامیاب ہو سکا۔

اسلام کو اس کے پیغمبر برحق صلعم کو جو وسعت قلب فراخدلی اور عالی حوصلگی دوست ودشمن یار واغیار کے ساتھ سلوک کرنے اور دوسرے مذاہب کے برگزیدگان کے ادب واحترام کے متعلق مبدا فیاض نے عطا کی ہے اس پر آپ نے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام کی اسی ایک خوبی نے جو اخوت ومساوات اور حسن خلق سے وابستہ ہے یورپ جیسے دولتمند مادہ پرست۔ لامذہب ملک میں بغیر کسی توپ وتفنگ کے تبلیغ واشاعت اسلام کی تخم ریزی کر دی ہے۔ آپ نے "اختلاف باعث رحمت ہے" کی تفسیر بھی دیر تک کی۔ جس سے حضار جلسہ کے قلوب بہت متاثر ہوئے۔ اخیر میں آپ نے اپنے عقائد بھی بیان کئے کہ میں جناب مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا۔ بلکہ ان کو ایک مجدد سمجھتا ہوں نماز شام کا وقت ہو چکا تھا بہت لوگ ختم تقریر کے بعد چلے آئے تھے۔ لیکن پھر بھی ایک معقول تعداد وہاں موجود رہی۔ اور ان سب کی معیت میں خواجہ صاحب اور ان کی جماعت نے ایک حنفی امام حکیم مولوی محمد امین صاحب قریشی کی امامت میں نماز پڑھی۔ جلسہ میں شیعہ۔ سنی اہلحدیث۔ احمدی سبھی قسم کے لوگ موجود تھے۔ منبر واعظ صاحب بھی ان میں تشریف فرما تھے خواجہ صاحب کی تقریر کے بعد وفی اللہ یہ نظمیں بطور شکریہ پڑھی گئیں جو ذیل میں درج ہیں۔ پہلی نظم منشی محمد الدین صاحب فوق نے پڑھی

منقلب دور آسمانی ہے — میہماں وقعت میزبانی ہے
چاء پلائی ہے دل کی چاہ کیا — اس سے بڑھ کر بھی مہربانی ہے
قلب کو دی غذائے روح ایسی — جس سے اب ولولہ فشانی ہے
اختلافات ہوں خلوص سے گر — یہ بھی رحمت کی اک نشانی ہے
جس نے مل بیٹھنے کے گر سیکھے — وہی زندہ ہے جاودانی ہے
مرحبا مرحبا کمال الدین — تیری مشہور خوش بیانی ہے

منشی غلام محمد صاحب خادم نے حسب ذیل دو اشعار پڑھے

سرزمین یورپ کی تھی مذہب میں بنجر کی مثال
تو نے بوئے دہریت میں جا کے وحدت کے نہال
باغ اسلامی بنے گا آبیاری سے تری
ایک دن یورپ میں پھر چمکے گا اسلامی ہلال

کشمیری

کیا بہاء اللہ نے خدائی کا دعوے نہیں کیا

از ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی۔ ایم۔ ایس۔ بمبئی

۱۹ جولائی ۱۹۲۳ء کے کوکب ہند میں بڑے زور سے دعوے کیا گیا ہے، کہ کیا بہاء اللہ نے خدائی کا دعوے کیا ہے اور پھر اسکے بعد قرآن کریم کی ایک آیت بھی درج کر دی ہے جس سے اہل بہا کو ذرہ برابر بھی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی شریعت علیحدہ کر چکے ہیں۔ ہم بتاتے ہیں کہ اسی نے خدائی کا دعوے کیا ہے۔ صرف دعوے ہی نہیں کیا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا بیٹا بنا دیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بہاء اللہ غضب کا دور خی چال چلنے والا آدمی تھا۔ مسلمانوں کو کہہ کر نصاریٰ کو اور ہی پیغام دیتا ہے۔

ایلزبیت ہیرک ایک مسلعبن جنہوں نے ۱۹۲۳ء میں ایک کتاب شائع کی ہے (وہ بہائی مذہب کی پیرو ہیں) اس میں بہاء اللہ کا ایک پیغام بنام نصاریٰ درج ہے جو حسب ذیل ہے۔

"اعلان کر دو کہ باپ آ گیا اور وہ اس کو پورا کر دیا جس کا تم سے خدا کی بادشاہت میں وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ وہ لفظ ہے جو بیٹے نے پردہ میں رکھا۔ جبکہ اس نے ان سے جو اس کے ارد گرد تھے کہا کہ وہ اس کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب بتایا ہوا وقت انتہا کو پہنچا اور وقت آ گیا تو کلمہ حق مستقبل سے نکل آیا۔"

"اے بیٹے کی جماعت ہوشیار رہو جا اسکو پس پشت نہ ڈال بلکہ مضبوط پکڑو یہ روشنی مشرق میں نمودار ہوئی اور مغرب کی طرف گئی یہاں تک کہ یہ تمہارے پاس آخری دنوں میں پہونچا۔"

"یقیناً وہ جو بیٹا ہے میری گواہی دیتا ہے۔ اور میں اس کی گواہی دیتا ہوں اب مجھ کو بتلاؤ کہ کیا اس کے باپ کو جانتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں یا اہل دنیا باپ کا ایسا ہی انکار کرتے ہیں جیسا کہ بیٹے کا کیا۔ آج کے دن یہ تمہارا فرض ہے کہ تم قوموں میں سب سے بڑا نام پکارو کیا تم خاموش رہنا چاہتے ہو جبکہ شجر وحجر گلا پھاڑ پھاڑ کر پکار رہے ہیں یقیناً خداوند آ گیا جو کہ بڑے جلال کا مالک ہے یقیناً ہم نے بادشاہت کے دروازے میرے لئے کھول دئے ہیں کیا تم اپنے گھروں کے دروازے میرے لئے بند کر دیتے ہو۔"

(موصوفہ فرماتی ہیں۔ کہ یہ عبارت لوح اقدس سے ماخوذ ہے)

کیا کوکب ہند کا فاضل ایڈیٹر وجہ تبلائے گا کہ اور بے پر غلط بیانی کا الزام کیوں نہ لگایا جاوے۔ کیا عبارت جو بہائی ٹریکٹ کے صفحہ ۱۱ پر درج ہے گلا پھاڑ پھاڑ کر نہیں کہہ رہی ہے، کہ جناب بہاء اللہ کا دعوے نہ صرف خدا ہونے کا ہے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کا باپ ہونے کا بھی ہے، وہ بار بار اپنے آپ کو باپ کہتا ہے، ان اہل بہاء پر ایک شعر یاد آیا ہے، وہ بھی درج کرتا ہوں،

کیونکر اس بُت کی ناز سے جیتا ہوگا . . .
زہر دے اوس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

فہرست چندہ جماعت احمدیہ پونچھ کشمیر

(معرفت غلام رسول صاحب بی۔ اے سکرٹری احمدیہ انجمن)

میاں عبد السبحان صاحب احمدی چندہ ماہوار از ابتدا بیساکھ سمت ۸۰ تا جیٹھ سمت ۸۰ — کل ۸/
عبد العزیز صاحب احمدی چندہ ماہوار از ابتدائے بیساکھ سمت تا جیٹھ سمت — کل [illegible]
شیخ غلام رسول صاحب بی اے چندہ ماہوار از ابتدا ماہ پھاگن سمت تا جیٹھ سمت، بابت رسالہ جرمنی للعہ — کل [illegible]
خواجہ رمضان جو صاحب دوکاندار علیاباد چندہ ماہوار از ابتدائے پھاگن سمت تا لغایت بیساکھ (۳ ماہ) للعہ — للعہ/
خواجہ محمد عثمان صاحب مہری سد محل خان چندہ ماہوار از ابتدائے پھاگن سمت لغایت بیساکھ — [illegible]
غلام حیدر خان صاحب محمد خان سا کن کالی چندہ ماہوار از ابتدائے پھاگن سمت لغایت بیساکھ — [illegible]
چوہدری خان بہادر صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر ڈسپنسری چندہ ماہوار از ابتدائے پھاگن سمت لغایت بیساکھ — للعہ/
راجہ سردار خان صاحب چیف ایونیو افسر پونچھ چندہ ماہوار از ابتدائے پھاگن سمت لغایت بیساکھ — [illegible]
ملک فتح محمد خان صاحب بی اے۔ بی ٹی چیف ایجوکیشنل افسر صاحب چندہ ماہوار از ابتدا ماہ پھاگن سمت لغایت بیساکھ — کل [illegible]
شیخ فیروز الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول پونچھ چندہ ماہوار از ابتدا پھاگن سمت لغایت بیساکھ — کل [illegible]
راجہ حسن الدین صاحب ہیڈ اسلامیہ سکول۔ پونچھ، قسط قرآن شریف — کل [illegible]
خواجہ غلام احمد صاحب انسپکٹر بنک مائی زمیندارہ — [illegible]
خواجہ عزیز الدین صاحب پیروکار سرکار۔ پونچھ — [illegible]
راجہ نور محمد خان صاحب نائب تحصیلدار پونچھ — [illegible]
کل میزان — [illegible]
خرچ منی آرڈر — [illegible]

تازہ خبریں

—— لاہور میں ہیضہ پھیل رہا ہے۔ ایک برات کے جو شیرانوالے دروازے آئی تھی کئی آدمی بیمار پڑ گئے۔ جن میں سے چھ فوت ہو چکے ہیں۔

—— مزنگ میں بارش سے کئی ایک مکانات گر گئے ہیں بارہ بارہ سال کی عمر کے دو لڑکے گندے پانی کے نالوں میں گر گئے۔ ایک بچا لیا گیا دوسرے کی لاش چوبرجی کے قریب ملی۔

—— صوبہ سرحد کی خبر ہے کہ ایک مسلمان خاتون مس خدیجہ بیگم بی اے (آنرز) ایم اے نے جس نے دو سال قبل علم تاریخ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی تھی اس سال فارسی میں بھی ایم اے کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ ہندوستان بھر میں سے پہلی خاتون ہے جس نے یہ ڈگری حاصل کی ہے۔ امپیریل ایجوکیشن سروس میں بھی نام درج ہو چکا ہے

—— بیرو میں محمودیوں اور پراچوں میں سخت فساد ہوا ہے پراچوں کا ایک آدمی مقتول ہوا ہے۔

—— ریاست کوچین میں جہاں آج کل دریاؤں میں طغیانی کی وجہ سے بہت نقصان ہو رہا ہے۔ مقام چیروتھرتی میں ایک سکول کی عمارت سکول وقت میں گر گئی ایک استاد اور ۶۵ طلباء مر گئے

—— کالی کٹ کی خبر ہے۔ ایک پہاڑی کے پہلو سے بہت سی مٹی گری اور ایک آبادی کے دو گھروں کو دبا دیا جو دامن میں واقع ہے رہنے والے بھاگ گئے۔ دو بچے مر گئے۔ ایک اور جگہ پونانی جو ساحل سمندر پر ہے۔ دو دن پانی کے نیچے ڈوبا رہا۔ بعض عمارتیں گر گئیں کئی لاشیں دریا میں بہتی ہوئی ملیں۔ تین ہاتھی بھی سیلاب کے ساتھ بہ گئے ایک کو بچا لیا گیا ہے۔

—— مدارس کی خبر ہے کہ جنوبی کرناٹک طغیانی کی جا نکاہ خبریں موصول ہوئی ہیں۔ کہیں میل کی لمبائی اور نصف میل کی چوڑائی میں جتنے گاؤں تھے اور جس قدر فصل تھی۔ سب کی سب زیر آب رہے۔ ان میں سے تین چوتھائی مکانات گر گئے۔ کل دو ہزار گھر تباہ ہوئے ہیں۔ اور کوئی دس ہزار لوگ بے خانماں ہوئے ہیں۔

—— ایک پانی کی جہاز بیسوارہ کراس نو ئورد کے قریب غرق ہوا۔ ۳۰ مسافر بعد ۳ ملاح ڈوب گئے ۲۰ مسافر اور ملاح کشتیوں میں ساحل تک آگئے ہیں۔

—— بلوچستان کونسل کی کل اجلاس پر خان بہادر خان ممبر کونسل یہ ریزولیوشن پیش کرینگے کہ زمینداروں کو بنیوں کے غلط اندراجات سے محفوظ کرنے کے لئے بنیوں کے بہی کھاتے باقاعدہ مجلد ہوں جن کے نمبر لگے ہوں اور مہر لگی ہوئی ہوں اور گورنمنٹ کی طرف سے بنیاں لوگوں کو مناسب قیمت پر دئے جایا کریں۔

—— بمبئی کرانیکل کے خلاف دمعروار کے کمشنر نے جو ہتک عزت کا دعوے کر کے ایک لاکھ کا مطالبہ کیا تھا اس میں کرانیکل کے خلاف پندرہ ہزار روپے کی ڈگری ہوئی۔

—— عبد الکریم خاں جو سردار ایوب خاں مرحوم سابق امیر کابل کا بیٹا ہے، اور صوبجات متحدہ میں گورنمنٹ کی زیر نگرانی رہتا تھا۔ اور جس کو گورنمنٹ سے ۔۔۔ روپے ماہوار وظیفہ ملتا تھا کچھ دنوں سے فرار ہو کر خوست کے ان قبائل میں پہنچا ہے جو حکومت افغانستان کے خلاف ہیں، اور امیر شیر علی خاں کا پوتا ہونے کا دعویدار بن بیٹھا ہے،

—— دہلی میں ایک مسافر نظام الدین اولیاء کے مزار کی طرف جا رہا تھا کہ کئی ایک ہندو دہاتی اس پر حملہ آور ہوئے۔ جو لاٹھیوں سے مسلح تھے ایک تانگے میں چند مسلمان پیچھے سے آ رہے تھے، انہیں دیکھ کر رفو چکر ہو گئے،

—— رزمک کے جنوب مشرق میں شیبی خیل پر ہوائی تاخت کی گئی، اور بم گرائے گئے۔ واپسی کے وقت چھ ہوائی جہاز کہر اور دھند میں پھنس گئے۔ دو جہاز تو اپنے مرکز پر صحیح سالم پہنچ گئے، ایک میدک میں گر کر ٹوٹ گیا ہوا بازوں کو چوٹیں آئیں۔ ایک رزمک میں گر کر ٹوٹا اس میں افسر ہوا باز اور ایک اور مسافر ہلاک ہو گئے، ایک جہاز ڈنگن پکٹ پر گر کر ٹوٹا اس میں افسر ہوا باز اور اس کا رفیق دونو ہلاک ہو گئے، ایک جہاز شوالی الگڈ میں گر کر ٹوٹا اس میں سکواڈرن لیڈر تھے اور ایک اور انگریز تھے یہ دونو وزیریوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ ان میں سے اول الذکر تا حال وزیریوں کے ہاتھ میں ہے، اور اس سے اچھا سلوک ہوتا ہے، دوسرا صحیح سلامت رزمک پہنچ گیا ہے،

—— یکم اگست کو دہلی میں ایک بڑا ستارہ دیکھا گیا۔ جو دن کی روشنی میں بھی نظر آتا تھا۔ ہندو اسے برا شگون سمجھتے ہیں، مسلمان سمجھتے ہیں کہ یہ محرم منانے کے لئے نمودار ہوا ہے،

—— چوہدری لال چند وزیر زراعت حکومت پنجاب کو مستعفی ہونا پڑا ہے کیونکہ ان کے خلاف تحقیقاتی کمیشن نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ... انہوں نے ناجائز وسائل کا ارتکاب کیا تھا، ان کا بوجھ بھی سردست میاں حسن صاحب وزیر تعلیم پنجاب کے سپرد کیا گیا ہے،

—— پانچ دن کی متواتر بارش کے باعث احمد آباد کا روئی کا کارخانہ موسومہ گجرات جننگ مل ۲۹ جولائی کو گر پڑا پولیس فوج اور ہسپتال کے لوگ ذرا موقع پر پہنچے اور مزدوروں کو جو نیچے دب گئے تھے نکالنا شروع کیا۔ ۲۱ آدمی ہسپتال بھیج دئے گئے، اور ۱۰ کے قریب ابھی دبے ہی پڑے ہیں، بعد کی خبر ہے کہ چار لاشیں نکالی گئیں، اور ۲۰ آدمی لاپتہ ہیں،

—— فسادات دہلی کے متعلق گرفتاریاں جاری ہیں،

—— دو گورے گذشتہ اتوار کے روز شاہی باغ پشاور میں چڑیا گھر کی سیر کر رہے تھے، ایک پنجرے کے سامنے کھڑے تھے۔ ایک نامعلوم شخص نے پیچھے سے ان پر گولیاں چلانا شروع کر دیا دونوں کو سخت زخمی کر کے بھاگ گیا۔ ایک کچھ اچھا ہے۔ دوسرے صاحب کی حالت نازک ہے،

—— بمبئی میں ایرانی قونصل جنرل کو ایرانی وزیر خارجہ سے امریکن قونصل کے قتل کے متعلق سرکاری اطلاع موصول ہوئی ہے، جو مظہر ہے۔ کہ ایران میں کئی چشموں پر متعدد کرامات کا ظہور ہو رہا تھا، اور اس وجہ سے لوگ جوق در جوق وہاں جایا کرتے تھے، جمعہ کے روز بعد دوپہر میجر امبری قونصل امریکہ اور مسٹر سیمور بغیر اس خطرہ کے احساس کئے ہوئے مجلس کے منہ میں دہ جا رہے تھے، طہران میں ایک اس قسم کے چشمہ کا فوٹو لینے گئے۔ ایک ہجوم میں گھس گئے مجمع ان کی اس حرکت پر بھڑک اٹھا اور ان پر حملہ آور ہوا۔ پولیس نے مداخلت کی فوجی کمک بھی آئی مگر پھر بھی ہجوم کو شکست پوری نہ دی جا سکی۔ آخر کار پولیس کی طاقت غالب آئی اور میجر امبری اور اس کے ساتھی کو چھڑا کر لے گئی۔ یہ افسوس کی بات ہے، کہ قونصل جانبر نہ ہو سکا اس کے ساتھی کی حالت بھی نازک ہے، اس جدوجہد میں پولیس کے بھی کئی آدمی زخمی ہوئے، اور تین مارے گئے، اور ایک فوجی بھی مضروبین کو چھڑاتے ہیں مارا گیا، حکومت اس حملہ کی تحقیقات کر رہی ہے، اور سرغنوں کی گرفتاری میں مصروف ہے،

—— آج ۲۸ جولائی کو وزیر مختار امریکہ مسٹر کورنفیلڈ طہران کے دفتر خارجہ میں امریکن یادداشت پیش کرینگے جس میں ایران کے امریکن شہریوں کی حفاظت اور مزید حملوں سے بچانے کے لئے عمدہ ذرائع اختیار کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اگرچہ سرکاری حلقے سفیر کی بھیجی ہوئی یادداشت کا تذکرہ نہیں کرتے لیکن عام طور پر خیال کیا جاتا ہے، کہ میجر امبرائی کا قتل اور ان کی بیوہ پر حملہ حفاظت کے زیادہ بہتر انتظام کا متقاضی ہے،

—— وزیر مختار کورنفیلڈ کی یادداشت مظہر ہے، کہ جمہوریہ امریکہ ایران سے توقع کرتا ہے، کہ وہ اس جنگی جہاز کے سفر کے مصارف ادا کرے گا جو میجر امبرائی کی نعش لے جانے کے لئے امریکہ سے ایران کو آئے گا، اور ایران تا حد ضرورت امریکن سفارت خانہ کی حفاظت کے لئے پہرہ لگائے رکھے گا،

اس یادداشت میں لکھا ہے، کہ امریکہ و ایران کے سیاسی تعلقات کے قیام کا انحصار ان ذرائع پر ہے، جو ایران اس معاملہ میں اختیار کرے گا،

اس یادداشت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ حکومت واشنگٹن اس معاملہ کو بڑی اہمیت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے،

لندن ۔ ۱۴ جولائی رائٹر کی خاص تار کل مسجد ووکنگ میں عید الضحی کے موقعہ پر امام مسجد خواجہ نذیر احمد صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا اور بیان کیا کہ اسلام کی تاریخ میں مصائب و ابتلا کے بہت سے وقت آ چکے ہیں، مگر موجودہ وقت سے زیادہ سخت کبھی نہ آیا تھا،

"اب یہ ایک کھلا ہوا راز ہے، کہ موجودہ انگریزی فن صحافت میں جب کبھی اسلام اور سیاست ہائے اسلامیہ پر قلم اٹھایا جاتا ہے، تو تمام تحریروں کے اندر تعصب اور استہزاء کی روح پائی جاتی ہے"

ممالک اسلامیہ میں جو واقعات گذرے ان کی نسبت نہایت سنسنی خیز تار اور مضامین شائع کئے گئے جن میں عام طور پر نہ صرف غلط بیانی سے کام لیا گیا، بلکہ دروغ بافی سے بھی کام لیا گیا،

بیان القرآن یعنی اردو تفسیر و ترجمۃ القرآن

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی امیر جماعت احمدیہ

اس بے نظیر تفسیر کی چند ایک خصوصیات جو اسے دوسری تفاسیر سے میز کرتی ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے سے حل کیا گیا ہے

(۲) قرآن کریم کی تفسیر کرنے میں احادیث صحیحہ کو دوسری تمام باتوں پر مقدم کیا گیا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے امام بخاری کی کتاب کو اور ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر کو سامنے رکھا گیا ہے۔

(۳) لغات قرآن کریم کی پوری تشریح کی گئی ہے جس کے لئے مفردات امام راغب تاج العروس اور لسان العرب سے مدد لی گئی ہے۔

(۴) قرآن کریم کی ترتیب اور نظم کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے اول آیات قرآنی کا باہمی ربط دوم رکوعوں کا باہمی تعلق سوم سورتوں کا ایک دوسرے سے تعلق واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(۵) ہر ایک سورت کے شروع میں اس کے تمام رکوع کا خلاصہ دے دیا گیا ہے۔ اور اس سورت کے نام میں حکمت ہے اسے ظاہر کیا گیا ہے۔

(۶) قرآن کریم کا ترجمہ لفظی مگر بامحاورہ کیا گیا ہے۔ اور ترجمہ کو الفاظ کی حد سے باہر نہیں نکلنے دیا۔ اپنی طرف سے الفاظ بڑھانے کے اصول کو بالکل ترک کر دیا گیا ہے

(۷) قرآن کریم کی لغات کے حل اور مطالب کی تشریح میں متقدمین کی آراء کو نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ ضرورت زمانہ کے مطابق متقدمین کی آراء کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔ اور کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے،

(۸) اس تفسیر کا اصل غرض یہ ہے۔ کہ لوگوں کو ... کا شوق پیدا ہو اور جو لوگ اردو لکھ پڑھ سکیں وہ اس تفسیر کی مدد سے خود قرآن شریف کا درس دے سکیں بلکہ ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی۔

(۹) ہر ایک جلد کے شروع میں تفسیر کے مضامین کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔

(۱۰) ان تمام باتوں کے ساتھ کتاب کی ظاہری خوبی کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ہر ایک صفحہ کے شروع میں قرآن کریم نہایت اعلیٰ درجہ کا خوشخط ہے، اسطور ترجمہ نیچے تفسیر کاغذ نہایت اعلیٰ قسم کا جلد نہایت خوبصورت اور مضبوط پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں سنہری طغریٰ تمام تفسیر تین جلدوں میں شایع ہوئی ہے۔ ہر ایک جلد کی ضخامت ۲۹×۲۲ تقطیع کے سات آٹھ سو صفحات کے قریب ہے پہلی جلد قیمت ۹ روپیہ محصول ڈاک و خرچ پیکنگ عہ دوسری جلد قیمت ... روپے محصول ڈاک وغیرہ ایک روپیہ تیسری جلد قیمت ... روپیہ محصول ڈاک وغیرہ ... وی پی کی درخواست کے ساتھ قیمت کا ایک حصہ پیشگی آنا چاہیئے کچھ نسخوں کی جلدیں ساری چمڑے کی چمکدار مطلا بنائی گئی ہیں۔ جن کی قیمت ... فی جلد زیادہ ہے فرمائش کے ساتھ اس کی تصریح ضروری ہے،

درخواستیں نام مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں،

پراسپکٹس

سب اوورسیر اور سب انجینئر کلاسز کے پراسپکٹس معہ فہرست ملازم شدہ طلباء کے سول انجینئرنگ کالج کپورتھلہ سے مفت طلب فرمائیے۔ جو بادا و سرپرستی عالیجناب سری حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ جاری ہے جس کی تعلیم ضبط و نظم و نسق وغیرہ کی تعریف ڈائریکٹر جنرل بہادر ملٹری ورکس انڈیا۔ اکونٹنٹ کمشنر صاحب بہادر انڈیا اور اور اسی بہت سے حکام اور انجینئرز پشاور میں معائنہ کر کے تحریر فرما چکے ہیں

مینیجر

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

ہمارے مکرم بھائی خلیفہ عبد الحکیم صاحب جڑانوالہ سے لکھتے ہیں کہ ان کا لخت جگر عبد الغنی موٹر سے گر کر جاں بحق تسلیم ہوگیا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اس کے پس ماندگان کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ مرحوم کا غائبانہ نماز جنازہ ادا کریں ÷

بابو عبد العزیز خاں صاحب احمدی کلرک دفتر ریلوے ملتان کے والد بزرگوار جو ہمارے سلسلہ سے حسن ظن رکھتے تھے ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں سب بھائی مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

منشی محمد بخش صاحب چک نمبر ۳۵۵ کی لڑکی تقریباً ایک ماہ سے بیمار ہے۔ تمام بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ مریضہ کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔

اب آریوں نے کاٹھیا وار کے علاقہ کا رُخ کیا ہے۔ مولانا مولوی عبد الحق صاحب اُن کی سرکوبی کے لیے احمد آباد تشریف لیگئے ہیں اللہ تعالےٰ اُن کا حامی و ناصر ہو۔

مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب ضلع مظفر گڈھ سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ اُن کی مفصل رپورٹ اسی پرچہ میں علیحدہ شائع کی جارہی ہے۔

چوہدری سردار خاں صاحب ضلع کانگڑہ کا دورہ ختم کرکے واپس لاہور پہنچ گئے ہیں۔

مسلمانان لاہور نے خواہش ظاہر کی ہے کہ جناب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مورخہ ۸ و ۹۔ اگست سنہ ۲۴ء کو چوک متی اور بیرون موری دروازہ میں فلسفہ شہادت اور صداقت اسلام پر علی الترتیب تقریر فرمائیں۔ مسلمانان لاہور نے پوسٹر شائع کردیے ہیں۔ یہ دونوں پبلک تقریریں تاریخہائے مذکورہ پر ہونگی۔ جناب شاہ نواز خاں صاحب بی۔ اے ایس۔ سی انجنیر صدر ہوں گے ÷

جنرل سکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

ماسٹر اللہ دین صاحب ان دنوں میانوالی۔ کیمبل پور۔ راولپنڈی اور جہلم کے علاقہ جات میں بطور مبلغ انجمن ہذا کے کام کر رہے ہیں۔ اس لئے احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ادائیگی بقایا اور فراہمی چندہ اشاعت اسلام میں اُن کی ہر طرح سے امداد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ان کے علاوہ شیخ محمد نصیب صاحب اور قاضی مظہر الحق صاحب بھی دیگر علاقہ جات میں اسی خدمت دینی کے لئے مامور ہوئے ہیں۔ احباب اس کار خیر میں حصہ لیکر ثواب حاصل کریں اور مجھے مشکور فرمادیں۔

جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول لاہور لکھتے ہیں کہ:۔ سکول ۴۔ اگست سے لیکر ۲۔ ستمبر تک بند رہیگا۔ تمام احباب کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو سکول کھلنے پر جلد بھیج دیں تاکہ پڑھائی کا ہرج نہ ہو۔

جلسۂ انعامات مسلم ہائی سکول لاہور

جلسۂ انعامات مسلم ہائی سکول کے موقعہ پر بعض ہمارے احباب نے ہماری حوصلہ افزائی کی تھی۔ میں اُن سب کا مشکور ہوں ان احباب کے علاوہ جناب نواب صاحب بہادر ٹیری کوٹھی نے عبد الحق طالب علم ففتھ ہائی کلاس کی معرفت کہلا بھیجا تھا کہ وہ مبلغ پچاس روپے جلسہ انعامات کے لئے دینگے۔ خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے وہ روپیہ بھیج دیا ہے۔ سکول اُن کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہے۔ اگر نواب صاحب اپنی فیاضی سے کام نہ لیں تو ہمیں بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

امید ہے کہ آیندہ بھی نواب صاحب بہادر اس سکول کی سرپرستی کو قبول فرمائینگے اور اس کا خاص خیال رکھینگے۔ والسلام

سید غلام مصطفےٰ ہیڈ ماسٹر

قاضی افضل الدین صاحب پریذیڈنٹ انجمن تبلیغ اسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

مورخہ ۳۔ اگست سنہ ۱۹۲۴ء کو پٹھانکوٹ آریہ سماج اور انجمن تبلیغ اسلام پٹھانکوٹ کے درمیان مناظرہ ہوا۔ علماء اسلام کی طرف مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت رامچند صاحب اور دھرم بھکشو صاحب مناظران تھے۔ ۴ بجے شام کو پہلے مناظرہ مابین مولوی ثناء اللہ صاحب و پنڈت صاحب رام چند صاحب ہوتا رہا۔ اسکے بعد مولوی عبد الحق صاحب اور پنڈت دھرم بھکشو صاحب کے درمیان ہوا۔ عوام کا خیال ہے کہ پنڈت صاحب کے ذمہ مطالبہ مولوی عبد الحق صاحب باقی رہا۔ مولوی عبد الحق صاحب کے علم وید کے مقابلہ میں پنڈت صاحب دھرم بھکشو عاجز معلوم ہوتے تھے جس کی تصدیق ایک تیسری قوم نے بھی [illegible] کی تھی۔

مورخہ ۸۔ اگست کو چوک متی لاہور میں زیر صدارت خان شاہ محمد خاں صاحب ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی عصمت اللہ صاحب نے ایک فاضلانہ لیکچر میں فلسفہ ارتقا کی رو سے قربانی اور گوشت خوری کو جائز اور قانون قدرت کے مطابق ثابت کیا۔ وقت کی تنگی کی وجہ سے مولانا موصوف نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی تکفیر سے بچنے کی ہدایت کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا اور فلسفۂ شہادت کو دوسرے موقعہ پر بیان کرنے کا وعدہ فرمایا۔

کل مورخہ ۸۔ اگست سنہ ۲۴ء کو جناب میاں غلام رسول صاحب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز جمعہ پڑھائی۔ آپ کا خطبہ نہایت رقت انگیز تھا۔ آپ نے قرآن کریم کا ایک حصہ تلاوت فرما کر مومنین اور منافقین کے اعمال کا نقشہ کھینچا۔ آپ نے فرمایا کہ ایمان وہ نہیں ہے جس کا زبان سے دعوےٰ کیا جائے۔ بلکہ حقیقی ایمان وہ ہے جو اعمال سے مترشح ہوتا ہے جو شخص اپنے ایمان کو اعمال سے ثابت کرتا ہے وہ شخص حقیقی مومن ہے برخلاف اس کے منافق زبان سے تو ایمان کا اقرار کرتا ہے مگر اُسکے اعمال اُسکے اندرونی ایمان کی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ نے قرآن شریف کی آیت هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۔۔۔ الیٰ آخر۔ پڑھکر فرمایا کہ اگر خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ سچا ہے اور ضرور سچا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالےٰ نے نہ صرف ان ہی الفاظ میں بلکہ دوسرے الفاظ میں بھی وعدہ دیا ہے کہ

وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد

اگر فی الحقیقت ہمارا ایمان اللہ تعالےٰ کے ان وعدوں پر ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان وعدوں کو پورا کرنے کے لئے سرگرم کوشش جاری رکھیں اور خدا کی راہ میں اپنے مالوں کو وقف کریں۔ ہمیں محض زبان سے احمدی ہونے کا دعوےٰ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے عمل سے اسکو ثابت کرنا چاہیے۔ الغرض آپ نے نہایت زوردار الفاظ میں احمدیوں کو اعمال صالحہ کیطرف توجہ دلائی اور نہایت موثر پیرایہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر کئے ہوئے عہد کو یاد دلاتے ہوئے اپنے مالوں کو اشاعت اسلام کے کام میں صرف کرنے کی ترغیب دلائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ ۸ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ نمبر ۷

مسلمانان ہندوستان کا فرض

اب مجلس خلافت کو کیا کرنا چاہیئے

نوا را تلخ ترمے زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز ترمے خواں چو محمل را گراں بینی

از مولوی [illegible] خاں صاحب بی۔ اے

خلافت عثمانیہ کی بربادی کا المیہ تھا کہ مسلمانان ہندوستان کی حرارت مذہبی اور حمیت دینی کو کاربردازان قضا و قدر نے غفلت و جمود کے زمہریری سمندر میں پھر غوطہ دیا۔ وہ بے قرار ہستیاں جو ذوق سرفروشی میں بجلی کی طرح تلملاتی اور رعد کی طرح کڑکڑاتی تھیں۔ آج خاموش ہیں۔ اور ایسی خاموش ہیں کہ معلوم نہیں زندہ ہیں یا مر گئیں۔ وہ لوگ جو اسلام کے لئے سربکف تھے، اور گلی کوچے میں توحید و تکبیر کے نعرے لگاتے پھرتے تھے، آج نظر نہیں آتے، وہ حضرات جو اپنے لمبے چوڑے [illegible] روایات روشن کرتے تھے۔ خود زاویہ خمول میں منہ چھپائے بیٹھے ہیں۔ [illegible] خلافت، کو ایک ہی ضرب [illegible] آج [illegible] غرض [illegible] خلافت کی [illegible] سے زمین و آسمان کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔

بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند و نے نادری

یہ حالت محض طبقہ عوام ہی تک محدود نہیں، بلکہ اس کا اثر حلقہ خواص تک پہنچا ہے۔ چنانچہ مجالس خلافت کے ذمہ وار حضرات اب اپنے کام سے ہٹ کر دوسری طرف ہاتھ پاؤں مارنے لگے ہیں۔ پنجاب میں ڈاکٹر کچلو نے تنظیم کے ذرائع سے اور "مسلم تنظیم" کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ دہلی میں مولانا محمد علی نے پرانے اخبار کامریڈ اور "ہمدرد" کو جاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ہم اپنے ان معاصرین کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ لیکن اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان دونوں جلیل القدر بزرگوں نے "صحافت" ہی سے نکل کر قیادت و سیادت کا رتبہ حاصل کر لیا تھا اور اب پھر اسی پرانی ڈگری کی طرف عود کرنا رجعت قہقری کا مرادف ہے۔ کہاں خلافت تمام عالم اسلام کی رہنمائی کا کام اور کہاں جرائد کی ادارت کی مشق۔

کوٹھے پہ چڑھ کے اب ہیں وہ زینے پہ آ گئے
ہیں رفتہ رفتہ اپنے قرینے پہ آ گئے

اس تبدیلی کی اصل وجہ صرف یہی ہے کہ ہمارے رہنمایان قوم اب مسئلہ خلافت سے مایوس ہو چکے ہیں اور اپنے لئے اب نیا میدان عمل تیار کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ان کے [illegible] عمل سے اختلاف نہیں، بلکہ کلی اتفاق ہے [illegible] ضرور ہے ہم اس ترقی معکوس کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ مسلمانان ہندوستان کی تنظیم، بیت المال کا افتتاح، فرق مسلمہ کا انتظام، کھدر، [illegible] کا انصرام ہمارے نزدیک نہایت مفید تحریکیں ہیں۔ لیکن ان تحریکوں کی حیثیت ایک مقامی تحریک کی حیثیت سے بڑھ کر نہیں اور خلافت کی عالمگیر تحریک کی ہمہ گیری جس سے شوکت اسلام کا اظہار مقصود ہے [illegible] ہم ان کو مجالس خلافت ایسی اہم بالشان [illegible] شایان شان نہیں سمجھتے۔ ہمارا خیال ہے خود اراکین مجلس خلافت بھی اس امر کو محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ مولانا شوکت علی جو مرکزی جمعیت خلافت بمبئی کے روح و رواں ہیں آجکل تاسیس تنظیم اور روانگی میں معروف ہیں۔ آپ کی یہ معروفیت صاف بتاتی ہے کہ مجلس خلافت کا اصل کام خلافت عثمانیہ سے وابستہ ہے۔ اس موقعہ پر ایک برمحل سوال یہ ہو سکتا ہے کہ اب خلافت کا کونسا کام باقی ہے جسکو مجلس خلافت سرانجام دے؟ خلیفہ تو معزول ہو کر ایک عیسائی ملک میں پناہ گزین ہیں اور اس بے کسی کی حالت میں ہیں کہ اگر خسرو دکن کی فیاضی اُن کی دستگیری نہ کرتی تو خدا جانے نوبت فاقہ کشی تک پہنچ جاتی۔ اس لئے اب خلافت کا کوئی کام باقی نہیں۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ "خلافت" سے محض ایک شخص کی ذات خاص کو تعبیر کرنا ایک غلط فہمی ہے، حقیقت یہ ہے خلافت کا آئین شوکت اسلام کیلئے ایک پشتیبان ہے مسلمان خلافت کی توثیق و تاکید کو اسلام کی توثیق و تاکید کا مرادف سمجھتے ہیں۔ وہ خلیفہ کی اس لئے عزت کرتے ہیں کہ اس سے اسلام کی شان و شوکت دوبالا ہو [illegible] کے اعدا [illegible] پرچم اسلام دنیا میں لہرائے۔ اور شان و شکوہ سے لہرائے۔ خلافت کی اصل غرض خدمت اسلام ہے نہ کسی ہستی کی پوجا۔ ترکوں سے اس لئے ناراض نہیں کہ انہوں نے خلیفہ کو معزول کر دیا۔ بلکہ اصل وجہ ناراضی یہی ہے کہ انہوں نے اسلام کی اُس قدیم آئین کو (جو خلافت کے نام سے موسوم تھا) منسوخ کر دیا۔

اسلئے مسلمانان ہندوستان کا اولین فرض تو یہ ہے کہ وہ خدمت اسلام کے لئے تیار رہیں اور یہی جو قربانیاں اور جاں نثاریاں اُنہوں نے کیں وہ اسلام اور عزت اسلام ہی کے لیے کیں اور آج بھی اسلام اور عزت اسلام ہی کے لیے اُن سرفروشیوں کی ضرورت ہے اس ضرورت کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سلطنت اسلامیہ جو پانچ سو سال سے اسلام کی خادم چلی آتی ہے آج بعض لوگوں کی کوتہ بینی کی بدولت یورپ کی دوسری ہمسایہ سلطنتوں کا جامہ پہننے کے لیے تیار ہے اور شریعت اسلامیہ اور قوانین قرآنیہ کے خلاف علی الاعلان آواز بلند کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں نیویارک (امریکہ) کے ایک رسالہ میں خلیفہ کی معزولی کے متعلق مصطفٰے کمال پاشا کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غازی موصوف اسلامی تعلیم کو یورپ کی تہذیب جدید کے بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

---

"ہم نے دیکھا کہ نئے خیالات کی ترویج خلیفہ کے خیالات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی، اگر خلیفہ کو ہماری سلطنت کے نافذ کردہ قوانین پر دہی اختیارات حاصل ہوتے جو کسی عدالت العالیہ کو ہوتے ہیں تو ہم تعدد ازواج کی ممانعت کے متعلق قانون نہیں بنا سکتے، کیونکہ خلیفہ خود تعدد ازواج پر عامل ہے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ کی معزولی اس لیے عمل میں آئی ہے کہ اُس کی ذات نئے خیالات کی ترویج کی راہ میں روڑا سمجھی جاتی تھی لیکن کیا اس قسم کے بیہودہ خیالات کی اشاعت میں خود قرآن مجید اور شریعت اسلام مزاحم نہیں؟ کیا تعدد ازواج کی اجازت خود قرآن مجید میں موجود نہیں کیا غازی مصطفٰے کمال پاشا کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ خود بالآخر قرآن مجید کی آیت کو منسوخ قرار دے؟ ایک اسلامی سلطنت میں تعدد ازواج کو قانوناً ممنوع قرار دینا اسلام سے روگردانی کے مترادف ہے۔ ہم تو تمام اسلامی سلطنتوں کے متعلق یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے آئین و قوانین قرآن مجید سے مستنبط ہوں، لیکن۔ کس قدر حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ سلطنت عثمانیہ جو خلافت کی علمبردار رہ چکی ہے جو کل تک اسلامی روایات کے احیا کی دعویدار تھی۔ آج عیسائی سلطنتوں کی پیروی کرنے پر آمادہ ہے۔ یہ بھی تعجب ہے کہ ٹرکی میں سب سے پہلے تعدد ازواج کے متعلق ہی "اصلاح" کی سوجھی ہے یہ صرف غازی کمال پاشا کی نئی شادی کا نتیجہ ہے۔

اس صورت میں اب مسلمانان ہند اور مجالس خلافت کا فرض اولین ہے کہ وہ سلطنت عثمانیہ کو ان بدعات سے بچائیں اور یورپ کی کورانہ تقلید سے روکیں۔ ایک اسلامی سلطنت کا اس طرح یورپین تہذیب کے پنجے میں گرفتار ہونا اور اسلام کی تعلیم سے انحراف کرنا یقیناً تمام عالم اسلام کے لیے باعث رنج و اندوہ ہے)۔ ابھی اگلے دن کی بات ہے کہ انگورا میں ایک مذہبی مجلس کا قیام عمل میں آیا تھا جس کی غرض یہ تھی کہ مجلس مذکور اسلام کی تعلیمات کے مطابق آئین و قوانین لکھیں لیکن آج وہی حکومت انگورا ہے کہ اس نے قرآن مجید کے احکام صریحہ کے خلاف آواز اٹھائی ہے، اور عالم اسلام سے ذرا نہیں شرماتی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تعجب ہے کہ اس بیان میں مصطفٰے کمال اپنے اسلام کا بانگ دہل اعلان کرتے ہیں، اور خلیفہ کے سامنے سر عقیدت جھکانے کے لیے تیار ہیں:- چنانچہ فرماتے ہیں

"اگر کوئی اسلامی سلطنت خلیفہ کو اپنے ملک میں پناہ دے تو ہم خلیفہ کے سامنے بحیثیت ایک مذہبی پیشوا کے سر تسلیم خم کرنے کے لیے تیار ہیں"

چہ خوش! اسلامی تعلیم سے انحراف، مگر خلیفہ کے سامنے سر تسلیم خم۔ سچ ہے

یکے بر سر شاخ بن مے برید

ایک دقیانوسی اعتراض

ایک سماجی صاحب ماسٹر دولت رام بی۔ اے بی ٹی آریہ گزٹ کے تازہ پرچہ میں "ایک احمدی دوست" کا ذکر کرتے ہیں کہ کس طرح دور دراز جگہ میں جہاں مسلمانوں کی آبادی ایک درجن سے زیادہ نہیں ہے پہنچے تھے اور "لائٹ" کا پرچہ بھی بانٹ رہے تھے ایک صفحہ آریہ سماج کی غیر رواداری روح اور آسیر مہاتما جی کی ننگ دلی کا بھی ذکر تھا۔ پھر ماسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب لائٹ آیندہ ایسے مضامین لکھنے سے پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لیا کریں کہ اسلام میں کس قدم رواداری ہے یورپ کے مورخین اور فلاسفروں کی تحقیق کے بموجب اسلام نوک شمشیر سے پھیلا ہے وغیرہ وغیرہ۔

تعجب ہے ماسٹر صاحب کس صدی میں رہتے ہیں یہ تو وہ دقیانوسی خیالات ہیں جو قرون وسطے میں عیسائی تعصب کا نتیجہ تھے۔ اگر ہم بھی ماسٹر ہوں تو ماسٹر صاحب کو تاریخ کا مضمون کبھی نہ دیں۔ ہم جناب ماسٹر صاحب کی خدمت میں آیات قرآنی بھی پیش کرینگے جن میں صاف احکام ہیں کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ ہم یہ بھی قرآن سے نہیں بتائینگے کہ غیر مذاہب کی معابد کی حفاظت بھی مسلمان کا فرض بتایا گیا ہے۔ نہ ہی ہم ماسٹر صاحب کو لائٹ کا ۱۶ جولائی کا پرچہ دیکھنے کی تکلیف دینگے جس کے صفحہ اول پر ہی آزادی کا وہ پروانہ مندرج ہے جو نبی کریم کی طرف سے عیسائیوں کو ملا تھا۔ ماسٹر صاحب کے نزدیک یورپین مصنفین کی سند قابل تسلیم ہے۔ اسواسطے ہم انہیں کی تازہ ترین تحقیقات پیش کرتے ہیں۔

لوتھروپ سٹاورڈ

لوتھروپ سٹاورڈ کے نام نامی سے غالباً ماسٹر صاحب ناواقف ہونگے وہ ایک مشہور معروف مصنف ہیں جن کی تصانیف مشرقی اقوام کے متعلق لاکھوں کی تعداد میں معزز ممالک میں پڑھی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے وہ کیا فرماتے ہیں:-

"دنیا کے باقی مذاہب کی رفتار ترقی نہایت دھیمی رہی ہے اور بڑی جد و جہد سے ان طاقت ور بادشاہوں کی مدد سے کامیاب ہوئے ہیں جو ان مذاہب میں شامل ہوئے۔ مسیحی مذہب کو اب قسطنطین نے بدھ مت اپنے اشوکا نے اور اسیطرح زرتشتی مذہب کو اپنے سائرس نے اپنی دنیاوی جاہ و حشم سے فروغ دیا۔ مگر اسلام کے ساتھ ایسی کوئی طاقت نہ تھی۔ اسلام ایک صحرا سے نکلا۔ جس میں سوائے اس خانہ بدوش قوم کے جو تاریخ عالم میں بالکل غیر معروف تھی کوئی بڑی انسانی آبادی بھی نہ تھی اور قلیل ترین انسانی امداد کے ساتھ عظیم ترین مخالف طاقتوں کے بالمقابل اپنا جد و جہد شروع کیا۔ تاہم اسلام معجزنما طور سے مظفر و منصور ہوا۔ اور دو ہی نسلوں کے اندر اندر ہلال اسلامی ایک طرف کوہستان پیرینیز سے ہمالیہ کی چوٹیوں تک اور دوسری طرف میدان وسط ایشیا سے قلب افریقہ تک لہرانے لگا"

ڈاکٹر اولیاری پروفیسر برسٹل یونیورسٹی

پھر ہم ماسٹر صاحب کی اطلاع کے لیے ایک اور مغربی فاضل ڈی۔ ایل اولیاری ڈی ڈی پروفیسر برسٹل یونیورسٹی کی تحقیقات درج ذیل کرتے ہیں جن کا اظہار صاحب موصوف نے اپنی ایک تازہ ترین تصنیف میں کیا ہے :-

"عام طور پر مسلمانان سلف کی جو تصویر کھینچی جاتی ہے یعنے یہ کہ وہ تعصب مذہبی سے اندھے تھے اور عرب سے اس لئے نکل پڑے تھے کہ اپنے مفتوحین کو یا قرآن منوا کر چھوڑیں یا انہیں تلوار کے گھاٹ اتاریں۔ ایک ایسی بیہودہ بات ہے جس سے بڑھکر کوئی بیہودگی نہیں ہو سکتی۔ ... تاریخ اس امر پر پوری روشنی ڈالتی ہے کہ مسلمانوں کا جہان پر چھا جانا اور نوک شمشیر اپنے مذہب کو پھیلانا ایک (One of the most fantastically absurd myths) لغو ترین افسانہ ہے جو مورخین کے بعد دیگرے دہراتے رہے ہیں۔"

لاہور میں ہندو سنگٹھن کے کرشمے

مسلمان شروع ہی سے تحریک ہندو سنگٹھن کو خطرے کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر ہمارے ہندو بھائی جواب میں یہ کہتے تھے کہ اس تحریک سے مسلمانوں کو تنگ کرنا مقصود نہیں بلکہ ہندو قوم کو مضبوط کرنا مد نظر ہے۔ مگر حال ہی میں جو تازہ فسادات ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہوئے ہیں انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ہندو سنگٹھن کی تحریک نے ملک کے امن کو پاش پاش کر دیا ہے ہندو سنگٹھن کے مرکز لاہور شہر میں گذشتہ تین ہفتوں میں جو چھوٹے چھوٹے فساد مختلف محلوں میں ہوئے ہیں اُن میں ہندوؤں نے خواہ مخواہ غریب مسلمانوں کو زدوکوب کیا ہے۔ جب ہندوؤں نے دیکھا کہ چوک والی فساد کا معاملہ عدالت میں جانے والا ہے تو انہوں نے جھٹ ہندو لیڈروں کو بیچ میں ڈالکر مسلمانوں سے معافی مانگ لی۔ مگر بجائے اس کے کہ اس معافی سے ہندو کچھ فائدہ اُٹھاتے اور آئندہ اپنے امن شکن رویہ سے باز آتے انہوں نے اُلٹی اور دلیری شروع کر دی ہے جس کا ثبوت انہوں نے پچھلے سوموار بازار مہندیاں میں دیا ہے جہاں پہلے ایک مسلمان کو ہندو گنڈوں نے چاقو سے زخمی کیا اور پھر ہر راہ گیر مسلمان پر حملہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اب تک لاہور میں جس قدر ایسے فسادات ہوئے ہیں وہ انہی محلوں میں ہوئے ہیں جہاں ہندو بکثرت آباد ہیں۔ جن محلوں میں مسلمانوں کی کثرت ہے وہاں کسی ایسے فساد کی ...

آریہ گزٹ کا اعتراف

مولوی عصمت اللہ صاحب نے سماج سے مطالبہ کیا تھا کہ رگ وید سے پرماتما کا اسم ذات دکھائیں۔ آریہ گزٹ نے اس پر لکھا کہ رگ وید کی تخصیص کیوں کر دی ہے گویا یہ اعتراف کر لیا کہ رگوید میں پرماتما کا نام نہیں تعجب ہے کہ ویدوں میں سب سے پرانے وید کہ جس کا موضوع ہی معرفت الٰہی ہے یہ حالت ہے کہ اُس میں خدا کا نام تک نہیں تو بھلا ایسی کتاب میں خدا کی معرفت کیا ہوگی۔ گزٹ کا یہ کہنا کہ چاروں وید ایک ہی پرماتما کا گیان ہیں اور اسواسطے ایک ہی ہیں اور اسواسطے اگر کسی اور وید میں خدا کا نام آگیا ہے تو رگوید کی کمی پوری ہوگئی ہے ایک غلط استدلال ہے۔ استدلال کیا ہے تنکے کا سہارا ہے۔ اول تو یہی تماشے کی بات ہے کہ اس قدر عظیم الشان رشی کہ اسپر رگ وید نازل ہوا۔ مگر بیچارے کو معرفت الٰہی کی ادنیٰ سے ہی محروم رکھا گیا اور ایک بیچارہ رشی تھا لیکن خدا کا نام تک بھی نہیں جانتا تھا پھر اگر آریہ گزٹ چاروں ویدوں کو ایک ہی تسلیم کر لیا جائے تو خود یہی بات کہ رگ وید میں پرماتما کا نام نہیں اس امر پر کافی روشنی نہیں ڈالتی ہے کہ ویدوں کا مجموعہ پرماتما کا گیان نہیں ہو سکتا۔ ایک معمولی مصنف بھی جانتا ہے کہ کونسی بات کس موقعہ اور کس محل پر رکھنی چاہئے لیکن پرماتما کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ اپنا نام اگر بتانا ہے تو اپنے گیان کے اس حصہ میں بتاؤں جو اسکے لئے موزوں حصہ ہے اور جہاں اُس کا ہونا از بس ضروری ہے یعنے رگ وید میں جو معرفت پرماتما کیلئے مخصوص ہے کیا ایسی ایک بات سے پتہ نہیں چلتا کہ جس کتاب میں ایسے ...

افکار و اذکار

عجب مماثلت ہے۔ محرم کے ایام ہیں شیعوں کی پرائیویٹ مجلسوں میں حضرت نبی کریم صلعم کے برگزیدہ اصحاب پر تبرّوں کی باڑ لگی ہوئی ہے۔ ہماری احمدی شیعہ اُن سے دو ہاتھ آگے ہیں۔ ابھی محرّم کی آمد آمد ہی تھی جو مسیح موعود کے اصحاب پر انہوں نے تبرّے بازی کا مورچہ لگا دیا اور پبلک اخبار میں اخبار الفضل کا کوئی پرچہ نہیں جو تبرّوں سے خالی ہو۔ روحانیت پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے۔ جناب میاں محمود احمد صاحب کے سفر یورپ پر اخبار پیغام صلح میں اظہار خیالات کیا گیا کہ بھونڑ کو نشتر لگ گیا۔ ایسی بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ ہے کہ جو تہمت جو پیچ کئے گئے ہیں ان کا تو کوئی معقول جواب نہیں۔ البتہ ایک سلسلہ تبرّوں کا ہے جو بس ہونے میں نہیں آتا۔ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ۔

خودستائی بھی ایک نرالے انداز میں جلوہ افگن ہے۔ گھر میں ہی ریزولیوشن پاس ہو رہے ہیں کہ جو الفضل میں نکلا وہ سب سچ اور پسندیدہ۔ جو اخبار پیغام صلح میں نکلا وہ سب غلط اور قابل نفرت۔ اس سے بڑھکر خودستائی اور انانیت کی مثال کہیں ہو سکتی ہے؟

پھر شیعوں کو کیوں حق نہ ہو کہ وہ اپنی مجلس عزا میں ایک ریزولیوشن پاس کر دیں کہ جو ہماری کتابوں میں لکھا ہے وہ سب سچ اور پسندیدہ اور جو احمدیوں کی کتابوں میں لکھا ہے وہ سب غلط اور قابل نفرت۔ اگر یوں ہی فیصلہ حق و باطل کا ہوا کرے تو پھر کیا ہے۔ آریہ۔ عیسائی۔ شیعہ سنی۔ احمدی۔ غیر احمدی۔ چوہڑے چمار سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھکر ریزولیوشن پاس کر لیا کرینگے کہ جو ہمارا مذہب کہے وہ سب سچ اور پسندیدہ اور جو تمہارا مذہب کہے وہ سب غلط اور قابل نفرت۔ ان قابل مضحکہ ریزولیوشنوں سے نظر آتا ہے کہ اعتراضات کی سچائی نے محمودیت کے دماغ پر زد لگائی ہے کہ حواس ٹھکانے نہیں رہے۔

ان ریزولیوشنوں کی ضرورت کیوں پیش آئی یا تو حواس باختگی اور یا پھر اس ایجاد کے بانی نے اعتراضات کی مضبوطی کو دیکھ کر پیشبندی کا ذریعہ ریزولیوشن پاس کرانے کی ٹھانی کہ تا کوئی متاثر ہو کر حق کو نہ تاڑ جائے اور حقیقت پر سے پردہ نہ اُٹھ جائے۔ اور اسطرح ریزولیوشنوں کے ذریعہ مختلف جماعتوں میں شور و غوغا ڈالکر لوگوں کے دل میں یہ جما دیا جائے کہ جو کچھ پیغام صلح میں نکلا ہے غلط ہے۔ حالانکہ جو اعتراض ہوتے ہوں اُنکے جواب ایسی تسلی بخش ہوتے ہیں کہ کسی ریزولیوشن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حق صاف نظر آتا ہے۔ مگر جب اعتراض مضبوط اور معقول ہو اور بالکل جواب سوائے گالیوں اور کوسنے کاٹنے کے کچھ نہ ہو۔ تو پھر ضرورت ہوتی ہے کہ ایسی تدابیر کی جائیں جن سے گرتے ہوئی دیوار تھم جائے۔ پیغام صلح میں جو کچھ نکلا جب اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور جو کچھ جواب دیا گیا وہ لوگوں کے دل کو نہ لگا تو پھر ان اعتراضات کے جواب کی ایک ہی شکل نظر آئی وہ یہ کہ ریزولیوشنوں کے ذریعہ انکار نفرت کر دو۔ باتیں پتہ کی تھیں اگر ان باتوں کے جواب ان کے پاس معقول ہوتے تو ان ریزولیوشنوں کی ضرورت کیا تھی۔ زمیندار اور اہلحدیث کے خلاف ریزولیوشن کیوں نہیں پاس ہوتے۔ یہ حق کا رعب ہے جو پیشبندیاں کرا رہا ہے۔ وہاں ڈر نہیں ہے یہاں ڈر ہے۔ اسطرح میدان ارتداد میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لوگ تھے۔ مگر نشانہ احمدی تھے کیونکہ ان سے ڈر تھا۔ ہندوستان میں بکڑالوی۔ نیچری وغیرہ بیسیوں فرقے موجود ہیں۔ مگر کسی کے خلاف مخالفت کا وہ زور نہیں جو احمدیوں کے خلاف ہے۔ یہ حق کا رعب ہے "ان کی بات نہ سنو۔ ان سے نہ ملو۔" جو یہ کہتے ہیں سب نادان یہی وہ احمدیوں کے خلاف کہتے ہیں۔ اور یہی باتیں محمودی ہمارے خلاف کہتے ہیں۔ کیونکہ ڈر لگتا ہے کہیں حق دلوں میں اثر نہ کر جائے۔

مردم شماری ہندوستان

سنہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی سرکاری رپورٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ گذشتہ دس سال میں مجموعی ترقی کے لحاظ سے سب سے پہلے نمبر پر عیسائی ہیں۔ پھر سکھ پھر مسلمان۔ پھر پارسی۔ ہندو آبادی تنزل پر ہے۔ فرقے کی حیثیت سے آریہ سماج نے غیر معمولی ترقی کی ہے یعنی ۹۲ فیصدی۔ اعداد و شمار ذیل میں درج ہیں۔

کل آبادی	۳۱۸,۹۴۲,۴۸۰
مرد	۱۶۳,۹۹۵,۵۵۴
عورتیں	۱۵۴,۹۴۶,۹۲۶

بلحاظ مذہب

ہندو	۲۱۶,۷۳۴,۵۸۶
مسلمان	۶۸,۷۳۵,۲۳۳
عیسائی	۴,۷۵۴,۰۶۴

بلحاظ ترقی و تنزل گذشتہ دس سال میں

کل آبادی	ترقی فیصدی	تنزل فی صدی
	۱/۵	
ہندو		۴
برہمن		۱/۲
جینی		۵ ۱/۲
آریہ	۹۲	
پارسی	۱ ۷/۲۰	
مسلمان	۳ ۱/۱۰	
سکھ	۷ ۲/۵	
عیسائی	۲۲ ۶/۱۰	

سنہ ۱۹۱۱ء میں ہندو آبادی کل آبادی کا ۶۹ فیصدی تھی۔
سنہ ۱۹۲۱ء میں " " " ۶۸ " ہے۔

بلحاظ تعلیم	۱۹۱۱ء میں فی ہزار	۱۹۲۱ء میں فی ہزار
مرد	۱۲۰	۱۳۱
عورتیں	۱۳	۲۳
عیسائی مرد		(۲۵۵)
عورتیں		(۲۱۰)

محمود سے "احمد" اور "فخر رسل"

غالباً عمر کا چالیسواں سال بھی پورا ہونے کو ہے دمشق والی پیشگوئی بھی پوری کرائینگے۔

معجزات سے تو امرتسر ہی سے شروع ہو گئے تھے اور برابر ظہور پذیر ہوتے گئے ہیں اور بالائے اینمہ دنیا بھی دیکھ آئینگے۔ ان سب باتوں سے بمصداق (قیاس) کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ واپسی پر نبوت کا جبہ بھی زیب فرماوینگے۔ اور عنوان بھی کچھ اسی قسم کے نظر آتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں اس نظم کے دو شعر جو دہلی سٹیشن پر مریدان شئے پراسنہ کی طرف سے پیش ہوئے۔

> تجھ سے وہ روشنی نام محمد ہو جائے
> لوٹ کر آئے تو محمود سے احمد ہو جائے
> اب محمد کے چمن میں ہے تو ہی یکتا گل
> تو وہ محمود ہے محبوب خدا فخر رسل

محمد مارماڈیوک پکتھال کا لکچر بمبئی میں

حضرات آج ہم ایک نہایت عظیم الشان مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں یعنے انسان کی حیثیت سے اپنی نجات کے لیے۔ آپ صاحبان نے کبھی غور کیا ہے کہ فی الحقیقت مسلمان کون ہوتا ہے۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہو؟ لفظ اشہد (یعنے میں شہادت دیتا ہوں) کو بغور ملاحظہ کرو۔ اس کا منشا محض یہ نہیں کہ کس کس وقت آپ کلمہ شریف کا ورد کریں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی تمام زندگی اور اپنی موت سے اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کی شہادت دیں۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ انفرادی اور مجموعی حیثیت سے اپنے اعمال میں اسلام کا روشن نمونہ دنیا کے روبرو پیش کرے ورنہ ہم اس صداقت کے جو ہمیں دی گئی ہے شاہدان صادق نہیں ہونگے۔ صداقت ہمیں اسواسطے نہیں دی گئی تھی کہ ہم اُسے چھاتی سے لگا کر اپنے پاس احتیاط سے محفوظ رکھیں۔ بلکہ اسواسطے کہ اسے تمام بنی نوع انسان تک پہنچاویں۔ یہ عظیم الشان صداقت کہ اللہ تعالےٰ نے تمام نوع انسان کا ایک ہی ہے۔ اور خدا اس دنیا اور آخرت ہردو کا شاہنشاہ ہے اور تمام بنی نوع انسان مخلوق ہے اور اسی کی رعایا ہے۔ یہی ایک بنیادی اصول ہے جسپر دنیا میں عالمگیر انسانی اخوت کی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ یہی بنی نوع انسان کی ترقی اور فلاح کا راستہ ہے۔ دیکھو صفحہ ۹

محرم (۱)

خون دیں بینم چکاں چوں کشتگان کربلا
اے عجب ایں مرداں اہر آں لذ نیست

(از سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم ایس)

محرم مسلمانوں کے سال کا ایک مہینہ ہے، جو ذی الحجہ کے بعد آتا ہے، اس مہینہ کی دسویں تاریخ کو حضرت سید الشہداء علیہ السلام معہ اپنے رفقا کے یزید کی فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے، چونکہ یہ پہلی شہادت تھی، جو ایک مومن کی اسلام کے لئے جنگ کرتے ہوئے ایک کلمہ گو کے ہاتھ سے ہوئی اس کی یاد کو منانے کے لئے ہر سال محرم کے پہلے دس ایام میں چند رسومات ادا کی جاتی ہیں، جو اب عام اصطلاح میں محرم کہلانے لگ گئی ہیں،

ان رسومات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ان کا نام و نشان بھی نہیں تھا، اور چونکہ اسلام آپ کی زندگی میں کامل ہو چکا تھا اس لئے جو رسم کہ بعد میں جاری ہوئی وہ بدعت ہے اسلام نہیں۔ پھر خلافت راشدہ کے زمانہ میں اور خود حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی زندگی میں بھی بلکہ بعد میں بھی بہت دیر تک ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا، یہی نہیں، یہ بدعات اپنے اندر مشرکانہ رنگ ... رکھتی ہیں، اور جس طرح ہندوؤں میں دسہرہ منایا جاتا ہے، اسی طرح مسلمانوں کے ایک گروہ میں ان ایام میں مختلف قسم کے ڈرامے دکھائے جاتے ہیں، مثلاً،

ایک کاغذ کا بڑا اونچا مقبرہ بنایا جاتا ہے، جو کہ حضرت امام حسینؓ کا جنازہ اور مقبرہ سمجھا جاتا ہے۔ اس پر ہار اور پھول چڑھائے جاتی ہیں، اس کے آگے مرثیہ خوانی ہوتی ہے، رویا جاتا ہے، پیٹا جاتا ہے، بچوں کے ... مرادیں مانگی جاتی ہیں ... جاتے ہیں، غرضیکہ ایک طوفان بے تمیزی مچایا جاتا ہے۔ جو کہ سراسر توحید اور اللہ کے خلاف ہے،

پھر ایک مہندی نکالی جاتی ہے۔ ایک گھوڑا نکالا جاتا ہے۔ یہ گھوڑا حضرت سید الشہداء کا تصور کیا جاتا ہے، اس کو سجایا جاتا ہے، اس پر پھول چڑھائے جاتے ہیں، خوشنما رنگ چڑھائے جاتے ہیں، زیور پہنائے جاتے ہیں، اس کے آگے مرثیہ خوانی ہوتی ہے، آہ و بکا کیا جاتا ہے، اور توہم پرست مسلمان اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں، بچوں کو نیچے سے نکالتے ہیں، اس کے کھروں کے نیچے کی مٹی کو بابرکت سمجھا جاتا ہے، کھروں کو ہاتھ لگا کر آنکھوں پر پھیرے جاتے ہیں، اس کے جسم سے برکت ڈھونڈی جاتی ہے، ماتم کی ٹولیاں بنائی جاتی ہیں، چھاتیوں کو پیٹا جاتا ہے تیروں اور زنجیروں کو چھاتیوں اور پیٹھوں پر مار کر زخمی کیا جاتا ہے گھوڑے کے آگے پیچھے کل امراء اور رؤسا شہر کیا ہندو و کیا مسلمان جمع رہتے ہیں، اور خاصکر شیعہ احباب کے گروہ کا اس کی خدمت میں موجود رہنا بڑا ثواب سمجھا جاتا ہے، ان کے آگے پیچھے گانے والے میراسیوں اور عصمت فروش طوائف کے جھنڈ ہوتے ہیں، اور جو کہ خصوصاً اس کل ڈرامہ کی رونق کا موجب بنتی ہیں،

یقین کیا جاتا ہے کہ ان دس روز کے ماتم سے کل گناہوں کا جو کہ انسان کرتا ہے، کفارہ ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر شیعہ احباب میں نصاریٰ کی طرح شریعت کی پابندی کی زیادہ ضرورت نہیں سمجھی جاتی ہے،

الغرض ایک کھیل و تماشہ ان ایام میں منایا جاتا ہے۔ جو کہ ظاہراً تو حضرت امام حسینؓ کے جنازہ اور ماتم پر مشتمل ہوتا ہے، لیکن حقیقتاً وہ اسلام کا جنازہ ہوتا ہے، جو کہ اٹھایا جا رہا ہوتا ہے، ایسے ایسے قابل شرم اور گندے نقشے حضرت معصوم علیہ السلام اور آپ کے ازواج مطہرات اور اسلام کے کھینچے جاتے ہیں کہ اگر ایک غیر مسلم ان کو دیکھ کر ہنستا ہے اور مسلمانوں کے حمق اور مشرکانہ افعال سے نفرت کرتا ہے۔ اور اسلام کو ان توہمات کا مجموعہ سمجھتا ہوا اس سے ہمیشہ کے لئے بیزار ہو جاتا ہے، اور ایک غیر متعصب مسلمان اسلام کے ساتھ ان کے اپنے دوستوں کا یہ سلوک دیکھتا ہوا روتا ہے، اور یہ شعر کہتا ہوا

آنچہ بر ما میرود از غم کہ داند جز خدا
زہرۂ تو شیم لیکن زہرۂ گفتار نیست
خون دیں بینم چکاں چوں کشتگان کربلا
اے عجب ایں مرداں اہر آں لذ نیست

اور انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

بات کیا تھی اور بیان کیا دیا گیا۔ حیران ہیں کہ اور تادقتی میں انسان کہاں سے کہاں چلا جاتا ہے۔ ارشاد الٰہی تھا کہ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ مسلمانوں کے امور کل مشورے سے طے ہونے چاہئیں، اس لئے خلافت راشدہ میں بادشاہ یا خلیفہ انتخاب کے ذریعہ بنایا جاتا تھا لیکن یزید نے اس قاعدہ کو توڑ دیا، اور اپنے باپ حضرت معاویہ کی جگہ خود بادشاہ بن گیا، اور حضرت امام حسین علیہ السلام اس طرح خلافت سے محروم ہو گئے، دوسرا ارشاد قرآنی یہ تھا۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ مومنوں میں سے وہ جو ایمان لاویں، اور صالح ہوں خلیفہ بنائے جائیں لیکن یزید غیر صالح تھا، اس لئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی بیعت نہیں کی، اور دنیا کو بتا دیا کہ دین اسلام میں رخنہ اندازی کرنے والوں سے بائیکاٹ کرنا چاہیئے، خواہ وہ کلمہ گو ہی کیوں نہ ہوں، اور دین کی حفاظت کے لئے اس طرح اگر جان بھی دینی پڑے تو دے دینی چاہیئے، چنانچہ آپ نے اس رخنہ انداز سے باوجود ناتواں ہونے کے مقابلہ کیا، اور اسلام کی خاطر لڑتے ہوئے میدان کربلا میں معہ اپنے کل عزیزوں کے شہید ہو گئے اور مسلمانوں کے لئے اپنے اس نمونہ سے مفصلہ ذیل سبق چھوڑ گئے

(۱) دین اسلام میں خرابی پیدا کرنے والا خواہ وہ مسلمان ہو خواہ کافر، اس کو ایسا کرنے سے روکنا چاہیئے، اور اس کوشش میں، اگر جان بھی جائے تو دے دینی چاہیئے،

(۲) فاسقوں، فاجروں سے مسلمانوں کو نفرت کرنی چاہیئے یہ ایک ایسا سبق تھا، کہ اگر مسلمان اس سے فائدہ اٹھاتے اور اپنے اندر وہ روح پیدا کرتے، جو سید الشہداء علیہ السلام میں کام کر گئی تو مسلمانوں میں سے بدکرداری، بدافعالی ہمیشہ کے لئے مفقود ہو جاتی، اور آج دنیا میں اسلامی سوسائٹی ایک ایسے اخلاق کا نمونہ پیش کر سکتی جس پر مسلمانوں کو فخر ہوتا، اور جس کو دیکھ کر کل دنیا ... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آ ... ہوتی۔

لیکن شومئی قسمت ایک بہت بڑے گروہ مسلمانان نے اس واقعہ کو ایک مشغلہ بنا لیا۔ اور اکثر بجائے خود نیک بننے اور بدوں سے نفرت کرنے کی بجائے خود بدکردار ہو گئے اور مشرکانہ بدعات میں گرفتار ہو گئے اور اپنی مجالس عزا کو رونق دینے کے لیے۔ مراسیوں۔ ہیجڑوں اور کنجروں کو بلایا اور جائے شرم ہے کہ آج عصمت فروش طوائف جو اسلام کے لئے ننگ و عار ہیں محبان اہل بیت کہلاتی ہیں کاش اگر ہمارے حنفی اور شیعہ بھائی ذرا غور کریں تو وہ شیعہ کہیں گے کہ مان لیا یزید بہت فاسق و فاجر تھا۔ لیکن بہرحال ان کنجروں سے بہتر ہو گا۔ پھر جب سید الشہداء علیہ السلام نے اسکے بد افعال کی وجہ سے اس سے جہاد کیا اور اسکو بجائے محب بنانے کے اپنا دشمن یقین کیا تو یہ مراسی۔ بدکردار اور زانی عورتیں جو کل مجالس عزا میں شیطان مجسم کا کام کرتی ہیں کسی طرح محبان اہل بیت ہو سکتی ہیں

نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ ان بدعات اور رسومات مشرکانہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہمارے مسلمان علما اور مجتہدان دین ہوتا دیکھتے ہیں اور امراء قوم ان کنجروں اور مراسیوں کی مجالس میں جو کہ ایک مجموعہ خرافات ہوتا ہے شامل ہوتے ہیں اور کوئی نہیں انہیں روک سکتا مجھے بہت صدمہ صاحب ایک سال میں نے سنا کہ کنجروں کی مہندی نہیں نکلی تو بڑے بڑے نواب صاحبان ان سرا سر بے حیائی کی پتلیوں کے گھروں میں جا کر منت و خوشامد کرنے لگے تا وہ اپنی مہندی نکالیں اور محرم میں رونق کی موجب ہوں۔

پھر اس سال لاہور کی سب سے بڑی مسلمانوں کی مدعی اصلاح اخبار میں مجھے یہ دیکھ کر کہ وہ انہیں خرافات کے قیام میں امداد کر رہی ہے اور بھی زیادہ صدمہ ہوا۔ کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آجکل کے مسلمانوں کو حقیقی تقوے اور حقیقی اسلام کا علم نہیں رہا۔ اور اس سے ان کی نگاہ میں ایسی قبیح اسلام کے لیے ننگ و عار عادات بھی بری معلوم نہیں ہوتیں اور جس وقت یہ معلوم ہوا کہ یہ حمایت محرم کے مضامین بھی ایک بالتصدق رقم کا نتیجہ ہیں جو کسی صاحب ثروت شیعہ صاحب نے اپنے اغراض و مقاصد ... کو پورا کرنے کے لئے چندہ میں نذر پیش کی ہے سو اور بھی مایوسی ہو گئی۔ خدا مسلمانوں کے حال پر رحم کرے۔ جب مسلمان علما امرا اور اخبار نویسوں کا یہ حال ہو کہ وہ ان قابل شرم حرکات کو قوم میں ہوتا دیکھیں اور پھر دنیاوی اغراض کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہیں تو اسلام اور مسلمانوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔

اس حجۃ میں اپنے مکرم و مہربان اہل تشیع مجتہدین پنجاب کی خدمت میں خصوصاً جناب مولانا مولوی سید علی الحائری مجتہد مولانا ابو الفضل صاحب اور مولوی محسن علی صاحب رامپوری اور مولوی سید ناظم علی صاحب مجتہدان پنجاب جن سے خاص مجھے تعلق محبت ہے اور اپنے کرم فرما نواب صاحبان کی خدمت میں خصوصاً عرض کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ

(۱) کہ یہ گھوڑوں اور تابوتوں کا نکالنا معہ ان کے کل دیگر لوازمات کے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے فسق اور شرک نہیں ہے۔ اور کیا علمائے کرام اور مجتہدین کا فرض نہیں کہ ان کو مسلمانوں سے دور کریں۔

(۲) کیا ضروری نہیں کہ ان مجالس عزا سے مراسیوں طوائفوں۔ اور بدکردار مرثیہ خوانوں کو بالکل نکال دیا جاوے۔

(۳) کیا جو آجکل مسلمانوں میں بد افعالی کا زیادہ رواج ہوتا چلا جا رہا ہے اسکے لیے محبان سید الشہداء کا فرض نہیں ہے کہ وہ آپ کے پاک نمونہ پر قدم ماریں اور سخت دینی جہاد میں مصروف ہو جائیں اور مسلمانوں کی اخلاقی حالت کو درست کرنے کے لئے کوشش کریں۔

(۴) نیز کیا ان حملوں کو دیکھ کر جو کہ عیسائی اور آریہ آج مسلمانوں پر کر رہے ہیں کہ ان کو دنیا سے نابود کر دیں۔ حضرت سید الشہداء کے نقش قدم پر چلنے والوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اٹھیں اور اشاعت دین اسلام میں مصروف ہو جاویں یا ان لوگوں کی جو ان کفار کے مشنریوں کا مقابلہ کر رہے ہیں مدد کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ میرے کرمفرمائے اہل تشیع صاحبان ان چند مذکورہ بالا امور پر غور کر کے کچھ قومی اصلاح کے لیے قدم اٹھاوینگے

من از ہمدردیست گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانائے ہشیار

بقیہ صفحہ ۳

ہم اس آخری پیغام کے شاہد ہیں کہ قوم کے شاہد! اس کے جواب کے منتظر ہیں۔ آپ اس شہر پر ایک نظر دوڑائیں جہاں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جو منہ سے تو اسلام کا دعوے کرتے ہیں لیکن رات دن شراب خوری۔ جو ابازی۔ سود خواری۔ مردم آزاری اور دیگر بدیوں میں مبتلا ہیں۔ اور ستم یہ ہے کہ جو لوگ قانون الٰہی کو اس طرح پاؤں میں روندتے ہیں کس دیدہ دلیری سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ وہ کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھتے ہیں۔ یہی غلطی تھی جو یہود و نصاریٰ کو لگی تھی۔ حضرت ابراہیم اول المسلمین کو اللہ تعالے نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ میرا عہد تمہاری اولاد میں سے بدکاروں کے ساتھ نہیں ہے۔

مگر میں صرف ایسے بدکاروں کو ہی مخاطب نہیں کرنا چاہتا ہوں میرے سامنے ہزارہا ایسے مسلمان بھی ہیں جو چاہتے ہیں کہ قانون الٰہی کی فرمانبرداری کریں مگر وہ قرآن جانتے ہیں نہ اقوال نبی کریم سے واقف ہیں۔ یہ عجیب شاہد ہیں۔ ہندوستان میں ایسے بھی معلم جو قرآن کے عربی الفاظ بلا معنے پڑھانے پر فخر کرتے ہیں۔ العجب! ہماری ناکامی کی وجہ ایک ہی ہے یعنی معارف قرآنی سے جہالت۔ ہم نے قرآنی موتی پھینک دیے ہیں اور انکی جگہ کھوٹی چیز لے رکھی ہے۔ ہم میں بہت سے ایسے ہیں جو توہم کے رنگ میں قرآن کریم کی عزت بھی کرتے ہیں لیکن عمل ہمارا ہی اپنی پست خواہشات یا ادنےٰ میلانات پر ہوتا ہے۔ یاد رکھو اسلام صرف قرآن کریم اور نبی کریم کے نمونہ پر مشتمل ہے اسے اپنی نظر رکھو خدا بلا توسل غیرے ہر ایک کو مل سکتا ہے۔ قرآن ہر ایک مرد و عورت کو وہ رستہ دکھاتا ہے جو خدا تک لیجاتا ہے۔ قرآن ہی دنیا کا نور ہے ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس نور کو پھیلائیں۔

چندہ اخبار پیغام صلح

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ جلد اپنا چندہ بھیجکر ممنون فرمادیں۔ اخبار کی مالی حالت نہایت کمزور ہے۔ احباب کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

مولوی عصمت اللہ صاحب کا دورہ

ضلع مظفرگڑھ میں

شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے فرمایا ہے اور خوب فرمایا ہے۔

اقبال اک برس جو مرا تاج سر ہوا
شملے میں مجھ کو موسم سرما بسر ہوا

اس شعر کو اگر میں اپنے حال پر منطبق کروں۔ تو بادنےٰ تغیر یوں بن جاتا ہے۔

اقبال ایکبار ایسے مرا تاج سر ہوا
ملتان میں مجکو موسم گرما بسر ہوا

موسم گرما کے ایام میں قسمت ملتان کی یاوری کا کیا کہنا۔ ہمطالع ہما ہو جاتی ہے اسی قسمت میں مظفرگڑھ کا ضلع بھی واقع ہے اور وہی امتیازات رکھتا ہے جو سرزمین ملتان کو حاصل ہیں۔ اگرچہ گدا و گورستان کی کمی ہے۔ مگر گرد و گرما کی بیشی نے اُسے بھی پورا کر چھوڑا ہے۔ مظفرگڑھ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر علی پور کی تحصیل ہے۔ جو گرد و گرما والے کلیئے کی صداقت کے لئے برہان قاطع کا کام دیتی ہے۔ صبح سے لیکر شام تک اور شام سے تا صبح کوئی وقت ایسا نہیں کہ اس قطعۂ زمین میں گرمی کی حدت کم ہو۔ سورج دیوتا اپنے پورے ہر کاش کے ساتھ لال لال آنکھیں نکالے غضب کے شعلے برساتے تیکھی نگاہوں سے اپنے سیوکوں کو ہیں گھورتے نظر آتے ہیں۔ بادل کی کیا مجال کہ سامنے آسکے۔ اگر بھولے سے آ بھی گیا۔ تو باد سموم کو حکم مل جاتا ہے۔ کہ آنے نہ دو۔ وہ فوراً اسے دھکیل دیتی ہے۔ ماہ جولائی کا آخری نصف مجھے اسی سرزمین میں بسر کرنا پڑا۔ ایک ایک دن ایک ایک سال سے لمبا نظر آیا۔ گھبراتا تھا تلملاتا تھا۔ بدن گرمی سے پھنکا جاتا تھا۔ پسینے کے فوارے جاری تھے۔ منہ سے بات نہیں نکلتی تھی۔ زبان خشک ہو رہی تھی۔ دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتا تھا۔ مگر خشک کامی کی وجہ سے حرف دعا بھی لب پر نہیں آتا تھا۔ اس حالت کا بیان کیا کروں بیان کرنیکی مجال نہیں۔ اور لکھوں۔ لکھنے کی تاب نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ میں نے کبھی ایسی گرمی دیکھی ہی نہیں۔

غالباً اسی گرمی کا اثر ہے۔ کہ باشندگان علی پور نہایت پست ہمت واقع ہوئے ہیں۔ جہالت۔ افلاس۔ ناداری کا دور دورہ ہے۔ پیر پرستی کا مرض وبائے عام کی طرح پھیل رہا ہے جدہر دیکھو۔ پیر پرستی ہی پیر پرستی نظر آتی ہے۔ مذہب سے واقفیت مفقود ہے۔ علما ضروریات زمانہ سے بے خبر ہیں انہیں اس بات کا احساس تک نہیں کہ تبلیغ اسلام کے راستے میں کیا کیا رکاوٹیں آئیں۔ اور انہیں کیونکر دور کیا جا سکتا ہے۔ انہیں ایک دوسرے کو کافر بنانا اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا آتا ہے۔ اور بدقسمتی سے اسی کو کامیابی سمجھ بیٹھے ہیں۔ مولانا شبلی مرحوم نے سچ فرمایا ہے

علما را ہمہ ہیکار و نزاع است کزو
آتش فتنہ بہر شہر و دیار افتاد است

جب علما کی یہ حالت ہو۔ تو پھر عوام الناس کی کیا شکایت جنکا بقول حافظ شیراز یہ مقولہ ہے۔

ما مریداں رُو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رُو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

میں نے ایک مسلمان سے پوچھا۔ کہو تمہارا کیا مذہب ہے اُس نے جواب دیا بلوچ۔ میں نے کہا میں قومیت نہیں پوچھتا مذہب دریافت کرتا ہوں۔ زبان دُرفشاں سے فرمایا۔ کہ میرا مذہب گوہانگ ہے۔ اسی قسم کے گوہانگی مسلمان ایک موٹی سی کفنی اوڑھے ہوئے خدمتگاری کا کام انجام دیتے ہیں۔ اور زیادہ تر ہندوؤں کے نوکر ہیں اور بیلی کہلاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک اور شخص سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور اُن سے دریافت کیا۔ کیا تم مسلمان ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ میں تو شامین ہوں۔ علی پور کے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھکر یہاں کے کفر باز اور فرقہ بند علما کو شرم کرنی چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ ہماری کفر بازی اور فرقہ بندی نے مسلمانوں کی کیا حالت بنا رکھی ہے اگر وہ دل رکھتے ہیں۔ اور اس میں محبت اسلام کی تڑپ موجود ہے۔ تو فرقہ بندی اور کفر بازی کے خرمن کو آگ لگا کر ان غریب مسلمانوں کی اصلاح حال کی طرف توجہ دیں۔ ورنہ یاد رکھیں اللہ تعالےٰ کی جناب میں اُن سے بازپرس ہوگی اور اُس وقت یہی کفر بازی اور فرقہ بندی گواہِ معصیت بنکر سامنے آجاویگی۔ با ایں ہمہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس گرم سرزمین میں خال خال ایسے بھی قومی بہی خواہ نظر آتے ہیں۔ جن کے دل قومی درد سے معمور ہیں۔ ظلم ہوگا اگر میں یہاں پر اپنے محترم دوست قاضی عبدالرحمٰن صاحب اور مولانا مولوی غلام رسول صاحب سکنہ جتوئی اور مولوی قاضی شیر محمد صاحب اور مکرم معظم جناب محمد مصطفےٰ خانصاحب وٹرنری اسسٹنٹ اور مستری خان محمد صاحب سکرٹری انجمن تحفظ اسلام اور مولوی غلام حسین صاحب اور ماسٹر عاشق محمد صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کا نام نامی نہ لوں یہی وہ لوگ تھے جنکی محبانہ گفتگو۔ روشن خیالی۔ عالی دماغی۔ اس گرمی خیز تحصیل میں میرے لئے باعث دلچسپی تھی اس تحصیل میں ۹۵ فیصدی مسلمان آباد ہیں مگر ۵ فیصدی بھی تعلیم یافتہ نہیں۔ افسوس علی پور میں میری تین تقریریں ہوئیں پہلی تقریر اتحاد و مساوات تعلیم اسلامی پر تھی۔ اس تقریر میں طلبائے مدرسہ اساتذہ اور مقامی حکام بھی شریک ہوئے۔ مجمع بھی علی پور کی حیثیت سے کافی تھا۔ سماجی دوستوں نے بھی شرکت کی تھی۔ دوسری تقریر جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ ہوئی اس تقریر میں کثرت سے دیہات کے آدمی بھی شریک ہوئے۔ حتیٰ کہ روانگی نماز کے لئے جامع مسجد ناکافی نظر آئی اور سردار ہلو خاں صاحب ذیلدار کے چوک میں نماز جمعہ ادا کی گئی اور وہیں تقریر بھی ہوئی۔ اس تقریر میں اسلامی معتقدات کا آریہ معتقدات سے مقابلہ کرکے اسلامی معتقدات کی صداقت ثابت کی گئی۔ تیسری تقریر اسی مقام پر سردار ہلو خاں صاحب کی دعوت پر کی گئی اور جتوئی میں بھی تین تقریریں ہوئیں۔ پہلی تقریر ۲۰۔ جولائی ۱۹۲۷ء کو ۴ بجے شام کے اتمام پر ہوئی۔ دوسری اسی تاریخ کی شب کو صداقت اسلام پر اور تیسری حقیقت و صداقت احمدیت پر ہوئی۔ الحمدللہ تینوں تقریریں شوق سے سُنی گئیں۔ مولوی سلطان محمود دیوبندی نے اگرچہ رخنہ اندازی کرنی چاہی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب نے بھی ایک تقریر میری تائید میں کی اور جماعت احمدیہ لاہور کی تعریف کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے کمالات کو بیان فرمایا۔ اور بتلایا کہ یہ لوگ سچے مسلمان ہیں۔ انہی کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب حضرت خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہ العزیز کے مریدوں میں سے ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب موصوف حضرت مسیح موعود کے کمالات کے معترف تھے۔

پھر کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ مولانا ممدوح حضرت صاحب کو نظر عزت سے نہ دیکھتے اخویم مکرم مولوی نور احمد صاحب نے بھی دو تقریریں کیں۔ اور کامیاب ثابت ہوئیں۔

اس دورے میں وقتاً فوقتاً احمدیت کے متعلق بھی تبادلۂ خیالات ہوتا رہا الحمدللہ کہ نئے بھائی سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے۔ اور مولوی شیر محمد صاحب نے اعلان فسخ بیعت میاں صاحب کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی علی پور میں جناب محمد مصطفےٰ خانصاحب وٹرنری اسسٹنٹ اور مولوی غلام حسین صاحب کا دم غنیمت ہے۔ آپ بڑے روشن خیال اور روشن دماغ آدمی ہیں اور جماعت احمدیہ لاہور کے باوقعت کاموں کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

بندہ محمد عصمت اللہ مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام
لاہور

کفارہ اور اُسکی تردید

کفارہ کیا ہے یسوع نامی۔ ایک اکلوتا خدا کا بیٹا ہے۔ اُس خدا کے بیٹے نے مریم کے پیٹ میں حلول کیا۔ اور وہ خدا کا بیٹا انسان کی شکل میں پیدا ہوا۔ خدائی کا دعویدار رہا۔ یہودیوں نے پکڑ۔ صلیب پر لٹکا کر جان نکالدی۔ یہ تکلیف محض انسان کے گناہوں کی وجہ سے اُٹھائی۔ اب انسان کو کسی قسم کی سزا نہ دی جاویگی۔ انسان گنہگار ہے اور گناہ کا نتیجہ موت ہے بلکہ جہنم کی سزا۔ مگر خدا۔ رحیم ہے عادل ہے۔ اس لئے خدا کے بیٹے نے گناہوں کو اپنے اوپر لیکر اپنا مارا جانا قبول کرکے تمام جہان کے لئے نجات کا ذریعہ بنا دیا۔ یعنے کفارہ ہوا

تردید کفارہ اگر کفارہ مرضی الٰہی کے موافق ہوتا۔ تو علامات رحمت ظاہر ہوتے۔ حالانکہ چاروں انجیلوں سے ثابت ہے کہ بعد سولی کے خدا کا قہر۔ اور بہت بڑا طوفان ظاہر ہوا۔ جب موت گناہ کی سزا ہے۔ اور گناہ کے عوض مسیح کفارہ ہوا تو اب مسیحیوں کو موت کیوں آتی ہے۔ دنیا کا مشاہدہ ہے کہ پادری پوپ کوئی موت سے خالی نہیں کہ ہمیشہ رہے اور کفارہ کا ثبوت دے۔

کفارہ پر ایمان لانیسے خرابیاں (۱) دعا کا سلسلہ فضول ہو جائیگا۔ (۲) گناہ پر دلیری بڑھیگی۔ (۳) مسیح کو نعوذ باللہ لعنتی ماننا پڑیگا (۴) تورات کا انکار کرنا ہوگا کیونکہ اُس میں کفارہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ (۵) خدا غیر عادل ٹھہریگا کہ ناحق اپنے بیٹے کو سولی دی۔ کیا مسیحی صاحبان میں سے کوئی شخص ان باتوں کا جواب دے سکتا ہے۔

شیخ قدرت اللہ صدیقی۔ ایم۔ اے۔ مشنر۔ سابق۔ کے پیٹرس۔ میتھوڈسٹ مشن لکھنؤ۔

ریویو

برکتاب المسمی "اوبرائن ہائی سکول میانوالی ۱۹۰۵ء تا ۱۹۱۷ء"

یہ کتاب مصنف نے مشتمل بر ۲۱ فصلات متعلق حال اوبرائن ہائی سکول خود لکھی ہے مصنف اس سکول کا ۱۹۰۵ء سے لیکر ۱۹۱۷ء تک ہیڈ ماسٹر رہا۔ جہاں سے وہ بوجہ اپنی احسن کارکردگی کے عہدۂ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے لئے از جانب پنجاب گورنمنٹ نامزد کیا گیا۔ اس کتاب میں سکول کی سات عدد سالانہ رپورٹیں شائع کی گئی ہیں جن میں سے ایک بروقت رسم افتتاح اوبرائن ہائی سکول پڑھی گئی۔ اور سات عدد ایڈریس ہا شائع کئے گئے ہیں۔ جو مختلف تقریبات کے موقعات پر پڑھے گئے۔ ہر ایک ایڈریس اپنے اپنے موقعہ اور تقریب کے متعلق نہایت ہی لطیف اور معنی خیز ہے۔ علاوہ ان چودہ فصلات کے سات دیگر فصلات مختلف و قابل دید مضامین پر مشتمل ہیں۔ ایک فصل میں سکول و کچہری کے کام کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ دوسری فصل میں ۲۵ طلباء کی فہرست بمعہ دیگر کوائف کے دی گئی ہے جن طلباء نے کہ دس سال کے عرصہ میں اوبرائن ہائی سکول سے امتحان انٹرنس میں اعلےٰ اعلےٰ نمبروں پر پاس ہو کر ۲۵ وظائف حاصل کئے اور کئی دفعہ پنجاب بھر میں دوم و سوم نمبر پر رہے۔ اور آج کل اعلےٰ اعلےٰ عہدوں پر ممتاز ہیں۔ دوسرے باب بھی نہایت مفید معلومات پر مشتمل ہے ان سب فصلات کے مطالعہ سے انسان کے دل و دماغ پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اپنے کام منصبی کی بوجہ احسن سرانجام دہی اسے کیسے ترقی درجات تک پہنچا سکتی ہے۔ کتاب کو باجازت لفٹنٹ کرنل اے۔ جے اوبرائن صاحب بہادر ریونیو ممبر بہاولپور اُن کے نام نامی پر معنون کیا گیا ہے اور کتاب کو آٹھ عمدہ فوٹو سے مزین کیا گیا ہے جنمیں علاوہ فوٹو لفٹنٹ کرنل اے۔ جے اوبرائن و مصنف کتاب و خان بہادر سردار جمال خاں لغاری چیف آف چوٹی کے حضرت مجدد اعظم مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب شاہزادہ امن و سلامتی کی فوٹو بھی دی گئی ہے۔ جنکی برکات کی طفیل مصنف اپنے آپکو موجودہ عہدہ پر پہنچا ہوا خیال کرتا ہے۔ اور جس امر کا اس نے خاصکر فصلات XVII و XV میں ذکر کر دیا ہے۔ یہ کتاب ایڈیسن اینڈ کو مدراس کے چھاپہ خانہ سے جو اس فن کے ماہر ہیں عمدہ سفید براق کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ جلد نہایت اعلیٰ ولایتی انگریزی طرز کی سنہری حرف سے مزین ہے۔ اس کتاب کے آخیر میں ایک نظم المسمیٰ میانوالی کا نوحہ بہ خوبصورت عمدہ فوٹو شائع کی گئی ہے۔ یہ نظم مولوی محمد شفیع صاحب ایم۔ اے والس پرنسپل اورینٹل کالج کی تصنیف ہے۔ جو فی الواقعہ قابل دید ہے اور یہ شعر بطور نمونہ کے درج کئے جاتے ہیں۔

اے میانوالی تیرا یہ مدرسہ یہ ماسٹر　یہ ہمارے محکمے کے فاضلان ذوفنون
جنکی بوئی خوش کی بوئی خوش نگر زیب کلام　راحتیں باقی ہیں جانیں اور معطر ہیں مشام
لے رہا ہوں انکا فوٹو اپنی لوح دل پہ میں　کسقدر نازاں ہوں ان کے ایام اس حال میں

یہ کتاب طلباء و اساتذہ ہر دو کے لئے یکساں مفید ہے۔ اس کا مطالعہ فرائض منصبی کو بوجہ احسن سرانجام دینے کی بیداری پیدا کرتا ہے۔

قیمت عہ روپیہ فی جلد۔ کتاب ملنے کا پتہ

غلام محمد خاں۔ ایم۔ اے۔ ایڈیشنل۔ ای۔ اے۔ سی کیمبل پور۔ مصنف کتاب بالا۔ (کیمبل پور)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اسلامک ریویو اور اسلامک ورلڈ کے متعلق بہت سے احباب کو غلط فہمی پیدا ہوتی رہتی ہے سو انکی اطلاع کیواسطے یہ نوٹ کیا جاتا ہے کہ اسلامک ورلڈ سہ ماہی رسالہ ہے جو مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے لاہور سے جاری کیا ہے اور اسلامک ریویو جناب

تازہ خبریں

—— قصبہ شام چوراسی کے باہر جبکہ بارش نہایت زور سے ہو رہی تھی۔ بجلی گری جس کے باعث ۳۳ بکریاں مرگئیں اور ایک لڑکا زخمی ہوا۔

—— مسٹر فرگسن ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے پٹواریوں۔ ذیلداروں۔ انعام خواروں۔ نمبرداروں۔ اور چوکیداروں کے نام ایک حکمنامہ جاری کیا ہے جس میں انہیں توجہ دلائی گئی ہے کہ اکالی جتھے غیر آئینی جماعتیں ہیں اور انکا یہ فرض ہے کہ اگر کسی جگہ پر اکالی جتھے بنانے کے متعلق تقریر ہو تو اسکی رپوٹ قریب ترین تھانے میں کریں۔ عدم تعمیل کی صورت میں برطرفی کی دھمکی دی گئی ہے۔

—— ہزہائینس نواب بھاولپور انگلستان سے عازم ہندوستان ہوگئے ہیں۔ اُمید کیجاتی ہے کہ آپ ۱۶۔ اگست ۱۹۲۴ء کو بمبئی پہنچ جائیں گے۔

—— ہزہائنس جناب مہتر صاحب چترال ۶۔ اگست کو براستہ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے لائن بمبئی سے روانہ ہونیوالے تھے۔

—— دھلی ۵۔ اگست۔ دھلی کے گذشتہ فساد کے تعلق میں آج تک تقریباً ۲۰۱۔ اشخاص گرفتار ہوچکے ہیں۔ جن میں سے اکثر ضمانت پر رہا کردئے گئے ہیں۔ چندایک اشخاص جن پر قتل و غارت یا کسی دیگر ایسے ہی سخت جرائم کے ارتکاب کا الزام ہے۔ حوالات میں ہیں۔ ملزمین کی کثرت کے باعث مقامی حکام ایک سپیشل مجسٹریٹ اور ایک ایڈیشنل پبلک پراسیکوٹر کے تقرر کی تجویز کر رہے ہیں۔ مقدمات کے کاغذات مرتب کئے جارہے ہیں اور امید نہیں کہ تین ماہ سے پیشتر مقدمات عدالت میں لائے جائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مقدمات کم از کم دو ماہ تک جاری رہیں گے۔

—— بمبئی ۵۔ اگست مسز سروجنی نائیڈو ملک کی موجودہ حالت کا مطالعہ کرنے کے لئے عنقریب تمام ہندوستان کا سفر کریں گی جمعرات کو وہ مہاتما گاندھی جی کیساتھ ملاقات کرنے کے لئے احمد آباد کی طرف روانہ ہوں گی۔ اس کے بعد آسام کی جانب تشریف لے جائیں گی جہاں وہ آسام پراونشل کانفرس کی صدارت کریں گی۔ بعد ازاں سندھ اور شمالی ہندوستان کے دیگر صوبجات میں دورہ کرکے ہندو مسلم اتحاد کے لئے اپیل کریں گی۔ فی الحال وہ جنوبی ہندوستان کے طوفان زدہ علاقہ جات کو امداد بہم پہنچانے کا انتظام کر رہی ہیں۔

—— شجاع الدولہ جو کہ سلطنت افغانستان کی طرف سے لنڈن کے لئے سفیر مقرر ہوئے ہیں مشہد سے روانہ ہو گئے ہیں اور براستہ وزدن انگلستان پہنچینگے۔ ممکن ہے کہ عازم لنڈن ہونے سے پیشتر کابل تشریف لے جائیں۔

—— مس من سنگ یں یکم اگست سے اخبار "برما نیوز" کی اڈیٹر انچیف مقرر ہوئی ہے برما میں یہ وہ پہلی عورت ہے جس نے ایک اخبار کا چارج لیا ہے

—— دریائے سندھ میں سخت طغیانی نمودار ہوئی ہے۔ جو پچاس میل تک پھیلی ہوئی ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ دسویں شہیدی جتھے کے آدمیوں نے جو اب جیتو کیطرف جارہا ہے۔ ضلع گورداسپور میں سے گذرتے وقت ایک کنسٹبل اور دو پٹواریوں پر سخت حملہ کیا۔

—— ایک ہندو جو اپنے آپ کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ظاہر کرتا تھا۔ چند روز پیشتر ایک ڈاکہ کے مقدمہ میں ماخوذ کیا گیا اور ہوشیارپور کے ایک مجسٹریٹ کی عدالت سے اس کو تین ماہ کی قید کی سزا دیگئی۔

—— ٹھاکر سنگھ سنگ اڈیٹر اخبار گرو گھنٹال کی گرفتاری کے لئے زیر دفعہ ۱۵۳۔ الف وارنٹ جاری ہوچکے ہیں پولیس نے اخبار گرو گھنٹال کے دفتر اور اس پریس کی جہاں کہ یہ اخبار چھپتا ہے تلاشی لی اڈیٹر مذکور لاہور سے غیر حاضر ہے اور پولیس اسکو گرفتار کرنے کے لئے اس کی جائے سکونت واقعہ صوبہ متحدہ کو جانیوالی ہے

—— ۸۔ اگست ۱۹۲۴ء کو مسٹر اے۔ ایچ ترمذی ایڈیٹر اخبار زمیندار ڈپٹی کمشنر لاہور کی عدالت میں حاضر ہوئے ان سے دریافت کیا گیا کہ ان کو یہ گمراہ کن خبر کہاں سے ملی ہے کہ حکومت برطانیہ خوست باغیوں کو اسلحہ بہم پہنچا رہی ہے ایڈیٹر کے پتہ تبلانے پر مسٹر ایمرسن نے ان کو تنبیہ کیا کہ وہ ایسی بے بنیاد خبریں شایع نہ کیا کریں۔ مسٹر ترمذی نے اس بات کے لئے آمادگی ظاہر کی کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے اس خبر کی تردید شایع ہو تو وہ اسی تردید کو اپنے اخبار میں شایع کردیں گے۔

—— گورنمنٹ بنگال نے اعلان کیا ہے کہ مبلغ ایک ہزار روپے اس شخص کو انعام دیا جائیگا۔ جو اس شخص کی گرفتاری کے متعلق اطلاع دیگا جس نے وہ اشتہار شایع کیا ہے جسپر "پریذیڈنٹ کونسل دو ربڈ بنگال" لکھا ہوا ہے۔

—— ہزہائینس مہاراجہ نرادن کور فوت ہوگئے ہیں۔

مسٹر اشفاق احمد صاحب نے دفتر سنٹرل خلافت کمیٹی سے ان مصیبت زدہ موپلاؤں کی امداد کے لئے اخبارات میں اپیل کی ہے جن کے گھر بار گذشتہ سیلاب میں برباد ہوگئے ہیں

—— پنجاب گزٹ کی تازہ اشاعت میں چودہری لعل چند وزیر زراعت کی برطرفی کے متعلق مفصل احکام جاری ہوئے ہیں۔ "چوں کہ انہوں نے بمعہ اپنے دو ایجنٹوں کے انتخاب کے موقع پر ناجائز وسائل استعمال کئے ہیں اسواسطے اُن کا اور ان کے ایجنٹوں کے نام فہرست انتخابات سے کاٹ دئے جائیں اور آیندہ پانچ سال تک وہ اس استحقاق سے محروم رہیں گے" اسی طرح پندرہ اور اشخاص کے نام کاٹ دئے گئے ہیں۔

—— وائسرائے نے گورنر مدراس کو یہ تار دی ہے "مجھے بہت صدمہ ہوا یہ سنکر کہ جنوبی ہند میں طغیانی اسقدر عالمگیر تباہی کا موجب ہوئی ہے اور مصیبت زدگان سے مجھے بڑی ہمدردی ہے اگر پبلک سے امدادی چندے کی کوئی فہرست کھولی جائے تو مجھے اطلاع دیجئے تاکہ میں بھی کچھ مدد کرسکوں"۔

—— اپنی جیب خاص سے وائسرائے نے ایک ہزار روپیہ امداد مصیبت زدگان جنوبی ہند کے لئے دیا۔

—— امریکہ کے دو ماہرین علم نباتات بیان کرتے ہیں کہ انہیں ایک جنگل میں ایک آدم خور درخت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اور بہت مشکل سے وہ اپنی جانوں کو اس درخت کے شکنجے سے محفوظ رکھ سکے۔ یہ آدم خور درخت حیوانات اور نباتات کے سلسلہ کی ایک گم شدہ کڑی ہے اس درخت کا تنا گوشت کا ہوتا ہے اور یہ گوشت ہڈیوں کے اوپر لپٹا ہوا ہوتا ہے جب کوئی جاندار اس درخت کے قریب جاتا ہے تو اسکی شاخیں سانپ کی طرح اس جاندار سے لپٹ کر اس کو تنے کی طرف کھینچ لیتی ہیں ماہرین کا بیان ہے کہ اس درخت کی مہیب شاخوں میں بے حد قوت اور کشش ہے۔ بہت سے چھوٹے چھوٹے جانور مثل گلہری اور خرگوش اس کا شکار ہوجاتے ہیں۔ یہ درخت انسانوں تک کو قید کرلیتا ہے جب یہ درخت چھوٹے چھوٹے جانوروں کو اپنے شکنجے میں دبالیتا ہے تو ان جانور کا دم نکل جانے کے بعد ان کا جسم اوپر کی طرف اچھل جاتا ہے اور درخت کے اصل تنے میں داخل ہوکر گویا درخت کے پیٹ میں پہنچ جاتا ہے۔

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ فلام چھن ہلز برھما

(۱) جناب اے ابراہیم کٹی صاحب ہیڈ اکونٹنٹ گورنمنٹ ٹریژری ۵
(۲) جناب رضی الدین صاحب فورمین پی ڈبلیو ڈی ۳
(۳) جناب مصاحب خاں صاحب کمپونڈر ۳
(۴) جناب عبدالغنی صاحب بی۔ اے کلرک ہسپتال ۳
(۵) جناب طالب الدین صاحب جمعدار ملٹری پولیس ۲
(۶) جناب پھکو صاحب ملٹری پولیس ۲
(۷) جناب حسین بخش صاحب ۴
(۸) جناب محمد طفیل صاحب ۲
(۹) جناب منشی لیاقت حسین صاحب دوکاندار ۲
(۱۰) جناب پیر بخش صاحب ۲
(۱۱) جناب عبدالحکیم صاحب سگنلر پوسٹ آفس ۲
کل میزان ۳۰

فہرست چندہ جماعت احمدیہ گوجرہ منڈی (لائلپور)

(۱) جناب چودہری عبداللہ خاں نمبردار چک ۱۴۷ بابت چندہ اپریل۔ مئی۔ جون۔ ۵ امداد جرمن مشن ۵ کل ۱۰
(۲) جناب چودہری محمد بخش صاحب چک ۳۵۵ ۵
(۳) جناب ڈاکٹر جلال الدین صاحب میڈیکل پریکٹیشنر چندہ جولائی ۱
(۴) جناب محمد ابراہیم صاحب ۸
(۵) جناب داروغہ محمد علی صاحب جیلدار خاں صاحب ۱
(۶) جناب مالک داد خانصاحب ۴
(۷) جناب شیخ محمد حسین صاحب ۲
(۸) جناب مولوی عمرالدین صاحب ۲
کل میزان

فہرست چندہ جماعت احمدیہ ازخانقاہ ڈوگراں

(۱) جناب چودھری محمد الدین صاحب احمدی چندہ ماہ جولائی ۱
(۲) جناب میاں خوش محمد حجام ۲
(۳) جناب شیخ محمد شفیع صاحب ۸
(۴) جناب چودھری محمد بخش صاحب ۸
(۵) جناب میاں فتح الدین صاحب دھوبی ۸
کل میزان

اعلیٰ ترین کتب

چشمہ معرفت از تصنیف حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ۔ قیمت ۱

آریہ دھرم از رشحات قلم مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۵

ردّ تناسخ از رشحات قلم حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیمت ۳

رسالہ نورالدین .... قیمت ۱

کتب عیسائیت کی تردید میں

جنگ مقدس از تصنیف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۱۲

ابطال الوہیت مسیح از رشحات حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قیمت ۴

الحق مباحثہ لدھیانہ روئداد مباحثہ مابین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور میرزا غلام احمد صاحب قادیانی قیمت ۱۲

الحق مباحثہ دہلی روئداد مباحثہ مابین حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی قیمت ۱

آسمانی فیصلہ اس کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے ہندوستان کے تمام مولویوں ملانیوں پیرزادوں فقیروں سجادہ نشینوں کو آسمانی فیصلہ کی طرف دعوت دی ہے قیمت ۵

ملفوظات اولیاء اُمت ۔ قیمت ۴

نشان آسمانی اس کتاب میں بعض سابق اولیاء اُمت کی پیشگوئیوں خاصکر نعمت اللہ ولی مرحوم کی پیشگوئی درباره مسیح کا تذکرہ کیا گیا ہے قیمت ۵

اَدْعِیَہ .... قیمت ۳

آئینہ کمالات اسلام اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی خوبیوں کا دیگر مذاہب سے مقابلہ کیا ہے اور عیسائی اور آریہ اسلام پر جو اعتراضات کرتے ہیں اُنکا دندان شکن جواب دیا ہے۔ قیمت ۱

تمام درخواستیں نام مینیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پراسپکٹس

سب اوورسیر اور سب انجنیر کلاسز کے پراسپکٹس معہ فہرست ملازم شدہ طلباء کے سول انجنیرنگ کالج کپورتھلہ سے مفت طلب فرمایئے۔ جو بادلو سرپرستی عالیجناب شری حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ جاری ہے جس کی تعلیم ضبط تنظیم و نسق وغیرہ کی تعریف ڈاکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر صاحب بہادر انڈیا اور ایسے بہت سے حکام اور انجینر پشاور میں معائنہ کرکے تحریر فرما چکے ہیں۔ منہ

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار

پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۳

جلد ۱۲ — نمبر ۶۹

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۱۳ اگست ۱۹۲۴ء

ما از وی باسیم ہر نور و کمال
وصل ولدار ازل بے او محال
مقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خبرہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است
منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

اخبار احمدیہ

عبد العزیز خاں صاحب احمدی … کے علاقہ کے … الٰہداد خاں صاحب … بیماری سے ۲۴ جولائی ۱۹۲۴ء بروز پنجشنبہ کو وفات پا گئے ہیں۔ احباب اُن کا جنازہ غائب پڑھ لیویں۔ ہمیں اپنے بھائی اور اُن کے متعلقین سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ اُن کو صبر عطا فرماوے اور مرحوم کی مغفرت کرے۔ مولوی صاحب مرحوم پہلے اہلحدیث تھے اور اپنے بیٹے کے احمدی ہو جانے پر طعن و تشنیع کیا کرتے تھے۔ … ایام بیماری میں منشی عبد العزیز خاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی ایک کتاب آپ کو دکھائی جسے پسند فرما کر دوسری طلب کی جس کے بعد مرحوم کو حضرت صاحب کی کتب سے بہت محبت ہو گئی اور قریباً جملہ تصانیف حضرت کا مطالعہ کیا۔ اور افسوس کرتے تھے کہ کیوں وہ ایسے پاک انسان کو کافر کہتے رہے۔ پھر جماعت میں شمولیت کا اظہار کیا۔ اور خواب میں کئی بار حضرت مسیح موعود کی زیارت کی۔

میاں محمود احمد صاحب ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ چند یوم ہوئے ہمارے گاؤں میں ایک مولوی … شریف پڑھتے آئے جنہوں نے لوگوں کو … کی تائید کی۔ بعد ازاں لوگوں نے میرے والد صاحب سے تقریر کرنے کی درخواست کی جنہوں نے وفات مسیح اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر وعظ فرمایا۔ … لوگ سننے کی تاب نہ لا سکے اور خاموشی سے چلے گئے۔ انشاء اللہ کوشش کرتے رہنے سے سمجھدار طبقہ حق کو ضرور پا لیگا۔

مبارک — مولوی غلام احمد صاحب … کے صاحبزادے مولوی فضل حق صاحب بی اے … کے امتحان میں اچھے نمبروں پر پاس ہو گئے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے لئے بہتری کا سامان پیدا کرے۔

اخویم قاری نور الدین صاحب کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب کے … ذریعہ سے جماعت کو بہت تقویت حاصل … شائع کیا۔

ہوئی ہے اور اب تک پچاس کے قریب معزز طبقہ کے لوگ اُن کے ہاتھ پر احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ زد فزد۔

میاں عبد الشکور صاحب … کے والد … سخت بیمار ہیں احباب اُنکی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

انجمن کی طرف سے ایک نیا اردو ٹریکٹ موسومہ "آریہ سماج اور مہاتما گاندھی" شائع ہوا ہے جس میں سوامی دیانند جی کی تصنیف کردہ کتاب ستیارتھ پرکاش کی تحریرات کی بنا پر مہاتما جی کے خیالات متعلقہ آریہ سماج سوامی دیانند جی وغیرہ کی تائید کی گئی ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ ستیارتھ پرکاش فی الحقیقت ایک مایوس کن کتاب ہے۔ سیکرٹری صاحبان کو چاہئے کہ حسب ضرورت اس ٹریکٹ کی کاپیاں منگوا کر اپنے شہروں اور قصبوں کے تعلیم یافتہ ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان تقسیم کریں۔

اعلان فسخ بیعت

بخدمت حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پہلے میں بذریعہ میاں صاحب جماعت احمدیہ میں داخل ہوا تھا لیکن اب معرفت مولوی محمد عصمت اللہ صاحب مبلغ اس حقیقت پر پہنچا کہ وہ بھی محمودی صاحبان کا عقیدہ نبوت صحیح نہیں اور خلاف تعلیم حضرت مسیح موعود ہے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا بیعت سابقہ سے دست بردار ہو کر حضور کے ہاتھ پر سلسلہ کے اندر داخل ہوتا ہوں اور دعائے استقامت کا طالب۔

محرر و مشیر محمد ولد سردار درویش محمد، قوم بزدار سنگھکنہ ضلع ڈیرہ غازی خاں، موضع مہریوالہ

جناب مولوی صدر الدین صاحب برلن سے لکھتے ہیں کہ ۲۱ جولائی کی شام کو تین مزید جرمن اسلام میں داخل ہوئے۔ مولوی صاحب کا اصل خط اسی پرچہ میں علیحدہ شائع کیا جاتا ہے۔

مولوی صاحب موصوف رسالہ مسلمیش ریویو کی اشاعت کے متعلق لکھتے ہیں کہ "کاش کہ اس رسالہ کی ہزار ہا کاپی کم از کم صرف برلن میں شائع ہو سکتی۔ جس نے اتنا کام کیا ہے"۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس رسالہ میں برکت ڈالی ہے اور جو نمایاں کامیابی ہمیں حاصل ہوئی ہے اسکا حقیقی شکریہ یہی ہے کہ ہماری جماعت اس رسالہ کی مفت اشاعت میں بیش از پیش سعی فرمائے۔ امید ہے کہ احباب مجاہد برلن کی اس دلی خواہش کو پورا کرنے کی طرف جلد توجہ فرمائینگے۔

جرمن نومسلمین کی تصاویر برلن سے پہنچ گئی ہیں جن کی درخواستیں آئی ہیں … مفت … احباب ۴ روپے فی تصویر پیشگی روانہ کرنے پر انہیں حاصل کر سکیں گے۔

تاریخ وفات شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم

حضرت شیخ رحمت اللہ مرحوم کے نام نامی سے کون احمدی ہے جو واقف نہیں جن فراخدلی اور عالی حوصلگی سے انہوں نے سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی ہے اسکی نظیر آج ملنی محال ہے حضرت مسیح موعود کے زمانہ حیات سے تادم واپسیں وہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھتے رہے اور من حیث القوم ہم پر انکے اتنے احسانات ہیں کہ ہم شکر ادا نہیں کر سکتے۔ وفات سے پہلے آپ نے اپنی جائداد کا معقول حصہ اشاعت اسلام کیلئے وقف کر دیا۔ میں نے تاریخ وفات اُنکی وفات کے چند روز بعد ہی لکھی تھی مگر بعض ضروریات کی وجہ سے مجھے یہاں سے جانا پڑا۔ اور یہ شائع ہونے سے رہ گئی۔ — خواجہ غلام نبی (مجبور) ایسروری

ہائے افسوس یہ سُنی کیسی
کیسے اچھے تھے اور کیسے نیک
شان یہ اتقا کی اُن کے تھی
دل سے وہ عاشق محمدؐ تھے
زندگی میں بہت دیے چندے
لکھدیا فی البدیہ اک مصرع

حضرت شیخ مر گئے یعنی
اپنی بیگانے جانتے ہیں سبھی
لب پہ آئی کبھی نہ کھلکے ہنسی
کی مدد خوب احمدیت کی
وقت مرنیکے جائداد بھی دی
جب سُنی میں نے اُنکے مرنیکی

حضرت شیخ رحمت اللہ پر
خوب ہے آج رحمت اللہ کی
۱۳۴۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح
لاہور

جلد ۱۲ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ نمبر ۴۷

مساوات انسانی کی بہترین مثال (۱)

از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب - ایل - ایم - ایس

دنیا کو مساوات انسانی کے جس اعلیٰ مقام پر پہنچانے کا فخر اسلام کو حاصل ہے وہ کسی مذہب کو نہیں اور ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ فخر اور خصوصیت اُسی مذہب کو حاصل ہو سکتی تھی جو تمام دنیا کے قومی مذاہب کو توڑ کر اور اُن کی خصوصیات قومی کو مٹا کر ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد ڈالے - اور تمام دنیا کے لئے یکساں رحمت ہو اور اسی طرح مختلف اقوام عالم کی باہمی مفاخرت و منافرت اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی بڑائی اور دوسرے کی تحقیر کا خاتمہ کرکے نوع انسان میں سچی وحدت اور اخوت قائم کرکے فطرت کے اس کامل مذہب نے جو دنیا کے لئے سب سے آخری اور تمام عالم کے لیے اکیلا پیغام ربانی تھا - جہاں توحید الٰہی کو نہایت درجہ مستحکم کیا اور دنیا میں سب سے بڑے انسان محمد رسول اللہ صلعم کو بھی جو اس پیغام ربانی کا پیغامبر تھا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ کہکر شرک کے بعید سے بعید احتمال کا بھی سدباب کر دیا - کیونکہ جب اشرف المخلوقات بھی ایک بندہ ہی ٹھہرے تو پھر اور کسی کی نسبت الوہیت کا گمان بھی نہیں ہو سکتا وہاں وحدت انسانی کو بھی یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ فرماکر نہایت درجہ مضبوط کر دیا - بتا دیا کہ کل کے کل انسان ایک جنس اور ایک نسل سے پیدا ہیں - لہٰذا قومی مفاخرت بالکل ہیچ ہے البتہ باعث بزرگی خدا کے نزدیک جو چیز ہے وہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے ماتحت تقویٰ ہے - جو جتنا متقی ہے اُتنا ہی شرف اور بزرگی خدا کے نزدیک رکھتا ہے - اور پھر انما المؤمنون اخوۃ فرماکر تمام مومنوں کو بھائی بھائی قرار دے کر مساوات انسانی کے معراج پر کھڑا کر دیا آج اسلام کے اس عالمگیر اصول پر جو اس کے تمام دنیا کے لیے اکیلا مذہب ہونے پر ایک بیّنہ دلیل کا حکم رکھتا ہے - دوسرے مذاہب کو بھی رشک آیا اور شوق چرایا کہ ہم بھی اس پاکیزہ اصول کو اپنے مذہب کا جزو قرار دے کر فائدہ اٹھاویں - مگر یہ تمنا اُن کی غلط تھی - اسلام سے پہلے کل مذاہب قومی تھے اُن کی تاریخ دیکھ لو - اُن کی تعلیم دیکھ لو حضرت مسیح علیہ السلام سے جب ایک غیر قوم کی عورت نے فیض تعلیم روحانی چاہا تو آپ نے صاف فرما دیا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے بھیجا گیا ہوں - اور میں بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں پھینک سکتا -

ذرا ملاحظہ ہو کہ دوسری قوم کے لوگوں کی مثال کتے سے دی پھر تعلیم کو دیکھو تو ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسرا پھیر دینے کی تعلیم سے مخفی رہنے کے علاوہ وقت سے بھی مختص معلوم ہوتی ہے ہمارے ملک میں ہندو مذہب کو دیکھو تو وہ بیچارہ آریہ ورت سے باہر نکلنا بھی دھرم کے بھرشٹ ہو جانے کے لئے کافی سمجھتا رہا ہے اُس کے احوال کو خواہ اُسے پرانے رنگ میں دیکھو یا آج آریہ سماج کی عینک سے ملاحظہ کرو وہی ڈاک کے تین پات نظر آتی ہیں قابل عمل باتیں نظر آتی ہیں جن پر پوری طرح آج خود ہندو قوم کا اپنا بھی عمل نہیں - ان کی چھوت چھات صاف صاف بتلاتی ہے کہ وہ دوسری قوموں کو کس قدر حقیر اور اپنے تئیں کس قدر برتر اور پوتر سمجھتے ہیں -

وید کی تعلیم کا شودر کے کان میں پڑ جانے سے جس سزا کا وہ غریب مستوجب ہوا کرتا تھا صاف بتلاتا ہے کہ وید کسی خاص پوتر قوم کیلیے مخصوص تھا - نسل انسانی کے ایک فرد کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا - اور اسی مسلک پر ہمیشہ سے ان کا طرز عمل چلا آتا ہے آج جب اسلام کی نقل میں غیر اقوام کو اپنے ساتھ شامل کرنا چاہا تو یہ مذاہب کچھ دور چلکر ایک نئے چلنے والے بچے کی طرح گر پڑے - عیسائی مذہب نے دوسری قوموں کو اپنے اندر لے تو لیا - مگر گرجے الگ ہو گئے یعنی مختلف اقوام کی باہمی مفاخرت و منافرت خدا کے سامنے بھی دور نہ ہوئی - اور وہاں بھی عبودیت کے پلیٹ فارم پر اکٹھے نہ ہو سکے -

ایک گرجے میں منزل اور خاندان کے اعتبار سے نشستگاہیں الگ ہی رہیں - گویا خدا کے ہاں بھی دنیوی فخر و مباہات ہی باعث عزت و فخر ہے نہ کہ نیکی و اخلاق فاضلہ - ایک میز پر کھانا ملکر نہیں کھا سکتے - وہاں بھی فخر خاندانی اور غرور دولت حائل رہتا ہے اور ہندو مذہب تو ہمیشہ سے غیر قوموں کو اپنے اندر لینے سے انکاری رہا ہے - ابتدا سے اب تک ہندو مذہب صرف ایک پیدائشی حق رہا ہے جس طرح اگر کوئی راجپوت کے گھر پیدا ہو - تبھی وہ راجپوت کہلا سکیگا - اسی طرح اپنے قومیت مذہب میں بھی ہندوؤں نے یہی شان خصوصی قائم رکھی ہے یعنی ہندو وہی ہوگا جو ہندو کے گھر تقدیر سے پیدا ہو جائے - ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں کسی غیر مذہب یا غیر قوم کا آدمی کس طرح ہندو مذہب میں ہو سکتا ہے - یہ اصول ہی بتلاتا ہے کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب ہرگز نہیں -

آج پولیٹیکل وجوہات کی بنا پر آریہ سماج نے اپنی مردم شماری کو بڑھانے کے لیے اس دیوار کو توڑا - پنڈت دیانند صاحب قوم کی تعداد کو بڑھانے کے لئے صرف نیوگ پر اکتفا کر گئے تھے کہ کسی طرح ہر قوم بچہ کشی پر زیادہ ہو اور تعداد بڑھے اور مضبوط بچے پیدا ہوں مگر اب لالہ شردھانند جی اور مالوی جی نے اسکو کافی نہ پاکر اور قوم کو اس اصول سے ہچکچاتے ہوئے دیکھ کر شدھی کی بنیاد ڈالی تاکہ تعداد بڑھے اور اپنی تمام روایات و گذشتہ تعامل کے خلاف یہ دکھانے کی کوشش کی کہ ہندو مذہب بھی ایک عالمگیر مذہب ہے - اسلام کی دیکھا دیکھی یہ لوگ کوشش تو اپنے مذہب کی ترمیم و اصلاح کی بہت کرتے رہتے ہیں مگر بیچارے ہمیشہ منہ کی کھاتے ہیں - آخر ایک پرانی بوسیدہ چھت کو کہاں کہاں سے تھگلی لگائی جائے -

اسلام کی توحید الٰہی کو دیکھکر پنڈت دیانند جی نے تمام دیوی دیوتاؤں کو خیرباد کہلے اور عناصر پرستی کی تعلیم کو خدا پرستی کا چولا پہنا کر اپنی قوم کو جو بوجہ تعلیم یافتہ ہونے کے اب بت پرستی سے بیزار تھی یہ دکھانا چاہا کہ ویدوں میں بھی توحید ہی ہے اور مختلف عناصر کے ذاتی ناموں کو خدا کے صفاتی نام قرار دیکر علم الٰہیات میں ایک حیرت انگیز اور نرالا اضافہ کرکے عقل و فلسفہ کی محفل میں ماتم بپا کر دیا - مگر باایں ہمہ پھر بھی توحید الٰہی کے مقام عالی تک رسائی نہ ہوئی اور تثلیث کے چکر میں پڑے رہ گئے - پہلے اگر برہما - وشنو اور شو تھے تو اب پرمیشر - روح اور مادہ کے روپ میں تکڑی قائم ہی - یہ نہ سمجھے کہ جب تینوں ازلی - ابدی اور واجب الوجود اور قائم بالذات ہیں تو پھر تینوں خدا ہیں - پرمیشر کا باقی دو پر قبضہ کرکے اپنے تئیں سچو انا ظلم ہے نہ خالق - نہ مالک - یہ حکومت کیسی - اسی طرح اب وحدت و مساوات انسانی اور عالمگیر اخوت اسلامی کی نقل اتارنی چاہی تو وہی قصہ پیش آیا وہ ہر مہال شدھی ہوئے تو گئے ورنہ وغیرہ جگہ جگہ جاکر یہی جنم کی کثافت کو دور ہو سکے اور اس قابل نہ قرار پائے کہ کوئی ہندو عورت اُن کے ساتھ بیاہی جائے اور جب اُنہوں نے مجبور ہو کر خود ایسی جماعت کی تو نوبت پہنچی - شردھانند جی نے جب شدھی شروع کی تو دکھلانے کو ایک وقت خاص کے لئے یعنے شدھی کے وقت تو کھان پان کر لیا - آگے خیر صلاح - یہ تو راجپوتوں کا ذکر تھا - مگر نیچ ذاتیں نہیں وہاں جبرًا و قہرًا صرف شدھی کے وقت کھان پان زہر مار کیا گیا مگر بعد میں جنم کے ہندو انہیں اپنے کنوئیں پر بھی نہیں چڑھنے دیتے - یہ تو اسلام کو ہی فخر حاصل ہے کہ جب کوئی اسلام کے اندر داخل ہوا اُس کے ساتھ پھر چھوت چھات کرنا کسی مسلمان کے دماغ میں کبھی ایک لمحہ کے لیئے بھی نہیں سما سکتا خواہ وہ مسلمان کتنی ہی اعلیٰ ذات اور خاندان کا کیوں نہ ہو - بڑے بڑے امیر راجپوت خاندانوں میں مسلیوں کو ملازم اور باورچی دیکھا گیا ہے - مسلی کون ہیں مسلمان شدہ چوہڑے - بھنگی کیا ہندو مذہب کے اندر یہ ممکن تھا ہرگز نہیں - یہ اسلام ہی ہے جس کے اندر مساوات انسانی کا معراج ہے کہ جب ایک چوہڑا بھی اسلام کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو وہ اپنی روحانی طاقت سے اسقدر ترقی کر جاتا ہے کہ ایک راجپوت کو کھانا پکاکر کھلا سکتا ہے - لیکن سب سے بڑھکر مساوات انسانی کے لئے جو امتحان کی کسوٹی ہے وہ تعلق زوجیت ہے - ہندو مذہب میں جنم کے ہندو بھی مختلف ذاتوں کے اختلاف سے آپس میں تعلق پیدا نہیں کر سکتے تو اُس غریب کا کیا حال ہو جو نامت اعمال سے شدھی ہو کر باہر سے آن ملا ہو - مسٹر دھرم پال کی مثال کوئی اکیلی مثال نہیں - بلکہ جہاں جہاں بھی شدھی ہوئی ہے کیا کسی جنم کے اعلیٰ ذات کے ہندو نے کسی نو آریہ شدہ کو اپنی لڑکی دی ہے اور بالخصوص جہاں نو آریہ شدہ ادنیٰ ذات کا ہو - وہ کبھی دے نہیں سکتے - وہ یہ جرأت کر نہیں سکتے - ان کے مذہب نے جو عالمگیر نہ تھا بلکہ محض قومی تھا قومی تکبر کو ان کے دلوں میں رچا دیا ہے یہ قیامت تک کبھی ہو نہیں سکتا جسے تقدیر نے ہندو کے گھر نہیں پیدا کیا وہ کبھی بھی جنم کے ہندو کے ساتھ رشتہ نہیں جوڑ سکتا - خواہ سو دفعہ گئوموتر پیئے اور گوبر نوش جان کرے - جو مذہب ایک خاص قوم کے لیے مختص ہو وہ کس طرح اپنی خصوصیات کو دوسری قوم کے لوگوں کو دیدے - پس آپس میں رشتۂ زوجیت نہیں ہو سکتا - اور جب تک یہ نہیں ہو سکتا مساوات انسانی و اخوت دینی کا دعوےٰ قطعًا غلط ہے اور جس مذہب میں یہ اصول نہیں وہ کبھی عالمگیر ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا - وہ ایک قومی مذہب ہے اور بس - یہ خصوصیت اسلام کو ہی حاصل ہے اور اسی لیے وہ دنیا کی تمام قوموں کا اکیلا عالمگیر مذہب ہے - اسلام کے اندر شرافت و بزرگی صرف انسان کے اخلاق فاضلہ اور تقوےٰ و طہارت پر منحصر ہے نہ کہ کسی خاص قوم یا ذات پات پر - اس کے نزدیک شرافت ہر ایک انسان کا حق انسانیت ہے - اگر وہ اپنے رب کے احکام کی فرمانبرداری کرکے اس خلافت الٰہیہ سے حصہ لیتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے اور اگر نافرمانی کرتا ہے تو ہر ایک چوپایہ سے بھی بدتر ہے اور انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں -

مہاتما گاندھی اور آریہ سماج

لالہ لاجپت رائے جی ویدوں کو الہامی نہیں مانتے

"مہاتما گاندھی اور آریہ سماج" کے عنوان کے ماتحت ایک مضمون لالہ لاجپت رائے کی طرف سے اخبار آریہ گزٹ مورخہ ۔ اگست ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا ہے جس میں اُنہوں نے مہاتما گاندھی جی کے اس مضمون کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جس میں مہاتما جی نے سوامی دیانند - اُن کی ایجاد کردہ آریہ سماج اور شدھی وغیرہ کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی تھی - لالہ جی مہاتما جی کے اس مضمون کے متعلق بحیثیت مجموعی لکھتے ہیں کہ:-

"میں اپنی ۴۰ سال کے اندرونی تجربہ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ مہاتما گاندھی نے آریہ سماجیوں پر جو نکتہ چینی کی ہے وہ انکی محبت پر دلالت کرتی ہے - اس میں بہت کچھ سچائی ہے اور آریہ سماجیوں پر واجب ہے کہ بجائے خفگی کے ریزولیوشن پاس کرنے کے شانتی و ٹھنڈے دل سے اُس پر غور کریں"

پھر مہاتما جی نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ سوامی دیانند جی نے اسلام - عیسائیت اور ہندو دھرم کو نہ جانتے ہوئے غلط طور پر پیش کیا ہے - لالہ جی مہاتما جی کے اس بیان کی صداقت پر ان الفاظ میں صاد کرتے ہیں کہ

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش میں جو نکتہ چینی غیر مذاہب پر کی گئی ہے وہ ان مذاہب کی پوری و صحیح واقفیت پر مبنی نہیں ہے"

درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ جو شخص بھی غور و فکر سے سوامی دیانند

کشمیر میں اشاعت احمدیت

اخبار القاسم امرتسر کی غلط بیانی

افسوس کا مقام ہے کہ بعض مسلمان اخبار نویسوں نے اپنی دکانداری کا فروغ اسی بات میں سمجھ رکھا ہے کہ کسی مخالف فرقہ اسلام پر سب و شتم کیا جائے اور اسکے متعلق غلط فہمیاں پھیلا کر تفرق بین المسلمین کا مکروہ مشغلہ کیا جائے۔ اس مقدس گروہ میں سے ایڈیٹر صاحب "القاسم" بھی ہیں۔ جب سے اس نئے اخبار نے جنم لیا ہے۔ تب سے اس نے احمدیت کے خلاف خاص طور پر زور آزمائی شروع کر رکھی ہے۔

۱۰۔ اگست کی اشاعت میں "کشمیر میں مرزائیت کی تخم ریزی" کے عنوان کے ماتحت اخبار مذکور کشمیر میں احمدیت کی حیرت انگیز ترقی پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ہم پیشہ ملاؤں اور پیروں کو اکساتا ہے کہ وہ کشمیر میں احمدیت کی ترقی رفتار کو روکیں اور خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری کی راہ میں جو کہ آجکل کشمیر میں درس وغیرہ کے ذریعہ تبلیغ کر رہے ہیں روڑے اٹکائیں۔ ورنہ کشمیر میں مسلمان احمدی ہو جائیں گے۔ ہم اپنے معاصر کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ وہ زمانہ چلا گیا جب مسلمان آپ جیسے مولویوں کی باتوں پر کان دھرتے تھے۔ خوب یاد رکھیے کہ خدا کے مامور کا مشن ضرور دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ "میں تجھے بہت بہت برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے" بہیترے مشرق اور مغرب سے آئینگے جو اسکو قبول کرینگے مگر وہ جو ظلمت کے فرزند ہیں اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے رہینگے۔ ضرور ہے کہ خدا کا نور دنیا میں پھیلے اور اس کی مخالفت کرنے والے اور اس سے فائدہ نہ اٹھانے والے کور چشم خائب و خاسر ہوں۔

لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بدظن کرنے کے لئے الزام لگاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے "تمام انبیا سے افضل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ خدا جانے ان نام نہاد مولویوں نے ایمانداری و دیانت داری کو کیوں خیرباد کہہ دیا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اس زمانہ کے نام نہاد مولوی اپنے اعمال سے اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ ہمیں ایک مسیح کی ضرورت ہے کس قدر جرات اور بے شرمی کی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب تو لکھتے ہیں کہ

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

اور آنحضرت صلعم کو افضل الانبیا قرار دیتے ہیں لیکن اخبار القاسم لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے تمام انبیا سے افضل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔

معاصر مذکور نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اخبار پیغام صلح کو یہ کہکر بدنام کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا پیغام صلح نے مولوی غلام محی الدین میرواعظ کے احمدی ہونے کے متعلق جو خبر شائع کی ہے وہ غلط ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"پیغام نے تو ہمدانی خاندان کے ایک فرد مولوی غلام محی الدین میرواعظ و پریذیڈنٹ انجمن حنفیہ اسلام آباد کشمیر مرزائی ہو جانیکی خبر بھی شائع کی تھی۔ ہم نے اسکے متعلق اپنے نامہ نگار مولوی عبداللہ شاہ واعظ شوپیاں سے استصواب کیا تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے"

ہم معاصر "القاسم" کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم نے جو خبر شائع کی ہے وہ صحیح ہے۔ مولوی غلام محی الدین صاحب خدا کے فضل و کرم سے احمدی ہیں۔ آپ اپنے نامہ نگار کی خبر لیجئے جس نے آپ کو غلط خبر دی۔ یا خود مولوی صاحب موصوف سے دریافت کر کے اپنا اطمینان کرلیں۔

میاں صاحب کا خطبہ جمعہ

دعوےٰ مہدویت

ہر ایک نبی شریعت لاتا ہے

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء میں میاں محمود احمد صاحب کا وہ خطبہ چھپا ہے جو انہوں نے ۴۔ جولائی کو فرمایا۔ یہ خطبہ نہایت طویل ہے اور اس میں میاں صاحب نے بڑے بڑے عجیب نکات و معارف بیان کئے ہیں۔ سب سے پہلے آپ نہایت زور کے ساتھ مہدی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے

"میں بھی مہدی ہوں،

اگر کوئی حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت علی رض حضرت خلیفہ اول رض پر بعض علامات کی بنا پر مہدی کے والی پیشگوئی چسپاں کرتا ہے۔ تو وہ مجھ پر چسپاں ہوتی ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ ۲۶ سال کی عمر میں خلافت کریگا اور یہ بات سوائے میرے کسی پر چسپاں نہیں ہوتی۔ تو کوئی خلیفہ ایسا نہیں جو مہدی نہیں۔ مگر پھر بھی ہم اسپر زور نہیں دیتے"

ہر ایک نبی شریعت لاتا ہے

اس سے آگے چلکر میاں صاحب لکھتے ہیں کہ

"پس جن پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ وہ معمولی انسان نہیں ہوتے بلکہ ان کی ہستیاں دنیا سے جدا ہوتی ہیں اور ان کے لیے خدا تعالےٰ یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ ان کے ذریعہ حاصل کرے۔ اور ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔

اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا کلام نہیں لایا۔ اور کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریعی نبی ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں تو اسکے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو تشریعی نبی بنانے کے لیے میاں صاحب بنیادیں کھود رہے ہیں۔ جن پر کسی مناسب وقت پر عمارت کھڑی کرینگے۔

مولوی صدرالدین صاحب کا خط جرمنی سے

از برلن ۲۲ جولائی

کل شام میں اور جرمن روحوں نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہونے کا شرف و فخر حاصل کیا ان میں ایک خاتون مس مرباہوز لاک ہیں اور دو مرد ہیں (۱) یہ خاتون ایک نہایت ممتاز خاندان سے ہیں۔ ان کے والد صاحب ڈائرکٹر جنرل آف ڈاکٹرس ڈاکٹر Dr. Hasselbach ہیں۔ اس خاتون کو چھ ماہ قسطنطنیہ میں رہنے کا موقعہ ملا۔ اور ایک سال سے باقاعدہ اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد کل شام میرے ہاں ایک چھوٹے سے مجمع میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اسلام کے معقول و مفید ہونے کے علاوہ اسلام کی بلند پایہ روحانیت کا ان پر بڑا گہرا اثر ہے۔ اللہ تعالی اس اثر کو اور بھی زیادہ کرے اور وہ اسلامی روحانیت میں پوری طور پر رنگین ہو جائیں۔ اسکا اسلامی نام مریم سلطان رکھا گیا۔

اسکا پورا نام Herrmann Hatfiltz ہیرمن ہٹ فلٹز

یہ صاحب جو چالیس سال کی عمر کے ہونگے ایک مدت بیت المقدس کے ایک جرمن مدرسہ میں استاد رہے جہاں عربی اور فرنچ دونو زبانوں کی تعلیم پر خصوصیت سے زور دیا جاتا تھا۔ وہاں انہوں نے عربی زبان سیکھنے کے علاوہ مسلمانوں کا عملی رنگ خوب دیکھا اور اس کا اثر انکی طبیعت پر اب تک بڑا زبردست ہے۔ یہاں ہمارے تین چار رسالوں کے مطالعہ سے انہوں نے اسلام کے اصلی اور تعلیمات حضرت نبی کریمؐ سے خوب واقفیت حاصل کی ہے اور سچ تو دل میں پہلا موجود تھا ہی کل شام انہوں نے بھی اسی مجمع میں مشرف بہ اسلام ہونے کا اعلان کیا۔ انہوں نے اپنے لیے عبدالمجید نام پسند کیا۔ آج کل یہ صاحب یہاں تاجر کتب ہیں۔

Paul Mammach - پال میماچ

(۳) یہ ایک نوجوان برلن کے ایک مطبع کے مالک ہیں اللہ تعالی نے انکو فطرت وسادگی طبع اور ذہانت سے بڑا حصہ عطا کیا ہے۔ ذہانت کے علاوہ آزادی بھی طبیعت میں موجود ہے انہوں نے ہمارے رسالوں کے مطالعہ کے بعد یقین کر لیا کہ دنیا بھر میں صرف ایک مذہب ہے جس کی تعلیمات معقولات کے علاوہ وسعت نظر پر [illegible] اور بنی نوع انسان کے لئے بڑے مفید ہیں۔ یہ تینوں اعلان کل شام ایک نہایت ہی مختصر سے مجمع میں ہوئے جس میں نواب صاحب امب کے بھتیجے موجود تھے اور پشاور کے محمد ولی خاں صاحب موجود تھے۔ محمد ولی خاں صاحب کا ذکر اس لئے میں نے خصوصیت سے کیا ہے۔ کہ ان تین سعید روحوں کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے انہوں نے بڑی سعی کی ہے۔ اور میری سعی کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو بڑا بڑا اجر عطا کرے۔ والسلام

خاکسار صدرالدین

بنک کا سود

۷۸۶ — ہو الکل — یا معین

آج کل بنک اور ڈاکخانہ کے سود کی نسبت مسلمانوں میں بہت اختلاف پڑے ہوئے ہیں، ایک فریق کہتا ہے، بنک کا سود حرام ہے، دوسرا فریق کہتا ہے حلال ہے:

میرا خیال یہ ہے کہ بنک اور ڈاکخانہ میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے، اس کے نفع کو سود کہنا ہی غلط ہے، کیونکہ بنک اور ڈاکخانہ تجارتی دکانیں ہیں، ان میں زیادہ تر تجارتی لین دین ہوتا ہے، اگرچہ بنک سودی کاروبار بھی کرتا ہے، لیکن وہ کاروبار بھی زیادہ تر، تجارت ہی سے تعلق رکھتا ہے، سود کے حرام ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ضرورت مند آدمی کو قرض دیتے وقت، انسان خودغرض نہ ہو جائے، مگر بنکوں اور ڈاکخانوں میں یہ وجہ نہیں پائی جاتی۔ بلکہ سودگروں کی امداد، اور انکی ضرورتیں، اور اغراض پوری کرنے کے لئے، بنک چل رہے ہیں، پس بنک کی آمدنی کو سود کہنا ہی جائز نہیں ہے، اور بنک کا لین دین ایک تجارتی کاروبار ہے، جن مسلمانوں کا روپیہ بنک میں جمع ہے، اور وہ اس کا نفع نہیں لیتے انکو اپنی غلطی کی اصلاح کرنی چاہیئے اور اپنی رقم کی آمدنی بے کار نہ کھونی چاہیے۔

بالفرض کوئی یہ ثابت بھی کردے کہ بنک کی آمدنی سود میں داخل ہے، تب بھی مسلمانوں کی عام ضرورت کا لحاظ کر کے اسکو جائز قرار دینا لازمی معلوم ہوتا ہے، فقہا نے عام ضرورت کے وقت بہت سی مکروہ اور ناجائز چیزوں کو جائز قرار دینے کی اجازت دی ہے، اور آج کل ہر مسلمان کو تجارت کی ضرورت ہے، اور کوئی تجارت بنک کے لین دین کے بغیر چل نہیں سکتی، اس واسطے میں علی الاعلان اپنی ذاتی رائے شائع کرتا ہوں کہ ڈاکخانہ کے بنک، زمیندارہ بنک، اور ہر قسم کے بنکوں سے لین دین کرنا، اس کا نفع لینا، ضرورت عام کے سبب جائز ہے۔ اور حرام نہیں ہے۔

راقم حسن نظامی از درگاہ شریف حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی دہلی
جون ۱۹۲۴ء

آریہ سماج کی مذبوحی حرکات

از مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اسلام لاہور

اوم۔ اگر پرماتما کا ذاتی نام ہوتا تو رگ وید میں ضرور پایا جانا نظر اس سکتے کہ رگوید میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔ لغت بھی یہ کہہ رہی ہے کہ اوم پرماتما کا ذاتی نہیں۔ اس کو پرماتما کا ذاتی نام کہنا صرف سوامی دیانندجی مہاراج کے بحر تخیل کا ایک بلبلا ہے اور بس۔ چنانچہ شبد ساگر مصنفہ کلاپتی جیو انند ودیا ساگر سنسکرت کالج کلکتہ میں لکھا ہے کہ اوم ایک دیوتا کا خفیہ نام ہے۔ اَ وِشنو کا نام ہے اُ۔ شو کا نام ہے اور م برہما کا نام ہے۔ اس لیے یہ ہندوں کی تثلیث کو ظاہر کرتا ہے۔ اور تثلیث فی التوحید کو بیان کرتا ہے۔ سویکارتا (قبول کرنا) اور آمین کے معنے دیتا ہے اور اَوْ مصدر سے بنتا ہے جس کے معنی جانا اور حفاظت کرنا کے ہیں۔

اوم پرماتما کا ذاتی نام ہو یا نہ ہو ہم دوست ہیں اس سے بحث نہیں۔ مگر ہندوستان بھر کی آریہ سماجیں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہی ہیں کہ یہی پرماتما کا ذاتی نام ہے۔ اگر اسی پر بس ہو جاتی تو کوئی بات نہ تھی۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ اس ہیچ انجام سعی کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے ہمارے مہربانوں کو بعض وید منتروں میں رد و بدل کرنا پڑا جس سے مقدس ویدوں کا دامن تقدیس بھی آلائش تحریف سے پاک و صاف نہ رہا۔

یجروید کے پندرھویں ادھیائے میں ایک منتر آتا ہے۔

اودبدھیسو اگنے پرتی جاگرہی تو منشٹا پورتے سکو نگ سیجے تھا مینگ چہ اسمن سدھستے ادھیوترسمن وشوے دیوا یجیا نیجے سدت۔ یجروید $\frac{15}{54}$

یعنے ہے بھوتک اگنی تو امتا سے پرکاشت ہو تاکہ یہ سب استری پرش او دیا روپ ندا سے جاگ کراشٹ اور اپور لے کرموں کو بھلے پرکار سدھ کرتے رہیں۔ اور سب وِدوان لوگ او یجمان اس ستھان میں اب اور آگے بھی اُنتی کرتے ہوئے ستھر رہیں۔

یہی منتر ہون کنڈ میں آگ جلانے کے لیے پنکھا ہلاتے ہوئے پڑھا جاتا ہے۔ مگر اُس وقت اُس میں اوم جی مہاراج براجمان ہو جاتے ہیں اور اُس کی صورت حسب ذیل بنجاتی ہے الخ

اوم اودبدھیسو اگنے پرتی جاگرہی الخ

ہم پوچھتے ہیں۔ یہ کہاں کی دیانتداری ہے کہ جو چیز اصل منتر میں موجود نہ ہو۔ اُسے اپنی گرہ سے منتر میں ملا دو۔ اور اس بات کی پروا نہ کرو کہ اصل منتر میں تحریف ہو رہی ہے۔ اور پھر اُس پر طرہ یہ کہ معنوں سے اس بے پر کی ملاوٹ کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ بتلاؤ تو سہی کہ ہون کرنے کے وقت آگ جلانے والا پنکھے سے ہوا دیتا ہوا آگ جلاتا ہے۔ اور مذکورہ بالا وید منتر پڑھتا ہوا آگ کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے بھوتک اگنی یعنی مادی آگ تو جلدی سے بھڑک تاکہ تمام مرد و عورت جہالت کی نیند سے اُٹھ کر اشٹ اور اپورے کرموں کو اچھی طرح سدھ کریں۔ اس مخاطبہ میں اوم کا کیا تعلق ہے اور اوم نے کیا معنی دیے ہیں۔ افسوس ملاوٹ بھی کی۔ مگر نتیجہ حاصل نہ ہوا۔ اتنی بڑی کوشش رائگاں ہو کر رہ گئی۔ اور تحریف منتر کا اُلٹا الزام بھی قائم ہوا۔

اُس نقش پا کے سجدے نے یاں تک کیا ذلیل
میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گرا

علاوہ ازیں ہمارے دوستوں کا خدا پرستی کا دعوےٰ بھی باطل ہو گیا۔ پنکھے سے آگ جلائی جاتی ہے۔ اور پھر اسکے سامنے بیٹھ کر اُسی سے بھڑکنے کی التجا کی جاتی ہے اور عاجزانہ لہجہ میں اپنے مقاصد بھی اُسکے سامنے پیش کر دیے جاتے ہیں کہ تا ہم جہالت کی نیند سے جاگیں۔ اچھے کرموں کو کریں۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا اسی کا نام خدا پرستی ہے۔ اور یہی تعلیم لیکر اسلامی توحید کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ممکن ہے کہ کوئی آریہ دوست یہ کہہ اُٹھے کہ مذکورہ بالا منتر میں اگنی کے معنی آگ نہیں ہیں۔ پھر اعتراض کیا۔ اس لئے ہم یہ جتا دینا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اسنکار ودھی مصنفہ سوامی دیانندجی مہاراج اور سنسکار دیپکا۔ سنسکار چندرکا۔ ہوم یگ وغیرہ مسلّمہ کتب آریہ سماج میں اسی منتر کی تشریح میں اگنی کے معنے آگ ہی تحریر کئے ہیں۔

تکذیب تنقید

از مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مہاشا ناتھ جالاپوری نے آریہ گزٹ کے ۷ نمبروں میں ایک بے اصل اور لایعنی مضمون تنقید قرآن کے نام سے شائع کیا ہے۔ اگرچہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ ایسے بیہودہ اور بیجر مضمون کے جواب میں قلم اُٹھائیں اور ایسے کج فہم مضمون نگار کو اپنا مخاطب بنا کر تضیع اوقات کریں۔ کوئی عقلی اعتراض ہوتا تو ہم جواب دینے کے ذمہ وار تھے بے معنی بکواس کا اِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا کے سوا کیا جواب ہے۔ جن علم دوست لوگوں نے اس شر انگیز اور دل شکن تنقید کو پڑھا ہوگا وہ خود ہی جان گئے ہونگے۔ کہ اس سے بڑھ کر جہالت کا اور کوئی کارنامہ نہیں ہو سکتا۔ تنقید قرآن ایسے لچر مضمون میں نہ کوئی علمی تنقید ہے نہ نقادانہ طرز پر عقلی بحث۔ نہ موزخانہ حیثیت سے کام لیا گیا ہے۔ نہ مناظرانہ طریقے پر بحث کی گئی ہے۔ نقاد صاحب کتب مسلّمہ و غیر مسلّمہ تک سے آگاہ نہیں ہیں۔ اقوال مستند و غیر مستند تک کی تمیز تک نہیں رکھتے۔ پھر ایسے لایعنی مضمون کے جواب لکھنے سے چپ رہنا ہی بہتر تھا۔ مگر کیا کریں۔ آجکل کی آرین تہذیب و شائستگی چُپ بھی نہیں رہنے دیتی۔ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس غرضی نقاد کے چہرۂ تنقید کو بے نقاب کر دیا جائے۔ تا بخوبی نظر آسکے کہ اس نام نہاد تنقید کے پردے میں کس قدر افترا پردازی اور کس قدر دجل سے کام لیا گیا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تعلیم قرآنی کی پڑتال کرنا کوئی امر مذموم نہیں۔ مگر پڑتال عالمانہ معیار سے ہو سکتی ہے نہ کہ جہالت کے طور سے۔ اگر مہاشہ ناتھ دل رکھتے ہیں۔ اور اس میں صداقت کی تڑپ موجود ہے تو انصاف سے کہہ دیں۔ کہ اگر ایسی ہی جاہلانہ اور لایعنی تنقید مقدس ویدوں پر لکھدی جائے تو کیا مہاشہ جی مہاراج اُسے پسند فرماتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن مجید ایسی باعظمت و مقدس کتاب پر رکیک و لایعنی تنقید کرکے مسلمانوں کا دل دُکھایا۔ مہاشہ جی۔ یہ صداقت پسندوں کا شیوہ نہیں۔ مولانا مولوی عبدالحق صاحب نے سرگذشت وید نام ایک رسالہ ضرور تحریر فرمایا ہے۔ اگر آپ کو ناپسند تھا تو اُس کی عالمانہ تردید کرکے دکھا دیتے اور تبلا دیتے کہ ویدوں کے متعلق نہ کسی زمانہ میں ہندوؤں نے ایسے عقیدے رکھے اور نہ ایسے خیالات ظاہر کئے۔ پبلک خود ہی سمجھ لیتی کہ مولوی صاحب نے سینہ زوری سے کام لیا ہے کیا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو کوسنے لگ جائیں۔ کیا آپ کے اس طریق عمل سے سرگذشت وید کی تردید ہو جاوے گی۔ یا اس کا اثر معدوم ہو جاویگا۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا یہ طریق عمل پبلک کو جتلا رہا ہے کہ آپ سرگذشت وید کے جواب سے بالکل عاجز ہیں اور ڈوبتے ہوئے تنکوں کا سہارا ڈھونڈھ رہے ہیں۔ مگر نہیں ملتا۔ اور سرگذشت وید کے اٹل دلائل کا پُرجوش سیلاب آپ کو بہائے لئے جا رہا ہے۔

کیا مولانا ممدوح کو منشی لکھ دینا اور ان کی شائستہ کتاب کو فاسد بلند کہہ دینا عقلمندوں کے نزدیک جواب بن جاویگا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر ایسا ناشائستہ وطیرہ ہی کیوں اختیار کیا گیا۔ آپ کے اس غیر مہذب طریق کو جو بھی دیکھے گا ہندو ہو یا مسلمان۔ بے ساختہ پکار اُٹھے گا۔

نگہہ نکلی نہ دل کی چور زلف عنبریں نکلی
اودھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

ہم نے سرگذشت وید کو اول سے آخر تک پڑھا ہے۔ اس میں ایک لفظ بھی ایسا موجود نہیں جو شائستگی و تہذیب کے مستقیم راستے سے ہٹا ہوا ہو۔ اس کے تمام عنوان تمام بیانات مستند اقوال کی بنا پر علمی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔ فصحا و بلغا کے نزدیک تحریر میں بقدر ضرورت شوخی کا ہونا امور مستحسنہ میں شمار ہوتا ہے مگر ہمارے لائق مولوی صاحب کی غیور و متین طبیعت نے یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ ضرورت کے موافق اِس امر مستحسن سے تھوڑا بہت کام لیا جاوے۔ جو شخص اس قدر احتیاط سے کام لینے والا ہو اُس کی کتاب کو فاسد بلند کہنا اور اُسے مولوی کی بجائے منشی تحریر کرنا ستم ظریفی اور زیادتی نہیں تو اور کیا ہے مگر اس کا کیا علاج کہ

گر از بسیط زمیں عقل منعدم گردد
بخود گمان نبرد ہیچکس کہ نادانم

اگر آپ میں ہمت تھی تو دکھا دیتے کہ سرگذشت وید کی فلاں بات غلط ہے۔ فلاں دلیل سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ فلاں دعوے بے دلیل ہے۔ مگر افسوس آپ کو ایسا کرنے کی طاقت نہیں۔ یہی بے طاقتی اور عاجزی آپ کو مجبور کر رہی ہے کہ بدزبانی کرکے اپنا پہلو بچائیں۔ مگر یاد رکھئے بدزبانی کرنا یا گالی نکال دینا عقلمندوں کا کام نہیں۔ نہ مقدس وید ہی اسے پسند کرتے ہیں۔ مہاشہ جی بحث کیجئے۔ کوئی ہرج نہیں۔ تنقید تحریر فرمائیے۔ کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر یاد رکھئے بدزبانی سے کوئی کام پورا نہیں ہو سکتا۔

سرگذشت وید ایسی مدلل کتاب کو دیکھکر اور اس کے جواب دینے کی تاب نہ لاکر چونکہ آپ نے یہ بیراہ روی اختیار کی ہے کہ جواب کی بجائے تنقید قرآن لکھنے بیٹھ گئے۔ اس لیے مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بازاری تحریرات کے بودے قلعے پر دلائل قاطعہ کی گولہ باری کر دی جائے تا آپ کی نام نہاد تنقید کی پوری پوری تکذیب ہو جائے۔

باقی آیندہ

سوامی دیانندجی اور شودر
آریہ سماج کی تحریک شدھی

ہندو مذہب نے انسانی سوسائٹی کو چار ورنوں برہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر میں تقسیم کرکے اخوت انسانی کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے اسی تقسیم کا نتیجہ ہے کہ آج ہندوستان کے سات کروڑ انسان جنکو اچھوت کے قابل نفرت لقب سے یاد کیا جاتا ہے حیوانوں سے بدتر سمجھے جاتے ہیں۔ ہندو مذہب اور ہندو قوم کے اس ناروا سلوک سے تنگ آکر یہ اچھوت اقوام اسلام اور عیسائیت میں جذب ہو رہی تھیں کہ آریہ سماج نے دلت اودھار کا کام شروع کر دیا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ آریہ سماج نے تحریک شدھی مذہبی احکام کی بنا پر شروع کی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہندو قوم کو اسلام اور عیسائیت میں جذب ہوتے دیکھ کر اس تحریک کو جاری کیا گیا کہ کسی طرح سے ہندو قومیت محفوظ رہے۔ سوامی دیانندجی ہی جو کہ آریہ سماج کے بانی ہیں اور جنکو شدھی کی تعلیم دینے والا تصور کیا جاتا ہے شودروں کے متعلق ایسے ہی خیال رکھتے تھے جیسے کہ دوسرے اہل ہنود سے

سمجھے جاتا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد
وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا

چنانچہ سوامی جی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں شودروں کے فرائض کے بارے میں لکھتے ہیں کہ۔

"شودر سب خدمتوں میں ہوشیار۔ کھانا پکانے کے علم میں ماہر ہو نہایت محبت سے دوجوں (برہمن۔ کھشتری اور ویش) کی خدمت کرنی سے اپنی روزی بسر کرے اور دوج لوگ اُس کے کھانے پینے۔ پوشاک مکان بیاہ وغیرہ میں جو کچھ خرچ ہو سب کچھ دیں یا ماہوار تنخواہ دیا کریں۔ سباب دفعہ" یہی نہیں بلکہ سوامی جی اسی کتاب میں شودروں کو وید پڑھانے اور زنار بندی کرانے کی ممانعت ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:۔

"برہمن تینوں ورن یعنی برہمن۔ کھشتری و ویش کا۔ کھشتری کھشتری اور ویش کا اور ویش صرف ویش ورن کا یگیوپویت کراکے پڑھا سکتا ہے اور جو خاندانی نیک چلن شودر ہو تو اُسکو منتر سنگھتا (وید) چھوڑکر سب شاستر پڑھاوے اور شودر پڑھے لیکن اُنکا اپنین (زنار بندی) نہیں کرنی چاہیئے۔" باب ۳ دفعہ ۲۵

محرم (۲)

اے شیعان علیؓ و محبان حسینؓ

آؤ کہ ہم ملکر یادِ شہادت امامؓ مناویں

(از سید محمد حسینؓ شاہ صاحب ایل-ایم-ایس)

موجودہ طریق محرم درست نہیں یاد شہادت سید الشہداء منانے کے لئے ہمیں پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آیا موجودہ طریق عمل جو شیعہ اور حنفی احباب میں پایا جاتا ہے کہاں تک درست ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۔ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۔ یہ قرآن کریم کی ایک محکم آیت ہے اور کل متشابہات کے اس کے ماتحت ہی معنی لئے جا سکتے ہیں۔ انسان پر جب کوئی مصیبت آتی ہے۔ اور مال و جان کا نقصان ہوتا ہے تو عام طور پر فانی الدنیا لوگ روتے اور چیختے چلاتے ہیں۔ اس آیہ شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے ایسے مواقعات پر مومنوں کے لئے ایک تجویز فرمائی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ جب کوئی عزیز مرجائے یا نقصان مال ہو۔ یا عزت ضائع ہو۔ تو صبر کرو۔ اور اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کرو۔ اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کل کائنات اور خود انسان سب اللہ کے لئے ہیں اور آخر سب کو اسی کے حضور لوٹنا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا کرو۔ اور بس کسی نقصان کے لئے تمہارا واویلا کرنا یا چھاتیاں پیٹنا بے صبری ہے۔ جو کہ جائز نہیں۔ پھر فرمایا کہ جو مومن اللہ کی راہ میں قتل ہو جاویں۔ ان کو مردہ مت سمجھو۔ وہ زندہ ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے اس میں حیوان اور انسان سب برابر ہیں اصل اور ابدی زندگی انسان کی وہ ہے۔ جس میں یہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ اپنی کل خواہشات حیوانی کو قربان کر کے حاصل کرتا ہے۔ بس جو شخص اللہ کی راہ میں جان دیدیتا ہے۔ اس نے گویا اپنی کل جذبات و خواہشات تو کیا اس حیوانی زندگی کو بھی قربان کر دیا۔ اور اس طرح ثابت کر دیا کہ وہ واصل باللہ ہو کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا ہے اس لئے ان لوگوں کے لئے جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ زندگی فانی ہے۔ درجہ شہادت کا پانا مقام فخر ہے نہ جائے غم۔ پس رونا تو اس کے لئے ہے۔ جو کفر کی موت مرے۔ چنانچہ قرآن کریم میں نبی کریم صلعم نے مہمات و غدمات میں حصہ نہ لینے والوں اور پیچھے رہنے والوں کے لئے فرمایا کہ انکو کہدو۔ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا ۔ کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور آہ و بکا زیادہ کریں وہ مارے گئے۔ پس حضرت سید الشہداء پر آہ بکا کرنے والے آپ سے محبت نہیں کرتے بلکہ آپ سے گو نہ دشمنی کرتے ہیں قرآن کریم کے بعد اگر ہم احادیث صحیحہ کو دیکھیں تو پایا جاتا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اکلوتے بیٹے جب حضرت ابراہیم وفات پا گئے تو آپ کے گھر میں نہ کوئی چیخ پکار ہوئی نہ کوئی آہ و بکا ہوئی۔ ہاں فطری تقاضی پوری سے آپ کے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور کہا کہ میرا قلب غم کرتا ہے۔ اور آنکھیں آنسو نکالتی ہیں۔ لیکن میں رضاء الٰہی میں راضی ہوں۔

ظاہر ہے کہ جو آپکی حالت اپنے بیٹے کے لئے ہوئی اس سے زیادہ اپنے نواسوں کے لئے نہیں ہو سکتی تھی۔ فطری تقاضی سے غم تو ہوتا ہے۔ لیکن اس کے اظہار کے لئے آہ و بکا چیخ و پکار چھاتیوں کا پیٹنا ہندوؤں اور مشرکوں میں تو ضرور۔ لیکن اہلبیت نبوی میں یا صحابہ کرام کے گھروں میں نہیں پایا جاتا۔ ہاں وہ غم جو کہ حضرت فخر رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رات دن کھاتا تھا۔ ان کا اظہار قرآن کریم نے یہ بتا کر کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۔ (کہ کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر دیگا کہ یہ مومن نہیں ہوتے) کیا ہے بس عاشقان رسول اللہ کے مومنوں کے دلمیں اگر کسی غم کا غلبہ ہونا چاہیئے تو وہ یہ ہے۔ اس کے لئے وہ اللہ کے [illegible] اور [illegible] کرنا اسوہ حسنہ رسول اللہ میں پایا جاتا ہے۔

الغرض قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں ان افعال کا جو ایام محرم میں حنفی اور شیعہ مسلمانوں سے سرزد ہوتے ہیں کہیں ذکر نہیں ہے۔ پس اے برادران سب سے اولین فرض ہمارا یہ ہے کہ ہم ان بدعات اور رسومات مشرکانہ کو چھوڑ دیں اور یاد شہادت امامؓ اسی رنگ میں مناویں جو کہ ایک مومن کی شان ہے تا اس سے ہماری روحوں کو اور دین اسلام کو اور روح پاک حضرت امام حسینؓ کو فائدہ پہنچے۔

یاد شہادت کربلا میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔

اس کے لئے بھی ہمیں قرآن کریم سے ہی راہ تلاش کرنی ہوگی چنانچہ قرآن کریم نے ایک یادگار مسلمانوں کی رہنمائی کی قائم کی ہے اس میں بتایا ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام خدا کے حکم کے ماتحت زمین پر لیٹ گئے اور حضرت ابراہیم اپنے ہاتھ سے اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے لگے تو غیب سے آواز آئی کہ رک جاؤ۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۔ کہ اللہ تعالےٰ کو نہ تمہارے خونوں کی اور نہ تمہارے گوشتوں کی ضرورت ہے اللہ تعالےٰ کو تمہارا تقوےٰ پہنچتا ہے۔ تمہارا امتحان ہوا تم امتحان میں پاس ہو گئے وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ ہم تمکو لوگوں کا امام کر دیتے ہیں۔

اس قربانی کے ارشاد کی یادگار میں جو حضرات ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم الصلوٰۃ والسلام نے خدا کے حکم کی فرمانبرداری میں دکھائی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۔ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ذبح عظیم کے رنگ میں ان کی یادگار قایم کی۔ تا جب ضرورت پڑے فرمانبرداری الٰہی کے لئے لوگ وہی روح قربانی کی دکھائیں جو ان برگزیدگان خدا نے دکھائی اور جو آجکل عید الضحیٰ کے رنگ میں منائی جاتی ہے

اپنے جد امجد کی اس یاد کو تازہ کرنے کے لئے حضرت امام حسینؓ نے جب ان پر ابتلا آیا۔ اور ایک شخص نے الٰہی حکم شوریٰ کی مخالفت کر کے خود کو خلیفہ بنایا اور اپنے افعال سے ایسا نمونہ دکھایا جو کہ پاک مذہب اسلام کے لئے ایک سیاہ دھبہ لگاتا تھا۔ تو اپنے دین کو مقدم کیا اور اس کی پرواہ نہ کی اور کربلا کے میدان میں جا کر خود کو اور اپنے عزیزوں کو اسلام کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اور شہید ہو گئے۔ اور اس طرح سے بتا دیا کہ اسلام پر جب اندرونی یا بیرونی مصائب آویں تو ایک مومن کا کیا فرض ہونا چاہیئے۔ پس اے نا واقف چیخ و پکار کرنے والو اور چھاتیوں اور پیٹوں کو ہندو عورتوں کی طرح زدوکوب کرنے والو تمہارا یہ فعل حضرت امامؓ کے نمونہ کے مطابق نہیں ہے بلکہ دیکھنے والوں کے لئے اسلام کی بڑی بدنما تصویر پیش کرتا ہے۔

آج اگر تم شہید کربلا کی یاد کو تازہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو دیکھو اسلام پر ہر طرف سے مصیبت کی گھٹا ٹوپ بلائیں نازل ہو رہی ہیں۔ خود مسلمانوں میں سینکڑوں یزید اور ہزاروں شمر موجود ہیں۔ جو زانی۔ شراب خور۔ سود خور۔ حرام خور۔ ڈاکو۔ قوم فروش متکبر۔ جواری۔ قاتل۔ غاصب۔ اور بت پرست وغیرہ ہیں اور دنیا میں اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ اُن کے علماء و مجتہد۔ پیر گدی نشین حضرت رسول مقبول کے پیشگوئی کے مطابق اشر الناس ہیں۔ اور اسلام کا دنیا کو وہ نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ جو کہ ایک سلیم فطرت کو اسلام سے نفرت دلاتا ہے۔ الغرض یہ حال تو اندرونی دشمنان اسلام کا ہے۔ غیر مسلموں میں سے عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموؤں وغیرہ نے اپنے کروڑہا مشنریوں۔ بدنیتوں کے ذریعہ دین اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ ایک دردمند عاشق اسلام دل کو سینکڑوں یزیدوں اور ہزاروں شمروں سے واسطہ پڑ رہا ہے۔ اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ اس کے ساتھ ایک میدان کربلا پیش کرتا ہے۔ آئندہ جو سچے شیعان ہیں حضرت امامؓ کی شہادت کے موقعہ کو تازہ کر کے دکھا دیں۔ اور اسمٰعیلی و حسینی رنگ ایمان کا جلوہ دنیا کے ساتھ پیش کریں۔ اس لہو و لعب کی رسوم کے ادائیگی اور سینہ کوبی سے آپ محب اہل بیت نہیں بن سکتے [illegible] دعوے ہیں۔ اور آج ایک محب و عاشق اسلام کا نمونہ ہم نہیں دکھاتے ہیں۔ جس کے ساتھ ہو کر اس کے نقش قدم پر آپ اگر چلیں تو حقیقی یاد امام تازہ کر سکیں گے اس نے موجودہ زمانہ کے حالات کو سمجھا اور اسلام کے خلاف شور بپا پایا تو بول اٹھا۔

کربلا ہست سیر ہر آنم ۔۔۔ صد حسین است در گریبانم

فرمایا کہ امام حسینؓ کو تو ایک دشمن اسلام پیش نظر تھا جس کے لئے آپ کربلا میں شہادت کے لئے گئے اور ایک مومن کے لئے ہر طرف اسلام ہر طرف دشمنوں سے محصور نظر آتا ہے۔ حضرت امامؓ کے پیش ایک یزید کا غم تھا۔ جس سے ان کے قلب مبارک کو صدمہ بھی تھا۔ آج دلدادگان اسلام کے لئے سینکڑوں غمگین کرنے والے یزید طبع موجود ہیں۔ اور دشمنان اسلام کی فوجیں اسے تباہ کرنے کے لئے بپا ہو رہے کھڑی نظر آتی ہیں۔ آج فدائے دین محمدی کا فرض ہے کہ وہ غفلت کو چھوڑ کر حضرات امام کربلا کی طرح مال و عزت و جان فی سبیل اللہ شہید کرنے کے لئے پیش کرے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ دنیا کا مال و متاع اور زندگی چند روزہ ہے۔ آج جنت کے دروازہ کھلے ہیں۔ آئے جسکا جی چاہتا ہے اس میں داخل ہو لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اس طرف متوجہ نہیں ہوتے اس بے کسی اور غربت اسلام کو اللہ تعالےٰ نے دیکھا اور اس کی رحمت اور غیرت اسلامی نے جوش مارا تو ایک شخص کو چشم بینا عطا کی۔ تا وہ ان بلاؤں کو دیکھے اور مسلمانوں کو دکھا دے یعنے اس صدی کے سر پر وہ موعود مجدد مبعوث فرمایا۔ جس کا انتظار کل دنیا اسلامی بڑے شوق سے کر رہی تھی یعنے وہ مثیل عیسےٰ اور مہدی موعود جس کے ساتھ کل مسلمانوں کے فرقوں کی امیدیں وابستہ تھیں دنیا میں آیا۔ اس کا سینہ محبت اسلام سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے دل میں حمیت اسلامی کے سوائے اور کچھ نہ تھا۔ اس نے اسلام اور مسلمانوں کی پریشان حالت کا معائنہ کیا۔ تو وہ غم دین مصطفےٰ میں رویا اور چلایا اور قوم مسلمین کو مخاطب کر کے کہا۔

می سزد گر خوں ببارد دیدہ ہر اہل دیں ۔۔۔ بر پریشان حالی اسلام و قحط المسلمیں
دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں ۔۔۔ سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں
آنکہ فرزندان ناپاکی ست محبوس و اسیر ۔۔۔ ہست در شان امام پاک صد ہا نکتہ چیں
تیر بر معصوم مے بارد خبیث بد گہر ۔۔۔ آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمیں
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید ۔۔۔ دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدیں
اے مسلماناں چہ آثار مسلمانی ہمیں است ۔۔۔ دین چنیں ابتر شما در جیفہ دنیا رہیں
از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست ۔۔۔ دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں

اس نے کہا اے مسلمانوں اگر تمہیں اسلام سے الفت ہے تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی طاقت اور روح اپنے اندر پیدا کرو۔ اور دنیا کے چند ٹکوں کے عوض اپنے ایمان کو ضایع نہ کرو۔ اگر تمہارے دلوں میں کچھ نور اسلام ہے تو آج کہ ہر مقام پر کربلا کا نظارہ موجود ہے۔ یاد امام تازہ کر دکھاؤ۔ تا ظاہر ہو کہ تم اپنے قلب میں ابراہیمی۔ یوسفی اور حسینی۔ ایمان کا رنگ رکھتے ہو۔ اور حقیقی طور پر محبان حسینؓ ہو۔

اس کے لئے اس نے ایک طرف ارشاد الٰہی کے ماتحت مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ایک جماعت طیار کی تا دنیا کو اصل اسلام کا نمونہ دکھا دیں۔ تو دوسری طرف اس جماعت کا فرض قرار دیا کہ وہ اپنے جان و مال کو اشاعت و حفاظت دین اللہ میں لگا دیں۔ تا مخالف قومیں جو اسلام اور نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر طرح طرح کے اتہام لگا کر اس پاک مذہب کو بدنام کر رہے ہیں۔ یہ جماعت اُن کی بیہودہ گوئیوں کا ازالہ کرے۔ اور حفاظت اسلام کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو نور اللہ سے منور کریں۔ چنانچہ دیکھو لو کہ کس طرح آج مذہبی میدان کارزار میں اس جماعت کا رعب اگر ہندوستان میں پریشان کر رہا ہے تو غیر ممالک میں پادری ٹوومر جیسے دشمنان اسلام کو لرزہ میں ڈالے ہوئے ہے۔ اور اگرچہ دیکھنے میں اس کی تعداد قلیل ہے لیکن حق کی فوجیں اس کی حمایت میں ہیں اس لئے ہر طرف باطل بھاگا چلا جا رہا ہے۔ پس اے شیعان علیؓ و محبان حسینؓ کو خست و پست کی پرستاری بت پرستی ہے اسے چھوڑ دو اور اگر اپنے دعوٰی محبت حسینؓ میں سچے ہو تو اپنے اعمال سے ثابت کر دکھاؤ کہ تم اپنے اندر غیرت اسلامی کا ہی رنگ رکھتے ہو جو کہ کربلا میں حضرت سید الشہداء نے دکھایا تا دنیا سمجھے کہ تم یاد شہادت امام تازہ کرنے میں صادق ہو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اسلامک ریویو اور اسلامک ورلڈ کے متعلق بہت سے احباب کو غلط فہمی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ سو اُن کی اطلاع کیواسطے یہ نوٹ کیا جاتا ہے کہ اسلامک ورلڈ سہ ماہی رسالہ ہے جو مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے لاہور سے جاری کیا ہے اور اسلامک ریویو جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا ماہوار رسالہ ہے جو ووکنگ (انگلستان) سے

تازہ خبریں

—— ہندو مہا سبھا بنارس کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ۱۰۔ اگست کو بنارس میں پنڈت مدن موہن مالویہ جی کے مکان پر ہونیوالا تھا۔ اس موقع پر مہا سبھا کے آیندہ اجلاس کی تاریخ مقرر کرنے اور ایک انگریزی ہفتہ وار اخبار کے اجرا کے سوال پر غور ہونا تھا۔ موجودہ ہندو مسلم کشیدگی کے سوال پر بھی بحث ہونیوالی تھی۔

—— ۹۔ اگست ۱۹۲۴ء کی شام کو باغ بیرون دہلی دروازہ میں مسلمانان لاہور کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ڈاکٹر کچلو اور مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے مسلمانوں کی تنظیم کے متعلق تقریریں کیں۔

—— ایک مسلمان کو جس نے بعض بنیوں کی بھینسوں کو اپنے کھیت سے نکالا تھا۔ سلطان پور واقعہ ریاست کپورتھلہ میں ان بنیوں نے پکڑ کر آہنی وزنوں سے اسقدر مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا اور ہسپتال پہنچکر جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ مقامی پولیس نے ان بنیوں کو گرفتار نہیں کیا کیونکہ وہ ذی وجاہت ہیں۔

—— لالہ لاجپت رائے صاحب سوئٹزرلینڈ سے ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ ۷۔ ستمبر تک مصر میں رہیں گے اور اس کے بعد عازم ہند ہوں گے۔

—— مولانا محمد علی نے اپنے اخبارات ہمدرد اور کامریڈ کے پرانے خریداروں کے نام ایک اپیل شائع کی ہے جس میں ان سے اخراجات کے لئے تیس ہزار روپیہ طلب کیا ہے۔ جس سے وہ اپنے اخبارات جاری کریں گے۔

—— کوچین میں ایک قوی ہیکل دیو کا ظہور۔ ہمعصر لیڈر مظہر ہے۔ کہ کوچین سے ایک عجیب کہانی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کثرت باراں کی وجہ سے ایک شخص مسمی بارتھو کے مکان کی دیوار گر گئی۔ اس دیوار میں سے ایک کانسی کا مٹکا برآمد ہوا۔ اس مٹکہ پر ڈھکنا لگا ہوا تھا۔ اور اس میں ہڈیاں اور کانسی کے کتبے موجود تھے۔ [illegible] آدھی رات کے وقت جب کہ جملہ اہل خانہ سوئے ہوئے تھے۔ بارتھو نے ایک بڑے دیو کو اپنے مکان میں اپنے سامنے دیکھا۔ اور جب بارتھو نے ڈر کے مارے چیخنے کی کوشش کی۔ تو اس کو چپ رہنے کا حکم ملا۔ اس کے بعد دیو نے بارتھو کو دھمکایا۔ کہ تم نے میری بیحرمتی کی ہے۔ اب تم کو سخت سزا ملے گی۔ رخصت ہونے سے پہلے اس دیو نے بارتھو کو غصہ سے کہا کہ یاد رکھو تمہاری عورت حاملہ ہے۔ کل دس بجے اس کے تین بچے ہوں گے۔ تیسرا بچہ میرا ہوگا۔

بارتھو کو دردناک طریقہ سے روتے سن کر مکان کے دوسرے ممبران اس کے کمرے میں آئے۔ اور اس کو زمین پر انہوں نے کانپتے اور روتے پایا۔ انہوں نے اُسے اٹھا کر سارا حال دریافت کیا۔ بارتھو نے ان کو سارا واقعہ سنا دیا۔ صبح کو عین دس بجے اس کی عورت کے ہاں تین بچے پیدا ہوئے۔ تیسرا بچہ دیو کی شکل کا تھا۔ اس کا رنگ سیاہ فام تھا۔ دانت آگے نکلے ہوئے تھے اور اس کے جسم پر لمبے بال تھے۔ اس کے ہاتھ اور ٹانگیں بالکل چھوٹی اور بدوضع تھیں۔ گھر کے آدمی بڑے خوف زدہ ہیں۔ بارتھو پاگلوں کیطرح بکتا پھرتا ہے تماشائیوں کی دوکان پر بھیڑ لگی رہتی ہے۔

—— مولانا ابوالکلام آزاد دہلی سے اخبار الہلال نکالنے والے ہیں۔

—— لکھنؤ کے مسٹر شیدر دھر نے مہاتما جی کو ایک طویل خط لکھا تھا۔ جس میں شکایت کی گئی تھی کہ وہ ہندوؤں کی پوزیشن کو خراب کر رہے ہیں۔ مہاتما جی نے لکھا ہے کہ آپ کی نسبت میرے جذبات متعلقہ ہندو مذہب کم نہیں ہیں۔ آپ جنگ کرنا چاہتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ یہ طریقے ہندوازم کی سپرٹ کے خلاف ہیں۔ اور یہ ہندو دھرم کے مستقبل کو تباہ کر دیں گے۔

—— ترکی میں ایک پیر نے پیشگوئی کی ہے کہ ایک سال میں قیامت آجائیگی۔ اس کے مریدوں نے اس پیشگوئی کو اشتہار کی صورت میں چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کر دیا ہے۔

—— ایک یورپین عورت نے پچاس ہزار روپیہ کی رقم [illegible] کے ایک مشن کو دی ہے۔ تاکہ اس روپیہ سے وہاں [illegible]

—— مسٹر راجپال پرنٹر رسالہ رنگیلا رسول کے خلاف جو مقدمہ چل رہا ہے وہ ۱۸۔ اگست ۱۹۲۴ء کو مسٹر ڈانلی مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت میں پیش ہوگا۔

—— آریہ سماجی اپدیشک دھرم بھکشو کا مقدمہ ۲۰۔ اگست تک ملتوی ہو گیا ہے۔ یہ مقدمہ پنڈت بیگراج مجسٹریٹ درجہ اوّل لاہور کی عدالت میں پیش ہوگا۔

—— پنڈت مدن موہن مالوی آریہ سماجیوں اور سناتنی دھرمیوں کے اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے جو اچھوت اقوام کے متعلق ہے۔ گذشتہ ہفتہ کے روز لاہور میں تشریف لائے۔

—— علاقہ نیلگری میں بھونچال آیا جس سے ۵۰ اموات واقع ہوئیں۔

—— مالابار میں سیلاب سے ۵۰ ہزار گھر برباد ہو گئے ہیں۔

حکیم اجمل خانصاحب اخبار زمیندار کو لکھتے ہیں کہ یہ خبر بالکل غلط ہے کہ دربار کشمیر نے مجھے کشمیر میں تقریر کرنے سے بند کیا ہے۔ بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ میں نے ریاست کے ایک اعلےٰ حاکم کو لکھا تھا۔ کہ میں کشمیر میں تبدیل ہوا کے لئے جا رہا ہوں نہ کہ کسی سیاسی مقصد کے لئے۔ جس کے جواب میں مجھے اطلاع دی گئی کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ لاہور
بابت ماہ جون ۱۹۲۴ء

جناب قاضی ثناء اللہ صاحب .... ۵ عہ
جناب محمد نعمان صاحب .... عہ
جناب عبد الحکیم صاحب .... عہ
جناب عبد العزیز صاحب خورد (بابت مئی و جون) عہ
جناب عبد العزیز صاحب کلاں .... عہ
جناب بابو نبی بخش صاحب .... عہ
جناب میاں نور محمد صاحب (مئی جون) عہ
جناب میاں نبی بخش صاحب 〃 عہ
جناب میاں جلال الدین صاحب 〃 عہ
جناب مستری ہیرا 〃 عہ
جناب بابو امام الدین صاحب .... عہ
جناب مرزا سرفراز خاں صاحب (اپریل) عہ
〃 〃 〃 پیغام صلح سہ
جناب میاں فضل الدین صاحب عرف لاہوری ۸ر
جناب میاں محمد الدین صاحب ۸ر
جناب بابو محمد حسین صاحب امجد عہ

میزان ......

چندہ عید الضحیٰ

جناب مستری خیر الدین صاحب .... عہ
جناب عبد الرحیم صاحب .... عہ
جناب مرزا جلال احمد صاحب .... عہ
جناب محمد نعمان صاحب ۸ر
جناب عبد العزیز صاحب ۸ر
جناب عبد الحفیظ صاحب ۸ر
جناب بابو نعمت علی صاحب .... عہ
جناب بابو نبی بخش صاحب .... عہ
جناب میاں گوجر محمد صاحب ۸ر
جناب میاں جلال الدین صاحب ۸ر
جناب میاں رحمت علی صاحب ۴ر
جناب میاں تاج الدین صاحب .... عہ

میزان ......

کل میزان ......

فہرست چندہ جماعت احمدیہ گجرات
بابت ماہ جولائی

جناب محمد حسین صاحب ورق ساز ۴ر

جناب نظام الدین صاحب (جون و جولائی) ۸ر
جناب مرزا اکرام بیگ صاحب .... عہ
جناب مرزا سردار بیگ صاحب .... عہ
جناب کرم الٰہی صاحب (جون و جولائی) ۸ر
جناب حافظ علم الدین صاحب .... ار

میزان ......

(۲) قیمت کھالہائے قربانی

جناب بشارت احمد صاحب ....
جناب ڈاکٹر نور الحسن صاحب ....
جناب مرزا سردار بیگ صاحب ....

میزان ......

(۳) عید فنڈ

جناب حافظ محمد حسن صاحب .... عہ
جناب محمد حسین صاحب ۸ر
جناب کرم الٰہی صاحب ۴ر
جناب نظام الدین صاحب ۸ر
جناب ڈاکٹر نور الحسن صاحب عہ
جناب مرزا اکرام بیگ صاحب عہ
جناب مرزا سردار بیگ صاحب عہ
جناب بشارت احمد صاحب عہ

میزان ......

(۴) چندہ برائے برلن مسجد

جناب میاں فضل احمد صاحب عہ
جناب مرزا سردار بیگ صاحب ......

میزان ......

(۵) چندہ برائے اشاعت اسلام

جناب مسٹر محمد ممتاز صاحب فاروقی ......
جناب نظام الدین صاحب عہ
جناب حافظ فضل احمد صاحب میونسپل کمشنر ......
جناب بابو برکت علی صاحب ......
جناب مستری عبد الکریم صاحب عہ

میزان ......

اعلان

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ امسال اپنی جماعت کے کالج کے طلباء کے لئے ایک ہوسٹل کھولا جائے تاکہ اپنے نوجوانوں میں وحدت اور قومی جوش کا رنگ نظر آئے۔ اور سب ایک سلسلہ میں منسلک ہو کر درس و تدریس میں شامل ہوں اور علوم دینی کا شوق ان کے دلوں میں موجزن ہو۔ ہوسٹل انشاء اللہ تعالےٰ ستمبر میں کھل جائے گا۔ صحت اور مطالعہ اور ہر ایک لحاظ سے نہایت موزوں ہوگا۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جو کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں بجائے دوسرے ہوسٹلوں کے اس ہوسٹل میں داخل کرائیں۔ اس کے لئے ان کی درخواستیں ماہ اگست کے دوران میں میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں تاکہ تعداد کے تناسب سے مکان کا اندازہ لگ سکے۔ نیز دیگر احمدی طلباء کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اپنی درخواستیں ماہ اگست میں میرے پاس بھیجدیں۔

ظہور احمد جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

ڈاک حضرت امیر

سری نگر میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے جو نماز ایک غیر احمدی میر واعظ کے پیچھے پڑھی ہے۔ اُس کے متعلق لاہور سے جناب بابو محمد رمضان خاں صاحب نے حضرت امیر کی خدمت میں ایک استفساری چٹھی لکھی جسکا جواب حضرت امیر نے حسب ذیل دیا ہے:۔

آپ کا خط پہنچا جس میں ذکر ہے کہ خواجہ صاحب نے سرینگر میں غیر جماعت امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ میں نے بھی اخبار میں دیکھا تھا۔ اور مجھے خواجہ صاحب اور دوسرے احباب پر بھی حسن ظن ہے کہ اُنہوں نے اس بات کا اطمینان کر لیا ہوگا کہ جو صاحب امامت کرانے والے ہیں وہ حضرت مسیح موعود سے حسن ظن رکھتے ہیں اور آپ کی تکفیر سے بیزار ہیں حضرت صاحب نے اپنے آخری ایام میں اپنی قلم سے یہ لکھا ہے کہ اگر ایسے شخص ہوں جو مکفرین سے بیزاری کا اعلان کریں تو اُن کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے ۔حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بھی کئی فتوے اس قسم کے ہیں اور ایک خط میں صاف لفظ ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت امام سے حسن ظن سچے دل سے رکھتا ہو۔ گو احمدی نہ ہو تو نماز اس کے پیچھے پڑھ لی جائے ۔میں خود اس بات کو بصراحت اپنی کتابوں میں لکھ چکا ہوں۔ اس سے زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو تو آپ خواجہ صاحب کو خط لکھکر دریافت کرلیں۔ اگر یہ معلوم ہو کہ اُنہوں نے کسی مکفر یا مکذب کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ تو اُس سے مجھے ہرگز اتفاق نہیں۔ والسلام۔

مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کیرڈ وج "علاقہ گجرات ۔۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"میں لاہور سے رخصت ہو کر ۵- اگست کو احمد آباد پہنچا۔ اسی ... کو احمد آباد سے کیرڈ وج ایک اسٹیشن ہے کہ جو اصل مقصود کا قریبی اسٹیشن ہے پہنچ گیا ... سے آگے علاوہ ازیں گئے مولوی صاحب ان کی ... آگے بڑھ رہا ہوں۔ دربار یوں کی ...

جا رہے۔ مگر اُن کی رعیت اور اہل وعیال سب ملکر قریباً ۲۰۰ نفوس پر مشتمل ہیں۔ حالات کچھ زیادہ امید افزا نہیں کہے جا سکتے۔ اصل قضیہ برادری کی بعض مشکلات ہیں تحقیق مذہب سے اُن کو کوئی واسطہ نہیں۔ اُن کے تعلقات جن مسلمان راجواڑوں کے ساتھ ہیں وہ اُن کی لڑکیاں تو لے لیتے ہیں مگر اُن کو دیتے نہیں۔ کیونکہ ملکانوں کی طرح یہ گنگا جمنی مسلمان ہیں۔ اُن کی قوم کا نام مکوان ہے ۔ ریاست بڑودہ کے آریوں اور دوسرے ہندو راجاؤں کا بھی اس میں ضرور ہاتھ ہے۔ ابھی تک اُن کی شدھی وغیرہ کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی یا ہمیں معلوم نہیں ہوئی۔ اسوقت مناظرہ وغیرہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ اس مجاہد کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ایک اور سوال کا جواب

"ہبوط نسل انسانی" مندرجہ پیغام صلح ۳- اگست کے متعلق ایک بھائی محمد الدین صاحب خانقاہ ڈوگراں (ضلع شیخوپورہ) سے حضرت امیر کی خدمت میں ایک سوال بھیجتے ہیں کہ "حضرت آدم علیہ السلام سے ایک چوک ہوئی ... نہیں ہوئی۔ اگر ... ہوئی ہے تو سزا ملنا واجب تھی ۔جو مل گئی لیکن اگر دانستہ نہیں ہوئی تو سزا کیوں ملی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ جانتا تھا اور عقل رکھتا ہے۔ ایک عقلمند ہستی سے توقع نہیں ہو سکتی کہ ایک ایسے شخص کو سزا دیدے جو بھول سے کوئی قصور کر بیٹھے ۔ اور جان بوجھ کر نہ کرے"۔

حضرت امیر کا جواب افادۂ عام کے لئے ہدیۂ ناظرین ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخویم مکرم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا خط پہنچا ۔ خلاف ورزی حکم الٰہی پر خواہ وہ نسیان سے ہی ہو مؤاخذہ بھی ہوتا ہے۔ بعض امور ایسے ہیں کہ اُن کا ارتکاب خواہ نسیان سے ہو۔ مگر سزا ضروری ہو جاتی ہے ایک شخص اگر بھولکر زہر کھالے تو اُس کا اثر بھی ہوگا ۔ بھولکر آگ میں ہاتھ ڈال دے تو پھر بھی جل جائے گا۔ یہ کوئی اس قسم کا حکم تھا کہ اسکی خلاف ورزی خواہ کسی طور سے ہو مشکلات میں ڈالنے کا موجب ہے۔ ہاں اگر عمد اور ارادہ سے گناہ کیا جائے تو اُس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بالاس سے دور ہی جا تی ہوتی ہے۔ چونکہ یہ نسیان کا رنگ تھا

اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس سزا کو بھی ایک انعام کے رنگ میں بدل دیا۔ یعنی جنت سے نکلے تو ایک بہتر جنت کے حصول کے لئے سامان مل گیا۔

قرآن کریم میں جو دعا سکھائی گئی ہے ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات نسیان پر بھی مؤاخذہ ہوتا ہے۔ اس لئے دعا سکھائی کہ اللہ تعالےٰ مؤاخذہ سے بچائے ۔

البتہ یہ تقسیم کہ کس قسم کی نافرمانیوں پر اگر وہ نسیان سے بھی ہوں تو مؤاخذہ ہوتا ہے کس پر نہیں انسان کی طاقت میں نہیں۔ اس کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے والسلام۔

درخواست دعا

شیخ محمد یوسف صاحب دہلی سے لکھتے ہیں کہ شیخ امیر الدین صاحب بعارضہ ... سخت تکلیف میں ہیں اور جناب شیخ عبدالحق صاحب کو بھی چار یوم سے بخار ہے۔ احباب اُنکی صحت کیلئے دعا فرماویں۔

نوشہرہ ضلع پشاور میں مباحثہ

عبد ... صاحب ناظم انجمن تعلیم القرآن نوشہرہ صوبہ سرحدی اطلاع دیتے ہیں کہ ۹- اگست سنہ ۱۹۲۴ء کو میر ... شاہ صاحب اور قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری میں مسئلہ نبوت پر مباحثہ ہوا۔ پہلے تو بہت سا وقت شرائط طے کرنے میں صرف ہوا خدا خدا کرکے اسلامیہ کلب ہال میں مباحثہ شروع ہوا۔ قاضی صاحب کی طرف سے بابو احمد الدین صاحب ہیڈ کلرک (قادیانی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں) پریزیڈنٹ ہوئے اور میر صاحب کی طرف سے مولوی عبدالمجید صاحب (غیر احمدی ہیں)۔ میر صاحب نے آیت شریف ماکان محمد ... تلاوت فرماکر مسئلہ زیر بحث پر تقریر شروع کردی اور اس سلسلہ میں جب میاں محمود احمد صاحب کی تحریرات کا حوالہ دینے لگے تو اسپر قاضی صاحب اور ہیڈ کلرک صاحب چراغ پا ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ شرائط میں نہیں کہ میاں صاحب کے خیالات بھی پیش ہو سکتے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ وہ خیالات ایسے نہیں جو کسی مجمع پر پیش ہونے کے قابل ہیں اور جب میر صاحب اس طرف جانے لگے تو ایکبارہ شور مچانے لگے ۔ میر صاحب نے کہا تعجب ہے جو اس عقیدہ کا بانی مبانی ہے اگر اسکی تحریر پیش نہ ہو تو مباحثہ ہی کیا ہے۔ بہر حال ایک راہ گریز کی ضرورت قاضی صاحب محسوس کر رہے تھے جو انہیں مل گئی اور اپنی کتابیں ... لیکر تشریف لے گئے ۔ پبلک نے میر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور اُنکو مبارکباد دی کہ ایک باطل عقیدہ کا دعویدار اُن کے سامنے ٹھیر نہ سکا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ ۔ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ ۔ نمبر ۸

مساوات انسانی کی بہترین مثال (۲)

از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایل ایم ایس

۲

پھر اسلام نے یہ سب کچھ محض زبانی جمع خرچ ہی میں پورا نہیں کیا بلکہ اُس کے حاملین کا طرز عمل سینکڑوں برس سے یہی رہا ہے۔ اور مساوات انسانی کا نظارہ اپنی ہر ادا اور ہر پہلو میں دنیا کو دکھا کر حجت تمام کی ہے۔ سب سے بہترین مثال وہ واقعہ ہے جو سب سے پہلے خود بانی اسلام نے اپنے طرز عمل سے پیش کیا۔ اور جس نے قومی تعصبات کو اسلام کے دایرہ کے اندر سے ہمیشہ کے لئے جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مساوات انسانی کی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور قومی تعصبات کو مٹانا چاہا۔ تو پہلے خود اس گھاٹی کو طے کرکے امت کے واسطے راہ کھول دی۔ آپ نے دیکھا کہ عرب میں غلاموں سے بڑھ کر ذلت کی حالت کسی قوم کی نہ تھی یہاں تک کہ آزاد ہوجانے کے بعد بھی ذلت کا ٹیکہ اُن کی پیشانی سے دُور نہ ہوتا تھا اور وہ ذلیل اور حقیر اور ادنیٰ درجہ کے لوگ سمجھے جاتے تھے آپ نے جہاں غلاموں کے آزاد کرنے کی تدبیریں کیں اور اُن کے لئے قوانین قائم کئے۔ وہاں اُن کی حیثیت کو بلند کرنے اور اُن کی ذلت کو عزت سے بدلنے کی بھی کوشش کی۔ اپنے غلام زید کو آزاد کر دیا۔ اُس کے ساتھ بیٹوں کا سا سلوک شروع کیا۔ یہاں تک کہ یہ پتہ لگنا بھی مشکل ہوتا تھا کہ وہ آزاد شدہ غلام ہے یا واقعی بیٹا ہے۔ اس محبت اور عزت کے سلوک میں یہ اضافہ کیا کہ اپنی پھوپھی زاد ہمشیرہ زینب بنت جحش کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا عرب میں قریش کی قوم سب سے اونچی گنی جاتی تھی۔ اور قریش میں پھر بنو ہاشم سے بڑھ کر اونچی گوت کوئی نہ تھی گویا عرب میں سب سے بڑھ کر شریف اور بزرگ قوم کی، اور اس قوم کے سب سے بڑھ کر شریف قبیلہ اور گوت اور خاندان نبوت کی رشتہ دار لڑکی ایک آزاد شدہ غلام کو زوجیت میں دیدی گئی۔ جو قومیت میں قریش سے بہت ادنیٰ تھا اور غلامی جیسی ذلت کا ٹیکہ اپنی پیشانی پر رکھتا تھا۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ زید کو یہ شرف کیوں ملا۔ صرف اس لئے کہ اسلام قبول کرنے کی برکت نے اُس کی حیثیت کو تمام بڑی قوموں کے مسلمانوں کے ساتھ برابر کر دیا تھا اور اس کے اظہار کے لئے ضروری تھا۔ کہ اس کی اس طرح عزت افزائی کی جاتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ کسی دوسرے شخص کو قومی تعصب کے اس خطرناک امتحان میں ڈالیں۔ نیا نیا یہ اصول دنیا پر ظاہر کیا گیا تھا۔ قومی تعصبات کی دیواریں ابھی تک سر بفلک کھڑی تھیں کسی شخص کو یہ کہنا کہ تم اپنے خاندان کی لڑکی اپنے سے ادنیٰ قوم کے ایک مسلمان بھائی کو دے دو۔ اس کو قتل کرنے سے بھی بڑھ کر تھا۔ اس لئے آپ نے کسی شخص کو اس ابتلا میں نہ ڈالا۔ بلکہ سب سے پہلے خود قومی تعصبات کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ ہمیشہ کے لئے مر گیا۔ اپنے خاندان کی ایک لڑکی زید کے نکاح میں دے دی جو بلحاظ قومیت کے آپ سے بہت ادنےٰ تھا اور غلامی کی ذلت کا داغ پیشانی پر رکھتا تھا۔ پھر یہیں تک بس نہیں۔ مساوات انسانی کے اظہار کے لئے ایک اور قدم بھی آنجناب نے اٹھایا۔ اور وہ یوں کہ زید اور حضرت زینبؓ کی بوجہ ناموافقت مزاج وطبیعت جب آپس میں نہ بنی تو زید نے اُنہیں طلاق دے دی۔ ایک شریف خاندان کی لڑکی کے لئے اس سے بڑھ کر ذلت نہ تھی۔ کیونکہ طلاق کی صورت میں خواہ قصور شوہر کا ہی ہو مگر عام طور پر لوگ عورت میں کچھ نقص سمجھ لیتے ہیں اور اس لئے دوبارہ اُس کی شادی ہونی مشکل ہوجاتی ہے۔ اس صورت میں اگرچہ قصور زید کا ہی تھا۔ جیسا کہ قرآن کے الفاظ واتق اللہ سے ظاہر ہے۔ مگر پہلے تو وہ اپنے سے ایک ادنےٰ قوم کے غلام سے بیاہی گئیں۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ طلاق مل گئی اس سے بڑھ کر اُن کی ذلت اور کیا ہوسکتی تھی۔ آنحضرت نے اس ذلت کو اُن کے نام سے مٹانے اور اُن کی دلدہی اور عزت کے لئے ان سے نکاح کرکے ایک دوسرا نمونہ مساوات انسانی کا قائم کیا یعنی ایک غلام کی مطلقہ بیوی کو جو قومی تعصبات ورواج کے قوانین کے ماتحت ایسی ذلتوں میں گر چکی تھی جس سے اب نکلنا ناممکنات میں سے تھا آپ نے جو تمام قوم میں بلحاظ شرافت وبزرگی۔ تقوےٰ وطہارت۔ عزت ظاہری وباطنی بہترین شخص تھے اپنی زوجیت میں لے کر اُس بی بی سے وہ تمام ذلت کے داغ دھو دئیے۔ اور بتا دیا کہ مطلقہ اور غلام کی مطلقہ اسلام کے مساوات انسانی کے احاطہ میں ویسے ہی عزت رکھتی ہے۔ جیسی ایک شریف سے شریف خاندان کی آزاد خاتون۔ یہ ہے وہ بہترین مثال جو دنیا کو قومی تعصبات کی قیدوں اور بندھنوں سے نجات دینے والی تھی۔ اور تمام عالم کا سچا نجات دہندہ وہ شخص تھا جس نے دنیا میں سچی مساوات انسانی اور عالمگیر اخوت قائم کرنے کے لئے اپنے نمونہ سے یہ مثال قائم کی۔ اور جن بعض عقل کے اندھوں اور خباثت نفس رکھنے والوں نے اپنے نفسوں پر قیاس کرتے ہوئے اعتراض کرکے اپنی جہالت کا ثبوت دیا اور غور نہ کیا کہ کیا اس سے بڑھ کر مساوات انسانی قائم کرنے کے لئے اور کوئی تجویز عقل انسانی پیش کر سکتی ہے اور کس قدر قابل شکریہ ہے وہ پاک شخصیت جس نے تعصب قومی سے ہلاک شدہ نوع انسان کے لئے خود اتنی بڑی قربانی کرکے دکھائی اور اس نمونہ کی تقلید کرنے والوں کو اس لعنت سے نجات دلائی جس کی وجہ سے قومیں ایک دوسرے کو غلام بنانا اور رکھنا چاہتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ایک دوسری غلطی سے مخلوق کو باہر نکالا جو بعض قوموں میں رائج تھی اور وہ یہ تھی کہ بعض قومیں دوسرے کے نطفہ سے جو اولاد پیدا ہو اُسے بعض وقت اپنی اولاد کے قائم مقام سمجھ کر اُسے سب وہی حقوق دے دیتی تھیں جو ایک صلبی اولاد کے قانوناً وعرفاً ہوا کرتے ہیں۔ اور اس کے دو طریقے تھے یا تو کسی کی اولاد کو اپنا بیٹا بنا لیا اور یا نیوگ کے ذریعہ اپنی بیوی کے رحم میں دوسرے کا نطفہ لے لیا اور دونوں صورتوں میں غیر کے نطفہ اور خون سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی اُسے اپنا بیٹا سمجھ لیا جاتا تھا جو حقیقت اور واقعات کے خلاف ایک امر تھا۔ اور اس سے جہاں ایک حقیقی قرابت داروں کے حقوق تلف ہوجاتے تھے وہاں دوسری طرف اپنی بہووں کی بیاہی ہوئی بیوی کو غیر شخص کے ساتھ ہم بستر کرکے حیا اور غیرت کے اخلاق فاضلہ کو کھو دیا جاتا تھا۔ اس لئے آپ نے زید کی مطلقہ سے نکاح کرکے جہاں مساوات انسانی کا بہترین نمونہ قائم کیا۔ وہاں اس غلط رسم سے بھی دنیا کو نجات دلائی جس سے ایک طرف حقوق العباد ضائع ہوتے تھے اور دوسری طرف اخلاق فاضلہ پر تبر چلتا تھا۔ زید سے آپ بیٹوں کی طرح سلوک کرتے تھے اور بیٹوں ہی کی طرح رکھتے تھے پس اس نکاح سے آپ نے دنیا کو یہ بتایا یہی منظور تھی کہ باپ اور بیٹے کا حقیقی تعلق صرف انہی کا ہوسکتا ہے جو آپس میں حقیقی طور پر والد اور مولود ہوں۔ ضرور ہے کہ جو بیٹا ہو وہ باپ کے اپنے نطفہ سے پیدا ہو۔ کسی دوسرے کا نطفہ نہ ہو زبان سے کہہ دینے سے یا بیٹوں کا سا سلوک کرنے سے یا دماغ میں خیال کر لینے سے یا تحریر میں لکھ دینے سے کوئی کسی کا بیٹا نہیں بن سکتا۔ بیٹے کا لفظ مجازی طور پر استعمال ہوکر حقیقت کا کام نہیں دے سکتا۔

نسل انسانی کا ہبوط

حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب کے مندرجۂ عنوان معرکۃ الآراء مضامین نے ہمارے لاہوری مسیحی دوستوں کے کیمپ میں بے چینی پیدا کر دی ہے جو "نور افشاں" کے افتتاحیہ ۱۵ اگست سے ظاہر ہے۔ عنوان دیکھ کر ہم متوقع تھے کہ لاہور کے پادری صاحبان نے اس مسئلہ پر کوئی اور روشنی ڈالی ہوگی۔ مگر پڑھنے پر معلوم ہوا کہ محض اظہار اضطراب ہے اور یہ کہہ کر دل کو تسلی دی گئی کہ یہ مضامین اس فتح کے اثر کو زائل کرنے کے لیے لکھے گئے ہیں جو سلطان محمد پال صاحب کو بزعم میاں حضرات خواجہ کمال الدین صاحب پر بوقت گفتگو حاصل ہوئی تھی خواجہ صاحب پر عیسائی خیالات اور عقاید جو فتح حاصل کر سکتے ہیں اسکا اندازہ تو اُن کی تازہ تصنیف "ینابیع المسیحیت" سے ہوسکتا ہے جس میں عیسائیت کی تار و پود کو اُدھیڑ کر رکھ دیا ہے اور اُن کے اس کارنامہ سے ہوسکتا ہے جو سینکڑوں ذی شعور مغربی عیسائیوں کو حلقہ بگوش بنانے میں اُس سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ بہرحال جواب بن پڑا تو یہی کچھ کہنا تھا۔ یہی سہی۔ جواب کے لیئے سلطان محمد صاحب پال سے درخواست کی ہے کہ وہ اس مشکل میں لاہوری احباب کی دستگیری کریں۔ دیکھئے جناب پال صاحب کیا فرماتے ہیں۔

بیلیئل کیس

سرور عالمؐ کے متعلق پادریوں کی بدزبانی اور آپ کے احسان کا صلہ

اس نام سے مسلمانان نیروبی نے ایک رسالہ چھاپا ہے جو مشرقی افریقہ میں سال گزشتہ پادری شا کی بدزبانی کی وجہ سے واقعات پیش آئے۔ نیروبی کے پادری شا نے جو کچھ الفاظ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے تھے اور ان پر جو شور مشرقی افریقہ میں برپا ہوا تھا۔ اس سے ہندوستان کے مسلمان ناواقف نہ ہوں گے۔ پادری شا سیاسی پادری ہیں اور غالباً اکثر پادری صاحبان تبلیغ مذہب زیادہ تر سیاسیات ملکی کو مدنظر رکھ کر کر رہے ہیں۔ غرض زیادہ تر یہ ہے کہ یورپ کو جو طاقت حاصل ہو چکی ہے جس سے اُس نے ایشیائی اقوام کو سیاسی غلامی میں لیا ہوا ہے اُس میں عیسائیت کی ترویج سے زیادتی ہو اور یورپ کا یہ اقتدار ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔ عموماً پادری صاحبان اس راز کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر خدا کا کلام بھی سچا ثابت ہو کر رہتا ہے وَكَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ ان کے مخفی ارادوں پر بھی آخرکار دنیا کو اطلاع ہو ہی گئی۔ ہاں پادری شا نے کچھ بے احتیاطی سے کام لیکر ان ارادوں کا خوب اظہار کیا ہے۔

مشرقی افریقہ میں کچھ مدت سے یورپین اور ہندوستانیوں کے مساوات حقوق کا سوال چھڑا ہوا تھا پادری شا نے اسی بحث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر حملہ کیا اور اس کے بعد اخبار ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ کو اس مضمون کے چھاپنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ لکھے:۔

"اس سے وہ بات یاد میں تازہ رہے گی جو بھلا دی جاتی ہے کہ ہندوستان کا سوال (یعنی ہندوستانیوں کے حقوق کا سوال) دراصل ایک مذہبی سوال ہے اور میرے ان الفاظ کی نہایت زور سے تائید ہوئی کہ وہ نہایت درست ہیں جو آپ کے خیال میں وہ ... یعنی یہ الفاظ کہ آپ لوگ خدا اور بادشاہ دونوں کی حمایت کے لئے یکساں کھڑے ہیں ایک کافر قوم کو برابر کے حقوق دینا محض ناممکن ہے۔ اور ایسی تجویز کرنا مذہب پر حملہ ہے۔"

پھر مسٹر آرمبی گورنر اور سکرٹری آف سٹیٹ کو خط لکھتے ہوئے یہی پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"برطانی اور عیسائی مزید یہاں حکومت کریں گے اور کوئی کوشش مساوات کے قائم کرنے کی جہاں مساوات نہیں ضرور ناکام ہوگی۔ جب تک کہ ہندوستان اور جب تک کہ افریقہ مسیح پر ایمان نہیں لاتے اس وقت تک برابر کے سیاسی حقوق کے متعلق کوئی گفتگو کرنا فضول ہے۔"

یہ ہے اصل حقیقت اور یہ ہے پادری صاحبان کی دنیا کو عیسائی بنانے کی غرض۔ اور یہ گویا عیسائی یورپ کا پیغام غیر عیسائی اقوام کو ہے۔ کہ ہم نے تمہیں اپنے قابو میں کر لیا ہے اور اس حکومت کے جوئے سے تم آزاد نہیں ہوسکتے کہ عیسائیت کو قبول نہ کرو۔

پادری شا نے سکرٹری آف سٹیٹ کو جو چٹھی لکھی تھی اس میں پولوس کا یہ فقرہ نقل کرکے کہ "تم بے ایمانوں کے ساتھ ناموافق جوئے میں مت جتے جاؤ۔ مسیح کا بیلیعل سے کیا اشتراک ہے" بیلیعل (Belial) کے بعد خطوط وحدانی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا یعنی آپ کو بیلیعل قرار دیا۔ اب یہ ایک مشہور لفظ ہے جو شیطان کے ہم معنی ہے۔ اور جب مسلمانوں نے پادری شا پر مقدمہ چلانے کے لئے مشرقی افریقہ کی گورنمنٹ سے اجازت مانگی تو گورنر نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور پادری شا سے ایک چٹھی منگا کر ان کے سامنے پیش کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اس کا ارادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرنے کا نہ تھا اور کہ وہ آنحضرت کو بُرا آدمی نہیں سمجھتا اور اس کے ساتھ ہی پادری ... کی ایک چٹھی اخبار میں چھپی جس میں اس نے لفظ بیلیعل کی تشریح کی اور کہا کہ لفظ بیلیعل کوئی حقارت کا لفظ نہیں ... مرادف غیر عیسائی ہے اور یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر ایک مسلمان کے متعلق بولا جا سکتا ہے

جس قوم میں بڑے بڑے پیشواؤں تک نے پاک کاموں سے نیچے ناپاک افعال کا ارتکاب کیا ہو وہ ایک ناپاک لفظ استعمال کرکے یہ کہہ دیں کہ یہ انہوں نے دوسرے کے اکرام کے لئے استعمال کیا ہے تو کوئی بعید بات نہیں۔ لیکن حقیقت

یہی ہے کہ جو معنے خود پادری شا نے لفظ بیلئیل کے دیئے ہیں وہ بھی یہی بتاتے ہیں کہ یہ لفظ ناپاک لوگوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پادری شا نے اس لفظ کے معنے دیئے ہیں (Lawless) [illegible] مسیح کو [illegible] والا۔ اس قوم کی جرأت پر بھی تعجب ہے کہ شریعت کو تو آپ لعنت قرار دیں اور شریعت کے قانون سے آزاد اپنے آپ کو ٹھیرائیں کیونکہ مسیح گناہوں کا کفارہ ہوگیا اور (Lawless) ان لوگوں کو قرار دیں جو شریعت کو مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ [illegible] کہنا تو سب مسلمانوں کو اور خود ان کے نبی کو اس نے بیلئیل قرار دیا ہے کہ وہ مسیح کا جانا نہیں [illegible] اور اس مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمان چونکہ مسیح کی مخالفت پر فخر کرتے ہیں تو اب ان کو اور کونسا نام دیا جائے۔ ہم نہیں جانتے کہ کونسا مسلمان ہے جو مسیح کا مخالف ہے مسلمان تو سب کے سب حضرت مسیح پر ایمان لاتے ہیں اور مسیح کو ہی نہیں ان کی والدہ کو بھی راستباز مانتے ہیں۔ ان کی پاک کتاب میں مسیح کو تمام ان الزامات سے پاک ٹھہرا کر جو یہودی ان پر لگاتے تھے ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ اور ابھی پادری صاحبان کے نزدیک مسلمان مسیح کے مخالف ہیں۔

پادری شا خود بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اس لفظ بیلئیل کے کوئی نیچے معنے بھی ہیں کیونکہ جو عذر پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک لفظ ایک معنے سے بالکل معمولی لفظ ہوتا ہے اور دوسرے معنے میں بُرا اور رنجیدہ ہوتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ لفظ بیلئیل ہمیشہ ہی ناپاک معنے میں استعمال ہوتا رہا ہے اور خود بائبل کے لغت نویس اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ لفظ پاک نوشتوں میں ایسے لوگوں کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے جو نہایت درجہ کے گرے ہوئے بدکار اور کمینے ہوں جو نہ خدا کا لحاظ کریں نہ انسان کا۔ اور یہ بھی مانا ہے کہ یہ لفظ شیطان کے لئے دوسرا نام ہوگیا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اس موقعہ پر جہاں یہودیوں نے یہ لفظ ترلطیوں کے لئے استعمال کیا ہے تو وجہ ان کی بدکاریوں اور شیطنت کے کیا ہے۔ اور (Lawless) سے مراد بھی ایسا شخص ہی ہے جو نہ خدا کے قانون کی پرواکرے نہ انسان کے قانون کی۔

یہ ہے وہ صلہ جو آج اس روشنی کے زمانہ میں اس قوم کے [illegible] کی طرف سے مسلمانوں کے [illegible] رہا ہے جس نے عیسائیت پر اس قدر احسان کیا ہے کہ [illegible] ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ مسیح کی نبوت اور راستباز پیغمبر ہونے پر ایمان لائے۔ اس محسن کے لئے اس قوم نے ہمیشہ سے ناپاک سے ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں اور جھوٹے واقعات کو آپ کی طرف منسوب کرکے بدنام کیا ہے۔ کیا مسیح پر ایمان لانے کا یہی نتیجہ ہے کہ محسن کشی کی خوبی سب سے پہلے ایک انسان کے اندر آجائے۔ اور کیا ان گناہوں کا کفارہ ہے کہ اس پاک انسان کو جس نے عیسائیت کے ساتھ احسان ہی احسان کیا تھا اس طرح کے ناپاک الفاظ سے یاد کیا جائے۔ مسلمان تو برداشت کریں گے اور برداشت کرتے رہے ہیں مگر وہ پادریوں کے ان منافقانہ اخلاق سے بھی بخوبی واقف ہوگئے ہیں کہ اوپر سے تو ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں مگر ان کے باطن بالکل سیاہ ہورہے ہیں اور محسن ترین انسان کے لئے ناپاک ترین الفاظ کے استعمال کو آج تک نہیں چھوڑا۔ کیا ان کی تہذیب ابھی ان کو یہی بتاتی ہے کہ جو تم پر احسان کرے تم اس کے ساتھ بدی کیا کرو۔ کہاں استاد کی وہ تعلیم کہ دشمن سے محبت کرو۔ اور کہاں شاگردوں کا یہ طرز عمل کہ اپنے محسن سے اس قدر بغض اور عداوت سینوں میں رکھتے ہیں کہ ناپاک الفاظ کے استعمال کے سوائے اس کا نام بھی نہیں لے سکتے۔ کیا سچ فرمایا ہے

قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر۔

مفت اشاعت انگریزی ترجمۃ القرآن

گزشتہ ماہ کے کسی پرچہ اخبار پیغام صلح میں انجمن کی طرف سے یہ اپیل شائع ہوئی تھی کہ مستطیع احباب ترجمۃ القرآن خرید کر امریکہ کی تمام لائبریریوں میں بھیج دیں۔ اس کام کو سرانجام دینے کی صورت یہ تجویز کی گئی تھی کہ احباب رقوم [illegible] سیکرٹری صاحب کو ارسال فرمائیں اور یہاں سے قرآن شریف براہ راست لائبریریوں کو روانہ کئے جائیں گے۔ اس [illegible] پر ماسٹر محمد حسن صاحب قریشی مسلم ہائی سکول لاہور نے [illegible] لکھا ہے [illegible] ایک قرآن شریف ارسال فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ [illegible] دیگر احباب بھی اس صدقہ جاریہ میں شریک ہونے کے لئے جلد [illegible] بھیجنا منظور فرماویں۔

سیکرٹری

"جہاز پر سب سے بڑا آدمی"

"پیڈرسن ریورنڈ شیخ یعقوب علی صاحب - اپنے منصب کے لئے موزوں ترین آدمی ہیں - اور جناب میاں صاحب بھی خوب جانتے تھے کہ مطلب کے آدمی ہیں اور سوا سطے الحدین ایلچی ہرکارہ کا اعزاز بخشا۔ شیخ صاحب اپنے کام کو نہایت خوش اسلوبی سے نباہ رہے ہیں اور بعض باتوں میں تو وہ جدت طبع دکھائی ہے کہ غالباً خود انہی آقا کی توقعات سے بھی بڑھ گئے ہونگے شیخ صاحب نے جہاز پر ایک [illegible] کی ہے اور نہایت عجیب طریق سے کی ہے۔ جہاز کے کپتان کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ اس جہاز پر سب سے بڑا آدمی کون ہے۔ کپتان صاحب نے جواب دیا کہ ایک فسٹ کلاس میں نمبر ۱۲ کمرہ میں ہندوستانی مسافر ہے وہ سب سے بڑا آدمی ہے شیخ صاحب کے اصرار پر انہوں نے رجسٹر دیکھکر نام بھی بتا دیا - اور شیخ صاحب کے مزید اصرار پر لکھ بھی دیا لیجئے

M. B. Mahmud Ahmad

سبحان اللہ! کوئی اس فکر میں ہے کہ قطب شمالی میں نامعلوم مقامات تک پہنچکر علم انسانی میں اضافہ کریں۔ کسی کو یہ دُھن لگی ہوئی ہے کہ ایورسٹ کی چوٹی کو فتح کرنے کا سہرا حاصل کرے مگر یہ بیچارے اگر سُن لیں کہ قادیان کے ایک مجاہد فی سبیل اللہ نے بھی ایک discovery کی ہے جو اپنی عظمت اور ندرت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی ہے تو یقیناً عرق خجالت سے تربتر ہوجائینگے اور پھر تماشا یہ کہ فرماتے ہیں کہ کپتان مجھے بالکل نہیں جانتا تھا گویا جہاز کا کپتان کوئی قادیان کا خوابیدہ خواب بین تھا جو ہر وقت اپنی آنکھیں بند رکھتا تھا گویا شیخ یعقوب علی صاحب اور اُن کا سبز عمامہ اور جہادی وردی ایسی چیزیں تھیں جو کوئی ایک دفعہ دیکھ کر بھول بھی سکتا ہے - اور اس سے بھی طرفہ تر یہ کہ فرماتے ہیں کہ واقعی بڑائی وہ ہے جو خدا کی طرف سے انسان کو ملتی ہے گویا ایک اثالین عیسائی کی اس طریق سے حاصل کردہ سند خدائی سند ہوگئی ہے - پھر ہمارے قادیانی بھائی ہم پر ناراض ہوتے ہیں کہ ہم اُن کی اس قسم کی حرکات پر ہنستے کیوں ہیں - ہم نہیں جانتے ایسی مضحکہ انگیز باتوں پر سوائے اس کے کیا ہوسکتا ہے کہ یا ان پر بے ساختہ ہنسی آئے اور یا اپنے بھائیوں کی یہ دماغی کیفیت دیکھکر رونا آئے

ایک امرتسری مولوی کی تنگدلی

اڈیٹر اہل سنت والجماعت امرتسر اپنے اخبار مورخہ ۱۱ اگست میں اسلامیہ کالج لاہور کے سالانہ جلسہ کے متعلق لکھتے ہوئے اراکین انجمن حمایت اسلام کو جن کی زیر پرستی کالج مذکور چل رہا ہے - ہدایت کرتے ہیں کہ

"انجمن والوں کی خدمت میں بھی ادب سے التماس کرتے ہیں کہ وہ بھی اسلامیہ کالج کو اس [illegible] کی کوشش کے جلسہ کے موقعہ پر شیعہ اور مرزائی (احمدی) علما کی تقریریں نہ کرایا کریں - اور نہ سنا کریں۔ مخالف مسلک اہل سنت و جماعت و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کے کوئی تقریر نہ ہونی چاہیئے جیسا کہ وہ شیعہ علما اور مولوی ثناء اللہ کا مکرمنقد ہوا۔"

کیا ایسے تعرقہ پسند مولویوں کے موجود ہوتے ہوئے ڈاکٹر کچلو یا کوئی اور مسلمان لیڈر مسلمانوں کی تنظیم کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تنظیم کے لئے مختلف جماعتوں کے اندر اتفاق و اتحاد کے جذبات کا پیدا کرنا ضروری ہے۔ اور یہاں ہمارے دقیانوسی مولویوں کی یہ حالت ہے کہ

تیرے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی   جگر جس سے شق ہوں وہ تحریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی   مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

اگر جماعت کیستھولی فی الحقیقت مسلمانان ہند کی تنظیم کی خواہاں ہے تو سب سے پہلے ان تفرقہ پسند اور کفرباز مولویوں کے ہاتھ سے قوم کو نجات دلائے - ورنہ اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔

اطلاع - احباب خریداران اخبار - خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ویدوں کی سکھلائی ہوئی مذہبی رواداری

آریہ سماجیوں کا دعوے ہے کہ ویدک دھرم مذہبی رواداری کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ ان کے مہرشی سوامی دیانند جی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے تیسرے باب میں لکھتے ہیں کہ

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات - جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہئے" باب ۳ دفعہ ۲۵

تعجب ہے کہ ایسے صاف و صریح حکم کے ہوتے ہوئے آریہ سماجی حضرات یہ راگ الاپتے چلے جاتے ہیں کہ ویدک دھرم مذہبی رواداری کا حامی ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت آریہ سماج کا راج ہندوستان میں قائم ہوجائے تو پھر مسلمانوں - برہمو سماجیوں - دیو سماجیوں اور عیسائیوں وغیرہ کا ہندوستان میں رہنا نہایت مشکل ہوجائے۔ سچ ہے۔

گربہ مسکین اگر پر داشتے
تخم گنجشک از جہان برداشتے

آریہ گزٹ کا ایک دقیانوسی اعتراض

آریہ گزٹ اپنی ۱۴ - اگست کی اشاعت میں اعتراض کرتا ہے کہ:-

"قرآن شریف میں درج ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں جاؤ اُنکے پاس جس رستے تمہاری مرضی ہو"

اس اعتراض کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آریہ گزٹ نے اپنے پیر و مرشد سوامی دیانند جی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے محض کہیں سے سن سنا کر قرآن شریف پر اعتراض جڑ دیا ہے ورنہ قرآن شریف کی اصل آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس کے معنے "جس رستے" کئے جائیں - قرآن شریف کی اصل آیت یہ ہے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ - بقرہ

ترجمہ - تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں - پس جب چاہو اپنی کھیتی میں آؤ - اس سے پہلی آیت میں حائضہ عورتوں کا ذکر ہے اسمیں بتایا ہے کہ حالت حیض میں عورتوں کے پاس جانا مضر صحت ہے - اور آیت زیر بحث میں یہ کہکر کہ عورت تمہارے لئے بمنزلہ ایک کھیتی کے ہے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مرد و عورت کے تعلقات کا حقیقی مقصد نسل انسانی کا بڑھانا ہے - جس طرح کھیتی میں بیج اپنے مناسب حالات میں ڈالا جاتا ہے کہ وہ نشوونما پاسکے - ایسے ہی مرد و عورت کے تعلقات مناسب حالات و اوقات میں ہونے چاہئیں - چونکہ حالت حیض میں اصل مقصد حاصل نہیں ہوسکتا - اس لئے یہ کہکر کہ عورت بمنزلہ کھیتی کے ہے یہ توجہ دلائی کہ ایسی حالت میں عورت کے پاس جانا عبث ہے۔

ایسی پرحکمت آیت پر یہ اعتراض کرنا کہ "جاؤ اُنکے پاس جس رستے تمہاری مرضی ہو" ایسے ہی دماغ کا کام ہے جسکے اندر نیوگ کی تعلیم گھر کر چکی ہو۔

اس قسم کا فاسد عقیدہ کہ "جاؤ اُنکے پاس جس رستے تمہاری مرضی ہو" قرآن کریم جیسی پرحکمت کتاب کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا - جبکہ اُس نے صاف طور پر کہدیا ہے کہ

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ پھر جب وہ غسل کرلیں تو اُن کے پاس آؤ جس طرح تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے

ہاں اگر آریہ گزٹ کو یہ اعتراض ہو کہ قرآن شریف نے عورت کو کھیتی قرار دیکر اسکی ہتک کی ہے تو اسکے متعلق ہم اُسکے سامنے اُس کے پیر و مرشد سوامی دیانند جی کا قول پیش کرتے ہیں -

ز مرشد بشنو گر ز من نشنوی

سوامی جی مہاراج اپنی مشہور کتاب سنسکار ودھی کے باب گربھادان سنسکار میں لکھتے ہیں کہ:-

"حمل کا استقرار یعنی منی کا رحم میں قائم کرنا اس طریق سے ہوتا ہے جیسے بیج اور کھیت کے اعلےٰ ہونے سے اناج وغیرہ اشیا بھی عمدہ ہوتی ہیں ویسے ہی اسلئے طاقتور عورت و مرد کی [illegible]

تکذیب تنقید (۲)

جسلالپوری ناتھ جی نے اپنی نام نہاد تنقید میں یہ دعوے کیا ہے۔ کہ قرآن شریف کو الہامی کہنا معقولیت سے ازحد بعید ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ جب آپ حضرت عائشہ کے بستر میں ہوتے تھے تب وحی نازل ہوتی تھی۔ ہمیں افسوس سے لکھنا پڑتا ہے۔ کہ ہم ایسی وحی کو الہامی نہیں کہہ سکتے جو کسی بستر میں نازل ہو۔ ہمیں بھی مہاشہ جی کی اس مضحکہ خیز دلیل پر ہنسی آتی ہے اور تعجب سے کہنا پڑتا ہے

نہ عربی نہ فارسی نہ ترکی نہ سم کی نہ تال نہ سُر کی

دلیل کو دعوے سے کوئی مناسبت ہی نہیں اور دلیل خود محتاج دلیل ہو کر دعوے بن گئی ہے۔ جس کی صداقت خود محتاج برہان ہے۔

مہاشہ جی ـــ آپ کا خود تراشیدہ نتیجہ کہ ہم ایسی وحی کو الہامی نہیں کہہ سکتے جو کہ کسی بستر میں نازل ہو۔ کن مقدمات کی ترتیب پر مبنی ہے۔ اور کیا وہ مسلمات میں سے بھی ہیں یا نہیں۔ اگر مقدمات ہی غیر مسلمہ ہوں تو پھر نتیجہ کیونکر صحیح ہو سکے گا۔ اخبار کے کالم سیاہ کر دینا اور بات ہے۔ اور علمی قواعد کے مطابق دلیل لانا اور بات ـــ سنئے۔ آپ کے مقدمات ہی صحیح نہیں نہ تو بستر عائشہ میں قرآن مجید کی کسی سورت یا آیت کا نازل ہونا ہی ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ عاقل انسان بیوی کے بستر کو ناپاک خیال کر سکتا ہے جو روحانی تعلقات کا مانع اور نزول وحی میں رُکاوٹ پیدا کرنے والا ہو۔ تو پھر دلیل کیا رہی اور اعتراض کیا رہا۔

بستر عائشہ والی حدیث میں عام وحی کا تذکرہ ہے۔ آیات قرآنی کے نزول کا ذکر نہیں لہذا اعتراض باطل ہوا اور نتیجہ غلط ٹھہرا بیوی کا بستر ناپاک نہیں ہوتا اُس میں روحانی تعلق کا قائم رہنا اور وحی کا نازل ہونا محال نہیں بلکہ اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ بیوی کے بستر میں مکالمۂ الٰہیہ کا شرف حاصل ہو۔ وہ کامل انسان بیوی سے تعلقات محبت رکھتا ہوا بھی اُسے عشق الٰہی کے کامل جوش پر غالب آنے نہیں دیتا۔ اور اُس حالت میں بھی اپنے خدا کے ساتھ اتنا گہرا تعلق رکھتا ہے کہ مخاطبہ و مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو جاتا ہے۔ سچ ہے

ظفر آدمی اُس کو نہ جانئے گا گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

پھر مہاشہ جی۔ آپ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو گا۔ کہ جو وحی کسی بستر میں نازل ہو۔ وہ وحی ہی نہیں۔ اور نتیجہ کیونکر درست ٹھہرے گا۔ کہ قرآن مجید کو الہامی کہنا معقولیت سے بعید ہے۔

یہ سچ ہے کہ ہمارے آقائے نامدار فداہ ابی و امی کو اپنی طاہرہ بیوی عائشہ رضہ سے کامل محبت تھی مگر کمال کیا مجال کہ عشق الٰہی کے جوش پر غالب نہیں آیا۔ بیوی کی افراط محبت کے باوجود عشق الٰہی کا دریا اندر ہی اندر بڑے زور سے لہریں مارتا تھا۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ سرو شکتیمان پرماتما۔ قادر مطلق خدا جو دلوں کے حالات جاننے والا سروانتریامی ہے کوئی بڑے سے بڑا انعام دے دیتا جو کہ عظمت و شان میں خود ہی اپنی نظیر ہوتا۔ وہ انعام مکالمہ و مخاطبہ اور وحی والہام سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا تھا۔ اگر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کمال لازوال کی بدولت یہ انعام حاصل ہوا تو اعتراض کیا رہا۔ دنیا میں وہی مرد قابل تعریف کہلا سکتا ہے۔ جو انتہا درجہ کی قوت رجولیت رکھنے کے باوجود مدت العمر زناکاری سے محترز رہے۔ نامرد کا زناکاری سے بچے رہنا سزاوار ثنا نہیں۔ تعریف کے قابل یہ بات ہے کہ گھر میں عورت موجود ہو اور اُس سے انتہا درجہ کی محبت بھی ہو۔ اور پھر وہ محبت جوشش عشق الٰہی پر غالب نہ آئے۔ وہی تعلقات قائم رہیں۔ روحانی عروج میں کمی نہ ہو۔ اور انسان اُس معراج کمال پر پہنچ جاوے۔ کہ بیوی کا بستر بھی یاد الٰہی سے نہ ہٹا سکے اُس میں بھی دل کی آنکھیں محبوب حقیقی کے دیدار سے منور رہیں۔ کبھی ہمکلامی کا انعام حاصل ہو کبھی وحی والہام کا خلعت پہنایا جاوے۔ سچ پوچھو تو اس رنگ میں بھی ہمارے آقائے نامدار اُس انتہائی بلندی پر پہنچے ہوئے ہیں۔ جس پر نہ کوئی آج تک پہنچا ہے اور نہ آیندہ کو پہنچیگا۔ حضرت مسیح موعود نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہان محمد

مہاشہ جی! لفظ وحی سے آپ نے نزول آیت قرآنی کو مراد لے لیا۔ سیاق و سباق اور قرائن کلام سے اسکے معنے متعین نہیں ہو سکتے ہیں۔ مدارج النبوۃ کا حوالہ دیکر جس حدیث سے آپ نے استدلال کیا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ حدیث کیسی ہے۔ ہم آپ کو یہ جتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں جس سے آپ آیت قرآنی کا نزول مراد لیکر اُس کے غیر الہامی ہونے پر دلیل لائیں حضرت عائشہ کے بستر میں حضور کو وحی ہو جاتی تھی بالکل غلط اور خلاف منشاء متکلم ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں حضرت عائشہ کے بستر میں قرآن مجید کی کسی سورت یا آیت کا نازل ہونا ثابت نہیں۔ پھر آپ کا اعتراض ہی کیا ہوا۔ بفرض محال اگر یہ بھی ثابت ہو جاوے کوئی سورت یا کوئی آیت بستر عائشہ میں نازل ہوئی تھی تو پھر کونسا محال عقلی لازم آجائیگا۔ بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ نتیجہ نکلیگا کہ اس حالت میں بھی کہ آپ بستر عائشہ پر ہوتے تھے۔ الٰہی محبت اس قدر جوشزن ہوتی تھی کہ آپ کا قلب مبارک مورد وحی والہام ہو جاتا تھا۔ ہم تو حیرت میں ہیں کہ آپ کو بستر میں وحی کا نازل ہونا محال کیوں معلوم ہوا۔ کیا بیوی کا بستر ناپاک ہوتا ہے۔ کیا مرد و عورت کا باہمی تعلق بُرا ہے اگر نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ بستر پر ہونے کی حالت میں وحی نازل نہ ہو سکے۔ اور اگر یہ تعلق ناپاک ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی پاک کتابوں میں اس ناپاک تعلق کو پیدا کرنے کے تفصیلی احکام نظر آتے ہیں۔ اور یہاں تک بتلا دیا گیا ہے کہ اس عورت سے شادی کرنی چاہیے جس کے صاف سیدھے اعضا ہوں جس کا نام عمدہ ہو جس کی ہنس اور ہتنی جیسی چال ہو جس کا رونگٹا چھوٹا اور ملائم ہو۔ سر کے بال اور دانت باریک ہوں اور جسکے دیگر سب اعضا ملائم ہوں۔ ستیارتھ پرکاش صہ ۱۰۳ جب یہ تعلق ناپاک ہے۔ تو پھر ایسی کریہہ ہی کیوں کی جاوے۔ رامچندر جی مہاراج ایک لمبی مدت کے لئے بن باس اختیار کر لیتے ہیں اور یاد خداوندی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اُنہوں نے ایسی حالت میں بھی مہارانی سیتا جی کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ پانڈو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگل کو نکلجاتے ہیں۔ مگر مہارانی دروپدی کو نہیں چھوڑتے۔ وہ دم کے ساتھ رہتی ہیں۔ کیا ایسے دھرم مورت پرتاپی راجے اس تعلق کو ناپاک سمجھکر اُسے قائم رکھتے تھے۔ اگر یہ تعلق ناپاک ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ جملہ آریہ دوست بال برہمچاری نظر نہیں آتے چاہئے تو یہ تھا کہ کوئی آریہ دوست شادی ہی نہ کرتا۔ پاک ہو کر ناپاک بنجانا ٹھیک نہیں۔ اس تعلق کی بدولت تو یہ مان لینا پڑے گا کہ آریہ سماج میں روحانیت کا نام و نشان ہی نہیں۔ اگر یہ تعلق پاک ہے تو پھر بستر کے ناپاک ہونے کے کیا معنے۔ اور اُس میں وحی کا نازل ہونا محال ہو۔ کیا وجہ۔

عجب معاملہ ہے تعلق پاک ہو اور بستر ناپاک ٹھہرے۔

مہاشہ جی۔ آپ بڑے منطق داں ہیں۔ ایسی معقول مضبوط اور موزوں دلیل آپ کے سوا اور کون لا سکتا ہے۔

این کار از تو آید و مرداں چنین کنند

آپ تو بستر کو ناپاک خیال کر کے اُس میں نزول وحی کو محال سمجھے بیٹھے ہیں مگر اتھروید کا الہام کنندہ استری پرش کے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ انہوکرن کھولکر کھلے دل سے برتاؤ کرنے کی آگیا دیتا ہے۔

یدنتر تک تدباوینگ ید بادینگ تدنہترم
کنیا نانگ وشوروپا نانگ گربھایو شد ہے
ایم گن پتی کا ماجنکا موہ ماگمم
اشوہ کن کروت ہیتھا بہنگے ناہنگ سہا گمم

اتھروید کانڈ ۲۔ ۳۰۔ ۴ و ۵

جو اندر ہو۔ وہی باہر ہو۔ جو باہر ہو۔ وہی اندر ہو۔ دشمنوں کو دور کرنے والے انیک سندر روپ والی کنیاؤں کے من کا وچار کرو۔ یہ پتی کی اچھا کرنے والی اگنی ہے استری کے اچھا کرنے والا میں آیا ہوں۔ میں ایشوریہ کے ساتھ آیا ہوں جیسے ہنہنانے والا گھوڑا۔

کیوں مہاراج۔ اگر بستر میں وحی کا نزول ہی محال ہے اور بستر ناپاک ہے۔ تو پھر اس منتر میں شادی سے پیشتر شادی کنندوں کے لئے بستر کی پوری پوری کیفیت کا الہامی طور پر بیان کیوں ہو رہا ہے۔ اور ہنہناتے ہوئے گھوڑے کے ساتھ تشبیہ دے کر مضمون کے مفہوم کو دو بالا کیوں کر دیا گیا ہے۔ کیا پاک الہام ناپاک شے کی کیفیت بیان کر کے اُس کی ترغیب بھی دے سکتا ہے۔ اور ترغیب بھی ایک مکمل تشبیہ کے ساتھ جس کی خوبی کا بیان ہی ممکن نہیں۔ اگر یہ الہام اور اُس کا مضمون پاک ہے۔ تو پھر سچ کہئے آپ کا اعتراض ہی کیا۔ یہی نہ کہ

ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مہاشہ جی! اب تو مجھے بھی معارضۃً حق حاصل ہے کہ جناب کی مضبوط اور اٹل دلیل کو جناب ہی کی الہامی کتابوں پر چسپاں کر کے پوچھوں کہ کہو مہاشہ جی وید الہامی کتاب ہیں یا نہیں۔

ویدوں میں شادی کرنے کے احکام موجود ہیں۔ اور مرد عورت کے بستر پر جانے کی پوری پوری کیفیت بیان کرنا شایان شان الہام نہیں۔ اس لئے وید کو الہامی نہیں کہہ سکتے۔ جن میں مرد عورت کے بستر کی پوری پوری ترغیب دینے والی کیفیت درج ہو۔

بندہ محمد عصمت اللہ مبلغ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

"کیا قرآن الہامی کتاب ہے"

ایک ہندو بھائی آریہ گزٹ ۱۴۔ اگست میں لکھتے ہیں کہ "قرآن الہامی کتاب ہے؟" اور سب سے پہلی دلیل اس کے خلاف یہ دی ہے کہ الہام کے لئے ضرور ہے کہ ابتدائے آفرینش میں نازل ہو۔ اور قرآن کریم صرف تیرہ سو برس سے ہے۔ ایک حد تک اس اصول کے ساتھ ہمیں اتفاق ہے کہ الہام ابتدا سے آتا چلا ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ سب سے پہلے انسان کو بھی خدا نے الہام دیا۔ مگر ہمیں آریہ دوستوں کے اس خیال سے کہ وہ الہام ایک مکمل صورت ہی میں ابتدائے آفرینش میں آ گئے ہیں اختلاف ہے۔ آپ کسی ماہر فن تعلیم سے پوچھیں وہ آپ کو بتا دیگا کہ تعلیم ہمیشہ متعلم کی سمجھ کے موافق ہونی چاہئے۔ ایک تو متعلم کی دماغی استعداد کے اندر ہونی چاہئے۔ اور دوسری ایسی عام فہم زبان میں چاہئے جو طالب علم بلا تکلیف سمجھتا ہو۔ وہ معلم جو پانچویں جماعت کے بچے کو انٹرنس کی ... ریاضی پڑھائے بہت دیر تک محکمہ تعلیم میں نہیں رہ سکیگا اور نہ وہ معلم فتوائے حماقت سے بچ سکتا ہے جو گو قاعدہ اربعہ ہی سکھاتا ہو۔ جو ایسے بچے سمجھ سکتے ہیں مگر ایسی زبان میں سمجھاتا ہو جو طلبا نے کبھی سُنی بھی نہ ہو۔ ہمارے آریہ دوستوں کی الہامی تعلیم اپنے اندر یہ ہر دو مشکلات رکھتی ہے۔ ابتدائے آفرینش میں تو دی گئی مگر جیسے دعوے ہے مکمل شکل میں دی گئی یعنی وہ حقائق جو صرف ایک منتہی سمجھ سکتا ہے ایک مبتدی کو دے دئے گئے جو اُس کی سمجھ سے بالاتر تھے۔ اور اس واسطے لاحاصل تھے۔ اور دوسرے یہ کہ ایسی زبان میں دے دئے گئے جو نہ اُس وقت بولی جاتی تھی اور نہ اُس کے بعد کبھی بولی گئی۔ یہ اور غلطی ہے جو اگر ایک پرائمری مدرسہ کے مدرس سے بھی سرزد ہو تو نا قابل ہو کر نکل جائے گا۔ پرمیشر کی طرف ایسی کم فہمی کا منسوب کرنا صحیح نہیں۔ الہام کا صرف ایک ہی صحیح طریق ہے وہ جو قرآن کریم نے بتایا۔ ظاہر ہے کہ انسانی سوسائٹی تہذیب و تمدن کی اس معراج تک آناً فاناً نہیں پہنچی بلکہ ارتقاء کی بے شمار منازل طے کرنے کے بعد اس نقطۂ کمال کو پہنچی ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے ہر دو مذکورہ بالا آریہ خیالات کی تردید کرتے ہوئے سکھایا ہے کہ تعلیم ابتدائے آفرینش سے دی جاتی رہی ہے۔ ہر زمانہ میں ہر قوم کو دی جاتی رہی ہے۔ مگر یوں ہی ایک شناپ نہیں دی جاتی رہی بلکہ ہر منزل ارتقا پر ہر قوم کی استعداد اور ضروریات کے مطابق دیجاتی رہی ہے اور پھر یہ نہیں کہ ویدوں کی طرح ایسی زبان میں دی جاتی جو ایک گروہ اپنی ہزار ال بعد کسی کو بھی آتی کہ بات کیا ہے۔ بلکہ وقت آن پکے ہے بلسان قومہ کی شرط لگا دی ہے یعنے تعلیم ہر ایک قوم کی اپنی زبان میں آتی رہی ... ضروری ٹھیرا کہ کامل اور مکمل تعلیم قرآن ابتدائے آفرینش میں نہ آتی بلکہ اُس وقت آتی جب بنی نوع انسان منازل ارتقا کو طے کرتی ہوئی انتہائی معراج کمال تک پہنچ گئی تھی۔

قربانی میں ہی ترقی ہے

لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ فرمایا جنتی وہ ہیں۔ اول جو اپنی کل خواہشات نفسانی کو احکام الٰہی کے ماتحت قربان کر دیں۔ دوم اپنے کل قوئے اور طاقتوں کو مخلوق خدا کی خدمت میں لگا دیں۔ یہ ایک دعوے ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا۔ اور جس کی شہادت کہ کل کائنات عالم دے رہے ہیں۔ اور ثابت کرتے ہیں کہ اگر تم ترقی چاہتے ہو تو قربانی کرو۔

اگر ہم مختلف علوم جدیدہ میں غور کریں تو پایا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک ترقی جو دنیا میں نظر آ رہی ہے۔ وہ کسی قربانی کا نتیجہ ہے۔ علم کیمیا کا ایک ایٹم یاد کرو۔ ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ دوسرے قسم کے ایٹم کے لئے اپنے کو قربان نہ کر دے۔

جب ایک ذرہ کسی عنصر کا اپنے کو دوسرے میں جذب کر دیتا ہے۔ تو ایک مرکب بن جاتا ہے۔ جو کہ اس سے اعلےٰ اور زیادہ کارآمد اور مفید چیز ہوتی ہے۔ الغرض معدنیات میں ایک عنصر کے ذرہ اٹھکر اعلےٰ سے اعلےٰ مرکبات کی حالت کو حاصل نہ کر سکیں گے۔ اگر وہ قربانی نہ کریں۔

علم باٹنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مٹی جو ان مختلف عناصر کی مرکبات کا مجموعہ ہے۔ ایک درخت کے بیج کے لئے اپنے کو قربانی کرتی ہے۔ تو وہ بیج بڑھتا ہے۔ اور ایک بڑا بھاری درخت بن جاتا ہے۔ اور اسی طرح اس خشک مٹی پر ایک سبزہ زار پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر یہ مٹی اپنے اجزا کو اس بیج کی خاطر قربان نہ کرے۔ تو یہ ہمیشہ کے لئے ایک بنجر غیر ذی زرع زمین پڑی رہے۔ اور اس کی کوئی قدر منزلت نہ ہو۔ چنانچہ پایا جاتا ہے۔ کہ زرخیز زمین اعلےٰ قیمتیں پاتی ہیں۔ اور ان کے مالک ان کے لئے جان و مال قربان کر دینے کے لئے طیار ہوتے ہیں بانجھ اور بنجر زمینیں جن میں کہ قربانی کا مادہ نہیں ہوتا۔ اور جو کسی بیج کے لئے اپنے ذرات کو قربان نہیں کر سکتیں ان کو کوئی پوچھتا ہی نہیں کیا زمین اور مٹی جو کہ مردہ ہے ان کو زندگی حاصل کرنے اور زندہ درختوں کی شکل اختیار کرنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ کہ وہ [illegible] قربان کر دے۔

پھر جب ہم علم حیوانات میں [illegible] مارتے ہیں تو پایا جاتا ہے کہ سبزی اور بقولات ترقی نہیں کر سکتے اور اپنے سے اعلےٰ حالات کو نہیں پا سکتے جب تک کہ وہ اپنے کو دوسری اعلیٰ چیز کے لئے قربان نہ کر دیں۔ چنانچہ جب یہ اپنے آپکو فنا کر دیتے ہیں۔ اور ایک حیوان کے بچے پیٹ میں چلے جاتے ہیں۔ تو پھر یہ جو کہ ایک جگہ سے ہل نہ سکتے تھے اور بالکل بے بس و بے بس ہستیاں تھیں ترقی کرتی ہیں اور حیوان بن جاتی ہیں۔ جو چلتا پھرتا دیکھتا سنتا ہے۔ اور اس طرح سے قربانی سے۔ جس سے کہ وہ اپنے سے اعلےٰ صورت میں ترقی کر جاتے ہیں۔ جو درخت زہریلے ہوتے ہیں۔ یا کسی جاندار کے کام نہیں آتے جیسے کہ تھوہر وغیرہ ہیں وہ پھر مٹی ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی دنیا میں ان کی قدر نہیں کرتا۔ لیکن وہ جو قربانی کرے [illegible] درخت یا بقولات میں ان کو لوگ محنت شاقہ سے کاشتے سروں پر اٹھاتے اور گراں قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔ اور ان قدر افزائیوں کے بعد وہ مردگی سے زندگی حاصل کرتے ہیں پھر [illegible] وہ جو میلی مٹی تھی اس طرح ایک زندہ اور جیتی مٹی بن جاتی ہے۔ جو کہ مختلف قوتے اور طاقتیں اپنے اندر رکھتی ہیں۔

پھر جب ہم ان علوم کیمیاوی۔ باٹنی۔ زوالوجی میں غور کرتے ہوئے۔ انہیں علم میں ان سے جو کہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ انسان کس طرح پیدا ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کل کیمیاوی مرکبات اور طرح طرح کی نباتات اور حیوانات جب اپنے آپکو قربانی کرتے ہیں تو پھر یہ ترقی کر کے انسانی شکل صورت میں آ جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے۔ خلق الانسان من سلٰلۃ من طین۔ میں اسی منظر قدرت کی طرف ہمیں متوجہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ کس طرح انسان مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا جاتا ہے۔ اور پہلے مرکبات کیمیاوی۔ پھر بقولات اور پھر حیوانات۔ اور پھر ان کے خلاصہ سے انسان بنائے ہیں۔ اور یہ ترقیات کا سلسلہ جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ محض قربانی کا ذریعہ ہے۔ جو شروع سے آغاز تک کام کرنے میں نظر آتی ہے۔ پھر یہی نہیں اس انسان کی ترقی ہو نہیں سکتی جب تک کہ یہ کل کائنات عالم اس کے لئے مسخر نہ کی جاوے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ [illegible]

[illegible] سمجھایا ہے۔ کہ وہ انسان کے لئے اپنے کو قربان کر دے تا وہ زندہ جاوید ہو جاوے۔

مذکورہ بالا شاہدات قدرت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ترقی کے لئے ایک چیز کا دوسری کے لئے اپنے کو فنا کرنا ضروری ہے۔ جب ایک چیز اپنی ہستی کو مٹا کر دوسرے میں اپنے کو جذب کر دیتی ہے تو وہ ایک نئی زندگی حاصل کرتی ہے۔ اور یہ حقیقی خلاصہ اسلام کا ہے۔ اسلام کے معنے ہی فرمانبرداری ہے پس کل کائنات عالم کے اندر یہ مادہ بتایا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے کو اپنے سے اعلےٰ کی فرمانبردار کر دیتی ہے۔ یعنے جس طرح وہ چاہے اسکی مرضی کے ماتحت اپنے کو اپنے قوئے خداداد کے [illegible] کام میں لگا دیتی ہے۔ اس لئے جو مذہب ان اصولوں کے خلاف چلتا ہے وہ دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اسلام ہی ہے جو کہ فطرۃ صحیحہ کا آخری مذہب ہو سکتا ہے۔

الغرض جب کل کائنات دنیا ایک اصول پر گامزن نظر آتی ہے کہ وہ ترقی کے لئے اپنی ذات کو دوسرے میں فنا کر دیتی ہے تو انسان جو کہ ان کل کا خلاصہ ہے۔ اور جو ان کل کے مجموعہ سے بنایا گیا ہے۔ ضرور ہے کہ وہ بھی اپنی قواعد اور اصولوں پر گامزن ہو تا آگے ترقی کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرمایا کہ زندگی ابدی اگر چاہتے ہو تو اپنے کو اللہ کے لئے قربان کرو۔ تا ظل اللہ بن جاؤ۔ فرمایا جو اللہ کی راہ میں مارا جاتا ہے۔ اس کو مردہ مت کہو۔ زندہ کہو صرف تم کو مردہ اس لئے نظر آتا ہے کہ تم میں اس کے سمجھنے کی طاقت نہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے مختلف علوم کی شہادت سے ثابت کیا کہ ایک کیمیاوی عنصر اگرچہ ظاہر امر جاتا ہے۔ اور اپنے خصوصیات کو چھوڑ دیتا ہے لیکن جب وہ اپنے کو دوسرے عنصر کے لئے فنا کر دیتا ہے۔ تو پھر وہ ایک مرکب بن جاتا ہے۔ اور اپنی پہلی حالت سے اعلےٰ حالت اختیار کر لیتا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس یہ عنصر ملنے سے پھر نباتات اور حیوانات اور زندہ انسان کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر بین سمجھتا ہے کہ وہ فنا ہو گئے۔ لیکن حقیقتاً وہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ پس انسان کے لئے اس آیۃ شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے ظاہر فرمایا ہے کیوں کہ ربوبیت الٰہی نے جب مٹی سے انسان بنایا اور انہی کل ترقیات میں ایک اسلام یا قربانی کے مادہ کو ہی کام کرتے پایا۔ تو ضروری تھا [illegible] کرنا کہ اللہ نے بتایا۔ کہ انسان کی اس زندگی سے آگے ایک اور زندگی ہے درحقیقت میں وہی اصل زندگی ہے۔ اور اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے اسی نفس جسمانی یا حیوانی زندگی کو قربان کرنا ضروری ہے۔ پس انسان جو کہ ترقی چاہتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے خواہشات نفسانی یہاں تک کہ اپنی عزیز جان کو بھی اللہ کی راہ میں قربان کرے۔ اور یہی اشارہ اس ارشاد الٰہی میں ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ۔ کہ انسان کو ہم نے اعلےٰ سے اعلےٰ قوئے کے ساتھ پیدا کیا۔ مگر یہ بجائے ترقی کے ذلیل ترین حالت میں گر جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ ترقی کرنا چاہتا ہے۔ تو اسکو چاہئے کہ ایمان لائے اور عمل صالح کرے پس جب ایسا کریں گے تو ان کو نہ ختم ہونیوالی ترقیات عطا کی جائیں گی پس ہمارے بھائیوں کا جو کہ احمدی ہونے کے مدعی ہیں۔ فرض ہے کہ وہ اس حقیقت کو سمجھیں اور اپنے اعلےٰ خداداد قوئے اور طاقتوں کو فرمانبرداری الٰہی میں لگا دیں اور اپنی جسم خاکی اور اس کی خواہشات سفلی کو اللہ تعالےٰ کی تابعداری میں فنا کر دیں۔ تا ابدی زندگی کے وارث ٹھہریں۔ ورنہ خوب یاد رکھیں کہ محض دعوے احمدیت کسی کام نہیں آئیگا اور ایک بنجر اور کلر زمین کی طرح یا ایک گندے کانٹے دار تھوہر کی طرح راندہ درگاہ الٰہی ہو کر دوگنے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ کیوں کہ وہ جو جانتا ہے درگاہ الٰہی میں اس سے جو علم نہیں رکھتا زیادہ مستحق سزا ہوتا ہے۔ پس برادران اس قانون الٰہی کی جو کل کائنات دنیا میں کام کرتا نظر آتا ہے۔ پیروی کرو۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی طرح ان کل خواہشات اور جذبات کو جو کہ ایک اکلوتے بچہ کے لئے بوڑھے باپ کو ہونی لازم ہیں۔ الٰہی حکم کے ماتحت قربان کر دیا۔ اور پھر کیا انعام پایا۔ فرمایا۔ اذا ابتلٰی ابراہیم ربہ بکلمٰت فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما [illegible] ربوبیت [illegible] خدا نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چند احکام دیکر آزمایا۔ اور انہوں نے ان کی کامل طور پر متابعت کی اللہ تعالےٰ نے فرمایا جا تیری اس قربانی سے تم [illegible] لوگوں کا امام بنا دیتے ہیں۔ پھر دیکھو کس طرح آج آپ کل دنیا کے امام مانے جا رہے ہیں۔ اور دیکھو کس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام [illegible]

اس زندگی حیوانی کو اللہ کی درگاہ میں قربان کر دیا۔ اور پھر کتنا انعام پایا کہ نہ صرف آپ نبی ہوئے بلکہ آپ کی نسل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سراج منیر پیدا ہوا۔ توحید کا ڈنکہ کل دنیا میں بجایا گیا پس برادران ہمارا خدا وہی خدا ہے جو حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کا خدا تھا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم قربانی کریں اور دین الٰہی کی اشاعت کے لئے اپنے مالوں۔ عزیزوں بچوں اور خود اپنی جانوں کی قربانی کریں۔ ہم اگر ایک طرف زندہ انسان بنائے جاویں تو دوسری جانب ہماری قوم زندہ قوم ہو جاوے اس کے بغیر محض خشک وعدوں سے کچھ نہیں بن سکیگا۔

محمودی روحانیت کا نمونہ
قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کی دُرافشانی

اخبار پیغام صلح نے اپنی چند گذشتہ اشاعتوں میں سفر یورپ کے مُسرفانہ رویہ کے متعلق چند ایک سچی باتوں کا اظہار کیا تھا جس سے محمودی کمپ میں ایک قیامت بپا ہو گئی ہے۔ ارباب قادیان نے بیرونی جماعتوں کو اصل واقعات سے جن کو پیغام صلح نے طشت ازبام کیا تھا۔ ناواقف رکھنے کے لیے ان کو اس شغل میں لگا دیا ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے پیغام صلح کے خلاف نفرت و ملامت کے ووٹ پاس کریں۔ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ عربی میں ایک مثل ہے اَلْحَقُّ مُرٌّ یعنی سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے۔ محمودی جماعت نے ریزولیوشنوں پر ہی بس نہیں کی بلکہ چند پیر پرستوں نے جن پر محمودی روحانیت کا خاص اثر ہے۔ اخبارات میں بھی اپنے ذوق سلیم کا ثبوت دینا شروع کر دیا ہے۔ اس روحانی جماعت میں سے ایک قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری بھی ہیں جو حضرت مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی مانتے ہیں۔ وہ اخبار الحکم مورخہ ۱۴ اگست میں جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق گوہر افشانی کرتے ہیں کہ:۔

"احمدیہ بلڈنگز لاہور چونکہ اپنی گرد و پیش میں سب سے زیادہ نشیب مقام ہے۔ اور نواح کی نالیوں کے آدر دو ناپاک سنڈاس اور رام گلی کے تمام بدبودار اور گندے مواد کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ قدرتاً اسکے تعفن سے گوناگوں حشرات الارض اس موسم برسات میں پیدا ہوئے اور ان کا مرکز سکونت یہی بلڈنگ ہو تو کوئی شبہ نہیں۔ انہی حشرات الارض میں سے ایک کیڑہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر اڈیٹر پیغام بنا۔ یہ شخص اپنی اخلاقی بدبولی میں چھچھوندر سے کہیں بدرجہا بڑھکر ہے۔ اور لایعنی ٹرانے میں مینڈک سے کم نہیں۔"

"وہ جانور جو اسوقت اڈیٹر پیغام ہے۔"

"ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ جیسے دل کے اندھے اور ضد کے پورے"

پھر جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق مندرجہ ذیل مکروہ الفاظ کا استعمال کرتے ہیں:۔

"خواجہ کمال الدین یا مثیل جناب بال"

"جناب بروز بیہودا اسکریوطی و مثیل بال"

پھر آگے چلکر لکھتے ہیں:۔

"آپ کے حضرت امیر اور انکے رفقا آتش حسد سے دائمی جہنم میں رہیں"

"ولے دہریہ مزاج لوگو"

ہم نہیں چاہتے تھے کہ ایسے فحش کلمات کو اپنے اخبار میں جگہ دیں۔ مگر نقل کفر کفر نباشد کے اصول کو مدنظر رکھکر محض محمودی روحانیت کا نمونہ دکھلانے کیلئے ان کو نقل کیا گیا ہے امید ہے کہ مہذب قارئین ہمیں معاف فرمائینگے۔

تازہ خبریں

—— مسیحی اخبار "نور افشاں" لاہور اپنی تازہ اشاعت میں لکھتا ہے کہ موسم گرما میں جبکہ پادری صاحبان پہاڑوں پر چلے جانے کی وجہ سے اپنی دیہاتی بھیڑوں کی نگہبانی نہیں کر سکتے۔ احمدی مبلغین دیہاتی عیسائیوں میں خوب زور شور سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کرتے ہیں۔ اخبار مذکور تجویز کرتا ہے کہ ہر ایک گاؤں میں جہاں مسیحی آباد ہوں۔ ان کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جس کے ممبر کتاب "تحقیق الاسلام" کے تینوں حصے خود پڑھیں اور دوسروں کو سنائیں۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے احمدیوں کی تمام کوششیں بے کار ہو جائیں گی۔

—— تمام ہندوستان میں محرم خیر و عافیت سے گذر گیا ہے۔ صرف علاقہ لکھنؤ کے ایک گاؤں میں کچھ فساد ہوا ہے۔

—— آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی مجلس عاملہ نے ہندو مسلم اتحاد کو از سر نو قائم کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جس کے ممبر مہاتما گاندھی۔ مسٹر محمد علی۔ پنڈت مدن موہن مالوی مسٹر بھگوانداس اور ڈاکٹر کچلو مقرر ہوئے ہیں۔

—— اخبار وائس آف انڈیا لکھتا ہے کہ مسٹر ہارنیمن سابق ایڈیٹر بمبئی کرانیکل کو عنقریب ہندوستان میں آنے کے لئے پروانہ راہداری مل جائے گا۔

—— مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی بی اماں کو رامپور سے دہلی میں لے آئے ہیں۔ جہاں وہ اب رو بصحت ہیں۔ اور ڈاکٹر انصاری کے زیر علاج ہیں۔

—— دہلی میں ایک مکان کے گر جانے سے چھ مسلمان دب کر مر گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

—— ۱۲۔ اگست کو عصر کے وقت مولانا حسرت بمبئی کے وکٹوریہ ٹرمینس سٹیشن پر قیدیوں کی گاڑی میں لائے گئے اور وہیں رہا کئے گئے۔ مولانا موصوف فوراً کانپور کی طرف روانہ ہو گئے۔

—— ۹۔ اگست کو امرتسر میں آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا جلسہ ہوا۔ جس میں کشمیری مزدوروں کے متعلق چند ایک ریزولیوشن پاس کئے گئے اور دربار کشمیر سے استدعا کی گئی کہ وہ سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں کی ایک تحقیقاتی کمیٹی تفتیش حالات کے لئے بنائے۔ جس میں مسلم کشمیری کانفرنس کے نمائندے بھی شامل ہوں۔

—— شاہ حسین شریف مکہ نے برطانوی معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— انگورہ میں توپیں ڈھالنے کی ایک نئی فیکٹری کھولنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں دنیا کی بڑی بڑی توپوں کے برابر توپیں تیار ہو سکیں گی۔ ماہرین یورپ سے طلب کئے جا رہے ہیں۔

—— مرحوم طلعت پاشا کا لاشہ جرمنی سے ترکی میں لایا جا رہا ہے۔ ایڈریانوپل میں دفن کیا جائیگا۔

—— ایک شخص نے اعلان کیا ہے کہ میں مسٹر محمد علی صاحب کو دہلی میں ملا جو پنڈلی کے پھوڑے کی وجہ سے تکلیف میں تھے۔ مگر باوجود اس کے چرخہ کات رہے تھے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ ایک طرف تو میں نے خدا کے گھر میں کھڑے ہو کر یہ کہا ہے کہ ایک فاسق و فاجر مسلمان میرے نزدیک مسٹر گاندھی سے زیادہ درجہ رکھتا ہے اور دوسری طرف میں نے خود ہی مسٹر گاندھی کے آگے سجدہ کیوں کر لیا۔ یہ بات بالکل غلط ہے میں نے ہرگز سجدہ نہیں کیا۔

—— مسٹر مینڈ ہر نامی ایک بیوہ میم نے لیباڈی نامی ایک انگریز پر تین لاکھ روپیہ کے ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے۔ میم صاحبہ کا بیان ہے کہ صاحب نے اس سے شادی کرنے کا عہد کیا اور وعدہ خلافی کی۔

—— نظام حیدر آباد نے ۲۵ ہزار روپیہ کا عطیہ مالابار کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے منظور کیا ہے۔

رسیدات زر

فہرست چندہ جماعت احمدیہ وزیر آباد

چندہ ماہواری

جناب میاں محمد حسین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۸/
جناب حافظ غلام رسول صاحب آخر جون تک ۔ ۔ ۔ [illegible]

میزان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

چندہ عید فنڈ

جناب میاں محمد حسین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۸/
جناب برکت علی زرگر ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب شیخ محمد خان صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب بوٹ مرچنٹ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب شیخ محمد الدین صاحب درزی ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/
جناب شیخ محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب بابو فضل الٰہی صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب شیخ فضل الٰہی صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/
جناب سیٹھ عبد الکریم صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

میزان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

کل میزان ۔ ۔ ۔ [illegible]

فہرست چندہ جماعت احمدیہ ۔ کوہ مری

چندہ ماہواری

جناب شیخ کریم اللہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ جون ۔ ۔ [illegible]
جناب بابو اللہ بخش صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ مئی و جون ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ جون ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب خواجہ عبد الغنی صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ جون ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر بابت گذشتہ ۲ ماہ ۔ ۔ [illegible]

میزان ۔ ۔ ۔ [illegible]

چندہ عید الضحیٰ

جناب شکر الدین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب شیخ عبد الصمد صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں عبد الکریم صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب سید محمد حسین شاہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
اہلیہ صاحبہ سید محمد حسین شاہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب سید الطاف حسین شاہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب سید شبیر حسین شاہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب مستری تاج الدین صاحب موٹر ڈرائیور ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب سید صدیق حسین شاہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب سید طفیل حسین شاہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب اللہ بخش صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۸/
جناب شیخ کریم اللہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب شیخ عظیم اللہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

میزان ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

چندہ مسلمیش ریویو جرمنی

جناب منشی شکر الدین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب قاضی صدیق احمد صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

میزان ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

از فروخت کھال و میشا قربانی عید الضحیٰ از احباب کوہ مری کل [illegible]

کل میزان [illegible]

فہرست چندہ جماعت احمدیہ راولپنڈی

چندہ ماہواری

جناب میاں فضل کریم صاحب عرف نمبردار ۔ ۔ ۔ جون ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب ملک احمد بخش صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ جون ۔ ۔ ۔ [illegible]

میزان ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

چندہ عید الضحیٰ

جناب میاں فضل الٰہی صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں فضل کریم صاحب عرف نمبردار ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب حافظ محمد امین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں نور الدین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں نواب الدین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب ڈاکٹر حیات محمد صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب مستری محمد اسمٰعیل صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب ملک احمد بخش صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں فضل کریم صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں غلام حسین صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں غلام حبیب صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں غلام نادر صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں کرم الٰہی صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
جناب میاں عبد الغنی صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

میزان [illegible]

کل میزان [illegible]

کتابیں جن کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے

براہین احمدیہ مذہبی دنیا کے فاتح اعظم و مسیح موعود کی تصنیف لطیف اور آخری فتوحات اسلامیہ کی عملی تعبیر مجلد [illegible]

ملفوظات احمدیہ ۔ یہ صداقت و عظمت اسلام اور ظلمت کفر پر ید بیضا کی نمود مجموعہ تقاریر مسیح موعود ۔ اعلیٰ مجلد [illegible]

فتح اسلام و توضیح مرام دعاوی مسیح موعود کے متعلق رفع شکوک و حل دقائق قرآن از مسیح موعود ۱۰/

ٹیچنگز آف اسلام حقائق و معارف قرآن اور اس کے علو بیان پر مسیح موعود کے معرکۃ الآراء لکچر کا انگریزی ترجمہ مجلد [illegible]

درّ ثمین فیضان مسیحیت کا معجز نما کلام مسیح موعود کی اردو فارسی نظموں کا مجموعہ ۔ کاغذ اعلیٰ خط خوش ۔ ۔ ۔ [illegible]

از افادات حضرت مجدد الدین امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہٖ

نکات القرآن ۔ قرآن کریم کے ابتدائی پانچ پاروں پر لطیف تفسیری نوٹ، و حل مشکلات ۔ قیمت [illegible]

جمع قرآن ۔ جمع قرآن کے متعلق تحقیقی تاریخی واقعات اور اعتراضات کے تفصیلی جوابات ۔ ۔ ۔ قیمت ۱۲/

النبوۃ فی الاسلام ۔ نبوت ۔ رسالت ۔ محدثیت ۔ مجددیت پر تفصیلی بحث اور مقام مسیح موعود پر سیر کن نظر مجلد [illegible]

مسیح موعود ۔ وفات عیسےٰ ۔ نزول مسیح اور آمد ابن مریم پر قرآن کریم اور احادیث کا متفقہ فیصلہ مجلد [illegible]

آیت اللہ مسیح موعود اور مولوی ثناء اللہ کے مشاجرہ پر آیت اللہ کا محاکمہ ۔ ۲/

حقیقۃ المسیح ۔ فضیلت مسیح کی حقیقت کا انکشاف اور قرآن کریم میں مسیح کا حقیقی مقام ۔ ۔ ۔ ۲/

عصمت انبیاء ۔ صیانت نبوت اور عصمت انبیاء پر نصوص فرقانیہ کی رو سے تفصیلی تبصرہ ۔ ۔ ۔ ۹/

درخواستیں

بنام مینیجر صاحب دار الکتب اسلامیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مدینۃ المسیح لاہور یوم اتوار مورخہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۴۳ سنہ ہجری مطابق ۲۴ اگست سنہ ۱۹۲۴ء

اخبار احمدیہ

گذشتہ سے گذشتہ جمعہ کے روز جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گوجرانوالہ میں تشریف لائے، اور وہیں آپ نے نماز جمعہ پڑھائی، جناب ڈاکٹر صاحب کو اس بات کی شکایت ہے، کہ لوگ نماز کے لئے یکجا اکٹھے نہیں ہوتے امید ہے کہ جماعت گوجرانوالہ کے بھائی نماز جمعہ کے لئے ...... ایک جگہ جمع ہوا کریں گے،

۲۰ اگست کی شام کو محلہ پیسہ اخبار لاہور میں مسلمانوں کا ایک مذہبی جلسہ ہوا، اس جلسہ میں مولوی عصمت اللہ صاحب نے فلسفہ حیات رسول صلعم پر ایک مبسوط تقریر فرمائی،

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے تار موصول ہونے پر مولانا عصمت اللہ صاحب کو ۲۱ اگست کی شام کو ملکانہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے، تمام بھائی ان دونوں مجاہدین کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں،

مولانا عبدالحق صاحب کی ایک تازہ چٹھی موصول ہوئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حالات امید افزا ہیں۔ انشاء اللہ العزیز آریہ اپنی ابلیسانہ کوششوں میں ناکامیاب ہوں گے،

جناب صدیق حسن صاحب دریا گلی بلگاؤں سے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"فقیر عرصہ ۵ ماہ سے گدک ہیلی۔ دھاڑواڑ کے علاقہ میں اپنے مولے حسن بسویشور کو بحکم رب العلٰی قوم لنگایت کے سامنے پیش کر رہا تھا، اور ہزارہا لنگایت معتقد ہوتے جا رہے ہیں، جب میں بلگاؤں آیا، بعض نادانوں نے بلگاؤں کے کلکٹر کو حکم دے کر میرا وعظ حسب دفعہ (۱۴۴) ضلع بلگاؤں میں بند کروایا ہے، حالانکہ کلکٹر صاحب کو از روئے نان انٹروینشن پالیسی اور ٹالیریشن آف ریلیجنز میرے وعظ بند کرنے کا کوئی حق نہیں تھا، چونکہ یہاں کے اعلٰے عہدہ دار میرے مخالف پٹ والے لنگایت ہیں، اس واسطے ان کا جادو چل گیا، حالانکہ کلکٹر صاحب نے جن وجوہات پر وعظ بند کیا ہے، میں نے ان کو ہر حقیقت سے غلط ثابت کیا ہے، مگر صاحب موصوف مخالف پٹ والے لنگایت کے زیر اثر ہو کر یعنے بعض عہدہ دار قوم لنگایت سے کلکٹر کے بھی عہدہ دار ہیں، اس وجہ سے حق کا خون کیا گیا

پبلک میں انصاف کے لئے آواز بلند کی جاتی ہے، تاکہ گورنمنٹ کو خبر ہو جاوے،

ہمارے نئے بھائی

ماہ جولائی میں باوجود احباب کی عدم توجہی کے ذیل کے بھائی داخل سلسلہ ہوئے، جو دوست جماعت کی ترقی میں باوجود متواتر تحریروں کے کوشش نہیں کرتے، وہ کہاں تک نام اسلام کہلانے کے مستحق ہیں، غیر مذاہب خصوصاً ہندوؤں کی تبلیغی کوششوں کو دیکھ کر ہی ہمارے احباب کو غیرت کرنی چاہیئے، ہر قوم اپنی تنظیم اور ترقی میں مصروف ہے لیکن ہمارے اکثر بھائی خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں،

(۱) شیخ محمد ہاشم صاحب خلف شیخ نظام الدین صاحب سکنہ جموں } بذریعہ خط
(۲) غلام نبی صاحب نجار سکنہ جموں " "
(۳) غلام محمد صاحب ولد غلام رسول صاحب سرینگر "
(۴) سید غلام احمد صاحب ولد سید عبدالاحد صاحب، بذریعہ پیر غلام مصطفٰے صاحب
(۵) محمد یعقوب حسین صاحب بنگال " خط
(۶) مقبول شاہ صاحب حکاک سرینگر " "
(۷) محی الدین صاحب " " "
(۸) صدر الدین صاحب " " "
(۹) خواجہ غلام محی الدین صاحب " " "
(۱۰) میاں رمضانی صاحب ہزارہ بذریعہ سعید احمد صاحب
(۱۱) ایل ڈویڑنخ صاحب ٹچ جاوا، " مرزا ولی احمد بیگ صاحب
(۱۲) خواجہ عنایت اللہ صاحب بٹ پسروری حال لاہور } بذریعہ خط
(۱۳) امام الدین صاحب ضلع گجرات بذریعہ شیخ محمد یوسف صاحب دہلی
(۱۴) عمر الدین صاحب ستار " شیخوپورہ بذریعہ خط
(۱۵) عبدالعزیز صاحب گلمرگ، محمود سٹیٹ بذریعہ عبدالاحد شاہ صاحب
(۱۶) منشی مظفر علی خاں صاحب قدوسی، سرسلیمہ، " خط
(۱۷) چودھری غلام حضور صاحب ضلع لائلپور } بذریعہ چودھری غلام حسن صاحب لوریہ
(۱۸) چودھری محمد اقبال صاحب ضلع لائلپور، " " "
(۱۹) عبدالحمید صاحب جمعدار دہلی، بذریعہ شیخ محمد یوسف صاحب دہلی
(۲۰) مسٹر عالم صاحب سنگاپور " خط

درخواست دعا

میاں عبدالشکور صاحب پسروری کے والد بزرگوار بیمار ہیں تمام بھائی ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں،

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اسلامک ریویو اور اسلامک ورلڈ کے متعلق بہت سے احباب کو غلط فہمی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ سو ان کی اطلاع کے واسطے یہ نوٹ کیا جاتا ہے کہ اسلامک ورلڈ سہ ماہی رسالہ ہے جو مولوی مصطفٰے خاں صاحب نے اپنے طور پر لاہور سے جاری کیا ہے۔ اور اسلامک ریویو جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا ماہوار رسالہ ہے جو ووکنگ (انگلستان) سے نکلتا ہے،

سیکرٹری

ضرورت نکاح

(۱) ہمارے ایک معزز بزرگ سکنہ کشمیر کی نوجوان صاحبزادیوں کے لئے دو رشتوں کی ضرورت ہے، درخواست کنندگان مخلص احمدی تعلیم یافتہ اور برسر روزگار ہوں، درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری کے پاس بھیجی جائیں،

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ بجٹ خرچ پانچ لاکھ روپیہ ہے۔ اسے مالی امداد دینا ہر مسلمان کا فرض ہے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ مطبوعہ ۲۲۔ محرم الحرام ۱۳۴۳ ہجری نمبر ۸۱

یورپ کا خلافِ اسلام پروپیگنڈا (۱)

(حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ کی قلم سے۔

مشنری تحریک

یورپ کا خلاف اسلام پروپیگنڈا دو قسم پر ہے۔ ایک وہ جسکا اکثر لوگوں کو علم ہے یعنی مشنری تحریک۔ یہ علی الاعلان اسلام کے خلاف ہے۔ تمام اسلامی ممالک کے اندر اسکا جال پھیلا ہوا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں اور ہزاروں کی تعداد میں آدمی نکلتے ہیں اور اسلام کو علی الاعلان برا کہتے ہیں۔ مسلمانوں کو عیسائی بنانا اور آہستہ آہستہ اسلام کا نام دنیا سے مٹانا یہ اسکی کھلی کھلی غرض ہے۔ ہسپتالوں اور سکولوں۔ کالجوں کے قائم کرنے کا بھی یہی غرض ہے۔ گو بظاہر یہ عام کے کام ہیں۔ مگر عیسائی مشنری انکو بھی تبلیغ مذہب کا آلہ بنا رہے ہیں۔ ان ہسپتالوں کے ذریعہ سے بعض اوقات ناواقف عورتیں۔ اور سکولوں۔ کالجوں کے ذریعہ سے حاجتمند یا ناواقف طلبا ان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مگر عیسائی مشنری تحریک کا اثر زیادہ تر ان اسلامی ممالک میں ہے جہاں مسلمانوں میں تعلیم کی کمی ہے۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے عموماً وہ اپنے مذہب سے بے خبر ہیں۔ اور جو کچھ پادری صاحبان اسلام کے متعلق غلط بیانیاں کرتے ہیں۔ اُنپر اثر کر جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ممالک میں جیسے جاوا اور بعض جزائر جیسے ٹرینیڈاڈ و فلپائن وغیرہ اسلام کو پادری صاحبان کے ہاتھ سے بہت نقصان پہنچا ہے۔ اور [illegible] ہزارہا فرزندان اسلام خدائے واحد کی عبادت کو چھوڑ کر پرستاران صلیب ہو چکے ہیں۔ ان ممالک میں تھوڑی سی بیداری پیدا کر دینا اور اسلام کی صحیح تعلیم سے انکو آگاہ کر دینا کافی ہے۔

مذہب کو سیاست کا غلام بنایا گیا ہے

یورپ میں سیاست اور مذہب ایک دوسرے کی اعانت کے لیے ہیں کبھی سیاسی خیالات کے اظہار کے نیچے مذہبی خیالات کی اشاعت ہوتی ہے۔ اور کبھی مذہب کے نام کے نیچے سیاسی اغراض پوری ہوتی ہیں۔ سیاسی خیالات کا آج مہذب ممالک میں اسقدر غلبہ ہے کہ اگر غور کیا جائے تو مذہب کو بھی سیاست کا غلام بنا لیا گیا ہے اور خالص مذہبی کام میں بھی سیاسی غرض مدنظر ہوتی ہے یہاں تک کہ مشنری تحریک بھی بہت کچھ سیاسی اغراض کے لیے ہے۔ ہر ایک پادری کو خدا کی بادشاہت کی اسقدر فکر نہیں ہوتی جسقدر اپنی قوم کی بادشاہت کی فکر ہوتی ہے۔ جرمن پادری جرمنی کے ملکی اغراض کے معاون ہیں تو انگریز پادری انگریزی ملکی اغراض کو پورا کر رہے ہیں۔ اور فرانسیسی پادری فرانسیسی اغراض کو۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی مذہب کی تبلیغ کرنے کے باوجود ایک دوسرے پر بدظن بھی رہتے ہیں اور خود جو کچھ کرتے ہیں جانتے ہیں کہ دوسرے بھی وہی کر رہے ہیں۔ مشرقی افریقہ کے پادری نے نہایت صفائی سے یہ بات کہدی ہے کہ ایشیا اور افریقہ کے لوگوں کو پولیٹیکل حقوق میں یورپ کے ساتھ مساوات کا نام نہ لینا چاہیے جبتک کہ وہ مسیح کی غلامی اختیار نہیں کرتے تو گویا جہاں بظاہر صرف تبلیغ مذہب ہے اُسکی غرض بھی ملکی اغراض کو پورا کرنا ہے۔

یورپ کی سیاست میں مذہب کا رنگ

لیکن اسکے بالمقابل اگر یورپ کی سیاسی چالوں کو دیکھا جائے تو ان کے نیچے بھی مذہبی اغراض پوشیدہ ہیں۔ ان سب چالوں میں اسلام کی قوت کو توڑنا مدنظر ہے تاکہ اسلام کمزور ہو اور عیسائیت غالب آئے۔ ایک طرف اگر اسلام کی ملکی شوکت کے جاتے رہنے پر پادریوں نے خوشی منائی ہے اور یہ امید ظاہر کی ہے کہ اب مسلمان ملکی طور پر مغلوب ہو کر عیسائیت کے اثر کے نیچے آکر عیسائی ہو جائینگے تو دوسری طرف انگلستان جیسے ملک کے وزرا جسے کبھی کبھی فخر سے مسلمانوں کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہہ لیتے ہیں کیونکہ اسمیں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے مسیحیت کے لیے اپنے خیالات کو دبا نہیں سکے اگر ایک وزیر سالونیکا کی فتح پر علی الاعلان خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ اب مسیحیت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا تو جنگ عظیم کے اختتام پر لائیڈ جارج ساری دنیا کو سناتا ہے کہ امن صرف عیسائیت کے پھیلنے سے قائم ہو سکتا ہے گویا یورپ کو متنبہ کرتا ہے کہ اپنی اس فتح سے فائدہ اٹھا کر عیسائیت کی تبلیغ پر زور دیا جائے۔ گو بالآخر یہی نظر آتا ہے کہ یہ لوگ بھی مذہب کو سیاست کا غلام بنانا چاہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ عیسائیت کی ترویج سے یورپ کا اقتدار قائم ہوتا ہے۔

یورپ کا سیاسی اسلامی لٹریچر

علاوہ وزرا اور مدبرین ملکی کے یورپ کے تاریخ نویس اور مصنف بھی مذہبی یا قومی تاریخوں کے نام کے نیچے سیاسی اغراض کو پورا کر رہے ہیں اور یہی وہ دوسری قسم کا خلاف اسلام پروپیگنڈا ہے جو اس مضمون کا اصل مقصد ہے۔ یورپ میں ایک گروہ مستشرقین کا پیدا ہو گیا ہے جو بعض اوقات تو واقعی تاریخ اسلامی سے کچھ واقفیت رکھتے ہیں۔ اور بعض اوقات ادہر اُدہر کی چند کتابوں سے کچھ خیالات لیکر ایک نیا نظریہ بنا کر پبلک کے سامنے رکھدیتے ہیں۔ اور غرض انکی اسلام کے خلاف کچھ زہر پھیلانا ہوتا ہے۔ اس قسم کے لٹریچر سے یورپ بھرا پڑا ہے۔ اور ہر سال ہر ملک میں دو تین نئی کتابیں اس قسم کی نکل آتی ہیں۔ جن کی غرض اسلام کو ایک بدنما رنگ میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ بعض ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ بنکر ایک آدھ اچھی بات لکھدیتے ہیں تو بیسیوں زہرآلود خیالات کو بھی انصاف اور تحقیقات کا جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پہلے اپنے دلمیں ایک خیال قائم کر لیتے ہیں۔ اور پھر اِدہر اُدہر سے جو کوئی کمزور سے کمزور بات بھی اس خیال کی مؤید مل جاتی ہے۔ اسے سجا کر اپنے خیال کی تقویت میں ایک عمارت بنا کھڑی کرتے ہیں۔ اس میں ان کی غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ نیا نظریہ پبلک کو اپنی طرف کھینچ لے اور اُنکی کتاب کی فروخت زیادہ ہو۔ اکثر حصہ اس لٹریچر کا جو آج یورپ میں اسلام کے متعلق تیار ہو رہا ہے اسی قسم کا ہے۔ ہاں بعض واقعی نیک نیت بھی ہیں مگر ان کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اور ان کے خیالات کو یورپ کے سیاسی تاریخی طبقے میں دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اصل میں یورپ کا مذہب ہو۔ یا یورپ کی تحقیقات ہو یا یورپ کی تاریخ نویسی ہو۔ اس سب میں اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو کچھ سیاسی اغراض ہوتی ہیں اور اسلام کے خلاف یورپ کی سب سے بڑی سیاسی غرض صرف اس کو بدنما رنگ میں پیش کرنا ہے۔

مشنری تحریک اور سیاسی لٹریچر کا مقابلہ

گو یورپ کی مشنری تحریک اسلام کے لیے بظاہر زیادہ خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جہانتک میں سمجھتا ہوں۔ بالآخر اس سے اسقدر نقصان مسلمانوں کو نہیں پہنچ سکتا۔ جسقدر نقصان یورپ کے سیاسی لٹریچر سے پہنچ رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مشنری تحریک کی بدولت ہزارہا فرزندانِ اسلام، اسلام سے نکل گئے۔ مگر اس تحریک سے مسلمانوں کو فائدہ بھی پہنچا ہے۔ کیونکہ جہاں انہیں دشمن انکے مذہب پر کھلا حملہ کرتا ہوا نظر آتا ہے خواہ اُن کی قوت مدافعت کتنی ہی کمزور کیوں نہ ہو گئی ہو پھر بھی اس مقابلہ میں وہ قوت جوش مارتی ہے اور اگر کچھ دیر تک مقابلہ جاری رکھا جائے تو وہ قوت زور پکڑتی ہے۔ اور بالآخر مخالف قوت کو دبا لینے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اسلام تو اصل میں ایک ایسا مشنری مذہب ہے کہ اسکے برابر دنیا میں کوئی مشنری مذہب نہیں کیونکہ گو عیسائیت میں نظام تبلیغ اسکے اعلےٰ درجہ کا اور نہایت مکمل ہے۔ اور روپیہ اُن کے پاس بہت ہے مگر اس کے بالمقابل اسلام نے ہر ایک مسلمان کو اپنے مذہب کا [illegible] قرار دیکر عملاً صاف طور پر مسلمانوں کو بتا دیا ہے کہ وہی انسان خسران سے بچ سکتا ہے جو اس حق کو جو اُسنے پا لیا ہے دوسروں کو بھی پہنچاتے۔ اور ابتدائی مسلمان ایسے ہی تھے کہ ان میں ہر تاجر اور ہر زمیندار اور ہر پیشہ ور اپنے مذہب کا مبلغ بھی تھا۔ اور اسلام جسقدر آجتک دنیا میں پھیلا ہے سارا اپنی اندرونی طاقت کی وجہ سے پھیلا ہے۔ ورنہ کوئی تبلیغی نظام اسکے اندر کبھی کسی اعلیٰ پیمانے پر نہیں ہوا۔ پس ایک طرف اگر ہمیں اپنے ان بھائیوں کی وجہ سے جو غلطی سے اسلام کے پاک اصول توحید اور وحدت نسل انسانی کو چھوڑ کر تثلیث کفارہ اور قومی و نسلی امتیازات کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ افسوس ہے تو اسکے ساتھ ہی ہم اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ مسلمان جو اپنے فرض تبلیغ اسلام کو بالکل بھول چکے تھے۔ مشنری تحریک نے انہیں بیدار کر دیا ہے اور اُن کے اس فرض کا احساس ان کے اندر پیدا کر دیا ہے۔ اسکی ایک اور مثال بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہو کہ جو مسلمان طالب علم مشن کالجوں میں پڑھتے ہیں انکے اندر عموماً دوسروں کی نسبت زیادہ اسلامی جوش پایا جاتا ہے اور مجھے یہ یقین ہے کہ جس طرح ہندوستان میں ابتدائی کامیابیوں کے بعد جو عیسائی مشنریوں کو اسلام کے خلاف حاصل ہوئیں۔ اسلام سے مسیحیت کی طرف نکلنے والوں کی رو رک گئی ہے۔ اور اب بہت سے عیسائی خواہ وہ اسلام سے گئے ہوں یا دوسرے مذاہب کے اسلام ہی کی طرف آرہے ہیں۔ اسیطرح اس مشنری تحریک سے دوسرے اسلامی ممالک میں بھی آہستہ آہستہ یہی رنگ پیدا ہو جائے گا اور وہ وقت آجائے گا کہ اسلام سے نکلنے کی بجائے اسلام میں لوگ داخل ہونے لگیں۔

لیکن یورپ کا تاریخی سیاسی لٹریچر میرے نزدیک مشنری تحریک سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ایک طرف تو یہ لٹریچر یورپ کے دلوں کو زہرآلود کرتا جا رہا ہے۔ اور کچھ رو جو صحیح اسلامی حالات کے معلوم کرنیکے لیے پیدا ہوئی تھی وہ دبتی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ان تاریخ نویسوں اور مستشرقین کے اثر کے نیچے مسلمان بھی بہت زیادہ ہیں کیونکہ نئی علمی بیداری میں جو پیدا ہوئی ہے اُنکی تمام توجہ نئے فلسفہ اور سائنس کی طرف ہے۔ اور شب و روز یورپین مصنفوں کی تحریریں پڑہنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اور اپنے مذہب اور اپنی تاریخ سے عموماً یہ لوگ ناواقف ہوتے ہیں اس لیے جب ایک طرف وہ یورپ کی علمی تحقیقات کے اثر کے نیچے ہوتے ہیں تو دوسری طرف یہ بھی خیال کر لیتے ہیں کہ یورپ سے جو کچھ نکلتا ہے وہ صحیح تحقیقات کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس بات کو بھلا دیتے ہیں کہ قومی اور مذہبی خیالات کے رنگ نے تاریخ اسلام کے مطالعہ میں ان لوگوں کی آنکھوں پر ایسی رنگدار عینک لگا دی ہے کہ وہ کسی چیز کو اپنی صحیح حالت پر نہیں دیکھ سکتے۔ اور پھر بہتیرے ایسے بھی ہیں کہ وہ اسلام کو بدنما کر کے دکھانا ہی اپنی زندگی کی غرض سمجھتے ہیں۔ اس لحاظ سے یورپ کا سیاسی اسلامی لٹریچر نہ صرف یورپ کے دلوں کو ہی اسلام کے خلاف کرتا جا رہا ہے بلکہ خود نامعلوم طور پر مسلمانوں کے دلوں پر بھی ایک زہریلا اثر پھیلاتا چلا جا رہا ہے اور اسکا ازالہ مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔

(باقی آئندہ)

ویدک رُوحانیت کا نمونہ

عام آریہ سماجیوں کی روحانیت کی حقیقت تو اسی دن آشکارا ہو گئی تھی۔ جس دن مہاتما گاندھی جی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں لکھ دیا تھا کہ آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کرتے وقت ہوتی ہے۔

مگر آج ہم آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی کی روحانیت کا نمونہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ سوامی جی کے نزدیک یہ بات جائز ہے۔ کہ مخالف مناظر پر فتح پانے کے لئے اپنے اصل عقیدہ کو چھپا کر ایک ایسا عقیدہ ظاہر کیا جائے۔ جس سے فتح حاصل ہو سکتی ہو۔ چنانچہ سوامی جی اپنی مشہور و معروف کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ

"اب اس میں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی ایک تائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا۔ تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں۔ اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا تو کچھ اچھا ہے۔"

اب جب کہ سوامی جی کے نزدیک ایک مخالف پر فتح پانے کے لئے عقیدہ تبدیل کرنا جائز تھا تو کیا عجیب ہے کہ سوامی جی نے قدیم ہندو مذہب کے خلاف جن عقاید کی تعلیم دی وہ اسی پالیسی کی بنا پر ہو۔ ایسی تعلیم کے موجود ہوتے ہوئے ایک سناتن دھرمی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ کہے کہ سوامی جی نے جو بت پرستی کی تردید کی ہے اور تعلیم توحید کو ویدوں کی طرف منسوب کیا ہے وہ [illegible] نے محض مسلمانوں پر فتح پانے کیلئے بطور پالیسی کے اختیار کیا تھا۔"

افکار و اذکار

الفضل میں بھی نکات عجیبہ نکلتے رہتے ہیں، گدی نشینوں کے سامنے "ایمانی جرأت" سے بولنے والے کو شیطان اور گدی نشین کو خدا قرار دیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو علم کلام ہم نے سیکھا یا تھا اور مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ نے جو معارف قرآن ہمیں بتائے تھے، اس سے تو اب تک ہم یہ سمجھے ہوئے تھے، کہ خدا اور شیطان کا مکالمہ مندرجۂ قرآن دو بدو قطعاً نہیں، اللہ تعالیٰ جیسی مقدس و منزہ ہستی کا شیطان سے دو بدو مکالمہ ایک امر محال اور بعید از امکان ہے، لہٰذا یہ زبان حال اور استعارہ و مجاز میں اظہار کیفیت ہے، کہ تا ہر ایک نیکی و بدی کے باریک فلسفہ کو سمجھ سکے، مگر اب الفضل سے پتہ لگا کہ خدا بھی ایک گدی نشین صاحب تھے، اور ابلیس بھی ان کے حلقۂ ارادت میں آکر بیٹھا کرتا تھا، ایک دفعہ کسی امر پہ اپنے پیر گدی نشین صاحب کے سامنے "ایمانی جرأت" سے بول اٹھا، اور پھر لا بھی ایسا کہ گدی نشین صاحب کے پاس جس کا کچھ جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ ایک لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیں، اور رخصت کر دیں، اللہ رے پیر پرستی! کیوں نہ ہو۔ گدی نشین جب خدا ٹھیرا، تو پھر اس کے سامنے بول اٹھنے والا کیوں نہ شیطان ٹھیرے، کیونکہ یہ حق خدا ہی کو پہنچتا ہے، کہ اس کے مقابل پر بولنے والا مورد لعنت ہوتا ہے۔ آخر اکمل صاحب کے منہ سے حق نکل گیا، کہ پیر کو خدا کا منصب دے رکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب تک تو یہی علم تھا کہ نبی صاحب وحی و الہام ہوتا ہے اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے اس لئے اس کی اطاعت فرض ہے اس کے سامنے اعتراض کرنا درست نہیں، گو ایسا اعتراض کر بیٹھنے والوں کو بھی کبھی کسی نے مورد لعنت نہیں ٹھیرایا، خود حضرت عمرؓ صلح حدیبیہ کے وقت اعتراض کر بیٹھے تھے۔ اور آنحضرت صلعم سے ایک بی بی نے تو نکاح کے معاملہ میں صاف پوچھ بھی لیا تھا، کہ آپ یہ وحی سے فرماتے ہیں یا آپ کی ذاتی رائے ہے، اگر آپ کی ذاتی رائے ہے تو میں اس کی پابند نہیں، آپ نے کوئی ناراضگی نہیں ظاہر فرمائی، بلکہ صاف طور پر فرما دیا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے، جس عورت نے تقسیم مال پر آپ پر اعتراض کیا تھا اس نے تو گویا آپ کی دیانت و امانت پر حملہ کر دیا تھا، اور اگر آپ اس معاملہ میں اسے یہ کہہ کر اپنی صفائی نہ کرتے کہ مجھ سے بڑھ کر کون انصاف کر سکتا ہے، تو یہ آپ کی شان نبوت کے منافی ہوتا، مگر بایں ہمہ لعنت کا طوق تو آپ نے اس کی گردن میں بھی نہ پہنایا، یہ حال نبی کا مطاع ہونا مسلم ہے، کیونکہ وہ صاحب وحی و رسالت ہوتا ہے۔ مگر اب الفضل نے ہمیں اپنے گدی نشین کی مثال میں نبی کریم صلعم کو پیش کر کے بتلا دیا ہے، کہ نبی بھی [illegible] گدی نشین ہی ہوا کرتا ہے، یا انہوں نے اپنے گدی نشین کو نبی کا منصب دے رکھا ہے العجب ثم العجب! غرضیکہ جو مثال دی ہے، وہ بجائے خود غلو کی ایک صحیح مثال ہے، کہیں اپنے گدی نشین کو خدا بناتے ہیں، کہیں اسے نبی کا منصب دے دیتے ہیں، اس شخص کی یہ دماغی کیفیت جو دوسروں کو "کوڑھ مغز" بتاتا ہوا انا خیر منہ کا مدعی ہو، کس قدر مقام عبرت ہے!

لو بولے شیطان نے آدم کو سجدہ کرنے سے یعنے اس کے آگے سربسجود ہونے سے انکار کیا تھا، اگر یہ بولے تو وہ بڑا بھاری موحد تھا، کہ اس نے خدا کے سوا غیر کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا، احمدی بولے کہ یہ بات غلط ہے، یہاں موحد و مشرک کا سوال ہی کوئی نہیں، خدا نے کیا مخلوق سے آدم کی عبادت کروائی تھی، جو سجدہ کرنے کا حکم دیا، مطلب تو فرماں برداری کروانی تھی، جو خلافت الٰہیہ کا تقاضا تھا، سجدہ کے معنے ہی لغت میں فرماں برداری کے ہیں، آدم کی فرماں برداری کا حکم تھا، شیطان نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی، تکبر کیا، مورد لعنت ہو گیا، ہر ایک خدا کا نافرمان متکبر لعنتی ہوا کرتا ہے

مگر آج الفضل میں پھر وہی پرانا راگ [illegible] ملا بیٹھے، آریہ بیچے، آدم کو سجدہ کرنے کا حکم تھا، شیطان نے کیا انکار، کہ میں غیر اللہ کو کیوں سجدہ کروں، لہٰذا اس کا اعتراض "علمی" اور "قوی" تھا، خدا کو سوائے اس کے چارہ کیا تھا، کہ نکال باہر کرتا، جواب تو کچھ بن نہ پڑتا تھا، اس مثال سے دو نتائج اخذ کرنے ان کے مقصود خاطر ہیں، ایک تو خدا کی طرح گدی نشین پیر کے سامنے بھی اعتراض کرنا خواہ وہ کیسا ہی علم و عقل پر مبنی ہو، اور کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو، اعتراض انسان کو شیطان بنا دیتا ہے، اور دوسرے یہ کہ دیکھو شیطان غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنے میں کیسی توحید پر قائم تھا، مگر یہ توحید اس کے لئے لعنت کا موجب ہوئی، پھر اس طرح توحید کی تذلیل و تضحیک کر کے نہایت حقارت سے شیطان کو موحد اول کا معزز لقب عنایت فرماتے ہیں، اور جو کوئی توحید پر عمل کرے اسے گویا شیطان کا پیرو قرار دیتے ہوئے موحد ثانی کا خطاب عطا فرماتے ہیں، یہ ہیں وہ پھول جو خلافت محمودیہ کے چمن میں کھلے ہیں، اور جسے اکمل صاحب گلدستہ بنا کر پیش کرتے ہیں،

یہ گدی پرستی کا لازمی نتیجہ تھا، کہ توحید سے دشمنی ہو جاتی۔ اور ہو گئی، کوئی خدا کا خوف نہ آیا، کہ موحدین کے گروہ میں تو تمام انبیاء و اولیا صلحا اور مومنین شامل ہیں، اس معزز خطاب کو شیطان کے لئے تجویز کر کے پھر اسے موحد اول گویا سب موحدین کا پیشرو قرار دینا کیا یہ خود شیطانی فعل نہیں ہے؟ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ دنیا میں تمام موحدین کا سرتاج اگر کوئی ہے، تو وہ محمد رسول اللہ صلعم ہے، جس کی زبان پر قرآن کریم نے سورہ کافرون میں لا اعبد ما تعبدون اور لا انا عابد ما عبدتم کہہ کر کس زور سے غیر اللہ کے سجدہ سے انکار کیا ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، بھلا شیطان کہاں اور سجدہ سے انکار کہاں۔ وہ تو تمام مشرک دنیا سے غیر اللہ کو سجدے کروا رہا ہے، آپ کیوں انکار کرتا، خدا کا حکم آدم کی فرماں برداری کا تھا، اس نے تکبر کیا، خدا کے حکم کی نافرمانی کی، ملعون و مردود ہو گیا، توحید و شرک کا یہاں سوال ہی کہاں ہے؟

شیطان کو موحد اول کہنے والا اور اس کے اعتراض کو "علمی" اور "قوی" بتلانے والا کوئی بڑا ہی شیطان کا وکیل معلوم ہوتا ہے، جس نے خوب آریوں اور دہریوں کی کاسہ لیسی کی، امید ہے شیطان اس وکالت سے بہت خوش ہوا ہوگا، اور اپنے اس معزز خطاب پر بہت ہنسا ہوگا، عجب نہیں جو وہ اس کارگذاری سے خوش ہو کر اپنے وکیل کو بھی اس میں سے کچھ حصہ دیدے جو اسے بارگاہ الٰہی سے مل چکا ہے۔

ڈاک حضرت امیر

بابو فضل احمد صاحب ہیڈ کلرک ۵۱ کیبل کور کوہ مری جناب میاں صاحب کے مریدین میں سے ہیں، انہوں نے کتاب تریاق القلوب کے غیر منسوخ ہونے کے متعلق ایک چٹھی حضرت امیر کی خدمت میں لکھی تھی، جس کا جواب حضرت امیر نے دے دیا ہے، ہم افادۂ عام کی غرض سے اصل خط و کتابت کی نقل شائع کرتے ہیں:۔

نقل خط بابو فضل احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
بخدمت جناب مولوی محمد علی صاحب لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۶۵–۲۶۶ کے نشان ۱۱۸ کے ذیل میں تحریر فرمایا ہے، کہ:۔

"مجھے الہام ہوا۔ یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر بعد اس کے جب ہم گورداسپور گئے، تو فریق ثانی کے [illegible] ۔ ۔ ۔ آ [illegible]

[illegible] کا سرہ [illegible] جیسا کہ تریاق القلوب [illegible] لکھا ہے [illegible] نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے، اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے، اور اس نشانی کے گواہوں میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا نام بھی لکھا ہے، بنا بریں اس کے متعلق میں آپ سے مندرجہ ذیل امور دریافت کرنا چاہتا ہوں:۔

(۱) آیا فریق مخالف کے وکیل نے تریاق القلوب کے کسی خاص مقام (صفحہ وغیرہ) کے حوالے کے ساتھ یہ سوال کیا تھا یا مطلق طور پر اس کتاب کے مضمون کی طرف بحیثیت مجموعی اشارہ کیا تھا؟

(۲) اگر کسی خاص مقام کتاب مذکور کے متعلق سوال تھا تو آیا وہ حصہ کتاب کا اس وقت پڑھ کر حضور کو اور عدالت کو سنایا گیا تھا یا نہیں؟

(۳) اگر نہیں سنایا گیا تھا تو آیا اس کی نشان دہی کر کے اس کے متعلق سوال کیا گیا تھا یا بغیر نشان دہی کے سوال کیا گیا تھا؟

(۴) اگر اس کتاب کا یا کسی اور کتاب کا نہ کوئی حصہ پڑھ کر سنایا گیا تھا اور نہ اس کی نشان دہی کی گئی تھی، جس سے یقینی طور پر اس حصہ کتاب کی تعیین ہو سکتی ہو، تو کیا اس شان اور مرتبہ کا نام سوال میں آگیا تھا یا نہیں، مثلاً مسیحیت یا مہدویت یا ماموریت یا مجددیت یا خلافت یا نبوت یا رسالت یا محدثیت یا صدیقیت یا ولایت، یا بعض انبیاء پر فضیلت یا جزئی فضیلت وغیرہ وغیرہ،

(۵) اگر اس موقع پر آپ کی یاد کی رو سے تریاق القلوب کے سوا یا اس کے علاوہ کسی اور کتاب کے متعلق مخالف وکیل کا یہ سوال تھا، تو وہ کونسی کتاب تھی، (بعض احباب کا خیال تحفہ گولڑویہ کے متعلق ہے)

(۶) اگر کتاب مذکور یا کسی دوسری کتاب کی عبارت اس وقت پڑھی گئی تھی، اور اس عبارت کے متعلق سوال کیا گیا تھا، یا کسی عبارت کی نشان دہی کر کے اس کے حوالہ سے حضور کے رتبہ کے متعلق سوال کیا گیا تھا، تو اس صورت میں اگر وہ حوالہ آپ کو یاد ہو، تو وہ تحریر فرما دیں، بہرحال اس بارہ میں جس قدر بھی آپ کی ذاتی واقفیت ہو، اور جو جو حالات آپ کے چشم دید ہوں۔ ان سے آگاہ فرما کر ممنون فرما دیں۔ والسلام،

خاکسار فضل احمد۔ احمدی،
ہیڈ کلرک ۵۱ کیبل کور، کوہ مری،

نقل جواب حضرت امیر

اخویم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا خط پہنچا، میں اس قدر عرصہ کے بعد نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت کیا کیا امور پیش آئے تھے، مگر آپ کی اور آپ کے دوستوں کی یہ کوشش اس مثل کے مطابق ہے، کہ ڈوبتا تنکوں کا سہارا تلاش کرتا ہے،

سوال صرف یہ ہے کہ کتاب تریاق القلوب کو حضرت مسیح موعود نے کبھی منسوخ کیا یا نہیں، اس کو منسوخ قرار دینے سے قادیانی جماعت حضرت مسیح موعود حکم و عدل کی دو تحریروں کا انکار کر رہی ہے، ایک یہ کہ اس کتاب میں حضرت صاحب نے صاف لکھا ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا، اور دوسرا یہ کہ اس کتاب میں حضرت صاحب نے نبوت سے انکار کیا ہے،

حقیقۃ الوحی میں حضرت صاحب اپنی زندگی کے آخری ایام میں خود یہ لکھ رہے ہیں، کہ مجھ سے کتاب تریاق القلوب کا حوالہ دے کر دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے، آپ اب مجھ پر یہ جرح کر رہے ہیں کہ اصل میں یہ کتاب تریاق القلوب نہ تھی بلکہ تحفہ گولڑویہ تھی،

یہ جرح مجھ پر نہیں بلکہ میاں صاحب کی فرط محبت میں آپ حضرت مسیح موعود پر کر رہے ہیں، یعنی آپ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تریاق القلوب غلط لکھا ہے یہ کتاب تحفہ گولڑویہ تھی، بفرض محال یوں ہی سہی لیکن [illegible]

کہ اگر بالفرض حضرت صاحب کو تحفہ گولڑویہ لکھنے کے وقت تریاق القلوب کا نام یاد رہا، تو بھی اس تحریر نے ثابت کر دیا کہ حضرت صاحب حقیقۃ الوحی میں یہ فقرہ لکھتے وقت کتاب تریاق القلوب کو منسوخ نہ مانتے تھے، ہمیں اس سے بحث نہیں کہ عدالت میں یہ ہوا یا وہ، بحث یہ ہے کہ حضرت صاحب حقیقۃ الوحی میں تریاق القلوب کو منسوخ نہیں، محکم قرار دیتے ہیں ہم نے تو مدتوں قادیانی جماعت سے یہ مطالبہ کیا کہ حضرت صاحب کی کسی تحریر کو منسوخ قرار نہیں دیا جا سکتا، جب تک کہ حضرت صاحب بالصراحت یہ نہ لکھیں کہ فلاں بات جو میں نے لکھی میں اسے منسوخ قرار دیتا ہوں، اس لئے تریاق القلوب منسوخ نہیں، کیونکہ حضرت صاحب نے خود کہیں نہیں لکھا، کہ میں اسے یا اس کے فلاں حصہ کو منسوخ قرار دیتا ہوں۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب نے خود آپ کے مزعومہ تبدیلی دعوے کی تاریخ کے بعد اس کتاب کو شائع کیا، اور اس کے ساتھ کوئی نوٹ نہ لگایا، کہ اب یہ منسوخ ہے، کیا آپ اس سیدھی بات کو نہیں سمجھ سکتے، کہ ایک مصنف جب ایک کتاب اپنی زندگی میں پہلی بار شائع کرتا ہے تو وہ تاریخ اشاعت پر اس بات کا ذمہ وار ہے کہ اس کے عقائد وہی ہیں، جو اس میں ظاہر کئے گئے ہیں کوئی دوسری ایڈیشن ہوتی تو کہا جا سکتا تھا کہ پہلی ایڈیشن کی محض نقل چھاپ دی ہے، لیکن پہلی اشاعت پر وہ لازماً انہی عقائد کا قائل مانا جائے گا، جو اسنے اسمیں لکھے ہیں اب آپ لوگوں کا یہ خیال کہ حضرت صاحب نے تریاق القلوب کو ۱۸۹۹ء میں لکھنا شروع کیا، اس وقت آپ انکار نبوت کیا کرتے تھے، اور ۱۹۰۱ء میں آپ نے نبوت کا دعوے کیا، لیکن ۱۹۰۲ء میں تریاق القلوب شائع کی، جس میں پھر انکار نبوت موجود ہے، اصل بات تو یہ ہے کہ اگر میاں صاحب اسی تاریخ تبدیلی پر قائم رہتے، جو انہوں نے پہلے اپنی کتاب القول الفصل میں لکھی تھی، اور ۱۹۰۲ء سے پہلے کی سب کتابوں کو منسوخ رکھتے، تو ان کے دعوے کے لئے بدرجہا یہ بہتر تھا، لیکن نظرثانی کر کے جو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ۱۹۰۲ء کو جلدی میں تاریخ تبدیلی لکھ دیا گیا تھا اصل تاریخ تبدیلی ۱۹۰۱ء ہے، تو اس سے ان کے دعوے کو سخت نقصان پہنچا ہے، ایک تو یہ ادل بدل صاف بتاتا ہے کہ یہ میاں صاحب کے دماغ کی ایجاد ہے، اگر فی الواقع کوئی وقت ایسا ہوتا کہ حضرت صاحب نے صفائی سے اپنا دعوے تبدیل کر لیا ہوتا، اور نبوت کا انکار کرتے کرتے اور یہ کہتے کہتے کہ میں مدعی نبوت کو کاذب اور کافر یقین کرتا ہوں، اور نبوت کے مدعی کو مردود کہتے کہتے فوراً نبوت کا دعوے کر دیا ہوتا تو اس میں یہ اضطراب میاں صاحب کو کیوں ہوتا، کہ پہلے تاریخ تبدیلی ۱۹۰۲ء قرار دیتے، اور بعد میں اسے ۱۹۰۱ء قرار دیتے، لیکن بہرحال ۱۹۰۱ء کو تاریخ تبدیلی قرار دے کر یہ پتھر آپ کے رستے میں ہے کہ تریاق القلوب جو ۱۹۰۲ء کی شائع شدہ ہے، اس میں انکار نبوت موجود ہے، اور حضرت صاحب نے ۱۹۰۲ء میں اسے شائع کر کے دنیا کو یہ یقین دلایا کہ میں نبوت کا دعوے نہیں کرتے بلکہ انکار کرتے ہیں، پھر اس پر مزید یہ کہ ساری عمر ایک دفعہ نہیں کہا، کہ تریاق القلوب میں میرا انکار نبوت کرنا یا اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر نہ کہنا منسوخ ہے اور آپ تو تریاق القلوب کو منسوخ ثابت نہ کر سکے، خدا کے فضل سے ہمارے ہاتھ میں حضرت صاحب کی اپنی تحریر دے دی، کہ وہ آخر وقت تک تریاق القلوب کو غیر منسوخ مانتے تھے، اور اپنی شان اور مرتبہ کو اسی قدر مانتے تھے جو تریاق القلوب میں مذکور ہے۔

اس نتیجہ سے آپ یوں نہیں بچ سکتے، کہ حضرت صاحب کی تحریر کو غلط ثابت کریں، اور کہہ دیں کہ وہ کتاب تحفہ گولڑویہ تھی، اور ابھی آپ کو ایک اور مصیبت درپیش ہے کہ تحفہ گولڑویہ کو بھی آپ منسوخ مانتے ہیں، اگر اس کو غیر منسوخ مانا جائے تو اس میں بھی انکار نبوت موجود ہے، اگر بفرض محال مقدمہ میں تحفہ گولڑویہ ہی پیش ہوئی تھی، اور حضرت صاحب کی تحریر غلط ہے، تو بھی حقیقۃ الوحی میں حضرت صاحب تریاق القلوب کو ہی غیر منسوخ قرار دے رہے ہیں، اور نہ آپ اس طرح بچ سکتے ہیں کہ تریاق القلوب کا فلاں مقام نہیں فلاں مقام پیش کیا گیا تھا۔ اس کی ضرورت ہے، بلکہ بحث اس بات سے ہے کہ حضرت صاحب تریاق القلوب کے کسی حصہ کو منسوخ نہ سمجھتے تھے، آپ نے نہ صرف ۱۹۰۲ء میں اسے شائع کر کے اس ذمہ واری کو قبول کیا، کہ اس تاریخ آپ انہی باتوں کے قائل تھے جو اس میں لکھی ہیں، بلکہ حقیقۃ الوحی میں یہ ذکر لکھ کر صاف بتا دیا کہ حقیقۃ الوحی لکھتے وقت بھی آپ تریاق القلوب کو غیر منسوخ سمجھتے تھے، ہاں یہ دوسری بات ہے کہ آپ لوگ مانیں گے وہ جو زندہ امام کہے، اور یہ بات میاں صاحب کے بعض مریدوں نے میرے سامنے کہی ہے، جب میں نے ان کے سامنے ایک طرف حضرت صاحب کے تین فتوے جن میں سے ایک کم سے کم اپنی قلم سے ہے رکھے، جن میں غیر جماعت مسلمانوں کے جنازہ کا جواز تھا، اور دوسری طرف میاں صاحب کی تحریر رکھی، کہ وہ غیر جماعت کا جنازہ کسی صورت میں جائز نہیں مانتے، اور دریافت کیا کہ آپ کس بات کو تسلیم کریں گے، تو جواب ملا کہ ہم زندہ امام کی بات کو مانیں گے، اور یہ صاحب بی اے میں پڑھ رہے تھے، سو آپ کا اختیار ہے، جس بات کو چاہیں مانیں، ہم تو اب بھی حضرت مسیح موعود کو زندہ امام ہی مانتے ہیں، اور انہی کی باتوں کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ میں اس قسم کی دوراز کار بحثوں سے بچنا چاہتا ہوں، اس سے بدرجہا زیادہ ضروری کام میرے سامنے ہیں، آپ سے چونکہ پرانے دوستانہ تعلقات ہیں، اس لئے یہ مفصل جواب ایک ہی دفعہ لکھ دیا ہے، اس سے زیادہ وقت میں اس خط و کتابت پر ضائع نہیں کر سکتا،

محمد علی،

ہمارا چیلنج اور جملہ آریہ سماجوں کا کامل سکوت

ایڈیٹر آریہ گزٹ کی ہرزہ سرائی

ہمارے چیلنج کی مدت معینہ ختم ہو چکی، اور ہندوستان بھر کی آریہ سماجوں کے منتری صاحبان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا، جو ہمارے مطالبات کو پورا کر دیتا، اور پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اوم کی صفات سروشکتیمان، سرو انتریامی، سرو دیاپک وغیرہ وغیرہ مندرجہ ستیارتھ پرکاش نیز اوم کی وحدت رگوید میں سے تحریر کر کے اس کی تقدیس و جامعیت کی حفاظت کرتا، البتہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب نے جن کی بے نظیر علمی قابلیت اور کمال انشاپردازی نیز تہذیب و متانت کی تعریف نہیں کی جا سکتی، ۲۴ جولائی ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں سبے نتیجہ مگر مضحکہ خیز لب کشائی کی، اور دبی زبان میں اقرار بھی کر لیا، کہ رگوید میں اوم اور اس کی صفات و وحدت کا تذکرہ نہیں، ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

یہی وجہ ہے کہ آپ بجائے ہمارا مطالبہ پورا کرنے کے تہذیب سے بھرے ہوئے لفظوں میں ہم سے پوچھتے ہیں کہ رگوید کی قید کیوں لگائی، رگوید کی قید لگانا تو ایسا ہے جیسے کوئی آپ ہی سے پوچھے، کہ سورۂ ابی لہب میں سے اللہ نکال کر دکھلاؤ اور وید تو ایشری گیان کے چار حصے ہیں،

سنیئے مہاراج، ہم نے رگوید کی قید لگائی، اور بالکل بجا لگائی، کیونکہ رگوید ایک مستقل کتاب ہے، کسی خاص کتاب کا حصہ یا جزو نہیں، اگر یہ کتاب وید کا حصہ یا جزو ہوتی، تو ہم مان لیتے کہ رگوید کی قید لگانی ٹھیک نہیں، مگر جب کہ یہ بات ہی نہیں، تو آپ کا یہ کہنا کہ رگوید کی قید کیوں لگائی، کس قدر صداقت سے دور اور کس قدر مضحکہ خیز ہے، وہی بات ہوئی یا نہیں کہ ؏

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

قاعدہ ہے کہ ضرورت کے وقت جز اپنے کل کی طرف مضاف ہو جاتا ہے، مگر اتھروید، یجر، سام اور رگ لفظ وید کی طرف مضاف نہیں ہو سکتے، کسی نے آج تک نہیں کہا۔ وید کا رگ، وید کا سام، وید کا یجر، وید کا اتھرو، کیونکہ یہ چاروں کتابیں وید کا حصہ یا جزو نہیں، بلکہ بجائے خود مستقل اور کامل وید ہیں ہاں یہ مضاف ہو سکتا ہے، اور کہا جا سکتا ہے، یجروید کا فلاں ادھیا، رگوید منڈلوں اور سوکتوں وغیرہ پر منقسم ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ رگوید کا فلاں منڈل، فلاں سوکت۔ یہ کیوں۔ صرف اس لئے کہ ادھیا اور منڈل سوکت وغیرہ جس وید کی طرف مضاف ہوں، اسی کے حصے اور جزو ہیں، مگر کبھی نہیں کہا گیا اور ہرگز نہیں کہا جا سکتا، وید کا یجر، وید کا رگ، وید کا سام وغیرہ کیونکہ رگ، یجر وغیرہ وید کے حصے اور جزو نہیں، جو اپنے کل کی طرف مضاف ہوں، بجائے خود مستقل کتابیں ہیں، پھر آپ نے کس منہ سے کہا۔ کہ رگ وید کی قید کیوں لگائی،

مہاشہ جی معاف کیجئے، جواب دینا تو ایک طرف رہا۔ آپ کو علمی رنگ میں سوال کرنا بھی نہیں آتا، کسی کو غیر مہذب الفاظ میں مخاطب کر لینا یا دو چار نظمیں ہانک دینا داناؤں کے نزدیک علمی کمال نہیں کہلاتا، بلکہ پرلے درجے کی جہالت و سفاہت سے موسوم ہوتا ہے، (ہمیں افسوس ہے) آپ مقدس ویدوں کو الہامی مانکر اور ان کی اخلاق حسنہ سے بھری ہوئی تعلیم کو سچا جان کر ایسی کمینہ حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں، کیا آپ کے اس بدترین سفیہانہ طرز عمل سے ویدوں کے مقدس دامن تعلیم پر دھبہ نہیں آوے گا، اور ضرور آوے گا، سچ ہے ”دشمن دانا به از دوست ناداں“

قواعد مسلمہ علمی کے مطابق ہمارا مطالبہ صحیح ہے، کہ پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اوم کی صفات مندرجہ ستیارتھ پرکاش نیز اوم کی وحدت رگوید میں سے نکال کر دکھاؤ، اور آپ کا یہ کہنا کہ رگوید کی قید کیوں لگائی، بالکل نادرست اور رگ وید سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے، اگر آپ رگ وید کی عظمت و شان سے واقف ہوتے تو ایسی غیر معقول بات زبان پر نہ لاتے،

سنئے رگوید گیان کانڈ کی کتاب ہے، اسی سے اوم جی مہاراج کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے، اور یہی وہ پستک ہے، جس نے گیان کا نور بھارت ورش میں پھیلا دیا تھا، پھر ہمارا یہ سوال کیونکر نادرست ہو جاوے گا، کہ رگ وید میں سے پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اس کی صفات و وحدت کا لفظی تذکرہ دکھلاؤ، آپ کا یہ قول کہ وید ایشری گیان کے چار حصے ہیں، بداہتاً باطل ہے، کیونکہ ایشری گیان ایسی چیز ہی نہیں، جس کے حصے بخرے ہو سکیں، اگر آپ رگوید کو الہامی مانتے ہیں، تو اس میں سے پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اوم کی صفات مندرجہ ستیارتھ پرکاش نیز اوم کی وحدت تحریر کریں۔ تاکہ رگوید پر الزام نہ آئے، کہ نہ تو اس میں پرماتما کا ذاتی نام موجود ہے نہ صفات و وحدت کا ذکر، اس لئے رگوید الہامی نہیں کہلا سکتا،

سورۃ اللہب قرآن مجید کا ایک حصہ ہے، اسی لئے اپنے کل کی طرف مضاف ہو سکتا ہے، اور کہا جا سکتا ہے، قرآن مجید کی سورۃ اللہب، اسی بناء پر اگر سورۃ اللہب میں لفظ اللہ موجود نہ ہو، تو قرآن مجید پر کوئی الزام نہیں آ سکتا، کیونکہ یہ سورۃ ایک چھوٹی سی جزو ہے کل نہیں، مگر یہاں تو یہ عالم ہے کہ اس چھوٹی سی سورۃ میں بھی لفظ اللہ موجود ہے، ملاحظہ ہو،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ تبت یدا ابی لھب وتب ما اغنٰی عنہ مالہ وما کسب الخ ہ بسم اللہ سے لیکر حبل من مسد تک سورۃ ابی اللہب ہے، اور اس میں لفظ اللہ موجود ہے،

مہاشہ جی قرآن مجید پاروں سورتوں رکوعوں پر تقسیم ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں، کہ ہر سورۃ، ہر رکوع ہر پارہ میں لفظ اللہ موجود ہے،

آپ کی علمی قابلیت کو دیکھتے ہوئے ہمیں ہنسی آتی ہے، کہ آپ کو معارضہ کرنا بھی نہیں آتا، ہم نے تو اس وید میں سے اوم اور اوم کی صفات و وحدت کا لفظی مطالبہ کیا تھا، جو کہ سب سے بڑا اور کئی ہزار صفحات کا وید ہے، اور بجائے خود ایک مستقل مبسوط اور مکمل کتاب ہے، اور گیان کانڈ میں ہے، آپ اس نتیجہ خیز اور معقول مطالبے کو پورا کرنے سے تنگ آ کر ڈیڑھ سطر کی سورۃ پیش کر کے معارضہ کرتے ہیں، اور اس بات کا علم نہیں رکھتے، کہ اس میں بھی لفظ اللہ موجود ہے، ؎

بت کریں آرزو خدائی کی

ایک نوشتہ نامکمل کی تکمیل

اخبار الفضل مورخہ ۵- اگست ۱۹۲۴ء

میں ایک مضمون ان مضامین میں سے ہے - جو نوشتہ جناب اکمل کے عنوان کے ماتحت لکھے گئے ہیں- ان میں سے ایک میں اکمل صاحب نے میری اور برادرم حضرت مرزا صاحب کی ایک تحریر کا اقتباس کیا ہے اور حسب عادت لوگوں کو مغالطہ دینا چاہا ہے - اگر اکمل صاحب شاعر نہ ہوتے تو اس مضمون کا سختی سے نوٹس لیا جاتا - لیکن شاعر کا کلام زیادہ التفات کے قابل نہیں ہوتا - کیونکہ وہ جو کچھ کہتا ہے دل سے اسکو نہیں مانتا- اکمل صاحب کوئی ناواقف اصحاب سے نہیں وہ ہمیں بھی خوب جانتے ہیں اور یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم مغفور کے زمانہ میں خاندان حضرت مسیح موعود اور امت مرحومہ کے نانا صاحب کے دلوں پر انکی خلافت کے حسد و بغض سے کس طرح سانپ لوٹا کرتے تھے - اور کسطرح ایک سادہ دیندار قوم کو صرف حصول دنیا کے لئے چالبازی کا شکار بنایا گیا - اگر ایک طرف جناب میر ناصر نواب دار راس کماری سے پشاور تک خلافت میاں محمود صاحب کے راگ الاپتے پھرتے تھے اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کی ٹانگوں کو قبر میں لٹکا ہوا بتا کر غداری خلافت کرتے تھے اور دوسری طرف حضرت مولانا کے اردگرد بیٹھنے والے سربرآوردگان جماعت کے خلاف غیبت کرکے اور جھوٹے اتہام لگا کر آپ کے اور ان کے درمیان تفرقہ اندازی کی کوشش کرتے تھے تاکہ وہ حضرت مولانا مرحوم کو اپنے ساتھ شامل کرکے میاں صاحب کے حصول خلافت میں کامیاب ہوں - اور تیسری طرف اخبار الحکم انجمن سے ناراض ہوکر اسکے خلاف پروپیگنڈا کر رہا تھا - تا خدا کے خلیفہ کی مقرر کردہ جانشین انجمن اڑادی جاوے - یہی نہیں اور بہت سے لوگ قادیانی جو انہیں حضرت مولانا عیار کے نام سے پکارا کرتے تھے وہ ایسی حرکات کرتے تھے - جن سے جماعت میں جنگ ہو جائے اور وہ بیٹھ کر تماشہ دیکھیں - ان ہی ایام میں خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے - اصلاح قومی کی غرض سے یہ خطوط حامد شاہ صاحب مرحوم کو لکھے گئے - تاکہ وہ حضرت مولانا کو جاکر اصل واقعات سمجھا سکیں - اور قوم تباہی سے بچ جاوے - حضرت مولانا مرحوم آخر بشر تھے - خدا نہ تھے کہ انتی رات دن کی دھوکہ دہی سے بچ جاتے - لیکن افسوس - کہ پیر صاحب میں تو اتنی طاقت نہ ہوئی کہ اصل حالت حقیقیہ کا اظہار کر سکتے اللہ تعالے نے خود ایسے سامان کر دئے کہ حضرت مولانا مرحوم مرنے سے پہلے ان سب چالوں سے جو کہ آخر قوم کی تباہی کا موجب ہوئیں واقف ہوگئے - اور آپکو اللہ تعالے نے اس غلطی سے نکال لیا چنانچہ جو تقریریں یا تحریریں آپنے لاہور کی مسجد کی تقریر کے بعد کیں وہ سب اس امر پر شاہد ہیں کہ آپ احباب لاہور کو کیا سمجھتے تھے اور اسکی شہادت آپ کے ان اقوال سے ملتی ہے - کہ لاہوری احباب نے جو خدمات دینی کی ہیں - وہ کوئی کرکے تو دکھاوے اور آپکا یہ کہنا کہ میاں ابھی کفر اور اسلام کے مسئلہ کو نہیں سمجھے اور وفات سے چند یوم پہلے جب کہ آپ سخت بیمار تھے - اور میاں صاحب شکار میں مصروف تھے جہاں علیحدگی میں ماہی قوم کے مشورہ ہوتے تھے - تو آپکا حسرت سے میاں صاحب کو یہ وصیت کرنا کہ میاں ہمیں بھول نہ جانا - اور پھر مولانا محمد علی صاحب کے ہاتھوں کو چومنا - اور ہمارے ہاتھوں سے دوائیوں کا پینا - یہ بتاتا ہے کہ آپ کے ہمارے ساتھ آخیر میں کیا تعلقات تھے - اور میاں صاحب نے کیا - اور آپ آخر کار ان متفنی چالبازوں کی چالوں کو سمجھ گئے تھے - اور وفات سے پہلے اس غلطی سے نکل چکے تھے - جس میں کہ انکو ڈالا گیا تھا کیونکہ مومن کو اللہ تعالے غلطی میں قائم نہیں رہنے دیا کرتا - لیکن منشاء الٰہی تھا کہ بیماری نے فرصت نہ دی تاکہ قوم میں جو خرابی ان شرارتوں سے پڑ گئی تھی - اس کی اصلاح کر سکتے - عیار لوگ اپنی چالوں میں کامیاب ہوگئے اور جن خطرات کا ان خطوط میں ذکر کیا گیا تھا وہ پورے ہوگئے - قوم پیر پرستی کے گڑھے میں گر کر غرق ہوگئی - انجمن تباہ کر دی گئی - قادیاں جہاں سے توحید کے چشمے نکلتے تھے - وہاں شرک اور فسق و فجور اور فساد کے دریا بہنے لگے - لیکن پھر بھی خدا نے بڑا فضل کیا - کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا ایک حصہ اس ابتلا سے بچ کر توحید کی اشاعت میں کمربستہ ہوگیا - اور اللہ تعالے کے مامور نے جو کام شروع کیا تھا - اسے سرگرمی سے ہو رہا ہے جیسا کہ ... میں آتا ہے - حضرت میر ناصر نواب جو کہ دیوانہ وار قوم میں فساد ڈلوانے کے لئے کوشاں تھے - حقیقتاً اس اپنی سراسیمگی کی سزا بھگت رہے ہیں - اور جن باتوں کا آگے زبان سے ظہور ہوتا تھا - انکو عملاً لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں گویا جو اندر تھا وہ باہر آ رہا ہے - تا دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو - کہ باوجود رشتہ قرابت امام کے اگر کوئی شخص سلسلہ حقہ میں تفرقہ کا موجب ہوتا ہے - تو وہ کسطرح سے سزا دیا جاتا ہے - اور اب جبکہ حضرت مجدد زمان کی جماعت ایسے دو بڑے ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکی ہے - کہ ملنے کی ظاہرا کوئی صورت نظر نہیں آتی - تو جماعت کی حالت پر رحم کرتے ہوئے "کیا حضرت اکمل اب بھی کباب نہیں کھائینگے" اور آرام اور چین سے بیٹھ کر تفرقہ اندازی کی عادت کو چھوڑ نہ دینگے -

سید محمد حسین شاہ

وید کی نسبت ہندو محققین کے خیالات

(۱) ہندوستان کے مشہور اہل قلم لالہ ہردیال صاحب - ایم - اے جو سنسکرت کے بہت بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں لکھتے ہیں -

"وید کے اصول بوسیدہ ہیں - روشن خیال لوگوں کو ایسی مذہبی تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں - کیونکہ ان میں وہمی تخیلات بھرے ہوئے ہیں ان کو پڑھنا اپنے دماغ کو خراب کرنا ہے - چاروں ویدوں میں کوئی وید یہ نہیں بتلاتا - کہ آج کل کے زمانہ میں سوسائٹی کو کس طرح ترتیب دینا چاہیئے - اور ترقی کے اصول کیا ہیں - کہا جاتا ہے - کہ چاروں ویدوں کے آگے سر جھکاؤ - میں اس احمقانہ مطالبہ کے خلاف آواز بلند کرتا ہوں"

(اخبار ہندوستان لاہور مطبوعہ ۱۲ - نومبر ۱۹۲۲ء صلہ)

(۲) سنسکرت کے زبردست فاضل نسری بیت کرشن کمار بھٹا چارج پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ رقمطراز ہیں :-

"ویدوں میں شہر - قصبات - دیہات - گائے - بیل - چرواہوں کا ذکر بھرا پڑا ہے - رگوید میں گائے کی پرورش - اس کے دودھ دہی کی تعریف اعلے مضامین سمجھے جاتے ہیں - بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وید کسی خانہ بدوش کے حالات کا مجموعہ ہے - غور کے ساتھ مطالعہ کرنے پر ہماری یہ رائے ہے کہ وید ہماری رہنمائی نہیں کر سکتے" (ٹیگورلا) -

(۳) پنجاب کے مشہور فاضل سنسکرت مہاشہ گھاسی رام جی - ایم - اے - تحریر فرماتے ہیں -

ویدوں کی تعلیم کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جس کے مطالعہ سے جی اکتا جاتا ہے - معلوم یہ ہوتا ہے - کہ وید کے بنانے والے سائنس اور فلسفہ سے ناواقف یا کم واقف تھے - ویدوں کی تعلیم سے قوم کو کچھ فائدہ نہیں" (اخبار پرکاش لاہور مطبوعہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۹ء صلہ)

قرآن کی نسبت یورپین محققین کی رائیں

قرآن کے احکام اسقدر مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں - کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے - تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کر سکتا ہے - شریعت اسلام نہایت اعلے درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے" (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا)

(۲) میرے نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جوہر موجود ہے یہ کتاب سب سے اول اور سب سے آخر جو خوبیاں ہو سکتی ہیں - اپنے اندر رکھتی ہے - بلکہ دراصل ہر قسم کی توصیف صرف اسی سے ہو سکتی ہے" (کارلائل)

(۳) قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے - قانون اساسی ہے نہ صرف اصول مذہب کے لئے - بلکہ ان قوانین کے لئے بھی جن پر نظام عمران کا مدار ہے - جن سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے جن کو ہیئت اجتماعی کی ترتیب و تنسیق سے تعلق ہے - حقیقت یہ ہے - کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شریعت سب پر حاوی ہے وہ اپنے تمام احکام میں بڑے سے بڑے شہنشاہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے فقیر گدا تک کے لئے مساوی ... رکھتی ہے - یہ وہ شریعت ہے - اور ایسے دانشمندانہ اصول اور عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں اسکی نظیر نہیں مل سکتی" (گبن)

(۴) قرآن کے مضامین بجلی کی طرح دل میں اتر نے والے ہیں قرآنی تعلیم پر جسقدر ہم غور کرتے ہیں - وہ زیادہ اپنی طرف کھینچتا ہے بلاشک یہ عجیب کتاب ہے - جو دلوں کی اصلاح کر سکتی ہے -

(مسٹر جی - ایس - مولانا شہیر فرانسیسی عالم - کوارٹرلی ریویو شمارہ ۲۵۶)

(۵) قرآن نے مساوات اور اخلاق کی جیسی اعلے تعلیم دی ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی - ایک شخص مسلمان ہو جانے پر تمام دنیا کے مسلمانوں میں بھائی کے طور پر شریک ہو جاتا ہے - میں ہندوؤں سے پرزور الفاظ میں درخواست کرتی ہوں - کہ وہ اسلام کے مساوات اور اخوت سے سبق حاصل کریں - جس کو سکھانے کے لئے وہ ہندوستان بھیجا گیا ہے - (مسز اینی بسنٹ صاحبہ لیکچر آف اسلام - مطبوعہ دسمبر ۱۹۱۲ء)

(۶) قرآن جسکو خدا نے محمدؐ کے دل پر انسانوں کی رہنمائی کے لئے نازل کیا ہے - بیشک ایک روشن اور پر حکمت کتاب ہے اس کی انشاء حکمت کو ایک بیّن معجزہ مانا جاتا ہے اور خود اس کے مخاطب نے بطور معجزہ پیش کیا ہے - (مشہور فرنچ ڈاکٹر پادری سوزان)

(۷) جدید علمی اکتشافات میں یا ان علمی مسائل میں جن کو ہم نے اپنے علم کے زور سے حل کیا ہے - یا ہنوز زیر تحقیق ہیں - کوئی ایسی بات نہیں ہے - جو تعلیمات قرآنی کے مخالف ہو - ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ بنانے میں انتھک بیحد کوششیں کی ہیں - اسلام اور قرآن میں وہ بات پہلے ہی سے موجود اور پوری طرح سے موجود ہے - (پادری سوزان)

(۸) قرآن کی اخلاقی تعلیم بالکل خالص ہے - اور جو شخص پوری طرح اس پر کاربند ہو وہ نیک زندگی بسر کر سکتا ہے (پاپولر انسائیکلوپیڈیا)

(۹) قرآن میں نہایت بلند مفید پراز اخلاص خیالات مندرج ہیں - (واشنگٹن ارونگ)

(۱۰) قرآن کی ترتیب و ارکان اساسیہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے - کہ وہ ایک کتاب ہے - جس میں سچے شریفانہ احساسات اور کریمانہ اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے - (پامر ریلنڈ ہیراڈاگس)

ایک محمودی گڈریا

(وکیل)

جب سے میاں صاحب کا سفر یورپ شروع ہوا - معجزات کے پارسل کھلنے لگ گئے - کوئی پرچہ الفضل کا دیکھو دو چار اعجاز ضرور موجود ہوں گے - مگر بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ گوجرہ ضلع لائل پور میں مریدان محمود نے تو وہ اعجاز دکھلایا کہ مسیح ناصری کی یاد تازہ کردی - مسیح موعود مثیل مسیح ناصری ہیں گو مسیح موعود نے بیشمار نشانات سے اپنا مثیل ابن مریم ہونا ثابت کر دکھایا ہے مگر بظاہر اگر کوئی کمی ظاہر بینوں کے لئے رہ گئی تھی تو اسکو میاں صاحب پورا کرکے فخر رسل - مہدی ذوالقرنین بننے کے مدعی ہیں - مسیح ناصری کا عظیم الشان معجزہ جو عام عقاید کے رو سے مٹی کے پرند بنا کر انہیں پھونک مارنا اور انکا اڑانا مشہور ہے گو مرزا صاحب و مولانا محمد علی نے اسکی تشریح کرکے اصلیت دنیا میں پیش کردی - مگر مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ ایسا نظارہ عملی بھی دکھایا جاوے اگرچہ میاں صاحب کی توجہ ابھی اسطرف منعطف نہ ہوئی تھی کہ مریدان میاں صاحب نے یہ کسر بھی نکالدی - سبحان اللہ -

گوجرہ محلہ مہدی پورہ میں ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر نامی - اے محمودی کے ہمسایہ ماسٹر کے - ڈی - برک صاحب بیچارے عیسائی رہتے تھے میل ملاقات و آمد و رفت کے بعد ہر دو صاحبان کی لڑکیوں کو شوق ہوا کہ گڑیوں کا بیاہ رچایا جاکر باہمی محبت کو اور بڑھایا جاوے - جو گڈا برک صاحب کی لڑکی نے بنایا - اور گڑیا گوہر صاحب کی لڑکی نے اور جہیز کی تیاری ہونے لگی - بعد تکمیل برک صاحب گوہر صاحب کو علم ہوا - گوہر صاحب نے اعتراض کیا کہ عیسائی لڑکے کو لڑکی نہیں دیتے مگر ادھر بچوں کا تقاضہ اور ادھر برک صاحب و مسز برک صاحب کی منت و اصرار نے گوہر صاحب کو بدیں شرط راضی کیا کہ لڑکا (گڈا) مسلمان اور احمدی ہو جاوے تو پھر کوئی اعتراض نہیں - جسکو سمدھیوں نے منظور کر لیا - پھر کیا تھا منہ مانگی مراد بر آئی خدا نے بیجان کو تبلیغ کا موقع دیا اور ایک عظیم الشان معجزہ مسیح ناصری کی مثیل مریدان محمود کے ہاتھوں پوری کر دکھائی - برات جمع ہوئی جو محمودی اصحاب اور عیسائیوں پر مشتمل تھی - پہلے مسٹر عبدالرحمن صاحب نے لڑکے (گڈے) کو کلمہ شریف پڑھایا پھر اس سے احمدیت کی بیعت محمود کے ہاتھوں پر لی گئی برک صاحب کا لڑکا گڈے کا سر ہلاتا رہا گویا بیعت کا اقرار کراتا رہا - بعد تکمیل بیعت مبارک سلامت کا شور ہوا - اور خطبہ نکاح بہت ہی فصیح اور بلیغ گوہر صاحب نے پڑھکر ایک کوڑ روپیہ مہر پر مجلت گڈے گڑیا کا نکاح کر دیا - رسم رخصتانہ عمل میں آئی گولے چلائے گئے اور آتشبازی چھوڑی گئی برات کے آئے چھوٹے چھوٹے بچے ناچتے ہوئے براتیوں کو خوش کرتے رہے آخر دلھن کا ڈولا ماسٹر برک صاحب کے گھر پہونچ گیا برات میں علاوہ اور معزز مہمانوں کے ملک کرم الٰہی صاحب محمودی ضلعدار بھی شامل ہوکر باعث افتخار برات تھے ہم اپنے دوستوں کو اس نئے رشتہ خصوصاً انکی جماعت میں ایک دولھا (گڈا) کے اضافہ کی مبارکباد و دیگر الفضل کی فہرست معجزات میں ایک اور معجزہ کا اضافہ بطور ہدیہ

تازہ خبریں

—— گورداسپورہ ۱۰ اگست - چوہڑوں کے محلہ میں چار پانچ پلیگ کی واردا تیں ہو گئی تھیں - حفظ ما تقدم کے طور پر چوہڑے محلہ چھوڑ کر باہر کھیتوں میں چلے گئے اور وہیں عارضی رہائش کے لئے جھونپڑیاں بنالیں - مالکان اراضی نے انکی جھونپڑیاں اپنے کھیتوں سے اٹھوادیں جسپر چوہڑوں نے ہڑتال کر دی - چنانچہ کل وہ شہر میں صفائی کرنے کے لئے نہیں آئے افسران میونسپل کمیٹی انکو تسلی دینے کی کوشش کر رہے ہیں - مگر ابھی تک وہ رضامند نہیں ہوئے -

—— قاہرہ ۱۵ اگست - اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ دو ہزار پانسو وہابیوں نے ٹرانس جورڈنین کے قبیلہ بنی خنا کر پر حملہ کیا اور نہ صرف انکا جانی نقصان کیا بلکہ انکے گاؤں جلا دئیے قبیلہ بنی خنا کر نے اپنی تمام قوت کو سمیٹ کر مقابلہ کیا اور حملہ آوروں کو ۴۰ میل عمان کے جنوب تک بھگا دیا -

—— قاہرہ ۱۶ اگست - مصری حجاج شکایت کرتے رہے ہیں کہ مکہ کو جانے والے حجاج کو اہل قبائل نہایت بے دردی اور سنگدلی سے لوٹ لیتے ہیں - اور حکومت مکہ نے پانی کی قیمت بہت بڑھا رکھی ہے - امیر امیر الحاج نے تجویز پیش کی ہے کہ مکہ کو جو عطیہ زر و غلہ دیا جاتا ہے وہ بند کر دیا جائے - اور حج کو ملتوی کر دیا جائے

—— میڈرڈ ۱۶ اگست - ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ مراکش افواج سپین کے مورچہ لا پر حملہ شروع کر دیا ہے جس سے سلسلہ آمد و رفت منقطع ہو چکا ہے - افواج سپین نے بھی جارحانہ کاروائی شروع کر دی ہے اور اسی طرح فرانسیسیوں نے اپنے علاقہ میں کاروائی شروع کر دی ہے -

—— ملایا کے سکھوں نے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر کو ایک درخواست بھیجی ہے کہ انہیں اجازت دیجائے کہ وہ بھی ایک شہیدی جتھا روانہ کریں -

—— معاصر تبلیغ رقمطراز ہے کہ نیم دار کے ہندو راجہ نے اپنے علاقہ میں یہ غیر منصفانہ اور جابرانہ حکم صادر کیا ہے کہ کوئی شخص کسی مسجد میں اذان نہ دے - اس مسلم آزار حکم کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ مسجدیں بند پڑی ہیں -

—— ۱۷ اگست کو مہاتما گاندھی جی دہلی پہنچے ہندو اور مسلمانوں کے دو علیحدہ علیحدہ وفد مہاتما جی کی خدمت میں حاضر ہوئے - صلح کے لئے گفت و شنید ہو رہی ہے -

فیصلہ ہونے پر مہاتما جی پبلک جلسہ منعقد کر کے صلح کی شرائط کا اعلان کریں گے -

—— قسطنطنیہ ۱۸ اگست - لیگ آف نیشن (مجلس اقوام) نے ترکی نمایندہ متعینہ جینوا کو اطلاع دی ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے درخواست دی ہے کہ مجلس اپنے آیندہ اجلاس میں حدود عراق کا تصفیہ کرے -

—— پیرس کے ایک وکیل نے اپنی ساری دولت پاگلوں اور مجنونوں کے شفاخانہ کو دیدی ہے اور اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ "میری دولت کا بیشتر حصہ مجھے اپنے دیوانے موکلوں سے ملا ہے - جو مقدمات کی پیروی کا جنون رکھتے تھے - اور جنکی عقل کو مقدمہ بازی نے سلب کر لیا تھا - اس اعتبار سے اپنی ساری دولت کا دیوانوں کے علاج کے لئے وقف کرنا میرا ایک ایسا فعل ہے - جو مال کو مستحق الشخاص تک پہنچانے یا مال صاحب مال کو دوبارہ واپس کر دینے کا مترادف ہے -"

اخبار قادیان

بھیرہ میں محمودیوں اور غیر احمدیوں کے مابین بلوہ ہو گیا - ایک غیر احمدی کے مرنے کی خبر بھی شائع ہوئی ہے -

جب بلوہ کی خبر میاں صاحب کو پہنچی تو انہوں نے جو کچھ اس پر کارروائی کی - اس کے متعلق اخبار الفضل لکھتا ہے کہ

"حضرت خلیفۃ المسیح پر اس خبر کا کیا اثر ہوا وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے فوراً مولوی شیر علی صاحب کے نام ضروری ہدایات پر مشتمل تار دیدیا جس پر ایک سو پندرہ روپیہ خرچ ہوئے -"

کفایت شعاری اسی کا نام ہے

—— اخبار الحکم اپنی ۲۱ اگست کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ "(۱۲) حضرت صاحب (میاں صاحب) کا خیریت کا خط آنیکی خوشی میں ۱۵ تاریخ قادیان کے ہر گھر میں لڈو تقسیم کئے گئے - (۱۳) حضرت صاحب کے خط آمدہ از پورٹ سعید کے پہنچنے پر پندرہ بکرے قادیان میں بطور صدقہ ذبح کر کے تقسیم کئے گئے (۱۴) مولوی ناصر الدین صاحب مولوی فاضل بنگہ اطلاع دیتے ہیں کہ جب مجھے اس خط اور قادیان میں بکرے ذبح کرنے کا علم ہوا - تو میں نے بنگہ میں صدقہ کے لئے تحریک کی - جماعت احمدیہ بنگہ نے بصد شوق اس تحریک پر لبیک کہی اور تین بکرے ذبح کر کے غربا میں تقسیم کئے گئے"

فہرست چندہ جماعت احمدیہ پشاور

جناب عبد الاکبر خانصاحب بابت ماہ نومبر ۲۳ء مارچ تا مئی ۲۴ء — ۵
" " " چندہ عید الضحیٰ " " — عہ
جناب خلیل الرحمن صاحب چندہ بابت ماہ مئی ۲۴ء — ۸ر
زوجہ جناب عبد الحمید خانصاحب چندہ جرمن رسالہ — ۱ر
جناب عبد الحمید خانصاحب پلیڈر " " — ۸ر
جناب مرزا نذر علی صاحب چندہ عید الضحیٰ — عہ
" " " چندہ جرمن رسالہ — ۱ر
" " " چندہ جرمن قرضہ و امداد ایک بھائی — ۵
جناب محمد فاضل صاحب پروفیسر " صدقہ " " — ۲
" " " چندہ جرمن رسالہ " — ۱ر
جناب مظفر خاں صاحب " " — ۱ر
جناب آغا سید احمد شاہ صاحب ہیڈ کلرک دفتر پولیٹیکل ایجنٹ خیبر جرمن رسالہ — ۸ر
جناب شیر بہادر خانصاحب چندہ جرمن رسالہ " " — ۸ر
جناب خان فدا محمد خانصاحب " " " " — ۱ر
جناب محمد اشرف خانصاحب " " " " — ۱ر
جناب امیر غزن خانصاحب " " " " — ۱ر
جناب قاضی احمد علی جانصاحب " " " " — ۱ر
جناب عبد الغنی صاحب (شہید) " " " " — ۱ر
جناب محمد شفیع صاحب پروفیسر " " " " — ۱ر
جناب ملک ظریف خانصاحب " " " " — ۱ر
جناب ملک خلیفہ خانصاحب آفریدی " " " — ۱ر
جناب انوار الحسن صاحب پروفیسر " " " — ۱ر
جناب عبد الودود خانصاحب " " " " — ۱ر
جناب بابو محمد اسمٰعیل صاحب " " " " — ۸ر
جناب قاضی محمد اکرم خانصاحب " " " " — ۸ر
جناب محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر " " " — ۸ر
جناب محمد عمر خانصاحب " " " " — ۱ر
جناب میاں فضل خالق خانصاحب چندہ عید الضحیٰ " " — عہ
" " " چندہ ماہوار بابت مئی و جون ۲۴ء — ۵
" " " چندہ جرمن قرضہ و امداد ایک بھائی — ۵
جناب میاں فضل خالق خانصاحب و میاں فضل الٰہی صاحب زکوٰۃ — ۵
جناب ڈاکٹر نظام الدین صاحب عید الضحیٰ " " — عہ
" " جون و جولائی ۱۹۲۴ء " " — ۵
" " " چندہ جرمن قرضہ و امداد ایک بھائی " — ۵ر
جناب شیخ ہدایت اللہ صاحب چندہ عید الضحیٰ — عہ
" " " چندہ ماہ مئی ۲۴ء " — ۵ر
" " " چندہ جرمن قرضہ و امداد ایک بھائی — ۵ر
جناب مرزا محمد سلطان صاحب چندہ عید الضحیٰ — ۸ر
" " اپریل و مئی ۲۴ء (ورکنگ للہ) اکٹھا — ۵

(باقی آئندہ)

فہرست چندہ جماعت احمدیہ لوریوالہ

جناب ڈاکٹر عبد المجید صاحب جلال آباد افغانستان کے چندہ جون و جولائی ۱۹۲۴ء — ۵
جناب ڈاکٹر عبد المجید صاحب جلال آباد - چندہ عید الضحیٰ — ۸ر
جناب چودھری غلام حسین صاحب " " " — ۸ر
جناب میاں ابراہیم صاحب " " " — ۸ر
جناب منشی غلام نبی صاحب " " " — ۸ر
جناب میاں رحیم بخش صاحب " " " — ۸ر
کل میزان — ۵

فہرست چندہ جماعت احمدیہ لونجہ

جناب میاں عبد السبحان صاحب احمدی چندہ ماہواری — ۱۲ر
جناب میاں عبد العزیز صاحب " " — ۸ر
جناب ماسٹر غلام رسول صاحب بی۔اے۔ سیکنڈ ماسٹر چندہ ماہواری — ۸ر
جناب ماسٹر غلام رسول صاحب بی اے سیکنڈ ماسٹر چندہ سلسلہ مسجد برلن — ۱۲ر
جناب خواجہ رمضان جو صاحب دوکاندار علیاباد چندہ ماہواری — ۱ر
" " " " چندہ مسجد برلن — ۸ر
جناب خواجہ محمد عثمان صاحب - موہری سید علیخان " " — ۸ر
جناب غلام حیدر و محمد خاں ساکنان " " — ۸ر
جناب چودھری خاں بہادر صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر منی بنگلہ مری مسلسل برلن — ۸ر
جناب راجہ سردار خانصاحب جنٹ ریونیو افسر پونچھ چندہ مسلسل برلن — ۱ر
جناب ملک فتح محمد خانصاحب بی۔اے۔ بی ٹی جنٹ ایجوکیشنل افسر — ۱ر
جناب شیخ فیروز الدین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول پونچھ " — ۱ر
جناب راجہ حسن الدین صاحب ٹیچر اسلامیہ سکول پونچھ چندہ ماہواری — ۱ر
" " " چندہ مسجد برلن قسط — ۴ر
جناب خواجہ غلام احمد صاحب انسپکٹر بنک ہائے زمیندارہ ماہواری — ۱ر
جناب خواجہ عزیز الدین صاحب پیروکار سرکار - ماہواری — ۱ر
جناب راجہ نور محمد خانصاحب - نائب تحصیلدار چندہ ماہواری — ۱ر
میزان کل — ۵

فہرست چندہ جماعت احمدیہ ضلع کانگڑہ

جناب منشی فتح دین صاحب تھانہ کانگڑہ چندہ ماہواری جنوری تا جولائی معہ — ۱۲ر
جناب سید محمد شفیع صاحب " مئی جون — عہ
جناب ڈاکٹر نعمت خاں صاحب " جنوری تا جون — ۶ر
جناب قاضی ولایت علی صاحب جلد ساز و حصہ سالہ چندہ مئی جون — ۸ر
جناب مستری عبد اللہ صاحب - مئی و جون — ۴ر
جناب مستری عبد الغفور صاحب مئی و جون و جولائی — ۱۲ر
جناب خواجہ فقیر محمد صاحب " " جون و جولائی — ۱۳ر
جناب سید امجد علی شاہ صاحب کورٹ انسپکٹر و حصہ سالہ جولائی — ۵
جناب خواجہ فقیر محمد صاحب چندہ عید فنڈ " " — ۸ر
میزان — ۵

احمدیہ ہوسٹل

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ امسال اپنی جماعت کے کالج کے طلباء کے لئے ایک ہوسٹل کھولا جائے تاکہ اپنے نوجوانوں میں وحدت اور قومی جوش کا رنگ نظر آئے اور سب ایک سلسلہ میں منسلک ہو کر درس و تدریس میں شامل ہوں - اور علوم دینی کا شوق انکے دلوں میں موجزن ہو - ہوسٹل انشاء اللہ تعالےٰ ستمبر میں کھل جائیگا - صحت اور مطالعہ اور ہر ایک لحاظ سے نہایت موزوں ہوگا احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جو کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں - بجائے دوسرے ہوسٹلوں کے اس ہوسٹل میں داخل کرائیں - اس کے لئے ان کی درخواستیں ماہ اگست کے دوران میں میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں تاکہ تعداد کے تناسب سے مکان کا اندازہ لگ سکے نیز دیگر احمدی طلباء کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اپنی درخواستیں ماہ اگست میں میرے پاس بھیج دیں -

ظہور احمد جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

ہفتہ میں دو بار۔ ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳

جلد ۱۲ — نمبر ۸۲

مدینۃ المسیح لاہور یوم اتوار مورخہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۲۴ اگست ۱۹۲۴ء

اخبار احمدیہ

گذشتہ سے گذشتہ جمعہ کے روز جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گوجرانوالہ میں تشریف لائے اور وہیں آپ نے نماز جمعہ پڑھائی، جناب ڈاکٹر صاحب کو اس بات کی شکایت ہے کہ لوگ نماز کے لئے یکجا اکٹھے نہیں ہوتے امید ہے کہ جماعت گوجرانوالہ کے بھائی نماز جمعہ کے لئے ...... ایک جگہ جمع ہوا کریں گے،

۲۰۔ اگست کی شام کو مدینۃ المسیح لاہور میں مسلمانوں کا ایک مذہبی جلسہ ہوا، اس جلسہ میں مولوی عصمت اللہ صاحب نے فلسفہ حیات رسول صلعم پر ایک مبسوط تقریر فرمائی،

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے تار موصول ہونے پر مولانا عصمت اللہ صاحب کو ۲۱۔ اگست کی شام کو ملکانہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے، تمام بھائی ان دونوں مجاہدین کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں،

مولانا عبدالحق صاحب کی ایک تازہ چٹھی موصول ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حالات امید افزا ہیں۔ انشاء اللہ العزیز آریہ اپنی ناپاک کوششوں میں ناکامیاب ہوں گے،

جناب صدیق حسن صاحب دریارتھی بنگاؤں سے لکھتے ہیں کہ:

"فقیر عرصہ ۵ ماہ سے گرک ہلی۔ دار واڑ کے علاقہ میں اپنے خوش حسن بسویشور کو بحکم رب العلیٰ قوم لنگایت کے سامنے پیش کر رہا تھا، اور ہزارہا لنگایت معتقد ہوتے جا رہے ہیں، جب میں بنگاؤں آیا، بعض نادانوں نے بنگاؤں کے کلکٹر کو حکم دے کر میرا وعظ حسب دفعہ ۱۴۴ ضلع بنگاؤں میں بند کروایا ہے، حالانکہ کلکٹر صاحب کو از روئے نان انٹرونشن پالیسی اور ٹالیریشن آف ریلیجس میرے وعظ بند کرنے کا کوئی حق نہیں تھا، چونکہ یہاں کے اعلیٰ عہدہ دار میرے مخالف پٹ والے لنگایت ہیں، اس واسطے ان کا جادو چل گیا، حالانکہ کلکٹر صاحب نے جن وجوہات پر وعظ بند کیا ہے میں نے ان کو حقیقت سے غلط ثابت کیا ہے، مگر صاحب موصوف مخالف پٹ والے لنگایت کے زیر اثر ہو کر ... عہدہ دار قوم لنگایت سے ... اس وجہ سے حق کا خون کیا گیا ہے اور یہ وہ قانون سے ... اپیل نہیں، اس وجہ سے پنجاب میں انصاف کے لئے آواز بلند کی جاتی ہے تاکہ گورنمنٹ کو خبر ہو جاوے،

ہمارے نئے بھائی

ماہ جولائی میں باوجود احباب کی عدم توجہی کے ذیل کے بھائی داخل سلسلہ ہوئے جو دوست جماعت کی ترقی میں باوجود تواتر تحریروں کے کوشش نہیں کرتے، وہ کہاں تک نام اسلام کہلانے کے مستحق ہیں، غیر مذاہب خصوصاً ہندوؤں کی تبلیغی کوششوں کو دیکھ کر ہی ہمارے احباب کو غیرت کرنی چاہیئے ہر قوم اپنی تنظیم اور ترقی میں مصروف ہے لیکن ہمارے اکثر بھائی تو اب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں،

(۱) شیخ محمد ہاشم صاحب خلف شیخ نظام الدین صاحب سکنہ جموں — بذریعہ خط
(۲) غلام نبی صاحب تیار سکنہ جموں — " "
(۳) غلام محمد صاحب ولد غلام رسول صاحب سرینگر — " "
(۴) سید غلام احمد صاحب ولد سید عبدالاحد صاحب، بذریعہ پیر غلام مصطفیٰ صاحب
(۵) محمد یعقوب حسین صاحب بنگال — " خط
(۶) مقبول شاہ صاحب حکاک سرینگر — " "
(۷) محی الدین صاحب — " " "
(۸) صدر الدین صاحب — " " "
(۹) خواجہ غلام محی الدین صاحب — " " "
(۱۰) میاں رمضانی صاحب ہزارہ — بذریعہ سعید احمد صاحب
(۱۱) ایل ڈیزرنج صاحب جاوا، — " مرزا ولی احمد بیگ صاحب
(۱۲) خواجہ عنایت اللہ صاحب بٹ پسرور حال لاہور — بذریعہ خط
(۱۳) امام الدین صاحب ضلع گجرات — بذریعہ شیخ محمد یوسف صاحب دہلی
(۱۴) عمر الدین صاحب سنار " شیخوپورہ — بذریعہ خط
(۱۵) عبدالعزیز صاحب گلمرگ، محو دیت — بذریعہ عبدالاحد شاہ صاحب
(۱۶) منشی مظفر علی خاں صاحب قریشی، سرینگر، — " خط
(۱۷) چودھری غلام حیدر صاحب ضلع لائلپور — بذریعہ چودھری غلام حسن صاحب لائلپور
(۱۸) چودھری محمد اقبال صاحب ضلع لائلپور، — " " " "
(۱۹) عبدالحمید صاحب ... — بذریعہ شیخ محمد یوسف صاحب دہلی
(۲۰) ... احمد صاحب ... — " خط

درخواست دعا

میاں عبدالشکور صاحب پسروری کے والد بزرگوار بیمار ہیں تمام بھائی ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں،

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ماہوار اسلامک ریویو اور اسلامک ورلڈ کے متعلق بہت سے احباب کو غلط فہمی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ سو ان کی اطلاع کے واسطے یہ نوٹ کیا جاتا ہے کہ اسلامک ورلڈ ماہی رسالہ ہے جو مولوی مصطفیٰ خاں صاحب نے اپنے طور پر لاہور سے جاری کیا ہے۔ اور اسلامک ریویو جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا ماہوار رسالہ ہے جو ووکنگ (انگلستان) سے نکلتا ہے،

سیکرٹری

ضرورت نکاح

(۱) ہمارے ایک معزز بزرگ سکنہ کشمیر کی نوجوان صاحبزادیوں کے لئے دو رشتوں کی ضرورت ہے، درخواست کنندگان مخلص احمدی تعلیم یافتہ اور برسر روزگار ہوں، درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری کے پاس بھیجی جائیں،

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ کا بجٹ خرچ پانچ لاکھ روپیہ ہے۔ اسے ... امداد دینا ہر مسلمان کا فرض ہے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ مطبوعہ ۲۲- محرم الحرام ۱۳۴۳ ہجری نمبر ۸۱

یورپ کا خلاف اسلام پروپیگنڈا (۱)

(حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ کی قلم سے ۔

(۱)

مشنری تحریک

یورپ کا خلاف اسلام پروپیگنڈا دو قسم پر ہے ۔ ایک وہ جسکا اکثر لوگوں کو علم ہے یعنی مشنری تحریک ۔ یہ علی الاعلان اسلام کے خلاف ہے ۔ تمام اسلامی ممالک کے اندر اسکا جال پھیلا ہوا ہے ۔ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں اور ہزاروں کی تعداد میں آدمی نکلتے ہیں اور اسلام کو علی الاعلان بُرا کہتے ہیں ۔ مسلمانوں کو عیسائی بنانا اور آہستہ آہستہ اسلام کا نام دنیا سے مٹانا یہ اسکی کھُلی کھُلی غرض ہے ۔ ہسپتالوں اور سکولوں ۔ کالجوں کے قائم کرنے کا بھی یہی غرض ہے ۔ گو بظاہر یہ عام رفاہ کے کام ہیں ۔ مگر عیسائی مشنری انکو بھی تبلیغ مذہب کا آلہ بنا رہے ہیں ۔ ان ہسپتالوں کے ذریعہ سے بعض اوقات ناواقف عورتیں ۔ اور سکولوں ۔ کالجوں کے ذریعہ سے حاجتمند یا ناواقف طلبا ، ان کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ مگر عیسائی مشنری تحریک کا اثر زیادہ تر ان اسلامی ممالک میں ہے جہاں مسلمانوں میں تعلیم کی کمی ہے ۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے عموماً وہ اپنے مذہب سے بے خبر ہیں ۔ اور جو کچھ پادری صاحبان اسلام کے متعلق غلط بیانیاں کرتے ہیں ۔ اُنپر اثر کر جاتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ممالک میں جیسے جاوا اور بعض جزائر جیسے ٹرینیڈاڈ و فلپائن وغیرہ اسلام کو پادری صاحبان کے ہاتھ سے بہت نقصان پہنچا ہے ۔ اور بعض مقامات پر ہزارہا فرزندان اسلام خدائے واحد کی عبادت کو چھوڑکر پرستاران صلیب ہو چکے ہیں ۔ ان ممالک میں تھوڑی سی بیداری پیدا کر دینا اور اسلام کی صحیح تعلیم سے انکو آگاہ کر دینا کافی ہے ۔

مذہب کو سیاست کا غلام بنایا گیا ہے

یورپ میں سیاست اور مذہب ایک دوسرے کی اعانت کے لیئے ہیں کبھی سیاسی خیالات کے اظہار کے نیچے مذہبی خیالات کی اشاعت ہوتی ہے ۔ اور کبھی مذہب کے نام کے نیچے سیاسی اغراض پوری ہوتی ہیں ۔ سیاسی خیالات کا آج مہذب ممالک میں اسقدر غلبہ ہے کہ اگر غور کیا جائے تو مذہب کو بھی سیاسیات کا غلام بنا لیا گیا ہے اور خالص مذہبی کام میں بھی سیاسی غرض مدنظر ہوتی ہے یہاں تک کہ مشنری تحریک بھی بہت کچھ سیاسی اغراض کے لیئے ہے ۔ ہر ایک پادری کو خدا کی بادشاہت کی اسقدر فکر نہیں ہوتی جسقدر اپنی قوم کی بادشاہت کی فکر ہوتی ہے ۔ جرمن پادری جرمنی کے ملکی اغراض کے معاون ہیں تو انگریز پادری انگریزی ملکی اغراض کو پورا کر رہے ہیں ۔ اور فرانسیسی پادری فرانسیسی اغراض کو ۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی مذہب کی تبلیغ کرنے کے باوجود ایک دوسرے پر بدظن بھی رہتے ہیں اور خود جو کچھ کرتے ہیں جانتے ہیں کہ دوسرے بھی وہی کر رہے ہیں ۔ مشرقی افریقہ کے پادری شا نے نہایت صفائی سے یہ بات کہدی ہے کہ ایشیا اور افریقہ کے لوگوں کو پولیٹیکل حقوق میں یورپ کے ساتھ مساوات کا نام نہ لینا چاہیئے جبتک کہ وہ مسیح کی غلامی اختیار نہیں کرتے تو گویا جہاں بظاہر صرف تبلیغ مذہب ہے اُسکی غرض بھی ملکی اغراض کو پورا کرنا ہے ۔

یورپ کی سیاست میں مذہب کا رنگ

لیکن اسکے بالمقابل اگر یورپ کی سیاسی چالوں کو دیکھا جائے تو اس کے نیچے بھی مذہبی اغراض پوشیدہ ہیں ۔ ان سب چالوں میں اسلام کی قوت کو توڑنا مدنظر ہے تاکہ اسلام کمزور ہو اور عیسائیت غالب آئے ۔ ایک طرف اگر اسلام کی ملکی شوکت کے جاتے رہنے پر پادریوں نے خوشی منائی ہے اور یہ امید ظاہر کی ہے کہ اب مسلمان ملکی طور پر مغلوب ہوکر عیسائیت کے اثر کے نیچے آکر عیسائی ہو جائینگے تو دوسری طرف انگلستان جیسے ملک کے وزرا جسے کبھی کبھی فریب خوردہ مسلمان بھی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہہ لیتے ہیں کیونکہ اسمیں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے مسیحیت کے لیئے اپنے خیالات کو دبا نہیں سکے اگر اسکویتھ سالونیکا کی فتح پر علی الاعلان خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ اب مسیحیت مسلمانوں کے ہاتھ سے

نکل گیا تو جنگ عظیم کے اختتام پر لائیڈ جارج ساری دنیا کو سناتا ہے کہ امن صرف عیسائیت کے پھیلنے سے قائم ہو سکتا ہے گویا یورپ کو متنبہ کرتا ہے کہ اپنی اس فتح سے فائدہ اٹھاکر عیسائیت کی تبلیغ پر زور دیا جائے ۔ گو بالآخر یہی نظر آتا ہے کہ یہ لوگ بھی مذہب کو سیاست کا غلام بنانا چاہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ عیسائیت کی ترویج سے یورپ کا اقتدار قائم ہوتا ہے ۔

یورپ کا سیاسی اسلامی لٹریچر

علاوہ وزراء اور مدبرین ملکی کے یورپ کے تاریخ نویس اور مصنف بھی مذہبی یا قومی تاریخوں کے نام کے نیچے سیاسی اغراض کو پورا کر رہے ہیں اور یہی وہ دوسری قسم کا خلاف اسلام پروپیگنڈا ہے جو اس مضمون کا اصل مقصد ہے ۔ یورپ میں ایک گروہ مستشرقین کا پیدا ہو گیا ہے جو بعض اوقات تو واقعی تاریخ اسلامی سے کچھ واقفیت رکھتے ہیں ۔ اور بعض اوقات اِدہر اُدہر کی چند کتابوں سے کچھ خیالات لیکر ایک نیا نظریہ بناکر پبلک کے سامنے رکھدیتے ہیں ۔ اور غرض انکی اسلام کے خلاف کچھ زہر پھیلانا ہوتا ہے ۔ اس قسم کے لٹریچر سے یورپ بھرا پڑا ہے ۔ بعد ہر سال ہر ملک میں دو تین نئی کتابیں اس قسم کی نکل آتی ہیں ۔ جن کی غرض اسلام کو ایک بدنما رنگ میں پیش کرنا ہوتا ہے ۔ بعض ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ بن کر ایک آدھ اچھی بات لکھدیتے ہیں تو بیسیوں زہر آلود خیالات کو بھی انصاف اور تحقیقات کا جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ پہلے اپنے دلمیں ایک خیال قائم کر لیتے ہیں ۔ اور پھر اِدہر اُدہر سے جو کوئی کمزور سے کمزور بات بھی اس خیال کی مؤید مل جاتی ہے ۔ اسے جوڑ جاڑ کر اپنے خیال کی تقویت میں ایک عمارت بنا کھڑی کرتے ہیں ۔ اس میں ان کی غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ نیا نظریہ پبلک کو اپنی طرف کھینچ لے اور اُنکی کتاب کی فروخت زیادہ ہو ۔ اکثر حصہ اس لٹریچر کا جو آج یورپ میں اسلام کے متعلق تیار ہو رہا ہے اسی قسم کا ہے ۔ ہاں بعض واقعی نیک نیت بھی ہیں مگر ان کی تعداد بہت قلیل ہے ۔ اور ان کے خیالات کو یورپ کے سیاسی تاریخی طبقے میں دبانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ اصل میں یورپ کا مذہب ہو ۔ یا یورپ کی تحقیقات ہو ۔ یا یورپ کی تاریخ نویسی ہو ۔ اس سب میں اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو کچھ سیاسی اغراض ہوتی ہیں اور اسلام کے خلاف یورپ کی سب سے بڑی سیاسی غرض صرف اس کو بدنما رنگ میں پیش کرنا ہے ۔

مشنری تحریک اور سیاسی لٹریچر کا مقابلہ

گو یورپ کی مشنری تحریک اسلام کے لیئے بظاہر زیادہ خطرناک معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن جہانتک میں سمجھتا ہوں ۔ بالآخر اس سے اسقدر نقصان مسلمانوں کو نہیں پہنچ سکتا ۔ جسقدر نقصان یورپ کے سیاسی لٹریچر سے پہنچ رہا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ مشنری تحریک کی بدولت ہزارہا فرزندان اسلام ، اسلام سے نکل گئے ۔ مگر اس تحریک سے مسلمانوں کو فائدہ بھی پہنچا ہے ۔ کیونکہ جہاں اُنہیں دشمن اُنکے مذہب پر کھلا حملہ کرتا ہوا نظر آتا ہے خواہ اُن کی قوت مدافعت کتنی ہی کمزور کیوں نہ ہو گئی ہو پھر بھی اس مقابلہ میں وہ قوت جوش مارتی ہے اور اگر کچھ دیر تک مقابلہ جاری رکھا جائے تو وہ قوت زور پکڑتی ہے ۔ اور بالآخر مخالف قوت کو دبا لینے کے قابل ہو جاتی ہے ۔ اسلام تو اصل میں ایک ایسا مشنری مذہب ہے کہ اسکے برابر دنیا میں کوئی مشنری مذہب نہیں کیونکہ گو عیسائیت میں نظام تبلیغ اعلےٰ درجہ کا عمدہ اور مکمل ہے ۔ اور روپیہ اُن کے پاس بہت ہے مگر اس کے بالمقابل اسلام نے ہر ایک مسلمان کو اپنے مذہب کا مبلغ بنایا ہے ۔ اور قرآن کریم نے صاف طور پر مسلمانوں کو بتا دیا ہے کہ وہی انسان خسران سے بچ سکتا ہے جو اس حق کو جو اُسنے پالیا ہے دوسروں کو بھی پہنچاتا ہے ۔ اور ابتدائی مسلمان ایسے ہی تھے کہ اُنمیں ہر تاجر اور ہر زمیندار اور ہر پیشہ ور اپنے مذہب کا مبلغ بھی تھا ۔ اور اسلام جسقدر آجتک دنیا میں پھیلا ہے سارا اپنی اندرونی طاقت کی وجہ سے پھیلا ہے ۔ ورنہ کوئی تبلیغی نظام اسکے اندر کبھی کسی اعلےٰ پیمانے پر نہیں ہوا ۔ پس ایک طرف اگر ہمیں اپنے ان بھائیوں کی وجہ سے جو غلطی سے اسلام کے پاک اصول توحید اور وحدت نسل انسانی کو چھوڑکر تثلیث کفارہ اور قومی و نسلی امتیازات کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں ۔ افسوس ہے تو اسکے ساتھ ہی ہم اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے کہ مسلمان جو اپنے فرض تبلیغ اسلام کو بالکل بھول بیٹھے تھے ۔ مشنری تحریک نے اُنہیں بیدار کر دیا ہے اور اُن کے اس فرض کا احساس ان کے اندر پیدا کر دیا ہے ۔ اسکی ایک اور مثال بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جو مسلمان طالب علم مشن کالجوں میں پڑھتے ہیں اُنکے اندر عموماً دوسروں کی نسبت زیادہ اسلامی جوش پایا جاتا ہے اور مجھے یہ یقین ہے کہ جس طرح ہندوستان میں ابتدائی کامیابیوں کے بعد جو عیسائی مشنریوں کو اسلام کے خلاف حاصل ہوئیں ۔ اسلام سے مسیحیت کی طرف نکلنے والوں کی رَو رک گئی ہے ۔ اور اب بہت سے عیسائی خواہ وہ اسلام سے گئے ہوں یا دوسرے مذاہب سے اسلام کی طرف آرہے ہیں ۔ اسیطرح اس مشنری تحریک سے دوسرے اسلامی ممالک میں بھی آہستہ آہستہ یہی رنگ پیدا ہو جائے گا اور وہ وقت آجائے گا کہ اسلام سے نکلنے کی بجائے اسلام میں لوگ داخل ہونے لگیں ۔

لیکن یورپ کا تاریخی سیاسی لٹریچر میرے نزدیک مشنری تحریک سے بھی زیادہ خطرناک ہے ۔ ایک طرف تو یہ لٹریچر یورپ کے دلوں کو زہر آلود کر رہا ہے ۔ اور کچھ رو جو صحیح اسلامی حالات کے معلوم کرنے کیلئے پیدا ہوئی تھی وہ دبتی جا رہی ہے ۔ اور دوسری طرف ان تاریخ نویسوں یا مستشرقین کے اثر کے نیچے مسلمان بھی بہت زیادہ ہیں کیونکہ نئی علمی بیداری میں جو پیدا ہوئی ہے اُنکی تمام توجہ نئے فلسفہ اور سائنس کی طرف ہے ۔ اور شب و روز یورپین مصنفوں کی تحریریں پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے ۔ اور اپنے مذہب اور اپنی تاریخ سے عموماً یہ لوگ ناواقف ہوتے ہیں اس لیئے جب ایک طرف وہ یورپ کی علمی تحقیقات کے اثر کے نیچے ہوتے ہیں تو دوسری طرف یہ بھی خیال کر لیتے ہیں کہ یورپ سے جو کچھ نکلتا ہے وہ صحیح تحقیقات کا نتیجہ ہوتا ہے ۔ اور سیاسیات کو بھلا دیتے ہیں کہ قومی اور مذہبی خیالات کے رنگ نے تاریخ اسلام کے مطالعہ میں ان لوگوں کی آنکھوں پر ایسی رنگدار عینک لگا دی ہے کہ وہ کسی چیز کو اپنی صحیح حالت پر نہیں دیکھ سکتے ۔ اور پھر بہتیرے ایسے بھی ہیں کہ وہ اسلام کو بدنما کرکے دکھانا ہی اپنی زندگی کی غرض سمجھتے ہیں ۔ اس لحاظ سے یورپ کا سیاسی اسلامی لٹریچر نہ صرف یورپ کے دلوں کو ہی اسلام کے خلاف کرتا جا رہا ہے بلکہ خفیہ طور پر مسلمانوں کے دلوں پر بھی ایک زہریلا اثر پھیلاتا چلا جا رہا ہے اور اسکا ازالہ مسلمانوں کا اولین فرض ہے ۔

(باقی آئندہ)

ویدک رُوحانیت کا نمونہ

عام آریہ سماجیوں کی روحانیت کی حقیقت تو اسی دن آشکارا ہو گئی تھی ۔ جس دن مہاتما گاندھی جی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں لکھ دیا تھا کہ آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کرتے وقت ہوتی ہے ۔

مگر آج ہم آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی کی روحانیت کا نمونہ پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ سوامی جی کے نزدیک یہ بات جائز ہے ۔ کہ مخالف مناظر پر فتح پانے کے لئے اپنے اصل عقیدہ کو چھپاکر ایک ایسا عقیدہ ظاہر کیا جائے ۔ جس سے فتح حاصل ہو سکتی ہو ۔ چنانچہ سوامی جی اپنی مشہور و معروف کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ

"اب اس میں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا ۔ تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں ۔ اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا تو کچھ اچھا ہے"

اب جب کہ سوامی جی کے نزدیک ایک مخالف پر فتح پانے کے لئے عقیدہ تبدیل کرنا جائز تھا تو کیا عجیب ہے کہ سوامی جی نے قدیم ہندو مذہب کے خلاف جن عقاید کی تعلیم دی وہ اسی پالیسی کی بنا پر ہو ۔ ایسی تعلیم کے موجود ہوتے ہوئے ایک سناتن دھرمی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ کہدے کہ سوامی جی نے جو بت پرستی کی تردید کی ہے اور تعلیم توحید کو ویدوں کی طرف منسوب کیا ہے وہ سوامی جی نے محض مسلمانوں پر فتح پانے کیلئے بطور پالیسی کے اختیار کیا تھا ۔

کہ اگر بھولے سے حضرت صاحب کو تحفہ گولڑویہ لکھتے بجائے تریاق القلوب کا نام یاد رہا، تو بھی اس تحریر نے ثابت کر دیا کہ حضرت صاحب حقیقۃ الوحی میں یہ فقرہ لکھتے وقت کتاب تریاق القلوب کو منسوخ نہ مانتے تھے، ہمیں اس سے بحث نہیں کہ عدالت میں یہ ہوا یا وہ، بحث یہ ہے کہ حضرت صاحب حقیقۃ الوحی میں تریاق القلوب کو منسوخ نہیں، محکم قرار دیتے ہیں ہم نے تو مدتوں قادیانی جماعت سے یہ مطالبہ کیا کہ حضرت صاحب کی کسی تحریر کو منسوخ قرار نہیں دیا جا سکتا، جب تک کہ حضرت صاحب بالصراحت یہ نہ لکھیں کہ فلاں بات جو میں نے لکھی میں اسے منسوخ قرار دیتا ہوں، اس لئے تریاق القلوب منسوخ نہیں، کیونکہ حضرت صاحب نے خود کہیں نہیں لکھا۔ کہ میں اسے یا اس کے فلاں حصہ کو منسوخ قرار دیتا ہوں۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب نے خود آپ کے مزعومہ تبدیلی دعوے کی تاریخ کے بعد اس کتاب کو شائع کیا، اور اس کے ساتھ کوئی نوٹ نہ لگایا، کہ اب یہ منسوخ ہے، کیا آپ اس سیدھی بات کو نہیں سمجھ سکتے، کہ ایک مصنف جب ایک کتاب اپنی زندگی میں پہلی بار شائع کرتا ہے تو وہ تاریخ اشاعت پر اس بات کا ذمہ دار ہے کہ اس کے عقائد وہی ہیں، جو اس میں ظاہر کئے گئے ہیں کوئی دوسری ایڈیشن ہوتی تو کہا جا سکتا تھا کہ پہلی ایڈیشن کی محض نقل چھاپ دی ہے، لیکن پہلی اشاعت پر وہ لازماً انہی عقائد کا قائل مانا جائے گا، جو اسنے اسمیں لکھے ہیں اب آپ لوگوں کا یہ خیال کہ حضرت صاحب نے تریاق القلوب کو ۱۸۹۹ء میں لکھنا شروع کیا، اس وقت آپ انکار نبوت کیا کرتے تھے، اور ۱۹۰۱ء میں آپ نے نبوت کا دعوے کیا، لیکن ۱۹۰۲ء میں تریاق القلوب شائع کی جس میں پھر انکار نبوت موجود ہے، اصل بات تو یہ ہے کہ اگر میاں صاحب اسی تاریخ تبدیلی پر قائم رہتے، جو انہوں نے پہلے اپنی کتاب القول الفصل میں لکھی تھی، اور ۱۹۰۲ء سے پہلے کی سب کتابوں کو منسوخ رکھتے، تو ان کے دعوے کے لئے بدرجہا یہ بہتر تھا، لیکن نظر ثانی کر کے جو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ ۱۹۰۲ء کو جلدی میں تاریخ تبدیلی لکھ دیا گیا تھا اصل تاریخ تبدیلی ۱۹۰۱ء ہے، تو اس سے ان کے دعوے کو سخت نقصان پہنچا ہے، ایک تو یہ اول بدل صاف بتاتا ہے کہ یہ میاں صاحب کے دماغ کی ایجاد ہے، اگر فی الواقع کوئی وقت ایسا ہوتا کہ حضرت صاحب نے صفائی سے اپنا دعوے تبدیل کر لیا ہوتا، اور نبوت کا انکار کرتے کرتے اور یہ کہتے کہتے کہ میں مدعی نبوت کو کاذب اور کافر یقین کرتا ہوں، اور نبوت کے مدعی کو مردود کہتے کہتے فوراً نبوت کا دعوے کر دیا ہوتا تو اس میں یہ اضطراب میاں صاحب کو کیوں ہوتا، کہ پہلے تاریخ تبدیلی ۱۹۰۲ء قرار دیتے، اور بعد میں اسے ۱۹۰۱ء قرار دیتے، لیکن بہرحال ۱۹۰۱ء کو تاریخ تبدیلی قرار دے کر یہ پتھر آپ کے رستے میں ہے کہ تریاق القلوب جو ۱۹۰۲ء کی شائع شدہ ہے، اس میں انکار نبوت موجود ہے، اور حضرت صاحب نے ۱۹۰۲ء میں اسے شائع کر کے دنیا کو یہ یقین دلایا کہ میں نبوت کا دعوے نہیں کرتے بلکہ انکار کرتے ہیں، پھر اس پر یہ مزید یہ کہ ساری عمر ایک دفعہ نہیں کہا، کہ تریاق القلوب میں میرا انکار نبوت کرنا یا اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر نہ کہنا منسوخ ہے اور آپ تو تریاق القلوب کو منسوخ ثابت نہ کر سکے، خدا کے فضل نے ہمارے ہاتھ میں حضرت صاحب کی اپنی تحریر دے دی، کہ وہ آخر وقت تک تریاق القلوب کو غیر منسوخ مانتے تھے، اور اپنی شان اور مرتبہ کو اسی قدر مانتے تھے جو تریاق القلوب میں مذکور ہے۔

اس نتیجہ سے آپ یوں نہیں بچ سکتے، کہ حضرت صاحب کی تحریر کو غلط ثابت کریں، اور کہہ دیں کہ وہ کتاب تحفہ گولڑویہ تھی، اور ابھی آپ کو ایک اور مصیبت درپیش ہے کہ تحفہ گولڑویہ کو بھی آپ منسوخ مانتے ہیں، اگر اس کو غیر منسوخ مانا جائے تو اس میں بھی انکار نبوت موجود ہے، اگر بفرض محال مقدمہ میں تحفہ گولڑویہ ہی پیش ہوئی تھی، اور حضرت صاحب کی تحریر غلط ہے، تو بھی حقیقۃ الوحی میں حضرت صاحب تریاق القلوب کو ہی غیر منسوخ قرار دے رہے ہیں، اور نہ آپ اس طرح بچ سکتے ہیں کہ تریاق القلوب کا فلاں مقام نہیں فلاں مقام پیش کیا گیا تھا۔

اس کی ضرورت ہے، بلکہ بحث اس بات سے ہے کہ حضرت صاحب تریاق القلوب کے کسی حصہ کو منسوخ نہ سمجھتے تھے، آپ نے نہ صرف ۱۹۰۲ء میں اسے شائع کر کے اس کی موزونی کو قبول کیا، کہ اس تاریخ آپ انہی باتوں کے قائل تھے جو اس میں لکھی ہیں، بلکہ حقیقۃ الوحی میں یہ ذکر لکھ کر صاف بتا دیا کہ حقیقۃ الوحی لکھتے وقت بھی آپ تریاق القلوب کو غیر منسوخ سمجھتے تھے، ہاں یہ دوسری بات ہے کہ آپ لوگ مانیں گے وہ جو زندہ امام کہے، اور یہ بات میاں صاحب کے بعض مریدوں نے میرے سامنے کہی ہے، جب میں نے ان کے سامنے ایک طرف حضرت صاحب کے تین فتوے جن میں سے ایک کو اسے کر اپنی قلم سے ہے رکھے، جن میں غیر جماعت مسلمانوں کے جنازہ کا جواز تھا، اور دوسری طرف میاں صاحب کی تحریر رکھی، کہ وہ غیر جماعت کا جنازہ کسی صورت میں جائز نہیں مانتے، اور دریافت کیا کہ آپ کس بات کو تسلیم کریں گے، تو جواب ملا کہ ہم زندہ امام کی بات کو مانیں گے، اور یہ صاحب بی اے میں پڑھ رہے تھے، سو آپ کا اختیار ہے، جس بات کو چاہیں مانیں، ہم تو اب بھی حضرت مسیح موعود کو زندہ امام ہی مانتے ہیں، اور انہی کی باتوں کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

میں اس قسم کی دور از کار بحثوں سے بچنا چاہتا ہوں، اس سے بدرجہا زیادہ ضروری کام میرے سامنے ہیں، آپ سے چونکہ پرانے دوستانہ تعلقات ہیں، اس لئے یہ مفصل جواب ایک ہی دفعہ لکھ دیا ہے، اس سے زیادہ وقت میں اس خط و کتابت پر ضائع نہیں کر سکتا،

محمد علی،

ہمارا چیلنج اور جملہ آریہ سماجوں کا کامل سکوت

ایڈیٹر آریہ گزٹ کی ہرزہ سرائی

ہمارے چیلنج کی مدت معینہ ختم ہو چکی، اور ہندوستان بھر کی آریہ سماجوں کے منتری صاحبان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا، جو ہمارے مطالبات کو پورا کر دیتا، اور پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اوم کی صفات سرو شکتیمان، سروانتریامی، سرودیاپک وغیرہ وغیرہ مندرجہ ستیارتھ پرکاش نیز اوم کی وحدت رگوید میں سے تحریر کر کے اس کی تقدیس و جامعیت کی حفاظت کرتا، البتہ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب نے جن کی بے نظیر علمی قابلیت اور کمال انشاپردازی نیز تہذیب و متانت کی تعریف نہیں کی جا سکتی، ۲۴ جولائی ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں بے نتیجہ مگر مضحکہ خیز لب کشائی کی، اور دبی زبان میں اقرار بھی کر لیا، کہ رگوید میں اوم اور اس کی صفات و وحدت کا تذکرہ نہیں، سے

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

یہی وجہ ہے کہ آپ بجائے ہمارا مطالبہ پورا کرنے کے تہذیب سے بھرے ہوئے لفظوں میں ہم سے پوچھتے ہیں کہ رگوید کی قید کیوں لگائی، رگوید کی قید لگانا تو ایسا ہے جیسے کوئی آپ ہی سے پوچھے، کہ سورۃ ابی لہب میں سے اللہ نکال کر دکھلاؤ اور وید تو ایشری گیان کے چار حصے ہیں،

سنیئے مہاراج، ہم نے رگوید کی قید لگائی، اور بالکل بجا لگائی، کیونکہ رگوید ایک مستقل کتاب ہے، کسی خاص کتاب کا حصہ یا جزو نہیں، اگر یہ کتاب وید کا حصہ یا جزو ہوتی، تو ہم ان کے رگوید کی قید لگانی ٹھیک نہیں، مگر جب کہ یہ بات ہی نہیں تو آپ کا یہ کہنا کہ رگوید کی قید کیوں لگائی، کس قدر صداقت سے دور اور کس قدر مضحکہ خیز ہے، وہی بات ہوئی یا نہیں کہ ع

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

قاعدہ ہے کہ ضرورت کے وقت جزو اپنے کل کی طرف مضاف ہو جاتا ہے، مگر اتھرو، یجر، سام اور رگ لفظ وید کی طرف مضاف نہیں ہو سکتے، کسی نے آجتک نہیں کہا۔ وید کا رگ، وید کا سام، وید کا یجر، وید کا اتھرو، کیونکہ یہ چاروں کتابیں وید کا حصہ یا جزو نہیں، بلکہ بجائے خود مستقل اور مکمل وید ہیں طرف مضاف ہو سکتا ہے، اور کہا جا سکتا ہے، یجر وید کا فلاں ادھیا، رگوید منڈلوں اور سوکتوں وغیرہ پر منقسم ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ رگوید کا فلاں منڈل، فلاں سوکت، مگر کیوں۔ صرف اس لئے کہ ادھیا اور منڈل سوکت وغیرہ جس وید کی طرف مضاف ہوں، اسی کے حصے اور جزو ہیں، مگر کبھی نہیں کہا گیا اور ہرگز نہیں کہا جا سکتا، وید کا یجر، وید کا رگ، وید کا سام وغیرہ کیونکہ رگ، یجر وغیرہ وید کے حصے اور جزو نہیں، جو اپنے کل کی طرف مضاف ہوں، بجائے خود مستقل کتابیں ہیں، پھر آپ نے کس منہ سے کہا۔ کہ رگ وید کی قید کیوں لگائی،

مہاشہ جی معاف کیجئے، جواب دینا تو ایک طرف رہا۔ آپ کو علمی رنگ میں سوال کرنا بھی نہیں آتا، کسی کو غیر مہذب الفاظ میں مخاطب کر لینا یا دو چار ٹرملیں ہانک دینا داناؤں کے نزدیک علمی کمال نہیں کہلاتا، بلکہ پرلے درجے کی جہالت و سفاہت سے موسوم ہوتا ہے، ہمیں افسوس ہے)

آپ مقدس ویدوں کو الہامی مانکر اور ان کی اخلاق حسنہ سے بھری ہوئی تعلیم کو سچا جان کر ایسی کمینہ حرکات کے مرتکب ہوئے ہیں، کیا آپ کے اس بدترین سفیہانہ طرز عمل سے ویدوں کے مقدس و امن تعلیم پر دھبہ نہیں آوے گا، اور ضرور آوے گا، سچ ہے "دشمن دانا بہ از دوست ناداں"

قواعد مسلمہ علمی کے مطابق ہمارا مطالبہ صحیح ہے، کہ پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اوم کی صفات مندرجہ ستیارتھ پرکاش نیز اوم کی وحدت رگوید میں سے نکال کر دکھاؤ، اور آپ کا یہ کہنا کہ رگوید کی قید کیوں لگائی، بالکل نادرست اور رگ وید سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے، اگر آپ رگ وید کی عظمت و شان سے واقف ہوتے تو ایسی غیر معقول بات زبان پر نہ لاتے،

سنیئے رگوید گیان کانڈ کی کتاب ہے، اسی سے اوم جی مہاراج کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے، اور یہی وہ پستک ہے، جس نے گیان کا نور بھارت ورش میں پھیلا دیا تھا، پھر ہمارا یہ سوال کیونکر نادرست ہو جاوے گا، کہ رگ وید میں سے پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اس کی صفات و وحدت کا لفظی تذکرہ دکھلاؤ، آپ کا یہ قول کہ وید ایشری گیان کے چار حصے ہیں، بداہتاً باطل ہے، کیونکہ ایشری گیان ایسی چیز ہی نہیں، جس کے حصے بخرے ہو سکیں، اگر آپ رگوید کو الہامی مانتے ہیں، تو اس میں سے پرماتما کا ذاتی نام اوم اور اوم کی صفات مندرجہ ستیارتھ پرکاش نیز اوم کی وحدت تحریر کریں۔ تاکہ رگوید پر الزام نہ آئے، کہ نہ تو اس میں پرماتما کا ذاتی نام موجود ہے نہ صفات و وحدت کا ذکر، اس لئے رگوید الہامی نہیں کہلا سکتا،

سورۃ اللہب قرآن مجید کا ایک حصہ ہے، اسی لئے اپنے کل کی طرف مضاف ہو سکتا ہے، اور کہا جا سکتا ہے، قرآن مجید کی سورۃ اللہب، اسی بناء پر اگر سورۃ اللہب میں لفظ اللہ موجود نہ ہو، تو قرآن مجید پر کوئی الزام نہیں آ سکتا، کیونکہ یہ سورۃ ایک چھوٹی سی جزو ہے کل نہیں، مگر یہاں تو یہ عالم ہے کہ اس چھوٹی سی سورۃ میں بھی لفظ اللہ موجود ہے، ملاحظہ ہو،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ تبت یدا ابی لھب وتب ما اغنی عنہ مالہ وما کسب الخ ہ بسم اللہ سے لیکر حبل من مسد تک سورۃ ابی اللہب ہے، اور اس میں لفظ اللہ موجود ہے،

مہاشہ جی قرآن مجید پاروں، سورتوں، رکوعوں پر منقسم ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں، کہ ہر سورۃ، ہر رکوع ہر پارہ میں لفظ اللہ موجود ہے،

آپ کی علمی قابلیت کو دیکھتے ہوئے ہمیں ہنسی آتی ہے، کہ آپ کو معارضہ کرنا بھی نہیں آتا، ہم نے تو اسی وید میں سے اوم اور اوم کی صفات و وحدت کا لفظی مطالبہ کیا تھا، جو کہ سب سے بڑا اور کئی ہزار صفحات کا وید ہے، اور بجائے خود ایک مستقل مبسوط اور مکمل کتاب ہے، اور گیان کانڈ میں ہے، آپ اس نتیجہ خیز اور معقول مطالبے کو پورا کرنے سے تنگ آ کر ڈیڑھ سطر کی سورۃ پیش کر کے معارضہ کرتے ہیں، اور اس بات کا علم نہیں رکھتے، کہ اس میں بھی لفظ اللہ موجود ہے، سے

بت کریں آرزو خدائی کی

افکار و اذکار

الفضل میں بھی نکات عجیبہ نکلتے رہتے ہیں، گدی نشینوں کے سامنے "ایمانی جرأت" سے بولنے والے کو شیطان اور گدی نشین کو خدا قرار دیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو علم کلام ہمیں سکھایا تھا اور مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ نے جو معارف قرآن ہمیں بتائے تھے، اس سے تو اب تک ہم یہ سمجھے ہوئے تھے، کہ خدا اور شیطان کا مکالمہ مندرجہ قرآن دو بدو قطعاً نہیں، اللہ تعالیٰ جیسی مقدس و منزہ ہستی کا شیطان سے دوبدو مکالمہ ایک امر محال اور بعید از امکان ہے، لہذا یہ زبان حال اور استعارہ و مجاز میں اظہار کیفیت ہے، کہ تا ہر ایک نیکی و بدی کے باریک فلسفہ کو سمجھ سکے، مگر اب الفضل سے پتہ لگا کہ خدا بھی ایک گدی نشین صاحب تھے، اور ابلیس بھی ان کے حلقہ ارادت میں آکر بیٹھا کرتا تھا، ایک دفعہ کسی امر پر اپنے پیر گدی نشین صاحب کے سامنے "ایمانی جرأت" سے بول اٹھا، اور بولا بھی ایسا کہ گدی نشین صاحب کے پاس جس کا کچھ جواب نہ تھا، سوائے اس کے کہ ایک لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیں، اور رخصت کردیں، الحذر سے پیر پرستی! کیوں نہ ہو، گدی نشین جب خدا ٹھیرا، تو پھر اس کے سامنے بول اٹھنے والا کیوں نہ شیطان ٹھیرے، کیونکہ یہ حق خدا ہی کو پہنچتا ہے، کہ اس کے مقابل پر بولنے والا مورد لعنت ہوتا ہے، آخر اکمل صاحب کے منہ سے حق نکل گیا، کہ پیر کو خدا کا منصب دے رکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب تک تو یہی علم تھا کہ نبی صاحب وحی والہام ہوتا ہے اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے، اس لئے اس کی اطاعت فرض ہے اس کے سامنے اعتراض کرنا درست نہیں، گو ایسا اعتراض کر بیٹھنے والوں کو بھی کبھی کسی نے مورد لعنت نہیں ٹھیرایا، خود حضرت عمرؓ صلح حدیبیہ کے وقت اعتراض کر بیٹھے تھے۔ اور آنحضرت صلعم سے ایک بی بی نے تو نکاح کے معاملہ میں صاف پوچھ بھی لیا تھا، کہ آپ یہ وحی سے فرماتے ہیں یا آپ کی ذاتی رائے ہے، اگر آپ کی ذاتی رائے ہے تو میں اس کی پابند نہیں، آپ نے کوئی ناراضگی نہیں ظاہر فرمائی، بلکہ صاف طور پر فرما دیا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے، جس عورت نے تقسیم مال پر آپ پر اعتراض کیا تھا اس نے تو گویا آپ کی دیانت وامانت پر حملہ کر دیا تھا، اور اگر آپ اس معاملہ میں اسے یہ کہہ کر اپنی صفائی نہ کرتے کہ مجھ سے بڑھ کر کون انصاف کرسکتا ہے، تو یہ آپ کی شان نبوت کے منافی ہوتا، مگر بایں ہمہ لعنت کا طوق آپ نے اس کی گردن میں بھی نہ پہنایا، یہ حال نبی کا مطاع ہونا مسلم ہے، کیونکہ وہ صاحب وحی و رسالت ہوتا ہے۔ مگر اب الفضل نے ہمیں اپنے گدی نشین کی شان میں نبی کریم صلعم کو پیش کرکے بتلا دیا ہے، کہ نبی بھی بس ایک گدی نشین ہی ہوا کرتا ہے، یا انہوں نے اپنے گدی نشین کو نبی کا منصب دے رکھا ہے۔ العجب ثم العجب! غرضیکہ جو شان بھی ہے، وہ بجائے خود غلو کی ایک صحیح مثال ہے، کہیں اپنے گدی نشین کو خدا بناتے ہیں، کہیں اسے نبی کا منصب دے دیتے ہیں، اس شخص کی یہ دماغی کیفیت جو دوسروں کو "کوڑھ مغز" بتاتا ہوا انا خیر منہ کا مدعی ہو، کس قدر مقام عبرت ہے!

ملا بولے شیطان نے آدم کو سجدہ کرنے سے یعنے اس کے آگے سربسجود ہونے سے انکار کیا تھا، آریہ بولے تو وہ بڑا بھاری موحد تھا، کہ اس نے خدا کے سوا غیر کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کردیا، احمدی بولے کہ یہ بات غلط ہے، یہاں موحد ومشرک کا سوال ہی کوئی نہیں، خدا نے کیا مخلوق سے آدم کی عبادت کروانی تھی، جو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، مطلب تو فرماں برداری کروانی تھی، جو خلافت الٰہیہ کا تقاضا تھا، سجدہ کے معنے ہی لغت میں فرماں برداری کے ہیں، آدم کی فرماں برداری کا حکم تھا، شیطان نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی، تکبر کیا، مورد لعنت ہوگیا، ہر ایک خدا کا نافرمان متکبر لعنتی ہوا کرتا ہے مگر آج الفضل ہمیں پھر وہی پرانا راگ سنا [illegible] رہا ملا سمجھے، آریہ سمجھے، آدم کو سجدہ کرنے کا حکم تھا، شیطان نے کیا انکار کہ میں غیر اللہ کو کیوں سجدہ کروں، لہذا اس کا اعتراض "علمی" اور "قوی" تھا، خدا کو سوا اس کے چارہ کیا تھا، کہ نکال باہر کرتا، جواب تو کچھ بن نہ پڑتا تھا، اس مثال سے دو نتائج اخذ کرنے ان کے مقصود خاطر ہیں، ایک تو خدا کی طرح گدی نشین پیر کے سامنے بھی اعتراض کرنا خواہ وہ کیسا ہی علم وعقل پر مبنی ہو، اور کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو، اعتراض انسان کو شیطان بنا دیتا ہے، اور دوسرے یہ کہ دیکھو شیطان غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنے میں کیسی توحید پر قائم تھا، مگر یہ توحید اس کے لئے لعنت کا موجب ہوئی، پھر اس طرح توحید کی تذلیل وتضحیک کرکے نہایت حقارت سے شیطان کو موحد اول کا معزز لقب عنایت فرماتے ہیں، اور جو کوئی توحید پر عمل کرے اسے گویا شیطان کا پیرو قرار دیتے ہوئے موحد ثانی کا خطاب عطا فرماتے ہیں، یہ ہیں وہ پھول جو خلافت محمودیہ کے چمن میں کھلے ہیں، اور جسے اکمل صاحب گلدستہ بنا کر پیش کرتے ہیں،

یہ گدی پرستی کا لازمی نتیجہ تھا، کہ توحید سے دشمنی ہوجاتی، اور ہوگئی، کوئی خدا کا خوف نہ آیا، کہ موحدین کے گروہ میں تو تمام انبیا واولیا صلحا اور مومنین شامل ہیں، اس معزز خطاب کو شیطان کے لئے تجویز کرکے پہلے موحد اول گویا سب موحدین کا پیشرو قرار دینا کیا یہ خود شیطانی فعل نہیں ہے؟ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ دنیا میں تمام موحدین کا سرتاج اگر کوئی ہے، تو وہ محمد رسول اللہ صلعم ہے، جس کی زبان پر قرآن کریم نے سورۂ کافرون میں لا اعبد ما تعبدون اور لا انا عابد ما عبدتم کہہ کر کس زور سے غیر اللہ کے سجدہ سے انکار کیا ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بھلا شیطان کہاں اور سجدہ سے انکار کہاں۔ وہ تو تمام مشرک دنیا سے غیر اللہ کو سجدے کرواتا ہے، آپ کیوں انکار کرتا، خدا کا حکم آدم کی فرماں برداری کا تھا، اس نے تکبر کیا، خدا کے حکم کی نافرمانی کی، ملعون ومردود ہوگیا، توحید وشرک کا یہاں سوال ہی کہاں ہے؟

شیطان کو موحد اول کہنے والا اور اس کے اعتراض کو "علمی" اور "قوی" بتلانے والا کوئی بڑا ہی شیطان کا وکیل معلوم ہوتا ہے، جس نے خوب آریوں اور دہریوں کی کاسہ لیسی کی، امید ہے شیطان اس وکالت سے بہت خوش ہوا ہوگا، اور اپنے اس معزز خطاب پر بہت ہنسا ہوگا، عجب نہیں جو وہ اس کارگذاری سے خوش ہوکر اپنے وکیل کو بھی اس میں سے کچھ حصہ رسدی دے جو اسے بارگاہ الٰہی سے مل چکا ہے۔

ڈاک حضرت امیر

بابو فضل احمد صاحب ہیڈ کلرک ۱۵ کیمل کور کوہ مری جناب میاں صاحب کے مریدین میں سے ہیں انہوں نے کتاب تریاق القلوب کے غیر منسوخ ہونے کے متعلق ایک چٹھی حضرت امیر کی خدمت میں لکھی تھی، جس کا جواب حضرت امیر نے دے دیا ہے، ہم افادۂ عام کی غرض سے اصل خط وکتابت کی نقل شائع کرتے ہیں:۔

نقل خط بابو فضل احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ۰ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب مولوی محمد علی صاحب لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۶۵ - ۲۶۶ کے نشان ۱۱۸ کے ذیل میں تحریر فرمایا ہے، کہ:۔

"مجھے الہام ہوا۔ یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون ....

پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے، تو فریق ثانی کے [illegible] سرہ ایسا ہے، جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے، اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے، اور اس نشانی کے گواہوں میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا نام بھی لکھا ہے، بنا بریں اس کے متعلق میں آپ سے مندرجہ ذیل امور دریافت کرنا چاہتا ہوں:۔

(۱) آیا فریق مخالف کے وکیل نے تریاق القلوب کے کسی خاص مقام (صفحہ وغیرہ) کے حوالے کے ساتھ یہ سوال کیا تھا یا مطلق طور پر اس کتاب کے مضمون کی طرف بحیثیت مجموعی اشارہ کیا تھا؟

(۲) اگر کسی خاص مقام کتاب مذکور کے متعلق سوال تھا تو آیا وہ حصہ کتاب کا اس وقت پڑھ کر حضور کو اور عدالت کو سنایا گیا تھا یا نہیں؟

(۳) اگر نہیں سنایا گیا تھا تو آیا اس کی نشان دہی کرکے اس سے متعلق سوال کیا گیا تھا یا بغیر نشان دہی کے سوال کیا گیا تھا؟

(۴) اگر اس کتاب کا یا کسی اور کتاب کا نہ کوئی حصہ پڑھ کر سنایا گیا تھا اور نہ اس کی نشان دہی کی گئی تھی، جس سے یقینی طور پر اس حصہ کتاب کی تعیین ہو سکتی ہو، تو کیا اس شان اور مرتبہ کا نام سوال میں آگیا تھا یا نہیں، مثلاً مسیحیت یا مہدویت یا ماموریت یا مجددیت یا خلافت یا نبوت یا رسالت یا محدثیت یا صدیقیت یا ولایت، یا بعض انبیاء پر فضیلت یا جزئی فضیلت وغیرہ وغیرہ؟

(۵) اگر اس موقع پر آپ کی یاد کی رو سے تریاق القلوب کے سوا یا اس کے علاوہ کسی اور کتاب کے متعلق مخالف وکیل کا یہ سوال تھا، تو وہ کونسی کتاب تھی، (بعض احباب کا خیال تحفہ گولڑویہ کے متعلق ہے)،

(۶) اگر کتاب مذکور یا کسی دوسری کتاب کی عبارت اس وقت پڑھی گئی تھی، اور اس عبارت کے متعلق سوال کیا گیا تھا، یا کسی عبارت کی نشان دہی کرکے اس کے حوالہ سے حضور کے مرتبہ کے متعلق سوال کیا گیا تھا، تو اس صورت میں اگر وہ حوالہ آپ کو یاد ہو، تو وہ تحریر فرما دیں، بہر حال اس بارہ میں جس قدر بھی آپ کی ذاتی واقفیت ہو، اور جو جو حالات آپ کے چشم دید ہوں، ان سے آگاہ فرما کر ممنون فرمادیں۔ والسلام،

خاکسار فضل احمد۔ احمدی،
ہیڈ کلرک ۱۵ کیمل کور، کوہ مری،

نقل جواب حضرت امیر

اخویم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط پہنچا، میں اس قدر عرصہ کے بعد نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت کیا کیا امور پیش آئے تھے، مگر آپ کی اور آپ کے دوستوں کی یہ کوشش اس مثل کے مطابق ہے، کہ ڈوبتا تنکوں کا سہارا تلاش کرتا ہے،

سوال صرف یہ ہے کہ کتاب تریاق القلوب کو حضرت مسیح موعود نے کبھی منسوخ کیا یا نہیں، اس کو منسوخ قرار دینے سے قادیانی جماعت حضرت مسیح موعود حکم وعدل کی دو تحریروں کا انکار کررہی ہے، ایک یہ کہ اس کتاب میں حضرت صاحب نے صاف لکھا ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا، اور دوسرا یہ کہ اس کتاب میں حضرت صاحب نے نبوت سے انکار کیا ہے،

حقیقۃ الوحی میں حضرت صاحب اپنی زندگی کے آخری ایام میں خود یہ لکھ رہے ہیں، کہ مجھ سے کتاب تریاق القلوب کا حوالہ دے کر دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے، آپ اب مجھ پر یہ جرح کررہے ہیں کہ اصل میں یہ کتاب تریاق القلوب نہ تھی بلکہ تحفہ گولڑویہ تھی،

یہ جرح مجھ پر نہیں بلکہ میاں صاحب کی فرط محبت میں آپ حضرت مسیح موعود پر کر رہے ہیں، یعنی آپ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تریاق القلوب غلط لکھا ہے یہ کتاب تحفہ گولڑویہ تھی، بفرض محال یوں ہی سہی لیکن

ایک نوشتہ ناکمل کی تکمیل

اخبار الفضل مورخہ ۵ - اگست ۱۹۲۳ء

میں ایک مضمون ان مضامین میں ہے - جو نوشتہ جناب اکمل کے عنوان کے ماتحت لکھے گئے ہیں - اُن میں سے ایک میں اکمل صاحب نے میری اور برادرم حضرت مرزا صاحب کی ایک تحریر کا اقتباس کیا ہے اور حسب عادت لوگوں کو مغالطہ دینا چاہا ہے - اگر اکمل صاحب شاعر نہ ہوتے تو اس مضمون کا سختی سے نوٹس لیا جاتا - لیکن شاعر کا کلام زیادہ التفات کے قابل نہیں ہوتا - کیونکہ وہ جو کچھ کہتا ہے دل سے اسکو نہیں مانتا - اکمل صاحب کوئی ناواقف اصحاب سے نہیں وہ ہمیں بھی خوب جانتے ہیں اور یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم مغفور کے زمانہ میں خاندان حضرت مسیح موعود اور امت مرحومہ کے نانا صاحب کے دلوں پر اُنکی خلافت کے حسد و بغض سے کس طرح سانپ لوٹا کرتے تھے - اور کسطرح ایک سادہ دیندار قوم کو صرف حصول دُنیا کے لئے چالبازی کا شکار بنایا گیا - اگر ایک طرف جناب میر ناصر دیوانہ وار راس کماری سے پشاور تک خلافت میاں محمود صاحب کے راگ الاپتے پھرتے تھے اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کی ٹانگوں کو قبر میں لٹکا ہوا بتا کر غداری خلافت کرتے تھے اور دوسری طرف حضرت مولانا کے اردگرد بیٹھنے والے سربرآوردگان جماعت کے خلاف غیبت کرکے اور جھوٹے اتہام لگا کر آپ کے اور اُن کے درمیان تفرقہ اندازی کی کوشش کرتے تھے تاکہ وہ حضرت مولانا مرحوم کو اپنے ساتھ شامل کرکے میاں صاحب کے حصول خلافت میں کامیاب ہوں - اور تیسری طرف اخبار الحکم انجمن سے ناراض ہوکر اُسکے خلاف پروپیگنڈا کر رہا تھا - تا خدا کے خلیفہ کی مقرر کردہ جانشین انجمن اڑادی جاوے - یہی نہیں اور بہت سے لوگ قادیانی جو انہیں حضرت مولانا عیار کے نام سے پکارا کرتے تھے وہ ایسی حرکات کرتے تھے - جن سے جماعت میں جنگ ہوجائے اور وہ بیٹھ کر تماشہ دیکھیں - ان ہی ایام میں خطرہ [illegible] محسوس کرتے ہوئے - اصلاح قومی کی غرض سے یہ خطوط [illegible] حامد شاہ صاحب مرحوم کو لکھے گئے - تاکہ وہ حضرت مولانا کو جاکر اصل واقعات سمجھا سکیں - اور قوم تباہی سے بچ جاوے - حضرت مولانا مرحوم آخر بشر تھے - خدانخواستہ کوئی رات دن کی دھوکہ دہی سے بچ جاتے - لیکن افسوس - کہ پیر صاحب میں تو اتنی طاقت نہ ہوئی کہ اصل حالت حقیقہ کا اظہار کرسکتے اللہ تعالٰے نے خود ایسے سامان کردئے کہ حضرت مولانا مرحوم مرنے سے پہلے ان سب چالوں سے جو کہ آخر قوم کی تباہی کا موجب ہوئیں واقف ہوگئے - اور آپکو اللہ تعالٰے نے اس غلطی سے نکال لیا چنانچہ جو تقریریں یا تحریریں آپنے لاہور کی مسجد کی تقریر کے بعد کیں وہ سب اس امر پر شاہد ہیں کہ آپ احباب لاہور کو کیا سمجھتے تھے اور اسکی شہادت آپ کے ان اقوال سے ملتی ہے - کہ لاہوری احباب نے جو خدمات دینی کی ہیں - وہ کوئی کرکے تو دکھاوے - اور آپکا یہ کہنا کہ میاں ابھی کفر اور اسلام کے مسئلہ کو نہیں سمجھے اور وفات سے چند یوم پہلے جب کہ آپ سخت بیمار تھے - اور میاں صاحب شکار میں مصروف تھے جہاں علیحدگی میں مخالفین قوم کے مشورہ ہوتے تھے - تو آپکا حسرت سے میاں صاحب کو یہ وصیت کرنا کہ میاں ہمیں بھول نہ جانا - اور پھر مولانا محمد علی صاحب کے ہاتھوں کو چومنا - اور ہمارے ہاتھوں سے دوائیوں کا پینا - یہ بتاتا ہے کہ آپ کے ہمارے ساتھ آخیر میں کیا تعلقات تھے - اور میاں صاحب سے کیا - اور آپ آخرکار ان منافق چالبازوں کی چالوں کو سمجھ گئے تھے - اور وفات سے پہلے اس غلطی سے نکل چکے تھے - جس میں کہ اُنکو ڈالا گیا تھا کیونکہ مومن کو اللہ تعالٰے غلطی میں قائم نہیں رہنے دیا کرتا - لیکن منشاء الٰہی تھا کہ بیماری نے فرصت نہ دی تاکہ قوم میں جو خرابی ان شرارتوں سے پڑگئی تھی - اُس کی اصلاح کرسکتے - عیار لوگ اپنی چالوں میں کامیاب ہوگئے اور جن خطرات کا ان خطوط میں ذکر کیا گیا تھا وہ پورے ہوگئے - قوم پیر پرستی کے گڑھے میں گر کر غرق ہوگئی - انجمن تباہ کردی گئی - قادیاں جہاں سے توحید کے چشمے نکلتے تھے - وہاں شرک اور فسق و فجور اور فساد کے دریا بہنے لگے - لیکن پھر بھی خدا نے بڑا فضل کیا - کہ حضرت مسیح موعود کے جماعت کا ایک حصہ اُس ابتلا سے بچ کر توحید کی اشاعت میں کربستہ ہوگیا - اور اللہ تعالٰے کے مامور نے جو کام شروع کیا تھا - اُسے سرگرمی [illegible] آ رہا ہے - حضرت میر ناصر نواب جو کہ دیوانہ وار قوم میں فساد ڈلوانے کے لئے کوشاں تھے - حقیقتاً اس اپنی سراسیمگی کی سزا بھگت رہے ہیں - اور جن باتوں کا آگے زبان سے ظہور ہوتا تھا - انکو عملاً لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں گویا جو اندر تھا وہ باہر آرہا ہے - تا دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو - کہ باوجود رشتہ قرابت امام کے اگر کوئی شخص سلسلہ حقہ میں فرقہ کا موجب ہوتا ہے - تو وہ کسطرح سے سزا دیا جاتا ہے - اور اب جبکہ حضرت مجدد زمان کی جماعت ایسے دو بڑے ٹکڑوں میں تقسیم ہوچکی ہے - کہ ملنے کی ظاہرا کوئی صورت نظر نہیں آتی - تو جماعت کی حالت پر رحم کرتے ہوئے "کیا حضرت اکمل اب بھی کباب نہیں کھائینگے" اور آرام اور چین سے بیٹھ کر تفرقہ اندازی کی عادت کو چھوڑ نہ دینگے -

سید محمد حسین شاہ

ویدکی نسبت ہندو محققین کے خیالات

(۱) ہندوستان کے مشہور اہل قلم لالہ ہردیال صاحب - ایم - اے جو سنسکرت کے بہت بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں لکھتے ہیں -

"وید کے اصول بوسیدہ ہیں - روشن خیال لوگوں کو ایسی مذہبی تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں - کیونکہ ان میں وہمی تخیلات بھرے ہوئے ہیں ان کو پڑھنا اپنے دماغ کو خراب کرنا ہے - چاروں ویدوں میں کوئی وید یہ نہیں بتلاتا - کہ آج کل کے زمانہ میں سوسائٹی کو کس طرح ترتیب دینا چاہیئے - اور ترقی کے اصول کیا ہیں - کہا جاتا ہے - کہ چاروں ویدوں کے آگے سر جھکاؤ - میں اس احمقانہ مطالبہ کے خلاف آواز بلند کرتا ہوں"

(اخبار ہندوستان" لاہور مطبوعہ ۱۲ - نومبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۱)

(۲) سنسکرت کے زبردست فاضل شری یت کرشن کمار بھٹا چارج پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ رقمطراز ہیں :-

"ویدوں میں شہر - قصبات - دیہات - گائے - بیل - چرواہوں کا ذکر بھرا پڑا ہے - رگوید میں گائے کی پرورش - اُس کے دودھ دہی کی تعریف اعلےٰ مضامین سمجھے جاتے ہیں - بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وید کسی خانہ بدوش کے حالات کا مجموعہ ہے - غور کے ساتھ مطالعہ کرنے پر ہماری یہ رائے ہے کہ ہماری رہنمائی نہیں کرسکتے" (ڈیگولا)

(۳) پنجاب کے مشہور فاضل سنسکرت مہاشہ گھاسی رام جی - ایم - اے - تحریر فرماتے ہیں -

ویدوں کی تعلیم کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جس کے مطالعہ سے جی اکتا جاتا ہے - معلوم یہ ہوتا ہے - کہ وید کے بنانے والے سائنس اور فلسفہ سے ناواقف یا کم واقف تھے - ویدوں کی تعلیم سے قوم کو کچھ فائدہ نہیں" - (اخبار پرکاش لاہور مطبوعہ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱)

قرآن کی نسبت یورپین محققین کی رائیں

"قرآن کے احکام اسقدر مطابق عقل و حکمت واقع ہوئے ہیں - کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے - تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرسکتا ہے - شریعت اسلام نہایت اعلےٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے" (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا)

(۲) میرے نزدیک قرآن کے تمام معانی میں سچائی کا جوہر موجود ہے یہ کتاب سب سے اول اور سب سے آخر جو عمدگیاں ہوسکتی ہیں - اپنے اندر رکھتی ہے - بلکہ دراصل ہر قسم کی توصیف صرف اسی سے ہوسکتی ہے" (کارلائل)

(۳) قرآن کی نسبت بحر اٹلانٹک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ پارلیمنٹ کی روح ہے - قانون اساسی ہے نہ صرف اصول مذہب کے لئے - بلکہ ان قوانین کے لئے بھی جن پر نظام عمران کا مدار ہے - جن سے نوع انسانی کی زندگی وابستہ ہے جن کو ہیئت اجتماعی کی ترتیب و تنسیق سے تعلق ہے - حقیقت یہ ہے - کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شریعت سب پر حاوی ہے وہ اپنے تمام احکام میں بڑے سے بڑے شہنشاہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے فقیر و گدا تک کے لئے مسائل و احکام رکھتی ہے - یہ وہ شریعت ہے - اور ایسے دانشمندانہ اصول اور عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اُسکی نظیر نہیں مل سکتی" (گبن)

(۴) قرآن کے مضامین بجلی کی طرح دل میں اترنے والے ہیں قرآنی تعلیم پر جسقدر ہم غور کرتے ہیں - وہ زیادہ اپنی طرف کھینچتا ہے بلاشک یہ عجیب کتاب ہے - جو دلوں کی اصلاح کرسکتی ہے -

(مسٹر جی - ایس - مولانا مشہور فرانسیسی عالم کے آرٹیکل سے [illegible] ۲۵۹)

(۵) قرآن نے مساوات اور اخلاق کی جیسی اعلےٰ تعلیم دی ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی - ایک شخص مسلمان ہوجانے پر تمام دنیا کے مسلمانوں میں بھائی کے طور پر شریک ہوجاتا ہے - میں ہندوؤں سے پرزور الفاظ میں درخواست کرتی ہوں - کہ وہ اسلام کے مساوات اور اخوت سے سبق حاصل کریں - جس کو سکھانے کے لئے وہ ہندوستان بھیجا گیا ہے - (مسز اینی بیسنٹ صاحبہ لیکچر آف اسلام - مطبوعہ دسمبر ۱۹۱۶ء)

(۶) قرآن جسکو خدا نے محمدؐ کے دل پر انسانوں کی رہنمائی کے لئے نازل کیا ہے - بیشک ایک روشن اور پرحکمت کتاب ہے اس کی انشاء حکمت کو ایک بیّن معجزہ مانا جاتا ہے اور خود اس کے مخاطب نے بطور معجزہ پیش کیا ہے - (مشہور فرنچ ڈاکٹر پادری سوزان)

(۷) جدید علمی انکشافات میں یا ان علمی مسائل میں جن کو ہم نے اپنے علم کے زور سے حل کیا ہے - یا ہنوز زیر تحقیق ہیں - کوئی ایسی بات نہیں ہے - جو تعلیمات قرآنی کے مخالف ہو - ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ بنانے میں اب تک بیحد کوششیں کی ہیں - اسلام اور قرآن میں وہ بات پہلے ہی سے موجود اور پوری طرح سے موجود ہے - (پادری سوزان)

(۸) قرآن کی اخلاقی تعلیم بالکل خالص ہے - اور جو شخص پوری طرح اس پر کاربند ہو وہ نیک زندگی بسر کرسکتا ہے (پاپولر انسائیکلو پیڈیا)

(۹) قرآن میں نہایت بلند و مفید پر از اخلاص خیالات مندرج ہیں - (واشنگٹن اروِنگ)

(۱۰) قرآن کی ترتیب و ارکان اساسیہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے - کہ وہ ایک کتاب ہے - جس میں سچے شریفانہ احساسات اور کریمانہ اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے - (بارریلنڈ پسر اڈاگس) (وکیل)

ایک محمودی گڑیا

جب سے میاں صاحب کا سفر یورپ شروع ہوا - معجزات کے پارسل کھلنے لگ گئے - کوئی پرچہ الفضل کا دیکھو دو چار اعجاز ضرور موجود ہوں گے - مگر بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ گوجرہ ضلع لائل پور میں مریدان محمود نے تو وہ اعجاز دکھلایا کہ مسیح ناصری کی یاد تازہ کردی - مسیح موعود مثیل مسیح ناصری ہیں گو مسیح موعود نے بیشمار نشانات سے اپنا مثیل ابن مریم ہونا ثابت کر دکھایا ہے مگر بظاہر اگر کوئی کمی ظاہر بینوں کے لئے رہ گئی تھی تو اسکو میاں صاحب پورا کرکے فخر رسل - مہدی ذوالقرنین بننے کے مدعی ہیں - مسیح ناصری کا عظیم الشان معجزہ جو عام عقاید کے رو سے مٹی کے پرند بناکر انہیں پھونک مارنا اور انکا اڑنا مشہور ہے گو مرزا صاحب و مولانا محمد علی نے اُسکی تشریح کرکے اصلیت دنیا میں پیش کردی - مگر مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ ایسا نظارہ عملی بھی دکھایا جاوے اگرچہ میاں صاحب کی توجہ ابھی اسطرف منعطف نہ ہوئی تھی کہ مریدان میاں صاحب نے یہ کسر بھی نکالدی - سبحان اللہ -

گوجرہ محلہ مہدی پورہ میں ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر نی - اے محمودی کے ہمسایہ ماسٹر کے - ڈی - برک صاحب ہمارے عیسائی رہتے تھے میل ملاقات و آمد و رفت کے بعد ہر دو صاحبان کی لڑکیوں کو شوق ہوا کہ گڑیوں کا بیاہ رچایا جاکر باہمی محبت کو اور بڑھایا جاوے - جو گڈا برک صاحب کی لڑکی نے بنایا - اور گڑیا گوہر صاحب کی لڑکی نے اور جہیز کی تیاری ہونے لگی - بعد تکمیل برک صاحب گوہر صاحب کو علم ہوا - گوہر صاحب نے اعتراض کیا کہ عیسائی لڑکے کو لڑکی نہیں دیتے مگر اُدھر بچوں کا تقاضہ ادھر برک صاحب و مسز برک صاحب کی منت و اصرار نے گوہر صاحب کو بدیں شرط راضی کیا کہ لڑکا (گڈا) مسلمان اور احمدی ہوجاوے تو پھر کوئی اعتراض نہیں - جسکو سمدھیوں نے منظور کرلیا - پھر کیا تھا مونہ مانگی مراد برآئی خدا نے بجائے تبلیغ کا موقع دیا اور ایک عظیم الشان معجزہ مسیح ناصری کی تمثیل مریدان محمود کے ہاتھوں پوری کر دکھائی - برات جمع ہوئی جو محمودی اصحاب و عیسائیوں پر مشتمل تھی - پہلے مسٹر عبدالرحمن صاحب نے لڑکے (گڈے) کو کلمہ شریف پڑھایا پھر اس سے احمدیت کی بیعت محمود کے ہاتھوں پر لی گئی برک صاحب کا لڑکا گڈے کا سر ہلاتا رہا گویا بیعت کا اقرار کراتا رہا - بعد تکمیل بیعت مبارک سلامت کا شور ہوا - اور خطبہ نکاح بہت ہی فصیح اور بلیغ گوہر صاحب نے پڑھکر ایک کوڑی روپیہ مہر پر لخت جگر گڑیا کا نکاح کردیا - رسم رخصتانہ عمل میں آئی گولے چلائے گئے اور آتشبازی چھوڑی گئی برات کے آگے چھوٹے چھوٹے بچے ناچتے ہوئے براتیوں کو خوش کرتے رہے آخر دلھن کا ڈولہ ماسٹر برک صاحب کے گھر پہونچ گیا برات میں علاوہ اور معزز مہمانوں کے ملک کرم الٰہی صاحب محمودی ضلعدار بھی شامل ہوکر باعث افتخار برات تھے ہم اپنے دوستوں کو اس نئے رشتہ خصوصاً انکی جماعت میں ایک دولھا (گڈا) [illegible] کی مبارکباد دیکر الفضل کی فہرست معجزات میں ایک اور معجزہ کا اضافہ بطور ہدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ ۳ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ نمبر ۸۵

قرآن کا معیارِ ذرّیت

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

انبیا اور ماموریں الٰہی علیہم السلام جس اعلیٰ مقام توحید اور محبت الٰہی پر کھڑے ہوتے ہیں وہ فنا فی اللہ اور انقطاع تام کا کامل نمونہ ہوتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعلق کے سوا ہر ایک چیز مقام غیریت رکھتی ہے اور تمام تعلقات ماسوی اللہ کٹ جاتے ہیں۔ اور صرف ایک ہی محبت اور ایک ہی تعلق ذات الٰہی سے رہ جاتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بی بی کو جو حاملہ تھیں ساتھ لئے ہوئے واپس مصر کو آتے ہیں تو رستہ میں ایک وادی میں بی بی کو درد زہ شروع ہو جاتا ہے۔ سردی کا موسم۔ رات کا وقت۔ بی بی کی یہ نازک حالت کہ موت اور زندگی کے درمیان معلق۔ کوئی مددگار پاس نہیں۔ غضب کی تنہائی اور بیکسی و بے بسی۔ آگ کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ رسالت مل جاتی ہے۔ مگر رسالت عطا کرنے سے پہلے حکم ہوتا ہے کہ فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی۔ یعنے تو مقام فنائیت و قرب الٰہی کے مقام مقدس پر کھڑا ہے۔ اپنی نعلین کو اتار دے۔ جو اس مقام تقدس کے منافی ہیں مطلب یہ کہ نعل و نعل یعنے بیوی و بچہ کے خیال کو دل سے نکال کر ہمہ تن متوجہ ہو کر ہمارے پیغام کو سنو۔ اب وہی حضرت موسیٰ جو بیوی اور بچہ کی فکروں میں سرگرداں تھے۔ سب کچھ بھول جاتے ہیں نہ وہ بیوی یاد رہتی ہے جو درد زہ میں مبتلا تھی۔ نہ اس بچہ کی پروا رہ جاتی ہے جو پیدا ہو رہا تھا۔ توحید الٰہی کی تلوار تمام تعلقات کو کاٹ کر فنا سے وصال کر دیتی ہے اور رسالت کے عظیم الشان منصب پر کھڑا کر دیتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب تک اس سخت امتحان میں نہ ڈال لیا کہ خدا کے لئے وہ بڑھاپے میں اپنے اکلوتے بیٹے کے گلے پر بھی چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اُس وقت تک انی جاعلک للناس اماما۔ تمام لوگوں کے لئے امام بننے کے عالی منصب پر نہیں کھڑا کیا اور ابراہیم الذی وفّی کا معزز خطاب عطا نہیں فرمایا جس کا مطلب یہ کہ ابراہیم وہ جس نے پورا پورا ادا کر دیا۔ یعنے جو حق بندہ پر جناب الٰہی کے تھے سبھی تو پورے کر دکھائے۔ یہ بڑی عظیم الشان تعریف ہے۔

الغرض کوئی شخص خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کیلئے نہیں کھڑا کیا جاتا جو تمام منازل کو طے نہ کر جائے اور جو خدا کی محبت اور توحید کی اس آخری منزل پر گامزن نہ ہو جائے جہاں جا کر وہ تمام تعلقات دنیوی سے منقطع ہو کر محبت الٰہی میں فنا ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر وہ خدا کے اخلاق میں بکلی رنگین ہو کر پھر مخلوق کی طرف نزول کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی شفقت سے جو اسے اپنی مخلوق سے ہے حصہ لے کر وہ سچا ہمدرد بنی نوع انسان کا بن جاتا ہے اور اس لائق ہو جاتا ہے کہ نوع انسان کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا جائے کیونکہ اب وہ الٰہی شفقت سے حصہ رکھتا ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے ماں باپ سے بھی بڑھ کر شفقت ہے اور اس کی بہبودی مدنظر ہے۔ اسی طرح وہ شفقت علیٰ خلق اللہ میں بھی فنائیت کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اسی کو قرآن کریم نے دنیٰ فتدلّیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس کا کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آکر ختم ہو گیا۔ پس جہاں وہ ایک طرف توحید و محبت الٰہی میں فانی ہوتے ہیں۔ اور تمام تعلقات ماسوی اللہ سے منقطع ہوتے ہیں۔ وہاں دوسری طرف وہ جب مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ہر ایک چیز اسی توحید و محبت الٰہی کے شیشہ میں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جہاں مخلوق کی شفقت سے معمور ہوتے ہیں۔ وہاں اُن کے تعلقات اُنہی لوگوں سے قائم ہوتے ہیں جو اُن کے رب سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو خدا کا ہے وہ اُن کا ہے۔ جو خدا کا نہیں وہ اُن کا نہیں خواہ وہ کیسا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔ اُن کے اپنے نفسانی تعلقات تو منقطع ہو چکے ہوتے ہیں کیونکہ اُن کا نفس تو مر چکا۔ اور اس کے تعلقات بھی مر چکے۔ اب تو وہ خدا میں ہو کر جیتے ہیں اور اُن کے تعلقات بھی اُسی میں ہو کر قائم ہوتے ہیں۔

اس لئے بیٹا ہو یا بیوی۔ رشتہ دار ہو یا قریبی۔ جب تک خدا سے تعلق نہ جوڑے اور اُن کے قدم پر قدم نہ رکھے۔ اُن کا حقیقی تعلق اُن سے کوئی نہیں ہوتا۔ یہی مطلب تھا فمن تبعنی فانہ منی کا کہ جو کوئی میری اتباع کرے بس وہ مجھ سے ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بات کو صاف کر دیا کہ میرا بیٹا اور میری ذریت وہی ہے جو میری اتباع کرے۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ کے ماتحت چونکہ انبیا و ماموریں کی عظمت شان کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کی اولاد کی پرستش اور کورانہ تقلید کا انسانی کمزوری سے ہر وقت اندیشہ تھا۔ اس لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بالالتزام اس معیار ذریت کا تذکرہ فرما کر نسل انسانی پر احسان کیا ہے کہ تا ہدایت اور حق پرستی میں کسی قسم کا فتنہ نہ پڑے چنانچہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے بیٹے کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر ان ابنی من اہلی کہا یعنے میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے تو فوراً وحی الٰہی نے اس غلطی کی اصلاح کر دی۔ کہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح۔ کہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں کیونکہ وہ عمل غیر صالح رکھتا ہے اور غیر صالح عمل والے بیٹے کو اپنے اہل میں سے سمجھنے میں اگر کوئی اصرار کرے تو اُسے جہالت قرار دیا۔ اور حضرت نوحؑ کو اپنی اس غلطی کے لئے استغفار کرنی پڑی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کو ایک جگہ ثم القینا علیٰ کرسیہ جسداً فرما کر جسد بے روح قرار دیا۔ جس سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ نبی کا بیٹا تھا اور باپ کی گدی پر بیٹھا تھا۔ مگر روحانیت سے قطعاً بے بہرہ تھا۔ دوسری جگہ مادلہم علیٰ موتہ الا دابۃ الارض تاکل منساتہ فرمایا یعنے حضرت سلیمانؑ کی موت کا اگر پتہ لگا تو اس زمینی کیڑے کی وجہ سے پتہ لگا جو حضرت سلیمانؑ کی سلطنت اور حکومت کو کھا گیا اور تباہ کر گیا۔ یہاں دابۃ الارض حضرت سلیمان کے اُسی بیٹے رحبعام کو کہا ہے جس نے اپنے نوجوان ساتھیوں کے ساتھ مل کر اپنے باپ کے پرانے مشیروں کی بات نہ مانی اور سلطنت کو برباد کر دیا۔ اور اس طرح باپ کے کام پر موت وارد کر دی۔ پہلے اسے جسد بے روح کہا تھا تو اب کے دابۃ الارض فرمایا۔ یعنے اس کی تمام تر توجہ دنیا کی طرف تھی۔ آسمان سے اُسے کوئی تعلق نہ تھا بتا دیا کہ نبی کا بیٹا ہونا کوئی چیز نہیں جب تک کہ خود اُس میں روحانیت نہ ہو۔ اور آسمان سے تعلق نہ ہو۔ اور اگر ایسے بیٹے کو باپ کی گدی پر بٹھایا جائے گا تو ضرور ہے کہ باپ کے کام کو تباہ کر دے۔ اور کیا کرایا سب ملیا میٹ کر دے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کے بیٹے نے کر دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معاملہ میں بات کو اور صاف کیا ہے اور اُن کی زبان سے وہ فقرہ نکلوایا ہے جو اس معاملہ میں بطور ایک سنہرے اصول کے ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ انعام الٰہی ہوا کہ انی جاعلک للناس اماما کی بشارت عطا ہوئی یعنی میں تجھے تمام لوگوں کے لئے پیشوا بناتا ہوں۔ تو آپ نے عرض کی کہ ومن ذریتی۔ اور میری ذریت سے؟ یعنے میری ذریت کو بھی امام بنائیں۔ تو صاف فرما دیا۔ لا ینال عہدی الظالمین۔ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ یعنے جو امام بننے کے اہل ہوں گے وہی امام بنیں گے۔ جو ظالم ہوں گے وہ نہیں بن سکتے۔ نبی کی ذریت ہونا اُن کے امام بننے کے لئے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جب تک خود اُن میں اہلیت نہ ہو۔ اس اصلاح کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم نے جو فقرہ فرمایا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور وہی معیار ہے نبی یا مامور کی ذریت کا۔ فرماتے ہیں۔ فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم جو میری اتباع کرتا ہے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرتا ہے پھر تو غفور رحیم ہے۔ اپنا تعلق اُسی سے بتایا جو آپ کی اتباع کرتا ہے اور بس۔

یہ وہ معیار ہے جس پر نبی یا مامور کی ذریت پرکھی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص غیر ہے اور وہ نبی کا متبع ہے تو وہ اُس نبی کا بیٹا ہے۔ اسی لئے سلمان فارسی کی نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منا اہل البیت۔ کہ سلمان ہم میں سے یعنے اہل بیت میں سے ہے۔ اسی لئے اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد میں آل سے مراد آنحضرت صلعم کے متبع اہل تحقیق کے نزدیک مراد ہیں نہ کہ محض جسمانی اولاد۔ اور اگر کوئی نبی یا مامور کا بیٹا بھی ہو اور وہ باپ کا متبع نہیں تو اُس کے اہل میں سے نہیں۔ یہ وہ معیار ہے جس سے کھرا کھوٹا یعنے ذریت اور غیر ذریت پرکھی جا سکتی ہے۔ یہ کہنا کہ فلاں بیٹے کے لئے دعا کی ہے۔ یا پیشگوئی کی ہے یہ تمام ظنی امور ہیں۔ جن پر مذہب اعتقاد کی بنا نہیں رکھی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ مجبور نہیں کہ اگر کوئی اُس کا مقرب اُس سے کسی امر کی نسبت دعا کرے تو وہ ضرور اُس کو قبول کیا کرے۔ نوح علیہ السلام کی دعا پر جو انہیں جھاڑ پڑی اور حضرت ابراہیم کی دعا پر جو صاف جواب ملا۔ وہ میں اوپر نقل کر آیا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے کیا کچھ دعا نہ کی ہو گی۔ اور آخر جب انہیں اپنی سلطنت کا انجام اپنے بعد اچھا نہ نظر آیا تو کس حسرت سے یہ تمنا کی کہ رب اغفرلی وہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب۔ یعنی اے

میرے رب میری کمزوریوں کی حفاظت فرما اور تو تو بڑا بخشنے والا ہے مجھ پر یہ عنایت فرما کہ مجھے وہ سلطنت عطا کر جو میرے بعد کسی کو ورثہ یا غصب کر لینے سے نہ پہنچے۔ جیسا کہ ظاہری سلطنتوں کا حال ہے۔ البتہ باطنی سلطنتیں ان باتوں سے محفوظ ہوتی ہیں۔ اُنہیں نہ کوئی ورثہ میں پا سکتا ہے اور نہ غصب کر لینے سے مل سکتی ہیں۔ اور نہ الیکشن سے مل سکتی ہیں کہ جس کے سر پر لوگ ہاتھ دیں وہی خدا کا مقرب بن جائے بلکہ جسے خدا اہل سمجھتا ہے اسے خود دیتا ہے۔ یہ آیت بھی صاف بتلاتی ہے کہ روحانی سلطنت کو بیٹا باپ کے ورثہ میں نہیں پا سکتا۔ یہ خدا کا فضل ہے جسے اہل سمجھتا ہے اُسے دیتا ہے۔

غرضکہ کسی کی نسبت دعا کرنے سے یہ ضروری نہیں ہو جاتا کہ اب وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو گیا۔ جبتک کہ اتباع کی مہر واقعات کے رنگ میں اس پر نہ لگی ہو۔ اسی طرح کوئی پیشگوئی کسی کی نسبت مفید یقین نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قبل از وقت کسی پیشگوئی کہ میں تیرے بھائیوں میں سے تیرے جیسا ایک نبی برپا کروں گا۔ اکثر یہود نے بھائیوں سے بنی اسرائیل سمجھا۔ مگر واقعات نے بتلا دیا کہ بھائیوں سے مراد بنی اسماعیل تھے۔ امام مہدی کی پیشگوئی میں ان کے بنی فاطمہ ہونے کی کس قدر دھوم تھی۔ مگر آخر کار وہ مغلوں میں سے مبعوث ہوئے۔ اور مراد وہی "متبع کی لی گئی"۔ اور کثرت سے لوگ مہدی معہود کی اتباع سے صرف اسی وجہ سے محروم رہ گئے۔ تین کو چار کرنے والا بیٹا حضرت مسیح موعودؑ اجتہاداً مبارک احمد کو سمجھتے رہے مگر واقعات نے غلطی کو ظاہر کر دیا۔ یہ اب اللہ ہی کو علم ہے کہ وہ کہاں سے ظاہر ہو۔ جب خود حضرت مسیح موعود کو پتہ نہ لگا تو کسی اور کے اجتہاد پر کیا وثوق ہو سکتا ہے۔ عالم کباب کی پیدائش کو محمدی بیگم کے بطن سے حضرت مسیح موعودؑ سمجھتے رہے۔ مگر واقعات نے اسے بھی غلط ثابت کر دیا۔ جب پیشگوئیوں اور الہاموں کے صحیح مصداق کی نسبت قبل از وقت اجتہادوں میں اس قدر غلطیاں لگ جاتی ہیں۔ تو پھر مذہب اور عقائد کی بنا ایسے ظنی امور پر جن میں غلطیاں لگ جانے کا اغلب احتمال ہے کس طرح رکھی جا سکتی ہے۔ مذہب و عقائد کی بنا تو صریح حق پر ہونی چاہیئے۔ اسی طرح بعض دفعہ کسی الہام میں کسی کے لئے بعض الفاظ آجاتے ہیں۔ جو محل مدح میں ہوتے ہیں۔ مگر وہ صرف وقتی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میر عباس علی لدھیانوی کے متعلق حضرت صاحب کا الہام اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء کہ تھا۔ یا مشروط بہ شرائط ہوتے ہیں۔ اور شرط وہی اتباع کی ہوتی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں مومنوں کی بخ مشروط بہ شرط اتباع ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔ پس ان تمام ظنی اور مشروط امور کی قرآن کریم کے صریح حق و حکمت کے معیار کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ خود قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا اور قرآن سے بڑھ کر حق کی بنا کس بات پر ہو سکتی ہے۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ اور اللہ الذی انزل الکتٰب بالحق والمیزان۔ نہ اس سے بڑھ کر کوئی سچائی ہے۔ نہ اس سے بڑھکر کوئی حق کا معیار ہے۔ اسے پڑھ لو ذریت کا معیار آفتاب کی طرح روشن نظر آ رہا ہے فمن تبعنی فانہ منی جو میری اتباع کرے پس وہ مجھ سے ہے۔ ذریت کا معیار "اتباع" سے بڑھکر کوئی نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہوتی ہے جس پر واقعات کی مہر ہوتی ہے ظن جس کے نزدیک نہیں پھٹکنے پاتا۔ اگر کسی نبی کی ذریت یا مامور کی اولاد اس نبی یا مامور کے قدم پر ہے۔ تو وہ اس سے ہے ورنہ اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ خواہ اس کی نسبت کتنی ہی دعائیں یا پیشگوئیاں ہوں جن کا درجہ ظن سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ وہ خدا کی نگاہ میں ذریت کہلانے کا مستحق نہیں۔ کیونکہ خدا کی نگاہ میں مامور کی ذریت وہی ہے جو اس کے قدم پر ہے۔ اس کا متبع ہے۔ خواہ وہ جسمانی طور پر اس کی نسل سے ہو یا نہ ہو۔ وہ "اتباع" کی مصد[illegible] ہے جو بوجہ ایک حقیقت ہونے کے امر یقینی ہے۔

خدا کی نگاہ میں ظاہری نسب کوئی چیز نہیں۔ چنانچہ عالم آخرت میں جس کی نسبت فرمایا ہے۔ وان الدار الاخرۃ لہی الحیوان یعنے آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے۔ اور موجودہ زندگی کو اس کے مقابل میں لہو و لعب فرمایا۔ وہاں حسب نسب کے متعلق قرآن کریم نے صاف فرما دیا ہے۔ کہ وہ کچھ کام نہ آئے گا۔ جیسا کہ فرمایا۔ یوما لا یجزی والد عن ولدہ ولا مولود ہو جاز عن والدہ شیئا۔ اس دن نہ باپ بیٹے کے کچھ کام آئے گا۔ اسی وجہ سے حضرت نبی کریم صلعم فداہ ابی وامی نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا

[illegible] نے فرمایا کہ میرا باپ ہونا تیرے کام نہ آئے گا، تیرے اپنے عمل تیرے کام آئیں گے، دوسری جگہ قرآن نے صاف فرمایا کہ نسب اس دن کالعدم سمجھا جائے گا، جیسا کہ فرمایا واذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یعنی مراد جب صور پھونکا جائے گا، تو اُن کے درمیان کوئی نسب باقی نہ رہے گا۔

بہائیوں سے ایک ضروری سوال

بہائی مذہب کے پیرو آجکل ہندوستان کے بعض حصص میں اپنے مذہب کی اشاعت اور ترقی میں کوشاں ہیں، پیشتر اس کے کہ کوئی شخص ان کی اس جدوجہد سے متاثر ہو کر ان کی آواز پر لبیک کہے۔ ایک طالب صداقت کو سب سے پہلے ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جن پر اس مذہب کی بنیاد ہے۔ بہائی مذہب کی تعلیم ہے کہ جس طرح سے قرآن کریم نے آکر سابقہ کتب کو منسوخ کر دیا۔ اسی طرح سے باب اور بہاء اللہ کی تعلیمات نے قرآن کریم کو منسوخ کر دیا۔ لیکن یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوتی ہے، کہ وہ کتابیں جن کے اندر یہ تعلیمات پائی جاتی ہیں، اور جو خود ان بانیان مذہب کی لکھی ہوئی ہیں کسی غیر مذہب والے کو مل نہیں سکتیں، قرآن کریم کے بالمقابل بہائی مذہب میں کتاب الاقدس کو قانون شریعت سمجھا جاتا ہے، لیکن وہ بھی بہائیوں کے علاوہ کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں جا سکتی، حالانکہ ایک طالب صداقت کے لئے جب تک خود بانیان مذہب کی تصنیفات نہ ہوں، جب تک وہ کتاب الاقدس کو خود اپنی آنکھوں سے مطالعہ کرے، وہ اس کے حسن وقبح کو جانچ نہیں سکتا، لیکن جب کبھی بہائی مذہب والوں سے سوال کیا جاتا ہے، وہ یورپین مصنفین کی کتابوں کا حوالہ دے دیتے ہیں، اور خود باب، بہاء اللہ یا عبدالبہا کی تصنیفات یا کتاب الاقدس کا پتہ نہیں دیتے، کہ کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

اسی قسم کا ایک سوال حال ہی میں قادیان کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں کیا گیا تھا، اس کے جواب میں مسٹر پریتم سنگھ صاحب ایڈیٹر [illegible] دی الیسٹ نے خود بہائی اور بہائی رسالہ کا ایڈیٹر ہونے کے باوجود ایک غیر طرفدار بنکر لکھا، کہ فلاں یورپین کی تصنیف کو دیکھو، فلاں بہائی کی کتاب کو پڑھو، اور باب یا بہاء اللہ کی تصنیفات اور کتاب الاقدس کا نام تک نہیں لیا۔ معلوم نہیں ان لوگوں کو اپنے مذہب کی ان مقدس کتب کا ذکر کرنے یا ان کا پتہ بتانے میں کیا عذر ہے، کیوں وہ ایسے سوالات کا جواب دیتے ہوئے جھجکتے اور کتراتے ہیں، آخر

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

کیا کوئی بہائی مذہب کا پیرو اس پر روشنی ڈالکر اصل حقیقت سے آگاہ کرے گا؟

سیلاب زدگان ضلع مظفر گڑھ

آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ ایک مراسلہ درج کی گئی ہے، جو مظفر گڑھ کے ایک مسلمان کی طرف سے ہمیں موصول ہوئی ہے، اس مراسلہ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ ضلع مظفر گڑھ کے سیلاب [illegible] کے لئے کانگریس کی طرف سے جو امدادی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس کے کارکن چونکہ ہندو زیادہ ہیں، اس لئے زیادہ تر ہندو ہی ان کی امداد سے مستفید ہوتے ہیں، اور مسلمانوں کی طرف سے عموماً غفلت اور لاپرواہی اختیار کی جاتی ہے۔

کانگریس سے ہماری یہ شکایت کہ اس نے اس امدادی کمیٹی میں ہندوؤں کو زیادہ تر کیوں رکھا، فضول ہے، اس کا تمام کاروبار شروع سے [illegible] رہا ہے، باوجودیکہ تو بہت منتقدہ کا اصول جو اس [illegible] ہے، ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قوم کی حیثیت دیتا ہے [illegible] بارہا اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ کانگریس کا رجحان زیادہ تر ہندوؤں ہی کی طرف رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس سے آج تک [illegible] فائدہ نہیں ہوا۔ [illegible] مسلمان ان حالات کو دیکھتے ہوئے [illegible] خلافت کمیٹی نے نام تو اپنے پروگرام میں تمام [illegible] شامل کر رکھے ہیں [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] کانگریس

کی طرف سے مختلف انجمنوں کے نام امداد کے لئے ایک اپیل بھی شائع ہوئی ہے۔ [illegible] ممکن ہے کہ بعض انجمنوں نے کچھ روپیہ بھیجا بھی ہو۔ ایسی حالت میں کسقدر افسوس ہے کہ مسلمانوں کا روپیہ ایسے ہاتھوں میں جا رہا ہے جو ان کی قوم کے کام نہیں آتا۔ یوں تو ہمارے نزدیک ہمدردی انسانی کا سوال ہے مسلم اور غیر مسلم کا کوئی سوال پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن جس حالت میں برادران وطن اس قسم کا امتیاز ضروری سمجھتے ہیں، اور ایک قوم کی پاسداری میں دوسری سے لاپرواہی اختیار کی جاتی ہے تو ناچار ایسی باتوں کیطرف توجہ کرنی پڑتی ہے۔ دوسرے بھی ذوی القربیٰ کا حق زیادہ ہے۔ اگر اپنے تڑپ رہے ہوں، تو دوسروں کو جن کی طرف توجہ کرنے والے بہت ہیں کیا کیا جائے اسلئے ہم خلافت کمیٹی اور دیگر انجمنوں کو بڑے زور سے اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ وہ خدارا مسلمانوں کے حال پر رحم کریں اور کانگریس سے علیحدہ کمیٹی بنائیں تاکہ مسلمانوں کو اس سے حسب دلخواہ امداد مل سکے، اور ہمسایہ قوم کی طرح انکے لیئے ان ناگہانی آفات سے نکلنے کا سامان ہو سکے۔

جماعت احمدیہ کی توجہ کے قابل

کانگریس کی امدادی کمیٹی کی جس کی اپیل کا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے۔ اُسکی ایک نقل حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی پہنچی جس پر آپنے اپنے احباب کو اس کارخیر میں حصہ لینے کی تحریک کی گذشتہ جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اس تحریک کو احباب لاہور کے سامنے پیش کیا جس پر اسی وقت قریباً پچیس روپے جمع ہوگئے۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ قلیل سی رقم کو کسی امدادی کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ بیرونی احباب سے التماس ہے کہ وہ بھی اس امداد میں حصہ لیں۔ اس بات کی ضرورت نہیں کہ مصیبت زدگان کے دردناک حالات اور ہولناک مصائب کو بار بار لکھا جائے۔ نہ اُن کی خانہ ویرانیوں اور اتلاف جان و مال اور یتیمی اور بیکسی کی ہولناک داستانیں دہرانے کی حاجت ہے یہ تمام باتیں عام طور پر شائع ہو چکی ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے تمام احباب ان مصائب کو دور کرنے کے لیئے کوئی عملی قدم اُٹھائیں۔ یہ ایک نہایت ضروری کام ہے اور جسقدر ہم رفاہ عام کے کاموں میں حصہ لینگے۔ جسقدر مخلوق خدا اور بالخصوص مسلمانوں کی امداد میں ساعی ہونگے۔ اور انہیں ہر قسم کے مصائب و آلام سے بچانے کی کوشش کرینگے۔ اسی قدر ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مورد ہونگے۔ ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کی طرف سے ایک بہت بڑی رقم مصیبت زدگان کی امداد کے لیئے بھیجی جائے کہ ہمارے دینی فرائض کا یہ ایک نہایت ضروری حصہ ہے۔ کیا ہمارے احباب اس طرف خاص طور پر متوجہ ہونگے؟

کفیٰ بالمرء کذبا

ایک دوست نے لکھا ہے کہ میر محمد اسمٰعیل نے اپنے کسی مضمون مندرجہ الفضل میں بعض مبہم اشارات بعض کی ذاتیات پر ایسے کیئے ہیں جو شبہات پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم اپنے دوست کو یقین دلاتے ہیں کہ ان باتوں کے جھوٹ ہونے کا یہی کافی ثبوت ہے کہ اخفا کے نیچے پناہ لی گئی ہے۔ تاریکی میں حملہ کرنا یا چھپ کر آنا مومن کا کام نہیں۔ بغرض اس کے محض دروغ اندازی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ میر محمد اسمٰعیل جیسا آدمی اس قسم کی باتوں میں ملوث ہو۔ حدیث میں آیا ہے۔ کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع۔ سو میر صاحب نے اگر یہ باتیں دوسروں سے سنی ہیں اور یقیناً یہی باتیں اُن کی جماعت کے بڑے بڑے آدمیوں کا شغل محفل زندگی تو کم سے کم اخبار میں آنے سے تو وعید نبوی سے ڈرنا چاہیئے تھا۔ جناب میر صاحب کی جماعت نے آگے ہماری جماعت پر کونسا احسان کیا ہے۔ ہم میں سے کون شخص ہے جسے وہ جائز ناجائز ذرائع سے بدنام و ذلیل کرنیکی انتہائی کوشش نہیں کر چکے۔ اگر انکے اس ترکش میں کچھ اور تیر ہیں تو وہ بھی چلالیں۔ ایمان کا تقاضا تو یہ تھا کہ کسی سے ایسی بات سنی تھی تو ظن المؤمنون بانفسھم خیراً پر عمل کرتے۔ اور بلا ثبوت بات کو آگے نہ چلاتے۔ اگر انکو جواب دینا تھا تو کچھ مردانگی ہی دکھاتے، اور نام لیکر بتلاتے کہ فلاں شخص نے فلاں حرکت ایسی کی ہے۔ اور جو ثبوت انکے پاس تھا اسکو بھی پیش کرتے۔ مگر گول مول باتوں میں چھپ چھپ کر جھوٹ کو پیش کرنا دونوں [illegible] اپنی کمزوری ثابت کرنا ہے۔ میر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ خود شیشے کے محل میں بیٹھے ہیں اور اگر ان پر پتھر برسنے لگے۔ تو ان کا مقصد تو پورا ہو جائیگا [illegible] [illegible]

[illegible] فرید بک سابق وزیر داخلہ قسطنطنیہ نے ایک سہ ورزانہ [illegible] جاری کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

مذہب اور سیاست

مسٹر سی آر داس نے جن کی سیاسی کوششیں ہندوستان کی موجودہ جدوجہد میں ایک خاص اثر رکھتی ہے، حال ہی میں بنگال کی ۲۴ پرگنہ ڈسٹرکٹ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے، کہ "ہندوستان کی مذہبی اور مجلسی آزادی زیادہ تر سیاسی آزادی پر مبنی ہے، جس کا پہلے حاصل ہونا ضروری ہے، اور اہل ہند کی موجودہ سیاسی جدوجہد بھی ایک مذہبی جدوجہد ہے" آپ نے فرمایا کہ "سیاست آخر کار کیا ہے؟ آزادی کے راستہ سے تمام قسم کی مشکلات اور رکاوٹوں کو دور کرنے کا کام ہے، اور دفتری حکومت کے ساتھ یہ جنگ ایک مذہبی جنگ ہے"

اس قسم کے خیالات ہمارے قریباً تمام سیاسی لیڈروں اور مسلمان علما سے بھی آئے دن سننے میں آتے ہیں، لیکن جہاں تک ہم غور کی نظر سے دیکھتے ہیں، موجودہ سیاسی جدوجہد کو ایک مذہبی جدوجہد قرار دینا ایک غلطی کا ارتکاب کرنا ہے، ہندوستان میں اس وقت ہندو مسلمانوں کے تعلقات جس درجہ کشیدہ ہو رہے ہیں، اور محض مذہبی وجوہات پر ہمارے برادران وطن مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ناملائم سلوک کر رہے ہیں، وہ اس حقیقت نفس الامری کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے، کہ ہندوستان کی مذہبی آزادی کی مفروضہ سیاسی آزادی پر موقوف نہیں، اور ہم واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بلا خوف تردید یہ کہہ سکتے ہیں، کہ جو کچھ مذہبی آزادی اس وقت ہندوستان کو حاصل ہے، سوراج کے ملنے پر وہ بھی سلب ہو جائے گی، مسٹر داس کا یہ فقرہ کہ "دفتری حکومت کے ساتھ یہ جنگ ایک مذہبی جنگ ہے" عوام الناس کو متاثر کرنے کے لئے جادو کا کام دے سکتا ہے لیکن وہ لوگ جو واقعات کو چشم بصیرت سے دیکھنے کے عادی ہیں، ہرگز اس کو مذہبی جنگ قرار نہیں دے سکتے، نہ مذہب کو اس طرح سے خاص اغراض کے لئے آڑ بنانا جائز ہے۔

آزادی کی سرزمین میں تنگدلی

امریکہ کو موجودہ مہذب ممالک میں سب سے زیادہ آزاد سمجھا جاتا ہے، لیکن اس آزادی کی سرزمین میں کالے اور گورے یورپین اور ہندوستانی کی جو تمیز کی جاتی ہے، وہ شاید کسی دوسرے ملک میں روا نہیں رکھی جاتی، ایک امریکن مصنف مسٹر پارک شوون اگ نے اس تعصب اور تنگدلی کو ذیل کے الفاظ میں واضح کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود امریکہ کے بعض منصف مزاج لوگ بھی اپنے اہل وطن کے اس طرز عمل کے شاکی ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ

"ایک شخص کو امریکہ سے محض اس بنا پر نکال دیا جاتا ہے کہ اس کا چہرہ سیاہ ہے، اگر اسی طرز کا آدمی ہندوستانی یا مشرقی ہونے کے بجائے کسی اور نسل سے ہوتا، تو اس کو بڑی خوشی سے رہنے دیا جاتا، ایک سفید آدمی بُرا بھی ہو تو اس کو داخل کر لیا جاتا ہے، لیکن ایک ہندوستانی اگر دیانتدار بھی ہو، تو خارج کر دیا جاتا ہے، ایک سفید آدمی اگر چور بھی ہو، تو اس کا خیر مقدم کیا جاتا ہے، لیکن ایک ہندوستانی اگر صد درجہ متمنی بھی ہو، تو اس کو دھکے دیئے جاتے ہیں"

یہ ہے آزادی کی سرزمین کا حال۔ باوجود اس کے یہ لوگ اپنے آپ کو سب سے زیادہ مہذب اور [illegible] اور اس پر فخر کرتے ہیں۔

مسیحیت ہندوستان میں

مانچسٹر الیسوی ایشن آف دی چرچ مشنری سوسائٹی کے سالانہ جلسہ پر ایک پادری ڈبلیو ڈی۔ ایس ہالینڈ نے جو جنوبی ہند کے کوٹایا کالج کے پرنسپل ہیں تقریر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ "ہندوستانی طلبا میں بیس سال تک کام کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہماری مسیحیت ہندوستانیوں کے لئے مفید نہیں" قریباً اس نتیجہ پر دوسرے مسیحی اصحاب پہنچے ہیں۔ جن کو ہندوستانی طلبا کے اندر کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ یہ مسیحیت کی ناکامی کی ایک کھلی شہادت ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں۔ کہ ایسی حالت میں اشاعت مسیحیت کے مقصد کو بالائے طاق رکھ کر [illegible]

افکار واذکار

بیچارہ الفضل: آخر پناہ اسی جگہ آکر لی کہ روپیہ ہمارا - پیر ہمارا وہ کھائے اڑائے جو مرضی چاہے کرے - ہم روپے دینے والے - وہ لینے والا جب ہم خوشی سے دیتے ہیں تو تم دخل دینے والے کون؟ ہمارے ریزولیوشنوں کے الفاظ سے خواہ مفہوم کچھ اور ہی نکلتا ہو - مگر مطلب در بطن شاعر ہمارا یہی تھا - یہ جواب خواہ کس قدر بھی افسوسناک اور طفلانہ رنگ رکھتا ہو - مگر گالیوں کے علاوہ جن کی وہاں کچھ کمی نہیں - سوائے اس جواب کے اور کوئی چارہ بھی نہ تھا - یورپ کی سیر و سیاحت پر ہزارہا روپے کے اسراف کا جواب سوائے اسکے اور ہو بھی کیا سکتا تھا - کہ روپیہ ہمارا ہم اپنے پیر کو دیتے ہیں - وہ جسطرح چاہے خرچ کرے - تم اعتراض کرنے والے کون؟

بس یہی تمام دنیا کے پیر پرست کہتے ہیں! تمام بلاد اسلامیہ میں سینکڑوں کی تعداد میں گدیاں اور پیر خانہ ہیں - جہاں پیروں کو انکے مرید ہزارہا روپے نذر کرتے ہیں - اور خوشی سے نذر کرتے ہیں - دنیا بھر کے سمجھدار مسلمان ان پیر خانوں سے سخت شاکی ہیں کہ مریدوں کی جہالت کی وجہ سے مسلمانوں کے ہزارہا روپے اس طرح تباہ ہو رہے ہیں - مگر ان کے مرید یہی کہتے ہیں کہ روپے دینے والے ہم - لینے والا ہمارا پیر وہ جسطرح مرضی چاہے خرچ کرے - جب ہم خوشی سے اسکی نذر کرتے ہیں - تو کسی غیر کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اعتراض کرے - یعنے وہی کہتے ہیں جو آج الفضل کہتا ہے - یہ تشابہت قلوبھم کا نظارہ کسقدر عبرتناک ہے! یہ ہے پیر پرستی کا جادو جو سر پر چڑھ کر بول رہا ہے - دیکھ لو آخرکار اسی اسٹیج پر آ گئے - جس پر ساری دنیا کے پیر خانے اور گدیاں قائم ہیں - پھر ہم نے اگر کہدیا کہ قادیان بھی اب ایک گدی بن گئی تو کیا غلط کہا؟ بجا کہا اور درست کہا - واقعات سامنے موجود ہیں خود دیکھ لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے -

---

(۲) بقول الفضل جب بکر زید کو روپیہ خوشی سے دیتا ہے تو زید کو اختیار کلی حاصل ہے - جسطرح چاہے خرچ کرے - اور اگر زید اپنی محنت سے کمائے یعنے اسکا اپنا روپیہ ہو تو بدرجہ اولیٰ اسکو حق حاصل ہے - کہ جسطرح چاہے خرچ کرے - ایسی صورت میں گویا کوئی احتساب نہیں - مگر پھر معلوم نہیں خدا نے لاتسرفوا کا حکم دیگر لوگوں کے اپنے روپے کے اخراجات میں یہ دخل در معقولات کیوں دیا؟ ایک شخص کا اپنا روپیہ ہے - وہ جسطرح چاہے خرچ کرے مگر نعوذ باللہ خدا تعالےٰ کے ہاں بھی عجیب دھینگا دھینگی ہے - کہ .. لاتسرفوا کا حکم دیکر لوگوں کے اپنے حقوق میں دست اندازی کر دی - الفضل صاحب کو واضح ہو کہ لاتسرفوا کا حکم اپنے مال کے متعلق ہی ہے - غیر کے مال کے متعلق نہیں - غیر کے مال میں دست اندازی کرنا تو الگ گناہ کبیرہ کی مد میں داخل ہے - ہمیں "پاگل" کہہ لو گالیاں دے لو - مگر فکر عاقبت کی کرو - وہاں دھڑا کام نہیں آئیگا

تطہیر الاولیاء

یعنی

تکفیر کے فتووں سے اولیاء اللہ کا پاک ہونا اس کتاب میں حوالہ جات دئے گئے ہیں - کہ کسطرح علماء ظواہر نے علمائے روحانی پر انکی زندگی میں کفر کے فتوے لگائے اور کیسی کیسی تکالیف انکو پہنچائیں اس لئے اگر حضرت مسیح موعودؑ پر اس زمانہ کے علماء ظواہر نے کفر کے فتوے لگائے یا تکالیف دیں - تو سابقہ علماء پر یا اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلے ہیں تمام سمجھدار مسلمانوں کے مطالعہ کے لائق کتاب ہے -

حجم ۴۸ صفحہ - قیمت ایک آنہ معہ محصولڈاک -

یہ کتاب تعلیم یافتہ مسلمانوں میں مفت تقسیم کرنے کے لئے نہایت مفید ہے ہر ایک جماعت نقد قیمت بھیجکر کافی تعداد میں مفت تقسیم کے لئے منگوالے -

جملہ درخواستیں معہ قیمت کے ڈاکٹر بنام اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجی جائیں -

حضرت امیر سے چند ضروری سوالات اور ان کے جوابات

منشی عبدالعزیز صاحب صدیقی نے ذیل کے سوالات حضرت امیر کی خدمت میں بغرض جوابات ارسال کئے تھے، چونکہ یہ نہایت ضروری معاملات پر روشنی ڈالتے ہیں اس لئے بغرض افادہ احباب اخبار میں شائع کئے جاتے ہیں:-

سوال اول:- یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ حنفی تھے، مخالف اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ایک مجدد کی شان اس سے ارفع و اعلےٰ ہے کہ وہ کسی دوسرے مجتہد کے اجتہاد کا تابع ہو، چہ جائیکہ وہ چودہویں صدی کا مجدد و مسیح موعودؑ ہو، نیز کیا وجہ ہے کہ حضرت صاحب کو حضرت امام مالکؒ حضرت امام شافعیؒ وغیرہ دیگر ائمہ مجتہدین کا متبع ظاہر نہیں کیا جاتا، حضرت امام ابوحنیفہؒ کو کیا خصوصیت ہے؟

جواب:- کسی مجتہد کے اجتہاد کے تابع ہونے سے اگر یہ مراد ہے، جیسا کہ عوام کے ذہن میں ہے، کہ آنکھیں بند کر کے اس کی تقلید کی جائے، تو نہ کوئی مجدد اس مسلک پر چلا ہے نہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مسلک تھا، اتباع تو قرآن و حدیث کی ہی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہی مسلک تھا، کہ کوئی مسئلہ اگر قرآن سے مل جائے، تو سب سے پہلے قرآن شریف سے لیتے تھے، وہاں نہ ملے تو پھر حدیث سے، وہاں سے نہ ملے تو امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کو ترجیح دیتے تھے، اس کی وجہ دو ہیں۔ ایک امام صاحب کی عام قبولیت دوسرے یہ کہ امام ابوحنیفہؒ دوسرے ائمہ کی نسبت اپنے اجتہاد کی بنیاد قرآن کریم پر زیادہ رکھتے تھے۔ آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کے سامنے جو خاص کام تھا، وہ اس قدر عظیم الشان تھا۔ کہ اگر آپ مسائل فقہی کے اجتہاد پر وقت لگا دیتے تو جس غلطی کے دور کرنے کے لئے آپ کو مامور کیا گیا تھا، وہ کام رہ جاتا، جہاں تک میرا علم ہے پہلے مجددین نے بھی مسائل فقہی میں اجتہاد پر کوئی خاص زور نہیں دیا، اپنے اپنے وقت کی بعض غلطیوں کی اصلاح ہی ان کا بھی خاص کام تھا۔ ہاں قرآن و حدیث سے اجتہاد کا دروازہ بند نہیں، ہمیشہ کے لئے کھلا ہے، اور آج بھی کھلا ہے، اگر کسی خاص مسئلہ میں ضرورت پیش آئے، تو آج بھی اجتہاد ہو سکتا ہے، اور حضرت مسیح موعودؑ بعض وقت خود بھی کر لیتے تھے لیکن چونکہ آپ کے سامنے اس سے بہت بلند تر ایک کام تھا، یعنی ہر ایک قسم کے اعتراضات کا جواب دینا اور اسلام کی اصلی اور صحیح تصویر کو پیش کرنا اس لئے آپ نے مسائل فقہی میں اجتہاد کی طرف خاص توجہ نہیں کی، اور کسی دوسرے امام سے مسائل کو لے لینا مجدد کی شان کے منافی نہیں، نبی کی شان کے منافی ہے،

سوال دوم:- یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے، کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ نبوت ہوتا اور آپ کی نبوت کا منکر کافر ہوتا، تو شرائط بیعت میں اس امر کا تذکرہ ضرور ہوتا، اس کا جواب محمودیوں کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے، کہ حضرت صاحب کے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا بھی تو کوئی تذکرہ شرائط بیعت میں نہیں ہے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب:- نبی جو دنیا میں آیا، وہ خدا تعالےٰ کی توحید کے ساتھ اپنی نبوت کا اقرار بھی لیتا رہا، کوئی نبی نہیں، جس نے اپنی نبوت کا اقرار نہ لیا ہو، یہی اصل اعتراض ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب نبی تھے، تو انہوں نے بیعت میں اپنی نبوت کا اقرار کیوں نہیں لیا، مسیح موعودؑ ہونے سے صرف اس قدر مراد ہے کہ آپ بعض پیشگوئیوں کے مصداق ہیں اور اس کے لئے کسی اقرار کی ضرورت نہیں، جو شخص آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے وہ آپ کو ان پیشگوئیوں کا مصداق سمجھ کر ہی کرتا ہے۔ مجدد بھی کسی پیشگوئی کا مصداق ہے، گو وہ پیشگوئی عام ہو، اس لئے نہ مجدد کو یہ اقرار لینے کی ضرورت ہے۔ کہ میرے مجدد ہونے پر ایمان لاؤ، نہ مسیح موعودؑ کو اقرار لینے کی ضرورت ہے کہ میرے مسیح ہونے پر ایمان لاؤ۔ بلکہ وہ عملی طور پر دوسروں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں اور ان کی بیعت کی غرض بھی اسی قدر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کے اقرار میں جہاں ایمان کا اقرار ہے وہاں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ ہی ہے، کیونکہ مومن بہ حضرت رسالت مآب خاتم النبیین ہی ہیں، لیکن جو نبی ہو کر آئے وہ بموجب نص قرآنی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ خود مطاع قرار پاتا ہے، جیسا کہ حضرت صاحب نے بڑی صفائی سے ازالہ اوہام میں لکھا ہے جو مطاع ہوگا، وہ اپنی اطاعت کا اقرار لیگا لیکن مجدد اور مسیح کا یہ مرتبہ نہیں،

محمد علی،

مراسلات

دریائے سندھ کا ہولناک طوفان

اخبارات میں عام طور پر دریائے سندھ کے ہولناک طوفان کے حالات شائع ہو چکے ہیں، اس طوفان سے جو تباہی ملاقہ جات سیلاب زدہ میں پھیلائی ہے، وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے، دیکھنے والے اس کی تیزی اور شدت کو دیکھ کر اس کو اللہ تعالےٰ کے قہر عظیم سے تعبیر کرتے ہیں، جو غافل مخلوق کے لئے تازیانہ عبرت ہے، کارکنان حکومت خصوصاً جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی بروقت ہدایات اور امداد سے نقصان جان ضلع مظفرگڈھ میں کوئی نہیں ہوا، مگر زراعتی اور مالی نقصان نے ضلع ہذا کی کمر توڑ دی ہے، قصبوں کے باشندوں نے ہمت مردانہ سے اپنے شہروں کے ارد گرد بند باندھ لئے، جس سے سوائے دائرہ دین پناہ کے باقی قصبوں میں پانی نہیں جا سکا، مگر دیہاتی اشیاء کو پانی بہا لے گیا ہے، مکانات منہدم ہو چکے ہیں، زراعت تباہ ہو چکی ہے غلہ بھوسہ بجو الہ پانی ہو گیا ہے۔ سردی کی آمد آمد ہے، سر چھپانے کو مکان نہیں، مسلمانوں کی ناداری ضرب المثل ہے، اس سے تباہ ہو گئے ہیں، مگر میرا منشا ان مصائب کے بیان کرنے کا ہی نہیں بلکہ میں ان مہربانوں اور ہمدردوں کا ذکر کروں گا جنہوں نے اس مصیبت کے وقت باشندگان کی زبانی اور مالی ہمدردی فرمائی اور جن کے ہم شکر گذار ہیں، سب سے پہلے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع ہذا سیلاب کی اطلاع پاتے ہی موقعہ پر تشریف لائے اور سیلاب کے آگے آگے باشندوں کو ہدایات فرماتے رہے، جس کی بدولت جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا، یہی نہیں بلکہ جلد حضور نے امدادی فنڈ کھول دیا جس میں اپنی گرہ سے مبلغ پانصد روپیہ عطا فرمایا، اور تقسیم کرنے کا انتظام بھی خود فرمایا، لالہ چونی رام صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی کم شکریہ کے مستحق نہیں ہیں جنہوں نے امداد فرمانے میں کوتاہی نہیں کی،

جناب شیخ اصغر علی صاحب بہادر کمشنر ملتان ڈویژن بنفس نفیس موقعہ کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لائے، اور لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کیا، اور رقومات تقسیم کرنے کے علاوہ فنڈ میں ۲۷۰۰ روپیہ عطا فرمایا، باقی سرکاری حکام نے بھی بہت کچھ ہمدردی فرمائی، اور چند ہندی دیاوہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں، مخدوم غلام قاسم صاحب کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے قریباً دو ہزار روپیہ کی امداد فرمائی ہے، کانگریس کمیٹی کے ارکین لالہ کیول کرشن صاحب و لالہ لودھاج صاحب ایم۔ ایل۔ سی اور ڈاکٹر ستیہ پال صاحب بھی وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے، اور دائرہ دین پناہ میں گاندھی فنڈ کھول کر غریبوں کی امداد فرمائی، میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ اس امداد کا روپیہ ہندوؤں کو ملا ہے، جس سے ابھی تک کسی مسلمان کو فائدہ نہیں پہنچا، اگر کانگریس والوں کا یہی انتظام رہا، تو امید ہے کہ مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ملے گا، ان کی خدمت میں التماس ہے کہ کوئی اور انتظام کریں، اور روپیہ ہر ایک مصیبت زدہ کو ملنا چاہیے رائے بہادر لالہ سیوک رام صاحب ایم ایل سی بھی تشریف لائے مگر سجادہ نشین [illegible] نواب زادہ محمد عبداللہ خاں صاحب بالکل تشریف نہیں لا سکے، جس کا حد سے زیادہ افسوس ہے، اور نہ ہی خلافت کمیٹی نے کچھ توجہ کی، حالانکہ مسلمانوں کو حد سے زیادہ نقصان ہوا ہے، کاش ہمدردان مسلم بھی امداد پر توجہ فرماویں۔ اور یہ عرض بھی ضروری ہے کہ جہاں امداد کی ازحد ضرورت تھی، وہاں امداد میں کمی کی، مثلاً دیہات زیادہ مستحق امداد تھے،

[illegible] رضا بخش خاں [illegible] خیر خواہ قوم

محبوب الٰہی بننے والوں کیلئے مژدہ

از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

حضرت عیسے علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے والے ..... کروڑہا روپیہ اور لکھوکہا انسانوں کی طاقت کو اس لئے خرچ کر رہے ہیں تا لوگوں کو یقین دلادیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے کفارہ پر ایمان لانے سے ہی وہ محبوب الٰہی بن سکتے ہیں۔ ایک آتش پرست آگ کی پوجا کرنے میں ہی اللہ کا پیارا بننے کا راز بتاتا ہے۔ ایک بت پرست ہندو کہتا ہے کہ بتوں کی پوجا کرو۔ لالوں والی دیوی مہاکے گیت گاؤ۔ گنگا کا اشنان کرو۔ جمنا جی کی بھینٹ میں دیوانہ وار لگے رہو۔ کوہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر جاکر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور رام کا نام جپو۔ تو تم سے اللہ پیار کرنے لگے گا۔ آریہ کہتا ہے کل دنیا کے راست بازوں کو گالیاں نکالو۔ کرشن علیہ السلام اور رامچندر جی مہاراج اور بابا نانک صاحب جیسے ولی اللہ کو بھی اپنی اس بدزبانی سے علیحدہ نہ رہنے دو۔ اور ہون کرو۔ اس میں گھی جلاؤ۔ مشک کو تباہ کرو۔ پس تم اللہ کے خالص بندے بن جاؤ گے۔ ایک بدھ اعلان کرتا ہے کہ جنگل میں جاکر اپنے کل خدا داد قوے کو تباہ کرو۔ تم خدا سے جا ملو گے۔ قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ یہود کہتے ہیں ہم ہی صراط مستقیم پر ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں ہم ہی سیدھے راہ پر ہیں باقی سب غلط ہیں۔ اور اسی طرح سب لوگ کہتے ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے مذہب کو سچا بتاتا ہے۔ لیکن ہم کو ان میں ان دعوں کا ثبوت کوئی نہیں ملتا۔ ہزارہا سال گزر چکے ہیں۔ ... کوئی ایسا انسان ان میں پیدا ہوا نظر نہیں آتا جس نے یہ کہا ہو کہ اُس نے اپنے مذہب پر چلکر خدا کو پالیا۔ اس قسم کا کوئی انسان نہ عیسائی مذہب نہ یہودی نہ ہندو نہ آریہ اور نہ بدھ وغیرہ ہما تاریخ گذشتہ میں پیش کر سکتے ہیں جو کہ دعوے کرے کہ وہ خدا رسیدہ ہے۔ اور یہ عملی شہادت ان کے دعوں کے باطل ہونے دلیل ہے۔ ہاں تاریخ اسلام میں ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں ہمیں ایسے انسان ملتے ہیں جنہوں نے دعوے کیا ہے کہ وہ خدا رسیدہ ہیں۔ اور انکی پاک زندگی اور اعلیٰ اخلاق نمونہ اور معجزات سے لوگوں کو ماننا پڑا ہے۔ کہ خاصان خدا میں سے ہیں اور اُس دعوے میں سچے ہیں۔ کوئی پہاڑ اور کوئی سرزمین نہ ہوگی۔ جس میں کہ اسلام نے اس قسم کے با خدا انسان پیدا نہ کئے ہوں۔ الغرض یہ ایک مذہب ہے جس میں کہ ہمیں ان راہوں کی تلاش کرنی چاہئیے جن سے کہ انسان محبوب الٰہی بن سکتا ہے۔ اور یہی صحیح ہے جیسا کہ اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

ھ

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

قرآن کریم کا اپنا دعوے ہے کہ من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ۔ جو کوئی دین اسلام کے سوائے اور کسی مذہب کو تلاش کرتا ہے۔ پس ہرگز وہ اس سے قبول نہ کیا جائیگا۔ پھر فرماتا ہے انّ الدّین عند اللّٰہ الاسلام۔ اسلام ہی اللہ تعالےٰ کی طرف سے سچا دین ہے۔ اور حکم ہوتا ہے یاایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ اے مسلمانوں دین اسلام یا فرمانبرداری الٰہی میں کلّی داخل ہو جاؤ۔ الغرض یہ کل دعوے ہمارے مذکورہ بالا بیان کی تائید کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ دین اسلام کی پیروی میں ہی وصل الٰہی انسان حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ محض دعوے ہی رہے اگر انکی تائید تاریخ زمانہ اور تجربہ نہ کرتا۔ جیسا کہ میں نے اوپر بتایا ہے۔ کل ادیان کے پیروان دعوے تو کرتے ہیں کہ انہی کے مذہب سچے ہیں لیکن جو اصل غرض مذہب کی پیروی سے ہوتی ہے۔ وہ انہیں مفقود ہے۔ کوئی انسان ان مذاہب نے باخدا پیدا نہیں کیا۔ یہ ان کے دعوؤں کے باطل ہونے پر کافی دلیل ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ بعثت کے بعد تو بالکل ہی روشنی کے دروازے ان مذاہب کے پیروان پر بند ہو گئے نظر آتے ہیں۔ ہاں تاریخ شاہد ہے۔ اور ان لوگوں کی زندگیاں شاہد ہیں جو کہ اسلام کے پیروان گزرے ہیں۔ کہ آج اللہ کے ماننے والے ہی خدا کو پا سکتے ہیں۔ پس ایک مسلمان کے لئے خصوصاً اور کل دنیا و مافیہا کے انسانوں کے لئے عموماً یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا طریق ہے جس سے انسان محبوب الٰہی بن سکتا ہے۔ اور اے لوگو جو کہ دنیا کے دولی غلامی میں اپنے کو تباہ کر رہے ہو۔ آؤ ہم تمہیں مژدہ سناتے ہیں۔ کہ اللہ تبارک تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہیں۔ قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ کہ اے رسول انہیں سنا دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو اور محبوب الٰہی بننا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تمہارے گناہ بخش دئے جائیں گے۔ اور تم اللہ تعالےٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ لوگ گورنروں ڈپٹی کمشنروں تحصیلداروں کے محبوب بننے کے لئے اپنے مال اور ضمیر سب کچھ قربان کرنے کے لئے طیار ہو جاتے ہیں کیا کوئی ہے جو کہ اس آسان راہ سے خالق و مالک رب العالمین خدا کے محبوب بننا چاہتے ہیں۔

پس اے دے لوگو جو اس انعام کو حاصل کرنے کے خواہاں ہو جس سے تم اس جہان میں اور بعد موت ابدی زندگی میں جنت کے وارث ٹھہر سکتے ہو۔ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرو۔ گذشتہ تاریخ شاہد ہے کہ اس راہ پر قدم مارنے والوں کے حالات نے الٰہی وعدہ کی تصدیق کی ہے۔ لیکن ہمارے پاس اس زمانہ میں ایک شہادت گزری ہے جس کے ہم اور ہمارے ہم عصر کل شاہد ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے جب اس راز کو سمجھا اور اس حکم الٰہی کی تعمیل کی وہ مجدد اور مسیح موعود کے مرتبہ کو پانے والے ہوئے اور زبان حال سے پکار اُٹھے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

انہوں نے محبت الٰہی میں اسوہ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ اور فرمایا۔

دلربا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی — آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
نقش ہستی تیری الفت میں مٹایا ہم نے — اپنا ہر ذرہ تیری راہ میں اڑایا ہم نے
تیرا میخانہ جو اک مرجع عالم دیکھا — خم کا خم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

یعنے میں کل کا کل اس افضل البشر کی محبت میں جب فنا ہو گیا تو اللہ تعالےٰ میرا محبوب اور میں اللہ کا محبوب بن گیا۔ خیر امم کا مرتبہ مجھے عطا کیا گیا۔

پس اے لوگو جو کہ اس دنیا و آخرۃ میں کامیابی کے خواہاں ہو آؤ اور اسلام پر چلو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو کل دیگر خواہشات پر مقدم کرو۔ تا تم اصل زندگی کو پاؤ۔

بالآخر ہم اپنی احمدیہ جماعت کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اے بھائیو تم نے نہ صرف خود ہی اس وعدہ الٰہی کو سچا ہوتے دیکھا بلکہ اس کی صداقت کو شناخت کیا۔ اور ایک برگزیدہ الٰہی کے ہاتھ پر وعدہ کیا کہ تم اسوہ حسنہ رسول اللہ کو اپنی زندگی کا نمونہ بناؤ گے پھر تم خود ہی بتاؤ کہ اگر اس ایمان سے جو اللہ نے اپنے فضل سے تمہیں عطا کیا ہے فائدہ نہ اُٹھاؤ اور لوگوں میں بھی جو غافل ہیں۔ اس کی اشاعت نہ کرو تو تم الٰہی درگاہ میں پوچھے جاؤ گے یا نہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم خود اس کامل نمونہ کے قدموں پر چلیں اور دنیا میں اسکی اشاعت کریں کیونکہ اس سے زیادہ کامیابی اور اس سے زیادہ ہمدردی انسانی اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ اس مژدہ الٰہی کو کہ تم محبوب الٰہی بن سکتے ہو۔ سنو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ تا تم اپنے اصل مقصد زندگی کو پا سکو اور مرنے کے بعد تمہیں افسوس نہ کرنا پڑے۔

مسئلہ وفات مسیح پر ایک شیعی کے اعتراضات کا جواب

میرے ایک شیعہ دوست پشاوری نے مجھکو اخبار درنجف ۲۲ جلد ۴ کا پرچہ دیکر اس مضمون کے جواب کیطرف توجہ دلائی۔ افسوس یہ ہے کہ یہ لوگ ہمارے لیٹریچر کا مطالعہ نہیں کرتے۔ ایسی باتوں کا سینکڑوں دفعہ جواب ہو چکا مگر بے خبر اور ناواقف لوگ ہمارے مضامین کو نہ دیکھنے والے جب کبھی اپنے کسی اخبار میں ایسے مضامین پڑھ لیتے ہیں تو چونکہ ہمارے جوابات اور مضامین کو انہوں نے کبھی نہیں پڑھا بلکہ دیکھا تک نہیں ہوتا۔ انکو اس مضمون پر بڑا ناز یا گھمنڈ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اُسکو لاجواب سمجھ لیتے ہیں۔

مضمون نویس نے تجاہل عارفانہ یا کم علمی کی وجہ سے یا بادی النظر میں دھوکہ دہی کے ارتکاب میں قرآن کریم سے بعض ایسی آیات لکھدی تھیں جنمیں الفاظ توفّی اور اُسکے مشتقات وارد ہوئے ہیں اور اس قسم کی حیلہ سازی علمائے زمانہ موجودہ کا طریق ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ توفّی کا مادہ وفی سے ہے جسکے معنی پورا کرنے کے ہیں مگر خاص ابواب میں یا خاص محاورات میں جاکر ایک لفظ جو معنے اختیار کر لیتا ہے اسکا مدار قیاس پر نہیں بلکہ سماع پر ہے۔ ہمارے شیعہ مضمون نویس نے اس مضمون میں آگے چلکر تمام قیاسات سے کام لیا ہے اور اتنا نہیں سمجھا کہ اگر لغت کا مدار بجائے سماع کے قیاس پر رکھا جاتا تو آج سب الفاظ کے معانی سے امن اُٹھ جاتا۔ اور اہل زبان کے محاورات کو سنداً پیش کرنا ایک امر لغو قرار پاتا پس وفی نے جو معنے باب تفعل میں اور اس باب کے خاص محاورہ توفّاہ اللّٰہ میں آکر اختیار کر لیے ہیں انپر سماع اور نقل کی شہادۃ سوائے قبض روح کے چونکہ اور کوئی نہیں اسلیئے ہم قیاس سے یہ قرار نہیں دے سکتے کہ توفّاہ اللّٰہ کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مع جسم اُٹھا لیا۔ توفّاہ اللّٰہ میں صرف نفس یا روح کا قبض اہل لغت کا فیصلہ ہے اور اشعار جاہلیت کی۔ قرآن کریم کی، احادیث کی، علم ادب کی ایک بھی مثال اسکے خلاف پیش نہیں ہو سکتی۔ اور توفّاہ اللّٰہ صرف انسانوں پر بولا جاتا ہے نہ دوسرے حیوانات پر۔ اور صرف نیند یا موت ہی پر محدود ہوگا کیونکہ قرآن کریم نے اپنی کھلی نص میں اسکا فیصلہ فرمادیا ہے۔ جس کے خلاف تمام قیاسات مردود ہیں۔ اسلیئے ہمارے امام علیہ السلام نے انعامی اشتہار میں اس کا اعلان فرمادیا ہے کہ تمام محاورات اہل زبان قرآن احادیث ادبیہ میں ایسی کوئی نظیر پیش کریں کہ توفّی کا فاعل اللہ تعالیٰ۔ اور مفعول بہ جان دار انسان ہو۔ اور اسکے معنے سوائے قبض روح اور موت کے کچھ اور ہوں ہَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔

اور یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں زیر بحث صرف لفظ توفّی نہیں بلکہ لفظ متوفّیک زیر بحث ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فاعل اور حضرت عیسے بطور مخاطب مفعول ہیں۔ اسلیئے فیصلہ کے لیے جب تعیین معنے کے لیے لغت کی طرف رجوع کرینگے تو لغت عرب میں توفّاہ اللّٰہ کے معنے سے ہی سند لائینگے نہ کہ وفی۔ یوفون۔ اوفوا۔ وفیت وغیرہ سے کیونکہ تمام اہل لغت نے توفّاہ اللّٰہ کے محاورے کو تسلیم کرکے الگ لکھدیا ہے اور اسکے معنی قبض روح یا قبض نفس کردئے ہیں۔ اب ہمکو قیاس سے معنے کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔

لغت عرب کی شہادت

فی مفردات الراغب فی مادۃ وفی وقد عبّر بالموت والنوم بالتوفّی قال اللّٰہ تعالیٰ یتوفّی الانفس حین موتہا وقال یتوفّکم باللیل وقال یتوفّکم ملک الموت وقال تتوفّیہم الملائکۃ وقال توفّتہ رسلنا وقال او نتوفّینک وقال توفّنا مع الابرار وقال توفّنا مسلمین وقال توفّنی مسلماً۔

وقال ابن عباس توفّی موت والوفات المنیۃ والوفات الموت وتوفّی فلان وتوفّاہ اللّٰہ اذا قبض نفسہ۔ وفی الصحاح اذا قبض روحہ (لسان العرب فی مادۃ وفی)۔ وتوفّاہ اللّٰہ اذا قبض روحہ والوفات الموت (صراح اللغۃ فی مادۃ وفی) توفّی تمام گرفتن حق۔ وتوفّاہ اللّٰہ ای قبض روحہ وفات مردن۔ وفی تاج العروس شرح القاموس والمنیۃ وتوفّی فلان اذا مات وتوفّاہ اللّٰہ قبض روحہ (قاموس) وفی الاساس فی مادۃ وفی قال توفّی فلان وتوفّاہ اللّٰہ ادرکتہ الوفات یعنے الموت وفی اقرب الموارد فی مادۃ وفی قال توفّی اللّٰہ زیداً ای قبض روحہ توفّی فلان بمجہول قبضت روحہ ومات فاللّٰہ المتوفّی والعبد المتوفّی۔ وفی منتہی الارب التوفّی الموت یقال توفّاہ اللّٰہ تعالیٰ ای قبض روحہ۔

قلت فقد تبیّن لک علی ان لفظ التوفّی الموت فی الکتب المذکورۃ الصدر فعلی ہذہ الاقوال قولہ تعالیٰ یعیسیٰ انّی متوفّیک ای ممیتک حتف انفک لا قتل بایدیہم۔

وایضاً کذٰلک استعمل لفظ توفّی بمعنے الموت فی محاورات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومحاورات اہل بیتہ واصحابہ رضی اللّٰہ عنہم اجمعین۔

حدیث ہے۔ ماتوفّی اللّٰہ عزّ وجل نبیاً قط الا دفن حیث یقبض روحہ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹)

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا۔ وجعہ الذی توفّی فیہ (بخاری جلد الثانی) عن عثمان الی ان قال حین توفّی رسول اللّٰہ الخ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۴۳) وفی البخاری لفظ توفّی بمعنے الموت اکثر من ان یحصی۔ وفی نہج البلاغۃ صفحہ ۲۱۳ وقد توفّی سہل بن حنیف الانصاری بالکوفۃ الخ۔ وفی اصول الکافی۔ فاطمۃ علیہا السلام بعد مبعث رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم بخمس سنین وتوفّیت علیہا السلام ولہا الخ (صفحہ ۲۹۰ کافی)

وفی نہج البلاغۃ صلہ اذ عقل ما الامر ... فاقۃ الخ وفی الکافی صلہ قال لما توفی ابو طالب نزل جبرئیل الخ ولولا خوف التطویل لذکرت ذلک خیر الکلام ما قل ودل وما طلو مالا اختیار الحق

پس اہل لغت اور علماے ادب نے توفیہ اللہ کے محاورہ کو تسلیم کر کے اور اسکو اپنے کلام اور محاورات میں بمعنی موت یعنی قبض روح اور قبض نفس کے استعمال کیا ہے۔ اور اسکو اگرچہ زیر مادہ وفی ذکر کیا ہے مگر مع اسکے نظائر قرآن واحادیث سے لاکر بتا دیا ہے کہ جب یہ لفظ اصطلاح استعمال ہوگا اسکے معنی موت کے ہونگے۔

سورہ زمر کی آیت پر بحث

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون۔

ہمارا مخاطب شیعہ مولوی اس قسم سے ہے جسکا ذکر اللہ تعالے نے آیت کے آخر میں کردیا ہے تو وہ خود غور کرے اور قرآن کی آیت کو لغت سمجھے جو خود اجمال کی تفصیل کرتی ہے۔ اور توفی کے معنے کو عین انکے طور پر حل کرتی ہے۔ خدا کا نفس انسانی قبض کرنا دو صورتوں میں منحصر کر دیا گیا ہے۔ تیسری کوئی صورت نہیں ایک موت کے وقت دوسرا نیند میں اور ان دونوں صورتوں میں جو پہلی صورت قبض تامہ کی اور دوسری قبض ناقص کی ہے۔ بدن کو خدا توفی کے وقت ہرگز نہیں لے جاتا یہاں توفی کا مفعول انفس ہے جو نفس کی جمع ہے۔ اور نفس روح حیوانی نفس ناطقہ اور سارے انسان پر اطلاق پاتا ہے۔ اب توفی میں کونسی چیز ان میں سے لی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ نیند اور موت دونوں میں بدن اور جسم یہیں رہ جاتا ہے۔ اور کبھی ... الی اسے اٹھاکر کہیں اور نہیں لے جاتا۔ پس سارا انسان اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاوے تو اسپر کبھی توفی کا لفظ نہیں بولا جائے گا اور محاورات اہل زبان میں اسکی کوئی نظیر آپ کو کہیں نہ ملے گی۔ پس جب کسی کے متعلق توفی کا لفظ بولا جاوے گا تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اسکا جسم نہیں لیا گیا۔ اب یہ امر کہ توفی میں کونسی چیز لی جاتی ہے آیا روح حیوانی لی جاتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قبض ناقص نیند میں روح حیوانی انسان کے اندر موجود ہوتی ہے اور وہ ... نہیں اس لیے توفی نفس میں روح حیوانی کا لیا جانا مراد نہیں باقی ایک صورت رہ جاتی ہے یعنی نفس ناطقہ یا وہ چیز جس سے عقل، تمیز ادراک مراد لی جاوے۔ اور یہ صحیح ہے اسلیے کہ توفی کا لفظ صرف انسان پر بولا جا سکتا ہے۔ دوسرے جانداروں پر نہیں اگر روح حیوانی کا قبض مراد ہوتا تو یہ لفظ دوسرے جانداروں کیلیے بھی ہو سکتا۔ دوم نیند اور موت دونوں میں جو مشترک چیز لی جاتی ہے وہ تمیز اور عقل انسانی ہی ہے اور کوئی چیز نہیں۔ تیسرے جس غرض کیلیے توفی نفس ہوتی ہے وہ جزا و سزا اعمال ہے۔ اور اعمال کے کرنے میں گو جسم اور روح حیوانی شامل ہوتے ہیں مگر اعمال کی ذمہ داری اور ان کا احساس تمیز یا عقل انسانی ہی میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے وہی چیز لیجاتی ہے جسپر اصل ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پس یہ آیت توفی کے معنی پر ایک صاف اور فیصلہ کن تشریح ہے۔ اسلیے انی متوفیک میں سوائے معنے موت کے اور کوئی معنے درست نہیں ہو سکتے۔ (باقی آئیندہ)

اخبار احمدیہ

مولوی عبدالحق صاحب اور مولوی عصمت اللہ صاحب کاٹھیاواڑ گجرات کے دورہ سے فارغ ہو کر واپس لاہور آگئے ہیں۔ ان کے سفر کی مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

مولوی یعقوب خاں صاحب بی۔ اے ایڈیٹر لائٹ کو اللہ تعالے نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ مبارک۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب یکم ستمبر کو بمبئی میل پر عازم بمبئی ہوئے۔ اللہ تعالے انہیں بخیر عافیت منزل مقصود تک پہنچائے اور کامیاب واپس لائے۔

برادر محمد لطیف صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ رقمطراز ہیں کہ ۲۰۔ اگست کو بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک آریہ کلرک مسمی بابو سرنداس نے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام عبدالرحیم رکھا گیا

۲ و ۹ و ۱۶ و ۲۳ اور ۳۰۔ اگست کو احمدیہ انجمن اشاعت ...

آریہ سماج کے عقیدہ کی وکالت جناب مولوی عبدالرحمن صاحب نے کی اور دوسری طرف شیخ عبدالعزیز صاحب اور دوسرے احباب تھے۔ ۱۶۔ اور ۲۳۔ اگست کو برہمو سماج کے عقیدہ متعلق صفات الہیہ پر بحث و مباحثہ کا خیال تھا۔ مگر ان ہر دو اجلاس میں ایک غیر احمدی دوست نے حضرت صاحب کے الہامات مثلاً۔ ووسع مکانک۔ انت منی بمنزلۃ ولدی انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ انا محمدک پر اعتراض کئے۔ اور آخر ۳۰۔ اگست کے اجلاس میں اس بات کو نہایت فراخ دلی کے ساتھ تسلیم کر لیا۔ کہ ان الہامات اور حضرت صاحب کے باقی الہامات میں بھی کوئی بات قابل اعتراض نہیں اور یہ الہامات دوسرے اولیا و اقطاب کے الہامات کی طرح اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں اور استعارہ اور تشبیہ کے رنگوں میں رنگے ہوئے ہیں۔ عزیز موصوف کے ایمانی جرات قابل داد ہے۔

تازہ خبریں

—— ۲۸ و ۲۹۔ اگست کی درمیانی شب کو پیرداد معافی اور ہڑپہ روڈ سٹیشنوں کے درمیان دو ریل گاڑیوں کی ٹکر ہوگئی۔ جن میں سے ایک لاہور سے ملتان کی طرف جا رہی تھی اور دوسری ملتان سے لاہور آرہی تھی۔ اس ٹکر سے مسافروں کا بیحد انتہا نقصان ہوا۔ ۹۵ نفوس ہلاک ہوگئے اور ۱۰۵ مجروح۔ مجروحین کو مرہم پٹی کے لئے لاہور لایا گیا ہے۔ ریلوے حکام اور دیگر بہت سے اصحاب تھوڑی ہی دیر میں موقع پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے ہلاک شدہ آدمیوں کی شناخت اور زخمیوں کی امداد میں پوری کوشش کی آنریبل میاں فضل حسین وزیر حکومت پنجاب نے انسپکٹر جنرل سول ہسپتالات کے نام حکم بھیجا ہے۔ کہ وہ زخمیوں کی امداد میں انتہائی کوشش کریں۔ ایسا ہی سنتمہ ہلال احمر اور سینٹ ایمبولینس ایسو سی ایشن کو بھی مشورہ دیا ہے۔

—— بھائی پھیرو والے پانسو کے اکالی جتھے میں سے ۲۵۰ اکالی سزایاب ہوئے اور ملتان کے مرکزی جیل میں بھیج دئیے گئے۔

—— ناگپور میں ۳۰۔ اگست کو ہندوؤں کے پولا تہوار کے موقعہ پر ہندو مسلمانوں میں فساد ہوگیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ کل اٹھارہ آدمی زخمی ہوئے۔ جن میں سے مسلمانوں کی تعداد چودہ ہے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت حکم نافذ کیا ہے۔ کہ ۱۵ ستمبر تک کوئی شخص لاٹھی لیکر نہ چلے بعض خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حالات ابھی نازک ہیں۔

—— ریاست ہائے متحدہ ملایا کی حکومت نے سرمایہ اعانت مصیبت زدگان سیلاب ہند کے لئے دس ہزار روپیہ عطا کیا ہے

—— سوڈان میں مصری حکومت کے متعلق بہت جوش پھیل رہا ہے یہاں تک کہ عورتیں بھی نہایت جوش کے ساتھ اس اہم ملکی مطالبہ میں حصہ لے رہی ہیں۔ المقطم رقمطراز ہے، کہ ایک جلسہ کے اندر خواتین سوڈان نے باتفاق رائے یہ قرارداد پاس کی ہے۔ کہ سوڈان مصر کا ناقابل تجزیہ حصہ ہے۔ انکا بادشاہ فواد ہے اور انکا رہنما زاغلول ایک سربرآوردہ عورت نے سوڈان کی عورتوں کی رہنمائی اختیار کی ہے اور حکومت کو اطلاع دی ہے۔ کہ سوڈانی عورتیں ایک پرامن مظاہرہ کرنے والی ہیں۔ حکومت اس میں خلل نہ دے۔

—— انگلستان کے حزب العمال کی قومی مجلس نے کلفٹن کے مقام پر ایک جلسہ کیا اور اس میں ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے مندوبین کی مجلس مشاورت مدعو کرنے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ وہ حکومت برطانیہ کے ساتھ مل کر ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کی تجویز پر بحث کرے۔ اور قطعی تجویز ہو جانے پر فوراً اسپر عمل درآمد شروع کیا جائے۔

—— مراکش میں مسلمان مجاہدین اور ہسپانوی افواج کے درمیان جو جنگ ہو رہی ہے۔ اسکی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ ۲۰۔ اگست کو ایلاڈ سنہ کمانڈر شدید جنگ ہوئی اور ہسپانوی افواج نہایت ترتیب سے پسپا ہوئیں۔

میں اظہار مسرت کیا جارہا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس معاہدہ کی وجہ سے جرمنی کو ذرا سکون کے دن بسر کرنے کا موقع ملیگا۔ اسکے ساتھ ہی جرمنی اس امر کا مطالبہ کر رہا ہے۔ کہ آغاز جنگ کا الزام اس سے دور کر دیا جائے۔ ورنہ سچی مصالحت لوگوں میں نہیں ہو سکتی۔

—— انجمن حمایت اسلام لاہور نے اعلان کیا ہے کہ اس کا سالانہ جلسہ جو گذشتہ تعطیلات ایسٹر میں ہونے والا تھا، لیکن طاعون کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا آئندہ ۲۴ — ۲۶ — ۲۸ اکتوبر کو اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ میں ہوگا اس جلسہ کے ۱۰ اجلاس ہوں گے، جن میں دو علمی تجاویز وغیرہ اور قومی مسائل اور اسلامی ضروریات پر بحث کے لئے مخصوص ہونگے ان میں سے ایک تجویز یہ ہے جو انجمن کی جنرل کونسل نے فیصلہ کر دی ہے کہ انجمن کے زیر اہتمام موجودہ اسلامیہ کالج کے علاوہ مسلمانوں کا ایک مکمل سائنس و انجینئرنگ کالج بھی قائم کر دیا جائے اس کے لئے انجمن نے مسلمانوں سے خاص امداد کے لئے اپیل کی ہے، اور اس کی خواہش ہے کہ مسلمان کثرت اس جلسہ میں شامل ہو کر سیم و زر سے اس کی اعانت کریں،

امسال انجمن کے اس جلسہ میں یہ خصوصیت ہے کہ پلیٹ فارم پر بیٹھنے والوں کو عہ روپیہ کا ٹکٹ خریدنا ضروری ہوگا، اور جلسہ گاہ میں کرسی پر بیٹھنے والوں کو عہ ۔ کا۔ بیرونجات کے مہمانوں کے قیام کا انتظام انجمن کی طرف سے ہوگا، اور کھانا قیمتاً ملے گا۔ انجمن کا آئندہ بجٹ پانچ لاکھ روپیہ کا تجویز ہوا ہے

تلاش گمشدہ

میرا ایک برادر زادہ مختار حسین نامی عمر قریباً ۱۳ سال رنگ سانولا سر اور پاؤں سے ننگا کپڑے از قسم دوی صرف ایک مستعمل سیاہ دری لے گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملے تو اسے اپنے پاس رکھکر مجھے اطلاع دیں، اگر وہ واپس آنا چاہے تو اسے حویلیاں تک کا ریلوے ٹکٹ لے دیں، اور ایک روپیہ خوراک ... کے لئے جب پہنچے گا تو رقم معلوم ہوگا روانہ خدمت کر دوں گا +

راقم محمد یسین احمدی مقیم دانتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ،

احمدیہ ہوسٹل

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ امسال اپنی جماعت کے کالج کے طلباء کے لئے ایک ہوسٹل کھولا جائے تاکہ اپنے نوجوانوں میں وحدت اور قومی جوش کا رنگ نظر آئے اور سب ایک سلسلہ میں منسلک ہو کر درس و تدریس میں شامل ہوں۔ اور علوم دینی کا شوق ان کے دلوں میں موجزن ہو۔ ہوسٹل انشاء اللہ تعالے ستمبر میں کھل جائیگا۔ صحت اور مطالعہ اور ہر ایک لحاظ سے نہایت موزوں ہوگا۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جو کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں بجائے دوسرے ہوسٹلوں کے اس ہوسٹل میں داخل کرائیں۔ اس کے لئے درخواستیں ۸۔ ستمبر تک میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں تاکہ تعداد کے تناسب سے مکان کا انتظام لگ سکے نیز غیر احمدی طلباء کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی اپنی درخواستیں ۸ ستمبر تک میرے ...

ظہور احمد صاحب جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پراسپکٹس

سب اوورسیر اور سب انجنیر کلاس سول کے پراسپکٹس معہ فہرست ملازم شدہ طلباء ... انجنیرنگ کالج پھیرو ... سے مفت طلب فرمائیے۔ جو بامداد سرپرستی مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ جاری ہے۔ جس کی تعلیم ضبط انتظام و نسق وغیرہ کی تعریف ڈائرکٹر جنرل نٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر صاحب ...

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۲ — نمبر ۸۷

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۱۰ صفر المظفر ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۲۴ء

حضرت امیر (ایدہ اللہ) سے چند ضروری سوالات اور ان کے جوابات

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

(۷) آپ نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ مہدی کی احادیث کو تو مجروح قرار دیا گیا ہے، اور امام بخاری و مسلم دونوں نے مہدی کی کسی حدیث کو قبول نہیں کیا، حیات مسیح پر کوئی حدیث نہیں، یہ عقیدہ مسلمانوں میں تدریجاً پھیلتا چلا گیا۔ معلوم ہوتا ہے صحابہ تو وفات مسیح کے عقیدہ پر متفق نظر آتے ہیں، ابتدائی صدیوں میں امام مالک بصراحت وفات مسیح کے قائل ہیں، اس کے بعد یہ عقیدہ آہستہ آہستہ زیادہ مروج ہوتا چلا گیا، اس کے متعلق حسب ذیل تنقیحات ہیں،

سوال (ا) جب مہدی کی احادیث مجروح تھیں تو مرزا صاحب مہدی موعود کیسے ہوئے،

جواب۔ خلفائے راشدین بھی مہدی ہیں، آنے والا عیسٰے بھی ایک مہدی ہے، جو احادیث یہ بتلاتی ہیں کہ مہدی تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرے گا، وہ صحیح نہیں ہوسکتیں، مجروح احادیث میں بھی کوئی حصہ صحیح ہوسکتا ہے، ان کی ہر ایک بات قابل قبول نہیں،

سوال (ب) امام بخاری و مسلم نے مہدی کی احادیث کا انکار کیا ہے یا صرف اتنا ہے کہ انہوں نے ان کو اپنے صحیحین میں داخل نہیں کیا۔ اگر انکار کیا ہے تو ان کا انکار بحوالہ کتاب نقل کیا جائے۔ اور اگر انہوں نے ان کو اپنی صحیحین میں داخل نہیں کیا، تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ انہوں نے ان کو قبول نہیں کیا، کیا جو حدیث بخاری مسلم میں نہیں ہے وہ ان کے نزدیک نامقبول ہے،

جواب۔ آپ میرے پہلے جواب کو پھر پڑھ لیں، میں نے یہی لکھا تھا، کہ قبول نہیں کیا، ظاہر ہے کہ یہ حدیثیں ان کے وقت میں مشہور تھیں، اگر وہ انہیں قابل قبول سمجھتے۔ تو قبول کرلیتے اور اپنی کتاب میں داخل کرلیتے،

سوال (ج) کیا اس بات کی کوئی سند ہے کہ صحابہؓ کل کے کل وفات مسیح کے قائل تھے،

جواب۔ حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض پہلے نبی زندہ ہیں، تو آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل استدلال کا کام نہ دیتی،

سوال (د) جب صحابہؓ کا اس مسئلہ پر اجماع تھا تو تابعین میں اتنا جلد کیوں تغیر آگیا، کہ صرف امام مالکؒ موت مسیح کے قائل رہ گئے،

جواب۔ میں نے کب کہا کہ صرف امام مالک اس سے اور بھی بہتیرے ہوں گے، اور وہ تبع تابعین میں ہیں۔

سوال (ہ) کیا امام مالکؒ کا یہ قول کہ عیسٰے علیہ السلام مرچکے ہیں کسی قابل اعتبار سند سے ثابت ہے،

جواب۔ کم سے کم یہ قول مرزا صاحب نے نہیں بنایا آپ سے پہلے کا موجود ہے، مجمع البحار میں منقول ہے۔ اور معلم شرح صحیح مسلم میں، اور ہم اس کو اور صحابہؓ کے اجماع کو تائیداً پیش کرتے ہیں، حضرت عیسٰے کی وفات کے مسئلہ کا انحصار صحابہؓ کے اجماع یا امام مالکؒ کے قول پر نہیں، قرآن کریم پر ہے۔ اگر سند موجود ہو بھی تو اس کی وقعت اس سے بڑھ نہیں جاتی، یہ کوئی نبی صلعم کی حدیث نہیں،

سوال (و) کیا اس قول میں یہ بھی تصریح ہے کہ اب وہ دوبارہ نازل نہ ہوں گے، کیونکہ بعض مفسرین کی یہ بھی رائے ہے، کہ چند ساعت کے لئے حضرت عیسٰے علیہ السلام پر عارضی طور پر موت طاری کردی گئی تھی، اور پھر ان کو دوبارہ زندہ کرکے اٹھا لیا گیا تھا۔ سو ممکن ہے کہ بشرط ثبوت قول مذکور کے امام مالکؒ کی بھی یہی رائے ہو،

جواب۔ آپ کتابوں کو دیکھ سکتے ہیں، میں نے نزول مسیح کے متعلق امام مالکؒ کا قول پیش نہیں کیا وفات مسیح پر کیا ہے، وفات مسیح اور نزول دو الگ مسائل ہیں، اور نزول مسیح ایک پیشگوئی ہے، جس کی حقیقت قبل از وقت معلوم نہیں ہوتی،

سوال (ز) کیا صحابہؓ اور تابعین و من بعدھم نزول عیسٰے علیہ السلام کی حدیثوں کا صحیح مطلب سمجھتے تھے۔ اور جانتے تھے کہ آخر زمانہ میں ہندوستان ملک پنجاب میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا، جو ان احادیث کا مصداق ہوگا،

جواب۔ ان سوالات پر مجھے افسوس ہوتا ہے، کہ آپ جیسے انسان کے قلم سے نکلیں۔ یہ مولویوں کا کام تھا، پیشگوئیوں میں تفصیلات کا علم نہیں دیا جاتا، کیا حضرت موسٰے کے اصحاب مثیل موسٰے والی پیشگوئی کا صحیح مطلب یہ سمجھتے تھے، کہ حضرت موسٰے سے [illegible] شخص پیدا ہوگا جو ان پیشگوئی کا مصداق ہوگا، یا اور انبیاء نے جو پیشگوئیاں آنحضرت صلعم کے لئے کی ہیں، ان کا مطلب ان انبیا کے پیرو یوں سمجھتے تھے، محتاط لوگ پیشگوئیوں کے معاملہ کو سپرد خدا کرتے ہیں، اور ان کی اصل حقیقت بھی ان کے پورا ہونے کے وقت ہی کھلتی ہے اور سب کی فقاہت یکساں نہیں ہوتی، ایسے لوگ بھی ہوسکتے ہیں [illegible]

سوال (ح) جب قرآن میں عیسٰے علیہ السلام کی موت (آپ حضرات کے خیال سے) آیات محکمات سے ثابت ہے اور کسی حدیث میں ان کی حیات مذکور نہیں، اور صحابہؓ بھی تا طبقہ ان کی موت کے قائل ہیں، اور امام مالک ان کی موت کی تصریح کررہے ہیں۔ تو پھر تمام علماء امت کے کان میں یہ عقیدہ کون پھونک گیا تھا کہ باوجود ہزاروں اختلاف اور بیسیوں فرقہ بندیوں کے اس مسئلہ میں ان میں اختلاف بھی نہ ہوا، اور سب کے سب اس کو مانتے ہی چلے آئے، حتّٰی کہ مرزا صاحب سے پہلے کے مجددین بھی برابر اسی غلطی میں مبتلا رہے، اور اس پر طرہ یہ کہ خدا نے بھی اپنی گفتگو میں انہیں نہیں بتایا، کہ تمہارا یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے، اور اس سے عیسائیوں کو قوت ہوتی ہے، اور اسلام کو سخت ضرر پہنچتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ آخر یہ کیا بات ہے،

جواب، عام لوگوں کو نزول ابن مریم کی پیشگوئی سے اور کسی قدر عیسائیوں کے عقائد سے غلطی لگی، چونکہ ابن مریم کے نزول کا ذکر احادیث میں تھا، اس لئے آہستہ آہستہ یہ خیال قوت پکڑتا گیا، کہ حضرت عیسٰے خود آئیں گے، اور حدیث کے سامنے قرآن کریم کے الفاظ کی تاویل کرلی گئی، حالانکہ چاہیئے یہ تھا، کہ قرآن کریم کے الفاظ کے سامنے حدیث کے الفاظ کی تاویل کی جاتی، یعنی حدیث کہتی تھی کہ ابن مریم آئیں گے، قرآن کریم فرماتا تھا کہ حضرت عیسٰے فوت ہوگئے، تو بجائے لفظ وفات کی غلط تاویل کرنے کے جو مفسرین نے کی۔ حالانکہ لغت اس کی اجازت نہ دیتی تھی، نزول کی صحیح تاویل کرنی چاہیئے تھی۔ جس کو لغت بھی صحیح قرار دیتی ہے یعنی جن بندوں کو اللہ تعالٰے بھیجتا ہے، ان پر نزول کا لفظ بولا جاتا ہے، مگر وفات کا لفظ روح معہ جسم کے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے پر نہیں بولا جاتا، بلکہ روح کے قبض کئے جانے پر ہی بولا جاتا ہے تو اس غلط تاویل کی وجہ سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی زندگی کا عقیدہ زور پکڑتا چلا گیا، مگر وفات مسیح کے قائل بھی بہتیرے لوگ اس امت میں رہے ہیں،

باقی صفحہ ۴ کالم ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۰ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ نمبر ۸۷

اہل تناسخ کے استدلال

اور

اُن پر تنقید

(۱)

(حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم سے)

کائنات کی ہر ایک چیز اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے ساعی ہے اس کا قدم آگے کو ہے پیچھے کو نہیں، ربوبیت کی یہی شان ہے لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کو رب العالمین مانتا ہے۔ وہ کس طرح کسی ایسے عقیدے کا قائل ہو سکتا ہے، جو اشیائے عالم کے متعلق رجعت قہقری کی تسیر کرے۔ اور یہ سمجھے کہ چیزیں آگے نہیں بلکہ پیچھے کو جاتی ہیں، جیسے کہ مسئلہ تناسخ تعلیم کرتا ہے، کہا جاتا ہے کہ انسان جو سلالۃ من طین ہے، جس نے جمادات نباتات غیرہ سے صعود کیا ہے، وہ اپنے اس دور ہستی کو پورا کر کے پھر واپس آجاتا ہے، اُسے آواگون کے چکر سے نجات نہیں ہوتی، وہ اس دور زندگی میں کچھ ترقی کر لیتا ہے لیکن جب اس کا یہ دور ختم ہو جاتا ہے تو پھر اسی دنیا میں واپس آجاتا ہے، الغرض اس کی ترقی یہیں تک محدود ہے،

یہ قیاس ہر ذرہ کائنات کی روش کے خلاف ہے، ہر ایک چیز کا قدم تو آگے کو ہے لیکن انسان جیسی اشرف المخلوقات پر یہ قاعدہ ترقی حاوی نہیں، یہ امر صحیح ہے کہ انسان میں جو لاتعداد جوہر مخفی ہیں، وہ سب کے سب ...... اسی ارضی ہستی میں ظاہر نہیں ہوتے، ہر ایک شخص مہندس، شاعر، حکیم، فلسفی، مدبر، مصور، صناع وغیرہ وغیرہ نہیں ہو سکتا، ہر ایک شخص اخلاق فاضلہ اور روحانیات کا مالک نہیں ہوتا، حالانکہ یہ سب کی سب باتیں ہر ایک کی جوہر فطرت میں موجود ہیں، اور فطرت اُن کا نشوونما چاہتی ہے۔ لہٰذا ان قوائے ودیعت کردہ کی بلوغت اور ان کا ظہور لازمی ہے، باقی رہا یہ سوال کہ انسان کی راہ ترقی میں ارضی ہستی کے بعد ایک عالم یا سلسلہ عالمین ہو، جن میں موت کے بعد انسان داخل ہو کر اپنی استعدادوں کو کمال تک پہنچا سکے، یا مرنے کے بعد اگر وہ یہاں سے ناکمل حالت میں جائے، تو پھر اسی دنیا میں واپس آکر ان کمالات کو حاصل کرے جو بروقت موت اسے حاصل نہیں ہوسکے، اہل تناسخ نے امر دوم کو اختیار کیا ہے، لیکن اسلام نے ان دو امور میں سے پہلی بات کو تعلیم کیا، قرآن کریم نے یہی تعلیم دی، کہ انسان کے اندر لاتعداد قوتیں ہیں، جن کا ظہور بتدریج ...... مختلف منازل یا عالموں میں ہوتا ہے، وہ اس عالم ارضی میں بہت سی منزلیں طے کر کے آیا ہے مختلف قالبوں میں سے گذر کر اس نے موجودہ انسانی ہیئت اختیار کی ہے، ان منازل ترقی میں سے جب کبھی وہ کسی منزل میں داخل ہوتا ہے، تو اس سے غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ اس منزل میں آنے والی منزل کی ترقیات حاصل کرنے کی استعداد اپنے میں پیدا کرے

مثلاً اس کی منازل ترقی میں سے ایک عالم رحم ہے، اس عالم میں وہ بشکل نطفہ داخل ہوتا ہے، وہاں وہ گوشت پوست ہڈیاں مختلف اعضا و جوارح اور پھر اپنی شکل میں قوت مدرکہ کو حاصل کر لیتا ہے، عالم رحم میں چند دن گذارنے کی غرض یہی ہوتی ہے، کہ جن کے ضروری ساز و سامان وہ عالم رحم میں حاصل کرے، نطفہ کی شکل میں استعداداً تو سب کچھ موجود ہوتا ہے، حتے کہ وہ کمالات بھی مضمر ہوتے ہیں، جو انسان عالم بعد الموت میں حاصل کرتے ہیں، لیکن اس قطرہ پانی میں اس زمین پر کی وابستہ ترقی کے ظہور کی استعداد اسی وقت پیدا ہوتی ہے، جب اس نطفہ میں سے گوشت، پوست مدرکہ وغیرہ باہر نکل آتے ہیں، یہاں کے کمالات اپنے ظہور کے لئے ایک خاص جسم، مدرکہ کو چاہتے ہیں، انہیں کے حصول کے لئے وہ رحمی عالم میں جاتا ہے،

یہ دنیا بھی دراصل ایک رحم کبیر ہے، انسان ماں کے پیٹ سے نکل کر اس دنیا کے رحم میں آجاتا ہے، رحم مادر میں بالخصوص جو نئی بات وہ حاصل کرتا ہے، وہ اس کا مدرکہ یا نفس ناطقہ ہے، جس میں ابتداً کل حیوانی جذبات موجود ہوتے ہیں، اس دنیا میں آکر ان جذبات رذیہ کو اس نے عمدہ اخلاق اور روحانیات میں متشکل کرنا ہوتا ہے، انہیں باتوں کے حصول پر اس پر ان ترقیات کا دروازہ کھل جاتا ہے، جسے اسلامی اصطلاح میں بہشت کہا گیا ہے،

انسان رحم دنیا میں صرف جسمانی ترقی کرنے نہیں آتا۔ یہ ترقی تو وہ عالم شباب پر پہنچنے تک حاصل کر لیتا ہے، کیونکہ اس کے بعد اس کی جسمانی ترقی ختم ہو جاتی ہے اگر اس دنیا میں آنے کی غرض صرف جسمانی ترقی ہوتی تو ضرور تھا کہ ہر بچہ جوان ہو کر مر جاتا، کیونکہ ہر ایک چیز اپنی مقررہ ترقی پا کر فنا ہو جاتی ہے، انسان تو مدرکہ انسانی میں وہ استعدادیں پیدا کرنے آیا ہے۔ اور اس ساز و سامان کو لینے آیا ہے، جو عالم بعد الموت میں اس کی آئندہ ترقیات کے لئے ضروری ہیں، خلاصہ مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے سفر ترقی میں جس منزل میں داخل ہوتا ہے، وہاں وہ آنے والی منزل میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری اسباب کو مہیا کرتا ہے، ایک منزل کی انتہائی ترقی آنے والی منزل کی ابتدا ہوتی ہے، جس طرح لاتعداد منازل طے کر کے ہم نے اس دنیا کا جامہ پہنا، اسی طرح موت کے بعد جس سے مراد دراصل ایک منزل سے دوسری منزل کو انتقال کرنا ہے، ہمارے آگے لاتعداد منازل ہیں۔

ہر منزل میں ترقی کے سات مدارج ہی ہوتے ہیں، قرآنی سات جنتیں بھی ترقی کی سات منازل ہیں، لیکن قرآن انسان کی بعد الموت ترقیات کو ان سات جنتوں تک محدود نہیں رکھتا، بلکہ اس کے بعد ترقیات کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اس مضمون پر حسب ضرورت میں آگے چل کر کچھ لکھوں گا، یہاں مجھے اسی قدر لکھنا ہے، کہ جس طرح لاتعداد قالبوں میں سے گذرتے ہوئے ہم نے انسانی تشکل اختیار کی، اسی طرح آگے بھی لاتعداد منزلوں میں سے ہمیں گذرنا ہے لیکن ایک منزل کا دور ختم کرنے پر ہم پھر طے کردہ منزل کی طرف واپس نہیں آجاتے، بلکہ آگے ہی آگے جاتے ہیں، انہی سابقہ عالموں کی طرف کسی نے اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا ہے

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
نہ صد و ہفتاد قالب دیدہ ام

جناب کرشن نے ارجن کو یہ کہا کہ میں اپنے پچھلے جنموں سے واقف ہوں، تو اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ بار بار اس دنیا میں پیدا ہوئے بلکہ اس صاحب عرفان نے ان مختلف جنموں کا ذکر کیا، جن میں سے انہوں نے زمینی عالم سے پہلے کے صدہا عالموں میں سے گذر کیا،

ایتھر کے ذرات جسے آج کائنات کی ابتدائی شکل تسلیم کیا گیا ہے، ایک خاص ہیولے میں جمع ہو کر تعداد منازل طے کرنے کے بعد آخرکار انسان بن جاتے ہیں، ایتھر کے ذرات انسانی ہستی تک پہنچنے میں لاکھوں کھربوں سے لیتے ہیں، کبھی وہ نبیولا کی شکل اختیار کرتے ہیں کبھی وہ برقی ذرات بن جاتے ہیں، کبھی ان کا نام ایٹم ہو جاتا ہے کبھی عنصر ان کے بعد صدہا منظم اور غیر منظم صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں، عالم منظم میں جو ہرشیات پیدا ہوتا ہے جو آخرکار عالم حیوانات میں خاتمہ کے دماغ پیدا کر کے انسان کے وجود کی تکمیل کرتا ہے۔ الغرض ایتھر کے ذرات مختلف عالموں میں جنم لیتے ہوئے آخرکار انسان ہو جاتے ہیں، یہی وہ قالب ہیں وہ گذشتہ جنم ہیں، جن کی طرف عارف باللہ کرشن اشارہ کر رہا ہے، انہیں جنموں اور قالبوں کو قرآن کریم نے لفظ عالم سے تعبیر کیا، اور اس لئے کتاب حمید کو خدا کی صفت رب العالمین سے شروع کیا، اور اسی ایک جملہ میں ضرورت قرآن کا بھی ذکر کر دیا یعنی جس طرح ہمارے رب نے ہر عالم میں انسان کی ترقی اور نشوونما کے اسباب ہر عالم کے حسب حال پیدا کئے، وہی رب العٰلمین انسان کو اس عالم میں لا کر اسے ایک ایسی ترقی آئندہ کے لئے تیار کرنا چاہتا ہے، جس کا تعلق قطعاً ذہنیات اور ادراک سے ہے اسی لئے ضروری ہے۔ کہ ادراک و ذہن کی ربوبیت کے لئے وہ کوئی ایسی چیز پیدا کرے، جس کا ذہن اور ادراک سے تعلق ہو یعنی ہدایات یعنی اس ذات پاک کا رب ہونا ہی اس بات کا مقتضی ہے، کہ جس طرح عالم جسمانیت کی پرورش اس نے جسمانی چیزوں سے کی، اسی طرح اب ذہنی اور ادراکی ترقی کے لئے وہ ہمیں ایسی ہی ہدایات دے، اس لئے قرآن کا نام ھدی یعنے ہدایت رکھا گیا۔

آدم اور حوّا کا قصہ

کلیسائے مسیحیت کے بہی اراکین جیسا کہ قبل ازیں ان کالموں میں وقتاً فوقتاً ذکر کیا جا چکا ہے آہستہ آہستہ تمام عقائد مسیحیت کو یکے بعد دیگرے خیرباد کہہ رہے ہیں، انگلستان میں اس وقت تک تمام بڑے بڑے پادری مسیحیت کے بنیادی اصولوں کا قطعاً انکار کر چکے ہیں، یہاں تک کہ مسیح کی ابنیت والوہیت اور کنواری کی پیٹ سے اس کی پیدائش کو انہوں نے علانیہ غلط قرار دیا ہے

انہی اراکین کلیسا میں سے ایک ریورنڈ کینن بارنس بھی ہیں۔ جو ویسٹ منسٹر ایبی میں کام کرتے تھے، اور اب برمنگھم کے بشپ مقرر ہوئے ہیں، انہوں نے ایک مکالمہ کے دوران میں یہ بتایا ہے

"آدم اور حوا کی کوئی خاص پیدائش کبھی بھی نہیں ہوئی"

ایسا ہی اعلان جنوبی افریقہ میں بشپ آف پریٹوریا نے کیا ہے، اور یہاں تک کہہ دیا ہے، کہ قدیم لوگ اسی طرح کی کہانیاں بنا لینے کے عادی تھے، اور "یہ قصہ بائبل میں کوئی نرالا قصہ نہیں، کوئی آدم اور کوئی حوا دنیا میں کبھی پیدا نہیں ہوئے"

آدم اور حوا کے وجود سے انکار چنداں اہمیت نہ رکھتا، اگر مسیحیت کے بنیادی اصولوں پر اس کی زد نہ پڑتی مسیحیت کی ساری بنیاد اس بات پر ہے کہ آدم اور حوا نے گناہ کیا، جس سے فطرت انسانی گناہ سے آلودہ ہو گئی اور خدا تعالےٰ کو اپنا اکلوتا بیٹا بھیجنا پڑا۔ تاکہ انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ہو پس اگر آدم اور حوا کا قصہ ہی سرے سے غلط ہے، اور کوئی آدم اور حوا سرے سے پیدا ہی نہیں ہوئے تو مسیحیت کی ساری عمارت گر جاتی ہے۔

ہمارا محترم ہمقلم "نور افشاں" آجکل حضرت امیر کے مضمون "ہبوط نسل انسانی" پر اس گری ہوئی عمارت کو دوبارہ تعمیر کرنے کی کوشش کر رہا ہے، کیا وہ اپنے مغربی ہم مذہب و ہم پیشہ اصحاب کے مذکورہ بالا خیالات کو بھی پیش نظر رکھے گا؟

مذہب کی بنیاد واقعات پر

یہی حالت اس قوم کی ہوتی ہے جو اپنے مذہب کی بنیاد واقعات پر رکھتی ہے، مسیحیت کے جس قدر اصول اور معتقدات ہیں ان کی بنا چند اتفاقی واقعات پر ہے، جو اگر غلط ثابت ہوں تو تمام مذہب باطل ہو جاتا ہے، آدم اور حوا کا قصہ آپ نے سن لیا، جس پر فطرتی گناہ اور کفارہ کی بنیاد ہے، دوسرا واقعہ جس پر اس مذہب کا دارومدار ہے صلیب پر مسیح علیہ السلام کی موت کا واقعہ ہے حالانکہ موجودہ تحقیق اور خود اناجیل کے بیان کردہ واقعات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے، کہ صلیب پر مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے، بلکہ زندہ وہاں سے اتارے گئے، ایسا ہی حال محمودی مذہب کا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا تمام دارومدار حقیقت الوحی صفحہ ... پر ہے جہاں ایک سائل کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لکھا ہے کہ "اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا، کہ مسیح ابن مریم سے مجھے کیا نسبت ...... الخ" گویا یوں کہنا چاہیئے کہ اگر وہ سائل حضرت مسیح موعودؑ سے سوال نہ کرتا، تو مسیح موعودؑ کی نبوت در بطن ہی رہتی۔ اور اس کا کوئی اظہار نہ ہوتا، اور حقیقت یہ ہے جیسا کہ قبل ازیں بارہا ثابت کیا

کی اس عبارت میں ذکر کیا ہے، اس سے وہ زمانہ مراد ہے، جب آپ ابھی منصب مسیحیت پر سرفراز نہ ہوئے تھے۔ اگر "اوائل" سے آپ کی مراد ۱۹۰۱ء تک کا زمانہ ہوتا اور اس زمانہ میں آپ سمجھتے کہ مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت" تو ازالہ اوہام میں جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتاب ہے یہ نہ لکھتے کہ ع

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس لئے "نبوت کا زمانہ جب آپ کو "صریح طور پر نبی" کا خطاب دیا گیا" جب آپ نے "اپنی تمام شان میں" اپنے آپ کو مسیح ابن مریم سے افضل سمجھا۔ وہی زمانہ ہے۔ جب آپ بار بار حقیقی نبوت سے انکار اور محدثیت اور جزوی نبوت کا اقرار کرتے تھے، اور یہ زمانہ دعوے مسیحیت سے لے کر آپ کے حین حیات تک ممتد ہے،

کابل میں ایک اور احمدی کی شہادت

ہمارے قارئین کرام یہ سنکر از حد متاسف ہونگے کہ کابل میں ایک احمدی مسمی نعمت اللہ خاں کو حال ہی میں سنگسار کردیا گیا ہے اسکی مفصل وجوہ اگرچہ ابھی حال نہیں بتائی گئیں مگر "الفضل" میں جو حالات قبل ازیں شائع ہوچکے ہیں ان سے عام طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انکی وجہ نعمت اللہ خاں کا احمدی ہونا اور احمدیت کی تبلیغ کرنا تھا شہید مرحوم کو دربار کابل کئی مہینوں سے جیل میں ڈال رکھا تھا اور ابھی اسکے دو تین ساتھیوں کو جیل ہی میں رکھا ہوا ہے اگر یہ وجوہ صحیح ہیں تو اس سے ظاہر ہے کہ امیر امان اللہ خاں کی روشن خیالی اور رواداری کا شور و غل بے پا کیا جاتا ہے کہاں تک خلاف حق ہے۔ حیرت ہے کہ اس تہذیب و شائستگی کے زمانہ میں بھی ایسے مطلق العنان حکمران صفحہ ہستی پر موجود ہیں، جو چند فروعی مسائل کے اختلاف کو برداشت نہیں کرسکتے، اور نہایت وحشیانہ طریق سے انسان کو جان سے مار دیتے ہیں۔ سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ اس قسم کی بربریت کا برتاؤ ایک مسلمان سلطنت کے اندر مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے، وہ اسلام جس نے لا اکراہ فی الدین کا اعلان کرکے غیر مذاہب کو امن و امان دیا، جس کے نام لیوا یہودیوں اور عیسائیوں کو اس قسم کی مذہبی آزادی دیتے رہے، جس کی نظیر غالباً کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کرسکتا، اس کی آج یہ حالت ہے کہ ایک شخص کا اپنے عقائد میں اگر دوسروں سے تھوڑا سا بھی اختلاف پایا جائے تو پتھروں کی اس پر بارش کی جاتی ہے،

حکومت افغانستان کی سنگدلی جو اس نے اس سے پہلے سید عبد اللطیف شہید کے ساتھ روا رکھی، اور اب نعمت اللہ خاں کو اس کا نشانہ ٹھیرایا، دنیا فراموش کردے۔ مگر دربار خداوندی میں فراموش نہیں ہوسکتی، ہمارے بھائی نعمت اللہ خاں مرحوم اگرچہ میاں محمود احمد صاحب کی مریدی میں داخل تھے لیکن آخر مسلمان تھے۔ کلمہ گو تھے، ایسی حالت میں جبکہ افغانستان میں ہندو بھی رہ سکتے ہیں، کیا ایک احمدی خواہ وہ میاں صاحب کا مرید ہی کیوں نہ ہو۔ زندگی بسر نہیں کرسکتا؟ اور اپنے خیالات کا ذکر دوسروں سے نہیں کرسکتا؟ ہمیں اس دردناک واقعہ کا دلی صدمہ ہے۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ تمام احمدی جماعت اس غم میں ہمارے ساتھ شریک ہوگی، اور شہید مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرے گی،

مہاتما گاندھی اور آریہ سماج

باوجودیکہ بار بار مہاتما گاندھی نے یہ اعلان کیا کہ آریہ سماج کے متعلق انہوں نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ اس پر وہ مباحثہ کرنے کے لئے تیار نہیں "۔ ہم جن لوگوں کی فطرت میں لڑاکا پن کی عادت ہو اور جو دوسروں پر نکتہ چینی کرنے پر ہی ادھار کھائے بیٹھے ہوں، ان سے یہ توقع بیجا تھی، کہ وہ مباحثانہ طریق اختیار کرنے سے باز رہینگے۔ چنانچہ بہت سے آریہ سماجیوں کا ایک وفد جو مشہور مباحث پنڈت رامچندر شرما دہلوی، پنڈت ؟ ؟ پنڈت برہمانند، لالہ گیان چند، لالہ نرائن دت، لالہ دیوان چند، پروفیسر اندر، ڈاکٹر تلسی رام، لالہ بختاور مل وکیل اور کئی اور معزز آریہ سماجیوں پر مشتمل تھا۔ مہاتما جی کی خدمت میں پہنچا۔ اور ستیارتھ پرکاش۔ وید اور سوامی دیانند کے متعلق مہاتما جی کے خیالات کی تردید کرنی چاہی، پنڈت رامچندر بہت سی تیاری کے ساتھ گئے تھے، اور وہی زیادہ تر بات چیت کرتے تھے، مہاتما جی کے مضامین کے بہت سے حوالجات نکال کر دکھائے گئے، کہ انہوں نے یہ تلقین کی ہوئی ہے، کہ اچھے بھاؤ سے اگر اندھے کو اندھا کہا جائے۔ تو کوئی برائی نہیں، اور کہ ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر ماننا چاہیئے وغیرہ۔ ایسا ہی گورنمنٹ کے متعلق آپ نے جو سخت الفاظ لکھے ہوئے تھے، ان کو پیش کیا گیا، لیکن ان سب کے جواب میں مہاتما جی نے صرف یہی کہا کہ

"رشی دیانند کے گرنتھوں وگ ویدا آدی۔ بھاشیہ، بھومکا اور ستیارتھ پرکاش کو پڑھنے سے ان پر یہ اثر ہوا ہے"

پھر کہا کہ

"میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ مجھ پر ایسا اثر ہوا ہے"

یہ بھی کہا کہ

"سوامی جی نے جو کچھ لکھا تھا وہ اس سمے کے لئے لکھا تھا، اسے اس وقت بھی اسی طرح استعمال کرنا ٹھیک نہیں"

پنڈت رامچندر نے قرآن مجید کی آیتیں پڑھ پڑھکر ان کے غلط مفہوم سے مہاتما جی کو اسلام کے متعلق بدظن کرنا چاہا۔ اور پوچھا کہ اس پر کیوں نکتہ چینی نہیں کی گئی، اس کے جواب میں مہاتما جی نے نہایت سادہ الفاظ میں فرمایا،

"ایسا کرنا میرا بھی کرتویہ ہے۔ آپ لوگ تو میری کڑوی نکتہ چینی کو بھی برداشت کرسکتے ہیں لیکن ان سے ایسا کہنے کا میرا ادھیکار نہیں، تاہم جس وقت یقین ہو جائے گا کہ قرآن اور احادیث پر بھی نکتہ چینی کرنی میرے لئے لازمی ہے تو میں اس سے بھی احتراز نہ کروں گا"

معلوم نہیں مہاتما جی کے ان برجستہ جوابات کو سنکر بھی آریہ سماجی حضرات کا دل ٹھنڈا ہوا یا نہیں۔ کیا آریہ سماج مہاتما جی کے ان بیانات کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کرے گی؟

پرتگالی ہندوستان میں مسجد کی ضرورت

جنوبی ہندوستان کے بعض حصص میں اہل پرتگال کی حکومت ہے، جہاں کے مسلمانوں کی حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہے، جہالت ان میں عام ہے اور عیسائی مشن ان کو اپنے زیر اثر لانے میں کوشاں ہیں اور سب سے زیادہ افسوسناک خبر جو وہاں کی انجمن ناصر الاسلام کے ذریعہ سے سننے میں آئی ہے۔ یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک بھی مسجد وہاں نہیں، انجمن مذکور کی طرف سے ایک اپیل ہمارے پاس پہنچی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی دینی تعلیم اور اشاعت اسلام کی غرض سے وہاں ایک مدرسہ قائم کیا گیا تھا، جس کا جائے وقوع ایک مسیحی گھر کا برآمدہ تھا، لیکن مالک مکان نے وہاں سے جواب دے دیا، اور دوسری کوئی جگہ نہ ملنے کی وجہ سے انجمن مذکور چھ ماہ سے مدرسہ کو بند کئے ہوئے ہے، اور اب وہاں ایک مسجد تعمیر کرنا چاہتی ہے جس کے لئے روپیہ کی اپیل اس نے نظام حیدرآباد سے کی ہے،

اپنی اس اپیل میں انجمن مذکور نے لکھا ہے کہ "پرتگالی ہندوستان میں اسلامی پروپاگنڈا کی بہت کچھ امید ہے، لیکن مسجد اور انجمن کے مستقل مدرسہ کے بغیر اسلام اطمینان بخش طور پر ترقی نہیں کرسکتا"

فی الحقیقت یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے کہ مسلمانوں کی آبادی ایک جگہ ہو، اور مسجد وہاں کوئی نہ ہو، اس سے وہاں کے مسلمانوں کی بے حسی اور بے مردگی کا پتہ لگتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حضور نظام انجمن کی اس اپیل کو شرف قبولیت بخشکر مسلمانوں کی امداد میں پورا حصہ لیں گے، مسلمان مبلغین اگر ان علاقوں میں جاکر اسلام کی حقیقی روح وہاں پیدا کرسکیں تو بہت ہی فائدہ کا موجب ہوگا،

مسلمان اور ورزش جسمانی

مقامی ہمعصر مسلم آوٹ لک نے طاقت جسمانی کے لحاظ سے ہندوؤں کی کمزوری کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ بعض مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ جسمانی طاقت میں ہندوؤں سے اس لئے بڑھے ہوئے ہیں، کہ وہ مسلمان ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندو قوم عام طور پر روپیہ پیسہ جمع کرنے اور نشست کا کام کرتی رہی ہے، اور مسلمان زراعت۔ مزدوری اور صناعی کے کاموں میں عام طور پر مصروف رہے ہیں، اس وجہ سے موخر الذکر کو بحیثیت قوم ہندوؤں پر جسمانی طور پر فوقیت حاصل ہے، لیکن اب ہندوؤں نے باقاعدہ ورزش شروع کردی ہے، اور اپنی طاقت جسمانی کو بڑھانے کے لئے ہر قسم کے ذرایع کو وہ کام میں لارہے ہیں، اور مسلمان بالعموم اس طرف سے غافل ہیں۔ حالانکہ اسلام میں روح اور جسم ہر دو کی پرورش میں پورا اہتمام کرنے کا حکم ہے، ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی طاقت جسمانی کو بڑھانے کی پوری کوشش کریں، اور اس کے ساتھ ہی نماز اور دیگر ارکان دین کی بجاآوری میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں، کیونکہ روحانی طاقت کا جسم پر ایک خاص اثر ہوتا ہے، اور جہانتک ہمارا خیال ہے مسلمانوں کی جسمانی طاقت میں ان کی روحانی قوت کا بہت بڑا دخل ہے، اس لئے مسلمانوں کو جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے قواسے کو ترقی دینے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ نہ صرف عقبے میں ان کی نجات کا موجب ہو بلکہ اس دنیا میں بھی بقائے اصلح کے قانون کے مطابق غیر اقوام کے اثر سے ان کی ہستی ہی نہ مٹ جائے

فسادات گلبرگہ

مہاتما گاندھی نے گلبرگہ کے فسادات کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھیرایا ہے کہ انہوں نے ہندو مندروں کی توہین کی اور ان کا احترام ملحوظ نہ رکھا۔ اگر فی الواقعہ مسلمان ہندو مندروں کی توہین کے مرتکب ہوئے ہوں۔ تو وہ بے شک مجرم ہیں، کیونکہ اسلام نے غیر مذاہب کے معابد کا احترام کرنے بلکہ ان کے لئے اگر ضرورت ہو تو جنگ کا حکم دیا ہے لیکن ابھی تک یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ حضور نظام دکن نے ان فسادات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر کی ہے جس کی رپورٹ ابھی شائع نہیں ہوئی۔ تاوقتیکہ اس کمیشن کی رپورٹ شائع نہ ہوجائے، اور اصل واقعات معلوم نہ ہوں، اس پر رائے زنی کرنا یا کسی ایک قوم کو اس کا ذمہ دار قرار دینا قبل از وقت ہے۔

خلع اور ارتداد

اخبارات میں اس اہم دینی اور قومی ضرورت کے متعلق پھر آواز اٹھی ہے جسکا تذکرہ بار ہا ان کالموں میں ہوچکا ہے۔ افسوس ہے کہ ارباب ملت کی بے حسی اس درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ کہ سوائے ان چند نفوس کے جن کو اس قسم کے واقعات سے سابقہ پڑتا ہے۔ کہ ایک مسلمان عورت خاوند کے جبر و تشدد کا شکار ہونے کے باعث اس سے مخلصی چاہتی ہے۔ اور جب عدالت کی مفروضہ شرع محمدی سے بھی اسے جواب ملتا ہے۔ تو وہ آریہ یا عیسائی ہوجاتی ہے۔ دوسرے مسلمان قطعاً ایسی باتوں کیطرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ یہی سب سے زیادہ ضروری اور اہم باتیں ہیں۔ جو قوم کی زندگی اور موت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اضلاع متحدہ کا فتنہ ارتداد ہمارے نزدیک اسقدر خطرناک چیز نہیں جسقدر پنجاب کا وہ عظیم الشان فتنہ ہے جو اندر ہی اندر ملت اسلامیہ کو کھائے جارہا ہے۔ بیشمار مائیں ہیں جو اپنے گھروں کو برباد اور بچوں کو روتے اور سسکتے ہوئے چھوڑ کر مسیحیت کا جامہ پہن لیتی ہیں۔ بہت سی ناکردہ گناہ بیویاں ہیں جو خاوندوں کے ظلم و ستم سے چھٹکارا پانے کے لئے اہل تثلیث کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہیں۔ اور ہمیں ان سب کا علم تک نہیں ہوتا۔

جناب راشد الخیری نے دہلی کی ایک مظلوم و ستم رسیدہ خاتون کے دردناک سوانح حیات سے متاثر ہوکر حاملان شریعت و ہمنوایان ملت کی توجہ اس مسئلہ کیطرف منعطف کرانے کی کوشش کی ہے کاش انہی کی آواز امت مسلمہ کے لئے مسیحا کا کام دے۔ اور قوم کے ارباب حل و عقد اس اہم قومی مسئلہ کیطرف متوجہ ہوجائیں اور مروجہ شرع محمدی کی جگہ شریعت اسلام کے اصل احکام رائج ہوں تاکہ صنف نازک کی راہ سے دشواریوں کے یہ پہاڑ ٹل جائیں۔ کیا تنظیم قوائے اسلامیہ کے علمبردار ڈاکٹر کچلو اس کو بھی اپنے پروگرام میں شامل کرینگے؟

ایک ہندو پروفیسر اسلام پر

اسلام کے متعلق اگرچہ عام طور پر بغض و تعصب دنیا میں پایا جاتا ہے۔ لیکن جس شخص کو اسلام کا مطالعہ بنظر امعان کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ وہ دل سے اس کی صداقت اور معقولیت کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہا۔ بشرطیکہ اس کی نیت میں فرق نہ ہو۔ اہل یورپ میں سے بہت سے ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اسلام کی معقولیت کے متعلق بڑے زور سے شہادت دی ہے۔ ہندوستان میں اہل ہنود کے لئے بہت بڑا موقعہ تھا۔ کہ وہ اسلام کا علم حاصل کرتے۔ لیکن سوائے سطحی باتوں کے بہت کم لوگ ہیں۔ جنہوں نے اس سے واقفیت پیدا کی ہو۔ تاہم اس قوم میں سے بھی ایسے لوگ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے علانیہ اسلام کے محاسن کا اقرار کیا ہے۔

اس وقت ہمارے سامنے مسٹر جی سی چیٹر جی کے ایک لیکچر کا اقتباس ہے۔ جو انہوں نے سکندرآباد نظامیہ کالج میں زیر صدارت نواب نظامت جنگ بہادر وزیر سیاسیات حیدرآباد دکن دیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ "ہندوستان میں آفتاب اسلام کی ضیاباری باعث رحمت و برکت ہوئی، "تاریخی واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ "مسلمانوں کی فتوحات ہندوستان نے ہندو قوم اور ہندو مذہب کو بے انتہا فائدہ پہنچایا۔ اسلام ہی نے دیگر اقوام کے ساتھ رواداری برتنا

سکھایا۔ اور گذشتہ جنتر کے اعتقادات مہملہ کو جسے اسلام قبول نہیں کرتا دور کرنے کی جدوجہد کی۔ اسلام ہندوستان کے لئے ایک پیام آسمانی تھا۔ اور اس نے ہندوستان میں اتحاد کی بنیاد کو مستحکم کیا"

کاش ہمارے دیگر برادران وطن پروفیسر صاحب کے ان خیالات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس مذہب کو جس نے ان کی قوم اور ملک کو اسقدر فائدہ پہنچایا برا بھلا کہنے کی بجائے اپنی زندگیوں کا شعار بنائیں۔

دلچسپ معلومات

مریخ میں آبادی

زمین اور مریخ آجکل سورج کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ ۲۲۔ اگست کو مریخ زمین سے ......۴۳ میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ گویا سب سے قریبی فاصلہ ہے جو ایک صدی کے بعد ہم میں اور مریخ میں ہوا ہے۔ اسی قربت کی وجہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مریخ میں جو آبادی پائی جاتی ہے۔ وہ دنیاوی سے مختلف ہے۔ اگرچہ جہاں تک اعضاء ہمارے کا سوال ہے اس میں چنداں فرق نہیں کیونکہ زمین اور مریخ دونوں کی ابتدا ایک ہی ہے۔ اور اس لحاظ سے دونوں کے ارضی اور نباتاتی حالات عام طور پر ملتے جلتے ہیں مگر شکلوں کا بننا چونکہ گردوپیش کے حالات ٹمپریچر اور آب وہوا وغیرہ پر منحصر ہے اور مریخ اور زمین کے ان حالات میں اختلاف ہے اسکے شکلوں میں بھی اختلاف ہونا ضروری ہے۔

مریخ میں ۲۴ گھنٹہ ۳۷ منٹ کا دن ہوتا ہے اور ۶۸۷ دنوں کا سال اس کے اندر نہریں بھی پائی جاتی ہیں اور نباتات بھی ہے۔ اگرچہ پانی بہت کم ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مریخ کی پیدائش زمین سے بہت پہلے کی ہے۔ ٹمپریچر زمین سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ آلات میں بہت زیادہ ترقی ہو جانے سے مریخ کو آئندہ اور زیادہ صفائی کے ساتھ دیکھا جا سکے۔ یا اسوقت جو کوششیں بے تار برقی کی مدد سے اہل مریخ کے ساتھ سلسلہ رسل و رسائل قائم کرنے کے واسطے جاری ہیں وہ کامیاب ہو جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو یہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہیے کہ وہاں کے لوگ زمینی انسانوں سے مختلف ہیں۔ اور بلحاظ عقل و نسل انسانی سے اغلباً بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

لینن کی لاش

بولشوزم کے مشہور لیڈر لینن کی وفات کو چار پانچ ماہ ہوئے ہوئی تھی۔ مرنے کے بعد اس کی لاش کو بعض حیرت انگیز طریقوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پروفیسر سوارسکی اور پروفیسر زبارویب نے اسپر عمل کیا ہے۔ اور ان کا بیان ہے کہ جو طریقے استعمال کئے گئے ہیں وہ بالکل نئے ہیں۔ اور مصری یا دیگر بیرونی طریقوں سے ان کو کوئی لگاؤ نہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مصری ممیوں میں جسم کی حفاظت تو ہو جاتی تھی لیکن انسان کی شکل بگڑ جاتی تھی۔ اور وہ پہچانا نہ جا سکتا تھا۔ لیکن لینن کے جسم پر جو طریق استعمال کیا گیا ہے اس سے اسکا جسم اور شکل وصورت وہی رہیگی جو اسکی زندگی میں تھی۔ بشرطیکہ صندوق کے اندر ٹمپریچر میں کوئی تبدیلی واقعہ نہ ہو۔ اس طریق عمل کو لینن کی لاش پر برتنے میں چار ماہ صرف ہوئے ہیں پہلے دوسرے اجسام پر اسکو استعمال کیا گیا۔ اسپر کل پندرہ سو پونڈ صرف ہوئے۔ لینن کی لاش کو لکڑی کی الماری میں کھڑا کیا گیا ہے جو صندوق کی طرز پر ہے۔ اسکے اگلے حصہ پر شیشہ کا دروازہ ہے جس سے لینن کا پورا نظارہ ہوتا ہے۔ اسکے جسم پر وہی نیم فوجی سوٹ ہے جو وہ عام طور پر پہنتا تھا اور اسکی چھاتی پر تمغے ہیں۔ اس کا چہرہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ وفات کے وقت تھا۔

دنیا ۲۰۴۲ء میں

۱۹۰۶ء سے لیکر ۱۹۱۱ء تک دنیا کی آبادی میں اسقدر اضافہ ہوا ہے جو ساٹھ سال کی شرح آبادی سے دُگنے کے برابر ہے۔ اگر دنیا کی آبادی اسی طرح سے ترقی کرتی گئی تو ایک سو بیس سال کے عرصہ میں ۶۔ ارب ساٹھ کروڑ انسان سطح ارض پر موجود ہوں گے اور یہ سب سے بڑی تعداد ہے جس کے لئے دنیا سامان خوراک بہم پہنچا سکتی ہے۔ سفید اقوام کے اندر عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ ۲۰۴۲ء میں ان کے پڑپوتے بھوک سے مرتے ہوں گے اور سیاہ اقوام سفید لوگوں کی جگہ لے لیںگی۔ ۲۰۰۰ء میں جبکہ دنیا کی آبادی .... نفوس تک پہنچ جائے گی۔ زمین پر کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہ ملیگی۔

بقیہ صفحہ اول

آپ کے یہ الفاظ کہ "اس پر طرہ یہ کہ خدا نے بھی اپنی گفتگو میں انھیں نہیں بتایا" بتاتا ہے کہ آپ مولویانہ بحثوں کے زیر اثر ہیں۔ اگر تو آپ کا یہ عقیدہ ہے یا آپ کے علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ مجددین بھی نبی کی طرح غلطی سے پاک ہو سکتے ہیں، تو آپ کو یہ کہنا چاہیئے تھا، اور اگر آپ مانتے ہیں کہ مجددین سے بھی غلطی ہو سکتی ہے تو پھر بے معنی سوال ہے، ہاں جب اسلام کو ضرر پہنچنے کا وقت آیا، تو خدا نے تو اپنے مجدد کو اس غلطی سے اطلاع دے دی۔ لیکن اب علماء اس غلطی کی اصلاح میں روک ہو رہے ہیں۔

(۸) آپ نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ یہ عقائد خصوصیت سے حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں اس لئے محل ہوئے، کہ عیسائیت نے مسلمانوں کے ان عقیدوں کو اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی تائید میں ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ عقیدے تو پہلے بھی تھے، مگر اس وقت اسلام کو ان سے ضرر نہ پہنچتا تھا، اس زمانہ میں خصوصیت سے ان عقائد سے نقصان پہنچ رہا ہے، اس لئے اللہ تعالےٰ نے عین وقت پر اس صدی کے مجدد کو ان کی غلطی پر مطلع فرمایا، اس کے متعلق تنقیحات حسب ذیل ہیں:-

سوال (ا) آپ نے جو رسالہ عیسائیوں کا بھیجا ہے۔ اس میں چودہ وجوہ سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جن میں سے چار وجوہ تو مسلمانوں کے اس عقیدہ سے متعلق ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بجسد عنصری اٹھائے گئے اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے، اور باقی دس وجوہ وہ ہیں جن کا تعلق قرآن کی دوسری تصریحات سے ہے۔ پس اگر مسلمانوں کے اس عقیدہ کو چار وجوہ کی بنا پر مسلمانوں کی گمراہی کا ذمہ وار بنایا جا سکتا ہے۔ تو باقی دس وجوہ کی بنا پر خود قرآن کو مسلمانوں کی گمراہی کا ذمہ وار کیوں نہ بنایا جائے، بالخصوص جبکہ وہ چار وجوہ بھی قرآن ہی سے مستنبط ہوں، تب تو پوری ذمہ داری خود قرآن پر عائد ہوتی ہے،

(جواب) (ا) آپ نے غور نہیں فرمایا اور محض اعتراضوں کی فہرست بڑھانے کی طرف ہی توجہ رہی ہے، ان دس باتوں کا مسلمانوں کے پاس دلائل کے رنگ میں جواب ہے، لیکن ان چار باتوں کا دلائل کے رنگ میں کوئی جواب نہیں، اس لئے اس عقیدہ کو ان کی گمراہی کا موجب کہا جا سکتا ہے، یوں عیسائی بیسیوں باتیں کہتے رہیں، آپ ہی فرمایئے کہ آپ کے پاس ان کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے، کہ حضرت عیسےٰ دو ہزار سال سے بغیر کھانے پینے کی احتیاج کے اس جسم عنصری کے ساتھ زندہ موجود ہیں، اور ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں آتا۔ الآن کما کان کے مصداق ہیں، سارے رسولوں کے جسموں کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین۔ کہ ان کے جسم ہم نے ایسے نہیں بنائے، کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں، اور نہ وہ غیر تغیر پذیر ہیں، لیکن حضرت عیسیٰ کا جسم مسلمانوں کے اس عقیدہ کی رو سے ایسا ہے کہ نہ وہ کھانا کھاتے ہیں، اور نہ تغیر پذیر ہیں،

....

.... اگر اس کا کوئی جواب آپ کے کسی عالم نے آجتک دیا ہے۔ اور آپ کی اس سے تشفی ہو گئی ہے، تو آپ مجھے لکھیں، آپ اس اپنی کمزوری کو اس رنگ میں چھپانا چاہتے ہیں، کہ عیسائی اور اعتراض بھی کرتے ہیں،

سوال (ب) اگر کہا جائے کہ یہ عیسائیوں کے غلط استدلالات ہیں، اس لئے قرآن ان کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا، تو مسلمانوں کا عقیدہ مذکور اس کا ذمہ وار کیونکر ہو سکتا ہے، جبکہ اس استدلال کا منشا بھی خود عیسائیوں کی غلطی ہے،

جواب۔ اس عیسائیوں کی غلطی کو آپ دلائل کے رنگ میں ظاہر کریں، آپ کے علماء تو آجتک نہیں کر سکے،

سوال (ج) عیسائی کسی وقت بھی ایسے مغلوب نہیں ہوئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں لب کشائی نہ کر سکیں، بلکہ وہ ہمیشہ مسلمانوں سے تلواروں سے اور دلائل سے لڑتے رہے، پھر کیوں مان لیا جائے، کہ اس عقیدہ سے پہلے ضرر نہ تھا، اور خاص مرزا صاحب کے زمانہ میں ضرر پیدا ہوا ہے،

جواب۔ واقعات سے آنکھیں بند کر لینا دانشمندی نہیں عیسائیوں کو کبھی جرأت نہیں ہوئی کہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے پر اپنی توجہ اس طرح لگائیں، اور اس طرح کوشش کریں، جو آج کر رہے ہیں، ہاں جبر کے رنگ میں اگر مسلمانوں کی بیخکنی کسی ملک سے کر دی ہو، تو وہ الگ معاملہ ہے، لیکن دلائل کے ساتھ مذہب کی تبلیغ کر کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے پر اس قدر زور اس زمانہ میں صرف ہوا، اور اس زمانہ میں ہزاروں ناواقف مسلمان اسلام کو چھوڑ کر پرستار صلیب بن گئے، حتیٰ کہ اس ملک ہندوستان میں بڑے بڑے مولوی کہلانے والے بھی عیسائیت کا شکار ہوئے،

سوال (د) بالفرض اگر مان لیا جائے کہ مسلمانوں کی قوت کی وجہ سے اسلام کو پہلے عیسائیوں سے خطرہ نہ تھا، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تقریباً تیرہ سو برس تک اسلام کے پاس بجز تلوار کے اور کوئی پناہ نہ تھی، کیونکہ اگر عیسائی مسلمانوں کے مقابلہ میں حیات مسیح کے ہتھیار سے کام لیتے، تو مسلمانوں کے پاس بجز تلوار کے کوئی جواب نہ تھا، پس میں نہیں سمجھتا کہ اس کو کیونکر قبول کر لیا جائیگا اور جبکہ آپ حضرات اس کو گوارا نہیں کرتے، کہ مہدی آخر الزمان صرف نو دس برس تک کفار کو تلوار کے ذریعہ سے مغلوب کرے تو آپ اس کو کیونکر جائز رکھیں گے، کہ مسلمانوں نے تیرہ سو برس تک کفار کو تلوار سے مغلوب رکھا،

جواب:- میں حیران ہوتا ہوں کہ بعض سوالات میں تحقیق طلبی کی بو تک نہیں، میں نے کب کہا تھا کہ پہلے مسلمانوں کے پاس تلوار کے سوائے کوئی پناہ نہ تھی، اور وہ دلائل سے کام نہ لیا کرتے تھے، میں نے تو یہ کہا تھا کہ عیسائیت نے اسی زمانہ میں ان عقائد کو اسلام کے خلاف ہتھیار بنایا، اگر آپ میری بات کو ہی جھٹلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور میری ہر بات کا جواب ضروری ہے، تو آپ تاریخ سے کوئی شہادت پیش کریں، کہ پہلے جو اعتراض عیسائی کرتے رہے ہیں، ان میں بھی اس بات کو محل اعتراض بنایا گیا ہے،

سوال (ہ) اچھا بالفرض پیشتر یہ ضرر نہ تھا کہ عیسائی مسلمانوں کو گمراہ کرتے لیکن اس وقت یہ ضرر تو موجود ہے،

علماء جملہ مسلمان قرآن کے خلاف عقیدہ رکھتے تھے، اور گویا بزبان حال کہہ رہے تھے، کہ خدا نعوذ باللہ جھوٹا ہے جو ممات حضرت مسیح کا قائل ہے،

جواب۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہ خدا کو جھٹلا نہیں کہتے، اس بات کی طرف ان کی توجہ نہیں گئی، وہ یہ نہ کہتے تھے، کہ اللہ تعالےٰ تو قرآن میں فرماتا ہے، کہ حضرت عیسےٰ وفات پا گئے، مگر ہم نہیں مانیں گے، ان کے دلوں میں یہ خیال بھی نہیں آیا، کہ قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ کی وفات کا ذکر ہے بلکہ یا تو انہیں ان آیات کی طرف سے ذہول رہا۔ اور یا اس غالب خیال کی وجہ سے کہ حضرت عیسےٰ زندہ ہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ کی تاویل کر لی ہاں آجکل بے شک بہت سے مسلمان ایسے ہیں، کہ وہ یہ بات بزبان حال کہہ رہے ہیں، کیونکہ ان کے سامنے قرآن کی آیات بھی آگئیں، اور تاویل کی غلطی کو بھی ظاہر کر دیا گیا، مگر پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم اپنے پرانے عقائد کو نہ چھوڑیں گے،

اور کیا آپ کو علم نہیں، کہ بہتیرے عقائد مسلمانوں میں ایسے پھیلے ہوئے ہیں، جو تعلیم قرآن کریم کے خلاف ہیں، کتنے مشرکانہ عقائد ہیں، مگر سب غلطیاں ہیں، اب آپ یہ اصول بنانا چاہتے ہیں، کہ جس دن کوئی قوم کسی قسم کی غلطی کرے، خدا کا فرض ہو جاتا ہے، کہ اسی دن ایک نبی یا مامور بھیجکر اس کی اصلاح کر دے، فرمایئے اگر ایک عیسائی آپ پر یہ اعتراض کرے کہ اگر عیسائیوں کا تثلیث اور کفارہ کا عقیدہ غلط تھا تو اللہ تعالےٰ نے عیسائی قوم کو چھ سو سال کیوں اس خطرناک گمراہی میں رہنے دیا۔ اور کیوں پہلے ہی رسول بھیجکر اس غلطی کو صاف نہ کر دیا، اور کیوں جب رسول آگیا، تو پھر بھی عیسائیوں کی وہ غلطی فوراً دور نہ ہوئی، بلکہ اس کے لئے مسیح موعود کی ضرورت ہوئی، تو آپ کیا جواب دیں گے اللہ تعالےٰ اپنے مصالح کو آپ بہتر سمجھتا ہے، ان باتوں پر اگر صداقتوں کا انکار کیا جائے، تو سرے سے تمام سلسلہ نبوت ہی باطل ہو جائے گا، آپ کے ایسے سوالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ یا تو آپ کو غلط مشورہ دیا جاتا ہے، اور یا آپ کے دل کی وہ کیفیت نہیں جس کی ضرورت تحقیق حق کے لئے ہوا کرتی ہے،

سوال (۲) مسلمانوں کا یہ غلط اجماع خود مرزا صاحب کے دعوے کی تصدیق میں مخل ہوا، جو کہ تمام کامیابیوں کا منبع تھا۔

جواب۔ اور عیسائیوں کا وہ غلط اجماع الوہیت اور کفارہ اور تثلیث پر خاتم النبیین کے دعوے کی تصدیق میں مخل ہوا۔

سوال (۳) پہلے مسلمانوں کے غلط عقیدہ کی وجہ سے مرزا صاحب کی قوت جس کو صرف عیسائیوں وغیرہ کے مقابلہ میں صرف ہونا چاہیئے تھا منقسم ہو گئی، اور ان کے وقت کا بڑا حصہ مسلمانوں کے مقابلہ میں صرف ہوا، کیا یہ خرابیاں کوئی معمولی خرابیاں تھیں، جن کی طرف حق تعالے یا دوسری صدیوں کے مجددین توجہ نہ کرتے پس کیونکر مان لیا جائے، کہ اس وقت ان عقائد سے اسلام کو ضرر نہ پہنچتا تھا، میں تو کہتا ہوں کہ یہ ایسے وقت کا ضرر ہے جس کا خمیازہ احمدی جماعت آج بھگت رہی ہے، اگر مسلمانوں کے کان ان باتوں سے پہلے سے آشنا ہو تے، تو آج اس شدت سے مسلمان مرزا صاحب کی مخالفت نہ کرتے،

جواب۔ غلطی نہ ہوتی۔ تو مرزا صاحب کی ضرورت ہی کیا تھی، ہاں یہ اس قوم کی بدقسمتی ہے کہ جو بات ان کے بھلے کی ہے اسی کی تردید پر سارا زور صرف کر رہے ہیں، اور نقصان بھی اٹھا رہے ہیں، مگر پھر بھی سچی بات کو رد ہی کرتے جاتے ہیں، حیات مسیح کے عقیدہ سے فائدہ عیسائیت کو ہی ہے، اسلام کو نہیں، اور وفات مسیح کے عقیدہ سے فائدہ اسلام کو ہے۔ اور عیسائیت کی بیخکنی ہوتی ہے، پھر کس قدر تعجب ہے کہ ان حقائق کو جان لینے کے بعد بھی حیات مسیح پر علماء کی ضد قائم ہے آپ کا اعتراض یہ ہے کہ بجائے مرزا صاحب کے اس غلطی کا اظہار کسی پہلے مجدد کے ذریعہ سے کیوں نہ کیا گیا؟ یہی عجیب دلائل ہیں۔ اگر کسی پہلے مجدد پر ظاہر کیا جاتا تو اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا، اور آج کوئی کہہ سکتا کہ مرزا صاحب کے بعد کیوں نہ کیا گیا، جن لوگوں کی غرض مخالفت ہی ہے، وہ جب بھی غلطی کا اظہار کیا جاتا، یا کیا جائے گا، مخالفت ہی کریں گے، مرزا صاحب کی ذات کوئی ایسی چیز نہیں، کہ اس کی مخالفت یا عدم مخالفت کوئی چیز ہے، ان باتوں کی مخالفت کا رونا ہے، جو مرزا صاحب لائے۔ کوئی اور لاتا تو بھی مخالفت انہی باتوں کی ہوتی، اگر یہ اعتراض صحیح ہے تو ایک عیسائی بھی محض اس بات پر اسلام کی دعوت کو ناقابل التفات قرار دے سکتا ہے، کہ خدا تعالے نے اتنی دیر تثلیث اور کفارہ کو کیوں مضبوط ہونے دیا، پہلے دن ہی جب غلطی ہوئی تھی تو ایک نبی بھیج کر اس کو ظاہر کر دیتا، اور وہ غلطی فوراً دور ہو جاتی،

سوال (۶) جبکہ مرزا صاحب کا دعوے مجددیت جیسا کہ سنا گیا ہے ۱۸۸۴ء میں ہے۔ اور انکشاف اس مسئلہ کا ۱۸۹۱ء میں۔ تو حق تعالے نے علی علم رسالے کے زمانہ میں دس برس تک خود مجدد صاحب کو اس مغالطہ میں کیوں رکھا،

جواب۔ تاکہ شک کرنے والوں پر بھی اتمام حجت ہو جائے، ایک شخص کو دس سال تک مجدد تسلیم کرتے ہیں اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں، کہ علمی رنگ میں اسلام کے مخالفین کا جواب دینے میں جو خدمت مرزا صاحب نے کی وہ تیرہ سو سال میں کسی نے نہیں کی لیکن جب ایک غلطی کو ان پر ظاہر کیا جاتا ہے جس میں اسلام کا فائدہ اور عیسائیت کا نقصان ہے تو اپنے محسن کو کھانے کو دوڑتے ہیں، اور اس بات کی بھی پروا نہیں کہ جو اعتراض کر رہے ہیں۔ ان کی زد اسلام پر یا خود رسول اللہ صلعم پر پڑتی ہے، اعتراض پر اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں، اتنا بھی نہیں سوچتے، کہ جس شخص کو ہم نے دس سال تک مجدد مانا تھا، وہ اب دجال کیونکر ہو گیا، اور جس کو دس سال تک بے نظیر خادم اسلام مانا تھا۔ وہ اب دشمن اسلام کیونکر ہو گیا،

(۹) آپ نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے سارے مجددین کے حالات ہمارے سامنے نہیں ہیں، بعض مجددین کے جیسے مجدد الف ثانی کے صراحت سے دعاوی موجود ہیں۔ جس قدر زیادہ ضرورت کسی وقت مجدد کی ہو گی، اسی قدر زیادہ زور سے اپنی طرف بلانا بھی لازم ہو گا۔ اس کے متعلق حسب ذیل تنقیحات ہیں

سوال (ا) اسلام کی تاریخ اس قدر تاریک نہیں، کہ مجددین سابقین کے حالات نہ معلوم ہو سکیں، کیونکہ اس میں جھوٹے مدعیوں کے حالات تک موجود ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سچے مدعیوں کے حالات نامعلوم ہوں، جن مجددوں کی فہرست آپ نے علامہ سیوطی کے حوالہ سے نقل [illegible]

نہ ماموریت کا۔ اس لئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ مجدد کا صاحب وحی ہونا ضروری ہے اور نہ مامور ہونا، نہ نبی ہونا، نہ رسول ہونا۔ بلکہ اس کے لئے صرف اتنا ضروری ہے۔ کہ وہ لوگوں کو قرآن، حدیث پر چلنے کی صحیح تعلیم کرے۔ اور جو کوتاہیاں علمی اور عملی مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہیں ان کی اصلاح کی کوشش کرے۔

جواب۔ نبوت رسالت کا مدعی تو میں حضرت مرزا صاحب کو بھی نہیں مانتا۔ آپ کیوں ناحق تضیع اوقات فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے پہلے مجددین کے دعوے نبوت و رسالت مانگتے ہیں۔

باقی رہا بعض الفاظ کا استعمال جن سے کوتاہ فہموں کو غلطی لگی۔ وہ میں آپ کو بہتیروں کے حالات میں بتا سکتا ہوں جن پر کفر کے فتوے تک بھی لگے۔ خواہ وہ مجدد ہوں یا محدث۔

رہا صاحب وحی یا صاحب الہام ہونا۔ غالباً یہ اعتراض کرتے وقت آپ کی نظر تاریخ اسلام پر نہیں۔ الہام یا خدا تعالے سے ہمکلامی ان اولیاء اور محدثین کو بھی ہوتی رہی ہے جو مجدد نہیں ہوئے۔ اور اس امت میں صاحب الہام ایک دو نہیں ہزاروں کی تعداد میں گذرے ہیں۔ رہا یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعوے کیا۔ میں نے اس سے پہلے بھی مجددین کا دعوے دکھایا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ میں نے صرف اسقدر دکھانا ہے۔ کہ مجدد کا دعوے کرنا مجددیت کے منافی نہیں اور حضرت مجدد الف ثانی و دیگر مجددین یا محدثین یا اولیاء امت کے ایسے ہی الفاظ کے متعلق آپ کیا فتوے صادر فرماتے ہیں اس کے لئے کتاب اولیائے امت ارسال خدمت ہے۔

سوال (ب) جب مامور کے ارسال کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے۔ تو اس کی دعوت میں قوت وضعف کا تفاوت کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں اس مضمون کو نہیں سمجھ سکا۔ اس کی تشریح کیجائے۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ ایک صدی میں دس خرابیاں تھیں۔ اس صدی کا مجدد دس خرابیوں کی اصلاح کے لئے لوگوں کو دعوت دیگا۔ اور ایک صدی میں سو خرابیاں تھیں اس صدی کا مجدد سو خرابیوں کی اصلاح کے لئے لوگوں کو دعوت دے گا۔ لیکن دونو کی دعوت کی نوعیت ایک ہی ہو گی۔ یعنی اے لوگو! میں تمہاری طرف مامور ہو کر آیا ہوں۔ تم میری بات مانو۔ اور سچ جانو کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ خدا کی وحی سے کہتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اس میں فرق نہیں ہو سکتا۔

جواب۔ میں پھر وہی کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص نے بھی جو میرے اور آپ کے نزدیک مسلم مجدد ہے۔ یہ کہا ہے۔ کہ اے لوگو میں تمہاری طرف مامور ہو کر آیا ہوں۔ اور خدا نے مجھے اس صدی کا مجدد بنایا ہے۔ تو آپ کو اس بنا پر حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کا حق حاصل نہیں۔ یا آپ صفائی سے اعلان کر دیں۔ کہ آپ نعوذ باللہ حضرت مجدد الف ثانی کو بھی جھوٹا سمجھتے ہیں۔

(باقی دارد)

روح اور قرآن حکیم

(۲)

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے قلم سے)

جیسا کہ اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون (الزمر)

اللہ تعالے موت کے وقت روح کو قبض کر لیتا ہے اور جو نیند میں مرے نہیں ان کی روح کو قبض کرتا ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ وہ روح جو موت میں قبض کی جاتی ہے وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ وہ وہی ہے جو نیند میں قبض کی جاتی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب انسان سوتا ہے تو وہ ابھی زندہ ہوتا ہے۔ اگرچہ اس الٰہی ارشاد کے مطابق اس میں سے ایک روح علیحدہ ہو چکی ہوتی ہے۔ پس صاف ثابت ہو گیا کہ یہ روح انسانی یا نفس ناطقہ کچھ اور چیز ہے اور روح انسانی جس کا زندگی جسمانی سے تعلق ہے وہ اور چیز ہے۔ یہ روح انسانی موت کے وقت تو مستقل طور پر اور نیند میں عارضی طور پر انسان کے جسم سے علیحدہ ہو جاتی

ایک علیحدہ چیز ہوتی ہے۔ اور رحم علیحدہ لیکن نطفہ جس وقت رحم میں آکر ٹھہرتا ہے تو پھر رحم اور وہ ایک معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کا عارضی تعلق ہوتا ہے۔ نطفہ کی رحم میں عین وہی حالت ہوتی ہے جس طرح ایک مسافر کی ایک سرائے میں۔ نطفہ رحم سے غذا لیکر بڑھتا اور پھولتا ہے یہاں تک کہ وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ خود الگ ہو کر زندگی بسر کر سکے پھر وہ علیحدہ ہو جاتا ہے اور رحم سے اسکا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ بعینہ یہی نسبت اس انسانی روح یا نفس ناطقہ کی جسمانی زندگی انسانی سے ہے جس طرح منی کے خلاصہ سے (۱) نطفہ طیار ہو کر رحم میں ٹھہرتا ہے اور وہاں (۲) نطفہ سے علقہ (۳) علقہ سے مضغہ (۴) مضغہ سے ہڈیاں اور پھر (۵) اس پر گوشت چڑھتا ہے (۶) پھر اسمیں جان پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک انسانی روح جسم انسان میں قرار پکڑتی ہے اور وہاں سے غذا لیکر نشو ونما پاتی ہے۔ یہاں تک کہ یہ ابدی زندگی کو پاکر کامل انسان بن جاتی ہے جسم کی پیدائش کی طرح روح انسانی بھی چھ ہی مدارج ترقی میں سے گذر کر تکمیل کو پہنچتی ہے۔ جس کا ذکر سورۂ مومنون کی پہلی آیت میں ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ مومن یقیناً کامیاب ہیں۔ وہ جو (۱) نماز میں عاجزی کرتے ہیں (۲) لغو سے منہ پھیرتے ہیں (۳) پاکیزگی کے لئے کام کرتے ہیں (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی منکوحہ بیبیوں یا لونڈیوں کے۔ پس وہ ملامت کئے گیوں میں سے نہیں ہیں (۵) اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت کرتے ہیں اور (۶) اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

یعنی اگر نطفہ انسانی بذریعہ رحم کامل جسم انسانی بن جاتا ہے۔ تو یہ روحانی نطفہ جو روح انسانی کے رنگ میں جسم انسانی میں پیدا ہوتا ہے اعمال و افعال تو اسے عملی جسمانی کے ذریعہ کامل روحانی انسان بن جاتا ہے کہ وہ اعمال و افعال جن سے ایک نفس ناطقہ یا روح انسانی خوراک پاکر اپنے کمال کو پا سکتی ہے۔ وہ ہیں جن کا اوپر ذکر کیا ہے۔ بالفاظ دیگر یعنی کہ اگر رحم انسانی بیمار ہو تو جسم انسانی جو پیدا ہوتا ہے کمزور اور بیمار نکلتا ہے۔ اسیطرح اگر جسم انسانی بیمار ہو تو روح انسانی پر بھی اسکا اثر پڑتا ہے اور علی ہذا القیاس اگر روح بیمار ہو تو جسم پر اسکا اثر ہوتا ہے پس اگر ایک طرف انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسا روحانی کمال کو حاصل کرنے کے لئے پاک افعال کی بجا آوری کی کوشش کرے تو ساتھ ہی اسکے یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے جسم کو بیماریوں سے پاک اور تندرست رکھنے کی کوشش کرے جس طرح رحم اور جسم انسانی ایک دوسرے کے بغیر کوئی مفید ترقی نہیں کر سکتے اسی طرح روح انسان اور جسم انسانی ایک دوسرے کے بغیر کوئی کارآمد نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے۔

ایک انسانی روح اگر بیشتر اسکے کہ وہ کافی مضبوط ہو جائے جسم کے مرنے سے اس سے علیحدہ ہو جائے تو اسکی حالت وہی ہوتی ہے جو کہ اس جنین کی جو رحم سے قبل از وقت گر جاتا ہے۔ یا اس بچہ کی جو پیدا تو ہوتا ہے لیکن اسکے ساتھ سینکڑوں جسمانی کمزوریاں اور عوارض ہوتے ہیں جن کے لئے ساری عمر اسکو طرح طرح کے علاجوں سے گزرنا اور کڑوے عرق اور ادویات استعمال کرنی پڑتی ہیں۔ اور بعض اوقات سنگین عمل جراحی کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ یعنے اس روح انسانی کو اپنے کمال کے حصول سے پیشتر مختلف قسم کے علاجوں اور تکلیفوں سے گذرنا پڑتا ہے جس کو کہ قرآن حکیم نے دوزخ سے تعبیر کیا ہے لیکن ربوبیت الٰہی اگر چاہے تو وہ کن کے کہنے سے ان سب کمزوریوں کو دور کر سکتی ہے۔ ہاں اگر یہ روح انسانی جسم انسانی کی مدد سے نیک اعمال کی بجا آوری سے ان سب چھ مدارج روحانی میں سے گذر کر کامل روحانی جسم طیار کر لیتی ہے تو پھر اس کو ایک ابدی زندگی عطا کی جاتی ہے جو کہ جنت کی زندگی کہلاتی ہے۔ چنانچہ ان چھ مدارج کا ذکر کر کے جس میں سے روح انسانی اپنے کو گذار کر کمال انسان کو پا لیتی ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ اولئك هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون یہی وارث ہیں جو فردوس کو ورثہ میں لیتے ہیں اور وہ اسی میں رہیں گے اور یہ جنت ہوتی ہے۔ دوسری جگہ ان چھ مدارج ترقی روحانی کا ذکر کر کے اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اولئك في جنت مكرمون (معارج) یہی باغوں میں عزت والے ہیں۔

جس طرح ایک بچہ جب پرورش پاکر رحم سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو رحم سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ ایک نئی دنیا میں آجاتا ہے اسیطرح روح انسانی اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے اور اس جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے تو اس کا تعلق اس سے کچھ نہیں رہتا۔ یہ خود بخود علیحدہ ایک نئی قسم کی زندگی بسر کرنے لگتی ہے۔

فرمایا گیا ہے کہ فردوس کا وارث بنایا جاتا ہے۔ فردوس جنت

اور اس میں جو زندگی انسان کی گذرنی ہوتی ہے وہ بھی ضروری ہے کہ کوئی نئی قسم کی ہو اور جو نسبت رحم کے تنگ دائرہ کی زندگی کو اس وسیع دنیا کی زندگی سے ہے۔ وہی نسبت اس دنیا کی زندگی کو اس فردوس میں زندگی سے ہونی چاہیئے۔

اخبار احمدیہ

ڈاکٹر عبد العزیز صاحب عرب سے لکھتے ہیں کہ ایک عرب مُلاّ کو کتب حضرت مسیح موعود مطالعہ کے لئے دی گئیں لیکن بباعث تعصب اس نے مطالعہ نہ کیا۔ زبانی جب نزول مسیح پر اعتراض کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ تو بموجب قرآن صاحب انجیل ہیں وہ تعلیم قرآن کہاں حاصل کریں گے تو جواب دیا کہ ہو سکتا ہے کہ آسمان کے اوپر ہی خداتعالےٰ تمام قرآن ان کے دل میں القا کر دے۔ یا زمین پر آکر بذریعہ فرشتہ حاصل کرے۔ اور ہو سکتا ہے کہ صرف چند ضروری احکام بتلا دئے جائیں جن کے لئے وہ آنیوالے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جب میں نے کہا کہ ان باتوں کا ثبوت پیش کریں تو خاموش رہ گیا اور جواب نہ دیسکا۔

خواجہ بشیر الدین صاحب علاقہ میکران سے رخصت پر آنیوالے ہیں اور لکھتے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ ان کا ڈیڑھ ہزار روپیہ جو سرکار سے واجب الادا ہے وہ جلد ملجائے تا کہ وہ پانصد روپیہ اسمیں سے جرمن فنڈ میں دیسکیں۔

مکرم خواجہ کمال الدین صاحب کی موجودگی میں تو کسی اندرونی اور بیرونی مخالف کو کشمیر میں مخالفت سلسلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ اب جبکہ آپ کو نہایت ضروری کام کے لئے عیال وہیں چھوڑ کر ہندوستان آنا پڑا تو میر واعظ کے ساتھ ہی خاکپائے محمود قادیانی بھی کنج گمنامی سے نکلکر ہل من مبارز پکارنے لگا ہے۔ اور لوگوں کی قسمتوں کے ٹکڑے کرانے کا مدعی بن بیٹھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دشمنان سلسلہ کو ہدایت دے۔

میرزا عبد الکریم صاحب پونچھ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۴ محرم کے اخبار پیغام صلح میں جو فہرست چندہ جماعت پونچھ کی شائع ہوئی ہے اس میں سے احباب ذیل ممبران سلسلہ ہیں۔ مرزا عبد الکریم صاحب صدر۔ ماسٹر غلام رسول صاحب بی اے سکرٹری۔ بابو عبد العزیز صاحب محاسب۔ بھائی عبد اللہ صاحب رکن خاص۔ بابو غلام رسول صاحب ممبر۔ دوست محمد خان صاحب ممبر۔ عبد السبحان صاحب ممبر۔ عبد الرحمن صاحب ولد عبد اللہ صاحب ممبر۔ عبد الرحیم صاحب ولد عبد اللہ صاحب ممبر۔ مرزا عبد الرحیم صاحب ولد مرزا عبد الکریم صاحب ممبر۔ ان کے علاوہ دیگر احباب جماعت میں داخل نہیں بلکہ ہمدرد اور ہمارے ساتھ حسن ظن رکھنیوالے ہیں۔

ملک محمد اکبر صاحب کشمیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا مولوی غلام احمد صاحب سکنہ وچھن سلسلہ کی ترقی میں بہت کوشش فرمارہے ہیں اور اپنے محلہ میں آپ نے درسگاہ بھی کھولا ہوا ہے جس سے مسلمان مستفید ہورہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولانا صاحب کو دینی دنیاوی برکات عطا فرمائے اور اپنے دین کا خادم بنائے۔

ڈاکٹر عبد العزیز صاحب نے عرب سے ڈاکٹر سید جلال صاحب کو تازہ خط میں لکھا ہے کہ اس علاقہ میں شاید ہی کوئی عالم رہ گیا ہو جسے سلسلہ کی عربی کتب نہ دی گئی ہوں۔ ایک بڑے شیخ نے سلسلہ کی کتب کی خود خواہش ظاہر کی جس پر اسے تبلیغ حق۔ التبلیغ۔ علوئے وغیرہ کتب دی گئیں اور مطالعہ کے لئے تاکید کی گئی کہ اگر کوئی اعتراض ہو تو ضرور اس کا اظہار کرے۔ امید ہے وہ بعد مطالعہ لاہور لکھے گا۔

برادر شیخ عبد الحق صاحب دہلوی کے بھائی شیخ فضل کریم کی وفات کی خبر قبل ازیں شائع ہو چکی ہے۔ اپنے ایک تازہ خط میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ برادر مرحوم حیدر آباد دکن میں اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل کے عہدہ پر فائز تھے۔ جہاں انہوں نے حضور نظام کی خدمات اس جانفشانی سے کیں۔ کہ اس کی کوفت سے بعد بیمار ہوگئے۔ اور مجبوراً اپنی اصلی جگہ آڈیٹر جنرل یا ڈی لائیجر دہلی میں تبدیلی کرالی جہاں وہ اسسٹنٹ اکونٹس آفیسر کے عہدہ پر تعینات ہوتے مگر دکن کی محنت وجانفشانی نے ان کو بیمار کردیا۔ اور نو ماہ تک بیمار رہنے کے بعد راہی عالم بقا ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے ساتھ ہی شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ مرحوم میاں محمود احمد صاحب کے مریدین میں سے تھے اور پیر پرستی کا جذبہ ان پر بہت غالب تھا۔ اپنے دوران حیات میں بعض محمودی اراکین مثلاً مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب کو بیشتر رقوم کی امداد دیتے رہے ہے۔ لیکن بیماری کی حالت میں کسی نے ان کو پوچھا تک نہیں۔ بلکہ فوت ہو جانے

کے بعد بھی کسی نے ہمدردی کا اظہار نہیں کیا انہوں نے مقبرہ بہشتی کے لئے وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ مگر محمودیوں نے زور دیا کہ مرحوم بھائی صاحب کے خرچ پر ہی ان کی لاش قادیان جا سکتی ہے۔ حالانکہ وصیت میں کوئی ایسی شرط نہیں اس لئے برادر مکرم شیخ اللہ رکھا صاحب بی۔ اے نے اور میری دختر نے یہ گوارا نہ کیا کہ یتیموں کے مال کو ان کی لاش کے قادیان بھیجنے پر صرف کیا جائے۔ اور سبزی منڈی دہلی کے قبرستان میں امانتاً ان کو دفن کرادیا۔ شیخ صاحب اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ میں برادر شیخ غلام علی صاحب تملدی کی خدمت میں جو وہ بھی مریدین میاں صاحب میں سے ہیں عرض کرتا ہوں کہ برادر مرحوم کے ساتھ قادیانی بے اعتنائیوں کو دیکھ کر وہ اس پیر پرستی کو چھوڑ دیں۔ اسی میں ان کا بھلا ہے۔ شیخ محمد لطیف صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شملہ میرا یہ پیغام برادر موصوف کو سنا دیں۔ آخر میں شیخ صاحب رقمطراز ہیں کہ مرحوم بھائی صاحب باوجود محمودی ہونے کے حضرت امیر ایدہ اللہ کی بہت عزت کرتے تھے احباب سے درخواست ہے۔ ان کا جنازہ غائب پڑھ کر انکی روح کو ثواب ضرور پہنچائیں۔ شیخ صاحب خود بھی بخار میں مبتلا ہیں۔ احباب ان کے لئے بھی دعا فرمادیں۔

ہندوانہ رسوم اور مسلم راجپوت ۔ مولوی فیروز الدین صاحب پارہ سے لکھتے ہیں کہ ۲۲ اگست کو میں کروائی میں پہنچا۔ تمام لوگوں کو جمع کیا طبیعت میں ایک جوش تھا۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو میں نے ہندوانہ رسوم کے ترک کردینے کی سختی کے ساتھ تاکید کی اور اس کے اندر جو تباہیاں اور بربادیاں تھیں۔ واضح کرکے ان لوگوں کے ذہن نشین کردیں۔ اور جتایا۔ کہ یہ لوگ ہمیں شدھی کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ ہمارے اندر یہ رسوم ہیں ہی نہیں۔ جن کو دیکھ کر ان کا حوصلہ پڑے تمہارے اندر چونکہ یہ رسوم موجود ہیں۔ اور تمہارے بیٹوں میں گھسی ہوئی ہیں۔ اس لئے آریوں کو حوصلہ پڑ جاتا ہے۔ کہ تم کو اپنے میں جذب کرلیں۔ آج اگر تم ان ہندوانہ رسوم کو اپنے گھر سے باہر نکال کر پھینک دو۔ تو کبھی تمہارے نزدیک نہ آئیں۔ راجپوتو اٹھو۔ اور آج سے ہی ان تمام بیہودہ رسومات کو ترک کرنے کا فیصلہ کردو۔ اور اقرار کرو۔ کہ آج سے ہی ہم شریعت کے تابع ہو کر اس کے حکموں کے ماتحت جینا مرنا اور شادی بیاہ کیا کریں گے دیکھو تم بیاہ جب کرتے ہو۔ تو دونوں طرف والے جب تک اچھی طرح برباد نہیں ہوجاتے۔ بیاہ ختم نہیں ہوتا۔ وہ ایک وقت تھا۔ جس میں ایک خاص کیفیت تھی۔ خدا نے اس میں اثر پیدا کیا۔ اور خدا کی فضل سے وہ کامیابی ہوئی جس کو یاد کرکے میں اب سجدات شکر بجالاتا ہوں۔ اور وہ اس طرح ہوئی کہ ان میں ایک صاحب نتھے خاں نمبردار موضع کروالی اٹھا۔ اور کہا کہ مولانا۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ پہلے تو یہ کہ تم ایک عہدنامہ تیار کرو۔ اور اس پر سب مل کر دستخط کردو۔ کہ ہم آج سے ہندوانہ رسوم چھوڑ کر شریعت کے حکم کے ماتحت اپنا شعار بنائیں گے۔ دوئم یہ کہ اس کا عملی ثبوت مجھے اسی وقت تم دو۔ تا مجھے اور دنیا ساری کو پتہ لگ جاوے۔ کہ تم اس پر کاربند ہو گئے ہو۔ میرے اس کہنے پر تمام بیک زبان پکار اٹھے۔ کہ ہمیں یہ دونوں باتیں منظور ہیں۔ لیجئے ہم نے آج سے ہندوانہ رسومات کا جنازہ گھر سے باہر نکال دیا اور اس کا ثبوت یہ کہ میں نتھے خاں اپنی لڑکی کی شادی سادہ طریق اسلامی پر مردان خاں کے بڑے لڑکے سے کرتا ہوں۔ کیا مردان خاں صاحب اسے قبول کریں گے۔ اور کیا وہ اتنے بڑے ہو کر گوارا کریں گے۔ کہ ان کے لڑکے کا نکاح اس طریق سے ہو۔ کہ پانچ آدمی آئیں اور نکاح کرکے لڑکی کو لے جائیں۔ میں نے خدا کے فضل پر بھروسہ رکھ کر ان کی طرف سے ہاں کردی اور کہا۔ کہ تاریخ مقرر کیجئے انہوں نے کہا کہ جیسا آپ کہیں میں نے کہا جمعہ یہ روز جمعہ بوقت عصر۔ بولے ہمیں منظور ہے صرف پانچ آدمی آؤ گے اور نکاح کرکے لے جاؤ گے میں نے ان کو تحریر کردی۔ اور انہوں نے مجھے تحریر کردی۔ دوسرا آدمی بنام تاج خاں اٹھا اور کہا۔ مولوی صاحب میں نے شدھی چھوڑ دی۔ اور میں بھی سادہ طریق اسلامی پر اپنی لڑکی کا مردان خاں کے چھوٹے لڑکے عبد الشکور خاں کے ساتھ نکاح کرنا منظور کرتا ہوں۔ بولو منظور ہے۔ میں نے توکل علی اللہ ہاں کردی۔ اور اس کی تحریر لے کر اپنے پاس رکھ لی۔ پھر تو لوگ جوق در جوق اٹھنے شروع ہو گئے۔ اور یوں کہتے ہوئے اٹھے۔ کہ ہمیں منظور ہیں۔ ہم سب اسی طریق پر رشتے ناطے کرنے کو تیار ہیں۔ پھر ایک عہدنامہ تیار کیا گیا جس پر سب نے دستخط ہوئے ہیں۔ . . . .

اس کے بعد کامل اطمینان کے لئے مردان خاں صاحب کو پسارہ سے بلوا بھیجا۔ وہ دوسرے دن آئے۔ اور اسی وقت جمع کرکے ان کو تمام کارروائی سنائی گئی۔ انہوں نے سب حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان دونوں رشتوں کو بسر وچشم منظور کیا۔ اور کہا کہ اگرچہ میرے رستہ میں بہت سی دقتیں ہیں۔ میرے گھر کے لوگ بھی ناراض ہوں گے۔ اور بہت کچھ میرے متعلق کہا جائے گا۔ لیکن چونکہ یہ شریعت کا حکم ہے۔ اس لئے میں تمام مصائب کو برداشت کروں گا۔ اور اس فیصلہ پر قائم رہوں گا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک ٥

تازہ خبریں

——— اخبار مراکش اور ہسپانیہ کے ابین جو جنگ ہورہی ہے اس میں ہسپانیہ کو پے در پے ہزیمتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان کے مقتولین ومجروحین کی تعداد اس سے بہت زیادہ کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

——— سیلاب زدگان کی امداد واعانت کے لئے ہندوؤں کے بچہ بچہ کے دل میں جوش ہے۔ سناتن دہرم ہائی سکول ملتان کو سکاؤٹوں نے ایک مقامی میلہ پر پیسہ پیسہ مانگ کر پچیس روپیہ جمع کئے۔

——— مدراس کے آنریری مجسٹریٹوں کا ایک وفد وزیر قانون کی خدمت میں حاضر ہوا اور توسیع اختیارات اور عورتوں کے آنریری مجسٹریٹ بنائے جانے کے لئے عرضداشت پیش کی۔ وزیر قانون نے اس پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔

——— لاہور شیرانوالہ دروازہ میں ایک جلسہ برائے تنظیم مسلمانان منعقد ہوا۔ مولوی سید حبیب۔ مسٹر اختر علی خان اور دیگر اصحاب نے تقریریں کیں۔ بعدہ بھوپال یعنے جناب بیگم صاحبہ بھوپال کے فرزند ارجمند کی وفات کے متعلق افسوس کا رزولیوشن پاس ہوا اور فساد گلبرگہ کے متعلق مہاتما گاندھی نے مسلمانوں کے خلاف جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کو واپس لینے کے لئے مہاتما جی سے درخواست کرنے کی قرارداد پاس ہوئی۔

——— جنوبی ہند کی قیامت خیز طغیانی میں جو تباہی ونقصان ہوا ہے اسکی دوبارہ تعمیر کے لئے ایک کروڑ پونڈ کا تخمینہ ہوا ہے۔

——— بزاز ہٹہ لاہور کا مقدمہ فساد ۶ ستمبر کو مسٹر سی۔ ایچ ڈبی مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش ہوا محمد یوسف اور محمد شفیع دو مجروحین کی شہادتیں ہوئیں۔ محمد یوسف نے بتایا کہ کس طرح وہ جامنی کا تعویذ لینے کے لئے بزاز ہٹہ گیا تھا۔ اور وہاں ہندو دوکاندار نے اسے اس سے ایک روپیہ لیکر بعد میں انکار کردیا۔ اور اس نے اور دیگر ہندوؤں نے اسکو لاٹھیوں سے پیٹا۔ اور چاقو سے مارا مجروحین کی طرف سے صرف کورٹ انسپکٹر پیروی کرتے تھے ہندو ملزمین کی طرف سے نصف درجن وکلا پیروکار تھے۔

——— آگرہ کی پراونشل خلافت کمیٹی نے وبائوں کی امداد کے لئے ایک ہزار روپیہ سیٹھ یعقوب حسن صاحب کو بھیجا ہے۔

——— چین کی خانہ جنگی ابھی تک جاری ہے۔ مارشل ووپی فو نے ایک اعلان میں مدمقابل کو زندہ یا مردہ پکڑ لانے پر اور مخالف فوج کے سامان اسلحہ لانے اور مخالف فوج کے افسروں اور سپاہیوں کے لئے جو اس سے آملیں انعامات مقرر کئے ہیں۔

——— برطانیہ۔ فرانس۔ جاپان اور امریکہ نے متفق ہوکر چین کو انتباہ کیا ہے کہ شنگھائی کے بندرگاہ میں بحری جنگ کا خیال ناقابل برداشت ہے۔ سن یٹ سن کو بتایا گیا ہے کہ اگر اس نے کینٹن پر گولہ باری کی تو مالی بیڑہ فوراً آمادہ کار ہوجائے گا۔ دیگر دول گمان میں اسکی تقلید کریں گی۔ یہ انتباہ دونوں جماعتوں کے لئے ہے کہ وہ اپنی جنگ کسی دوسرے مقام پر کریں۔

——— انگلستان میں پارلیمنٹ کے جدید انتخاب کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ حکومت عمال ملک بھر میں اپنی عام حکمت عملی کی حمایت کے لئے پروپاگنڈا کرنے والی ہے۔ زراعت پیشہ لوگوں تک مزدوروں کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

——— سوڈان میں مصری حکومت سے الحاق کے لئے جو شورش برپا ہے اسکو روکنے کے لئے پانچ مصری اور پانچ سوڈانی ارکان کو جو بڑے بارسوخ اور شورش پسند تھے گرفتار کرلیا گیا ہے۔

حضرت امیر (ایدہ اللہ) سے چند ضروری سوالات اور ان کے جوابات

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱) آپ نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ غلو کرنے والا فریق میاں محمود احمد صاحب قادیانی کا ہے، دو فرقے ۱۹۱۴ء میں حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم کی وفات پر ہوئے، اور اسی وقت اختلاف رونما ہوا، اس فرقہ کے ممتاز لوگ مولوی سرور شاہ۔ مفتی محمد صادق۔ مولوی شیر علی وغیرہ ہیں، اس کے متعلق حسب ذیل سوالات ہیں:۔

سوال (ا) مولوی نورالدین صاحب کے وقت تک ان لوگوں کا کیا عقیدہ تھا؟

جواب۔ یہ لوگ عموماً سب مانتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب نے لفظ نبی کا استعمال مجازی طور پر یعنی محدث کیا ہے، اس کے لئے چند حوالجات ان کی کتابوں کے بھیجتا ہوں۔ جو اتمام حجت میں چھپے ہوئے ہیں، مفتی محمد صادق۔ مولوی سرور شاہ۔ میر محمد سعید میر قاسم علی، مولوی غلام نبی وغیرہ جن جن لوگوں نے مخالفین کے جواب میں کتابیں لکھیں، سب نے اسی بات کو تسلیم کیا ہے، حتیٰ کہ خود میاں محمود احمد صاحب نے خاتم النبیین کی تشریح ۱۹۱۰ء میں کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آج تک کوئی نبی نہیں ہوا، اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ ان کی تحریر کا حوالہ بھی ارسال خدمت ہے، آپ ان دونوں کو غور سے مطالعہ فرمائیں۔

سوال (ب) میاں محمود احمد صاحب اور مولوی سرور شاہ صاحب وغیرہ حضرت مرزا صاحب کی ہے براہ راست مستفید ہیں یا مولوی نورالدین صاحب سے؟

جواب میاں محمود احمد کی عمر حضرت مرزا صاحب کی وفات کے وقت ۱۸ سال تھی، مولوی سرور شاہ کے متعلق میں یقین سے نہیں کہہ سکتا، کہ وہ کب حضرت مرزا صاحب سے بیعت ہوئے اور اس کا فائدہ بھی کچھ نہیں، غلطی ہر ایک سے ہو سکتی ہے۔

سوال (ج) خود مولوی نورالدین کا عقیدہ کیا تھا۔ آیا وہ مرزا صاحب کو نبی مانتے تھے یا مجدد؟

جواب وہ حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتے تھے۔ اگر کبھی لفظ نبی لغوی معنے یا مجازی معنے میں استعمال کر لیا ہو جس طرح حضرت مرزا صاحب نے کیا تو یہ اور بات ہے۔ ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے خطوط موجود ہیں، جن میں احمدیوں کو ایسے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، جو حضرت صاحب کو کافر نہیں کہتے، اور آپ سے حسن ظن رکھتے ہیں، اگر نبی مانتے تو میاں محمود احمد صاحب کی طرح روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر مانتے۔

سوال (د) کیا یہ صحیح ہے کہ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق نے اس مباحثہ میں جو ان کے اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان اپریل ۱۹۱۲ء بمقام لدھیانہ میں ہوا تھا، سردار بچن سنگھ سرپنچ کے روبرو یہ بیان دیئے، کہ اسلام میں انبیاء دو قسم کے ہیں، ایک صاحب شریعت و صاحب امت، دوم جو اسی شریعت اور اسی نبی کے ماتحت ہوں، پہلی قسم کی مثال حضرت محمد صاحب نبی اسلام ہیں، اور دوسری مثال حضرت یحییٰ۔ مرزا صاحب قسم دوم کے نبی تھے، الخ۔

جواب میں نے اس بات کا دعوےٰ نہیں کیا، کہ مرزا صاحب کے مریدوں میں کوئی کم فہم نہ تھا یا کوئی ایسا نہ تھا، کہ اس کی فقاہت میں نقص ہو، پس اگر میر قاسم علی سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے تو اس سے حضرت صاحب پر اعتراض نہیں آتا،

جس شخص نے آپ کو میر قاسم علی کی وہ تحریر دکھائی ہے جس میں حضرت یحییٰ اور حضرت مرزا صاحب کو دوسری قسم کے نبی کہا ہے، اس نے غالباً اس کا اگلا حصہ بھی دکھایا ہوگا، سوال و جواب کو پڑھ لیں، اور پھر رائے قائم کریں، کہ میر قاسم علی گو غلطی سے حضرت یحییٰ کو حضرت مرزا صاحب کے ساتھ شامل کرتا ہے، مگر وہ حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق مانتا ہے، وہ سوال و جواب حسب ذیل ہیں:۔

سوال، ان دونوں اقسام کے انبیاؤں میں روحانیت کے لحاظ سے کچھ فرق ہوتا ہے،

جواب (ہاں) اول قسم کے انبیاء پورے کمال کو پہنچے ہوئے اور دوم قسم کے اس سے کم درجہ پر ہوتے ہیں، جیسے مالک اور نوکر کی حیثیت،

سوال، حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد آپ کے مقرر کردہ قسم دوم میں کون کون نبی ہوئے ہیں،

جواب۔ ہمارے عقیدہ میں جتنے نائب خلفاء یا مجددین حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد ہوئے ہیں، وہ سب کے سب قسم دوم کے نبی تھے، جیسا کہ حضرت محمد صاحب نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔

یہ سوال ثالث کے تھے اور جواب میر قاسم علی کے ہیں جو اس کے ساتھ ہی چھپے ہوئے ہیں، جہاں سے ایک حصہ آپ نے نقل کیا ہے۔ معلوم نہیں اس حصہ پر آپ کی نظر کیوں نہ پڑی، یا جس نے آپ کو دکھایا دھوکا دینا چاہا، کہ اصلیت آپ پر ظاہر نہ ہو جائے

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ میر قاسم علی حضرت مرزا صاحب کا مرتبہ روحانیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کم مانتا ہے، اور آپ کو علمائے امت میں سے ایک مان کر انبیائے بنی اسرائیل کی مانند قرار دیتا ہے، اور آپ کو کوئی ایسا مرتبہ نہیں دیتا، جو دیگر مجددین یا خلفائے رسول کو نہ دیتا ہو، ہاں یہ اس کی فقاہت کی کمی ہے، کہ وہ حضرت یحییٰ کو حضرت مرزا صاحب یا اس امت کے مجددین کے ساتھ ایک قرار دیتا ہے،

سوال (ہ)، اگر یہ صحیح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت کا عقیدہ خود مولوی نورالدین صاحب بلکہ خود حضرت مرزا صاحب کی حیات میں موجود تھا، اور میاں محمود احمد کا گروہ کوئی نیا گروہ نہیں ہے، نیز اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس جماعت کے نزدیک نبی ظلی و بروزی و نبی مجازی کے معنے نبی غیر صاحب شرع ہیں، پھر یہ بیان کیونکر صحیح ہوگا، کہ یہ اختلاف ۱۹۱۴ء میں ہی وجود میں آیا۔

جواب۔ جو آپ کا خیال تھا وہ تو صحیح نہیں نکلا لیکن اگر صحیح بھی ہوتا، تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی زندگی میں بھی یہ عقیدہ موجود تھا، میر قاسم علی کی بحث ہی مرزا صاحب کی وفات پر تھی، مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ میں بے شک، اس قسم کی غلطیاں ہوئی ہیں، لیکن جماعت کا عام رو یہ اس کے خلاف تھا، اور وہ غلطیاں شاذونادر کے طور پر ہیں، ناواقفیت یا کمی فقاہت سے ایسی غلطی کا پیدا ہو جانا ایک معمولی امر ہے۔ جس سے پہلے بزرگوں کے حالات خالی نہیں،

پھر میر قاسم علی کے ایک خیال سے آپ یہ نتیجہ نکالتے ہیں، کہ اس جماعت کے نزدیک نبی ظلی و بروزی و نبی مجازی کے معنی نبی غیر صاحب شرع ہیں۔ کیا یہ طریق استدلال صحیح ہے؟ کیا آپ کا فرض نہ تھا کہ جو نتیجہ آپ نے نکالنا تھا وہ خود حضرت مرزا صاحب کی کسی تحریر سے نکالتے۔ اور کیا اگر میر قاسم علی کی تحریر آپ کو مل گئی تھی۔ تو مرزا صاحب کی تحریر ملنی ناممکن تھی، غور فرمائیے کہ آپ کا قدم کس طرح غلط راستہ پر جا رہا ہے، عدالت کی کرسی پر بیٹھنے کے لئے ہر ایک پہلے خیال کو جو غلطی سے آپ کے دل میں جما ہوا ہے دور کرنا چاہیئے، اور ایک صاف دل لے کر بیٹھنا چاہیئے، آپ کو غور یہ کرنا چاہیئے تھا، کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک ان اصطلاحات کے کیا معنے ہیں،

بقیہ بر صفحہ ۵ کالم ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۴ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ، نمبر ۸۸

اہل تناسخ کے استدلال اور ان پر تنقید

(۲)

(حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم سے)

تکمیل نقص کیلئے اس دنیا میں واپس آنیکی ضرورت نہیں

یہ سچ ہے کہ سارے کے سارے انسان اس دنیا میں آکر اس دنیا کی وابستہ ترقی کو حاصل نہیں کر سکتے، یا بالفاظ دیگر اس ساز و سامان کو اس دنیا سے لے کر نہیں جاتے، جو ان کی آئندہ ترقی کے لئے ضروری ہے، یا جس توشہ کے لئے وہ یہاں آئے تھے، بالفاظ دیگر اکثر ہم میں سے اس دنیا سے ناقص جاتے ہیں، اب یا تو ان نقصوں کی تکمیل کسی ذریعہ سے آئندہ عالم میں ہو جائے، جیسے کہ اسلام تعلیم کرتا ہے۔ اور اسی ذریعہ کا نام قرآنی اصطلاح میں جہنم رکھا گیا ہے، یا ان نقصوں کے دفعیہ کے لئے انسان یہاں پھر آئے۔ جیسے اہل تناسخ عقیدہ رکھتے ہیں، اور اس امر کو تھیا سوفسٹ تناسخ کے ثبوت میں بطور دلیل بھی پیش کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جب اس دنیا کی ترقیات اس دنیا کی بعض چیزوں سے وابستہ ہیں۔ اور وہ چیزیں اسی عالم میں میسر آسکتی ہیں۔ تو پھر وہ ترقیات عالم بعد الموت میں کس طرح حاصل ہو سکتی ہیں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ ان چیزوں سے متمتع ہونے کیلئے پھر انسان یہیں واپس آئے، بات تو صاف ہے لیکن جن مسلمات پر یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے۔ وہ صحیح نہیں، اگر تو اس دنیا کے اسباب کے علاوہ آنے والی دنیا میں دفع نقص کے کوئی اور اسباب نہ ہوں، تو ضروری ہے کہ ناقص انسان مرنے کے بعد پھر واپس یہیں آئے، اور اگر آنے والی دنیا میں کوئی ایسے بھی نئے اسباب ہوں۔ جو اس دنیا کے اسباب سے تو مختلف ہوں۔ لیکن اس دنیا کے نقصوں کے دفعیہ کے لئے یہاں کے اسباب سے کہیں زیادہ موثر اور مفید ہوں۔ تو پھر اس دنیا میں آنے کی کیا ضرورت ہے،

اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ آنے والی دنیا میں دفعیہ نقص کے اسباب موجود ہیں یا یہ کہ اس دنیا کے نقصوں کے دفعیہ کے لئے ہمیں لازماً اسی دنیا میں واپس آنا ہے، مجھے ایک ہی رستہ سمجھ آتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس دنیا مشہودات میں بھی ترقی کا دور چل رہا ہے۔ اور اس دنیا میں مختلف عالم بھی موجود ہیں، جن میں سے اشیاء عالم کے بعد دیگرے گذرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور ایک منزل میں سے نکل کر دوسری منزل میں بغرض نشو و نما چلی جاتی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر کوئی چیز ایک منزل سے دوسری منزل کو ناقص حالت میں چلی جاتی ہے تو کیا وہ چیز تکمیل نقص کے لئے چھوڑی ہوئی منزل کو واپس آجاتی ہے یا نئے عالم میں کسی اور طریق پر اس کے نقص دور کئے جاتے ہیں۔

ایک درخت کا بیج کئی مختلف منازل میں سے گذر کر پھل بنتا ہے، اس کے لئے درخت کا تنہ بطور ایک رحم مادر کے ہوتا ہے، پھلوں کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ وہ انسان کی خوراک یا دوا بنیں۔ درخت سیب کے تنہ میں سے نکلے ہوئے سب قسم کے سیب اچھے برے پختہ۔ کچے بازار میں آکر خوراک انسانی بن جاتے ہیں، کیا کسی ناقص دانہ سیب کو پھر نخل سیب کے تنہ میں اس لئے داخل کیا جاتا ہے، کہ وہ ناقص ہے، اور خوراک انسانی کے قابل نہیں۔ یا ایسے سیب کو باورچی خانہ میں بھیجکر آگ کے ذریعہ پختگی کی حالت تک پہنچا دیا جاتا ہے، جن سیب کے دانوں کو درخت کے تنے نے پختہ کر دیا۔ وہ تو پکا کے نہیں جاتے، پختگی کے لئے جس حرارت کی انہیں ضرورت تھی، وہ درخت پر بیٹھے ہوئے انہوں نے حاصل کر لی، لیکن جو دانے حرارت مطلوبہ کو حاصل نہ کر سکے، اور درخت سے کچے ہی اتر آئے انہیں ہمارے آتشدان وہ حرارت دے دیتے ہیں،

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کچے پھلوں کے پختہ ہونے کے لئے انہیں درخت کے تنہ میں داخل ہونا ضروری ہے، تو اہل تناسخ کا مذکورہ بالا نظریہ صحیح ہے، لیکن اگر یہ نقص عالم درخت کے بعد باورچی خانہ کے عالم میں یا کسی اور طریق پر رفع ہو سکتے ہیں، تو بالبداہت یہ قیاس غلط ہے، بلکہ بعض پھل تو اپنی بہترین خوبیاں اس صورت میں ظاہر کرتے ہیں، کہ وہ کچا پن کی حالت میں درختوں سے اتارے جا کر پال کے ذریعہ پختگی حاصل کریں۔ انگور سیب۔ ناشپاتی۔ آم وغیرہ کی یہی کیفیت ہوتی ہے، یہ وہ بچے ہیں جو کم عمری ہی میں فوت ہو کر دوسری دنیا کو چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اہل تناسخ کی طرف سے یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ جو بچے پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں، وہ کیوں یہاں آئے؟ اس بات کی تشریح تو میں آگے چل کر کروں گا۔ لیکن یہاں اسی قدر لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ اگر پال کا انگور یا آم درخت پر کے پکے ہوئے آم اور انگور سے ذائقہ اور خواص میں کہیں بہتر ہوتا ہے تو جو بچے پیدا ہوتے ہی موت کے آغوش میں چلے جاتے ہیں، وہ آئندہ دنیا میں ہم سے بدرجہا بہتر ترقی کے اہل ہو سکتے ہیں۔

اب کائنات کی اور چیزوں کو چھوڑ کر میں انسان کی پیدائش پر آجاتا ہوں۔ یہی مختلف قسم کی خوراکیں جو ہمارے دسترخوان پر آجاتی ہیں۔ معدے۔ جگر۔ دل کی منازل سے ہوتی ہوئی ہمارے جسم میں ایک عمدہ خون صالح بن جاتی ہیں۔ اسی خون صالح میں سے نطفہ پیدا ہوتا ہے، جو عورت کے رحم میں ایک خاص پرورش کے بعد انسانی بچہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ اشیاء خوردنی ان مختلف عالموں میں غیر پختہ حالت میں جا سکتی ہیں یا نہیں، اور اگر یہ اشیاء ایک عالم کی متعلقہ پختگی حاصل کرنے کے بغیر آئندہ عالم میں جاتی ہیں، تو ان کا نقص اسی آئندہ عالم ہی میں دفع کیا جاتا ہے۔ یا دفع نقص کے لئے وہ گذرے ہوئے عالم میں واپس آتی ہیں۔ یہ تو ضروری ہے کہ معدہ میں جو چیز جائے۔ وہ پختہ حالت میں ہی جائے۔ لیکن کچی خوراکیں بھی ہم کھا جاتے ہیں۔ جو معدے کی شکایت کا باعث ہوتی ہیں۔ یہ درد معدہ یا کوئی اور تکلیف اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے، کہ خوراک ناقص حالت میں باورچی خانہ کے عالم سے نکل کر عالم معدہ میں پہنچی ہے لیکن ان نقصوں کو مختلف ادویات سے وہیں دفع کر دیا جاتا ہے اس کا یہ تو علاج نہیں کہ ہم ہر وقت قے کریں۔ اور قے شدہ چیز کو درست کرکے پھر معدہ میں ڈالیں۔

بعض وقت خوراک کی پختگی ناقابل محسوس ہوتی ہے۔ اور ہم اس کی اصلاح کی پرواہ نہیں کرتے، اس کے باعث اچھا کیلوس کیموس نہیں بنتا۔ اسی سے امراض جگر پیدا ہوتے ہیں لیکن جگر کی اصلاح کی جو ادویات اطبا نے تجویز کی ہیں۔ ان سے کیلوس کیموس صحیح حالت میں آجاتا ہے، اس منزل کے بعد وہی اشیائے خوردنی خون کا قالب اختیار کر لیتی ہیں۔ جن کا پھیپھڑے اور دل سے تعلق ہوتا ہے۔ بعض وقت خون صالح نہیں ہوتا۔ کمزور ہوتا ہے، اس کا باعث بھی یہی ہوتا ہے کہ اشیاء خوردنی مطلوبہ حالت میں عالم خون تک نہیں پہنچیں۔ لیکن [illegible] ناقص کی اصلاح کے لئے جگر کے عالم میں واپس نہیں بھیجا جاتا۔ بلکہ دل و پھیپھڑوں میں ہی خون کا نقص [illegible] وہاں اس کی اصلاح کے لئے فولاد کے بعض مرکبات معدہ کے ذریعہ عالم خون میں بھیجے جاتے ہیں جس سے خون اصلاح پا لیتا ہے

اسی طرح نطفہ کی کمزوری کی اصلاح کے لئے نطفہ کو پھر عالم خون میں واپس نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ثعلب مصری۔ موصلی۔ بہمنین وغیرہ سے نطفہ کو حالت صحت میں لایا جاتا ہے۔ اور اگر ناقص حالت میں ہی نطفہ اسی آخری منزل یعنے رحم میں چلا جائے تو وہاں کے نقص بھی ان ادویات سے دور ہو سکتے ہیں، جن کا براہ راست تعلق رحم سے ہوتا ہے، بعض کی اصلاح عالم رحم میں بھی نہیں ہوتی۔ بچے نقص لے کر رحم مادر سے باہر آتے ہیں چنانچہ ایسے بچے بھی دیکھے گئے ہیں۔ جن کے بعض سوراخ بند ہوتے ہیں مثلاً فضلے کے اخراج کا راستہ مسدود ہوتا ہے، سرجن کا چاقو اس نقص کی اصلاح کر دیتا ہے، اگر تو اطبا کے تجربے اور مشاہدے نے بچوں کی پیدائش پر ان کے بعض نقصوں کا علاج یہی تجویز کیا ہوا ہے، کہ یہ بچے رحم مادر میں واپس جائیں۔ تو اہل تناسخ کا یہ نظریہ بالکل قابل عزت ہے، اور اگر صحیح اور مروجہ طریق یہی ہے کہ جس حالت میں بچے اس عالم میں آئیں۔ ان کے نقصوں کا دفعیہ یہیں کیا جائے، تو پھر جن نقصوں کو لے کر ہم اس عالم یا رحم دنیا سے نکلتے ہوئے آگے جائیں گے، ان کا دفعیہ بھی وہیں ہو جائے گا،

اس میں شک نہیں کہ کسی گذشتہ عالم کے نقصوں کا دفعیہ جب اس کے بعد کے عالم میں ہوتا ہے تو وہ بہت ساری تکلیف کا موجب ہوتا ہے، علاج کے لئے ادویات تلخ و غیر مرغوب ہی دی جاتی ہیں۔ سرجن کی نشتر اور جراحی عمل کوئی خوشگوار چیزیں نہیں بلکہ بہت ہی تکلیف افزا ہیں، لیکن نقص کے دور کرنے کے لئے ان تکالیف کو سہنا ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عذاب دوزخ بھی بہت تکلیف دہ ہوگا۔ لیکن یہ عذاب اصلاح نقص کے لئے ضروری ہے۔

اسلامی حکومت اور تبلیغ مذہب

اشاعت گذشتہ میں یہ افسوسناک خبر قارئین کرام کو پہنچائی جا چکی ہے کہ کابل میں ایک احمدی کو محض احمدیت کی تبلیغ کی وجہ سے سنگسار کر دیا گیا ہے۔ اس خبر پر ہمارے مقامی ہمعصر "زمیندار" نے ۱۰ ستمبر کی اشاعت میں ایک شذرہ سپرد قلم کیا ہے، جس میں امیر افغانستان کی مذہبی رواداری اور آزاد خیالی کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ نعمت اللہ خاں مرحوم کے سنگسار کئے جانے کی وجہ اس کا احمدی ہونا نہیں ہوگا بلکہ سیاسی وجوہ ہوں گے،

زمیندار کے "قیاس" کا دامن اگر یہیں تک دراز ہوتا تو چنداں حرج نہ تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے امیر افغانستان کی حمایت میں اسلام پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اور صاف لکھا ہے کہ

"جس ملک میں اسلامی حکومت قائم ہو۔ اس میں دوسرے مذاہب کے افراد کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ مسلمانوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دے کر حکومت اسلامی کے استحکام کو خطرے میں ڈالیں۔ اگر آج افغانستان کے ہندو اس ملک میں شدھی کا سلسلہ شروع کر دیں تو چونکہ یہ امر اسلامی حکومت کے وقار و اعتبار کے منافی ہوگا۔ لہٰذا حکماً روک دیا جائے گا۔"

ہم اپنے لائق معاصر سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا یہ طرز عمل شریعت اسلام اور قرآن کریم سے کہاں تک مطابق ہے، اور آیا اس صورت میں یہ کہنا جائز ہوگا کہ اسلامی حکومت میں مذہب کو پوری آزادی حاصل ہے؟

تعجب ہے کہ اسلام نے تو مذہبی آزادی کے قیام کے لئے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله - ان (مخالفین) سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے، اور دین اللہ کے لئے ہو جائے، محمد رسول اللہ صلعم نے محض آزادی مذہب کے لئے تلوار اٹھائی۔ پھر آپ کے زمانہ میں یہودی اور عیسائی اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے رہے، خود آپ کے ساتھ رومن کیتھولک عیسائیوں نے الوہیت مسیح پر مباحثات کئے، اور آپ نے ان کو سنگسار کرنا تو ایک طرف ان کے ساتھ ہر قسم کی مراعات روا رکھیں۔ یہاں تک کہ اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی۔ اور جب آپ کی حکومت کے

استحکام کو اس سے نہ نقصان پہنچا اور نہ خطرہ پیدا ہوا لیکن "زمیندار" کے نزدیک یہ سب کچھ اسلامی حکومت کے استحکام کے منافی ہے، بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے، کہ اسلامی حکومت اسلام پر عمل کر کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور اس کا استحکام مسیحی حکومتوں سے بھی گیا گذرا ہے، جہاں ہر مذہب کو اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت ہے، اور کوئی روک ٹوک نہیں، بھلا جس حکومت کی یہ حالت ہو کہ کسی غیر مذہب کی تبلیغ سے اس کے استحکام کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہو، اس کا استحکام کیسے؟۔

حیرت ہے کہ معاصر زمیندار نے یہ کیا بات لکھ دی۔ کیا وہ اسلام کو معاذ اللہ ایسا ہی کمزور سمجھتا ہے۔ کہ جہاں کسی اسلامی حکومت کے اندر غیر مذہب کی تبلیغ شروع ہوئی، اس کا استحکام خطرہ میں پڑ گیا، کیا اسلامی حکومت میں دلائل و براہین کی قوت سے غیر مذاہب کا مقابلہ نہیں ہو سکتا، کیا قرآن نے لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ کو ایک مسلمان کا طریق عمل نہیں بتایا؟ آج تک مسیحیوں کو اسلام پر اعتراض تھا۔ کہ اس نے مذہبی آزادی کو سلب کر لیا ہے، جس کا ثبوت وہ اسلامی حکومتوں کے طرز عمل سے پیش کرتے تھے، کہ وہاں غیر مذاہب کو تبلیغ کی اجازت نہیں، افسوس کہ "زمیندار" جیسا باوقعت مسلمان اخبار آج اس اعتراض کو صحیح ثابت کر رہا ہے،

تنظیم اسلامیہ اور جماعت احمدیہ

کسی سابقہ اشاعت میں ہم نے ڈاکٹر کچلو کی ان کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے جو وہ مسلمانوں کی تنظیم کے متعلق کر رہے ہیں یہ خیال ظاہر کیا تھا، کہ مسلمانوں کی تنظیم اس کے بغیر نہیں ہو سکتی، کہ ان سے باہمی تکفیر کے مرض کو دور کیا جائے، جب تک وہ ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں ان کا باہمی اتحاد ناممکن ہے اور ان کی تنظیم ایک امر محال،

اس نوٹ کو شائع ہوئے ابھی پورا ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا کہ معاصر "القاسم" امرتسر نے یہ اطلاع شائع کی ہے، کہ ڈاکٹر کچلو کو چھوڑ کر باقی بہت سے حامیان تنظیم اس بات کے درپے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کو "تنظیم اسلامیہ سے علیحدہ رکھا جائے" کیونکہ وہ کافر ہیں، معاصر "القاسم" نے متعدد ایسے موقعوں کا ذکر کیا ہے جہاں ڈاکٹر کچلو نے احمدیوں کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا، کہ وہ مسلمان ہیں اور انہیں بھی تنظیم میں لانا چاہیئے، لیکن ان کی بڑے زور سے مخالفت ہوئی۔ ایک موقعہ پر خود ایڈیٹر "القاسم" نے ڈاکٹر صاحب کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے حق کفر ادا کیا، پھر اس کے والد نے ڈاکٹر صاحب کی اسی قسم کی تقریر پر ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ "آج آپ نے مسلمانوں کا ایمان برباد کرنے کی کوشش کی ہے"۔ اس کے بعد مسجد شیخ خیر الدین میں ڈاکٹر صاحب نے دوران تقریر میں فرمایا کہ:۔

"بعض علماء مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ کلمہ گو ہونے کی وجہ سے مسلمان ہیں"

جس پر مولوی محمد نعیم سابق صدر مجلس خلافت لدھیانہ نے ڈاکٹر صاحب کی تردید کی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ۔

"جمعیت العلماء مرزائیوں کو مسلمان کہتی ہے"

اس کے جواب میں مولوی صاحب نے کہا کہ "یہ غلط ہے جمعیت ان کو مسلمان نہیں کہتی" آخر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ "میں جمعیت سے استفسار کروں گا، اگر اس نے کافر کہہ دیا تو مجھے تسلیم کرنے میں تامل نہ ہوگا"

اس پر معاصر "القاسم" دیوبندی علما سے اپیل کرتا ہے۔

"اگر یہ معاملہ جمعیت میں پیش ہو گیا۔ تو علماء دیوبند اجلاس میں ضرور شریک ہوں۔ ورنہ آزاد پارٹی نہ معلوم کیا گل کھلائے گی"

اس کے ساتھ ہی امرتسر کے قریباً تمام علما کا اس سے اتفاق اور مولوی ثناء اللہ کو یہ نصیحت کرتے ہوئے کہ وہ مداہنت چھوڑ کر بلا خوف لومۃ لائم کافر قرار دیں۔ یہ بتایا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ مشہور کارکن خلافت نے بھی جلسہ تنظیم منعقدہ قلعہ بھنگیاں امرتسر میں ڈاکٹر کچلو کی موجودگی میں "تنظیم اسلامیہ" سے مرزائیوں کو علیحدہ رکھنے پر زور دیا۔ اور ڈاکٹر صاحب خاموش رہے۔

یہ ہے اس تنظیم کا حشر جس کو ہندوؤں کی دیکھا دیکھی شروع کیا گیا ہے۔ لیکن، معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ابھی بسم اللہ کے گنبد میں ہیں۔ انہیں مسلمانوں کو اسلام میں دیکھنے کے بجائے کفر سے زیادہ محبت ہے، اللہ تعالےٰ ان پر رحم کرے، ہمیں ان کے کفر کے فتووں سے نہ پہلے کبھی باک تھا نہ اب ہے جمعیت العلماء تو ایک طرف کسی بڑے سے بڑے شیخ الاسلام سے بھی وہ فتوے کفر لکھوا لائیں۔ تو ایک پرپشہ کے برابر بھی ہمیں اس کی پروا نہیں، ہاں افسوس ہمیں اس بات کا ہے کہ ہمیں کافر قرار دے کر ان کا اسلام باقی نہیں رہ سکتا۔ اور نہ وہ روح حیات ان میں پیدا ہو سکتی ہے

سرزمین کابل کی سنگدلی

نعمت اللہ خاں کو عقائد حقہ پر سنگسار کیا گیا

عدالت شرعیہ کابل کا فیصلہ

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے عقائد پر کفر و الحاد کا فتوے

اشاعت گذشتہ میں ہم قارئین کرام کو نعمت اللہ خاں احمدی کے کابل میں سنگسار کیئے جانے کی افسوسناک خبر سنا چکے ہیں کل کے "زمیندار" میں اہل کابل کے اس وحشیانہ فعل کی مفصل وجوہ شائع ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نعمت اللہ خاں مرحوم کو محض احمدیت کی وجہ سے سنگسار کیا گیا نہ کہ سیاسی وجوہ سے، "زمیندار" نے کابل کی تین شرعی عدالتوں کے فیصلے نقل کئے ہیں، جن میں نعمت اللہ خاں شہید کے بیانات بھی ہیں۔ جن کی بنا پر انہیں سنگسار کیا گیا، ان بیانات میں شہید مرحوم نے جن عقائد کا اظہار کیا ہے، وہ میاں محمود احمد صاحب کے عقائد نہیں، بلکہ وہ عقائد حقہ ہیں جن کا اعلان ہماری طرف سے بارہا ہو چکا ہے، مرحوم نے اپنے بیانات میں نہ عام مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے، نہ اراکین حکومت کابل کو خارج از اسلام بتایا ہے۔ نہ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی نبوت کا اعلان کیا ہے بلکہ آپ کو ظلی نبی کہنے کے ساتھ اس کے معنے کئے ہیں "یعنے فنافی الرسول" قائلین حیات مسیح کو "مخطی (خطاکار) اور غلطی پر" ہی کہا ہے، اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ افسوس ہے کہ ان عقائد حقہ کو حکومت کابل کی نام نہاد رواداری سپرٹ برداشت نہ کر سکی۔ اور ایک معصوم اور بیکس مسلمان کو جو اپنے سینہ میں اہل کابل کی خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات لے کر گیا تھا۔ پتھروں سے شہید کر دیا۔ نہ صرف یہی بلکہ عدالت نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی "کافر و ملحد و مبتدع دائی" قرار دے کر اپنے کفر پر مہر کر لی۔ اور سید عبداللطیف شہید کی سنگساری کو بطور نظیر پیش کر کے بتا دیا۔ کہ امیر امان اللہ خاں کی رواداری امیر حبیب اللہ خاں کی سنگدلی سے بڑھکر نہیں۔

اس سے بھی زیادہ سنگدلی اور وحشیانہ پن کا اظہار ان الفاظ سے ہوتا ہے، جن میں عدالت نے یہ لکھا ہے کہ

"ایسے شخص کے توبہ کرنے سے اس کے قتل کا حکم ساقط نہیں ہو سکتا"

اگرچہ ہمارے مرحوم بھائی کا پائے صدق و ثبات آخر دم تک خدا کے فضل سے متزلزل نہیں ہوا۔ اور کمال جوانمردی کے ساتھ آخری وقت تک وہ اہل کابل کو دعوت حق دیتے رہے، اور پتھروں کی بارش ہونے پر بھی ان کی زبان اعلائے کلمۃ اللہ سے نہیں تاہم عدالت کے مندرجہ بالا الفاظ اپنی نظیر آپ ہیں۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ قتل کی بنا قرآن کی کسی آیت یا کسی حدیث پر نہیں۔ بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی اصول پر ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ہم اس پر کسی آئندہ اشاعت میں مفصل طور پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ انشاء اللہ

ذیل میں کابل کی عدالتہائے شرعیہ کے محولہ بالا فیصلہ جات کی پوری نقل ہدیہ ناظرین کرام ہے۔

محکمہ شرعیہ ابتدائیہ کا فیصلہ

تاریخ ۳۰ اسد ۱۳۰۳ ہجری شمسی مطابق ۹ محرم الحرام ۱۳۴۳ ہجری قمری۔

آج محکمہ شرعیہ ابتدائیہ کابل میں کوتوالی کے توامندان نے ملا نعمت اللہ ولد امان اللہ ولد مرزا ساکن دہ خوجہ رضر پنجشنبہ کو پیش کیا۔ جس نے خود اپنے نام و نسب کی اطلاع دی۔ اس پر مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہونے کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس شخص سے پوچھا گیا۔ تو اس نے مذہب حنفی کے پیرو ہونے کے باوجود یہ کہا کہ "مرزا غلام احمد مذکور مسیح موعود اور مہدی معہود اور نبی ظلی ہے، اور حضرت عیسےٰ روح اللہ (علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام) جسمانی صورت میں زندہ نہیں ہیں۔ اور آسمان سے جسمانی صورت میں ان کا نزول حق نہیں علاوہ ازیں شخص مذکور ان تمام معتقدات کا پیرو اور ماننے والا ہے، جن کا معتقد مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اور اس کی تمام تالیفات و تصنیفات کو حق سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں شخص مذکور کے معتقدات اور اس کی کتاب کے مندرجات کو حق سمجھتا ہوں۔ اور مرزا غلام احمد مذکور اگرچہ شریعت جدید لانے والا نبی نہیں۔ لیکن تاہم نبی ظلی یعنی فنافی الرسول ہے اور اس پر جبرئیل کی وساطت کے بغیر وحی نازل ہوئی۔ اور ہم الہام کو علم کے اسباب میں سے خیال کرتے ہیں،

بنابراں ملا نعمت اللہ مذکور کے بیانات اور اقرارات سے ثابت ہوا۔ کہ نعمت اللہ غلام احمد قادیانی کے پیرؤوں میں سے ہے۔ حالانکہ مرزا غلام احمد مذکور کے کفر و الحاد اور بدعت کا حال مشہور ہو چکا ہے، اور جو کتابیں اس نے عربی یا فارسی میں لکھی ہیں وہ ایسے کلمات سے مملو ہیں۔ جو کفر صریح ہیں، اس لئے ملا نعمت اللہ کا ان کتابوں کی حقیقت پر ایمان رکھنا جس کا اقرار اس نے اپنی زبان سے کیا اور قلم سے لکھ دیا۔ امام ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کی رو سے صریح کفر اور ان کی تاویلات کرنا الحاد اور بدعت ہے، اور اسے کافر و ملحد و مبتدع دائی کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ شخص مذکور نے خود اس بات کا اقرار کیا مذہب ابوحنیفہ کے اصول کے مطابق ایسے شخص کی سزا قتل ہے،

اعلیٰحضرت امیر سعید شہید کے عہد میں بھی ایک شخص عبداللطیف نامی پیرو قادیانی کی نسبت علمائے وقت کی طرف سے یہی حکم صادر ہوا تھا۔ اور اس کا اجرا کیا گیا تھا۔ ایسے شخص کے توبہ کرنے سے اس کے قتل کا حکم ساقط نہیں ہو سکتا،

(دستخط)

عدالت مرافعہ کابل کا فیصلہ

چونکہ قاعدہ کے رو سے محکمہ شرعیہ کے توامندان کے ذریعہ مندرجہ بالا فیصلہ کی نسبت مرافعہ کیا گیا۔ اس لئے خود نعمت اللہ مذکور بھی اس محکمہ میں پیش ہوا۔ اس نے مندرجہ باتوں کے مطابق اقرار کیا، اور اس کے علاوہ یہ بھی کہا، اہل سنت و جماعت کے علماء کو جو نزول حضرت عیسےٰ روح اللہ کے مسئلہ کو جسمانی صورت کی حیثیت سے مانتے ہیں مخطی (خطاکار) سمجھتا ہوں، اہل تفاسیر اسلام میں سے جو اشخاص حضرت عیسےٰ روح اللہ کے اٹھائے جانے پر اعتقاد رکھتے ہیں میری رائے میں وہ غلطی پر ہیں۔

پس شرع شریف کا یہ خادم مندرجہ فوق فیصلہ کو صحیح سمجھکر اس کے اجرا کیلئے دستخط کرتا ہے۔ فقط دوشنبہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ قمری مطابق ۶ اسد ۱۳۰۳ھ شمسی۔

ہیئت عالیہ تمیز کی تصدیق

فیصلہ مذکور ہیئت عالیہ تمیز میں پیش ہوا۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ محاکمات شرعیہ کے اصول کے مطابق یہی فیصلہ درست ہے۔ نعمت اللہ مذکور کو جم غفیر کے سامنے رجم و سنگسار کیا جائے۔

مراکش اور ہسپانیہ

شمالی افریقہ کے انتہائے مغرب میں وہ سرزمین ہے جس کو مراکش کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ ایک وقت تھا کہ یہاں حکومت اسلامی کا دور دورہ تھا ۔ اور دمشق کے خلیفہ کی طرف سے ایک وائسرائے کے ہاتھ میں وہاں کی عنان حکومت ہوتی تھی ۔ گویا اس زمانہ میں ایران اور وسط ایشیا سے لے کر افریقہ کے انتہائے مغرب تک حکومت اسلامی ہی کا پھریرا لہراتا تھا ۔ اس سے آگے چونکہ سمندر تھا ۔ اس لئے مجاہدین کو ناچار اپنے گھوڑے روکنے پڑے اور جناب الٰہی میں انہوں نے دعا کی ۔ کہ

لیکن مغرب میں رستہ مسدود دیکھ کر انہوں نے شمال کی طرف رُخ کیا ۔ اور طارق بن زیاد نے موسےٰ بن نصیر حاکم مراکش کے حکم سے ہسپانیہ میں اسلام کا قدم جمایا ۔ اور سات سو سال تک مسلمانوں نے وہاں ایسی شاندار حکومت کی جو تاریخ کے صفحات کو روشن کرنے والی ہے ۔ اس قوم نے جو خود بربر کے نام سے موسوم تھی ۔ اہل ہسپانیہ کو جہالت و بربریت سے باہر نکالا ۔ اور تہذیب اور علم کا ایک سورج تمام یورپ پر چڑھا دیا ، جس کا اعتراف آج تک مغربی مصنفین کو کرنا پڑتا ہے ، مگر افسوس کہ مسیحی صلیب پرستوں نے اسلام کی سات سو سالہ حکومت کو اس طرح سے تباہ و برباد کیا ۔ کہ آج وہاں سوائے چند ٹوٹی پھوٹی اسلامی عمارات کے اسلام کا نام و نشان نہیں پایا جاتا ۔ مسلمانوں کا خون جس بیدردی کے ساتھ بہایا گیا جس وحشیانہ پن سے انہیں مشق ستم بنایا گیا ۔ آج بھی اس کا خیال کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔

سنتے ہیں کہ آج اہل مراکش جو فاتح ہسپانیہ ہونے کے بعد اب اسی ہسپانیہ کے زیر حکومت آ گئے تھے ۔ اہل ہسپانیہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر ان کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہے ، اور ان کے غازی اعظم عبدالکریم کو متواتر تین چار سالہ جنگ کے بعد اب فتوحات پر فتوحات حاصل ہو رہی ہیں جس کے تفصیلی حالات ناظرین کرام خبروں کے کالم میں پڑھتے رہے ہیں ، ان فتوحات نے اہل یورپ کے "خاص فوائد و منافع" کو خطرہ میں ڈال دیا ہے ، اور سیاسی نامہ نگار اس پر پیشگوئیاں کر رہے ہیں ۔ اور اگر ہسپانیہ کو مراکش سے دست بردار ہونا پڑا ۔ تو فرانس اور اطالیہ کی استعماریت کو بھی صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے ۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اول الذکر نے طنجہ میں اور موخرالذکر نے طرابلس کے اندر نہایت وحشیانہ طریق عمل اختیار کر رکھا ہے ،

بہر حال ہمیں خوشی ہے کہ اہل مراکش کو اللہ تعالےٰ نے میدان رزم میں ایک حد تک کامیابی عطا فرمائی ہے ، خدا نے چاہا تو وہ آخر کار ہسپانیہ پر پورے طور پر غالب آئیں گے ، ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ وہ دن لائے جب اس جسمانی غلبہ کے ساتھ ان میں ایسی روحانی طاقت بھی پیدا ہو جو اہل ہسپانیہ کے دلوں کو اسلام کے لئے فتح کرے ، جیسا کہ قرون اولیٰ میں ان کے بزرگوں نے فتح کیا ۔ کاش وہ دن آئے ، جب ہم مسلمانوں کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بھی ایسا ہی سرشار دیکھیں ۔ جیسے وہ آج ملکی آزادی حاصل کرنے کے لئے مصروف جد و جہد ہیں ۔

اگر سوراج مل گیا

ہندو مسلمانوں کے موجودہ مناقشات نے اس وقت جو صورت پیدا کر رکھی ہے ، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ سوراج کا خواب ہندوستان کے لئے پورا ہو سکتا ہے ، اور اگر سوراج مل بھی گیا ۔ تو وہ کسی طرح بھی ہندوستان اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے کارآمد بن سکتا ہے ، اسی حقیقت نفس الامری کو معاصر "زمیندار" نے اپنے ایک افتتاحیہ میں واضح کرتے ہوئے رہنمایان ملک کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لو کہ کونسلوں کا داخلہ کامیاب ، ہو گیا مدیش بندھو داس کی سعی و کوشش سے برطانوی پارلیمنٹ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے انعقاد پر رضامند ہو گئی ، اور ہندوستان کے لئے ایک ایسا نظام حکومت مرتب ہو گیا ۔ جسے صحیح قومی نظام حکومت کہا جا سکتا ہے ۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ دیش بندھو داس کی سرگرم مساعی کا یہ قابل صد تبریک ثمرہ آج کن لوگوں کے لئے ہو گا کیا ان لوگوں کے لئے جو ہمسائیگی ۔ وطنیت ۔ قومیت ، جنسیت اور انسانیت کے عام ترین حقوق کو اس طرح پس پشت ڈالے بیٹھے ہیں کہ گویا ان کا دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں ؟ کیا یہ تحفہ ان لوگوں کے لئے ہو گا جو تعزیے پر ایک اینٹ کے پھینکے جانے یا پیپل کے درخت کی ایک شاخ کٹنے یا مسجدوں کے سامنے سے باجوں کے ساتھ جلوس کے گذر نے یا گذار نے پر بلا تامل سیدانہا ئے رزم و پیکار قائم کر کے عام کشت و خون اور عام قتل و غارتگری کی صلائیں بلند کر دیتے ہیں ؟ ہماری دوسری جماعت مہاتما جی کے نظام کار کی پیروی کو وسیلۂ نجات سمجھتی ہے ۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لو کہ مخالفین نے ترک موالات کا طریق کار موصل الی المقصود ثابت ہوا ہے ، مہاتما گاندھی نے مرتبہ نظام کار کی بدولت دفتری حکومت کا طلسم ٹوٹ گیا ہے ، اور برطانوی پارلیمنٹ ہمارے سامنے سوراج کا پروانہ لے کر حاضر ہو گئی ہے لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ وہ سوراج کن کے لئے ہو گا ؟ کیا ملتان ۔ امرتسر ۔ دہلی ، سہارن پور ، میرٹھ اور اسی نوع کے دوسرے مقامات ، کے لوگوں کے لئے ۔ جنہیں عام انسانوں کی طرح زندگیاں بسر کرنے ۔ عام انسانوں کی طرح رہنے سہنے اور عام انسانوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ شفیقانہ سلوک کرنے کا کبھی شعور نہیں ؟

افکار و اذکار

سنا ہے کہ کوئی مسیحی بزرگ ہیں جو ریاضی کی سمت تشریف لا رہے ہیں اور عیسائیت کو ریاضی سے ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ کوئی نہیں جو انہیں اس سے روکے لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ریاضی کی سمت میں عیسائیت کو لانا اسکے ساتھ دشمنی کرنا ہے ۔ اس بیالہ کو ٹالنے کی تو تدبیر یہی ہے کہ اس سمت کا کبھی بھی رُخ نہ کریں ۔ ریاضی اور عیسائیت آگ اور پانی کا بَیر ! دنیا کی کونسی ریاضی ہے جو تین کو ایک کے برابر سمجھیگی

سنئے صاحب ! دنیا میں آنے کی ایک ہی سمت اور جانے کے لئے بھی ایک ہی سمت ہے جس سے ساری مخلوق آتی جاتی ہے یعنے لوگ عورت کے شکم سے آتے ہیں اور موت کے دروازہ سے چلے جاتے ہیں ۔ مسیح علیہ السلام نے بھی آنیکے لئے وہی سمت اختیار کی ہے جو سب نے کی اور جانے کے لئے بھی وہی سمت اختیار کی جو سب کرتے ہیں جب آئے سب اسی سمت سے جس سے سب آتے ہیں تو جانے کے لئے نرالی سمت کی کیا ضرورت ہو سکتی تھی ۔ ریاضی کی سمت ناحق حضرت مسیح کو نہ لیجاؤ ۔ ان حدود میں داخل ہو کر مسیحیت کی خیر نہیں ۔ ایک برابر تین کے اور تین برابر ایک کے ۔ یہ عیسائی مذہب کا بنیادی پتھر ریاضی کی ضرب کو برداشت نہیں کر سکتا ۔ ریاضی اپنے حدود کے اندر اس مسئلہ کو رہنے دیتی ہی نہیں ۔

کہتے ہیں ایک دفعہ کسی مشن کالج یا سکول میں ایک لڑکا بلیک بورڈ پر ریاضی کا ایک سوال حل کر رہا تھا ۔ اس نے ایک رقم کو ۳ سے ضرب دینی تھی مگر اس نے بجائے ۳ کے ایک سے ضرب دیدی ۔ پروفیسر صاحب جو عیسائی تھے خفا ہوئے کہ یہ کیا حماقت کی کہ بجائے ۳ کے ایک سے ضرب دیدی ۔ اس نے کہا میں نے ابھی بائبل کے گھنٹے میں پڑھا ہے کہ ۳ برابر ایک کے ۔ اس پر وہ پروفیسر صاحب بہت خفیف ہوئے اور یوں فرمانے لگے کہ بائبل کا بات بائبل کے گھنٹے میں اور ریاضی کا بات ریاضی کے گھنٹے میں یعنے ریاضی اور بائبل ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ۔

اسلئے یہ سنکر کہ کوئی مسیحی بزرگ ریاضی کی کسی سمت کی تلاش میں ہیں تا اس طرف سے حضرت مسیح کو گذار یں ہمیں خبردار کرنا ضروری ہوا کہ یہ سمت آپ کے مذہب کے لئے کسی صورت میں کبھی سزاوار نہیں ۔ ہم نے آپ کو مطلع کرنا تھا سو کر دیا ۔ آپ کو اختیار ہے جو چاہیں کریں ۔ ہم اپنا فرض ادا کر چکے بقول سعدیؒ

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینم گناہ است

انا سید الاولین والآخرین ولا فخر کے کیا صاف معنی تھے کہ نبیوں میں سے صرف میں اولین اور آخرین کا سردار ہوں یعنے تمام نبیوں میں سے مجھے ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ میں تمام بنی نوع انسان کا خواہ وہ مجھ سے پہلے ہوں یا بعد ہوں ۔ سب کا سردار ہوں ۔ مگر مجھے اپنی ذات پر فخر نہیں ۔ یہ اللہ کا فضل ہے ۔ ظاہر ہے کہ سب انبیا اپنی اپنی قوم کے لئے مختص تھے ۔ اور آپ کی نبوت و رسالت کل نوع انسان کے لئے تھی اسلئے یہ امتیاز تمام نبیوں میں سے آپکے حصہ میں آنا لازم تھا کہ آپ سید ولد آدم قرار پائے جیسا کہ دوسری حدیث میں "انا سید ولد آدم" فرمایا ہے ۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں "انا سید ولد آدم" فرما کر بات کو صاف کر دیا ہے ۔

مگر ہر چہ گیرد علتی علت شود ۔ ملت محمودیہ کا یہ طغرائے امتیاز ہے کہ وہ شب و روز ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں کہ کہیں سے کوئی مبہم متشابہ لفظ ملجائے جس سے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کوئی دلیل نبوت کے جاری رہنے کی ملجائے ۔ چنانچہ اس روایت پر بھی ہاتھ مارا ۔ اور اپنے مطلب کے معنے گھڑ کر کہ میں تمام اگلے اور پچھلے نبیوں کا سردار ہوں بڑی لنترانیاں کیں اور خوش ہوئے کہ فتح پالیا ۔ اور اس میں لاہوری فریق کو مخاطب کر کے شرم دلائی ۔ اور خود شرم نہ آئی کہ اعلیٰ پایہ کی احادیث میں جب لا نبی بعدی اور خاتم النبیون اور انا خاتم النبیین و لا نبی بعدی آچکا ہے تو ایسی محکم اور صحیح حدیثوں کے مقابل میں ایک روایت کو لے دوڑنا کس قدر نادانی اور جہالت ہے جس کے معنی میں پھر دونوں پہلو موجود ہیں ۔ خواہ ایسے معنے کئے جائیں جو دوسری صحیح احادیث سے تطبیق کھائیں یا ایسے معنے کئے جائیں کہ ان کے خلاف پڑیں مابل حق و انصاف کا طریق تو یہ تھا کہ معنی وہ کرتے جو دوسری احادیث صحیحہ کے مخالف نہ ہوتے مگر جو فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ کی مصداق ہو انہیں حق پسندی اور انصاف سے کیا کام ان کا کام تو حرف بازی اور اپنا الّو سیدھا کرنا ہے ۔

مگر یہ بھی نہ سوچا کہ خود اس روایت میں قرینہ بھی تو ان کے معنی کے خلاف پڑا ہوا ہے ۔ بقول ان کے انا سید الاولین والآخرین فرما کر من النبیین بعد میں بڑھایا تھا تا کہ اولین و آخرین کی تعمیم دور ہو جاوے ۔ اور سننے والے کو معلوم ہو جائے کہ آپ کل بنی نوع انسان اولین و آخرین کے سردار نہیں بلکہ صرف نبیوں کے سردار ہیں مگر جو نبیوں کا سردار ہے وہ کل بنی نوع انسان کا سردار پہلے ہے ۔ پھر یہ تخصیص بالکل بے معنی ہے جو خلاف فصاحت و کلام نبوت ہے ۔ پس معنی یہی ہیں کہ نبیوں میں سے آپ کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ تمام اولین و آخرین نوع انسانی کے سردار ہیں جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ۔ انا سید ولد آدم

اللھم صل علی محمد سید الاولین والآخرین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ط

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ دلہوزی پر خدمات دینیہ میں منہمک ہیں ۔ آپ کا ایک ضروری مضمون "زمیندار" کے نوٹ کے جواب میں موصول ہوا ہے جس کا تذکرہ آج کے ایڈیٹوریل میں ہے اخبار بالکل تیار تھا ۔ ورنہ اسی اشاعت میں درج ہوتا ۔ قارئین کرام منتظر رہیں ۔

کوہ مری پر مولوی عصمت اللہ صاحب کے متواتر کئی لیکچر تھے جن میں سے بیشتر آریہ سماج اور ویدک دھرم پر تھے ۔ ان لیکچروں نے اہل مری پر ایک خاص اثر پیدا کیا ۔ اگرچہ تنگدل مولویوں نے کفر کی اشاعت میں پوری کوشش کی اور لوگوں کو لیکچروں سے اٹھ جانے کے لئے بھی کہا ۔ ان پر بعض نے پتھر بھی پھینکے ۔ گویا آریہ سماج کی بجائے مسلمانوں نے اسلام کا مقابلہ کیا ۔ مگر آخر کار دین حق کو کامیابی ہوئی اور مخالفین کو خائب و خاسر ہونا پڑا ۔ مفصل کیفیت آئندہ درج ہو گی ۔ مولوی صاحب اب دلہوزی تشریف لے گئے ہیں ۔

ہمارے ایک عزیز بھائی میاں غلام محمد صاحب بلدساز احمدیہ بلڈنگس میں جلد سازی کا کام کرتے ہیں لیکن گذشتہ چند ماہ سے بوجوہات چند انجمن ان کو زیادہ کام نہیں دیسکی جسکی وجہ سے ان کا بہت نقصان ہوا ہے اور ان کی حالت قابل رحم ہے انہوں نے ایک تحریر ہمارے پاس بھیجی ہے جس میں وہ بزرگان سلسلہ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ کوئی بھائی مجھے دو سو روپیہ قرض

بقیہ صفحہ اول

ظلی نبوت کے معنے حضرت صاحب نے خود اپنی آخری کتاب حقیقت الوحی میں لکھے ہیں ظلی نبوت جس کے معنے ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ صفحہ ۲۷،

مجازی نبوت کی تشریح آپ نے خود ازالہ اوہام میں کی ہے جہاں اسے محدث کے ہم معنے قرار دیا ہے، ذیل کی عبارت کو دیکھ لیں:۔

"سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوے کیا ہے؟ الجواب۔ نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے، اور اس میں کیا شک ہے، کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رویا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے، اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھیرایا جاوے، تو کیا اس سے نبوت کا دعوے لازم آگیا؟" ازالہ ص ۴۲۲

ایسا ہی آپ نے بار بار اپنی آخری کتابوں میں لکھا کہ مجھے صرف نبی کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت محمدیہ کی ہتک ہے۔

"مگر ایسا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا، کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے، ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں" الوصیت ص ۱۲

"میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرت کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰"

اور لفظ امتی نبی جو یہاں استعمال کیا ہے، اس کی تشریح بھی ازالہ اوہام میں موجود ہے، کہ محدث کو امتی نبی کہیں گے،

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے، اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے، اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے، وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے، اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا، کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو، ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے، امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی، امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے) اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے، اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے، مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو، اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے، ازالہ ص ۵۶۹

ان کھلی کھلی تشریحات کے ہوتے ہوئے میر قاسم علی کا ایک ادھورا حوالہ نقل کر کے اس پر یہ عمارت بنانا کہ مرزا صاحب بھی یہ تشریح کرتے ہوں گے، خود ہی غور کرلیں، کہ آپ کے قلب کی کس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے،

سوال ۱۱۔ آپ نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ فرقہ ہماری جماعت سے بڑا ہے۔ اس کے متعلق سوال یہ ہے:۔

کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے ماننے والوں میں اکثر لوگ مرزا صاحب کو مدعی نبوت مانتے ہیں جبکہ مرزا صاحب کے انتقال کو کچھ زیادہ عرصہ بھی نہیں گذرا، اور ان کی تصنیفات بھی بلا تحریف موجود ہیں، اور خود مرزا صاحب کے دیکھنے والے اور ان سے مستفید بھی اختلاف کے وقت موجود تھے، بلکہ اب تک موجود ہیں، یہ حالت قوی شبہ پیدا کرتی ہے، کہ مرزا صاحب ضرور مدعی نبوت تھے، یا کم از کم انہوں نے اپنے دعوے کی کوئی واضح تشریح نہیں کی، حالانکہ ان کا پہلا فرض تھا۔ کہ اپنے دعوے کی نہایت واضح تشریح کرتے، کیونکہ ان کے کارناموں کی بنا ان کا دعوے ہی تھا۔

جواب۔ عیسائیوں میں تو تثلیث وکفارہ کا ماننے والا فرقہ [illegible]

آپ ایک حالت کو دیکھ کر قوی شبہ تو پیدا کر لیتے ہیں۔ کہ ضرور ضرور مرزا صاحب نے دعوے نبوت کیا ہوگا یا تشریح نہیں کی ہوگی مرزا صاحب کی کتابیں آپ کے سامنے موجود ہیں، انہیں دیکھ کر کیوں اطمینان نہیں فرما لیتے، انہی لوگوں کی پہلی تحریریں موجود ہیں ان سے اس شبہ کو کیوں دور نہیں کر لیتے، حضرت مرزا صاحب پر جب کفر کا فتوے لگا تو اسی بنا پر لگا تھا، کہ آپ نے نبوت کا دعوے کیا ہے، آپ نے ایک مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ اس کا صراحت سے انکار کیا قسمیں کھا کر انکار کیا، اور مدعی نبوت کو کاذب و کافر کہا۔ صرف چند الفاظ نقل کرتا ہوں،

"اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی، اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ پر ختم ہوگئی"

"مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں، کہ میں جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

یہ وہ عبارتیں ہیں جو میر قاسم علی نے اپنی کتاب دین الحق میں ۱۹۱۰ء میں (یعنی حضرت مرزا صاحب کی وفات سے دو سال بعد) نقل کی ہیں، چونکہ آپ کو میر قاسم علی سے خاص انس معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی کتاب سے حضرت مرزا صاحب کی عبارتیں نقل کر دی ہیں، اور حضرت مرزا صاحب کی تحریریں تو اس انکار سے بھری پڑی ہیں،

پھر جماعت کا بڑا حصہ کیوں دوسری طرف چلا گیا؟ میاں محمود احمد کو غلطی لگی وہ مرشد کا بیٹا تھا۔ اور پیر پرستی کی بیماری مسلمانوں کے اندر ایسی رچی ہوئی ہے، کہ ایک مجدد کی جماعت کا بھی کثیر حصہ اس میں پڑ گیا، اب اس پر آپ کو ایک نیا اعتراض سوجھے گا۔ اس لئے اس کا جواب پہلے سے دے دیتا ہوں، حضرت موسےٰ کے ساتھی ان کی زندگی میں چالیس دن کی غیر حاضری میں عجل پرستی میں پڑ گئے تھے، یہ باتیں دنیا میں ہوتی رہتی ہیں، اب بھی میں جانتا ہوں کہ جماعت کے بڑے حصہ کو میاں صاحب نے اسی طرح روکا ہوا ہے، کہ ہماری تحریریں پڑھنے کی انہیں اجازت نہیں دیتے ورنہ حضرت صاحب کے صحبت یافتہ لوگوں میں سے بہتیرے ایسے ہیں جو میاں صاحب کے ان عقیدوں سے اختلاف رکھتے ہیں سینکڑوں ایسے ہیں جو اس غلطی کو معلوم کر کے میاں صاحب کی بیعت فسخ کر چکے ہیں۔ اور بہتیرے ایسے ہیں جو اب بھی کر رہے ہیں۔ انہی میں مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب جیسے جید عالم ہیں، جو حضرت صاحب کے قدیم ترین رفقاء میں سے ہیں۔ اور جنہوں نے حضرت صاحب کی تائید میں چالیس کے قریب کتابیں لکھی ہیں، ایسا ہی مرزا خدا بخش مصنف عسل مصفےٰ اور دوسرے بہت سے مقتدر اصحاب ہیں، جنہوں نے پہلے میاں صاحب کی بیعت کرلی۔ مگر ان کے غلط عقائد کو معلوم کر کے رجوع کر لیا۔ عوام بیچاروں سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی۔

سوال ۱۲۔ آپ نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے، یہ فرقہ اب تک ترقی کر رہا ہے، لیکن ان کے عقائد یقیناً ایسے ہیں کہ عام طور پر مسلمان کبھی انہیں قبول نہیں کر سکتے۔ اس کے متعلق سوال یہ ہے:۔

کہ پھر لوگ اس جماعت میں کیوں داخل ہوتے ہیں، اور یہ جماعت کیوں ترقی کر رہی ہے،

جواب۔ لوگ عیسائی کیوں ہوتے جاتے ہیں۔ دنیا میں اور غلط عقیدوں کو کیوں لوگ مان لیتے ہیں۔

علاوہ بریں یہ لوگ بھی کام اشاعت اسلام کا کرتے ہیں۔ اور لوگ کام کو دیکھتے ہیں جن کے دلوں میں خدمت اسلام کی تڑپ ہوتی ہے، وہ زیادہ چھان بین بھی نہیں کرتے، کام ہوتا دیکھ کر وہاں ساتھ لگ جاتے ہیں، اور شروع سے چونکہ احمدیت اور قادیان ایک سمجھے جاتے رہے ہیں، اس لئے بھی عموماً وہ لوگ جن کو حضرت مرزا صاحب کی مجددیت اور مسیح موعود ہونے پر یقین آجاتا ہے، اسی طرف رجوع کرتے ہیں،

سوال ۱۳۔ آپ نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ مقصد گا افترا تو میں نہیں کہتا کوئی اکا دکا ان میں ایسا بھی [illegible]

غلطی میں ڈال گیا، مثلاً حضرت مرزا صاحب پہلی کتابوں میں بھی یہی کہتے رہے، اور آخری کتاب حقیقت الوحی میں بھی صفائی سے لکھا ہے، سمیت نبیا من اللہ علی سبیل المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میرا نام خدا کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے نہ کہ حقیقی طور پر، اور انہوں نے صاف لکھا ہے کہ عام بول چال میں میرے متعلق لفظ نبی کا استعمال نہ کیا جائے، اس کے متعلق سوال یہ ہے:۔

سوال (الف) کہ آپ کے الفاظ ہیں "غلطی میں ڈال گیا ہے" سو وہ غلطی میں ڈالنے والا کون ہے۔

جواب۔ غلطی میں ڈالنے والے سرکردہ لوگ ہوا کرتے ہیں۔ عوام بیچارے ان کے متبع ہوتے ہیں، جس طرح عموماً مسلمان بھی اپنے علماء اور پیروں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، اور تحقیق کا مادہ ان میں سے قریباً قریباً مفقود ہوگیا ہے،

سوال (ب) جبکہ آپ کے بیان کے موافق مرزا صاحب کا دعوے بھی صاف ہے، اور ان لوگوں کو افترا بھی مقصود نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب آپ لوگ ان کی غلطی کو ظاہر کرتے ہیں تو وہ نہیں مانتے، کیونکہ یہ ناممکن ہے، کہ بات بھی صاف ہو، اور سمجھنے والا ہٹ دھرمی سے بھی کام نہ لے، اور پھر بھی وہ غلطی پر قائم رہے، اس لئے ہم کو یا تو یہ ماننا پڑے گا، کہ مرزا صاحب کا دعوے ہی صاف نہیں، یا یہ کہ جماعت کثیرہ ہٹ دھرمی سے کام لے کر دیدہ و دانستہ ایک غلط بات کو مرزا صاحب کی طرف منسوب کر رہی ہے،

جواب۔ اس کی وجہ پیر پرستی کی بیماری ہے، قادیان کی طرف سے ہدایت ہے کہ ہم لوگوں سے میل ملاقات نہ رکھیں، ہماری تحریروں کو نہ پڑھیں، بعینہ وہی طریق جو علماء نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق اختیار کیا تھا۔ کہ ان کی تحریریں نہ پڑھو، ہٹ دھرمی علماء کی ہوتی ہے۔ عوام تو پیچھے چلنا ہی جانتے ہیں۔ اور افترا کرنا اور ہٹ دھرمی دو الگ الگ باتیں ہیں۔

سوال (ج)، سمیت نبیا من اللہ علی سبیل المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کا وہ لوگ کیا جواب دیتے ہیں۔

جواب۔ آپ ان سے دریافت کریں۔ تعجب یہ ہے کہ آپ اگلے سوال میں خود ان کی طرف سے جواب بھی دیتے ہیں پھر مجھ سے پوچھنے کی ضرورت کیا تھی۔ پھر اسی جواب کو "اگر" کے ساتھ لکھتے ہیں۔ کہ گویا یہ صرف آپ کا خیال ہے۔

سوال (د)، اگر وہ یہ جواب دیں کہ نبی صاحب شرع بمنزلہ حقیقی نبی کے ہے، اور نبی متبع بمنزلہ نبی مجازی کے۔ پس معنے یہ ہوئے کہ مجھے خدا نے نبی متبع کہا ہے نہ کہ نبی صاحب شرع۔ تو آپ لوگ کیا جواب دیں گے، آپ حضرات لفظ نبی میں مجاز لیتے ہیں اور دوسرا گروہ الفاظ علی سبیل الحقیقۃ اور علی وجہ المجاز میں بس جبکہ آپ دونوں مجاز مراد لیتے ہیں تو ایک دوسرے کو یقیناً غلطی پر کیسے کہہ سکتا ہے۔ اور جبکہ یقیناً غلطی پر کسی کو نہیں کہا جاسکتا، تو مرزا صاحب کا دعوے مشتبہ ہوگیا۔ اور صاف نہ رہا۔

جواب۔ تو یہ ان کی خود ساختہ تشریح ہوگی، حضرت مرزا صاحب نے صاف طور پر لکھا ہے کہ محدث کو مجازی نبی کہا جاتا ہے، علاوہ ازیں اگر یہ کہیں تو پھر بھی ثابت یہی ہوا کہ جسے نبی متبع کہا جاتا ہے، وہ فی الحقیقت نبی نہیں، بلکہ مجازاً نبی ہے، اور یہی ہم کہتے ہیں کہ مجاز اور استعارہ کے طور پر کسی لفظ کا استعمال کرنا اور بات ہے۔ خود قرآن شریف میں بیسیوں الفاظ بطور مجاز اور استعارہ استعمال کئے گئے ہیں ہاں اصطلاح شرعی میں نہ حضرت مرزا صاحب نے دعوے نبوت کیا نہ ہم اس لفظ کو سوائے مجاز کے طور پر استعمال کرنے کے ان کے حق میں استعمال کر سکتے ہیں، حضرت محی الدین ابن عربی اور دیگر صوفیاء نے اس قسم کی اصطلاح نبوت غیر تشریعی کی قائم کی ہے، یعنی وہ ولایت کو نبوت غیر تشریعی کہتے ہیں یا بعض وقت نبوت عامہ کہہ دیتے ہیں۔ مگر ان کی تحریروں میں بھی صاف موجود ہے کہ یہ ولایت ہے، اور حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ یہ صوفیوں کی اصطلاحات ہیں اور اسلئے عام بول چال میں اپنے متعلق لفظ نبی کے استعمال کو منع بھی فرمایا مفصل اس پر دیکھنا چاہیں تو میری کتاب النبوۃ فی الاسلام کو دیکھ لیں۔

آپ کے یہ الفاظ میری سمجھ میں نہیں آئے "آپ حضرات لفظ نبی میں مجاز لیتے ہیں، اور دوسرا گروہ الفاظ علی سبیل الحقیقۃ اور علی وجہ المجاز میں" اس مہمل فقرہ سے آپ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو مشتبہ بتاتے ہیں،

قرآن کا معیار ذریت

میاں محمود احمد صاحب اور حضرت مسیح موعود

(۳)

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

اب آئیے دیکھیں کہ کیا میاں محمود احمد صاحب اتباع مسیح موعود کے معیار پر صحیح اترتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں اترتے تو پھر وہ قرآن کریم کی رو سے ذریت مسیح موعود کہلانے کے مستحق نہیں۔ ذریت وہی ہوں گے جو آپ کے متبع ہوں گے۔ سب سے پہلے ایک مذہبی پیشوا کے لئے عقائد واصول ہوتے ہیں جن پر وہ تعلیم دیتا ہے۔ اور جن پر اس کے مذہب کی بنا ہوتی ہے۔ اس لئے ان دونوں صاحبوں یعنے حضرت مسیح موعود اور میاں محمود احمد صاحب کا مقابلہ کر کے دیکھ لیتے ہیں کہ دونوں آپس میں تابع ومتبوع کی حیثیت رکھتے ہیں یا ضدین نظر آتے ہیں وھو ہذا۔

کفر واسلام

تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود

ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوی کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا

(۱) یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوی کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالے کی طرف سے شریعت اور احکام جدید لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جسقدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلی شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بنجاتا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

(۲) میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

(۳) پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گوؤں کو کافر ٹھہرایا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

(۴) ڈاکٹر عبد الحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بیخبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا۔ اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی میری کوئی کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اسکی عادت ہے۔ یہ افترا میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بدیہات کوئی عقل اسکو قبول نہیں کرسکتی۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸

(۵) سوال ہوا کہ غیر احمدی آپ کو کافر کہتے ہیں تو ہمیں لیکن آپ تو نہیں کہتے تو کیا حرج ہے۔ الجواب فرمایا جو ہمیں کافر نہیں کہتا۔ ہم اسے ہرگز ہرگز کافر نہیں سمجھتے (آخری تقریر لاہور)

(۶) خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے جنہوں نے حضرت اقدس کی بیعت نہ کی تھی۔ ہاں آپ کو نیک اور راستباز انسان سمجھتے تھے ان کی نسبت حضرت اقدس سراج منیر میں لکھتے ہیں۔ ایھا العبد الصالح انی وجدتک ترید التقوی فی کلماتک اور اشتہار میں "اے زبدہ وقت در صدق وصفا" کا خطاب دیتے ہیں

تحریرات جناب میاں محمود احمد صاحب ودیگر سرکردگان جماعت

(۱) محکم کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود نبی ہیں بلحاظ نفس نبوت ایسے جیسے ہمارے آقا حضرت سیدنا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم۔ محکم کیا ہے۔ نبی کا منکر اولئک ھم الکافرون حقا کے فتوے کے نیچے ہے۔ الفضل ۴-۶ اپریل ۱۹۱۴ء

(۲) پس جو حکم نبی کے انکار کے متعلق قرآن کریم میں ہے۔ وہی مرزا صاحب کے منکر کی نسبت ہے۔ القول الفصل صفحہ ۳۴

(۳) ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر محمد کو نہیں مانتا۔ یا محمدؐ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۰۔

(۴) یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔۔۔۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ آئینہ صداقت صفحہ ۳۵

(۵) قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔

(۶) ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ انوار خلافت صفحہ ۹۰

(۷) پس نہ صرف اسکو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا۔ مگر آپ کے دعوی کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبان سے بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ تشحیذ الاذہان صفحہ ۱۴۱ ۱۹۱۱ء۔

(۸) پس ان معنوں میں مسیح موعود جو آنحضرت کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے۔ اس کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔ الفضل مورخہ ۲۹ - جون ۱۹۱۵ء

(۲) جنازہ

(تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود)

(۱) سوال ہوا۔ جو شخص اس سلسلہ میں داخل نہیں اسکا جنازہ جائز ہے یا نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس سلسلے کا مخالف تھا۔ اور ہمیں برا کہتا تھا۔ اور ہمیں برا سمجھتا تھا تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔ اور اگر خاموش تھا۔ اور درمیانی حالت میں تھا۔ تو اس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم میں سے ہو ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ متوفی اگر مکفر اور مکذب نہ ہو تو اسکا جنازہ بے شک پڑھ لیا جائے۔ کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ علام الغیوب خدا ہی کی ذات ہے۔ مجموعہ فتاوے احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۱۸ ۱۹۰۲ء

(۲) جو مخالف برا نہ بولتا ہو اس کا جنازہ جائز ہے۔ خط بنام میاں غلام قادر مندرجہ بدر ۱۲ مئی ۱۹۰۸ء

(۳) ہم برادران احمدی موضع بھڈیار ضلع امرتسر۔۔۔۔ اپنا امام بوقت نماز پنجگانہ نماز جنازہ وغیرہ بنائینگے۔ ہاں معمولی رنگ میں رہنے والے شریر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہے۔ تحریر مئی ۱۹۰۸ء دستخط مرزا غلام احمد مندرجہ اخبار بدر ۱۳ مئی ۱۹۰۸ء

(تحریرات میاں محمود احمد صاحب ودیگر سرکردگان جماعت)

(۱) ایک صاحب نے تحریر کیا ہے کہ میں اکیلا یہاں پر احمدی ہوں اور نماز باجماعت ادا نہیں کرسکتا۔ غیر احمدیوں نے جو میرے عقائد سے واقف تھے مجھے کہا کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اگر تم کل کو فوت ہو جاؤ تو تمہارا جنازہ پڑھنے اور دفنانے والا بھی کوئی نہ ہوگا میں نے اتمام حجت کے لئے ان کے امام مسجد کے سامنے حضرت مسیح موعود کے چند دعاوی پیش کئے تو اس نے کہا کہ میں تو حضرت مرزا صاحب کو اول درجہ کا بزرگ خیال کرتا ہوں۔ اور میں قادیان جانے کا ارادہ بھی رکھتا ہوں۔ اور کبھی حضور کو برا نہیں کہتا"

اس کے جواب میں میاں صاحب لکھواتے ہیں "ہندوؤں میں لاکھوں حضرت نبی کریم صلعم کو اوتار ماننے والے ہیں۔ گر وہ نماز پڑھائیں تو آپ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں گے۔ الفضل مورخہ ۳ نومبر ۱۹۲۲ء

(۲) سوال۔ کیا غیر احمدی متوفی والدین کے لئے نماز میں دعائے مغفرت جائز ہے۔ جواب دعا تو جنازہ ہے۔ اور جنازہ ناجائز۔ ان کو خدا کے حوالے کرو۔ الفضل ۲ مارچ ۱۹۱۵ء

(۳) ایک شخص نے دریافت کیا کہ احمدی کی بیوی فوت ہو جائے اور اندیشہ ہے کہ غیر احمدی اس کا جنازہ پڑھیں گے۔ مگر گھر کے آدمی احمدی ہوں اور بیوی مذکور نے بیعت نہ کی ہو تو اس کے جنازہ کا کیا ہے۔ فرمایا جس کا ایمان کامل نہیں اس کے جنازہ کا کیا فائدہ۔ الفضل ۴-۶ اپریل ۱۹۱۵ء

(باقی دارد)

تازہ خبریں

مانچسٹر گارڈین کا نامہ نگار مقیم پیرس مراکش اور ہسپانیہ کی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے اس یقین کا اظہار کرتا ہے کہ ہسپانیہ کی شکست کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا اسکی حالت نہایت مایوس کن ہے مجاہدین ریف دمراغس اور بلطان کے فصیلوں تک پہنچ گئے ہیں۔ سمندر کے ساحل پر جو ہسپانوی فوج ایک طرف مجاہدین سے اور دوسرے سمندر سے محصور ہے۔

چین کی خانہ جنگی دول یورپ کی جس مداخلت کا اعلان ہوا تھا ایمز ٹائمز کے نامہ نگار مقیم پیکن نے دول کو مشورہ دیا ہے کہ وہ چین کی دونوں طاقتوں کو ایک دوسرے سے نبٹ لینے دیں اور امید رکھیں کہ اچھا شخص ہی کامیاب ہوگا۔ اور اسکی حکومت سے ملک میں بدامنی نہ رہیگی۔ ورنہ اگر خارجیہ مداخلت سے دبایا گیا تو رقابت کا خاتمہ نہ ہوگا۔

مصری وزیر سعد زغلول پاشا مسئلہ سوڈان کے تصفیہ کے لئے مسٹر ریمزی میکڈانلڈ وزیر برطانیہ سے ملاقات کرنے والے ہیں جس سے مصریوں کی آیندہ امیدیں وابستہ ہیں۔

ترکی سفیر متعینہ لندن کے نمائندہ رپورٹر سے کہا ہے کہ وہ ترکی اور انگلستان کے مابین دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔

مہاتما گاندھی نے کانگرس میں اتحاد قائم کرنے کے لئے اپنے پچھلے مقاطعہ کو ترک کردیا ہے اور تجویز کی ہے کہ (۱) غیر ملکی پارچہ کے مقاطعہ کے سواے تمام مقاطعوں کو ۱۹۲۴ء کے اجلاس کانگرس تک ترک کردیا جائے (۲) کانگرس کی جدوجہد چرخہ کاتنے۔ کھدر پہننے۔ اتحاد ہندو مسلم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور چھوت دور کرنے تک محدود ہو (۳) برطانوی مال کا مقاطعہ چھوڑ دے (۴) قومی درسگاہوں کو کامیاب بنانے اور مزید درسگاہیں کھولے۔ (۵) رکنیت کا چندہ موقوف کر کے ہر رکن کے لئے روزانہ نصف گھنٹہ تک چرخہ کاتنا ضروری قرار دے۔ سوت ہر ماہ کانگرس کمیٹی کے پاس پہنچتا رہے جس کی مقدار کم از کم دو ہزار گز ہونی چاہیے۔ غریب اور غیر مستطیع ارکان کے لئے روئی کی فراہمی کا انتظام کیا جائے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے یونین دو حصوں میں منقسم ہے اس تفرقہ کو دور کرنے کے لئے کرم الٰہی صاحب گارڈ جالندھر نے جو مجلس انتظامیہ کے رکن ہیں یہ تجویز کی ہے کہ مسٹر تھاپر۔ ایم۔ اے خان اور مسٹر ملر کو ایک عام معافی دیجائے اور باہم متحد ہونے کے لئے کہا جائے

پولاچی آتشزدگی سے صرف آدھ گھنٹہ میں تیس چالیس مکان جلکر خاکستر ہوگئے دو بچے جلکر مرگئے۔ اور اتنی جلدی آگ پھیلی کہ گھروں کا سامان بھی نہ نکالا جاسکا۔ مسلمانوں کے محلہ تک بھی آگ کی لپٹ پہنچیں۔

صوبہ متحدہ کی مقامی حکومت اپنا پایہ تخت الہ آباد سے بدلنا چاہتی ہے جسکی بہت سے غیر سرکاری ممبران کونسل نے مخالفت کی ہے۔ اور الہ آباد کی حمایت میں ایک مجلس قائم کی گئی ہے۔ جس نے وائسرائے کو بھی ایک برقی پیغام بھیجا ہے۔

ملتان میں مصیبت زدگان سندھ کی اعانت کے لئے قریباً دو ہزار روپیہ چندہ ہوا ہے۔ مسٹر ٹالسن ڈپٹی کمشنر کی کوششیں اسبارہ میں قابل تحسین ہیں۔

کوہاٹ میں ۹ ستمبر کو ہندو مسلمانوں میں فساد ہوگیا۔ بلوائیوں نے اسلحہ بھی استعمال کئے آگ بھی لگائی۔ فوجی اعانت طلب کی گئی۔ پولیس کو گولیاں چلانی پڑیں۔ چند آدمی ہلاک اور ۲۴ مجروح ہوے۔ مرنے والوں میں مسلمان زیادہ ہیں۔ بدامنی کا موجب ایک رسالہ ہے جسمیں مقامات مقدسہ کی توہین کی گئی ہے حکام نے مسلمانوں کا جوش ٹھنڈا کر دیا تھا اور وہ معاملہ کو حکام کے ہاتھ میں دینے پر تیار ہوگئے تھے کہ ایک ہندو ریوالور کے ساتھ حملہ آور ہوا جس نے حالت نازک کر دی۔

بی بی اینڈ سی آئی لائن پر شدید بارش کی وجہ سے گاڑیوں کی آمد و رفت میں دقت اور التوا ہوگیا ہے۔

نہایت افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ دہلی میں غیر احمدیوں کے جلسہ منعقدہ ماہ اپریل میں جو بلوہ ہوا تھا اس کے سلسلہ میں میر قاسم علی میر محمد اسحق صاحب فخر الدین کتب فروش اور ایک دو اور آدمیوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

حضرت امیر (ایدہ اللہ) سے چند ضروری سوالات اور اُن کے جوابات

(گذشتہ سے پیوستہ)

سوال (۱۴) آپ نے میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ انکشاف سے پہلے حضرت مرزا صاحب کا بھی وہی خیال تھا جو عام مسلمانوں کا ہے۔ یعنی کہ حضرت عیسٰے زندہ آسمان پر ہیں۔ اس کے متعلق سوال یہ ہے:۔

کہ کیا مرزا صاحب اس وقت قرآن کو نہ سمجھتے تھے۔ یا وہ آیات جن کو وفات عیسوی کے باب میں آپ لوگوں کی جانب سے محکم کہا جاتا تھا ان کے پیش نظر نہ تھیں، یا وہ حدیثیں جن میں آپ حضرات کے خیال میں نزول مثیل مسیح کا ذکر ہے، نہ کہ خود مسیح کا ان سے مخفی تھیں۔ یا وہ نہ جانتے تھے۔ کہ صحابہؓ وفات مسیح پر متفق ہیں۔ یا امام مالکؒ وفات مسیح کے قائل ہیں؟ بالخصوص اس حالت میں جبکہ وہ ایک عرصہ دراز تک شرف ہمکلامی حق تعالے سے مشرف بھی ہو چکے تھے، الغرض جن آیات واحادیث سے آپ حضرات اپنے مدعا پر استدلال کرتے ہیں، حضرت مرزا صاحب ان مضامین کو ان نصوص سے بلا مدد الہام کیوں نہ سمجھتے تھے۔ اور یہ سوال خاص مرزا صاحب سے متعلق نہیں، بلکہ تمام احمدیوں سے متعلق ہے کہ وہ جن نصوص سے مرزائیت کے بعد اپنے دعاوی کو ثابت کرتے ہیں۔ مرزائیت سے پہلے ان نصوص سے یہ لوگ ان معانی کو کیوں نہ سمجھتے تھے۔

جواب۔ چونکہ عام طور پر مسلمانوں میں ایک عقیدہ پھیلا ہوا تھا۔ اس غلط خیال کے ماتحت حضرت مرزا صاحب بھی تھے، جب اللہ تعالےٰ نے اپنے الہام سے توجہ دلائی۔ تو پھر سارے موہبات قرآن وحدیث سے کھل گئے، حضرت عمرؓ جیسے عظیم الشان صحابی کا انہی مسائل میں رجوع ثابت ہے، حالانکہ وہ بھی محدث تھے۔ الہام الٰہی کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ وہ فوراً ہر ایک غلطی کو دور کر دے، اور جیسے الہام ہوا اس پر تمام امور فوراً روشن ہو جائیں، انبیاء پر بھی اسی طرح امور روشن ہوتے ہیں جیسی قدر اللہ تعالیٰ انہیں بتاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی مصلحت سے جس وقت چاہا اس مسئلہ کو آپ پر روشن کیا۔

سوال ۱۵۔ کیا مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں یہ مضمون لکھا ہے کہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے، اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے، اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے، اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور دوسرے یہ کفر، کہ وہ مسیح موعود ... اتمام حجت ... سچا جانتے کے با وجود خدا اور رسول کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے، پس اس کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔

جواب۔ اس کے متعلق مفصل بحث میرے رسالہ رد تکفیر اہل قبلہ میں موجود ہے، وہ رسالہ بھیجتا ہوں۔ پڑھ لیں۔

مرزا صاحب نے کوئی نئی بات نہیں لکھی۔ پہلے بزرگوں نے بھی لکھا ہے کہ کفر دو قسم ہے۔ ایک اصل کا کفر۔ اور ایک فرع کا کفر۔ یہی بات حضرت مرزا صاحب نے لکھی ہے۔ اسی لئے جہاں دوسری قسم کے کفر کا ذکر ہے، وہاں مثلاً کا لفظ موجود ہے۔ اور تاویل کا صحیح اصول یہ نہیں۔ کہ ایک شخص کے ایک فقرہ کو لے کر اس کے وہ معنے کئے جائیں، جو اس کی دوسری تحریرات کے خلاف ہیں۔ یہ بھی حضرت مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ "میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا" پھر دوسرے مسلمانوں کے جنازے پڑھنے اور پڑھنے کا فتویٰ دیا۔ اگر ایک لفظ کی تشریح بغیر دوسرے مقامات کے حوالہ کے درست ہے، تو ایک معترض کلام الٰہی پر بھی جتنے اعتراض چاہے کر سکتا ہے۔ اور اس طرح کسی معاملہ میں بھی کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔

سوال (۱۶) کیا کوئی ظلی نبی اصلی نبی سے اور مجازی نبی حقیقی نبی سے افضل ہو سکتا ہے۔

جواب۔ ظلی نبی نبی نہیں نہ مجازی نبی نبی ہے لیکن غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے لیکن جو لوگ ایک نبی کی امت ہیں ان کو اپنے نبی پر جزئی فضیلت بھی حاصل نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ جو کچھ لیتے ہیں اسی سے لیتے ہیں۔

سوال (۱۷) جس طرح ظلی نبی کو مجازاً نبی کہہ سکتے ہیں۔ تو کیا یونہی بادشاہ کو جس کو ظل اللہ کہا جاتا ہے ظلی خدا یا مجازی خدا یا بروز خدا کہہ سکتے ہیں،

جواب۔ خدا کا لفظ مجازاً توریت اور انجیل دونوں میں استعمال ہوا ہوا موجود ہے، اور حدیث میں آتا ہے میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں، ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ یہ سب بطور مجاز استعمال ہے۔

ظل نبی کا بھی ہو سکتا ہے اور خدا کا بھی، نہ نبی کا ظل نبی ہوگا نہ خدا کا ظل خدا۔ بلکہ ظل کا لفظ ساتھ لگانے سے ہی غیریت ظاہر کرنا مقصود ہے۔ لیکن نبی کے ظل کو نبی سے بڑی مشابہت حاصل ہے انما انا بشر مثلکم۔ اور خدا کی صفات میں لیس کمثلہ شیء وارد ہے۔ اس لئے ظلی نبی کا استعمال کر لینے میں ہرج نہیں، لیکن ظلی خدا کا لفظ ... کے ماتحت استعمال نہ ہونا چاہئے ... کے درمیان نہیں۔

جس بات کا ظاہر کرنا مقصود ہے وہ صرف یہ ہے کہ جس طرح ظل اللہ وہ انسان ہے، جس میں اللہ کی کوئی صفت جلوہ گر ہوئی ہے۔ اسی طرح ظل نبوت ولایت ہے، جس میں نبوت کی کوئی صفات جلوہ گر ہوئی ہیں۔

بالآخر میں آپ سے ایک عرض کرتا ہوں۔ میں نے آپ کا ۱۷۔ اگست کا خط پڑھا ہے، جس میں آپ نے لکھا ہے، کہ جواب میں تساہل کیا جا رہا ہے، اس میں شک نہیں کہ آپ کے خط مورخہ ۳۰۔ جون کا جواب میں نے ۲۲۔ اگست کو لکھنا شروع کیا، لیکن آپ یہ خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ جس خط میں پچاس سوال موجود ہوں۔ اس کا جواب دینے کے لئے فرصت کا وقت ہی نکالنا پڑتا ہے، آپ کا خط جولائی کے پہلے ہفتہ میں کسی وقت یہاں مجھے پہنچا تھا۔ میں نے سرسری طور پر اس کے چند سوالات کو دیکھا تو مجھ پر یہی اثر ہوا کہ ان سوالات میں تحقیق حق کا رنگ غالب نہیں۔ پہلے خط میں آپ نے بارہ تیرہ سوالات کئے، اب ان پر پچاس سوالوں کی نوبت پہنچی۔ اور شائد یہی نسبت قائم رہی۔ تو آپ کو دو سو سوالوں کی ضرورت پیش آئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، کہ میرے پاس اتنا وقت نہیں، کہ میں اس سلسلہ خط وکتابت کو آئندہ جاری رکھ سکوں۔ آپ کی پاس خاطر سے میں نے اس خط کا جواب دے دیا ہے، کتابوں میں سب باتوں پر متفرق طور پر بحث موجود ہے، اگر آپ زیادہ تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں نے قریباً ان سب مسائل پر جہاں تک میری سمجھ تھی کم وبیش لکھا ہوا ہے، اور حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی ان سب امور پر بحث موجود ہے، آپ اصل کتابوں کو پڑھ لیں۔ اگر کوئی دو چار دس امور دریافت طلب ہوں۔ تو میں حاضر ہوں، لیکن پچاس پچاس اور سو سو سوال کا جواب دینے کی مجھے فرصت نہیں۔ اگر آپ ذرا زیادہ غور سے کام لیں۔ اور دوسروں کی سنی سنائی باتوں پر زیادہ بھروسہ نہ کریں۔ تو آپ آسانی سے ان مسائل کو سمجھ سکتے ہیں لیکن ان سوالات سے ... نظر آتی ہے ... (بقیہ دیکھو صفحہ ...)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

لاہور

جلد ۱۲، ۱۷ صفر المظفر ۱۳۴۳ ہجری، نمبر (۸۹)

کابل میں ایک احمدی کی سنگساری

حکومت اسلامی اور مذہبی آزادی

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

حضرت امیر ایدہ اللہ کا یہ مضمون اس وقت کا لکھا ہوا ہے جب کابل سے نعمت اللہ خاں احمدی کی سنگساری کی کوئی مفصل وجوہ معلوم نہ ہوئی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ آپ نے اس مضمون کو صرف زمیندار کے ایک اعتراض کے جواب تک محدود رکھا ہے اور اس ہولناک واقعہ پر رائے زنی سے احتراز کرتے ہوئے تفصیلی واقعات کی انتظار جتائی ہے۔ (ایڈیٹر)

کابل میں آج سے کوئی بیس سال پیشتر دو احمدی سنگسار ہوئے تھے، یعنی مولانا عبداللطیف اور ان کے شاگرد مولوی عبدالرحمٰن۔ آج بیس سال بعد ایک تیسرے احمدی کی سنگساری کی خبر اخباروں میں گشت لگا رہی ہے، میں اس انتظار میں تھا کہ وہاں سے تفصیلی واقعات کا کچھ علم ہو، تو اس خبر کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ لیکن ۸ ستمبر کے زمیندار میں ایک نوٹ نے مجھے بعض خیالات کے اظہار کے لئے مجبور کیا ہے۔ زمیندار نے احمدیوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ [illegible] ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور واقعی مناسب بھی یہی ہے کہ ان امور پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے، اسی بنا پر میں امید کرتا ہوں۔ کہ اخبار زمیندار بھی ان سطور پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اپنی رائے کو بدل لے گا۔

جہاں تک اخبار مذکور کا یہ خیال ہے کہ افغانستان میں جو ہزارہا ہندو آباد ہیں، اور توحید و رسالت کے منکر ہیں، انہیں کوئی سنگسار نہیں کرتا، اس لئے ایک احمدی کو بھی مذہبی عقائد کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ سیاسی وجوہ سے سنگسار کیا گیا ہوگا، اس سے مجھے چنداں تعرض نہیں، کیونکہ یہ قبل از وقت قیاس ہے، اخبار مذکور لکھتا ہے اور بات معقول ہے کہ

”مملکت افغانستان میں صرف مختلف فرق اسلامی کے افراد ہی نہیں بلکہ ہزاروں ہندو بھی آباد ہیں، جن کو توحید و رسالت کے عقیدوں سے کوئی تعلق نہیں لیکن جن کے باوجود وہ افغانستان کے روشن ضمیر حکمران کے ماتحت نہایت آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں، اس لئے یہ دعوےٰ ہرگز قابل اعتبار نہیں، کہ نعمت اللہ خاں محض احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کیا گیا، جہاں تک ہمارا قیاس کام دیتا ہے، اس کی سنگساری کے وجوہ سیاسی ہوں گے، اور وہ کسی ایسی سازش یا کسی ایسے منصوبے میں مصروف پایا گیا ہوگا، جس سے حکومت افغانستان کو بالواسطہ یا بلا واسطہ کوئی نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔“

اس کے خلاف میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے جو دو احمدی امیر حبیب اللہ کے وقت میں سنگسار ہوئے تھے، وہ صرف احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار ہوئے تھے، اس لئے اب بھی اسی وجہ پر کسی کا سنگسار کیا جانا بعید از قیاس نہیں۔ البتہ امیر امان اللہ خاں جیسے آزاد خیال والی ملک سے اس بات کی توقع نہیں ہو سکتی، بالخصوص اس حالت میں کہ پچھلے ایام میں امیر صاحب کی طرف سے احمدیوں کے لئے ایک آزادی کے اعلان کا بھی چرچا سنا گیا تھا، اور پھر اس سے بھی قریب ترین اوقات میں خود امیر صاحب پر باغیوں کی طرف سے احمدی ہونے کا بھی الزام لگایا گیا تھا جس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ کم سے کم امیر صاحب کے خیالات احمدیوں کے متعلق ایسے تنگ نہیں، جیسے افغانستان یا ہندوستان یا دیگر ممالک کے علماء کے ہیں، بہر حال ایسا امر ہے جس پر مزید روشنی تفصیلی حالات کے معلوم [illegible]، لیکن اس کے بعد اخبار زمیندار نے جو کچھ [illegible]

[illegible] حکومت قائم ہو، اس میں دوسرے [illegible] کے افراد کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا، کہ مسلمانوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دے کر حکومت اسلامی کے استحکام کو خطرے میں ڈالیں۔ اگر آج افغانستان کے ہندو اس ملک میں شدھی کا سلسلہ شروع کر دیں، تو چونکہ یہ امر اسلامی حکومت کے وقار و اعتبار کے منافی ہوگا۔ لہٰذا فوراً روک دیا جائے گا، اگر نعمت اللہ خاں نے قادیانی احمدیوں کے عقائد کی تبلیغ کی ہوگی، تو یقیناً یہ بھی کہا ہوگا کہ چند ہزار احمدیوں کے سوائے باقی تمام مسلمانان عالم کافر ہیں۔ ایک مسلمان حکمران۔ اس کے مسلمان ارباب حکومت اور اس کے مسلمان علماء و قضات اس امر کو کیونکر گوارا کر سکتے ہیں۔ اور شریعت اسلامی کب اس امر کی جازت دے سکتی ہے، کہ اسی ملک کا ایک شخص اٹھے اور اپنے تمام مسلمان حکمرانوں پر کفر کا فتویٰ جڑ دے، اور اس طرح حکومت اسلامی کے دینی و دنیوی اقتدار کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو۔ ایسا شخص یقیناً شریعت کے نزدیک باغی کافر اور واجب القتل ٹھہرے گا۔“

اس عبارت میں دو دعوے بڑی صراحت سے کئے گئے ہیں اول یہ کہ کسی اسلامی حکومت کے ماتحت کسی غیر مسلم کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

دوم یہ کہ ایک اسلامی حکومت کے ماتحت ہو کر جو شخص حکمرانوں کو کافر قرار دے، وہ اس حکومت کا باغی متصور ہو کر واجب القتل ہوگا۔

اب پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ دونوں باتیں از روئے شریعت درست ہیں۔ اخبار زمیندار کو چاہیئے کہ اس پر علماء سے شریعت کا فتوےٰ لے کر شائع کرے، اور ان کی روشن خیالی کا ثبوت دنیا کو دے، اگر علماء از روئے شریعت یہ فتوےٰ دیں کہ واقعی کسی اسلامی حکومت کے ماتحت غیر مسلم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے، کہ مسلمان صرف تلوار کے زور سے مسلمان رکھے جا سکتے ہیں۔ اور ان کا مذہب اس حد کمزور ہے [illegible] پھسل جائیں گے، اور صرف ایک اسلامی حکومت ہی ان کی غیر مذاہب سے حفاظت کر سکتی ہے، یہی وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے اسلام سب سے پہلے دنیا میں بدنام ہو رہا ہے، اور آج زمیندار جیسے اخبار میں ان کا اعادہ بہت ہی قابل افسوس ہے۔ ممکن ہے بعض علماء تو تاریک کوٹھڑیوں میں بیٹھ کر یہ فتوے دے دیں۔ کہ کسی اسلامی حکومت کے ماتحت غیر اسلامی مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں لیکن ایسے فتوے دینے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیئے کہ دنیا میں جو اصول کام کرتا ہے، وہ یہی ہے کہ جو سلوک تم دوسروں سے کرتے ہو، وہی سلوک تم سے کیا جائے گا۔ اگر ایک اسلامی حکومت کے ماتحت غیر اسلامی مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں تو ایک غیر اسلامی حکومت کے ماتحت تبلیغ اسلام کی اجازت اسی اصول پر بند ہونی چاہیئے، قرآن کریم دنیا میں مذہبی آزادی قائم کرنے آیا تھا۔ اور اب جب سب قوموں میں آزادی مذہب کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے، تو مسلمان اس تاریک کوٹھڑی میں گھسنے کی کوشش کریں گے جس سے قرآن کریم نے انہیں باہر نکالا تھا۔ پھر ٹرکی میں جہاں اتنی مدت تک خلافت رہی۔ غیر اسلامی مذاہب کی تبلیغ کو نہ روکا گیا مصر میں غیر اسلامی مذاہب کی تبلیغ پر کوئی رکاوٹ نہیں، کیا افغانستان کے لئے ہی اس کہنہ ہتھیار کی ضرورت ہے، جس کی وجہ سے مخالفین پہلے ہی اسلام پر غلط الزام لگا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اخبار زمیندار اگر اس اپنی صریح غلطی کو واپس لے لے تو وہ نہ صرف اپنے ساتھ بھلائی کرے گا۔ بلکہ اسلام پر جو دھبا اس کی اس تحریک کی وجہ سے لگتا ہے۔ اس کو بھی دور کر دے گا، اور اسلام کو غیر قوموں کی نگاہ میں زیادہ محبوب بنا دے گا۔

دوسرا دعوےٰ یہ ہے کہ ایک اسلامی حکومت کے ماتحت ہو کر جو شخص حکمرانوں کو کافر قرار دے، وہ باغی متصور ہو کر واجب القتل ہوگا۔ حکومت اسلامی کی ان خصوصیات پر جس قدر ناز کیا جائے کم ہے۔ مسلمانوں کے ایسے ایسے خیالات ہی شاید ہوں جن کی وجہ سے حکومت اسلامی اس حالت کو پہنچ گئی ہے، ایک عیسائی حکومت کے حکمرانوں کو کافر قرار دے کر باغی نہیں بنتے اور نہ واجب القتل ہوتے ہیں۔ مگر اسلامی حکومت کے حکمرانوں کو کسی نے کافر کہا اور باغی ہو کر واجب القتل ہو گیا، میں اس بات کا مؤید نہیں، کہ مسلمان ایک دوسرے کو کافر کہیں میں اس شخص کو بھی گمراہ سمجھتا ہوں۔ جو ایک معمولی سے معمولی کلمہ گو کو کافر قرار دیتا ہے، اور میں قادیانی احمدیوں کے اس عقیدہ کو کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں لیکن حکمرانوں کو کافر کہنے سے باغی اور واجب القتل ہو جانا ایک ایسا استدلال ہے جس کی بنیاد مجھے شریعت اسلام پر معلوم نہیں ہوتی ممکن ہے علماء کے پاس کوئی ایسا حیلہ ہو، جس سے ایسے شخص کو باغی اور واجب القتل بنا دیا جائے، لیکن جس حالت میں شیعہ سنی ایک دوسرے کو کافر تک کہہ دیتے ہیں۔ اور حنفیوں میں مقلد، غیر مقلد ایک دوسرے کو کافر مشرک کہنے سے نہیں جھجکتے، اور پھر سنی حنفیوں میں دو گروہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں، تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کون مسلمان کسی حکومت کے ماتحت بغاوت کے الزام سے پاک ہو سکتا ہے، اور میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا، کہ افغانستان میں ایک احمدی نے جا کر وہاں کے سب مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ قادیانی احمدی فرقہ کا کتابی عقیدہ یہی ہے لیکن اول تو بہت سے ان میں سے دوسرے مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے، اور جو دل میں سمجھتے بھی ہوں۔ وہ یہاں بھی ایسا کہنے سے شرماتے ہیں، چہ جائیکہ افغانستان کے ملک میں ایسا کیا ہو، اور اس سے پہلے جو دو احمدی بیس سال قبل سنگسار کئے گئے، انہوں نے تو یقیناً کسی مسلمان کو کافر نہ کہا تھا، لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ نعمت اللہ خاں نے افغانستان کے حکمرانوں کو کافر کہا تو اتنا کہنے سے وہ حکومت کا باغی نہیں ہو سکتا، اور نہ واجب القتل ہو سکتا ہے شریعت اسلامی کا فتوےٰ تو یہی ہے، کہ کوئی شخص بغیر قتل یا فساد کے قتل نہیں کیا جا سکتا، اب اگر اس لفظ فساد کو اس قدر وسیع کر لیا جائے کہ کسی شخص [illegible] تو وہ مفسد ہو کر واجب القتل ہو گیا، تو کسی کی زندگی بھی امن میں نہیں، غرض یہ دوسرا دعوےٰ ایسا ہی بے دلیل ہے جیسا پہلا دعوےٰ۔

ہاں یہ بالکل سچ ہے، کہ ہر ایک مسلمان کے نفس کو رسول خدا صلعم نے حرمت دی ہے۔ اور ان دماءکم و اموالکم

دائرہ اصلاح سے باہر نکالتی ہے۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو محض مذہبی اختلاف پر واجب القتل قرار دیتا ہے، وہ خواہ امیر افغانستان ہو اور خواہ علمائے افغانستان یا ہندوستان ہوں یا کوئی سجادہ نشین ہو یا کسی اخبار کا ایڈیٹر ایک ناحق خون گرانے کا ارتکاب کرتا ہے، یا ایک ظلم صریح کا معاون ہے، اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کے اس فعل سے اظہار نفرت کرے، لیکن ہم ابھی تک تفصیلی واقعات کے منتظر ہیں۔ اور بغیر تفصیلات کو جاننے کے کسی پر یہ الزام نہیں لگاتے، کہ آیا شخص کو کس جرم کی بنا پر سنگسار کیا گیا، ہاں زمیندار نے جو اصول باندھا ہے وہ ایک خطرناک اصول ہے، اور اس کے یہ معنے ہیں کہ جہاں خوارج کی حکومت ہو، وہاں شیعہ سنی۔ اہل حدیث سب باغی اور واجب القتل اور جہاں شیعہ کی حکومت ہو وہاں خوارج سنی وغیرہ سب واجب القتل ہوں گے کہ اس طرح مسلمان آپس میں لڑ مر کر ختم ہو جائیں، ایک احمدی کے قتل کے جواز کے لئے کم سے کم اصول تو غلط نہیں بنانا چاہیئے۔ اس سے بہتر تھا کہ صاف لفظوں میں یوں کہہ دیا جاتا کہ مسلمانوں کے سب فرقے باہم مل جل کر اتحاد و محبت سے رہیں، مسلمان۔ ہندو۔ عیسائی۔ یہودی بھی مل جل کر رہیں لیکن احمدیوں کو روئے زمین سے مٹا نا مسلمانوں کا پہلا فرض ہے کیا ہمارے کسی اور خیر خواہ کو بھی یہ جرأت ہوگی کہ اس مضمون پر قلم اٹھا کر مسلمانوں کو صحیح راہ پر ڈالے،

مسجد برلن کی تعمیر شروع ہوگئی

قارئین کرام یہ سنکر خوش ہوں گے، کہ برلن سے حضرت مولنا مولوی صدرالدین صاحب کا تار موصول ہوا ہے جس میں یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ

"مسجد برلن کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا ہے، سنگ بنیاد آئندہ ہفتہ کے دن رکھا جائے گا۔ دعا کیجیئے۔۔۔۔!"

یہ خوشخبری عامۃ المسلمین بالخصوص ہمارے احباب کے لئے خاص مسرت کا موجب ہوگی، خدا کا شکر ہے۔ کہ ایک مدت سے جس چیز کی طرف آنکھیں لگ رہی تھیں، جس مسرت اندوز خبر کے سننے کے لئے ہمارے احباب مضطربانہ جوش کا اظہار کر رہے تھے، اور خود حضرت مولنا صدرالدین صاحب نے جس چیز کے لئے اس قدر دور دراز کا سفر اختیار کیا، اور طرح طرح کی مشکلات کے باوجود دو سال سے اس کے لئے مصروف جدوجہد تھے، آخر کار اس کے ظہور کا وقت آیا۔ اور ہمارے کانوں نے اس خوشی کی خبر کو سنا

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

یورپ کی سرزمین میں جہاں چاروں طرف صلیب اور گرجاؤں کے سوائے اور کوئی عبادت گاہ نہیں، جہاں کلیسا کے گھڑیال صبح اور شام لوگوں کو تثلیث پرستی کی دعوت دیتے رہتے ہیں، اور بہت کم ایسے لوگ ہیں، جن کے کان اللہ اکبر کی آواز سے آشنا ہوں، اور وہ یہ جانتے ہوں کہ خدائے واحد کا اصل گھر گرجا نہیں بلکہ مسجد ہے، اسلامی مساجد کی موجودگی تبلیغ اسلام کے لئے جس قدر مفید اور کارآمد ہو سکتی ہے ظاہر ہے انگلستان میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کو اللہ تعالے نے جو کامیابی عطا فرمائی ہے اس کا ایک بڑا سبب ووکنگ کی وہ چھوٹی سی مسجد ہے، جو ہمارے مشن کا مرکز بن چکی ہے، اس مسجد کو دیکھنے کے لئے زائرین دور دور سے آتے ہیں، اور اپنے قلوب میں اسلام کا ایک ایسا نقشہ لے کر جاتے ہیں۔ جو ان کے پہلے خیالات سے بالکل مختلف ہوتا ہے، اور آہستہ آہستہ یہی انہیں اسلام کی طرف کھینچ لاتا ہے لٹریچر کی اشاعت اور دوسرے اسباب بھی بے شک کامیابی کا موجب ہیں لیکن مسجد کا بھی اس میں بہت بڑا حصہ ہے، لیکن برلن میں مسجد کا قیام ہمارے لئے بہت زیادہ فائدہ اور مسرت کا موجب ہے، کہ ہماری بیاد ہے کوششیں اس کے قیام کا باعث ہیں کہاں یورپ اور کہاں حضرت مسیح موعود کی یہ چھوٹی سی جماعت جو تعداد کے لحاظ سے بہت قلیل ہے، اور مالی حیثیت سے بہت غریب۔ خدا کی نظروں میں اس چھوٹی سی جماعت کی یہ خدمت اور ایثار بہت بڑے عظیم الشان ثواب کا موجب ہوگا، بشرطیکہ ہم اس عظیم الشان کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں پوری کوشش صرف کر دیں۔ اور اپنا روپیہ ... کے بہت زیادہ لیت ولعل میں نہ ڈالیں، اس وقت جبکہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے، روپیہ کی فوری ضرورت ہے، ایسا نہ ہو، کہ روپیہ نہ ہونے سے تعمیر کا کام درمیان ہی میں رہ جائے اور دنیا کی رسوائی تو ایک طرف آخرت میں ہم اللہ تعالے کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں ہمارے احباب اس بارہ میں خاص کوشش سے کام لیں۔ اور جن جن رقموں کے انہوں نے وعدے کئے ہوئے ہیں وہ بھی ادا کریں۔ اور مزید چندہ بھی لوگوں سے کریں، تاکہ کسی طرح اس پاک کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو،

اس کے علاوہ جس بات کی طرف احباب کی توجہ درکار ہے اس کا ذکر حضرت مولنا نے خود اپنے مندرجہ بالا تار میں کیا ہے، وہ یہ کہ احباب کرام دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالے اس مبارک کام کو انجام تک پہنچائے، مسجد کا سنگ بنیاد جیساکہ تار سے معلوم ہوتا ہے۔ آئندہ ہفتہ کو رکھا جانے والا ہے، اس لئے یہ بہت مناسب ہے کہ آئندہ جمعہ کو ہر جگہ جماعتوں میں خاص طور پر دعا کی جائے، لاہور میں بھی آئندہ جمعہ کو دعا کی جائے گی، بیرونی جماعتیں اس بات کا خیال رکھیں، اور جمعہ کے دن نماز کے اندر بھی اور اس کے بعد بھی ضرور دعا فرمائیں تاکہ تمام جماعت کی متحدہ دعائیں اللہ تعالے کے حضور میں شرف قبولیت حاصل کریں۔

دور کی کوڑی

گلبرگہ اور دیگر مقامات پر جو فسادات ہندو مسلمانوں کے درمیان ہو رہے ہیں۔ ان کے اسباب پر غور کرتے ہوئے مہاتما گاندھی نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ ان کے نزدیک کوئی خفیہ کمیٹی ہے۔ جو ان فسادات کی آگ کو مشتعل کر رہی ہے، ہمارے ساجی دوستوں کو خوش ہونا چاہیئے، کہ اس خفیہ کمیٹی کا پتہ ان کے لائق لیڈر سوامی شردھانند نے آخر لگا لیا،

سوامی صاحب نے دہلی کے روزانہ اخبار "تیج" میں "اندھا اعتقاد اور خفیہ جہاد" کے عنوان سے ایک سلسلہ مضمون شروع کیا ہے جس کی دوسری قسط میں جو ۱۵ ستمبر کے "تیج" میں عبدالباری کا ایک فتوے ... انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"ہمارا مذہب ہے کہ مرتد اگر اسلام کی طرف نہ لوٹے تو وہ مسلمانوں کے لئے واجب القتل ہے حنفیوں میں عورت مرتدہ قتل نہ کی جائے گی۔ دیگر ائمہ اس کے قتل کے بھی قائل ہیں، دیکھو مولانا عبدالباری کا مسلمانوں کے نام کھلا خط صلا"

اس کی تائید میں اخبار شوکت بمبئی کی ایک تحریر نقل کرتے ہوئے سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"مہاتما گاندھی اس سازش یا تنظیم کا پتہ لگانا چاہتے ہیں۔ جو امیٹھی سنبھل۔ دہلی اور گلبرگہ میں غارت گری بت خانہ کے پس پشت کام کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس میں شبہ نہیں کہ مسلمان عوام کو بھڑکانے اور خود صحیح سلامت الگ بیٹھے ہوئے جاہل فرقے کو گمراہ کر کے ان کی بربادی کرانے کا آلہ کوئی آلہ اس مرکزی تنظیم کے ہاتھوں میں ہے تو وہ مولانا عبدالباری صاحب کا یہی فتوے ہے"

سوامی شردھانند کی اس دریافت پر ہمارے ساجی دوست جس قدر بھی بغلیں بجائیں کم ہے، شاید ان کے نزدیک سوامی جی کا یہ کارنامہ کولمبس کی دریافت امریکہ سے بھی بڑھکر قابل وقعت ہو تاہم ہمیں یہ دریافت کرنا ہے، کہ لاہور کے بزاز ہٹہ میں جو ہندو صراف خونریزی کا موجب ہوا۔ آیا وہ اسلام ہی سے مرتد ہوا تھا، اور بیچارے نہتے مسلمان تعویذ خریدنے کے لئے نہیں بلکہ اسے قتل کرنے کے لئے وہاں گئے تھے؟ چھوہالی میں جن ہندو غنڈوں نے مسلمان بچوں کو مار پیٹا اور زخمی کیا، آیا وہ بھی اسلام ہی سے مرتد ہوئے تھے، اور بیچارے نہتے مولوی عبدالباری کے فتوے کے مطابق ان کو قتل کرنے کے لئے وہاں گئے تھے؟ کوہاٹ میں جس ہندو نے اشتعال انگیز پمفلٹ شائع کیا، اور دوسرے نے ریوالور چلا کر آتش فساد کو مشتعل کیا، آیا وہ بھی مولوی عبدالباری کے فتوے ارتداد ہی کا نتیجہ تھا، کشمیر کی خانقاہ شاہ ہمدان میں بھی آیا کوئی مرتد مسلمان موجود تھے۔ کہ وہاں فساد پیدا ہوا؟ حیرت ہے کہ ہمارے ساجی دوست کسی امر کے متعلق رائے زنی کرتے وقت، واقعات کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں اگر ان فسادات کی تہ میں مولوی عبدالباری کا فتوے ہی ہوتا، تو چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے ان مقامات پر جہاں شدھی کی تحریک بڑے زور سے جاری ہے، فسادات ہوتے اور مسلمان مبلغین تبلیغی کوششوں کے بجائے چھریوں۔ چاقوؤں اور لاٹھیوں کو آلہ کار بناتے، چاہیئے تھا، کہ مسلمان اپنے گھروں میں تیزاب جمع کرتے۔ ان کے بالاخانوں سے اینٹوں کی بارش ہوتی، سہارنپور میں پیپل کی ایک شاخ کے بجائے کسی مسلمان کا ارتداد وجہ فساد ہوتا۔ لیکن جب ان میں سے کوئی بھی بات نہیں تو مسلمان مولویوں کے بے حقیقت فتووں کو وجہ فساد قرار دے کر مسلمانوں کو تمام فسادات کا ذمہ وار قرار دینا پرلے درجہ کی غلط بیانی نہیں تو کیا ہے۔

مرتد کی سزا

افسوس ہے کہ اس بارہ میں مسلمان علما کے فتوے بالعموم غلط فہمی اور اسلام کے لئے بدنامی کا موجب ہو رہے ہیں۔ مولوی عبدالباری کے فتوے پر سوامی شردھانند نے جو عمارت کھڑی کی ہے۔ ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ حکومت افغانستان نے کابل میں ہمارے بھائی نعمت اللہ خاں کو سنگسار کر کے غیر مذاہب کے لئے نکتہ چینی کا اور بھی موقع پیدا کر دیا اور تعجب ہے، کہ ہندوستان کے بے سمجھ مسلمان حکومت افغانستان کو اس کی بے راہ روی پر متنبہ کرنے کے بجائے اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ معاصر "زمیندار" کی ۱۴ ستمبر کی اشاعت میں لدھیانہ کے مفتی محمد نعیم کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے، جس میں لکھا ہے کہ

"چونکہ جملہ علمائے اسلام بالاتفاق مرزائیت کو ارتداد قرار دیتے ہیں، اور مرتد کی سزا بروئے شریعت اسلام قتل ہے لہٰذا جملہ جناب اقوام عالم پر ہم یہ ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ دولت عالیہ افغانیہ بتابعت احکام شرعیہ و رعایت سیاست اسلامیہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہے۔ اگر دولت موصوفہ ایسا نہ کرتی، تو عدم اجراء حدود شرعیہ کا ارتکاب کرتی۔ جو سراسر منشائے خداوندی کے خلاف ہے"

قطع نظر اس بات کے کہ اس تحریر میں جماعت احمدیہ پر ارتداد بنا لیا ہے، جو علماء سوء کی سنت قدیمہ ہے، ہم مفتی محمد نعیم صاحب سے قرآن کی وہ آیت دریافت کرنا چاہتے ہیں جس میں اللہ تعالے نے مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیا ہو، آخر ہماری تمام شریعت کا مدار قرآن کریم پر ہے۔ خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جن کے مذہب کے مطابق ارتداد کی سزا قتل بتائی جاتی ہے، یہی مسلک ہے کہ قرآن سے مسائل کا استنباط کیا جائے، پس ہمیں بتایا جائے کہ قرآن میں کہاں مرتد کو واجب القتل ٹھیرایا گیا ہے۔ اگر قرآن کی کوئی ایسی آیت نہیں نہ اسوہ نبوی سے کہیں اس کا ثبوت ملتا ہے، بلکہ اس کے خلاف لا اکراہ فی الدین کی نص صریح موجود ہے، تو کس قدر افسوسناک امر ہے کہ قرآن کے خلاف اور رسول اللہ صلعم کے طرز عمل کے خلاف ایک ایسا عقیدہ بنا لیا جائے، جس کو خلاف انسانیت اور وحشیانہ عقیدہ کہنا بجا ہے، اور جس کا بہت برا اثر دنیا میں پیدا ہوتا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جس اصول کو عام طور پر پیش کیا جاتا ہے، اور عدالت افغانستان نے بھی اس کا ذکر کیا ہے افسوس ہے ان لفظ پرست اور ظاہر بین علماء نے غور نہیں کیا، ورنہ انہیں صاف نظر آجاتا، کہ امام ابوحنیفہؒ نے صرف انہی مرتدین کے قتل کو جائز رکھا ہے، جن کا ارتداد سیاسی وجوہ سے باعث خطر ہو،

تعجب ہے کہ مولوی محمد نعیم صاحب کی یہ قاتلانہ اور وحشیانہ سپرٹ اس وقت کہاں جوش میں نہ آئی، جب یو۔ پی کے متعدد اضلاع میں سینکڑوں اور ہزاروں مسلمان مرتد ہو رہے تھے، اور اب تک ہو رہے ہیں "مرزائیوں" پر جو اسلام کی اشاعت میں منہمک ہیں، یہ سارا زور صرف کرنا بتاتا ہے کہ ان لوگوں کو اسلام کی ترقی ایک آنکھ نہیں بھاتی،

انگلستان کی مذہبی کانفرنس

انگلستان میں آئندہ ۲۲ ستمبر کو جو مذاہب کی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے، وہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے بہت اہم ہے اس کانفرنس میں پہلے ہی دن یعنی ۲۲ ستمبر کو اسلام پر مضمون پڑھا جائیگا حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا مضمون وہاں پہلے سے جا چکا ہے ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اسلام کی فتح کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

بقیہ صفحہ اول

... کی نسبت یہ ہر گز گوارا نہیں کرتا، لیکن آپ سے اس طرز کو ... سمجھتا ہوں۔ اگر آپ کو ایک مجدد کے ماننے کے لئے جس کے بالمقابل اس صدی میں دوسرا کوئی مجدد آپ پیش ہی نہیں کرسکتے اس قدر سوالات کی ضرورت ہے۔ تو فرمایئے جن لوگوں کو ہم اسلام کی طرف بلاتے ہیں، ان کو تو شاید اس قدر سوالات کی ضرورت ہوگی، کہ کسی انسان کی ساری عمر ایک ہی شخص کے جواب دینے کے لئے کفتنی نہ ہو، بات تو بہت موٹی ہے۔ احادیث مجدد موجود ہے، اس حدیث کے ماتحت دعوے موجود ہیں۔ ایک شخص چودہویں صدی کا مجدد ہونے کا دعوے کرتا ہے، اس کو مسلمان دس سال تک مجدد تسلیم بھی کرتے ہیں، اس کے تقوی پرہیزگاری خدمت اسلام غیرت اسلامی کے قائل ہیں۔ اس کی مخالفت صرف اس ایک بات پر ہوتی ہے، کہ وہ کہتا ہے۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے اطلاع دی ہے، کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا گئے آپ اس کی پہلی عمر کو دیکھیں۔ اس کے حالات پر غور کریں۔ وہ جوانی کے ایام سے اپنی نیکی کی وجہ سے مشہور ہے، اسی عمر میں ہر قسم کے مخالفین مذہب اسلام کو جواب دیتا ہے، اور اس سلسلہ کو اپنے آخری وقت تک جاری رکھتا ہے، وہ صرف عالم ہی نہیں زاہد بھی ہے، لوگ اس کی دعاؤں کی قبولیت کے بھی قائل ہیں، پھر مجددیت کے دعوے پر اس کی عام قبولیت ہوتی ہے، کوئی اسے برا کہنے والا نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ حضرت عیسےٰ کی وفات کا نام لینے پر لوگ مخالفت کریں گے، کیا وہ اپنی قبولیت کو آپ مخالفت میں تبدیل کرنا چاہتا ہے؟ نہیں بلکہ واقعات بتاتے ہیں، کہ خدا کے حکم نے اسے مجبور کیا۔ اور اس عامہ قبولیت کو چھوڑ کر اسے ایسی راہ اختیار کرنی پڑی۔ کہ غیر مسلم تو پہلے ہی دشمن تھے مسلمان بھی دشمن ہوگئے اور پھر ہر قوم نے اس کو تباہ کرنے کی تدبیر کی، مگر دنیا اس پودے کو نہیں اکھیڑ سکتی۔ جو خدا تعالےٰ نے لگاتا ہے۔ اس کے ساتھ خدا کا وہی قانون ہے، جو اپنے نیک بندوں سے اس کا ہوتا ہے۔ کہ دنیا ان کی مخالفت پر بھی کھڑی ہو جاتی ہے۔ لیکن تدریجاً ان کی قبولیت دنیا میں پھیلتی جاتی ہے، آج سوا سے سوا ...

علماء کے خواندہ طبقہ اس بات کا قائل ہے کہ واقعی حضرت مرزا صاحب نے عیسائیت، آریہ سماج اور ہر غیر مذہب کو وہ جواب دیئے ہیں۔ جو آج مقابلہ مذاہب میں مسلمانوں کا بہترین ہتھیار ہیں۔ اور اس کی جماعت خدمت اسلام اور تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہی نہیں۔ ایسی قربانیاں کر کے دکھا رہی ہے۔ جس کی نظیر بحیثیت جماعت مسلمانوں میں نہیں، اگر اس کے سینے میں خدمت اسلام اور تبلیغ اسلام کی تڑپ نہ تھی۔ تو ہزارہا سینوں میں یہ آگ اس نے کس طرح مشتعل کر دی، میں یہ نہیں کہتا، کہ آپ اعتراض نہ کریں لیکن اگر کسی کو جانچنے کا ذریعہ صرف اعتراض ہی ہیں، اور اس کی خوبیوں کی طرف توجہ ہی نہ کی جا سکے تو پھر صحیح نتیجہ پر پہنچنا محال ہے۔ آج تک شیعوں کو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خدمات نظر نہیں آتیں۔ اس لئے کہ چند اعتراض دل میں جمائے ہوئے ہیں حالانکہ دشمن بھی ان کی خدمات کے قائل ہیں۔ قریباً یہی اصول عام مسلمانوں کا حضرت مرزا صاحب کے بارے میں ہے، اور اہل سنت کہلا کر بھی اہل تشیع کا مذہب رکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص پر چند اعتراض دل میں جما کر ... کا سلسلہ جاری ہے، اور ان کی خدمات انسانی ان کی ... اسلامیہ پر کوئی توجہ نہیں۔ اگر آپ اس طرز پر چلنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کا اختیار ہے، لنا اعمالنا و لکم اعمالکم، آپ اپنے رنگ میں ہی کوئی اسلام کی خدمت کیجئے۔ آخر اسلام کو دنیا میں پھیلانے کا کام تو ہر مسلمان کے ذمہ ہے، آپ کو ہمارے ساتھ اتفاق نہیں، دوسرے طریق پر ہی کام کریں۔ اگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت عیسےٰ کی زندگی اور مہدی کے بزور شمشیر اسلام پھیلانے کا عقیدہ اسلام کی ترقی میں روک ہے، اور آپ یہ کہتے ہیں کہ یہی اسلام پھیلانے کا اصل ذریعہ ہیں۔ تو بہرحال مقصد میں تو میرا اور آپ کا اختلاف نہیں، ذرائع میں اختلاف ہے، آپ اپنے رنگ میں خدمت و تبلیغ اسلام پر اپنی زندگی لگائیں۔ میں اپنے رنگ میں لگاتا ہوں۔ ذرا ذرائع پر اس قدر جھگڑا نہ کریں، کہ اصل مقصد ہی فوت ہو جائے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا اصل مقصد یہی تھا کہ اسلام کو دنیا میں پھیلائیں، اور یہی ہماری جماعت کا مقصد ہے۔ لوگ ہو جائیں ... آج ... کو ... پیدا ... کل ... کر ... پر عیاں ہو جائے گا۔ کہ ہم دشمن اسلام نہیں، دجال کا گروہ نہیں۔ خادم اسلام ہیں، اور ایک راستباز انسان کے دامن سے وابستہ ہیں۔ ہاں اپنی جماعت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ تاکہ زیادہ خدمت اسلام کرسکیں، جس کو سمجھ آتی ہے وہ ہمارے ساتھ ہو جاتا ہے، جس کو نہیں آتی، وہ الگ رہے۔ لیکن الگ رہ کر تو کام تو خدمت اسلام کا کرے۔ والسلام۔

(محمد علی)

روح انسانی اور قرآن حکیم

(۳)

(جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کے قلم سے)

اس سے پہلے نمبروں میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ روح اور ریح کا ایک ہی مادہ ہے۔ اور روح کے معنے نفس یا جان یا سانس کے ہیں، جیسا کہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ ذی روح حیوانوں میں اور کل دیگر مخلوق میں اگر کوئی ظاہرا فرق ہے، تو وہ سانس لینے کا ہے، جب ایک حیوان سانس لینا بند کر دیتا ہے، تو وہ زندہ نہیں رہتا مردہ خیال کیا جاتا ہے، پس وہ چیز جو حیوان کو زندگی بخشتی ہے روح حیوانی کہلاتی ہے، اس روح حیوانی کی موجودگی میں کل حیوان اور انسان برابر ہیں، لیکن جیسا کہ ظاہر ہے اور بتایا جا چکا ہے، (قرآن کریم فرماتا ہے۔ انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون۔ فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۔ تحقیق میں انسان کو پیدا کرتا ہوں مٹی سے پس جب وہ ٹھیک ٹھاک ہو جاتا ہے، میں بیچ اس کے اپنی روح پھونکتا ہوں، پس ہو جاؤ اس کے لئے سجدہ کرتے ہوئے، کہ جب بشر کو مٹی سے تیار کر لیتے ہیں۔ تو اس میں ایک روح اپنی طرف سے پھونکتے ہیں یعنی ایک نئی روح عطا کرتے ہیں جو کہ اس کو کل دنیا و مافیہا کی چیزوں پر حکومت عطا کر دیتی ہے، اور یہ وہ ... جو عام حیوانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور انسانوں کو وہ ... اور اس روح کے پانے میں سب انسان برابر ... خواہ مشرقی اور خواہ ...

یہ روح انسانی یا نفس ناطقہ روح اس لئے کہلاتی ہے۔ کہ یہ انسان کو وہ زندگی عطا کرتی ہے جو حیوانوں میں نہیں پائی جاتی۔ حیوانوں کی زندگی کیونکہ یہاں اس دنیا میں ہی ختم ہو جاتا ہے لیکن اس زندگی کا جو روح حیوانی کے ذریعہ ملتی ہے یہاں خاتمہ نہیں ہوتا، اس کے ذریعہ انسان پر بہت سی ذمہ واریوں اور امانتوں کا بوجھ پڑ جاتا ہے، جس کے عوض اس کو آئندہ ایک طویل زمانہ ترقیات کا ملتا ہے، چونکہ اس انسانی روح کی پرورش اسی ہدایت پر چلنے سے ہوتی ہے، اس لئے کلام آلہی کو ہی جو اس کے لئے ایک رنگ میں سرچشمہ زندگی ہے، روح کہا جاتا ہے، جو اللہ تعالےٰ انسان کی امداد کے لئے اپنے حضور سے نازل فرماتا ہے، جس طرح زمین میں مختلف اغذیات جسمانی زندگی کے بقا کے لئے مہیا کی جاتی ہیں۔ اسی طرح اس روح انسانی کے بقا کے لئے مختلف اغذیات کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے بارگاہ الہی سے سورۂ قدر میں تنزل الملئکۃ والروح فیہا باذن ربہم۔ اللہ تعالےٰ اتارتا ہے فرشتوں کو اور روح کو بیچ اس رات کے اللہ کے اذن سے یہاں وہ روح جو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے وہ قرآن کریم ہے، وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا اسی طرح وحی کیا ہم نے تیری طرف اے محمد صلعم، قرآن کو اپنے حکم سے، پھر وہ ذات ستودہ صفات جو کہ اس کلام کو جو انسان کے لئے زندگی بخش جام ہے لے کر نازل ہوتی ہے، اس کو بھی روح کہا ہے، فرمایا۔ ایدناہ بروح القدس یعنے حضرت جبریل کے ذریعہ ہم نے ان کی امداد کی،

پھر جب انسان اس کلام آلہی کے ماتحت اپنی کل خواہشات کو چلاتا ہے، اور اس کی روح ترقیات کے میدان میں بڑھتی ہوئی اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے، تو وہ مقربان بارگاہ الٰہی میں سے ہو جاتا ہے۔ اور اللہ اس کی دعاؤں کو سنتا ہے، اور وہ پاک کلام آلہی سے حصہ پاتا ہے، اور اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ اور وہ اللہ سے راضی ہو جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ۔۔۔ انسانوں میں سے جس پر ان بندوں ... جن پر کہ ہم چاہتے ہیں اپنی کلام کا القا کرتے ہیں۔ یہاں آکر انسانوں میں بھی تمیز ہو جاتی ہے، اور یہ روح جو کہ روحانی زندگی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے، صرف انہی کو انسانوں میں سے عطا کی جاتی ہے، جو کہ امر آلہی کے ماننے والے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ جو کہ اوامر و نواہی آلہی کی پرواہ نہیں کرتے، وہ اس سے محروم کئے جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنہ اسفل سافلین الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلہم اجر غیر ممنون ۔ دوسری جگہ حکم ہوتا ہے۔ اولئک کالانعام بل ہم اضل ۔ یعنے حیوان بلکہ حیوان سے بھی بدتر ہیں،

ان لوگوں کو جو کہ روحانی زندگی کو حاصل کرتے ہیں پھر آگے بڑے بڑے درجات ملتے ہیں۔ جن کا ذکر علیحدہ مضمون میں کیا جائے گا، یہاں اتنا بتانا ہی کافی ہوگا۔ کہ قرآن کریم جنت میں ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ تعرج الملئکۃ والروح فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ ۔ المعارج ۔ کہ فرشتہ اور روحیں اس کی طرف چڑھتی ہیں۔ ایک دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار سال ہے۔ اس جگہ روح سے مراد مومنوں کی روح ہے، اور ان کی ترقیات کا بتانا مقصود ہے۔ یعنے روحوں کو فرشتوں کے ذریعہ سے اس زندگی میں ترقیات ملتی ہے، اور ایک ایک دن ان کا پچاس ہزار سال کا ہے، بالفاظ دیگر یہ وہ زندگی ہے، جس کے لئے کہ انسان کو یہ زندگی طیاری کے لئے دی گئی ہے،

ان مذکورہ بالا بیانات میں ہم نے قرآن سے ثابت کیا ہے کہ الوہیت آلہی ایک مٹی کو اٹھا کر جاندار انسان بنا دیتی ہے، اس میں روح حیوانی پیدا کرتی ہے۔ پھر جب وہ طیار ہو جاتی ہے۔ اس میں روح انسانی نفخ کرتی ہے، اور پھر جب یہ روح انسانی مختلف منازل سلوک کو طے کرتی ہے، تو اس کو اس جہان میں کلام آلہی سے ایک تازہ زندگی ملتی ہے، آخر اسی کو بعد ترقیات لامتناہی عطا کی جاتی ہیں۔ اجر غیر ممنون ۔ جو کہ اس دنیا میں جنت کے ملنے سے شروع ہوتی ہیں۔ اور بعد از قیامت جنتی زندگی میں ملتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس سوال کا جواب کہ روح کیا چیز ہے، الفاظ میں ادا کرنا آسان نہ تھا۔ لیکن صدقہ جائیں۔ اس پاک کلام آلہی کے کیا مختصر اور پر معنی جواب دیا۔ یسئلونک عن الروح ۔ قل الروح من امر ربی ۔ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے، تو جواب دے کہ میرے رب کے احکام سے روح پیدا ہوتی ہے۔ یعنے الوہیت آلہی کا ایک کرشمہ ہے، جو مٹی سے زندہ انسان اور زندہ انسان سے روحانی انسان اور اس سے باخدا انسان بنا دیتی ہے، یعنے روح حیوانی روح انسانی اور روح نجات یافتہ کا مٹی سے پیدا کرنا ربوبیت آلہی کا تقاضا ہے۔ اگر روح ایک چیز ہوتی تو کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ روح یہ ہے۔ پس یہ بتانے کے لئے کہ روح کیا ہے یہ بتانا ضروری تھا، کہ مٹی سے روح حیوانی پھر روح انسانی پھر روح اخروی اتنی روحیں ہیں۔ جو کہ ہمارے خدا کے حکم سے جو رب ہے بنائی جاتی ہیں۔ اس جواب میں اللہ تعالےٰ نے صرف روح ہی نہیں بلکہ روح کی کل فلاسفی کو بیان فرما دیا ہے،

پس ہمارا یہ فرض ہے، کہ ہم روح کی اصل حقیقت کو سمجھ کر اپنے نصب العین کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت امیر کا درس قرآن

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر نے ڈلہوزی سے واپسی پر سردیوں کے آغاز سے قرآن شریف کا خاص درس فرمانا ہے، جو انشاء اللہ چھ ماہ کے اندر ختم ہو جائے گا۔ جو احباب اس میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں وہ وسط اکتوبر سے رخصتوں کا انتظام کرلیں۔

(سکرٹری)

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اور پتہ صاف اور خوشخط لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے،

(مینجر)

قرآن کا معیارِ نبوّت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

حضرت مسیح موعود اور میاں محمود احمد صاحب

(۲)

ختم نبوت

حضرت مسیح موعودؑ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اسکی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم صلعم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴

(۲) غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آسکتا۔ حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۵

(۳) علاوہ ان باتوں کے کہ مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت روکتی ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایسا ہی حدیث لا نبی بعدی یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیا ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے کیا یہ سب امور حکم نہیں کرتے کہ اس حدیث کے معنی کرنے کے وقت ضرور ہے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیر دیا جائے۔ ایام الصلح صفحہ ۱۴۷

(۴) لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیا کے لئے ہرگز روا نہ رکھیگا کہ ایک رسول کو بھیجکر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ایک ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی الٹ دے حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۴

(۵) ایسا ہی آپ نے لا نبی بعدی کہکر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنیوالے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔ ایام الصلح صفحہ ۱۵۲

(۶) اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (کشف الغطاء صفحہ ۲۶)

(۷) ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی نبی نہیں آسکتا۔ (راز حقیقت صفحہ ۱۶ کا نوٹ)

(۸) مسیح کیونکر آسکتا ہے۔ وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار روئیں اس کو آنے سے روکتی ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۴)

(۹) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱

(۱۰) اللہ تعالیٰ کو یہ شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان ہے کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷)

(۱۱) آدم کو پیدا کیا۔ اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں۔ اور سب سے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ جو خاتم الانبیا اور خیر الرسل ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۱)

وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریقۃ المستقلۃ وما بقی الا کثرۃ المکالمۃ ۔ یعنے ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ قطع ہو گیا۔ پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفےٰ کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور آپ کے بعد کچھ باقی نہیں رہا مگر کثرت مکالمہ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴ تتمہ۔

(۱) پھر یہ بھی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اور اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کی واپسی کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ (سراج منیر صفحہ ۳ و ۴)

میاں محمود احمد صاحب

۱- آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیا رکو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلعم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا۔ اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں۔ یا اس کے خلاف نعوذ باللہ من ذالک اگر اس عقیدہ کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ آپ نعوذ باللہ ایک عذاب کے طور پر آئے تھے۔ اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے۔ وہ لعنتی اور مردود ہے۔ (حقیقۃ النبوت صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷)

۲- تو خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا جب تک آنحضرت صلعم کی غلامی اختیار نہ کرے ورنہ نبوت کا دروازہ مسدود نہیں۔ اور جبکہ باب نبوت کھلا ہے تو مسیح موعود بھی ضرور نبی ہے۔ (حقیقۃ النبوت)

۳- اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار رکھدی جائے۔ اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے کذاب ہے۔

انوار خلافت صفحہ ۶۲

۴- ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں۔ ہزاروں نبی اور ہوں گے۔

انوار خلافت صفحہ ۶۲

۵- پس آپ لوگوں نے نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ ا۔

(مرزا صاحب) کی وحی و تعلیم کو غور سے ر "

میں بغض وعناد کو دور کر کے غور کی۔ بلا سوچے

کو رد کر دیا۔ پھر صرف ایک باطل عقیدہ اور خیالات کی بنا پر جو محض خود ساختہ ہے۔

(۱) سیدنا حضرت محمد خاتم النبیین صلعم کے بعد باب رسالت تا ابد مسدود ہے۔

(۲) اور حضرت جبرائیل کا نزول بوحی نبوت لانا تا قیامت منقطع ہے اور آریہ قوم اور آل فرعون کے عقیدہ کی اتباع کی۔

چیلنج انعامی ایک سو روپیہ صفحہ ۷۔ از مرید میاں صاحب

× × × × × ×

× × × × × ×

× × × × × ×

اخبار احمدیہ

کوہ مری میں مولوی عصمت اللہ صاحب کے لیکچروں کی خبر گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ اپنے ایک خط میں مولوی صاحب ان لیکچروں کی کیفیت لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

۹/۸ کو مسلم رسٹ روم ہال میں ۹ بجے شب کے خاکسار کا ایک مبسوط تقریر اسلام اور ویدوں کی اخلاقی تعلیم پر زیر صدارت جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب ہوئی۔ لیکچر ہال معہ برآمدوں کے ہر مذہب اور ہر طبقہ کے لوگوں سے کھچا کھچ بھر رہا تھا۔ اگرچہ شہر میں ایک ناعاقبت اندیش نام کے مولوی نے ہم پر کفر کا فتوے لگا کر لوگوں کو ہمارے جلسہ میں آنے سے روکا تھا۔ اور ہم پر طرح طرح کی افترا پردازی بھی کی تھی۔ تقریر میں ضمناً عقائد احمدیہ کا اظہار کر کے بتایا گیا کہ نہ تو ہم حضرت صاحب کو نبی مانتے ہیں اور نہ اس بات کے ہی قائل ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے۔ اور نہ حضرت مسیح موعود ہی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس تقریر کا عام حضار جلسہ پر نہایت اچھا اثر پڑا۔ اور آریہ تو اسقدر مرعوب تھے۔ کہ لب ہلانے تک جرأت نہیں ہوئی۔ مگر تقریر ختم ہونے کے بعد چند ناعاقبت اندیش مولویوں نے ذلہ کی نیت سے یہ اعتراض کیا۔ اگر آپ لوگوں کے یہی عقائد ہیں تو ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ اس پر حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے نہایت ہی متانت اور انکسار کے ساتھ کہا کہ آپ لوگ ہمارے اور حضرت صاحب کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیویں۔ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کو تیار ہیں۔ اس پر تھوڑی دیر گفتگو ہوتی رہی۔ اگرچہ مولویوں نے گڑبڑ مچانے میں کوئی فروگذاشت نہیں کی۔ مگر عام مسلمانوں نے مولویوں کی ان نازیبا حرکتوں کو نہایت بری نظر سے دیکھا اور ان کو اس رویہ سے روکتے رہے۔ بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ کل علماء ہمیں مسجد میں بلا کر ہمارے اور حضرت صاحب کے اسلام کا اعلان کریں گے۔ دوسرے روز ہم سب منتظر رہے کہ بلاوا آئے گا۔ مگر کون آتا وہ تو مجلس کو درہم برہم کرنے کی نیت سے شور اٹھایا گیا تھا اور بس۔

۱۰ کو ۹ بجے شب کے پھر مسلم رسٹ روم ہال میں جلسہ کیا گیا جناب مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری لیڈر صدر جلسہ قرار پائے ۔ مری کل کی نسبت بھی تنگی تھی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے آپ کی تقریر اتحاد بین المسلمین پر تھی۔ اس جلسہ میں ہمارے مخالف بھی مخالفت پر تل کر آئے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے نہایت مہذب لہجے میں اپنی درد بھری تقریر شروع کی۔ اثنائے تقریر میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی نظم جس کا مطلع یہ ہے سہ

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

آسماں را می سزد گر خوں ببارد بر زمیں
بر پریشاں حالی اسلام و قحط المسلمیں

اس دردانگیز لہجہ سے پڑھی کہ جملہ حضار جلسہ چشم پرنم ہو گئے۔ ازاں بعد آپ نے فرمایا کہ ہم سب کا مذہب اسلام ہے حنفی، شافعی، احمدی وغیرہ فروعی اختلافات کی بنا پر امتیاز قائم کرنے کے لئے نام رکھے گئے ہیں ان معمولی اختلافات کو اسقدر اہم بنا دینا کہ وہ کفر و اسلام کا معیار بنجائیں ٹھیک نہیں۔ اسپر راس المخالفین بڑے جوش سے اٹھا اور کانپتے ہوئے جوش میں آکر کہنے لگا حنفی کیوں پیچھے شافعی کیوں پیچھے مجھے وقت دو میں بحث کروں گا۔ جناب صدر جلسہ نے ارشاد فرمایا کہ اتحاد بین المسلمین پر تقریر ہو رہی ہے۔ جو سب کے لئے بکار آمد اور قابل عمل ہے اس میں بیجا دخل دینا اور محفل کو درہم برہم کرنا ٹھیک نہیں اسپر وہ نام نہاد مولوی اٹھ کھڑا ہوا اور لوگوں کو بہ آواز بلند پکار کر کہا مسلمانو! یہاں مت بیٹھو۔ یہ میرزائیوں کا جلسہ ہے۔ اسپر چند ناعاقبت اندیش اٹھ کھڑے ہوئے اور باقی جلسہ اسی طرح پر جاری رہا۔ ہر چند آوازے لگائے گئے۔ اور شور مچایا گیا کہ لوگو اٹھو۔ یہاں مت بیٹھو مگر کوئی بھی نہ اٹھا۔ اس امر میں ان مولویوں نے اپنی ناکامیابی دیکھی تو کھسیانے ہو کر چل دیے۔ مگر شرارت کہاں جاے۔ باہر جاتے ہی پتھر برسانے شروع کر دیے اور اسقدر سنگباری کی کہ بیان سے باہر ہے۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی تقریر اسی سنگباری میں جاری رہی اور لوگ اس عالم میں بھی ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھے رہے۔ اور بعض یہ بھی کہتے رہے کہ آج ہمارے مولوی نے تہذیب و انسانیت کا خون کر دیا۔ یہ مولوی نہیں عدو اللہ ہیں حضرت شاہ صاحب قبلہ کی پر درد تقریر کے بعد خاکسار کھڑا ہوا۔ اور حالات حاضرہ پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور کسوف و خسوف کے متعلق

... آریہ اعتراض کا جواب دیا۔ سنگ باری برابر جاری تھی۔ جناب صدر جلسہ نے فرمایا کہ اسوقت حقائق قرآنی بیان ہو رہے ہیں مسلمانو سنگ باری کی پرواہ مت کرو۔ پتھر پڑنے دو۔ آج امتحان کا دن ہے۔ اس حالت میں کہ ہم قرآن سن رہے ہیں موت بھی آجائے تو کوئی غم نہیں۔ اللہ اللہ۔ اسوقت عجیب عالم ہوا۔ سب کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور مجمع پر کامل سکوت کا عالم چھا گیا۔ خاکسار نے بھی اسی موقعہ کے مناسب حال چند رقت انگیز الفاظ کہہ کر اور یہ شعر پڑھ کر کہ

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

اپنا اصل مضمون بیان کیا۔ خاکسار کی تقریر کے بعد جناب صدر اٹھے اور فرمانے لگے کہ میں بلا خوف لومۃ لائم اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میں احمدی تو نہیں ہوں۔ مگر احمدیوں کو سچے دل سے مسلمان سمجھتا ہوں اور اتحاد بین المسلمین کا قائل ہوں اور آپ لوگوں کا مشکور ہوں جنہوں نے سنگ باری کے عالم میں پورے ایثار کا ثبوت دیا۔

اللہ تعالے کا یہ خاص فضل دیکھئے کہ مولوی صاحبان تو مخالفت میں اسقدر زور لگاتے رہے۔ مگر اس جلسہ میں لفٹنٹ خان محمد صاحب جو کہ کوہ مری کے روسا میں سے ہیں اور تعلیمیافتہ نوجوان ہیں اور ہمارے ہر روز کے جلسوں میں شوق سے شریک ہوتے رہے ہیں بڑے جوش سے اٹھے اور اعلان کر دیا کہ میں جماعت احمدیہ کے ساتھ شامل ہوتا ہوں۔ اسوقت حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ نے اس ہونہار قابل فخر نوجوان کے لئے نہایت درد بھرے لہجہ میں دعائے استقامت فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔ ہم سب کی زبانوں پر یہ مصرعہ جاری تھا۔ ع

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد

اللہ تعالے کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ سنگ باری سے کوئی مجروح نہیں ہوا۔ بلکہ اس نامعقول حرکت سے ہماری نسبت لوگوں کے دلوں میں نیک خیال پیدا کر دیا۔

ہمارے نئے بھائی

ماہ اگست میں ذیل کے احباب داخل سلسلہ ہوئے جنہوں نے جماعت کی ترقی میں حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالے انہیں جزاء خیر دے۔ اور جو احباب باوجود متواتر یاددہانی کے اپنے فرض سے غافل ہیں۔ اللہ تعالے انہیں توفیق عطا کرے کہ اپنا فرض سمجھیں بغیر جدوجہد کسی قوم کا ترقی پانا اور دین و دنیا میں ممتاز ہونا ناممکن امر ہے۔ شروع سال سے ۳۱۔ جولائی تک ۴۰۰ نئے احباب شامل سلسلہ ہو چکے تھے اس ماہ کے احباب کی فہرست حسب ذیل ہے۔

نمبر	نام	کس کے ذریعہ سے بیعت ہوا
۴۰۸	مسٹر ابراہیم کمٹی برہما	بذریعہ خط
۴۰۹	محمد حسین صاحب قریشی ضلع راولپنڈی	"
۴۱۰	خواجہ شریف احمد صاحب کوہ مری	"
۴۱۱	عبدالغنی صاحب	"
۴۱۲	میراں بخش صاحب ولد عمر بخش صاحب ضلع کانگڑہ	بذریعہ چوہدری سرکردار خان
۴۱۳	گل محمد صاحب ولد عبدالرحمن صاحب ضلع مظفرگڑھ	بذریعہ مولوی عصمت اللہ
۴۱۴	حاجی احمد صاحب ولد جمال الدین صاحب	"
۴۱۵	حافظ سوہنارا صاحب ولد محمد ضیا صاحب	"
۴۱۶	عبدالکریم صاحب ولد مولوی عنایت علیشاہ صاحب	"
۴۱۷	سردار شیر محمد صاحب ولد سردار درویش محمد خان صاحب	"
۴۱۸	عبدالرحمن شورنٹ کیمبل تانگنیکا مغربی افریقہ	بذریعہ خط
۴۱۹	عبدالغفور صاحب ولد صلابت خان صاحب ریاست ... پور	بذریعہ شیخ محمد یوسف صاحب
۴۲۰	مولوی سید احمد صاحب ضلع بنوں	بذریعہ خط
۴۲۱	مستری خیر دین صاحب سیالکوٹ	"
۴۲۲	منشی شمس الدین صاحب ریاست کشمیر	در بزاحمد صاحب قریشی
۴۲۳	چوہدری عبدالحمید خان صاحب	"
۴۲۴	منشی مقبول احمد صاحب	"
۴۲۵	محمد ابراہیم صاحب ولد مولا بخش صاحب دہلی	شیخ محمد یوسف صاحب
۴۲۶	منشی سلطان محمد خان صاحب ریاست کشمیر	خواجہ محمد صدیق صاحب
۴۲۷	میاں علم الدین صاحب درزی لاہور	مرزا خدا بخش صاحب
۴۲۸	چوہدری سردار خان صاحب ضلع شاہپور	چوہدری محمد حسین خان صاحب
۴۲۹	چوہدری اکبر علی خان صاحب ضلع شاہپور	چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار
۴۳۰	منشی یعقوب علی صاحب ضلع علی گڑھ	مولوی محمد عزیز الدین صاحب
۴۳۱	غضنفر علی صاحب ولد مدد علی صاحب علی گڑھ	"
۴۳۲	محمد علی صاحب ولد محمد رمضان صاحب ضلع گوجرانوالہ	بذریعہ خط
۴۳۳	صاحبزادہ صفدر علی صاحب ضلع پشاور	صاحبزادہ سیف الرحمن صاحب
۴۳۴	صاحبزادہ فضل علی صاحب	"
۴۳۵	باز میر خان صاحب	"
۴۳۶	شیخ محمد ابراہیم خان صاحب ٹرینیڈاڈ	بذریعہ خط
۴۳۷	محمد حنیف صاحب	بذریعہ سید تجمل حسین صاحب
۴۳۸	پیرن صاحب ولد گوپال صاحب	"
۴۳۹	شنکر سنہ صاحب ولد منگا صاحب	"
۴۴۰	طاہر خان ولد امام خان صاحب	"

سری نگر کشمیر سے جو احباب اس ماہ میں داخل سلسلہ ہوئے ہیں انکی فہرست کسی آئندہ اخبار میں شائع ہوگی۔

محمد منظور الٰہی
اسسٹنٹ سکرٹری

مسلمانان بوسینیا

(ایک انگریز سیاح کے قلم سے)

ساراجیوو جہاں کہ آرچ ڈیوک فرنز فرڈیننڈ ولیعہد آسٹریا کا قتل ہوا تھا۔ اور جس نے سارے یورپ میں آتش جنگ بھڑکا دی تھی۔ بوسینیا کا دارالخلافہ ہے۔ یہاں کے لوگ بخلاف یورپ کے دیگر شہروں کے علی الصبح ہی جاگ اٹھتے ہیں اور ہر طرف سے مؤذن کی صدائے اللہ اکبر گونجتی سنائی دیتی ہے۔ ظاہری حالات میں یہ شہر بجائے یورپین کے ترکی اور بجائے عیسائی کے اسلامی نظر آتا ہے۔ بازاروں میں چلنے پھرنے سے یہی گمان ہوتا تھا کہ ہم ایشیا کے کسی شہر میں پھر رہے ہیں۔ سب طرف پگڑیاں ترکی ٹوپیاں اور کمربند پہنے لوگ نظر آتے تھے۔ عورتیں نقاب منہ پر ڈالے ہوئے قرمزی رنگ کے ڈھیلے پاجامہ سے پھر رہی تھیں۔ بازار کے کونہ پر ایک قدیم مسجد نظر آتی تھی۔ یورپ میں دوم درجہ پر شہر اجیووا جاتا ہے۔ قبرستان اسقدر ہیں کہ یہ مردوں کا شہر کہلائے جانے کا زیادہ مستحق ہے لیکن ان کی حالت کس مپرسی کی تھی اور سرہانے کے پتھر مختلف وضع کے بنے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ہر ایک پتھر وفات یافتہ شخص کے سر پر پہننے کی پگڑی یا ٹوپی کی شکل پر بنایا جاتا ہے۔ شہر میں سیر کرتے ہوئے ہمیں ایک پرانی مسجد ملی جس کے ملحقہ ایک لمبی سات کھڑکیوں والی عمارت تھی۔ اور ہر ایک کھڑکی کے مقابل ایک ایک قبر تھی جس کے سرہانے پر سرکی پوشاک رکھی ہوئی تھی۔ اور قبر ہی ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس نے اس سے ان قبروں کی کیفیت دریافت کی تو اس نے کہا کہ سلاطین اسلامیہ کے عہد میں ان سات درویشوں کو ناحق قتل کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنی بیگناہی ظاہر کی لیکن بعد ادائگی نماز ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ سب سے پرانا قبرستان شہیدلر کے نام سے مشہور ہے جن میں ان مجاہدین اسلام کی قبور ہیں جو چار سو سال گذرے بوسینیا کی فتح کی پہلی جنگوں میں شہید ہو گئے تھے۔ ہم نے ان شہدار کی قبروں کے فوٹو لے لئے۔

ہر بدھ کی صبح کو بازار کے مرکز میں منڈی لگتی ہے۔ ہم نے ہر چند فوٹو لینے کی کوشش کی۔ لیکن ہر ایک مسلمان فوٹو اتروانے سے نفرت کرتا تھا اور بمشکل ہم نے ٹوپیوں کے ایک سوداگر کو دکان پر بیٹھے فوٹو اتروانے پر رضامند کیا۔ مسلمان عورتوں کی تصاویر لینے کی ہم نے بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ تمام صوبہ بوسینیا میں مسلمان لوگ شعائر مذہبی کے بڑے پابند ہیں۔ ظہر کے وقت تمام بازار نماز کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ اور لوگ مساجد میں یا دکانوں پر نماز میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جمعہ کے دن جامع مسجد میں سب لوگ نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں جو ساری کی ساری آدمیوں سے بھر جاتی ہے سب سے بڑی مسجد اشرف بیگ کے نام سے موسوم ہے جس کے وسط صحن میں بیوں کے پیڑ کے نیچے ایک چشمہ تھا جہاں نمازی وضو کرتے ہیں۔ مسجد کا اندرونہ نہایت خوبصورت تھا۔ سب سے پہلے امام نے خطبہ پڑھا۔ بعد ازاں نماز ادا کی گئی مسجد کے صحن کے ایک کونہ میں بانی مسجد کا مزار ہے۔ بعد ادائگی نماز بطور سابق بازاروں میں چہل پہل شروع ہو گئی۔

تازہ خبریں

—— کورمرشل ٹیلیگراف آفس لاہور میں دو ہندو کلرکوں اور ایک جمعدار کی گرفتاری عمل میں آئی کہ پانچسو روپیہ کا ایک منی آرڈر بذریعہ برقی پیغام امرتسر میں وصول ہوا۔ حالانکہ اسکی روانگی کی کوئی رسید تار گھر میں نہ تھی۔ تینوں کی خانہ تلاشیاں بھی ہوئیں جس پر جمعدار کے گھر سے سنگلہ ... بلیں برآمد ہوئیں۔ اور معلوم ہوا کہ اس نے چار ہزار روپیہ بنک میں جمع کر رکھا ہے۔

—— اکرم علی خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے دو بر اکالیوں کو گرفتار کیا ہے جنکا نام نکا سنگھ اور دیوان سنگھ ہیں۔ اول الذکر چار ڈاکوؤں اور چار قتلوں کا مرتکب ہے۔ دونو تحقیقات کے لئے جالندھر بھیجا گیا ہے۔

—— حکومت پنجاب کو چارے کی درآمد کے لئے معیار مقرر کرنے کے لئے توجہ دلائی گئی ہے۔ کیونکہ موجودہ حالات میں ناقص چارے درآمد ہوتی ہے۔ معتمد حکومت شعبہ جات متعلقہ نے اسکے متعلق دلچسپی رکھنے والے اشخاص کی رائیں دریافت کی ہیں۔

—— طنجہ سے اطلاع ملی ہے کہ اہل ریف (مراکش) نے طیطوان سے شیشوان جانے والی سڑک کی تمام چوکیوں پر قبضہ جما رکھا ہے۔ سات ہزار تعداد کی فوج شیشوان میں محصور ہو چکی ہے۔ پانی کی بہم رسانی کا سلسلہ توڑ دیا گیا ہے

—— حاکم نجد نے شاہ حسین پر چڑھائی کی اور مکہ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ ہاشمیوں کی تمام افواج طائف کے محاذ پر بڑی ہیں اور مکہ میں تھوڑی فوج رہ گئی ہے۔ مصری تکیہ رنوبا کے لئے خیرا ... کے مہتمم نے وزیر امور عامہ مصر سے اجازت طلب کی ہے کہ سامان اور سرمایہ کو مکہ سے جدہ میں منتقل کر لیا جائے۔ کیونکہ مکہ پر وہابیوں کے قبضہ کا احتمال بڑھ رہا ہے۔

—— گرجستان کی خبر ہے کہ وہاں بولشویک ملک کو تباہ کر رہے ہیں۔ دیہات اور قصبہ جات کو آگ لگا دی گئی ہے۔ باشندوں کا قتل عام کر دیا گیا۔ صرف باطوم اور طفلس میں سوویٹ کا اقتدار ہے باقی تمام ملک میں انارکی اور بدامنی ہے۔ گرجستان کی خبر سے ماسکو سے تردید ہوئی ہے۔

—— روما اٹلی میں کوروی نامی ایک مزدور نے ایک ٹریکار میں پارلیمنٹ کے رکن سابنور کسالینی کو ریوالور سے مار دیا۔ مقتول فیسٹو کے نظام کا معتمد رہنے تھا۔ حملہ آور کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے ہم خیال بھائی سابنور میٹیوٹی کے انتقام کے لئے یہ قتل کیا ہے۔

—— چین میں جاپانی ... نے پیشقدمی کر کے آہنگ پر قبضہ کر لیا ہے۔ کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ کیانگسو اس پر قابض ہو کر سلسلہ خبر رسانی کو منقطع کر دے گا۔

—— شنبہ کی رات کو باغ بیرون موچی دروازہ لاہور میں ایک جلسہ تنظیم مجلس لاہور کے زیر اہتمام ہوا۔ مولوی محمد اسمٰعیل غزنوی صدر تھے۔ ڈاکٹر سید کچلو۔ مولنا سید حبیب۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر حضرات نے تقریریں کیں اور ہندوؤں سے اتحاد کے لئے مسلمانو کا تجارت کو ہاتھ میں لینا ضروری قرار دیا۔

—— کوہاٹ میں فسادات کی وجہ سے مارشل لا کا نفاذ ہو گیا ہے۔ شہر میں تین روز تک آگ لگی رہی۔ فوج نے آگ کے بجھانے اور جان و مال کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آزاد علاقہ کے لوگ حالات معلوم ہونے پر لوٹ مار کے لئے آ پہنچے اور پیادہ فوج پر گولیاں چلائیں جس پر دو کمپنیوں کو شہر کی دیوارو پر متعین کیا گیا اور پولیس نے شہر کو صاف کیا۔

—— راولپنڈی میں ہندو مصیبت زدوں کی سپیشل ٹرینیں آرہی ہیں۔ ان کا شاندار استقبال کیا جا رہا ہے۔ اور قیام و طعام کا عمدہ انتظام ہے جو ہندو مارے گئے ان کی تعداد چالیس اور پچاس کے درمیان ہے۔

—— لکھنو میں ۔ ۱۱ ستمبر سے ہندو مسلمانوں میں شدید لڑائی ہو رہی ہے۔ ہندوؤں کے کسی جلسہ میں کسی نے خبر دی کہ فلاں برہمن کا لڑکا فلاں جگہ مسلمان بنایا جا رہا ہے۔ اسپر ہندوؤں کو اشتعال ہوا اور وہ گلی کوچوں میں شور کرتے ہوئے پھرنے لگے۔ جس پر مسلمانوں نے انکا مقابلہ کیا اور بلوہ شروع ہو گیا۔ ۲ نفوس مقتول اور ۲۰ مجروح ہوئے

تبلیغ اسلام ممالک غربیہ

خط جرمنی

جناب مولوی صدر الدین صاحب اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ مسجد کی تکمیل تک وہیں قیام رکھیں گے، کیونکہ مسجد کا حساب کتاب رکھنا مسجد کے لئے سعی کرنا اور اس کے لئے ہر قسم کی جد و جہد کرنا وہ اپنے لئے موجب سعادت سمجھتے ہیں، ہماری سرکار حضرت نبی کریمؐ نے تو خود بمعمار و مزدور کی حیثیت سے مسجد کے لئے کام کیا، کیا ہمارے لئے اس کا میٹ اور محرر بننا دشوار ہے، افسوس کہ ہماری ہمتیں کم ہو گئی ہیں۔

نماز کی کتاب جرمن زبان میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کے لئے ایک دوست نے یک صد روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر دوسرے دو چار دوست بھی اس نیک کام میں شریک ہو جائیں، تو چھ ہزار نمازیں چھپوالی جائیں،

اس کے علاوہ مولوی صاحب نے کچھ مشکلات کا بھی ذکر فرمایا ہے،

اس خط کے جواب میں حضرت امیر نے ذیل کا ہمت افزا خط مولوی صاحب کو روانہ فرمایا ہے:۔

اللہ تعالے آپ کو بہت بہت جزائے خیر دے مسجد کے متعلق ہمارے سامنے وہی نمونہ ہونا چاہیئے، جو رسول کریمؐ نے دکھایا۔ اللہ تعالے نے آپ کے حصہ میں یہ فخر رکھا ہے کہ آپ کو خدا کے گھر کا میٹ بننا میسر آیا، کسی کو اس پر رشک نہ ہونا چاہیئے، اللہ تعالے آپ کی کوششوں میں برکت دے اور اس مبارک کام کو تمام بلکہ آسانی سے تکمیل تک پہنچائے، آپ نے بال بچہ کو بے شک تکلیف میں چھوڑا ہے، لیکن جو عظیم الشان کام اللہ تعالے نے آپ کے ہاتھ سے لئے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالے نے آپ کی اس سعی کو مشکور فرمایا ہے، پہلی دفعہ ولایت گئے تو علاوہ سینکڑوں کو مسلمان کرنے کے قرآن شریف کو نہایت خوبصورت طور پر چھپوایا، دوسری دفعہ گئے تو دوسرا ایڈیشن قرآن شریف کا چھپوایا۔ اب جرمنی گئے تو اس قدر رکاوٹوں کے باوجود مسجد کا کام آپ کے ہاتھ سے کرایا، یہ باتیں ہیں جو پیچھے رہ جائیں گی۔ ورنہ یہ جسم اگر چند دن کی آرام کرے گا تو کیا، اور دکھ اٹھائے گا تو کیا، آخر خاک میں ملتا ہے

ہاں میں اسے بھی اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ کہ ایسی جماعت سے اللہ تعالے نے میرے لئے بھی محبت رکھی ہے، گو نا کارہ ہوں۔ اور اس کا عملی ثبوت کچھ نہیں دے سکتا، اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ آپ کو بڑے بڑے اجروں کا وارث بنائے، اور اس سے بھی بڑھکر اپنے دین کی خدمت کے کام لے، اور بہتوں کو آپ کے نقش قدم پر چلائے، میرے قلب کو اس بات سے خاص لذت حاصل ہوتی ہے، کہ وہ ایک مبارک وقت تھا۔ جب میری زندگی نے یہ پلٹا کھایا، ورنہ دنیا کے پیچھے پڑکر سوائے کڑھنے اور رنج کے کچھ نہیں ملتا گو ظاہری سامان سب آرام اور آسائش کے ہوں،

خط جزیرہ فلپائن

برادر اسحاق صاحب جزیرہ فلپائن سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا خط اور کتب مرسلہ پہنچیں، میں دل و جان سے سلسلۂ احمدیہ کی تائید میں ہوں۔ عرصہ سے میں اس بات پر غور کرتا رہتا تھا، اور اپنے دل میں کہا کرتا تھا کہ اسلام اس زور سے دنیا میں ترقی نہیں کر رہا جیسا کہ اسے کرنی چاہیئے۔ اور اس کی وجہ باقاعدہ مبلغین کا نہ ہونا تھا۔ دوسرے مذاہب میں یہ انتظام موجود ہے، اس لئے وہ ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کا لٹریچر پڑھکر مجھ پر واضح ہو گیا، کہ سلسلہ احمدیہ نے وہ کمی پوری کر دی ہے۔ قرآن شریف کے انگریزی و جرمن تراجم بہت مفید ہوں گے، اور ان سے وہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی، جو مسلمانوں کی جہالت کے سبب سے اسلام کی نسبت مشہور ہو رہی ہیں، اب احمدیت نے سب فاسد خیالات و عقائد کا قلع قمع کر دیا ہے، اور یہ اسلام کے لئے بڑی برکات کا موجب ثابت ہو رہی ہے، ہم دنیا میں مختلف الخیالات و عقائد کے لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ایک دوسرے کے جذبات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے، جو لوگ اس سے پہلے اسلام میں شمولیت سے رکے ہوئے تھے، احمدیت کے ذریعہ سے اس کے منور چہرہ کو دیکھ کر جوق در جوق مسلمان ہوتے جائیں گے، یقین جانو اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا کوشش کرتا رہوں گا۔

احمدیت اسلام کی ایک نئی زندگی ہے۔ جس کی سخت ضرورت تھی، اور جو لوگ اسلامی تعلیم کو سمجھنے کے ناقابل تھے وہ اب اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھنے لگیں گے،

میرے والد صاحب جو جرمنی النسل اور کستان تھے، [illegible] سے تھے، اور مسلمانوں کے درمیان رہتے رہے، میرے والدین کی قبور یہیں پر ہے، ہم پانچ بھائی تھے، اور سب ہی مسلمان تھے، تین وفات پا چکے ہیں۔ اور ہم دو زندہ ہیں، ہماری بیویاں یہیں کی ہیں۔ میری بیوی قرآن شریف دیگر زبان عربی طرز کی سب لکھ پڑھ سکتی ہے، گورنمنٹ کی طرف سے پوری پوری مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور مسلمانوں کے تمام مذہبی جھگڑے ان کے اپنے قاضی جن کا افسر اعلےٰ سلطان ہوتا ہے طے کرتے ہیں۔ میں حکام سلطنت و دیگر عیسائیوں میں تبلیغ احمدیت و اسلام میں مصروف ہوں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اب ہمارے مذہب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور امید ہے انشاء اللہ وہ کثرت سے اسلام میں داخل ہو جائیں گے، جرمن رسالہ کا پتہ تحریر کریں۔ مجھے یہاں بہت سا کام کرنا پڑتا ہے، نہ صرف اشاعت اسلام و تبلیغ احمدیت کا بلکہ مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کا بھی، اگر آپ کی جماعت نے قرآن شریف کا ملائی زبان میں ترجمہ کیا ہو۔ تو وہ بھیج دیں، ورنہ میری بیوی کے لئے کہیں سے بھجوا دیں، یہاں کے اکثر لوگ ملائی جانتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان کو مفید مطلب کتابیں نہیں مل سکتیں۔ ایک آدھ آدمی کے پاس ایسی چند کتب ہیں۔ لیکن وہ بخل کے سبب کسی کو دکھاتے نہیں۔ میں نے سنگاپور وغیرہ اکثر دفعہ لکھا۔ لیکن کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا۔ میں شریعت اسلام کے قوانین انگریزی و ملائی میں ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔

ہم مسلمان قریباً پانچ لاکھ ہیں۔ اور ضرورت ہے کہ آپ ہمارے لئے مناسب لٹریچر ہماری زبان میں مہیا کریں۔

حضرت امیر کا درس قرآن

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر نے ڈلہوزی سے واپسی پر سردیوں کے آغاز سے قرآن شریف کا خاص درس فرمانا ہے، جو انشاء اللہ چھ (۶) ماہ کے اندر ختم ہو جائے گا، جو احباب اس میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ وسط اکتوبر سے رخصتوں کا انتظام کر لیں۔

(سکرٹری)

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں، اور پتہ صاف اور خوشخط لکھا کریں، ورنہ تعمیل [illegible]

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۲ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ، نمبر ۹۰

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

نعمت اللہ خاں احمدی کی سنگساری اور جرائد اسلامی

جس دن سے کابل سے نعمت اللہ خاں احمدی کی سنگساری کی خبر موصول ہوئی ہے، ہندوستان کے اسلامی اخبارات اس کوشش میں مصروف ہیں، کہ کسی نہ کسی طرح سے حکومت افغانستان کے اس ناجائز اور خلاف انسانیت فعل کو جائز اور حق بجانب ثابت کر دیں، اس خبر کی تفصیلات جس وقت تک نہ پہنچی تھیں اور یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ سنگساری کی وجوہ کیا ہیں، اس وقت تک اس بات پر زور دیا جاتا رہا، کہ کوئی سیاسی وجوہ ہوں گی، اور نعمت اللہ خاں نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہوگا لیکن جونہی کہ یہ قیاس غلط ثابت ہوا۔ اور افغانستان کی عدالت کے فیصلہ سے یہ معلوم ہوگیا، کہ نعمت اللہ خاں کو محض اس کے مذہبی عقائد کی بناپر شہید کیا گیا ہے۔ تو ایک نئی بات جو طلب پیدا کی گئی ہے، یہ ہے، کہ ان کے عقائد "مذہباً منجر بہ کفر اور سیاستاً مشعر بہ بغاوت" ہیں، اس لئے ان کا سنگسار کیا جانا شریعت کے منشا کے عین مطابق ہے،

ان توجیہات کے بیان کرنے میں ہمارے مقامی معاصرین "زمیندار" اور "سیاست" کا قدم پیش پیش ہے، اور افسوس ہے کہ سوائے اس کے کہ احمدیوں کے ساتھ بغض و عناد اور امیر افغانستان کی بیجا طرفداری ان کی تحریرات سے مترشح ہے، اور کوئی حق و انصاف کی بات نظر نہیں آتی، حالانکہ قرآن کریم کا حکم تھا، لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی ہ کسی قوم کے ساتھ دشمنی تمہیں عدل کرنے سے مانع نہ ہو، عدل سے کام لو یہ تقوے سے قریب ہے، قرآن کریم نے عدل و انصاف کے لئے یہاں تک تاکید فرمائی تھی، کہ اگر باپ کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے، تو وہاں بھی حق اور انصاف سے احتراز نہ کرو، لیکن آج "شریعت غرائے مصطفوی" کے نام نہاد علمبردار حق اور انصاف کو چھوڑ کر کھلے طور پر اس کوشش میں مصروف ہیں، کہ کسی طرح سے حکومت افغانستان بدنام نہ ہو، اسلام بدنام ہو جائے، اس کو لوگ مذہب جہالت کے نام سے پکاریں۔ اور وحشت و بربریت کا الزام اس پر عائد ہو، اسلام کی خدمت کرنے والے دنیا سے مٹ جائیں لیکن افغانستان کے "راسخ العقیدہ اور باخدا" ہونے میں کسی کو کلام نہ ہو . . . .

. . . .

ہمارے ان معاصرین کو اصرار ہے۔ کہ مولوی نعمت اللہ خاں کے عقائد "منجر بہ کفر" ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ مولوی نعمت اللہ خاں نے جن عقائد کا اظہار کیا، ان میں کفر کا کوئی شائبہ بھی موجود ہے یا نہیں، ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ عقائد کفریہ پر بھی اسلام نے کہاں سنگساری یا قتل کا حکم . . . دیا ہے؟ بلکہ ہم علی الاعلان اس بات کا دعوے کرتے ہیں، کہ رجم یا سنگساری کی سزا قرآن کریم سے کہیں ثابت نہیں، "زمیندار" اور "سیاست" کو ہم چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ قرآن کریم کی وہ آیت ہمیں بتائیں جس میں سنگساری کی سزا کا ذکر ہو، اور بالخصوص مرتد کو سنگسار یا قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہو، ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی ایک بھی ایسی آیت وہ پیش نہیں کر سکتے جس میں کسی بڑے سے بڑے جرم اور بالخصوص ارتداد پر رجم کی سزا تجویز کی گئی ہو۔ پھر سمجھ نہیں آتا۔ کہ اس کو شریعت اسلامیہ سے کیونکر منسوب کیا جاتا ہے، . . . . یہ کہنا کہ "اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے" اسلام کے چہرہ پر ایک نہایت بدنما داغ لگاتا ہے، ہم بارہا دریافت کر چکے ہیں مگر اس کا ثبوت آیات کریم سے کہیں ملتا ہے، اس کا کوئی جواب ہمارے معاصرین کے پاس نہیں، اور نہ ان کے پاس ان معترضین کا جواب ہے۔ جو انہی خلاف اسلام فتاوے کی بنا پر یہ الزام دیتے ہیں، کہ اسلام کی اشاعت بزور شمشیر ہوئی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام دیا جاتا ہے، کہ انہوں نے مرتد کی سزا قتل رکھی ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خود امام موصوف کی ایک بھی تصنیف دنیا میں پائی نہیں جاتی، آپ کی صرف چند نصائح پائی جاتی ہیں۔ جن میں آپ نے اپنے شاگردوں کو وصیت کی ہے کہ اگر میرا کوئی قول قرآن۔ حدیث اور صحابہ کے خلاف پاؤ تو اسے دیوار کے ساتھ مارو، ہاں ہدایہ کی کتاب جو آپ کے کئی سو سال بعد لکھی گئی، اس میں ایسے فتاوے موجود ہیں۔ لیکن ان میں بھی جن حالات کے ماتحت مرتد کے لئے قتل کی سزا تجویز کی گئی ہے وہ سیاسی ہیں نہ کہ مذہبی۔ جیسا کہ ہدایہ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے، ولا قتل الا بالحراب مرتد کو قتل کرنے کے لئے اس کا حربی ہونا ضروری ہے۔ اور اسی کی تشریح حاشیہ میں یوں کی گئی ہے، فکان القتل ھھنا مستلزما للحراب لان نفس الکفر لیس بمبیح القتل ہ یعنے اس جگہ قتل کے لئے حربی ہونا لازمی ہے کیونکہ نفس کفر مبیح قتل نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ فقہ حنفیہ کے لکھنے والے بھی مجرد ارتداد کو مستوجب قتل نہیں سمجھتے، جب تک مرتد بغاوت اور لڑائی پر کربستہ نہ ہو۔ پھر سمجھ نہیں آتا جس بات کی سند نہ قرآن سے ملتی ہے نہ حدیث سے، اور نہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اس پر شاہد ہے۔ اس کو کیونکر شریعت اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے،

معاصر "زمیندار" نے "مسلم اوٹ لک" کا جواب دیتے ہوئے ہمیں یہ بھی بتایا ہے، کہ جس مذہبی آزادی کو اسلام کا منشا سمجھا جاتا ہے اسلام اس کا حامی نہیں، کیونکہ یہ "مادر پدر آزادی" ہے کہ

> "ہر خالد، عمر اور بکر کو اپنے عقائد باطلہ کے اظہار اور ان کی اشاعت کیلئے چھوڑ دیا جائے،

بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ "زمیندار" کے نزدیک مذہبی آزادی محض اسی کا نام ہے، کہ حکومت کا جو مذہب ہو، اسی کو شائع کیا جائے کیونکہ ہر شخص اپنے سوائے باقی عقائد کو عقائد باطلہ ہی کی فہرست میں شمار کرتا ہے، اس لئے جس مذہب کی حکومت ہو وہ دوسرے تمام مذاہب کو نیست و نابود کر دیا کریں، یا کم از کم ان کی اشاعت نہ ہونے دیں، کیونکہ ایسا کرنا "مادر پدر آزادی" ہے، حیرت ہے کہ ہمارے لائق معاصر نے یہ کیا کہہ دیا، کیا اس اصول کو رکھتے ہوئے ایک مسیحی حکومت سے ہم یہ مطالبہ کر سکتے ہیں، کہ وہ ہماری مذہبی آزادی میں مخل نہ ہو؟ کیا اس مذہب کے ہوتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام مذہبی آزادی کا سب سے بڑا حامی ہے؟ آج انگریزوں کی حکومت میں اگر ذرا سی بھی ایسی بات ہو جس کا مذہب کے ساتھ بالواسطہ طور پر بھی کوئی تعلق ہو، اگر کسی امر میں حکام کی طرف سے کوئی روک پیدا ہو تو "زمیندار" اور اس کے ہمنوا خواہ مخواہ بھی اس کو مذہبی آزادی میں رکاوٹ قرار دے کر ایجی ٹیشن پھیلانے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ گذشتہ تین چار سالوں میں کتنے ہی سیاسی واقعات کو مذہبی قرار دیا گیا، اور حکام کو متہم کیا گیا، کہ تم ہماری مذہبی آزادی میں روک پیدا کرتے ہو، تعجب ہے کہ آج یہی علمبرداران حریت جو پولیٹیکل غلامی کو بھی مذہباً ناجائز سمجھتے ہیں، محض احمدیوں کے ساتھ بغض و عناد کی وجہ سے خدا اور رسول کی دی ہوئی آزادی کو سلب کرنا چاہتے، اور اسلام کے روشن چہرہ پر ایک بدنما داغ لگا رہے ہیں۔

لیکن ایک سب سے بڑی حیرتناک بات جو ہمیں زمیندار کے کالموں میں نظر آتی ہے، یہ ہے کہ باوجودیکہ نعمت اللہ خاں مرحوم نے اپنے بیانات میں کسی ایسے عقیدہ کا اظہار نہیں کیا، جس میں حضرت مسیح موعود کی نبوت کو حقیقی قرار دیا ہو . . . ، اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر یا خارج از اسلام بتایا ہو . . . . باوجودیکہ شہید مرحوم نے حضرت مسیح موعود کو "ظلی نبی" ہی بتایا اور "یعنے فنافی الرسول" کہہ کر اس کی تشریح بھی کر دی۔ کہ یہ ظلی نبوت وہی ہے، جو اولیائے امت اور صوفیائے کرام میں ہمیشہ جاری رہی ہے، اور قائلین حیات مسیح کو "مخطی" ہی قرار دیا نہ کہ کافر لیکن "زمیندار" ان تمام باتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا، اور اسی ایک بات کو دہرائے جاتا ہے کہ

> "جو شخص کسی اسلامی حکومت کے ماتحت رہ کر ختم نبوت کا قائل نہیں، ایک معمولی شخص کے دعوائے نبوت کا مصدق ہے، مسلمانان عالم کو کافر مطلق سمجھتا ہے۔ جماعت اسلامیہ۔ اتحاد بین المسلمین۔ خلافت اور جہاد فی سبیل اللہ کو لغو و بیہودہ خیال کرتا ہے، اور اس پر طرّہ یہ کہ اپنے عقائد باطلہ کو جو مذہباً منجر بکفر اور سیاستاً مشعر بہ بغاوت ہیں دوسروں تک بھی پہنچانا چاہتا ہے، ایسے شخص کے متعلق شریعت غرائے مصطفوی اور سیاست اسلامی قتل سے کمتر سزا تجویز نہیں کر سکتی"

"زمیندار" کا منشا اپنے قارئین کو دھوکا دینے اور غلط فہمی میں ڈالنے کے سوائے اور کچھ نہیں، ورنہ کیا وہ ان بیانات سے جو اس نے اپنی ۱۴ ستمبر کی اشاعت میں درج کئے ہیں۔ یہ دکھا سکتا ہے کہ نعمت اللہ خاں مرحوم نے مندرجہ بالا باتوں میں سے ایک کو بھی اپنا عقیدہ بتایا؟ کیا وہ یہ ثابت کر سکتا ہے، کہ شہید مرحوم نے کہیں اپنے بیانات میں ختم نبوت سے انکار کیا، کہیں اس نے اس عظیم الشان انسان کو حقیقی نبی قرار دیا، جو آج اپنی خدمات دینیہ کے لحاظ سے دنیا کے ممتاز ترین انسانوں میں سے ہے گو تم اسے ایک معمولی شخص قرار دیتے ہو، لیکن خدا تعالے نے اس کو مجددیت کے منصب پر فائز کر کے اور وہ عظیم الشان کام اس سے لے کر جس کی توفیق آج اسلامی دنیا میں کسی بڑی سے بڑی جماعت اور اسلامی حکومتوں کو بھی نہیں، یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسکا درجہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے جو کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کو حاصل ہو سکتا ہے، کاش "زمیندار" اور اس کے ہمنوا اس کھلی ہوئی حقیقت کو چشم انصاف کے ساتھ دیکھیں اور اس پر غور کریں۔

ہاں ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کونسا ایسا عقیدہ مولوی نعمت اللہ خاں نے ظاہر کیا ہے، جو مذہباً منجر بہ کفر اور سیاستاً "مشعر بہ بغاوت" ہے؟ کیا ظلی نبوت یعنے فنافی الرسول، امت محمدیہ میں جاری نہیں رہی، اور ظلی نبوت کا اقرار ختم نبوت کا انکار ہے؟ کیا وفات مسیح کا عقیدہ اس امت کے بعض اکابر کے عقائد میں سے نہیں؟ اور حضرت ابن عباسؓ اور امام مالکؒ جیسے بزرگان دین اس کے قائل نہیں ہو گذرے؟ پھر تعجب ہے کہ ان عقائد کو منجر بہ کفر اور مشعر بہ بغاوت قرار دیا جائے، ع

> بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

"زمیندار" نے اسلامی حکومتوں کا یہ رویہ بتایا ہے۔ کہ

> "فروعی اختلافات سے اغماض کریں۔ لیکن اصولی عقائد کے تحفظ میں اپنی پوری قوت صرف کر دیں"

ہم پوچھتے ہیں کہ ظلی نبوت یعنے فنافی الرسول اور وفات مسیح کے عقائد کو اصول اسلام کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور اگر یہی اسلام کے اصولی عقائد ہیں، تو ماننا پڑے گا، کہ حضرت سید عبدالقادر گیلانی حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت بایزید بسطامی اور دیگر اولیائے امت جنہوں نے ظلی نبوت اور فنافی الرسول ہونے کا دعوے کیا، معاذ اللہ اسلام سے منحرف اور مرتد تھے، اور وہ جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ سمجھا یقیناً دائرہ اسلام سے خارج۔

آخر میں ہم پھر اپنے معاصرین کرام سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا انہی باتوں کو لے کر وہ اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں؟ اس کی تو خیر انہیں توفیق ہی نہیں کہ دنیا کے سامنے اسلام کو لیکر جائیں، یہ سعادت تو ان کو ملنے سے رہی، سوال یہ ہے کہ کیا نعمت اللہ خاں کے عقائد کو غلط طور پر بیان کر کے اور اسے اور تمام جماعت احمدیہ کو جو اسلام کو تمام دنیا میں پھیلا رہی ہے مرتد اور کافر کہہ کر وہ اسلام کے حامی اور خیرخواہ کہلا سکتے ہیں؟ کیا مرتد کو واجب القتل کہہ کر اور خادمان اسلام کو وحشیانہ طریقوں سے ہلاک کر کے وہ دنیا کو منہ دکھا سکتے اور اس بات کا دعوے کر سکتے ہیں، کہ اسلام نے رواداری کی تعلیم دی ہے۔ اور وہ بزور شمشیر نہیں پھیلا؟ کیا اس سے

اسلام کی دنیا میں ذلت ہوگی یا عزت؟ اور آیا اسلامی حکومتوں کے استحکام کو اس سے فائدہ ہوگا یا نقصان؟ یہی وہ بات ہے، جو آج سے ایک دو سال پیشتر سبھی حکومتوں کی طرف سے ترکی کے خلاف پیش کی جاتی تھی، اور کہا جاتا تھا کہ چونکہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے، اس لئے ترکوں کو خود مختار حکومت مل جانے سے ان کی مملکت کی تقلیل النصرانی اقوام کی خیر نہیں، اور نہ کوئی شخص اسلام سے دوسرے مذہب میں جاکر زندہ رہ سکتا ہے، جس کی تردید پیرس کانفرنس کے موقعہ پر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور خود ترکوں کو بڑے زور کے ساتھ کرنی پڑی، تعجب ہے کہ ایک طرف اسلام کے چہرہ سے ایسے سیاہ دھبوں کو دور کرنے کے لئے خادمان اسلام رات دن منہمک ہیں، اور دوسری طرف یہ بدنام کنندہ اسلام ہیں، جو اپنی ان حرکات سے اس سیاہی کو اور بھی پختہ کرنا چاہتے ہیں؛

بہائی مذہب اور اسلام

کسی سابقہ اشاعت میں ہم نے بہائی مذہب کے پیروؤں سے یہ سوال کیا تھا، کہ ان کے بانیان مذہب یعنے باب اور بہاء اللہ کی تصنیفات جن میں کتاب الاقدس بھی شامل ہے، کیوں عام طور پر شائع نہیں کی جاتیں، اور ایک طالب صداقت کے سامنے یہ اصل کتابیں جن پر بہائی مذہب کی بنیاد ہے، رکھنے کے بجائے مقلد مصنفین کی تصنیفات ان کے آگے پیش کی جاتی ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے بہائی مذہب کا ایک ماہوار رسالہ ہے، جو "The Dawn" کے نام سے برہما میں حال ہی میں تین زبانوں۔ انگریزی، برمی اور فارسی، میں جاری ہوا ہے اس رسالہ میں ایک یورپین مصنف کی کتاب پر جو اس نے "بہاء اللہ اور عصر جدید" کے نام سے تصنیف کی ہے، ریویو کیا گیا ہے، اور باب، بہاء اللہ اور ان کے پیروؤں کے حالات کو بالتفصیل بیان کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ

"بہائی لوگ قرآن کو آخری کتاب نہیں مانتے، نہ اس بات کو مانتے ہیں کہ [illegible] پیغام دنیا کو بھیجا۔ . . . . وہ ارتقائی مدارج کی آخری منزل پر پہنچی ہوئی تعلیم کو مانتے ہیں، اور دقیانوسی عقائد کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں"

ان الفاظ سے ظاہر ہے، کہ بہائی مذہب کے پیرو قرآن کریم کے بجائے کسی اور کتاب کو بہترین ہدایت سمجھتے ہیں، حالانکہ بسا اوقات یہی ان سے سننے میں آیا ہے کہ وہ قرآن ہی کو آخری کتاب مانتے ہیں، لیکن وہ وقتی باتیں ہیں، جیسا موقعہ دیکھا بات کرلی، اصل حقیقت یہی ہے کہ قرآن کو وہ آخری کتاب نہیں مانتے، اور اس کے بجائے کتاب الاقدس کو بہترین ہدایت نامہ سمجھتے ہیں۔ ہم ان سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں، کہ ان کا یہ بہترین ہدایت نامہ کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے، وہ کونسی خیر و خوبی کی بات ہے، جو قرآن کریم سے بڑھ کر یا اس سے بہتر رنگ میں اس میں پائی جاتی ہے، وہ کونسے دقیانوسی عقائد ہیں، جن کی قرآن نے تعلیم دی ہے، اور کتاب الاقدس میں وہ موجود نہیں، کیا ہمارے تمدن، معاشرت، عبادات اور دیگر تمام شعبہ ہائے زندگی کے لئے کتاب الاقدس نے قرآن سے بڑھکر کوئی ہدایات دی ہیں؟ اگر دی ہیں تو وہ کونسی ہیں؟ امید ہے کہ بہائی مذہب کے رسالہ جات اور اخبارات ان پر روشنی ڈالیں گے،

ترکی عورتیں بام ترقی پر

جدید ترکی میں جہاں اور مختلف اصلاحات عمل میں آرہی ہیں۔ وہیں خاتونان ترکی بھی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بام رفعت پر منزل بمنزل چڑھ رہی ہیں۔ ایک یورپین وقائع نگار نے ترکی کے چشم دید حالات قلمبند کرتے ہوئے وہاں کی عورتوں کے ترقی یافتہ حالات کو بالتفصیل بیان کیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ نسل انسانی کے کسی طبقہ میں بھی جنگ کے بعد اس قدر تبدیلیاں واقعہ نہیں ہوئیں، جس قدر کہ ترکی عورتوں کے حالات میں ہوئی ہیں۔ گذشتہ زمانوں میں ان عورتوں کو پوری غلامی کے اندر رکھا جاتا تھا، وہ حرم خانوں میں قید ہوتی تھیں، اور خواجہ سرا ان کے محافظ ہوتے تھے، آج وہی عورتیں قومی معاملات میں دخل اندازی ہونے کا حق ظاہر کرتی ہیں،

ان میں سفرجیٹ عورتوں کی ایک سوسائٹی موجود ہے جس کی سینکڑوں عورتیں ممبر ہیں، یہ عورتیں نیشنل اسمبلی سے ملتجی ہیں کہ شادی۔ وراثت اور طلاق کے معاملات میں مردوں اور عورتوں کو ایک جیسے حقوق دیئے جائیں۔ جنگ سے پیشتر کوئی ترکی عورت باہر کا کام نہ کرتی تھی، لیکن آج ان میں سے بہت سی سکولوں میں بہترین معلمات شمار ہوتی ہیں، کم از کم ایک ان میں سے طبابت میں بہت ماہر ہے، بہت سی ہیں جو طبابت کی تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ اور ایک بڑی تعداد استنبول یونیورسٹی میں داخل ہے، جہاں مردوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں، ایک اعلیٰ درجہ کا سکول محض عورتیں ہی چلاتی ہیں۔ اس کی پرنسپل نیکی خانم ایک ترکی خاتون ہیں، جو بیرونی زبانوں سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اور اس لئے محض اپنے ہی تجویز کردہ طریق پر تعلیم دیتی ہیں، دفتری کاموں میں بھی عورتیں شامل ہیں، ٹیلیفون پر تمام ترکی لڑکیاں کام کرتی ہیں۔ ایک ترکی خاتون حال ہی میں واشنگٹن کی بین الاقوامی خواتین کانگریس میں شامل ہوئیں بعض اور یورپ اور امریکہ کے مختلف شہروں میں تعلیم پارہی ہیں جو واپسی پر انہیں اپنے ملک کے ممتاز اور ذمہ واری کے عہدوں پر فائز کیا جائے گا،

ترکی عورتوں کی یہ ترقی عالم اسلام کے لئے ایک پیغام مسرت ہے، بشرطیکہ یہ دنیوی ترقی انہیں مذہب سے بیگانہ اور متنفر نہ کردے، اسلام صنف نازک کو بام رفعت و ترقی پر چڑھنے سے نہیں روکتا، نہ ان کی دنیوی ترقی کا مانع ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس غیر مستحسن رویہ کو بھی پسند نہیں کرتا، جو محض دنیوی ترقیات کی طرف رخ کرکے یورپین خواتین نے اختیار کر رکھا ہے، اور جس کے بد نتائج عام طور پر منصہ شہود میں آتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ترکی خواتین کو اوج ترقی کی بلند ترین منازل پر پہنچائے، اور اس کے ساتھ ہی ان نیک طینت اور دیندار خواتین کی پیروی کی انہیں توفیق دے، جو اسلام کی تاریخ میں روحانیت کی بلند منازل پر پہنچی گئی ہیں تاکہ وہ دنیا کی عورتوں اور تہذیب جدید کے لئے ایک نمونہ کا کام دیں۔

مسجد برلن کی تعمیر شروع ہوگئی

برلن سے حضرت مولٰنا مولوی صدر الدین صاحب کا تار موصول ہوا ہے کہ

"مسجد برلن کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا ہے۔ سنگ بنیاد ہفتہ"

یہ خوشخبری عامۃ المسلمین بالخصوص ہمارے احباب کیلئے خاص مسرت کا موجب ہوگی، خدا کا شکر ہے کہ ایک مدت سے جس چیز کی طرف آنکھیں لگ رہی تھیں، جس مسرت انداز خبر کے سننے کے لئے ہمارے احباب مضطربانہ جوش کا اظہار کر رہے تھے، اور خود حضرت مولٰنا صدر الدین صاحب نے جس چیز کے لئے اس قدر دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ اور طرح طرح کی مشکلات کے باوجود دو سال سے اس کے لئے مصروف جدوجہد تھے، آخر کار اس کے ظہور کا وقت آیا، اور ہمارے کانوں نے اس خوشی کی خبر کو سنا

لله الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

برلن میں مسجد کا قیام ہمارے لئے از حد مسرت اور فائدہ کا موجب ہے کہاں یورپ اور کہاں حضرت مسیح موعودؑ کی یہ چھوٹی سی جماعت جو تعداد کے لحاظ سے بہت قلیل ہے۔ اور مالی حیثیت سے بہت غریب۔ خدا کی نظروں میں اس چھوٹی سی جماعت کی یہ خدمت اور ایثار بہت بڑے عظیم الشان ثواب کا موجب ہوگا، بشرطیکہ ہم اس عظیم الشان کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں پوری کوشش صرف کردیں۔ اور ان وعدوں کو جو اس کام کے لئے کر رکھے ہیں، زیادہ لیت و لعل میں نہ ڈالیں، اس وقت جبکہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوچکا ہے، روپیہ کی فوری ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ روپیہ نہ ہونے سے تعمیر کا کام درمیان ہی میں رہ جائے، اور دنیا کی رسوائی تو ایک طرف آخرت میں ہم اللہ تعالےٰ کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔ ہمارے احباب اس بارہ میں خاص کوشش سے کام لیں اور جن جن رقموں کے انہوں نے وعدے کئے ہوئے ہیں وہ بھی ادا کریں۔ اور مزید چندہ بھی لوگوں سے لیں، تاکہ کسی طرح اس پاک کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

کوہاٹ اور لکھنؤ کے فسادات

ایک وقت تھا کہ ملک میں ہندو مسلم اتحاد کے خوشگوار خواب دیکھے جاتے تھے، قومی جرائد اور ملکی لیڈر رہنما ان کوششوں میں منہمک تھے، کہ ملک کی یہ دو بڑی قومیں ایک دوسرے کی سگی بہنیں بن جائیں، ہندوستان کے تمام اطراف سے آئے دن خبریں آتی تھیں، کہ آج فلاں مقام پر ہندوؤں نے مسلمانوں کے تیوہاروں میں شرکت کی، اور آج فلاں جگہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے تیوہاروں میں ان کا ساتھ دیا، یہاں تک کہ گائے کی قربانی بھی مسلمانوں نے ہندوؤں کی خاطر ترک کردی، لیکن سب کچھ ایک نمائش تھی، جو چند دن کے اندر ختم ہوگئی، اور بغض اور تحاسد کے جذبات منصہ شہود میں آگئے، یہاں تک کہ آج شاید ہی ہندوستان کا کوئی مقام ہو جہاں ان دو بڑی قوموں کے مابین قتل و خونریزی نہ ہو، عورتوں اور بچوں کا اغوا نہ ہو، اور سب سے بڑھکر یہ کہ ایک دوسرے کے معابد کی تقدیس کو پامال نہ کیا جاتا ہو۔

مہاتما گاندھی نے کوہاٹ کے فسادات پر رائے زنی کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ مسلمانوں کی کوئی خفیہ کمیٹی ہے، جو ان فسادات کی ذمہ وار ہے، جس کی تردید مسلمانوں نے بابانگ دہل کی، اور مہاتما کو اس قدر تاویل کرنی پڑی کہ ان کا منشا مسلمانوں کو بحیثیت متہم کرنا نہ تھا، بلکہ ان کا خیال ہے کہ مسلمانوں میں سے بعض افراد نے اس قسم کی حرکات کی ذمہ واری لے رکھی ہے، اور ممکن ہے کہ ان کی پشت پر گورنمنٹ کا ہاتھ ہو، لیکن حال ہی میں کوہاٹ اور لکھنؤ میں جو فسادات رونما ہوئے ہیں، ان کی تفصیلات اور اسباب و وجوہ پر غور کرنے سے کوئی صحیح الدماغ شخص مہاتما جی کی اس رائے کی تائید نہیں کرسکتا، کیا کوہاٹ میں اشتعال انگیز پمفلٹ مسلمانوں کی کسی خفیہ سوسائٹی نے شائع کرایا تھا، کیا [illegible] ہوچکا [illegible] اور ہندو [illegible] آراستہ نہ تھے، واقعات بتاتے ہیں، کہ مسلمانوں میں سے بعض افراد نے ہندوؤں کو اپنے گھروں میں پناہ دی، اگرچہ اس طرح سے اپنی قوم کے ساتھ بگاڑ لی، لکھنؤ میں باوجودیکہ نماز کے وقت سنکھ بجانے سے ہندوؤں کو منع کردیا گیا تھا، اور مسلمان مطمئن ہوچکے تھے، کہ برادران وطن نے ان کی معروضات اور حکام کے فیصلہ کو تسلیم کرلیا ہے، تاہم جب وہ نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے، تو ناگہاں ان پر حملہ کردیا گیا، اور نہایت ظالمانہ طریق سے ان کی خونریزی کی گئی،

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کی پشت پر نہ گورنمنٹ کا ہاتھ ہے، نہ کوئی خفیہ کمیٹی ان کے ہاں ہے جو فسادات کی ذمہ وار ہے، برخلاف اس کے برادران وطن ہر جگہ برادران یوسف کا سا سلوک ان سے کر رہے ہیں، اور پھر خود ہی اپنے کپڑوں کو خون لگا کر دکھا دیتے ہیں، کہ ہم نے ہاتھ تک نہیں ہلایا، جبکہ ہمیں مارا پیٹا گیا، ان کے اخبارات معمولی سے معمولی واقعات کو بڑے بڑے ہولناک فسادات کا رنگ دے کر اور مسلمانوں کے ظلم و ستم کی داستانیں سنا کر ملک میں آتش فتنہ و فساد مشتعل کرتے ہیں، اور اس طرح سے ملک کے امن وامان کو برباد کر رکھا ہے، کاش ہندوؤں کے سربرآوردہ لیڈران حقائق پر غور کریں، اور اپنی قوم کو ان ناواجب حرکات سے روکنے میں ساعی ہوں۔

"پیغام صلح" میں سلسلہ سوال وجواب

"پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعتوں میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے ساتھ ایک سلسلہ سوال وجواب شائع ہوتا رہا ہے، جس کو عام طور پر بہت دلچسپی کی نگاہوں سے پڑھا جاتا رہا ہے، اور فی الحقیقت امور دینیہ کے متعلق سوال وجواب جو محض احقاق حق کے لئے ہوں، نہ کہ نوک جھونک اور بیفائدہ نکتہ چینی کی خاطر بہت کچھ فائدہ کا موجب ہوتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ قارئین کرام اگر اس سلسلہ کو جاری رکھیں، تو نہایت مفید ہوگا، اس لئے جن احباب کو کسی دینی مسئلہ کے متعلق کچھ دریافت کرنا ہو، وہ اپنے سوال کو نہایت اختصار کے ساتھ لکھکر حضرت امیر ایدہ اللہ کو بھیجدیا کریں، حضرت موصوف اگر ضرورت ہوئی تو خود جواب لکھدیا کریں گے ورنہ ایڈیٹر "پیغام صلح" کو جواب کیلئے ہدایت کردیں گے اور اس طرح سے یہ سلسلہ "پیغام صلح" میں مستقل طور پر جاری رہیگا،

افغانستان میں مذہبی رواداری کا سد باب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا برقی پیغام امیر افغانستان کے نام

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک عام اجلاس مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۱۹ ستمبر کو بعد از نماز جمعہ زیر صدارت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب منعقد ہوا، اور ذیل کی قرار دادیں اتفاق منظور ہوئیں۔

(۱) احمدیہ جماعت کو اس بات کے علم سے سخت صدمہ پہنچا ہے، کہ مولوی نعمت اللہ خاں احمدی کو مذہبی اعتقادات کی وجہ سے حکومت افغانستان نے سنگسار کر دیا ہے، جو اس مذہبی رواداری کے عین خلاف ہے، جو قرآن شریف اور شریعت حقہ ہمیں سکھاتی ہے۔ اگر یہ سلوک کسی مرتد ہی سے کیا جاتا...... تو مسلمان ہونے کی حیثیت سے جماعت احمدیہ کا فرض تھا کہ اس ظالمانہ روش کے خلاف آواز اٹھاتے، مگر یہ حکم اس صورت میں اور بھی کریہہ دکھائی دیتا ہے، جبکہ مقتول ایک ایسی مسلمان جماعت سے تعلق رکھتا ہے، جس نے اشاعت وحفاظت اسلام کا کام نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلستان جرمنی، امریکہ، افریقہ اور دیگر ممالک غیر میں جاری کر رکھا ہے، اور اس کے اس کام کی اہمیت کو دنیا تسلیم کر چکی ہے، پھر اس اعلان کو مدنظر رکھتے ہوئے جو امیر افغانستان نے اپنی تاجپوشی کے موقعہ پر کیا تھا۔ یہ اور بھی افسوسناک فعل نظر آتا ہے،

(۲) حکومت افغانستان کا یہ ظالمانہ قتل صرف ایک شخص یا ایک جماعت ہی پر ظلم و تعدی نہیں، بلکہ مہذب دنیا کی نظروں میں اسلام کے پاک چہرہ پر یہ ایک بدنما دھبہ ہوگا، اور اشاعت اسلام کے رستہ میں ایک سخت رکاوٹ ثابت ہوگا، یہ حکم اسلام کے احکام کے صریح خلاف ہے۔ [illegible] افسوس کی بات ہے، کہ یہ فعل ایک اسلامی گورنمنٹ کا ہے،

(۳) احمدیہ جماعت کو اس افواہ سے بھی سخت صدمہ ہوا ہے کہ افغانستان کے ایک حصہ میں اس جماعت کو نہایت بیدردی کے ساتھ نیست و نابود کیا جا رہا ہے، اور کہ افغانستان کے جیلوں میں احمدی کسی نہ کسی طریق سے مر رہے ہیں اور کہ احمدیہ جماعت کے گاؤں علاقہ منگل ذوست میں جلا دیئے گئے ہیں۔ اور وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کر دیا گیا ہے۔ احمدیہ جماعت اس وحشیانہ فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے جو مذہب کی آڑ میں کیا گیا ہے، اور ہز مجسٹی امیر افغانستان کی توجہ اس طرف منعطف کراتی ہے، کہ وہ اپنی مذہبی رواداری کے اعلان پر اب بھی کار بند ہونے کی کوشش کریں۔ اور کہ احمدیہ جماعت کے ممبروں کو جو ہمیشہ صلح جوئی اور امن پسندی میں مشہور ہیں، اپنی حفاظت میں لے کر اسلام کی آبرو قائم رکھیں،

(۴) جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ یقین رکھتا ہے کہ اسلام کو بدنام کرنے کیلئے افغان گورنمنٹ کے اس فعل سے بڑھکر اور کوئی کوشش نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہندوستان کے مسلمہ اسلامی لیڈروں اور اسلامی جماعتوں سے ملتجی ہے، کہ وہ بھی خلاف اسلام فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں، ان حالات میں خاموشی اختیار کرنا بھی ایک بڑا جرم ہے۔ کیونکہ یہ فعل اس قدیم اور بیہودہ اعتراض کی تصدیق کرتا ہے، کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا،

(۵) جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ دوسرے اسلامی ممالک سے بھی ایسی ہی التجا کرتا ہے کہ وہ اسلام کی عزت بچانے کیلئے حکومت افغانستان کے اس غیر اسلامی فعل کے خلاف آواز اٹھائیں گے،

(۶) چونکہ جماعت احمدیہ کی غرض دنیا میں اسلام کو پھیلانا ہے، اور وہ اس [illegible] عیسائی ممالک میں سرانجام دے رہی ہے۔ جہاں حکومت افغانستان [illegible] فعل اسلام کے خلاف اس پرانے الزام کو تازہ کر دیگا کہ اسلام مذہبی رواداری جائز نہیں رکھتا، اس لئے یہ جلسہ دنیا کی تمام غیر مسلم اقوام کو اس بات کا یقین دلاتا ہے، کہ حکومت افغانستان کا یہ حکم اسلام کی تعلیم کے صریح خلاف ہے،

(۷) یہ جلسہ اس بات پر سخت افسوس کا اظہار کرتا ہے، کہ کئی ایک اردو اخبارات اس فعل شنیعہ کے خلاف آواز اٹھانے کے بجائے صرف منبذ [illegible] کہ [illegible] درست اور جائز ثابت کر رہے ہیں، یہ جلسہ ایسے کمینہ رویہ کو سخت بری نظر سے دیکھیں گے،

(۸) جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خلاف اس الزام کی سخت تردید کرتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ یا محمد رسول اللہ صلعم کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کیا یا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا،

(۹) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ان قرار دادوں کی کاپیاں امیر افغانستان و دیگر اسلامی حکومتوں اور ہندوستان اور غیر ممالک کی اردو و انگریزی اخبارات کو بھیجی جائیں،

کابل میں ایک بیگناہ احمدی کی شہادت

اور

مسلمانان ہند کا رویہ

اخبار زمیندار مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۴ء میں شہید مرحوم مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کے مقدمہ کا حال شائع ہوا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہید مرحوم ان عقائد کی تبلیغ کرتے تھے، جو جماعت احمدیہ لاہور کے ہیں، انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو قادیانی گروہ کی طرح بطور نبی پیش کیا، اور نہ دوسرے مسلمانوں کو کافر کہا، بلکہ حضرت اقدس کو بطور ظلی نبی یعنے فنا فی الرسول پیش کیا، اور جو علماء حضرت مسیح کی حیات اور نزول کے قائل ہیں، انہیں غلطی خوردہ کہا محض اس بنا پر مولوی صاحب مرحوم کو سنگسار کر دیا گیا۔ سلطنت کابل کے اس ظلم عظیم کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے ہندوستان کے بعض تنگ دل علماء اور اخبار زمیندار اپنی طرف سے بہت زور لگا رہے ہیں۔ اور شہید مرحوم کو مرتد وغیرہ خطابات سے یاد کر رہے ہیں۔ سب سے اول ایسے لوگوں پر واضح ہو کہ ہم کسی کلمہ گو مسلمان کو خواہ وہ کسی فرقہ اسلام سے تعلق رکھتا ہو، اور توحید باری تعالےٰ اور رسالت محمدیہ پر ایمان رکھتا ہو، دیگر فروعی اختلافات کی بنا پر ہرگز ہرگز کافر اور مرتد نہیں کہتے، اور یہی مذہب حضرت مسیح موعودؑ کا تھا، اب جو لوگ ہمارے اس اعلان کے باوجود ہم پر یا ہمارے امام پر کفر و ارتداد کے فتوے لگاتے ہیں۔ وہ بموجب حدیث نبوی بطور تعزیر خود کفر و ارتداد کے فتوے کے نیچے ہیں۔ اس لئے ایسے علانیہ مکفرین و مکذبین کو ہماری جماعت کا کوئی فرد کبھی نماز کا امام نہیں بنا سکتا، اور نہ اس کا جنازہ پڑھ سکتا ہے، جب تک کہ وہ تکفیر مسلمین سے توبہ کا اعلان نہ کریں۔ یہی مذہب صحیح ہے، اور یہی ایک ذریعہ علماء سوء کو کفر کے فتووں سے روکنے کا ہے، اس لئے درددل رکھنے والے مسلمانوں کو جو اتحاد اسلام کے حامی ہیں۔ فرض ہے کہ وہ عوام کو تکفیر مسلمین اور ایسا فتوے دینے والوں کی حمایت سے روکیں، ورنہ ہماری قوم کا ایسے لوگوں سے کیسے اتحاد ہو سکتا ہے، جو ہم کو مسلمان کہنا ہی گوارا نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل شامل رہا۔ تو ہم ان مکفرین کے فتووں کو بہت جلد چاک کر دیں گے، اور اللہ تعالےٰ اسلام کو ایسے تنگ دل لوگوں سے پاک کر دے گا، اخبار زمیندار اور اس کے ہمنوا علماء سوء انگریزی حکومت پر جو عیسائی قوم کی ہے، محض اس بنا پر کہ وہ ان کی بدلگامی اور بدزبانی کو روکنے کی کوشش کرتی ہے، مذہبی معاملات میں دخل اندازی کا الزام دیتے ہیں۔ حالانکہ اس حکومت میں قانون ملکی کو ملحوظ رکھ کر ہر قسم کے خیالات پھیلانے کی آزادی ہے، برخلاف اس کے اسلامی سلطنتوں کا رویہ کیسے مظالم پر مبنی ہے، کہ مذہبی خیالات کی اشاعت پر ایک کلمہ گو کو سنگسار کر دیا جاتا ہے، اگر یہ عذر ہو، کہ اسلام مرتد کی سزا سنگساری تجویز کرتا ہے، تو عیسائی مذاہب اور ہندو مذاہب بھی تو اپنے اپنے مذاہب سے پھر جانے والوں کو مرتد قرار دے کر ان کی سزا قتل تجویز کرتے ہیں۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ عیسائیوں اور ہندوؤں نے اپنے مذاہب سے پھر جانے والوں کو قتل کیا، ایسے حالات میں اگر عیسائی سلطنتیں اور ہندو ریاستیں اپنے ہم مذہب کو مسلمان ہونے سے روکیں یا ان کو قتل وغیرہ کی سزا دیں، تو اخبار زمیندار اور اس کے ہمنواؤں کو شکایت کا کوئی موقعہ نہ ہونا چاہیئے، ہر سلطنت کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کو دوسرا مذہب اختیار کرنے سے روکے جیسا کہ تنگدل اسلامی سلطنتیں اپنا حق سمجھتی ہیں، ایسے حالات میں اسلام کا دنیا میں ترقی کرنا ایک خواب ہو جائے گا، خصوصاً ایسی صورت میں کہ علماء سوء پہلے ہی کلمہ گوؤں کو کافر بنا کر اسلام کے نام لیواؤں کو کم کرنے کی فکر میں ہیں،

ایسے طرز عمل سے اسلامی سلطنتیں اور ان کے علماء سوء مخالفین اسلام کے اس اعتراض کو وزنی بنا رہے ہیں۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، اور بزور شمشیر ہی قائم رہ سکتا ہے۔ لیکن ایسے تنگ دل مسلمان خوب یاد رکھیں۔ کہ حقیقی اسلام ہر قسم کے مذہبی خیالات کی آزادی دیتا ہے، اور مذہبی خیالات کی تبدیلی پر ہرگز ہرگز کسی قسم کی سزا تجویز نہیں کرتا، جو سزائیں بعض وقت صحابہؓ یا بعض علماء سابقہ نے تجویز کی تھیں۔ وہ محض سیاسی اغراض پر مبنی تھیں، کہ تبدیلی مذہب کے بہانہ سے سلطنت کے اندرونی رازوں سے مخالفین اسلام کو آگاہ کرنے والا لائق قتل سمجھا جاتا تھا، اور یہ ہر ایک مذہب سے مہذب سلطنت کا قاعدہ ہے کہ باغی اور جاسوس کی سزا قتل ہے،

مجھے اپنے بھائیوں سے بھی کچھ عرض کرنا ہے، اور وہ یہ کہ اسلامی سلطنتوں اور اسلامی اخبارات علماء سوء و ان کے ہمنواؤں کے دلی ارادے جو وہ آپ کی نسبت رکھتے ہیں، آپ پر ظاہر ہیں کہ وہ ہماری جانوں تک کی کوئی پرواہ نہیں رکھتے، اور اگر ان کا بس چلے، تو ہم میں سے ہر ایک کو وہ قتل کر دینے سے دریغ نہ کریں، لیکن نہیں۔ اسلام کا خدا جو ہمیشہ اپنے سچے دین کا حامی رہا ہے، اس نے آپ کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ جگہ دی ہے، جس میں مالی و جانی نقصان سے محفوظ رہ کر آپ خود نہ صرف اس کے علماء سلطنت کو دین حق کی تلقین کر سکتے ہیں، بلکہ دنیا سے [illegible] سکتے ہیں، اور اس طرح علماء سوء اور نام نہاد اسلامی سلطنتوں نے جو گرد و غبار اسلام کے نورانی چہرہ پر ڈال رکھا ہے، اُسے دور کر کے دنیا کو یہ نورانی چہرہ دکھا سکتے ہیں، ان اندرونی دشمنان اسلام کا قلع قمع کرنا آپ کے اپنے اختیار میں ہے، اور وہ ذریعہ صرف تبلیغ سلسلہ ہے، تبلیغ سلسلہ کر کے ہی آپ مضبوط قوم بن سکتے اور اپنی اور اپنے بھائیوں کی جانیں محفوظ کر سکتے ہیں، اور غیر مذاہب میں اشاعت اسلام کے کام کو تقویت پہنچا سکتے ہیں، ایک کمزور قوم کی کوئی آواز نہیں، اور نہ اس کی کوئی وقعت ہے، آپ کے سامنے تبلیغ سلسلہ کا وسیع میدان موجود ہے، اگر ایک نعمت اللہ خاں شہید ہو گیا ہے تو اس کی جگہ ہزاروں نعمت اللہ کھڑے ہو جانے چاہئیں، اور افغانستان میں چاروں طرف سے ہمارے مبلغین اور لٹریچر پہنچ جانا چاہیئے، اس کام کے لئے صبر، استقامت اور سب سے بڑھ کر دعا کی ضرورت ہے۔ کوئی زمانہ آئے گا، اور انشاء اللہ جلد آئے گا، کہ ان اسلامی سلطنتوں پر ظاہر ہو جائے گا، کہ ان کی سب اندرونی و بیرونی بیماریوں کا علاج احمدیت تھی، جس سے وہ نفرت کرتے رہے، ہم انشاء اللہ صبر و استقامت سے افغانستان کا دروازہ کھول سکیں گے، اس لئے ہر ایک بھائی اپنی جگہ تبلیغ سلسلہ میں تن دہی سے کام کرے، والسلام۔

خاکسار، محمد منظور الٰہی،

جماعت کیلئے نہایت ضروری اعلان

۷۔ جون ۱۸۹۸ء کو رشتہ داریوں کی مشکلات کو مدنظر رکھ کر باہمی اتحاد بڑھانے اور جماعت کے آدمیوں کو اہل اقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کیلئے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار شائع فرمایا تھا، گو حالات قدرے بدلتے جا رہے ہیں، لیکن ملانوں اور مخالف رشتہ داروں کی شرارتوں کے باعث جماعت کے لئے ابھی بہت سی مشکلات کا سامنا ہے، تعلیم یافتہ اور دیندار لڑکیوں کے لئے موزون رشتے ملنے دشوار ہیں، اسی طرح بعض حالات میں لڑکوں کے لئے مناسب رشتے نہیں ملتے، اس پر مزید مشکلات

ہماری خود پیدا کردہ ہیں۔ کہ جب کوئی موزون رشتہ ملتا ہے، تو طرفین سے شرائط کی بھرمار شروع ہو جاتی ہے، حالانکہ شروع میں صرف دینداری اور تقوےٰ کی شرط پیش کی جاتی ہے۔ جس قوم کے لئے اللہ تعالےٰ نے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کی شرط رکھی تھی، وہ نسلی امتیازات میں اپنی بزرگی تلاش کرتی ہے۔ حالانکہ مخالفین اسلام کے سامنے زیدؓ اور زینبؓ کی مثال پیش کر کے نسلی تفریق کو اسلام کی تعلیم کے خلاف ثابت کیا جاتا ہے لیکن جب خود عمل کرنے کا وقت آتا ہے، تو اعلےٰ اور ادنےٰ ذاتوں، کشمیری اور پنجابی، ہندی اور سندھی کا جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر اثر ہو کر تعصب عناد، بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہمارے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں، جب تک کہ وہ جماعت میں داخل نہ ہو جائیں، اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت میں ہر قوم اور ہر درجہ کے آدمی پائے جاتے ہیں۔ اگر ہمارے احباب مکفرین اور ان کے زیر اثر لوگوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے روحانی بھائیوں سے تعلقات پیدا کریں۔ تو یہ امر جماعت کے لئے بہت سی برکات کا موجب ہوگا، حضرت امیر نے اس امر کا خاص فرمایا ہے کہ اگر ہمارے احباب کو لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اپنے کنبہ میں دیندار نیک چلن اور لائق رشتہ نہ ملے، تو وہ ہمیں اطلاع دیں۔ ہم انشاء اللہ اپنی جماعت میں سے ان کی حسب مرضی رشتہ تلاش کریں گے، جو حتی الامکان ان کی قوم میں سے یا ایسی قوم میں سے ہوگا، جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔

اس وقت ہمیں کئی ایک تعلیم یافتہ نیک اور دیندار لڑکیوں کے لئے موزون رشتوں کی ضرورت ہے۔ جن احباب کے لڑکے یا لڑکیاں قابل شادی ہوں، وہ حضرت امیر کی خدمت میں فوراً اطلاع دیں،

خاکسار اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبار احمدیہ

ڈلہوزی پر اسلامی جلسے، مولوی عصمت اللہ صاحب ڈلہوزی سے تحریر فرماتے ہیں:-

۹/۲۴ کو انجمن اسلامیہ ڈلہوزی کا سالانہ جلسہ تھا جس کے پروگرام میں خاکسار کو تین وقت تقریر کے لئے دیئے گئے تھے پہلی تقریر "اسلام اور دیگر مذاہب" کے عنوان سے ۱۱ بجے شروع ہو کر ½۱ بجے تک جاری رہی۔ اور نہایت ہی خاموشی، سکوت اور اطمینان سے سنی گئی، دوسرے اجلاس میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر دلپذیر ہوئی، حضور ممدوح کی تقریر اس قدر دلچسپ تھی کہ بیان سے باہر ہے، آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں چند آریہ اعتراضات کو اس خوبی سے رد کیا، کہ حاضرین جلسہ کی زبانوں سے بے اختیار صدائے واہ واہ بلند ہوتی تھی، بالخصوص تعدد ازدواج کا مسئلہ ایسی عمدگی سے جامع و مانع طور پر بیان فرمایا کہ خارج از حد تحریر ہے باوجود اس بات کے کہ اس روز جناب ممدوح کی طبیعت نصیب اعداء، کسی قدر ناساز تھی۔ مگر پھر بھی تقریر اس قدر موثر و دلپذیر تھی، کہ مدت تک اہل ڈلہوزی کے دلوں سے محو نہیں ہوگی،

تیسرے جلسہ میں خاکسار کی تقریر وید و قرآن کے عنوان پر ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ یہ تقریر بھی نہایت شوق و سکون کے ساتھ سنی گئی، آریہ اور سکھ بھی بڑی کثرت کے ساتھ اس تقریر میں شریک تھے،

رات کو خاکسار کی پھر تقریر ہوئی، مجمع بھی کافی تھا، اور تقریر بھی طویل تھی، مگر الحمد للہ کہ شوق کا یہ عالم تھا کہ بجز چند آریہ لوگوں کے اور کوئی نہیں تھا، اس تقریر میں آریہ لوگ اعتراض کرنے کی نیت سے سامان سے مسلح ہو کر آئے تھے، مگر کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، سنا گیا ہے کہ آریاؤں نے راجپورکو ڈلہوزی آنے کی تاریں دی ہیں، مگر انشاء اللہ اس سے بھی انہیں کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوگا، اہل ڈلہوزی نے اب خواہش کی ہے، کہ خاکسار کی ایک اور تقریر لوہالی میں ہو۔

آریہ سماج شملہ کا مناظرہ سے انکار، شملہ سے ایک نامہ نگار رقمطراز ہیں آریہ سماج شملہ کے سالانہ جلسہ پر انجمن انصار المسلمین اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ شملہ نے مولوی عبد الحق صاحب کو مناظرہ کے لئے تار دیکر شملہ بلایا، چنانچہ مولوی صاحب موصوف ۶ ستمبر کو وہاں پہنچے پیشتر سے چونکہ مولوی عمر الدین صاحب کے ساتھ آریہ سماج کا مناظرہ

روح انسانی یا نفس ناطقہ
اور
قرآن حکیم

(۴)

(جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے قلم سے)

قرآن حکیم نے نفس ناطقہ یا روح انسانی کی تین حالتیں بیان کی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے جس میں روح انسانی نفخ ہو چکی ہوتی ہے لیکن اسکی حالت اس قدر کمزور ہوتی ہے جس قدر کہ نطفہ کی ہوتی ہے جبکہ وہ رحم میں داخل ہوتا ہے۔ اسلئے روح حیوانی یا نفس امارہ غالب ہوتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ان النفس لامارۃ بالسوء تحقیق انسان کا نفس یقیناً اسے بدی کا حکم دیتا رہتا ہے۔ الا ما رحم ربی سوائے اسکے جس پر میرا رب رحم کرے۔ یہ ایک صداقت ہے جس سے کوئی عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔ رات دن کا مشاہدہ اسکی تائید کرتا ہے۔ اس میں غلو کر کے عیسائیوں نے غلطی کھائی اور عقیدہ بنا لیا کہ انسان گناہ سے نجات پا ہی نہیں سکتا۔ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ نفس حیوانی یا خواہشات بہیمی جو انسان میں ہیں وہ اسے بدی کی طرف لیجاتی ہیں۔ ہاں! لیکن جس پر اللہ رحم کرے۔ یعنے یا تو وہ معصوم پیدا کیا جائے جس طرح کہ انبیاء و اولیاء ہیں۔ یا بذریعہ کوشش سے انسان اسکو اپنے قبضہ میں لے آئیں اور اس شیطان کو ماردیں وہ اس سے بچ سکتے ہیں۔

سوال یہ کیا جاتا ہے کہ یہ بہیمی خواہشات جن پر کسی شیطان کا اثر ہو سکتا ہے کیوں پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے یہاں صرف اتنا ہی لکھنا ہم کافی سمجھتے ہیں کہ اگر یہ خواہشات پیدا نہ کی جائیں تو انسان کا جسمانی اور بقا رنا ممکن تھا۔ اور نیز انسان کا قوائے ملکی میں ترقی نہ ہو سکتی اگر ان کو مقابلہ میں قوے بہیمیہ سے کرنا پڑتا۔ الغرض ایک حالت انسان کی وہ ہوتی ہے کہ اسمیں نفس امارہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور قوت ممیزہ اسمیں بہت کمزور ہوتی ہے لیکن جوں جوں یہ بڑھتا ہے اور تعلیم حاصل کرتا ہے اور قوانین الٰہی سے علم پاتا ہے تو ساتھ ہی قوت تمیز بڑھتی جاتی ہے۔ اور اگر یہ کوشش کرے تو اس کا نفس امارہ کمزور ہو کر اور نفس لوامہ غلبہ حاصل کرتا جاتا ہے۔

یعنے جب یہ کوئی ایسا کام کرتا ہے جو تجربہ سے اسے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ یا اسکے ضمیر خداداد میں وہ اسے برا معلوم ہوتا ہے تو اس کا نفس لوامہ اسے ملامت کرتا ہے۔ اور یہ آیندہ ایسا کام کرنے سے بچتا رہتا ہے لیکن پھر بعض اوقات خواہشات نفسانی اس پر غالب آجاتے ہیں اور وہ فعل بد کر گذرتا ہے۔ اور اس طرح سے نفس امارہ اور ملامت کرنے والے نفس کے ایک جد وجہد میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ نفس لوامہ غالب آجاتا ہے اور نفس امارہ مغلوب ہو جاتا ہے کسی شاعر نے اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے خوب کہا ہے ؎

نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

قرآن کریم فرماتے ہیں۔ لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ نہیں میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور نہیں میں نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہوں یعنے وہ نفس جو بہت ملامت کرنے والا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک انسان جانتا ہے کہ اس کے اندر موجود ہے۔ انسان جوں جوں بڑھتا ہے یہ نفس لوامہ زور پکڑتا جاتا ہے اور آغاز زندگی میں بہت کمزور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اور قانون نے خاص عمر تک بچوں کو اگر ان سے گناہ سرزد ہو جائے معاف کیا جاتا ہے لیکن ایک خاص عمر کے بعد سوسائٹی اور شریعت الٰہی انسانی رائے سے امید رکھتی ہے کہ وہ قوانین کی پابندی کرے اور نفس لوامہ کے ذریعہ نفس امارہ کی خواہشات بہیمی کی تادیب کرے قوانین الٰہیہ اس لئے آتے ہیں تا وہ نفس انسانی کے امداد کریں۔ اور ان قواعد کی پابندی سے جو اللہ کی جانب سے نازل ہوتے ہیں۔ انسان نفس امارہ کو اعتدال پر قائم کرے۔ اور اس طرح انسان کا شیطان اس کے نفس لوامہ کا مطیع ہو جائے۔ جب انسان فرمانبرداری الٰہی اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کا نفس امارہ اس پر غالب نہیں آسکتا اور وہ وہی افعال بجا لاتا ہے جو احکام اسلامی کے مطابق ہوں اور نفس لوامہ کا اس پر غلبہ ہو جاتا ہے تو اس حالت میں وہ روح انسانی یا نفس ناطقہ نفس لوامہ کہلاتا ہے۔ اس حالت ضمیر کے اندر ملامت کرنے والی طاقت بہت مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور نفس امارہ کو سر اٹھانے نہیں دیتی۔

ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص اس نفس لوامہ کے نصائح کی پرواہ نہ کرے تو اس کا نفس امارہ زور پکڑتا جاتا ہے اور نفس لوامہ کمزور ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک جس طرح ایک سادھو ہاتھ کو کھڑا کر کے اس سے کام نہیں لیتا تو اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا ہے۔ یہ طاقت انسانی بالکل سلب ہو جاتی ہے۔ اور نفس لوامہ کام نہ کر سکے اور وہ شخص انسانیت سے گر جائے اور انسانی سوسائٹی کے لئے خطرناک ہو جائے۔ اور خود حیوانوں کی مانند بلکہ ان سے بھی بدتر ہو جائے اور اکثر اوقات ان کو جیلخانوں اور پاگل خانوں میں بند کئے بغیر بغیر امن قائم نہ ہو سکے۔

اس نفسانی جد وجہد میں نفس امارہ انسان کو بڑے بڑے دھوکے دیتا ہے۔ کبھی اپنی خواہشات کو مذہبی آڑ میں لاکر نیوگ یا متاع کا مسئلہ تراش لیتا ہے کبھی اپنے کو ہر بدی سے بالا سمجھ کر شریعت کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھتا۔ کبھی اپنی نا قابلیت پر یقین کرتا ہوا مسئلہ کفارہ کے سایہ میں آجاتا ہے۔ یا مذہب کو ایک بیہودہ اور لغو چیز قرار دے لیتا ہے۔ آجکل جو ہمارے نوجوان بچے یورپ کو جاتے ہیں تو اسلئے کہ نئے رنگ ہوا آتے ہیں اور اگر کوئی مضبوط کرے تو سنتے نہیں ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

لیکن مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ مختلف قوائے انسانی کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ان کو اپنی مخالف خواہشات کا مقابلہ کرنا پڑے۔ اسی اصول کے علم پر یہ آئے دن کے پہلوانوں کی ورزشیں اور بچوں کا سکولوں دوڑانا اور جمناسٹک کھیلنا۔ اور ناخنوں کو سکولوں اور کالجوں کے کورسوں میں سے گذارنا ضروری ہے۔ تا پٹھوں اور دماغ میں طاقت پیدا ہو۔ اور اسی لئے یہ بھی ضروری ہے کہ روحانی قوے کو ترقی دینے کے لئے ان سے وہ جدوجہد کرائی جائیں جو علیم و خبیر خدا نے ان کے لئے تجویز فرمائے ہیں۔ اور جو کہ نمازوں روزوں زکوۃ و حج وغیرہ مختلف قوانین شریعت کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ وہ لوگ جو کہ ایسے ممانعات سے جہاں کہ مختلف قوائے انسانی کو عمل کا موقعہ ہی نہ پڑے اپنے کو دور لیجاتے ہیں۔ اور راہبانہ زندگی مثل منکوں۔ ننوں۔ ہندو سادھوؤں کے اختیار کر لیتے ہیں اور اس طرح ان کے قوے کو مخالف طاقتوں سے مقابلہ کا موقعہ ہی نہیں پڑتا۔ ان کے قوی روحانی کمزور ہو جاتے ہیں اور وہ اس اعلیٰ ترقی کو حاصل نہیں کر سکتے جہاں اللہ انسان کو لے جانا چاہتا ہے۔ اور نہ ہی کامل نجات کو پا سکتے ہیں۔

الغرض جب نفس امارہ کی تربیت نفس لوامہ کے ذریعہ کامل طور پر ہو جاتی ہے۔ اور حالت یہاں تک پہنچتی ہے کہ نفس امارہ کو جرأت ہی نہیں ہوتی کہ وہ نفس لوامہ کے خلاف کوئی بات کرے تو انسانی روح کے اندر جو کشمکش کی حالت تھی وہ جاتی رہتی ہے۔ اور اسکے نفس کو ایک کامل سکون کی حالت میسر آجاتی ہے۔ اس سے گناہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا۔ پس ایسی حالت میں روح کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک فرماتے ہیں۔

یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ؕ

اے اطمینان پانے والی جان اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ میرے بندوں میں داخل ہو جا۔

پس جب روح انسانی بکلی خدا کی طرف آجاتی ہے اور خواہشات بہیمیہ کا اس پر کوئی قابو نہیں رہتا اور الٰہی شریعت کو کلی اپنے عملاً وارد کر لیتی ہے اور اسی میں اپنی رضا اور خوشی سمجھتی ہے تو وہ انسان کو خدا کا سچا عابد ہو کر محبوب الٰہی ہو جاتا ہے اور اسی زندگی میں جنت پاتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی جانب سے اس روح کو انعام میں ملتا ہے۔

الغرض نفس انسانی یا روح انسانی کو تین حالتوں میں عموماً گذرنا ہوتا ہے۔

(۱) ایک حالت میں جب قوے بہیمیہ یا خواہشات و جذبات نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے یہ نفس امارہ کہلاتی ہے۔

(۲) دوسری حالت میں جب نفس لوامہ کا غلبہ ان قوائے بہیمیہ پر ہوتا ہے تو یہ نفس لوامہ کہلاتا ہے

(۳) تیسری حالت میں جب نفس امارہ بالکل مغلوب ہو کر تابع

مفاد پرست ہی نہیں رکھتا تو یہ نفس [illegible]

اور یہ دونوں حالتیں [illegible] ہیں سے ہر ایک انسان کو گذرنے کا خیال ہونا چاہیئے۔ اور اسے کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے ان میں سے عبور کرتا ہوا حالت اطمینان کو پالے اور اسکے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اسوۂ حسنہ نبی کریم صلعم کو سمجھے اور ان کو اپنے ہر مرحلہ زندگی میں رہبر بنائے تاکہ بجائے تعلق سے نفوس پر پہنچنے کے وہاں سے نفوس حاصل کرے۔ اور جیسا وہاں سے حکم ہو اسکی تعمیل بجا لانے کی عادت ڈالے۔ اپنے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی عادت اپنے میں پیدا کرے۔ جس کا اقرار کہ ہم سب احمدیوں سے حضرت مسیح موعود نے لے رکھا ہے۔

⸻⸻ ۰۰۰۰ ⸻⸻

خلاصۂ تقریر

جو

حضور گورنر صاحب بہادر پنجاب نے انبالہ میں مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۲ء کو سکھ جاگیرداروں اور زمینداروں کے ایڈریس کے جواب میں فرمائی

اب میں سکھ جاگیرداروں اور زمینداروں کے ایڈریس کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ اس علاقہ کے جاگیرداروں کا گورنمنٹ کے ساتھ بڑا پرانا اور گہرا تعلق ہے۔ یہ تعلق پنجاب میں انگریزی عملداری ہونے سے پہلے کا ہے۔ میں جو آپ کو تمام سکھ قوم سے علیحدہ سمجھ کر کوئی بات نہیں کہتا بلکہ آپ کو سکھ قوم کا ایک بڑا حصہ خیال کرتا ہوں جس کو کہ اپنے مذہبی کاموں کے ساتھ پیار ہے اور جو یہ سوچ سکتے ہیں کہ ان شخصوں کی چال کیسی ہے جو کہ کچھ عرصہ سے آپ کے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ تمام سکھ قوم سرکار کی وفادار ہے۔ اور امن و امان سے رہنے والی ہے۔ آپ ان لوگوں کی چالوں کو اچھا نہیں سمجھتے جو کہ مذہبی کاموں کے بہانہ سے۔ ایسے خیال پھیلا رہے ہیں جن سے قوم کے امن کا ستیاناس ہو رہا ہے۔ اور جن سے گڑبڑ زیادہ ہو رہی ہے میں آپ کو ٹھیک کہتا ہوں کہ ہر شخص جس کو سکھ قوم کے پرانے حالات معلوم ہیں وہ ان کی خدمات کی بڑی قدر کرتا ہے جو انہوں نے سرکار کی لئے کی ہیں۔ اور وہ سکھوں کی سب خوبیوں کو بھی جانتا ہے جن سے سکھوں نے نام پیدا کیا ہے۔ ایسا شخص کون ہے جو ان کے ساتھ ہمدردی نہ کرے، جو اپنے مذہب کی خاطر سچائی سے کام کرنے والے ہیں۔ گورنمنٹ بھی کبھی ان کے برخلاف نہیں ہوئی بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے راج میں ایسے اچھے اور جائز کاموں کی مخالفت ہو ہی نہیں سکتی۔

"اب میں ایک نئی بات اپنی طرف سے کہنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اپنی قوم کی ایک گروہ کی باتیں سنیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ میری نسبت یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے سکھوں کے ساتھ دشمنی کرنے کا عہد کر لیا ہے اور میں ان کا ستیاناس کرنا چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ ایسی بے بنیاد باتوں کے گھڑنے والوں اور ایسی افواہوں کے اڑانے والوں کو کیا کہوں۔ میں اپنی اور گورنمنٹ کی رائے میں مناسب تمیز نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مجھے ظاہر کرنا پڑے تو میں یہی کہوں گا کہ ہم سکھوں کو تباہ کرنا نہیں چاہتے بلکہ ان کو بچانا چاہتے ہیں۔ جو قوم کسی غرض سے دوسرے فرقوں کی حق تلفی کرے یا سرکار کے حکم کو رد کرے وہ قوم بدنام ہو جاتی ہے۔ اور اپنے مرتبہ سے گر جاتی ہے۔ ہم سکھوں کو اس نقصان کے خطرہ سے بچانا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سکھوں کی مدد کر کے ان کے گوردوارے قانونی اور جائز طریقہ سے ان کو دلوا دیں ہم نے آج تک ان کے مذہبی کاموں میں کبھی رکاوٹ نہیں کی ہے اور نہ آئندہ کریں گے ہم نے اس معاملہ میں اس نیت سے دخل نہیں دیا کہ ہم سکھوں کے کسی گروہ کی ان کے مذہبی کاموں میں مداخلت کریں لیکن ہمارا ضروری فرض ہے کہ امن اور قانون کو قائم رکھیں۔ اور دوسرے فرقوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ اور لوگوں کو عدالت سے ملے ہوئے حقوق کا پورا فائدہ اٹھانے دیں!

"ہمارا شروع سے یہ دستور رہا ہے کہ ہم کسی فرقہ کے مذہبی کاموں میں دخل نہ دیں لیکن اگر مذہب کے بہانہ سے لوگ دوسروں کے حق اور جائداد پر قبضہ کرنے لگ جائیں اور ملک کے عام قانون توڑنے لگ جائیں تو ہم کسی طرح سے یہ گوارا نہیں کر سکتے جس گورنمنٹ کی عدالتوں کے حکموں کی تعمیل نہ ہو سکے اس گورنمنٹ کی کیا حالت ہوگی"

"اگر آج کوئی قوم زبردستی سے کسی خاص قسم کی جائداد پر قبضہ کرتی ہے تو کل وہ دوسری قسم کی جائداد پر بھی قبضہ کر لیگی۔ اگر ایسی باتوں کو اب ہی نہ روک لیا جائے تو بچاؤ کیسے ہوگا یہ ہے ہماری حالت کا خلاصہ۔ اس میں کسی کے ساتھ دشمنی کی کوئی بات نہیں۔ نہ دباؤ ڈالنے کا مطلب ہے۔ بلکہ کسی بھی حکومت کو قائم رکھنے کی موٹی موٹی اور لازمی باتیں ہیں۔ خواہ کوئی بھی گورنمنٹ ہو اسکو یہ طریقہ ضرور اختیار کرنا پڑے گا"

"آپ بھی ہماری طرح چاہتے ہیں کہ یہ مشکل حل ہو جائے۔ کیونکہ اسکی وجہ سے بہت بھولے بھالے اور اچھے لوگ ایک ایسے رستہ پر لیجائے جا رہے ہیں جس میں خطرہ اور نقصان نظر آ رہا ہے۔ بلکہ آپ کا تو اس معاملہ میں گورنمنٹ سے بھی بڑھ کر تعلق ہے۔ کیونکہ آپ کی اپنی قوم کی ہر قسم کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ سرکار کی دقت تو صرف اتنی ہے کہ اسے صوبہ کی تین بڑی قوموں میں سے ایک قوم کے ایک گروہ کی وجہ سے کل صوبہ کے صرف چند ضلعوں میں امن و امان قائم رکھنے کے متعلق کچھ تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے"

"جو لوگ اس شورش کو پھیلا رہے ہیں ان کی بڑی بھاری غلطی ہوگی اگر وہ اب بھی پہلی کی طرح یہ خیال کریں کہ وہ گورنمنٹ کو تنگ کرنے میں موجودہ حد سے بڑھ سکتے ہیں۔ آپ اس کا علاج تلاش کر رہے ہیں اور ہمارا بھی فرض ہے کہ آپ کی قوم کی اس معاملہ میں مدد کریں۔ کیونکہ اس قوم سے ہمارے پرانے اور گہرے تعلقات ہیں"

"میں اب سارے سکھوں کے متعلق ذکر کرتا ہوں نہ کہ ان کے کسی خاص گروہ کے متعلق۔ تمام سکھ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے تمام گوردوارے حاصل کر لیں۔ اب تک ایسے تمام جھگڑوں کا فیصلہ دیوانی قانون کے مطابق ہوتا رہا ہے۔ اور ہم اس قانون کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اور رکھیں گے۔ اگر دیوانی عدالتیں کسی شخص کے حق میں آخری فیصلہ کریں کہ اسے کسی مذہبی مقام یا وقف کی جائداد پر حق حاصل ہے تو خواہ ہماری ذاتی رائے یا ہمدردی کچھ ہی ہو اور خواہ ڈگریدار کوئی ہی ہو ہم کو ایسی ڈگری کی اجرا کرانی پڑیگی۔ خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہو۔ اگر عدالتیں کوئی ریسیور مقرر کریں تو اسکو بحال رکھنا ہمارا فرض ہوگا۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ننکانہ صاحب اور گورو کے باغ کے متعلق نئے واقعات کو مد نظر رکھ کر ان حالات کو صاف طور پر ظاہر کر دوں۔ ہم خود ایسے جھگڑے کھڑے نہیں کرتے۔ اگر کوئی شخص پہل کرتا ہے۔ تو ہم معاملہ عدالت کے سپرد کر دیتے ہیں لیکن ہم یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ کوئی جماعت یا گروہ ہماری عدالت کے حکموں کو کسی بہانہ سے بھی توڑے۔

"اسکے بعد سکھ قوم اگر خیال کرتی ہے کہ نتیجہ اچھا نہیں نکلیگا تو علاج صرف ایک ہی ہے وہ یہ کہ موجودہ قانون کو تبدیل کرایا جائے ہم نے یہ علاج پہلے بھی آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور اب پھر پیش کرتے ہیں۔ ہم کسی صورت میں دوسروں کی حق تلفی اور خلاف قانون کارروائی کے حامی نہیں بنیں گے لیکن اگر آپ اس بات کا خیال رکھ کر کہ دوسروں کی حق تلفی نہ ہو اپنے گوردواروں اور وقف کی جائدادوں کو اپنے قبضہ میں لانے کے لئے کوئی مناسب قانون بنوانا چاہیں تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔ یہ غلط بیان کیا جاتا ہے کہ ہماری موجودہ پالیسی سکھوں میں نفاق ڈلوانے اور ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے خلاف کھڑا کرنے کی ہے۔ ہماری غرض صرف یہ ہے کہ تمام سکھ برابر اور پورا حصہ لیں اور جو طریقے میں نے ابھی بیان کئے ہیں ان کے مطابق عمل کر کے اس کام کے پورا کرنے کی کوشش کریں"

پراسپکٹس

۵/۲/۱

سب اوورسیر۔ اور سیر سب انجینئر کلاسز کے پراسپکٹس معہ فہرست ملازم شدہ طلبار کے سول انجینئرنگ کالج کپورتھلہ سے مفت طلب فرمائیے۔ جو بہ امداد سرپرستی عالیجناب سری حضور مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہٗ جاری ہے جس کی تعلیم ضبط و نظم و نسق وغیرہ کی تعریف ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر صاحب بہادر انڈیا اور [illegible] نسبت سے حکام اور انجینئرز پشاور میں معائنہ کر کے تحریر فرما چکے ہیں۔

منیجر

تازہ خبریں

—— علیا حضرت فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا نے اعلیٰحضرت سلطان عبدالمجید خان صاحب کے نام یکصد پونڈ ماہوار ۱۵۰۰ روپیہ کی منصب یکم جولائی سے صدر سے جاری فرمائے جانے کی منظوری صادر فرمائی ہے۔

—— مہاتما گاندھی نے فساد ہندو مسلم کے متعلق توبہ اور دعا کرنے کیلئے ۱۸ ستمبر سے روزہ رکھنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ اسی طرح اکیس دن تک روزہ رکھیں گے۔ مہاتما گاندھی نے اپنے روزہ رکھنے کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کو ایک بیان ارسال کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔ آجکل [illegible] میرے لئے ناقابل برداشت ہیں اور میرے لئے ناقابل برداشت ہو رہے ہیں۔ اور میری مایوسی میرے لئے اور بھی زیادہ تکلیف دہ اور قوت تحمل سے باہر ہے۔ میرا مذہب مجھے سکھاتا ہے کہ جب کسی شخص پر ایسی مصیبت آپڑے جسے وہ رفع نہ کر سکتا ہو تو اسکے لئے روزہ رکھنا اور دعا کرنا ضروری ہے میں نے اپنے عزیز ترین مذہب پر عمل کرتے ہوئے ایسا کیا ہے چونکہ میری تحریر یا تقریر کے ذریعہ ہندو اور مسلمان متفق نہیں ہو سکتے اس لئے میں نے آج سے روزہ رکھنا شروع کیا ہے اور اسی طرح اکیس دن تک رکھوں گا جو ۸ اکتوبر کو بدھ کے دن ختم ہوگا میں ان دنوں میں سادہ نمکین پانی پیوں گا۔ میں تمام جماعتوں سے جن میں انگریز بھی شامل ہیں بادب التجا کرتا ہوں کہ باہم مل جل کر اس نفاق انگیز فساد کا پورا پورا انسداد کریں کیونکہ یہ مذہب اور انسانیت دونوں کے لئے باعث ننگ ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو تخت سے اتار دیا گیا ہے۔ آؤ اسے ہم اپنے دل کے تخت پر بٹھائیں۔

—— مولانا محمد علی۔ حکیم اجمل خان اور سوامی شردھانند نے تمام جماعتوں کے تقریباً ڈیڑھ سو مشہور ارکان کو جن میں غیر سرکاری انگریز بھی شامل ہیں برقی پیغامات کے ذریعہ اس جلسے میں مدعو کیا ہے جو ۲۶ ستمبر کو دہلی میں منعقد ہوگا۔ اس جلسہ کا منشا و مدعا یہ ہے کہ فسادات ہندو و مسلم سے ملک میں جو ناخوشگوار حالات پیدا ہو گئے ہیں ان پر بحث و تمحیص کی جائے۔

—— افغانی جرائد سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ باغیوں کے درمیان پھوٹ پڑ گئی اور عساکر شاہی کو حاجی سیدان میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ اس مقام پر گبر لنگوں نے آغا محمد صدیق خان کی زیر قیادت فوج پر حملہ کیا لیکن باغیوں کے نقصان عظیم کے بعد پسپا کر دیا گیا۔ ان کے آٹھ سو آدمی ہلاک ہوئے۔ آغا عبدالمجید خان کے زیر کمان ایک دستہ گردیز کی طرف گیا تھا جس پر موگر میں حملہ کر دیا گیا اور خوب جنگ ہوئی۔ شاہی عساکر نے بزدوں سے مقابلہ کیا اور باغیوں کے پانچسو آدمی مارے گئے۔ اس جنگ میں آقاے عبدالمجید اور ان کے چند آدمی شہید ہو گئے۔ جنرل غلام نبی خان کمک لیکر وہاں پہنچے اور انہوں نے باغیوں کو شکست فاش دی۔ موگر کی ایک اور چپقلش میں باغی پہاڑیوں میں منتشر ہو جانے پر مجبور ہو گئے ان کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح اور گرفتار ہوئے متذکرہ صدر افسروں کے علاوہ اور بہت سے افغان افسر خوست کی طرف گئے ہیں۔ تاکہ باغیوں سے گفت و شنید کریں۔

—— حکومت انگورہ نے فیصلہ کیا کہ روس کے خلاف بغاوت قفقاز میں مکمل غیر جانبداری اختیار کی جائے لیکن ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا گیا کہ ترکی قوم انقلاب پسندوں اور خاص طور پر آذربائیجان کے مسلمان تاتاریوں کے ساتھ ہمدردی کا زبردست احساس رکھتی ہے۔

—— پرنس آصف الدولہ نے جو جمعیت الاقوام کے پہلے مندوب ہیں۔ ایک مکتوب میں جمعیت کے سکرٹری کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی کہ معاہدہ عراق و انگلستان کے مطابق ایرانیوں کو یوروپین امریکنوں اور جاپانیوں کے سے حقوق نہیں دئے گئے آپ نے درخواست کی ہے کہ عراق میں ایرانیوں کو غیر ملکی باشندوں کے حقوق دلائے جائیں۔

—— روما کے نیم سرکاری انکار کے باوجود مصری جرائد اعلان کر رہے ہیں کہ مصر و طرابلس کی حالت اضطراب زا ہے سنیب گذشتہ حکومت نے وزارت جنگ کے معتمد اول سے درخواست کی کہ وہ سابق وزرائے جنگ فتحی پاشا اور عزلی پاشا کو صورت حالات سے مطلع کرے اور انہیں مشورہ کے لئے اسکندریہ بھیجے۔

حکومت نے ایک اور اعلان میں جرائد کی اضطراب افزا اطلاعات کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الاالبہ نے یقین دلایا ہے کہ وہ جربوب [illegible]

تار کا پتہ مسلمان لاہور

ہفتہ میں دوبار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳۳

جلد ۱۲ — نمبر ۹۱

مدینۃ المسیح لاہور یوم بدھ مورخہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۴۳ سنہ ہجری مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء

نامۂ برلن

جرمن نومسلموں کا جلسہ اور ایک خاتون کا اعلان اسلام

(حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب کا مکتوب)

کل بروز پیر ہمارے ہاں ایک جلسہ ہوا۔ یہ جلسہ بہ تقریب تشریف آوری ایک ہندوستانی خاتون کے تھا، جس کا نام صغرا اہلیہ ہمایوں مرزا ہے، یہ خاتون رسالہ النسا، جو حیدرآباد دکن سے شائع ہوتا ہے ... ہیں۔ لندن سے چلتے وقت انہوں نے مجھے خط لکھا۔ میں برلن آرہی ہوں، آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں، یہاں پہنچکر انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ برلن کے نومسلموں سے ملاقات کی صورت پیدا کریں، بنابریں پیر کے دن ایک جلسے کا انعقاد ہوا، جس میں ذیل کے اصحاب تشریف لائے،

مسز صغرا بیگم ہمایوں مرزا، ان کا بھائی اور خود مسٹر ہمایوں مرزا بیرسٹر حیدرآباد دکن، ڈاکٹر خالد بانگ ڈاکٹر مارقوس ڈاکٹر عارف ... مسٹر شیلڈ، ڈاکٹر منصور، اہلیہ ڈاکٹر منصور معہ ہمشیرہ ... مسٹر محمد ... مس بیزنگ، ڈاکٹر صدیق مسٹر عبدالمجید ہوٹ فلٹسز، مسٹر عبدالرحمن ... پروفیسر ذکریا، ڈاکٹر ... صاحب، مس زینب راڈے ماخر، مولوی عبدالمجید صاحب خان ولی محمد خاں صاحب ... مس مریم سلطان حبیبا ... مسٹر باور اہلیہ باور معہ صاحبزادی خلیفہ عبدالغنی، زین الدین احمد شہید صاحب، سید محمد عمر صاحب، پروفیسر ڈاکٹر حسین صاحب، محمد عبداللہ صاحب، عابد حسین صاحب، مس ویز میڈم گرانس اور اہلیہ ... برن ہارڈ،

مسز ہمایوں مرزا کیلئے ایک خصوصی خوشی

پیشتر اس کے کہ جلسہ کی کارروائی شروع ہو، ایک خاتون نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، جن کا نام زینب رکھا گیا اس نوجوان خاتون سے پہلے مجھے کبھی ملاقات کا موقعہ نہیں ہوا تھا، ان کو یہ علم نہ تھا، کہ ہمارے ہاں کوئی جلسہ ہونے والا ہے، یہ آئیں اس لئے تھیں کہ اسلام قبول کرنے کا طریق معلوم کریں، دریافت کرنے پر ان کو معلوم ہوا کہ اس کے لئے کوئی خاص رسم کے پورا کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی، اس پر انہوں نے کہا کہ میں ابھی اعلان کرتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اعلان کردیا۔ حاضرین نے انفرادی طور پر ان کو مبارک باد دی، یہ خاتون بھی جن کا نام مس راڈے ماخر ہے جلسہ میں شریک ہوگئیں، اور مختلف جرمن نومسلموں کی تقریریں سنکر اور جلسہ کی رونق اور مسلمانوں کی اخلاص بھری محبت کا نقشہ اپنے سامنے دیکھ کر نہایت ہی متاثر ہوئیں، خود مسز ہمایوں مرزا کے لئے یہ بڑی خوشی کا نظارہ تھا، کہ اچانک ان کے سامنے ایک ایسی خاتون مسلمان ہوتی ہے جن کا علم حاضرین میں سے کسی کو بھی نہ تھا، خوشی کے باعث مسز ہمایوں مرزا کا چہرہ انار کی طرح چمکنے لگا، اور انہوں نے اٹھ کر مس زینب راڈے ماخر کا استقبال کیا، اور بڑے تپاک سے ان کو مبارک باد دی، اور اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا، کہ ہم نے خود اپنے سامنے ایک خاتون کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا فخر حاصل کرتے ہوئے دیکھا،

اس کے بعد جلسہ کا افتتاح ہوا، راقم الحروف نے مسز ہمایوں مرزا کا تعارف کرانے کیلئے ان کی خدمات کا ذکر کیا، اور نومسلموں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی۔ کہ ہر مسلمان مرد اور خاتون کو اپنی اپنی جگہ پر تبلیغ کے کام میں مصروف رہنا چاہیئے، اسلام حق وحکمت ہے، اور اسلام جزو فطرت انسانی ہے، اس لئے جہاں اس کو پیش کیا جائے گا، وہیں مقبول ہوگا، اگرچہ ابھی صرف آپ لوگوں نے جو یہاں موجود ہیں، اسلام کا اعلان کیا ہے، لیکن ایسے یہاں سینکڑوں اور ہزاروں جرمن ہیں جو بغیر جاننے کے مسلمان ہیں، آپ لوگوں نے صرف ان تک اس آواز کو پہنچا دینا ہے، اور وہ مسلمان ہوجائیں گے، اس کے بعد مسز ہمایوں ... کی اردو میں تقریر ہوئی، جس کا ترجمہ ڈاکٹر منصور کرتے جاتے تھے، اس تقریر کے بعد ڈاکٹر مارقوس نے مختصر لیکن نہایت ہی فاضلانہ تقریر کی، اور اسلامی اخوت اور اسلامی تعلیمات کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی۔ اس کے بعد ڈاکٹر بانگ نے نہایت ہی پرجوش اور بڑی قابلیت کی تقریر کی، جس سے سامعین پر بڑا زبردست اثر پڑا، اس کے بعد مس بیزنگ نے اسلامی اخوت اور اس کی مساوات پر نہایت خوبصورت اور واضح الفاظ میں مختصر سی تقریر کی، ان کے بعد ڈاکٹر صدیق نے تقریر کی۔ اور یہ دکھایا کہ اسلام اپنی حکمت بھری تعلیمات کی وجہ سے خود بخود پھیلتا ہے، اس کو کسی جبر کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑسکتی، اس کے بعد محمد ولی خاں صاحب نے انگریزی میں تقریر کی جس کا ترجمہ ڈاکٹر خالد بانگ نے کیا، اس کے بعد مسٹر عبدالمجید ہوٹ فلٹسز (...) نے نہایت ہی بے نظیر تقریر کی، اس تقریر میں نہ صرف خیالات کی ہی خوبی تھی، وہ نہ صرف بلاغت و فصاحت سے متمیز تھی، بلکہ اس میں خصوصیت کی بات یہ تھی، کہ وہ اس جوش سے بھری تھی۔ جو ایک نومسلم کو عطا کیا جاتا ہے، اس جوش نے سامعین پر بڑا گہرا اثر کیا، آخر میں میڈم گرانس نے ایک نہایت برجستہ تقریر کی، جس پر جلسہ کا اختتام ہوا، خدا تعالےٰ کے فضل سے اس جلسہ نے کئی ایک سفید رنگوں میں اثر کیا ہے، جس کے ثمرات اللہ تعالےٰ کے کرم وفضل سے جلد دیکھنے میں آئیں گے، خود مسز ہمایوں مرزا اور مسٹر ہمایوں مرزا پر سب سے زیادہ اثر ہے، اور وہ اس کام کی اہمیت سے خوب واقف ہیں، اور اس کام کو محبت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں + والسلام +

صدقہ جاریہ کے کچھ کام

میں احباب کی توجہ دو کاموں کی طرف خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ایک بعض مقامات پر مساجد کا قیام ہے بعض شہروں میں ہماری جماعت کی اپنی مساجد نہیں۔ اگر ہیں۔ تو ان پر مرمت وغیرہ کے رنگ میں اور روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے، اگر احباب اس نیک کام میں تھوڑا تھوڑا حصہ لیں، یا کوئی احباب ایسے ہوں۔ جو تعمیر مسجد کے لئے کچھ روپیہ صرف کرسکتے ہوں۔ تو عنداللہ ماجور ہوں گے، دوسری ضرورت جس کی طرف احباب کی توجہ کی ضرورت ہے، یہ ہے کہ ہر سال دو تین ہزار روپے کے قریب ہمیں بعض ضروری کتب اور قرآن شریف کے ترجموں کی مفت یا رعایتی اشاعت پر صرف کرنا پڑتا ہے، جو بعض وقت غیر مستطیع مسلمان اصحاب یا نوجوان مسلمان طلبا کو دیئے جاتے ہیں، یا غیر مسلموں میں تقسیم کئے جاتے ہیں، اگر احباب کی اس طرف توجہ ہو، تو صدقہ جاریہ کا نہایت اعلےٰ درجہ کا کام ہے،

(محمد علی)

حضرت امیر کا درس قرآن

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر نے ڈلہوزی سے واپسی پر سردیوں کے آغاز سے قرآن شریف کا خاص درس فرمانا ہے جو انشاءاللہ چھ (۶) ماہ کے اندر ختم ہوجائیگا، جو احباب اس میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں وہ وسط اکتوبر سے رخصتوں کا انتظام کرلیں۔

(سکرٹری)

افکار و اذکار

جناب میاں محمود احمد صاحب کا سفر یورپ جس طرح سے ان کی روانگی کے وقت معجزنما . . . . . تھا، ویسے ہی اس سے بڑھکر لندن پہنچتے ہی عجائبات کا مرقع ثابت ہوا، دمشق میں تو آپ بقول خود اس لئے گئے تھے، کہ خلیفۃ من خلفاء کی پیشگوئی کو پورا کریں، حالانکہ وہ پیشگوئی پہلے سے حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ پوری ہوچکی ہے، لیکن لندن پہنچکر ایک اور زبردست پیشگوئی انہوں نے پوری کی، جس کا حال ذیل کے اقتباس سے معلوم ہوتا ہے، لندن کا ایک اخبار راوی ہے:۔

"ہز ہولی نس دی خلیفہ رئیس احمدیہ موومنٹ گذشتہ شب لندن پہنچے، ایک غلط فہمی کے باعث اس وقت ان لوگوں میں سے جو ان کے استقبال کے لئے سٹیشن پر آئے تھے، نصف واپس جاچکے تھے جو لوگ وہاں موجود تھے وہ ان کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے . . . . وہ سٹیشن سے لڈ گیٹ ہل کو تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے سینٹ پال چرچ یارڈ کی طرف، یہ سب کچھ اسلامی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے کیا گیا جس میں کہا گیا ہے، کہ مہدی دمشق سے واپس آتے ہوئے باب اللد پر نماز پڑھے گا، خلیفہ صاحب لندن آتے ہوئے رستہ میں دمشق ہوآئے ہیں، اور اس طرح اس پیشگوئی کو انہوں نے پورا کردیا ہے۔"

اصحاب قادیان کو مبارک ہو کہ میاں صاحب کا ہندوستان سے چل کر لندن پہنچنا گویا ارتقائے روحانی کی منازل کو طے کرنا تھا جو آخرکار انہیں منصب مہدویت پر فائز کرنے کا موجب ہوا، آجتک تو لندن کو صرف دنیوی ڈگریوں ہی کا مخزن سمجھا جاتا تھا، اور لوگ انہی کے حصول کے لئے جوق درجوق وہاں جاتے تھے، لیکن آج معلوم ہوا کہ اس مقام کو اللہ تعالٰی نے روحانی عروج کا بھی شرف عطا کیا ہے، اور قادیان کا خلیفۃ المہدی لندن کے لڈ گیٹ ہل میں پہنچکر خود مہدی بن جاتا ہے ایسی حالت میں یہ کونسی مستبعد بات ہے کہ میاں صاحب اگر کچھ عرصہ یہیں ٹھیرے رہے تو شاید نبوت کا منصب بھی مل جائے،

یہ امر کہ لندن کے لڈ گیٹ ہل ہی میں یہ تاثیر ہے کہ وہیں نماز پڑھنے سے میاں صاحب درجہ مہدویت پر فائز ہو سکتے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرسکتے تھے، اس سے بھی ظاہر ہے کہ دمشق جاتے ہوئے اور غالباً وہاں سے واپس ہوتے ہوئے بھی میاں صاحب اس اصل مقام لُد پر سے گذرے جس کا ذکر احادیث کے اندر پایا جاتا ہے، لیکن باوجود اس کے نہ وہاں انہوں نے نماز پڑھی۔ نہ مہدی بنے، نہ کوئی پیشگوئی پوری کی، کیونکہ یہ تو صرف لڈ گیٹ ہل کیلئے مقدر تھا،

مقام لُد پر سے گذرنے کا ذکر میاں صاحب کے محرر خصوصی نے "الفضل" میں جن الفاظ میں کیا ہے۔ وہ سننے کے قابل ہیں:۔

"لُد ایک جنکشن ہے یہاں سے قدس کیلئے پھر گاڑی بدلی جاتی ہے۔ گاڑی تبدیل کرکے ہم قدس پہنچ گئے یہ وہ مقام لُد ہے جس کی نسبت ہمارے مخالف الرائے مسلمان کہتے ہیں، کہ مسیح دجال کو باب لُد پر قتل کریگا۔ احمدی لٹریچر میں لُد کی جو تصریح و تاویل ہوئی ہے، وہ احباب سے مخفی نہیں حقیقت وہی ہے، لیکن اگر خدا تعالٰی ظاہری الفاظ میں بھی سطح نظر کے مسلمانوں کے لئے اس پیشگوئی کو کسی وقت پورا کردے، تو کیا عجب ہیں اپنے ذوق اور ایمان کی ایک بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا، اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالٰی نے حضرت اولوالعزم کو جو اس سفر کے لئے نکالا ہے، اور جن مقامات سے اس کا گذر ہو رہا ہے، وہ احمدی تاریخ میں کچھ شک نہیں کہ ایک یادگار رہوں گے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ میاں صاحب کے رفیقان سفر کو بھی یہ معلوم تھا کہ اگرچہ باب اللد کی تاویل حضرت مسیح موعود نے

"نئے نبی" کی ضرورت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

میاں محمود احمد صاحب کا ۴ - جولائی ۱۹۵۵ء کا خطبہ جمعہ بھی مجموعہ عجائبات اور جدت طرازیوں اور ندرت نوازیوں کا ایک خزانہ ہے، جہاں عقائد میں بعض نئی باتوں کا اضافہ ہوا ہے، وہاں ایک یہ بھی نکتہ قابل توجہ احباب ہے فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو جس دن تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود سے علیحدہ ہوکر بھی ہم کچھ کرسکتے ہیں۔ وہی دن تمہاری تباہی کا دن ہوگا، اسی لمحہ سے نئے نبی کی ضرورت محسوس ہوگی، جو آکر نئی جماعت بنائے گا، اور تم برباد کئے جاؤ گے۔"

آج تک تو میاں صاحب نے اپنی جماعت کو یہ سمجھایا، اور دنیا کو یہ سنایا، کہ سورۂ فاتحہ میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم مذکور ہے، اس میں نبوت کے ملنے کی بشارت ہے، گویا مومنین پانچوں وقت نماز میں منعم علیہ گروہ میں شامل ہے، اس لئے ہر ایک مومن پانچوں وقت خدا سے نبی بننے کی دعا مانگتا ہے، گو اس کے جواب میں بارہا یہ پیش کیا گیا، کہ نبوت ایک منصب کا نام ہے۔ اور دین کے مکمل ہوجانے سے نبوت کا کام ختم ہوچکا، اور انعمت علیھم سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں انعام کی طلب ہے، پس نبوت کا انعام یعنی مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ تو مل سکتا ہے، اور یہی ترقی و کمال روحانی ہے۔ باقی رہا منصب نبوت، وہ تو خدا کی طرف سے ایک ڈیوٹی ہے۔ جو زمانہ کی گمراہی اور ضرورت کے مطابق ہدایات کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے ملتی رہی ہے، اب جبکہ ہدایت ہمیشہ کے لئے مکمل ہوچکی اور محمد رسول اللہ کی نبوت کا دامن قیامت تک دراز ہے، اس لئے اب آپ کے خلفا مجددین کے منصب پر فائز الرام ہوکر تجدید دین کرتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ وہ آپ ہی کی نبوت کے ظل اور بروز ہوں، اور آپ کے غلام اور امتی ہوں، تا ختم نبوت قائم رہے، مگر جماعت محمودیہ نے اپنی ضد نہ چھوڑی، اور نبوت کی درخواست بڑے فخر سے برابر بارگاہ خداوندی میں جاری رکھی، اور خود خلیفہ صاحب بھی نبوت پانچوں وقت نماز میں مانگتے رہے، مگر ۴ - جولائی ۱۹۵۵ء کے خطبہ میں ایک ایسی بات فرمادی جس سے پبلک کو دریائے حیرت میں غرق کردیا، یعنی فرمایا کہ جس دن تم مسیح موعود سے علیحدہ ہوکر کچھ کرسکنے کا خیال دل میں پیدا کروگے وہی دن تمہاری تباہی کا ہوگا، اور وہی دن نئے نبی کی آمد آمد کا ہوگا۔ جو آکر نئی جماعت بنائے گا، جس سے پتہ لگ گیا کہ نئے نبی کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے، جب پہلی جماعت اپنے نبی کی تعلیم کو چھوڑ دیتی ہے اس لئے نیا نبی آکر نئی جماعت بناتا ہے۔ اور پہلی جماعت جو گمراہی پر ہوتی ہے تباہ کردی جاتی ہے۔

یا للعجب! روز اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پڑھ پڑھ کر نبی بننے کی دعا مانگتے رہے، مگر یہ پتہ نہ تھا، کہ یہ تو جماعت کی ضلالت و تباہی مانگ رہے ہیں۔ پہلے جماعت گمراہ اور مستحق تباہی ٹھیرے گی تبھی کوئی نبی بنے گا، خود خلیفہ صاحب تک نبی بننے کے لئے دعا کرتے رہے، اور جماعت آمین کرتی رہی۔ تمام دنیائے مذہب میں اگر کوئی نبی بننے کا مستحق ہوسکتا ہے تو خود بدولت خلافت مآب ہی ہو سکتے تھے، پس وہ دعا مانگیں، تو کیوں مقبول نہ ہو، مگر یہ کسے علم تھا کہ در پردہ یہ جماعت کی ضلالت۔ اور تباہی کے لئے بددعا ہو رہی تھی، کیونکہ نبی تو جب بنے گا کہ پہلی جماعت گمراہ ہو اور تباہی کی مستوجب ہوجائے، اس لئے ہائے افسوس یہ جو پانچوں وقت خلیفہ نے دعا مانگی کہ مجھے نبی بنا، تو اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ کسی طرح موجودہ جماعت گمراہ اور مستحق ہلاکت ٹھیر جائے۔ تو میں نبی بن جاؤں، اپنی جماعت کی یہ خیرخواہی اور اپنی ترقی کے واسطے جماعت کا تنزل اور ہلاکت کی یہ تمنا عجیب در عجیب اسرار پر سے پردہ اٹھاتی ہے، یہ عجیب خلیفہ ہیں، جو محض اپنے نبی بننے کی خاطر روز اپنی ہی جماعت کی ضلالت اور تباہی کی دعا مانگتے رہے، اور بھولی بھالی جماعت سے آمین کرواتے رہے،

جناب میاں صاحب نے صاف فرما دیا ہے، کہ نئے نبی کی ضرورت تبھی ہوتی ہے۔ جب پہلی جماعت گمراہ اور ہلاکت کی مستحق ہوجائے، پس نبی بننے کی دعا مقبول نہیں ہوسکتی جب تک جماعت گمراہ اور مستحق ہلاکت نہ ہو، لہٰذا نبی بننے کے لئے جو دعا کرتا ہے۔ وہ درحقیقت سارے مسلمانوں اور تمام دنیا کی گمراہی اور ہلاکت کا خواستگار رہتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر وہ نبی نہیں بن سکتا۔ لہٰذا ایسی خطرناک دعا کو بہتر ہو کہ میاں صاحب نمازوں سے نکال دیں، اگر میاں صاحب نبی بننے کی خاطر جماعت کی ضلالت و تباہی کی پروانہ کریں تو پھر جماعت کو چاہیئے، کہ بالاتفاق رزولیوشن پاس کرکے سورۂ فاتحہ کو نمازوں سے خارج کرنے کے لئے اپنے خلیفہ صاحب سے درخواست کرے، ورنہ اگر یہ دعا کچھ دنوں یونہی مانگی جاتی رہی۔ تو میاں صاحب تو نبی بن جائیں گے، مگر جماعت اپنا انجام سوچ لے، بہتر ہو کہ یا تو اس دعا کو خیرباد کہہ دیا جائے، یا پھر اس معنی سے کنارہ کشی کی جائے، جو میاں صاحب کی ایجاد بندہ ہے، اور جس کی وجہ سے انہوں نے مجموعہ نقیضا دکا یہ تماشہ دنیا کو دکھا دیا۔

سفر کوہ مری سے چند اسباق

(جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے قلم سے)

خدمت دین کی تڑپ

چونکہ گذشتہ موسم سلسلہ بیماری میری صحت کمزور ہوگئی تھی، اس لئے میں نے مناسب سمجھا، کہ اس سال اپنے دفتر کے ہمراہ سرکاری ڈیوٹی پر کوہ مری جاؤں، چنانچہ آغاز جون میں یہاں آنا پڑا، جب میں یہاں آیا تو میں نے محسوس کیا کہ خدمت جسم تو یہاں خوب ہوجائیگی ولنفسک علیک حق" لیکن خدمت دین یا ترقی روحانی کے لئے کوئی سامان نہیں ہوگا، چنانچہ میرے اس خیال نے میرے دل میں ایک تڑپ پیدا کی، اور میں نے اللہ تعالٰی کے حضور دعا کی، کہ یا الٰہی میرے اس قیام کوہ مری میں مجھ سے کوئی خدمت لے، بہت دعا کی، اور روز دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے فضل سے رستے کھول دیئے،

احباب کوہ مری

جس روز میں پہلے یہاں آیا ہوں، یہاں مجھے دو احمدی احباب کا علم تھا، ایک تو چودھری محمد اسمعیل صاحب سنیٹری انسپکٹر اور ایک شیخ کریم اللہ صاحب ہیڈ کلرک دفتر ایڈمن کمانڈ، ہر دو نہایت مخلص اور نیک انسان ہیں، ان میں سے چودھری محمد اسمعیل صاحب کے جوش سلسلہ کی وجہ سے یہاں ہماری جماعت کا نام باقی تھا، سب سے پہلے میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم شام کی نماز مکر پڑھا کریں، اور جمعہ بھی باقاعدہ مل کر پڑھا جائے، چنانچہ ایسا کرنے سے ہمارے سب کے اندر ایک طاقت اور جوش پیدا ہونا شروع ہوا، اور ارد گرد کے لوگوں کو بھی معلوم ہوا۔ کہ یہاں کوئی مسلمان رہتے ہیں، تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ چودھری محمد اسمعیل صاحب ایک بھائی کو ہمراہ لائے جن کا نام محمد اسمعیل ٹیلر ماسٹر ہے۔ ان کا کسی کو علم ہی نہ تھا، کہ وہ احمدی ہیں۔ وہ اگرچہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں لیکن اپنی دوکان اعلٰے کپڑوں کی رکھتے ہیں، اور اپنے کاروبار میں خوب ماہر ہیں، اور نیز ان کا ایمان سلسلہ سے بہت پختہ ہے۔ ان کو ہمارے ساتھ ملنے سے دل میں خوشی زیادہ ہوگئی، اور ہمیں ان سے ملنے سے اور تقویت ہوگئی، اسی اثناء میں ایک صاحب خواجہ عبدالصمد کشمیر کے باشندہ جو یہاں کشمیر کی لکڑی کے کام کی تجارت کرتے ہیں، اور جن کو کوئی علم نہ تھا، کہ یہاں کوئی احمدی ہے، وہ آگئے، اور معلوم ہوا، کہ بہت مخلص احمدی ہیں، اور اس طرح ہماری جماعت مضبوط ہوتی گئی،

تبلیغ اسلام اور مخالفین کا جوش

جب اس طرح ایک جماعت بن گئی تو مجھے حوصلہ ہوگیا، اور کام اور زیادہ تیزی سے شروع کردیا گیا، اسی اثنا میں ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب بھی یہاں تشریف لے آئے، اور جمعہ میں رونق ہونے لگی، کل بھائی اسی کوشش میں لگ گئے، کہ کسی طرح دوسروں کو اپنے حالات سے آگاہ کیا جائے، اور بعض لوگ ہماری باتیں سننے کے لئے آنے لگے، اور ان کی غلط فہمیاں دور کی جانے لگیں، اس وقت یہاں ایک انگریزوں کو پڑھانے والے منشی ہیں ان کا نام منشی عبداللہ ہے، وہ بقول . . . . کل کوہ مری کے خود ساختہ دینی لیڈر ہیں، ان کو جب یہ خبریں پہنچیں، تو ان کو

کونسل کا ممبر ... کانگریس کا صدر، چرخہ کو ضرور اپنے روزمرہ کے دستان میں داخل کرے، جیسا کہ مہاتما گاندھی کا خیال ہے، مہاتما جی اس بات پر یہاں تک مصر ہیں، کہ وہ کانگریس کے چندہ پر بھی چرخہ کو ترجیح دیتے، اور ممبران سے چندہ کے بجائے ان کے اپنے ہاتھ کا کاتا ہوا سوت طلب کرتے ہیں۔ کونسلوں کا بائیکاٹ بھی وہ اس شرط پر چھوڑنے کے لئے تیار ہیں، کہ حق رائے دہندگی میں یہ شرط رکھی جائے، کہ ہر مستحق دو ہزار گز سوت فی ماہ کاتے،

ہم حیران ہیں کہ مہاتما جی ہر بڑے سے بڑے لیڈر کو جولاہوں کا کام کیوں سپرد کرتے ہیں، ہر کسے را بہر کارے ساختند، رہنایان ملک کو جن کا وقت اہل ملک کی بہتری اور فلاح کی تدابیر سوچنے پر صرف ہونا چاہیئے، اگر چرخہ کاتنے پر لگا دیا جائے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ملک کے بہترین دماغ ضائع کر دیئے جائیں، کونسلوں کے ممبر چرخہ کاتنے پر جو وقت صرف کریں گے اس کو وہ ایسی تجاویز کے سوچنے اور ان مشکلات کے حل کرنے پر صرف کر سکتے ہیں، جو کونسلوں میں ملکی فوائد سے تعلق رکھتی ہوں چرخہ کاتنے اور کھدر بننے کے لئے دبشرطیکہ ملک اس کے استعمال کے لئے تیار ہو، بہت سے ایسے لوگ کام آ سکتے ہیں، جو اس وقت بیکاری کی مصیبت میں مبتلا ہیں، اگر ایسے لوگوں کو کام پر لگانے کی کوشش کی جائے تو نہ صرف سوت کی فراہمی کا سوال آسانی کے ساتھ حل ہو سکتا ہے، جس کی مہاتما کے کھدر بورڈ کو اشد ضرورت ہے بلکہ ملک کے مرض بیکاری اور اس سے پیدا ہونے والے مضر نتائج کا انسداد بھی نہایت سہولیت کے ساتھ ہو سکتا ہے، بہت سی بیوائیں اور لاوارث عورتیں محض اسی کاروبار کے ذریعہ چل سکتی ہیں۔ ہاں اس صورت میں مہاتما کے کھدر بورڈ کو کچھ نہ کچھ صرف کرنا ہوگا، ممکن ہے، کہ کھدر کی گرانی کا موجب ہو، لیکن یہ گرانی اس سے بہرحال بہتر ہے کہ ملک کے بہترین دماغ چرخہ کاتنے پر ضائع کر دیئے جائیں،

ہندو اور مسلمان

راجہ مہندر پرتاب نے جو ہندوستان کی قومیت متحدہ کے ایک قابل قدر رکن ہیں، بعض اخبارات میں ایک اپیل شائع کرائی ہے، جس میں ہندو مسلمانوں کے موجودہ تنازعات سے متاثر ہو کر آپ نے نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہے، اور لکھا ہے کہ:-

"اگر دس، پندرہ، پچاس یا ہزار یا لاکھ یا کروڑ آدمی مل کر ایسا کوئی گروہ بنا لیتے ہیں، جو محض اپنے گروہ کا خیال پیش نظر رکھتا ہے، اور اپنے آرام کے لئے دو چار یا دس یا پندرہ اشخاص کو تکلیف دیتا ہے، یا مار ڈالتا ہے، تو میں کہوں گا، کہ وہ شیطانوں اور ڈاکوؤں کا گروہ ہے۔ وہ چاہے اپنے کو دینی گروہ بتائے اور چاہے ملکی دلی۔ میں کہتا ہوں کہ بھائیو یہ نہ اسلامیت ہے اور نہ ہندو دھرم، کہ تم علیحدہ علیحدہ فرقہ بندی قائم کرو، فطرت کی طرف سے جب کبھی ہندو یا اسلامی خیالات پیدا ہوئے وہ کسی خاص گروہ یا قوم کے لئے نہیں ہوئے تھے، فطرت نے ان خیالوں سے تمام نوع انسان کی بھلائی کرنی چاہی تھی۔ اور اب اگر وہ ڈاکوؤں کی سی گروہ بندی کرتے ہیں تو وہ اپنے مقصد سے دور چلے گئے ہیں، دین اور دھرم کو چھوڑ بیٹھے ہیں، شیطان یا اندریوں کے جال میں پھنس گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم ہندوؤں یا مسلمانوں کا بھلا چاہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ وہ اپنے گروہ کے بہت سے مخالف اور دشمن بناتے ہیں، میرا خیال ہے کہ اگر وہ سب یکساں نوع انسان کی خیر چاہیں تو ان سبھی کا بھلا ہو جو مختلف گروہوں میں ہیں۔ اور کوئی کسی کا دشمن نہ بنے، ہاں ظلم اور خود غرضی کی مخالفت کرو، برائی کی مخالفت سے تو برا آدمی بھی ممنون ہوتا ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ مذہب کی غرض انسانوں کو مروانا یا زمین میں فساد کرانا نہیں ہو سکتی، اسلام نے ہمیشہ اپنے ہمسایوں سے صلح و محبت کے ساتھ رہنے اور ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کی تعلیم دی ہے، لیکن جہاں ہمسائے اس بات پر آمادہ ہو جائیں، کہ اسلام کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے، اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے وہاں اسلام نے چار و ناچار اپنی حفاظت کے لئے ضروری سامان اختیار کرنے کی بھی اجازت دی ہے، دہلی۔ کوہاٹ اور لکھنؤ کے

فسادات اس حقیقت نفس الامری کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں، کہ اس وقت البادی اظلم کی مصداق کونسی قوم ہے راجہ مہندر پرتاب اور دیگر ہندو لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ صفائی کے ساتھ اپنے ہم قوموں کو سمجھائیں، اور مذہب کی حقیقت ان کے ذہن نشین کریں تاکہ وہ حق ہمسائیگی کو اس بیدردی کے ساتھ پامال کرنے سے باز آ جائیں۔

اللہ اور یوم آخر پر ایمان

لاگوس (نائیجیریا مغربی افریقہ) سے ایک صاحب رقمطراز ہیں کہ وہاں کے مسلمانوں میں اس بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا ہے کہ نجات آیا اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کو ماننے سے وابستہ ہے۔ یا غیر مذاہب کے لوگ بھی اپنے اپنے مذہب پر عمل پیرا ہو کر نجات حاصل کر سکتے ہیں، وہاں موخر الذکر خیال ترقی کر رہا ہے۔ اور اس کے

مسجد برلن کی تعمیر شروع ہو گئی

برلن سے حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب کا تار موصول ہوا ہے۔ کہ

"مسجد برلن کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا ہے، سنگ بنیاد ہفتہ کے روز رکھا جائے گا۔"

یہ خوشخبری عامۃ المسلمین بالخصوص ہمارے احباب کے لئے خاص مسرت کا موجب ہوگی، خدا کا شکر ہے کہ ایک مدت سے جس چیز کی طرف آنکھیں لگ رہی تھیں، جس مسرت انداز خبر کے سننے کے لئے ہمارے احباب مضطربانہ جوش کا اظہار کر رہے تھے، اور خود حضرت مولینا صدر الدین صاحب نے جس چیز کے لئے اس قدر دور و دراز کا سفر اختیار کیا، اور طرح طرح کی مشکلات کے باوجود دو سال سے اس کے لئے مصروف جد و جہد تھے، آخر کار اس کے ظہور کا وقت آیا، اور ہمارے کانوں نے اس خوشی کی خبر کو سنا۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

برلن میں مسجد کا قیام ہمارے لئے از حد مسرت اور فائدت کا موجب ہے کہاں یورپ اور کہاں حضرت مسیح موعود کی یہ چھوٹی سی جماعت، جو تعداد کے لحاظ سے بہت قلیل ہے۔ اور مالی حیثیت سے بہت غریب، خدا کی نظروں میں اس چھوٹی سی جماعت کی یہ خدمت اور ایثار بہت بڑے عظیم الشان ثواب کا موجب ہوگا بشرطیکہ ہم اس عظیم الشان کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں پوری کوشش صرف کر دیں، اور ان وعدوں کو جو اس کام کے لئے کر رکھے ہیں زیادہ دیر تک معرض التوا میں نہ ڈالیں، اس وقت جبکہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے، روپیہ کی فوری ضرورت ہے، ایسا نہ ہو کہ روپیہ نہ ہونے سے تعمیر کا کام درمیان ہی میں رہ جائے، اور دنیا کی ہوائی تو ایک طرف آخرت میں ہم اللہ تعالے کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں، ہمارے احباب اس بارہ میں خاص کوشش سے کام لیں، اور جن جن رقموں کے انہوں نے وعدے کئے ہوئے ہیں وہ بھی ادا کریں۔ اور مزید چندہ بھی لوگوں سے لیں، تاکہ کسی طرح اس پاک کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو +

مویدین اپنے استدلال کی بنا قرآن کریم کی اس آیت پر رکھتے ہیں:-

ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصارے والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ٥

ان کا خیال ہے کہ اس آیت میں صرف ایمان باللہ اور بالیوم الآخر ہی کو شرط قرار دیا ہے۔ اور اعمال صالحہ ضروری ٹھیرائے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن کریم کا ماننا ضروری قرار نہیں دیا۔ حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ قرآن کریم کا یہ طرز کلام ہے کہ ایک جگہ پر چند باتوں کا بالتفصیل تذکرہ کرتا ہے، اور دوسرے موقعہ پر صرف پہلی اور آخری بات کو لے کر درمیانی امور کو محذوف کر دیتا ہے، شروع سورۂ بقر میں فرمایا تھا، ذلك الكتاب

لاریب فیه ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ٥ والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاٰخرۃ ھم یوقنون ٥ یہاں صفائی کے ساتھ ایمان بالغیب (یعنی اللہ تعالے پر ایمان) سے شروع کر کے نماز، زکوٰۃ، ایمان بالقرآن و بالکتب سابقہ کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا، اور آخر میں ایمان بالآخرت کو ضروری ٹھیرایا، اور پھر اولئك علی ھدًی من ربھم و اولئك ھم المفلحون ٥ کہہ کر ان سب باتوں پر نجات اور فلاح کو منحصر بتایا، لیکن اس کے بعد ہی منافقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین ٥ یہاں باقی تفصیلات کو چھوڑ دیا اور صرف پہلی اور آخری بات کو لے لیا، پھر دوسرے موقعہ پر صفائی کے ساتھ بتایا ہے، لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والوں کو تو ان لوگوں کا دوست نہ پائے گا۔ جو اللہ اور رسول کے دشمن ہیں۔ اور پھر ان کے متعلق رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ فرما کر بتا دیا، کہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والے لوگ وہ تھے، جو نہ صرف اللہ اور یوم آخر کو ہی مانتے تھے، بلکہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہو کر اور آپ کے لئے جانیں لڑا کر اپنے کامل الایمان ہونے کا ثبوت دیتے تھے،

اس لئے یہ کہنا کہ آیت زیر بحث میں اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے کے ساتھ رسول اللہ صلعم پر ایمان لانا اور اسلام کے اندر داخل ہونا ضروری قرار نہیں دیا، ایک صریح مغالطہ ہے، خود رسول اللہ صلعم نے بعض موقعوں پر سائلین کے جواب میں اللہ اور رسول اور کتاب۔ اللہ پر ایمان کو مومن کے لئے ضروری [illegible] ہے، اور دوسرے موقعہ پر محض اللہ اور یوم آخر پر ہی ایمان کا ذکر کیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان سب ارکان اسلام پر ایمان یا ایک شخص کے مسلمان ہونے کا مرادف ہے،

اسلام میں نجات

ہاں اس آیت میں جس خاص طرز پر اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے، کہ اسلام نے نجات کو کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں کیا جیسا کہ یہود اور نصاریٰ کا خیال تھا، کہ صرف انہی کی قوم خدا کی فرزندیت میں داخل ہے اور کوئی دوسرا شخص ان کے مذہب کے اندر آ کر بھی نجات نہیں پا سکتا، کیونکہ باقی اقوام راندۂ درگاہ الٰہی ہیں، اس کا ذکر آگے چل کر کیا ہے، جہاں فرمایا۔ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصارٰی۔ قرآن کریم نے اس کے خلاف فرمایا کہ کوئی شخص یہودی ہو یا عیسائی یا صابی چاہے وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو جس وقت وہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان لے آتا، بالفاظ دیگر مسلمان ہو جاتا، اور اعمال صالحہ بجا لاتا ہے تو وہ نجات یافتہ ہے پھر اس کی قومیت اس کے سد راہ نہیں ہو سکتی، گویا یوں کہنا چاہیئے کہ قرآن نے جنت کو محدود یا کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ اس کا دروازہ عام انسانوں پر کھولا ہے، کہ جو کوئی بھی وہ ہوں، جس کسی قوم سے بھی تعلق رکھتے ہوں، ان کے لئے صرف مسلمان ہونا اور اعمال صالحہ بجا لانا ضروری ہے، اور وہ جنت کے وارث ہوں گے، خدا کے ہاں ان کی قومیت۔ ان کی یہودیت ان کی نصرانیت یا ان کا صابی قوم میں سے ہونا ان کی راہ میں روک کا موجب نہ ہوگا،

یہ وہ عظیم الشان صداقت ہے، جو صرف قرآن کریم سے ہی خاص ہے، اور اسلام کے سوائے کسی دوسرے مذہب نے ایسی وسعت خیالی کا اظہار نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، کیونکہ وہ تمام نسل انسانی کے لئے آیا ہے، اور سب کی نجات کا بلا لحاظ قومیت ذمہ وار ہے، بشرطیکہ وہ اس پر عمل پیرا ہوں +

اعتذار

آج ۲۴ ستمبر کو جو اس پرچہ کی اشاعت کا دن ہے آخر، چہارشنبہ کی وجہ سے مطبع نے بلا اطلاع بند کر دیا ہے، اس وجہ سے اخبار ایک دن دیر سے قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچے گا،

گذشتہ پرچہ کی تاریخ اشاعت پر بھی ایسی ہی مشکل پیش آئی تھی کہ لاہور میں

قرآن کا معیار نبوت

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے

حضرت مسیح موعود اور میاں محمود احمد صاحب

(۳)

نبوت مسیح موعود

حضرت مسیح موعود

۱۔ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا۔ نہ کہ حقیقی طور پر۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۵

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے۔ تجلیات الٰہیہ ص ۹

۳۔ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰

(۴) اور اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے (الوصیت ص ۱۱)

(۵) جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰)

(۶) کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت اور رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے ان کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ نیا نہ پرانا۔

حاشیہ انجام آتھم ص ۲۷

(۷) محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا یہ مذہب ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء

(۸) یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جسکو خدا بھیجتا ہے۔ وہ اسکا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے۔ اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں۔ اربعین نمبر ۲ حاشیہ ص ۱۸

(۹) اور یہ کہنا نبوت کا دعوے کیا ہے۔ کس قدر جہالت اور کسقدر حق سے فروغ ہے۔ اسے نادانو میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح۔ حقیقۃ الوحی ص ۶۸

(۱۰) کوئی شخص اس جگہ نبی ہونے کے لفظ سے دھوکا نہ کھاوے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں ہے جو ایک مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی امتی نہیں کہلا سکتا مگر میں امتی ہوں پس یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸)

(۱۱) ما بقی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الالٰی تمام آسمانی کتابیں نبوت کے جو معنی کرتی ہیں ان معنوں سے میں نبی نہیں۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۶

(۱۲) لیکن وہ شخص سخت غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسقدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے اسیقدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اسلئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء

(۱۳) تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اگر ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اسکے یعنے نبی کے ناقل محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۹۷

میاں محمود احمد صاحب

۱۔ اور تیسری بات یہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نبی رکھا پس شریعت اسلام نبی کے جو معنے کرتی ہے۔ اس کے معنے سے حضرت صاحب ہرگز ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ (حقیقۃ النبوت ص ۱۷۴)

(۲) اگر کوئی شخص حقیقی نبی کے یہ معنی کرے کہ وہ نبی بناوٹی یا نقلی نہ ہو بلکہ درحقیقت خدا کی طرف سے خدا کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کی رو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جانے ضروری ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔ القول الفصل ص ۱۲

۳۔ ہم حضرت مسیح موعود کو نبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کیا محدث اور مجدد؟ ہاں ہم بے شک یہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ خود مسیح موعود محدث اور مجدد بھی تھے لیکن محدث اور مجدد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ (القول الفصل ص ۲۵)

۴۔ خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا۔ اور کہیں بروزی اور ظلی نبی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے۔

الحکم ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء

۵۔ پس اب کیا یہ درجہ کی نے غیرت نہیں کہ جہاں ہم لانفرق بین احد من رسلہ میں داؤد اور سلیمان زکریا علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جائے (کلمۃ الفصل صفحہ ۷۱)

۶۔ مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم کرنا۔ اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی گروہ میں سمجھنا۔ گویا آنحضرت صلعم کو جو سید المرسلین و خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا۔ اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔ (الفضل ۲۹ جون ۱۹۱۵ء)

۷۔ اور جب کہ میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔ (القول الفصل صفحہ ۳۴)

۸۔ لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں اور چونکہ محدثین تو پہلے بہت گذر چکے ہیں۔ اسلئے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح موعود کی رسالت محدثیت والی نہیں۔

حقیقۃ النبوۃ ص ۲۳۱

۹۔ انسانی ترقی کے آخری درجہ کا نام نبی ہے۔

(حقیقۃ النبوت ص ۱۵۴)

۱۰۔ استرض صدیق یعنے بہت ہی سچ بولنے والا انسان شہید سے اوپر ہوتا ہے۔ اور اپنے ہر قول کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے۔ اور اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے۔ اور اس سے نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت کے پانے سے روکا جاتا ہے۔ ورنہ اس حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہی ہو جائے۔ بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دین کا کام لے لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی جو صدیق تھے تجدید کا کام کرنا پڑا۔ (حقیقۃ النبوت ص ۱۵۲ و ۱۵۳)

۱۱۔ امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا۔ اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہ ہوا۔ کلمۃ الفصل ص ۱۱۶

۱۲۔ اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ کا حال پردۂ غیب میں ہے۔

پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا۔ کیونکہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور انسان پر صادق نہیں آتی۔

(حقیقۃ النبوت ص ۱۳۸)

× × × ×
× × × ×
× × × ×
× × × ×
× × × ×
× × × ×
× × ×

مسیح موعود کا دعویٰ ۱۹۰۱ء سے پہلے اور اس کے بعد

حضرت مسیح موعود

۱۔ جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارہ میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور اسقدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعض دوسرے جزئیات میں اگر اجتہادی غلطی بھی ہو تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی۔ نبیوں اور رسولوں کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت قریب سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس میں اسقدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔

(اعجاز احمدی ص ۲۶)

۲۔ نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ ازالہ اوہام ص ۴۲۱

۳۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہ کھولا گیا ہے کہ حقیقی طور پر نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے۔ اور نہ کوئی قدیم نبی۔

(سراج منیر ص ۲ و ۳)

۴۔ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء

۵۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

تقریر و اعلان ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء

میاں محمود احمد صاحب

۱۔ اور جب آپ نے نبی کی پہلی تعریف کی غلطی معلوم کر لی تو اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کر دیا۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۹)

۲۔ اس لئے باوجود اس کے کہ سب شرائط نبوت آپ میں پائی جاتی تھیں آپ اپنے آپ کو نبی کہنے سے پرہیز کرتے تھے۔ اور اپنے الہامات میں جب نبی کا نام دیکھتے اس کی تاویل کر لیتے۔ اور حقیقت سے ان کو پھیر دیتے۔

لیکن بعد میں جب آپ کو الہامات میں بار بار نبی اور رسول کہا گیا۔ اور آپ نے اپنی پچھلی تیئس سالہ وحی کو دیکھا تو اس میں برابر ان ناموں سے آپ کو یاد کیا گیا تھا۔ پس آپ کو اپنا عقیدہ بدلنا پڑا۔ حقیقت النبوت ص ۱۲۲

۳۔ حضرت صاحب اپنے اجتہاد سے ایک عقیدہ رکھتے تھے خدا تعالیٰ نے ان کو بتلایا کہ یہ عقیدہ درست نہیں ہے۔ درست یہ ہے۔

(حقیقت النبوت ص ۲۲)

۴۔ ہاں صرف اس دعویٰ کے نام میں آپ احتیاط کرتے رہے ہیں یعنی آیا اس کا نام نبوت رکھا جائے یا محدثیت (حقیقۃ الامر)

۵۔ خلاصہ کلام یہ کہ مسیح موعود چونکہ ابتداءً نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبی ہو اسلئے باوجود اسکے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں۔ آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے۔ اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط خیال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔ اسلئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے۔ اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔

حقیقۃ النبوت ص ۱۲۴

بقیہ صفحہ چار کالم اول

کی ہے، لیکن "ظاہری الفاظ میں بھی" یہ پیشگوئی پوری ہو سکتی ہے۔ اور وہ پوری بھی ہوگی میاں صاحب کے اسی سفر میں، مگر اس کا محل مقام لُد نہیں، بلکہ لندن کا لڈگیٹ ہل ہے۔

لیکن ہمیں اس بات سے خاص طور پر حیرت ہوئی ہے۔ کہ مہدی کا باب اللہ پر نماز پڑھنا تو میاں صاحب کو یاد رہا، لیکن مسیح کے باب اللہ پر دجال کو قتل کرنے کی پیشگوئی کیوں بھول گئی، حالانکہ یہ پیشگوئی ان کے اس سفر سے زیادہ مناسبت رکھتی تھی، وہ ایک ایسے ملک میں گئے ہیں۔ جہاں کے ارباب مذہب خود ان کے نزدیک بھی دجال کی علامات کے مصداق ہیں، پس کیوں انہوں نے یہ ظاہر نہ کیا۔ کہ میں اس پیشگوئی کے مطابق دجال کو قتل کرنے آیا ہوں، سوائے اس کے کہ مصلحتاً انہوں نے اس سے اعراض کیا، اور کیا کہا جا سکتا ہے، وہ مصلحت کیا ہے؟ اس کا ہم بھی مصلحتاً ذکر نہیں کرنا چاہتے قارئین کرام اپنے فہم رسا سے خود اس کو معلوم کر سکتے ہیں،

بقیہ صفحہ چار کالم ۳

اس سے کہ کوئی احمدی بھی یہاں اپنا اثر ڈال سکے بہت طیش آیا اور نہایت بدزبانی اور بد اخلاقی سے انہوں نے ہماری مخالفت شروع کی اور کل کوہ مری کو بتا دیا کہ یہاں سلسلہ احمدیہ کی تحریک شروع ہے۔ بعض مخالفین کے رسالہ لوگوں کو دکھا کر ہم سے بدظن کرتا تھا۔ اور سارے عناد میں بالکل مخبوط الحواس ہو گیا تھا۔ لوگوں سے کہتا تھا۔ مرزا نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ نبوت کا دعویٰ کیا۔ کل مسلمانوں کو کافر کہتا ہے۔ ان کا قرآن اور ہے وغیرہ وغیرہ لیکن ہم نے اپنی کوشش کو جاری رکھا اور لوگوں سے غلط فہمی کو دور کرتے رہے۔

ایک بچھڑے ہوئے بھائی

یہاں کوہ مری میں میاں عزیز اللہ صاحب وکیل نہایت ہی نیک اور صالح انسان ہیں۔ اور حقیقت میں وہ کوہ مری کے معزز رئیس ہیں وضعدار ہیں۔ اور بہت ہر دلعزیز ہیں مجھ کو یہ علم تھا کہ آپ احمدی ہیں۔ لیکن زمانہ اختلاف سے آپ خاموش تھے۔ آپ کے بعض عزیز محمودی ہو چکے تھے۔ اس سے آپ کو سلسلہ کے متعلق صدمہ پہنچا تھا۔ آپ اپنا مسلک صلح کا رکھتے ہیں۔ فساد اور فتویٰ بازی کو آپ پسند نہیں کرتے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت کے حصہ کے حالات کا آپ کو پورا علم نہ تھا۔ آپ کے کل صاحبزادے نہایت ہی نیک صالح اور نوجوان ہیں۔ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ہماری طرف سے اشاعت سلسلہ میں غفلت کی وجہ سے ان کے اخلاص اور جوش بھی دبے ہوئے تھے میاں صاحب کے پاس ایک محمودی جو کہ نیک آدمی ہے۔ لیکن پیر پرستی کی وجہ سے اپنے قوئی فہم کو بیچ چکا ہوا ہے آیا کرتا اور اس جماعت کے کارنامے سنایا کرتا۔ ہمارے دوست برخلاف اس کے کچھ بھی نہ بتاتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میاں صاحب نے اخبار "پیغام صلح" اسلئے اور "الفضل" اسلئے بند کر رکھے تھے کہ ان میں جھگڑے کی باتیں ہوتی ہیں۔ لیکن یہ محمودی انہیں اخبار الفضل سنا دیا کرتا اور ہماری طرف سے کوئی خبر انہیں نہ پہنچتی۔ لیکن باوجود اس کے بھی جناب میاں صاحب اور ان کے کل صاحبزادے اعتقاداً ہمارے ساتھ تھے۔ آخر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ ہم سے مل کر کام کریں۔

درس قرآن کریم اور جماعت کی مضبوطی

انہوں نے جب جماعت میں جوش اور اخلاص دیکھا تو پختہ وعدہ کیا کہ آپ خود اور ان کے صاحبزادے ہمارے ساتھ مل کر خدمت اسلام کریں گے اور مجھ سے کہا کہ یہاں درس ہونا چاہیے۔ چنانچہ پہلے جمعہ میرے مکان پر ہوتا تھا اسکے بعد جمعہ اور درس ہر روز شام کو میاں صاحب کے مکان پر ہونے لگا۔ درس کے زمانہ میں مجھے اس امر سے از حد راحت اور خوشی ہوئی کہ جناب میاں صاحب اور آپ کے صاحبزادگان میں فطری نیکی اور اخلاص اس قدر ہے کہ حد بیان سے باہر اور آپ کا کل گھر بفضلہ ایک نمونہ بہشت ہے۔ سب بچے مودب ہیں۔ ایک دوسرے بھائی کی خوب عزت کرتے ہیں اور وہ ایک قوت جو کہ سلسلہ کی توڑ سے مخفی اور الگ پڑی ہوئی تھی غرضکہ ہماری جماعت اب یہاں بفضلہ کل قریباً بیس مردوں کے ہوگئی۔ اور بچہ

اور مستورات ان سے علیحدہ۔ اور جیسا کہ قاعدہ ہے۔ جماعت میں برکت ہوتی ہے۔ کل کوہ مری میں ہماری جماعت کا چرچا ہو گیا محمودیوں نے جو کہ چرچا پھیلایا ہوا تھا کہ مرزا صاحب نبی ہیں اور کل مسلمان کافر۔ اس کا ازالہ کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور جماعت احمدیہ سے لوگوں کی بدظنیوں کو دور کیا اور اب ہم اس قابل ہو گئے کہ خدمت دین کے لئے قدم اٹھائیں۔

لیکچروں کا سلسلہ

آریوں کا جلسہ ہوا۔ اس کے بعد مولانا عصمت اللہ صاحب کو یہاں بلایا گیا۔ کل مسلمان باوجودیکہ منشی عبداللہ نے انہیں روکا۔ اور اُس دن اسی دھن میں دیوانہ وار پھرا۔ سارا لیکچر سننے آئے لگاتار لیکچر ہوتے رہے جنہیں کہ کھول کھول کر اشاعت اسلام اور تردید مذہب کی گئی جس کا حال کہ مولوی عصمت اللہ صاحب لکھ چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہم نے اپنی پوزیشن سلسلہ کو صاف صاف لوگوں کو بتایا۔ اور سوال وجواب بھی ہوئے۔ اگرچہ چند مولویوں نے حواریوں نے لیکچروں کے درمیان سنگ باری بھی کی اور ہمیں ثواب کا مستحق بنایا۔ لیکن اگر ایک طرف آریہ اسقدر گھبرائے۔ اور لاجواب ہو گئے مگر سوائے حکام کے پاس غلط رپورٹیں کرنے کے انہیں اور کوئی صورت نظر نہ آئی تو دوسری طرف بہود صفات مولوی جب تنگ آ گئے تو انہیں سوائے شور ڈالنے اور سنگ باری کرنے کے اور کوئی حیلہ سمجھ میں نہ آیا۔ اس سنگ باری سے کوہ مری کی پبلک بہت ناراض ہوئی۔ اور مولویوں کا اثر ان کے قلوب سے جاتا رہا۔ اور خدمات اسلام کے وہ قائل ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک خاص فضل کیا کہ خاص دشمن سلسلہ کا ایک بھتیجا لفٹنٹ محمود خان نے ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کا اعلان کروایا۔ آپ جناب خان عبداللہ خان صاحب رئیس اعظم کوہ مری کے جو اسلام کے لئے دل میں خاص جوش رکھتے ہیں۔ صاحبزادے ہیں جس سے ہماری ہمتیں بلند ہوگئیں اور مولویوں اور محمودیوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ چنانچہ دوسرے روز وہ محمودی لوگوں کو بتاتا پھرتا تھا کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے بھی وہی اعتقادات ہیں جو میرے ہیں یعنے وہ مرزا صاحب کو نبی حقیقی مانتے ہیں۔ اور ظاہر کچھ کرتے ہیں اور دل میں کچھ ہے۔ اس طرح سے وہ ان مخالف مولویوں کے ساتھ جو حضرت مرزا صاحب کو ہزارہا گالیاں نکالتے ہیں ہمارے مقابل شامل ہو گیا۔

موجودہ حالات

کل سمجھدار لوگ حضرت صاحب کی عزت کرتے ہیں۔ خدمات سلسلہ کی قدر کرتے ہیں اور جناب میاں صاحب اور ان کے صاحبزادگان نیک اختر بہت جوش میں سلسلہ کی خدمات میں مصروف ہو چکے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ راولپنڈی کی مردہ جماعت کو بھی آپ کی ذات سے اب آیندہ بہت فائدہ ہوگا۔

میاں احمد حسین صاحب کے مضامین آپ نے پڑھے ہوں گے یہ میاں صاحب کے نوجوان صاحبزادے

آخر میں میں اللہ کا خاص شکر ادا کرتا ہوں کہ میرا سفر کوہ مری دنیاداری میں صرف نہ ہوا۔ اور کل بھائیوں کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ غفلت کو چھوڑ کر کام کریں۔ اللہ برکت دے گا۔

خاکسار — محمد

تازہ خبریں

——— سکریٹری سوراجیہ سبھا دہلی نے جملہ ممبران سے التماس کی ہے کہ وہ نعمت اللہ خان کے افغانستان میں سنگسار ہونے کے متعلق اپنے اپنے خیالات سے مطلع فرمائیں کیونکہ یہ ایسا معاملہ ہے جس کو درگذر کرنا تمام ہندوستانیوں کی زندگی کو خطرہ میں ڈالنا ہے اگر ضرورت محسوس ہوئی (جس کی بہت زیادہ امید ہے) تو عنقریب ہی دہلی میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کرکے حکومت افغانستان کے اس فعل پر اظہار نفرت کیا جائے گا۔

——— ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کولمبو کو جاتے ہوئے مہاتما گاندھی کی فاقہ کشی کے متعلق اخبار کے ایک نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں فرمایا۔ میں فاقہ کشی پر ایمان نہیں رکھتا لیکن اس میں شک نہیں کہ مہاتما گاندھی مخلص و صادق القلب ہیں۔ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اتحاد ایک دن میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ دونوں جماعتوں میں زہر کے جراثیم موجود ہیں۔ اب یہ زہر اور زیادہ پھیل رہا ہے

جب خلافت کے متعلق مجاہدہ کیا جا رہا تھا تو میں نے پیشگوئی کی تھی کہ ردعمل بہت جلد شروع ہوگا اور جب اسکی رو آئے گی تو ایک قیامت برپا کر دیگی۔ ہندوستان کو خلافت سے کوئی سروکار نہیں کسی شخص نے میرے انتباہ کی پرواہ نہ کی۔ مزید براں اُس زہر کا صرف یہی اثر نہیں ہوا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں نفاق کی آگ بھڑک اٹھی بلکہ ہندو اپنی جماعت یعنی اچھوت فرقہ سے نفرت وعناد کا اظہار کرنے لگے۔

——— پانچ دن کی متواتر فاقہ کشی کے بعد جس کے دوران میں مہاتما گاندھی نے صرف گرم پانی کی چند ایک چمچیاں پی ہیں۔ آپ نہایت نحیف و نزار نظر آنے لگے ہیں، جب آپ شام کی سیر کے لئے گاڑی پر نکلے تو دو آدمیوں نے کرسی پر بٹھا کر انہیں سیڑھیوں سے نیچے اتارا اور واپسی پر اسی طرح کمرہ میں پہنچایا۔

جس روز مہاتما جی نے فاقہ کشی شروع کی تھی اس دن کا ان کا وزن نہ کیا جا سکا لیکن ان کے احباب کا بیان ہے کہ ۱۹ ستمبر کو احمد آباد سے روانہ ہونے کے وقت ان کا وزن ۹۵ پونڈ ہے مسٹر سی الیف اینڈریوز مہاتما گاندھی کی بحالی طاقت تک "ینگ انڈیا" کو چلائیں گے۔ آپ نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں بڑی تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ ملاقاتیں ان کی طاقت کو زائل کر دیں گی۔ فاقہ کشی کے تیسرے ہی دن ان کی حالت مضمحل نظر آنے لگی تھی اس لئے محفوظ طاقت کو فاقہ کشی کے آخری ایام کے لئے بحال رکھنا نہایت ضروری ہے اس وقت ان کے آرام و آسائش مہیا کرنے کی لئے پوری تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

——— دہلی میں موتمر اتحاد کے نام سے رہنمایان ملک کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہونیوالا ہے جس کے لئے ہر قوم کے نو سو چار سو نمایندوں کو دعوت دی گئی ہے۔ ۲۴ ستمبر کو بہت سے رہنماؤں کے یہاں پہنچ جانیکی توقع ہے ان میں مسٹر نارمن اور مسز نائیڈو بھی شامل ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو کی وساطت سے اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے تمام غیر سرکاری ارکان کو کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے۔ اضلاع کی مجالس کانگریس کے صدر معتمد اصحاب کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔ ہندوستان کا پادری بھی شریک جلسہ ہوگا۔

——— بمبئی کے سرآوردہ ہندوؤں اور مسلمانوں اور عیسائیوں نے مہاتما گاندھی کو ایک برقی پیغام ارسال کیا ہے جس میں آپ کی فاقہ کشی پر اضطراب اور ہمدردی کا اظہار کیا گیا ہے اس کے علاوہ انہوں نے اتحاد ہندو مسلم کی شدید ضرورت پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ بمبئی کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم ہے۔ اور ہندوستان کے باقی تمام علاقوں کو ان سے سبق لینا اور اس بین مثال کو پیش نظر رکھ کر باہم امن و اتحاد سے رہنا چاہیے

——— بنگال کے بعض لیڈروں نے ایک مضمون میں مہاتما گاندھی کے روزہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل بنگال کو صورت حالات کی نزاکت کا احساس کرنے کے لئے ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ نصف یوم کے لئے ہڑتال کریں اور کھانا پینا بند کرکے روزہ دعا میں مصروف ہو جائیں۔ ۲۹ تاریخ کو ۸ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک مقرر کر دینا چاہیے۔ ہر ایک شخص کو چاہیے کہ وہ اپنا ...... دعا میں صرف کرے بعد از دوپہر جلسے منعقد کرکے اتحاد

تار کا پتہ مسلمان لاہور
الصلح خیر
ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک ساڑھے شائع ہوتا ہے
اخبار
پیغام صلح
لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۴
نمبر ۹۲
جلد ۱۲
مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء

مولوی نعمت اللہ خان شہید اور احمدیوں کا مذہب

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کا مکتوب اخبار زمیندار کے نام

اخبار زمیندار میں اکثر جماعت احمدیہ کا ذکر مخالفت کے رنگ میں ہو رہا ہے، اور ان کے متعلق کافر بے دین ملحد دجال وغیرہ جو الفاظ بھی ان کی صحافت کے ذخیرہ میں ہیں، استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور کبھی کوئی کلمہ خیر ان خدمات اسلام کے لئے جو مسلمانوں کا یہ حصہ کر رہا ہے کہنا جائز نہیں سمجھا گیا۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے۔ کہ ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیض گھٹایا ہم نے

ہم گالیاں سنتے ہیں اور دعا دیتے ہیں۔ کہ یا الٰہی تو خود ہی اس قوم کو چشم بینا عطا فرما، جس قوم کی ہمدردی اور محبت نے ہمیں خدمت اسلام کے مقام پر کھڑا ہونے کے لئے مجبور کیا۔ وہ اگر ہم سے برا سلوک کرے، تو ہمارا فرض نہیں، کہ ہم اس سے رنجیدہ ہو کر علیحدگی اختیار کریں، بلکہ ان کی ایسی حالت پر کہ وہ اس قدر گر چکی ہے، کہ اب اپنے خیر خواہ اور بدخواہ میں بھی تمیز نہیں کر سکتی، ہمارا جذبہ ہمدردی اور جوش میں آنا چاہیئے، کیونکہ ان کا ہم سے برا سلوک بتاتا ہے، کہ وہ اور زیادہ ہمدردی کے محتاج ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ہم نے ان سب تبرے خطابات کے لئے جو آئے دن اس اخبار میں یا دیگر ذرائع سے سنتے رہتے ہیں، مسلمانوں کی قوم کو معذور سمجھا۔ اور اپنی خدمت اسلام کی کوششوں کو ان اجری الا علی اللہ کہتے ہوئے بیش از بیش جاری رکھا، اور سوائے دعا کے اور ہمیں اس کا علاج کچھ نہ سوجھا،

لیکن جو اڈیٹوریل "زمیندار" نے مورخہ ۱۸ ستمبر کو "نعمت اللہ خاں کی سنگساری"، کے عنوان کے ماتحت شائع فرمایا ہے، اس میں چونکہ بہت سے الزامات خلاف واقعہ احمدی قوم پر لگائے گئے ہیں، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ چند سطور آپکے اخبار کی نذر کروں، تا ناظرین اخبار کو جو غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، اس کا ازالہ ہو سکے، امید ہے اسے درج اخبار فرما کر آپ مجھے مشکور فرمائیں گے، ہاں جو امر خلاف واقعہ آپ سمجھیں اس پر آپ تردیدی نوٹ لکھ سکتے ہیں، میں اس مضمون میں اس امر پر بحث نہیں کروں گا، کہ نعمت اللہ خاں شہید نے جو اپنا مذہب عدالت کابل میں سنگساری سے پہلے بتایا، وہ ویسا نہیں تھا، جیسا کہ آپ کے نوٹ میں تحریر کیا گیا ہے، یعنے یہ کہ وہ ختم نبوت کا قائل نہ تھا، یا مسلمانوں کو کافر سمجھتا تھا، یا جہاد فی سبیل اللہ کو رد قرار دیتا تھا، یا اتحاد بین المسلمین نہ چاہتا تھا، کیونکہ ان کے اصل بیان مندرجہ اخبار زمیندار و دیگر اخبارات میں یہ کہیں نہیں پایا جاتا، پھر میں اس امر پر بھی بحث نہیں کروں گا، کہ نعمت اللہ خاں شہید کس طرح اپنے بیان میں بتا گیا ہے، کہ وہ حنفی المذہب تھا، اور مرزا صاحب کو نبی حقیقی نہیں بلکہ نبی ظلی یعنے فنا فی الرسول مانتا تھا، اور مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں بلکہ خطا کار سمجھتا تھا اور کہ باقی حنفی مولویوں میں اور اس کے عقائد میں صرف یہ فرق تھا کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتا تھا۔ اور یہ نہیں مانتے تھے وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کی حدیث کا مصداق مرزا صاحب کو مانتا تھا، اور یہ مولوی صاحبان حضرت عیسٰی علیہ السلام کے جو نبی اللہ ہیں۔ نزول کی انتظار میں ہیں۔ نہ ہی میں اس بات پر بحث کروں گا، کہ مولوی نعمت اللہ نے جو استقامت اپنے عقائد کے اظہار میں دکھائی، وہ کس قدر قابل قدر تھی، اور کس طرح اپنے اندر اس زندگی کا نمونہ رکھتی تھی، جو کہ شہداء کو ملا کرتی ہے۔

اس سب سے پہلی بات جو اس مقدمہ کے متعلق کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ان کابل کے مولویوں کی سنگساری کے فتوے میں امیر کابل کا کس قدر ہاتھ تھا۔ . . . میں نہیں مان سکتا، کہ ایک مسلمان شہنشاہ جب مذہبی آزادی کا اعلان کرے، تو پھر خود ہی اس کے خلاف عمل پیرا ہو، میرا خیال ہے، امیر موصوف کی سلطنت ابھی کافی طور پر مضبوط نہیں ہوئی، اور چونکہ ان مولویوں کا عوام الناس جہلا پر بہت اثر ہے، اور امیر افغانستان میں وہ طاقت نہیں کہ مصطفٰے کمال پاشا کی طرح ان مولویوں کے خلاف اسلام فتووں کی پرواہ نہ کر سکے، اور نظر بند کرا دے، اس سے . . . امیر نے سخت مجبوری کے ماتحت ان مولویوں کی من مانی بات کو پورا ہونے دیا۔ لیکن خواہ کتنا بھی مولوی اصل مجرم اس گناہ قتل مومن کے ہیں، شہنشاہ وقت اس خون ناحق کی ذمہ داری سے درگاہ ربانی میں سرخرو نہیں ہو سکیں گے، پس ان کے لئے مناسب ہے کہ وہ بہت توبہ و استغفار کریں۔ اور اپنے ملک میں کامل مذہبی آزادی جو حکم اسلامی ہے، عطا کرنے کے لئے جد و جہد کریں۔ اور وہ ان مولویوں کے استغنا کو کم کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔

دوسری بات جو میں خاص طور پر آپ اور کل ناظرین اخبار پر واضح کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے، کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر جو الزام لگایا جاتا ہے، کہ آپ نے نبی ہونے کا دعوے کیا یا آپ . . اپنے نہ ماننے والے مسلمانوں کو کافر کہتے تھے یہ بالکل جھوٹ ہے، افترا ہے بہتان عظیم ہے جو مولوی صاحبان نے دشمنی سے اور خود مرزا صاحب کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب نے غلو سے یا اپنی خلافت کی پٹڑی جمانے کے لئے حضرت مرزا صاحب اور آپ کی تحریرات پر لگایا ہے، کیونکہ اول الذکر جب تک ایسا نہ کرتے، عوام الناس سلسلہ مجددیہ چہاردہم کے دشمن نہ بن سکتے، اور مجددین و ماموریں کی مخالفت علمائے ظاہری ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں، کوئی نئی بات نہیں، اور موخر الذکر اگر ایسا نہ کرتا تو وہ خود خلیفہ نہ بن سکتا تھا، اور جناب مرزا صاحب مثیل مسیح نہ ہو سکتے تھے، کیونکہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کو جو نبی اللہ تھے، خدا بنایا گیا، تو مثیل مسیح کے لئے ضروری تھا کہ وہ مجدد سے نبی بنایا جاتا، پس میں سب برادران اسلام کی خدمت میں اللہ کو حاضر ناظر جانکر یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب . . . پر مدعی نبوت ہونے یا مسلمانوں کو کافر کہنے کا جو الزام ہے وہ بالکل غلط ہے، **هذا بهتان عظيم**

یہی وجہ ہے کہ جب میاں محمود احمد صاحب نے گدی پر بیٹھنے سے پہلے ان عقائد کا اظہار کیا، ایک معقول حصہ جماعت کا ان سے علیحدہ ہو گیا، اور انہوں نے لاہور میں اشاعت اسلام کا کام جو مقصد زندگی مرزا تھا شروع کر دیا،

(باقی)

حضرت امیر کا درس قرآن

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر نے ڈلہوزی سے واپسی پر سردیوں کے آغاز سے قرآن شریف کا خاص درس فرمانا ہے، جو انشاء اللہ چھ (۶) ماہ کے اندر ختم ہو جائے گا۔ جو احباب اس میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں وہ وسط اکتوبر سے رخصتوں کا انتظام کریں،

سکرٹری

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۲۸ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ، نمبر

سوراج اور ہندوستان

(۱)

ہندو مسلم اتحاد کا افسوسناک انجام

کمیونیکیٹڈ

ہندوستان کے باشندوں کو خواہ وہ ہندو ہیں یا مسلمان، آجکل سوراج کا بہت خیال ہے، چند سال ہوئے، مہاتما گاندھی نے اعلان کیا تھا کہ اگر تم فلاں فلاں عمل ..... کروگے، تو ایک سال سے پہلے نہیں سوراج مل جائے گا، ان میں سب سے پہلا کام ہندو مسلم اتحاد تھا، پھر سودیشی کی تحریک، پھر موجودہ عدالتوں اور سکولوں کا بائیکاٹ اور عدم تشدد سے ہر ایک قسم کی قانون شکنی اس خیال نے دلوں میں ایک جوش پیدا کر دیا، ہندو تو پہلے ہی سے سوراج کے خیالی پلاؤ پکا رہے تھے، مسلمانوں کی خفتہ قوم نے جو قربانی کے نام کو بھی بھول چکی ہوئی تھی، اپنے سب خیالات یہاں تک کہ خلافت کے سوال کو بھی پس پشت ڈال کر سوراج کے حصول کے لئے سخت جدوجہد شروع کر دی، اور بڑے بڑے دنیاداروں نے اس خود اختیاری حکومت کے مل جانے کے خیال میں اپنی وکالتوں کو چھوڑا، سکولوں اور کالجوں کو تباہ کیا، جرمانے اور قید خانے اور بیدوں کی سزائیں جھیلیں، لیکن سال گذر گیا، اور سوراج نہ ملا، وجہ اس کی یہی ہے کہ قوم کی حالت غلامی میں اس درجہ ذلت کو پہنچ چکی ہوئی تھی کہ وہ اس پروگرام پر استقلال سے چل نہ سکی۔ یہاں تک کہ اتفاق مسلم و ہندو جس میں کسی قوم کو کچھ چھوڑنا توڑنا نہ تھا، اور جس کے متعلق کہ ہر ہندوستان کے باشندہ کو علم ہے کہ سوراج کے لئے اس کی کس قدر ضرورت ہے، اس میں بھی بہت حد تک ریاکاری سے کام لیا گیا۔ مسلمان بیچارے اکثر ناتعلیم یافتہ اور پھر قدرتاً سادہ تھے۔ انہوں نے تو یقین کر لیا، کہ یہ اتفاق حقیقی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے اہل ہنود نے مسلمانوں کی اس قومی مصیبت کو جو کل دنیائے اسلام پر بطور سزا نازل ہو رہی تھی، کیونکہ انہوں نے اسلام کو چھوڑ دیا تھا، غنیمت سمجھا اور اس کو اتفاق کے لئے آڑ بنا کر دل میں یہ خیال رکھا کہ پہلے ظاہری اتفاق سے مل کر سوراج لے لیں گے، پھر ان جاہل مسلمانوں کو مار کر ملک سے نکال دیں گے،

واضح رہے کہ یہ خیال ہندوؤں میں آج کا نہیں ہے، بہت دیر سے چلا آتا ہے، اگرچہ مسلمان اس سے ناواقف ہوں۔ ہندوؤں میں اکثر دو خیال کے لوگ ہیں، ایک تو ایکسٹریمسٹ ہیں، جو اپنی طاقت اور مال پر بہت بھروسہ رکھتے ہیں، اور ہندوستان کو ہندوؤں کا سمجھتے ہیں اور دوسری قوم اور غیر مذہب کا اس پر کوئی حق تصور نہیں کرتے، ان میں سے سب سے اول ایک شخص ہردیال گذرا ہے، جو امریکہ میں سکھوں کو بغاوت کی تعلیم دیتا رہا ہے، جس کی پارٹی کے بہت سے لوگ مثلاً لالہ پرمانند وغیرہ اب تک موجود ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ ہندو اکیلے ہندوستان کی حکومت بہت جلد حاصل کر سکتے ہیں، کسی نے اس سے کہا کہ اس کے لئے مسلمانوں کو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہیئے تو اس نے جواب دیا کہ جو قوم انگریزوں جیسی زبردست منظم قوم کو ہندوستان سے نکال سکتی ہے، وہ کیا ان پراگندہ مسلمانوں کو نہیں نکال سکے گی، پس کوئی ضرورت مسلمانوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی نہیں ہے۔

اسی خیال کے لوگوں میں سے آجکل پنڈت مالوی اور سوامی شردھانند وغیرہ ہیں، ان کو اب اپنے مال اور علم اور کثرت پر بھروسہ ہو گیا ہے اس لئے وہ ایک طرف اگر گورنمنٹ کے نکالنے کے درپے ہیں تو دوسری جانب مسلمانوں کو کمزور کر رہے ہیں، وہ مسلمانوں کی تعداد کو شدھی کے ذریعہ سے کم کرتے اور اپنے ہندوؤں کو مسلمانوں کے مارنے کے لئے تیار کرتے ہیں، اور اس طرح ان کی سپرٹ کو کمزور کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اور دوسری طرف اندر ہی اندر انہوں نے مسلمانوں کے ہر پیشہ ور سے بائیکاٹ کر رکھا ہے، تاکہ مالی طور پر بھی کمزور ہو جائیں، سبزی فروشوں کی دکانیں، نائیوں والے، رنگساز، لوہار، ترکھان، معمار، درزی، غرضیکہ ہر پیشہ کو جو مسلمانوں سے مخصوص تھا، وہ اپنے قبضہ میں لے رہے ہیں،

دوسرا خیال ہندوؤں میں یہ ہے کہ ہمیں مسلمانوں سے اتفاق رکھنا چاہیئے، اور اس طرح انگریزی گورنمنٹ کو نکال کر ہندوستان کی سلطنت خود لے لینی چاہیئے، اور پھر چونکہ ہندو تعداد میں زیادہ ہوں گے، گورنمنٹ ان کی ہوگی۔ اور وہ مسلمانوں کو غلام بنا کر اپنے ماتحت رکھیں گے، بقول شخصے راج ہندوؤں کا ہوگا، اور سواہ یعنی خاک مسلمانوں کے سر ڈالیں گے، غرض ہر دو خیالات والے لوگوں کی ایک ہی ہے، اور وہ یہ کہ ہندوؤں کا راج ہندوستان میں قائم کیا جائے، مہاتما گاندھی کے متعلق تو میں کہہ نہیں سکتا، ہاں دوسرے جو ان کے ہمخیال ہیں، ان کے دلوں میں یہی جوش کام کرتا ہے، اور دوسرے خیال کا گروہ آجکل ہندو مسلم اتحاد کا بہت خواہاں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں امن کے بغیر انہیں سوراج نہیں ملتا۔

الغرض جب مسلمانوں پر مصیبت آگئی اور ان کے افعال بد کی وجہ سے ان پر الٰہی عذاب بصورت تباہی خلافت نازل ہوا اور ان کی آخری سلطنت ترکی بھی تباہ ہونے لگی، کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم تو ہندوؤں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں سے ظاہراً ہمدردی کا اظہار کیا، اور چونکہ گورنمنٹ برطانیہ بظاہر مسلمانوں کی اس مصیبت کا موجب ہوئی تھی، اس لئے گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف دونوں کی شکایت ایک ہو کر ان میں اتفاق کا ایک سبب پیدا ہو گیا، اور ہر طرف سے اتفاق کے آوازے آنے لگے مسلمان بیچارے تو اس لئے شامل ہو گئے، کہ دونوں قومیں متفق طور پر جب سوراج حاصل کر لیں گی، تو خلافت کا مسئلہ خود بخود طے ہو جائے گا، جیسا کہ اکثر اخبارات میں لکھا جاتا رہا ہے، لیکن ہندوؤں نے یہ سمجھا کہ اب مسلمان قابو آ گئے ہیں، ان سے اتفاق کر کے سلطنت کو تہ و بالا کر کے سوراج لے لیں گے، اور پھر مسلمان تو ہمارے اپنے ہی باغ کی مولی ہیں، جس وقت ہم چاہیں انہیں کاٹ کر کھا لیا جائے گا، یہ تمام راز ہائے دل آجکل اخباروں میں خوب کھل رہے ہیں، غرض اس اتفاق کی تہ میں ایک سخت غداری تھی، جو کہ اندر ہی اندر مسلمانوں کی جڑھوں پر کلہاڑی رکھ رہی تھی، لیکن مسلمان تھے کہ اپنی حسن ظنی یا سادہ مزاجی سے خود دشمن کے منہ میں اپنے لقمے ڈال رہے تھے،

انہی ایام اتفاق میں ایک تعمیری پروگرام کانگریس نے تیار کیا، جس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا، کہ ذلیل قوموں کو اٹھایا جائے۔ یہ پہلا قدم تھا، جو اس اندرونی دشمنی کے اظہار میں اٹھایا گیا، مسلمان بیچارے تو اپنی مصیبت میں گرفتار تھے، انہوں نے تو کسی کو ذلت سے کیا اٹھانا تھا، ہندوؤں میں سے آریوں نے سب سے پہلے ناواقف مسلمانوں کے ارد گرد جال پھیلایا اور اس طرح پہلا قدم ان کو کمزور کرنے کے لئے اٹھایا گیا، تاکہ تعداد میں ان کی کمی ہو۔ اور جب سوراج ہے تو مسلمانوں کو اس سے کم فائدہ ہو،

اس کے ساتھ ہی جب مسلمانوں کے علماء اور لیڈروں کی غلطی سے ہجرت کی تحریک ہوئی، اور لاکھوں کی تعداد میں مسلمان گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر گئے، تو قطع نظر اس بات سے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا، اور کس طرح سے مسلمانوں کو تباہی اور بربادی کا منہ دیکھنا پڑا، جس وقت انہوں نے ہجرت کی، اہل ہنود کے ایک گروہ میں بڑی خوشیاں منائی جاتی تھیں، چنانچہ میرے ایک ہندو دوست نے جو کہ نیک نیت آدمی ہے، مجھے افسوس سے بتایا کہ بعض ہندو ایسے ..... ہیں کہ وہ مسلمانوں کی اس ہجرت سے بہت خوش ہیں، اور جس کم جہاں پاک کے الفاظ ان کے مونہوں سے نکلتے ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق کیا کیا خیالات ہیں۔

لیکن آخرکار ساری کا راز کھل گیا، اور اس خبر نے کہ آگرہ میں ساڑھے چار لاکھ مسلمان مرتد ہونے والے ہیں۔ مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگا کر حیران اور پریشان کر دیا، پھر کیا تھا مالوی جی اور شردھانند سنیاسی اپنے اصلی قالب میں ظاہر ہو گئے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل تھا کہ ان سے وہ حرکات علانیہ صادر ہونے لگیں۔ جن سے معلوم ہوا کہ ان کے دلوں کے اندر کیا کچھ ہے۔ قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الآیات لعلکم تعقلون ۔ بغض ان کے مونہوں سے ظاہر ہو گیا، اور جو کچھ وہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ ہے، ان کی ان حرکات فسادات کی ایک آگ ملک کے اندر مشتعل ہو گئی، انہوں نے ہندو سنگھٹن قائم کی۔ تا مسلمانوں کا بائیکاٹ کریں۔ اور ان کو مار کر ذلیل و خوار کر کے پست ہمت بنا دیں۔ اس طرح سے وہ ہندو مسلم اتحاد جس کی جڑ ہی بالکل زمین کے اوپر تھی، اور منافقت ریاکاری اور غداری کا مجسمہ تھا، تباہ ہو گیا، اور جگہ جگہ اتفاق کے بجائے فساد شروع ہو گئے۔ یہ ملتان۔ لاہور، امرتسر، سہارنپور، دہلی، ناگپور۔ کوہاٹ اور لکھنؤ کے فسادات مالوی جی کی شر افشانی اور اس بغض کا نتیجہ ہیں، جو ہندوؤں کے ایک گروہ کو اسلام کے ساتھ ہے۔ ان کی ساری ذمہ واری پنڈت مدن موہن مالوی اور شردھانند کے سر ہے، آریہ سماجی اور مالوی جی حقیقتاً سخت ترین دشمن اسلام ہیں، اور ان کے قومی لیڈر ہونے کی وجہ سے باقی ہندو بھی ان سے متاثر ہو چکے ہیں، اور اس طرح سے ہندو مسلم اتحاد کی فضا جو گاندھی جی نے ہندوستان میں پیدا کی تھی۔ اور جس کے ذریعہ وہ ایک سال میں سوراج ملنے کا وعدہ دیتے تھے سراب ثابت ہوئی، اور اگر یہی حالات رہے تو صدیوں میں بھی ان کا یہ خواب پورا نہیں ہو سکتا،

داناؤں کا قول ہے من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ ہندو مسلم اتحاد کا تجربہ ایک دفعہ کا تجربہ نہیں کئی مرتبہ اس کو آزمایا گیا ہے اس کو آزمایا جا چکا ہے۔ اور یہی ثابت ہوا ہے، کہ ہندوؤں کی قوم میں وہ اخلاق پیدا نہیں ہو سکتے، جو ان کے غلامی میں پلے ہوئے دلوں کو بخل اور تنگ دلی کی بیماری سے نجات دیں، ان کی سود خواری کی عادت کی وجہ سے یہودیوں کی طرح کبھی انہیں یہ توفیق نہیں مل سکتی، کہ دوسری قوم کے لئے بھی کسی خیر خواہی اور بھلائی کو وہ اپنے دلوں میں جگہ دے سکیں، اور اس کے بغیر اتفاق ناممکن ہے۔ جب تک اتفاق نہیں ہے سوراج کا لینا تو کجا انگریزوں سے ..... دینا بھی گناہ ہے، کیونکہ سب ہندوستانی آپس میں لڑ مریں گے

نزاع لفظی

معاصر "الحکم" قادیان، نے اپنی ۲۸ ستمبر کی اشاعت میں حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر شائع کی ہے، جو آپ نے اپنے آخری ایام زندگی میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر ایک سوال کے جواب میں فرمائی تھی، اس تقریر میں حضرت مسیح موعود نے مسئلہ نبوت پر بحث کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ:-

"نبی کا لفظ نبا سے نکلا ہے، اور نبا کہتے ہیں خبر دینے کو نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو یعنی خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے، چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ انبئونی باسماء ھؤلاء دراصل میں ہماری اور ان لوگوں کی نزاع لفظی ہے، ہمارے مخالف اگر تقویٰ و طہارت سے کام لیں اور تعصب اور عناد نہ کریں، تو سب جانتے ہیں کہ متقدمین بزرگ اور اولیاء بلکہ صاف لکھ گئے ہیں۔ وللہ باولیائہ مکالمات ومخاطبات ۔"

حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ ہمارے خیال میں مسئلہ نبوت میں فیصلہ کن ہیں، قطع نظر اس بات کے کہ آپ نے یہاں بھی اپنے آپ کو

صرف لغوی معنوں میں نبی قرار دیا ہے، آپ کے یہ الفاظ کہ "اصل میں ہماری اور ان لوگوں (مخالفین) کی صرف نزاع لفظی ہے" غور طلب ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے بار ہا اس کو اپنی کتابوں میں بھی لکھا ہے۔ ان کے اور مخالفین کے مابین صرف اس قدر نزاع لفظی ہے، کہ جس چیز کو وہ محدثیت کے نام سے پکارتے ہیں، اس کو لغوی اور ظلی طور پر ہم نبوت کہتے ہیں۔ کیونکہ محدثیت میں ایک شعبہ تو یہ نبوت کا پایا جاتا ہے، میاں صاحب اور جماعت قادیان اس کے خلاف یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت نبوت تامہ ہے۔ جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، حالانکہ محدثیت نبوت تامہ نہیں نہ اس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، اس لئے جو بات حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے مخالفین کے مابین نزاع لفظی کا حکم رکھتی ہے، میاں صاحب کے عقیدہ کے رو سے وہ نزاع معنوی تک پہنچتی ہے، اور حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے، کیا معاصر "الحکم" اس پر غور کرے گا؟

مہاتما گاندھی کا روزہ

ہندو مسلم فسادات کے لامتناہی سلسلہ اور اسکے دفعیہ کی تمام جدوجہد کو بے سود دیکھ کر مہاتما گاندھی نے جو انتہائی چارہ کار اختیار کیا ہے قارئین کرام اس کو خبروں کے کالموں میں ملاحظہ کر چکے ہیں، ہر چند کہ ملک کے ہر طبقہ و فرقہ کی طرف سے ان سے منت و سماجت کی گئی، آئندہ اطمینان بخش فضا پیدا کرنے کا وعدہ کیا گیا لیکن مہاتما جی نے اس کو پسند نہ کیا، اور اکیس دن کا روزہ رکھنا ضروری سمجھا۔ بظاہر ان کا یہ چارہ ایک حد تک فائدہ بخش نظر آتا ہے، کہ ہر طرف سے "اتحاد" "اتحاد" کے آوازے پھر آنے لگے ہیں، دہلی کے مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ اپنی نزاعات کا فیصلہ کرنے کے لئے مہاتما جی کو اپنا ثالث قرار دیا ہے، اور ان کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے، سہارنپور کے ہندوؤں نے ہر قسم کے تنازع کو دفتر خاموشی کے سپرد کر دینے کا اظہار کیا ہے۔ امرتسر اور دوسرے مقامات پر بھی اسی قسم کے جلسوں کا انعقاد ہو رہا ہے۔ اخبارات کم از کم مسلم اخبارات نے "مسلم آوٹ لک" کی تحریک سے یہ عہد کیا ہے، کہ کم از کم سات دن تک کوئی ایسا مضمون شائع نہ کریں گے جو ہندوؤں کے خلاف ہو، اور دہلی میں ملک کے مقتدر رہنماؤں کا ایک جلسہ ۲۶ ستمبر کو منعقد ہونے والا تھا، تاکہ موجودہ نازک حالات کے دفعیہ اور اتحاد کے پیدا کرنے کے متعلق غور کریں۔

لیکن ہمیں ڈر ہے کہ یہ امید افزا حالات، یہ خوشگوار تحریکات بھی اسی سطحی اتحاد کو پیدا کرنے والے نہ ہوں جو آج سے دو سال قبل موجود تھا، مہاتما جی فسادات کی تمام ذمہ داری غنڈوں کے سر پر رکھتے ہیں، اور ان کو قابو میں لانے کے لئے ذی اثر اصحاب کو دعوت دیتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا غنڈے خود بخود فسادات کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، اور بعض ذی اثر اصحاب نے مذہب کی آڑ میں ان کو اپنی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے آلہ کار نہیں بنا رکھا؟ کیا سوامی شردھانند نے تحریک شدھی کو روک دینے کا عہد کر لیا ہے؟ اور ہندوؤں نے اپنے گھروں سے اینٹیں اور پتھر اور تیزاب نکالکر مالوی جی کی تعلیم کردہ سنگھٹن سے اعراض کر لیا ہے، اگر یہ نہیں تو ہم نہیں سمجھتے، کہ اس سطحی اتحاد سے کیا فائدہ ہے، جس کے اندر دشمنی اور بغض و تعصب کی آگ ویسے ہی سلگ رہی ہے، ہم اتحاد کے مخالف نہیں، لیکن ہمارا ایمان ہے کہ جب تک وہ مسلم آزار روش ہندوؤں کے اندر پائی جاتی ہے، جو باہمی معاملات، دفاتر اور کونسلوں کے اندر ظاہر ہوتی ہے، جب تک شدھی کے نام سے مسلمانوں کے سادہ لوح افراد کو ناجائز طریقوں سے ارتداد کا شکار بنایا جاتا ہے، جب تک اسلام کے متعلق دل آزار تحریرات صفحہ ہستی پر موجود ہیں، اس وقت تک اتحاد کا خواب حقیقی طور پر پورا ہونا مشکل ہے، ممکن ہے لیڈروں کا اتحاد بظاہر ہو جائے۔ مگر عوام الناس جن پر یہ باتیں براہ راست اثر پیدا کرتی ہیں کبھی ایسے اتحاد میں شریک نہیں ہو سکتے،

حکومت افغانستان کی وعدہ شکنی

معاصر "الفضل" نے اپنی ۲۵ ستمبر کی اشاعت میں مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی سنگساری پر بحث کرتے ہوئے حکومت افغانستان کے ان وعدوں کا ذکر کیا ہے، کہ جن میں کھلے طور پر احمدیوں کے ساتھ روادارانہ سلوک کرنے اور ان کو تکالیف سے بچانے کا اقرار ہے، سرکار کی ایک عرضداشت کے جواب میں موصول ہوا۔ اس خط میں لکھا ہے:۔

"درسلطنت غازی پادشاہت معظم ہیچ یک زحمت یا تکلیفے از طرف حکومت دربارہ تابعین و متعلقین شما درخاک افغانستان ابراز نیافتہ"

یعنے "اعلیٰ حضرت غازی کے عہد حکومت میں کسی قسم کی زحمت یا تکلیف حکومت کی طرف سے کابل کی سرزمین میں رہنے والے آپ کے ساتھیوں اور متعلقین کو نہیں پہنچائی جاتی" اسی خط میں لکھا ہے کہ

"اگر سیاہہ اشخاص تابعین خود را کہ درخاک افغانستان سکونت دارند، برائے مابفرستید۔ ممکن است اگر تکلیفے دربارہ شاں وارد شدہ باشد رفع شد"

یعنی "اگر احمدیوں کی فہرست جو ملک افغانستان میں سکونت رکھتے ہیں ہمارے پاس بھیج دی جائے، تو ممکن ہے کہ اگر انہیں کوئی تکلیف پیش آئے، تو رفع کر دی جائے"

پھر سفیر کابل کو احمدیان شملہ کے ایڈریس کے جواب میں حکومت افغانستان نے لکھا:۔

"شما عارضاں را اطمینان بدہید کہ از طرف افغانستان واہالی آں ہیچ گاہ بدوں سبب و واسطہ اذیت و تکالیفے بہ اقوام شاں نخواہد رسید"

یعنے آپ عرضداشت کرنیوالوں کو اطمینان دلادیں، کہ افغانستان اور اہالیان افغانستان کی طرف سے بلا سبب و واسطہ ان کی قوم کو کوئی اذیت اور تکالیف نہ پہنچیں گی۔

کس قدر صفائی کے ساتھ جماعت احمدیہ کی حفاظت کا وعدہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے اور کس قدر اطمینان دلایا گیا ہے کہ اگر کوئی تکلیف ان کو پیش آئے، تو اس کو بھی رفع کر دیا جائے گا، باوجود اس کے مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی سنگساری کس قدر وعدہ شکنی اور بدعہدی پر مبنی ہے، کیا "زمیندار" اور اس کے ہمنوا ایک اسلامی حکومت کے اس رویہ کی کوئی مثال کسی غیر مسلم حکومت کے طرز عمل سے پیش کر سکتا ہے؟

سائنس پڑھو

پروفیسر منیر الدین ایم۔ ایس سی نے مسلمانوں کو بڑے زور سے نصیحت کی ہے کہ وہ سائنس کی طرف توجہ کریں، وہ لکھتے ہیں کہ "ایک ایسا ملک جہاں کل آبادی کا دو تہائی حصہ زراعت کا کام کرتا ہے، اور باوجود اس کے اس کی نوبت فاقہ کشی تک پہنچی ہوئی ہے جہاں ایک انفلوانزا کی وبا بارہ لاکھ غربت کے مارے ہوئے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے، جہاں ساٹھ لاکھ گداگر ایک وقت کی روٹی کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں، اسے ایسی تعلیم کی ضرورت نہیں، جو صرف شائستہ جنٹلمین بنانے والی ہے، بلکہ اسے اس تعلیم کی ضرورت ہے، جو لوگوں کی علمی قابلیت کو بڑھانے والی ہو، اس ملک کے باشندوں کو ایسی تربیت کی ضرورت ہے جو کاشتکاری اور زراعت کے متعلق ان کے علم کو ترقی دینے والی ہو، تاکہ وہ زیادہ خوراک وہاں سے حاصل کر سکیں، اور اس طرح ملک غربت سے نکل کر مرفع الحال ہو جائے انہیں اپنے حفظان صحت کی ضرورت ہے، تاکہ جسمانی طاقت کے بڑھ جانے سے وہ بیماریوں پر غالب آسکیں، ان کے لئے ضرورت ہے کہ صنعت و حرفت کے کام ترقی پر ہوں، تاکہ بیکاری کی مصیبت سے وہ نجات پائیں"

پروفیسر صاحب کی نصیحت فی الحقیقت اس قابل ہے کہ مسلمان اسے گوش ہوش کے ساتھ سنیں، اور اس پر عمل کریں۔ اگرچہ اس راہ میں مسلمانوں کے لئے بہت سی مشکلات بھی ہیں، کہ ان کی موجودہ غربت نہ تو سائنس کی تعلیم کے اخراجات کو برداشت کر سکتی ہے، اور نہ ان کی ابتدائی تعلیم کو علی العموم اس اعلے معیار پر پہنچنے دیتی ہے جو سائنس کی تحصیل کے لئے مقرر ہے، اس بارہ میں جیسا کہ پروفیسر صاحب نے مشورہ دیا ہے، مسلمان کالجوں کو ان کے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کی ضرورت ہے، تاہم جہاں تک ممکن ہو۔ موجودہ حالات میں بھی اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے بچے سائنس کا علم حاصل کریں، اور نری بی۔ اے اور ایم اے کی ڈگریاں لے کر دفتری روبکاروں کی خانہ پری کے

اسلام اور بولشویزم

بولشویزم کی تحریک جو اس وقت روس میں پورے عروج پر ہے اور وسط ایشیا کی طرف رخ کر رہی ہے بعض لوگوں کے نزدیک ایک اسلامی تحریک ہے، کیونکہ اس کے اصول ایک حد تک اسلام سے ملتے جلتے ہیں، لیکن اگر غور کی نظر سے دیکھا جائے، تو اسلام اور بولشویزم میں بعد المشرقین ہے، جہاں تک نسل انسانی کی مساوات کا سوال ہے، بولشویزم اور اسلام ہر دو اس کے حامی ہیں لیکن اس کے حصول کے لئے ہر دو کا طریق کار ایک دوسرے سے مختلف بلکہ متضاد ہے بولشویزم اس مساوات کو اس طرح سے قائم کرنا چاہتا ہے، کہ ہر شخص جو کچھ کمائے وہ حکومت کی ملکیت ہو، اور اس کو قوت لایموت کے لئے حکومت کی طرف سے گذارہ مل جائے، گویا کوئی چیز کسی شخص کی جائیداد نہ ہو، اور نہ ہی کسی قسم کا تفاوت مراتب لوگوں میں ہو یہاں تک کہ بولشویزم لوگوں کے دماغوں پر بھی قبضہ کرنا چاہتی، اور ان کے جذبات اور فنون لطیفہ کو حکومت کی ملکیت تصور کرتی ہے، اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ انسانوں کے اندر سے ترقی کی خواہش مر جائے، اور انہیں اپنا قدم آگے بڑھانے کی جرأت نہ ہو، کیونکہ قدر افزائی کا کوئی موقعہ نہیں، بولشویزم اس کو پسند نہیں کرتی، کہ کسی خاص انسان کی محنت و جد و جہد اور اس کی قابلیتوں کے کسی اچھے نتیجہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے، جس کا اثر لازمی طور پر یہ ہوگا کہ دنیا کی ترقی رک جائے کیونکہ جب کسی بات کی کوئی خاص قدر نہیں۔ اور ہر شخص کو اس کا قوت لایموت ہی ملنا ہے تو اسے کیا ضرورت ہے کہ اپنی قابلیت کو فروغ دے یا کوئی ایجاد کرے،

برخلاف اس کے اسلام اگرچہ مساوات کا حامی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہر شخص کو اس کا جائز حق دیتا ہے، اس کے نزدیک جو انسان محنت کرتا اور کچھ کماتا ہے، وہ خواہ آقا ہے یا غلام اپنی محنت کے اجر کا مستحق ہے، اور کسی چھوٹے سے چھوٹے درجہ کے انسان کو بھی وہ ترقی سے روکنا نہیں چاہتا، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں غلام بادشاہ بھی ہوئے ہیں، اور عورتوں نے بھی تخت حکومت پر بیٹھکر حکمرانی کی ہے، یہی نہیں بلکہ جہاں بولشویزم سب انسانوں کو ان کے جائز حق سے محروم کر کے اور ایک جیسا گذارہ دے کر ایک نئی آفت کھڑی کرتا ہے، وہاں اسلام زکوٰۃ اور صدقات کی صورت میں امرا سے لے کر غربا کو دینا چاہتا ہے، تاکہ اول الذکر میں قربانی کی روح پیدا ہو، اور موخر الذکر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر شاہراہ ترقی کی طرف قدم بڑھا سکیں، اس لئے یہ کہنا خلاف محل نہیں، کہ اسلام کے اصول بولشویزم پر فوقیت رکھتے ہیں، اور وہی آخر کار دنیا کا مذہب ہوگا،

مصر۔ اٹلی نجد اور حجاز

ترکی کے معاملات کا تصفیہ خدا خدا کر کے ہوا، تو اب بعض دیگر اسلامی ممالک ابتلا اور کشمکش کے اندر ہیں۔ ایک طرف مراکش کے مسلمان ملکی جہاد میں مصروف ہیں۔ اور دوسری طرف مصر کی اطالیہ کے ساتھ آویزش کا خطرہ ہے، کیونکہ طرابلس کی سرحد کے متعلق اطالیہ اور مصر میں شدید اختلاف رونما ہو چکا ہے اس کے علاوہ شریف حسین اور امیر نجد کے مابین مخاصمت کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے، اس نے جنگ و جدال کا رنگ اختیار کر کے مسلمانوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کے گلے کٹوانے شروع کر دیئے ہیں؛ اور کہا جاتا ہے، کہ برطانیہ اس موقعہ پر شریف مکہ کی امداد کرنا چاہتا ہے،

قطع نظر اس بات سے کہ نجد اور حجاز کے معاملہ میں حق بجانب کون ہے، اور مصر اور اٹلی میں سے کس کا حق فائق ہے، ہم حکومت برطانیہ کو یہ مخلصانہ مشورہ دیئے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ یہ موقع ہے کہ وہ مسلمانوں کے دلوں کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے، اس موقعہ پر جبکہ دنیا جنگ سے اکتائی ہوئی ہے، اور ہر طرف سے امن اور صلح کی خواہش کا اظہار کیا جاتا ہے، دول یورپ کا اس ہولناک تماشا کو خاموشی کے ساتھ دیکھنا بلکہ خود اس میں شریک ہونا ایک گناہ عظیم ہے، جو کسی طرح بھی ان کے دنیوی مفاد کو پورا نہیں کر سکتا، کہاں ہے جمعیت الاقوام جو محض اس ایک مقصد کو لے کر قائم ہوئی تھی، کہ دنیا سے لڑائیوں اور جنگوں کو موقوف کر کے اقوام عالم میں صلح و محبت پیدا کر دے، کیا اس کا وجود اس موقعہ پر کوئی اثر نہیں رکھتا؟

مرتد کا قتل اور مہاتما گاندھی

دہلی میں موتمر اتحاد کے نام سے ہندو مسلم لیڈروں کی جو کانفرنس ۲۶ ستمبر سے منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں صفائی کے ساتھ جواب دینے کے لئے وجوہ فسادات پر دونوں قوموں کے لیڈروں سے بعض سوالات مہاتماجی نے کئے ہیں، اور لکھا ہے کہ اگر ان باتوں کے بغیر تصفیہ نہیں ہو سکتا، تو صاف طور پر کہہ دینا چاہئیے، تاکہ یہ سمجھ لیا جائے کہ ”اس بدنصیب ملک کو کبھی امن نصیب نہیں ہوگا، اور اس سرزمین رنج وغم کی قسمت میں امن نہیں“

انہی سوالات میں سے ایک زبردست سوال جو مسلمانوں سے کیا گیا ہے یہ ہے:-

”اگر مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ مندروں کی بے حرمتی کرنا ان کا فرض ہے، یا کوئی شخص جو ایمانداری سے اسلام چھوڑ دیتا ہے۔ یا مسلمان بن کر پھر کسی دوسرے مذہب کو اختیار کر لیتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اسے مسلمان سزا دیں یا ہلاک کریں، اور پھر مسلمان یہ بھی سمجھتے ہیں، کہ مسجدوں کے سامنے جو لوگ باجا بجاتے ہیں، انہیں زبردستی روک دینا مسلمانوں کا فرض ہے، تو انہیں بیانگ دہل اس امر کا اعلان کر دینا چاہئیے“

مندروں کی بے حرمتی کرنا یا مسجدوں کے سامنے باجا بجانے سے زبردستی روکنا تو شاید ایسی باتیں ہیں۔ جن کے متعلق مسلمان آسانی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں، کہ یہ ان کے فرائض میں داخل نہیں، لیکن مرتد کو قتل کرنے کے متعلق جو سوال مہاتماجی نے کیا ہے ہم حیران ہیں کہ اس کا کیا جواب مسلمان لیڈر اور علمائے اسلام دیں گے، کیا وہ اب مہاتماجی کو خوش کرنے اور زمانہ سازی کے لئے یہ کہہ دیں گے، کہ اسلام سے منحرف ہونے والے کو سزا دینا یا ہلاک کرنا ان کے مذہب میں نہیں؟ اور تو اور جمعیت العلماء اس بارہ میں کس مسلک کو اختیار کرے گی۔

یہ وہ سوال ہے جس نے ان نام نہاد علما اور مسلمانوں کی پوزیشن کو بہت نازک بنا دیا ہے، ایک طرف ان کے وہ خیالات ہیں جو نعمت اللہ احمدی کی سنگساری پر انہوں نے ظاہر کئے ہیں، اور صاف طور پر مرتد کے واجب القتل ہونے کا اعلان کیا ہے، اور دوسری طرف مہاتما گاندھی کا یہ سوال ہے، جو دراصل ہندوستان کی زندگی اور موت کا سوال ہے اگر یہ فی الحقیقت صحیح ہے، کہ مرتد واجب القتل ہے، تو ان ہندوؤں اور عیسائیوں کی خیر نہیں، جو اسلام سے نکل کر ان مذاہب میں گئے ہیں، ایسی صورت میں مسلمانوں کا ان کے ساتھ اتحاد کیونکر ہو سکتا ہے، غرض اس وقت علمائے اسلام اور ان کے متبعین کے لئے بڑی ہی مشکل کا سامنا ہے، اور اس سے نکلنے کے لئے وہ جو بھی رستہ اختیار کریں۔ اس میں ان کی ذلت ہی ذلت ہے، یہ خدا کے کام ہیں، جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے اور انہیں دکھ پہنچانے کیلئے ان نام نہاد علما نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، دیکھیں اب وہ اس خدائی سزا سے بچنے کے لئے کیا صورت اختیار کرتے ہیں، کیا ”زمیندار“ اور ”سیاست“ اپنے خلاف اسلام مقالات کی روشنی میں مہاتماجی کے اس سوال کا جواب دینے کی جرأت کریں گے؟

اسلام کی تعلیم

جہاں تک اسلام کی اصل تعلیم کا تعلق ہے ہم مہاتماجی کو یقین دلانا چاہتے ہیں، کہ اسلام ان میں سے کسی ایک بات کا بھی حامی نہیں، اسلام نے پرلے درجہ کی مذہبی رواداری کی تعلیم دی ہے اور مندروں کی بے حرمتی کرنا تو ایک طرف ان کے لئے جنگ کرنے اور انہیں بے حرمتی سے بچانے کا حکم دیا ہے، قرآن کریم میں جہاں مسلمانوں کو ان لوگوں سے جو ان پر ظلم کرتے ہیں، اپنی حفاظت کے لئے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہیں صفائی کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔ اگر اللہ تعالےٰ لوگوں کی ایک دوسرے سے مدافعت نہ کراتا، تو صومعے اور گرجے اور معبد اور مساجد جن میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ ہوتا ہے، گر جاتے۔ گویا اسلامی جنگوں کی غرض ہی یہ ہے کہ عبادت گاہوں کی خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتی ہوں، حفاظت ہو۔ وہ لوگ جو دشمنی اور عناد کے جذبات سے مسحور ہو کر مندروں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل قرآن

مراسلات

آریہ سماج کی اخلاقی حالت

سوامی دیانند نے جس دن سے تمام مقدس بانیان مذاہب کو غلیظ گالیاں دے کر اشاعت مذہب میں ایک نئے باب کا افتتاح کیا ہے، اسی دن سے آریہ سماج میں ایک گروہ ہمیشہ اپنے بانی کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے غیر مذاہب پر اسی طریق سے عملاً آور ہوتا رہا ہے، اور اس امر کا اقرار خود ان کے مقتدر لیڈروں نے بھی کیا ہے، چنانچہ مہاشہ گھاسی رام صاحب ایم اے اور سوامی شردھانند وغیرہ نے اکثر اس امر کا افسوس کے ساتھ اظہار کیا ہے، بلکہ موخر الذکر سوامی نے تو ایسے آریہ سماجیوں کو بلڈاگ کا خطاب دے دیا تھا، مگر بدقسمتی سے آریہ سماج میں اب اس قدر متواتر گند افشانی نے ایسی گندی فضا پیدا کر دی ہے کہ اب یہ احساس بھی مرتا چلا جا رہا ہے کہ وہ اس طریق عمل کو مکروہ سمجھیں اور اپنے گندہ دہن لیکچراروں سے نفرت کا اظہار کریں، بلکہ الٹی ان کی حمایت کر کے ان کی ہمت بڑھائی جاتی ہے، کون نہیں جانتا کہ ان دنوں آریہ سماج میں سب سے بڑھ کر بدزبان لیکچرار لکھنو کا ایک پنڈت دھرم بھکشو ہے کہ جس کی خدمات ایک عرصہ سے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب (پنجاب کے تمام آریوں کی نمائندہ ایک جماعت ہے) کا اتنی بڑی معزز سوسائٹی اور ان کا ایسا گندہ دہن لیکچرار کیا یہ آریہ سماج کے بگڑے ہوئے مذاق کا پتہ نہیں دیتا گذشتہ دنوں پٹھانکوٹ کی آریہ سماج میں اس کو خود پریزیڈنٹ آریہ سماج کے مجبور کر لے پر عین میدان مناظرہ میں اپنی بدکلامی کی وجہ سے معافی مانگنی پڑی، پٹھانکوٹ پر ہی کیا منحصر ہے، ہر ایک جگہ اس کو اسی طرح شرمندہ ہونا پڑتا ہے، مگر وہ اپنی عادت سے مجبور ہے، حال ہی میں مورخہ ۱۷ ستمبر کو شملہ کی آریہ سماج میں مولوی عمرالدین صاحب کے ساتھ مباحثہ کرتے ہوئے اس نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخانہ کلمے کہے، کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو کر فساد عظیم کا خطرہ پیدا ہو گیا، یہ اچھا ہوا کہ لالہ گنگا رام پریزیڈنٹ آریہ سماج شملہ کی بالغ نظر نے موقعہ تاڑ کر دھرم بھکشو کو معافی مانگنے پر مجبور کر دیا، ورنہ دہلی، کوہاٹ اور لکھنو کا نظارہ شملہ میں بھی پیدا ہونے کا خطرہ تھا، اس کے ساتھ ہی وقت کی نزاکت کو دیکھ کر لالہ گنگا رام نے مناظرہ بند کر دیا، اور مسلمان نہایت صبر اور تحمل کے ساتھ سماج مندر سے باہر چلے گئے مگر نہایت ہی افسوس کے ساتھ سنا گیا ہے، کہ مسلمانوں کے رخصت ہو جانے کے بعد اسی دریدہ دہن کو لیکچر دینے کے لئے وقت دیا گیا، اور اس نے پھر اپنی شان بدزبانی کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو خوب بھڑکایا، کہ جس سے آریہ سماج کے اخلاقی تنزل کا ثبوت ملتا ہے،

پنڈت دھرم بھکشو کی قرآن اور سنسکرت دانی

پنڈت صاحب کی عربی دانی اور قرآن فہمی کے دو تین نکتے درج ذیل ہیں، آپ کہتے ہیں کہ آیت

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ۔

کہ تم اللہ کا کس طرح انکار کر سکتے ہو، حالانکہ تم مردہ تھے، پس تم کو زندہ کیا، پھر تم کو مارے گا، پھر تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اسی سلسلہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، یعنی مرنا جینا اسی طرح ہوتا رہے گا،

یعنی الیہ کی ضمیر متصلہ ہے، کہ جو اسی سلسلہ کی طرف پھرتی ہے،

(۲) واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیھا مادامت السموات والارض الا ماشاء ربک ۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے جنت کا میعادی ہونا ظاہر ہے یعنی جب تک زمین اور آسمان رہیں گے جنت بھی رہے گی، اور اس کے آگے جو عطاءً غیر مجذوذ پڑا ہوا ہے، وہ گویا پنڈت صاحب نے دیکھا ہی نہیں،

(۳) خلق اللہ بالحق۔ حق کے معنی ہیں جیسا فی الحقیقت ہو، ویسا ہی ظاہر کرنا اور اس کو سنسکرت میں ست کہتے ہیں

یہ ہے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا سب سے بڑا اپدیشک (لیکچرار)، کہ جس کا علم ماشاءاللہ اتنا وسیع ہے، آپ کی سنسکرت دانی بھی قابل داد ہے، اودیا کے معنے آپ بتلاتے ہیں کہ جہالت نہیں بلکہ کچھ کے ہیں،

اپاسنا کے معنے آپ نے بتلایا کہ عبادت نہیں بلکہ قریب بیٹھنے کے ہیں یعنی خدا کے قریب جا بیٹھنا مطلب یہ کہ مکتی میں ارواح خدا کی اپاسنا کریں گی، یعنی اس کے قریب جا کر بیٹھ جائیں گی،

پنڈت دھرم بھکشو کے فلسفیانہ نکتے

(۱) آپ سوال کرتے ہیں کہ خدا جب ازلی ہے تو ...... کیا ازلی روح پیدا کر سکتا ہے،

(۲) جو فاعل بالارادہ ہو، وہ حادث ہوتا ہے، اس لئے آریہ خدا کو فاعل بالخاصہ مانتے ہیں، (یعنی مٹی کے برتن بنانے کی مشین)

(۳) جس طرح گیند کو زمین کو پٹکا جائے، تو ری ایکشن ہوتا ہے اسی عمل کے ذریعہ ارواح مکتی خانہ سے واپس آئیں گی، یعنی خدا کے ساتھ ٹکر کھا کر ان کا ری ایکشن ہوگا، اور وہ نجات گھر سے باہر آ پڑیں گی،

(۴) نجات گھڑی کی کوک کی طرح ہے، جتنی دیر کے لئے کوک دی گئی۔ نجات رہی جب چابی ختم ہوئی، نجات کی گھڑی ٹھیر گئی،

(۵) مکتی (نجات خانہ) میں داخل ہوئے روح کو ایشور کا پورن (کامل)، گیان (علم) ہو جاتا ہے، اس لئے وہاں ترقی علم نہیں ہو سکتی یعنی خدا کی حقیقت کھل جاتی ہے،

(۶) مکتی خانہ میں روح کے اندر ارادہ کوئی نہیں ہوگا، (یعنی شتر بے مہار ہوگی،

غرض اسی طرح کے بہت سے علمی نکتے آپ نے دوران مناظرہ میں بیان فرمائے، کہ جو علمی دنیا میں شوق سے پڑھے جانے کے قابل ہیں۔

(نامہ نگار از شملہ)

بقیہ کالم اول

اور قابل نفرت، ایسا ہی قرآن کریم نے مذہبی آزادی کے لئے بھی جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے صرف لا اکراہ فی الدین کہہ کر مذہبی آزادی کا اعلان ہی نہیں کیا۔ بلکہ کھلے طور پر فرمایا وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ (تم ان سے) سے لڑو۔ یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے، اور دین اللہ کے لئے ہو جائے، اس سے بڑھکر مذہبی آزادی اور کیا ہو سکتی ہے، کہ اس حد تک اس کے لئے لڑنے کا حکم دیا ہے، کہ ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ جو شخص کسی مذہب کو اختیار کرے، محض اللہ کے لئے اختیار کرے، کسی کے خوف یا ڈر سے وہ اس مذہب کی طرف رجوع نہ ہو۔ ایسا ہی مسجدوں کے سامنے باجا بجانا بھی ایسی بات نہیں کہ اس پر مسلمان لڑائی اور فساد کریں، اگر ان کا دل اللہ تعالےٰ کی طرف پورے طور پر رجوع ہے، تو باجا وغیرہ سے ان کی نماز کو خلل نہیں ہو سکتا، ہاں جو باتیں دراصل وجوہ فساد ہو سکتی ہیں وہ کچھ اور ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ ایک دوسری قوم کے مذہبی پیشواؤں اور معتقدات کی دلوں میں عزت ہونی چاہئیے، جب تک یہ نہیں اس وقت تک کوئی اتحاد ممکن نہیں۔

لندن میں مذاہب کی کانفرنس

(حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر)

لندن ۲۲ ستمبر۔ مسٹر یوسف علی نے خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری کا ایک مضمون پڑھکر سنایا، جو مذہب اسلام کے بنیادی اصولوں کے متعلق تھا۔ مسٹر ہاسن آرنلڈ نے شیخ وجیلی بغدادی کا ایک مضمون پڑھ کر سنایا، جو شیعہ زندگی اور شیعہ مذہب کے بارے میں تھا، خلافت کے متعلق آپ نے کہا، کہ شیعہ کے نزدیک خلیفہ نظروں سے پوشیدہ ہے اور اس نے اپنا کوئی نائب متعین نہیں کیا، مرزا بشیر الدین امام تحریک احمدیہ کے مضمون کے پڑھے جانے کے وقت صدارت کرتے ہوئے سر تھیوڈور موریسن نے کہا کہ یہ اور دیگر جدید تحریکیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس پر لوگ غور و خوض کرتے ہیں، مرزا بشیر الدین نے کہا۔ کہ احمدیہ تحریک مذہب اسلام کا ایک ناگزیر اور ضروری تکملہ ہے، بعینہ جس طرح عیسائیت یہودیت کا تکملہ ہے، احمدیت کا مقصد جدید قانون کا اعلان کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد حقیقی اسلامی تعلیمات کی تشریح و توضیح کرنا ہے۔

کہ حضرت عمر محدث تھے۔ پس یہ اشارہ کیا کہ نبوت کا مادہ اور تخم محدث میں موجود ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تحدیث محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی جیسے کہ شان نبوت ہو اور محدث اسی طرح اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول بھیجے جاتے ہیں۔ اور محدث اس چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا۔ اور بعض لوگوں پر تحدیث اور نبوت میں فرق گراں گذرتا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ ان کے درمیان فرق قوت اور فعل کا ہے جیسے کہ ابھی ہم نے شجر اور تخم کی مثال میں ظاہر کیا ہے۔ پس اسکو مجھ سے لیلو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱-۸۲ و ۸۳)

قرآن کا معیار نبوت

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

حضرت مسیح موعود اور میاں محمود احمد صاحب

(۴)

حضرت مسیح موعود

(۶) کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود نبوت اور رسالت کا دعوی کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہوں۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۷)

(۷) ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے دجو کرم دین نے مجھ پر دائر کیا تھا موجود تھا تو مجھے الہام ہوا۔ یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھینگے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے مرتبہ بخشا ہے۔ پھر ان کو اپنی لہو ولعب میں چھوڑ دے۔ سو میں نے یہ الہام اپنی ایک جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہ ہوں گے جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر بھی تھے۔ پھر بعد اس کے۔ جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے۔ جیساکہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ[1] ہے۔ اسی نے یہ مرتبہ عطا کیا ہے۔ تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا۔ قریباً عصر کے وقت پورا ہوگیا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۵ و ۲۶۶)

۸۔ میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ تحدیث کا مقام مقام نبوت سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ اور سوائے قوت اور فعل کے ان میں کوئی فرق نہیں لیکن ان لوگوں نے میرے قول کو نہ سمجھا۔ بلکہ یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرہ بھی سچائی کی چاشنی نہیں اور نہ اس کا کوئی اصل ہے۔ میرا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ہاں سچ ہے کہ میں نے یہ کہا کہ محدث میں تمام اجزاء نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ نہ بالفعل پس محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بالفعل نبی ہوتا۔ اور کمالات نبوت سب کے سب تحدیث میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں۔ اور ان کا ظہور و خروج فعل تک صرف اسلئے رکا ہوا ہے کہ باب نبوت مسدود ہے۔ اور اسکی طرف نبی نے اپنے قول میں اشارہ کیا ہے۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اور یہ صرف اسلئے کہا

میاں محمود احمد صاحب

۶۔ لیکن جبکہ صریح الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب میں مسیح کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں تو پھر تریاق القلوب والے حوالہ کے منسوخ ہونے میں اور اس کے بعد نیا خیال بدلنے میں کیا شک ہوسکتا ہے ضرور ہے کہ تریاق القلوب کے بعد حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ بدلا ہے۔

حقیقت النبوۃ صفحہ ۴۳

۷۔ آپ کو براہین کے زمانہ سے جو وحی ہو رہی تھی اس میں آپ کو ایک دفعہ بھی مسیح سے کم نہیں کہا گیا۔ بلکہ افضل ہی بتایا گیا تھا لیکن آپ چونکہ اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے اس کے معنے اور کرتے رہے حتیٰ کہ تریاق القلوب کے وقت بھی آپ کا یہی خیال تھا لیکن جب بعد کی وحیوں نے آپ کی توجہ اسطرف پھیری کہ ان وحیوں کا یہی مطلب تھا کہ آپ مسیح سے افضل ہیں اور نبی ہیں۔ تو اپنی تیس سال کی وحی کو قبول کیا۔ پس یہ دونوں باتیں درست ہیں۔ یہ بھی کہ آپ تیئس سالہ کی وحی میں مسیح پر فضیلت کا اظہار تھا اور یہ بھی کہ آپ تریاق القلوب کے وقت تک حضرت مسیح کو افضل قرار دیتے تھے۔ اور بعد میں اس عقیدہ میں تبدیلی کی

حقیقت النبوت صفحہ ۵۳

۸۔ پس ایک طرف آپ کی کتابوں میں سے اس امر کے ثابت کرنے سے کہ ۱۹۰۱ء سے آپ نے نبی کا لفظ بار بار استعمال کیا۔ اور دوسری طرف حقیقۃ الوحی سے یہ ثابت ہونے سے کہ آپ نے تریاق القلوب کے بعد نبوت کے متعلق عقیدہ میں تبدیلی کی ہے یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جنمیں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے

حقیقت النبوت صفحہ ۱۲۱

قرآن کی اصطلاح میں نبوۃ کا مفہوم

۱۔ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مکتوب مندرجہ الحکم نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۹۹ء

۲۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہوکر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے۔ جو اس پر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے۔

(از ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

(۳) صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہوجانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بالکل ممتنع ہے۔ (ازالۂ اوہام صفحہ ۵۶۹)

۴۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے

ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴

۵۔ تمام انبیا ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو نازل ہوئی تھیں اور براہ راست ان پر تجلی فرمائی تھی ان کو خدا تعالیٰ نے الگ الگ کتابیں دی تھیں۔ اور ان کو ہدایت تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرائیں۔ جیساکہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳)

۶۔ جو شخص نبوت کا دعوی کرے گا اس دعوی میں ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور ایک امت بنا دے جو اسکو نبی سمجھتی ہے۔ اور اسکی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۴)

۱۔ نادان مسلمان کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے۔ یا بلاواسطہ نبوت پائے۔ حقیقت النبوت صفحہ ۱۴۳

۲۔ ہاں آپ نے نبی کے حقیقی معنے یہ فرمائے ہیں کہ وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پا سکے اور بتاؤ کہ جو شخص ان معنوں کی رو سے حقیقی معنوں میں نبی ہو وہ حقیقی نبی ہوگا یا نہیں۔

حقیقت النبوۃ صفحہ

۳۔ قرآن کریم کو جب ہم غور سے مطالعہ کرتے ہیں تو اسمیں نبی کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین یعنے رسول جو ہم بھیجتے ہیں تو ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ بعض افراد اور جماعتوں کے لئے حق کی خوشخبری دیتے ہیں اور بعض کو ڈراتے ہیں۔

حقیقت النبوت صفحہ ۵۸

۴۔ قرآن کریم میں تو یہ ہی نہیں کہتا کہ ایسا کوئی نبی نہیں گذرا جسے بالواسطہ نبوت ملی ہو یہ بات تو صرف ہم اپنی عقل سے معلوم کرتے ہیں۔ ورنہ قرآن کریم نے صریح الفاظ میں کہیں نہیں فرمایا کہ کل نبیوں کو نبوت بلا واسطہ ملی ہو اگر کوئی ہے تو اس آیت کو پیش کرو۔

حقیقت النبوت صفحہ ۶۱

[1] اس سے صاف ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوت اور مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق جو عقیدہ تریاق القلوب میں بیان کیا ہے۔ اسکو آپ نے بدلا نہیں۔ کرم دین کے ساتھ مقدمہ جس کا اوپر کے حوالہ میں ذکر ہے ۱۹۰۴ء میں ہوا۔ اسوقت بھی آپ اپنا وہی مرتبہ بتاتے ہیں جو تریاق القلوب میں بیان کیا ہے۔ یعنے اسجگہ کسیکو وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے ایسی ہی اپنے دعوی کے انکار کو موجب کفر نہیں ٹھہرایا۔ اور صاف کہا کہ اپنے دعوے کے انکار کرنیوالے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ سوا ان کے جس قدر محدث یا مجدد ہیں خواہ وہ جناب الٰہی میں کتنی ہی اعلیٰ شان کیوں نہ رکھتے ہوں ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوجاتا۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ اور حقیقۃ الوحی میں بھی آپ نے اسکی تردید کی۔ بلکہ

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقاریر

مولوی عصمت اللہ صاحب ڈلہوزی سے قمطراز ہیں کہ اکثر تعلیم یافتہ اصحاب جن میں زیادہ تر گریجویٹ اور وکلا رہتے ادائیگی نماز جمعہ کے لئے مال اوس میں تشریف لائے اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی - اس روز مال اوس اچھی خاصی مسجد معلوم ہوتا تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ میں ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی تفسیر اس خوبی وجامعیت کے ساتھ بیان فرمائی کہ سامعین پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری تھی - اس خطبہ میں اسقدر حقائق ومعارف اسلام بیان ہوئے کہ خارج از حد تحریر ہیں -

۱۲ ستمبر ۱۹۲۴ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر دلپذیر انجمن اسلامیہ بیلون کے سالانہ جلسہ میں ہوئی - آپ کی تقریر ۳ بجے سے شروع ہوکر ۵ بجے تک جاری رہی تھی آپ کی اس تقریر کا عنوان "اسلام اور تلوار" تھا۔ آپ نے فلسفیانہ دلائل اور قرآنی تعلیم اور تاریخی واقعات سے ثابت کیا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا اور نہ اس میں اشاعت کی غرض سے تلوار اٹھانے کا کوئی حکم پایا جاتا ہے - ہاں مخالفین اسلام کی تلوار جو اسلام کو دبانے کے لئے اٹھی تھی وہ ایک حد تک ضرور اشاعت اسلام کا باعث ہوئی مجمع بہت بڑا تھا جسقدر اہل علم مجمع میں موجود تھے سب پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ حضور ممدوح کی تقریر سے پہلے شیخ فضل الدین صاحب سکرٹری انجمن نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں یہ جتلایا کہ آج ڈلہوزی کے اندر بیداری کے آثار نظر آرہے ہیں - اور اس نئے جس سرزمین میں زندگی کی روح پیدا ہوگئی ہے اگر اس کے اسباب پر نظر ڈالی جاے تو بلاخوف لومۃ لائم یہ کہنے کو تیار ہوں کہ یہ سب باتیں حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ کے ڈلہوزی میں تشریف لانے کی برکات میں سے ہیں اور ہم سب حضور ممدوح کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں -

مولوی عصمت اللہ صاحب کے لیکچر

مولوی صاحب موصوف ایک اور خط میں لکھتے ہیں کہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء کو لوہالی میں خاکسار کا ایک مبسوط لیکچر ہوا - اس لیکچر کا انتظام انجمن اسلامیہ ڈلہوزی کی طرف سے ہوا تھا - لوہالی وہ مقام ہے جہاں آریوں نے شدھی کا جال پھیلا کر اچھوت قوموں کو ورغلانے اور بعض مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کی تھی - یہ لیکچر مذہب آریہ کی حقیقت اور اسلام کی صداقت پر تھا - مردمان ڈلہوزی اور بیلون بھی اس میں کثرت سے شریک ہوئے تھے - لوہالی کی اچھوت قومیں اور ہندو مسلمان بھی شریک تھے لیکچر تین گھنٹہ تک جاری رہا - اور بہت بڑی دلچسپی اور سکون واطمینان سے سناگیا - اثنائے لیکچر میں بعض آریوں کی طرف سے چند سوالات بھی ہوے - جن کے مسکت اور دندان شکن جوابات اسی وقت دئے گئے یہ جلسہ رات کے ایک بجے نہایت ... کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

۱۱ - ستمبر کی رات کو خانساماں ڈلہوزی کی طرف سے ڈلہوزی کی جامع مسجد میں خاکسار کا ایک لیکچر ہوا مسجد آدمیوں سے کھچا کھچ بھری تھی - ہندو اور سکھ بھی شریک تھے - باوجود اس بات کہ یہ لیکچر ۱۰ بجے سے شروع ہوکر ایک بجے رات تک جاری رہا... کوئی شخص دوران تقریر میں اٹھ کر نہیں گیا - خاتمہ تقریر پر انجمن مذکور کی طرف سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لئے خاکسار کو مبلغ ... روپیہ بطور چندہ دئے گئے -

۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء کو دن کے ۲ بجے "انجمن اسلامیہ بیلون" کے جلسہ میں خاکسار کی تقریر ہوئی - یہ تقریر تناسخ کے عنوان پر تھی اور قریبا ۲½ گھنٹہ تک جاری رہی - اور بہت بڑے شوق اور سکون کے ساتھ سنی گئی - آریوں نے میرے برخلاف حکام سے بہت سی شکایات کیں اور میری تقریروں کے روکنے کے لئے بہت سے ہاتھ پاؤں مارے گو ان کی اس بیجا حس وحرکت سے اتنا تو ہوا کہ حکام پولیس کو تمام جلسہ تک باوردی رہنا پڑا اور ہر جلسہ میں پولیس کی اچھی خاصی نمائش ہوتی رہی - مگر اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس عالم میں بھی خاکسار کی تقریریں برابر جاری رہیں اور بڑے شوق سے سنی گئیں خاکسار کی تقریروں میں تعلیمات وید کی اصلی حقیقت کا پورا پورا انکشاف تھا اور ڈلہوزی کے آریہ اس کا جواب نہیں دے سکتے تھے - انہوں نے مہاشہ رام چند دہلوی اور دوسرے مناظرین کو تار دئے اور اشتہارات جاری کئے کہ مولوی صاحب کی تقریروں کا جواب دیا جائے گا - مگر کوئی مناظر وقت پر ان کی مدد کے لئے نہ پہنچا - اسلئے انہوں نے شکایات سے اپنا مطلب پورا کرنا چاہا - مگر اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس نامعقول حرکت میں بھی ناکام رہے۔

۲۱ ستمبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر دلپذیر کے بعد خاکسار کی تقریر دوزخ وبہشت کی حقیقت پر ہوئی جس کے ضمن میں آریوں کے جملہ اعتراضات متعلقہ بہشت ودوزخ کا جواب دیا گیا - اور ویدک سورگ کا پورا پورا نقشہ کھینچا گیا -

اسی روز رات کے جلسہ میں خاکسار کی طرف سے ہندو بھائیوں کو ایک پیغام صلح دیا گیا - خاکسار نے کہا کہ ہم تمام آریہ رشیوں کی عزت واحترام کرنے کے لئے تیار ہیں اور احکام اسلام کے بموجب کسی کو برا کہنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے - کیا ہمارے آریہ بھائی بھی اسبات کے لئے تیار ہیں کہ ہمارے آقا ومولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کہدیویں - اگر وہ ہماری طرح ہمارے آقا ومولا کو نبی کہدیویں اور حضور کا پورے طور پر احترام کریں تو ہم میں اتحاد کامل پیدا ہو سکتا ہے - اس پر آریہ سماج بیلون کے سکرٹری مہاشہ چیت رام جی مہاراج کھڑے ہوے اور ۵ منٹ کے تقریر کرنے کی اجازت طلب کی چنانچہ انجمن کی طرف سے اجازت دی گئی - مہاشہ جی نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی تعریف کی اور ہمارے امیر حضرت مولانا مولوی محمد علی مدظلہ العالی کی نسبت کہا کہ مجھے ان کی خدمت میں نیازمندانہ تعلق حاصل ہے - اور وہ مجھ سے بزرگانہ محبت کرتے ہیں - مجھے ان کے خیالات عالی سے پورا پورا اتفاق ہے میں الہام کو ہمیشہ کے لئے جاری مانتا ہوں اور اس بنا پر قرآن مجید کو الہامی کہنے کے لئے تیار ہوں اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو سچے دل سے نبی مانتا ہوں - مہاشہ جی کے ان کلمات کا حاضرین جلسہ کے دل پر ایک خاص اثر ہوا - ازاں بعد خاکسار اٹھ کھڑا ہوا - اور اسلام کی حقانیت پر مختصر سی تقریر کرتے ہوے مہاشہ جی کی آزاد خیالی کی تعریف کی اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے آریہ سماج کے سکرٹری ہونیکی حیثیت سے آج اس پرانے اور غلط عقیدہ کی تردید کردی کہ وید کے بعد الہام الٰہی مکالمہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے - اور کھلے دل سے اسبات کا اعتراف کیا کہ ہمارے آقائے نامدار اللہ تعالےٰ کے رسول اور نبی ہیں -

اس موقعہ پر یہ بات جتلا دینی بھی ضروری ہے کہ انجمن اسلامیہ بیلون نے اکثر علماء کو جلسہ کے لئے مدعو کیا تھا اور بعض کو کرایہ بھی بھیجے تھے مگر بجز مولوی اسرار الحق صاحب رہتکی اور مولوی مبارک حسین دیوبندی کے کوئی بھی نہیں آیا - مولوی مبارک حسین صاحب دیوبندی بھی ایک دن کی تاخیر سے آئے اور بعض تو کرایہ بھی ہضم کر گئے اور نہیں آئے -

یہ خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہوا کہ ہمارے احمدی ہونے کے باوجود جس وقت ہم انجمن کے پنڈال میں جاتے تھے تو پانچ پانچ چھ چھ منٹ تک انجمن کا پنڈال "اللہ اکبر" کے غلغلہ انداز نعروں سے گونجتا رہا - انجمن نے اپنا پروگرام تبدیل کرکے ہمیں عام اجازت دیدی کہ ہم جسوقت چاہیں تقریریں کریں - اور جتنی دیر چاہیں بولیں - جب لوگ سن لیتے تھے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ یا خاکسار کی تقریر ہوگی تو انجمن کا پنڈال آدمیوں سے کھچا کھچ بھر جاتا تھا اور جب تقریر ختم ہوجاتی تھی تو معدودے چند آدمیوں کے سوا کوئی نہیں بیٹھتا تھا - اگرچہ مولوی اسبات کو دیکھ کر جلتے تھے مگر خاموشی کے سوا کچھ نہیں کرسکتے تھے -

تازہ خبریں

آج شام ڈاکٹر انصاری اور ڈاکٹر عبدالرحمن نے مہاتما گاندھی کی صحت کے متعلق یہ اطلاع شائع کی ہے -

گزشتہ شب مہاتما گاندھی آرام سے سوئے - اور دن کے وقت بھی آپ کو کسیقدر نیند آگئی تھی - آپ کی نبض اور دوران خون کی حالت بدستور ہے -

۲۴ ستمبر کو بعض رہنماؤں نے جو دہلی میں موجود ہیں جلسہ کیا آج پھر بعد دوپہر اسکا اجلاس ہوا - اس جلسہ میں تمام جماعتوں کے بعض بڑے بڑے مشترکہ اصول مذہبی اور حقوق ومراعات کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے - یہ نئے ضابطہ جلسہ چند حضرات کی ایک مجلس ... کی دو فہرستوں کا مسودہ تیار کرے گا - ایک فہرست میں ہندوستان کی ہر قوم کے حقوق ومراعات درج ہوں گی اور دوسری میں ان اصول کی پوری طرح وضاحت کی جائیگی جن پر تمام قوموں کی موالات کا دارومدار منحصر ہوگا - کثیر التعداد مولوی - سوامی اپنشد اور تمام جماعتوں کے دیگر رہنما ان قراردادوں کی تحریک وتائید کریں گے اسطرح امید ہے کہ مذہبی رہنماؤں کی ایک ایسی جماعت قائم ہوجائے گی جو اپنے پیروؤں کو صلح وتحمل پر عمل کرانے کی ذمہ دار ہوگی اور اگر کوئی شخص ان مسلمہ اصول کی خلاف ورزی کرکے عداوت وفساد پھیلائے گا تو وہ جماعت اس پر سخت ملامت ونفرین کریگی - ۲۶ ستمبر کو صبح پھر ایک باضابطہ جلسہ منعقد ہوا جس میں مزید امور پر تفصیلی بحث وتمحیص کی جائیگی - ڈاکٹر اینی بیسنٹ اور مسز سرلا دیوی چودھرانی نے تمام جماعتوں کو متحدہ متفق کرنے کے لئے جداگانہ طور پر بعض تجاویز کا مسودہ تیار کرلیا ہوا ہے - ڈاکٹر بیسنٹ کا لائحہ عمل نہایت جامع اور مکمل ہے اور وہ غالبا مولویوں اور سوامیوں کو ایک مرکز پر لانے میں کامیاب ثابت ہوگا -

جامع مسجد دہلی میں مسلمانان دہلی کا ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا - مفتی کفایت اللہ صدر جمعیت علمائے ہند نے صدارت فرمائی اور نجد اور حجاز کی موجودہ جنگ میں شریف کے طرز عمل اور غیر مسلم مداخلت کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کے متعلق قراردادیں پاس ہوئیں -

۲۴ تاریخ کو دوپہر کے بعد شاہجہانپور کی حالت ہندو مسلم فسادات کی وجہ سے بد سے بدتر ہوگئی - بریلی سے برطانی سپاہ رات کے وقت پہنچی - اس نے بڑے بڑے بازاروں میں پہرے متعین کردے - مسلح گاڑیاں شہر کا گشت لگا رہی ہیں - نقصانات کا اندازہ حسب ذیل رہا ہے پانچ مقتول ۹۸ مجروح آخری اطلاعات مظہر ہیں کہ صورت حالات بدستور رہی ہے - ۲۵ ستمبر کو صبح بھی اکا دکا حملوں کے حادثات رونما ہوے لیکن بریلی سے ڈپٹی کمشنر کی آمد نے لوگوں کے اعتماد کی روح پیدا کردی -

آسام کی مجلس واضع قوانین کا سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۵ ستمبر میں امتناع مسکرات کا مسودہ قانون مجلس منتخبہ کے سپرد کیا گیا -

زغلول پاشا اختلاف مصر وبرطانیہ کا تصفیہ کرانے کے لئے ثالث مقرر کرانے کا ارادہ رکھتے تھے - لیکن مسٹر میکڈانلڈ نے انہیں صاف طور پر بتادیا ہے کہ مصر وسوڈان کے متعلق برطانی نکتہ نگاہ تبدیل نہیں ہوسکتا - اس لئے یقین کیا جاتا ہے کہ زغلول پاشا اس معاملہ کو نہ چھوڑیں گے -

برطانی اور جرمن افسروں کے درمیان تین دن تجارتی معاہدہ کی ترتیب پر گفت وشنید ہوتی رہی لیکن معاہدہ کے مشترکہ اساسی اصول طے نہ ہونیکی وجہ سے یہ گفت وشنید منقطع ہوگئی - دونو طرف سے سخت رازداری کیجاتی ہے لیکن اس انقطاع کا باعث زیادہ تر اس امر کو بیان کیا جاتا ہے کہ جرمن برطانی مال پر ٹیکس لگانے کے معاملہ پر اڑے رہے برطانی مندوبین کل لندن روانہ ہو جائیں گے -

رپورٹر کو معلوم ہوا ہے کہ گفت وشنید کا انقطاع آخری نہیں سلسلہ جنبانی کی توقع باقی ہے -

"ڈیلی میل" کا ایک خاص پیغام مظہر ہے کہ آج ایکسس ہال سٹرانڈ میں نعمت اللہ کی سنگساری کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ہندوستانی اور انگریزی باشندوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا - اس جلسہ کے صدر ڈاکٹر راشس تھے - آپ نے کہا کہ جس شخص کے دل میں رحمدلی کا ذرا بھی احساس ہے وہ مذہبی بنا پر سزا دئے جانے کے خلاف ضرور احتجاج کرے گا - خواہ یہ سزا کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو -

میاں محمود احمد صاحب نے حالات وواقعات بیان کرتے ہوے کہا کہ شہید بھائی پر صرف یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ محمدی مذہب کی احمدی صورت کو اختیار کرچکا تھا - شہید کی لاش ابھی تک پتھروں کے انبار کے نیچے دبی ہوئی ہے کیونکہ مقتول کے باپ کو لاش لیجانے کی اجازت نہیں دی گئی -

صاحب صدر نے ایک قرارداد پیش کی جس کی تائید کرنیل ولیکر نے کی اور دو ہندوستانی بیرسٹروں نے اسکی تائید مزید

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دوبار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۳۸

نمبر ۹۴ — جلد ۱۲

اتوار ۵ ربیع الاول ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء

ہندوستانی مسلمان رہنماؤں کے طبقے

(ایک دردمند مسلمان کے قلم سے)

اے بسر پردۂ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

بدقسمت ہے وہ قوم جس کی رہنمائی کی باگ اس چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی میں بھی بسم اللہ کے گنبد کے ساکنین نیم ملاؤں کے ہاتھ میں ہو یا عالم بالا سے وحی پانے والے ماہران فن صحافت کے اُن لوگوں والے قلموں کی گوناگوں نشوں کے ساتھ وابستہ ہو، پہلا طبقہ تو ایسا مبارک ہے، کہ نہ خود کچھ کرتا ہے اور نہ دوسروں کو ہی اجازت دیتا ہے، البتہ ہر مسجد میں جمعہ کے دن اور پھر جب کسی بھولے بھالے مسلمان نے گیارہویں والے پیر کی یاد میں مجلس وعظ منعقد کرائی ہو، یہ حضرت سیاہ وسفید و سبز عماموں کو اپنے گدو جیسے سروں کے گرد بڑے انداز سے لپیٹے ہوئے کہ جس کی ایک ایک لپیٹ میں ہزاروں رازی سینکڑوں بخاری و مسلم لپیٹ دیئے گئے ہو سکتے ہیں۔ ایک لمبا چغہ جس کا دامن زمین پر جھاڑو دے رہا ہو پہنے ہوئے اور ایک موٹی لٹھ جس کی لمبائی ان کے اپنے مبارک قد سے دو بالشت زیادہ ہوتی ہے ہاتھ میں لئے ہوئے منبر کی سب سے اوپر کی سیڑھی پر عجیب وغریب ہیئت کذائی میں براجمان ہو جاتے ہیں، داستان امیر حمزہ، کلیلہ دمنہ، قصہ گل بکاؤلی کی روایات اور سلطان باہو۔ حافظ، استاد داغ کے دیوانوں کے اشعار سے اپنے وعظ مبارک کو کچھ ایسا سحر آفرین بنا دیتے ہیں کہ بھولے بھالے جاہل مسلمان حضرت کی شیریں کلامی اور جادو بیانی سے وجد میں آکر ہائے ہو کا شور بپا کر دیتے ہیں، سبحان اللہ، حق حق کے نعروں کی گونج سے محفل میں ایک اور رنگ پیدا کر دیا جاتا ہے یہ نعرہ کش "مولانا" کے خاص عقیدت مند ہوتے ہیں، اور مجلس میں ان کے ساتھ سائے کی طرح رہتے ہیں، غریب نرم دل مستورات ارد گرد کے مکانات کی منڈیروں پر سے جھانکتے "مولانا" کی سحر آفرینی اور جادو بیانی سے متاثر ہو کر [illegible] شروع کر دیتی ہیں، اور حضرت [illegible] موٹی موٹی [illegible] زیادہ کچھ [illegible] مدد دیتی ہیں۔

غرضیکہ یہ رہنمایان کا گروہ عجیب [illegible] کا ایک ہے

گردش میں ہے، اور گردش بھی اس قدر تیز کہ چشم زدن میں ہزار ہا میل طے کر رہی ہے، ان کو نہ علم حکمت سے کوئی واسطہ نہ سائنس ہائے جدیدہ سے کوئی مس، نہ قرآن حکیم کے سمجھنے کی زحمت گوارہ کرتے ہیں۔ [illegible] قدرا [illegible] کی سوانح درس آموز پر ایک سرسری نظر ڈالنے کی تکلیف برداشت کرتے ہیں، ان کی درسی کتب گلی، مسی روٹی، طلسم ہوشربا، چہار درویش اور اسی قبیل دیگر افسانے ہیں، جو بعض بیکار لوگوں نے کسی پہلے زمانہ میں مسلمان امراء کی محفل آرائیوں کے لئے لکھ ڈالے تھے۔

جس اسلامی ملک میں جاؤ، ان حضرت کی وہی کالی کالی داڑھی اور وہی کاٹیں کاٹیں، معلوم نہیں اللہ میاں کو کیا منظور ہے، کہ اس ناکارہ گروہ کو مسلمانوں کی غریب قوم پر کچھ اس طرح مسلط کر دیا ہے کہ نجات محال نظر آتی ہے، سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس کی غفلت اور اعمال بد کی سزا دیتا ہے، تو اس پر ایسے ظالم لوگوں کو حکمران بنا دیتا ہے، مسلمانوں نے اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا، اور محض اس نااہل طبقہ کے ہاتھ میں دے دی۔ انہوں نے جس طرح چاہا اس کو استعمال کیا، اب یہ اسی کی سزا ہے کہ جب کسی مسلمان نے قرآن حکیم کو سمجھنے یا سمجھانے کی طرف توجہ کی، تو ان حضرات کے کان کھڑے ہوئے کہ ان کا حلوہ مانڈہ چھیننے کی کوشش ہو رہی ہے، بس فوراً [illegible] فتاویٰ کے پتھر ان کے لمبے لمبے رنگ برنگ چغوں کی لمبی لمبی جیبوں سے اس بے رحمی اور بے تحاشگی سے برسنے شروع ہو جاتے ہیں، کہ غریب قرآن کریم کے طالب علم کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ اگر اس کتاب پاک کے مطالعہ کا فیض شامل حال نہ ہو، تو کسی گوشت و پوست رکھنے والے انسان کی مجال نہیں، کہ ان کی ہلاکت آفرین سنگباری سے جانبر ہو سکے ؎

گر ہمیں مکتب است ایں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

مگر غور طلب مسئلہ یہ ہے، کہ کیا ہندوستان کے مسلمان اور خصوصاً تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان کب تک ان بے رحم و جاہل ملاؤں کے قبضۂ استبداد میں رہیں گے، دنیا ہر لحظہ آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اسلام کے مٹانے کی نت نئی تراکیب ایجاد ہو رہی ہیں اسلامی طاقت ٹوٹ چکی ہے، اور جو کچھ باقی ہے۔ وہ ختم ہونے والی ہے، یہ سب کچھ کیوں ہے۔ اگر ذرا غور سے دیکھا جائے، تو یہ سب اسی ملا گروہ کا فیض ہے۔ ترکی کی ترکی تمام ہو گئی [illegible] افغانستان [illegible]

حضرات کے فیض سے خود ہندوستان کے مسلمانوں کو برادران وطن سے پیچھے رکھا تو انہیں بزرگوں نے، آخر غفلت کی انتہا ہونی چاہئے شردھانند یا آریوں یا پادریوں کو کیوں برا کہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مذہب کی خدمت ہر ممکن طریقے سے کریں، اور وہ کر رہے ہیں، مگر ان ملاؤں نے کیا کیا، یہی کہ قدم بقدم اسلام کو دائرہ مذہب سے خارج کرنے کی بے انتہا کوشش کی، بجائے اس کے کہ یہ اغیار کو حلقہ بگوش اسلام کرتے، انہوں نے اپنوں کو بھی کافر بنانے میں ناخنوں تک زور لگایا، اور برابر اسی اپنے قدیمی کافر سازی کے مسلک پر چلے جا رہے ہیں۔ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑے رکھا، تو قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا، اور خدا جانے اسلام کا ان کے ہاتھوں کیا حشر ہوگا۔ فاعتبروا یا اولوالابصار۔

رہنماؤں کا دوسرا طبقہ

یہ ان بادپیما حضرات پر مشتمل ہے۔ جن کو دین اور سیاست دونوں میں ید طولیٰ حاصل ہے، دین کا منبع اور ماخذ ان کا طبقہ اولیٰ ہے، مگر سیاسی علم ان کا اکتسابی ہے، البتہ اسلامی سیاست کو سمجھنے میں انہوں نے واقدی سے اور بعض نے ولیم میور وغیرہ سے فیض حاصل کیا ہے، اس [illegible] تمام ہندوستانی مسلمانوں کو بے چون وچرا آمنا وصدقنا کہنا چاہیئے، ورنہ ان کا مبلغ علم اس قدر اخبارات کے کالموں کو عجیب وغریب دلائل سے سیاہ کرے گا، کہ بشپ آف لاہور اور لارڈ ریڈنگ اور سوامی شردھانند بھی حیران رہ جائیں گے، اور ہندوستان سے ہجرت کی ٹھانیں گے جناب رائٹر نے تو تار برقی اور ہوائی خبروں کے ذریعہ اقصائے عالم پر اقتدار جمایا، اور ہر خورد وکلاں پر خواہ وہ مشرقی ہو یا مغربی اپنے پراپاگنڈے کا خواہ غلط یا صحیح اثر جمایا، مگر ان پیران فن صحافت نے اپنے خاص علم لدنی کے ذریعہ رائٹر کو بھی مات دے دی، اگر رائٹر یا مرکونی یا دیگر ساحران مغرب ہزاروں سال کوشش کریں تو اس راز کو نہ پا سکیں تاوقتیکہ زانوئے شاگردی ان استادان فن کے سامنے تہ نہ کریں، کیونکہ یہ راز محض روحانیات سے تعلق رکھتا ہے، اور صرف اسی خوش قسمت شخص کے نصیب ہو سکتا ہے جو کسی ادارۂ جریدۂ فریدۂ اسلامیہ ہندوستانیہ کی [illegible] کے گرد ایک آدھ مرتبہ طواف کرے، کیونکہ تمام راز علم لدنی وہیں تک ہے ؎

کی نسبت ہے، اور اس کے ساتھ افریقہ کے دیسی باشندوں اور ایشیائی لوگوں کی عام مشہور پیدائشی خصوصیات کو اگر شامل کیا جائے، تو مسلمانوں کی تعداد مستقبل قریب میں اس حد تک پہنچ جائیگی جو یقیناً خطرناک ہے"

اسلام کی اس کامیابی یا بقول مضمون نویس اس آنے والے خطرہ کی وجوہات کیا ہیں؟ اس پر مضمون نویس نے روشنی نہیں ڈالی لیکن مسیحیت کے ناقابل فہم اصولوں کے بالمقابل اسلام کی معقولیت سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کی بڑی وجہ جو ایک امریکن مشنری نے بتائی تھی یہی ہے۔ کہ اگر کوئی معمولی درجہ کا شخص بھی مسلمان ہو جائے تو مسلمان اس کو بھائی سمجھ کر اپنے سینہ کے ساتھ لگا لیتے ہیں اور مسیحی دیسی عیسائیوں کو اپنے سے پرے پرے رکھتے ہیں۔

اسلام کو روکنے کی کوشش

اسلام کی اس سرعت اشاعت کو روکنے کیلئے مضمون نویس نے بعض تجاویز بھی بتائی ہیں، وہ جنوبی افریقہ کے دروازوں کو ہندوستانیوں اور ایشیائیوں پر بند کرنا چاہتا ہے، اور مسیحی مشنریوں کو یہ ہدایت کرتا ہے، کہ دیسی باشندوں کو چھوٹی عمر میں ہی اپنے قابو میں لے آیا کریں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیحیت کی اشاعت صرف کم فہم طبقات میں ہی ہو سکتی ہے، عقل و خرد سے اس کو تعلق نہیں، لیکن مضمون نویس اس بات کو کیوں بھول گیا، کہ آخر چھوٹی عمر کے بچے جوان ہوں گے عقل و خرد ان میں بھی کسی وقت پیدا ہو گی، اس وقت اگر وہ مسیحیت کی غیر معقول تعلیم سے سرپھیریں، اور اسلام کی صداقت کے قائل ہو جائیں، تو کیا یہ مسیحیت کے لئے بہتر ہوگا؟ اسلام فطرت کا مذہب ہے، اس پر اگر افریقہ کے دروازے بند بھی کر دیئے جائیں اور تمام موجودہ مسلمانوں کو بھی وہاں سے نکال دیا جائے، تو بھی انسانی فطرت سے اس کے اصولوں کو مسخ نہیں کیا جا سکتا، جوں جوں علم اور روشنی ترقی کرے گی، فطرت خود بخود اسلامی اصولوں کی طرف رجوع کرے گی، جس طرح یورپ کے اندر کثیر التعداد انسان ایسے پائے جاتے ہیں، جو اس فطری مذہب پر نادانستہ طور پر قائم ہو چکے ہیں، اور جنہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ دین اسلام ہے [illegible] علی الاعلان مسلمان ہو چکے ہیں،

کاش یہ حقائق مسلمانوں کے لئے باعث سبق ہوں۔ اور وہ اشاعت اسلام کو اپنا انتہائی نصب العین بنا کر مستعدی کے ساتھ اس کی طرف رجوع کریں، کہ اسی میں ان کی حقیقی فلاح ہے،

باب اور بہاء اللہ کا دعوےٰ اور قرآن کریم

بہائیوں کے اخبار "کوکب ہند" نے بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

"الفاظ نبی و رسول ہمارے علم کلام میں نہ حضرت باب پر اطلاق ہوتے ہیں اور نہ حضرت بہاء اللہ پر مگر ہم ان کا وہی مرتبہ مانتے ہیں جو از روئے قرآن شریف و احادیث صحیحہ موعود اسلام کا ہونا چاہیئے"

آگے چل کر لکھا ہے کہ

"حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی وحی کو وحی الٰہی مانتے ہیں، اور لانفرق بین احد من رسلہ کے اندر ما یوحی الی المرسل کو شامل خیال کرتے ہیں اور ان دونوں (قرآن اور باب اور بہاء اللہ کی وحی) کے درمیان وہی نسبت مانتے ہیں، جو خدا تعالیٰ کی دو وحیوں کے درمیان ہوتی ہے"

اس منطق کو کوئی بہاء اللہ کا مرید ہی سمجھے تو سمجھے، کسی صاحب عقل کی سمجھ میں یہ نہیں آسکتا، کہ باب اور بہاء اللہ پر نبی اور رسول کا لفظ بھی اطلاق نہیں پاتا، اور پھر بھی ان کی وحی ما یوحی الی المرسل کا مرتبہ رکھتی ہے، رسول کی طرف ایک وحی ہو اور اس پر رسول کا لفظ اطلاق نہ پائے، یا بالفاظ دیگر باب اور بہاء اللہ پر وہی وحی نازل ہو جو رسولوں کی طرف ہوتی رہی ہے، اور پھر بھی وہ رسول نہ ہوں، یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے، کیا بہائیت کا کوئی شیدائی اس عقدہ کو حل کرے گا؟

سیاہ و سپید

رنگ اور قومیت کا امتیاز کینے کو تو اہل مغرب کے نزدیک ایک جاہلیت کا خیال ہے، اور تہذیب جدید اس قسم کی باتوں کو قطعاً غیر مہذب قرار دیتی ہے، لیکن انہی حاملان تہذیب جدید کو اپنے رنگ اور قومیت پر کس قدر ناز ہے، اور دوسرے انسانوں کو وہ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کا اندازہ ان ہولناک مظالم سے ہو سکتا ہے، جو آئے دن امریکہ اور دیگر مقامات کے دیسی باشندوں پر، جو بدقسمتی سے سیاہ رنگ واقعہ ہوئے ہیں، روا رکھے جاتے ہیں۔

حال ہی میں اسی قسم کی بعض ہولناک داستانیں ایک انگریزی رسالہ "سوشلسٹ ریویو" میں نیوگنی کے متعلق شائع ہوئی ہیں، جو جمعیت الاقوام کی مہربانی سے اس وقت آسٹریلین اقتدار کے نیچے ہے۔

ان داستانوں کو جو واقعات پر مبنی ہیں۔ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قسم کا وحشیانہ سلوک وہاں کے دیسی باشندوں کے ساتھ حاکم افسروں کی طرف سے روا رکھا جاتا ہے کس طرح سے غریب دیسی عورتوں کو پکڑ پکڑ کر ان کی بے آبروئی کی جاتی، ان کے خاوندوں کو جیل میں بھیج دیا جاتا، اور سال سال بھر کے لئے انہیں گھروں میں ڈال لیا جاتا ہے کس طرح سے پولیس کے آدمیوں کو متعین کیا جاتا ہے کہ وہ افسروں کے لئے دیسی عورتوں کو پکڑ پکڑ کر لائیں۔ چھوٹی عمر کے لڑکوں کو بغیر کسی جرم کے باندھ کر سلاخوں سے مارا جاتا۔ اور ان کو لہولہان کر کے پھینک دیا جاتا ہے، غریب لوگوں کو دیہات کے نمبرداروں کی معرفت تھوڑی تھوڑی قیمت پر خرید کر سخت محنت و مشقت کے کام ان سے لئے جاتے، اور جیل میں سے دیسی قیدیوں کو اجرت پر لے لیا جاتا ہے کہ ان سے سفید لوگ جو چاہیں کام لیں۔

ان ہولناک واقعات کو پڑھ کر کون مہذب انسان ہے جو آسٹریلیا اور امریکہ کی سفید اقوام کی درندگی اور بہیمیت کا قائل نہ ہو مضمون نویس نے جمعیت الاقوام کو توجہ دلائی ہے، کہ اس نے اس شرط پر نیوگنی کو آسٹریلیا کے سپرد کیا تھا کہ "وہاں کوئی غلامی نہ ہو گی، جبری خدمت لی جائے گی، نہ بدکاری ہو گی، دیسیوں کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ ہوگا، پرائیویٹ کام کرانے والوں کے لئے مزدور بھرتی نہ کئے جائیں گے، اور حد انصاف کو توڑا نہ جائے گا" اس لئے دیکھنا چاہیئے کہ آسٹریلیا کے ان تمام شرائط کی علانیہ خلاف ورزی کرنے کے باوجود جمعیت الاقوام اس کی طرف کیا کچھ توجہ کرتی ہے،

علامہ محمود طرزی اور قتل مرتد

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم سردار محمود طرزی سابق وزیر خارجہ افغانستان کے ایک خط کا اقتباس دے چکے ہیں، جس میں یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ افغانستان میں احمدیوں کو کامل مذہبی آزادی حاصل ہو گی، اور کسی قسم کی تکلیف انہیں نہ پہنچائی جائے گی، بلکہ اگر کوئی تکلیف پیش آئے، تو اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے گی، اتفاق کی بات ہے کہ وہی سردار محمود طرزی اب افغانستان کی سفارت خارجہ متعینہ فرانس کے فرائض سرانجام دے کر واپس تشریف لائے ہیں، ان کے بمبئی پہنچنے پر بہت سے لوگوں نے ان سے استفسارات کئے جن کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ

"افغانستان کے باشندوں کے خاص حالات اور ان کے مذہبی جوش کو مد نظر رکھتے ہوئے اس امر کی کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ افغانستان میں مذہبی تبلیغ شروع کر دے، اگر وہ ایسا کرے گا تو فساد کا اندیشہ ہے ممدوح نے یہ رائے ظاہر کی کہ غالباً نعمت اللہ خان قادیانی نے اپنے عقائد کی تبلیغ شروع کر دی ہو گی، جس کی وجہ سے اسے سنگسار کیا گیا"

قطع نظر اس بات سے کہ "افغانستان کے باشندوں کے خاص حالات" اور ان کا "وحشیانہ" "مذہبی جوش" کہاں تک ان کی روشن خیالی کا مظہر ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود علامہ محمود طرزی ہندوستانی اور افغانستانی ملاؤں کی اس رائے سے اتفاق نہیں رکھتے کہ مرتد واجب القتل ہے، اور حکومت افغانستان نے اسلامی شریعت پر عمل کیا ہے، یا کم از کم علامہ ممدوح کے نزدیک نعمت اللہ خان مرحوم پر فتوے ارتداد وارد نہیں ہو سکتا، ورنہ وہ صاف کہہ سکتے تھے کہ شریعت اسلام نے مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے نعمت اللہ خان بھی مرتد تھا، اس لئے قتل کیا گیا، انہوں نے اس کے خلاف "افغانستان کے باشندوں کے خاص حالات اور ان کے مذہبی جوش" کی طرف کیوں اشارہ کیا، ظاہر ہے کہ علامہ ممدوح کے نزدیک اس قسم کے واقعات عوام الناس کے مذہبی جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہی ہو سکتے ہیں، شریعت اسلام کے ساتھ ان کی مطابقت نہیں ہو سکتی، نہ نعمت اللہ خان فتوے ارتداد کے نیچے ہے، لیکن "زمیندار"

کو یہ بھی بُرا معلوم ہوا ہے کہ کیوں علامہ محمود طرزی نے احمدیوں کے ساتھ کسی وقت رواداری کا وعدہ کیا تھا، وہ لکھتا ہے کہ

"اگر علامہ محمود طرزی احمدیوں سے رواداری کا وعدہ کرنے سے پہلے علمائے کرام سے پوچھ لیتے، تو جن علماء کے نزدیک احمدی ہونا موجب سنگساری ہے، وہ کیا جواب دیتے؟ حاجت بیان نہیں،"

یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کہہ دے کہ حکومت افغانستان "زمیندار" کا وظیفہ مقرر کرنے سے پہلے اگر مولوی دیدار علی سے پوچھ لیتی، جن کے نزدیک زمیندار اور اس کا عملہ ادارت اور اس کا مالک اور دیگر تمام کارکن کافر، مرتد اور لائق گردن زدنی ہیں، اور جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، "وہ اس کا کیا جواب دیتے؟ حاجت بیان نہیں"

آخر مولوی دیدار علی اور ان کے ہم مشرب ملا بھی علماء ہی کے لقب سے ملقب ہیں۔ اور اسی حنفیت کا انہیں بھی دعوے ہے، جس کو "زمیندار" اور اس کے ہمنوا قرآن و حدیث پر مقدم سمجھتے ہیں، پس اگر علماء کے فتوے ہی کسی کے کفر و فسق پر دال ہیں، اور ان کی بنا پر کسی کو لائق کشتنی و گردن زدنی قرار دیا جا سکتا ہے، تو مولوی دیدار علی پر "زمیندار" کو رنج کیوں ہے؟

رہا علامہ محمود طرزی کا مذہب سو وہ ان کے مندرجہ بالا قول سے بھی ظاہر ہے اور جب وہ خود بقول "زمیندار" "علامہ" ہیں، تو اس بہت بڑے علامہ کو "زمیندار" کے کسی عالم سے پوچھنے سے کیا غرض؟ سوائے اس کے کہ کسی منسوخ التلاوت آیت کا حوالہ وہاں سے مل جائے، جس کا ذکر اس موجودہ قرآن کے اندر نہیں، اور کونسی معقول بات وہاں سے ملے گی؟

سول سروس اور مسلمان

کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں مولوی عبدالکریم صاحب ممبر نے ایک ترمیم کی تائید میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ بعض اعلیٰ درجہ کی ملازمتوں میں مسلمانوں کا قطعاً کوئی دخل نہیں، اور بعض میں اپنی اعدادی قوت سے فرقی اہمیت اور انتظامی قابلیت سے بہت کم حقوق انہیں حاصل ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی سول ملازمتوں میں مسلمانوں کا تناسب تین فیصدی ہے غیر مسلم ہندوستانیوں کا بیس فیصدی اور یورپین اور اینگلو انڈین اصحاب کا ۷۶ فیصدی تناسب ہے، یہ اعداد و شمار مسلمانوں کے لئے ازحد دل شکن ہیں، آجتک یہ عذر پیش کیا جاتا تھا، کہ مسلمان اعلیٰ ملازمتوں کی قابلیت نہیں رکھتے لیکن موجودہ حالت یہ ہے کہ کثرت سے مسلمان گریجوایٹ ملازمت نہ ملنے کے باعث بیکار بیٹھے ہیں۔ ابھی تو ہندوستان نے سوراج کی طرف پہلا ہی قدم اٹھایا ہے ابھی سے اگر مسلمانوں کے حقوق نیابت کا یہ حال ہے، تو آئندہ ان کا خدا ہی حافظ ہے۔

حضرت امیر کا ضروری ارشاد
سب احباب فوری توجہ فرمائیں

برلن مسجد کا کام خدا کے فضل سے شروع ہو چکا ہے جس قدر روپیہ انجمن کے خزانے میں تھا، وہ سب کا سب بذریعہ تار مولوی صدر الدین صاحب کو بھیجا جا چکا ہے، اٹھارہ ہزار روپیہ اور اس کے علاوہ تعمیر مسجد کیلئے اور کم سے کم پچیس ہزار روپیہ اس کیلئے درکار ہے، جو جلد سے جلد مولوی صاحب کو پہنچنا چاہیئے، اس لئے سب احباب سے التماس ہے کہ

(۱) وہ اپنے بقایا برلن مسجد یا جرمن مشن کے فوراً بنام محاسب صاحب انجمن اشاعت اسلام بھیجدیں ان وعدوں پر اب قریباً دو دو سال گذر چکے ہیں اور اب کام شروع ہے اور روپے کی سخت ضرورت ہے، ان کے ایفا میں التوا قومی نقصان کا موجب ہے،

(۲) جن جن احباب نے ابتک اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا، وہ بھی اس وقت ضرور شامل ہوں، تا کہ یہ کام تکمیل کو پہنچے، ایسے ثواب کے کاموں کے موقعے روز روز نہیں نکلتے،

(۳) جن احباب کو موقعہ حاصل ہے، وہ دوسروں میں اس کار خیر میں شمولیت کی تحریک کر کے اپنی اپنی جگہ پر چندہ وصول کرنے کی کوشش کریں، اور رسیدات کی کاپیاں دفتر سے منگوالیں، (محمد علی)

قرآن کا معیا ذریت

(۴)

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

کیا میاں محمود احمد صاحب مسیح موعود کی ذریت ہو سکتے ہیں؟

جو کچھ گذشتہ نمبروں میں حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد اور میاں محمود احمد صاحب کے عقائد میں تضاد نظر آیا، صرف اتنا ہی نہیں ہے بلکہ سلسلہ کی غرض و غایت کو میاں محمود احمد صاحب نے تباہ کر کے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی ہے، حضرت مسیح موعودؑ سلسلہ کی غرض و غایت کو یوں بیان کرتے ہیں:۔

"کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے، اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے، اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں، کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے، اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں، اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے، وہ ہم پر افترا کرتا ہے، ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں۔ اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے، سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے، ورنہ وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا، اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں، تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے"

(از اخبار الحکم ۲۹ جلد ۳ - ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

اب بچوں کا کھیل جو میاں محمود احمد صاحب نے دین کا بنا رکھا ہے، کچھ تو مذکورہ بالا عقائد کے مقابلہ سے معلوم ہو چکا ہوگا اور رہا سہا ۴ - جولائی کے ۱۹۲۳ء کے جمعہ کے خطبہ میں یورپ کی سیر کو جاتے ہوئے فیصلہ کر گئے، حقیقت النبوت میں تو خیر حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے ساتھ شریعت کو شامل نہیں کیا تھا اور شریعت کو نبوت سے الگ ایک چیز رکھا تھا، مگر اب خدا جانے درپردہ بہائیت کا اثر پڑ گیا، یا بتدریج بوجھ قوم سے اٹھوانا چاہتے تھے، صاف فرما دیا کہ نبی بلا شریعت ہوتا ہی نہیں، چنانچہ انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ "ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں، تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ کوئی نیا حکم نہیں لایا، ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا، جو شریعت نہ لائے، ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں، اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں، پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے، کہ وہ پہلے کلام لائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریعی نبی ہیں، جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے، اور حضرت مسیح موعودؑ غیر تشریعی نبی ہیں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے، ورنہ قرآن آپ بھی لائے"

---

(۱) اب معاملہ صاف ہے کوئی نبی بلا شریعت ہو ہی نہیں سکتا،

(۲) شرعی نبی جو کہلاتا ہے، اس کے معنے ہیں کہ شریعت پہلے لایا، اور غیر شرعی نبی جو کہلاتا ہے، اس کے معنے ہیں کہ وہی شریعت دوبارہ لایا۔

(۳) شریعت دوبارہ لانے سے وہ شریعت اسی نبی کی اب کہلائیگی، جو دوبارہ لایا، کیونکہ نبی بلا شریعت ہو ہی نہیں سکتا، مثلاً اگر ہم اب پوچھیں کہ حضرت مرزا صاحب کونسی شریعت لائے، تو کہا جائے گا، کہ شریعت اسلام۔ درحقیقت اس کا نام شریعت محمدیہ اب نہیں رہے گا بلکہ شریعت غلام احمدیہ یا احمدیہ ہوگا۔ اور اگر یہ پوچھیں کہ حضرت مرزا صاحب کتاب کونسی لائے تو کہا جائے گا کہ قرآن، گویا قرآن جو اب موجود ہے وہ اب محمد رسول اللہ پر نازل شدہ کتاب نہیں سمجھی جائے گی بلکہ حضرت مرزا صاحب پر، گویا غیر شرعی نبی کوئی نیا حکم تو نہیں لایا، مگر پچھلے شرعی نبی کا سب کچھ چھین چھپان کر آپ مالک بن بیٹھا۔ شریعت بھی چھین لی۔ کتاب بھی چھین لی، اب شریعت کس کی ہے حضرت مرزا صاحب کی، قرآن کس کا ہے حضرت مرزا صاحب کا، محمد رسول اللہ صلعم کا کچھ بھی نہیں، یہ صرف میں نہیں کہتا میاں صاحب بھی یونہی تشریح کرتے ہیں۔ کیسی صاف

مثال دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں: "ہر ایک بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے، پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے، اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے، یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کیا، اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں نظر آئے، اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں دکھائی دے، اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا، کہ حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں دیکھا جائے، اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے، تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا، ایسی صورت میں اگر قرآن کو بھی دیکھے گا تو اس کے لئے یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہو"

میاں صاحب صاف بتا رہے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے آگے حضرت مسیح موعودؑ نے دیوار کھینچ دی ہے، جیسے آنحضرت صلعم کی بعثت سے حضرت عیسےٰ کی رسالت کے آگے دیوار کھینچ گئی تھی، اور کوئی نبی نہیں جب تک کہ وہ مسیح موعودؑ کی روشنی میں نظر نہ آوے پس حضرت مسیح موعودؑ کا مقام نبی کریم صلعم کے بعد ٹھیک ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کا ہوا کرتا تھا، یعنے پہلے کی رسالت منسوخ اور دوسرے کی شروع، دیوار کھینچا یہی سمجھنا ہے کہ پہلے رسول کی رسالت ختم ہے، نئے رسول کو مانو گے تو گذشتہ رسول سب اس ایمان میں شامل ہو جائیں گے، اگر نئے رسول کو نہیں مانتے، تو گذشتہ رسولوں پر ایمان لانا لغو محض ہے، معلوم نہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمہ کو کیوں نہیں بدلا دیا جاتا، یہ کلمہ لغو ہو گیا ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ کا رسول محمد رسول اللہ صلعم ہیں اور آپ کی رسالت کی دیوار تمام رسالتوں کے سامنے ہے، اور آپ ہی بمنزلہ سوراخ کے ہیں جس سے کل رسالتیں نظر آتی ہیں، مگر اب جبکہ میاں محمود احمد صاحب صاف فرماتے ہیں۔ کہ اب صرف مرزا صاحب بمنزلہ اس سوراخ کے ہیں جس سے آپ کی رسالت نظر آسکتی ہے، تو اس کے معنے یہ کہ اب آنحضرت صلعم کی رسالت کا کام بھی ختم ہے، اور نئی رسالت نے آکر آپ کی رسالت کو گذشتہ رسالتوں میں دھکیل دیا، اور خود آپ کی جگہ لے لی تو پھر اس کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو بدلو تاکہ بنیادی عقیدہ میں تو لوگوں کو دھوکا نہ لگے اور میاں صاحب کو بار بار اصلاح کے لئے خطبہ نہ پڑھنا پڑے، اس کلمہ سے غلط فہمی ہوتی ہے، مومن کی شان نہیں کہ ایمان کا بنیادی پتھر ایسا مبہم اور متشابہ ایک غلط کلمہ رکھے،

ہم تو یہ مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کوئی نیا حکم نہیں لائے مگر یہ بات غلط ہے، کہ موجودہ محمودی مذہب نے شریعت اسلامی میں کوئی بات نہیں بڑھائی، کیا یہ سچ نہیں؟ کہ موجودہ محمودی عقائد کے رو سے حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے ایمانیات میں ایک رسول کا اضافہ ہوا، کیا یہ مذہب میں تبدیلی نہیں؟ کیا مذہب صرف اوامر و نواہی کا نام ہے، آخر ایمانیات بمنزلہ اس کی بنیاد کے ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب کی رسالت نے مذہب اسلام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ غلط ہے، حضرت مرزا صاحب کی رسالت نے یقیناً ایک رسول کو ایمانیات میں بڑھایا، تو کیا یہ مذہب میں اضافہ نہیں ہوا؟ اور نہ صرف بڑھایا گیا بلکہ کہا جاتا ہے، کہ شریعت اسلام اور قرآن کا تعلق اب صرف حضرت مرزا صاحب سے ہے نہ کہ محمد رسول اللہ صلعم سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے سامنے تو دیوار کھینچی گئی، اور آپ کا سب کچھ چھینا جا کر حضرت مرزا صاحب کو مل گیا، اگر ان کو دیکھنا چاہو تو اس سوراخ میں سے دیکھو، جو حضرت مرزا صاحب کی رسالت کا ہے، ورنہ آپ سے الگ ہو کر تمام دینی علوم جو اسلام میں ہیں چونکہ وہ رسول زمانہ کی عینک سے نہیں دیکھے گئے۔ اس لئے بقول میاں محمود احمد صاحب ان کا شمار "دنیوی علوم میں" ہے، اور وہ "حیض کے چیتھڑے" ہیں، اور حارثین "داری کے پیار سے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں" اور قرآن بھی ضلالت اور گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اور اپنی ھدی للناس کی شان کو معطل کر بیٹھتا ہے، گویا اس سے پہلے احمدی جماعت میں یہ جو معنے یضل من یشاء کے کئے جاتے تھے کہ گمراہ ٹھیر آتا ہے یا گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے، یہ میاں صاحب نے اس خطبہ میں صحیح کر کے یوں بتلائے، کہ گمراہ کرتا ہے،

کیوں صاحبان! اب بھی بچوں کا کھیل نظر آیا یا نہیں، کیا نبی کریم صلعم کی رسالت کے آگے دیوار کھینچ کر اور آپ کی شریعت اور کتاب حضرت مرزا صاحب کو دے کر آپ کے مذہب کو ختم کر دیا یا نہیں۔ اور نئے مذہب اور نئی امت کی بنیاد پڑی یا نہیں، جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کے قلب ہو وہ سوچے، کیا ایسا بیٹا حضرت مسیح موعودؑ کی ذریت ہو سکتا ہے، جو اس طرح آپ کے سلسلہ کو صراط مستقیم سے ہٹا کر ضلالت کے گڑھے میں گرا دے؟

بقیہ صفحہ اول

یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی مدیر جریدہ اسلامیہ نے اسلامی ممالک کے سیر و سیاحت کی خواہش یا ضرورت محسوس نہیں کی، ان کے سینے میں اس سیز کرسی کی بدولت ایسا جام جہاں نما پیدا ہو جاتا ہے کہ تمام عالم اسلامیہ کو ایک آن واحد میں جب ذرا اگردن جھکائی دیکھ لیا، ان کو امیر امان اللہ خاں کابل سے بھاگتے ہوئے ہوائی جہازوں کا ایک ہمیشہ سرحد وزیرستان پر اڑتا ہوا دکھائی دیتا ہے، مرحوم انور پاشا تخت بخارا پر جلوہ فرما نظر آتا ہے، روسیہ کی وزارت خارجہ کا قلمدان دختر کرانتوں یا دختر سلاطین کے ہاتھ میں معلوم ہوتا ہے، ایک رشتے عیسائی سے اور دوسرا رشتہ بھی عیسائی، اور دونوں اسلام کے بدترین دشمن،

ان بزرگواروں کا تقاضا ہے علم سیاحت بیرون موچی دروازہ یا کوچہ بلی ماراں یا بھنور کی کسی پر ہوا رنگی تک تعلق رکھتا ہے، مگر ان کی روحانی آنکھ کابل و بخارا، آذربائیجان و ایران، انگورہ و دمشق،...... طرابلس اور مراکش کے جاں پرور نظاروں سے حظ اٹھاتی ہے، ان کی مروت و غیرت قومی گوارہ نہیں کرتی، کہ دوسرے ہم قوموں کو اس لطف سے محروم رکھا جائے، اگر کوئی بدقسمت انسان ان الہامی خبروں پر ایمان لا کر ان ممالک کی سیاحت پر کمر باندھ کر چل کھڑا ہو، تو سب سے پہلے اسلامی ملک میں داخل ہوتے ہی اسے معلوم ہو جائے گا، کہ ع

: اب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جوں جوں وہ زیادہ سیاحت کرتا جائے گا۔ اس کا دل بے اختیار ان مرشدان اور روحانی پیشواؤں کی تحسین بلند کرے گا، مادہ ت دنیا کے اخبارات کے نامہ نگار ہر شہر ہر قریہ میں موجود ہوتے ہیں، اور جو کچھ وہ دیکھتے یا سنتے ہیں، فوراً بذریعہ تار یا ڈاک اپنے اپنے اخبارات کو اطلاع کرتے ہیں، کسی اخبار کا کوئی شخص مدیر نہیں ہو سکتا، جب تک وہ دنیا کے اکثر ممالک کا ملاحظہ بچشم خود نہ کرے، اور ایک مدت تک بحیثیت نامہ نگار کام نہ کرے، یا چند سال کسی اخبار کے شاف میں ایک معمولی کارکن کی طرح کام نہ کرے، مگر ہمارے مدیران کسی مشن سکول یا اسلامیہ سکول یا دیوبند وغیرہ سے نکلتے ہی کرسی ادارت پر متمکن ہو جاتے ہیں، اگر دو تین صد روپیہ جیب میں ہوا، تو بہتر ورنہ کسی رئیس کی پگڑی اتارنے کی دھمکی تو اس غریب نے مدیر صاحب کی نذر چند صفحے پر نکلیاں کر دیں جن سے ایک پتھر خرید لیا، اور پرمٹی کو کہہ کر دھار لکڑی کا اڈا تیار کرا لیا۔ اور پریس کے مالک ہو گئے، اب دو چار گرم گرم مضامین خواہ حکومت کے خلاف یا ہندو مسلم سوال پر یا کسی کے ذبیحہ پر یا کسی اعتدال پسند لیڈر کے خلاف لکھنے شروع کئے، حکومت نے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے، پانچ چھ مہینے کی قید سخت یا محض کی سزا ہو گئی "پریس" کی ضبطی کا حکم صادر ہو گیا۔ اب مدیر صاحب تمام مسلمانوں کے لیڈر قرار پا گئے، اور شہید وطن فخر ملت رئیس الاحرار وغیرہ وغیرہ کے القاب بھی ملنے شروع ہو گئے، قید سے پہلے تو یہ صاحب صرف مسٹر یا شیخ یا ملک یا چودھری ہی کہلاتے تھے، مگر اب کسی دہلی یا لکھنؤ والے صاحب نے مولانا کا خطاب بھی عطا فرما دیا۔ لکھنؤ میں تو مولانا بنانے کی ٹکسال ہے، ہر سال بیسیوں نہیں تو سینکڑوں مولانا وہاں سے بنا کر نکالے جاتے ہیں، قید سے آزاد ہو کر بیرون موچی دروازہ یا شاہی مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر یا کسی خلافت کمیٹی کے جلسہ میں مولانا مدیر صاحب نے اور دھواں دھار تقریر شروع کر دی، مرحوم غالب یا میر تقی کے اشعار سے لیکچر کو ایسا پر اثر بنا دیا، کہ سننے والے عش عش کرا اٹھے دوسرے دن اپنے کسی دوسرے یار غار مدیر کے اخبار میں ایک اپیل شائع کرا دی، کہ چونکہ مولانا مدیر صاحب کو جو نقصان پہنچا ہے۔ وہ محض قوم کی خاطر ہے۔ لہٰذا قوم اس اخبار کو مرنے نہ دے گی

ایک اسلامی بنک کے افتتاح کی تجویز

ہمارے دیگر برادران وطن میدان عمل میں بجلی کی رفتار سے دوڑ رہے ہیں - مگر ہمارا خرِ لنگ زندہ و سلامت منزل مقصود پر جا پہنچے تو ہم سمجھیں کہ ہم ہمیشہ کی طرح فاتح رہے۔ ہیچ مدان کار شور و شغب کی آوازیں اٹھنے لگی ہیں مگر آوازیں اس قدر فاصلہ پر دبی دبائے ہوئے گلوں سے صدائیں نکل رہی ہیں کہ صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کسی مردہ کی لاش کے فراق میں چیخ و پکار ہے یا کسی موقعہ شادمانی پر اظہار خوشی - بایں ہمہ ایک فال مبارک ضرور ہے کہ مسلمانوں میں احیاء موتیٰ کے نسخے کے ہاتھ آنے کا یقین واثق ہو گیا ہے - اب کب اس نسخۂ کیمیا صفت کا استعمال ہو سکے یہ العلم عند اللہ کا مضمون ہے مسلمانوں کی اقتصادی حالت دن بدن پریشان ہو رہی ہے - اور جسد اسلام پر جس قدر خون چوسنے والی جونکیں چمٹی ہوئی ہیں اور ہر طرف سے چمٹی ہیں کہ ایک قطرہ خون بھی باقی نہ چھوڑیں گی - چاہے زندگی رہے یا نہ رہے - اگر حیات باقی ہو تو علاج بیماری ممکن ہے مگر روح کے پرواز ہوتے امیدوں کا دروازہ بند ہو جاتا ہے - اور کوئی نوشدارو بکار آمد ثابت نہیں ہوتا ؎

وقت ہر کار نگہدار کہ ثابت نبود
نوشدارو کہ پس از مرگ بہ سہراب دہند

چاروں طرف مسلمانوں کی اقتصادی تباہی کا رونا ہے اور اسکی درستی کے لئے صرف ایک ہی نسخہ سمجھا گیا ہے اور وہ یہ کہ ایک بڑے پیمانہ پر ہمارا بنک ہو - بنکوں کے بغیر نہ تو تجارتی کارخانے چل سکتے ہیں اور نہ تجارِ اغیار کے مقابلہ ... [illegible] ... سکتے ہیں - تو مسلمانوں کی حالت ایک اضطرار کی حالت ہے جس میں حرام تک حلال ہو جاتا ہے اور علاوہ ازیں گو سود لینا دینا ہر دو قانوناً اسلام میں ایک ہی جرم گنے گئے ہیں بلکہ غیر مسلموں کو سود ادا کرنے میں بے نقصان دیانت و مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ ہوتا ہے کہ سود اکر کے خدا کے مجرم بھی بنیں اور اغیار کو اپنے خون سے پرورش کر کے اتنا قوی بنائیں کہ جس سے وہ ہمارے کچلنے اور تباہ کرنے پر زیادہ قادر ہوں - سود دینے میں ادنے تا اعلیٰ لونڈ بازاری سے لیکر زاہد حجرہ نشین تک الا ماشاء اللہ سب مجرم مگر سود لینے کے معاملہ میں ہمارا ایمان جوش میں آتا ہے - بلکہ ایک اہل قرآن یہاں تک فرماتے سنے کہ قرآن حکیم میں ہمیں تاکل الربوٰ کی ممانعت ہے - مجبوری کی وجہ سے سود بھرنا کہاں منع لکھا ہے - العجب اول تو اپنے ہاں سنتری بی از بیچارگی کا مضمون ہے - جیل کے گھونسلے میں ماس کہاں - عام مسلمانوں کے پاس روپیہ کہاں کہ سود میں لگائیں اور چاہیں عذاب آخرت سر پر لیں مگر دنیا میں تو گزر حالت بہتر ہو جن کے ہاں امارت یا دولت ہے - ان کو اپنے غریب بھائیوں سے کیا - واسطہ ان سے فلاح و ہمدردی و اعانت کی امید رکھنا خیال خام اور دیوانگی سے کم نہیں - ان کا علاج نوشتہ تقدیر ہی کر سکیں تو کر سکیں - ہم سے تو ہونا مشکل - ع

مراعات بط راز طوفاں چہ باک

انہوں نے انگریزی کا ایک سبق تو یاد کر رکھا ہے کہ

Charity begins at home
Charity ends at home

پر عمل کر رہے ہیں - دوزخ حرص تو کبھی پر ہوتا ہی نہیں ؎

گفت چشم تنگ دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

خدا کا شکر ہے کہ ایک مرد خدا نے اجرائے بنک کا بیڑا اٹھایا ہے میری مراد مولانا عبد الرحمٰن صاحب چشتی مدظلہ العالی سے ہے - انکی دیانت و امانت اور قدر ابرت ملت بیضا سے امید ہے کہ ان کی کوشش پر کامیابی کا سہرا بندھیگا - مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کی سکیم ایسی ہے کہ اسمیں بغیر اسلامیت ضائع کرنے کے شمولیت ہو سکتی ہے - مولانا محمد علی صاحب ایم - اے اور دیگر علماء نے بھی انکی سکیم پر صاد کیا ہے - بنک کا نام **"ممتاز بنک"** تجویز ہوا ہے - سرمایہ ایک کروڑ روپیہ ہوگا امید ہے کہ صاحبدل لوگ جوق در جوق بڑھ کر مولوی صاحب موصوف کا ہاتھ بٹائینگے اور اعانت کے ہاتھ بڑھا کر ان کے مقصد اعلیٰ کو کامیاب بنائینگے ہم و معاون ہونگے ہم دعا کرتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف کے ان نیک ارادوں میں کامیابی ہو اور اجرائے بنک قوم کیلئے باعث یمن و برکت ثابت ہو -
(ایک مسلمان)

اخبار احمدیہ

علاقہ پٹھوہار میں جماعت احمدیہ کی کامیابی

پٹھوہار سے برادر غلام ربانی رقمطراز ہیں :- میر مظفر شاہ صاحب ۱۴ ستمبر کی شام کو اسٹیشن دولتالہ سے اتر کر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ پروگرام اشاعت سلسلہ عالیہ احمدیہ بہت لمبا تیار کیا ہوا تھا - گو بظاہر ہماری کامیابی مشکل نظر آتی تھی تاہم وعظ کے لئے گاؤں میں ڈونڈی پٹوائی گئی - پہلی دفعہ لوگ نہ آئے جس کی وجہ یہ تھی کہ قریب کے گاؤں میں ایک مولوی صاحب کا وعظ مقرر ہو چکا تھا - دوبارہ دوسرے روز کیلئے منادی کی گئی اور بوقت رات اپنے گاؤں میں مسلمانوں کے اتحاد پر وعظ کرایا گیا - اس وعظ کے بعد میرے ایک رشتہ دار نے دنیاوی کاوشوں کی وجہ سے مجھے اور میرے خاندان کو بائیکاٹ کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو دوسرے ضلع سے بلوا لیا جس نے دوسرے گاؤں میں مقام کر کے پیغام بھیجا کہ میں مباحثہ کے لئے آیا ہوں وقت اور جگہ وغیرہ کا فیصلہ جلدی کیا جائے - ہم چونکہ اسکو شرارت پر مبنی سمجھتے تھے اسلئے ہم نے اس پیغام پر چنداں توجہ نہ دی - دوسرے روز اتفاق سے ہمارے اپنے گاؤں میں ایک ماتم ہو گیا - میں وہاں موجود تھا - دیکھتا کیا ہوں کہ میرے وہی رشتہ دار مولوی صاحب کو ساتھ لیکر بہت سے لوگوں کے مجمع میں تشریف لے آئے میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگے - ہم نے سنا ہے کہ مرزائی لوگ اس علاقہ میں اپنا پرچار کر رہے ہیں اور چونکہ یہ خطرناک فرقہ ہے جس کا تدارک کرنا ہم مسلمان لوگوں پر فرض ہے اسلئے ہم انکو چیلنج ... [illegible] ... لئے مرد میدان نہیں اور ان لوگوں کی موجودگی میں مباحثہ کریں تاکہ حاضرین پر اصل حقیقت ظاہر ہو جائے - میں نے کھلے مباحثہ کی خرابیوں اور میر صاحب کی عدم روانگی کا ذکر کرتے ہوئے معذوری ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو تبادلہ خیالات کے لئے میں بھی موجود ہوں لیکن لوگوں کے اصرار کو دیکھ کر آخر کار اس کو منظور کرنا پڑا - دوسرے روز شرائط مباحثہ مقرر ہو کر فریقین مقام مباحثہ یعنے مسجد میں پہنچ گئے - اور بھی بہت سے دیہات کے لوگ اور مولوی صاحبان آئے ہوئے تھے - فریق مخالف کے مناظر نے سب سے پہلے مجھ سے سوال کیا کہ تمہارا کیا عقیدہ ہے جس کے جواب میں میں نے اسے بتایا کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو کہ میرے مرشد مجدد الوقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے - اس پر اس نے سوال کیا کہ ان کا مذہب کیا ہے میں نے کہا ان کا عقیدہ وہی ہے جو اکابر اہلسنت والجماعت کا ہے - اس پر اس نے پوچھا کہ جو اکابر اہلسنت والجماعت کا مذہب تھا - خاکسار نے اس کے جواب میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۴۰ دین الحق صفحہ ۱۷ آسمانی فیصلہ صفحہ ۳ پڑھ کر بآواز بلند سامعین کو سنا دیا اسکے بعد مولوی صاحب نے سوال کیا کہ کیا آپ کے نزدیک مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی کیا ہے میں نے کہا ہرگز نہیں - بلکہ میں رسول اللہ صلعم کے بعد کسی نبی یا رسول کی آمد کا قائل نہیں ہوں نہ نیا نہ پرانا - جیسا حضرت مرزا صاحب نے خود بھی فرمایا ہے - میرے نزدیک محمد رسول اللہ کے بعد نبی کا دعوے کرنے والا کافر اور کاذب ہے -

مولوی صاحب کی حق گوئی

ان سوالات و جوابات کے بعد مولوی صاحب (مناظر) کھڑے ہوئے اور فرمایا - حاضرین! معاملہ بالکل صاف ہو گیا ہے - ان لوگوں کا وہی مذہب ہے جو کہ ہمارا مذہب ہے یعنے اہلسنت والجماعت - آپ لوگوں کو اگر اب بھی کوئی اعتراض کا موقعہ ہے تو ظاہر کرو - مجھ کو کم از کم تسلی ہو چکی ہے - اور ایمانداری کی بات پوچھتے ہو تو ہمارے لئے اسقدر شہادت بس ہے - اس سے زیادہ معاملہ کو طول دینا تقویٰ سے بعید ہے - ہمارے اور ان کے درمیان اصولی اختلاف کوئی نہیں ہے جیسا کہ آپ لوگوں نے خود بھی سن لیا ہے - وہی فروعات نیز یہ امور ایسے ہیں کہ صحابہ رضؓ میں بھی موجود تھے اور مفسرین وغیرہ میں بھی تھے - ان پر بحث کرنا اگرچہ باعث ترقی علوم ہے - لیکن آج کے زمانہ میں جبکہ ہمارا مقابلہ غیر مذاہب کے ساتھ ہے ایسے فروعات پر جھگڑنا میرے نزدیک مسلمانوں کے ضعف کا باعث ہے - حاضرین میں سے ایک نے اٹھ کر کہا کہ ہم اسی کے مطابق تحریر بھی مانگتے ہیں تاکہ معاملہ اور بھی صاف ہو جائے - اور مولوی صاحب کو کہا کہ اگر آپ کی تسلی ہو چکی ہے تو ہماری تسلی بھی ہو چکی ہو اسپر میں نے مرزا صاحب کی عبارات محولہ بالا کا اقتباس لکھ کر ان کے حوالہ کر دیا جس کو مولوی صاحب نے سامعین کے سامنے پڑھ کر سنایا - بعدہ مولوی صاحب اور حاضرین کی خواہش پر میر مظفر شاہ صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے - وعظ اگرچہ وقت کی تنگی کی وجہ سے بہت مختصر تھا - مگر نہایت ہی مؤثر تھا - اسی میں آپ نے سلسلہ کی اہمیت اور اسکے کام کی طرف توجہ دلائی - دعائے خیر کے بعد جلسہ برخاست ہوا -

بعد اختتام جلسہ مولوی صاحب نے سلسلہ کے متعلق چند کتابیں طلب کیں - خصوصاً آریہ سماج کے متعلق کچھ تو اسیوقت دی گئیں اور باقی کا وعدہ ہوا - اس جگہ میں مولوی صاحب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا وہ باعلم ہونے کے علاوہ محقق اور بے نفس تھے - جب ان کے سامنے اس سلسلہ کی خدمات کا ذکر آیا تو لفظ سبحان اللہ سبحان اللہ ان کی زبان سے بار بار نکلا یہ وقت نہایت ہی مبارک تھا - تین چار گاؤں کے لوگ موجود تھے - آج سے پہلے جن لوگوں کی نظر میں احمدیت ایک ڈراونا بھوت تھا - آج ... کے فضل سے وہ ڈر ان کی نظر سے ... گیا - الحمد للہ علی ذالک

تازہ خبریں

——— مؤتمر اتحاد کا اختتام پرو ۲ - اکتوبر کو ہوا - ہندوؤں اور مسلمانوں کے رہنماؤں کی نیک نیتی اور موالات کا دریا موجزن نظر آتا تھا - متعدد تقریریں کی گئیں جو تہنیت و اخوت کے جذبات سے لبریز تھیں - مقررین نے اس امر پر اظہار مسرت کیا کہ ہماری موتمر اتحاد جو ہندوستان کی تاریخ میں نہایت ممتاز حیثیت رکھتی ہے مسرت آمیز و قابل تعریف طور پر انجام پذیر ہوئی - ہر مقرر اپنا سارا زور تقریر اسی بات پر صرف کرتا تھا کہ اس وقت اتحاد ہند و مسلم کی شدید ترین ضرورت ہے - موتمر کے تمام رزولیوشن اور مختصر کارروائی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی -

——— یکم اکتوبر کو مہاتما گاندھی کی صحت کے متعلق حسب ذیل اعلان شائع ہوا ہے -

بڑی نقاہت ... ہو گئی تھی اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ دن کے باقی حصہ کے لئے تمام ... کو ملاقات سے روک دیا جائے - چنانچہ امن و آرام کی وجہ سے ... فائدہ ہوا - اور مہاتما جی کو رات اچھی نیند آئی - کسی مزید خطرہ کا ... ماف نہیں ہوا -

مہاتما جی نے ڈاکٹروں سے بزور درخواست کی ہے کہ مجھے چرخہ کاتنے کی بدستور اجازت رہے - بہرکیف ہر طرح اسبات کی کوشش جاری ہے کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو - ہنوز ان کی حالت اچھی ہے اور وہ خوش و خرم ہیں -

آئندہ ۸ اکتوبر کو جب مہاتما گاندھی کا روزہ ختم ہوگا - تمام ہندوستان میں یوم اتحاد منایا جائے گا -

——— دریائے جمنا کی طغیانی زوروں پر ہے - پانی شہر دہلی کی فصیلوں اور میڈنز ہوٹل تک پہنچ گیا ہے - بیلا روڈ کل شام سے زیر آب ہے - دریا میں نہانے اور کپڑے دھونے کی ممانعت کر دی گئی ہے - بہت سے مویشی - مکانات اور لاشیں دریا میں بہتی ہوئی دیکھی گئیں - غازی آباد کے پاس قریباً ۴۰ دیہات زیر آب ہیں - دریا شمال کی طرف بہت سے اور دیہات بھی اس حالت میں ہیں - دہلی، غازی آباد اور متھرا کے درمیان سڑکوں کے بعض حصے ہیں سارے کے سارے پانی میں ڈوبے ہوئے - دہلی اور غازی آباد کے مختلف مقامات پر لائن ٹوٹ گئی ہے - اور آمد و رفت بالکل منقطع ہو گئی ہے - جمن کی پل والی سڑک پر پانی بہہ رہا ہے - پل بھی خطرہ میں ہے - ایسٹ انڈین ریلوے کی لائن پر دہلی اور غازی آباد کے درمیان آمد و رفت بالکل رک گئی ہے - اور جب تک سیلاب میں کمی واقع نہ ہوگی - مسافروں اور ان کے اسباب کو دوسری گاڑی تک پہنچانے کا انتظام ناممکن ہے - دہلی اور شاہدرہ کا درمیانی پل ٹوٹ گیا ہے - اس لئے ان دونوں اسٹیشنوں کے درمیان آمد و رفت بند ہو گئی ہے - دو یوروپین خواتین جو شاہدرہ پر اتری ہوئی تھیں نہ دہلی آسکتی ہیں اور نہ غازی آباد کی طرف جا سکتی ہیں شاہدرہ کے چاروں طرف پانی ہی پانی ہے - سیلاب ترقی پر ہے دہلی کے ساتھ ٹیلیفون کی سب بڑی بڑی لائنیں بیکار ہو گئی ہیں صرف ایک لاہور والی لائن باقی ہے - شہر دہلی تک سیلابوں کا اثر نہیں پہنچا - اور نہ شہر کو سیلابوں وغیرہ کا خطرہ ہے -

——— مولوی فضل الحق سابق وزیر بنگال نے ڈسٹرکٹ بان...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ نمبر ۹۸

اسلام اور مذہبی آزادی

(۵)

علمائے دیوبند کی مذبوحی حرکات

فقہ حنفیہ اور قتل مرتد

قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر دیوبندی ملانوں نے فقہ حنفیہ پر اپنا دار و مدار رکھا، اور جو بات قرآن سے ثابت نہیں ہوتی، نہ آنحضرت صلعم کا طرز عمل اس کی تائید کرتا ہے، بلکہ قرآن کریم کھلے طور پر اس کی مخالفت کرتا ہے، اس کو دیوبندی ملا نے فقہ حنفیہ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ اصولاً قرآن کریم سب چیزوں پر مقدم ہے اس کے بعد حدیث کا مرتبہ ہے، اگر یہ دونوں مرتد کے قتل کی نفی کر دیں، تو کسی شخص کو اصولاً یہ حق نہیں پہنچتا، کہ فقہ حنفی کو قرآن اور حدیث کے خلاف بطور سند پیش کرے، فقہ حنفی خود محتاج ہے قرآن اور حدیث کی سند کی، قرآن اور حدیث اس کی تصدیق کے محتاج نہیں، فان تنازعتم فی شیء ... اللہ والرسول

تنازع کے وقت قرآن اور ... بات ثابت نہ ہو، تو فقہ ... ایک بات ثابت ہو جاوے، تو پھر ... ضرورت نہیں رہتی۔

یہ وہ اصول ہے جس کو خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مذہب قرار دیا ہے، اور اپنے شاگردوں کو یہ وصیت کی ہے۔ کہ اگر میری کوئی بات قرآن اور حدیث کے خلاف پاؤ، تو اسے دیوار کے ساتھ مار دو۔ لیکن افسوس کہ موجودہ زمانہ کے مولوی حضرت امام کے اس پاک ارشاد کو پس پشت ڈال کر فقہ حنفیہ کو قرآن اور حدیث پر مقدم کرنا چاہتے اور کرتے ہیں۔ قرآن کو تو وہ جانتے ہی نہیں، نہ اس بات کی انہیں ضرورت ہے، کہ کسی مسئلہ کا استخراج قرآن سے ہو۔ جب کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو۔ تو سب سے پہلے فقہ کی طرف دوڑتے ہیں۔ حالانکہ فقہ کا مرتبہ سب سے پیچھے ہے، یہی وجہ ہے کہ قتل مرتد کے متعلق جب ہم قرآن کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں تو اس پر غور کرنے کے بجائے وہ بہکنے لگتے ہیں، اور قرآنی ارشادات کو پس پشت ڈال کر فقہ حنفیہ کو بار بار پیش کرتے ہیں۔

گذشتہ اشاعتوں میں ہم ثابت کر آئے ہیں۔ کہ فقہ حنفیہ بھی ان کے معتقدات کی موید نکلیں، بھلا جو بات قرآن میں نہ ہو۔ حدیث اس کی تائید نہ کرے بلکہ کھلے طور پر قرآن اس کے خلاف فتوے دے، اور حضرت نبی کریم صلعم کا اسوہ حسنہ اس کا موید ہو جیسا کہ صلح حدیبیہ سے واضح ہوتا ہے جس میں آپ نے مسلمان ہونے والوں کو کفار کے حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا، ائمہ مجتہدین اس کو کیونکر گوارا کر سکتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ہدایہ کے اندر کھلے الفاظ موجود ہیں، لا قتل الا بالحراب۔ صرف وہی مرتد واجب القتل ہو سکتا ہے جو حربی ہو۔ اور حاشیہ میں اس کی توضیح کر دی کہ ذکر ... القتل ههنا مستلزم بالحراب لان نفس الکفر لیس بمبیح القتل۔ اس جگہ قتل کے لئے حرب ... مستلزم ہے، کیونکہ نفس کفر قتل کو مباح نہیں ٹھیراتا۔

ہدایہ کے صریح فیصلہ کے ہوتے ہوئے کسی خدا ترس مسلمان کو چون و چرا کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ صاف لکھا ہے کہ نفس کفر یا ارتداد قتل کو مباح نہیں ٹھیراتا، قتل کو مباح ٹھیرانے والی چیز مرتد کا حربی ہونا ہے، لیکن دیوبندی ملانوں کو کون چپ کرائے "ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود"، شاید انہیں کے حق میں کسی نے کہا ہے، قرآن حدیث کی وہاں پیش نہ گئی، تو فقہ حنفیہ کے اس فیصلہ کو وہ کیا سمجھتے ہیں۔ انہوں نے ضروری سمجھا کہ اس کی بھی تردید ہی کی جائے، لا قتل الا بالحراب کو تو انہوں نے نقل کیا، اور اس کی اپنے حسب مطلب توجیہ کرنے کی کوشش کی، لیکن نفس الکفر لیس بمبیح القتل کو ہضم کر گئے، اور صاف کہہ دیا۔ کہ

"پیغام صلح میں جو عبارت ہدایہ کی قتل مرتد کی نفی کرنے کی غرض سے نقل کی گئی ہے، وہ عورت کے ارتداد کا حکم ہے"

حالانکہ کم از کم منقولہ بالا فقرہ عورت کے متعلق نہیں بلکہ اس کے آگے صاف لکھا ہے، حتی لا یقتل الاعمی والمقعد والشیخ الفانی۔ یعنے نہ صرف یہی کہ مرتد کے واجب القتل ہونے کے لئے اس کا حربی ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ مجرد کفر اس کے قتل کو مباح نہیں ٹھیراتا بلکہ یہاں تک کہ نابینا اور بیٹھ رہنے والے اور شیخ فانی یعنے بہت بوڑھے، کو بھی قتل نہیں کیا جاتا۔

کس قدر کھلا فیصلہ ہے، اور دیوبندی دیانت و امانت کا راز اس سے کس قدر آشکارا ہو جاتا ہے، کہ ہدایہ صاف الفاظ میں مجرد ارتداد پر قتل کا فتوے عائد نہیں کرتی، اور اپنی تائید میں نابینا۔ بیٹھ رہنے والے اور شیخ فانی کا ذکر کرتی ہے، کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو۔ تو وہ مستوجب قتل نہیں، اور دیوبندی مولوی ہیں۔ کہ اس صریح فیصلہ کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ یہ فتوے عورت کے متعلق ہے، لنگڑے اور مقعد اور شیخ فانی کے الفاظ اس بات کی صراحت کر دیتے ہیں کہ دیوبندیوں کی غرض فریب دینے کے سوائے اور کچھ نہیں۔ ورنہ وہ بتائیں کہ اگر ... منقولہ بالا عبارت میں ہے، تو ان تین قسم کے اشخاص ... ہم ...

... کا تعلق ہے، اس کا ذکر صاحب ہدایہ نے ... ہے، اور اس میں بھی صاف طور پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ کہ

فلذا یجب القتل بالمحاربة لیقع دفع شر الحراب لا جزاء علی فعل الکفر لان جزاءہ اعظم عند اللہ فیختص بما یتاتی منه الحراب وهو الرجل ولهذا نهی رسول اللہ عن قتل النساء وعلیه بانه لم تکن تقاتل علی ما صح من الحدیث ولهذا اقلنا لو کانت المرأة ذات رأی وتبع تقتل لا لردتها بل لانها تسعی فی الارض بالفساد۔

پس ایسا ہی دفع شر حرب کے لئے ارتداد موجب قتل ہے، نہ اس لئے کہ قتل سزائے ارتداد ہے۔ کیونکہ سزائے ارتداد بہت بڑی ہے، جو خدا کے ہاں ہے، پس یہ قتل ان لوگوں سے مختص ہوگا جن سے حرب کی توقع اور امکان ہو، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا، اور دلیل یہ دی۔ کہ ان سے حرب کی توقع نہیں ہو سکتی اور اس لئے ہم نے کہا۔ کہ اگر عورت بھی صاحب تدبیر و ذی سیاست ہو تو وہ بھی قتل کی جاوے گی، نہ بسبب ارتداد بلکہ اس سبب سے کہ وہ زمین میں فساد پھیلانے والی ہے۔

اس عبارت میں کھلے طور پر مرتدہ کے قتل کی نفی اسی بنا پر کی گئی ہے جس بنا پر نابینا۔ بیٹھ رہنے والے اور شیخ فانی اور غیر حربی مرتد مردوں کے قتل کی نفی کی گئی ہے۔ صاف لکھا ہے، کہ قتل کی علت چونکہ حربی ہونا ہے اسلئے عورت بھی اگر لڑائی اور فساد فی الارض پر کمربستہ ہو، تو اسے بھی قتل کر دینا چاہیئے، مگر عام طور پر چونکہ عورتیں لڑائیوں میں شریک نہیں ہوتیں، اس وجہ سے نبی کریم صلعم نے ان کے قتل سے منع کیا ہے، اور فقہا نے بھی ارتداد کے باوجود اسے واجب القتل نہیں ٹھیرایا، اور ایسا ہی تمام ان لوگوں نابینا۔ بیٹھ رہنے والے اور شیخ فانی کو جو جنگوں میں شامل نہیں ہوتے، مستثنے قرار دیا ہے۔ بالفاظ دیگر تمام وہ لوگ جن کو اسلام نے جنگ کے اندر قتل کرنے سے منع کیا ہے، ارتداد پر بھی انہیں واجب القتل نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ ان سے اندیشہ حرب یا فساد فی الارض نہیں، اور اگر ان میں سے بھی کوئی ایسے ہوں، مثلاً عورت، جن سے حرب یا فساد فی الارض کا اندیشہ ہو، تو انہیں بھی واجب القتل قرار دیا، جو اس بات پر ایک اور ... شہادت ہے، کہ مرتد صرف حربی ہونے کی صورت میں ہی واجب القتل ... ہے، نہ مجرد ارتداد کی وجہ سے۔

باوجود ان کھلی شہادتوں اور فقہ حنفیہ کی ان تصریحات کے دیوبندیوں کا اس بات پر اصرار کرنا کہ شریعت اسلام نے مرتد کو محض ارتداد کی وجہ سے واجب القتل ٹھیرایا ہے۔ کیا قرآن۔ حدیث اور فقہ حنفی پر ایک بہتان عظیم نہیں؟ کیا ان کا یہ طرز عمل کہ فقہ حنفیہ میں سے صرف ایسی عبارات نقل کر دی جاتی ہیں، جن میں مرتد کو تین دن قید رکھ کر بصورت عدم توبہ قتل کر دینے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس کی علت و وجوہ کو جو فقہ حنفیہ میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ چھوڑ دیا جاتا ہے، اس بات پر ایک صریح شہادت نہیں، کہ دیوبندیوں کے ہاں دیانت و امانت ایک معدوم چیز ہے، اس بات کو تو وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مرتد زمرہ محاربین میں داخل ہو جاتا ہے، اور اس سے یہ مغالطہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہر مرتد محارب ہی ہے، لیکن اس کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں۔ کہ فقہ حنفیہ نے وجہ قتل کے متعلق صاف لکھا ہے کہ قتل کے لئے حربی ہونا لازمی ہے، لان نفس الکفر لیس بمبیح القتل۔ مجرد کفر قتل کو مباح نہیں ٹھیراتا؟ کیوں اس بات کو ظاہر نہیں کرتے، کہ فقہ حنفیہ نے تمام ان مرتدین کو قتل سے مستثنے ٹھیرا دیا ہے، جن کو جنگوں میں قتل کرنا منع ہے، کیونکہ قتل کی وجہ ارتداد نہیں بلکہ حربی ہونا ہے، اور ان لوگوں سے سوائے خاص حالات کے اندیشہ حرب نہیں؟ دیوبندیوں کا اس بارہ میں تلبیس سے کام لینا ان کی ابلیسیت پر شاہد ہے۔ کاش ان کو حق و انصاف سے کچھ کام ہوتا، اور خدا ترسی کا مادہ ان کے دلوں سے بالکل ہی زائل نہ ہو جاتا۔ تو وہ اس قدر بے خوفی کے ساتھ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اسلام کو دنیا میں بدنام کرنے کی کوشش نہ کرتے۔

موجودہ علما

تنگ خیالی اور کوتاہ نظری موجودہ زمانہ کے علما کی خصوصیات قرار پا گئی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قریباً ہر جگہ علما کا طبقہ انہی خصوصیات کا حامل ہے، معاصر "تنظیم" رقمطراز ہے۔ کہ مصر کے نامور اخبار المؤید میں ایم ہارٹن صاحب موجودہ علما کی حالت یوں بیان کرتے ہیں:۔

"اگر اس وقت غزالی، ابن سینا۔ رازی اور ابن رشد وغیرہ علمائے اسلام زندہ ہو جائیں جن کی بدولت آج یورپ علم ترقی پر نظر آ رہا ہے، تو وہ کوتاہ نظر اور پست ہمت علمائے اسلام پر کس قدر اظہار افسوس کریں، میرا یقین ہے، کہ وہ مسلمانوں کی پستی پر آج اپنی قبروں میں ماتم کرتے ہوں گے"

فی الحقیقت یہی حالت علما کی ہر جگہ پائی جاتی ہے، جس نے اسلام کو بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے، لیکن سب سے زیادہ افسوس ان لوگوں پر ہے جو علما کی اس حالت زار کو دیکھتے ہوئے بھی انہی کو اپنا پیشرو بناتے، اور ان سے بقول "تنظیم" اصلاح کی امید رکھتے ہیں۔

احمدی اور اتحاد بین المسلمین

۱۱۔ اکتوبر کی شب کو چوک وزیر خاں لاہور میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے اتحاد بین المسلمین پر تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی، کہ "خدا اور رسول کے لیے قوم پر اسلام پر رحم کرو، اور ایک دوسرے کو کافر مت کہو۔ اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا، یاد رکھو یہ ایک گہری سازش ہے .... یاد رکھو قوم کا، مذہب کا دشمن ہے جو کہتا ہے کہ وہابی کافر، حنفی کافر، فلاں کافر، ان سے بچو، ان کے جلسوں میں، ایسے وعظوں میں ہرگز شامل نہ ہو، اگر میرے پاس طاقت ہوتی، تو میں ان کا مقاطعہ کرا دیتا، تبلیغ کی غرض ہے کہ مسلمان بڑھیں۔ مگر یہ عجب حالت ہے کہ یہاں الٹی گنگا بہ رہی ہے۔ اور جہد ہو رہی ہے کہ کلمہ گو کافر"

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حلفی اقرار لیا۔ کہ "بتاؤ مسلمانوں کے فرقوں کی لڑائی کے بند کرانے کی کوشش کرو گے؟ اور سب

کو بھائی سمجھو گے؟ سب نے باآواز بلند کہا "بے شک" اور سب نے ہاتھ اٹھائے، پھر فرمایا ایک دوسرے کو کافر کہو گے؟ لوگوں نے کہا کہ "نہیں"، "ایسے وعظوں میں شامل ہو گے؟" "نہیں" "کوئی مخالف ہو تو ہاتھ کھڑا کرے" کوئی ہاتھ نہ اٹھا،

جناب ڈاکٹر صاحب کی یہ کوششیں لائق صد تحسین و آفرین ہیں لیکن ہمیں ان سے صرف اس قدر دریافت کرنا ہے، کہ "مسلمانوں کے فرقوں" میں آیا احمدی بھی شامل ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ان کے خلاف جو جہاد اس وقت شروع کیا گیا ہے، اور علانیہ انہیں مرتد اور واجب القتل قرار دیا جاتا ہے، کیا ڈاکٹر صاحب اس کو روکنے کی کوشش فرمائیں گے؟

جاپان اور مسیحیت

معاصر "لائٹ" رقمطراز ہے کہ امریکہ نے "قانون اخراج" نامی ایک قانون منظور کیا ہے جس کی رو سے تمام مشرقیوں کو وہاں سے خارج کر دیا ہے، اس قانون پر دیگر مشرقی ممالک تو ٹس سے مس نہ ہوئے، مگر جاپان نے جو باوجود زرد چمڑے کے شجاعت و غیرت میں یورپ کے کسی ملک سے کم نہیں، اس پر فوراً اپنی مردانگی کا ثبوت دیا۔ چنانچہ باحمیت جاپان نے ہر چیز کا جس کا امریکہ کے ساتھ ذرا بھی تعلق تھا، مثلاً امریکن مال، امریکن درسگاہیں، امریکن رسم و رواج۔ امریکن اصول اور امریکن مذہب بھی اس کا مقاطعہ کر دیا ہے۔

اس صورت حالات کی وجہ سے اضلاع متحدہ امریکہ کے داعیان مسیحیت عجیب مشکل میں پھنس گئے ہیں، کیونکہ جب وہ اپنے مذہب کو محبت و اخوت انسان کے لمبے چوڑے دعاوی کے ساتھ پیش کرتے ہیں، تو جاپانیوں کی طرف سے انہیں جواب ملتا ہے، کہ یہ تعلیم واپس اپنی قوم کے پاس لے جایئے کیونکہ ممکن ہے، تبلیغ کے لحاظ سے یہ کوئی اچھی چیز ہو، مگر عملاً یہ ہمیشہ مفید ثابت نہیں ہوتی، ایک پوسٹ کارڈ میں ایک جاپانی نے لکھا ہے کہ "ہم جاپانی اتنے احمق نہیں ہیں، کہ عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم جن کا اصول عالمگیر اخوت تھا، اہل امریکہ کی زبان سے سنیں کیونکہ وہ عملاً اس سے صریح انکار کر چکے ہیں۔ آپ فوراً جاپان سے نکل کر واپس اپنے ملک میں چلے جائیں، اور اس خود ساختہ مسیحیت کی وہیں اپنے ہم قوموں میں اشاعت کریں، آپ اگر خود اپنے ضمیر سے پوچھیں گے تو آپ پر ہمارے بیان کی صداقت واضح ہو جائے گی"۔

اس سے ظاہر ہے کہ جاپان میں مسیحیت اب کوئی دن کی مہمان ہے، عالمگیر اخوت کی تعلیم ...... پادریوں کے منہ کی باتیں ہیں۔ جو نہ صرف عمل میں کبھی نہیں آئیں، بلکہ اصل مذہب کے ساتھ بھی انہیں کوئی علاقہ نہیں، بہر حال یہ ایک موقعہ ہے۔ کہ مسلمان جاپان کی طرف متوجہ ہوں، اور اسے اس سچی اخوت و محبت سے آگاہ کریں، جو اسلام نے تعلیم کی ہے، جس سے بقول معاصر "لائٹ" ایک قلیل عرصہ میں ہی جاپان اسلامستان بن جائے گا۔

آرتھر فیلڈ کی غلط بیانی

کچھ عرصہ ہوا ہندوستانی اخبارات میں آرتھر فیلڈ نامی ایک انگریز نے ...... لکھا تھا، کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب لندن کے خطبات میں خلیفۃ المسلمین کا نام نہیں لیتے اور حکومت ترکی کے دشمن ہیں۔ اس سے اس کی غرض حضرت خواجہ صاحب کو بدنام کرنے کے سوائے اور کچھ نہ تھی،

آج یہی آرتھر فیلڈ اُلٹی خواجہ صاحب کا بظاہر ہمدرد اور خیر خواہ بن کر "مسلم آؤٹ لک" کے صفحات پر رونما ہوا ہے، اور لکھتا ہے کہ خواجہ صاحب ولایت کی مذہبی کانفرنس میں بذات خود اس لئے شریک نہیں ہوئے، کہ وہاں میاں محمود احمد کی طرف سے احمدیت پر مضمون پڑھا جانے والا تھا، خواجہ صاحب اس کو برداشت نہ کر سکتے تھے، کہ اسلام کو اس طرح سے فرقہ بندی کی صورت میں پیش کیا جائے،

راقم مضمون کی نیت اس مضمون میں بھی خواجہ صاحب کو بدنام ہی کرنا ہے، کیونکہ خواجہ صاحب کا اپنا اعلان جو گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکا ہے، اس خیال کی تردید کرتا ہے، اس میں انہوں نے صاف لکھا ہے، کہ عین اس وقت جبکہ وہ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے بمبئی سے سوار ہونے والے تھے، بعض حامدین بمبئی نے انہیں روک لیا، کہ ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا کام ان کے سپرد کیا جائے، میاں محمود احمد صاحب کے متعلق تو خواجہ صاحب کو اس وقت بھی علم تھا، جب انہوں نے کشمیر سے ...... کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے ولایت جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا، ان حالات میں آرتھر فیلڈ کی یہ من گھڑت اختراع سوائے اس کے کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔ کہ اسے خواجہ صاحب کو بدنام کرنے کے لئے ایک اور شرارت سوجھی ہے،

معاصر "تنظیم" سزائے ارتداد پر

"زمیندار" اور "سیاست" کے پھیلائے ہوئے پروپاگنڈا کو دیکھ کر جہاں مسلمانوں کی حالت پر افسوس ہوتا ہے، وہیں یہ دیکھ کر خوشی اور راحت بھی ہوتی ہے، کہ مسلمانوں میں ابھی ایسے خدا ترس اور خدا لگتی کہنے والے موجود ہیں، جو اس قسم کے متعصبانہ پروپاگنڈا سے کبھی مرعوب نہیں ہوتے، اور صفائی کے ساتھ حق کا اظہار کرتے ہیں، معاصر "وکیل" کا مضمون قبل ازیں نقل ہو چکا ہے۔ ممتاز علی صاحب کا یہ درد مضمون آج کی اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہے، اس کے ساتھ ہی معاصر "تنظیم" کا وہ فیصلہ بھی سننے کے قابل ہے، جو اس نے علمائے دیوبند کے مضامین کو پڑھ کر کیا ہے، ۱۷ اکتوبر کی اشاعت میں معاصر موصوف رقمطراز ہے:۔

"ارتداد کی سزا قتل ہے۔ یہ آواز علمائے ہند نے اس وقت اٹھائی ہے۔ جبکہ اس سے زیادہ سے زیادہ نقصان اسلام اور مسلمانوں کو پہنچ سکتا ہے، اور اس میں بھی باک نہ تھا، اگر فی الواقعہ ارتداد کی سزا قتل ہی ہوتی، **لیکن قرآن کریم اور پیغمبر اسلام (صلعم) کا اسوہ حسنہ اس بارہ میں علما کی تائید نہیں کرتا"**

دیکھنا ہے کہ علمائے دیوبند "تنظیم" کے اس فیصلہ کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور کب اسے مرتد اور واجب القتل ٹھیرانے کی جرأت کرتے ہیں؟

علمائے دیوبند عدالت ......

اس کے [illegible]

قابل ہے۔ "دہلی [illegible]

کسی ہندو نے شائع کی تھی ...... اور مولوی عبد الباری کے بعض فتاوے کا ذکر تھا، اور ان فتووں کو ہی لڑائی کا اصل سبب قرار دیا گیا تھا، یہ کتاب اشتعال انگیز ہونے کے باعث ضبط کر لی گئی، اور اس کے مصنف پر دہلی کی عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے، مولوی میرک شاہ اور مولوی سراج احمد غالباً یہ سنکر خوش ہوں گے، کہ دوران مقدمہ میں ان کے مضامین مندرجہ "زمیندار" و "سیاست" جن میں اسلامی شریعت کے رو سے مرتد کو واجب القتل ثابت کیا گیا ہے، داخل عدالت کئے گئے، پنڈت رامچند مشہور آریہ مناظر نے اپنی شہادت میں کہا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ صحیح ہے، اور دہلی کی لڑائی مسلمانوں کی اسی جہادی سپرٹ کا نتیجہ ہے، جس کی تلقین مولوی میرک شاہ اور مولوی سراج احمد کر رہے ہیں۔ یہ ہے اثر ان خلاف اسلام فتاوے کا جو ان ملانوں کی طرف سے آجکل پے در پے شائع ہو رہے ہیں، مولویوں کو تو خوشی ہوگی، کہ آخر کار ان کا نام نکل آیا، اخبارات کے صفحات سے عدالت کی مثلوں میں ان کے نام جا پہنچے، لیکن اسلام کے لئے رونے کا مقام ہے، کہ آج اس کے نام نہاد پیرو اسے اس طرح سے بدنام کر رہے ہیں، جیسے کسی دشمن کی عیب شماری کی جاتی ہے،

ضرورت ہے کہ سنجیدہ اور روشن خیال مسلمان اس صورت حالات کو عبرت کی نگاہوں سے دیکھیں۔ اور اگر وہ اسے فی الواقعہ برا سمجھتے ہیں۔ تو اس کے خلاف آواز بلند کریں۔ کہ اسلام کا پاک نام مولویوں کی شرمناک کرتوتوں سے بدنام نہ ہو،

سبز پگڑی

حکومت انگورہ نے مولویوں کا اقتدار کم کرنے کیلئے مسلسل جد و جہد شروع کر رکھی ہے، جس [illegible] خلافت کے منصب کو منسوخ کیا گیا، تو اس کے ساتھ ہی مدارس عربیہ کو بھی توڑ دیا گیا، جن سے یہ مقصد تھا، کہ عربی علوم کو پڑھکر مولویت کا ادعا کرنے اور اس طرح سے عوام پر ایک خاص تسلط حاصل کرنے والے لوگوں کی پیدائش آئندہ نہ ہو، اگرچہ یہ معلوم نہیں ہوا، کہ اس کے بالمقابل مذہبی علم حاصل کرنے کیلئے کیا انتظام کیا گیا،

اب یہ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ترکیہ نے سبز پگڑی کا امتیاز بھی زائل کر دیا ہے، ترکی میں جو لوگ حج کر کے آتے تھے، وہ سبز پگڑی بطور نشان پہنا کرتے تھے، جس سے ان کی تقدیس کا اظہار ہوتا تھا، اب حکومت نے اعلان کر دیا ہے، کہ کوئی شخص آئندہ سبز پگڑی نہ پہنے،

فی الحقیقت اس قسم کے اظہار تقدس اور نشان فضیلت نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے، اور اس کی ضرورت ہے، کہ ہر جگہ اور ہر ملک میں ان نشانہائے فضیلت کو مٹا کر مولویوں کے اقتدار کو زائل کرنے کی کوشش کی جائے، تا کہ ان کی تنگ ظرفی اور کوتاہ اندیشیوں سے مسلمانوں پر جو مصائب وارد ہو رہی ہیں، ان سے مخلصی نصیب ہو، ہاں اس کے ساتھ ہی روشن خیال اور نیک دل مذہبی لوگوں کو جو حالات زمانہ کو پیش نظر رکھکر قوم کی صحیح طور پر رہبری کر سکتے ہیں۔ واجبی عزت بھی کرنا ضروری ہے، لیکن نہ اس طرح سے کہ ان کے پیچھے لگ کر اپنی عقل و فہم کو جواب دے دیا جائے،

اے آمدنت باعث آبادی ما

جس وقت یہ سطور قارئین کرام کے زیر مطالعہ ہوں گی حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی سے واپس لاہور پہنچ چکے ہوں گے، یا کم از کم پہنچنے کے قریب ہی ہوں گے، کیونکہ جیسا کہ کسی دوسری جگہ اعلان کیا گیا ہے، آپ ۱۸، ۱۹ اکتوبر کی درمیانی شب کو نو بجے کی گاڑی میں یہاں پہنچ جائیں گے،

احباب لاہور کو مبارک ہو، کہ قریباً چھ ماہ کی فترت کے بعد خدا تعالیٰ کا فضل و کرم پھر ایک نئے رنگ میں ان پر ہونے والا ہے۔ پھر وہ عظیم الشان برکات جو قرآن کریم کے درس و تدریس سے تعلق رکھتی ہیں، احمدیہ بلڈنگس کی سرزمین میں نازل ہونے والی ہیں۔ وہ انتشار روحانیت جو چاروں طرف سے سعید طبائع کو کھینچکر لاتا اور دین حق کی خدمات کے لئے ابھارتا ہے، اب پھر اہل حق کے قلوب کو مسخر کرنے [illegible] اور نئی تر و تازگی کے ساتھ اس دعوت [illegible]

[illegible] زمانہ کے مجدد اور مسیح موعود نے انہیں [illegible] زمانہ جو موسم گرما میں ہر سال ہم پر گذرتا ہے [illegible] کیفیات کی وجہ سے جس قدر رسوہان روح کا موجب ہوتا ہے۔ اسی قدر بلکہ اس سے بہت بڑھکر روحانی تر و تازگی اور چہل پہل موسم سرما کے چھ مہینوں میں اس ایک مبارک وجود سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کی طرف اس وقت احمدیہ بلڈنگس کی آنکھیں لگ رہی ہیں یہ موقع تشنہ کامان روحانیت اور طالبان حق کے لئے ایک نہایت ہی غنیمت موقعہ ہوتا ہے، بالخصوص اس سال صرف پانچ ماہ کے اندر قرآن کریم پڑھانے کا جو عزم حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا ہے، اس سے ہمارے لئے ایک نہایت عمدہ موقعہ پیدا ہو گیا ہے، کہ ہم اس کتاب پاک کی عظیم الشان تعلیمات اور خوبیوں سے اس قدر قلیل عرصہ میں واقفیت حاصل کر سکیں گے، ہمارے احباب کو اس موقعہ سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے، روحانیت کا وہ بحر بیکران جو علوم قرآنی کا مفسر ہے، اس وقت خود ہمارے پاس چل کر آتا ہے حالانکہ کنواں کبھی پیاسے کے پاس چل کر نہیں گیا، باوجود اس کے اگر ہم اس کے فیض روحانیت سے متمتع نہ ہوں، اگر اس سے ان پاک علوم کو حاصل نہ کریں، جو مسیح موعود نے اس کے خزانہ قلب کے اندر بھر دیئے ہیں۔ تو ہم سے زیادہ ناشکر گذار کون ہوگا، اس لئے احباب لاہور کو اس درس قرآن میں جو یکم نومبر کو شروع ہونے والا ہے خصوصیت سے شامل ہونا اور اس سے پورے طور پر فائدہ اٹھانا چاہیئے

اس کے علاوہ حضرت امیر کے آتے ہی ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ اکتوبر کو احباب احمدیہ کی مجلس شوریٰ یا احمدیہ کانفرنس لاہور میں منعقد ہونیوالی ہے جس میں بہت سی اہم تجاویز پر جو ہماری قومی ضروریات اور طریق عمل سے تعلق رکھتی ہیں غور کیا جائیگا، حضرت امیر کا ارشاد ہے کہ اس موقعہ پر بیرونی جماعتیں اپنے نمائندے بھیجنے میں ہرگز کوتاہی سے کام نہ لیں، اور اس کے علاوہ جو تجاویز وہ اس موقعہ پر پیش کرنا چاہتے ہیں، ان سے مطلع فرمائیں غرض آپ کی آمد کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور افضال قومی سرگرمیوں اور انتشار روحانیت کی صورت میں نازل ہونے لگے ہیں [illegible] گذشتہ چھ ماہ کی پژمردگی ایک [illegible] ہو جائیگی، اور ہر زبان حال سے یہ آواز پیدا ہوگی کہ [illegible]

اے آمدنت باعث آبادی ما

افکار واذکار

اسلام کے خلاف پادریوں نے پروپاغنڈا کر کے اسے یورپ میں بدنام کیا، ہندوستان میں آریوں نے اس کی کامیابی کو روکنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا، ترکوں کو دشمنوں نے بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، تاہم حق کو کامیابی اور غلبہ نصیب ہونا تھا۔ اور ہوا۔ آج احمدیت کے خلاف بھی بعض شریر النفس مولویوں اور لاہور کے دو شر انگیز جرائد نے پروپاغنڈا شروع کر رکھا ہے، تا دنیائے اسلام اس کے خلاف جہاد پر اٹھ کھڑی ہو، انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان کی ناپاک کوششوں کے علی الرغم جماعت احمدیہ ہی کو آخر کار کامیابی نصیب ہوگی، اعلائے کلمۃ اللہ جو اس پاک جماعت کا اصل کام ہے، ہو کر رہے گا، اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا قرآنی وعدہ آخر کار مسیح موعود کے نام لیواؤں کے ذریعہ پورا ہوگا، تم حسد اور بغض کی آگ میں جلتے رہو، اور جس قدر جی چاہے زور لگا لو، آخر کار ناکامی اور خسران ہی تمہارے گلے کا ہار ہوگا، جس طرح سے پہلے مخالفین حق کو ہمیشہ خائب و خاسر ہونا پڑا،

لیکن اس شدید مخالفت کے اندر ایک ضروری فرض ہم پر بھی عائد ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ کے وعدے یقیناً سچے ہیں، اور وہ پورے ہوں گے۔ مگر مخالفت کا جو طوفان اس وقت بپا ہے۔ جس التزام کے ساتھ روز بروز ہزاروں کی تعداد میں شائع ہونے والے اخبارات کے ذریعہ احمدیت کے متعلق طرح طرح کی بدظنیاں لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر اس کا مقابلہ اسی التزام کے ساتھ نہ کیا گیا، تو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری کامیابی بہت دور جا پڑے گی، اور اس عظیم الشان کام میں جو تبلیغ و اشاعت دین کے متعلق اس وقت شروع ہو چکا ہے، عظیم الشان روک پیدا ہو جائے گی، اس لئے ضرورت ہے کہ ہمارے دوست اس موقعہ پر خاص ہمت سے کام لیں، اور اپنا لٹریچر جس میں احمدیت کی اصلی تصویر پیش کی گئی ہے، لوگوں تک پہنچائیں، دعوت عمل مسیح موعود۔ احمدیہ موومنٹ جیسی نادر تصنیفات [illegible] کے ساتھ پھیلائی جا سکتی ہیں، خود حضرت [illegible] پھیلایا جا سکتا ہے، "پیغام صلح" شائع ہوتا ہے، اور اس میں مخالفین سے [illegible] بالالتزام دیئے جاتے ہیں۔ کیا ہمارے دوستوں کا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ اس کو عام طور پر پھیلائیں، اور لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچائیں۔ ضرورت ہے کہ ان گھروں میں جہاں "زمیندار" اور "سیاست" پہنچتا ہے "پیغام صلح" کو بھی پہنچایا جائے، لیکن اس کے لئے صرف ہمارے احباب کی ہمت درکار ہے، وہ اگر چاہیں تو اس کام کو نہایت آسانی سے کر سکتے ہیں۔ ہم ان کے لئے حسب ضرورت زائد کاپیاں چھپوا سکتے ہیں۔ اور رعایتی قیمت پر، بلکہ مفت انہیں دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اس بوجھ کو اٹھانے اور عملی طور پر اس کام کو کرنے کے لئے تیار ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ احمدیوں نے ہندوستان کی سیاسی جدوجہد میں حصہ نہیں لیا۔ نہ خلافت اور جزیرۃ العرب کی مصیبتوں میں مسلمانوں کا ساتھ دیا ہے اگرچہ جہاں تک جماعت لاہور کا تعلق ہے، اس نے ہر جائز تحریک میں جو قوم اور ملک کے لئے بظاہر مفید نظر آتی تھی، رہنمایان ملک کا ساتھ دیا لیکن اس کو کیا کیا جائے، کہ خود "زمیندار" کے نزدیک بھی جو ان تحریکات کا سب سے بڑا حامی اور معلم ہے، ہندوستان کی سیاسی جدوجہد "ہوائی قلعے" ہیں۔ اور اس کے "تعمیری پروگرام" شغل ائے بیکاری، چنانچہ وہ قادیانی احمدیوں کی تجاویز پر جن میں افغانستان میں مبلغ بھیجتے رہنے کا عزم ظاہر کیا گیا ہے مخول اڑاتا ہوا لکھتا ہے:۔

"جب لوگ کام کاج سے ہاتھ اٹھا کر اپنے دماغوں میں ہوائی قلعے تعمیر کرنے لگیں، اس حالت کو تعمیری پروگرام کہتے ہیں، اہل ہند نے بھی یہی کیا تھا۔ اور قادیانی بھی یہی کریں گے"!

جو اتحاد کا دعویٰ مولانا محمد علی و شوکت علی اور دیگر رہبران ملکی و مجالس قومی خلافت اور کانگرس ہی کو ان کے [illegible] سے بڑے حامی اخبار [illegible] باقی صفحہ ۱۰ کے کالم تین پر ملاحظہ ہو)

اٹلی میں تبلیغ اسلام کا موقعہ

ذیل کی خط وکتابت اس لئے شائع کی جاتی ہے کہ ہمارے احباب کو معلوم ہو جائے کہ اس وقت اٹلی میں ہمارا ایک نوجوان پر جوش گریجوایٹ درد دل رکھنے والا اور اسلامی دنیا سے پورے طور پر واقف بیٹھا ہوا موجود ہے، جو تبلیغ اسلام کا ہر طرح سے اہل ہے، اگر ہمارے بعض احباب اشاعت اسلام کے لئے اپنے مقررہ چندوں کو باقاعدہ کر دیں، اور جو دوست غفلت کی وجہ سے اس کام میں عملاً حصہ نہیں لے سکے، وہ بھی حصہ لیں۔ تو نہ صرف اٹلی بلکہ بعض اور ممالک میں بھی فوراً اسلامی مشن کھولے جا سکتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے احباب غفلت کو دور کر کے انتہائی کوشش میں لگ جائیں گے، کہ جہاں مسلمان دنیا کے ہر ملک میں ہوں، اللہ تعالیٰ کی نصرت قریب ہے صرف ہماری غفلت نے رستے روک رکھا ہے،

بہرحال یہ نوجوان دوست حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی و مولائی حضرت مولوی صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہر ڈاک میں ارادہ کرتا تھا، کہ حضور میں خط لکھوں، مگر ہمت نہ پڑتی تھی، شرمساری و ندامت ہمیشہ دامنگیر ہیں، کہ ایک زمانہ خدمت میں رہا، اور فیض حاصل کرنے سے محروم یہ محض میری تعلیم کا نتیجہ تھا، کیونکہ سالہا سال سے میرے دل میں یہ بات سما چکی تھی۔ کہ اسلام کی آزادی بغیر تلوار کے ناممکن ہے۔ اور اس پر میری گردو پیش کی سوسائٹی نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ مجھ پر کیا منحصر ہے۔ تمام ہندوستانی نوجوان مسلمان اسی خیال میں مست ہو رہے ہیں، اور یہی گمراہ کنندہ خیال ان کو صحیح راستہ کی طرف نہیں لگنے دیتا، ان غریبوں کی سمجھ میں ہی یہ بات نہیں آتی، کہ جہاد کیسے ناممکن ہو سکتا ہے، چالیس کروڑ مسلمان کیسے کفار سے دب سکتے کفار کے عظیم گروہ پر کامیاب ہوگئے [illegible] انسانوں کو بچشم [illegible] رنے کی ٹھانی ہو [illegible] ان کو یہ [illegible]

پہلے تو اسلام کا صرف ایک دشمن تھا، اب ایک اور دوسرا خوفناک اور بدترین دشمن پیدا ہو چکا ہے جس کا اثر اسلامی ممالک میں آہستہ آہستہ سرایت کرتا ہے، وہ دشمن کون ہے۔ اور کیسا ہے۔ اس کے متعلق پھر لکھوں گا۔ اگر ہمارے رہنماؤں نے زیادہ غفلت اور تساہل سے کام لیا۔ تو نجات محال نظر آتی ہے، اگرچہ خدا تعالیٰ اپنے دین کا خود محافظ ہے، مگر آخر مسلمان رہنما بھی تو جوابدہ ہیں۔ آجکل اخبارات سے معلوم ہو رہا ہے، کہ ساحر المہرط کے پیر کار غریب ہندوستانی مسلمانوں کو "برگ حشیش" کا عرق جالندھر پھر پلا رہے ہیں، یعنی غریبوں کو مراکش کے لئے جہاد پر اکسا رہے ہیں۔ اگر مراکش کے مسلمانوں کو اخلاقی امداد دی جائے، تو نہایت ہی مستحسن ہے، کیونکہ وہ بہادر قوم نہایت جانفروشی کے ساتھ اپنی آزادی کے لئے ہسپانیہ کا مقابلہ کر رہی ہے، اور شکست پر شکست دے رہی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال رہا۔ تو ممکن ہے آزاد ہو جائیں، مگر دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے ہندوستانی مسلمان رہنما کس حد تک اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ کب تک یہ وارفتے بیہوشی لوگوں کو پلا پلا کر ان کو میدان جنگ میں لڑائیں گے، آخر ایک دن یہ قلعہ جو ریگ کی دیواروں سے وہ قائم کر رہے ہیں، دم سے بیٹھ جائے گا، ایک تجربہ ان کو ہو چکا ہے تین چار سال تک انہوں نے لکھوکھہا روپیہ غریب قوم سے بٹورا۔ کچھ خود ہضم کیا۔ اور کچھ دیگر لوگ ہڑپ کر گئے، ہزارہا نوجوانوں کو جیل خانوں میں پہنچایا، ہمیشہ کے لئے [illegible] تو ایک زمانہ کے لئے نکما کر دیا آخر اس کا مطلب اور نتیجہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا خلافت کمیٹی کے کارکنوں کی نیت پر کسی قسم کا حملہ نہیں کرتا، وہ [illegible] ایثار [illegible] وہ اپنا ایثار کے معنے سمجھتے ہیں کام کرتے رہیں اور کر رہے ہیں۔ اور شاید آئندہ بھی کریں گے کیونکہ آمدنی نہیں کچھ کرنا چاہیئے، ہاتھ پر ہاتھ رکھے رہنا کہاں تک جائز

مگر کیا ہی اچھا ہو۔ اگر وہ اب ذرا درستی سے قدم اٹھائیں، اور صحیح رنگ میں اسلام کی خدمت کی راہ تلاش کریں،

افسوس ہے میں لکھنا کچھ اور چاہتا تھا اور قلم کسی دوسری طرف اٹھ گیا، امید ہے حضور معاف فرمائیں گے۔ کیونکہ میرا دل مجروح ہے اور جب ذرا ٹھیس لگتی ہے تو بے اختیار درد بھری آہیں نکلنا شروع ہو جاتی ہیں۔

تفسیر شریف تو مل گئی ہے، مگر جلد ساز کے ہاں سے بروز ہفتہ ملے گی، اس کے بعد انشاء اللہ ہر روز مطالعہ کروں گا، اور حضور کے ارشاد کے مطابق اخباروں میں مضامین وغیرہ بھی لکھنے کی کوشش کروں گا، ابھی تک میری حالت درست نہیں ہوئی، اور ان تمام کاموں کے لئے طبیعت کی یکسوئی لازمی ہے، مگر امید ہے اس ہفتہ میں فیصلہ ہو جائے گا، اور تجارتی کاموں کے ساتھ ساتھ دینی شغل بھی جاری رہے گا، اور جب زبان اچھی طرح آ جائے گی۔ تو انشاء اللہ پھر باقاعدہ طور پر کام شروع کر دوں گا، یورپ کی زندگی ہمارے بعض لوگوں پر نہایت ہی زہریلا اثر ڈالتی ہے، اور وہ یورپ میں آتے ہی اس لئے ہیں کہ اس زندگی کا لطف اٹھائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اس زہریلی اور جاں ستاں زندگی سے بچائے، آپ کی دعاؤں کی برکات سے عاجز ان تمام اثرات سے محفوظ ہے، اور میں حیران ہوتا ہوں کہ لوگ کیسے ان اثرات کو قبول کر لیتے ہیں۔ روما میں میں ایک مدت رہا، اور جن خاندانوں سے اور دوستوں سے میرا تعارف ہوا۔ وہ اسلام کے مداح ہو گئے، کیونکہ دو چیزیں ان پر بہت اثر کرتی ہیں۔ ایک شراب سے نفرت، دوسرے زنا سے بچنا، اور ان دونوں چیزوں سے بچنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو سکتا ہے ورنہ ناممکن، کیونکہ یہ دونوں باتیں اس قدر عام ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

آخر میں نہایت ادب سے دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں اور اس گستاخانہ خط کے لئے معافی کی التجا، تمام بزرگان و برادران کی خدمت میں سلام عرض ہے، والسلام ہ

جواب از حضرت امیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخویم مکرم معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط ملا میں تو اسے اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے احسانات میں سے سمجھتا ہوں کہ جس کسی نے ہماری اس چھوٹی سی جماعت سے تھوڑے سے دنوں کے لئے بھی تعلق پیدا کیا، آخر اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنے دین کی خدمت کا کام کچھ نہ کچھ ضرور لیا۔ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ مجھے اس جوش کی جو آپ کے دل میں تھا، اس قدر عزت تھی کہ باوجود اس کے کہ آپ بغیر دریافت کئے چلے گئے، اور ہمارے مسلک کے خلاف رستہ اختیار کیا، تاہم آپ کی محبت ہمیشہ دل میں رہی اور آخر اللہ تعالیٰ آپ کو کھینچ کر پھر اسی طرف لے آیا، جوش تو وہی رہنا چاہیئے، جس نے آپ سے ہجرت کرائی، اور اس ہجرت سے اب اعلائے کلمۃ اللہ کا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر ہماری جماعت کا ہاتھ تنگ نہ ہوتا تو آپ کے اطالیہ پہنچ جاتے ہی فوراً وہاں تبلیغی مشن کی بنیاد رکھ دی جاتی، مگر اللہ تعالیٰ کی نصرت کا انتظار ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے دل کا جوش ضرور اسے کھینچ لائے گا اور جتنی جلدی اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کوئی رستہ کھول دے کہ کچھ سامان ہو جائے، وہاں باقاعدہ مشن کی بنیاد فوراً رکھی جائے گی۔ اس اثنا میں اللہ تعالیٰ جس قدر آپ کو توفیق دے کام کرتے جائیے اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو، میں بھی دعا میں لگا ہوا ہوں، اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دین اسلام کی تبلیغ کے رستے کھول دے گا، ہماری غفلت کی وجہ سے ہی نصرت بھی نہیں آتی، خدا کرے یہ دور ہو جائے، والسلام،

محمد علی،

بقیہ کالم اول

رہا مسئلہ خلافت۔ اس کے متعلق سب سے بڑا الزام تمہارے نام نہاد "مجدد خلافت" مصطفےٰ کمال پاشا پر عائد ہوتا ہے، جس نے طاقت پاتے ہی خلافت کو تہ و بالا کر دیا۔ اور باوجود تمہارے بڑے بڑوں کی منت و سماجت کے وہ اس مسئلہ پر تم سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے احمدی قوم کو لزم گردانا کیا شیوۂ حق و انصاف ہے؟

نعمت اللہ کی سنگساری

بعذر نامعقول

مولوی نعمت اللہ مرحوم کی سنگساری کو معقول ثابت کرنے کیلئے ہندوستانی مُلاؤں اور بعض تنگدل مسلمان اخبارات نے جو حرکات مذبوحی کی ہیں۔ وہ معقول پسند دنیا سے مخفی نہیں باایں دعویٰ علمیت و ہمہ دانی قرآن وحدیث کے رو سے وہ اسبات کے ثابت کرنے سے عاجز آگئے ہیں کہ احمدی مرتد ہیں۔ اور کہ مرتد کی سزا از روئے اسلام سنگساری ہے۔ اسی ایک بات نے سمجھدار لوگوں کے نزدیک تنگدل مُلاؤں اور نام نہاد مسلمانوں اخبارات کو ننگا کر دیا ہے سائیں وہ لاکھ زمیندار اور دیوبندی مُلاؤں کے بوسیدہ کاغذات سے اپنا ننگا پن ڈھانکیں وہ ڈھک نہیں سکتا۔

کابلی اخبارات نے جو کہ بعد از جنگ یاد آید والی مثال کو تازہ کرنے کے لئے اپنی عدالت کے مصدقہ بیان وفیصلہ جات شائع کر دینے کے بعد اپنے مانوں کے اس ناروا فعل کو معقول ثابت کرنے کے لئے نئی توجیہات شروع کر دی ہیں۔ کہیں غالی اور اعتدال پسند فریق کا عذر اور کہیں مخصوص ملکی و اسلامی مصالح پیش کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ عدالت میں نہ ان الزامات کو شہید مرحوم پر لگایا گیا۔ اور نہ اسپارہ میں اس سے بیان لئے گئے۔ پھر عدالتی کارروائی کے بعد ایسے عذر گھڑنا ثابت کرتا ہے کہ ان کا ضمیر ان کو اس فعل پر ملزم کر رہا ہے۔

اب رہے عذر سو پہلا عذر کابلی اخبارات کا یہ ہے کہ شہید مرحوم غالی تھا۔ حالانکہ عدالتی بیان شاہد ہیں کہ اس نے اپنا کوئی عقیدہ غالی فریق کا ظاہر نہیں کیا۔ دوسرا عذر یہ ہے کہ وہ ایسے بزرگ سے تعلق رکھتا تھا جو جہاد کے خلاف تھا۔ یہ عذر سب سے زیادہ غیر معقول ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ مسلمان سلطنتیں اپنی حفاظت سامان جنگ سے نہ کریں یا اپنی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے فوج اور سامان جنگ مہیا نہ کریں۔ آپ نے اگر منع کیا ہے تو اس امر سے کہ مسلمان محض یہ بہانہ بنا کر کہ فلاں شخص یا سلطنت عیسائی یا ہندو یا یہودی ہے اسلئے ان کے دین کے رو سے ان کا تباہ کرنا فرض ہے۔ غیر مذاہب کے بے پناہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کرکے غازی اور شہید بننا اسلام نے کہیں روا نہیں رکھا۔ لیکن مسلمانوں کی موجودہ حالت کیا ہے کہ غیر مذاہب کے لوگوں کو محض اسلئے تنگ کرتے اور مارتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں اور پھر اسے جہاد کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کیا اسلام کسی شخص کی جان لینا محض اس بنا پر جائز رکھتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں۔ یہ اسلام پر مسلمانوں کا بہتان ہے۔ اور انہی باتوں نے مسلمانوں کو بدنام کر رکھا ہے۔ مُلاؤں اور ان کے ہمنوا مسلمان اخباروں کے ان خیالات کی بنا پر اگر غیر مسلم سلطنتیں اور قومیں اسلام کو دنیا سے مٹانے پر آمادہ ہو جائیں تو یہ قصور کس کا ہے۔ ان کا کہ جن کے سامنے اسلام کی ایسی بدنما تصویر مسلمانوں نے کھینچی ہے یا مُلاؤں کا۔ جو ایسی ایسی بُری تعلیمات اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یقیناً ان اقوام کا کوئی قصور نہیں وہ تو اسلام کو ہمارے افعال و اقوال سے دیکھینگے۔ جب ہمارے مُلاں اور اخبارات ایسے خیالات کا اظہار کریں کہ ان کی سلطنتوں میں نہ تو غیر مذاہب تبلیغ کر سکتے ہیں اور نہ ان کے خلاف خیال رکھنے والا مسلمان ہی اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے تو غیر لوگ جتنا زور ایسی نام نہاد مسلمان سلطنتوں کو تباہ کرنے پر لگائیں انہیں حق پہنچتا ہے۔

یہ عذر کہ حضرت مسیح موعود نے انگریزی سلطنت کی تعریف کی ہے اسلئے دوسری سلطنتوں کے زیر سایہ ان کے مرید وفادار نہیں رہ سکتے یہ ایک نہایت ناپاک تہمت ہماری جماعت پر ہے جس شخص نے سکھا شاہی کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ اگر انگریزی سلطنت کی تعریف نہ کرے تو وہ خدا کے نزدیک ناشکرا ہے۔ انگریزی سلطنت میں اتنی فراخدلی موجود ہے کہ ہر خیال کا آدمی آزادانہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ اور حق وباطل میں فرق کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ باطل بھی اپنا پورا زور لگائے اور حق بھی۔ پھر جسے خدا فتح دے۔ حق کے غلبہ کا یہ ذریعہ نہیں کہ مخالف کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع بھی نہ دیا جائے۔ اور ایک طرفہ کارروائی کی جاتی رہی ہے سلطنت انگریزی میں ہر [illegible]

کی پوری پوری آزادی حاصل ہے۔ یہاں تک کہ بادشاہ اور وزرا کے سامنے بھی آپ اسلام پیش کریں تو کوئی شخص جرمانہ مانے گا لیکن کتنے مسلمان ہیں جو اس آزادی سے فائدہ اٹھا کر ارکان اسلام بجا لاتے ہیں۔ اور کتنے مُلا ہیں جو اشاعت دین کا کام کرتے ہیں۔ ایک عیسائی سلطنت مسلمانوں سے دریافت کرتی ہے کہ وراثت کا قانون شریعت اسلام کے مطابق ہونا چاہئے یا رواج ملکی کے مطابق۔ مُلا نے اور ان کے پیرو رواج ملکی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہم نہ صرف انگریزی سلطنت کے دلی خیرخواہ ہیں۔ بلکہ ہر ایسی سلطنت کے جو مذہبی آزادی کی روادار ہو اور حق کا پیغام پہنچانے میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ ہم ہر سلطنت کے قوانین ملکی کی عزت کرتے ہیں۔ اور جس سلطنت کے ماتحت رہینگے۔ وفادار ہو کر رہیں گے۔ ہم بیوفائی کو اسلام کی تعلیم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ افغانستان نے مذہبی آزادی کا اعلان کیا ہم نے الحمدللہ کہا۔ اور وہاں کے مسلمانوں کی توجہ اشاعت دین کی طرف لگانی چاہی جس کا ہمیں یہ بدلا ملا۔ اور افغانستان کے اعلان مذہبی آزادی کی حقیقت دنیا پر ظاہر ہوئی اگر افغان سلطنت کے مصالح ملکی و اسلامی اسی امر پر مبنی ہے کہ دنیا میں مذہبی آزادی کا اعلان کرکے خود مسلمانوں کے گلے گھونٹے جائیں تو ایک معقول پسند آدمی سوال کر سکتا ہے کہ افغانستان نے اپنی رعایا کو کونسی مذہبی آزادی دی جو انہیں پہلے حاصل نہ تھی۔ وہاں ہندو، سکھ، شیعہ، احمدی وغیرہ پہلے ہی موجود تھے۔ اور اپنی تعلیمات پر بھی عمل کرتے تھے۔ پھر اس نئے اعلان آزادی کا مطلب کیا تھا جبکہ کوئی اپنا مافی الضمیر بطور سابق کسی کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتا۔

محمد منظور الٰہی

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۸ اکتوبر کو ڈلہوزی سے مراجعت فرمائے لاہور ہو گئے اور اسی روز [illegible]

خواجہ غلام احمد [illegible]

کی شادی خواجہ عبد [illegible]

کے فرزند خواجہ عبدالمجید سے [illegible]

اس تعلق کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔

خواجہ محمد صدیق صاحب کلگام سے لکھتے ہیں کہ میاں نظام الدین محمودی مبلغ خواجہ صاحب کی موجودگی کشمیر میں پہاڑی علاقوں میں عبداللہ آتھم کی طرح بھاگتا پھرا۔ اور اب خواجہ صاحب کی واپسی کے بعد ایک اشتہار شائع کرکے بہتان وافترا پردازی شروع کر دی ہے اور لکھتا ہے کہ صرف مولوی عبداللہ صاحب ہی احمدی ہیں باقی ہماری جماعت کشمیر میں نہیں۔ اس جھوٹ کی تردید واقعات خود کر رہے ہیں کہ ہماری جماعت کا ایک ایک نوجوان میاں نظام الدین کو چنے چبانے کے لئے کافی ہے۔ اور جتنی ترقی ہماری جماعت کی گذشتہ دو سال میں کشمیر میں ہوئی ہے۔ محمودیوں میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

بقیہ صفحہ اول

محشر میں رنگ لائیگا یہ خون بیگناہ
دنیا نہیں کہ قتل کیا اور مکر گئے

میں مرحوم کی اسلامی خدمات کے اعتراف میں سب تہذیب بندوں سے خواہ وہ کسی فرقہ کی ہوں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تین روز تک اپنی نماز پنجگانہ کے بعد نعمت اللہ خاں مرحوم مظلوم کے حق میں دعائے مغفرت کریں، اور ایک ایک سیپارہ پڑھ کر اس کا ثواب ان کی روح کو بخشیں، اور ان کے غریب الوطن درماندہ پسماندگان کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالے اس صدمہ عظیم میں انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

—— حائلہ تجدیوں کے تسخیر مکہ کو نہایت اہمیت کی نظر وں سے دیکھتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اس سے فلسطین میں بدامنی کا اندیشہ ہے۔ اور مصر کی [illegible] اس کا اثر پڑے گا [illegible] نے رائے ظاہر کی ہے۔ کہ ان مسائل پر تمام حکمت عملی کے نقطہ نگاہ سے غور کرنا اور انسانیت کی خاطر جذبے کے پیدا ہونے [illegible]

ہمارے نئے بھائی

ذیل کے اصحاب ریاست کشمیر گذشتہ دو تین ماہ کے اندر سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں چونکہ فہرست دیر سے پہنچی ہے اسلئے اب درج کئے جاتے ہیں۔ اسی کے ساتھ دوسرے علاقہ جات کے احباب کی فہرست شامل ہے جو ماہ ستمبر میں شامل سلسلہ ہوئے۔

۴۴۲ - منشی غلام رسول خاں صاحب ولد جبار خاں صاحب سرینگر کشمیر
۴۴۳ - ڈاکٹر امیر حسین صاحب ولد ملک شاہ صاحب //
۴۴۴ - غلام قادر صاحب ولد عقلی جو صاحب //
۴۴۵ - محمد یوسف صاحب ولد نورالدین صاحب //
۴۴۶ - علی محمد صاحب ولد قادر جو صاحب انگلہ درگجن //
۴۴۷ - اسداللہ خاں صاحب قالین باف ولد غلام محمد صاحب //
۴۴۸ - عبدالغنی صاحب ولد اسداللہ صاحب //
۴۴۹ - غلام محمد ڈار صاحب ولد صمد ڈار صاحب //
۴۵۰ - غلام احمد زانی صاحب ولد سلطان زانی صاحب //
۴۵۱ - غلام حسن میر صاحب قالین باف ولد احمد جو میر صاحب //
۴۵۳ - نور محمد صاحب ولد ابراہیم صاحب آہنگر //
۴۵۴ - علی محمد صاحب مسگر ولد حبیب جو صاحب //
۴۵۵ - غلام نبی صاحب ککلتی طالبعلم ولد اسداللہ صاحب //
۴۵۶ - غلام قادر صاحب ڈار ولد حبیب اللہ فسنگو //
۴۵۷ - محمد خاں صاحب ولد مہدہ خاں صاحب //
۴۵۸ - احد بٹ صاحب ولد سونا بٹ صاحب کبالی //
۴۵۹ - غلام محمد صاحب ولد یاسین شاہ صاحب //
۴۶۰ - عبدالاحد صاحب ولد عبدالغفار صاحب //
۴۶۱ - شیخ عبدالصمد صاحب ولد شیخ عبدالغفار صاحب //
۴۶۲ - علی محمد صاحب شال مرچنٹ ولد احمد اللہ صاحب فتح کدل //
۴۶۳ - میاں غلام محمد صاحب //
۴۶۴ - لستہ خاں صاحب //
[illegible] ستار بٹ صاحب درگجن //
[illegible] صاحب درگجن //
[illegible] غلام محمد صاحب درگجن //
[illegible] احد صاحب خطاکش ولد عزیز صاحب خطاکش //
۴۶۹ - عبدالعزیز بٹ صاحب درزی درگجن //
۴۷۰ - محمد شاہ صاحب ملازم خفیہ پولس //
۴۷۱ - عبداللہ ڈار صاحب //
۴۷۲ - محمد رمضان صاحب ولد عزیز جو صاحب ٹھیکیدار //
۴۷۳ - اسا جو ڈار صاحب ولد احد جو ڈار صاحب //
۴۷۴ - غلام قادر صاحب درزی۔ ملازم پولس //
۴۷۵ - عزیز نجار صاحب ولد استا احمد و صاحب نجار //
۴۷۶ - غلام محمد صاحب ولد رمضان جو صاحب //
۴۷۷ - اسمال جو بٹ صاحب باغبان عدالت صدر //
۴۷۸ - مولوی نورالدین صاحب ولد مولوی یوسف شاہ صاحب درگجن //
۴۷۹ - منشی غلام محمد صاحب ملازم ریشم خانہ //
۴۸۰ - منشی محمد اقبال صاحب ریکارڈ کیپر //
۴۸۱ - حبیب اللہ صاحب زرگر //
۴۸۲ - علی خاں صاحب ولد قادر خاں صاحب //
۴۸۳ - منشی غلام رسول صاحب ولد سلطان خاں صاحب //
۴۸۴ - محمد رمضان صاحب ولد عبدالعزیز صاحب //
۴۸۵ - شیر جان صاحب //
۴۸۶ - شیر جو ماتو صاحب //
۴۸۷ - امیر شاہ صاحب ولد محمد شاہ صاحب //
۴۸۸ - لسہ جو صاحب ولد قدوس جو صاحب //
۴۸۹ - محمد ملک صاحب ولد صمد ملک صاحب //
۴۹۰ - کبیر ملک صاحب ولد صدیق ملک صاحب بتھ مسجد برادر ملک محمد اکبر صاحب ہیڈ ماسٹر //
۴۹۱ - عثمان جو صاحب ولد صدیق جو صاحب //
۴۹۲ - غلام محمد زانی صاحب ولد عبدالاحد صاحب آرہ کش //
۴۹۳ - غلام محمد صاحب دکاندار ولد [illegible] میر صاحب موفت

۴۹۴- اُستاد احد جو صاحب نجار ولد فاضل شاہ صاحب — سرینگر کشمیر
۴۹۵- غلام محی الدین صاحب ولد ... صاحب ″
۴۹۶- مولوی عبداللہ صاحب ساکنہ چیلاس ″
۴۹۷- امیر شاہ صاحب ولد محمد شاہ صاحب ″
۴۹۸- خواجہ عبدالغنی صاحب ″
۴۹۹- منشی نظام الدین صاحب ″
۵۰۰- غلام نبی صاحب گلکار ″
۵۰۱- عبدالقادر صاحب نجار ″
۵۰۲- احد جو گوجری صاحب ″
۵۰۳- عزیز شیخ صاحب دوکاندار ″
۵۰۴- غنی بابا صاحب ″
۵۰۵- عبداللہ خاں صاحب دوکاندار ″
۵۰۶- عبدالرزاق صاحب آہنگر ″
۵۰۷- غلام محمد صاحب دوکاندار ″
۵۰۸- نور محمد صاحب درخانہ عبدالعزیز درزی ″
۵۰۹- محمد صدیق صاحب ″
۵۱۰- شعبان بٹ صاحب ″
۵۱۱- احمد بٹ صاحب ولد مہدہ بٹ صاحب ″
۵۱۲- محمد اسمٰعیل صاحب ″
۵۱۳- غلام محمد صاحب متولی مسجد ″
۵۱۴- جانہ جو صاحب آہنگر ″
۵۱۵- محمد یوسف صاحب ″
۵۱۶- علی خاں صاحب ولد لسہ خاں صاحب ″
۵۱۷- منشی غلام محی الدین صاحب سپروائزر ″
۵۱۸- غلام احمد گنائی صاحب ″
۵۱۹- منشی حبیب اللہ صاحب کلرک ″
۵۲۰- خواجہ غلام محمد صاحب ملازم بنک ″
۵۲۱- نور محمد خاں صاحب ″
۵۲۲- محمد صدیق صاحب ″
۵۲۳- خواجہ غلام محمد صاحب نقشبندی ″
۵۲۴- منشی عبدالعزیز صاحب ″
۵۲۵- محمد صدیق صاحب ″
۵۲۶- قادر جو زرگر ″
۵۲۷- غلام قادر صاحب ″
۵۲۸- عبدالرحمٰن صاحب ″
۵۲۹- لسہ بٹ صاحب ولد محمد بٹ صاحب ″
۵۳۰- سلطان صاحب آہنگر ″
۵۳۱- مہدہ صاحب ولد عزیز جو صاحب ″
۵۳۲- مامہ کاو صاحب نجار ″
۵۳۳- خالق جو صاحب آہنگر ″
۵۳۴- صابر جو بیگ صاحب ″
۵۳۵- نبر جو صاحب ماتو ″
۵۳۶- غلام محمد صاحب حکاک ″
۵۳۷- منشی محمد رمضان صاحب ملازم اگریکلچر ″
۵۳۸- خواجہ صدر الدین صاحب ″
۵۳۹- احد شیخ صاحب ولد غفار شیخ صاحب ″
۵۴۰- خواجہ غلام محی الدین صاحب نقشبندی ″
۵۴۱- غلام محمد صاحب ملازم محکمہ پولس سی۔ آئی۔ ڈی ″
۵۴۲- حبیب اللہ صاحب درزی ولد ابراہیم شاہ صاحب ″
۵۴۳- پیرزادہ غلام محمد صاحب ″
۵۴۴- حسن میر صاحب ولد احمد جو صاحب ″
۵۴۵- ثناء اللہ صاحب ولد محمد رجب صاحب ″
۵۴۶- احد بٹ صاحب ولد شعبان بٹ صاحب ″
۵۴۷- غلام محمد صاحب بانڈے ″
۵۴۸- غلام قادر صاحب بانڈے ″
۵۴۹- غلام محمد صاحب درزی ولد شعبان جو صاحب افسر محلہ ″
۵۵۰- منشی محمد حسن خان صاحب گرداور ″
۵۵۱- لفٹنٹ خان محمد خانصاحب عثمانی رئیس کوہ مری بذریعہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب
۵۵۲- عبدالعزیز زین الدین صاحب سیرالیون مغربی افریقہ بذریعہ خط
۵۵۳- عبدالقیوم صاحب شہر پشاور بذریعہ میر ... صاحب
۵۵۴- منشی نور محمد صاحب بر تجہیز شاہ سر شاہ مظفر گڑھ بذریعہ خط۔
۵۵۵- غلام محمد خان صاحب ولد محمد اسمٰعیل صاحب سرینگر کشمیر بذریعہ خط
۵۵۶- میاں غلام حسن صاحب ... صدر بازار راولپنڈی۔ بذریعہ بابو محمد صدیق صاحب
۵۵۷- سید ناصر الدین محمود صاحب سیالکوٹ بذریعہ خط
۵۵۸- مسٹر سید علی صاحب ضلع باریسال بنگال بذریعہ یعقوب حسین صاحب
۵۵۹- خواجہ غلام رسول صاحب نمبردار تحصیل کلگام کشمیر بذریعہ خواجہ محمد صدیق خاں صاحب
۵۶۰- عبدالرزاق صاحب ولد عبدالصمد صاحب بذریعہ خواجہ مذکور
۵۶۱- مرزا محمد نور الٰہی صاحب مظفر آباد کشمیر بذریعہ نذیر احمد صاحب قریشی۔
۵۶۲- بی بی حیات بیگم صاحبہ بنت میاں امام الدین صاحب ضلع سیالکوٹ۔ بذریعہ چوہدری سردار خانصاحب۔
۵۶۳- منشی محمد نذیر صاحب ولد مولوی احمد الدین صاحب ضلع سیالکوٹ بذریعہ چوہدری صاحب مذکور۔
۵۶۴- مولوی محمد عثمان صاحب دہلی بذریعہ شیخ محمد یعقوب صاحب

(خاکسار محمد منظور الٰہی)

حضرت امیر کا تاکیدی پیغام

۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ اکتوبر کو قومی شوریٰ ہوگا

بیرونی احباب کا شامل ہونا ضروری ہے

بعض اہم قومی معاملات میں مشورہ کے لئے ممبران جنرل کونسل اور انجمن ہائے کے سکرٹری صاحبان کو ۲۵ لغایت ۲۸۔ اکتوبر لاہور میں تشریف آوری کے لئے دفتر سے باقاعدہ اطلاع دی گئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ سوائے سخت مجبوری کے جملہ احباب جن کو دعوت دی گئی ہے، انجمنوں کا اختیار ہوگا کہ وہ اپنے ... ت کر سکتے ہوں ... مقامات کے معزز احباب ... یں، التماس ہے کہ وہ بھی اس موقعہ پر تشریف لاسکیں تو لائیں، جو احباب نہ آسکتے ہوں وہ نظام قومی یا تعلقات قومی کے متعلق اگر کچھ کہنا چاہتے ہوں۔ تو بذریعہ تحریر مجھے اطلاع دیں۔ ایسا ہی انجمنیں اپنی جگہ پر مشورہ کر کے کوئی خاص امر مرکزی انجمن کے نوٹس میں لانا چاہتے ہوں۔ تو اس کے متعلق فوراً مناسب کارروائی کریں۔

(محمد علی)

حضرت امیر کا درس قرآن

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر نے ڈلہوزی سے واپسی پر یکم نومبر سے قرآن شریف کا خاص درس فرمایا ہے، جو انشاء اللہ ماہ ... کے آخر تک یعنی رمضان سے پہلے ختم ہو جائے گا جو احباب شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ یکم نومبر سے رخصتوں کا انتظام کریں۔

سکرٹری

تازہ خبریں

—— ... بہار تازہ سیلابوں کی وجہ سے تباہی مچی ہوئی ہے اور اکثر لوگ ... اعلیٰ ... بخار میں مبتلا ہیں۔ مسٹر نائیڈو ... بخار کا ... ہے ... حکیم اجمل خاں صاحب اور مسٹر داس بھی معمولی بخار سے بیمار پڑ گیا۔

—— مولوی سید محمد اسمٰعیل غزنوی نے ایک تقریر میں اس افسوسناک حقیقت کو بیان کیا ہے۔ کہ پنجاب کے مسلمان ہندو مہاجنوں کے ساتھ کروڑ روپیہ کے قرضدار ہیں۔ یہ رقم اس روزمرہ کے لین دین سے علیحدہ ہے۔ جو عدالتوں میں رجسٹر نہیں ہوتی سا ایک بڈھا قیدی جو ہزار کی زمین رہن رکھ کر پانچ ہزار سود ادا کرنے کے بعد نقب زنی ایسے ذلیل پیشہ میں مبتلا ہو گیا۔ اور اس وجہ سے قید خانہ میں جانا پڑا۔

—— رنگون جیل کے قیدیوں نے سپرنٹنڈنٹ جیل کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اور پریڈ کو نہ گئے۔ بعد میں سپرنٹنڈنٹ اور دیگر حکام جیل کے سمجھانے سے اطاعت قبول کر لی۔

—— ریاست مدراس کے اسٹیشن پر بارہ وفات کے دن جبکہ مسلمان ایک مقدس مقام کی زیارت کو جا رہے تھے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں خوب لڑائی ہوئی۔

—— رنگون میں بدھ مذہب کے ایک پیشوا کو باغیانہ تقریر کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جس سے پیروان بدھ مذہب میں بہت بے چینی پھیل گئی ہے۔

—— مولانا شوکت علی اعلان کرتے ہیں۔ کہ یہ خبر غلط ہے۔ کہ حکومت انگورہ نے وفد خلافت کو پروانہ ہائے راہداری دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ابھی حکومت انگورہ سے بذریعہ تار گفت و شنید جاری ہے۔ سیٹھ چھوٹانی کا کارخانہ ہندوستان میں چلانے کا ... نہیں بلکہ اس کا سامان ترکی ہلال احمر کی طرف بھیجا جائے گا۔

—— افسادات الہ آباد سے پہلے مدیر مسلم آؤٹ لک نے الہ آباد کے جماعتی افتراق و انشقاق کی یومیہ اطلاعات کی بنا پر ایک ہفتہ پیشتر تاریخ فساد اور مقام کی پیشگوئی کی تھی جس پر سٹیٹسمین نے اس پر الزام دیا ہے۔ کہ وہ فساد کرنے والی خفیہ جماعتوں سے ساز باز رکھتا ہے۔ مدیر آؤٹ لک نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔

—— رائے بہادر روکر ماجیت نے کونسل صوبہ متحدہ میں مصیبت زدگان سیلاب کی مفت مالی اعانت اور فصل خریف کے معاملہ کی معافی کے لئے قرار دادوں کا نوٹس دیا ہے۔

—— مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ ۱۵ اکتوبر کو کلیک ہیٹن (انگلستان) میں دس ہزار کے مجمع کے سامنے تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو یکایک پلیٹ فارم بیٹھ گیا۔ اور وزیر اعظم دو سو اشخاص سمیت زمین پر گر پڑے۔ کسی کے کوئی ضرب نہیں آئی۔

—— مسٹر بالڈون نے کوئینس ہال آکسفورڈ میں تقریر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ حزب العمال نے حیرت انگیز وعدے کر کے ہندوستان کے انتہا پسندوں کے دلوں میں امنگیں پیدا کر دی تھیں۔ لیکن ہم ہندوستان کی فلاح و بہبودی کو پیش نظر رکھیں گے۔ اور غیر ذمہ وارانہ شورش اور انتہا پسندوں کی تخریبی کارروائیوں کے ساتھ کوئی رواداری نہ برتی جائے گی۔ ایک قطعی پالیسی اختیار کی جائے گی۔ تاکہ موجودہ طوفانی مجاہروں کا سد باب ہو۔

—— تازہ اطلاعات کے مطابق اہل نجد نے مکہ کو فتح کر لیا ہے۔ اور شریف حسین کا بیٹا امیر علی جدہ کی طرف پسپا ہو گیا ہے۔ نجدیوں نے مکہ کے اجنبی باشندوں کی پوری محافظت اور جدہ پر حملہ آور نہ ہونے کا معاہدہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ ان کا مقصد شریف حسین کی طاقت کو زائل کرنا تھا۔ جو کئی سالوں سے انہیں حج سے روکے ہوئی ہے۔

—— شریف حسین نے اہل نجد ... کو روکنے کے لئے برطانیہ سے امداد طلب کی اس کو برطانیہ نے نامنظور کیا کہ برطانیہ نے جو معاہدہ شریف سے کرنا چاہا تھا۔ اس میں حریف حکومتوں کے درمیان امن قائم رکھنے کا وعدہ تھا لیکن شریف نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ اب امیر علی نے نمائندہ حکومت حجاز مقیم ...

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۳

جلد ۱۲ — نمبر ۹۹

مدینۃ المسیح لاہور یوم بدھ مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء

اسلام اور مذہبی آزادی

دیوبندی فتووں سے ایک مسلمان کا ایمان متنزلزل ہو گیا

مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی ... مسلمان نے جو جماعت احمدیہ کے ... کو لکھا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ان حادثے کا مسلمانوں کے دلوں پر کیا اثر ہے، اور ان سے غیر مسلم تو ایک طرف خود مسلمانوں کے ایمان کے متزلزل ہونے کا کس قدر خطرہ ہے۔

"امرتسر ۵ - اکتوبر ۱۹۲۴ء"

مکرم و محترم بندہ جناب .... زاد فیوضکم۔

السلام علیکم۔ نعمت اللہ خاں کابلی کی سنگساری کے متعلق قرآن و اسلام کا حکم کس طرح سے ہے، کیا اسلام مذہبی آزادی اور رواداری کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ مجھے خاص طور سے صرف اتنا دریافت کرنا ہے، کہ کیا اسلام مذہب اور عقیدہ کے معاملہ میں جبر و اکراہ کی اجازت دیتا ہے، یا یہ ملاؤں کی اجتہادی غلطیاں ہیں۔ اور کیا سابقہ واقعات جو اسلامی تاریخ میں اس فعل کی تائید کرتے ہیں۔ بروئے اسلام جائز تھے یا نہیں؟ میں احمدی نہیں ہوں۔ مگر اس واقعہ نے خصوصیت سے میرا ایمان سابقہ متزلزل کر دیا ہے۔ اور سب مجھے تحقیق مذہب حق کی ضرورت لاحق ہوئی، واضح ہو کہ مجھے تعصب اور ہٹ دھرمی سے کوئی علاقہ نہیں ہے، فقط .... لکھے جا بیں راقم خط کو پیغام صلح کے گذشتہ پرچے بھیجے گئے

پیغام صلح } احمدیت کے ساتھ ضد اور ہٹ دھرمی کرنے والو! کاش اسلام کی کچھ تھوڑی سی محبت بھی تمہارے دلوں کے اندر ہوتی، تو اسے اس طرح سے بدنام کر کے مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل نہ ہونے دیتے۔

مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی سنگساری

"الجامعہ" (علی گڈھ) کی رائے

"الجامعہ" جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڈھ کا ماہوار علمی رسالہ ہے، اپنے اسی انتہائی بلند ... تعلق رکھتا ہے جس کی نمایندگی کا دعویٰ "زمیندار" اور "سیاست" وغیرہ کو ہے، اس رسالہ کی ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی سنگساری پر جو رائے زنی کی گئی ہے وہ قارئین "پیغام صلح" کے پڑھنے کے قابل ہے۔ شذرات کے ذیل میں لکھا ہے:۔

حکومت کابل نے ایک شخص نعمت اللہ نامی کو بوجہ مرزائی ہونے کے سنگسار کر دیا، وہاں کے محکمہ شرعیہ نے اس کے متعلق اپنا فیصلہ جو اخباروں میں شائع کرایا ہے، اس میں مرحوم کا بجز قادیانی عقائد رکھنے اور اس سے تائب نہ ہونے کے اور کوئی جرم نہیں بیان کیا گیا ہے،

ہندوستان میں احمدی جماعت نے اس سزا کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی، اس پر علمائے دیوبند و پنجاب و نیز جمعیۃ العلمائے ہند نے بھی حکومت افغانستان کو برقی پیغامات بھیجکر کہ یہ رائی شرع اسلام کے عین مطابق ہوئی، گویا اس رجم کے محضر پر ان حضرات نے بھی اپنے تائیدی تاروں سے اپنی مہریں ثبت فرمائیں،

حضرت آدمؑ کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے حفاظت نفس کے لئے ایک دائمی اصول قرار دیا کہ

من قتل نفساً بغیر نفسٍ او فسادٍ فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً ۔

ظاہر ہے کہ سنگساری قتل سے زیادہ سنگین ہے، قتل میں صرف ہلاکت ہے، اور رجم میں اہانت اور اتلاف نفس دونوں کی حالت میں یہ مسئلہ نہایت غور و توجہ کا محتاج ہے۔ کیونکہ ایک

شخص واحد یا ایک ذات کا مسئلہ نہیں ہے

مرتد کی تعریف کیا ہے؟ کیا احمدی مرتد ہوتا ہے؟ ضروریات دینیہ میں سے وہ کس کا انکاری ہے؟ پھر کیا مرتد کی سزا سنگساری ہے؟ ان سب کے بعد یہ بھی غور طلب ہے، کہ افغانستان کے حنفی۔ ایران کے شیعہ، مسقط کے خارجی اور نجد کے وہابی،

سب کے یہاں مرتد کی ایک ہی تعریف ہو گی یا الگ الگ؟ اس حالت میں پھر کتنے مسلمان رہ جائیں گے جو ان ممالک میں سے کسی میں مستوجب القتل یا واجب الرجم نہ قرار پائیں گے؟

حضرت امیر کا تاکیدی پیغام

۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ } اکتوبر کو قومی شوریٰ ہو گا

بیرونی احباب کا شامل ہونا ضروری ہے

بعض اہم قومی معاملات میں مشورہ کے لئے ممبران جنرل کونسل اور انجمنہائے کے سکرٹری صاحبان کو ۲۵ لغایت ۲۸ - اکتوبر لاہور میں تشریف آوری کے لئے دفتر سے باقاعدہ اطلاع دی گئی ہے، میں امید کرتا ہوں کہ سوائے سخت مجبوری کے جملہ احباب جن کو دعوت دی گئی ہے تشریف لا کر ممنون فرمائیں گے، انجمنوں کا اختیار ہو گا کہ وہ اپنے سکرٹری کو یا کسی اور صاحب کو جو شوریٰ میں اظہار خیالات کر سکتے ہوں۔ اس موقعہ پر بھیج دیں، اس کے ساتھ ہی ایسے مقامات کے معزز احباب سے جہاں باقاعدہ انجمنیں نہیں، التماس ہے کہ وہ بھی اس موقعہ پر تشریف لا سکیں، جو احباب نہ آ سکتے ہوں۔ وہ نظام قومی یا تعلقات قومی کے متعلق اگر کچھ کہنا چاہتے ہوں۔ تو بذریعہ تحریر مجھے اطلاع دیں ایسا ہی انجمنیں اپنی جگہ پر مشورہ کر کے کوئی خاص امر کری انجمن کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔ تو اس کے متعلق فوراً مناسب کارروائی کریں۔

(محمد علی)

حضرت امیر کا درس قرآن

اخویم مرزا رحمت بیگ صاحب کی تحریک پر حضرت امیر نے یکم نومبر سے قرآن شریف کا خاص درس فرمانا ہے جو انشاء اللہ مارچ کے آخر تک یعنی رمضان سے پہلے ختم ہو جائیگا جو احباب شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ پہلے سے رخصتوں کا انتظام کر لیں۔

سکرٹری،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲ / ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ نمبر ۹۹

اسلام اور مذہبی آزادی

دیوبندی علماکی مذبوحی حرکات (۶)

اسلام میں سنگساری کی سزا

کیا قرآن کریم غیر مکمل ہے؟

"سیاست" اور "زمیندار" اور تمام علمائے اسلام سے ہم نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ ثابت کریں۔ کہ قرآن کریم نے کسی بڑے سے بڑے جرم کے لئے بھی رجم (سنگساری) کی سزا مقرر کی ہے، اس کے جواب میں دیوبندی لاؤں نے اپنی علمیت اور قرآن دانی کے جو جوہر دکھائے ہیں۔ وہ اسلام کی قابل رحم حالت کے مظہر ہیں جن مذہب کے پیشرووں کا طرز استدلال یہ ہو۔ کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی کسی کو پتھر مارنے کا ذکر ہے، اس کو سزائے رجم کے ثبوت میں پیش کر دیا، اس کے قابل رحم ہونے میں کیا شک ہے۔ اصحاب فیل کو کنکریاں مارنا یا قوم لوط پر پتھروں کی بارش مولویوں کے نزدیک گویا شریعت اسلام میں رجم کی سزا کا مقرر ہونا ہے، معلوم نہیں مولوی صاحبان نے اسلام کو ابابیلوں کا گھونسلا سمجھ رکھا ہے، یا امت مرحومہ کو وہ قوم لوط کا مثیل سمجھتے ہیں، کہ ان آلہی عذابوں کو انہوں نے شریعت اسلام کی سزائے رجم کے ثبوت میں... پیش کیا ہے، پھر یہ بھی معلوم نہیں، کہ ابابیلوں کے کنکریاں پھینکنے کے قصہ سے کس جرم پر رجم کرنے کا استدلال ہو سکتا ہے۔ اور قوم لوط کے قصہ سے کونسے جرم کی سزا رجم پہنچتی ہے، اور یہ کہاں سے نکلتا ہے، کہ آئندہ بجائے ابابیلوں کے انسان پتھر مارا کریں، دیوبندی مولوی صاحبان کو چاہیئے، کہ اگر قرآن پر ہاتھ صاف کرنے لگے ہیں۔ تو پوری طرح کریں۔ اور اس عقدہ کو بھی حل کر کے اپنی جداگانہ شریعت کا اعلان کریں،

لیکن اس سے بھی بڑھکر ایک افسوسناک بات مولوی میرک شاہ صاحب کے قلم سے نکلی ہے جس نے ایک غیور احمدی مسلمان کو اس حقیقت کیرے کے انکشاف پر مجبور کیا، کہ مولوی میرک شاہ صاحب کے نزدیک قرآن کریم ابھی تک غیر مکمل ہے۔ اور وہ مولوی صاحب سے اس کی تکمیل کرا کر اسے چھپوانا چاہتا ہے۔ مولوی میرک شاہ کی یہ عبارت کہ قرآن کریم میں رجم کی آیت نازل ہوئی تھی۔ لیکن وہ مرفوع التلاوت ہوگئی۔ اور اس کا حکم باقی ہے، جہاں پرلے درجہ کی نادانی اور جہالت کا اظہار کرتی ہے، وہیں قرآن کریم پر ایک بہت بڑا حملہ ہے جس کو کوئی سچا مسلمان خاموشی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔ حیرت ہے، کہ ایک طرف قرآن کریم کے کامل و اکمل ہدایت نامہ ہونے کا دعوےٰ کیا جاتا ہے، ایک طرف دوسری کتب مقدسہ پر اسے یہ امتیازی فضیلت دی جاتی ہے، کہ اس کے اندر آیات نوازل تھا ایک طرف زیر زبر تک... کی تبدیلی آج تک نہیں ہوئی۔ اور زمانہ نزول سے لے کر آج تک وہ محفوظ چلا آتا ہے، تو قرآن حکیم کے اندر اللہ تعالیٰ نے کیسا وعدہ موجود ہے، کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۵ ہم نے اس ذکر حکیم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اور دوسری طرف مولوی میرک شاہ صاحب اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ رجم کی ایک آیت اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر نازل فرمائی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اس کی حفاظت نہ کر سکا۔ اور وہ اس میں سے نکال دی گئی، اگرچہ اس کا حکم باقی رہ گیا، فی الحقیقت جن لوگوں کے عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹ کا امکان ہو سکتا ہے، ان کے نزدیک انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۵ کا وعدہ کیا چیز ہے۔ بیسیوں ایسے جھوٹے وعدے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے کئے ہونگے جو غلط ثابت ہوئے ہوں۔ بہرحال اس سے ایک بات توطے ہوئی کہ دیوبندی مذہب میں نہ صرف اللہ تعالیٰ جھوٹ ہی بول سکتا ہے، بلکہ قرآن کریم بھی دوسری کتابوں کی طرح انسانی دستبرد سے نہیں بچا۔ اور اس کے متعلق وعدہ آلہی بھی (معاذ اللہ) جھوٹ ثابت ہوا، یہ ہے حب معاویہ اور بغض علیؓ۔ امیر امان اللہ خاں سے بدنامی کا داغ دور ہو جائے۔ احمدی کافر اور مرتد اور واجب القتل ثابت ہو جائیں، خواہ قرآن کریم اور اسلام کا کچھ باقی نہ رہے۔

مولوی میرک شاہ کہہ دیں گے کہ ہم نے اپنے دعوے کی بنا حضرت عمرؓ کی ایک حدیث پر رکھی ہے۔ آیئے ان کی اس مایہ ناز حدیث کو بھی ایک نظر دیکھ لیں۔ اور اس کے متعلق محدثین و مفسرین کرام کے اقوال کو پڑھ لیں۔ حدیث کے جو لفظ مولوی صاحب نے حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کئے ہیں وہ یہ ہیں۔

ان اللہ قد بعث محمدا — یعنے اللہ جل شانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالحق — صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا وانزل علیہ الکتاب فکان — اور آپ پر کتاب بھی نازل فرمائی اس مما انزل اللہ اٰیۃ الرجم — کتاب کی ایک آیت میں رجم کا حکم بھی فقرأناھا وعقلناھا ووعیناھا — نازل ہوا، پھر ہم نے اس آیت رجم رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ — کی تلاوت کی، اور اس کو سمجھا اور یاد وسلم ورجمنا بعدہ فاخشیٰ — بھی کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا ان طال بالناس زمان — اور ہم نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان یقول قائل واللہ ما — سنگساری کے حکم پر عمل کیا۔ مجھے خطرہ ہے نجد الرجم فی کتاب اللہ — کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم کتاب اللہ میں رجم کی آیت فیضلوا بترک فریضۃ — نہیں پاتے، پس وہ خدا کے اتارے ہوئے فریضہ کے انزلھا اللہ ۵ — ترک سے گمراہ ہو جائیں الا آخرہ

اس حدیث کی بنا پر مولوی صاحب کا یہ دعوے ہے کہ قرآن کریم میں رجم کی آیت تھی، جو اگرچہ مرفوع التلاوت ہو چکی ہے، لیکن اس کا حکم باقی ہے، وہ قرآن کریم میں موجود نہ ہونے کے باوجود قرآن کریم کی دیگر آیات کی طرح معمول بہا اور نافذ العمل ہے، اس مجنونانہ بات کی حقیقت تو شاید کوئی دیوبندی ہی سمجھ سکے۔ کہ جو حکم قرآن کریم میں موجود نہیں وہ نافذ العمل کیونکر ہو سکتا ہے، ایسی خلاف عقل و فہم باتوں کے سمجھنے کے اہل دیوبندی دماغ ہی ہو سکتے ہیں کسی صاحب علم و عقل کے فہم میں یہ بات آنی مشکل ہے۔ تاہم دیکھنا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی طرف جو حدیث منسوب کی گئی ہے۔ وہ کہاں تک صحیح ہے۔ اور آیا فی الحقیقت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما کی آیت قرآن کریم میں نازل ہوئی تھی۔ اور بعد میں مرفوع التلاوت ہوگئی ہے؟

اس بارہ میں سب سے پہلے اس مسلمہ اصول کو ہم لیتے ہیں جس کو بارہا اس بحث کے اندر دہرایا جا چکا ہے، کہ قرآن کریم سے اگر صراحت کے ساتھ ایک بات ثابت ہوتی ہو۔ تو اس کے خلاف کسی حدیث یا کسی اجتہاد کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ قرآن کریم میں زنا کی سزا کھلے طور پر مذکور ہے۔ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ ۵ زانی اور زانیہ کو ایک سو درے لگاؤ۔ ظاہر ہے کہ ان الفاظ کے اندر کوئی ابہام نہیں، کوئی اجمال نہیں جس کی تشریح کیلئے حدیث کی طرف دوڑنا پڑے، کھلے الفاظ میں زنا کی سزا بیان کر دی ہے، اور اس میں رجم کی طرف اشارہ تک نہیں پایا جاتا، اس لئے جو بھی حدیث ہو یا ایسی کسی کی اجتہاد میں قرآن کریم کی اس عبارت النص کے خلاف کوئی بات پائی جاتی ہو۔ اس کو ترک کر دیا جائیگا بالخصوص ایسی حدیث جس سے قرآن کی حفاظت اور وعدہ آلہی انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ۵ کی صداقت پر شبہ وارد ہوتا ہو۔

پھر مفسرین کا ایک اور مسلمہ اصول ہے کہ جو کچھ بھی قرآن کریم کی طرف منسوب ہو، اس میں تواتر ہونا چاہیئے، قرآن کریم کی کوئی ایسی آیت نہیں، جو تواتر کے سلسلہ سے ثابت نہیں، لیکن مولوی میرک شاہ کی پیش کردہ حدیث میں جو آیت بیان ہوئی ہے۔ وہ سلسلہ تواتر سے ثابت نہیں، بلکہ خبر احاد ہے، علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر اتقان میں جو اہلسنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہے، اسی مفروضہ آیت کے متعلق صاف لکھا ہے:۔

لاخلاف ان کل ماھو — اس بات میں کوئی اختلاف نہیں من القرآن یجب ان یکون — کہ ہر بات جو قرآن میں ہو، وہ سلسلہ تواتر متواترا..... فما نقل — سے ثابت شدہ ہونی چاہیئے..... احادا ولم یتواتر یقطع بانہ..... — پس جو ایسی بات نقل ہو کہ احاد لیس من القرآن قطعا — ہو، اور اس کا تواتر ثابت نہ ہو تو وہ قطعاً (اتقان جلد اول صفحہ ۷۹) — قرآن میں سے نہیں،

دیوبندی مولوی کہنے کو تو اہل سنت ہیں۔ تعجب ہے کہ انہوں نے اتقان کے ان الفاظ کو کیوں نظر انداز کر دیا، اور خبر احاد کو اپنے مسلمہ اصول کے خلاف قرآن کریم کی آیت بتاتے ہوئے ذرا خوف خدا سے کام دلیا،

خود اس حدیث کو دیکھ لو۔ اس میں حضرت عمرؓ کی طرف یہ الفاظ منسوب کئے گئے ہیں۔

فکان مما انزل اللہ اٰیۃ الرجم فقرأناھا وعقلناھا ووعیناھا رجم رسول اللہ صلعم — اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا اس میں رجم کی آیت بھی تھی۔ ہم نے اس کی تلاوت کی، اور اسے یاد کیا۔ الخ

اس فقرہ میں فقرأناھا کا لفظ قابل غور ہے جس کے معنے مولوی میرک شاہ نے کئے ہیں "اور پھر ہم نے اس آیت رجم کی تلاوت کی" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی وقت آیت رجم قرآن کے اندر موجود تھی، اور مسلمان اس کی تلاوت کیا کرتے تھے، لیکن صاحب فتح الباری نے ایک اور طریق سے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے اور اس میں یہ لفظ آتے ہیں:۔

فقال عمرؓ لما نزلت اٰیۃ الرجم اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت اکتبھا فکانہ کرہ ذالک — عمرؓ نے فرمایا کہ جس وقت رجم کی آیت نازل ہوئی، میں نبی کریم صلعم کے پاس آیا، اور آپ سے کہا کہ کیا میں اس کو لکھ لوں، تو آپ نے اس کو برا منایا۔

اب ایک طرف اس آیت کی تلاوت ہوتی ہے، اس کو قرآن کے اندر شامل سمجھا جاتا ہے، اور دوسری طرف خود حضرت نبی کریم صلعم قرآن کریم کے اندر اس کا لکھا جانا برا مناتے ہیں، قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس کو لکھنے سے حضرت نبی کریم صلعم نے منع کیا ہو، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، کہ جس وقت کوئی آیت نازل ہوتی اسی وقت آپ حکم دیتے، کہ اس کو فلاں سورت میں فلاں مقام پر لکھا جائے، ہاں حدیث کے لکھنے سے آپ نے منع فرمایا، کہ مبادا قرآن کریم کے ساتھ ملتبس ہو جائے، الشیخ والشیخۃ والے فقرہ کو بھی اگر آپ آیت سمجھتے تو اس کے لکھنے سے منع نہ فرماتے۔ یا اس پر کراہیت کا اظہار نہ کرتے، آخر جب قرآن کریم کے اندر اس کی تلاوت ہوتی تھی، تو اس کو لکھنے میں کونسی چیز مانع تھی۔ یہ تخالف و تضاد خود اس کو پایۂ اعتبار سے ساقط ٹھیرا رہا ہے۔

پھر ایک اور روایت میں اسی حدیث کے ساتھ یہ الفاظ بھی حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں:۔

والذی نفسی بیدہ لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتھا بیدی — اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمرؓ نے اللہ کی کتاب میں زیادتی کی ہے، تو میں اس کو اپنی ہاتھ سے لکھ دیتا

دوسری روایت میں ہے لکتبتھا فی آخر القرآن میں اس کو قرآن کے آخر میں لکھ دیتا،

اول الذکر فقرہ سے صاف ظاہر ہے، کہ حضرت عمرؓ خود بھی اس کا قرآن کریم کے اندر لکھا جانا اس پر زیادتی خیال کرتے ہیں۔ ورنہ اگر فی الحقیقت یہ قرآن کریم کی آیت ہوتی، تو لوگ خواہ کچھ کہتے۔ آپ قرآن کریم کے اندر اس کو لکھ دیتے، اور جیسا کہ آپ کی دیانت اور دوسرے افعال سے ظاہر ہے، لوگوں کے اعتراضات کی ہرگز

۔اگر قرآن کی یہ آیت ہوتی تو آپ لوگوں کے اس اعتراض علمہا فی کتاب اللہ جواب دیتے اور اس کی تردید کرتے۔ لیکن آپ اس اعتراض کو تسلیم کرتے ہیں، اور اس کو کتاب اللہ کے اندر نہیں لکھتے، اور الکتبتہا فی آخر القرآن کہہ کر یہ بتا دیتے ہیں۔ کہ یہ قرآن کریم کی کسی سورت کی آیت نہیں۔ بلکہ ایک ایسا فقرہ ہے جس کو اس کے متن سے کوئی بھی تعلق نہیں۔

دیوبندیوں کا طبقہ ایک اور طریق سے بند کیا جا سکتا ہے، اگر فی الواقعہ یہ قرآن کریم کی آیت ہے، اور اسلام میں زنا کی سزا رجم ہے، تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں، کہ لونڈیوں کے متعلق کیا طریق اختیار کیا جائے گا، کیونکہ ان کے بارہ میں قرآن کریم فرماتا ہے، کہ

فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنت من العذاب پس جب وہ قید نکاح میں آ جائیں اور پھر زنا کی مرتکب ہوں۔ تو ان پر آزاد عورتوں سے نصف سزا ہے،

جناب "مولینا" میرک شاہ صاحب فرمائیں کہ اگر زنا کی سزا رجم ہے تو لونڈی کو نصف رجم کیونکر کیا جائے گا، غالباً اس کے لئے بھی دیوبند میں کوئی آیت قرآنی گھڑ لی گئی ہوگی، تاکہ وقت پر کام آ سکے، خواہ قرآن کا کچھ باقی رہے یا نہ رہے، بہرحال انہیں چاہیئے، کہ رجم کو زنا کی سزا ثابت کرنے سے پیشتر مندرجہ بالا آیہ کریمہ کا مطلب اور تفسیر شائع فرمائیں، تاکہ دیوبند کی علمیت اور قرآن دانی کا حال لوگوں پر منکشف ہو جائے۔

اس کے ساتھ ہی ہم ان احادیث کے متعلق بھی جن میں رسول اللہ صلعم کی طرف یہ منسوب کیا گیا ہے، کہ آپ نے رجم کی سزا دی، اس قدر بتا دینا چاہیئے، کہ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ رسول اللہ صلعم کا وہ عمل کس وقت کا ہے، یہ ثابت کرنا دیوبندی "ملانوں" کا کام ہے کہ جس وقت فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ والی آیت نازل ہوئی، اس کے بعد آنحضرت صلعم نے کسی کو رجم کیا ہو، جب تک یہ ثابت نہ ہو، اس وقت تک رجم کی سزا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دینا ہرگز جائز نہیں۔ حکم کے نازل ہونے سے پہلے کا جو فعل ہو، وہ حجت نہیں ہو سکتا،

آخر میں یہ بھی دریافت طلب امر ہے کہ زیادہ سے زیادہ زنا پر دیوبندی مولویوں نے رجم کی سزا احادیث سے نکالی، آیا ارتداد پر بھی رجم کی سزا ہے؟ اس کو انہوں نے چھوا تک نہیں، آخر ہمارا زیر بحث مسئلہ ارتداد ہے، اس کو چھوڑ کر ادھر ادھر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ یا کم از کم اس کو نظر انداز کیوں کیا جاتا ہے، کیوں نہیں دیوبندی مولوی بتاتے، کہ حکومت افغانستان نے نعمت اللہ خاں کو قرآن کریم کی فلاں آیت اور فلاں حدیث سے کیوں سنگسار کیا؟ نعمت اللہ خاں کا ارتداد کس وقت ثابت ہوگا۔ وہ کیا جانے گا، ابھی ہمارے ابتدائی سوالات کا جواب ارتداد کی تعریف سے متعلق ہیں۔ جواب دیوبندیوں کے ذمہ ہے لیکن سوال یہ ہے، کہ حکومت افغانستان نے اسے مرتد قرار دے کر جو سزا تجویز کی۔ اور اس پر دیوبندیوں اور جمعیت العلما نے صاد کیا، وہ قرآن کی کس آیت اور کونسی حدیث سے ثابت ہوتی ہے، یعنی ارتداد پر کسی کو رجم کرنے کا حکم کہاں ہے؟

باب اور بہاء اللہ کا دعوے

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے بہائیوں کے اخبار "کوکب ہند" کے حوالہ سے یہ لکھا تھا کہ ایک طرف تو باب اور بہاء اللہ پر نبی اور رسول کا لفظ بقول کوکب ہند اطلاق نہیں پاتا، اور دوسری طرف یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ باب اور بہاء اللہ کی وحی ما یوحی الی المرسل کا مرتبہ رکھتی ہے، جب ان کی وحی ما یوحی الی المرسل کے مرتبہ پر ہے تو ان کے دعوے رسالت سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے،

اس کے جواب میں آگرہ کی بہائی جماعت کے سرگروہ جناب حشمت اللہ صاحب نے ایک نوٹ ہمیں بھیجا ہے جس میں اس بات کی توضیح کی گئی ہے کہ

"حضرت باب اور بہاء اللہ نے نئی اصطلاحات استعمال کی تھیں اور گرامی بات کہ مدنظر رکھ کے کوکب ہند میں یہ لکھا گیا تھا کہ "الفاظ نبی و رسول ہمارے علم کلام میں حضرت باب و بہاء اللہ پر اطلاق نہیں ہوتے [illegible]

ہیں جو موعود اسلام کا ہونا چاہیئے"
اسی کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ
"ظاہر ہے کہ موعود اسلام مبعوث من اللہ۔ مامور من جانب اللہ ملہم بوحی ربانی ہوگا"

گویا موٹے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے، کہ جس کو ہم اصطلاح اسلام میں نبی و رسول کہتے ہیں۔ اسی کو بہائی اصطلاح میں مبعوث من اللہ مامور من جانب اللہ، ملہم بوحی ربانی کہا جاتا ہے، صرف لفظوں کا فرق ہے ورنہ حقیقت وہی ہے، اور باب اور بہاء اللہ کو جو موعود اسلام کہا جاتا ہے، تو اس سے بھی مراد در اصل یہی ہے، کہ وہ نبی و رسول کے مرتبہ پر ہیں، اور ان کی وحی ما یوحی الی المرسل کی شان رکھتی ہے، اور لا نفرق بین احد من رسلہ میں بہائی لوگ باب اور بہاء اللہ کو بھی شامل سمجھتے ہیں۔

بہتر ہوگا اگر معاصر "کوکب ہند" یا جناب حشمت علی صاحب اس صاف اور سیدھی بات کو الفاظ یا اصطلاحات کے پردہ میں چھپانے کے بجائے صفائی کے ساتھ لکھ دیا کریں تاکہ ان کی اس بات سے کہ ہم باب اور بہاء اللہ کو نبی و رسول نہیں مانتے، سادہ لوح لوگوں کو دھوکا نہ ہو،

مولوی ظفر علی خاں صاحب اور جماعت احمدیہ

مولوی شفاعت اللہ خاں صاحب منتظم "زمیندار" کی طرف سے ایک کارڈ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں پہنچا ہے، جس میں آئندہ ۳۔ نومبر کو مولوی ظفر علی خاں صاحب کے رہا ہو کر تشریف فرمائے لاہور ہونے کی خوشخبری دیتے ہوئے ان کے "خیر مقدم کی شاندار اور شایان شان تیاریوں" کے لئے استدعا کی گئی ہے۔

ہمیں سمجھ نہیں آیا۔ کہ یہ دعوت حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام کیوں بھیجی گئی، کیا جو قوم مرتد ہے، اور "زمیندار" اور اس کے واجب الاحترام علما کی طرف سے اس پر قتل کا فتوے عائد ہو چکا ہے، اس کو اس قسم کی دعوت بھیجنی جائز ہے؟ تعجب ہے کہ اس دعوت کے رو سے ہم مسلمان بھی ہیں اور "زمیندار" کے کھلے فتوے کے مطابق مرتد بھی، اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا جہاں پائے جائیں پکڑ لئے جائیں اور نہایت بری طرح قتل کئے جائیں، کے زیر عتاب بھی ہیں، اور اس اسلام و حریت کی پالیسی معلوم ہوتا ہے۔

"زمیندار" اور راہ
مذہب کچھ اور ہے اور بیرون

خواجہ حسن نظامی اور قتل مرتد

۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء کے "زمیندار" میں خواجہ حسن نظامی نے ایک مضمون بعنوان "آریہ سماج کے آنسو ایک قادیانی کے غم میں" لکھا ہے اور اس میں بتایا ہے،

دہلی کی آریہ سماج نے ایک جلسہ کر کے مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی سنگساری پر جو اظہار الم کیا ہے، اس کا اندرونی مقصد یہ ہے کہ

"مرتد کے مسئلہ کو خوفناک بنا دیا جائے اور مسلمانوں کی عام رائے اس کے خلاف کر دی جائے۔ تاکہ آئندہ مسلمانوں کو مرتد کرنا معمولی اور بے خطر بات ہو جائے"

اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ اس وقت تک جو مسلمان باقی ہیں وہ اسی وجہ سے مسلمان ہیں۔ کہ مرتد ہونے سے انہیں قتل ہو جانے کا اندیشہ ہے، ان کے سروں پر چونکہ تلوار ہے، اس لئے وہ مسلمان ہیں۔ ورنہ وہ کبھی کے آریہ سماجی ہو چکے ہوتے، کیا مسلمان اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر فی الحقیقت یہ صحیح ہے، کہ جب تک یہ مسئلہ باقی ہے، اس وقت تک بقول خواجہ حسن نظامی آریہ سماج کا "کوئی حکمت" مسلمانوں کو "مرتد ہونے پر آمادہ نہ کر سکے گی" تو سوال یہ ہے کہ ایک لاکھ مسلمانوں کی شدھی جو گذشتہ سالوں میں وقوع پذیر ہوئی۔ کن وجوہات کی بنا پر تھی۔ کیا اس وقت یہ خطرہ موجود نہ تھا؟ ہاں ایک ہی ذریعہ اس خطرہ سے فائدہ اٹھانے کا ہے، وہ یہ کہ ہندوستان میں بھی قتل مرتد کا حکم جاری کیا جائے، خواجہ حسن نظامی تو اب بھی اس حکم کو اپنی جگہ پر ہندوستان میں، قائم سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس پر عمل نہ کر سکیں بہتر ہوگا کہ وہ مولوی کفایت اللہ صاحب کو بھی اپنے ساتھ شریک کریں جو ہندوستان میں اس کو جائز نہیں سمجھتے، اور پھر دونوں فوراً تلواریں سونت کر علاقہ ارتداد میں پہنچ جائیں، اور ایک لاکھ مرتد مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیں یا جو مسلمان اسلام سے نکل کر عیسائیت کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان کو [illegible]

اور اسلام کی ... کے کھرا میں پیدا ہوتے ...

فرقہ آرائی اور تنظیم

معاصر "تنظیم" اسلامی اخبارات کی موجودہ روش کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

اسلامی اخبارات جن کے اختیار میں رائے عامہ کی باگ ہے لوگوں کو سیدھی راہ پر لانے اور انہیں فرقہ آرائی کے مفاسد و مفاسد سے آگاہ کرنے کے بجائے خود جماعت سازی کو تقویت دے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ تو کہتے ہیں کہ ہندوستان کی قومیت متحدہ اور ملک کی آزادی کے لئے تنظیم اور تبلیغ اسلام کو ملتوی کیا جا سکتا ہے، مگر ان کی ستم ظریفی دیکھیئے، کہ وہ فرقہ آرائی کے ہلاکت آفریں مباحث کو خیرباد نہیں کہہ سکتے۔ اگر تنظیم اور تبلیغ و اشاعت اسلام کی "فرقہ وارانہ" مساعی کو ملکی آزادی کے لئے پس پشت ڈالا جا سکتا ہے، تو کیا مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی حکمت عملی کو کچھ مدت کے لئے معرض التوا میں نہیں ڈالا جا سکتا، تنظیم کی بدولت تو خیر "مسلمانوں کے سب سے بڑے ترجمان اور سب سے بڑے سرفروش مجاہد" کے نزدیک ملک میں "انتشار و افتراق ہر جگہ جاری و ساری ہے" لیکن فرقہ آرائیوں کو تقویت دینے میں کون سی بھلائی متصور ہے، کیا اس طرح تنظیم کے پیدا کردہ "انتشار و افتراق" کی تلافی ہو جائے گی۔ کیا کافرگری میں سمینٹ کی تاثیر بھی ہے، کیا اغراض کفر کے لئے گروہ سازی۔ قوم میں پیوستگی پیدا کر دے گی۔ کیا اس سے "وہ حقیقی روح اور اصلی جوش" پیدا ہو جائے گا۔ جو "حریت و آزادی ہی کی تحریک کا حصہ ہے؟"۔

ہمارے لائق معاصر کو اسلامی اخبارات و بالخصوص "زمیندار" کی اس روش سے ہراساں نہ ہونا چاہیئے، کہ ان کی خاص اغراض کی تکمیل اس کے بغیر ناممکن ہے، کہ مسلمانوں میں افتراق و انشقاق پیدا کیا جائے، مسلمانوں کو لڑانے میں انہیں مزا آتا ہے، اور مالی منفعت کا راز بھی اسی کے اندر پنہاں ہے، اسلام کا کچھ رہے یا نہ رہے، مسلمان خواہ کتنے ہی ذلیل و رسوا کیوں نہ ہو۔ انہیں اپنی خاص اغراض سے واسطہ ہے جس ذریعہ سے بھی وہ پوری ہوں۔ وہ اس کو اختیار کر لیں خواہ قرآن کو ہی غیر مکمل اور محرف و مبدل کیوں نہ ثابت کرنا پڑے۔ ان دلائل آفرینی سے کام نہیں چل سکتا۔ نہ ان نام نہاد ... پر افسوس کرنے سے کچھ حاصل۔

مسیحیت اور سائنس

معاصر "نور افشاں" نے "مذہب اور سائنس" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے، جس میں اس اصول کو پیش کرتے ہوئے کہ خدا تعالے کی قولی کتاب اس کی فعلی کتاب یعنے صحیفہ فطرت کے مطابق ہونی چاہیئے بعض مسیحی سائنس دانوں کا یہ اعلان شائع کیا ہے کہ

"سائنس ہرگز کامل نہیں ہے، لیکن روبہ ترقی ہے بالفعل ہماری محدود عقل ہم کو اس قابل کرتی ہے، کہ آئینہ میں دھندلا سا دیکھیں، اور ہمیں یقین ہے، کہ ایک وقت آ جائے گا کہ جب یہ دونوں آلہی الہام ہر ایک بات میں مطابق نظر آئیں گے"

اس اعلان سے "نور افشاں" نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ مسیحیت سائنس کے عین مطابق ہے، حالانکہ صاف طور پر مسیحیت سے صحیفہ فطرت کی مخالفت کا اظہار کیا گیا ہے، ہاں اس بات کی امید لگائی گئی ہے کہ آئندہ کسی وقت صحیفہ فطرت سے اس کی مطابقت ہو جائے گی۔ لیکن آئندہ پر انہیں امید رکھنے کی کیا ضرورت ہے، جب اس وقت بھی ڈین آف کارلائل۔ ڈین انج کینن بارنس، اور دیگر کئی ایک مقتدر مسیحی مسیحیت کی شکل و صورت ایسی بنا چکے ہیں۔ جو اگرچہ "نور افشاں" کے کلیسائی مذہب کے مطابق نہ ہو لیکن ایک حد تک عقل و فہم کے مطابق ضرور ہے۔ اگر مسیح کے کنواری پیٹ سے پیدا ہونے کا انکار کر کے کوئی شخص مسیحی رہ سکتا ہے۔ اگر اس کی الوہیت سے منکر ہو کر اور اسے انسان محض سمجھ کر کوئی شخص عیسائی کہلا سکتا ہے اگر اس کے معجزات اور فوق الفطرت کارناموں کی تردید کر کے اور مسیح کے زندہ ہو جانے اور آسمان پر چڑھ جانے کے عقیدہ کو علانیہ رد کر کے کوئی شخص کلیسا کی رکنیت کا اہل ہو سکتا۔ اور ڈین جیسے منصب پر فائز رہ سکتا ہے تو اس قسم کی مسیحیت یورپ اور امریکہ میں اس وقت بھی موجود ہے جس کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ صحیفہ فطرت یا موجودہ سائنس سے ذرا بھی اختلاف رکھتی ہے لیکن معاصر ...

پیشگوئیوں پر اصولی بحث

مولوی محمد امین صاحب دانوی کے قلم سے

عام طور پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی فلاں فلاں پیشگوئی بلفظہٖ پوری نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ مثیل مسیح اور مجدد الوقت ہونے میں جھوٹے ہیں۔ حالانکہ پیشگوئیوں کے معاملہ پر اگر اصولی رنگ میں غور کیا جائے تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ بلفظہٖ ان کا پورا ہونا کوئی ضروری اور لابدی امر نہیں نہ اس سے پیشتر کبھی کسی بڑے سے بڑے انسان کی پیشگوئیاں لازماً ساری کی ساری پوری ہوئی ہیں۔ قرآن کریم اس بات پر شاہد ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی پیشگوئیوں میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اور بعض پوری بھی نہیں ہوتیں۔ اور اولیاء لکھتے ہیں کہ نبی اور ولی کی ہر ایک پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ نہ پورے ہونے میں بھی نبی اور اُمت کی روحانی تربیت اور اصلاح اور بہتری مطلوب ہے اور قرآن شریف اور احادیث اور تواریخ سے ثابت ہے کہ امور کے بعض ایسے الہامات اور پیشگوئیوں پر اعتراض اور انکار کرنے والوں کو اسلام نے کافر اور گمراہ قرار دیا ہے۔ اب پہلے بطور نمونہ قرآنی پیشگوئیوں اور ان کے انجام پر غور کرو۔

(۱) **قرآنی پیشگوئی**: ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو قرآن مجید میں تین دفعہ نازل ہوئی ہے۔ دیکھو سورۃ توبہ۔ سورۃ فتح اور سورۃ یوسف۔ اور اس پیشگوئی کے صریح لفظی ترجمہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم کی زندگی ہی میں خود نبی کریمؐ کے ہاتھ سے اسلام غالب اور کفر مغلوب ہو جائے گا اور اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا اور تمام اہل عرب کا بھی یقین کامل تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جس دن نبی کریم فوت ہوئے تو بجز اہل مکہ مدینہ اور طائف کے باقی اکثر لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے اور کچھ مرتد ہو گئے۔ عوام تو بجائے خود حضرت عمرؓ جیسے صحابی بھی از حد مضطرب تھے اور وہ نبی کریمؐ کی وفات کا نام لینے والے کا سر کاٹنے کے لئے تلوار لئے پھرتے تھے۔ اور عوام مختلف خیالات ظاہر کرتے تھے جیسے کہ لکھا ہے۔

توھّم بعض المؤمنین انہ اعمی علیہ او عرج کعیسیٰ علیہ السلام او انہ یعیش عمراً طویلا... کتوہم ان انہ خاتم الانبیاء فیبقی بین الخلق اجمعین الی یوم الدین والحاصل ان موتہ لم یتحقق عند اکثر المؤمنین فکان یترتب فتنۃ عظیمۃ من ارجاف المنافقین۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے تمام صحابہ کو مسجد میں جمع کر کے منبر پر کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اے مضوا وماتوا ویموت مثلہم کما اشار الیہ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد۔ مختصراً از مسند امام اعظم صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹ وغیرہ تفاسیر و کتب تواریخ معتبر اسلامیہ ملاحظہ ہوں۔ اب میں ان لوگوں سے جو حضرت مرزا صاحب کی بعض پیشگوئیوں کے پورے نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مجددیت کی تکذیب اور تردید کرتے ہیں۔ یہ پوچھتا ہوں کہ جو لوگ نبی کریم کی وفات کے وقت اس لئے اسلام سے مرتد ہو گئے تھے کہ نبی کریمؐ کی بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں کیا وہ حق بجانب تھے۔ ہرگز نہیں۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی عوام کے خیال کے مطابق پوری نہ ہوئی تو اس سے ان کے دعویٰ مجددیت اور مثیل مسیح ہونے کی کیوں تردید کی جاتی ہے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں بنی اسرائیل کو یہ خوشخبری یا پیشگوئی سناتے ہیں۔ یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم (سورۃ مائدہ) یعنی اے قوم بنی اسرائیل! جاؤ! کنعان کی مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ۔ اور یہ تمہارے نام پر لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ کتاب پیدائش باب ۴۸ اور باب ۵۰ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی پیشگوئیوں میں لکھا ہے۔ مگر جب بنی اسرائیل سرحد کنعان پر پہنچے۔ اور عمالقہ قوم جو اس وقت سرزمین کنعان پر قابض تھی... خالفت کا حال معلوم ہوا تو حضرت موسیٰ سے جاؤ تم اور تمہارا رب جا کر..... ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے (مائدہ) جس کی پاداش میں ان کو بجائے کنعان کی فتح کے یہ جواب ملا۔ قال فانھا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ یتیہون فی الارض (مائدہ) اور اس چالیس سال کے عرصہ میں وہ لوگ جو فاذھب انت وربک کہنے والے تھے ہلاک ہو گئے۔ اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہم السلام بھی بحسرت اس بیابان میں اس جہان سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

اب منصف مزاج حق پسند بتا دیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مندرجہ بالا پیشگوئی پوری ہوئی یا نہ۔ اگر نہ تو اس کے وجوہات بیان کریں۔ پس جو تاویل آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس پیشگوئی کی کریں گے ویسی ہی تاویل آپ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کی کر سکتے ہیں۔

جس زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں بنی اسرائیل اور فرعون کو اپنے الہامات اور پیشگوئیاں سنا رہے تھے۔ ان دنوں میں ایک شخص جو آل فرعون میں سے تھا۔ اس نے یہ کہدیا تھا کہ اے لوگو تم کیوں موسیٰؑ کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ اگر یہ اپنے دعویٰ مامور من اللہ ہونے میں سچا ہے تو اس کی یہ بعض پیشگوئیاں پوری ہو جائیں گی اور اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کے اس جھوٹ کا وبال بھی اس کے سر ہے جس کا ذکر اس آیت ذیل میں درج ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ۔ تعجب ہے کہ ایک فرعونی قبطی نو مسلم کو تو اتنی سمجھ ہے کہ نبیوں کی سب پیشگوئیاں پوری نہیں ہوا کرتیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو پیشگوئی فرعونیوں کی تباہی کے لئے کی تھی وہ پوری ہو گئی اور جو پیشگوئی بنی اسرائیل کو کنعان میں لیجانے کے لئے کی تھی وہ موسیٰؑ کی عین حیات میں پوری نہیں ہوئی۔ تعجب ہے کہ ایک قبطی نو مسلم تو اس نکتہ معرفت کو سمجھتا ہے کہ انبیاء کی سب پیشگوئیاں پوری نہیں ہوا کرتیں۔ اور حضرت پیران پیر صاحب اور حضرت امام ربانی صاحب مجدد الف ثانی وغیرہ اولیائے کرام لکھتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء کی سب پیشگوئیاں پوری نہیں ہوتیں مگر علماء حنفیہ اور وہابیہ ان کی ان تحریرات کو نہیں مانتے حنفی علماء تو شاہ ... کی تحریر مندرجہ فتوح الغیب کو اس لئے نہیں مانتے نے ترجمہ ہے۔ دیکھو غنیۃ الطالبین "ذکر فرق ضالہ" صاحب کی تحریرات کو اس لئے نہیں مانتے کہ انہوں نے غیر مقلد کو گمراہ لکھا ہے۔ الغرض ہمارے مخالفین معترضین شتر بے مہار کی طرح بلا کسی اصولی پابندی کے جدھر جی چاہا چلے جاتے ہیں۔

حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے دعاوی اور پیشگوئیاں

حضرت سید احمد صاحب بریلوی شہید و رئیس المجاہدین کے دعاوی اور چند پیشگوئیاں نقل کرتا ہوں تاکہ جو لوگ حضرت موصوف کو اپنا مقتدا اور پیشوائے اسلام اور ولی اللہ یقین کرتے ہیں۔ وہ ان کے دعاوی اور پیشگوئیوں کا انجام ملاحظہ کریں۔ اور حضرت اقدس مجدد الوقت مسیح الزمان کی پیشگوئیوں پر اعتراض کرنے وقت ذرہ شرافت اور عقل سلیم سے کام لیا کریں۔

دعوے خلافت

میری خلافت آیہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور حدیث مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً اور اقوال فقہاء اور اجماع علماء و صلحاء و امراء و قوم اور الہامات ربانی لاریبیہ کی بناء پر بلا کسی شک شبہ کے ثابت ہے۔ اور میری خلافت کا منکر۔ کافر۔ فاسق۔ منافق۔ بیدین اور واجب القتل ہے۔ اور اس پر نماز جنازہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ مختصراً دیکھو کتاب سوانح احمدی کے صفحات ۲۳۲-۲۳۳-۲۳۹-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۵۰-۲۵۲-۲۵۸-۲۵۹-۲۷۱-۲۷۲-۲۸۵-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۳۰۲-۳۰۳-۳۱۲-۳۱۴-۳۲۱ وغیرہ۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید فرماتے ہیں کہ مخالفین حضرت امام سید احمد صاحب مرتد اور اصلی کافر ہیں۔ اور ان کا قتل واجب اور ان کے مال و اموال بطور مال غنیمت کے تقسیم کرنا جائز ہے۔ دیکھو حیات طیبہ سوانح مولوی صاحب شہید مؤلفہ مرزا حیرت دہلوی صفحہ ۲۹۱ وغیرہ۔

۱۔ یہ یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہو کر ہر مردہ سنت بلوی زندہ نہ ہو لیگی۔ انشاء رب العزت مجھے نہیں اٹھا لے گا۔ اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تم کو دے اور اگر تصدیق خبر حلف بھی کرے کہ سید احمد میرے روبرو مارا گیا تو تم اس کے قول پر ہرگز اعتماد نہ کرنا۔ کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزوں کو میرے ہاتھ پر پورا کر کے مجھ کو مارے گا۔ سوانح احمدی صفحہ ۲۰ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی

۲۔ امید قوی از کریم مطلق و رحمت رحیم برحق چنان است کہ غلبۂ دین برحق بزدیات بالطلہ جلوہ پذیر می گردد۔ و غالطرح دارند و ہرگز براخبار رواہیہ کہ منافقین برائے رنجانیدن مؤمنین افشا می نمایند اعتماد نہ داریند۔ صفحہ ۲۵۲۔

۳۔ بموجب اشارات غیبی و بشارات لاریبی کہ این فقیر بہ آں مستبشر است عنقریب بہ فتح و نصرت جلوۂ ظہور خواہد داد۔ و خرابی فتنۂ بلاد کفار نگوں سار از پشاور تا دریائے ستلج در دست تصرف انصار اخیار خواہد داد صفحہ ۳۰۲۔

۴۔ اما با بر تاکید بطریق تجربہ می گویم کہ خدائے پاک عالم سراسر تجلیات را گواہ می نمایم کہ داعیہ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و عناد از دل اخلاص منزل میجوشد۔ اسلاشبہ وسوسۂ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی بر این داعیہ ربانی محفوظ گشتہ۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ شَہِیْدٌ۔ (صفحہ ۲۴۴ سوانح احمدی)

۵۔ این داعیہ گزین فقیر و خاکنشین حقیر اولاً بہ اشارات غیبی و الہامات لاریبی بہ لیاقت خلافت مستبشر گردانیدہ۔ و ثانیاً بتالیف قلوب جمع کثیر از اہل اسلام بہ آں منصب امامت مشرف ساخت (صفحہ ۲۷۱)

۶۔ بطریق الہام ربانی و کلام بہ اشارات غیبی در باب امامت مشرف ساختند۔ و بہ اشارات لاریبی در باب فتح و ظفر مبشر در معاملات حقہ باعلائے کلمہ رب العالمین و احیاء سنت سید المرسلین و استیصال کفرہ متمردین مامور ساختند و در مواعید صادقہ بلقب مظفر منصور نواختند۔ الخ صفحہ ۲۵۸

ایسی کئی پیشگوئیاں کتاب سوانح احمدی کے صفحات ذیل میں بھی لکھی ہوئی ہیں۔ صفحہ ۲۴۲-۲۴۳-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۵۲-۲۵۸-۲۷۱-۲۸۲ وغیرہ۔ ان سب الہامات کے متعلق مصنف کتاب لکھتا ہے۔

بجائے اس یقینی فتح کے۔ اسکو (سید شہید کو) بالاکوٹ میں ایسی ہزیمت ہوئی کہ وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو صفحہ ۱۸۱

اور باقی بھی سب دنیا جانتی ہے کہ حضرت سید صاحب شہید کی یہ الہامی پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ مگر پھر بھی کئی ایک مسلمان سید صاحب کو اپنا مقتدا اور رئیس الشہداء اور ولی اللہ تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ یا جتنا قدر بھی حضرت شہید نے کیا اہل دل لوگ اسے غنیمت جانتے ہیں کیونکہ عقلمند کام کو دیکھا کرتے ہیں نہ انجام کو۔ اگر کسی نبی یا ولی اللہ کی کوئی پیشگوئی پوری نہ ہو تو نہ سہی کیونکہ بعض پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے میں بھی خلق خدا کی بھلائی ہے۔ جیسے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

انما لم یستجب العارف کل ما یسئل ربہ عزوجل ولم یوف لکل وعد لئلا یغلب علیہ الرجاء فیہلک لانہ ما من حالۃ ومقام الا لہ الخوف والرجاء ھما کجناحی طائر لا یتم الا بہما۔ مقالہ ۲۴ فتوح الغیب۔

ترجمہ: عارف کا ہر ایک سوال جو وہ خدا سے مانگتا ہے قبول نہیں کیا جاتا۔ اور سب وعدے پیشگوئیاں اسکے لئے پوری نہیں کی جاتیں اسلئے کہ اس پر امید غالب نہ ہو جائے کیونکہ کوئی حالت اور مقام ایسا نہیں ہے جس کے لئے دو حالتیں نہیں ہیں۔ خوف اور امید دونوں مثل پرندے کے دو بازوؤں کے ہیں کہ جو پرندہ جب تک وہ دونوں بازو موجود نہ ہوں اڑ نہیں سکتا۔ اسیطرح حالت اور مقام کامل نہیں ہوتا۔ مگر خوف اور امید سے بلفظہٖ۔

اب جو لوگ حضرت پیر صاحب کو عالم اکمل اور ولی اکمل مانتے ہیں وہ حضرت پیر صاحب کے اس فیصلہ کو قابل کتاب ہمیں پر غور پڑھ کر بتائیں کہ آپ لوگوں کا یہ اعتراض کہ حضرت مرزا صاحب کی فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کہاں تک جائز ہے۔ پھر حضرت امام ربانی صاحب مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں

ان کے پورے نہ ہونے کے تمام وجوہات لکھے ہیں جن سے کوئی ذی علم ذی شعور مسلمان کبھی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ چنانچہ امام ربانی فرماتے ہیں:۔

ازکشوف کونی چہ نوبسد کہ بجا مجال خطا بسیار است و مظنۂ غلط غالب وجود عدم آں رامساوی باید دانست۔ اگر پرسند سبب چیست کہ در بعضے کشوف کونی کہ از اولیاء اللہ صادر میگردد غلط واقع می شود۔ و خلاف آں بظہور می آید۔ مثلاً خبر کردند کہ فلانی بعد از یک ماہ خواہد مرد ۔۔۔ از سفر یا مراجعت خواہد نمود۔ اتفاقاً بعد از یک ماہ ازیں دو چیز ہیچ کدام بوقوع نیامد۔ درجواب گوئیم کہ حصول آں کشف و مخبر عنہ مشروط بشرائط بود است کہ صاحب کشف آں دراں وقت بتفصیل آں شرائط اطلاع نیافتہ و حکم کردہ بحصول آں شے مطلقاً یا آنکہ گوئیم حکمے از احکام لوح محفوظ بر عارفے ظاہر شد کہ آں حکم فی نفسہ قابل محو و اثبات است و از قبیل قضاء معلق۔ اما آں عارف را از تعلیق و قابلیت محو وے خبر نہ۔ دریں صورت اگر بمقتضائے علم خود حکم کند ناچار احتمال تخلف خواہد داشت۔

منقول است کہ روزی جبریل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش حضرت پیغمبر ما علیہ الصلوٰۃ والسلام آمدہ اخبار کرد۔ در حق شخصے کہ ایں جوان فردا علی الصباح خواہد مرد۔ حضرت پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام را بر حال جوان رحم آمد۔ پرسیدند کہ از دنیا چہ آرزو داری گفت۔ دو چیز منکوحہ بکر۔ و حلوا۔ فرمودند تا ہر دو مہیا ساختند۔ آں جوان غب با اہلیہ خود در خلوت خانہ نشستہ بود و طبق حلوا در پیش اتفاقاً سائل محتاج بر در آمدہ اظہار احتیاج نمود۔ ایں جوان طبق حلوا را در دست بر داشتہ بآں فقیر داد۔ چوں صباح کہ حضرت پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام انتظار خبر فوت آں جوان بردند۔ چوں دیر شد فرمودند کہ خبر بیارید کہ آں جوان چہ حال دارد خبر آوردند کہ خوش و خرم است۔ متحیر ماندند۔

دریں اثنا حضرت جبریل علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آمد و گفت کہ تصدق حلوا دفع بلائے آں جوان نمود۔ زیر بستر او مار کلانے یافتند کہ مردہ و در درون آں مار آں قدر حلوا کوفتہ اند کہ از بسیاری حلوا جان دادہ است۔ و ایں حقیر ایں نقل را می پسندد و تجویز خطا بر جبریل امین نمی نماید کہ حامل وحی قطعی است و احتمال خطا بر حامل وحی تجویز نمودن مستشنع میداند۔

مگر آنکہ گوئیم عصمت و امانت و عدم احتمال خطائے او مخصوص بوحی است کہ تبلیغ است از قبل حق سبحانہ تعالیٰ و ایں خبر از قسم وحی نیست بلکہ اخبارات از علمی و مستفاد از لوح محفوظ است کہ محل محو و اثبات است۔ پس خطا را دریں خبر مجال پیدا شد کہ بخلاف وحی کہ مجرد تبلیغ است فافترقا کالفرق بین الشہادۃ و الاخبار فان الاول معتبر فی الشرع لا الثانی۔

بداں ارشدک اللہ تعالیٰ سبحانہ کہ قضا بر دو قسم است قضائے معلق و قضائے مبرم۔ در قضائے معلق احتمال تغیر و تبدل است۔ و در قضائے مبرم تغیر و تبدیل را مجال نیست۔ قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ایں قضائے مبرم است۔ و در قضائے معلق میفرماید يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ قضاء معلق بر دو گونہ است۔ قضائیست کہ تعلیق او را در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند و ملائکہ را بر آں اطلاع دادہ۔ و قضائیکہ تعلیق او نزد خدا جل شانہ و بس در لوح محفوظ صورت قضاء مبرم دارد و ایں قسم اخیر از قضاء معلق نیز احتمال تبدیل دارد۔ در رنگ قسم اول۔ ما نحن کہ کم کسے را بر حقیقت آں قضا اطلاع است۔ گوئیم در بعضے اوقات خطائے کہ در بعضے علوم الہامے واقع میشود بسبب آنست ۔۔۔ در مقدمات مسلم لہ نزد صاحب الہام ثابت است در نفس امر کاذب یا علومے الہامی غلط می شود بحیثیتی کہ صاحب الہام نمیتواند تمیز نمود بلکہ مجموعہ علوم را الہامے انگارد پس ناچار در مجموعہ خطا واقع شود بسبب بعض اجزاء آں و ایضاً گاہ است کہ در کشوف و اقعات امور غیبی را می بیند و خیال میکند کہ محمول بر ظاہر است و مقصود بر ۔۔۔ است لہٰذا از آں خیال حکم می کند و خطا واقع می شود۔ نمیداند کہ آں ۔۔۔ مصروف از ظاہر است و معمول بر تاویل۔ الخ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۲۱۷ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۲۸۸ھ ہجری

اسی کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس پیشگوئی میں موجود ہے جیسا کہ لکھا ہے

لفظ ۔۔۔ اوحی الی موسیٰ ان بیت عدد ولك ثم ۔۔۔ موسیٰ یعود فقال یا رب وعدتنی باماتته فقد افقرته ولذ افقل الفقر هو الموت۔ تکملہ مجمع البحار تحت لفظ نبد۔ حضرت موسیٰ تو اپنے الہام کی بنا پر یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ میرا دشمن فی الحقیقت مر ہی جائے گا۔ مگر خدا کے نزدیک اس الہام میں مراد موت سے دنیاوی ذلت اور فقیری تھی اور بس۔

ایسا ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی تھی کہ قیصر روم اور کسریٰ شاہ ایران کے خزائن کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دی گئیں مگر دنیا جانتی ہے کہ یہ کنجیاں نبی کریم کے خاص خدام صحابہ کرام جو نبی کریم کی نبوت میں زنگین تھے ان کو ملیں۔ ایسے ہی اور کئی پیشگوئیاں ہیں جن کا ذکر بسبب تطویل مضمون نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بشرط ضرورت پھر کبھی۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ گذشتہ ۱۸۔ اکتوبر کو رات کے ۹ بجے لاہور پہنچ گئے۔ اور اسٹیشن پر احباب لاہور کا ایک عام مجمع تھا۔

لاہور چھاونی سے برادر محمد نعمان صاحب اور اخویم محمد حسین صاحب ۔۔۔ ہمارے سلسلہ کے ایک ۔۔۔ اور برادر حکیم عبدالحکیم صاحب بروز شنبہ برضائے الٰہی عالم فنا سے دار بقا کو ۔۔۔ برادر مذکور ایک سچے احمدی اور پکے مومن فرد تھے جنھوں نے سلسلہ کی مدد کے لئے بلا تامل ہر وقت ضرورت پر مالی اور اخلاقی خدمت کے لئے وہ شان دکھلائی ہے جو ہماری انجمن چھاونی لاہور کے لئے باعث رشک ہی ہے۔ منجملہ دیگر قربانیوں کے حکیم صاحب مرحوم نے باوجود سخت ترین مخالفت کے جوان کے خویش و اقارب سے (جو غیر احمدی ہیں) ان کی زندگی میں ان کی کی ہے۔ وہ استقلال، جوانمردی اور ثابت قدمی دکھلائی ہے کہ جتنا بھی اسے سراہا جائے کم ہے۔ وفات سے چند ساعت پیشتر حکیم صاحب مرحوم نے اشاعت اسلام کے لئے مبلغ بیس روپیہ عطا فرمائے۔ اور ایک روپیہ ماہوار چندہ اشاعت اسلام کیلئے ہمیشہ ادا کرتے رہنے کی اپنے پسماندگان ۔۔۔

۔۔۔ محمد سردار صاحب ۔۔۔ بعلم اطلاع دیتے ہیں ۔۔۔ کے والد مولوی امداد صاحب مدرس ہائی سکول ۔۔۔ ۷ ۔۔۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو تین یوم بیمار رہ کر صبح دو بجے انتقال فرما گئے ہیں مرحوم نہایت مخلص احمدی تھے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ جملہ احباب ان کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔

سامانہ (ریاست پٹیالہ) سے مرزا محمد تقی بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے والد بزرگوار مرزا نقی بیگ صاحب بہ عارضہ ۔۔۔ بیمار ہیں اور بہت کمزور ہوگئے ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

پرسارہ (ضلع علیگڑھ) سے مولوی فیروز الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ بوجہ کثرت سیلاب ضلع متھرا کے شدھی شدہ لوگ جوق در جوق ان کے علاقہ میں آرہے ہیں۔ ۱۵۔ اکتوبر کو اہالیان پرسارہ کی مدد سے سات آدمیوں کو دوبارہ اسلام میں داخل کیا گیا فالحمد علی ذالک۔

بحرین (خلیج فارس) سے برادر عبدالعزیز کمپونڈر لکھتے ہیں کہ ہمارے پاس مولانا مولوی صدرالدین صاحب کی طرف سے ۵ ہم ۲ جلد قرآن کریم برلن ہدیہ پہنچے ہیں جو جرمن مطبع سے چھپکر شائع ہوئے ہیں۔ کاغذ سفید چکنا مضبوط۔ جلد نہایت خوبصورت سنہری بیلدار ہر ایک نسخہ الگ الگ مخملی کے جزودان میں رکھا ہوا ہے۔ ہدیہ چار روپیہ ہے اس کا منافعہ جرمن مشن کے کام آئے گا اسلئے احمدی برادران اس متبرک تحفہ کو منگوا کر اپنی میزوں کو مزین کریں۔

شملہ سے برادر محمد لطیف صاحب وہاں کی شاخ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ہفتہ وار جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"گذشتہ تین چار ہفتے ایک دو غیر احمدی صاحبان کے بعض شکوک پر گفت و شنید ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے تمام شکوک رفع ہوگئے پہلے جسقدر سلسلہ سے انہیں نفرت تھی اب ۔۔۔

بصد شوق حصہ لیتے ہیں۔ یہ خاص اللہ کریم کا فضل ہے کہ جلد ہی دونوں کی گفت و شنید نے ان کے سینوں کو صداقت کے قبول کرنے کیلئے کھول دیا"

تازہ خبریں

—— "تنظیم" رقمطراز ہے کہ بعض اخباروں میں انور پاشا مرحوم کی زندگی کے متعلق جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ عربی اخبارات کے غلط ترجمہ کی بنا پر تھیں مسلمانوں کو ایسی سادہ لوحی سے کام نہیں لینا چاہئے

—— لندن کی "ایورسٹ کمیٹی" کوہ ہمالہ کی چوٹی "ایورسٹ" کی تحقیقات کے لئے ایک اور وفد بھیجنے والی ہے جس کی اجازت حاصل کرنے کے لئے حکومت ہند کی وساطت سے تبت کی حکومت سے درخواست کی جائیگی۔

—— قاہرہ کا اخبار "سیاست" راوی ہے کہ امیر علی ابن شریف حسین نے ابن سعود کو لکھا ہے کہ وہ ان مطالبات کو منظور کرنے کے لئے تیار ہے جو کویت کانفرنس میں مؤخر الذکر نے پیش کئے تھے

—— مجلس شرفاء جدہ کے صدر نے بوساطت جزائر مصر مسلمانان عالم سے استدعا کی ہے کہ وہ قیام امن کے لئے معاملات حجاز میں مداخلت کرے۔

—— جدہ سے حجاز کی قوم پرست جمعیت کے صدر نے مولانا شوکت علی کو تار دیا ہے کہ مکہ معظمہ میں خونریزی کو روکنے کے لئے ہم اپنی افواج کو ابن سعود کے مقابلہ سے ہٹالیں اور ابن سعود بغیر روک ٹوک مکہ معظمہ میں داخل ہوگیا۔ نیز حجاز کی کے اطمینان بخش فیصلہ کے لئے ہندوستان کے نمائندے طلب کئے ہیں۔

—— گورنمنٹ نے ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال خواہش کے مطابق پرنس حمید اللہ خان صاحب ۔۔۔ کو ولیعہد مقرر کیا ہے کہ پرنس موصوف کو کسی اور کو ولیعہد مقرر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

—— روزنامہ "الوحید" نے تجویز کی ہے کہ نجدیوں کے حجاز پر قابض ہو جانے کے بعد خلیفہ عبدالمجید خان کے زیر ریاست اسلامی ممالک کا ایک بین الاقوامی کمیشن مقرر کیا جائے جس کے ۔۔۔ مقامات مقدسہ کا تحفظ و انتظام ہو جن کا براہ راست خلافت سے تعلق ہے۔

—— مولانا عبدالقدیر نے جو آخری جہاز سے مکہ معظمہ سے ہندوستان تشریف لائے ہیں نمائندہ خلافت کو نجدیوں کے حملہ کے متعلق بتایا کہ میں نے بہت غور کے بعد جدہ میں یہ رائے قائم کی تھی کہ یہ حملہ غیر مسلم اثر کے ماتحت کیا جارہا ہے۔ وہابیوں کی فوج نے طائف میں جو مظالم کئے ان کی نظیر صرف مسٹر جینز کی وہ حرکت ہے جو قبر مہدی کے ساتھ کی گئی تھی۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہابیوں کے مظالم اس سے بھی کہیں زائد ہیں۔ پہلی رات جن لوگوں کو قتل کیا گیا ان کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ اس کے بعد علی الصباح تمام مردوں اور اہل مکہ کو مال لے لینے کے بعد شریف علی کی کوٹھی میں قید کیا جن لوگوں نے مجھ سے یہ مظالم بیان کئے انہوں نے قبر کے انہدام کا واقعہ بیان نہیں کیا۔ چند روز کے بعد جب بقیہ لوگوں کا اخراج ہوا۔ اور وہ بے سر و سامان مکہ پہنچے تو ان کی زبانی معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس کے روضہ

پراسپکٹس

سب اوورسیر ۔۔۔ اوورسیر، سب انجینئر کلاسز کے پراسپکٹس معہ فہرست ملازم شدہ طلباء کے سول انجینئرنگ کالج کپور تھلہ سے مفت طلب فرمائیے۔ جو بامداد سرپرستی عالیجناب سر جگجیت سنگھ مہاراجہ صاحب دام اقبالہٗ جاری ہے جس کی تعلیم، ضبط، نظم و نسق وغیرہ کی تعریف ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشنل کمشنر صاحب بہادر انڈیا اور ایسے بہت سے حکام اور ۔۔۔ پشاور میں معائنہ کر کے تحریر فرما چکے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۲، ۲۶۔ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ، نمبر ۱۰

اسلام اور مذہبی آزادی

علمائے دیو[illegible] کی بودی حرکات

ایک اور دیوبندی کی مزخرفات

دیوبندی ملانوں میں سے مولوی سراج احمد اور مولوی میرک شاہ کی مزخرفات کا جواب گذشتہ اشاعتوں میں ہو چکا، اور ہم قرآن کریم، احادیث اور فقہ حنفیہ کی رو سے یہ ثابت کر دیا، کہ

(۱) قرآن کریم نے من یرتدد منکم عن دینہ فیمت و ھو کافر۔ الخ کہہ کر صراحت کے ساتھ مرتد کے قتل کی نفی کر دی، اور بتا دیا کہ مرتد ہرگز واجب القتل نہیں، اس لئے قرآن کریم کے اس صریح فیصلہ کے بعد یہ ہرگز جائز نہیں، کہ کسی حدیث یا فقہ حنفیہ کی کسی عبارت سے جس کا مفہوم بظاہر اس کے مخالف کر کے شریعت اسلام پر یہ الزام دیا جائے، کہ اس نے مرتد کو واجب القتل ٹھیرایا ہے۔

(۲) جہانتک فقہ حنفیہ کا تعلق ہے، ان میں مرتد کو محض ارتداد کی وجہ سے واجب القتل نہیں ٹھیرایا گیا، بلکہ اس مرتد کو واجب القتل قرار دیا ہے، جو حربی ہو۔ اور دشمنان اسلام سے مل کر فساد پھیلانا چاہے، اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرے۔

ان صریح شہادتوں کے بعد جو ہم نے اپنے اس ہر دو دعاوی کے ثبوت میں پیش کیں کسی منصف مزاج اور خدا ترس انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا، کہ وہ اسلام کے پاک نام کو جبر و تعدی کے ناپاک الزام سے بدنام کرنے کی کوشش کرے، یا دیوبندیوں کے پیش کردہ دلائل کا پھر کبھی نام بھی لے لیکن معلوم ہوتا ہے، حق بینی اور خدا ترسی دیوبندی دل و دماغ سے کوئی علاقہ ہی نہیں رکھتی۔ بجائے اس کے کہ ہمارے پیش کردہ دلائل کو رد کیا جاتا۔ اور یہ ثابت کیا جاتا کہ اسلام میں مرتد کو محض ارتداد کی بنا پر واجب القتل ٹھیرایا گیا ہے، نہ کہ حربی ہونے کی وجہ سے، بجائے اس کے کہ قرآن کریم کے کھلے فیصلہ فیمت وھو کافر کے آگے سر تسلیم خم کیا جاتا۔ یا کم از کم اس کی کوئی توجیہ یا تاویل کی جاتی۔ اب ... ایک اور دیوبندی معلم لئے ہیں۔ اور ۲۳ ۔ ۲۴ ۔ اکتوبر کے "زمیندار" میں انہوں نے پھر انہی باتوں کو کسی قدر حشو و زوائد اور بعض تاریخی واقعات کے اضافہ کے ساتھ دوہرا دیا ہے، جن کو مولوی میرک شاہ صاحب قبل ازیں پیش کر چکے ہیں، حیرت ہے کہ ان لوگوں کو کیوں اس بات پر اصرار ہے کہ وہ اسلام کو دنیا میں زندہ مذاہب کی فہرست میں دیکھنا نہیں چاہتے۔ کیا وہ اس بات کے متمنی ہیں۔ کہ اسلام کو دنیا کی مہذب اقوام ایک وحشیانہ مذہب قرار دے کر رد کر دیں۔ اور کہیں بھی اسے عزت کی نظروں سے نہ دیکھا جائے، ایک زندہ دل مسلمان نے سچ کہا۔ کہ یہ مولوی لوگ چاہتے ہیں کہ اسلام پر بھی وہی زمانہ لے آئیں۔ جو آج سے کئی سو سال پہلے مسیحی وحشت و بربریت کی وجہ سے تاریخ یورپ میں زمانہ ظلمت و جہالت کے نام سے موسوم ہے۔

بہر حال ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس سلسلہ کو ختم کرنے سے پہلے بعض ان نئے انکشافات پر بھی روشنی ڈال دیں، جو مولوی محمد شفیع معلم دار العلوم دیوبند نے ۲۳ ۔ ۲۴ ۔ اکتوبر کے "زمیندار" میں کئے ہیں۔ ہمارا سب سے پہلا مطالبہ دیوبندی حضرات سے قرآن کریم کی کسی آیت کے متعلق تھا جس میں مرتد کو واجب القتل قرار دیا گیا ہو۔ بارے خدا خدا کر کے مولوی محمد شفیع صاحب نے ایک آیت نکالی ہے، جس میں اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے:۔

انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم

ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے۔ یا انہیں صلیب دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف پہلوؤں سے کاٹے جائیں، یا ان کو قید کیا جائے، یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے۔ اور آخرت میں ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

اس آیہ کریمہ کو نقل کر کے جناب محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں۔ کہ

"یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں مرتد ہو گئے تھے جس کا طویل واقعہ اکثر کتب تفسیر و حدیث میں موجود ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے اسی آیت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان لوگوں کو قتل کیا، جیسا کہ بخاری اور فتح الباری وغیرہ تمام معتبر کتب تفسیر و حدیث میں موجود ہے۔ امام بخاری نے قتل مرتد کے بارے میں اسی آیت سے استدلال کرنے کے لئے احکام مرتد کے ابواب کو اسی آیت سے شروع فرمایا ہے"۔

[illegible] کو قتل [illegible] صلعم کا [illegible] نام نہیں لیا، میر[illegible] سے بعض لوگوں کے ارتداد سے ہے، جیسا کہ انہوں نے ... لے چل کر اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے، اور بخاری نے بھی کتاب المحاربین من اہل الکفر والردۃ کے تحت اس آیت کو لکھ کر اسی واقعہ کو نقل کیا ہے لیکن ہم یہ دیکھ کر حیران ہیں کہ باوجودیکہ اس آیت میں صاف طور پر یحاربون اللہ و رسولہ (جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرے) کے الفاظ موجود ہیں۔ باوجودیکہ امام بخاری نے اس آیت کو کتاب المحاربین کے اندر لکھا ہے، اور اس کے ساتھ من اھل الکفر والردۃ کے الفاظ کا اضافہ کر کے بتا دیا ہے، کہ تمام مرتد محارب نہیں بلکہ ان میں سے بعض محارب بھی ہوتے ہیں جن کے بارہ میں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے تاہم مولوی محمد شفیع صاحب ہیں، کہ اسی آیت کو ہمارے اس دعوی کی تردید میں پیش کرتے ہیں جس میں ہم نے بتایا تھا کہ محض ارتداد کی وجہ سے کوئی شخص واجب القتل نہیں ٹھیر سکتا، جب تک وہ محارب نہ ہو، حیرت ہے ان لوگوں کے دماغ کو کیا ہو گیا ہے، کیوں یہ اس معمولی سی بات کو نہیں سمجھ سکتے، کھلے طور پر آیت کے اندر یحاربون اللہ و رسولہ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ محض حربیوں کے بارہ میں ہے، پھر اس کے آگے ویسعون فی الارض فسادًا کہہ کر اس کو اور بھی صاف کر دیا ہے۔ کہ صرف وہی لوگ اس آیت کے ماتحت قتل کئے جا سکتے ہیں۔ جو خدا اور اس کے رسول کے خلاف لڑائی کریں۔ اور زمین میں فساد پھیلائیں، پھر امام بخاری اس آیہ کریمہ کو کتاب المحاربین کے ذیل میں نقل فرما کر بتا دیتے ہیں۔ کہ ان کا بھی مذہب یہی ہے کہ یہ آیہ کریمہ محض جنگ کرنے والوں کے لئے ہے، خواہ وہ کفار ہوں یا مرتد، پھر بھی دیوبندی اس آیت سے ارتداد کی سزا قتل ثابت کرنا چاہتے ہیں ع

دراز دستی ایں کوتاہ آستیناں بیں

خود اس واقعہ کو دیکھ لو جس کو اس آیہ کریمہ کی تعمیل میں آنحضرت صلعم کا عمل بتایا جاتا ہے، اور جسے امام بخاری نے بھی اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ

قدم علی النبی نفر من عکل فاسلموا فاجتووا المدینۃ فامرھم ان یاتوا ابل الصدقۃ فیشربوا من ابوالھا والبانھا ففعلوا فصحوا فارتدوا وقتلوا رعاتھا واستاقوا فبعث فی آثارھم فاتی بھم فقطع ایدیھم وارجلھم وسمل اعینھم ثم لم یحسمھم حتی ماتوا

رسول اللہ صلعم کے پاس عکل کے چند لوگ آئے انہوں نے اسلام قبول کیا۔ مدینہ کی آب وہوا موافق نہ آئی۔ نبی کریم نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں میں چلے جائیں اور دودھ وغیرہ پئیں، انہوں نے ایسا کیا اور صحت یاب ہو گئے۔ پھر وہ مرتد ہو گئے۔ اور چرواہوں کو قتل کر دیا اور بھاگ گئے، ان کا تعاقب کیا گیا اور واپس لائے گئے، پھر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی پھر انکو نہیں چھوڑا گیا یہاں تک...

اس حدیث میں کھلے طور پر بتایا گیا ہے، کہ عکل کے لوگ نہ صرف دین اسلام سے مرتد ہی ہوئے تھے، بلکہ انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں کو بھی قتل کر دیا۔ باوجودیکہ نبی کریم صلعم نے ان کے ساتھ یہ احسان کیا تھا۔ کہ مدینہ کی آب وہوا جب انہیں پسند نہ آئی، تو انہیں اونٹوں کے چراگاہ میں بھیج دیا، کہ وہاں ان کا دودھ پئیں اور کھلی ہوائیں رہیں۔ جس سے وہ صحت یاب بھی ہو گئے، ظاہر ہے کہ ایسے ڈاکوؤں کی سزا بجز اس کے اور کوئی نہ ہو سکتی تھی جو نبی کریم صلعم نے تجویز کی، لیکن حیرت ہے۔ کہ دیوبندی مولوی صاحبان ان کی اس ڈاکہ زنی اور غارتگری کو نظر انداز کر کے محض ان کے ارتداد کو وجہ قتل قرار دیتے ہیں ؎

گر ہمیں مکتب است وایں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد۔

انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ الخ کی آیت کو تو مولوی محمد شفیع صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ پیش کر دیا۔ اور بزعم خود یہ سمجھ لیا، کہ "پیغام صلح" کا مطالبہ پورا ہو گیا، لیکن اتنا نہ سوچا کہ اس سے قرآن کریم پر تناقض و تخالف کا الزام عائد ہوگا، کیونکہ اگر بالفرض اس آیت میں مرتد کو محض بوجہ ارتداد قتل کر دینے کا حکم ہے، تو دوسری جگہ قرآن کریم کھلے الفاظ میں یہ بھی فرماتا ہے، کہ من یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ ولھم عذاب عظیم ۔ جو کوئی تم میں سے دین سے مرتد ہو جائے، اور وہ کفر ہی کی حالت میں مر جائے، پس ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں حبط ہو گئے، اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے اس آیت میں جیسا کہ ہم قبل ازیں بتا چکے ہیں فیمت وھو کافر کہہ کر بتا دیا ہے کہ ارتداد کی سزا قتل نہیں۔ لیجئے مولوی محمد شفیع صاحب اور ان کے ہم مشرب دیوبندی مولوی بتائیں کہ اس تناقض کو قرآن کریم میں سے کیونکر دور کیا جائے، یا ان میں سے اول الذکر آیت کو ناسخ اور موخر الذکر کو منسوخ سمجھا جائے، اور اسی طرح سے جو آیت دیوبندی مقصد و منشاء کے مطابق نہ ہو، اس کو منسوخیت کا اعلان کر دیا جائے؟

قرآن کریم کی آیت نقل کرنے کے بعد مولوی صاحب نے گیارہ احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں من بدل دینہ فاقتلوہ اور من غیر دینہ فاضربوا عنقہ کی احادیث بھی ہیں، اور وہ بھی جس میں تین شخصوں (قاتل۔ زانی۔ اور دین اور جماعت چھوڑنے والے) کے سوائے کسی مسلمان کا قتل جائز نہیں رکھا گیا۔ ان سب احادیث پر ہم قبل ازیں مفصل بحث کر چکے ہیں۔ ایک حضرت علیؓ کا قول بھی خوارج کے متعلق نقل کیا ہے، کہ اینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجرا لمن قتلھم یوم القیامۃ (خوارج کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ کہ ان کے قتل میں قیامت کے دن بڑا اجر ہے)، کاش وہ اس قول کو نقل کرنے سے پہلے یہ بھی بتا دیتے کہ خوارج کو کس نے مرتد قرار دیا ہے۔ اور اس بات کو بھی زیر نظر رکھ لیا ہوتا، کہ خوارج ایک مفسد اور باغی گروہ تھا، جو حضرت علیؓ سے علیحدہ ہو کر ان سے برسر پرخاش تھا، پس ان کے متعلق حضرت علیؓ کا فتوے سیاسی وجوہ کی بنا پر ہے۔ نہ کہ مذہبی معتقدات کی وجہ سے،

پھر لکھا ہے کہ "حضرت ابو موسےٰ آنحضرت صلعم کی طرف سے والی یمن تھے۔ ایک مرتبہ حضرت معاذؓ یمن پہنچے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک مرتد قید کر کے لایا گیا، حضرت معاذؓ نے فرمایا لا اجلس حتی یقتل قضاء اللہ و رسولہ ثلاث مرات یعنے میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اس مرتد کو قتل نہ کیا جائے گا۔ یہی ہے اللہ اور

اس کے رسول کا حکم"

تعجب ہے کہ دیوبندی ملاں ان احادیث کو پیش کرتے وقت اس زمانہ کے حالات کو کیوں پیش نظر نہیں رکھتے، ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی حالت ایسی تھی۔ جیسے کسی ہتھیار بند فوج کی اس وقت ہوتی ہے، جب وہ میدان جنگ میں پڑی ہوئی ہو۔ مسلمان اس وقت چاروں طرف دشمنوں سے گھرے ہوئے تھے، ہر وقت ان کو ہتھیار بند رہنا پڑتا تھا۔ ایسی حالت میں کسی کا مرتد ہو جانا یقیناً سیاسی خطرات کا موجب تھا، اور ایسا شخص مسلمانوں کے خلاف دشمن کو جاسوس کا کام دے سکتا تھا، اس لئے ایسی حالت میں جو قانون نافذ کیا گیا ہو۔ اس کو حالت امن میں واجب العمل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بالخصوص جب ہمارے پاس قرآن کریم کا صحیح فیصلہ موجود ہے، کہ مرتد واجب القتل نہیں۔

ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ من جحد آیۃ من القرآن فقد حل ضرب عنقہ۔ جو شخص قرآن کی کسی آیت کا انکار کرے۔ اس کی گردن مارنا حلال ہو گیا۔ ہم مولوی محمد شفیع اور دیگر دیوبندی حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اس حدیث کے ماتحت ان تمام مولویوں کی گردنیں مارنا حلال نہیں، جو قرآن کی تین سو آیتوں کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اور [illegible] قیمت دھوکا [illegible] کے الٰہی فیصلہ کا انکار کر رہے ہیں؟ بینوا و توجروا۔

نومسلمین انگلستان

افسوس ہے، کہ اشاعت اسلام کی راہ میں جب کبھی کوئی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ تو ان کی تہ میں مسلمانوں ہی کا ہاتھ ہوتا ہے، حال ہی میں ایک ہندوستانی مسلمان نے ولایت سے ایک مضمون ایک اردو اخبار میں لکھا ہے۔ جس میں ووکنگ مسلم مشن کے بہت سے نقائص کا جو مضمون نویس کے ذاتی نقطہ نقد ہے کا نتیجہ ہیں۔ ذکر کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ

> "اگر تم یہاں (انگلستان) کے کاٹھ بیست کو ہفتہ میں ایک مرتبہ کھانا کھلا دیا کرو، تو وہ خوشی تمہارا مذہب قبول کرنے کو تیار ہو جائے گا . . . .
>
> اگر تمنی پرجوش نومسلمین سینہ ٹھونک کر یہاں آئیں تو جتنے چاہیں، اپنے ہم مذہب بنالیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا ازرال سودا کوئی زیادہ قدر نہیں رکھتا، اور ۳۰ سے ہم سو نومسلم عورت ایسی نہیں، جس پر کارکنان مشن فخرو مباہات کریں"

مضمون نگار کی غلط بیانی کا ثبوت اس سے بڑھ کر نہیں پیش کیا جا سکتا، کیا لارڈ ہیڈلے۔ سر آرچیبالڈ ہملٹن۔ مسٹر پکتھال اور اسی قبیل کے دوسرے نومسلمین ایسے لوگ ہیں۔ کہ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بھی ان کے پایہ کا کوئی ایک انسان مسلمان کیا جا سکتا ہے؟ حیرت ہے یہ لوگ اعتراض کرتے ہوئے اس قسم کی روشن مثالوں کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ راقم الحروف اپنے ذاتی تجربہ اور واقفیت کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہے، کہ ووکنگ مسلم مشن نے آج تک ایک بھی ایسا مسلمان نہیں بنایا، جس کو ایک کوڑی بھی اسلام لانے کے لئے دی گئی ہو، باوجود اس کے جس قدر جوش ان لوگوں میں اسلام کے لئے ہے، اور وہ دوسروں کو اسلام میں لانے کی جس قدر کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔

بہائی اور ان کی کتاب مقدس

گذشتہ اشاعت میں مولینا مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل سرینگر کی ایک مراسلت "بہائی [illegible]" [illegible] اہل بہاؤ اہل قادیان" درج ہو چکا ہے جس میں مولینا نے بہائیوں کی کتاب "الیان" سے بعض آیات نقل کر کے ان سے یہ دریافت فرمایا ہے۔ کہ

> "اہل بہا ان آیات کی تفسیر فرما کر اس وحی جدید کی خصوصیات و کمالات سے مستفیض فرمائیں"

مولینا نے یہ مراسلت بہائیوں کے اخبار "کوکب ہند" کو بھی براہ راست بھیجی تھی۔ اور یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ "کوکب ہند" نے اس کے جواب میں مولینا سے یہ دریافت کیا ہے، کہ آیات مذکورہ "البیان" کے کس مقام پر درج ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ جب تک یہ پتہ نہ دیا جائے۔ اس وقت تک جواب دینا مشکل ہے، حیرت ہے کہ ان لوگوں کو اپنی مذہبی کتاب سے اس قدر ناواقفیت ہے، کہ اس میں سے عبارات نقل کی جاتی ہیں ان کے مضمون کے عنوان لکھ دیئے جاتے ہیں، جیسا کہ مولینا محمد عبداللہ صاحب نے کچھ آیات پر "مقام فی العلم الکیمیا والاکسیر" کا عنوان لکھا ہے، اور بعض کے متعلق "اللوح الثالث من الحی الباقی" کا حوالہ دیا ہے، تاہم جب تک صفحہ اور سطر کا پورا حوالہ نہ دے دیا جائے، انہیں پتہ نہیں لگ سکتا، کہ ان آیات کا محل اور موقع کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اہل بہا خود بھی اپنی کتاب مقدس کی تلاوت نہیں کرتے، ورنہ وہ اس قسم کا سوال ہرگز نہ کرتے، بھلا جس کتاب کا یہ حال ہو، کہ خود اس کے پیرو بھی اس سے نابلد محض ہیں۔ وہ دوسروں کی ہدایت اور رہنمائی کیا کر سکے گی۔

اوھن البیوت

اس کے ساتھ ہی مولینا موصوف نے علمائے قادیان کی خدمت میں یہ التماس کی ہے۔ کہ

> "آپ کے نزدیک بالخصوص نبوت کا معیار کثرت مکالمہ و اظہار علی الغیب ہے، اور یہ دونوں امور جناب بہاء اللہ میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں بہاء اللہ کا دعوے بلا اختلاف نبوت کا ہے دیکھنے والی ۱۹۰ سے پہلے اور بعد کا کوئی جھگڑا نہیں ایڈیٹر۔ پس اگر حقیقت اس سے زیادہ نہیں۔ تو قادیانی مذہب و محمودیت، کو بہائی مذہب میں جذب ہونا ضروری ہے"

ایسا ہی عام علمائے اسلام سے سوال کیا ہے کہ کیا اس بیزاری سے جو انہیں محمودیت اور بہائیت سے ہے "مسیح ناصری زندہ ہو کر آسمان سے نازل ہوں گے"؟

مولینا نے ان دو تین مختصر سوالات میں بہائیوں، محمودیوں اور غیر احمدیوں کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے، اور یہ دکھا دیا ہے کہ ان تینوں کی بنا در اصل ایک ہی ہے، کہ آنحضرت صلعم کے بعد ایک نیا نبی دنیا میں لایا جائے، اور یہ اس قدر کمزور اور کچی بات ہے، کہ ان تینوں مذاہب کو "اوھن البیوت" کہنا بالکل جائز ہے، اگر فی الحقیقت دنیا میں ایک نبی آنا ہے، تو بتایا جائے کہ وہ کونسا نبی ہے اور [illegible] دنیا کو۔

جب [illegible] سے [illegible] زیادہ اکمل ہو، ایسا [illegible] سے منظر محض اس بات سے کہ محمودیت اور بہائیت ایک غلط راہ پر ہیں۔ یہ ثابت نہیں کر سکتے، کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور وہ آسمان سے نازل ہوں گے، اس کے لئے کوئی پختہ اور واضح دلائل ان کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔ جو ختم نبوت کو باطل کرنے والے نہ ہوں۔ ورنہ خاتم النبیین کے بعد ایک اور نبی کے قائل ہونے کی وجہ سے وہ بھی محمودیت اور بہائیت ہی کی ذیل میں آ سکتے ہیں۔ اور انہی اعتراضات کے مورد ہیں۔ جو ان دونوں کے عقائد پر ہو سکتے ہیں۔

مریداں مے پرانند

حکومت انگورہ کا کھلا فیصلہ ہے کہ خلافت کا منصب آئندہ کے لئے منسوخ ہے . . . . . اس فیصلہ کے مطابق سلطان عبدالمجید کو نہ صرف خلافت سے معزول کیا گیا، بلکہ ملک بدر بھی کر دیا گیا، اس فیصلہ کے خلاف ہندوستانی مسلمانوں نے آواز بلند کی، اور کم از کم خلافت کا منصب منسوخ نہ کرنے کی استدعا صدر جمہوریہ انگورہ سے کی گئی۔ خلافت کمیٹی نے بصد الحاح تاریں دیں، کہ ایسا فیصلہ مسلمانان عالم کے مشورہ سے کیا جائے، ایک وفد وہاں بھیجا جائے۔ جو مسئلہ خلافت پر حکومت انگورہ سے گفت و شنید کرے، لیکن ان سب باتوں کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا، کہ حکومت ترکی اس بارہ میں [illegible] نہیں [illegible] چاہتی، باوجود اس قدر [illegible] ہمارے [illegible] تک یہی کہ اسی بات کو دہرائے چلے جاتے ہیں۔ تازہ خبر ہے کہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی نے حجاز میں ابن سعود کی کامیابی کو دیکھ کر حکومت انگورہ کو یہ تار دیا ہے، کہ اس کے لئے یہ بہترین موقع ہے، کہ "صدر مجلس عالیہ ملیہ ترکی کو خلیفہ اور محافظ حرمین شریفین بنا دے۔"

"پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند" کی اس سے بہتر مثال نہیں ہو سکتی۔ کاش یہی روپیہ جو بے مطلب تاروں پر صرف کیا جا رہا ہے کسی مفید قومی کام پر لگا دیا جائے، غریبوں اور بیواؤں کی اس سے امداد کی جائے تاکہ فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ کا

باعث ہو۔

پردہ اور خواتین اسلام

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسلامی پردہ مسلمان عورتوں کی تعلیم میں حارج ہے، اگرچہ یہ ایک حد تک صحیح ہے، کہ ہندوستان کا موجودہ پردہ اسلامی پردہ نہیں، اور اس لئے جو نقائص اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا ذمہ وار اسلام نہیں، تاہم یہ دیکھنا موجب مسرت ہے، کہ خود پڑھی لکھی . . . مسلمان خواتین پردہ کو ایک ضروری چیز خیال کرتی ہیں . . . .

اور اس بات کو بالکل غلط قرار دیتی ہیں، کہ اس سے تعلیم میں کوئی ہرج واقعہ ہوتا ہے، پونہ میں ۲۰ ستمبر کو مسلم لیڈیز کانفرنس کا جو جلسہ منعقد ہوا، اس میں بیگم نفیس دلہن صاحبہ نے اپنے خطبہ صدارت میں اس حقیقت نفس الامری کا اعلان کرتے ہوئے کہ "اس بات کی ضرورت ہے، کہ مسلمان خواتین کی اجتماعی رسوم و رواجات کی اصلاح کی جائے، اور یہ صرف بہترین اور باقاعدہ تعلیم سے ہو سکتی ہے لیکن اس تعلیم کے ساتھ مذہبی عنصر بھی شامل ہونا چاہئے۔ ورنہ یہ ایک بے حقیقت چیز ہوگی" پردہ کے متعلق کہنے طور پر یہ کہا کہ "کہا جاتا ہے کہ پردہ تعلیم نسواں کی راہ میں حائل ہے لیکن پردہ وہ چیز ہے، جس کا اسلام نے ہمیں حکم دیا ہے، اور ہم کسی طرح بھی اس کو چھوڑ نہیں سکتیں پنجاب میں مسلمان مستورات نے ہمارے سامنے ایک شاندار مثال اس بات کی قائم کی ہے، کہ کس طرح سے پردہ کو ترک کئے بغیر اعلیٰ تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے"

خواتین پنجاب کو مبارک ہو کہ ان کا نمونہ تمام ہندوستان کی مسلمان مستورات کے لئے باعث ہدایت ہوا، اگر اسلام کی محبت دلوں کے اندر ہو۔ تو اسی طرح سے کسی ایک بھی اسلامی حکم سے تجاوز کئے بغیر مسلمان مستورات شاہراہ ترقی پر گامزن ہو سکتی ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے، کہ اسلام ہی کی پیروی سے وہ دنیا میں اعزاز حاصل کر سکتیں اور دنیا بھر کی عورتوں کے لئے باعث ہدایت ہو سکتی ہیں۔

انجمن حمایت اسلام لاہور

[illegible] حمایت اسلام کا انتالیسواں سالانہ جلسہ تاریخ ۲۵، ۲۶، ۲۷ اکتوبر کو لاہور میں منعقد ہونے والا ہے، جلسہ کے انعقاد سے پیشتر اس سال خصوصیت سے انجمن کے کاموں کی اہمیت کو واضح کرنے اور اس کی امداد کے لئے لوگوں کو اکساتے کی لگاتار کوشش اس کے جدید سیکرٹریان (شیخ عبدالعزیز صاحب اور مولوی غلام محی الدین خاں صاحب) کی طرف سے ہوئی ہے جس سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ انجمن کا یہ جلسہ سالانہ پورے طور پر کامیاب ہوگا، ان متعدد اپیلوں میں سے جو اس موقعہ پر انجمن کی طرف سے شائع ہوئی ہیں، ایک کے اندر اشاعت و تبلیغ اسلام پر بھی زور دیا گیا ہے، اور لکھا ہے کہ "اس وقت مغربی دنیا میں چند مسائل کا ایسا سیلاب امڈا چلا آ رہا ہے، جس نے وہاں کے موجودہ تمدن اور معاشرت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے، اور نئے تمدن اور نئی تہذیب کی جگہ بنا رہا ہے، ناممکن ہے، کہ ہندوستان کے باشندے مسلم ہوں یا غیر مسلم ان اثرات سے متاثر نہ ہوں، ارباب بصیرت جانتے ہیں۔ کہ ان مسائل کا صحیح اور مناسب حل آج سے تیرہ سو سال پہلے اسلام پیش کر چکا ہے، اور ان کے تاریک پہلو کا سدباب بھی اگر کوئی مذہب یا تمدن پیش کر سکا، تو وہ صرف اسلام ہے۔ کیا مسلمانان ہند کا فرض نہیں ہے، کہ وہ ان مسائل کا مطالعہ کریں، اور اگر بیرون ہند نہیں، تو ہندوستان کے مسلم اور غیر مسلم تعلیم یافتہ اصحاب میں ان مسائل کو [illegible] اسلامی نقطہ نظر سے پیش کریں۔ اور اشاعت و احیاء اسلام کی خدمت ادا کریں" انتالیس سال کے اس طویل زمانہ میں جو انجمن حمایت اسلام کو پیش ہو سکے ہو، یہ غالباً پہلا موقعہ ہے، کہ اس نے اشاعت و تبلیغ اسلام پر اس قدر زور دیا ہے، فی الحقیقت . . . . آج مسلمانوں کے لئے جاگنے اور گردوپیش کے حالات سے واقف ہو کر دوسروں تک اسلام کو پہنچانے کا وقت ہے، لیکن آیا انجمن حمایت اسلام اس کام کو کرے گی؟ اگرچہ اس کے اغراض و مقاصد کے اندر ان باتوں کا ذکر انتالیس سال سے چلا آتا ہے، لیکن اس کی توجہ زیادہ تر تعلیم کی طرف رہی ہے، اور ہمیں شبہ ہے کہ وہ آئندہ اس ضروری پہلو کی طرف اپنی توجہات کو کسی اور طرف منعطف کر سکے تاہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اشاعت و حفاظت اسلام میں پوری طرح سے ساعی ہوں، اور اس جماعت کو جو اس مقدس کام کیلئے اپنی کوششوں کو وقف کئے ہوئے ہے۔ ضروری امداد بہم پہنچانے سے دریغ نہ کرے،

حضرت امیر (ایدہ اللہ) سے چند ضروری سوالات اور ان کے جوابات

ذیل میں ایک دوست کے سوالات جو انہوں نے حضرت امیر کی خدمت میں بھیجے تھے، معہ جوابات ہدیہ قارئین کرام ہیں:۔

سوال:۔ قرآن شریف کی سورۃ رعد کے آخر میں ارشاد ہوتا ہے۔ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لهم ازواجا و ذریۃ۔ بعض لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح بیوی اور بچے رکھتے تھے، کیا یہ آیت قطعی الدلالت ہے کہ حضرت مسیح وجملہ انبیاء بیوی بچے رکھتے تھے؟

جواب:۔ آیت مندرجہ میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا مفہوم کلیت یا استغراق اور شمولیت تمام افراد رسل کا ہو، ہاں بے شک لفظ رسلنا جمع ہے جس کا اطلاق حرف ثلاثہ و ما فوقہا پر ہوتا ہے، لیکن استغراق افراد اس کے مفہوم سے خارج ہے۔ جبکہ اس آیت میں نہ کوئی حرف سور (جو موجب کلیت ہے) موجود ہے اور نہ کوئی لفظ استغراق۔ اس لئے اس کے تحت میں تمام انبیاء قطعی طور پر نہیں آ سکتے، ہاں دلالت النص ضرور موجود ہے، لیکن وہ مفید یقین نہیں،

سوال:۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱ پر تحریر فرماتے ہیں "حضرت عیسیٰ کا استاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا" حالانکہ قرآن شریف سورۃ آل عمران میں آتا ہے۔ ویعلمه الکتب والحکمة والتوراة والانجیل ۰ (۳-۴۸)

ان دو باتوں میں تطبیق کس طرح دی جا سکتی ہے؟

جواب:۔ جو علم انسان ان ذرائع سے حاصل کرتا ہے۔ جو خدا نے اسے دیئے ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہی ہے، ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمه اللہ فلیکتب ۰

سوال:۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب انوار الاسلام میں محمدی بیگم والی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے صفحہ چار (۴) پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے، جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے، جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے، لیکن نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی، کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے، کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہ ٹلے گی"

اب یہ ظاہر ہے کہ وہ عورت حضرت صاحب کے نکاح میں نہیں آئی۔ پس یا تو ماننا پڑے گا، کہ تقدیر مبرم بھی ٹل سکتی ہے، یا الہام کے اس فقرہ کو پیشگوئی کی کسی دوسری شق کے متعلق سمجھا جائے گا؟

جواب:۔ اس کا تقدیر مبرم ہونا حضرت صاحب کا اجتہاد تھا اور یہ بھی اجتہاد ہی تھا، کہ لا تبدیل لکلمات اللہ عورت کے نکاح کے متعلق ہے، اور وہ اجتہاد درست نہ نکلا، علاوہ ازیں تقدیر مبرم اور تقدیر معلق بھی کوئی قرآنی اصطلاحات نہیں ہیں۔

سوال:۔ حضرت صاحب اپنی کتاب نسیم دعوت صفحہ ۱ پر حضرت مریمؑ کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

"مریمؑ نے عمداً اپنے خواب کو چھپایا، اور کسی کے پاس اس کو ظاہر نہ کیا، کیونکہ اس کی ماں اور باپ دونوں نے اس کو بیت المقدس کی نذر کیا تھا، تا وہ ہمیشہ تارک رہ کر بیت المقدس کی خدمت میں مشغول رہے، اور کبھی خاوند نہ کرے، اور بتول کا لقب اس کو دیا گیا، اور اس نے آپ بھی یہی عہد کیا تھا، کہ خاوند نہیں کرے گی اور بیت المقدس میں رہے گی"

حالانکہ یہ بات قرآن کے خلاف معلوم ہوتی ہے، قرآن میں حضرت مریمؑ کی ماں کی دعا وانی اعیذها بک و ذریتها من الشیطن الرجیم (۳:۳۶) موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس کی ماں نے اسے ہمیشہ تارک رہنے کے لئے نذر نہ کیا تھا

جواب:۔ غالباً حضرت صاحب نے یہ انجیل کی بنا پر لکھا ہوگا، قرآن کریم کے الفاظ صاف ہیں، ذریتها ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب کو ان الفاظ کی طرف توجہ نہیں ہوئی، حضرت صاحب کی تحریرات کو وحی کی طرح تسلیم نہیں کیا جا سکتا،

سوال:۔ آریوں کو ان کے عقیدہ قدامت روح و مادہ کے بارہ میں ملزم گردانتے ہوئے حضرت صاحب نے اسلامی عقیدہ ابدیت روح انسانی کی یوں صفائی پیش کی ہے:۔

"یہ بات سچ نہیں ہو سکتا، کہ مسلمان بھی انسانی ارواح کو ابدی قرار دیتے ہیں، کیونکہ قرآن شریف ہمیں یہ نہیں سکھاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں بلکہ وہ یہ سکھلاتا ہے کہ یہ ابدیت انسانی روح کے لئے محض عطیہ الٰہی ہے، ورنہ انسانی روح بھی دوسرے حیوانات کی روحوں کی طرح قابل فنا ہے (نسیم دعوت صفحہ ۱۹)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ انسانی ارواح خدا تعالیٰ کی صفت ابدیت میں شریک ہیں، یہ علیحدہ امر ہے کہ وہ اپنی ذات سے ابدی ہیں، یا خدا نے خود انہیں اپنی صفت ابدیت میں شریک کر لیا ہے، بہرحال وہ ابدی ضرور ہیں۔ اگر یہ استدلال صحیح ہے تو معجزات مسیح کے بارے میں دوسرے مسلمان بھی اسی طرز پر استدلال کر سکتے ہیں؟

کیا جو شے ازلی نہ ہو، وہ ازروئے قرآن ابدی ہو سکتی ہے؟

جواب:۔ صفت میں اسے شریک نہیں کہہ سکتے جس میں کامل اشتراک نہ ہو، کامل اشتراک یہ چاہتا ہے کہ جس طرح خدا خود بخود اپنی ذات میں ابدی ہے۔ ارواح بھی خود بخود اپنی ذات میں ابدی ہوں اگر یہ نہیں تو اشتراک ناقص ہے، اور اسے شرک نہیں کہیں گے باذن اللہ کی مثال صادق نہیں آتی۔

عام قانون بتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ قرآن شریف نے ارواح کو مخلوق کہا ہے، اور دوسری طرف عطاء غیر مجذوذ سے انعام اور انعام پانے والی چیز کو باقی رکھا ہے،

سوال:۔ حضرت صاحب نے اربعین نمبر ۲ صفحہ ۹ پر اپنے آپ کو خاتم الصالحین لکھا ہے، اسی طرح ایک اور کتاب میں اپنے آپ کو خاتم الاولیاء لکھا ہے، ان کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ خاتم الخلفاء، خاتم الاولیاء وغیرہ الفاظ سلسلہ اسرائیلی کے مقابل پر ہی معلوم ہوتے ہیں، جو مطلب میاں صاحب ... ہے تو خاتم الا ... سے کیا مراد ہوگی؟

ہیں۔ لہذا:۔

مہدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ... ہو، اور اس کے وقت میں دنیا بکلی بگڑ گئی ہو، اور نوع انسان میں سے اس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو۔ بلکہ اس لیاقت کا آدمی کوئی موجود ہی نہ ہو، اور محض خدا نے اسرار اور علوم آدم کی طرح اس کو سکھائے ہوں" ۵

اس کے خلاف درثمین میں آپ کا ایک فارسی شعر موجود ہے

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

اس شعر میں آنحضرتؐ کو اپنا استاد قرار دیتے ہیں۔ جو یقیناً نوع انسان میں سے ہیں۔ کیا یہ تضاد نہیں؟

جواب:۔ "دنیا بالکل بگڑ گئی ہو" کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس کے زمانہ میں کوئی آدمی ان معارف سے واقف نہ ہو، جو اس کا معلم کہلا سکے، اللہ تعالیٰ نے سکھایا، اس کا سکھانا یہی تھا، کہ ان حقیقتوں کی طرف توجہ دلا دی، جو رسول اللہؐ پر ظاہر فرمائی تھیں، پس یوں جو کچھ لیا رسول اللہؐ سے ہی لیا،

سوال:۔ حضرت صاحب نے اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱ میں اپنی الہامی عمر اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ لکھی ہے، کیا وصال کے وقت آپ کی عمر اتنی ہی تھی؟

جواب:۔ الہام کے لفظ ہیں او قریبا من ذالک آپ کی عمر ہجری سنہ کے لحاظ سے ستر ۷۰ سال سے اوپر تھی، اور یہ قریب کے لفظ میں آ جاتا ہے،

سوال:۔ حضرت صاحب کے الہام "آسمان سے کئی تخت اترے، مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا" اربعین نمبر ۲ صفحہ ۵ کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ مجددین اور اولیاء میں آپ کے مرتبہ کی طرف اشارہ ہے۔ یا اپنے زمانہ کے لوگوں میں،

سوال:۔ حضرت صاحب اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱ پر لکھتے ہیں:۔

"جس طرح ہمارے خدا نے جو جل شانہ نے اول پچاس نمازیں فرض کیں، پھر تخفیف کر کے پانچ کو بجائے پچاس کے قرار دیدیا،

کیا یہ عبارت قرآن شریف کے خلاف نہیں؟

جواب:۔ حدیث میں اس طرح آتا ہے، قرآن شریف کے خلاف اس لئے نہیں، کہ آنحضرتؐ نے جو خدا کا فرض امت کو پہنچایا، وہ بروئے حدیث بھی پانچ نمازیں ہی تھیں،

سوال:۔ حضرت صاحب نے اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے:۔

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے، اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے، کہ اما مکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا، تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا، اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا، پس تم ایسا ہی کرو"

اس عبارت کو حضرت صاحب کی دیگر تحریرات مثلاً یہ کہ اگر ایسے اشخاص ہوں، جو مکفرین سے بیزاری کا اعلان کریں۔ تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے، وغیرہ سے کس طرح تطبیق دی جا سکتی ہے؟

جواب:۔ خط کشیدہ الفاظ میں حدیث کا اصل مطلب بیان نہیں کیا، اشارہ کے طور پر ایک بات کو لے لیا ہے، اور کلی ترک کرنا صرف ایک وقت کے لئے ہے، جیسا حضرت صاحب نے خود تشریح کر دی۔ اصل حکم صرف مکفر، مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھنا ہے، اور ان تینوں میں سارے مسلمان نہیں آ جاتے، اور اشارہ کے طور پر جو الفاظ ہیں، ان میں صرف یہ بتایا ہے، کہ عموماً اپنی جماعت الگ کرنی پڑے گی،

سوال:۔ ازالہ اوہام وغیرہ میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن کا ایک شعشہ منسوخ نہیں ہو سکتا، لیکن جہاد کے متعلق اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے:۔

"اور مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا"

پھر تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۸ پر لکھا ہے:۔

"... دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

... جہاد اب قطعاً حرام ہے۔ عام طور پر لوگوں میں عقل و تہذیب و شائستگی آ گئی ہے اس لئے مناسب ہے، کہ اب مسلمان بھی جہاد کی تلوار توڑ کر کلیہ رانی کے ہتھیار بنا لیں کیونکہ مسیح موعود آ گیا۔ اور اب تمام جنگوں کا خاتمہ زمین پر ہو گیا" ۵

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

سوال یہ ہے کہ یہ کونسا جہاد ہے، جسے حرام قرار دیا گیا ہے اگر کہا جائے کہ اس سے مراد مسلمانوں کا جاہلانہ جہاد ہے، تو وہ پہلے کب جائز تھا کہ اب حرام قرار دیا گیا؟

جواب:۔ یہ مضمون میں اپنے کسی خطبہ میں مفصل بیان کر چکا ہوں۔ ایڈیٹر اخبار سے دریافت کر لیں،

اس جہاد کی نظم کے بعد وہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ اس زمانہ اور ان حالات میں جہاد کا حکم نہیں،

سوال:۔ حضرت صاحب نے اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ پر لکھا ہے:۔

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے، اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب الشریعت ہو گیا، پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی"

پھر صفحہ ۷ پر لکھا ہے:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرتؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے، تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو، جھوٹی گواہی نہ دو، زنا نہ کرو، خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے، جو مسیح موعود کا بھی کام ہے، پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤخورد ہو گئی، کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو وہ تئیس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا"

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ حضرت صاحب صاحب الشریعت ہیں۔ آپ کا اس کے بارہ میں کیا خیال ہے؟

جواب:۔ اس لحاظ سے تو ہر ایک ملہم صاحب الشریعت ہو سکتا ہے جس کو خدا الہاماً کہہ دے کہ نماز پڑھو یا جھوٹ نہ بولو

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۲ — نمبر ۱۰۱

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۳ سنہ ہجری مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء

ایک احمدی کی سنگساری

غازی محمود دھرم پال اپنے جدید الطبع رسالہ "حنیف" میں تحریر فرماتے ہیں:-

ماہ گذشتہ میں دنیائے اسلام کا اہم ترین واقع کابل میں مجلس شرعیہ افغانیہ کے ہاتھ سے ایک احمدی نعمت اللہ خاں کی اس الزام پر سنگساری ہے کہ وہ حنفی ہو کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متبع بنا بریں از روئے فقہ حنفی مرتد واجب القتل تھے اس سنگساری کے فعل کی علماء دیوبند اور جمعیت العلماء ہند نے تائید و تصدیق کی ہے مسلم پریس کے ایک حصہ نے اس پر مسرت و اطمینان کا اظہار کیا ہے، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ احمدی لوگ اپنے عجیب و غریب دعاوی و تعلیمات کو مانتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بھی متبع مانتے ہیں، اس لئے وہ ازروئے مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مرتد بنا بریں واجب القتل ہیں۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اس مسئلہ کے متعلق جو بحث ہو رہی ہے، اس نے نہایت ناگوار اور تلخ صورت اختیار کر لی ہے، جہاں تک میرا خیال ہے میں قرآن پاک کی رو سے احمدیوں کو مومن و مسلم سمجھتا ہوں۔ اگر اس بات پر بحث چھڑ جائے، کہ قرآن پاک نے ایک مومن و مسلم کو کسی فروعی اختلاف کی بنا پر یا مرتد کے متعلق قتل کا حکم دیا ہے یا نہیں۔ تو یہ فیصلہ کن بحث ہوگی، مگر افسوس ہے کہ اس وقت تک جس قدر بھی اس مسئلہ کے متعلق بحث ہوئی ہے، وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زاویہ نگاہ کو مد نظر رکھ کر کی گئی ہے، اگر حنفی شریعت کے مطابق مرتد کی سزا قتل ہے جیسا کہ علماء حنفیہ و حنفی پریس نے ثابت کیا ہے، تو میرے خیال میں احمدیوں کے لئے اس کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں رہتا، کہ وہ یا تو اس سزا کو برضا و رغبت قبول کریں، یا حنفی شریعت کے جوئے کو جس کی رو سے وہ مرتد واجب القتل ٹھہرائے جاتے ہیں، اپنی گردنوں پر سے اتار پھینکیں، ورنہ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، کہ وہ حنفی کہلا کر حنفی شریعت کے شیریں سے مستفید ہوں، اور تلخ سے گریز کریں۔ ازروئے قرآن مجید میں احمدیوں کو مومن و مسلم سمجھتا ہوا نعمت اللہ احمدی کی سنگساری پر اظہار تاسف اور احمدی جماعت کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا، اگر احمدی جماعت کی گردن پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کا جوا نہ ہوتا، تو میں افغانستان کے تاجدار اور ہندوستان کے علماء کے مذکورہ بالا فعل پر سخت ترین نفرت و حقارت کا اظہار کرتا، مگر جس صورت میں کہ تاجدار افغانستان اور احمدی جماعت حنفی شریعت کے متبع ہوتے ہوئے دونوں ہی اہل سنت والجماعت کہلاتے ہوں، تو پھر کس کی مذمت کی جاوے، اور کس کی حمایت؟ احمدیوں کے نزدیک حنفی تاجدار کا مذکورہ بالا فعل "وحشیانہ فعل" ہے، مگر کیا احمدی جماعت "شریعت حنفیہ" کو جس کی رو سے یہ سنگساری عمل میں آئی، "وحشی شریعت" ماننے کے لئے تیار ہے؟ اور کیا وہ ایسی "وحشی شریعت" کی تقلید کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکنے کا حوصلہ کر سکتی ہے، اگر ہاں۔ تو پھر احمدیوں کو چاہیئے، کہ وہ بہت جلد ایسا اعلان کر دیں، ورنہ بصورت دیگر ان کو اپنے پیر بھائی حنفیوں کے برخلاف واویلا کرنے کا حق نہیں ہے، ان کی طرف سے جو اینٹ، پتھر یا طعن آئے، احمدی برداشت کریں۔ ان کا اپنے پیر بھائی حنفیوں کے برخلاف غیر حنفیوں بلکہ غیر مسلموں کے پاس شکایت کرنا یقیناً بے اصولا پن تصور کیا جائے گا، جب تک کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو حنفی اہلسنت والجماعت سمجھتے، کہتے اور لکھتے، اور حنفی شریعت کے پابند و مداح ظاہر کرتے رہیں گے، احمدیوں کی طرف سے اس دو عملی کا خاتمہ ہو جانے کے بعد حنفی تاجدار افغانستان کے فعل پر فرد قرار داد جرم لگائی جانی بہت آسان ہو جائے گی کیا احمدی جماعت نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ اپنی پوزیشن کے اس نازک پہلو پر غور فرمائے گی؟

پیغام صلح۔ غازی صاحب کے سوال کا جواب اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ ہدیہ ناظرین کرام ہے۔

میں ایک قادیانی کے اس طرح قتل کئے جانے کو سخت برا سمجھتا ہوں

مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد و کامریڈ کی رائے

شیخ محمد یوسف صاحب مسلم مشنری دہلی تحریر فرماتے ہیں کہ انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کی طرف سے مولانا محمد علی ایڈیٹر کامریڈ و ہمدرد سے بذریعہ خط مذہبی گفتگو کے لئے ملاقات کی خواہش کی تھی، جس کے جواب میں مولانا نے اپنی عدیم الفرصتی کا ذکر کرتے ہوئے مولوی نعمت اللہ خاں کی سنگساری کے متعلق اپنی رائے کا اظہار صاف لفظوں میں کیا ہے جو قارئین کرام کی آگاہی کیلئے درج ذیل ہیں:-

"میں خود آپ سے ملنا چاہتا ہوں نعمت اللہ صاحب کے قتل کے متعلق غالباً آپ گفتگو فرمائیں گے، جہاں تک حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان کو جاننے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ نہ ہونا چاہیئے تھا، اور میں ایک قادیانی کے اس طرح قتل کئے جانے کو سخت برا سمجھتا ہوں۔ یہ اس لئے لکھ دیا کہ آپ میری عدیم الفرصتی کو ایک حیلہ نہ سمجھیں۔"

شاہ کابل کے خلاف احتجاج

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مدراس کے سکرٹری جناب محمد عزیز اللہ صاحب ہمیں اطلاع دیتے ہیں، کہ احمدیہ مسلمانان مدراس کا ایک جلسہ ۱۲ سکنڈ لائن بیچ مدراس میں ہفتہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء کی شام ۵ بجے ہوا، اور چار تحریکات منظور کی گئیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

(۱) احمدیہ مسلمانان مدراس سلطنت کابل کی وحشیانہ و بیرحمانہ سزا کو جو شہید مولوی نعمت اللہ خاں کو ان کے سچے مذہبی اعتقادات پر دی گئی، اور انہیں سنگسار کر کے مار ڈالا گیا، اس پر اپنی کامل ناراضی اور اظہار ملامت کرتے ہیں سلطنت کابل نے متعدد مرتبہ یہ وعدے کرنے کے باوجود کہ موجودہ امیر افغانستان اور ان کی حکومت احمدیہ جماعت کو خصوصاً مذہبی آزادی دی گئی۔

(۲) حکومت کابل کی یہ کارروائی نہ صرف کلام اللہ کے اصول کے خلاف اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تابعین و تبع تابعین کی روش سے بعید بلکہ آزادی کے ان بنیادی اصول کے بھی خلاف ہے جنکو شائستہ دنیا نے مرتب کیا، اور سمجھا ہے،

(۳) حکومت افغانستان کی یہ کارروائی غیر مسلم اقوام کی نظروں میں اسلام کی وقعت کو گھٹانے کا باعث بنی ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

لاہور

جلد ۱۲، ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۳ھ نمبر ۱۰۱

مسلمانوں کی نمائندگی کا حق

"زمیندار" اور "سیاست" کا اثر

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں وزد

گذشتہ اشاعتوں میں نعمت اللہ خاں کی سنگساری کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ہم متعدد قومی اخبارات اور رہنمایان ملک کی آرا کو جو اس بارہ میں انہوں نے ظاہر کی ہیں، نقل کر چکے ہیں۔ "وکیل" "تہذیب النسواں" "تنظیم" اور "جامعہ" نے جس زور کے ساتھ اس واقعہ کے خلاف رائے زنی کی ہے، اور ان علما اور جرائد اسلامی کو مطعون کیا ہے، جنہوں نے افغانستان کی حمایت میں آواز اٹھائی وہ اس بات کا ایک کھلا ثبوت ہے، کہ فہمیدہ مسلمانوں کے نزدیک "زمیندار" اور "سیاست" نے جو کچھ لکھا۔ اور دیوبندی علماء نے ان کی تائید میں قرآن و حدیث کے غلط مفہومات سے جو نتائج پیدا کرنے کی کوشش کی۔ وہ ایک مجنونانہ حرکت سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتے، آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد کا مرثیہ کی رائے بھی درج ہے، اور اس کے ساتھ بخاری محمود دھرمپال کے خیالات بھی اُن کے رسالہ "تحقیق" سے نقل کئے گئے ہیں، جن سے یہ امر بالکل آشکارا ہو جاتا ہے، کہ ملک کی عام رائے ان ہر دو جرائد کے قطعاً خلاف ہے۔ اور کوئی سنجیدہ دل و دماغ ایک منٹ کیلئے بھی ان کی تائید نہیں کر سکتا،

"زمیندار" اور "سیاست" کو یہ دعوے ہے کہ انہیں ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا حق حاصل ہے، اور وہ ہندوستان کی قومیت متحدہ کے علمبردار ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر "زمیندار" اپنے آپ کو چالیس کروڑ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا ذمہ وار قرار دیتا ہے جیسا کہ "الفضل" پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اس نے لکھا ہے کہ

"ہمارے سامنے اس کی طرح چند ہزار انسانوں کے اوہام باطلہ کی اشاعت کا کام نہیں، بلکہ ہم کروڑ مسلمانوں کی حقیقی فلاح و بہبود کا کام ہے"

قطع نظر اس بات سے کہ چالیس کروڑ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا کام کس نے ان کے سپرد کیا، اور کب سے وہ اس بات کا ذمہ وار بنا، اور کیونکر وہ اس کو سرانجام دے رہا ہے، دیکھنا یہ ہے کہ چالیس کروڑ مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھانے کے باوجود اس کا اثر ہندوستان کے سمجھدار مسلمانوں پر کیا ہے، اگر فی الحقیقت اس کی آواز میں کوئی اثر ہوتا، اگر اس کے خیالات سے قوم کی حقیقی نمائندگی ہو سکتی، اگر اس کے "اوہام باطلہ" مسلمانوں کی فلاح و بہبود سے ذرا بھی تعلق رکھتے، تو کسی صاحب بصیرت مسلمان کو اس کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی، اور اس کا پروپیگنڈا موثر اور کارگر ثابت ہوتا۔

لیکن حالت یہ ہے کہ جوں جوں "زمیندار" اور "سیاست" احمدیت کے خلاف آواز بلند کرتے اور ہندوؤں کی مدد سے اسلام کو یہ کہہ کر بدنام کرنا چاہتے ہیں، کہ اس نے ارتداد کی سزا قتل تجویز کی ہے، اسی قدر زور کے ساتھ ملک کے فہمیدہ طبقہ کی طرف سے ان کے خلاف آواز اٹھتی ہے، یہاں تک کہ "سیاست" کے ایک جناب سید حبیب اسی بات کے قائل ہیں کہ مرتد ہرگز واجب القتل نہیں۔ اور آپ نے قلم سے ہمارے سامنے یہ امر لکھ چکے ہیں، نہ معلوم کیوں باوجود وعدہ کے ابھی تک اس کو شائع نہیں کیا کہ احمدیوں کو بھی مسلمان سمجھتا ہوں۔ حسن خیال کو یہ خیال ہو، کہ احمدیوں کو اس طرح سے اڑا دینا چاہئے، کہ ان کی خاک بھی کہیں نظر نہ آئے، کیونکہ وہ کافر و واجب القتل ہیں۔

اس کے مالک کا انہی احمدیوں کو مسلمان قرار دینا ایک حیرت انگیز بوالعجبی ہے جس کی آواز خود اپنے مالک کے خیالات کے بھی قطعاً خلاف ہے، اس کا اثر عام پبلک پر جو ہوگا، اس کی حقیقت معلوم، کیا اسی پر تمہیں یہ لوگ سات کروڑ بلکہ چالیس کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی اور ان کی فلاح و بہبود کا دم بھرتے ہیں؟ آخر ان کی نمائندگی دیوبندی یا میرک شاہی خیالات سے بڑھکر بھی کوئی حقیقت رکھتی ہے چالیس کروڑ مسلمانوں سے مراد اگر محض دیوبندی مسلمان ہی ہو سکتے ہیں، تو فی الحقیقت انہیں مسلمانوں کے نمائندے کہنا جائز ہے لیکن اس صورت میں یہ بھی بتا دینا چاہئے، کہ مولانا محمد علی۔ ڈاکٹر کچلو، مولوی ممتاز علی، مولانا سلیم جیراجپوری ایڈیٹر "جامعہ" اور دیگر ان مسلمانوں کو جنہوں نے دیوبندیوں اور "زمیندار" و "سیاست" کی ذرا بھی پروا نہ کرتے ہوئے ان کے خلاف آواز بلند کی ہے کس ذیل میں سمجھا جائے گا اور "زمیندار" کے مزعومہ خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالمجید خاں کو

تعجب ہے کہ یہ لوگ اپنی بے فائدہ لن ترانیوں اور بلند آہنگیوں سے جن کا دنیا پر کوئی اثر نہیں، اس دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ جو کچھ وہ لکھتے ہیں، مسلمانوں کے نزدیک وحی آسمانی کے برابر ہوتا ہے، اور وہ اس کو سر آنکھوں پر اٹھا کر رکھتے ہیں، حالانکہ اگر وہ اپنے خیالات کے اثر کو دوسرے اسلامی جرائد اور رہنمایان ملک کے خیالات کی روشنی میں پڑھیں، تو انہیں اپنی حقیقت کا پتہ لگ جائے، اور یہ معلوم ہو جائے، کہ ان کے جوشیلے فقرات طبل بلند بانگ سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتے بلکہ تازہ نئے واقعے تازہ ہوتے ہیں، ان کا یہ جوش و خروش کسی ایمانداری پر مبنی نہیں، چنانچہ معاصر "تنظیم" نے جیسے "زمیندار" کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ مسلمانوں میں تفرقہ اندازی اس نے شروع کر رکھی ہے تو اس کے جواب میں زمیندار نے لکھا کہ چونکہ احمدیوں نے مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد میں ان کا ساتھ نہیں دیا اس لئے وہ ان کی مخالفت کرنا ضروری جانتا ہے، "تنظیم" اس پر لکھتا ہے کہ

"آپ کا جواب "جواب از ریسمان" سے کم نہیں ہے، آپ قادیانیوں سے سیاسی وجوہ سے بگڑے ہوئے ہیں **تو پھر کیا ایک نہ ہی مسئلہ کو محض دل کا بخار نکالنے کا ایک بہانہ بنایا گیا ہے؟ یہ بات اخبار نویسانہ دیانتداری کے خلاف ہے"**

لیکن انہیں دیانت و امانت سے کیا غرض ہے، اور اسلام سے کیا واسطہ، کوئی بہانہ انہیں احمدیت کی مخالفت کے لئے ملنا چاہئے، پھر خواہ اسلام ہی ہاتھ سے جاتا رہے، اور بزرگان دین کو سب و شتم ٹھہرانا پڑے، اور خواہ تمام مسلمان جن کی نمائندگی کا باطل ادعا انہیں ہے، ان کی ان باتوں کو برا ہی کیوں نہ سمجھیں، وہ اپنے دل کا بے وجہ بخار کسی نہ کسی طرح نکالیں گے، انہیں خوشی ہوتی ہے جب میرک شاہ جیسے نام نہاد محافظ اسلام قرآن کو غیر مکمل ثابت کرتے ہیں، کیونکہ اس سے احمدیوں کا جواب تو ہو جاتا ہے؟ خواہ وہ کیسا ہی ضعیف ترین ہو،

کاش میرک شاہ کے یہ چیلے اس بات کو محسوس کریں کہ ان کی ان حرکات پر دنیا انہیں کیا کہتی ہے، اور اگر ان کی یہ باتیں دنیا میں باقی رہ گئیں، تو آنے والی نسلیں کس قدر حقارت کا رائے ان پر بھیجیں گی۔ کہ اسلام کی دوستی کے پردہ میں انہوں نے اس سے خطرناک دشمنی کا برتاؤ کیا،

کہا جائیگا کہ جمیعۃ العلما نے بھی "زمیندار" اور "سیاست" کی تائید کی ہے۔ جو ہندوستانی مسلمانوں کی نمائندہ ہے، اس کے جواب میں یہ یاد رکھنا چاہئے، کہ جمیعۃ العلما کا اثر اتنا بھی نہیں جتنا ایک معمولی اخبار کا اثر ہو سکتا ہے، تحریک عدم تعاون کی تائید میں پانچسو علما کے دستخطوں سے جمیعۃ العلما کی طرف سے فتوے شائع ہوا کہ پولیس اور فوج کی ملازمت حرام ہے کتنے مسلمان تھے جنہوں نے اس فتویٰ کو سر آنکھوں پر رکھا اور سرکاری ملازمتوں بالخصوص پولیس اور فوج سے علیحدگی اختیار کی، واقعات کو غور کی نظر سے دیکھنے والے کبھی جمیعۃ العلما کو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت قرار نہیں دے سکتے۔

حضرت خواجہ صاحب اور میاں محمود احمد صاحب

جس دن سے میاں محمود احمد صاحب ولایت تشریف لے گئے ہیں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے مشن کے متعلق جا و بے جا ریمارک ان کے اور ان کے حواریین کے قلم سے نکلتے رہتے ہیں، ووکنگ مسلم مشن کو "خواجہ شاہی مشن" اور ان نومسلمین کو جو اس مشن کے ذریعہ مسلمان ہوئے "خواجہ شاہی مسلمان" کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور ایسے ایسے برے الفاظ زبان پر لاتے ہیں، جو ایک شائستہ انسان کے جو ایک قوم کا سردار ہو۔ شایان شان نہیں،

باوجود اس کے قارئین کرام یہ سنکر حیران ہوں گے، کہ وہی میاں محمود احمد صاحب جب دمشق میں پہنچتے ہیں تو وہاں اپنی عظمت کو قائم کرنے کے لئے حضرت خواجہ صاحب کو اپنے اتباع میں سے بتاتے ہیں، ہمارے سامنے اس وقت مصر کے ایک اخبار "وادی النیل" کا ۱۵ اگست کا پرچہ ہے جس میں میاں صاحب کا ایک مکالمہ شائع ہوا۔ جو انہوں نے دمشق کے اخبار "الف با" کے نمائندہ کے ساتھ کیا، اس مکالمہ میں بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جن سے قارئین "پیغام صلح" کو واقف کرنا ضروری ہے، اور ہم آئندہ اشاعت میں ان کا تذکرہ کریں گے، لیکن حضرت خواجہ صاحب اور یورپ میں تبلیغ اسلام کے متعلق جو کچھ انہوں نے کہا فی الحال اس کا سنا دینا ضروری ہے،

نمائندہ مذکور کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا میاں صاحب کا یہ اعتقاد ہے، کہ ان کا سلسلہ یورپ میں پھیل جائے گا؟ انہوں نے پختہ یقین کے ساتھ کہا کہ

اس کا وہاں پھیل جانا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کے والد محترم حضرت مسیح موعود، کے ساتھ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے" اور حضرت مسیح موعود نے رویا کو بیان کرتے ہوئے جس میں انگلستان میں وعظ کرتے اور سفید پرندے پکڑنے کا ذکر ہے لکھا ہے کہ

ان لمذ ھبھم اتباعاً فی تلک الاصقاع منھم الخواجۃ کمال الدین الذی اسلم بیدہ اللورد ھدلی۔

"یعنے ان ممالک میں ان کے مذہب کے متبعین میں سے خواجہ کمال الدین ہیں۔ جن کے ہاتھ پر لارڈ ہیڈلے نے اسلام قبول کیا"

"ان کے مذہب کے متبعین میں سے" کے الفاظ ہماری سمجھ میں نہیں آئے، کیا میاں صاحب کا منشا یہ ظاہر کرنا تھا کہ حضرت خواجہ صاحب ان کے مریدین میں سے ہیں؟ اس کا فیصلہ ہم خود اصحاب قادیان پر ہی چھوڑتے ہیں۔ کہ وہ ان الفاظ سے میاں صاحب کی ایمانداری کا اندازہ کرلیں۔ ہاں اس کے خلاف یہ بھی کہا جا سکتا ہے، کہ میاں صاحب کی اس سے مراد یہ ہے کہ خواجہ صاحب بھی احمدی ہیں، اگرچہ اتباعاً کا لفظ اس مفہوم کا متحمل نہیں، تاہم اس کو تسلیم کرتے ہوئے یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ کیوں میاں صاحب نے خواجہ صاحب اور لارڈ ہیڈلے کا بالخصوص تذکرہ کیا، جبکہ وہ انہیں منافق۔ بیہودہ اسکریوٹی اور کیا کیا کچھ کہہ چکے ہیں۔ اور اب تک لنڈن سے نومسلمین ووکنگ پر تمسخر اڑاتے رہتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کا منشا سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا، کہ خواجہ صاحب اور لارڈ ہیڈلے کا نام لے کر اہل دمشق پر اپنی عظمت کا اظہار کریں، کہ ہم ایسے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں جس میں خواجہ کمال الدین ہیں جن کے ہاتھ پر لارڈ ہیڈلے نے اسلام قبول کیا، ہم چاہتے ہیں کہ اصحاب قادیان اس پر روشنی ڈالیں۔ یا میاں صاحب کی واپسی پر ان سے دریافت کرکے ہمیں جواب دیں کہ اس فقرہ سے ان کی کیا مراد تھی، آیا وہ فی الحقیقت حضرت خواجہ صاحب اور لارڈ ہیڈلے کو احمدی ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ اس فقرہ سے مترشح ہے، یا یہ محض "مصلحت وقت" کا نتیجہ تھا،

آریہ گزٹ کا الزام آنحضرت صلعم پر

آریہ سماج کا شاید ہی کوئی پرچہ ہو جس کے قریباً ہر نمبر میں اسلام اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان بندی اور افترا پردازی کا کام نہ لیا جاتا ہو، بلکہ اکثر اوقات سب و شتم اور تمسخر واستہزا سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا، یہی ایک امر ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی بربادی کا موجب ہے، حیرت ہے کہ بہی خواہان ملک

کیوں متوجہ نہیں ہوتے، اس وقت ہمارے سامنے ۱۶۔ اکتوبر کا "آریہ گزٹ" ہے، جس میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ امیر کابل نے اس اعلان کو منسوخ کر دیا ہے جس میں افغانستان کے اندر گائے کے ذبح کرنے کی ممانعت کی گئی تھی آنحضرت صلعم پر یہ الزام دیا ہے کہ

"ایک دفعہ پیغمبر اسلام نے بھی یہودیوں کی خاطر مدینہ میں کعبہ کی بجائے اور سمت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا، جب یہودیوں سے مطلب نکل گیا تھا تو پھر دوبارہ پہلے حکم کو منسوخ کر کے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم نافذ کر دیا تھا"

آریہ گزٹ کے یہ الفاظ ایک مسلمان کے لئے جس قدر دلآزار ہوسکتے ہیں۔ اس کی تشریح کی حاجت نہیں، مذہبی مناظرات کا یقیناً یہ مطلب نہیں ہوسکتا، کہ دوسروں کے پیشواؤں پر افترا پردازی اور بہتان بندی سے کام لے کر ان کے کیرکٹر پر حملہ کیا جائے، اگر "آریہ گزٹ" کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت موجود ہے، کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ میں یہودیوں سے مطلب نکالنے کے لئے کسی دوسری جانب منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا، اور پھر دوبارہ اس حکم کو مطلب نکل جانے پر منسوخ کر دیا تھا، تو وہ اسے پیش کرے، ورنہ اپنے ان الفاظ کو واپس لے،

احمدیہ کانفرنس

جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے۔ گذشتہ ۲۵۔ اکتوبر کی صبح کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بشیر بادشاہ ہال میں منعقد ہوا، جو ۱۲ بجے تک ختم ہو گیا۔ اسی روز نماز ظہر کے بعد احمدیہ کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا۔ اور اس میں ایک نہایت اہم امر پر غور و بحث ہوئی یعنی مسئلہ نماز، یہ اجلاس نماز عصر کے وقت ملتوی ہوا، اور پھر نماز مغرب کے بعد شروع ہو کر رات کے ۱۰ بجے تک رہا، دوسرے دن یعنی ۲۶۔ اکتوبر کو ۹ بجے پھر اجلاس شروع ہوا، جو ۱۲ بجے تک رہا۔ اور پھر نماز ظہر کے بعد سے شروع ہو کر نماز عصر کے وقت ختم ہو گیا، اس دن جماعت احمدیہ کی تنظیم کے متعلق ضروری امور پر غور و خوض ہوتا رہا، اور بعض اہم اور نازک معاملات زیر بحث لائے گئے،

کانفرنس کی مفصل روئداد اور پاس شدہ ریزولیوشن آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے، انشاء اللہ،

کانفرنس میں شمولیت کے لئے جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے بہت سے اصحاب بیرونجات سے آئے ہوئے تھے، بعض آخری دن بھی آئے، اجلاس خدا کے فضل سے بارونق تھا اور یہ دیکھنا موجب مسرت تھا، اور باعث ازدیاد ایمان کہ باوجودیکہ بعض نہایت نازک مسائل زیر بحث لائے گئے، جن میں شدید اختلاف کا اندیشہ ہوسکتا تھا۔ باوجودیکہ سب کو آزادی کے ساتھ اظہار رائے کا موقعہ تھا، اور نہایت آزادانہ طور پر ہر شخص نے اپنی رائے کا اظہار کیا، تاہم اصحاب کانفرنس کی نیک نیتی کی وجہ سے تمام معاملات نہایت خوبصورتی کے ساتھ سلجھ گئے، اور عموماً امور پیش آمدہ کا فیصلہ باتفاق رائے ہوتا رہا، اور وہ دھڑہ بندی اور ناجائز طرز عمل جو دوسری کونسلوں اور کانفرنسوں میں بالعموم دیکھنے میں آتا ہے، قطعاً دکھائی نہیں دیا۔ بلکہ اس کے خلاف یہ مباحثات اور گفتگو میں جماعت میں ازدیاد محبت اور ترقی اتحاد کا موجب ہوئیں۔ فالحمد للہ علی ذالک ٭

ترک موالات اور شریعت اسلامی

جن دنوں میں ترک موالات کی تحریک ہندوستان میں شروع ہوئی مسلمان رہنمایان ملک نے اس کو زیادہ موثر بنانے کے لئے ایک جمعیت العلمائے ہند کھڑی کی، جس نے غالباً سب سے پہلا کام یہی کیا کہ ترک موالات کو مذہبی رنگ دے کر اسلامی شریعت کے رو سے اس کو ضروری قرار دے دیا، چنانچہ ایسے فتاوے شائع ہوئے، جن میں جمعیت نے بڑے زور سے حکومت کے ساتھ تعاون کو ازروئے شریعت ناجائز قرار دیا، دیواروں پر بڑے بڑے موٹے حروف میں یہ لکھ دیا گیا کہ

"پولیس اور فوج کی ملازمت حرام ہے"۔

جمعیت کے اس فتوے کا اثر ملک پر کیا ہوا اور کتنے وہ لوگ تھے، جنہوں نے اس صریح فتوے کو دیکھ کر پولیس اور فوج کی نوکری چھوڑ دی یا عدم تعاون اختیار کیا، اس بحث میں اس وقت پڑنے کی ضرورت نہیں [illegible]

مہاتما گاندھی کا ایک مضمون ہے، جو انہوں نے ۲۳۔ اکتوبر کے "ینگ انڈیا" میں "دی لا آف لو" (قانون محبت) کے عنوان سے شائع کیا ہے اس مضمون میں مہاتما جی نے ملک کو ترک موالات کے ناقابل بتاتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ

"ترک موالات کو قومی پروگرام کی حیثیت سے فی الحال ملتوی کر دینا چاہیئے"

بالفاظ دیگر وہی فعل جس کو جمعیت العلما اسلامی شریعت کے رو سے حرام قرار دے چکی ہے، اب جائز اور حلال سمجھا جائے گا، جمعیت العلما ہم نہیں سمجھتے، کہ مہاتما جی کے اس ارشاد سے اختلاف کرے، لیکن ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ سابقہ فتوے کو اب کس شریعت کے رو سے منسوخ قرار دیا جائے گا، وہ لوگ جو احمدیوں پر یہ الزام دیتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی بعض ناواجب حرکات میں ان کا ساتھ نہیں دیا، شریعت اسلام کی اس صریح بے حرمتی پر غور کریں۔ کہ ایک ملکی اور وقتی مسئلہ کو مذہبی رنگ دے کر شریعت کو خواہ مخواہ بدنام کیا گیا ہے،

مہاتما گاندھی کا مذہب

مہاتما گاندھی نے پچھلے دنوں مختلف مذہبی کتب کے مطالعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ جس قدر رامائن اور گیتا کے پڑھنے سے انہیں تسکین ہوتی ہے، اس قدر دوسری کسی مذہبی کتاب سے نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ہی مہاتما جی تمام مذہبی کتابوں (قرآن انجیل اور وید) کو الہامی مانتے ہیں۔ اور ان کے لانے والوں کو خدا تعالےٰ کے پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔

مہاتما جی کے ان خیالات پر رائے زنی کرتے ہوئے معاصر "تنظیم" رقمطراز ہے کہ۔۔

خدا کی عالمگیر حکومت۔ بالحاظ رنگ و نسل اس کی برکات کا نزول تمام اقوام عالم میں پیغمبروں کی تشریف آوری، یہ تعلیم اسلام کے سوائے کسی اور مذہب نے نہیں دی، اس لئے مہاتما گاندھی کا یہ عقیدہ لازمی طور پر اسلامی عقیدہ ہے، کہ وہ دیگر مذاہب کی کتابوں کو الہامی مانتے ہیں۔ اور کسی مذہب کو جھوٹا نہیں سمجھتے، کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ مہاتما جی کا یہ خیال بھی ان کے مطالعہ قرآن ہی کا نتیجہ ہے؟ اور اگر یہ محض ان کے اپنے غور و فکر کا نتیجہ ہے، تو وہ بصد نفیس مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے ایک سچائی کو اپنی کوشش سے دریافت کر لیا، اگر وہ اس مسئلہ پر ذرا اور غور فرمائیں گے، تو وہ اس سے ایک قدم آگے بڑھنے پر مجبور ہوں گے، اور وہ تسلیم کر لیں گے۔ کہ اس عقیدہ کے ساتھ تمام مذاہب پر ایمان لانا ضروری ہے، جیسا کہ قرآن کا ارشاد ہے، اور جب وہ وقت آئے گا تو پھر کسی کو یہ کہنے کی حاجت نہیں رہے گی، کہ مہاتما گاندھی اسلام کو جھوٹا مذہب نہیں کہتے، تو پھر اپنے سابقہ عقائد پر کیوں قائم ہیں؟ جب انسان اپنے فہم و ادراک کے زور سے ذہنیت کی اس منزل پر پہنچ جاتا ہے، تو اس کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں رہتا کہ وہ قدیم کی طرف سے جدید کی طرف رجوع کرے، اور تمام سچائیوں اور صداقتوں کے مجموعہ کے سامنے اپنی گردن جھکا دے،

ہمارے نزدیک اگر مہاتما گاندھی کے اس اصول پر دوسرے ہندوؤں کو بھی کاربند کرنے کی کوشش کی جائے، تو یہ نہ صرف اسلام کے لئے ازحد مفید ہوگا، بلکہ ہندوستان کی قومیت متحدہ کو استوار بنانے میں بھی ایک بہت بڑے معاون کا کام دے گا اور وہ وقت یقیناً آنے والا ہے، جب رہبران ملک کو آخرکار اسی اصول کی طرف آنا پڑے گا، کہ اس کے بغیر دنیا کا امن محال ہے۔

قادیان سے ایک تار

دو تین روز ہوئے ہمیں قادیان سے ایک تار مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے موصول ہوا، جو غالباً تمام اخبارات کو بھیجا گیا ہے۔ یہ تار دراصل میاں صاحب کے ایک خاص بحری پیغام کی نقل ہے، جس میں لندن میں ایک مسجد کے سنگ بنیاد رکھنے کی مفصل کیفیت ہے، یہ تار فلسکیپ سائز کے ساڑھے تین صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اور اس میں اس جلسہ کی پوری کیفیت دیتے ہوئے میاں صاحب کی تقریر اور ان اصحاب کے نام بھی لکھے ہیں۔ جو اس جلسہ پر موجود تھے،

اس سے پیشتر کئی ایک اسی قسم کے تار "الفضل" میں اسی دن سے شائع ہو رہے ہیں۔ جب میاں صاحب سفر یورپ کو روانہ ہوئے ہم آجتک اس بات کو نہیں سمجھ سکے، کہ ان پیغامات میں ایسی کونسی ضروری باتیں ہیں۔ جن کا بذریعہ تار پہنچنا ضروری تھا، مریدین میاں صاحب ہم پر بغض و حسد کا الزام لگاتے ہیں۔ لیکن آجتک اس بات کا جواب انہوں نے نہیں دیا، کہ آیا اس قسم کے غیر ضروری اخراجات اسراف میں داخل ہیں یا نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ جو روپیہ میاں صاحب صرف کر رہے ہیں۔ وہ ان کی قوم نے ہی ان کو دیا ہے، اور وہ اس کے اس طرح خرچ کئے جانے کو برا نہیں مناتے، لیکن آیا کسی شخص کا اس طرح اپنے روپیہ کو صرف کرنے کی اجازت دینا اسے اسراف کی حد سے نکال دیتا ہے؟ ہم یہ نہیں کہتے کہ میاں صاحب کو ان کی قوم نے کیوں اس قدر روپیہ دیا؟ یا میاں صاحب قوم کی مرضی کے خلاف خرچ کر رہے ہیں، نہ ہی میاں صاحب کے سفر یورپ پر ہمیں کوئی اعتراض ہے۔ اعتراض اگر ہے، تو اس طریق عمل پر جو روپیہ کے خرچ کرنے میں انہوں نے اختیار کر رکھا ہے، اور ہم صفائی کے ساتھ یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں، کہ یہ کھلا اسراف ہے، جو کسی طرح بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا،

باقی جس حد تک مسجد کے سنگ بنیاد رکھا جانے کا تعلق ہے ہم میاں صاحب کو اس کیلئے مبارکباد دیتے ہیں،

حنفی فقہ اور جماعت احمدیہ

کسی دوسری جگہ غازی محمود دھرمپال کا ایک مضمون نعمت اللہ خاں کی سنگساری کے متعلق ان کے جدید الشیوع رسالہ "حنیف" سے نقل کیا گیا ہے غازی صاحب نے اس مضمون میں لکھا ہے اور پرائیویٹ خط کے ذریعہ بھی اس سوال کا جواب ہم سے طلب کیا ہے، کہ فقہ حنفی کو ہم کس درجہ پر سمجھتے ہیں، اور آیا اہلسنت والجماعت کہلا کر فقہ حنفی کے فیصلہ سے ہم انحراف کر سکتے ہیں؟ جہاں مرتد کو واجب القتل قرار دیا گیا ہے؟

یہ مضمون ہمارا خیال ہے۔ کہ "پیغام صلح" کے ان مضامین ... سے پہلے کا لکھا ہوا ہے، جن میں ہم فقہ حنفی کے رو سے بھی یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ مرتد ہرگز واجب القتل نہیں۔

اس کے ساتھ ہی انہی مضامین میں اس بات کو بھی صاف کیا جا چکا ہے، کہ حنفی المذہب ہونے میں ہمارا مسلک وہی ہے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، کہ قرآن کریم ہر چیز پر مقدم ہے، اگر قرآن سے ایک بات صراحت کے ساتھ ثابت ہے، تو پھر خواہ کتنی احادیث اور فقہ حنفی کے استدلالات اس کے خلاف کیوں نہ ہوں۔ وہ ہرگز ماننے کے قابل نہیں، فقہ حنفی تو کیا احادیث میں سے بھی ہم ان باتوں کو ہم صحیح سمجھتے ہیں۔ جو قرآن کریم کے مطابق ہوں۔ ورنہ اگر کوئی قرآن کریم کی کسی صریح آیت کے خلاف بیان ہوا ہو، تو وہ ہرگز ماننے کے قابل نہیں، فقہ حنفی میں دراصل قرآن کریم اور احادیث سے مسائل کا استخراج کیا گیا ہے، وہ کوئی علیحدہ شریعت نہیں۔ نہ امام ابوحنیفہ نے اپنے اجتہاد کو قرآن کے برابر قرار دیا ہے، بلکہ خود فرمایا کہ اگر میری کوئی بات قرآن کے خلاف پاؤ۔ تو اسے چھوڑ دو [illegible] ہے، اور اسی کی تعلیم ہمیں ہمارے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دی ہے،

مصطفائی روشنائی

اس نام سے دیسی سیاہی کی ایک پڑیا ہمیں برائے ریویو موصول ہوئی ہے، یہ سیاہی جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، شیخ غلام مصطفےٰ رنگ محل لاہور کی ایجاد ہے، افسوس ہے کہ ہم خود دیسی سیاہی کے استعمال کے عادی نہ ہونے کی وجہ سے اس کی خوبیوں کو پورے طور پر بیان کرنے سے قاصر ہیں لیکن جن طالب علموں اور دوسرے اصحاب نے اس کو استعمال کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ یہ سیاہی لکھنے میں صاف اور روشن اور ترکیب استعمال میں دوسری سیاہیوں کی نسبت آسانی پیدا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کو تھوڑے ہی دنوں میں عام طور پر قبولیت کا شرف حاصل ہو گیا ہے، جو پڑیا ہمیں برائے ریویو موصول ہوئی ہے، اس کی قیمت دو پیسے ہے، اور نہایت نفاست کے ساتھ کاغذ کے اندر بند کی گئی ہے، جس کے ایک طرف [illegible] سیاہی اور اس کے موجد کا نام اور پتہ چھپا ہوا ہے، اور دوسری جانب ترکیب استعمال، اسی قسم کی پڑیا ایک پیسہ اور ایک آنہ کو بھی مل سکتی ہیں جن میں سیاہی کی مقدار اس کی قیمت کے مطابق [illegible]

شرارے

بھائی پرمانند ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ جوں جوں انسان میں وچار کا مادہ بڑھتا ہے۔ مذہب کا اثر اس پر کم ہوتا جاتا ہے یعنے مذہب کا اثر غالب ہو تو فہم وادراک کا مادہ دبا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھائی صاحب پر مذہب کا اثر غالب ہے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ لوگ انہیں "دیوتا سروپ" کہتے ہیں۔

مسٹر بھگت رام شکل کسی یورپین مصنف کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ "زمانہ سلف کے ہندو راگ ودیا۔ تجارت اور فن شاعری میں اعلیٰ درجہ کے ماہر تھے۔ علم سائنس میں کوئی اور قوم ان پر سبقت نہ رکھتی تھی" یہ نتیجہ تھا کہ ہندو قوم کے فہم وادراک اور سوچ وچار کا۔ گویا بھائی پرمانند کے نزدیک زمانہ سلف کے ہندو لا مذہب تھے۔

ہمارے نامور لاہوری معاصر نے جس کی صفت میں کسی نے کہا ہے "ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں" پچھلے ہفتہ مولانا شوکت علی پر بھی ایک تیر چلایا تھا۔ لکھا تھا کہ "پڑھے فارسی بیچے تیل۔ یہ دیکھو قدرت کے کھیل"، تو ایک بات بھی تھی مولانا اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور چھوٹانی کے کارخانہ کی لکڑیاں چیرنے لگے ہیں۔ اس کے جواب میں مولانا نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی سننے کے قابل ہے۔

مولانا فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں:-

چاہیے لکڑ ہارا ہو یا کوہ کن دھن کا پکا ہونا چاہئے۔ سردی ہو گرمی۔ تری ہو یا خشکی۔ طوفان ہو یا سکون۔ کامیابی ہو یا ناکامی دوست بہت ہوں یا کم۔ ساتھی کم ہوں یا زیادہ۔ دشمن قوی ہوں یا کمزور۔ سچا عاشق ہر حال میں مست ومگن رہتا ہے۔ اور گرد ونواح کے اثرات سے متاثر نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی وفاداری وجانفروشی سے اپنے گرد ونواح کو متاثر کرتا ہے۔

اور کاش آج ہمارے خلافت کے سب عشاق جو چار برس پہلے متحد ومتفق نظر آتے تھے اسلام کے اس نازک وقت میں استقلال وہمت وفاداری وجانفروشی کا ثبوت دیتے۔

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہکن
بازی اگرچہ لے نہ سکا جان کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپکو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

"مجھے لکڑ ہارا بننے میں ذرا بھی عار نہیں صرف فرہاد کوہ کن کی ہمت مانگتا ہوں۔ بس ایک فرق کے ساتھ کہ اپنے ہاتھ کو تیشہ سے موت نہ آئے نہ اپنے بھائیوں کی لعن وتشنیع سے زخم کھاؤں۔ بلکہ جب موت آئے اللہ کے کام میں اس کے دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے"

احمدیہ بستی

ان برادران کی خدمت میں جنہوں نے کہ احمدیہ بستی میں مکان بنانے کے لئے زمین مجھ سے خریدی تھی، میں با ادب التماس کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر وہاں مکان بنانے شروع کریں۔ کیونکہ سب سے پہلا اعلان جو کہ اس بستی کی زمین کی آبادی کے متعلق کیا گیا تھا، اس میں صاف طور پر یہ شرط قرار دی گئی تھی۔ کہ احباب کو ایک سال کے اندر اندر اس میں مکان بنانا ہوگا، کل برادران نے اس شرط کو قبول کیا ہے سوائے مخدوم محمد اشرف صاحب کے کسی نے اب تک زمین پر کوئی تعمیر مکان وغیرہ کا نہیں کیا اس لئے میں ان کی خدمت عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ مہربانی فرما کر جلدی اس کی آبادی کی طرف متوجہ ہوں۔ ورنہ مجھے اس شرط کو عمل میں لانا پڑے گا، اور اس آبادی کے لئے ان پلاٹوں کو کسی اور کے پاس کرنا ہوگا، جو انہیں آباد کریں۔ نیز یہ بنا دیں۔ اور جو قیمت آئے گی وہ انجمن کے فنڈ میں داخل کرتا جاؤں گا، اطلاعاً عرض ہے کہ آجکل بھی اس کے ارد گرد کی زمین ۵۰۰ کنال پر فروخت ہو رہی ہے۔ پس مہربانی فرما کر اس شرط سے نہ ناجائز فائدہ اٹھاویں۔

سید محمد حسین

اہل تناسخ کے استدلال

اور

ان پر تنقید

(از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام امام مسجد ووکنگ انگلستان)
(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۴ء)

بچوں کا پیدا ہوتے ہی مرجانا ضرور تناسخ پر دلالت نہیں کرتا

یہاں میں اس اعتراض کا کسی قدر وضاحت سے جواب دیتا ہوں کہا جاتا ہے کہ جو بچے پیدا ہوتے ہی یا صغیر سنی یا حالت شیرخواری میں فوت ہو جاتے ہیں، ان کے یہاں آنے سے کیا فائدہ ہے، قرآن کریم کی بعض آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ انسان کی اس دنیا میں آنے کی غرض پیدائش نفس ناطقہ اور اس کی بلوغت ہے یوں تو عالم نطفہ میں ہی انسان کی کل کی کل ترقیات بالقوہ موجود ہوتی ہیں۔ لیکن اس دنیاوی ترقی کا ظہور گوشت پوست وادراک کو چاہتا ہے، ان چیزوں کے حصول کے لئے نطفہ رحم مادر میں جاتا ہے، جسم کی تکمیل سے اس میں ایک چیز نئی پیدا ہوتی ہے، جسے مدرکہ کہتے ہیں، قرآن نے اسے "خلق آخر" کہا ہے، اس مدرکہ کے ظہور کے بغیر آئندہ کی ترقی ناممکن ہے،

یہ جو حیوانات اور نباتات کے جسموں میں ایک قسم کی تنظیم واقع ہوتی ہے، یعنی وہ ہمیشہ ایک ہی شکل پر واقعہ ہوتی ہے، یہ دراصل اس جوہر حیات کا نتیجہ ہے، جو سب سے پہلے عالم نباتات میں پیدا ہوتا ہے، لیکن جہاں نباتات ایک ہی مقام پر کھڑے رہ کر اپنی ضروریات کو اپنی ماحول سے حاصل کر لیتے ہیں، وہاں حیوانات میں ایک اور چیز ہے، جو انہیں ان کی احتیاجوں کے دفعیہ کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے آتی ہیں، حیوانوں میں بھوک پیاس اور بعض دیگر خواہشات کا احساس اس قدر تیز کر دیا گیا ہے کہ ان اشتہاؤں کے مشتعل ہونے پر وہ ایک جگہ ٹھیر نہیں سکتے اور ان کے دفعیہ کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں ان اشتہاؤں کا احساس ہی ان کی سکون وحرکات کا موجب ہوتا ہے، ان اشتہاؤں کے احساس اور ان کے دفعیہ کی ضرورت کے احساس کا نام عربی زبان نے مدرکہ تجویز کیا ہے، جسے ہم اس بحث میں مدرکہ حیوانی سے تعبیر کریں گے، مدرکہ دراصل کل کا کل حیوانی جذبات کے مجموعہ کا نام ہے، انسان میں بھی یہ مدرکہ ہے، اس کی حرکات وسکنات کا موجب بھی یہی مدرکہ حیوانی ہے، لیکن پھر بھی مدرکہ حیوانی اور مدرکہ انسانی میں زمین وآسمان کا فرق ہے، حیوانی مدرکہ جس رنگ میں واقع ہوا، اس میں کمی بیشی واقع نہیں ہوتی، لیکن انسانی مدرکہ تہذیب وتعدیل میں آسکتا ہے، مثلاً حیوان کے جذبات مشتعل ہونے پر صبر وسکون کو نہیں جانتے، وہ بلا تمیز وبلحاظ حقیقت ہر ایک چیز پر منہ مارتے ہیں، جو ان کے سامنے آئے، اور جس سے ان کے مشتعل شدہ جذبات تسکین پائیں، بالمقابل انسانی جذبات مشتعل ہوتے پر بے لگام نہیں ہو جاتے، ایک مہذب انسان صبر واستقامت سے ان پر قبضہ پا سکتا ہے، مدرکہ انسانی میں خدا تعالیٰ نے یہ اہمیت رکھی ہے، کہ اس کے کل کے کل جذبات فاسدہ تہذیب پا کر سوالی اخلاق یا اخلاق فاضلہ اور روحانیت بن سکیں انسانی اور حیوانی مدرکات میں ایک اور فرق بھی ہے، جہاں حیوانات میں ایک نہ ایک جذبہ کسی حیوان میں نہایت تیز ہوتا ہے، اور اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ وہاں انسان میں کل حیوانی جذبات تو موجود ہوتے ہیں لیکن وہ اعتدال پر آ سکتے ہیں۔ مثلاً گائے میں حلم، اونٹ میں کینہ، چیتے میں مکاری، شیر میں تہور، مرغ میں شجاعت، سور میں دیوثی، بے غیرتی، شہوت اور گندہ خوری، بھیڑ میں منکسر المزاجی، بلی میں صفائی، گدھے میں بردباری۔ ان حیوانوں میں یہ جذبات بصورت اتم الگ الگ ہوتے ہیں بعض میں بعض جذبات کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا لیکن انسان میں یہ ساری باتیں ہوتی ہیں۔ جو گھٹ بڑھ سکتی ہیں، اور اعتدال بھی پا لیتی ہیں، یہی دراصل انسانی حیوانی مدرکہ کے اجزا ہیں، حیوانوں میں الگ الگ ایک ایک جذبہ یہ تو بحد کمال ہوتا ہے، جو ان کا خاصہ ہو جاتا ہے، لیکن باقی جذبات بہت کم ہوتے ہیں۔ اور ان کا اظہار بھی سخت ضرورت پر ہی ہوتا ہے۔ اور بعض جذبات بالکل معدوم ہوتے ہیں لیکن انسان میں یہ سب جذبات ایک ہی اندازے کے ہوتے ہیں وہ گھٹ بڑھ سکتے ہیں اور کوئی جذبہ انتہائی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن دوسرا مقابل کا جذبہ بھی قطعاً معدوم نہیں ہو جاتا، انسان کامل وہی ہوتا ہے جس میں یہ کل کے کل جذبات تعدیل وتہذیب میں آکر حسب ضرورت ظاہر ہوں، ان کی تعدیل کا نام ہی اخلاق اور روحانیت ہے، بعض انسانوں میں بھی بعض جذبات بے اعتدالیوں سے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں، جو حد کسی خاص حیوان سے مختص ہوتی ہے مثلاً غصہ میں ایسے لوگ شتر کینہ ہو جاتے ہیں، یا اپنی بے غیرتی اور گندہ خوری میں اپنے اندر سور کی عادات پیدا کر لیتے ہیں، یا اسی طرح ان میں کوئی اور جذبہ اتنا تیز ہوتا ہے، کہ اس سے ملتا جلتا رنگ کسی حیوان میں ہی پایا جاتا ہے، ایسے اشخاص گو بظاہر انسانی جامے میں ہوتے ہیں، لیکن دراصل وہ حیوان بشکل انسان ہوتے ہیں۔ مثلاً جو غصہ کو دبانا نہیں جانتا۔ یا جس کا غصہ مہینوں تک ٹھنڈا نہیں ہوتا، وہ دراصل شتر ہے۔ جو انسانی جامہ میں پھر رہا ہے، یہ جو بعض صوفی کہتے ہیں کہ انہیں کشفی نگاہ میں بعض انسان مختلف جانوروں کی صورت اختیار کئے نظر آتے ہیں، اس کی حقیقت یہی ہے، کہ جس حیوان کا مدرکہ خاصہ کسی انسان میں پیدا ہو گیا، اور اعتدال پر نہ رہ سکا، وہ اہل کشف کو اسی حیوان کی شکل میں نظر آ جاتا ہے، حدیث میں وارد ہے کہ انسان جس قسم کے مدرکہ کو لے کر اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے یعنی حشر کے دن بعض انسان سور بعض کتے بعض کسی اور حیوان کا مدرکہ لئے اٹھیں گے، اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ فی الحقیقت مرنے کے بعد ہی جانور بن جائیں گے بلکہ اس عالم میں جن اشیاء سے جسم تیار ہوتا ہے، اس کے اندر اس حیوان کا مدرکہ ہوگا، اور یہ کوئی عجیب بات نہیں جب اس دنیا میں بھی بعض انسانوں کے اندر بعض حیوانات کا مدرکہ غالب ہوتا ہے، تو آئندہ بھی ہو سکتا ہے، یہی حقیقت ہندوستان کے کسی بزرگ رشی پر کھلی ہوگی جس کی اصلیت سے ناآشنائی نے اہل تناسخ کی کتابوں میں یہ لکھا دیا کہ بعض انسان دوسرے جنم میں بعض حیوانات کی شکل میں پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے تو اسی دنیا میں ایسے انسان دیکھے ہیں، جن کے قفس نفس میں تین چار جانور نظر آتے ہیں۔ مثلاً بلی کی طرح اگر وہ نہایت صفائی پسند ہیں۔ تو سور کی طرح بلانوش شہوت ران اور بے غیرت بھی ہوتے ہیں، ایسا ہی کتے کی طرح جو چیز ان کے قبضے میں آ جائے اسے نہیں چھوڑ سکتے، اب کیا یہ مختلف جانور ایک شکل انسانی میں جمع نہیں ہو گئے یہی حالت عالم آخرت کی ہے، ایسے لوگ جن جذبات کو لے کر جسم اختیار کریں گے، ان کا مدرکہ تو بے شک اسی حیوان کا ہوگا جس سے یہ جذبات تعلق رکھتے ہیں لیکن شکل ان کی انسانوں کی ہی ہوگی۔

حیوانی اور انسانی جسم کی کیمیاوی تحلیل اور تجزیہ نے ثابت کر دیا ہے کہ انسانوں اور حیوانوں کے جسم کے اجزا دراصل ایک ہی ہوتے ہیں۔ لیکن یہی اجزا مختلف مقداروں میں ترکیب پا کر مختلف حیوان پیدا کر دیتے ہیں، ان جانوروں کی مختلف شکلیں ان کے مختلف اطوار ان کے مختلف اعضاء انہی اجزاء کے مختلف مقداروں میں ترکیب پانے کا نتیجہ ہوتا ہے، سور کے جسم کے اعضاء ایسا ہی کتے مرغی اور انسان کے جسم کے اجزاء تو ایک ہی ہیں لیکن بعض میں بعض اجزاء کم ہوتے ہیں۔ بعض میں وہی اجزاء زیادہ ہوتے ہیں، اسی کمی بیشی نے ہی مختلف گوشت پوست، مختلف شکلیں، مختلف جذبات۔ مختلف طبعیں اور اخلاق پیدا کر دی ہیں۔ انسان میں یہ سب کے سب اجزاء ایک خاص نسبت میں موجود ہوتے ہیں۔ انہیں مناسب اجزاء سے اس کا جسم ایک خاص وضع میں پیدا ہوا ہے، اور اسی خاص وضع جسم نے انسان میں جذبات کی خاص کیفیتیں پیدا کر دی ہیں، اب اگر مختلف جذبات انہی اجزاء کے مختلف مقدار وترکیب کا نتیجہ ہے، جن سے ان کا گوشت پوست پیدا ہو کر ان میں مختلف مدرکات پیدا کر دیتا ہے تو جس جانور کا ہم گوشت کھائیں گے، ہمارے جسم میں اسی جانور کے اجزاء کی زیادتی ہو جائے گی، اب اگر اس زیادتی کا نتیجہ ہی اس حیوان کا مدرکہ خاصہ ہوتا ہے، تو یہ عجیب نہیں کہ اس جانور کے اخلاق اس کے گوشت کھانے پر کسی انسان میں پیدا ہو جائیں، اگر اونٹ کا گوشت رات دن کھانے والے خطرناک کینہ والے ہو جاتے ہیں اور یہ ایک عام مشاہدہ ہے، تو سور کا گوشت کھانے والے کیوں بے حیا اور دیوث نہ ہوں۔ اس لئے ربانی شریعت نے

بعض جانوروں کے گوشت قطعاً بند کر دیئے، اور بعض جانوروں کے گوشت احتیاط سے کھانے کی ہدایت فرمائی، اور ساتھ ہی بقولات وغیرہ پر بھی زور دیا، جس سے گوشت کے نقص اصلاح پا لیں، نفس انسانی درحقیقت ایک چڑیا خانہ ہے اس میں سب کے سب جانور موجود ہیں۔ صحیح المزاج یا مہذب انسان تو چڑیا گھر کے سپرنٹنڈنٹ کی طرح ہوتا ہے، جو جانوروں کو محفوظ و محدود کر کے جس جانور سے چاہے اس سے وقت پر خدمت لے لیتا ہے، وہ ان خدمات کے محل اور موقع کو جانتا ہے، لیکن ایک غیر مہذب انسان کسی نہ کسی جذبہ کا شکار ہو کر خود چڑیا خانہ کا کوئی جانور بن جاتا ہے،

الغرض مدرکہ حیوانی اور مدرکہ انسانی میں فرق اسی قدر ہے کہ مدرکہ حیوانی تعدیل و تہذیب نہیں پا سکتا، لیکن مدرکہ انسانی تہذیب و تعدیل پا سکتا ہے، اس مدرکہ کا ظہور رحم مادر میں قرار حمل سے چار ماہ کے بعد ہی ہو جاتا ہے، جس وقت کوئی بچہ رحم مادر سے نکلتا ہے، وہ اسی مدرکہ کو … لے کر نکلتا ہے، اب اس میں ترقی کی استعداد پیدا ہو چکی ہے، اسی عالم دنیا میں اسی مدرکہ انسانی نے تعدیل و تہذیب پا کر اپنے آپ کو اس قابل بنا لیتا ہے۔ کہ موت کے بعد وہ عالم بالا میں اور ترقی کر سکے، اگر کوئی بچہ پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے۔ تو اس میں ترقی کرنے کی استعداد تو پیدا ہو چکی ہے، وہ اسی چیز کو یہاں سے لے گیا ہے، کہ جس کے بغیر عالم بعد الموت میں ترقی ناممکن تھی۔ اور وہ چیز اسی عالم رحم میں سے گزر کر یہاں آنے پر ہی حاصل ہوتی تھی، اب خواہ وہ یہاں آ کر ایک دن کے لئے بھی نہ جیئے، مقصد اصل کو ہی ابتدائی شکل میں اس نے حاصل کر لیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس کے مدرکہ نے تہذیب و تعدیل نہیں پائی لیکن بہت سے دوسرے انسانوں کی طرح اس کا مدرکہ کسی حیوان کا مدرکہ بھی نہیں بنا۔ نہ اس میں افراط و تفریط آئی۔ مدرکہ انسانی مرنے کے بعد تین حالتوں سے خالی نہیں ہوتا، ایک تو وہ ہے جس کے جذبات تہذیب و تعدیل پا چکے ہیں۔ دوسرے وہ جن میں افراط و تفریط کا رنگ پیدا ہو گیا اور وہ اپنی موت پر حیوان بشکل انسان ہے تیسرے وہ جن میں نہ ترقی ہوئی نہ تنزل۔ چھوٹی عمر میں مرا ہوا بچہ اگر تعدیل شدہ حالت میں اپنے جذبات نہیں لے گیا، تو افراط و تفریط کی حالت سے بھی بچا رہا۔ اس لئے ایک ایسے عالم میں جہاں افراط و تفریط کی تحریکات ہوں گی، اس کا بہت جلدی جادۂ اعتدال پر آ جانا ان مدرکات انسانی سے آسان تر ہے، جو افراط و تفریط کا شکار ہو گئے ہیں، مثال کے طور پر جب ہم اس دنیا میں آتے ہیں۔ تو ایک سفید چادر دی جاتی ہے، جس پر یہاں ہمیں صرف پنسل کے کچھ نقش کر دینے ہیں، اور تصویر کا ایک خاکہ سا تیار کرنا ہے جس پر رنگ و روغن حیات بعد الموت میں چڑھایا جائے گا، اور تصویر کی کامل شکل وہاں ہی پیدا ہوتی ہے، بہت تھوڑے انسان ہیں۔ جن کی چادر پر صحیح پنسلی نقش ڈالے گئے ہوں، کثرت سے جو چادریں یہاں سے جاتی ہیں، ان کی ہیئت یہاں کے غلط نقش و نگار سے بالکل بدلی ہوتی ہے، انہیں یہاں اس قدر گندہ اور چرک کر دیا جاتا ہے کہ نہ صرف نقش اول ہی بگڑا ہوتا ہے بلکہ اس کی گندہ حالت اس قابل ہی نہیں، کہ اس پر نقش تو پیدا ہو سکیں۔ یا ان پر وہاں کا رنگ و روغن چڑھ سکے، اس چادر کو دھویا ہی جائیگا اور چادر کو پھر اس حالت میں لایا جائے گا، کہ اس پر پنسلی نشان تک بھی نہ ہو، اس پر پنسل کے نشان دوبارہ دے کر اس پر رنگ و روغن چڑھایا جائے گا، اب وہ بچہ جو سفید چادر کو ہی لے کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ وہ بدرجہا بہتر ان انسانوں سے ہے جو چادر کو چرک شدہ حالت میں لے گئے ہیں۔ دوزخ دراصل وہی سوڈا یا تیزاب یا دھوبی کی بھٹی یا دھوبی کے ہاتھ سے کپڑے کا کسی پتھر پر مارا جانا یا نچوڑے کے بیچ میں آنا یا استری کے تلے جلنا یہ مختلف کیفیات عذاب ہیں۔ جن کے ذریعہ انسانی مدرکہ کی چادر نے از سر نو پاکیزہ ہونا ہے، ان مصائب کے بعد جب ایک گنہگار کی چادر نے اسی حالت کو پھر اختیار کرنا ہے، جو اسی بچے کی چادر کی ہے جو پیدا ہوتے ہی مر گیا۔ تو پھر کیوں کہا جائے کہ اس بچے کا پیدا ہونا بے کار گیا ہے

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ دیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

جو بعد الموت کی ترقیات سے گہ … چیز لیکر جاتا ہو

ضروری ہے، ایک یہ کہ مدرک انسانی وہ جسم اختیار کرے جو خدا نے اسی زمین پر اس کے لئے وضع کیا ہے، دوسرا یہ کہ وہ مدرکہ بذریعہ موت اس جسم سے الگ کیا جائے، یہ دونوں حالتیں اس بچے پر وارد ہو جاتی ہیں۔ جو پیدا ہوتے ہی یا رحم میں ہی یا دنیا میں آ کر وہ چار گھنٹے یا دن یا ماہ یا سال جی کر مر جاتا ہے۔ ایک بڑا مقصد جس کے لئے انسان دنیا میں آتا ہے یعنی مدرکہ انسانی کو پیدا کرنا وہ بچہ بھی حاصل کر لیتا ہے،

ترقی روح کے لئے ضروری نہیں کہ انسان پھر یہاں آئے

اس میں شک نہیں کہ ربانی اقتدار نے مدرکہ انسانی کی تہذیب و تعدیل کے لئے اس دنیا کو مقرر کیا، اس دنیا کی چیزیں اور اسی دنیا کا ماحول انسان کے اخلاق و آداب پر ایک گہرا اثر ڈال دیتا ہے، بہت سی باتیں اس کے تجربے اور مشاہدے میں آتی ہیں، اس علم و تجربے سے اس کے اخلاق اچھے یا برے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ خیال کرنا کہ نفس یا مدرکہ کی مقررہ تہذیب و تعدیل جو اس دنیا میں ہوتی ہے، اس کے لئے اسی دنیا کا رہنا ہی ضروری ہے، یہ بات غلط ہے، وہ انسان جو لمبی عمر پاتے ہیں اور ضعیف ہو جاتے ہیں آہستہ آہستہ اسی حالت ارذل پر پہنچ جاتے ہیں، جہاں کل کا کل حاصل کردہ علم و تجربہ ضائع ہو جاتا ہے، قرآن کریم نے اس کی طرف آیت ذیل میں اشارہ کیا ہے،

واللہ خلقکم ثم یتوفٰکم ومنکم من یرد الٰی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئًا (سورۃ نحل آیت ۷۰) اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری قبض روح کرے گا اور بعض تم میں ایسے بھی ہیں، کہ وہ ایسی ارذل عمر پر پہنچ جاتے ہیں کہ جو کچھ بھی انہوں نے علم حاصل کیا ہوتا ہے، وہ سب کا سب چلا جاتا ہے، اسی حالت میں سینکڑوں آدمی نظر آتے ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے ہوتے ہیں، جنہوں نے کوئی لمبا چوڑا علم و تجربہ بھی حاصل نہیں کیا ہوتا، ان میں حمیدہ اخلاق بھی پیدا نہیں ہوئے ہوتے، اب مدرکہ انسانی بھی موجود ہے، وہ اس دنیا میں ہیں، جس میں کمی علم یا نقص روح کے دفعیہ کے لئے واپس آنا تجویز کیا جاتا ہے۔ جب اس دنیا میں ہوتے ہوئے انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ حاصل کردہ علم بھی گنوا بیٹھے ہیں تو اس سے کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا، کہ روح کی ترقی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ یہی دنیا ہو +

اسلام کے نادان دوست

اگر حقیقت اسلام در جہاں این است
ہزار خندہ کفر است بر این مسلمانی

(۳)

اور کتاب خزینۃ الاسرار جو ایک بہت بڑے عالم اور صوفی مشرب کی تصنیف ہے اس میں لکھا ہے من یری اللہ تعالیٰ فی المنام فانہ ذاتہ منزہ من الشکل والصورۃ ولکن تنتہی تعریفاتہ الی العبد بواسطۃ مثال محسوس من نور او غیرہ ویکون ذالک مثال حقانی کونہ واسطۃ فی التعریف فیقول الرائی رأیت اللہ تعالیٰ فی المنام لا یعنی ان رأیت ذات اللہ تعالیٰ کما یقول فی حق غیرہ ویرید حدیث الزھری قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اتانی ربی فی احسن صورۃ فقال یا محمد اتدری فیم یختصم الملاء الاعلیٰ ص۲۳

اور تمام اہل اسلام کا یہ متفق علیہ عقیدہ ہے کہ رویت اللہ و رویت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق وکذا جمیع الانبیاء والملائکۃ والشمس والقمر والنجوم المضیئۃ والسحاب الذی فیہ الغیث لا یتمثل الشیطان بشیء منھا (مجمع البحار ص ۔ تکملہ)

اور تمام اہل اسلام کا یہ متفق علیہ عقیدہ ہے کہ رویت اللہ و رویت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق وکذا جمیع الانبیاء والملائکۃ والشمس والقمر والنجوم المضیئۃ والسحاب الذی فیہ الغیث لا یتمثل الشیطان بشیء منھا (مجمع البحار ص ۔ تکملہ)

اب میں اس اجماعی عقیدہ رویت الٰہی کے ثبوت کے بعد بطور نمونہ چند واقعات اولیاء اللہ کے نقل کرتا ہوں۔

(۱) کتاب مناقب المحبوبین مصدقہ اور مصححہ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب گدی نشین تونسوی کے ص۲ و ص۳ پر لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام را اگر هفتاد بار رتبۂ کلیم الٰہی داد صدہا اولیا امت محمدیہ را صلی اللہ علیہ وسلم بایں درجہ مشرف ساخت۔ خصوص حضرت سیدی و مولائی شیخنا شیخ المشائخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بایں مرتبہ کلیمی معزز ساخت و ہزارہا کلام خود بے واسطہ شنوانید چنانچہ بعض ازاں در الہامات غوثیہ مسطور اند بایں عبارت قال الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ رأیت الرب تعالیٰ قال یا غوث الاعظم من سألنی عن الرویۃ بعد العلم فھو محجوب بعلم الرویۃ الخ قال الغوث رأیت الرب تعالیٰ فسألتہ یا رب ما معنی العشق الخ وقال الغوث رأیت رب تعالیٰ ثم سألتہ عن المعراج الخ دیکھو کتاب مناقب المحبوبین قول غوث اعظم۔ ما نظرت الی شیء الا رأیت اللہ قبلہ کتاب بہجۃ الاسرار ص۱۲۱ مطبوعہ مصر فی مناقب غوث۔

پھر اس کتاب بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے۔ قیل الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ان فلانًا وسموا احد مریدیہ یقول انہ یری اللہ عزوجل بعینی راسہ فاستدعی بہ وسألہ عن ذالک فقال نعم فانتھرہ ونھنہ عن ھذا القول واخذ علیہ لا یعود الیہ فقیل لہ احق ھذا ام مبطل قال ھو محق الخ ص۱۱۹

(۲) حضرت سید جیلانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید فرماتے ہیں۔ اوقفنی مالکی تعالیٰ بین یدیہ والبسنی من کرامتہ ارداء اصطفاہ اللہ تعالیٰ لقد رأیتہ فی الازل ص۲۲۱ بہجۃ الاسرار

(۳) ایسا ہی حضرت غوث الاعظم کے ایک اور خادم حضرت شیخ ابام دین فرماتے ہیں۔ اوقفنی ربی عزوجل بین یدیہ وقال لی یا شعیب ماذا عن یمینک قلت یا رب عطائک قال وماذا عن شمالک قلت یا رب قضائک قال یا شعیب ضاعفت لک ھذا وغفرت لک ھذا طوبیٰ لمن رآک ورأی من رآک ص۱۸۲

(۴) کتاب اقتباس الانوار میں لکھا ہے و بدان حق بصورت آدم اندک کار نیست کہ عارفے مثل بایزید بسطامی قدس سرہ بران می نازد و میگوید رأیت اللہ علی صورۃ امرد۔ دیکھو ص۲۶۴

(۵) پھر لکھا ہے۔ مولانا شمس الدین فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ مرا چنداں دوست میدارد بہر صورتے کہ میخواہم می آید صفحہ ۲۶۴

(۱۰) کتاب خزینۃ الاسرار کا مصنف لکھتا ہے۔ رأیت رب العزۃ فی المنام مرۃ واحدۃ حین مجاورتی بالمدینۃ المنورۃ فقرء ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ۔ صفحہ ۱۶۵

(۱۱) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بھی فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو دیکھا۔ دیکھو کتاب تفہیمات الٰہیہ صفحہ ۱۳ جلد اول

اور کتاب مکتوبات امام ربانی صاحب حضرت مجدد الف ثانی سرہندی فرماتے ہیں۔ ایہا الاخ الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالک لافراد من الانبیاء علیہم السلام وقد یکون ذالک لبعض الکمل من تابعیہم بالتبعیۃ والوراثۃ ایضًا الخ دیکھو مکتوب ۵۱ جلد ۲

(۱۲) اور الہامات غوثیہ میں لکھا ہے۔ اور بعضوں کو خواب میں بصورت مرد صالح اور متقی اور زاہد کے چہرہ نورانی سجادہ کاندھے پر اور تسبیح ہاتھ میں مصلی بر دوش اور ذکر میں مشغول دکھائی دیتا ہے دیکھو کتاب مذکور کا صفحہ ۷ و ۳۰

الغرض ایسے واقعات رویت الٰہی ہر مذہب اور ہر ملت کی کتابوں میں اس قدر ہیں کہ جن کو کتابی صورت میں جمع کرنا کسی انسان کی طاقت نہیں ہے۔ اور نہ ہی آج تک کسی آدم زاد نے رویت الٰہی سے انکار کیا بجز عبد الواحد کے۔

اب میں ان احمدیت یا بالفاظ دیگر محمدیت اور اسلام کے دشمنوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارا یہی ایمان اور عقیدہ ہے کہ ان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور کروڑوں اولیاء اللہ نے یہی غلطی سے شیطان کو خدا اور شیطانی کلام کو خدا کا کلام سمجھ لیا ہے اور جس قدر آسمانی کتابیں ہیں شیطانی کلام ہے۔ العیاذ باللہ من ھذہ الکفریات والخرافات اور کیا جن لوگوں کا یہ ایمان ہے کہ شیطان خدا بن کر انہیں انبیاء اور اولیاء کو (نعوذ باللہ منھا) گمراہ کر چکا ہے اور کرتا رہیگا۔ ان کا حق ہے کہ وہ کسی اور کو کافر یا گمراہ کہہ سکیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ خود ہی عبد الواحد کی طرح اسلام

سے خارج ہیں۔

عبد الواحد کے ایک اور کافرانہ عقیدہ کا رد

اس نے یہ بھی ایمان ہے کہ جو الہام کسی نبی یا ولی کو اپنی بیوی سے خلوت کے وقت ہو وہ الہام شیطانی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ اپنے رسالہ مذکورہ بالا کے صفحہ ۴۔ ۵ پر لکھتا ہے کہ حضرت نبی کریم پر اس وقت وحی نازل ہوتی تھی جبکہ وہ با وضو ہوتے تھے۔ اور مرزا صاحب کے الہام کے لئے یہ شرط نہ تھی۔ ان پر بحالت خلوت بھی الہام نازل ہوتا تھا۔ اسلئے مرزا صاحب کا الہام قابل قبول نہیں۔

الجواب:۔ کوئی اس دریدہ دہن سے پوچھے کہ تجھے کسطرح معلوم ہوا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو بحالت خلوت بھی الہام ہوتا تھا۔ بالفرض اگر ایسا کوئی الہام ہو تو اس سے ہرج کیا ہوا۔ ہیں تو آپ ملاں اور پھر مزید براں حاجی بھی مگر باتیں اب تک وہی کرتے ہیں جیسے کہ اجہل الجہلا کیا کرتے ہیں۔ کیا آپ نے اب تک یہ نہیں پڑھا کہ علماء اسلام کا یہ بھی ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک حصہ قرآن مجید کا بحالت خلوت بھی نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ تفسیر اتقان میں لکھا ہے۔ آیات فراشی سے وہ حصہ قرآن مقصود ہے جس کا نزول اسوقت ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر جا گئے اور اپنی کسی بیوی کے پاس تھے۔ بلفظہ دیکھو اتقان صفحہ ۴۵ ترجمہ

اب عبد الواحد کے طرفدار بتائیں کہ کیا عبد الواحد کی طرح تمہارا بھی یہی ایمان ہے کہ جو وحی بحالت خلوت کسی ولی یا نبی پر نازل ہو وہ قابل قبول نہیں ہے؟ ان رسائل میں ملاں عبد الواحد نے اور بھی کئی خرافات اور مفتریات درج کئے ہیں۔ ان کا جواب بھی عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ شائع کر دیا جائے گا۔

(راقم محمد یمین احمدی۔ از دانہ۔ تحصیل مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ)

تازہ خبریں

میاں محمود احمد صاحب ۲۴ اکتوبر کو انگلستان سے مراجعت فرمائے ہندوستان ہوئے۔ واٹرلو اسٹیشن پر بہت سے لوگ انہیں رخصت کرنے کے لئے موجود تھے۔ ایک ملاقات کے دوران میں انہوں نے امید ظاہر کی کہ سلطنت برطانیہ مضبوط رہتی جائیگی اور اسمیں کبھی تزلزل پیدا نہیں ہوگا۔ میں اور میری جماعت کے لوگ سلطنت برطانیہ میں اتحاد و تعاون کی تحریک کو تقویت پہنچانے کی ہر ممکن کوشش عمل میں لائی جائے گی۔

اخبار "اٹا بلو" کے نمائندہ نے جمعیتہ الاقوام کی کونسل کے ترکی نمائندہ فتحی بے سے ملاقات کی۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ ترکی بہت جلد جمعیتہ الاقوام میں داخل ہونے کے لئے طیار ہو جائے گا۔ آپ نے کہا کہ مجھے حکومت کی طرف سے صرف مسئلہ موصل کے ترکی نقطۂ نگاہ کی مدافعت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے مسئلہ ترکی و یونان کے متعلق گفتگو کرنے کا حق حاصل نہیں۔

چینگل ہٹ مشن نے روما کی نمائش میں بہت سی نادر اشیا روانہ کی ہیں ان میں پاپائے روم کی ایک تصویر بھی ہے جو چاول کے ایک دانہ پر نقش ہے۔

مسٹر ڈی بنرجی سشن جج الہ آباد نے الائنس بنک آف انڈیا کے مقدمہ فریب کا فیصلہ سنا دیا۔ اس میں تین اشخاص پرتش ناتھ کوجی۔ برج چندر پال۔ اور گرلہ سے بھوشان گھوش پر الزام لگایا گیا تھا کہ انہوں نے جعلی دستاویزوں کے ذریعہ سے فریب دے کر بڑی بڑی رقمیں وصول کیں۔ یہ مقدمہ کئی ہفتہ تک جاری رہا۔ اور جو ملزم چلدر نگر کے باشندے تھے اور پیشتر الائنس بنک کے مقدمہ میں بری ہو چکے تھے۔ ۔۔۔ اس مقدمہ میں ماخوذ ہوئے خاص گواہ ملزم ایس۔ سی۔ دت تھا جو سلطانی گواہ بن گیا تھا۔ مسٹر جج نے دفعہ ۴۷۱۔ تعزیرات ہند کے ماتحت تینوں ملزمان کو جعلی دستاویز بنانے کا مجرم قرار دیا۔ اور پرتش ناتھ کو چھ سال برج چندر پال کو پانچ سال اور گھوش کو چار سال قید با مشقت کی سزا دی۔

۔۔۔ اندازی ہوگی آئرلینڈ میں مسٹر ڈی ویلرا مشہور آئرش ایجی ٹیٹر کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ حکم امتناعی کے باوجود ایک جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔ ان کی گرفتاری کے موقعہ پر ۔۔۔ سو سے زیادہ پولیس کے آدمی ہال کے ارد گرد موجود تھے ان کو پولیس کی حراست میں بلفاسٹ کی طرف لے گئے اور پھر سرحد پر جا کر رہا کر دیا گیا۔

انتخاب انگلستان میں شرارتوں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ پونٹی پول کے ایک قدامت پسند امیدوار مسٹر ٹامس کو ٹھوکریں ماری گئیں۔ اور وہ اس وقت ۔۔۔ سے صاحب فراش ہیں۔ ایک مجسٹریٹ ۔۔۔ مفسد کو دو ماہ قید کی سزا دی۔

نجد سے حسب ذیل بحری تار بلگام میں ۔۔۔ ہے۔ میں اسباب پر آپ کا اور مسلمانان ہند کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کے خیالات صحیح اور درست ہیں۔ جب تک حسین یا اس کا کوئی بیٹا مکہ معظمہ میں حکمران رہیگا۔ جمہوریں امن و امان کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ تمام افسوسناک واقعات و حادثات کا ذمہ دار شریف حسین ہے۔ اہل مکہ اس کے افعال کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آخری فیصلہ کا حق تمام دنیائے اسلام کو ہے۔

آجکل امرت سر میں قماربازی کی گرم بازاری ہے۔ قمارباز نہ صرف اپنے اڈوں پر ہی جوا کھیلتے ہیں بلکہ مشہور و معروف مقامات پر جوا کھیلنے سے نہیں جھجکتے۔ چند معزز شرفا کے مکانوں پر بھی قماربازی جاری ہے۔ ۲۰۔ اکتوبر کی رات کو مکھن لال سب انسپکٹر پولیس نے لالہ پرمانند کے مکان پر چھاپا مارا۔ پرمانند امرت سر کے ایک بہت بڑے رئیس ہیں۔ اور ہال بازار میں رہتے ہیں۔ سولہ معزز اشخاص جوا کھیلتے ہوئے پکڑے گئے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

لالہ پرمانند۔ لالہ مہا دیو رام تاجر۔ لالہ دیوانچند خلف الرشید سر گوپال داس بھنڈاری پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی سردار بسنت سنگھ ہیڈ کلرک۔ درگا پرشاد کلرک نیشنل بنک۔ لالہ موتی رام تاجر باوا نند سروپ۔ لالہ شب دیال پنشن یافتہ سب انسپکٹر پولیس۔ محمد حسین ولد عزیز بابا۔ اور اسکے علاوہ بہت سے اور ہیں۔ تقریباً تین ہزار روپیہ نقد اور قماربازوں کے پاس سے برآمد ہوا۔ تمام ملزم ضمانت پر رہا کر دئے گئے۔ ان پر مقدمہ قماربازی کے ایکٹ کے ماتحت چلایا جائے گا۔

بمبئی ۷ - ۲۔ اکتوبر۔ جمعیتہ مرکزیہ خلافت نے نجد و حجاز میں وفد بھیجنے کے لئے پروانہ راہداری کی درخواست دی تھی حکومت ہند نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ حکومت اپنے اس فیصلہ پر دوبارہ غور کرنے کے لئے طیار نہیں۔ جو ۱۵ مارچ کو جمعیتہ خلافت کو بھیجا گیا تھا اور لکھا تھا کہ جن لوگوں کو بغاوت کے لئے سزا مل چکی ہے انہیں پروانہ راہداری نہیں دئے جا سکتے۔ حکومت نے پھر اپنے اس بیان کو دہرایا ہے کہ حکومت ہند ان مندرجہ ذیل ارکان وفد کی درخواست کو وزیر ہند کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے طیار ہے کہ ارکان مذکورہ اس امر کا وعدہ کریں کہ وہ اس ملک کی سیاسیات میں حصہ نہ لینگے۔ یہ بھی شرط ہے کہ ان ممالک کی حکومتوں کو وفد کے آنے پر کوئی اعتراض نہ ہو۔

مولانا شوکت علی صدر جمعیتہ خلافت نے سرکاری مکتوب کے جواب میں نہایت سختی سے ساتھ اس امر کی شکایت کی ہے کہ ترکی جانے کے لئے ان کی پہلی درخواست کا جواب کیا ۵ ماہ کے التوا کے بعد دیا گیا۔ اور اگرچہ مکتوب میں کوئی عائد کردہ شرائط منظور کی گئی تھیں لیکن ابھی تک پاسپورٹ نہیں دئے گئے۔ اب مجلس خلافت نجد و حجاز کی طرف جانے کے لئے پاسپورٹ حاصل کرنے کے لئے خواہاں ہے تاکہ اسلامی حکومتوں کے درمیان تنازعات کا تصفیہ کرائے اور حجاز مقدس کے انتظامات کے فیصلہ کرے تاکہ مقامات مقدسہ اسلامیہ میں جنگ برادرکشی نہ ہو۔ مولانا نے لکھا ہے کہ حجاز کے اعیان نے وفد خلافت کو خود مدعو کیا ہے۔ اور مجلس پاسپورٹ کا مطالبہ ہے کہ مذہبی آزادی کو قائم کرے۔ نجد و حجاز جانے کے لئے درخواست کو وزیر ہند کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جماعت کو طویل عرصہ تک جواب کا انتظار کرنا پڑے گا اسکے یہ معنی ہوں گے کہ حکومت وفد خلافت کو کہیں جانے دینے کی خواہاں نہیں۔ اور ہم اپنے آپ کو معذور و مجبور سمجھ لینگے۔ آخر میں مولانا نے اس امر پر زور دیا ہے کہ وفد بھیجنے کا مقصد قیام صلح ہے۔ اس کے مدنظر کوئی سیاسی مقصد نہیں۔ اس کا مطمح نظر صرف حجاج کا تحفظ مال و جان اور دیگر اسلامی مسائل کا حل ہے۔

بلگام خلافت کانفرنس کی صدارت کا آخری انتخاب

۵ ۲ اکتوبر کو ہوا۔ تیرہ صوبوں کی خلافت کمیٹیوں نے اپنے اپنے انتخاب کے نتیجے بھیجدئے ہیں۔ خلافت کمیٹی آگرہ۔ آسام۔ مدراس بنگلور۔ برار۔ صوبۂ متوسط۔ دہلی۔ اجمیر۔ سندھ اور اودھ نے ڈاکٹر کچلو کا نام خلافت کانفرنس کی صدارت کے لئے پیش کیا ہے اور صوبۂ پنجاب و برہما نے مولانا ظفر علیخان کا نام پیش کیا ہے۔ آخرکار ڈاکٹر کچلو کا نام بلگام خلافت کانفرنس کے لئے منظور ہو گیا۔

ناگ پور کے مسلمانوں کی خواہش کے مطابق مولانا ابو الکلام آزاد اور پنڈت موتی لال جی نے وہاں کے ہندو مسلمان رہنماؤں کے مشورہ سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسجدوں کے سامنے باجہ نہیں بجایا جائے گا۔ فساد کے متعلق ماہ نومبر کے وسط میں تحقیقات کی جائیگی۔ کیونکہ مولانا آزاد اور پنڈت موتی لال جی پھر دوبارہ ناگ پور میں تشریف لائینگے۔ مولانا آزاد کلکتہ روانہ ہو گئے ہیں۔ پنڈت موتی لال جی اور ڈاکٹر سید محمود صاحب آج صبح الہ آباد روانہ ہو گئے۔

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے ۔۔۔ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشا ۔۔۔

ضروری اعلان

خریداران "پیغام صلح" کی توجہ کے قابل

اخبار کی مالی حالت بوجہ عدم ادائیگی چندہ خریداران دن بدن خراب ہو رہی ہے، کئی دفعہ خریداروں کو یاددہانیاں کرائی جا چکی ہیں اور وی۔ پی بھی کئے گئے ہیں۔ جو بہت سے واپس بھی آ چکے ہیں۔

اب پھر ہر ایک خریدار کو جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے، چٹھیاں لکھی جا رہی ہیں، ۱۵۔ نومبر تک مہربانی فرما کر ہر ایک خریدار جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے، اسے ادا کر کے مشکور فرمائیں، ورنہ اس کے بعد کا پرچہ ان کے نام وی پی کیا جائے گا، اور جن کے وی۔ پی آجتک واپس آ چکے ہیں۔ ان کے نام مجبوراً اخبار بند کر دیا جائیگا۔ منیجر

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۳ — نمبر ۲

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۷- ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۵- نومبر ۱۹۲۴ء

اسلام قرآن کی زبان میں

صلح اور محبت کا مذہب

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر بمبئی میں

۱۳۔ اکتوبر کی رات کو کاؤس جی جہانگیر ہال بمبئی میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے انگریزی زبان میں ایک لیکچر اسلام کے صلح اور محبت کا مذہب ہونے پر ڈاکٹر جیونجی مودی کی صدارت میں دیا، جس کا ترجمہ قارئین کرام کے فائدہ کیلئے حسب ذیل ہے:-

مجھے ایک ایسے مضمون پر لیکچر دینے کے لئے کہا گیا ہے جس کو اس قدر تھوڑے وقت میں جو میرے سپرد ہے، پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے۔ گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی تو ایک طرف ان اصولوں کی وضاحت اور تشریح کے لئے جو قرآن اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل انسانی میں صلح، محبت اور رشتہ موانست پیدا کرنے کے لئے وضع کئے ہیں، اور جن کو خیالات قومیت رنگ اور زبان کے امتیازات سے قطع نظر کرتے ہوئے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں قائم کرنا چاہا ہے جلدوں کی جلدیں بکار ہیں۔ اس مختصر سے وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے میری سپرد ہے، میں اس مسئلہ کے نام نہاد مذہبی پہلو کو لیتا ہوں۔ نام نہاد مذہبی پہلو میں اس کو جان بوجھ کر کہتا ہوں، ورنہ ہر کام جو میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کرتا ہوں، وہی قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت میرا مذہب ہے۔ اسلام مذہب کو چند رسمیات کی ادائیگی یا خاص عبادت تک ہی محدود نہیں رکھتا، ہم مسلمان اپنے ہفتہ کے دنوں کو اس طرح تقسیم نہیں کرتے، کہ کچھ دن خدا کے ہوں اور کچھ انسانوں کے،

ہر ایک دن خدا کا دن

ہے۔ اگر انسان خدائی زندگی کو بسر کرتا ہے، میری خانگی زندگی، میری کاروباری زندگی، میری وہ زندگی جو ایک شہری ہونے کے لحاظ سے ہے، وہ زندگی جو ایک ہمسایہ ہونے کے لحاظ سے میں بسر کرتا ہوں، یہ سب میرا مذہب ہے، اگر میں ان تمام مختلف حالات میں احکام الٰہی کی کامل اطاعت کو مدنظر رکھتا ہوں۔ وہ احکام جو انسانی معاملات کی سر انجام دہی میں ہمارے معین و مددگار ہیں، ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع و فرمانبردار ہو، جن کو قرآن کریم کا حکم ہے کہ اپنی زندگی کا مقصد دنیا کو ان الفاظ میں بتائیں کہ قل ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے ہے جو رب العالمین ہے، یعنے تمام اقوام، تمام مذاہب اور مختلف طبقات انسانی کا خالق۔ ان کو قائم رکھنے والا اور رازق ہے۔ (المائدۃ: ۱۶۳)

غرض انسانیت کو بلند کرنا ایک بہت بڑا مقصد ہے، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔ لیکن آج میں مذہب کو اس تنگ دائرے کے اندر دیکھنا چاہتا ہوں [illegible] کا عام طور پر مفہوم سمجھا [illegible] ہے، اگلے دن جو پائی دیکھی، پر ایسا [illegible] جو شاید بہت لوگوں کے نزدیک ایک بے سراگ سمجھی جاتی ہوگی، ہمارے بعض دوست ایک مسلمان کے منہ سے یہ سننا زیادہ پسند کرتے ہیں، کہ وہ "پہلے ہندوستانی ہے اور بعد میں مسلمان" لیکن میں کہتا ہوں اور میں ایسا کہنے میں اپنا فخر سمجھتا ہوں، کہ "میں پہلے مسلمان ہوں اور پھر ہندوستانی" اسلام اور صرف اسلام ہی ہے اور کوئی نیا مسلک جو قومیت کے خیال کا دلدادہ ہو، یا کوئی حب الوطنی کا جذبہ نہیں، جو میرے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے، کہ میں ان تمام ضروریات کو پورا کروں، جو دنیا میں صلح و محبت اباہمی ہمدردی اور احساس اور حب الوطنی کے اصولوں کو قائم کرنے کے لئے بکار ہیں، اور

مسلمان کون ہیں؟

میری بجائے قرآن کریم اس سوال کا جواب دے گا، قل اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم و نحن لہ مسلمون (البقرۃ: ۱۳۶) کہہ دے ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اتارا ہم پر اور جو اتارا گیا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور قبائل کی طرف اور جو اتارا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کی طرف اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا، ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔ اور اس کے (اللہ تعالےٰ کے) فرمانبردار ہیں۔

ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا" اور کیا قرآن کریم نے کھلے لفظوں میں نہیں فرمایا کہ ہر ایک قوم ہر ایک جماعت اور ہر ملک کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک نہ ایک رہنما اور نذیر ملا ہے؟ اور ہندوستان اس میں کیوں شامل نہیں؟ میں بحیثیت مسلمان اس بات کا پابند ہوں کہ

دنیا کے تمام پیغمبروں کی صداقت

پر ایمان لاؤں، قرآن کریم کے فرمان کے مطابق میرے لئے ضروری ہے کہ میں بائبل کی اصل تعلیم کو جو ابتداءً میں اتری، اپنی مذہبی کتاب سمجھوں۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے، میں وید مقدس اور جناب زرتشت کے دانشمندانہ اقوال کو اپنے ہندو اور پارسی بھائیوں کی محبت میں ایک مشترکہ جائیداد سمجھتا ہوں، مجھے انبیائے کرام میں کوئی تفریق نہ کرنی چاہیئے، کہ میں ایک نبی کو مانوں اور دوسرے کا انکار کروں، جیسا کہ قرآن کریم نے مجھے حکم دیا ہے اور کیوں میں ایسا کروں جبکہ مجھے خدا تعالےٰ کی اطاعت کرنی ہے، نہ کہ کسی انسان کی؟ یہی اسلام ہے اس لئے اللہ تعالےٰ کے الہام کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔ اور [illegible] کا خیال نہ کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں نازل ہوا خواہ [illegible] اس کا ماننا ضروری ہے، بشرطیکہ اس کی اصل [illegible] حالت میں [illegible] ہے، اگر ہم قرآن کریم کے اس زرین اصول پر عمل کریں تو نصف سے زیادہ مشکلات اور مصائب ہمارے رستے سے دور ہو جاتی ہیں، میں تمام قدیم مذاہب کی اصلیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانتا ہوں اور یہی قرآن کا ارشاد ہے، اگر بعض جگہ مجھے دوسروں سے اختلاف ہوگا تو وہ کسی عبارت کے مطلب و مفہوم یا اس کی اصلیت کے سوال میں ہوگا، کیا ہمارے ہندو بھائی جو مختلف فرقوں اور خیالات سے تعلق رکھتے ہیں، عبارات کے مطالب اور مفہوم کے سمجھنے میں آپس میں مختلف ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے دست و گریبان نہیں ہیں؟ کیا ویدوں کے سمجھنے میں

آریہ اور سناتن دھرمی

ہندوؤں میں بعد المشرقین نہیں پایا جاتا؟ مجھے وہ اگر بت شکن قرار دیتے ہیں، تو سوامی دیانند نے بھی وہی کام نہیں کیا؟ میں اگر توحید الٰہی پر ایمان رکھتا ہوں، تو کیا راجہ رام موہن رائے بھی اسی کا قائل نہ تھا؟ ہندو دوستو! جب تم ایک آریہ اور برہمو سے بھی مل کر اپنے دل کو برقرار رکھ سکتے اور اسے تشفی دے سکتے ہو، تو میرے ساتھ کیوں تم الجھتے اور جنگ کرتے ہو؟ ہندوؤں کے مختلف اصولوں اور تعلیمات کا مطالعہ کرو، اور تم . . . . میرے اعتقادات میں جہاں تک بنیادی اصولوں کا تعلق ہے ایک بھی ایسی بات نہ پاؤ گے، جس کو ہندوؤں کا ایک یا دوسرا فرقہ نہ مانتا ہو۔

"پہلے مسلمان اور پھر ہندوستانی"

میں تمہارے ہر فرقہ کے اصولوں میں سے بہترین خیالات کو لے لیتا ہوں، اور انہی میں اسلام کا بہت بڑا حصہ آ جاتا ہے، کیا میرا ہندوستانی ہونا میرے اندر ایسا احساس پیدا کر سکتا ہے، جس کی وجہ سے دنیا کے تمام آسمانی رہنماؤں کی عزت میرے اندر پیدا ہو جائے؟ میں کہتا ہوں ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، لیکن اسلام اس قسم کا احساس پیدا کر دیتا ہے، اور اس لئے میں بڑے فخر کے ساتھ یہ کہتا ہوں، کہ میں پہلے مسلمان ہوں اور پھر ہندوستانی۔ یہ وسیع القلبی کی تعلیم ایک ایسے مذہب کے ذریعہ ہمیں ملی ہے جس کو تنگدلی کے الزام سے ملوث کیا گیا ہے دنیا کے تمام مقدس صحائف کو کھولو اور ان میں مجھے دکھاؤ،

بقیہ بر صفحہ ۴ کالم ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، مورخہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۲۴ء نمبر ۲

باہمی اختلافات میں مسلمانوں کا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے؟

صحابہؓ نے اختلافات اور جنگوں میں کیا نمونہ قائم کیا؟

جنگ کے اندر محبت اور اخوت کا نظارہ

(خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ)

اسلام سے پہلے کی حالت اور اخوت اسلامی

سورت الحجرات کا پہلا رکوع پڑھکر فرمایا۔

اس رکوع کی آخری دو آیتوں میں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے، اس حالت کے لئے جب ان کے دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے اسلام کا آنا تو دنیا میں اخوت قائم کرنے کے لئے تھا اور فی الحقیقت ایسی اخوت اس نے قائم کی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں تلاش کرنے سے نہیں مل سکتی، جس قسم کا فساد، جس قسم کا تفرقہ ملک عرب میں موجود تھا، جس طرح سے وہ بات بات پر ایک دوسرے کے گلے کاٹتے تھے، اس نہایت عظیم الشان تفرقہ کے اندر اتحاد پیدا کرنا انسانی طاقت سے بہت بڑھکر امر تھا لیکن

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زیادہ سے زیادہ۔

قوموں کی جو دن رات مصروف پیکار رہا کرتی تھیں، باہم اخوت و محبت کے اس مقام پر پہنچا دیا، کہ وہ لوگ جو پہلے ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے، ایک دوسرے کے لئے گلے کٹوانے والے ہوگئے، کوئی چھوٹا سا انقلاب نہیں، وہ لوگ جو آپ کی تشریف آوری سے پہلے اونٹ اونٹ کے بہانوں پر تلوار چلا دیتے، اور صدیوں تک لڑائیاں جاری رکھتے تھے، ان کی اخوت و محبت اس مقام پر پہنچی، کہ ایک دوسرے کے لئے سر دینے کو تیار ہوگئے، یہ حقیقت واضح ہو جائے گی، جب اسلامی تاریخ کو ذرا غور سے پڑھا جائے، واقعات موجود ہیں کہ جنگوں کے اندر جب ایک قبیلہ کے لوگوں نے دیکھا، کہ دوسرے قبیلہ والوں کی حالت خطرہ میں ہے، تو فوراً خود آگے بڑھ گئے، اور ایک ایک کر کے اپنے آپ کو کٹواتے چلے گئے، مگر اپنے بھائیوں کو خطرہ سے بچا لیا، وہی لوگ تھے جو اس سے پیشتر ان کی حالت جو کچھ ہے معلوم ہے، لیکن اسلام نے ایسی محبت ان کے دلوں میں پیدا کی، ایسی اخوت قائم کی، کہ قرآن کریم نے اس اخوت اور اس سے پہلی حالت کا یہ نقشہ کھینچا ہے، واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون۔ اس نعمت کو یاد کرو جو اللہ نے تم پر کی، کس قدر ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی، پس تم خدا تعالےٰ کی نعمت سے بھائی بھائی ہوگئے، تم تو آگ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے، اس سے تمہیں بچایا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اپنے نشانات کو بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ،

باہمی اختلافات میں قرآن کا حکم

لیکن اس کلام کو نازل کرنے والا انسانی اختلافات کا عالم تھا، کہ باہم اختلاف ہونا ضروری ہے، وہ جانتا تھا کہ اس اخوت و محبت کے باوجود بھی لازمی ہے کہ اختلافات ہوں، اور یہاں تک نوبت پہنچ جائیں کہ ایک دوسرے کے خلاف لڑائی تک نوبت پہنچ جائے ان طائفتان من المومنین اقتتلوا ہو جائے گا، ایسا کہ مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں، قرآن کے الفاظ کو یاد رکھنا چاہیئے طائفتان من المومنین کہا ہے، دونوں لڑنے والے مومن ہیں۔ کوئی کافروں کا گروہ نہیں، مومن باہم لڑائی کرتے ہیں، ایک دوسرے کا سر کاٹنے کے لئے دوڑتے ہیں۔

خلافت راشدہ کی تاریخ

اسلام کی تاریخ جہاں تک میں غور کرتا ہوں، بالخصوص خلافت راشدہ کی تاریخ مذہب اسلام کی صداقت پر ایک دلیل ہے، میں نے غور سے پڑھا ہے، اہل سنت بچپن سے سنتے ہیں، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ چاروں بڑے مراتب رکھتے ہیں، اور ہم نہیں جانتے کہ کس کو ایک دوسرے پر فضیلت دیں، جب تاریخ کو پڑھتے ہیں، تو ابوبکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہما کی تصویر بڑے بلند مقام پر نظر آتی ہے، حضرت ابوبکرؓ نے سارے عرب کو از سر نو مسلمان کیا، مسلمانوں کی قوت اور طاقت کو دوبارہ قائم کیا، حضرت عمرؓ نے دو عظیم الشان سلطنتوں (ایران و روم) کو ایسا نیچا دکھایا، کہ آج تک وہاں مسلمانوں ہی کی سلطنت ہے، لیکن عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ کی طرف جب ہم آتے ہیں۔ تو طبیعت گھبرانے لگتی ہے، دل پر ایک بوجھ سا معلوم ہوتا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں تو اس قدر خونریزی مسلمانوں میں نہیں ہوئی، چند بدمعاشوں نے اکٹھے ہو کر آپ کو شہید کر دیا لیکن حضرت علیؓ کے عہد میں عجیب نقشہ نظر آتا ہے، حضرت علیؓ ایک طرف ہوں، اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما دوسری طرف، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا طلحہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ ہوں، اور یہ سب آپس میں لڑ رہے ہوں، ایسی حالت میں بالخصوص علی رضی اللہ عنہ کے متعلق لوگوں کو یہ خیال آجاتا ہے، کہ انہوں نے کوئی کام کر کے نہیں دکھایا، اور بہت ہوں گے جو آپ کی ذرا ذرا سی غلطیوں کو پکڑتے ہوں گے، لیکن تاریخ کا مطالعہ ذرا غائر نظر سے کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے، کہ خلافت راشدہ کا زمانہ گویا زمانہ نبوی کا ہی امتداد تھا، اور اس زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ جامع کمالات وجود نبویؐ کے ایک پہلو کو ظاہر کرتے ہیں، تو عثمانؓ و علیؓ دوسرے پہلو کو، ابوبکرؓ اور عمرؓ کو آنحضرت صلعم سے ایک نسبت ہے، اور عثمانؓ و علیؓ کو دوسری نسبت ہے، خلافت راشدہ کی تاریخ میرے نزدیک زمانہ نبوت کی ہی توسیع ہے، ماسوائے اس کے وحی نبوت کا آنا بند تھا، باقی وہی رسول اللہ صلعم ہی کا زمانہ چلتا ہے، کچھ نمونے ابوبکرؓ اور عمرؓ نے دکھا دیئے، اور کچھ نمونے عثمانؓ اور علیؓ نے دکھا دیئے، ابوبکرؓ اور عمرؓ اسلام کی شوکت اور قوت کے آنحضرت صلعم کی صفت جلالی کے مظہر ہیں، اور عثمانؓ اور علیؓ باہمی محبت و اخوت کے یا آنحضرت صلعم کی صفت جمالی کے مظہر ہیں۔ ان دونوں نے کلام کے اندر تفرقہ اور اختلاف کے وقت محبت اور نرمی کا بے نظیر نمونہ ظاہر کیا،

حضرت علیؓ پر الزام اور اس کا جواب

جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت ملی، اس وقت سلطنت اسلامی کے اندر ایک ایسا خطرناک گروہ پیدا ہو چکا تھا جس کو قابو میں رکھنا سخت مشکل تھا، بڑا الزام حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہی ہے کہ قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ سے آپ نے قصاص نہیں لیا، یہی بات جب حضرت علیؓ سے لوگوں نے کہی تو آپ نے فرمایا کہ حالات ایسے ہیں کہ ان لوگوں کو اس وقت پکڑنا میرے اختیار سے باہر ہے،

طلحہؓ اور زبیرؓ نے بصرہ پر کیوں چڑھائی کی

طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی خیال تھا، کہ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دینی چاہیئے، انہوں نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چار مہینہ بعد جب دیکھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیا جاتا، اور ان کو شرعی سزائیں نہیں دی جاتیں۔ تو تینوں (حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم) فوج لے کر بصرہ کی طرف بڑھے، بصرہ ان تین مقاموں میں سے ایک مقام تھا، جہاں سے قاتلوں کے سرغنے آئے تھے، باقی دو مقام کوفہ اور مصر تھے، اس لئے طلحہؓ اور زبیرؓ کی غرض قاتلان عثمانؓ سے جنگ کرنا نہ تھا بلکہ وہ قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ کی سرکوبی کے لئے نکلے تھے، اگر حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ کرنا مقصود ہوتا، تو شمال کی طرف معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی اطاعت نہیں کی تھی، جنوب کی طرف سے یہ بڑھتے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بالکل نرغہ میں آجاتے لیکن بجائے اس کے انہوں نے بصرہ کا رخ کیا، حضرت علیؓ جب وہاں پہنچے، تو بصرہ پر طلحہؓ اور زبیرؓ قابض ہو چکے تھے، حضرت علیؓ نے پیغام بھیجا، کہ کس لئے یہ لڑائی ہے، اور کہ میں بھی قاتلان عثمانؓ کو سزا دینا چاہتا ہوں لیکن ابھی ان لوگوں کو گرفتار کرنا مشکل ہے، طلحہؓ اور زبیرؓ نے ان کی اس بات کو تسلیم کر لیا، اور دونوں گروہ اس اطمینان کے ساتھ ۔۔۔ کہ گویا صلح ہو گئی۔

شریر لوگوں کی فتنہ پردازی

لیکن ایک بڑا عظیم الشان گروہ مفسدوں کا حضرت علیؓ کے ساتھ تھا، انہوں نے جب دیکھا کہ باہم صلح ہونے لگی ہے، تو رات کو طلحہؓ اور زبیرؓ کی فوجوں پر حملہ کر دیا، یہ اس زمانہ میں بڑا خطرناک گروہ بن گیا تھا ادھر انہوں نے طلحہؓ اور زبیرؓ کی فوجوں پر حملہ کیا، اور ادھر جب حضرت علیؓ نے دریافت کیا کہ کیا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ نے دھوکا دے کر حملہ کر دیا ہے۔ غرض رات کے اندھیرے میں لڑائی شروع ہو گئی، جب صبح ہوئی تو عین میدان جنگ میں حضرت علیؓ طلحہؓ اور زبیرؓ کو بلاتے ہیں، اور دونوں فوجوں کے کمانڈر اس وقت آپس میں ملاقات کرتے ہیں جب لڑائی ہو رہی ہے، اس وقت جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ فی الحقیقت حضرت علیؓ کے حکم سے حملہ نہیں ہوا، تو زبیرؓ وہاں سے میدان جنگ ترک کر کے نکل پڑے اور جنگل کی طرف چلے گئے، ایک بدمعاش ان کے تعاقب میں نکل پڑا، اور اس حالت میں جبکہ وہ بیابان میں کہیں نماز پڑھ رہے تھے، ان کا سر کاٹ لیا۔ اور حضرت علیؓ کے پاس لے کر آیا، کہ وہاں سے تحسین و آفرین ہوگی، اور انعام ملے گا، حضرت علیؓ نے فرمایا، کہ اس شخص (زبیرؓ) نے رسول اللہ صلعم کی وہ خدمات کی ہیں، کہ اس کے قاتل کو جہنم کی خبر دے دو، اسی طرح سے طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی کسی بدمعاش نے ان کے پیچھے جا کر مار ڈالا، بالآخر جنگ ختم ہو گئی، اور حضرت علیؓ اسی ادب اور احترام کے ساتھ جو رسول اللہ صلعم کی ازواج مطہرات کے لئے ضروری تھا، حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور انہیں نہایت احترام کے ساتھ اتارا اور رخصت کیا،

جنگ کے اندر محبت و اخوت کا نظارہ

کھینچی ہوئی تلواروں کے باوجود کس قدر محبت و اخوت کا نظارہ نظر آتا ہے، لڑائی کے اسباب ایسے تھے، جو حضرت علیؓ کے پیدا کردہ تھے، نہ حضرت طلحہؓ یا زبیرؓ کے لیکن ان پاک لوگوں نے باوجود تلواروں تک نوبت پہنچ جانے کے ایک دوسرے کی محبت و احترام کا کیا نظارہ دنیا کو دکھایا ہے، ایک دوسرے سے نفرت نہیں بغض نہیں، ایک دوسرے کی حقیقت میں بدخواہی نہیں، ہاں غلط فہمی ہے حیرت آتی ہے، کہ کس قدر آج دل تنگ ہو گئے ہیں، کس قدر بغض اور تعصب باہم ہے، کہ ذرا کسی بھائی سے اختلاف ہوا۔ تو اس کی جڑیں کاٹنے کے درپے ہو جاتے ہیں، لیکن وہ لوگ باہم جنگ کر کے، ایک دوسرے پر تلوار چلا کر، ایک دوسرے کے گلے کاٹ کر بھی محبت اور اخوت کو ہاتھ سے

نہ دیتے تھے، اس میں سبق ہے مسلمانوں کے لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ جھگڑا نہیں چل سکتا تھا، آپ تو محبت واخوت قائم کرنے آئے تھے، اس وقت ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف اور لڑائیاں کیسے ہوتیں، اور یہ نظارہ کہاں پیش آتا، لیکن خلافت راشدہ کے اندر یہ سبق ہم کو ملا، کہ کس طرح سے باہم لڑائی کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب خوارج کا ایک گروہ نکلا، اور انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ ان لوگوں یعنے معاویہؓ وغیرہ کو کافر اور فاسق ٹھیرایا جائے، ورنہ ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے، تو حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ جنگ کرنا قبول کیا، مگر انہیں کافر اور فاسق نہیں کہا، اور یہی فرمایا۔ اخواننا بغوا علینا لا نکفرهم ولا نفسقهم۔ ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے ہم پر بغاوت کی ہے، ہم نہ انہیں کافر کہتے ہیں، نہ ان پر فسق کا فتوے لگاتے ہیں،

موجودہ مسلمان کن کے نقش قدم پر ہیں

غور کرو کہ کوئی چھوٹی سی بات ہے۔ شرم آنی چاہیئے ان لوگوں کو جو آج ذرا ذرا سی بات پر کافر بنانے کے درپے ہیں، کاش ان کے ان فتووں سے کوئی تو دائرہ اسلام کے اندر رہ جاتا، سنی ہی دائرہ اسلام کے اندر رہ جاتے، اور باقی نکل جاتے، یا حنفی ہی رہ جاتے اور باقی نکل جاتے، یا دیوبندی ہی رہ جاتے اور باقی نکل جاتے۔ لیکن ان کے فتووں کو اگر دیکھا جائے تو ایک بھی متنفس آج دائرہ اسلام کے اندر باقی نہیں رہا، فی الحقیقت یہ اس گروہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ جس نے اسلام کے اندر تفرقہ ڈلوایا، اور مسلمانوں کی خونریزی کا موجب ہوئے آج یہ خوارج کے نقش قدم پر چل کر مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کرتے ہیں، اور جو اتحاد کرائے اس کو کہتے ہیں قتل کردو، یا پتھروں سے مارو، اور اگر نہ کر سکو، تو کم از کم دل میں رکھو۔ کہ واجب القتل ہیں۔ کس قدر غیظ وغضب ہے مگر کرکچھ نہیں سکتے، قل موتوا بغیظکم۔

خلافت راشدہ کے نمونے سے سبق لو

میں آپ لوگوں کو ایک اور نصیحت کرتا ہوں، خلافت راشدہ کے نمونہ سے ہمیں سبق لینا چاہیئے، کہ باہم کیا طریق کار ہمیں رکھنا چاہیئے، ہر قوم کے اندر تفرقے اور اختلاف ہو جاتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا، تو یہ نہ آتا، وان طائفتان من المومنین اقتتلوا الخ اگر تمہارے اندر کوئی اختلاف کرنے والا ہو، اگر کوئی دو گروہ الگ ہوتے نظر آئیں، تو اس وقت ہمارا طریق کیا ہونا چاہیئے، اختلا ہونے ہیں اور ہونے چاہئیں۔ ان کے اندر باہم بغض و تعصب ایک دوزخ ہے، اور باہم محبت اور احترام ایک جنت ہے، اس محبت کو اپنے بھائیوں کے لئے دلوں کے اندر رکھو، جن کے ساتھ اتفاق ہو، ان کے لئے محبت کا ہونا طبعی امر ہے، بہادری اور مردانگی تو یہ ہے کہ اس وقت ایک دوسرے سے محبت کی جائے، جب باہم اختلاف ہو،

ہمارا اصول مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد ہے

ہمارا اختلاف ایک وہ ہے، جس کو کہتے ہیں۔ غیر احمدیوں کے ساتھ اختلاف اور ایک ہمارے دوسرے فریق کا ہم سے اختلاف ہے، یہ میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ تم خدا کے فضل سے ان اصولوں کے اوپر قائم ہو، جن کے اوپر آئندہ مسلمانوں کی بہبودی کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے، تم ایک ہی جماعت ہو جو یہ اصول رکھتے ہو، کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا دائرہ اسلام کے اندر ہے، وہ اس سے باہر نہیں جا سکتا، جب تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا انکار نہ کرے، جب مسلمانوں کی قومیت قائم ہوگی، تو اسی اصول کے اوپر قائم ہوگی۔ جس اصول پر تم کھڑے ہو، اس وقت پیچھے آنے والے بھی تم پر برکتیں بھیجیں گے، لیکن ہر ایک اصول کے قائم کرنے کے لئے قربانیاں کرنی پڑتی ہیں، جانیں دینی پڑتی ہیں، مال دینا پڑتا ہے، توحید الٰہی بھی حالانکہ فطرت کے اندر مرکوز ہے، قائم نہیں ہوتی، جب تک خون کے ساتھ اس کو سینچا نہ جائے، پس کوئی غیر احمدی ہوں، یا میاں صاحب کا مرید۔ تم نفرت اور بغض کے ساتھ انہیں جیتنا چاہو تو نہیں جیت سکتے، ہاں محبت اور اخوت کے ساتھ انہیں جیتنا چاہو تو جیت سکتے ہو،

محبت کے ساتھ دنیا کو فتح کرو

میں واقعی [illegible] اس بات کو کہ نعمت اللہ خاں شہید تھا واقعی میں مانتا ہوں کہ بہت بڑا ظلم سرزد ہو گیا، واقعی میں مانتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس فعل کی تائید کی ہے، وہ بھی اس کے قتل میں شریک ہیں، لیکن تم نے اپنا فرض ادا کر دیا، جو کام کرنا تھا تم نے کر دیا، اس کے بعد ان لوگوں سے بھی دلوں میں بغض اور کینہ نہ رکھو، انہوں نے غلطی کی ظلم کیا، لیکن پھر بھی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، باہم اختلاف ہونا ضروری ہے، خود اپنی جماعت میں بھی تمہیں ایک دوسرے سے اختلاف کرنا پڑتا ہے، اگر ان میں ان ملانے والے ہو تو ترقی کس طرح کرو، اس لئے اختلاف ہونا ضروری ہے، لیکن اختلاف کے اندر محبت ہونی چاہیئے، محبت ایک جوہر ہے جس کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے اگر دشمنوں کے ساتھ دلوں میں بغض بھرا ہوا ہو، تو اپنوں کے ساتھ بھی محبت نہیں ہو سکتی، جاؤ محمد رسول اللہ صلعم کو دیکھو، دشمنوں کے ساتھ بھی آپ کو محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی، تو فوراً محبت نے جگہ لے لی، اپنوں کے ساتھ بھی محبت کرو، اور دوسروں سے بھی، اور محبت سے دوسروں کو اپنے ساتھ ملاؤ، یہ میری نصیحت ہے خدا تعالےٰ تمہیں اس کی توفیق دے۔ آمین ۔

⁂

اشاعت اسلام اور خلیفۃ المسلمین

نامہ نگار ”مسلم آوٹ لک“ نے ڈاکٹر سر محمد اقبال سے دریافت کیا تھا، کہ اب جبکہ حجاز کو شریف کے اثر اور اقتدار سے پاک کیا جا چکا ہے کیا یہ پسندیدہ بات نہیں کہ سلطان عبدالمجید خاں سابق خلیفۃ المسلمین کو حجاز پر حاکم بنا دیا جائے ؟

اس کے جواب میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے یہ ایک نئی تجویز پیش کی ہے، کہ ”مسلمانان عالم اگر سابق خلیفۃ المسلمین کی ذات سے کچھ کام لینا چاہتے ہیں، تو انہیں چاہیئے کہ اشاعت اسلام کا ایک عظیم الشان نظام قائم کریں، اور سابق خلیفۃ المسلمین کو اس نظام کا صدر بنا دیں، خلیفۃ المسلمین کو اس امر پر آمادہ کیا جائے، کہ وہ کسی اسلامی ملک میں سکونت اختیار کریں۔ اور تحریک اشاعت کی تنظیم فرمائیں، مبلغین کے لئے ایک وسیع بین الملی درسگاہ کا انتظام ہونا چاہیئے وہاں وہ ضروری تعلیم حاصل کریں، پھر اسلام کی مشعل ہاتھ میں لے کر دنیا کے ہر گوشے میں پہنچ جائیں، خاندان عثمان کے سلاطین نے مقاصد اسلام کی عدیم النظیر اور فقید المثال خدمات انجام دی ہیں۔ اگر اشاعت اسلام کی تحریک کو سابق خلیفۃ المسلمین عبدالمجید [illegible] سرپرستی میں [illegible] جائے، تو اس سے دنیائے اسلام میں مذہبی اور معاشرتی [illegible] ایک ہنگامہ خیز حرکت و جنبش پیدا ہو جائے گی۔

تجویز تو بہت مبارک ہے۔ بشرطیکہ مسلمان اس پر عامل ہونے کے لئے تیار ہوں اور سلطان عبدالمجید جن کو ترکی کے محلات میں عیش و آرام کی زندگی گذارنے کے سوائے کام سے کبھی واسطہ ہی نہیں پڑا، اس عملی زندگی میں داخل ہونا چاہیں۔

اس کے ساتھ ہی یہ دریافت طلب بات ہے کہ سلطان عبدالمجید کی ذات میں کونسی ایسی بات ہے کہ ان کے اشاعت اسلام کے نظام کا صدر بنتے ہی ”دنیائے اسلام میں مذہبی اور معاشرتی اصلاح کی ہنگامہ خیز حرکت و جنبش پیدا ہو جائے گی“ آخر کب انہوں نے مسلمانوں کی ”مذہبی اور معاشرتی اصلاح“ کا کام اس سے پیشتر کیا، محض مسلمانوں کے جذبات عقیدت سے ”مذہبی اور معاشرتی“ اصلاح“ نہیں ہو جاتی۔ جب مصلح کے اندر اسلام کی حقیقی روح اور تبتل الی اللہ موجود نہ ہو۔

کونوا مع الصادقین

ہمیں رہ رہ کر اس بات پر حیرت آتی ہے کہ جو شخص خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے۔ اور اس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دیتا ہے، جس کی توقع آج سابق خلیفۃ المسلمین سے علامہ اقبال نے کی ہے، اس کی طرف توجہ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا جاتا، اس کے کام سے اتفاق ہے لیکن اس کے نام سے بغض ہے، چاہتے ہیں کہ کام وہی ہو، جو مرزا صاحبؑ نے شروع کیا، لیکن اس کو کرنے والے وہ نہ ہوں۔ یا کم از کم ان کا اس کام میں ساتھ نہ دیا جائے، اور ان کے اپنے پیرا ور فرضی خلیفۃ المسلمین اس کام کو کرنے والے ہیں۔

ہمیں اس سے خوشی ہوتی اگر وہ خود ہی اس کام کو کرتے، لیکن آج نصف صدی کا عرصہ اس کام کو شروع ہوئے ہو گیا، اور کم از کم بارہ تیرہ سال کا زمانہ غیر ممالک میں باقاعدہ مشن قائم ہوئے گذر گیا، مگر کچھ بھی ان سے نہ ہو سکا، آج تک کئی ایک اپیلیں بھی ہوئیں بعض لوگوں نے اس کام کو شروع کرنے پر آمادگی بھی ظاہر کی، خود علامہ اقبال نے جاپان میں جا کر اشاعت اسلام کا کام کرنے کا عزم بھی

کیا، لیکن نتیجہ کیا ہے، آج انگلستان میں مذہبی کانفرنس منعقد ہوتی ہے اور اسلام کو موقعہ دیا جاتا ہے، کہ اس میں اپنی صحیح تصویر پیش کرے، کیا مسیح موعود کی جماعت کے سوائے کسی کو اس کی توفیق ملی ہے؟

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ اس مقدس کام کو انہی لوگوں سے لینا چاہتا ہے، جو اس کے مامور کی محبت میں داخل ہوں اس لئے جو لوگ اس پاک کام کو کرنا چاہتے ہیں، اور فی الحقیقت آج سب سے بڑا جہاد یہی ہے کہ اسلام کا پاک پیغام دنیا میں پہنچایا جائے، ان لوگوں کو ہمارا مخلصانہ مشورہ یہی ہے، کہ مامور آلہی کی محبت اختیار کریں، کہ اسی میں حقیقی فلاح مضمر ہے،

افریقہ میں اشاعت اسلام

اخبار ”توحید افکار“ قسطنطنیہ نے ایک مقالہ افتتاحیہ بعنوان انتصار للاسلام سپرد قلم کیا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ

”افریقہ میں اسلام برابر ترقی کر رہا ہے۔ اگر ہم ایک خط مقام جیبوتی سے بحر احمر پر ساحل وقار تک کھینچیں، تو ہم کو معلوم ہوگا، کہ وہ تمام وسیع اراضی جو اس خط کے شمال میں واقع ہے اہل توحید سے بھری ہوئی ہے، اس خط پر جدید مراکز روزانہ قائم ہوتے جاتے ہیں۔ اور نیز تشنہ دیندار مسلمان اس سے کھڑے ہو کر افریقہ کے غیر معلوم خطوں میں اسلام کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اس طریق پر اسلام کی اشاعت نے اسلام کے ابدی دشمنوں کے قلوب میں بغض و حسد پیدا کر دیا ہے، اور وہ خوف و اضطراب کو محسوس کر رہے ہیں، چنانچہ فرانس کا ایک متعصب مذہبی اخبار ”بلیرین“ اس پر بہت اظہار غیظ و غضب کر رہا ہے، اخبار مذکور نے ان ناکامیوں کا ذکر کرکے جو فرانسیسی مبلغوں کو متواتر اسلامی فتوحات کے مقابلہ میں نصیب ہوئی ہیں، لکھتا ہے کہ افریقہ میں روز بروز اسلام بڑھتا جاتا ہے، اور اسلامی قوت مضبوط ہوتی جاتی ہے، اگر اشاعت اسلام کی افریقہ میں یہی رفتار رہی، تو اسلامی قوت اسلامی فرانسیسی سیادت کے لئے خطرہ عظیم بن جائے گی، فرانس کو چاہیئے کہ وہ ایک صلیبی حملہ کی تیاریاں کرے، اور اس خطرہ کا مقابلہ کرے، پھر اخبار مذکور نے مشورہ دیا ہے، کہ بلاد حبشہ جو مسیحی ملک ہے، جغرافی اعتبار سے بہت موزوں مقام ہے، اور مناسب ہے کہ اس مقام کو صلیبی حملہ کا مرکز قرار دیا جائے، اور حبشیوں کی بہادر و جرار فوج کو اسلام کے خلاف حرکت [illegible]

سرعت ترقی کوئی نئی بات نہیں، اس سے پیشتر اس امر کی اطلاعات، بسر وقات قارئین کرام کے نوٹس میں لائی جا چکی ہیں اگرچہ مشرقی افریقہ کے معزز ہندوستانی مسلمان کا جو آجکل لاہور میں ہیں بیان ہے، کہ یہ سب اطلاعات بے حقیقت اور ناقابل وقعت ہیں اور اصلیت یہ ہے کہ مسیحی لوگ مسلمانوں کو افریقہ کی طرف سے غافل کرنے کے لئے ایسا لکھتے ہیں۔ ممکن ہے مشرقی افریقہ کے متعلق یہ خیال صحیح ہو لیکن مغربی افریقہ کے اکثر مسلمان حضرات سے جو وہیں رہنے والے ہیں۔ بذریعہ خط و کتابت یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے، کہ وہاں اسلام کو مسیحیت پر بحیثیت سرعت اشاعت نمایاں غلبہ حاصل ہے، اسی کو دیکھ کر وہاں کی حکومت نے مسیحی مشنریوں کا داخلہ اکثر علاقوں میں جہاں مسلمانوں کا اثر غالب ہے، ممنوع قرار دیا ہے جس کے خلاف مسیحی مشنریوں نے صدائے احتجاج بھی بلند کی تھی،

بہرحال مسلمانان ہند اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے لئے ایسی دلخوش کن اطلاعات سنکر اپنے دلوں کو خوش کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اشاعت اسلام کے کام کو وہاں زیادہ وسیع اور منظم بنانا ضروری ہے کاش ہمارے حالات اس کی اجازت دیں۔

معاصر ”مشرق“ سنگساری پر

معاصر ”مشرق“ گورکھپور اپنی ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں قمطراز ہے کابل میں سنگساری کا سلسلہ جو شروع کیا گیا، یہ ضرور قابل اعتراض ہے اور ہم کسی اہل قبلہ اور کلمہ گو پر اس قسم کا تشدد و ظلم مذہبی تعلیم کے خلاف تصور کرتے ہیں اور ہم ایسے فتووں کی ایک منٹ کے لئے بھی پروا نہیں رکھتے،

اسی طرح پانچسو علما کا فتویٰ بھی تمام ہندوستان میں رائج رہا اور چند ماہ کے بعد مولینا ابوالکلام آزاد ہی نے اپنے فتویٰ پر ایک دوسرا فتویٰ لکھ دیا، حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دینا کوئی بڑی بات نہیں عوام الناس بغیر کسی دلیل کے ارتکاب کرتے ہیں اور علما توثیق و تصدیق کے بعد بقول حکیم علی گیلانی کے :-

”او مرد کہ بیقاعدہ میکشت من باقاعدہ میکشم“

کسی نے حکیم صاحب سے دریافت کیا تھا کہ ”آپکے مریض بہت زیادہ مرتے ہیں اور فلاں حکیم کے مریض کم مرتے ہیں، اسکا کیا سبب ہے؟“ اس پر حکیم علی نے فرمایا تھا، بہرحال اہل قبلہ کی تکفیر

من كتب الطائفة فی اعظم معهد للعلم فی هذا القطر و هو الجامع الازهر وان اجعلها تحت يد العلامة الاوحد الشيخ محمد عبده مفتی الديار المصرية فمن شك فی شئ فليراجع كتبه بحوالہ کتاب مذکور سید باب کا دعویٰ ہے کہ وقد بعثنی الله بمثل ما قد بعث به محمد رسول الله من قبل اور پھر سید باب کے چند الواح کو نقل کیا گیا ہے۔ اور منجملہ ان آیات بینات کے مقالہ علم الاکسیر ہے جس کا نمونہ یہ ہے کہ قل شجرة خفیف خفیف۔ وان ورقة تبرق ونقضی وانتم لاتاكلون وانا قد شهدنا فی جبال ارض الفاء اكثر ما شهدنا فی تلك الجبال انتم سيلون يوا بعد كل يوم تردون كمال ذلك فی الوزن تشهدون الی اخر ما قال او اوحی اليه قرآن کریم کو مدنظر رکھ کر مجھے ان آیات کے حقائق ومعارف عالیہ کا علم حاصل نہیں ہوا۔ لہذا اہل بہا رسے انکشاف کا خواہاں ہوں۔

یہ صحیح ہے کہ سید باب کو اہل بہا حضرت بہاء اللہ کا مبشر مانتے ہیں۔ الا جبکہ ہر دو ظہور کو موعود تسلیم کیا جاتا ہے۔ لہذا اثبات صداقت سید باب بھی ضروری ہے تاکہ ایک طالب حق اس وسوسہ میں گرفتار نہ ہو جس میں کہ سید محمد رشید رضا منشی مجلہ منار مبتلا ہے انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ ظهر الباب فی بلاد ايران وامره مشهور وقد بنی بعض اتباعه علی اساس دعوته بناء من انقاض تلك الدعوی ولكنه جاء اكبر منها وذلك المدعی هو الميرزا حسين الملقب به بهاء الله فاضل اڈیٹر کوکب سے امید ہے کہ بعد تحقیقات وہ ہمیں اپنی رائے سے مستفید فرمائیں گے۔

"کوکب" مورخہ یکم اکتوبر ۲۳ء و "پیغام صلح" میں علماء قادیان کی توجہ بھی مبذول کرائی گئی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اہل قادیان شاید میری معروضات کو ناقابل التفات جان کر متوجہ نہ ہوں کیونکہ جب حضرت خلیفۃ المسیح سری نگر تشریف لائے تھے تو میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت میرزا صاحب کا دعویٰ نبوت بمقابلہ حضرت بہاء اللہ مکمل نہیں۔ اس پر جناب خلیفۃ المسیح نے مجھے یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ بہاء اللہ مدعی الوہیت و ربوبیت ہے۔ میں نے مودبانہ عرض کیا تھا کہ لکل ان یصطلح کہ یہ مقام شارعیت کی اصطلاح جدید ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح نے میرے سوالات کو ناقابل التفات جان کر داخل دفتر فرما دیا تھا۔ اہل قادیان کی خدمت میں مکرر التماس ہے کہ عقائد ما لوفہ کے لئے دلائل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دلائل صحیحہ سے عقائد کو اختیار کرنا ہے۔ پس اگر علماء قادیان خالی الذہن ہو کر اپنے مسلمات اور دلائل پر نظر ثانی فرمائیں تو ان کو دو باتوں سے ایک بات ضرور اختیار فرمانی ہے یعنے یا تو حضرت میرزا صاحب کی نبوت سے دست بردار ہونا ہے اور یا حضرت بہاء اللہ کو موعود ادیان تسلیم کرنا ہے۔ اہل بہا نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ اگر اہل قادیان اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو کر جناب میرزا صاحب کو مجدد تسلیم کریں تو ان کو تعرض نہیں میرے نزدیک سفر ولایت اور مسجد لندن وغیرہ عظیم الشان کاموں سے بڑھکر یہ کام ہے کہ اہل قادیان اہل بہا کے ساتھ معمولی طور پر فیصلہ کرلیں اور محض حق طلبی کے لئے فریقین میدان میں نکلیں تاکہ اوہام وتقالید سے نجات کی راہ نکل آئے۔ اگر حضرت قادیانی نبی آخر الزمان ہیں تو اہل بہا قبول کریں ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح مع اپنی جماعت کے حضرت بہاء اللہ پر ایمان لائیں۔ میں حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا دلدادہ ہوں اور اسی معیار پر حضرت بہاء اللہ اور سید باب کی اصلی تصویر دیکھنا چاہتا ہوں۔ تعصبات سے علیحدہ ہو کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ قادیانیت قابل نفاذ ہے۔ یا بہائیت اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

(خاکسار محمد عبداللہ وکیل سری نگر کشمیر)

دیوبندی مولوی اور قرآن کریم

تجویز دربارہ تکمیل قرآن مجید پیش کردہ جناب زین العابدین صاحب جو بعنوان "حقیقت کبریٰ کا انکشاف" ایک مکمل قرآن مجید کی اشد ضرورت"۔ ۱۴۔ اکتوبر کے "پیغام صلح" میں شائع ہوئی تھی۔ نہایت مبارک تجویز ہے۔ اے کاش! مولوی میرک شاہ صاحب قبلہ اور اسی قبیلہ کے دیگر علماء اس معنی خیز تجویز سے جو ایک جلے دل سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہے سبق حاصل کرسکیں لیکن اس بات کا امکان کہاں۔ اسلئے تجویز مذکورہ کو زیادہ پُر زور بنانے کے لئے میں ایک ترمیم پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ برائے عنایت اس کو برائے آگاہی مولوی میرک شاہ صاحب قبلہ وہمچو دیگر علمائے اسلام اپنے قیمتی اخبار میں شائع کرکے ممنون فرمائیں تاکہ قرآن مجید کی تکمیل کا کام بوجہ احسنا سرانجام پا سکے۔ امید ہے کہ مکرمی زین العابدین صاحب اس ترمیم کو منظور فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ ترمیم حسب ذیل ہے:۔

چونکہ قرآن مجید کی تکمیل کا کام ایک نہایت دینی فرض ہے اسلئے نہ صرف مرفوع التلاوت لیکن معمول بہ کا قرآن مجید میں مناسب موقع اور محل پر اندراج ضروری ہے بلکہ ان آیات کا اخراج بھی ایک لازمی امر ہے جو بقول بعض علمائے عظام منسوخ ہوچکی ہیں۔ اور جنکی تعداد شاید تین سے تین سو تک بتائی جاتی ہے تاکہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب کی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے جس میں معمول بہ آیات تو سب کی سب موجود ہوں لیکن ساتھ ہی منسوخ شدہ آیات سے اس کا دامن پاک ہو۔ صرف اسی ایک طریق سے ہم عاجز بندے خدائے عزیز کے قول "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" کو سچا ثابت کرسکیں گے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اکثر شیعہ حضرات تو پہلے اعتراض کرتے ہیں کہ اصحاب ثلاثہ نے دس سیپارے ہی حذف کردئے۔ پھر بھی معترض رہیں گے۔ لیکن خیر یہ ایک تو یہ گھر کا معاملہ ہے دوسرے علمائے احناف ان سے نپٹ لینگے۔ مگر غیر مسلم اقوام کے سامنے تو مکمل اور نقائص سے مبرا قرآن پیش کیا جا سکے گا۔ اخیر میں مکرمی زین العابدین صاحب سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اگر صاحب موصوف کی پیش کردہ ترمیم کے مطابق طباعت قرآن شریف کا کام اپنے ہاتھ میں لیں تو جملہ مصارف طباعت میں خاکسار بھی ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار رہے۔

تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ ان ہی قسم کے واقعات کی بنا پر علمائے نصاریٰ نے کم از کم تین بار انجیل مقدس میں ترمیمیں کی ہیں پھر علمائے اسلام میں کیوں اپنے ہمچشموں سے پیچھے رہ جائیں۔ اور کہیں نہ کسی آیت کو مرفوع التلاوت لیکن معمول بہ بتا کر اور کسی ایک کو منسوخ شدہ قرار دیکر قرآن شریف پر ہاتھ صاف کریں۔

حضرت عمرؓ کا قول در بارہ سورہ رجم (اگر یہ روایت صحیح بخاری درست بھی ہو جسکی صحت میں ہمیں کلام ہے) تو بھی حدیث نہیں۔ خدا اور رسول کے قول کے مقابل ایک بندہ کے قول کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ خواہ اسکی شخصیت کیسی ہی اعلیٰ وارفع کیوں نہ ہو۔ خصوصاً جبکہ ایسا قول خلاف نص صریح ہو۔ پھر تعصب اور ہٹ دھرمی ملاحظہ ہو کہ زنا کے جرم کی سزا ارتداد کے جرم پر دی جاتی ہے۔ اور اسکی تائید میں کس دیدہ دلیری سے قرآن شریف اور حدیث کو پیش کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی مرتد کی تعریف بھی نرالی تراش لی جاتی ہے۔ قرون اولے میں کیا کسی کے ذہن میں بھی یہ خیال آسکتا تھا کہ محمد اور خدائے محمد کے ماننے والے کتاب اللہ پر ایمان رکھنے والے کلمہ گو صرف اس جرم پر کہ وہ تاویل کرتے ہوئے ایک شخص پر نبی کا لفظ چسپاں کرتے ہیں۔ مرتد قرار دئے جائینگے اور سنگسار ٹھہرائے جائینگے۔

اخیر میں دعا ہے کہ خداوند قدیر ہمارے اس قماش کے علماء کو دیدۂ بصیرت عطا فرمائے تاکہ وہ دین حقہ کی صحیح معنوں میں خدمت بجالاتے ہوئے ایسی حرکات سے احتراز کریں جن سے قرآن پاک کے مستند ٹھہرنے پر سینکڑوں اعتراض عائد ہوسکتے ہیں حالانکہ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ وہ مفصل اور مکمل کتاب ہے جس کو اس قسم کے نام نہاد اور اسلام کے نادان دوست ایک ناقص اور غیر مکمل کتاب ثابت کر رہے ہیں۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہر چہ کرد آں آشنا کرد

سید محمد انور بی اے۔ ہیڈ ماسٹر ایم۔ بی سکول مری ضلع راولپنڈی

پیغام صلح:۔ آپ کی پیشکردہ ترمیم سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب زین العابدین کو بھی ہاتف حقیقی نے پیشتر سے ہی سوجھا دی ہے چنانچہ ان کا ایک مضمون ہمارے پاس پہنچ چکا ہے جس میں جمعیت العلماء ہند کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے منسوخ آیات کے نکالنے اور مرفوع التلاوت لیکن واجب العمل کے شامل کرنے کی درخواست کی ہے۔ یہ مضمون آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

خلافت فنڈ

سیٹھ چھوٹانی کی نسبت مسٹر شوکت علی کی رائے

(ماخوذ از علیگڑھ گزٹ)

جب خلافت فنڈ کے سابق ... سیٹھ چھوٹانی کے خلافت فنڈ کا سترہ لاکھ روپیہ ذاتی کاروبار میں لگا دینے کا راز فاش ہوا ہے اور سیٹھ چھوٹانی نے اس سترہ لاکھ کے عوض دو اڑھائی لاکھ کے دو ردّی لکڑی کے کارخانے دیا لے تھے تو اس کو خلافت کمیٹی نے قرون اولیٰ کی مثال قرار دیا تھا مگر اب اس کے مقابلہ میں خلافت کمیٹی کے موجودہ صدر مسٹر شوکت علی کا مندرجہ ذیل بیان ملاحظہ ہو جو ان کے کارخانوں کو مچھلی کا کانٹا قرار دیتے ہیں جسے مسٹر شوکت علی نہ نگل سکتے ہیں نہ اگل سکتے ہیں۔ مسٹر شوکت علی کا مندرجہ ذیل بیان پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس تغلب کی ذمہ داری خلافت کمیٹی اور سیٹھ چھوٹانی دونوں پر ہے۔ نہایت غور سے اسے بار بار پڑھیے

"چھوٹانی سا ... مل" ہم کارکنوں کے گلے میں مچھلی کے کانٹے کی طرح اٹکی ہوئی ہے نہ نگل سکتے ہیں نہ اگل سکتے ہیں۔ میں تو جیل میں تھا مگر مرکزی کمیٹی نے جو اسوقت سیٹھ چھوٹانی صاحب سے نکل سکا اپنے نقد روپیہ کے عوض وصول کرلیا۔ ان کے مکانات اور بنگلے وغیرہ ایک دوسرے صاحب کے پاس گرو ہیں ان مکانوں اور کوٹھیوں اور سا ... مل کی قیمت آج کے مندے بازار میں جبکہ بمبئی میں روپیہ کا ڈھونڈے سے بھی پتہ نہیں لگتا کیا ہو ... جاتا ہے۔ ہم اس مل کو ہرگز چلانا نہیں چاہتے۔ مجلس عاملہ کے فیصلہ کے رو سے اس سب کام کو ختم کرکے ہلال احمر کو قسطنطنیہ بھجوا دیں گے۔ چھوٹانی سا مل کا انتظام مجلس عاملہ نے سنبھالا ہے اور میں آج پھر معہ ان احباب کے جو لکڑی کے کام سے واقف ہیں اسکو دیکھنے جاتا ہوں اور عنقریب بمبئی شہر کے باخبر لکڑی کے تجار کو مشورہ کے لئے دعوت دوں گا۔ اور جو فیصلہ ہوگا اس سے ... تمام مسلم کو مطلع کردوں گا۔ یہ قطعی غلط ہے کہ یہ ... جامعہ ملیہ کو دی جائیگی" (ملخصاً)

اس سے بھی زیادہ ... شوکت علی کا یہ فقرہ ہے جو انہوں نے مندرجہ بالا نوٹ کے بعد اپنی ایک شائع شدہ تحریر میں فرمایا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ تغلب اور تصرف بیجا کو قرون اولیٰ کی مثال قرار دینا انتہا درجہ کی فریب کاری وناخدا ترسی تھا۔ مسٹر شوکت علی کا وہ فقرہ حسب ذیل ہے:۔

"میمن جماعت کا سب سے بڑا آدمی ہمارا صدر ... اور خزانچی بنایا گیا۔ اب جو کاروبار میں روپیہ پھنس گیا اور جس کے بعد مجبوراً ہمیں چھوٹانی سا ملز اور لکڑی اور لوہا لینا پڑا اس کے ذمہ دار کارکن کیسے ہو سکتے ہیں اور خاصکر ہم غریب جو جیل خانہ کے اندر اسیر تھے لیکن تمام تلخ باتیں ہمیں سننا پڑتی ہیں"

اس سے بھی زیادہ واضح ایک اور بیان لیجئے جس میں مسٹر شوکت علی نے خود "تغلب" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیا یہی "قرون اولیٰ" کی مثال ہے؟ نعوذ باللہ

سپیشل سروس

دہلی۔ ۱۰ اکتوبر۔ مولانا شوکت علی نے جامع مسجد کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ خلافت فنڈ کے لئے اسّی لاکھ روپیہ

وزیر اعظم یکشنبہ کو مستعفی ہو جائیں گے۔ اور اسی دن مسٹر بونر لا ترتیب وزارت کے لئے مدعو کئے جائیں گے۔

—— لبرل جماعت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ کارنوال اور ڈیون جیسے آدمی اس جماعت کے لئے باعث تقویت تھے قدامت پسندوں سے جا ملے ہیں۔

—— ایک اور روایت مشہور ہے کہ مسٹر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجہ۔ مارکوئس کرزن صدر دارالامرا۔ لارڈ کیو چانسلر۔ لارڈ برکن ہیڈ وزیر مستعمرات۔ مسٹر چرچل وزیر ہند اور لارڈ ڈربی وزیر جنگ ہونگے۔

—— مسٹر ڈی ویلرا کو شمالی آئرلینڈ کے ممنوعہ علاقہ میں قدم رکھنے کے عوض ایک مہینے کی قید کی سزا دی گئی ہے۔

—— حکومت جرمنی بالآخر اس بات پر آمادہ ہو گئی ہے اتحادیوں کے مخلوط فوجی کمیشن کو وہ دستاویزی شہادت بہم پہنچائے

تازہ خبریں

—— امرت سر۔ یکم نومبر۔ آج سہ پہر کو مقامی پولیس نے بلوہ اور مجرمانہ حملوں کے الزام میں ۵۳ بیراگیوں کو گرفتار کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سادھو "گیانا تالاب" کے قریب ایک مندر میں رہتے ہیں۔ چند ہندو نوجوانوں نے ایک لڑکی کو اٹھا لیجانے کا قصد کیا اسپر سادھو معترض ہوئے۔ اور ان پر حملہ کر دیا۔ معمولی جھگڑے کے بعد سخت لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ اور سادھوؤں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض نے تیز دھار والے ہتھیار بھی استعمال کئے تھے ایک ہندو سخت زخمی ہوا اور پانچ ہندوؤں کے خفیف زخم آئے۔ اب یہ ہندو سادھو حوالات میں ہیں۔ تحقیقات ختم ہونے پر ان کا چالان کیا جائے گا۔

—— بنگال اور اسکے اطراف و اکناف کے شہروں میں حکومت کے نئے قانون کے خلاف جسکی رو سے بہت سے آدمیوں کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں جلسے منعقد کئے گئے اور حکومت کے اس فعل پر ملامت کا اظہار کرتے ہوئے احتجاج کیا گیا۔ اور ساتھ ہی تمام بنگال میں ہڑتال کی گئی۔

—— آج صبح سے کلکتہ میں ہڑتال ہے شہر کے شمالی حصہ میں بہت سی دکانیں بند ہیں۔ شہر میں ہندوستانیوں کی آمد و رفت بھی بہت تھوڑی ہے۔ البتہ تلٹولہ اور دوسرے حصوں پر ہندوستانی سوداگروں کی دوکانیں کھلی ہیں۔ کلایو سٹریٹ اور بڑا بازار میں تجارتی کاروبار بدستور سابق جاری و ساری ہے۔ بلدیہ کی تمام مارکیٹیں بدستور بند ہیں۔ کیونکہ بلدیہ کے خاکروبوں اور بھنگیوں نے چھٹی منائی ہے شہر کے بہت سے حصے صفائی نہ ہونے کی وجہ سے گندے ہو رہے ہیں

—— پنجاب کے ایک سب انسپکٹر پولیس نے ایک سکھ کو گرفتار کیا جس کا نام لابھ سنگھ تھا اور جو میجر ہینکرسن کے ہاں بطور سائیس کے ملازم تھا۔ در اصل اس کا نام گنڈا سنگھ تھا۔ لیکن کلکتہ پہنچکر ملزم نے اپنا نام تبدیل کر لیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گنڈا سنگھ کا تعلق اس واقعہ سے تھا جو پچھلے دنوں امرت سر میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ علاوہ ڈاکہ کے اس نے پانچ قتل بھی کئے تھے۔

—— گورنر بنگال بینگل کے دن منعقد کرینگے۔

—— آگرہ آباد میں ایک عام جلسہ ہوا جس میں ہر ضلع اور ہر جماعت کے نمائندے شامل تھے۔ سرگرم مذہبرز نے صدارت کی اور اعلان کیا کہ میں سیلاب زدوں کی اعانت کے لئے ۲۴ ہزار روپیہ دوں گا۔ سیوا سمتی نے دو ہزار روپیہ اور جناب گورنر اور ڈاکٹر سپرو نے ایک ایک ہزار روپیہ دیا۔ دیگر مقررین کے علاوہ پنڈت مالویہ۔ لکھنؤ کے پادری اور راجہ رام پال سنگھ جی نے بھی تقریریں کیں

—— مولین بھومن داس گپتا اور تین دیگر ملزمین کا مرافعہ دوشنبہ کو الہ آباد ہائی کورٹ میں چیف جسٹس اور سر ڈی سی پگٹ کے سامنے پیش ہوگا۔ مسٹر واس بلیسٹن سرکار کی طرف سے پیش ہوں گے اور مذکورہ بالا ملزمین بالشویکی مقدمے اور ملک معظم کے خلاف سازش جنگ کے الزام میں ماخوذ ہیں۔

—— معتبر ترین حلقوں میں خیال کیا جا رہا ہے کہ موجودہ

ضروری اعلان

خریداران "پیغام صلح" کی توجہ کے قابل

اخبار کی مالی حالت بوجہ عدم ادائیگی چندہ خریداران دن بدن خراب ہو رہی ہے کئی دفعہ خریداروں کو یاددہانیاں کرائی جا چکی ہیں۔ اور وی۔پی بھی بھیجے گئے ہیں۔ جو بہت سے واپس بھی آ چکے ہیں، اب پھر ہر ایک خریدار کو جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے، چٹھیاں لکھی جا رہی ہیں۔ ۱۵۔ نومبر تک مہربانی فرما کر ہر ایک خریدار جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے اسے ادا کر کے مشکور فرمائیں، ورنہ اس کے بعد کا پرچہ ان کے نام وی۔پی کیا جائے گا۔ اور جن کے وی۔پی آج تک واپس آ چکے ہیں، ان کے نام مجبوراً اخبار بند کر دیا جائے گا۔ (مینیجر)

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

نمبر	نام کتاب	خلاصہ مضامین	بلا جلد	مجلد
۱	راز حیات یا دعوت عمل	مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ انسان کی ترقی اعمال سے ہوتی ہے	عہ	۱عہ
۲	مکالمات طیبہ	وہ مکالمات جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے علماء کے درمیان مختلف اوقات میں ہوئے	۱۳ر	۲عہ
۳	ضرورت الہام	اس کتاب میں سائنٹفک طور پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے	۱۲	۱عہ
۴	تو حید فی الاسلام	ضرورت زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی پر نظر ڈالی ہے	عہ	۵عہ
۵	صلائے نصرت بہ اہل ہمت	واقعات حاضرہ۔ قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے اشاعت اسلام کی فارسی ہر تعلیم کی	۴ر	۰
	مروارید	دس معرکۃ الآرا لیکچروں کا مجموعہ ہے جو دنیا بھر کی مختلف کانفرنسوں میں مختلف مقامات پر	۴عہ	۴عہ
۷	خطبات عزبیہ (وحید کاسٹ)	معرکۃ الآرا خطبات جو قیام لندن میں نا آشنایان اسلام کو اسلام سے معرف کرانے کیلئے دئے گئے	۱۲ر	۱عہ
۸	براہین نیرہ معروف بہ زندہ اور کامل اسلام	قرآن کریم ایک خاتم اور ناطق الہامی کتاب ہے	۱۱ر	۲عہ
۹	اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ اور کامل نبی	حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ بحیثیت کامل معلم پیش کیا گیا ہے	۸ر	۱۴ر
۱۰	ام الالسنہ معروف بہ زندہ اور کامل نبی	عربی الہامی زبان ہے۔ دنیا کی کل زبانیں اس سے نکلی ہیں	۱۲	۲عہ
۱۱	مطالعہ اسلام	پانچ ارکان اسلام پر فلسفیانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔	۱۲ر	۲عہ
۱۲	ینابیع المسیحیت یا سراج ہدایت	اس کتاب کو پڑھ کر عیسائی احباب اپنے مسلمات پر قائم نہیں رہ سکتے	۴عہ	۴عہ
۱۳	مقصد مذہب	دو لیکچر جو لاہور کے مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ جس میں برہمو آریہ۔ عیسائی شامل تھے	۳ر	
۱۴	اسلام اور علوم جدیدہ	قرآن ہی ایک کتاب ہے جس میں حقائق و علوم سائنس سمجھانے کیلئے مجمل قدرت کیطرف انسان کو متوجہ کیا گیا	عہ	
۱۵	یسوع کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر	الوہیت مسیح۔ کفارہ۔ معجزات۔ مسیح کل کے کل عقائد سب عیسائی عقائد کی فلسفیانہ تردید کی گئی ہے۔	۴ر	ر
۱۶	مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر	ہر سہ حصص فی حصہ ار	۳ر	
۱۷	صحیفہ آصفیہ	تبلیغ بحضور نظام دکن	۲ر	
۱۸	اسلام میں کوئی فرقہ نہیں	عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں	۱۴ر	۲عہ
۱۹	ذرات عالم کا مذہب	سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے	۸ر	
۲۰	مذہب محبت	صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو زمین پر صلح و آشتی قائم کر سکتا ہے	۷ر	
۲۱	لمعات انوار محمدیہ	حضرت نبی صلعم کے خلق عظیم کا آئینہ حسن معاشرت کا فوٹو علمی ادبی مضامین کا مجموعہ	۹	۱۰ر
۲۲	لندن میں جلسہ میلاد النبی صلعم	اسمیں فاضل نو مسلم محمد مارماڈیوک پکتھال کی دلچسپ تقریر آنحضرتؐ کے خلق عظیم پر ہے	۳ر	
۲۳	اسرار سلیمانی	روحانیات کی دلچسپ کتاب ہے	۰	۸
۲۴	سیرت نبویؐ	آنحضرت صلعم کی زندگی کا مختصر خاکہ۔ آپ کے اخلاق فاضلہ کی سچی تصویر	۵ر	
۲۵	دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	سقراط۔ مسیح و حسین کی شہادت کا دنیا پر کیا اثر ہے	۷ر	
۲۶	قرآن اور جنگ (مصنفہ مولوی صدرالدین صاحب)	قرآن کریم وہ شاندار صحیفہ ہے کہ جس میں صرف حالات جنگ کی مناسب تعلیم بلکہ ہر قسم منہیات کا علاج ہے	۴ر	
۲۷	تفسیر سورہ فاتحہ (مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے)	دلچسپ تفسیر سورہ فاتحہ	۴ر	
۲۸	اسلام یعنی ہمدردی نوع کا مذہب	تفصیل۔ امن کا مذہب۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات۔ اسلام ایک تاریخی مذہب	۵ر	
۲۹	تصاویر نو مسلمان انگلستان و نماز عیدین	فی درجن ۱۰ر	۴ درجن	عے
۳۰	حیات بعد الموت (زیر طبع ہے)			

المشتہر مینیجر مسلم بک سوسائٹی نمبر ۲ عزیز منزل لاہور

خریدار ضرور نوٹ فرمالیں

کہ ہر ایک خریدار کا نمبر خریداری بدل دیا گیا ہے، آئندہ ہر ایک خط و کتابت بحوالہ نئے نمبر ہونی چاہیئے، ورنہ تعمیل حکم ناممکن ہوگی،

ہر ایک خریدار کی چٹ پر نئے نمبر سرخی سے کاٹکر لکھے ہوئے ہیں۔ مینیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ، نمبر ۳

احمدیہ کانفرنس کا ایک اہم سوال

مسلم ہائی سکول لاہور اور برلن مسجد

حضرت امیر ایدہ اللہ کا گرامی نامہ احباب احمدیہ کے نام

احمدیہ کانفرنس کی روئیداد کا ایک حصہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے ہدیہ قارئین کرام ہو چکا ہے۔ کانفرنس کے دوسرے دن تنظیم جماعت احمدیہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا گیا، اور اسی کے ضمن میں اس امر پر زور دیا گیا، کہ انتظامی امور میں جو ہدایات حضرت امیر ایدہ اللہ قوم کو دیں۔ ان پر عمل کرنا قوم کا ایک ضروری فرض ہے، اسی سلسلہ میں مسلم ہائی سکول لاہور کی عمارت کا سوال پیش ہوا، اور کانفرنس کو بتایا گیا، کہ سکول کی عمارت کے لئے احمدیہ بلڈنگس ہی میں اڑھائی کنال اراضی مخصوص کر دی گئی ہے، اور ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کا تخمینہ گورنمنٹ میں پیش کیا جا چکا ہے، اور وہاں سے امید ہے کہ نصف رقم وصول ہو جائے گی، باقی کا پورا کرنا قوم کے ذمہ ہے،

اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی اظہار کیا گیا، کہ سکول اس وقت خدا کے فضل سے بہت اچھی حالت میں ہے، اس کی سالانہ آمدنی نہ صرف اس کے اخراجات کے لئے ہی کتفی ہے، بلکہ اس سال دو ہزار سے زائد روپیہ اس نے اپنی آمدنی سے بچایا ہے، اور آئندہ عمارت کے بن جانے پر اس سے بھی زیادہ روپیہ بچ سکے گا، کیونکہ کرایہ کا اس پر کوئی بوجھ نہ ہوگا، ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجلس منتظمہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سکول کی اپنی عمارت بنا دی جائے، تاکہ موجودہ عمارت میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان سے نجات حاصل ہو۔

ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے فیصلہ کیا کہ قوم کا ہر فرد اپنی پانچ دن کی آمد سکول کی عمارت کیلئے دے اور کانفرنس نے اس فیصلہ کو بخوشی خاطر منظور کیا یہ بھی فیصلہ ہوا کہ یہ پانچ دن ماہ نومبر کے ہوں گے، یعنے نومبر ۱۹۲۴ء کے مہینہ میں جس قدر آمد ہوئی ہو۔ اس کا چھٹا حصہ تعمیر مدرسہ کے لئے سب کو الگ کرنا ہوگا،

ایسا ہی برلن مسجد کے متعلق بھی بتایا گیا، کہ اس وقت مسجد کی عمارت کا کام جاری ہے، جو نومبر کے آخر تک ختم ہو جائے گا لیکن اس عمارت کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ابھی بیس ہزار روپیہ کی اور ضرورت ہے، جو اگر کوشش کی جائے تو بہت جلد فراہم ہو سکتا ہے، اس پر بہت سے احباب نے دفتر سے چھپی ہوئی رسیدکیں لے لیں، اور جلد سے جلد چندہ وصول کرنے کا وعدہ کیا۔

انہی ہر دو تحریکات کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک ضروری چٹھی بھی لکھی ہے، جو فرداً فرداً احباب جماعت کے نام بھیجی جا رہی ہے، ہم اس کو اس غرض سے یہاں نقل کئے دیتے ہیں کہ اگر کسی دوست کو براہ راست یہ چٹھی نہ پہنچ سکے، تو وہ ان ہر دو فرائض کی ذمہ واریوں سے اپنے آپ کو سبکدوش سمجھیں اور جہاں تک ممکن ہو حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد کو جو قومی شوریٰ کے نتیجہ ہے، جلد سے جلد عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخویم کرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہماری عظیم الشان قومی ضرورتوں میں سے دو باتیں آپ کی فوری توجہ کو چاہتی ہیں:

اول مسلم ہائی سکول یعنے ہمارے مدرسہ کی عمارت کی ضرورت ہے، خدا کے فضل سے اس وقت ہمارا مدرسہ اپنے معمولی اخراجات کیلئے کسی خارجی مدد کا محتاج نہیں رہا، اور آمدنی اور خرچ برابر ہو گئے ہیں لیکن عمارت کی ضرورت شدید ہے، جس کے لئے ایک لاکھ دس ہزار کا تخمینہ محکمہ تعلیم میں بھیجا ہوا ہے، امید ہے اس میں سے نصف رقم کے قریب قریب گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ مل جائے گی لیکن باقی کا پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے، کوشش یہ ہے کہ مارچ ۱۹۲۵ء کے آخر تک عمارت کھڑی ہو جائے، اور اس بنا پر محکمہ تعلیم سے پیشگی رقم بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، جو امید ہے جلد مل جائے گی، اور خدا نے چاہا تو سالانہ جلسہ تک عمارت بنیادوں سے نکل چکی ہوگی، لاکھ سے اوپر کی عمارت کا بن جانا قومی قوت کا کوئی چھوٹا سا نشان نہیں، مگر یہ کام اس صورت میں ہو سکتا ہے، کہ سلسلہ کے سارے کے سارے احباب بغیر کسی استثنار کے پانچ پانچ دن اس کام کے لئے لگا دیں۔ اتنے عظیم الشان کام کے لئے اپنی زندگی کے پانچ دن وقف کر دینا کوئی بڑی بات نہیں، یہاں کانفرنس میں جو احباب جمع تھے، ان سب نے بخوشی خاطر اس کو منظور کر لیا، اور ان کا منظور کرنا گویا ساری قوم کا منظور کرنا ہے، یہ پانچ دن ماہ نومبر کے ہوں گے، یعنی یکم دسمبر کو ہر ایک دوست ماہ نومبر کی آمد کا صرف چھٹا حصہ تعمیر مدرسہ کے لئے علیحدہ کر دے، زمین کی آمد کے متعلق فصل خریف کو چھ ماہ کی آمد سمجھ کر اس کا چھتیسواں حصہ ہوگا، یہ کل کی کل آمد صرف احباب کی طرف سے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مل جانی چاہیئے، اس بات کو یاد رکھیں کہ ماہ نومبر کے پانچ دن آپ نے خدا کی راہ میں صرف کرنے ہیں، اور اگر ساری قوم نے اس آواز پر لبیک کہا، تو تین ماہ بعد آپ لوگ ایک لاکھ کی قومی عمارت کھڑی ہوئی دیکھ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو اجر اس کا دے گا وہ الگ ہے۔ مگر اس چھوٹی سی قربانی پر یہ عظیم الشان قومی انعام بجائے خود اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان احسانات میں سے ہوگا، یکم دسمبر کو نہ بھولیں، کہ اس دن آپ میں سے ہر ایک نے ہر قسم کی تکلیف برداشت کر کے ماہ نومبر کی آمد کا چھٹا حصہ ادا کر دینا اور اپنے قومی عزم و استقلال کا ثبوت دینا ہے، جو لوگ جماعت کے اس فیصلہ سے الگ رہیں گے، ان کی شکایت ساری جماعت اللہ کے حضور کرے گی،

دوم۔ دوسرا امر جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور جس کی تکمیل بھی جلسہ دسمبر پر ضروری ہے، مسجد برلن کے بقایا روپے کا پورا کرنا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور ماہ نومبر کے آخر تک مسجد کی چھت پڑ جائے گی، پلستر وغیرہ کا کام سردیوں کے مہینوں میں ہوگا، تعمیر مسجد پر اس کی تکمیل احاطہ اور فرنیچر وغیرہ سمیت غالباً کل پون لاکھ روپیہ خرچ ہوگا یہ ریاستوں اور بادشاہتوں کا کام تھا جو ایک غریب جماعت کی ہمت سے ہو گیا، اس میں شک نہیں کہ اس کار خیر میں جماعت کے علاوہ اور بہت سے احباب شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے لیکن اگر اس مختصر جماعت کی ہمت اور قربانیاں نہ ہوتیں تو ان دوسرے احباب کو اس ثواب میں شامل ہونے کا موقعہ نہ تھا، اب اس وقت اس کام کی تکمیل کے لئے صرف بیس ہزار روپے کی اور ضرورت ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ اگر ہمارے احباب جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ تھوڑی سی کوشش کریں تو سالانہ جلسہ تک اس قدر روپے کا فراہم ہو جانا مشکل نہیں۔ دفتر میں رسیدکیں موجود ہیں، اگر صرف چار سو آدمی کمر ہمت باندھ لیں، اور ایک ایک آدمی پچاس پچاس روپے کی رسیدیں فروخت کر سکیں۔ تو یہ رقم پوری ہو سکتی ہے، اگر اس قدر [illegible] کرنے والے انسان پیدا ہو جائیں تو مجھے یقین ہے، کہ اللہ تعالیٰ [illegible] کوششوں کو بار آور کرے گا، یہ رقم بھی جلسہ سالانہ پر ہاتھ میں ہونی ضروری ہے، اس سے [illegible] کے لئے بھی فوراً کوشش شروع کی جائے [illegible]

کار خیر میں حصہ لینا اپنا فرض سمجھتے ہیں [illegible] اور بلا توقف کام شروع کر دیں،

اس کے علاوہ صرف یہ ضرورت ہے کہ جن احباب نے اب تک برلن مسجد کی تعمیر میں حصہ نہیں لیا، وہ بھی اس موقعہ پر کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیں، اور جن احباب کے ذمہ برلن مشن کا کچھ بقایا چندہ، وہ بھی سالانہ جلسہ پر ادا ہو جانا ضروری ہے،

مجھے امید ہے کہ میرے احباب ان دو باتوں کے لئے جو اس چٹھی کے ذریعہ سے عرض کر رہا ہوں، پوری کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے، اور مجھے شکرگزاری کا موقعہ دیں گے، اس کام میں بہت برکت ہوتی ہے، جس کے پیچھے ایک جماعت کی ہمت ہو، اور جب تک جماعت کا ایک ایک فرد اس کا پختہ طور پر عزم نہ کرے گا کام میں رکاوٹ ہو جاوے گی، اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے، کیونکہ اس نقصان کی تلافی مشکل ہوگی۔ والسلام،

(محمد علی)

مغرب پسند مسلمانوں کیلئے عبرت

مشہور دشمن مسکرات مسٹر ولیم جانسن جنہوں نے شراب نوشی کے خلاف تمام دنیا میں علم جہاد بلند کر رکھا ہے آج کل قسطنطنیہ میں ہیں وہاں انہوں نے ایک لیکچر کے دوران میں اس حقیقت کو اعلان کرتے ہوئے کہ اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے مسکرات کے استعمال کو سخت ممنوع قرار دیا تھا، مسلمانوں کو ایک عبرت انگیز سبق دیا اور کہا کہ:-

"یہ ایک عجیب بات ہے کہ مغربی قومیں او ہم لوگ جو اسی قانون کو اپنے ہاں لے رہے ہیں۔ اور ٹھیک اسی وقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خود مسلمان لوگ، ان بری باتوں میں مغربی طرز معاشرت کی پیروی کر رہے ہیں۔ جن کے خلاف خود مغرب والوں نے جہاد شروع کر دیا ہے، تم اس وقت میں مغرب کی برائیوں کو پسند کر رہے ہو جس وقت مغرب تمہاری اچھی باتوں کو اختیار کر رہا ہے"

مسٹر جانسن کے یہ الفاظ مغرب پسند افراد ملت کیلئے ایک درس عبرت ہیں۔ کیا وہ اس سے سبق لیں گے؟

آریہ سماج اور مسلمان

مہاتما گاندھی نے آریہ سماج کے متعلق جو رائے ظاہر کی تھی، واقعات اب تک اس پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں، ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات کی تہ میں جہاں دیکھو آریہ سماج کا ہاتھ صاف طور پر نظر آتا ہے، معلوم ہوتا ہے آریہ سماج نے اس کام کے لئے بعض آدمیوں کو خاص کر رکھا ہے، کہ وہ ملک میں آتش فساد مشتعل کئے رکھیں، اور مسلمانوں کو برا بھلا کہہ کر اور غلط واقعات کو پیش کر کے ہندوؤں کو ان کی طرف سے بددل کر دیں، انہی لوگوں میں سے ایک لالہ خوشحال چند خورسند ایڈیٹر "ملاپ" بھی ہیں۔ جنہوں نے حال ہی میں فسادات کوہاٹ پر ریویو کرتے ہوئے حسب عادت اسلام پر نہایت بری طرح سے نیش زنی کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ "اسلام کی تعلیم نے مسلمانوں کو سکھایا ہی یہ ہے کہ کافروں کو لوٹو اور مارو"

یہ وہی خوشحال چند ہیں جنہوں نے اس سے پیشتر مالابار کے واقعات کو نہایت اشتعال انگیز طریق سے رنگ آمیزی کے ساتھ لیکچروں اور اخبارات کے ذریعہ پیش کر کے ہندوؤں کو اکسایا تھا معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کا کام ہی یہ ہے کہ پہلے اشتعال انگیز مضامین شائع کر کے فساد برپا کئے جائیں، اور پھر دوسرے گروہ کے غلط واقعات کو اس رنگ میں پیش کیا جائے، کہ ہندو قوم کے دلوں میں آتش غضب اور زیادہ تیز ہو اور ہر جگہ فسادات شروع ہو جائیں یہی درحقیقت وہ خفیہ کیسٹی ہے جس کا مہاتما گاندھی پتہ لگانا چاہتے ہیں۔ کیا اتحاد کانفرنس کے بانی اس پر غور کریں گے؟

اسلام کی تعلیم

آریہ سماج کا یہ الزام کہ اسلام نے مسلمانوں کو لوٹ مار کی تعلیم دی ہے، کوئی نیا نہیں، اس قوم کو اپنی کامیابی اسی میں نظر آتی ہے [illegible] اسلام [illegible] غلط باتیں کی اشاعت کرتے رہیں ورنہ آج بھی ہندو قوم میں ایسے قابل ترین منصف مزاج لوگ موجود

ہیں جن کو آریہ سماج کی خود غرضی سے واسطہ نہیں، اور اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد انہوں نے علی الاعلان اس بات کی شہادت دی ہے جیسا کہ مسٹر بپن چندر پال نے اپنے مضمون مندرجہ "پیغام صلح" مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۴ء میں لکھا ہے کہ

"درحقیقت اسلام کے سیاسی اور مذہبی نصب العین اس قدر تنگ اور جانبدارانہ نہیں جیسا کہ اکثر ناواقف اور غرض مند مسیحی مورخین و مضمون نگار اب تک بیان کرتے رہے ہیں"

ایسا ہی مسٹر چیٹرجی نے انجمن حمایت اسلام کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر اسلام کی وسعت خیالی اور رواداری کو اس کی سرعت اشاعت کا سبب قرار دیا، حیف ہے کہ آریہ سماجی اپنی قوم کے ان روشن خیال بزرگوں کی شہادات کو پس پشت ڈال کر اسلام کو لوٹ مار کا مذہب قرار دیتے اور ہندوستان کے خرمن آزادی کو فتنہ و فساد کی آگ سے جلانے کے درپے ہیں۔

اہل بہا اور اہل قادیان

بہائیوں نے اپنے اخبار "کوکب ہند" اور ایک پرائیویٹ چٹھی کے ذریعہ سے قادیانی احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا ہے، جس کے جواب میں قادیان سے انہیں لکھا گیا ہے کہ

آپ کو یقین رکھنا چاہیے، کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام اختلافی امور کے متعلق تبادلہ خیالات کرنے کی دلی آرزو مند ہے، کیونکہ اس ذریعے سے اس کو یہ موقع حاصل ہوتا ہے کہ وہ **قرآنی تعلیم کا کمال اور قرآنی شریعت کا آخری شریعت ہونا ثابت کرے**، نیز اس کو یہ بھی موقع ملتا ہے کہ وہ لوگوں تک اس پیغام آسمانی کو پہنچائے جو اس زمانہ کے نبی مرسل مسیح موعود، مہدی معہود، مصلح آخر الزمان کے ذریعہ سے ملا۔ جو خدمت اسلام کے لئے مبعوث ہوئے تھے، (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

لیکن قبل اس کے کہ مناظرہ فیمابین کی نوعیت۔ شرائط تاریخ کا فیصلہ کیا جائے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیں اپنی اصولی کتب یعنی بیان مصنفہ جناب علی محمد باب اور کتاب الاقدس و اقتدار و مبین مصنفہ جناب مرزا حسین علی صاحب مشہور بہ بہاء اللہ کے مصدقہ نسخے دیں،

فی الحقیقت یہ ایک ضروری بات ہے، کہ اہل بہا مناظرہ سے قبل اپنی مندرجہ بالا کتب کے مصدقہ نسخے جوان پر حجت ملزمہ کا کام دے سکیں۔ اہل قادیان کے سپرد کریں،

لیکن اہل قادیان کے مندرجہ بالا جواب میں یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہی، کہ وہ اس مناظرہ میں "قرآنی تعلیم کا کمال اور قرآنی شریعت کا آخری شریعت ہونا ثابت کریں گے"۔ کیا اس سے ان کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کی تعلیم چونکہ کامل ہے۔ اس لئے قرآنی شریعت آخری شریعت ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو محمد رسول اللہ صلعم کو کامل نبی مانتے ہوئے آخری کہنا کیوں جائز نہیں؟ امید ہے کہ اہل قادیان اس پر غور کریں گے، ورنہ جن دلائل سے وہ محمد رسول اللہ صلعم جیسے کامل نبی کے بعد اجرائے نبوت کو مانتے ہیں۔ انہی دلائل سے اہل بہا قرآن کی کامل تعلیم کے بعد شریعت کا اجرا ثابت کر دیں گے،

پردہ اہل یورپ کی نظر میں

خدا کا شکر ہے کہ اہل یورپ کا موجودہ طریق تمدن آہستہ آہستہ انہیں اسلام کی طرف راغب کرنے لگا ہے، پردہ اور تعدد ازدواج دو ایسے اصول ہیں، جن کو اہل یورپ ہمیشہ نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے ہیں، اور اب تک کثیر التعداد لوگ محض انہی دو باتوں کی وجہ سے اسلام کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھنا نہیں چاہتے لیکن لندن کے وسیع الاشاعت اخبار "ڈیلی مرر" کے مندرجہ ذیل الفاظ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپین بے پردگی کے نتائج دیکھ کر اس نقطہ نگاہ کو آہستہ آہستہ تبدیل کر رہے ہیں۔ اور اسلامی پردہ کو اب عزت کی نظر سے دیکھا جانے لگا ہے، نامہ نگار "ڈیلی مرر" رقمطراز ہے کہ

"اسلام کم از کم اپنی عورتوں کا وقار قائم کرنا چاہتا ہے اور انہیں بازاروں میں نیم برہنہ پھرنے کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ مسیحی ممالک کا طریق ہے، اسلامی حکومت میں کوئی بے وقر[illegible] عورتیں نہیں ہیں"

امید ہے اسی طرح یورپین تمدن ہی آہستہ آہستہ اسلام کی طرف لوگوں کو کھینچ لائے گا، جوں جوں اس تمدن کی برائیاں ان کو نظر آئیں گی، اسلام کی حقانیت ان پر واضح ہوتی جائے گی،

مسٹر چنتامنی کی منصفانہ رائے

عام طور پر ہندو جرائد میں اس بات کا رونا رویا جاتا ہے کہ آنریبل میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم نے جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے وہ ہندوؤں کے لئے نقصان دہ ہے، یہ شکایت کہاں تک صحیح ہے۔ اس کی تحقیق کرنے کے لئے بقول شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا، شملہ میں کانگرس کے قوم پرست اصحاب نے مسٹر محمد علی جناح اور مسٹر چنتامنی کو مامور کیا، یہ دونوں حضرات اس نتیجہ پر پہنچے، اور بالخصوص مسٹر چنتامنی نے علی الاعلان اس بات کا اظہار کیا کہ

میاں فضل حسین کے مسلک کے خلاف اگر کسی قوم کو شکایت ہو سکتی ہے، تو مسلمانوں کو ہو سکتی ہے، ہندوؤں کو زیبا نہیں۔ یہ ان کی سراسر بے انصافی ہے کہ وہ ان کے خلاف شورش کرتے ہیں، انہوں نے ہندوؤں کے حقوق پر کوئی چھاپہ نہیں مارا، البتہ مسلمانوں کے حقوق پورے نہیں دلوائے،

کیا ہندو اہل وطن کے لئے مسٹر چنتامنی کی یہ رائے باعث عبرت ہوگی، لیکن جس قوم کے جرائد کو غلط بیانیوں ہی کی اشاعت سے ترقی اور رونق حاصل ہو سکتی ہو، ان کے نزدیک ایسے فتنہ کش حقائق کیا وقعت رکھتے ہیں۔

مسلمان کون ہیں؟

"آریہ گزٹ" کو کلکتہ کے مشہور اسلامی مصنف مولانا خدا بخش کے اس خیال سے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے جو انہوں نے اخبار "بنگالی" میں ظاہر کیا ہے کہ

"مسلمان بہت عرصہ سے اس وہم میں پڑے ہوئے ہیں کہ ہم لوگ عرب ہیں، ایرانی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے، کہ ہم مسلمان سوائے ہندو کے اور کچھ نہیں ہیں۔ ہم لوگ ایسے ہندو ہیں جنہوں نے چاند کو گرہن کیا ہے"

ہم حیران ہیں کہ مولانا خدا بخش صاحب کے کان میں کس نے کہہ دیا کہ ہم لوگ عرب یا ایرانی وغیرہ ہیں۔ ہاں ہم مسلمان ہیں، اور اس کے ساتھ ہی ہندوستانی ہیں۔ ہندو مذہب سے جو شخص اسلام میں آجائے، کیا اسے ہندو ہی کہنا چاہیے؟

ہمیں تامل ہے کہ "آریہ گزٹ" یا ہندوؤں کے ذمہ وار اصحاب اس کے قائل ہوں۔

برلن مسجد کی تعمیر

کچھ دنوں سے ایک خبر اخبارات میں گشت لگا رہی ہے، کہ برلن مسجد کا سنگ بنیاد ترکی سفیر کے ہاتھ سے رکھا جانے والا تھا، کہ اس سے پیشتر ہی کسی نامعلوم مصری طالب علم نے ایک ہینڈبل شائع کیا جس میں مولینا مولوی صدر الدین صاحب پر یہ الزام دیا گیا، کہ وہ حکومت انگریزی کے جاسوس ہیں۔ اس وجہ سے ترکی سفیر نہ آئے، اور سنگ بنیاد رکھنے کی کارروائی کو ملتوی کر دیا گیا۔

"الفضل" نے اس خبر کو شائع کرتے ہوئے یہ عنوان قائم کیا ہے:-

"برلن میں مسجد غیر مبائعین کی تعمیر ملتوی ہو گئی"

حیرت ہے کہ یہ نتیجہ "الفضل" نے کہاں سے پیدا کیا، کیا سنگ بنیاد کی کارروائی کا التوا تعمیر مسجد کے التوا کا مترادف ہے، یا یہ محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے لکھا گیا ہے؟ افسوس ہے کہ وہ قوم جو دنیا میں حق کی اشاعت کے لئے مامور تھی، آج باطل کی اشاعت اور فریب کاریوں سے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے درپے ہے

قارئین کرام کی اطلاع کے لئے ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ "نامعلوم مصری طالب علم" کی شر انگیزی تعمیر مسجد میں بالکل حارج نہیں ہوئی۔ مسجد کی تعمیر جاری ہے، اور جیسا کہ حضرت امیر کے اعلان سے ظاہر ہے وہ اس ماہ کے آخر میں مکمل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

مندرجہ بالا خبر کے متعلق حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب کی طرف سے مفصل اطلاع آنے پر لکھا جا سکے گا۔

آزادی عقیدہ اور افغانستان

[illegible] افغان [illegible] ۱۰ ربیع الاول [illegible] میں مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کے قتل کی حمایت میں ایک اور مضمون شائع کیا ہے، جس [illegible] ہوئے ایک عنوان یہ قائم کیا ہے کہ

"در افغانستان برائے مسلمین [illegible] آزادی [illegible] نبودہ"

یعنے افغانستان میں مسلمانوں کے لئے کبھی بھی آزادی عقائد نہیں ہوئی۔

آگے چل کر دوسرا عنوان لکھا ہے:-

"آزادی عقیدہ برائے متبعین دیگر ادیان است"

یعنے آزادی عقیدہ دوسرے ادیان کے متبعین کے لئے ہے

یہ ہے وہ روشن خیالی جس کو آج افغانستان کو ادعا ہے غیر مسلموں کے لئے عقیدہ کی آزادی ہے لیکن مسلمانوں کے لئے نہیں، جس قوم اور جس ملک کا یہ اصول ہو، مہذب دنیا اس پر نفرین بھیجنے کے سوائے اور کیا کہہ سکتی ہے اسلام نے تو آزادی عقیدہ کے لئے مسلم اور غیر مسلم کی تفریق نہ کی تھی، نہ ہی قسطنطنیہ اور مصر وغیرہ میں ایسی کوئی تفریق موجود ہے، حیف ہے کہ افغانستان نے اس قسم کی تفریق کر کے نہ صرف اپنے آپ کو بدنام کیا بلکہ اسلام کے نام پر بٹہ لگایا،

اہلحدیث کے لئے سبق

ہمیں یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی ہے، کہ باوجودیکہ اخبار "اہلحدیث" نے افغانستان کے اس وحشیانہ قتل کو سراسر ناجائز قرار دیا ہے، تاہم بعض شہروں کی مجلس اہلحدیث نے بھی امیر افغانستان کو مبارکباد کے تار دیئے ہیں۔

حیرت ہے کہ ان لوگوں کو کیوں وہ وقت یاد نہیں رہا، جب اسی افغانستان سے مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے نہایت ذلت کے ساتھ ملک بدر کیا گیا تھا، کیا مولینا عبد اللہ صاحب بھی گروہ اہلحدیث کے نزدیک مرتد تھے یا یہ محض احمدیوں کے ساتھ بغض و تعصب کا نتیجہ ہے، کہ ان کے ایک فرد پر ایسی بلکہ اس شدید تر مصیبت نازل ہونے سے اہلحدیث حضرات کو خوشی حاصل ہوتی ہے، کیا وہ لوگ جو مولینا عبد اللہ صاحب مرحوم کے افغانستان کے ساتھ سلوک کو ظلم پر مبنی سمجھتے ہیں، نعمت اللہ خاں کے قتل کی دیانتداری کے ساتھ حمایت کر سکتے ہیں؟

سوامی شردھانند اور اسلام

باوجودیکہ سوامی شردھانند دہلی کی اتحاد کانفرنس میں اقلیتی کی اتحاد شکن تحریک سے دست برداری کا اعلان کر چکے ہیں۔ تاہم ان کی شر انگیز کارروائیاں ایک نہ ایک رنگ میں جاری ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں، جبکہ بقول مہاتما گاندھی ان کی فطرت ہی لڑاکا واقع ہوئی ہے،

معاصر "مسلم آؤٹ لک" نے اسلامی پردہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا تھا، کہ ہندوستان میں جو پردہ رائج ہے، وہ ہندوؤں سے لیا گیا ہے۔ سوامی شردھانند اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"جب مسلمان فاتح قوم نے ہندوؤں کی لڑکیوں اور بہوؤں کو زبردستی اٹھا لینا شروع کیا، اس وقت سے جہاں ہندو دیویوں کے ستیتو اعصمت کی رکشا کے لئے انہیں پردے میں رکھنا شروع ہوا، وہاں صغرسنی کی شادی کا بھی مہلک رواج شروع ہو گیا"

کیا سوامی شردھانند ہندوؤں کی لڑکیوں اور بہوؤں کو زبردستی اٹھا لینے کی ایک بھی مثال تاریخ سے پیش کر سکتے ہیں؟ اس میں شک نہیں، کہ بعض مسلمان بادشاہوں نے ہندو راجاؤں کی لڑکیوں سے شادیاں کیں۔ لیکن آیا وہ "زبردستی" تھی، یا ہندو راجاؤں نے خود اپنی لڑکیوں کے ڈولے مسلمان بادشاہوں کی نذر کیے تھے؟ اس کا جواب سوامی صاحب کو مسٹر چیٹرجی اور مسٹر سرکار سے طلب کرنا چاہیے۔

صغرسنی کی شادی کے متعلق سوامی صاحب کو غالباً یاد نہیں رہا، یا عمداً اس واقعہ کو بھلا دینا منظور ہے، کہ جب سیتاجی کی شادی راجہ رام چندر جی کے ساتھ ہوئی تھی، ہم سوامی صاحب سے ہی پوچھنا چاہتے ہیں کہ سیتاجی کی عمر اس وقت کیا تھی، یہاں تک کہ بن باس کے وقت ان کی بچپن کی معصومیت کس قدر دلوں کو رلانے والی تھی، اور وہ خود کس معصومانہ انداز میں بلبلاتی ہوئی مہاراجہ رام چندر جی کے ساتھ ہولی تھیں، کیا اس وقت بھی کوئی مسلمان غازی ہندوستان میں موجود تھا، جس کے ڈر سے سیتاجی کا ڈولا بچپن ہی میں راجہ رام چندر جی کے حوالے کر دیا گیا؟

افکار و اذکار

گزشتہ زمانوں میں راجاؤں اور نوابوں کے ہاں دیگر عہدہ داروں اور کارکنوں کے علاوہ ایک خاص قسم کے لوگوں کی جو فن ظرافت میں بہت مشہور ہیں، خاص طور پر رسائی ہوتی تھی یہ لوگ اپنی ظرافت طبع سے ایسی ایسی باتیں کہہ جاتے تھے، جن کو سنکر سخت سے سخت رنج کے عالم میں بھی انسان بے اختیار ہنس دیتا تھا، اور ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے

ظرافت اور تمسخر کے علاوہ خوشامد اور چاپلوسی بھی ان لوگوں کی قومی خصوصیت تھی۔ کوئی بات ہو نہ ہو، یونہی خوشامد کرنا ان کا کام تھا، جہاں کہیں کوئی بڑا آدمی نظر آیا، اس کو سلام کیا اور دو چار دعائیہ فقرے کہہ دیئے، جس پر اس رئیس کی طرف سے کچھ نہ کچھ انعام مل جاتا تھا، اگر کہیں کسی رئیس نے دن کو رات کہہ دیا۔ تو ان لوگوں کا کام تھا، کہ ماہ و پروین بھی آسمان پر دکھادیں،

اسی قسم کے لوگوں کا ذکر ہے کہ ایک نواب صاحب کے دربار میں بیٹھے تھے، نواب صاحب نے بینگن کی تعریف کی بس پھر کیا تھا، ان لوگوں نے بینگن ہی کی قصیدہ خوانی شروع کردی۔ اور تعریفوں کے پل باندھ دیئے، اگلے دن نواب صاحب کے منہ سے بینگن کے خلاف ایک فقرہ نکل گیا۔ انہی لوگوں نے فوراً بینگن کے عیوب گننے شروع کر دیئے نواب صاحب نے پوچھا کل تو تم بینگن کی تعریف کرتے تھے آج تم اس کو برا قرار دیتے ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہاتھ جوڑ کر عرض کیا۔ حضور ہم تو آپ کے نوکر ہیں۔ کوئی بینگن کے ملازم تھوڑے ہی ہیں۔

آجکل کے زمانہ میں نوابوں اور راجاؤں کے ہاں تو ان لوگوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ہاں اگر ان کی قدر اور عزت دیکھنی ہو، تو قادیان کے "ہزہولی نیس" کا دربار دیکھنا چاہیئے، خوش قسمتی سے "ہزہولی نیس" کے حضور پر کے ساتھ میں مشہور مورخ اور مضمون نگار اسی طبقہ کے لوگ تھے، جنہوں نے اپنی قومی خصوصیات سے خوب فائدہ اٹھایا ہے، اور نہایت عمدگی کے ساتھ ان کا اظہار کرتے ہیں۔

یورپ جو ایجاد و اختراع کا گھر ہے، وہاں "ہزہولی نیس" تشریف فرما ہوں، اور ان کے ساتھ ایسے ایسے مورخ اور مضمون نگار موجود ہوں تو کیا وجہ ہے کہ موجد کا لقب ان پر اطلاق نہ پائے تازہ اطلاع ہے کہ "ہزہولی نیس" فن خطابت (لیکچر بازی) میں ایک نئی ایجاد کی ہے۔ وہ یہ کہ عام طور پر یورپ میں حاضرین کو "لیڈیز اینڈ جنٹلمین" کہہ کر لیکچر میں مخاطب کیا جاتا ہے، لیکن "ہزہولی نیس" "سسٹرز اینڈ برادرز" کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ جس سے حاضرین کے قلوب پر محبت کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے،

کس قدر عظیم الشان ایجاد ہے، جو اس سے پیشتر کسی کو نہیں سوجھی اب تو "ہزہولی نیس" کو یورپ کے فن خطابت کا امام سمجھنا چاہیئے۔ اور غالباً وہ لوگ جن کے قلوب پر محبت کی لہریں دوڑتی رہی ہیں آئندہ انہیں شکسپیئر سے بھی بڑھکر عظمت دیں گے، یہی "سسٹرز اینڈ برادرز" کی آواز ہم نے اس سے پیشتر بارہا خواجہ کمال الدین، مولوی صدر الدین اور دیگر مبلغین ووکنگ کے مونہوں سے سنی لیکن ان کو کسی نے موجد قرار نہ دیا، آخر وہ کوئی "ہزہولی نیس" تھوڑے ہی ہیں، اور قادیان کے "مورخین" تو "ہزہولی نیس" کے ملازم ہیں نہ کہ خواجہ کمال الدین کے،

جہاد اور حضرت مسیح موعودؑ

(مولوی محمد عبید اللہ صاحب بسمل پوری کے قلم سے)

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کے آنے سے پہلے جہاد کے معنے عام طور پر یہ کئے جاتے تھے، کہ غیر مسلموں کو تہ تیغ کرنے اور اسلام میں داخل کرنے کے لئے تلوار چلانے کا نام جہاد ہے، جہاد کے ان معنوں کے لحاظ سے اگر احمدیوں کو منکران جہاد کہیں تو بے شک درست ہے، کیونکہ ایسی لڑائی و قتل کو ہم جہاد اسلامی نہیں سمجھتے، بلکہ یہ ہمارے نزدیک فساد فی الارض ہے لا اکراہ فی الدین آسمانی پروانہ ہے اس کے خلاف جبر و اکراہ سے اسلام پھیلانے کے لئے جہاد کرنا سراسر حرام ہے، حضرت مرزا صاحب نے جس جہاد کو حرام قرار دیا ہے، وہ اسی قسم کے خیالات کی اصلاح کے لئے ہے، ورنہ حفاظت اسلام اور امن امان قائم رکھنے کے لئے جہاد کرنا فطرت اسلامی کا اہم فرض ہے، اور ایسے جہاد کی حرمت کو حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرنا سراسر ظلم ہے وہ شخص جو اپنے مریدوں سے اپنی شرائط بیعت میں جہاد کی اہمیت اور اس پر عملدرآمد رکھنے کا اقرار لیتا ہے، اس کی نسبت ایسی بدظنی کرنا کہ اس نے اسلامی جہاد کو حرام قرار دیا ہے سخت اندھا پن اور کفران نعمت ہے، حضرت مسیح موعودؑ کی شرائط بیعت میں سے آٹھویں شرط یہ ہے:۔

دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا،

غور کرو اس شرط بیعت میں کس عمدگی اور جامع کلام کے ساتھ جہاد اسلامی کے تمام پہلوؤں کا اقرار لیا گیا ہے، کیا اس سے بڑھکر بھی اور کوئی جہاد کی تعلیم ہو سکتی ہے، رہا حرمت جہاد کا فتویٰ جو حضرت اقدس کی طرف سے نظم میں شائع ہوا ہے، اس میں صاف لکھے الفاظ میں "اب" "اب" کے ساتھ اس راز کو بیان کیا ہے، جہاد اسلامی اس کی ضرورت کے وقت پر فرض ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہوتے ہی آپ کی جماعت پر جہاد دفعتاً فرض نہیں ہوا، بلکہ کئی جانیں کفار کے ظلم سے تلف ہوئیں اور عرصہ تک تکالیف سے تنگ آکر اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑی، جب کہیں جماعت اسلام اس قابل ہوئی۔ کہ اسلام کو کفار کے ظلم سے بچانے اور مسلموں کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھانے والوں کے بالمقابل تلوار اٹھائی گئی، فی زمانہ دشمنان اسلام قلم کے ذریعہ سے عزت اسلام کو مٹانے کے لئے جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں، اس وقت اہل اسلام پر فرض ہے کہ وہ بھی متفق ہوکر دشمنوں کے مقابلہ میں میدان تبلیغ میں قلمی ولسانی جہاد کریں، اور اپنے جان و مال کو قربان کریں۔ سوائے احمدیوں کے کتنے ہیں۔ ایسے علماء جنہوں نے اس جہاد کی فرضیت کو بجالانے کی کوشش کی، اور اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر دور دراز ممالک میں چلے گئے، تاکہ اسلام کی عزت و اقبال کو بلند کریں، ان کو تو آپس کی کفر بازی سے فرصت نہیں۔ تبلیغ کے میدان جہاد میں وہ کب نکل سکتے ہیں، احمدی علماء جس جان توڑ کوشش کو کام میں لاکر قلمی و تبلیغی جہاد میں اپنا قدم آگے بڑھا رہے ہیں کیا اس کی نظیر کسی دوسرے فرقہ اسلام میں مل سکتی ہے؟ خوب یاد رکھو

اگر خدانخواستہ کوئی دشمن اسلام اہل اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے تلوار کو میان سے نکالے تو سب سے اول اور سب سے آگے حسب اقرار شرائط بیعت اس میدان میں بھی احمدیوں ہی کا جھنڈا بلند ہوگا، واللہ علی ما نقول شہید ہ

ڈاک حضرت امیر

شیخ حضور علی صاحب سب جج اونہ ضلع ہوشیار پور نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں ذیل کے سوالات مندرج تھے۔

(۱) کیا نماز کے لئے قرآن مجید یا کسی حدیث میں صریح حکم ہے کہ عربی زبان میں ہی ادا کی جائے؟

(۲) معجزات اور انکی حقیقت، کیا اس امر پر کوئی کتاب الگ لکھی گئی ہے؟ اگر ہو تو اطلاع بخشیں،

(۳) امہات المومنین پر ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے، جس میں ہر بیان کی مفصل ضرورت مع حوالجات تاریخی درج ہو

جواب از حضرت امیر ایدہ اللہ

ان سوالات کے جواب میں حضرت امیر نے ذیل کا خط شیخ صاحب کو تحریر فرمایا:۔

مکرم معظم شیخ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

نماز کے متعلق کوئی آیت قرآنی یا حدیث ابھی تک میرے خیال میں ایسی نہیں، جس میں صراحت سے یہ حکم موجود ہو، کہ نماز زبان عربی میں ادا کی جائے لیکن نماز میں قرآن شریف کا کوئی حصہ پڑھنے کا حکم موجود ہے، فاقرؤا ما تیسر من القرآن اور حقیقی معنے میں قرآن وہی ہے جو نازل ہوا دوسری زبان میں۔ اور اس کا ترجمہ ہوگا نہ قرآن۔ پس نماز میں سورۂ فاتحہ اور قرآن شریف کا کوئی حصہ عربی میں ہی ہونا چاہیئے، اور ایسا ہی رکوع و سجود کی ماثورہ تسبیحات لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں، کہ نماز کی اصل غرض پوری نہیں ہوسکتی، سوائے اس کے کہ انسان اپنی زبان میں بھی کچھ التجا اپنے مولا کے حضور کرے، خود آنحضرت صلعم سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے مختلف قسم کی دعائیں نماز کی مختلف ہیئتوں میں کی ہیں، اس لئے اگر نماز میں اپنی زبان میں بھی دعائیں کی جائیں۔ (یعنے علاوہ اس حصہ کے جو قرآن کریم سے پڑھا جاتا ہے یا ماثورہ تسبیحات کے)، تو نہ صرف اس میں حرج کوئی نہیں بلکہ میرے نزدیک یہ ضروری ہے تاکہ نماز میں روح پیدا ہو اس کے علاوہ البتہ میرے نزدیک یہ بھی ضروری ہے، کہ ہر ایک مسلمان کو سورۂ فاتحہ اور بعض دیگر ضروری مقامات کا ترجمہ بھی سکھایا جائے، اور یہ کچھ مشکل نہیں ایک حصہ کا عربی میں ہونا جو تمام مسلمانوں کی مشترکہ زبان ہے، اس لئے بھی ضروری ہے، کہ اسلام ایک عالمگیر اخوت کو قائم کرتا ہے، آج اگر ایک ہندوستانی چین میں چلا جائے یا ترکستان میں۔ یا افریقہ میں یا یورپ میں، تو وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ عبادت میں شریک ہوکر اسی صورت میں فائدہ حاصل کرسکتا ہے جب نماز کا ضروری حصہ اس مشترکہ زبان میں ہو،

اس موضوع پر کسی کتاب کا علم مجھے نہیں،

(۲) معجزات پر جہاں تک میرا علم ہے، مضامین تو کئی ایک ملیں گے، مگر غالباً تحقیق کے ساتھ کوئی جامع کتاب ابتک نہیں لکھی گئی، میں انشاء اللہ اس کو مدنظر رکھوں گا۔

(۳) ازواج آنحضرت صلعم کے مضمون پر بھی انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے مشورہ کو مدنظر رکھوں گا۔ والسلام ۔ محمد علی

خط اٹلی

ہمارے مکرم بھائی اٹلی سے لکھتے ہیں کہ میں نے اخبار ... کو اس کے مضمون کا جواب لکھ کر بھیجا ہے اگر اس نے شائع کر دیا تو لطف رہیگا۔ اور ایک مفید بحث چھڑ جائیگی۔

اپنی بے بضاعتی اور کم استعدادی کی طرف جب غور کرتا ہوں تو کلیجہ تمام کرہ جاتا ہوں۔ آپ خیال فرمائیے کہ روما جیسے کفر کے گڑھے میں جہاں تثلیثی آندھیاں اٹھیں اور اٹھ رہی ہیں توحیدی پیغام پہنچانا کوئی آسان کام نہیں محض اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو تو کچھ ہوسکتا ہے۔ بہرحال محض اللہ کے بھروسہ پر یہ سلسلہ چھیڑ دیا ہے۔ رسالہ اسلام کا ترجمہ طبع ہوجائے پر اس کی اشاعت میں بڑی کوشش کروں گا۔ یہاں جرمن زبان سمجھنے والے کافی لوگ ہیں جن میں کئی میرے دوست بھی ہیں۔ برلن سے رسالہ منگوا کر انہیں دینا چاہوں گا۔ غالباً حضرت مولانا صاحب کی مصروفیت کے سبب سے دو تین خطوط کا برلن سے جواب نہیں آیا۔

نہایت ضروری

باہر کے احباب کو بعض اوقات انجمن کے مختلف صیغہ جات مثلاً محاسب، اخبارات، دار الکتب اسلامیہ، دفتر سکرٹری کے متعلق عملہ کی بے توجہی یا کثرت کار کے باعث شکایات پیدا ہوتی رہتی ہیں، اس کا سدباب اسی طرح ہو سکتا ہے، کہ اگر انجمن کے متعلق کسی قسم کی شکایت ہو، تو وہ براہ راست حضرت امیر کے نام بھیجی جایا کرے اس طرح سے انشاء اللہ شکایت جلد رفع ہوسکتی ہے۔ جملہ احباب نوٹ کرلیں۔ اسسٹنٹ سکرٹری

مراسلات

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب - السلام علیکم
مہربانی فرماکر مندرجہ ذیل مضمون اپنے اخبار میں درج فرماکر مشکور فرمائیں ۔

مکتوب مفتوح

بخدمت جناب صدر جمعیت العلماء ہند دہلی
جناب مولانا زادمجدکم - سلام مسنون

میرے خیال میں جمعیت العلماء ہند کا وجود خدمت اسلام کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ کیونکہ علماء ہند کا سب سے بڑا فرض یہی ہے کہ وہ امور مذہبی میں ہندوستان کے مسلمانوں کی راہ نمائی کریں اسی خیال سے میں نے آپ کی خدمت میں یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کی ہے - امید ہے کہ آپ اپنے فرض منصبی کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے میری گذارش پر توجہ مبذول فرمائیں گے اور نہ صرف مجھے بلکہ مسلمانان عالم کو رہین منت کریں گے

جناب کو معلوم ہوگا کہ نعمت اللہ خان احمدی کی سنگساری پر بعض علماء کی طرف سے یہ دلیل پیش کی گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت رجم نازل ہوئی تھی جو اب تک نافذ العمل ہے۔ اگرچہ وہ آیت قرآن مجید کے موجودہ نسخوں میں لکھی نہیں جاتی - چنانچہ مولوی میرک شاہ صاحب دیوبندی نے ایک مضمون میں خصوصیت سے اس امر پر زور دیا تھا - میرے لئے یہ ایک نیا انکشاف تھا - کیونکہ میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا کہ قرآن مجید کا موجودہ نسخہ کامل اور مکمل ہے لیکن اب حضرات علماء کی تحریروں سے معلوم ہوا کہ بعض آیات اس میں نہیں پائی جاتیں - اس امر سے سخت رنج ہوا کہ ہمارا قرآن ابھی آج تک مکمل نہ ہو سکا - اس خیال سے میں نے بعض اخبارات میں ایک مضمون چھپوایا - اور علماء کرام سے درخواست کی کہ تمام آیات قرآنی جو واجب العمل تو ہیں مگر موجودہ قرآن مجید میں پائی نہیں جاتیں تحریر فرماکر مولوی میرک شاہ صاحب دیوبندی کی خدمت میں بھیج دیں تاکہ مولانا ممدوح ایک جدید نسخہ قرآن کریم جو ہر ایک پہلو سے مکمل ہو تیار کر دیں اور ایسی آیات کو جو موجودہ نسخہ میں نہیں ہیں یا بطریق مقدمہ سورۃ فاتحہ سے پہلے یا بطریق تکملہ سورۃ والناس کے بعد اور یا کسی اور سورت کے اندر جہاں ان کا محل اور موقعہ ہو ترتیب دیدیں - اس مکمل قرآن مجید کے چھپوانے کا اہتمام میں نے اپنے ذمہ لیا - میں ابھی اسی فکر میں تھا کہ بعض علماء کرام کی تحریروں سے ایک اور حیرت انگیز انکشاف یہ ہوا کہ موجودہ نسخہ قرآن مجید میں بعض آیات منسوخ اور ناقابل عمل ہیں - چنانچہ مولوی دیدار علی صاحب کے وعظ مندرجہ "زمیندار" مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو نقل کرتے ہوئے نامہ نگار زمیندار نے مولانا کی طرف یہ عقیدہ منسوب کیا کہ موجودہ نسخہ قرآن مجید کی بعض آیات منسوخ ہیں - خواجہ حسن نظامی صاحب نے "زمیندار" مورخہ ۲۰ - اکتوبر ۱۹۲۴ء میں لکھا ہے کہ "قتل مرتد کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو - مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمل سے ثابت ہے" حالانکہ قرآن مجید میں مرتدین کا ذکر بصراحت آتا ہے - چنانچہ ایک جگہ فرمایا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اس آیت کریمہ فَيَمُتْ کے لفظ نے ثابت کر دیا کہ مرتد کی سزا قتل نہیں لیکن خواجہ حسن نظامی صاحب فرماتے ہیں کہ قتل مرتد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمل سے ثابت ہے - کسی مسلمان کا یہ ایمان نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ارشاد کے خلاف لوگوں کو حکم دیا کرتے تھے - یا خود عمل کیا کرتے تھے اگر خواجہ صاحب کی تحقیقات کو صحیح مانا جاوے تو اس آیت کریمہ کو جو قرآن نے اس درج کی ہے - منسوخ ہی ماننا پڑے گا - گویا خواجہ حسن نظامی بھی غالباً یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی بعض آیات منسوخ اور ناقابل عمل ہیں - اس کے علاوہ مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی جو ممبر جمعیت العلماء ہند ہونے کا فخر بھی رکھتے ہیں اپنی معرکتہ الآرا تصنیف "دربار علم" کے صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷ میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی ۶۶ - آیات ناسخ و منسوخ ہیں - اور بعض علماء کے نزدیک بیس سو آیات کا منسوخ ہونا بتلایا جاتا ہے - خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کے موجودہ نسخہ کے متعلق علمائے کرام میں دو قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں -

اول - کہ بعض آیات قرآن مجید میں مدون نہیں ہوئیں - گویا نعوذ باللہ قرآن مجید اب تک نامکمل ہے -

دوم - قرآن کریم کی بعض آیات جو موجودہ نسخہ میں پائی جاتی ہیں ناقابل عمل اور منسوخ ہیں جن کا ہونا نہ ہونا نعوذ باللہ برابر ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ مسلمانوں کے کند معدوں پر ایسی آیات بار گراں ہیں بیچارے حفاظ کو مفت میں یاد کرنی پڑتی ہیں - حالانکہ ان سے کچھ فائدہ نہیں - قرآن کریم سے استدلال کرنے والوں کو بھی یہ مشکل ہے کہ بعض اوقات منسوخ آیات سے مسائل استنباط کرتے ہیں حالانکہ وہ استدلال بمصداق بنائے فاسد علی الفاسد سراسر غلط ہوتا ہے۔

اسلئے میرے خیال میں جمعیت العلماء ہند کا یہ پہلا فرض ہے کہ اپنی زیر نگرانی قرآن کریم کا ایک مکمل اور صحیح نسخہ مرتب کرے جس میں وہ تمام آیات جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوئیں - اور اب تک واجب العمل ہیں - مگر موجودہ نسخہ میں پائی نہیں جاتیں درج کی جائیں اور وہ تمام آیات جو منسوخ ہیں - نکال دی جائیں تاکہ جمعیت العلماء ہند کا مرتبہ قرآن مجید ہر پہلو سے مکمل اور حشو و زوائد سے پاک ہو متروک آیات کے متعلق تو میں نے اپنے پہلے مضمون میں یہ عرض کر دیا کہ ایسی تمام آیات مولوی میرک شاہ صاحب مدرس دیوبند کی خدمت میں بھیجی جائیں - کیونکہ اس قسم کی آیات کے واجب العمل ہونے کے وہی علمبردار ہیں - رہیں منسوخ آیات - سو اس کے متعلق میری رائے ناقص میں مولوی دیدار علی صاحب امام مسجد وزیر خان لاہور - خواجہ حسن نظامی دہلی اور مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی یا اور اسی مرتبہ اور قبیل کے علماء کرام کی ایک مجلس مرتب ہونی چاہیئے - جو منسوخ آیات کی ایک فہرست تیار کرکے جمعیت علماء میں پیش کرے - اسی طرح مولوی میرک شاہ صاحب دیوبندی متروک آیات مثلاً الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما جو انہوں نے اپنے مضمون مندرجہ اخبار سیاست" و "زمیندار" لاہور میں لکھی تھی جمعیت العلماء کی خدمت میں بھیجدیں تاکہ جمعیت مذکور اپنی مہر تصدیق اس جدید مسودہ قرآن مجید پر ثبت کر سکے - جیسا کہ میں اپنے پہلے مضمون میں لکھ چکا ہوں اس جدید قرآن مجید کی طباعت کا انتظام میں خود کروں گا جمعیت العلماء کا کام صرف یہی ہوگا کہ وہ مسودہ کو بنظر غائر دیکھ لیں اور مہر تصدیق ثبت کریں -

اگر علماء کرام نے میری اس ضروری گذارش کی طرف توجہ نہ فرمائی تو اس گناہ عظیم کی تمامتر ذمہ داری ان پر عائد ہوگی کہ اس وقت قرآن مجید کے نسخے لاکھوں کی تعداد میں بایں صورت چھپتے ہیں ... کہ ان میں وہ آیات جو نافذ العمل ہیں موجود نہیں ہوتیں اور وہ آیات جو منسوخ اور ناقابل عمل ہیں موجود ہوتی ہیں -

میں اس تحریر کے ذریعہ سے اپنا فرض ادا کر چکا - اب علماء کرام کی فرض شناسی کا موقعہ ہے - اگر جمعیت العلماء اپنی زندگی میں قرآن کریم ہی کا صحیح نسخہ مرتب کر جائے تو یہی ایک کام اس کے وجود کی بہترین یادگار ہو سکتی ہے - لیکن اگر بدقسمتی سے علماء کرام کو اسلام سے قطعاً سروکار نہیں بلکہ صرف اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے ایسی حالت میں سوائے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہنے کے اور چارہ ہی کیا۔

سر میلکم ہیلی

(ایک لبرل کے قلم سے)

ہر چند کہ باشندگان پنجاب کے لئے سر میلکم ہیلی بالقابہ کی شخصیت کوئی نئی شخصیت نہیں ہے - تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مختصر مضمون میں آپ کے سابقہ کارناموں کا بہ طریق اختصار ذکر کیا جائے۔

آپ ۱۸۹۲ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوئے اور آپ کو ابتداء ملازمت میں ہی نہایت ذمہ داری کے کام پر لگا دیا گیا - شاہ پور میں جس زمانہ میں نہروں اور نوآبادی کا کام ہو رہا تھا - اس زمانہ میں آپ کی عمر ۳۰ سال سے کچھ ہی اوپر تھی - اس زمانہ کے دوران میں آپ کو بے حد محنت اور عرقریزی کرنی پڑی - اور لیڈی ولسن مرحومہ کا یہ قول بالکل درست معلوم ہوتا ہے کہ آپ تن تنہا ... جنگل کو صاف کرکے پانچ لاکھ ایکڑ زمین ... کی چھوٹی مربعوں کی صورت میں لوگوں کو تقسیم کرنا اور ان کے متعلق اختلاف انگیز دعووں کا فیصلہ کرنا کوئی ایسا آسان کام نہ تھا لیکن آپ نے اس بار عظیم کو اپنی ذمہ داری کے کندھوں پر ... خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اٹھایا کہ آپ کی ... اب تک زبان زد عوام و خواص ہے - ہر چند کہ آپ کی مدد کے لئے ہندوستانی اسسٹنٹ موجود تھے لیکن آپ تمام معاملات کا خود فیصلہ فرماتے اور احکام جاری کرتے تھے ... آپ کی مصروفیات اور شبانہ روز محنت کا ذکر کرتے ہوئے لیڈی ولسن نے لکھا ہے -

بعض اوقات تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ خیالات کو ایک معاملہ سے اٹھا کر دوسرے معاملہ پر لگانے کی کثرت اور بہت سے معاملات پر یکسوئی کے ساتھ غور کرنے کی شدت سے ایک ہی رات میں ان کے خوبصورت بال کیوں سفید نہیں ہو جاتے - بیان کیا گیا ہے کہ اکثر اوقات آپ کو چودہ چودہ گھنٹے تک کام کرنا پڑتا تھا - اسی سلسلہ میں آپ کی حسن کارگزاری کے متعلق سر سڈنی لو نے جو ایک مشہور برطانوی اخبار نویس اور ادیب کی حیثیت سے ہندوستان میں آئے تھے لکھا ہے نوآبادی جہلم کا کام مسٹر ڈبلیو ایم ہیلی کی نگرانی میں شروع ہو رہا ہے - وہ سول سروس پنجاب کے لائق ترین نوجوان افسروں میں سے ہیں - اور ان کے کیرکٹر کی طاقت - دماغ پاریک بینی اور عرقریزانہ محنت کی وہ تمام صفات پائی جاتی ہیں - جو ایسے اہم کام کے لئے ہونی ضروری ہیں جہلم کی نوآبادی ایک کف دست جنگل تھی - مگر آج وہ کھیتوں - باغوں چراگاہوں مرغزاروں - اور نسل کشی مویشیان کے قطعات سے ڈھکی ہوئی ہے - یہ نوآبادی ایک چھوٹا سا صوبہ یا ایک مختصر سی ریاست ہے جو روز بروز خوشحال ہوتی جاتی ہے - اور اس میں اشیائے خوراک اس کثرت سے پیدا ہوتے ہیں کہ وہ دنیا کی غلہ کی منڈیوں کا توازن تبدیل کر دیتی -

جہلم کی نوآبادی کو معرض وجود میں آئے ہوئے چند ہی ماہ ہوئے تھے کہ پلیگ کا حملہ ہو گیا اور لوگ اپنے مقامات چھوڑ کر ادھر ادھر کے علاقوں میں بھاگ گئے - اس موقعہ پر سر میلکم ہیلی نے جس ہمت اور حوصلہ کا اظہار کیا وہ بہت کم دیکھنے میں آتا ہے - آپ خود پلیگ زدہ مقامات میں جاتے اور چوہوں کو تلف کراتے تھے - چنانچہ آپ خود بھی بیمار ہو گئے مگر خلق خدا کے فائدہ کے لئے آپ کی زندگی باقی تھی - اور آپ بصد مشکل صحتیاب ہو گئے - ضلع شاہ پور کے لوگوں کے حافظہ میں یہ واقعہ اب تک تازہ ہے - رعایا کی خاطر اس سے زیادہ ایثار اور قربانی کیا ہو سکتی ہے - چیف کمشنر دہلی اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر کی حیثیت سے آپ نے جو کارہائے نمایاں انجام دئے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں - ہوم ممبر کی حیثیت سے لیجسلیٹو اسمبلی میں آپ نے اس خوبی سے کام کیا کہ آپ کی شہرت حدود ہند سے باہر نکل کر اطراف عالم میں پھیل گئی - اور آپ کے نکتہ چینوں نے جن میں دوست دشمن اور یورپین اور ہندوستانی دونوں شامل ہیں - آپ کے مناظرہ اور خوش تقریری کی خاص طور پر غایت درجہ مدح و ثنا کی -

جب سے آپ کا تقرر صوبہ پنجاب کی گورنری پر ہوا ہے آپ صوبہ کی بہبود اور ترقی سے تعلق رکھنے والے مسائل پر غور و خوض کرنے میں مصروف اور مشغول رہتے ہیں - اور امید کی جاتی ہے کہ پنجاب آپ کے عہد حکومت میں شاہراہ ترقی پر برق رفتاریوں کے ساتھ گرم رفتار رہے گا - آپ کی ذات ستودہ صفات میں وہ تمام خوبیاں مجتمع ہیں جو ایک اعلیٰ حکمران کی اہم ذمہ داریوں کے لئے بیحد ضروری ہیں -

امتحان دینے والے احمدی احباب

جماعت کے ایسے طالب علم جو مولوی فاضل - منشی فاضل - بی - ای - ایس وی - بی اے - وی - ایس اے وی کا امتحان دینا چاہیں ، وہ اپنی درخواستیں بھیجدیں ، انجمن ایک حد تک امداد دے گی -

میری ظہور احمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان لاہور بخیر وعافیت ہیں۔ گل نماز جمعہ کے بعد حضرت امیر نے احباب لاہور کو چندوں کی ادائیگی باقاعدگی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اور کل افراد جماعت کا ایک ایک کر کے نام لیا۔ اور جن کے چندے مقرر نہ تھے ان سے چندے لکھوائے۔ اور بقایا داروں کو بقایا کی ادائیگی کی تاکید کی۔ ایسا ہی اخبارات "پیغام صلح" اور "لائٹ" کے خریدنے کے لئے کہا کہ اسکے بغیر جماعت کے حالات اور کاموں کا پورے طور پر علم نہیں ہو سکتا۔ بہت سے دوستوں نے ہر دو اخبارات کے لئے اپنے نام لکھوائے۔ بیرونی جماعتیں بھی اگر اس مثال کی پیروی کریں تو بہت مفید ہو۔

ہمارے مکرم بھائی الٰہی بخش صاحب اگریکلچرل اسسٹنٹ لائلپور کی والدہ ماجدہ اور ہمشیرہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ احباب سے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں۔

وزیرآباد سے شیخ محمود جان صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب سے مولود مسعود اور ان کی والدہ صاحبہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

بدوملہی سے حافظ فضل احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئی ہیں۔ لاہور میں ان کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ باقی جماعتیں بھی جنازہ پڑھ کر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

بھون ضلع جہلم سے محمد عبدالحق صاحب مہتہ ولد محمد عبدالغفور صاحب مہتہ اطلاع دیتے ہیں کہ وہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

خانقاہ ڈوگراں سے منشی محمد الدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میرے والد صاحب آجکل ایک خاص ابتلا میں مبتلا ہیں لہذا جملہ احمدی برادران سے استدعا ہے کہ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس ابتلا سے نجات بخشے۔

راولپنڈی سے برادر غلام حسین صاحب گھڑی ساز مطلع فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک بھائی مسمی غلام داؤد ولد شاہ پسند سکنہ گاؤں کالوخان ضلع پشاور ۲۵ دسمبر ۱۹۲۳ء کو حضرت امیر صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا۔ نہایت شریف آدمی تھا۔ تپ دق سے ڈیڑھ ماہ تک بیمار رہا۔ اور فوت ہو گیا۔ ۲۱ سال عمر تھی۔ گویا ابھی عنفوان شباب ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ کر مرحوم کے لئے موجب ثواب ہوں۔

تازہ خبریں

کلکتہ ۔ ۲۔ نومبر۔ مہاتما گاندھی نے آج صبح مخالفین تغیر سے ملاقات کی۔ اور کانگرس کے ہر دو گروہوں کے متعلق جو تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ان پر بحث وتمحیص ہوتی رہی۔ لیکن اس کا حال کچھ نہیں کھلا۔ گو ابھی تک مجوزہ بیان شائع نہیں ہوا ہے۔ تاہم اس میں شک ہے کہ مہاتما جی کوئی مزید تبدیلی نہیں فرمائیں گے۔

جمعیتہ مرکزیہ خلافت ہند نے وفد حجاز کے لئے حسب ذیل ارکان منتخب کئے اور ان کے اسمائے گرامی حکومت ہند کے محکمہ داخلہ کے پاس بغرض حصول پروانہ ہائے راہداری بھیج دئے ہیں۔ مولانا کفایت اللہ دہلی۔ مولانا سید سلیمان ندوی اعظم گڑھ۔ مولانا عبدالقادر قصوری۔ جناب تصدق احمد خان شروانی اور جناب عبدالعزیز صاحب انصاری علی گڑھ۔

یہ وفد پہلے حجاز جائے گا۔ اور اگر سلطان نجد وہاں موجود نہ ہوئے تو وہ بھی نجد جائے گا۔ یہ وفد جدہ کے راستہ جائے گا۔ اس وفد کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانان حجاز و نجد کے مابین صلح کرائی جائے۔ یہ وفد امیر علی مجلس رؤسائے حجاز اور سلطان نجد سے ملاقات کریگا۔ ان سب نے وفد خلافت ہند سے ملاقات کرنے پر اظہار آمادگی کیا ہے۔

سوراجیہ مجلس کا جلسہ آج صبح کلکتہ میں منعقد ہوا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے نے مہاتما گاندھی سے تقریباً آدھ گھنٹہ ملاقات کی۔ مہاتما جی ان امور پر بحث کرنا چاہتے تھے جو کانفرنس کے روبرو پیش ہیں۔ آپ نے صرف اتنا فرمایا کہ مجوزہ بیان غالباً کل تک شائع کر دیا جائے گا۔ گفت وشنید نہایت اخفا کے ساتھ جاری ہے۔ اور مہاتما جی کوئی ایسی بات نہیں کہنا چاہتے تھے جس سے دوسرے اشخاص کو پریشانی ہو۔ آپ نے آج صبح چرخہ کاتا۔ اور لوگوں سے ملاقات کی۔ آج صبح سویرے بہر لوگ کثیر تعداد میں مسٹر داس کے مکان کے قریب جمع ہو گئے اور مہاتما جی کی جے کے نعرے لگاتے رہے۔

معاصر ہندوستان ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ بی اماں کل رات سے پھر علیل ہیں۔ مولانا شوکت علی اور دیگر رشتہ داروں کو تار دے گئے ہیں۔ مولانا محمد علی کی طبیعت بھی علیل ہے اور وہ مکان سے باہر نہیں نکل سکے۔ بارگاہ ایزدی تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ام الاحرار اور رئیس الاحرار کو شفائے کامل عطا فرمائے۔

روزنامہ "تنظیم" رقمطراز ہے کہ امرتسر میں گیتو کا زور ہے۔ ڈاکوؤں نے ایک مسلمان پر حملہ کیا۔ اور اس کی گھوڑی چھین کر لے گئے۔ ایک سوداگر بیٹھا جاتا تھا۔ راستہ میں ڈاکوؤں نے اس کا تمام سامان لوٹ لیا۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ پولو کے تحصیل اجنالہ میں ایک سکھ قتل کیا گیا۔ پولیس نے چند آدمیوں کو گرفتار بھی کر لیا ہے۔ یہ لوگ ٹیلیفون کے تاروں کو خراب کر رہے تھے۔

دور الصوبہ مدراس) کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اروکوٹہ ضلع رمنا د میں تین ہفتہ سے سخت طاعون پھیلا ہوا ہے۔ اب تک ۸۷ آدمی بیمار ہوئے ہیں اور ۵۴ آدمی مر چکے ہیں۔ انسدادی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ ایک دوسری اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ دھاراپورم میں بھی طاعون پیدا ہو گیا ہے اور اس کا اثر چندرپورم تک پہنچ گیا ہے۔

اخبار "شکتی" کا بیان ہے کہ چیف کمشنر صوبہ سرحد نے پشاور سے کوہاٹ کے ہندو پناہ گزینوں کے نام ایک تار بھیجا ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین تصفیہ کرانے کی غرض سے ہوتی مردان میں جو جلسہ قرار پایا تھا مسلمانوں نے ابھی شرکت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ مسلمانوں کا مطالبہ یہ ہے کہ یہ کام پشاور میں سرانجام دیا جائے کہ کوہاٹی ہندوؤں کے نمائندوں کا بھی پشاور میں پہنچ جانا ضروری ہے۔ تار میں یہ بھی درج ہے کہ کوہاٹ کے جو ہندو زیر حراست ہیں انہیں ضمانت پر رہا نہیں کیا جا سکتا۔ ہندو اب غور کر رہے ہیں کہ اس تار کا کیا جواب دیا جائے۔

مولانا ظفر علی خان مالک جریدہ "زمیندار" ۵ نومبر کی شام کو منٹگمری جیل سے رہا کر دئے گئے۔ ۶ نومبر کی شام کو مولوی صاحب لاہور پہنچے۔ لاہور اسٹیشن سے آپ کا جلوس بڑے تزک واحتشام کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور شہر کے مختلف بازاروں میں سے گزرتا ہوا رات کو بہت دیر سے ختم ہوا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس وسط نومبر میں منعقد ہو گا۔ جس میں ہندو مسلم تنازعات کے بہترین انسدادی وسائل کے متعلق بحث اور تمحیص ہوگی اور مفصلہ ذیل قراردادیں منظور کی جائیں گی جس میں پوری ذمہ دار حکومت کے لئے فوری جدوجہد عمل میں لانے اور جماعتی نیابت کے طریق محاہدت کے ساتھ معاہدہ لکھنؤ میں مناسب ترمیم پر زور دیا جائے گا۔

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے مزدور حکومت کی طرف سے بادشاہ سلامت کی خدمت میں اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ آپ ڈیڑھ گھنٹہ تک بکنگھم محل میں حضور ملک معظم سے گفتگو کرتے رہے۔ مسٹر سٹینلے بالڈون جو قدامت پسند جماعت کے رہنما ہیں ساڑھے چھ بجے محل میں پہنچے۔ اور بادشاہ سلامت نے ترتیب وزارت کا کام باقاعدہ طور پر ان کے سپرد کیا۔ جب مزدور وزراء آخری مرتبہ اجلاس میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے تو ایک جم غفیر نے جن میں غالباً اکثریت حامیان مزدور جماعت کی تھی ان کی آمد پر پرزور نعرہ ہائے تحسین لگائے۔ یہ اجلاس ایک گھنٹہ چالیس منٹ تک جاری رہا۔ مسٹر میکڈانلڈ سب سے آخر میں جلسہ سے روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ کا سر ننگا تھا اور سگریٹ پی رہے تھے۔ وہاں سے روانہ ہو کر آپ پانچ بجے محل شاہی میں پہنچے۔ جہاں آپ نے اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ مسٹر بالڈون نے قیام مضافات کے دوران میں جہاں آپ بیرونی شور وشغب سے مبرا تھے۔ کابینہ کی فہرست تیار کر لی ہے چنانچہ بادشاہ سلامت سے ملاقات کرنے کے بعد فوراً انہوں نے ان تمام اصحاب کو دعوت بھیجی ہے جن کو آپ نے کابینہ کے لئے منتخب کیا ہے۔ آپ نے اس انتخاب میں سلطنت اور برطانیہ عظمیٰ کی خواہشات کو پورا کرنے کا خیال مدنظر رکھا ہے۔

خریدار ضرور نوٹ فرمالیں

کہ ہر ایک خریدار کا نمبر خریداری بدل دیا گیا ہے، آئندہ ہر ایک خط وکتابت بحوالہ نئے نمبر ہونی چاہیئے ورنہ تعمیل حکم ناممکن ہوگی،

ہر ایک خریدار کی چٹ پر نئے نمبر سرخی سے کاٹ کر لکھے ہوئے ہیں۔ منیجر

ضروری اعلان

خریداران "پیغام صلح" کی توجہ کے قابل

اخبار کی مالی حالت بوجہ عدم ادائیگی چندہ خریداران دن بدن خراب ہو رہی ہے، کئی دفعہ خریداروں کو یاددہانیاں کرائی جا چکی ہیں۔ اور وی۔ پی بھی کئے گئے ہیں۔ جو بہت سے واپس بھی آ چکے ہیں۔

اب پھر ہر ایک خریدار کو جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے چٹھیاں لکھی جا رہی ہیں، ۱۵۔ نومبر تک مہربانی فرما کر ہر ایک خریدار جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے اسے ادا کر کے مشکور فرمائیں، ورنہ اس کے بعد کا پرچہ ان کے نام وی۔ پی کیا جائے گا۔ اور جن کے وی۔ پی آج تک واپس آ چکے ہیں۔ ان کے نام مجبوراً اخبار بند کر دیا جائے گا۔

(منیجر)

پراسپکٹس

سب اوورسیر۔ اوورسیر۔ سب انجینیرز کلاسز کے پراسپکٹس معہ فہرست ملازم شدہ طلباء کے سول انجینیرنگ کالج پور خالصہ سے مفت طلب فرمائیے، جو بہ امداد سرپرستی عالیجناب ہز ہائی نس سر بھوپندر مہاراجہ صاحب دام اقبالہ جاری ہے جس کی تعلیم ضبط، تنظیم ونسق وغیرہ کی تعریف ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا، ایجوکیشنل کمشنر صاحب بہادر انڈیا اور انجینیرز پشاور میں معائنہ کر کے تحریر فرما چکے ہیں۔ (منیجر)

اسلام قرآن کی زبان میں

صلح اور محبت کا مذہب

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر بمبئی میں

اسلام اور جہاد

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۹ نومبر ۱۹۲۴ عیسوی)

مذہبی جنگ کب جائز ہے؟

آپ نے اکثر جہاد کا تذکرہ سنا ہے۔ یعنے اسلام کا وہ اصول جو زندگی، جائیداد اور مذہب کی محافظت کے لئے بنایا گیا ہے، قرآن نے صرف تین ایسے مقاصد کا ذکر کیا ہے، جن کے لئے مذہبی جنگ جائز ہو سکتی ہے، اور یہ تینوں ہی مدافعت کا رنگ رکھتے ہیں۔ پہلا مقصد کسی حملہ آور سے جان اور مال کی حفاظت کرنا ہے، دوسرا یہ ہے کہ تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے، خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہوں، تیسرے یہ کہ ضمیر اور مذہب کی آزادی کو قائم کیا جائے۔ ایک مسلمان اللہ تعالےٰ کی فوج کا ایک سپاہی ہے، انسان اور خدا کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہونی چاہیئے، قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

لا اکراہ فی الدین، مذہب میں کوئی جبر نہیں، ہر شخص کو اپنا مذہب آزادی کے ساتھ قائم رکھنے کا اختیار ہے۔ اور ایک مسلمان جس کو اللہ تعالےٰ کا سپاہی سمجھا جاتا ہے، یہ فرض ہے کہ وہ اس شخص کے ساتھ مقابلہ کرے، جو کسی دوسرے شخص سے جبراً اپنا مذہب منواتا ہے، میرے یہ الفاظ آپ کو عجیب معلوم ہونگے، کیونکہ اسلام کے خلاف پروپگنڈا کرنے والے جو بالخصوص مغربی ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے جہاد کے متعلق ہر قسم کے غلط اور بے سروپا قصے آپ کے گوشگذار کرتے رہے ہیں۔ قرآن کریم کو آنحضرت صلعم کے اعمال و افعال کی روشنی میں مطالعہ کرو، دیکھو کہ آپ کے اخلاق وہی تھے جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں، اور آپ میرے خیالات کی تصدیق کریں گے۔

سب سے پہلے میں اسلامی جنگوں کے پہلے اور دوسرے مقصد کو لیتا ہوں۔ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا ان اللہ علےٰ نصرھم لقدیر ہ

ان لوگوں کو جن کے ساتھ لڑائی کی جاتی ہے، اجازت ہے ۔۔۔ کہ وہ بھی لڑیں، کیونکہ ان کے ساتھ ظلم ہوا۔ بے شک اللہ تعالےٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے (الحج ۲۲، ۹ تا ۴۰)

الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومسجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز ہ

وہ لوگ جن کو ان کے گھروں سے بغیر کسی وجہ حق کے نکال دیا گیا سوائے اس کے کہ وہ کہتے تھے، کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر اللہ بعض لوگوں کی مدافعت بعض سے نہ کراتا، تو صومعے اور گرجے اور معابد اور مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ ہوتا ہے، گر جاتیں، اور بے شک اللہ تعالےٰ اس شخص کی مدد کرے گا، جو اس کی مدد کرے، اللہ تعالےٰ قوی اور غالب ہے۔ (الحج ۲۲، ۳۹: ۴۰)

یہ جنگ کی پہلی اجازت ہے، جو آنحضرت صلعم کے پیروؤں کو دی گئی اور یہ وہ لوگ تھے جن کے ساتھ جیسا کہ قرآن خود بیان کرتا ہے دشمن جنگ کرتے تھے، اور جو مظلوم تھے، اور جن کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا تھا،

پھر قرآن پاک فرماتا ہے:۔

واخرجوھم من حیث اخرجوکم ۔۔۔ فان انتھوا فلا عدوان ہ

ان کو اس جگہ سے نکال دو، جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا۔۔ ۔۔۔ لیکن اگر وہ جنگ سے باز آجائیں، تو پھر کوئی دشمنی نہیں رہنی چاہیئے،

پس کون ہے جو اس اجازت سے ناجائز فائدہ اٹھا سکے؟

غزوات نبوی

آنحضرت صلعم کی جنگیں انہی مقاصد کے لئے تھیں، اس امر کی وضاحت یا ثبوت کے لئے کسی لمبی تقریر کی حاجت نہیں، آنحضرت صلعم کی پہلی تین جنگوں کی جائے وقوع اس کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ ۔۔۔ آپ نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت جان بچانے کے لئے مکہ کو چھوڑا۔ جہاں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو متواتر تیرہ سال تک مشق ظلم و ستم بنایا گیا، لیکن آپ کے دشمن مدینہ میں بھی مکہ سے ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر بھی آپ کو زندہ نہ دیکھ سکتے تھے، پہلی جنگ بدر کے مقام پر ہوئی، جو دشمن کے صدر مقام مکہ سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور مدینہ سے ۳۰ میل پر۔ ۔۔۔ تیسرے موقعہ پر خود مدینہ پر حملہ کیا گیا، مکہ سے دس ہزار آدمی چڑھ کر آئے کہ آنحضرت صلعم کے مسکن (مدینہ) کا محاصرہ کرلیں، کیا ان جنگوں کے جائے وقوع اس بات کا کھلا ثبوت نہیں، کہ صرف مدافعت کی غرض سے ہی آنحضرت صلعم میدان جنگ میں تشریف فرما ہوئے تھے؟ اس کے بعد اس قسم کی لڑائیاں شروع ہوگئیں، جن میں دفاعی اور جارحانہ پہلو دونوں طرف سے اختیار کئے جاتے تھے، لیکن آپ ایک بھی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے، جس میں آنحضرت صلعم یا آپ کے خلفا کے زمانہ میں کسی کو نوک شمشیر مسلمان کیا گیا ہو۔

اسلامی جنگوں کا دوسرا مقصد صومعوں۔ گرجوں۔ معبدوں اور مساجد کی حفاظت ہے، اور سطح ارض پر کونسا ایسا مذہب ہے جس میں کسی نہ کسی معبد کا ہونا ضروری نہیں۔ یہ یہ صرف اسلام ہی کے ساتھ خاص ہے؟ عیسائی۔ بدھ۔ ہندو اپنے اپنے معابد اور مندر رکھتے ہیں۔ اور ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان کی حفاظت کرے۔ اس بات کو بھولنا نہیں چاہیئے، کہ عیسائیوں کے راہب خانے۔ گرجے اور معابد ان کے اس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلعم کے وقت میں صرف یہی ایک فرقہ تھا، جو عبادت کے وقت مسیح مریم اور دیگر بزرگان کلیسا کے بت اپنے سامنے رکھ لیتے تھے، وہ اسی طرح سے عبادت کرتے تھے، جیسے آج ہندو کرتے ہیں۔

عیسائیوں کے ساتھ مراعات

قرآن کریم کی اس آیت کا مطلب و مفہوم سمجھنے کے لئے آنحضرت صلعم اور آپ کے پیروؤں کا طرز عمل دیکھنا چاہیئے، نجران کے عیسائی آنحضرت صلعم کے پاس بعض مراعات حاصل کرنے کے لئے آئے جس پر آنحضرت صلعم نے ذیل کا چارٹر ان کو عطا کیا۔

(ملاحظہ ہو اسلام یا ان دی بیلنس صفحہ ۱۳۲)

”نجران اور اس کے گرد و نواح کے علاقہجات کے عیسائیوں کو جن میں وہ بھی شامل ہیں جو حاضر ہیں۔ اور وہ بھی جو غیر حاضر ہیں انکی زندگیوں، مذہب اور مال و املاک کے لئے اللہ تعالیٰ کی ضمانت اور اس کے رسول کی کفالت عطا کی جاتی ہے، اس کے علاوہ ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اس کے احکام کو بجالانے سے روکا نہ جائیگا نہ ہی ان کے حقوق اور مراعات میں کوئی تبدیلی کی جائے گی۔ کسی بشپ کو اس کے منصب سے برطرف نہ کیا جائے گا۔ نہ کسی راہب کو اس کے راہب خانے سے نکالا جائے گا، نہ ہی کسی واعظ اور معلم کو اس کے عہدہ سے معزول کیا جائے گا، اور وہ ہر چھوٹی بڑی چیز سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے، جس طرح سے اب تک اٹھاتے رہے ہیں۔ کوئی بت یا صلیب توڑی نہ جائے گی۔ نہ وہ کسی پر ظلم کریں اور نہ ان پر ظلم کیا جائے، وہ ان حقوق سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے جو خون کے انتقام کے متعلق زمانہ جاہلیت میں انہیں حاصل تھے، ان سے عشر وصول نہ کیا جائے گا، نہ ہی فوج کیلئے رسد ان سے لی جائے گی۔“

باقی بر صفحہ ۷ کالم ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ، نمبر ۴۲

تنظیم قوائے اسلامیہ
موجودہ تشتت و افتراق کا ایک ہی علاج
وہ قوم جو صلح و اتحاد کی حامی ہے

(۱)

"ہم کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے جو کسی اہل قبلہ کو کافر سمجھتا ہو"

مسلمانوں کی کشتی اس وقت ایک ایسے منجدھار میں سے ہو کر گذر رہی ہے کہ جہاں ملاحوں کی پھرتی و چالاکی، ان کا زور بازو اور طاقت جسمی کوئی کام نہیں دے سکتی، جب تک کہ حسن تدبیر اور فہم رسا اس کا ساتھ نہ دے، اس وقت ایک ایسی خطرناک بیماری کے اندر ہم مبتلا ہیں، کہ جس سے نجات دلانے کے لئے ایک ایسے ڈاکٹر کی ضرورت ہے، جو بیماری کی اہمیت کے مطابق خطرناک علاج بھی تجویز کرنے سے نہ گھبرائے، بلکہ نہایت حوصلہ اور صبر کے ساتھ وہ سب کچھ کر گذرے، جو خطرناک سے خطرناک موقعوں پر کرنا ضروری ہوتا ہے، ملک میں اس وقت چاروں طرف تشتت و افتراق کی ہوا چل رہی ہے، ہر جانب کفر و ارتداد کا بازار گرم ہے۔ تمام فرقے اور سب افراد آپس میں دست و گریبان ہیں محض اس لئے کہ چند مسائل میں ایک کا دوسرے سے اختلاف ہے، حالانکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا، من صلی صلاتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فھو منا ہ جو شخص ہماری نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے۔ اور ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ ہم میں سے ہے، کوئی سنی اور شیعہ، وہابی اور نیچری حنفی اور مالکی، دیوبندی اور بریلوی کی تفریق نہیں رکھی، نہ یہ کہا کہ نماز میں اونچے یا نیچے ہاتھ باندھنے والا، رفع یدین کرنے والا یا نہ کرنے والا، آمین بالجہر کہنے یا نہ کہنے والا۔ رسول اللہ صلعم کو حیات النبی ماننے والا یا نہ ماننے والا، خلافت ابوبکرؓ پر ایمان لانے یا نہ لانے والا، مسلمان ہے یا مسلمان نہیں بلکہ چند اصولی ارکان کا ذکر کر دیا، جو ایمان کے لئے ضروری ہیں۔ چند موٹے موٹے نشانات کا پتہ بتا دیا، جو ایک مسلم کے اندر پائے جانے چاہئیں، باقی تمام باتوں کو اس لئے نظر انداز کر دیا، کہ ان کا تعلق ارکان دین سے نہیں،

٭

ایسی حالت میں کہ ان چھوٹے چھوٹے اختلافات کو باہم تکفیر و تفسیق کا سبب بنا لیا گیا ہے، اور مسلمان غیروں کے اتحاد کے سامنے ایک پراگندہ قوم نظر آتی ہے تنظیم قوائے اسلامیہ کا خیال ایک دردمند دل رکھنے والے مسلمان کے دل میں طبعاً پیدا ہوتا ہے، ہندو سنگھٹن تو ہندوؤں میں ایک حاصل شدہ بات ہے اصل ضرورت مسلمانوں کو ہے، کہ وہ اپنی تنظیم کریں، اور تمام متفرق اجزاء کو اکٹھا کر کے ایک اتحاد اور یک جہتی کی راہ پر گامزن ہوں اور غیر قوموں کے بالمقابل ان کی قوت میں کسی قسم کا ضعف نہ پایا جائے، اس بات کی شاید اس قدر ضرورت نہ ہوتی اگر ہندوؤں جیسی منظم قوم کے ساتھ ہمارا مقابلہ نہ ہوتا لیکن جن حالات میں مسلمان آجکل پڑے ہوئے ہیں وہ اس بات کا تقاضا شدت سے کر رہے ہیں، کہ قوائے اسلامیہ کو ایک نظام کے نیچے لایا جائے، اور باہمی اختلافات کے باوجود اشتراک عمل سے کام لیا جائے، اور باہم محبت و اتفاق مسلمانوں میں موجود ہو، خود قرآن کریم اس ضرورت کی شدت کو محسوس کرتا ہے، جہاں فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ہ واطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین ہ اے ایمان والو! جب تمہارا مقابلہ کسی گروہ یا قوم کے ساتھ ہو۔ تو ثابت قدم رہو، اور اللہ کو بہت یاد کرو، تاکہ تم کامیاب ہو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور باہم نہ جھگڑو۔ ورنہ تم ہمت ہار دو گے، اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی، صبر کرو اللہ صابروں کے ساتھ ہے، افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کا نقشہ اس قرآنی ہدایت کے قطعاً خلاف ہے۔ میدان ارتداد کے واقعات کو یاد کرو، بجائے اس کے کہ دشمن کا مقابلہ باہم یک جہتی اور اتحاد کے ساتھ کیا جاتا، آپس میں جوت پیزار کو اپنا شعار بنایا گیا، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ رہی سہی ہوا بگڑ گئی، اور دشمن نے ہمارے افتراق سے فائدہ اٹھا کر کامیابی حاصل کر لی،

٭

غالباً یہی وہ حالات ہیں جن کو پیش نظر رکھکر محترم ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے امرتسر سے اخبار "تنظیم" جاری کیا، اور تنظیم مسلمانان کے مقصد کو پیش نظر رکھکر قریہ بہ قریہ پھرنا شروع کیا، لیکن آیا مرض کی حالت اس قسم کی ہے، کہ محض وعظ و نصیحت یا اخبارات کے ذریعہ اس کی اصلاح ہو سکتی ہے، ہمارا خیال ہے کہ خود ڈاکٹر کچلو بھی اس بات کے قائل نہیں کیونکہ بہت تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ لاہور میں مسلمانوں کی باہمی تکفیر کی تردید کرتے ہوئے انہوں نے یہاں تک کہہ دیا، کہ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں کافر کہنے والوں کا بائیکاٹ کرا دیتا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب مرض کی اصلیت کو پہچان چکے ہیں، اور اس کا علاج بھی وہ معلوم کر چکے ہیں۔ لیکن صرف اس کی شدت کی وجہ سے اس کو استعمال کرنا نہیں چاہتے، ورنہ اس باہمی کفربازی اس تفرقہ و انتشار کا حقیقی علاج یہی ہے، کہ کافر کہنے والوں کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔

٭

یہی وہ علاج ہے جو خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حالات میں تجویز کیا ہے، صاف لفظوں میں آپ نے فرمایا۔ من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بھا احدھما جس نے اپنے بھائی کو کافر کہکر پکارا، ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ گیا، یعنے اگر وہ شخص کافر نہیں تو جس پر کفر کا فتوے دیا گیا ہے، تو فتوے دینے والے پر کفر الٹ پڑا، یہ بطور قصاص کے ہے، فتوے دینے والا چاہتا تھا کہ اس شخص کے ساتھ جس کو کافر ٹھیرایا گیا ہے، کفار کا سا معاملہ کیا جائے اس کو مسلمانوں کی برادری سے الگ کر دیا جائے، اسلامی اخوت کا برتاؤ اس کے ساتھ نہ کیا جائے، اگر یہ فتوے صحیح نہیں، اور جس کو کافر ٹھیرایا گیا ہے، وہ دراصل مسلمان ہے، تو بطور قصاص کافر ٹھیرانے والے کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیئے، جو وہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ روا رکھتا ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان اور ایمان کو ایک مرتبہ پر رکھا ہے، اور جس طرح ایک مسلمان کو جان سے مارنا یا اس کا خون گرانا حرام قرار دیا ہے، اسی طرح سے کسی مسلمان کی عزت پر حملہ کرنا اور اسے ایمان سے خارج قرار دینا حرام ٹھیرایا ہے، اس لئے جس طرح سے ایک قاتل سے قصاص لینا ضروری ہے، اسی طرح سے مسلمانوں کا ایمان برباد کرنے والوں سے بھی بدلہ لینا ایک نہایت ضروری امر ہے ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب ہ

٭

تکفیر مسلمین اور جماعت احمدیہ

مقامی معاصر "مسلم" نے اپنی ۵۔ نومبر کی اشاعت میں ایک کارٹون شائع کیا ہے، جس میں مسلمانوں کے مختلف فرقے ایک دوسرے کی طرف کفر کی توپ چلا رہے ہیں اور "مسلم" ایک طرف کھڑا ہوا سب کو یہ تلقین کرتا ہے کہ

"اے بھائی آپس میں کیوں جھگڑتے ہو تم سب مسلمان ہو اخی ہو، خدا کے لئے ان اپنی توپوں کا رخ دشمنوں کی طرف پھیرو"

انہی مختلف فرقوں میں احمدیوں کا نام بھی ہے، اور ان کے متعلق یہ بتایا گیا ہے، کہ وہ سب کو کافر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے، کم از کم جماعت احمدیہ کا ایک حصہ ایسا ہے جو کسی بھی مسلمان کو کافر کہنا جائز نہیں ٹھیراتا، بلکہ کافر کہنے والے کے پیچھے نماز بھی جائز نہیں سمجھتا، اور اس طرح سے کفر بازوں کا بائیکاٹ کر کے مسلمانوں میں باہم اخوت و محبت اور صلح و اتحاد کو قائم کرنا چاہتا ہے، یہی ایک فریق ہے جو دشمنان اسلام کے خلاف تبلیغ دین کے ذریعہ سے جہاد کر رہا ہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اسی مقدس کام کی طرف دعوت دیتا ہے اس لئے کارٹون میں "مسلم" کی جگہ دراصل احمدیہ جماعت کے اس فریق کو ہی چاہیئے تھی۔ یا کم از کم "احمدی" کے ذکر کے ساتھ اس بات کی تصریح ضروری تھی، کہ اس جماعت کا ایک حصہ تمام اہل قبلہ کو مسلمان سمجھتا ہے، اور مسلمانوں کی تکفیر کا حامی نہیں۔

ترک اور ارمن

یورپ میں عام طور پر مشہور ہے کہ ترک اپنی آخت ... عیسائی اقوام بالخصوص ارمنوں کو تہ تیغ کرنے کے درپے ہیں انہیں تازہ خبر ہے ... ارمنی آبادی کی تعداد کثیر نے مقامی بالشویک حکومت کے برتاؤ سے تنگ آکر حکومت ترکی سے التجا کی ہے، کہ انہیں قلمرو ترکی میں منتقل کر لیا جائے، اور جو ارمن ترکی میں آباد ہیں، انہیں اس امر کا اندیشہ ہے کہ کہیں انہیں تبادلہ میں نقل وطن کے لئے مجبور نہ کیا جائے،

تعجب کی بات ہے کہ ارمنوں پر ظلم و ستم بھی ہوتے ہیں، ان کے ہزارہا نفوس بقول یورپین اخبارات ہر روز تہ تیغ کئے جاتے ہیں۔ لکھوکھا ارمنوں کو ملک بدر کیا جا چکا ہے، لیکن پھر بھی ترکی حکومت ہی کے ماتحت رہنا انہیں سب سے زیادہ مرغوب ہے، کیا ایسی امر پر ایک کھلی دلیل نہیں، کہ جس قدر داستانیں ترکوں کے مظالم کے متعلق آجتک شائع ہوتی رہی ہیں۔ ان کی تہ میں مسیحی بغض و تعصب اور خباثت کے سوائے اور کچھ نہیں؟

مولوی ظفر علی خاں کا لائحہ عمل

مولوی ظفر علی خاں کی رہائی کی خبر قارئین کرام گذشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں۔ اہل لاہور نے مولوی صاحب کا استقبال جس جوش و خروش اور شان و شوکت کے ساتھ کیا وہ اپنی نظیر آپ ہے لاہور پہنچنے کے دوسرے دن جمعہ تھا، مولوی صاحب موصوف شاہی مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے گئے، اور وہاں بعد از نماز حاضرین کے اصرار سے ایک تقریر کی، جس میں رسول کریم صلعم کی متعدد پیشگوئیاں سناتے ہوئے موجودہ مسلمانوں کی پستی اور قرآن کریم سے بیگانگت کا ذکر کیا، اور آخر میں بتایا کہ

"پنجاب کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر لانے کی سخت ضرورت ہے، واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے، اس حبل اللہ کی تشریح میں آئندہ صحبت میں کروں گا اگر آپ عزت و دولت، سلطنت اور حشمت کی زندگیاں بسر کرنا چاہتے ہیں، تو اس نظام عمل کی پابندی کے لئے تیار ہو جائیے جو میں آئندہ صحبت میں آپ کے سامنے پیش کرنے والا ہوں"

ہمیں خوشی ہوگی۔ اگر مولوی صاحب کوئی ایسا نظام عمل مسلمانوں کے لئے تجویز کر سکیں۔ بشرطیکہ مسلمان اس پر عامل بھی ہونے کیلئے تیار رہوں۔ اس سے پہلے کتنے نظامہائے عمل مسلمانوں کے لئے تجویز ہوئے، لیکن تھوڑے دنوں میں ہی انہیں طاق نسیان پر رکھ دیا گیا، اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت اس وقت تک سدھرنی مشکل ہے، جب تک وہ مجدد وقت کا ساتھ نہ دیں، قرآن نے کونوا مع الصادقین کی فضول ہدایت نہیں کی، مجدد وقت اپنے ساتھ ایک قوت قدسی لے کر آتا ہے۔ جو ہر اس انسان کے اندر بقدر استعداد پیدا ہو جاتی ہے، جو اس کا ساتھ دے، دوسرے لوگوں میں یہ قوت قدسی نہیں ہوتی، اس لئے ان کے اعلیٰ درجہ کے نظامہائے عمل بھی بر سر طاق رہ جاتے ہیں۔

مسلمانوں کو ایک مرکز پر لانے کی ضرورت

ہمیں مولوی ظفر علی خاں صاحب کے منہ سے یہ سنکر خوشی ہوئی کہ وہ "مسلمانوں کو ایک مرکز پر لانے کی ضرورت" کو محسوس کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کا اخبار ان کی غیر حاضری میں مسلمانوں کے رہے سہے اتحاد کو بھی بری طرح سے پامال کر چکا ہے، ہم نہیں کہتے کہ وہ احمدیوں کو واجب القتل نہ ٹھیرائیں، اگر بس چل سکے تو بے شک ان کے ساتھ اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلا کا معاملہ کریں، لیکن کم از کم اس قدر بتا دینا چاہیئے، کہ آیا فی الواقعہ اس قسم کے فروعی اختلافات میں جیسے کہ احمدیہ جماعت اور دیگر مسلمانوں کے مابین پائے جاتے ہیں، ایک شخص

دین اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے اور آیا اسلام میں ارتداد کی سزا قتل ہے ؟

یہ احمدی اور غیر احمدی کا سوال نہیں، بلکہ دین اسلام کا ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، اگر فی الواقعہ چند فروعی مسائل کے اختلاف پر کوئی شخص کافر اور دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اگر فی الواقعہ مرتد کو اسلام نے واجب القتل ٹھیرایا ہے، تو احمدیوں کو ایک طرف کر کے باقی مسلمان بھی ایک مرکز پر کبھی جمع نہیں ہو سکتے، اور نہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد کبھی اس دنیا میں ممکن ہے، امید ہے کہ مولوی صاحب اس پر غور فرمائینگے۔

ہنود اور گوشت خوری

"پرکاش" اس پر متعجب ہے کہ لکھنؤ کے ہندوؤں نے ہندو مسلم فسادات سے متاثر ہو کر گوشت کی دکانوں کے لئے لائسنس کی درخواست دی ہے، گوشت خوری کو وہ ہندو مذہب کے خلاف قرار دیتا ہوا لکھتا ہے کہ

"ہندو دھرم گوشت بیچنے کی تو کجا گوشت کھانے اور چھونے تک کی اجازت نہیں دیتا"

اور آگے چل کر ہندوؤں کو نصیحت کی ہے۔ کہ

"گوشت کے معاملہ میں مسلمان قصائیوں کو سبق دینے کا یہ طریقہ نہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہندو گوشت کی دکانیں کھول لی جاویں، بلکہ ٹھیک طرز عمل یہ ہے، کہ ہندوؤں کو یک قلم گوشت کا کھانا ترک کر دینا چاہیئے، اس سے جہاں ہندو دھرم کے اصولوں کا پالن ہوگا، اور ویدوں کی آگیا پر عمل کیا جاسکے گا۔ وہاں لاکھوں معصوم جانوروں کے قتل کا پاپ جو گوشت خوروں کے سر پر ہے آئندہ کیلئے بند ہو جاوے گا،

کیا "لاکھوں معصوم جانوروں کے قتل کا پاپ" ہندوؤں کے سر پر ہے، اور مسلمان محض ان کی خاطر لاکھوں جانوروں کا قتل کر کے ملک و ملت میں بدنام ہیں؟ "پرکاش" کا یہ انکشاف ملکی رہنماؤں کی جو مسلمانوں کی گوشت خوری کو ہندو مسلم اتحاد کے منافی سمجھتے ہیں، توجہ کے قابل ہے،

گئو رکھشا اور ہنود

"محض لاکھوں معصوم جانوروں ہی کے قتل" کا سوال نہیں بلکہ "پرکاش" کے ذیل کے فقرات سے معلوم ہوتا ہے، کہ مسلمانوں پر "گئو کشی" کا الزام ہے۔ اور جس نے ہندو مسلم اتحاد کے سوال کو ایک عقدہ لاینحل بنا رکھا ہے، اس کے ذمہ وار بھی دراصل ہندو ہی ہیں، منقولہ بالا نصیحت ہی کے سلسلہ میں، وہ لکھتا ہے کہ

"مزید برآں اس کا نتیجہ گئو رکھشا ہوگی۔ کیونکہ ہندوؤں کے گوشت خوری ترک کرنے سے مسلمانوں کی رغبت گئو ہتیا کی طرف کم ہو جاویگی"

کیا ہندو قوم کے بااصول لیڈر اب بھی مسلمانوں ہی کے سر آئیں گے، اور خود اپنی قوم کو جو بقول "پرکاش" اپنی شکم پری کیلئے مسلمانوں سے گئو ہتیا کراتی ہے، سمجھانے کے بجائے مسلمانوں ہی کے خلاف اینٹیں اور پتھر جمع کرنے کی نصیحت کریں گے؟

مسلمانوں کو اس سے بڑھکر اور خوشی نہیں ہو سکتی، کہ ہندو گوشت خوری کو ترک کر دیں ایک پنتھ دو کاج، گوشت بھی سستا ہو جائیگا اور گائیں بھی بچ جائیگی۔

سخن فہمی عالم دیوبند

ہمارے پے در پے مطالبات سے گھبرا کر اور قرآن کریم میں مرتد کے قتل کی آیت نہ پا کر دیوبندی مولوی میرک شاہ نے اپنا فوقیت کی ذیل میں پناہ لی ہے،۔۔ نومبر کے "اہلحدیث" اور بعض دیگر اخبارات میں ایک مضمون شائع ہوا ہے "نعمت اللہ خاں با قرار "پیغام صلح" منافق بھی تھا"؟ اس مضمون میں مولوی میرک شاہ نے جو طرز استدلال اختیار کیا ہے، وہ دیوبندی عقل اور سمجھ کا نوحہ خوان ہے۔

"پیغام صلح" نے لکھا تھا کہ مولوی نعمت اللہ خاں میاں محمود احمد صاحب کے مریدین میں داخل تھے، اور پھر یہ بھی لکھا کہ عدالت کابل میں جن عقائد کا اظہار انہوں نے کیا، وہ محمودی عقائد نہیں بلکہ عقائد حقہ ہیں، اس لئے ثابت ہوا کہ "پیغام صلح" کے نزدیک مولوی نعمت اللہ خاں صاحب منافق تھے، اور منافق کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے، اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا، اس سے وہ واجب القتل سمجھتے تھے، اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی کہے زمین گول ہے کیونکر چاول سفید ہیں، مولوی میرک شاہ کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے اپنے مریدوں کو کھلی اجازت ہے کہ اختلاف عقائد رکھکر بھی ان کی بیعت کر سکتے ہیں، پس اگر مولوی نعمت اللہ خاں صاحب میاں صاحب کے مریدین میں شامل ہونے کے باوجود ان سے اختلاف عقیدہ رکھتے تھے۔ تو اس میں منافقت کہاں سے آگئی؟

برلن مسجد کے متعلق

گذشتہ اشاعت میں یہ بتایا جا چکا ہے، کہ برلن مسجد کے سنگ بنیاد کے جلسہ پر جو شرارت بعض نامعلوم مصری طالب علم" نے کی تھی، وہ مسجد کی تعمیر میں قطعاً حارج نہیں ہوئی۔ حضرت مولنا مولوی صدرالدین صاحب کے تازہ خط سے اس واقعہ کی تفصیل معلوم ہوئی ہے، جس سے شائع شدہ خبر کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے، کہ حضرت مولنا کے مکان پر ایک جلسہ ہوا جس میں ہندوستانی اصحاب بطور ہمدردی آئے، اور ترکی سفیر سامی پاشا کی خدمت میں ایک وفد کے جانے کا ریزولیوشن پاس ہوا۔ وفد نے وہاں پہنچکر فیصلہ کیا کہ پہلے ڈاکٹر منصور جو ترکی۔ روسی انگریزی جرمنی جانتے ہیں اور وفد کے سردار ہیں۔ سامی پاشا کو ملیں، وہ ملے اور ان کی ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا، کہ سامی پاشا نے ان اتہامات کو غلط مان لیا اس لئے وفد نے ان سے ملنا ضروری نہ سمجھا کیونکہ مطلب حل ہو چکا تھا، اور تعمیر کا کام بہت آگے نکل چکا تھا، ایک گوشہ جو اتنی مدت بنیاد ہی کے پتھر کے لئے خالی رکھا تھا اب تعمیر کا کام اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ اس کو بہت دیر تک خالی رہنے دینا مناسب نہ تھا، حضرت مولنا لکھتے ہیں کہ ترکی کتب کے ڈاکٹر نصیر بک میرے دوست ہیں، وہ سامی پاشا کے ساتھ کھانا کھانے گئے، تو انہوں نے بھی معاملہ کو صاف کر دیا، اور ڈاکٹر منصور کی طرح انہوں نے ان کو یقین دلایا کہ . . . . . . اور اس کے ایک مصری ساتھی . . . . . . کی شرارت ہے رسم بنیادی پتھر کو دوبارہ بجا لانا غیر مناسب سمجھ کر کام کو جاری رکھا ہے اور خدا کے فضل سے آج مسجد کی عمارت نو دس فٹ اونچی ہے۔ آخر نومبر تک اینٹ کا کام ختم ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے لئے روپے پہنچانے کی ضرور کوشش فرمائیں"

ہمارے احباب کو حضرت مولینا کے آخری فقرہ کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے تاکہ روپیہ کی قلت تعمیر کے کام میں حائل نہ ہو۔

مرزا نذر علی صاحب مرحوم

قارئین "پیغام صلح" یہ سنکر از حد متاسف ہوں گے کہ جناب مرزا نذر علی خاں صاحب پشاوری جو اپنی فضیلت علمی اور بالخصوص شیعہ مذہب سے واقفیت کے لحاظ سے ہماری جماعت کے ایک نہایت ممتاز بزرگ تھے، ۵۔ نومبر ۲۶ء کو اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۰

مرزا صاحب مرحوم "پیغام صلح" کے صفحات کو اپنے بیش قیمت مضامین سے ہمیشہ مزین کرتے رہے ہیں، شیعہ مذہب کے متعلق ان کو جس قدر واقفیت تھی شاید خود اہل تشیع میں بھی بہت کم اصحاب ایسے ہوں گے، جن کو اس قدر علمیت حاصل ہو، وہ خود پہلے شیعہ تھے۔ اور غالباً حضرت مولینا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کتاب "خلافت راشدہ" سلسلہ حقہ کی طرف ان کی کشش کا موجب ہوئی تھی، پشاور میں آپ عرائض نویسی کا کام کرتے تھے، اور اس کے ساتھ ہی کتب بینی اور مضمون نویسی آپ کا رات دن کا مشغلہ تھا،

افسوس ہے کہ آپ کی وفات سے ہماری جماعت میں ایک نہایت قابل انسان کی کمی ہو گئی، جو ایک قومی نقصان ہے، اور اس کی تلافی موجودہ حالات میں ناممکن نظر آتی ہے، کیونکہ شیعہ مذہب کے متعلق جن بیش قیمت معلومات کا خزانہ مرحوم کے سینہ میں تھا، وہ شاید ہماری جماعت میں کسی اور دوست کو حاصل نہیں،

جہاد اور حضرت مسیح موعودؑ

عام طور پر یہ مشہور کیا جا رہا ہے، کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام جہاد بالسیف کے قائل نہ تھے، امرتسری معاصر "تنظیم" نے بھی اپنے افتتاحیہ میں اسی بات کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ

"ناظرین کرام کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ عقیدہ معلوم ہے کہ جہاد کا مفہوم ان کے نزدیک عام اصطلاحی مفہوم سے بالکل جداگانہ تھا، وہ کہتے تھے کہ جہاد بالسیف کوئی شے نہیں ہے"

افسوس ہے کہ ہمارے لائق معاصر نے ان الفاظ کو لکھتے ہوئے صرف ایک عام مشہور بات کو دوہرا دیا ہے جو دشمنوں نے پھیلائی ہوئی ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے، کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی جہاد بالسیف سے انکار نہیں کیا، اور نہ اس کو بے حقیقت چیز سمجھا یا یہ کہا۔ کہ وہ کوئی شے نہیں، بلکہ آپ کے نزدیک جہاد مشروط ہے اس بات سے کہ دین کے لئے مسلمانوں سے جنگ کی جائے، جیسے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ کفار نے جنگیں کیں اور محض دین اسلام کو مٹانے کے لئے آپ پر حملہ آور ہوئے، اب اس زمانہ میں چونکہ یہ شرط مفقود ہے، اور کفار کی طرف سے تلوار کے ساتھ دین اسلام کو مٹانے کی کوشش نہیں کی جاتی، اس لئے اذا فات الشرط فات المشروط۔ دین کے لئے تلوار بھی جائز نہیں۔ نہ کسی کافر کو اس لئے قتل کیا جا سکتا ہے، کہ شریعت اسلامی کا منکر ہے، جہاد بالسیف کو محض اسی حد تک آپ نے حرام ٹھیرایا ہے اور صاف لکھا ہے کہ

ولاشک ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ہذا الزمن وہذہ البلاد فالیوم حرام علی المسلمین ان یحاربوا للدین وان یقتلوا من کفر بالشرع المتین۔ فان اللہ صرح حرمۃ الجہاد عند الامن والعافیۃ ۰

یعنے اس میں کوئی شک نہیں، کہ اس زمانہ میں اور ان بلاد میں جہاد کی شرائط پائی نہیں جاتیں، اس لئے آج کل مسلمانوں پر حرام ہے کہ دین کے لئے جنگ کریں۔ اور اس شخص کو قتل کریں، جو شریعت اسلام کا منکر ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امن اور عافیت کے زمانہ میں جہاد کی حرمت کو واضح کر دیا ہے،

کیا ہمارا لائق معاصر حضرت مسیح موعودؑ کے ان کھلے الفاظ کو اپنے معزز صحیفہ میں درج کر کے اس غلط فہمی کو دور کرے گا جو ان کے مندرجہ بالا الفاظ سے پیدا ہونے کا احتمال ہے؟

بنگال اور ہندوستان

بنگال میں آجکل دور تشدد جاری ہے، حکومت کی طرف سے تشدد آمیز قوانین نافذ ہو چکے ہیں۔ جن کے ماتحت کلکتہ میں بہت مکانوں کی تلاشیاں لی جا چکی ہیں، حکومت کا خیال ہے، کہ بنگال میں انقلاب پسند لوگ موجود ہیں۔ اور ان کی ایسی دہشت ناک سوسائٹیوں کو تباہ کرنا ضروری ہے، اس کارروائی نے سارے بنگال کو حکومت کے خلاف مشتعل کر دیا ہے، اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ نے سوئے ہوئے شیر کو جگا دیا ہے، اہل بنگال ایجی ٹیشن میں مشہور ہیں تقسیم بنگال کے موقعہ پر ان کی ایجی ٹیشن کامیاب ثابت ہوئی۔ اور اب بھی امید کی جاتی ہے، کہ وہی ہندوستان کی آزادی کا موجب ہوں گے" مہاتما گاندھی آجکل کلکتہ میں ہیں اور سوراجیوں اور انتہا پسندوں کے درمیان جو تفرقہ کی خلیج حائل تھی، اس کو پاٹ چکے ہیں، ترک موالات کو وہ اب زمین کے اندر دفن کر چکے ہیں۔ اور کونسلوں کے داخلہ میں سوراجیوں کو امداد دینا پسند کرتے ہیں۔

بہرحال حکومت بنگال کی تشدد آمیز پالیسی نے ملک کی سیاسی فضا میں ایک اور تموج پیدا کر دیا ہے، جو نہ معلوم کن نتائج کا موجب ہوگا۔

مسٹر داس کا سوال

مسٹر سی آر داس اپنی ایک تقریر میں کلکتہ کی ان تلاشیوں کا ذکر کرتے ہوئے حکومت سے یہ سوال کیا ہے۔ کہ

"مہربانی کر کے یہ تو بتاؤ کہ ان تلاشیوں سے آپکے ہاتھ کیا آیا۔ کتنے پستول۔ کتنے بم، اور کسقدر گولہ بارود دستیاب ہوا"

اس سوال کا جواب تو حکومت ہی کے ذمہ ہے، لیکن اگر فی الحقیقت ان تلاشیوں سے کچھ بھی برآمد نہیں ہوا، تو دہشت ناک سوسائٹیوں کا وجود کیا ہوا؟ کیا محض ایک فرضی خیال پر حکومت نے یہ تمام کارروائی کی؟ ہم نہیں کہہ سکتے، کہ لارڈ لٹن جیسا بیدار مغز انسان ایسی ناعاقبت اندیشی کا مرتکب ہوا ہو، معاملہ کی تہ میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا جس کے انکشاف کی امید رکھنی چاہیئے، اور حکومت پر پہلے ہی سے ظلم و ستم کا الزام نہیں دے دینا چاہیئے

کابل کا واقعہ سنگساری

اودھ اخبار کی رائے

عنوان بالا سے لکھنو کا مشہور روزانہ اخبار "اودھ اخبار" اپنی ۵ - اکتوبر کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

کچھ دن قبل ہم نے ان کالموں میں کابل سے آئی ہوئی حیرت انگیز اطلاع کا ذکر کیا تھا، جس میں ایک شخص نعمت اللہ نامی کی سنگساری کا حال تھا، اس خبر کو لکھتے ہوئے ہم نے پبلک سے خواہش کی تھی، کہ اس خبر پر اس وقت تک کوئی خیال آرائی نہ کی جائے، جب تک کہ کابل سے سرکاری اطلاع نہ مل جائے، کیونکہ ہمیں کسی طرح اس بات کا یقین نہیں آیا تھا، کہ کابل میں جہاں آج ایک نہایت ہوشیار روشن خیال امیر حکمران ہے۔ ایسا کوئی واقعہ پیش آسکتا ہے، اس کے بعد کابل سے مختلف ذرائع سے متواتر اطلاعات اس بارہ میں موصول ہوئی ہیں، اور اب ایک حد تک پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے، کہ کابل کی سلطنت میں ایک کابلی نعمت اللہ نامی کو صرف اس جرم میں سنگسار کیا گیا ہے، کہ وہ بلحاظ عقیدہ قادیانی تھا۔ ان اطلاعات کے موصول ہونے پر پنجاب کے بعض اخبارات میں مختلف خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے، جن میں زیادہ حصہ نہایت ناگوار خیالات کا ہے، ہم اس جگہ ان جملہ خیالات کا اعادہ یا ان کی تردید میں کچھ لکھنا نہیں چاہتے، لیکن اس قدر ضرور اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ زیادہ حصہ ان خیالات اور رایوں کا جو اس بارے میں ظاہر کی گئی ہیں۔ نہایت نامناسب اور بے موقع ہے اس میں شبہ نہیں کہ بمصداق

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

جو کچھ حکومت کابل نے اس بارہ میں فیصلہ کیا ہے، وہ بجائے خود مناسب موقع اور مطابق مصلحت ہوگا۔ نیز ہندوستانیوں کو یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ وہ ہندوستانی معاملات پر حکومت کرنیکی کوشش کو کابل تک وسیع کر سکتے ہیں، کابل کے معاملات کابل کی حکومت کے اختیار میں ہیں، ان پر ہندوستانی رائے کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا، لیکن باوجود ان مسلمات کے ان افعال کے حسن و قبح کے متعلق بھی اسی طرح جس طرح تمام دنیا کے مسائل پر رائے زنی کی جاتی ہے، رائے ظاہر کرنے کا حق زائل نہیں ہو سکتا، اور اسی حق سے فائدہ اٹھا کر ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے، کہ حکومت کابل نے ایک فرد واحد کو محض اس کے اعتقادات اور خیالات کی وجہ سے جس کا کوئی اثر ملک اور باشندگان ملک پر نہیں پڑ سکتا تھا، سنگسار کر کے نہایت سخت تاریک خیالی اور عدم رواداری کا ثبوت دیا ہے، بعض لاہوری اخبارات اس واقعہ کو محض اس وجہ سے حق بجانب قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ایک قادیانی شخص جس کے اعتقادات و خیالات سے وہ متفق نہیں تھے، سنگسار کیا گیا ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہ اخبارات حکومت کابل کے ساتھ دوستی کا حق ادا کرنے کی بجائے دشمنی کر رہے ہیں کیونکہ کابل کے ساتھ اس وقت دوستی یہی ہے، کہ اسے اس ناراضی سے اطلاع دی جائے، جو اس کارروائی سے تمام متمدن دنیا میں اس کے خلاف پیدا ہو رہی ہے، یہ معاملہ محض ایک قادیانی کی سنگساری کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کابل کی سلطنت میں کوئی شخص ایسے اعتقادات و خیالات رکھ کر زندہ نہیں رہ سکتا، جو وہاں کے باقتدار علماء و حکام کے خلاف ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ تمام متمدن دنیا اب اس تاریک حد سے بہت دور چلی گئی ہے جبکہ آزادی رائے و خیال پر بھی پابندیاں عائد تھیں اب کسی متمدن ملک میں دلوں پر حکومت کرنے کی کوشش نہیں ہو رہی ہے جیسی کہ کبھی زمانہ جاہلیت میں ہوتی ہوگی، اسی وجہ سے اس متمدن دنیا میں اور اس آزادی کے دور میں کابل کا واقعہ تمام دنیا کو حیرت میں ڈالنے کے لئے کافی ہے،

اس موقع پر مذہبی اختلافات کو پیش نظر نہ رکھنا چاہیے، بلکہ اس واقعہ پر اصولاً اظہار ناراضی و اختلاف کرنا چاہیے، جو لوگ اس واقعہ کو محض ایک قادیانی کی سنگساری سمجھ کر واجب جان رہے ہیں، وہ سخت غلطی پر ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر مرحوم امیر کابل کے متعلق قادیانی ہو جانے کی افواہ جو کچھ عرصہ قبل پھیلی تھی صحیح ہوتی اور کوئی غیر قادیانی شخص اس طرح وہاں سنگسار کیا گیا ہوتا تو ان کا اس واقعہ کی نسبت کیا خیال ہوتا۔

آنچہ برخود نہ پسندی بر دیگراں مپسند

کوئی اعتقاد یا مذہبی خیال و رائے اس وقت تک قابل سرزنش نہ ہونا چاہیے، جب تک کہ وہ امن عامہ میں کسی طرح خلل انداز ہو۔ ہمیں کابل اور اس کے بابرکت حکمران کی طرف سے اب بھی کسی قسم کی بدگمانی نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیں متواتر بتایا گیا ہے، کہ کابل میں نہایت آزادی سے تمام غیر مسلم رہ سکتے ہیں۔ اور انہیں جملہ حقوق شہریت حاصل ہیں، اس وجہ سے ہم آخر میں پھر اس قدر لکھنا چاہتے ہیں، کہ اس واقعہ کے متعلق کچھ حالات ضرور پردۂ راز میں ہیں۔ اور یقین ہے کہ کابل کے ارباب حل و عقد کابل جیسی ہر دلعزیز سلطنت کے چہرہ سے یہ بدنما دھبہ دور کرنے کے لئے اس معاملہ کے صحیح حالات سے دنیا کو جلد مطلع کریں گے، اور پبلک کو یقین دلائیں گے، کہ کابل میں ہر متنفس کو خواہ وہ کسی خیال اور عقیدہ و مذہب کا کیوں نہ ہو، دیگر متمدن ممالک کی طرح تمام حقوق شہریت مساویانہ اس وقت تک حاصل ہیں، جب تک کہ کوئی واقعی فعل سلطنت کے امن کو خطرہ میں نہ ڈالے، افغانستان ہندوستانیوں کے لئے نہایت دلچسپ جگہ ہے، اور وہاں سلسلہ آمدورفت کی سہولتیں اور آسانیاں ہو جانے پر کثیر تعداد میں ہندوستانی کابل کی صحت بخش آب و ہوا سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ ایسے ہر دلعزیز ملک میں احساس رواداری کا ہونا لازمی ہے،

بقیہ صفحہ اول

یہ چارٹر ایک بادشاہ کی طرف سے اپنی رعایا کو عطا ہوتا ہے یہ کوئی عہد نامہ یا صلحنامہ نہیں، جو وقتی حالات کے ماتحت دشمن کے ساتھ مجبور ہو کر کیا جائے،

حضرت نبی کریم صلعم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دور حکومت تھا اور حضرت خالدؓ بن ولیدؓ مسلم فوج کے کمانڈر انچیف تھے۔ آپ نے اس اعلان میں جو عیسائیوں کی جان اور مال اور آزادی کی حفاظت کے لئے کیا یہ صاف لکھا ہے کہ

"ان عیسائیوں کو ناقوس بجانے اور تہواروں کے موقعہ پر صلیبوں کو باہر لانے سے روکا نہ جائیگا"

اس اعلان کو حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول اور آپ کی کونسل نے منظور کیا۔

ناقوس کا بجانا اور صلیبوں کا باہر لانا قابل غور ہے، ایک ہندو ناقوس کو بجائے یا ایک عیسائی کیا فرق اس میں پیدا ہوتا ہے، ایک ہندو آرتی کو اٹھا لائے یا ایک عیسائی صلیب کو باہر نکالے اس میں تمیز کرنا کیونکر جائز ہے، یا کونسا نقصان ایک سے واقعہ ہوتا ہے اور دوسرے سے نہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی افواج کو جو احکام دیئے ان میں میں یہ بھی پڑھتا ہوں کہ

"مجاوروں اور راہبوں کے آرام میں مخل نہ ہو اور نہ ان کی جائے رہائش کو تباہ کرو"

عین جنگ کے گھمسان میں بھی ایک مسلمان سپاہی کسی راہب کے آرام میں خلل انداز نہیں ہو سکتا، کس طرح ایک مسلمان دوسروں کے مذہبی مقام سے باجا اور ڈھول بجاتا ہوا گذر سکتا ہے۔ ایسے راہبوں کے آرام میں ہرگز مخل نہ ہونا چاہیے،

میں اپنے ہندو بھائیوں کے مذہبی احساس پر اس کا فیصلہ چھوڑتا ہوں، میں انہیں یقین دلاتا ہوں، کہ اپنی مسجدوں میں ہم لوگ اللہ تعالے کے نام کی عزت کرتے اور اسے یاد کرتے ہیں۔ بالفاظ قرآن "ان کے خدا اور اپنے خدا" کی عبادت کرتے ہیں، وہ ایک ہی ہے اور وہ وہی ہے، جو ان کا خدا ہے۔ میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں، کہ [illegible] ہندو قوم کا مذہبی ادراک کیونکر بلند ہو سکتا ہے، اگر ان کے باجا اور ڈھول بجانے سے مسجدوں کے اندر مسلمانوں کی نمازوں میں خلل پیدا ہو؟

(باقیہ آیندہ)

امتحان دینے والے احمدی احباب

جماعت کے ایسے طالب علم جو مولوی فاضل ۔ منشی فاضل بی۔ ای۔ ایس وی۔ بی۔ اے۔ وی۔ ایس اے وی کا امتحان دینا چاہیں وہ اپنی درخواستیں بھیجدیں۔ انجمن ایک حد تک اس میں امداد دے گی،

چودھری ظہور احمد صاحب جائنٹ سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مسلمانان مقدونیہ کے دلچسپ حالات

ان کی زندگی کا روزانہ نقشہ

ایک انگریز کی تحقیقات

"لندن ٹائمز" کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ آجکل ترکی اور یونان کے مابین جو مبادلۂ آبادی کا سلسلہ قائم ہے یہ کوئی نئی چیز نہیں، جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔

اس وقت ایک لاکھ پندرہ ہزار مسلمانوں میں سے جو تین چوتھائی نفوس مقدونیہ سے منتقل ہونے والے ہیں۔ انہیں ان کے یونانی ہمسائے قونین کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ ان ترکوں کی اولاد ہیں جو ۱۳۰۰ء کے بعد ایشیائے کوچک کے شہر قونیہ سے آکر یہاں آباد ہوگئے ہیں۔ انہیں سلطان بایزید اول نے اس ملک کو فتح کر کے یہاں بسا دیا تھا۔ یہیں ایک گاؤں میں قبر ہے جس کے پتھر پر "لطیف" کندہ ہے۔ یہ شخص ۱۴۰۵ء میں فوت ہوا ہے۔ یہاں کے باشندے سب اسی کی اولاد ہیں۔ یہ لوگ خود بھی قونیہ ہی کو اپنا وطن بتاتے ہیں۔

ترکوں کے آباد ہونے کے وجوہ

جن سمیوں کو مغلوب و مقہور کیا گیا تھا۔ ان کی بغاوت کا ہر وقت اندیشہ لگا رہتا تھا۔ اسلئے سلطان بایزید نے ان لوگوں کو یہاں لاکر آباد کر دیا تاکہ وقت ضرورت ان سے کام لیا جائے اور خطرہ کا بھی پورا پورا انسداد عمل میں آئے۔

ان لوگوں کی آمد سے بغاوت کا اندیشہ دور ہو جانے کا پورا امکان تھا اسلئے کہ ضرورت کے واقع ہو جانے پر انہیں فوج میں بھرتی کر کے کامیابی کے ساتھ فتح حاصل کی جاتی تھی۔ ان وجوہ کی بنا پر ہمیں یقین ہے کہ یہاں کی آبادی خالص ترکی النسل انسانوں پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ اپنی بیویوں کو بھی ہمراہ لے گئے تھے۔

وہ جو دریاں بناتے اور مختلف قسم کے کاداتی اور کشیدہ کاری کا کام کرتے ہیں وہ بالکل اناطولی نمونہ کی ہوتی ہیں جنہیں عورتیں بھی بناتی ہیں۔

ان قریات و دیہات کی سیر دلچسپی سے خالی نہ ہوگی جہاں دریاں نہیں بنی جاتیں۔

ان کے خط و خال اکثر مقدونیہ سے ملتے ہیں۔ اور ان کی صحت بھی اچھی ہے۔

مختلف قیاسات

یقیناً یہاں کی آبادیاں مخلوط النسل ہیں۔ اگرچہ وہ ہیں ترک لیکن وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ تنہا آئے تھے۔ اور انہوں نے اس ملک کی عورتوں سے شادیاں کیں جو اولاد پیدا ہوئی وہ بھی ترک ہی کہلائے

مبادلۂ آبادی

اب جو مبادلۂ آبادی ہو رہا ہے۔ یہ مقدونیہ کے لئے جدید بات نہیں جو قونین تھریس کی سرحد پر آباد ہیں انہیں کوہستان پنڈو سے یہاں لایا گیا تھا یہ بھی مخلوط النسل ہے جو ہندو اور مسلمانوں کے امتزاج کا خونی نتیجہ ہے

یوروپین افراد کی خوشحالی

یہ ایک لاکھ پندرہ ہزار مسلمان جو منتقل کئے جا رہے ہیں دراصل یوروپین ہیں جنہوں نے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا تھا۔

چونکہ یہ ضلع بہت دور و دراز فاصلہ پر ہے۔ جہاں سے اطراف و جوانب کو کوئی سڑک نہیں جاتی نہ خاص ترکی کا کوئی ترک باشندہ یہاں رہتا ہے نہ ان کا کوئی سکول بنایا گیا ہے۔ اسلئے صرف وہی باشندے ترکی زبان میں گفتگو کر سکتے ہیں جو ترکی فوج میں شامل ہو چکے ہوں۔

باقی تمام باشندے اور ان کی عورتیں بالعموم یونانی زبان بولتی ہیں جیسا کہ ان مسیحی افراد کا قاعدہ تھا۔

"حسان" اپنے مسلم نام سے پکارا جاتا ہے لیکن وہ یونانی میں جواب دیتا ہے۔ اگر ان سے اصرار کے ساتھ دریافت کیا جائے تو وہ اس بات کا اعتراف کر لیتے ہیں کہ ان کا خاندانی نام مسیحی ہے

رسم و رواج

ان کے اس مسیحی زبان بولنے سے اور بھی نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں مثلاً وہ ہمیشہ مقدس مریم کی قسم کھایا کرتے ہیں۔ اور ان کی

تلخ ترین جو گالی ہے وہ صلیب مقدس کی مخالف مسیحیت ہے۔ ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں کو وہ مقدس مہینے سمجھتے ہیں۔
ان کے قریات و دیہات میں جو پہاڑیاں ہیں۔ انہیں بھی وہ مسیحی ولیوں ایلیس، نکولس اور جارج کے نام کی نسبت ہی سے پکارتے ہیں۔

ان باشندوں پر یونانی باشندے بعض اوقات اس امر پر بہت حیران و متعجب ہوتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔ یہ لوگ ترک کہلاتے ہیں اور ترکی زبان سے نا آشنا اور بیگانہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انہیں طعن آمیز طور پر "والہی" کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ نام کچھ ایسی عمومیت و شہرت پا گیا ہے کہ اسے قریب قریب نیم سرکاری حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔

قیاس محض

تاریخ سے ان کے مسلمان ہونے کے متعلق کوئی بات معلوم نہیں ہوتی لیکن مقامی طور پر جو قصے مشہور ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آج سے ڈیڑھ سو سال قبل البانیہ کے شہرہ آفاق مظالم حاکم علی پاشا کے جبر اور دباؤ سے اسلام لانے پر مجبور ہوئے لیکن اس میں کوئی شائبہ صداقت نظر نہیں آتا۔ کیونکہ علی پاشا تو مسلمانوں سے زیادہ عیسائیوں کے ساتھ بذل کرام رکھتا تھا
ان امور کے علاوہ ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ان کے قبرستانوں میں جو سنگہائے مزار پائے جاتے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترکوں کی فتح اور فیروزمندی سے قبل کے ہیں۔ اور اس بات کی کسی قدر شہادت موجود ہے کہ ترکوں نے جس وقت مقدونیہ پر پورا تسلط و اقتدار قائم کر لیا تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ جو لوگ اپنے مفتوحہ ملک میں بدستور رہنا چاہتے ہیں وہ اپنے عیسائی مذہب کو خیرباد کہہ دیں۔ لوگ اس اشارے کو سمجھ گئے اس کا مفہوم یہ تھا کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ یا ملک سے نکل جاؤ۔

کراجودہ کے باشندے

یہی حالت کراجودہ کے باشندوں کی ہے۔ یہ مقام وڈونا کے شمال سے وہاں سے چار گھنٹے کے راستہ پر ہے۔ یہاں دس ہزار "پومکس" یعنی وہ مسلمان جو بلغاری بولتے ہیں آباد ہیں۔ ان کے مسلمان ہونے اور تبدیل مذہب کے متعلق کسی تاریخ یا مشہور عام قصے سے کوئی پتہ نہیں چلتا۔

لیکن اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ پومکس نے تدریجی طور پر تبدیل مذہب کیا جس کے وجوہ وہی تھے جن سے تھوریس کی سرحد کے باشندے اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور ہوئے۔

"پومکس میں متفرق طور پر چند ایسے بھی متفرق قریات ہیں جن کے باشندے ترکی بولتے ہیں۔ ان میں فوجی روح بہت زبردست ہے۔

کراجودہ کے منتہائے شمال میں ایک اور موضع آباد ہے جس کا نام لونبے ہے۔ اس کی حالت بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ یہاں کے باشندے ولاخ زبان بولتے ہیں جو کسیقدر رومانی زبان سے مشابہ ہے۔
صرف انہی لوگوں کے بجبر مسلمان بنائے جانے کی صحیح روایت موجود ہے۔

من گھڑت باتیں

ان کے تبدیل مذہب کا واقعہ یہ ہے کہ ان ولاخوں نے ایک ترکی ٹیکس افسر کو قتل کر دیا تھا جس پر ان سے کہا گیا کہ اب تمہارے لئے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو اسلام کو قبول کرو یا موت کا جام پیو۔
یہ لوگ ہماری طرح اکثر عیسائی یادگاروں کو بنظر احترام دیکھتے ہیں۔ ولاہڈس کے دیہات میں کئی گرجے ہیں۔ جہاں زیتون کا تیل جلایا اور روپیہ چڑھایا جاتا ہے اور بہت سی مسیحی رسمیں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں

مجبورانہ اعتراف

ان تمام امور کے باوجود پومکس اور ولاہڈس اچھے مسلمان ہیں صوم و صلوٰۃ کے سختی کے ساتھ پابند ہیں۔ ان کی مسجدیں آباد ہیں۔ ہر شخص تیسوں روزے رکھتا ہے۔ تمام پومکس اور دیگر قوموں کا بڑا حصہ نہایت صحیح العقیدہ سنیوں پر مشتمل ہے۔ شیعہ بھی بہت آباد ہیں۔
ان لوگوں میں سے زیادہ تر مسلمان زمینوں کے مالک ہیں اور ان کی گذر زراعت پر ہے۔ پومکس نہایت عمدہ ریشم پیدا کرتے ہیں۔

اس لئے وہ زیادہ دولت مند ہیں۔ ان کے قریات بھی برابر بسے ہوئے ہیں اور بہت گنجان ہیں۔
کوالا کے تورنین تمباکو کی صنعت کے لئے مشہور ہیں اور یہ بھی بہت خوشحال ہیں۔ اور ان کے پاس کافی دولت ہے۔
تورنین اور ولاہڈس میں بہت عداوت ہے۔ ان میں باہم بہت کم شادیاں ہوتی ہیں۔ باقی تینوں قوموں میں شادی کا مسئلہ کم ہے

حسن و جمال

ولاہڈس کی صحت بہت اچھی ہوتی ہے۔ سیاہ آنکھیں لمبے قد بھاری جبڑے ان کی خاص نشانیاں ہیں۔ ان کی عورتیں بہت حسین ہوتی ہیں
تورنین کی صحت اسقدر اعلیٰ تو نہیں ہوتی تاہم ان کے قد لمبے اور جسم مضبوط ہوتے ہیں۔ ان عورتوں کی شادی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک وہ اٹھارہ برس کی نہ ہو لیں۔ ان کو اپنے روایتی عورانہ حسن و جمال سے کسیقدر کم حصہ ملا ہے۔
پومکس مقدونیہ کی نسبت بلغاری وضع و قماش زیادہ رکھتے ہیں مذہب اسلام اختیار کر لینے سے ولاہڈس میں یونانیوں کی بہ نسبت۔ صداقت۔ سچائی۔ مہمان نوازی اور غیرت۔ خودداری کے جوہر پیدا ہو گئے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں ان خصائص پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن ترک مذہب سے ان میں غرور و خودغرضی کا مادہ بہت کم ہو گیا ہے۔

اولوالعزمی اور حوصلہ مندی

اس حقیقت کے باوجود یہ لوگ بڑے اولوالعزم اور حوصلہ مند واقع ہوئے ہیں جس کا ثبوت ان کے سفر امریکہ سے مل سکتا ہے۔ امریکہ میں یہ لوگ چند ڈالر اجرت پر کام کرتے ہیں اور آخر میں لاکھوں روپیہ کے آدمی بنکر واپس آتے ہیں۔
تورنین میں اس قدر جذبہ عمل نہیں وہ زیادہ تر وطن ہی میں رہتے ہیں۔

صحت کی حالت

ولاہڈس میں کسی قدر یوروپین نمائش کا رنگ بھی آ گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے قریات ان کے مکان اور ان کے جسم نہایت صاف اور عمدہ حالت میں نظر آتے ہیں۔
تورنین میں قدامت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ ان کے مکانات بھدی دیواروں کے ہوتے ہیں۔ دروازوں میں بھی کوئی خوبی نہیں ہوتی۔ لیکن ان کے گھروں کے اندرونی حالت بہت اچھی ہوتی ہے۔ ان کے بستر اور سونے کا سامان مشہور ہے۔

مکانات و دیہات

ان عورتوں کی صحت نہایت عمدہ اور قابل رشک ہوتی ہے ان کے مکانات کے صحن بھی نہایت وسیع ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے گاؤں میں بلحاظ اعداد و شمار بہت کم مکانات ہوتے ہیں۔ ان مکانات میں ان کی عورتیں نہایت آزادی سے پھرتی ہیں۔ اور کوئی شخص بلا اجازت اندر قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

پومکس اور ولاہڈس کے مکانات تنگ مگر خوبصورت ہوتے ہیں۔ ان کی عورتوں کی شادیاں بھی اوائل عمری میں ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان کی صحت نسبتاً کمزور ہوتی ہے۔ ولاہڈس اور پومکس مقامی عیسائیوں کی طرح قہوہ کی دوکان پر بطور تفریح کے بیٹھے اور لطف اٹھاتے نظر آتے ہیں۔ تورنین کشتیاں لڑنے اور پہلوانی کرنے سے شغف رکھتے ہیں۔ انگریز بھی جنگ سے بیشتر مؤخر الذکر ورزش میں بہت دلچسپی لیا کرتے تھے۔
ولاہڈس کی طرح وہ ناچ رنگ کو پسند نہیں کرتے لیکن وہ کسی نٹنی کو اپنے گھر میں بلا کر اس کا ناچ دیکھتے ہیں۔ کوئی برائی بھی خیال نہیں کرتے۔
ان تمام اقوام کی زبان سے یہ جملہ سنا جاتا ہے کہ ترکی کی قسمت میں آرام نہیں۔

نہایت ضروری

باہر کے احباب کو بعض اوقات انجمن کے مختلف صیغہ جات مثلاً محاسبت۔ اخبارات۔ دارالکتب اسلامیہ۔ دفتر سکرٹری کے متعلق عملہ کی بے توجہی یا کثرت کار کے باعث شکایات پیدا ہوتی رہتی ہیں، اس کا سلسلہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اگر انجمن کے متعلق کسی قسم کی شکایت ہو، تو وہ براہ راست حضرت امیر کے نام بھیجی جایا کرے، اس طرح سے انشاء اللہ شکایت جلد رفع ہو سکتی ہے، جملہ احباب نوٹ کر لیں۔
اسسٹنٹ سیکرٹری

یورپ کی سیر

پنڈت ٹھاکر دت شرما موجد امرت دھارا اور لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر دیش کی چٹھیاں سیاحت یورپ کے متعلق آجکل بعض اردو اخبارات میں چھپ رہی ہیں۔ قریباً ان سب چٹھیوں میں پیرس و لندن کی تاریک زندگی کے تباہ کن پہلو دکھائے گئے ہیں۔ پنڈت ٹھاکر دت جی نے خصوصاً لندن کے ہوٹلوں کی زندگی پر صراحتاً لکھا ہے۔ اور بتایا ہے کہ نہ صرف ہوٹلوں میں عیش و تفریح کے سامان موجود ہیں بلکہ بعض ہوٹلوں کا مطلب ہی کھانا پینا اور عیش اڑانا ہے۔ اور جن ہوٹلوں میں زیادہ حسین عورتیں ملازم ہیں ان ہوٹلوں کے اخراجات بھی زیادہ ہیں۔ پیرس کے متعلق تو وہ لکھتے ہیں جو کچھ یہاں دیکھا ہے وہ لکھا نہیں جا سکتا مختصر یہ ہے کہ دنیا میں کسی جگہ وہ باتیں نہیں ہوتیں جو یہاں ہوتی ہیں۔ اور پھر ہمارے ہندوستانی جو پیرس میں آتے ہیں وہ نوجوان ہستیوں کے فریب حسن پر لٹو ہو کر کہتے ہیں کہ اگر روپیہ ساتھ دے تو مزہ پیرس میں ہے۔ کالے کلوٹے حبشی گوری گوری لڑکی کو لئے پھرتے ہیں۔ لیکن ان آزاد ملک میں کوئی انگلی اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ بعض انگریزوں سے گفتگو کرنے پر معلوم ہوا کہ زیادہ آزادی زمانہ جنگ کے بعد سے شروع ہوئی ہے۔ عورتیں یہاں مردوں سے زیادہ ہیں۔ اور ان میں اکثر کو اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لئے بدنامی کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔

لندن کے اخبار

لندن میں ایسے اخبار ہیں جو دن میں تین چار بار شائع ہوتے ہیں۔ روزانہ شائع ہونیوالے کئی اخبار ہیں جو ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں۔ ایک ہفتہ وار اخبار "نیوز آف دی ورلڈ" ہے جو کئی لاکھ چھپتا ہے۔ روزانہ اخبار "ڈیلی میل"، لاکھ چھپتا ہے۔ ان کے انتظام ان کے خرچ۔ ان کی چھپائی۔ ان کی چھپائی کی مشین کس کس کا ذکر کروں۔ "ٹیبو اخبار" نے اپنے بڑے کارخانہ کے ساتھ ایک بار کوشش کی کہ لاکھ اخبار چھاپوں گا۔ کئی دن لگے رہنے پر بھی وقت پر لاکھ اخبار نہ نکل سکا۔ اور یہ سترہ لاکھ اخبار روزانہ نکلتے ہیں۔ اور ہمارے دن کی خبریں اگلی صبح کو دیتے ہیں۔ ان مشینوں کا اندازہ لگانا مشکل ہے جو کہ چھاپتی کاٹتی۔ کھول کر جلد پیکٹ بنا کر آپ کے ہاتھ میں دے دیتی ہیں۔ اور ایک گھنٹہ میں ہزارہا پیکٹ تیار کر دیتی ہیں۔

"ڈیلی میل" کا اپنا ہوائی جہاز ہے جو انگلینڈ میں شام کو اور بہت بڑا اکرا اپنے دھوئیں سے "ڈیلی میل" لکھتا ہے۔ یہ روزانہ کا اشتہار جاری رہتا ہے۔ ان لوگوں کی آمدنی اور خرچ کا اندازہ کرو "ڈیلی میل" کے اشتہار کے پہلے صفحہ کی اجرت ایک بار کی ۸ ہزار روپیہ ہے۔ اور چھ مہینے پہلے اس کا ٹھیکہ ہوا کرتا ہے۔ اشتہاروں پر بہت زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ در و دیوار کوئی اشتہار کے بغیر نہیں۔ ریل کا چپہ چپہ بلکہ ریل کی سڑکیں ٹرام یا بس کوئی جگہ بھی اشتہار کے بغیر نہ پاؤ گے۔
یہاں اشتہار تجارت کا ایک ضروری جزو ہے۔ اشتہار سے یہ بکری اسقدر بڑھ جاتے ہیں کہ ایک بار ایک اخبار کو ۱۰ ہزار دے سکتے ہیں ایک بار میں نے اسی ایک صفحہ پر ایک ایسے صابون کا اشتہار دیکھا کہ جس کی قیمت صرف ، رتی بکس تھی۔

لندن کے تھیٹر

یہاں کے سنیما تھیٹر کابرٹ وغیرہ کتنا خرچ کرتے اور کتنا کماتے ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے سنیما کے فلم بنانے والی کمپنیاں بعض ایکٹر یا ایکٹریسوں کو ایک ایک دن کے واسطے ہزارہا پونڈ ادا کرتی ہیں ایکٹروں اور ایکٹریسوں کی تنخواہ سینکڑوں اور بعض اوقات ہزاروں پونڈ ہوتی ہے بڑے تھیٹروں کے اندر ہزاروں آدمی بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر یہ مزہ کہ ٹکٹ کا پہلے انتظام کیجئے۔ سارے یورپ میں یہی حال ہے۔ وائنا کے تھیٹر دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے محل کیا ہیں۔ سینیچروار صبح میں ٹکٹ لینے گیا تب بھی کتنی دیر کے بعد ٹکٹ تک پہنچ سکا۔ وائنا کے ایک تھیٹر کو میں نے اندر سے دیکھا سین بدلنے کے واسطے اتنی بڑی مشین لگائی ہے کہ نیچے جا کر یہ معلوم ہوا کہ میں کسی بڑے بھاری مشینوں کے کارخانہ میں پہنچ گیا ہوں۔ ہر بڑے شہر میں تھیٹر ایک ایسا مقام ہوتا ہے جو دیکھنے کے قابل ہوتا ہے پیرس

مانٹنا کے اوپر بڑی ہی خوبصورت عمارات ہیں، ان بٹروں کی عمارات پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔ ہوٹلوں وغیرہ کا ذکر پہلے کہیں کر چکا ہوں یہ تو اسی قسم کے کام ہیں جو کہ ان کے اندر ہی ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے کام ہیں جو کہ دوسرے ممالک سے ہو رہے ہیں۔ آپ ان کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا کا روپیہ کھینچ کھینچ کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اور کیوں نہ لیں جبکہ اتنا کام یہ کر سکتے ہیں۔

برطانیہ کے کارخانے

میں اسی حصہ میں گھومتا ہوں۔ اور ان چھوٹے مقامات پر گیا ہوں جہاں بڑے بڑے کارخانہ ہیں۔ کارخانے بڑے شہروں سے باہر نہایت چھوٹے مقامات پر ہیں کیونکہ وہاں سستے چل سکتے ہیں مثال کے طور پر مانچسٹر کا سب جانتے ہیں۔ یہاں آنے پر معلوم ہوا کہ یہاں کارخانے نہیں بلکہ نزدیک کی مقامات پر بولٹن ریڈنگ وغیرہ میں ہیں۔ جہاں ان کے ہیڈ آفس ہیں جہاں سے بولٹن میں جاکر ایک کپڑے کے کارخانہ کو دیکھا کپڑے کے کارخانوں میں نظر ہی مارتے گئے کیونکہ سارا کارخانہ دیکھنے کے واسطے کم از کم چھ گھنٹہ تک تو گھومنا چاہئے اور ابھی یہ چھوٹا سی کارخانہ تھا۔ انگلستان کا درمیانی حصہ جس میں مانچسٹر۔ شیفیلڈ۔ لیڈز۔ لیورپول وغیرہ مقامات ہیں۔ اس علاقہ میں گھومتے ہوئے چاروں طرف سوائے کارخانوں کی کمپنیوں کے اور کوئی قابلہ چیز دکھائی نہیں دی۔ بعض کارخانے میلوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہر شہر نے ایک خاص حصہ کو ہاتھ میں لے لیا ہے۔ کسی نے سوتی کپڑے کو ساری دنیا کے واسطے بنانا ہے تو کوئی گرم کپڑے کے واسطے میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ کوئی سٹیل کا سارا کام کرتا ہے کوئی چھری۔ کانٹے۔ یا تو قینچی ہی بناتا رہتا ہے۔ ایک ایک کارخانہ میں اتنی بڑی مشینیں کام کرتی ہیں کہ ہزاروں آدمی بھی الگ اتنا کام نہیں کر سکتے ہیں۔ جو ضرورت پیدا ہو جھٹ اسکے واسطے نئی مشین تیار ہو جاتی ہے۔ ان مشینوں کا تھوڑا سا ذکر کسی دوسرے خط میں کرونگا یہ سب لوگ کتنے مالا مال ہو رہے ہیں۔ اور دنیا کے تمام اطراف سے کھنچا ہوا دھن کتنا یہاں آتا ہے۔ اس کا اندازہ اعداد و شمار سے ہو سکتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چونکہ اسوقت میرے پاس نہیں ہیں۔ جرمنی۔ آسٹریا کے اندر گھومتے ہوئے بھی یہی حال دیکھا کسی علاقہ سے بھی گذر گیا۔ کارخانوں کی کمپنیاں ہی دکھائی دیتی ہیں جسکا تھوڑا سا بھی ایسا کام ہے۔ وہ مالا مال ہے۔ ہزارہا روپیہ یہاں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ لاکھوں والا کچھ گنا جاتا ہے۔

ہمارے یہاں جو امیر کہلاتے ہیں۔ وہ یہاں کے معمولی آدمی ہیں۔ اور یہاں کے امیر کروڑوں کے مالک ہیں بعض کے تو اتنے کارخانوں میں حصے ہیں کہ وہ اوروں کے اولاد بیٹھے موجیں اڑا رہے ہیں۔ ایک ایک امیر ہزارہا روپیہ ماہوار خرچ کرتا ہے۔ ان کی عورتیں بعض اوقات ایک پوشاک پر ہزاروں خرچ ہو جاتے ہیں۔ ہیرے۔ جواہرات۔ موتی یہی لوگ خرید سکتے ہیں۔ ان کے بنگلے۔ ان کی عمارات۔ ان کی سواریاں۔ ان کے شاہی اخراجات دیکھ کر پتہ لگتا ہے کہ یہ دولت سے بھرے ہیں۔ ایک دفعہ میز پر بیٹھ کر کھانے کے وقت اعلیٰ کھانو اور شرابوں سے اتنا بل بڑھا سکتے ہیں کہ ہندوستان میں کسی امیر سے امیر کو اتنا کھانے پر خرچ کرنے کا خیال بھی نہ آئے۔ قصہ کوتاہ دولت کے دریا بہ رہے ہیں جو کہاں سے آتے ہیں مجھے معلوم نہیں۔

پروفیسر ہرزفیلڈ جو جرمنی کے ماہر آثار قدیمہ ہیں پہلوی اور یونانی تہذیب کی تحقیقات کی غرض سے افغانستان جا رہے ہیں۔

تازہ خبریں

کلکتہ ۸۔ نومبر آج کلکتہ کی پولیس نے ایک بنگالی کے مکان پر ہوتو جنیرا نامی ایک امریکن کو گرفتار کیا۔ بندوق گرفتاری کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ یہ شخص ہانگ کانگ سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ واپس جا رہا تھا۔ اور کلکتہ میں ٹھہر گیا تھا۔

بلدیہ پونا کے ۔ ۔ اجلاس عام میں ایک قرارداد منظور کی گئی اور اس میں اس امر کے خلاف احتجاج کیا گیا کہ مسٹر سوباش چندر ابوس جو کلکتہ کے اعلیٰ انتظامی افسر تھے۔ ضابطہ نمبر ۳ سنہ ۱۹۱۸ء کے تحت گرفتار کئے گئے ہیں۔

بلدیہ بمبئی کے سال آئندہ کے میزانیہ میں پندرہ لاکھ روپیہ کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے محصول جو ساتی اب $5\frac{1}{2}$ فیصدی سے $4\frac{1}{2}$ فیصدی کر دیا گیا ہے۔

امسال کانگریس اجلاس دسمبر میں بمقام بلگام کرناٹک منعقد ہوگی۔ مہاتما گاندھی صدر ہوں گے۔ پنجاب اور صوبہ سرحد سے ۴۵ نمائندے لئے جائیں گے۔ ان میں سے نشستیں اچھوت جماعتوں کو۔ ۵ کاشتکاروں کو۔ ۱۰ انجمن عمال کو۔ اور ۳ قلیل التعداد جماعتوں کو دی جائیں گی۔ ۷۔ دسمبر ۱۹۲۴ء کو پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی کا خاص اجلاس ہوگا جس میں مندوبین کا انتخاب ہوگا۔ اس لئے جو مرد اور خواتین ان نشستوں کے لئے اپنا نام بھیجنا چاہیں وہ یکم دسمبر تک مجلس کانگرس صوبہ پنجاب لاہور کے پاس اپنے نام بھیج دیں۔ یہ شرط لازمی ہے کہ وہ ان صوبوں کے ماتحت کسی مجلس کے رکن ہوں اور انہوں نے سالانہ چندہ ادا کر دیا ہو۔

جن اضلاع میں محصول داخل کی فراہمی کے متعلق دشواری پیش آئی تھی۔ اب ان کی حالت میں اصلاح ہو رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تدابیر کامیاب ثابت ہوئیں۔ اب محصول کی وصولی شروع ہو گئی ہے۔

ٹوکیو ۸۔ نومبر۔ برطانیہ میں قدامت پسندوں کے پھر برسر اقتدار آجانے سے سنگاپور کے بحری مرکز کے متعلق جاپان میں چہ میگوئیاں ہونے لگی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نئی حکومت سب سے پہلے یہی کام کرے گی۔ جاپان میں اس خیال کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اس بحری مرکز کی اہمیت کم کر دی جائے گی۔ کیونکہ تخفیف اسلحہ کے متعلق دوسری کانفرنس منعقد ہونے والی ہے لیکن مسئلہ مشرق بعید میں ضرور الجھنیں پیدا کرکے رہیگا۔ اور جاپان اس کانفرنس میں مشروط طور پر داخل ہونے پر مجبور ہو جائے گا۔

کلکتہ ۸۔ نومبر۔ کل رات کو $9\frac{1}{2}$ بجے ایک سواری گاڑی بارک پور ای۔ بی ریلوے پہنچکر ایک دوسری ٹرین سے ٹکرا گئی۔ لیکن مسافر وغیرہ کو صدمہ نہیں پہنچا۔

لندن ۸۔ نومبر۔ آج دو پہر کے بعد ٹریڈ یونین کانگرس کا وفد روس کی طرف روانہ ہونیوالا ہے اس میں مسٹر ہربرٹ سمتھ اور بین ٹیلٹ بھی شامل ہیں۔ اس وفد کا مقصد یہ ہے کہ روس کے ٹریڈ یونین تحریک اور عام تجارت کے درمیانی تعلقات کی تحقیقات کی جائے یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس وفد کے چند ارکان میں سے تین سابق پارلیمنٹ کے رکن رہ چکے ہیں۔ ایک رکن نے کہا کہ اگر روس میں مجھ سے پوچھا گیا کہ موجودہ انتخاب میں عمال کو کیوں ناکامی ہوئی تو میں ان سے یہ کہدوں گا کہ میرا، تمہارا قصور ہے۔ زینوویف کا مکتوب اس ناکامی کا باعث

جمہوریہ آئرلینڈ کے وفد نے جس میں مسٹر جسٹس فیتھم صدر (جنوبی افریقہ) مسٹر اوینل دائرکٹر فری سٹیٹ اور مسٹر فشر (شمالی آئرلینڈ) شامل ہیں اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ اس وفد کے اجلاس لندن میں منعقد ہوں گے۔ وفد کو نہایت اہم مسئلہ پر غور کرنا ہے۔ بات یہ ہے کہ پرانے السٹر کی خشکی کی سرحد کا طول ۱۱۰ میل تھا جس میں نو اضلاع شامل تھے نئے السٹر کی خشکی کی سرحد کا طول ۲۸۰ میل ہے۔ اس سرحد پر کوئی بیس مقامات پر ریل کی لائنیں ہیں۔ اور ریل کی گاڑی ہر سفر میں روزانہ چھ دفعہ سرحد کو عبور کرتی ہے۔ اس سرحد پر ایسے گھر بھی آباد ہیں جن کے باورچی خانے تو فری اسٹیٹ کے علاقہ میں ہیں لیکن بیٹھکیں السٹر میں ہیں اس وفد نے سرحد کی تعیین کا کام شروع کر دیا ہے اور اصول یہ رکھا ہے کہ جہاں تک اقتصادی اور جغرافیائی حدود اجازت دیں باشندوں کی رضا و رغبت کو ملحوظ رکھا جائے۔

اخبار "سنڈے ٹائمز" کا سیاسی نامہ نگار لکھتا ہے کہ لارڈ برکن ہیڈ دفتر ہند کا معائنہ کر چکے ہیں۔ آپ نے اپنی حکمت عملی کو واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ آئین و قانون کے موافق انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان پورا پورا اتحاد قائم ہو جائے۔ آپ ارادہ رکھتے ہیں کہ اس مقصد کے متعلق ہندوستان کے حکام عام کے احساسات معلوم کرنے کی خاطر ہندوستان کا سفر کریں۔ اخبار "ابزرور" لارڈ برکن ہیڈ کے عہدہ کے متعلق لکھتا ہے کہ آپ بڑے زبردست مدبر ہیں اور بحث و تمحیص کرنے کی اچھی مہارت رکھتے ہیں آپ ضرور لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ ہندوستان میں امن و آئین کا قیام نہایت ضروری امر ہے۔ اصلاحات کی مشروط حالت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی یقینی اتحاد و موالات کے بغیر پیش قدمی نہیں کی جا سکتی۔ مسلمانوں اور سکھوں کو رضامند کیا جا سکتا ہے۔ اسکے بعد ہندوؤں کی شورش کے زبردست مقابلہ کا مسئلہ درپیش ہے۔ دوعملی نظام حکومت کا از سر نو امتحان ہونا چاہئے نہایت شد و مد کے ساتھ ہونا چاہئے۔ لارڈ برکن ہیڈ اس کام کو سنبھالنے کے پورے اہل ہیں۔

خریدار ضرور نوٹ فرمالیں

کہ ہر ایک خریدار کا نمبر خریداری بدل دیا گیا ہے آئندہ ہر ایک خط و کتابت بحوالہ نئے نمبر ہونی چاہیئے۔ ورنہ تعمیل حکم ناممکن ہوگی۔

ہر ایک خریدار کی چٹ پر نئے نمبر سرخی سے کاٹکر لکھے ہوئے ہیں۔ (مینیجر)

ضروری اعلان

خریداران "پیغام صلح" کی توجہ کے قابل

اخبار کی مالی حالت بوجہ عدم ادائیگی چندہ خریداران دن بدن خراب ہو رہی ہے، کئی دفعہ خریداروں کو یاد دہانیاں کرائی جا چکی ہیں، اور وی۔پی بھی کئے گئے ہیں جو بہت سے واپس بھی آ چکے ہیں،

اب پھر ہر ایک خریدار کو جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے، چٹھیاں لکھی جا رہی ہیں۔ ۱۵۔ نومبر تک مہربانی فرما کر ہر ایک خریدار جن کے ذمہ چندہ بقایا ہے اسے ادا کرکے مشکور فرمائیں۔ ورنہ اس کے بعد کا پرچہ ان کے نام وی۔پی کیا جائیگا۔ اور جن کے وی پی آج تک واپس آ چکے ہیں۔ ان کے نام مجبوراً اخبار بند کر دیا جائے گا۔ (مینیجر)

پراسپکٹس

سب اوورسیر، اوورسیر، سب انجنیئرز کلاسز کے پراسپکٹس معہ فہرست ملازم شدہ طلباء کے سول انجنیئرنگ کالج سے مفت طلب فرمائیے، جو بہ امداد و سرپرستی عالیجناب سر سجیندر مہاراجہ صاحب دام اقبالہ جاری ہے، جس کی تعلیم ضبط نظم و نسق وغیرہ کی تعریف ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا، ایگزیکٹیو کمشنر صاحب بہادر انڈیا، یا الور پٹیالہ وزیر معائنہ کرکے تحریر فرما چکے ہیں۔ (مینیجر)

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸۳

نمبر ۵ — جلد ۱۳

مدینۃ المسیح لاہور یوم اتوار مورخہ ۱۸ ربیع الثانی سنہ ہجری مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۲۴ء

اسلام قرآن کی زبان میں

صلح اور محبت کا مذہب

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر بمبئی میں

اسلام کی رواداری دیگر مذاہب سے

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

حضرت عمرؓ کا طریق عمل

اب میں خلیفہ ثانی کے عہد کی طرف آتا ہوں، آپ نے اس جائیداد کی جو مصر میں مسیحی گرجاؤں کے لئے وقف تھی، پوری محافظت کی اور سابقہ حکومت کی طرف سے پادریوں کے لئے جو وظائف مقرر تھے ان کو جاری رکھا۔ حضرت عمرؓ جب یروشلم میں بطور فاتح داخل ہوئے تو آپ اس گرجا میں گئے، جو مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کے نام سے قائم ہے آپ ابھی گرجا ہی میں تھے، کہ نماز عصر کا وقت آگیا، گرجا کے لاٹ پادری نے آپ سے درخواست کی کہ وہیں اس وقت نماز پڑھ لیں لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں نے یہاں نماز پڑھی، تو آئندہ نسلیں اس جگہ کو مسجد بنا لیں گی۔ بہتر ہے کہ میں باہر جا کر گرجا سے فاصلہ پر نماز پڑھوں چنانچہ ایسا ہی ہوا، میں جب یروشلم گیا ہوں، تو اس مسجد کو بھی میں نے دیکھا ہے جو حضرت عمرؓ کے نماز پڑھنے کی یاد میں ریزرکشن چرچ سے کئی سو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی ہے۔

ایک عیسائی پادری کی شہادت

تیسرے خلیفہ کے عہد میں بھی عیسائیوں کے ساتھ وہی رواداری کا سلوک ہوا۔ چنانچہ نیری کے مسیحی پادری کے ذیل کے الفاظ اس پر ایک کھلی شہادت ہیں:۔

> "عرب جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین کی بادشاہت عطا ہوئی ہے مسیحی مذہب پر حملہ آور نہیں ہوتے بر خلاف اس کے وہ ہمیں ہمارے مذہبی معاملات میں امداد دیتے ہیں، وہ ہمارے خدا اور ہمارے بزرگوں کی عزت و تکریم کرتے ہیں، اور ہمارے گرجاؤں اور خانقاہوں کے لئے عطیے دیتے ہیں۔"

ہندوستان میں اسلام کی رواداری

میں رواداری کی ان تمام مثالوں کو بیان کر کے جو اسلامی حکومتوں نے غیر مسلموں کے ساتھ روا رکھی، آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا

[illegible]

ہے اگر یہیں کوئی ... دوست سے صرف یہی درخواست کروں گا۔ کہ وہ میرے ساتھ بنارس تک چلے، بنارس کے بہت سے منادر کے متولیوں سے جو ان ہندو منادر کی درستی اور حفاظت کے لئے وظائف اور جائیدادوں کے مالک ہیں یہ درخواست کروں گا، کہ وہ ہمیں ان عطیہ جات کے متعلق ہبہ نامے نکال کر دکھائیں، اور میرے ہندو دوست کے لئے یہ دیکھنا موجب حیرت ہوگا، کہ وہ جائیدادیں اورنگ زیب کی عطا کردہ ہیں۔ میرے پاس ان قبالوں کا ایک فوٹو موجود ہے، پھر یہ بات نہیں، کہ اس سب سے بڑی رواداری کا برتاؤ کرنے والے شہنشاہ کو وہ لوگ نہایت بری سے بری شکل میں پیش کرتے ہیں، جو آج ہندوؤں اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اکثر اوقات آپ اکبر اعظم کو محبت سے یاد کرتے ہیں۔ کیا اس نے اس کے خلاف بھی کوئی بات کی جس کا مطالبہ جہاں تک دوسروں کے مذہب کا تعلق ہے، قرآن کریم ہر ایک مسلمان سے کرتا ہے؟ کشمیر میں آپ جا کر دیکھیں وہاں بھی آپ کو یہی باتیں نظر آئیں گی، ہندوؤں کے بہت سے مقدس مقامات کے لئے جاگیریں اور جائیدادیں وقف ہیں۔ جو موجودہ ہندو راجہ کی طرف سے عطا نہیں ہوئیں۔ بلکہ شاہان مغلیہ کی جن میں اورنگ زیب علیہ الرحمۃ بھی داخل ہے۔ عطا کردہ ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے اسلامی مساجد اور دیگر مقدس اسلامی مقامات کی جاگیریں کیوں ضبط کی گئی ہیں۔ اور سری نگر کی بڑی پتھر مسجد کا دروازہ مسلمانوں پر کیوں بند کر دیا گیا ہے، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو میرے ہندو بھائیوں کے غور کے قابل ہے۔

ہندو بھائیو! اگر یہ صحیح ہے، کہ مسلمانوں کے کامیاب عہد حکومت میں جو ہندوستان میں ایک ہزار سال تک رہا۔ ان کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا اور دوسرے میں تلوار، تو بتائیے کہ آپ جو ہم سے زیادہ تعداد اس وقت رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس بات کو بھی نہ بھولئے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی زیادہ تعداد ہندو مذہب سے آئے ہوئے نو مسلمین کی نہیں بلکہ زیادہ تعداد ان کی ہے، جو باہر سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہیں۔

کشمیر سے میں دکن کی طرف آتا ہوں، کیا ہندوستان کے محاصل کا زیادہ تر حصہ مندروں۔ پارسی معابد، گرجاؤں اور مساجد کی ضروریات کے لئے نہیں دیا جاتا؟ کیا وہاں اس رواداری اور صلح کے مذہب پر عمل نہیں ہوتا؟ بدقسمتی سے انہی ایام میں بعض اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہوں کی خواہ وہ مسجدیں ہوں یا مندر بے حرمتی ہوتی ہے، اور بعض جگہ انہیں مسمار کر دیا گیا ہے۔ لیکن دکن کا مسلم فرمانروا اپنے مذہب کے احکام کی تعمیل میں، ان منادر کی مرمت کرانے کا انتظام کرتا ہے جو ہندوستان

[illegible]

سے ایک سبق ہے۔

مسجد عیسائیوں کی عبادت گاہ

اب میں رواداری کی ایک اور مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس کی کوئی نظیر تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔

آنحضرت صلعم کے زمانہ میں بعض عیسائی بزرگان کلیسا آپ کے پاس سچے مذہب کی خوبیوں پر بحث کرنے کیلئے آئے اسلامی مہمان سمجھے، کہ ان عیسائیوں کو ان مکانات میں رکھا گیا، جو مسجد نبوی کے چاروں طرف بنے ہوئے تھے، وہ کئی دنوں تک آنحضرت صلعم کے مہمان رہے، اور اسی عرصہ میں اتوار کا دن آگیا، جو عیسائیوں کے ہاں خدا کا دن سمجھا جاتا ہے، ایک مسلمان کے لئے تو ساری زمین ہی مسجد ہے لیکن عیسائی مہمانوں کو اپنے خدا کی عبادت کیلئے ایک گرجا کی تلاش تھی۔ اور گرجا اس جگہ کہاں تھا؟ اس وقت وہ محبت اور رواداری کا پیغمبر انہیں اس مصیبت سے نجات دلاتا ہے۔ آپ اپنی مسجد کو پیش کرتے ہیں کہ اسے بطور گرجا استعمال کیا جائے۔ اور یہ کس قدر حیرتناک بات ہے، کہ وہی خدا کا گھر جہاں اس خدا کی جو لم یلد ولم یولد ہے، عبادت کی جاتی ہے، ان لوگوں کی جا ئے عبادت بن جاتی ہے۔ جو خدا کی ولدیت اور ابوت کے قائل ہیں۔

مسلمانوں سے اپیل

مسلمانو! مجھے تم سے ایک اور بات کہنی ہے، تمہارا مذہب تبلیغی مذہب ہے۔ دوسروں کو اپنے اندر لانے کی کوشش کرو جس طرح تمہارے آباؤ اجداد نے کوشش کی، اسی محبت کے ذریعہ سے جو سب کے لئے تمہارے دلوں میں ہے صلح اور سلامتی سے جو دوسروں کے لئے رکھنا تم پر فرض ہے، کیونکہ السلام علیکم تمہارا نشان ہے، اور اس رواداری کی سپرٹ سے جو تمہارے خیالات، تمہارے قول اور تمہارے عمل کو ممتاز کر دے، اپنے مقاصد کی خاطر انہیں اپنے ساتھ ملاؤ۔ تمہارا مذہب اسلام ہے اس کے معنے ہیں سلامتی، اپنے مذہب کو اپنے عمل سے ظاہر کرو۔ کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

مفت اخبار پڑھنے والے

بہت سے لوگ ہیں جو کسی اخبار کے باقاعدہ خریدار نہیں ہوتے اور ادھر ادھر سے مانگ کر پڑھ لیتے ہیں "پیغام صلح" کے قارئین میں بھی ایسے بہت سے حضرات موجود ہیں جن کی شکایت وہ خدا کے حضور کرے گا، کہ وہ خود تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن اس کی امداد کسی صورت میں بھی نہیں کرتے۔ کیا ایسے لوگ اگر خود خریدار

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
لاہور

جلد ۱۳، ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ، نمبر ۵

تنظیم قوائے اسلامیہ
موجودہ تشتت و افتراق کا ایک ہی علاج
وہ قوم جو صلح و اتحاد کی حامی ہے

(۳)

خود قرآن کریم نے اس ضروری بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو ایسے ہنگامہ اور فتنہ کے وقت جبکہ وہ ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں، جو چارہ کار بتایا، وہ بھی اسی طرز عمل کا موید ہے۔ فرمایا۔ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدٰھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینھما بالعدل و اقسطوا ان اللہ یحب المقسطین ۔ مومنوں کے دو گروہ اگر باہم لڑ پڑیں، تو ان میں صلح کرا دو، اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے کے ساتھ لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کو مان لے، اگر وہ واپس آ جائے تو ان میں عدل کے ساتھ صلح کرا دو، اور انصاف کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، یہ ہے وہ حقیقی علاج ہے، جو آج مسلمانوں کی باہمی تفرقہ پردازی اور تکفیر و تفسیق کے دور کر سکتا تھا، لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس حقیقی علاج کی طرف سے اس قدر لاپروائی اختیار کر رکھی ہے، کہ گویا ان کے نزدیک یہ قطعاً غیر ضروری ہے، اور اصل مرض در اصل کوئی چیز ہی نہیں کہ اس کو اس قدر اہمیت دی جائے، کفر بازی کو وہ بڑا کھیل سمجھتے ہیں، مولویوں کی لغویت کے قائل ہیں۔ لیکن اس کو اس قدر اہمیت بھی نہیں دینا چاہتے کہ مکفرین کے خلاف جہاد کریں۔ حالانکہ قرآن اس کا حکم دیتا ہے۔

جب سے مسلمانوں نے قرآن کے اس ضروری ارشاد کو پس پشت ڈالا ہے، جب سے انہوں نے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرانے کے بجائے ان کو لڑانا یا ان کا تماشا دیکھنا ضروری سمجھا ہے، اور اس بات کو جائز نہیں رکھا، کہ زیادتی کرنے والوں کے ساتھ مقاتلہ کر کے انہیں دبا دیا جائے، اسی وقت سے ان کی جمعیت و اخوت کا شیرازہ بکھر گیا ہے، اور باوجود اس بات کے کہ ضرورت اپنی شدت کے ساتھ اس بات کی متقاضی ہے، کہ وہ ایک ہو جائیں۔ وہ باہم مل نہیں سکتے، ایک وہ وقت تھا کہ شیعہ و سنی باوجود شیعہ و سنی ہونے کے ایک ہی چھت کے نیچے نماز پڑھتے تھے، لیکن آج یہ حال ہے کہ ہر شخص کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ ہے، اور اس کی وجہ محض فتنہ پردازی اور تفرقہ اندازی ہے، جس کے لئے طبقہ علماء نے آج اپنے آپ کو آزاد سمجھ رکھا ہے، کفر کا فتویٰ جب تک مسلمانوں میں موجود ہے، جب تک وہ ایک دوسرے کو خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں، جب تک مولویوں کی باگ اس درجہ ڈھیلی پڑی ہوئی ہے کہ وہ جس کو چاہتے ہیں کفر و فسق کا سرٹیفکیٹ دے بیٹھیں اور مسلمان کی عزت و حرمت کو کفر کی تہمت سے برباد کر دینا چاہتے ہیں۔ اس وقت تک مسلمانوں میں اتفاق ہونا مشکل ہے، جب تک مسلمان اس کفر بازی کو روکنے کے لئے اس تدبیر کو اختیار نہیں کرتے جس کا قرآن نے حکم دیا، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید کی ہے اس وقت تک ہماری کھوئی ہوئی عزت و حرمت دوبارہ قائم نہیں ہو سکتی۔ اس وقت تک ہماری باہمی اخوت کا شیرازہ دوبارہ قائم نہیں ہو سکتا۔

خواہ ڈاکٹر کچلو اور ان کے دوسرے ساتھی کتنے ہی دوسکر کے اپنے ملاطفت آمیز مواعیظ سے دلوں کو مسخر کرنے کی کوشش کیوں نہ کریں۔

حضرت مجدد وقت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے مسلمانوں کی اس سب سے بڑی ضرورت کو پہچان کر اسی رستہ کی طرف اپنی ہمت کو لگایا اور کھلے لفظوں میں کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے، اس لئے جب تک ایسے لوگ نہ ہوں جو کفر کا فتوے دینے والوں سے اپنی بیزاری کا اعلان کریں، اور ہمیں مسلمان سمجھیں، اس وقت تک ان کے پیچھے نماز مت پڑھو آپ نے بارہا ان لوگوں کو سمجھایا، کہ جو الزام تم مجھ پر لگاتے ہو، وہ غلط ہیں، میرے عقائد وہی ہیں جو جمہور مسلمین کے عقائد ہیں، لیکن جب مولویوں نے کفر پر ہی اصرار کیا، تو آپ نے حدیث کے ماتحت ان کا مقاطعہ ضروری سمجھا، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کر دیا، نادان اور کم فہم لوگوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ مرزا صاحب دوسرے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کسی کو کافر نہیں سمجھتے، بلکہ مرزا صاحب کو لوگ کافر سمجھتے ہیں۔ اس کفر کے فتوے کو اٹھانے کے لئے ہی نماز کو ان کے پیچھے حرام قرار دیا گیا، اور یہ بتا دیا گیا، کہ کسی کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی طرف سے کافر کہنے والوں سے بیزاری کا اعلان ہو، اور وہ ہمیں مسلمان سمجھے۔

جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود کے اسی مسلک اور قرآن کریم اور حدیث کے صحیح ارشادات کو پیش نظر رکھ کر اس بات کو ضروری قرار دیا کہ ہر اس مسلمان کے ساتھ جو کسی اہل قبلہ کی تکفیر کو روا رکھتا ہو۔ یہی طرز عمل اختیار کیا جائے، دیوبندی اور بریلوی۔ وہابی اور حنفی، شیعہ اور سنی، محمودی اور دیگر مسلمان جو ایک دوسرے کو کافر ٹھیراتے ہیں، جب تک وہ اپنے اس مسلم کش طریق عمل سے باز نہ آئیں، جب تک فتوے کفر کو وہ درمیان سے نہ اٹھا دیں۔ اور ایک دوسرے کو باوجود اختلاف عقائد کے مسلمان اور اپنا بھائی نہ سمجھنے لگیں۔ اس وقت تک ان کے پیچھے نماز پڑھنا روا نہیں، اس لئے احمدیہ کانفرنس میں صاف لفظوں میں فیصلہ کیا گیا کہ

"ہم ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے جو کسی اہل قبلہ کو کافر کہتا ہو"

موجودہ مسلمان اس فیصلہ کو خواہ کتنا ہی غیر ضروری سمجھیں لیکن آئندہ نسلیں آئیں گی، جو اس کی اہمیت اور ضرورت کو تسلیم کریں گی، مسلمانوں میں اخوت اور محبت کو پیدا کرنے اور تقویت دینے کے لئے عالم اسلام کو آخر کار اس ایک ہی فیصلہ کی طرف رخ کرنا پڑے گا، اور اس وقت انہیں محسوس ہوگا، کہ جس قوم کو وہ اپنا دشمن اور بدخواہ سمجھتے تھے۔ جس کو مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کا موجب قرار دیتے تھے، وہی دراصل حقیقی خیر خواہ تھی مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ دنیا میں ہے، جو سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتا اور بھائی بنانا چاہتا ہے، لیکن مسلمان علماء اس کو دائرہ اخوت سے خارج کرنا چاہتے ہیں۔ ایک ہی گروہ ہے جو اسلام کے شیرازہ کو منضبط اور مضبوط کرنے کے لئے مصروف جدوجہد ہے، اور اس انتہائی چارہ کار کو اختیار کر کے جس کا قرآن اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، مکفرین کے طبقہ کو اپنا دشمن بنا رہا ہے تاکہ تمام مسلمانوں میں صلح و محبت قائم ہو، اور سب ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جائیں، ایک ہی قوم ہے جو فاصلحوا بین اخویکم کے ارشاد کی تعمیل میں ساعی ہے، پس آؤ اور اس صلح کل فریق کے ساتھ ہو کر اتحاد اور صلح و محبت کے دائرہ کو وسیع کرو، کہ اسی میں تمہاری حقیقی فلاح ہے۔

اسلامک ریویو کی غلط فہمی

نومبر ۱۹۲۴ء کے رسالہ "اسلامک ریویو" مجریہ ووکنگ (انگلستان) میں مولوی نعمت اللہ خاں صاحب کی سنگساری کو سیاسی وجوہ پر مبنی قرار دیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ شہید مرحوم حکومت کے خلاف سازش اور بغاوت کا مرتکب تھا، حالانکہ کابل سے جو اطلاعات اب تک موصول ہوئی ہیں، ان میں سیاسی وجوہ کے متعلق اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔ اور صاف طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ مرحوم کو اس لئے سنگسار کیا گیا، کہ وہ احمدی تھا، خود کابل کی تین عدالتوں کے فیصلے اور جریدہ "امان افغان" کے بیانات اس پر شاہد ناطق ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور اس واقعہ کو حق بجانب ٹھیراتے ہوئے صاف طور پر لکھتا ہے کہ

"شریعت اسلامی برائے ہمچو اشخاص کہ غیر ذی رائی مینباشند جزائے قتل آنہم بصورت رجم قرار دادہ"

(امان افغان ۵ ربیع الاول)

"اسلامک ریویو" کی ادارت کا کام اس وقت خواجہ نذیر احمد صاحب پسر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے سپرد ہے، کیونکہ حضرت خواجہ صاحب خود ہندوستان میں ہیں، خواجہ نذیر احمد صاحب سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات کی پوری اطلاع نہ ہوتے ہوئے کسی غلط فہمی کی بنا پر ایسا لکھ دیا ہے، ورنہ اگر صحیح واقعات کا انہیں علم ہوتا، تو وہ اس قسم کی رائے زنی کرنے کے بجائے افغانستان کے اس فعل کو نہایت حقارت کی نظروں سے دیکھتے،

حضرت خواجہ صاحب کا تار

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اس بارہ میں ایک تار خواجہ نذیر احمد صاحب کو دیا ہے جو حسب ذیل ہے:-

"مولوی نعمت اللہ خاں والے مضمون کے متعلق لکھ دیجئے کہ عدالت کابل نے انہیں مرتد قرار دیکر قتل کیا ہے، یہ سزا قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے، حکومت کے خلاف سازش کی کہانی ناقابل قبول ہے، اور کابل کی گورنمنٹ اس کی تصدیق و تائید نہیں کرتی۔ "اسلام میں ارتداد" کے مسئلہ پر میں مضمون لکھ رہا ہوں"

خواجہ کمال الدین"

امید ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کا یہ تار ان غلط فہمیوں کے ازالہ کا موجب ہوگا، جو "اسلامک ریویو" کے مضمون سے پیدا ہو سکتی ہیں۔

زنجبار اور اشاعت اسلام

ایک صاحب محمد عمر عباسی زنجبار کے مسلمانوں کی فرقہ بندی کا جس کی وجہ سے "ہر فرقہ کی مسجد الگ۔ کتب خانہ الگ اور مدرسہ الگ ہے" ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "اکتوبر کو مسلمانان زنجبار کا ایک عام جلسہ ہوا جس میں ہر فرقہ اور ہر گروہ کے لوگ بطیب خاطر بلا تفریق و امتیاز شامل ہوئے، اس وقت اعلیحضرت سلطان زنجبار بھی تشریف لائے اور ان کی وجہ سے چند یورپین بھی نواب میں داخل ہوئے، قرآن شریف کی آیات نہایت خوش الحانی سے پڑھی گئیں، اور نعتیں بھی اور مولود شریف بھی یہاں کی رسم کے مطابق غنیمت تو یہ ہے کہ یہاں کے اکابران ملت کو جن میں عربی سوداگر بھی نمایاں طور پر شامل ہیں۔۔۔ کی کوشش سے قریب تین ہزار روپے سے زیادہ چندہ جمع ہوا، اور میلاد شریف کے موقعہ پر کچھ خرچ ہو چکا۔ اس کو نکال کر بقیہ سواحیلی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ چھپوا کر حبشی برادران کو مفت تقسیم کرنے کا انتظام کیا گیا۔ اشاعت اسلام کے لئے یہ نہایت مفید تحریک ہے۔ جس کمیٹی نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا ہے، اس میں حسن برادران بیرسٹر جو یہاں کے سربرآوردہ وکلا ہیں۔ انہوں نے خاص طور پر حصہ لیا ہے"

افریقہ کے ان مقامات سے جن کو مسیحی مبلغین اسلامی جہالت کا گہوارہ قرار دے کر اس پر تمسخر و استہزا کرنا شعار تہذیب سمجھتے ہیں۔ اشاعت اسلام کی آواز آنا اور وہاں کے مسلمانوں کا سواحیلی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کے لئے آمادگی ظاہر کرنا ایک نہایت مسرت افزا بات ہے، خدا کرے کہ وہاں کے مسلمان اس مبارک تجویز کو عملی جامہ پہنائیں، اور باہمی تفرقہ پردازی کو چھوڑ کر متحدہ طور پر مسیحی مبلغین سے اسلام کی حفاظت کریں۔

سیاسی لیڈر اور سوراج

معاصر "ذوالقرنین" بدایوں حضور نظام کے مطالبہ برار کے متعلق سیاسی لیڈروں کے استغنا کا ذکر کرتے ہوئے ان کے مطالبہ سوراج کی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ جس قدر نامور سیاسی لیڈر کونسلوں میں اخباروں میں جلسوں میں فوری سوراج کا مطالبہ کر رہے ہیں، وہ سب کے سب اپنے دل میں خوب جانتے ہیں کہ باوجود زبانی دعووں، لسانی جمع خرچ اور منطقی دلائل کے ہم ہنوز حکومت خود اختیاری کے قابل نہیں، اگر ان لیڈروں کو حقیقت میں اپنی حکمرانی اور اپنی انتظامی قابلیت اور اہلیت پر اعتماد ہوتا، تو یہ مطالبہ کرتے کہ اچھا ایک کمشنری یا ایک ضلع امتحاناً ہم کو دیا جائے، اور ہم حکمرانی کر کے اپنی قابلیت کا ثبوت دیں گے، اگر حقیقت میں ان کو اپنے اوپر اعتماد ہوتا، تو حضور نظام کے وعدہ سلف گورنمنٹ کا دوڑ کر پر جوش خیر مقدم کرتے، اور سب لیڈر متفقہ کوشش برار کی آزادی کی کوشش کرتے، اور وہاں برس دو برس اس نمونہ کی حکومت کرتے جیسی کہ وہ ہندوستان میں چاہتے ہیں، دنیا پر ثابت کر دیتے کہ ہندوستانی اس طرح حکومت کر سکتے ہیں، مگر لیڈر ہرگز کوئی ایسا خطرہ مول لینے پر آمادہ نہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ ہم کوئی عمدہ نمونہ حکومت کا پیش نہیں کر سکتے، اس لئے ان کا مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ سارے ملک میں پوری خود مختارانہ حکومت ایک وقت میں ہمیں دے دو، یہی مطالبہ ان کی کمزوری کی علامت ہے،

ہمارے خیال میں بہتر ہوتا۔ اگر گورنمنٹ خود ہی ان لوگوں کو جو سوراج کے نشہ میں تمام قومی و ملی مفاد کو بھول جاتے ہیں بتصور عرصہ کے لئے کسی حصہ ملک میں سلف گورنمنٹ امتحاناً دیدے تاکہ ان کی انتظامی قابلیتوں کا پتہ لگ سکے،

دو ضروری مطالبات

گذشتہ سے گذشتہ اشاعت میں بتایا جا چکا ہے کہ احمدیہ کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر احمدی مسلم ہائی سکول لاہور کی عمارت کے لئے جس کا تخمینہ ایک لاکھ دس ہزار روپیہ ہے اور نصف رقم گورنمنٹ سے ملنے کی امید ہے اپنی ماہ نومبر کی پانچ دن کی کمائی یا کل ماہ کی آمد کا چھٹا حصہ دے، یہ کوئی بہت بڑا مطالبہ نہیں جو احباب سے کیا گیا ہے ہر ایک شخص اس مطالبہ کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق بآسانی پورا کر سکتا اور اس تھوڑی سی قربانی سے قوم کے لئے ایک لاکھ دس ہزار کی عمارت بنا سکتا ہے، کیا ہمارے دوست کمر ہمت کو اس مطالبہ کو پورا کر کے اپنی قومی فلاح کا سامان کریں گے؟ اس کے ساتھ ہی برلن مسجد کے لئے بیس ہزار روپیہ کا سوال ہے، حضرت مولینا صدرالدین صاحب کے خطوط سے جو اشاعت گذشتہ میں ناظرین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ مسجد خدا کے فضل سے اب تکمیل کو پہنچنے والی ہے اور حضرت مولینا نے لکھا ہے کہ روپیہ جلدی بھجوائیں، اس لئے تمام وہ دوست جو چندہ جمع کرنے کے لئے رسید بکیں لے گئے ہوئے ہیں، جلدی روپیہ وصول کر کے ارسال فرمائیں، اور جن دوستوں نے ابھی نہیں لیں، وہ فوراً منگوا کر اس ضروری کام کو پورا کریں، اس وقت یہ کام شائد زیادہ تکلیف دہ معلوم ہو لیکن جو نتائج اس سے پیدا ہوں گے، وہ جماعت احمدیہ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے، اور آئندہ نسلیں ان کے ان عظیم الشان کاموں کو دیکھ کر داد اور صلوٰۃ بھیجیں گی ؎

اگر دست علاو نصرت اسلام کشائید
ہم از بہر شما ناگاہ ید قدرت شود پیدا!

سوراج یا ہندو راج

ہندوستانوں کی موجودہ چپقلش اور ہندوؤں کے غیر روادارانہ سلوک کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض فہمیدہ مسلمانوں کی یہ رائے بے وقعت نہیں، کہ جس سوراج کا مطالبہ ہندو قوم کر رہی ہے، وہ سوراج نہیں بلکہ ہندو راج ہوگا، اس رائے کی تائید ہندوستان کے مشہور محب وطن لالہ ہردیال ایم اے کے ذیل کے الفاظ سے ہوتی ہے، جو انہوں نے سویڈن سے لکھ کر بھیجے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

"سوراج پارٹی کا اصول ہونا چاہیئے کہ ہر ہندوستانی بچہ کو ہندو تہذیب سکھائیں، خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی۔ اگر کوئی فرقہ ان کو سیکھنے سے انکار کرے، اور ملک میں دو رنگی پھیلائے تو اس کی قانونی طور پر مخالفت کر دی جائے، یا اس کو عربستان

کے ریگستان میں کھجوریں کھانے کے لئے بھیج دیا جائے، ہمارے ہندوستان کے آم، کیلے اور نارنگیاں کھانے کا انہیں کوئی حق نہیں ہے"

غالباً اس قسم کی اتحاد شکن تحریر آج تک کسی ... نیشنلسٹ کے قلم سے نہ نکلی ہوگی، کیا یہ الفاظ کھلے طور پر اس حقیقت نفس الامری کو آشکار نہیں کرتے، کہ ہندو قوم کے بڑے بڑے سیاسی لیڈر جس سوراج کے متمنی ہیں، وہ ہندو راج سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتا ملالہ ہردیال چاہتے ہیں کہ مسلمان یا تو ہندوؤں کے اندر جذب ہو جائیں، ورنہ "انہیں عرب کے ریگستان میں کھجوریں کھانے کے لئے بھیج دیا جائے" غالباً یہی وجہ ہے کہ قدرت نے لالہ صاحب کو یورپ کے منجمد شمالی کے سخت علاقہ میں جا ڈالا ہے، جہاں ہندوستان کے آم کیلے اور نارنگیاں تو ایک طرف عرب کی کھجوریں بھی جنہیں وہ اس قدر حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں میسر نہیں، بلکہ ایک مدت سے غربت اور مسکنت کی زندگی ان پر طاری ہے، اور ہندوستان کی شکل دیکھنی بھی نصیب نہیں، خدا ایسے بدخواہان وطن سے وطن کو بچائے رکھے،

مسلمان اور ہندوستان

تعجب ہے کہ مسلمانوں کو ہندوستان میں رہتے ہوئے کئی صدیاں گذر گئیں، انہوں نے یہاں کی رہائش اس طرح اختیار نہیں کی، جیسے ایک مہمان چند دن کے لئے آیا اور چلا گیا، بلکہ اس کو اپنا وطن، اپنا گھر سمجھکر بود و باش اختیار کی، یہاں کی زبان کو اپنی زبان بنایا یہاں کے طریق تمدن طرز معاشرت کو اختیار کیا، اور سب سے بڑھکر یہ کہ بہت سی باتوں کو جو ان کے مذہبی احکام کے خلاف ہیں اپنے اندر لے لیا، اور اسلام کی بہت سی قابل فخر باتوں کو کھو بیٹھے غرض انہوں نے ہندوستان کے لئے اپنا سب کچھ قربان کیا، اگر نہیں چھوڑا تو اسلام کے نام کو نہیں چھوڑا، ہمارے برادران وطن چاہتے ہیں کہ سوراج کے اثر سے اس کو بھی مٹا دیں، وہ یاد رکھیں کہ جس دن یہ مٹ گیا اسی دن ہندوستان سے سوراج کا جنازہ نکلنے کا دن ہوگا، برہمن اور غیر برہمن، اچھوت اور غیر اچھوت کی تفریقات نے ہندوستان کو غلامی کا فرزند بنا رکھا ہے، اور یہ مٹ نہیں سکتیں جب تک اسلام کا سایہ اس ملک پر نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ اسلام کا نام بجائے مدہم پڑنے کے دن بدن چمک رہا ہے، اور خدا نے چاہا تو ہندوستان کے آم کیلے اور نارنگیاں بھی، کسی زمانہ میں خالص مسلمانوں کے ہی ہوں گے، جن کا حق اب بھی ان موجود ہے،

سگ زرد برادر شغال

۱۴۔ نومبر کے "زمیندار" میں "حبیب الرحمن قریشی از برلن" کے نام سے ایک مراسلت شائع ہوئی ہے، جو در اصل انہی دشمنان اسلام کی دوسری آواز ہے، جو خیری برادران کے نام سے جرمن مسلم مشن اور برلن مسجد کے خلاف پروپاغنڈا کرتے رہے ہیں۔ وہی قدیم اعتراضات اس میں دہرائے گئے ہیں کہ

(۱) جماعت اسلامیہ برلن کی موجودگی میں حضرت مولینا صدرالدین صاحب کو کیوں جرمنی بھیجا گیا؟

(۲) مولانا سے جماعت اسلامیہ برلن میں مدغم ہو جانے کی درخواست کی گئی لیکن انہوں نے نہ مانا،

(۳) لاہوری احمدیہ جماعت قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہے،

(۴) خواجہ کمال الدین صاحب تجار اور نوابوں سے چندے وصول کر کے سچے اسلام کی بیخکنی کر رہے ہیں۔

(۵) حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب نے ترجمۃ القرآن انگریزی میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا ہے،

اس کے بعد اس شرمناک کارروائی کا فخریہ ذکر کیا ہے، جو مسجد کا سنگ بنیاد رکھے جانے کے وقت ان دشمنان دین نے کی، اور اس بات پر اظہار مسرت کیا ہے کہ دونوں احمدیہ جماعتوں کی مسجدیں برلن میں نہ بن سکیں، فی الحقیقت یہ انہی دشمنان اسلام کا کام ہے، کہ مساجد کی تعمیر میں رکاوٹ ڈالتے اور دوستی کے پردے میں اسلام کی جڑیں کاٹنے کے درپے رہتے ہیں۔ اگرچہ ان کی یہ کوششیں خدا کے فضل سے ناکامی ہی کا منہ دیکھتی ہیں۔

جماعت اسلامیہ اور جرمن مشن

ان دشمنان اسلام سے کوئی پوچھے، کہ تمہاری جماعت اسلامیہ کو بنے ہوئے کتنا عرصہ ہوا؟ اور کیا کام اس نے اب تک کیا؟ کتنے جرمن اس کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے؟ اگر فی الحقیقت اس نام نہاد جماعت اسلامیہ کے ذریعہ سے کوئی کام ہو سکتا تھا، تو خیری برادران نے کیوں ووکنگ مسلم مشن سے یہ منت التجا کی تھی، کہ اس مشن کی ایک شاخ برلن میں کھول دی جائے؟ جس جماعت کا عدم وجود برابر ہو اس کے ساتھ شمولیت ایک بے معنی بات ہے، اس میں شک نہیں کہ مولینا کی عدم شمولیت سے خیری برادران کی سنہری و روپہلی امیدوں پر پانی پھر گیا، اور انہیں ہندوستانی مسلمانوں سے چندوں کی اپیلیں کرنی پڑیں۔ جو وہ بھی بے سود ثابت ہوئیں لیکن اس کا علاج سوائے اس کے کیا ہے، کہ وہ اپنی قسمت کو روئیں، جماعت احمدیہ کا اس میں کیا قصور، مسلمان اگر اس جماعت کو چندے دیتے ہیں تو انہیں اس کی طرف سے کچھ کام ہوتا ہوا نظر آتا ہے، خیری برادران بھی کوئی کام کرتے، مسجد کے بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے کے بجائے اعانت کرتے، اشاعت اسلام کو اپنا مطمح نظر بناتے، تو قوم بھی ان کی آواز پر لبیک کہتی، لیکن جہاں سوائے اعتراضات کرنے اور مساجد سے روکنے کے اور کوئی کام نہ ہو، وہاں اعانت کفر و شرک کا کون مرتکب ہو، ما کان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ شٰھدین علٰی انفسھم بالکفر۔ اللہ کی مسجدوں کی عمارت میں رکاوٹ پیدا کرنا کسی سچے مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا، بلکہ ان مشرکوں کا کام ہے جو اپنے آپ پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔ کاش وہ اس کو سمجھیں،

جماعت احمدیہ اور مسلمان

جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق یہ خیال کہ وہ قادیانی احمدیوں سے زیادہ خطرناک ہے، اس لحاظ سے بے شک صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کے اصول اس قدر پختہ اور دلوں کو کھا جانے والے ہیں، کہ خیری برادران کے قماش کے لوگوں کے سوائے ہر منصف مزاج اور معقول پسند انسان ان کا قائل ہو رہا ہے گا، اور اس طرح خیری صاحبان کا مزعومہ اسلام متزلزل ہو جائے گا، فی الحقیقت اگر اسلام اسی بات کا نام ہے، کہ اشاعت اسلام میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں خادمان دین کو جاسوس قرار دیا جائے، مساجد کی بے حرمتی کی جائے ان کی تعمیر میں روڑے اٹکائے جائیں، تو احمدیت ایسے اسلام کی سخت ترین اور خطرناک دشمن ہے لیکن خیری صاحبان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس اسلام کو وہ لئے پھرتے ہیں۔ وہ کفر کا مترادف ہے، سچا اسلام وہی ہے، جس کو اس وقت جماعت احمدیہ کی طرف سے یورپ اور دیگر ممالک میں پیش کیا جا رہا ہے، فہمیدہ مسلمان اس حقیقت نفس الامری کو خوب جانتے ہیں، ورنہ برلن مسجد کے متعلق خیری برادران کا پروپاغنڈا ہندوستان میں ناکامی کا منہ نہ دیکھتا، اور انگریزی ترجمۃ القرآن میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر ہوتے ہوئے لوگ اسے عزت اور قدر کی نگاہوں سے نہ پڑھتے، اور وہ عظیم الشان مقبولیت اسے حاصل نہ ہوتی، جو اس وقت چار دانگ عالم میں اسے نصیب ہے اسلئے ہم خیری برادران سے یہ کہدینا چاہتے ہیں کہ ؎

بیر تا بری اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت آں بمرگ نتواں رست

اعلان

کچھ عرصہ ہوا بعض احباب نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ رسیدات زر مختلف جماعتوں کی طرف سے چندہ کی رقوم اخبار پیغام صلح میں شائع کی جاتی ہیں، وہ اخبار میں شائع نہ کی جایا کریں، اخبار کے کالم بلاوجہ ایسے اندراجات سے پر نہ کئے جاویں۔ بلکہ ان کی جگہ اور مفید مضامین اور خبریں درج ہوا کریں، چونکہ یہ طریقہ دیرینہ چلا آتا ہے اس لئے اسے یکقلم متروک کرنا مناسب نہ سمجھا گیا، اور دوستوں کی فرداً فرداً رائے اس کے متعلق دریافت کی گئی، لیکن غالب حصہ انہیں کا رہا ہے، جنہوں نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ یہ فہرستیں اخبار میں درج نہ ہوں۔ کیونکہ ہر معطی کو خزانہ انجمن سے باقاعدہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے دستخط کے ساتھ رسید بھیجی جاتی ہے،

اس لئے آئندہ ایسی فہرستوں کو اخبار میں درج کرنا غیر ضروری

مقفل اور بند دکھائی دیتا - اور نہ ہی اس کے لانے والے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق بلند حوصلہ - اور عالی قدر بلند سیرت کو نظر انداز کر دیا جاتا - وہ وہ عظیم الشان انسان ہے جس پر ایسی مبارک کتاب کا نزول ہوا جس کی شان میں تبیان لکل شیئ وارد ہے - اور جس میں مسلمانوں کو ملک گیری اور فتوحات ملکی کا زبردست سبق سکھلایا ہے کہ ان الارض یرثہا عبادی الصالحون پر کاربند ہو جاو اور اشداء علی الکفار رحماء بینہم کے مصداق بنو اور باہمی عداوت اور جھگڑوں کو چھوڑ کر ایک نظام اور ایک ہی مقام پر اصول اسلام کے ماتحت رہو
باقی آئندہ -
عبدالخالق خان ڈیگری دروازہ پشاور (صوبہ سرحدی)

دیوبندی مولوی اور قرآن کریم

جناب زین العابدین صاحب مولوی میرک شاہ صاحب سے ایک مکمل نسخہ قرآن تالیف کرنے کی استدعا کر رہے ہیں - اسپر ہیڈ ماسٹر صاحب مری ضلع راولپنڈی نے ایک نہایت ہی موزوں ترمیم پیش کی ہے - امید ہے کہ دونوں مولویان سے منظور ہو کر عملی جامہ پہنے گی - اور باقی مسلمان بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہوں گے اور اس مقولے پر کاربند ہوکر "ہرچہ نتواند کرد پسر تمام کند" اسلام کے سپوت کہلانے کے واقعی حقدار ہونگے -

میں بھی قبلہ مولوی صاحب سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ جب مکمل نسخہ قرآن مسلمانوں کے ہاتھ میں ہوگا تو اس وقت ایک اور دقت پیش آئے گی کیوں کہ جب مسلمان مکمل نسخہ قرآن تلاوت کر لینے کے بعد مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہونگے تو حافظ صاحب نماز میں اپنا نامکمل یا پرانا حفظ کردہ قرآن پڑھیں گے - اس وقت مقتدی کسے صحیح اور کسے غلط قرار دینگے -

ہوسکتا ہے کہ قبلہ مولوی میرک شاہ صاحب فتوے کفر کی دھمکی دیکر یا کسی آنے والے سوراج کے ذریعہ حفاظ ہند کی زبان بندی کرالیں کہ وہ نمازوں میں پرانا قرآن نہ پڑھ سکیں مگر یہاں تو معاملہ ہی دگرگوں ہے - تمام دنیا کی حکومتوں کو کونسی دھمکی دیں گے !

جب نیا نسخہ تیار ہوگیا تو ضرور ہے کہ پرانا نسخہ (خدا نہ کرے) تلف کیا جاے مولوی میرک شاہ صاحب اپنے رسوخ کی وجہ سے مسلمانوں سے پرانے نسخہ جات جمع کرا کر تلف کرا سکتے ہیں مگر وہ نسخہ جات جو غیر مسلم دنیا کی میزوں پر ۱۱ ارون میں محفوظ پڑے ہیں انکو کس طرح اکٹھا کرینگے کیونکہ غیر ... عوض روپیہ طلب کریں گی - ہاں وہ یہ کرسکتے ہیں کہ اخباروں میں چندہ کے لیے اپیل شائع کرادیں کیونکہ پرانا نسخہ اکٹھا کر کے تلف کرنا اور نیا نسخہ لوگوں تک پہنچانا عین مذہبی فرض ادا کرنا ہے - مگر پھر بھی ہو سکتا ہے کہ بعض غیر مسلم لوگ صرف اٹھانے کے لیے پرانا نسخہ نہ پیش کریں تاکہ نیا نسخہ ہونے پر مسلمانوں کو شرمندہ کریں اور اعتراض کریں کہ تم نے کتاب اللہ میں تحریف کی ہے - مسلمانوں کو شرم سے بچانے اور تحریف کے اعتراض کو مٹانے کے لیے حضرت قبلہ میرک شاہ صاحب یہ کرسکتے ہیں کہ دنیا میں مشتہر کردیں کہ قرآن کریم کا پرانا نسخہ بوجہ کافی ثبوت دربارہ صحت نہ ہونے کے صحیح نہیں اور متروک قرار دیا جاتا ہے مگر نیا نسخہ قرآن بالکل صحیح اور جامع ہے کیونکہ حضرت قبلہ مولوی میرک شاہ صاحب مؤلف کا نام بوجہ چودھویں صدی کے مولوی ہونے کی کافی سند ہے -
مفتی محمد الدین از خانقاہ ڈوگراں

پیغام صلح - امید ہے کہ اسکا جواب جناب زین العابدین صاحب دیں گے کیونکہ مولوی میرک شاہ صاحب کا قرآن چھپوانے اور شائع کرنے کا انہوں نے ہی ارادہ کیا ہے -

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، مولوی عبدالحق صاحب، اور مولوی عصمت اللہ صاحب ایک ضروری کام کے لیے دہلی تشریف لے گئے ہیں اور ایک ہفتہ کے اندر واپس آئیں گے -

مولوی مصطفےٰ خان صاحب مع عیال و اطفال ایک شادی کی تقریب پر کرم آباد تشریف لے گئے ہیں -

میرزا نذر علی صاحب کی وفات کی خبر گزشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے - معلوم ہوا ہے کہ میرزا صاحب مرحوم درد گردہ سے راہی عالم بقا ہوئے - اللہ تعالیٰ مغفرت کرے - بہت ہی قیمتی انسان تھے - کل نماز جمعہ کے بعد اُن کا جنازہ غائب احباب لاہور نے پڑھا - بیرونی احباب بھی جنازہ پڑھکر مرحوم کی روح کو ثواب پہنچائیں - ہمیں میرزا صاحب مرحوم کے متعلقین و پس ماندگان سے دلی ہمدردی ہے - اللہ تعالے اُنہیں صبر عطا فرمائے -

کل خطبہ جمعہ حضرت امیر نے نہایت موثر انداز میں احباب کو ان مختلف امتحانات کی طرف توجہ دلائی جن میں سے ایک مومن کو گزرنا ہوتا ہے سب سے بڑا انسان کے گھر کا امتحان ہے جس میں بیوی بچوں کے ساتھ انسان کا سلوک بتاتا ہے کہ وہ کس پایہ کا انسان ہے - فرمایا کہ تمہارے گھروں میں شریعت کے خلاف رسمیں ہوتی ہیں تم پروا نہیں کرتے - نماز کوئی نہ پڑھے تمہیں پروا نہیں ہوتی لیکن اگر تمہاری عدول حکمی بیوی سے ہو تو اسپر غصے ہوتے ہو - حالانکہ چاہیے تھا کہ اپنے حکم کی عدم تعمیل پر غصے نہ ہوتے - اور خدا کے احکام کے ماننے پر غصہ آتا ایسا ہی آپنے تمام احباب کو بقدر حیثیت اس جہاد میں حصہ لینے کی تحریک کی جو سلسلہ حقہ نے شروع کر رکھا ہے - اور فرمایا کہ آپ لوگ یہ تو کر سکتے ہیں کہ ہر ماہ چندہ دینے کا ایک یا دوسرا وقت مقرر کردیں - لیکن اگر کوئی دوست وقت پر چندہ نہیں دیتا اور معمل کو ٹالتا رہتا ہے تو وہ عند اللہ جواب دہ ہے -

درس قرآن لاہور میں عنقریب شروع ہوگا حضرت امیر ایدہ اللہ نے امسال درس دینے کے لیے ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو مقرر کیا ہے ڈاکٹر صاحب کو مبارک ہو -

دہلی سے شیخ محمد یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ کھرکھود ضلع رہتک میں ایک مسلمان مسمی دین محمد مسلمانوں کے سلوک سے تنگ آکر آریہ ہوگیا ... اکا شکر ہے کہ ہمارے سمجھانے سے وہ دوبارہ اسلام لے آیا مرتد ہونے سے پہلے وہ احمدی تھا - جس کی وجہ سے لوگ اُسے کافر کہتے اور تنگ کرتے تھے اس بدلحکی کو وہ برداشت نہ کرسکا - اور قلب مطمئن ، ایمان کے باوجود کراہ کے ساتھ آریہ ہوگیا تھا - افسوس ہے کہ جو کسی زمانے میں کیا کرتے تھے - آج وہی مسلمانوں نے اپنے ذمے لے لیا ہے کہ لوگوں کو تنگ کرکے اسلام چھوڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں -

بعض محبان وطن نے لکھنؤ میں ہندوستان انڈسٹریل بنک کے نام سے ایک صنعتی بنک کا افتتاح کیا ہے جسکا سرمایہ پچاس لاکھ روپیہ ہوگا جس کے حصص دس روپیہ اور پچاس روپیہ ہونگے تاکہ مفلس و متمول سب اس میں حصہ لے سکیں یہ بنک تقسیم منافع کے اصول پر جاری ہوگا اور سود نہیں لیا جائیگا - تمام ہندوستان میں اس کی شاخیں کھلنے کی امید ہے حجاج کی بہبود کے لئے مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور بغداد میں بھی اس بنک کی شاخیں کھولی جا رہی ہیں اگر سرمایہ وصول ہوگیا تو پانچ لاکھ مسلمان خونخوار سود خواروں کے پنجے سے آزاد ہو جائیں گے اس کامیابی کا انحصار محب وطن و ملت ہندوستانی اہل اسلام پر ہے حلقہ انتظام کی رائے ہے کہ اگر تعلیم یافتہ مسلمان ایک ایک حصہ بھی خرید لیں تو تمام سرمایہ ایک ہفتے کے اندر فراہم ہو سکتا ہے :-

بی اماں والدہ مولانا محمد علی شوکت علی ۱۳ نومبر کو تقریباً دو بجے رات کے رحلت فرما گئی ہیں اور سہ پہر کو تجہیز و تکفین عمل میں آئی جنازہ کے ساتھ احباب کی کثیر تعداد تھی اور ان میں مہاتما گاندھی بھی شامل تھے

پراونشل خلافت کانفرنس ۵ - ۶ اور ۷ دسمبر کو بمقام امرتسر منعقد ہوگی اور مقامی مجلس خلافت نے انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے

حصار کا ایک بنیا مسمی کابو مل بنگال کی تحریک انقلاب اور انارکی سے تعلقات رکھنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا

جن چھ بنگالیوں کو بنگال آرڈیننس کے ماتحت گرفتار کیا گیا تھا مسٹر جے آر بلیر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ان کے لئے ضمانت کی درخواست دی گئی جسے مجسٹریٹ نے نامنظور کرتے ہوئے کہا کہ ان کی گرفتاری کا مجھے علم نہیں ہے اور نہ ہی میرے حکم سے ان کی گرفتاری عمل میں آئی ہے میرے لیے یہ کہنا کہ آیا گرفتار شدہ اشخاص ملزم ہیں یا نہیں - بہت ہی مشکل ہے چونکہ ملزم تعزیرات ہند کی رو سے گرفتار نہیں کئے گئے اس لیے کسی عدالت کو یہ حق نہیں کہ بنگال آرڈیننس کے ماتحت گرفتار شدہ اشخاص کو رہا کرسکے سیشن جج نے بھی ملزموں کو ضمانت پر رہا کرنے سے انکار کر دیا -

مسز سیمبھو وچہ اور لالہ کشن چند بھاٹیہ نے ۸ نومبر کی شام کو اور ۹ نومبر کی صبح کو سلطفر گڑھ میں پھیری کی اور مبلغ ایک ہزار روپیہ کا کھدر فروخت کیا -

ملتان میں دو ماہ سے طاعون شروع ہے شہر کے دیگر حصوں میں علی العموم اور اندرونی حصہ میں علی الخصوص زور ہے بند کے بلیتھ آفیسر کی اطلاع کے مطابق ۶ - ۷ واردات اور دو تین اموات روزانہ ہوتی رہتی ہیں گذشتہ ایام میں واردتوں کی رفتار پھر کچھ کم ہو گئی تھی مگر اب پھر ترقی پذیر ہے جہاں ایک چوہا مرا ہوا نظر آئے وہاں سے محلہ کے تمام ہندو صاحبان مکانات خالی چھوڑ کر بھاگ نکلتے ہیں اور شہر کے اندرونی حصہ کو ویران کرکے بیرونی میں آباد ہو رہے ہیں کولونین میں طاعون زدہ لوگ زیر علاج ہیں - محکمہ صفائی اور اطبا و رضاکاران سمتی نہایت جانفروشانہ مساعی عمل میں لا رہے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ نمبر ۶

کلمہ حق اور مسلمان

قوم کیونکر بن سکتی ہے؟

اسلام کی دو مختلف تصویریں

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۱ - اکتوبر ۱۹۲۴ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

کلمہ حق کا منہ پر کہنا بڑا بلند مقام ہے

ان امور دین میں سے جن کے بغیر انسان کی ترقی ناممکن ہے، دو باتیں جو اللہ تعالےٰ نے اس چھوٹی سی سورت میں بیان کی ہیں۔ وہ ہیں - تواصوا بالحق اور تواصوا بالصبر ایک دوسرے کو حق بات کا سنانا اور ایک دوسرے کو اس حق بات کے سنانے میں جو مصائب پیش آتی ہیں، ان کو برداشت کرنے کے لئے صبر کی نصیحت کرنا حق بات کا دوسرے کو پہنچانا فی الحقیقت بڑا بلند مقام ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں، کہ ایک وقت اس حق کا اقرار کرنا اس کو اپنے منہ سے کہنا بھی ایک بڑا بلند مقام ہے مسلمان جو چاہتے ہیں کہ آج ہم کو دنیا میں اور آخرت میں تو چاہتے ہی ہیں، ہر قسم کی کامیابی مل جائے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ ابتدائی مرحلہ بھی ابھی طے نہیں کر سکے، یعنے ایک امر جو انسان کو صحیح طور پر معلوم ہو اس کے اوپر مضبوطی سے کھڑے ہو جانا اور کسی قسم کی مصیبت پیش آئے اس سے منہ نہ موڑنا حق بات کے لئے مصائب کو اٹھانا دکھوں کو برداشت کرنا یہ انسان کے اندر بڑا بھاری جوہر ہے

عرب اور عجم کی بادشاہت کلمہ حق سے

کلمہ حق کے لئے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لینا یہ بات تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ نبی کریم صلعم اپنی قوم کے لوگوں کو فرمایا کرتے تھے، میں تمہیں ایک کلمہ بتاتا ہوں جس کے کہنے سے تم عرب اور عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے۔ وہ کلمہ کیا تھا؟ لا الہ الا اللہ خدا کی توحید کے ماننے سے عرب اور عجم کے مالک ہونے کی بشارت دی۔ کیوں اس ایک بات کے کہنے پر اس قدر زور دیا؟ فی الحقیقت انسان کے اندر جو طاقت پیدا ہوتی ہے، وہ اسی سے ہوتی ہے، حق بات دوسروں کو پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر اس قدر جرأت اور مضبوطی ہو کہ جو بھی مصائب اس پر وارد ہوں، ان سب کو ہیچ سمجھے جس انسان کے اندر یہ جوہر نہیں وہ کسی ترقی کے قابل نہیں،

موجودہ لیڈروں کا کلمہ حق کہنے سے گریز

مسلمان تو مانتے ہیں۔ اس مہدی کو جو تلوار لے کر اسلام کا غلبہ دنیا میں کر دے، مگر ان کی حالت دیکھو، تو خود وہی . . . اس قابل نہیں، کہ وہ تلوار سے کر مقابلہ کر سکیں۔ تلوار ہاتھ میں لینا، تو وہ جوہر کو چاہتا ہے۔ ان کے اندر تو اتنی خوبی بھی نہیں، کہ وہ کلمہ حق منہ سے نکال سکیں، بالخصوص ان لوگوں سے میری مراد ہے، جو قوم کے رہبر اور لیڈر کہلاتے ہیں۔ ان کے اندر حق بات کہنے کی جرأت بالکل پائی نہیں جاتی، یوں ان کی بڑی بڑی لفاظی سے بھری ہوئی کتابوں کو پڑھ لو، جن میں اسلام کے لئے ہر دکھ اٹھانے کی تلقین ہے، وہ جس وقت کسی خاص مقصد کو پیش نظر رکھ کر کوئی تقریر کرتے۔ یا کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسلام کے درد سے گھلے جا رہے ہیں۔ اور حق کی اشاعت کے لئے ہر مصیبت اٹھانے کو تیار ہیں۔ مگر ذرا آزمائش کی گھاٹی میں ڈالو۔ اور پھر دیکھ لو، کہ اونے سی اونے بات کے لئے کس قدر حیلے تراشتے ہیں، لوگوں کو بنانے کے لئے کس قدر بڑے بڑے الفاظ لکھتے ہیں اور لوگوں کو یہ کہہ کر ابھارتے ہیں، کہ فلاں بزرگ نے یوں کلمہ حق کہنے میں تکلیفیں اٹھائیں، اور کوڑے کھائے، فلاں نے حق کی اشاعت میں اس قدر مصائب برداشت کئے، مگر یہ ابھارنا کس کام کا ہے، کہ جب خود ان پر وقت آتا ہے، تو سب کچھ رکھا جاتا ہے اور ساری باتیں بھول جاتی ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ لفاظی کے ساتھ دنیا میں کوئی شخص کوئی انقلاب پیدا نہیں کر سکتا، کوئی قوت ان کے اندر نہیں ہوتی، دوسروں میں وہ کیا قوت پیدا کریں گے، انقلاب اگر پیدا کر سکتا ہے تو وہی جس کے اندر خود کوئی قوت موجود ہو، ورنہ نرے لفظوں سے کوئی بات نہیں بن جاتی،

حقیقی رہنا کون بن سکتا ہے؟

رہنا بننے کا حقدار فی الحقیقت وہ شخص ہے، جس نے حق کی خاطر ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا رکھا ہے، اس کا مقابلہ سب کے ساتھ ہے، اور وہ بڑی جرأت اور حوصلہ کے ساتھ سب کے آگے سینہ سپر ہے فی الحقیقت یہی ایک فعل ہے، جو انسان کو کسی مقام پر پہنچا دیتا ہے . . . . اصل جوہر انسان کا یہی ہے، کہ جس بات کو حق سمجھتا ہے، اسے دوسروں تک پہنچانے میں ہرگز کوئی خوف اسے لاحق نہ ہو، ہم تو کفار میں بھی دیکھتے ہیں، کہ کس قدر لوگ عقیدہ مذہبی کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ آگ میں بھی جلنے سے دریغ نہیں کرتے،

مسیح موعودؑ نے حق کی خاطر سب کو دشمن بنایا

حضرت مسیح موعودؑ نے کس قدر جرأت دکھائی ہے، کہ حق کی خاطر ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا، وہ بھی اگر اسی اصول کے پیرو ہوتے، جو تمام ان لوگوں کے پیش نظر ہوتا ہے۔ جن کو حق کے بالمقابل اپنی عزت و شہرت کی پرواہ ہوتی ہے، جن کی زبانیں جب عزت و شہرت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو، تو حق بات کہنے سے سکوت اختیار کر جاتی ہیں، حضرت مسیح موعود بھی اگر اسی مسلک کے پیرو ہوتے، تو ان کا اصل مقصد (شہرت و عزت) کے پانے میں ان کا مقام بہت بلند ہوتا، جب آپ نے دعوےٰ کیا، تو اس وقت آپ کو بہت بڑی عزت حاصل تھی۔ اس وقت بہت کم لوگ ہیں، جن کو اس قدر عزت حاصل ہو لیکن جب خدا کی طرف سے ایک بات معلوم ہوتی ہے، تو آپ فوراً اس کا اعلان کر دیتے ہیں۔ گو جانتے ہیں۔ کہ اس ایک بات کے کہنے سے تمام لوگ آپ کے دشمن بن جائیں گے لیکن آپ کو اس کی قطعاً پرواہ نہیں۔ وہ شخص جو پہلے ہی عیسائیت کا دشمن ہے، جو پہلے سے جتنے باطل مذاہب ہیں ان کے بالمقابل سینہ سپر ہے، اس کو تو ضرورت تھی اس بات کی کہ مسلمان اس کے ساتھ ہوں لیکن جب اسے معلوم ہو گیا، کہ خود مسلمانوں کے اندر اصلاح کی بہت بڑی ضرورت ہے، اور وہ حق کے دشمن بن گئے ہیں، تو اس نے ایک لمحہ کے لئے ان کی پرواہ نہیں کی، اس ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لعن طعن آپ پر کی گئی، کفر کے فتوے لکھے گئے، خارج از اسلام۔ مرتد اور واجب القتل قرار دیا گیا، یہ سب کچھ آپ نے برداشت کیا، ایک کلمہ حق کے لئے،

جہاد اور حضرت مسیح موعودؑ

لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ لکھ کر کہ جہاد کوئی چیز نہیں شریعت میں دخل دیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ یہ ایک غلط الزام ہے، وہ خود کہتے ہیں، کہ میں قرآن سے ایک حرف کی کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ اس کے کسی حکم کو بدل نہیں سکتا، ہاں اس زمانہ میں مسلمانوں کی اصلی ضرورت کچھ اور ہے، وہ حالات موجود نہیں، جن میں مسلمانوں کو دینی لڑائی کا حکم دیا گیا تھا آپ نے صاف لکھا ہے ولا شک ان وجوہ الجہاد مفقودۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ اور ان بلاد میں جہاد کی وجوہ پائی نہیں جاتیں، لوگ کہتے ہیں کہ جہاد کو منسوخ کر کے قوم کو بزدل بنا دیا ہے، وہ کہتے ہیں، اس آدمی کے پیچھے کیا لگیں، جس نے جہاد جیسی چیز کو جو قوم میں قوت پیدا کرنے والی ہے، حرام کر دیا، ان کے نزدیک مہدی اور مسیح جو آئے، وہ جہاد ہی کی تعلیم لے کر آئے، اور تلوار کو ہاتھ میں لے کر کفار کے سر اڑاتا پھرے۔ اس کا تو وقت جب آئے گا، دیکھا جائے گا لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ ہمارے حضرت نے قوم کے اندر قوت پیدا کرنے کا ایک ہی طریق اختیار کیا، کہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے، میں سمجھتا ہوں کہ جہاد کی قوت بھی اسی سے پیدا ہوتی ہے، جب تک دوسروں کے منہ پر حق بات کہنے اور ان کی مخالفت اور مصائب برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو، جہاد کی طاقت کہاں سے آسکتی ہے۔ نبی کریم صلعم صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہلے ہی دن جہاد پر نہیں لے گئے۔ بلکہ کئی سال تک ان کی تربیت خاص نہج پر چلی رہی، سخت سے سخت مصائب انہوں نے برداشت کئے، لیکن کلمہ حق کہنے سے انکار نہ کیا، جن مسلمانوں کے اندر یہ قوت نہیں، کہ وہ کلمہ حق منہ سے نکال سکیں، وہ جہاد کس طرح کر سکتے ہیں۔ ایک بات کو حق سمجھتے ہیں اور دوسروں کو نہیں کہہ سکتے، تو تلوار کو پکڑنے اور دوسروں پر حملہ آور ہونے کی طاقت کہاں سے آسکتی ہے،

مسیح موعودؑ نے کلمہ حق کے بالمقابل عزت کا خیال نہیں رہنے دیا

حضرت مرزا صاحب نے آپ لوگوں کو باہر نکال کر کھڑا کر دیا ہے۔ تمام دنیا آپ کی دشمن ہے۔ سب کو دشمن بنا کر آپ کو ان کے مقابلہ کے لئے نکالا، اور کسی قسم کی عزت کی خواہش کو دل میں نہ رہنے دیا۔ تم دنیا کے نزدیک کافر ہو گئے۔ اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا کے مصداق ہو گئے پھر تم میں عزت کا خیال، اور اس وجہ سے کلمہ حق کہنے سے گریز کیونکر ہو سکتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں، کہ ہم میں سے بھی بعض طبائع اس عام اثر سے جو اس وقت پھیلا ہوا ہے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتیں۔ اور بعض لوگ ان باتوں کو جرأت کے ساتھ کہہ نہیں سکتے جس کا افسوس ہے۔ کیونکہ اس طرح سے وہ اسلام کی راہ میں ایک روک کا موجب ہو رہے ہیں،

اسلام کی دو تصویریں

اس وقت اسلام کی دو تصویریں دنیا میں موجود ہیں۔ ایک تو وہ اصلی تصویر ہے۔ جو نہایت خوبصورت روشن اور صاف ہے۔ اور دوسری تصویر وہ ہے۔ جو نہایت گھنونی بنائی گئی ہے۔ اس دوسری تصویر کو عام طور پر مسلمانوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے ان کو یہ توفیق نہیں کہ اصلی تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ بلکہ احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے گھناؤنی تصویر کو پیش کرتے ہیں۔ اور جو ان کے لیڈر ہیں۔ وہ اپنی خاموشی کمزوری اور بزدلی سے اس گھناؤنی تصویر کو صحیح ثابت کرتے ہیں۔

ان کا اسلام اور ہمارا اسلام

مجھے یاد ہے، حضرت مولوی نور الدین صاحب نے خواجہ صاحب کو ایک خط لکھا تھا۔ کہ ان کا اسلام اور ہے۔ اور ہمارا اسلام اور قرآن واقعات کو دیکھو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس اسلام کو وہ پیش کرتے ہیں۔ وہ کوئی اور ہے۔ وہ قرآن کا اسلام نہیں۔ ایک اسلام وہ ہے۔ جو علماء کے ذہن میں ہے۔ جو تلوار کے ساتھ پھیلا اور تلوار کے ساتھ قائم ہے۔ تلوار اگر رکھ دی جائے۔ تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ دوسرا اسلام وہ ہے۔ جو اپنی اندرونی قوت کے ساتھ پھیلا۔ اور اسی کے ذریعہ سے قائم ہے۔ ایک وہ اسلام ہے۔ جس کے نزدیک . . . . . . قرآن کے اندر بہت سی آیتیں جو محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئیں۔ موجود نہیں۔ حالانکہ وہ واجب العمل ہیں۔ اور بہت سی جو اس میں موجود ہیں۔ وہ واجب العمل نہیں اور منسوخ ہیں۔ ایک تو یہ قرآن ہے۔ جس کو تمہارے علماء تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور ایک وہ قرآن ہے۔ جس کو مجدد وقت نے پیش کیا ہے۔ . . اس کا ایک ایک حرف ایک ایک لفظ محفوظ ہے۔ اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی نہ ہوئی۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا مصداق ایک قرآن ہے۔ اور وہ جس کے ساتھ خدائی وعدہ پورا نہیں ہوا۔ دوسرا قرآن ہے۔ یہ ہے علماء کی حالت اور ان کا اسلام،

اسلام کو بدنام کرنے والے علماء سے بیزار ہونا چاہیئے

. . . . . . مسلمانوں سے پوچھتا ہوں، کہ کب تک اپنی بزدلی اور کمزوری سے علماء کی اس ناحق کوشی کی پردہ پوشی کرتے جاؤ گے۔ یوں تو علماء کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر مذمت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن دین اسلام کو جب وہی علماء بدنام کرتے ہیں۔ تو مسلمان اس پر خاموشی سے مہر تصدیق لگا دیتے ہیں۔ اور غیروں کے دلوں میں اسلام کے متعلق ایک برا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ کیا ہم لوگوں کے اندر اس قدر قوت نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ دنیا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے علی الاعلان کہہ دیں۔ کہ یہ صحیح ہے۔ اور یہ غلط ہے۔ مجدد وقت نے یہی جرأت ہمارے اندر پیدا کی ہے۔ اس کی بیعت کرنا کا مقام ہے۔ اس بات کے کہ ہم اس اسلام سے جو ان علماء کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ جو کافر اور مرتد کو تلوار دکھاتا ہے۔ بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔

کلمہ حق منہ پر نہ کہنے سے نقصان

خوب یاد رکھو کہ جب تک یہ جرأت پیدا نہیں ہوتی کہ کلمہ حق کو زبان پر لاسکو جب تک حق بات کے کہنے میں لوگوں کی مخالفت کا خیال ہے۔ اس وقت تک تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو ان الانسان لفی خسر تم نقصان میں ہو۔ اس وقت تک جب تک کہ فلاں بات حق ہے۔ اور فلاں باطل ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ کس طرح ظلم ہوتے دیکھ کر خاموش ہو رہتے ہیں۔ وہ اگر آواز اٹھائیں تو اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں۔ اور ان

باتوں سے وہ پاک ہو سکتا ہے جو علماء نے اس کی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔ اگر سارے مسلمان وہی بات مانتے ہوں جو مجدد کہتا ہے۔ سارے اس کا اعلان کریں۔ تو اسلام کے رستہ سے بہت سی رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔

دوسروں کے پیچھے نماز کی شرط

آپ لوگوں کو علم ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ایک شرط لگائی ہے کہ جو لوگ تم کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے کہیں ان کو کہو کہ ایک خادم اسلام کو کافر کہا جاتا ہے۔ پہلے ان لوگوں سے بیزاری کا اعلان کرو۔ جو ایسا کہتے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کو مسلمان کہو تو ہم تمہارے پیچھے نماز پڑھ لیں گے یہ اسی لئے شرط لگائی کہ ان کے اندر یہ جرأت پیدا ہو۔ کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ یہ غلط ہے۔ اور یہ صحیح ہے۔ مجھ پر بھی اعتراض ہوا ہے۔ کہ تم مسلمانوں کی وحدت پر زور دیتے ہو۔ لیکن خود دوسروں کے ساتھ نہیں ملتے۔ حالانکہ حق بات یہی ہے۔ کہ وحدت اس صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ مسلمانوں میں کلمہ حق کہنے کی جرأت ہو۔ صحیح کو صحیح کہیں۔ اور غلط کو غلط۔ خوشامد اور بزدلی سے وحدت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ شرط حضرت مرزا صاحب نے لگائی تا کلمہ حق کہنے کی جرأت مسلمانوں کے اندر آ جائے۔

انگریزی ترجمۃ القرآن میں حق کا اظہار

خوب یاد رکھو۔ ایک ہی چیز ہے۔ جو انسان کو انسان بنا سکتی ہے۔ وہ یہ کہ کلمہ حق کہنے میں اسے کسی بات کا خوف نہ ہو۔ اور نہ اس کو چھپائے۔ میں نے قرآن کا ترجمہ کیا۔ غلطیاں تو اس میں بہت ہونگی۔ مفسرین کا کلام غلط ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا کا کلام غلط نہیں ہو سکتا لیکن جس چیز نے میرے دل پر معارف کو کھولا وہ یہ تھی کہ خدا کے سوائے کسی کا خوف دل میں نہیں۔ یہی ایک چیز ہے۔ جو انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ حقائق تک پہنچا سکتی ہے۔ جب میں قادیان سے الگ ہو کر آیا ہوں۔ اور قرآن کے چھپنے کا اس وقت بظاہر کوئی سامان نظر نہ آتا تھا۔ ایک طرف قادیان والوں کی طرف سے اعلان شائع ہو رہے تھے۔ کہ اس قرآن کو چھاپنے کے لئے کوئی چندہ نہ دے۔ اور دوسری طرف دوسرے مسلمانوں کے اخبارات میں نکل رہا تھا کہ یہ مرزائیوں کا قرآن ہے۔ اس کو کوئی امداد نہ دی جائے۔ عین اس وقت خدا نے میرے دل میں ڈالا۔ اور میں نے کہا کہ اگر تو میں اس لئے ترجمہ کرتا ہوں۔ کہ یہ بک جائے۔ تو تو اس کا نہ چھپنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اگر یہ کام خدا کے لئے ہوا ہے۔ تو خدا خود اس کے سامان پیدا کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اپنوں سے حق کہنے کی جرأت پیدا کرو

میں تمہیں اصول بتاتا ہوں کہ جس چیز کو حق سمجھتے ہو۔ اس کو چھپاؤ کبھی نہیں۔ بہت لوگ ہیں کہ گورنمنٹ کے خلاف۔ ایک بات کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اپنے بھائیوں کو برا نہیں کہہ سکتے۔ حالانکہ بنانا تو اس قوم کو تھا جس کے ساتھ تمہارا اپنا تعلق ہے جب قرآن کے تم علمبردار ہو۔ اسی کا حکم تھا کہ پہلے اپنی قوم کو بناؤ۔ دوسری قوموں کا مرتبہ پیچھے آتا ہے۔ میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تصویر جو علماء نے اسلام کی بنائی ہے غلط تصویر نہیں؟ اگر یہ صحیح ہے کہ اس تصویر کو تم غلط سمجھتے ہو تو کیوں دیر کرتے ہو کلمہ حق کے کہنے میں؟ کیوں آپ لوگوں میں وہ جرأت نہیں جو ایک مبلغ حق میں ہونی چاہیے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ میں سے بہت ہیں جو اپنے بیٹوں کو نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ بات حق ہے۔ اس پر قائم ہو جاؤ۔ بہت سے احمدیوں کے بیٹے اسی وجہ سے الگ ہو گئے۔ اور دوسروں کے ساتھ جا ملے۔ حالانکہ اگر وہ ساتھ ہوتے تو ہمارے لئے قوت کا موجب ہوتے۔ اس لئے اپنے بیٹوں کو پہنچاؤ۔ اپنی بیویوں کو پہنچاؤ۔ اپنے بھائیوں کو پہنچاؤ۔ اپنے دیگر رشتہ داروں کو پہنچاؤ۔ پھر اس سے نکل کر دوسروں کو پہنچاؤ۔ یہی ایک چیز ہے جو تمہیں کسی قابل بنا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین

جمعیت العلمائے ہند کا مستقبل

مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت العلمائے ہند نے ایک اپیل شائع کی ہے۔ جس میں جمعیت کے وجود کو قومی اور مستقل بنانے کی ضرورت ظاہر کرتے ہوئے تمام صوبوں میں اس کی شاخیں قائم کرنے کے لئے مسلمانوں سے استدعا کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ پنجاب میں اس کے قیام کی کوشش ہو رہی ہے۔

کسی چیز کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے ہمیشہ اس کے ماضی کو دیکھا جاتا ہے۔ جمعیت العلمائے ہند نے اب تک کیا کام کیا؟ کیا اس نے مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش کسی رنگ میں کی؟ از کم علماء کو لڑنے جھگڑنے اور کفر بازی سے اس نے روکا۔ اور اتحاد بین المسلمین کے لئے کوئی سعی کی؟ کیا علماء کی اس مجلس نے کوئی ایسا نمونہ پیش کیا، جو علمائے اسلام کے شایان شان ہو، اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نظام عمل مرتب کیا؟ ان تمام سوالوں کا جواب جمعیت کے پاس سوائے نفی کے اور کچھ نہیں بلکہ جہاں تک مسلمانوں کی تکفیر کا سوال ہے، خود مولوی کفایت اللہ صاحب کے نزدیک یہ ایک ایسا حربہ ان کے ہاتھ میں ہے، جس کے بغیر وہ ناکارہ محض رہ جاتے ہیں، غالباً اسی خیال کے ماتحت انہوں نے افغانستان کے قتل عمد مومن پر اپنے تائیدی تار سے دستخط بھی کئے ہیں،

اس میں شک نہیں کہ جمعیت العلماء نے ترک موالات کی حمایت میں ایک فتوے پانچسو علماء کے دستخطوں سے شائع کیا، لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ آخرکار اب اس فتوے کو عملاً واپس لینا پڑا ہے، اور جس چیز کو پہلے شرعاً حرام قرار دیا گیا تھا، اب خدا جانے کس شریعت کی رو سے اسے جائز سمجھا جاتا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جمعیت کا عوام الناس پر چنداں اثر نہیں، اس لئے اس کے مستقبل کو قوی اور مستقل بنانے کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔

عورتوں اور بچوں کا اغوا

دہلی کا نام ہندوستان کی قومیت متحدہ کی تاریخ میں اس لحاظ سے یادگار رہے گا، کہ ہندوستان کے بڑے بڑے سیاسی رہنما اس کے اندر جمع ہو کر اتحاد کانفرنس منعقد کرنے، اور موجودہ تنازعات کے انسداد کی تدابیر سوچتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ دیکھنا موجب حیرت ہے کہ اسی دہلی میں ہندو مسلم تنازعات کی خلیج وسیع ہوتی جا رہی ہے، اور تباغض و تحاسد بجائے کم ہونے کے بڑھتا چلا جاتا ہے، اس تباغض و تحاسد کا ایک بہت بڑا عنصر وہ قابل نفرین حرکت ہے، جو عورتوں اور بچوں کے اغوا کی صورت ہر دو اقوام کی طرف سے عمل میں آ رہی ہے یہ تعجب کی بات ہے کہ ادھر اتحاد کانفرنس ختم ہوتی ہے۔ اور ادھر اغوا کی خبریں اخباروں میں شائع ہوتی ہیں، اور کانفرنس کے ارباب بست و کشاد اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے، نہ ان تدابیر سے کام لیتے ہیں جو ایسی حرکات اور تنازعات کے انسداد کے لئے کانفرنس نے پاس کیں، دہلی کے ہندو مسلم اخبارات میں اغوا کی جو خبریں آئے دن شائع ہوتی ہیں، اگر وہ فی الواقع صحیح ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر اتحاد شکن اور امن سوز کوئی بات نہیں ہو سکتی، ضرورت ہے کہ دہلی کے ہندو مسلم لیڈر اس صورت حالات کی طرف بالخصوص متوجہ ہوں، اور اس کے انسداد کی کوئی سبیل کریں،

مسیحیت افغانستان میں

امریکن مشنری رسالہ "مشنری ریویو آف دی ورلڈ" سے معلوم ہوا ہے کہ آجکل بعض مشنری ایران کے رستہ سے ہوتے ہوئے سرحد افغانستان کو عبور کر کے ہرات پہنچ گئے ہیں، اور وہاں کے وزیر کی اجازت سے اپنا پروپاگنڈا انجیل اور دیگر ذرائع سے پھیلا رہے ہیں، بلکہ افغانستان میں داخلہ کے لئے خود دربار کابل سے بھی وہ اجازت حاصل کر چکے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان میں کفار کو صرف عقیدہ ہی کی آزادی حاصل نہیں، بلکہ وہ اپنے کفریہ عقائد کی اشاعت بھی آسانی کے ساتھ کر سکتے، اور مسلمانوں کو حقیقی معنوں میں مرتد بنا سکتے ہیں، اگرچہ اس کے بالمقابل مسلمان اپنے ضمیر کا کھلے طور پر اظہار بھی نہیں کر سکتے،

لیکن اس موقعہ پر ایک ضروری سوال جو پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ آیا افغانستان کا قانون ارتداد صرف احمدیوں ہی کے لئے خاص ہے۔ اور مسیحی مشنوں کے نتائج اس سے بری ہوں گے؟ آیا افغانستان کے اندر ایک مسلمان کو تو محض اس وجہ سے سنگسار کیا جا سکتا ہے، کہ وہ احمدی عقائد رکھتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اسلام کو چھوڑ کر عیسائی ہو جائے تو وہ ہر قسم کی سزا سے بری سمجھا جائے گا؟ ہمارے نزدیک تو کسی حالت میں بھی تبدیلی عقائد پر کوئی سزا نہیں دی جا سکتی، لیکن جس حکومت کے نزدیک اسلام میں مرتدین کی سزا قتل ہے، جو مسلمانوں کو مرتد قرار دے کر انہیں وحشیانہ سزا دینے سے دریغ نہیں کرتی۔ اس کی طرف سے عیسائیوں کو یہ اجازت ملنا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے دین میں داخل کریں۔ ایک نہایت شرمناک ناانصافی ہے۔

"نور افشاں" کی مشکل کا حل

معاصر "نور افشاں" نے اپنی ۱۴ نومبر کی اشاعت میں "حل الاشکال" کے عنوان سے صلیب پر مسیح کی وفات قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، افسوس ہے کہ "نور افشاں" کا طریق استدلال کسی مشکل کا حل کرنے کے بجائے اس قدر پیچیدہ اور مبہم ہے کہ اس کو سمجھنا کسی صحیح الدماغ آدمی کے لئے آسان نہیں "ما قتلوہ وما صلبوہ" کا آیا یہ مطلب ہے، کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مار دیا گیا؟ اس کا جواب ہاں یا نہیں میں ہم معاصر موصوف سے دریافت کرنا چاہتے ہیں، اور اس کے بعد "ولکن شبہ لہم" کا بھی جائزہ لیا جائے گا، مرزا صاحب پر ہرزہ سرائی کرنے کی بجائے "نور افشاں" کو پہلے اپنے دماغ کا علاج کرنا چاہیے جس کے نزدیک "شبہ بالمقتول" ہونے کا نام ہی مرنا ہے۔

آریہ سماج اور مسلمان

ہم نے کسی گذشتہ اشاعت میں اس بات کی ضرورت ظاہر کی تھی کہ مذہب کا یہ تقاضا ہے۔ کہ دنیا میں صلح و امن اور اتحاد ہو نہ یہ کہ ایک دوسرے کی مذہبی کتب اور ان کی تعلیمات پر تمسخر و استہزا کیا جائے، جیسے کہ آریہ سماج کی عادت ہے،

معاصر "پرکاش" اس فقرہ کو آریہ سماج پر بے وجہ چوٹ قرار دیتے ہوئے عام مسلمانوں اور قادیانی احمدیوں کی روش کی طرف اشارہ کرتا ہے، لیکن جہاں تک ہمارا علم ہے، عام مسلمانوں یا قادیانی احمدیوں میں کبھی "ستیارتھ پرکاش" جیسی کوئی کتاب نہیں، جس میں تمام مذاہب کے ہادیوں کو بے نقط گالیاں دی گئی ہوں، اور تمام مذہبی کتابوں پر تمسخر و استہزا سے کام لیا گیا ہو، نہ آج تک کسی اسلامی مناظر کو "مہرشی" کی طرح اپنی بدزبانی کی وجہ سے بار بار عدالتوں کے اندر معافی مانگنی پڑی۔

اس میں شک نہیں کہ گالیاں دینا یا تمسخر و استہزا کرنا کسی فریق کے لئے بھی مستحسن نہیں، خواہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ ہو یا آریہ سماج کا بانی اور اس کے پیرو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو ہی برا بھلا کہتے ہیں، دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور ان کی کتب مقدسہ پر انہوں نے کبھی زبان درازی سے کام نہیں لیا جیسا کہ آریہ سماج کا حال ہے "پرکاش" کو چاہیے کہ دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے سے پیشتر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دیکھ لیا کرے،

توحید اور رسالت

آریہ سماجی حضرات کو یہ اعتراض ہے کہ اسلام میں رسالت نبوی کا اقرار توحید الٰہی کے منافی ہے "پرکاش" اس اعتراض کو دوہراتے ہوئے اپنے علم و عقل کا ثبوت ان الفاظ میں دیتا ہے کہ

"اسلامی وحدت کا دعوے بھی عجیب بات ہے خدا کی ذات کے ساتھ محمد صاحب کو شریک کرنے کی شرط تو پہلے سے موجود تھی"

گویا اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول کہنا شرک کا ارتکاب کرنا ہے، یہ سب ان لوگوں کی عقل و فہم، اسلام نے تو لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ اس لئے لگایا تھا، کہ محمد صلعم کو بھی الٰہ نہ بنا لیا جائے، جیسے عیسائیوں نے عیسے اور ہندوؤں نے رامچندر اور کرشن کو بنا لیا، رسالت کے مرتبہ سے آپ کو نہ بڑھایا جائے لیکن ہمارے سماجی دوستوں کے نزدیک محمد رسول اللہ کہنا گویا آنحضرت صلعم کی الوہیت کا اقرار کرنا ہے

بریں عقل و دانش بباید گریست

غلط پروپاغنڈا

معاصر "الفقیہ" نے کسی صاحب حاجی حکیم احمد علی صاحب قصوری کا جو سفر حرمین شریفین سے ۱۴ اکتوبر کو واپس آئے ہیں، مراسلہ شائع کیا ہے، جس میں سلطان ابن سعود کے خلاف بہت ایسی باتیں لکھی ہیں، جو سراپا بے بنیاد اور ان اعلانات کے خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ جو سلطان نجد کی طرف سے آئے دن شائع ہوتے ہیں حاجی صاحب نے اہل طائف پر نجدیوں کے مظالم کی داستان نہایت ہولناک پیرایہ میں سنائی ہے، اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ

"ہر شخص کے سامنے یہ کلمہ پیش کرتے ہیں لا الٰہ الا اللہ مالک یوم الدین محمد کان رسول اللہ جس شخص نے انکار کیا فوراً قتل کر دیا گیا"

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ نجدیوں کے ہاں یہ کلمہ جو سراپا بے معنی ہے کبھی رائج ہوا ہو، آجتک بہت سے لوگوں نے جو نجد میں ہو آئے ہیں اہل نجد کے اعتقادات و ایمانیات پر تبصرہ کیا ہے الیم ایسے کلمہ کا ذکر تک نہیں کیا، ہمارے خیال میں نجدیوں کو ماننے

کی نظروں سے گرانے کے لئے یہ ایک غلط پروپا فنڈا حجاز میں کیا گیا ہے جس سے حاجی صاحب بھی متاثر ہو کر آئے ہیں۔ ورنہ جہاں تک مذکورہ بالا کلمہ کا تعلق ہے یہ ایک بے حقیقت بات معلوم ہوتی ہے "الفقیہ" کو ابن سعود سے اس وجہ سے دشمنی ہے کہ وہ حنفی عقائد کا معتقد نہیں، لیکن اسے کم از کم لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا کو تو بھول نہیں جانا چاہیئے۔

ارتداد کی سزا

(از جناب قریشی)

جناب قریشی "زمیندار" کے بہترین مضمون نگاروں میں سے ہیں اور حالات حاضرہ پر ان کے خیالات کو ہمیشہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے ۵۔ نومبر کے "تنظیم" میں سزائے ارتداد پر جن پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا ہے وہ قارئین "پیغام صلح" کے لئے باعث دلچسپی ہوں گے۔ ایڈیٹر۔

ممکن ہے کہ تعصب اور تنگ دلی سے کسی فرد یا جماعت کو ایک عارضی وقفے کے لئے چند فوائد حاصل ہو جائیں۔ لیکن مستقل فوائد اور حقیقی ترقی اس میں ہے کہ ہم اپنے دل و دماغ کو تعصب اور تاریکی سے پاک کر دیں میرا مطلب یہ ہے کہ پست خیالی تنگ ظرفی اور مذہبی تعصب مستقل ترقی کے لئے بنیاد کا کام نہیں دے سکتے کوئی قوم مذہبی تعصب کے ذریعے بھی ترقی حاصل کر سکتی ہے لیکن یہ ترقی ایک مقررہ حد تک ہے۔ ایک متعصب اور تاریک خیال جماعت جس قدر بھی کوشش کرے وہ ایک مقررہ حد سے آگے نہیں جا سکتی جس طرح ایک انجن جس میں بھاپ کی کافی مقدار موجود نہ ہو۔ اپنی سرعت رفتار کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ مسلمانوں کو یہ بات ہمیشہ کے لئے ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وہ اپنے سینہ کو کشادہ اور فراخ کئے بغیر ان صدہا کمزوریوں اور بیماریوں میں سے کسی ایک کا بھی خاطر خواہ علاج نہیں کر سکتے۔ جن میں وہ آج مبتلا ہیں۔

جن قوانین کے مطابق زندہ رہنے کا حق مسلمانوں کو ہے ہندوؤں و سکھوں اور عیسائیوں کو بھی ہے۔ دنیا میں فساد کی اصلی بنیاد یہ ہے کہ ہم اپنے لئے دوسرے ابنائے جنس کی نسبت امتیازی قوانین پر زندہ ہونا چاہتے ہیں ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہمارے لئے رعایتیں اور سہولتیں اور آسانیاں ہوں اور دوسروں کیلئے مشکلات و تکلیفات کوئی مذہب جذبہ تبلیغ و اشاعت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ مسلمان یہ چاہیں کہ ہمیں مقدس مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا حق حاصل ہو اور ہم جس ملک میں چاہیں دیگر مذاہب کے پیروؤں کو اپنے مذہب کی اشاعت کا حق حاصل نہ ہو تو کیا ہمارا یہ مطالبہ منصفانہ ہے؟ اگر تبلیغ ہی پر کسی مذہب کی زندگی کا انحصار ہے تو آخر ہندو اور دیگر مسلمانوں ہی کی طرح اپنے اصول کے پابند اور اپنے عقائد کے بھی خواہ اس سے کیوں بے بہرہ رہیں؟

ایک دوسری مثال یہ ہے کہ کسی مذہب کی موت یہ ہے کہ اس کے پیرو اس سے منحرف ہو جائیں۔ ہندو اور مسلمان برابر اس امر کے متمنی ہیں کہ ان کے رفقائے مذہب اپنے اپنے مذہب پر ثابت قدم رہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں نے اپنی جمعیت کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ قانون بنایا ہے کہ جو شخص مذہب اسلام سے منحرف ہوگا قتل کر دیا جائیگا اگر مذہب اسلام میں اس مضمون کا کوئی قانون موجود ہے تو اس کا مدعا یہی ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ارتداد سے بچایا جائے سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور دیگروں کو بھی اپنی اپنی جمعیت قائم رکھنے کی ضرورت ہے یا نہیں، اکون کہہ سکتا ہے کہ نہیں؟ اگر وہ بھی اپنی اپنی جمعیت کو ارتداد سے محفوظ رکھنے کے لئے اسی قانون پر عمل کریں جس کو ہم ضروری فرض کر رہے ہیں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ ایک شخص ہندو مذہب سے نافرمان ہوگا۔ اس کو ہندو قتل کر دیں گے۔ ایک شخص اسلام سے منحرف ہوگا اس کو مسلمان قتل کر دینگے۔ پس تبلیغ دنیا سے ہمیشہ کے لئے مفقود ہو جائیگی

جو شخص مسلمانوں سے مرتد ہو کر ہندوؤں میں مل جاتا ہے۔ اگر مسلمان اس کو قتل کر سکتے ہیں۔ تو ہندو کیوں اس شخص کو قتل نہیں کر سکتے۔ جو ہندوؤں میں سے منحرف ہو کر مسلمانوں میں مل جاتا ہے؟ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لئے دوسروں کی نسبت امتیازی قوانین چاہتے ہیں؛ وہ چاہتے ہیں کہ ہم تو اپنی زندگی، مفاد اور حفاظت کے لئے ایک قانون کو استعمال کریں

نعمت اللہ خان احمدی کی سنگساری
غیر احمدیوں کو "ذلیل ترین شکست"

غازی محمود دھرم پال اپنے رسالہ "حنیف" بابت ماہ نومبر ۲۴ء میں رقمطراز ہیں:۔

میں نے حنیف کے گزشتہ پرچہ میں نعمت اللہ خان احمدی کی سنگساری پر مختصر سا نوٹ دیتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا تھا، کہ باوجود تمام فروعی اختلافات کے میں احمدیوں کو از روئے قرآن مجید مومن و مسلمان سمجھتا ہوں، اس لحاظ سے نعمت اللہ خان احمدی کی سنگساری قتل مرتد نہیں بلکہ قتل عمد مومن ہے، اور قاتل خواہ کوئی بھی ہو دنیا و آخرت میں اس وعید سے نہیں بچ سکتا جس کا رب العزت نے قتل عمد مومن پر قرآن مجید میں ذکر کیا ہے، احمدیوں کو مرتد اور بزعم واجب القتل ثابت کرنے کے لئے غیر احمدیوں نے جس قدر بحث اخبارات میں کی ہے میں نے نہایت غور سے اس کا مطالعہ کیا ہے، میں بلا جھجک کہہ سکتا ہوں کہ جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے، اس بحث میں جس قدر ذلیل ترین شکست غیر احمدیوں نے کھائی ہے، وہ مذہبی دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتی، میرے خیال میں اب اگر اس بات پر بحث چھیڑی جائے، کہ آیا ایک ایسا مسلمان جس کا عقیدہ یہ ہو کہ قرآن مجید جیسا کہ وہ اس وقت ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ مکمل نہیں ہے، بلکہ اس میں سے بہت سی آیات یا کوئی آیت گم ہو گئی ہے، یا مرفوع التلاوت ہو گئی ہے، مومن و مسلم کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ تو میرے نزدیک علمائے دیوبند کا وہ گروہ جن کے اعتقاد میں قرآن مجید کی بہت سی آیات یا کوئی ایک آیت مرفوع التلاوت ہو چکی ہے نہایت آسانی سے ارتداد کے گڑھے میں دھکیلا جا سکے گا، اس لئے کہ وہ رب العزت کے اس قول کا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون منکر ہے، اور وہ ذلک الکتاب لاریب فیہ کو باطل قرار دیتا ہوا ومن کفر باللہ بعد ایمانہ کی زد میں آتا ہے، اور اگر مرتد کی سزا رجم ہی ہو، جیسا کہ علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے، جس کا کہ میں قائل نہیں ہوں تو ان سے درخواست کی جا سکتی ہے، کہ یا تو وہ مذکورہ بالا عقائد سے تائب ہوں ورنہ وہ کسی اسلامی سلطنت کی طرف سے رجم کئے جانے کا انتظار کئے بغیر خود ہی پتھروں سے جا ٹکرائیں۔

(۲) میں نے علماء دیوبند کے متعلق مذکورہ بالا خیال محض دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت میرک شاہ صاحب کے اس مضمون کو جو آیات مرفوع التلاوت کے متعلق بہت سے اخبارات میں چھپ چکا ہے، پڑھ کر قائم نہیں کیا، بلکہ اس مضمون کے مطالعہ کے بعد میں نے ایک دیوبندی سے لدھیانہ میں بیس پچیس کے قریب معزز مسلمانوں کے سامنے یہ سوال کیا۔ کہ آیا وہ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ قرآن مجید میں کوئی آیت یا بہت سی آیات مرفوع التلاوت ہیں یا گم ہو گئی ہیں، یا دبا ہونے سے رہ گئی ہیں؟ میں نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ میرے مذکورہ بالا سوال کا جواب اس دیوبندی نے اثبات میں دیا۔ میں نے مسلمانوں کے مجمع کو مخاطب کیا، کہ تم سن رہے ہو دیوبندیوں کا کیا عقیدہ ہے، اس پر اس دیوبندی نے ایک بار نہیں بلکہ بار بار اس مجمع کے سامنے اس بات کا اعلان کیا کہ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک نہیں بلکہ بہت سی آیات درج ہونے سے رہ گئی ہیں، میں نے مسلمانوں کے مجمع کو اس پر گواہ ٹھہرایا، اس عقیدہ کو سن کر میرا دل نہایت پریشان ہوا، اور میں اپنے گھر پر جا کر دیر تک سوچتا رہا، میں کہتا ہوں کہ اگر کابل کا تخت ایک دن کے لئے مجھے مل جائے، اور میرے سامنے احمدی اور دیوبندی کے ارتداد و رجم کا سوال پیش کیا جاوے، تو میں احمدی کو چھوڑ دوں گا، مگر دیوبندی کو اس کے مذکورہ بالا اعتقاد کی وجہ سے اگر وہ اس سے تائب نہ ہو، یا اس کی صحت کو پایہ ثبوت تک نہ پہنچائے ملزم گردانوں گا۔ اس لئے کہ احمدی تفسیر و تاویل سے کام لیتا ہوا قرآن مجید میں تحریف کا قائل نہیں ہے جبکہ دیوبندی قرآن مجید کو ہی نامکمل و محرف مانتا ہے۔

کیا قادیانی خارج از دین محمدی ہیں

(از خامہ علامہ ابو الفضل مولانا احسان اللہ صاحب عباسی)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کو کوئی کافر کہتا ہے تو میرا دل دکھتا ہے، مشہور ہے کہ مسلمانوں کے تہتر فرقے ہیں، اور ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہے، اس مسئلہ کی چھان بین سے مجھے زیادہ بحث نہیں ہے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہر فرقہ فرقہ بندیوں کو نامناسب جانے، اور جزئیات کے اختلاف کو عظیم الشان نہ تصور کرے، وہی فرقہ راہ راست پر ہے، اور شروع شروع یہی مسلک اہل سنت و جماعت کا تھا، ایک شخص موحد ہے، رسالت محمدؐ کا قائل ہے، قرآن شریف کا نہ صرف معتقد ہے بلکہ اس کے احکام کا عامل ہے، ہمارا اس کا قبلہ ایک ہے، ہمارے تمام بزرگان دین کا وہ احترام کرتا ہے، شریعت محمدی پر چلنا فرض جانتا ہے، تو کیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کالنبی کہنے سے کافر یا مرتد کہا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو شریعت محمدی سے بے نیاز نہیں کہتے تھے، یہ بظاہر بڑے ذی علم تھے، احکام شریعت محمدی کے تبع تھے، مبلغ دین اسلام تھے، ان کو کالنبی کہنا کسی طرح ناجائز نہیں ہے "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میرے نزدیک حدیث موضوع نہیں ہے، اور ہو بھی تو تعلیم قرآن کے خلاف نہیں ہے النبی اور کالنبی میں صرف لفظی بحث رہ جاتی ہے، جب شریعت محمدی پر قادیانی عمل کرتے ہیں تو محمد صلعم کو وہ خاتم النبیین اور خاتم الرسل بھی ضرور مانتے ہیں، گو زبان سے لفظی انکار کرتے ہیں، مرزا صاحب کو بجائے کالنبی کے النبی کہنے والے کو بے عقل کہہ سکتے ہیں، حالت سکر میں کہہ سکتے ہیں، کافر تو کسی طرح نہیں کہہ سکتے، وہ ہمیں جو کچھ چاہیں کہیں لیکن ہم انہیں کافر کیوں کہیں؟ یہاں یہ واقعہ تاریخی بیان کرنا بے موقع نہ ہوگا، کہ محی الدین عربی امام صوفیاء کو جو سبحانی ما اعظم شانی کہتے تھے، اور منصور کو جو انا الحق کہتے تھے، اور سرمد کو جو اسی قبیل سے تھے، علماء وقت نے کافر ٹھیرایا اور دو مؤخر الذکر کو علما کے فتوے سے بجرم ارتداد سزائے موت بھی ملی، لیکن پھر بھی پڑھے لکھے مسلمانوں میں ان کا احترام کیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے شریعت ظاہری پر علما حکم دینے پر مجبور تھے، لیکن طریقت میں وہ حکم جائز نہ تھا، کوئی کہتا ہے کہ طریقت میں ایسا کہنا درست ہے، اور زائد از لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایسا کہنا درست تو نہیں ہے، لیکن وہ حالت سکر میں تھے، اور اس لئے قابل معافی تھے، شریعت اور طریقت میں اتنا بڑا اختلاف ماننا مناسب نہیں ہے، میری تو یہ رائے ہے، کہ منصور اور سرمد کے حکم قتل میں قاضی نے غلطی کی، جس زمانہ میں یہ حکم دیا گیا، اس زمانہ میں ارتداد کی سزا قتل مناسب نہ تھی نہ حالت ایسے حکم کی مناسب تھی، اور نہ یہ لوگ دین محمدی سے مرتد تھے، تکرار لفظی تھی اختلاف معنوی نہ تھا جب سبحانی ما اعظم شانی یا انا الحق کہنے والا بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوا، تو انی کالنبی یا انی نبی کہنے والا باوجود توحید و رسالت محمدؐ کے قائل ہونے کے کافر یا مرتد کیونکر کہا جا سکتا ہے،

حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا، کہ میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ ہو جانا۔ متفق علیہ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، کہ مرد مسلمان کا خون جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو حلال نہیں ہے، مگر تین صورتوں میں نکاح کے بعد زنا کرے، تو سنگسار کیا جائے جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑنے کو نکلے، تو وہ قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا جلا وطن کیا جائے، جو کسی کی جان مارے تو اس کے عوض میں قتل کیا جائے،

(ابو داؤد)

ایسی ہی بہت سی حدیثیں ہیں، اور اس میں ذرا شبہ نہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا مسلم ہے، اور رسالت میں وہ تمام احکام شرع داخل ہیں، جو بذریعہ رسالت ہم تک پہنچے۔ جو لوگ احکام رسالت کے نہ صرف ماننے والے ہیں بلکہ دیگر ممالک میں ان کے پہنچانے والے بھی ہیں۔ انہیں جزوی اختلاف کی وجہ سے خارج از دین محمدی کہنا بڑی ہمت کا کام ہے ع

عقل ہر کس بہ قدر ہمت اوست

میں تو اپنی ہی سمجھ کے مطابق کہوں گا، اور وہ یہ ہے، کہ ان مبلغین ممالک یورپ میں کا ہر ایک مرد میدان ع

از من و از چو من ہزار بہ است

(بقیہ کالم ۱) ——— ✱ ——— (مشرق گورکھپور)

مگر اس کو ہندو عیسائی اور سکھ اپنی زندگی مفاد و حفاظت کے لئے استعمال نہ کر سکیں۔

کیا یہ معقولیت ہے؟ مجھے اس بارہ میں زیادہ افسوس یہ ہے کہ جن بزرگوں کے متعلق یہ توقع کی جا سکتی تھی۔ کہ وہ مسلمانوں کو سلامت روی اصول پروری اور رواداری کی تلقین کریں گے

غلامی

اور اسکی ابتدا اور انجام

اسلام سے پہلے غلامی کی حالت

سید مصطفےٰ کامل صاحب بی اے کے قلم سے

ذیل کا لکچر سید مصطفےٰ کامل صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور نے احمدیہ ایسوسی ایشن کے ایک جلسہ میں پڑھا۔ امید ہے قارئین کرام کے لیئے فائدہ اور دلچسپی کا موجب ہوگا۔

جناب صدر و دیگر حاضرین!

جس مضمون پر اظہار خیالات کرنیکے لیئے آج ہم لوگ جمع ہوئے ہیں، تھوڑا عرصہ ہوا یورپین حکومتوں نے اپنی قانون سازی کی کلوں کو حرکت دیکر گویا ہمیشہ کے لیئے اس کا جنازہ دنیا سے اٹھا دیا تھا مگر کیا ان قوانین کے منظور کر لینے سے انسان غلامی کی زنجیروں سے ہمیشہ کے لیئے چھٹکارا پا گیا۔ یہ ایک سوال ہے جو آج ہزارہا دلوں کو بے چین کر رہا ہے۔ نہ صرف مشرقی اقوام کے افراد غلامی کے خلاف جو نئی نئی وضعوں میں اپنی بھیانک صورت سے کمزور اقوام کو لرزان و ہیجان کر رہی ہے۔ صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں بلکہ ان کے ہم آواز یورپ کے وہ لوگ بھی ہیں جن کے قلوب صحیح جذبات کو اپنے اندر جگہ دیئے ہوئے ہیں۔ جب اصل حقیقت یہ ہے تو آؤ ہم خضر بنکر اس سرچشمہ آزادی کی تلاش کریں جسکے کناروں پر بیٹھکر آج سے تیرہ سو برس پہلے قوموں نے اپنی تشنگی کو بجھایا تھا۔ اور جسکے متعلق خدائے لایزال کا وعدہ ہے کہ اسکا صاف و شفاف پانی کبھی گدلا نہ ہونے پائے گا جس طرح سورج چاند اور ستارے ہمیشہ اپنی پہلی سی سج دھج سے طلوع ہوتے ہیں، اسی طرح اس مذہب پر جو اپنے پیروؤں کو فطرتی راہیں بتلاتا ہے۔ کبھی پیری و بڑھاپا اثر نہ کر سکیگا۔ ارشاد ہوتا ہے ؎

سارے جہاں نے یکبار خالی ہوا نہ لیکن
گردش میں آجتک ہے پیمانہ و جام تیرا

غلامی کی ابتدا

حضرت انسان اگرچہ اشرف المخلوقات کہلاتے ہیں۔ مگر سچ پوچھیے تو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ مصیبت زدہ ہیں۔ ان کی تاریخ کی ورق گردانی کیجیئے شاید ہی کوئی ورق آپ کو ایسا ملیگا جس میں انسان کے دکھ درد کی کہانی نہ بیان کی گئی ہو۔ جب زیادہ انسان جنگلوں اور پہاڑوں کی کھوہوں اور غاروں سے نکلکر تمدنی زندگی بسر کرنے لگا تو ۔۔۔ بدقسمتی سے اپنے لیئے ایسے قوانین وضع کیئے جن کی وجہ سے اسکی زندگی ہمیشہ کے لیے تلخ ہو گئی۔ تمدنی زندگی کے اختیار کرنے سے اسے مختلف سامانوں کی فکر دامن گیر ہوئی جن کے تیار کرنے کے لیے اسے کاریگروں اور مزدوروں کی ضرورت تھی بھلا وہ انسان جس نے جنگلوں میں آزادی کے مزے اٹھائے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ وہ کب اس بات کے لیے تیار رہتا کہ ایک جگہ مقید ہوکر ممنت شاقہ میں اپنا خون اور پسینہ ایک کرے آزاد انسان کا مزدوری سے جی چراتا تھا کہ متمدن انسان نے اس کے خلاف ہتھیار سنبھال لیے مدتوں ہزاروں انسان تلوار کے گھاٹ اترتے رہے فاتح کو ابھی اتنی عقل نہ تھی۔ کہ مفتوح کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر ان سے کام لے بیچارہ انسان ایک زمانہ دراز تک ان خونریزیوں کا شکار ہوتا رہا۔ آخر جب فاتح کی بھی آنکھیں کھلیں تو اسے معلوم کیا کہ مفتوح کو تیر کا نشانہ بنانے کے بجائے غلام بنا کر اس سے کام لیا جائے

غلامی کی ابتدا میں انسان کا ترقی کی طرف عروج تھا

حضرات غلامی کی ایجاد جو اس وقت متمدن انسان نے کی گویا وہ اس کا ترقی کی طرف ایک قدم اٹھانا تھا کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگرچہ غلامی ایک قبیح رسم تھی مگر بہرحال اسے موت پر ضرور ترجیح حاصل تھی رسم غلامی کی ترویج کے بعد انسان کی تاریخ کا ایک نیا باب کھلتا ہے یہ باب انسان کی ترقی کے حیرت انگیز واقعات بیان کرتا ہے انسان کے کنبوں سے برادریاں برادریوں سے قبیلے قبیلوں سے قومیں اور قوموں سے نسلیں بنتی ہیں مگر اخلاقی اور روحانی قوانین کی خود غرضی کے لیے خدائے رحیم و غفور کی طرف سے مرسل آتے ہیں جو اپنی اعلیٰ تعلیمات سے انسان کے خیالات کو رفعت ۔۔۔ جس انسان نے تمدن کے گہوارہ میں پرورش پا کر عظیم الشان سلطنتوں کی بنیاد ڈالی تھی بڑے بڑے بادشاہ اپنے بنائے ہوئے قوانین کو سنگین عمارتوں میں اس لیے کھدواتے ہیں کہ وہ ان کے عدل و انصاف کی یاد کو دنیا میں ہمیشہ تازہ رکھیں

غلامی کے اسباب

یہ سب کچھ اس صفحہ ہستی پر ظہور پذیر ہوتا ہے مگر وائے برحال ما کوئی بادشاہ یا مدبر فاتح یا جنرل نبی یا فلسفی ان کروڑہا بے بس انسانوں کی حمایت میں زبان نہیں کھولتا جو غلامی کی کڑیوں میں سسک سسک کر جان دے رہے ہیں ان کے لیے موت اور زندگی برابر ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ موت غلاموں کو ان طرح طرح کے عذابوں سے نجات دیتی ہے جو ان کے آقاؤں نے شب و روز کی کاوش کے بعد ان کے لیے ایجاد دیئے ہیں اگر آپ انسان کی تاریخ کے اوراق کی سیر کیئے جائیں تو آپ مختلف ممالک میں انسان کو الگ الگ حالتوں میں پائینگے

یونان میں غلامی

پہلے یونان کو لیجیئے جہاں تک تاریخ پتہ دیتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں اس ملک کے باشندوں نے بڑی ذہنی اور دماغی ترقی کی تھی چنانچہ افلاطون اور بقراط کے وہ کارنامے جو انہوں نے علمی میدان میں کیئے ہمیشہ عزت کی نگاہوں سے دیکھے جائینگے انہوں نے حقوق انسانی کی حمایت میں بڑی بڑی ہی موشگافیاں کیں مگر اول الذکر نے غلامی کو ضروری اور جائز ٹھہرایا اور موخرالذکر نے غلامی کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے اپنے قانون میں اس بات کو واجب سمجھا کہ غیر یونانی اقوام کے افراد کو بے دریغ غلام بنایا جائے چنانچہ یونان میں ۔۔۔۔۔ جنگ کے علاوہ اور کئی طریقوں سے بھی لوگ غلام بنائے جاتے تھے آزادیاں باپ اپنے بچوں کو بیچ کر غلام بنا دیتے تھے انسان پر اگر یا زبردستی چھین کر غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ یونان کی منڈیوں میں قابل فروخت غلاموں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ جہاں سے یونانی امرا غلاموں کو اسی طرح خرید لایا کرتے تھے جیسے قصاب منڈیوں سے بھیڑ بکریاں خریدتے ہیں ایتھنز یونانی تہذیب کا بہت بڑا مرکز تھا اس میں اکیس لاکھ کی آبادی میں چار لاکھ غلاموں کا ہونا بیان کیا جاتا ہے

روما میں غلاموں کی حالت

رومیوں کے درمیان غلامی کا اصل منبع جنگ ہی تھی جب مفتوح ممالک سے لوٹ کا مال کثرت سے آنے لگا تو اہل روم خود تو عیش و عشرت میں پڑ گئے اور جنگ و جدل کا کام دوسرے ممالک کے غلاموں سے لینے لگے اس سے غلاموں کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ ہر رومی کے پاس غلاموں کی ایک خاص جماعت اپنی تھی چنانچہ آگسٹس کے زمانہ میں ایک شخص چار ہزار ایک سو سولہ غلام چھوڑ کر مرا ایک آقا غلام کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار گھونسے اور کوڑے کے سوا نہ کرتا تھا اگر کوئی لونڈی کسی رومی خاتون کے بال بنانے میں کوئی ذرا سی چوک بھی کر بیٹھتی تھی۔ تو اسے تازیانہ کی سزا دی جایا کرتی تھی پٹرونیس جو ایک بڑا مورخ گزرا ہے بیان کرتا ہے کہ روما جیسے متمدن شہر میں معمولی سے معمولی شکایات پر غلاموں کے تین تین سو کوڑے لگائے جاتے تھے اس لیے کہ غلام آقا کے دروازے پر چوبیس گھنٹہ لگاتار پہرہ دے اس کے پاؤں میں زنجیریں ڈال دی جاتی تھیں اگر آپ ان قوانین پر نظر ڈالیں جو غلاموں کی حمایت میں روما کے بعض شہنشاہوں نے مرتب کیے۔ تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ایک زمانہ میں آقاؤں کے لیے یہ جائز تھا کہ وہ اپنے غلاموں کو بعض گناہوں کا ارتکاب کرنے پر موت کی سزا دے سکیں علاوہ ازیں مالک اپنے غلاموں کو درندوں کے ساتھ لڑنے پر مجبور کر سکتا تھا۔

بنی اسرائیل میں غلامی

فلسفیوں اور بادشاہوں کو چھوڑ کر ہم اسرائیلی غلام کو لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انھوں نے غلاموں کے لیے کیا کیا توریت کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اسرائیل میں اسیران جنگ کو قتل کرنے کی بجائے انہیں غلام بنانے کی سفارش کی گئی مگر اس زمانہ کی عام رسم بھی معلوم ہوتی ہے کہ مردوں کو قتل کیا جاتا اور عورتوں کو بنا لیا جاتا لیکن توریت میں ایک حکم ۔۔۔ نہ ہو خداوند تیرا خدا تیرے ۔۔۔ میراث کر دیتا ہے کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا نہ چھوڑیو

حضرت عیسےٰ اور غلامی

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انسان اپنی ۔۔۔ میں کمزور ترین ہستی ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ نے اپنے مخصوص پیرایہ میں اس کی بے بسی کا نقشہ نہایت دلفریب الفاظ میں کھینچا ہے کہ چرند و پرند تو رات کے وقت درختوں کی شاخوں میں بسیرا کر سکتے ہیں مگر انسان کے لئے اس سفرہ ہستی پر سر چھپانے کے لیے جگہ نہیں حضرات شاید آپ میں سے بعض حضرات کو عیسوی تعلیمات سے اختلاف رکھتے ہوئے یہ کہنے کی جرات ہو کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم نہایت اعلیٰ ہے مگر میں آپ کی خدمت میں نہایت مودبانہ یہ عرض کرونگا آپ یہ خیال تو فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ اس قوم کی طرف پیغام حق لے کر آئے تھے جو سلطنت روما کے زیر اثر تھی اور محکومیت بنی اسرائیل کے رگ و ریشہ میں پیوست ہو چکی تھی اس لیے حضرت عیسیٰ مجبور تھے کہ اپنی بے حس و حرکت قوم سے استعاروں میں باتیں کریں اور ان کے سامنے وہی تعلیمات پیش کریں جن سے ایک غلامانہ خصلت والی قوم مستفید ہو سکتی تھی حضرت عیسیٰ اگر غلاموں کی حمایت میں زبان کھول لیتے تو ممکن تھا کہ رومی حاکم یہودیوں کی طرف سے شکایت ہونے کے بغیر ہی انہیں نظر بند کر دیتے یا انقلاب پسند قرار دے کر صلیب پر لٹکا دیتے مگر حضرت عیسیٰ نے اس مسئلہ کے متعلق مرتے دم تک مہر سکوت نہ توڑی اور خاموشی ہی میں اپنی خیریت سمجھی ولیم میور صاحب ناحق بانی اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے غلامی کو دور نہیں کیا حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں سلطنت روما کے ماتحت غلاموں کی وہ درگت بنتی تھی کہ بیچارہ بجز معمولی سی چوک پر انہیں بحری اژدہائی کے آگے ڈالا جاتا تھا مگر حضرت عیسیٰ بالکل خاموش رہے اگر انکی آزادی کے لیے نہیں تو کم از کم ان کے ساتھ حسن سلوک کی تو سفارش فرماتے دیگر ان کے اقوال میں ایک بھی ایسا نہیں پایا جاتا جس سے غلاموں پر ظلم کے متعلق ان کا اظہار ناپسندیدگی پہنچتا ہو

مسیحی پادریوں کی غلط بیانی

پادریوں کو حضرت عیسیٰ کی تعلیمات میں اس کمی کا نادانستہ خود بخود اس طرح اقرار کرنا پڑا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جو یہ تعلیم دی تھی کہ تمام انسان بھائی ہیں اس کا بڑا اثر غلاموں کی حالت پر پڑا تھا ان پادریوں نے اس بات کے ثبوت میں بعض ایسے رومی بادشاہوں کے نام گنوائے ہیں جن میں قسطنطین مشہور ترین گذرا ہے کہ انہوں نے عیسوی تعلیم سے متاثر ہوکر غلاموں کی حالت سنوارنے کے لیے بہت سے مفید قوانین مرتب کیئے تھے اگرچہ اس ثبوت کے رد میں بہت سے تاریخی واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رومی بادشاہ حضرت عیسےٰ کے ظہور سے بہت پہلے غلاموں کی حالت زار پر ترس کھانے لگے تھے مگر ہم بھی حضرت عیسیٰ کی طرح اپنی مہر سکوت توڑنی نہیں چاہتے کیونکہ ہمیں یہ خوف دامن گیر ہے کہ کہیں پادری صاحبان ہمارے بانئے مذہب کے خلاف بے پرکی اڑانے میں خدا کی دی ہوئی مہلت کو رائیگاں نہ کرنے لگیں

ہندوستان اور غلامی

حضرات میں ہندوستان کی غلامی کی تفصیلات میں پڑکر آپ کی سمع خراشی نہیں کرنی چاہتا کیونکہ اس ملک کی اچھوت قوموں کے افراد اس صفحہ دنیا پر بدترین غلام ہیں دیکھیں پنڈت مدن موہن مالوی اور لالہ لاجپت رائے ان کروڑہا انسانوں کے لیے کیا کریں، مجھے ڈر ہے کہ اگر اچھوت لوگوں کی شدھی سے غرض محض سیاسی فائدہ ہے تو ان ہمدردان قوم کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہونگی ضرورت یہ ہے کہ ہندو مذہب کے پیروؤں کی خیالات میں وسعت پیدا کر کے ان کو وسیع القلب بنایا جائے تاکہ وہ اپنے علاوہ اوروں کو بھی انسان سمجھنے لگیں۔ لیکن کیا ہندوؤں کی کتب مقدسہ ان کو ایسا کرنے کی اجازت دینگی یہ ایک سوال ہے جس کا جواب آئندہ چل کر زمانہ خود دے گا

ناظرین خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہوگی۔ **منیجر**

حضرت امیر ایدہ اللہ سے ضروری سوالات اور ان کے جوابات

ایک شخص نے چند استفسارات حضرت امیر کی خدمت میں روانہ کئے جو معہ جوابات درج ذیل ہیں۔

(١) میں نے آپ کا رسالہ نعمت اللہ کی سنگساری بڑی دلچسپی سے پڑھا۔ اس کے متعلق ذیل کے امور دریافت طلب ہیں۔

(الف) آپ فرماتے ہیں۔ کہ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا امتیاز صوفیہ نے کیا ہے۔ شریعت میں کوئی ایسا امتیاز نہیں۔ اگر یہ صورت ہے۔ تو شریعت میں لفظ خاتم النبیین کے معنی کیا ہوئے؟ چونکہ شریعت میں کوئی ایسا امتیاز نہیں ہے۔ اس واسطے ظاہر ہے۔ کہ خاتم النبیین کا مفہوم شرعی معنوں میں نبوت کا خاتمہ کرنے والے کے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص مرزا صاحب کو شرعی معنوں میں (نہ محدثیت اور ولایت کے معنوں میں) نبی تسلیم کرے تو آپ اس کی نسبت شریعت کے رو سے کیا حکم دیں گے؟

(ب) آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو شخص مرزا صاحب کو شرعی معنوں میں (نہ محدثیت اور ولایت کے معنوں میں) نبی تسلیم کرے (جیسا کہ قادیانی جماعت آپ کے خیال میں تسلیم کرتی ہے) مگر اس عقیدہ کے ساتھ نماز قبلہ کی طرف منہ کرکے ادا کرے زکوٰۃ دے۔ غرضکہ تمام باتوں میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہو۔ اس کو کافر و مرتد نہیں کہہ سکتے۔ اگر یہ بات ہے۔ تو لاہوری جماعت اور قادیانی جماعت میں آپ کے نزدیک کیا فرق ہے؟ ایسی صورت میں تو جہانتک میں آپ کی تحریر سے اندازہ کر سکا ہوں۔ آپ کے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں سوائے ایک لفظی نزاع کے؟

(جواب از طرف حضرت امیر) خاتم النبیین کے معنے نبیوں کا ختم کرنے والا ہی ہیں۔ اور یہی معنی حضرت مرزا صاحب نے آخر تک کئے ہیں۔ جو شخص اس کے خلاف کوئی اور معنے کرتا ہے۔ میں اُسے غلطی پر سمجھتا ہوں۔ لیکن جب تک وہ اپنے آپ کو شریعت محمدی کے جوئے کے ماتحت سمجھتا ہے۔ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام کو واجب التعمیل سمجھتا ہے۔ اس وقت تک کافر یعنی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہا جا سکتا۔ اور یہی معیار ہر ایک غلطی کنندہ کے لئے ہے۔ میں اس امر کو بھی ختم نبوت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت عیسےٰ پھر دنیا میں آجائیں۔ باوجود اس کے ان مسلمانوں کو جو آنحضرت کے بعد اس ایک نبی کا آنا مانتے ہیں۔ اور یوں ختم نبوت کو توڑتے ہیں مسلمان ہی سمجھتا ہوں خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کا آنا نیا ہو یا پرانا یکساں ختم نبوت کے منافی ہے۔

آپ کا دوسرا سوال یا کسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یا مجھے سمجھ نہیں آیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہم (لاہوری احمدی) قادیانی جماعت کو کافر و مرتد نہیں کہتے۔ تو ہم میں اور اُن میں کوئی فرق نہ ہوا۔ اور صرف ایک لفظی نزاع ہوا۔ بظاہر آپ کے سوال سے آپ کا یہ خیال معلوم ہوتا ہے۔ کہ جہاں دو مسلمان گروہوں میں فی الواقع اختلاف ہوگا۔ وہاں ضرور ہے۔ کہ ایک گروہ دوسرے کو کافر و مرتد کہے۔ غالباً یہ منشار آپ کا نہ ہوگا۔ اگر یہی مطلب آپ کا ہے۔ تو میرے نزدیک یہ صحیح نہیں میں سمجھتا ہوں۔ کہ بڑے بڑے اختلافات کے باوجود بھی ہم ایکدوسرے کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں ہم میں اور قادیانی جماعت میں بڑا بھاری اختلاف موجود ہے وہ فی الحقیقت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ قرار دیتے ہیں۔ کہ روئے زمین کے کل مسلمان کافر ہیں۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں۔ اور تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان یقین کرتے ہیں۔ لفظ نبوت اگر ہماری تحریروں میں آپ کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ تو صرف اس معنی میں جس معنی میں صوفیائے کرام نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ یعنی بمعنی محدثیت اور ولایت جس معنی میں اس کا اطلاق سب اولیائے امت پر جائز ہے جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے خود اپنی قریباً سب سے آخری تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ یہ لفظ نبی کا استعمال اس معنی میں ہے۔ جیسے مولانا روم نے فرمایا ہے۔ ؎

اونبی وقت خویش است اے مُرید

پس حقیقتاً ہم میں اور اُن میں اختلاف موجود ہے۔ ہاں اگر وہ اس عقیدہ کو ترک دیں۔ کہ کوئی مسلمان حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں نہ ہونے کیوجہ سے کافر ہے۔ تو پھر شاید اختلاف لفظی تنازع کہلا سکے مگر لفظی تنازع کا مفہوم میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ مفہوم دونوں کا ایک ہو۔ صرف الفاظ کے استعمال میں اختلاف ہو اور یہاں یہ صورت نہیں۔ بلکہ مفہوم میں اختلاف ہے۔ گو لفظ ایک ہے۔ مثلاً حدیث میں عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے۔ اب ہم سب مسلمانوں کی طرح حدیث کے الفاظ کو صحیح مانتے ہیں۔ لیکن اُن کے اور ہمارے مفہوم میں اختلاف ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں۔ کہ نبی اللہ عیسےٰ ع م آئیں گے۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ اس امت کے ایک مجدد نے عنداللہ عیسےٰ علیہ السلام کا نام پایا۔ میرے نزدیک یہ بھی اختلاف ہے۔ لفظی تنازع نہیں۔ لفظ ایک ہیں مگر مفہوم میں فرق ہے۔

اگر میں آپ کے مطلب کو صحیح نہیں سمجھ سکا۔ تو امید ہے آپ اس پر زیادہ روشنی ڈال کر اپنے مطلب کو واضح فرمائیں گے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب ابھی دہلی سے واپس تشریف نہیں لائے،

اخویم ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے ١٦ - نومبر سے درس قرآن کریم شروع فرمایا ہے، یہ دیکھنا موجب مسرت ہے کہ ڈاکٹر صاحب نہایت شرح وبسط کے ساتھ حقائق قرآنی کو بیان فرماتے ہیں ان کا درس سننے والوں کے لئے ایک دریائے معرفت ہوتا ہے اللہ تعالےٰ آپ کے علم میں بیش از بیش برکت عطا فرمائے،

ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند) سے گوہر علی صاحب لکھتے ہیں کہ اخبار لائٹ کا وہ پرچہ جس میں مسیح کے صلیب پر وفات نہ پانے کا ذکر ہے، عیسائی لوگوں کو دیا گیا، انہوں نے یکے بعد دیگرے اسے شہر تک پہنچایا، جس کا انجام یہ ہوا کہ ٹرینیڈاڈ کے نامور عیسائیوں پر ایک آفت آگئی، اور یہاں کے عیسائیوں میں اس پرچہ سے ایک تہلکہ پڑا ہوا ہے، اور وہ کوشش کر رہے ہیں کہ میرے پاس لائٹ نہ آیا کرے لیکن میں نے ایک پرچہ گورنر صاحب کو بھیجا ہے، تاکہ انہیں معلوم ہو۔ کہ یہ کس قسم کا اخبار ہے، اور یہاں کے عیسائیوں کی کوششیں کامیاب نہ ہوں۔

پشاور میں میر مدثر شاہ صاحب کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ عمر دراز کرے، اور والد ماجد کی طرح خادم دین بنائے،

اٹھارہ انگریزوں کا قبول اسلام

خواجہ نذیر احمد صاحب امام مسجد ووکنگ انگلستان اطلاع دیتے ہیں کہ ذیل کے انگریز مرد اور خواتین نے ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ سے اسلام قبول کیا۔

نمبر شمار	اصلی نام	اسلامی نام
(١)	مسز لوئیس امین وائیٹ	عزیزہ بیگم
(٢)	مس وہیٹ	عائشہ بیگم
(٣)	ایچ سیگڈ	حبیب
(٤)	رچرڈ۔ ڈبلیو۔ جارج	رشید
(٥)	مسز امین	زینب
(٦)	مس الیتھر	فاطمہ
(٧)	مس الزبتھ	غلام سرور بیگم
(٨)	ماسٹر آسکر	محمد عبداللہ
(٩)	ماسٹر ارنسٹ	محمد دین
(١٠)	سٹا سفیلڈ براون	عبدالباری
(١١)	ایل۔ بی۔ ٹی۔ سولاس	عبداللطیف
(١٢)	مسٹر پال مائیکل ہیوک	عبدالحمید
(١٣)	مس ڈورتی فالکنبرج	فاطمہ
(١٤)	مس ایڈتھ لوبرٹ	حمیدہ
(١٥)	مسٹر عمانویل لے فاپشو	عبداللہ
(١٦)	مسٹر ٹی ای۔ وی ٹرنر	ابراہیم
(١٧)	مس مارجری ایف میننگ	حسینہ بیگم

(١٨) جان مینسفیلڈ سمتھ — جلال الدین

تازہ خبریں

—— امرت سر کی ایک معزز سکھ خاتون بی بی راجندر کور جنہیں ایک تقریر کی بنا پر پولیس نے گرفتار کر لیا تھا۔ اور بعد ازاں عدالت سے ماہ قید سخت کی سزا دی گئی تھی۔ آپ اپنی قید بھگت کر کل جالندھر جیل سے رہا ہوئیں۔ امرت سر کے اسٹیشن پر سکھ خاتونوں کے ایک کثیر مجمع نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

—— دہلی کی ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی نے اپنے ضلع سے بلگام کانگرس کے لئے ذیل کے نمائندوں کو منتخب کیا ہے۔

حکیم اجمل خاں۔ ڈاکٹر انصاری۔ بیگم انصاری۔ مولانا محمد علی۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا آصف علی۔ اور مسٹر شنکر لال۔

—— ۱۵ نومبر کو مسٹر چارلس ڈنرتی کی عدالت میں جواز بیٹھ کے فسادات کا مقدمہ پیش ہوا اسنغاثہ کی مزید شہادتیں گذریں۔ اس مقدمہ میں ۱۷ ہندوؤں پر مسلمانوں کو چوٹیں لگانے کا الزام لگایا گیا ہے آئندہ پیشی کی تاریخ ۱۸ نومبر مقرر ہوئی۔

—— سردار سوہن سنگھ جنہیں پچھلے دنوں دفعہ ۱۲۴ الف قانون تعزیرات ہند کی رو سے پولیس نے گرفتار کرکے پنڈت سری کرشن مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا تھا۔ ان کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے معافی مانگ لی ہے۔ ۱۹ نومبر کو سردار صاحب کے معافی نامہ پر غور کیا جائے گا۔ علاوہ بریں سردار ایشر سنگھ منتصوان جنہیں سڈیشن کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اور جن پر مقدمہ چل رہا تھا۔ اطلاع ملی ہے کہ اسی جرم میں ان پر ایک اور مقدمہ چلایا جائے گا۔ کیونکہ روزنامہ اکالی کی ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں انہوں نے ایک قابل اعتراض مضمون شائع کیا تھا۔

—— جمعیتہ تبلیغ الاسلام کی طرف سے دورہ کرنے کے لئے سرکردہ اشخاص کا ایک وفد روانہ ہونے والا ہے۔ اس میں مولانا عبدالماجد قادری بدایونی۔ خواجہ حسن نظامی۔ مولانا طاہ حسین میاں پھلواری شریف۔ چودھری نذیر احمد خاں وکیل جونپور بھی شامل ہونگے۔ نیز بعض مقامات پر مولوی سر رحیم بخش بھی شامل ہو جائیں گے۔ رودھیانہ۔ جالندھر۔ جنڈیالہ۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ منگووال۔ سرگودھا۔ لائلپور۔ ملتان۔ اور دوسرے مقامات نے وفد کو پرجوش دعوت دی ہے۔ اور بھی جو مقامات اس بات کے خواہشمند ہیں کہ وفد وہاں جائے۔ تو وہ معتمد عمومی کو لکھ سکتے ہیں۔ عارضی پروگرام شائع ہونے والا ہے۔

—— ہندوستان میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلطان ابن سعود مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ انجمن اتحاد خدام کے صدر نے سلطان ابن سعود کی طرف سے مؤتمر اسلامی کی دعوت کے جواب میں یہ برقی پیغام بھیجا ہے۔ کہ انتظام حج کا مسئلہ بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کو حکمدار حکومت کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔

—— ۱۷ نومبر کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ کی تحریک سے دیگر مسلمان اور سکھ ممبروں کی تائید سے یہ ریزولیوشن پاس ہوا۔ اس اجلاس نے نہایت رنج اور قلق کے ساتھ یہ خبر سنی ہے کہ رائٹ آنریبل مسٹر مانٹیگو سابق وزیر ہند جو اصلاحات ہند کی تجویز کے بانی تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ ہندوستان

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳

جلد ۱۲ — نمبر ۷

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۲۴ء

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

قتل مرتد

مولانا اسلم جیراجپوری کے خیالات

"پیغام صلح" کی سابقہ اشاعت میں مولوی نعمت اللہ خان کی سنگساری کے متعلق جامعہ ملیہ علیگڑھ کے رسالہ "جامعہ" کی رائے نقل کی جا چکی ہے، رسالہ مذکور کی ماہ اکتوبر کی اشاعت میں قتل مرتد کے عنوان سے مولانا نے ایک بسیط مضمون رقم فرمایا ہے جو ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرام ہے:-

"جامعہ" کے گذشتہ پرچہ میں کابل میں ایک مرزائی کے سنگسار کرنے کی بابت ہم نے جو کچھ لکھا تھا، اس پر ہمارے رسالہ کے بعض ناظرین نے اس مسئلہ کے متعلق "ہمارا خیال" دریافت کیا ہے۔ اس لئے ہم ضرورت سمجھتے ہیں۔ کہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس کو بیان کر دیں،

اس لئے سب سے پہلے ہم کو قرآن مجید کو دیکھنا چاہیئے کیونکہ وہی شریعت کا منبع اور اسلامی توانین کا سرچشمہ ہے۔ قرآن نے نہایت صاف لفظوں میں یہ اصول مقرر کر دیا ہے کہ

لا اکراہ فی الدین (دین میں کوئی زبردستی نہیں،)

ہر ہر فرد اپنی نجات کا ذمہ دار ہے، اور اس کو کامل آزادی ہے کہ اپنا ذریعہ نجات تلاش کرے۔ اس کی اس حریت کو غصب کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے، اور اس معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں ہو سکتا۔ خود مرتد کے متعلق سورہ بقرہ میں ہے،

ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ ۵ (اور جو تم میں سے پلٹ جائے گا اور کفر کی حالت میں مر جائے گا تو یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت ہو گئے،)

یہاں اللہ تعالےٰ نے مرتد کا نتیجہ اور انجام بیان کر دیا لیکن اس کے قتل کرنے کا نہ حکم دیا، نہ کسی کو یہ حق بخشا۔ بلکہ اس کو اپنی موت سے مرنے کی مہلت دی۔

سورۂ مائدہ میں بھی ارتداد کا ذکر کیا، اور وہاں بھی کوئی سزا نہیں بتائی،

یایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ ۵ الایۃ (مسلمانو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا، تو اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا، جن کو وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے،)

سورۂ آل عمران میں فرمایا۔ کہ کوئی مرتد ہو جایا کرے۔ ہمارا کیا کرے گا،

ومن ینقلب علی عقبیہ (اور جو اُلٹے پیروں لوٹ جائے گا۔)

فلن یضر اللہ شیئا (وہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔)

یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو بھی کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا، سورۂ مائدہ میں اس اصول کی تصریح کر دی۔ کہ کوئی گمراہ ہو جایا کرے، تمہیں اس کی کیا پڑی ہے، تم صرف اپنے نفس کی خبر رکھو،

یایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم ۵ (مسلمانو! تم اپنے نفس کی خبر رکھو۔ جب تم راہ راست پر رہو گے، تو جو گمراہ ہو جائیگا وہ تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔)

ایک نہیں ہزار مرتد ہو جائیں۔ اللہ بے نیاز ہے۔ سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے:-

ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید ۵ (اگر تم کافر ہو جاؤ اور وہ لوگ جو زمین پر ہیں۔ سارے کے سارے، تو اللہ تو بے نیاز اور سزاوار حمد ہے۔)

سورۂ نساء میں ہے:-

ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا ۵ (جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے۔ پھر کافر ہو گئے، پھر کفر میں بڑھتے گئے، تو اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان کو بخشے گا، نہ ان کو سیدھا رستہ ہی دکھائیگا)

اس میں بھی کسی سزا یا قتل کی اجازت مطلقاً نہیں دی ہے، اور اگر قتل کی سزا ہوتی تو ایک بار کافر ہونے کے بعد پھر ایمان اور پھر کفر کا موقع کہاں ملتا۔

اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم جس نے قاتل کا قصاص، باغی، ڈاکو، چور، زناکار اور اس کے جھوٹے گواہوں کے حدود، یہاں تک کہ ظہار اور یمین وغیرہ کے کفارے بھی بیان کر دیئے۔ ... مرتد کی اس عظیم الشان سزا یعنی قتل اور حال کے فتووں کے مطابق سنگساری کے ذکر سے کیوں خاموش ہے،

حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے دین کے معاملہ میں ہر شخص کو حریت کاملہ عطا فرمائی ہے، اور کسی کے عقیدہ پر جبر کرنے کی مطلق اجازت نہیں دی ہے، کیونکہ دنیا میں یہی سب سے بڑا ظلم ہے،

سورۂ یونس میں ہے:-

ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین ۵ (اور جو تمہارا رب چاہتا تو روئے زمین کے سارے آدمی ایمان لے آتے، تو کیا تم لوگوں پر تم زبردستی کرو گے کہ وہ مومن ہو جائیں،)

سورۂ کہف میں نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اعلان ہے،

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر ۵ (کہدے کہ تمہارے رب کی طرف سے حق آ چکا ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر بنے۔)

اس مضمون کو سورۂ یونس نے اور زیادہ واضح کر دیا ہے،

قل یایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل ۵ (کہدے کہ لوگو حق تمہارے رب کی طرف سے آ چکا ہے، جو ہدایت پائیگا، وہ اپنے لئے اور جو گمراہ ہوگا وہ اپنے لئے، میں تمہارے اوپر ذمہ دار نہیں ہوں۔)

قرآن کی تعلیمات سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اسی بات پر جہاد اور قتال کا حکم دیا گیا ہے، کہ وہ عقیدہ دینی پر جبر نہ ہونے دیں، سورۂ بقرہ اور انفال دونوں میں حکم موجود ہے۔

وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ ۵ (اور کافروں سے لڑتے رہو یہانتک کہ فتنہ نہ رہ جائے، اور دین اللہ کے لئے ہو،)

فتنہ کے معنی ہیں سونے یا چاندی کو آگ میں جلا کر کھرا کھوٹا الگ کرنا، اصطلاح شرع میں اس کا مفہوم یہ ہے، کہ کسی کو اس لئے ستایا جائے کہ وہ اپنے عقیدہ سے باز آ جائے، جس طرح کہ کفار مکہ مسلمانوں کو ستاتے تھے، اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ تم ان کے ساتھ لڑو تاکہ اس قسم کا فتنہ باقی نہ رہ جائے، اور لوگ خالص اللہ کے لئے دین اختیار کریں نہ کہ کسی کے جبر کے خوف سے،

اس لحاظ سے مسلمانوں کا فرض ہے، کہ وہ اس فتنہ جبر کو دنیا سے مٹائیں۔ کیونکہ یہ قتل سے بھی زیادہ سنگین ہے، نہ کہ اپنے خود ہی اس کو قائم کریں۔ اور قرآن جس بت کو توڑنے کا حکم دیتا ہے اسی بت کی پوجا کرنے لگیں، کیونکہ اگر عقیدہ پر جبر باقی رہے گا تو تبلیغ محال ہو جائے گی، اس لئے کہ جملہ اقوام اور اہل مذاہب اپنے اپنے یہاں قتل مرتد کا قانون بنا لیں گے، پھر اس وقت کسی شخص کا کسی مذہب سے نکل کر دین حق میں داخل ہونا موت کے مرادف ہو جائے گا، اور تبلیغ دین بجز جوہر و سکے اور کچھ نہ رہ جائے گی، اور اس کا سب سے زیادہ نقصان اسلام کو برداشت کرنا پڑے گا، کیونکہ وہی سب سے بڑا تبلیغی دین ہے،

جب قرآن کریم بالتصریح ہر شخص کو دین کے معاملہ میں آزادی دیتا ہے اور محض تبدیل مذہب پر کسی قسم کی دنیاوی سزا نہیں مقرر کرتا تو یقیناً احادیث صحیح اس کے خلاف نہیں جا سکتیں، ان میں جن لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ دراصل سیاسی مجرم ہیں مرکہ دینی

بخاری شریف میں روایت ہے،

من بدل دینہ فاقتلوہ (جو اپنا دین تبدیل کر دے اس کو قتل کر دو۔)

باقی بر صفحہ کالم ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ، نمبر ۷

مسیحیت اور مسلمان

(۱) لنڈو کی پہاڑی پر اسلام کے خلاف سرگوشیاں

جماعت احمدیہ کو دعوت عمل

مسیحیت نے جس دن سے میدان تبلیغ میں قدم رکھا ہے، مسلمانوں کے سوائے دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں، جس کے مقابلہ کے لئے اسے خاص کوشش اور جد و جہد سے کام لینا پڑا ہو، دنیائے اسلام میں مسیحیت کی اشاعت کے لئے کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں جن میں واقف کار مسیحیوں کی مدد سے سکیمیں مرتب کی جاتی ہیں اور ان کے ماتحت خاص مشنری تیار کئے جاتے ہیں۔ انہیں عربی علوم سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، اور اسلام کے مقابلہ کے لئے خاص درس دیئے جاتے ہیں، اسلامی مسائل پر کتابیں اور رسالے شائع کر کے مسلمانوں کی بری سے بری تصویر پیش کی جاتی ہے، اور ایسا مواد اکٹھا کیا جاتا ہے، جس کو اسلام سے لوگوں کو متنفر کرنے کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے،

ڈاکٹر زویمر کا نام اس بارہ میں مسیحی دنیا میں خاص شہرت حاصل کرچکا ہے، کہ انہوں نے اپنی کوششوں کو اسلام کے مقابلہ کے لئے وقف کر دیا، دنیا بھر کے ممالک کا سفر کر کے مسلمانوں کے حالات کا انہوں نے بچشم خود مطالعہ کیا، اس خیال سے نہیں، کہ ان میں کیا کچھ خوبیاں پائی جاتی ہیں، بلکہ اس لئے کہ کونسی وہ برائیاں ان کے اندر موجود ہیں، جن کو اسلام کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو اس سے متنفر کیا جاسکے، خاص اسی غرض سے "مسلم ورلڈ" کے نام سے ایک رسالہ انہوں نے جاری کر رکھا ہے، جس میں اسلام اور مسلمانوں کی عیب چینی کے سوائے اور کچھ نہیں ہوتا، دنیا بھر کے مسلمانوں کی اچھی سے اچھی باتوں کو برے سے برے رنگ میں پیش کر کے ۔۔۔۔۔ عیسائی دنیا میں انہوں نے ایک خاص فضیلت حاصل کرلی ہے، اور اسلامی دنیا میں کام کرنے کے لئے مسیحی مبلغین کی رہنمائی کی باگ اب زیادہ تر انہی کے ہاتھ میں ہے،

یہی ڈاکٹر زویمر گذشتہ موسم گرما میں ہندوستان آئے تھے، ہم نے جس وقت ان کی آمد کی خبر سنی۔ تو ہمارا ماتھا اسی وقت ٹھنکا تھا۔ کہ ہو نہ ہو ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اب کوئی اور نیا فتنہ کھڑا ہونے والا ہے "مشنری ریویو آف دی ورلڈ" کا تازہ نمبر (بابت ماہ ستمبر) ہمارے اس خیال کا مصدق ہے، وہ لکھتا ہے کہ لنڈور کی پہاڑی پر مسیحی حضرات کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں کے اندر تبلیغی کام کرنے کے لئے ضروری مسائل پر غور کیا جائے، ڈاکٹر زویمر اس کانفرنس کے روح رواں تھے، اور انہوں نے ہی تقاریر میں زیادہ تر حصہ لیا، انہوں نے اس کام کو جو اس وقت مسیحیوں کی طرف سے ہندوستانی مسلمانوں کے اندر ہو رہا ہے، نہایت معمولی اور ناقابل التفات قرار دیا۔ اور کانفرنس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ "ہندوستان کے تمام کلیساؤں اور مشنوں میں مسلمانوں کے متعلق بہت سخت غفلت سے کام لیا گیا ہے" اس کے ساتھ ہی کانفرنس نے اسلام کے ۔۔۔ موجودہ سیاسی اور مذہبی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بات پر "پختہ یقین" ظاہر کیا کہ "ہندوستانی مسلمان اس قابل ہیں کہ ان پر اثر ڈالا جاسکے" اور اس امر کو "انجیل کے ان تک پہنچانے کے لئے ایک اشد مطالبہ" قرار دیا،

صرف یقین و ایمانیات ہی کی بات نہیں۔ بلکہ مسلمانوں میں عملی کام کے لئے ذیل کے ریزولیوشن بھی اسی کانفرنس میں پاس کئے گئے۔

(۱) یہ کہ چین اور افغانستان کی آواز کو ہم سن رہے ہیں۔ اور ہمارے مقامی ہمسایہ مسلمانوں کی آوازیں بھی ہمارے کانوں میں آرہی ہیں۔ اور ہم خداوند سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ان کی ضروریات کو پورا کرے،

(۲) یہ کہ ہم مشنریوں سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اس اشد ضرورت کو پورا کرنے کے لئے خاص تیاری کے ساتھ کوئی عملی صورت اختیار کریں۔

(۳) یہ کہ ہم نوجوان مشنریوں کی جو قابلیت کے لحاظ سے موزوں ہوسکتے ہیں، حوصلہ افزائی کرتے ہیں، کہ وہ مسلمانوں میں کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں، اور کہ ہم اعلیٰ تربیت یافتہ نومسیحیوں کو جو اسلام میں سے نکل کر آئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے کام میں لائیں گے، اور ان کے لئے پورا ساز و سامان مہیا کریں گے،

(۴) یہ کہ ہم ہر ممکن طریق سے پریس سے کام لیں گے، اور ہر قسم کا لٹریچر ہم پہنچائیں گے، جو لوگوں کی توجہ کو جذب کرنے والا ہو کیونکہ یہ چیزیں مسلمانوں کو مسیح کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے ایک زبردست آلہ کا کام دے سکتی ہیں۔

(۵) یہ کہ اس محبت آمیز خدمت میں ہم سب سے بڑھکر روح القدس کی طاقت پر ایمان لاتے اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور ہندوستانی مسلمانوں کو اس بات پر لانے کے لئے کہ وہ ہمارے خداوند اور نجات دہندہ یسوع مسیح کو پہچانیں، اور اس سے محبت کریں اپنی کوششوں میں اسی کی امداد اور رہنمائی کے متلاشی ہیں۔

ان ریزولیوشنوں کے الفاظ گو مختصر ہیں لیکن نہایت پر معنی اور اس اصل مقصد کو واضح کرنے والے ہیں، جو مسیحی حضرات کے پیش نظر ہے جن لوگوں نے تیرھویں صدی ہجری کے اواخر اور چودھویں کے شروع زمانہ کو دیکھا ہے، وہ اس بات کا اندازہ کرسکتے ہیں، کہ اسلام سے نکلے ہوئے نومسیحیین کے کیا معنے ہیں، اور توجہ کو جذب کرنے والے لٹریچر سے کیا مراد ہے، پادری عماد الدین، ڈاکٹر احمد شاہ اور ایسے ہی دیگر نومسیحیین کے نام گو آج اتنے مشہور نہیں، لیکن اس زمانہ میں ان لوگوں کی فتنہ پردازی نے جو تنم دھمایا اور ناواقف اور جاہل مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے جو طریق عمل اختیار کیا گیا، وہ نتائج کے لحاظ سے بہت ہی افسوسناک تھا، اس وجہ سے نہیں کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں اسلام کی تکذیب کے لئے کوئی زبردست دلائل موجود تھے بلکہ اس وجہ سے کہ ان کے مخاطب مسلمان اپنے مذہب سے بالکل بیگانہ اور جاہل تھے، اور ان کی غلط بیانیوں کے نہایت آسانی سے شکار ہو جاتے تھے،

اللہ تعالےٰ نے اس وقت مسلمانوں کی نصرت خاص طور پر فرمائی اور اپنے ایک مامور اور مجدد وقت کو عین اسی گھمسان کے عالم میں کھڑا کر دیا جس شاندار طریق پر مسیحیت کا مقابلہ حضرت مسیح موعود نے اس نازک وقت میں کیا، اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، پرستاران تثلیث کو آپ نے دلائل حقہ کے ذریعہ سے ایسا دبایا، کہ دوبارہ انہیں سر اٹھانے کی جرأت آجتک نہیں ہوئی، پادری فنڈر، عبداللہ آتھم، بشپ لیفرائے اور دیگر بڑے بڑے مسیحی حضرات آپ ہی کی تیغ براہین کے کشتوں میں سے ہیں۔ اس وقت کی کسر صلیب اور قتل دجال کا نظارہ کرنے والی بہت سی آنکھیں اس وقت تک موجود ہیں۔ اور وہ شہادت دے سکتی ہیں، کہ اس پاک امام نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو کس جوانمردی کے ساتھ باہر نکالا، اور لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی کو پورا کر دکھایا، یہ وہ عظیم الشان کارنامہ ہے، جس کی نظیر آنحضرت صلعم کے بعد گذشتہ تیرہ صدیوں میں ملنی مشکل ہے، اسلام پر بہت سے مصائب نازل ہوئے، بہت سی گھٹائیں آئیں، لیکن جس قسم کی خطرناک مصیبت عیسائیت نے پیدا کی ہے، شاید ہی اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی، یہی وجہ ہے کہ مخبر صادق صلعم نے فتنہ دجال سے پناہ مانگی ہے۔ اور اپنی امت کو اس فتنہ سے بچنے کے لئے مسیح موعود کا دامن پکڑنے کی نصیحت کی ہے،

اس وقت جبکہ اس فتنہ نے دوبارہ سر اٹھانے کی جرأت کی ہے کیا یہ ضروری نہیں کہ اس کو ابھی سے دبانے کی کوشش کی جائے مسلمانوں کی حالت اس وقت بھی چنداں تسلی بخش نہیں، وہی اسلام سے ناواقفیت وہی قرآن سے بیگانگت اور پرلے درجے کی جہالت ان پر طاری ہے بلکہ سب سے بڑھ کر تو اور ان کے علماء بھی ایسے کوتاہ فہم ہیں، کہ قرآن کے صحیح ارشادات کے خلاف قتل مرتد اور جبراً مذہب پھیلانے کی تلقین کرتے ہیں جس کو مسیحی لوگ اسلام سے متنفر کرنے کے لئے ایک زبردست حربہ سمجھتے ہیں پھر سب سے بڑھکر یہ کہ وہ ایسے عقائد رکھتے ہیں۔ جو کھلے طور پر عیسائیت کی طرف لے جانے والے ہیں، مسیح ناصری کو دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ مانکر کوئی مسلمان عیسائیت کے اثر سے بچ نہیں سکتا، بالخصوص جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم تیرہ سو سال ہوئے فوت ہو کر ہی زمین میں دفن ہوچکے، کوئی شخص اسلام کی حمایت یہ کہہ کر نہیں کرسکتا، کہ آخری زمانہ میں امت مرحومہ کی اصلاح کے لئے مسیح ناصری دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے، اور محمد رسول اللہ صلعم کی قوت قدسی کسی کام نہ آئے گی۔

اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو صحیح راہ پر لگایا جائے، الہیٰ عقائد حقہ کی تلقین کی جائے، اور اس آنے والے فتنہ سے محفوظ کرنے کیلئے سلسلہ حقہ کی طرف بلایا جائے، ضرورت ہے کہ ابھی سے ایسی تدابیر اختیار کی جائیں، جن سے حضرات مسیحیین کے ارادے کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکیں، اور اسلام اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان پر غالب آئے۔ اس کی ذمہ واری زیادہ تر اس قوم پر ہے، جو مجدد وقت کی پیدا کردہ ہے وہ پاک امام اپنے فرض کو انجام دے کر اس جہان سے چلا گیا، اب یہ ہمارے ذمہ ہے کہ اس کے کام کو ہاتھ میں لیں اور اسی جرأت دلی شوکت اور باقاعدہ کوشش کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود کی خو و خصائل میں سے تھی، اس فتنہ کو اس طرح سے دبا دیں، کہ وہ کبھی سر نہ اٹھا سکے مسیحی حضرات کی کانفرنس نے یہ در اصل ہمیں دعوت عمل دی ہے۔ کاش ہم اس کی آواز کو سنیں، اور آنے والے حالات بد کا اندازہ کر کے فوراً اٹھ کھڑے ہوں۔

ہمارے پاس اس وقت خدا کے فضل سے کافی لٹریچر موجود ہے عیسائیت کے خلاف اخبار لائیٹ ایک زبردست حربہ کا کام دے سکتا ہے، حضرت امیر کی انگریزی کتاب محمد اینڈ کرائسٹ اور "حقیقت المسیح" عیسائیت کی حقیقت کو واضح کرنے اور اسلام کی طرف کھینچنے کے لئے بہت کارآمد ہیں، اردو اور انگریزی ترجمۃ القرآن اور آنحضرت صلعم کی سیرت اردو و انگریزی زبان میں متلاشیان حق کے لئے گویا آب حیات ہیں۔ ایسا ہی حضرت خواجہ صاحب کی تصنیف ینابیع المسیحیت مسیحیت کے لئے گویا موت کا پیغام ہے، پھر سلسلہ حقہ کی صداقت کے ثبوت میں بہت سا لٹریچر موجود ہے، کیا ان کتابوں کو پھیلانا اور عیسائیوں اور عام مسلمانوں تک پہنچانا کوئی بہت بڑا کام ہے؟ یقیناً ان لوگوں میں بہت سے نیک دل اصحاب موجود ہیں، جن کو اگر آپ پیغام حق پہنچائیں گے، تو وہ آپ کی سننے کے لئے تیار ہوں گے، آپ کی کتابوں کو وہ شوق کے ساتھ پڑھیں گے، اور اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جس فتنہ کے کھڑا ہونے کا اندیشہ ہے، وہ اندر ہی اندر دب جائے گا، اس وقت جارحانہ اقدام عمل کی ضرورت ہے، تاکہ دوسروں کی پیش قدمی موجب نقصان نہ ہو،

مسجد پیرس اور برطانیہ

قارئین کرام کو معلوم ہے، کہ حکومت فرانس نے حال ہی میں اپنے دار الخلافہ پیرس میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی ہے، جس کے ساتھ ایک لائبریری، ایک کانفرنس ہال اور ڈسپنسری بھی ہے یہ عجیب فرانسیسی رعایا کے ان مسلمان سپاہیوں کی یادگار میں بنایا گیا ہے، جنہوں نے گذشتہ جنگ یورپ میں فرانس کو امداد دی تھی۔

لندن کے مشہور اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ میں فرانس کی اس مثال کی تقلید کے لئے اہل برطانیہ کو ترغیب دلائی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے، کہ فرانس نے اس بارہ میں اسلام کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے بطور رہنما کے کام کیا ہے، اور برطانیہ کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی وفادار مسلمان رعایا کی دیرینہ خواہشات کو ہمدردانہ رنگ میں پورا کرنے کی کوشش کرے، اور لندن میں ایک اسلامی مسجد تعمیر کرے، راقم مضمون نے اس بارہ میں ایک عملی تجویز یہ بتائی ہے، کہ گورنمنٹ برطانیہ اگر پچاس ہزار پونڈ اور زمین اس غرض سے دے دے تو

تو سمجھا اور یونیورسٹی وغیرہ کے لئے بقیہ اخراجات کو مسلمان فوراً پورا کر دیں گے،

فی الحقیقت یہ خواہش مسلمانوں کی بہت دیرینہ اور دلی خواہش ہے، جس کو پورا کرنا حکومت برطانیہ کا مقدس ترین فرض ہے، یہ پہلا موقعہ نہیں، کہ اس خواہش کا اظہار ایک اخبار کے کالموں میں ہوا ہے، بلکہ اس سے پیشتر اختتام جنگ کے بعد ہی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بہ نفس نفیس اس خواہش کا اظہار ارکان حکومت کے سامنے کر چکے ہیں۔ اور لنڈن کے اخبارات میں اس کا ذکر آ چکا ہوا ہے۔ کیا یہ ضروری نہیں، کہ برطانیہ کی عظیم الشان حکومت جس کو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت کہلانے کا فخر حاصل ہے، کیونکہ سب سے زیادہ مسلمان اس کی سلطنت میں آباد ہیں۔ اپنی مسلمان رعایا کی اس خواہش کو پورا کر کے اس فخر کو جائز ثابت کرے، کہ یہی ایک ذریعہ حکومت کے ساتھ رابطہ اتحاد بڑھانے اور تعلقات کو مضبوط کرنے کا ہوسکتا ہے،

احمدیہ کانفرنس کا ایک ضروری فیصلہ

احمدیہ کانفرنس کی جو اکتوبر کے آخری ہفتہ میں منعقد ہوئی تھی مختصر روئیداد اس سے قبل شائع ہو چکی ہے، اس میں ایک ضروری بات لکھنے سے رہ گئی، تنظیم جماعت کے مسئلہ پر غور کرتے ہوئے کانفرنس نے باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا تھا، کہ تمام جماعتوں میں درس قرآن کا سلسلہ جاری ہونا چاہیے، بعض جماعتوں میں یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے، لیکن اکثر جماعتیں اس سے محروم ہیں، حضرت امیر ایدہ اللہ نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ اور تفسیر لکھ کر اس کام کو بہت آسان کر دیا ہے، اور اب کوئی ضرورت اس بات کی نہیں رہی۔ کہ ہر جماعت کے ہاں جب تک کوئی بڑا عالم یا مولوی موجود نہ ہو، درس نہیں ہو سکتا، اردو دان اصحاب ہر جماعت کے اندر موجود ہیں۔ اگر ہر جماعت میں ایسے اصحاب سے بیان القرآن کا کم از کم ایک رکوع معہ ترجمہ اور تفسیر ہر روز سن لیا جایا کرے، تو اس سے قرآن کریم کا علم نہایت آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے، اور یہی بہت سے فوائد اس سے حاصل ہوں گے، بعض اصحاب نے جو اس وقت کانفرنس میں شامل تھے، یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے ہاں اس سلسلہ کو جاری کریں گے۔ امید ہے انہوں نے اس وعدہ کو پورا کیا ہوگا، باقی جماعتیں بھی اس سلسلہ کو جاری کر کے فائدہ حاصل کریں۔

اس کے علاوہ یہ بھی فیصلہ کانفرنس نے کیا تھا، کہ ہر احمدی اپنے گھر میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کرے۔۔۔ تاکہ عورتوں کو بھی قرآن کریم کا علم حاصل ہو، اور بچوں کی مذہبی تربیت گھر ہی میں تکمیل پا جائے ضرورت ہے کہ ہمارے احباب ان ہر دو فیصلوں کی طرف متوجہ ہوں اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں قریباً ایک مہینہ باقی رہ گیا ہے، اس بات کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اس جماعت کے سامنے جو اس قومی اجتماع بیش بہا فوائد سے بارہا متمتع ہو چکی ہے، اس سبق کو پھر دوہرایا جائے صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے، وہ لوگ جن کو اس بات کا خیال ہے، کہ انہوں نے اس عظیم الشان کام کو نبھانا ہے جو ہمارے ذمہ مجدد وقت نے ڈالا ہے، وہ لوگ جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ کہ سال میں ایک دفعہ تمام جماعت کے اکٹھے ہونے اور بزرگان ملت بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ کے مواعظ سے ایک روح قوم کے اندر پیدا ہو جاتی ہے، جو مردہ دلوں کے لئے زندگی کا باعث ہوتی ہے، وہ لوگ جو مومنوں کی اس خصوصیت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں، جو قرآن کریم نے امرهم شوری بینهم کے الفاظ میں بیان کی ہے، وہ کبھی اس قومی اجتماع میں شمولیت سے باز نہیں رہ سکتے، ہاں ضرورت صرف توجہ کی ہے، اس لئے ہم ان کی توجہ کو اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ ابھی سے جلسہ پر آنے کی تیاری کریں، اور دوسروں کو جو ابھی اس اجتماع کی اہمیت سے واقف نہیں، اس سے واقف کرنے کی کوشش کریں۔ جلسہ کے [illegible] کا سوال بھی اس وقت تمام جماعتوں کے سامنے ہونا چاہیے [illegible] گھی۔ لکڑی اور دیگر اشیاء فراہم کرنے یا ان کا خرچ برداشت کر سکیں، تو اس سے انجمن پر زیادہ بوجھ نہ پڑے گا اور نہایت [illegible] کام چل جائے گا، ضرورت ہے کہ تمام جماعتوں کے سیکرٹریان اور خطیب ان امور کی طرف اپنی اپنی جماعت کو

متوجہ کرنے کی کوشش کریں۔ ابھی سے خطبوں میں اگر جلسہ پر آنے اور اخراجات کا بندوبست کرنے کی ترغیب دلائی جائے، تو فائدہ ہو سکتا ہے، امید ہے کہ ہمارے احباب اس تحریک کو یونہی پڑھ کر نہ چھوڑ دیں گے، بلکہ اس کو عملی طور پر کامیاب بنانے میں ساعی ہوں گے

پہلے مسلمان اور پھر حنفی

پہلے مسلمان پھر ہندوستانی یا پہلے ہندوستانی اور پھر مسلمان کی بحث سنتے آئے تھے، لیکن اب ایک اور نئی بحث شروع ہوئی ہے کہ مسلمان آیا پہلے مسلمان اور پھر کسی اسلامی فرقہ کے اندر شامل ہیں۔ یا پہلے کسی فرقہ سے ان کا تعلق ہے اور اس کے بعد وہ مسلمان کہلا سکتے ہیں، آیا ان کا مسلمان ہونا مقدم ہے۔ یا حنفی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شافعی۔ شیعہ سنی۔ اہلحدیث اور احمدی وغیرہ؟ یقیناً یہ ایک نہایت دلچسپ سوال ہے، جو موجودہ فرقہ بندی اور تفرقہ پردازی پر گہرا اثر ڈالنے کا موجب ہوگا، مولوی ظفر علی خاں صاحب نے یہ اعلان کیا ہے، کہ وہ پہلے مسلمان ہیں اور پھر حنفی جس کے یہ معنے ہیں کہ اگر بالفرض ان کا حنفی ہونا ان کی مسلمانی پر کسی قسم کا مضر اثر پیدا کرے، تو آپ اس وقت حنفیت سے مسلمانی کو مقدم کریں گے، گویا فقہ حنفی کا ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری نہیں، نہ کسی اور فرقہ میں شامل ہونا مسلمان ہونے کی لازمی شرائط میں سے ہے، کیا ایسی حالت میں احمدیوں پر ارتداد کا فتوے انہی مولوی ظفر علی خاں کے اخبار "زمیندار" کے صفحات پر زیب دیتا ہے؟ امید ہے ہم مولوی صاحب اس پر توجہ فرمائیں گے،

مسٹر مانٹیگو

مسٹر مانٹیگو سابق وزیر ہند کی وفات کی خبر قارئین کرام گذشتہ پرچہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سلطنت برطانیہ کے اس جلیل القدر رکن کی وفات پر بہی خواہان وطن کو جس قدر صدمہ ہونا چاہیئے، وہ اس اظہار افسوس سے ظاہر ہے۔ جو کونسلوں اور اخبارات کے اندر کیا جا رہا ہے مسٹر مانٹیگو ہندوستان کے سچے بہی خواہ تھے، موجودہ اصلاحات انہوں نے ہی، لاکر اہل ہند کے لئے سوراج کے رستہ کو صاف کیا تھا ۱۹۱۷ء میں وہ خود ہندوستان آئے، اور یہاں کے مختلف لوگوں اور جماعتوں کے خیالات کو اپنے کانوں سے سنا۔ اور حالات کا مطالعہ اپنی آنکھوں سے کیا، جس کی بنا پر مانٹیگو چیمسفورڈ سکیم مرتب ہوئی، اور سوراج کے رستہ پر ہندوستان نے قدم رکھا، اس کے علاوہ بھی بہت سے موقعوں پر انہوں نے ہندوستان کی حمایت کرنا ضروری سمجھا اور کی، افسوس کہ ان کی وفات سے ہندوستان کا ایک سچا ہمدرد اس سے جدا ہو گیا،

لالہ جی کیا چاہتے ہیں؟

لالہ لاجپت رائے نے فسادات کوہاٹ کے متعلق ایک طویل الذیل مقالہ لکھا ہے، جس میں ان واقعات کو انتہائی اہمیت دینے کی کوشش کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ اگر کوہاٹ کے زخم مندمل نہ ہوئے تو اتفاق نہیں ہو سکتا،

لالہ صاحب کو سب سے زیادہ غصہ اس بات پر ہے کہ ہندوؤں کو کوہاٹ چھوڑ کر پنڈی آنا پڑا، اس کو وہ حکومت کی قوت و اقتدار کے منافی قرار دیتے، اور مسلمانوں کی زیادتی کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ حالانکہ ہندوؤں کی قومی خصوصیت ہی جب ایک جگہ آگ لگا کر پھر دوسری جگہ بھاگنا ہے تو اس میں حکومت کیا کر سکتی ہے، مسلمانوں نے باوجودیکہ ہر جگہ ہندوؤں کے ہاتھ سے ہولناک مصائب برداشت کئے لیکن کبھی بھاگنے کا نام نہیں لیا۔ بہر حال لالہ جی کے نزدیک "کوہاٹ کا مسئلہ موت وحیات کا مسئلہ ہے" اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کو حکومت معاوضہ دے، ہم بھی ان کی اس خواہش کی دل سے تائید کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے علاوہ بہت سے مسلمان بھی ان فسادات کے اندر اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ ان کی بھی دادرسی ہونی ضروری ہے۔ کیا لالہ صاحب ان کیلئے بھی حکومت کو توجہ دلائیں گے؟

خداتعالے کے زور آور حملے

کیا دنیا اس پاک انسان کو بھول گئی ہے، جو اس زمانہ میں اللہ تعالے کی طرف سے مامور ہو کر آیا۔ اور اس نے دنیا کو وہ پیغام ربانی یاد دلایا جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر نازل ہو چکا تھا، اور جس میں اللہ تعالے نے یہ اپنا قانون بتایا ہے، کہ جب لوگ فسق و فجور میں حد سے گذر جاتے ہیں، تو اس کا عذاب دنیا پر وارد ہوتا ہے، فافہم اذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنٰھا تدمیرا۔

دنیا کے بہت سے ممالک ہیں جنہوں نے اس پیغام حق کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور اس کی پیشگوئیوں کی صحت کو ملاحظہ کیا، یہ الگ امر ہے کہ ان ہولناک واقعات کی جو اس پر مہر صداقت لگانے والے ہیں علت کو انہوں نے معلوم نہ کیا، اور اس مامور ربانی کی آواز کو دل کے کانوں سے نہ سنا۔ بہر حال دنیا کے فسق و فجور نے عذاب الٰہی کو مختلف شکلوں میں کھینچا، کہیں طاعون نے عفت الدیار محلھا و مقامھا کا ہولناک منظر پیدا کیا، کہیں زلزلہ نے شہروں اور بستیوں کو تہ و بالا کیا، کہیں جنگ نے خون کی نہریں چلائیں۔

خداتعالے کے زور آور حملے اب تک جاری ہیں۔ اور اس وقت تک جاری رہیں گے، جب تک کہ اس مامور الٰہی کی صداقت کو مانکر دنیا فسق و فجور سے منہ نہ موڑے، "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا، لیکن خدا اسے قبول کرے گا، اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ثابت کر دے گا"

اے جزائر کے رہنے والو

اس مامور ربانی نے جہاں تمام دنیا کو دعوت حق دی اور ڈرایا۔ وہیں جزائر کے رہنے والوں کو بالخصوص مخاطب کر کے اطلاع دی کہ

"اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کر سکتا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں"

اس پیغام حق کی صداقت کو۔۔۔۔ کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، جاپان کا ہولناک زلزلہ جو لاکھوں نفوس کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ ابھی کل کی بات ہے، اب جزائر شرق الہند کے اندر نسل انسانی کے گناہوں نے ایک آتش فشاں پہاڑ کو پھاڑ کر جاوا کی سرزمین کو تہ و بالا کیا ہے، اور ہزارہا انسان بے خانماں اور سینکڑوں نفوس ہلاک ہو گئے ہیں۔ یہ جزیرہ جو ہالینڈ کے زیر حکومت ہے، زیادہ تر مسلمانوں ہی سے آباد ہے۔ اور نہ صرف ان کا کثیر حصہ فسق و فجور میں منہمک ہے بلکہ عام طور پر مسلمانوں کی گردنیں مصنوعی خدا کے آگے جھک رہی ہیں، اور کثیر التعداد مسلمان تثلیث کی نذر ہو چکے ہیں، ایسی حالت میں غیرت الٰہی کا جوش میں آنا ایک ضروری اور لابدی امر تھا۔ کاش وہ اس عبرت انگیز عذاب سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنی حالتوں کو سنوارنے کی کوشش کریں یہاں کے مسلمانوں کو بھی اللہ تعالے کے ان پے در پے عذابوں کو دیکھ کر دیدہ عبرت کو وا کرنا چاہیئے، اور محض اس وجہ سے کہ مرزا نے ان باتوں کی خبر دی ہے۔ دشمنی اور تمسخر کو اپنا شعار نہیں بنا لینا چاہیئے، آؤ اور مامور ربانی کی صداقت ان کھلی ہوئی پیشگوئیوں سے ملاحظہ کرو، اور اس کے ساتھ ہو کر دین کی نصرت کرو، کہ اسی میں تمہاری نجات ہے۔

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ چنیں نشانیست کبیر

مے نوشی اور ہندوستان

جہاں ہم اس بات کے قائل ہیں کہ انگریزی حکومت سے ہندوستان کو بیش بہا فوائد حاصل ہوئے ہیں، جو اب تک دنیا کی دوسری سلطنتوں کو میسر نہیں، وہاں اس افسوسناک حقیقت کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ شراب کی لعنت اس حکومت کے اندر ہندوستان پر جس طرح مسلط ہوئی ہے شاید اس سے پہلے اس قدر زور نہ تھا۔ باوجودیکہ خود مغرب کے سنجیدہ طبع دماغ اس کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور امریکہ جیسی آزاد سلطنت نے شراب کی ساخت وکشید اور فروخت اور پینا سب کو قانوناً بند کر دیا ہے، تاہم انگریزی حکومت اس لعنت سے ہندوستان کو آزاد کرنا نہیں چاہتی۔ اعلانوں عرضداشتوں کے جواب میں جو اہل ملک کی طرف سے اس بارہ میں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ کہہ کر اپنی کمال رواداری کا ثبوت پیش کرتی ہے، کہ بندش شراب سے جو لوگ شراب کے عادی ہیں انہیں نقصان پہنچے گا۔ اور شراب کی ناجائز کشید شروع ہو جائے گی۔ حیرت ہے کہ یہی مغالطہ دیگر جرائم کے انسداد کے وقت کیوں کام نہیں آتی، اگر کل کو حکومت یہ خیال کرنے لگے کہ چوری کے روکنے میں ان لوگوں کا نقصان ہے جو چوری کے عادی ہیں۔ تو ملک کے امن وامان کا خدا ہی حافظ ہے، ناجائز کشید کا سدباب آخر امریکہ نے بھی کیا ہے اور ایسے لوگوں کو عبرت انگیز سزائیں دیکر اس کا سدباب کر دیا ہے۔ کیا حکومت انگریزی اپنی کثیر التعداد رعایا کی خواہشات کو اس طریق سے پورا نہیں کر سکتی؟

حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکتوب گرامی

مسلم ہائی سکول اور برلن مسجد

ذیل کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے تمام احمدی احباب کو فرداً فرداً بھیجا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخویم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہماری لتہم بالشان قومی ضرورتوں میں سے دو باتیں آپ کی فوری توجہ کو چاہتی ہیں:

اول، مسلم ہائی سکول یعنی ہمارے مدرسہ کی عمارت کی ضرورت ہے، خدا کے فضل سے اس وقت ہمارا مدرسہ اپنے معمولی اخراجات کیلئے کسی خارجی مدد کا محتاج نہیں رہا، اور آمدنی اور خرچ برابر ہو گئے ہیں لیکن عمارت کی ضرورت شدید ہے، جس کیلئے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کا تخمینہ محکمہ تعلیم میں بھیجا ہوا ہے، امید ہے اس میں سے نصف رقم کے قریب قریب گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ مل جائے گی لیکن باقی کا پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ کوشش یہ ہے کہ مارچ ۱۹۴۰ء کے آخر تک عمارت کھڑی ہو جائے، اور اس بنا پر محکمہ تعلیم سے پیشگی رقم بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جو امید ہے جلد مل جائے گی، اور خدا نے چاہا تو سالانہ جلسہ تک عمارت بنیادوں سے نکل چکی ہوگی۔ ملا کھ سے اوپر کی عمارت کا بن جانا قومی قوت کا کوئی چھوٹا سا نشان نہیں، مگر یہ کام اس صورت میں ہو سکتا ہے، کہ سلسلہ کے سارے کے سارے احباب بغیر کسی استثنا کے پانچ پانچ دن اس کام کے لئے لگا دیں اتنے عظیم الشان کام کیلئے اپنی زندگی کے پانچ دن وقف کر دینا کوئی بڑی بات نہیں، یہاں کانفرنس میں جو احباب جمع تھے، ان سب نے بخوشی خاطر اس کو منظور کر لیا، اور ان کا منظور کرنا گویا ساری قوم کا منظور کرنا ہے، یہ پانچ دن ماہ نومبر کے ہوں گے، یعنی یکم دسمبر کو ہر ایک دوست ماہ نومبر کی آمد کا صرف چھٹا حصہ تعمیر مدرسہ کے لئے علیحدہ کر دے، زمین کی آمد کے متعلق فصل خریف کو چھ ماہ کی آمد سمجھ کر اس کا چھتیسواں حصہ ہوگا یہ کل کی کل آمد صرف احباب کی طرف سے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مل جانی چاہئے اس بات کو یاد رکھیں کہ ماہ نومبر کے پانچ دن آپ نے خدا کی راہ میں صرف کرنے ہیں۔ اور اگر ساری قوم نے اس پر لبیک کہا، تو تین ماہ بعد آپ لوگ ایک لاکھ کی قومی عمارت کھڑی ہوئی دیکھ لیں گے، اللہ تعالےٰ جو اجر اس کا دے گا، وہ الگ ہے، مگر اس چھوٹی سی قربانی پر یہ عظیم الشان قومی انعام بجائے خود اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان احسانات میں سے ہوگا۔ یکم دسمبر کو نہ بھولیں۔ کہ اس دن آپ میں سے ہر ایک نے ہر قسم کی تکلیف برداشت کر کے ماہ نومبر کی آمد کا چھٹا حصہ ادا کر دینا اور اپنے قومی عزم و استقلال کا ثبوت دینا ہے۔ جو لوگ جماعت کے اس فیصلہ سے الگ رہیں گے، ان کی شکایت ساری جماعت اللہ کے حضور کرے گی۔

دوم:۔ دوسرا امر جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور جس کی تکمیل بھی جلسہ دسمبر پر ضروری ہے، مسجد برلن کے بقایا روپے کا پورا کرنا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور ماہ نومبر کے آخر تک مسجد کی چھت پڑ جائے گی۔ پلستر وغیرہ کا کام سردیوں کے مہینوں میں ہوگا۔ تعمیر مسجد پر اس کی تکمیل احاطہ اور فرنیچر وغیرہ سمیت غالباً کل پون لاکھ روپیہ خرچ ہوگا، یہ ریاستوں اور بادشاہوں کا کام تھا، جو ایک غریب جماعت کی ہمت سے ہو گیا، اس میں شک نہیں کہ اس کار خیر میں جماعت کے علاوہ اور بہت سے احباب شامل ہوئے اللہ تعالےٰ ان سب کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے، لیکن اگر اس مختصر جماعت کی ہمت اور قربانیاں نہ ہوتیں، تو ان دوسرے احباب کو اس ثواب میں شامل ہونے کا موقعہ نہ ملتا، اب اس وقت اس کام کی تکمیل کیلئے صرف بیس ہزار روپے کی اور ضرورت ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ اگر ہمارے احباب جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں تھوڑی سی کوشش کریں تو سالانہ جلسہ تک اس قدر روپے کا فراہم ہو جانا مشکل نہیں۔ دفتر میں رسیدیں موجود ہیں۔ اگر صرف چار سو آدمی کمر ہمت باندھ لیں۔ اور ایک ایک آدمی پچاس پچاس روپے کی رسیدیں فروخت کر سکیں تو یہ رقم پوری ہو جاتی ہے، اگر ایسا عزم کرنے والے انسان پیدا ہو جائیں تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی کوششوں کو بار آور کرے گا، یہ رقم بھی جلسہ سالانہ پر ادا ہونی ضروری ہے۔ اس لئے اس کے لئے بھی فوراً کوشش کی جائے، اور جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ وہ فوراً دفتر سے رسیدیں منگوا لیں، اور بلا توقف کام شروع کر دیں۔

اس کے علاوہ صرف یہ ضرورت ہے کہ جن احباب نے اب تک برلن مسجد کی تعمیر میں حصہ نہیں لیا، وہ بھی اس موقعہ پر کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیں، اور جن احباب کے ذمہ برلن مشن کا کچھ بقایا ہے۔ وہ بھی سالانہ جلسہ پر ادا ہو جانا ضروری ہے،

مجھے امید ہے کہ میرے احباب ان دو باتوں کے لئے جو اس چٹھی کے ذریعے عرض کر رہا ہوں۔ پوری کوشش کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔ اور مجھے شکرگذاری کا موقعہ دیں گے، اس کام میں بہت بڑی برکت ہوتی ہے، جس کے پیچھے ایک جماعت کی ہمت ہو اور جب تک جماعت کا ایک فرد اس کا پختہ طور پر عزم نہ کرے گا کام میں رکاوٹ ہو جاوے گی۔ اللہ تعالےٰ اس سے محفوظ رکھے کیونکہ اس نقصان کی تلافی مشکل ہوگی۔ والسلام

محمد علی

بقیہ صفحہ اول

ظاہر ہے کہ اس حدیث کو راوی نے مجمل اور مبہم بیان کیا ہے، اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے، کہ جو کافر مسلمان ہو جائے اس کو بھی قتل کر دو، اس لئے یہ کسی قانون کی بنیاد نہیں بن سکتی۔

اسی کتاب میں دوسری حدیث اس سے مفصل ہے۔

لا یحل دم امرء مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلث۔ النفس بالنفس۔ والثیب الزانی والمارق لدینہ التارک للجماعۃ ہ

مردِ مسلمان جو کلمہ شہادت پڑھتا ہے اس کا خون حلال نہیں ہے، مگر ان تین وجوہات میں سے ایک وجہ سے جان کے بدلے جان۔ شادی شدہ زناکار، اور دین سے خارج جماعت کا چھوڑنے والا +

اب بحث یہ رہ جاتی ہے کہ مروق عن الدین اور ترک جماعت کا مفہوم اور اس کے حدود کی تعیین کیا ہے،

مروق عن الدین خود بخاری ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوارج کے متعلق منقول ہے، جنہوں نے امت کے ساتھ جدال و قتال عام شروع کر دی تھی، اس لئے اس کا مفہوم بجز جماعت مسلمین سے بغاوت اور محاربہ کے اور کچھ نہیں ہو سکتا،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ہے،

لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض ہ

میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

یعنی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی گردن مارنا ہی کفر کی طرف لوٹنا اور ارتداد ہے، اس لئے مروق عن الدین اور تارک للجماعۃ سے بجز ان لوگوں کے جو جماعت کے ساتھ آمادہ جنگ ہو جائیں، اور کوئی مراد نہیں لیا جا سکتا۔ وہ خواہ دین سے مرتد ہوں، یا پابند اسلام لیکن قتل کئے جائیں گے، تاریخ شہادت دیتی ہے کہ خوارج اسلامی عقائد میں نہایت پختہ اور زہد و عبادت میں اقران سے فائق تھے لیکن باوجود اس کے خلفاء وقت ان سے جہاد کرتے رہے کیونکہ وہ محارب تھے، مگر جو شخص صرف دین کو چھوڑے، نہ جنگ کرے نہ دنیا میں فساد پھیلائے، وہ اس ذیل میں نہیں آ سکتا،

صحاح میں جس قدر حدیثیں اس مضمون کی ہیں۔ گو ان کے الفاظ رواۃ کی زبان سے مختلف ہو گئے ہیں، لیکن مطلب ہر ایک کا یہی ہے، دراصل یہ سب کی سب اس آیت کی ذیل میں آتی ہیں جس میں اللہ تعالےٰ نے باغیوں اور ڈاکوؤں کی سزا بیان کی ہے،

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا الآیہ ہ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ مار ڈالے جائیں الخ ہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فتنہ ردہ میں جو جہاد کی تھی، وہ بھی اسی بنیاد پر تھی، کیونکہ مرتد قبائل جنگ کے لئے تیار اور مسلح ہو گئے تھے، اور بعض بعض نے والی مدینہ پر حملے بھی شروع کر دیئے تھے، وہ چاہتے تھے کہ اسلام کے مرکز کو توڑ دیں۔ تاکہ ہم سے زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ رہے، ان کا جرم سراسر سیاسی تھا۔ اور وہ اللہ اور رسول سے باغی اور محارب تھے، اس لئے ان کے مقابلہ میں جہاد فرض تھا،

دوسرا امر بحث طلب مرتد کی تعریف ہے،

مرتد صرف وہ شخص ہے جو خود اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے دین اسلام کو چھوڑ دیا، دوسرے کسی شخص یا جماعت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی ایسے شخص کو کافر یا مرتد کہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ قرآن کریم میں ہے،

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومناً ہ

جو تم کو سلام کرے اس سے مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔

ورنہ دنیا میں ایک مسلمان بھی مرتد ہونے سے نہیں بچ سکتا، کیونکہ ہر ایک اسلامی فرقہ دوسرے مسلمان فرقوں کو گمراہ اور باطل پرست سمجھتا ہے، ایسی حالت میں ہر مسلم بجز اپنی جماعت کے دوسرے کے نزدیک مرتد قرار پائے گا،

اس وجہ سے مرزائی باوجود اپنی مخصوص باطل آرائیوں کے بھی مرتد نہیں کہے جا سکتے، کیونکہ وہ اہل قبلہ ہیں، توحید، رسالت، کتاب اور تمام ارکان اسلام کو مانتے ہیں۔ ان میں سے لاہوری گروہ اور عام مسلمانوں میں تو بہت کم فرق ہے، بے شک قادیانی جماعت متعصبانہ ضد، قصور علم اور کوتاہ فہمی سے آیات کتاب کی غلط تاویلات بلکہ ان میں تحریفات کر کے مرزا صاحب کی نبوت کی قائل ہو گئی ہے، اور اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر کہتی ہے لیکن وہ لوگ علی الاعلان چونکہ محارب نہیں ہیں۔ اس لئے میرا جواب ان کو یہی ہے کہ تم مجھ کو کافر کہہ لو، مگر میں تم کو کافر نہیں کہوں گا۔

لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف اللہ رب العالمین ہ

اگر تو اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائیگا کہ مجھے قتل کرے، تو میں اپنا ہاتھ تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا، کہ تجھے قتل کروں، سچ تو یہ ہے کہ میں اللہ سے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ڈرتا ہوں،

افغانی اپنے خصائل کی جن خصوصیات میں مشہور ہیں ان کے لحاظ سے ان کا کسی مسلمان کو مرتد قرار دے کر قتل کر دینا مطلق تعجب انگیز نہیں۔ یہ تو ان کا معمولی کھیل ہے۔ لیکن تعجب ان ہندوستانی علماء پر ہے، جو بلاوجہ اور بے پوچھے تار پر تار بھیج کر اس خون سے اسلام کے دامن کو آلودہ کر رہے ہیں، اگر ان کی عقیدت کی یہی حالت رہی، تو اسلام کا اللہ ہی حافظ ہے ؎

گر بہ تیغ ظلم جامی کشتہ شد تد بیر چیست

حسن اگر این است خواہد کشت بسیار این چنین

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ معہ دیگر احباب دہلی سے علی گڑھ تشریف لے گئے ہیں۔ غالباً ہفتہ عشرہ تک واپس لاہور آئیں گے،

نماز جمعہ کل مولوی مصطفےٰ خاں صاحب نے پڑھائی۔ خطبہ میں سورۂ کہف سے فتنۂ مسیحیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اس فتنہ کا آنحضرت صلعم کو اس قدر احساس تھا۔ کہ قرآن کریم فرماتا ہے ؎

باخع نفسک علی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا۔

کیا تو اپنے آپ کو ان کے پیچھے بہ افسوس کرتے ہوئے ہلاک کرے گا۔ کہ وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے، آپ نے فرمایا کہ جس بات کا غم حضرت نبی کریم صلعم کو اس قدر ہے، اس کا ہر ایک مسلمان کو غم ہونا چاہیے، رسول اللہ صلعم کے غم میں شریک ہونا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے، اور غیر از جماعت لوگوں کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کے اس غم میں کہاں تک شرکت اختیار کی ہے اور فتنۂ مسیحیت کا کیا علاج کیا ہے؟ آپ نے بتایا کہ یہی ایک بات حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر دلیل ہے، کہ صرف آپ ہی کی جماعت ہے، جو اس فتنہ کے استیصال میں کوشاں ہے، اور دوسرے مسلمانوں کا کام اس بارہ میں صفر کے برابر ہے، دوسرے خطبہ میں آپ نے آئندہ جلسہ سالانہ کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔ اور کہا کہ جہاں تک ہو سکے، باہر سے اپنے دوستوں کو فرداً فرداً دعوت دینی چاہیے کہ قومی اجتماع سستیوں کے دور کرنے۔ روحانیت کے بڑھانے اور آئندہ کاموں کے لئے ہمت و عزم پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔

نماز کے بعد حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے احباب کو کمر جلسہ کے لئے تیاری کرنے کی طرف توجہ دلائی اور احباب لاہور کو تاکید کی، کہ بیرونی مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔ اور جلسہ کے اخراجات کے لئے چندہ بھی دیں [illegible]

غلامی اور اسکی ابتدا اور انجام

(۲)

اسلام سے پہلے غلامی کی حالت

سید مصطفٰے کامل صاحب بی اے کے قلم سے

اچھوت اقوام اور اسلام

آخر میں ہندو برادران ملک کی خدمت میں ایک انگریز مدبر کا سہل العمل جادو اثر دریقینی نسخہ اس کہنہ مرض کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اچھوت قوموں کے متعلق شاستروں کی بجائے قرانی احکام پر کاربند ہوں۔ تو یقیناً ہندوستان کے غلاموں کی حالت آناً فاناً مبدل ہو جائے گی۔ سرزمین ہند ہزاروں سال کے فتنوں سے نجات پاکر انسانوں کے رہنے کی جگہ بن جائے گی۔ جہاں ایک انسان دوسرے انسان سے محبت کرنا سیکھے گا۔

یورپ میں غلامی

حضرات ہندوستان کی اچھوت قوموں کے متعلق ذکر جملہ معترضہ کے طور پر آگیا تھا۔ اب میں اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتا ہوں۔ آپ حضرات نے میرے بیان سے اندازہ لگالیا ہوگا۔ کہ اسلام سے پہلے جب اس وقت کے متمدن ترین ممالک یعنی یونان اور روما کے غلاموں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ تو دوسرے ممالک کے غلاموں سے جو سلوک روا رکھا جاتا ہوگا۔ وہ اس سے کہیں بدتر ہوگا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ایسا اندازہ لگانے میں آپ ہرگز مبالغہ سے کام نہیں لے رہے ہیں۔ فرانس، روس اور جرمنی میں جملہ کاشتکار زمیندار کی ویسی ہی ملکیت سمجھے جاتے تھے۔ جیسے چوپائے۔ مالک ان غلاموں کو سخت ترین سزائیں دے سکتے تھے۔ وہ زمینوں کو چھوڑ کر کہیں جا نہیں سکتے تھے۔ ان کے بچے غلام پیدا ہوتے تھے۔ ان کی شادی مالک کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی۔ اکثر اوقات ان کے لہلہاتے کھیتوں کو گھوڑوں کے سموں سے روند دیتے تھے۔ تو انہیں اتنی مجال نہ تھی۔ کہ اپنی محنت پر پانی پھر جانے کے خلاف منہ سے کوئی کلمہ بھی نکال سکیں۔

آپ لوگوں کو تعجب ہوگا کہ یورپ پر عیسائیت کا سکہ بیٹھے ہوئے صدیاں گذر گئیں رحم دل پادری صبح شام ان بے زبان غلاموں کے مصائب کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے رہے۔ مگر [illegible] کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

اسلام اور غلامی

غلاموں سے آنحضرت ؐ کا مشفقانہ سلوک

ہاں مگر یہ سچ ہے کہ نہ برے دن ہمیشہ رہا کرتے ہیں۔ نہ بھلے انسان کو مدتوں غلامی کا سامنا رہا۔ وہ اس حالت میں طرح طرح کے مصائب کا شکار رہا۔ آخر کار اس کے معبود کو جس کا وہ بندہ تھا۔ اس کی بےکسی پر رحم آیا۔ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مونس و مددگار بناکر بھیجا۔ آپ کے آتے ہی بقول حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

جہالت و شرک کی گھٹائیں جو فضائے عالم پر اس وقت چھا رہی تھیں۔ یک قلم کافور ہوگئیں۔ اس عظیم الشان انسان نے نور ہدایت کی مشعل لے کر بیچارے غلام کو ڈھونڈا جب اسے پایا تو شفقت کا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا۔ اس رحمت کے پتلے نے غلام کو غلامی کی زنجیروں سے چھڑانے کے لئے بڑی بڑی یادداشتیں اور تجاویز نہیں چھاپیں جن کو پڑھ کر دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔ کیوں نہ ہو

امی ودر علم و حکمت بے نظیر

آپ نبی تھے تعلیم یافتہ نہ تھے۔ آپ کو قادر مطلق نے اپنی مخلوق میں سے اس لئے چنا تھا۔ کہ دنیا کو خدا کا آخری پیغام پہنچائیں آپ نے کیمبرج اور آکسفورڈ کے درس و تدریس کی مجالس میں حصہ نہ لیا تھا۔ بلکہ محض امی تھے۔ اور عرب کی سرزمین پر پرورش پائی تھی۔ جس پر سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہے۔ اور جہاں بادل اور کہر مطلع کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوتے۔ اس سرزمین کا باشندہ کبھی [illegible] کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں پاتا۔ چونکہ یہ سرزمین پہاڑوں کے سائے سے پاک و صاف ہے۔ اس لئے یہاں کا انسان [illegible] کا جو نقشہ اپنے دل کی آنکھوں کے سامنے باندھ سکتا ہے وہ ملک کا باشندہ نہیں باندھ سکتا یہی وجہ ہے۔ کہ اس ملک میں سرزمین کے بسنے والوں نے کبھی جبری غلامی کا طوق اپنے گلے میں نہیں پہنا اور یہی وجہ تھی۔ کہ جو نبی اس زمین نے پیدا کیا وہ دنیا کے لئے خدا کا آخری پیغام بر ٹھہرا۔ خدا کی توحید خالق و مخلوق کے تعلقات اور انسانوں کے باہمی ربط و اتحاد کے سلسلہ میں اس پاکیزہ انسان نے جو قوانین وضوابط دنیا کی رہبری کے لئے مرتب کئے۔ ان کو دنیا میں رائج ہوئے تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ مگر ابھی تک کسی نے ذرہ بھر ان پر اثر نہیں جمایا۔ جب کبھی انہیں پرکھا جائے۔ تو وہ کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ قصہ کوتاہ اس نبی آخر الزمان نے غلاموں کی آزادی کے لیے جو قوانین مرتب کئے وہ اگرچہ نہایت سادہ ہیں مگر اپنی سریع الاثری میں نظیر نہیں رکھتے۔

قرآن کے احکام غلاموں کے متعلق

حضرات میں آپ کی توجہ قرآن حکیم کی چند آیات کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں۔

(اول) واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا (النساء ع ۶ آیت ۳۶)

(دوم) وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ من فضلہ ۔

(سوم) والذین یبتغون الکتب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واٰتوھم من مال اللہ الذی اٰتکم (النور)

(چہارم) انما الصدقت للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ ۔ واللہ علیم حکیم ۔ (التوبہ ۸ رکوع آیت ۶۰)

(پنجم) فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتیٰ اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتیٰ تضع الحرب اوزارھا ۔

اب ہم ان آیات پر الگ الگ غور کرتے ہیں۔ پہلی آیت جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ۔ اور احسان کرو ماں باپ کے ساتھ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور لونڈی غلاموں کے ساتھ جو تمہارے قبضے میں ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اتراتے ہیں۔

حضرات اس اکیلی آیت کی تعلیم پر غور کیا جائے تو شاید ہم کو آج تمام شب بیٹھنا پڑے مگر چونکہ وقت محدود ہے۔ اور مضمون کو بھی ختم کرنا ہے اس لئے میں اس آیت کے ایک نقطہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنے کے بعد آگے بڑھوں گا۔ جہاں انجیل غلاموں کے .... ساتھ نیک سلوک کرنے کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہتی قرآن کریم اسے ایسا ضروری قرار دیتا ہے۔ جیسا والدین سے نیکی کرنا۔

اب ہم دوسری آیت لیتے ہیں۔ تم میں سے جن کی ازواج نہیں ان کے نکاح کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک بخت ہوں ان کے بھی نکاح کرو۔ اگر یہ لوگ محتاج ہونگے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا۔

اس آیت کے تلاوت کرنے سے میری یہ غرض نہیں۔ کہ ہمیں سے جن کی جوان ازواج نہیں۔ ان کے نکاح کئے جائیں۔ بلکہ میرا اصل منشاء آپ حضرات کو اس بد رسم کی طرف توجہ دلانا ہے۔ جو زمانہ جاہلیت میں اکثر ممالک میں پائی جاتی تھی۔ کہ لوگ لونڈیوں سے بدکاری کراکر اس سے فائدہ اٹھاتے تھے قرآن حکیم اس بدکاری کا قلع قمع چاہتا ہے۔

تیسری آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ "اور ان لوگوں میں سے جن کے تمہارے ہاتھ مالک ہو چکے ہیں یعنی تمہارے غلاموں لونڈیوں میں سے جو اس بات کے خواہاں ہوں کہ تم ان کو آزادی کی تحریر دے دو۔ تو تم ان کے ساتھ مکاتبت کرلیا کرو۔ بشرطیکہ تم ان میں بھلائی کے آثار پاؤ۔ اور آزاد کرتے وقت اس مال میں سے جو خدا نے تم کو دے رکھا ہے۔ کچھ ان کو بھی دے دیا کرو۔

اس آیت شریفہ میں مکاتبت کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ شرط ضروری قرار دی ہے۔ کہ غلام میں کچھ بھلائی نظر آتی ہو یعنی اس کی آزادی اس کی اپنی اور سوسائٹی کی بہتری کا موجب ہو۔ ان الفاظ کی تشریح تفسیر کبیر میں یوں کی گئی ہے۔ کہ غلام لونڈی سے مکاتبت کرتے وقت یہ دیکھ لیا جائے کہ وہ اپنے لئے روزی کمانے کے قابل ہے یا نہیں۔

چوتھی آیت شریفہ کا آسان الفاظ میں ترجمہ یوں ہوگا۔ صدقات کا روپیہ فقیروں کا حق ہے۔ اور محتاجوں کا اور ان کارکنوں کا جو اس کے وصول کرنے یا تقسیم کرنے پر مقرر ہیں۔ اور مولفتہ القلوب کا اور نیز یہ روپیہ غلاموں کے آزاد کرنے اور قرضداروں کے قرضے ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے خرچ کیا جائے۔ یہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حقوق ہیں۔ اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں زکوٰۃ کے روپے کے مصارف میں سے ایک ضروری خرچ غلاموں کے آزاد کرنے کا ٹھہرایا گیا ہے۔ گویا حکومت کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ خزانہ عامرہ میں سے روپیہ غلاموں کے آزاد کرنے میں صرف کرے۔

اب ہم ان تینوں آیات قرآنیہ پر مجملاً غور کریں۔ تو ہمیں یہاں معلوم ہوگا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا منشا یہ ہے۔ کہ غلاموں کو بتدریج غلامی کی جکڑ بندیوں سے آزاد کیا جائے۔ چنانچہ پہلی آیت میں مالکوں سے یہ سفارش کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ دوسری آیت میں اس بات کا حکم ہے۔ کہ لونڈیوں کو بدکاری سے بچایا جائے۔ اور تیسری آیت آقاؤں کو اس بات کا پابند گردانتی ہے۔ کہ اگر ان کے غلام ان سے مکاتبت کرانی چاہیں اور انہیں اس بات کا علم ہو کہ وہ سوسائٹی کے کارآمد رکن ثابت ہونگے تو وہ اس مطالبہ سے ہرگز منہ نہ موڑیں۔

مسیحی معترضین کا جواب

ہمیں اس بات کا افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ عیسائی معترضین نے اسلام پر جو الزام لگایا ہے۔ کہ اس نے غلامی کو یک قلم کیوں موقوف نہیں کیا۔ اس میں انہوں نے نہایت کوتاہ نظری سے کام لیا ہے۔ کیا یہ بہتر تھا کہ غلاموں اور لونڈیوں کی تربیت کرنے کے بغیر ان کو آزاد کیا جاتا یا انہیں چوپاؤں کی طرح گھروں سے باہر ہانک دیا جاتا کہ وہ جاکر دوسروں پر بوجھ بنیں۔ میرے خیال میں ہر وہ انسان جس کو اللہ نے فہم و فراست عطا فرمائی ہے۔ وہ ضرور یہ کہے گا کہ اسلام نے غلاموں کو بتدریج آزادی دینے کا جو طریقہ اختیار کیا

قرآن نے غلام بنانے کی اجازت نہیں دی

اس بحث کے بعد ہمیں ایک اور مرحلہ طے کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالےٰ اور حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کے بہت سے احکام جاری فرمائے۔ وہاں کوئی ایسا حکم بھی دیا ہے۔ کہ آزاد آدمیوں کو غلام بنایا جائے؟

حضرات اگر قرآن کریم کو غور سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں کوئی ایسی آیت نہیں ملتی جس میں یہ حکم دیا گیا ہو کہ مسلمان اسیران جنگ کے علاوہ کسی اور کو بھی غلام بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کے سامنے جو پانچویں آیت تلاوت کی تھی اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب تم دشمن کو قیدی بنالو تو پھر یا انہیں احسان رکھ کر چھوڑ دو یا جزیہ لے کر چھوڑ دو۔ اس آیت میں اسیران جنگ کو بتدریج آزادی دینے کی کوئی شرط نہیں رکھی گئی بلکہ حکم ہوتا ہے۔ کہ اول تو ان پر احسان رکھ کر چھوڑ دو۔ ہاں اگر احسان رکھ کر چھوڑنا مصلحت وقت نہ ہو۔ اور اس سے پھر جنگ کا خطرہ ہو تو سوسائٹی کے امن کے لئے یہ ضروری ٹھہرایا کہ جب تک دشمن جزیہ دے کر مالی نقصان برداشت نہ کرے۔ اسیران جنگ کو رہا نہ کیا جائے۔

دراصل پہلی تین آیات کریمہ میں غلاموں کی آزادی کے متعلق جو احکام دئے گئے ہیں۔ وہ ان غلاموں کی نسبت ہیں۔ جو مذہب اسلام کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے اپنی آزادی کھو بیٹھے تھے۔ اسلام یہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ ان کی آزادی کے فوری احکام جاری کرکے سوسائٹی کو تباہ و برباد کیا جائے۔ اس لئے ان کے لئے تدریجی احکام جاری ہوئے اور آئندہ غلام بنانے کی نسبت چونکہ قرآن کوئی اجازت نہیں دیتا اس سے صاف اور بین طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسلام میں غلامی قطعاً حرام ہے۔

اسیران جنگ کا حکم

رہا اسیران جنگ کا مسئلہ تو یہ ہر ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ جنگ کا ہونا انسانی سوسائٹی کی ضروریات میں ہے۔ اور حرب و ضرب کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دشمن کے آدمی اسیر بنالئے جائیں۔ اسلام ان اسیران جنگ کے لئے رحم دلی اور دریا دلی کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت پیش کرسکتا ہے۔ کہ ان کے لئے سفارش کرتا ہے۔ کہ یا انہیں احسان رکھ کر چھوڑ دو یا جزیہ لے کر چھوڑ دو پچھلی عالمگیر جنگ پر ہی نظر ڈالئے کہ کیا دنیا کی چوٹی کی قوموں نے جو اس خوفناک جنگ میں شریک

جلیں یا اسیران جنگ کے ساتھ اسلام کے بتلائے ہوئے سلوک سے کوئی بہتر صورت ... کرسکیں۔ اس سوال کا جواب آپ کو ضرور نفی میں ملیگا۔

تاریخ اسلام اور غلامی

اس بات کے ثبوت میں کہ اسلام نے غلاموں کو بتدریج آزاد کرنے کے ساتھ غلامی کا دروازہ قطعاً بند کر دیا۔ دلائل کے علاوہ چند تاریخی واقعات بھی پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ مسئلہ معترض پر بالکل واضح ہو جاوے۔

مواہب لدنیہ میں ابن جوزی کی سند پر یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت نے تریسٹھ غلام اور گیارہ لونڈیاں آزاد کیں معتبر تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف آپ خود ہمیشہ غلاموں کو آزاد کرائے جاتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی اس پر آمادہ کرتے تھے۔ ابومسعود جیسے جلیل القدر صحابی نے جب اپنے غلام کو کسی قصور پر مارا تو اتفاقاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ لیا۔ جب حضرت مسعود کو یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت نے دیکھ لیا ہے تو پہلے لفظ جو آپ کے منہ سے نکلے وہ یہ تھے۔ کہ اے رسول خدا میں نے اس غلام کو خدا کے لئے آزاد کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اور اگر تم آزاد نہ کرتے تو آگ میں ڈالے جاتے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے ایمان لاتے ہی اپنے غلام کو آزاد کر دیا۔

سلمان فارسی کے مکاتبہ کی شرائط پوری کرنے کے لئے آنحضرت نے خود اپنے ہاتھ سے کھجور کے تین سو درخت لگائے۔ اور روپیہ کی ادائیگی کے لئے صحابہ کو چندہ دینے کے لئے حکم دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی بریدہ کے مکاتبہ کا کل روپیہ اپنی گرہ سے ادا کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مکہ میں چالیس ہزار درم غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے میں صرف کئے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ایک عورت نے یکمشت مکاتبہ کا روپیہ لینے سے انکار کیا۔ تو آپ نے روپیہ بیت المال میں داخل کر کے غلام کو آزاد کر دیا۔ اور عورت کو کہا تو اب اپنا روپیہ خواہ باقساط لے اور خواہ یکمشت۔ الغرض مستند تاریخیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ لوگوں نے اسلام لانے کے بعد اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں وہ منڈیاں جہاں غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ سرد پڑ گئیں۔

اگر بعد میں مسلمانوں کے درمیان غلام بنانے کا طریقہ رائج ہوا تو اس کے لئے اسلام ذمہ وار نہیں۔ اس قبیح رسم کے انسداد کے ضمن میں قرآن کریم اور کتب احادیث صحیحہ میں جو احکام پائے جاتے ہیں وہ ایسے واضح اور مبین ہیں کہ ان میں ذرہ بھی شبہ کی گنجائش نہیں۔ ہم ان مسلمانوں کی حمایت میں ایک لفظ بھی منہ پر لانا نہیں چاہتے جنہوں نے آنحضرت اور خلفائے راشدین کے زمانہ مبارکہ کے بعد غلامی کی قبیح رسم کو دوبارہ زندہ کیا۔

موجودہ مہذب اقوام اور غلامی

مگر ہم یہ بات عیسائی معترضین کے گوش گذار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جب تم خود شیشے کے گھروں میں رہتے ہو تو تمہارے لئے زیبا نہیں کہ دوسرے کے مکانوں پر پتھر برساؤ۔ ہاکنز نے ایک زمانہ میں پرامن افریقہ کے باشندوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا تھا۔

ذرا امریکہ کو ہی لے لیجئے۔ وہاں حبشیوں کے ساتھ مسیح کی بھیڑیں کیا سلوک روا رکھ رہی ہیں۔ ایک زندہ حبشی کا کٹکے بوٹیاں اڑانا گوری قوم کے افراد کا ایک ادنےٰ سا مشغلہ ہے۔ چند ہی ماہ ہوئے ایک انگریزی وفد نے حکومت کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ افریقہ کے لوگوں کو سزائے تازیانہ دینا گویا ان میں ایک طرح کی شستگی پیدا کرنا ہے۔ حکومت برطانیہ نے ہندوستان سے قلیوں کی بھرتی کے لئے جو طریقہ رائج کر رکھا ہے خواہ اسے انڈنچرڈ لیبر (معاہدی بھرتی) کے نام سے موسوم کیا جائے مگر آخر وہ غلامی ہی ہے۔ انگریز کاشتکار جو سلوک ہندوستانی قلیوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جب ایک قلی ان کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔ تو صاحب بہادر یہ بہانہ کہہ کے اپنی جان چھڑا لیتے ہیں۔ کہ قلی نے دراصل تلی پھٹنے سے مرا۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کا سلوک غلاموں کے ساتھ

اگر آپ ان غلاموں کی حالت کا مسلمان غلاموں کی حالت سے مقابلہ کریں۔ تو آپ کو زمین آسمان کا فرق معلوم ہوگا۔ یورپین مورخین کو اس بات کا اقرار ہے کہ مسلمانوں نے اپنے غلاموں سے کبھی کھیتی باڑی کا کام نہیں لیا۔ بلکہ یہ غلام ان کے گھروں میں بیٹوں کی طرح پرورش پاتے تھے۔ ان کے ساتھ مساوات برتی جاتی تھی۔ ان کی تعلیم و تربیت کا ہر طرح سے لحاظ رکھا جاتا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سبکتگین۔ التمش جیسے کئی ایک غلام کبھی میدان کارزار میں جرأت و بہادری کا ثبوت دے کر تخت و تاج کے حقدار نہ ٹھہرتے۔ قطب الدین ایبک جن کی آخری یادگار قطب مینار کو حاصل ہے۔ وہ بھی غلام تھے۔ جب دہلی کے تخت پر جلوہ گر ہوئے

تو اپنی جود و سخاوت کی وجہ سے لکھ داتا کہلائے۔ دنیا میں ہزاروں آزاد انسانوں کو بادشاہی کا رتبہ ملا۔ مگران غلام انسانوں نے بادشاہ بن کر جس بہادری۔ رعایا پروری۔ رحم دلی۔ ... روشن خیالی کا ثبوت دیا۔ وہ ان کے نام کو ہمیشہ دنیا میں روشن رکھے گا۔ آخر اس بات کی کیا وجہ ہے۔ کہ عیسائی تو اپنے غلاموں کو زندہ درگور کرتے تھے مگر مسلمان اپنے غلاموں کو تعلیم و تربیت کے زیور سے مزین کر کے ان کو ترقی کے اعلےٰ مدارج تک پہنچاتے رہتے تھے اس سوال کا جواب۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا دیتی ہے۔ کہ قرآن مسلمانوں کے دلوں میں ایسی روح پھونکتا ہے۔ کہ وہ اپنے غلاموں کو آزاد کرنے اور ان کے ساتھ تلطف سے پیش آنے پر مجبور ہوتے ہیں شیخ سعدی نے ان تعلیمات کا نقشہ جو اسلام نے انسانوں کو انسانی اخوت کے متعلق دی تھیں اپنے دو شعروں میں نہایت خوبی کے ساتھ کھینچا ہے ان کے پڑھنے کے بعد میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ ؎

بنی آدم اعضاء یکدیگر اند ۔۔۔ کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔۔۔ دگر عضوہا را نماند قرار

کیا یورپی حکمران اقوام ان تعلیمات سے کوئی سبق حاصل کرینگی۔

تازہ خبریں

آج کل مسٹر جناح آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم میں مصروف ہیں۔ انہوں نے موتمر جماعات سیاسی کے متعلق بمبئی کرانیکل کو ایک بیان روانہ کیا ہے اور اس میں لکھا ہے:-

> **عمارت مدرسہ مسلم ہائی سکول لاہور**
>
> **یکم دسمبر کو یاد رکھیں**
>
> **امید ہے تمام احمدی دوستوں نے اس وقت تک حضرت امیر کی اپیل پڑھ لی ہوگی، انہوں نے ہر احمدی سے نومبر کے مہینے کے پانچ یوم طلب کئے ہیں چونکہ مہینہ ختم ہونے والا ہے اس لئے پانچ یوم کی آمد کا حساب کر کے روپیہ بھیجدیا جاوے،**
>
> **خاکسار ظہور احمد۔ جائنٹ سکرٹری**

میری رائے میں کانفرنس کو متحد بنانے کے لئے سب سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مفاہمت کرائی جاوے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کانگرس کی حکمت عملی اور لائحہ عمل کو صرف سیاسی اصول پر مبنی ہونا چاہئے۔ نیز ضروری ہے کہ کانگرس کے آئین میں اصلاح کی جاوے۔ رکنیت کانگرس کے لئے جو شرط لگائی جاوے اس میں سیاسی یا اقتصادی فوائد کو پیش نظر نہ رکھنا چاہئے۔ بلکہ اس کا معیار جائداد یا تعلیم کو قرار دینا چاہئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کی حکمت عملی اور نظام عمل پر پابندی قانون کے ساتھ عمل کیا جائے۔

اسٹیشن بلاس اور برہامپور کے درمیان سخت طوفان باد رونما ہوا جس کی وجہ سے مدراس میل کی آمد و رفت میں تاخیر واقع ہوئی۔ دریائے بھودا پر جو پل ہے اسے بھی خفیف سا نقصان پہنچا۔ اور کئی مقامات پر تار اور سگنل کے کھمبے اکھڑ گئے۔ اب مرمت کی جا رہی ہے۔

مرکزی خلافت کمیٹی کی طرف سے۔ جو وفد حجاز اور نجد جانا چاہتا تھا اور جس کے لئے خلافت کمیٹی نے حکومت ہند سے پروانہ راہداری طلب کیا تھا۔ حکومت ہند نے خلافت کمیٹی کے وفد کو نجد و حجاز جانے کے لئے پروانہ راہداری دیدیا ہے۔

عدالت عالیہ بمبئی میں سابق رانی پوربندر کے

حاضر ہونے سے سنسنی پیدا ہوگئی۔ انہوں نے ایک ... سوداگر مرارجی نارائن پر ایک لاکھ پچیس ہزار کا دعویٰ کیا ہے یہ رانی صاحبہ پوربندر کی بیوہ ہیں جن کا انتقال ۱۹... میں ہوا تھا انہیں دو سال تک وظیفہ ملتا رہا لیکن بعد میں وہ بمبئی آگئیں اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے لگیں۔ مدعا علیہ کے ساتھ ان کے تعلقات عمدہ تھے۔ اس کا بیان ہے کہ کوئی رقم واجب الادا نہیں اور یہ مقدمہ مفت کا تاوان وصول کرنے کے لئے دائر کیا گیا ہے

مولانا محمد علی نے موتمر جماعات سیاسی میں شرکت کرنے کے لئے جو دعوت دی تھی۔ اس کی بنا پر آج رات کو مدراس سے حسب ذیل اشخاص روانہ ہوئے ہیں۔

کونسل کی متحدہ قوم پرست جماعت مسٹر سی۔ وی۔ ایس نرسمہا راجو رہنمائے جماعت مخالف مسٹر سی۔ وی وینکٹ راما نیاکر۔ مسٹر ایس ستیامورتی۔ ڈاکٹر سبرائن۔ پی رام لنگم چیٹی (جو غیر برہمنوں کی جماعت کے بانی ہیں) اے۔ راما سوامی ... مسٹر ایس موڈ سوامی نائیڈو۔ مسٹر کے سیتھا ریڈی۔ حاجی عبداللہ ہارون (ارکان کونسل)۔ پی۔ ٹی کمار سوامی چیٹی لیڈر جسٹس پارٹی (مدراس) مسٹر کے وسواناتھ مدیر اخبار جسٹس۔

معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ بمبئی جا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ جسٹس پارٹی کی کثیر تعداد ارکان راستہ میں شامل ہو جائینگے۔

توقع کی جاتی ہے کہ آئندہ چند روز کے اندر اندر جرمن ماہرین لندن میں آئینگے۔ تاکہ انگریزی جرمن معاہدہ تجارت کی گفت و شنید کو از سر نو جاری رکھیں۔ اس وقت تک یہ گفت و شنید برطانیہ کی طرف سے سفیر متعینہ جرمنی لارڈ ڈابرنان کے ساتھ ان کا تجارتی عملہ کر رہا تھا۔ لارڈ ڈابرنان بھی لندن آ رہے ہیں۔

موسیو زینوویف کے مکتوب کی اصلیت و ماہیت معلوم کرنے کے لئے جو مجلس بحث مقرر کی گئی تھی اس نے اپنی روداد کابینہ میں پیش کر دی ہے۔ اس میں کہا ہے کہ مکتوب کے اصلی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ موسیو راکوسکی کی یادداشت کا جواب اسی روداد پر محمول ہوگا۔ اور اس میں برطانیہ کے اندر بولشویک پروپیگنڈا روکنے پر زور دیا جائے گا۔

حکومت نے اس افواہ کی تردید کر دی ہے کہ مسٹر پرسی لورین وزیر اعظم ایران اور سردار اغواسی کی ملاقات کرانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

نیشنل لبرل کلب لندن کے ایک اجلاس میں لبرلوں کی طرف سے آئندہ معرکہ انتخاب کی تجاویز کی گئیں۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ جس نشست کے متعلق ذرا بھی امکان ہو اس کے لئے معرکہ میں شامل ہونا چاہئے۔ آئندہ انتخاب میں وہ کم از کم پانسو امیدوار کھڑے کریں گے۔ ان کا ارادہ ہے کہ ابھی سے انتخاب کے لئے نصف ملین پونڈ کا سرمایہ جمع کر لیں۔ ۲۸ و ۲۹ جنوری کو لندن میں ایک کانفرنس منعقد کریں۔

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ شیشوان و لطیوان کے محاذ کا تخلیہ نہایت عمدگی اور انتظام کے ساتھ عمل میں آیا۔ جنرل سیرانو اور ایک لفٹنٹ کرنل جنگ میں مقتول ہوئے۔

امیر علی نے سلطان نجد کو ایک برقی پیغام روانہ کیا تھا۔ اس میں افواج نجد کی زیادتی کے متعلق شکایت کی گئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ شہر ابہا جو طائف کے قریب ہے نجدی فوج نے لوگوں کو لوٹ لیا۔ اور ان پر سختی کی۔ اس پیغام کے جواب میں سلطان نجد نے امیر علی کو اطلاع دی ہے کہ میں نے اپنے لشکر میں سخت احکام نافذ کئے ہیں کہ تمام لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کی جاوے۔ نیز کہا ہے کہ اگر کوئی زیادتی ہوئی ہے تو مجھے اسکے متعلق افسوس ہے۔

جریدہ "مقطم" کو وہابی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ... کہ وہابیوں نے کنفدا اور رباغ کے مقامات پر قبضہ کر لیا ہے جو بحر احمر میں جدہ کے جنوب میں واقع ہیں۔ اس کے برعکس ... کی اطلاعات مظہر ہیں کہ امیر علی نے نجدیوں کو واپس ... روکنے کے لئے مکہ معظمہ اور طائف کے علاقہ میں جا رحانہ ... کا ارادہ کیا ہے۔ (ڈیلی ہیرالڈ)

سلطان ابن سعود عالمگیر اسلامی کانفرنس ... اسلام کے انعقاد تک مکہ معظمہ میں قیام کرنے کا ارادہ ... اور وہیں ... کر ملت عربیہ کے اتحاد و تنظیم کا کام کرنا چ...

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغامِ صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۰

جلد ۱۲ — قیمت ۸

مدینۃ المسیح لاہور یوم بدھ مورخہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۲۴ء

حضرت مولینا مولوی صدر الدین صاحب کا تازہ خط

ایک معزز جرمن مرد اور ایک خاتون کا قبول اسلام

ایک دیرینہ جرمن مسلمان سے ملاقات

تین خوشخبریاں آپ کو سناتا ہوں۔ ایک شخص نہایت ہی قدر کے مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ صاحب Bremen کے رہنے والے ہیں۔ ان کا نام نامی Konrad Giesel ہے۔ انہوں نے بذریعہ خط اپنے اسلام کا اعلان کیا ہے۔ اور مجھے اپنی تصویر بھی بھیجی ہے۔ تصویر سے اور خط کے کاغذ سے کوئی بڑا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ یہ اندازہ کو ظاہری حالات سے لگایا ہے۔ مزید آگاہی انشاء اللہ کچھ دیر میں میسر آجائیگی۔ انہوں نے جو خط لکھا ہے۔ اس میں ان کی محبت اور علمی قابلیت اور گہرے مطالعہ کی جھلک ہے۔ ان کی زبان نہایت خوبصورت اور عالمانہ ہے۔ اور تصویر میں وجاہت ہے۔ یا تو یہ شخص کوئی تاجر ہے۔ یا کسی امیر خاندان سے ہے۔ بہرحال یہ ایک قدر کے قابل اضافہ ہوا جس پر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اور میں نے بڑا بڑا شکر کیا۔ دوسری خوشخبری یہ ہے کہ ایک خاتون نے Wurzburg سے تحریری اعلان بھیجا ہے۔ کہ میں اسلام اختیار کرتی ہوں۔

تیسری خوشخبری یہ ہے کہ کل دوپہر کے وقت ایک چالیس سالہ جرمن میری ملاقات کو آئے۔ نہایت عمدہ شکل اور نہایت عمدہ پوشش تھی۔ تین زبانیں بولتے تھے۔ عربی۔ جرمنی اور انگریزی۔ تینوں زبانیں نہایت عمدہ جانتے ہیں۔ جس سے آپ ان کی علمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں مسلمان ہوں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ میں نے ان سے ان کے حالات دریافت کرنے شروع کئے۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں نے اسلامی ممالک کا سفر کیا ہے۔ مصر اور سیریا وغیرہ بھی دیکھا ہوا ہے۔ اور کئی ایک دوستوں کا انہوں نے ذکر کیا۔ اور وہاں کے حالات بیان کئے اور وہاں مسلمانوں کے تمدن اور معاشرت کا اس قدر گہرا اثر مجھ پر ہوا کہ مسلمان ہو گیا۔ میرا نام عبد الحمید ہے۔ اور یہ میری انگوٹھی ہے جس پر عربی میں عبد الحمید لکھا ہے۔ لیکن جرمنی میں مجھے آج تک کسی جرمن مسلمان سے ملنے کا موقعہ نہیں ہوا اور نہ ہی مجھے اپنے اسلام کے اظہار کا موقعہ ملا ہے۔ آپ کے رسالہ کو پڑھ کر بہت خوشی حاصل اور یہ تڑپ پیدا ہوئی۔ کہ آپ سے ملاقات کروں۔ میں آجکل میونک میں رہتا ہوں۔ سفر میں Colonial office میں کام کرتا ہوں۔ برلن میں آتے ہی میں نے پہلا کام یہ کیا ہے۔ کہ آپ کے پاس پہنچ گیا ہوں۔ ان سے بھی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ کھانے کا وقت آگیا۔ اکٹھا کھانا کھایا۔ اور اس کے بعد صحبت ختم ہوئی۔ اللہ تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے فضل سے ملائکہ کو حکم دے رکھا ہے۔ یہاں ایک جماعت پیدا کرنے کا۔ ورنہ کیا ہم اور کیا ہمارا رسالہ۔ یہ سب کچھ اس کے فضل سے ہو رہا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

دستخط۔ صدر الدین۔ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء

عمارت مدرسہ مسلم ہائی سکول لاہور

یکم دسمبر کو یاد رکھیں

امید ہے تمام احمدی دوستوں نے اس وقت حضرت امیر کی اپیل پڑھ لی ہوگی۔ انہوں نے ہر احمدی سے نومبر کے مہینے کے پانچ یوم طلب کئے ہیں۔

چونکہ مہینہ ختم ہونے والا ہے۔ اس لئے پانچ یوم کی آمد کا حساب کرکے روپیہ بھیجدیا جاوے۔

خاکسار ظہور احمد۔ جائنٹ سیکرٹری

حضرت امیر کی ایک نئی تصنیف

تاریخ خلافت راشدہ

قارئین کرام یہ سنکر خوش ہوں گے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک کتاب بنام "تاریخ خلافت راشدہ" حال ہی میں تصنیف فرمائی ہے جو چھپ کر تیار ہوگئی ہے۔ اس کتاب میں واقعات کے رنگ میں حضرت ممدوح نے ثابت کیا ہے کہ خلفاء راشدین کا زمانہ بھی دراصل زمانہ نبوی کا ہی تتمہ ہے۔ ہر ایک خلیفہ کا زمانہ رسول اللہ صلعم کے ایک خاص خلق کا ظہور تھا۔ اور خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں۔ جو ہر حالت میں ان کیلئے خضر راہ ہیں۔

بہت سے اعتراضات جو غیر مسلم ناواقفیت یا تعصب کی وجہ سے اسلامی فتوحات پر کرتے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے دور ہو جاتے ہیں۔ کتاب کے ساتھ خلفاء راشدین کے زمانہ کی سلطنت اسلامی کا نقشہ بھی دیا گیا ہے۔

ہمارے احباب کو چاہیئے کہ یہ کتاب خود بھی خریدیں اور اپنے دوستوں کو بھی دکھائیں۔ دو قسم کے کاغذ پر کتاب چھپوائی گئی ہے۔ قسم اول قیمت ۱۲ قسم دوم عہ

ملنے کا پتہ

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

افریقہ اور ہندوستان میں بائبل کی اشاعت

اسکاٹلینڈ کی نیشنل بائبل سوسائٹی کا ایک جلسہ ایڈنبرگ کے بائبل ہاؤس میں منعقد ہوا۔

اس جلسہ میں رودلوشکر سنائی گئی جس کا ماحصل یہ تھا کہ بکثرت انجیلیں افریقہ کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کرکے افریقہ بھیجی گئیں۔

اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ گذشتہ کئی سال سے ہندوستان میں انجیلوں کی اشاعت پر بہت اثر پڑا ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اس ملک کی ملکی تحریک نے بہت نقصان کیا ہے۔ گذشتہ نو ماہ کے کام کے متعلق ہندوستان کی بائبل سوسائٹی نے جو رپورٹ ارسال کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا رخ تبدیل ہوگیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

لاہور

جلد ۱۳، ۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۳ھ نمبر ۴۸

مسیحیت اور مسلمان

(۲)

عام مسلمانوں سے خطاب

گذشتہ اشاعت میں مسیحی حضرات کے وہ ریزولیوشن نقل کئے جا چکے ہیں جو ڈاکٹر زویمر کی سرکردگی میں لکھنؤ کی پہاڑی پر انہوں نے پاس کئے، اور جن میں ہندوستانی مسلمانوں میں مسیحیت کی اشاعت کے لئے خاص تدابیر اختیار کرنے کا ذکر ہے۔ ان ریزولیشنوں کی طرف اس جماعت کی توجہ کو منعطف کرانے کی ہم نے خاص طور پر کوشش کی تھی، جو اس زمانہ میں کسر صلیب کے عظیم الشان کام پر مامور ہے، ہم نے بتایا تھا کہ مسیحی حضرات کے ان ارادوں سے پتہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان میں ایک اور فتنہ ارتداد کھڑا ہونے والا ہے، جو آریوں کے فتنہ سے ہزار درجہ بڑھ کر موجب نقصان ہوگا، اس لئے ضروری ہے کہ اس وقت کے آنے سے پیشتر ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ وہ سر ہی نہ اٹھا سکے۔ پیشتر اس کے کہ مسیحی حضرات اسلام پر حملہ آور ہوں۔ اور ہم مدافعت کے لئے اٹھیں ہمیں جارحانہ طریق اختیار کرنا چاہیئے، اور اس وقت تک جو لٹریچر مسیحیت کی تردید اور اسلام کی حقانیت کے ثبوت میں شائع ہو چکا ہے، اس کو مسیحی حضرات اور عامۃ مسلمانوں میں کثرت سے پھیلانا چاہیئے، تاکہ اول الذکر عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام کی طرف رخ کریں، اور مؤخر الذکر اپنے مذہب کی خوبیوں کو معلوم کر کے اس پر پختہ ہو جائیں۔

اس وقت ہم ان غیر احمدی حضرات سے بھی خطاب کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن کے نزدیک جماعت احمدیہ کا فرو یا کم از کم گمراہی کے رستہ پر ہے۔ اور جن کا عقیدہ ہے کہ آریہ اور عیسائی ہونا احمدی ہونے سے اچھا ہے، ایسے لوگ جماعت احمدیہ کے کام کو اچھی نظروں سے دیکھنا تو ایک طرف اس کو روک دینا ضروری سمجھتے ہیں اور دل سے اس بات کے متمنی ہیں۔ . . . . کہ احمدی میدان عمل میں نہ آئیں، کیونکہ ان کے کام سے لوگ متاثر ہو کر ان کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں، اور مولویوں کا رہا سہا تفوق بھی باقی نہیں رہتا، گذشتہ فتنہ ارتداد کے موقعہ پر ان لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا، اور جماعت احمدیہ کو میدان عمل سے باہر نکال دینے کی پوری سعی کی، جس کا نتیجہ ہوا کہ نہ احمدی وہاں رہے اور نہ خود مولوی صاحبان سے ہی کوئی کام کیا، ہاں آریوں کی کوششیں اب تک جاری ہیں، اور وہ ان سے پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آیا عیسائیت کے گذشتہ کے مقابلہ میں بھی ان لوگوں کی روش یہی ہوگی یا کچھ اور؟ آیا ان لوگوں کے ذمہ یہی ایک کام ہے، کہ وہ کام کرنے والوں کی راہ میں روڑے اٹکاتے رہیں؟ آخر حفاظت و اشاعت اسلام کا فرض جو قرآن کریم نے ہر مسلمان کے ذمہ ڈالا ہے، ان پر بھی عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ پھر کیا وہ اس آنے والے فتنہ ارتداد کو روکنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکتے ہیں؟ کیا ان میں یہ حوصلہ اور جرأت موجود ہے؟ کہ مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے عیسائیت کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوں، یا کم از کم جماعت احمدیہ کو اس بارہ میں امداد دینے کی کوشش کریں؟ ہندوستان کے اندر مسیحیت کو آئے ہوئے آج تک کم و بیش ایک صدی کا عرصہ ہوگیا ہے، اس عرصہ میں سینکڑوں مسلمان اسلام سے نکل کر صلیب کے پرستار بن چکے ہیں۔ اور ابھی یہ فتنہ اور بڑھنے والا ہے مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی اس کے انسداد کے لئے کیا کوشش آج تک کی؟ اور سوائے جماعت احمدیہ کو برا بھلا کہنے کے ان کے علماء نے اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا فرض کہاں تک سرانجام دیا؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب نہ دیوبندیوں کے پاس ہے اور نہ دیگر احناف اور اہلحدیث یا جمعیت العلماء وغیرہ کے پتے۔

مسیحیت کا مقابلہ کرنا تو ایک طرف ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ غیر احمدی حضرات کسی عیسائی کے بالمقابل کبھی عہدہ برآ ہی نہیں ہو سکتے ان کے معتقدات ہی اس قسم کے ہیں۔ کہ ایک عیسائی انہیں ایک منٹ میں خاموش کرا سکتا ہے، بھلا جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو، کہ مسیح علیہ السلام دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ نہ ان پر پیری کے آثار نمودار ہوئے۔ اور نہ زمانہ کے امتداد نے ان پر کوئی اثر کیا، کھانے پینے کی ان کو حاجت نہیں۔ دیگر حوائج بشری سے وہ آزاد ہیں۔ وہ کیونکر ایک مسیحی کے بالمقابل یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام باوجود ان تمام خصوصیات کے خدا تعالیٰ کے ایک بندے اور رسول تھے؟ وہ انہیں یہ کہے گا، اور علانیہ لیکچروں اور کتابوں کے اندر ایسا کہا گیا ہے کہ قرآن تو رسولوں کے متعلق فرماتا ہے۔ ما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین ٭ ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائیں، اور نہ ان پر کوئی تغیر آئے، پھر مسیح علیہ السلام اگر رسول تھے، تو قرآن کے اس قانون سے کیونکر مستثنے ہو گئے؟ تمہارے مسلمات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بشر نہ تھے بلکہ خدا تھے ایسی حالت میں ایک مسلمان جو حیات مسیح کا معتقد ہے کیا جواب ایک عیسائی کو دے سکتا ہے، بالخصوص جبکہ وہ اس بات کا بھی قائل ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ امت مرحومہ ایک خطرناک مصیبت میں گرفتار ہوگی تو مسیح علیہ السلام ہی آسمان سے نازل ہو کر اس کی نجات کا موجب ہوں گے اور محمد رسول اللہ صلعم کی قوت قدسی کسی کام نہ آئے گی۔

کاش وہ لوگ جو اس وقت جماعت احمدیہ کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ان باتوں پر غور کریں۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو امت محمدیہ کے ناخدا سمجھے ہوئے ہیں۔ موجودہ اور آنے والے حالات کی نزاکت کو پہچانیں، اور سوچیں کہ جن معتقدات کو وہ اسلام کی تعلیم سمجھتے ہیں۔ وہ اسلام کے بجائے کفر کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اگر مسیح علیہ السلام فی الواقعہ زندہ ہیں تو پھر یاد رکھو کہ اسلام زندہ نہیں رہ سکتا، اسلام زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ مسیح کو مارا جائے۔ ان کی وفات کا عقیدہ مسلمانوں میں پھیلایا جائے۔ کہ اسی میں مسیحیت کی موت ہے، اور یہ کوئی فرضی بات نہیں، کہ محض مسیحیت کی مخالفت کے لئے اسے اختیار کر لیا گیا ہو۔ قرآن سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے، کم از کم تیس آیات ہمارے اس بیان کی شاہد ہیں۔ اور اس کے بالمقابل ایک بھی آیت ایسی نہیں جو حیات کو ثابت کرنے والی ہو۔

مارتا ہے اس کو فرقاں سربسر

اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر

ہم ان لوگوں سے جن کے دلوں میں اسلام کے لئے سچا درد ہے یہ اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کی اہمیت اور نزاکت پر غور کریں، وفات و حیات مسیح کا عقیدہ ان عقائد میں سے نہیں جو شرائط ایمان میں داخل ہیں۔ لیکن حیات مسیح سے اسلام کو ضعف اور صدمہ پہنچتا ہے، اور وفات کے ماننے سے مسیحیت کو شکست ہوتی ہے اور اسلام اس پر غالب ہو جاتا ہے، اگر یہ عظیم الشان نتائج پیدا نہ ہوتے تو باوجود اس کے کہ قرآن کریم سے وفات ہی ثابت ہوتی ہے ہمیں اس پر چنداں زور دینے کی ضرورت نہ تھی۔ جیسا کہ تیرہ سو سال تک ان لوگوں نے اس پر زور نہ دیا، جو وفات ہی کے قائل تھے، مثلاً امام مالک۔ امام بخاری، حضرت ابن عباسؓ لیکن جب مسیح کی موت و حیات کے ساتھ اسلام کی موت و حیات کا سوال پیدا ہو گیا، تو ضروری ہے کہ اس پر زور دیا جائے، اور جہاں تک ہو سکے حیات کے عقیدہ کو مسلمانوں سے نکالنے کی کوشش کی جائے الگرفی الواقعہ اس ذمہ واری کو جو اسلام نے تمہارے سپرد [illegible] سے ادا کرنا ہے، اور اسے غیروں کی دستبرد سے بچانا اور اس کی اشاعت کا سامان بہم پہنچانا ہے، تو اس کا یہی ایک طریق ہے کہ وفات مسیح کو مان کر ایمانی کے ساتھ ہو جاؤ، کہ اس کے بغیر کامیابی محال ہے۔

کم از کم وہ لوگ جو اس حقیقت کو سمجھنے کے باوجود کسی ایک یا دوسری وجہ سے سلسلہ حقہ میں شمولیت اختیار نہیں کرتے، اپنے فرض کو اسی حد تک پورا کریں۔ کہ سلسلہ کے کاموں میں اخلاقی اور مالی امداد بہم پہنچائیں اپنے علما کو وہ سلسلہ کی مخالفت سے روکیں، اور انہیں کہیں۔ کہ ان خادمان دین کی مخالفت کر کے تم اسلام کے ساتھ دشمنی کر رہے ہو، اور خود آریوں اور عیسائیوں کو اسلام پر تسلط حاصل کرنے کے لئے دعوت دیتے ہو، اگر کم از کم اسی قدر جرأت کا اظہار مسلمانوں کے فہمیدہ اصحاب کی طرف سے ہو تو یہ بھی ایک بہت مدد اسلام کے لئے ہوگی۔ ورنہ یاد رکھئے کہ اسلام تو ضرور غالب ہوگا۔ مگر آپ اس ثواب سے حصہ نہ لے سکیں گے، جو ناصران اسلام کے لئے مقدر ہے۔

"کوئی وقت آئے گا"

قبل ازیں ان کالموں میں لالہ ہردیال ایم۔ اے کی ہدایات جو انہوں نے سویڈن سے کانگرس کے نام لکھ کر بھیجی ہیں۔ درج ہو چکی ہیں جن میں لالہ جی نے کھلے طور پر مسلمانوں کو ہندوؤں کے اندر جذب کر لینے یا ہندوستان سے نکال دینے کی نصیحت کی ہے، اس وقت ہمارے سامنے ایک اور ہندو لیڈر پنڈت ہری ہر کی تقریر ہے جو انہوں نے بمقام پشکر ہندو مہاسبھا کے جلسہ میں کی، پنڈت جی فرماتے ہیں۔

"کوئی وقت آئے گا کہ سوائے ہندوؤں کے بھارت میں دوسرا نہ دکھلائی دے گا۔ عورتوں کی عظمت، بچوں کا سدھار ہم اس وقت کر سکتے ہیں۔ کہ سوائے ہمارے ہندوستان میں کوئی دوسرا نہ ہو"

یہ الفاظ اپنی تشریح آپ کر رہے ہیں۔ ان سے پتہ لگتا ہے کہ ہندو قوم کے بڑے بڑوں کے خیالات ہندوستان کے مستقبل کے متعلق کیا ہیں۔ قومیت متحدہ ایک فرضی چیز ہے جس کا نام اس وقت صرف حصول سوراج کے لئے لیا جاتا ہے، ورنہ حقیقت میں ان لوگوں کا منشا یہی ہے کہ ہندوستان کی مختلف اقوام کو جن میں مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی وغیرہ وغیرہ ہیں، یا تو تہ تیغ بے دریغ کر دیا جائے، یا انہیں بجبر اپنے مذہب میں داخل کر لیا جائے۔ بلکہ پنڈت ہری ہر کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ اس کا اس طرح فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ گویا یہ امر واقعہ ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا۔ کیا مسلمانوں کے سیاسی رہنما اسی اتحاد اور سوراج کے لئے رات دن مصروف جدوجہد ہیں؟

ہندوؤں کی شرائط اتحاد

مسٹر اینڈریوز نے جو ہندوستان کی سیاسی جدوجہد میں مہاتما گاندھی کا دایاں بازو بن کر کام کر رہے ہیں، ایک مضمون میں ہندوؤں کے موجودہ تنزل و ادبار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"اگر اعلٰے ذاتوں کے ہندو اپنے اچھوت بھائیوں سے نفرت و حقارت کا سلوک ترک کر دیں، تو ہندوؤں کی حالت زیادہ مضبوط اور اعلٰے ہو سکتی ہے، وہ موجودہ حالت کی نسبت اخلاقی طور پر بھی زیادہ طاقتور ہو جائیں گے اور مسلمانوں سے سمجھوتہ کرتے ہوئے زیادہ فیاضانہ شرائط منظور کر سکیں گے"

آخری فقرہ سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ ہندوؤں کے موجودہ رویہ سے جو مسلمانوں کے متعلق انہوں نے اختیار کر رکھا ہے مسٹر اینڈریوز بھی مطمئن نہیں، اور موجودہ شرائط اتحاد کو وہ غیر فیاضانہ سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اچھوت قوموں سے نفرت و حقارت کا سلوک ترک کر دینے سے ہندو قوم کی طاقت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائے گی، لیکن جو قوم موجودہ حالت میں کوئی عمدہ سلوک مسلمانوں سے نہیں کر سکتی، وہ اس سے بھی زیادہ طاقتور ہو کر کیا نیک سلوک کرے گی۔ ہاں ایک ہی صورت ہندو اصحاب کے موجودہ رویہ کو بدلنے کی ہو سکتی ہے، وہ یہ کہ اچھوت لوگوں کو ہندو قوم میں شامل کرنے کے بجائے ایک الگ قوم تصور کیا جائے جیسے سکھوں کو سمجھا جاتا ہے اس صورت میں ہندوؤں پر اپنی کثرت تعداد کی حقیقت آشکارا ہو

پروفیسر اروان چندر سین

مسٹر سی۔ آر۔ داس کے اخبار "فارورڈ" میں پروفیسر اروان چندر سین کا ایک مضمون بنگال میں اشاعت اسلام کے موضوع پر شائع ہو رہا ہے۔ جس میں اس حقیقت نفس الامری کو تسلیم کرتے ہوئے کہ مشرقی بنگال کی تمام دستکار آبادی محض برہمنوں کی غیر ہمدردانہ روش کی وجہ سے اسلام میں داخل ہوئی ۔۔۔۔ نہ کہ جبر و تعدی کی وجہ سے ایک نہایت ناپاک نظریہ قائم کیا گیا ہے۔ کہ اسلام کی حیرت انگیز نشو و نما شہزادیوں کے عشق و محبت کا نتیجہ تھا۔ جو ہندوؤں کے ساتھ انہیں ہو جاتا تھا۔ اس عشق و محبت کی تہ میں پروفیسر صاحب کے نزدیک عشق کے دیوتا "کیوپڈ" کا ہاتھ تھا۔

اس نظریہ کے ثبوت میں پروفیسر صاحب نے بہت من گھڑت افسانے سنائے ہیں۔ جن کی تصدیق سے تمام مورخین ساکت ہیں۔

تعجب ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں ہندو قوم کے اندر ایسے پروفیسر بھی موجود ہیں۔ جو مسلمانوں کے ساتھ اپنے دلی تعصب کا اظہار کرتے ہوئے علم و عقل کو بھی جواب دے بیٹھے ہیں۔ کم از کم مسٹر سی آر داس کے اخبار میں جو قومیت کا علمبردار ہے اس قسم کے اتحاد شکن مضامین کا شائع ہونا قطعاً غیر مستحسن ہے۔

بنگال میں اسلام

پروفیسر اروان چندر سین کے نظریہ کا ابطال مسٹر ولیم ہنٹر کے ان الفاظ سے ہوتا ہے جو انہوں نے بنگال کے ان ہندوؤں کے متعلق لکھے ہیں۔ جو اسلام کے اندر داخل ہو گئے۔ وہ لکھتے ہیں۔ "ان لوگوں کے نزدیک جن میں مفلس ماہی گیر اور شکاری قزاق اور ادنےٰ قوم کے کاشتکار تھے۔ اسلام ایک اوتار تھا۔ جو ان کے لئے آکاش سے اترا تھا۔ وہ حکمران قوم کا مذہب تھا۔ اور اس کے پھیلانے والے وہ خدا کے لوگ تھے۔ جو توحید کی خبر اور سب انسانوں کے برابر ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جس کو سب ذلیل و خوار سمجھتے تھے"۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بنگال میں اسلام کی اشاعت کا سبب وہ شاندار اصول تھا جس کے تحت ذات اور برادری قوم اور نسل۔ اچھوت اور غیر اچھوت کے تمام امتیازات کٹ جاتے۔ اور نسل انسانی کے تمام افراد خواہ وہ اعلیٰ نسل سے ہوں یا ادنےٰ سے ایک سطح پر آجاتے ہیں۔ اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جس نے اس اصول کو دنیا میں قائم کیا۔ اور عملی طور پر تمام انسانوں کو بھائی بھائی بنایا۔ چنانچہ اس پر ہندوؤں کے بعض بیگر فاضل حضرات گواہ ہیں۔ جن کی آراء اسے اخبی کالموں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں۔

اہل بہاء اور اہل قادیان

بہائی اخبار کوکب ہند میں مولوی محفوظ الحق علمی نے بعض احمدیوں کے ساتھ اپنی گفتگو اور مناظرات کا ذکر کرتے ہوئے اس افسوسناک حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ قادیانی احمدی گفتگو کرتے ہوئے تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو جاتے ہیں جس سے انہیں بار بار منع کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ

اس سفر میں بعض احمدی احباب نے فرمایا کہ "ہم نے کوکب ہند کے بعض پرچے کہیں کہیں پڑھے ہیں۔ ہم بے رو رعایت یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ کسی مضمون میں کوئی لفظ بھی دائرہ شائستگی سے باہر نہیں ہے اور ہم کوکب ہند کی متانت و تہذیب کا اعتراف کرتے ہیں"۔ یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ جو سخت الفاظ لکھتے یا بولتے ہیں۔ دراصل یہ آریہ سماج کی صحبت کا اثر ہم پر پڑا ہے۔ اور اب چونکہ عادت ہو گئی ہے آہستہ آہستہ ہی چھوٹے گی۔ ما اخبار فاروق قادیان کے ذکر پر بعض احمدی احباب نے فرمایا کہ اس کا ذکر چھوڑ دیجئے وہ تو ہماری جماعت کے بھی سنجیدہ طبقہ میں پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ مولوی محفوظ الحق کا یہ بیان کہاں تک صحیح ہے۔ البتہ قادیانی اصحاب میاں صاحب کے امتناعی احکام کے کوکب ہند کا مطالعہ کرتے ہیں اور اب ان کی اخلاقی حالت بگڑ گئی ہے کہ وہ تہذیب و شائستگی میں بہائیوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے؟ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو اس سے جہاں یہ معلوم ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کے اس قسم کے امتناعی احکام

کی کوئی وقعت ان کی جماعت کی نظروں میں نہیں۔ وہیں اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے جماعت کی تربیت ایسے برے انداز پر کی ہے کہ جن لوگوں کو اخلاق اور تہذیب میں دنیا کے لئے نمونہ بننا چاہیئے تھا۔ ان کو آج غیروں سے سبق سیکھنا پڑتا ہے۔

ساہوکار اور زمیندار

ساہوکاروں کی طرف سے روپیہ کے لین دین میں جو جعل سازیاں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے انسداد کے لئے سر فضل حسین صاحب نے ایک مسودہ قانون پنجاب کونسل میں پیش کیا ہے۔ جو غریب زمینداروں کے لئے ایک فرشتہ رحمت ثابت ہوگا۔ اس قانون میں تین باتوں کے لئے بالخصوص سفارش کی گئی ہے۔

(۱) قرضہ دینے والوں کو اپنا نام سرکار میں رجسٹر کرانا چاہیئے۔

(۲) حسابات کی کتابیں باقاعدہ ہونی چاہئیں۔ جن کا نقشہ حکومت تجویز کرے۔

(۳) اگر ایسے لوگ جو قرضہ دینے کا کام کرتے ہیں اپنا نام رجسٹر نہ کرائیں۔ یا حسابات کو باقاعدہ طریق پر نہ رکھیں۔ تو انہیں سزا دی جائے جو پہلی مرتبہ ایک سو روپیہ جرمانہ کی صورت میں ہو۔ اور دوسری مرتبہ اعادہ کرنے پر قید کی صورت میں جو تین ماہ سے زیادہ نہ ہو۔

یہ بل ہندو ممبران لیجسلیٹو کونسل کو طبعاً ناگوار گذرا ہے۔ اور انہوں نے اس کو ہندو مسلم سوال بنا کر اس کی شدید مخالفت کی ہے۔ جس کے جواب میں چودھری شہاب الدین صاحب نے اپنے مخصوص پرزور انداز میں ایک نہایت زبردست تقریر پنجاب کونسل میں کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ سر فضل حسین نے اس مسودہ قانون میں کسی نئی بات کے لئے سفارش نہیں کی۔ بلکہ یہ انہی باتوں کا اعادہ ہے جو صوبہ پنجاب میں آج سے ۵۰ سال پہلے قانونی رنگ میں نافذ تھیں۔ اور جن کے لئے آج سے چالیس سال پیشتر مسٹر تھاربرن نے ایک کتاب میں جو "مسلمان اور ان کے مقروض ہندوستانیان پنجاب میں" کے نام سے ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ سفارش کی ہے۔ چودھری صاحب نے مجوزہ قانون کی ایک ایک دفعہ کے کرشہ تھاربرن کے بیانات سے اس کا تطابق دکھایا۔ اور آخر میں گورنمنٹ کو مخاطب کر کے کہا کہ "صداقت اور انصاف ہندوستان میں انگریزی حکومت کے بنیادی پتھر ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ اور اس کے انگریز کا یہ فرض ہے کہ زور آور اور حریص کے بالمقابل کمزور اور غریب کی حفاظت کرے"۔

ضرورت ہے کہ حکومت برطانیہ کے ارباب حل و عقد چودھری صاحب کی اس آواز کو اپنے عدل پرور کانوں سے سنکر غریب زمینداروں کے عام اس سے کہ وہ ہندو ہوں یا سکھ یا مسلمان مفاد کی حفاظت کرے۔ اور مجوزہ بل کو پاس کر کے بنیوں کے دست تظلم سے انہیں بچائے۔

ترک موالات قطعی ناکام رہا

لالہ لاجپت رائے نے ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ

"میرے خیال میں ترک موالات کا پروگرام اپنے مقاصد میں قطعی ناکام رہا۔ اور عملی طور پر ملک نے اسے ترک کر دیا ہے۔ اگر مہاتما جی اس حقیقت کا بھی آزادی کے ساتھ اعتراف کر لیتے۔ اور اس کے ترک کئے جانے کا اعلان کر دیتے۔ تو یہ بات ان کے اعلیٰ اخلاق اور بلند خیالات کے عین مطابق ہوتی"۔

جس وقت کوئی تاریخ نویس ہندوستان کی موجودہ سیاسی جدوجہد کی تاریخ لکھنے بیٹھے گا۔ تو ہمارے لیڈروں کے اس ناکام طریق عمل کا وہ کن لفظوں میں اظہار کرے گا۔ اس کا جواب لالہ صاحب ہی دے سکتے ہیں۔ وہ چیز جس کے لئے کونسلوں کو چھوڑا جاتا ہے عدالتوں کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ بیسیوں افراد ملت کو جیل خانوں میں بھیجا جاتا ہے۔ سکولوں اور کالجوں کو منہدم کیا جاتا ہے۔ ہزار ہا روپیہ کو نذر آتش کر کے [illegible] کا نظارہ قائم کیا جاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مذہب اور شریعت کو اس کی اعانت کے لئے کھڑا کر کے سرکاری ملازمتوں کو حرام قرار دیا جاتا ہے۔ آخر کار اس کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

کاش ملک کی اس حالت کو پہلے سے بھانپ لیا جاتا۔ تو تحریک ہجرت کی طرح اہل ہند کو اس میں بھی خسارہ کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔

دین اور دنیا

جن لوگوں کو جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کا موقعہ ملتا ہے وہ اس حقیقت نفس الامری کے گواہ ہیں۔ کہ اس میں دین کے لئے ایک خاص جذبہ اور جوش کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ دسمبر کے انہی ایام میں نیشنل کانگریس۔ خلافت اور دیگر بہت سی مجالس دنیوی مقاصد کے حصول کے لئے بڑے اجلاس منعقد کرتی ہیں۔ احمدیہ قوم کا یہ اجتماع ان مقاصد کے لئے جو مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح سے تعلق رکھتے ہیں۔ سرگرم عمل اور ایک تازہ روح اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ حصول سوراج یا حصول خلافت بیشک ایک عمدہ چیز ہے۔ بشرطیکہ مسلمانوں کے مذہبی مفاد میں نقصان دہ نہ ہو۔ لیکن اس سے بڑھکر قابل قدر بات یہ ہے کہ ہم دین اور دنیا ہر دو کے بادشاہ بننے کی کوشش کریں۔ تاکہ دنیا و آخرت ہر دو میں ہمیں فلاح نصیب ہو۔ اس کا ذریعہ ایک ہی ہے کہ اسلام کا پاک پیغام دنیا میں پہنچایا جائے۔ اور تمام اقوام کو توحید کے مرکز پر لایا جائے۔ ہمارا جلسہ سالانہ آپ کو اس پاک مقصد کے لئے تیار کرے گا۔ اور وہ ذرائع بتائے گا۔ جن سے آپ اس ضروری فرض کو سرانجام دے کر حسنات دارین کے وارث ہو سکتے ہیں۔ اس لئے دسمبر کے آخری عشرہ میں لاہور آنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ لانے کی کوشش کرو۔

افریقہ میں غلامی

ابی سینیا اور افریقہ کے بعض دیگر علاقوں میں غلامی کا وہ ناپاک اور وحشیانہ طریق اب تک رائج ہے۔ جو زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے۔ مشنری ریویو آف دی ورلڈ کا بیان ہے کہ جنوب مغربی افریقہ کے بعض علاقوں اور انگلیکا اور ابی سینیا میں قریباً دس لاکھ غلام پائے جاتے ہیں جن کو ان کے مالک اپنی جائیداد کی طرح سمجھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ابی سینیا نے اپنے آپ کو جمعیت اقوام میں داخل کر کے غلامی کے انسداد کا سامان کر لیا ہے۔ کیونکہ جمعیت نے اس پر عائد کیا ہے۔ کہ وہ غلامی کا بکلی ہر رنگ میں استیصال کر دے گا اور سمندر اور خشکی میں غلاموں کی تجارت کو روک دے گا۔

کاش ابی سینیا اسلام کی دی ہوئی آزادی کو انسانوں سے سلب کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ تو آج لیگ اقوام کی غلامی اسے اختیار نہ کرنی پڑتی۔

جاپان اور مسیحیت

جس دن سے امریکہ میں جاپانیوں کے اخراج کا قانون پاس ہوا ہے۔ جاپان میں ایک خاص ہلچل برپا ہو گئی ہے اور عام طور پر امریکن مشنریوں کو جو مسیحیت کی تبلیغ کیلئے وہاں مقیم ہیں۔ ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خود جاپانی مسیحی بھی اپنے امریکن ہم مذہب اصحاب کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور ان کا مقاطعہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں "جاپان فیڈریشن آف ریلیجنز" کے نام سے ایک مجلس قائم ہوئی ہے جس میں مسیحیت شنٹو مذہب اور بدھ مذہب کے نمائندے شریک ہیں۔ اور ان کا منشا ہے کہ جاپان میں قومیت متحدہ قائم کر کے حب الوطنی کے جذبات پیدا کریں۔ مختلف مذاہب میں ہمدردی اور اشتراک عمل کو بڑھائیں۔ امریکہ جا کے اور دیگر بین الاقوامی مسائل میں عوام کی صحیح طور پر رہبری کریں۔ اور امریکہ کو خط و کتابت کے ذریعے جاپانیوں کے صحیح جذبات سے آگاہ کریں۔

غرض اس وقت جاپان کا جذبہ وطنیت مذہب پر غلبہ پا چکا ہے اور اگر یہی صورت حالات رہی تو امریکن مشنریوں کے جاپان سے اخراج کی توقع بیجا نہیں ہو سکتی۔

اسلام اور مسیحیت

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ مسیحیت عالمگیر مذہب ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود ابھی تک اس قابل نہیں ہوئی۔ کہ اپنے پیروؤں میں اخوت کو قائم کر سکے۔ جہاں کہیں جاؤ اس مذہب کے پیروؤں میں وطنیت کا جذبہ مذہبی اخوت پر غالب نظر آتا ہے۔ یورپ کی حالت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے جہاں ہر ایک ملک مسیحی ہونے کے باوجود دوسرے سے دست و گریبان ہے۔ اب جاپان کے مسیحی بھی وطنیت کی خاطر اپنے امریکن بھائیوں کو ٹھکرا رہے ہیں لیکن بالمقابل اسلام نے اپنے پیروؤں میں ایسا رشتہ اتحاد پیدا کیا جو تمام بین الاقوامی اور ملکی اختلافات پر فائق ہے۔ ایک مسلمان باوجود اس کے کہ اپنے وطن کا سچا خیر خواہ ہے۔ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کا بھائی مسلمان جو دوسرے ملک کا رہنے والا ہے کسی طرح بھی دکھ اور تکلیف کا شکار ہو۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو اسلام کو تمام مذاہب سے ممتاز کرنے والی ہے ضرورت ہے کہ اس کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔

محمودی علمیت و تہذیب مصر میں

"الحکم" مورخہ ۲۸-اکتوبر ۱۹۲۳ء میں صفحہ ۲ - کالم ۳ و صفحہ ۷، کالم ۱ و ۲ کے مطالعہ پر مجھے یہ دیکھ کر نہایت افسوس ہوا کہ قادیانی شیخ یعقوب علی کا بیٹا اسد رجہ محسن کش واقع ہوا ہے کہ مصر میں بیٹھ کر اس شخص پر تبرا چلایا ہے جس کے احسانات سارے سلسلہ پر ہیں۔ کسقدر ناپاک الفاظ اس دریدہ دہن نے خواجہ صاحب کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ اور کسقدر اپنی علمیت و قابلیت اور تہذیب کا ثبوت دیا ہے۔ وہ مضمون کے عنوان سے ہی عیاں ہے جس میں لکھا ہے "محسن کش خواجہ"

یہ تو عنوان ہے۔ لیکن اسکے علاوہ سارا مضمون سرتاپا فحش۔ گندہ اور بالکل ... سے گرا ہوا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کو بھی ... بدتہذیبی کے ساتھ یاد کیا ہے جس کی توقع سوائے محمودیوں کے اور کسی سے نہیں ہو سکتی۔ مجھے میاں صاحب اور دیگر محمودی صاحبان سے کوئی ذاتی رنجش نہیں مگر حقیقت کو چھپانا بھی نامناسب ہے۔ اسلئے کہ جو غلط بیانی اور دروغ گوئی و بہتان عظیم مولانا صاحب و خواجہ صاحب پر تھوپا گیا ہے۔ وہ محض ذاتیات پر مبنی ہے۔ چند الفاظ جو اس منہ پھٹ کے قلم سے تحریر ہوتے ہیں۔ وہ ناظرین کرام کے سامنے بطور نمونہ رکھتا ہوں۔ جس سے محمودی تہذیب و اخلاق کا اندازہ ہوگا اور "محسن کش خواجہ اسکرایوطی سلسلہ حقہ کا غدار۔ محمد علی اینڈ کو کی ناپاک حرکات۔ خواجہ کی نمک حرامی اور کمینگی" بیشک یہ وہی جماعت ہے جس کی نسبت مسیح موعود کا الہام ہے کہ لاہور میں ایک بے شرم۔ کاش وہ شرم کرتا اور ڈوب مرتا۔ کاش وہ دنیا کو دھوکا نہ دیتا وغیرہ وغیرہ

میں اس بدزبانی اور بدگوئی وغیرہ کا جواب انہی الفاظ میں دینا ایک کمینہ پن سمجھتا ہوں۔ ہاں میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود ان ہر دو بزرگوں کو نہایت اچھی نظر سے دیکھتے تھے۔ لیکن قادیان کا نمک حرام اپنی آبائی خصوصیت کے خلاف جس کا کھاتا ہے۔ اسی کو کوستا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ٹکڑوں پر پلا ہے۔ اور آپ ہی کے مخلص مریدین کو گالیاں دیتا ہے۔ حضرت صاحب نے جسقدر تعریف زبانی یا تحریری مولانا صاحب اور خواجہ صاحب کی کی ہوئی ہے۔ وہ اکثر کتب میں محفوظ ہے۔ اور بیسیوں مرتبہ قارئین کرام کے ملاحظہ سے گذری ہوگی۔ یہاں صرف اتنا درج کرنا مناسب ہے کہ حضرت صاحب نے مولانا صاحب اور خواجہ صاحب کے حق میں وہ وہ دعائیں مانگیں اور اسقدر برکتیں چاہیں جو پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور ہمارے محمودی صاحبان دیکھ کر جلے جا رہے ہیں۔ حضرت صاحب حضرت مولانا نور الدین صاحب کا ان ہر دو اصحاب پر کامل اعتماد اور بھروسہ تھا۔ اور وہ ان کو اپنا قوت بازو سمجھتے تھے۔ بلکہ اسوقت جبکہ اسی جماعت کے اختلاف کا کسی کو خیال تک نہ تھا۔ غلطی خوردہ جماعت کا خیال خواجہ صاحب اور حضرت مولانا کے متعلق اسقدر عمدہ تھا کہ کہ ان کی موجودہ بے باکیاں خود ان کی بطالت پر شاہد ہیں۔ چنانچہ بدر جلد ۹ ۵ ۱۲ میں لکھا ہے "خواجہ صاحب کا وجود معجزہ ہے" "خواجہ صاحب کی تقریروں کو سنکر اور قرآن شریف کے حقائق اور معارف کو سمجھکر بعض لوگ خواجہ صاحب کے وجود کو اسوقت معجزہ قرار دیتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بیشک یہ معجزہ ہے مگر یہ کس کا معجزہ ہے؟ یہ معجزہ ہے حضرت مسیح موعود کا جن کے ساتھ تعلق اور ارادت نے اور جن کی دعاؤں نے خواجہ صاحب کو یہ توفیق عطا کی ہے۔ اور ان میں ایسی استعداد پیدا ہوئی ہے۔

مولانا مولوی محمد علی صاحب کی ذات کسی قسم کے تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ مولانا صاحب حضرت صاحب کے اسقدر منظور نظر تھے اور ان کا آپ پر اسقدر بھروسہ تھا کہ تمام تحریرات کا اختیار ان صاحب کے سپرد کر دیا ہوا تھا۔ اور جماعت ان کی تحریر کو حجت تصور کرتی تھی۔ اس وقت جو عزت۔ شہرت۔ علمیت مولانا صاحب کو حاصل ہے۔ وہ سب حضرت صاحب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ کام اسلام کے مولانا اور خواجہ صاحب کے وجود سے ظاہر ہوئے ہیں۔ جو اظہر من الشمس ہیں اور جس قدر کتب دشمنان اسلام کے مقابلہ میں تحریر کی ہیں۔ جن کے جوابات کی دشمن کو جرأت نہیں ہوئی۔ کے علاوہ قرآن شریف کے تراجم ملک کے کونے کونے میں پہنچا کر اسلام کا نقارہ بجا دیا ہے۔ اسکے بالمقابل ایک غلطی خوردہ جماعت جو مگر چالیس کروڑ مسلمانوں کا کفر قرار دیتی ... اور جس ... پیر پرستی اور دنیاوی عزت ... کو اپنا ذریعہ نجات خیال ... ہے۔ اگر ایسی دروغ گوئی اور لغو گوئی کرتی ہے تو اس سے

مولانا صاحب کی عزت میں ایک ذرہ بھر بھی فرق نہیں آ سکتا کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اللہ جس کو چاہے عزت دیں اور جس کو چاہے ذلت۔ میں نے ہر دو پہلو دکھا دئے ہیں۔ اب میں اس کا فیصلہ قارئین کرام کے سپرد کرتا ہوں کہ جو بکواس مصری محمودی نے کیا ہے۔ وہ بھک مارنے کے سوائے اور کیا وقعت رکھتا ہے

(خاکسار محمد عبد اللہ احمدی طالب علم ٹینتھ ہائی کلاس)

جماعت محمودیہ سے علیحدگی

اخویم محمد عبد اللہ صاحب میرشو بیانی سکنہ باڑی پور کشمیر تحریر فرماتے ہیں:-

کہ یہ خاکسار عرصہ دس سال سے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہے اور حضرت مرزا صاحب رح کے دعاوی کو بخوبی سمجھکر آپ کو ہمیشہ سے مجدد و مسیح موعود اور مہدی معہود تسلیم کرتا ہے۔ نبوت کا جو الزام آپ پر لگایا جاتا ہے۔ اس کا میں ہمیشہ سے مخالف تھا۔ اگرچہ قادیانی فرقہ کے ساتھ اسوقت تک نماز ادا کرتا رہا ہوں۔ کبھی کبھی دین الحق کے حوالوں کے ذریعہ سے قادیانیوں سے گفتگو کرتا رہا ہوں۔ لیکن ان کے دلائل سے کبھی تشفی نہیں ہوئی اب خواجہ صاحب کے درس میں تین ماہ شامل رہنے سے میری تسکین ہوگئی ہے۔ اسلئے میں جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت اختیار کرتا ہوں۔

یہاں کے دوسرے مسلمان حضرت مسیح موعود سے سخت متنفر تھے کیونکہ قادیانیوں نے حضرت صاحب کی طرف دعوے نبوت منسوب کر کے اور تمام امت محمدیہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج بنا بتا کر سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ان کے دلوں میں عناد کا بیج بو دیا تھا۔ اب جبکہ ان کو حضرت صاحب کا اصل دعوے مجددیت آپ کی کتب سے سنایا گیا۔ تو ان کو اب حضرت مسیح موعود سے محبت اور محمودیوں سے نفرت ہوگئی ہے۔ حضرت صاحب کو ولی اللہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ذیل کے احباب نے سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔

(۱) خواجہ عبد القادر صاحب شاعر نے جو اس سے قبل قادیانیوں کے عقائد کو مد نظر رکھ کر حضرت صاحب کی توہین کیا کرتے تھے اب توبہ کر کے اپنی خدمات کو اسلام کے لئے پیش کیا ہے۔ اور اپنے دو صاحبزادوں کو بھی شامل سلسلہ کیا ہے۔

(۲) خواجہ عبد المجید صاحب ریشی ذیلدار رح حضرت صاحب کو ہمیشہ سے راستباز اور مجدد مانتے رہے ہیں۔

(۳) غلام محمد صاحب بٹ ٹیلر ماسٹر مع اپنے دو برادران کے داخل سلسلہ ہوئے۔

(۴) محمد سبحان شاہ صاحب (۵) خواجہ اسد اللہ صاحب وائیں

اگرچہ کشمیر کے مسلمانوں کی حالت خراب ہے تاہم ہمارے جملہ احباب نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق امداد دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(پیغام صلح) دعا ہے کہ اللہ تعالے جملہ برادران کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور انہیں خادم دین بنائے۔ اور جس حق کو انہوں نے پایا ہے۔ اسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق دے۔ ہمارے احباب کشمیر کو اپنے اہل وطن کے لئے نیکی۔ پرہیزگاری۔ اخلاق حسنہ غیرت اسلام کا نمونہ بننا چاہئے۔ اور اپنی اقتصادی اور ملی واخلاقی حالت کو سنوارنے کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ اگر ہماری حالت بھی دوسرے لوگوں کی طرح رہے تو ہمیں سلسلہ کی شمولیت کا کچھ فائدہ نہیں۔

تعلیم کا مقصد اسلامی نقطہ نظر سے

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تعلیم کا مقصد صرف یہی نہیں تھا، کہ وہ ایسے نوجوان پیدا کرے، جو مختلف علوم اور علم ادب کو سیکھے ہوئے ہوں، بلکہ اس کا منشا ایسے لوگوں کا پیدا کرنا تھا، جو سچے مسلمان ہوں، اور اس تہذیب سے جو اسلامی تعلیمات سے رنگی ہوئی ہو، مالا مال ہوں، اس لئے مذہبی تعلیم اسلامی تعلیم کے نصاب کا سب سے زیادہ اہم جزو خیال کی جاتی تھی، کہ اس تعلیم سے طالب العلم اپنی آئندہ عمر میں یہ سیکھے گا، کہ خدا اور مخلوق خدا کی طرف سے اس پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں، وہ ان کو کسی طرح ادا کرے، غور و خوض کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم سب سے اول اور مقدم رکھی گئی، اس کی وجہ سے

طور پر حدیث و فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی، چونکہ علوم عربی میں پڑھائے جاتے تھے، اس لئے عربی زبان کی صرف و نحو اور اس کے ادب کی تعلیم لازمی ہوگئی، لیکن مذہبی تعلیم کو ہی مقصد نہیں سمجھا جاتا تھا کہ سا کہ حصول علم ان کا مقصد تھا، اور علم کا ... وسیع معنوں میں لیا جاتا تھا، اس میں اس زمانہ کے مختلف علوم مثل حساب جبر و مقابلہ، علم ہندسہ، طبعیات اور علم کیمیا، طب، منطق، اور فلسفہ شامل تھے، اور فی الجملہ غیر زبانیں مثل عبرانی و لاطینی بھی پڑھائی جاتی تھیں، تعلیم کا اصلی تخیل تحقیقات علوم اور دریافت حق تھا، اور اسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے تمام ذہنی اور دماغی طاقتیں صرف کی جاتی تھیں، یہ نصب العین ایک وقت میں اشرف اور اعلیٰ تھا، جس پر اس زمانہ کے مسلمان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں، تعلیم علم کا شغل ایک مقدس پیشہ اور زندگی کا قابل تعریف مقصد سمجھا جاتا تھا، تلاش علم اور جستجوئے حق سے زیادہ اعلیٰ و افضل کوئی مقصد نہ تھا جس کی تکمیل انسان کے لئے ضروری ہو، بلکہ اسلامی تخیل کچھ اس سے بلند اور رفیع تھا، اس کو علم میں ایک حد تک خدا کا جلوہ نظر آتا تھا، اور اس کے نزدیک ایک ربانی انعام تھا، جو خدا کی طرف سے اس کے مخصوص بندوں کو عطا ہوتا تھا،

تحصیل علم

کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو انسان عام طور پر درسگاہوں میں سیکھتا ہے دوسری وہ جو گلستان فطرت کی خوشہ چینیاں سکھاتی ہیں اس میں کلام نہیں، کہ کتب بینی معلومات میں اضافہ کرنے کا نہایت اہم ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس صورت سے ہم کو آن واحد میں ہزاروں برس کے واقعات تجربات وغیرہ بلا مشقت و تکلیف ہر وقت حاصل ہو جاتے ہیں، نسل انسانی کے لئے ذخیرہ کتب ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ ایک متنفس کے لئے حافظہ،

لارڈ ایبری کا خیال

کتابیں ہماری مشکلات میں مشیر، یاس و الم میں آسائش، وہ ہماری تکلیفوں کی ساعتوں کو راحتوں سے بدلنے والی ہے، ہمارے خیالات کو بلند اور ہمارے حوصلوں کو اعلے کرنے والی ہیں ... فلپ کہتا ہے

مجھے اپنے کتب خانہ سے بصیرت نوازی کرنے والے جہاں میرے بہترین رفیق موجود ہیں، کتب خانہ میری عظیم الشان عدالت ہے، جہاں میں گھنٹوں بیٹھا قدیم حکما اور فلاسفروں سے ہمکلام رہتا ہوں۔ جہاں میں بادشاہوں کے افعال اور ان کے درباریوں کی حرکات کو بغور دیکھتا رہتا ہوں۔ اگر ان کی فتوحات ظلم اور بے انصافی پر مبنی ہوتی ہیں، تو میں ان سے جواب طلب کرتا ہوں، اور بہ قوت تصور سے ان کے مجسموں کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالتا ہوں، کیا ایسے مقام سے جدا ہو کر میں غیر یقینی مسرت حاصل کرنے کے لئے کہیں اور جا سکتا ہوں؟ نہیں۔ آپ دولت کی فراہمی میں کوشاں ہوں میں اور میں اضافہ علم کی جستجو میں غلطاں۔

مگر جو باتیں ہم کتابوں کے ذریعہ سیکھتے ہیں۔ انہیں بھول بھی جاتے ہیں۔ البتہ جو تجربات ہم دوسروں کو سکھاتے ہیں۔ ان کو نہیں بھول سکتے،

مسٹر لوک کا قول

کہ آجتک کوئی شخص معلموں کی نگرانی میں رہ کر کسی علم یا فن کا کامل نہیں ہوا۔

صحیفہ عالم کا مطالعہ

کتابوں کی ورق گردانی سے صحیفہ عالم کا مطالعہ ہمیشہ زیادہ مفید ثابت ہوا، کلائیو، نپولین، ڈارون، آئزک نیوٹن اور والٹر سکاٹ وغیرہ ہونہار طالب علم نہ تھے، بلکہ کہا جاتا ہے کہ نہایت کند ذہن تھے، مدارس سے نکل کر دنیا میں اولو العزم ہستیاں لائی گئیں، جان ہنٹر نے لکھا ہے کہ "میں بچپن میں بادل اور گھاس کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا، یہ بھی دریافت کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی کہ موسم خزاں میں پیوں پتوں کا رنگ بدل جاتا ہے، میں مور و مگس چرند و پرند حشرات الارض وغیرہ کو بغور دیکھا کرتا تھا، اور ان امور کے متعلق لوگوں سے اکثر دریافت کیا کرتا تھا جن کو عوام نہیں جانتے، یا ان پر توجہ نہیں کر سکتے،

مسٹر ورڈزورتھ کے ... بھی ان کی خادمہ نے کسی سے یہ کہا تھا کہ "... ان کی لائبریری ہے ... پڑھتے ہیں سبزہ زاروں میں"

دنیا میں جتنی ایجادیں ہوئیں، موجودات عالم کو بغور دیکھنے اور ان کے خواص معلوم کرنے ہی سے ہوئیں، واٹ نے ریل کا انجن نکالا ہے

تار کا پتہ مسلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۳

جلد ۱۳ — نمبر ۹

مدینۃ المسیح لاہور یوم اتوار مورخہ ۲۔ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۳۰۔ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء

اسلام اور رواداری

رواداری کے نظارے ہندوستان میں

جس زمانہ میں دنیا کے تمام ملکوں میں خصوصاً یورپ میں مذہبی آزادی کا نام لینا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا، اسلامی ممالک میں غیر قوموں کو ہر قسم کی آزادی حاصل تھی، ہندوستان میں سب سے پہلے سندھ کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ اس وقت مشہور سپہ سالار محمد قاسم نے تمام ملک میں منادی کرادی۔ کہ کسی کے مذہب میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کی جائے گی۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ نہایت آزادی سے اپنے مذہبی رسوم بجا لاسکے۔ [illegible] کو بلا کر حکم دیا کہ اپنے مندر تعمیر کرالیں [illegible] روپیہ جو ہمیشہ سے مندروں کے خرچ کے واسطے ملتا تھا [illegible] جب خاص ہندوستان میں مسلمانوں کے اقبال کا ستارہ چمکا تو [illegible] یہاں بھی مذہبی آزادی کے اصول کو نہایت نیک نیتی سے قائم رکھا، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اکثر مسلمان فاتحوں نے ابتدائی حملوں کے جوش و خروش میں یا کسی متعصب مسلمان بادشاہ نے [illegible] رعایا کی بغاوت پر برافروختہ ہو کر بعض مندروں کو توڑا اور مورتیوں کو توڑا۔ لیکن امن کے زمانہ میں کبھی ایسا فعل جائز نہیں رکھا گیا، بلکہ مسلمانوں نے اپنی طرف سے مندروں کے اخراجات، اور پجاریوں کے گذارے کے واسطے بہت سی جاگیریں دے رکھی تھیں [illegible] مورخوں اور سیاحوں نے مسلمانوں کے عہد کی تاریخیں نہایت متعصبانہ نظر سے لکھی ہیں لیکن اس سے وہ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ اس کی نسبت ذیل میں ہم ان کی تحریر کا اقتباس درج کرتے ہیں۔

مندروں کا وقف

مسلمان بادشاہوں کی طرف سے مندروں کی اراضی کا وقف اگرچہ شاذ و نادر تھا لیکن یہ دعویٰ نہیں کہ بالکل معدوم ہو۔

(کرنل یول کا مارکو پولو جلد ۲ صفحہ ۳۰۱)

اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جس کو اکبر اعظم نے [illegible] پرانی ہندو [illegible] اوقاف جو مندروں کے لئے [illegible] اور بدنامی کے خوف سے [illegible] کرنے کی عادت سکھادی تھی۔

(ہندوستان مطبوعہ لندن ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۶۲)

[illegible] نسبت یہ اعتراض بھی پیش کیا جاتا ہے کہ ان میں اجازت نہ تھی، لیکن یہ سراسر غلط ہے [illegible]

آگرہ، متھرا، بنارس وغیرہ میں جو اسلامی [illegible] اور سلطنت کے خاص مرکز تھے بہت سے مندر شاہان اسلام کے تعمیر شدہ اس وقت تک موجود ہیں۔ چنانچہ بندرابن کے مشہور مندر گوبند دیوجی، گوپی ناتھ جی، مدن موہن جی، مہاپربھو چیتن جی کے چیلے روپ سناتن گوسائیں نے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے مسلمان تھے، مسلمانوں ہی کے عہد میں بنوائے تھے۔

اب ہم مذہبی آزادی کی نسبت مختلف تاریخوں کی تحریروں اور سیاحوں کے چشم دید حالات کو جو انہوں نے اپنے سفرنامے میں لکھے ہیں، شہادت میں پیش کرتے ہیں۔

دکن میں مذہبی آزادی

دکن کے شاہان سلف کے زمانہ میں غیر مذہب والوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل تھی، ڈاکٹر برنیئر نے اپنے سفرنامہ میں ستی کے بیان میں لکھا ہے، جو بیانات ستی کی بابت لکھے گئے ہیں۔ ان میں بلا شک مبالغہ کیا گیا ہے، اور آجکل پہلے کی نسبت ستی کی تعداد کم ہوگئی ہے کیونکہ مسلمان جو اس ملک کے فرمانروا ہیں، اس وحشیانہ رسم کے نیست و نابود کرنے میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں، اور اگرچہ اس کے امتناع کے واسطے کوئی مقررہ قانون نہیں ہے، کیونکہ ان کی حکمت کا یہ ایک جزو ہے، کہ ہندوؤں کی خصوصیات میں جن کی تعداد مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے، دست اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھتے، بلکہ ان کے مذہبی رسوم کے بجالانے میں ان کو آزادی دیتے ہیں۔ تاہم ستی کی رسم کو بعض اینچ پینچ کے طریقوں سے روکتے ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی عورت بغیر اجازت اپنے صوبے کے حاکم کے ستی نہیں ہوسکتی، اور صوبیدار ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ جب تک کہ قطعی طور پر اس امر کا یقین نہیں ہوجاتا، کہ وہ اپنے ارادہ سے ہرگز باز نہیں آئے گی۔

میلہ سورج گہن

اس سفرنامہ میں دہلی کے سورج گہن ۱۶۶۶ء کے اشنان اور پوجا پاٹ کے حال میں لکھا ہے، سلاطین مغلیہ اگرچہ مسلمان ہیں لیکن ان پرانی رسموں کے آزادانہ طور پر بجالانے کو یا تو اس خیال سے منع نہیں کرتے کہ ہندوؤں کے مذہبی معاملات میں دست اندازی کرنا چاہتے ہی نہیں یا دست اندازی کی جرأت نہیں رکھتے۔

(سفرنامہ برنیئر جلد دوم صفحہ ۱۵۷)

بنگالہ میں عیسائی

بنگالہ کے حال میں لکھا ہے بہت سے پرتگیز اور دوغلے یورپین اور عیسائیوں نے جن کو ڈچ لوگوں نے مختلف آبادیوں سے نکال دیا ہے، اس زرخیز ملک میں آکر پناہ لی ہے، چنانچہ فرقہ جیسوئیٹ اور آگسٹین کے لوگوں نے [illegible]

اعمال کو آزادانہ اور بلا دقت عمل میں لاسکتے ہیں۔ مجھے اس بات کا یقین دلایا۔ کہ صرف ہوگلی میں آٹھ ہزار سے نو ہزار تک عیسائی بستے ہیں اور اس ملک کے اور حصوں میں تو ان کی تعداد پچیس ہزار سے بھی زیادہ ہے۔

موسیو تھیونو فرانسیسی سیاح نے جس نے ۱۶۶۵ء سے ۱۶۶۶ء تک ہندوستان کی سیاحت کی، اپنے سفرنامے میں لکھا ہے، اکثر بستیوں میں مندر بنے ہوئے تھے، ہندو گاڑیوں میں جاتے ہوئے جابجا ملتے تھے، جو ان مندروں میں اپنی پوجا کے واسطے آتے تھے، اسی سیاح کے سفرنامے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مغلوں کے صوبہ بالاگھاٹ اور سلاطین دکن کی قلمرو میں بہت سے کالج، خانقاہیں موجود تھیں، اور عیسائی پادری اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے برابر آتے جاتے تھے، اور نہایت آزادی سے اپنے کام میں مصروف تھے، رائے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب اپنی کتاب "ہندوستان گذشتہ و حال" میں مسلمانوں کی حکومت کے طریقے کے بیان میں لکھتے ہیں "ہندو کسی قدر حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، مگر سوائے جزیہ لئے جانے اور ایک دو اور معاملات میں امتیاز کئے جانے کے اور کوئی مداخلت ان کے مذہب میں نہیں کی جاتی تھی۔ نہ ان سے کوئی دشمنی کا برتاؤ ہوتا تھا، بہت سے ہندو حساب اور مال کے محکموں میں نوکر تھے، مبارک ضلع کے وقت میں کل گورنمنٹ کا طریقہ ہندوانہ تھا، ہندو لوگ اپنے مذہب کو کم تبدیل کرتے تھے۔"

واعظین ہنود

اسلامی عہد حکومت میں مذہبی آزادی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوسکتا ہے، کہ ہندوؤں کے بڑے بڑے واعظ اصلاح کنندگان اور موجدان مذہب نہایت آزادی سے اپنے اپنے مذہب اور طریقے کی اشاعت میں سرگرم تھے، اور کوئی ان کو نہ روکتا تھا۔ اور جب تک کوئی شخص ملک کے پولٹیکل معاملات سے الگ تھلگ رہتا کبھی اس کے مذہبی معاملات میں دست اندازی نہ کی جاتی تھی۔ چنانچہ گورو رامانند، بابا کبیر داس، گورو نانک۔ مہاپربھو چیتن جی، روپ سناتن گوسائیں، ولبھ اچاریہ جی، بابا سورداس جی، گوسائیں تلسی داس جی، بابا تکا رام وغیرہ کے حالات اس کے ثبوت میں موجود ہیں [illegible] تعلیم یافتہ مسلمان بھی ان کو عزت اور عظمت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

جزیہ کی بحث

غیر مذہب والے اسلام پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں: کہ اس نے غیر مذہب والوں پر کافر ہونے کا ٹیکس لگا کر مسلمانوں اور غیر مذہب والوں میں نہایت متعصبانہ اور نامناسب تفرقہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ نمبر ۹

زندگی بعد الموت

ذیل کا مضمون ایڈیٹر پیغام صلح نے آریہ سماج لاہور کی مذہبی کانفرنس منعقدہ ۲۴، ۲۲ نومبر ۱۹۲۴ء میں پڑھا۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ۝

مرنے کے بعد

مرنے کے بعد انسان کو کیا پیش آتا ہے۔ آیا وہ پھر زندہ کیا جاتا ہے یا جیسا کہ دہریوں کا خیال ہے، وہ اس مٹی کے ساتھ مٹی ہو کر فنا ہو جاتا ہے نہ اس کا جسم رہتا ہے نہ روح، اور وہ تمام اعمال جو اس دنیا میں اس نے کئے اکارت چلے جاتے ہیں؟ قرآن کریم کا فیصلہ اس بارہ میں یہی ہے کہ انسان مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاتا ہے۔ اس آیہ کریمہ میں جو میں نے ابھی تلاوت کی ہے، کھلے طور پر بتایا ہے کہ اس دنیوی زندگی کے علاوہ ایک اور زندگی بھی ہمیں ملنے والی ہے، جو موت کے بعد کی زندگی ہے،

یہاں تک تو شاید بہت سے مذاہب کو قرآن کریم سے اتفاق ہے۔ کیونکہ دنیا کا اکثر حصہ حیات بعد الممات کا قائل ہے لیکن اس کے بعد دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ اس زندگی کی کیفیات کیا ہیں؟ آیا وہ اسی طرح کی زندگی ہوگی، جیسے ہم اس دنیا میں بسر کر رہے ہیں یا کسی اور قسم کی زندگی ہے، آیا مرنے کے بعد ہم پھر اسی دنیا میں لوٹ کر آئیں گے یا کسی اور عالم میں ہمیں رہنا ہوگا، اور کیا کچھ ہمیں وہاں پیش آئے گا؟

یہ ایک ایسا سوال ہے، جس پر اکثر مذاہب کا باہم اختلاف ہے مجھے اس سے غرض نہیں۔ کہ دوسرے مذاہب اس بارہ میں کیا کہتے ہیں، لیکن جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے، مجھے یہ بتا دینا چاہئیے کہ اس نے آئندہ زندگی کو کس رنگ میں بیان کیا ہے،

نقائص کی اصلاح دوسری دنیا میں ہوگی

اس بات کو جاننے کے لئے سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ قرآن کریم نے اُخروی زندگی کو صرف ان اعمال کے نتائج کے لئے ضروری قرار دیا ہے، جو ہم دنیا میں کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یومئذ یصدر الناس اشتاتاً لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ اس دن لوگ الگ الگ ہو کر نکل پڑیں گے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھیں۔ پس جس نے ایک ذرہ بھی بدی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا، اس لئے قرآن کریم کے اصول کے مطابق یہ دنیا دار العمل ہے، اور وہ دوسری زندگی جس کو ہم عالم معاد کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ دار الجزاء ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ہمیں چند ایک قوے اور استعدادیں دی ہیں اور ہمارے لئے ترقیات کا [illegible] ایک حصہ اس دنیا میں طے کرتا ہے، اور ان قوے اور استعدادوں کو اپنے کمال تک پہنچانا یا ان کو اعتدال پر لانا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے اگر ہم ان قوے اور استعدادوں کو اس دنیا میں ان کے کمال تک نہیں پہنچاتے، اگر یہاں سے ہم اپنے ساتھ بعض نقائص لے کر جاتے ہیں، تو قرآن اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ موت کے بعد پھر ہم اس دنیا میں لوٹ کر آئیں۔۔۔ تاکہ تکمیل نقائص کر سکیں۔ ان نقائص کی تکمیل کے لئے ایک اور عالم ہے، جس طرح اس کائنات کی ہر چیز جو ایک عالم سے دوسرے عالم میں ناکمل حالت میں چلی جاتی ہے۔ دوبارہ اس پہلے عالم کی طرف لوٹائی نہیں جاتی تھی [illegible] اسی طرح جو انسان اس دنیا سے گذر گیا، وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں بھیجا جا سکتا، کہ یہاں آ کر اپنے نقائص کی تکمیل کرے۔ کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ ایک بچہ جو ماں کے پیٹ سے ناقص حالت میں پیدا ہوا ہے، اس کو اس نقص کے دور کرنے کے لئے دوبارہ رحم مادری میں واپس لوٹایا گیا ہو؟ کیا ان پھلوں کو جو ہم پختگی کی حالت میں گرا دیتے ہیں، کبھی کسی نے دوبارہ اسی درخت کی شاخوں سے جوڑا ہے، کہ وہ وہاں پختہ ہو جائیں، یا ان کی پختگی کا کوئی اور سامان کیا جاتا ہے؟ وقت کی قلت مجھے اجازت نہیں دیتی کہ میں ان مثالوں کی تشریح کروں یا ایسی ہی اور بہت سی مثالیں پیش کروں، ہر شخص جو کائنات کے تمام مختلف شعبوں پر غور کرے گا۔ وہ اسی حقیقت نفس الامری کو کام کرتا ہوا دیکھے گا۔ کہ ایک چیز جو ایک عالم سے کسی نقص کو لے کر دوسرے عالم میں منتقل ہوتی ہے اس کو تکمیل نقص کے لئے دوبارہ پہلے عالم کی طرف لوٹایا نہیں جاتا، بلکہ دوسرے عالم میں ہی مختلف ذرائع سے اس نقص کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جیسے ایک بچہ کا جو ناقص حالت میں پیدا ہوا ہے، اسی دنیا میں علاج کرایا جاتا ہے، ایسا ہی ماں کے پیٹ میں ہمیں مختلف قوے اور استعدادیں ودیعت ہوئی ہیں جن کی تکمیل ہم نے اس دنیا میں کرنی ہے، یہاں سے اگر ہم ناقص حالت میں جاتے ہیں۔ تو قرآن کا فتویٰ ہے کہ انھم لا یرجعون ان کو دوبارہ اس دنیا میں لوٹایا نہیں جائے گا، اسی کو دوسری جگہ کھول کر صاف لفظوں میں یوں بیان فرماتا ہے، حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے ایک کو موت آ جاتی ہے، تو کہتا ہے کہ میرے رب مجھے لوٹا دے تاکہ میں اس میں جس کو چھوڑ دیا ہے، اچھے عمل بجا لاؤں، ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، یہ ایک بات ہے جس کا وہ قائل ہے۔ اور ان کے سامنے ایک روک ہے۔ اس دن تک جب وہ اٹھائے جائیں۔

اس آیہ کریمہ میں قرآن کریم نے کھول کر بتا دیا ہے، کہ اس دنیا سے جانے کے بعد کوئی شخص دوبارہ یہاں نہیں آ سکتا۔ تاکہ کوئی عمل کر سکے، اعمال کا وقت اسی زندگی تک ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اعمال کے نتائج کے ظہور کا وقت ہے، جو دوسرے عالم میں ہوگا،

عالم برزخ اور یوم البعث

اس دوسری زندگی میں جہاں تک قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے۔ دو عالم انسان کے لئے مقرر ہیں، ایک کا نام ہے عالم برزخ جیسا کہ فرمایا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون، یوم بعث تک ان کے سامنے برزخ ہے، اور دوسرا عالم وہ ہے جو قیامت کبریٰ یوم البعث کے بعد آنے والا ہے، عالم برزخ موت کے بعد ہی انسان پر شروع ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ اعمال و افعال اس سے دنیا میں سرزد ہوئے، ان کی کیفیات اس پر ظاہر ہوتی ہیں، گو پورے طور پر نہیں، پوری کیفیات یا کھلے نتائج کا ظہور قیامت کے بعد ہوگا۔ برزخ میں انسان کو دکھا دیا جاتا ہے، کہ وہ کس قسم کے اعمال لے کر آیا ہے، اور ان کے نتائج کس رنگ میں ظاہر ہوں گے، ان کے اعمال کا ایک جسم تیار ہوتا ہے۔ جو ان کی روح کا مسکن قرار پاتا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ مومن کی قبر میں جنت کی ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے، ایسا ہی یہ بھی ہے کہ بدکاروں کو دوزخ کی وہ جگہ دکھائی جاتی ہے، جہاں ان کا ٹھکانا ہے، لیکن یہ حالت کامل انکشاف کی نہیں، یہ اس زندگی کے مشابہ ہے جو ماں کے پیٹ میں انسان پر گذرتی ہے، جس طرح اس دنیا میں آنے سے پہلے کچھ مدت تک ماں کے پیٹ کے اندر رہنا پڑتا ہے، اسی طرح سے عالم معاد میں جانے سے پیشتر ایک مدت تک عالم برزخ میں رہنا ضروری ہے۔ اس کو حوالات کہنا صحیح نہیں، کیونکہ حوالات کے اندر انسان یہ علوم نہیں کر سکتا، کہ کیا نتائج اس پر وارد ہونے والے ہیں، لیکن عالم برزخ میں وہ ان نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، بُرے لوگ جہنم میں اپنا مقام دیکھتے ہیں، اور ایک مومن کے متعلق فرماتا ہے، کہ موت کے بعد ہی اسے حکم ہوتا ہے، قیل ادخل الجنۃ۔ لیکن یہ اُس کا دوزخ کو دیکھنا یا اس کا جنت میں داخل ہونا ایسا نہیں کہ کامل انکشاف ہو گیا یا کھلے نتائج وارد ہو گئے، اس کو ہم عین الیقین کہہ سکتے ہیں۔ یعنی اپنے اعمال [illegible] کو نظر آ جائیں گے، اس دنیا میں علم الیقین کے مرتبہ پر تھا۔ یعنی اسے یہ علم حاصل تھا کہ کو نسے اعمال کے کیا کچھ نتائج ہوں گے، مرنے کے بعد اپنی آنکھوں سے ان نتائج کو دیکھ کر عین الیقین کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا، اس سے بڑھ کر ایک اور مرتبہ حق الیقین کا ہے، جو قیامت کے بعد اس کو ملے گا اور اسی وقت نتائج پورے طور پر اس پر وارد ہوں گے، قرآن کریم نے ان تینوں مراتب کو خوب صفائی کے ساتھ بیان فرمایا ہے، فرماتا ہے الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر۔ کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون۔ کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم ثم لترونھا عین الیقین۔ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم۔ کثرت مال، اولاد اور جاہ و عزت وغیرہ کی خواہشات نے تمہیں غافل کر رکھا ہے، یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ جاتے ہو، ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہئیے، تم عنقریب جان لو گے، پھر کہتا ہوں کہ تم عنقریب جان لو گے، کہ اس سے دل لگانا اچھا نہیں، اگر تمہیں علم الیقین حاصل ہوتا تو تم اسی دنیا میں دوزخ کو دیکھ لیتے، پھر تم یقین کی آنکھ سے بھی تم اسے دیکھ لو گے، پھر تم اس دن جو حشر اجساد کا دن ہے، پورے پورے مواخذہ کے نیچے آ جاؤ گے، اور پھر تم سے ان نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا جو اس دنیا میں دی گئی تھیں، غرض جہاں تک اخروی زندگی کا تعلق ہے قرآن کریم نے عالم برزخ اور عالم معاد دو عالم مقرر کئے ہیں۔ پہلے عالم میں انسان گو اپنے اعمال کی جزا و سزا کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے لیکن کامل انکشاف یا کامل ورود اس پر جزا و سزا کا نہیں ہوتا، نتائج کے کامل طور پر وارد ہونے کے لئے وہی وقت ہے، جب تمام انسانوں کو میدان محشر میں جمع کیا جائیگا، اور خدا تعالیٰ کی کامل تجلی ہوگی، اور وہ اس کی ہستی کو پورے طور پر جان لیں گے،

اس جگہ یہ قیاس کرنا صحیح نہیں کہ عالم برزخ میں بعض لوگوں کو زیادہ مدت ٹھیرنا پڑے گا، اور بعض کو جو پیچھے فوت ہوئے تھوڑا عرصہ اور اس لئے ایک کو جو اس حالت میں نتائج کا احساس ہوا، وہ دوسرے کے احساس سے طویل ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ عالم برزخ میں گو نتائج کا احساس ایک حد تک ضرور ہوگا، مگر زمانہ اور وقت کا احساس نہیں ہوگا، اس لئے طویل یا قلیل احساس کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔

(باقی)

احمدی جماعتوں کی توجہ کے قابل

جناب چودھری ظہور احمد صاحب جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی طرف سے ہر مقام کی جماعت احمدیہ کے کارکن اصحاب کی خدمت میں، ایک مطبوعہ چٹھی بھیجی جا رہی ہے جس کے ساتھ اس مقام یا ضلع کے احمدی احباب کی ایک ایک فہرست بھی ہے، اور ان سے یہ استدعا کی گئی ہے، کہ فہرست مکمل کر کے واپس ارسال فرمائیں، فہرست کی تکمیل اس طرح ہونی چاہئیے کہ

(۱) جو پتے نامکمل ہوں انہیں مکمل کر دیا جائے،

(۲) جو نام احمدی احباب کے اس میں نہ آئے ہوں ان کو درج کر دیا جائے،

(۳) اگر کسی غیر از جماعت کا نام درج ہو گیا ہو، تو اس نام کو کاٹ کر دیا جائے،

(۴) جن کے چندے درج ہیں۔ انہیں اگر زیادہ کی توفیق ہو تو ان سے زیادہ کرائے جائیں، اور جن کے درج نہیں۔ ان سے رقم چندہ مقرر کرا کر ان کے نام کے سامنے لکھ دی جائے، جن کی آمدنی ۵۰ روپیہ ماہوار تک ہے ان سے کم از کم آدھ آنہ فی روپیہ اور جن کی پچاس سے زائد ہو، ان سے تین پیسہ ماہوار فی روپیہ لینا انجمن کا اور ساری قوم کا فیصلہ ہے، جو اہل دل ہیں وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ دیتے ہیں۔

امید ہے کہ ہمارے احباب اس ضروری کام کو بہت جلد سرانجام دینے کی کوشش کریں گے، اور فہرستیں مکمل کر کے جلد سے پہلے واپس بھیج دیں گے، اور جیسا کہ چودھری صاحب نے لکھا ہے۔ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک اپنی اپنی جماعتوں کے چندے ارسال کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہندو اور مسلمان

ہندو اخبارات کا شاید ہی کوئی پرچہ ہو جس میں ہندوؤں کو بھیڑ کہنے اور [illegible] پیدا کرنے [illegible] مسلمانوں کو ظالم و غاصب قرار دینے [illegible] ڈیلر کہہ [illegible] روزانہ یہ سبق پڑھایا جاتا ہے حقوق کو پامال کرنا چاہتے [illegible] خلاف حکومت سے ان کا ناپاک اتحاد ہو چکا [illegible] بات کی جرأت نہیں رکھتے، کہ ان کے خلاف [illegible]

جس قوم کے کانوں میں اسی قسم کی آوازیں ہر روز آکر پڑیں۔ جس کے بچہ بچہ کو مسلمانوں کی بداخلاقی اور ان کے فرضی مظالم کی کہانیاں سنائی جائیں، اس کے اندر جس قدر بھی بغض و تعصب مسلمانوں کے خلاف پیدا ہو تھوڑا ہے،

لالہ جی کی صاف بیانی

لالہ لاجپت رائے ہندو اخبارات کی ان روزمرہ کی تحریرات کو دیکھ کر چیخ اٹھے ہیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ

"اخبارات میں جوشیلے مضامین لکھنے اور مسلمانوں پر احمقانہ حملے کرنے یا حکومت پر وحشیانہ حملے کرنے سے ہندو جاتی کی زندگی ثابت نہیں ہو سکتی، یہ تو اپنے دلوں کو گمراہ کرلینے اور ایسے مواقع پر پسندیدہ قربانیوں سے ہی ہو سکتا ہے"

فی الحقیقت ہندو اخبارات کی یہ روش قطعاً ناپسندیدہ اور غیر مستحسن ہے، اخبارات میں اگر اس قسم کی اتحاد شکن تحریرات شائع نہ ہوتیں، تو شاید ہندو مسلم اتحاد ایک امر واقعہ کی صورت اختیار کر چکا ہوتا، اور صلح کا رستہ بہت کچھ صاف ہو گیا ہوتا لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہندوؤں کے چوٹی کے اخبارات جو پنجاب سے شائع ہوتے اور عوام الناس کے مطالعہ میں آتے ہیں۔ آریہ سماجی اصحاب کے ہاتھوں میں ہیں جن کی فطرت ہی بقول مہاتما گاندھی لڑاکا واقعہ ہوئی ہے،

"تنظیم" کی نصیحت

امرتسری معاصر "تنظیم" نے ہندو اخبارات کی اس روش پر ایک مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے۔ اور آخر میں معاصر "سردار" لاہور کے ان الفاظ کو نقل کرتے ہوئے کہ

"آریہ سماج کی لٹھ مار اور مشٹن کی جوشیلی سپرٹ نے ملک میں نااتفاقی اور مختلف اقوام میں ناچاقی پیدا کرکے اپنے آپ کو بدنام کر لیا"

یہ نصیحت فرمائی ہے کہ ہندوؤں کی کسی ایک یا دوسری جماعت پر اس قسم کا الزام لگانا پسندیدہ امر نہیں، اور کہ ایسی تحریروں سے باز رہنا چاہیئے۔ اس پاک نصیحت کو ہم بڑی خوشی کے ساتھ سر آنکھوں پر رکھتے اگر اس سے کسی مفید نتیجہ کا امکان ہوتا، سماجی اخبارات "پرتاپ" "ملاپ" اور "تیج" اور "کیسری" وغیرہ ہم اس وقت بظاہر ہندو قوم کی نیابت میں کھڑے ہو کر تمام ہندوؤں کو بدنام کر رہے ہیں۔ یا جیسا کہ معاصر "تنظیم" کو اعتراف ہے، ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق نفرت و حقارت کے بیج بو رہے ہیں، ضرورت ہے کہ اس حقیقت نفس الامری کو ہندو قوم اور مسلمانوں پر واضح کیا جائے، کہ یہ اخبارات صرف آریہ سماج کے اخبارات ہیں۔ ہندو قوم اور مسلمانوں کو ان سے متاثر نہ ہونا چاہیئے، اور اس کے ساتھ ہی ہندو قوم میں سے ایسے اصحاب کو کھڑا کیا جائے، جو ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں کے درمیان اتحاد اور الفت و محبت کے جذبات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جن کے دل مسلمانوں کے خلاف بغض و نفرت کی آلودگیوں سے پاک ہیں، ان سے درخواست کی جائے، کہ وہ میدان عمل میں نکلیں، اور ہندو صحافت کا کام اپنے ہاتھوں میں لے کر آریہ سماجی اثرات کو زائل کرنے اور ہندو قوم کی صحیح طور پر رہبری کی کوشش کریں۔ کہ صرف یہی ایک صورت اس زہریلے اثر کو روکنے کا موجب ہو سکتی ہے، جو موجودہ ہندو اخبارات نے پھیلا رکھا ہے،

"یا تو روپیہ ورنہ شدھ ہو جاؤ"

معاصر "مبلغ" دہلی نے موضع گیری تحصیل دہلی کے مسلمانوں کی ایک تحریر شائع کی ہے۔ جو وہ دہلی کی خلافت کمیٹی میں لکھ کر دے گئے ہیں اور اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ

"ہماری زمینیں سب رہن ہو چکی ہیں ہم بنیوں کے قرضدار ہیں، اب جبکہ ہماری فصل سیلاب سے برباد ہو چکی ہے، ایک دم آریوں نے ہم پر زور دیا کہ یا تو روپیہ دو ورنہ شدھ ہو جاؤ۔ ہم دو سکان وہاں سے بھاگ کر یہاں آگئے ہیں اور مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری امداد کریں اپنے گاؤں آباد رکھ سکیں"

یہ دلخراش واقعہ ہے؟ وہ لوگ جو شدھی کی تحریک کو آریوں سے منسوب کرتے ہیں، اس صورت حالات پر غور کریں۔ دہلی کی ... میں اگلے ہی دن اس بات پر زور دیا گیا تھا، اور یہ فیصلہ ... کی تبدیلی مذہب ایک ناپسندیدہ امر ہے۔ اور اس کو روک

دیا جائے گا، کیا ہندو مسلمانوں کے وہ لیڈر جو اس فیصلہ میں موجود تھے اس قسم کی کارروائیوں کے خلاف آواز اٹھائیں گے؟ بالخصوص مہاتما گاندھی اور ان کے رفقا کے لئے وقت ہے، کہ وہ حق اور انصاف کا ساتھ دے کر اپنے اخلاص قلبی کا ثبوت دیں۔ ورنہ نہ معلوم یہ خطرناک مرض کہاں کہاں پھیلے گا۔ اور مسلمانوں پر کس قدر ستم ڈھائے گا،

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟

یہ کوئی نئی بات نہیں کہ آریوں نے اس قسم کی جابرانہ کوشش سے کام لیا ہے، اگر آپ گذشتہ دو سالوں کے ان واقعات پر نظر ڈالیں، جو علاقہ ارتداد میں پیش آئے، تو اس قسم کی بیسیوں مثالیں آپ کو دکھائی دیں گی، اور یہی دراصل مسلمانوں کے جوش غضب کو بڑھانے والی بات ہے، ورنہ پرامن طریقوں سے مذہب کی تبلیغ اگر ہو۔ اور کوئی شخص ہندو مذہب کو فی الواقعہ سچا سمجھ کر اس میں داخل ہونا چاہے تو مسلمانوں کیلئے غصہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں،

اب سوال یہ ہے کہ ایسے واقعات کے انسداد کی کیا صورت ہو سکتی ہے، آیا محض مسلمان مبلغین کے وعظ و تلقین سے یہ جبری تبدیلی رک سکتی ہے؟ یا اس کے لئے کوئی اور صورت ہونی چاہیئے؟ ظاہر ہے کہ روپیہ کا سوال لفاظی یا زبانی ایمان سے حل نہیں ہو سکتا، اس کے لئے مسلمانوں کو ایسا ہی انتظام کرنا چاہیئے، جس سے غریب مسلمان زمینداروں کو بنیوں کے قرضوں سے سبکدوشی نصیب ہو، اور وہ ان کے دین و ایمان پر حملہ آور نہ ہو سکیں،

معاصر "تنظیم" اور اس کے مالک و مدیر محترم ڈاکٹر سیف الدین کچلو مسلمانوں کی تنظیم اس طریق پر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ مضبوط ہو کر ہندو برادران وطن کے پہلو بہ پہلو چلنے کے قابل ہوں"۔ کیا وہ مسلمانوں کی اس کمزوری کی طرف بھی متوجہ ہوں گے۔ اور اس کے انسداد کی کوئی صورت پیدا کریں گے؟ یہ ایک نہایت ضروری سوال ہے، اور اس بارہ میں مسلمانوں کی متحدہ مساعی کی ضرورت ہے، زکوٰۃ کا طریق جو اسی قسم کی مصیبتوں کے علاج کے لئے اسلام نے رکھا تھا۔ عملاً اٹھ چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کو پھر رائج کرنے اور ان غریب مسلمانوں کے دین و ایمان کو بچانے کی کوشش کی جائے، کہ اسی میں مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح مضمر ہے،

مصر اور برطانیہ

مصر اور برطانیہ کے تعلقات کچھ دنوں سے ازحد کشیدہ ہیں۔ سوڈان کے الحاق کے سوال نے اس قدر اہم اور نازک صورت اختیار کرلی۔ کہ اہل مصر برطانوی تحکم کے خلاف اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکے، اور بعض شورہ پشتوں نے مصر کے سردار افواج اور سوڈان کے گورنر کو قتل کر دیا۔ جس پر برطانوی ہائی کمشنر (لارڈ ایلن بی) نے مصری حکومت کو الٹی میٹم دے دیا۔ اور اس میں (۱) مجرموں کی گرفتاری اور ان کی سزا دہی (۲) پانچ لاکھ پونڈ تاوان (۳) سوڈان سے مصری افواج کی واپسی (۴) دریائے نیل کے پانی کے استعمال کی سوڈان کو کامل آزادی، غیر ملکی فواید کی حفاظت اور مظاہرات وغیرہ کے روکنے کے مطالبات کئے گئے، سعد زاغلول پاشا نے اس سلسلہ میں وزارت مصر سے دو دفعہ استعفا دیا۔ اور پہلی مرتبہ اہل مصر کے جوش عقیدت اور پے در پے مظاہرات کے باعث لے واپس لینا پڑا۔ انہوں نے اول الذکر دو مطالبات کو منظور کر لیا، اور باقی سے انکار کیا، جس پر برطانی عمال نے اسکندریہ کے چونگی خانہ پر قبضہ کر لیا، اور سوڈان سے مصریوں کے اخراج کا حکم دے دیا، اور سوڈان میں مارشل لا جاری کر دیا۔ زاغلول پاشا آخرکار وزارت مصر سے الگ ہو گئے، اور اب ایک نئی وزارت زیور پاشا کے زیر سیادت مرتب ہوئی ہے جس کے تمام ارکان اعتدال پسند ہیں۔ اس وزارت کو برطانوی حکومت نے بنظر استحسان دیکھا ہے، اور برطانی اخبارات اس پر پھولے نہیں سماتے

اس صورت حالات سے ظاہر ہے کہ اہل مصر بھی باوجود اس آزادی کے جو ۱۹۲۲ء میں انہیں حاصل ہوئی، دوسروں کے تشدد و استبداد سے آزاد نہیں۔ برطانیہ کی طرف سے اس بارہ میں اگر فیاضانہ برتاؤ مصر کے ساتھ ہوتا۔ اگر قاتلوں کی سزا دہی اور پانچ لاکھ پونڈ تاوان کو ہی کافی سمجھا جاتا۔ تو اس سے بہت سے نیک اثرات پیدا ہو سکتے تھے۔ جو مصر بیں اس کے مستقبل کے لئے مفید ثابت ہوتے،

زنا کی سزا

دہلی میں ایک چمار نے جو شدھ ہو کر آریہ جاتی میں شامل ہو چکا تھا، کسی انگریز عورت کو رستہ چلتے پکڑ کر ناشائستہ حرکات کا ارتکاب

کیا، جس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اسے دو سال قید با مشقت کی سزا دے دی۔ مقامی معاصر "زمیندار" اس پر رائے زنی کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ

"ہم انگریزی انصاف کے علمبرداروں سے پوچھتے ہیں کہ اگر معاملہ بوسہ سے آگے بڑھ جاتا۔ تو کیا مہاشہ صاحب کو جان گرامی سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے؟"

کیا یورپ کے اسلامی عدل و انصاف پر معاصر "زمیندار" کا ایمان اٹھ چکا ہے، کہ وہ انگریزی انصاف پر اعتراض کرنا چاہتا ہے؟ جب اسلام میں بھی تمہارے نزدیک زنا کی سزا رجم ہے، جو بہر حال جان ہی سے مارنے کا ایک طریق ہے۔ اور نہایت وحشیانہ طریق ہے، تو پھر "انگریزی انصاف" پر اعتراض کرنے کے کیا معنے؟

انسداد شراب نوشی

حاجی وجیہ الدین صاحب مالک راکل پائینر کمپنی و تاجر اسلحہ، میرٹھ نے لیجسلیٹو اسمبلی میں شراب نوشی کے خلاف ریزولیوشن پیش کرنے کیلئے نوٹس دیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"یہ اسمبلی سفارش کرتی ہے کہ ہندوستان میں ہر قسم کی شراب کی درآمد، کشید، فروخت اور استعمال کو روکنے کا قانون نافذ کیا جائے"

اس ریزولیوشن کی تائید میں حاجی صاحب نے ایک زبردست مضمون لکھ کر ممبران اسمبلی ... کونسل آف سٹیٹ اور لوکل کونسلوں کے ممبروں کو ارسال کیا ہے، جس میں اسلامی۔ اقتصادی۔ سیاسی اور اجتماعی نقطہ نگاہ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور امریکہ کے قانون انسداد مے نوشی اور اس کے مفید اثرات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے حاجی صاحب نے شراب کی حرمت کے ثبوت میں قرآن کریم کی آیات اور بعض احادیث نقل کی ہیں۔ جو کم از کم کونسلوں کے مسلمان ممبروں پر حجت ہو سکتی ہیں۔ غیر مسلم ممبران اگر مذہبی نقطہ نگاہ سے اس مسئلہ پر غور کرنا پسند نہ کریں۔ تو ان کے لئے بھی حاجی صاحب نے بہت سا مسالہ مے نوشی کے قابل انسداد ہونے کے ثبوت میں فراہم کر دیا ہے اگر وہ ان کے مضمون کو بغور پڑھیں گے، تو امید ہے کہ ان کے پیش کردہ ریزولیوشن کی تائید میں پرزور آواز اٹھائیں گے، اور مادر وطن کو اس ام الخبائث کے وجود سے پاک کرنے کے لئے ہر ممکن سعی عمل میں لائیں گے۔

انسداد شراب کا اثر امریکہ پر

حاجی صاحب نے اپنے مضمون میں ان اثرات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے، جن سے امریکہ ممانعت شراب کے بعد متمتع ہو رہا ہے وہ لکھتے ہیں کہ نیویارک میں ہفتہ کے دن شام کو لوگ بجائے شراب میں غرق ہو کر بھٹکنے کے اب بازار سے اپنے اپنے گھروں کو سامان خرید کر لاتے اور خانہ داری کی ضروریات فراہم کئے ہوئے آتے ہیں۔ زیورات کی تجارت کو کبھی ایسی ترقی نہیں ہوئی، جیسی آجکل ہے۔ کہ معمولی تاجر اور کاشتکار اور تمام باشندگان امریکہ ہیرے جواہرات گھڑیاں اور سونا چاندی خرید کر اپنے گھروں کو لاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور ہر قسم کی تفریح گاہیں جو مہذب اور بے ضرر ہیں خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

ایسا ہی بتایا ہے کہ لوگوں کو اب اچھی خوراک میسر آتی ہے اور ہر ایک تجارت کو بجائے نقصان کے فروغ حاصل ہوا ہے۔

یہ واقعات ان لوگوں کے لئے سبق کا کام دے سکتے ہیں۔ جو انسداد مے نوشی کو بعض تکالیف اور مصائب کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں۔

مرقع واقعہ کربلا

اس نام سے ۲۸ صفحہ کا ایک ٹریکٹ ہمارے پاس ریویو کیلئے پہنچا ہے جو مجلس عثمانیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس رسالہ میں حالات کربلا کو ایک بالکل نئے انداز سے لکھا گیا ہے، اور بعض تاریخی کتابوں کے حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ واقعہ کربلا کی اصل ذمہ داری امام حسینؓ پر عاید ہوتی ہے نہ کہ یزید پر جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بحث چونکہ تاریخی حوالوں کیساتھ کی گئی ہے اسلئے بہت دلچسپ ہے ہم خود چونکہ ان حوالوں کی جانچ پڑتال سے قاصر ہیں۔ اسلئے مصنف کے حق میں کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے، ہاں ملتمس ہیں ان کی خدمت میں ضرور کہیں گے کہ اس قسم کی بحثوں نے مسلمانوں کو اصل مقصد سے پہلے ہی بہت دور پھینکا ہوا ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پرانے قصوں کو چھوڑ کر موجودہ مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش کی جائے تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ رسالہ کی قیمت ۸ آنہ ہے۔ وی پی نہیں کیا جائیگا مجلس عثمانیہ لاہور سے ٹکٹ بھیجکر منگوائیں۔

پیغام صلح لاہور

حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکتوب گرامی

مسلم ہائی سکول اور برلن مسجد

[illegible]

احباب کو فوراً توجہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخویم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری عظیم الشان قومی ضرورتوں میں سے دو باتیں آپ کی فوری توجہ کو چاہتی ہیں۔

اول مسلم ہائی سکول یعنے ہمارے مدرسہ کی عمارت کی ضرورت ہے، خدا کے فضل سے اس وقت ہمارا مدرسہ اپنے معمولی اخراجات کے لئے کسی خارجی مدد کا محتاج نہیں رہا اور آمدنی اور خرچ برابر ہو گئے ہیں۔ لیکن عمارت کی ضرورت شدید ہے جس کا تخمینہ ایک لاکھ دس ہزار روپیہ محکمہ تعلیم میں بھیجا ہوا ہے، امید ہے اس میں سے نصف رقم کے قریب قریب گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ مل جائے گی۔ لیکن باقی کا پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے، کوشش یہ ہے کہ مارچ ۱۹۲۵ء کے آخر تک عمارت کھڑی ہو جائے، اور اس بنا پر محکمہ تعلیم سے [illegible] رقم بھی حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، جو امید ہے جلد مل جائے گی۔ اور خدا نے چاہا تو سالانہ جلسہ تک عمارت بنیادوں سے نکل چکی ہوگی، لاکھ سے اوپر کی عمارت کا بن جانا قومی قوت کا کوئی چھوٹا سا نشان نہیں، مگر یہ کام اس صورت میں ہو سکتا ہے، کہ سلسلہ کے سارے کے سارے احباب بغیر کسی استثنا کے پانچ پانچ دن اس کام کے لئے لگا دیں۔ اتنے عظیم الشان کام کے لئے اپنی زندگی کے پانچ دن وقف کر دینا کوئی بڑی بات نہیں، یہاں کانفرنس میں جو احباب جمع تھے، ان سب نے بخوشی خاطر اس کو منظور کر لیا، اور ان کا منظور کرنا گویا ساری قوم کا منظور کرنا ہے، یہ پانچ دن ماہ نومبر کے ہوں گے، یعنی یکم دسمبر کو ہر ایک دوست ماہ نومبر کی آمد کا چھٹا حصہ تعمیر مدرسہ کیلئے علیحدہ کر دے، زمین کی آمد کے متعلق فصل خریف کو چھ ماہ کی آمد سمجھ کر اس کا چھتیسواں حصہ ہوگا۔ یہ کل کی کل آمد صرف احباب کی طرف سے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مل جانی چاہیئے اس بات کو یاد رکھیں کہ ماہ نومبر کے پانچ دن آپ نے اللہ کی راہ میں صرف کرنے ہیں، اور اگر ساری قوم نے اس پر لبیک کہا، تو تین ماہ بعد آپ لوگ ایک لاکھ کی کھڑی ہوئی عمارت دیکھیں گے، اللہ تعالیٰ جو اجر اس کا دے گا وہ الگ ہے، مگر اس چھوٹی سی قربانی پر یہ عظیم الشان قومی انعام بجائے خود اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان احسانات میں سے ہوگا [illegible] ایک [illegible] قسم کی کمیٹی [illegible] حصہ [illegible] دیا اور لیجئے قومی عزم استقلال کا نمونہ [illegible] جو لوگ جماعت کے اس فیصلہ سے الگ رہیں گے، ان کی شکایت ساری جماعت اللہ کے حضور کرے گی۔

دوسرا امر جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور جس کی تکمیل بھی جلسہ دسمبر پر ضروری ہے، مسجد برلن کے بقایا روپے کا پورا کرنا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور ماہ نومبر کے آخر تک مسجد کی چھت پڑ جائے گی، پلستر وغیرہ کا کام دو تین مہینوں میں ہوگا، تعمیر مسجد پر اس کی تکمیل احاطہ اور فرنیچر وغیرہ سمیت غالباً پون لاکھ روپیہ خرچ ہوگا، یہ ریاستوں اور بادشاہتوں کا کام تھا جو ایک غریب جماعت کی ہمت سے ہو گیا، اس میں شک نہیں کہ اس کار خیر میں جماعت کے علاوہ اور بہت سے احباب شامل ہوئے، اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے لیکن اگر اس مختصر جماعت کی ہمت اور قربانیاں نہ ہوتیں، تو ان دوسرے احباب کو اس ثواب میں شامل ہونے کا موقعہ نہ ملتا، اب اس وقت اس کام کی تکمیل کے لئے صرف [illegible] ہزار روپیہ کی اور ضرورت ہے، اور میں امید کرتا ہوں کہ اگر سارے احباب [illegible] تھوڑی تھوڑی کوشش کریں، تو سالانہ جلسہ تک اس قدر روپیہ کا فراہم ہونا مشکل نہیں [illegible] اور [illegible] اگر [illegible] آدمی کمر ہمت [illegible] ہیں اور [illegible] مسجد کا فروخت کر سکیں، تو [illegible] ہو جائیگا [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو بار آور کرنے [illegible] سالانہ جلسہ پر [illegible] ضروری ہے، اس سلئے اس کے لئے بھی فوراً کوشش کی جائے، اور جو احباب اس [illegible]

کار خیر میں حصہ لینا اپنا فرض سمجھتے ہیں، وہ فوراً دفتر سے رسید بکیں منگا لیں، اور بلا توقف کام شروع کر دیں،

اس کے علاوہ صرف یہ ضرورت ہے کہ جن احباب نے اب تک برلن مسجد کی تعمیر میں حصہ نہیں لیا، وہ بھی اس موقعہ پر کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیں، اور جن احباب کے ذمہ برلن مسجد کا کچھ بقایا ہے، وہ بھی سالانہ جلسہ پر ادا ہو جانا ضروری ہے،

مجھے امید ہے کہ میرے احباب ان دو باتوں کے لئے جو اس چٹھی کے ذریعہ سے عرض کر رہا ہوں، پوری کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اور مجھے شکر گذاری کا موقعہ دیں گے، اس کام میں بہت بڑی برکت ہوتی ہے جس کے پیچھے ایک جماعت کی ہمت ہو۔ اور جب تک جماعت کا ایک ایک فرد اس کا پختہ طور پر عزم نہ کرے گا۔ کام میں رکاوٹ ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے، کیونکہ اس نقصان کی تلافی مشکل ہوگی۔ والسلام۔

(محمد علی)

بقیہ صفحہ اول

علامہ شمس العلماء مولینا شبلی صاحب نعمانی نے ایک مستقل رسالہ الجزیہ کے نام سے لکھ کر اس الزام کی بخوبی تردید کر دی ہے، اور نہایت قوی اور متین دلیلوں اور مستند تاریخی روایتوں سے ثابت کر دیا ہے، کہ جزیہ دراصل فارسی کے لفظ گزیت کا جس کے معنے خراج کے ہیں معرب ہے، اور سب سے پہلے نوشیروان نے جو دنیا میں عادل کے لقب سے مشہور ہے، جزیہ کے قواعد مقرر کئے تھے، اور عموماً اہل فوج کو اس ٹیکس سے بری رکھا تھا، جب غیر مذہب والوں پر اسلام کی حکومت ہوئی، اور ان کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی ٹھہری، تو چونکہ ان کو فوجی خدمت پر مجبور کرنے کا اسلام کو کوئی حق حاصل نہ تھا، اور نہ وہ لوگ ایسی پر خطر خدمات کے واسطے بخوشی راضی ہو سکتے تھے، اس لئے ضرور تھا کہ وہ اپنی محافظت کے لئے کوئی معاوضہ دیں، اسی معاوضہ کا نام جزیہ تھا،

جزیہ کی عام شرح تین روپیہ اور چھ روپیہ سالانہ تھی۔ خاص خاص لوگ جن سے زیادہ تعداد میں روپیہ سالانہ تھی کسی کے پاس لاکھوں روپیہ ہوں تو بھی اس سے زیادہ نہیں دینا پڑتا تھا۔ بیس برس سے کم عمر اور پچاس برس سے زیادہ عمر والے اور عورتیں، مفلوج، معطل العضو، نابینا، مجنون اور مفلس لوگ جن کے پاس دو سو درم سے کم ہوں۔ جزیہ سے مستثنے تھے، کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ ایسے ٹیکس سے بچنے کیلئے دنیا میں ایک شخص نے بھی مذہب چھوڑا ہوگا،

یہاں پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، کہ جس طرح یہ فوجی ٹیکس صرف غیر مذہب والوں سے لیا جاتا تھا، اسی طرح صرف مسلمانوں سے زکوٰۃ اور عشر کا ٹیکس اس سے بہت زیادہ تعداد میں وصول کیا جاتا تھا یہ بات بھی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ اگر کسی قوم نے فوجی خدمت پر رضامندی ظاہر کی، تو وہ اسی طرح جزیہ سے بری رہی جس طرح خود مسلمان ہندوستان میں بعض بعض مسلمان بادشاہ ہندوؤں سے جزیہ لیتے تھے، سلطنت کے انقلابوں میں کبھی موقوف ہو جاتا تھا کبھی مقرر ہو جاتا تھا، اکبر کے وقت میں جب ہندوؤں نے فوجی ملازمت اختیار کی، تو ۹۸۸ھ جلوس میں عام طور سے جزیہ معاف کیا گیا، اورنگ زیب نے ست نامی فرقہ اور دیگر ہندوؤں کی بغاوت سے برافروختہ ہو کر ۲۲ سنہ جلوس میں پھر جزیہ مقرر کر دیا۔ لیکن جو ہندو فوجی ملازمت میں تھے، جزیہ سے مستثنے تھے، چنانچہ راجپوتانہ کے جملہ راجا جو فوجی خدمات انجام دیتے تھے، جزیہ سے بری تھے، صرف رانا اودے پور جو فوجی خدمت بجا نہ لاتا تھا، جزیہ ادا کرتا تھا، اور جزیہ کے عوض میں اس نے اپنے دو پرگنے اڈل پور اور بدل پور بادشاہ کے حوالے کر دیئے تھے،

مسلمان بادشاہ اور اشاعت اسلام

ہندوستان میں بادشاہوں پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے، کہ انہوں نے ہندوؤں کو جبراً مسلمان کیا، اور ہندوستان میں مذہب اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلایا، اس غلط اور متعصبانہ الزام کی تردید غیر مذاہب والوں کی تحریروں سے کی جاتی ہے،

سر الفرڈ لائل نے لکھا ہے کہ جو فاتحین اسلام شمالی ہند میں شاہی خاندانوں کے بانی ہوئے یا جنہوں نے دکن میں اسلامی سلطنتیں قائم کیں، ان کو مذہب کی کچھ پرواہ نہ تھی، ان میں اکثر ایسے تھے جن کو تبلیغ مذہب کی مہلت ہی نہیں ملی، کیونکہ یا تو ملک فتح کرنے میں ان کا وقت صرف ہوا۔ یا خانہ جنگیوں سے ان کو فرصت نہ ہوئی۔ یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی مغل یا تاتاری ہوتے تھے پیغمبر عرب کے

دین پر وہ ان کا استحکام نہ تھا۔ اور وہ جوش اور ولولہ جو سام ابن نوح کی اولاد کا خاصہ ہے، اور جس کا نمونہ عرب کے قدیم عام برادران نے دکھایا تھا، چھو بھی نہ گیا تھا، جو سلطنت انہوں نے قائم کی ہمیشہ جنگی رہی،

ہندوستان کے مسلمان فاتحوں کے دل میں کوئی ایسا خیال جس کو وہ سرولیم کی آخرت کی بھلائی چاہنے کا خیال کہتے ہیں موجود نہ تھا، جو مذہب کے ہر سچے داعی کے دل میں موجود ہوا کرتا تھا، اور جس نے خود اسلام کی اشاعت میں بڑے بڑے کام کئے، خلجی تغلق لودی عموماً لڑائیوں میں ایسے مصروف رہے کہ اسلام کو ترقی دینے کی مہلت نہ ہوئی، لوگوں کو مسلمان کرنے کی جگہ ملکوں سے خراج وصول کرنے کا ان کو زیادہ خیال رہا تھا، خاندان مغلیہ میں اورنگ زیب اور جنوبی ہند میں حیدر علی اور ٹیپو سلطان پر مذہبی سختی اور ہندوؤں کو جبراً مسلمان کرنے کے بہت الزام لگائے جاتے ہیں۔ پروفیسر آرنلڈ صاحب نے اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں اس کی نسبت تین چار مقامی روایتیں بیان کر کے لکھا ہے، کہ ان باتوں کے پڑھتے وقت یہ یاد رکھنا چاہیئے، کہ ان کی شہادت میں صرف مقامی اور خاندانی روایتیں ہیں، لیکن اورنگ زیب کے عہد کی تاریخ میں جہاں تک ہم کو پتہ چلا ہے، بجبر مسلمان کرنے کا کہیں ذکر نہیں، اور قرین قیاس ہے کہ اورنگ زیب نے جس کی طبیعت میں مذہب کا بڑا جوش تھا، شمالی ہند کی نسبت ہندوؤں کو اس بات کا موقع دیا، کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دیں، اور یہ وجہ ایسی ہے، جس کے بتانے میں کچھ دقت نہیں ہوتی ہے، اسی طرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے جو قریب زمانے کے مشہور بادشاہ گذرے ہیں۔ اس بات میں شہرت حاصل کی، کہ انہوں نے بہت سے خاندانوں کو اور ہندو دیہات کے بعض حصوں کو زبردستی مسلمان کر لیا۔ حالانکہ ان کا مسلمان ہونا ان بادشاہوں کے عہد سے بہت پہلے کا واقعہ ہے،

اس خصوص میں مولانا شبلی کی کتاب اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر قابل ملاحظہ ہے،

اورنگ زیب نے ترقی دین کے جوش میں نو مسلموں کے ساتھ کھلے ہاتھ سے فیاضی کی لیکن اس نے غیر مذہب کے لوگوں پر مذہبی باتوں میں سختیاں نہیں کیں،

اشاعت اسلام کا مختصر حال

ہندوستان میں اشاعت اسلام کے مختصر حالات اگر اس موقع پر لکھے جائیں، تو غالباً بے موقع خیال نہ کئے جائیں گے، ہندوستان میں مسلمانوں کی عملداری قائم ہونے سے پہلے داعیان اسلام کے ذریعہ سے اسلام پھیلنا شروع ہو گیا تھا، داعیان اسلام ہندوستان کے مختلف دور دراز ملکوں اور راجپوتانہ کے ریگستانی خطوں میں پہنچ گئے تھے، اور نہایت سلامت روی سے اسلام کی اشاعت میں مصروف تھے، چنانچہ ان نیک نیت داعیان اسلام کا قدم پہنچا، اسلام کو اپنی اشاعت میں بلا جبر و اکراہ بڑی اور مستقل کامیابی حاصل ہوئی، اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا، اور فرمانرواؤں سے لے کر مفلسوں تک میں سے لاکھوں کو اپنا پیرو بنا لیا، بہت سی قومیں جو صدہا سال سے ہندوؤں کے طبقہ سے خارج اور نہایت ذلت و خواری سے اپنے دن کاٹ رہی تھیں۔ ان کو اسلام نے اپنی اخوت کے دائرے میں لے کر عزت کے اعلے درجہ پر پہنچا دیا، سلطنت اسلامیہ کے قائم ہونے کے بعد اگرچہ مسلمانوں کو ملکی غلبہ حاصل ہو گیا، اور مذہب اسلام کی اشاعت میں کسی کو مجال مزاحمت نہ رہی تھی، لیکن عام طور سے ان بادشاہوں اور ان کے امیروں کا رویہ ایسا تھا کہ غیر مذہب والے ان کی اسلام کی حالت دیکھ کر مذہب اسلام کا کبھی اچھا تصور نہ کر سکتے تھے، اکثر بادشاہ شراب و کباب عیش و عشرت کے متوالے تھے، اور انہوں نے تمام فرائض مذہبی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو ان مقامات میں جہاں اسلامی عملداری اور اقتدار نہ تھا، بہ نسبت ان مقامات کے جہاں ان کی حکومت مدتوں تک نہایت شان و شوکت سے قائم رہی۔ بہت زیادہ کامیابی حاصل ہوئی، [illegible] قرب و جوار میں جو اسلامی حکومت و سطوت [illegible] رہا مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے، برخلاف [illegible] اور مشرقی بنگالہ میں جہاں مسلمانوں کی پولٹیکل [illegible] تھی، ان کی اوسط تعداد ان ممالک سے [illegible]

ارتداد

الابلاغ امرتسر کا ایک ماہوار رسالہ ہے اس نے اپنی تازہ ترین اشاعت میں مسئلہ ارتداد پر بسیط روشنی ڈالی ہے جو قارئین کیلئے موجب دلچسپی ہوگی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰى لَهُمْ

بیشک جن لوگوں کو سیدھا راستہ صاف طور پر معلوم ہوا۔ پھر بھی وہ الٹے پاؤں پھر گئے۔ شیطان نے ان کو بہکا دیا اور ان کی رسیاں دراز کردیں۔

اسلام بذات خود نہ دارد عیبے
ہر عیب کہ ہست در مسلمانی ماست

ایک جابرانہ اور استبدادی قتل نے دنیائے اسلام میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ مسلمانوں کے اس بارہ میں دو فریق ہو گئے ہیں۔ ایک فریق اس واقعہ کو وحشیانہ فعل سمجھتا ہے۔ اور اسلام کو ایسے احکام سے بری الذمہ قرار دیتا ہے۔ غیر مسلم اس فعل کو اسلام پر ایک بد نما داغ ثابت کر رہے ہیں۔ اور اسلام کو جابر اور ظالم قرار دیتے ہیں۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ ہم بھی اس کتاب سے اس مسئلہ کی تلاش کریں جس پر دین اسلام کا انحصار ہے۔ اور جو کچھ اس صحیفہ اقدس سے ملے۔ اس کو عامۃ الناس کے سامنے پیش کریں۔

رواداری - کہا جاتا ہے کہ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں میں بھی مرتد کے لئے سزائے قتل ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ ضرور بالضرور ان مذاہب میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ لیکن اگر اسلام میں بھی اور مذاہب کی طرح جبر روا رکھا جاتا۔ یہ مذہب بھی کبھی تعریف کا مستحق نہ ہوتا۔ خدا کو تو دین اسلام کے ذریعے دنیا میں راستی۔ صفائی۔ امن۔ سلامتی پھیلانا۔ قتل۔ خونریزی اور فساد فی الارض کا مٹانا مقصود تھا۔ اسی لئے جملہ مذاہب پر دین اسلام کو فوقیت عطا کی۔ جس قدر رواداری کی اسلام نے تعلیم دی ہے وہ انسانی زندگی کے مراحل طے کرنے کے لئے سراسر اعتدال پر مبنی ہے اسلام نہ تو آنکھیں موند کر چلنے کا حکم دیتا ہے اور نہ دل و دماغ کو تدبر اور تفکر سے کام لینے کا مانع ہوتا ہے بلکہ ارشاد ہوتا ہے۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ کیا یہ لوگ قرآن کو نہیں سوچتے۔ یا دلوں کے تالے لگے ہوئے ہیں۔ کیسی نرم اور مشفقانہ نصیحت ہے کہ کیوں سوچ سے کام نہیں لیتے۔ کیا تمہارے دلوں پر تالے لگے ہیں پھر عام آزادی اور رواداری کو مد نظر رکھتے ہوئے فرمایا۔ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ کیونکہ گمراہی اور ہدایت میں امتیاز ہو چکا ہے۔

عام آزادی اور رواداری پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد ہوا فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا پ ۲۹ ع ۱۳ پھر جو چاہے اپنے رب کی طرف پہنچنے کا راستہ اختیار کرے۔ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا پ ۳۰ پس جو چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بنائے۔ اور قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا پ ۱۵ ع ۱۷ اور حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے۔ ہم نے نہ ماننے والوں کے لئے تو آگ تیار کر رکھی ہے۔

آیات بالا میں شاء کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے ہر ایک انسان کو دنیا کی زندگی میں سیدھا اور صاف اور واضح راستہ دکھانے کے بعد وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں۔ ہاں ان کے غلط راستہ اختیار کرنے پر کسی انسان کو سزا کے لئے متعین نہیں فرمایا بلکہ فرمایا تو یہ کہ راستی نہ اختیار کرنے والوں کے لئے ہم نے آگ تیار کر رکھی ہے۔

اب اگر کوئی ان آیات الٰہی کے خلاف کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ آیات الٰہی کا منکر ہے۔ اور مرتدین کے زمرہ میں داخل ہے خدا کی عطا کردہ رعایت کو جبر و اکراہ سے غصب کرتا ہے۔ خدائی اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ دین قیم کو بدنام کرتا ہے ہدایت کو چھوڑتا ہے اور گمراہی مول لیتا ہے۔ اسلام میں رواداری ہے اس کو مٹاتا ہے۔

(ن) پر جبر کرنے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روکا گیا

نہیں بلکہ ... [illegible] ... حکمران اپنی رعیت پر ان کے مذہبی معتقدات کے متعلق جبر سے کام لے۔ حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے فَذَكِّرْ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ فَیُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ۔ اِنَّ اِلَیْنَاۤ اِیَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَهُمْ

پس نصیحت کر سوائے اس کے نہیں کہ تو نصیحت کرنے والا ہے کچھ داروغہ تو ہے نہیں (تمہارے سمجھانے کے باوجود) جس نے منہ پھیرا اور انکار کیا پس عذاب کرے گا اسکو اللہ عذاب بڑا۔ تحقیق ہمارے پاس ان کو لوٹ کر آنا ہے۔ اور ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔

اس آیت شریف میں مذکر اور مصیطر دو لفظ قابل غور ہیں مذکر یعنی نصیحت کرنے والا۔ اور مصیطر یعنی داروغہ۔ ناصح کا کام محض نصیحت کرنا ہے۔ سزا سے اسکو کچھ سروکار نہیں داروغہ کے ذمہ انتظامی کام ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ! مذہبی معتقدات اور ملکی انتظام کی تقسیم۔ کیسی خوبصورتی سے واضح کر دی۔ نظم ملکی کی سزاؤں پر کسی دوسری جگہ اپنی مقدس کتاب میں توضیح فرما دی۔ لیکن یہاں مذہبی معتقدات کے متعلق جبر سے روک کر فرمایا۔ یہ میرے قصوروار میں میرے احکام کے نافرمان ہیں آپ میری طرف سے پیغام رساں ہیں۔ میرے نافرمان جب میرے پاس آئینگے تو میں ان سے نپٹ لوں گا۔ آپ اپنا کام (تبلیغ) کئے جائیں قُلْ لَّسْتُ عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ پ ۷ کہہ دو میں تم پر مسلط نہیں وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ پ ۲۶ ع ۱ اور تم ان پر جابر نہیں۔ تمہارا کام ہے کہ جو شخص ہمارے عذاب سے ڈرتا ہے اسکو قرآن سناؤ۔

مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم اس کا ترجمہ لکھتے ہیں اور تم ان پر (حاکم) جابر تو ہو نہیں (کہ بزور ان کو مسلمان کرو) تمہارا کام تو یہ ہے) جو شخص ہمارے عذاب سے ڈرتا ہو اسکو قرآن سنا کر سمجھاتے رہو۔ اسپر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ صاف اور واضح بات ہے کہ پیغمبر کا کام دینی معاملات میں بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ہے نہ کہ تلوار پکڑ کر لوگوں کو منوانا۔ عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَیْنَا الْحِسَابُ پ ۱۳ ع ۱۲ اے پیغمبر ہمارے احکام پہنچا دینا تمہارا کام ہے اور حساب لینا ہمارا کام۔

ان واضح احکام ربانی کے ہوتے ہوئے اگر کوئی جابر اور ظالم انسان کسی عاجز اور کمزور انسان کو محض مذہبی اور اعتقادی اختلاف کی بنا پر قتل کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ احکام الٰہی کی پرزور نافرمانی کرتا ہے۔ انسانی آراء کو قرآنی آیات پر ترجیح دیتا ہے۔ جب خدا کے رسول صلعم معتقدات مذہبی میں دخل دینے سے منع کئے گئے تو پھر اور کون ہے جو جھوٹا بہانہ شرعی گھڑ کر اقدام قتل کرے گو وہی جو آیات الٰہی کا منکر ہے۔ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ

مرتدین اور قرآن حکیم

چونکہ وہ جملہ احکام جن کا تعلق انسانی معتقدات اور مذہب سے ہے خدا کی مقدس کلام میں ہونے ضروری ہیں۔ بنا بریں ہم ان اشخاص کے متعلق احکام بھی جو دین اسلام میں داخل ہوکر پھر اس سے انحراف کریں قرآن کریم سے ہی تلاش کرتے ہیں۔ ارشاد ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ پ ۳ ع ۱۷ جو لوگ ایمان لاکے پیچھے پھر بیٹھے اور پھر ان کا کفر بڑھتا چلا گیا تو ایسوں کی توبہ کسی طرح قبول نہ ہوگی۔ اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔ جو لوگ منکر ہوئے اور انکار ہی کی حالت میں مر گئے۔ ان میں کا کوئی شخص زمین بھر کر بھی سونا معاوضہ میں دینا چاہے۔ تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہی لوگ ہیں جنکو دردناک عذاب ہوگا۔ اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

(باقی)

تازہ خبریں

—— ایسٹرن بنگال ریلوے پر دو اور حادثے واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ تین ہفتوں میں وارداتوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی ہے تحقیقات جاری ہے۔

—— "پاؤنیر" لکھتا ہے کہ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ عبد الکریم ہاشمی خوست اور اسکے چند خاص ساتھی اب کابل میں قید ہیں۔

—— حضور نظام نے اس بنا پر اخبار "انگلش مین" کلکتہ کا داخلہ حدود ریاست حیدرآباد میں ممنوع قرار دیا ہے کہ اخبار مذکور نے آپ کو ہارون الرشید سے تشبیہ دی تھی۔

—— کلکتہ جیل سے ۲۸ قیدی جو جدید قانون کے ماتحت گرفتار کر لئے گئے تھے مختلف علاقوں میں جلاوطن کو لے گئے ہیں سپرنٹنڈنٹ پولیس ان کے لئے جو مقام تجویز کریں گے اسی میں ان قیدیوں کو نظربند کیا جائے گا۔ جہاں اجازت کے بغیر ان سے ملاقات ممنوع ہوگی اور وہ اجازت کے بغیر مقام نظربندی سے کسی اور مقام کی طرف نہ جا سکینگے۔

—— مصری پارلیمنٹ نے تمام دنیا کی حکومتوں اور جمعیۃ الاقوام سے برطانی کارروائیوں کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مصر اور سوڈان کی کامل آزادی حسب سابق بدستور رکھی جائے اور ان ہر دو ممالک کو ہرگز جدا نہ کیا جائے بلکہ ایک دوسرے کا جزو لاینفک سمجھا جائے۔ احتجاج نامہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مصر کے معافی مانگ لینے اور اس افسوسناک حادثہ پر اظہار افسوس کرنے کے باوجود برطانیہ نے اس بہانہ سے ملک سے انتقام لینے اور اپنی شہنشاہ پرستانہ حکمت عملی کو جاری کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر سختی پر اتر آیا ہے اب برطانیہ کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ وہ ملک کی آئین اساسی کا بھی لحاظ نہیں کرتا۔ اور تمام قوانین کو نظرانداز کرکے وہ ملک کی زراعتی زندگی پر حملہ کرتا ہے۔ برطانیہ نے مصر سے جو مطالبات کئے ہیں۔ ان کا اس حادثہ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس شدید کارروائی کی تاریخ عالم میں کوئی مثال موجود ہے۔

—— سرحد عراق کی تحقیقاتی کمیشن نے وزارت خارجہ کے دفتر میں جلسہ مشورت منعقد کیا۔ معاملات مشرق وسطے اور مستعمرات کے ماہرین اور تجربہ کار اور پختہ کار اصحاب بھی شریک تھے۔ برطانی نقشون کا معائنہ اور برطانی دلائل اور دعاوی سننے کے بعد کمیشن کے ارکان غالباً ۲۸ نومبر کو براہ انگورہ موصل روانہ ہوں گے۔

—— اخبار "ایران" کے قول کے مطابق جہاز جنگی "پہلوی" جو ایران نے حال میں خرید ا ہے اور جس کو نیپلن میں مسلح کیا گیا ہے۔ عنقریب بوشہر پہنچنے والا ہے۔

—— "ٹائمز" کا نامہ نگار پیرس رقمطراز ہے کہ حکومت فرانس مصر کے متعلق حکمت عملی برطانیہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی طریق پر بھی کوئی مداخلت نہ کریگی۔ پیرس میونسپل کونسل اور جرائد نے لکھا ہے کہ برطانیہ اس معاملہ کو جمعیت الاقوام میں پیش کردے۔ لیکن برطانیہ نے اسکو اپنا داخلی معاملہ قرار دیا ہے۔

—— مصر کی طرف سے لارڈ النبی کے مطالبہ کے پانچ لاکھ پونڈ کا تاوان ۲۵ نومبر کو قبل از دوپہر ادا کیا جا چکا ہے اس تاوان میں سے کچھ رقم تو حادثہ کے مجروحوں کو بطور معاوضہ دی جائیگی۔ اور کچھ روپیہ سے سوڈان میں نیا خیراتی کام جاری کئے جائیں گے۔

—— پولیس نے ارمنی سوسائٹی کے سرگروہ کو گرفتار کر لیا ہے جو عرصہ سے غازی مصطفےٰ کمال کے قتل کے درپے تھی بدمعاشوں کے اس سرگروہ کا نام آکنانش ہا توفیان ہے۔ اور مقدمہ چلانے کیلئے انگورہ بھیجا رہا ہے۔

—— بعض ایرانی قبائل نے ترکی حدود پر پیشقدمی کی تھی۔ اس سے قسطنطنیہ کے سیاسی حلقوں میں ترکی ایرانی تعلقات کے بارہ میں خدشات پیدا ہو گئے تھے۔ اور خیال ہو چلا تھا کہ شاید باہم تعلقات کی خوشگواری قائم نہ رہ سکے (الحمدللہ) اب سفیر ایران میرزا طباطبائی کے اعلان سے تمام شکوک رفع ہو گئے ہیں۔ سفیر موصوف نے دولت ایران کے نام سے یہ [illegible]

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۶۔ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۳ ہجری مطابق ۳۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

حضرت امیر اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیگڈھ میں

حضرت امیر اور حضرت خواجہ صاحب اور دیگر احباب کے علیگڈھ جانے کی خبر قبل ازیں شائع ہو چکی ہے۔ وہاں ان ہر دو بزرگوں کے متعدد لیکچر ہوئے، جن کی روئیداد مسلم یونیورسٹی علی گڈھ نے شائع کرنی شروع کی ہے۔ پہلی قسط میں حضرت خواجہ صاحب کے لیکچر کی کیفیت ہے جو قارئین پیغام صلح کے لئے ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

مولانا محمد علی وغیرہ کی تشریف آوری

مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب آج کل مسلم یونیورسٹی میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور جمعہ گذشتہ سے خواجہ صاحب اور مولانا کے متعدد مواعظ ہو چکے ہیں جن کا ماحصل انشاء اللہ تعالیٰ ہم قسطاً قسطاً پیش کریں گے،

پہلے ہی روز بلکہ پہلے ہی وقت کا پہلا بیان مولوی خواجہ کمال الدین صاحب کا ۱۲۔ نومبر کو بعد نماز جمعہ اسٹریچی ہال میں اشاف اور طلبۂ کے روبرو اس حقیقت کے متعلق تھا کہ

"اپنی حالت کا بدلنا خود انسان کے ہاتھ میں ہے۔"

میاں محمد شریف صاحب (پرو وائس چانسلر) نے اپنی تعارفی تقریر میں ہندوستان کی دو بڑی تحریکوں کا ذکر کیا، ایک سرسید کی تعلیمی تحریک اور دوسری مرزا صاحب قادیانی کی مذہبی تحریک اور بتایا کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے مرزا صاحب مرحوم سے مذہبی فیض حاصل کر کے اور بے نظیر ایثار کر کے ہندوستان سے انگلستان اور امریکہ تک اسلام کی اشاعت کی ہے،

خواجہ صاحب نے اپنے بیان کا مبحث قرآن شریف کی ایک آیت شریفہ کو قرار دیا کہ "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" یعنی خدا کسی قوم کی بھی حالت نہیں بدلتا جب تک (اپنی حالت نہ بدلے) اور چونکہ قوم مرکب ہے افراد سے (انفرادی حالت کے تغیر کی نسبت بھی اتنے ہی واضح الفاظ میں ارشاد) ہوا ہے کہ "لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت" (یعنی ہر شخص جو اچھے کام کرتا ہے اس کے اچھے نتائج حاصل کرتا ہے اور جو برے کام کرتا ہے، اس کے برے پھل پاتا ہے) اور اپنے بیان میں آپ نے کثیر التعداد عقلی و نقلی شواہد پیش کئے کہ دنیا نے ہمیشہ سے اب تک جس کا سلسلہ یقیناً آئندہ بھی اسی طرح جاری رہے گا، جتنی ترقی کی ہے وہ سب قوانین فطرت اور نوامیس الٰہیہ پر کاربند ہو کر کی ہے، اور جب کبھی افراد و اقوام کو تنزل ہوا ہے تو وہ بھی صرف اسی وقت جب انہوں نے ان قواعد و نوامیس کا اتباع چھوڑ دیا ان خدائی قواعد و نوامیس کو قرآن نے "آیات" سے تعبیر کیا ہے جن پر "تدبر" "تفکر" اور "تعقل" کی نہایت بلند آہنگی سے تاکید فرمائی ہے۔ اور ان آیات پر تدبر و تفکر اور کاربندی کی توفیق کو "صراط مستقیم" (سیدھی راہ) قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سیدھی راہ پر چلنے کی فطری خواہش اور کوشش کو اسلام نے جس درجہ اہمیت دی ہے، وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے، کہ جبکہ عیسائی تک جو اس وقت دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ (اور قوموں اور مذہبوں کا تو ذکر ہی کیا) صبح اٹھتے ہی یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اے خداوند جو آسمانوں میں ہے "آج کے دن ہمیں ہماری روز کی روٹی دے۔ (Give us this day our daily bread) مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ صبح سو کر اٹھنے سے لیکر رات کو پھر سونے تک مختلف اوقات میں کم از کم انتیس (۲۹) مرتبہ خدا سے یہ دعا کریں۔ کہ "اھدنا الصراط المستقیم" (یعنی اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر چلنے کی ہدایت دے) پس جو قومیں اس وقت بھی ترقی کر رہی ہیں، وہ نامعلوم اور غیر محسوس طور پر، دراصل ان اصول کا اتباع کر کے کر رہی ہیں۔ جو حقیقی اسلام کی تعلیم ہیں، اور مسلمان جو اس وقت طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ وہ محض قرآن اور اسلام کی ہدایت و تعلیم کو ترک کرنے اور پس پشت ڈال دینے کے سبب سے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شکایت قرآن شریف میں موجود ہے کہ یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا" (یعنی اے مولا بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو پس پشت ڈال دیا) ورنہ "مومن" کا نصرت ایزدی سے فیضیاب نہ ہونا اور قعر ذلت میں پڑا رہنا محالات عقلیہ سے ہے، کیونکہ خدا نے صاف فرما دیا ہے۔ کہ "کان حقاً علینا نصر المومنین" (مومنین کی امداد و نصرت کے لئے ہم پر حق ہے) لیکن ظاہر ہے کہ خدا کی نصرت کا مستحق ہونے کے لئے "مومن" ہونا شرط اول ہے، اور مومن صرف زبان سے "اللہ اللہ" کہنے یا ہر وقت تسبیح ہاتھ میں لئے رہنے یا اور ظاہری اعمال سے نہیں ہو جاتا، کیونکہ زبانی اور ظاہری طریقوں میں تو اور قومیں بھی مستعد ہیں اور تسبیح تو مصر و شام و فلسطین کے یہودی اور نصرانی بھی رکھتے ہیں۔ لیکن مومن کی شان یہ ہے کہ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" (یعنی تجھی کو پوجتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) کا عہد جس کو دن میں کم از کم انتیس (۲۹) بار دہرانے کا حکم ہے اس پر حقیقی عمل اور صدق دل سے کاربندی ہو۔ حالانکہ مسلمانوں کی اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ ان کے اندر علی گڈھ سے لے کر دہلی اور لکھنؤ تک میں ایسے ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو مسلمانوں کو شریعت اسلام کے نام سے ایک ایسی شریعت کی تعلیم دیتے ہیں۔ جو نہ کلام اللہ کی شریعت ہے، اور نہ سنت رسول اللہ کی شریعت ہے۔ اور مسلمانوں نے ایسے ایسے لوگوں کا اپنے آپ کو پس رو قرار دے رکھا ہے، جن کے لئے مسلمان ہونے کی بھی قید نہیں ہے، اور دور نہ جائیے، اسی گذشتہ سات آٹھ برس کے زمانہ کو دیکھ لیجئے، کہ مسلمان ہر طرف سے استمداد و استعانت کرتے رہے، مگر کسی سے بھی ان کو مدد نہیں پہنچی جس کی وجہ یہی ہے، کہ ان کی اس آہ و زاری میں "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کی شان نہ تھی بلکہ مسلمان صرف غیر اللہ سے مدد چاہتے رہے،

پھر خواجہ صاحب نے طلبہ کے مجمع خاص کا لحاظ کر کے مخصوص طور پر ان کو بتایا کہ طالب علم کا بحیثیت طالب علم اعلیٰ ترین مقصد کسی علم کا ماہر (Expert) ہو جانا ہے، اور وہ بھی انہی دونوں آیتوں کے ماتحت آتا ہے کہ "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" اور "لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت" اور اس مقصد کے حصول کی جو تدبیر قرآن کریم نے بتائی ہیں۔ وہ بھی ازلی و ابدی ہیں یعنی "والنازعات غرقاً۔ والناشطات نشطاً والسابحات سبحاً فالسابقات سبقاً فالمدبرات امراً" یعنی اول طالب علم کو ہر دوسرے خیال سے انتزاع کر کے غرق مطالعہ ہونا چاہیئے، جس کے بعد اسے اپنے کام سے نشاط حاصل ہونے لگے گا، جس کے سبب سے وہ بحر علم کا تیراک ہوگا، حتیٰ کہ وہ اپنے معاصرین سے سبقت لے جائیگا اور آخر میں وصول الی المطلوب یعنی "مدبر امر" یا ماہر کامل یا اکسپرٹ کا درجہ حاصل کرے گا۔

آخر میں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ گو علم انسانی مدارج سے لے کر نبوت و رسالت تک کے تمام مدارج انسان ہی کے لئے مخصوص ہیں۔ چنانچہ کلام مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرما دینے کا حکم ہے "قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی" (یعنی سوائے اس کے نہیں کہ میں بھی تمہاری ہی طرح ایک بشر ہوں۔ الا یہ کہ میری طرف وحی آتی ہے تاہم بعض انسانی اوصاف سراسر "وہبی" ہوتے ہیں۔ اور کسب کو ان میں دخل نہیں ہوتا، مثلاً آپ میں سے ہر شخص بڑے سے بڑا سائنٹسٹ بڑے سے بڑا بیرسٹر، بڑے سے بڑا انجینئر یا کسی اور فن کا بڑے سے بڑا ماہر ہو سکتا ہے، مگر کوئی شخص اپنے اندر "حسن صورت" جو محض موہبت الٰہیہ کے تابع ہے، پیدا نہیں کر سکتا، اسی طرح انسان کسب کمالات کے ذریعے رسالت و نبوت کے درجہ پر بھی نہیں پہنچ سکتا جو محض فیضان الٰہی پر منحصر ہے اور خواجہ صاحب نے صاف اعتراف فرمایا کہ "میں اقرار کرتا ہوں کہ نبوت ختم ہو چکی اور نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳ ، ۶ ۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ ، نمبر ۱۰

زندگی بعد الموت

ذیل کا لیکچر ایڈیٹر پیغام صلح نے آریہ سماج لاہور کی مذہبی کانفرنس میں دیا ،

دوزخ و بہشت اور ان کی کیفیات

اس کے بعد جو ضروری بات دیکھنے کے قابل ہے ، وہ یہ ہے کہ جن نتائج کا ظہور اخروی زندگی میں ہونے والا ہے ، ان کی کیا کیفیت ہوگی قرآن کریم مومنوں اور نیک اعمال کرنے والوں کے متعلق بار بار فرماتا ہے ۔ و بشر الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار ۔ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے خوشخبری دے دو کہ ان کیلئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔ اور دوسرے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے ۔ والذین کفروا و کذبوا باٰیٰتنا اولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خالدون ۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا ، وہ آگ والے ہیں اسی میں رہیں گے ، اس کے علاوہ بعض اور بھی چیزیں ہیں ۔ جن کا جنتیوں اور دوزخیوں کے لئے ذکر کیا ہے ، جنتیوں کے لئے دودھ شہد پھل ۔ خمر ، حور ازواج اور غلمان وغیرہ کا ذکر صحیح طور پر قرآن کریم میں آتا ہے ، اور دوزخیوں کو گندھک اور پیپ کا پانی ۔ ابلا ہوا پانی اور اسی قسم کی چیزیں دیئے جانے کا ذکر ہے ، آیا یہ تمام چیزیں وہی ہیں جو اس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں ؟ آیا وہاں کی حوریں اور ازواج اور غلمان کوئی ایسی چیزیں ہیں ۔ جو اس دنیا میں سلسلہ توالد و تناسل کے قائم رکھنے یا بداعمال لوگوں کے نزدیک شہوت رانی کی غرض سے پیدا کی گئی ہیں ؟ آیا جنت فی الحقیقت کوئی عظیم الشان مکان ہوگا ، جس کے دروازے ہوں گے ، اور اس میں درخت اور نہریں ہوں گی ؟ اور دوزخ ایسی جگہ ہوگی ۔ جس میں آگ ہی آگ ہوگی ۔ اور انسانوں کو وہاں جلایا جا رہا ہوگا ؟ یہ سوالات ہیں جو عالم عقبےٰ یا اخروی زندگی پر غور کرتے ہوئے انسان کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں ۔ ان کے جواب میں قرآن کریم کی ایک آیت آپ کو سناتا ہوں ۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین ۔ جزاءً بما کانوا یعملون ۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے ان کے لئے کیا چھپا کر رکھا گیا ہے ، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے ، کہ نعمائے جنت کی کیفیت وہ نہیں ۔ جو ہم مذکورہ بالا اشیا کے ناموں سے قیاس کرتے ہیں ان کی کیفیت کا ہمیں یہاں علم ہی نہیں ہو سکتا ، اس کی تشریح ایک حدیث میں کی گئی ہے ، آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ یقول اللہ تعالےٰ اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کیا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ، نہ کسی کان نے سنا ، نہ کسی انسان کے دل پر گذرا اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا ، کہ جنت کا دودھ اور شہد اور پھل اور تمام دیگر اشیا اس دنیا کے دودھ اور پھل وغیرہ نہیں ، نہ ان کی وہ کیفیت ہے جو ہم ان چیزوں کے ذکر سے سمجھتے ہیں بلکہ دنیا کی چیزوں میں صرف نام ہی کا اشتراک ہے ، ورنہ ان کی کیفیت ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے ۔ صرف بطور مثال وہی نام لئے ہیں ۔ جو اس دنیا کی چیزوں کے ہم نے رکھے ہیں ۔ قرآن کریم نے خود ان کو مثال قرار دیا ہے فرماتا ہے ۔ مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیھا انھار من ماء غیر اٰسن و انھار من لبن لم یتغیر طعمہ و انھار من خمر لذۃ للشاربین و انھار من عسل مصفی ۔ اس آیۃ کریمہ میں صاف طور پر مثل الجنۃ التی کہہ کر اس حقیقت کو ظاہر کر دیا ۔ کہ پانی اور دودھ اور خمر اور شہد کے نام صرف بطور مثال لئے گئے ہیں ۔ ورنہ ان کی حقیقت کچھ اور ہے ،

اسی جنت کے متعلق قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے ، وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضھا کعرض السمٰوٰت والارض اعدت للمتقین ۔ اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے ، وہ متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے ۔ اب ظاہر ہے کہ جنت اگر ایک خاص مقام کا نام ہے ، تو اس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر نہیں ہو سکتی ، اس لئے اس میں بتا دیا گیا کہ جنت کسی خاص جگہ یا مقام کا نام نہیں ، اسی کی تشریح ایک حدیث میں ہے ، کہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آپ مجھے اس جنت کی طرف بلاتے ہیں جس کا عرض آسمان اور زمین ہیں ، تو پھر دوزخ کہاں ہے ؟ آپ نے اس پر فرمایا ۔ سبحان اللہ این اللیل اذا جاء النھار ۔ پاک ہے ذات اللہ کی جب دن چڑھتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مثال میں بتا دیا ۔ کہ جس طرح دن اور رات دو مختلف کیفیات کا نام ہے اسی طرح جنت و دوزخ بھی مختلف کیفیات ہیں ۔ نہ کہ مقامات ۔ خود قرآن کریم میں ایک طرف تو جنتیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ لا یسمعون حسیسھا ۔ وہ دوزخ کی آہٹ کو بھی نہ سنیں گے ، اور دوسری جگہ دوزخیوں کے ساتھ ان کی بات چیت ، اور دوزخیوں سے ان کے پانی مانگنے کا ذکر ہے ، اور یہ بھی ہے کہ فاطلع فراٰہ فی سواء الجحیم ۔ یعنی جنتی نے جھانکا اور جہنم کے درمیان اس کو پایا ۔ گویا مختلف کیفیتوں کے لحاظ سے وہ ایک دوسرے سے اس قدر بعید بھی ہیں ۔ کہ جنتی دوزخ کی آہٹ کو بھی نہیں سنتے ، ان کو دوزخ کی کیفیت کا احساس ہی نہیں ہو سکتا ، اور اس قدر قریب بھی ہیں کہ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہیں ۔ اور جنتی جہنم کے اندر دوزخیوں کو دیکھتے ہیں ۔ پھر دوزخیوں کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے ، کلما ارادوا ان یخرجوا منھا من غم اعیدوا فیھا ۔ جب کبھی دوزخ سے یعنی غم سے نکلنا چاہیں اس میں لوٹا دیئے جائیں گے ، اس میں غم کا لفظ دوزخ کی تشریح کے لئے کافی ہے ، دوسری جگہ اس کی اور بھی وضاحت کی ہے ، نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ ۔ اللہ کی جلائی ہوئی آگ جو دلوں پر بھڑکتی ہے ، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نار جہنم کا تعلق دلوں سے ہے ۔

غرض قرآن کریم نے جنت اور دوزخ کو دو مختلف کیفیات کے رنگ میں پیش کیا ہے ، اور ان کی جن اشیا کا ذکر کیا ہے ، وہ مثالی رنگ میں ہے جس سے صرف یہ مراد ہو سکتی ہے ، کہ ان تمام اشیا سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ۔ وہ وہاں مل جائیں گے ، پانی پیاس بجھاتا ہے ، دودھ قوت بخشتا ہے ۔ شراب سے سرور حاصل ہوتا ہے ، اور شہد میں شفا ہے ، یہ تمام باتیں یا ایسی چیزیں وہاں مل جائیں گی جن سے یہ سب کچھ حاصل ہو ۔ مگر ان کی کیفیت یہ نہیں ، ایسا ہی نعمائے جنت مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں ہیں ۔ حور اور ازواج اور غلمان وغیرہ دونوں کے لئے ہیں ۔ نہ یہ کہ مردوں کے لئے حور اور ازواج اور عورتوں کے لئے غلمان وہاں کوئی سلسلہ توالد و تناسل نہیں ، نہ بقائے نوع کی ضرورت ہے ، کہ عورت و مرد کے اس قسم کے تعلقات ہوں ۔ جیسے کہ دنیا میں ہیں لیکن چونکہ حسن سے ایک سرور حاصل ہوتا ہے ۔ اور عورت ہی سے حسن کو تشبیہ دی جاتی ہے ، اس لئے حور وغیرہ کا ذکر کیا ۔ کہ ایسی چیزیں بھی ہوں گی جو اپنے حسن کی وجہ سے ایک خاص سرور کا موجب ہوں ۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ اس دنیا میں ازواج کی غرض بتائی ہے ، لتسکنوا الیھا ۔ اس سے تسکین قلب حاصل ہوتی ہے ، اس لئے عالم عقبیٰ میں اسی تسکین قلب کے اظہار کے لئے ازواج اور حور وغیرہ کا ذکر کر دیا بالفاظ دیگر یوں سمجھ لیا جائے کہ جنت اور دوزخ دراصل اسی دنیا کی زندگی کے اظلال و آثار ہیں ۔ ہم ہر روز خواب میں بہت سی چیزیں دیکھتے ہیں جن کی حقیقت عالم جسمانیات میں کچھ اور ہے لیکن عالم خواب میں وہ جسمانی رنگ میں ہمارے سامنے متمثل ہو کر آجاتی ہے ۔ بعض وقت جب انسان کو تیز تپ چڑھنے کو ہوتا ہے ، تو خواب میں تیز آگ کے شعلے دکھائی دیتے ہیں ، اسی طرح جنتیوں کے اس دنیا کے اعمال ان کے لئے نعما کی صورت میں متمثل ہو جائیں گے ، اور دوزخیوں کے اعمال بد آگ اور دیگر اشیائے جہنم کی صورت اختیار کریں گے ، اور ان کی بھی کیفیت وہ نہیں ہوگی ، جو عالم جسمانیات میں ان چیزوں کی ہے ۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جنت اور دوزخ میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ جنت ایک دائمی چیز ہے جس میں داخل ہونے والے اس میں ہمیشہ رہیں گے ، وما ھم منھا بمخرجین ۔ وہ اس جنت کی حالت سے نکالے نہیں جائیں گے ۔ عطاءً غیر مجذوذ ۔ یہ ایک ایسی عطا ہے جو غیر منقطع ہے ، اور دوزخ کے متعلق فرمایا لابثین فیھا احقابا ۔ اس میں لمبے زمانوں تک حالت دوزخ میں رہیں گے ، یہ نہیں کہا کہ دوزخ کا زمانہ غیر منقطع ہے ، اور مسلمانوں کا یہ مسلمہ مذہب ہے ، کہ دوزخ پر ایک وقت آئے گا ، کہ وہ بالکل خالی ہو جائے گا ۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے ، لیاتین علی جھنم زمان تخفق ابوابھا لیس فیھا احد و ذالک بعد ما یلبثون فیھا احقابا ۔ جہنم پر ایک زمانہ آئے گا ۔ کہ اس کے دروازے کھٹکھٹائیں گے ، اس میں کوئی نہ ہوگا ، اور یہ یلبثون فیھا احقابا کے بعد ہوگا ۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے ، لو لبث اھل النار فی النار کقدر رمل عالج لکان لھم علی ذالک یوم یخرجون فیہ اگر اہل دوزخ دوزخ کے اندر اتنی مدت بھی رہیں جیسے ریت کے انبار پر انبار تو بھی ایک دن ان پر آئے گا ، جس میں وہ نکالے جائیں گے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے ، کیونکہ دوزخ دراصل ان نقائص کی اصلاح کے لئے ہے جو انسان اس دنیا سے لے کر گیا ، اس کی مثال ایک ہسپتال کی طرح ہے کہ جب تک مریض کو شفا نہیں ہوتی وہ اس میں رہتا ہے ۔ لیکن جب وہ اچھا ہو گیا ۔ تو پھر اس میں اس کی رہائش نہیں ہو سکتی ۔ ایک مدت تک دوزخ میں روحانی بیماریوں کا علاج کرانے کے بعد جب دوزخی شفایاب ہو جائیں گے ، جب وہ اس کمال کو حاصل کر لیں گے ، جس کو اس دنیا میں انہیں حاصل کرنا چاہیئے تھا ۔ اور بہشتی لوگ اسی دنیا میں اسے حاصل کر چکے تھے ، تو پھر انہیں دوزخ سے نکال کر انہی انعامات کا وارث کیا جائے گا ، جو بہشتیوں کے لئے مقدر ہیں ۔ ان کمالات کے بھی مختلف مدارج ہیں ۔ اور انہی مدارج کے لحاظ سے بہشت میں کوئی اصحاب الیمین ہوں گے اور کوئی ان سے بھی بڑھکر مقربین کے مرتبہ پر فائز ہوں گے والسابقون السابقون اولٰئک المقربون ۔ اور آگے بڑھنے والے سب سے آگے ہی ہیں ، وہی مقرب ہیں ۔

یہ سب کے سب لا متناہی ترقیات کے وارث ہیں ۔ ایک نور ان کو دیا جاتا ہے جس سے وہ ترقی کی مختلف منازل کو طے کرتے ہیں ۔ یوم تری المؤمنین والمؤمنات یسعیٰ نورھم بین ایدیھم و بایمانھم ۔ اس دن تو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھے گا ۔ کہ ان کا نور ان کے دائیں اور بائیں چلتا ہے ۔ اور پھر جس وقت ترقی کا ایک مرتبہ وہ طے کر لیتے ہیں ۔ تو اپنے سامنے اس سے بلند تر منازل پاتے ہیں ۔ اور دعا کرتے ہیں ۔ ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا ۔ اے رب ہمارے نور کو کامل کیجئے اور یہ جو درجات کی کمی ہے اس کو دبا دیجئے ۔ اسی طرح سے لا متناہی ترقیات کا سلسلہ وہ طے کرتے جائیں گے ، اور ہمیشہ اسی خوشی اور سرور کی حالت میں رہیں گے ۔

یہ ہے اس دوسری زندگی کا نقشہ جو موت کے بعد ہم پر وارد ہونے والی ہے ، بلکہ قرآن کریم کے نزدیک تو مومن کا بہشت اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے ، وہ کیفیت قلبی اور حظ اور سرور جو بہشت میں انہیں ملنا ہے اس کا ایک حصہ یہاں بھی انہیں عنایت ہوتا ہے ، گو اس کا کامل انکشاف وہیں ہوگا ۔ اور جب وہ وہاں اس عظیم الشان بہشت کے وارث ہوں گے ، تو یہ دنیا کا بہشت بھی انہیں یاد آجائے گا ، کلما رزقوا منھا من ثمرۃ قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل و اتوا بہ متشابھا جنت کی نعما کو حاصل کر کے انہیں خیال آئے گا ۔ کہ اس قسم کی راحت اور سرور انہیں دنیا میں بھی ملتا تھا ، جب وہ اللہ کی یاد میں محو ہوتے ، اور اس کے احکام کو بجا لاتے

اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس بہشت کے حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو یہیں سے تیار کریں تاکہ دوسری دنیا کے دواؤں اور جہنم کے گداز سوز معالجات کا شکار نہ ہونا پڑے ۔ ہے کہ ہم سب اپنے آپ کو نیک اور پاک اعمال بنائیں

بھیجے ہوئے احکام پر عمل کریں، ان لوگوں کو جن کے ذریعہ اس کے پاک احکام ہم تک پہنچے، عزت اور احترام سے یاد کریں۔ اور ان کی صداقت پر ایمان لائیں۔ ہاں اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائیں، اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ کریں، اور یہی دو باتیں اسلام کا اصل الاصول ہیں۔ بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ہاں وہ شخص جو اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا کامل فرمانبردار بنا دے اور وہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرنے والا ہو، اس کے لئے اس کے رب کے ہاں اجر ہے، اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے،

قرآن اور وید

معاصر "پرکاش" نے ہمارے اس بیان کو کہ وید چونکہ ابتدائے آفرینش میں نازل ہوئے، جب دنیا ایک بچہ کی مثال رکھتی تھی اس لئے اس کی تعلیمات نسل انسانی کے موجودہ کمال پر حاوی نہیں ہوسکتیں یہ جواب دیا ہے کہ اس اصول سے قرآن کو بھی آخری کتاب کہنا جائز نہیں اور اگر قرآن میں باوجود آج سے تیرہ سو سال پہلے نازل ہونے کے نسل انسانی کی تمام آئندہ ضروریات کا بھی حل موجود ہے، تو یہی بات ویدوں پر بھی منطبق ہوسکتی ہے،

بظاہر ایک بڑی معقول منطق ہے، لیکن ہمارے معاصر نے اس پر غور نہیں کیا، کہ قرآن کے بعد کم از کم اس تیرہ سو سال میں کسی کتاب کے متعلق یہ دعوے نہیں کیا گیا، کہ وہ خدا کی طرف سے مخلوق الٰہی کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہے، نہ ہی اس وقت تک کوئی ایسی نئی ضرورت پیش آئی ہے، جس کا حل قرآن نے نہ کیا ہو۔ برخلاف اس کے ویدوں کے بعد کئی کتابیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئیں۔ اور خود ویدوں کی تعلیم میں بعض ایسی باتیں ہیں۔ جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے منافی ہیں، ایسا ہی ویدوں نے اس بات کا دعوے کہیں نہیں کیا، کہ وہ تمام زمانوں اور تمام دنیا کے لئے مکتفی ہیں۔

قرآن کے بعد الہام

ہم نے یہ بھی کسی سابقہ اشاعت میں لکھا تھا کہ ویدوں کو ہی آخری الہام ماننے کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صفت تکلم کو عرصہ دراز سے معطل ماننا پڑتا ہے، اور لازم آتا ہے کہ ایک ہی دفعہ خدا تعالےٰ نے کلام کیا، اور اس کے بعد سے چپ ہے۔ اس کا جواب بھی ہمارے معاصر نے یہی دیا ہے، کہ قرآن کو آخری کتاب ماننے سے بھی یہی اعتراض پیدا ہوتا ہے، حالانکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کے بعد بھی اللہ تعالےٰ اپنے پاک بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا رہا ہے، اور اب بھی کرتا ہے، گو وہ شریعت کے رنگ میں نہیں، لیکن آریوں نے مکالمہ و مخاطبہ کو ویدوں تک محدود کر دیا ہے، اور ان ہزارہا راستبازوں کو جو ویدوں کے بعد نسل انسانی کی ہدایت کے لئے آئے جھوٹے اور مفتری قرار دیا ہے۔ جو ایک حق پرست مذہب کا شیوہ نہیں۔

سنگ اسود اور مکہ کے تبرکات

شریف مکہ کی ہزیمت اور ابن سعود کے مکہ پر قابض ہو جانے سے طرح طرح کی افواہیں مسلمانوں میں پھیل رہی ہیں۔ جن سے [illegible] سماجی حضرات کی زبان طعن اور بھی زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے۔ شریف مکہ کا بعض تبرکات کو مکہ سے لے جانا "اسلام پر کیسی چوٹ ہے" کبھی مسلمانوں کو وہ زمانہ یاد دلایا جاتا ہے، جب آج سے ایک صدی پہلے وہابی لوگ سنگ اسود کو کعبہ سے اکھاڑ کر لے گئے تھے اور اس پر لکھا جاتا ہے کہ

"مکہ جس چیز کے نام پر دنیا کے لاکھوں مسلمانوں کو ہر سال کشش کرتا ہے وہ حجر اسود ہی ہے"

اور اس حجر اسود کو بت پرستی کا آلہ قرار دیا جاتا ہے۔ کس قدر غلط بیانی ہے، کہ مکہ کے تبرکات کو اسلام نے کب ایسا ضروری قرار دیا ہے، کہ ان کے جاتے رہنے سے کوئی چوٹ اس پر پڑتی ہے، کیا مسلمان حجر اسود یا ان تبرکات کے لئے مکہ جاتے ہیں؟ یا ایسی بات ہے۔ جس کا علم آج "پرکاش" ہی کی وساطت سے جنتا کو ہوا ہے، حجر اسود کے متعلق حضرت عمرؓ کے الفاظ ہیں جن میں آپ نے صاف طور پر اس کے متعلق فرمایا ہے کہ

"تو اسی طرح کا ایک پتھر ہے جیسے اور پتھر ہوتے ہیں"

باوجود اس کے اس کو بت پرستی کا آلہ قرار دینا [illegible] ہی کی جدت طرازی ہے۔

مکہ جانے کی غرض

یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان مکہ میں، نہ تو حجر اسود کے لئے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی تبرکات وغیرہ دیکھنے بلکہ ان کی غرض اس سب سے پہلے گھر میں جو عبادت الٰہی کیلئے بنایا گیا توحید الٰہی اور انسانی مساوات کا عملی سبق سیکھنا ہے، وہاں جو کچھ ان کے ہونٹوں سے نکلتا ہے، اس میں نہ حجر اسود کا کوئی ذکر ہوتا ہے نہ خانہ کعبہ یا اس کے تبرکات کا۔ تمام ارکان حج میں محض اللہ تعالےٰ ہی کی عبادت کی جاتی ہے تمام دعائیں جو وہاں کی جاتی ہیں۔ اسی سے سب کچھ مانگا جاتا ہے۔ بادشاہ سے لے کر فقیر تک ایک ہی لباس کے اندر خدا تعالےٰ کے آگے سربسجود ہو کر اس بات کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں، کہ محض وہی ایک ہستی ہے، جو عبادت کے لائق ہے، اور اس کے علاوہ کوئی چیز قابل پرستش نہیں۔ یہاں تک کہ نسل انسانی کا بھی جو اشرف المخلوقات کے درجہ پر ہے کوئی بڑے سے بڑا فرد اس قابل نہیں کہ اس کو معبود بنایا جا سکے۔ خدا تعالےٰ کے سامنے ایک بادشاہ اور ایک فقیر سب برابر ہیں۔

کیا یہ نظارہ توحید الٰہی اور نسل انسانی کی وحدت کے سبق کو پختہ کرنے والا ہے یا بت پرستی سکھانے والا؟

ککے زئی

اس نام کا ایک ماہی رسالہ ملک امام خاں صاحب نوشہروی نے سودرہ ضلع گوجرانوالہ سے شائع کیا ہے۔ ککے زئی قوم کے متعلق ضروری خبریں اور اصلاحی مضامین شائع کرتا اس سالہ کی خصوصیت ہے پہلا نمبر ہمارے سامنے ہے اپنے مقاصد کے لحاظ سے بہت عمدہ اگرچہ زبان میں سلاست کی بہت ضرورت ہے ککے زئی مسلمانوں کو اس رسالہ کی معاونت کرنی چاہیئے۔ [illegible]

جلسہ سالانہ کے متعلق
احباب کرام کی خاص توجہ کے قابل

جلسہ سالانہ بہت قریب آگیا ہے۔ اس کی طرف تمام احباب کی توجہ ابھی سے درکار ہے۔ ذیل کے امور کی طرف ہمارے احباب کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔

(۱) جلسہ کے اخراجات کے لئے خاص چندے ہونے چاہئیں۔ جو ۱۵ (پندرہ) دسمبر تک جمع ہو کر لاہور پہنچ جائیں۔

(۲) جو احباب مختلف اجناس فراہم کر سکیں۔ وہ بہت جلد سیکرٹری صاحب کو اس کے متعلق مطلع فرمائیں۔

(۳) جلسہ میں آنے والے احباب کی فہرستیں ہر جماعت کی طرف سے تیار ہو کر لاہور پہنچ جانی چاہئیں، یا کم از کم ہر جماعت کی طرف سے یہ اطلاع آجانی چاہیئے کہ کس قدر اصحاب جلسہ میں شرکت فرمائیں گے، حتی الوسع تمام احمدی احباب کو لانیکی کوشش کرنی چاہیئے، اور اس کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب کو بھی ترغیب دلانی چاہیئے کہ وہ یہاں آکر سلسلہ احمدیہ کے متعلق براہ راست علم حاصل کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ جس کام کی طرف انہیں بلایا جاتا ہے۔ وہ کس قدر ضروری و اہم ہے،

(۴) جو اصحاب جلسہ پر کوئی تقریر کرنا چاہیں۔ وہ مضمون تقریر سے اور جس قدر وقت اس کے لئے درکار ہو اس سے فوراً سیکرٹری صاحب کو مطلع فرماویں،

گوروڈم اور آریہ سماج

آریہ سماج کا دعوے ہے، کہ اس نے "گوروڈم" (کسی ایک شخص کی اندھا دھند تقلید) کی سپرٹ کو ناکام بنایا ہے، اور دوسرے مذاہب خصوصاً اسلام نے گوروڈم کی سپرٹ کو پھیلایا ہے۔ "آریہ گزٹ" کے جدید ایڈیٹر مہاشہ سنام رائے ایم اے نے اپنے پہلے ہی افتتاحیہ میں اس پر یوں خامہ فرسائی کی ہے کہ

"ایک مسلمان یا سکھ کے لئے جب تک کہ وہ اپنے اپنے مذہب کے بانی اور اس کی تعلیم بغیر بدھی کی کسوٹی پر پرکھنے کے اندھا دھند تقلید کر رہا ہے، غلامانہ سپرٹ کا دور کرنا ناممکن ہے، خواہ وہ سرکاری آزاد انسٹی ٹیوشنوں میں سو جنم تعلیم حاصل کرتا رہے گوروڈم کے خلاف سوامی دیانند نے جذبہ پیدا کیا تھا"

اپنے اسی مضمون میں مہاشہ جی یہ بھی لکھتے ہیں کہ

"دھرم کے جس صحیح مفہوم کو سوامی دیانند نے ست شاستروں اور ویدوں کا سہارا لے کر پیش کیا ہے، اگر اس کے مطابق اہل ہند اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں، تو یقینی طور پر ان کا کلیان ہو سکتا ہے"

کیا اس سے بڑھکر گوروڈم کی کوئی مثال مل سکتی ہے۔ کیا سوامی دیانند کی اس قسم کی اندھا دھند تقلید "گوروڈم" کی تعریف میں نہیں آسکتی؟ بالخصوص جبکہ سوامی جی کی بعض باتوں سے آج خود آریہ سماج بھی منحرف ہے، امید ہے "آریہ گزٹ" کے قابل ایڈیٹر اس پر غور فرمائیں گے۔

اسلام اور گوروڈم

اسلام پر یہ محض الزام ہے کہ اس نے اندھا دھند تقلید کے لئے انسان کو مجبور کیا ہے، اور اپنی عقل و فکر سے کام لینے کی اجازت نہیں دی، قرآن کریم نے بار بار انسان کو اپنی عقل سے کام لینے کا حکم دیا ہے اور ہر بات کو معقولی رنگ میں اور مشاہدات قدرت کی نظائر پیش کر کے ثابت کیا ہے، پھر تعجب ہے کہ "گوروڈم" کا ناپاک الزام اس پر عائد کیا جائے۔ ہم سماجی دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ادھر ادھر کی سنی سنائی باتوں کا سہارا لے کر دوسروں پر حملہ آور ہونا ایک حق پرست انسان کا کام نہیں، پہلے اس بات کو ثابت کرنا چاہیئے، کہ اسلام نے اندھا دھند تقلید کا حکم دیا ہے۔ اس کے متعلق کوئی ایک ہی آیت مہاشہ سنام رائے قرآن سے نقل کر دیں، تو ہم اپنے دعوے کو واپس لے لینے کو تیار ہیں۔ ورنہ سوامی دیانند صاحب اور خود ویدوں کی ایسی باتیں ان کے گوش گزار کی جاسکتی ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ "گوروڈم" کا سب سے بڑا حامی اگر دنیا میں کوئی ہے تو [illegible] دھرم ہی ہے،

افکار و اذکار

قادیان کے "ہز ہولی نیس" کا وجود بھی مجموعہ عجائبات ہے، جو بات ہے نرالی جو دل ہے عجیب وغریب، نمود و نمائش پر اگر ہزاروں نہیں بلکہ کروڑ ہا بھی صرف ہو جائیں تو وہ ان کے نزدیک عین ثواب کا کام ہے، مرید بھی انہیں ایسے ہی ملے ہیں جو پیر کی نعش کو خوب پہچانتے ہیں۔ کہیں بندرگاہ پر ایڈریس پیش کیا جاتا ہے کہیں ممبئی سے بٹالہ تک سپیشل ٹرین کا بندوبست کر کے اس کا نام "اسپ حضرت سپیشل" رکھا جاتا ہے، اور مختلف جماعتوں کی طرف سے علیحدہ علیحدہ ایڈریس پیش ہوتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ ان تمام باتوں کو برکات انگلستان سے شمار کریں۔ یا "ہز ہولی نیس" کی اعجازی خصوصیات کا نتیجہ قرار دیں، یہ برکات اس وقت تو نظر نہ آئی تھیں جب اس سے پیشتر "ہز ہولی نیس" مکہ معظمہ کا حج کر کے آئے تھے لا محالہ یہ انگلستان ہی کا فیض ہے، کہ وہاں کے حج پر اس قسم کے نظارے پیش آئے ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے شاعر نے کہا ہے ؎

سدھاریں شیخ جی کعبہ کو ہم انگلستان دیکھیں گے
وہ دیکھیں گھر خدا کا ہم خدا کی شان دیکھیں گے

ایک صاحب جن کو "ہز ہولی نیس" کی مریدی کا شرف حاصل ہے سفر یورپ کی برکات ومعجزات کی تاب نہ لا کر "پیغام صلح" سے مستدعی ہیں کہ

"شیخ یعقوب علی عرفانی مرزا محمود احمد کا سفر نامہ لکھنے کے سامان کر رہا ہے "پیغام" میں پہلے ہی سے کوئی نوٹ بطور بریک کے شائع ہونا چاہیئے، ورنہ وہ سفر نامہ میں معجزوں کا تانتا باندھ دیوے گا۔ اور قوم کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچے گا۔ اس کا طرز تحریر پیر پرستی میں ڈوبا ہوا ہے، ایڈیٹر "پیغام صلح" توجہ کرے، ابھی وقت ہے"

ہم ان بزرگوار کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ تانتا تو اسی وقت سے بندھ چکا ہے، جب "ہز ہولی نیس" نے سفر یورپ کا ارادہ کیا، اسی وقت سے خلافت مآب کی ایک ایک حرکت اور ان کی ایک ایک ادا معجزہ ہے۔ ان کا بیٹھنا ان کا اٹھنا ان کا کھانا اور ان کا پینا سب معجزات ہی تو ہیں۔ یہاں تک کہ جس چارپائی پر وہ سوتے ہیں اس کا نام ہے "چارپائی مبارک" یہ ہم اپنے پاس سے نہیں کہتے "ہز ہولی نیس" کے سفر کی روئیدادوں میں "چارپائی مبارک" کا تذکرہ موجود ہے، اور اب تو معجزات کا بقول شخصے تُرپی پاٹ چکا ہے۔ کہیں خلافت مآب بمبئی سے آتے ہوئے عمداً رستہ میں ٹھیر جاتے، اور پیر کے دن قادیان پہنچتے ہیں۔ تو "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کی پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے، کہیں حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے" پورا ہوتا ہے غرض کس کس معجزہ کا ذکر کیا جائے، اور کہاں کہاں بریک لگائی جائے ؎

سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

اس کا خیال آپ کو اس وقت کرنا چاہیئے تھا۔ جب آپ خلافت مآب کی بیعت میں داخل ہوئے تھے، اس وقت آپ نے ان کی تائید کی۔ اور اب اس کے نتیجہ کو دیکھ کر گھبراتے ہیں۔ بہتر ہوگا اگر اب بھی آپ علانیہ ان کے خلاف آواز اٹھائیں، اور ان کے دوسرے سمجھدار مریدوں کو بھی اپنا ہم آواز بنانے کی کوشش کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے جن دو الہامات کا ہم نے اوپر تذکرہ کیا ہے ان میں سے ایک کی تشریح سننے کے قابل ہے، تریاق القلوب میں حضرت صاحب لکھتے ہیں :-

"عرصہ قریباً ستائیس (۲۷) برس کا گذرا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا، کہ میں ایک وسیع جگہ میں ہوں۔ اور وہاں ایک چبوترہ ہے کہ متوسط انسان کی کمر تک اونچا ہے، اور چبوترہ پر ایک لڑکا بیٹھا ملا جس کی عمر چار پانچ برس کی ہوگی، اور وہ لڑکا نہایت خوبصورت ہے، اور چہرہ اس کا چمکتا ہے، اور اس کے چہرہ پر ایک ایسا نور اور پاکیزگی کا رعب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان نہیں ہے (باقی اسی صفحہ کے کالم تین پر ملاحظہ ہو)

اسلام اور رواداری

اشاعت اسلام کا مختصر حال

(گذشتہ سے پیوستہ)

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبہ بنگال میں حاصل کی اس کی نظیر کسی دوسرے صوبہ میں نہیں ملتی۔ ۱۴۱۴ء میں جتمل کا باپ راجہ کانس مر گیا، تو اس نے راج کے تمام سرداروں کو جمع کیا، اور ان کے سامنے مسلمان ہونے کا مقصد ظاہر کیا، اور کہا کہ ایسی حالت میں اگر تمہیں میری سلطنت کا انحراف ہو، تو میں بہت خوشی سے اپنے چھوٹے بھائی کو راج کا مالک کر دوں گا۔ تمام سرداروں نے متفق ہو کر جواب دیا، کہ ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں ہمارا امور دنیوی میں مذہب اور دین کا کچھ کام نہیں جتمل نے علمائے لکھنوتی کو طلب کر کے مذہب اسلام اختیار کیا، اور اپنا نام جلال الدین رکھا، اس کے زمانہ حکومت میں کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی ساڑھے پانچسو برس کی حکومت میں صرف اس نو مسلم بادشاہ کا عہد ایسا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہندوؤں پر ظلم ہوئے۔ بنگالی نو مسلموں کی اکثریت ایسے شہروں میں نہیں، جو کسی زمانہ میں اسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہا ہے، بلکہ ان کی جس قدر کثرت ہے، وہ دیہات یا ایسے اضلاع میں ہے۔ یہاں مغربی صوبوں کے نو آباد مسلمانوں کا نشان تک نہیں اسی طرح عالمگیر کے عہد میں کشتواڑ صوبہ کشمیر کے راجپوت راجہ نے شاہ فریدالدین کی کرامات مشاہدہ کر کے اسلام قبول کیا اور راجہ کے مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہو گئی،

کشمیر کے سب سے پہلے مسلمان بادشاہ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے، کہ اس نے چودہویں صدی عیسوی میں کسی درویش بلبل شاہ نامی کی ہدایت اور تلقین سے مذہب اسلام اختیار کیا،

غرضکہ ان نیک نیت داعیان ملت اسلامیہ نے جو انسان کے دلوں کے بادشاہ تھے اپنی اخلاقی قوت سے اکثر سلطنتوں کی کایا پلٹ دی، اور اپنا روحانی اور اخلاقی اثر غیر مسلم قوموں پر ایسا چھوڑ گئے کہ صدیاں ہو گئیں، نسلوں پر نسلیں گذرتی جاتی ہیں۔ مگر اب تک موجود ہے ہندوستان میں کسی مشہور بزرگ کا عرس ایسا نہیں ہوتا، کہ مسلمانوں کے ساتھ ہزاروں تعلیم یافتہ ہندو نہایت عقیدت اور اخلاص سے نہ شریک ہوتے ہوں۔ عوام میں تو یہ بزرگ اس قدر مانے جاتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری میں صرف ممالک مغربی و شمالی اودھ میں ۲۳۰۰۳۶۴۳ ہندوؤں نے جو اس صوبہ کی کل ہندو آبادی کے معتد بہ حصہ ہیں۔ اپنا مذہب "پیر پرست" لکھوایا،

فاضل بے نظیر علامہ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتے ہیں۔ "میں ہندو عقلمندوں کی صحبت میں بہت رہا ہوں، میں نے ان کے ہر فرقے اور مذہب کے مسائل معلوم کر کے اس کتاب میں اس غرض سے لکھے ہیں۔ کہ آئندہ کے عقلمند افلاطون و ارسطو اور صوفیوں کے مسائل سے مقابلہ کر کے بلا دخل ریخ تعصب کے یہ معلوم کر سکیں گے، کہ حقیقت کیا چیز ہے، ہندوؤں کی کتابوں میں نہایت بے بہا اعلیٰ ہدایتیں ہیں۔ میں اپنے مضمون کو کیسے ادا کروں، عجب کہ میں کار دنیا میں غرق ہوں، ہندو خدا کو خوش کرنے کی غرض سے اپنی زندگی کو بخوشی دے دیتے ہیں سب لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اور اگر لوگ پتھر یا لکڑی کی مورت یا کسی اور چیز کی تعظیم کرتے ہیں۔ تو اس کو بیوقوف آدمی تو بت پرستی جانتا ہے، مگر میں نے بہت سے عقلمندوں سے معلوم کیا ہے کہ انہوں نے بعض خدا پرستان مقبول بارگاہ کی تصویر کو وسیلہ اپنی دلجمعی کا مقرر کیا ہے، تاکہ ان کا دل دوسری طرف منتشر نہ ہو، اور وہ خدا کی عبادت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اپنی تمام عبادت اور عبادتوں میں اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور اسی کو سب سے برتر سمجھتے ہیں۔ اور برہما کو جس کا ذکر اس کتاب کے شروع میں ہو چکا ہے۔ اپنا خالق اور بشن کو پالنے والا اور قائم رکھنے والا مخلوق کا جانتے ہیں۔ اور رودر کو جنہیں مہادیو اش بھی کہتے ہیں۔ نیست و نابود کرنے والا مانتے ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ خدا نے ان تین پاک مورتوں میں اس طرح جنم لیا ہے، کہ قطعی ناپاک نہ ہوا۔ اور یہ مثال بعینہ ایسی ہے، کہ جس طرح نصاریٰ مسیح کو بزرگی دیتے ہیں۔ اور خدا پرستی اور نفس کشی ان لوگوں میں اس قدر ظاہر ہوتی ہے، کہ اور کسی ولایت میں نہیں ہے،

مولوی عبدالعزیز صاحب لکھنوی مصنف بشارت احمدی اپنی کتاب کے آخر میں مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ ان کو لازم ہے

کہ راجہ "رامچندر" اور کنہیا جی وغیرہ ایسے بزرگوں کو برا کہنے سے توبہ کریں البتہ جو ہندو انہیں خدا سمجھ کر پوجتے ہیں۔ ان کی رسموں یا میلوں اور تماشوں سے لاکھوں کوس بھاگیں۔

یہی نہیں کہ ہمارے مذہبی پیشواؤں اور عالموں نے ہندوؤں کے مذہب کی نسبت اس قسم کے بے تعصبی کے خیالات ظاہر کئے ہوں۔ بلکہ کسی متعصب بادشاہ نے کسی بات پر جوش میں آکر ہندوؤں کے مذہبی فرائض ادا کرنے میں رکاوٹیں پیدا کرنے کا ارادہ کیا، تو انہوں نے نہایت آزادی سے اس کی مخالفت کی۔ اور اگر کسی موقع پر ظالم بادشاہ کے خوف سے جرأت نہ کر سکے، تو اس کے مرنے کے بعد اس کی تلافی پر آمادہ ہو گئے،

بقیہ کالم اول

اور معاً دیکھتے ہی میرے دل میں گذرا کہ وہ فرشتہ ہے، تب میں اس کے نزدیک گیا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو پاکیزگی اور صفائی میں کبھی میں نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ اور وہ نان تازہ بتازہ تھا۔ اور چمک رہا تھا۔ فرشتہ نے وہ نان مجھ کو دیا اور کہا یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد الفضل لکھتا ہے، کہ جب خلافت مآب کا جلوس قادیان میں لنگر خانہ کے پاس سے گذر رہا تھا۔ تو ایک نہایت خوبصورت اور چمکتا ہوا نان طشت میں رکھ کر نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کے صاحبزادہ میاں عباس احمد کی طرف سے جو کمر تک اونچے چبوترہ پر بٹھایا گیا۔ جناب میر محمد اسحاق صاحب نے با چشم پُرنم یہ کہتے ہوئے پیش کیا، کہ "یہ تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے" اس خوبصورت لڑکے کی طرف سے اس وقت اور بہت سوں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے حضور نے وہ نان اٹھا لیا۔ اور اپنے رفقاء سفر میں تقسیم کرا دیا۔ جو پاس تھے انہیں دے دیا گیا، اور باقیوں کے لئے رکھ لیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ہ کیا یہ مسیح موعودؑ کے ساتھ استہزا نہیں؟ اگر یونہی پیشگوئیوں کو پورا کرنا تھا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ خود بھی اس طرح کر سکتے تھے، لیکن آپ جانتے تھے کہ پیشگوئیاں اس طرح پوری نہیں ہوا کرتیں۔ اسی لئے آپ نے اس کشف کا ذکر کرتے ہوئے اسی تریاق القلوب میں ان لوگوں کے حق میں اس کے پورا ہونے کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے درویشی کو اپنے لئے اختیار کر لیا۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جو کوئی شان وشکوہ اور جاہ وحشمت، وہ لوگوں کو نہیں دکھاتے، بلکہ اپنے درویشانہ طریق عمل سے قلوب کو فتح کرتے ہیں۔ اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں۔

قادیانی اور احمدی

کلکتہ کا انگریزی ہمعصر "مسلمان" اپنی ۲۱ نومبر کی اشاعت میں "دی قادیان اینڈ دی احمدیہ سیکٹ" کے عنوان سے رقمطراز ہے کہ "میرزا بشیرالدین محمود احمد میرزا غلام احمد صاحب (قادیان پنجاب) کے صاحبزادے اور قادیانی فریق کے امام ہیں۔ حال ہی میں سفر یورپ سے واپس بمبئی پہنچے ہیں اور اسلام کے ایک بنیادی مسئلہ کے متعلق انہوں نے اپنے مخالفانہ خیال کا اظہار کیا ہے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک برقی پیغام میں ان کو غلطی سے احمدیہ جماعت کا امام قرار دیا گیا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی مشہور مترجم قرآن احمدیہ جماعت کے بہت بڑے رکن بلکہ لیڈر ہیں۔ اور میرزا بشیرالدین قادیانی فریق کے رئیس ہیں۔ موخر الذکر کا عقیدہ ہے کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے اور اسلئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں۔ "اسلامک ریویو" مسجد ووکنگ انگلستان سے شائع ہوتا ہے اس احمدیہ جماعت کا ہے جس کی نمائندگی خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی کرتے ہیں۔ اسکی اگست نمبر کی اشاعت میں ایک مضمون بعنوان What is Islam شائع ہوا ہے رسالہ مذکور نے یہ لکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کا پیغمبر سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ آپ اس مذہب

ارتداد

(گذشتہ سے پیوستہ)

(ماخوذ از بلاغ امرتسر)

اگر کوئی اختیار مرتدین کے بیرحمانہ قتل کے متعلق حکام کو دیا جاتا تو وہ دین اسلام سے منحرف ہوتے ہی قتل کئے جاتے تو ان کے کفر میں ازدیاد نہ ہوتا۔ یہاں تو ثم ازدادوا کفراً فرمایا ہے کہ انہوں نے کفر کو بڑھایا ہے۔ اور کفر کو بڑھانا تب ہی ہوسکتا ہے جب مرتد اپنی زندگی کے دن با اختیار بسر کرے وماتوا وھم کفار انکا اپنی کی حالت میں مرنا اسی امر کا مصداق ہے کہ اگر کسی کو مرتد ہوتے ہی قتل کئے جانے کا کسی حاکم کو اختیار دیا جاتا تو پھر وماتوا وھم کفار نہ کہا جاتا بلکہ یہ کہا جاتا کہ دین اسلام سے پھر گیا۔ اور قتل کیا گیا۔ پس قرآن مجید سے یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مرتد کو حاکم وقت بیرحمی سے قتل کرے۔ اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا۔ جو لوگ اسلام لائے پھر انکار کیا۔ پھر اسلام لائے پھر انکار کیا۔ پھر کفر میں بڑھتے گئے تو خدا نہ تو ان کی مغفرت کرے گا۔ اور نہ ان کو راہ راست ہی دکھائے گا۔

اسلام لانا پھر ترک کرنا۔ پھر اسلام لانا۔ پھر ترک کرنا۔ اور پھر اس میں بڑھتے چلے جانا۔ اور پھر خدا کا انکو عذاب میں مبتلا کرنا جو حاکم مرتدین کی سزا کا اہل بنا ہے۔ اور جو عالم اسے بیرحمانہ قتل بناتے ہیں۔ انہیں غور کرنا چاہئے۔ کہ ایک شخص کے عقائد میں کتنے ہیر پھیر ہیں۔ وہ اپنے ایمان کے تزلزل میں کتنے پہلو بدلتا ہے۔ لیکن اگر کوئی اختیارات قتل کسی حاکم کو دئے ہوتے تو وہ حاکم پہلو بدلنے کا کیسے موقعہ دیتا کہ وہ کفر میں ترقی کرے۔ بجائیکہ وہ عذاب تک جا پہنچے جہاں عذاب الٰہی کی اذیت کی جگہہ ہے۔ اور جو موت کے بعد کا وقت ہے۔ جہاں اس کے لئے توبہ کے دروازہ ہوں گے۔ یالعجب! قرآنی تعلیمات سے آنکھیں بند کرکے بیرحمانہ قتل کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کی تائید غیر قرآن سے کیجاری ہے۔ پارہ ۲۶۔ رکوع ۷ میں ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْھُدَی الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَھُمْ وَاَمْلٰی لَھُمْ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ کَرِھُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ سَنُطِیْعُکُمْ فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارَھُمْ۔ فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰہَ وَکَرِھُوْا رِضْوَانَہٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَھُمْ

بے شک جن لوگوں کو سیدھا رستہ صاف طور پر معلوم ہوا پھر بھی وہ اُلٹے پاؤں پھر گئے۔ شیطان نے ان کو بہتے دئے اور ان کی رسیاں دراز کردیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ لوگ اسکو جو خدا نے اتارا ہے ناپسند کرتے ہیں یہ ان سے کہا کرتے ہیں کہ بعض باتوں میں ہم تمہاری صلاح پر چلیں گے اور اللہ ان کی سرگوشیوں کو جانتا ہے۔ اسوقت ان کی کیسی گت بنی گی جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے اور ان کے مونہوں اور چوتڑوں پر مارتے جاتے ہوں گے۔ اور ان کی یہ حالت اسلئے ہے کہ جو چیز خدا کو بری لگتی ہے یہ اسی پر چلے اور اسکی خوشی نہ چاہی تو خدا نے ان کے عمل ملیامیٹ کردئے

آیۂ مبارکہ بہت ہی صاف اور واضح ہے۔ اس میں مرتدین کا ذکر بالوضاحت کیا گیا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ اس میں بھی سزا کو خدا نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہے۔ ایک انسان اسلام سے منہ پھیرتا ہے۔ دنیا میں ایک وقت تک زندگی بسر ۔ پھر فرشتے اسکی روح قبض کرتے ہیں۔ اس کے چوتڑوں پر مارتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسلئے کہ اسنے خوشنودی چاہی۔ الغرض ہم اس مقدس مکمل اور مفصل میں کہیں بھی خدا کے گنہگاروں کی سزا کے اختیارات ملے ہوئے نہیں پاتے۔

طَآئِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْہَ النَّھَارِ وَاکْفُرُوْٓا اٰخِرَہٗ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ

اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ۔ اپنے لوگوں کو سمجھاتا ہے۔ کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے دن کے پہلے حصہ میں اس پر ایمان لاؤ اور آخری حصہ میں اس سے انکار کردیا کرو۔ شاید اس تدبیر سے مسلمان اس نئے دین سے پھر جائیں۔

خدا تعالےٰ کفار کا یہ ایک منصوبہ اور شرارت بیان فرماتا ہے لیکن اس کے متعلق ان کو سزا دینا نہیں بتاتا کہ ایسے شریروں کو یہ سزا دیا کرو جو یقینی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایمان لاتے اور مرتد ہو جاتے تھے۔ صبح شام کو اگر بطور مجاز لیا جائے تو بہرحال اس سے جلد جلد دوسرے تیسرے یا ہفتہ عشرہ بعد بھی مرتد ہونا قیاس کیا جاسکتا ہے لیکن خدا اس کے لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انہیں سزا دینے کا حکم نہیں دیتا۔

دوسرے پارہ کے گیارہویں رکوع میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ

اور جو تم میں اپنے دین سے برگشتہ ہوگا اور کفر ہی کی حالت میں مرجائیگا تو ایسے لوگوں کو کیا کرایا دنیا اور آخرت میں اکارت جائے گا۔ اور یہی ہیں دوزخی وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اب اس سے زیادہ اور کیا وضاحت ہوگی۔ خدا فرماتا ہے کہ جو تم میں سے دین سے برگشتہ ہوگا۔ اور کفر ہی کی حالت میں مرجائے گا۔ بصورت دیگر یہاں چاہئے تھا سنگسار کیا جائیگا اور مرجائے گا۔ چونکہ یہاں ایسا نہیں فرمایا لہذا ثابت ہے کہ اپنی موت سے کفر ہی کی حالت میں مرجائیگا تو ہم اس کے اعمال ضائع کردیں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے برسراقتدار حکام تم اسے سنگسار کردینا اور اس کے اعمال چھین لینا۔

قرآن مجید میں اس کے متعلق نہایت ہی واضح طور پر مذکور ہے کہ مرتد کو یوم آخرت ہم خود سزا دیں گے۔ اب کیا خدا کی مقدس کتاب کو چھوڑ کر لہو الحدیث کی پیروی کریں ہاں اگر بہت سی احادیث یا کسی ایک حدیث میں بھی انسان کو مرتد کی سزا کا اختیار دیا جائے اور اس حدیث کا ماخذ قرآن مجید ہو تو کسیکو بھی اسکے ماننے سے انکار نہیں ہوسکتا۔ ورنہ ایسی احادیث محض اسلام پر افترا ہیں۔

خدا سے متعلق گناہ ہی خدا معاف کرتا ہے

انسان سے دو قسم کے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہیں جرائم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جو انتظام ملکی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے زنا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ فریب۔ دغا وغیرہ ان کے متعلق خدا نے حکام وقت کو اختیارات عطا فرمائے ہیں اور بعض میں کچھ حد سزا خود بھی مقرر فرمادی ہے۔ دوسری قسم گناہوں کے دین سے تعلق رکھتے ہیں جیسے انکار توحید انکار آخرت۔ انکار ملائکہ۔ رسل و انبیاء علیہم السلام کو منجانب اللہ نہ سمجھنا وغیرہ اس کے بعد احکام الٰہی کی عدم تعمیل۔ جیسے نماز نہ پڑھنا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ روزہ نہ رکھنا۔ حج نہ کرنا وغیرہ۔ ان امور متذکرہ صدر کا تعلق خدا اور بندہ کے مابین ہے۔ ان احکام پر عمل پیرا ہونے سے خدا خوش ہوتا ہے اور جزا دیتا ہے بخلاف اس کے خلاف ورزی سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ اور سزا دیتا ہے۔ گو جرائم سے بھی جن کا ذکر پہلے ہوا خدا ناخوش ہوتا ہے۔ اور مواخذہ کرتا ہے لیکن دنیاوی سزا کا اختیار حکام ہی کو دے رکھا ہے۔ دینی گناہوں کی سزا خود ہی دیتا ہے خدا کے اپنے متعلق گناہوں کی معافی کو بھی اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ تم میرے حضور میں استغفار کرو مجھ ہی سے معافی مانگو۔ میں ہی توبہ قبول کرنے والا ہوں گناہ معاف کرنے والا ہوں۔

دین اسلام سے کسی شخص کا پھر جانا یعنے مرتد ہو جانا کسی انسان کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ مثلاً چوری۔ زنا۔ ڈاکہ فریب وغیرہ سے انسانوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور دینی امور کی نافرمانی سے خدا ناخوش ہوتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ کسی کی تبدیلی خیالات سے ناخوش ہوکر انسان خود خدائی اختیار کو اپنے ہاتھ میں لیکر گنہگار بنے۔ اسلام جیسے بااصول اور دین قیم اور دین الفطرت کو بدنام کرے۔

قرآن مجید کو یا سے بسم اللہ سے شروع کرکے والناس کے سین تک تلاوت کرجاؤ یہی معلوم ہوگا کہ ان گناہوں کے متعلق جو خدا کی نافرمانی میں انسان سے سرزد ہوتے ہیں کسی بشر کو خواہ وہ نبی رسول ہی کیوں نہ ہوں سوائے خدا کے سزا دینے یا معاف کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ جب صورت حال یہ ہے تو بدبخت نما دشمن اسلام کو اگر بدنام نہیں کرتے تو کیا کرتے ہیں۔

سنگساری شعار اسلام سے نہیں بلکہ کفار کی رسوم سے ہے

سنگساری کے مسئلہ کی تحقیق قرآن مجید سے کی گئی تو اس بیرحمانہ قتل کا کہیں پتہ نہیں ملا۔ بلکہ بخلاف اس کے یہ تحقیق ہوا کہ کفار میں یہ رسم قدیم سے چلی آتی ہے۔ چنانچہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم علمی اور عقلی مباحث سے تنگ آگئی اور حق کے مقابلہ میں ان کی کچھ پیش نہ گئی تو حضرت نوح علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہا:۔ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ

اے نوح! اگر تم باز نہ آؤ گے تو ضرور سنگسار کردئے جاؤ گے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بجائے بت پرستی اختیار کرنے کے بُت شکنی پر اُتر آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے کہا:۔

اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ یٰٓاِبْرٰھِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاھْجُرْنِیْ مَلِیًّا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو باز نہیں آئے گا تو ضرور میں تجھ کو سنگسار کردونگا

فرعون نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سنگساری کی دھمکی دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مخاطب کرکے فرمایا

اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ اور اس سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو میں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں وہی مجھ کو پناہ دیگا۔

اسیطرح سورہ یٰسین میں جن مرسلین کی مثال بیان کی گئی ہے اس کے متعلق رسولوں نے جب دعوت الحق کفار کے سامنے پیش کی اور وہ جواب سے عاجز آگئے تو انکو یوں کہا

اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَھُوْا لَنَرْجُمَنَّکُمْ وَلَیَمَسَّنَّکُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ

ہم نے تم کو منحوس پایا۔ اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو ضرور سنگسار کردیں گے۔ اور ضرور تم کو ہم سے سخت تکلیف پہنچیگی۔

یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کے پاس برہان قاطع نہیں رہتی تو وہ لڑائی جھگڑے پر اُتر آتا ہے اور زور بازو دکھاتا ہے

چو حجت نماند جفا جوے را
بہ پیرخاش بر ہم کشد روے را

لیکن صداقت کبھی تنگ ظرفی کا اظہار نہیں کرتی۔ اس کے دلائل برجستہ زور بازو سے زیادہ وقیع ہوتے ہیں۔ قرآن مجید چونکہ دلائل عقلی سے لبریز ہے اسلئے وہ مقاومت جہول کی کبھی دعوت نہیں دیتا۔ برادرانِ اسلام قرآن کو موزوں نہ تھا ایسی سفیہانہ حرکات کفار ہی کو زیبا ہیں۔

جب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقلی مباحث سے کفار مکہ تنگ آگئے۔ تو بالآخر انہوں نے بھی آپ کے قتل ہی کا ارادہ کیا۔ جس کے سبب آپ کو مکہ معظمہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ پس یہ سنگساری۔ قتل۔ آگ میں جلانا۔ ایذا پہنچانا خارج از عقل گروہ کفار کی حرکات مذبوحی ہیں۔ اسلام اس سے پاک و صاف ہے۔

قرآن مجید نے ثابت کیا ہے کہ کفار میں سنگساری کی رسم تھی۔ یہودی اور عیسائی مسلم اقوام سے نہیں۔ ان میں بھی اگر یہ رسم جاری تھی تو انہوں نے باتباع کفار اس رسم کو لیا ہوگا۔ جیسا کہ مسلمان اسکو قرآن سے نہیں لیتے تو اب دیکھنا ہے کہ اسوقت غیر مسلم اقوام باوجود اپنی قدیمی رسم ہونے کے اس جبری اور استبدادی طریق پر کسقدر کاربند ہیں۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس رسم کا دنیا میں کہیں بھی نام و نشان نہیں بلکہ کل مذاہب اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کررہے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ حکومت کا نہ ہونا۔ اس عدم تعمیل کا باعث ہے۔ لیکن عیسائیت کی حکومت موجود ہے۔ اس کے مذہب کے ہزارہا انسان مذہبی تبدیلی کررہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اس رسم پر کاربند نظر نہیں ہوتے۔ ہمیں تو یہی وجہ نظر آتی ہے کہ وہ اسکو فعل شنیع کہتے ہیں اور اس فعل سے بیزار ہیں۔ اگر وہ پسند کرتے تو آج مسلمانوں کے اس فعل پر اظہار نہ کرتے

دا سے برملا کہا ئیکہ وہ اس کو اپنے مذہب کا پسندیدہ فعل خیال کرتے ہیں بجا لیکہ ان کی مقدس کتاب اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیتی۔ بلکہ رواداری کے جملہ مذاہب سے زیادہ تر موید ہے۔ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۔

تبلیغ ایک فطری کام ہے

جناب الٰہی کا پیغمبروں کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے مقرر کرنا ثابت کرتا ہے کہ تبلیغ ایک فطری کام ہے اور بغیر اس کے کام ہی نہیں چلتا۔ اور جب تبلیغ ایک ضروری بات ہے تو پھر تبدیلی خیالات اس تبلیغ کا نتیجہ ہوگا۔ اور جب تبلیغ کا نتیجہ لازمی تبدیلی خیالات ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ساتھ ہی اسکے وہی خدا جو درستی خیالات کے لئے اپنے نبی اور رسول معین فرمائے۔ اس تبدیلی کے ساتھ یہ شاخ بھی لگا دی کہ خیالات کی تبدیلی کرنے والوں کو بیرحمی سے قتل کر دیا کرو اور

ہر چہ بر خود مپسندی بہ دیگراں مپسند

کے خلاف اگر مسلمان ہونے والے کو سنگساری اور قتل سے مستثنےٰ کرو اور اسلام سے دوسرے مذہب میں جانیوالے کو سنگسار کرو تو یہ سوائے نئے انصافی جبری احکام کے اور کیا ہوگا۔ یہ تو محالات سے ہے کہ کل دنیا پر اسلام ہی کی حکومت ہو جائے اور اسلام ہی ہمیشہ ہمیشہ ابد الآباد تک حکمران رہے پس اگر کسی علاقہ میں مسلمانوں کی حکومت ہو اور وہ وہاں اس طرح آئین اور ظالمانہ قانون کو رائج کردیں تو دوسرے علاقہ میں جس مذہب کی حکومت ہوگی وہ مسلمانوں کی تقلید میں مسلمان ہونیوالوں کو بیدریغ تہ تیغ کریگی۔ نتیجہ کیا نکلیگا یہی کہ یا تو تبلیغ کا کام رک جائے گا اور یا قتل عام کا دروازہ کھلا رہیگا اور مسلمانو کو خدا کے اس فرمان تبلیغ کی تعمیل سے دست بردار ہونا پڑیگا وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔ اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیئے جو نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔

اب ذرا غور کرو کہ مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل میں تبلیغ شروع کی اور تبلیغ غیر مذاہب ہی میں ہوگی۔ اب ان میں سے کچھ مسلمان ہوئے۔ انہوں نے بموجب آپ کے قانون کے بیرحمی سے قتل کر دیا۔ بتلایئے یہ خدائی حکم موجب خیر و برکت ہوا۔ یا اس کے خلاف باعث شر و فساد۔ بات یہ ہے کہ قرآن کو مہجور رکھا ہے انسانی آرا کی تابعداری نے عقلوں پر پردے ڈالدئے۔ خدا تو فرماتا ہے کہ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ اور مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہے۔ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ سوال ہوتا ہے کہ یہ حکم قتل مرتد قرآن میں ہے۔ جواب ملتا ہے کہ اگر قرآن میں نہیں نہ ہو فلاں صحابی نے ایسا کیا۔ فلاں بادشاہ نے ایسا کیا۔ لیکن اگر صحابی یا بادشاہ یا مجتہد نے خلاف قرآن کیا ہے تو کیا ہم اس کے پابند ہو سکتے ہیں اور خدا کے اس کہنے پر کہ میرے سوا کسی کو حکم نہیں کیا عمل کر رہے ہیں۔ خدا کی نافرمانی اور بندوں کی کورانہ تقلید۔ یہ کیسا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کھلا مکتوب

ترکی کے مشہور ادیب سلیمان نظیف نے (ترکی) اخبار "وطن" میں ایک مضمون شائع کرایا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے یہ شکایت کی گئی ہے کہ آپ کی امت مسلمانوں پر سخت ترین مظالم ڈھا رہی ہے۔ جیسا کہ انشا پرداز مذکور کی عادت ہے۔ الفاظ میں سختی آگئی۔ اسپر مسیحی اخبارات چراغ پا ہو گئے اور شور و غل کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ اور وزارت عمومی سے مطالبہ کیا کہ سلیمان نظیف پر مقدمہ چلایا جائے۔

ترکی وزارت عمومیہ نے مسیحی اخبارات کے اس احتجاج پر حسب ذیل اعلان کیا۔

"وزارت عمومیہ اس کے متعلق تحقیقات کریگی۔ وزارت کو معلوم ہوا ہے کہ سبیل الرشاد ایک ترکی مذہبی پرچہ نے سلیمان نظیف صاحب کا رد کیا ہے۔ اگر حالات اسکے مقتضی ہوئے تو پھر مقدمہ بھی چلایا جائے گا۔"

عیسائیوں کی اس شکایت کے جواب میں سلیمان نظیف نے ایک آتشی مضمون سپرد قلم کیا ہے جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ:۔ "یورپ کے تمام متعصب لوگ اپنی تحریروں اور تقریروں میں

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس طرح چاہتے ہیں زبان درازی کرتے ہیں لیکن کوئی مغربی حکومت اس میں دخل نہیں دیتی نہ ان مضمون نویسوں اور لیکچراروں سے کوئی باز پرس کی جاتی ہے ایسی حالت میں ترکی حکومت ایک ترکی مضمون نویس کے اس معاملہ میں کیونکر دخل دے سکتی ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ مضمون محض فریاد اور شکوہ کے رنگ میں لکھا ہوا ہو۔"

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ آج ۲۔ دسمبر کو دتیا تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں سے غالباً لائلپور اور واپسی پر شیخوپورہ بھی جائیں گے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب یکم دسمبر کی شام کو بہاولپور تشریف لے گئے۔

انبالہ میں ناظرین کے ڈاکٹر عبد العزیز کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ احباب کرام مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھکر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

پرسارہ ضلع علی گڈھ سے مولوی فیروز الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے گرد و نواح میں طاعون بڑے زور سے پھیل رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔

قادیان میں بھی طاعون کا بہت زور سنا جاتا ہے۔ دعاؤں کی ضرورت ہے۔

قسطنطنیہ سے برادر عمر رضا صاحب حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

"چار سال گذرے مجھے آپ کا ترجمہ قرآن شریف انگریزی ملا تھا جسکو میں نے مقدور بھر اپنے ملک میں شہرت دی۔ اس کے بعد میں نے ٹیچنگ آف اسلام۔ محمد اینڈ کرائسٹ وغیرہ دیکھیں اور ترکی کے مشہور اخبار میں آپ کے خیالات دربارہ مسیح کا اعلان کیا۔ جسکے نتیجہ میں شیخ الاسلام کی طرف سے مجھے قسطنطنیہ کے مذہبی مدرسہ سے برخاست کر دیا گیا۔ میں نے آپکی کتاب احمدیہ موومنٹ بھی پڑھی اور اب جبکہ مجھے دعوت عمل انگریزی پہنچی تو میں نے ترکی اخبارات میں لمبے مضامین شائع کئے میرے بہت سے دوست کہتے ہیں کہ قسطنطنیہ کے ملاں لوگ مجھے احمدی سمجھتے ہیں۔ وہ جو چاہیں مجھے سمجھیں۔ جب تک کہ احمدی برادران ہمارے مذہب کی اشاعت میں لگے رہیں گے میں ان کی کامیابی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہوں گا۔ آپ مجھے اشاعت اسلام کے لئے اپنا لٹریچر بھیجتے رہیں۔ میں انگریزی اچھی طرح نہیں جانتا۔ لیکن ترکی اور عربی اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں ترکی کے ایک اخبار کا اڈیٹر اور مصر کے ایک عربی اخبار کا نائندہ ہوں۔ میں اشاعت اسلام کے لئے قلمی مدد دے سکتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس نیک کام میں نصرت عطا کرے۔"

حضرت امیر کی ایک نئی تصنیف

تاریخ خلافت راشدہ

قارئین کرام یہ سنکر خوش ہوں گے۔ کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک کتاب بنام "تاریخ خلافت راشدہ" حال ہی میں تصنیف فرائی ہے۔ جو چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ اس کتاب میں واقعات کے رنگ میں حضرت ممدوح نے ثابت کیا ہے۔ کہ خلفاء راشدین کا زمانہ بھی دراصل زمانہ نبوی کا ہی نتیجہ ہے، ہر ایک خلیفہ کا زمانہ رسول اللہ صلعم کے ایک خاص خلق کا ظہور تھا، اور خلافت راشدہ کے چار مختلف زمانے مسلمانوں کو چار عظیم الشان سبق دیتے ہیں۔ جو ہر حالت میں ان کے لئے خضر راہ ہیں۔ بہت سے اعتراضات جو غیر مسلم ناواقفیت یا تعصب کی وجہ سے اسلامی فتوحات پر کرتے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے دور ہو جاتے ہیں، کتاب کے ساتھ خلفاء راشدین کے زمانہ کی سلطنت اسلامی کا نقشہ بھی دیا گیا ہے۔

ہمارے احباب کو چاہیئے کہ یہ کتاب خود بھی پڑھیں۔ اور اپنے دوستوں کو بھی دکھائیں۔ دو قسم کے کاغذ پر کتاب چھپوائی گئی ہے۔ قسم اول قیمت ۱۲؎ قسم دوم ۱۰؎

ملنے کا پتہ

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تازہ خبریں

—— لالہ امرناتھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے دو فاریاز وان لالہ پنابس اور گورنگھورا سے کو پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ بصورت عدم ادائے جرمانہ ہر ایک مجرم کو دو دو ہفتہ قید بامشقت بھگتنی پڑیگی۔

—— دہرم بھکشو کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۷ جالندھر میں مقدمہ چل رہا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی صلح ہو جانے کے باعث مقدمہ واپس لے لیا گیا۔

—— ایچ ایچ ٹھاکر صاحب گوندل نے صوبہ مغدہ کے سیلاب زدوں کی اعانت کے لئے ایک ہزار روپیہ دیا۔

—— جناب وائسرائے نے ۱۰ نومبر کو جام نگر کا ٹھیاواڑ میں مسٹر انٹیگو کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔

—— آل انڈیا مسلم لیگ کے کونسل کا آئندہ سالانہ جلسہ کا مقام انعقاد تبدیل نہیں ہوا۔ بلکہ حسب اعلان سابق ۳۰ اور ۳۱ دسمبر کو بمبئی میں منعقد ہوگا۔ مسٹر جناح نے اخبارات میں ایک بیان شائع کیا ہے۔ اس دفعہ لیگ کا اجلاس نہایت اہم ہوگا اسلئے مسلمان رہنماؤں اور نمائندوں کو بہ تعداد کثیر جمع ہونا چاہیئے۔

—— خرطوم سے اطلاع ملی ہے کہ سوڈانی بٹالین کے دو پلاٹونوں نے وہاں کے فوجی ہسپتال پر حملہ کر کے ایک برطانی ڈاکٹر اور دو سوڈانی ڈاکٹروں کو قتل کر دیا۔ برطانی لشکر نے اس بغاوت کا قلع قمع کیا۔ متعدد اشخاص مقتول ہوئے۔ ابھی تک لندن میں صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ بیان کیا گیا ہے جس بٹالین نے اب بغاوت کی تھی یہی اگست کے فسادات کا بھی ذمہ دار تھا۔ ابھی تک لندن کے سرکاری حلقوں میں اس بغاوت کی تصدیق موصول نہیں ہوئی۔ توقع کی جاتی ہے کہ بغاوت محض مقامی حیثیت رکھتی ہے اور مصری شورش پسندوں کے پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے جو سوڈان کی دیسی افواج میں پھیلایا گیا تھا۔

سرکاری اعلان مظہر ہے کہ خرطوم میں صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ صرف گیارہویں سوڈانی رجمنٹ کے دو پلاٹونوں نے بغاوت کی تھی۔ مصری فوج کے ہسپتال کے احاطہ پر گولہ باری کی گئی جو باغی باقی بچے۔ انہوں نے ہتھیار ڈال دئے۔ دو برطانی افسر اور ہ ... زخمی ہوئے۔ لندن کے سیاسی حلقے حالات کو تشویش افزا کہتے ہیں۔ لیکن نازک نہیں بتاتے۔

—— مصر نے ممالک خارجہ کی پارلیمنٹوں کے پاس جو احتجاج روانہ کیا تھا وہ ایوان کی مجلس امور خارجہ کے سامنے پیش ہوا۔ احتجاج مجلس کے اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اور کاغذات میں رکھ لیا گیا۔ کوئی بحث و تمحیص نہیں کی گئی۔

—— مسٹر میکڈانلڈ نے پورٹ ٹلبوٹ میں تقریر کرتے ہوئے سردار سرلی سٹیک کے قتل پر نفرین بھیجی اور کہا کہ وہ جمہور کے بڑے وفادار خادم تھے۔ آپ نے اس خوف کا اظہار کیا کہ ابھی تک مصری معاملہ طے نہیں ہوا۔ آپ نے کہا کہ جس طریقہ سے اس معاملہ کو سنبھالا گیا ہے۔ اس نے برطانیہ عظمیٰ کو دنیا کی آنکھوں میں بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اگر اس خوفناک قتل کے موقعہ پر الٹی میٹم بھیجنے کی بجائے ایسے ذرائع اختیار کئے جاتے تو حکومت مصر

مسلم ہائی سکول کیلئے

مستری کی ضرورت

مسلم ہائی سکول لاہور کی تعمیر کا کام بہت جلد شروع ہونے والا ہے، تعمیر کے کام کی نگرانی کے واسطے ایک تجربہ کار فن تعمیر سے ماہر مستری کی ضرورت ہے، جو اس کام کو دے۔ کیا کوئی احمدی صاحب اپنی خدمات کریں گے۔

خاکسار

ظہور احمد جائنٹ سیکرٹری

تار کا پتہ پیغام صلح لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳

جلد ۱۳ — نمبر ۱۱

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۹-جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۷-دسمبر ۱۹۲۴ء

سالانہ جلسہ

اور احمدی برادران کی خدمت میں التماس

(حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے قلم سے)

سالانہ جلسہ کی تاریخیں ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر مقرر ہوئی ہیں مجھے سب احمدی برادران سے امید ہے کہ وہ اس سالانہ اجتماع میں جو دنیا میں اپنے رنگ کا ایک ہی ہوتا ہے۔ ضرور تشریف لاکر اپنا فرض دینی ادا فرمائیں گے۔ تیرہ صد سال سے جس انسان کے ساتھ اسلام کے پاک دین کی امیدیں وابستہ تھیں۔ وہ آیا، اور خدمت اسلام کے لئے اپنا نمونہ دکھا کر اس متبرک کام کو اپنی جماعت کے سپرد کر گیا۔ اسلام کو غیر مذاہب پر ۔ ۔ غالب کرنے کا کام اور قتل خنزیر اور کسر صلیب کو عملی طور پر بجا لانا اس جماعت کے مقاصد زندگی میں سے اولین مقصد ہے۔ جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نقش قدم پر چلنے کی مدعی ہے،

چونکہ یہ کام بڑا عظیم الشان کام ہے، اس لئے اس میں مشکلات بھی بہت ہیں۔ ایک طرف اسلام کے خلاف اس زمانہ میں مادیت اور دہریت کی آندھیاں زور سے چل رہی ہیں۔ صلیب پرست پادریوں اور مسیحیوں کا ایک جم غفیر اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے امڈا چلا آرہا ہے، ہندوؤں، آریوں کو بھی جرأت ہو گئی ہے، کہ وہ کم از کم ہندوستان سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیں۔ اور بارہ سو سال کے مسلمانوں کی تاریخ کو یہاں دہرا دیں۔

دوسری طرف اندرونی دشمنان اسلام اور اس زمانہ کے علماء سوء ہیں، جو حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرٌ من تحت ادیم السماء بن چکے ہیں اپنے اعمال اور اقوال سے رات دن اسلام کی مخالفت میں سرگرم ہیں، اور اس خادم دین جماعت کو صفحہ ہستی سے نابود کرنا اپنا اولین اسلامی فرض سمجھتے ہیں، پھر خود ہمارے ۔ ۔ ۔ کے لگائے ہوئے باغ کے نونہال نفس پرستی میں مبتلا ہو کر گمراہ ۔ ۔ ۔ کے گڑھے میں مع ایک کثیر حصہ جماعت گر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ شش میں ہیں۔ کہ اس قلیل جماعت کو جو صراط مستقیم ساتھ سے ڈبو دیں۔

سلام اور خدمت اسلام یہیں تک محدود ہو گیا ہے ۔ ۔ ۔ کریں، اور طرح طرح کے حیلوں سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ برادران سے ۔ ۔ ۔

دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگین

سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کین

آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب

میشود بدعت طراز اندر امور دین و آئین

بستر ۔ ۔ ۔ در ذات خیر المرسلین

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اگر ہم اپنی جان کو بچانا چاہتے، اور اسلام کے پاک مذہب کو جو کہ ایک ہی نسخۂ دنیا کی نجات کے لئے ہے۔ کامیاب کرنا چاہتے ہیں تو کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة کے وعدہ الٰہیہ پر ایمان لاتے ہوئے ایک جان ہو کر آگے بڑھیں اور اندرونی اور بیرونی مخالفین کی مقابلہ کرنے والی صفوں کو مردانہ وار چیرتے ہوئے آگے نکل جائیں، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد اپنے منصب اور فرض کی اہمیت کو سمجھے، اور جس طرح ایک دیوار کی کل اینٹیں برابر کا رنگ رکھتی ہیں، ہم سب اسی طرح کی قوت ایمانی پیدا کریں اور بنیان مرصوص بن کر ہر مخالف کو مقابل پر بلائیں، اور جو سامنے آئے اسے قرآن کی تیز دھار تلوار سے عشق محمد صلعم کا جام شہادت پلا دیں لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے، کہ ہم سب آپس میں ایک دوسرے سے بہت دفعہ ملا کریں، اور مل کر اپنے نصب العین کی کامیابی کے لئے تبادلہ خیالات کیا کریں۔ جلسہ سالانہ کا موقعہ ایسا ہے کہ اس میں سب آسانی سے جمع ہو سکتے ہیں، اس لئے ہر ایک بھائی کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنے کاروبار دنیاوی سے جن میں کہ وہ رات دن پھنسے رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو فارغ کر کے ان ایام میں یہاں پہنچنے کی پوری کوشش کریں۔ جماعت میں سے کوئی بھی فرد ایسا باقی نہ رہنا چاہیئے، جو ان تاریخوں پر لاہور نہ آسکے،

میں پھر اس عرضداشت کے ذریعہ سب برادران کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان ایام جلسہ میں یہاں تشریف لاویں۔ اور اپنی انجمن کی مہمانی قبول فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ حسب ارشاد نبوی اب آپ کا یہ فرض ہے کہ میری دعوت کو قبول کریں۔ اور ان تین ایام میں لاہور میں بھائیوں کے ساتھ مل کر روحانی جسمانی غذا سے متمتع ہوں اللہ آپ کو توفیق عطا کرے۔ آمین،

کانفرنس مذاہب انگلستان میں

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر

مارننگ پوسٹ کا بیان

انگلستان کی مذہبی کانفرنس میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا جو لیکچر اسلام پر پڑھا گیا تھا، اس کے متعلق لندن کا مشہور اخبار مارننگ پوسٹ رقمطراز ہے:-

اسلامی تھیوری

پرچہ میں مذہب کے متعلق اسلامی تھیوری کو بیان کیا گیا، اور یہ بتایا گیا، کہ قرآن کریم نے قلب انسانی کی تمام الجھنوں کو دور کر دیا ہے اور ایک ایسا ضابطہ بتا دیا ہے جس پر عمل پیرا ہونا گویا فطرت انسانی کو کام میں لانا ہے، عبادت کے چند طریقوں کو مانتے ہوئے اس حقیقت نفس الامری پر زور دیا، کہ اللہ تعالیٰ کا جاہ و جلال انسان کے روحانی عروج سے ظاہر ہوتا ہے،

اس پرچہ کے اندر ضابطہ کی نیکی اور عملی نیکی میں فرق کیا گیا، ایمان باللہ اور شفقت علی خلق اللہ کو مذہب کی ضروری شرائط میں سے قرار دیا گیا، اور یہ بتایا گیا کہ انسان اس دنیا میں ایک پاکیزہ اور شفاف فطرت اور لامحدود استعداد لے کر آیا ہے، وہ اس زمین پر خلیفۃ اللہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور یہی اس کا نصب العین ہے، قرآن کریم انسان کو حیوانیت سے اٹھا کر روحانیت کی بلند منازل پر فائز المرام کرنے کے لئے آیا ہے،

اسلام کا کام شروع سے آخر تک یہی ہے، کہ انسان کو اوپر اٹھایا جائے، وہ ہر کام پر اثر رکھتا اور ہر شعبہ زندگی پر روشنی ڈالتا ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان یہ ہیں:-

(۱) کلمہ شہادت (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج۔

مذہب اسلام کی پیروی سے عفت، دیانتداری، حلیمی، نرمی، معافی، نیکی، بہادری، سچائی، صبر، ہمدردی اور مہربانی جیسی اخلاقی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

اسلام نے عورت و مرد کی مساوات سے اول الذکر کی حیثیت کو بلند کر دیا ہے، وہ فرماتا ہے کہ عورتوں کا تعلق مردوں سے ایسا ہی ہے جیسے دو توام بھائی۔ سب سے زیادہ قیمتی چیز ایک نیک عورت ہے، علاوہ ازیں حکم دیتا ہے۔ کہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہو بیٹیاں ہیں۔ صنف لطیف کے حقوق بہت مقدس حقوق ہیں۔ قرآن نے یہ بھی فرمایا ہے

کہ اخلاقی اور روحانی ترقی کے اعتبار سے عورت اور مرد یکساں استعدادوں کے مالک ہیں، اور یکساں نتائج کے مستحق، خانگی اخلاق کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے، کہ کامل ترین مسلمان وہ ہے۔ جو اپنے خاندان میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ سب سے زیادہ نیک سلوک کرتا ہے۔ وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا طلاق ہے۔ ایک مسلمان کے لئے واجب نہیں کہ اپنی بیوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ نمبر ۱۱

ہندو سنگھٹن اور مسلمان

ساری دنیا کو آریہ بنانے کی کوشش

ہندو لیڈروں کی متفقہ آواز اور مسلمانوں کا فرض

آریہ سماج لاہور اور پنجاب سناتن دھرم سمیلن کے جلسے جو امسال ماہ نومبر کے آخر میں لاہور اور راولپنڈی میں منعقد ہوئے اس لحاظ سے خاص خصوصیت رکھتے ہیں۔ کہ ان میں دو باتوں پر بالخصوص زور دیا گیا، اور ہندو قوم کی زندگی کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ

(۱) ان کا سنگھٹن کیا جائے،

(۲) اچھوت اقوام کو ساتھ ملایا جائے، اور شدھی کا سلسلہ جاری رکھا جائے،

ان ہر دو امور کی تائید میں تمام آریہ سماجی اور غیر سماجی ہندو لیڈروں نے متفقہ آواز بلند کی، اور انہیں صاف طور پر ہندوؤں کی زندگی و موت کے سوالات قرار دیا،

کہا جاتا ہے کہ سناتن دھرم میں ذات پات اور چھوت چھات کا استیاز ایسا ہی ضروری ہے، جیسے دیگر ضروریات مذہب، لیکن اس وقت مسلمانوں کے مقابل ہندوؤں کو مضبوط کرنے اور ترقی کی اعلےٰ منازل پر پہنچانے کے لئے انہیں بھی سوائے اس کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ ان ہر دو امور کی کامیابی کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کریں، پنجاب سناتن دھرم سمیلن میں صدر استقبالیہ کمیٹی نے سناتن دھرمی ہندوؤں کو باہمی اتحاد کی تعلیم دیتے ہوئے صاف طور پر کہا، کہ "آپ کو سوچنا چاہیئے، کہ اس بکھری ہوئی قوم کا سنگھٹن کیونکر کیا جاسکے؟ ہمارے اندر ایک اور بڑا نقص آگیا ہے کہ ہم نے اپنی ہندو جاتی میں سے اچھوت بھائیوں کے ساتھ جو پہلے کار آمد تھے، شاستروں کے خلاف نفرت کا سلوک کرنا شروع کردیا،"

پنڈت مدن موہن مالوی نے جو در اصل "ہندو سنگھٹن" کے بانی مبانی ہیں، اسی جلسہ میں آپ نے اس عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے کہ

"سناتن دھرم ایسا اعلےٰ دھرم ہے کہ جس سے اچھا دھرم نہیں ملتا،"

اس بات کی ضرورت ظاہر کی کہ

"ایسے اعلےٰ اور اتم دھرم کی تبلیغ کے لئے کوشش کریں"

یہی نہیں۔ پنڈت جی نے ملتان، سہارنپور، گلبرگہ وغیرہ مقامات کا ذکر کرتے ہوئے ہندوؤں کو یہ کہکر اشتعال دلانے کی کوشش کی کہ "آپ طاقتور تعداد میں زیادہ ہیں، لیکن پھر بھی آپ مار کھاتے ہیں اور مندر تڑواتے ہیں"

اور عیسائیوں اور مسلمانوں کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کی کہ

"سب دھرم والے اپنی اپنی جگہ پر مستعد ہو جائیں تاکہ تکلیف کا مقابلہ کیا جائے، آپ سنگھٹن کریں سبھائیں بنائیں سناتن دھرم سبھاؤں کے ممبر بنیں اپنی آمد کا دسواں حصہ اس میں دیں، کتھا میر کریں اور پرچار کریں تاکہ تقسیم کریں۔ اور آپس کے اختلافات کو دور کریں،"

یہ بھی انہوں نے فرمایا کہ

"آپ کو دس ہزار اپدیشکوں کی ضرورت ہے تاکہ وہ ہر گاؤں اور محلہ میں دھرم اپدیش دے سکیں۔ اس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے، اسے آپ کو پورا کرنا چاہیئے"

مالوی جی کے بعد سوامی شردھانند کا درجہ ہے، انہوں نے آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر سنگھٹن کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "سنگھٹن نہ ہونے سے ہندو قوم دن بدن گھٹ رہی ہے"

یہ بھی فرمایا کہ

"میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سارے کا سارا اسلام تلوار سے نہیں پھیلا، بلکہ خود ہماری اپنی کمزوریوں سے ہمارے بہت سے بھائی ہم سے علیحدہ ہو کر اسلام میں چلے گئے کیونکہ ہم جن کو نیچ جاتیاں خیال کرتے تھے، اسلام نے ان کو عزت سے قبول کیا، جن بیواؤں کی شادیاں کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ وہ اسلام قبول کر کے اولاد پیدا کرتی ہیں۔ اگر یہی حالت رہی۔ اور اسی طرح ہندو دھرم دن بدن کم ہوتا رہا تو ۲۴۴ سال کے بعد ہندو دھرم کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا"

سوامی صاحب کا یہ بیان ان سماجی حضرات کے پڑھنے کے قابل ہے، جو ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کے ایک کثیر حصہ کو اورنگ زیب کی تلوار کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ خود ان کے مذہب کا نقص ہے، اور اسلام کے عالمگیر اصولوں کی مدد تھی کہ کثیر التعداد ہندوؤں کو ترقی اور عزت حاصل کرنے کے لئے برضا و رغبت اسلام قبول کرنا پڑا،

بہرحال سوامی شردھانند نے ہندوؤں کو ابھارنے اور اسلام کے بالمقابل اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے جہاں تک ممکن تھا زور دیا، لیکن سوامی صاحب تو پھر بھی آریہ سماجی ہیں۔ اور اس قسم کی تحریکات سے ان کا ہمیشہ کا تعلق رہا ہے، ہمیں آریہ سماج کے اس جلسہ میں ان لوگوں کی آواز بھی سنائی دیتی ہے، جو قومیت متحدہ کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر ہندو مسلم اتحاد کو، ہندوؤں اور مسلمانوں کی نجات کا واحد ذریعہ قرار دیتے ہیں، جو آریہ سماج یا ہندو قوم کی خاطر نہیں، بلکہ کل ہندوستان کے لئے قید کی مصائب کو برداشت کر چکے ہیں۔ لالہ دنی چند وکیل انبالہ لالہ روشن لال بیرسٹر اور بعض دوسرے اصحاب نے متفقہ طور پر آریہ سماجی مقاصد کو ہندو قوم کی نجات کا واحد ذریعہ قرار دیا، لالہ دنی چند نے فرمایا کہ

"اگر اس وقت ملک میں ہندو جاتی کا بھلا چاہنے والا کوئی ہے۔ تو وہ آریہ سماج ہے۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ سب قومیں اس کی مدد کریں"

لالہ روشن لال نے اچھوت ادھار اور ویدک دھرم پرچار پر زور دیتے ہوئے کہا کہ

"اگر ہم ساری دنیا کو آریہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں تو ہماری تمام تکالیف کا چشم زدن میں خاتمہ ہو جائے"

دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ ایم اے پنجاب کے ہندوؤں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں "پرکاش" کے رشی نمبر میں سنگھٹن کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ

"ہندو سنگھٹن کے دیگر وسائل آزمائے جا چکے، اور ناکام ہوئے، اگر ہندو جاتی کا سنگھٹن ہو سکتا ہے تو صرف آریہ سماج کے ذریعہ"

"پرتاپ" اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"گو دنیا میں ویدک دھرم اور آریہ مذہب کو پھیلانا آریہ سنگھٹن کا نصب العین ہے۔ لیکن اس وقت کی فوری ضرورت یہ ہے کہ تمام ہندو آریہ سماج کے گرد جمع ہو جائیں"

ان تمام آراء اور خیالات سے ظاہر ہے کہ

(۱) تمام ہندو لیڈر خواہ وہ سماجی ہیں یا غیر سماجی۔ موالاتی ہیں یا تارک موالات۔ سوراجی ہیں یا غیر سوراجی ہندو سنگھٹن کے لئے مضطرب اور بے قرار ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد وہ وقت آئے، جب تمام ہندو ایک دیوار آہنی کی طرح اسلام کے بالمقابل کھڑے ہو جائیں،

(۲) ہندو سنگھٹن سے مراد آریہ سنگھٹن ہے، یعنے تمام ہندوؤں کو آریہ سماج کے گرد جمع کرنا، ممکن ہے عام سناتن دھرمی ہندوؤں کا یہ خیال نہ ہو۔ لیکن راجہ نریندر ناتھ۔ لالہ دنی چند۔ لالہ روشن لال اور بعض دیگر ہندوؤں کا یہی خیال ہے، ایسا ہی مالوی جی اور پنجاب سناتن دھرم سمیلن کے صدر استقبالیہ کمیٹی نے سنگھٹن کے لئے تبلیغ مذہب اور اچھوت ادھار کی ضرورت کو ظاہر کر کے آریہ سماجی اصولوں کو تسلیم کر لیا ہے،

(۳) ہندو سنگھٹن کا نصب العین محض ہندو قوم کو مضبوط کرنا ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں ویدک دھرم کی اشاعت کرنا ہے یا یوں کہیئے کہ شدھی کے جال کو سنگھٹن کے نام سے پھیلانا ہے،

یہ ان لوگوں کے خیالات ہیں جن کی کتب مقدسہ اس بات کی سخت ترین مخالف ہیں۔ کہ انہیں کسی اور قوم کے سامنے پیش کیا جائے، یا کسی دوسرے مذہب کے آدمی کو ہندو دھرم میں داخل کیا جائے، باوجود اس کے آج انہیں ہندو قوم کی زندگی اسی میں نظر آتی ہے، کہ وہ اس کی تعداد کو بڑھائیں، اس کے مذہب یا ان اصولوں کو جو اسلام کی دیکھا دیکھی ہندو مذہب کے نام سے وضع کر لئے گئے ہیں۔ دنیا میں پھیلائیں۔ اور دوسروں کو اپنے ساتھ ملائیں۔ مسلمانوں کا اس کے بالمقابل کیا حال ہے؟ کیا وہ بھی اشاعت اسلام کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ کم از کم دوسروں کو دیکھکر بھی انسان بہت سے سبق سیکھ لیتا ہے، اور یہ تو وہ فرض ہے، جس کو قرآن کریم نے ہر مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد قرار دیا ہے، اور پھر اسلام کے اصول ایسے ہیں کہ اگر ان کے لئے ذرا سی بھی کوشش کی جائے، تو بہت جلد دنیا کو منوائے جاسکتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے کہاں تک اس فرض کو پورا کیا، اور کہاں تک پورا کرنے کے لئے تیار ہیں؟ افسوس ہے کہ اس کا جواب ان کے پاس کچھ نہیں۔

آج سے نصف صدی پہلے خدا کا ایک مامور ان میں آیا۔ اس نے انہیں بار بار اس طرف بلایا۔ اور چاہا کہ وہ اسلام کے لئے اٹھیں اور اسے دنیا میں پھیلانا اپنا شعار بنائیں، کہ اسی میں ان کی تمام کامیابیوں کی کلید ہے، غیر قوموں نے اس اصول کو سمجھا اور اس پر عمل بھی کرنا شروع کر دیا۔ لیکن مسلمان ہیں کہ اس خیر خواہ امت کو کافر و فاسق قرار دے کر اور اس رستہ کو چھوڑ کر خود اپنی ناکامی میں کوشاں ہیں، آج ہندو سنگھٹن کے بالمقابل "تنظیم" کی آواز اسلامی حلقوں سے اٹھتی ہے، اور اسے بہرحال ماننا ہو گا کہ وہ قوم جس سے دوسرے لوگ "تنظیم" کا سبق سیکھتے تھے، جو سنگھٹنیوں کی متبع ہونے کے بجائے ان کی مقتدا [illegible] ہی۔ آج خود اسے دوسروں سے سبق سیکھنا پڑتا ہے، بیرونی دنیا کی [illegible] لاح تو ایک طرف خود اپنی ہی اندرونی اصلاح کی اسے ضرورت پیش آتی ہے، اور اس میں بھی سو سو دقتیں حائل ہیں، باہمی تکفیر اور تفرقہ پردازی نے مسلمانوں کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ وہ اتحاد اور "تنظیم" کو بھی باعث ہلاکت خیال کرتے ہیں۔

ایک طرف یہ حالت ہے۔ اور دوسری طرف وہ مسلمان بزرگ ہیں جن کی لیڈری ہندو مسلم اتحاد یا سوراج کے شاندار خواب دیکھنے ہی سے چمکتی ہے، بجائے اس کے کہ وہ ہندو لیڈروں کے ان خیالات کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ اور جس طرح سے ہندو قوم سنگھٹن کو سوراج یا ہندو مسلم اتحاد کے لئے ناگزیر سمجھتی ہے وہ بھی مسلمانوں کی اندرونی اصلاح میں کوشاں ہوں۔ اور ایسے وسائل اختیار کریں، جو ان کی طاقت و قوت کو بڑھانے والے ہوں۔ انہیں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے جلسوں ہی سے فرصت نہیں، اور بعض فرضی ریزولیوشنوں سے وہ مطمئن ہو بیٹھتے ہیں۔

ہم حامیان "تنظیم" اور دوسرے تمام بزرگوں کی خدمت میں عرض کریں گے، کہ اسلام کے لئے یہ نہایت نازک وقت ہے، ایک طرف عیسائی اپنے پورے ساز و سامان سے اسلام پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار ہیں، اور دوسری طرف ہندو قوم نہ صرف [illegible] سے ہی بلکہ اگر ممکن ہو تو اشدھی اور سنگھٹن کو جبر و تعد[illegible] مسلمانوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنا یا نیست و [illegible] ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں ان سے فساد اور لڑائی شر[illegible] بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ان میں اسلام کی تبلیغ کا کام [illegible] اسی کو اپنا مطمح نظر بنانا ضروری ہے، خلافت اور [illegible] مقاصد کو سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ بعد کی باتیں ہیں

بلحاظ تعداد مضبوط نہ ہوں۔ جب تک آپ اسلام کے پاک اصولوں [illegible] اور عیسائیوں کے سامنے رکھ کر اس پاک مذہب کی صداقت کو نہ منوائیں، اور اس طرح سے اسلام کی قوت کو ترقی نہ دیں اس وقت تک خلافت، اور کانگریس کے مقاصد میں کامیاب ہونا چنداں فائدہ مند نہیں ہو سکتا، اس وقت آپ کے سامنے اچھوت اقوام کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، جس پر تمام ہندو قوم کی قوت کا انحصار ہے حالانکہ ہندوؤں سے وہ بالکل الگ پڑی ہوئی ہے، کیا آپ کا فرض نہیں کہ ان کو اپنے ساتھ ملائیں، اور اس طرح مسلمانوں کی قوت و طاقت کو زیادہ مضبوط کریں۔ تاکہ وہ برادران وطن کے دوش بدوش کھڑے ہونے کے قابل ہوں؟ اور سوراج وغیرہ کے ملنے پر قلت تعداد کی وجہ سے ٹھکرا نہ دیئے جائیں۔ کیا یہ ضروری نہیں، کہ آپ مسلمانوں کی علمی اخلاقی اور روحانی ترقی میں کوشاں ہوں۔ انہیں اسلام کے پاک اصولوں سے واقف کریں۔ اور غیر مذاہب کی کمزوریاں بتائیں۔ تاکہ وہ دوسروں کے حملوں کی تاب لا سکیں، اور ارتداد کا فتنہ جو آریہ اور عیسائی کھڑا کرنا چاہتے ہیں کبھی پیدا ہی نہ ہو؟

خوب یاد رکھو یہی ایک راہ ہے، جس سے آپ اسلام اور مسلمانوں کو دنیا میں کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اس کے بغیر جو بھی راہ اختیار کی جائے گی یا کی جا رہی ہے، وہ اس منزل مقصود تک پہنچنے والی نہیں جس کو مسلمانوں کی کامیابی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہی وہ راہ ہے جس کی آج سے تیرہ سو سال پیشتر محمد رسول اللہ صلعم نے اپنے پیروؤں کو تلقین کی، اور جب تک وہ اس پر گامزن رہے کامیابی اور عزت و عظمت کے وارث بنے رہے، جس وقت اسے چھوڑ کر گئے، مجدد وقت نے پھر اس طرف رہنمائی کی ہے۔ اور جب تک وہ اس کی آواز کو سنکر اس کا ساتھ نہ دیں گے۔ آریوں کی سنگھٹن کے بالمقابل تبلیغ اسلام کے لئے کھڑے نہ ہوں گے اس وقت تک کامیابی محال ہے۔

بہائی مذہب اور اخبار "تنظیم"

معاصر "تنظیم" نے اپنی ۵ دسمبر [illegible] کی اشاعت میں "قادیانیوں اور بہائیوں کا جھگڑا" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے جس میں مرزا علی [illegible] باب کو "شہیدان صادق" میں سے قرار دیتے ہوئے اور قرۃ العین کو "بہ صفت موصوف طاہرہ" کے نام سے یاد کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ

"ہمارے دل میں ان شہیدوں کی سچی عزت اور محبت ہے۔"

اس کے ساتھ ہی اس بات پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ "آج ان کے نام لیوا ہندوستان میں اس جھگڑے میں الجھ گئے ہیں۔ کہ آیا براہین احمدیہ کا مصنف مسعود اوریان تھا یا ایقان کا مصنف" اور پھر اس بحث کے سوقیانہ رنگ اختیار کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

"قادیانیوں کو تو ہم کچھ نہیں کہتے۔ کیونکہ ان سے ہمیں چنداں امید نہیں ہے کہ ہماری بات کو سنیں۔ ہاں اپنے محترم اور فاضل دوست مولانا حشمت اللہ صاحب بی اے سے بزور استدعا کریں گے، کہ وہ اس بحث کو قطعاً بند کر دیں۔ کیونکہ جب ہم لوگوں کو اس بحث سے صدمہ پہنچ رہا ہے، تو بابی مشن کے شہیدان صادق کی روحوں کو اس سے کس قدر رنج پہنچ رہا ہوگا۔"

ان الفاظ کو پڑھکر ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہی۔ کیا ایک شخص جو حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین (آخری نبی) اور قرآن کریم کو خاتم الکتب (آخری کتاب) مانتا ہو۔ ان لوگوں کو "شہیدان صادق" تصور کر سکتا ہے؟ نہ صرف رسالت محمدیہ کے زمانہ کو گذرا ہوا سمجھتے، اور آپ کے بعد دوسری نبوتوں [illegible] ہیں۔ بلکہ قرآن کو بھی منسوخ قرار دیتے، اور ایک اور شریعت [illegible] کے قائم مقام سمجھتے ہیں؟ مرزا علی محمد باب [illegible] جو کچھ کیا۔ اس کو ہم پرلے درجہ کی سفاکی یقین [illegible] کی بنا پر کسی شخص کو بھی قتل کرنا ہمارے [illegible] ت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آیا مرزا [illegible] "شہیدان صادق" تھے؟ اور ان کے [illegible] مسلمان کے دل میں ان کی "سچی عزت" [illegible] قادیانی احمدی بھی دروازہ نبوت کو کھلا [illegible]

صلعم کے بعد کھلا مانتے ہیں۔ لیکن جہاں تک شریعت اسلام کا تعلق ہے [illegible] اس کو اپنی بدستا جائز نہیں سمجھتے، اور اسی کی تعلیم و تلقین غیر مسلموں میں کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے اہل بہا شریعت اسلامی کے پیرو نہیں۔ اس لئے اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ بہائیوں اور محمودیوں میں سے بحث کو سوقیانہ رنگ دینے کا ذمہ دار کون ہے، جہاں تک ہر دو کے معتقدات کا تعلق ہے۔ موخر الذکر ہمارے قریب تر ہیں۔ پھر حیرت ہے کہ محترم ڈاکٹر کچلو اور مولانا محمد عبداللہ صاحب منہاس جیسے غیور مسلمانوں نے اس بات کو کیونکر گوارا کیا، کہ ایک مسلمان فرقہ کے بالمقابل ایسے لوگوں کی تائید کی جائے، اور انہیں معتقدات کے لحاظ سے "صادق" کہا جائے۔ جو قرآن کو چھوڑ کر کسی اور شریعت کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا محترم معاصر اس غلط فہمی کا جو اس نوٹ سے پیدا ہوتی ہے، فوراً ازالہ کر دے گا، قادیانی احمدیوں کے بعض معتقدات کے ہم خود شدید ترین مخالف ہیں۔ لیکن اس کی وجہ سے بہائی مذہب سے موافقت کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی نے کہا ہے

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

حق برزبان جاری

سوامی شردھانند اسلام کے خطرناک دشمنوں میں سے ہیں تاہم اس پاک مذہب کے اندر بہت سی ایسی باتیں موجود ہیں۔ جو خطرناک سے خطرناک دشمنوں کو بھی اعتراف حق پر مجبور کر دیتی ہیں۔ اپنے ایک مقالہ میں سوامی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب میں قرآن شریف و حضرت محمد علیہ السلام نے جو کچھ کام کیا۔ وہ نہایت درست اور ضروری تھا۔ اور عرب میں جو کچھ جان ڈالی گئی۔ اور مسلمانوں کو سپین۔ ہندوستان اور افریقہ تک جس نے پہنچایا۔ اور مسلمانوں میں جس نے اتفاق کی بنیاد ڈالی وہ سب قرآن شریف و حضرت محمد صاحب کا کام تھا۔"

باوجود ان سب باتوں کے قرآن شریف اور آنحضرت صلعم کی تکذیب اور تخریب کے درپے رہنا سوامی صاحب جیسے دشمنان حق ہی کا کام ہے، کیا جو شخص کروڑہا انسانوں کو گرداب ضلالت سے نکال کر راہ ہدایت پر لے آئے، اور نسل انسانی کے ایک وسیع حصہ پر اس کا ایسا ہی نیک اثر پایا جاتا ہو جس کے سوامی صاحب بھی قائل ہیں۔ اس کو نعوذ باللہ کاذب اور صراط مستقیم سے منحرف قرار دیا جا سکتا ہے؟ کاش ان لوگوں کو انصاف سے ذرا بھی مس ہو۔

خلافت کمیٹی اور مسلم لیگ

آغا محمد صفدر ان نیک دل مسلمانوں میں سے ہیں۔ جو مسلمانوں کی تمام مختلف جماعتوں کو ایک دوسری کا ممد و معاون دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس بات کو پسند نہیں کرتے، کہ وہ ایک دوسرے کو گرانے کے درپے رہیں۔ اپنے ایک تازہ مضمون میں آغا صاحب نے خلافت کمیٹی اور مسلم لیگ کے مقاصد اور کاموں کا مقابلہ کرتے ہوئے اس حقیقت نفس الامری کا اظہار کیا ہے کہ ان دونوں جماعتوں کی اپنی اپنی جگہ اشد ضرورت ہے، اور ان میں سے کسی ایک کو بھی بے جا نکتہ چینی کے ذریعہ سے گرانے کی کوشش نہیں ہونی چاہیئے، فرماتے ہیں کہ

"خلافت کمیٹی کا مخصوص کام دنیائے اسلام کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا ہو، اور مسلم لیگ کا مخصوص کام ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا ہو۔ جہاں تک مسلمانوں کی اندرونی خرابیوں کو دور کرنا اور ان کی قومی تنظیم کی ضرورت ہے، دونوں جماعتیں متفق ہیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو دونوں جماعتوں کو مل کر یہ کام کرنا چاہیئے، خلافت کے کارکن اس کام میں حصہ لے رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ لیگ والے ان کے ممد و معاون بنیں۔ اور ان کے ہم آواز ہو کر یہ قومی خدمت سرانجام دیں۔"

لیکن ان ہر دو قومی مجالس کے علاوہ ایک تیسری مجلس بھی گذشتہ پانچ سال سے قائم ہے، جو علما کے برگزیدہ طبقہ سے متعلق ہے۔ یعنی "جمعیت العلمائے ہند" تعجب ہے۔ کہ آغا صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا، نہ اس کے گذشتہ پانچ سالہ کام کی تفصیل بتائی، نہ آئندہ [illegible]

باقی صفحہ [illegible]

ولایتی [illegible]

تجربہ اور ایمان

"ایمان لاؤ اور تجربہ کرو" یہ مسیحیت کا جواب ہے، ان لوگوں کو جو مسیحی اصولوں کو علم و عقل کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتے ہیں۔ اسی قسم کا جواب انگلستان کے کسی پادری نے وہاں کے اخبار "فری تھنکر" کو دیا ہے جس کے جواب میں اخبار مذکور رقمطراز ہے کہ "اگر تجربہ حاصل کرنے کے لئے ایمان لانا ضروری ہے۔ تو اس ایمان کو تجربہ پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا ایک مسیحی اس وجہ سے ایمان نہیں لاتا کہ اسے مسیحیت کی صداقت کا تجربہ حاصل ہو چکا ہے، بلکہ تجربہ کا اصل باعث اس کا ایمان لانا ہے!" اخبار مذکور کے نزدیک کسی چیز پر ایمان یا اعتقاد بعض تجارب کا موجب ہو سکتا ہے لیکن علم و عقل کے رو سے اس ایمان کی صداقت جب تک ثابت نہ ہو وہ قابل اعتنا نہیں۔ اور نہ ان تجارب کو صحیح کہا جا سکتا ہے یعنی فی الحقیقت صحیح ہے۔ اور اسی لئے قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر جو سب سے بڑی ذمہ مسیحیت پر ہاری وہ یہی تھی کہ ما لھم بہ من علم ان یقولون الا کذبا۔ ان کے پاس الوہیت مسیح کی علمی دلیل کوئی نہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں سراسر کذب پر مبنی ہے۔

اسلام اور مسیحیت

لیکن اسلام کی اپنی پوزیشن اس سے بالکل مختلف ہے۔ اس کی تمام باتیں جن پر مذہب کی بنا ہے، علم و عقل کے عین مطابق ہیں۔ "فری تھنکر" نے مسیحی پادری کے جواب میں تجربہ اور ایمان پر بحث کرتے ہوئے اسلام پر بھی حملہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ

"ایک مسلمان کو اس کا ایمان یہ یقین دلا سکتا ہے۔ کہ اس کے پیغمبر صلعم، کو جبرئیل فرشتہ سے مکالمہ کا شرف حاصل تھا۔"

لیکن جبرئیل یا اللہ تعالے سے آنحضرت صلعم کا مکالمہ کوئی ایسی بات نہیں جو خلاف علم ہو، ایک دہریہ کو بھی اللہ تعالے بعض وقت خواب کے اندر ایسی ایسی باتیں دکھا دیتا ہے۔ جو بظاہر محال عقلیہ میں سے نظر آتی ہیں۔ بعض وقت آئندہ کے متعلق بھی کوئی نہ کوئی بات خواب میں بتا دی جاتی ہے، جو پوری ہو کر رہتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ کوئی نہ کوئی ایسی ہستی ضرور ہے۔ جو آئندہ کا علم رکھتی ہے اور جب چاہے کسی انسان کو اس کا پتہ بھی دے سکتی اور دیتی ہے [illegible] اس شخص سے جو اس کا قرب حاصل کرے، اس کا مکالمہ و مخاطبہ کیونکر بعید از عقل یا خلاف تجربہ ہو سکتا ہے، اسلام کے اصولوں کی صداقت کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ پہلے اس پر ایمان ہی لایا جا سکے، بلکہ ایسے شواہد اور تجارب موجود ہیں۔ جو ان کی صداقت پر دلائل قاطعہ کا کام دیتے ہیں۔

بیماریوں کا روحانی علاج

بعض لوگوں نے انگلستان میں جسمانی بیماریوں کا روحانی طریق پر علاج کرنے کا ڈھنگ اختیار کر رکھا ہے، جس کو وہ مسیحی سائنس کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ہندوستان کے پادری صاحبان جہلا پر اثر ڈالنے کے لئے بعض وقت ایسی باتوں کو مسیحیت کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

"چرچ ٹائمز" نے جو انگلستان کا مشہور مسیحی اخبار ہے، اور کلیسا کے متعلق ہر قسم کی معلومات فراہم کرنا اور لوگوں کو اس کی طرف بلانا اس کا اصل مقصد ہے، ایسا طریق اختیار کرنے والوں کی اصل حقیقت کو ان الفاظ میں منکشف کیا ہے۔ کہ

"ایک روحانی علاج کرنے والے کو کسی ساز و سامان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تجارتی رنگ میں جسمانی طریق پر علاج کرنے والوں کی طرح ان کے ہاں کوئی لیبارٹریاں نہیں ہوتیں، نہ کوئی [illegible] یا ڈائرکٹروں کے بورڈ ہوتے ہیں۔ اشتہارات پر اسے ایک کوڑی خرچ نہیں کرنی پڑتی۔ پادری لوگوں کا موجودہ طریق عمل اور عام اخبارات ان کی شہرت کے لئے کافی ہیں [illegible] کی جہالت۔ ان کے مصائب اور عامہ اعتباری کی وجہ سے وہ خوب روپیہ کما سکتا ہے۔"

یہ فقرات اپنی تشریح آپ ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ محققین کلیسا کے نزدیک بھی روحانی طریق علاج صرف روپیہ کمانے

اعتبار اس بارہ
ہیئت کی صداقت کے
دنیا ہے،

علوم وفنون
یورپ نے مسلمانوں سے کیا سیکھا

یوں تو دنیا کی تاریخ کے متعدد شواہد اس امر کا قطعی ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ کہ یورپ جو آج تمدن کے انتہائی منازل طے کر چکا ہے اور اقوام عالم کو تہذیب اور ہیئت کے لحاظ سے اپنے مقابلہ میں تہی دست اور مفلس خیال کرتا ہے، ایک زمانے میں خود نادار و قلاش تھا اور اس کی موجودہ علمی ذہنی برتری کا حقیقی چشمہ اسلام اور دواعی اسلام ہے قرون آخرہ کے علمی کارناموں کا استقراء ہمیں بتاتا ہے، کہ بعض ناحق شناس یورپین مؤلفوں نے کئی ایک امور فلاسفۂ اسلام کی دماغی کاوشوں پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے لیکن جہاں اس قسم کی متعدد ہستیاں اس سرزمین پر گذر چکی ہیں۔ وہاں ان نفوس عادقہ کی بھی کمی نہیں، جو اپنے معلمین کے حقوق سے کسی حالت میں اغماض روا نہیں رکھتے، نہایت صاف و صحیح الفاظ میں اپنے اساتذہ کا ذکر خیر اپنی مصنفات و مولفات میں نمایاں ترین الفاظ میں کرتے ہیں۔ اور اس حقیقت کیشانہ اعتراف میں قطعاً کسی قسم کا ننگ و عار محسوس نہیں کرتے چنانچہ جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب "اپالوجی فار دی محمد اینڈ قرآن" میں لکھتا ہے:-

"وہ ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچتی ہے، کہ جن لوگوں نے فلسفہ اور علوم وفنون کو سب سے پہلے زندہ کیا۔ جو ازمنہ ماضیہ و حال کے مابین بطور ایک سلسلے کے بیان کئے گئے ہیں۔ وہ ملا شبہ ایشیا اور اندلس کے مسلمان تھے، جو خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ کے عہد میں توطن پذیر تھے، وہ علم جو ایشیا سے یورپ میں پہنچا، اس کی وہاں دوبارہ ترویج مذہب اسلام کی دانش پناہی سے ہوئی۔ یہ امر کسی دلیل و برہان کا محتاج نہیں۔ کہ اہل عرب میں چھ سو برس کے قریب سے علوم وفنون کی گرم بازاری تھی، جبکہ یورپ کے طول و عرض میں سر تا سر وحشت اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ اور ہر قسم کے علوم وفنون تقریباً نیست و نابود ہو چکے تھے،

علاوہ ازیں راستبازی اور انصاف اس بات کے تسلیم کرنے پر بھی مجبور کرتا ہے۔ کہ تمام انواع علوم مثلاً طبعیات، ہیئت، فلسفہ ریاضی، جو دوسری صدی میں یورپ کے اندر جاری ہوئے۔ ابتداءً علمائے عرب ہی سے حاصل کئے گئے تھے، اندلس کے مسلمان فلسفہ مغرب کے موجد اور معلم تسلیم کئے جاتے ہیں۔

یہی انصاف دوست مصنف آگے چل کر قمطراز ہے:-

"اہل یورپ کو یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے، کہ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرووں کے جو زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے درمیان بطور سلسلے کے ذریعہ ارتباط ہیں۔ اس لحاظ سے بھی رہین منت ہیں کہ مغربی تاریکی کے طویل زمانے میں انہیں کی علم پرور اور معارف نواز کوششوں سے علمائے یونان کی بہت سی کتابیں اشاعت پذیر ہوئیں"

چیمبرز انسائیکلو پیڈیا کے اوراق میں مذہب اسلام کے متعلق بھی ایک محققانہ مقالہ لکھا ہے۔ جس میں حقیقت اندیش مقالہ نگار لکھتا ہے:-

"ہم اس بات پر کیا تعجب نہیں کر سکتے، کہ اسلام نے تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے کیا کیا لیکن اگر راست گوئی سے کام لیا جائے۔ تو یورپ کے اندر علوم وفنون کی ترقی میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا، مسلمان بالعموم نویں، دسویں سے تیرھویں صدی تک یورپ کی تیرہ قسمت توحش پرور آبادی کے لئے روشن ضمیر رہنما قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ خاندان عباسیہ کے علم دوست خلفاء کے تابناک دور کو یونانی خیالات اور یونانی تہذیب کے چمن زار کی از سر نو سرسبزی کے لحاظ سے موسم بہار کہا جا سکتا ہے، قدیم علم ادب بغیر کسی قسم کے آثار و علائم کے ہمیشہ کے لئے مفقود ہو جاتا، اگر مسلمان اسے اپنے مدارس و مکاتب کے شفیق آغوش میں پناہ نہ دیتے، فلسفہ قدرتی چیزوں کی تاریخ۔ جغرافیہ۔ علم الآثار۔ صرف۔ نحو، علم کلام اور فن شعر وغیرہ بہت سی چیزوں کا وجود مسلمانوں کا شرمندۂ احسان ہے، جن میں

اکثر اس وقت تک متداول و متعارف رہیں گی، جب تک انسانی نسلیں ذوق درس و تدریس سے بہرہ مند ہیں۔

فرانس کے مشہور فلاسفر موسیو لی بان کے حوالہ سے علامہ سید علی بلگرامی "تمدن عرب" میں لکھتے ہیں:-

نامور محققین کی تحقیقات اس امر کا قطعی طور پر فیصلہ دیتی ہے، کہ وہ مسلمان ہی تھے، جن کی بدولت دنیا نے اپنا قدم جہالت کی اس تیرہ و تار غار سے باہر نکالا، مسلمانوں ہی نے علوم کا وہ چراغ جلایا جس کو پیشوایان نصرانیت گل کر چکے تھے، مسلمانوں ہی کے فیض سے علوم جدیدہ کے ستارے آج اپنے پورے اوج پر درخشاں نظر آ رہے ہیں"

اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں، کہ تحصیل علوم کی دو ہی صورتیں ہیں:-

(۱) درس گاہوں اور مکتبوں میں باقاعدہ طور پر زانوئے ادب تہ کرنا۔

(۲) صحیفہ فطرت کے مطالعہ سے استفادہ کرنا،

کتب بینی معلومات میں اضافہ کرنے کا بہترین اور سہل ترین ذریعہ ہے، کیونکہ اس کے وسیلے سے انسان کو ہزار ہا سال کے واقعات۔ حالات اور تجارب بلا مشقت و تکلیف حاصل ہو جاتے ہیں یہی ذریعہ تھا جس نے علمائے اسلام کے علمی فیوض سے بہرہ اندوز کیا،

آہ کبھی وہ زمانہ تھا کہ مسلمان علوم وفنون کے بہترین معلم تھے۔ لیکن آج وہ وقت ہے، کہ اگر عرصہ عالم میں کوئی جاہل ترین قوم دیکھنی ہو تو مسلمانوں کو دیکھ لو۔ صدق اللہ تعالےٰ جلشانہٗ۔ تلک الایام نداولھا بین الناس۔

وہی یورپ جو تقریباً دو صدیاں پہلے قرون مظلمہ میں سخت وحشی اور جاہل تھا، آج علم اور تمدن کے ذروہ بلند پر متمکن ہے، اور مسلمان جو کبھی علوم وفنون کے فلک الافلاک پر آفتاب و مہتاب کی طرح چمک رہے تھے، آج جہالت اور نادانی کے اسفل السافلین میں گرے ہوئے ہیں ؎

چہ بد افتادگی باشد چنیں ناگاہ افتادن
ز اوج ماہ گردوں در حضیض چاہ افتادن

دکیل

زندہ مذہب
اسلام اور ویدک دھرم

پوشیدہ نہ رہے کہ جس معنی میں کسی مذہب یا اس کی کتاب کو زندہ کہہ سکتے ہیں۔ ان معنوں کے لحاظ سے قرآن شریف سب سے بڑھ کر زندہ موجود ہے۔ موت کو ملوم نہیں۔ اس میں کمزوری کے نشان بھی کسی زمانہ میں نہیں پائے گئے۔ اسکی برکات ہر وقت اور ہر زمانہ میں زندہ مشاہدہ کی جا رہی ہیں دوست اور دشمن سب دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت کوئی براعظم اس زندہ مذہب سے خالی نہیں جس میں اس کے نام لیوا اور پیرووں کی تعداد ہزاروں لاکھوں سے نکلکر کروڑوں تک نہ ہو صبح و شام پانچوں وقت دنیا کے تختہ پر اسکی تلاوت ہوتی ہے لاکھوں کروڑوں اسکے حافظ موجود۔ سمندر۔ پہاڑ۔ ریگستان ہر جگہ میں اسکے پیرو موجود مٹی کے ذروں کی مانند پھیلے ہوئے ہیں گویا دنیا کا ہر کونہ اس کے زندہ ہونے کا شاہد ہے۔ اس کے مقابلہ میں ویدک دھرم پر غور کر کے دیکھئے آپ اسے زندہ مذہب نہ کہہ سکینگے۔

ہم نہیں چاہتے کہ کوئی بات لکھدیں اور اس کی دلیل نہ ہو۔ کسی دھرم یا پستک کو کن معنوں میں زندہ کہا جا سکتا ہے جتنا کسی کتاب کا رواج ہوتا ہے اتنا ہی وہ مذہب زندہ کہلائے جانے کا مستحق ہوتا ہے۔ قرآن اور اسلام زندہ اسلئے ہے کہ اسکے نام لیوا اسکے ماننے والے اسکو اپنے سینوں میں حفاظت سے رکھنے والے تمام اقوام اور مذاہبوں سے بڑھتے ہوئے ہیں۔ اور ترقی کے میدان میں قدم مارتے چلے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ اشاعت مذہب کے لئے مسلمانوں کا کوئی خاص مشن نہیں مگر مسلمان ہیں کہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کے مقابلہ پر وید اور ویدک دھرم پر غور کرو۔ وید نہ صرف غیر مروج ہو چکا بلکہ اس کا علم اسکی زبان کبھی عرصہ دراز سے معدوم ہو چکی ہے۔ ماسوا کے ماننے والے

جلسہ سالانہ کے متعلق
احباب کرام کی خاص توجہ کے قابل

جلسہ سالانہ بہت قریب آگیا ہے۔ اس کی طرف تمام احباب کی توجہ ابھی سے درکار ہے۔ ذیل کے امور کی طرف ہمارے احباب کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے،

(۱) جلسہ کے اخراجات کے لئے خاص چندے ہونے چاہئیں۔ جو پندرہ (۱۵) دسمبر تک جمع ہو کر لاہور پہنچ جائیں۔

(۲) جو احباب مختلف اجناس فراہم کر سکیں۔ وہ بہت جلد سیکرٹری صاحب کو اس کے متعلق مطلع فرمائیں۔

(۳) جلسہ میں آنے والے احباب کی فہرستیں ہر جماعت کی طرف سے تیار ہو کر لاہور پہنچ جانی چاہئیں یا کم از کم ہر جماعت کی طرف سے یہ اطلاع آجانی چاہیئے، کہ کس قدر اصحاب جلسہ میں شرکت فرمائیں گے حتی الوسع تمام احمدی احباب کو لانے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور اس کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب کو بھی ترغیب دلانی چاہیئے کہ وہ یہاں آکر سلسلہ احمدیہ کے متعلق براہ راست کامل واقفیت حاصل کریں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ جس کام کی طرف انہیں بلایا جاتا ہے۔ وہ کس قدر ضروری ہے

(۴) جو اصحاب جلسہ پر کوئی تقریر کرنا چاہیں۔ وہ مضمون تقریر سے (جس کے لئے وقت درکار ہو) اس سے فوراً سیکرٹری صاحب کو مطلع فرماویں۔

اور اس کے بولنے والے سب صفحۂ دنیا سے مرکھپ گئے۔ وہ دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک نہیں ہوئے بلکہ دوستوں نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ بیرونی شہادتوں کو چھوڑ کر ہم ویدوں اور ویدک دھرم کی نئے رواج پر اندرونی شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ ناظرین ذرا غور سے ملاحظہ کریں:-

نہال سنگھ دیانندی مترجم رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا دیباچہ صا و صہ۱۲ میں لکھتا ہے "جو زمانہ آجکل عموماً ویدوں کی پیدائش کا خیال کیا جاتا ہے۔ وہ در اصل ویدوں کے رواج بند ہونے کا زمانہ ہے۔ مہابھارت کے بعد جب سے ویدوں کا رواج بند ہوا تب سے اب تک برابر نیا پر آفتیں نازل ہو رہی ہیں۔ پھر سوامی دیانند اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش صہ۴۳ سملاس ۱۱ میں لکھا ہے پانچ ہزار برس سے پہلے سوائے ویدک دھرم کے کوئی اور مذہب نہ تھا۔ مہابھارت کا جنگ عظیم ویدوں کے رواج کی عدم موجودگی کے باعث ہوا۔ ان کی اشاعت کے بند ہو جانے کے باعث جہالت کی تاریکی زمین پر چھا گئی۔ اسقدر مدت سے نہیں بلکہ اس رواج کے بند ہونے کا آغاز اس سے پہلے بھی لکھا ہے۔ اس بگاڑ کی بنا جنگ مہابھارت سے ایک ہزار سال پہلے قائم ہوئی تھی۔ ستیارتھ پرکاش صہ۳۵۹

جب بہت سے بڑے بڑے عالم۔ راجہ مہاراجہ۔ رشی جنگ مہابھارت میں مارے گئے اور بہت سے مر گئے۔ تب علم و ویدوکت دھرم کا پرچار دور ہونے لگا۔ جب برہمن علم سے بے بہرہ ہوئے تب چھتری، ویش اور شودروں کے بے علم ہونے میں کیا باقی رہا۔ قدیم سے وید وغیرہ شاستروں کا با معنی پڑھنے کا رواج تھا وہ بھی چھوٹ گیا۔ صرف روزگار کی خاطر پاٹھ (یعنی طوطے کی طرح پڑھنا) برہمن لوگ پڑھتے رہے (ستیارتھ صہ۳۵۵) اور پھر بلا سمجھے وید پڑھنے والے کی مثال آپ چارپائے بردوکتا بلند دی بھومکا صہ۱۵۱) سے دیتے ہیں۔ لیکن "اب یہ سوز رہے اس ملک پر ویدوں کو نیست کرنے والے جین لوگ مسلط ہوئے "آریہ ورت میں اسطرح تین سو برس تک جینیوں کا رواج رہا لوگ ویدوں کے اصل مطلب وغیرہ سمجھنے سے محروم ہو گئے یہ قریباً اڑھائی ہزار برس کی بات ہے۔ انہوں نے ویدوں کے پڑھنے پڑھانے یگیوپویت اور برہمچریہ وغیرہ کے ورتوں کے رواج کو بھی اڑا دیا۔ جہاں ملے وید وغیرہ کتب مقدسہ پائیں تلف کر دیں۔ آریوں پر بھی بہت سا ظلم کیا۔ اور ان کو ایذا پہنچانی جب وہ خوف اور شرم اٹھاتے تو اپنے مذہب کے پیرو گرہستھیوں اور سادھوؤں کی عزت اور وید کے راستہ پر چلنے والوں کی بے عزتی کرنے لگے تعصب سے سزائیں دینے لگے۔ ستیارتھ صفحہ ۳۶۶ و ۳۶۷)

ان حوالوں سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ ان تین سو سالوں میں جینیوں نے ویدوں اور دیگر کتب مقدسہ کو نابود کر دیا تھا مگر نہ معلوم اس دو ارب سال کی مدت میں ایسے کتنے کتنے انقلاب آچکے ہیں جنکی دیانندیوں کو کچھ خبر نہیں۔ حیرت ہے کہ یہ کیوں لکھدیا کہ وید دنیا کی شروع سے اب تک برابر قائم ہے۔ ان میں سر مو فرق نہیں آنے پایا۔ بھومکا صہ

پھر بھومکا کا مترجم یہاں لکھتا ہے کہ یہاں کے لوگ تقریباً پانچہزار برس کے عرصہ سے ویدوں کے رواج بند ہو جانے کے باعث اپنے قدیم دھرم کو اسقدر بھول گئے ہیں کہ اب وہ انہیں اوپرا معلوم ہوتا ہے۔ اسے سن یا دیکھ کر نہ صرف طبیعت نفرت کرتی ہے بلکہ اس کا اصلی اور سچی حیثیت میں پیش کرنے والا دشمن نظر آتا ہے۔ جب سوامی جی جیسے سچے مہرشی نے ۵ ہزار برس کے بعد پھر ویدوں کے اصلی سدھانتوں کو پھیلانا شروع کیا۔ انہیں وہ سچائیاں ایسی بری معلوم ہونے لگیں کہ وہ اس کی روشنی کو روکنے کے لئے پردے تاننے اور دروازے بند کرنے لگے۔ دیکھو بھومکا صہ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ویدک دھرم ہرگز زندہ مذہب نہیں شاید کوئی مہاشہ صاحب بول اٹھیں کہ تم سنسکرت زبان کو مردہ کیوں کہتے ہو حالانکہ زبان سنسکرت کے عالم تو اس وقت بھی ہند میں موجود ہیں گو تھوڑے ہی سہی۔ اور پہلے بھی موجود رہے ہیں تو اس کا جواب ہم اپنے الفاظ میں دینے کی بجائے دیانندیوں کے الفاظ میں دینا پسند کرتے ہیں۔ سنئے "سنسکرت کو سمجھنے کے لئے تمام عمر اس کے مطالعہ میں صرف کرنے کی ضرورت ہے۔ دیکھو بھومکا صہ۱۲ و صہ۱۳)

"یورپ کے فرضی سنسکرت دان عالموں (صہ۱۱) کا ذکر کیا ہے دیانندیوں کا گرو ویدک سنسکرت کے مسلمہ استادوں کی شان میں لکھتا ہے کہ راون، اوٹ، سائن، مہی دہر وغیرہ جس قدر ویدوں کے خلاف تفسیریں کی گئیں۔ اور نیز جو انگلستان و جرمنی کے رہنے والوں اور دیگر اہل یورپ نے انہیں کے مطابق اپنے اپنے ملک کی زبان میں کچھ کچھ ترجمہ کیا ہے۔ اور نیز جو بعض آریہ ورت کے لوگوں نے انہیں سے ملتے جلتے پراکرت، ہندی وغیرہ زبانوں میں ترجمے کئے یا اب کرتے ہیں وہ سب غلطیوں سے پُر اور اصل سے دور ہیں بھومکا صہ

حضرت مسیح موعود کا ایک کشف

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے عزیز فضل الٰہی پسر جناب بابو منظور الٰہی صاحب کا ایک خط شائع کیا تھا۔ جو انہوں نے کسی مخالف کو اس کے اشتہار کے جواب میں لکھا۔ اس خط کے جواب میں ایک لمبا چوڑا خط عزیز موصوف کو موصول ہوا جس کا جواب الجواب جو انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب منشی صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ

خط آپ کا ملا۔ میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ صحیح تھا۔ چنانچہ اسکی تصدیق آپ کا خط کر رہا ہے کہ تعصب اور ضد نے آپ کو اندھا کر دیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کتاب البریہ اور آئینہ کمالات اسلام والا مضمون حضرت مرزا صاحب کا کشف تھا۔ اگر آپ نیک نیت ہوتے تو بازار سے ایک خواب نامہ لیکر کشف کی تعبیر دیکھتے۔

جس جگہ اس کشف کا اندراج ہے اسی جگہ اس [illegible] بھی بحوالہ صحیح بخاری موجود ہے۔ آپ کا پہلا فرض یہ تھا کہ آپ میرے جواب پر جرح کرتے۔ لیکن افسوس کہ آپ نے محض تسلط کے باعث میرے جواب کی جانب توجہ نہیں کی اور ناواقف لوگوں کو اس اعتراض سے دھوکے میں ڈالنا چاہا جو کسی حالت میں کسی حق جو کے سامنے پیش نہیں ہو سکتا۔ [illegible] تمام اہل اسلام کے مسلمات میں سے ہے اس پر اعتراض کرنا اس شخص کا کام ہے جس کا حق سے کوئی واسطہ نہ ہو کیا تمام اہل اسلام عموماً اور صوفیائے کرام خصوصاً فنا فی اللہ کے قائل نہیں کیا منصور نے اس مقام کا دعویٰ نہیں کیا تھا جس کے باعث شوریدہ پشت علماء نے حسداً و بغضاً اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ حالانکہ منصور مرحوم کا یہ دعویٰ فی الحقیقت بمقابلہ ادیان باطلہ کے باعث اظہار رفعت و عظمت شان اسلام تھا لیکن کوتہ اندیشوں نے اور کچھ سمجھ لیا۔ اگر آپ اپنے ایمان کی کچھ سلامتی چاہتے ہیں تو ایسے خشک اعتراضات سے مجتنب رہیں۔ اہل اللہ پر نکتہ چینی کرنا سم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ اسلام میں اس قسم کے متعدد انسان پیدا ہوتے ہیں جنہوں نے اس قسم کے دعوے کئے ہیں۔ اور انکی اس قسم کی تحریرات ان کی کمال ولایت کے اثبات میں بطور شہادت پیش کی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ ذیل میں میں ایک مسلّم الثبوت اہل اللہ کے مقالات آپ کی تسلی کے لئے نقل کرتا ہوں۔

حضرت ولی اللہ صاحب دہلوی فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں

رأیتنی فی المنام قائم الزمان اعنی بذالک ان اللہ تعالیٰ اذا اراد شیئاً من نظام الخیر جعلنی کجارحۃ لاتمام مرادہ۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قائم الزمان ہوں۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا نظام خیر سے ارادہ کرتا ہے تو مجھ سے اپنی مراد کے اتمام کے لئے اعضاء کے مانند کام لیتا ہے

اگر ایسے کشف شیطانی ہوتے ہیں تو مسلمان بزرگ غلطی پر تھے۔ جنہوں نے ان کی نیک تعبیر کی یہی ایک امر اس کتاب کی حقیقت کھولنے کے لئے کافی ہے کہ کشف کی بنا پر کسی بزرگ کی طرف دعویٰ الوہیت منسوب کرتے ہیں۔ اور خدا سے نہیں ڈرتے آپ کو دعویٰ کے معنی ہی نہیں آتے تو آپ کی کتاب کسی سمجھدار کے خطاب کے لائق ہے! ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ کسی کلمہ گو کو کافر کہا ہے۔ جو لوگ تو ہم مرد وزن ان کی طرف ایسے دعوے منسوب کرتے ہیں وہ انہیں لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت صاحب سے پہلے بزرگان دین کی نسبت کفر و فسق کے فتوے دئے اور ان کو تکلیفیں دیں کسی ایک بزرگ اسلام کا نام لیں جسے آپ جیسے [illegible]

ملانوں نے اذیت نہ دی ہو اور اسپر فتویٰ نہ لگایا ہو۔ بلکہ تمام بزرگان دین جھوٹے تھے اور کتابی ملاں سچے۔ اگر کسی غلط پیرو کے لکھنے سے کسی بزرگ پر یہ الزام آتا ہے تو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ نے بھی خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہوگا جبھی تو ساری عیسائی ان کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتی ہے۔ آپ بھی ان کے ساتھ ملجائیں۔ یہ آپ کی قرا عدلی ہے کہ حقیقۃ النبوۃ یاد آگئی ہے۔ لیکن النبوۃ فی الاسلام رد تکفیر اہل قبلہ اعزی بنی وغیرہ وغیرہ کتابیں بھول گئیں۔ جب آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی کتابیں اور دلائل ہی نہیں پڑھے تو اشتہار اور کتابیں ان سے خطاب کس بات پر۔ جب آپ نے نبوت ماننے والوں اور ان کی تردید کرنے والوں کے دلائل خود وزن کر کے نہیں دیکھے تو آپ کی اس یکطرفہ کارروائی کو کون عقلمند صحیح کہہ سکتا ہے۔ کتاب کا فائدہ تب ہوتا جبکہ حقیقت النبوت کی طرح پر آپ ہمارے دلائل توڑ دیتے۔ جب آپ نے ایک فضول کھیل مچایا اور یکطرفہ کارروائی کی ہے تو اعتراضات سے کیوں گھبراتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو ہم آپ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ یہ بات جو آپ نے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ اس فرقہ میں سینکڑوں عالم ہیں۔ اور سب سے بڑا یہ عقیدہ ہے کہ مسلمان صرف اسی کی جماعت ہیں۔ اس کو تو آپ نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا ہے۔ آپ نے تو کام کی بات لکھی ہی نہیں اور یوں ہی مجھے ٹال دیا ہے۔ آپ نے اپنے اشتہار میں لکھا تھا۔ کہ میری کتاب کے آگے مرزائیوں کا بھوت بھاگتا بلکہ بھاگتا ہی نظر آ رہا ہے۔ پھر آگے ایک ہزار روپیہ کا انعام بھی رکھ دیا۔ کوئی کام سوچ سمجھ کر کرنا تھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ تم ابھی طالب علم ہو۔ گھر کی کتابیں دیکھی نہیں اعتراضات کا مادہ پہلے ہی پیدا ہو گیا ہے۔ میرے سوالات کے جوابات تو آپ دے سکے نہیں تو خیر نہیں آپ نے کس بنا پر انعام رکھا ہے۔ اگر ایسے کوئی اور بڑا آدمی سوالات کرے تو آپ تو اسے جواب دینے سے بھی قاصر رہ جائینگے۔ آپ اعتراضات سے تو بہت بھاگتے ہیں اور اگر آپ نیک نیت ہوتے تو یہ کبھی بھی نہ لکھتے (اخباروں میں سوالات وغیرہ شائع کرانا اور اعتراضات کا کام سردست ملتوی رکھیں) میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اپنی عقل سے کام لینگے اور ناویلات باطلہ پر ضد نہیں کرینگے۔ والسلام

(راقم فضل الٰہی متعلم جماعت ششم ہائی)

ارتداد

(۳)

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

عیاذاً باللہ اگر تھوڑی دیر کے لئے احکام قرآنی کی طرف سے توجہ ہٹالیں اور ان فتویٰ کفر کو (خدانہ کرے) صحیح مانتے ہوئے شخص مرتد بزعم علماء کو زمین میں کمر تک گاڑ دیں لیکن وہ شخص استقلال اور پامردی سے اپنے مسلم ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہوا مسلمانوں کے اس بڑے مجمع کے سامنے مفتیوں کی موجودگی میں بآواز بلند اقرار کرے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو ایسی حالت میں کہ علماء اور جملہ مسلمین کے کان ان کلمات طیبہ کو ان کے کان سے سنیں اور ان کا علمی سرمایہ ان کی آنکھوں کے سامنے کتب فقہی کا یہ مشہور فقرہ پیش کرے "جس شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو اسے کافر نہیں کہنا چاہیے۔" اور قرآن پاک کا یہ صادق حکم پیش نظر آ جائے کہ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

اور جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں تو کیا تعصب، ضد، ہٹ دھرمی اور خودسری اور حکومت کے استبداد و ناجائز حمایت کے غرور، عجب و نخوت کے سوا کوئی اور وجہ بھی ہے کہ قرآن مجید سے انحراف کیا جائے۔ اپنے مسلمہ اصول فقہی کو خیرباد کہی جائے اور علماء ہی کی طرف سے ایک بیکس نے یارو مددگار انسان کمزور اور زمین گاڑے ہوئے مگر دل کے پکے ایمان کے مضبوط استقلال سے معمور شیدائی پر جس کی زبان اور دل [illegible]

خدا [illegible]

کے مصمم ارادہ پر سنگ در درست دیکھتا ہوا بھی اظہار توحید کرتا ہو سب سے پہلے علماء کے ہاتھ سے اس کے منہ کو توڑنے۔ اس کے دل کو برباد کرنے کے لئے زور اور بیدردی سے باران غضب کی طرح پتھر برسائے جائیں۔

ہم ایک واثق یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ ایسے بیدردانہ اور ظالمانہ قتل بے نتیجہ رنگ لائے بغیر نہیں رہتے۔ منصور کو اسوقت دار پر لٹکا دیا گیا۔ لیکن اسے صادق مانا جاتا ہے۔ اسوقت بھی علماء تھے جو ایک بیگناہ کی جان کے دشمن تھے۔ اور جان ٹیلر رہے جنھیں آج زمانہ مطعون کررہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بقیہ صفحہ (۳) کالم (۲)

کے لئے تقسیم عمل کے لحاظ سے اس کی خدمات کو معین کیا۔ شاید اس لئے کہ علماء کا ایک ہی کام ہے، مسلمانوں کو کافر بنانا۔ اس عظیم الشان کام کو یہ مجلس باحسن وجوہ سرانجام دے رہی ہے، اور جس طرح سے گذشتہ پانچ سال میں ترک موالات کو ازروئے شریعت ضروری اور اور پھر اسی شریعت کے مطابق غیر ضروری ٹھیرایا گیا۔ پولیس اور فوج کی ملازمت کو حرام اور اب پھر سیاسی لیڈروں کے کہنے پر حلال کردیا گیا ہے، اسی طرح سے یہ مجلس آئندہ بھی جیسی ضرورت پیش آئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرسکتی ہے۔

تازہ خبریں

——— غازی عبدالکریم اور اہل ہسپانیہ کے درمیان صلح کی گفت وشنید فی الحال ترک کردی گئی ہے۔ کیونکہ ریف کے رہنما کے مطالبات بڑے سخت و شدید ہیں۔ اخبار ٹائمز کے نامہ نگار مقیم طنجہ کا بیان ہے۔ کہ غازی عبدالکریم سیوطہ اور میلیلہ کو چھوڑ کر باقی سارے ہسپانی علاقہ کے تخلیہ اور ... کا مطالبہ کررہے ہیں۔ دیگر شرائط بھی اسی قسم کی شدید اور ناقابل تسلیم ہیں۔ اس وقت غازی عبدالکریم کے پاس کوئی بارہ سو کے قریب ہسپانی اسیران جنگ ہونگے۔

——— دو انگریزوں نے اخبار ٹائمز کے نامہ نگار مقیم طنجہ کو اطلاع دی ہے۔ کہ اہل ریف کے پاس ہر مقام پر سامان جنگ کی خوب بہتات ہے۔ انہوں نے سامان جنگ کے بڑے بڑے ذخائر اہل ہسپانیہ سے بھی چھین رکھے ہیں۔ اہل قبائل اس سامان کو جو انہوں نے ہسپانیہ سے چھینا ہے۔ خوب استعمال کررہے ہیں۔ ملک کے اندر ہر طرف ٹیلیفون کے تار کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ ہسپانی قیدیوں سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ سڑکیں بنانے کے کام پر لگے ہیں۔

——— مصر میں ارکان پارلیمنٹ کے سوا باقی ماندہ گرفتار شدہ اشخاص کو عینی شاہدوں کے سامنے پیش کیا گیا وہ ان میں سے کسی کو شناخت نہ کرسکے پارلیمنٹ کے ایک سو تیرہ ارکان نے ملک المعظم شاہ فواد کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا ہے۔ کہ فوراً پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد کیا جائے اس عریضہ میں لکھا ہے۔ کہ غاصب (زوار پاشا) وحشیانہ طور پر اپنی طاقت کا استعمال کررہا ہے۔ تاکہ مصر سے اپنی اقتدار کی رضامندی حاصل کرے۔ مصر آزادی کے سوا اور کسی چیز کو قبول نہ کرے گا۔ سینیٹ کے ارکان بھی یہ رویہ اختیار کرنے والے ہیں۔

——— مسٹر آسٹن چمبرلین نے ایک دعوت کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے واقعات مصر کے متعلق فرمایا کہ موجودہ حکومت نے اس کے معاملہ کو سلجھانے میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ اہل ملک اور دستور آئین کے منشاء کے مطابق ہے۔ آپ نے کہا کہ سٹیک کا قتل مصر کی علانیہ حکمت عملی کا نتیجہ تھا جو برطانیہ کی مخالفت کے لئے اختیار کی گئی تھی۔ مسٹر میکڈانلڈ نے اس حکمت عملی کے خلاف زبردست انتباہ بھیجا تھا۔

مسٹر چمبرلین نے کہا کہ حکومت نے قتل کے واقعہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے مطالبات پیش نہیں کئے بلکہ اس کی خواہش ہے۔ کہ تمام مشکلات کو دور کرکے مصر کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم ...

——— سوڈان کے گورنر جنرل مقرر ... شد ...

سے انکار کردیا۔ اور کہا کہ عزبانیں تقسیم کردی جائیں۔

——— آخری اطلاعات مظہر ہیں کہ مصر میں پوری طرح امن ہے۔ سوڈان سے مصری افواج کے تخلیہ کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ باغیوں کی تلاش جاری ہے۔

——— اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قاہرہ لکھتا ہے۔ کہ مصر کے متعلق ہماری تمام خواہشات پوری ہوگئی ہیں۔ مصری وزارت کے سامنے بہت سی آئینی مشکلات درپیش ہیں۔ ہم نے اپنے مطالبات کے تمام پہلوؤں میں اپنا اصول قائم رکھا ہے۔ اور مصر کی آزادی پر بھی ضرر نہیں آنے دیا۔ ابھی فریقین کے سامنے کام ختم نہیں ہوا ابھی تک ان مجرموں کا سراغ لگانا اور انہیں اپنے کیفر کردار تک پہنچانا باقی ہے۔ جو خفیہ جرائم کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ اور جن کے کام کا آخری مظہر سر لی سٹیک کا قتل تھا۔ جب تک یہ بات پوری نہ ہو۔ اس وقت تک مصری حکومت اپنی ذمہ واری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی۔ اور نہ ہم سخت گیری کا ہاتھ نرم کرسکتے ہیں۔

——— آج مجلس ملیہ انگورہ میں اس مصری احتجاج پر بحث وتمحیص کی گئی۔ جو برطانیہ کے افعال کے خلاف ۲۵ نومبر

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ وزیر آباد۔ لائلپور کے دائرہ سے ابھی واپس نہیں آئے۔ آج یا کل آنے والے ہیں۔

نماز جمعہ کل مولانا مولوی مصطفٰے خاں صاحب نے پڑھائی اور سورۃ العصر کی تفسیر فرماتے ہوئے بتایا۔ کہ اس سورۃ میں بتایا گیا ہے

کو شاہد ٹھہرا کر بتایا گیا ہے۔ کہ تمام لوگ خسارہ میں ہیں سوائے ان کے جن میں چار باتیں ہوں (۱) ایمان (۲) اعمال صالحہ (۳) تواصی بالحق اور (۴) تواصی بالصبر۔ اول الذکر دو امور انسان کی انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور موخر الذکر اجتماعی اور عمرانی زندگی ہے۔ ایمان اور اعمال صالحہ کا مرتبہ ادنٰے مرتبہ ہے۔ اور تبلیغ حق اور صبر کا مرتبہ چونکہ اجتماعی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے یہ اعلیٰ مرتبہ ہے۔

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب آجکل جلسہ کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ آپ کا ایک ضروری مضمون اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ ہدیہ ناظرین کرام ہے۔ اس مضمون کی طرف احباب کی خاص توجہ درکار ہے۔ کل نماز جمعہ کے بعد آپ نے احباب لاہور کو بتایا کہ دوست کے ذمہ کیا کچھ کام ہوگا۔ ان تمام احباب کو علیحدہ چٹھیاں بھیجی گئی ہیں۔ انہیں اپنے فرائض کو سرانجام دہی کے لئے ابھی سے تیار رہ جانا چاہئے۔

البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل

مصنفہ جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی۔ اے۔ ایم۔ ایس نابر اکس ریز نمبر ۹۔ سول لائن بریلی۔ مرض دق پر نایاب کتاب۔ اسباب علامات تاریخ۔ طریقہ اندفاع اور علاج، غرضیکہ سب کچھ اس میں درج ہے۔ اس مضمون پر اس سے پہلے اچھی اور جامع کتاب اس وقت تک اردو زبان میں موجود نہیں۔ قیمت معہ محصول چار روپیہ آٹھ آنے۔ اس کی تعریف نظام کے طبی مجلے نے خرید کی ہیں۔ طبیب اور غیر طبیب دونوں کو مفید۔ اخبار کا حوالہ دیجئے۔ پتہ اوپر درج ہے۔

تار کا پتہ "مسلمان" لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳

جلد ۱۳ — نمبر ۱۳

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۱۶۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ سنہ ہجری مطابق ۱۴۔ دسمبر ۱۹۲۴ سنہ ء

"مسلمانوں میں کوئی فرقہ نہیں"

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں

(ماخوذ از مسلم یونیورسٹی گزٹ علیگڈھ)

مندرجہ بالا عنوان پر مولانا خواجہ کمال الدین صاحب نے مسلم یونیورسٹی کے انٹرمیڈیٹ کالج میں ۱۲۔ نومبر کو جو تقریر فرمائی تھی۔ اس کا ماحصل مولانا ہی کے خلاصہ کے مطابق حسب ذیل ہے:۔

"تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لهم الشیطن اعمالهم فهو ولیهم الیوم ولهم عذاب الیم ۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدی ورحمة لقوم یؤمنون (سورہ نحل آیت ۶۳ و ۶۴)

قرآن کریم سے پہلے مذاہب کی حالت

قرآن کریم نے اپنی ضرورت پر بہت سے دلائل دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک زبردست دلیل کی طرف یہ آیت اشارہ کر رہی ہے۔ ازروئے تعلیم قرآن تمام مذاہب ایک ہی خدا کی طرف سے آئے۔ ایک ہی قسم کی تعلیم لائے، اور ایک ہی قسم کے اصول ان سب مذاہب نے سکھلائے۔ بالفاظ دیگر ایک ہی مذہب خدا کی طرف سے مختلف ممالک اور زمانوں میں مختلف انبیا کی معرفت نازل ہوئے، چونکہ ان لوگوں کی تعلیمات کو ملحوظ رکھنے کے سامان اس وقت موجود نہ تھے۔ اس لئے وہ تعلیمیں مخدوش ہو گئیں۔ اور انسانی دست برد سے ان کی شکلیں بدل دیں۔ اس لئے ان مذاہب میں تخالف پیدا ہو گیا۔ بلکہ ایک ہی مذہب کی مختلف شاخوں میں مشرق و مغرب کا فرق پیدا ہونے لگا۔

اختلاف مذاہب کا فیصلہ کیونکر ہو؟

چنانچہ آج مطالعہ مذاہب ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے، کہ اگر مذہب سے مراد خدا کی ہدایت ہے، جو آسمان سے انسان کے لئے آئی اگر خدا رب العالمین ہے، تو دو حالت سے خالی نہیں۔ یا تو مذہب ایک جگہ نازل ہو کر تمام دنیا میں اپنی محفوظ شکل کے ساتھ پہنچ جائے، یہ امر بالبداہت آج سے ہزار پندرہ سو برس پہلے ناممکن تھا۔ کیونکہ زمانہ میں کل دنیا کے میل جول کے وسائل پیدا نہ ہوئے تھے، دوسری صورت یہ تھی کہ خدا تعالے نے جس طرح ہر ایک ملک و قوم کی جسمانی پرورش کے سامان کیساں عطا فرمائے، ویسے ہی ان کی روحانی پرورش کے سامان بھی عطا فرمائے، اگر جناب مسیح کا خون سب کی نجات کے لئے کافی تھا۔ تو کیوں ان کے خون کی بشارت کا علم صدیوں تک ایک خاص علاقہ سے باہر نہ گیا، بہرحال سچا مذہب یہی ہے، کہ خدا تعالے نے ہر جگہ ایک ہی مذہب تعلیم کیا۔ قرآن کریم کے نزول پر مذہب کی شکل قریباً یہی تھی۔ جو آج ان کی تعلیمات کی ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ ان میں سخت اختلافات ہیں۔ ضرور ہے کہ صحیح تعلیم ایک ہی ہوگی۔ خواہ وہ کہیں ہو۔ کو کیا وہ خداوند جو وقتاً فوقتاً انسان سے اس لئے بولا کہ انسان کو اپنی منشا سے آگاہ کرے، اس خداوند کا یہ فرض نہیں تھا، کہ جب انسان نے اس کی منشا کو مخدوش کر دیا۔ تو پھر کسی انسان کی معرفت اپنی اصلی منشاء کو دوبارہ ظاہر کردے۔

مسیحیت کے اندرونی اختلافات

اچھا مذاہب مختلفہ کو چھوڑ دو اسلام کے علاوہ کسی ایک دوسرے مذہب کو لو۔ پھر آپ دیکھ لیں گے کہ اس مذہب کے مختلف فرقوں میں سخت اختلاف ہے، عیسائی مذہب کے دو سب سے پہلے فرقوں کو لے لو، موحدین اور تثلیث پرست۔ ان دو میں اس قدر اصولی اختلاف ہے کہ اگر موحدین ہی عیسائی ہیں تو اہل تثلیث کسی معنی میں مسیحی کہلانے کے مستحق نہیں۔ وہ خارج از مسیحیت ہی ہونے چاہئیں اور مستوجب دوزخ۔ اب اہل تثلیث میں دو بڑے فرقے ہیں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ، یہ دونوں مسیح کو خدا مانتے ہیں لیکن کیتھولک خدائی میں مریم کو بھی شریک کرتے ہیں۔ اور پوپ کو معصوم عن الخطا سمجھتے ہیں۔ اور یہ آخر الذکر باتیں پوپی مذہب میں اس پایہ کی ہیں کہ ان کو ماننا جزو ایمان ہے، حالانکہ یہی دو باتیں پروٹسٹنٹ کے نزدیک عیسائیت سے خارج کرنے کیلئے کافی ہیں۔ آگے چل کر یہ فرقہ پروٹسٹنٹ کئی شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے، اور حیرتناک بات بات یہ ہے، کہ ہر ایک شاخ دوسری شاخ سے ایسی بات میں اختلاف رکھتی ہے جس کا ماننا نہ ماننا کفر و ایمان کا سوال ہو جاتا ہے، اب یہ سارے فرقے سچے تو نہیں ہو سکتے، مثلاً مسیح خدا ہے یا نہیں، وہ خدا جس نے مسیح کی معرفت کوئی خاص تعلیم بھیجی جب وہی تعلیم خطرناک طور پر معرض اختلاف میں آئے تو وہ کیوں خاموش بیٹھا ہے، وہ کس لئے کسی انسان کی معرفت اپنی منشاء کو ظاہر نہیں کر دیتا۔

بدھ مذہب کے اندرونی فرقے

چلو بدھ مذہب کو لے لو۔ ان میں بھی جو بڑے فرقے ہیں وہ اصولاً میں ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ ایک گروہ دہریہ پرست ہے اور خدا کی ہستی کا قائل نہیں۔ اور جو قائل ہیں ان کے آگے دو گروہ ہیں بعض خدا کو دنیا سے الگ اور بعض ہر ایک دنیوی معاملہ میں اس کا ہاتھ دیکھتے ہیں۔ اب تین گروہوں میں ایک ہی گروہ حق پر ہو سکتا ہے یہ تو تین فرقے نہیں ہیں تین مذہب ہیں۔

ویدک دھرم کے اندرونی مذاہب

ویدک مذہب تو ذکر کرنے کے قابل ہی نہیں، صدہا قسم کے مذہب اس کتاب یعنی وید سے وابستہ ہیں۔ ہر ایک اسی سے استفادہ کرتا ہے، مثلاً وہ بھی ہندو کہلاتے ہیں۔ اور وید سے ہی سند پکڑتے ہیں جو خدا کی ہستی کے قائل نہیں، اور وہ بھی ہیں جنہیں وید میں سے خدا کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ بھی ہیں جن کے نزدیک وید تناسخ کے خلاف تعلیم کرتا ہے، خدا پرست گروہ میں سے ایک گروہ اسے خالق نہیں ٹھیراتا، اور مادہ اور روح کو خدا کے ساتھ ازلی ابدی قرار دیتا ہے، بالمقابل اسی کتاب کے ماننے والے خدا کو خالق کل قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح صدہا قسم کے متضاد عقاید کا منبع محض یہی ایک کتاب ہے جس نے صدہا مذہب و فرقے ہندوستان میں پیدا کر رکھے ہیں۔ اس کی اصلی وجہ تو میرے نزدیک یہ ہے کہ وید جس زبان میں ہے وہ مردہ ہو چکی ہے، اور اس کے سمجھنے والے دنیا سے اٹھ چکے ہیں۔ ہر ایک اپنے مطلب کی بات کو نکالنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

قرآن کریم اختلاف کا فیصلہ کرتا ہے

اب جیسے کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے، یہ سب مذاہب اور کتابیں ایک ہی سرچشمہ رحمت سے نکلیں۔ تو جس ضرورت کے لئے یہ کتابیں اور مذہب اپنے اپنے وقت میں نازل ہوئے، وہ ضرورت قرآن کریم کے نزول کے وقت بدرجہ اولیٰ تھی۔ کیونکہ نزول قرآن کریم اس وقت کے قریب ہوا جب کل دنیا اکٹھی ہونے کو تھی، اس لئے خدا تعالیٰ پر انسان کا حق تھا۔ کہ وہ اپنی منشاء کو انسان پر ظاہر کردے، چنانچہ آج ہمارے تمام قرآن کریم خدا کی آخری وحی ہے اس نے دنیا کے ایسے ہر مسئلہ پر جس میں اہل دنیا نے ایک دوسرے سے اختلاف کر رکھا ہے۔ کافی روشنی ڈال کر حقیقی مذہب بیان کر دیا۔ آپ کسی مذہب کا یا کسی مذہب کی کسی شاخ کا کوئی اختلافی مسئلہ مجھے بتلائیں۔ اور میں آپکو قرآن کریم کا صاف اور بین مذہب دلائل عقلیہ کے ساتھ بتلا دوں گا۔ میرے نزدیک قرآن کریم کی آخری وحی ہونے پر یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے۔ کیا مسئلہ تناسخ یا قدامت مادہ و روح پر کوئی فیصلہ کن امر بائیبل میں سے نکل سکتا ہے، ایسا ہی کیا مسئلہ کفارہ یا الوہیت مسیح کی حمایت یا اس کے خلاف کوئی فیصلہ کن بات وید سے نکل سکتی ہے، قرآن نے صحیح طور پر اپنے آپ کو حکم کہا جیسے کہ قرآن کہتا ہے۔ کہ "انا انزلنا الیک الکتاب لتحکم بین الناس بالحق" یہ کتاب ہم نے اس لئے تم پر نازل کی، کہ لوگوں کے اختلافی مسائل میں یہ صحیح فیصلہ کردے، الغرض یہ تو ظاہر ہے کہ جو دلیل قرآن کریم نے اپنی ضرورت پر ان آیات میں فرمائی ہے

(بقیہ صفحہ ۹ کالم ۱)

ولایتی ڈاک

لندن میں ایک اسلامی مرکز کی ضرورت

پیرس کی مسجد اور انگلستان سے مطالبہ

چند دن ہوئے ایک مختصر خبر رائٹر کی وساطت سے موصول ہوئی تھی۔ کہ لندن کے مشہور روزانہ اخبار "ویسٹ منسٹر گزٹ" میں حکومت برطانیہ سے لندن میں ایک مسجد کی تعمیر کے لئے زمین اور پچاس ہزار کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ "ویسٹ منسٹر گزٹ" کا اصل مضمون تازہ ولایتی ڈاک سے موصول ہوا ہے۔ یہ مضمون کیپٹن آر۔ گورڈن کیننگ کا لکھا ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کرام ہے:۔

جنگ بلقان اور لندن مسجد فنڈ

دو ۱۹۱۲ء کی جنگ بلقان سے پہلے اور اس وقت سے پیشتر جبکہ مسیحیوں نے باہم مل کر ترکوں پر ایسی حالت میں چھاپہ مارا۔ کہ وہ اطالیوں کے بالمقابل مصروف پیکار تھے، ایک مسلمان نے سالہا سال کی محنت سے بیس ہزار پونڈ کا ایک فنڈ قائم کیا۔ کہ اس کے ذریعہ سے سلطنت برطانیہ کے دارالخلافہ میں ایک مسجد بنائی جا سکے۔ اس کے لئے جس قدر زمین کی ضرورت تھی حکومت نے عطا کر دی تھی۔ یہ زمین پارلیمنٹ کی عمارات کے بالکل متصل ہونے کی وجہ سے نہایت موزوں اور بے نظیر رقبہ پر تھی۔ لیکن جب ترکی کسمپرسی اور تمام قسم کی علمی ترقی کے فقدان کا علم ہوا۔ اور اس پر ترکی مجروحین کے دردناک حالات معلوم ہوئے۔ تو اس رقم کو فوراً ایک طبی مشن پر صرف کرنے کا فیصلہ متفقہ طور پر کیا گیا۔ اس طرح سے برطانوی حکومت کے قلب میں ایک مسجد بننے کا موقعہ بغیر کسی قسم کی خود غرضی کے ہمدردی بنی نوع کی نہایت شاندار طریق پر سالہا سال کے لئے درہم برہم کر دیا گیا۔ اس کے بعد جلدی ہی ۱۹۱۴ء کی جنگ شروع ہو گئی۔ جس نے اسکے امکان کو اور بھی دور ڈال دیا۔

فرانس اور اسلام

اس اثنا میں فرانس کے اندر کیا ہوا؟

فرانس دوسرے درجہ کی سب سے بڑی اسلامی طاقت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اس کی مسلمان رعایا کی کل تعداد تین کروڑ سے زیادہ نہیں اور ان میں سے اکثر غریب علاقوں کے رہنے والے ہیں۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے پیرس میں ایک عالیشان مسجد۔ ایک حمام۔ ایک لائبریری اور ایک کانفرنس ہال باقاعدہ طور پر بن رہے ہیں۔ جس کے ساتھ ان کثیر التعداد مسلمانوں کے لئے جو پیرس اور اس کے گرد و نواح میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ایک شفاخانہ بھی بن رہا ہے۔

اس تمام کام کا انحصار شیخ خادم بن غبریط کے سپرد ہے جنہوں نے ایک پادری سے خطاب کرتے ہوئے فرانس کے متعلق اعلیٰ درجہ کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔۔۔

فرانس اور شمالی افریقہ

کیا یہ ممکن ہے کہ یہ تمام کام شمالی افریقہ سے چندہ لے کر کیا گیا ہو؟ میں ایسا خیال نہیں کرتا۔ کیونکہ اس علاقہ میں امیر لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ اور ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو نظام حیدرآباد اور ہندوستانی راجاؤں کا مقابلہ کر سکے، صرف فرانسیسی حکومت کی منظوری اور اس کی امداد سے ہی ایسا عظیم الشان کام سرانجام پا سکتا ہے، ضروری ہے کہ فرانس نے اس بارہ میں مالی طور پر ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی ہو اور جگہ بھی اسی نے تجویز کی ہے اس مسجد کا افتتاح آئندہ موسم گرما میں سلطان مراکش کی موجودگی میں ہوگا۔ گو اس وجہ سے نہیں کہ اس زمانہ میں دنیائے اسلام کے اندر ان کی کوئی بڑی عزت و عظمت ہے۔ تاہم اس مسجد کی خبر تمام شمالی افریقہ میں پھیل رہی ہے۔ اور مشرق میں بھی ہر ممکن طریق پر اس کی اشاعت ہوگی۔ اور اس کی بنا پر فرانس سے برطانیہ کا مقابلہ کیا جائے گا۔ جو برطانیہ کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں ہو سکتا۔

فرانس اور برطانیہ

ہم ایک تجارتی قوم ہیں۔ اور ہمارے نزدیک مذہب کی اس قدر عزت و وقعت نہیں جس عظمت کی نگاہوں سے مشرق میں اسے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن فرانس نے صاحب فن ہونے کے لحاظ سے فوراً اس بات کو تاڑ لیا۔ کہ اگر وہ اپنے دارالخلافہ میں اسلام کا ایک مذہبی اور تعلیمی مرکز قائم کر سکے، تو اس سے اس کو اپنے شمالی افریقہ کے مقبوضات میں کس قدر عظیم الشان فوائد حاصل ہوں گے بعض زیادہ عاقبت اندیش لوگ غالباً کسی قدر حسن ظنی سے اس دن کی انتظار میں ہیں۔ جب شمالی افریقہ کے پارسا اور نیک دل مسلمان مکہ کے بجائے پیرس کی طرف رخ کریں گے، کہ فرانس کے نزدیک پسندیدہ ہرگز نہیں کیونکہ وہاں بہت سے مغربی طرق حکومت کا باہم مقابلہ کیا جاتا ہے اور یہ فرانس کے مذاق سخت خلاف ہے۔

ایک وفادارانہ مطالبہ

اس حقیقت نفس الامری کو جان لینا چاہیئے۔ کہ اس ضروری اور اہم بات میں اسلام کے ساتھ معاملہ کرنے میں فرانس نے پیش قدمی کی ہے۔ لیکن برطانیہ کے لئے یہ بات اس امر سے روک کا موجب نہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ بھی اس بارہ میں فوراً مستعدی کے ساتھ کام کرے۔ اور اس کام میں جس کی خواہش وفادار رعایا کو ایک مدت سے ہے، امداد کا ہاتھ بڑھائے۔

فرانس کی اسلامی طاقت تعداد، مال و دولت اور قومیت کے لحاظ سے برطانیہ عظمیٰ کی طاقت کا غالباً ایک تہائی ہے، ہمیں اس بارہ میں زیادہ تامل نہ کرنا چاہیئے۔ عالمگیر صلح و امن کا خیال آہستہ آہستہ ترقی حاصل کر رہا ہے، اور دنیا کو اپنا مطیع و منقاد بناتا جا رہا ہے۔ مذہبی رواداری کے بعد جس میں برطانیہ عظمیٰ کو طغرائے امتیاز حاصل ہے تعلیم میں باہمی تبادلہ خیالات طریق حکومت، صنعت و حرفت میں ایک دوسرے کی عزت و وقار دو مسلّمہ چیزیں ہیں۔ جو باہمی قربت و اشتراک کے لئے زبردست اپیل کا کام دے سکتی ہیں اور اقتصادی توازن کی نازک مشین کو قابو میں لا سکتی ہیں۔

پچاس ہزار پونڈ اور زمین کی ضرورت

اگر حکومت برطانیہ پچاس ہزار پونڈ اور زمین عطا کرے، تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کی مسلم رعایا ایک مسجد اور یونیورسٹی کے لئے ضروری رقم مہیا کر دے گی جس طرح سے مشرق کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ سائنس۔ اقتصادیات اور جمہوریت کی تعلیم مغرب سے حاصل کرے، ایسا ہی مغرب کیلئے بھی یہ ضروری ہے۔ کہ وہ روحانی اور صنعتی تعلیم مشرق سے حاصل کرے۔ اور تاریخ مشرق کے استعمال سے اس بات کو جان لے کہ اسلامی تاریخ میں تہذیب کے شاندار اوقات بھی آئے ہیں، جن کے مخزن بغداد۔ قاہرہ اور قرطبہ جیسے اسلامی مرکز تھے، اس کا من و لیتھ کو بہتر افہام و تفہیم کے ذریعہ مضبوط کرنے کی کوشش کرو۔ باہمی تعلیم و تعلم سے زیادہ بہتر اور زیادہ سہل الحصول ذریعہ اس مقصد کے لئے اور کوئی نہیں۔

عمارت مسلم ہائی سکول

عمارت مسلم ہائی سکول کے واسطے حضرت امیر نے جماعت کے احباب سے ماہ نومبر کے پانچ روز طلب فرمائے تھے۔ بعض احباب نے ابھی دفتر کو اس حساب کی اطلاع نہیں دی۔ پندرہ دسمبر سے پہلے پہلے پانچ یوم کی آمد محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام پر آ جانا چاہیئے۔

خواجہ نذیر احمد صاحب اور احمدیت

ایک خلاف بیانی کی تردید

"میں مرزا صاحب کو مجدد مانتا ہوں"

خواجہ نذیر احمد صاحب کا تار حضرت امیر اور خواجہ صاحب کے نام

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا مکتوب گرامی

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

قریباً پانچ ہفتے ہوئے۔ جب ایک دوست نے میاں محمود احمد صاحب کے کسی خطبہ یا اخباری بیان کی بناء پر مجھے اطلاع دی کہ خواجہ نذیر احمد نے بقول میاں صاحب احمدیت سے انکار کر دیا۔

آج میاں صاحب کے بیانات یا تحریرات سے جو احمدیت کا مفہوم انگلستان مصر۔ اور شام میں سمجھا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود ہی نبی تھے، بلکہ ان کے بعد ایک سلسلہ نبیوں کا جاری ہونے والا ہے۔ چنانچہ اخبار وادی النیل اسکندریہ میں ایک شامی نامہ نگار نے میاں صاحب کے ایک مکالمہ کا ملخص و کمیہ بیان کیا۔ کہ میاں صاحب کو خود دعوے نبوت ہے، ان باتوں کی تصدیق میاں صاحب کے بیٹی والے بیان سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ میاں صاحب کے ایک معزز متبع نے ایک قسم کی بیزاری کے رنگ میں مجھے کہا کہ عنقریب میاں صاحب نبوت کا مدعی ہوگا، یہ اس کی پہلی سیڑھی ہے، اب اگر یہی احمدیت کے عقائد ہیں، تو پھر ہم میں سے کسی کو احمدیت سے انکار نہیں، خیر یہ تو اعتقادی باتیں ہیں۔ ان کو اگر بالکل الگ کر دیا جاوے، تو یہی عامہ رویہ اور طریق عمل اگر سلسلہ احمدیہ کے بیٹا کا ہی ہے، جو لندن میں میاں صاحب موصوف سے ظاہر ہوا اور انگلستان میں اگر احمدی ہونے کے معنے میاں صاحب کی اتباع ہے۔ اور اس وقت یہی ہے، تو ایک ذاتی وفا اور خود مختاری کا جو حامل انسان اپنی خودداری اور شہرت کو سامنے رکھ کر احمدی کہلانا اگر اپنے لئے پسند نہ کرے، تو وہ بالکل حق بجانب ہے۔

میرے اور میرے چند احباب کو جو خواجہ نذیر احمد کے کیرکٹر مخصوص سے واقف ہیں۔ اور اس کے عقائد کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ میاں صاحب کے بیان زیر بحث سے یہی خیال ہوا کہ اس کے انکار احمدیت کے یہی وجوہ بالا ہوں گے، بہرحال میں نے خواجہ نذیر احمد کو لکھا اور میاں صاحب کے اس بیان کے متعلق اس سے بذریعہ تار جواب چاہا، میرا خط اسے پچھلے ہفتے ملا ہوگا، جس کے جواب میں اس نے مجھے جن الفاظ میں بذریعہ تار اطلاع دی ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ **میاں صاحب کا یہ بیان غلط ہے**۔ تار کے الفاظ نہایت سخت ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ نذیر احمد نے سخت اشتعال میں یہ تار دی ہے۔ بہرحال میں پسند نہیں کرتا۔ کہ ان برہنہ الفاظ کو اپنے پیرزادے کے متعلق شائع کروں۔ یہ میرے طریق کے خلاف ہے، کہ میاں صاحب کے خلاف غیر ملائم الفاظ لکھوں۔ البتہ اس تار کا صحیح مفہوم نرم الفاظ میں یہی ہے، کہ میاں صاحب کو غلط فہمی کا کوئی موقعہ نہیں۔ ان کی یہ غلط بیانی ارادتاً ہے، تار مذکورہ حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب اور دیگر احباب نے دیکھ لی ہے۔ والسلام۔

مورخہ ۱۰ ستمبر خواجہ کمال الدین۔

خواجہ نذیر احمد صاحب کی طرف سے ذیل کی تار آج ہی میرے نام پہنچی ہے:۔

"میں مرزا صاحب کو مجدد مانتا ہوں"

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ذکر ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے غلط بیانی کی ہے جس سے اشارہ اس طرف معلوم ہوتا ہے، جو خواجہ نذیر احمد صاحب کے متعلق میاں صاحب کا یا ان کے کسی سیکرٹری کا بیان شائع ہوا ہے۔ کہ انہوں نے احمدی ہونے سے انکار کیا۔ "محمد علی"

فسادات کوہاٹ

فساد کی وجہ شر انگیز رسالہ کی اشاعت ہے

حکومت ہند کا بیان

دہلی - ۸ - دسمبر - حکومت ہند کے محکمہ سیاسی جو قارجہ نے گزٹ کے ایک غیر معمولی ضمیمہ میں ۹ - اور ۱۰ ستمبر کے فسادات کوہاٹ کے متعلق ایک اہم رزولیوشن شائع کیا ہے - یہ مجسٹریٹ ضلع مسٹر کیر اور آنریبل مسٹر بولٹن چیف کمشنر صوبہ سرحد کی رپورٹوں پر مبنی ہے -

مجسٹریٹ ضلع نے ان فسادات کے اسباب و وجوہ کی خود بہ نفس نفیس تحقیقات کی ہے - رزولیوشن یہ ہے - مسٹر کیر و مجسٹریٹ درجہ اول ضلع پشاور نے ۹ - اور ۱۰ ستمبر کے فسادات کی تحقیق کر کے جو رپورٹ مرتب کی ہے - وہ اور آنریبل مسٹر بولٹن چیف کمشنر صوبہ سرحدی کا نقد و تبصرہ عام اطلاع و آگاہی کے لئے اس کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں -

ان دونوں اصحاب نے فسادات کوہاٹ کے متعلق واقعات اور اعداد و شمار اس شرح و بسط اور خوبی اور عمدگی کے ساتھ پیش کئے ہیں جس سے گورنر جنرل با جلاس کونسل بہ سہولت تمام یہ مختصر بیان شائع کرنے کے قابل ہو گئے۔

تمام واقعات و حقائق پر پورے غور و خوض کے بعد حکومت ہند چیف کمشنر کے نتائج سے بالعموم اظہار اتفاق کرتی ہے بالخصوص چیف کمشنر اور مجسٹریٹ کی اس تحقیق سے کہ فسادات کے آغاز کا فوری سبب اس رسالہ کی اشاعت تھی - جس میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ایک اشتعال انگیز نظم درج تھی - اور جو جیون داس سکرٹری کوہاٹ سناتن دہرم سبھا کے نام سے شائع کیا گیا تھا۔

ایک ایسی نظم کی اشاعت جسے مسلمان بہرصورت اسلام کی تنقیص سمجھنے پر مجبور رہیں - ایک کوہاٹ نہیں بلکہ ہر جگہ شر انگیز اور اشتعال زا ثابت ہو سکتی ہے - صوبہ مغربی اور شمالی جہاں کہ ہندو قلیل تعداد میں ہیں - اور مسلمانوں میں شدید مذہبی جذبات پائے جاتے ہیں - اس کے ایک ایسے قصبہ میں جہاں جماعتی جذبات میں تلخی پہلے سے موجود تھی - اور جو سرحدی پُرجوش اور خوں پرست اقوام سے بمشکل تین میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔

رسالہ کی دیدہ دانستہ اشاعت

اس کا شائع کرنا ایک دیدہ و دانستہ اور شر انگیز حرکت تھی - اس رسالہ کی اشاعت سے سناتن دہرم سبھا اور خود جیون داس کو بھی انکار نہیں - لیکن وہ کہتے ہیں کہ اس کا شائع ہونا ایک اتفاقی امر تھا جس کا ہمیں کوئی علم نہیں - اور ہم نے عمداً یہ کام نہیں کیا - یہ عذر کہاں تک اس دستاویزی شہادت سے تعلق رکھتا ہے جس کا مظہر اس رسالہ کے طابع کا قائل ہے - اور وہ کس حد تک اس کے مخالف ہے - اس کا فیصلہ عدالت کریگی - اس پر مزید رائے زنی محفوظ رکھی جاتی ہے - بعد کے واقعات و حوادث سے یہ بات نہایت واضح اور مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اگر ڈپٹی کمشنر زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری کارروائی کرنے کی بجائے فوراً جیون داس کے خلاف زیر دفعات ۱۵۳ (الف) اور ۵۰۵ تعزیرات ہند مقدمہ چلا دیتا تو اس کا اثر اچھا ہوتا - اور اس کے اس قدم اٹھانے سے بڑا فائدہ پہنچتا -

ڈپٹی کمشنر کی کارروائی

ڈپٹی کمشنر نے ۸ - ستمبر کو جیون داس کے فوراً ضمانت پر رہا کر دینے اور ۱۱ - ستمبر کو مطلوبہ ضمانت کی رقم کے ادخال پر رہا کر دینے میں ایک راہ اختیار کرنی پسند کی اور کچھ "جرم" نہیں پڑا رہا - کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ اس تاریخ کو مقدمہ دیکھنے کے لئے دیہات سے بھی مسلمانوں کو کثیر تعداد میں ہونے کا اہتمام کیا گیا تھا

یقیناً انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کو دیکھتے ہوئے موخر الذکر طریقہ کے اختیار کرنے میں دانشمندی کا اظہار کیا لیکن گو اس ایک معاملہ پر جلد کوئی کارروائی کرنے سے احتراز برتنے اور جذبات کے سکون پذیر ہو جانے تک انتظار کرنے کی حمایت میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے - تاہم انہوں نے ان جذبات کا غلط اندازہ لگایا جو رسالہ کی اشاعت پر مسلمانوں کے دل میں مشتعل ہو گئے تھے - یا وہ یہ کر سکتے تھے کہ چند روز قبل جیون داس پر مقدمہ چلا دیتے تاکہ ۸ - دسمبر کے واقعات رونما نہ ہوتے۔

مسلمان کوہاٹ کا جلسہ کی کارروائی

ڈپٹی کمشنر کو ۹ - ستمبر کی صبح تک اس احتجاجی جلسہ کی پوری رپورٹ نہیں پہنچی تھی جو گذشتہ شب مسلمانوں نے منعقد کیا تھا۔ حالانکہ اس کی اطلاع مل جانا چاہیئے تھی

اس جلسہ کی ایک مذموم خصوصیت یہ تھی - کہ اس میں مسلمانوں نے قسم کھائی تھی کہ اگر ڈپٹی کمشنر نے شکایات کی تلافی نہ کی جو ہمیں اپنے مذہب کی توہین کے متعلق ہندوؤں سے پیدا ہو گئی ہیں تو ہم قانون کو ہاتھ میں لے لینگے -

جو قسم کھائی گئی تھی یعنے ہماری بیویوں کو طلاق ہے - اگر ہم نے یہ نہ کیا کہ وہ صوبہ سرحدی میں خاص اہمیت رکھتی ہے اور ہر شخص پر اس کے پورا کرنے کی زبردست ذمہ داری عائد ہوتی ہے - یہ افسروں کے لئے بھی ایک قسم کا انتباہ ہوتا ہے جس کا تجربہ سرحدی حکام کو پورے طور پر ہو چکا ہے -

ایک پولیس انسپکٹر کی غلطی سے یہ خبر ڈپٹی کمشنر تک بہت تاخیر سے پہنچی - چونکہ انسپکٹر ہندو ہے - اس لئے اس پر کسی بدنیتی کا شبہ عائد نہیں ہو سکتا - البتہ غفلت کا مرتکب وہ ضرور ہوا ہے اگر ڈپٹی کمشنر کو رات گئے یا علی الصباح ہی اس جلسہ کی کارروائی کی اطلاع مل جاتی تو وہ یقیناً احتیاطی تدابیر عمل میں لاتا -

۹ - ستمبر کی صبح کو مسلمانوں نے ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی - اور جو جرگہ باہر ٹھہرا تھا وہ اس امر سے مطمئن ہو کر کہ جیون داس کے خلاف مقدمہ واپس نہیں لیا جائے گا - دوپہر کو واپس آ گیا - کچھ دیر کے بعد شہر کے خاص بازار میں سخت بلوہ شروع ہو گیا

"ٹائمز" کا نامہ نگار بغداد سے رقمطراز ہے کہ شمالی اور مشرقی البانیہ میں بغاوتیں ہونے والی ہیں - حالت نازک خیال کی جاتی ہے

تازہ خبریں

دہلی کی ایک اطلاع ظاہر ہے کہ اکتوبر کے اوائل میں جمنا کے سیلاب کی وجہ سے دہلی اور غازی آباد کی درمیانی لائن بالکل ٹوٹ گئی تھی چنانچہ ریل کی آمد و رفت بالکل بند ہو گئی تھی - اب لائن درست کر دی گئی ہے۔

اخبار "ٹریبیون" لکھتا ہے کہ لالہ سہردیال ایم اے جو آجکل سویڈن میں مقیم ہیں انہوں نے حال ہی میں کوہاٹ کے ہندو پناہ گزینوں کے لئے انیس شلنگ آٹھ پنس کی رقم جو ہندوستانی سکہ کے مطابق پندرہ روپیہ ہوتی ہے بھیجی ہے۔

اخبار "ٹریبیون" اشاعت ۱۲ - دسمبر میں رقمطراز ہے کہ ہندوستان ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ مولانا [illegible] جو آجکل اخبار "مسلم آؤٹ لک" کے ایڈیٹر ہیں مدراس کے مشہور اخبار "ڈیلی ایکسپریس" کی ادارت پیش کی گئی ہے۔

کل مجلس تحفظات محاصل کا عام اجلاس ہوگا جس میں مسٹر راداما کمار رنگرجی کے بیان لئے جائینگے - پروفیسر سی این وکیل اور سر گنگا رام کی شہادت آئندہ ہفتہ کے دوران میں سنی جائیگی۔

اردو کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ وہاں دو آدمی طاعون میں مبتلا ہو چکے ہیں دو آدمی فوت بھی ہوئے وہ سلیم سے آئے تھے جہاں طاعون زوروں پر ہے - حکام حفظ ماتقدم کے طور پر تدابیر اختیار کر رہے ہیں -

اخبار "ٹائمز" کا نامہ نگار مقیم قاہرہ رقمطراز ہے کہ قتل سٹیک کی تفتیش ہو رہی ہے - گرفتاریوں کے موقعہ پر جن کاغذات پر قبضہ کیا گیا تھا - ان کے مطالعہ پر بہت وقت صرف ہوگا۔

اسلام اور رواداری

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۳ - دسمبر ۱۹۲۴ء)

سیلہ تھانیسر کی نسبت ایک مسلمان عالم کی رائے

تھانیسر ہندوؤں کا متبرک مقام ہے، وہاں ہر سال اشنان کا میلہ نہایت دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ سلطان سکندر لودھی نے سپہ سالار مسعود غازی کے نیزہ کا مشہور میلہ بھی بند کر دیا تھا۔ اس میلے کے بھی بند کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میاں عبداللہ اجودھی نے جو بڑے مشہور عالم اور بزرگ تھے، اس معاملہ میں بادشاہ کی سخت مخالفت کی، اور نہایت آزادی سے فرمایا۔ کہ بت خانہ کو ویران کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ اور جس حوض یا دریا میں قدیم سے غسل ہوتا آیا ہے، اس کی ممانعت کرنا کسی طرح روا نہیں۔ یہ جواب سنکر بادشاہ کو بہت غصہ آیا، اور خنجر ہاتھ میں لے کر ان کی طرف دوڑا، اور کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے۔ انہوں نے نہایت آزادی سے پھر جواب دیا کہ جو کچھ شرع شریف کا حکم ہے، بتاتا ہوں۔ ماننا نہ ماننا آپ کا اختیار ہے یہ جواب سنکر بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا، اور اس خیال سے درگذرا۔

سلطان سکندر والی کشمیر کے عہد میں "سیہ بٹ" نام ایک برہمن مسلمان ہو گیا۔ اور ترقی پاکر وزارت کے درجہ پر پہنچ گیا، اس نو مسلم نے ہندوؤں کی ایذارسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، چونکہ بادشاہ کے مزاج میں وہ بہت دخیل تھا۔ لہذا اس کے احکام میں کوئی دم نہ مار سکا۔ جب سلطان سکندر کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا شاہی خاں سلطان زین العابدین کے نام سے تخت نشین ہوا تو اس نے علمائے اور فضلائے عہد کے مشورے سے "سیہ بٹ" کے عہد کے تمام احکام کو منسوخ کر کے ان کل برہمنوں کو جو "سیہ بٹ" کے خوف سے ملک سے نکل گئے تھے۔ ممالک دور دراز سے سفر خرچ بھیجکر بلا لیا۔ اور ان کے واسطے جاگیریں مقرر کر دیں۔ اور اپنی رعایا کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دے کر مندروں کے اخراجات کے واسطے جاگیریں اور وظیفے مقرر کر دیئے۔ جو لوگ "سیہ بٹ" کے خوف سے مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے واسطے حکم دے دیا۔ کہ جس مذہب کی چاہیں پیروی کریں۔ چنانچہ وہ سب اپنے اصلی مذہب کی پیروی کرنے لگے۔ بادشاہ نے اس پر بس نہیں کی بلکہ باپ کے عہد کے ظالمانہ احکام کی تلافی کی غرض سے جزیہ معاف کر کے اپنے تمام ممالک محروسہ سے گاؤکشی کی بھی ممانعت کر دی۔

اس قسم کی عام مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اگر کسی خاص بادشاہ کے جبلی یا فرضی مذہبی تعصب کے واقعات کو پیش کر کے یہ کہا جائے کہ اسلامی حکومت میں مذہبی آزادی کا نام تک نہ تھا۔ یہ ظلم نہیں تو کیا ہے اگر کسی خاص بادشاہ نے مقررہ اصول کے خلاف کیا تو اس کا اعتراض سب بادشاہوں پر نہیں ہو سکتا۔ بعض بعض بادشاہوں نے خود مسلمانوں پر ایسے ایسے ظلم کئے ہیں۔ کہ ان کو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں علاءالدین خلجی نے جالور کے پٹھانوں کی بغاوت کو اس سختی سے فرو کیا کہ ان کی عورتوں کو سر بازار ہندوؤں کے حوالے کر کے بے عزت کرایا۔ کیا یہ بھی کسی تعصب کی وجہ سے تھا۔

جین اور بودھ اور ہندوؤں کا ایک دوسرے کے مندروں کو توڑنا

اس قسم کی خاص خاص مثالیں مسلمانوں کی ہی تاریخ میں موجود نہیں، بلکہ خود ہندوستان ہی میں بودھ اور جین اور برہمن مذہب کے پیروکار ایک دوسرے کے مندروں اور مورتیوں کو تباہ و برباد کر چکے ہیں شمس العلما، مولوی ذکاءاللہ خاں گجرات کی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ "اور کتابیں بھی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک گجرات میں جین اور برہمن مذہب مروج تھے، جو ایک دوسرے کے استیصال کے درپے رہتے تھے، ہمیشہ ان کے درمیان جنگ وپیکار رہتی تھی، ایک دوسرے کے عبادت خانوں کو مسمار کرتے تھے، جن کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ ابتدا میں جین مذہب والوں کا ستارہ چمکا۔ اور آخر کو برہمن مت کا عروج ہوا"

اسی طرح بودھ مذہب والوں نے اپنے عروج کے زمانے میں ہندوؤں کے مندروں کو غارت کیا، جنہیں بقول مصنف "ہندوستان گذشتہ وحال" شنکر اچاریہ جی مہاراج نے از سر نو تعمیر کرایا، اور بدھوں کو ملک بدر کیا۔

مال اور جائیداد قانونی اور دیگر معاشرت کے حقوق

ہندوستان کی تاریخیں اس بات کی شاہد ہیں۔ کہ مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں مال اور جائیداد اور قانونی معاشرت کے تمام امور میں ہمیشہ فاتح اور مفتوح کے حقوق کو مساوی درجہ پر قائم رکھا۔ جب کوئی نیا ملک فتح کیا، تو امن وامان قائم ہونے کے بعد جس قدر مال وجائیداد جس کے قبضہ میں تھا، عموماً بحال رکھا گیا، شیر شاہ سور کے عہد تک دیہاتی انتظام اور وصول مالگذاری کا وہی انتظام قائم رہا۔ جو ہندوؤں کے عہد سے چلا آتا تھا، اگرچہ فیروز شاہ تغلق نے فوج کو بجائے نقد تنخواہ دینے کے زمین کا سلسلہ جاری کیا، لیکن جو زمین اس طرح فوج کو مرحمت ہوئی، ان پر وہی لوگ قابض رہے۔ جو قدیم سے چلے آتے تھے، صرف وصول مالگذاری کا حق جاگیر دار کو حاصل تھا۔ شالی ہند... شیر شاہ... اور اس کے بعد اکبر اعظم کے مشہور ومعروف ... نے

دیہات کا سلسلہ انتظام از سر نو قائم کیا، تمام ملک کی پیمائش ہو کر مالگذاری مقرر کی گئی، پرانے زمینداروں کا قبضہ بحال رکھا گیا، اگرچہ ہمارے مورخین نے اس قسم کے واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن یورپ کے جو سیاح اس عرصہ میں ہندوستان میں آئے، ان کے سفرناموں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے، کہ فاتحین کے اس فیاضانہ طرز عمل سے ہندوستان سونے کی چڑیا بنا ہوا تھا، ۱۴۲۰ء میں نکولو ڈی کونٹی (Nicolo di Conti) یورپ کا ایک سیاح ہندوستان میں آیا۔ وہ لکھتا ہے کہ گجرات اور گنگا کے کنارے پر بہت سے شہر خوبصورت باغ اور باغیچے تھے، اور ... (Maharajah) تک پہنچنے میں اس کو چار بڑے شہر ملے۔ اور ہر اراضیہ میں سونا چاندی جواہرات بکثرت تھے۔ باربوسا (...) اور برتھال (Bartmal) بھی کہ ہندوستان سولہویں صدی میں آئے تھے، ایسا ہی بیان کرتے ہیں۔ باربوسہ کا بیان ہے کہ کیمبے ایک بڑا خوبصورت شہر تھا جس کے چاروں طرف ملک شاداب اور سب قوموں کے سوداگروں سے آباد تھا،

افریقہ کا ایک مسلمان سیاح ابن بطوطہ جو محمد شاہ تغلق کے وقت میں جبکہ ملک میں چاروں طرف غدر پھیلا ہو ... ہندوستان میں آیا، اور مدت تک دہلی کا قاضی رہا۔ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے، کہ یہاں بہت بڑے بڑے شہر اور قصبے ہیں۔ ملک کی حالت بہت اچھی ہے، دہلی سے ملتان تک پچاس دن کا سفر ہے، مگر ڈاک کا انتظام ایسا اچھا ہے کہ پانچ روز میں خط پہنچ جاتا ہے، ہرکارے اور سوار ڈاک پہنچاتے ہیں میل کے ایک ایک ثلث پر گاؤں آباد ہیں گاؤں کے باہر ہرکاروں کے بیٹھنے کی برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ بادشاہ پردیسیوں کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے ہیں۔ شہر ... دہلی کے ہے، مالابار میں ایک بالشت جگہ بھی کاشت سے خالی نہیں، ہر شخص کے پاس باغ ہے، اور باغ کے درمیان میں مکان ہے چاروں طرف لکڑی کی باڑ ہیں چین، عرب، فارس، افریقہ کے جہاز ہندوستان میں آتے ہیں، مشرقی اور غربی کناروں پر بڑی تجارت غیر ملکوں کے ساتھ جاری ہے، اور ملک کی اندرونی تجارت بھی کم نہیں ہے،

ٹیورنر صاحب جو شاہجہان کے وقت ہندوستان میں آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ شاہجہان اپنی رعایا پر مثل بادشاہ کے حکومت نہیں کرتا۔ بلکہ ایسا برتاؤ کرتا ہے، جیسا باپ بیٹوں سے کرتا ہے اور گو اس کی گورنمنٹ میں کچھ سختی سی معلوم ہوتی ہے، لیکن عام طور سے رعایا کے مال وجان کی بڑی حفاظت ہے،

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر سب سے پہلے جو بارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ، نمبر ۱۴

آریہ سماج اور اسلام
جماعت احمدیہ کے غور کیلئے چند باتیں

(۱) ایک زبردست پروپاگنڈا کی ضرورت

گذشتہ سے گذشتہ اشاعت میں اس زہرافشانی کا ذکر کیا جا چکا ہے، جو پروفیسر سوہان چند کی طرف سے اسلام پر کی گئی، مگر صرف پروفیسر صاحب ہی نہیں۔ دوسرے بڑے بڑے آریہ سماجیوں نے بھی جن میں لالہ ہنسراج اور سوامی شردھانند خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس قسم کے حملے اسلام پر کئے اور ہندوؤں کے دلوں میں یہ بات راسخ کرنے کی کوشش کی، کہ ان کے آبا و اجداد کو مسلمانوں نے محض اشاعت مذہب کے لئے تلوار کے گھاٹ اتارا۔ اور بہت سے ہندوؤں کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا۔ محمود غزنوی اور محمد غوری نے اسلام کی اشاعت کیلئے ہندوستان پر حملے کئے اور بے شمار ہندوؤں کو اپنے مذہب میں شامل کر لیا، لالہ ہنسراج کے نزدیک

"پچاس ہزار مسلمان تھے، جنہوں نے اس وقت ڈر سے اسلام قبول کیا، شاید یہ ملکانے وہی ہیں۔ محمد غوری نے ۱۴ ہزار ہندوؤں کے جنیو توڑے، یہ صرف ایک حملہ میں ہوا۔ علاؤالدین خلجی کے بعد یہ قانون تھا۔ کہ دو ہندوؤں کے اندر جھگڑا ہو، اور ایک بھائی مسلمان ہونا منظور کر لیتا تھا تو اس کو جائیداد مل جاتی تھی۔"

لالہ جی نے افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا ہے:۔

"جہاں پر مسلمانوں کی تلوار نے کام کیا۔ وہاں ہندو کام نہ کر سکے۔ فقرا کے مقابلہ میں سخت سادھو لوگ اٹھے، اگر ان کے سامنے کوئی نہ اٹھا۔"

ان خلاف حق باتوں کے آئے دن دوہرائے چلے جانے کا مقصد کیا ہے، اس میں شک نہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کی خوشگوار فضا آریہ سماج کو کسی طرح نہیں بھاتی۔ لیکن اس زہرافشانی سے صرف اتحاد کی فضا کو ہی مسموم کرنا مقصود نہیں، صرف مسلمانوں کو ایک وحشی اور ظالم قوم ثابت کرنا ان کی اصل غرض نہیں۔ بلکہ اس ذریعے سے وہ اپنی قوم کو اسلام کی پاک تعلیمات کی طرف آنے سے روکنا چاہتے ہیں۔ ہندو مذہب اپنی تنگ خیالی کی وجہ سے اس قابل نہیں، کہ ہندو قوم کے سنجیدہ دل و دماغ اس سے مطمئن ہو سکیں، اس لئے اسلام کو جب وہ مطالعہ کرتے ہیں تو ان پر ایک خاص اثر پیدا ہوتا ہے، اور اس کی صداقت ان کے دلوں میں گڑ جاتی ہے۔ آج سے نصف صدی پہلے اس قسم کے بہت سے مناظر آئے دن دیکھنے میں آتے تھے، نوجوان ہندو کالجوں کے اندر جب علوم جدیدہ کو پڑھ کر آتے تو گھروں میں جس تمدن اور معاشرت اور جن مذہبی رسوم و رواجات سے انہیں سابقہ پڑتا، وہ اس علم و روشنی کے سراسر خلاف تھیں، اس لئے ان جہالت کے بندھنوں سے آزاد ہونے کی خاطر دوسرے مذاہب کی طرف متوجہ ہوتے، اور اسلام اور عیسائیت کے سایہ میں پناہ لیتے تھے، اس حالت کو دیکھ کر ہندوؤں میں بہت سی اصلاحی سوسائٹیاں پیدا ہو گئیں جو اپنے نقطہ اور اصولوں کے لحاظ سے بالکل جداگانہ مذاہب کو پیش کرتی تھیں، اگرچہ ہندو مذہب ہی کی شاخ انہیں سمجھا جاتا تھا، اور اب تک سمجھا جاتا ہے، ان ہی سوسائٹیوں میں سے ایک آریہ سماج بھی ہے، دوسری سوسائٹیوں برہمو سماج دیو سماج وغیرہ نے محض اپنی مذہبی رسوم اور معتقدات کی ہی اصلاح کی۔ اور دوسروں کو کچھ نہیں کہا، بلکہ برہمو سماج میں ہر مذہب کی اچھی باتوں اور مذہبی پیشواؤں کی عزت کی جاتی ہے، لیکن سوامی دیانند نے یہ ضروری سمجھا کہ جہاں ہندو مذہب کی اصلاح کر کے اسے موجودہ طبائع کے مطابق بنائیں، وہاں دوسرے مذاہب کے خلاف بغض و نفرت کے بیج ہندوؤں کے دلوں میں بو دیئے جائیں۔ تاکہ وہ ان کی طرف راغب ہی نہ ہوں، چنانچہ ستیارتھ پرکاش اس پر شاہد عادل ہے، یہی وجہ ہے کہ سوامی جی کے پیرو اسی طریق کو آج تک اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور ہزار ہا دفعہ ایسی باتوں کا جواب مل چکنے کے باوجود انہی باتوں کو دوہرائے چلے جاتے ہیں۔

ایسی حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ یہ ایک سوال ہے جس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ضروری ہے، کیا ہمارے لئے یہ کافی ہے، کہ اخبارات میں ان باتوں کا جواب دے دیا جایا کرے؟ یا اسلام کی صداقت پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں شائع کر کے اپنی الماریوں کو سجا لیں؟ اس میں شک نہیں مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے اور اپنے مذہب سے واقف کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے لیکن ہندو قوم ہمارے اخباروں کو پڑھتی ہے، اور اسے ہماری قیمتی کتابوں کے خریدنے کی ضرورت ہے، اس لئے محض اس طریق سے جو اس وقت تک ہمارے ہاں مروج ہے، کام نہیں چل سکتا۔ آریہ سماج کا پروپاغنڈا نہایت زبردست ہے، لیکچروں، مناظروں اور چھوٹے چھوٹے رسائل اور اخبارات کے ذریعہ سے ساری ہندو قوم کے دلوں کو انہوں نے اس زہر سے بھر دیا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس [illegible] تریاق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے ان تک اپنا لٹریچر پہنچایا جائے، انہیں اسلام اور مسلمانوں کے صحیح طریق عمل اور خوبیوں سے واقف کیا جائے، جب تک یہ نہ ہوگا، اس وقت تک ہندو قوم کو اسلام کی طرف رغبت پیدا ہونا محال ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے، کہ ہندوستان میں امن و صلح کی فضا کا پیدا ہونا ایک ناممکن امر ہے، ہندوستان میں امن و اتحاد صرف ایک ہی ذریعہ سے قائم ہو سکتا ہے، وہ یہ کہ ہندو قوم کے دلوں سے اسلام کے متعلق بغض و نفرت دور ہو کر اس کی جگہ عزت و عظمت کے جذبات پیدا ہو جائیں۔

ایسا کیونکر ہو سکتا ہے؟ ہمارے نزدیک اس کا سب سے زیادہ موثر ذریعہ اسلامی لٹریچر کو ہندو قوم میں پھیلانا ہے، اس کے لئے ضخیم کتابوں کی ضرورت نہیں، کہ ان کی اشاعت اس کثرت کے ساتھ نہیں ہو سکتی جس قدر چھوٹے چھوٹے رسائل اور ہینڈ بل شائع کئے جا سکتے ہیں اسلامی تاریخ۔ اسلامی معتقدات کی صداقت کو اگر نہایت مختصر رسائل کی شکل میں پیش کیا جائے، اور ان میں ان اعتراضات کے جو آئے دن کئے جاتے ہیں، جواب دیئے جائیں، تاریخی حوالوں سے ثابت کیا جائے، کہ محمود غزنوی، محمد غوری یا کسی اور اسلامی بادشاہ نے بجبر ہندوؤں کو مسلمان نہیں بنایا۔ اور ساتھ ہی ہندو تاریخ اور آریہ یا ہندو مذہب کا نہایت اختصار کے ساتھ مقابلہ کیا جائے، ناپاک اور دلشکن الفاظ میں نہیں، بلکہ نہایت محبت بھرے طریق سے، اور ایسے ٹریکٹوں کو عام طور پر ہندوؤں میں مفت شائع کیا جائے۔ تو اس سے موجودہ فضا میں بہت حد تک ایک خوشگوار تبدیلی پیدا ہو جائے گی، اور نہ صرف ہندوستان میں امن اور اتحاد پیدا ہو گا جس کے لئے موجودہ ملکی لیڈر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، بلکہ ہندو قوم کو اسلام کے بہت قریب لے آئے گا۔

ہم اس وقت صرف احمدی قوم کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں۔ کہ موجودہ ملکی اور مذہبی جد و جہد میں انہی کا طریق عمل صحیح نتائج تک پہنچا سکتا ہے، اگر جلسہ سالانہ پر ہماری قوم اس بات کو بالخصوص مدنظر رکھ کر اپنے چندوں میں تھوڑا سا اضافہ کر دے، تو انجمن بھی اسی مقدار سے اپنی مفت اشاعت کی مد میں اس قدر گنجائش پیدا کر سکتی ہے، کہ ایسا لٹریچر اس سے فراہم کیا جا سکے۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری قوم پر اس وقت بہت زیادہ بوجھ ہے مختلف چندوں کا بار ہے، جو سر اٹھانے نہیں دیتا۔ لیکن اگر ہر ایک دوست کم از کم ایک ایک روپیہ اسی غرض سے دے تو بہت کچھ کام اس [illegible] کر سکتا ہے، امید ہے کہ ہمارے احباب اس طرف متوجہ ہوں گے۔

"بونگے" لیڈر

مسلمانان ہند کے لئے یہ خبر غالباً مسرت و ابتہاج کا موجب ہوگی کہ ان کے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں نے "حضرت" اور "مولینا" ہونے کے باوجود "بونگے" کہلانا اپنے لئے باعث افتخار سمجھا ہے، جیسا کہ ذیل کی تحریر سے جو مسلمانوں کے دو معتبر پرچوں "زمیندار" اور "تنظیم" میں شائع ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے:۔

"بونگا کانفرنس کا شب ویک سشن ۸۔ دسمبر دو شنبہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے جناب شیخ صادق حسن صاحب ایم ایل سی کے حصن حصین واقعہ موری گنج میں منعقد ہوا۔ حضرت مولینا احمد سعید ناظم جمعیت العلماء ہند، ظفر الملت مولینا ظفر علی خاں صاحب صدر پنجاب پراونشل خلافت کانفرنس صوفی اقبال احمد۔ شیخ صادق حسن صاحب ایم۔ ایل سی شیخ محمد صادق صاحب ایم ایل سی۔ خواجہ عبد الصمد صاحب سوداگر دار جیلنگ۔ ڈاکٹر سید شفاعت احمد صاحب۔ شیخ حسام الدین صاحب بی۔ اے، مولینا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی۔ غازی عبد الرحمن صاحب بی۔ اے مولینا عبد اللہ منہاس۔ بابو قمر الدین آنریری مجسٹریٹ ایسے مقتدر بونگے شامل جلسہ تھے۔"

یہ عبارت اپنی تفسیر آپ ہے، اگرچہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان تمام مسلمان لیڈروں کا "بونگے" بن جانا آیا تنظیم کی برکات میں سے ہے، کیونکہ امرتسر میں اس کی طرح ڈالی گئی ہے، جہاں تنظیم کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ یا مولوی ظفر علی خاں کی رہائی کا نتیجہ، کیونکہ ان کی رہائی کے بعد ہی یہ بونگا پن شروع ہوا ہے،

بہرحال اس قدر ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کے لیڈر اب "بونگے" ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ جمعیت العلما کے ناظم صاحب بھی اسی مقدس گروہ میں شریک ہیں۔

اس لئے بہتر ہوگا کہ اگر آئندہ ان سب حضرات کو "مولینا" اور "حضرت" کہنے کے بجائے "بونگا" کے اعزازی لقب سے پکارا جائے۔ کیونکہ اس کو انہوں نے خود اپنے لئے پسند فرمایا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس قوم کے یہ لیڈر ہیں جس کی مذہبی اور سیاسی رہبری کے لئے ایسے ایسے لوگ منتخب کئے گئے ہیں۔ کہ انہیں "بونگا" کہلاتے ہوئے اور "بونگا پن" کا اظہار کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کی بہتری کی صورت کیا ہوگی۔ یہ خدا ہی کو معلوم ہے، جب قوم کے لیڈر ہی "بونگے" ہوں تو قوم کا کیا حال؟ سر ہی سلامت نہیں تو پھر جسم کے بچنے کی کیا امید؟

ناظم جمعیت العلما سے خطاب

کم از کم "مولینا" احمد سعید صاحب ناظم جمعیت العلما سے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا "بونگا" ہونا بھی علما کی شان ہے یا یہ جمعیت العلما کے مقاصد میں سے ہے، کہ اس کے ناظم صاحب "بونگوں" کی مجلس میں شریک ہوں۔ اور خود بھی "بونگا" کہلائیں۔ اگر ایسا نہیں تو ہم ان سے عرض کریں گے، کہ "بونگا" کہلاتے ہوئے جمعیت العلما کی نظامت کا عہدہ ان کے لئے سزاوار نہیں نہ ہی علما کے طبقہ میں ان کا شمار جائز ہے۔ اگرچہ اس چودھویں صدی میں علما نے اس سے بھی بدتر حرکات کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

پس یا تو اس عہدہ سے ان کا مستعفی ہونا ضروری ہے، ورنہ اس "بونگا پن" سے قطعی اجتناب کر کے اس طریق کو اختیار کریں، جو علما کے شایان ہو۔

کانگڑہ میں آریہ سماج کی کارروائیاں

حکیم یاسین صاحب دہرم سالہ نے کانگڑہ کے چند ہوش ربا واقعات آج کے پرچہ مراسلات میں سنائے ہیں۔ جن میں مسلمان عورتوں کے اغوا اور ان کے ہندوؤں کے ہاتھ بیچے جانے کا ذکر ہے، اور بھی بعض باتیں لکھی ہیں۔ جن کو کوئی سنجیدہ اور منصف مزاج انسان اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتا،

آریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈر اسلام کی جبری اشاعت اسلام کے وحشیانہ مظالم کی داستانیں آئے دن سناتے رہتے ہیں۔ ان

من انصاری الی اللہ

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

میں احباب کو اس وقت خصوصیت سے ان مشکلات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔ دو عظیم الشان کام ہیں۔ برلن مسجد کی تکمیل اور تعمیر مدرسہ، برلن مسجد کی تکمیل کے لئے بیس ہزار روپیہ اور بکار ہے، اور تعمیر مدرسہ کے لئے چالیس ہزار۔ اگر ہمارے اختیار کی بات ہوتی تو کم سے کم ایک ہی وقت میں دو اس قدر کثیر خرچ کے کاموں کو کبھی اکٹھا شروع کرنے کی جرأت نہ کرتے، مگر جن واقعات نے ان دونوں کاموں کو اکٹھا کر دیا۔ وہ ہمارے اختیار سے باہر تھے، اور اب اختتام مارچ سے پہلے پہلے یعنی قریباً اڑھائی ماہ کے عرصہ میں دونوں کاموں کی تکمیل ضروری ہو گئی ہے۔ ان کاموں کی مشکلات مجھے اور دوستوں سے بھی زیادہ نظر آتی ہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اس وقت ہماری قوم کو ایک امتحان میں ڈالا ہے، اور وہ اس کی ہمت اس کے عزم اس کے استقلال کو دیکھنا چاہتا ہے، میں جانتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ اس چھوٹی سی جماعت کا ہر ایک فرد اپنے آپ کو ایک مصیبت میں ڈالے ہم اس امتحان میں پورے نہیں اتر سکتے، لیکن قوم کی خطرناک مشکلات کے سامنے ہمیں اپنی مصیبتوں کو ہیچ سمجھنا چاہیئے، میں نے پہلے بھی لکھا تھا۔ دوبارہ وہی بات لکھتا ہوں۔ کہ

(۱) ہر ایک دوست جس نے اب تک برلن مسجد میں اپنی ذات سے حصہ نہیں لیا اس وقت اس ثواب میں شریک ہو جائے، خدا کی رحمتیں ہمیشہ تک ان لوگوں پر ہونگی، جو اس وقت اس کفرستان میں خدا کے گھر کے بنانے میں مدد دیں گے،

(۲) ہر ایک دوست اس مسجد کیلئے چندہ فراہم کرنے میں اپنے وقت کا کچھ حصہ لگائے، اور رقم فراہم کر کے جلسہ سالانہ پر ساتھ لیتا آئے، پانچ سات دن کوشش کریں تو اللہ تعالےٰ نصرت دے گا"

(۳) ہر ایک دوست تعمیر مدرسہ کیلئے اپنی پانچ دن کی آمد دے، بالآخر میری یہ درخواست اپنے احباب سے ہے کہ ان عظیم الشان کاموں کی تکمیل کے لئے جلسہ سالانہ پر ضروری تجاویز کو سوچکر عمل میں لانا ہے۔ اس لئے ہر ایک دوست اپنے عذروں کو وساوس کی طرح دور کر کے جلسہ میں شامل ہونے کو مقدم کرے "تاکہ سب ملکر دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس امتحان میں کامیاب فرمائے، اور ملکر کوئی تجاویز بھی سوچیں۔ جن سے یہ کام تکمیل کو پہنچ سکیں،

میں احباب کو یہ خوشخبری بھی سنانا چاہتا ہوں کہ عین انہی ایام میں یعنی جلسہ کے ایام میں ایک دن غالباً جمعہ ۲۶۔ دسمبر کے دن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی سب سے پہلی قومی عمارت یعنی مدرسہ کی بنیاد رکھی جائے گی، یہ اللہ تعالےٰ کے خاص فضل کا موقعہ ہے۔ اور میرا دل چاہتا ہے، کہ اس موقعہ پر سب احباب جمع ہوں اور اس برکت میں حصہ لیں،

سب احباب کو ۲۴۔ دسمبر کی شام تک یہاں پہنچنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

محمد علی،

کے اخبارات کسی مسلمان کی چھوٹی سے چھوٹی خلاف تہذیب حرکت پر بڑے بڑے عنوانات کے نیچے اسلامی تہذیب کی نوحہ خوانی کرتے ہیں۔ کیا کبھی ان سماجی کارروائیوں کو بھی انہوں نے اسی نظر سے دیکھا۔ اور ان کو شائع کر کے ہندو تہذیب کا پردہ چاک کیا؟ لالہ لاجپت رائے کو شکایت ہے کہ مسلمانوں میں یہ بات پھیلائی گئی ہے، کہ

"ہندو کافر ہیں۔ اور کہ مسلمانوں کی ان کے ساتھ دشمنی ہوئی ہے۔ ان کا مال اور ان کی عورتیں حلال ہیں"

لیکن کیا لالہ جی کو اپنے ہم مذہب سماجیوں کی ان حرکات کا بھی علم ہے۔ کیا انہوں نے کبھی ہندوؤں کی کارروائیوں کا بھی شکایت علی الاعلان کی؟

اسلامی اخبارات کا فرض ہے۔ کہ وہ ان واقعات کو الم نشرح کریں۔ اور دنیا کو بتائیں۔ کہ اسلام پر جبر اور وحشت و بربریت کا الزام دینے والے خود کن کرتوتوں کے مرتکب ہیں۔ اور کس طرح سے اندر ہی اندر مسلمانوں کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ یہانتک کہ اس آزادی کے زمانہ میں بھی جبر سے کام لیتے ہیں۔ اور حیاسوز حرکات سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

کافر کا مفہوم

بعض ہندو لیڈر اور اخبارات آئے دن یہ خیال ظاہر کرتے ہیں۔ جیساکہ لالہ لاجپت رائے نے بھی مندرجہ بالا تحریر میں ظاہر کیا ہے۔ کہ کافر کا لفظ کوئی بہت بڑی گالی ہے۔ جو مسلمان ہندوؤں کو دیتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کے نزدیک ہندوؤں کی عورتیں اور مال لے جانا۔ ان کو لوٹنا اور مارنا جائز ہے۔

یہ خیال یا تو عمداً مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے پھیلایا جاتا ہے۔ یا کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ کافر کا لفظ ان معنوں کا ہرگز متحمل نہیں۔ کافر ہر اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو مسلمان نہیں۔ اسکا مفہوم صرف اسی قدر ہے۔ کہ وہ شخص غیر مسلم ہے۔ اس سے بڑھ کر کافر کا کوئی مفہوم قائم کرنا اسلام پر ناواجب الزام دینا ہے۔ مسلمانوں میں سے بھی اگر کوئی شخص ایسا سمجھتا ہے۔ تو اس کا ذمہ دار اسلام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ خود ہے ایسا شخص اسلام کا صریح دشمن ہے۔ اور سچا مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔

مہاتما جی اور میاں فضل حسین

پنجاب پراونشل کانفرنس کے موقعہ پر مہاتما گاندھی اور بعض دوسرے لیڈر لاہور آئے۔ مہاتما جی نے آنریبل میاں فضل حسین صاحب دزیر تعلیم کے ساتھ بھی ملاقات کی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان کے دل پر میاں فضل حسین کی صاف دلی اور صاف گوئی کا بھاری اثر پڑا۔ میاں صاحب نے تمام باتیں صاف صاف بیان کر دیں۔ اور کہا کہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ میرے خلاف فی الحقیقت کیا الزام لگایا جاتا ہے۔ اور میں اس بحث کی تفاصیل کے بارے میں جو میرے متعلق شروع کی گئی ہے۔ اپنے سرکردہ مخالفین کے ساتھ بحث کرنا پسند کرونگا"

میاں صاحب کی یہ صاف بیانی اُن کی صداقت پر دال ہے۔ کیا ہندو لیڈر جو آئے دن انہیں ہندوؤں کا دشمن ظاہر کرنے کے عادی ہیں۔ میاں صاحب کے اس چیلنج کو منظور کریں گے؟

سفر یورپ کے فوائد

یوں تو میاں محمود احمد صاحب کے سفر یورپ کے بہت سے بڑے بڑے فوائد ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ان کا سفید پرندے پکڑنا (اگرچہ ایک بھی سفید آدمی ان کے ہاتھ پر مسلمان نہیں ہوا) اسلامی فرقہ بندی کا ذکر مذہبی کانفرنس میں کرنا جس سے ثابت ہو گیا کہ ایسا ذکر یورپ میں سم قاتل نہیں۔ روحانی طور پر یورپ اور بلاد غربیہ کو فتح کر کے ولیم دی کنکرر بن جانا وغیرہ وغیرہ ان بڑے بڑے فوائد میں سے ہیں۔ جو مریدین میاں صاحب کی آنکھوں کو چندھیا رہے ہیں۔ لیکن بعض چھوٹے فوائد بھی ہیں۔ جن کا ذکر میاں صاحب نے خود فرمایا ہے۔ مولوی شیر علی صاحب کے ایڈریس کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میرے نزدیک اس سفر کے بڑے بڑے فوائد کے علاوہ جن میں سے بعض کا ذکر مولوی شیر علی صاحب نے کیا ہے۔ بعض چھوٹے فوائد بھی ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ میرے سفر پر جانے پر کئی نئے شاعر پیدا ہو گئے ہیں۔ خصوصاً ہماری ہمشیرہ شاعرہ ہو گئی ہیں۔ یہ بھی علمی ترقی ہے۔ دوسرے یہ کہ علمی

ترقی کی علامت ہے۔ کہ "الفضل" کا خاص نمبر شائع ہوا ہے۔"

ان فوائد کو دیکھ کر کون ہے۔ جو میاں صاحب کی علمی ترقیوں کی داد نہ دے۔ یورپ جا کر انہوں نے بھی فی الحقیقت بڑی علمی ترقی کی ہے۔ کہ ایسی باتوں کو سفر کے فوائد اور علمی ترقیوں میں سے شمار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

امریکہ کے مسلمان

خلیفہ نیر اللبابیدی مدیر و مالک اخبار الحضارۃ (بغداد) چند روز سے ہندوستان تشریف لائے ہوئے ہیں . . . .

. . . . . آپ فی الحال بغداد کے مشہور ہفتہ وار اخبار "الحضارۃ" کی ادارت فرما رہے ہیں لیکن اس سے قبل برازیل (امریکہ) میں رہ کر آپ اسلامی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ ریو دی جنورہ دارالسلطنت برازیل میں ایک عربی اخبار نکالتے تھے۔ موصوف ہندوستان کے اسلامی و سیاسی حالات کا مطالعہ کرنے اور سیر و سیاحت کی غرض سے تشریف لائے ہیں موصوف اگرچہ اپنا اخبار عراق سے نکال رہے ہیں۔ مگر خود (شام) کے باشندے ہیں۔ برازیل میں بھی وہاں کے عربوں کی دعوت پر گئے تھے۔ آپ نے دوران ملاقات میں فرمایا کہ "

"امریکہ میں اس وقت تقریباً ایک لاکھ عرب موجود ہیں۔ ان میں سے اکثر برازیل میں ہیں۔ اگرچہ امریکہ میں عربوں کی ہجرت کا سلسلہ پندرہ سال سے جاری ہے۔ مگر جنگ کے بعد شام میں جو مظالم فرانسیسی حکومت نے کئے۔ ان کی وجہ یہ ہے۔ ہزاروں عرب امریکہ کو ہجرت کر گئے۔ چنانچہ برازیل میں تقریباً تمام عرب شام کے ہیں۔ یہ عرب تجارت کرتے ہیں۔ اور خوشحال ہیں۔ سیاسی معاملات میں حصہ نہیں لیتے۔ لیکن اتحاد اسلامی کا جذبہ ان میں بہت ہے۔"

مسلمانان چین

مسٹر مارک ای بوتھم "مسلم ورلڈ" میں ایک مضمون لکھتے ہوئے چینی مسلمانوں کی روز افزوں ترقی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے۔

"سب سے بڑا عنصر جو چین کے اندر مسلمانوں کا مرکز اشاعت قائم کرنے۔۔ اور ان کو ایک ٹھوس جماعت بنانے میں نمایاں ہے وہ ذیل کے چند شواہد سے ظاہر ہوگا۔

چینی مسلمان اپنے دیگر مذاہب کے ہم وطنوں کے مقابلہ میں زیادہ حوصلہ مند ہیں۔ کیونکہ ان کی بہت بڑی تعداد ہمیشہ سیاحت میں مصروف رہتی ہے۔ ان کی نقل و حرکت نہ صرف ان بڑے اضلاع میں پائی جاتی ہے۔ جہاں بڑی بڑی جماعتیں بستی ہیں۔ بلکہ تمام ملک کے طول و عرض میں۔ کاشغر سے لے کر شنگھائی تک اور پیکن سے لیکر یونان تک۔ ان مسلمانوں کی آمد و رفت جاری ہے اور اپنے عالمگیر مذہب کے احکامات کی پابندی میں اُن ہی نے تمام شاہراہوں پر سرائیں۔ ہوٹل اور مسجدیں بنوا دی ہیں۔ اور ہانگ کانگ میں جو مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔ ان کے ملحق مہمان سراؤں کا ہونا لازمی ہے۔ حماموں کے اندر پلنگ میزیں اور کرسیاں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ اور مسجد کا کوئی نہ کوئی گوشہ کلب کے واسطے مختص کر دیا جاتا ہے۔ شنگھائی میں یہی حال ہے۔ ہم نے مسلم سیاحوں سے جو کانپو اور سٹیشن سے آئے تھے۔ بذات خود ملاقات کی۔ اور ان کی معاشرت پر دیر تک گفتگو کی تھی۔ اس امر سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔ کہ مسلمانان چین کی ایک زبردست مخفی طاقت اپنے منتشر اجزا کے جمع کرنے میں مصروف ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ ہفتہ کے دن سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے تھے، آج ۱۱۔ دسمبر کو شیخوپورہ تشریف لے گئے ہیں، غالباً کل تک واپس تشریف لے آئیں گے،

کل رات حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک زبردست لیکچر "اسلام اور جمہوریت" پر ہوا، کالجوں کے مسلمان طالب علم کثرت سے تھے۔ دوسرے بہت سے مسلمان حضرات بھی موجود تھے، لیکچر نہایت فاضلانہ اور دلچسپ تھا کسی قریبی اشاعت میں مکمل شائع ہوگا، لیکچر کے بعد بعض لوگوں نے سوالات بھی کئے۔ جن کے جواب حضرت امیر نے دیئے۔

جہاد اعظم

مسلمانوں سے جہالت دور کرو

(از مسٹر محمد مارماڈیوک پکتھال)

یہ ایک غلط خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے۔ کہ اسلام ایک جنگجو مذہب ہے۔ اس غلط خیال کے پھیلنے کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ خود چند مسلمان اسلام کے متعلق اپنے دماغوں میں غلط خیال قائم کئے ہوئے ہیں ہمیں صرف حفاظت خود اختیاری میں جنگ کی اجازت ہے یعنے ہم جنگجوئی عقیدتاً نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمیں مجبوراً جنگ میں حصہ لینے کا اختیار ہے۔ اور جب وہ مجبوری دور ہو گئی تو بجز نقصان پہنچانے والوں کو اور کسی کے خلاف ہم ہتھیار نہیں اٹھا سکتے۔

قرآن پاک میں عیسائیت کی طرح اس قسم کا کوئی حکم نہیں ہے۔ کہ "جب تک تم فلاں فلاں عقائد پر مستحکم نہیں رہو گے۔ تمہاری نجات نہیں ہو سکتی"

بخلاف اس کے قرآن پاک کا حکم ہے۔ کہ محض اظہار عقاید نجات کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ حقیقی مذہب کے لئے عمل کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ وہ جو یقین رکھتے ہیں۔ اور وہ جو یہودی مذہب اور عیسائی اور صابئین کے مذہب کے پیرو ہیں (ان میں سے) جو اللہ اور یوم قیامت پر یقین رکھتا ہے۔ اور عمل صالح کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے پروردگار سے انعام پائے گا۔ اور اُسے کوئی خوف نہیں کیونکہ اسے رنج نہ پہنچیگا مسلم کو عمل صالح کرنے والے سے کوئی جنگ نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کے نزدیک عمل صالح وہی ہے۔ جو ہر سمجھدار اور تعلیم یافتہ کے نزدیک ہے۔ اس لئے اسلام درحقیقت ہر قسم کے ترقی یافتہ خیال کا مرادف (بلکہ حقیقتاً اصلی اصول) ہے۔ جس کا مسیحیت کی تعلیم اور تاریخ میں کہیں پتہ تک نہیں ہے۔

روشنی اور آزادی کا ذریعہ

موجودہ مہذب حکومتوں میں قابلیت کا محض ایک معیار ہے۔ یعنی عمل۔ مسیحیت اب اس کی دعویدار ہے۔ کہ موجودہ تہذیب اس کی ایک ارتقائی کوشش کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ یہ ارتقائی ترقی مسیحیت کی بدولت نہیں۔ بلکہ اسلام کی بدولت ہے۔ یہ محض اسلام کی برکات کا اثر تھا کہ یورپ میں ریفارمیشن اور ہوشیاری کا دور پیدا ہوا۔ اسلام ایک خدائے وحدہٗ لاشریک کی اطاعت میں آزاد خیالی اور اجتہاد کا مذہب ہے۔ اسلام نے دنیا میں ایسے وقت روشنی اور آزادی پھیلائی۔ جبکہ (بقول ایک انگریزی اہل قلم کے) مسیحیت ہنوز ملک شب (یعنی تاریکی کی بادشاہ تھی) اس کے بعد مسیحیوں نے یہ علمی روشنی اسلام سے چھین لی۔ البتہ وہ عقیدہ نہ حاصل کر سکی۔ جس نے اس روشنی کو مقدس بنا رکھا تھا۔ انہوں نے یہ روشنی مسیحی کلیسہ کے زیر و غضب کی جس پر کلیسہ نے اُسے بُرا بھلا کہا اور الحاد کے نام سے تعبیر کیا۔ گویا کہ خدا کی بہترین نعمت یعنی عقل کا استعمال درحقیقت مذہب الٰہیہ کے خلاف ہے۔ حالانکہ اسلام کا دعوے ہے۔ کہ بلا عقل کو دخل دیئے ہوئے سارے عقائد اور مذہبی اعمال بیکار ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ ایک شخص عبادت کرتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ خیرات دیتا ہے۔ حج کرتا ہے۔ اور ہر قسم کی نیکی کرتا ہے۔ لیکن اسے انعام اسی حد تک دیا جائے گا۔ جس حد تک کہ اس نے اپنی عقل سے کام لیا ہوگا۔

عقل اور مذہب

تاریخ شاہد ہے۔ کہ جہاں عقل انسانی کو دخل کی اجازت ہے۔ وہاں رواداری ہے۔ مگر جہاں عقل کو مجال دخل نہیں یا بہت محدود ہے۔ وہاں تنگ خیالی اور عدم رواداری موجود ہے میں قرآن شریف اور . . . .

اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہونچتا ہوں کہ جہالت اسلام کا ضد ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کا خیال ہی نہ کیا تھا۔ کہ کوئی مسلم یا مسلمہ جاہل رہے قرآن پاک نہایت بدعقیدگی و بدکاری کو مساوی الدرجہ قرار دیتا ہے اور روح انسانی کے لئے مضر کہتا ہے۔ جس طرح اندھا تاریکی میں راہ سے بھٹک جاتا ہے۔ اور دوسروں کی ہدایت کا محتاج ہوتا ہے اور تنہا چل نہیں سکتا۔ یہی حالت ایک جاہل شخص کی ہے۔ جو خود علم سے محروم ہے۔ وہ دوسروں کی ہدایت کا دست نگر ہوتا ہے۔ اور اگر کسی دوسرے جاہل یا تنگ نظر سے اسے سابقہ ہو گیا۔ تو یقیناً وہ [illegible]

اور احادیث نبوی میں اس کے خلاف ہدایت کی گئی ہے۔

جہالت اسلام کی دشمن ہے

حقیقت میں مسلم وہ ہے۔ جو بلا سہارے چل سکے . . . وہ تنہا کھڑا ہو سکے۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو تنہا جنگ کر سکے۔ نیز وہ نہ تنہا ہے۔ اور نہ ظاہری تنہائی سے پریشان ہوتا ہے کیونکہ خدا اُس کے ساتھ ہے۔ اس کے لئے ایک مہربان محافظ موجود ہے جس کی موجودگی نے امداد غیر سے اسے مستغنی کر دیا ہے۔ درحقیقت مسلمان ایک آزاد ترین شخص ہے۔ مگر ساتھ ہی اس پر ذمہ داریاں بھی بہت زیادہ ہیں۔ یہاں آزادی اور ذمہ داری ساتھ ساتھ ہیں اس لئے جو لوگ انہیں جاہل اور بے بہرہ رکھنا چاہتے ہیں ان پر ہی سارا الزام عاید ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمان جہالت کو روا رکھ کر اور دوسروں کی طرح پروہتوں اور عالموں کا ایک طبقہ علیحدہ از خصوصی کر کے اپنی اُس عقل کو بالکل اُن کے تابع کر کے جو اُسے سمجھنے اور فکر کرنے کے لئے عطا ہوئی درحقیقت دوسری جماعت والوں کی طرح اپنا درجہ گرا دیتا ہے۔ اور خود کو ذلیل کرتا ہے۔ آج دنیا سے اسلام کی ابتری محض اسی خرابی کے باعث ہے۔ جہالت اسلام کی بدترین دشمن ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اُس بدنما ذلت کے خلاف جہاد اعظم کریں۔ کیونکہ اس نے ہماری حالت کو اس درجہ خراب کر دیا ہے۔ کہ آپ کسی کو ہم میں خوبیاں تک نظر نہیں آتیں۔

روشن خیالوں کا اتحاد

آج مسلمانان ہند کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ بالکل خلاف اسلام حرکات میں منہمک ہیں۔ اب یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس حالت کی اصلاح کرے۔ مجھے اپنے ہندو دوستوں سے معلوم ہوا۔ کہ یہی حالت ہندوؤں کی ... ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب سے بچھڑ گئے ہیں۔ اور ایک ہندو دوست نے تو مجھ سے یہاں تک کہا کہ جو کچھ میں اسلام کے لئے لکھ رہا ہوں۔ وہ درحقیقت ہندو مذہب پر عاید ہوتا ہے۔ اس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر ہر طبقہ کے روشن خیال متحد ہو کر ہر ہندوستانی کو اُس کی موجودہ پستی اور ذلت کا احساس کرا دیں۔ اور جہالت اور پست خیالی کو دور کرنے میں متحد العمل ہو جائیں۔ تو یقیناً بیحد ترقی ہوگی قرآن پاک کا حکم ہے۔

وہ یقیناً کامیاب ہے۔ جو اس کی (روح کی) ترقی کا باعث ہوتا ہے۔

اور وہ ناکام ہے۔ جو اسے مردہ بناتا ہے۔ ہندوستان میں اس وقت تک ترقی نہیں ہو سکتی۔ جب تک جمہور کی روحیں مردہ اور فاقہ کشی کا شکار ہیں۔

مسلمانوں کی باہمی کشمکش

اڈیٹر "پیغام صلح" کے ایک مختصر نوٹ پر سکرٹری مجلس عثمانیہ نے اخبار کا ایک کالم ضائع کر دیا۔ اور مطلب کی بات کوئی نہ لکھی۔ جب ان کی مجلس کا مدعا یہ ہے کہ جملہ کلمہ گو مسلمان ہیں۔ تو پھر مسلمانوں کے ایک گروہ کو نشانہ بنانا اور اسکو مخالفین اسلام کے مسائل سے تطابق دینا کہاں تک درست ہے۔ عام طور پر تعلیم یافتہ مسلمان خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں گالی گلوچ کو بُرا اور خلاف تہذیب اسلام سمجھتا ہے۔ بلا غیر تعلیم یافتہ یا ملاؤں کا سب و شتم کرنا۔ کیا وہ اہل سنت والجماعت آپس میں ایک دوسرے کے لئے کم کرتے ہیں۔ ذرا دیوبندی۔ رضائی۔ مصطفائی اہلحدیث علماء کا لٹریچر اٹھا کر دیکھو۔ سوال یہ ہے کہ آیا مسلمانوں کی باہمی سر پھٹول اور گالی گلوچ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنا زور اور وقت ان جھگڑوں کے طے کرنے میں لگانا چاہیئے۔ بلکہ اگر وقت اور روپیہ ہو تو اسے مخالفین اسلام کے مقابل پر صرف کرنا چاہیئے۔ ہم خوش ہوتے اگر مرقع واقعہ کربلا کا مؤلف اپنا وقت اور روپیہ اپنی سابقہ عادات کو مدنظر رکھتے ہوئے "مرقع دیانندی" یا "مرقع غلبوبیت" پر خرچ کرتا۔ آپ کو علی الاعلان [illegible] اور حسین پرستی کی فکر پڑ گئی جو سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے لیکن ہر جمعرات کو جو نظارہ آپ کو داتا گنج بخش کے مزار پر اور دیگر قبروں پر قبر پرستی کا نظر آتا ہے اسکی کوئی فکر نہیں۔ سچ ہے چراغ تلے اندھیرا۔ چونکہ وہ آپ کے پڑوس میں ہے اسلئے اس طرف نظر نہیں گئی۔ اصلاح اپنی ہے تو پہلے گھر [illegible]

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کی شرائط میں کوئی تبدیلی کی ہے؟

کہا جاتا ہے کہ ایک غلطی کا ازالہ لکھنے سے پہلے حضرت مسیح موعود براہ راست اور خود صاحب شریعت ہونا نبوت کی شرائط میں سے سمجھتے تھے لیکن ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو ایک غلطی کا ازالہ لکھنے کے بعد آپ نے نبی کے واسطے صاحب شریعت ہونا یا براہ راست فیض حاصل کرنا یا امتی نہ ہونا محض خصوصیات نبوت قرار دیا۔ شرائط نبوت نہیں اور فرمایا کہ نبی صرف اسکو کہتے ہیں جس کو کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہو تو گویا نومبر ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے اپنا عقیدہ دربارۂ نبوت بدل لیا۔ چونکہ یہاں میں یہ بحث نہیں کر رہا کہ ایک غلطی کا ازالہ کسی عقیدہ کے بدلنے کا اعلان ہے یا نہیں۔ اسواسطے ہر ایک طالب حق خود ایک غلطی کے ازالہ کو منگوا کر پڑھ سکتا ہے کہ وہ کس غرض کے لئے لکھا گیا تھا۔ یہاں میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آیا ایسا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے دربارہ نبوت اپنے خیال کو ۱۹۰۱ء کے بعد بدل لیا تھا۔ اور کسی اور خیال پر آپ قائم ہو گئے تھے اور باقیماندہ عمر جو کہ قریباً سات برس کی ہوتی ہے آپ اس دوسرے خیال پر قائم رہے۔ میں نے جہاں تک حضرت مسیح موعود کی تحریروں پر غور کیا ہے۔ ایسا نظر نہیں آتا کہ آپ کے کسی عقیدہ میں ۱۹۰۱ء کے بعد تبدیلی پائی جاسے ہیں [illegible] اپنے ثبوت میں تین حوالے حضرت مسیح موعود کے پیش کرتا ہوں ایک ۱۸۹۹ء کا اور ایک ۱۹۰۸ء کا۔ یعنے آپ کی وفات کے چند یوم پہلے کا [illegible] اور ایک درمیانی زمانے کا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آپ پر تہمت ہے۔ اول اخبار "الحکم" نمبر ۲۹ جلد ۳۔ تاریخ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء میں آپ فرماتے ہیں۔

> "چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا (۲) بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا (۳) نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور (۴) بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اسجگہ بھی یہ معنے نہ سمجھ لیں۔"

دوسرا حوالہ تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ کا ہے۔ فرماتے ہیں

> "ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ (حاشیہ میں ہے) یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ [illegible] شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرافراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بنجاتا۔ میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنالیوے۔"

ان دو حوالوں کے پیش کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ بیشک نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے میرزا صاحب کا یہی مذہب تھا اور آپ بھی مانتے تھے کہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول صرف اسی کو کہتے ہیں جو صاحب الشریعت ہو۔ اور صاحب شریعت ہونے میں ساری باتیں آجاتی ہیں کیونکہ صاحب شریعت بسبب شارع ہونے کے خود متبوع ہوا۔ اور کسی سابقہ نبی کے متبع نہ ہونے کی وجہ سے براہ راست خدا تعالےٰ سے اس کا تعلق ہو۔ [illegible] اسلئے حضرت صاحب کا نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے ضرور یہی مذہب تھا کہ اسلام کی اصطلاح میں یا یوں کہو کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ قرآن مجید جو کچھ ظاہر کیا گیا۔ وہ یہ تھا کہ نبی اور رسول وہ نہیں ہو سکتا جو صاحب شریعت نہ ہو جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی جو ریہ کے کہیں کوئی نئے احکام شریعت نہیں لایا۔ یا میرا تعلق اللہ تعالےٰ سے براہ راست نہیں۔ بلکہ میں امتی ہوں تو وہ ہرگز نبی نہیں ہوتا۔ اور اسکو اسلام میں نبی یا رسول ہرگز نہیں کہا جا سکتا

اب میں ایک تیسرا حوالہ مئی ۱۹۰۸ء کا پیش کرتا ہوں۔ اور یہ اس خط کے لکھنے کے تھوڑی ہی عرصہ بعد حضرت صاحب فوت ہو جاتے ہیں۔

> "جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا ہے۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں۔ اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جسسے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوےٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اسقدر ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔"

اب میں ثابت کر دوں گا کہ جو مذہب میرزا صاحب کا نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے تھا وہی مذہب آپ کا دربارہ نبوت ۱۹۰۸ء میں اپنی وفات سے چند دن پہلے تھا۔

ان دونوں حوالوں سے پایا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے اپنا عقیدہ کبھی بھی تبدیل نہیں کیا۔ بلکہ ایک ہی قسم کی نبوت کا دعویٰ ہمیشہ سے ہے اور ایک ہی قسم کی نبوت کا انکار ہمیشہ سے ہے جیسا آپ نے ۱۹۰۸ء کے خط میں لکھا ہے کہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ یہی لکھتا آیا ہوں۔

اب یہ حوالے جو ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد کے ہیں۔ ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ اور ایک لفظ ان میں ایسا نہیں ہے جو ایک دوسرے کے برخلاف ہو۔ حضرت کو جس نبوت کا انکار ہے۔ وہ وہی نبوت ہے جس کو شریعت اسلام نبی کہتی ہے اور جس نبوت کا اقرار ہے وہ وہی نبوت ہے [illegible]

جو لغوی معنوں کی رو سے آپ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں جو اسلام کی اصطلاح میں غیر حقیقی نبوت ہے۔ جس کو مجازی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان دو حوالوں میں حضرت صاحب نے جو نبوت کی حقیقت اسلام کی رو سے مانی ہے وہ لغت والے نبی کے واسطے مقرر نہیں کرتے۔ اور ایسا ہی انجام آتھم میں فرمایا ہے۔

> "اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت اور رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے ان کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔"

تو پس ثابت یہ ہوا کہ لغت کے معنوں کے لحاظ سے حضرت صاحب اپنے آپ کو نبی کہتے ہیں۔ اور یہ [illegible] لفظ نبی کا غیر حقیقی استعمال ہے جو مستلزم کفر نہیں۔ لیکن لغت والوں کی شرائط کو حقیقی شرائط قرار دیکر لفظ نبی کا استعمال حقیقی طور پر کرنا اور اس کو نبی کی حقیقت میں داخل کر کے استعمال کرنا [illegible] کیونکہ جب ایک طرح لفظ نبی کا استعمال جائز نہیں تو اس کے برعکس استعمال ضرور لازماً ناجائز ہوگا۔

(راقم ملک محمد بخش احمدی از آسٹریلیا)

چند ہوش رُبا واقعات

دہر مسالہ میں آریہ سماج کی ناپاک کوشش

دہرمسالہ سے حکیم یاسین شاہ صاحب حسب ذیل کے ہوشربا واقعات کی جو آریہ سماج کی بعض ناپاک کوششوں پر مشتمل ہیں۔ اطلاع دیتے ہیں۔

ایک مسلمان لڑکی ہندوؤں کے حوالے

مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۲ء بروز جمعہ دو ہندو عورتیں جو ابھی کنواری ہیں عام پبلک کے سامنے مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ ایک کا نام مستی ہو اور دوسری کا نام تلسی۔ اسلامی نام زینب اور فاطمہ رکھے۔ ان لڑکیوں کی والدہ موجود ہے جس نے ایک دوسرے ہندو شخص سے شادی کی ہوئی ہے۔ اصلی باپ فوت ہو چکا ہے آریہ سماج دہرمسالہ نے لڑکیوں کی والدہ اور سوتیلے باپ سے عدالت میں دعویٰ دائر کرا دئے۔ یکم دسمبر کو عدالت میں یہ لڑکیاں بذریعہ پولیس پیش کی گئیں۔ تمام دکانوں سے ہندو عدالت میں موجود تھے۔ عدالت سے باہر بیک ہندوؤں کا جمگھٹ لگا ہوا تھا۔ مسمات زینب کو جو اٹھارہ سال کی ہے عدالت نے آزاد کر دیا کہ جہاں چاہے رہے۔ مسمات فاطمہ کو جس کی عمر ۱۳ سال کی ہے اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اور والدہ میری ہندو ہے۔ میں اس کے پاس نہیں رہ سکتی۔ ہاں اگر یہ بھی مسلمان ہو جائیں تو مجھے انکار نہیں ہے۔ عدالت نے حکم دیا کہ تمہیں تم کو جانا ہوگا۔ مسمات فاطمہ نے کہا کہ اگر میں گئی تو یہ مجھ کو فروخت کریں گے جیسا کہ ان کا دستور ہے عدالت نے حکم دیا کہ اگر یہ ایسا کریں گے تو سرکار ان سے مواخذہ کر سکتی ہے چنانچہ ہر دو لڑکیاں اور ان کی والدہ اور سوتیلا باپ عدالت سے باہر آئے۔ بڑی لڑکی عبدالکریم ٹھیکیدار کے ساتھ چلی گئی جس کے ساتھ اس کا نکاح ہوگا اور چھوٹی لڑکی اپنی والدہ کے پاس ہے مگر وہ وہاں نہیں رہنا چاہتی آریہ سماج نے بے حد کوشش [illegible] کی۔ مگر وہ لڑکی برسر بازار عام پبلک کے سامنے کلمہ پڑھ کر اور پکار کر کہتی ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اب میں اور کسی مذہب میں نہیں جا سکتی۔ میرے واسطے ہر شخص کے ہاتھ کا کھانا حلال ہے۔ مگر میری والدہ اور اسکے خاوند یا کسی ہندو کے لئے میرا چھوا ہوا یا پکا ہوا جائز نہیں۔ تا وقتیکہ وہ تمام مسلمان نہ ہو جائیں۔ دین اسلام حق دین ہے۔ بازار میں گذرتے ہوئے یہ لڑکی ہر مسلمان کے ساتھ السلام علیکم کہہ کر گذرتی۔ والدہ اور اس کا سوتیلا باپ منع بھی کرتے تھے۔ مگر وہ نہ مانتی تھی۔ بڑی مضبوطی کے ساتھ وہ دین اسلام پر قائم ہے۔

مسلمان عورتوں کا اغوا

آریہ سماج ضلع کانگڑہ نے جو مقدمہ میرے خلاف ایک عورت گرتھی کو جبراً مسلمان کر لینے اور اس کا نکاح پڑھا دینے اور اغواء کرنے کا عدالت میں دائر کیا تھا خارج ہو گیا ہے (۲) آریہ سماج ضلع کانگڑہ اور تو ہر طرح پر شکست پر شکستیں کھا چکی ہے اور اپنے کل مقاصد میں ناکامیاب رہا ہے اب جو [illegible] انہوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ غریب مسلمانوں کی عورتیں بھگا کر دوسری جگہ لیجا کر فروخت کرنا شروع کیا جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

(۱) مسمی جیکرن برہمن ساکن سنبل تحصیل پالمپور نے مسمات گنگی زوجہ سکندر قوم تیلی عمر ۱۸-۲۰ سال ساکن موضع بنوری تحصیل پالمپور کو بھگا کر موضع نور پور میں برہمنوں کے پاس [illegible] چار سو روپیہ کو فروخت کی پکڑی گئی۔ پنڈت جیکرن صاحب بھاگ گئے ہیں۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

(۳) مسمی ایت چند رراجپوت ساکن مجہیر تعلقہ تحصیل پالمپور نے

مسمات کوہاقوم گوجر ساکن علاقوں علاقہ تحصیل کانگڑہ کو بھگایا موضع نگروٹہ میں پکڑی گئی مقدمہ دائر ہے۔

(۳) مسمات نہالی زوجہ عمرالدین قوم تیلی ساکن بنوری کی عورت کو موضع ناگٹ علاقہ تحصیل پالم پور کے ایک برہمن صاحب بھگا کر لے گئے ہیں۔ اسوقت تک کوئی پتہ نہیں۔

ضلع کانگڑہ کے مسلمان بالکل خاموش ہیں۔ صرف جماعت احمدیہ کے ساتھ مخالفت کرنا ہی جانتے ہیں اور بس۔

حکیم یاسین شاہ آنریری مبلغ جماعت احمدیہ بقلم خود

فسادات کوہاٹ

حکومت ہند کا بیان

ہندوؤں اور مسلمانوں میں وجوہ فساد پر شدید اختلاف ہے مسٹر بولٹن نے شہادتوں کی خوب چھان بین کی ہے۔ اس لئے حکومت نے ان نتائج تحقیقات کو قبول کر لیا ہے۔ یعنے بلوے کا فوری آغاز کسی ہندو کا گولی چلا دینا ہے جس نے چند لڑکوں پر ہجوم کی طرف سے دوڑے آرہے تھے۔ گھبراہٹ میں فیر کردیا اس سے ایک مسلمان لڑکا مقتول اور چند مجروح ہوئے۔ علاوہ ازیں شہر میں جو آتشزدگی ہوئی وہ مسلمانوں کی حرکت تھی اسطرح ہندوؤں سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ غروب آفتاب تک حالات پر قابو پالیا گیا۔ اور حکام نے نہایت مستعدی سے کام لیا۔ ہجوم شہر سے باہر نکال دیا گیا۔ آگ بھی کسیقدر بجھا دی گئی۔ اور قبائل کو شہر اور نواح میں داخل ہونے سے روکنے کے متعلق ایسے اعلے انتظام کیا گیا کہ بڑا خطرہ رفع ہو گیا۔ ورنہ حالت اس سے بھی بدتر ہوتی۔ یہ رات سکون سے گذر گئی۔

۱۰ کی صبح کو فسادات کے کوئی آثار موجود نہ تھے۔ اور آگ بجھانے کا کام جاری کیا گیا۔ لیکن شب گذشتہ اور صبح کے پر امن آثار فریب دہ ثبوت ہنود نے مسلمانوں کو جو اشتعالات دلائے گئے۔ نیز انہیں جو عظیم الشان جانی نقصانات پہنچے۔ وہ ان کی جذبات پر نہایت گہرا اثر اور ان میں انتقام لینے کی خواہش پیدا کرنے کا باعث ہے۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ دن کے وقت مزید فسادات ظہور پذیر ہو گئے۔ مابعد کے واقعات روشنی میں حکومت ہند کے بیان سے اتفاق کرتی ہے کہ یہ امر زیادہ قرین دانشمندی تدبر ہوتا۔ اگر مقامی حکام شدید فسادات کے اعادہ کے امکان کا صحیح اندازہ لگاتے۔ مگر حکومت ہند اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ اگر ان فسادات کے اعادہ کی شدت کا پہلے سے ہی پورا اندازہ لگایا جاتا۔ تو ان مزید فسادات کا سدباب ہو جاتا یا ان کی شدت میں تخفیف واقع ہو جاتی۔ بدقسمتی سے کوہستانی قبائل کی طرف سے حملہ کی دھمکی مکانات کی چھتوں پر سے گولیاں چلا کر مقابلہ کرنا شہر کے مختلف حصص میں عوام کا اجتماع بعد میں وسائل حمل و رسائل کا انقطاع اور ان خطرات کے امکان نے جو مختلف اطلاع مظہر ہیں پائے جاتے صورت حالات کو پیچیدہ بنا دیا۔ حکومت ہند اس نکتہ چینی سے جو بعض حلقوں میں کی جاتی ہے کہ مجمع پر گولی چلانی چاہیے تھی۔ اتفاق نہیں کرتی۔ کیونکہ بظاہر فسادات کی کوئی ایسی منزل نہیں آئی جس پر گولی چلانا کامیابی کا باعث ہوتا۔ ایسی حالت میں جب کہ فوج اور عوام تنگ گلیوں میں ملے جلے موجود تھے۔ ان پر گولی چلانے کا بلاشک و شبہ یہ نتیجہ ہوتا کہ بہت سے بیگناہ اشخاص گولی کا نشانہ بنتے۔ عام بےچینی اور مسلمانان مضافات کا اپنے ہم مذہب بھائیوں کے ساتھ شامل ہونے کے خطرات کے متعلق حکام کی ان کوششوں میں جو صورت حالات پر قابو پانے کے لئے عمل میں لا رہے تھے۔ دوکان کی چھتوں پر سے گولی چلانے والے اس شور و غوغا اور عجلت نے جس کے ساتھ گولیاں چلائی گئیں اندر رکاوٹیں ڈالدیں۔

ہندو محلہ کا تخلیہ

حکومت ہند کا خیال ہے کہ ایک دفعہ جبکہ محلہ نذر آتش ہو گیا تھا شہر کے ہندوؤں کے شہر سے چھاؤنی میں پہنچایا جانا ہی صرف انسانی اور عملی کام ہو سکتا تھا۔ نہیں ایسے واقعات معلوم کرتے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس فرقہ وارانہ فساد کی انتہائی شدت کے موقعہ پر ایسے مسلمان اصحاب بھی یہاں موجود تھے جو ہندوؤں کو شہر سے باہر پہنچاتے ہیں۔ بطور محافظ ان کی امداد کرتے تھے اور یہ یقینی نہیں کہ آیا ان کی امداد کے بغیر تخلیہ شہر بالکل امن کے ساتھ عمل میں آسکتا تھا۔ بعد میں چھاؤنی سے ہندوؤں کا راولپنڈی جانا خود ان کی زبردست خواہش اور درخواست پر عمل میں لایا گیا تھا۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ جب ہندوؤں نے اس امر کی التجا کی تو حکام نے انسانی محبت کے جذبہ سے متاثر ہو کر کہ ان کے لئے خاص گاڑیاں اور دیگر سہولیت مہیا کرنے کا انتظام کریں اپنی اس ہراس و پریشانی کی حالت میں ہندو اس امر کے لئے صحیح فیصلہ کرنے کے قابل نہیں تھے کہ کونسا فعل خود ہمارے لئے فائدہ مند ہے۔ اور حکومت کی ہندوؤں کے ساتھ صحیح ہمدردی ہوتی۔ اگرچہ حکام کے شہر میں داخلہ کے خلاف سنگدلی سے کام لیتے۔ یہ امر کہ چھاؤنی میں ہندو تمام خطرات سے مکمل محفوظ رہنے۔ اس امر سے ثابت ہو جاتا ہے جو بعد میں ہندو چھاؤنی میں پناہ گزین رہے انکو اس قسم کا نقصان نہیں پہنچا۔

بعض حکام کا لوٹ میں حصہ

آخر میں حکومت ہند اسبات پر کمال افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ بعض سرکاری حکام نے بھی جو قیام امن کے محافظ تھے اس لوٹ وغارت میں حصہ لیا۔ ان میں سے بعض کے خلاف تو فرداً فرداً مقدمات چلائے جارہے ہیں۔ اور ان باقی حکام پر بھی مقدمہ چلانے کے لئے جن پر یہ الزام ثابت ہونیکا یقین ہو۔ زبردست کوشش کی جارہی ہے۔ حکومت ہند کو یقین ہے کہ جو سنگین انتظامی تدابیر اختیار کی جاچکی ہیں۔ وہ ایسے شدید جرائم کا سدباب کردینگی۔ گو حکومت ہند مابعد کے واقعات کی درستی میں بعض ایسی مثالیں پیش کر سکتی ہے جن میں حکام کی اختیار کردہ تدابیر کے مخالف کارروائی زیادہ کامیاب اور دانشمندانہ ہوتی لیکن حکومت ہند اسبات کو صاف صاف الفاظ میں ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ ہماری رائے میں حکام نے ایک مشکل ترین صورت حالات کا جرأت اور تحمل سے مقابلہ کیا۔ ان حالات میں جان و مال کا نقصان بلاشبہ زیادہ ہوا ہے۔ لیکن جو اشتعال ان فسادات کا باعث تھا۔ وہ ایسا شدید جذبہ انتقام۔ ایسا زبردست اور تمام فضا اسقدر اشتعال پذیر تھی کہ اگر حکام اسقدر جرأت سے اور تحمل سے کام نہ لیتے تو نقصانات کہیں زیادہ ہوتے۔ یہ بات بھی ان کے لئے باعث فخر ہے کہ وہ فسادات اور اس کے ماحول کو مقامی حیثیت دینے میں کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ ہندو مسلم بےچینی فوراً نہ تمام ضلع بلکہ تمام صوبہ میں پھیل جاتی۔ اور خصوصاً اس امر پر کہ انہوں نے آزاد قبائل کو کوہاٹ پر حملہ کر دینے سے باز رکھا مقامی حکام تعریف کے قابل ہیں۔

مصالحت کے لئے مساعی

حکومت ہند کو زبردست امید ہے کہ ہر دو فرقوں میں مصالحت کرنے کے متعلق چیف کمشنر صاحب کی مساعی عنقریب بار آور ہو کر ہندو مسلمانوں میں ایسی پائدار مصالحت ہو جائیگی کہ ہندو امن و تحفظ کے ساتھ واپس کوہاٹ جاسکیں گے۔ اور وہاں مسلمانوں کے ساتھ از سر نو روایتی دوستانہ تعلقات جاری رکھنے کے قابل ہوں گے۔ تباہ شدہ مکانات کی تعمیر میں بذریعہ چندہ امداد دینے کے انتظامات کئے جاچکے ہیں۔ اور ایسی خاص حالتوں میں جہاں حکام ضروری اور مناسب سمجھیں ایسے قرضہ کا سود بھی معاف کر دیا جائے گا۔

چیف کمشنر صاحب نے ایک خیراتی فنڈ کھولدیا ہے جس کو تمام ہندو مسلمان دونوں فرقوں کے نادار افراد کی مدد کرنے پر صرف کیا جائیگا تاکہ وہ از سر نو اپنی زندگی شروع کر سکیں۔ اور حکومت ہند کو اطلاع دی گئی ہے کہ اس مقصد کے لئے کوہاٹ شہر کی پولیس میں تعزیری فوج کے ساتھ اضافہ کیا جائے گا۔ اور فیصلہ کیا گیا ہے کہ پولیس کی تمام جمعیت کی ایک تہائی ہندو اور سکھوں پر مشتمل ہو۔

بقیہ صفحہ اول

احکام صادر فرمائے تھے، ان میں ساتواں حکم یہ تھا، کہ حکام اور جاگیردار خود کاشت نہ کریں۔ اور نہ رعایا کی زمین چھینیں،

سلطان محمود خلجی والی مالوہ نے جب احمد آباد کو فتح کیا، اور وہاں مقیم ہوا، تو اس قدر زمین میسر نہ آئی، کہ شاہی باورچی خانے کے خرچ کے واسطے اس میں ترکاری بوئی جاتی، مجبور ہو کر ایک بزرگ مولینا شمس الدین حق گو کو جو اس شہر میں مقیم تھے، بلا کر فرمایا کہ ترکاری کی طرف سے فکرمند رہتا ہوں۔ اگر کوئی شخص اپنی زمین میں ترکاری بوتا ہو تو بتایئے کہ قیمت دے کر اس سے خریدی جائے۔ (باقی دارد)

تازہ خبریں

—— اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ سال کے امتحان سول سروس کے پانچ کامیاب طلبا کو عہدے دئے جائیں گے بقیہ اسامیاں محفوظ رکھی جائینگی اور حسب ضرورت نامزد اصحاب کو دی جائیں گی۔

—— ۱۴ دسمبر کی شام کو ہفتہ سوراج ختم ہو گیا گذشتہ دس روز کے دوران میں تقریباً ۵۰ جلسے منعقد کئے گئے۔ اور ہر موقعہ پر معقول رقمیں جمع ہوئیں۔ معلوم ہوا ہے کہ سوداگروں نے مسٹر داس کو گراں قدر عطیات دئے ہیں تاکہ سوراجی تین لاکھ کا سرمایہ جمع کر سکیں۔ اب سوراجی رضاکاروں کے لئے اپیل کر رہے ہیں۔ تاکہ تنظیم مواضع کا کام شروع کر دیا جائے۔ آج دو جلسے منعقد ہوئے جن میں حاضرین کی تعداد کثیر تھی معلوم ہوا ہے کہ ہفتہ سوراج کے متعلق باقاعدہ اعلان کل شائع کر دیا جائے گا۔

—— الہ آباد ہائی کورٹ میں مسٹر جسٹس مکرجی نے ان ۱۲ مسلمانوں کی سزائیں تخفیف کر دی جنہیں جامعتی فسادات کے سلسلے میں قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی۔ ایک شخص ایک سال رہ گئی۔ پانچ کی قید تین تین سال کر دی گئی۔ اور باقی رہا کر دئے گئے۔ جج نے کہا کہ سات سال کی قید بہت سخت ہے۔ بہرحال یہ لوگ پیشہ ور ڈاکو نہیں ہیں۔ ہندوؤں کے دو گروہ بھی رہا کر دئے گئے ہیں۔

—— میکڈانلڈ یونیورسٹی کے ہندو طلبا کے دارالاقامہ میں سر تیج بہادر سپرو کی زیر صدارت بزم ادب کا جلسہ ہوا جس میں تعلقات ہندو مسلم کے متعلق تقریر کرتے ہوئے پنڈت موتی لال نہرو نے فرمایا کہ میں جمہور کی رائے معلوم کرتا رہا ہوں۔ بہت سے غور و خوض کے بعد اور بہت سے ہندوؤں اور مسلمانوں سے گفت و شنید کرنے کے بعد میں اس تکلیف دہ نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مجھے اس عقدے کے حل میں ہی اپنے ناقص معلومات پر بھروسہ کرنا پڑیگا سر تیج بہادر سپرو نے اپنی اختتامی تقریر میں کہا کہ فرقہ وار نیابت کی خواہش جمہوری خیالات کی منافی ہے۔ اور اصولی طور پر اسکی اس کی حمایت نہیں کی جاسکتی۔

—— لیڈی سدا سیوا آئر اہلیہ سدا سیوا آئر جج ہائیکورٹ مدراس اور مسٹرز ڈی پی راؤ اہلیہ وی پی راؤ نائب سکرٹری لوکل سیلف گورنمنٹ مدراس اور مسز ہاڈ یا سیوم سٹینڈ فورڈ کو آئندہ جنوری سے آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات دئے گئے ہیں۔

ممالک غیر

—— ایک روسی عورت کو روسی سفارت کے سامنے خلاف آئین اسلحہ رکھنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس عورت نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ میں موسیو کراسین کو قتل کر دوں گی کیونکہ بولشویکوں نے میرے خاندان کو جلاوطن کر دیا تھا۔ اور میں انتقام لینے کی خواہاں ہوں۔ اس عورت کے پاس سے ایک ریوالور برآمد ہوا

—— مسٹر کولیج نے کہا ہے کہ میں اس امر کا مخالف ہوں کہ جرمنی کے خلاف شکایات و دعاوی کو عدالت عالیہ یا کسی اور ثالثی مجلس میں پیش کیا جائے۔ حکومت امریکہ نے برطانی یادداشت کا جواب دیدیا ہے جو ڈاز کی تجاویز اور تاوان جرمنی کے اقساط کے متعلق تھی معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ہگس کے خیال میں امریکہ جرمنی کے خلاف دعاوی رکھنے کا حق رکھتا ہے۔

—— مکہ معظمہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ غازی عبدالعزیز والی نجد نے جو چار ہزار اونٹ کھجوروں سے لدے ہوئے الاحسا (قریب نجد و بحرین) سے ساکنین مکہ مکرمہ کے لئے بھجوائے تھے وہ پہنچ گئے ہیں۔ اور یہ ضرورت اسلئے لاحق ہوئی کہ امیر علی نے جدہ میں تمام سامان خورد و نوش کی اہل مکہ کے لئے ناکہ بندی کر دی ہے۔

—— اخبار ٹائمز کے نامہ نگار مقیم برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جرمنی سیاسی پیچیدگیاں رونما ہو رہی ہیں۔ نامہ نگار لکھتا کہ انتخابات کے نتائج نے فی الواقعہ نہایت پیچیدہ صورت اختیار کر لی ہے۔ نامہ نگار لکھتا ہے کہ جدید حکومت کی ترتیب کے متعلق مختلف مخلوط صورتوں کا تذکرہ کیا جاچکا ہے۔ لیکن اسمیں سے ایک بھی قابل عمل نہیں۔ اخبار ورسنگ زیٹنگ تجویز کرتا ہے کہ

تار کا پتہ پیغام صلح لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار ہر اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳

جلد ۱۳ — نمبر ۱۵

مدینۃ المسیح لاہور، یوم اتوار مورخہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۲۴ء

چین میں مسلمانوں کی بیداری

وحدت اسلامیہ کیلئے جدوجہد

دور حاضرہ میں جبکہ تمام دنیائے اسلامیہ کے اندر آزادی کی جدوجہد جاری ہے مسلمانان مشرق بعید کے اندر بھی بیداری کی ایک عام لہر پیدا ہو رہی ہے۔ یعنی جاپانی اور چینی مسلمانوں میں وحدت اسلامیہ کا جذبہ پرورش پا رہا ہے۔ چین کے اندر اسلام کے قدم ابتدائی دور اسلام میں پہنچ چکے تھے۔ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں عربوں کی جماعتیں مشرق بعید میں پہنچ چکی تھیں، اور دین محمدی کی اشاعت چین اور جاپان کے اندر شروع ہو گئی تھی۔ اسلام کی شاندار پیش قدمی اور ان کی عظمت کے نشانات اب بھی ان ممالک کے اندر موجود ہیں۔ ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ برادران مشرق بعید نے اخوت محمدی کا احساس پیدا کیا ہے، اور وہ اب دیگر ممالک کے مسلمانوں سے رشتۂ مواخات قائم کرنے کے لئے مضطرب ہیں۔ ظاہرہ عمل جو اس اخوت اسلامیہ کے قیام کے لئے رونما ہوا ہے، وہ ایک انجمن کا قیام ہے جس کا نام بین الاقوامی مسلم انجمن ہے۔ جس کا صدر دفتر شنگھائی میں ہے، اس انجمن نے ایک ماہواری رسالہ جاری کیا ہے، جس کا نام "لائٹ آف اسلام" یا اسلام کی روشنی ہے جس کے اندر چینی اور جاپانی زبان کے علاوہ انگریزی مضامین بھی ہوتے ہیں۔ انجمن مذکور نے اپنے اغراض و مقاصد سے ہمیں آگاہ کیا ہے، اور ایک خط میں ذیل کی چند تصریحات درج کی ہیں انجمن مذکور کے ناظم عمومی لکھتے ہیں:۔

اس انجمن کی اصل غرض یہ ہے کہ خوابیدہ مسلمانان چین کو بیدار کیا جائے، اور اس جدوجہد سے ان کو آشنا کیا جائے، جو ان کے دینی بھائیوں میں مغربی ممالک کے اندر جاری ہے، اور نیز چینی اور جاپانیوں کے اندر مقدس اسلام کی سچی تعلیم پھیلائی جائے، جو اب تک اسلام کے صحیح مفہوم سے قطعی بے خبر رہے ہیں، آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس معاملے میں ہم کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔"

نیز رسالے اشارات لائٹ کا دیباچہ پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ انجمن مذکور کا اصل مقصد یہ ہے" کہ برادران مشرق بعید کے اندر یہ جذبہ اور ارادہ پیدا کیا جائے، کہ وہ اپنے دور افتادہ بھائیوں سے رشتۂ اتحاد پیدا کریں۔ تاکہ ہم ایک عالمگیر پین اسلامزم انجمن قائم کر سکیں، ہمارا یہ فرض ہوگا۔ کہ ہم تمام مسلمانان عالم کو اپنی اور اپنے وطنی جدوجہد سے آشنا کرتے رہیں۔ اور ہر اس واقعہ سے مطلع کرتے رہیں۔ جو وحدت اسلامیہ کے عظیم الشان مسئلے سے نسبت رکھتا ہے

ہم اس کام کو فوراً ہی شروع کرنے والے ہیں۔"

ہمیں اس جریدہ مشرق بعید یعنی دی لائٹ آف اسلام یا اسلام کی روشنی، کے چند نمبر وصول ہوئے ہیں۔ اس کے اندر ان کے قائد اعظم رفیق مالیاس ساکوما کا ایک انگریزی مضمون درج ہے، جس کے اندر ہندوستانی معاملات پر تنقید کی گئی ہے۔ مسٹر ساکوما کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ ہندوستانی جدوجہد سے خوب واقف ہیں۔ ابتدائے تحریک ترک موالات، مہاتما گاندھی کی ذات اور ہندو مسلم اتحاد کے دور سے لے کر آج تک کی سیاست پر محققانہ بحث کی گئی ہے، موجودہ دور نفاق اور ہندو مسلم افتراق پر ایک معقول تبصرہ کیا گیا ہے، اور مسلمانان ہند سے اپیل کی گئی ہے، کہ وہ اپنے قدیمی تحمل اور رواداری کی روایات کے مطابق ہندوستانی آزادی کی اصل ثابت ہوں گے، غرض اس رسالے کے اندر تمام قسم کے مضامین موجود ہیں۔ (مسلم ہیرالڈ مدراس)

لالہ لاجپت رائے کا سرٹیفکیٹ آریہ سماج کو

آریہ سماج کی تنگ ظرفی

آریہ سماج ہندوازم کو پوتر۔ خالص و سنگٹھت (متحد) کرنے کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اس میں چند کمزوریاں محسوس کیں، اس پیروی میں اس نے جہاں کہیں کچھ فائدہ اٹھایا۔ وہاں اس نے دھرم کو کمزور کر دیا۔ محدود معنوں میں ساجک سنگٹھن میں۔ کرما جک جھگ بھاؤ کو مضبوط کرنے میں جہاں آریہ سماج نے خوب کامیابی حاصل کی، وہاں اس نے دھرم کی زندگی کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اصلی دھرم کا بھاؤ اپنے اندر پیدا نہ ہونے دیا۔

گو آریہ سماج کو دنیاوی ترقی و کامیابی بہت کچھ نصیب ہوئی۔ مگر دھرم کے اصلی تتواس کے وجود میں بہت کمیاب ہو گئے۔

جو رعونت آریہ سماج نے اپنے اندر پیدا کی اور جس طرح (اسپرٹ) کو آریہ سماج نے رونق دی۔ وہ اس کے لئے باعث کمزوری اور اس سے اس نے نہ صرف ہندوازم کو بلکہ تمام ملک کو نقصان پہنچایا۔

ہندوازم کا یہ اصول ہے کہ وہ پرچارک کی پدوی کے لئے کسی خاص لیاقت پر اس قدر اصرار نہیں کرتا جس قدر خاص سادھنوں پر۔ آریہ سماج نے اسی اصولوں کو پاؤں تلے روند دیا۔ آریہ سماج کی بیدی اور پلیٹ فارم ان آدمیوں کے قبضہ و تصرف میں رہے اور ہیں۔ جن میں کس قدر علمیت ہے، مگر جنہوں نے ہندوازم کے بتلائے ہوئے سادھنوں سے اپنی زندگی کو پاکیزہ نہیں بنایا، آریہ سماج نے دھرم کو بحث کرنے کی لیاقت سے مترادف کر دیا۔ آریہ سماج کے پرچارکوں میں کثیر تعداد ایسے اشخاص کی ہے جن میں بحث کرنے کی تو لیاقت تھی لیکن جن کے اندر دھرم کے انکھوں کا پرویش نہ تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آریہ سماج کے پرچار میں زبان درازی، لن ترانی، کٹل نیتی، غلط منطق اور غرور کا غلبہ رہا۔ اس میں اصلی صداقت۔ زبان کی مٹھاس، دوسروں کے لئے عزت اپنی ذات میں واجب انکساری وغیرہ اوصاف کم پائے جاتے ہیں۔ آریہ سماج کی بیدی پر وہ نوجوان اپدیش کرتے رہے، جن کے اندر سوائے لن ترانی کے کوئی وصف ادبشک ہونے کا نہ تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آریہ سماج نے ملک میں ایسی فضا پیدا کر دی۔ جو بحث و نکتہ خیال سے تیز قومی نکتہ خیال سے خوشگوار نہیں ہے، آریہ سماج کا لٹریری کام و آریہ سماج کے اخبار بھی ایسے ہی آدمیوں کے ہاتھ رہے اور ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ غازی آریہ سماج کا ہیرو تھا، اور ان کا بڑا معزز پرچارک و مصنف تھا۔ (آریہ سماج کا پرانا سیوک لاجپت رائے)

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کی تیاریاں بڑے زور شور سے ہو رہی ہیں والنٹیر حضرات اپنے مفوضہ فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دینے میں منہمک ہیں۔ یا اس کی تیاریاں کر رہے ہیں جلسہ کے دنوں میں مسلم ہائی سکول کی عمارت کی بنیاد رکھے جانے کا قبل ازیں اعلان ہو چکا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے لئے ایک نہایت مبارک ہے۔ حضرت امیر کی خواہش ہے کہ اس موقعہ پر تمام احباب جلسہ میں شریک ہوں تاکہ اس قومی عمارت کا (بنیادی) پتھر رکھا جانے کے وقت تمام جماعت مل کر دعا کر سکے، ایسا ہی وہ احباب جنہوں نے ابھی تک سکول یا برلن مسجد کے لئے کچھ نہیں دیا۔ حضرت امیر کی تحریک مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۲۴ء پر توجہ فرمائیں ۲۴ دسمبر تک تمام احباب کرام کا یہاں پہنچ جانا نہایت ضروری ہے۔

آج دار العوام میں مسٹر گراہم ڈاہل نے سوال کیا کہ آیا راہنس کے مقدمہ میں جس ایڈریکا نگ کا ذکر آیا ہے۔ اس کی سفارش یا تقرری میں حکومت یا اس کے کسی رکن کا ہاتھ ہے۔ ارل ونٹرٹن نے کہا کہ ایسے تقرر انفرادی طور پر راجاؤں کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ البتہ حکومت منظوری دیا کرتی ہے۔ اور اس معاملہ میں معمولی کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳ مورخہ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۲۴ء نمبر ۱۵

اسلام اور جمہوریت

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر دلپذیر

جو جیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں ۱۵-دسمبر کی شام کو ہوئی

جمہوریت کے دو معنے

حضرات! جو مضمون اس وقت میرے سامنے ہے، اس کا عنوان ہے "اسلام اور جمہوریت"۔ جمہوریت کا لفظ دو طرح پر یا دو معنے پر استعمال ہوتا ہے۔ ایک تو اس کے محدود معنے ہیں۔ جو نظام حکومت سے تعلق رکھتے ہیں، یعنے بادشاہت کی کوئی طرز مخصوص جمہوریت کہلاتی ہے، اور وہ طرز وہ ہے جس میں خود لوگ یعنے رعایا، اپنے آپ پر حکومت کرنے والے ہوں، یہ تو وہ معنے ہیں جو نظام حکومت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک اور وسیع معنے ہیں۔ پولیٹیکل یہ سوشل ایکوالیٹی یعنے ملکی اور معاشرتی مساوات،

جمہوریت کی بنیاد مساوات انسانی پر

فی الحقیقت اگر غور کیا جائے، تو وہ نظام حکومت جس کو جمہوریت سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کی بنیاد ہی اس مساوات پر ہے۔ جب تک پہلے مساوات انسانی کو قائم نہ کیا جائے، اس وقت تک حکومت کے اندر بھی جمہوریت کا صحیح رنگ پیدا نہیں ہو سکتا۔ گویا ایک جمہوریت عامہ ہے۔ جس سے مراد مساوات انسانی ہے۔ اور ایک خاص جمہوریت جو نظام حکومت سے تعلق رکھتی ہے جمہوریت عامہ بنیاد ہے حکومت کی جمہوریت کی، اس لئے ہم قبل اس کے کہ اس حصہ کو لوں۔ جو نظام حکومت سے تعلق رکھتا ہے، اول اس حصہ کو لوں گا جو اس کی بنیاد ہے، یعنے جمہوریت عامہ یا مسلمانوں کی مساوات،

جمہوریت عامہ

مسلمانوں میں جو جمہوریت حکومت کے رنگ میں قائم ہوئی تھی، وہ بہت تھوڑا عرصہ چلی۔ غالباً رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس سال بعد تک یہ سلسلہ چلا۔ یعنے خلفائے راشدین کے زمانہ میں اس کے بعد قریباً مفقود ہو گیا، گو تاریخ اسلام میں ایسے زمانے بھی آئے ہیں، جب اس جمہوریت کا پھر اعادہ ہوا ہے، لیکن ایسی حالت بہت تھوڑی دیر تک رہی ہے، مگر جو جمہوریت عامہ اسلام نے قائم کی تھی۔ جو مساوات انسانوں میں اس نے قرار دی تھی۔ اس کا بڑا حصہ آج تک چلا آیا ہے، حکومت کی جمہوریت گو مسلمانوں میں نہ رہی۔ مگر اس کی بنیاد آج تک قائم ہے، قرآن کریم نے جو پہلا کام کیا ہے، وہ اسی جمہوریت عامہ کا قیام تھا، گو اس میں شک نہیں کہ ابتدائی صورتوں میں بھی اس جمہوریت کا ذکر ہے، جو نظام حکومت سے تعلق رکھتی ہے، لیکن قرآن کا اصل منشا جمہوریت عامہ [illegible]

جمہوریت عامہ کی بنیاد [illegible]

اس [illegible] سب سے پہلی [illegible] بنیاد [illegible] وہ ہے توحید۔ انسانی مساوات [illegible] جمہوریت عامہ کی بنیاد توحید پر [illegible] توحید کا مسئلہ گویا [illegible] لیکن انسانی مساوات کے ساتھ بھی [illegible] مساوات جو انسانوں [illegible] اس کی بنیاد اسی کے [illegible] یہ ہے

کہ انسان کو ایسی ہستی ٹھیرایا گیا۔ کہ وہ ایک طرف ایک خدا کی عبادت کرتا، یعنے اس کے سامنے نہایت درجہ کا تذلل اختیار کرتا ہے۔ اور دوسری طرف تمام مخلوقات پر حکمران ہے، انسان ایک خدا کے ماتحت اور تمام مخلوق پر حاکم ہے۔ توحید کی تعلیم دینے میں اسلام نے شرف انسانیت کو قائم کیا ہے، اسلام کیوں کسی بت کے آگے سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا، کیوں کسی قدرت کی طاقت کے آگے گرنے سے منع کرتا ہے، اس لئے نہیں کہ خدا کا اس سے کچھ بگڑ جاتا ہے، بلکہ اس لئے کہ انسان کو ان سے اشرف بنایا ہے، لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ انسان کو پیدا کیا اور فرمایا۔ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ خدا نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے، وہ اس لئے پیدا نہیں کیا کہ اس کے آگے گر کر اپنے آپ کو ذلیل کرو۔ بلکہ وہ اس لئے ہے کہ تم اس پر حکمرانی کرو۔ اور اس کو استعمال میں لا کر فائدہ اٹھاؤ۔

شرک کے دو پہلو

ایک طرف اس بات کو قائم کیا، کہ انسان کو کل مخلوقات پر حاکم بنایا گیا ہے، اور دوسری طرف ایک خدا کو منوا کر انسانوں میں مساوات قائم کی، شرک کے درحقیقت دو ہی پہلو ہیں۔ یا عبادت ان چیزوں کی جو انسان کے علاوہ خدا نے پیدا کی ہیں۔ یا عبادت انسان کی۔ ہندو مذہب میں زیادہ تر نیچر پرستی یا قدرت کی طاقتوں کی پرستش پر زور ہے، وہ قدرت کی چیزوں کو اپنے آپ سے بالاتر سمجھ کر گر گئے، اس کو دور کرنے کے لئے یہ تعلیم دی گئی، کہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض دیکھو یہ جو کچھ نیچر کے اندر نظر آتا ہے، تم اس کو اپنے ماتحت لا سکتے ہو، ان سے کام لے سکتے ہو۔ ان پر حکومت کر سکتے ہو۔ ان کو اپنے اوپر حاکم نہیں بنا سکتے۔ دوسرا پہلو شرک کا انسان کی عبادت ہے، جس پر عیسائی قوم عامل ہے، عیسائی قوم فی الحقیقت گو تین میں ایک اور ایک میں تین کہہ کر ایک خدا کی عبادت کا دعوے کرتی ہے، لیکن اصل میں انسان کی پرستش ہی ہے،

اسلام نے شرک سے کیوں منع کیا

اس کو بھی اسلام نے دور کیا۔ اور اس کو دور کرنے کے لئے یہ تعلیم دی کہ تمام انسان یکساں ہیں، ان میں کوئی ایسا نہیں، کہ ایک اپنی کوشش کے ذریعہ کمال کو پہنچ سکتا ہے، اور دوسرا نہیں پہنچ سکتا، کوئی کمال ایسا نہیں جس کو ایک انسان کوشش کے ساتھ پالے، اور دوسرا اس کو نہ پا سکے، یہ قرآن کی تعلیم ہے۔ اور اس میں نمونہ کے طور پر خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا ہے، قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الہ واحد۔ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ اے محمد تم تمام دنیا کو سنا دو، کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں، سوائے اس کے نہیں کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے، کہ تمہارا ایک ہی معبود ہے، پس جو کوئی اپنے رب سے ملنا چاہتا ہے، اُسے چاہیئے کہ عمل صالح بجا لائے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے،

مقامات عالیہ کا حصول مساوات سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ کہلوانے میں کہ میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ اسلام نے انسانوں کو وہ بلند پیغام دیا ہے، جس کے ساتھ ان کے عزم ان کی ہمتیں ترقی کر کے عروج کو پہنچ سکتی ہیں۔ یہ مساوات تھی جو انسانوں کے اندر قائم کر کے بتا دیا، کہ کوئی انسان ایسا نہیں، کہ وہ کوشش کر کے ان مقامات عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جن کے لئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنایا گیا،

ایک غلطی کا ازالہ

اس جگہ بعض لوگوں کو یہ غلطی لگ جاتی ہے، کہ وہ نبوت کو بھی انہی کمالات میں سے سمجھ لیتے ہیں۔ جن کو انسان اپنی کوشش سے حاصل کرتا ہے، فی الحقیقت نبوت جو نبی کریم کو دی گئی۔ وہ وہبی طور پر دی گئی۔ وہ کسی کوشش کا نتیجہ نہ تھی۔ کوئی اکتساب نہ تھا بلکہ موہبت تھی۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے انسان کے اندر بعض استعدادیں موہبت کے طور پر ہوتی ہیں۔

مسیح اور آنحضرت صلعم کا نمونہ

اس کے سوا جو کمالات ہیں۔ ان سب کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ کام دے سکتا ہے، اور ہم کم از کم اس کو بطور نصب العین سامنے رکھ کر ترقی کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت مسیح کو خدا بنایا ہے۔ وہ بھی ان کو نمونہ قرار نہیں دے سکتے خدا اور انسان میں استعداد کا فرق ہے، اور اس لئے انسان خدا کی پیروی نہیں کر سکتا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں بلکہ بشر ہیں۔ اس لئے ان کے نمونہ کی پیروی ہم آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔

نسل انسانی میں مساوات

پھر قرآن کے اندر ایسی مساوات انسانوں میں رکھی ہے کہ فرمایا یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ۔ اے لوگو اپنے رب کا تقوےٰ کرو، جس نے تم سب کو خواہ ہندو ہو یا مسلمان۔ کالے ہو یا گورے۔ ایشیائی ہو یا یورپین ایک ہی جان سے پیدا کیا پس جب من نفس واحدۃ پیدا کیا ہے تو ان میں مساوات پائی گئی۔

ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا۔ انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ یعنی سب لوگوں کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ پھر ان کو قومیں اور شاخیں بنایا۔ وہ کوئی تمہارے اندر مرتبہ کا امتیاز پیدا نہیں کرتے، بلکہ صرف شناخت کے لئے یہ نام رکھے گئے ہیں۔ جیسے تم انسانوں کے نام شناخت کے لئے رکھ لیتے ہو۔ نام رکھنے سے کوئی بڑا نہیں بن جاتا۔ خواہ تم کتنا بڑا نام رکھ لو۔ ایک شخص کا نام تم شمس الدین رکھ لو۔ یعنے دین کا سورج۔ لیکن اس سے وہ فی الحقیقت کوئی بڑا بلند مرتبہ آدمی ثابت نہیں ہوتا، یہ صرف شناخت کے لئے نام رکھا، ایسا ہی قوموں کے نام بھی شناخت کے لئے ہیں۔ اور خدا کے نزدیک بڑا آدمی وہی ہے، جو سب سے بڑھکر تقوےٰ اختیار کرتا ہے، اس کے اور اس کی مخلوق کے حقوق کو سب سے بڑھکر ادا کرتا ہے۔

غرض سب سے بڑی بات جو اسلام نے قائم کی وہ ہے سب کے اندر مساوات قائم کرنا، وہ جمہوریت کے لئے بنیاد ٹھیرے،

مساوات کی دو ضروری مثالیں

میں اس جگہ دو مثالوں سے تشریح کروں گا۔ کہ کس قسم کی مساوات اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ مثالیں میں قرآن میں سے ہی دوں گا۔ ان میں سے ایک کا ذکر سورۃ عبس میں ہے، ایک مجلس تھی جس میں قریش کے بڑے بڑے لوگ بیٹھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ان کو سمجھا رہے تھے، ایک نابینا ابن ام مکتوم آئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال کیا۔ چونکہ نبی کریم صلعم بڑے بڑے رؤساء کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ اس لئے اس کے بار بار دخل دینے سے آپ کے چہرہ پر کسی قدر ناپسندیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور آپ نے ابن ام مکتوم

سے توجہ کو پھیر کر ... سے ہی باتیں کرتے رہے جس کے اوپر خداوند عالم کی طرف سے یہ الفاظ نازل ہوئے۔ عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری ماتھے پر تیوڑی ڈالی۔ اور منہ پھیر لیا۔ اس لئے کہ ایک اندھا آگیا، اور تو کیا سمجھتا ہے، شاید اسی کا تزکیہ ہو جائے، یا وہ نصیحت حاصل کرے، اور وہ نصیحت اسے فائدہ پہنچائے، یعنے بلند مقام پر پہنچا دے۔

اسلام نے غریب سے غریب کو بلند مقام پر پہنچایا

فی الحقیقت اس میں بشارت تھی۔ یہ پیغام تھا جو اسلام لے کر آیا۔ کہ غریب سے غریب کو اٹھا کر بلند سے بلند مرتبہ پر پہنچا دیا جائے عرب کی قوم کوئی بڑی مہذب قوم نہ تھی۔ وہ کوئی امیر قوم نہ تھی سیاست میں ان کا کوئی بہت بڑا درجہ نہ تھا لیکن اس غریب اور غیر مہذب قوم کو اٹھا کر اس بلند مقام پر پہنچایا۔ کہ اخلاق کے لحاظ سے سیاست کے لحاظ سے تمام اقوام پر انہیں فضیلت حاصل ہو گئی۔

ایک عورت کا جھگڑا رسول اللہ صلعم سے

دوسری مثال جو میں دینی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ایک عورت تھی خولہ نام۔ عرب میں طلاق دینے کا ایک طریق مروج تھا جس کو ظہار کہا جاتا تھا۔ اس طریق کے مطابق ایک عورت مطلقہ سمجھی جاتی تھی۔ لیکن کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کر سکتی تھی۔ ایک صحابی تھے جن کی یہ خولہ بیوی تھیں۔ انہوں نے کسی بات پر ناراض ہو کر ان کو ایسی ہی طلاق دے دی۔ ان کو ماں کہہ دیا جس سے عرب کی رسم کے مطابق وہ ان پر حرام ہو گئیں، یہ بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا۔ کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں ایسی حالت میں کہاں جاؤں۔ آپ نے فرمایا میں یہی سمجھتا ہوں کہ طلاق واقع ہو گئی۔ اس پر وہ آپ سے جھگڑنے لگی۔ کہ یہ بہت بڑے ظلم کی بات ہے۔ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کرتی ہے۔ یہ کس قدر بڑی بات ہے، دیکھو میں اس کو اسلام میں مساوات کی دلیل کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ اس قدر مساوات رکھی ہے۔ کہ ایک عورت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھگڑا کر سکتی ہے۔

خدا عورت کی آواز سنتا ہے

غرض ایسی حالت میں کہ وہ جھگڑ رہی تھی۔ رسول اللہ صلعم پر وحی نازل ہوئی۔ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا خدا نے اس عورت کی بات کو سن لیا، جو اپنے زوج کے بارہ میں تجھ سے جھگڑتی ہے، دیکھو کس قدر بڑی بشارت ہے، ایک عورت جھگڑا کرتی ہے رسول اللہ صلعم سے اور خدا اس کی بات کو سنتا ہے، کس قدر بڑا مرتبہ ہے اس عورت کا۔ آج کہتے ہیں قدم قدم پر ایسے شخص کی ضرورت ہے، جو خدا سے ملا دے، یہ ایک عورت ہے جس کی آواز خدا تک پہنچتی ہے، لوگ تو کہتے ہیں۔ کہ اسلام نے عورت کے اندر روح ہی تسلیم نہیں کی، اور بلاشبہ مسلمانوں میں آج عورت کی حالت بہت گرادی گئی ہے، لیکن یہ کس قدر بلند مقام ہے کہ اس عورت کی بات کو خدا نے سن لیا۔

حضرت عمرؓ کا واقعہ

حضرت عمرؓ کے عہد کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ بازار میں جا رہے تھے بعض اور بھی لوگ ساتھ تھے، ادھر سے یہی حضرت خولہ آگئیں۔ اور آپ سے کچھ بات کرنی چاہی۔ حضرت عمرؓ ان کو لے کر ایک طرف کھڑے ہو گئے، اور وہ دیر تک باتیں کرتی رہیں آخر جب آپ ان سے علیحدہ ہوئے، تو آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا۔ یا امیر المومنین یہ کیا بات ہے، کہ ایک بڑھیا کے ساتھ آپ بازار میں باتیں کرنے لگ گئے، اور اتنے آدمیوں کو آپ کی انتظار کرنی پڑی۔ فرمایا جانتے نہیں یہ بڑھیا کون ہے، یہ وہ عورت ہے جس کی بات کو خدا نے آسمان سے سنا عمر کون ہے کہ اس کی بات کو نہ سنے،

اس قدر مساوات اسلام نے رکھی ہے کہ کسی قسم کا تفرقہ مرد اور عورت، غریب اور امیر، بادشاہ اور فقیر، دیکھنے والے اور نابینا میں روا نہیں رکھا۔

مساوات کے مختلف پہلو

اب میں اس مساوات کے مختلف پہلوؤں کو لیتا ہوں۔ کہ کن کن پہلوؤں سے اس کو پھیلا کر اس قدر مضبوطی سے قائم کیا ہے۔ کہ تیرہ سو سال میں بھی مسلمانوں کی زندگیوں میں سے نہیں نکل سکی۔

قرآن کی صداقت رسول اللہ صلعم کا عمل ہے

ایک بات کو میں یہاں بالخصوص واضح کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو ہے خدا کا کلام، بلاشبہ تمام ہدایات خدا کے کلام میں موجود ہیں لیکن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں عمل میں لاکر نہ دکھاتے، تو ان کا چنداں فائدہ نہ تھا۔ ایک چیز تعلیم ہے، اور دوسرا اس پر عمل ہے، قرآن کو اگر رسول اللہ صلعم اور صحابہ عمل میں لاکر نہ دکھاتے۔ تو یہ ایک بڑے فلسفہ کی کتاب ہوتی جس کے اصول نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوتے لیکن عمل ان پر کوئی نہ کر سکتا۔ اس کی حیثیت انجیل کی اس تعلیم سے بڑھکر نہ ہوتی جس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی تمہاری ایک گال پر طمانچہ مارے تو تم دوسری بھی پھیر دو، لیکن قرآن کی تعلیم ایسی نہیں۔ اس کی ایک ایک بات پر نہ صرف رسول اللہ صلعم نے بلکہ صحابہؓ نے بھی عمل کر کے دکھایا۔ اگر قرآن کی صداقت کو معلوم کرنا چاہتے ہو۔ تو جاؤ نبی کریمؐ اور صحابہؓ کے عمل کو دیکھو، صداقت اسلام کے لئے تاریخ اسلام ہی سب سے بڑا گواہ ہے،

مساوات انسانی سیاسی پہلو سے

میں نے کہا تھا کہ وہ تعلیم جمہوریت کی جو اسلام نے دی اس کو وہیں پر نہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ مختلف شاخوں میں اسے پھیلا کر عملی لحاظ سے اس کو مستحکم کیا۔ اب میں ان مختلف شاخوں کو لیتا ہوں۔

(۱) انسانوں کی مساوات سیاسی پہلو سے۔ سیاسی مساوات کیا چیز ہے؟ یکساں حقوق اور یکساں ذمہ داریاں تمام انسانوں پر رکھنا جس طرح انسانوں کو بعض حقوق حاصل ہیں۔ اسی طرح ان پر بعض ذمہ داریاں بھی ہیں۔ میں اس کی تشریح کر کے بتاتا ہوں۔ کہ کس طرح سے حقوق اور ذمہ داریاں یکساں طور پر سب پر عائد ہوتی ہیں۔ ذمہ داری کے پہلو کی انتہائی صورت سزاؤں کا دینا ہے، اور حقوق کے پہلو کی انتہائی صورت حکومت پر پہنچانا ہے، سیاسی طور پر بڑی سے بڑی ذمہ داری جو انسان پر عائد ہوتی ہے، وہ سزا کو عائد کرنا ہے اور سیاسی حقوق کا سب سے بڑا مرتبہ حکومت تک پہنچانا ہے

سزاؤں میں مساوات

اب اگر سزاؤں کے پہلو کو دیکھیں۔ تو قرآن فرماتا ہے جزاؤا سیئۃ سیئۃ مثلھا ہر ایک بدی کی سزا اس کی مثل ہے خواہ اس کا کرنے والا کوئی ہو۔ ادنے و اعلے۔ آزاد اور غلام کے درمیان اس بارہ میں کوئی امتیاز نہیں رکھا۔ خود رسول اللہ صلعم جب آخری مرتبہ بیمار ہوتے ہیں۔ تو آپ نے صحابہؓ کو جمع کیا، اور فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی تکلیف مجھ سے پہنچی ہے، تو مجھ سے اس کا قصاص لے، وہ امن کا بادشاہ اس نے کسی کو دکھ کیا دینا تھا۔ کہ کوئی آپ سے قصاص لیتا لیکن آپ نے اس سے اپنی ذمہ داری کو بتا دیا اور یہ ظاہر کر دیا۔ کہ اگر آپ نے بھی کوئی دکھ کسی کو دیا ہوتا۔ تو اسے قصاص لینے کا حق تھا، پھر ایک شخص چوری کے جرم میں پکڑا گیا۔ کسی نے اس کی سفارش کی، کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرتی۔ تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جاتا، حضرت عمرؓ کے بیٹے نے شراب پی۔ تو انہوں نے اسے اسی طرح کوڑے لگوائے، جس طرح کسی اور کو اس جرم کی سزا دی۔

حکومت کا حق ادنے انسانوں کو

یہ تو سزاؤں کی صورت ہے۔ اب اس کے بعد دوسرے پہلو کو لیتا ہوں۔ جو انسانوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے، اس بارہ میں انسانوں میں باہم کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ یہاں تک کہ حدیث میں ہے کہ

اگر ایک گنجا حبشی غلام بھی تمہارا حاکم بنایا جائے، تو اس کی بھی اطاعت کرو۔ یہ گویا انتہائی صورت تھی کہ ادنے سے ادنے انسان کو اٹھا کر بلند سے بلند مقام تک پہنچا دیا جائے، تو اس کی بھی حکومت کو قبول کرنا ہوگا۔ اس کی کئی ایک مثالیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتی ہیں، آپ نے بڑے بڑے اجلہ صحابہ کو ماتحت رکھ کر بعض غلاموں کو ان کا سردار بنا دیا۔ ایک مہم میں آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ کو فوج کا سپہ سالار بنا دیا۔ ایک موقعہ پر اسامہ بن زید کو ساری فوج کا سردار بنایا۔ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسے صحابہ کو اس کے ماتحت رکھا۔ یہ اس لئے کیا کہ یہ سبق سکھایا جائے کہ اسلام نے آزاد اور غلام میں کوئی فرق نہیں رکھا۔

رائے کے معاملہ میں مساوات

ایسا ہی ایک بڑا عظیم الشان پہلو رائے کے معاملہ میں ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم ... مشورہ لیتے ... یہاں تک کہ جب بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ تو ان کو بھی مشورہ سے علیحدہ نہیں کیا۔ احد کی جنگ میں آپ نے فوج کے ایک دستہ کو حکم دیا کہ وہ ایک درہ میں کھڑے رہیں۔ اور خواہ کچھ ہو جائے انہیں وہیں رہنا ہوگا۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کی۔ جب ذرا مسلمانوں کا پہلو غالب دیکھا، اور دشمن بھاگتا ہوا نظر آیا تو وہ بھی وہاں سے ہٹ کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن نے عقب کی طرف آ کر اس درہ میں سے ہو کر حملہ کیا اس سے مسلمانوں کو بہت سخت نقصان پہنچا۔ بہت سے صحابہؓ شہید ہو گئے، حضرت حمزہ بھی شہید ہو گئے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر میں زخم لگا۔ اور دانت بھی شہید ہوئے لیکن باوجود اتنی بڑی غلطی کے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا، قرآن میں یہ ارشاد الٰہی نازل ہوا۔ فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔ ان کو معاف کر دو ان کے لئے مغفرت مانگو، اور معاملات میں ان سے رائے بھی لیتے رہو کس قدر بڑی بات ہے، ان پر کوئی عتاب وارد نہیں کیا۔ یہ بھی نہیں کہ رائے کے حق سے ہی انہیں محروم کر دیا جاتا۔ سیاسی حقوق میں سے یہ ایک ایسا عظیم الشان حق قرآن نے مسلمانوں کو دیا ہے، جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، یہ وہ مقام ہے کہ جس پر بڑی بڑی مہذب قومیں بڑی مشکل سے پہنچی ہیں۔ اور ہندوستان میں تو خدا جانے کب وہ دن دیکھنا نصیب ہو۔ جب حکومت میں آزادی رائے کا حق حاصل ہو۔ آنحضرت صلعم سب سے مشورہ لے لیتے تھے، یہاں تک کہ ایک شخص تھا عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین سمجھا جاتا تھا لیکن پھر بھی جب مشورہ ہوتا۔ تو وہ بھی اپنی رائے دیتا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی رائے کو بھی لے لیتے تھے، یہ ایک پہلو مساوات کا ہے

حصول مال میں مساوات

دوسرا پہلو ہے حصول مال میں مساوات۔ اس میں بھی اسلام نے سب کو موقعہ دیا۔ مرد بھی اور عورت بھی حصول مال میں ایک جیسا حق رکھتی ہے۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن۔ مردوں کے لئے اس سے بہرہ ور ہونا ہے جو وہ کمائیں۔ اور عورتوں کے لئے اس سے بہرہ ور ہونا ہے جو وہ کمائیں۔

یہ تو اکتساب کی حالت ہے۔ ایک اور طرح بھی انسانوں کو مال آتا ہے۔ ایک وہ مال ہے جس کو انسان خود کوشش کر کے کماتا ہے، اور ایک ورثہ کے طور پر اسے ملتا ہے، ورثہ کے طور پر جو مال آتا ہے، اس میں بھی قرآن کریم نے مساوات کو قائم کیا ہے،

یورپ کا قانون اور اسلامی وراثت

آج بہت سے مسلمان غلطی کے ساتھ یورپ کے قانون کو دیکھ کر اس بات پر معترض ہوتے ہیں۔ کہ اسلام نے کیوں جائیداد کو تقسیم کرنا ضروری ٹھیرایا ہے۔ کیوں یورپ کی طرح خاندان کے بڑے آدمی کو تمام جائیداد کا حقدار نہیں ٹھیرایا۔ وہ کہتے ہیں ایک شخص نے مثلاً دس لاکھ کی جائیداد پیدا کی۔ اب وہ مر جاتا ہے تو وہ جائیداد اسلامی قانون کے رو سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے اسلام نے کیوں یہ نہ کیا، کہ ایک ہی شخص کے حوالے وہ جائیداد کر دے، تاکہ وہ ویسی ہی رہے، یہ اس لئے نہ کیا کہ اسلام کی تعلیم کی بنیاد جمہوریت پر ہے، سب کا برابر کا حق ہے اگر باپ کی جائیداد سے فائدہ اٹھاتیں جس طرح سے وہ اس کی زندگی میں اس کی جائیداد سے یکساں طور پر پرورش پاتے ہیں ویسے ہی اس کے مرنے کے بعد اس کے مال سے متمتع ہوں

تو یہ بھی مال کے حصول میں اس مساوات کا ایک ثبوت ہے جو اسلام نے دی ہے،

حصول علم میں مساوات

ایک اور پہلو مساوات کا ہے، جس میں بہت سی قومیں ناکام رہ گئی ہیں۔ وہ مساوات ہے حصول علم میں۔ حصول علم میں حصول علم دین کو میں لیتا ہوں۔ یہ اس لئے نہیں کہ علم دین کے سوائے اور علوم کو میں ضروری نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس لئے کہ علم دین سے ہی بعض حصوں کو محروم رکھا گیا، اور اسے خاص لوگوں کی جائیداد بنا دیا گیا، جیسے ہندوستان میں برہمنوں اور پنڈتوں کی جماعت ہے اور یورپ میں پادریوں کی جماعت ہے۔ قرآن نے اس کے بالمقابل یہ بتایا کہ ہر وہ حصہ جو قرآن کا نازل ہوتا ہے، وہ ہر ایک مسلمان کی جائیداد ہے، اور کوئی شخص اس سے محروم نہیں کیا جا سکتا اس طرح سے اسلام نے پروہت اور ملا اور پادری کے وجود کو بالکل اڑا دیا ہے۔

ردِّ تناسخ

(مولوی عبید الرحمٰن صاحب مولوی فاضل سابق آریہ سماجی کے قلم سے)

مولوی عبید الرحمٰن صاحب جن کا مضمون ذیل میں
ہدیۂ قارئین کرام ہے کچھ عرصہ ہوا بعض غلط فہمیوں
کی وجہ سے آریہ ہو گئے تھے۔ احمدیہ انجمن اشاعت
اسلام مبارکباد کی مستحق ہے کہ وہ مولوی صاحب کی
دوبارہ ہدایت کا موجب ہوئی ہے۔ ان کا ہندو
نام گیانی اندر سنگھ رکھا گیا تھا جسکو ترک کر کے اب
پھر اپنا اصل اسلامی نام انہوں نے اختیار کیا ہے۔
اللہ تعالےٰ استقامت بخشے۔

جاننا چاہیئے کہ روح کا ایک جسم سے مفارقت کرنے کے بعد بدستور مقررہ انواع ولادت دوسرے جسم میں پیدا ہونے کو تناسخ کہتے ہیں لیکن جسم لاحق حسب تقاضائے اعمال جسم سابق ہوگا۔ حصول جسم لاحق میں بقائے نوعیت جسم سابق شرط نہیں۔ اسلئے مطابق اعتقاد ویدک دھرم ایک رشی کی روح اپنی شامت اعمال سے نجات کے کرمون تک کا جسم حاصل کر سکتی ہے۔ بمقدمہ ثبوت تناسخ ان کے نزدیک جو ثبوت متعلم ذیل ہے۔ اسکو ہم نقل کرتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش باب ۹ صفحہ ۲۱۳ اگر پہلے جنم نہ مانو تو ایشور طرفدار ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک کو بلا قصور افلاس وغیرہ دکھ اور دوسرے کو پہلی نیکی کے بغیر علم دولت عقل وغیرہ کیوں۔ پس ظاہر ہوا کہ پہلے جنم کے اعمال کے مطابق سزا وجزا دینے سے پرمیشور پورا پورا منصف ہوتا ہے۔ انتہے۔ دلیل حد تکمیل کو اسوقت پہنچتی ہے کہ جب عالم مرکب کا آغاز نہ ثابت ہو اس کی بابت سوامی دیانند جی نے دو وجہ تحریر کی ہیں۔ اول یہ کہ عالم مرکب بذریعہ پرواہ (تسلسل) کے ازلی ہے۔ دوم یہ کہ آفرینش عالم طبعی خاصہ ذات خدا کا ہے۔ فی الحقیقت اس تجویز دوم سے عالم مرکب کا آغاز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہم دونوں وجہوں کو بوضاحت تمام بیان کرتے ہیں جس سے دلیل مذکورہ کی نفس الامری کیفیت اور مسئلہ تناسخ کی واقعی کیفیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم اصل مبحث کو شروع کریں سوامی جی کے چند مسائل مسلمہ کو بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ جیتا پُرانا ان کے نزدیک ایک دورہ نظام عالم کا شروع ہوتا ہے۔ اور پرلے پر اختتام پاتا ہے۔ اور دوسرا تیسرا ازمنہ ماضیہ میں نہ تو ابتدا ہے اور نہ استقبال میں انتہا۔ ستیارتھ پرکاش باب ۸ صفحہ ۱۸۴ اور اسی طرح سے قیامت کے بعد پیدائش اور پیدائش کے بعد قیامت ازل سے ہی چکر چل رہا ہے۔ سوامی جی کے نزدیک مادہ میں تین صفات ہیں۔ ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن۔ اور ان میں تین درجے ہیں۔ اعلیٰ۔ اوسط۔ ادنےٰ۔ ستیارتھ پرکاش باب ۹ صفحہ ۲۱۲ اس کی شناخت اس طرح کرنی چاہیئے کہ جب آتما میں خوشی شانتی تیز فہمی۔ باریک بینی ہو تب سمجھنا چاہیئے کہ اس میں ستوگن زیادہ اور تموگن۔ رجوگن کم ہیں۔ اور جب آتما من خوشی سے خالی اور شہوت میں ادھر ادھر بھٹکتا پھرے۔ تب سمجھنا چاہیئے کہ رجوگن زیادہ اور تموگن ستوگن کم ہیں۔ اور جب آتما و من دنیوی اشیا میں پھنسے ہوئے ہوں۔ اور سوچ بچار نہ رہے۔ شہوت نفسانی میں غلطان ہو غور وفکر نہ کر سکے۔ تب یقیناً جاننا چاہیئے کہ اسوقت اس میں تموگن زیادہ اور ستوگن رجوگن کم ہیں۔ نیز صفحہ ۲۱۵ میں ہے کہ ستوگنی دیوتا اور بعض علماء کا رجوگن معمولی آدمیوں کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔ اور تموگنی اصلی حالت کو پاتے ہیں۔ بڑے تموگنی غیر متحرک درخت کیڑے مکوڑے۔ مچھلی۔ سانپ۔ کچھوا۔ حیوانات چرند اور پرند کو جنم حاصل کرتے ہیں۔ متوسط تموگنی ہاتھی۔ گھوڑا۔ شودر۔ ملچھ۔ برے کام کرنے والے شیر۔ بھیڑیا۔ سور کے جسم میں جاتے ہیں۔ اعلیٰ تموگنی اپنے اعمال کے باعث چارن۔ جو کبت و دوہا وغیرہ بنا کر لوگوں کی تعریف کرتے ہیں۔ خوب صورت پرند مکار آدمی یعنی اپنے سُکھ کے لئے اپنی تعریف کرنے والے راکشس یعنے ایذا رسان پشاچ بد چلن یعنے شراب وغیرہ کا استعمال کرنے والے اور غلیظ رہنے والوں کے قالب میں آتے ہیں۔ ادنےٰ رجوگن تلوار وغیرہ سے کاٹنے یا کلہاڑا وغیرہ سے چیرنے والے اور ملاحوں نٹ یعنے بازیگروں کا اور ہتھیار باندھنے والوں اور شراب نوشی کے شائقین کا جنم پاتے ہیں جو متوسط رجوگنی ہوتے ہیں وہ راجہ کشتری ورن راجاؤں کے پروہت بحث مباحثہ کرنے والے۔ صدر وکیل۔ بیرسٹر۔ جنگی افسروں کا جنم پاتے ہیں۔ اور جو اعلیٰ رجوگنی ہیں وہ گندھرب۔ گانے والے کھیک باجہ بجانے والوں تقسیمی علماء کے طوطے منگار اور اپسرا یعنی حسین عورتوں کا جنم پاتے ہیں۔ تیسوی سنیاسی۔ وید پاٹھی بمباد چلانے والے جوتشی اور ذہین یعنے جسم کی پرورش کرنے والے کو ادنی ستوگن کے اعمال کا نتیجہ جانو۔ جو متوسط ستوگن والے کام کرتے ہیں۔ اور یوگیہ کرنے والے ویدوں کا مطلب جاننے والے علماء بجلی وغیرہ کال و دیا کے جاننے والے محافظ گیانی اور حصول مقصد کیلئے خدمت کرنے کے قابل معلم کا جنم پاتے ہیں۔ اور جو اعلیٰ ستوگن ہو کر اعلیٰ کام کرتے ہیں وہ برہما سب ویدوں کے جاننے والے سب سلسلہ مخلوقات کے علم کو جانکر مختلف قسم کے غبارہ وغیرہ سواری کے سامان بنانے والے دھارمک سب سے افضل عقل رکھنے والے اور اویکت یعنے پرکرتک اور مادہ پر قبضہ رکھنے والی طاقت کو حاصل کرنے والے کا جنم پاتے ہیں جو اندریوں کے بس میں آکر شہوت پرست ہوتے۔ دھرم چھوڑ دھر کرتے ہیں۔ اور جاہل ہیں وہ آدمیوں میں ادنیٰ یعنے برا عذاب جنم پاتے ہیں۔ انتہے۔ خلاصہ یہ کہ ارواح کو انسان جسم خواہ حیوانات ونباتات کا قالب ہو پچھلے جنم کے اعمال کے مطابق بطریق اجرائے سزا وجزا ملتا ہے

بہ عقائد سوامی جی خدا فاعل ومختار ہے

اب ہم سوامی دیانند جی کے چند اقوال نقل کرتے ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہوگا کہ خدا عالم مرکب کے واسطے فاعل مختار ہے ستیارتھ پرکاش باب ۸ صفحہ ۱۷۸ ایشور میں جو جہان کے پیدا کرنے کا علم اور قدرت اور فعل ہے اسکا سوائے دنیا کے پیدا کرنے کے اور کیا مقصد ہے۔ کچھ نہیں۔ اور خدا کی صفات۔ انصاف۔ مہربانی رحم وغیرہ تب ہی سودمند ہو سکتے ہیں جب جہان کو بنائے۔ الخ باب ۷ صفحہ ۲۰۷ پرمیشور کے ہاتھ نہیں لیکن وہ اپنی طاقت کے ساتھ سب کو بناتا ہے۔ اور پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں نہیں۔ لیکن سب جگہ موجود ہونے سے سب سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ اسکی آنکھ نہیں تاہم سب کو دیکھتا ہے۔ اسکے کان نہیں لیکن سب کی باتیں سنتا ہے اس کے انتہکرن نہیں لیکن سارے جہان کو جانتا ہے۔ اس کو پورا پورا کوئی نہیں جانتا۔ اس کو ابدی افضل ترین سب میں پورے ہونے سے پُرش کہتے ہیں اور وہ اندریوں اور انتہکرن کے کام اپنی طاقت سے کرتا ہے۔ انتہے ستیارتھ پرکاش باب ۷ صفحہ ۱۷۳ جتنی جگہ اور وقت میں کام کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ اتنی ہی جگہ اور وقت میں کام کرتا ہے نہ زیادہ نہ کم۔ کیونکہ وہ ہمہ دان ہے۔ انتہی

عبارات مذکورہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ سے بہ ارادہ واختیار ممکنات جملہ کاموں کے جتنے وقت میں چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور آفرینش عالم اس کا فعل اختیاری ہے۔ لیکن اس نے کس سے چیز دنیا کو پیدا کیا۔ اس کی بابت سوامی جی کا یہ عقیدہ ہے۔ ستیارتھ پرکاش باب ۸ صفحہ ۱۶۶ نمت کارن (علت فاعلی) پرماتما سے پیدا ہوا۔ لیکن اس کی علت مادی مادہ ہے انتہی۔ اسی کے صفحہ ۱۶۵ میں لکھا ہے کہ مادہ جیو پرماتما تینوں غیر مخلوق ہیں اور یہی تین سارے کائنات کی علت ہیں۔ انتہے۔ یہاں مادہ اور جیو کا ازلی اور غیر مسبوق بالعلت ہونا پوشیدہ نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ دونوں خدا کے مخلوق نہیں تو ان سے وہ سارے جہان کو کیونکر بناتا ہے۔ اس کے جواب میں مذکورہ بالا باب کے صفحہ ۱۷۲ میں لکھا ہے کہ اگرچہ پرمیشور مادی مادہ اس کے آگے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے مبرا ہے لیکن اسکی طاقت اور زور لاانتہا ہے ان سے وہ سب کام کرتا ہے جو جیو اور مادہ سے کبھی نہیں ہو سکتے۔ چونکہ خدا مادہ سے بھی لطیف تر ہے اور اس میں بیاپک ہے اسی باعث سے ان کو پکڑ کر جہان کی صورت میں لاتا ہے۔ انتہی۔ لاانتہا زور والے پرمیشور کا جیو اور مادہ میں بیاپک ہونے سے دونوں کو گرفتار کر کے ترکیبی صورت میں لاتا ہے تو نہایت منصفانہ فعل مگر اس سے بھی آفرینش عالم خدا کا فعل اختیاری ثابت ہوتا ہے کیونکہ اجزائے عالم گرفتار کر کے ان کو ترکیبی صورت میں لانا فعل اضطراری کیونکر ہو سکتا ہے عبارت مندرجہ بالا سے عالم کی علت فاعلی اور علت مادی اور اجزائے عالم پر خدا کے قابض اور متصرف ہونے کی کیفیت اور خدا کا اپنے افعال میں مختار کامل ہونا۔ اور فعل آفرینش عالم کا فعل اختیاری ہونا بہ تجویز سوامی جی بااقرار ہدایت وید مقدس مخفی نہیں۔ آفرینش عالم کو طبعی خاصہ ذات خدا کا سوامی جی نے تجویز کیا ہے۔ سو ہم ان کے قول کو آئندہ پیش کیا جائے گا۔ اور یہی مسئلہ تناسخ کی بنیاد ہے۔ کیونکہ قدامت روح اور مادہ دنیا کا خالق خدا عالم مرکب کے واسطے علت فاعلی ارادی ہے کسی طور سے بھی مسئلہ تناسخ کو ثابت نہیں کرتا۔ علی ہذا القیاس عالم مرکب کا پرواہ سے بزعم سوامی جی ازلی ہونا پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا اسلئے یہ بھی امداد سے مجبور ہوا۔ لہٰذا اثبات تناسخ کا سہرا اسی تجویز کے سر رہا۔ جیساکہ ہم نے تجویز کیا تھا۔ اسی سلسلہ تحریر میں ہم یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ سوامی جی نے آفرینش عالم کو صفت تکوین اور فعل بالارادہ ذات خدا کا تجویز کرنے سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر آفرینش عالم کو صفت تکوین اور فعل بالارادہ ذات خدا کا تجویز کر لیا جائے۔ تو تناسخ چکر ایک اور آفرینش اور پرلے چکر دونوں عدم کے پردہ میں روپوش ہو جائینگے۔ کیونکہ وجود عالم مرکب کا اسوقت محض ارادہ مشیت خدا پر موقوف ہوگا۔ اور خدا وند کریم فعل آفرینش اور پرلے پر بہ عقیدہ سوامی جی بہ حیثیت علت فاعلی باقتضائے ارادہ خود قادر ومختار ہوگا۔ یعنے ابتدا سے انتہا تک آفرینش پر بہ اقتضائے ذات یا بہ علت اجرائے سزا وجزا بروے تناسخ مجبور ومقہور ہوگا یعنی بہ شہادت قانون نظام عالم وعقل سلیم فاعل ارادی مختار کا وجود اسکے افعال کے آثار پر مقدم ہونا ضروری اور بدیہی امر ہے مثلاً انسان وغیرہ کہ ان کا وجود ان کے افعال کے آثار مرتبہ پر متقدم ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی اگر دنیا کا پیدا کرنا خدا کا فعل اختیاری ہے۔ تو خدا جب سے بھی ہو لامحالہ بحیثیت علت فاعلی ارادی وجود خدا کا اپنے معلول پر مقدم بالطبع ہونا ضروری ہے۔ اور علی ہذا اس معلول کا بھی اپنی علت فاعلی سے متاخر بالطبع ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر علت فاعلی خدا اپنے معلول عالم مرکب پر مقدم نہیں بلکہ دونوں کا وجود ازل سے ساتھ ہی ساتھ ہے۔ بلا تقدیم وتاخیر لازمی امر ہے اور یہی درجہ تاخیر ابتدائے عالم مرکب سے مراد ہوگا۔ اسلئے یہ عالم مرکب خواہ روح اور مادہ کو قدیم بالذات تسلیم کیا جائے۔ خواہ حادث۔ بربنائے وجہ اول مذکورہ بالا کسی طرح سے بھی بذریعہ پرواہ ازلی اور قدیم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے حادث مسبوق بعدم صریح ہونے میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ علت فاعلی باجتماع شرائط تاثیر وارتفاع موانع علت مستقلہ مستلزمہ وجود معلول ہو جاتی ہے اسوجہ سے امر متنازعہ فیہ میں خدا علت فاعلی با وجود قدامت روح اور مادہ مستجمع جمیع شرائط تاثیر ہے۔ اسلئے اس کا روز ازل سے مجرد وجود خود مستلزم وجود معلول ہونا ضروری ہے کیونکہ کوئی امر مانع نہیں لہٰذا عالم مرکب کا ازلی ہونا محتاج بیان نہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس میں دو صورت ہے۔ اول یہ کہ اگر علت فاعلی خدا بہ اجتماع شرائط تاثیر بالاختیار یعنی بشرط تاثیر اختیاری مستلزم وجود معلول ہے تو اس لحاظ سے خدا ازلی اور با وجود ازلیت مادہ وروح خدا کا فعل تاثیر بھی ازلی لیکن بعد کو فعل تاثیر کا اثر مرتب یعنی موجودگی عالم یہ بالبعض ور حادث اور مسبوق بہ عدم صریح کیونکہ ازل میں ارادہ خدا بہ آفرینش عالم متعلق ہونا اسیوقت متصور ہو سکتا ہے کہ جب عالم مرکب موجود نہ ہو بلکہ معدوم ہو پس ملزوم مسبق عدم عالم مرکب کو بدایت لازم ہوئی۔ اسلئے ازلی نہیں ہو سکتا۔ حاصل یہ کہ فاعل مختار کا معلول بہ وجہ تعلق ارادہ مسبوق بہ عدم صریح ہوگا۔ اسوجہ نفی ازلیت اور ثبوت حدوث مع بدایت وآغاز اسکو لازم ہے اور صورت دوم یہ ہے کہ اگر علت فاعلی خدا باجتماع شرائط تاثیر بالاضطرار یعنی بشرط تاثیر اضطراری و بلا اختیار مستلزم وجود معلول ہے تو اسوقت عالم مرکب مسبوق بہ عدم صریح نہیں اس معنی سے ازلی ہے مگر خدا دنیا کا فاعل مختار نہیں رہ گیا نہ اپنے بہ اختیار خود دنیا کو پیدا کیا نہ فنا کر سکتا ہے چونکہ اس بیان کو مفصل طور سے ہم طبعی خاصہ کی بحث میں لائینگے۔ اس وجہ سے بیان نظر انداز کرتے ہیں۔ بہرکیف اگر دنیا کا پیدا کرنا خدا کا فعل اختیاری ہے تو دنیا مع جمیع ادوار خود یقیناً حادث ہے اور ہر ایک حادث مسبوق بہ عدم صریح کے واسطے آغاز وانجام لازم ہے۔ پس اول دورہ نظام عالم کہ اس میں تخلیق اشیا بالاختلاف ہوئی پچھلے جنم کے سزا وجزا اعمال کے مطابق نہیں کیونکہ اس کے قبل پیدائش ہے ہی نہیں اسلئے تناسخ بالکل فضول۔ اور اگر تخلیق اشیا بالاختلاف ہوئی تو کیا اسوقت کا قانون نظام عالم موجودہ قانون نظام عالم سے مختلف تھا یعنے اسوقت بجز انسان کی

بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳

(۵۱) راجہ محمد یعقوب صاحب ڈرافٹسمین — برلن مسجد — عہ ر
(۵۲) صوفی خالق داد صاحب دکاندار — " — ۸ر
(۵۳) سیٹھ خوشی رام صاحب بزاز — " — عہ ر
(۵۵) کرڑ یا خاکر دب — " — ۴ر
(۵۶) مسٹر محمد عبداللہ خاں صاحب کلارک ژوب لیوی کور — " — عمہ ر
(۵۷) مولوی محمد خاں صاحب مدرس — " — ۸ر
(۵۸) راجہ اللہ دتا صاحب کلارک ڈاک خانہ — " — عہ ر
(۵۹) مسٹر جلال الدین صاحب " — " — ۸ر
(۶۰) سید امانت علی شاہ صاحب — " — عہ ر
(۶۱) منشی غلام حسین خاں صاحب کلی شیخاں — " — ھشر
(۶۲) مولوی عبدالعزیز صاحب محرر اسلحہ — " — عمار
(۶۳) ملا شیخ صالح محمد صاحب ٹھیکہ دار — " — ۸ر
(۶۴) غلام سرور خاں صاحب یوسف زئی طالب علم — " — ۴ر
(۶۵) محمد احتشام الدین صاحب میجر طالب علم — " — عہ ر

میزان کل — ۱۳۷ روپے

تفصیل عطیہ برائے مسلم ہائی سکول

مولوی عبدالرشید صاحب ای اے سی کوارٹر ماسٹر ژوب لیوی کور سکول سے
انعام اللہ خاں صاحب سیکنڈ ماسٹر نومبر کی آمدنی کا پہلا حصہ — ۲۲ روپے

میزان

عطیہ برائے اشاعت اسلام

ایک صاحب معرفت ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب — ۸ر
مسٹر عبدالعزیز خاں صاحب اکونٹس کلارک ۱۲۴ بلوچ رجمنٹ — عار

میزان
میزان جملہ رقوم — ۱۶۴ روپے

چندہ فراہم کردہ جناب بابو احمد الدین صاحب سٹیشن ماسٹر کاہی ضلع کوہاٹ

سید الف شاہ صاحب ایس ڈبلیو آئی کاہی ۔ ۔ ۔ ۳۰ روپیہ برلن مسجد
" " " " ۔ ۔ ۔ ۱۰ الہ دیسابیوہ گان
شیخ عبدالعزیز صاحب سٹیشن ماسٹر ۔ ۔ ۔ ۵ برلن مسجد
از مختلف اصحاب ۔ ۔ ۔ ۱۵ "
احمد الدین صاحب سٹیشن ماسٹر ۔ ۔ ۔ ۳۰ "
" " " ۔ ۔ ۔ ۱۸ اعمارت سکول

میزان ۔ ۔ ۔ ۱۰۸
فیس منی آرڈر ۔ ۔ ۲ ۔ ۱
باقی وصول بذریعہ منی آرڈر ۔ ۔ ۱۴ ۔ ۱۰۶

تازہ خبریں

—— وفد حجاز آج جہانگیر اسے روانہ ہوا۔ روانگی سے پہلے الوداع کہنے کے لئے مسلمانان بمبئی کا ایک بارونق جلسہ زیر سرکردگی مولانا شوکت علی منعقد ہوا۔ صدر مجلس نے وفد کے بھیجے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس وفد کے بھیجنے کا مقصد صرف مقدر ہے کہ مسلمانان نجد و حجاز جو ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں انہیں اس سے روکا جائے اور کوشش کی جائے کہ ان دونوں میں تعلقات قائم ہو جائیں۔ مولانا عبدالماجد جو اس وفد کے ایک رکن ہیں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہم اس لئے حجاز جا رہے ہیں کہ اپنے ان منداقتادہ بھائیوں کو اس امر پر مجبور کریں کہ وہ حجاز میں حکومت خود اختیاری قائم کریں اور کسی کی غلامی کا جوا اپنی گردن میں نہ ڈالیں۔ اس وفد کے ایک اور رکن مولانا سلیمان ندوی نے حاضرین سے کہا کہ ہندوستان تقریباً ساڑھے ہان سو سال کے بعد اس قسم کا وفد حجاز بھیج رہا ہے۔ مولانا شوکت علی نے اپنی اختتامی تقریر میں جلسہ کو برخاست کرنے کی اپیل کی۔

—— شہر ملتان کے تمام قصبوں میں طاعون پھیلا ہوا ہے ہندو حضرات شہر کو چھوڑ کر باہر چلے گئے ہیں لیکن مسلمان ابھی اپنے محلوں میں آباد ہیں۔ اور قہر الٰہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ طاعون کی روزانہ وارداتیں دس اور پندرہ کے درمیان ہوتی ہیں اور تقریباً [illegible] فوت ہو جاتی ہیں۔ شہر کے باہر پلیگ کیمپ ہے جو طاعون

——

—— معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ میاں فضل حسین وزیر تعلیم کے مستعفی ہونے کی خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ ان کی صحت کچھ عرصہ تک خراب رہی ہے لیکن اب خطرہ رفع ہو گیا ہے اور آپ کی صحت روز بروز اچھی ہو رہی ہے۔

—— ہفتہ مختتمہ ۱۲ دسمبر کے دوران میں ۱۳۳ مسلمان اور ۴۶ ہندو بچے پیدا ہوئے۔ اور ۱۷ مسلمان اور ۴۵ ہندو [illegible] مرے۔ پیدائش و مرگ کی مجموعی تعداد علی الترتیب ۱۹۲ اور ۱۸۳ ہے۔

—— خان صاحب چودہری غلام سرور خان نے جو مجلس وضع قوانین ہند کے سابق رکن اور ڈنگہ کے اعزازی مجسٹریٹ ہیں مدیر "سیاست" کو نوٹس دیا ہے کہ ۲۹ نومبر کے اخبار "سیاست" میں خان صاحب موصوف کے خلاف ایک مضمون شائع ہوا ہے جس سے ان کی تنقیص شان ہوئی ہے۔ اس لئے مدیر "سیاست" کو معافی مانگنی چاہئے ورنہ وہ مدیر کے خلاف مقدمہ دائر کر دیں گے مدیر سیاست نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا ہے اور خان صاحب نے کہہ دیا ہے کہ وہ ان کے خلاف مقدمہ چلا سکتے ہیں۔

—— ہفتہ سوراج کے متعلق سی آر داس نے حسب ذیل اعلان کیا ہے۔ اب تک دو لاکھ پچیس ہزار تین روپیہ سات آنہ گیارہ پائی کی رقم جمع ہوئی ہے۔ سوراج کونسل نے ہفتہ مذکور کی میعاد کو جنوری کے آخر تک بڑھا دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ روپیہ اور جمع کرلیں تاکہ فوری کے آغاز میں کام شروع کیا جا سکے۔ غرباء نے جو دلچسپی لی ہے وہ ان کی شایان شان ہے لیکن اب تک امراء نے اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ یہ کام صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے کہ غرباء و امراء دونوں متحد ہو جائیں کیا میں کلکتہ اور ہاوڑہ کے باشندوں سے اپیل کر سکتا ہوں۔

——

—— [illegible] قائم کی ہے جس کا نام "برٹش انڈین مٹیریل آفیسر ایسوسی ایشن" رکھا ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی امداد دی گئی ہے۔

—— جمعیۃ الاقوام کے دفتر نے فری سٹیٹ کی درخواست پر برطانیہ کے دفتر خارجہ کا مکتوب شائع کیا ہے۔ جو اس نے ۲۱ نومبر کو معاہدہ آئرلینڈ و انگلستان کی رجسٹری کے متعلق بھیجا تھا۔ اس مکتوب میں لکھا ہے کہ حکومت برطانیہ کی مستقل رائے یہ ہے کہ جمعیۃ الاقوام کا کوئی میثاق اس امر کا مقتضی نہیں ہو سکتا کہ سلطنت کے اندرونی معاملات اور تعلقات کی نگرانی کی جائے۔ اسلئے اس کی رائے میں میثاق کا دفعہ ۱۸ زیر بحث کا نفاذ عائد نہیں ہو سکتا۔

—— ایک باغیانہ گشتی مراسلہ کے سلسلہ میں جو ۴ طلبا مصر میں گرفتار ہوئے تھے رہا کر دئے گئے ہیں۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رنگون نے بواوٹا ما کی بغاوت کے الزام میں تین سال قید بامشقت کی سزا دی تھی ان کے مرافعہ کی سماعت ۱۰ دسمبر کو ہوگی۔

البیان الکامل فی تحقیق الدق والسل

مصنفہ جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی اے ایم ایس اے ہر اکسرنیرہ نمبر ۶ سول لائن بریلی۔ مرض دق پر نایاب کتاب۔ اسباب، علامات تاریخ، طریقہ اندفاع اور علاج، غرضیکہ سب کچھ اس میں درج ہے۔ اس مضمون پر سب سے پہلے اچھی اور جامع کتاب اس وقت تک اردو زبان میں موجود نہیں۔ قیمت معہ محصول چار روپیہ آٹھ آنے اس کی حیدرآباد نظام کے طبی محکمہ نے خریداری ہیں طبیب اور غیر طبیب دونوں کے لئے مفید۔ اخبار کا حوالہ دیجئے، پتہ اوپر درج ہے۔

سرمہ مقوی البصر (رجسٹرڈ)

یہ سرمہ [illegible] دھند۔ جالا، غبار، خارش، پانی گرنا، سرخی، ضعف بصر، پڑبال اور ککروں کے لئے بیشمار طبی اور دیگر معزز تحریری شہادتوں سے مفید مانا گیا ہے۔

اس سرمہ کی ہر دل عزیزی اور توسیع فروخت کا یہ بین ثبوت ہے کہ ہندوستان کے تمام مشہور شہروں میں بکتا ہے۔ اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں معزز ڈاکٹر، تاجر اور سوداگران دوبارہ اسے بغرض فروخت خرید چکے ہیں اور اس تعداد میں قابل رشک اضافہ ہو رہا ہے۔

یہ سرمہ دنیا بھر کے سرموں کا سرتاج ہے اس نے دنیائے طب میں اپنے سریع الاثر ہونے کے باعث وہ شہرت درجہ [illegible] حاصل کی ہے جو آج تک کسی دوسرے سرمہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ بڑے بڑے ڈاکٹر، حکیم اور معزز لوگ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

سرمہ مقوی البصر کا روزانہ استعمال تندرست آنکھوں میں صرف خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ بلکہ آنے والی بیماریوں کا پورا محافظ ہے بوڑھے، جوان اور بچوں کے واسطے یکساں مفید ہے۔ ہر شخص بلا قید عمر استعمال کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہر گھر میں اس سرمہ کی ایک شیشی کا مستقل طور سے رہنا نہایت ضروری امر ہے۔

یہ سرمہ اس وقت ہندوستان کی کئی ہزار دکانوں میں فروخت ہو رہا ہے۔ اگر یہ ایک لاکھ دکانوں میں بھی بغرض فروخت موجود ہو تو ناممکنات میں سے ہے کہ ہندوستان کے ہر شہر قصبہ اور گاؤں سے مل سکے۔ کیونکہ ہندوستان میں ایسی آبادیاں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ لہٰذا آپ کو مخلصانہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جب آپ کو اپنی آبادی میں سے سرمہ مذکور دستیاب نہ ہو سکے تو براہ راست کارخانہ سے طلب فرمائیں۔

ملک میں ہر چیز تجربۃً ایک دفعہ کثرت سے بک جاتی ہے مگر بار بار وہی مانگی جاتی ہے جو مفید ہو۔ اس چیز کی نقل کی جاتی ہے جو مقبول عام ہو۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری سالہا سال کی محنت ٹھکانے لگی کیونکہ پبلک میں ہمارے سرمہ کے کاروبار کی جو عزت ہوئی شروع ہو گئی ہے خریداروں کو واضح رہے کہ ہمارے سرمہ کا نام "سرمہ مقوی البصر" گورنمنٹ ہند سے رجسٹری شدہ ہے اس نام کو کوئی اور صاحب استعمال نہیں کر سکتے۔ ہمیشہ سرمہ مقوی البصر خریدتی دفعہ خیال رکھیں کہ وہ ہمارے ہاں کا تیار شدہ ہے۔

نرخ حسب ذیل ہیں

پرچون } ایک (۱) شیشی اور اس سے اوپر کیلئے بحساب آٹھ آنہ فی شیشی۔ پیکنگ فیس پارسل اور فیس منی آرڈر بذمہ خریدار۔

تھوک } بارہ (۱۲) شیشی کے لئے صرف (۳ روپے ۶ آنے) تین روپیہ چھ آنہ ۔ پیکنگ فیس پارسل اور فیس منی آرڈر بذمہ کارخانہ۔
اٹھارہ (۱۸) شیشی کے لئے صرف (۶ روپے ۱۲ آنے) چھ روپیہ بارہ آنہ ۔ پیکنگ فیس پارسل اور فیس منی آرڈر بذمہ کارخانہ۔
چھتیس (۳۶) شیشی کیلئے صرف (۱۲ روپے) بارہ روپے ۔ پیکنگ فیس پارسل اور فیس منی آرڈر بذمہ کارخانہ۔

طبی کیلنڈر، سیاہی، پن، کاغذ و دیگر سامان تشہیر ہر پارسل کے ہمراہ مفت

شیخ غلام رسول (گجرات والے) ڈائمنڈ ہال لاہور

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ سنہ ہجری مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۲۴ء

جلسہ سالانہ کی غرض

حضرت مسیح موعود کا ضروری ارشاد

جس وقت یہ پرچہ قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہوگا۔ لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سالانہ جلسہ شروع ہونے والا ہوگا۔ اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پاک انسان کی جس نے احمدی قوم اور اس کے سالانہ اجتماع کی بنیاد رکھی۔ چند ضروری باتیں یاد دلائی جائیں۔ جو جلسہ سالانہ کی اغراض سے تعلق رکھتی ہیں۔ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیاں میں حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے ماتحت سب سے پہلا جلسہ شوریٰ منعقد ہوا۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے جماعت کے نام ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں یہ بتلاتے ہوئے کہ آئندہ ہر سال جلسہ منعقد ہوا کریگا۔ اس سالانہ اجتماع کے اغراض اور فوائد کو آپ نے بیان فرمایا۔ امید ہے کہ حضرت اقدس کا یہ اشتہار جو ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احباب کے لئے ایک پر لطف دعوت ثابت ہوگا۔

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے۔ جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالےٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جبتک یہ توفیق حاصل نہ ہو۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے۔ بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے۔ کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آیندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے۔ تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالےٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی انہیں بخشے اور ایک عارضی فایدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاءاللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں۔ تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاویگا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائیگا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں۔ وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آیندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جنمیں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے اور اب جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جسقدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے۔ خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور انکے ہر ایک قدم کا ثواب ان کو عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین +

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۳، مورخہ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۲۴ء نمبر ۱۶

اسلام اور جمہوریت

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر دلپذیر

جو حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں ۱۵۔ دسمبر ۲۴ء کی شام کو ہوئی

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

نظام حکومت میں جمہوریت

یہ وہ جمہوریت عامہ ہے جس پر اسلام کی ساری بنیاد ہے لیکن جمہوریت جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ایک مخصوص ہے نظام حکومت سے، اب میں اس خاص جمہوریت کو لیتا ہوں۔ نظام حکومت کی جمہوریت میں دو باتیں ہیں۔ ایک ہے لوگوں کا آپ اپنے اوپر حکومت کرنا اور دوسرے قانون کی سب پر فوقیت۔ اب میں پہلی بات کو لیتا ہوں۔

حکومت قوم کی ہو نہ کہ افراد کی

حکومت قوم کی ہو۔ افراد کی نہ ہو، بادشاہ قوم ہو نہ کہ کوئی خاص شخص اس کو قرآن کریم نے خود کھول کر بیان کیا ہے، ایک جگہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ **یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا** اے قوم اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم میں نبی پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا اس میں دو باتیں یاد دلائی ہیں جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا حالانکہ طرز کلام یہی چاہتی تھی کہ اگر افراد کی بادشاہت ہوتی۔ تو جس طرح کہا تھا جعل فیکم انبیاء اسی طرح فرماتا جعل فیکم ملوکا لیکن بادشاہت چونکہ افراد کے ساتھ تعلق نہ رکھتی تھی۔ اس لئے فرمایا جعلکم ملوکا تمہیں بادشاہ بنایا۔ یہی حقیقت ہے جس پر قرآن نے زور دیا ہے چنانچہ جہاں مسلمانوں کو وعدہ دیا، خلافت کا وہاں بھی فرمایا، **لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم** ان کو یعنے مسلمانوں کو، زمین میں بادشاہ بنائے گا۔ جیسے پہلوں کو بادشاہ بنایا۔ گویا مسلمان قوم کی بادشاہت قرار دی، اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے۔ **ثم جعلنکم خلائف فی الارض**۔ پھر تمہیں زمین میں بادشاہ بنایا۔ غرض اس کو قرآن نے نہایت صراحت کے ساتھ قائم کیا ہے کہ حکومت قوم کی ہو گی، نہ کہ شخصی، چنانچہ خلفائے راشدین کے وقت بادشاہت ابوبکرؓ کی نہ تھی، بلکہ عرب کی تھی، عمرؓ کی بادشاہت نہ تھی بلکہ عرب کی تھی، عثمانؓ اور علیؓ بادشاہ نہ تھے، بلکہ عرب قوم بادشاہ تھی،

حکومت قانون کی ہے نہ کہ اشخاص کی

دوسری بات جو حکومت کا رنگ رکھتی ہے، یہ ہے کہ حکومت قانون کی ہے نہ کہ اشخاص کی۔ اس بات کو قرآن کریم نے بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے، فرمایا۔ **یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول**۔ اے ایمان والو۔ اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو۔ اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ اگر جھگڑا ہو جائے، تو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو، اولی الامر سے مراد وہی ہیں جو قانون نافذ کرنے والے ہوں۔ اب دیکھو اللہ اور رسول اور اولی الامر تینوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے، ان تینوں میں فرق کیا ہے۔ اللہ اور رسول کی ایک حیثیت ہے۔ اور اولی الامر کی دوسری حیثیت،

قانون نافذ کرنے والوں سے تنازع

قانون کے نافذ کرنے والوں کے ساتھ جھگڑا ہو سکتا ہے اور اس کا فیصلہ کس طرح ہو گا۔ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلعم کی سنت سے، مسلمانوں کے قانون کے ماخذ یہ دو ہی چیزیں ہیں۔ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث۔ تو فرمایا تم بادشاہ کے ساتھ بھی جھگڑا کر سکتے ہو، یہ بڑی عظیم الشان بات ہے، کہ حکام اور بادشاہ کے ساتھ ایک معمولی آدمی بھی جھگڑ سکتا ہے، بادشاہ کی اطاعت کے لئے اسلام نے ایک ہی شرط لگائی ہے، **لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ** جہاں اللہ تعالےٰ کی معصیت ہوتی ہو۔ وہاں اطاعت نہیں ہو سکتی،

اولی الامر قانون کے ماتحت ہے

قرآن اور رسول اللہ صلعم حاکم یا بادشاہ کے اوپر اسی طرح نافذ ہیں جس طرح ایک معمولی انسان کے اوپر۔ ابھی میں نے مثال دی تھی کہ رسول اللہ صلعم نے خود اپنے آپ کو بھی قانون کے ماتحت کیا ہے، ایسا ہی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا **فان زغت فقوموني** اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کرو،

غرض جمہوریت کے قائم کرنے میں یہ ایک بڑا عجیب اصول قرآن نے رکھا ہے، کہ حاکم وقت۔ کتاب اللہ اور رسول اللہ صلعم کے خلاف نہیں جا سکتا۔ اور اگر وہ کسی ایسی بات کا حکم دے، تو ایک معمولی انسان بھی اس سے جھگڑا کر سکتا ہے پس اسلام میں حکومت قانون کی ہے نہ قانون کے نافذ کرنے والوں کی۔

قرآن حدیث پر مقدم ہے

اس آیت میں الفاظ کی ترتیب عجیب ہے، فرمایا **اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم**۔ اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ گویا اللہ کی اطاعت کو ایک جگہ رکھا اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کو ایک جگہ، لیکن جھگڑا اولی الامر کے ساتھ ہو سکتا ہے، رسول کے ساتھ جائز نہیں رکھا، مگر اللہ کو پہلے رکھا ہے، اور رسول کو اس کے بعد اس لئے پہلی بات جو فیصلہ کرنے والی ہے، وہ قرآن ہے، پس قانون میں قرآن کا مرتبہ سب سے پہلے ہے احادیث اس کے بعد، بلاشبہ میں بھی مانتا ہوں، کہ بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے، لیکن بعد کتاب اللہ ہی ہے، کتاب اللہ کے برابر نہیں، کہ کتاب اللہ نہیں۔ اس لئے اگر اس میں کتاب اللہ کی کوئی مخالفت ہو گی۔ تو اس کو غلطی قرار دیں گے، نہ یہ کہ کتاب اللہ کو چھوڑ کر اسے اختیار کر لیں گے۔ کسی بزرگ غالباً امام رازی نے ایک لطیف بات لکھی ہے کہ یہ جو بخاری میں ہے، لم یکذب ابراھیم الا ثلثا یعنے حضرت ابراہیمؑ تین دفعہ جھوٹ بولا۔ تو اس میں یہ مشکل ہے، کہ آیا راوی کو سچا مانیں، اور قرآن کو جھوٹا قرار دیں، یا قرآن کو سچا سمجھیں اور راوی کو جھوٹا۔ وہ کہتے ہیں یہ بہتر ہے کہ راوی کی غلطی قرار دیا جائے، بجائے اس کے کہ حضرت ابراہیمؑ کو جھوٹا ٹھیرایا جائے، جن کو قرآن صدیقاً نبیاً قرار دیتا ہے کتاب اللہ کا ایک ایک حرف محفوظ ہے، مگر حدیث کے الفاظ محفوظ نہیں۔ بلکہ راوی نے جو خود سمجھا اس کو بیان کیا۔ روایت بالمعنی حدیث میں موجود ہے، قرآن نزول کے ساتھ لکھا جاتا اور حفظ کیا جاتا تھا، لیکن حدیث لکھی نہ جاتی تھی۔ اور نہ اس کے حفظ کرنے کا سامان نہ تھا، بلکہ صرف مفہوم کو بیان کیا جاتا تھا، ان لوگوں نے بیشک بڑی محنت کی، جنہوں نے حدیث کو چھانٹا۔ ان کی محنتوں کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے، لیکن پھر بھی وہ انسان تھے، غلطی سے پاک نہ تھے، اس لئے اگر کوئی حدیث یہ کہے۔ کہ اس قرآن کے اندر کوئی آیت ہوتی تھی، اور وہ اب قرآن میں نہیں، تو وہ حدیث ہرگز ماننے کے قابل نہیں، کوئی ہمارے بزرگ خواہ وہ کتنے بڑے بزرگ کیوں نہ ہوں۔ اگر یہ فرمائیں کہ کوئی زانی کے رجم کی آیت اس قرآن میں تھی جو اب نہیں ہے، تو وہ ہرگز تسلیم کرنے کے لائق نہیں۔ بلاشبہ قانون کتاب اللہ اور حدیث دونوں ہیں لیکن کتاب اللہ مقدم ہے، اور اس کے بعد حدیث رسول اللہ صلعم کا درجہ ہے، معاذ بن جبل کی حدیث کو پڑھکر دیکھو، جب رسول اللہ صلعم نے ان کو حاکم یمن بنا کر بھیجا تو ان سے پوچھا کہ فیصلہ کس طرح سے کرو گے، تو انہوں نے کہا کہ اول قرآن کو رکھوں گا، اگر کوئی بات قرآن کے خلاف پاؤں تو اسے چھوڑ دوں گا۔ لیکن اگر قرآن کی کسی نص سے فیصلہ نہ ہو سکے، تو حدیث سے فیصلہ کروں گا۔ اس کے بعد اجتہاد سے کام لوں گا۔ آپ نے اس کو پسند فرمایا ان لوگوں کی جنہوں نے حدیث کو جمع کیا، محنتوں اور کوششوں کی تحقیر مت کرو، لیکن انہیں قرآن پر مقدم بھی نہ کرو۔ اور قرآن کو بہرحال سب پر مقدم کرو۔

حکومت کی بنا شوریٰ پر

تو ~~اب تک~~ یہ نے کہیں کہ بادشاہت قوم کی ہے افراد کی نہیں اور دوسرے حکومت قانون کی ہے نہ کہ اشخاص کی۔ اب تیسری بات بتاتا ہوں جس کو قرآن نے صراحت سے بیان کیا ہے، حکومت کا اصول یہ ہے، کہ مشورہ سے ہو، چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ **الذین استجابوا لربہم واقاموا الصلوۃ وامرہم شوریٰ بینہم ومما رزقنہم ینفقون** ہ وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے احکام کو مانتے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام معاملات مشورہ سے طے ہوتے ہیں، اور جو ہم نے دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہاں شوریٰ کو نماز اور زکوۃ کے درمیان رکھکر اس کی اہمیت کو بتا دیا۔ اور حکومت کا نظام ہی شوریٰ پر مبنی قرار دیا۔

پارلیمنٹ کا اصول قرآن نے ہی مذہب میں داخل کیا

پارلیمنٹ کا اصول اگر صفائی کے ساتھ کسی کتاب نے مذہب کے اصول میں داخل کیا۔ تو وہ قرآن کریم ہی ہے، اور اس وقت جبکہ پارلیمنٹ کو کوئی جانتا بھی نہ تھا، اس کو اختیار کر کے اصل جمہوریت کی بنا رکھی ہے، اور کسی کتاب میں اس کا نام ونشان بھی کم پاؤ گے

رسول اللہ صلعم کا عمل شورے پر

اس اصول کے اوپر خود رسول اللہ صلعم نے عمل کر کے دکھایا ہے، احد کی جنگ کے موقعہ پر آپ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور اس امر کے متعلق رائے دریافت کی، کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کرنی چاہیئے، یا باہر نکلنا چاہیئے۔ خود رسول اللہ صلعم کی رائے یہی تھی۔ کہ مدینہ کے اندر رہ کر مدافعت کی جائے، لیکن کثرت رائے اس طرف تھی کہ باہر نکلنا چاہیئے، اس لئے آپ نے کثرت رائے کو ترجیح دی۔ اور اپنی رائے کو چھوڑ دیا، اس سے بڑھکر جمہوریت میں نہیں سمجھتا کہ کیا ہو سکتی ہے،

قانون سازی شورے سے

پھر مشورہ کے اصول کو قانون بنانے پر بھی حاوی کیا، یعنی جو نئے مسائل پیش آئیں۔ ان کا حل بھی مشورہ سے ضروری قرار دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا۔ کہ آپ کی وفات کے بعد اگر کوئی اہم مسئلہ پیش آئے،

اور کتاب اللہ میں کوئی ایسی نص نہ ہو جس سے اس کا فیصلہ ہو سکے تو کیا کرنا چاہیئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ امت کے نیک لوگوں کو جمع کرو اور ان کے مشورہ سے اس کو طے کرو اور اکیلے کی رائے سے طے نہ کرو۔ آنحضرت کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ اکیلے کی رائے سے طے نہ کرو۔ گویا جس قدر قوانین بنانے کی ضرورت آئندہ پیش آئے ان کا مشورہ سے طے کرنا ضروری ٹھیرایا ہے، اور صرف قانون سازی کو خواہ وہ بادشاہ ہو یا عالم۔ ایک شخص کا کام قرار نہیں دیا، بلکہ ایک پارلیمینٹ یا ایک مجلس کا کام قرار دیا۔

خلفائے راشدین کا طرز عمل

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ کو دیکھ لو۔ اس وقت نہ صرف نظام حکومت مشورہ سے تھا بلکہ قانون بنانے کا کام بھی مشورہ سے ہوتا تھا۔ اور ہر اہم مسئلہ سب صحابہؓ کو جمع کر کے طے کیا جاتا تھا۔ حالانکہ ابوبکرؓ و عمرؓ جیسے انسان موجود تھے جن کا مرتبہ تقاہت میں تمام امت سے بڑھ کر ہے، بلکہ یہاں تک اصول مشورہ کو وسعت دی گئی کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوئی مسئلہ ایران اور مصر کے متعلق پیش آتا تو وہ وہاں کے مجوسیوں اور قبطیوں کے مشورہ سے اس کو طے کرتے۔

مفتوح اقوام کو کیوں پوری آزادی نہ دی گئی؟

یہ خیال کہ ان کو پوری آزادی کیوں نہ دی گئی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ وہ کوئی ایسی مفتوح قومیں نہ تھیں جن پر حکمرانی کی غرض سے انہیں مفتوح بنایا گیا ہو۔ بلکہ وہ قومیں خود اسلام کو تباہ کرنا چاہتی تھیں۔ اس وجہ سے ان کے ساتھ جنگ ہوئی تھی۔ ان کو پوری آزادی دینا پھر وہی مخالفت اور مقابلہ پیدا کرتا تھا۔ اس لئے ان لوگوں کے ساتھ بڑی بھاری رعایت تھی کہ ان کے اوپر حکمرانی خود انہی کے مشورہ سے کی جاتی تھی۔

مفتوح اقوام کو مساوات

اور ان کو مساوات حقوق بھی دی گئی۔ ایک ذمی کی دیت یعنی خون بہا وہی تھا جو ایک مسلمان کا تھا، ان سے مشورہ بھی لیا جاتا تھا، یہاں تک کہ گورنروں کے مقرر کرنے میں حضرت عمرؓ اس قوم اور ملک کے لوگوں سے مشورہ لیتے تھے، بعض وقت کہیں کوئی گورنر بھیجنا ہوتا تو جس کو وہ خود تجویز کرتے، اسی کو گورنر بنایا جاتا تھا، اور جس گورنر کے متعلق ذرا سی بھی شکایت اس ملک کے لوگوں کو پیدا ہوتی، خواہ وہ کتنی ہی معمولی شکایت کیوں نہ ہو اس کو آپ فوراً بدل دیتے تاریخ میں ایک نہیں، بلکہ اس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔ حضرت سعد بن وقاص جنہوں نے ایران کو فتح کیا، وہی وہاں کے گورنر مقرر ہوئے، ان کے خلاف شکایت ہوئی حالانکہ کسی بہت بڑے معاملہ میں شکایت نہ تھی، اسی وقت ان کو وہاں سے واپس بلا لیا گیا یہ جمہوریت کا رنگ جو ترقی پاتا پاتا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہاں تک پہنچا تھا اس کی مثال آج بھی نہیں ملتی۔

بادشاہت انتخاب سے ہے نہ کہ وراثت سے

میں نے تین باتیں بیان کی ہیں۔

(۱) بادشاہت قوم کی ہے فرد کی نہیں۔

(۲) حکومت قانون کی ہے اشخاص کی نہیں۔

(۳) حکومت اور قانون سازی کی بنا مشورہ پر ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اسلام میں بادشاہت انتخاب سے ہے وراثت سے نہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم جب فوت ہوئے۔ اور قوم کی ضرورت پیش آئی کہ کوئی امیر ہو، تو انتخاب ہوا اور حضرت ابوبکرؓ کو انتخاب سے خلیفہ بنایا گیا۔ ایسا ہی حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا حال ہے۔ مگر افسوس ہے کہ حضرت معاویہؓ نے وہ بنیاد ڈالی جس نے اس انتخاب کے اصول کو پھینک دیا اور یہ بلا اسی طرح ہمارے پیچھے لگ گئی کہ اب تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔ خاندان عثمانؓ سے خلیفہ ہو یا فلاں خاندان میں سے ہو۔ اصول اصل یہی ہے کہ اسلام میں جہاں سے بھی قوم سے خلیفہ لے سکتا ہو وہاں سے لینا چاہیئے۔

بادشاہت کیلئے معیار انتخاب

قرآن میں بادشاہت کیلئے جن باتوں کا ہونا ضروری ہے، ان کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب بنی اسرائیل نے اپنے لئے ایک بادشاہ طلب کیا تو طالوت کو ان پر بادشاہ بنا دیا گیا۔ جس پر انہوں نے کہا انی یکون لہ الملک علینا و نحن احق بالملک منہ ولم یؤت سعۃ من المال۔ کہ یہ کیونکر بادشاہ بن سکتی ہے ہم اس سے زیادہ بادشاہت کے حقدار ہیں۔ (یعنی خاندانی حق) وہ تو مالدار بھی نہیں۔ اس پر ان کو بتایا گیا ان اللہ اصطفٰہ علیکم وزادہ

بسطۃ فی العلم والجسم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تم پر ایک تو فوقیت دی ہے۔ دوسرے اس کو علم دیا گیا ہے۔ اور تیسرے جسمانی طاقت کیونکہ بادشاہت یہی نہیں کہ محلوں کے اندر آرام سے انسان بیٹھا رہے بلکہ بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ میدان میں نکل کر دشمن کا مقابلہ کرے اس لیے یہی وسعت علم اور جسمانی طاقت تینوں کو معیار انتخاب قرار دیا گیا۔

نا اہلوں کو حاکم نہیں بنانا چاہیئے

غرض بادشاہ انتخاب سے ہے۔ اور انتخاب میں فرمایا۔ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانات کو ان کے اہل کے سپرد کرو۔ امانت کے معنی حکومت کے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ جس میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ جب امانت کو ضائع کیا جائے تو پھر ساعۃ کا انتظار کرنا چاہیئے۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ امانت کیسے ضائع کی جائے گی۔ آپ نے فرمایا اذا وسد الامر الی غیر اھلھا جب حکومت کو اس کے غیر اہل کے سپرد کیا جائے یعنی نا اہلوں کو اوپر حکومت کے لئے منتخب کیا جائے۔ تو اسلام نے یہ اصول بتایا کہ اس کو حاکم بنایا جائے جو اس کا اہل ہو۔ نہ صرف بادشاہ کے انتخاب میں۔ بلکہ ادنے عمال کے انتخاب میں بھی اس اصول کو مدنظر رکھنا ضروری ہے آج کس قدر نقصان اس سے ہوتا ہے۔ کہ نا اہل لوگوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ جو قوم کے لئے ہر طرح مضر ثابت ہوتے ہیں۔

بادشاہ بیت المال کا محافظ ہے نہ کہ مالک

آخری بات جو میں جمہوریت کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ خلیفہ یا بادشاہ وقت بیت المال کا مالک نہیں۔ بلکہ محافظ اور امین ہے قرآن نے خود فرمایا ہے ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان قوموں سے اپنے رسول کو دلایا ہے۔ پس وہ اللہ کے لئے ہے اور رسول کے لئے اور قریبیوں یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔ یہ اس لئے کہ غنی لوگوں کے ہی ہاتھوں میں یہ مال نہ پھرتا رہے۔

خلیفہ بیت المال سے وظیفہ کا حقدار ہے

اس اصول کو آپ خلفائے راشدین کے وقت عمل میں آیا ہوا دیکھ لیجئے۔ لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو دوسرے دن آپ حسب دستور اپنی تجارت کی گٹھڑی لے کر چلے۔ رستہ میں حضرت عمرؓ مل گئے۔ انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کپڑا بیچنے چلا ہوں حضرت عمرؓ کہنے لگے۔ قوم کا کام کون کریگا۔ تو آپ نے کہا کہ پھر کیا کیا جائے آخر بال بچوں کا پیٹ بھی پالنا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا۔ کہ بیت المال میں سے آپ اپنا گذارہ لیں۔ چنانچہ بعد میں مشورہ کرکے بیت المال میں سے وظیفہ دیا گیا۔

رسول اللہ صلعم اور بیت المال

ایسا ہی باغ فدک کے متعلق جو جھگڑا پیش آیا۔ اس کا بھی فیصلہ اس بنا پر کیا گیا کہ رسول اللہ صلعم بیت المال کے مالک نہیں تھے۔ آپ کے حالات کو پڑھ لو۔ کس قدر تنگی سے آپ گذارہ کرتے تھے۔ کھانے کو عموماً کئی کئی دن تک کھجوروں کے سوائے کچھ نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح آپ کے لباس مکانوں وغیرہ کو دیکھ لو۔ بعض وقت گھر کے اندر چراغ جلتا ہے اور بعض وقت نہیں۔ اگر بیت المال سے خرچ کرتے تو بیت المال میں لاکھوں روپے آنے لگ گئے تھے۔ ماہر کا خراج لاکھ سے اوپر آیا جس کو آپ نے مسجد میں ڈھیر کر کے محتاجوں اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ یہ آخری بات جمہوریت کے متعلق ہے۔ اس کے ساتھ اسلام کا نظام جمہوریت کے ترازو پر پورا اترتا ہے کہ اس میں کوئی نقص باقی نہیں رہ جاتا۔

حضرت امیر کی تقریر پر سوالات

حضرت امیر ایدہ اللہ کی مندرجہ بالا تقریر کے ختم ہونے پر [illegible] تین اصحاب نے سوال کئے۔ جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) مولوی صاحب نے امام بخاری پر حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بخاری کی حدیث کو غلط قرار دینے کے لئے امام رازی کا نام لیا ہے جو مسلمانوں میں بہت عظمت رکھتے ہیں۔ اگرچہ مولوی صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ ٹھیک یاد نہیں۔ کہ امام رازی نے لکھا ہے یا کس نے۔ لیکن امام رازی ایسا نہیں لکھ سکتے۔ امام رازی نے اگر لکھا ہو تو اس کا حوالہ دیں قرآن میں جو حضرت ابراہیم کے متعلق آیا ہے فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم۔ قرآن سے بخاری کی حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

(۲) جس آیت میں اولی الامر کا ذکر ہے وہ یا ایھا الذین امنوا سے شروع ہوتی ہے۔ اور اولی الامر کے ساتھ منکم کا لفظ فرمایا ہے۔ یعنی مسلمانوں کو حکم ہے کہ ان میں سے جو اولی الامر ہو اس کی اطاعت کریں۔

حضرت امیر کا جواب

ان سوالات کے جواب میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے دوست کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں امام بخاری کی اسقدر عزت کرتا ہوں کہ میں واقعی طور پر اسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ سمجھتا ہوں۔ اگر مزید اطمینان کرنا ہو تو میری کتاب مقام حدیث کو دیکھ لیں۔ میں نے اس میں امام بخاری کا ذکر نہایت عزت و عظمت کے ساتھ کیا ہے۔ میں اپنے آپ کو ان کا خاک پا بھی نہیں سمجھتا۔ باقی جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مجھے یاد نہیں۔ امام رازی نے لکھا ہے یا کسی اور نے راوی کو غلطی پر قرار دینا آسان بہ نسبت اس کے کہ حضرت ابراہیم پر جھوٹ کا الزام دیا جائے۔ اگر مجھے ٹھیک حوالہ یاد ہوتا تو میں پہلے ہی بتا دیتا۔ میرے ایک دوست نے جن کا کہ میں نام بھی نہیں جانتا۔ ابھی مجھے بتایا ہے۔ کہ مولوی شبلی مرحوم نے سیرۃ النعمان میں اسی طرح یہ بات لکھی ہے۔ اور اسے امام رازی کی طرف منسوب کیا ہے۔

یہ خیال کہ قرآن میں بھی ایسی بات پائی جاتی ہے کہ واقعی حضرت ابراہیم نے جھوٹ بولا۔ اس کا میں قائل نہیں۔

میں کوئی جھوٹ نہیں تھا واقعی وہ بیمار ہونگے۔ اور انہوں نے ستاروں کو دیکھا کہ رات بھی زیادہ ہو چکی ہے۔ اور میں بیمار بھی ہوں اب تو مجھے چھوڑ دو۔

غرض میں بلا شبہ یہ صحیح سمجھتا ہوں کہ قرآن کے بالمقابل کوئی حدیث آئے۔ تو جہاں تک ممکن ہو اس کی تاویل کی جائے۔ اگر کسی صورت میں وہ قرآن سے موافق نہ ہو تو اُسے ترک ہی کرنا پڑیگا۔

دوسری بات حاکم کی اطاعت کے متعلق ہے میں نے جو کچھ بیان کیا وہ مسلمانوں کے متعلق ہی بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس آیت میں منکم کا لفظ بھی ہے۔ لیکن اس کو کیا کریں۔ کہ بدقسمتی سے غیر مسلموں کی بھی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن میں اتنا سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم کے وہ صحابہ جنہوں نے حبشہ میں ہجرت کی تھی انہوں نے وہاں ایک عیسائی حاکم کی ہی اطاعت اختیار کی۔ بہرحال اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ غیر مسلم حاکم کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بحث اسوقت نہیں۔ معاہدہ کے ماتحت غیر مسلم کی بھی اطاعت کرنی ہی چاہیئے۔ خواہ وہ معاہدہ ہم پر ہماری مرضی سے ڈالا گیا ہو۔ یا مغلوب ہو کر ہمیں ماننا پڑا ہو۔

صاحب صدر کے ریمارک

اس کے بعد خلیفہ شجاع الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے جو صدر تھے ایک مختصر سی تقریر کی اور فرمایا کہ افسوس کا مقام ہے کہ چند غیر متعلق مسائل کی بحث چھیڑ دی گئی۔ جس کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ جہاں تک اصل لیکچر کا تعلق ہے میں اس قدر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ فی الحقیقت جمہوریت کا سوال ایسا سوال ہے کہ شروع سے ہم مسلمانوں کو اس پر ناز رہا ہے۔ اور ہم غیر مسلموں کے سامنے بھی فخر سے اس کو پیش کرتے ہیں۔ خلافت راشدہ تک تو بلا شبہ اسلام میں جمہوریت رہی ہے۔ اس کے بعد سلطنت کے قائم ہونے میں ان ماتحت اقوام کا اثر تھا جو اسلامی حکومت کے نیچے آگئیں۔ تاریخ دان حضرات کو علم ہے کہ اس وقت ایران اور روم وغیرہ میں نہایت برے رنگ کی حکومت تھی۔ یہ اُن ہی ماتحت قوموں کا اثر تھا۔ کہ اسلامی جمہوریت بادشاہت سے بدل گئی۔ بہرحال ایک چیز جس نے مولانا کے لیکچر میں میرے دل کو سب سے زیادہ اپیل کیا ہے وہ یہ ہے کہ مولانا نے شروع میں ہی امتیاز کر دیا جمہوریت شخصی او معاشرتی اور نظام حکومت کے درمیان یہ فی الحقیقت بہت عجیب بات ہے۔ اور اسلام کو بہت ممتاز کرنے والی۔ اس لیکچر کے علاوہ ایک ضروری مسئلہ غلامی کا بھی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے دوست سید عبدالقادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج اپنی سرگرمی کو کام میں لائیں گے۔ اور کسی دوسرے وقت غلامی پر مولنا کا لیکچر کرائیں گے۔

اعلان تعطیل

کل ۲۵۔ دسمبر ۱۹۳۶ء سے جلسہ سالانہ شروع ہوگا۔ جلسہ کی مصروفیات کی وجہ سے آئندہ پرچہ کا وقت پر تیار ہونا مشکل ہوگا۔ اس لئے ۲۸۔ دسمبر کے بجائے ۳۱ دسمبر کو اگلا پرچہ شائع ہوگا جس میں جلسہ کی مکمل روئیداد درج ہوگی۔ انشاءاللہ۔

امام رازی اور حدیث بخاری

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر میں جو آج کے مقالہ افتتاحیہ میں درج ہوئی ہے یہ تذکرہ آیا ہے کہ بخاری کی حدیث لم یکذب ابراھیم الا ثلثا کے متعلق امام رازی نے لکھا ہے کہ راوی کو غلطی پر قرار دینا آسان ہے، بنسبت اس کے کہ حضرت ابراہیمؑ پر جھوٹ کا الزام دیا جائے، اس پر ایک صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے امام رازی ... نے حوالہ طلب کیا تھا، جس کا ذکر مندرجہ بالا سوالات میں آچکا ہے۔ ذیل میں ہم امام رازی کے اصل الفاظ کو ان کی تفسیر کبیر ... سے نقل کرتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امیر نے یہ بات امام رازی کی طرف غلط طور پر منسوب نہ کی تھی۔ انی سقیم کی تفسیر کرتے ہوئے امام موصوف رقمطراز ہیں:-

وردوا فیہ حدیثاعن اس بارہ میں حضرت نبی کریم صلعم سے النبی صلعم انہ قال ماکذب ایک حدیث روایت کی گئی ہے۔ ابراھیم الا ثلث کذبات کہ آپ نے فرمایا۔ ابراہیم نے تین قلت لبعضھم ھذا الحدیث جھوٹ بولے، میں نے کسی لا ینبغی ان یقبل لان نسبۃ سے کہا ہے، کہ یہ حدیث قابل قبول الکذب الی ابراھیم نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی طرف لا تجوز فقال ذلک الرجل کذب کو منسوب کرنا جائز نہیں۔ فکیف یحکم بکذب الرواۃ اس شخص نے کہا کہ عادل راویوں فقلت لما وقع التعارض کو کیونکر کاذب ٹھیرایا جا سکتا ہے۔ بین نسبۃ الکذب الی میں نے کہا کہ جب راوی اور حضرت الراوی وبین نسبۃ الی خلیل علیہ السلام کی طرف کذب الخلیل علیہ السلام کان کو منسوب کرنے میں تعارض واقعہ من المعلوم بالضرورۃ ہو جائے تو لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ ان نسبۃ الی الراوی اولیٰ راوی کی طرف کذب کو منسوب کرنا زیادہ بہتر ہے،

امید ہے کہ اس حوالہ سے معترض صاحب کی تشفی ہوجائیگی،

تبلیغی مذہب

"پرکاش" کو شکایت ہے کہ مسلمان ویدک دھرم کو تبلیغی مذہب نہیں سمجھتے، وہ سوال کرتا ہے کہ

"اگر ہم یہ کہیں کہ اسلام تبلیغی مذہب نہیں، تو مسلمان ہمارے اس دعوے کو تسلیم کرنے کو تیار ہوں گے؟"

ہمارے لائق معاصر کو معلوم ہونا چاہیئے، کہ نرے زبانی دعووں سے کوئی مذہب تبلیغی مذہب نہیں ہوجاتا۔ نہ محض زبانی انکار سے کسی مذہب کا تبلیغی ہونا باطل ہو جاتا ہے، مسلمان اسلام کو تبلیغی مذہب اس لئے سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے اصول ایسے ہیں۔ کہ ان میں کوئی قومی اور نسلی یا ملکی امتیاز روا نہیں رکھا گیا، نہ انہیں کسی ایک ملک اور قوم کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، یہ مسلمان ہی نہیں مانتے تمام وہ لوگ جنہوں نے اسلامی اصولوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اسی بات کے قائل ہیں۔ مثلاً پروفیسر میکسمولر۔ برخلاف اس کے ویدک دھرم آجتک ہندوستان سے باہر نہیں گیا۔ اور نہ اس کے اصول اسے اس بات کی اجازت دیتے ہیں جب تک اصل ہندو مذہب کی ترمیم کرکے ایک نیا ڈھانچہ کھڑا نہ کیا جائے یہ آریوں کا کام نہیں کہ وہ ویدک مذہب کے تبلیغی مذہب ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کریں بلکہ یہ خود ایک مذہب اور اس کے اصول کا کام ہے، کہ اپنا تبلیغی ہونا ثابت کریں جیسا کہ قرآن کریم کا اپنا دعویٰ ہے اور اس کے اصول اس پر شاہد عادل ہیں۔

ویدک تبلیغ اور مسلمان

اس کے ساتھ ہی پرکاش نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ اگر تبلیغ اچھا کام ہے تو مسلمان اس پر ناخوش کیوں ہوتے ہیں کہ آریوں نے ان کی تقلید کی ہے فی الحقیقت مسلمانوں کو اس پر ناراض ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ تو دنیا جہان کو اپنا پیرو بنانا چاہتے ہیں۔ آریہ قوم اگر ان کی پیروی کرے۔ تو انہیں کیوں اعتراض ہو۔ لیکن بات اصل یہ ہے کہ آریہ قوم ویدک دھرم کو تبلیغی مذہب قرار دے کر یا اس کی تبلیغ اس دنیا کو کئی کروڑ سال پیچھے لے جانا چاہتی ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اسلام کو جو فی الحقیقت تبلیغی مذہب ہے سے کھلا کہنے سے دریغ نہیں کرتی۔ جس طرح یہ ناجائز ہے دگر ... ایک چیز کو اپنے مرتبہ سے گرایا جائے۔ اسی طرح ایک چیز کو اصل مرتبہ سے بڑھا کر پیش کرنا بھی سراسر ناجائز ہے۔ بھلا جو مذہب آج سے کروڑہا سال پہلے کی تہذیب پیش کرتا ہے۔ اس کو دنیا میں پھیلانا کونسی عقلمندی ہے۔ تاہم مسلمانوں کو اس سے خوشی ہے۔ کہ آخرکار اسلام کی دیکھا دیکھی ہندوؤں کو بھی تبلیغ کا حربہ ہاتھ میں لینا پڑا جسکو ان کا مذہب روا نہیں رکھتا۔

اچھوتوں کو مسلمان بنانے کا حق

پرتاپ کا نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ راولپنڈی میں مہاتما گاندھی نے پرائیویٹ گفت وشنید میں اس بات کو بہت برا منایا کہ مسلمان اچھوت اقوام کو دائرہ اسلام میں لا رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ اچھوتوں کو مسلمان بنائیں۔ مہاتما جی کو جب یہ بتایا گیا کہ سیالکوٹ وغیرہ کے علاقوں میں اچھوتوں کو بڑی تعداد میں مسلمان بنا لیا گیا ہے۔ تو انہیں اس سے بڑا دکھ ہوا۔ اور کہا کہ یہ بہت برا ہوا۔ کم ازکم مجھے اس کی اطلاع ملنی چاہئے تھی اچھوت ادھار کا کام صرف ہندوؤں کا ہے۔"

مہاتما گاندھی کا یہ اضطراب اس بات کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ کہ ہندوؤں کے بڑے سے بڑے ملکی لیڈروں کا دل بھی تعصب کی آلائش سے اس قدر صاف نہیں۔ جتنا کہ ہونا چاہئے۔ تبلیغ مذہب اگر مہاتما گاندھی کے اصول کے مطابق ہر مذہب کا حق ہے۔ تو اچھوت اقوام کو مسلمان بنانے سے روکنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ ان اقوام کو اچھوت قرار دے کر اور ذات اور برادری سے خارج کرکے یہ ثابت کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ ہندو قوم سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ اس لئے بقول علامہ "تنظیم" جس طرح ہندوؤں کو انہیں ہندو بنانے کا حق ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو انہیں مسلمان بنانے کا حق حاصل ہے۔ اور کوئی شخص انہیں اس سے روک نہیں سکتا۔

مسلمان کیا کرتے ہیں؟

کہتے ہیں کہ کانگریس نے اچھوتوں کو ہندو بنانے کا حکم صادر کیا جس پر خلافت کمیٹی نے اپنی ماتحت مجالس کو اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کا حکم بھیجا۔ اسپر اعتراض ہوا۔ اور خلافت کمیٹی دم بخود ہو گئی۔ یہ غالباً تین چار برس کی بات ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں خود بھی کام کرنے کی ہمت نہیں۔ فرضی اتحاد کی خاطر بعض وقت قومی و مذہبی حقوق کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اب بھی وقت ہے کہ مسلمان اس طرف بحیثیت قوم متوجہ ہوں اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کا کام ایک پہلو سے بہت آسان بھی ہے کیونکہ اسلامی مساوات کو دیکھ کر وہ بڑی آسانی کے ساتھ اسلام کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرا پہلو مشکل بھی ہے۔ یعنی ان کی اجتماعی حیثیت کو بڑھانا۔ یہ کام بہت بڑے انتظام اور صرف زر کو چاہتا ہے۔ ہمارے خیال میں اگر خلافت کمیٹی اس طرف متوجہ ہو اور اچھوت اقوام کو مسلمان کرنے انکے لئے کام کاج کا بندوبست کرنے ان کو تعلیم دلانے کا ذمہ لے تو اس سے مسلمانوں کو بہت عظیم الشان فوائد حاصل ہونگے۔ اتحاد اور اسلام کے رفیع الشان محلات کے خواب اگر پورے ہو سکتے ہیں۔ تو انہی جھونپڑوں میں رہنے والوں کے ذریعہ سے اسلئے سب سے پہلے ان کو اٹھانے کا سامان کرنا چاہئے۔ کہ یہی ایک راہ آج مسلمان قوم کی بہبودی اور کامیابی کے لئے کھلی ہے۔

کیا بدھ ہندو ہیں؟

یہ تیر موجودہ زمانہ کے عجائبات میں سے سمجھی جائیگی۔ کہ ہمارے آریہ ہمعصر بدھ مذہب کے پیرودں کو بھی ہندو مذہب میں شامل سمجھتے ہیں۔ سچا بچہ "پرکاش" رقمطراز ہے۔

"جس ویدک دھرم کے بودھ اتو یائیوں نے چند صدیوں کے عرصہ میں دنیا کی ایک تہائی سے زیادہ آبادی کو اس وقت بذریعہ تبلیغ بدھ مت کا پیرو بنایا۔ جبوقت اسلام کے جنم تک کا بھی شان وگمان نہ تھا مسلمان بھائی اسے تبلیغ کے حق سے ہی محروم کرنے کا لایعنی دعوے کریں"

ویدک دھرم کو بودھ مذہب کے سہارے پر تبلیغی مذہب ثابت کرنے کی بھی ہمارے معاصر کو خوب سوجھی۔ ہمیں ڈر ہے۔ کہ کل کو یہ بھی نہ کہدیا جائے کہ مسلمانوں کا چند سالوں میں اسلامی علم وحکمت کو دنیا کے کنارہ تک پہنچا دینا بھی ویدک دھرم کی برکت سے تھا۔ اور یہ بھی ویدک دھرم کے تبلیغی مذہب ہونے کا ثبوت ہے۔

بودھ مذہب والے کیا ہندو ہیں۔ اسکا حال تاریخ کے صفحات پڑھنے والوں پر روشن ہے۔ ہندوستان میں بودھوں نے ویدک دھرم کی جو درگت بنائی۔ جس بے دردی کے ساتھ ویدک دھرمیوں کو قتل کیا۔ کیا وہ کوئی چھپی ہوئی حقیقت ہے کہ ہمارا سماجی معاصر بودھوں کے سہارے پر ویدک دھرم کو کھڑا کرنے کے درپے ہوا ہے۔

پروگرام جلسہ سالانہ
مولٰنا مولوی صدرالدین صاحب کا لیکچر
بعض اہم تبدیلیاں

جلسہ سالانہ کا پروگرام اس سے قبل شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ہی پروگرام میں بعض اہم تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں جو حسب ذیل ہیں

(۱) پہلے دن ۲۵-دسمبر کو شام کے ½ ۷ بجے سے ½ ۸ بجے تک سنت اندر سنگھ کی بجائے مولٰنا مولوی محمد یعقوب خان صاحب کا لیکچر انگریزی زبان میں ہوگا۔ جس کا عنوان ہے۔

Mirza Ghulam Ahmad the man

(۲) مولوی عبدالحق صاحب کے لیکچر کے بعد جو ½ ۸ بجے سے ½ ۹ بجے تک ہوگا۔ سوال وجواب کا موقعہ دیا جائے گا۔

(۳) چودہری سردار خان صاحب کا لیکچر جو ۲۶ دسمبر کو ½ ۱۰ سے ¾ ۱۰ تک ہے۔ "ہندوستان میں اسلام کس طرح پھیل سکتا ہے" کے موضوع پر ہوگا۔

(۴) میر مدثر شاہ صاحب جو اسی دن ½ ۱۰ سے ½ ۱۱ تک لیکچر دینگے بجائے خالد حضرت مسیح موعود و میاں محمود احمد صاحب کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔

(۵) اسی روز نماز صبح کے بعد سے ۹ بجے تک اور رات کے ½ ۷ سے ½ ۹ بجے تک پبلک لیکچروں کے بجائے احمدیہ کانفرنس ہوگی جس کا ایک اجلاس اگلے روز یعنی ۲۷-دسمبر کو بھی بعد نماز فجر منعقد ہوگا۔

(۶) ۲۷-دسمبر کو ½ ۱۰ سے ¾ ۱۰ بجے تک مولوی عصمت اللہ صاحب کی بجائے حافظ محمد حسن صاحب تقریر فرمائیں گے۔

(۷) ¾ ۱۰ سے ½ ۱۱ بجے تک مولوی محمد یعقوب خان صاحب کی بجائے شیخ عبدالحق صاحب لیکچر دیں گے۔

(۸) مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب کا لیکچر ½ ۱۱ بجے ۱۲ بجے تک ہوگا۔ آپ کے لیکچر کا عنوان ہے "مجدد"

(۹) اس کے بعد ۱۲ سے ایک بجے تک مولوی مصطفٰے خان صاحب تقریر فرمائیں گے اور بعد ازاں ۲ بجے تک حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب کا جرمنی سے آیا ہوا مضمون اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا تحریری مضمون پڑھا جائے گا۔

(۱۰) اسی روز شام کو ایک اور اجلاس ہوگا جس کا پروگرام حسب ذیل ہے۔

½ ۷ بجے سے ¾ ۷ تک نظم میاں محمد طفیل صاحب سکرٹری انجمن اتحاد بین المسلمین لاہور

¾ ۷ سے ¾ ۸ تک "اتحاد بین المسلمین ودیگر اقوام" خان ثناء محمد خان صاحب انجنیر

¾ ۸ سے ½ ۹ بجے تک "کیا وید الہامی ہیں" سنت اندر سنگھ صاحب ویدی وید اچارج

آخری لیکچر کے بعد سوال وجواب کا موقعہ بھی دیا جائے گا۔

ردِ تناسخ
(۴)
(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اسلئے بعد پیدائش کے دوبارہ خدا کا پیدائش عالم پر بعلت اجرائے سزا وجزا بروئے تناسخ مجبور ومقہور ہونا بھی غیرضروری ہے چونکہ تناسخ ذریعہ سزا وجزا ہے۔ اور آفرینش اور پرلے کا غیرمتناہی طور سے مثل رات ودن کے مسلسل ہونا ثبوت مسئلہ تناسخ کے لئے لابدی بھی ہے اور در صورت خدا کے فاعل ارادی مختار ہونے کے یہ دونوں مسئلے لازم وملزوم ثابت نہیں ہوسکتے۔ اس وجہ سے بانیان وید مقدس اور سوامی جی نے آفرینش عالم کو طبعی خاصہ ذات خدا کا تجویز کیا ہے اس کے بموجب خدا دنیا کا فاعل بالخاصہ طبعی یعنی مقتضی ہوا۔ اسلئے تناسخ واجب التسلیم ہوگا۔ کیونکہ ایسے فاعل کا وجود اپنے آثار و

افعال پر مقدم نہیں ہوا کرتا - اس وجہ سے کہ ایسے فاعل کے افعال تقریباً ان کے صفات ذاتی یا اوصاف لازمہ یعنی خاصہ لازم بوجود خارجی ہوا کرتے ہیں - جن کا اپنے موصوف و ملزوم سے جدا ہونا غیر ممکن ہوا کرتا ہے - اسلئے ایسے افعال معہ آثار اپنے فاعل کے وجود کے ساتھ ہی بلا سبق عدم موجود ہوا کرتے ہیں - باہمی تقدیم و تاخیر کا درجہ متصور نہیں ہوا کرتا - اور نفس تقدیم و تاخیر ذاتی مضر مقصود نہیں ہوا کرتی - مثلاً آگ کی حرارت - پانی کی برودت - طلوع آفتاب کے لئے دن کا موجود ہونا وغیرہ اوصاف لازمہ ہیں جو اپنے فاعل کے وجود کے ساتھ ہوا کرتے ہیں - بعینہ ان کے افعال و آثار کا وجود ہے - فی الحقیقت یہ فاعل نہیں بلکہ فاعل باخاصہ ہیں - نہ ان کو اپنے افعال و اوصاف کا بذات خود باختیار خود پیدا کرنے کا اختیار ہے - نہ فنا کرنیکا اقتدار - صرف اسقدر کہتے ہیں کہ آگ نے حرارت کو پیدا کر دیا یا طلوع آفتاب نے دن کو موجود کر دیا - مگر ان کا یہ فعل انہی کا خاصہ لازم یا ذاتی یا طبعی ہے اسوجہ سے ان کو فاعل باخاصہ طبعی کہتے ہیں - سوامی جی نے دنیا کا پیدا کرنا خدا کا خاصہ یعنی ذات خدا کا وصف لازم جس کا خدا سے جدا ہونا غیر ممکن ہو تجویز کیا ہے - اس لئے لامحالہ آفرینش عالم یعنی وصف لازم ذات خدا کا معہ اپنے آثار مرتب (موجودگی عالم بلا تقدیم و تاخیر اضطراراً) وجود خدا کے ساتھ ہی ساتھ ازل سے لازم اور موجود ہوگا - لہذا دنیا کی ابتدا بھی غیر ممکن ہوگی - اور ابتدائی پیدائش میں پیدائش اشیا و بالاختلاف اور بلا اختلاف کا سوال ہی نہیں کیا جا سکتا - لہذا مسئلہ تناسخ کماحقہ ثابت ہوگیا - مگر اس کی وجہ سے جو نقص مذہبی لازم آتا ہے اسکو ہم پیش کرتے ہیں - اور سوامی جی کا قول ثبوت میں بطور سند قبول کیا جاتا ہے - ستیارتھ پرکاش باب ۸ صلا - جس طرح آنکھ کا طبعی خاصہ دیکھنا ہے اسی طرح پرمیشور کا طبعی خاصہ جہان کو پیدا کرنا ہے اور سب جیوں کو بے شمار اشیا دے کر پرا اپکار کرنا ہے - انتہی - امر غور طلب یہ ہے کہ طبعی خاصہ کے کیا معنی ہیں اور ان کے اس عقیدہ سے ان کی مذہبی تعلیم کا لب لباب کیا ہے - چنانچہ لفظ طبع کے معنے جو بروے لغت ہیں - ان کو ہم بیان کرکے پھر خاصہ کے اقسام اور اس کے معنی قلمبند کرکے نتیجہ بہ ناظرین کرتے ہیں -

بیان طبعی خاصہ بہ عقیدہ سوامی دیانندجی

لفظ طبعی میں یائے نسبتی کا ہونا تو مخفی نہیں ہے - لفظ طبع بالفتح بمعنی سرشت مردم کہ بروآفریدہ شدہ و مہر نہادن بر نام و سکہ زدن بر سیم و زر و زر نقش کردند غیاث و منتخب میں موجود ہے - معانی متعدد ہیں مگر اس مقام سے معنی اول کو تعلق ہے - جیسا کہ قرینہ سے ظاہر ہوتا ہے - سرشت بکسر تین بمعنی خمیر و طینت و آمیختگی و خلقت مجازاً بمعنے طبیعت از غیاث خلاصہ معنی کا صرف اسقدر رہا - کہ طبع پیدائشی سرشت و فطرت انسانی کو کہتے ہیں جبکہ سوامی جی نے اسکو ذات خداوندی کی طرف منسوب کیا تو اس کے معنی سوائے ذات خدا یا اس کے وجود یعنی ما بہ الموجود کے ہوں گے کیونکہ اسکی ذات ترکیب سے مبرا ہے - لہذا طبع خدا سے ذات خدا یا وجود خدا تسلیم کرنا ضروری ہوگا - اس طرح کہ اگر مجازی معنی مراد ہو (طبیعت) اس کا مصداق بھی ذات خدا یا وجود خدا ہی ہوگا - ورنہ ترکیب ذات خدا کا اعتراف لازم آئے گا اب باقی رہے خاصہ کے معنی سو وہ یہ ہیں چیز یکہ مخصوص چیزے باشد غیاث میں یہ ہے کہ برتشدید صاد مہملہ و صفتے باشد کہ یافتہ نہ شود - مگر در یک شے - مثلاً ضحک بہ انسان کہ دیگر حیوان یافتہ نمی شود - عام اس سے کہ اس کا اپنا موصوف سے جدا ہونا ممکن ہو - مثلاً ضحک بالفعل یا غیر ممکن ہو مثلاً ضحک بالقوت کہ انسان سے جدا نہیں ہو سکتا ہمارے حوالہ سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ اہل لغت نے اسکے کیا معنے بیان کئے - مثال بھی عام رکھی ہے تاکہ اس کے دونوں قسموں کو شامل ہو اور اس کے اقسام کے واسطے جداگانہ بہت سی مثالیں ہیں - اگر مثال کی تخصیص کی کوئی ضرورت بجز اسکے نہیں کہ اس کی دونوں قسموں کو شامل ہو - اور یہ ظاہر ہے کہ مطلق کا وجود اسکے اقسام کے اندر ہوا کرتا ہے - جیسے کہ لفظ مہمل ہے یا موضوع - اور اگر مفرد ہے یا مرکب - لفظ مطلق خواہ مخواہ ہے - اپنے انہیں اقسام میں پایا جاتا ہے - یہی حالت مطلق خاصہ کی بھی ہے ورنہ خود سوامی جی کی عبارت کو بغور دیکھو کہ خاصہ مقید بقید طبعی بہ عدم موجودگی اسکے اقسام مطلق خاصہ کہاں سے آموجود ہوا - بہرکیف اس کے اقسام کا انکار دانستہ اند نقل نہیں - لہذا اسکے اقسام کو بیان کرنے کے بعد دیکھنا ہے کہ خاصہ طبعی مطلق خاصہ کے اقسام میں سے کون سی قسم ہے - اور اس کے کیا معنی ہیں

ایک عیسائی کے اعتراضات کے جوابات

ٹرینیڈاڈ کے ایک عیسائی جوزف حیات علی صاحب نے ہمارے بھائی سید تجمل حسین صاحب کے نام اسلام کے متعلق کچھ سوالات لکھ کر بھیجے تھے جنہیں حضرت مسیح اور عیسویت کو حضرت نبی کریم اور اسلام سے بڑھ کر ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی ان سوالات کے مختصر جوابات جو ہمارے بھائی نے دئے وہ حسب ذیل ہیں -

اعتراضات

آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے مذہب کو سچا اور اس کے مقابل اسلام کو غلط سمجھتے ہیں - دوم آپ لکھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ اپنے باپ عبداللہ سے .... عام انسانوں کی طرح پیدا ہوے - لیکن حضرت مسیح کنواری عورت سے پیدا ہوا جس سے آپ حضرت نبی کریمؐ کا گناہ گار ہونا - اور نجات دہندہ نہ ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں - پھر حضرت نبی کریم کی زینب سے شادی کو کمزوری ایمان اور مسیح کے شادی نہ کرنے کو افضل قرار دیتے ہیں - پھر یہ کہ حضرت نبی کریمؐ نے اسلام کو تلوار سے پھیلایا - اور حضرت مسیح نے اپنا مذہب محبت سے - پھر حضرت نبی کریمؐ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پا کر عام انسانوں کی طرح زمین میں دفن ہوگئے - اور حضرت مسیح ابھی تک زندہ ہیں - اور زندہ ہی زمین پر آئیں گے - ان اعتراضات کے جوابات مختصراً عرض کرتا ہوں تاکہ ہر دو مذاہب کی حقیقت معلوم ہو جاوے -

الجواب

صداقت اسلام کی شہادت کتب سابقہ میں

اسلام وہ مذہب ہے کہ جس کی سچائی کی شہادت جملہ انبیاء سابقہ نے اپنے نوشتوں میں دی ہے - حوالوں کے دیکھو کتاب پیدائش ۲۱ باب ۲ - آیت اول ابراہیم کے ساتھ اسمٰعیل اور اسحٰق ہر دو کی پیدائش سے وعدہ خداوندی تھا - میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا - اور ان کو جو تجھ کو برکت دیتے ہیں برکت دوں گا - اگر غور سے دیکھا جائے تو نبی اسمٰعیل ہی اس پیشگوئی کے اصل مصداق ٹھہرتے ہیں جو ہر روز پانچ وقت ابراہیم کی آل کے لئے برکت مانگتے ہیں - اسکے علاوہ اسمٰعیل کا نام لیکر فرمایا - اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا - اور اسے برومند کروں گا - اور اسے بہت بڑھاؤں گا - اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے - اور اسے میں بڑی قوم بناؤں گا - پیدائش ۱۷ باب ۲۰ - آیت یہاں اسمٰعیل اور اس کی اولاد سے وہی وعدہ ہے جو ابراہیم اور اس کی اولاد سے ہے - کتاب پیدائش میں اس عہد کے دو پہلو بیان کئے گئے ہیں - اول میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو گے یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جاوے اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے پس جس مذہب کے پیروؤں میں یہ علامت موجود ہے - وہی اس ابراہیمی عہد کے اصل وارث ہیں ظاہر ہے کہ مسلمان ختنہ کراتے ہیں - اور عیسائیوں نے یہ ابراہیمی نشان مٹا دیا ہے دوم عہد یہ ہے کہ میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی پشت در پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں گا - اسکی تائید استثنا ۵ باب ۷ - آیت میں ہے کہ میرے آگے تیرے لئے کوئی دوسرا خدا نہ ہو - حضرت مسیح بھی اسی کے مطابق کہتے ہیں ہمارا ایک ہی خدا ہے (مرقس ۱۲ باب ۲۹ - آیت)

اسلام اور عیسائیت میں فرق

اسی تعلیم کے مطابق قرآن کی تعلیم ہے - اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ - یعنی تحقیق میں اللہ ہوں نہیں کوئی معبود مگر میں - پس عبادت کرو میری - پس مذہب اسلام حضرت آدمؑ سے حضرت محمدؐ تک جملہ انبیاء کو خدا کا سچا اور پاک نبی مانتا ہے - اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کراتا - اور اسکے احکام پر چلنے کا حکم دیتا ہے - اسکے عہد کو پورا کرتا ہے - اور اسکے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتا - اور نہ کسی کو اس کا شریک گردانتا ہے - اس کے خلاف عیسائی مذہب تمام انبیاء کے مذہب کے خلاف تثلیث پرستی سکھاتا اور خدا کے عہد کو توڑنے والا ہے - کسی نبی نے یہ تعلیم نہیں دی کہ خدا تین ہیں - یا تینوں ملکر ایک ہیں - یا حضرت مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے - بلکہ حضرت مسیحؑ اور دوسرے انبیاء ہی کہتے آئے کہ ہمارا ایک ہی خدا ہے - کسی نبی نے باپ بیٹا روح القدس کی کہانی نہیں سنائی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ عیسائی مذہب انبیاء اور خود حضرت مسیحؑ کے مذہب کے خلاف ہے -

آنحضرت اور حضرت مسیحؑ کی پیدائش

دوسرا اعتراض آپ کا یہ ہے کہ حضرت نبی کریمؐ اپنے باپ عبداللہ سے پیدا ہوے - لیکن یہ اعتراض کرتے وقت آپ یہ بھول گئے کہ کنواری مریم بھی اسی سے پیدا ہوئی تھیں - پھر حضرت مسیحؑ کا شجرہ متی پہلا - باب ۱۶ - آیت میں لکھا ہے کہ یعقوب سے یوسف پیدا ہوا - جو شوہر تھا - مریم کا جس سے مسیح پیدا ہوا - سو اگر حضرت محمدؐ اپنے باپ عبداللہ سے پیدا ہوے تو حضرت مسیح اپنے باپ یوسف نجار سے پیدا ہوے - جیسا کہ ان کے دوسرے بھائی یعقوب - شمعون - یوسیس - یہوداہ وغیرہ یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوے تھے - اصل حقیقت جیسا کہ اناجیل مروجہ سے ظاہر ہوتی ہے یہ تھی کہ یوسف منگنی ہو چکنے کے بعد حضرت مریم کی والدہ کے گھر جاتا رہا - اور اپنی بیوی سے میاں بیوی والے تعلقات رکھتا رہا جس سے حضرت مریمؑ حاملہ ہوگئیں لیکن چونکہ وہ انہیں اب تک اپنے گھر نہ لایا تھا - اسلئے اس وقت کے غلط رواج کے خیال سے اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ ممکن ہے - یہ حمل ناجائز ہو کیونکہ ذہن کا کوئی عالم نہ تھا اسلئے اس شبہ کو اللہ تعالےٰ نے فرشتہ کے ذریعہ سے دور کیا اور یوسف کو فرمایا کہ تو اپنی عورت کو گھر لیجا اور جو کچھ اسکے شکم میں ہے وہ روح القدس یعنی پاک روح سے ہے ناپاک یعنی از روئے قانون الٰہی ناجائز نہیں - اسکی طرف ناپاکی منسوب کرنا تیری غلطی ہے - یہاں یہ نہیں فرمایا کہ بغیر باپ کے یہ نطفہ قرار پاگیا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ یہ حمل ناجائز اور ناپاک نطفہ یعنے حرام سے نہیں بلکہ میاں بیوی کی قربت کا نتیجہ ہے یعنی جائز اور پاک روح سے ہے - اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش کے وقت حضرت مریم کا خاوند یوسف موجود تھا اگر یہ کہا جائے کہ حاملہ ہونے کی صورت میں نکاح کرا دیا گیا تھا تو جواب یہ ہے کہ حمل کی صورت میں کسی شریعت انبیاء میں نکاح جائز نہیں ہو سکتا - پھر سوائے منگنی کے جو ایک دفعہ ہو چکی تھی - اور جو دراصل نکاح تھا - دوسرا کوئی نکاح یوسف اور مریم کا اناجیل سے ثابت نہیں - نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مسیح کا بن باپ ہونا اناجیل سے ثابت نہیں - قرآن کی جو آیات آپ نے پیش کی ہیں - وہ حضرت مریمؑ کے کنوارا پن کے رویا میں بشارت تھی اور جو خیال ان کے دل میں اس کنوارا پن کی حالت میں اٹھا وہ صحیح تھا - اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ بغیر خاوند کے ان کو حمل ہو گیا -

روح القدس اور حضرت مسیحؑ

روح القدس کے لفظ سے ٹھوکر نہ کھانی چاہئے - جملہ انبیاء کی پیدائش پاک ارواح سے ہوئی تھی - اگر مسیح کی پیدائش میں ہی کوئی فوق العادت بات ہوتی تو وہ دوسرے انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ میں نو ماہ نہ رہتے - اور نہ ان کی ماں کو پیدائش مسیحؑ کے وقت دوسری عورتوں کی طرح دردزہ ہوتی - روح القدس کا یہ خاصہ تو نہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ عورت جو مذہب عیسوی کے رو سے منبع گناہ ہے - پیٹ میں دوسرے بچوں کی مانند نو ماہ تک پرورش پائے - اگر وہ خدا کا بیٹا اور اس کی خاص روح تھا تو جیسا خدا نے اسے بقول عیسائیاں بغیر مرد کے نطفہ کے پیدا کیا - وہ اسے بغیر عورت کے پیدا کر دیتا - جیسا اس نے فرشتوں کو پیدا کیا - تو پھر وہ خدا کا بیٹا اور روح القدس پیدا شدہ مان بھی لیا جاتا - لیکن عورت جو کہ سب سے پہلے بقول اناجیل گناہ کو دنیا میں لانے کا سبب ہوئی - اس کے پیٹ سے پیدا شدہ کو پاک کہنا مسیحی مسلمات کی رو سے نہایت بے عقلی کی دلیل ہے -

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں۔ آپ نے ایک مبسوط رسالہ مسئلہ ارتداد پر لکھا ہے جو جلسہ سالانہ پر شائع ہو جائے گا۔ آپ اور دیگر بزرگان ملت مسلم ہائی سکول کی عمارت اور جلسہ کے متعلق ضروری تیاریوں میں منہمک ہیں۔

ایک صاحب محمد عباس سکنہ قاسم پور گڑھی ضلع بجنور مولوی فیروز الدین صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پر سارہ ضلع علی گڑھ کی معرفت سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اپنے خط میں انہوں نے مولوی فیروز الدین صاحب کی حسن خدمات اور اخلاق کی تعریف کی ہے۔ فجزاہ اللہ۔ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے۔

مولانا مولوی احمد صاحب بہت دیر سے اپنے وطن قصبہ رولی ضلع پشاور میں گئے ہوئے ہیں۔ آپ کو مدت سے دماغی کمزوری کا عارضہ ہے۔ آپ کے گھر میں بھی بیماری ہے۔ احباب کرام ان کے لئے دعا فرمائیں۔

مولانا موصوف نے اپنے تازہ خط میں اپنے چچا زاد بھائی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ چار سال برابر لگاتار ہماری مخالفت کرتا رہا اور اپنی تمام طاقت علمی اور مادی ہمارے خلاف خرچ کر کے ناکام رہا۔ وسط اکتوبر میں سخت بیمار ہوا۔ بیماری کے ایام میں انہوں نے مختلف لوگوں کے ذریعہ سے معافی کی درخواست کی جس پر انہیں کہا گیا کہ جن لوگوں کے سامنے مخالفانہ خیالات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے۔ انہی کے سامنے اس رجوع کا اعلان کرنا چاہیئے۔ جس پر انہوں نے اہل محلہ کے سامنے اس بات کا اظہار کیا اور درخواست کی کہ مولانا کو کسی طرح راضی کیا جاوے۔ اس پر مولانا خود ان کے ہاں گئے اور ان سے ملے۔ پھر ان کو دوائی دی جو الحمدللہ ان کیلئے شفا کا موجب ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب بحرین سے لکھتے ہیں کہ اندرون حصہ عرب سے واپسی پر ان کی کشتی غرق ہو گئی۔ تیس کے قریب جانیں سمندر کی نذر ہو گئیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر خاص فضل کیا۔ دو دن اور ایک رات وہ تختوں کے سہارے پر سمندر میں تیرتے رہے۔ تیسرے دن ایک جہاز نے انہیں نیم جان اٹھایا اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے انہیں صحیح و سلامت اپنے اہل و عیال میں پہنچا دیا۔ اس کے شکریہ میں آپ نے ایک دینی کتاب چھپوانے کا ارادہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ ان کا قریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ لیکن بارہ سو روپیہ کی نقدی جس میں دو صد پچاس روپیہ جرمن مشن سے موصول شدہ قرآن کا بھی تھا مل گئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ایک پادری عرب لوگوں کی مجلسوں میں علانیہ کہتا پھرتا ہے کہ دین مسیحی حق ہے۔ عرب کچھ جواب نہیں دے سکتے۔

ڈاکٹر صاحب کے بچہ کی پیدائش پر امریکن مشن نرس ان کے گھر آتی رہی۔ اسکو تبلیغ کی گئی۔ اور انگریزی قرآن کا ایک نسخہ مطالعہ کے لئے دیا گیا۔

اسی طرح ایک انگریز ہمارے لٹریچر کا بہت شائق ہے اسے بھی قرآن انگریزی بھیج رہے ہیں۔

جناب راجہ محمد فیروز الدین خان صاحب خلف راجہ شیر احمد خان صاحب مرحوم رئیس و جاگیردار پاڑی پور جو نہایت صالح۔ منکسر مزاج اور خادم اسلام بزرگ ہیں۔ اور ہمیشہ یتامیٰ کی خبر گیری کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لئے جملہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو نیک اور صالح اولاد نرینہ عطا فرمائے۔

ایک عظیم الشان خوشخبری

جرمنی میں خدا کا پہلا گھر

حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب کا تازہ تار مظہر ہے کہ برلن مسجد کی تکمیل ہو گئی ہے اس مسجد کے ملحقہ مکانات برائے مشن بننے شروع ہو گئے ہیں۔

تازہ خبریں

—— موضع سہارن کلان تھانہ اکانی گڑھ میں گزشتہ ماہ کی ۲۵ تاریخ کو رات کے وقت ڈکیتی واقع ہوئی تھی۔ ڈاکو ایک ملکھی دار کے گھر دروازہ توڑ کر داخل ہو گئے ان کی بیوی کو پکڑ لیا۔ اور اس کے جسم سے تمام زیور اتار لیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ چابیاں دیدو ورنہ قتل کر دی جاؤ گی۔ چنانچہ چابیاں لیکر بڑے صندوق اور ٹرنک سے تمام مال نکال کر بھاگ گئے۔ ۱۷۔ دسمبر کو پولیس کی متواتر کوشش سے تمام ڈاکو گرفتار کر لئے گئے بہت سا مال برآمد ہوا ہے۔ تحقیقات جاری ہے۔

—— کلکتہ ۱۹۔ دسمبر۔ آج شام کے ساڑھے سات بجے ہیرسن روڈ کے چوراہے پر ایک خوفناک حادثہ واقع ہوا۔ ایک موٹر کار جس کا نمبر ۲۹۶ تھا۔ ایک دوکان کے سائبان کے ساتھ ٹکرائی جس سے بہت سے آدمیوں کو سخت چوٹیں آئیں۔ ایک پولیس والے نے جو قریب ہی کھڑا تھا موٹر چلانے والے کو گرفتار کر لیا۔ اور مجروحوں کو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ یہ خبر شہر میں آناً فاناً پھیل گئی۔ اور لوگ جوق در جوق ہسپتال میں آنے شروع ہو گئے۔ جو ڈاکٹر اسوقت ہسپتال کا انچارج تھا اسنے مجروحوں کی حالت بتانے سے انکار کر دیا۔ تاہم یہ خبر مل ہی گئی کہ اس حادثہ سے ۵ آدمی زخمی ہوئے ہیں۔

—— بمبئی۔ ۲۰۔ دسمبر۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ۲۷۔ دسمبر کو ۲ بجے بعد دوپہر بمبئی میں شروع ہو گا۔ اور ۳۱۔ دسمبر کو ختم ہو جائے گا۔

—— بمبئی ۱۹۔ دسمبر۔ پرسوں شام کو مسلمانان بمبئی کا ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا جس کے صدر مولانا شوکت علی تھے۔ مولانا عبدالماجد بدایونی۔ مولانا سید سلیمان ندوی۔ اور مولانا عبدالقادر قصوری نے جو خلافت کے وفد نجد و حجاز کے رکن ہیں اپنے مقصد سفر پر تفصیلی بحث کی۔ بعض حاضرین نے امیر ابن سعود پر الزام لگایا کہ وہ بیرحمی اور مظالم کے مرتکب ہوئے ہیں اسکے جواب میں مولانا شوکت علی نے کہا۔ وفد کا فرض یہ بھی ہو گا کہ وہاں ان افواہوں کے متعلق طور پر ذاتی تحقیقات کرے اور لوگوں سے اپیل کی جبتک تحقیقات نہ ہو جاوے وہ کوئی خیال قائم نہ کریں۔

—— اطلاع ملی ہے کہ سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب ۲۳ دسمبر کو امرتسر تشریف لیجائیں گے۔

—— سردار گوروداس سنگھ مدیر "دیش سیوک" کو جن پر پنڈت لیکھراج کی عدالت میں زیر دفعہ ۱۷۔الف تر میم ضابطہ فوجداری مقدمہ چل رہا تھا۔ بتاریخ ۱۶۔ دسمبر ۴ ماہ کی سزائے قید بامشقت اور پچاس روپیہ جرمانہ کا حکم سنایا گیا ہے۔ عدم ادائے جرمانہ کی صورت میں ایک ماہ مزید قید برداشت کریں گے۔

—— مدراس۔ مسٹر ٹی۔ وی سشیشاگری کی صدارت میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں اس مضمون کی قرارداد منظور کی گئی۔ کہ حکومت ایک ایسی کمیٹی مرتب کرے جو مہذب اور غیر مہذب قمار بازی کا قطعی طور پر استیصال کرے۔

—— بلگام ۲۱۔ دسمبر مسٹر جیکار اہلیہ کے فوت ہونیکی وجہ "ریلوے مسافروں کی کانفرنس" کے اجلاس کی صدارت قبول نہیں کر سکے اسلئے مسٹر پٹیل سے درخواست کی گئی ہے کہ...

تار کا پتہ سلمان لاہور

الصلح خیر

ہفتہ میں دو بار اتوار اور بدھ کو ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے

اخبار پیغام صلح لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۳

نمبر ۱۷ — جلد ۱۲

مدینۃ المسیح لاہور، یوم بدھ مورخہ ۳- جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۳۱- دسمبر ۱۹۲۴ء

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفے ٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن
جان شد و با جاں بخواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال
ما تبعدائے قول او دعجان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و زخبرہائے معاد
ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است
منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

مسجد برلن اور جرمنی میں تبلیغ اسلام

حضرت مولینا مولوی صدر الدین صاحب کا پیغام برادران ملت کے نام

(جو جلسہ سالانہ میں ۲۷- دسمبر ۱۹۲۴ء کو پڑھا گیا)

ایہا الاخوان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج دو سال کا عرصہ ہوا ہے کہ میں اس جلسہ احباب میں شامل تھا۔ میں خواہش رکھتا تھا کہ دو سال کے بعد پھر جلسہ میں شریک ہوا ہوں لیکن خانۂ خدا کا کام ابھی تک تکمیل کو نہیں پہنچا، اس لئے بڑی تکلیف سے اپنی واپسی کی خواہش اور ارادے کو ملتوی کر رکھا ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالے اس اہم کام کو بخیر و خوبی سرانجام دے، اور میری اور میرے بال بچوں کی تکلیف دور ہوں، اور آپ لوگوں کی پاک کمائیوں سے جو بیت اللہ اس کفر گڑھ میں تیار ہو رہا ہے اس پر برکات سماوی نازل ہوں۔ اور وہ ذریعہ ہو نور توحید کے پھیلانے کا۔

مسجد برلن کی تعمیر کے اخراجات

اب میں تھوڑا سا حال مسجد کا سناتا ہوں۔

اس وقت خدا کے فضل سے مسجد پر چھت پڑ رہی ہے، مکان کی تعمیر شروع ہونے کے سامان بھی کچھ نظر آ رہے ہیں۔ اگر شروع ہو گئی۔ تو جلسہ کے ایام تک اس پر بھی چھت پڑ جانے کی امید ہے اس تعمیر کی کچھ تفصیلات عرض کرتا ہوں۔

یہ ٹکڑا زمین تقریباً ساڑھے دس ہزار روپے پر خریدا تھا اب اس کی قیمت کئی گنا زیادہ ہو گئی ہے، دو تین سال تک جب جرمنی کی املاک کی قیمت اصل حالت پر آ گئی، تو اس سے بھی زیادہ نفع کی امید ہو سکتی ہے، اگر تکمیل مسجد کا کام اس امر کا متقاضی ہے، کہ اس وقت ایک ٹکڑا زمین فروخت کر کے کام چلا لیا جائے اس حصہ کی قیمت امید ہے کہ بیس اکیس ہزار روپے وصول ہو جائے گی جس سے مکان اور مینار بھی طیار ہو سکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالے کے فضل کی بات ہے، ہاں مکان اور میناروں میں پانچ ہزار روپے کے قریب آپ کو خرچ کرنے پڑیں گے، مسجد کے لئے ابھی تک آپ نے ایک ہزار پونڈ بھیجا ہے، حضرت امیر کے خط سے معلوم ہوتا ہے، کہ تین سو پونڈ مجھے اور بھی بھیجے جائیں گے یعنی ۱۳ سو پونڈ یا سترہ ہزار روپیہ، مگر اس میں دس ہزار روپے اور ڈالیں تو مسجد کی تکمیل ہو جاتی ہے،

مسجد کی بیرونی صورت

اب مسجد کا حال سن لیجئے، مسجد ۶۴ فٹ لمبی اور ۶۴ فٹ چوڑی ہے، دروازہ تیس فٹ سے زائد بلند ہے۔ یعنی دو منزلہ مکان کی بلندی کے برابر، یہ مکان جس میں حضرت امیر رہتے ہیں، اس کے قریب قریب مسجد کے دروازہ کی بلندی ہے، اور گنبد کی چوٹی کی بلندی ۷۵ فٹ ہے، اور دونوں میناروں کی بلندی ۹۰ فٹ ہو گی۔ اس سے آپ مسجد کی وسعت اور شان کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ چند ایک امور اور بھی ایسے ہیں جو آپ کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔ یہ دونوں بڑے مینار مسجد کی اصل عمارت سے کوئی پچیس پچیس فٹ کے فاصلہ پر کھڑے ہوں گے، اس سے مسجد کا سامنا بڑا چوڑا اور شاندار نظر آتا ہے،

مسجد کے سامنے کی طرف دو کھڑکیاں ہیں۔ اور تین دروازے ہیں۔ اس کے پچھلی طرف دو دروازے ہیں اور تین کھڑکیاں ہیں، اور باقی ہر دو اطراف پر تین تین کھڑکیاں۔ ان کے ذریعے کافی روشنی اور صاف ہوا مسجد کے لئے مہیا ہو سکتی ہے، گنبد کے گرد سے میں بھی روشنی اور ہوا کا سامان رکھا گیا ہے،

اندرون مسجد

اب تھوڑا سا حال اندرون مسجد کا بھی سن لیجئے، مسجد تو ۶۴ فٹ لمبی اور اتنی ہی چوڑی ہے، اس کی سطح کے چاروں طرف چار فٹ کی گیلری چھوڑ کر درمیان میں ۳۲ فٹ لمبی اور ۳۲ فٹ چوڑی جگہ پر گنبد طیار ہوا ہے، اس گنبد کو بارہ ستونوں نے اٹھایا ہوا ہے اور بارہ ستونوں کے اوپر بارہ ڈاٹیں ہیں۔ جو اس قسم کی ہیں۔ یہ ڈاٹیں یورپ میں قطعاً نظر نہیں آتی ہیں۔ بجائے خود یہ ڈاٹیں خوبصورت ہیں لیکن یورپ کے لئے ایک عجوبہ ہیں۔ ان ستونوں اور ڈاٹوں کے اوپر ۵۵ فٹ کی بلندی پر گنبد کی چھت یا ڈاٹ نظر آتی ہے۔

اس چونہ کی ڈاٹ پر باہر کی طرف لکڑی کا گنبد رکھا گیا ہے اس پر جست کی چادر لگائی گئی ہے، اور اس پر سفید براق چونے کی طرح پالش لگایا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالے۔

مسجد ووکنگ اور برلن مسجد

میں اپنی قوم کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنی ہمت سے بڑھ کر کام کر دکھایا، ان کی تعداد تھوڑی ہے۔ لیکن ہمت بلند ہے، دار الخلافہ برلن میں مسجد بنانا کوئی آسان کام نہ تھا،

لائٹنر صاحب نے جب انگلستان میں مسجد بنانے کا خیال کیا۔ تو انہوں نے لنڈن سے چوبیس میل کے فاصلہ پر ووکنگ کو منتخب کیا۔ جو ایک نہایت ہی چھوٹا سا قصبہ ہے، اس لئے کہ ان کے روپے سے لنڈن میں مسجد تعمیر نہ ہو سکتی تھی۔ لنڈن کی کمیٹی کے پاس جس کے صدر سید امیر علی صاحب ہیں۔ لاکھ روپے سے زائد کی رقم اس وقت موجود ہے، جو لنڈن مسجد کے لئے جمع کی گئی تھی لیکن آج تک ان کو لنڈن میں مسجد تعمیر کرنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ کیونکہ لنڈن میں اس قسم کی مسجد تعمیر کرنا جیسی کہ ووکنگ میں ہے کچھ ہستی نہیں رکھتا، مسجد ووکنگ اس قدر چھوٹی ہے۔ کہ ہماری برلن مسجد کے چوتھے حصے میں آ جاتی ہے، بمشکل ۲۴ فٹ چوڑی اور ۴۲ فٹ لمبی ہے۔ اونچے مینار بھی اس کے ساتھ نہیں ہیں۔ باوجود گاؤں میں ہونے کے اس کی کمی وسعت بار بار محسوس ہوتی رہی ہے، اور اس کی توسیع کی فکر کی جاتی ہے،

دار الخلافہ میں مسجد کی اہمیت

دار الخلافہ میں اور بھی مشکل ہے، اسلام کی نمائندگی کا خیال اس کو شاندار بنانے .... اور مسلمانوں کی تعداد کا زیادہ ہونا اس کی وسعت کا متقاضی ہوتا ہے، برلن میں یورپ کے تمام شہروں کی نسبت مسلمانوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے،

اس مسجد کی غرض تو صرف مسلمانوں کو ہی مسجد کے اندر لانا نہیں ہے بلکہ اس کے لیکچروں اور خطبوں میں برلن کے غیر مسلم لوگوں کو دعوت کرنا ہے، اس لئے اس کی وسعت کا خیال نہایت ہی ضروری تھا، فالحمد للہ کہ ایسا کیا گیا کیا وسعت کے لحاظ سے کیا بلحاظ شان کے اور کیا بلحاظ خوبصورتی کے ایک موزوں مسجد برلن میں طیار ہو گئی۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ۔

قوم کو مبارکباد

ہماری قوم اس پر جائز فخر کر سکتی ہے، میں آپ سب کو بڑوں کو اور چھوٹوں کو امیروں اور غریبوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ آپ کی مجموعی ہمت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے، کہ اتنا بڑا اہم کام جس کے متعلق قوم کے اہل الرائے کئی دفعہ مایوس ہو چکے تھے، آج اس کے فضل سے وجود میں آیا ہے، فالحمد للہ رب العالمین۔

مسجد برلن کا جائے وقوع

دار الخلافہ میں مسجد بنانے میں ایک نقصان یہ ہوتا ہے، کہ یورپ کے دار الخلافے بے تحاشا بڑے ہیں۔ لنڈن، پیرس اور برلن کی تو کچھ انتہا نظر نہیں آتی۔

باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳ ملاحظہ ہو،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

پیغام صلح

لاہور

جلد ۱۲، ۳- جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۲۴ء نمبر ۱۷

ہمارا قومی اجتماع

اخوت و محبت۔ ایثار و قربانی اور تبتل الی اللہ کے روح پرور نظارے

آمد مہمانان

حسب اعلان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا گیارہواں سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۲۴ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا، بیرونجات سے جلسہ سے دو دن پیشتر ہی مہمان آنے شروع ہو گئے تھے۔ . . . .

. . . . ان میں پنجاب اور صوبہ سرحدی کے مختلف مقامات کے علاوہ دہلی۔ یوپی اور بعض دیگر صوبجات کے احمدی و غیر احمدی حضرات شامل تھے، مہمانوں کی رہائش، آرام اور کھانے وغیرہ کا انتظام نہایت عمدہ تھا، ملازمین انجمن کے علاوہ جماعت لاہور کے کئی ایک نوجوان بطور والنٹیر دن رات کام کرتے رہے، جن میں پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب، داروغہ نبی بخش صاحب۔ مولا بخش صاحب قریشی۔ مولوی محمد حسن صاحب۔ مستری دین محمد صاحب بابو محمد رمضان خاں صاحب، خواجہ عبد الغنی صاحب کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، اللہ تعالےٰ ان سب احباب اور کارکنان انجمن کو جزائے خیر دے، جنہوں نے اپنی قومی بہبودی کے لئے ذاتی آرام اور کاروبار کو قربان کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ دکھایا۔

جلسہ کی کامیابی

خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ جلسہ بہت سی خصوصیات کے لحاظ سے سابقہ جلسوں پر فوقیت لے گیا، ایثار و قربانی کا جو شاندار نمونہ اس موقع پر جماعت احمدیہ نے دکھایا ہے، بالخصوص سلسلہ کی مستورات نے اپنے دینی جذبہ کا جس طریق پر اظہار کیا ہے۔ اخوت و محبت اور رجوع الی اللہ کے جو روح پرور نظارے اس قومی اجتماع میں دیکھنے میں آئے ہیں۔ وہ اس قابل ہیں کہ احمدی قوم کی تاریخ میں آب زر سے لکھے جائیں،

ذیل میں ہم چاہتے ہیں کہ جلسہ کی مختصر روئیداد کے ذریعہ سے اس ایثار و قربانی اور اخوت و محبت کا ایک چمکتا سا نقشہ ناظرین کرام کے سامنے رکھا جائے تاکہ جو لوگ جلسہ میں شامل نہیں ہو سکے وہ بھی اپنے بھائیوں کے اس نمونہ کی پیروی کر سکیں،

پہلا دن (۲۵- دسمبر ۱۹۲۴ء)

۲۵- دسمبر کو پہلا اجلاس ½ ۱۰ بجے زیر صدارت حضرت مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاوری شروع ہوا۔ ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کا ایک رکوع پڑھا۔ اور اس کے بعد منشی عنایت اللہ صاحب کلرک دفتر پیغام صلح نے منشی غلام نبی صاحب مجبور کی ایک نظم پڑھ کر سنائی جس کا مصرعہ طرح تھا ؎

ہیں فرقہ بندی سے آنام ہم

اس کے بعد شیخ محمد دین جان صاحب مرحوم نے پر تقریر کیا اور گذشتہ تحریکات خلافت ہجرت وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اب "تنظیم" کی تحریک مسلمانوں میں شروع ہوئی ہے، جو فی الحقیقت ایک نیک تحریک ہے، لیکن یہ ایک ذریعہ ہے کسی مقصد کے حصول کا۔ جب تک اس مقصد کا پہلے پتہ نہ لگ جائے اس وقت تک "تنظیم" کا خیال محال ہے، پہلے قوم کے سامنے ایک غرض مشترک کا ہونا ضروری ہے، جس کے حصول کے لئے وہ اپنے آپ کو ایک نظام کے نیچے لائیں، لیکن افسوس ہے کہ وہ مقصد یا غرض مشترک قوم کو اب تک نہیں بتائی گئی، اس ضمن میں آپ نے دوسری اقوام کے حالات کو پیش کیا۔ اور بتایا کہ وہ کس طرح سے ایک ادنےٰ سے ادنےٰ چیز کو غرض مشترک بنا کر اس کے لئے جد و جہد کرتے، اور ایک نظام یا تنظیم کے رسہ میں اپنی قوم کو جکڑ دیتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے سامنے ایک غرض مشترک موجود ہے۔ یعنے اعلائے کلمۃ اللہ اس سے بڑھکر کوئی اعلےٰ درجہ کا مقصد نہیں ہو سکتا، جس کے لئے کوئی انسان یا قوم جد و جہد کرے، اور اس لئے اس کے حصول کی خاطر اپنے آپ کو ایک نظام کے نیچے لائے، آپ نے جماعت کو اپنی تنظیم کی طرف توجہ دلائی۔ تاکہ وہ ایک باقاعدگی کے ساتھ بہتر طور پر کام کر سکیں،

ان کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے تقریر فرمائی۔ ان کے مضمون کا عنوان تھا

ہمارا نصب العین

کھونی یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہٖ ولا تموتن الا و انتم مسلمون ۔ الخ کی آیات کریمہ پڑھتے ہوئے اس بات کو واضح کیا، کہ ہمارا نصب العین وہی ہے، جو ان آیات میں بتایا گیا ہے۔ یعنے حصول رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ پہلی آیت میں افراد کو اپنے اپنے طور پر نیکی اور تقوےٰ اختیار کرنے کا حکم دینے کے بعد واعتصموا بحبل اللہ الخ میں ایک رشتہ اخوت میں منسلک ہونے تفرقہ و انتشار چھوڑنے یا یوں کہیئے کہ تنظیم قومی کرنے کا ارشاد کیا، اور پھر اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ تم میں سے ایک جماعت دعوت الی الخیر کرنے والی ہونی چاہیئے۔ جیسے ایک فوج محض ایک کام کے لئے مخصوص ہوتی ہے کہ موقعہ پیش آنے پر وہ دشمن سے جنگ کر سکے، اور غیر مصافی لوگ اس کے اخراجات مہیا کرتے ہیں۔ ویسے ہی ایک جماعت تبلیغ اسلام کے لئے مخصوص ہونی چاہیئے۔ اس بارہ میں رسول اللہ صلعم صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے نمونہ کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں نے اس اصل نصب العین کو چھوڑ دیا۔ اس لئے ذلت میں مبتلا ہیں۔ وہ دوسروں کی پیروی کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں دوسروں کا پیشرو بننا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود نے الہام الٰہی سے جماعت احمدیہ کی بنا اسی مقصد کے لئے رکھی۔ کہ وہ دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کریں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اس مقصد کی پیروی کریں، اور پہلے سے زیادہ ہمت اور جد و جہد سے اس کام کو سر انجام دیں۔ ہمارا جینا ہمارا مرنا، ہماری نماز۔ ہماری قربانیاں محض اللہ کے لئے ہو جائیں جیسے کہ آنحضرت صلعم کی تھیں۔ ہم کو ہم دنیا و آخرت میں کامیاب اور سرخرو ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کے بعد مولوی عصمت اللہ صاحب نے

احمدیت اور اس کے امتیازی نشان

. . . . کے عنوان سے تقریر کی۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود کی صحبت گزینی کا شرف انہیں حاصل نہ ہوا، یہ بتایا کہ آپ کی زندگی میں اور آپ کے بعد حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم کے عہد میں بھی اگرچہ قادیان جانے کا اتفاق ہوا لیکن سلسلہ میں شمولیت کا قطعاً خیال نہ تھا، بلکہ تنفر اور دشمنی کے جذبات دل میں موجود تھے، مولانا مولوی نور الدین صاحب کے عہد میں قرآن کو مطالعہ کرتے ہوئے بعض مشکلات پیش آئیں، بہت سی آیات متضاد نظر آنے لگیں، ان کے حل کے لئے مختلف علماء کے ہاں پھرا لیکن مردود۔ بے ایمان کافر و دجال کے خطابات پائے، آخر قادیان میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی زندگی میں گیا اور انہوں نے نہایت لطیف انداز سے ان آیات کا تطابق کیا لیکن شمولیت سلسلہ کا خیال اس وقت بھی پیدا نہ ہوا، اس کے بعد لاہور میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کی معرفت حضرت امیر ایدہ اللہ سے ملاقات ہوئی جس کا خاص اثر دل پر ہوا، اور اس کے کچھ عرصہ بعد سلسلہ کی حقانیت پر انشراح صدر ہو گیا۔ اور دو سال ہوئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہی حضرت امیر کی بیعت کی۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی سادہ مزاجی، تبحر علمی اور خدمات اسلام کا تذکرہ کیا، اور بتایا کہ قرآن کریم کا علم پھیلانا یہ جماعت احمدیہ کا پہلا امتیازی نشان ہے،

افسوس ہے کہ وقت کی کمی کے باعث آپ اپنی تقریر کو مکمل نہ کر سکے اور اسی حد تک اکتفا کیا۔

مولانا عصمت اللہ صاحب کے بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ کے لیکچر کا عنوان تھا

میں کیوں پہلے مسلمان ہوں

. . . . . . اور پھر ہندوستانی" آپ نے بتایا کہ یہ مضمون بہت بسیط ہے جس کے لئے دو گھنٹے کیا بہت سا وقت چاہیئے، اور اس پر عنقریب ایک کتاب لکھی جائے گی۔ اس کے بعد آپ نے موجودہ فضائے عالم کا ذکر کیا۔ . . . . . کہ دنیا کے ہر ملک نے مذہب کو چھوڑ کر قومیت کو اپنا دستور العمل بنا لیا ہے جس سے بہت سی تباہی اور خرابیاں واقع ہو گئی ہیں۔ اور یہی لعنت اب ہندوستان۔ مصر، عرب اور دیگر ممالک میں پھیل گئی ہے، اور مسلمان دوسری اقوام کی دیکھا دیکھی یہ سمجھنے لگے ہیں۔ کہ ان کا مذہب ان کے ملکی فوائد میں روک کا موجب ہے، حالانکہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ امن و سلامتی۔ اخوت و محبت اور رواداری کو پیدا کرنے کا موجب ہے، اس بارہ میں آپ نے قرآن کریم۔ آنحضرت صلعم کے طرز عمل اور تاریخ اسلام کے متعدد واقعات پیش کئے اور فرمایا کہ ایسے حالات میں کہ اسلام باہمی محبت کا سب سے بڑھکر حامی ہے اس پر عمل پیرا ہونے سے صلح و محبت دنیا میں پھیل سکتی ہے، اور وہ تمام تنازعات اٹھ سکتے ہیں جو ہندو مسلمانوں میں موجود ہیں۔ کیوں میں پہلے مسلمان اور پھر ہندوستانی کہلانے میں فخر سمجھوں۔ آپ کا یہ لیکچر کسی آئندہ اشاعت میں مفصل شائع ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ ۔

حضرت خواجہ صاحب کے لیکچر کے بعد جلسہ نماز کے لئے ملتوی ہوا اور تین بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا جس میں

حضرت امیر ایدہ اللہ کی پہلی تقریر

. . . . بعنوان "اسلام کی ترقی کا راز" ہوئی جس میں آپ نے آیہ کریمہ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کی ترقی کا راز اسی میں ہے، کہ کفار سے جب مقابلہ پیش آئے تو مسلمان نہایت مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کریں۔ اور باہم رحم و محبت کا برتاؤ کریں حضرت ممدوح نے ان غلط معنوں کی تردید فرمائی۔ جو تفاسیر میں اشداء علی الکفار کے کئے گئے ہیں۔ یعنے یہ کہ کافروں سے جب ملیں تو نہایت غضب و غصہ چہرہ پر ہو۔ اسی ضمن میں بہت سی اور لطیف باتیں بیان فرمائیں۔ پورا لیکچر کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین کرام ہوگا۔ انشاء اللہ

انگریزی لیکچر

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر مغرب سے تھوڑی ہی دیر پہلے ختم ہوئی اور پھر شام کے ½ ۷ بجے تیسرا اجلاس ہوا۔ سب سے پہلے جناب مولانا مولوی یعقوب خاں صاحب بی اے بی ٹی ایڈیٹر اخبار لائٹ کا

انگریزی لیکچر ہوا۔ اس وقت ایک انگریز نومسلم و شیخ محمد صدیق سابق کپتان میکڈرمٹ، کو جو کچھ عرصہ سے احمدیہ بلڈنگس میں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ کرسی صدارت پر بٹھایا گیا۔ انہوں نے مختصر الفاظ میں مولانا یعقوب خاں صاحب کا تعارف کراتے ہوئے انہیں لیکچر کے لئے کہا۔ مولوی صاحب کے لیکچر کا عنوان تھا۔ Mirza Ghulam Ahmad the man حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی۔ آپ کی سیرت و اخلاق کس قدر دلپذیر اور دلکش ہیں۔ اس سے ہمارے احباب خوب واقف ہیں۔ مولوی یعقوب خاں صاحب نے انگریزی زبان میں نہایت دلکش انداز سے آپ کی پاک زندگی کا خاکہ کھینچکر گویا وصل حبیب کا مزا پیدا کر دیا۔ شروع میں آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ جس وقت اس لیکچر کا اعلان ہوا۔ تو بعض محمودی مجھ سے ملنے آئے اور انہوں نے کہا کہ تم لوگ

حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن

. . . . کو پہلے ہی بہت کم کر کے دکھانے کے عادی ہو۔ ہمیں ڈر ہے، Mirza Ghulam Ahmad the man کے عنوان کے نیچے اور بھی تفریط۔ سے کام نہ لیا جائے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے لئے اگر کوئی بات موجب عزت و افتخار ہے تو وہ آپ کا انسان ہونا ہی ہے، انسان ہو کر آپ نے جو کارنامے نمایاں دکھائے جن پاک اخلاق کا آپ سے اظہار رہا۔ وہ ہمارے لئے مایۂ صد ناز و افتخار ہیں ورنہ

طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

اس لئے یہ غلط ہے کہ ہم آپ کے مرتبہ کو کم کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کو انسان کامل ثابت کر کے ہم اس حقیقی شان کا اظہار کرتے ہیں جو آپ میں پائی جاتی ہے۔ مولوی صاحب کا لیکچر نہایت دلچسپ، تھا۔ جو بتمام و کمال ایک ٹریکٹ کی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ اور بقیمت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد

مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت

. . . . کا لیکچر بعنوان "ویدوں کے دیوتا" شروع ہوا۔ اس قسم کے لیکچر جس زبان اور جس کتاب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس کو ہم تو کیا شاید خود ویدک دھرمی حضرات بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مولوی عبد الحق صاحب خوش قسمت ہیں کہ آج سے ہزارہا برس پہلے کی زبان پر عبور حاصل کر کے ویدک دیوتاؤں کو قابو میں لا سکتے اور انہیں دریاؤں کے اندر لا بہاتے ہیں۔ شاید یہ اسی تسخیر دیوتا ہی کی بدولت ہے کہ آریہ سماجی دیوجو بمشکل سے قابو آ سکتے تھے نہایت آسانی کے ساتھ ان کی گرفت میں آ جاتے ہیں۔ اور پھر پیچھا چھڑانا انہیں دشوار ہو جاتا ہے،

بہرحال مولوی صاحب نے قرآن کریم کی آیت وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین فیما اختلفوا بہ سے یہ ثابت کرتے ہوئے کہ قرآن کریم تمام مذاہب کے اختلافی امور کا فیصلہ کرنے آیا ہے۔ بتایا کہ وید میں دیوتاؤں کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں۔ پرانا خیال ہے۔ کہ دیوتا چیتن ہیں۔ چنانچہ ان سے دعائیں کی گئی ہیں۔ یہ بھی خیال ہے کہ وہ اشکال بدلتے یا متشکل ہوتے ہیں۔ یہ بھی خیال ہے کہ وہ غیر فانی ہیں۔ تمام اجسام میں بمنزلہ روح کے داخل ہیں پہاڑوں وغیرہ کو اڑا دیتے ہیں۔ پھر ان کی تعداد کے متعلق بھی اختلاف ہے سناتن دھرمی کہتے ہیں کہ ۳۳ کروڑ دیوتا ہیں بعض انہیں جماعتوں کی شکل میں سمجھتے ہیں۔ یعنے اگنی اور اس کی مثل چیزوں کی ایک جماعت۔ سورج اور اس کی مثل اشیاء کی ایک جماعت۔ ہواؤں وغیرہ کی ایک جماعت۔ آپ نے بتایا کہ ویدوں کے ہر ایک سوکت پر رشی اور دیوتا کا نام ہے

رگ وید میں ۱۷ ادا الکیسو کتر دیوتا

. . . . ہیں۔ آریہ سماجی انہیں صفات الٰہیہ مانتے ہیں۔ جو بالبداہت غلط ہے کیونکہ صاف طور پر گنگا۔ جمنا ستلج اور ایراوتی کو بطور دیوتا مانکر ان سے دعائیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ایسے منتر پڑھے، جن میں "ہے گنگا" اور "ہے جمنا" وغیرہ خطابات سے دعائیں آتی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ایسے منتروں اور ان چیزوں اور دریاؤں کو بطور دیوتا تسلیم کرنے سے صاف پتہ لگتا ہے، کہ وید توحید الٰہی کا حامی نہیں۔ قرآن نے اس اختلاف کا فیصلہ کیا ہے۔ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم میں بتا دیا ہے، کہ یہ جن کو تم دیوتا کہتے ہو۔ یہ دراصل مختلف قوائے نیچر یا ملائکہ ہیں جو تمہارے ماتحت ہیں نہ کہ تم پر حکمران ہ

مولوی صاحب کے لیکچر کے بعد

ایک آریہ سماجی نوجوان

سوالات پیش کرنے بار بار کھڑے ہوتے اور مولوی صاحب سے صاف زبان سے واقفیت ظاہر کرتے ہوئے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ ویدک دیوتا دراصل اللہ تعالیٰ کے ہی مختلف نام ہیں۔ جیسے الرحمٰن الرحیم، لیکن "ہے گنگا" اور "ہے جمنا" وغیرہ کے جو معنے تھے وہ اصل منتر اور سیاق و سباق پر منطبق نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی ترکت اس کی تائید میں تھی بلکہ آریہ سماجی پنڈت راجا رام صاحب کا حوالہ بھی مولوی صاحب نے دیا۔ کہ انہوں نے بھی گنگا اور جمنا دریا مراد لئے ہیں۔ ویدک توحید کے ثبوت میں آریہ سماجی نوجوان نے ایک منتر پڑھا۔ ایکو برہم دوتیہ ناستی لیکن ویدوں سے نکال کر دکھا نہ سکا۔ اس کے بعد جلسہ رات کے گیارہ بجے ختم ہوا۔

دوسرا دن (۲۶ دسمبر ۱۹۲۴ء)

دوسرے دن پہلا اجلاس حسب معمول ۱۰ بجے شروع ہوا تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد چودھری سردار خاں صاحب نے ایک مختصر تقریر کی۔ پروگرام میں ان کے لیکچر کا موضوع تھا "ہندوستان میں اسلام کس طرح پھیل سکتا ہے"، لیکن ابھی انہوں نے اشاعت اسلام کی اہمیت ہی کو واضح کیا تھا، کہ اس تمہید ہی میں وقت ختم ہو گیا،

عقائد حضرت مسیح موعودؑ و میاں محمود احمد صاحب

ان کے بعد میر مدثر شاہ صاحب نے عقائد حضرت مسیح موعودؑ و میاں محمود احمد صاحب کا مقابلہ کیا اور ثابت کیا۔ کہ میاں صاحب کے معتقدات دربارہ نبوت وغیرہ حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے صریح خلاف ہیں۔ بلکہ خود ان کی اپنی تحریرات میں اختلاف عظیم پایا جاتا ہے، ایک جگہ ظلی نبی کو نبی سے بڑھکر بتاتے ہیں۔ (القول الفصل صفحہ ۲۵)، اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں صرف نبی کا لفظ ہے ظلی بروزی کے الفاظ حضرت صاحب نے انکسار اور فروتنی سے استعمال کئے، اسی قسم کی بہت سی مثالیں شاہ صاحب نے دیں۔ اور محمودیوں کی کٹھ حجتی کو بیان کرتے ہوئے کہ حضرت صاحب خواہ ظلی ہوں یا بروزی یا مجازی یا جزوی مگر نبی تو ہیں۔

ایک لطیفہ

سنایا کہ میں ایک دفعہ ریل میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور جس کمرہ میں میں تھا وہیں کچھ سیاسی لیڈر بھی تھے، ایک ہندو لیڈر صاحب کہنے لگے۔ دیکھو جی مسلمانوں کو اپنے قرآن کا بھی پتہ نہیں، کہتے ہیں قرآن میں گائے کو ذبح کرنے کا ذکر ہے حالانکہ وہاں گائے کا نہیں بلکہ بکرے کا ذکر آتا ہے، صاف طور پر بکرا کا لفظ آتا ہے، ایک مسلمان نے جواب دیا۔ کہ وہاں بقرہ کا (بزبان عربی) ہے (نہ بزبان اردو)، وہ کہنے لگا عربی ہو یا اردو۔ آخر ہے تو بکرے ہی کا ذکر، مسلمان نے پھر کہا کہ وہاں جو بقرہ کا لفظ ہے، وہ چھوٹے کاف سے نہیں بلکہ بڑے کاف سے ہے۔ وہ کہنے لگا۔ چھوٹے کاف سے ہو یا بڑے سے۔ مگر بکرا ہی تو ہے، گائے کا تو لفظ نہیں۔ بالکل یہی حال مریدین میاں صاحب کا ہے۔ کہ خواہ ظلی ہو یا جزوی مگر نبی تو ہے،

ایسا ہی میر صاحب نے بتایا کہ غلطی کے ازالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے نبوت کا استدلال کرنے میں میاں صاحب نے مولوی ثناء اللہ کی تقلید کی ہے، کیونکہ اس نے بھی ۱۹۰۱ء میں یہی لکھا تھا جس کا جواب ۶ اگست ۱۹۰۱ء کے الحکم میں دیا گیا۔ کہ اس میں کوئی دعوے نبوت نہیں۔ بلکہ وہی دعوے ہے جو شروع سے چلا آتا ہے۔ شاہ صاحب کی تقریر نہایت مدلل اور دلچسپ تھی، امید ہے کہ رسالہ کی شکل میں چھپ جائے گی۔

ان کے بعد

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر

"احمدیت احمدیوں کے فرائض" کے عنوان سے ہوا، آپ نے بتایا کہ اگر احمدیت یہ ہے، کہ کوئی نبی بنے تو ایسی احمدیت کا میں قائل نہیں لیکن اگر احمدیت کی حقیقت یہ ہے کہ ایسا سلسلہ بنے جو اعلائے کلمۃ اللہ کا کام سرانجام دے، جیسے شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور دوسرے لوگوں نے سرانجام دیا، تو یہ کام حضرت مسیح موعودؑ نے کیا۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے، اسی سلسلہ میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام اور غیر مذاہب کو جوابات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ یورپ میں۔ ۔ ۔ لیکچر دیتا ہوں۔ اور اس کے بعد سوالات ہوتے ہیں۔ تو فوراً ان کے جوابات مجھے آ جاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں پہلے سے ایسی باتوں کے جواب موجود ہیں۔ آپ نے غیر احمدیوں سے ۔ ۔ ۔ سوال کیا۔ کہ وہ کونسی وجوہ ہیں۔ جن کی بنا پر تم مجددین کو مانتے ہو اور مرزا صاحب کا انکار کرتے ہو، بالخصوص جب کوئی دوسرا مجدد بھی پیدا نہیں ہوا۔ پھر آپ نے اسی ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کے مکاشفہ مندرجہ براہین احمدیہ (۱۸۸۲ء) کا جس میں انگلستان میں لیکچر دینے اور سفید پرندے پکڑنے کا ذکر ہے، ووکنگ مسلم مشن کے نتائج تبلیغ کا ذکر کیا، اور بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ خاص تعلق حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت کو انگلستان سے ہے۔ اور اس بات پر خاص طور پر زور دیتے ہوئے کہ حضرت صاحب نے مذکورہ بالا مکاشفہ کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ملکہ کے شاہزادوں میں سے کوئی اسلام میں آئیں گے، یہ خوشخبری سنائی کہ

نور اسلام بادشاہ کے گھر میں

چلا گیا ہے۔ اور عنقریب ایک بہت بڑے آدمی جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں مسلمان ہونے والے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے خواجہ نذیر احمد صاحب کے تار کے یہ لفظ سنائے کہ

They are coming to pay me a visit

وہ میری ملاقات کو آ رہے ہیں۔ یہ بھی بتایا کہ انہوں نے اعلان اسلام کے لئے دن مقرر کیا تھا لیکن وہ اس دن بیمار ہو گئے، اب پھر کسی دن اعلان ہونے ہی والا ہے، خدا تعالیٰ جلد وہ دن لائے جب شاہی گھرانے کے تمام لوگ اور کل انگلستان داخل حلقہ اسلام ہو جائیں، اس کے بالمقابل حضرت خواجہ صاحب نے

میاں محمود احمد صاحب کی خدمات اسلام کے متعلق

سوال کیا۔ اور بتایا کہ ان کی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ سفر یورپ ہے جس میں پچاس ساٹھ ہزار روپیہ صرف ہو گیا۔ اور نتیجہ کچھ بھی نہیں، یا وہ ایڈریس ہیں۔ جو وہ آئے دن حکام کو دیتے ہیں۔ آج تک انگلستان میں میاں صاحب کے مشن نے کیا کام کیا۔ کتنے مسلمان بنائے ہندوستان میں مریدوں نے ایڈریس دیئے، لیکن میاں صاحب کے انگلستان جانے پر کوئی ایڈریس ان کو نہ دیا گیا۔ دس بارہ سال مشن کو بنے ہو گئے، جہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کا ذکر اخبارات میں آتا رہا۔ اور ووکنگ کے نومسلمین کا بھی ذکر آتا رہا۔ ایک متنفس کا بھی جو ان کے مشن کے ذریعہ مسلمان ہوا ہو۔ ذکر نہیں ہوا، حضرت خواجہ صاحب نے شہادت دی۔ کہ آج تک صرف دس بارہ آدمی ان کے مشن کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے ہیں جن میں سے چھ سات مرد اور باقی عورتیں ہیں، بعض آدمی ایسے بھی ہیں، جو ان سے الگ ہو کر ووکنگ مشن کے ساتھ تعلق جوڑ چکے ہیں۔ اسی ضمن میں آپ نے میاں صاحب کے سفر یورپ کے متعلق بعض عجیب و غریب واقعات بیان کئے، جن کا تذکرہ اس مفصل لیکچر میں آ جائے گا۔ جو کسی اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگا انشاء اللہ

آخر میں آپ نے

یورپ میں اشاعت اسلام کیلئے وسیع میدان

اور فضا کے موافق ہونے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اگر دس ہزار بھی وہاں کام کرنے والے ہوں۔ تو وہ بھی فارغ نہیں بیٹھ سکتے، آپ نے بتایا کہ ایک وقت تھا۔ کہ مجھے لیکچر دینے کے لئے ایک کمرہ کرایہ پر لینا پڑتا تھا، اور وہاں ناشتہ کا بھی انتظام کرنا پڑا، لیکن آج مختلف سوسائٹیوں کی طرف سے لیکچروں کے لئے بلایا جاتا ہے، اور وہ سال سال بھر کے لئے پیشتر سے لیکچر مقرر کرنے کے لئے لکھتے ہیں یہی فضا پیدا کرنا اصل کام تھا۔ جو ہو چکا، ہدایت خدا کے اختیار ہے لوگ وہاں سننے کو تیار ہیں۔ مگر سنانے والا کوئی نہیں۔ ایسا ہی برلن وغیرہ کے متعلق سرمایہ کے نہ ہونے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے قوم کو اس طرف متوجہ کیا، اور ہندوستان کی موجودہ کیفیت اور علما کی بری حالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان لوگوں سے یہ کام ناممکن ہے۔ اور میاں صاحب اس کام کو کر چکے، جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ اس کام کو پوری کوشش اور سرگرمی سے کرے کہ یہی اس کی اصل ہے، اور یہی کام

احمدیت کا اصلی فرض

ہے، اسی ضمن میں آپ نے اس اعزاز و تکریم کا بھی اظہار کیا جو بعض والیان ریاست کی طرف سے خواجہ صاحب کا کیا جاتا ہے، اور اس کو حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا۔

حضرت خواجہ صاحب کے لیکچر کے بعد نماز جمعہ کے لئے جلسہ برخاست ہوا، حضرت امیر ایدہ اللہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔

خطبہ میں جو کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔ آپ نے اس

جہاد کبیر

کی جو حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کے ارشاد کے ماتحت ہم سے کرانا چاہا ہے، عظمت کو خاص طور پر بیان کیا، اور بتایا کہ جو ہم میں سے اس جہاد میں شامل نہیں ہوتا۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے ماتحت جماعت سے الگ ہوتا ہے، اور ان تین آدمیوں کا قصہ یاد دلایا جو جنگ خیبر میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ نہ گئے تھے، حالانکہ پہلی جنگوں میں جاتے رہے تھے، آپ نے بتایا۔ کہ ان کا مقاطعہ کر دیا گیا،

اسی سلسلہ میں آپ نے انگریزی ترجمۃ القرآن اور برلن مسجد کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ یہ دو عظیم الشان کام احمدی قوم کی ادنےٰ سی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ اگر اس سے زیادہ کوشش کی جائے۔ تو کس قدر عظیم الشان فائدہ ہو۔

خطبہ اور نماز جمعہ کے اندر ایک خاص اثر دلوں کے اوپر تھا جس کی کیفیت الفاظ میں نہیں بیان کی جا سکتی۔

نماز جمعہ کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ اور سیکرٹری صاحب نے اپنی

سالانہ رپورٹ

بابت ۱۹۲۳-۲۴ء پڑھ کر سنائی جس میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد، حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی۔ موجودہ تفرقہ اور اختلافات کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ سال زیر رپورٹ میں کل آمد ۱۶۸۶۹۰ روپے ہوئی۔ اور خرچ ۱۷۳۸۲۹ ہوئے۔ صیغہ وار آمد میں بعض صیغے خاص طور پر سفروعن بتائے گئے۔ مثلاً اخبارات کا صیغہ جس میں سے "پیغام صلح" کو سال زیر رپورٹ میں ۲۰۱۲ روپے آمد ہوئی۔ اور ۵۳۱۳ خرچ ہوئے لائٹ کو سال زیر رپورٹ میں ۱۳۶۶ روپے آمد ہوئی۔ اور ۴۷۶۵ روپے خرچ ہوئے گویا اول الذکر کو سوا تین ہزار روپیہ کا خسارہ رہا۔ اور موخر الذکر کو چودہ سو کا۔ اخبارات کی اہمیت پر رپورٹ میں خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔ اور قوم کو ان کی خریداری بڑھانے اور اس خسارہ سے نکالنے کے لئے توجہ دلائی گئی۔ تاکہ جو روپیہ انجمن کو اخبارات پر صرف کرنا پڑتا ہے۔ وہ کسی اور اہم تر کام پر صرف ہو۔ حضرت امیر اور دیگر بزرگان نے بھی اس کی طرف اپنی اپنی تقاریر میں خاص طور پر متوجہ کیا۔ امید ہے کہ ہمارے احباب بہت جلد توجہ فرمائیں گے۔

سالانہ رپورٹ کے ضروری حصص جو اشاعت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں کسی دوسری جگہ ہدیہ ناظرین کرام ہیں۔

رپورٹ پڑھے جانے کے بعد حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے

چندہ کے لئے اپیل

کرتے ہوئے ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔ شاہ صاحب مکرم کا ایک ایک لفظ اس درد دل۔ اس خلوص اور جوش کا مظہر تھا۔ جو ان کے اندر بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح سے حضرت امیر اور دیگر ارکان انجمن کو مختلف کاموں کے چلانے کے لئے تگ و دو کرنی پڑتی۔ اور رات دن اس غم میں رہنا پڑتا ہے، کہ کہاں سے اتنا روپیہ آئے، برلن مسجد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا۔ کہ جس وقت مولوی صاحب کا تار آتا ہے کہ اتنے سو پونڈ بھیجو تو ایک مصیبت سر پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ قوم کے باقی افراد بھی اس مصیبت میں شریک ہوں۔ اس غم میں حصہ لیں۔ اور جس طرح بھی ہو سکے ان کاموں کو چلانے کے لئے روپیہ بہم پہنچائیں۔ اسی وقت روپیہ کی بارش شروع ہو گئی

کل چندہ

جو آپ کی اس اپیل پر اور اسکے بعد جمع ہوا۔ حسب ذیل ہے:-

نقد ... ۲۲۲۱۳-۹-

بصورت زیور تقریباً تین ہزار

بصورت مکانات تقریباً چار ہزار

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ اس مٹھی بھر سی قوم کی ہمت ہے۔ جس کو کل "چند آدمی" کہہ کر حقارت کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا جس کے متعلق لیمزقنہم کے الہام شائع ہوتے تھے۔ مخالفین حق نے دیکھ لیا کہ آخرکار وہی چند آدمی کس قدر عظیم الشان ہمت اور کامیابی کے وارث ہوئے، اور ان کی روح اتحاد نے کس قدر عظیم الشان کام کر دکھائے۔ سچ ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ حق کو ضائع نہیں کرتا اور تھوڑوں کو وہ بعض وقت بہتوں پر غلبہ دے ہی دیتا ہے۔ کثرت پر ناز کرنے والو۔ اٹھو اور نصرت الٰہی کے ان کرشموں کو دیکھ کر اپنے گریبانوں میں منہ چھپالو۔ اور یاد رکھو کہ ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

تیسرا دن (۲۷-دسمبر ۱۹۲۴ء)

حسب معمول دس بجے جلسہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے جناب

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا تحریری مضمون

پڑھ کر سنایا گیا۔ اس مضمون میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے نہایت لطیف پیرایہ میں سورۃ عادیات سے گھوڑے کی مثال دیتے ہوئے بتایا تھا۔ کہ ایک شکر گذار جماعت کا یہ فرض ہے کہ جس طرح سے ایک گھوڑا اپنے مالک کے حکم سے دن ہو یا رات بغیر کسی قسم کے تامل کے چل پڑتا ہے۔ اور کسی آنے والی دشواری یا پیش آمدہ مشکلات کی پرواہ نہیں کرتا۔ تلوار اور نیزوں کے آگے چلا جاتا ہے، اور مالک کے حکم کی پوری اطاعت کرتا ہے، اسی طرح ایک شکر گذار جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے مالک یعنے اللہ تعالےٰ کے احکام پورے طور پر بجا لائے۔ اور تمام پیش آمدہ مشکلات کو پس پشت ڈال کر خدائی حکم پورا کرنے کی کوشش کرے اصل مضمون کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

اس کے بعد بابو عبد الحق صاحب دہلوی کا لیکچر شروع ہوا۔ جس کا عنوان تھا

حصول سوراج کا مذہبی پہلو

آپ نے اس لیکچر میں اس بات پر بالخصوص زور دیا۔ کہ ہندوستان کے موجودہ تفرقات جو سوراج کی راہ میں خطرناک سنگ راہ بن رہے ہیں۔ اس وقت تک دور نہیں ہو سکتے، جب تک اسلام کو شاہراہ عمل قرار نہ دیا جائے، کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو ہر قسم کے اصولی تفرقات اور تشتت سے آزاد ہے۔

شیخ عبد الحق صاحب کے بعد

حافظ محمد حسن صاحب

بی اے۔ ایل ایل بی کا لیکچر ہوا۔ افسوس ہے۔ کہ راقم الحروف کو اس وقت حضرت امیر ایدہ اللہ کی ایک تقریر کے جو مستورات میں ہوئی نوٹ لینے کے لئے جانا پڑا۔ اس لئے حافظ صاحب کی تقریر کے نوٹ نہ لئے جا سکے۔ امید ہے حافظ صاحب خود اپنی تقریر لکھ کر بھیج دیں گے۔ تاکہ قارئین "پیغام صلح" ان کے پاکیزہ خیالات سے مستفید ہو سکیں۔

مستورات میں حضرت امیر کا لیکچر

جو بشیر بادشاہ ہال میں ہوا۔ خاص اثر پیدا کرنے والا تھا۔ آپ نے حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام کی بیویوں کے کارناموں۔ ان کی ہمت و شجاعت ان کی محبت دینی۔ ان کی علمیت و فقاہت اور سادگی اور محنت و مشقت کا ذکر کرتے ہوئے خواتین سلسلہ کو اس بات کی طرف توجہ دلائی۔ کہ وہ بھی ان قرون اولیٰ کی عورتوں کی پیرو بنیں۔ آپ نے بتایا کہ دین صرف مردوں کے لئے نہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہے اور کوئی عورت اس وجہ سے جواب دہی سے بچ نہیں سکتی۔ کہ اس کا خاوند یا اس کا بیٹا یا بھائی خدمت اسلام میں منہمک ہے۔ اس لئے جو عورت یہ چاہتی ہے کہ وہ دوسری دنیا میں اپنے خاوند کے ساتھ ہو۔ اسے چاہیئے کہ وہ بھی خدمت اسلام میں حصہ لے۔ اپنے خاوند کے رستہ میں روک ہونے کے بجائے اسے نیک کاموں میں امداد دے اسی ضمن میں آپ نے بتایا۔ کہ ہمارے مرد بہت کچھ دے چکے ہیں ان کو زیادہ تکلیف نہیں دی جا سکتی۔ ضرورت ہے۔ کہ ہر ایک بی بی اپنے خاوند کو تکلیف دیئے بغیر خود بھی خدمات دینیہ کے لئے کچھ دے عورتیں مردوں سے زیادہ امیر ہیں۔ وہ زیادہ دے سکتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ برلن مسجد میں اب تک عورتوں نے حصہ نہیں لیا۔ ابھی اس مسجد کے مینار باقی ہیں۔ اگر عورتیں اس میں امداد دیں۔ تو ان کے نام بھی اس کفرستان کی سرزمین میں مینار ہائے پر لکھے جائیں مفصل تقریر آئندہ شائع ہوگی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس اپیل کا یہ اثر ہوا۔ کہ اسی وقت خواتین نے زیور اتار اتار کر پھینکنے شروع کر دیئے۔

پانچ پانچ سو کی قیمت کے زیورات

عورتوں کی طرف سے بعض نے حسب توفیق روپے دیئے۔ ان سب کی تفصیل حضرت امیر ایدہ اللہ نے تیسرے پہر کے اجلاس میں سنائی۔ اور سلسلہ کی ان بزرگ خواتین کی ہمت اور ایثار و قربانی کا تذکرہ نہایت خوشی کے ساتھ کیا۔ اور تمام زیورات حاضرین کو دکھائے،

اللہ تعالےٰ ان سب بہنوں اور بی بیوں کو جزاء خیر دے۔ اور نیک کاموں کے لئے آئندہ ہمیشہ اس سے بڑھ کر توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

جس وقت مستورات میں لیکچر ختم ہوا جلسہ گاہ میں

حضرت مولینا مولوی غلام حسن خانصاحب

تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے جماعت کو ان ابتلاؤں اور فتنوں سے ڈرایا۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصطفا کے لئے ہر نیک جماعت پر آیا کرتے ہیں۔ اور بتایا کہ ابھی جماعت احمدیہ پر ایسے حالات نہیں آئے، جیسی تکالیف پہلے لوگوں پر آیا کرتی تھیں۔ یہ جو تکالیف ہمیں پیش آتیں یا مخالفتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، یہ کچھ بھی چیز نہیں متی نصر اللہ کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس لئے اپنے آپ کو آنے والے ابتلاؤں کے لئے تیار کرنا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو ایسا بنا لینا چاہیئے۔ کہ ان فتنوں کی برداشت ہم کر سکیں۔ اسی ضمن میں آپ نے اطاعت امیر پر خاص طور پر زور دیا۔ کہ اس کے بغیر کام چلنا مشکل ہے۔ ایسا ہی علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن کو بھی واضح کیا کہ آپ اولی الامر سے بڑھ کر نہیں، اور بتایا کہ آپ کے بعد صرف انجمن آپ کی جانشین ہے۔ کسی خلیفہ کو واجب الاطاعت امام بنانا بہت بڑی غلطی ہے، جس کی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت مرتکب ہوئی۔

حضرت مولینا کے بعد مولوی مصطفےٰ خان صاحب نے

یورپ میں تبلیغ اسلام

کے موضوع پر تقریر شروع کی۔ آپ نے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کر کے ان کا ترجمہ بیان کیا اور بتایا۔ کہ آنحضرت صلعم کو عقیدہ تثلیث کے ماننے والوں کے لئے کس قدر غم اور فکر تھا۔ کہا تھا ہے لعلک باخع نفسک علیٰ آثارھم ان لم یؤمنوا بھٰذا الحدیث اسفا۔ پس ہر مسلمان کا فرض ہے، کہ آپ کے غم میں شریک ہو۔ اور مسیحیوں کو مسلمان بنانے میں کوشاں ہو۔ آپ نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی سہولتوں کو بالتفصیل بیان کیا اور بتایا کہ اگرچہ اخراجات وہاں کے زیادہ ہیں۔ لیکن ہندوستان کی نسبت فوائد بہت ہیں۔ وہاں کے بعض

نو مسلمین کے جذبہ ایمانی

اور غیرت دینی کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ ان بارہ سال میں جو انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام شروع ہوئے ہو گئے ہیں بمشکل تین لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہوگا۔ یہ بھی بتایا۔ کہ جو روپیہ مشن کے لئے جمع ہوتا ہے اس کے لئے کس قدر محنت اور جد و جہد کرنی پڑتی ہے لیکن

حامیان خلافت

نے دو کروڑ کی رقم خطیر جمع کی۔ اور اسے یوں اڑا دیا جیسے کوڑیاں ہوتی ہیں۔ آپ نے اخراجات مشن کے متعلق ارکان انجمن کی بعض نکتہ چینیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ایک ایک کوڑی کے لئے جان دینے کو تیار ہیں۔ کیونکہ یہ قوم کی امانت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کے سپرد امانت کی جائے۔ تاکہ وہ بہترین جگہ پر صرف ہو۔

مولوی مصطفےٰ خان صاحب کی تقریر کے بعد جلسہ نماز کے لئے برخاست ہوا۔ اور اس کے بعد ۲ بجے تیسرا اجلاس شروع ہوا جس میں حضرت

مولٰنا صدر الدین صاحب کا مضمون

جو انہوں نے برلن سے جلسہ کے لئے لکھ کر بھیجا تھا پڑھا گیا۔ اس مضمون کا ایک حصہ کسی دوسری جگہ ہدیہ قارئین کرام ہے ...... جس میں مولٰنا نے مسجد برلن کی مفصل کیفیت لکھی ہے۔ اور اسکی وسعت جائے وقوع اور طرز تعمیر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ برلن جیسے دار السلطنت میں خدائے واحد کا یہ پہلا گھر کس شان کا ہوگا۔ یہی اتفاقیہ حضرت مولٰنا ہی کا کام تھا کہ اس شان کی مسجد وہاں تعمیر ہوئی۔ جان کی نفاست طبع ہمیشہ ہر دینی کام کو نفیس شکل و صورت میں دیکھنا چاہتی ہے۔ بالخصوص یورپ کے مدعیان حسن کی جن کے ابطال میں بحیثیت مجموعی صنعتاً کا جذبہ کارفرما ہے۔ نظروں کو خیرہ کرنے کے لئے وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی ظاہر شکل و صورت بھی اسکی باطنی خوبیوں کی طرح دلکش اور پیاری نظر آئے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کے پاک ارادوں کو تکمیل تک پہنچائے اور بخیر و عافیت

لاہور تا سنے -

مضمون کے دوسرے حصہ میں حضرت مولنٰا نے بتایا ہے کہ یورپ میں مذہب کی بجائے قومیت کے جذبات سے کس قدر عروج حاصل کیا ہے اور ان سے کیا کچھ نتائج پیدا ہوئے ہیں بالمقابل اسلام نے قومیت کی تفریقات کو اڑا کر نسل انسانی میں جو اخوت اور مساوات پیدا کی ہے وہ دنیا میں امن اور صلح قائم کرنے کی ذمہ دار ہے - آپ کے مضمون کا یہ حصہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

اس مضمون کے پڑھا جانے کے بعد حضرت امیرایدہ اللہ سے

جماعت کو چند ہدایات

دیں - آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں مسلمانوں کو امت وسطیٰ قرار دیا گیا ہے - اور اسکو یہ شرف عطا فرمایا ہے کہ وہ لوگوں کی پیشرو بنے لیکن آج مسلمان خود پیشرو بننے کی بجائے دوسروں کو اپنا پیشرو بناتے ہیں - انہوں نے امت وسطےٰ ہونے کا شرف کھو دیا ہے - اسلئے اب ماموراِلٰہی نے ہمیں اس مقام پر کھڑا کیا ہے - ہمارا کام ہے کہ ہم لوگوں کے پیشرو بنیں - اور ان کیلئے ہدایت کے موجب ہوں - اسی ضمن میں آپ نے بتایا کہ کس طرح علماء نے دو... ں کے تتبع میں نزک موالات کو کبھی حرام ٹھہرا کر اور کبھی حلال - کس طرح سے مرتد کو واجب القتل قرار دیکر اسلام کی ایک نہایت ڈراونی تصویر بنا دی ہے - آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے اسلام کی ایک نہایت خوبصورت تصویر بنا کر پیش کی ہے - اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے دنیا میں پیش کریں - ایسا ہی آپ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی - کہ امیر کی اطاعت کا جیسا حق ہے - اس طرح اطاعت نہیں ہوتی - جہاں تک روپیہ پیسہ کا تعلق ہے - جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس کا حساب پورے طور پر دیکھے اور جہاں کوئی ایسی بات نظر آئے جو قابل اعتراض ہو تو اس پر اعتراض کرے - کوئی حکم قرآن کے خلاف حدیث کے خلاف یا قومی مشورہ کے خلاف ہو تو اس کو نہ مانے لیکن امر بالمعروف میں جو مشورہ کے مطابق ہو اطاعت ضروری ہے ایسا ہی بچوں اور عورتوں کی بھی حسن تربیت اور دینداری میں کوشاں ہونا چاہئے - آپ نے حضرت مولنٰا نورالدین صاحبؓ کی اس مثال کو یاد دلاتے ہوئے کہ مومن کا مومن سے ملنا ایسا ہی قلب کی صفائی کا موجب ہوتا ہے جیسے دو چھریوں کا آپس میں رگڑا جانا ان کو تیز کر دیتا ہے - یہ ارشاد فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہو یہاں آتے رہنا چاہئے - اس کے ساتھ ہی پیغام صلح کو خریدنے کی خاص طور پر تحریک فرمائی کہ اس سے سلسلہ کے حالات کا پتہ چلتا ہے - قومی تحریکات کا علم ہوتا ہے مسائل دینی سے واقفیت ہوتی ہے - اور ایک دوسرے سے تعارف بڑھتا ہے - آپ نے احباب سلسلہ کو ایک دوسرے کا پورا ہمدرد بننے ایک دوسرے کے جنازوں میں شریک ہونے کی خاص طور پر نصیحت فرمائی اور آخر میں مستورات کے اس جذبۂ دینی کا بڑی خوشی کے ساتھ ذکر کیا جو چھ سات ہزار کے قیمتی زیورات کی شکل میں صبح دیکھنے میں آیا تھا۔

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا - اور پھر شام کے ۱/۲ ۷ بجے

جلسہ مناظرہ

شروع ہوا - سنت اندر سنگھ صاحب گیانی اور خان شاہ محمد صاحب انجنیئر نے ویدوں کے الہامی ہونے اور مسئلہ تناسخ پر علی الترتیب تقریریں کیں - سنت اندر سنگھ صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ آریہ سماج کا اصول ہے کہ الہامی کتاب میں کوئی قصہ نہیں ہونا چاہئے - اس کے خلاف ویدوں میں قصے موجود ہیں - کیونکہ وہاں نئے اور پرانے دو قسم کے رشیوں کا ذکر آتا ہے - وہاں ایسے منتر ہیں جن میں یہ لکھا ہے کہ نوا پسے یعنی ہماری دعاؤں کو سن جیسے ہمارے باپ داداؤں کی دعاؤں کو سنا - ایسا ہی ایک رشی کے لڑکے کا قصہ آتا ہے کہ اس نے اسے دیوتا کی نذر کرنے کا عہد کیا تھا - لیکن نہ کیا اور اسپر کیا کچھ واقعات پیش آئے - پھر چاوِن رشی کا قصہ ویدوں میں ہے جن کے نام کا نسخہ بھی پایا جاتا ہے - یہ قصے بتاتے ہیں کہ وید آفرینش عالم کے بعد کی تصنیف ہے - اور اس لئے آریہ سماجی اصول کے مطابق وہ الہامی کتاب نہیں۔

خان شاہ محمد خان صاحب اپنے مخصوص انداز میں جس سے باوجود روکنے کے حاضرین کے پیٹوں میں بل پڑ پڑ جاتے تھے مسئلہ تناسخ کی حقیقت کو اظہر من الشمس کیا اور بتایا کہ تناسخ کے ماننے سے رشتہ داروں پر ظلم ہوتا ہے - کیونکہ ممکن ہے ایک گھوڑا بیل یا کتا جس کو ہم مار لیتے ہیں ... اکوئی رشتہ دار ہی ہو ایسا ہی تناسخ ماننے سے بقائے زندگی کے لئے گناہ ضروری

ٹھہرتا ہے - ... آپ نے جوہڑیا کو بھی تناسخ کا نتیجہ قرار دیا ہے - اور گئو رکھشا کے لئے ازروے تناسخ یہ ضروری ٹھہرایا کہ برہم ہتیا کی جاوے تاکہ بہت سی گائیں پیدا ہوں - ان دونوں تقاریر کے بعد

ایک آریہ سماجی بزرگ

نے جو حسن اتفاق سے نہایت سمجھدار اور منصف مزاج واقع ہوئے ہیں اور جن کے دل پر حضرت امیرایدہ اللہ کی خدمات دینیہ کا بڑا گہرا اثر ہے - نکتہ چینی کی اور بتایا کہ جو کچھ بیان ہوا ہے - درحقیقت وہ پرانا گند ہے جس کی اصلاح کرنے کے لئے آریہ سماج پیدا ہوا ہے - انہوں نے کہا کہ آریہ سماج اور جماعت احمدیہ کی کیا ضرورت ہے - اگر اس پرانے کوڑا کرکٹ کو جسکی صفائی ان دونوں جماعتوں کا کام ہے پھر انہی کے دروازوں پر لا کر پھینک دیا جاوے - انہوں نے صاف طور پر بتایا کہ سوامی دیانند ہمارے دماغوں پر کوئی تالا نہیں لگا گئے بلکہ ... لالٹین لیکر ہمیں رستہ دکھا دیا ہے اگر ان سے کوئی غلطیاں ہوئی ہیں تو ضروری نہیں کہ ان کا تتبع کیا جاوے ہمیں خود سمجھ سوچ کر چلنا ہے اور رستہ کے نشیب و فراز کو دیکھ کر قدم اٹھانا ہے - انہوں نے صاف بتایا کہ ویدوں پر جن میں نئے رشیوں کا ذکر ہے ان سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور باوا نانک علیہ الرحمۃ ہے اور کہ

ویدوں کے بعد بھی الہام

کا سلسلہ جاری ہے - انہوں نے کہا کہ قرآن کا یہ حکم صحیح ہے کہ کھاؤ پیو اور عیش کرو "لا تسرفوا" کا ترجمہ عیش کرو - مہاشہ جی نے خوب کیا ہو ہندوستانی اقتصادی ضروریات اگر گھوڑے کی حفاظت کی متقاضی نہ ہوں تو اس کا بھی کھانا چنداں معیوب نہیں نہ اسکی کوئی عزت ہونی چاہئے۔

اگرچہ یہ خیالات آریہ سماج سے چنداں تعلق نہیں رکھتے تاہم اس سماجی بزرگ نے اپنے آپ کو سماجی نمایندہ کی حیثیت سے پیش کیا - یہی وجہ ہے کہ ان کے خیالات پر سماجی احوال کو پیش نظر رکھتے ہوئے نکتہ چینی کی گئی - ورنہ ان کی صاف بیانی اور اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ حسن عقیدت اس قسم کی ہو کر گویا انہیں کسی وقت اسلام کے اندر ملے آئے اور آئندہ ہم انہیں اسلامی اسٹیج پر تقریر کرتے ہوئے سنیں۔

اس سماجی دوست کی تقریر سننے اور ان کے خیالات سے مستفید ہونے کے بعد جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے دعا فرمائی - اور جلسہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا - فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

احمدیہ کانفرنس

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احمدیہ کانفرنس کے بھی دو تین اجلاس مختلف وقتوں میں ہوئے جنکی کیفیت حسب ذیل ہے:۔

پہلا اجلاس

۲۶ - دسمبر کو نماز فجر کے بعد مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا - سب سے پہلے سکرٹری صاحب نے گذشتہ اجلاس منعقدہ ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ء کی رپورٹ پڑھ کر سنائی - اس کے بعد حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے مخالفین کی معاندانہ کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ

ہمارا اندرونی نظام

نہایت مضبوط ہونا چاہئے - اور اپنے تمام کاموں کو خود اپنے سر پر اٹھانا چاہئے تاکہ بیرونی امداد کی ہمیں ضرورت نہ رہے اگرچہ غیر احمدیوں میں ایسے منصف مزاج اصحاب موجود ہیں جو ہماری جماعت کی حسن خدمات کے معترف ہیں - اور جس وقت ان سے کوئی امداد طلب کی جاوے وہ دینے کو تیار رہتے ہیں تاہم اگر اپنی جماعت کا نظام درست ہو اور چندوں میں باقاعدگی ہو تو دوسروں کے آگے دست سوال دراز ہی نہ کرنا پڑے - نہ اس بارہ میں کسی تنگ ودو کی ضرورت رہے - اسکے لئے آپ نے ذیل کے امور کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول کی۔

(۱) تمام جماعتوں کی ایک فہرست تیار ہونی چاہئے - باہر کے اصحاب میں جنہوں نے ابھی تک اپنی فہرستیں نہیں بھیجیں وہ بہت جلد تیار کر کے بھیجدیں - اور سب کے نام کے آگے چندہ کی رقم بھی لکھ دیں۔

(۲) تمام احمدی انجمن کے فیصلہ کے مطابق کم از کم تین پیسے فی روپیہ آمد کے حساب سے چندہ دیں - اور باقاعدگی کے ساتھ دیں -

(۳) تمام جماعتوں کے چندے ہر ماہ کی پندرہ تاریخ سے پہلے انجمن میں پہنچ جانے چاہئیں۔

(۴) اخبار "پیغام صلح" اور "لائٹ" کو تمام احمدی خریدیں - کم از کم وہ اصحاب جو انگریزی جانتے ہیں - لائٹ کو ضرور خریدیں اور دوسرے لوگوں کو بھی خریدار بنائیں - اور "پیغام صلح" چونکہ اسکے خاص اغراض سے تعلق رکھتا ہے - اس لئے ہر احمدی کو اس کا خریدار بننا چاہئے - شاہ صاحب اسکو ساتھ ہی

اخبار پیغام صلح

کی قیمت کے متعلق حاضرین سے مشورہ طلب کیا - انہوں نے فرمایا کہ اسوقت پچاس روپیہ سے کم آمد رکھنے والوں سے پانچ روپیہ اور پچاس سے زیادہ آمد والوں سے آٹھ روپیہ قیمت لی جاتی ہے - لیکن خیال یہ ہے کہ یہ شرح بھی موجب تکلیف ہے - اسلئے آئندہ دو سو روپیہ سے کم آمد والوں سے آٹھ روپیہ قیمت لی جائے - اسپر حاضرین نے مختلف آراء پیش کیں - بعض کی رائے تھی کہ قیمت ایک ہی رہے اور زبردستی ہر ایک احمدی کو خریدار بنایا جائے - بعض صرف پانچ روپیہ قیمت پسند کرتے تھے - بعض صرف آٹھ روپیہ - آخرکار بابو غلام ربانی صاحب راولپنڈی کی یہ تجویز سب نے پسند کی کہ قیمت پانچ روپیہ ہی رہے - لیکن ذی استطاعت اصحاب ایک کی بجائے دو اخبار خریدیں - ایک اپنے لئے اور ایک کسی پبلک لائبریری یا غیر ذی استطاعت لوگوں کے لئے اس تجویز پر آخرکار فیصلہ ہوا۔

کانفرنس کا دوسرا اجلاس

اسی روز شام کے بعد تقریباً آٹھ بجے شب کو منعقد ہوا اس اجلاس میں شمولیت کیلئے حضرت امیرایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ہی میں سب لوگوں کو تاکید کر دی تھی - اور احباب لاہور اور بیرونجات کے مہمانوں کو بلا استثنا یہ حکم دیدیا تھا - کہ کوئی شخص اسوقت بغیر اذن کے غیر حاضر نہ رہے - چنانچہ وقت مقررہ پر تمام لوگ جمع ہوگئے - حضرت امیرایدہ اللہ نے اسوقت

دو نہایت ضروری امور

احباب کے سامنے رکھے جن میں سے ایک مسجد برلن کی تکمیل اور جرمن مشن کے مستقل اخراجات کا معاملہ تھا - اور دوسرا مسلم ہائی سکول کی عمارت کے لئے بیس ہزار روپیہ قرضہ کا سوال۔

اول الذکر امر کے متعلق حضرت امیرایدہ اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ

مسجد برلن

کی صرف عمارت کا ٹھیکہ پچاس ہزار روپیہ کا ہے - لیکن اسکے علاوہ کئی قسم کے اخراجات ہیں - مثلاً آجکل زمین پر چار برس کے ٹیکس کا جھگڑا درپیش ہے - علاوہ ازیں ٹھیکہ کی رقم کے علاوہ بھی بعض اخراجات ہیں جو مولوی صدر الدین صاحب کے بلوں میں آرہے ہیں - تین ہزار روپیہ کے قریب تو یہ کھنے سات ہزار ہوئے - پھر اس زمین اور مسجد وغیرہ کے گرد اٹھائی سو پونڈ کا جنگلہ لگوانے کا ارادہ ہے - یعنے چار ہزار روپیہ اسپر صرف ہوگا - پھر اس میں باغ کا ہونا ضروری ہے - ایک دو ہزار اس کا تخمینہ ہوگا - پھر مسجد کو فرش کرنے پر بہت سا خرچ ہوگا - اتنی بڑی مسجد کا اس ملک میں فرش کرنا یعنے ساز و سامان سے اسے آراستہ کرنا قالین وغیرہ لگوانا بہت بڑے اخراجات کو چاہتا ہے - گویا یہ سمجھنا چاہئے کہ ٹھیکہ کی رقم کے علاوہ بیس ہزار روپیہ اور خرچ ہوگا - اور جو مکان مسجد کے ساتھ بنایا گیا اسپر پندرہ ہزار کا تخمینہ ہے - گویا کل نوے ہزار خرچ ہوگا اس رقم میں سے جو کچھ بھیج چکے ہیں - اسکو چھوڑ کر کوئی چار ساڑھے چار ہزار روپیہ اور بھیجنا ہے - میں نے مولوی صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ جلسہ پر یہ رقم بھیجدی جائیگی - امید ہے کہ یہ رقم پوری ہوگئی ہوگی - اس کے علاوہ صرف مسجد کی تکمیل کے لئے کچھ سو پونڈ یعنے نو ہزار روپیہ کی مارچ کے مہینہ میں ضرورت ہے - اگر سارے کام کی تکمیل کریں تو بیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہوگی لیکن میں نے مولوی صاحب کو لکھدیا ہے کہ سردست مینار بالکل ملتوی کر دیئے جائیں - اور جنگلہ اور باغیچہ بھی سردست ملتوی رہے - ممکن ہے کوئی اہل دل مسلمان وہاں جائے اور مسجد کو اس حالت میں دیکھ کر مینار وغیرہ بنا دے - لیکن پھر

فرنیچر کے لئے مارچ تک نو ہزار روپیہ بھیجنا ہوگا۔ آپ نے اسی ضمن میں بتایا کہ اگرچہ یہ اخراجات بظاہر بہت زیادہ نظر آتے ہیں۔ اور ہم نے مولوی صاحب کو جاتے وقت بھی کہا تھا کہ بیس ہزار سے زیادہ مسجد پر صرف نہ کریں تاہم اس ملک کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کوئی اسراف نظر نہیں آتا پہلے جب

انگریزی ترجمہ قرآن

چھپوایا تھا تو اسوقت بھی ہم اس کو فضول ہی سمجھتے تھے کہ انڈیا پیپر لگوایا گیا۔ اور ایسی خوب صورت جلد کرائی گئی۔ لیکن تجربہ نے بتا دیا کہ اگر اس رنگ میں قرآن شائع نہ ہوتا تو اسقدر قبولیت اس کی نہ ہوتی۔ ظاہری شکل و صورت بھی بہت کچھ اثر پیدا کرنے والی ہوتی ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایسے بڑے بڑے اخراجات کا ذکر کرتے ہوئے

جماعت کی ہمت

کی تعریف کی۔ اور فرمایا جو لوگ کہہ بیٹھے ہیں کہ لاہور کی جماعت مُردہ ہے وہ غور کریں کہ جسقدر کام لاہور کی جماعت نے کئے ہیں۔ وہ بہت عظیم الشان ہیں۔ باوجود ان کمزوریوں کے جو اس جماعت کے اندر ابھی تک موجود ہیں۔ پھر بھی جو ہمت اور قوت نظر آتی ہے خدا کے فضل سے وہ بہت زیادہ ہے۔ فرمایا کہ جن لوگوں نے اتنی ہمت کی ہے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں

ذرا دو مہینے اور گدائی کریں

اور جو کاپیاں یہاں موجود ہیں ان کو لیجائیں۔ اور چندہ کرکے بھیجدیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ فی الحقیقت گدائی کرنا بڑی ہی ہمت کا کام ہے اور اسلئے مجھے تو واقعی ان دوستوں کی ہمت پر رشک آتا ہے۔ آپ نے ان لوگوں کو بھی توجہ دلائی جنہوں نے اب تک مسجد کے لئے کوئی چندہ نہیں دیا۔

مسجد کے علاوہ جو اہم بات آپ نے پیش فرمائی وہ

جرمن مشن کے مستقل اخراجات

کا سوال تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اب بڑی دقت جو میرے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ مسجد تو ہم نے وہاں بنالی۔ اس کفرستان کے اندر جہاں توحید کی روشنی نہیں گئی۔ خدا کا گھر تو کھڑا کرلیا لیکن اب مسجد کے ساتھ مشن کا کام ہے۔ مسجد بنا کر مشن کا بوجھ ہمیشہ کے لئے ہم نے سر پر اٹھا لیا ہے۔ اب اگر ہم اس مشن کو جس کے ساتھ روپیہ اور زبان کی مشکلات ہیں چھوڑنا بھی چاہیں تو نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے اندر وہ قوت وہ جوش ہوتا جو ہمارے دوست خواجہ کمال الدین صاحب میں ہے تو میں بھی ان کی طرح ان اخراجات کے پورا کرنے کا کوئی اور سامان کرتا۔ مجھ میں وہ ہمت تو نہیں اسلئے میں

سہل دروازہ

پر جاتا ہوں۔ اور وہ آپ کا دروازہ ہے۔ یہ مستقل بوجھ ہے کم از کم ہزار روپیہ ماہوار کا خرچ ہے۔ اگر آمد و رفت کا کرایہ شامل کر لیا جائے تو پندرہ ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ اس مشن کو چلانے اور خدا کا گھر آباد رکھنے کے لئے میں چاہتا ہوں کہ اخراجات کی کوئی اطمینان بخش صورت ہو۔ ہونا تو یہی ہے کہ آپ کی جیبوں سے باہر آنا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایسی صورت ہو جس میں دقت نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت آنے والا ہے کہ جیسے ووکنگ مشن کو مستقل امداد مل گئی ہے۔ اس مشن کو بھی ایسی امداد مل جائیگی ہمارے خواجہ صاحب کے دوست ہیں شیخ صاحب منگرول۔ انہوں نے پچاس روپیہ ماہوار اپنے ذمہ لئے ہیں۔ اور کوئی تجویز آپ سوچیں اور غور کریں۔ میں پہلے آپ کی رائیں سننا چاہتا ہوں۔ اس پر احباب نے

اپنی اپنی رائیں

دینی شروع کیں۔ سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی نے فرمایا کہ جو حکم آپ دیں گے ہم اسکی تعمیل کے لئے حاضر ہیں جتنی کہ ہر اپنی زمین بھی فروخت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ڈاکٹر حسن علی صاحب نے تجویز کی کہ پانچ سو دوست سو سو روپیہ دیں اور اس سے ایک ریزرو فنڈ قائم کیا جائے۔

شیخ مولا بخش صاحب اوورسیئر سیالکوٹ نے فرمایا کہ تین پیسے فی روپیہ چندہ کی بجائے ۴ پیسے فی روپیہ چندہ لیا جائے۔

ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ نے تجویز کی کہ انجمن خود مختلف جماعتوں کی حیثیت کے مطابق ان پر سالانہ رقم جرمن مشن کے لئے لگادے۔ ملک شیر محمد صاحب پرسنل اسسٹنٹ منیجر مالی جموں نے شیخ مولا بخش صاحب کی تائید کی کہ تین پیسے کی بجائے ۴ پیسے چندہ مقرر کیا جائے

مولوی عبدالہادی صاحب

جنہوں نے تجویز کی کہ چار سو آدمی پچاس پچاس روپیہ سالانہ دیں۔ مولوی صاحب موصوف اس بڑھاپے کی عمر میں۔ نوجوانوں سے بھی بڑھ کر جوش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور ہر تحریک میں ان کا قدم سب سے آگے ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی وہ اپنے ساتھ ساتھ قدم اٹھانے کے لئے کہتے رہتے ہیں۔ آپ نے اس موقعہ پر ایک عجیب بات کہی جو آپ کے دل کی تڑپ اور جوش کا پتہ دیتی ہے کہ ہمارے دوست سکول کا تمام خرچ برداشت کرلیں اور تعلیم مفت کردی جائے۔ بہرحال مولوی صاحب کی پچاس روپیہ سالانہ والی تجویز کامیاب ہوئی۔ اور بہت سے دوستوں نے پچاس روپیہ سالانہ کی رقوم لکھوائیں۔ اس جگہ ہمیں

لائلپوری شیخ صاحبان

یعنی شیخ مولا بخش صاحب و شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کا خاص طور پر ذکر کرنا ہے۔ ان کو بھی اللہ تعالےٰ نے جہاں دنیوی کاروبار میں ترقی عطا فرمائی ہے۔ اور مال سے حصہ وافر دیا ہے۔ وہیں اس قسم کی دینی تحریکات میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لینے کا جوش ان میں بہت ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے انہوں نے ہر قومی تحریک میں ہمیشہ بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ اور اس موقعہ پر بھی بارہ سو روپیہ سالانہ کی رقم اپنے ذمہ لی۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے . . . . . .

. . . .

. . . . اور خدمات دینیہ کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔

دوسرا معاملہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ پیش فرمایا کہ

مسلم ہائی سکول

کے لئے گورنمنٹ نے چالیس ہزار روپیہ اس شرط پر دینا منظور کیا ہے کہ مارچ کے مہینہ تک ہم خود اسپر چالیس ہزار روپیہ خرچ کردیں۔ اس خرچ کا مارچ میں سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر ہمیں چالیس ہزار کی رقم گورنمنٹ سے مل جائیگی آپ نے فرمایا کہ ارادہ تھا کہ جلسہ کے دنوں میں سنگ بنیاد رکھ دیا جائے لیکن بعض حالات ایسے پیش آگئے کہ اسکو ملتوی کرنا پڑا۔ اسکے ساتھ ہی یہ بتایا کہ عمارت کا کام شروع کرنے سے پیشتر زمین کا روپیہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جبتک یہ نہ ہو بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ عمارت مدرسہ کے لئے جو پانچ دن کی آمد طلب کی گئی تھی۔ اس حساب میں ۲۴ تاریخ یعنے جلسہ سے پہلے ستائیس سو روپیہ وصول ہوا تھا جس میں سے پانچسو روپیہ چونہ کے لئے دیا گیا۔ اب

زمین کے روپیہ کا سوال

ہے لیکن اسبارہ میں سوائے اس پہلی تجویز کے کوئی مزید تکلیف دینے کا ارادہ نہیں سوقت صرف ایک ہی ہے کہ زمین پر قبضہ کرکے اسپر بنیاد رکھنی ہے۔ اسکے لئے بیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اور تجویز کی گئی ہے کہ بنک سے ایک سال کے لئے قرض لے لیا جائے میری طبیعت اس کو برداشت نہیں کرتی کہ انجمن کو ضرورت ہو اور سود پر قرض لے۔ اسلئے اگر مختلف دوست

ایک سال کیلئے انجمن کو قرض

دے سکیں تو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ اگر میں زندہ رہوں اور اس جگہ رہوں تو ایک سال تک اس کے ادا کرنے کا ذمہ لیتا ہوں انجمن کی ساکھ بھی بُری نہیں اسوقت لاکھ ڈیڑھ لاکھ اس کی جائداد ہے۔ اگر ایک جماعت سفر یورپ کے لئے ساٹھ ہزار روپیہ قرض دے سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں۔ دوسری جماعت بیس ہزار روپیہ ایک سال کے لئے نہ دے۔ اسلئے آئندہ ۳۱ دسمبر ۲۵ء تک قرضہ دیا جائے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے کامیاب ثابت ہوئی۔ یہ خدا کا فضل سمجھنا چاہیئے کہ اس سلسلہ کو اللہ تعالےٰ نے ایسے دل مرحمت فرمائے ہیں جو ہر طرح سے اپنے اوپر دکھ اٹھا کر دینی کاموں میں اپنی ہمت سے بڑھ کر جرأت دکھاتے ہیں۔ کئی دوستوں نے ہزار ہزار روپیہ کی رقوم لکھوائیں۔ اور فوراً گھر جاتے ہی بھجوا دینے کا وعدہ کیا۔ بعض نے پانچ پانچ سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ ہمارے لائلپوری شیخ صاحبان نے چار ہزار روپیہ لکھوایا جس میں سے دو ہزار روپیہ آجکل ہی مل جائے گا۔ اور دو ہزار آئندہ موسم گرما میں . . . .

غرض اس طرح سے بہت سے احباب نے حسب توفیق بڑی بڑی رقوم اپنے ذمہ لیں اور اپنے اخلاص اور جوش دلی کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالےٰ ان اصحاب کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور ان قربانیوں پر بہترین ثمرات مترتب فرمائے۔ جب ہم اپنے احباب کی قلت تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے اس

ایثار اور جوش قومی

کو دیکھتے اور ان عظیم الشان کاموں پر نظر کرتے ہیں جن کا اوپر تذکرہ ہوا تو ان کی ہمت ان کا جوش اور قومی و دینی جذبہ پر صد آفرین کہنی پڑتی ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو کہ ہمیں قلت تعداد کی وجہ سے حقارت کی نظروں سے دیکھتے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کی پیشگوئیاں کرتے تھے وہ آئیں اور اس قلیل جماعت کے اس جوش صادق کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھیں اور اپنی کثرت تعداد کو دوسرے میں۔ ان چند لوگوں کی جذبات دینیہ کو ایک طرف رکھا جائے اور میاں صاحب کے سفر یورپ اور نام نہاد مشنوں کو دوسری طرف اور پھر وہ دیکھیں کہ کونسا پلڑا بھاری ہے۔ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ؕ

بقیہ صفحہ اول

ان میں سے ہر ایک پندرہ سولہ میل لمبا اور اسی قدر چوڑا ہے برلن میں علاوہ بجلی کی ٹریم کے اور علاوہ زمین دوز ریل گاڑی کے شہر میں زمین کے اوپر ریل گاڑی چلتی ہے۔ اس سے آپ شہر کی وسعت کا اندازہ لگائیں۔ ان شہروں میں موٹروں اور ٹریموں اور بسوں کا اس قدر شور ہوتا ہے۔ کہ آخرکار لوگ اس دارالخلافہ کی زندگی سے جہاں نہ صرف دن کو ہی شور ہوتا ہے، بلکہ رات کو بھی یہ شور و غل جاری رہتا ہے . . . . . تنگ آجاتے ہیں۔ یہ ایک بے امن اور بے آرام زندگی ہے جس سے صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے، اس زندگی سے لوگ تنگ آکر کوئی آرام کا گوشہ تلاش کرتے ہیں۔ مسجد جو امن کا گھر ہے وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا،

اتنے بڑے شہر میں اگر امن اور سکون کی جگہ نہ ہو۔ تو لوگوں کے لئے وہاں آسودگی ہرگز نہیں ہوسکتی، اللہ تعالےٰ نے اس مسجد کو ایسا حصہ دیا ہے، جہاں باوجود شہر میں ہونے کے پر اسکون ہے، اور قطعاً کسی قسم کا شور اس کے گرد و پیش نہیں ہے، اپرال روڈ سے پیدل پندرہ منٹ کا راستہ ہے، اور ٹریم وغیرہ پہاں پانچ منٹ کا۔ زمین دوز سٹیشن بھی اس سے دو تین منٹ کے فاصلہ پر ہے، اور ٹریم کا سٹیشن بھی تین منٹ کے فاصلہ پر ہے جس علاقہ میں مسجد تعمیر ہوئی ہے۔

مسجد برلن کی امتیازی خصوصیات

اس علاقہ میں وہ لوگ آباد ہوئے ہیں جنہیں کچھ آرام مطلوب ہے، چھ سات کوٹھیاں تو برلن کے پروفیسروں کو گورنمنٹ نے اپنے خرچ پر بنوادی ہیں۔ ان کوٹھیوں میں کوئی بیس پچیس کنبے رہتے ہیں۔ اس علاقہ میں امیروں اور متوسط الحال لوگوں کے چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے دونوں قسم کے villa ہیں۔ جو دو منزلہ ہیں۔ ان میں مسجد جو ۷۵ فٹ بلند ہے، بہت متمیز نظر آتی ہے، اس کا گنبد دور دور سے اور مینار دور دور تک نظر آئیں گے، انشاء اللہ تعالےٰ ۔

برلن کے اندر صرف یہ ایک ہی ایسا قطعہ ہے۔ جہاں اس قسم کے چھوٹے چھوٹے مکان نظر آتے ہیں۔ ورنہ تمام کے تمام مکان ۵۰ فٹ کی بلندی پر اور پانچ پانچ منزل کے تابوت کی طرح کھڑے ہیں کسی اور علاقہ میں مسجد بنتی، تو متمیز بھی نہ ہوتی۔ اور وہاں آرام و سکون بھی نہ ہوتا، یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے مسجد کے لئے ہر طرح سے موزوں قطعہ عنایت کیا، اس مسجد کے گرد باغ کے لئے کافی جگہ ہے، اور علاوہ ازیں میونسپل کمیٹی کی عنایت سے اس کے ساتھ ۴۰ روڈ زمین مفت ملحق ہوگئی ہے، جس کی میں نے حدبندی کرلی ہے، اس زمین کے گرد جنگلہ بنوانا ضروری ہے امید ہے حضرت مولانا صاحب نے اس جنگلہ کے لئے رقم جمع کرنی ہوگی،